

بے زخمو (یا جس پر عمل نہیں ہوا اس) کیلئے قرآن مجید یا اس کی کسی آیت کا ٹیچر و ناچار ام ہے۔  
بے زخمو (جس پر عمل نہیں ہوا) بے زخموئے زبانی یا دیگر کلمات کر سکتا ہے۔ (مرا ۲۱۱، مکتبہ المدینہ ۱۱)



# کُنُزُ الْاٰمِنٰتِ مَعَ تَفْسِیْرِ خَزَائِنِ الْعِرْفَانِ

ترجمہ: اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجددین و ملت پراونہ شمع رسالت شاہ

امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن

مکتبۃ المدینہ  
(دعوتِ اسلامی)  
SC 1288

مکتبۃ المدینہ  
(دعوتِ اسلامی)

تفسیر: صدر الافاضل حضرت علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ الہادی

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

**”کنز الایمان شریف“ کے چودہ حروف کی نسبت سے اس ”کنز الایمان“ کے**

### بارے میں ۱۴ وضاحتی مدنی پھول

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجددین و ملت، عاشقِ ماہِ نبوت، پروانہ شمعِ رسالت حضرت علامہ مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن کے ترجمہ قرآن ”کنز الایمان“ کو جملہ اردو تراجم قرآن میں جو بلند مقام اور خصوصی امتیاز حاصل ہے وہ اظہر من الشمس ہے، نیز اس پر صدر الافاضل، مفسر شہیر حضرت علامہ مولانا مفتی محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی کی مختلف عربی تفاسیر کی جامع نہایت ہی علمی و تحقیقی تفسیر ”خزائن العرفان“ نے ”کنز الایمان“ کی اہمیت و افادیت کو مزید بارہ چاند لگا دیے ہیں، اسلامی بھائی اور اسلامی بہنیں روزانہ ”کنز الایمان“ کی تلاوت کی سعادت حاصل کرتے ہوں گے۔ الحمد للہ عزوجل اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن کے فیضان سے ”دعوتِ اسلامی“ نے سارے جہان میں ”کنز الایمان“ کی دھوم مچا دی ہے۔ الحمد للہ علی احسانہ۔۔۔ اس غیر معمولی اہمیت و افادیت اور عالمگیر مقبولیت کے پیش نظر ”دعوتِ اسلامی“ کے علمی و تحقیقی شعبے ”المدينة العلمية“ نے ”کنز الایمان مع خزائن العرفان“ پر جدید انداز میں کام کرنے کی سعی کی ہے اور کم و بیش چھ ماہ کے قبل عرصے میں اس تاریخی و عظیم الشان کام کی تکمیل ہوئی۔ ان مدنی پھولوں کے تحت اس پر کام کیا گیا:

- 1..... مکتب، ترجمہ اور تفسیر تینوں پر عالمی معیار کے مطابق جدید فارمیٹیشن /فارمیٹنگ کی گئی ہے اور حتی المقدور ہر اعتبار سے انتہائی احتیاط کے ساتھ اس کے حسنِ صوری (یعنی ظاہری حسن و جمال) کا اہتمام کیا گیا ہے۔
- 2..... متن قرآن کا بالاستیعاب تقابل کم و بیش آٹھ بار کروایا گیا ہے۔ تقابل میں نفسِ متن، رُموزِ اوقاف، اطراف کی علامات و عبارات، عزِ بی رسم الخط کا خصوصی التزام اور کم و بیش چار بار تقابل بالکتاب بھی شامل ہے۔
- 3..... متن کے تقابل کے لیے پاک و ہند کے مختلف اداروں کے کئی نسخے پیش نظر رکھے گئے۔
- 4..... رسم الخط کے حوالے سے رہنمائی اور اغلاط کی درستی کے لیے ”الاقان“، ”فادوی رضویہ“ اور دیگر کتبِ علمائے اہلسنت سے استفادہ اور دارالافتاء اہلسنت (دعوتِ اسلامی) کے جید مفتیانِ عظام کثرہم اللہ تعالیٰ سے شرعی رہنمائی بھی لی گئی ہے۔
- 5..... متن کے تقابل کے دوران عرب شریف کے مطبوعہ متعدد نسخوں کو بھی پیش نظر رکھا گیا ہے اور ان نسخوں کے علاوہ ”المکتبۃ الشاملہ“، ”المصحف الرقمی“، ”المصحف المدينة النبویہ“، ”Quran Searcher“، ”خزائن الہدایت“، ”القرآن الکریم بالرسم العثماني“ اور اس جیسے دیگر قرآنی سافٹ ویئر کو بھی پیش نظر رکھا گیا ہے۔
- 6..... متن کے تقابل کیلئے المدينة العلمية کے ماہر حفظ و غیر حفظ مدنی اسلامی بھائیوں کثرہم اللہ تعالیٰ کی خدمات لی گئی ہیں، نیز جید قراء و حفاظ زید مجدھم سے مشاورت کی ترکیب بھی بنائی گئی ہے۔
- 7..... ترجمہ و تفسیر کے تقابل کیلئے رضا اکیڈمی بمبئی (ہند) کے مطبوعہ تصحیح شدہ نسخے کو معیار بنایا گیا ہے، اور پاک و ہند کے قدیم و جدید کئی نسخوں کو بھی پیش نظر رکھا گیا ہے۔
- 8..... ترجمہ و تفسیر کے تقابل کے دوران پاک و ہند کے مطبوعہ کم و بیش بارہ نسخوں کی تقریباً 500 سے زائد لفظی، کتابت، طباعت، قدیم رسم الخط اور نظر ثانی میں رہ جانے والی اغلاط کی تصحیح بھی کی گئی ہے۔
- 9..... تفسیر کے تقابل کے بعد نظر ثانی، علاماتِ ترقیم، تسہیل اور غیر معروف الفاظ پر اعراب کی ترکیب بھی بنائی گئی ہے، نیز ایسے



الفاظ جن کی ہیئت اعراب کی وجہ سے بدل جاتی ہے ان کے رسم الخط کو تبدیل کر کے ان پر بھی اعراب لگا دیے گئے ہیں۔  
 ﴿10﴾..... اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ ”کنز الایمان مع خزائن العرفان“ کے اس نسخے میں کم و بیش 2000 مشکل و حل طلب مقامات کی تسہیل بھی کی گئی ہے۔

﴿11﴾..... قاری کی سہولت کیلئے ترجمے کے مشکل الفاظ کی تسہیل ترجمہ ہی میں کر دی گئی ہے اور مشکل لفظ کو برقرار رکھتے ہوئے اس کی تسہیل کو ہلالین ”( )“ میں واضح کر دیا گیا ہے تاکہ اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت کے الفاظ مبارکہ بعینہ ترجمہ میں موجود رہیں اور قاری کو بھی ترجمہ سمجھنے میں کوئی دشواری محسوس نہ ہو، نیز ترجمے کی تسہیل کرتے وقت خلیفہ مفتی اعظم ہند، ادیب شہیر حضرت علامہ عبدالحکیم خان اختر شاہ جہانپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ”تسہیل کنز الایمان“ سے بھی مدد لی گئی ہے۔

﴿12﴾..... ترجمہ و تفسیر کی تسہیل کرتے ہوئے عربی و اردو لغات، لغات القرآن، معجم القرآن، مفردات القرآن، عربی تفسیر، معروف سنی تراجم و تفسیر کو پیش نظر رکھتے ہوئے عبارات کے ربط پر بھی خصوصی توجہ دی گئی ہے۔

﴿13﴾..... تسہیل کرتے وقت متوسط طبقے کو سامنے رکھا گیا ہے، چونکہ تفسیر خزائن العرفان ایک مختصر، جامع، علمی و تحقیقی تفسیر ہے اور صدر الافاضل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس تفسیر میں علمی اصطلاحات کا بکثرت استعمال فرمایا ہے جسے عوام الناس کا سمجھنا نہایت ہی دشوار ہے، لہذا حتی المقدور انہی مقامات کی تسہیل کی گئی ہے جن کا تعلق عوام سے ہے، اور ایسی دقیق، خالص علمی اساتذہ جن کا تعلق علماء سے ہے ان کی تسہیل نہیں کی گئی۔

﴿14﴾..... حتی المقدور قاری کی آسانی کیلئے فارمیشن / فارمیٹنگ اس انداز پر کی گئی ہے کہ ترجمے میں جو تفسیری حاشیہ نمبر ہے اُس کی تفسیر اُسی صفحہ سے شروع ہو، دیگر نسخوں کی طرح آخری صفحات پر تفسیر کی ترکیب نہیں بنائی گئی، اسی وجہ سے ہر صفحہ پر متن قرآن کی لائنوں کو مخصوص نہیں کیا گیا بلکہ تفسیر و ترجمہ کی مناسبت سے جتنے متن کی حاجت تھی اتنا ہی لایا گیا ہے۔ اسی طرح ہر پارہ نئے صفحے سے شروع کیا گیا ہے۔

**مدنی التجا:** اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ ہماری اس کاوش میں جو حسن و خوبی نظر آئے وہ قرآن پاک کا خاص اعجاز اور اعلیٰ حضرت و صدر الافاضل رحمہما اللہ تعالیٰ اور امیر اہلسنت، بانی دعوت اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ کا خصوصی فیضان ہے اور جہاں کوئی خامی ہو اس میں ہماری غیر ارادی کوتاہی کو دخل ہے۔ قارئین و اہل علم حضرات سے مدنی التجا ہے کہ جہاں کہیں کتابت، طباعت یا کوئی اور غلطی دیکھیں تو بذریعہ ای میل یا مکتوب ہماری رہنمائی فرمائیں ان شاء اللہ عزوجل آئندہ ایڈیشن میں اس کی تصحیح کر دی جائے گی۔

”کنز الایمان اور دعوت اسلامی“، ”تلاوت کے خوشبودار مدنی پھول“ اور ”مطالب القرآن“ آخر میں ملاحظہ فرمائیں۔ یارِ پُ مصلط! دعوت اسلامی کے علمی و تحقیقی شعبے ”المدينة العلمية“ کی اس عظیم کاوش کو قبول فرما، اور اس کا خیر میں حصہ لینے والے تمام اسلامی بھائیوں کو دو جہاں کی بھلائیاں عطا فرما اور ”دعوت اسلامی“ کی تمام مجالس بشمول مجلس ”المدينة العلمية“ کو دن و چھبیسویں رات چھبیسویں ترقی عطا فرما۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

مجلس المدينة العلمية (دعوت اسلامی)

شعبۂ کتب اعلیٰ حضرت

Email: [ilmia@dawateislami.net](mailto:ilmia@dawateislami.net)

تاریخ: ۲۹ رجب المرجب ۱۴۳۲ھ

## ایاتھا > ﴿ ۱ سُوْرَةُ الْفَاتِحَةِ مَكِّيَّةٌ ۵ ﴾ ﴿ ۱ ﴾ رُكُوْعُهَا ۱

سورہ فاتحہ مکہ ہے، اس میں سات آیتیں اور ایک رکوع ہے

### بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحمت والا

## الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ مُلْكِ یَوْمِ

سب خوبیاں اللہ کو جو مالک سارے جہان والوں کا بہت مہربان رحمت والا جزا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہُ وَنُصَلِّیْ عَلٰی حَبِیْبِہِ الْکَرِیْمِ

سورہ فاتحہ کے اسماء: اس سورہ کے متعدد نام ہیں: فَاتِحَةُ الْکِتَابِ، اُمُّ الْقُرْآنِ، سُورَةُ الْکُنُزِ، کَافِیَہِ، وَافِیَہِ، شَافِیَہِ، شِفَاءِ، سَبْعَ مَثَانِی، نُورٌ، رُفِیَہِ، سُورَةُ الْحَمْدِ، سُورَةُ الدَّعَا، تَعْلِیْمُ الْمَسْتَلَمِ، سُورَةُ الْمُنَاجَاةِ، سُورَةُ التَّفْوِیْضِ، سُورَةُ السُّوَالِ، اُمُّ الْکِتَابِ، فَاتِحَةُ الْقُرْآنِ، سُورَةُ الصَّلٰوَةِ۔ اس سورہ میں سات آیتیں، ستائیس کلمے، ایک سو چالیس حرف ہیں، کوئی آیت ناخ یا منسوخ نہیں۔ شان نزول: یہ سورہ مکہ مکرمہ یا مدینہ منورہ، یادوں میں نازل ہوئی۔

عمر بن شریحیل سے منقول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا: ”میں ایک ندا سنا کرتا ہوں جس میں ”اِقْرَأْ“ کہا جاتا ہے۔“ وقرقہ بن نوفل کو خبر دی گئی، عرض کیا: جب یہ ندا آئے آپ باطمینان سنیں۔ اس کے بعد حضرت جریر نے حاضر خدمت ہو کر عرض کیا: فرمائیے ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ“۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ زول میں یہ پہلی سورت ہے مگر دوسری روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے ”سورہ اِقْرَأْ“ نازل ہوئی۔ اس سورت میں تَعْلِیْمًا بندوں کی زبان میں کلام فرمایا گیا ہے۔ احکام: مسئلہ: نماز میں اس سورت کا پڑھنا واجب ہے امام و مؤخر د کے لئے تو ہیئت اپنی زبان سے اور مقتدی کے لئے بقرات حکمیہ یعنی امام کی زبان سے۔ صحیح حدیث میں ہے: ”قِرَاءَةُ الْاِمَامِ لَهُ قِرَاءَةٌ“ امام کا پڑھنا ہی مقتدی کا پڑھنا ہے۔ قرآن پاک میں مقتدی کو خاموش رہنے اور امام کی قراءت سننے کا حکم دیا ہے: ”اِذَا قَرَأَ الْقُرْآنَ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَانصِتُوا (جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور خاموش ہو جاؤ)۔“ مسلم شریف کی حدیث ہے: ”اِذَا قَرَأَ فَاَنْصِتُوا“ جب امام قرأت کرے تم خاموش رہو۔ اور بہت احادیث میں یہی مضمون ہے۔

مسئلہ: نماز جنازہ میں دعا یاد نہ ہو تو سورہ فاتحہ بہ نیت دعا پڑھنا جائز ہے، بہ نیت قراءت جائز نہیں۔ (عالمگیری) سورہ فاتحہ کے فضائل: احادیث میں اس سورہ کی بہت سی فضیلتیں وارد ہیں حضور نے فرمایا: توریث وراثت و زبور میں اس کی مثل سورت نہ نازل ہوئی۔ (ترمذی) ایک فرشتہ نے آسمان سے نازل ہو کر حضور پر سلام عرض کیا اور دو ایسے نوروں کی بشارت دی جو حضور سے پہلے کسی نبی کو عطا نہ ہوئے: ایک سورہ فاتحہ، دوسرے سورہ بقرہ کی آخری آیتیں۔ (مسلم شریف) ”سورہ فاتحہ“ ہر مرض کے لئے شفاء

ہے۔ (داری) ”سورہ فاتحہ“ سومرتیہ پڑھ کر جو دعائے اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے۔ (داری) استعاذہ: مسئلہ: تلاوت سے پہلے ”اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّحِیْمِ“ پڑھنا سنت ہے۔ (خانن) لیکن شاگرد استاد سے پڑھتا ہو تو اس کے لئے سنت نہیں۔ (شامی) مسئلہ: نماز میں امام و مؤخر د کے لئے ”سجنان“ (ثنا) سے فارغ ہو کر آہستہ ”اَعُوْذُ... الخ“ پڑھنا سنت ہے۔ (شامی) تسمیہ: مسئلہ: ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ“ قرآن پاک کی آیت ہے مگر سورہ فاتحہ یا اور کسی سورہ کا جز نہیں اسی

لئے نماز میں جہر (بلند آواز) کے ساتھ نہ پڑھی جائے، بخاری و مسلم میں مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت صدیق و فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما نماز ”اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ“ سے شروع فرماتے تھے۔ مسئلہ: تراویح میں جو ختم کیا جاتا ہے اس میں کہیں ایک مرتبہ ”بِسْمِ اللّٰهِ“ جہر کے ساتھ ضرور پڑھی جائے تاکہ ایک آیت باقی نہ رہ جائے۔ مسئلہ: قرآن پاک کی ہر سورت ”بِسْمِ اللّٰهِ“ سے شروع کی جائے سوائے سورہ برأت کے۔ مسئلہ: سورہ بقرہ میں آیت جہدہ

کے بعد جو ”بِسْمِ اللّٰهِ“ آئی ہے وہ مستقل آیت نہیں بلکہ جزو آیت ہے بلا خلاف اس آیت کے ساتھ ضرور پڑھی جائے گی! نماز جہری میں جہر، برّی میں سر۔ مسئلہ: ہر مباح کام ”بِسْمِ اللّٰهِ“ سے شروع کرنا مستحب ہے، ناجائز کام پر ”بِسْمِ اللّٰهِ“ پڑھنا منوع ہے۔ سورہ فاتحہ کے مضامین: اس سورت میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء، ربوبیت، رحمت، مالکیت، استحقاق عبادت، توفیق خیر، بندوں کی ہدایت، تَوَجُّہُ اِلٰی اللّٰهِ، اِخْتِصَاصِ عِبَادَتِ، اِسْتِعَانَتِ، طَلَبِ رِشْدِ، اِدَابِ دَعَا، صَالِحِیْنَ کے حال سے موافقت، مگر انہوں سے اجتناب و نفرت، دنیا کی زندگانی کا خاتمہ، جزاء اور روز جزاء کا مَصْرُوحٌ و مُفْضَلٌ بیان ہے اور جملہ مسائل کا اجمالاً۔ حمد:۔ مسئلہ: ہر کام کی



الدِّينِ ۝ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ۝ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ

کا مالک ہم تجھی کو پوجیں اور تجھی سے مدد چاہیں ہم کو سیدھا

الْمُسْتَقِيمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۝ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ

راستہ چلا راستہ اُن کا جن پر تُو نے احسان کیا نہ اُن کا جن پر غضب

عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ۝

ہوا اور نہ بیکے ہوؤں کا

ابتداء میں تَسْبِيح کی طرح حمد الہی بجالانا چاہئے۔ مسئلہ: کبھی حمد واجب ہوتی ہے جیسے خطبہ جمعہ میں، کبھی مُسْتَحَب جیسے خطبہ نکاح و دعا و ہر امر ذیشان میں اور ہر کھانے پینے کے بعد، کبھی سنت مؤکدہ جیسے چھینک آنے کے بعد۔ (لٹھادی) ”رَبِّ الْعَالَمِينَ“ میں تمام کائنات کے حادث، ممکن، محتاج ہونے اور اللہ تعالیٰ کے واجب، قدیم، آزی، ابدی، مہی، قیوم، قادر، علیم ہونے کی طرف اشارہ ہے جن کو ”رَبِّ الْعَالَمِينَ“ مُسْتَكْرَم ہے، دو لفظوں میں علم الہیات کے اہم مباحث طے ہو گئے۔ ”مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ“ ملک کے ظہور تام کا بیان اور یہ دلیل ہے کہ اللہ کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں کیونکہ سب اس کے مملوک ہیں اور مملوک مستحق عبادت نہیں ہو سکتا۔ اسی سے معلوم ہوا کہ دنیا دار اُتَمَل ہے اور اس کے لئے ایک آخر ہے، جہاں کے سلسلہ کو آزی و قدیم کہنا باطل ہے۔ اختتام دنیا کے بعد ایک جزاء کا دن ہے، اس سے تَنَاحِ باطل ہو گیا۔ ”اِيَّاكَ نَعْبُدُ“ ذکر ذات و صفات کے بعد یہ فرمانا اشارہ کرتا ہے کہ اعتقادِ عمل پر مُقَدَّم ہے اور عبادت کی مقبولیت عقیدے کی صحت پر موقوف ہے۔ مسئلہ: ”نَعْبُدُ“ کے صیغہ جمع سے ادا جماعت بھی مستفاد ہوتی ہے اور یہ بھی کہ عوام کی عبادتیں محبوبوں اور مقبولوں کی عبادتوں کے ساتھ درجہ قبول پاتی ہیں۔ مسئلہ: اس میں رُشْرک بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا عبادت کسی کے لئے نہیں ہو سکتی۔ ”وَاِيَّاكَ نَسْتَعِينُ“ میں یہ تعلیم فرمائی کہ استیغاث خواہ بلا واسطہ ہو یا بے واسطہ ہر طرح اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے حقیقی مُسْتَعَانَ (مددگار) وہی ہے، باقی آلات و مَخْدُوم و اَحْبَاب و غیرہ سب عون الہی کے مظہر ہیں، بندے کو چاہئے کہ اس پر نظر رکھے اور ہر چیز میں دست قدرت کو کارکن دیکھے۔ اس سے یہ سمجھنا کہ اولیاء و انبیاء سے مدد چاہنا شرک ہے عقیدہ باطلہ ہے کیونکہ مُقَرَّبان حق کی امداد، امداد الہی ہے استیغاث یا تَعْلِيم نہیں۔ اگر اس آیت کے وہ معنی ہوتے جو وہاں نے سمجھے تو قرآن پاک میں ”اَعِيْنُونِي بِقُوَّةٍ“ (میری مدد طاقت سے کرو) اور ”اَسْتَعِيْنُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ“ (صبر اور نماز سے مدد چاہو) کیوں وارد ہوتا، اور احادیث میں اہل اللہ سے استیغاث کی تعلیم کیوں دی جاتی۔ ”اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ“ مَعْرِفَتِ ذَاتِ و صفات کے بعد عبادت، اس کے بعد دعا تعلیم فرمائی، اس سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ بندے کو عبادت کے بعد مشغول دعا ہونا چاہئے، حدیث شریف میں بھی نماز کے بعد دعا کی تعلیم فرمائی گئی ہے۔ (الطبرانی فی الکبیر و البیہقی فی السنن) ”صِرَاطِ مُسْتَقِيمٍ“ سے مراد اسلام یا قرآن، یا خَلْقِ نَبِيٍّ كَرِيْمٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاحْضُرٍ يَاحْضُرٍ کے آل و اصحاب ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ صراطِ مُسْتَقِيمِ طریقِ اہل سنت ہے جو اہل بیت و اصحاب اور سنت و قرآن و سوا اَعْظَم سب کو مانتے ہیں۔ ”صِرَاطِ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ“ جملہ اولیٰ کی تفسیر ہے کہ صراطِ مُسْتَقِيمِ سے طریقِ مُسْلِمِينَ مراد ہے۔ اس سے بہت سے مسائل حل ہوتے ہیں کہ جن امور پر بزرگان دین کا عمل رہا ہو وہ صراطِ مُسْتَقِيمِ میں داخل ہے۔ ”غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ“ اس میں ہدایت ہے کہ مسئلہ: طالب حق کو دشمنانِ خدا سے اجتناب اور ان کے راہ و رسم و وضع و اطوار سے پرہیز لازم ہے۔ ترمذی کی روایت ہے کہ مَغْضُوبٌ عَلَيْهِمْ سے یہود، اور ضَالِّينَ سے نصاریٰ مراد ہیں۔ مسئلہ: ”ضاد“ اور ”ظاء“ میں مابنت ذاتی ہے بعض صفات کا اِشْتِرَاک انہیں متحد نہیں کر سکتا لہذا اَغْيَرِ الْمَغْضُوبِ ”بظا“ پڑھنا اگر بقصد ہو تو تخریف قرآن و کفر ہے، ورنہ ناجائز۔ مسئلہ: جو شخص ”ضاد“ کی جگہ ”ظا“ پڑھے اس کی امامت جائز نہیں۔ (محیط ربانی) ”اٰمِيْنُ“ اس کے معنی ہیں: ایسا ہی کر، یا قبول فرما۔ مسئلہ: یہ کلمہ قرآن نہیں۔ مسئلہ: سورہ فاتحہ کے ختم پر ”آمین کہنا“ سنت ہے نماز کے اندر بھی اور نماز کے باہر بھی۔ مسئلہ: حضرت امام اعظم کا مذہب یہ ہے کہ نماز میں ”آمین“ اِخْفَاء کے ساتھ یعنی آہستہ کہی جائے۔ تمام احادیث پر نظر اور تحقیق سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ جہر کی روایتوں میں صرف و اَمَل کی روایت صحیح ہے اس میں ”مَدَّ بَهَا“ کا لفظ ہے جس کی دلالت جہر پر قطعی نہیں جیسا جہر کا احتمال ہے ویسا ہی بلکہ اس سے قوی مدغمہ کا احتمال ہے اس لئے یہ روایت جہر کیلئے حجت نہیں ہو سکتی۔ دوسری روایتیں جن میں جہر و رفع کے الفاظ ہیں ان کی اسناد میں کلام ہے، علاوہ بریں وہ روایت یا لَمْعَط ہیں اور فہم راوی حدیث نہیں لہذا ”آمین“ کا آہستہ ہی پڑھنا صحیح تر ہے۔

## ایاتھا ۲۸۲ ﴿﴾ سُورَةُ الْبَقَرَةِ مَدَنِيَّةٌ ۸۷ ﴿﴾ رُكُوعَاتُهَا ۲۰ ﴿﴾

سورہ بقرہ مدنیہ ہے، اس میں دو سو چھیاسی آیتیں اور چالیس رکوع ہیں۔

### بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحمت والا

## الْمَّ ۱ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۙ فِيْهِ ۙ هُدًى لِّلْمُتَّقِیْنَ ۙ الَّذِیْنَ

وہ بلند مرتبہ کتاب (قرآن) کوئی شک کی جگہ نہیں۔ اس میں ہدایت ہے ڈر والوں کو۔ وہ جو سورہ بقرہ: یہ سورت مدنی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: مدینہ طیبہ میں سب سے پہلے یہی سورت نازل ہوئی سوائے آیت ”وَ اتَّقُوا یَوْمًا تُرْجَعُونَ“ کے کہ حج واداع میں بمقام مکہ مکرمہ نازل ہوئی۔ (غازن) اس سورت میں دو سو چھیاسی آیتیں، چالیس رکوع، چھ ہزار ایک سو اکیس کلمے، پچیس ہزار پانچ سو حرف ہیں۔ (غازن) پہلے قرآن پاک میں سورتوں کے نام نہ لکھے جاتے تھے یہ طریقہ صحیح نکلے۔ ابن عربی کا قول ہے کہ سورہ بقرہ میں ہزار امر، ہزار نسی، ہزار حکم، ہزار خبریں ہیں، اس کے اخذ میں برکت، ترک میں حسرت ہے، اہل باطل جادو گراس کی استطاعت نہیں رکھتے، جس گھر میں یہ سورت پڑھی جائے تین دن تک سرکش شیطان اس میں داخل نہیں ہوتا۔ مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ شیطان اس گھر سے بھاگتا ہے جس میں یہ سورت پڑھی جائے۔ (جمل) بہت ہی وسعید بن منصور نے حضرت مغیرہ سے روایت کی کہ جو شخص سوتے وقت سورہ بقرہ کی دس آیتیں پڑھے گا قرآن شریف کو نہ بھولے گا، وہ آیتیں یہ ہیں: چار آیتیں اول کی اور آیت الکرسی اور دو اس کے بعد کی، اور تین آخر سورت کی۔ مسئلہ: طبرانی و بہتقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: میت کو دفن کر کے قبر کے سر ہانے سورہ بقرہ کے اول کی آیتیں اور پاؤں کی طرف آخر کی آیتیں پڑھو۔ شان نزول: اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ایک ایسی کتاب نازل فرمانے کا وعدہ فرمایا تھا جو نہ پانی سے دھو کر مٹائی جاسکے نہ پرانی ہو، جب قرآن پاک نازل ہوا تو فرمایا: ”ذٰلِكَ الْكِتٰبُ“ کہ وہ کتاب موعود (جس کا وعدہ کیا گیا تھا) یہ ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے ایک کتاب نازل فرمانے اور بنی اسرائیل میں سے ایک رسول بھیجے گا وعدہ فرمایا تھا جب حضور نے مدینہ طیبہ کو ہجرت فرمائی جہاں یہود کثرت تھے تو ”الْمَّ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ“ نازل فرما کر اس وعدے کے پورے ہونے کی خبر دی۔ (غازن) ”الْمَّ“ سورتوں کے اول جو حرف مَقْطَعٌ آتے ہیں ان کی نسبت قولی راجح یہی ہے کہ وہ اسرار الہی اور منشا بہات سے ہیں ان کی مراد اللہ اور رسول جائیں ہم اس کے حق ہونے پر ایمان لاتے ہیں۔ ”الْمَّ“ اسلئے کہ شک اس میں ہوتا ہے جس پر دلیل نہ ہو، قرآن پاک ایسی واضح اور قوی دلیل رکھتا ہے جو عقائد، مصحف کو اس کے کتاب الہی اور حق ہونے کے یقین پر مجبور کرتی ہیں تو یہ کتاب کسی طرح قابل شک نہیں جس طرح اندھے کے انکار سے آفتاب کا وجود مشتبہ نہیں ہوتا ایسے ہی معاند سیاہ دل کے شک و انکار سے یہ کتاب مشکوک نہیں ہو سکتی۔ ”الْمَّ“ ”هُدًى لِّلْمُتَّقِیْنَ“ (اس میں ہدایت ہے ڈر والوں) اگرچہ قرآن کریم کی ہدایت ہر ناظر کے لئے عام ہے مومن ہو یا کافر جیسا کہ دوسری آیت میں فرمایا: ”هُدًى لِّلنَّاسِ“ (لوگوں کے لئے ہدایت) لیکن چونکہ اِنْفِصَاعِ اس سے اہل تقویٰ کو ہوتا ہے اسلئے ”هُدًى لِّلْمُتَّقِیْنَ“ ارشاد ہوا، جیسے کہتے ہیں بارش سبزہ کے لئے ہے یعنی مُتَّقِیْنَ اس سے سبزہ ہوتا ہے اگرچہ برستی کلرور زمین بے گیاہ (بیکار و بخر) پر بھی ہے۔ تقویٰ کے کئی معنی آتے ہیں: نفس کو خوف کی چیز سے بچانا، اور عرف شرع میں ممنوعات چھوڑ کر نفس کو گناہ سے بچانا، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: ”مُتَّقِیْنَ“ وہ ہے جو شرک و کبار و فواحش سے بچے۔ بعضوں نے کہا: ”مُتَّقِیْنَ“ وہ ہے جو اپنے آپ کو دوسروں سے بہتر نہ سمجھے۔ بعض کا قول ہے: تقویٰ حرام چیزوں کا ترک اور فرائض کا ادا کرنا ہے۔ بعض کے نزدیک ”مُتَّقِیْنَ“ پر اصرار اور طاعت پر غرور کا ترک تقویٰ ہے۔ بعض نے کہا: تقویٰ یہ ہے کہ تیرا مولیٰ تجھے وہاں نہ پائے جہاں اس نے منع فرمایا۔ ایک قول یہ ہے کہ تقویٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی بیروی کا نام ہے۔ (غازن) یہ تمام معنی باہم مناسبت رکھتے ہیں اور مال (یعنی اصل) کے اعتبار سے ان میں کچھ مخالفت نہیں۔ تقویٰ کے مراتب بہت ہیں: عوام کا تقویٰ ایمان لا کر کفر سے بچنا، مَوْتَمِّطِیْنَ کا اُؤامرو و اِہی کی اطاعت، خواص کا ہر ایسی چیز کو چھوڑنا جو اللہ تعالیٰ سے منافی ہے۔ حضرت مُؤَرَّجَمِ قَدَسِ سَدَّہُ نے فرمایا: تقویٰ سات قسم ہے: (۱) کفر سے بچنا، یہ بفضلہ تعالیٰ ہر مسلمان کو حاصل ہے (۲) بد مذہبی سے بچنا، یہ ہر سنی کو نصیب ہے (۳) ہر کبیرہ سے بچنا (۴) صغائر سے بھی بچنا (۵) شہوات سے اجتراز (۶) شہوات سے بچنا، یہ انھیں انھو اس کا منصب ہے۔ اور قرآن عظیم ساتوں مرتبوں کا ہادی ہے۔



يَوْمُنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ﴿۳﴾

بے دیکھے ایمان لائیں وہ اور نماز قائم رکھیں وہ اور ہماری دی ہوئی روزی میں سے ہماری راہ میں اٹھائیں وہ

وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِنْ قَبْلِكَ

اور وہ کہ ایمان لائیں اس پر جو اے محبوب تمہاری طرف اترا اور جو تم سے پہلے اترا وہ

وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ“ یہاں سے ”مُفْلِحُونَ“ تک آیتیں مومنین باخلاص کے حق میں ہیں جو ظاہراً و باطناً ایماندار ہیں، اس کے بعد دو آیتیں کھلے کافروں کے حق میں ہیں جو ظاہراً و باطناً کافر ہیں۔ اس کے بعد ”وَمِنَ النَّاسِ“ سے تیرہ آیتیں منافقین کے حق میں ہیں جو باطن میں کافر ہیں اور اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتے ہیں۔ (جمل) ”غیب“ مصدر، یا اسم فاعل کے معنی میں ہے اس تقدیر پر ”غیب“ وہ ہے جو اس وقت تک سے بڑی ہی طور پر معلوم نہ ہو سکے، اس کی دو قسمیں ہیں: ایک وہ جس پر کوئی دلیل نہ ہو، یہ علم غیب ذاتی ہے، اور یہی مراد ہے آیت ”عِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ“ (اور اسی کے پاس ہیں کنجیاں غیب کی انہیں وہی جانتا ہے) میں اور ان تمام آیات میں جن میں علم غیب کی غیر خدا سے نفی کی گئی ہے، اس قسم کا علم غیب یعنی ذاتی جس پر کوئی دلیل نہ ہو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔ ”غیب“ کی دوسری قسم وہ ہے جس پر دلیل ہو جیسے صانع عالم اور اس کے صفات، نبوت اور ان کے متعلقات، احکام و شرائع و روز آخر اور اس کے احوال، بخت، بشر، حساب، جزا وغیرہ کا علم جس پر دلیلیں قائم ہیں، اور جو تعلیم الہی سے حاصل ہوتا ہے یہاں یہی مراد ہے۔ اس دوسرے قسم کے غیب جو ایمان سے علاوہ رکھتے ہیں ان کا علم و یقین ہر مومن کو حاصل ہے، اگر نہ ہو آدمی مومن نہ ہو سکے، اور اللہ تعالیٰ اپنے مقرر بندوں انبیاء و اولیاء پر جو غیب کے دروازے کھولتا ہے وہ اسی قسم کا غیب ہے۔ یا ”غیب“ معنی تصدیر میں رکھا جائے اور غیب کا صلہ ”مُؤْمِنِينَ“ قرار دیا جائے، یا ”بَاء“ کو مُتَلَكِّسِينَ محذوف کے متعلق کر کے حال قرار دیا جائے۔ پہلی صورت میں آیت کے معنی یہ ہونگے جو بے دیکھے ایمان لائیں جیسا کہ حضرت مخرم قدس سرہ نے ترجمہ کیا ہے۔ دوسری صورت میں معنی یہ ہونگے جو مومنین کے پس غیبت ایمان لائیں یعنی ان کا ایمان منافقوں کی طرح مومنین کے دکھانے کے لئے نہ ہو بلکہ وہ مخلص ہوں، غائب، حاضر ہر حال میں مومن رہیں۔ ”غیب“ کی تفسیر میں ایک قول یہ بھی ہے کہ غیب سے قلب یعنی دل مراد ہے، اس صورت میں معنی یہ ہونگے کہ وہ دل سے ایمان لائیں۔ (جمل) ”ایمان“ جن چیزوں کی نسبت ہدایت و یقین سے معلوم ہے کہ یہ دین محمدی سے ہیں ان سب کو ماننے اور دل سے تصدیق اور زبان سے اقرار کرنے کا نام ایمان صحیح ہے، عمل ایمان میں داخل نہیں اسی لئے ”يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ“ کے بعد ”يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ“ فرمایا۔ اول نماز کے قائم رکھنے سے یہ مراد ہے کہ اس پر مداومت کرتے ہیں اور ٹھیک وقتوں پر پابندی کے ساتھ اس کے ارکان پورے پورے ادا کرتے، اور فرائض، سنن، مستحبات کی حفاظت کرتے ہیں کسی میں خلل نہیں آنے دیتے، مفسدات و مکروہات سے اس کو بچاتے ہیں اور اس کے حقوق اچھی طرح ادا کرتے ہیں۔ نماز کے حقوق دو طرح کے ہیں: ایک ظاہری وہ تو یہی ہیں جو ذکر ہوئے، دوسرے باطنی وہ خشوع اور خضوع یعنی دل کو فارغ کر کے ہمہ تن بارگاہ حق میں متوجہ ہو جانا اور عرض و نیاز و مناجات میں تجویت پانا۔ اول خدا میں خراج کرنے سے یا زکوٰۃ مراد ہے جیسا دوسری جگہ فرمایا: ”يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ“ یا مطلق انفاق خواہ فرض و واجب ہو جیسے زکوٰۃ، نذر، اپنا اور اپنے اہل کا نفقہ وغیرہ، خواہ مستحب جیسے صدقات نافلہ، اموات کا ایصال ثواب۔ مسئلہ: گیارہویں، فاتحہ، تیجہ، چالیسواں وغیرہ بھی اس میں داخل ہیں کہ وہ سب صدقات نافلہ ہیں اور قرآن پاک و کلمہ شریف کا پڑھنا نیکی کے ساتھ اور نیکی ملا کر اجر و ثواب بڑھاتا ہے۔ مسئلہ: ”مِمَّا“ میں ”مِنْ“ تبعیضیہ اس طرف اشارہ کرتا ہے کہ انفاق میں اسراف ممنوع ہے یعنی انفاق خواہ اپنے نفس پر ہو، یا اپنے اہل پر، یا کسی اور پر اسرعیال کے ساتھ ہو اسراف نہ ہونے پائے۔ ”رَزَقْنَا هُمْ“ کی تقدیم اور رزق کو اپنی طرف نسبت فرما کر ظاہر فرمایا کہ مال تمہارا پیدا کیا ہوا نہیں ہمارا عطا فرمایا ہوا ہے، اس کو اگر ہمارے حکم سے ہماری راہ میں خرچ نہ کرو تو تم نہایت ہی بخیل ہو، اور یہ بخل نہایت قبیح۔ اول اس آیت میں اہل کتاب سے وہ مومنین مراد ہیں جو اپنی کتاب اور تمام کچھلی آسمانی کتابوں اور انبیاء علیہم السلام کی و خوبیوں پر بھی ایمان لائے اور قرآن پاک پر بھی، اور ”مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ“ سے تمام قرآن پاک اور پوری شریعت مراد ہے۔ (جمل) مسئلہ: جس طرح قرآن پاک پر ایمان لانا ہر مکلف پر فرض ہے اسی طرح کتب سابقہ پر ایمان لانا بھی ضروری ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے قبل انبیاء علیہم السلام پر نازل فرمائی، البتہ ان کے جو احکام ہماری شریعت میں منسوخ ہو گئے ان پر عمل درست نہیں مگر ایمان ضروری ہے مثلاً کچھلی شریعتوں میں بیت المقدس قبلہ تھا اس پر ایمان لانا تو ہمارے لئے ضروری ہے مگر عمل یعنی نماز میں بیت المقدس کی طرف منکرنا جائز نہیں منسوخ ہو چکا۔ مسئلہ: قرآن کریم سے پہلے جو کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے انبیاء پر نازل ہوا ان سب پر اجمالاً ایمان لانا فرض عین ہے اور قرآن شریف پر تفصیلاً فرض کفایہ ہے لہذا عوام پر اس کی تفصیلات کے علم کی تحصیل فرض نہیں جبکہ علماء موجود ہوں جنہوں نے اس کی تحصیل علم میں پوری جہد صرف کی ہو۔

وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ ﴿۴﴾ أُولَئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ وَأُولَئِكَ

اور آخرت پر یقین رکھیں وہ وہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور وہی

هُم الْمَفْلُحُونَ ﴿۵﴾ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ ءَأَنذَرْتَهُمْ

مراد کو پہنچنے والے بے شک وہ جن کی قسمت میں کفر ہے وہ انہیں برابر ہے چاہے تم انہیں ڈراؤ

أَمْ لَمْ تَنذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿۶﴾ خَتَمَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَعَلَىٰ سَمْعِهِمْ

یا نہ ڈراؤ وہ ایمان لانے کے نہیں اللہ نے ان کے دلوں پر اور کانوں پر مہر کر دی

وَعَلَىٰ أَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿۷﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَن

اور ان کی آنکھوں پر گھٹا ٹوپ ہے وہ اور ان کے لیے بڑا عذاب اور کچھ لوگ کہتے ہیں وہ

يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ ﴿۸﴾ يُخَدَعُونَ

کہ ہم اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لائے اور وہ ایمان والے نہیں فریب دیا چاہتے ہیں

اللَّهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَمَا يُخَدَعُونَ إِلَّا أَنفُسُهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ ﴿۹﴾

اللہ اور ایمان والوں کو وہ اور حقیقت میں فریب دیتے مگر اپنی جانوں کو اور انہیں شعور نہیں

وہ یعنی دار آخرت اور جو کچھ اس میں ہے جزو حساب وغیرہ سب پر ایسا یقین وطمینان رکھتے ہیں کہ ذرا شک وگھبہ نہیں۔ اس میں اہل کتاب وغیرہ کفار پر

تعریض ہے جن کے اعتقاد آخرت کے متعلق فاسد ہیں۔ وہ اولیاء کے بعد اعداء کا ذکر فرمانا حکمت ہدایت ہے کہ اس مقابلہ سے ہر ایک کو اپنے کردار کی حقیقت

اور اس کے نتائج پر نظر ہو جائے۔ شان نزول: یہ آیت ابو جہل، ابولہب وغیرہ کفار کے حق میں نازل ہوئی جو علم الہی میں ایمان سے محروم ہیں اسی لیے ان کے حق میں

اللہ تعالیٰ کی مخالفت سے ڈرانے ڈرانے برابر ہیں انہیں نفع نہ ہوگا مگر حضور کی سعی بیکار نہیں کیونکہ مصیبت رسالت عامہ کا فرض رہنمائی و اقامت جنت و تبلیغ علی و جہ

الکمال ہے۔ مسئلہ: اگر قوم پند پرین نہ ہو (یعنی نصیحت قبول نہ کرے) تب بھی ہادی کو ہدایت کا ثواب ملے گا۔ اس آیت میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تسکین خاطر

(تسلی اور دلجوئی) ہے کہ کفار کے ایمان نہ لانے سے آپ مغموم نہ ہوں آپ کی سعی تبلیغ کامل ہے اس کا اجر ملے گا، محروم تو یہ بد نصیب ہیں جنہوں نے آپ کی اطاعت

نہ کی۔ ”کفر“ کے معنی اللہ تعالیٰ کے وجود یا اس کی وحدانیت، یا کسی نبی کی نبوت، یا ضروریات دین سے کسی امر کا انکار، یا کوئی ایسا فعل جو عند الشرائع انکار کی دلیل

ہو کفر ہے۔ وہ خلاصہ مطلب یہ ہے کہ کفار ضلالت و گمراہی میں ایسے ڈوبے ہوئے ہیں کہ حق کے دیکھنے، سننے، سمجھنے سے اس طرح محروم ہو گئے جیسے کسی کے دل اور

کانوں پر مہر لگی ہو اور آنکھوں پر پردہ پڑا ہو۔ مسئلہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ بندوں کے افعال بھی تحت قدرت الہی ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہدایت کی راہیں

ان کے لیے اوّل ہی سے بند نہیں کئے گئے بلکہ ان کے کفر و عناد اور سرکشی و بے دینی اور مخالفت حق و عداوت انبیاء علیہم السلام کا یہ انجام ہے جیسے کوئی

شخص طیب کی مخالفت کرے اور زہر قاتل کھالے اور اس کے لیے دوا سے انصاف کی صورت نہ رہے تو خود ہی مستحق ملامت ہے۔ وہ شان نزول: یہاں سے

تیرہ آیتیں منافقین کی شان میں نازل ہوئیں جو باطن میں کافر تھے اور اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتے تھے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”مَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ“ وہ ایمان والے

نہیں یعنی کلہ پڑھنا، اسلام کا مدعی ہونا، نماز روزہ ادا کرنا مؤمن ہونے کے لیے کافی نہیں جب تک دل میں تصدیق نہ ہو۔ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ جتنے فرتے

ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں اور کفر کا اعتقاد رکھتے ہیں سب کا یہی حکم ہے کہ کافر خارج از اسلام ہیں، شرع میں ایسوں کو منافق کہتے ہیں ان کا ضرر رکھنے کا فروع سے زیادہ

ہے۔ ”هَسَنَ النَّاسِ“ فرمانے میں لطیف رمز یہ ہے کہ یہ گروہ بہتر صفات و انسانی کمالات سے ایسا عاری ہے کہ اس کا ذکر کسی وصف و خوبی کے ساتھ نہیں کیا جاتا،

یوں کہا جاتا ہے کہ وہ بھی آدمی ہیں۔ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ کسی کو بشر کہنے میں اس کے فضائل و کمالات کے انکار کا پہلو نکلتا ہے۔ اس لیے قرآن پاک میں جا بجا



فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ فَزَادَهُمُ اللَّهُ مَرَضًا وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۙ بِمَا

ان کے دلوں میں بیماری ہے ۱۵؎ تو اللہ نے ان کی بیماری اور بڑھائی اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے بدلہ

كَانُوا يَكْذِبُونَ ۙ ۱۰ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ قَالُوا

ان کے جھوٹ کا ۱۵؎ اور جو ان سے کہا جائے زمین میں فساد نہ کرو ۱۰؎ تو کہتے ہیں

إِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ ۙ ۱۱ أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُونَ وَلَكِن لَّا

ہم تو سنوارنے والے ہیں ۱۱؎ سنتا ہے وہی فسادی ہیں مگر انہیں

يَشْعُرُونَ ۙ ۱۲ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ امْنُوا كَمَا آمَنَ النَّاسُ قَالُوا أَنْتُمْ

شعور نہیں اور جب ان سے کہا جائے ایمان لاؤ جیسے اور لوگ ایمان لائے ہیں ۱۲؎ تو کہیں کیا ہم

كَمَا آمَنَ السُّفَهَاءُ ۙ ۱۳ أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَاءُ وَلَكِن لَّا يَعْلَمُونَ ۙ ۱۳

اجتہد کی طرح ایمان لے آئیں ۱۳؎ سنتا ہے وہی اجتہد ہیں مگر جانتے نہیں ۱۳؎

انبیاء کرام کے بشر کہنے والوں کو کافر فرمایا گیا، اور درحقیقت انبیاء کی شان میں ایسا لفظ ادب سے دور اور کفار کا دستور ہے۔ بعض مفسرین نے فرمایا: ”مِنَ النَّاسِ“ سا معین کو توجہ دلانے کے لیے فرمایا گیا کہ ایسے فریبی نکار اور ایسے اجتہد بھی آدمیوں میں ہیں۔ ۱۵؎ اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے کہ اس کو کوئی دھوکا دے سکے وہ اسرار و مخفیات کا جاننے والا ہے۔ مراد یہ ہے کہ منافق اپنے گمان میں خدا کو فریب دینا چاہتے ہیں، یا یہ کہ خدا کو فریب دینا یہی ہے کہ رسول علیہ السلام کو دھوکا دینا چاہیں کیونکہ وہ اس کے خلیفہ ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو اسرار کا علم عطا فرمایا ہے وہ ان منافقین کے چھپے کفر پر مطلع ہیں اور مسلمان ان کے اطلاع دینے سے باخبر، تو ان بے دینوں کا فریب نہ خدا پر چلے نہ رسول پر نہ مومنین پر بلکہ درحقیقت وہ اپنی جانوں کو فریب دے رہے ہیں۔ مسئلہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ تفسیر بڑا عیب ہے۔ جس مذہب کی بنا تفسیر پر ہو وہ باطل ہے، تفسیر والے کا حال قابل اعتماد نہیں ہوتا، تو بہ ناقابل اطمینان ہوتی ہے اس لیے علماء نے فرمایا: ”لَا تُسْقِطُ تَوْبَةُ الزَّانِدِ بِيَقِي“ (زندیق کی توبہ قبول نہیں ہوتی)۔ ۱۵؎ بد عقیدگی کو ظہری مرض فرمایا گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ بد عقیدگی روحانی زندگی کے لیے تباہ کن ہے۔ مسئلہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ جھوٹ حرام ہے اس پر عذاب الیم مرتب ہوتا ہے۔ ۱۶؎ مسئلہ: کفار سے میل جول، ان کی خاطر دین میں مذمات (بادجو قدرت انہیں باطل سے نہ روکتا) اور اہل باطل کے ساتھ تعلق و چاہلپوشی اور ان کی خوشی کے لیے صلح کل بن جانا اور اظہار حق سے باز رہنا شان منافق اور حرام ہے، اسی کو منافقین کا فساد فرمایا گیا۔ آج کل بہت لوگوں نے یہ شیوہ کر لیا ہے کہ جس جلسہ میں گئے ویسے ہی ہو گئے اسلام میں اس کی ممانعت ہے، ظاہر و باطن کا یکساں نہ ہونا بڑا عیب ہے۔ ۱۷؎ یہاں ”النَّاسِ“ سے یا صحابہ کرام مراد ہیں یا مومنین کیونکہ خدا شناسی، فرمانبرداری و عاقبت اندیشی کی بدولت وہی انسان کہلانے کے مستحق ہیں۔ مسئلہ: ”إِٰمَنُوا كَمَا آمَنَ النَّاسُ“ (ایمان لاؤ جیسے اور لوگ ایمان لائے ہیں) سے ثابت ہوا کہ صالحین کا اتباع محمود و مطلوب ہے۔ مسئلہ: یہ بھی ثابت ہوا کہ مذہب اہل سنت حق ہے کیونکہ اس میں صالحین کا اتباع ہے۔ مسئلہ: باقی تمام فرقے صالحین سے مخرف ہیں لہذا گمراہ ہیں۔ مسئلہ: بعض علماء نے اس آیت کو ”زندیق“ کی توبہ مقبول ہونے کی دلیل قرار دیا ہے۔ (بیضی) ”زندیق“ وہ ہے جو نبوت کا منکر (اقرار کرتا) ہو، شعائر اسلام کا اظہار کرے اور باطن میں ایسے عقیدے رکھے جو بالافتق کفر ہوں یہ بھی منافقوں میں داخل ہے۔ ۱۸؎ اس سے معلوم ہوا کہ صالحین کو برا کہنا اہل باطل کا قدیم طریقہ ہے، آج کل کے باطل فرقے بھی پچھلے بزرگوں کو برا کہتے ہیں و انفس خلفائے راشدین اور بہت سے صحابہ کو، جو ارج حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے رفقاء کو، غیر مقلد ائمہ مجتہدین یا لخصوص امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو، وہاں یہ بکثرت اولیاء و مقبولان بارگاہ کو، مرزائی انبیاء سابقین تک کو، قرآنی (چکڑائی) صحابہ و صحیحین کو، نیچری تمام اکابر دین کو برا کہتے اور زبان طعن دراز کرتے ہیں، اس آیت سے معلوم ہوا کہ یہ سب گمراہی میں ہیں۔ اس میں دیندار عالموں کے لیے تسلی ہے کہ وہ گمراہوں کی بدزبانوں سے بہت رنجیدہ نہ ہوں سمجھ لیں کہ یہ اہل باطل کا قدیم دستور ہے۔ (مدارک) ۱۹؎ منافقین کی یہ بدزبانی مسلمانوں کے سامنے نہ تھی ان سے تو وہ یہی کہتے تھے کہ ہم باخلاص مومن ہیں جیسا کہ اگلی آیت میں ہے اِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا

وَإِذَا قَالُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمِنًا وَإِذَا خَلَوْا إِلَىٰ شُيُطِينِهِمْ لَا

اور جب ایمان والوں سے ملیں تو کہیں ہم ایمان لائے اور جب اپنے شیطانوں کے پاس اکیلے ہوں

قَالُوا إِنَّا مَعَكُمْ لَإِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُونَ ﴿۱۳﴾ اللَّهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ

تو کہیں ہم تمہارے ساتھ ہیں ہم تو یونہی نہیں کرتے ہیں اللہ ان سے استہزاء فرماتا ہے (جیسا اس

وَيَسُدُّهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ﴿۱۵﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرُوا الضَّلَالَةَ

کی شان کے لائق ہے) اور انہیں ڈھیل دیتا ہے کہ اپنی سرکشی میں پھٹکتے رہیں یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی

بِالْهُدَىٰ ۚ فَمَا رِبْحٌ تِجَارَتِهِمْ وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ ﴿۱۶﴾ مَثَلُهُمْ

خریدی ہے تو ان کا سودا کچھ نفع نہ لایا اور وہ سودے کی راہ جانتے ہی نہ تھے (۲۲) ان کی کہادت

كَمَثَلِ الْزَيِّ اسْتَوْقَدَ نَارًا ۚ فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ ذَهَبَ اللَّهُ

اس کی طرح ہے جس نے آگ روشن کی تو جب اس سے آس پاس سب جگہ اٹھا اللہ ان کا

اُمسنا یہ تیرا بازیں اپنی خاص مجلسوں میں کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کا پردہ فاش کر دیا۔ (خانن) اسی طرح آج کل کے گمراہ فرقے مسلمانوں سے اپنے خیالات

فاسدہ کو چھپاتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ ان کی کتابوں اور تحریروں سے ان کے راز فاش کر دیتا ہے۔ اس آیت سے مسلمانوں کو خبردار کیا جاتا ہے کہ بے دینوں کی فریب

کاریوں سے ہوشیار رہیں دھوکا نہ کھنائیں۔ (۱۳) یہاں ”غیاطین“ سے کفار کے وہ سردار مراد ہیں جو انوعاء (ورغلانے) میں مصروف رہتے ہیں۔ (خانن و بیضاوی) یہ

منافق جب ان سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم تمہارے ساتھ ہیں اور مسلمانوں سے ملنا محض براہ فریب و استہزاء، اس لیے ہے کہ ان کے راز معلوم ہوں اور ان

میں فساد انگیزی کے مواقع ملیں۔ (خانن) (۱۵) یعنی اظہار ایمان تمسخر کے طور پر کیا۔ یہ اسلام کا انکار ہوا۔ مسئلہ: انبیاء علیہم السلام اور دین کے ساتھ استہزاء

و تمسخر کفر ہے۔ شان نزول: یہ آیت عبد اللہ بن ابی وغیرہ منافقین کے حق میں نازل ہوئی ایک روز انہوں نے صحابہ کرام کی ایک جماعت کو آتے دیکھا تو

ابن ابی نے اپنے یاروں سے کہا دیکھو تو میں انہیں کیسا بناتا ہوں؟ جب وہ حضرات قریب پہنچے تو ابن ابی نے پہلے حضرت صدیق اکبر کا دست مبارک اپنے ہاتھ

میں لے کر آپ کی تعریف کی پھر اسی طرح حضرت عمر اور حضرت علی کی تعریف کی (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اے

ابن ابی خدا سے ڈرنا فق سے باز آ کیونکہ منافقین بدترین خلق ہیں، اس پر وہ کہنے لگا کہ یہ باتیں نفاق سے نہیں کی گئیں بخدا ہم آپ کی طرح مومن صادق ہیں،

جب یہ حضرات تشریف لے گئے تو آپ اپنے یاروں میں اپنی چالبازی پر فخر کرنے لگا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ منافقین مومنین سے ملتے وقت اظہار ایمان

و اخلاص کرتے ہیں اور ان سے علیحدہ ہو کر اپنی خاص مجلسوں میں ان کی ہنسی اڑاتے اور استہزاء کرتے ہیں۔ (اخبر جہ الفلعلی والواحدی و ضعفہ ابن حجر و

السیوطی فی لباب النقول) مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام و پیغمبروایان دین کا تمسخر اڑانا کفر ہے۔ (۱۶) اللہ تعالیٰ استہزاء اور تمام نقائص و عیوب سے

مُزَّه و پاک ہے، یہاں ”جزاء استہزاء“ کو استہزاء فرمایا گیا تاکہ خوب دل نشین ہو جائے کہ یہ سزا اس ناکردنی فعل کی ہے۔ ایسے موقع پر جزاء کو اسی فعل سے تعبیر

کرنا آئین فصاحت ہے جیسے ”جَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ“ میں۔ کمال حسن بیان یہ ہے کہ اس جملہ کو جملہ سابقہ پر معطوف نہ فرمایا کیونکہ وہاں استہزاء حقیقی معنی میں تھا۔

(۲۳) ہدایت کے بدلے گمراہی خریدنا یعنی بجائے ایمان کے کفر اختیار کرنا نہایت خسارہ اور ٹوٹے کی بات ہے۔ شان نزول: یہ آیت یا ان لوگوں کے حق میں

نازل ہوئی جو ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے، یا یہود کے حق میں جو پہلے سے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان رکھتے تھے مگر جب حضور کی تشریف

آوری ہوئی تو منکر ہو گئے، یا تمام کفار کے حق میں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں فطرت سلیمہ عطا فرمائی، حق کے دلائل واضح کیے، ہدایت کی راہیں کھولیں لیکن انہوں

نے عقل و انصاف سے کام نہ لیا اور گمراہی اختیار کی۔ مسئلہ: اس آیت سے بیخ تعلی کا جواز ثابت ہوا یعنی خرید و فروخت کے الفاظ کہے بغیر محض رضامندی سے

ایک چیز کے بدلے دوسری چیز لینا جائز ہے۔ (۲۴) کیونکہ اگر تجارت کا طریقہ جائز نہ ہوتا تو اصل پونجی (ہدایت) نہ کھو بیٹھتے۔



بَنُو رَاهِمُ وَتَرَكَهُمْ فِي ظُلُمٍ لَا يَبْصُرُونَ ﴿۱۷﴾ صَمَّ بَكْمٌ عَمَىٰ فَهْمٌ

نور لے گیا اور انہیں اندھیروں میں چھوڑ دیا کہ کچھ نہیں سوچتا ۱۷ بہرے گونگے اندھے تو وہ

لَا يَرْجِعُونَ ﴿۱۸﴾ أَوْ كَصَيْبٍ مِّنَ السَّمَاءِ فِيهِ ظُلُمٌ وَرَاعِدٌ وَبُرُقٌ ج

پھر آنے والے نہیں یا جیسے آسمان سے اترتا پانی کہ اس میں اندھیریاں ہیں اور گرج اور چمک ۱۸

يَجْعَلُونَ أَصَابِعَهُمْ فِي آذَانِهِمْ مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ ط وَاللَّهُ

اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھونس رہے ہیں کڑک کے سبب موت کے ڈر سے ۱۹ اور اللہ

مُحِيطٌ بِالْكَافِرِينَ ﴿۱۹﴾ يَكَادُ الْبُرْقُ يَخْطَفُ أَبْصَارَهُمْ ط كَلْبًا أَضَاءَ لَهُمْ

کافروں کو گھیرے ہوئے ہے ۱۹ بجلی یوں معلوم ہوتی ہے کہ ان کی نگاہیں اچک لے جائے گی ۲۰ جب کچھ چمک ہوئی

مَشَوِّفِيهِ ﴿۲۰﴾ وَإِذَا أَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوا ط وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَذَهَبَ

اس میں چلنے لگے ۲۰ اور جب اندھیرا ہوا کھڑے رہ گئے اور اگر اللہ چاہتا تو ان کے

۲۱ یہ ان کی مثال ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے کچھ ہدایت دی یا اس پر قدرت بخشی پھر انہوں نے اس کو ضائع کر دیا اور ابدی دولت کو حاصل نہ کیا، ان کا مال (انجام)

حسرت و افسوس، حیرت و خوف ہے۔ اس میں وہ منافق بھی داخل ہیں جنہوں نے نظر ایمان کیا اور دل میں کفر رکھ کر اقرار کی روشنی کو ضائع کر دیا، اور وہ بھی جو مومن

ہونے کے بعد مرتد ہو گئے، اور وہ بھی جنہیں فطرت سلیمہ عطا ہوئی اور دلائل کی روشنی نے حق کو واضح کیا مگر انہوں نے اس سے فائدہ نہ اٹھایا اور گمراہی اختیار کی اور

جب حق سننے ماننے کہنے، راہ حق دیکھنے سے محروم ہوئے تو کان، زبان، آنکھ سب بیکار ہیں۔ ۲۱ ہدایت کے بدلے گمراہی خریدنے والوں کی یہ دوسری تمثیل ہے

کہ جیسے بارش زمین کی حیات کا سبب ہوتی ہے اور اس کے ساتھ خوفناک تاریکیاں اور مہیب گرج اور چمک ہوتی ہے اسی طرح ”قرآن و اسلام“ قلوب کی حیات کا

سبب ہیں، اور ذکر ”کفر و شرک و نفاق“ ظلمت کے مشابہ جیسے تاریکی رہز (راہ چلنے والے) کو منزل تک پہنچنے سے مانع ہوتی ہے ایسے ہی کفر و نفاق راہ یابی (راہ

پانے) سے مانع ہیں، اور ”وعیدات“ گرج کے، اور ”حجج بینہ“ چمک کے مشابہ ہیں۔ شان نزول: منافقوں میں سے دو آدمی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کے پاس سے مشرکین کی طرف بھاگے راہ میں یہی بارش آئی جس کا آیت میں ذکر ہے اس میں شدت کی گرج، کڑک اور چمک تھی جب گرج ہوتی تو کانوں میں

انگلیاں ٹھونس لیتے کہ کہیں یہ کانوں کو پھاڑ کر مار نہ ڈالے، جب چمک ہوتی چلنے لگتے، جب اندھیری ہوتی اندھے رہ جاتے، آپس میں کہنے لگے: خدا خیر سے صبح

کرے تو حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے ہاتھ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست اقدس میں دس چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور اسلام پر ثابت قدم

رہے۔ اُن کے حال کو اللہ تعالیٰ نے منافقین کے لئے مثل (کہادت) بنا یا جو مجلس شریف میں حاضر ہوتے تو کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیتے کہ کہیں حضور کا کلام ان

میں اثر نہ کر جائے جس سے مرہی جائیں، اور جب ان کے مال و اولاد زیادہ ہوتے اور فتوح و غنیمت ملتی تو بجلی کی چمک والوں کی طرح چلتے اور کہتے کہ اب تو دین محمدی

سچا ہے، اور جب مال و اولاد ہلاک ہوتے اور کوئی بلا آتی تو بارش کی اندھیروں میں ٹھنک رہنے والوں کی طرح کہتے کہ یہ مصیبتیں اسی دین کی وجہ سے ہیں اور اسلام سے

پلٹ جاتے۔ (باب العقول للسیوطی) ۲۰ جیسے اندھیری رات میں کالی گھٹا چھائی ہو اور بجلی کی گرج و چمک جنگل میں مسافر کو حیران کرتی ہو، اور وہ کڑک کی وحشت

ناک آواز سے باندیشہ ہلاک کانوں میں انگلیاں ٹھونستا ہو۔ ایسے ہی کفار قرآن پاک کے سننے سے کان بند کرتے ہیں اور انہیں یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ کہیں اس کے

دلشمن مضامین اسلام و ایمان کی طرف مائل کر کے باپ دادا کا کفری دین ترک نہ کرادیں جو ان کے نزدیک موت کے برابر ہے۔ ۲۱ لہذا یہ گریز انہیں کچھ فائدہ نہیں

دے سکتی کیونکہ وہ کانوں میں انگلیاں ٹھونس کر قبر الہی سے خلاص (چھکارا) نہیں پاسکتے۔ ۲۰ جیسے بجلی کی چمک معلوم ہوتا ہے کہ بینائی کو زائل کر دے گی ایسے ہی

دلائل باہرہ کے انوار ان کی بصر و بصیرت کو خیرہ (تاریک) کرتے ہیں۔ ۲۰ جس طرح اندھیری رات اور ابرو بارش کی تاریکیوں میں مسافر ٹھہرتا ہوتا ہے جب بجلی

چمکتی ہے تو کچھ چل لیتا ہے جب اندھیرا ہوتا ہے کھڑا رہتا ہے اسی طرح اسلام کے غلبہ اور معجزات کی روشنی اور آرام کے وقت منافق اسلام کی طرف راغب ہوتے ہیں



دُونَ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿۲۳﴾ فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا وَلَنْ تَفْعَلُوا فَاتَّقُوا

جہاننیوں کو بلاؤ اگر تم سچے ہو پھر اگر نہ لاسکو اور ہم فرمائے دیتے ہیں کہ ہرگز نہ لاسکو گے تو ڈرو

النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۗ أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ ﴿۲۴﴾ وَبَشِّرِ

اس آگ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں اور ۲۴ تیار رکھی ہے کافروں کے لیے جہنم اور خوشخبری دے

الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أَنْ لَهُمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا

انہیں جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے کہ ان کے لیے باغ ہیں جن کے نیچے

الْأَنْهَارُ ۗ كُلًّا رِزْقًا مِمَّا مِنْ شَرِّهَا رِزْقًا ۗ قَالُوا هَذَا الَّذِي

نہریں رواں لائے جب انہیں ان باغوں سے کوئی پھل کھانے کو دیا جائے گا صورت دیکھ کر کہیں گے یہ تو وہی

رِزْقَنَا مِنْ قَبْلُ ۗ وَآتُوا بِهِ مُتَشَابِهًا ۗ وَلَهُمْ فِيهَا أَنْهَارٌ مُمْتَهِنَةٌ ۗ

رِزق ہے جو ہمیں پہلے ملا تھا ۲۴ اور وہ صورت میں ملتا جلتا انہیں دیا گیا اور ان کے لیے ان باغوں میں ستھری پینیاں ہیں ۲۴

وَهُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿۲۵﴾ إِنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَحْيِي أَنْ يَضْرِبَ مَثَلًا مَّا

اور وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے ۲۴ بے شک اللہ اس سے جیا نہیں فرماتا کہ مثال سمجھانے کو کیسی ہی چیز کا ذکر فرمائے

بِعُوضَةٍ ۖ فَمَا فَوْقَهَا ۗ فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا فَيَعْلَمُونَ أَنََّّهُ الْحَقُّ مِنْ

سچھر ہو یا اس سے بڑھ کر ۲۵ تو وہ جو ایمان لائے وہ تو جانتے ہیں کہ یہ ان کے رب کی طرف

رَبِّهِمْ ۗ وَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا فَيَقُولُونَ مَاذَا أَرَادَ اللَّهُ بِهَذَا مَثَلًا ۗ

سے حق ہے ۲۵ رہے کافر وہ کہتے ہیں ایسی کہات میں اللہ کا کیا مقصود ہے

وترتيب اور غیب کی خبریں دینے میں قرآن پاک کی مثل ہو۔ ۲۵ پھر سے وہ بت مراد ہیں جنہیں کفار پوجتے ہیں اور ان کی محبت میں قرآن پاک اور رسول

کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عبادا انکار کرتے ہیں۔ ۲۵ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ دوزخ پیدا ہو چکی ہے۔ مسئلہ: یہ بھی اشارہ ہے کہ مومنین کے لئے بکرمہ

تعالیٰ خلکو دنا یعنی ہمیشہ جہنم میں رہنا نہیں۔ ۲۵ سنت الہی ہے کہ کتاب میں تڑپ کے ساتھ تڑپ ذکر فرماتا ہے اسی لیے کفار اور ان کے اعمال و عذاب کے

ذکر کے بعد مومنین اور ان کے اعمال کا ذکر فرمایا اور انہیں جنت کی بشارت دی۔ ”صَالِحَاتٍ“ یعنی نیکیاں وہ عمل ہیں جو شرعاً اچھے ہوں، ان میں فرائض و نوافل

سب داخل ہیں۔ (جلائین) مسئلہ: عمل صالح کا ایمان پر عطف دلیل ہے اس کی کہ عمل جزو ایمان نہیں۔ مسئلہ: یہ بشارت مومنین صالحین کے لیے بلا قید ہے اور

گنہگاروں کو جو بشارت دی گئی ہے وہ مقید بحیثیت الہی ہے کہ چاہے آزارہ کرم معاف فرمائے، چاہے گناہوں کی سزا دے کر جنت عطا کرے۔ (مدارک) ۲۴ جنت

کے پھل باہم مشابہ ہوں گے اور ذائقے ان کے جدا جدا، اس لیے جنتی کہیں گے کہ یہی پھل تو ہمیں پہلے چکا ہے، مگر کھانے سے نئی لذت پائیں گے تو ان کا لطف

بہت زیادہ ہو جائے گا۔ ۲۴ جنتی پینیاں، خواہ حوریں ہوں یا اور، سب زنانے عواض اور تمام ناپاکیوں اور گندگیوں سے مبرا ہوں گی، نہ جسم پر میل ہوگا نہ بول و

براز، اس کے ساتھ ہی وہ بدرجائی و بدخلقی سے بھی پاک ہوں گی۔ (مدارک و دنازن) ۲۴ یعنی اہل جنت نہ کبھی فنا ہوں گے نہ جنت سے نکالے جائیں گے۔ مسئلہ:

اس سے معلوم ہوا کہ جنت و اہل جنت کے لیے فنا نہیں۔ ۲۵ شان نزول: جب اللہ تعالیٰ نے آیہ ”مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْفَدَ“ اور آیہ ”أَوْ كَصَيْبٍ“ میں





جَبِيْعًا ثُمَّ اسْتَوَىٰ اِلَى السَّمَآءِ فَسَوَّاهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ ط وَهُوَ بِكُلِّ

میں ہے وہ پھر آسمان کی طرف استواء (قصد) فرمایا تو ٹھیک سات آسمان بنائے اور وہ سب

شَيْءٍ عَلَيْمٌ ۙ وَاذْ قَال رَّبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ جَاعِلٌ فِى الْاَرْضِ

کچھ جانتا ہے اور یاد کرو جب تمہارے رب نے فرشتوں سے فرمایا میں زمین میں اپنا نائب بنانے

خَلِيْفَةً ط قَالُوْا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِیْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ ج

والا ہوں اور بولے کیا ایسے کو نائب کرے گا جو اس میں فساد پھیلائے اور خونریزیاں کرے

وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ط قَالَ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ مَا لَا

اور ہم تجھے سراہتے ہوئے تیری تسبیح کرتے اور تیری پاکی بولتے ہیں فرمایا مجھے معلوم ہے جو تم

تَعْلَمُوْنَ ۙ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ ل

نہیں جانتے اور اللہ تعالیٰ نے آدم کو تمام اشیاء کے نام سکھائے پھر سب اشیاء ملائکہ پر پیش کر کے

میں ارشاد ہوا: ”يُخِي الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا“ تو مطلب یہ ہے کہ تم بے جان جسم تھے عنصر کی صورت میں، پھر خدا کی شکل میں، پھر اخلاط کی شان میں، پھر لطف کی حالت میں اس نے تم کو جان دی، زندہ فرمایا، پھر عمر کی ميعاد پوری ہونے پر تمہیں موت دے گا، پھر تمہیں زندہ کرے گا اس سے یا قبر کی زندگی مراد ہے جو سوال کے لیے ہوگی یا حشر کی، پھر تم حساب و جزاء کے لیے اس کی طرف لوٹائے جاؤ گے، اپنے اس حال کو جان کر تمہارا کفر کرنا نہایت عجیب ہے۔ ایک قول مفسرین کا یہ بھی ہے

کہ کَيْفَ تَكْفُرُوْنَ کا خطاب مومنین سے ہے اور مطلب یہ ہے کہ تم کس طرح کافر ہو سکتے ہو اور آنحضرتؐ کی تہلیل کی موت سے مردہ تھے اللہ تعالیٰ نے تمہیں علم و ایمان کی زندگی عطا فرمائی، اس کے بعد تمہارے لیے وہی موت ہے جو عمر گزارنے کے بعد سب کو آیا کرتی ہے، اس کے بعد وہ تمہیں حقیقی دائمی حیات عطا فرمائے گا پھر تم اس کی طرف لوٹائے جاؤ گے اور وہ تمہیں ایسا ثواب دے گا جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا نہ کسی دل پر اس کا خطرہ گذرا۔ وہ یعنی کانیں، سبزے،

جانور، دریا، پہاڑ جو کچھ زمین میں ہے سب اللہ تعالیٰ نے تمہارے دینی و دنیوی نفع کے لیے بنائے دینی نفع اس طرح کہ زمین کے عجائبات دیکھ کر تمہیں اللہ تعالیٰ کی حکمت و قدرت کی معرفت ہو، اور دنیوی منافع یہ کہ کھاؤ پیو آرام کرو اپنے کاموں میں لاؤ، تو ان نعمتوں کے باوجود تم کس طرح کفر کرو گے۔ مسئلہ: کزنجی و ابوبکر رازی وغیرہ نے ”تَخْلُقْ لَكُمْ“ کو قابل انتفاع اشیاء کے مباح الاصل ہونے کی دلیل قرار دیا ہے۔ ۵۲ یعنی یہ خلقت و ایجاد اللہ تعالیٰ کے عالم جمیع اشیاء ہونے کی دلیل ہے کیونکہ ایسی پر حکمت مخلوق کا پیدا کرنا بغیر علم محیط کے ممکن و متصور نہیں۔ مرنے کے بعد زندہ ہونا کافر محال جانتے تھے ان آیتوں میں ان کے

بطلان پر قوی برہان قائم فرمادی کہ جب اللہ تعالیٰ قادر ہے، علم ہے اور ابدان کے مادے جمع و حیات کی صلاحیت بھی رکھتے ہیں تو موت کے بعد حیات کیسے محال ہو سکتی ہے؟ پیداؤں آسمان و زمین کے بعد اللہ تعالیٰ نے آسمان میں فرشتوں کو اور زمین میں جنات کو سکونت دی، جنات نے فساد انگیزی کی تو ملائکہ کی ایک جماعت بھیجی جس نے انہیں پہاڑوں اور جزیروں میں نکال بھگا یا۔ ۵۳ ”خليفة“ احکام و اوامر کے اجراء و دیگر تصرفات میں اصل کا نائب ہوتا ہے، یہاں خلیفہ سے حضرت آدم علیہ السلام مراد ہیں اگرچہ اور تمام انبیاء بھی اللہ تعالیٰ کے خلیفہ ہیں، حضرت داود علیہ السلام کے حق میں فرمایا: ”يٰۤاٰدَمُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِى الْاَرْضِ“ فرشتوں کو

خلافت آدم کی خبر اس لیے دی گئی کہ وہ ان کے خلیفہ بنائے جانے کی حکمت دریافت کر کے معلوم کر لیں اور ان پر خلیفہ کی عظمت و شان ظاہر ہو کہ ان کو پیداؤں سے قبل ہی خلیفہ کا لقب عطا ہوا اور آسمان والوں کو ان کی پیداؤں کی بشارت دی گئی۔ مسئلہ: اس میں بندوں کو تعلیم ہے کہ وہ کام سے پہلے مشورہ کیا کریں اور اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے کہ اس کو مشورہ کی حاجت ہو۔ ۵۴ ملائکہ کا مقصد اعتراض یا حضرت آدم پر طعن نہیں بلکہ حکمت خلافت دریافت کرنا ہے اور انسانوں کی طرف فساد

انگیزی کی نسبت کرنا اس کا علم یا انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیا گیا ہو، یا یوحنا محفوظ سے حاصل ہوا ہو، اور یا خود انہوں نے جنات پر قیاس کیا ہو۔ ۵۵ یعنی میری حکمتیں تم پر ظاہر نہیں۔ بات یہ ہے کہ انسانوں میں انبیاء بھی ہوں گے، اولیاء بھی، علماء بھی اور وہ علمی و عملی دونوں فضیلتوں کے جامع ہوں گے۔ ۵۶ اللہ تعالیٰ نے

فَقَالَ ابْنُؤُنَى بِأَسَاءٍ هُوَ لَاءِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۳۱ قَالُوا

فرمایا سچے ہو تو ان کے نام تو بتاؤ ۵۷ بولے

سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ۚ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ۳۲

پاک ہے تجھے ہمیں کچھ علم نہیں مگر جتنا تو نے ہمیں سکھایا بے شک تو ہی علم و حکمت والا ہے ۵۸

قَالَ يَا أَدَمُ ابْنُؤُنَى بِأَسَاءٍ هُوَ لَاءِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۳۳ قَالُوا

فرمایا اے آدم بتا دے انھیں سب اشیاء کے نام جب آدم نے انہیں سب کے نام بتا دیئے ۵۹ فرمایا

أَلَمْ أَقُلْ لَكُمْ إِنِّي أَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَأَعْلَمُ مَا

میں نہ کہتا تھا کہ میں جانتا ہوں آسمانوں اور زمین کی سب چھپی چیزیں اور میں جانتا ہوں جو کچھ

تُبْدُونَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُونَ ۳۴ وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰئِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ

تم ظاہر کرتے اور جو کچھ تم چھپاتے ہو ۶۰ اور یاد کرو جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو

فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ ۖ ط وَاسْتَكْبَرَ ۖ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۳۵ وَقُلْنَا

تو سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے منکر ہوا اور غرور کیا اور کافر ہو گیا ۶۱ اور ہم نے فرمایا

حضرت آدم علیہ السلام پر تمام اشیاء و جملہ مُسَمَّیَاتِ پیش فرما کر آپ کو ان کے اَسْمَاءِ وصفات و اَفْعَالِ وِخُوصِ وَأُصُولِ عُلُومِ وِصِنَاعَاتِ سَبِّحْ بِطَرِيقِ الْإِهَامِ عَطَا فَرَمَا۔

۵۷۔ یعنی اگر تم اپنے اس خیال میں سچے ہو کہ میں کوئی مخلوق تم سے زیادہ عالم پیدا نہ کروں گا اور خلافت کے تم ہی مستحق ہوتو ان چیزوں کے نام بتاؤ کیونکہ خلیفہ کا کام

تَصْرُفِ وَتَدْبِيرِ اور عدل و انصاف ہے اور یہ بغیر اس کے ممکن نہیں کہ خلیفہ کو ان تمام چیزوں کا علم ہو جن پر اس کو مُصْطَرَفِ فرمایا گیا اور جن کا اس کو فیصلہ کرنا ہے۔ مسئلہ:

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے ملائکہ پر افضل ہونے کا سبب علم ظاہر فرمایا، اس سے ثابت ہوا کہ علم اَسْمَاءِ خَلْقِ اور تہنایوں کی عبادت سے افضل ہے۔

مسئلہ: اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ انبیاء علیہم السلام ملائکہ سے افضل ہیں۔ ۵۸۔ اس میں ملائکہ کی طرف سے اپنے عجز و قصور کا اعتراف اور اس امر کا اظہار ہے

کہ ان کا سوال استفسار اُتھانہ کہ اعترافاً۔ اور اب انہیں انسان کی فضیلت اور اس کی پیدائش کی حکمت معلوم ہوگئی جس کو وہ پہلے نہ جانتے تھے۔ ۵۹۔ یعنی حضرت

آدم علیہ السلام نے ہر چیز کا نام اور اس کی پیدائش کی حکمت بتادی۔ ۶۰۔ ملائکہ نے جو بات ظاہر کی تھی وہ یہ تھی کہ انسان فساد انگیزی و خون ریزی کرے گا اور جو

بات چھپائی تھی وہ یہ تھی کہ مستحق خلافت وہ خود ہیں اور اللہ تعالیٰ ان سے افضل و اعلم کوئی مخلوق پیدا نہ فرمائے گا۔ مسئلہ: اس آیت سے انسان کی شرافت اور علم کی فضیلت

ثابت ہوتی ہے اور یہ بھی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف تعلیم کی نسبت کرنا صحیح ہے اگرچہ اس کو معلوم نہ کہا جائے گا کیونکہ معلّم پیشہ ور تعلیم دینے والے کو کہتے ہیں۔ مسئلہ: اس

سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جملہ لغات اور کل زبانیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ مسئلہ: یہ بھی ثابت ہوا کہ ملائکہ کے علوم و کمالات میں زیادتی ہوتی ہے۔ ۶۱۔ اللہ

تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام موجودات کا نمونہ اور عالم روحانی و جسمانی کا مجموعہ بنایا اور ملائکہ کے لیے حصول کمالات کا وسیلہ کیا تو انہیں حکم فرمایا کہ حضرت

آدم کو سجدہ کریں کیونکہ اس میں شکرگزاری اور حضرت آدم علیہ السلام کی فضیلت کے اعتراف اور اپنے مقولہ کی معذرت کی شان پائی جاتی ہے۔ بعض مفسرین کا قول

ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کرنے سے پہلے ہی ملائکہ کو سجدہ کا حکم دیا تھا، ان کی سُنْدِ یہ آیت ہے: ”فَإِذَا سَوَّيْتَهُ وَنَفَخْتَ فِيهِ مِنْ رُوحِي

فَقُفُّوا لَهٗ سَاجِدِينَ ط“ (بیضاوی)۔ سجدہ کا حکم تمام ملائکہ کو دیا گیا تھا یہی اصح ہے۔ (خازن) مسئلہ: سجدہ دو طرح کا ہوتا ہے ایک سجدہ عبادت جو بقصد پرستش کیا جاتا

ہے، دوسرا سجدہ تَجَنُّبِ جس سے مُجْرَدِی تعظیم منظور ہوتی ہے نہ کہ عبادت۔ مسئلہ: سجدہ عبادت اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہے کسی اور کے لیے نہیں ہو سکتا، نہ کسی شریعت

میں کبھی جائز ہوا۔ یہاں جو مفسرین سجدہ عبادت مراد لیتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ سجدہ خاص اللہ تعالیٰ کے لیے تھا اور حضرت آدم علیہ السلام قبلہ بنائے گئے تھے تو وہ



يَا أَدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا

اے آدم تو اور تیری بی بی اس جنت میں رہو اور کھاؤ اس میں سے بے روک ٹوک جہاں تمہارا جی چاہے

وَلَا تَقْرَبَا هَذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ ﴿۳۵﴾ فَأَزَلَّهُمَا

مگر اس پیڑ کے پاس نہ جانا ۳۵ کہ حد سے بڑھنے والوں میں ہو جاؤ گے ۳۶ تو شیطان نے

الشَّيْطَانُ عَنْهَا فَأَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيهِ وَقَلْنَا اهْبِطُوا بَعْضُكُمْ

جنت سے انہیں لغزش دی اور جہاں رہتے تھے وہاں سے انہیں الگ کر دیا ۳۷ اور ہم نے فرمایا نیچے اترو ۳۸ آپس میں ایک

لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ ﴿۳۶﴾ فَتَلَقَىٰ

تمہارا دوسرے کا دشمن اور تمہیں ایک وقت تک زمین میں ٹھہرنا اور برتنا ہے ۳۹ پھر سیکھ لیے

أَدَمُ مِنْ رَبِّهِ كَلِمَاتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ۗ إِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ﴿۳۷﴾ قُلْنَا

آدم نے اپنے رب سے کچھ کلمے تو اللہ نے اس کی توبہ قبول کی ۳۸ بے شک وہی ہے بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان ہم نے فرمایا

مُتَّعِينَ بِذُنُوبِهِمْ لَمَّا هَضَمُوا خُبْرًا وَطَعْنًا فَجَنَّدَ اللَّهُ مَنَاسِكَهُمْ وَلَعَنَ سَبَّحٌ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللَّهِ لَمَّا هَضَمُوا خُبْرًا وَطَعْنًا فَجَنَّدَ اللَّهُ مَنَاسِكَهُمْ وَلَعَنَ

سب سے افضل ہونا کچھ ضرور نہیں۔ جیسا کہ کعبہ معظمہ حضور سید انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قبلہ و مسجود والیہ ہے باوجودیکہ حضور اس سے افضل ہیں۔ دوسرا قول یہ ہے

کہ یہاں سجدہ عبادت نہ تھا سجدہ تہنیت تھا اور خاص حضرت آدم علیہ السلام کے لئے تھا، زمین پر پیشانی رکھ کر تھانہ کہ صرف جھکنا، یہی قول صحیح ہے اور اسی پر جمہور ہیں۔

(مدارک) مسئلہ: سجدہ تہنیت پہلی شریعتوں میں جائز تھا، ہماری شریعت میں منسوخ کیا گیا اب کسی کے لئے جائز نہیں ہے کیونکہ جب حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ

عنه نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سجدہ کرنے کا ارادہ کیا تو حضور نے فرمایا کہ مخلوق کو نہ چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو سجدہ کرے۔ (مدارک) ملائکہ میں

سب سے پہلے سجدہ کرنے والے حضرت جبریل ہیں پھر میکائیل پھر اسرافیل پھر عزرائیل پھر اور ملائکہ مقررین، یہ سجدہ جمعہ کے روز وقت زوال سے عصر تک کیا گیا۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ ملائکہ مقررین سو برس اور ایک قول میں پانچ سو برس سجدہ میں رہے، شیطان نے سجدہ نہ کیا اور براہ تکبر یہ اعتقاد کرتا رہا کہ وہ حضرت آدم سے

افضل ہے، اس کے لئے سجدہ کا حکم معاذ اللہ تعالیٰ خلاف حکمت ہے، اس اعتقاد باطل سے وہ کافر ہو گیا۔ مسئلہ: آیت میں دلالت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام

فرشتوں سے افضل ہیں کہ ان سے انہیں سجدہ کرایا گیا۔ مسئلہ: تکبر نہایت قبیح ہے اس سے کبھی تکبر کی توبت کفر تک پہنچتی ہے۔ (بیضاوی، جمل) ۳۹ اس سے گندم یا

انگور وغیرہ مراد ہے۔ (جلالین) ۴۰ ظلم کے معنی ہیں: کسی شے کو بے محل وضع کرنا، یہ ممنوع ہے اور انبیاء معصوم ہیں ان سے گناہ سرزد نہیں ہوتا، یہاں ظلم خلاف اولیٰ

کے معنی میں ہے۔ مسئلہ: انبیاء علیہم السلام کو ظالم کہنا اہانت و کفر ہے جو کہے وہ کافر ہو جائے گا، اللہ تعالیٰ مالک و مولیٰ ہے جو چاہے فرمائے اس میں اس کی عزت

ہے، دوسرے کی کیا مجال کہ خلاف ادب کلمہ زبان پر لائے اور خطاب حضرت حق کو اپنی برأت کے لئے سبب بنائے، ہمیں تعظیم و توقیر اور ادب و طاعت کا حکم فرمایا ہم

پر یہی لازم ہے۔ ۴۱ شیطان نے کسی طرح حضرت آدم و حوا (علیہما السلام) کے پاس پہنچ کر کہا کہ میں تمہیں شجر خلد بتا دوں! حضرت آدم علیہ السلام نے انکار

فرمایا، اس نے قسم کھائی کہ میں تمہارا خیر خواہ ہوں، انہیں خیال ہوا کہ اللہ پاک کی جھوٹی قسم کون کھا سکتا ہے؟ پائیں خیال حضرت حوا نے اس میں سے کچھ کھایا پھر

حضرت آدم کو دیا انہوں نے بھی تناول کیا، حضرت آدم کو خیال ہوا کہ لا تقربوا کی نبی تشریحی ہے تخریبی نہیں کیونکہ اگر وہ تخریبی سمجھتے تو ہرگز ایسا نہ کرتے کہ انبیاء معصوم

ہوتے ہیں، یہاں حضرت آدم علیہ السلام سے اجتہاد میں خطا ہوئی اور خطا سے اجتہادی معصیت نہیں ہوتی۔ ۴۲ حضرت آدم و حوا اور ان کی ذریعہ توبت کو جو ان کے

صلب میں تھی جنت سے زمین پر جانے کا حکم ہوا، حضرت آدم علیہ السلام زمین ہند میں ”سراندیپ“ کے پہاڑوں پر اور حضرت حوا ”جدے“ میں اتارے گئے۔

(غازن) حضرت آدم علیہ السلام کی برکت سے زمین کے اشجار میں پاکیزہ خوشبو پیدا ہوئی۔ (روح البیان) ۴۳ اس سے اختتام عمر یعنی موت کا وقت مراد ہے اور

حضرت آدم علیہ السلام کے لئے بشارت ہے کہ وہ دنیا میں صرف اتنی مدت کے لئے ہیں اس کے بعد پھر انہیں جنت کی طرف رجوع فرمانا ہے اور آپ کی اولاد

کے لئے معاد پر دلالت ہے کہ دنیا کی زندگی موعین وقت تک ہے عمر تمام ہونے کے بعد انہیں آخرت کی طرف رجوع کرنا ہے۔ ۴۴ آدم علیہ السلام

اٰهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا فَاِمَّا يٰۤاَتِيْبِكُمْ مِّنِّيْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَاىَ فَلَا

تم سب جنت سے اتر جاؤ پھر اگر تمہارے پاس میری طرف سے کوئی ہدایت آئے تو جو میری ہدایت کا پیرو ہوا اسے

خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِآيٰتِنَا

نہ کوئی اندیشہ نہ کچھ غم نہ اور وہ جو کفر کریں اور میری آیتیں جھٹلائیں گے

اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ج هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۳۹﴾ يٰۤاَبْنٰى اِسْرٰءِيْلَ اذْكُرُوْا

وہ دوزخ والے ہیں ان کو ہمیشہ اس میں رہنا اے یعقوب کی اولاد یاد کرو

نِعْمَتِيْ الَّتِيْ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَوْفُوا بِعَهْدِيْ اَوْفٍ بِعَهْدِكُمْ وَاِيٰىاىَ

میرا وہ احسان جو میں نے تم پر کیا ہے اور میرا عہد پورا کرو میں تمہارا عہد پورا کروں گا وہ اور خاص میرا نے زمین پر آنے کے بعد تین سو برس تک حیات سے آسمان کی طرف سر نہ اٹھایا اگرچہ حضرت داود علیہ السلام ”كثيْرًا الْبُكَاءُ“ (یعنی بہت زیادہ رونے والے) تھے، آپ کے آنسو تمام زمین والوں کے آنسوؤں سے زیادہ ہیں مگر حضرت آدم علیہ السلام اس قدر رونے کہ آپ کے آنسو حضرت داود علیہ السلام اور تمام اہل زمین کے آنسوؤں کے مجموعہ سے بڑھ گئے۔ (غازان) طبرانی وحاکم والیوم ونبیہتی نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی روایت کی کہ جب حضرت آدم علیہ السلام پر عتاب ہوا تو آپ فکر تو بہ میں جبران تھے، اس پریشانی کے عالم میں یاد آیا کہ وقت بیدارش میں نے سراٹھا کر دیکھا تھا کہ عرش پر لکھا ہے: ”لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ“ میں سمجھا تھا کہ بارگاہ الہی میں وہ رتبہ کسی کو نہیں جو حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاصل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا نام اپنے نام اقدس کے ساتھ عرش پر مکتوب فرمایا، لہذا آپ نے اپنی دعائیں ”رَبَّنَا ظَلَمْنَا... الْاٰیٰہِ“ کے ساتھ یہ عرض کیا: ”اَسْئَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ اَنْ تَغْفِرَ لِيْ“۔ ابن منذر کی روایت میں یہ لکھے ہیں: ”اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِجَہِ مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَكَوْاَمِيَّتِهِ عَلَيْكَ اَنْ تَغْفِرَ لِيْ خَطِيْئَتِيْ“، یعنی یارب! میں تجھ سے تیرے بندہ خاص محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جاہ و مرتبت کے ظہیل میں اور اس کرامت کے صدقہ میں جو انہیں تیرے دربار میں حاصل ہے مغفرت چاہتا ہوں۔ یہ دعا کرتی تھی کہ حق تعالیٰ نے ان کی مغفرت فرمائی۔ مسئلہ: اس روایت سے ثابت ہے کہ مقبولان بارگاہ کے وسیلہ سے دعا مستحق فلاں اور تجاہ فلاں کہہ کر مانگا جائز اور حضرت آدم علیہ السلام کی سنت ہے۔ مسئلہ: اللہ تعالیٰ پر کسی کا حق واجب نہیں ہوتا لیکن وہ اپنے مقبولوں کو اپنے فضل و کرم سے حق دیتا ہے اسی تقضیٰ حق کے وسیلہ سے دعا کی جاتی ہے، صحیح احادیث سے یہ حق ثابت ہے جیسے وارد ہوا: ”مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَوَصَّامَ رَمَضَانَ كَانَ حَقًّا عَلٰی اللّٰهِ اَنْ يُّدْخِلَهُ الْجَنَّةَ“ (جو ایمان لایا اللہ پر اور اس کے رسول پر اور نماز قائم کی اور رمضان کے روزے رکھے، اللہ کے ذمہ کرم ہے کہ اسے جنت میں داخل کرے)۔ حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ دسویں محرم کو قبول ہوئی۔ جنت سے اخراج کے وقت اور نعمتوں کے ساتھ عربی زبان بھی آپ سے سلب کر لی گئی تھی بجائے اس کے زبان مبارک پر سربانی جاری کر دی گئی تھی قبول توبہ کے بعد پھر زبان عربی عطا ہوئی۔ (فتح العزیز) مسئلہ: توبہ کی اصل ”رُجُوْعُ اِلٰی اللّٰهِ“ ہے، اس کے تین رکن ہیں: ایک اعتراف جرم، دوسرے ندامت، تیسرے عزم ترک۔ اگر گناہ قابل تلافی ہو تو اس کی تلافی بھی لازم ہے مثلاً تارک صلوة کی توبہ کے لئے پچھلی نمازوں کی قضا پڑھنا بھی ضروری ہے۔ توبہ کے بعد حضرت جبرئیل نے زمین کے تمام جانوروں میں حضرت آدم علیہ السلام کی خلافت کا اعلان کیا اور سب پر ان کی فرمان برداری لازم ہونے کا حکم سنایا، سب نے قبول طاعت کا اظہار کیا۔ (فتح العزیز) ۱۵۹ یہ مومنین صالحین کے لیے بشارت ہے کہ نہ انہیں فرع اکبر (سب سے بڑی گھبراہٹ) کے وقت خوف ہونہ آخرت میں غم، وہ بے غم جنت میں داخل ہوں گے۔ ۱۶۰ اسرائیل بمعنی عبد اللہ عبری زبان کا لفظ ہے، یہ حضرت یعقوب علیہ السلام کا لقب ہے۔ (مدارک) کلمی مفسر نے کہا: اللہ تعالیٰ نے ”يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اغْبُدُوْا“ (اے لوگو! اپنے رب کو پوجو) فرما کر پہلے تمام انسانوں کو عموماً دعوت دی، پھر ”اِذْقَالِ رِبُّكَ“ فرما کر ان کے مہذب (بیدارش) کا ذکر کیا، اس کے بعد خصوصیت کے ساتھ بنی اسرائیل کو دعوت دی، یہ لوگ یہودی ہیں اور یہاں سے ”سَيَقُوْلُوْنَ“ تک ان سے کلام جاری ہے۔ کبھی بملاطفت (عنایت و مہربانی کرتے ہوئے) انعام یا دولا کر دعوت دی جاتی ہے کبھی خوف دلا جاتا ہے، کبھی حجت قائم کی جاتی ہے کبھی ان کی بد عملی پر توبہ جوتی ہے، کبھی گذشتہ عقوبات کا ذکر کیا جاتا ہے۔ وٹے یہ احسان کہ تمہارے آباء و فرعون سے نجات دلائی، دریا کو پھاڑا، ابر کو سانبان بنایا، ان کے علاوہ اور احسانات جو آگے آتے ہیں ان سب کو یاد کرو، اور یاد کرنا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت و بندگی کر کے شکر بجالو کیونکہ کسی نعمت کا شکر نہ کرنا ہی اس کا جھلانا ہے۔ وٹے یعنی تم ایمان و

فَارْهَبُونَ ﴿۴۰﴾ وَإِمْنًا بِمَا أَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُونُوا

ہی ڈر رکھو ۴۰ اور ایمان لاؤ اس پر جو میں نے اُنارا اس کی تصدیق کرتا ہوا جو تمہارے ساتھ ہے اور سب سے

أَوَّلَ كَافِرٍ بِهِ ۖ وَلَا تَشْتَرُوا بِآيَاتِي ثَمَنًا قَلِيلًا ۚ وَإِيَّايَ فَاتَّقُونِ ﴿۴۱﴾

پہلے اس کے منکر نہ بنو ۴۱ اور میری آیتوں کے بدلے تھوڑے دام نہ لو ۴۱ اور مجھی سے ڈرو

وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿۴۲﴾

اور حق سے باطل کو نہ ملاؤ اور دیدہ و دانستہ حق نہ چھپاؤ

وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ ﴿۴۳﴾ أَتَأْمُرُونَ

اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو ۴۳ کیا لوگوں کو

النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ أَنْفُسَكُمْ وَأَنْتُمْ تَتْلُونَ الْكِتَابَ أَفَلَا

بھلائی کا حکم دیتے ہو اور اپنی جانوں کو بھولتے ہو حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو تو کیا تمہیں

تَعْقِلُونَ ﴿۴۴﴾ وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ ۚ وَإِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ إِلَّا عَلَى

عقل نہیں ۴۴ اور صبر اور نماز سے مدد چاہو اور بے شک نماز ضرور بھاری ہے مگر ان پر

الْخٰشِعِينَ ﴿۴۵﴾ الَّذِينَ يَظُنُّونَ أَنَّهُمْ مُلْقُوا رَبِّهِمْ وَأَنَّهُمْ إِلَيْهِ

جو دل سے میری طرف جھکتے ہیں ۴۵ جنہیں یقین ہے کہ انھیں اپنے رب سے ملنا ہے اور اسی کی

طاعت بجلا کر میرا عہد پورا کرو، میں جزاء و ثواب دے کر تمہارا عہد پورا کروں گا، اس عہد کا بیان آیہ ”وَلَقَدْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَائِيلَ“ میں ہے۔ ۴۵

مسئلہ: اس آیت میں شکرِ نعمت و وفا عہد کے واجب ہونے کا بیان ہے اور یہ بھی کہ مومن کو چاہئے کہ اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرے۔ ۴۵ یعنی قرآن پاک اور

توریت و انجیل پر جو تمہارے ساتھ ہیں ایمان لاؤ اور اہل کتاب میں پہلے کافر نہ بنو کہ جو تمہارے اتباع میں کفر اختیار کرے اس کا وبال بھی تم پر ہو۔ ۴۵ ان آیات

سے توریث و انجیل کی وہ آیات مراد ہیں جن میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعت و صفت ہے، مقصد یہ ہے کہ حضور کی نعت دولت دنیا کے لیے مت چھپاؤ کہ

متاع دنیا من قلیل اور نعمت آخرت کے مقابل بے حقیقت ہے۔ شان نزول: یہ آیت کعب بن اشرف اور دوسرے رؤساء و علماء یہود کے حق میں نازل ہوئی جو اپنی

قوم کے جاہلوں اور کمینوں سے نکلے وصول کر لیتے اور ان پر سالانہ مقرر کرتے تھے اور انہوں نے پھلوں اور نقد مالوں میں اپنے حق معین کر لیے تھے انہیں اندیشہ

ہوا کہ توریث میں جو حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعت و صفت ہے اگر اس کو ظاہر کریں تو قوم حضور پر ایمان لے آئے گی اور ان کی کچھ پرش نہ رہے

گی، یہ تمام منافع جاتے رہیں گے، اس لیے انہوں نے اپنی کتابوں میں تغییر کی اور حضور کی نعت کو بدل ڈالا، جب ان سے لوگ دریافت کرتے کہ توریث میں

حضور کے کیا اوصاف مذکور ہیں؟ تو وہ چھپا لیتے اور ہرگز نہ بتاتے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (خازن وغیرہ) ۴۵ اس آیت میں نماز و زکوٰۃ کی فرضیت کا بیان ہے

اور اس طرف بھی اشارہ ہے کہ نمازوں کو ان کے حقوق کی رعایت اور ارکان کی حفاظت کے ساتھ ادا کرو۔ مسئلہ: جماعت کی ترغیب بھی ہے، حدیث شریف میں ہے

جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا تنہا پڑھنے سے ستائیس درجہ زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔ ۴۵ شان نزول: علماء یہود سے ان کے مسلمان رشتہ داروں نے دین اسلام کی

نسبت دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ تم اس دین پر قائم رہو حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دین حق اور کلام سچا ہے! اس پر یہ آیت نازل ہوئی، ایک قول یہ

ہے کہ آیت ان یہودیوں کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے مشرکین عرب کو حضور کے مجبوث ہونے کی خبر دی تھی اور حضور کی اتباع کرنے کی ہدایت کی تھی پھر جب

حضور مجبوث ہوئے تو یہ ہدایت کرنے والے حسد سے خود کافر ہو گئے اور اس پر انہیں توبیح کی گئی۔ (خازن و مدارک) ۴۵ یعنی اپنی حاجتوں میں صبر اور نماز سے مدد



رَاجِعُونَ ﴿۳۶﴾ يُبْنَىٰ إِسْرَائِيلَ اذْكُرْ وَاِنْعَمْتِ الَّتِي اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ

طرف پھرنا ۳۶ اے اولاد یعقوب یاد کرو میرا وہ احسان جو میں نے تم پر کیا

وَ اِنِّي فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعَالَمِينَ ﴿۳۷﴾ وَ اتَّقُوا يَوْمًا لَا تَجْزِي نَفْسٌ عَنْ

اور یہ کہ اس سارے زمانہ پر تمہیں بڑائی دی ۳۷ اور ڈرو اس دن سے جس دن کوئی جان دوسرے کا بدلہ

نَفْسٍ شَيْئًا وَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَلَا هُمْ

نہ ہو سکیں گی ۳۸ اور نہ کافر کے لیے کوئی سفارش مانی جائے اور نہ کچھ لے کر اس کی جان چھوڑی جائے اور نہ ان کی

يُنصَرُونَ ﴿۳۸﴾ وَ اذْ نَجَّيْنَكُمْ مِنَ الْاِلِّ فِرْعَوْنَ يَسُومُونَكُمْ سُوءَ الْعَذَابِ

مدد ہو ۳۸ اور یاد کرو جب ہم نے تم کو فرعون والوں سے نجات بخشی ۳۹ کہ تم پر بُرا عذاب کرتے تھے ۳۹

يُذَبِّحُونَ اَبْنَاءَكُمْ وَيَسْتَحْيُونَ نِسَاءَكُمْ وَ فِي ذَلِكُمْ بَلَاءٌ مِّنْ

تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتے اور تمہاری بیٹیوں کو زندہ رکھتے ۴۰ اور اس میں تمہارے رب کی طرف سے

چاہو۔ سبحان اللہ کیا پاکیزہ تعلیم ہے! صبر مصیبتوں کا اخلاقی مقابلہ ہے انسان عدل و عزم بنی پرستی پر بغیر اس کے قائم نہیں رہ سکتا۔ صبر کی تین قسمیں ہیں (۱) شدت و مصیبت پر نفس کو روکنا۔ (۲) طاعت و عبادت کی مشقتوں میں مستقل رہنا۔ (۳) مصیبت کی طرف مائل ہونے سے طبیعت کو باز رکھنا۔ بعض مفسرین نے یہاں صبر سے روزہ مراد لیا ہے، وہ بھی صبر کا ایک فرد ہے۔ اس آیت میں مصیبت کے وقت نماز کے ساتھ استغاثت کی تعلیم بھی فرمائی کیونکہ وہ عبادت بدنیہ و نفسانیہ کی جامع ہے اور اس میں قرب الہی حاصل ہوتا ہے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اہم امور کے پیش آنے پر مشغول نماز ہو جاتے تھے، اس آیت میں یہ بھی بتایا گیا کہ مومنین صادقین کے سوا اوروں پر نماز گراں ہے۔ ۳۷ اس میں بشارت ہے کہ آخرت میں مومنین کو دیدار الہی کی نعمت ملے گی۔ ۳۸ ”الْعَالَمِينَ“ کا استعراق حقیقی نہیں مراد یہ ہے کہ میں نے تمہارے آباء کو ان کے زمانہ والوں پر فضیلت دی یا فضل تجزی مراد ہے جو اور کسی امت کی فضیلت کا نافی نہیں ہو سکتا، اسی لیے امت محمدیہ کے حق میں ارشاد ہوا: ”كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ“ (روح البیان جمل وغیرہ) ۳۹ وہ روز قیامت ہے۔ آیت میں نفس دومرتبہ آیا ہے پہلے سے نفس مومن دوسرے سے نفس کافر مراد ہے۔ (مدارک) ۴۰ یہاں سے رکوع کے آخر تک دس لغتوں کا بیان ہے جو ان بنی اسرائیل کے آباء کو ملیں۔ ۴۱ قوم قبط و عمالیق جو مصر کا بادشاہ ہوا اس کو فرعون کہتے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے کے فرعون کا نام ولید بن مصعب بن ریان ہے، یہاں اسی کا ذکر ہے، اس کی عمر چار سو برس سے زیادہ ہوئی، آل فرعون سے اس کے منجین مراد ہیں۔ (جمل وغیرہ) ۴۲ عذاب سب برے ہوتے ہیں ”سُوءَ الْعَذَابِ“ وہ کہلانے کا جو عذابوں سے شدید ہوا اس لیے حضرت مخرج قدس سرہ نے ”براعذاب“ ترجمہ کیا۔ (کافی الجلالین وغیرہ) فرعون نے بنی اسرائیل پر نہایت بے دردی سے محنت و مشقت کے دشوار کام لازم کیے تھے، پتھروں کی چٹانیں کاٹ کر ڈھونڈتے ڈھونڈتے ان کی کمریں گردنیں زخمی ہو گئیں تھیں، غریبوں پر ٹیکس مقرر کیے تھے جو غروب آفتاب سے قبل بچھڑ کر برستی) وصول کیے جاتے تھے، جو نادار کسی دن ٹیکس ادا نہ کر سکا اس کے ہاتھ گردن کے ساتھ ملا کر باندھ دیئے جاتے تھے اور مہینہ بھر تک اسی مصیبت میں رکھا جاتا تھا اور طرح طرح کی بے رحمانہ سختیاں تھیں۔ (غازن وغیرہ) ۴۳ فرعون نے خواب دیکھا کہ بیت المقدس کی طرف سے آگ آئی اس نے مصر کو گھیر کر تمام قبطیوں کو جلا ڈالا بنی اسرائیل کو کچھ ضرر نہ پہنچا یا اس سے اس کو بہت وحشت ہوئی، کانہوں نے تعبیر دی کہ بنی اسرائیل میں ایک لڑکا پیدا ہوگا جو تیرے ہلاک اور زوال سلطنت کا باعث ہوگا، یہ سن کر فرعون نے حکم دیا کہ بنی اسرائیل میں جو لڑکا پیدا ہو قتل کر دیا جائے، دانیائے تفتیش کے لیے مقرر ہوئیں، بارہ ہزار ویرہ لاکھ (اور ایک روایت کے مطابق) ستر ہزار لڑکے قتل کر ڈالے گئے اور نوے ہزار حمل گرا دیئے گئے، اور مشیت الہی سے اس قوم کے بوڑھے جلد جلد مرنے لگے، قوم قبط کے رؤساء نے گھبرا کر فرعون سے شکایت کی کہ بنی اسرائیل میں موت کی گرم بازاری ہے، اس پر ان کے بچے بھی قتل کیے جاتے ہیں تو ہمیں خدمت گار کہاں سے مہیئر آئیں گے؟ فرعون نے حکم دیا کہ ایک سال پتھریں کیے جائیں اور ایک سال چھوڑے جائیں تو جو سال چھوڑنے کا تھا اس میں حضرت ہارون پیدا ہوئے اور قتل کے سال حضرت موسیٰ علیہ السلام کی

رَبِّكُمْ عَظِيمٌ ﴿۴۹﴾ وَإِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَيْنِ لَنَجِّنَكُمْ وَاعْرَقْنَا آلَ

بڑی بلا تھی یا بڑا انعام ۵۵ اور جب ہم نے تمہارے لیے دریا بھاڑ دیا تو تمہیں بچا لیا اور فرعون

فِرْعَوْنَ وَأَنْتُمْ تَنْظُرُونَ ﴿۵۰﴾ وَإِذْ وَعَدْنَا مُوسَىٰ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً ثُمَّ

والوں کو تمہاری آنکھوں کے سامنے ڈبو دیا ۵۰ اور جب ہم نے موسیٰ سے چالیس رات کا وعدہ فرمایا پھر

اتَّخَذْتُمُ الْعَجَلِ مِنَ بَعْدِهِ وَأَنْتُمْ ظَالِمُونَ ﴿۵۱﴾ ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ مِمَّنْ

اس کے پیچھے تم نے بچھڑے کی پوجا شروع کردی اور تم ظالم تھے ۵۱ پھر اس کے بعد ہم نے

بَعْدَ ذَلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿۵۲﴾ وَإِذْ آتَيْنَا مُوسَىٰ الْكِتَابَ وَالْفُرْقَانَ

تمہیں معافی دی ۵۲ کہ کہیں تم احسان مانو ۵۲ اور جب ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا کی اور حق و باطل میں تمیز کر دینا

ولادت ہوئی۔ ۵۵ ”بلا“ امتحان و آزمائش کو کہتے ہیں، آزمائش نعمت سے بھی ہوتی ہے اور شدت و سخت سے بھی، نعمت سے بندہ کی شکرگزاری اور محنت سے اس

کے صبر کا حال ظاہر ہوتا ہے۔ اگر ”ذَلِكُمْ“ کا اشارہ فرعون کے مظالم کی طرف ہو تو ”بلا“ سے محنت و مصیبت مراد ہوگی اور اگر ان مظالم سے نجات دینے کی طرف ہو تو

نعمت۔ ۵۱ یہ دوسری نعمت کا بیان ہے جو بنی اسرائیل پر فرمائی کہ انہیں فرعونوں کے ظلم و ستم سے نجات دی اور فرعون کو موع اس کی قوم کے ان کے سامنے غرق کیا،

یہاں ”آل فرعون“ سے فرعون مع اپنی قوم کے مراد ہے جیسے کہ ”كُرْمَانِيَّةٍ اَدَمٌ“ میں حضرت آدم و اولاد آدم دونوں داخل ہیں۔ (جمل) مختصر واقعہ یہ ہے کہ حضرت

موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام حکم الہی شب میں بنی اسرائیل کو مصر سے لے کر روانہ ہوئے، صبح کو فرعون ان کی جستجو میں لشکر گراں لے کر چلا اور انہیں دریا کے کنارے جا

پایا، بنی اسرائیل نے لشکر فرعون دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فریاد کی، آپ نے حکم الہی دریا میں اپنا عصا مارا، اس کی برکت سے سین دریا میں بارہ خشک رستے

پیدا ہو گئے، پانی دیواروں کی طرح کھڑا ہو گیا، ان آبی دیواروں میں جالی کی مثل روشندان بن گئے، بنی اسرائیل کی ہر جماعت ان رستوں میں ایک دوسرے کو دیکھتی

اور باہم باتیں کرتی گزر گئی۔ فرعون دریائی رستے دیکھ کر ان میں چل پڑا جب اس کا تمام لشکر دریا کے اندر آ گیا تو دریا حالت اصلی پر آیا اور تمام فرعونوں اس میں غرق

ہو گئے۔ دریا کا عرض چار فرسنگ (بارہ میل سے زائد فاصلہ) تھا یہ واقعہ بحر قلزم کا ہے جو بحر فارس کے کنارہ پر ہے، یا بحر ماوراء مصر کا جس کو اساف کہتے ہیں۔ بنی

اسرائیل لپ دریا فرعونوں کے غرق کا منظر دیکھ رہے تھے۔ یہ غرق محرم کی دسویں تاریخ ہوا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس دن شکر کا روزہ رکھا، سید عالم صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ تک بھی یہود اس دن کا روزہ رکھتے تھے، حضور نے بھی اس دن کا روزہ رکھا اور فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی فتح کی خوشی منانے اور اس

کی شکرگزاری کرنے کے ہم یہود سے زیادہ حق دار ہیں۔ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ عاشورہ کا روزہ سنت ہے۔ مسئلہ: یہ بھی معلوم ہوا کہ انبیاء پر جو انعام الہی ہوا اس

کی یادگار قائم کرنا اور شکر بجالانا سنسوں ہے۔ مسئلہ: یہ بھی معلوم ہوا کہ ایسے امور میں دن کا تعین سنت رسول اللہ ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ مسئلہ: یہ بھی معلوم

ہوا کہ انبیاء کی یادگار اگر کفار بھی قائم کرتے ہوں جب بھی اس کو چھوڑا نہ جائے گا۔ ۵۱ فرعون اور فرعونوں کے ہلاک کے بعد جب حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی

اسرائیل کو لے کر مصر کی طرف لوٹے اور ان کی درخواست پر اللہ تعالیٰ نے عطائے توریت کا وعدہ فرمایا اور اس کے لیے بیعتیں کی گئیں اور اس کی مدت مع اضافہ

ایک ماہ دس روز تھی مہینہ ذوالقعدہ اور دس دن ذوالحجہ کے، حضرت موسیٰ علیہ السلام قوم میں اپنے بھائی ہارون علیہ السلام کو اپنا خلیفہ و جانشین بنا کر توریت حاصل

کرنے کے لیے کوہ طور پر تشریف لے گئے چالیس شب وہاں ٹھہرے اس عرصہ میں کسی سے بات نہ کی، اللہ تعالیٰ نے زبردستی الواح میں توریت آپ پر نازل فرمائی۔

یہاں سامری نے سونے کا جو اہرات سے مزیح بچھڑا بنا کر قوم سے کہا کہ یہ تمہارا معبود ہے؟ وہ لوگ ایک ماہ حضرت کا انتظار کر کے سامری کے بہکانے سے بچھڑا

پوجنے لگے سوائے حضرت ہارون علیہ السلام اور آپ کے بارہ ہزار ہمارا ہیوں کے، تمام بنی اسرائیل نے گوسالہ (بچھڑے) کو پوجا۔ (خان) ۵۱ ”عفو“ کی کیفیت

یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ توبہ کی صورت یہ ہے کہ جنہوں نے بچھڑے کی پرستش نہیں کی ہے وہ پرستش کرنے والوں کو قتل کریں اور مجرم برضا و تسلیم

سکون کے ساتھ قتل ہو جائیں، وہ اس پر راضی ہو گئے، صبح سے شام تک ستر ہزار قتل ہو گئے، تب حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام بختصر ع و زاری (روتے روتے گڑ گڑاتے)

بارگاہ حق کی طرف پلٹی ہوئے، وحی آئی کہ جو قتل ہو چکے شہید ہوئے، باقی مغفور فرمائے گئے، ان میں سے قاتل و مقتول سب جنتی ہیں۔ مسئلہ: شرک سے مسلمان مرتد

لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ﴿۵۲﴾ وَإِذْ قَالَ مُوسَى لِقَوْمِهِ يُقَوْمِ انْكُم ظَلَمْتُمْ

کہ کہیں تم راہ پر آؤ اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم تم نے پھٹرا بنا

أَنْفُسِكُمْ بِإِخْذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوبُوا إِلَى بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ

کر اپنی جانوں پر ظلم کیا تو اپنے پیدا کرنے والے کی طرف رجوع لاؤ تو آپس میں ایک دوسرے کو قتل کرو

ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ ط فَتَابَ عَلَيْكُمْ إِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ

یہ تمہارے پیدا کرنے والے کے نزدیک تمہارے لیے بہتر ہے تو اس نے تمہاری توبہ قبول کی بے شک وہی ہے بہت توبہ قبول کرنے والا

الرَّحِيمُ ﴿۵۳﴾ وَإِذْ قُلْتُمْ يَا مُوسَى لَنْ نُؤْمِنَ لَكَ حَتَّى نَرَى اللَّهَ جَهْرَةً

مہربان ۵۳ اور جب تم نے کہا اے موسیٰ ہم ہرگز تمہارا یقین نہ لائیں گے جب تک علانیہ خدا کو نہ دیکھ لیں

فَاخَذْنَاكُمْ بِالصُّعْقَةِ وَأَنْتُمْ تَنْظُرُونَ ﴿۵۴﴾ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِ

تو تمہیں کڑک نے آلیا اور تم دیکھ رہے تھے پھر مے پیچھے ہم نے تمہیں

مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿۵۶﴾ وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَأَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ

زندہ کیا کہ کہیں تم احسان مانو اور ہم نے ابر کو تمہارا سائبان کیا ۵۴ اور تم پر

ہو جاتا ہے۔ مسئلہ: مرتد کی سزا قتل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ سے بغاوت قتل و خور پزی سے سخت تر جرم ہے۔ فائدہ: گو سالہ بنا کر پوجنے میں بنی اسرائیل کے کئی جرم تھے

ایک تصویر سازی جو حرام ہے، دوسرے حضرت ہارون علیہ السلام کی نافرمانی، تیسرے گو سالہ پوج کر مشرک ہو جانا، یہ ظلم آل فرعون کے مظالم سے بھی زیادہ شدید

ہیں کیونکہ یہ افعال ان سے بعد ایمان سرزد ہوئے اس لیے مستحق تو اس کے تھے کہ عذاب الہی انہیں مہلت نہ دے اور فی الفور ہلاکت سے کفر پر ان کا خاتمہ ہو جائے

لیکن حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کی بدولت انہیں توبہ کا موقع دیا گیا، یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہے۔ ۵۹ اس میں اشارہ ہے کہ بنی اسرائیل کی استغداد

فرعونیوں کی طرح باطل نہ ہوئی تھی اور ان کی نسل سے صالحین پیدا ہونے والے تھے چنانچہ ان میں ہزار ہا نبی و صالح پیدا ہوئے۔ ۶۰ یہ قتل ان کے لیے کفارہ

تھا۔ ۶۱ جب بنی اسرائیل نے توبہ کی اور کفارہ میں اپنی جانیں دے دیں تو اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام انہیں گو سالہ پرستی کی عذرخواہی کے

لیے حاضر لائیں، حضرت ان میں سے سزا آدی منتخب کر کے طور پر لے گئے وہاں وہ کہنے لگے: اے موسیٰ! ہم آپ کا یقین نہ کریں گے جب تک خدا کو علانیہ نہ دیکھ

لیں، اس پر آسمان سے ایک ہولناک آواز آئی جس کی ہیبت سے وہ مر گئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھڑک (عاجزی کے ساتھ) عرض کی کہ میں بنی اسرائیل کو

کیا جواب دوں گا؟ اس پر اللہ تعالیٰ نے انہیں یکے بعد دیگرے زندہ فرما دیا۔ مسئلہ: اس سے شان انبیاء معلوم ہوتی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ”لَنْ نُؤْمِنَ

لَكَ“ (ہم ہرگز تمہارا یقین نہ لائیں گے) کہنے کی شامت میں بنی اسرائیل ہلاک کیے گئے۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہد والوں کو آگاہ کیا جاتا ہے

کہ انبیاء کی جناب میں ترک ادب غضب الہی کا باعث ہوتا ہے اس سے ڈرتے رہیں۔ مسئلہ: یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے مقبولان بارگاہ کی دعا سے مردے زندہ

فرماتا ہے۔ ۶۲ حضرت موسیٰ علیہ السلام فارغ ہو کر لشکر بنی اسرائیل میں پہنچے اور آپ نے انہیں حکم الہی سنایا کہ ملک شام حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی

اولاد کا مدفن ہے، اسی میں بیت المقدس ہے، اس کو ممالقہ سے آزاد کرنے کے لیے جہاد کرو اور مصر چھوڑ کر وہیں وطن بناؤ، مصر کا چھوڑنا بنی اسرائیل پر نہایت شاق تھا

اول تو انہوں نے اسی میں پس و پیش کیا اور جب بحجر واکراہ حضرت موسیٰ و حضرت ہارون علیہما السلام کی رکاب سعادت میں روانہ ہوئے تو راہ میں جو کوئی سختی و

دشواری پیش آتی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے شکایتیں کرتے، جب اس صحرا میں پہنچے جہاں نہ سبزہ تھا نہ سایہ نہ غلہ مہراہ تھا وہاں دھوپ کی گرمی اور بھوک کی شکایت

کی، اللہ تعالیٰ نے بڑے عاے حضرت موسیٰ علیہ السلام ابر سفید کو ان کا سائبان بنایا جو رات دن ان کے ساتھ چلتا، شب کو ان کے لئے نوری ستون اترتا جس کی روشنی



السِّنِّ وَالسَّلْوَى ط كَلُّوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ ط وَمَا ظَلَمُونَا وَلَكِنْ

من اور سلوی اتارا کھاؤ ہماری دی ہوئی ستھری چیزیں ۹۳ اور انھوں نے کچھ ہمارا نہ بگاڑا ہاں

كَانُوا أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿۵۷﴾ وَإِذْ قُلْنَا ادْخُلُوا هَذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوا

اپنی ہی جانوں کا بگاڑ کرتے تھے اور جب ہم نے فرمایا اس بستی میں جاؤ ۹۴ پھر اس میں

مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَاحِدًا وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَقُولُوا حِطَّةٌ

جہاں چاہو بے روک ٹوک کھاؤ اور دروازہ میں سجدہ کرتے داخل ہو ۹۵ اور کہو ہمارے گناہ معاف ہوں

تَغْفِرْ لَكُمْ خَطِيئَتَكُمْ ط وَسَنَزِيدُ الْمُحْسِنِينَ ﴿۵۸﴾ فَبَدَّلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا

ہم تمہاری خطائیں بخش دیں گے اور قریب ہے کہ نیکی والوں کو اور زیادہ دیں ۹۶ تو ظالموں نے اور بات بدل دی

قَوْلًا غَيْرَ الَّذِي قِيلَ لَهُمْ فَأَنزَلْنَا عَلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا رِجْزًا مِّن

جو فرمائی گئی تھی اس کے سوا ۹۷ تو ہم نے آسمان سے ان پر عذاب

السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ﴿۵۹﴾ وَإِذْ اسْتَسْقَىٰ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ فَقُلْنَا

اتارا ۹۸ بدلہ ان کی بے حکمی کا اور جب موسیٰ نے اپنی قوم کے لیے پانی مانگا تو ہم نے فرمایا

میں کام کرتے، ان کے پیڑھے میلے اور پرانے نہ ہوتے، ناخن اور بال نہ بڑھتے، اس سفر میں جوڑ کا پیدا ہوتا اس کا لباس اس کے ساتھ پیدا ہوتا جتنا وہ بڑھتا لباس

بھی بڑھتا۔ ۹۳ ”مَنْ“ نون مجین کی طرح ایک شیریں چیز تھی روزانہ صبح صادق سے طلوع آفتاب تک ہر شخص کے لئے ایک صاع کی قدر آسمان سے نازل ہوتی،

لوگ اس کو چادروں میں لے کر دن بھر کھاتے رہتے۔ ”سَلْوَى“ ایک چھوٹا پرند ہوتا ہے اس کو ”ہوا“ لاتی، یہ شکار کر کے کھاتے دونوں چیزیں شعبہ کو تو مطلق نہ

آتیں، باقی ہر روز بچھتیں جمعہ کو اور دنوں سے دونی آتیں۔ حکم یہ تھا کہ جمعہ کو شنبہ کے لئے بھی حسب ضرورت جمع کر لو مگر ایک دن سے زیادہ کا جمع نہ کرو، بنی اسرائیل

نے ان نعمتوں کی ناشکری کی، ذخیرے جمع کئے، وہ مڑ گئے اور ان کی آمد بند کر دی گئی، یہ انہوں نے اپنا ہی نقصان کیا کہ دنیا میں نعمت سے محروم اور آخرت میں سزاوار

عذاب کے ہوئے۔ ۹۴ اس بستی سے بیت المقدس مراد ہے یا اربنحاً جو بیت المقدس کے قریب ہے جس میں عمالقہ آباد تھے اور اس کو خالی کر گئے، وہاں غلے

میوے بکثرت تھے۔ ۹۵ یہ دروازہ ان کے لئے بمنزلہ کعبہ کے تھا کہ اس میں داخل ہونا اور اس کی طرف سجدہ کرنا سبب کفارہ ذنوب قرار دیا گیا۔ ۹۶ مسئلہ: اس

آیت سے معلوم ہوا کہ زبان سے استغفار کرنا اور بدنی عبادت سجدہ وغیرہ بجلا نا توبہ کا تمام (کامل و پورا کرنے والا) ہے۔ مسئلہ: یہ بھی معلوم ہوا کہ مشہور گناہ کی توبہ

باعلان ہونی چاہئے۔ مسئلہ: یہ بھی معلوم ہوا کہ مقامات مُتَبَرِّكَة جو رحمت الہی کے مودہ ہوں وہاں توبہ کرنا اور طاعت بجلا نا خیرات نیک اور سُرْعَت قبول کا سبب ہوتا

ہے۔ (فتح العزیز) اسی لئے صالحین کا دستور رہا ہے کہ انبیاء و اولیاء کے موالد (پیدائش گاہ) و مزارات پر حاضر ہو کر استغفار و طاعت بجالاتے ہیں۔ عرس و زیارت میں

بھی یہ فائدہ مکتوب رہے۔ ۹۷ بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ بنی اسرائیل کو حکم ہوا تھا کہ دروازہ میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہوں اور زبان سے ”حِطَّةٌ“ کہتے

توبہ و استغفار کہتے جائیں، انہوں نے دونوں حکموں کی مخالفت کی، داخل تو ہوئے سرینوں کے بل گھسٹتے اور بجائے کلمہ توبہ کے تسخر سے ”حَبَّةٌ فِی شَعْرَةٍ“ کہا

جس کے معنی ہیں بال میں دانہ۔ ۹۸ یہ عذاب طاعون تھا جس سے ایک ساعت میں چوبیس ہزار ہلاک ہو گئے۔ مسئلہ: صحاح کی حدیث میں ہے کہ طاعون چھلی

امتوں کے عذاب کا لقمہ ہے جب تمہارے شہر میں واقع ہو وہاں سے نہ بھاگو، دوسرے شہر میں ہو تو وہاں نہ جاؤ۔ مسئلہ: صحیح حدیث میں ہے کہ جو لوگ مقام و باء میں

رضائے الہی پر صابر رہیں اگر وہ و باء سے محفوظ رہیں جب بھی انہیں شہادت کا ثواب ملے گا۔

اَضْرِبْ بِعَصَاكَ الْحَجَرَ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَا عَشَرَ عَيْنًا قَدْ

اس پتھر پر اپنا عصا مارو فوراً اس میں سے بارہ چشمے بہنے لگے ۹۹ ہر

عَلِمَ كُلُّ أَنْاسٍ مَّشْرَبَهُمْ كُلُّوْا وَاشْرَبُوا مِنْ رِزْقِ اللَّهِ وَ لَا

گروہ نے اپنا گھاٹ پہچان لیا کھاؤ اور پیو خدا کا دیا نلک اور

تَعْتَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ۙ وَإِذْ قُلْتُمْ يَا مُوسَى لَنْ نُصْبِرَ عَلَىٰ

زمین میں فساد اٹھاتے نہ پھرو ۱۰۰ اور جب تم نے کہا اے موسیٰ نلک ہم سے تو ایک کھانے پر ۱۰۱

طَعَامٍ وَاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْبِتُ الْأَرْضُ مِنْ

ہرگز صبر نہ ہوگا تو آپ اپنے رب سے دعا کیجئے کہ زمین کی اگائی ہوئی چیزیں ہمارے لیے نکالے

بَقْلِهَا وَقِثَائِهَا وَفُومِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصِلِهَا ۗ قَالَ أَتَسْتَبْدِلُونَ

کچھ ساگ اور مکڑی اور گیہوں اور مسور اور پیاز فرمایا کیا ادنیٰ چیز

الَّذِي هُوَ أَذَىٰ بِالَّذِي هُوَ خَيْرٌ ۗ اِهْبِطُوا مِصْرًا فَإِنَّ لَكُمْ مَّا

کو بہتر کے بدلے مانگتے ہو ۱۰۲ اچھا مصر ۱۰۳ یا کسی شہر میں اترو وہاں تمہیں ملے گا

سَأَلْتُمْ ۗ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذَّلِيلَةُ وَالسَّكَنَةُ ۗ وَبَاءَ وَبَغَضٍ مِّن

جو تم نے مانگا ۱۰۴ اور ان پر مقرر کر دی گئی خواری اور ناداری ۱۰۵ اور خدا کے غضب میں

۹۹ جب بنی اسرائیل نے سفر میں پانی نہ پایا حدت بیاس کی شکایت کی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا کہ اپنا عصا پتھر پر مارو آپ کے پاس ایک مڑج پتھر تھا

جب پانی کی ضرورت ہوتی آپ اس پر عصا مارتے اس سے بارہ چشمے جاری ہو جاتے اور سب سیراب ہوتے۔ یہ بڑا معجزہ ہے لیکن سیدنا نبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے

انگشت مبارک سے چشمے جاری فرما کر جماعت کثیرہ کو سیراب فرمانا اس سے بہت اعظم و اعلیٰ ہے کیونکہ عضو انسانی سے چشمے جاری ہونا پتھر کی نسبت زیادہ

اعجب (تجربہ نیر) ہے۔ (غازن و مدارک) ۱۰۱ یعنی آسمانی طعام ”مَن و سَلْسُوٰی“ کھاؤ اور اس پتھر کے چشموں کا پانی پیو جو تمہیں فضل الہی سے بے محنت میسر

ہے۔ ۱۰۲ نعمتوں کے ذکر کے بعد بنی اسرائیل کی نالیقتی (نااہلی)، دوس ہمتی (بزدلی) اور نافرمانی کے چند واقعات بیان فرمائے جاتے ہیں۔ ۱۰۳ بنی اسرائیل کی

یہ ادبھی نہایت بے ادبانتھی کہ پیغمبر اُوُو العوم کو نام لے کر پکارا، بیانیسی اللہ، یارسول اللہ! یا اور کوئی تعظیم کا کلمہ نہ کہا۔ (فتح العزیز) جب انبیاء کا خالی نام لینا بے

ادبی ہے تو ان کو بشر اور اپنی کہنا کس طرح گستاخی نہ ہوگا! غرض انبیاء کے ذکر میں بے تعظیسی کا شانہ بھی ناجائز ہے۔ ۱۰۳ ”ایک کھانے“ سے ایک قسم کا کھانا

مراد ہے۔ ۱۰۴ جب وہ اس پر بھی نہ مانے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ الہی میں دعا کی ارشاد ہوا ”اِهْبِطُوا“۔ ۱۰۵ ”مصر“ عربی میں شہر کو بھی کہتے

ہیں کوئی شہر ہو، اور خاص شہر یعنی مصر موسیٰ علیہ السلام کا نام بھی ہے یہاں دونوں میں سے ہر ایک مراد ہو سکتا ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ یہاں خاص شہر مصر مراد

نہیں ہو سکتا کیونکہ اس کے لیے یہ لفظ غیر مُصَرَّف ہو کر مستعمل ہوتا ہے اور اس پر تین نہیں آتی جیسا کہ دوسری آیت میں وارد ہے: ”أَلَيْسَ لِي مُلْكُ مِصْرَ“

اور ”أَدْخُلُوا مِصْرَ“ مگر یہ خیال صحیح نہیں کیونکہ سکون اوسط کی وجہ سے لفظ ہندی طرح اس کو مُصَرَّف پڑھنا درست ہے مجھ میں اس کی تصریح موجود ہے۔ علاوہ

بریں حسن وغیرہ کی قرأت میں مصر بلا تین آیا ہے اور بعض مصاحف حضرت عثمان اور مصحف ابی رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں بھی ایسا ہی ہے اسی لیے حضرت مؤرخ

قدس سرہ نے ترجمہ میں دونوں احتمالوں کو اخذ فرمایا ہے اور شہر معین کے احتمال کو مقدم کیا۔ ۱۰۶ یعنی ساگ، مکڑی وغیرہ گوان چیزوں کی طلب گناہ نہ

اللہ ط ذلک بانہم کانوا یُکفرون بایت اللہ ویقتلون النبین

لوٹے فلنا یہ بدلہ تھا اس کا کہ وہ اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے اور انبیاء کو ناحق شہید

بغیر الحق ط ذلک بہا عصوا وکانوا یعتدون ع ان الذین امنوا

کرتے فلنا یہ بدلہ تھا ان کی نافرمانیوں اور حد سے بڑھنے کا بے شک ایمان والے

والذین ہادوا والنصری والصیین من امن باللہ والیوم الآخر

نیز یہودیوں اور نصرانیوں اور ستارہ پرستوں میں سے وہ کہ سچے دل سے اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لائیں

وعبد صالحا فلہم اجرہم عند ربہم ولا خوف علیہم ولا ہم

اور نیک کام کریں ان کا ثواب ان کے رب کے پاس ہے اور نہ انہیں کچھ اندیشہ ہو اور نہ

یحزنون ع واذ اخذنا میثاقکم ورفعنا فوقکم الطور ط خذوا

کچھ غم فلنا اور جب ہم نے تم سے عہد لیا فلنا اور تم پر طور کو اونچا کیا فلنا لو جو کچھ

ما اتینکم بقوة واذکر واما فیہ لعلکم تتقون ع ثم تولیتم

ہم تم کو دیتے ہیں زور سے فلنا اور اس کے مضمون یاد کرو اس امید پر کہ تمہیں پرہیزگاری ملے پھر اس کے

تھی لیکن ”من و سلوی“ جیسی نعمت بے محنت چھوڑ کر ان کی طرف مائل ہونا پست خیالی ہے، ہمیشہ ان لوگوں کا میلان طبع پستی ہی کی طرف رہا، اور حضرت موسیٰ و

ہارون وغیرہ جلیل القدر بلند ہمت انبیاء (علیہم السلام) کے بعد بنی اسرائیل کی لٹھی (کینگی) وکم حوصلگی کا پورا ظہور ہوا، اور تسلط جالوت وحادشہ بخت

نصر کے بعد تو وہ بہت ہی ذلیل و خوار ہو گئے، اس کا بیان ”ضربت علیہم الذلۃ“ میں ہے۔ فلنا یہودی ذلت تو یہ کہ دنیا میں کہیں نام کو ان کی سلطنت نہیں

اور ناداری یہ کہ مال موجود ہوتے ہوئے بھی حرص سے محتاج ہی رہتے ہیں۔ فلنا انبیاء و صلحاء کی بدولت جو تہہ انہیں حاصل ہوئے تھے ان سے محروم ہو گئے،

اس غضب کا باعث صرف یہی نہیں کہ انہوں نے آسمانی غذاؤں کے بدلے ارضی پیداوار کی خواہش کی یا اسی طرح کی اور خطائیں جو زمانہ حضرت موسیٰ علیہ السلام

میں صادر ہوئیں بلکہ عہد نبوت سے دور ہونے اور زمانہ دراز گزرنے سے ان کی استعدادیں باطل ہوئیں اور نہایت قبیح افعال اور عظیم جرم ان سے سرزد ہوئے، یہ

ان کی اس ذلت و خواری کا باعث ہوئے۔ فلنا جیسا کہ انہوں نے حضرت زکریا و یحییٰ و عیسیٰ علیہم السلام کو شہید کیا اور یہ قتل ایسے ناحق تھے جن کی وجہ خود یہ

قاتل بھی نہیں بنا سکتے۔ فلنا شان نزول: ابن جریر و ابن ابی حاتم نے سدی سے روایت کی کہ یہ آیت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے اصحاب کے حق میں نازل

ہوئی۔ (باب العقول) فلنا کہ تم تورات مانو گے اور اس پر عمل کرو گے۔ پھر تم نے اس کے احکام کو شاق و گراں جان کر قبول سے انکار کر دیا جو دیکہ تم نے خود

بیا للاح (گرو گڑا کر) حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ایسی آسمانی کتاب کی استدعا کی تھی جس میں قوانین شریعت و آئین عبادت مفصل مذکور ہوں اور حضرت موسیٰ

علیہ السلام نے تم سے بار بار اس کے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کا عہد لیا تھا، جب وہ کتاب عطا ہوئی تم نے اس کے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور عہد پورا نہ

کیا۔ فلنا بنی اسرائیل کی عہد شکنی کے بعد حضرت جبریل نے حکم الہی طور پہاڑ کو اٹھا کر ان کے سروں پر قدر قامت فاصلہ پر معلق کر دیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام

نے فرمایا: یا تو تم عہد قبول کرو، ورنہ پہاڑ تم پر گرا دیا جائے گا اور تم کچل ڈالے جاؤ گے، اس میں سورۃ و فائے عہد پر آکر اہ اور درحقیقت پہاڑ کا سروں پر معلق کر

دینا آیت الہی اور قدرت حق کی برہان قوی ہے، اس سے دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے کہ بیشک یہ رسول مظہر قدرت الہی ہیں۔ یہ اطمینان ان کو ماننے اور عہد

پورا کرنے کا اصل سبب ہے۔ فلنا یعنی بکوشش تمام۔



مِّنْ بَعْدِ ذَلِكَ ۚ فَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ لَكُنْتُمْ مِنَ

بعد تم پھر گئے تو اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی تو تم ٹوٹے (نقصان)

الْخٰسِرِيْنَ ﴿۶۳﴾ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِيْنَ اَعْتَدُوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا

والوں میں ہو جاتے ۱۱۴ اور بے شک ضرور تمہیں معلوم ہے تم میں کے وہ جنہوں نے ہفتہ میں سرکشی کی ۱۱۵ تو ہم نے ان

لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَادَةً لِّحٰسِبِيْنَ ۚ ﴿۶۴﴾ فَجَعَلْنٰهَا نَكَالًا لِّبٰبِيْنَ يَدِيْهَا وَمَا

سے فرمایا کہ ہو جاؤ بندر دھتکارے ہوئے تو ہم نے اس لہتی کا یہ واقعہ اس کے آگے اور

خَلْفَهَا وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۶۵﴾ وَاذْ قٰلَ مُوسٰى لِقَوْمِهٖ اِنَّ اللّٰهَ

پیچھے والوں کے لیے عبرت کر دیا اور پرہیزگاروں کے لیے نصیحت اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے فرمایا خدا تمہیں

يٰۤاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقْرَةً ۗ قَالُوْٓا اَتَتَّخِذُنَا هٰرُوتًا ۙ قَالِ اَعُوْذُ

حکم دیتا ہے کہ ایک گائے ذبح کرو ۱۱۶ بولے کہ آپ ہمیں مسخرہ بناتے ہیں ۱۱۷ فرمایا خدا کی

بِاللّٰهِ اِنْ اَكُوْنُ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۶۶﴾ قَالُوْٓا اَدْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَنَا مَا

پناہ کہ میں جاہلوں سے ہوں ۱۱۸ بولے اپنے رب سے دعا کیجئے کہ وہ ہمیں بتا دے گائے

۱۱۹ یہاں فضل و رحمت سے یا توفیق تو بہ مراد ہے یا تاخیر عذاب۔ (مدارک وغیرہ) ایک قول یہ ہے کہ فضل الہی و رحمت حق سے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی

ذات پاک مراد ہے معنی یہ ہیں کہ اگر تمہیں خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود کی دولت نہ ملتی اور آپ کی ہدایت نصیب نہ ہوتی تو تمہارا انجام ہلاک و خسران

ہوتا۔ ۱۱۵ شہر ”ایکہ“ میں بنی اسرائیل آباد تھے انہیں حکم تھا کہ شنبہ کا دن عبادت کے لیے خاص کر دیں، اس روز شکار نہ کریں اور دنیاوی مشاغل ترک کر دیں، ان

کے ایک گروہ نے یہ چال کی کہ جمعہ کو دریا کے کنارے کنارے بہت سے گڑھے کھودتے اور شنبہ کی صبح کو دریا سے ان گڑھوں تک نالیاں بناتے جن کے ذریعہ پانی

کے ساتھ آ کر مچھلیاں گڑھوں میں قید ہو جاتیں، یک شنبہ (اتوار) کو انہیں نکالتے اور کہتے کہ ہم مچھلی کو پانی سے شنبہ (ہفتہ) کے روز نہیں نکالتے، چالیس یا ستر سال تک

یہی عمل رہا، جب حضرت داود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کا عہد آیا آپ نے انہیں اس سے منع کیا اور فرمایا قید کرنا ہی شکار ہے جو شنبہ کو کرتے ہو اس سے باز آؤ ورنہ

عذاب میں گرفتار کیے جاؤ گے، وہ باز نہ آئے، آپ نے دعا فرمائی اللہ تعالیٰ نے انہیں بندروں کی شکل میں مٹخ کر دیا، عقل و حواس تو ان کے باقی رہے مگر قوت گویائی

زائل ہو گئی، بدنوں سے بدبو نکلنے لگی، اپنے اس حال پر روتے روتے تین روز میں سب ہلاک ہو گئے ان کی نسل باقی نہ رہی، یہ ستر ہزار کے قریب تھے۔ بنی اسرائیل کا

دوسرا گروہ جو بارہ ہزار کے قریب تھا انہیں اس عمل سے منع کرتا رہا جب یہ نہ مانے تو انہوں نے ان کے اور اپنے حملوں کے درمیان دیوار بنا کر علیحدگی کر لی ان سب

نے نجات پائی۔ بنی اسرائیل کا تیسرا گروہ ساکت (خاموش) رہا۔ اس کے حق میں حضرت ابن عباس کے سامنے عکرمہ نے کہا کہ وہ مغفور ہیں کیونکہ انہیں یا موعوف

فرض کفایہ ہے بعض کا ادا کرنا کل کا حکم رکھتا ہے، ان کے سکوت کی وجہ یہ تھی کہ یہ ان کے پند پذیر ہونے (نصیحت قبول کرنے) سے مایوس تھے عکرمہ کی یہ تقریر حضرت

ابن عباس کو بہت پسند آئی اور آپ نے سرور سے اٹھ کر ان سے معاہدہ کیا اور ان کی پیشانی کو بوسہ دیا۔ (فتح العزیز) مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ سور کا معاہدہ سنت

صحابہ ہے اس کے لیے سفر سے آنا اور غیبت کے بعد ملنا شرط نہیں۔ ۱۱۶ بنی اسرائیل میں عامیل نامی ایک مالدار تھا اس کے چچا زاد بھائی نے بطمع وراشت اس کو قتل

کر کے دوسری لہتی کے دروازے پر ڈال دیا اور خود صبح کو اس کے خون کا مڈھی بنا، وہاں کے لوگوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے درخواست کی کہ آپ دعا فرمائیں

کہ اللہ تعالیٰ حقیقت حال ظاہر فرمائے، اس پر حکم صادر ہوا کہ ایک گائے ذبح کر کے اس کا کوئی حصہ مقتول کے ماریں وہ زندہ ہو کر قاتل کو بتا دے گا۔ ۱۱۷ کیونکہ

مقتول کا حال معلوم ہونے اور گائے کے ذبح میں کوئی مناسبت معلوم نہیں ہوتی۔ ۱۱۸ ایسا جواب جو سوال سے ربط نہ رکھے جاہلوں کا کام ہے یا یہ معنی ہیں کہ مجھ (انصاف طلبی)

ہی ط قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ لَا فَارِضٌ وَلَا بِكْرٌ ط عَوَانُ ابْنِ

کیسی ہے کہا وہ فرماتا ہے کہ وہ ایک گائے ہے نہ بوڑھی اور نہ اوسر (بچھیا) بلکہ ان دونوں کے

ذِكْ ط فَافْعَلُوا مَا تُمَرُونَ ﴿۶۸﴾ ط قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَنَا مَا

بچ میں تو کرو جس کا تمہیں حکم ہوتا ہے بولے اپنے رب سے دعا کیجئے ہمیں بتا دے اس

لُونَهَا ط قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَاءٌ فَاقِعٌ لَوْنَهَا تَسْرُ

کا رنگ کیا ہے کہا وہ فرماتا ہے وہ ایک پیلی گائے ہے جس کی رنگت ڈبھاتی (گہری چمکدار)

النَّظِيرِينَ ﴿۶۹﴾ ط قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَنَا مَا هِيَ ط إِنَّ الْبَقَرَ تَشْبَهُ

دیکھنے والوں کو خوشی دیتی بولے اپنے رب سے دعا کیجئے کہ ہمارے لیے صاف بیان کرے وہ گائے کیسی ہے بے شک گائیوں میں ہم کو

عَلَيْنَا ط وَإِنَّا إِن شَاءَ اللَّهُ لَمُهْتَدُونَ ﴿۷۰﴾ ط قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ

شبہ پڑ گیا اور اللہ چاہے تو ہم راہ پا جائیں گے ﴿۷۱﴾ کہا وہ فرماتا ہے کہ وہ ایک گائے ہے

لَا ذَلُولٌ تُثِيرُ الْأَرْضَ وَلَا تَسْقِي الْحَرْثَ ط مَسَلَمَةٌ لَا شِبَهَ فِيهَا ط

جس سے خدمت نہیں لی جاتی کہ زمین جوتے اور نہ کھیتی کو پانی دے بے عیب ہے جس میں کوئی داغ نہیں

قَالُوا لَنْ نَجُتَ بِالْحَقِّ ط فَذَبْحُوهَا وَمَا كَادُوا يَفْعَلُونَ ﴿۷۱﴾ ط وَاذُّ

بولے اب آپ ٹھیک بات لائے ﴿۷۱﴾ تو اسے ذبح کیا اور ذبح کرتے معلوم نہ ہوتے تھے ﴿۷۱﴾ اور جب

کے موقع پر استہزاء جابلوں کا کام ہے انبیاء کی شان اس سے برتر ہے۔ القصہ جب ہی بنی اسرائیل نے سمجھ لیا کہ گائے کا ذبح کرنا لازم ہے تو انہوں نے آپ سے

اس کے اوصاف دریافت کیے۔ حدیث شریف میں ہے کہ اگر بنی اسرائیل بحث نہ نکالتے تو جو گائے ذبح کر دیتے کافی ہو جاتی۔ ﴿۷۱﴾ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا اگر وہ ان شاء اللہ نہ کہتے تو کبھی وہ گائے نہ پاتے۔ مسئلہ: ہر نیک کام میں ان شاء اللہ کہنا مستحب و باعث برکت ہے۔ ﴿۷۱﴾ یعنی اب تشفی ہوئی

اور پوری شان و صفت معلوم ہوئی۔ پھر انہوں نے گائے کی تلاش شروع کی، ان اطراف میں ایسی صرف ایک گائے تھی اس کا حال یہ ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک

صالح شخص تھے ان کا ایک صغیر اہل بچہ تھا اور ان کے پاس سوائے ایک گائے کے بچے کے کچھ نہ رہا تھا، انہوں نے اس کی گردن پر مہر لگا کر اللہ کے نام پر چھوڑ دیا

اور بارگاہ حق میں عرض کیا: یا رب! میں اس بچھیا کو اس فرزند کے لیے تیرے پاس ودیعت (امانت) رکھتا ہوں جب یہ فرزند بڑا ہو یہ اس کے کام آئے ان کا تو انتقال

ہو گیا، بچھیا جنگل میں محفوظ الہی پرورش پاتی رہی۔ یہ لڑکا بڑا ہوا اور بفضلہ صالح و متقی ہوا، ماں کا فرماں بردار تھا، ایک روز اس کی والدہ نے کہا: اے نور نظر! تیرے

باپ نے تیرے لیے فلاں جنگل میں خدا کے نام ایک بچھیا چھوڑ دی ہے، وہ اب جوان ہو گئی اس کو جنگل سے لا اور اللہ سے دعا کر کہ وہ تجھے عطا فرمائے، لڑکے نے

گائے کو جنگل میں دیکھا اور والدہ کی بتائی ہوئی علاقہ میں اس میں پائیں اور اس کو اللہ کی قسم دے کر بلایا وہ حاضر ہوئی، جوان اس کو والدہ کی خدمت میں لایا، والدہ نے

بازار میں لے جا کر تین دینار پر فروخت کرنے کا حکم دیا اور یہ شرط کی کہ سودا ہونے پر پھر اس کی اجازت حاصل کی جائے، اس زمانہ میں گائے کی قیمت ان اطراف

میں تین دینار ہی تھی جوان جب اس گائے کو بازار میں لایا تو ایک فرشتہ خریدار کی صورت میں آیا اور اس نے گائے کی قیمت چھ دینار لگا دی مگر اس شرط سے کہ جوان

والدہ کی اجازت کا پابند نہ ہو، جوان نے یہ منظور نہ کیا اور والدہ سے تمام قصہ کہا، اس کی والدہ نے چھ دینار قیمت منظور کرنے کی تو اجازت دی مگر بیچ میں پھر دوبارہ

اپنی مرضی دریافت کرنے کی شرط کی۔ جوان پھر بازار میں آیا اس مرتبہ فرشتہ نے بارہ دینار قیمت لگائی اور کہا کہ والدہ کی اجازت پر موقوف نہ رکھو، جوان نے

قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَاذْرَأْ تُمْ فِيهَا ط وَاللَّهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُونَ ﴿۴۲﴾ ج

تم نے ایک خون کیا تو ایک دوسرے پر اس کی تہمت ڈالنے لگے اور اللہ کو ظاہر کرنا جو تم چھپاتے تھے

فَقُلْنَا اضْرِبُوهُ بَعْضَهَا ط كَذَلِكَ يُحْيِي اللَّهُ الْمَوْتَى وَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ

تو ہم نے فرمایا اس مقتول کو اس گائے کا ایک ٹکڑا مارو ۱۲۲ اللہ یونہی مردے جلائے گا اور تمہیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے

لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿۴۳﴾ ط ثُمَّ قَسَتْ قُلُوبُكُمْ مِّنْ بَعْدِ ذَلِكَ فَهِيَ

کہ کہیں تمہیں عقل ہو ۱۲۳ پھر اس کے بعد تمہارے دل سخت ہو گئے ۱۲۴ تو وہ

كَالْحِجَارَةِ أَوْ أَشَدُّ قَسْوَةً ط وَإِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ

پتھروں کی مثل ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ کڑے (سخت) اور پتھروں میں تو کچھ وہ ہیں جن سے ندیاں بہہ

الْأَنْهَارُ ط وَإِنَّ مِنْهَا لَمَاءٌ يَشَّقُّ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْبَاءُ ط وَإِنَّ مِنْهَا لَمَاءٌ

نکلتی ہیں اور کچھ وہ ہیں جو پھٹ جاتے ہیں تو ان سے پانی نکلتا ہے اور کچھ وہ ہیں جو

يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ ط وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿۴۴﴾ ط أَفَتَطْعَمُونَ

اللہ کے ڈر سے گر پڑتے ہیں ۱۲۵ اور اللہ تمہارے کوٹکوں (بڑے کاموں) سے بے خبر نہیں تو اے مسلمانو! کیا تمہیں یہ طبع ہے

نہ مانا اور والدہ کو اطلاع دی وہ صاحب فرست سمجھ گئی کہ یہ خریدار نہیں کوئی فرشتہ ہے جو آزمائش کے لیے آتا ہے، بیٹے سے کہا کہ اب کی مرتبہ اس خریدار سے یہ کہنا کہ

آپ ہمیں اس گائے کے فروخت کرنے کا حکم دیتے ہیں یا نہیں؟ لڑکے نے یہی کہا، فرشتہ نے جواب دیا کہ ابھی اس کو روکے رہو، جب بنی اسرائیل خریدنے آئیں تو

اس کی قیمت یہ مقرر کرنا کہ اس کی کھال میں سونا بھر دیا جائے، جو ان گائے کو گھیر لایا اور جب بنی اسرائیل جستجو کرتے ہوئے اس کے مکان پر پہنچے تو یہی قیمت طے کی

اور حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ضمانت پر وہ گائے بنی اسرائیل کے سپرد کی۔ مسائل: اس واقعہ سے کسی مسئلہ معلوم ہوئے (۱) جو اپنے عمال کو اللہ کے سپرد

کرے اللہ تعالیٰ اس کی ایسی عمدہ پرورش فرماتا ہے۔ (۲) جو اپنا مال اللہ کے بھروسہ پر اس کی امانت میں دے اللہ اس میں برکت دیتا ہے۔ (۳) والدین کی

فرمانبرداری اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔ (۴) غیبی فیض قربانی و خیرات کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔ (۵) راہ خدا میں نفیس مال دینا چاہیے۔ (۶) گائے کی قربانی افضل

ہے۔ ۱۲۱ بنی اسرائیل کے مسلسل سوالات اور اپنی رسوائی کے اندیشہ اور گائے کی گرانی قیمت سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ وہ ذبح کا قصد نہیں رکھتے مگر جب ان کے

سوالات شنائی جو ابوں سے ختم کر دیے گئے تو انہیں ذبح کرنا ہی پڑا۔ ۱۲۲ بنی اسرائیل نے گائے ذبح کر کے اس کے کسی عضو سے مردہ کو مارا وہ حکم الہی زندہ ہوا

اس کے حلق سے خون کے فوارے جاری تھے اس نے اپنے بچا زاد بھائی کا بتایا کہ اس نے مجھے قتل کیا، اب اس کو بھی اقرار کرنا پڑا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے

اس پر قصاص کا حکم فرمایا، اس کے بعد شرع کا حکم ہوا کہ مسئلہ: قاتل مقتول کی میراث سے محروم رہے گا۔ مسئلہ: لیکن اگر عادل نے باغی کو قتل کیا کسی حملہ آور سے

جان بچانے کے لیے مدافعت کی اس میں وہ قتل ہو گیا تو مقتول کی میراث سے محروم نہ ہوگا۔ ۱۲۳ اور تم سمجھو کہ بیشک اللہ تعالیٰ مردے زندہ کرنے پر قادر ہے اور

روز جزا مردوں کو زندہ کرنا اور حساب لینا حق ہے۔ ۱۲۴ اور ایسے بڑے نشانہائے قدرت سے تم نے عبرت حاصل نہ کی۔ ۱۲۵ اے ہمہ تمہارے دل اڑ پڑیر

نہیں، پتھروں میں بھی اللہ نے ادراک و شعور دیا ہے انہیں خوف الہی ہوتا ہے وہ تسبیح کرتے ہیں ”إِنَّ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا يَسْبِيحُ بِحَمْدِهِ“، ”مسلم شریف میں حضرت

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میں اس پتھر کو پہچانتا ہوں جو بھشت سے پہلے مجھے سلام کیا کرتا تھا۔“ ”ترمذی میں

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اطراف مکہ میں گیا جو درخت یا پہاڑ سامنے آتا تھا ”السلام عليك يا رسول

اللہ“ (صلی اللہ علیہ وسلم) عرض کرتا تھا۔



أَنْ يُؤْمِنُوا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِيضٌ مِنْهُمْ يَسْمَعُونَ كَلِمَ اللَّهِ ثُمَّ

کہ یہ یہودی تمہارا یقین لائیں گے اور ان میں کا تو ایک گروہ وہ تھا کہ اللہ کا کلام سنتے پھر

يُحَرِّفُونَهُ مِنْ بَعْدِ مَا عَقَلُوهُ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿۴۵﴾ وَإِذَا الْقَوَالِيزِ

سمجھنے کے بعد اسے دانستہ بدل دیتے ۴۵ اور جب مسلمانوں سے

أَمَّنُوا قَالُوا آمَنَّا وَإِذَا خَلَا بِبَعْضِهِمْ إِلَى بَعْضٍ قَالُوا أَتُحَدِّثُونَهُمْ

میں تو کہیں ہم ایمان لائے ۴۶ اور جب آپس میں اکیلے ہوں تو کہیں وہ علم جو اللہ نے تم پر کھولا مسلمانوں

بِمَا فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ لِيُحَاجُّوكُمْ بِهِ عِنْدَ رَبِّكُمْ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿۴۶﴾

سے بیان کیے دیتے ہو کہ اس سے تمہارے رب کے یہاں تمہیں پر حجت لائیں کیا تمہیں عقل نہیں

أَوْ لَا يَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ ﴿۴۷﴾ وَمِنْهُمْ

کیا نہیں جانتے کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ وہ چھپاتے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں اور ان میں کچھ

أُمِّيُونَ لَا يَعْلَمُونَ الْكِتَابَ إِلَّا أَمَانِيٍّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ ﴿۴۸﴾

ان پڑھ ہیں جو کتاب ۴۸ کو نہیں جانتے مگر زبانی پڑھ لینا ۴۹ یا کچھ اپنی من گھڑت اور وہ نرے گمان میں ہیں

فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ يَكْتُمُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَذَا

تو خرابی ہے ان کے لیے جو کتاب اپنے ہاتھ سے لکھیں پھر کہہ دیں یہ

مِنْ عِنْدِ اللَّهِ لِيُشْتَرَوْا بِهِ ثُمَّ قَلِيلًا فَوَيْلٌ لَهُمْ مِمَّا كَتَبَتْ

خدا کے پاس سے ہے کہ اس کے عوض تھوڑے دام حاصل کریں ۴۹ تو خرابی ہے ان کے لیے ان کے

۴۶ جیسے انہوں نے توریت میں تحریف کی اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت بدل ڈالی۔ ۴۷ شان نزول: یہ آیت ان یہودیوں کی شان میں نازل ہوئی جو

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہودی منافقین جب صحابہ کرام سے ملتے تو کہتے کہ جس پر تم ایمان لائے اس پر ہم

بھی ایمان لائے، تم حق پر ہو اور تمہارے آقا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سچے ہیں ان کا قول حق ہے، ہم ان کی نعت و صفت اپنی کتاب توریت میں پاتے ہیں ان

لوگوں پر رؤساء یہود ملامت کرتے تھے، اس کا بیان ”وَإِذَا خَلَا بِبَعْضِهِمْ“ میں ہے۔ (خازن) فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ حق پوشی اور سید عالم صلی اللہ علیہ

وسلم کے اوصاف کا چھپانا اور کمالات کا انکار کرنا یہود کا طریقہ ہے آج کل کے بہت سے گمراہوں کی یہی عادت ہے۔ ۴۸ کتاب سے توریت مراد ہے۔ ۴۹

”امانی“ اُمّیّہ کی جمع ہے اور اس کے معنی زبانی پڑھنے کے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آیت کے معنی یہ ہیں کہ کتاب کو نہیں جانتے مگر

صرف زبانی پڑھ لینا بغیر معنی سمجھے۔ (خازن) بعض مفسرین نے یہ معنی بھی بیان کیے ہیں کہ امانی سے وہ جھوٹی گھڑی ہوئی باتیں مراد ہیں جو یہودیوں نے اپنے علماء

سے سن کر بے تحقیق مان لی تھیں۔ ۴۹ شان نزول: جب سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف فرما ہوئے تو علماء توریت و رؤساء یہود کو قوی اندیشہ ہو گیا کہ

ان کی روزی جاتی رہے گی اور سرداری مٹ جائے گی کیونکہ توریت میں حضور کا خلیہ اور اوصاف مذکور ہیں جب لوگ حضور کو اس کے مطابق پائیں گے فوراً ایمان لے

آئیں گے اور اپنے علماء و رؤساء کو چھوڑ دیں گے، اس اندیشہ سے انہوں نے توریت میں تحریف و تشہیر کر ڈالی اور حلیہ شریف بدل دیا مثلاً توریت میں

أَيِّدِيهِمْ وَوَيْلٌ لَهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُونَ ﴿۷۹﴾ وَقَالُوا لَنْ تَسْنَأَ النَّارُ إِلَّا

ہاتھوں کے لکھے سے اور خرابی ان کے لیے اس کمائی سے اور بولے ہمیں تو آگ نہ چھوئے گی مگر  
آيَامًا مَّعْدُودَةً ۷۹ قُلْ أَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللَّهِ عَهْدًا فَلَنْ يُخْلَفَ اللَّهُ

گنتی کے دن ۱۳۱ تم فرما دو کیا خدا سے تم نے کوئی عہد لے رکھا ہے جب تو اللہ ہرگز اپنا عہد خلاف نہ  
عَهْدَةً أَمْ تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿۸۰﴾ بَلَى مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً

کرے گا ۱۳۲ یا خدا پر وہ بات کہتے ہو جس کا تمہیں علم نہیں ہاں کیوں نہیں جو گناہ کمائے  
وَأَحَاطَتْ بِهَا خَطِيئَتُهُ فَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۷۹ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿۸۱﴾

اور اس کی خطا اسے گھیر لے ۱۳۲ وہ دوزخ والوں میں ہے انہیں ہمیشہ اس میں رہنا  
وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ ۷۹ هُمْ فِيهَا

اور جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے وہ جنت والے ہیں انہیں ہمیشہ  
خَالِدُونَ ﴿۸۲﴾ وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَائِيلَ لَا تَعْبُدُونَ إِلَّا

اس میں رہنا اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ  
اللَّهُ ۷۹ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ۷۹ وَذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالسَّكِينِ

پُجُو اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو ۱۳۳ اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں سے  
آپ کے اوصاف یہ لکھے تھے کہ آپ خوب رُو ہیں، بال خوبصورت، آنکھیں سُریلیں، قدم ماں سے، اس کو مٹا کر انہوں نے یہ بنایا کہ وہ بہت دراز قامت ہیں، آنکھیں

کچی نیلی، بال اچھے ہیں یہی عوام کو سناتے یہی کتاب الہی کا مضمون بتاتے اور سمجھتے کہ لوگ حضور کو اس کے خلاف پائیں گے تو آپ پر ایمان نہ لائیں گے ہمارے  
گرویدہ رہیں گے اور ہماری کمائی میں فرق نہ آئے گا۔ ۱۳۳ شان نزول: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہود کہتے تھے کہ وہ دوزخ میں ہرگز

داخل نہ ہوں گے مگر صرف اتنی مدت کے لیے جتنے عرصے ان کے آباء و اجداد نے گوسالہ (بچھڑا) پوجا تھا اور وہ چالیس روز ہیں اس کے بعد وہ عذاب سے چھوٹ  
جائیں گے، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ ۱۳۴ کیونکہ کذب بڑا عیب ہے اور عیب اللہ تعالیٰ پر مجال لہذا اس کا کذب تو ممکن نہیں لیکن جب اللہ تعالیٰ نے تم

سے صرف چالیس روز کے عذاب کے بعد چھوڑ دینے کا وعدہ ہی نہیں فرمایا تو تمہارا قول باطل ہوا۔ ۱۳۵ اس آیت میں گناہ سے شرک و کفر مراد ہے اور احاطہ کرنے  
سے یہ مراد ہے کہ نجات کی تمام راہیں بند ہو جائیں اور کفر و شرک ہی پر اس کو موت آئے کیونکہ مومن خواہ کیسا بھی گناہ گار ہو گناہوں سے گھرا نہیں ہوتا اس لیے کہ

ایمان جو اعظم طاعت ہے وہ اس کے ساتھ ہے۔ ۱۳۶ اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کا حکم فرمانے کے بعد والدین کے ساتھ بھلائی کرنے کا حکم دیا اس سے معلوم ہوتا  
ہے کہ والدین کی خدمت بہت ضروری ہے۔ والدین کے ساتھ بھلائی کے یہ معنی ہیں کہ ایسی کوئی بات نہ کہے اور ایسا کوئی کام نہ کرے جس سے انہیں ایذا ہو اور اپنے  
بدن و مال سے ان کی خدمت نفل سے مقدم ہے۔ مسئلہ: واجبات والدین کے حکم سے ترک نہیں کیے جاسکتے۔ والدین کے ساتھ احسان کے طریقے جو احادیث سے ثابت  
ہیں یہ ہیں کہ تدل سے ان کے ساتھ محبت رکھے رفتار و گفتار میں، نشست و برخاست میں ادب لازم جانے، ان کی شان میں تعظیم کے لفظ کہے، ان کو راضی کرنے کی  
سعی کرتا رہے، اپنے نفیس مال کو ان سے نہ بچائے، ان کے مرنے کے بعد ان کی وصیتیں جاری کرے، ان کے لیے فاتحہ، صدقات، تلاوت قرآن سے ایصال ثواب

وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَقِيُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ

اور لوگوں سے اچھی بات کہو ۱۳۵ اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو پھر تم پھر گئے ۱۳۶

إِلَّا قَلِيلًا مِّنْكُمْ وَأَنْتُمْ مُّعْرِضُونَ ﴿۸۳﴾ وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ

مگر تم میں کے تھوڑے ۱۳۶ اور تم رو گرداں ہو ۱۳۷ اور جب ہم نے تم سے عہد لیا

لَا تَسْفِكُونَ دِمَاءَكُمْ وَلَا تُخْرِجُونَ أَنْفُسَكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ

کہ اپنوں کا خون نہ کرنا اور اپنوں کو اپنی بستیوں سے نہ نکالنا پھر

أَقْرَرْتُمْ وَأَنْتُمْ تَشْهَدُونَ ﴿۸۴﴾ ثُمَّ أَنْتُمْ هَؤُلَاءِ تَقْتُلُونَ أَنْفُسَكُمْ

تم نے اس کا اقرار کیا اور تم گواہ ہو پھر یہ جو تم ہو اپنوں کو قتل کرنے لگے

وَتُخْرِجُونَ فَرِيقًا مِّنْكُمْ مِنْ دِيَارِهِمْ تَظَاهَرُونَ عَلَيْهِم بِالْإِثْمِ

اور اپنے میں ایک گروہ کو ان کے وطن سے نکالتے ہو ان پر مدد دیتے ہو (ان کے مخالف کو) گناہ

وَالْعُدْوَانَ ۗ وَإِنْ يَأْتِوكُمْ أُسْرَىٰ تَفْدُوهُمْ وَهُمْ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ

اور زیادتی میں اور اگر وہ قیدی ہو کر تمہارے پاس آئیں تو بدلہ دے کر چھڑا لیتے ہو اور ان کا نکالنا تم پر

إِخْرَاجَهُمْ ۗ أَفْتَوْمُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ ۗ فَمَا

حرام ہے ۱۳۹ تو کیا خدا کے کچھ حکموں پر ایمان لاتے اور کچھ سے انکار کرتے ہو تو جو

کرے، اللہ تعالیٰ سے ان کی مغفرت کی دعا کرے، ہفتہ وار ان کی قبر کی زیارت کرے۔ (فتح العزیز) والدین کے ساتھ بھلائی کرنے میں یہ بھی داخل ہے کہ اگر وہ گناہوں

کے عادی ہوں یا کسی بد مذہبی میں گرفتار ہوں تو ان کو بہ نرمی اصلاح و تقویٰ اور عقیدہ تھک کی طرف لانے کی کوشش کرتا رہے۔ (خازن) ۱۳۵ اچھی بات سے مراد

نیکیوں کی ترغیب اور بدیوں سے روکنا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ معنی یہ ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں حق اور سچ بات کہو،

اگر کوئی دریافت کرے تو حضور کے کمالات و اوصاف سچائی کے ساتھ بیان کر دو، آپ کی خوبیاں نہ چھپاؤ۔ ۱۳۶ عہد کے بعد ۱۳۷ جو ایمان لے آئے مثل حضرت

عبد اللہ بن سلام اور ان کے اصحاب کے انہوں نے تو عہد پورا کیا۔ ۱۳۸ اور تمہاری قوم کی عادت ہی اعراض کرنا اور عہد سے پھر جانا ہے۔ ۱۳۹ شان نزول:

توریت میں بنی اسرائیل سے عہد لیا گیا تھا کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کو قتل نہ کریں، وطن سے نہ نکالیں اور جو بنی اسرائیل کسی کی قید میں ہو اس کو مال دے کر چھڑا

لیں، اس عہد پر انہوں نے اقرار بھی کیا، اپنے نفس پر شاہد بھی ہوئے لیکن قائم نہ رہے اور اس سے پھر گئے۔ صورت واقعہ یہ ہے کہ نواح مدینہ میں یہود کے دو فرقے

”بنی قریظہ“ اور ”بنی نضیر“ سکونت رکھتے تھے اور مدینہ شریف میں دو فرقے ”اوس و خزرج“ رہتے تھے، بنی قریظہ اوس کے حلیف تھے اور بنی نضیر

خزرج کے یعنی ہر ایک قبیلہ نے اپنے حلیف کے ساتھ قسما قسمی کی تھی (یقین دہانی کرائی تھی) کہ اگر ہم میں سے کسی پر کوئی حملہ آور ہو تو دوسرا اس کی مدد کرے گا۔ اوس

اور خزرج باہم جنگ کرتے تھے بنی قریظہ اوس کی اور بنی نضیر خزرج کی مدد کے لیے آتے تھے اور حلیف کے ساتھ ہو کر آپس میں ایک دوسرے پر تلوار چلاتے

تھے بنی قریظہ بنی نضیر کو اور وہ بنی قریظہ کو قتل کرتے تھے اور ان کے گھر ویران کر دیتے تھے، انہیں ان کے مساکن سے نکال دیتے تھے لیکن جب ان کی قوم

کے لوگوں کو ان کے حلیف قید کرتے تھے تو وہ ان کو مال دے کر چھڑا لیتے تھے۔ مثلاً اگر بنی نضیر کا کوئی شخص اوس کے ہاتھ میں گرفتار ہوتا تو بنی قریظہ

اوس کو مالی معاوضہ دے کر اس کو چھڑا لیتے باوجودیکہ اگر وہی شخص لڑائی کے وقت ان کے موقع پر آجاتا تو اس کے قتل میں ہرگز دریغ نہ کرتے۔



جَزَاءٌ مَّنْ يَفْعَلُ ذَلِكَ مِنْكُمْ إِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ج

تم میں ایسا کرے اس کا بدلہ کیا ہے مگر یہ کہ دنیا میں رسوا ہو مثلا

وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرَدُّونَ إِلَىٰ أَشَدِّ الْعَذَابِ ط وَمَا لِلَّهِ بِغَافِلٍ عَمَّا

اور قیامت میں سخت تر عذاب کی طرف پھیرے جائیں گے اور اللہ تمہارے کو تمہوں (بڑے کاموں) سے

تَعْمَلُونَ ﴿۸۵﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرُوا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا بِالْآخِرَةِ ن

بے خبر نہیں ۱۲۱ یہ ہیں وہ لوگ جنہوں نے آخرت کے بدلے دنیا کی زندگی مول لی

فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ ﴿۸۶﴾ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَىٰ

تو نہ ان پر سے عذاب ہلکا اور نہ ان کی مدد کی جائے اور بے شک ہم نے موسیٰ کو

الْكِتَابَ وَقَفَّيْنَا مِنْ بَعْدِهِ بِالرُّسُلِ ن وَآتَيْنَا عِيسَىٰ ابْنَ مَرْيَمَ

کتاب عطا کی ۱۲۲ اور اس کے بعد پے در پے رسول بھیجے ۱۲۳ اور ہم نے عیسیٰ بن مریم کو

الْبَيْتَ وَإَيْدِنَهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ ط أَفَكُلَّمَا جَاءَكُمْ رَسُولٌ بِمَا لَا تَهْوَىٰ

کھلی نشانیاں عطا فرمائیں ۱۲۴ اور پاک روح سے ۱۲۵ اس کی مدد کی ۱۲۶ تو کیا جب تمہارے پاس کوئی رسول وہ لے کر آئے جو تمہارے

اس فعل پر ملامت کی جاتی ہے کہ جب تم نے اپنیوں کی خور بڑی نہ کرنے، ان کو بستیوں سے نہ نکلنے، ان کے اسیروں کو چھڑانے کا عہد کیا تھا تو اس کے کیا معنی کہ قتل

و اخراج میں تو درگزر نہ کرو اور گرفتار ہو جائیں تو چھٹاتے پھرو، عہد میں سے کچھ ماننا اور کچھ نہ ماننا کیا معنی رکھتا ہے؟ جب تم قتل و اخراج سے باز نہ رہے تو تم نے عہد

شکنی کی اور حرام کے مرتکب ہوئے اور اس کو حلال جان کر کافر ہو گئے۔ مسئلہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ ظلم و جرم پر امداد کرنا بھی حرام ہے۔ مسئلہ: یہ بھی معلوم ہوا کہ

حرام قطعاً کو حلال جاننا کفر ہے۔ مسئلہ: یہ بھی معلوم ہوا کہ کتاب الہی کے ایک حکم کا نہ ماننا بھی ساری کتاب کا نہ ماننا اور کفر ہے۔ فائدہ: اس میں یہ تفسیر بھی ہے کہ جب

احکام الہی میں سے بعض کا ماننا بعض کا نہ ماننا کفر ہوا تو یہود کا حضرت سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرنے کے ساتھ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت کو ماننا کفر

سے نہیں بچا سکتا۔ ۱۲۷ دنیا میں تو یہ رسوائی ہوئی کہ ہنسی فریضہ ۳: جمہری میں مارے گئے، ایک روز میں ان کے سات سو آدمی قتل کیے گئے تھے اور ہنسی نصیب اس

سے پہلے ہی جلا وطن کر دیئے گئے جلیفوں کی خاطر عہد الہی کی مخالفت کا یہ وبال تھا۔ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ کسی کی طرفداری میں دین کی مخالفت کرنا علاوہ آخری

عذاب کے دنیا میں بھی ذلت و رسوائی کا باعث ہوتا ہے۔ ۱۲۸ اس میں جمہی نافرمانوں کے لیے وعید شدید ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے افعال سے بے خبر نہیں ہے

تمہاری نافرمانیوں پر عذاب شدید فرمائے گا ایسے ہی اس آیت میں مؤمنین و صالحین کے لیے مژدہ ہے کہ انہیں اعمال حسنہ کی بہترین جزا ملے گی۔ (تفسیر کبیر)

۱۲۹ اس کتاب سے تو یہ مراد ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے تمام عہد مذکور تھے سب سے اہم عہد یہ تھے کہ ہر زمانہ کے پیغمبروں کی اطاعت کرنا، ان پر ایمان لانا اور

ان کی تعظیم و توقیر کرنا۔ ۱۳۰ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک مٹوا ابراہیم آتے رہے، ان کی تعداد چار ہزار بیان کی گئی ہے یہ

سب حضرات شریعت موسیٰ کے محافظ اور اس کے احکام جاری کرنے والے تھے چونکہ خاتم الانبیاء کے بعد نبوت کسی کو نہیں مل سکتی اس لیے شریعت محمدی کی حفاظت و

اشاعت کی خدمت ربانی علماء اور مجتہدین ملت کو عطا ہوئی۔ ۱۳۱ ان نشانوں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات مراد ہیں جیسے مردے زندہ کرنا، اندھے اور

برص والے کو اچھا کرنا، پرند پیدا کرنا، غیب کی خبر دینا وغیرہ۔ ۱۳۲ ”روح قدس“ سے حضرت جبریل مراد ہیں کہ روحانی ہیں وحی لاتے ہیں جس سے قلوب کی

حیات ہے وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ رہنے پر مامور تھے، آپ ۳۳ سال کی عمر شریف میں آسمان پر اٹھالیے گئے اس وقت تک حضرت جبریل سفر، حضر میں بھی

آپ سے جدا نہ ہوئے، تاہم روح القدس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جلیل فضیلت ہے۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ میں حضور کے بعض امتوں کو بھی

تاہم روح القدس میسر ہوئی۔ صحیح بخاری وغیرہ میں ہے کہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے لیے منبر چھایا جاتا وہ نعت شریف پڑھتے، حضور ان کے لیے فرماتے:

أَنْفُسِكُمْ اسْتَكْبَرْتُمْ فَقَرِيبًا كَذَّبْتُمْ وَقَرِيبَاتُ قَتُلُونَ ﴿۸۷﴾ وَقَالُوا

نفس کی خواہش نہیں تکبر کرتے ہو تو ان (انبیاء) میں ایک گروہ کو تم جھٹلاتے اور ایک گروہ کو شہید کرتے ہو ﴿۸۷﴾ اور یہودی بولے ہمارے

قُلُوبِنَا غُلْفٌ ط بَلْ لَعَنَهُمُ اللَّهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيلًا مَّا يُؤْمِنُونَ ﴿۸۸﴾ وَ

دلوں پر پردے پڑے ہیں ﴿۸۸﴾ بلکہ اللہ نے ان پر لعنت کی ان کے کفر کے سبب تو ان میں تھوڑے ایمان لاتے ہیں ﴿۸۸﴾ اور

لَمَّا جَاءَهُمْ كِتَابٌ مِّنْ عِنْدِ اللَّهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ ۖ وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ

جب ان کے پاس اللہ کی وہ کتاب (قرآن) آئی جو ان کے ساتھ والی کتاب (توریت) کی تصدیق فرماتی ہے ﴿۸۹﴾ اور اس سے پہلے اسی نبی

يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا ۖ فَلَمَّا جَاءَهُمْ مَّا عَرَفُوا كَفَرُوا

کے وسیلہ سے کافروں پر نوح مانگتے تھے ﴿۸۹﴾ تو جب تشریف لایا ان کے پاس وہ جانا پہچانا اس سے منکر ہو

بِهِ ۖ فَلَعَنَهُ اللَّهُ عَلَى الْكُفْرِينَ ﴿۸۹﴾ بِسْمَا شَرَّ وَايَهُ أَنْفُسَهُمْ أَنْ

بیٹھے ﴿۸۹﴾ تو اللہ کی لعنت منکروں پر کس بُرے مولوں انھوں نے اپنی جانوں کو خریدا کہ

يَكْفُرُوا بِمَا آتَاهُمْ اللَّهُ أَنْزَلَ اللَّهُ بَعْثًا أَن يُنَزِّلَ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ عَلَىٰ مَنْ يَشَاءُ

اللہ کے اُتارے سے منکر ہوں ﴿۹۰﴾ اس کی جلن سے کہ اللہ اپنے فضل سے اپنے جس بندے پر چاہے

مِنْ عِبَادِهِ ۖ فَبَاءُوا بِغَضَبٍ عَلَىٰ غَضَبٍ ط وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ

وجی اتارے ﴿۹۰﴾ تو غضب پر غضب کے سزا وار ہوئے ﴿۹۰﴾ اور کافروں کے لیے ذلت کا

”اللَّهُمَّ أَيُّدُهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ“ (اے اللہ! حضرت جبریل علیہ السلام کے ذریعے ان کی مدد فرما) ﴿۹۱﴾ پھر بھی اے یہود! تمہاری سرکشی میں فرق نہ آیا۔ ﴿۹۱﴾ یہود

پیغمبروں کے احکام اپنی خواہشوں کے خلاف پا کر انہیں جھٹلاتے اور موقع پاتے تو قتل کر ڈالتے تھے جیسے کہ انہوں نے حضرت شعیبؑ و زکریاؑ علیہما السلام اور بہت سے

انبیاء کو شہید کیا، سیدنا نبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی درپے رہے، کبھی آپ پر جا دو کیا، کبھی زہر دیا، طرح طرح کے فریب بارادہ قتل کئے۔ ﴿۹۱﴾ یہود نے یہ استہزاء کہا

تھا ان کی مراد یہ تھی کہ حضور کی ہدایت کو ان کے دلوں تک راہ نہیں ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کا رد فرمایا کہ بے دین جھوٹے ہیں قلوب اللہ تعالیٰ نے فطرت پر پیدا فرمائے

ان میں قبول حق کی لیاقت رکھی، ان کے کفر کی شامت ہے کہ انہوں نے سیدنا نبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا اعتراف کرنے کے بعد انکار کیا، اللہ تعالیٰ نے ان پر

لعنت فرمائی اس کا اثر ہے کہ قبول حق کی نعمت سے محروم ہو گئے۔ ﴿۹۱﴾ یہی مضمون دوسری جگہ ارشاد ہوا: ”بَلْ طَبَعَ اللَّهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُونَ إِلَّا قَلِيلًا“

(بلکہ اللہ نے ان کے کفر کے سبب ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے تو ایمان نہیں لاتے مگر تھوڑے) ﴿۹۱﴾ سیدنا نبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور حضور کے اوصاف کے بیان

میں۔ (کبیر و خازن) ﴿۹۱﴾ شان نزول: سیدنا نبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور قرآن کریم کے نزول سے قبل یہود اپنے حاجات کے لیے حضور کے نام پاک کے وسیلہ

سے دعا کرتے اور کامیاب ہوتے تھے اور اس طرح دعا کیا کرتے تھے: ”اللَّهُمَّ افْتَحْ عَلَيْنَا وَانصُرْنَا بِالنَّبِيِّ الْأُمِّيِّ“ یارب! ہمیں نبیؐ کی صدقہ میں فتح و نصرت

عطا فرما۔ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ مقبولان حق کے وسیلہ سے دعا قبول ہوتی ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور سے قبل جہان میں حضور کی تشریف آوری کا شہرہ تھا اس

وقت بھی حضور کے وسیلہ سے خلق کی حاجت روائی ہوتی تھی۔ ﴿۹۱﴾ یہ انکار عناد و حسد اور حُرَّتِ ریاست کی وجہ سے تھا۔ ﴿۹۱﴾ یعنی آدمی کو اپنی جان کی خلاصی کے لیے وہی کرنا

چاہئے جس سے رہائی کی امید ہو۔ یہود نے یہ براسوا کیا کہ اللہ کے نبی اور اس کی کتاب کے منکر ہو گئے۔ ﴿۹۱﴾ یہودی خواہش تھی کہ تم نبوت کا منصب نبی اسرائیل میں سے کسی

کو ملتا جب دیکھا کہ وہ محروم رہے، نبی اسماعیل نوازے گئے تو حسد سے منکر ہو گئے۔ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ حد حرام اور محرمیوں کا باعث ہے۔ ﴿۹۱﴾ یعنی انواع

مُهَيِّنٌ ۙ وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ امْنُوا بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ قَالُوا نَوْمٌ مِنْ

عذاب ہے ۱۵۱ اور جب ان سے کہا جائے کہ اللہ کے اتارے پر ایمان لاؤ ۱۵۱ تو کہتے ہیں وہ جو ہم پر اترا

بِمَا أَنْزَلَ عَلَيْنَا وَيَكْفُرُونَ بِمَا وَرَاءَهُ ۗ وَهُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِمَا

اس پر ایمان لاتے ہیں ۱۵۱ اور باقی سے منکر ہوتے ہیں حالانکہ وہ حق ہے ان کے پاس والے کی تصدیق

مَعَهُمْ ۗ قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُونَ أَنْبِيَاءَ اللَّهِ مِنْ قَبْلُ إِنْ كُنْتُمْ

فرماتا ہوا ۱۵۱ تم فرماؤ کہ پھر اگلے انبیاء کو کیوں شہید کیا اگر تمہیں اپنی کتاب

مُؤْمِنِينَ ۙ ۙ وَلَقَدْ جَاءَكُمْ مُوسَىٰ بِالْبَيِّنَاتِ ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ

پر ایمان تھا ۱۶۱ اور بے شک تمہارے پاس موسیٰ کھلی نشانیاں لے کر تشریف لایا پھر تم نے اس کے بعد ۱۶۱ بچھڑے

مِنْ بَعْدِهِ وَأَنْتُمْ ظَالِمُونَ ۙ ۙ وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ

کو معبود بنا لیا اور تم ظالم تھے ۱۶۲ اور یاد کرو جب ہم نے تم سے پیمان لیا ۱۶۲ اور کوہ طور کو تمہارے سروں پر

الطُّورَ ۗ خُذُوا مَا آتَيْنَاكُمْ بِقُوَّةٍ وَاسْعُوا ۗ ۙ قَالُوا سُبْحَانَ وَعَصِيَانًا

بلند کیا لو جو ہم تمہیں دیتے ہیں زور سے اور سنو بولے ہم نے سنا اور نہ مانا

وَأَشْرِبُوا فِي قُلُوبِهِمُ الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ ۗ قُلْ بِسَبَائِمِكُمْ بِهِ

اور ان کے دلوں میں بچھڑا رچ رہا تھا ان کے کفر کے سبب تم فرما دو کیا برا حکم دیتا ہے تم کو

إِيْبَانِكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۙ ۙ قُلْ إِنْ كَانَتْ لَكُمْ الدَّارُ الْآخِرَةُ

تمہارا ایمان اگر ایمان رکھتے ہو ۱۶۳ تم فرماؤ اگر پچھلا گھر

عِنْدَ اللَّهِ خَالِصَةً مِّنْ دُونِ النَّاسِ فَتَبِئُوا الْمَوْتَ إِنْ كُنْتُمْ

اللہ کے نزدیک خالص تمہارے لیے ہو نہ آوروں کے لیے تو بھلا موت کی آرزو تو کرو اگر

وَأقسام کے غضب کے سزاوار ہوئے۔ ۱۵۱ اس سے معلوم ہوا کہ ذلت و اہانت والا عذاب کفار کے ساتھ خاص ہے، مؤمنین کو گناہوں کی وجہ سے عذاب ہوا بھی تو

ذلت و اہانت کے ساتھ نہ ہوگا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ" (اور عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں ہی کے لئے ہے) ۱۵۱

اس سے قرآن پاک اور تمام وہ کتابیں اور صحائف مراد ہیں جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائے یعنی سب پر ایمان لاؤ۔ ۱۵۱ اس سے ان کی مراد تورات ہے۔ ۱۵۱ یعنی تورات پر ایمان لانے کا دعویٰ غلط ہے چونکہ قرآن پاک جو تورات کا مُصَدِّق (تصدیق کرنے والا) ہے اس کا انکار تورات کا انکار ہو گیا۔ ۱۶۱ اس میں بھی ان کی تکذیب ہے کہ اگر تورات پر ایمان رکھتے تو انبیاء علیہم السلام کو ہرگز شہید نہ کرتے۔ ۱۶۱ یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے طور پر تشریف لے جانے کے بعد۔

۱۶۲ اس میں بھی ان کی تکذیب ہے کہ شریعت موسیٰ کے ماننے کا دعویٰ جھوٹا ہے اگر تم مانتے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا اور پید بیضا وغیرہ کھلی نشانوں کے دیکھنے کے بعد گوسالہ پرستی (بچھڑے کی پوجا) نہ کرتے۔ ۱۶۳ تورات کے احکام پر عمل کرنے کا۔ ۱۶۳ اس میں بھی ان کے دعوئے ایمان کی تکذیب ہے۔



صَادِقِينَ ﴿۹۴﴾ وَلَنْ يَتَسَوَّهَ اَبَدًا اَبًا قَدَّمَتْ اَيْدِيَهُمْ ط وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ

سچے ہو ۱۵۱ اور ہرگز کبھی اس کی آرزو نہ کریں گے ۱۵۲ ان بد اعمالیوں کے سبب جو آگے کر چکے ۱۵۱ اور اللہ خوب جانتا ہے

بِالظَّالِمِيْنَ ﴿۹۵﴾ وَلَتَجِدَنَّهُمْ اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰى حَيٰوَةٍ وَّمِنَ الَّذِيْنَ

ظالموں کو اور بے شک تم ضرور انہیں پاؤ گے کہ سب لوگوں سے زیادہ جینے کی ہوس رکھتے ہیں اور مشرکوں سے

اَشْرَكُوْا يُوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ يَْعْرِضُ اَلْفَ سَنَةٍ وَّمَا هُوَ بِرَحْرٰجِهٖ

ایک کو تمنا ہے کہ کہیں ہزار برس جیے ۱۵۸ اور وہ اسے عذاب

مِنَ الْعَذَابِ اَنْ يَّعْمَرَ ط وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ بِمَا يَّعْمَلُوْنَ ﴿۹۶﴾ قُلْ مَنْ كَانَ

سے دور نہ کرے گا اتنی عمر دیا جانا اور اللہ ان کے کو تک (بُرے عمل) دیکھ رہا ہے تم فرما دو جو کوئی

عَدُوٌّ اَلْجَبْرِیْلُ فَاِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ

جبریل کا دشمن ہو ۱۵۹ تو اس (جبریل) نے تو تمہارے دل پر اللہ کے حکم سے یہ قرآن اتارا اگلی کتابوں کی

يَدَيْهِ وَهُدًى وَّ بَشْرٰى لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۹۷﴾ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِلّٰهِ وَمَلَائِكَتِهٖ

تقدیق فرماتا اور ہدایت اور بشارت مسلمانوں کو ۱۶۰ جو کوئی دشمن ہو اللہ اور اس کے فرشتوں

۱۶۱ یہود کے باطل دعاوی (جھوٹے دعووں) میں سے ایک یہ دعویٰ تھا کہ جنت خاص انہیں کے لیے ہے اس کا رد فرمایا جاتا ہے کہ اگر تمہارے زعم میں جنت

تمہارے لیے خاص ہے اور آخرت کی طرف سے تمہیں اطمینان ہے اعمال کی حاجت نہیں تو جتنی نعمتوں کے مقابلہ میں دنیوی مصائب کیوں برداشت کرتے ہو؟

موت کی تمنا کرو کہ تمہارے دعویٰ کی بنا پر تمہارے لیے باعث راحت ہے، اگر تم نے موت کی تمنا نہ کی تو یہ تمہارے کذب کی دلیل ہوگی۔ حدیث شریف میں ہے کہ

اگر وہ موت کی تمنا کرتے تو سب ہلاک ہو جاتے اور روئے زمین پر کوئی یہودی باقی نہ رہتا۔ ۱۶۲ یہ غیب کی خبر اور معجزہ ہے کہ یہود باوجود نہایت ضد اور شدت

مخالفت کے بھی تمنائے موت کا لفظ زبان پر نہ لاسکے۔ ۱۶۳ جیسے نبی آخر الزمان اور قرآن کے ساتھ کفر اور توریت کی تحریف وغیرہ۔ مسئلہ: موت کی محبت اور لقائے

پروردگار کا شوق اللہ کے مقبول بندوں کا طریقہ ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہر نماز کے بعد دعا فرماتے: ”اَللّٰهُمَّ اِزِدْنِيْ شَهَادَةً فِيْ سَبِيْلِكَ وَوَفَاةً بِنَلْدِ

رَسُوْلِكَ“ یارب! مجھے اپنی راہ میں شہادت اور اپنے رسول کے شہر میں وفات نصیب فرما۔ یا اللہ! تم تمام صحابہ کبار اور بالخصوص شہدائے بدر و اُحد و صحابہ بیعت

رضوان موت فی سبیل اللہ کی محبت رکھتے تھے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے لشکر کفار کے سردار زستم بن فرخ زاد کے پاس جو خط بھیجا اس میں تحریر

فرمایا تھا: ”اِنَّ مَعِيَ قُوًّا يُحِبُّوْنَ الْمَوْتَ كَمَا يُحِبُّ الْاَعْمٰجُ الْحَمْرُ“ یعنی میرے ساتھ ایسی قوم ہے جو موت کو اتنا محبوب رکھتی ہے جتنا تمہاری شہادت کو۔ اس

میں لطیف اشارہ تھا کہ شراب کی ناقص مستی کو محبت دنیا کے دیوانے پسند کرتے ہیں اور اہل اللہ موت کو محبوب حقیقی کے وصال کا ذریعہ سمجھ کر محبوب جانتے ہیں۔ فی الجملہ

اہل ایمان آخرت کی رغبت رکھتے ہیں اور اگر طول حیات کی تمنا بھی کریں تو وہ اس لیے ہوتی ہے کہ نیکیاں کرنے کے لیے کچھ اور عرصہ مل جائے جس سے آخرت کے

لیے ذخیرہ سعادت زیادہ کر سکیں اگر گذشتہ آیات میں گناہ ہوئے ہیں تو ان سے توبہ و استغفار کر لیں۔ مسئلہ: صحاح کی حدیث میں ہے کوئی دنیوی مصیبت سے پریشان

ہو کہ موت کی تمنا نہ کرے۔ اور درحقیقت حوادث دنیا سے تنگ آکر موت کی دعا کرنا صبر و تسلیم و توکل کے خلاف و ناجائز ہے۔ ۱۶۴ مشرکین کا ایک گروہ مجوسی

ہے آپس میں تحیث و سلام کے موقع پر کہتے ہیں: ”یٰٰ ذہ ہزار سال“ یعنی ہزار برس جیو، مطلب یہ ہے کہ مجوسی مشرک ہزار برس جینے کی تمنا رکھتے ہیں، یہودی ان سے

بھی بڑھ گئے کہ انہیں حرص و زندگانی سب سے زیادہ ہے۔ ۱۶۵ شان نزول: یہود کے عالم عبد اللہ بن صُورِیَّانے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: آپ

کے پاس آسمان سے کون فرشتہ آتا ہے؟ فرمایا: جبریل۔ ابن صوریانے کہا: وہ ہمارا دشمن ہے، عذاب شدت اور کھف اتارتا ہے، کئی مرتبہ ہم سے عداوت کر چکا ہے،

اگر آپ کے پاس میکانیل آتے تو ہم آپ پر ایمان لے آتے۔ ۱۶۶ تو یہودی عداوت جبریل کے ساتھ بے معنی ہے بلکہ اگر انہیں انصاف ہوتا تو وہ جبریل امین سے

وَمُرْسَلِهِ وَجِبْرِيلَ وَمِيكَالَ فَإِنَّ اللَّهَ عَدُوٌّ لِلْكَافِرِينَ ﴿۹۸﴾ وَقَدْ

اور اس کے رسولوں اور جبریل اور میکائیل کا تو اللہ دشمن ہے کافروں کا فلا اور بے شک

أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ وَمَا يَكْفُرُ بِهَا إِلَّا الْفَاسِقُونَ ﴿۹۹﴾ أَوَكَلَّمْنَا

ہم نے تمہاری طرف روشن آیتیں اتاریں فلا اور ان کے منکر نہ ہوں گے مگر فاسق لوگ اور کیا جب کبھی

عَهْدًا وَعَهْدًا ابْنَدْنَا فَرِيقًا مِنْهُمْ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿۱۰۰﴾

کوئی عہد کرتے ہیں ان میں ایک فریق سے پھینک دیتا ہے بلکہ ان میں بہتروں کو ایمان نہیں فلا

وَلَمَّا جَاءَهُمْ رَسُولٌ مِّنْ عِنْدِ اللَّهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيقٌ

اور جب ان کے پاس تشریف لایا اللہ کے یہاں سے ایک رسول فلا ان کی کتابوں کی تصدیق فرماتا فلا تو کتاب

مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لِكِتَابِ اللَّهِ وَرَأَوْا ظُهُورَهُمْ كَانَتْهُمْ

والوں سے ایک گروہ نے اللہ کی کتاب اپنے پیٹھے پیچھے پھینک دی فلا گویا وہ

لَا يَعْلَمُونَ ﴿۱۰۱﴾ وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُو الشَّيَاطِينُ عَلَىٰ مُلْكٍ سَلِيمٍ ﴿۱۰۲﴾

کچھ علم ہی نہیں رکھتے فلا اور اس کے پیرو ہوئے جو شیطان پڑھا کرتے تھے سلطنت سلیمان کے زمانہ میں فلا اور

مجت کرتے اور ان کے شکر گزار ہوتے کہ وہ ایسی کتاب لائے جس سے ان کی کتابوں کی تصدیق ہوتی ہے۔ اور ”بُشْرَىٰ لِّلْمُؤْمِنِينَ“ (بشارت مسلمانوں کو) فرمانے

میں یہود کا رد ہے کہ اب تو جبریل ہدایت و بشارت لارے ہیں پھر بھی تم عداوت سے باز نہیں آتے۔ فلا اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء و ملائکہ کی عداوت کفر اور

غضب الہی کا سبب ہے اور محبوبان حق سے دشمنی خدا سے دشمنی کرنا ہے۔ فلا شان نزول: یہ آیت ابن صوریہ یہودی کے جواب میں نازل ہوئی جس نے حضور سید

عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ اے محمد! آپ ہمارے پاس کوئی ایسی چیز نہ لائے جسے ہم پہچانتے اور نہ آپ پر کوئی واضح آیت نازل ہوئی جس کا ہم اتباع کرتے۔

فلا شان نزول: یہ آیت مالک بن صفین یہودی کے جواب میں نازل ہوئی جب حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کو اللہ تعالیٰ کے وہ عہد یاد دلانے جو حضور

پر ایمان لانے کے متعلق کئے تھے تو ابن صفین نے عہد ہی کا انکار کر دیا۔ فلا یعنی سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ فلا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تورات و

زبور وغیرہ کی تصدیق فرماتے تھے اور خود ان کتابوں میں بھی حضور کی تشریف آوری کی بشارت اور آپ کے اوصاف و احوال کا بیان تھا اس لیے حضور کی تشریف آوری

اور آپ کا وجود مبارک ہی ان کتابوں کی تصدیق ہے تو حال اس کا مختصر تھا کہ حضور کی آمد پر اہل کتاب کا ایمان اپنی کتابوں کے ساتھ اور زیادہ پختہ ہوتا مگر اس کے

برعکس انہوں نے اپنی کتابوں کے ساتھ بھی کفر کیا۔ سدی کا قول ہے کہ جب حضور کی تشریف آوری ہوئی تو یہود نے تورات سے مقابلہ کر کے تورات و قرآن کو

مطابق پایا تو تورات کو بھی چھوڑ دیا۔ فلا یعنی اس کتاب کی طرف بے التفاتی کی۔ سفیان بن عیینہ کا قول ہے کہ یہود نے تورات کو خریو دیا کہ ریشمی غلافوں

میں زروہیم کے ساتھ مٹھا و مڑھن کر کے رکھ لیا اور اس کے احکام کو نہ مانا۔ فلا ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہود کے چار فریق تھے: ایک تورات پر ایمان لایا اور

اس نے اس کے حقوق کو بھی ادا کیا، یہ مؤمنین اہل کتاب ہیں ان کی تعداد تھوڑی ہے اور ”اکْثَرُهُمْ“ سے ان کا پتہ چلتا ہے۔ دوسرا فرقہ جس نے بلا اعلان تورات کے

عہد توڑے اس کی حدود سے باہر ہوئے، سرکشی اختیار کی ”نَبَذُوا فَرِيقًا مِنْهُمْ“ (ایک گروہ نے اللہ کی کتاب اپنے پیٹھے پیچھے پھینک دی) میں ان کا بیان ہے۔ تیسرا فرقہ وہ جس

نے عہد شکنی کا اعلان تو نہ کیا لیکن اپنی جہالت سے عہد شکنی کرتے رہے ان کا ذکر ”بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ“ (بلکہ ان میں سے بہتروں کو ایمان نہیں) میں ہے۔ چوتھے

فرقے نے ظاہری طور پر تو عہد مانے اور باطن میں بغاوت و عناد سے مخالفت کرتے رہے یہ تصحیح سے جاہل بنتے تھے ”كَمَا أَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ“ (گویا وہ کچھ علم ہی نہیں

رکھتے) میں ان پر دلالت ہے۔ فلا شان نزول: حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانہ میں بنی اسرائیل جادو سیکھنے میں مشغول ہوئے تو آپ نے ان کو اس سے روکا

مَا كَفَرَ سُلَيْمٌ وَلَكِنَّ الشَّيْطَانَ كَفَرُوا وَيَعْلَمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ

سليمان نے کفر نہ کیا <sup>۱۸۰</sup> ہاں شیطان کافر ہوئے <sup>۱۸۱</sup> لوگوں کو جادو سکھاتے ہیں

وَمَا أُنزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوتَ وَمَارُوتَ وَمَا يَعْلَمَانِ

اور وہ (جادو) جو بابل میں دو فرشتوں ہاروت و ماروت پر اترا اور وہ دونوں کسی کو کچھ

مِنْ أَحَدٍ حَتَّى يَقُولَا إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ فَيَتَعَلَّمُونَ

نہ سکھاتے جب تک یہ نہ کہہ لیتے کہ ہم تو نری آزمائش ہیں تو اپنا ایمان نہ کھو <sup>۱۸۲</sup> تو ان سے

مِنْهُمَا مَا يَفْرِقُونَ بِهِ بَيْنَ الْبَرِّ وَالظَّالِمِ وَمَا هُمْ بِضَارِّينَ بِهِ

سکھتے وہ جس سے جدائی ڈالیں مرد اور اس کی عورت میں اور اس سے ضرر نہیں پہنچا سکتے

مِنْ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ وَيَتَعَلَّمُونَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَ

کسی کو مگر خدا کے حکم سے <sup>۱۸۳</sup> اور وہ سیکھتے ہیں جو انھیں نقصان دے گا نفع نہ دے گا اور

لَقَدْ عَلِمُوا لَمَنِ اشْتَرَاهُ مَالَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلْقٍ وَلَبَسَ مَا

بے شک ضرور انھیں معلوم ہے کہ جس نے یہ سودا لیا آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں اور بے شک کیا بڑی چیز ہے وہ

شَرَوْا بِهِ أَنْفُسَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ﴿۱۰۲﴾ وَلَوْ أَنَّهُمْ آمَنُوا وَاتَّقَوْا

جس کے بدلے انھوں نے اپنی جانیں بیچیں کسی طرح انھیں علم ہوتا <sup>۱۸۴</sup> اور اگر وہ ایمان لاتے <sup>۱۸۵</sup> اور پرہیز گاری کرتے

لَسُوبَهُمْ مِنَ عِنْدِ اللَّهِ خَيْرٌ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ﴿۱۰۳﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا

تو اللہ کے یہاں کا ثواب بہت اچھا ہے کسی طرح انھیں علم ہوتا <sup>۱۸۶</sup> اے ایمان والو <sup>۱۸۷</sup>

اور ان کی کتابیں لے کر اپنی کرسی کے نیچے دفن کر دیں، حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات کے بعد حیا طین نے وہ کتابیں نکلوا کر لوگوں سے کہا کہ سلیمان علیہ السلام

اسی کے زور سے سلطنت کرتے تھے، بنی اسرائیل کے صلحا و علماء نے تو اس کا انکار کیا لیکن ان کے جہاں جادو کو حضرت سلیمان علیہ السلام کا علم بتا کر اس کے سیکھنے پر

ٹوٹ پڑے انبیاء کی کتابیں چھوڑ دیں اور حضرت سلیمان علیہ السلام پر ملامت شروع کی، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تک اسی حال پر رہے اللہ تعالیٰ نے

حضور پر حضرت سلیمان علیہ السلام کی براءت میں یہ آیت نازل فرمائی۔ <sup>۱۸۸</sup> کیونکہ وہ نبی ہیں اور انبیاء کفر سے قطعاً معصوم ہوتے ہیں ان کی طرف سحر کی نسبت باطل و

غلط ہے کیونکہ سحر کفریات سے خالی ہونا نادر ہے۔ <sup>۱۸۹</sup> جنہوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام پر جادوگری کی جھوٹی تہمت لگائی۔ <sup>۱۹۰</sup> یعنی جادو سیکھ کر اور اس پر

عمل و اعتقاد کر کے اور اس کو مباح جان کر کافر نہ بن۔ یہ جادو فرما کر دار و نافرمان کے درمیان امتیاز و آزمائش کے لیے نازل ہوا جو اس کو سیکھ کر اس پر عمل کرے کافر ہو

جائے گا بشرطیکہ اس جادو میں منافی ایمان کلمات و افعال ہوں اور جو اس سے بچے نہ سیکھے، یا سیکھے اور اس پر عمل نہ کرے اور اس کے کفریات کا معتقد نہ ہو وہ مومن

رہے گا یہی امام ابو منصور ماثری کا قول ہے۔ مسئلہ: جو سحر کفر ہے اس کا عامل اگر مرد، قتل کر دیا جائے گا۔ مسئلہ: جو سحر کفر نہیں مگر اس سے جانیں ہلاک کی جاتی ہیں اس کا

عامل شطآن طریق (ڈاکو، رانڈنوں) کے حکم میں ہے مرد ہو یا عورت۔ مسئلہ: جادوگری تو یہ قبول ہے۔ (مدارک) <sup>۱۹۱</sup> مسئلہ: اس سے معلوم ہوا مؤثر حقیق اللہ تعالیٰ ہے

اور تاثیر اسباب تحت مشیت ہے۔ <sup>۱۹۲</sup> اپنے انجام کار و شدت عذاب کا۔ <sup>۱۹۳</sup> حضرت سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن پاک پر <sup>۱۹۴</sup> اثبات نزول: جب



لَا تَقُولُوا أَرْعَانَا وَقُولُوا انظُرْنَا وَاسْمِعُوا ط وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿۱۰۴﴾

راعنا نہ کہو اور یوں عرض کرو کہ حضور ہم پر نظر رکھیں اور پہلے ہی سے بغور سنو ﴿۱۰۴﴾ اور کافروں کے لیے دردناک عذاب ہے ﴿۱۰۴﴾

مَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَلَا الْبَشَرِ كَيْنَ أَنْ يُنَزَّلَ

وہ جو کافر ہیں کتابی یا مشرک ﴿۱۰۵﴾ وہ نہیں چاہتے

عَلَيْكُمْ مِنْ خَيْرٍ مِنْ رَبِّكُمْ ط وَاللَّهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَنْ يَشَاءُ ط

کہ تم پر کوئی بھلائی اترے تمہارے رب کے پاس سے ﴿۱۰۵﴾ اور اللہ اپنی رحمت سے خاص کرتا ہے جسے چاہے

وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ﴿۱۰۵﴾ مَا نُنَسِّخُ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ

اور اللہ بڑے فضل والا ہے جب کوئی آیت ہم منسوخ فرمائیں یا بھلا دیں ﴿۱۰۵﴾ تو اس سے

مِنْهَا أَوْ مِثْلَهَا ط أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿۱۰۶﴾ أَلَمْ تَعْلَمْ

بہتر یا اس جیسی لے آئیں گے کیا تجھے خبر نہیں کہ اللہ سب کچھ کر سکتا ہے کیا تجھے خبر نہیں

أَنَّ اللَّهَ لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ط وَمَا لَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ

کہ اللہ ہی کے لیے ہے آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اور اللہ کے سوا تمہارا

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو کچھ تعلیم و تلقین فرماتے تو وہ کبھی کبھی درمیان میں عرض کیا کرتے: ”رَاعِنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ“ اس کے یہ معنی تھے کہ یا رسول اللہ!

ہمارے حال کی رعایت فرمائیے یعنی کلام اقدس کو اچھی طرح سمجھ لینے کا موقع دیجیے، یہودی لغت میں یہ کلمہ ”رَاعِنَا“ ادب کے معنی رکھتا تھا انہوں نے اس نیت سے کہنا

شروع کیا۔ حضرت سعد بن معاذ یہودی اصطلاح سے واقف تھے آپ نے ایک روز یہ کلمہ ان کی زبان سے سن کر فرمایا: اے دشمنان خدا! تم پر اللہ کی لعنت، اگر میں نے

اب کسی کی زبان سے یہ کلمہ سنا اس کی گردن مار دوں گا، یہود نے کہا: ہم پر تو آپ برہم ہوتے ہیں مسلمان بھی تو یہی کہتے ہیں، اس پر آپ رنجیدہ ہو کر خدمت اقدس میں

حاضر ہوئے ہی تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی جس میں ”رَاعِنَا“ کہنے کی ممانعت فرمادی گئی اور اس معنی کا دوسرا لفظ ”انظُرْنَا“ (حضور ہم پر نظر رکھیں) کہنے کا حکم ہوا۔

مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کی تعظیم و توقیر اور ان کی جناب میں کلمات ادب عرض کرنا فرض ہے اور جس کلمہ میں ترک ادب کا شائبہ بھی ہو وہ زبان پر لانا

منسوخ۔ ﴿۱۰۶﴾ اور ہمتن گوش ہو جاؤ (انتہائی توجہ کے ساتھ سنو) تاکہ یہ عرض کرنے کی ضرورت ہی نہ رہے کہ حضور! توجہ فرمائیں، کیونکہ دربار نبوت کا یہی ادب ہے۔

مسئلہ: دربار انبیاء میں آدی کو ادب کے اعلیٰ مراتب کا لحاظ لازم ہے۔ ﴿۱۰۷﴾ مسئلہ: ”لِلْكَافِرِينَ“ (اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے) میں اشارہ ہے کہ انبیاء

علیہم السلام کی جناب میں بے ادبی کفر ہے۔ ﴿۱۰۸﴾ شان نزول: یہودی کی ایک جماعت مسلمانوں سے دوستی و خیر خواہی کا اظہار کرتی تھی ان کی تکذیب میں یہ آیت

نازل ہوئی، مسلمانوں کو بتایا گیا کہ کفار خیر خواہی کے دعوے میں جھوٹے ہیں۔ (جمل) ﴿۱۰۹﴾ یعنی کفار اہل کتاب اور مشرکین دونوں مسلمانوں سے بغض رکھتے ہیں

اور اس رنج میں ہیں کہ ان کے نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت و وحی عطا ہوئی اور مسلمانوں کو یہ نعمت عظمیٰ ملی۔ (غازن وغیرہ) ﴿۱۱۰﴾ شان نزول: قرآن کریم

نے شرایع سابقہ (پہلی شریعتوں) کو کتب قدیمہ کو منسوخ فرمایا تو کفار کو بہت تسوُّحش (دکھ) ہوا اور انہوں نے اس پر طعن کیے، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور بتایا

گیا کہ منسوخ بھی اللہ کی طرف سے ہے اور ناسخ بھی دونوں عین حکمت ہیں۔ اور ناسخ کبھی منسوخ سے زیادہ اہل و انفع (آسان اور فائدہ مند) ہوتا ہے قدرت الہی پر یقین

رکھنے والے کو اس میں جائے تخرُّ و نہیں کائنات میں مشاہدہ کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ دن سے رات کو، گرم سے سرما کو، جوانی سے بچپن کو، بیماری سے تندرستی کو، بہار سے

خزاں کو منسوخ فرماتا ہے، یہ تمام نسخ و تبدیلی اس کی قدرت کے دلائل ہیں تو ایک آیت اور ایک حکم کے منسوخ ہونے میں کیا تعجب؟ نسخ درحقیقت حکم سابق کی مدت کا

بیان ہوتا ہے کہ وہ حکم اس مدت کے لیے تھا اور عین حکمت تھا کفار کی نافرمانی کے نسخ پر اعتراض کرتے ہیں۔ اور اہل کتاب کا اعتراض ان کے معتقدات کے لحاظ

وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ﴿۱۰۷﴾ أَمْ تُرِيدُونَ أَنْ تَسْأَلُوا رَسُولَكُمْ كَمَا سَأَلِ

نہ کوئی حمایتی نہ مددگار کیا یہ چاہتے ہو کہ اپنے رسول سے ویسا سوال کرو جو پہلے

مُوسَىٰ مِنْ قَبْلُ ۖ وَمَنْ يَتَّبِدِ الْكُفْرَ بِالْإِيمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءً

موسیٰ سے ہوا تھا ۱۹۱ اور جو ایمان کے بدلے کفر لے ۱۹۲ وہ ٹھیک راستہ (سے)

السَّبِيلِ ﴿۱۰۸﴾ وَكَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّونَكُمْ مِّنْ بَعْدِ

بہک گیا ۱۰۸ بہت کتابوں نے چاہا ۱۹۳ کاش تمہیں ایمان کے بعد کفر کی

إِيمَانِكُمْ كُفَّارًا ۖ حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ أَنْفُسِهِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ

طرف پھر دیں اپنے دلوں کی جلن سے ۱۹۴ بعد اس کے کہ حق ان پر خوب ظاہر ہو

الْحَقُّ فَاعْفُوا وَاصْفَحُوا حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرٍ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ

چکا ہے تو تم چھوڑو اور در گزر کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے بے شک اللہ ہر

سے بھی غلط ہے انہیں حضرت آدم علیہ السلام کی شریعت کے احکام کی منسوختی تسلیم کرنا پڑے گی، یہ ماننا ہی پڑے گا کہ شنبہ کے روز دنیوی کام ان سے پہلے حرام نہ تھے ان پر حرام ہوئے، یہ بھی اقرار ناگزیر ہوگا کہ توریت میں حضرت نوح (علیہ السلام) کی امت کے لیے تمام چوپائے حلال ہونا بیان کیا گیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر بہت سے حرام کر دیئے گئے، ان امور کے ہوتے ہوئے نسخ کا انکار کس طرح ممکن ہے۔ مسئلہ: جس طرح آیت دوسری آیت سے منسوخ ہوتی ہے اسی طرح حدیث متواتر سے بھی ہوتی ہے۔ مسئلہ: نسخ کبھی صرف تلاوت کا ہوتا ہے کبھی صرف حکم کا، کبھی تلاوت و حکم دونوں کا۔ بیہقی نے ابوامامہ سے روایت کی کہ ایک انصاری صحابی شب کو تہجد کے لیے اٹھے اور سورۃ فاتحہ کے بعد جو سورت ہمیشہ پڑھا کرتے تھے اس کو پڑھنا چاہا لیکن وہ بالکل یاد نہ آئی اور سوائے ”بِسْمِ اللّٰهِ“ کے کچھ نہ پڑھ سکے، صبح کو دوسرے اصحاب سے اس کا ذکر کیا ان حضرات نے فرمایا ہمارا بھی یہی حال ہے وہ سورت ہمیں بھی یاد تھی اور اب ہمارے حافظہ میں بھی نہ رہی، سب نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں واقعہ عرض کیا، حضور اکرم نے فرمایا: آج شب وہ سورت اٹھالی گئی اس کے حکم و تلاوت دونوں منسوخ ہوئے، جن کا غنڈوں پر وہ کبھی گئی تھی ان پر نقش تک باقی نہ رہے۔ ۱۹۱ شان نزول: یہود نے کہا: اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمارے پاس آپ ایسی کتاب لائیے جو آسمان سے ایک بارگی نازل ہو، ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔ ۱۹۲ یعنی جو آیتیں نازل ہو چکی ہیں ان کے قبول کرنے میں بے جا بحث کرے اور دوسری آیتیں طلب کرے۔ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ جس سوال میں منفسدہ (فساد) ہو وہ بزرگوں کے سامنے پیش کرنا جائز نہیں اور سب سے بڑا منفسدہ یہ ہے کہ اس سے نافرمانی ظاہر ہوتی ہو۔ ۱۹۳ شان نزول: جنگ احد کے بعد یہود کی جماعت نے حضرت حذیفہ بن یمان اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ اگر تم حق پر ہوتے تو تمہیں شکست نہ ہوتی، تم ہمارے دین کی طرف واپس آ جاؤ، حضرت عمار نے فرمایا تمہارے نزدیک عہد شکنی کیسی ہے؟ انہوں نے کہا نہایت بری۔ آپ نے فرمایا میں نے عہد کیا ہے کہ زندگی کے آخر لمحہ تک سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ پھروں گا اور کفر نہ اختیار کروں گا اور حضرت حذیفہ نے فرمایا میں راضی ہوا اللہ کے رب ہونے، محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے، اسلام کے دین ہونے، قرآن کے امام ہونے، کعبہ کے قبلہ ہونے، مؤمنین کے بھائی ہونے سے، پھر یہ دونوں صاحب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو واقعہ کی خبر دی، حضور نے فرمایا: تم نے بہتر کیا اور فلاح پائی۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ۱۹۴ اسلام کی حقانیت جاننے کے بعد یہود کا مسلمانوں کے کفر و ارتداد کی تمنا کرنا اور یہ چاہنا کہ وہ ایمان سے محروم ہو جائیں حسد اٹھا، حسد بڑا ہی عیب ہے۔ مسئلہ: حدیث شریف میں ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”حسد سے بچو وہ بیکویوں کو اس طرح کھاتا ہے جیسے آگ خشک لکڑی کو“۔ مسئلہ: حسد حرام ہے۔ مسئلہ: اگر کوئی شخص اپنے مال و دولت یا اثر و وجاہت سے گراہی و بے دینی پھیلاتا ہو تو اس کے فتنہ سے محفوظ رہنے کے لیے اس کے زوال نعمت کی تمنا حسد میں داخل نہیں اور حرام بھی نہیں۔

شَيْءٍ قَدِيرٌ ۱۰۹ ﴿۱۰۹﴾ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ ۖ وَمَا تُقَدِّمُوا

چیز پر قادر ہے اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو ۱۹۵۵ اور اپنی جانوں کے لیے

لَا نَفْسِكُمْ مِنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِنْدَ اللَّهِ ۖ إِنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ

جو بھلائی آگے بھیجے گا اسے اللہ کے یہاں پاؤ گے بے شک اللہ تمہارے کام

بَصِيرٌ ۱۱۰ ﴿۱۱۰﴾ وَقَالُوا لَنْ يَدْخُلَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ كَانَ هُودًا أَوْ نَصْرًا ۖ

دیکھ رہا ہے اور اہل کتاب بولے ہرگز جنت میں نہ جائے گا مگر وہ جو یہودی یا نصرانی ہو ۱۹۶۱

تِلْكَ أَمَانِيُّهُمْ ۖ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۱۱۱ ﴿۱۱۱﴾ بَلَىٰ مَنْ

یہ ان کی خیال بندیاں ہیں تم فرماؤ لاؤ اپنی دلیل ۱۹۶۱ اگر سچے ہو ہاں کیوں نہیں جس نے

أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهُ أَجْرُهُ عِنْدَ رَبِّهِ ۖ وَلَا خَوْفٌ

اپنا منہ جھکایا اللہ کے لیے اور وہ نیکو کار ہے ۱۹۸۵ تو اس کا نیک (بدلہ) اس کے رب کے پاس ہے اور انہیں

عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۱۱۲ ﴿۱۱۲﴾ وَقَالَتِ الْيَهُودُ لَيْسَتِ النَّصْرَاءُ عَلَىٰ

نہ کچھ اندیشہ ہو اور نہ کچھ غم ۱۹۹۹ اور یہودی بولے نصرانی کچھ

شَيْءٍ ۖ وَقَالَتِ النَّصْرَاءُ لَيْسَتِ الْيَهُودُ عَلَىٰ شَيْءٍ ۖ وَهُمْ يَتْلُونَ

نہیں اور نصرانی بولے یہودی کچھ نہیں ۱۹۶۱ حالانکہ وہ کتاب

الْكِتَابِ ۖ كَذَلِكَ قَالَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ ۖ قَالَ اللَّهُ لِيَحْكُمَ

پڑھتے ہیں ۱۹۶۱ اسی طرح جاہلوں نے ان کی سی بات کہی ۱۹۶۱ تو اللہ قیامت

۱۹۵۵ مومنین کو یہود سے درگزر کا حکم دینے کے بعد انہیں اپنے اصلاح نفس کی طرف متوجہ فرماتا ہے۔ ۱۹۶۱ یعنی یہود کہتے ہیں کہ جنت میں صرف یہودی داخل ہوں

گے اور نصرانی کہتے ہیں کہ فقط نصرانی اور یہ مسلمانوں کو دین سے منحرف کرنے کے لیے کہتے ہیں جیسے نسخ وغیرہ کے لچر (یہودہ) شُبہات انہوں نے اس امید پر پیش

کیے تھے کہ مسلمانوں کو اپنے دین میں کچھ تڑو دھو جائے، اسی طرح ان کو جنت سے مایوس کر کے اسلام سے پھیرنے کی کوشش کرتے ہیں چنانچہ آخر پارہ میں ان کا یہ

مَقُولہ مذکور ہے: ”وَقَالُوا كُونُوا هُودًا أَوْ نَصْرًا تَهْتَدُوا“ (اور کتابی بولے یہودی یا نصرانی ہو جاؤ راہ پاؤ گے) اللہ تعالیٰ ان کے اس خیال باطل کا رد فرماتا ہے۔

۱۹۶۱ مسئلہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ نفعی کے مدعی کو بھی دلیل لانا ضرور ہے بغیر اس کے دعویٰ باطل و نامستوع (نامقبول) ہوگا۔ ۱۹۸۵ خواہ وہ کسی زمانہ، کسی نسل،

کسی قوم کا ہو۔ ۱۹۹۹ اس میں اشارہ ہے کہ یہود و نصاریٰ کا یہ دعویٰ کہ جنت کے فقط وہی مالک ہیں بالکل غلط ہے کیونکہ دخول جنت مرتب ہے عقیدہ صحیحہ و عمل

صالح پر اور یہ انہیں میسر نہیں۔ ۱۹۶۱ شان نزول: حبران کے نصاریٰ کا وفد سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا تو علمائے یہود آئے اور دونوں میں مناظرہ

شروع ہو گیا آوازیں بلند ہوئیں شور مچا یہود نے کہا کہ نصاریٰ کا دین کچھ نہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور انجیل شریف کا انکار کیا، اسی طرح نصاریٰ نے یہود سے

کہا کہ تمہارا دین کچھ نہیں اور توریت شریف و حضرت موسیٰ علیہ السلام کا انکار کیا۔ اس باب میں یہ آیت نازل ہوئی۔ ۱۹۶۱ یعنی باوجود علم کے انہوں نے ایسی جاہلانہ

گفتگو کی۔ حالانکہ انجیل شریف جس کو نصاریٰ مانتے ہیں اس میں توریت شریف و حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت کی تصدیق ہے، اسی طرح توریت جس کو یہودی



بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿۱۱۳﴾ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ

کے دن ان میں فیصلہ کر دے گا جس بات میں جھگڑ رہے ہیں اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے؟

مَنْعَ مَسْجِدِ اللَّهِ أَنْ يُدْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ وَسَعَىٰ فِي خَرَابِهَا ۗ أُولَٰئِكَ مَا

اللہ کی مسجدوں کو روکے ان میں نامِ خدا لیے جانے سے اور ان کی ویرانی میں کوشش کرے اور ان کو نہ

كَانَ لَهُمْ أَنْ يَدْخُلُوهَا إِلَّا خَائِفِينَ ۗ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ ۗ وَلَهُمْ

پہنچتا تھا کہ مسجدوں میں جائیں مگر ڈرتے ہوئے ان کے لیے دنیا میں رسوائی ہے اور ان کے لیے

فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿۱۱۴﴾ وَ لِلَّهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۚ فَأَيْنَمَا تُولَّوْا

آخرت میں بڑا عذاب ہے اور پورب و پچھم (مشرق و مغرب) سب اللہ ہی کا ہے تو تم جدھر منہ کرو ادھر وَجْهَ اللَّهِ

فَتَمَّ وَجْهَ اللَّهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ﴿۱۱۵﴾ وَقَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا ۗ

(خدا کی رحمت تمہاری طرف متوجہ) ہے بے شک اللہ وسعت والا علم والا ہے اور بولے خدا نے اپنے لیے اولاد رکھی

مانتے ہیں اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت اور ان تمام احکام کی تصدیق ہے جو آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوئے۔ علماء اہل کتاب کی

طرح۔ ان جاہلوں نے جو نہ علم رکھتے تھے نہ کتاب جیسا کہ بت پرست، آتش پرست وغیرہ انہوں نے ہر ایک دین والے کی تکذیب شروع کی اور کہا کہ وہ کچھ نہیں،

انہیں جاہلوں میں سے مشرکین عرب بھی ہیں جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے دین کی شان میں ایسے ہی کلمات کہے۔ شان نزول: یہ آیت

بیت المقدس کی بے حرمتی کے متعلق نازل ہوئی جس کا مختصر واقعہ یہ ہے کہ روم کے نصرانیوں نے بنی اسرائیل پر فوج کشی کی ان کے مردان کارزار مارا کوئل کیا، ڈرہت کو

قید کیا، توریت شریف کو جلایا، بیت المقدس کو ویران کیا اس میں نجاستیں ڈالیں، خنزیرین کیے معاذ اللہ بیت المقدس خلافت فاروقی تک اسی ویرانی میں رہا آپ

کے عہد مبارک میں مسلمانوں نے اس کو بنا (آباد) کیا۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ آیت مشرکین مکہ کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے ابتدائے اسلام میں حضور سید

عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کو کعبہ میں نماز پڑھنے سے روکا تھا اور جنگِ خندق کے وقت اس میں نماز و حج سے منع کیا تھا۔ ذکر نماز، خطبہ،

تبیح، وعظ، نعت شریف سب کو شامل ہے اور ”ذکر اللہ“ کو منع کرنا ہر جگہ براہِ خاص کر مسجدوں میں جو اسی کام کے لیے بنائی جاتی ہیں۔ مسئلہ: جو شخص مسجد کو ذکر و نماز

سے مٹھل کر دے وہ مسجد کا ویران کرنے والا اور بہت ظالم ہے۔ مسئلہ: مسجد کی ویرانی جیسے ذکر و نماز کے روکنے سے ہوتی ہے ایسے ہی اس کی عمارت کے

نقصان پہنچانے اور بے حرمتی کرنے سے بھی۔ شان نزول: یہ رسوائی پہنچی کہ قتل کیے گئے، گرفتار ہوئے، جلا وطن کیے گئے، خلافت فاروقی و عثمانی میں ملک شام

ان کے قبضہ سے نکل گیا، بیت المقدس سے ذلت کے ساتھ نکالے گئے۔ شان نزول: صحابہ کرام رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک اندھیری رات

سفر میں تھے، جہت قبلہ معلوم نہ ہو سکی ہر ایک شخص نے جس طرف اس کا دل جمانا پڑھی، صبح کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حال عرض کیا تو یہ آیت

نازل ہوئی۔ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ جہت قبلہ معلوم نہ ہو سکے تو جس طرف دل جھے کہ یہ قبلہ ہے اسی طرف منہ کر کے نماز پڑھے۔ اس آیت کے شان نزول میں

دوسرا قول یہ ہے کہ یہ اس مسافر کے حق میں نازل ہوئی جو سواری پر نفل ادا کرے اس کی سواری جس طرف متوجہ ہو جائے اسی طرف اس کی نماز درست ہے بخاری و

مسلم کی احادیث سے یہ ثابت ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ جب تجویلی قبلہ کا حکم دیا گیا تو یہود نے مسلمانوں پر طعنہ زنی کی ان کے رد میں یہ آیت نازل ہوئی بتایا گیا

کہ مشرق و مغرب سب اللہ کا ہے، جس طرف چاہے قبلہ متعین فرمائے کسی کو اعتراض کا کیا حق۔ (خازن) ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت دعا کے حق میں وارد ہوئی حضور سے

دریافت کیا گیا کہ کس طرف منہ کر کے دعا کی جائے؟ اس کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت حق سے گریز و فرار میں ہے اور ”أَيْنَمَا تُولَّوْا“

(تو تم جدھر منہ کرو ادھر وَجْهَ اللَّهِ ہے) کا خطاب ان لوگوں کو ہے جو ذکر الہی سے روکتے اور مسجدوں کی ویرانی میں سعی کرتے ہیں وہ دنیا کی رسوائی اور عذابِ آخرت سے

کہیں بھاگ نہیں سکتے کیونکہ مشرق و مغرب سب اللہ کا ہے جہاں بھاگیں گے وہ گرفتار فرمائے گا۔ اس تقدیر پر ”وَجْهَ اللَّهِ“ کے معنی خدا کا ثوب و حضور ہے۔ (فتح)

سُبْحَهُ ط بَلَّ لَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ط كُلُّ لَّهُ قُنُوتٌ ﴿١١٢﴾

پاکی ہے اسے ﴿١١٢﴾ بلکہ اسی کی ملک ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے ﴿١١٢﴾ سب اس کے حضور گردن ڈالے ہیں

بَدِيعُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ط وَإِذَا قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ

نیا پیدا کرنے والا آسمانوں اور زمین کا ﴿١١٣﴾ اور جب کسی بات کا حکم فرمائے تو اس سے یہی فرماتا ہے کہ ہو جا

فَيَكُونُ ﴿١١٤﴾ وَقَالَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ لَوْلَا يُكَلِّمُنَا اللَّهُ أَوْ تَأْتِينَا

دو فوراً ہوجاتی ہے ﴿١١٤﴾ اور جاہل بولے ﴿١١٤﴾ اللہ ہم سے کیوں نہیں کلام کرتا ﴿١١٤﴾ یا ہمیں کوئی

آيَةٌ ط كَذَلِكَ قَالَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِثْلَ قَوْلِهِمْ ط تَشَابَهَتْ

نشان ملی ﴿١١٥﴾ ان سے انگوٹھ نے بھی ایسی ہی کہی ان کی سی بات ان کے ان کے دل

قُلُوبِهِمْ ط قَدْ بَيَّنَّا الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يُوقِنُونَ ﴿١١٨﴾ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ بِالْحَقِّ

ایک سے ہیں ﴿١١٥﴾ بے شک ہم نے نشانیاں کھول دیں یقین والوں کے لیے ﴿١١٦﴾ بے شک ہم نے تمہیں حق کے ساتھ بھیجا

بَشِيرًا وَنَذِيرًا ط وَلَا تُسْئَلُ عَنْ أَصْحَابِ الْجَحِيمِ ﴿١١٩﴾ وَلَنْ تَرْضَىٰ

خوشخبری دیتا اور ڈر سنانا اور تم سے دوزخ والوں کا سوال نہ ہوگا ﴿١١٧﴾ اور ہر گز تم سے

عَنْكَ الْيَهُودُ وَلَا النَّصَارَىٰ حَتَّىٰ تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ط قُلْ إِنْ هُدَىٰ اللَّهُ

یہود اور نصاریٰ راضی نہ ہوں گے جب تک تم ان کے دین کی پیروی نہ کرو ﴿١١٨﴾ تم فرما دو کہ اللہ ہی کی ہدایت

ایک قول یہ بھی ہے کہ معنی یہ ہیں کہ اگر کفار خانہ کعبہ میں نماز سے منع کریں تو تمہارے لیے تمام زمین مسجد بنا دی گئی ہے جہاں سے چاہو قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز

پڑھو۔ ﴿١١٩﴾ شان نزول: یہود نے حضرت عزیر (علیہ السلام) کو اور نصاریٰ نے حضرت مسیح (علیہ السلام) کو خدا کا بیٹا کہا، مشرکین عرب نے فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں

بتایا ان کے درمیں یہ آیت نازل ہوئی فرمایا: ”سُبْحٰنَہُ“ وہ پاک ہے اس سے کہ اس کے اولاد ہو، اس کی طرف اولاد کی نسبت کرنا اس کو عیب لگانا اور بے ادبی ہے،

حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ابن آدم نے مجھے گالی دی میرے لیے اولاد بتائی، میں اولاد اور پیوی سے پاک ہوں۔ ﴿١٢٠﴾ اور مملوک ہونا اولاد ہونے

کے مُنَافِی ہے جب تمام جہان اس کا مملوک ہے تو کوئی اولاد کیسے ہو سکتا ہے۔ مسئلہ: اگر کوئی اپنی اولاد کا مالک ہو جائے وہ اسی وقت آزاد ہو جائے گی۔ ﴿١٢١﴾ جس

نے بغیر کسی مثال سابق کے اشیاء کو عدم سے وجود عطا فرمایا۔ ﴿١٢٢﴾ یعنی کائنات اس کے ارادہ فرماتے ہی وجود میں آجاتی ہے۔ ﴿١٢٣﴾ یعنی اہل کتاب یا مشرکین۔

﴿١٢٤﴾ یعنی بے واسطہ خود کیوں نہیں فرماتا جیسا کہ ملائکہ و انبیاء سے کلام فرماتا ہے۔ یہ ان کا کمال تکبر اور نہایت سرکشی تھی انہوں نے اپنے آپ کو انبیاء و ملائکہ کے برابر

سمجھا۔ شان نزول: رافع بن خدیج نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: اگر آپ اللہ کے رسول ہیں تو اللہ سے فرمائیے وہ ہم سے کلام کرے ہم خود سنیں، اس

پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ﴿١٢٥﴾ یہ ان آیات کا عیناً انکار ہے جو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائیں۔ ﴿١٢٦﴾ کوری و ناپینائی اور کفر و فساد میں۔ اس میں نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم کی تسکین خاطر فرمائی گئی کہ آپ ان کی سرکش اور وعابہ اندہ (دشمنانہ) انکار سے رنجیدہ نہ ہوں پچھلے کفار بھی انبیاء کے ساتھ ایسا ہی کرتے تھے۔

﴿١٢٧﴾ یعنی آیات قرآنی و معجزات باہرات انصاف والے کو سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا یقین دلانے کے لیے کافی ہیں مگر جو طالب یقین نہ ہو وہ

دلائل سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ ﴿١٢٨﴾ کہ وہ کیوں ایمان نہ لائے؟ اس لیے کہ آپ نے اپنا فرض تبلیغ پورے طور پر ادا فرما دیا۔ ﴿١٢٩﴾ اور یہ ناممکن کیونکہ وہ باطل

هُوَ الْهُدَىٰ ط وَلَئِن اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُمْ بَعْدَ الَّذِي جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ لَا

ہدایت ہے ۲۱۹ اور (اے سننے والے کے باشد) اگر تو ان کی خواہشوں کا پیرو ہوا بعد اس کے کہ تجھے علم آچکا

مَالِكَ مِنَ اللَّهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ۱۲۰ ۱۲۰) الَّذِينَ اتَّبَعْتُمُ الْكُتُبَ

تو اللہ سے تیرا کوئی بچانے والا نہ ہوگا اور نہ مددگار ۲۲۰ جنہیں ہم نے کتاب دی ہے

يَتْلُونَهُ حَقَّ تِلَاوَتِهِ ط أُولَئِكَ يُؤْمِنُونَ بِهِ ط وَمَنْ يَكْفُرْ بِهِ فَأُولَئِكَ

وہ جیسی چاہیے اس کی تلاوت کرتے ہیں وہی اس پر ایمان رکھتے ہیں اور جو اس کے منکر ہوں تو وہی

هُمُ الْخٰسِرُونَ ۱۲۱ ۱۲۱) يُبْنِيْ اِسْرَآءِيْلَ اذْ كُرُوْا نِعْمَتِي الَّتِيْ اَنْعَمْتُ

زیاں کار (نقصان اٹھانے والے) ہیں ۲۲۱ اے اولاد یعقوب یاد کرو میرا احسان جو میں نے

عَلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَجْزِيْ ۱۲۲ ۱۲۲) وَاتَّقُوا يَوْمًا لَا تَجْزِيْ

تم پر کیا اور وہ جو میں نے اس زمانہ کے سب لوگوں پر تمہیں بڑائی دی اور ڈرو اُس دن سے کہ کوئی

نَفْسٌ عَنْ نَفْسٍ شَيْءًا وَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ وَلَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ

جان دوسرے کا بدلہ نہ ہوگی اور نہ اُس کو کچھ لے کر چھوڑیں اور نہ کافر کو کوئی سفارش نفع دے ۲۲۲

وَلَا هُمْ يُبْصَرُونَ ۱۲۳ ۱۲۳) وَاِذْ اَبْتَلٰ اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتٰهِنَّ ط قَالَ

اور نہ ان کی مدد ہو اور جب ۲۲۳ ابراہیم کو اس کے رب نے کچھ باتوں سے آزما یا ۲۲۳ تو اس نے وہ پوری کر دکھائیں ۲۲۵ فرمایا

اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ط قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ ط قَالَ لَا يَبْنَآءُ

میں تمہیں لوگوں کا پیشوا بنانے والا ہوں عرض کی اور میری اولاد سے فرمایا میرا عہد

پر ہیں۔ ۲۱۹ وہی قابل اتباع ہے اور اس کے سوا ہر ایک راہ باطل و ضلالت۔ ۲۲۰ یہ خطاب امت محمدیہ کو ہے کہ جب تم نے جان لیا کہ سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم

تمہارے پاس حق و ہدایت لائے تو تم ہرگز کفار کی خواہشوں کا اتباع نہ کرنا، اگر ایسا کیا تو تمہیں کوئی عذاب الہی سے بچانے والا نہیں۔ (غازن) ۲۱۹ شان نزول:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ آیت اہل سفینہ کے باب میں نازل ہوئی جو جعفر بن ابی طالب کے ساتھ حاضر بارگاہ رسالت ہوئے تھے، ان کی تعداد

چالیس تھی، تیس اہل حبشہ اور آٹھ شامی راہب، ان میں بحیرہ راہب بھی تھے۔ معنی یہ ہیں کہ درحقیقت توریث شریف پر ایمان لانے والے وہی ہیں جو اس کی تلاوت کا

حق ادا کرتے ہیں اور بغیر تحریف و تبدیل پڑھتے ہیں اور اس کے معنی سمجھتے اور مانتے ہیں اور اس میں حضور سید کائنات محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت و صفت

دیکھ کر حضور پر ایمان لاتے ہیں اور جو حضور کے منکر ہوتے ہیں وہ توریث شریف پر ایمان نہیں رکھتے۔ ۲۲۲ اس میں یہود کا رد ہے جو کہتے تھے ہمارے باپ دادا بزرگ

گزرے ہیں ہمیں شفاعت کر کے چھڑالیں گے انہیں مایوس کیا جاتا ہے کہ شفاعت کا فر کے لیے نہیں۔ ۲۲۳ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ولادت سرزمین آہواز میں

بمقام سوس ہوئی، پھر آپ کے والد آپ کو بابل ملک نمرود میں لے آئے، یہود و نصاریٰ و مشرکین عرب سب آپ کے فضل و شرف کے معترف اور آپ کی نسل میں ہونے پر فخر

کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کے وہ حالات بیان فرمائے جن سے سب پر اسلام کا قبول کرنا لازم ہو جاتا ہے کیونکہ جو چیزیں اللہ تعالیٰ نے آپ پر واجب کیں وہ اسلام

کے خصائص میں سے ہیں۔ ۲۲۴ خدائی آزمائش یہ ہے کہ بندے پر کوئی پابندی لازم فرما کر دوسروں پر اس کے کھرے کھوٹے ہونے کا اظہار کر دے۔ ۲۲۵ جو باتیں



عَهْدِي الظَّلِيمِينَ ﴿۱۳۳﴾ وَإِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَأَمْنًا وَ

ظالموں کو نہیں پہنچتا ۲۲۶ اور یاد کرو جب ہم نے اس گھر کو ۲۲۷ لوگوں کے لیے مرجع اور امان بنایا ۲۲۸ اور

اتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلِّينَ ۖ وَعَهْدَنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ أَنَّ

ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کا مقام بناؤ ۲۲۹ اور ہم نے تاکید فرمائی ابراہیم و اسمعیل کو کہ

طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْعَاكِفِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ ﴿۱۳۵﴾ وَإِذْ قَالَ

میرا گھر خوب ستھرا کرو طواف والوں اور اعتکاف والوں اور رکوع و سجود والوں کے لیے اور جب عرض کی

إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ لِي ذُرِّيًّا إِيمَانًا ۚ إِنَّكَ بَدِيعُ السَّمٰوٰتِ ۖ تُخْرِجُ الْمَوْتِیْنَ ۚ وَرَبِّ اجْعَلْ

ابراہیم نے کہ اے رب میرے اس شہر کو امان والا کر دے اور اس کے رہنے والوں کو طرح طرح کے پھلوں سے روزی دے جو

اٰمِنٌ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۗ قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَاَمَّتْهُ قَبِيْلًا ۗ لَئِنْ

ان میں سے اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لائیں ۲۳۰ فرمایا اور جو کافر ہوا تھوڑا برتنے کو اسے بھی دوں گا پھر

اَضْرَبُكَ اِلَىٰ عَذَابِ النَّٰرِ ۗ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۳۶﴾ وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ

اسے عذاب دوزخ کی طرف مجبور کروں گا اور وہ بہت بری جگہ ہے پلٹنے کی اور جب اٹھاتا تھا ابراہیم

الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ ۖ وَإِسْمَاعِيلُ ۗ رَبَّانَا تَقَبَّلْ مِنَّا ۗ اِنَّكَ اَنْتَ

اس گھر کی بنیادیں) اور اسمعیل یہ کہتے ہوئے کہ اے رب ہمارے ہم سے قبول فرما ۲۳۱ بے شک تو ہی ہے

اللّٰهُ تَعَالٰی نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر آزمائش کے لیے واجب کی تھیں ان میں مفسرین کے چند قول ہیں قنادہ کا قول ہے کہ وہ مناسک حج ہیں۔ مجاہد نے کہا

اس سے وہ دس چیزیں مراد ہیں جو اگلی آیات میں مذکور ہیں۔ حضرت ابن عباس کا ایک قول یہ ہے کہ وہ دس چیزیں یہ ہیں: (۱) مونچھیں کتر وانا (۲) کلی کرنا

(۳) ناک میں صفائی کے لیے پانی استعمال کرنا (۴) مسواک کرنا (۵) سر میں مانگ نکالنا (۶) ناخن ترشوانا (۷) بغل کے بال دور کرنا (۸) مونے زیناف کی صفائی

(۹) نختہ (۱۰) پانی سے استنجا کرنا۔ یہ سب چیزیں حضرت ابراہیم علیہ السلام پر واجب تھیں اور ہم پر ان میں سے بعض واجب ہیں بعض سنت۔ ۲۳۲ مسئلہ: یعنی

آپ کی اولاد میں جو ظالم (کافر) ہیں وہ امامت کا منصب نہ پائیں گے۔ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ کافر مسلمانوں کا پیشوا نہیں ہو سکتا اور مسلمانوں کو اس کا اتباع

جائز نہیں۔ ۲۳۳ ”بیت“ سے کعبہ شریف مراد ہے اور اس میں تمام حرم شریف داخل ہے۔ ۲۳۴ امن بنانے سے یہ مراد ہے کہ حرم کعبہ میں قتل و غارت حرام

ہے یا یہ کہ وہاں شکار تک کو امن ہے یہاں تک کہ حرم شریف میں شیر بھیرے بھی شکار کا پھینچا نہیں کرتے چھوڑ کر لوٹ جاتے ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ مومن اس

میں داخل ہو کر عذاب سے مامون ہو جاتا ہے۔ ”حرم“ کو حرم اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس میں قتل، ظلم، شکار حرام و ممنوع ہے۔ (احمدی) اگر کوئی مجرم بھی داخل ہو

جائے تو وہاں اس سے تعرض نہ کیا جائے گا۔ (مدارک) ۲۳۹ مقام ابراہیم وہ پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ معظمہ کی بنا (تعمیر)

فرمائی اور اس میں آپ کے قدم مبارک کا نشان تھا، اس کو نماز کا مقام بنانے کا امر انتخاب کے لیے ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ اس نماز سے طواف کی دو رکعتیں مراد

ہیں۔ (احمدی وغیرہ) ۲۴۰ چونکہ امامت کے باب میں ”لَا يَسْأَلُ عَهْدِي الظَّلِيْمِيْنَ“ (میرا عہد ظالموں کو نہیں پہنچتا) ارشاد ہو چکا تھا اس لیے حضرت ابراہیم علیہ

السلام نے اس دعائیں مومنین کو خاص فرمایا اور یہی شان ادب تھی، اللہ تعالیٰ نے کرم کیا دعا قبول فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ رزق سب کو دیا جائے گا مومن کو بھی کافر

کو بھی لیکن کافر کا رزق تھوڑا ہے یعنی صرف دنیوی زندگی میں وہ بہرہ مند ہو سکتا ہے۔ ۲۴۱ پہلی مرتبہ کعبہ معظمہ کی بنیاد حضرت آدم علیہ السلام نے رکھی اور بعد طوفان

السَّبِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۲۷﴾ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمِيْنَ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا

سنتا جانتا اے رب ہمارے اور کر ہمیں تیرے حضور گردن رکھنے والے ﴿۱۲۷﴾ اور ہماری اولاد میں سے

أُمَّةٌ مُّسْلِمَةٌ لَّكَ ۖ وَآرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ

ایک امت تیری فرمانبردار اور ہمیں ہماری عبادت کے قاعدے بتا اور ہم پر اپنی رحمت کے ساتھ رجوع فرما ﴿۱۲۸﴾ بے شک تو ہی ہے

التَّوَابُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۲۸﴾ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ

بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان اے رب ہمارے اور بھیج ان میں سے ایک رسول انہیں میں سے کہ ان پر تیری آیتیں تلاوت

اِيْتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ۗ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ

فرمائے اور انہیں تیری کتاب ﴿۱۲۹﴾ اور پختہ علم سکھائے ﴿۱۳۰﴾ اور انہیں خوب سترھا فرمادے ﴿۱۳۱﴾ بے شک تو ہی ہے غالب

الْحَكِيْمُ ﴿۱۲۹﴾ وَمَنْ يَّرْغَبْ عَنِ مِّلَّةِ اِبْرٰهِيْمَ الَّذِيْ سَفِهَ نَفْسَهٗ ۗ وَلَقَدْ

حکمت والا اور ابراہیم کے دین سے کون منہ پھیرے ﴿۱۳۲﴾ سوا اس کے جو دل کا احمق ہے اور بے شک ضرور

نوح پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسی بنیاد پر تعمیر فرمائی، یہ تعمیر خاص آپ کے دست مبارک سے ہوئی، اس کے لیے پتھر اٹھا کر لانے کی خدمت و سعادت حضرت

اسماعیل علیہ السلام کو مکیئر ہوئی، دونوں حضرات نے اس وقت یہ دعا کی کہ یارب ہماری یہ طاعت و خدمت قبول فرما۔ ﴿۱۳۳﴾ وہ حضرات اللہ تعالیٰ کے مطیع و مخلص

بندے تھے پھر بھی یہ دعا اس لیے ہے کہ طاعت و اخلاص میں اور زیادہ کمال کی طلب رکھتے ہیں، ذوق طاعت سیر نہیں ہوتا۔ سبحان اللہ۔ فکر ہر کس

بَقْدَرٍ بِسْمَتِ اَوْ سُنَّتِ (ہر کوئی اپنی استطاعت کے مطابق ہی غور و فکر کرتا ہے)۔ ﴿۱۳۴﴾ حضرت ابراہیم واسماعیل علیہما السلام معصوم ہیں آپ کی طرف سے تو یہ تَوَاضِعُ

ہے اور اللہ والوں کے لیے تعلیم ہے۔ مسئلہ: کہ یہ مقام قبول دعا کا ہے اور یہاں دعا تو بہ نسبت ابراہیم ہی ہے۔ ﴿۱۳۵﴾ یعنی حضرت ابراہیم و حضرت اسماعیل کی ذُرِّيَّةٌ

میں۔ یہ دعا سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تھی یعنی کعبہ معظمہ کی تعمیر کی عظیم خدمت بجالانے اور توبہ و استغفار کرنے کے بعد حضرت ابراہیم واسماعیل نے یہ دعا

کی کہ یارب! اپنے محبوب نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کو ہماری نسل میں ظاہر فرما اور یہ شرف ہمیں عنایت کر، یہ دعا قبول ہوئی اور ان دونوں صاحبوں کی نسل

میں حضور کے سوا کوئی نبی نہیں ہوا، اولاد حضرت ابراہیم میں باقی انبیاء حضرت ائق کی نسل سے ہیں۔ مسئلہ: سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا میلاد شریف خود بیان

فرمایا امام بغوی نے ایک حدیث روایت کی کہ حضور نے فرمایا: میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک ”خَاتَمُ النَّبِيِّينَ“ لکھا ہوا تھا بحالیکہ حضرت آدم (علیہ السلام) کے پتلا کا

خمیر ہو رہا تھا، میں تمہیں اپنے ابتدائے حال کی خبر دوں، میں دعائے ابراہیم ہوں، بشارت عیسیٰ ہوں، اپنی والدہ کی اس خواب کی تعبیر ہوں جو انہوں نے میری

ولادت کے وقت دیکھی اور ان کے لیے ایک نور ساطع (پھیلتا ہوا نور) ظاہر ہوا جس سے ملک شام کے ایوان و قصور اُن کے لیے روشن ہو گئے۔ اس حدیث میں

دعائے ابراہیم سے یہی دعا مراد ہے جو اس آیت میں مذکور ہے اللہ تعالیٰ نے یہ دعا قبول فرمائی اور آرزو مانہ میں حضور سید انبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث

فرمایا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی اِحْسَانِهٖ۔ (جمل و غازن) ﴿۱۳۶﴾ اس کتاب سے قرآن پاک اور اس کی تعلیم سے اس کے حقائق و معانی کا سکھانا مراد ہے۔ ﴿۱۳۷﴾ حکمت

کے معنی میں بہت اقوال ہیں بعض کے نزدیک حکمت سے فقہ مراد ہے، فقہانہ کا قول ہے کہ حکمت سنت کا نام ہے، بعض کہتے ہیں کہ حکمت علم احکام کو کہتے ہیں خلاصہ

یہ کہ حکمت علم اسرار ہے۔ ﴿۱۳۸﴾ سترھا کرنے کے یہ معنی ہیں کہ لوحِ نفوس و ارواح کو کد و رات (آلودگیوں) سے پاک کر کے حجاب اٹھادیں اور آئینہ استعداد کی جلا

فرما کر انہیں اس قابل کر دیں کہ ان میں حقائق کی جلوہ گری ہو سکے۔ ﴿۱۳۹﴾ شان نزول: علماء یہود میں سے حضرت عبد اللہ بن سلام نے اسلام لانے کے بعد

اپنے دو بھتیجوں مہاجر و سلمہ کو اسلام کی دعوت دی اور ان سے فرمایا کہ تم کو معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تورات میں فرمایا ہے کہ میں اولاد اسماعیل سے ایک نبی پیدا

کروں گا جن کا نام احمد ہوگا جو ان پر ایمان لائے گا راہ یاب (راستہ پانے والا) ہوگا، جو ان پر ایمان نہ لائے گا ملعون ہے، یہ سن کر سلمہ ایمان لے آئے اور

مہاجر نے اسلام سے انکار کر دیا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما کر ظاہر کر دیا کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خود اس رسولِ معظم کے مبعوث

اصْطَفَيْتُهُ فِي الدُّنْيَا ۱۳۰ وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِينَ ۱۳۱ اِذْ قَالَ

ہم نے دنیا میں اُسے چُن لیا ۱۳۰ اور بے شک وہ آخرت میں ہمارے خاص قرب کی قابلیت والوں میں ہے ۱۳۱ جب کہ اس سے

لَهُ رَبُّهُ اسْلِمٌ ۱۳۲ قَالَ اسَلَّمْتُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ ۱۳۱ وَوَصَّى بِهَا اِبْرَاهِيمَ

اس کے رب نے فرمایا گردن رکھ عرض کی میں نے گردن رکھی اس کے لیے جو رب ہے سارے جہان کا اور اسی دین کی وصیت کی ابراہیم نے

بَنِيهِ وَيَعْقُوبُ ۱۳۲ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمْ الدِّيْنَ فَلَا تَتُوتَنَّ اِلَّا

اپنے بیٹوں کو اور یعقوب نے کہ اے میرے بیٹو! بے شک اللہ نے یہ دین تمہارے لیے چُن لیا تو نہ مرنا

وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُونَ ۱۳۲ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَاءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوبَ الْمَوْتُ اِذْ

مگر مسلمان بلکہ تم میں کے خود موجود تھے ۱۳۲ جب یعقوب کو موت آئی جب کہ

قَالَ لِبَنِيهِ مَا تَعْبُدُونَ مِنْ بَعْدِي ۱۳۳ قَالُوا نَعْبُدُ الْهٰكِ وَاللّٰهَ

اس نے اپنے بیٹوں سے فرمایا میرے بعد کس کی پوجا کرو گے بولے ہم پوجیں گے اسے جو خدا ہے آپ کا اور آپ کے

اَبَائِكُمْ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ الْهٰٓؤِاِحِدًا ۱۳۴ وَنَحْنُ لَهُ

والدوں ابراہیم و اسمعیل و اسحاق کا ایک خدا اور ہم اس کے

مُسْلِمُونَ ۱۳۳ تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلكُمْ مَّا

حضور گردن رکھے ہیں یہ ۱۳۳ ایک امت ہے کہ گذر چکی ۱۳۴ ان کے لیے ہے جو انہوں نے کمایا اور تمہارے لیے ہے جو

كَسَبْتُمْ وَلَا تَسْئَلُونَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۱۳۴ وَقَالُوا كُونُوا هُودًا

تم کماؤ اور ان کے کاموں کی تم سے پرسش نہ ہوگی اور کتابی بولے ۱۳۴ یہودی

ہونے کی دعا فرمائی تو جو ان کے دین سے پھرے وہ حضرت ابراہیم کے دین سے پھرا۔ اس میں یہود و نصاریٰ و مشرکین عرب پر تعریض ہے جو اپنے آپ کو افتخاراً

(فخر کرتے ہوئے) حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف منسوب کرتے تھے جب ان کے دین سے پھر گئے تو شرافت کہاں رہی؟ ۱۳۴ رسالت و حُکْمَت کے ساتھ رسول و خلیل بنایا۔ ۱۳۴ جن کے لیے بلند درجے ہیں۔ تو جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو امرت دارین کے جامع ہیں تو ان کی طریقت و ملت سے پھرنے والا ضرور

نادان و احمق ہے۔ ۱۳۴ شان نزول: یہ آیت یہود کے حق میں نازل ہوئی انہوں نے کہا تھا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنی وفات کے روز اپنی اولاد کو یہودی

رہنے کی وصیت کی تھی اللہ تعالیٰ نے ان کے اس بہتان کے رد میں یہ آیت نازل فرمائی۔ (خازن) معنی یہ ہیں کہ اے بنی اسرائیل! تمہارے پہلے لوگ حضرت یعقوب

علیہ السلام کے آخر وقت ان کے پاس موجود تھے جس وقت انہوں نے اپنے بیٹوں کو بلا کر ان سے اسلام و توحید کا اقرار لیا تھا اور یہ اقرار لیا تھا جو آیت میں مذکور ہے۔ ۱۳۴ حضرت اسمعیل علیہ السلام کو حضرت یعقوب علیہ السلام کے آباء میں داخل کرنا تو اس لیے ہے کہ آپ ان کے بیٹے ہیں اور بیچا بسمت لہ باپ کے ہوتا ہے جیسا

کہ حدیث شریف میں ہے۔ اور آپ کا نام حضرت اسحاق علیہ السلام سے پہلے ذکر فرمانا دو وجہ سے ہے ایک تو یہ کہ آپ حضرت اسحاق علیہ السلام سے چودہ سال بڑے ہیں، دوسرے اس لیے کہ آپ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے خدے ہیں۔ ۱۳۴ یعنی حضرت ابراہیم و یعقوب علیہما السلام اور ان کی مسلمان اولاد۔ ۱۳۴ اے یہود! تم ان پر بہتان مت اٹھاؤ۔ ۱۳۴ شان نزول: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہ آیت رؤساء یہود اور نجران کے نصرانیوں کے



أَوْ نَصْرِي تَهْتَدُوا ط قُلْ بَلْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَمَا كَانَ مِنَ

یا نصرانی ہو جاؤ راہ پاؤ گے تم فرماؤ بلکہ ہم تو ابراہیم کا دین لیتے ہیں جو ہر باطل سے جدا تھے اور مشرکوں

الْمُشْرِكِينَ ﴿١٣٥﴾ قُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنزِلَ إِلَى

سے نہ تھے ﴿١٣٥﴾ یوں کہو کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو ہماری طرف اُترا اور جو اُتارا گیا

إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحٰقَ وَيَعْقُوبَ وَالْإِسْبٰطِ وَمَا أُوتِيَ مُوسَىٰ

ابراہیم و اسمعیل و اسحاق و یعقوب اور ان کی اولاد پر اور جو عطا کیے گئے موسیٰ

وَعِيسَىٰ وَمَا أُوتِيَ النَّبِيُّونَ مِنْ رَبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ

و عیسیٰ اور جو عطا کیے گئے باقی انبیاء اپنے رب کے پاس سے ہم ان میں کسی پر ایمان میں فرق

مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ ﴿١٣٦﴾ فَإِنِ امْنُوا بِئْسَلِ مَا اٰمَنْتُمْ بِهِ فَقَدِ

نہیں کرتے اور ہم اللہ کے حضور گردن رکھے ہیں پھر اگر وہ بھی یونہی ایمان لائے جیسا تم لائے جب تو

اهْتَدَوْا ج وَإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا هُمْ فِي شِقَاقٍ ج فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ وَهُوَ

وہ ہدایت پاگئے اور اگر منہ پھیریں تو وہ نری ضد میں ہیں ﴿١٣٦﴾ تو اے محبوب عقرب اللہ ان کی طرف سے تمہیں کفایت کرے گا اور وہی ہے

السَّبِيْعُ الْعَلِيْمُ ط صِبْغَةَ اللَّهِ ج وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ صِبْغَةً

سنتا جانتا ﴿١٣٧﴾ ہم نے اللہ کی ربی (رنگائی) کی ﴿١٣٧﴾ اور اللہ سے بہتر کس کی ربی (رنگائی)

جواب میں نازل ہوئی یہودیوں نے تو مسلمانوں سے یہ کہا تھا کہ حضرت موسیٰ (علیہ السلام) تمام انبیاء میں سب سے افضل ہیں اور توریت تمام کتابوں سے افضل

ہے اور یہودی دین تمام ادیان سے اعلیٰ ہے، اس کے ساتھ انہوں نے حضرت سید کائنات محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور انجیل شریف و قرآن شریف کے

ساتھ کفر کر کے مسلمانوں سے کہا تھا کہ یہودی بن جاؤ، اسی طرح نصرانیوں نے بھی اپنے ہی دین کو حق بنا کر مسلمانوں سے نصرانی ہونے کو کہا تھا اس پر یہ آیت نازل

ہوئی۔ ﴿١٣٦﴾ اس میں یہود و نصاریٰ وغیرہ پر تحریر ہے کہ تم مشرک ہو اس لیے ملت ابراہیم پر ہونے کا دعویٰ جو تم کرتے ہو وہ باطل ہے۔ اس کے بعد مسلمانوں کو

خطاب فرمایا جاتا ہے کہ وہ ان یہود و نصاریٰ سے یہ کہہ دیں ”قُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ... الْآيَةَ“ ﴿١٣٦﴾ اور ان میں طلب حق کا شائبہ بھی نہیں۔ ﴿١٣٧﴾ یہ اللہ کی طرف سے

ذمہ ہے کہ وہ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو غلبہ عطا فرمائے گا اور اس میں غیب کی خبر ہے کہ آئندہ حاصل ہونے والی فتح و ظفر کا پہلے سے اظہار فرمایا، اس میں

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مجزہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ ذمہ پورا ہوا اور یہ غیبی خبر صادق ہو کر رہی، کفار کے حسد و عناد اور ان کے مکائد (مکر و فریب) سے حضور کو ضرر نہ

پہنچا حضور کی فتح ہوئی، بنی قریظہ قتل ہوئے، بنی نضیر جلا وطن کئے گئے، یہود و نصاریٰ پر جو یہ مقرر ہوا۔ ﴿١٣٧﴾ یعنی جس طرح رنگ کپڑے کے ظاہر و باطن میں

نُفُوذ (سرایت) کرتا ہے اسی طرح دین الہی کے اعتقادات ہتھ ہمارے رگ و پے میں ساگنے ہمارا ظاہر و باطن قلب و قالب اس کے رنگ میں رنگ گیا ہمارا رنگ

ظاہری رنگ نہیں جو کچھ فائدہ نہ دے بلکہ یہ نفوس کو پاک کرتا ہے، ظاہر میں اس کے آثار و ضاع و افعال سے نمودار ہوتے ہیں۔ نصاریٰ جب اپنے دین میں کسی کو

داخل کرتے یا ان کے یہاں کوئی بچہ پیدا ہوتا تو پانی میں زرد رنگ ڈال کر اس میں اس شخص یا بچہ کو غوطہ دیتے اور کہتے کہ اب یہ سچا نصرانی ہوا اس کا اس آیت میں رد

فرمایا کہ یہ ظاہری رنگ کسی کام کا نہیں۔

وَنَحْنُ لَهُ عِيدُونَ ﴿۱۳۸﴾ قُلْ أَتَحَاجُّونَنَا فِي اللَّهِ وَهُوَ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ وَج

اور ہم اسی کو پوجتے ہیں تم فرماؤ کیا اللہ کے بارے میں ہم سے جھگڑتے ہو؟ حالانکہ وہ ہمارا بھی مالک اور تمہارا بھی مالک ہے۔

وَلَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُخْلِصُونَ ﴿۱۳۹﴾ أَمْ

اور ہماری کرنی ہمارے ساتھ اور تمہاری کرنی تمہارے ساتھ اور ہم نرے اسی کے ہیں؟ اور ہم ان کے بچنے والے ہیں۔

تَقُولُونَ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحٰقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطَ

تم یوں کہتے ہو کہ ابراہیم و اسمعیل و اسحاق و یعقوب اور ان کے بیٹے

كَانُوا هُودًا أَوْ نَصْرًا قُلْ أَأَنْتُمْ أَعْلَمُ أَمِ اللَّهُ ط وَمَنْ أَظْلَمُ

یہودی یا نصرانی تھے تم فرماؤ کیا تمہیں علم زیادہ ہے یا اللہ کو؟ اور اس سے بڑھ کر ظالم کون

مَنْ كَفَرَ بَعْدَ مَا نَبَّأَ بِآيَاتِنَا إِلَّا مَن لَّمْ يَأْتِ بِدَلِيلٍ ﴿۱۴۰﴾

جس کے پاس اللہ کی طرف کی گواہی ہو اور وہ اسے چھپائے؟ اور خدا تمہارے گونگوں (بُرے اعمال) سے بے خبر نہیں

تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْأَلُونَ

وہ ایک گروہ ہے کہ گزر گیا ان کے لیے ان کی کمائی اور تمہارے لیے تمہاری کمائی اور ان کے کاموں کی

عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۱۴۱﴾

تم سے پرسش نہ ہوگی

۲۵۰ شان نزول: یہود نے مسلمانوں سے کہا ہم پہلی کتاب والے ہیں ہمارا قبلہ پرانا ہے ہمارا دین قدیم ہے، انبیاء ہم میں سے ہوئے ہیں، اگر سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہوتے تو ہم میں سے ہی ہوتے اس پر یہ آئیہ کریم نازل ہوئی۔ ۲۵۱ سے اختیار ہے کہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے نبی بنائے عرب میں سے ہو یا دوسروں میں سے۔ ۲۵۲ کسی دوسرے کو اللہ کے ساتھ شریک نہیں کرتے اور عبادت و طاعت خالص اسی کے لیے کرتے ہیں تو ہم مستحق اکرام ہیں۔ ۲۵۳ اس کا قطعی جواب یہی ہے کہ اللہ ہی اعلم (زیادہ علم والا) ہے تو جب اس نے فرمایا: ”مَا كَانَ إِبْرَاهِيمُ يَهُودِيًّا وَلَا نَصْرَانِيًّا“ (ابراہیم نہ یہودی تھے اور نہ نصرانی) تو تمہارا یہ قول باطل ہوا۔ ۲۵۴ یہ یہود کا حال ہے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی شہادتیں چھپائیں جو تورات شریف میں مذکور تھیں کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے نبی ہیں اور ان کی یہ نعت و صفات ہیں اور حضرت ابراہیم مسلمان ہیں اور دین مقبول اسلام ہے نہ یہودیت و نصرانیت۔

سَيَقُولُ السُّفَهَاءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلَّهُمْ عَن قِبَلَتِهِمُ الَّتِي كَانُوا

اب کہیں گے ۲۵۵ بیوقوف لوگ کس نے پھیر دیا مسلمانوں کو ان کے اس قبلہ سے جس پر

عَلَيْهَا ۱ قُلْ لِلَّهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۱ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ

تھے ۲۵۶ تم فرما دو کہ پورب بچھم (مشرق و مغرب) سب اللہ ہی کا ہے ۲۵۷ جسے چاہے سیدھی راہ

مُسْتَقِيمٍ ۱۲۲ ۱ وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى

چلاتا ہے اور بات یوں ہی ہے کہ ہم نے تمہیں کیا سب امتوں میں افضل کہ تم لوگوں پر

النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا ۱ وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي

گواہ ہو ۲۵۸ اور یہ رسول تمہارے نگہبان و گواہ ۲۵۹ اور اے محبوب تم پہلے جس

۲۵۵ شان نزول: یہ آیت یہود کے حق میں نازل ہوئی جب بجائے بیٹ المقدس کے کعبہ معظمہ کو قبلہ بنایا گیا اس پر انہوں نے طعن کئے کیونکہ یہ انہیں ناگوار تھا اور

وہ نوح کے قائل نہ تھے۔ ایک قول پر یہ آیت مشرکین مکہ کے اور ایک قول پر منافقین کے حق میں نازل ہوئی اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس سے کفار کے یہ سب گروہ مراد

ہوں کیونکہ طعن و تشنیع میں سب شریک تھے اور کفار کے طعن کرنے سے قبل قرآن پاک میں اس کی خبر دے دینا نبی خبروں میں سے ہے۔ طعن کرنے والوں کو بے

وقوف اس لیے کہا گیا کہ وہ نہایت واضح بات پر معترض ہوئے باوجودیکہ انبیاء سابقین نے نبی آخر الزماں کے خصائص میں آپ کا لقب ذُو الْقِبْلَتَيْنِ (دو قبلوں والا)

ذکر فرمایا اور توحیل قبلہ (قبلہ کا تبدیل ہونا) اس کی دلیل ہے کہ یہ وہی نبی ہیں جن کی پہلے انبیاء خبر دیتے آئے! ایسے روشن نشان سے فائدہ نہ اٹھانا اور معترض ہونا

کمال حماقت ہے۔ ۲۵۶ قبلہ اس جہت کو کہتے ہیں جس کی طرف آدمی نماز میں منہ کرتا ہے، یہاں قبلہ سے بیٹ المقدس مراد ہے۔ ۲۵۷ اسے اختیار ہے جسے

چاہے قبلہ بنائے کسی کو کیا جائے اعتراض! بندے کا کام فرماں برداری ہے۔ ۲۵۸ دنیا و آخرت میں۔ مسئلہ: دنیا میں تو یہ کہ مسلمان کی شہادت مومن کافر سب کے

حق میں شرعاً معتبر ہے اور کافر کی شہادت مسلمان پر معتبر نہیں۔ مسئلہ: اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اس امت کا اجماع حجت لازم القبول ہے۔ مسئلہ: اموات کے حق

میں بھی اس امت کی شہادت معتبر ہے رحمت و عذاب کے فرشتے اس کے مطابق عمل کرتے ہیں۔ صحاح کی حدیث میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے

سامنے ایک جنازہ گزرا صحابہ نے اس کی تعریف کی حضور نے فرمایا: واجب ہوئی، پھر دوسرا جنازہ گزرا صحابہ نے اس کی برائی کی حضور نے فرمایا: واجب ہوئی

حضرت عمر نے دریافت کیا کہ حضور کیا چیز واجب ہوئی؟ فرمایا: پہلے جنازہ کی تم نے تعریف کی اس کے لیے جنت واجب ہوئی، دوسرے کی تم نے برائی بیان کی اس

کے لیے دوزخ واجب ہوئی، تم زمین میں اللہ کے شہداء (گواہ) ہو، پھر حضور نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ مسئلہ: یہ تمام شہادتیں صلحاء امت اور اہل صدق کے

ساتھ خاص ہیں اور ان کے معتبر ہونے کے لیے زبان کی گہداشت شرط ہے۔ جو لوگ زبان کی احتیاط نہیں کرتے اور بے جا خلاف شرع کلمات ان کی زبان سے

نکلتے ہیں اور ناحق لعنت کرتے ہیں صحاح کی حدیث میں ہے کہ روز قیامت نہ وہ شافع ہوں گے نہ شاہد۔ اس امت کی ایک شہادت یہ بھی ہے کہ آخرت میں جب

تمام اولیٰین و آخرین جمع ہوں گے اور کفار سے فرمایا جائے گا: کیا تمہارے پاس میری طرف سے ڈرانے اور احکام پہنچانے والے نہیں آئے؟ تو وہ انکار کریں گے

اور کہیں گے کوئی نہیں آیا۔ حضرات انبیاء سے دریافت فرمایا جائے گا: وہ عرض کریں گے کہ یہ جھوٹے ہیں ہم نے انہیں تبلیغ کی، اس پر ان سے اِقَامَةٌ لِنَلْحُجَّجَ دَیْل

طلب کی جائے گی! وہ عرض کریں گے کہ امت محمدیہ ہماری شاہد ہے، یہ امت پیغمبروں کی شہادت دے گی کہ ان حضرات نے تبلیغ فرمائی، اس پر گزشتہ امت کے

کفار کہیں گے انہیں کیا معلوم یہ ہم سے بعد ہوئے تھے، دریافت فرمایا جائے گا: تم کیسے جانتے ہو؟ یہ عرض کریں گے یا رب! تو نے ہماری طرف اپنے رسول محمد

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا، قرآن پاک نازل فرمایا، ان کے ذریعے سے ہم قطعی و یقینی طور پر جانتے ہیں کہ حضرات انبیاء نے فرض تبلیغ علی و جہ الکمال ادا

کیا۔ پھر سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی امت کی نسبت دریافت فرمایا جائے گا حضور ان کی تصدیق فرمائیں گے۔ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ اشیاء

معرّوضہ میں شہادت نسأخ (سننے) کے ساتھ بھی معتبر ہے یعنی جن چیزوں کا علم یقینی سننے سے حاصل ہو اس پر بھی شہادت دی جاسکتی ہے۔ ۲۵۹ امت کو تو رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کی اطلاع کے ذریعے سے احوال اُمم و تبلیغ انبیاء کا علم قطعی و یقینی حاصل ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بکرم الہی نور نبوت سے ہر شخص



كُنْتُ عَلَيْهَا إِلَّا لِنَعْمَ مَنْ يَتَّبِعُ الرَّسُولَ مِمَّنْ يَنْقَلِبُ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ ۖ ط

قبلہ پر تھے ہم نے وہ اسی لیے مقرر کیا تھا کہ دیکھیں کون رسول کی پیروی کرتا ہے اور کون الٹے پاؤں پھر جاتا ہے ۲۱۶

وَإِنْ كَانَتْ لَكَبِيرَةً إِلَّا عَلَىٰ الَّذِينَ هَدَىٰ اللَّهُ ۖ وَمَا كَانَ اللَّهُ

اور بے شک یہ بھاری تھی مگر ان پر جنہیں اللہ نے ہدایت کی اور اللہ کی شان نہیں

لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ ﴿۲۱۷﴾ قَدْ نَرَىٰ

کہ تمہارا ایمان اکارت (ضائع) کرے ۲۱۷ بے شک اللہ آدمیوں پر بہت مہربان مہر (رحم) والا ہے ہم دیکھ رہے ہیں

تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا ۚ فَوَلِّ وَجْهَكَ

بار بار تمہارا آسمان کی طرف منہ کرنا ۲۱۸ تو ضرور ہم تمہیں پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے ابھی اپنا منہ پھیر دو

شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۗ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ ۖ ط

مسجد حرام کی طرف اور اے مسلمانو تم جہاں کہیں ہو اپنا منہ اسی کی طرف کرو ۲۱۹

وَإِنَّ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَيَعْلَمُونَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ ۗ وَمَا اللَّهُ

اور وہ جنہیں کتاب ملی ہے ضرور جانتے ہیں کہ یہ ان کے رب کی طرف سے حق ہے ۲۲۰ اور اللہ ان کے

بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُونَ ﴿۲۲۱﴾ وَلَئِن آتَيْتَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ بِكُلِّ

کوئیوں (برے اعمال) سے بے خبر نہیں اور اگر تم ان کتابیوں کے پاس ہر نشانی لے کر

کے حال اور اس کی حقیقت ایمان اور اعمال نیک و بد اور اخلاص و نفاق سب پر مُطَّلَعٌ ہیں۔ مسئلہ: اسی لیے حضور کی شہادت دنیا میں حکم شرع امت کے حق میں

مقبول ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور نے اپنے زمانہ کے حاضرین کے متعلق جو کچھ فرمایا مثلاً صحابہ و ازواج و اہل بیت کے فضائل و مناقب یا غائبوں اور بعد والوں کے

لیے مثل حضرت اویس و امام مہدی وغیرہ کے اس پر اعتقاد واجب ہے۔ مسئلہ: ہر نبی کو ان کی امت کے اعمال پر مُطَّلَعٌ کیا جاتا ہے تاکہ روز قیامت شہادت دے

سکیں چونکہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت عام ہوگی اس لیے حضور تمام امتوں کے احوال پر مُطَّلَعٌ ہیں۔ فائدہ: یہاں شہید بمعنی مُطَّلَعٌ بھی ہو سکتا

ہے کیونکہ شہادت کا لفظ علم و اطلاع کے معنی میں بھی آیا ہے قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور اللہ ہر چیز پر گواہ ہے)۔

۲۱۶ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پہلے کعبہ کی طرف (منہ کر کے) نماز پڑھتے تھے، بعد ہجرت بیٹھتے المَقْدِسِ کی طرف نماز پڑھنے کا حکم ہوا، سترہ مہینے کے قریب اس

طرف نماز پڑھی، پھر کعبہ شریف کی طرف منہ کرنے کا حکم ہوا۔ اس تحویل (قبلہ تبدیل کرنے) کی ایک یہ حکمت ارشاد ہوئی کہ اس سے مؤمن و کافر میں فرق و امتیاز ہو جائے

گا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ۲۱۷ شان نزول: بیٹھتے المَقْدِسِ کی طرف نماز پڑھنے کے زمانہ میں جن صحابہ نے وفات پائی ان کے رشتہ داروں نے تحویل قبلہ کے بعد ان کی

نمازوں کا حکم دریافت کیا! اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور اطمینان دلایا گیا کہ ان کی نمازیں ضائع نہیں ان پر ثواب ملے گا۔ فائدہ: نماز کو ایمان سے تعبیر فرمایا

گیا کیونکہ اس کی ادا اور جماعت پڑھنا دلیل ایمان ہے۔ ۲۱۸ شان نزول: سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو کعبہ کا قبلہ بنایا جانا پسند خاطر (محبوب) تھا اور حضور اس امید

میں آسمان کی طرف نظر فرماتے تھے اس پر یہ آیت نازل ہوئی، آپ نماز ہی میں کعبہ کی طرف پھر گئے مسلمانوں نے بھی آپ کے ساتھ اسی طرف رخ کیا۔ مسئلہ:

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو آپ کی رضا منظور ہے اور آپ ہی کی خاطر کعبہ کو قبلہ بنایا گیا۔ ۲۱۹ اس سے ثابت ہوا کہ نماز میں رُوقبلاً ہونا فرض ہے۔

۲۲۰ کیونکہ ان کی کتابوں میں حضور کے اوصاف کے سلسلہ میں یہ بھی مذکور تھا کہ آپ بیٹھتے المَقْدِسِ سے کعبہ کی طرف پھریں گے اور ان کے انبیاء نے بشارتوں

آيَةٌ مَّا تَبِعُوا قِبْلَتَكَ ۚ وَمَا أَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتِهِمْ ۚ وَمَا بَعْضُهُمْ بِتَابِعٍ

اور وہ تمہارے قبلہ کی پیروی نہ کریں گے ۲۱۵ اور نہ تم ان کے قبلہ کی پیروی کرو ۲۱۶ اور وہ آپس میں بھی ایک دوسرے

قِبْلَةَ بَعْضٍ ۚ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۚ

کے قبلہ کے تابع نہیں ۲۱۷ اور (اے سننے والے کے باشد) اگر تو ان کی خواہشوں پر چلا بعد اس کے کہ تجھے علم مل چکا

إِنَّكَ إِذَا لَنِ الظَّالِمِينَ ۗ الَّذِينَ اتَّبَعْتَهُمُ الْكِتَابَ يَعْرِفُونَهُ كَمَا

تو اس وقت تو ضرور ستم گار (غالم) ہوگا جنہیں ہم نے کتاب عطا فرمائی ۲۱۸ وہ اس نبی کو ایسا پہچانتے ہیں جیسے

يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمْ ۚ وَإِنَّ فَرِيقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُونَ الْحَقَّ وَهُمْ

آدی اپنے بیٹوں کو پہچانتا ہے ۲۱۹ اور بے شک ان میں ایک گروہ جان بوجھ کر حق چھپاتے

يَعْلَمُونَ ۗ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُبْتَلِينَ ۗ وَلِكُلِّ

ہیں ۲۲۰ (اے سننے والے) یہ حق ہے تیرے رب کی طرف سے (یا حق وہی ہے جو تیرے رب کی طرف سے ہو) تو خبردار تو شک نہ کرنا اور ہر ایک کے لیے تو جگہ

وَجُهَةٌ هُوَ مُوَلِّيٰهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ ۗ أَيْنَ مَا تَكُونُوا يَأْتِ بِكُمْ

ایک سمت ہے کہ وہ اسی کی طرف منہ کرتا ہے تو یہ چاہو کہ نیکیوں میں اوروں سے آگے نکل جائیں تم کہیں ہو اللہ تم سب کو

اللَّهُ جَمِيعًا ۗ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۗ وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ

اکھالے آئے گا ۲۲۱ بے شک اللہ جو چاہے کرے اور جہاں سے آؤ ۲۲۲

کے ساتھ حضور کا یہ نشان بتایا تھا کہ آپ بیٹھ المقدس اور کعبہ دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھیں گے۔ ۲۱۵ کیونکہ نشانی اس کو نافع ہو سکتی ہے جو کسی ٹھیکہ کی وجہ سے

منکر ہو، یہ تو حسد و عناد سے انکار کرتے ہیں انہیں اس سے کیا نفع ہوگا۔ ۲۱۶ معنی یہ ہیں کہ یہ قبلہ منسوخ نہ ہوگا تو اب اہل کتاب کو یہ طمع نہ رکھنا چاہیے کہ آپ ان

میں سے کسی کے قبلہ کی طرف رخ کریں گے۔ ۲۱۷ ہر ایک کا قبلہ جدا ہے۔ یہود تو صحیح کعبہ المقدس (بیت المقدس میں رکھی جانے والی) کو اپنا قبلہ قرار دیتے ہیں اور

نصاری بیٹھ المقدس کے اس مکان شرقی کو جہاں روح حضرت مسیح (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روح مبارک پھونکنا) واقع ہوا۔ (بخ) ۲۱۸ یعنی علماء یہود و نصاریٰ۔

۲۱۹ مطلب یہ ہے کہ کتب سابقہ میں نبی آخر الزماں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف ایسے واضح اور صاف بیان کیے گئے ہیں جن سے علماء اہل کتاب کو

حضور کے خاتم الانبیاء ہونے میں کچھ شک و شبہ باقی نہیں رہ سکتا اور وہ حضور کے اس منصب عالی کو اتم (پورے) یقین کے ساتھ جانتے ہیں۔ احبار یہود (یہودیوں کے علماء)

میں سے عبد اللہ بن سلام مشرف بہ اسلام ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے دریافت کیا کہ آیہ ”يَعْرِفُونَهُ“ (یعنی علماء یہود و نصاریٰ وہ اس نبی کو ایسا پہچانتے ہیں

جیسے آدی اپنے بیٹوں کو پہچانتا ہے) میں جو معرفت بیان کی گئی ہے اس کی کیا نشان ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ اے عمر! میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو بے اشتباہ

(بغیر کسی شک و شبہ کے) پہچان لیا اور میرا حضور کو پہچاننا اپنے بیٹوں کے پہچاننے سے بدرجہا زیادہ اتم و اکمل ہے! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ کیسے؟ انہوں نے کہا

کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ حضور اللہ کی طرف سے اس کے بھیجے رسول ہیں، ان کے اوصاف اللہ تعالیٰ نے ہماری کتاب توریت میں بیان فرمائے ہیں، بیٹے کی طرف

سے ایسا یقین کس طرح ہو! عورتوں کا حال ایسا قطعی کس طرح معلوم ہو سکتا ہے! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کا سر چوم لیا۔ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ غیر محل ثبوت

میں دینی محبت سے پیشانی چومنا جائز ہے۔ ۲۲۰ یعنی توریت و انجیل میں جو حضور کی نعت و صفت ہے علماء اہل کتاب کا ایک گروہ اس کو حسد و عناد و دیدہ و دانستہ

چھپاتا ہے۔ مسئلہ: حق کا چھپانا معصیت و گناہ ہے۔ ۲۲۱ روز قیامت سب کو جمع فرمائے گا اور اعمال کی جزا دے گا۔ ۲۲۲ یعنی خواہ کسی شہر سے سفر کے لیے نکلنا میں

فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۖ وَإِنَّهُ لِلْحَقِّ مِنْ رَبِّكَ ۖ وَمَا

اپنا منہ مسجد حرام کی طرف کرو اور وہ ضرور تمہارے رب کی طرف سے حق ہے اور

اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿۱۴۹﴾ وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ

اللہ تمہارے کاموں سے غافل نہیں اور اے محبوب تم جہاں سے آؤ اپنا منہ

شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۖ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ ۚ لَا

مسجد حرام کی طرف کرو اور اے مسلمانو تم جہاں کہیں ہو اپنا منہ اسی کی طرف کرو

لِيَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ ۖ إِلَّا الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ ۖ فَلَا

کہ لوگوں کو تم پر کوئی حجت نہ رہے ﴿۱۵۰﴾ مگر جو ان میں نا انصافی کریں ﴿۱۴۹﴾ تو ان سے نہ

تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِي ۚ وَلَا تَمَنَّوْا نِعْمَتِي عَلَيْكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ﴿۱۵۰﴾

ڈرو اور مجھ سے ڈرو اور یہ اس لیے ہے کہ میں اپنی نعمت تم پر پوری کروں اور کسی طرح تم ہدایت پاؤ

كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا مِنْكُمْ يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا وَيُزَكِّيكُمْ

جیسے ہم نے تم میں بھیجا ایک رسول تم میں سے ﴿۱۵۱﴾ کہ تم پر ہماری آیتیں تلاوت فرماتا ہے اور تمہیں پاک کرتا ﴿۱۵۰﴾

وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُم مَّا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ ﴿۱۵۱﴾

اور کتاب اور پختہ علم سکھاتا ہے ﴿۱۵۱﴾ اور تمہیں وہ تعلیم فرماتا ہے جس کا تمہیں علم نہ تھا

فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ ﴿۱۵۲﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ

تو میری یاد کرو میں تمہارا چرچا کروں گا ﴿۱۵۲﴾ اور میرا حق مانو اور میری ناشکری نہ کرو اے ایمان

اپنا منہ مسجد حرام (کعبہ) کی طرف کرو۔ ﴿۱۵۱﴾ اور کفار کو یہ طعن کرنے کا موقع نہ ملے کہ انہوں نے قریش کی مخالفت میں حضرت ابراہیم واسمعیل علیہما السلام کا قبلہ

بھی چھوڑ دیا یا وجودیکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کی اولاد میں ہیں اور ان کی عظمت و بزرگی مانتے بھی ہیں۔ ﴿۱۵۰﴾ اور براہِ عبادت بجا اعتراض کریں ﴿۱۵۱﴾ یعنی سید

عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ﴿۱۵۱﴾ نجاستِ شرک و ذنوب سے۔ ﴿۱۵۱﴾ حکمت سے مُفْتَرِّينَ نے فقہ مراد لی ہے۔ ﴿۱۵۱﴾ ذکر تین طرح کا ہوتا ہے: (۱) لسانی

(۲) قلبی (۳) یا لہجائی۔ ذکر لسانی: تسبیح، تقدیس، ثنا وغیرہ بیان کرنا ہے، خطبہ، توبہ، استغفار، دعا وغیرہ اس میں داخل ہیں۔ ذکر قلبی: اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا یاد کرنا،

اس کی عظمت و کبر پائی اور اس کے دلائل قدرت میں غور کرنا، علماء کا استنباط، مسائل میں غور کرنا بھی اسی میں داخل ہے۔ ذکر یا لہجائی: یہ ہے کہ اعضا طاعت الہی

میں مشغول ہوں جیسے حج کے لیے سفر کرنا یہ ذکر یا لہجائی میں داخل ہے۔ نماز تینوں قسم کے ذکر پر مشتمل ہے تسبیح و تکبیر ثناء و قراءت تو ذکر لسانی ہے، اور کُتُوع و

خُضُوعِ اخلاص ذکر قلبی، اور قیام رکوع و سجود وغیرہ ذکر یا لہجائی ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: تم طاعت بجالا کر مجھے یاد کرو میں

تمہیں اپنی امداد کے ساتھ یاد کروں گا۔ صَحِيحِينَ کی حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر بندہ مجھے تنہائی میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اس کو ایسے ہی یاد

فرماتا ہوں اور اگر وہ مجھے جماعت میں یاد کرتا ہے تو میں اس کو اس سے بہتر جماعت میں یاد کرتا ہوں۔ قرآن و حدیث میں ذکر کے بہت فضائل وارد ہیں اور یہ ہر



أَمْوَالِكُمْ بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ ۖ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ ﴿۱۵۳﴾ وَلَا

والو صبر اور نماز سے مدد چاہو ۱۵۳ بے شک اللہ صابروں کے ساتھ ہے اور جو

تَقُولُوا لِنَا يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ ۖ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَكِنْ لَا

خدا کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو ۱۵۴ بلکہ وہ زندہ ہیں ہاں تمہیں

تَشْعُرُونَ ﴿۱۵۴﴾ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنْ

خبر نہیں ۱۵۴ اور ضرور ہم تمہیں گے کچھ ڈر اور بھوک سے ۱۵۵ اور کچھ

الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالشَّرَاتِ ۖ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ ﴿۱۵۵﴾ الَّذِينَ إِذَا

مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی سے ۱۵۵ اور خوشخبری سنا ان صبر والوں کو کہ جب ان پر

أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ﴿۱۵۶﴾ أُولَٰئِكَ

کوئی مصیبت پڑے تو کہیں ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا ۱۵۶ یہ لوگ ہیں

طرح کے ذکر و شمول ہیں ذکر یا تہجر (بلند آواز سے ذکر کرنے) کو بھی اور پالنا خفاء کو بھی۔ ۱۵۳ حدیث شریف میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی سخت  
مُہم پیش آتی تو نماز میں مشغول ہو جاتے اور نماز سے مدد چاہنے میں نماز استسقاء و صلوة حاجت داخل ہے۔ ۱۵۴ شان نزول: یہ آیت فہد اء بدر کے حق میں نازل  
ہوئی۔ لوگ شہداء کے حق میں کہتے تھے کہ فلاں کا انتقال ہو گیا وہ دُنْیوی آسائش سے محروم ہو گیا! ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔ ۱۵۵ موت کے بعد ہی اللہ  
تعالیٰ شہداء کو حیات عطا فرماتا ہے، ان کی ارواح پر رزق پیش کیے جاتے ہیں، انہیں راحتیں دی جاتی ہیں، ان کے عمل جاری رہتے ہیں، اجر و ثواب بڑھتا رہتا ہے،  
حدیث شریف میں ہے کہ شہداء کی روہیں سبز پرندوں کے قالب (روپ) میں جنت کی سیر کرتی اور وہاں کے میوے اور نعمتیں کھاتی ہیں۔ مسئلہ: اللہ تعالیٰ کے  
فرمانبردار بندوں کو قبر میں جنتی نعمتیں ملتی ہیں۔ شہید وہ مسلمان مکلف طاہر ہے جو تہیز و تہیہ سے ظلماً مارا گیا ہو اور اس کے قتل سے مال بھی واجب نہ ہوا ہو، یا  
معرکہ جنگ میں مردہ یا زخمی پایا گیا اور اس نے کچھ آسائش نہ پائی۔ اس پر دنیا میں یہ احکام ہیں کہ نہ اس کو غسل دیا جائے، نہ کفن اپنے کپڑوں میں ہی رکھا جائے،  
اسی طرح اس پر نماز پڑھی جائے، اسی حالت میں دفن کیا جائے۔ آخرت میں شہید کا بڑا رتبہ ہے۔ بعض شہداء وہ ہیں کہ ان پر دنیا کے یہ احکام تو جاری نہیں ہوتے  
لیکن آخرت میں ان کے لیے شہادت کا درجہ ہے جیسے ڈوب کر یا جل کر، یا دیوار کے نیچے دب کر مرنے والا، طلب علم، سفر حج، غرض راہ خدا میں مرنے والا، اور  
نفاس میں مرنے والی عورت، اور پیٹ کے مرض اور طاعون اور زائٹ الحُجْب اور سِل (پسلی کے درد اور پیچروں کی بیماری پرانے بخار) میں، اور جمعہ کے روز مرنے  
والے وغیرہ۔ ۱۵۵ آزمائش سے فرمانبردار و نافرمان کے حال کا ظاہر کرنا مراد ہے۔ ۱۵۶ امام شافعی علیہ الرحمہ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ خوف سے اللہ  
کا ڈر، بھوک سے رمضان کے روزے، مالوں کی کمی سے زکوٰۃ و صدقات دینا، جانوں کی کمی سے امراض کے ذریعہ موتیں ہونا، پھلوں کی کمی سے اولاد کی موت مراد  
ہے اس لیے کہ اولاد دل کا پھول ہوتی ہے حدیث شریف میں ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کسی بندے کا بچ مرتا ہے اللہ تعالیٰ ملائکہ سے فرماتا ہے  
تم نے میرے بندے کے بچے کی روح قبض کی؟ وہ عرض کرتے ہیں کہ ہاں یارب! پھر فرماتا ہے: تم نے اس کے دل کا پھل لے لیا؟ عرض کرتے ہیں ہاں یارب!  
فرماتا ہے: اس پر میرے بندے نے کیا کہا؟ عرض کرتے ہیں اس نے تیری حمد کی اور ”إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ“ پڑھا! فرماتا ہے: اس کے لیے جنت میں مکان  
بناؤ اور اس کا نام ”بیت الحمد“ رکھو۔ حکمت: مصیبت کے پیش آنے سے قبل خبر دینے میں کئی حکمتیں ہیں ایک تو یہ کہ اس سے آدمی کو وقت مصیبت صبر آسان ہو  
جاتا ہے۔ ایک یہ کہ جب کافر دیکھیں کہ مسلمان بلا مصیبت کے وقت صابروں کا اور استقلال کے ساتھ اپنے دین پر قائم رہتا ہے تو انہیں دین کی خوبی معلوم ہو  
اور اس کی طرف رغبت ہو۔ ایک یہ کہ آنے والی مصیبت کی قبل وقوع اطلاع غیبی خبر اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے۔ ایک حکمت یہ کہ منافقین کے قدم ابتلاء  
(مصیبت میں ہٹلا ہونے) کی خبر سے اکھڑ جائیں اور مؤمن و منافق میں امتیاز ہو جائے۔ ۱۵۶ حدیث شریف میں ہے کہ وقت مصیبت کے ”إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ“

عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ ﴿۱۵۷﴾ إِنَّ

جن پر ان کے رب کی درودیں ہیں اور رحمت اور یہی لوگ راہ پر ہیں بے شک

الصَّافَا وَالْبَرَوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ ۚ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوْ اعْتَمَرَ فَلَا

صفا اور مروہ ۲۸۵ اللہ کے نشانوں سے ہیں ۲۸۶ تو جو اس گھر کا حج یا عمرہ کرے اس پر کچھ

جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا ۗ وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا ۖ فَإِنَّ اللَّهَ شَاكِرٌ

گناہ نہیں کہ ان دونوں کے پھیرے کرے ۲۸۷ اور جو کوئی بھلی بات اپنی طرف سے کرے تو اللہ نیکی کا صلہ دینے والا

عَلَيْهِمْ ﴿۱۵۸﴾ إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَىٰ مِنْ

خبردار ہے بے شک وہ جو ہماری اتاری ہوئی روشن باتوں اور ہدایت کو چھپاتے ہیں ۲۸۸

بَعْدِ مَا بَيَّنَّاهُ لِلنَّاسِ فِي الْكُتُبِ ۗ أُولَٰئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللَّهُ وَيَلْعَنُهُمُ

بعد اس کے کہ لوگوں کے لیے ہم اسے کتاب میں واضح فرما چکے ان پر اللہ کی لعنت ہے اور لعنت کرنے والوں

پڑھنا رحمت الہی کا سبب ہوتا ہے، یہ بھی حدیث میں ہے کہ مومن کی تکلیف کو اللہ تعالیٰ کفارہ گناہ بناتا ہے۔ ۲۸۵ صفا و مروہ مکہ مکرمہ کے دو پہاڑ ہیں جو کعبہ معظمہ کے مقابل جانب شرق واقع ہیں، مروہ شمال کی طرف مائل، اور صفا جنوب کی طرف جبل اُلیٰ فُجیس کے دامن میں ہے حضرت ہاجرہ اور حضرت اسمعیل علیہ السلام نے ان دونوں پہاڑوں کے قریب اس مقام پر جہاں چاہ زمرم ہے حکم الہی سکونت اختیار فرمائی، اس وقت یہ مقام سنگلاخ بیابان تھا نہ یہاں سبزہ تھا نہ پانی نہ خورد و نوش کا کوئی سامان رضائے الہی کے لئے ان مقبول بندوں نے صبر کیا۔ حضرت اسمعیل علیہ السلام بہت خردسال (کم عمر) تھے لہذا ان کی جان بلی کی حالت ہوئی تو حضرت ہاجرہ بیتاب ہو کر کوہ صفا پر تشریف لے گئیں وہاں بھی پانی نہ پایا تو اتر کر نشیب کے میدان میں دوڑتی ہوئی مروہ تک پہنچیں اس طرح سات مرتبہ گردش ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے ”إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ“ کا جلوہ اس طرح ظاہر فرمایا کہ غیب سے ایک چشمہ ”زمرم“ نمودار کیا اور ان کے صبر و اخلاص کی برکت سے ان کے اتباع میں ان دونوں پہاڑوں کے درمیان دوڑنے والوں کو مقبول بارگاہ کیا اور ان دونوں کو کھل اجاہت دیا بنایا۔ ۲۸۶ ”شَعَائِرُ اللَّهِ“ سے دین کے اعلام یعنی نشانیاں مراد ہیں خواہ وہ مکانات ہوں جیسے کعبہ، عرفات، مزدلفہ، جمار، غطفہ، صفا، مروہ، منی، مساجد، یا اُذْمَنْ جیسے رمضان، اشہر حرام، عید فطر و اشعی، جمعہ، ایام تشریق، یا دوسرے علامات جیسے اذان، اقامت، نماز باجماعت، نماز جمعہ، نماز عیدین، حتنہ یہ سب شعائر دین ہیں۔ ۲۸۷ شان نزول: زمانہ جاہلیت میں صفا و مروہ پر دوڑتے رکھے تھے صفا پر جو بت تھا اس کا نام آساف اور جو مروہ پر تھا اس کا نام نائل تھا کفار جب صفا و مروہ کے درمیان سعی کرتے تو ان بتوں پر تعظیم ہاتھ پھیرتے، عہد اسلام میں بت تو توڑ دیئے گئے لیکن چونکہ کفار یہاں مشرکانہ فعل کرتے تھے اس لئے مسلمانوں کو صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنا گراں ہوا کہ اس میں کفار کے مشرکانہ فعل کے ساتھ کچھ مشابہت ہے۔ اس آیت میں ان کا اطمینان فرمادیا گیا کہ چونکہ تمہاری نیت خالص عبادت الہی کی ہے تمہیں اندیشہ مشابہت نہیں! اور جس طرح کعبہ کے اندر زمانہ جاہلیت میں کفار نے بت رکھے تھے، اب عہد اسلام میں بت اٹھادیئے گئے اور کعبہ شریف کا طواف درست رہا اور وہ شعائر دین میں سے رہا اسی طرح کفار کی بت پرستی سے صفا و مروہ کے شعائر دین ہونے میں کچھ فرق نہیں آیا۔ مسئلہ: سعی (یعنی صفا و مروہ کے درمیان دوڑنا) واجب ہے حدیث سے ثابت ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر مُدِ اَوْمَتْ فرمائی ہے، اس کے ترک سے دَم دینا یعنی قربانی واجب ہوتی ہے۔ مسئلہ: صفا و مروہ کے درمیان سعی حج و عمرہ دونوں میں لازم ہے۔ فرق یہ ہے کہ حج کے اندر عرفات میں جانا اور وہاں سے طواف کعبہ کے لئے آنا شرط ہے، اور عمرہ کے لئے عرفات میں جانا شرط نہیں۔ مسئلہ: عمرہ کرنے والا اگر یوں مکہ سے آئے اس کو براہ راست مکہ مکرمہ میں آکر طواف کرنا چاہئے اور اگر مکہ کا ساکن (رہنے والا) ہو تو اس کو چاہئے کہ حرم سے باہر جائے وہاں سے طواف کعبہ کا احرام باندھ کر آئے۔ حج و عمرہ میں ایک فرق یہ بھی ہے کہ حج سال میں ایک ہی مرتبہ ہو سکتا ہے کیونکہ عرفات میں عرفہ کے دن یعنی نویں ذی الحجہ کو جانا جو حج میں شرط ہے سال میں ایک ہی مرتبہ ممکن ہے اور عمرہ ہر دن ہو سکتا ہے اس کے لئے کوئی وقت مُعَيَّن نہیں۔ ۲۸۸ یہ آیت ان علماء یہود کی شان میں نازل ہوئی جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت شریف اور آیت رَحْمٌ اور توریت کے دوسرے احکام کو چھپایا کرتے تھے۔

اللُّعُونَ ۱۵۹ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَأَصْلَحُوا وَبَيَّنُّوا فَأُولَٰئِكَ أَتُوبُ

کی لعنت ۲۸۹ مگر وہ جو توبہ کریں اور سنواریں (اصلاح کریں) اور ظاہر کر دیں تو میں ان کی توبہ قبول

عَلَيْهِمْ ۱۶۰ وَأَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ۱۶۱ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَأَمَاتُوا هُمْ

فرماؤں گا اور میں ہی ہوں بڑا توبہ قبول فرمانے والا مہربان بے شک وہ جنہوں نے کفر کیا اور کافر

كُفَّارًا أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمُ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ۱۶۲

ہی مرے ان پر لعنت ہے اللہ اور فرشتوں اور آدمیوں سب کی ۲۹۰

خُلْدِينَ فِيهَا لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنظَرُونَ ۱۶۳

ہمیشہ رہیں گے اس میں نہ ان پر سے عذاب ہلکا ہو اور نہ انہیں مہلت دی جائے

وَاللَّهُمَّ إِلَهٌ وَاحِدٌ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ ۱۶۴ إِنَّ فِي خَلْقِ

اور تمہارا معبود ایک معبود ہے ۲۹۱ اس کے سوا کوئی معبود نہیں مگر وہی بڑی رحمت والا مہربان بے شک

السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِي تَجْرِي

آسمانوں ۲۹۲ اور زمین کی پیدائش اور رات و دن کا بدلتے آنا اور کشتی

مسئلہ: علوم دین کا اظہار فرض ہے۔ ۲۸۹ لعنت کرنے والوں سے ملائکہ و مومنین مراد ہیں، ایک قول یہ ہے کہ اللہ کے تمام بندے مراد ہیں۔ ۲۹۰ مومن تو کافروں پر لعنت کریں گے ہی، کافر بھی روز قیامت باہم ایک دوسرے پر لعنت کریں گے۔ مسئلہ: اس آیت میں ان پر لعنت فرمائی گئی جو کفر پر مرے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس کی موت کفر پر معلوم ہو اس پر لعنت کرنی جائز ہے۔ مسئلہ: گنہگار مسلمان پر بِلَا تَعْسِينِ (اس کا نام لے کر) لعنت کرنا جائز نہیں لیکن علی الاطلاق جائز ہے جیسا کہ حدیث شریف میں چور اور سود خوار وغیرہ پر لعنت آئی ہے۔ ۲۹۱ شان نزول: کفار نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: آپ اپنے رب کی شان و صفات بیان فرمائیے! اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور انہیں بتا دیا گیا کہ معبود صرف ایک ہے، نہ وہ مَجْزُی ہوتا ہے نہ مقسم، نہ اس کے لیے مثل نہ نظیر، اَلُوْهِيَّتِ وَرُوْبِيَّتِ میں کوئی اس کا شریک نہیں وہ یکتا ہے اپنے افعال میں، مصنوعات کو تھا اسی نے بنایا، وہ اپنی ذات میں اکیلا ہے کوئی اس کا قسم (شریک) نہیں، اپنے صفات میں یگانہ ہے کوئی اس کا شبیہ نہیں۔ ابوداؤد و ترمذی کی حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم ان دو آیتوں میں ہے ایک یہی آیت ”وَاللَّهُمَّ“ دوسری ”اَلَمْ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ“... الآیہ ۲۹۲ کعبہ معظمہ کے گرد مشرکین کے تین سوساٹھ بت تھے جنہیں وہ معبود اعتقاد کرتے تھے انہیں یہ سن کر بڑی حیرت ہوئی کہ معبود صرف ایک ہی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں! اس لیے انہوں نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی آیت طلب کی جس سے وحدانیت پر استدلال صحیح ہو۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور انہیں یہ بتایا گیا کہ آسمان اور اس کی بلندی اور اس کا بغیر کسی ستون اور علاقہ کے قائم رہنا اور جو کچھ اس میں نظر آتا ہے آفتاب مہتاب ستارے وغیرہ یہ تمام، اور زمین اور اس کی درازی اور پانی پر مَفْرُوش (بچھا ہوا) ہونا، اور پہاڑ دریا چشمے، معدن جواہر درخت سبزہ پھل، اور شب و روز کا آنا جانا گھٹنا بڑھنا، نشیتاں اور ان کا سُخْر ہونا باوجود بہت سے وزن اور بوجھ کے رونے آب (پانی کی سطح) پر رہنا اور آدمیوں کا ان میں سوار ہو کر دریا کے عجائب دیکھنا اور تجارتوں میں ان سے بار برداری (وزن اٹھانے) کا کام لینا، اور بارش اور اس سے خشک و مرده ہوجانے کے بعد زمین کا سرسبز و شاداب کرنا اور تازہ زندگی عطا فرمانا، اور زمین کو انواع و اقسام کے جانوروں سے بھر دینا جن میں بے شمار عجائب حکمت و ولایت (رکھے ہوئے) ہیں، اسی طرح ہواؤں کی گردش اور ان کے خواص اور ہوا کے عجائبات، اور اُبر (بادل) اور اس کا اتنے کثیر پانی کے ساتھ آسمان و زمین کے درمیان مُعَلَّق رہنا، یہ آٹھ انواع ہیں جو حضرت قادر مختار کے علم و حکمت اور اس کی وحدانیت پر بُرہان قوی (مضبوط دلائل) ہیں اور ان کی دلالت وحدانیت پر بیشمار وجوہ سے ہے۔ اجمالی بیان یہ ہے کہ یہ سب امور ممکنہ ہیں اور ان کا وجود بہت سے مختلف



فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ مَّاءٍ

دریا میں لوگوں کے فائدے لے کر چلتی ہے اور وہ جو اللہ نے آسمان سے پانی اتار کر

فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيهَا مِنْ كُلِّ دَابَّةٍ وَ

مردہ زمین کو اس سے جلا دیا اور زمین میں ہر قسم کے جانور پھیلانے اور

تَصْرِيْفِ الرِّيحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ

ہواؤں کی گردش اور وہ بادل کہ آسمان و زمین کے بیچ میں حکم کا باندھا ہے

لَا يَتَّخِذُ الْقَوْمُ لِقَوْمٍ يُعْقِلُونَ ﴿۱۶۳﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَن يَتَّخِذُ مِنْ دُونِ اللَّهِ

ان سب میں عقلمندوں کے لیے ضرور نشانیاں ہیں اور کچھ لوگ اللہ کے سوا اور معبود بنا

أَنْدَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ وَلَوْ

لیتے ہیں کہ انہیں اللہ کی طرح محبوب رکھتے ہیں اور ایمان والوں کو اللہ کے برابر کسی کی محبت نہیں اور کیسی ہو اگر

يَرَى الَّذِينَ ظَلَمُوا إِذْ يَرُونَ الْعَذَابَ أَنَّ الْقُوَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا وَأَنَّ

دیکھیں ظالم وہ وقت جب کہ عذاب ان کی آنکھوں کے سامنے آئے گا اس لیے کہ سارا زور خدا کو ہے اور اس لیے کہ

اللَّهُ شَدِيدُ الْعَذَابِ ﴿۱۶۵﴾ إِذْ تَبَرَأَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا مِنَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا

اللہ کا عذاب بہت سخت ہے جب بیزار ہوں گے پیشوا اپنے پیروؤں سے ۱۶۵

طریقوں سے ممکن تھا مگر وہ مخصوص شان سے وجود میں آئے یہ دلالت کرتا ہے کہ ضرور ان کے لیے موجد ہے قادر و حکیم جو بمقتضائے حکمت و مشیت جیسا چاہتا ہے

بناتا ہے کسی کو دخل و اعتراض کی مجال نہیں۔ وہ معبود پالینے والے کو دیکھتا ہے کیونکہ اگر اس کے ساتھ کوئی دوسرا معبود بھی فرض کیا جائے تو اس کو بھی ان مقدر و رات

پر قادر ماننا پڑے گا! اب دو حال سے خالی نہیں یا تو ایجاد و تائید میں دونوں منفی الٰہ ارادہ ہوں گے یا نہ ہوں گے اگر ہوں تو ایک ہی شے کے وجود میں دو مؤثروں کا

تائید کرنا لازم آئے گا اور یہ محال ہے کیونکہ یہ مستلزم ہے معلول کے دونوں سے مستغنی ہونے کو اور دونوں کی طرف مُفْتَقِر ہونے کو۔ کیونکہ علت جب مُسْتَقْلِل ہو تو

معلول صرف اس کی طرف محتاج ہوتا ہے دوسرے کی طرف محتاج نہیں ہوتا، اور دونوں کو علت مُسْتَقْلِل فرض کیا گیا ہے تو لازم آئے گا کہ معلول دونوں میں سے

ہر ایک کی طرف محتاج ہو اور ہر ایک سے غنی ہو تو تَقْضِیْنِ مَجْتَمِعِ ہو گئیں اور یہ محال ہے۔ اور اگر یہ فرض کرو کہ تائید ان میں سے ایک کی ہے تو تَرْتِیْبِیْنِ بِلَا مَرَجِ لازم

آئے گی اور دوسرے کا عجز لازم آئے گا جو الٰہ ہونے کے مُتَنَافِی ہے۔ اور اگر یہ فرض کرو کہ دونوں کے ارادے مختلف ہوتے ہیں تو تَمَاطُحِ وَتَنَظَّارِ لازم آئے گا کہ

ایک کسی شے کے وجود کا ارادہ کرے اور دوسرا اسی حال میں اس کے عدم کا تو وہ شے ایک ہی حال میں موجود و معدوم دونوں ہوگی یا دونوں نہ ہوگی یہ دونوں

تقدیریں باطل ہیں تو ضرور ہے کہ یا موجودگی ہوگی یا معدوم ایک ہی بات ہوگی، اگر موجود ہوئی تو عدم کا چاہنے والا عاجز ہوا الٰہ نہ رہا اور اگر معدوم ہوئی تو وجود کا

ارادہ کرنے والا مجبور ہوا الٰہ نہ رہا! ثابت ہو گیا کہ الٰہ ایک ہی ہو سکتا ہے اور یہ تمام انواع بے نہایت وجہ سے اس کی توحید پر دلالت کرتے ہیں۔ ۱۶۵ یہ روز

قیامت کا بیان ہے جب مشرکین اور ان کے پیشوا جنہوں نے انہیں کفر کی ترغیب دی تھی ایک جگہ جمع ہوں گے اور عذاب نازل ہوتا ہوا دیکھ کر ایک دوسرے سے

بیزار ہو جائیں گے۔

وَرَأَوْا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْأَسْبَابُ ﴿۱۶۲﴾ وَقَالَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا

اور دیکھیں گے عذاب اور کٹ جائیں گی ان سب کی ڈوریں ۲۹۴ اور کہیں گے پیرو

لَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةٌ فَنَتَبَرَّأَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوا مِنَّا ۗ كَذَلِكَ يُرِيهِمُ اللَّهُ

کاش ہمیں لوٹ کر جانا ہوتا (دنیا میں) تو ہم ان سے توڑ دیتے (جدا ہو جاتے) جیسے انہوں نے ہم سے توڑ دی یونہی اللہ انہیں دکھائے گا

أَعْمَالِهِمْ حَسْرَاتٍ عَلَيْهِمْ ۗ وَمَا هُمْ بِخَارِجِينَ مِنَ النَّارِ ﴿۱۶۳﴾ يَا أَيُّهَا

ان کے کام ان پر حسرتیں ہو کر ۲۹۵ اور وہ دوزخ سے نکلنے والے نہیں اے

النَّاسُ كُلُّوْا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا ۗ وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ ط

لوگو کھاؤ جو کچھ زمین میں ۲۹۶ حلال پاکیزہ ہے اور شیطان کے قدم پر قدم نہ رکھو

إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ﴿۱۶۴﴾ إِنبَايَا مُرْكُم بِالسُّوءِ وَالْفَحْشَاءِ وَأَنْ

بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے وہ تو تمہیں یہی حکم دے گا بدی اور بے حیائی کا اور یہ کہ

تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿۱۶۵﴾ وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنْزَلَ

اللہ پر وہ بات جوڑو جس کی تمہیں خبر نہیں اور جب ان سے کہا جائے اللہ کے اتارے پر

اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَنْبئُكَ مَا أَنْزَلَ عَلَيْهِ آبَاءُنَا ۗ أَوَلَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لَا

چلو ۲۹۷ تو کہیں بلکہ ہم تو اس پر چلیں گے جس پر اپنے باپ دادا کو پایا کیا اگرچہ ان کے باپ دادا نہ

يَعْقِلُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ ﴿۱۶۶﴾ وَمِثْلَ الَّذِينَ كَفَرُوا كَسَلِ الَّذِينَ

کچھ عقل رکھتے ہوں نہ ہدایت ۲۹۸ اور کافروں کی کہات اس کی سی ہے جو

۲۹۴ یعنی وہ تمام تعلقات جو دنیا میں ان کے ماہین تھے خواہ وہ دوستیاں ہوں یا رشتہ داریاں، یا باہمی موافقت کے عہد۔ ۲۹۵ یعنی اللہ تعالیٰ ان کے برے اعمال ان

کے سامنے کرے گا تو انہیں نہایت حسرت ہوگی کہ انہوں نے یہ کام کیوں کئے تھے، ایک قول یہ ہے کہ جنت کے مقامات دکھا کر ان سے کہا جائے گا کہ اگر تم اللہ تعالیٰ

کی فرمانبرداری کرتے تو یہ تمہارے لیے تھے، پھر وہ مساکرں و منازل مومنین کو دیے جائیں گے اس پر انہیں حسرت و عداوت ہوگی۔ ۲۹۶ یہ آیت ان اشخاص کے

حق میں نازل ہوئی جنہوں نے بحار (زمانہ جاہلیت کے نامزد مخصوص جانوروں) وغیرہ کو حرام قرار دیا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی حلال فرمائی ہوئی چیزوں کو حرام

قرار دینا اس کی رد اذیت سے بغاوت ہے مسلم شریف کی حدیث میں ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جو مال میں اپنے بندوں کو عطا فرماتا ہوں وہ ان کے لیے حلال ہے، اور

اسی میں ہے کہ میں نے اپنے بندوں کو باطل سے بے تعلق پیدا کیا، پھر ان کے پاس شیاطین آئے اور انہوں نے دین سے بہر کیا اور جو میں نے ان کے لیے حلال کیا

تھا اس کو حرام ٹھہرایا۔ ایک اور حدیث میں ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں نے یہ آیت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تلاوت کی تو حضرت

سعد بن ابی وقاص نے کھڑے ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ! دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ مجھے مستجاب الدعوات کر دے! حضور نے فرمایا: اے سعد! اپنی خوراک پاک کرو

مستجاب الدعوات ہو جاوے گا! اس ذات پاک کی قسم! جس کے دست قدرت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے آدمی اپنے پیٹ میں حرام کا لقمہ ڈالتا ہے تو چالیس

روز تک قبولیت سے محروم رہتی ہے۔ (تفسیر ابن کثیر) ۲۹۷ تو حید و قرآن پر ایمان لاؤ اور پاک چیزوں کو حلال جانو جنہیں اللہ نے حلال کیا۔ ۲۹۸ جب باپ دادا

يُنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ إِلَّا دُعَاءً وَنِدَاءً ط صَمُّ بَكْمٌ عُنِيَ فُهْمًا لَا

پکارے ایسے کو کہ خالی چیخ پکار کے سوا کچھ نہ سنے ۲۹۹ بہرے گوئے اندھے تو انہیں

يَعْقِلُونَ ﴿۱۴۱﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كَلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَ

سمجھ نہیں ۱۴۱ اے ایمان والو کھاؤ ہماری دی ہوئی سٹھری چیزیں اور

اشْكُرُوا لِلَّهِ إِنَّ كُنتُمْ لَإِيَّاهُ تَعْبُدُونَ ﴿۱۴۲﴾ إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْبَيْتَةَ

اللہ کا احسان مانو اگر تم اسی کو پوجتے ہو ۱۴۲ اس نے یہی تم پر حرام کیے ہیں مردار ۱۴۲

وَالدَّمَ وَالْحَمَّ الْخَنِزِيرِ وَمَا أَهْلُ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ ج فَمَنْ اضْطُرَّ غَيْرَ

اور خون ۱۴۳ اور سور کا گوشت ۱۴۳ اور وہ جانور جو غیر خدا کا نام لے کر ذبح کیا گیا ۱۴۳ تو جو ناچار ہو ۱۴۳ نہ یوں کہ

بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ ط إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿۱۴۳﴾ إِنَّ الَّذِينَ

خواہش سے کھائے اور نہ یوں کہ ضرورت سے آگے بڑھے تو اس پر گناہ نہیں، بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے وہ جو

يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ الْكِتَابِ وَيَشْتَرُونَ بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا لَا

چھپاتے ہیں ۱۴۴ اللہ کی اتاری کتاب اور اس کے بدلے ذلیل قیمت لے لیتے ہیں ۱۴۴

دین کے امور کو نہ سمجھتے ہوں اور راہِ راست پر نہ ہوں تو ان کی پیروی کرنا حماقت و گمراہی ہے۔ ۲۹۹ یعنی جس طرح چوپائے چرانے والے کی صرف آواز ہی سنتے ہیں کلام کے معنی نہیں سمجھتے یہی حال ان کفار کا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صدا کے مبارک کو سنتے ہیں لیکن اس کے معنی و نشین کر کے ارشاد فیض

بنیاد سے فائدہ نہیں اٹھاتے۔ ۱۴۳ یہ اس لیے کہ وہ حق بات سن کر مستفیع نہ ہونے کلام حق ان کی زبان پر جاری نہ ہوا، نصیحتوں سے انہوں نے فائدہ نہ اٹھایا۔ ۱۴۳ مسئلہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر شکر واجب ہے۔ ۱۴۳ جو حلال جانور بغیر ذبح کیے مر جائے یا اس کو طریق شرع کے خلاف مارا گیا ہو

مثلاً گلا گھونٹ کر، یا لاٹھی پتھر ڈھیلے گولی سے مار کر ہلاک کیا گیا ہو، یا وہ گر کر مر گیا ہو، یا کسی جانور نے سینگ سے مارا ہو، یا کسی درندے نے ہلاک کیا ہو اس کو مردار کہتے ہیں اور اسی کے حکم میں داخل ہے زندہ جانور کا وہ محض جو کٹ لیا گیا ہو۔ مسئلہ: مردار جانور کا کھانا حرام ہے مگر اس کا پکا ہوا چمڑہ کام میں لانا اور اس کے

بال، سینگ، ہڈی، پٹھے، سُم (کھر) سے فائدہ اٹھانا جائز ہے۔ (تفسیر احمدی) مسئلہ: خون ہر جانور کا حرام ہے اگر بہنے والا ہو دوسری آیت میں فرمایا: "أَوْ دَمًا مَسْفُوحًا"۔ ۱۴۳ مسئلہ: خنزیر نجس العین (بالکل ناپاک) ہے اس کا گوشت، پوست، بال، ناخن وغیرہ تمام اجزاء نجس و حرام ہیں کسی کو کام میں لانا جائز

نہیں۔ چونکہ اوپر سے کھانے کا بیان ہو رہا ہے اس لیے یہاں گوشت کے ذکر پر اکتفا فرمایا گیا۔ ۱۴۳ مسئلہ: جس جانور پر وقتِ ذبح غیر خدا کا نام لیا جائے خواہ تنہا یا خدا کے نام کے ساتھ عطف سے ملا کر (مثلاً: بِسْمِ اللَّهِ وَمُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ) وہ حرام ہے۔ مسئلہ: اور اگر نامِ خدا کے ساتھ غیر کا نام بغیر عطف ملا یا (مثلاً: بِسْمِ اللَّهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ) تو مکروہ ہے۔ مسئلہ: اگر ذبح فقط اللہ کے نام پر کیا اور اس سے قبل یا بعد غیر کا نام لیا مثلاً یہ کہا کہ عقیدہ کا بکرا، ولیمہ کا دنبہ، یا جس کی طرف

سے وہ ذبیح ہے اسی کا نام لیا، یا جن اولیاء کے لیے ایصالِ ثواب منظور ہے ان کا نام لیا تو یہ جائز ہے اس میں کچھ حرج نہیں۔ (تفسیر احمدی) "مُضْطَّرٌّ" (ناچار) وہ ہے جو حرام چیز کے کھانے پر مجبور ہو اور اس کو نہ کھانے سے خوف جان ہو خواہ شدت کی بھوک یا ناداری کی وجہ سے جان پر بن جائے اور کوئی حلال چیز ہاتھ نہ آئے، یا کوئی شخص حرام کھانے پر مجبور کرتا ہو اور اس سے جان کا اندیشہ ہو ایسی حالت میں جان بچانے کے لیے حرام چیز کا قدر ضرورت یعنی اتنا کھا لینا جائز ہے کہ خوف

ہلاکت نہ رہے۔ ۱۴۳ شان نزول: یہود کے علماء و رؤساء جو امیر رکھتے تھے کہ نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم ان میں سے مبعوث ہوں گے جب انہوں نے دیکھا کہ سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم دوسری قوم میں سے مبعوث فرمائے گئے تو انہیں یہ اندیشہ ہوا کہ لوگ توریت و انجیل میں حضور کے اوصاف دیکھ کر آپ



أُولَٰئِكَ مَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ إِلَّا النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

وہ اپنے پیٹ میں آگ ہی بھرتے ہیں وقت اور اللہ قیامت کے دن ان سے بات نہ کرے گا

وَلَا يُزَكِّيهِمْ ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿۱۴۳﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرُوا الضَّلَالَةَ

اور نہ انہیں ستھرا کرے اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے

بِالْهُدَىٰ وَالْعَذَابِ بِالْمُغْفَرَةِ ۚ فَمَا أَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ ﴿۱۴۵﴾ ذٰلِكَ

گراہی مولیٰ اور بخشش کے بدلے عذاب تو کس درجہ انہیں آگ کی سہار (برداشت) ہے یہ

بِأَنَّ اللَّهَ نَزَّلَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ ۖ وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِي الْكِتَابِ لَفِي

اس لیے کہ اللہ نے کتاب حق کے ساتھ اتاری اور بے شک جو لوگ کتاب میں اختلاف ڈالنے لگے وہ ضرور

شِقَاقٍ بَعِيدٍ ﴿۱۴۶﴾ لَيْسَ الْبِرُّ أَنْ تُولُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ

پرلے سرے کے جھکالو ہیں کچھ اصل نیکی یہ نہیں کہ منہ مشرق یا مغرب کی طرف

وَالْمَغْرِبِ وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ

کرد وقت ہاں اصل نیکی یہ کہ ایمان لائے اللہ اور قیامت اور فرشتوں

وَالْكِتَابِ وَالْبَيِّنِ ۚ وَآتَى الْمَالَ عَلَىٰ حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَ

اور کتاب اور پیغمبروں پر وقت اور اللہ کی محبت میں اپنا عزیز مال دے رشتہ داروں اور یتیموں اور

کی فرمانبرداری کی طرف جھک پڑیں گے اور ان کے نذرانے ہدیے تھے شتائف سب بندہ ہو جائیں گے حکومت جاتی رہے گی! اس خیال سے انہیں حسد پیدا ہوا

اور توریت وانجیل میں جو حضور کی نعت و صفت اور آپ کے وقت نبوت کا بیان تھا انہوں نے اس کو چھپایا اس پر یہ آئیہ کریمہ نازل ہوئی۔ مسئلہ: چھپانا یہ بھی ہے کہ

کتاب کے مضمون پر کسی کو مطلع نہ ہونے دیا جائے نہ وہ کسی کو پڑھ کر سنایا جائے نہ دکھایا جائے، اور یہ بھی چھپانا ہے کہ غلط تاویلیں کر کے معنی بدلنے کی کوشش کی

جائے اور کتاب کے اصل معنی پر پردہ ڈالا جائے۔ ﴿۱۴۵﴾ یعنی دنیا کے حقیر نفع کے لیے اخفاء حق کرتے ہیں۔ ﴿۱۴۶﴾ کیونکہ یہ رشتوں اور یہ مال حرام جو حق پوشی کے

عوض انہوں نے لیا ہے انہیں آتش جہنم میں پہنچائے گا۔ ﴿۱۴۷﴾ شان نزول: یہ آیت یہود کے حق میں نازل ہوئی کہ انہوں نے توریت میں اختلاف کیا بعض نے

اس کو حق کہا، بعض نے باطل، بعض نے غلط تاویلیں کیں، بعض نے تخریجیں۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت مشرکین کے حق میں نازل ہوئی! اس صورت میں کتاب سے

قرآن مراد ہے، اور ان کا اختلاف یہ ہے کہ بعض ان میں سے اس کو شعر کہتے تھے، بعض سحر، بعض کہانت۔ ﴿۱۴۸﴾ شان نزول: یہ آیت یہود و نصاریٰ کے حق میں

نازل ہوئی کیونکہ یہود نے بیٹھ المقدس کے مشرق کو اور نصاریٰ نے اس کے مغرب کو قبلہ بنا رکھا تھا، اور ہر فریق کا گمان تھا کہ صرف اس قبلہ ہی کی طرف منہ کرنا کافی

ہے اس آیت میں ان کا رد فرمایا گیا کہ بیٹھ المقدس کا قبلہ ہونا منسوخ ہو گیا۔ (مدارک) مفسرین کا ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ خطاب اہل کتاب اور مومنین سب کو عام

ہے اور معنی یہ ہیں کہ صرف رُوبقہ ہونا اصل نیکی نہیں جب تک عقائد درست نہ ہوں اور دل اخلاص کے ساتھ رب قبلہ کی طرف متوجہ نہ ہو۔ ﴿۱۴۹﴾ اس آیت میں نیکی

کے چھ طریقے ارشاد فرمائے (۱) ایمان لانا (۲) مال دینا (۳) نماز قائم کرنا (۴) زکوٰۃ دینا (۵) عہد پورا کرنا (۶) صبر کرنا۔ ایمان کی تفصیل یہ ہے کہ ایک تو اللہ تعالیٰ

پر ایمان لائے کہ وہ حسی و قیوم، علیم، حکیم، سمیع، غنی، قدیر، ازلی، ابدی، واحد، لاشریک لہ ہے۔ دوسرے قیامت پر ایمان

لانے کہ وہ حق ہے اس میں ہندوں کا حساب ہوگا، اعمال کی جزا دی جائے گی، مقبولان حق شفاعت کریں گے، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سعادت مندوں کو خوش

کوثر پر سیراب فرمائیں گے، پل صراط پر گزر ہوگا، اور اس روز کے تمام احوال جو قرآن میں آئے یا سید انبیاء نے بیان فرمائے سب حق ہیں۔ تیسرے فرشتوں پر

الْمَسْكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ ۱ وَالسَّائِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ ۲ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ

مسکینوں اور راہ گیر اور سائلوں کو اور گردنیں چھوڑانے میں ۲۱۳ اور نماز قائم رکھے

وَأَتَى الزَّكَاةَ ۳ وَالسُّؤْفُونَ بَعْدَهُمْ إِذَا عَاهَدُوا ۴ وَالصَّابِرِينَ فِي

اور زکوٰۃ دے اور اپنا قول پورا کرنے والے جب عہد کریں اور صبر والے

الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِينَ الْبَأْسِ ۵ أُولَئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا ۶ وَ

مصیبت اور سختی میں اور جہاد کے وقت یہی ہیں جنہوں نے اپنی بات سچی کی اور

أُولَئِكَ هُمُ السَّابِقُونَ ۷ ﴿۱۷﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ

یہی پرہیزگار ہیں اے ایمان والو تم پر فرض ہے ۱۷۳ کہ جو ناحق مارے جائیں

الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلِ ۸ الْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْأَنْثَى

ان کے خون کا بدلہ لو ۱۷۴ آزاد کے بدلے آزاد اور غلام کے بدلے غلام اور عورت کے

بِالْأُنثَى ۹ فَمَنْ عَفَىٰ لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعُ بِالْمَعْرُوفِ وَأَدَاءٌ

بدلے عورت ۱۷۵ تو جس کے لیے اس کے بھائی کی طرف سے کچھ معافی ہوئی ۱۷۶ تو بھلائی سے تقاضا ہو اور

ایمان لائے کہ وہ اللہ کی مخلوق اور فرمانبردار بندے ہیں، نہ مرد ہیں نہ عورت ان کی تعداد اللہ جانتا ہے، چار اُن میں سے بہت مُقَرَّب ہیں جبرئیل، میکائیل، اسرافیل،

عزرائیل علیہم السلام۔ چوتھے کتب الہیہ پر ایمان لانا کہ جو کتاب اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی حق ہے، ان میں چار بڑی کتابیں ہیں (۱) تورات جو حضرت موسیٰ پر

(۲) انجیل جو حضرت عیسیٰ پر (۳) زبور حضرت داود پر (۴) قرآن حضرت محمد مصطفیٰ پر نازل ہوئیں، اور پچاس صحیفے حضرت شیث پر، تیس حضرت ادریس پر، دس

حضرت آدم پر، دس حضرت ابراہیم پر نازل ہوئے۔ علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ پانچویں تمام انبیاء پر ایمان لانا کہ وہ سب اللہ کے بھیجے ہوئے ہیں اور محصوم یعنی گناہوں

سے پاک ہیں، ان کی صحیح تعداد اللہ جانتا ہے، ان میں سے تین سو تیرہ رسول ہیں۔ ”تَبَيَّنَ“ بھئیضہ جمع مذکر سالم ذکر فرمانا اشارہ کرتا ہے کہ انبیاء مرد ہوئے ہیں کوئی

عورت کبھی نبی نہیں ہوئی جیسا کہ وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ إِلَّا رَجُلًا... الآية سے ثابت ہے۔ ایمان تحمل یہ ہے اَمْنٌ بِاللَّهِ وَبِجَمِيعِ مَا جَاءَ بِهِ النَّبِيُّ (صلی اللہ

علیہ وسلم) یعنی میں اللہ پر ایمان لایا اور ان تمام امور پر جو سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے پاس سے لائے۔ (تفسیر احمدی) ۱۷۳ ایمان کے بعد اعمال کا اور اس

سلسلہ میں مال دینے کا بیان فرمایا، اس کے چھ مُصَرَّف ذکر کیے۔ گردنیں چھڑانے سے غلاموں کا آزاد کرنا مراد ہے، یہ سب مُسْتَحَب طور پر مال دینے کا بیان تھا۔ مسئلہ:

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ صدقہ دینا بحالت تندرستی زیادہ اجر رکھتا ہے بہ نسبت اس کے کہ مرتے وقت زندگی سے مایوس ہو کر دے۔ (حکذا فی حَدِيثِ عَنْ ابْنِ

هُرَيْرَةَ) مسئلہ: حدیث شریف میں ہے کہ رشتہ دار کو صدقہ دینے میں دو ثواب ہیں: ایک صدقہ کا، ایک صلہ رحم کا۔ (نسائی شریف) ۱۷۳ شان نزول: یہ آیت اوس و

خُورَج کے بارے میں نازل ہوئی ان میں سے ایک قبیلہ دوسرے سے قوت تعداد، مال و شرف میں زیادہ تھا اس نے قسم کھائی تھی کہ وہ اپنے غلام کے بدلے دوسرے

قبیلہ کے آزاد کو اور عورت کے بدلے مرد کو، اور ایک کے بدلے دو قتل کرے گا! زمانہ جاہلیت میں لوگ اس قسم کی تعذبی (زیادتی) کے عادی تھے، عہد اسلام میں یہ

معاملہ حضور سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش ہوا تو یہ آیت نازل ہوئی اور عدل و مساوات کا حکم دیا گیا اور اس پر وہ لوگ راضی ہوئے۔ قرآن کریم میں

قصاص (خون کے بدلے لینے) کا مسئلہ کئی آیتوں میں بیان ہوا ہے، اس آیت میں قصاص و عفو دونوں کے مسئلہ ہیں اور اللہ تعالیٰ کے اس احسان کا بیان ہے کہ اس نے

اپنے بندوں کو قصاص و عفو میں مختار کیا چاہیں قصاص لیں یا عفو کریں۔ آیت کے اول میں قصاص کے ذمہ کا بیان ہے۔ ۱۷۴ اس سے ہر قاتل یا لعنہ (جان بوجھ کر

قتل کرنے والے) پر قصاص کا وجوب ثابت ہوتا ہے خواہ اس نے آزاد قتل کیا ہو یا غلام کو، مسلمان کو یا کافر کو، مرد کو یا عورت کو کیونکہ قُتِلَ جو قبیلہ کی جمع ہے

وہ سب کو شامل ہے، ہاں جس کو دلیل شرعی خاص کرے وہ مخصوص ہو جائے گا۔ (احکام القرآن) ۱۷۳ اس آیت میں بتایا گیا جو قتل کرے گا وہی قتل کیا

إِلَيْهِ بِإِحْسَانٍ ۖ ذَٰلِكَ تَخْفِيفٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ ۖ فَمَنِ اعْتَدَىٰ

اچھی طرح ادا یہ تمہارے رب کی طرف سے تمہارا بوجھ ہلکا کرنا ہے اور تم پر رحمت تو اس کے بعد جو زیادتی

بَعْدَ ذَٰلِكَ فَلَهُ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿۱۷۸﴾ وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يَاۤأُولِي

کرے ﴿۱۷۸﴾ اس کے لیے درد ناک عذاب ہے اور خون کا بدلہ لینے میں تمہاری زندگی ہے اسے

الْأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿۱۷۹﴾ كُتِبَ عَلَيْكُمُ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ

عقل مندو ﴿۱۷۹﴾ کہ تم کہیں بچو تم پر فرض ہوا کہ جب تم میں کسی کو موت آئے

إِنْ تَرَكَ خَيْرًا ۖ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ بِالْمَعْرُوفِ ۚ حَقًّا

اگر کچھ مال چھوڑے تو وصیت کر جائے اپنے ماں باپ اور قریب کے رشتہ داروں کے لیے موافق دستور ﴿۱۸۰﴾ یہ واجب ہے

عَلَى السَّيِّئِينَ ﴿۱۸۰﴾ فَمَنْ بَدَّلَهُ بَعْدَ مَا سَمِعَهُ فَإِنَّمَا إِثْمُهُ عَلَى الَّذِينَ

پرہیزگاروں پر تو جو وصیت کو سن سنا کر بدل دے ﴿۱۸۰﴾ اس کا گناہ انہیں بدلنے

يَبَدِّلُونَهُ ۖ إِنَّ اللَّهَ سَبِيْعٌ عَلِيمٌ ﴿۱۸۱﴾ فَمَنْ خَافَ مِنْ مُّوْصٍ جَنَفًا أَوْ

والوں پر ہے ﴿۱۸۱﴾ بے شک اللہ سنتا جانتا ہے پھر جسے اندیشہ ہوا کہ وصیت کرنے والے نے کچھ بے انصافی یا

إِثْمًا فَاصْدَحْ بِبَيِّنِهِمْ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ ۖ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿۱۸۲﴾ يَا أَيُّهَا

گناہ کیا تو اس نے ان میں صلح کرا دی اس پر کچھ گناہ نہیں ﴿۱۸۲﴾ بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے اسے

جائے گا خواہ آزاد ہو یا غلام، مرد ہو یا عورت، اور اہل جاہلیت کا یہ طریقہ ظلم ہے جو ان میں راجح تھا کہ آزادوں میں لڑائی ہوتی تو وہ ایک کے بدلے دو قتل کرتے،

غلاموں میں ہوتی تو بجائے غلام کے آزاد کو مارتے، عورتوں میں ہوتی تو عورت کے بدلے مرد کو قتل کرتے اور محض قاتل کے قتل پر اکتفا نہ کرتے، اس کو منع فرمایا

گیا۔ ﴿۱۸۱﴾ معنی یہ ہیں کہ جس قاتل کو ولی مقتول کچھ معاف کریں اور اس کے ذمہ مال لازم کیا جائے اس پر اولیا مقتول تقاضا کرنے میں نیک روش اختیار کریں

اور قاتل خوں بہا خوش معافی کے ساتھ ادا کرے اس میں صلح برمال (مال پر صلح کرنے) کا بیان ہے۔ (تفسیر احمدی) مسئلہ: ولی مقتول کو اختیار ہے کہ خواہ قاتل کو بے

عوض معاف کرے یا مال پر صلح کرے، اگر وہ اس پر راضی نہ ہو اور قصاص چاہے تو قصاص ہی فرض رہے گا۔ (جمل) مسئلہ: اگر مقتول کے تمام اولیا بقصاص معاف کر

دیں تو قاتل پر کچھ لازم نہیں رہتا۔ مسئلہ: اگر مال پر صلح کریں تو قصاص ساقط ہو جاتا ہے اور مال واجب ہوتا ہے۔ (تفسیر احمدی) مسئلہ: ولی مقتول کو قاتل کا بھائی

فرمانے میں دلالت ہے اس پر کہ قاتل اگرچہ بڑا گناہ ہے مگر اس سے انکسرت ایمانی قطع نہیں ہوتی، اس میں خوارج کا ابطال ہے جو مرتکب کبیرہ کو کافر کہتے ہیں۔

﴿۱۸۱﴾ یعنی بدستور جاہلیت غیر قاتل کو قتل کرے، یا دیت قبول کرنے اور معاف کرنے کے بعد قتل کرے ﴿۱۸۱﴾ کیونکہ قصاص مقرر ہونے سے لوگ قتل سے باز رہیں

گے اور جائیں بچیں گی۔ ﴿۱۸۲﴾ یعنی موافق دستور شریعت کے عدل کرے اور ایک تہائی مال سے زیادہ کی وصیت نہ کرے، اور محتاجوں پر مالداروں کو ترجیح نہ دے۔

مسئلہ: ابتدائے اسلام میں یہ وصیت فرض تھی، جب میراث کے احکام نازل ہوئے منسوخ کی گئی، اب غیر وارث کے لیے تہائی سے کم میں وصیت کرنا مستحب ہے

بشرطیکہ وارث محتاج نہ ہوں یا ترکہ ملنے پر محتاج نہ رہیں، ورنہ ترکہ وصیت سے افضل ہے۔ (تفسیر احمدی) ﴿۱۸۲﴾ خواہ وصی ہو یا ولی یا شاہد۔ اور وہ تبدیل کتابت میں

کرے یا تقسیم میں یا ادائے شہادت میں، اگر وہ وصیت موافق شرع ہے تو بدلنے والا گنہگار ہے۔ ﴿۱۸۲﴾ اور دوسرے خواہ وہ موصی ہوں یا موصی لہُ بری ہیں۔

﴿۱۸۳﴾ معنی یہ ہیں کہ وارث، یا وصی، یا امام، یا قاضی جس کو بھی موصی کی طرف سے ناصافی یا ناحق کارروائی کا اندیشہ ہو وہ اگر موصی لہُ یا وارثوں میں شرع کے موافق



الَّذِينَ آمَنُوا كَتَبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كَتَبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ

ایمان والو ۲۲۵ تم پر روزے فرض کیے گئے جیسے انگوں پر فرض ہوئے

قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿۱۸۳﴾ أَيَّامًا مَعْدُودَاتٍ ۖ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ

تھے کہ کہیں تمہیں پرہیزگاری ملے ۲۲۵ گنتی کے دن ہیں ۲۲۶ تو تم میں جو کوئی

مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ۖ وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ

بیمار یا سفر میں ہو ۲۲۶ تو اتنے روزے اور دنوں میں اور جنہیں اس کی طاقت نہ ہو

فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ ۖ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ ۖ وَأَنْ

وہ بدلہ دیں ایک مسکین کا کھانا ۲۲۷ پھر جو اپنی طرف سے نیکی زیادہ کرے ۲۲۹ تو وہ اس کے لیے بہتر ہے اور

تَصُومُوا خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿۱۸۴﴾ شَهْرَ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ

روزہ رکھنا تمہارے لیے زیادہ بھلا ہے اگر تم جانو ۲۳۰ رمضان کا مہینہ جس میں

فِيهِ الْقُرْآنُ هُذًى لِلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِنَ الْهُدَى وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ

قرآن اترا ۲۳۱ لوگوں کے لیے ہدایت اور رہنمائی اور فیصلہ کی روشن باتیں تو تم میں جو کوئی

صَلِحٌ كَرِهَ أَنْ يُكْفَرَ بِهِ كَمَا كَرِهَ أَنْ يُكْفَرَ بِهِ كَمَا كَرِهَ أَنْ يُكْفَرَ بِهِ كَمَا كَرِهَ أَنْ يُكْفَرَ بِهِ كَمَا كَرِهَ أَنْ يُكْفَرَ بِهِ

اور خلاف شرع طریقہ اختیار کرتا ہے تو اس کو روک دے اور حق و انصاف کا حکم کرے۔ ۲۳۲ اس آیت میں روزوں کی فرضیت کا بیان ہے۔ روزہ شرع میں اس کا

نام ہے کہ مسلمان خواہ مرد ہو یا حیض و نفاس سے خالی عورت صبح صادق سے غروب آفتاب تک بہ بیت عبادت خورد و نوش و جماعت (کھانا پینا اور جماع کرنا) ترک

کرے۔ (عائگیری وغیرہ) رمضان کے روزے ۱۰ شعبان ۲ھ کو فرض کیے گئے۔ (درخترخازان) اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ روزے عبادت قدیمہ ہیں زمانہ آدم

علیہ السلام سے تمام شریعتوں میں فرض ہوتے چلے آئے اگرچہ آیات و احکام مختلف تھے مگر اصل روزے سب امتوں پر لازم رہے۔ ۲۳۵ اور تم گناہوں سے بچو۔

کیونکہ یہ کسرت نفس کا سبب اور متقیان کا ہتھیار ہے۔ ۲۳۶ یعنی صرف رمضان کا ایک مہینہ۔ ۲۳۷ سفر ہے وہ مراد ہے جس کی مسافت تین دن سے کم نہ ہو۔ اس آیت

میں اللہ تعالیٰ نے مریض و مسافر کو رخصت دی کہ اگر اس کو رمضان مبارک میں روزہ رکھنے سے مرض کی زیادتی یا ہلاک کا اندیشہ ہو، یا سفر میں شدت و تکلیف کا تو وہ

مرض و سفر کے ایام میں افطار کرے اور بجائے اس کے ایامِ مہینہ کے سوا اور دنوں میں اس کی قضا کرے، ایامِ مہینہ پانچ دن ہیں جن میں روزہ رکھنا جائز

نہیں دنوں عیدیں اور ذی الحجہ کی گیارہویں، بارہویں، تیرہویں تاریخیں۔ مسئلہ: مریض کو کھل و ہم پر روزے کا افطار جائز نہیں جب تک دلیل یا تجربہ یا غیر ظاہر

أفسق طبیب کی خبر سے اس کا غلبہ نظر حاصل نہ ہو کہ روزہ مرض کے طول یا زیادتی کا سبب ہوگا۔ مسئلہ: جو بالفعل بیمار نہ ہو لیکن مسلمان طبیب یہ کہے کہ وہ روزہ

رکھنے سے بیمار ہو جائے گا وہ بھی مریض کے حکم میں ہے۔ مسئلہ: حاملہ یا دودھ پلانے والی عورت کو اگر روزہ رکھنے سے اپنی یا بچے کی جان کا یا اس کے بیمار ہو جانے کا

اندیشہ ہو تو اس کو بھی افطار جائز ہے۔ مسئلہ: جس مسافر نے طلوع فجر سے قبل سفر شروع کیا اس کو تو روزے کا افطار جائز ہے لیکن جس نے بعد طلوع سفر کیا اس کو اس

دن کا افطار جائز نہیں۔ ۲۳۸ مسئلہ: جس بوڑھے مرد یا عورت کو جو امانت سالی (بڑھاپے) کے ضعف سے روزہ رکھنے کی قدرت نہ رہے اور آئندہ قوت حاصل ہونے

کی امید بھی نہ ہو اس کو شیخ فانی کہتے ہیں اس کے لیے جائز ہے کہ افطار کرے اور ہر روزے کے بدلے نصف صاع یعنی ایک سو پچھتر روپیہ اور ایک اٹھنی بھر گے ہوں

یا گے ہوں کا آٹا یا اس سے دو نئے جو یا اس کی قیمت بطور فدیہ دے۔ مسئلہ: اگر فدیہ دینے کے بعد روزہ رکھنے کی قوت آگئی تو روزہ واجب ہوگا۔ مسئلہ: اگر شیخ فانی نادار

ہو اور فدیہ دینے کی قدرت نہ رکھے تو اللہ تعالیٰ سے استغفار کرے اور اپنے عفو و تقصیر (کو تباہی کی بخشش) کی دعا کرتا رہے۔ ۲۳۹ یعنی فدیہ کی مقدار سے زیادہ دے

۲۳۰ اس سے معلوم ہوا کہ اگرچہ مسافر و مریض کو افطار کی اجازت ہے لیکن زیادہ بہتر و افضل روزہ رکھنا ہی ہے۔ ۲۳۱ اس کے معنی میں مفسرین کے چند اقوال ہیں:

شَهَدَ مِنْكُمْ الشَّهْرَ فَلْيَصِبْهُ ط وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ

یہ مہینہ پائے ضرور اس کے روزے رکھے اور جو بیمار یا سفر میں ہو

فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ط يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ

تو اتنے روزے اور دنوں میں اللہ تم پر آسانی چاہتا ہے اور تم پر دشواری

الْعُسْرَ ۚ وَلِتُكَبِّرُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَيْكُم ۚ وَلَعَلَّكُمْ

نہیں چاہتا اور اس لیے کہ تم گنتی پوری کرو ۳۳۲ اور اللہ کی بڑائی بولو اس پر کہ اس نے تمہیں ہدایت کی اور کہیں تم

تَشْكُرُونَ ﴿۱۸۵﴾ ۚ وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ ۚ أُجِيبُ

حق گزار ہو اور اے محبوب جب تم سے میرے بندے مجھے پوچھیں تو میں نزدیک ہوں ۳۳۳ دعا قبول کرتا ہوں

دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ ۚ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ

پکارنے والے کی جب مجھے پکارے ۳۳۴ تو انہیں چاہیے میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں کہ کہیں

يُرْشِدُونَ ﴿۱۸۶﴾ ۚ أَحَلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَائِكُمْ ۚ هُنَّ

راہ پائیں روزوں کی راتوں میں اپنی عورتوں کے پاس جانا تمہارے لیے حلال ہوا ۳۳۵ وہ

(۱) یہ کہ رمضان وہ ہے جس کی شان و شرافت میں قرآن پاک نازل ہوا (۲) یہ کہ قرآن کریم کے نزول کی ابتداء رمضان میں ہوئی (۳) یہ کہ قرآن کریم ہر ماہ رمضان

مبارک کی شب قدر میں لوح محفوظ سے آسمان دنیا کی طرف اتارا گیا اور بیعت العزت میں رہا، یہ اسی آسمان پر ایک مقام ہے یہاں سے وقتاً فوقتاً حسب اقتضائے

حکمت جتنا جتنا منظور الہی ہوا جبریل امین لاتے رہے، یہ نزول تیس سال کے عرصہ میں پورا ہوا۔ ۳۳۲ حدیث میں ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے

فرمایا کہ مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے تو چاند دیکھ کر روزے شروع کرو اور چاند دیکھ کر افطار کرو، اگر ۲۹ رمضان کو چاند کی رویت نہ ہو تو تیس دن کی گنتی پوری کرو۔

۳۳۳ اس میں طالبان حق کی طلب مولیٰ کا بیان ہے جنہوں نے عشق الہی پر اپنے خوج کو قربان کر دیا وہ اسی کے طلبگار ہیں انہیں قرب و وصال کے مژدہ سے شاد

کام فرمایا۔ شان نزول: ایک جماعت صحابہ نے جذبہ عشق الہی میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ ہمارا رب کہاں ہے؟ اس پر نوبہ قرب سے

سرفراز کر کے بتایا گیا کہ اللہ تعالیٰ مکان سے پاک ہے جو چیز کسی سے مکانی قرب رکھتی ہو وہ اس کے دُور والے سے ضرور بعد رکھتی ہے اور اللہ تعالیٰ سب بندوں سے

قریب ہے مکانی کی یہ شان نہیں۔ منازل قرب میں رسائی بندہ کو اپنی غفلت دور کرنے سے میسر آتی ہے۔ دو سوست نزدیک تر از من یمن است۔ وہیں

عجب تر کہ من ازوے دورم (دوست تو مجھ سے بھی زیادہ میرے قریب ہے۔ اور یہ عجب تر ہے کہ میں اس سے دور ہوں)۔ ۳۳۴ ”دعا“ عرض حاجت ہے،

اور اجابت یہ ہے کہ پروردگار اپنے بندے کی دعا پر ”لیک عبسدی“ فرماتا ہے۔ مُرَاعِظاً فَرَمَاناً دوسری چیز ہے وہ بھی کبھی اس کے کرم سے فی الفور ہوتی ہے کبھی بمقتضائے

حکمت کسی تاخیر سے، کبھی بندے کی حاجت دنیا میں روا فرمائی جاتی ہے کبھی آخرت میں، کبھی بندے کا نفع دوسری چیز میں ہوتا ہے وہ عطا کی جاتی ہے کبھی بندہ محبوب

ہوتا ہے اس کی حاجت روائی میں اس لیے دیر کی جاتی ہے کہ وہ عرصہ تک دعا میں مشغول رہے، کبھی دعا کرنے والے میں صدق و اخلاص وغیرہ شرائط قبول

نہیں ہوتے اسی لیے اللہ کے نیک اور مقبول بندوں سے دعا کرائی جاتی ہے۔ مسئلہ: ناجائز امر کی دعا کرنا جائز نہیں۔ دعا کے آداب میں سے ہے کہ حضور قلب کے

ساتھ قبول کا یقین رکھتے ہوئے دعا کرے اور شکایت نہ کرے کہ میری دعا قبول نہ ہوئی، جرمذی کی حدیث میں ہے کہ نماز کے بعد حمد و ثنا اور درود شریف پڑھے

پھر دعا کرے۔ ۳۳۵ شان نزول: شُرُوح سابقہ میں افطار کے بعد کھانا پینا مجامعت کرنا نماز عشاء تک حلال تھا بعد نماز عشاء یہ سب چیزیں شب میں بھی حرام ہو

جاتی تھیں، یہ حکم زمانہ اقدس تک باقی تھا، بعض صحابہ سے رمضان کی راتوں میں بعد عشاء مبائشرت وقوع میں آئی ان میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے

لِبَاسٍ لَّكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٍ لَّهُنَّ ط عِلِمَ اللّٰهُ أَنْكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُونَ

تمہاری لباس ہیں اور تم ان کے لباس اللہ نے جانا کہ تم اپنی جانوں کو خیانت میں

أَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ ج فَا لَنْ بَاشِرُوهُنَّ وَابْتَغُوا مَا

ڈالتے تھے تو اس نے تمہاری توبہ قبول کی اور تمہیں معاف فرمایا ۳۲۱ توبہ ان سے صحبت کرو ۳۲۲ اور طلب کرو جو اللہ نے

كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ ۝ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ

تمہارے نصیب میں لکھا ہو ۳۲۳ اور کھاؤ اور پیو ۳۲۴ یہاں تک کہ تمہارے لیے ظاہر ہو جائے سفیدی کا ڈورا

مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۝ ثُمَّ أَتُوا الصِّيَامَ إِلَى الْبَيْلِ ج وَلَا

سیاہی کے ڈورے سے پو پھٹ کر ۳۲۵ پھر رات آنے تک روزے پورے کرو ۳۲۶ اور

تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ ۝ فِي الْمَسْجِدِ ط تِلْكَ حُدُودُ اللّٰهِ فَلَا

عورتوں کو ہاتھ نہ لگاؤ جب تم مسجدوں میں اعتکاف سے ہو ۳۲۷ یہ اللہ کی حدیں ہیں ان کے

تَقْرَبُوهَا ط كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ۝ (۱۸۷) وَلَا

پاس نہ جاؤ اللہ یوں ہی بیان کرتا ہے لوگوں سے اپنی آیتیں کہ کہیں انہیں پرہیزگاری ملے اور

اس پر وہ حضرات نام ہوئے اور درگاہ رسالت میں عرض حال کیا اللہ تعالیٰ نے معاف فرمایا اور یہ آیت نازل ہوئی، اور بیان کر دیا گیا کہ آئندہ کے لیے رمضان کی راتوں میں مغرب سے صبح صادق تک مجامعت کرنا حلال کیا گیا۔ ۳۲۱ اس خیانت سے وہ مجامعت مراد ہے جو قبل اباحت رمضان کی راتوں میں مسلمانوں سے سرزد ہوئی تھی اس کی معافی کا بیان فرما کر ان کی تسکین فرمادی گئی۔ ۳۲۲ یہ امر اباحت کے لیے ہے کہ اب وہ ممانعت اٹھادی گئی اور لیالیٰ رمضان (رمضان کی راتوں) میں مباشرت مباح کر دی گئی۔ ۳۲۳ اس میں ہدایت ہے کہ مباشرت نسل و اولاد حاصل کرنے کی نیت سے ہونی چاہیے جس سے مسلمان بڑھیں اور دین قوی ہو۔ مفسرین کا ایک قول یہ بھی ہے کہ معنی یہ ہیں کہ مباشرت موافق حکم شرع ہو جس محل میں جس طریقہ سے مباح فرمائی اس سے تجاوز نہ ہو۔ (تفسیر احمدی) ایک قول یہ بھی ہے جو اللہ نے لکھا اس کو طلب کرنے کے معنی ہیں رمضان کی راتوں میں کثرت عبادت اور بیدار رہ کر شب قدر کی جستجو کرنا۔ ۳۲۴ یہ آیت صرمہ بن قیس کے حق میں نازل ہوئی آپ صحتی آدمی تھے ایک دن بحالت روزہ دن بھر اپنی زمین میں کام کر کے شام کو گھر آئے بیوی سے کھانا مانگا وہ پکانے میں مصروف ہوئیں یہ تھکے تھے آنکھ لگ گئی جب کھانا تیار کر کے انہیں بیدار کیا انہوں نے کھانے سے انکار کر دیا کیونکہ اس زمانہ میں سو جانے کے بعد روزہ دار پر کھانا پینا ممنوع ہو جاتا تھا اور اسی حالت میں دوسرا روزہ رکھ لیا، ضعف انتہا کو پہنچ گیا تھا دو پہر کو غشی آگئی ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی اور رمضان کی راتوں میں ان کے سبب سے کھانا پینا مباح فرمایا گیا جیسے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی انابت و رجوع کے باعث قربت حلال ہوئی۔ ۳۲۵ رات کو سیاہ ڈورے سے اور صبح صادق کو سفید ڈورے سے تشبیہ دی گئی معنی یہ ہیں کہ تمہارے لیے کھانا پینا رمضان کی راتوں میں مغرب سے صبح صادق تک مباح فرمایا گیا۔ (تفسیر احمدی) مسئلہ: صبح صادق تک اجازت دینے میں اشارہ ہے کہ جنابت روزے کے منافی نہیں جس شخص کو بحالت جنابت صبح ہوئی وہ غسل کر لے اس کا روزہ جائز ہے۔ (تفسیر احمدی) مسئلہ: اسی سے علماء نے یہ مسئلہ نکالا کہ رمضان کے روزے کی نیت دن میں جائز ہے۔ ۳۲۶ اس سے روزے کی آخر حد معلوم ہوتی ہے اور یہ مسئلہ ثابت ہوتا ہے کہ بحالت روزہ خورد و نوش و مجامعت میں سے ہر ایک کے ارتکاب سے کفارہ لازم ہو جاتا ہے۔ (مدارک) مسئلہ: علماء نے اس آیت کو صوم وصال یعنی نیت کے روزے کے ممنوع ہونے کی دلیل قرار دیا ہے۔ ۳۲۷ اس میں بیان ہے کہ رمضان کی راتوں میں روزہ دار کے لیے جماع حلال ہے جبکہ وہ معتکف نہ ہو۔ مسئلہ: اعتکاف میں عورتوں سے قربت اور بوس و کنار حرام ہے۔ مسئلہ: مردوں کے اعتکاف کے لیے مسجد ضروری ہے۔ مسئلہ: معتکف کو مسجد میں کھانا پینا سونا جائز ہے۔



تَاْكُلُوْا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَا اِلَى الْحُكَّامِ لِيَتَاْكُلُوْا

آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ اور نہ حاکموں کے پاس ان کا مقدمہ اس لیے پہنچاؤ کہ لوگوں کا

فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۸﴾ يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ

کچھ مال ناجائز طور پر کھالو ۱۸۸ جان بوجھ کر تم سے نئے چاند

الْاَهْلِ قُلْ هِيَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَاجِّ ط وَلَيْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوْا

کو پوچھتے ہیں ۱۸۸ تم فرما دو وہ وقت کی علامتیں ہیں لوگوں اور حج کے لیے ۱۸۸ اور یہ کچھ بھلائی نہیں کہ ۱۸۸ گھروں میں

الْبِيُوْتِ مِنْ ظُهُورِهَا وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقَى ج وَاْتُوْا الْبِيُوْتِ مِنْ

پچھت (بچھلی دیوار) توڑ کر آؤ ہاں بھلائی تو پرہیزگاری ہے اور گھروں میں دروازوں

اَبْوَابِهَا ص وَاَتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۸۹﴾ وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

سے آؤ ۱۸۹ اور اللہ سے ڈرتے رہو اس امید پر کہ فلاح پاؤ اور اللہ کی راہ میں لڑو ۱۸۹

مسئلہ: عورتوں کا اعتکاف ان کے گھروں میں جائز ہے۔ مسئلہ: اعتکاف ہر ایسی مسجد میں جائز ہے جس میں جماعت قائم ہو۔ مسئلہ: اعتکاف میں روزہ شرط ہے۔ ۱۸۸ اس آیت میں باطل طور پر کسی کا مال کھانا حرام فرمایا گیا خواہ لوٹ کر یا چھین کر یا چوری سے، یا جوئے سے یا حرام تماشوں یا حرام کاموں یا حرام چیزوں کے بدلے، یا رشوت یا جھوٹی گواہی یا چغلی خوری سے یہ سب ممنوع و حرام ہے۔ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ ناجائز فائدہ کے لیے کسی پر مقدمہ بنانا اور اس کو حکام تک لے جانا ناجائز و حرام ہے، اسی طرح اپنے فائدہ کی غرض سے دوسرے کو ضرر پہنچانے کے لیے حکام پر اثر ڈالنا رشوتیں دینا حرام ہے۔ جو حکم رس لوگ ہیں (یعنی جن کی پہنچ حکمرانوں تک ہے) وہ اس آیت کے حکم کو پیش نظر رکھیں، حدیث شریف میں مسلمانوں کے ضرر پہنچانے والے پر لعنت آئی ہے۔ ۱۸۹ نشان نزول: یہ آیت حضرت معاذ بن جبل اور شعلبہ بن غنم انصاری کے جواب میں نازل ہوئی ان دونوں نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! چاند کا کیا حال ہے؟ ابتداء میں بہت باریک نکلتا ہے پھر روز بروز بڑھتا ہے یہاں تک کہ پورا روشن ہو جاتا ہے، پھر گھٹنے لگتا ہے اور یہاں تک گھٹتا ہے کہ پہلے کی طرح باریک ہو جاتا ہے ایک حال پر نہیں رہتا۔ اس سوال سے مقصد چاند کے گھٹنے بڑھنے کی حکمتیں دریافت کرنا تھا۔ بعض مفسرین کا خیال ہے کہ سوال کا مقصد چاند کے اختلافات کا سبب دریافت کرنا تھا۔ ۱۸۹ چاند کے گھٹنے بڑھنے کے فوائد بیان فرمائے کہ وہ وقت کی علامتیں ہیں اور آدمیوں کے ہزار ہا دینی و دنیاوی کام اس سے متعلق ہیں زراعت، تجارت، لین دین کے معاملات، روزے اور عید کے اوقات، عورتوں کی عدتیں، حیض کے ایام، حمل اور دودھ پلانے کی مدتیں اور دودھ چھڑانے کے وقت، اور حج کے اوقات اس سے معلوم ہوتے ہیں کیونکہ اول میں جب چاند باریک ہوتا ہے تو دیکھنے والا جان لیتا ہے کہ یہ ابتداء کی تاریخیں ہیں اور جب چاند پورا روشن ہوتا ہے تو معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ مہینے کی درمیانی تاریخ ہے اور جب چاند چھپ جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ مہینہ ختم پر ہے اسی طرح ان کے مابین ایام میں چاند کی حالتیں دلالت کیا کرتی ہیں، پھر مہینوں سے سال کا حساب ہوتا ہے۔ یہ وہ قدرتی جنتی ہے جو آسمان کے صفحہ پر ہمیشہ کھلی رہتی ہے اور ہر ملک اور ہر زبان کے لوگ پڑھے بھی اور بے پڑھے بھی سب اس سے اپنا حساب معلوم کر لیتے ہیں۔ ۱۸۹ نشان نزول: زمانہ جاہلیت میں لوگوں کی یہ عادت تھی کہ جب وہ حج کے لیے احرام باندھتے تو کسی مکان میں اس کے دروازے سے داخل نہ ہوتے، اگر ضرورت ہوتی تو پچھت (مکان کی بچھلی دیوار) توڑ کر آتے اور اس کو منگی جانتے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ۱۸۹ خواہ حالت احرام ہو یا غیر احرام۔ ۱۸۹ میں حدیث کا واقعہ پیش آیا اس سال سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ سے بقصد عمرہ مکرمہ روانہ ہوئے مشرکین نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ مکرمہ میں داخل ہونے سے روکا اور اس پر صبح ہوئی کہ آپ سال آئندہ تشریف لائیں تو آپ کے لیے تین روز مکہ مکرمہ خالی کر دیا جائے گا! چنانچہ اگلے سال ۱۸۹ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ قضاء کے لیے تشریف لائے اب حضور کے ساتھ ایک ہزار چار سو کی جماعت تھی مسلمانوں کو یہ اندیشہ ہوا کہ کفار و فاء عہد نہ کریں گے اور حرم مکہ میں شہر حرام یعنی ماہ ذی القعدہ میں جنگ کریں

الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ۝۱۹۰

ان سے جو تم سے لڑتے ہیں ۲۳۹ اور حد سے نہ بڑھوں ۲۴۰ اللہ پسند نہیں رکھتا حد سے بڑھنے والوں کو

وَأَقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ وَأَخْرِجُوهُمْ مِّنْ حَيْثُ أَخْرَجُوكُم

اور کافروں کو جہاں پاؤ مارو ۲۴۱ اور انہیں نکال دو ۲۴۲ جہاں سے انہوں نے تمہیں نکالا تھا ۲۴۳

وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ ۗ وَلَا تُقَاتِلُوهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

اور ان کا فساد تو قتل سے بھی سخت ہے ۲۴۴ اور مسجد حرام کے پاس ان سے نہ لڑو

حَتَّى يُقَاتِلُوكُمْ فِيهِ ۗ فَإِن قَاتَلُوكُمْ فَاقْتُلُوهُمْ ۗ كَذَلِكَ جَزَاءُ

جب تک وہ تم سے وہاں نہ لڑیں ۲۴۵ اور اگر تم سے لڑیں تو انہیں قتل کرو ۲۴۶ کافروں کی یہی

الْكَافِرِينَ ۝۱۹۱ فَإِنِ انْتَهَوْا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝۱۹۲ وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى

سزا ہے پھر اگر وہ باز ہیں ۲۴۷ تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور ان سے لڑو یہاں تک کہ

لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ لِلَّهِ ۗ فَإِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ إِلَّا عَلَى

کوئی فتنہ نہ رہے اور ایک اللہ کی پوجا ہو پھر اگر وہ باز آئیں ۲۴۸ تو زیادتی نہیں مگر

الظَّالِمِينَ ۝۱۹۳ الشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالْحُرُمَتُ قِصَاصٌ ۗ

ظالموں پر ماہ حرام کے بدلے ماہ حرام اور ادب کے بدلے ادب ہے ۲۴۹

گے اور مسلمان بحالت احرام ہیں، اس حالت میں جنگ کرنا گراں ہے کیونکہ زمانہ جاہلیت سے ابتداء اسلام تک نہ حرم میں جنگ جائز تھی نہ ماہ حرام میں نہ

حالت احرام میں تو انہیں تروڈ ہوا کہ اس وقت جنگ کی اجازت ملتی ہے یا نہیں! اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ۲۴۹ اس کے معنی یا تو یہ ہیں کہ جو کفار تم سے لڑیں یا

جنگ کی ابتدا کریں تم ان سے دین کی حمایت اور اعزاز کے لیے لڑو! یہ حکم ابتداء اسلام میں تھا پھر منسوخ کیا گیا اور کفار سے قتال کرنا واجب ہو خواہ وہ ابتدا کریں

یا نہ کریں، یا یہ معنی ہیں کہ جو تم سے لڑنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ یہ بات سارے ہی کفار میں ہے کیونکہ وہ سب دین کے مخالف اور مسلمانوں کے دشمن ہیں، خواہ انہوں

نے کسی وجہ سے جنگ نہ کی ہو لیکن موقع پانے پر چوکنے والے نہیں۔ یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ جو کافر میدان میں تمہارے مقابل آئیں اور تم سے لڑنے والے

ہوں ان سے لڑو! اس صورت میں ضعیف، بوڑھے، بچے، مجنون، اپانج، اندھے، بیمار، عورتیں وغیرہ جو جنگ کی قدرت نہیں رکھتے اس حکم میں داخل نہ ہوں گے ان

کو قتل کرنا جائز نہیں۔ ۲۴۹ جو جنگ کے قابل نہیں ان سے نہ لڑو، یا جن سے تم نے عہد کیا ہو، یا بغیر دعوت کے جنگ نہ کرو کیونکہ طریقہ شرع یہ ہے کہ پہلے

کفار کو اسلام کی دعوت دی جائے اگر انکار کریں تو جزیہ طلب کیا جائے، اس سے بھی منکر ہوں تب جنگ کی جائے! اس معنی پر آیت کا حکم باقی ہے منسوخ نہیں۔

(تفسیر احمدی) ۲۴۹ خواہ حرم ہو یا غیر حرم ۲۴۹ مکہ مکرمہ سے ۲۴۹ سال گذشتہ۔ چنانچہ روز فتح مکہ جن لوگوں نے اسلام قبول نہ کیا ان کے ساتھ یہی کیا

گیا۔ ۲۴۹ فساد سے شرک مراد ہے یا مسلمانوں کو مکہ مکرمہ میں داخل ہونے سے روکنا۔ ۲۴۹ کیونکہ یہ حرمت حرم (حرم کی تعظیم) کے خلاف ہے۔ ۲۴۹ کہ انہوں

نے حرم شریف کی بے حرمتی کی۔ ۲۴۹ قتل و شرک سے ۲۴۹ کفر و باطل پرستی سے ۲۴۹ جب گذشتہ سال ذی القعدہ ۶ھ میں مشرکین عرب نے ماہ حرام کی

حرمت و ادب کا لحاظ نہ رکھا اور تمہیں ادائے عمرہ سے روکا تو یہ بے حرمتی ان سے واقع ہوئی اور اس کے بدلے جو فقیہ الہی سے ذی القعدہ میں تمہیں

فَسِنِ اعْتَدَىٰ عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدَىٰ عَلَيْكُمْ ۚ

تو جو تم پر زیادتی کرے اس پر زیادتی کرو اتنی ہی جتنی اس نے کی

وَاتَّقُوا اللَّهَ وَعَلِمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ ﴿۱۹۳﴾ وَأَنْفِقُوا فِي سَبِيلِ

اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ اللہ ڈر والوں کے ساتھ ہے اور اللہ کی راہ میں خرچ

اللَّهُ وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ ۗ وَأَحْسِنُوا ۗ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ

کرو ۱۹۳ اور اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو ۱۹۳ اور بھلائی والے ہو جاؤ بے شک بھلائی والے

الْمُحْسِنِينَ ﴿۱۹۵﴾ وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلَّهِ ۖ فَإِنْ أُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ

اللہ کے محبوب ہیں اور حج اور عمرہ اللہ کے لیے پورا کرو ۱۹۵ پھر اگر تم روکے جاؤ ۱۹۵ تو قربانی بھیجو

مِنَ الْهَدْيِ ۚ وَلَا تَحْلِقُوا رُءُوسَكُمْ حَتَّىٰ يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحَلَّهُ ۗ

جو مُبَيَّرُ آئے ۱۹۵ اور اپنے سر نہ منڈاؤ جب تک قربانی اپنے ٹھکانے نہ پہنچ جائے ۱۹۵

موقع ملا کہ تم عمرہ قضا کو ادا کرو۔ ۱۹۵ اس سے تمام دینی امور میں طاعت و رضائے الہی کے لیے خرچ کرنا مراد ہے خواہ جہاد ہو یا اور نیکیاں۔ ۱۹۵ راہِ خدا میں

انفاق کا ترک بھی سبب ہلاک ہے اور اسراف بیجا بھی، اور اس طرح اور چیز بھی جو خطرہ و ہلاک کا باعث ہو ان سب سے باز رہنے کا حکم ہے حتیٰ کہ بے ہتھیار

میدانِ جنگ میں جانا یا زہر کھانا یا کسی طرح خودکشی کرنا۔ مسئلہ: علماء نے اس سے یہ مسئلہ بھی اخذ کیا ہے کہ جس شہر میں طاعون ہو یا وہاں نہ جائیں اگر چہ وہاں کے

لوگوں کو وہاں سے بھاگنا ممنوع ہے۔ ۱۹۵ اور ان دونوں کو ان کے فرائض و شرائط کے ساتھ خاص اللہ کے لیے بے سستی و نقصان کامل کرو۔ حج نام ہے احرام باندھ

کرنے کی ذی الحجہ کو عرفات میں ٹھہرنے اور کعبہ مُكَبَّمَة کے طواف کا۔ اس کے لیے خاص وقت مقرر ہے جس میں یہ افعال کیے جائیں تو حج ہے۔ مسئلہ: حج بقول راجح

۹ھ میں فرض ہوا اس کی فرضیت قطعی ہے۔ حج کے فرائض یہ ہیں (۱) احرام (۲) عرفہ میں دو توف (۳) طواف زیارت۔ حج کے واجبات (۱) مزدلفہ میں وقوف (۲)

صفا و مروہ کے درمیان سعی (۳) رمی جمار (خیاطین کو کنکریاں مارنا) اور (۴) آفاقی (کدے کے باہر رہنے والے) کے لیے طواف رُجوع اور (۵) حلق یا تقصیر (سر کے بال

مونڈنا یا چھوٹے کروانا)۔ عمرہ کے رُکن طواف و سعی ہیں، اور اس کی شرط احرام و حلق ہے۔ حج و عمرہ کے چار طریقے ہیں (۱) افرادِ بائع: وہ یہ ہے کہ حج کے مہینوں میں یا

ان سے قبل، میقات سے یا اس سے پہلے حج کا احرام باندھے اور دل سے اس کی نیت کرے خواہ زبان سے تلبیہ کے وقت اس کا نام لے یا نہ لے۔ (۲) افراد

بالعمرہ: وہ یہ ہے کہ میقات سے یا اس سے پہلے اشہر حج میں یا ان سے قبل عمرہ کا احرام باندھے اور دل سے اس کا قصد کرے خواہ وقت تلبیہ زبان سے دونوں کا

ذکر کرے یا نہ کرے، پہلے عمرہ کے افعال ادا کرے پھر حج کے۔ (۳) تَمَتُّع: یہ ہے کہ میقات سے یا اس سے پہلے اشہر حج میں یا اس سے قبل عمرہ کا احرام باندھے اور

اشہر حج میں عمرہ کرے یا اکثر طواف اس کے اشہر حج میں ہوں! اور حلال ہو کر حج کے لیے احرام باندھے اور اسی سال حج کرے، اور حج و عمرہ کے درمیان اپنے

اہل کے ساتھ المام صحیح نہ کرے۔ (مسکین و فح) مسئلہ: اس آیت سے علماء نے قرآن ثابت کیا ہے۔ ۱۹۳ حج یا عمرہ سے۔ بعد شروع کرنے اور گھر سے نکلنے اور حرم

ہو جانے کے یعنی تمہیں کوئی مانع ادائے حج یا عمرہ سے پیش آئے خواہ وہ دشمن کا خوف ہو یا مرض وغیرہ ایسی حالت میں تم احرام سے باہر آ جاؤ۔ ۱۹۳ اونٹ یا گائے یا

بکری اور یہ قربانی بھیجنا واجب ہے۔ ۱۹۵ یعنی حرم میں جہاں اس کے ذبح کا حکم ہے۔ مسئلہ: یہ قربانی بیرون حرم نہیں ہو سکتی۔



فَن كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيضًا أَوْ بِهٖٓ أَذًى مِّن رَّأْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّن صِيَامٍ

پھر جو تم میں بیمار ہو یا اس کے سر میں کچھ تکلیف ہے ۳۶۷ تو بدلہ دے روزے ۳۶۷

أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسْكَ ج فَاذَّآ أَمِنْتُمْ فَن تَسْتَع بِالْعِمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ

یا خیرات ۳۶۸ یا قربانی پھر جب تم اطمینان سے ہو تو جو حج سے عمرہ ملانے کا فائدہ اٹھائے ۳۶۹

فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ج فَن لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامٌ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فِي

اس پر قربانی ہے جیسی میسر آئے ۳۷۰ پھر جسے مقدور نہ ہو تو تین روزے حج کے دنوں میں

الْحَجِّ وَسَبْعَةً إِذَا رَجَعْتُمْ ط تِلْكَ عَشْرَةٌ كَامِلَةٌ ط ذَلِك لِمَن لَّمْ

رکھے ۳۷۱ اور سات جب اپنے گھر پلٹ کر جاؤ یہ پورے دس ہوتے یہ حکم اس

يَكُنْ أَهْلُهُ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ط وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ

کے لیے ہے جو مکہ کا رہنے والا نہ ہو ۳۷۲ اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ

اللَّهُ شَدِيدُ الْعِقَابِ ع الْحَجُّ أَشْهُرٌ مَّعْلُومَةٌ ج فَن فَرَضَ فِيهِنَّ

اللہ کا عذاب سخت ہے حج کے کئی مہینے ہیں جانے ہوئے ۳۷۳ تو جو اُن میں حج کی نیت

الْحَجِّ فَلَا رَفْثَ وَلَا فُسُوقَ ل وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ط وَمَا تَفَعَّلُوا مِنْ

کرے ۳۷۴ تو نہ عورتوں کے سامنے صحبت کا تذکرہ ہو نہ کوئی گناہ نہ کسی سے جھگڑا ۳۷۵ حج کے وقت تک اور تم جو بھلائی

۳۷۶ جس سے وہ سر منڈانے کے لیے مجبور ہو اور سر منڈالے ۳۷۷ تین دن کے ۳۷۸ چھ مسکینوں کا کھانا ہر مسکین کے لیے پونے دو سیر

گیہوں۔ (دو کلو سے اسی ۸۰ گرام کم۔ "فتاویٰ اہلسنت غیر مطبوعہ باب المدینہ کراچی") ۳۷۹ یعنی تمسّخ کرے ۳۸۰ یہ قربانی تمسّخ کی ہے حج

کے شکر میں واجب ہوئی خواہ تمسّخ کرنے والا فقیر ہو، عید اضحیٰ کی قربانی نہیں جو فقیر و مسافر پر واجب نہیں ہوتی۔ ۳۸۱ یعنی یکم شوال سے نویں ذی

الحجہ تک احرام باندھنے کے بعد اس درمیان میں جب چاہے رکھ لے خواہ ایک ساتھ یا متفرّق کر کے، بہتر یہ ہے کہ ۷۔ ۸۔ ۹ ذی الحجہ کو

رکھے۔ ۳۸۲ مسئلہ: اہل مکہ کے لیے نہ تمسّخ ہے نہ قرآن، اور حد و موافقت کے اندر کے رہنے والے اہل مکہ میں داخل ہیں۔ موافقت: پانچ

ہیں (۱) ذوالحلیفہ (۲) ذاتِ عرق (۳) جُحْفہ (۴) قرن (۵) یلملم۔ "ذوالحلیفہ" اہل مدینہ کے لیے، "ذاتِ عرق" اہل

عراق کے لیے، "جُحْفہ" اہل شام کے لیے، "قرن" اہل نجد کے لیے، "یلملم" اہل یمن کے لیے۔ ۳۸۳ شوال، ذوالقعدہ اور دس

تاریخیں ذی الحجہ کی۔ حج کے افعال انہی ایام میں درست ہیں۔ مسئلہ: اگر کسی نے ان ایام سے پہلے حج کا احرام باندھا تو جائز ہے لیکن بکراہت۔

۳۸۴ یعنی حج کو اپنے اوپر لازم و واجب کرے احرام باندھ کر یا تلخیص کہہ کر یا ہدی (قربانی کا جانور) چلا کر۔ اس پر یہ چیزیں لازم ہیں جن کا

آگے ذکر فرمایا جاتا ہے۔ ۳۸۵ "رفث" جماع یا عورتوں کے سامنے ذکر جماع یا کلام فحش کرنا ہے، نکاح اس میں داخل نہیں۔ مسئلہ: مُحْرَم و

مُحْرَمہ (احرام والے انجمنی مرد و عورت) کا نکاح جائز ہے مجامعت جائز نہیں۔ "فُسُوق" سے معاصی و سبوتا، اور "جدال" سے جھگڑا مراد ہے

خواہ وہ اپنے رفیقوں یا خادموں کے ساتھ ہو یا غیروں کے ساتھ۔

خَيْرٌ يَعْلَمُهُ اللَّهُ ۖ وَتَزُودُ وَإِنِ خَيْرٌ زَادِ التَّقْوَىٰ وَاتَّقُونَ

کرو اللہ اسے جانتا ہے ۲۷۱ اور توشہ (سفر کا خرچ) ساتھ لو کہ سب سے بہتر توشہ پرہیزگاری ہے ۲۷۲ اور مجھ سے ڈرتے رہو

يَا أُولِي الْأَلْبَابِ ۙ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِّن رَّبِّكُمْ ۖ ط

اے عقل والو ۲۷۸ تم پر کچھ گناہ نہیں ۲۷۹ کہ اپنے رب کا فضل تلاش کرو

فَإِذَا أَقَضْتُمْ مِّنْ عَرَفَتٍ فَأذْكُرُوا اللَّهَ عِندَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ۖ وَ

تو جب عرفات سے پلٹو ۲۸۰ تو اللہ کی یاد کرو ۲۸۱ مشعر حرام کے پاس ۲۸۲ اور

اذْكُرُوهُ كَمَا هَدَيْكُمْ ۖ وَإِنْ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهِ لَمِنَ الضَّالِّينَ ۙ ۝ ۱۹۸ ۝ ثُمَّ

اس کا ذکر کرو جیسے اس نے تمہیں ہدایت فرمائی اور بے شک تم اس سے پہلے بے گناہ تھے ۲۸۳ پھر بات

أَفِيضُوا مِمَّنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللَّهَ ۖ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ

یہ ہے کہ اے قریشیو تم بھی وہیں سے پلٹو جہاں سے لوگ پلٹتے ہیں ۲۸۴ اور اللہ سے معافی مانگو بے شک اللہ بخشنے والا

رَّحِيمٌ ۙ ۝ ۱۹۹ ۝ فَإِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ فَأذْكُرُوا اللَّهَ كَذِكْرِكُمْ آبَاءَكُمْ أَوْ

مہربان ہے ۲۸۵ پھر جب اپنے حج کے کام پورے کر چکو ۲۸۶ تو اللہ کا ذکر کرو جیسے اپنے باپ دادا کا ذکر کرتے تھے ۲۸۷ بلکہ

۲۸۷ بدیوں کی ممانعت کے بعد نیکیوں کی ترغیب فرمائی کہ بجائے فسق کے تقویٰ اور بجائے جدال کے اخلاق حمیدہ اختیار کرو۔ ۲۸۸ شان نزول: بعض یمنی حج

کے لیے بے سامانی کے ساتھ روانہ ہوتے تھے اور اپنے آپ کو مٹوکل کہتے تھے اور مکہ مکرمہ پہنچ کر سوال شروع کرتے اور کبھی غصب و خیانت کے مرتکب ہوتے ان

کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی اور حکم ہوا کہ توشہ لے کر چلو! اوروں پر بار نہ ڈالو، سوال نہ کرو کہ بہتر توشہ پرہیزگاری ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ تقویٰ کا توشہ ساتھ لو

جس طرح ذمیوں سفر کے لیے توشہ ضروری ہے ایسے ہی سفر آخرت کے لیے پرہیزگاری کا توشہ لازم ہے۔ ۲۸۹ یعنی عقل کا مستحق خوف الہی ہے جو اللہ سے نہ

ڈرے وہ بے عقلوں کی طرح ہے۔ ۲۹۰ شان نزول: بعض مسلمانوں نے خیال کیا کہ راہ حج میں جس نے تجارت کی یا اونٹ کرایہ پر چلائے اس کا حج ہی کیا؟ اس

پر یہ آیت نازل ہوئی۔ مسئلہ: جب تک تجارت سے افعال حج کی ادا میں فرق نہ آئے اس وقت تک تجارت مباح ہے۔ ۲۹۱ ”عرفات“ ایک مقام کا نام ہے جو

مؤقف (حاجیوں کے ٹھہرنے کی جگہ) ہے۔ ضحاک کا قول ہے کہ حضرت آدم اور حضرت حوا جدائی کے بعد ۹ ذی الحجہ کو عرفات کے مقام پر جمع ہوئے اور دونوں میں

تعارف ہوا اس لیے اس دن کا نام عرفہ اور مقام کا نام عرفات ہوا۔ ایک قول یہ ہے کہ چونکہ اس روز بندے اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہیں اس لیے اس دن کا

نام عرفہ ہے۔ مسئلہ: عرفات میں وقوف فرض ہے کیونکہ افاضہ (مشعر حرام کی طرف جانا) بلا وقوف مٹھو نہیں۔ ۲۹۲ تلبیہ و تہلیل ”لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ بِبَيْتِكَ“

اور ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کہنا) و تکبیر و شاد دعا کے ساتھ یا نماز مغرب و عشاء کے ساتھ ۲۹۳ مشعر حرام قبل فوج ہے جس پر امام وقوف کرتا ہے۔ مسئلہ: وادی حنجر کے

سوا تمام مزدلفہ مؤقف ہے اس میں وقوف واجب ہے بے عذر ترک کرنے سے دم لازم آتا ہے، اور مشعر حرام کے پاس وقوف افضل ہے۔ ۲۹۴ طریق ذکر و

عبادت کچھ نہ جانتے تھے۔ ۲۹۵ قریش مزدلفہ میں ٹھہرے رہتے تھے اور سب لوگوں کے ساتھ عرفات میں وقوف نہ کرتے، جب لوگ عرفات سے پلٹتے تو یہ مزدلفہ

سے پلٹتے اور اس میں اپنی بڑائی سمجھتے اس آیت میں انہیں حکم دیا گیا کہ سب کے ساتھ عرفات میں وقوف کریں اور ایک ساتھ پلٹیں یہی حضرت ابراہیم و اسمعیل

علیہما السلام کی سنت ہے۔ ۲۹۶ طریق حج کا مختصر بیان یہ ہے کہ حاجی ۸ ذی الحجہ کی صبح کو مکہ مکرمہ سے منیٰ کی طرف روانہ ہووے عرفہ یعنی ۹ ذی الحجہ کی فجر

تک ٹھہرے، اسی روز منیٰ سے عرفات آئے۔ بعد زوال امام دو خطبہ پڑھے یہاں حاجی ظہر و عصر کی نماز امام کے ساتھ ظہر کے وقت میں جمع کر کے پڑھے ان

دونوں نمازوں کے لئے اذان ایک ہوگی اور تکبیریں دو اور دونوں نمازوں کے درمیان سنت ظہر کے سوا کوئی نفل نہ پڑھا جائے، اس جمع کے

أَشَدَّ ذِكْرًا ١٧ فَمِنَ النَّاسِ مَنُ يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهُ فِي

اس سے زیادہ اور کوئی آدمی یوں کہتا ہے کہ اے رب ہمارے ہمیں دنیا میں دے اور

الْآخِرَةِ مِنْ خَلْقٍ ٢٠ وَمِنْهُمْ مَّنُ يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا

آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں اور کوئی یوں کہتا ہے کہ اے رب ہمارے ہمیں دنیا میں

حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ٢١ أُولَٰئِكَ لَهُمْ نَصِيبٌ

بھلائی دے اور ہمیں آخرت میں بھلائی دے اور ہمیں عذاب دوزخ سے بچاؤ ٢٨ ایسوں کو ان کی کمائی سے

مِمَّا كَسَبُوا ٢٢ وَاللَّهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ ٢٣ وَادْكُرُوا اللَّهَ فِي أَيَّامٍ

بھاگ ہے ٢٨ اور اللہ جلد حساب کرنے والا ہے ٢٩ اور اللہ کی یاد کرو گئے ہوئے

مَعْدُودَاتٍ ٢٤ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِي يَوْمَيْنِ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ ٢٥ وَمَنْ تَأَخَّرَ فَلَا

دنوں میں ٢٤ تو جو جلدی کر کے دو دن میں چلا جائے اس پر کچھ گناہ نہیں اور جو رہ جائے تو اس

إِثْمَ عَلَيْهِ لِمَنِ اتَّقَى ٢٦ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ٢٧

پر گناہ نہیں پرہیزگار کے لیے ٢٦ اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ تمہیں اسی کی طرف اٹھنا ہے

لئے امام اعظم ضروری ہے اگر امام اعظم نہ ہو، یا گمراہ بد مذہب ہو تو ہر ایک نماز علیحدہ اپنے اپنے وقت میں پڑھی جائے۔ اور عرفات میں غروب تک ٹھہرے پھر

مزدلفہ کی طرف لوٹے اور جبل ثور کے قریب اترے مزدلفہ میں مغرب و عشاء کی نمازیں جمع کر کے عشاء کے وقت پڑھے اور فجر کی نماز خوب اول وقت

اندھیرے میں پڑھے۔ وادی خمیر کے سوا تمام مزدلفہ اور بطن عرہ کے سوا تمام عرفات موقوف ہے۔ جب صبح خوب روشن ہو تو روزِ نحر یعنی ۱۰ ذی الحجہ کو منیٰ کی طرف

آئے اور بطن وادی سے حجرہ عقبہ کی ۷ مرتبہ رمی کرے۔ پھر اگر چاہے قربانی کرے پھر بال منڈائے یا کترائے، پھر ایام نحر میں سے کسی دن طواف زیارت

کرے۔ پھر منیٰ آ کر تین روز اقامت کرے اور گیارہویں کے زوال کے بعد تینوں جمروں کی رمی کرے اس جمرہ سے شروع کرے جو مسجد کے قریب ہے پھر جو اس

کے بعد ہے پھر جمرہ عقبہ، ہر ایک کی سات سات مرتبہ، پھر اگلے روز ایسا ہی کرے، پھر اگلے روز ایسا ہی، پھر مکہ مکرمہ کی طرف چلا آئے۔ (تفصیل سب فقہ میں مذکور

ہے)۔ ٢٨ زمانہ جاہلیت میں عرب حج کے بعد کعبہ کے قریب اپنے باپ دادا کے فضائل بیان کیا کرتے تھے اسلام میں بتایا گیا کہ یہ شہرت و خود نمائی کی بیکار

باتیں ہیں بجائے اس کے ذوق و شوق کے ساتھ ذکر الہی کرو۔ مسئلہ: اس آیت سے ذکرِ تہم و ذکرِ جماعت ثابت ہوتا ہے۔ ٢٩ دعا کر نیوالوں کی دو قسمیں بیان

فرمائیں: ایک وہ کافر جن کی دعائیں صرف طلب دنیا ہوتی تھی آخرت پر ان کا اعتقاد نہ تھا ان کے حق میں ارشاد ہوا کہ آخرت میں ان کا کچھ حصہ نہیں۔ دوسرے وہ

ایماندار جو دنیا و آخرت دونوں کی بہتری کی دعا کرتے ہیں۔ مسئلہ: مومن دنیا کی بہتری جو طلب کرتا ہے وہ بھی امر جائز اور دین کی تائید و تقویت کے لئے اس لئے

اس کی یہ دعا بھی امور دین سے ہے۔ ٢٨ مسئلہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ دعا سب اعمال میں داخل ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ

علیہ وسلم اکثر یہی دعا فرماتے تھے ”اللَّهُمَّ آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ط“۔ ٢٩ عنقریب قیامت قائم کر کے بندوں کا

حساب فرمائے گا۔ تو چاہئے کہ بندے ذکر و دعا و طاعت میں جلدی کریں۔ (مدارک و خازن) ٢٩ ان دنوں سے ایام تشریق (ذی الحجہ: ۱۱، ۱۲، ۱۳)،

اور ذکس اللہ سے نمازوں کے بعد اور رمی جمار کے وقت تکبیر کہنا مراد ہے۔ ٢٩ بعض مفسرین کا قول ہے کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ دو فریق تھے بعض جلدی کرنے

والوں کو کھنکار بتاتے تھے، بعض رہ جانے والوں کو۔ قرآن پاک نے بیان فرمادیا کہ ان دونوں میں کوئی کھنکار نہیں۔



وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُعْجِبُكَ قَوْلُهُ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيُشْهَدُ اللَّهُ عَلَى مَا

اور بعض آدمی وہ ہے کہ دنیا کی زندگی میں اس کی بات تجھے بھلی لگے ۲۹۲ اور اپنے دل کی بات پر اللہ کو

فِي قَلْبِهِ ۚ وَهُوَ أَلَدُّ الْخِصَامِ ۚ وَإِذَا تَوَلَّى سَعَىٰ فِي الْأَرْضِ لِيُفْسِدَ

گواہ لائے اور وہ سب سے بڑا جھگڑالو ہے اور جب پیٹھ پھیرے تو زمین میں فساد ڈالتا

فِيهَا وَيُهْلِكُ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ ۗ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْفُسَادَ ۚ وَإِذَا قِيلَ

پھرے اور کھیتی اور جانیں تباہ کرے اور اللہ فساد سے راضی نہیں اور جب اس سے کہا

لَهُ اتَّقِ اللَّهَ أَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْإِثْمِ فَحَسْبُهُ جَهَنَّمُ ۚ وَلَيْسَ الْبِرَّاهِدَ ۚ

جائے کہ اللہ سے ڈر تو اسے اور ضد چڑھے گناہ کی ۲۹۳ ایسے کو دوزخ کافی ہے اور وہ ضرور بہت برا بچھونا ہے

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْرِي نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ سَرِيعٌ

اور کوئی آدمی اپنی جان بیچتا ہے ۲۹۴ اللہ کی مرضی چاہنے میں اور اللہ بندوں پر

بِالْعِبَادِ ۚ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا

مہربان ہے اے ایمان والو اسلام میں پورے داخل ہو ۲۹۵ اور شیطان

خُطُوتِ الشَّيْطَانِ ۗ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ۚ فَإِنْ زَلَلْتُمْ مِنْ بَعْدِ مَا

کے قدموں پر نہ چلو ۲۹۶ بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے اور اگر اس کے بعد بھی بچلو (بہکو) کہ

۲۹۲ شان نزول: یہ اور اس سے اگلی آیت اَنْحَسُ بْنُ شُرَيْقٍ منافق کے حق میں نازل ہوئی جو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر بہت

لُجَاجَتْ (خوشامد) سے میٹھی میٹھی باتیں کرتا تھا اور اپنے اسلام اور آپ کی محبت کا دعویٰ کرتا اور اس پر قسمیں کھاتا، اور درپردہ فساد انگیزی میں مصروف رہتا تھا،

مسلمانوں کے مویشی کو اس نے ہلاک کیا اور ان کی بھتی کو آگ لگادی۔ ۲۹۳ گناہ سے ظلم و سرکشی اور نصیحت کی طرف التفات نہ کرنا مراد ہے۔ (خانن)

۲۹۴ شان نزول: حضرت صُہیب ابنِ رَسَانِ رومی مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مدینہ طیبہ کی طرف روانہ ہوئے

مشرکین قریش کی ایک جماعت نے آپ کا تعاقب کیا تو آپ سواری سے اترے اور ترش سے تیر نکال کر فرمانے لگے کہ اے قریش! تم میں سے کوئی میرے پاس

نہیں آسکتا جب تک کہ میں تیر مارتے مارتے تمام ترش خالی نہ کر دوں، اور پھر جب تک تلوار میرے ہاتھ میں رہے اس سے ماروں! اس وقت تک تمہاری

جماعت کا کھیت (خاتمہ) ہو جائے گا! اگر تم میرا مال چاہو جو مکہ مکرمہ میں مدفون ہے تو میں تمہیں اس کا پتہ بتا دوں تم مجھ سے تَعْوِضُ (چھین چھاڑ) نہ کرو! وہ اس پر

راضی ہو گئے اور آپ نے اپنے تمام مال کا پتہ بتا دیا، جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو یہ آیت نازل ہوئی حضور نے تلاوت فرمائی اور

ارشاد فرمایا کہ تمہاری یہ جان فروشی بڑی نافع تجارت ہے۔ ۲۹۵ شان نزول: اہل کتاب میں سے عبد اللہ بن سلام اور ان کے اصحاب حضور سید عالم صلی اللہ

علیہ وسلم پر ایمان لانے کے بعد شریعت موسوی کے بعض احکام پر قائم رہے شنبہ (ہفتہ کے دن) کی تعظیم کرتے اس روز شکار سے اجتناب لازم جانتے، اور اونٹ

کے دودھ اور گوشت سے پرہیز کرتے، اور یہ خیال کرتے کہ یہ چیزیں اسلام میں تو مباح ہیں ان کا کرنا ضروری نہیں اور توریت میں ان سے اجتناب لازم کیا گیا

ہے تو ان کے ترک کرنے میں اسلام کی مخالفت بھی نہیں ہے اور شریعت موسوی پر عمل بھی ہوتا ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور ارشاد فرمایا گیا کہ اسلام کے احکام کا

پورا اتباع کرو یعنی توریت کے احکام منسوخ ہو گئے اب ان سے تَمَسُّكُ (یعنی ان پر عمل) نہ کرو۔ (خانن) ۲۹۶ اس کے وسوسوں و شبہات میں نہ آؤ۔

جَاءَتْكُمْ الْبَيِّنَاتُ فَأَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿۲۰﴾ هَلْ يَنْظُرُونَ

تمہارے پاس روشن حکم آچکے ۲۰؎ تو جان لو کہ اللہ زبردست حکمت والا ہے کاہے کے انتظار میں ہیں ۲۰؎

إِلَّا أَنْ يَأْتِيَهُمُ اللَّهُ فِي ظُلَلٍ مِنَ الْغَمَامِ وَالْمَلَائِكَةُ وَقُضِيَ الْأَمْرُ ط

مگر یہی کہ اللہ کا عذاب آنے چھائے ہوئے بادلوں میں اور فرشتے اتریں ۲۱؎ اور کام ہو چکے

وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ ﴿۲۱﴾ سَلَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ كَمَا آتَيْتَهُمْ مِنْ آيَاتِهِ

اور سب کاموں کی رجوع اللہ ہی کی طرف ہے بنی اسرائیل سے پوچھو ہم نے کتنی روشن نشانیاں انہیں

بَيِّنَةً ط وَمَنْ يُبَدِّلْ نِعْمَةَ اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُ فَإِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ

دیں ۲۲؎ اور جو اللہ کی آئی ہوئی نعمت کو بدل دے ۲۲؎ تو بے شک اللہ کا عذاب

الْعِقَابِ ﴿۲۲﴾ زُيِّنَ لِلَّذِينَ كَفَرُوا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَيَسْخَرُونَ مِنَ الَّذِينَ

سخت ہے کافروں کی نگاہ میں دنیا کی زندگی آراستہ کی گئی ۲۳؎ اور مسلمانوں سے ہنستے

أَمَنُوا ط وَالَّذِينَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ط وَاللَّهُ يَرْزُقُ مَنْ

ہیں ۲۴؎ اور ڈر والے ان سے اوپر ہوں گے قیامت کے دن ۲۴؎ اور خدا جسے

يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۲۳﴾ كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً فَبَعَثَ اللَّهُ النَّبِينَ

چاہے بے گنتی دے لوگ ایک دین پر تھے ۲۵؎ پھر اللہ نے انبیاء بھیجے

مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ ط وَأَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ

خوشخبری دیتے ۲۶؎ اور ڈر سناتے ۲۶؎ اور ان کے ساتھ سچی کتاب اتاری ۲۷؎ کہ وہ لوگوں میں

۲۸؎ اور باوجود واضح دلیلوں کے اسلام کی راہ کے خلاف روش اختیار کرو ۲۹؎ ملت اسلام کے چھوڑنے اور شیطان کی فرمانبرداری کرنے والے ۳۰؎ جو عذاب

پر مانور ہیں۔ ۳۱؎ کہ ان کے انبیاء کے معجزات کو ان کے صدق نبوت کی دلیل بنایا، ان کے ارشاد اور ان کی کتابوں کو دین اسلام کی حقانیت کا شاہد کیا۔ ۳۲؎

اللہ کی نعمت سے آیات الہیہ مراد ہیں جو سبب رشد و ہدایت ہیں اور ان کی بدولت گمراہی سے نجات حاصل ہوتی ہے، انہیں میں سے وہ آیات ہیں جن میں سید

عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت و صفت اور حضور کی نبوت و رسالت کا بیان ہے۔ یہود و نصاریٰ کی تحریفیں اس نعمت کی تبدیل ہے۔ ۳۳؎ وہ اسی کی قدر کرتے اور

اسی پر مرتے ہیں ۳۴؎ اور سامان و نبوی سے ان کی بے رغبتی دیکھ کر ان کی تحقیر کرتے ہیں جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود اور عمار بن یاسر اور صہیب و بلال

رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو دیکھ کر کفار کفر (مناق) کرتے تھے اور دولت دنیا کے غرور میں اپنے آپ کو اونچا سمجھتے تھے۔ ۳۵؎ یعنی ایمانداروں کی قیامت بجات عالیہ میں

ہوں گے اور مغرور کفار جہنم میں ذلیل و خوار۔ ۳۶؎ حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے عہد نوح تک سب لوگ ایک دین اور ایک شریعت پر تھے پھر ان میں

اختلاف ہوا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو مبعوث فرمایا، یہ بحث میں پہلے رسول ہیں۔ (خازن) ۳۷؎ ایمانداروں اور فرمانبرداروں کو ثواب

کی۔ (مدارک و خازن) ۳۸؎ کافروں اور نافرمانوں کو عذاب کا۔ (خازن) ۳۹؎ جیسا کہ حضرت آدم و شہید و ادریس پر صحائف اور حضرت موسیٰ پر توریت، حضرت

داؤد پر زبور، حضرت عیسیٰ پر انجیل اور خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن۔

النَّاسِ فِيمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ ۖ وَمَا اخْتَلَفَ فِيهِ إِلَّا الَّذِينَ أُوتُوهُ مِنْ

ان کے اختلافوں کا فیصلہ کر دے اور کتاب میں اختلاف انہیں نے ڈالا جن کو دی گئی تھی وقت بعد اس کے کہ

بَعْدَ مَا جَاءَتْهُمْ الْبَيِّنَاتُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ ۚ فَهَدَى اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا لِمَا

ان کے پاس روشن علم آچکے وقت آپس کی سرکشی سے تو اللہ نے ایمان والوں کو وہ حق بات سوجھا دی

اخْتَلَفُوا فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِآذِنِهِ ۖ وَاللَّهُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَى

جس میں جھگڑ رہے تھے اپنے علم سے اور اللہ جسے چاہے

صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ﴿۲۱۳﴾ أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تُدْخِلُوا الْجَنَّةَ وَلَسَايَاتِكُمْ

سیدھی راہ دکھائے کیا اس گمان میں ہو کہ جنت میں چلے جاؤ گے اور ابھی تم پر

مَثَلُ الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ۖ مَسَّتْهُمُ الْبَأْسَاءُ وَالضَّرَاءُ وَزُلْزِلُوا

انگلوں کی سی روداد نہ آئی وقت پہنچی انہیں سختی اور شدت اور ہلا ہلا ڈالے گئے

حَتَّى يَقُولَ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ مَتَى نَصْرُ اللَّهِ ۖ آلَا إِنَّ

یہاں تک کہ کہہ اٹھا رسول وقت اور اس کے ساتھ کے ایمان والے کب آئے گی اللہ کی مدد وقت سن لو بے شک

نَصْرَ اللَّهِ قَرِيبٌ ﴿۲۱۴﴾ يَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنْفِقُونَ ۖ قُلْ مَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ

اللہ کی مدد قریب ہے تم سے پوچھتے ہیں وقت کیا خرچ کریں تم فرماؤ جو کچھ مال نیکی میں خرچ

خَيْرٍ فَلِلَّوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ وَالْيَتَامَى وَالْمَسْكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ ۖ

کرو تو وہ ماں باپ اور قریب کے رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور راہ گیر کے لیے ہے

وَمَا يَخْتَلِفُ فِيهِ مِنْ شَيْءٍ ۚ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۚ وَالَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ

اور جو اللہ کی راہ میں خرچ کریں وہ ان کے لیے بہتر ہے اور جو اللہ کی راہ میں خرچ کریں وہ ان کے لیے بہتر ہے

وَالَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ

اور جو اللہ کی راہ میں خرچ کریں وہ ان کے لیے بہتر ہے اور جو اللہ کی راہ میں خرچ کریں وہ ان کے لیے بہتر ہے

وَالَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ

اور جو اللہ کی راہ میں خرچ کریں وہ ان کے لیے بہتر ہے اور جو اللہ کی راہ میں خرچ کریں وہ ان کے لیے بہتر ہے

وَالَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ

اور جو اللہ کی راہ میں خرچ کریں وہ ان کے لیے بہتر ہے اور جو اللہ کی راہ میں خرچ کریں وہ ان کے لیے بہتر ہے

وَالَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ



وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ ﴿۲۱۵﴾ كَتَبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالَ

اور جو بھلائی کرو ﴿۲۱۵﴾ بے شک اللہ اسے جانتا ہے ﴿۲۱۵﴾ تم پر فرض ہوا خدا کی راہ میں لڑنا

وَهُوَ كَرِهٌ لَّكُمْ وَعَسَى أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَعَسَى أَنْ

اور وہ تمہیں ناگوار ہے ﴿۲۱۶﴾ اور قریب ہے کہ کوئی بات تمہیں بری لگے اور وہ تمہارے حق میں بہتر ہو اور قریب ہے کہ

تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿۲۱۶﴾

کوئی بات تمہیں پسند آئے اور وہ تمہارے حق میں بری ہو اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ﴿۲۱۶﴾

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيهِ قُلْ قِتَالٌ فِيهِ كَبِيرٌ ط

تم سے پوچھتے ہیں ماہ حرام میں لڑنے کا حکم ﴿۲۱۷﴾ تم فرماؤ اس میں لڑنا بڑا گناہ ہے ﴿۲۱۷﴾

وَصَدٌّ عَن سَبِيلِ اللَّهِ وَكُفْرٌ بِهِ وَالسَّجْدِ الْحَرَامِ ق وَإِخْرَاجٌ

اور اللہ کی راہ سے روکنا اور اس پر ایمان نہ لانا اور مسجد حرام سے روکنا اور اس کے بسنے

أَهْلِهِ مِنْهُ أَكْبَرُ عِنْدَ اللَّهِ ج وَالْفِتْنَةُ أَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ط وَلَا

دلوں کو نکال دینا ﴿۲۱۸﴾ اللہ کے نزدیک یہ گناہ اس سے بھی بڑے ہیں اور ان کا فساد ﴿۲۱۸﴾ قتل سے سخت تر ہے ﴿۲۱۸﴾ اور

يَزَالُونَ يُقَاتِلُونَكُمْ حَتَّى يَرُدُّوكُمْ عَن دِينِكُمْ إِنِ اسْتَطَاعُوا ط وَمَنْ

ہمیشہ تم سے لڑتے رہیں گے یہاں تک کہ تمہیں تمہارے دین سے پھیر دیں اگر بن پڑے ﴿۲۱۹﴾ اور تم میں

کس پر خرچ کریں؟ اس آیت میں انہیں بتا دیا گیا کہ جس قسم کا اور جس قدر مال قلیل یا کثیر خرچ کرو اس میں ثواب ہے اور مصارف اس کے یہ ہیں۔ مسئلہ: آیت میں

صَدَقَةٌ نَافِلَةٌ کا بیان ہے، ماں باپ کو زکوٰۃ اور صدقات واجبہ دینا جائز نہیں۔ (محل وغیرہ) ﴿۲۱۵﴾ یہ ہر نیکی کو عام ہے اتفاق ہو یا اور کچھ، اور باقی مصارف بھی اس میں

آگئے۔ ﴿۲۱۶﴾ اس کی جزا عطا فرمائے گا۔ ﴿۲۱۷﴾ مسئلہ: جہاد فرض ہے جب اس کی شرائط پائی جائیں، اگر کافر مسلمانوں کے ملک پر چڑھائی کریں تو جہاد فرض عین

ہوتا ہے ورنہ فرض کفایہ۔ ﴿۲۱۸﴾ کہ تمہارے حق میں کیا بہتر ہے۔ تو تم پر لازم ہے حکم الہی کی اطاعت کرو اور اسی کو بہتر سمجھو چاہے وہ تمہارے نفس پر گراں ہو۔

﴿۲۱۹﴾ شان نزول: سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ بن جحش کی سرکردگی میں مجاہدین کی ایک جماعت روانہ فرمائی تھی اس نے مشرکین سے قتال کیا، ان کا

خیال تھا کہ وہ روزِ جمادٰی الاخریٰ کا آخر دن ہے مگر درحقیقت چاند ۲۹ ہو گیا تھا اور وہ رجب کی پہلی تاریخ تھی، اس پر کفار نے مسلمانوں کو عار دلانی کہ تم نے ماہ

حرام میں جنگ کی اور حضور سے اس کے متعلق سوال ہونے لگے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ﴿۲۲۰﴾ مگر صحابہ سے یہ گناہ واقع نہیں ہوا کیونکہ انہیں چاند ہونے کی خبر ہی

نہ تھی ان کے نزدیک وہ دن ماہ حرام رجب کا نہ تھا۔ مسئلہ: ماہ ہائے حرام میں جنگ کی حرمت کا حکم آیہ ”فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ“ (تو مشرکوں کو

مارو جہاں پاؤ) سے منسوخ ہو گیا۔ ﴿۲۲۱﴾ جو مشرکین سے واقع ہوا کہ انہوں نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کو سالِ حُدُودِ کعبہ مُخَلَّمٌ سے روکا

اور آپ کے زمانہ قیام مکہ معظمہ میں آپ کو اور آپ کے اصحاب کو اتنی ایذائیں دیں کہ وہاں سے ہجرت کرنا پڑی ﴿۲۲۲﴾ یعنی مشرکین کا کہ وہ شرک کرتے ہیں اور

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنین کو مسجد حرام سے روکتے اور طرح طرح کی ایذائیں دیتے ہیں ﴿۲۲۳﴾ کیونکہ قتل تو بعض حالات میں مباح ہوتا ہے اور کفر کسی

حال میں مباح نہیں، اور یہاں تاریخ کا مشکوک ہونا عذر معقول ہے اور کفار کے کفر کے لیے تو کوئی عذر ہی نہیں۔ ﴿۲۲۴﴾ اس میں خبر دی گئی کہ کفار مسلمانوں سے

ہمیشہ عداوت رکھیں گے کبھی اس کے خلاف نہ ہوگا اور جہاں تک ان سے ممکن ہوگا وہ مسلمانوں کو دین سے محرف کرنے کی سعی کرتے رہیں گے۔ ”إِنِ اسْتَطَاعُوا“

يُرْتَدُّ مِنْكُمْ عَنِ دِينِهِ فَيَبْتَ وَهُوَ كَافِرٌ فَأُولَئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ

جو کوئی اپنے دین سے پھرے پھر کافر ہو کر مرے تو ان لوگوں کا کیا اکارت گیا

فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿۲۱۷﴾

دنیا میں اور آخرت میں ﴿۲۱۷﴾ (الف) اور وہ دوزخ والے ہیں انہیں اس میں ہمیشہ رہنا

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا

وہ جو ایمان لائے اور وہ جنہوں نے اللہ کے لیے اپنے گھر بار چھوڑے اور اللہ کی راہ میں لڑے

أُولَئِكَ يَرْجُونَ رَحْمَتَ اللَّهِ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿۲۱۸﴾ يَسْأَلُونَكَ

وہ رحمت الہی کے امیدوار ہیں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ﴿۲۱۸﴾ (ب) تم سے شراب

عَنِ الْخَمْرِ وَالْبَيْسِرِ قُلْ فِيهَا إِثْمٌ كَبِيرٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَإِنَّ

اور جوئے کا حکم پوچھتے ہیں تم فرما دو کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے کچھ دنیوی نفع بھی اور

إِنَّهَا أَكْبَرُ مِنْ نَفْعِهَا ط وَيَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنْفِقُونَ ط قُلِ الْعَفْوَ ط

ان کا گناہ ان کے نفع سے بڑا ہے ﴿۲۱۹﴾ اور تم سے پوچھتے ہیں کیا خرچ کریں ﴿۲۲۰﴾ تم فرما دو جو فاضل ہے ﴿۲۲۱﴾

سے مستفاد ہوتا ہے کہ بکرہ، تعالیٰ وہ اپنی اس مراد میں ناکام رہیں گے۔ ﴿۲۱۹﴾ (الف) مسئلہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ ارتداد (دین سے پھر جانے) سے تمام اعمال

باطل ہو جاتے ہیں۔ آخرت میں تو اس طرح کہ ان پر کوئی اجر و ثواب نہیں، اور دنیا میں اس طرح کہ شریعت مُرْتَدِّ کے قتل کا حکم دیتی ہے، اس کی عورت اس پر حلال نہیں

رہتی، وہ اپنے اقارب کا بار و شہ پانے کا مستحق نہیں رہتا، اس کا مال معصوم نہیں رہتا، اس کی مدح و ثنا و امداد جائز نہیں۔ (روح البیان وغیرہ) ﴿۲۱۸﴾ (ب) شان نزول:

عبداللہ بن جحش کی سرکردگی میں جو مجاہدین جیسے گئے تھے ان کی نسبت بعض لوگوں نے کہا کہ چونکہ انہیں خبر نہ تھی کہ یہ دن رجب کا ہے اس لیے اس روز قتل کرنا گناہ تو

نہ ہوا لیکن اس کا کچھ ثواب بھی نہ ملے گا! اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور بتایا گیا کہ ان کا یہ عمل جہاد مقبول ہے اور اس پر انہیں امیدوار رحمت الہی رہنا چاہیے اور یہ امید

قطعاً پوری ہوگی۔ (خانن) مسئلہ: ”یَرْجُونَ“ سے ظاہر ہوا کہ عمل سے اجر و ثواب نہیں ہوتا بلکہ ثواب دینا محض فضل الہی ہے۔ ﴿۲۱۸﴾ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ

نے فرمایا کہ اگر شراب کا ایک قطرہ کنوئیں میں گر جائے پھر اس جگہ منارہ بنایا جائے تو میں اس پر اذان نہ کہوں، اور اگر دریا میں شراب کا قطرہ پڑے پھر دریا خشک ہو اور

وہاں گھاس پیدا ہو اس میں اپنے جانوروں کو نہ چراؤں سُبْحَانَ اللَّهِ! گناہ سے کس قدر نفرت ہے۔ رَزَقْنَا اللَّهُ تَعَالَى إِنِّي أَنَا اللَّهُ نَصِيبُ

فرمائے۔ شراب ۳ھ میں غزوہٴ اُحزاب سے چند روز بعد حرام کی گئی اس سے قبل یہ بتایا گیا تھا کہ جوئے اور شراب کا گناہ ان کے نفع سے زیادہ ہے۔ نفع تو یہی ہے کہ

شراب سے کچھ سُور پیدا ہوتا ہے یا اس کی خرید و فروخت سے تجارتی فائدہ ہوتا ہے، اور جوئے میں کبھی مفت کا مال ہاتھ آتا ہے۔ اور گناہوں اور مفسدوں کا کیا شمار!

عقل کا زوال، غیرت و حُجَّت کا زوال، عبادات سے محرومی، لوگوں سے عداوتیں، سب کی نظر میں خوار ہونا، دولت و مال کی اضعاف۔ ایک روایت میں ہے کہ جبریل

امین نے حضور پر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ کو جعفر طیار کی چار خصلتیں پسند ہیں حضور نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سے دریافت

فرمایا: انہوں نے عرض کیا کہ ایک تو یہ ہے کہ میں نے شراب کبھی نہیں پی یعنی حکم حرمت سے پہلے بھی اور اس کی وجہ یہ تھی کہ میں جانتا تھا کہ اس سے عقل زائل ہوتی ہے اور

میں چاہتا تھا کہ عقل اور بھی تیز ہو، دوسری خصلت یہ ہے کہ زمانہ جاہلیت میں بھی میں نے کبھی بت کی پوچھا نہیں کی کیونکہ میں جانتا تھا کہ یہ پتھر ہے نہ نفع دے سکے نہ ضرر، تیسری

خصلت یہ ہے کہ کبھی میں زنا میں مبتلا نہ ہوا کہ اس کو بے غیرتی سمجھتا تھا، چوتھی خصلت یہ ہے کہ میں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا کیونکہ میں اس کو کمینہ پن خیال کرتا تھا۔ مسئلہ:

شطنج، تاش وغیرہ ہارحیت کے کھیل اور جن پر بازی لگائی جائے سب جوئے میں داخل اور حرام ہیں۔ (روح البیان) ﴿۲۲۰﴾ شان نزول: سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو صدقہ دینے کی رغبت دلائی تو آپ سے دریافت کیا گیا کہ مقدار ارشاد فرمائیں کتنا مال راہ خدا میں دیا جائے؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (خانن)

كَذَلِكَ يَبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُونَ ﴿۲۱۹﴾ فِي الدُّنْيَا وَ

اسی طرح اللہ تم سے آیتیں بیان فرماتا ہے کہ کہیں تم دنیا اور آخرت کے کام سوچ

الْآخِرَةِ ۚ وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْيَتَامَىٰ ۖ قُلْ إِصْلَاحٌ لَهُمْ خَيْرٌ ۚ وَإِنْ

کر کرو ۲۱۹ اور تم سے یتیموں کا مسئلہ پوچھتے ہیں ۲۲۰ تم فرماؤ ان کا بھلا کرنا بہتر ہے اور اگر

تُخَالِفُوا لَهُمْ فَاخْوَانُكُمْ ۖ وَاللَّهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ ۚ وَلَوْ شَاءَ

اپنا ان کا خرچ ملا لو تو وہ تمہارے بھائی ہیں اور خدا خوب جانتا ہے بگاڑنے والے کو سنوارنے والے سے اور اللہ چاہتا

اللَّهُ لَا أَعْنَتُكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿۲۲۰﴾ وَلَا تَتَّبِعُوا الْمُشْرِكِينَ

تو تمہیں مشقت میں ڈالتا ہے شک اللہ زبردست حکمت والا ہے اور شرک والی عورتوں سے نکاح نہ کرو

حَتَّىٰ يَوْمٍ مِّنَ ۙ وَلَا مَآةٌ مُّؤَمِّنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ ۚ وَلَا أَعْجَبَتْكُمْ وَلَا

جب تک مسلمان نہ ہو جائیں ۲۲۱ اور بے شک مسلمان لونڈی مشرک سے اچھی ۲۲۲ اگرچہ وہ تمہیں بھاتی ہو اور

تَتَّبِعُوا الْمُشْرِكِينَ حَتَّىٰ يَوْمٍ مِّنَ ۙ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ

مشرکوں کے نکاح میں نہ دو جب تک وہ ایمان نہ لائیں ۲۲۳ اور بے شک مسلمان غلام مشرک سے اچھا

۲۲۱ یعنی جتنا تمہاری حاجت سے زائد ہو۔ ابتدائے اسلام میں حاجت سے زائد مال کا خرچ کرنا فرض تھا صحابہ کرام اپنے مال میں سے اپنی ضرورت کی قدر لے

کر باقی سب راہ خدا میں صدق کر دیتے تھے! یہ حکم آیت زکوٰۃ سے منسوخ ہو گیا۔ ۲۲۰ کہ جتنا تمہاری دنیوی ضرورت کے لیے کافی ہو وہ لے کر باقی سب اپنے

نفع آخرت کے لیے خیرات کر دو۔ (غازن) ۲۲۰ کہ ان کے اموال کو اپنے مال سے ملانے کا کیا حکم ہے۔ شان نزول: آیت ”إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالِ

الَّذِينَ ظَلَمُوا“ کے ذرووں کے بعد لوگوں نے یتیموں کے مال جدا کر دیئے اور ان کا کھانا پینا علیحدہ کر دیا، اس میں یہ صورتیں بھی پیش آئیں کہ جو کھانا یتیم کے لیے

پکایا اور اس میں سے کچھ بچ رہا وہ خراب ہو گیا اور کسی کے کام نہ آیا اس میں یتیموں کا نقصان ہوا، یہ صورتیں دیکھ کر حضرت عبداللہ بن زراح نے حضور سید عالم صلی

اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اگر یتیم کے مال کی حفاظت کی نظر سے اس کا کھانا اس کے اولیاء اپنے کھانے کے ساتھ ملا لیں تو اس کا کیا حکم ہے؟ اس پر یہ آیت نازل

ہوئی اور یتیموں کے فائدے کے لیے ملانے کی اجازت دی گئی۔ ۲۲۱ شان نزول: حضرت عمرؓ غنویؓ کی ایک بہادر شخص تھے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں

مکہ مکرمہ روانہ فرمایا تاکہ وہاں سے تدبیر کے ساتھ مسلمانوں کو نکال لائیں! وہاں عنان نامی ایک مشرکہ عورت تھی جو زمانہ جاہلیت میں ان کے ساتھ محبت رکھتی تھی

حسین اور مالدار تھی جب اس کو ان کی آمد کی خبر ہوئی تو وہ آپ کے پاس آئی اور طالب وصال ہوئی، آپ نے بخوف الہی اس سے اعراض کیا اور فرمایا کہ اسلام اس

کی اجازت نہیں دیتا! تب اس نے نکاح کی درخواست کی آپ نے فرمایا کہ یہ بھی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت پر موقوف ہے، اپنے کام سے فارغ ہو

کر جب آپ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو حال عرض کر کے نکاح کی بابت دریافت کیا! اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (تفسیر احمدی) بعض علماء نے فرمایا: جو کوئی

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کفر کرے وہ مشرک ہے خواہ اللہ کو واحد ہی کہتا ہو اور تو حید کا مذہبی ہو۔ (غازن) ۲۲۲ شان نزول: ایک روز حضرت عبداللہ بن

زراح نے کسی خطا پر اپنی باندی کے طمانچہ مارا پھر خدمت اقدس میں حاضر ہو کر اس کا ذکر کیا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حال دریافت کیا: عرض کیا کہ وہ

اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور حضور کی رسالت کی گواہی دیتی ہے، رمضان کے روزے رکھتی ہے، خوب وضو کرتی اور نماز پڑھتی ہے! حضور نے فرمایا: وہ مؤمنہ ہے۔ آپ

نے عرض کیا تو اس کی قسم! جس نے آپ کو سچا نبی بنا کر سبوح فرمایا میں اس کو آزاد کر کے اس کے ساتھ نکاح کروں گا! اور آپ نے ایسا ہی کیا، اس پر لوگوں نے طعنہ زنی

کی کہ تم نے ایک سیاہ فام باندی کے ساتھ نکاح کیا باوجودیکہ فلاں مشرکہ خڑہ (آزاد) عورت تمہارے لیے حاضر ہے وہ حسین بھی ہے مالدار بھی ہے، اس پر نازل

ہوا ”وَلَا مَآةٌ مُّؤَمِّنَةٌ“ یعنی مسلمان باندی مشرک سے بہتر ہے خواہ مشرک آزاد ہو اور حسن و مال کی وجہ سے اچھی معلوم ہوتی ہو۔ ۲۲۳ یہ عورت کے اولیاء کو



وَلَوْ أَعْجَبَكُمْ ط أُولَٰئِكَ يَدْعُونَ إِلَى النَّارِ ط وَاللَّهُ يَدْعُوا إِلَى الْجَنَّةِ

اگرچہ وہ تمہیں بھاتا ہو وہ دوزخ کی طرف بلاتے ہیں ۲۳۴ اور اللہ جنت اور بخشش کی طرف

وَالْمَغْفِرَةَ بِإِذْنِهِ ج وَيَبَيِّنُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ع ۲۳۵

بلاتا ہے اپنے حکم سے اور اپنی آیتیں لوگوں کے لیے بیان کرتا ہے کہ کہیں وہ نصیحت مانیں

وَ يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ ط قُلْ هُوَ آذَى ۱ فَاعْتَزِلُوا الْنِّسَاءَ فِي

اور تم سے پوچھتے ہیں حیض کا حکم ۲۳۵ تم فرماؤ وہ ناپاکی ہے تو عورتوں سے الگ رہو

الْمَحِيضِ ۲ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّىٰ يَطْهَرْنَ ج فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ

حیض کے دنوں اور ان سے نزدیکی نہ کرو جب تک پاک نہ ہوں پھر جب پاک ہو جائیں تو ان کے پاس جاؤ

حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللَّهُ ط إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ ۲۳۶

جہاں سے تمہیں اللہ نے حکم دیا بے شک اللہ پسند رکھتا ہے بہت توبہ کرنے والوں کو اور پسند رکھتا ہے ستھروں کو

نِسَاءً ۳ وَكَمْ حَرِّثُ لَكُمْ ص فَاتُوا حَرْثَكُمْ أَلَيْسَ لَكُمْ وَقْدٌ مِّمَّا أَوْفَرْتُمْ ۴

تمہاری عورتیں تمہارے لیے کھیتیاں ہیں تو آؤ اپنی کھیتی میں جس طرح چاہو ۲۳۶ اور اپنے بھلے کام پہلے کرو ۲۳۷

وَ اتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ مُلْقَوَةٌ ط وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ ۲۳۷

اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ تمہیں اس سے ملنا ہے اور اے محبوب بشارت دو ایمان والوں کو اور

تَجْعَلُوا اللَّهَ عُرْضَةً لِأَيَّانِكُمْ أَنْ تَبَرُّوا وَتَتَّقُوا وَتُصَلِّحُوا بَيْنَ

اللہ کو اپنی قسموں کا نشانہ نہ بنا لو ۲۳۸ کہ احسان اور پرہیزگاری اور لوگوں میں صلح کرنے

خطاب ہے۔ مسئلہ: مسلمان عورت کا نکاح مشرک و کافر کے ساتھ باطل و حرام ہے۔ ۲۳۴ تو ان سے اجتناب ضروری اور ان کے ساتھ دوستی و قرابت ناروا۔

۲۳۵ شان نزول: عرب کے لوگ یہود و مجوس کی طرح حائضہ عورتوں سے کمال نفرت کرتے تھے ساتھ کھانا پینا ایک مکان میں رہنا گوارا نہ تھا بلکہ شدت یہاں تک

پہنچ گئی تھی کہ ان کی طرف دیکھنا اور ان سے کلام کرنا بھی حرام سمجھتے تھے، اور نصاریٰ اس کے برعکس حیض کے ایام میں عورتوں کے ساتھ بڑی محبت سے مشغول ہوتے

تھے اور اجڑا ط (میل جول) میں بہت مبالغہ کرتے تھے۔ مسلمانوں نے حضور سے حیض کا حکم دریافت کیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور افراط و تفریط کی راہیں چھوڑ کر

اعتدال کی تعلیم فرمائی گئی اور بتا دیا گیا کہ حالت حیض میں عورتوں سے جماعت ممنوع ہے۔ ۲۳۶ یعنی عورتوں کی قربت سے نسل کا قصد کرو نہ قضاء شہوت کا۔

۲۳۷ یعنی اعمال صالحہ یا جماع سے پہلے ”بِسْمِ اللّٰهِ“ پڑھنا۔ ۲۳۸ حضرت عبد اللہ بن رواحہ نے اپنے بہنوئی نعمان بن بشیر کے گھر جانے اور ان سے کلام

کرنے اور ان کے ٹھوم (دشمنوں) کے ساتھ ان کی صلح کرانے سے قسم کھالی تھی، جب اس کے متعلق ان سے کہا جاتا تھا تو کہہ دیتے تھے کہ میں قسم کھا چکا ہوں اس لیے

یہ کام کر ہی نہیں سکتا! اس باب میں یہ آیت نازل ہوئی اور نیک کام کرنے سے قسم کھالینے کی ممانعت فرمائی گئی۔ مسئلہ: اگر کوئی شخص نیکی سے باز رہنے کی قسم کھالے تو

اس کو چاہیے کہ قسم کو پورا نہ کرے بلکہ وہ نیک کام کرے اور قسم کا کفارہ دے۔ مسلم شریف کی حدیث میں ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے

کسی امر پر قسم کھالی پھر معلوم ہوا کہ خیر اور بہتری اس کے خلاف میں ہے تو چاہیے کہ اس امر خیر کو کرے اور قسم کا کفارہ دے۔ مسئلہ: بعض مُفْتَرِّین نے یہ بھی کہا ہے

النَّاسِ ۱ وَاللَّهُ سَبِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۲۳﴾ لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللَّهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْبَانِكُمْ

کی قسم کر لو اور اللہ سنتا جانتا ہے اللہ تمہیں نہیں پکڑتا ان قسموں میں جو بے ارادہ زبان سے نکل جائے

وَلَكِنْ يُؤَاخِذُكُم بِمَا كَسَبَتْ قُلُوبُكُمْ ۱ وَاللَّهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۲۲۴﴾

ہاں اس پر گرفت فرماتا ہے جو کام تمہارے دل نے کیے ﴿۲۲۴﴾ اور اللہ بخشنے والا حلیم والا ہے

لِلَّذِيْنَ يُؤَلُّوْنَ مِنْ نِّسَائِهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ ۱ فَاِنْ فَاَوْوْا

وہ جو قسم کھا بیٹھتے ہیں اپنی عورتوں کے پاس جانے کی انہیں چار مہینے کی مہلت ہے پس اگر اس مدت میں پھر آئے

فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۲۵﴾ وَاِنْ عَزَمُوا الطَّلٰقَ فَاِنَّ اللّٰهَ سَبِيْعٌ

تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور اگر چھوڑ دینے کا ارادہ پکا کر لیا تو اللہ سنتا

عَلِيْمٌ ﴿۲۲۶﴾ وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوْبٍ ۱ وَلَا

جانتا ہے ﴿۲۲۶﴾ اور طلاق والیاں اپنی جانوں کو روکے رہیں تین حیض تک ﴿۲۲۶﴾ اور

يَحِلُّ لِهِنَّ اَنْ يَّكْتُبْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْ اَرْحَامِهِنَّ اِنْ كُنَّ يُوْمِنْنَ

انہیں حلال نہیں کہ چھپائیں وہ جو اللہ نے ان کے پیٹ میں پیدا کیا ﴿۲۲۷﴾ اگر اللہ اور

بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۱ وَبِعُوْلَتِهِنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِيْ ذٰلِكَ اِنْ

قیامت پر ایمان رکھتی ہیں ﴿۲۲۸﴾ اور ان کے شوہروں کو اس مدت کے اندر ان کے پھیر لینے کا حق پہنچتا ہے اگر

کہ اس آیت سے بکثرت قسم کھانے کی ممانعت ثابت ہوتی ہے۔ ﴿۲۲۹﴾ مسئلہ: قسم تین طرح کی ہوتی ہے (۱) لغو (۲) عموس (۳) منقذہ۔ لغو: یہ ہے کہ کسی گزرے ہوئے امر پر اپنے خیال میں سچ جان کر قسم کھائے اور درحقیقت وہ اس کے خلاف ہو! یہ معاف ہے اور اس پر کفارہ نہیں۔ عموس: یہ ہے کہ کسی گزرے ہوئے امر پر دانستہ جھوٹی قسم کھائے! اس میں گنہگار ہوگا۔ منقذہ: یہ ہے کہ کسی آئندہ امر پر قصد کر کے قسم کھائے! اس قسم کو اگر توڑے تو گنہگار بھی ہے اور کفارہ بھی لازم۔

﴿۲۳۰﴾ شان نزول: زمانہ جاہلیت میں لوگوں کا یہ معمول تھا کہ اپنی عورتوں سے مال طلب کرتے اگر وہ دینے سے انکار کرتیں تو ایک سال دو سال تین سال یا اس سے زیادہ عرصہ ان کے پاس نہ جانے اور صحبت ترک کرنے کی قسم کھا لیتے تھے اور انہیں پریشانی میں چھوڑ دیتے تھے نہ وہ بیوہ ہی تھیں کہ کہیں اپنا ٹھکانا کر لیتیں نہ شوہر دار

کہ شوہر سے آرام پاتیں، اسلام نے اس ظلم کو مٹایا اور ایسی قسم کھانے والوں کے لیے چار مہینے کی مدت معین فرمادی کہ اگر عورت سے چار مہینے یا اس سے زائد عرصہ کے لیے یا غیر معین مدت کے لیے ترک صحبت کی قسم کھالے جس کو "ایلاء" کہتے ہیں تو اس کے لیے چار ماہ انتظار کی مہلت ہے اس عرصہ میں خوب سوچ سمجھ لے کہ عورت کو چھوڑنا اس کے لیے بہتر ہے یا رکھنا اگر رکھنا بہتر سمجھے اور اس مدت کے اندر رجوع کرے تو نکاح باقی رہے گا اور قسم کا کفارہ لازم ہوگا، اور اگر اس مدت

میں رجوع نہ کیا اور قسم نہ توڑی تو عورت نکاح سے باہر ہوگی اور اس پر طلاق بائن واقع ہوگی۔ مسئلہ: اگر مرد صحبت پر قادر ہو تو رجوع صحبت ہی سے ہوگا اور اگر کسی وجہ سے قدرت نہ ہو تو بعد قدرت صحبت کا وعدہ رجوع ہے۔ (تفسیر احمدی) ﴿۲۳۱﴾ اس آیت میں مطلقہ عورتوں کی عدت کا بیان ہے جن عورتوں کو ان کے شوہروں نے طلاق دی اگر وہ شوہر کے پاس نہ گئی تھیں اور ان سے خلوت صحیح نہ ہوئی تھی جب تو ان پر طلاق کی عدت ہی نہیں ہے جیسا کہ آیت "مَسَالِكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عَدَّةٍ" میں

ارشاد ہے۔ اور جن عورتوں کو خورد سالی (کم عمری) یا کبر سن (بڑھاپے) کی وجہ سے حیض نہ آتا ہو یا جو حاملہ ہوں ان کی عدت کا بیان سورہ طلاق میں آئے گا، باقی جو آزاد عورتیں ہیں یہاں ان کی عدت و طلاق کا بیان ہے کہ ان کی عدت تین حیض ہے۔ ﴿۲۳۲﴾ وہ حمل ہو یا خون حیض۔ کیونکہ اس کے چھپانے سے رجعت اور ولد میں جوشور کا حق ہے وہ ضائع ہوگا۔ ﴿۲۳۳﴾ یعنی یہی مضمناے ایماننداری ہے۔

أَرَادُوا إِصْلَاحًا وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَ

ملاپ چاہیں ۴۴۵ اور عورتوں کا بھی حق ایسا ہی ہے جیسا ان پر ہے شرع کے موافق ۴۴۵ اور

لِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ۖ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۖ ۲۲۸ ۚ الطَّلَاقُ مَرَّتَيْنِ ۚ

مردوں کو ان پر فضیلت ہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے یہ طلاق ۴۴۶ دو بار تک ہے

فَامْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ ۗ وَلَا يَحِلُّ لَكُمُ أَنْ

پھر بھلائی کے ساتھ روک لینا ہے ۴۴۷ یا نکوئی (ایچھے سلوک) کے ساتھ چھوڑ دینا ہے ۴۴۸ اور تمہیں روا نہیں کہ

تَأْخُذُوا مِمَّا آتَيْتُمُوهُنَّ شَيْئًا إِلَّا أَنْ يَخَافَا أَلَّا يُقْبِيَا حُدُودَ

جو کچھ عورتوں کو دیا ۴۴۹ اس میں سے کچھ واپس لو ۴۵۰ مگر جب دونوں کو اندیشہ ہو کہ اللہ کی حدیں قائم نہ کریں

اللَّهُ ۚ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا يُقْبِيَا حُدُودَ اللَّهِ ۖ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا

گے ۴۵۱ پھر اگر تمہیں خوف ہو کہ وہ دونوں ٹھیک انہی حدود پر نہ رہیں گے تو ان پر کچھ گناہ نہیں اس میں جو بدلہ

اَفْتَدَتْ بِهِ ۗ تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ ۖ فَلَا تَعْتَدُوهَا ۚ وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ

دے کر عورت چھٹی لے ۴۵۲ یہ اللہ کی حدیں ہیں ان سے آگے نہ بڑھو اور جو اللہ کی حدود سے آگے

اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۖ ۲۲۹ ۚ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدِ حَيْ

بڑھے تو وہی لوگ ظالم ہیں پھر اگر تیسری طلاق اسے دی تو اب وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک

۴۴۴ یعنی طلاقِ رجعی میں عدت کے اندر شوہر عورت سے رجوع کر سکتا ہے خواہ عورت راضی ہو یا نہ ہو لیکن اگر شوہر کو ملاپ منظور ہو تو ایسا کرے ضرر رسائی کا قصد

نہ کرے جیسا کہ اہل جاہلیت عورت کو پریشان کرنے کے لیے کرتے تھے۔ ۴۴۵ یعنی جس طرح عورتوں پر شوہروں کے حقوق کی ادا واجب ہے اسی طرح شوہروں

پر عورتوں کے حقوق کی رعایت لازم ہے۔ ۴۴۶ یعنی طلاقِ رجعی۔ شانِ نزول: ایک عورت نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ

اس کے شوہر نے کہا ہے کہ وہ اس کو طلاق دینا اور رجعت کرتا رہے گا ہر مرتبہ جب طلاق کی عدت گزرنے کے قریب ہوگی رجعت کر لے گا پھر طلاق دے دے گا

اسی طرح عمر بھر اس کو قید رکھے گا! اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور ارشاد فرمایا کہ طلاقِ رجعی دو بار تک ہے اس کے بعد پھر طلاق دینے پر رجعت کا حق نہیں۔ ۴۴۷

رجعت کر کے ۴۴۸ اس طرح کہ رجعت نہ کرے اور عدت گزر کر عورت بائند ہو جائے۔ ۴۴۹ یعنی مہر ۴۵۰ طلاق دیتے وقت ۴۵۱ جو حقوق زوجین کے متعلق

ہیں۔ ۴۵۲ یعنی طلاق حاصل کرے۔ شانِ نزول: یہ آیت جمیلہ بنت عبد اللہ کے باب میں نازل ہوئی یہ جمیلہ ثابت ابن قیس ابن قیس کے نکاح میں تھیں اور

شوہر سے کمال نفرت رکھتی تھیں، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں اپنے شوہر کی شکایت لائیں اور کسی طرح ان کے پاس رہنے پر راضی نہ ہوئیں تب

ثابت نے کہا کہ میں نے ان کو ایک باغ دیا ہے اگر یہ میرے پاس رہنا گوارا نہیں کرتیں اور مجھ سے علیحدگی چاہتی ہیں تو وہ باغ مجھے واپس کریں میں ان کو آزاد

کردوں! جمیلہ نے اس کو منظور کیا! ثابت نے باغ لے لیا اور طلاق دے دی۔ اس طرح کی طلاق کو خلع کہتے ہیں۔ مسئلہ: خلع طلاق بائن ہوتا ہے۔ مسئلہ: خلع میں

لفظ ”خلع“ کا ذکر ضروری ہے۔ مسئلہ: اگر جدائی کی طلب کا عورت ہو تو خلع میں مقدر مہر سے زائد لینا مکروہ ہے، اور اگر عورت کی طرف سے نكاح (نااتفاق) نہ ہو مرد

ہی علیحدگی چاہے تو مرد کو طلاق کے عوض مال لینا مطلقاً مکروہ ہے۔



تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ ۖ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يَتَرَاجَعَا إِنْ

دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے ۲۵۴ پھر وہ دوسرا اگر اسے طلاق دے تو ان دونوں پر گناہ نہیں کہ پھر آپس میں مل جائیں ۲۵۵ اگر

ظَنَّا أَنْ يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ ۖ وَتِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ

سمجھتے ہوں کہ اللہ کی حدیں نبائیں گے اور یہ اللہ کی حدیں ہیں جنہیں بیان کرتا ہے

يَعْلَمُونَ ۚ وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَأَمْسِكُوهُنَّ

دانش مندوں کے لیے اور جب تم عورتوں کو طلاق دو اور ان کی میعاد آگے ۲۵۵ تو اس وقت تک یا بھلائی کے

بِعَرُوفٍ أَوْ سِرِّحُوهُنَّ بِعَرُوفٍ ۚ وَلَا تُمْسِكُوهُنَّ ضَرَارًا لِتَعْتَدُوا ج

ساتھ روک لو ۲۵۶ یا کھوئی (اچھے سلوک) کے ساتھ چھوڑ دو ۲۵۷ اور انہیں ضرر دینے کے لیے روکنا نہ ہو کہ حد سے بڑھو

وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ ۖ وَلَا تَتَّخِذُوا آيَاتِ اللَّهِ هُزُوًا ۚ

اور جو ایسا کرے وہ اپنا ہی نقصان کرتا ہے ۲۵۸ اور اللہ کی آیتوں کو ٹھٹھا نہ بناؤ ۲۵۹

وَأذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَمَا أَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِنَ الْكِتَابِ

اور یاد کرو اللہ کا احسان جو تم پر ہے ۲۶۰ اور وہ جو تم پر کتاب

وَالْحِكْمَةَ يَعِظُكُمْ بِهِ ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ

و حکمت ۲۶۱ اتاری تمہیں نصیحت دینے کو اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ اللہ سب کچھ

عَلِيمٌ ۚ وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَنْ

جاننا ہے ۲۶۲ اور جب تم عورتوں کو طلاق دو اور ان کی میعاد پوری ہو جائے ۲۶۳ تو اے عورتوں کے والیو انہیں نہ روکو اس سے کہ

يُنكِحْنَ أَرْوَاجَهُنَّ إِذَا تَرَاضُوا بَيْنَهُنَّ بِالْعَرُوفِ ۖ ذَلِكَ يُوعِظُ بِهِ

اپنے شوہروں سے نکاح کر لیں ۲۶۴ جب کہ آپس میں موافق شرع رضا مند ہو جائیں ۲۶۵ یہ نصیحت اسے دی جاتی ہے

۲۵۳ مسئلہ: تین طلاقوں کے بعد عورت شوہر پر بکرم مغلطہ حرام ہو جاتی ہے اب نہ اس سے رجوع ہو سکتا ہے نہ دوبارہ نکاح جب تک کہ حلالہ نہ ہو یعنی بعد

عدت دوسرے سے نکاح کرے اور وہ بعد صحبت طلاق دے پھر عدت گزرے۔ ۲۵۴ دوبارہ نکاح کر لیں۔ ۲۵۵ یعنی عدت تمام ہونے کے قریب ہو۔ شان نزول: یہ

آیت ثابت بن یسار انصاری کے حق میں نازل ہوئی انہوں نے اپنی عورت کو طلاق دی تھی اور جب عدت قریب ختم ہوتی تھی رجعت کر لیا کرتے تھے تاکہ عورت قید

میں پڑی رہے۔ ۲۵۶ یعنی بنائے اور اچھا معاملہ کرنے کی نیت سے رجعت کرو ۲۵۷ اور عدت گزر جانے دو تا کہ بعد عدت وہ آزاد ہو جائیں۔ ۲۵۸ کہ حکم

الہی کی مخالفت کر کے گنہگار ہوتا ہے۔ ۲۵۹ کہ ان کی پرواہ نہ کرو اور ان کے خلاف عمل کرو۔ ۲۶۰ کہ تمہیں مسلمان کیا اور سیدنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی بنایا۔

۲۶۱ کتاب سے قرآن اور حکمت سے احکام قرآن و سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہے۔ ۲۶۲ اس سے کچھ مخفی نہیں۔ ۲۶۳ یعنی ان کی عدت گزر چکے

۲۶۴ جن کو انہوں نے اپنے نکاح کے لیے تجویز کیا ہو خواہ وہ نئے ہوں یا یہی طلاق دینے والے، یا ان سے پہلے جو طلاق دے چکے تھے۔ ۲۶۵ اپنے کفو میں مہر مثل

مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۖ ذَلِكُمْ أَزْكَ لَكُمْ وَ

جو تم میں سے اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو یہ تمہارے لیے زیادہ ستھرا اور

أَطْهَرُ ۖ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿۳۳۱﴾ وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ

پاکیزہ ہے اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے اور مائیں دودھ پلائیں اپنے

أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ ۖ وَعَلَىٰ

بچوں کو ۳۳۲ پورے دو برس اس کے لیے جو دودھ کی مدت پوری کرنی چاہے ۳۳۳ اور جس کا

الْمَوْلُودُ لَهُ يَرْزُقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۖ لَا تَكْلِفُ نَفْسٌ إِلَّا

بچہ ہے ۳۳۴ اس پر عورتوں کا کھانا پہننا ہے حسب دستور ۳۳۵ کسی جان پر بوجھ نہ رکھا جائے گا مگر اس کے

وَسَعَهَا ۖ لَا تَضَارُّ وَالِدَةٌ بَوْلِهَا وَلَا مَوْلُودٌ لَهُ بِوَلَدِهَا ۖ وَعَلَىٰ

مقدور بھر ماں کو ضرر نہ دیا جائے اس کے بچہ سے نہ لگا اور نہ اولاد والے کو اس کی اولاد سے لگا یا ماں ضرر نہ دے اپنے بچہ کو اور نہ اولاد والی اپنی اولاد کو لگا اور جو

الْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ ۖ وَعَلَىٰ

باپ کا قائم مقام ہے اس پر بھی ایسا ہی واجب ہے پھر اگر ماں باپ دونوں آپس کی رضا

پر۔ کیونکہ اس کے خلاف کی صورت میں اولیاء اعتراض و تعرض کا حق رکھتے ہیں۔ شان نزول: معقل بن یسار مرنے کی بہن کا نکاح عاصم بن عدی کے ساتھ ہوا تھا

انہوں نے طلاق دی اور عدت گزرنے کے بعد پھر عاصم نے درخواست کی تو معقل بن یسار مانع ہوئے! ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔ (بخاری شریف)

۳۳۱ بیان طلاق کے بعد یہ سوال طبعاً سامنے آتا ہے کہ اگر طلاق والی عورت کی گود میں شیر خوار بچہ ہو تو اس جدائی کے بعد اس کی پرورش کا کیا طریقہ ہوگا؟ اس لیے

یہ قرین حکمت ہے کہ بچہ کی پرورش کے متعلق ماں باپ پر جو احکام ہیں وہ اس موقع پر بیان فرمادیئے جائیں! لہذا یہاں ان مسائل کا بیان ہوا۔ مسئلہ: ماں خواہ

مطلقہ ہو یا نہ ہو اس پر اپنے بچہ کو دودھ پلانا واجب ہے بشرطیکہ باپ کو اجرت پر دودھ پلانے کی قدرت و استطاعت نہ ہو یا کوئی دودھ پلانے والی مہنتر نہ آئے یا

بچہ ماں کے سوا اور کسی کا دودھ قبول نہ کرے، اگر یہ باتیں نہ ہوں یعنی بچہ کی پرورش خاص ماں کے دودھ پر موقوف نہ ہو تو ماں پر دودھ پلانا واجب نہیں مستحب ہے۔

(تفسیر احمدی جمل وغیرہ) ۳۳۲ یعنی اس مدت کا پورا کرنا لازم نہیں۔ اگر بچہ کو ضرورت نہ رہے اور دودھ چھڑانے میں اس کے لیے خطرہ نہ ہو تو اس سے کم مدت میں بھی

چھڑانا جائز ہے۔ (تفسیر احمدی غانم وغیرہ) ۳۳۳ یعنی والد۔ اس انداز بیان سے معلوم ہوا کہ نسب باپ کی طرف رجوع کرتا ہے۔ ۳۳۴ مسئلہ: بچہ کی پرورش اور اس

کو دودھ پلانا باپ کے ذمہ واجب ہے اس کے لیے وہ دودھ پلانے والی مقرر کرے لیکن اگر ماں اپنی رغبت سے بچہ کو دودھ پلانے کو مستحب ہے۔ مسئلہ: شوہر اپنی

زوجہ پر بچہ کے دودھ پلانے کے لیے جبر نہیں کر سکتا اور نہ عورت شوہر سے بچہ کے دودھ پلانے کی اجرت طلب کر سکتی ہے جب تک کہ اس کے نکاح یا عدت میں

رہے۔ مسئلہ: اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ کو طلاق دی اور عدت گزر چکی تو وہ اس سے بچہ کے دودھ پلانے کی اجرت لے سکتی ہے۔ مسئلہ: اگر باپ نے کسی عورت کو

اپنے بچہ کے دودھ پلانے پر نہ اجرت مقرر کیا اور اس کی ماں اس اجرت پر یا بے معاوضہ دودھ پلانے پر رضی ہوئی تو ماں ہی دودھ پلانے کی زیادہ مستحق ہے، اور

اگر ماں نے زیادہ اجرت طلب کی تو باپ کو اس سے دودھ پلانے پر مجبور نہ کیا جائے گا۔ (تفسیر احمدی مدارک) ”الْمَعْرُوفِ“ سے مراد یہ ہے کہ حسب حیثیت ہو بغیر

تنگی اور فضول خرچی کے۔ ۳۳۳ یعنی اس کو اس کے خلاف مرضی دودھ پلانے پر مجبور نہ کیا جائے۔ ۳۳۴ زیادہ اجرت طلب کر کے لگا لگا کر بچہ کو ضرر دینا یہ ہے

کہ اس کو وقت پر دودھ نہ دے اور اس کی نگرانی نہ رکھے یا اپنے ساتھ مانوس کر لینے کے بعد چھوڑ دے، اور باپ کا بچہ کو ضرر دینا یہ ہے کہ مانوس بچہ کو ماں سے چھین

لے لیاں کے حق میں کوتاہی کرے جس سے بچہ کو نقصان پہنچے۔

وَتَشَاوِرِ فَلَآ جُنَاحَ عَلَيْهَا وَإِن أَرَدْتُمْ أَن تَسْتَرْضِعُوا

اور مشورے سے دودھ چھڑانا چاہیں تو ان پر گناہ نہیں اور اگر تم چاہو کہ دائیوں سے اپنے بچوں کو

أَوْلَادِكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِذَا سَلَّمْتُمْ مَا آتَيْتُم بِالْمَعْرُوفِ وَ

دودھ پلواؤ تو بھی تم پر مضائقہ نہیں جب کہ جو دینا ٹھہرا تھا بھلائی کے ساتھ انہیں ادا کر دو اور

اتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝۲۳۳ وَالَّذِينَ

اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے اور تم میں جو

يَتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ

مہینوں اور بیبیاں چھوڑیں وہ چار مہینے دس دن اپنے آپ کو

أَشْهُرٍ وَعَشْرًا فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِي مَا

رہنے کے ہیں ۲۳۴ تو جب ان کی عدت پوری ہو جائے تو اے والیو تم پر موانعہ نہیں اس کام میں

فَعَلْنَ فِي أَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۝۲۳۴ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ۝۲۳۴ وَلَا

جو عورتیں اپنے معاملہ میں موافق شرع کریں اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے اور

جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِي مَا عَرَّضْتُمْ بِهِ مِنْ خُطْبَةِ النِّسَاءِ أَوْ أَكْنُتُمْ فِي

تم پر گناہ نہیں اس بات میں جو پردہ رکھ کر تم عورتوں کے نکاح کا پیام دو یا اپنے دل میں

أَنْفُسِكُمْ ۝۲۳۵ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ سَتَذْكُرُونَهُنَّ وَلَكِنْ لَا تَأْتِيَنَّكُمْ

چھپا رکھو ۲۳۵ اللہ جانتا ہے کہ اب تم ان کی یاد کرو گے ۲۳۵ ہاں ان سے خفیہ وعدہ نہ

سِرًّا إِلَّا أَنْ تَقُولُوا قَوْلًا مَّعْرُوفًا ۝۲۳۵ وَلَا تَعْرَمُوا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتَّىٰ

کر رکھو مگر یہ کہ اتنی ہی بات کہو جو شرع میں معروف ہے اور نکاح کی گرہ پکی نہ کرو جب تک

۲۳۵ حاملہ کی عدت تو وضع حمل ہے جیسا کہ سورہ طلاق میں مذکور ہے۔ یہاں غیر حاملہ کا بیان ہے جس کا شوہر مر جائے اس کی عدت چار ماہ دس روز ہے

اس مدت میں نہ وہ نکاح کرے نہ اپنا مسکن چھوڑے نہ بے عذر تیل لگائے نہ خوشبو لگائے نہ سنگار کرے نہ رنگین اور ریشمیں کپڑے پہنے نہ منہندی لگائے نہ

جدید نکاح کی بات چیت کھل کر کرے، اور جو طلاق بائن کی عدت میں ہو اس کا بھی یہی حکم ہے۔ البتہ جو عورت طلاق رجعی کی عدت میں ہو اس کو زینت

اور سنگار کرنا مستحب ہے۔ ۲۳۵ یعنی عدت میں نکاح اور نکاح کا کھلا ہوا پیام تو ممنوع ہے لیکن پردہ کے ساتھ خواہش نکاح کا اظہار گناہ نہیں مثلاً یہ کہے کہ

تم بہت نیک عورت ہو، یا اپنا ارادہ دل ہی میں رکھے اور زبان سے کسی طرح نہ کہے۔ ۲۳۵ اور تمہارے دلوں میں خواہش ہوگی اسی لیے تمہارے واسطے

تفریض مباح کی گئی۔



يَبْلُغِ الْكِتَابِ أَجَلَهُ ط وَأَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي أَنْفُسِكُمْ

لکھا ہوا حکم اپنی میعاد کو نہ پہنچ لے ۲۷۱ اور جان لو کہ اللہ تمہارے دل کی جانتا ہے

فَاذْرُوهُ ج وَأَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَفُورٌ حَلِيمٌ ع لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ

تو اس سے ڈرو اور جان لو کہ اللہ بخشنے والا حلم والا ہے تم پر کچھ مطالبہ نہیں ۲۷۲ اگر

طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ مَا لَمْ تَمْسُوهُنَّ أَوْ تَفْرِضُوا لَهُنَّ فَرِيضَةً ط

تم عورتوں کو طلاق دو جب تک تم نے ان کو ہاتھ نہ لگایا ہو یا کوئی مہر مقرر نہ کر لیا ہو ۲۷۳

وَمَتَّعُوهُنَّ ج عَلَى الْمَوْسِعِ قَدَرًا وَ عَلَى الْمُبْتَدِرِ قَدَرًا ج مَتَاعًا

اور ان کو کچھ برتنے کو دو ۲۷۴ مقدور والے پر اس کے لائق اور تنگدست پر اس کے لائق حسب دستور

بِالْمَعْرُوفِ ج حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِينَ ۲۳۶ وَإِنْ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ

کچھ برتنے کی چیز یہ واجب ہے بھلائی والوں پر ۲۷۵ اور اگر تم نے عورتوں کو بے چھوئے

تَمْسُوهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيضَةً فَرِضْتُمْ إِلَّا أَنْ

طلاق دے دی اور ان کے لیے کچھ مہر مقرر کر چکے تھے تو جتنا ٹھہرا تھا اس کا آدھا واجب ہے مگر یہ کہ عورتیں

يَعْفُونَ أَوْ يَعْفُوا الَّذِي بِيَدِهِ عُقْدَةُ النِّكَاحِ ط وَأَنْ تَعْفُوا أَقْرَبُ

کچھ چھوڑ دیں ۲۷۶ یا وہ زیادہ دے ۲۷۷ جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے ۲۷۸ اور اے مردو تمہارا زیادہ دینا پرہیزگاری سے

لِلتَّقْوَى ط وَلَا تَسُوا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ ط إِنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۲۳۷

نزدیک تر ہے اور آپس میں ایک دوسرے پر احسان کو بھلا نہ دو بے شک اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے ۲۷۹

حِفْظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوَسْطَى ق وَقَوْمُوا لِلَّهِ قَنْتَيْنِ ۲۳۸ فَإِنْ

نگہبانی کرو سب نمازوں ۲۸۰ اور بیچ کی نماز کی ۲۸۱ اور کھڑے ہو اللہ کے حضور ادب سے ۲۸۲ پھر اگر

۲۸۳ یعنی عذرت گذر چکے۔ ۲۸۴ مہر کا ۲۸۵ شان نزول: یہ آیت ایک انصاری کے باب میں نازل ہوئی جنہوں نے قبیلہ بنی حنیفہ کی ایک عورت سے نکاح کیا

اور کوئی مہر متعین نہ کیا پھر ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دے دی۔ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ جس عورت کا مہر مقرر نہ کیا ہو اگر اس کو ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دی تو مہر

لازم نہیں۔ ہاتھ لگانے سے مجامعت مراد ہے، اور خلوت صحیحہ اسی کے حکم میں ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ بے ذکر مہر بھی نکاح درست ہے مگر اس صورت میں بعد نکاح مہر

متعین کرنا ہوگا اگر نہ کیا تو بعد دخول مہر مثل لازم ہو جائے گا۔ ۲۸۶ تین کپڑوں کا ایک جوڑا۔ ۲۸۷ جس عورت کا مہر مقرر نہ کیا ہو اور اس کو قبل دخول طلاق دی ہو

اس کو تو جوڑا دینا واجب ہے، اور اس کے سوا ہر مطلقہ کے لیے مستحب ہے۔ (مدارک) ۲۸۸ اپنے اس نصف میں سے ۲۸۹ نصف سے۔ جو اس صورت میں واجب

ہے۔ ۲۹۰ یعنی شوہر۔ ۲۹۱ اس میں حسن سلوک و مکارم اخلاق (ایچھے اخلاق) کی ترغیب ہے۔ ۲۹۲ یعنی بیچگانہ فرض نمازوں کو ان کے اوقات پر ارکان و شرائط

کے ساتھ ادا کرتے رہو۔ اس میں پانچوں نمازوں کی فرضیت کا بیان ہے اور اولاد و ازواج کے مسائل و احکام کے درمیان میں نماز کا ذکر فرمانا اس نتیجے پر

خِفْتُمْ فَرِجَالًا أَوْ رُكْبَانًا فَإِذَا أَمْنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللَّهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَا

خوف میں ہو تو زیادہ یا سوار جیسے بن پڑے پھر جب اطمینان سے ہو تو اللہ کی یاد کرو جیسا اس نے سکھایا جو

لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ ﴿۲۳۹﴾ وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ

تم نہ جانتے تھے اور جو تم میں مریں اور بیویاں چھوڑ

أَزْوَاجًا وَصِيَّةً لِأَزْوَاجِهِمْ مَتَاعًا إِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ إِخْرَاجٍ فَإِنْ

جائیں وہ اپنی عورتوں کے لیے وصیت کر جائیں ۲۳۸ سال بھر تک نان و نفقہ دینے کی بے نکالے ۲۳۹ پھر اگر

خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِي مَا فَعَلْنَ فِي أَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَّعْرُوفٍ ط

وہ خود نکل جائیں تو تم پر اس کا مواخذہ نہیں جو انہوں نے اپنے معاملہ میں مناسب طور پر کیا

وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿۲۴۰﴾ وَلِلَّهِ طَلَّقَتْ مَتَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ ط حَقًّا عَلَى

اور اللہ غالب حکمت والا ہے اور طلاق والیوں کے لیے بھی مناسب طور پر نان و نفقہ ہے یہ واجب ہے

السَّاقِيْنَ ﴿۲۴۱﴾ كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿۲۴۲﴾ أَلَمْ

پرہیزگاروں پر اللہ یونہی بیان کرتا ہے تمہارے لیے اپنی آیتیں کہ کہیں تمہیں سمجھ ہو اے محبوب کیا

تَرَى إِلَى الَّذِينَ خَرَجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ أُلُوفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ ص

تم نے نہ دیکھا تھا انہیں جو اپنے گھروں سے نکلے اور وہ ہزاروں تھے موت کے ڈر سے

فَقَالَ لَهُمْ اللَّهُ مُوتُوا قَفَّ شَمَّ أَحْيَاهُمْ ط إِنَّ اللَّهَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ

تو اللہ نے ان سے فرمایا مر جاؤ پھر انہیں زندہ فرما دیا بے شک اللہ لوگوں پر فضل کرنے والا ہے

وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ ﴿۲۴۳﴾ وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَاعْلَمُوا

مگر اکثر لوگ ناشکرے ہیں ۲۴۳ اور لڑو اللہ کی راہ میں ۲۴۴ اور جان لو

پہنچتا ہے کہ ان کو ادائے نماز سے غافل نہ ہونے دو اور نماز کی پابندی سے قلب کی اصلاح ہوتی ہے جس کے بغیر معاملات کا درست ہونا ممکنہ نہیں۔ ۲۴۵

حضرت امام ابوحنیفہ اور جمہور صحابہ رضی اللہ عنہم کا مذہب یہ ہے کہ اس سے نماز عصر مراد ہے اور احادیث بھی اس پر دلالت کرتی ہیں۔ ۲۴۶ اس سے نماز کے اندر

قیام کا فرض ہونا ثابت ہوا۔ ۲۴۷ اپنے اقارب کو ۲۴۸ ابتدائے اسلام میں بیوہ کی عدت ایک سال کی تھی اور ایک سال کامل وہ شوہر کے یہاں رہ کر نان و نفقہ

پانے کی مستحق ہوتی تھی پھر ایک سال کی عدت تو "يَتَوَبَّضْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا" سے منسوخ ہوئی جس میں بیوہ کی عدت چار ماہ دس دن مقرر

فرمائی گئی، اور سال بھر کا نفقہ آہستہ میراث سے منسوخ ہوا جس میں عورت کا حصہ شوہر کے ترکہ سے مقرر کیا گیا! لہذا اب اس وصیت کا حکم باقی نہ رہا۔ حکمت اس کی

یہ ہے کہ عرب کے لوگ اپنے مورث (یعنی مرنے والے) کی بیوہ کا لگنا یا غیر سے نکاح کرنا بالکل گوارا ہی نہ کرتے تھے اور اس کو عارض سمجھتے تھے اس لیے اگر ایک دم چار

ماہ دس روز کی عدت مقرر کی جاتی تو یہ ان پر بہت شاق ہوتی! لہذا بتدریج انہیں راہ پر لایا گیا۔ ۲۴۹ بنی اسرائیل کی ایک جماعت تھی جس کے بلاد (شہروں) میں

أَنَّ اللَّهَ سَبَّحَ عَلَيْهِمُ ﴿۲۳۳﴾ مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا

کہ اللہ سنتا جانتا ہے ہے کوئی جو اللہ کو قرض حسن دے ﴿۲۳۳﴾

فِيضِعْفَهُ لَهٗ أَضْعَافًا كَثِيرَةً ۖ وَاللَّهُ يَقْبِضُ وَيَبْصُطُ ۚ وَإِلَيْهِ

تو اللہ اس کے لیے بہت گنا بڑھا دے اور اللہ تنگی اور کشائش کرتا ہے ﴿۲۳۴﴾ اور تمہیں اسی کی طرف

تُرْجَعُونَ ﴿۲۳۵﴾ أَلَمْ تَرَ إِلَى الْبَلَاءِ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ مِنْ بَعْدِ مُوسَى ۖ

پھر جانا اے محبوب کیا تم نے نہ دیکھا بنی اسرائیل کے ایک گروہ کو جو موسیٰ کے بعد ہوا ﴿۲۳۵﴾

إِذْ قَالُوا لِنَبِيِّنَا لَئِمَّا أُنزِلَ إِلَيْنَا مِنْ رَبِّنَا نَسِئُكَ اللَّهُ ط قَالَ هَلْ

جب اپنے ایک پیغمبر سے بولے ہمارے لیے کھڑا کر دو ایک بادشاہ کہ ہم خدا کی راہ میں لڑیں نبی نے فرمایا کیا

عَسَيْتُمْ إِنْ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ أَلَّا تُقَاتِلُوا ط قَالُوا وَمَا لَنَا أَلَّا

تمہارے انداز ایسے ہیں کہ تم پر جہاد فرض کیا جائے تو پھر نہ کرو بولے ہمیں کیا ہوا کہ

نُقَاتِلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَقَدْ أُخْرِجْنَا مِنْ دِيَارِنَا وَأَبْنَا بِنَا ط فَلَمَّا

ہم اللہ کی راہ میں نہ لڑیں حالانکہ ہم نکالے گئے ہیں اپنے وطن اور اپنی اولاد سے ﴿۲۳۶﴾ تو پھر جب

طاعون ہوا تو وہ موت کے ڈر سے اپنی بستیاں چھوڑ بھاگے اور جنگل میں جا پڑے حکم الہی سب وہیں مر گئے! کچھ عرصہ کے بعد حضرت جوقیل علیہ السلام کی دعا

سے انہیں اللہ تعالیٰ نے زندہ فرمایا اور وہ مدتوں زندہ رہے۔ اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آدمی موت کے ڈر سے بھاگ کر جان نہیں بچا سکتا تو بھاگنا بیکار ہے جو

موت مقدر ہے وہ ضرور پہنچے گی بندے کو چاہیے کہ رضائے الہی پر راضی رہے، مجاہدین کو بھی سمجھنا چاہیے کہ جہاد سے بیٹھ رہنا موت کو دفع نہیں کر سکتا لہذا دل مضبوط

رکھنا چاہئے۔ ﴿۲۳۶﴾ اور موت سے نہ بھاگو جیسا بنی اسرائیل بھاگے تھے کیونکہ موت سے بھاگنا کام نہیں آتا۔ ﴿۲۳۷﴾ یعنی راہِ خدا میں اخلاص کے ساتھ خرچ کرے۔

راہِ خدا میں خرچ کرنے کو قرض سے تعبیر فرمایا یہ کمال لطف و کرم ہے بندہ اس کا بنایا ہوا اور بندے کا مال اس کا عطا فرمایا ہوا حقیقی مالک وہ اور بندہ اس کی عطا سے

مجازی ملک رکھتا ہے مگر قرض سے تعبیر فرمانے میں یہ دل نشین کرنا منظور ہے کہ جس طرح قرض دینے والا اطمینان رکھتا ہے کہ اس کا مال ضائع نہیں ہوا وہ اس کی

واپسی کا مستحق ہے ایسا ہی راہِ خدا میں خرچ کرنے والے کو اطمینان رکھنا چاہیے کہ وہ اس اتفاق کی جزا اطمینان پائے گا اور بہت زیادہ پائے گا۔ ﴿۲۳۷﴾ جس کے لیے

چاہے روزی تنگ کرے جس کے لیے چاہے وسیع فرمائے تنگی و فراخی اس کے قبضہ میں ہے اور وہ اپنی راہ میں خرچ کرنے والے سے وسعت کا وعدہ کرتا ہے۔

﴿۲۳۸﴾ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد جب بنی اسرائیل کی حالت خراب ہوئی اور انہوں نے عہد الہی کو فراموش کیا بت پرستی میں مبتلا ہوئے سرکشی اور بدافعالی

انتہا کو پہنچی ان پر قومِ جاہلوت مُسلط ہوئی جس کو عمارت کہتے ہیں کیونکہ جاہلوت عملی بن عادی اولاد سے ایک نہایت جاہر بادشاہ تھا اس کی قوم کے لوگ مصر و فلسطین

کے درمیان بحرِ روم کے ساحل پر رہتے تھے۔ انہوں نے بنی اسرائیل کے شہر چھین لیے آدمی گرفتار کیے طرح طرح کی سختیاں کیں، اس زمانہ میں کوئی نبی قوم بنی

اسرائیل میں موجود نہ تھے خاندانِ نبوت سے صرف ایک بی بی باقی رہی تھی جو حاملہ تھیں ان کے فرزند توتو (پیدا) ہوئے ان کا نام اشموئیل رکھا جب وہ بڑے ہوئے

تو انہیں علمِ توریت حاصل کرنے کے لیے بیٹھ المقدس میں ایک کبیر السن (بزرگ) عالم کے سپرد کیا وہ آپ کے ساتھ کمالِ شفقت کرتے اور آپ کو فرزند کہتے،

جب آپ سن بلوغ کو پہنچے تو ایک شب آپ اس عالم کے قریب آرام فرما رہے تھے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے اسی عالم کی آواز میں یا اشموئیل کہہ کر پکارا

آپ عالم کے پاس گئے اور فرمایا کہ آپ نے مجھے پکارا ہے؟ عالم نے بایں خیال کہ انکار کرنے سے کہیں آپ ڈر نہ جائیں یہ کہہ دیا کہ فرزند تم سو جاؤ! پھر دوبارہ

حضرت جبریل نے اسی طرح پکارا اور حضرت اشموئیل علیہ السلام عالم کے پاس گئے عالم نے کہا اسے فرزند اب اگر میں تمہیں پھر پکاروں تو تم جواب نہ دینا،



كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ تَوَلَّوْا إِلَّا قَلِيلًا مِنْهُمْ ط وَاللَّهُ عَلَيْهِمُ ۲۶۹

ان پر جہاد فرض کیا گیا منہ پھیر گئے مگر ان میں کے تھوڑے ۲۶۹ اور اللہ خوب جانتا ہے

بِالظَّالِمِينَ ﴿۲۷۰﴾ وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ اللَّهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوتَ

ظالموں کو اور ان سے ان کے نبی نے فرمایا بے شک اللہ نے طالوت کو تمہارا بادشاہ بنا کر

مَلِكًا ط قَالُوا أَنَّى يَكُونُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ أَحَقُّ بِالْمُلْكِ

بھیجا ہے ۲۷۰ بولے اسے ہم پر بادشاہی کیونکر ہوگی ۲۷۰ اور ہم اس سے زیادہ سلطنت کے مستحق

مِنْهُ وَلَمْ يُوْتِ سَعَةً مِنَ الْمَالِ ط قَالَ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَاهُ عَلَيْكُمْ وَ

ہیں اور اسے مال میں بھی وسعت نہیں دی گئی ۲۷۰ فرمایا اسے اللہ نے تم پر چن لیا ۲۷۰ اور

زَادَهُ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ ط وَاللَّهُ يُؤْتِي مُلْكَهُ مَنْ يَشَاءُ ط وَ

اسے علم اور جسم میں کشادگی زیادہ دی ۲۷۰ اور اللہ اپنا ملک جسے چاہے دے ۲۷۰ اور

اللَّهُ وَاسِعٌ عَلَيْهِمُ ﴿۲۷۱﴾ وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ آيَةَ مُلْكِهِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ

اللہ وسعت والا علم والا ہے ۲۷۱ اور ان سے ان کے نبی نے فرمایا اس کی بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ آئے تمہارے پاس

التَّابُوتُ فِيهِ سَكِينَةٌ مِّنْ رَبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ آلُ مُوسَىٰ وَآلُ

تابوت ۲۷۱ جس میں تمہارے رب کی طرف سے دلوں کا چین ہے اور کچھ بچی ہوئی چیزیں ہیں معزز موسیٰ اور معزز

تیسری مرتبہ میں حضرت جبریل علیہ السلام ظاہر ہو گئے اور انہوں نے بشارت دی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبوت کا منصب عطا فرمایا آپ اپنی قوم کی طرف جائیے

اور اپنے رب کے احکام پہنچائیے جب آپ قوم کی طرف تشریف لائے انہوں نے تکذیب کی اور کہا کہ آپ اتنی جلدی نبی بن گئے! اچھا اگر آپ نبی ہیں تو ہمارے

لیے ایک بادشاہ قائم کیجئے۔ (خازن وغیرہ) ۲۶۹ کہ قوم جالوت نے ہماری قوم کے لوگوں کو ان کے وطن سے نکالا ان کی اولاد کو قتل و غارت کیا چار سو چالیس شاہی

خاندان کے فرزندوں کو گرفتار کیا جب حالت یہاں تک پہنچ چکی تو اب ہمیں جہاد سے کیا چیز مانع ہو سکتی ہے؟ تب نبی اللہ کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے ان کی

درخواست قبول فرمائی اور ان کے لیے ایک بادشاہ مقرر کیا اور جہاد فرض فرمایا (خازن) ۲۶۹ جن کی تعداد اہل بدر کے برابر تین سو تیرہ تھی۔ ۲۶۹ ”طالوت“

پنیا مین بن حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد سے ہیں آپ کا نام طول قامت کی وجہ سے طالوت ہے، حضرت اشموئیل علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک

عصا ملاتا تھا اور بتایا گیا تھا کہ جو شخص تمہاری قوم کا بادشاہ ہوگا اس کا قد اس عصا کے برابر ہوگا! آپ نے اس عصا سے طالوت کا قد ناپ کر فرمایا کہ میں تم کو حکم الہی بنی

اسرائیل کا بادشاہ مقرر کرتا ہوں! اور بنی اسرائیل سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے طالوت کو تمہارا بادشاہ بنا کر بھیجا ہے۔ (خازن وحمل) ۲۶۹ بنی اسرائیل کے سرداروں

نے اپنے نبی حضرت اشموئیل علیہ السلام سے کہا کہ نبوت تو لاؤ ی بن یعقوب علیہ السلام کی اولاد میں چلی آتی ہے اور سلطنت یہود بن یعقوب کی اولاد میں، اور

طالوت ان دونوں خاندانوں میں سے نہیں ہیں تو بادشاہ کیسے ہو سکتے ہیں۔ ۲۶۹ وہ غریب شخص ہیں بادشاہ کو صاحب مال ہونا چاہیے ۲۶۹ یعنی سلطنت ورثہ نہیں کہ

کسی نسل و خاندان کے ساتھ خاص ہو یہ محض فضل الہی پر ہے۔ اس میں شیعہ کا رد ہے جن کا اعتقاد یہ ہے کہ امامت وراثت ہے۔ ۲۶۹ یعنی ”نسل و دولت“ پر

سلطنت کا استحقاق نہیں ”علم و قوت“، سلطنت کے لئے بڑے معین ہیں۔ اور طالوت اس زمانہ میں تمام بنی اسرائیل سے زیادہ علم رکھتے تھے اور سب سے جسم اور توانا

تھے۔ ۲۶۹ اس میں وراثت کو کچھ دخل نہیں۔ ۲۶۹ جسے چاہئے غنی کر دے اور وسعت مال عطا فرما دے۔ اس کے بعد بنی اسرائیل نے حضرت اشموئیل علیہ السلام سے

عرض کیا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے انہیں سلطنت کے لیے مقرر فرمایا ہے تو اس کی نشانی کیا ہے۔ (خازن ومدارک) ۲۶۹ یہ تابوت شہ شادی لکڑی کا ایک زراوند (سونے کا

هُرُونَ تَحِيلُهُ الْمَلِكَةُ ط إِنَّ فِي ذَلِكَ لآيَةً لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ

ہارون کے ترکہ کی اٹھاتے لائیں گے اسے فرشتے بے شک اس میں بڑی نشانی ہے تمہارے لیے اگر

مُؤْمِنِينَ ع فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوتُ بِالْجُنُودِ ل قَالَ إِنَّ اللَّهَ مُبْتَلِيكُمْ

ایمان رکھتے ہو پھر جب طالوت لشکروں کو لے کر شہر سے جدا ہوا ۵۵:۵۰ بولا بے شک اللہ تمہیں ایک نہر سے

بِنَهْرٍ ج فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّي ج وَمَنْ لَّمْ يَطْعَمْهُ فَإِنَّهُ مِنِّي

آزمانے والا ہے تو جو اس کا پانی پئے وہ میرا نہیں اور جو نہ پیے وہ میرا ہے

إِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةً بِيَدِهِ ج فَشَرِبُوا مِنْهُ إِلَّا قَلِيلًا مِّنْهُمْ ط فَلَمَّا

مگر وہ جو ایک چلو اپنے ہاتھ سے لے لے ۵۵:۵۱ تو سب نے اس سے پیا مگر تھوڑوں نے ۵۵:۵۲ پھر جب

جَاوَزَهُ هُوَ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ ل قَالُوا لَا طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوتَ

طالوت اور اس کے ساتھ کے مسلمان نہر کے پار گئے بولے ہم میں آج طاقت نہیں جالوت

کام کیا ہوا) صندوق تھاجس کا طول تین ہاتھ کا اور عرض دو ہاتھ کا تھا اس کو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام پر نازل فرمایا تھا اس میں تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تصویریں تھیں ان کے مساکن و مکانات کی تصویریں تھیں اور آخر میں حضور سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی اور حضور کی دولت سرائے اقدس کی تصویر ایک یا قوت سرخ میں تھی کہ حضور بحالت نماز قیام میں ہیں اور گرد آپ کے آپ کے اصحاب حضرت آدم علیہ السلام نے ان تمام تصویروں کو دیکھا، یہ صندوق وراثت منتقل ہوتا ہوا حضرت موسیٰ علیہ السلام تک پہنچا آپ اس میں توریث بھی رکھتے تھے اور اپنا مخصوص سامان بھی چنانچہ اس تابوت میں الواح توریث کے ٹکڑے بھی تھے اور حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عصا اور آپ کے کپڑے اور آپ کی نعلین شریفین اور حضرت ہارون علیہ السلام کا عصا اور تھوڑا سا ”من“ جو بنی اسرائیل پر نازل ہوتا تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام جنگ کے موقعوں پر اس صندوق کو آگے رکھتے تھے اس سے بنی اسرائیل کے دلوں کو تسکین رہتی تھی۔ آپ کے بعد یہ تابوت بنی اسرائیل میں مٹھو ارث (بطور وراثت منتقل) ہوتا چلا آیا جب انہیں کوئی مشکل درپیش ہوتی وہ اس تابوت کو سامنے رکھ کر دعائیں کرتے اور کامیاب ہوتے دشمنوں کے مقابلہ میں اس کی برکت سے فتح پاتے، جب بنی اسرائیل کی حالت خراب ہوئی اور ان کی بد عملی بہت بڑھ گئی اور اللہ تعالیٰ نے ان پر عذاب مسلط کیا تو وہ ان سے تابوت چھین کر لے گئے اور اس کو جس اور گندے مقامات میں رکھا اور اس کی بے حرمتی کی اور ان گستاخیوں کی وجہ سے وہ طرح طرح کے امراض و مصائب میں مبتلا ہوئے ان کی پانچ بستیاں ہلاک ہوئیں اور انہیں یقین ہوا کہ تابوت کی اہانت ان کی بربادی کا باعث ہے تو انہوں نے تابوت ایک بیل گاڑی پر رکھ کر بیلوں کو چھوڑ دیا اور فرشتے اس کو بنی اسرائیل کے سامنے طالوت کے پاس لائے اور اس تابوت کا آنا بنی اسرائیل کے لیے طالوت کی بادشاہی کی نشانی قرار دیا گیا تھا بنی اسرائیل یہ دیکھ کر اس کی بادشاہی کے مقرر ہونے اور بے درنگ جہاد کے لیے آمادہ ہو گئے کیونکہ تابوت پا کر انہیں اپنی فتح کا یقین ہو گیا، طالوت نے بنی اسرائیل میں سے ستر ہزار جوان منتخب کیے جن میں حضرت داؤد علیہ السلام بھی تھے۔ (جلالین وحمل وغازن و مدارک وغیرہ) فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کے بزرگوں کے شہر کات کا اعزاز و احترام لازم ہے ان کی برکت سے دعائیں قبول ہوتی اور حاجتیں روا ہوتی ہیں اور تبرکات کی بے حرمتی گمراہوں کا طریقہ اور بربادی کا سبب ہے۔ فائدہ: تابوت میں انبیاء کی جو تصویریں تھیں وہ کسی آدمی کی بنائی ہوئی نہ تھیں اللہ کی طرف سے آئی تھیں۔ ۵۵:۵۳ یعنی بیٹے المنشدس سے دشمن کی طرف روانہ ہوا وہ وقت نہایت ہمدت کی گرمی کا تھا لشکریوں نے طالوت سے اس کی شکایت کی اور پانی کے طلبگار ہوئے ۵۵:۵۴ یہ امتحان مقرر فرمایا گیا تھا کہ شدت تشنگی کے وقت جو اطاعت حکم پر مستقل رہا وہ آئندہ بھی مستقل رہے گا اور سختیوں کا مقابلہ کر سکے گا اور جو اس وقت اپنی خواہش سے مغلوب ہوا اور نافرمانی کرے وہ آئندہ سختیوں کو کیا برداشت کرے گا۔ ۵۵:۵۵ جن کی تعداد تین سو تیرہ تھی انہوں نے صبر کیا اور ایک چلو ان کے اور ان کے جانوروں کے لیے کافی ہو گیا اور ان کے قلب و ایمان کو قوت ہوئی اور نہر سے سلامت گذر گئے، اور جنہوں نے خوب بیا تھا ان کے ہونٹ سیاہ ہو گئے تشنگی اور بڑھ گئی اور ہمت ہار گئے۔

وَجُنُودَهُ ۱۰ قَالَ الَّذِينَ يَظُنُّونَ أَنَّهُمْ مُلِقُوا اللَّهَ لَأَكْفُرَنَّ مِنْكُمْ فِتْنَةٌ

اور اس کے لشکروں کی بولے وہ جنہیں اللہ سے ملنے کا یقین تھا کہ بارہا کم

قَلِيلَةً غَلَبَتْ فِتْنَةٌ كَثِيرَةٌ بِإِذْنِ اللَّهِ ۱۱ وَاللَّهُ مَعَ الصَّابِرِينَ ۱۲ وَلَمَّا

جماعت غالب آئی ہے زیادہ گروہ پر اللہ کے حکم سے اور اللہ صابروں کے ساتھ ہے ۱۱ پھر جب

بَرَزُوا لِلْجَالُوتِ وَجُنُودَهُ قَالُوا رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَثَبِّتْ

سامنے آئے جالوت اور اس کے لشکروں کے عرض کی اے رب ہمارے ہم پر صبر انڈیل دے اور ہمارے

أَقْدَامَنَا وَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ۱۳ فَهَزَمُوهُمْ بِإِذْنِ

پاؤں مجھے رکھ اور کافر لوگوں پر ہماری مدد کر تو انہوں نے ان کو بھگا دیا اللہ کے

اللهِ ۱۴ وَقَتَلَ دَاوُدُ جَالُوتَ وَاتَّهَى اللَّهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَهُ

حکم سے اور قتل کیا داود نے جالوت کو ۱۴ اور اللہ نے اسے سلطنت اور حکمت عطا فرمائی اور اسے جو

مِمَّا يَشَاءُ ۱۵ وَلَوْ لَا دَفَعُ اللَّهُ النَّاسَ بَعْضَهُم بِبَعْضٍ لَفَسَدَتِ

جہاں سکھایا ۱۵ اور اگر اللہ لوگوں میں بعض سے بعض کو دفع نہ کرے ۱۵ تو ضرور زمین

الْأَرْضُ وَلَكِنَّ اللَّهَ ذُو فَضْلٍ عَلَى الْعَالَمِينَ ۱۶ تِلْكَ آيَاتُ اللَّهِ نَتْلُوهَا

تباہ ہو جائے مگر اللہ سارے جہان پر فضل کرنے والا ہے یہ اللہ کی آیتیں ہیں کہ ہم اے محبوب

عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۱۷ وَإِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ۱۸

تم پر ٹھیک ٹھیک پڑھتے ہیں اور تم بے شک رسولوں میں ہو

۱۵ ان کی مدد فرماتا ہے اور اسی کی مدد کام آتی ہے۔ ۱۶ حضرت داود علیہ السلام کے والد ”ایشا“ طالوت کے لشکر میں تھے اور ان کے ساتھ ان کے تمام فرزند بھی حضرت

داود علیہ السلام ان سب میں چھوٹے تھے بیمار تھے رنگ زرد تھا بکریاں چراتے تھے، جب جالوت نے بنی اسرائیل سے مقابلہ طلب کیا وہ اس کی قوت جسامت دیکھ کر

گھبرائے کیونکہ وہ بڑا جاہل قوی شہرور عظیم الجثہ (بڑے اور موٹے جسم والا) قد آور تھا، طالوت نے اپنے لشکر میں اعلان کیا کہ جو شخص جالوت کو قتل کرے میں اپنی بیٹی اس کے نکاح

میں دوں گا اور نصف ملک اس کو دوں گا مگر کسی نے اس کا جواب نہ دیا تو طالوت نے اپنے نبی حضرت اشمویل علیہ السلام سے عرض کیا کہ بارگاہ الہی میں دعا کریں، آپ نے

دعا کی تو بتایا گیا کہ حضرت داود علیہ السلام جالوت کو قتل کریں گے، طالوت نے آپ سے عرض کیا کہ اگر آپ جالوت کو قتل کریں تو میں اپنی لڑکی آپ کے نکاح میں دوں اور

نصف ملک پیش کروں! آپ نے قبول فرمایا اور جالوت کی طرف روانہ ہو گئے صفِ قتال قائم ہوئی اور حضرت داود علیہ السلام دست مبارک میں فلاخن (پتھر پھینکنے کا آلہ)

لے کر مقابلہ ہوئے، جالوت کے دل میں آپ کو دیکھ کر دہشت پیدا ہوئی مگر اس نے باتیں بہت منکسر نہ کیں اور آپ کو اپنی قوت سے مرعوب کرنا چاہا آپ نے فلاخن

میں پتھر رکھ کر مارا وہ اس کی پیشانی کو توڑ کر پیچھے سے نکل گیا اور جالوت مر کر گیا حضرت داود علیہ السلام نے اس کو لاکر طالوت کے سامنے ڈال دیا، تمام بنی اسرائیل خوش

ہوئے اور طالوت نے حضرت داود علیہ السلام کو حسب وعدہ نصف ملک دیا اور اپنی بیٹی کا آپ کے ساتھ نکاح کر دیا، ایک مدت کے بعد طالوت نے وفات پائی تمام ملک پر

حضرت داود علیہ السلام کی سلطنت ہوئی۔ (جمل وغیرہ) ۱۷ حکمت سے نبوت مراد ہے۔ ۱۸ جیسے کہ زرہ بنانا اور جانوروں کا کلام سمجھنا۔ ۱۹ یعنی اللہ تعالیٰ



## تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ مِّنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللَّهُ وَرَفَعَ

یہ آیت رسول ہیں کہ ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر افضل کیا **۱۵۱** ان میں کسی سے اللہ نے کلام فرمایا **۱۵۲** اور کوئی وہ ہے

## بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ ۖ وَآتَيْنَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنَاتِ وَأَيَّدْنَاهُ بِرُوحِ

جسے سب پر درجوں بلند کیا **۱۵۳** اور ہم نے مریم کے بیٹے عیسیٰ کو کھلی نشانیاں دیں **۱۵۴** اور پاکیزہ روح سے

## الْقُدُسِ ۖ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا اقْتَتَلَ الَّذِينَ مِنِّي بَعْدِهِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا

اس کی مدد کی **۱۵۵** اور اللہ چاہتا تو ان کے بعد والے آپس میں نہ لڑتے بعد اس کے کہ

## جَاءَتْهُمْ الْبَيِّنَاتُ وَلَكِنِ اخْتَلَفُوا فَمِنْهُمْ مَّنْ آمَنَ وَمِنْهُمْ مَّنْ كَفَرَ ۖ

ان کے پاس کھلی نشانیاں آچکیں **۱۵۶** لیکن وہ تو مختلف ہو گئے ان میں کوئی ایمان پر رہا اور کوئی کافر ہو گیا **۱۵۷**

## وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا اقْتَتَلُوا ۚ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيدُ ۚ يَا أَيُّهَا

اور اللہ چاہتا تو وہ نہ لڑتے مگر اللہ جو چاہے کرے **۱۵۸** اے

نبیوں کے صدقہ میں دوسروں کی بلائیں بھی دفع فرماتا ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ایک صالح مسلمان کی برکت سے اس کے پڑوس کے گوگر والوں کی بلا دفع فرماتا ہے۔ سبحان اللہ نبیوں کا قرب بھی فائدہ پہنچاتا ہے۔ (خازن) **۱۵۱** یہ حضرات جن کا ذکر ماسبق (گزشتہ آیات) میں اور خاص آیت ”إِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ“ میں فرمایا گیا۔ **۱۵۲** اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام کے مراتب جدا گانہ ہیں، بعض حضرات سے بعض افضل ہیں اگرچہ نبوت میں کوئی تفرقہ نہیں، وصف نبوت میں سب شریک یک (مگر برابر کے شریک) ہیں مگر خصائص و کمالات میں درجے متفاوت (الگ الگ) ہیں، یہی آیت کا مضمون ہے اور اسی پر تمام امت کا اجماع ہے۔ (خازن و مدارک) **۱۵۳** یعنی بے واسطہ جیسے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو طور پر کلام سے مشرف فرمایا اور سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج میں۔ (جمل) **۱۵۴** وہ حضور پر نور سید انبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہ آپ کو بدرجات کثیرہ تمام انبیاء علیہم السلام پر افضل کیا۔ اس پر تمام امت کا اجماع ہے اور کثرت احادیث سے ثابت ہے۔ آیت میں حضور کی اس رفعت مرتبت کا بیان فرمایا گیا اور نام مبارک کی تصریح (وضاحت) نہ کی گئی۔ اس سے بھی حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلو نشان (مراتب کی بلندی) کا اظہار مقصود ہے کہ ذات والا کی یہ شان ہے کہ جب تمام انبیاء پر فضیلت کا بیان کیا جائے تو سوائے ذات اقدس کے یہ وصف کسی پر صادق ہی نہ آئے اور کوئی اشتباہ راہ نہ پاسکے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وہ خصائص و کمالات جن میں آپ تمام انبیاء پر فائق و افضل ہیں اور آپ کا کوئی شریک نہیں، بے شمار ہیں کہ قرآن کریم میں یہ ارشاد ہوا: ”درجوں بلند کیا۔“ ان درجوں کی کوئی شمار قرآن کریم میں ذکر نہیں فرمائی، تو اب کون حد لگا سکتا ہے۔ ان بے شمار خصائص میں سے بعض کا اجمالی و مختصر بیان یہ ہے کہ آپ کی رسالت عامہ ہے، تمام کائنات آپ کی امت ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا“، دوسری آیت میں فرمایا: ”لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا“، مسلم شریف کی حدیث میں ارشاد ہوا: ”أُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلَائِقِ كَافَّةً“ اور آپ پر نبوت ختم کی گئی۔ قرآن پاک میں آپ کو خاتم النبیین فرمایا۔ حدیث شریف میں ارشاد ہوا: ”خُتِمَ بِسَيِّدِ النَّبِيِّينَ“ آیات بینات و معجزات باہرات میں آپ کو تمام انبیاء پر افضل فرمایا گیا، آپ کی امت کو تمام امتوں پر افضل کیا گیا، شفاعت کبریٰ آپ کو مرحمت ہوئی، قرب خاص معراج آپ کو ملا، علمی و عملی کمالات میں آپ کو سب سے اعلیٰ کیا اور اس کے علاوہ بے انتہا خصائص آپ کو عطا ہوئے۔ (مدارک، جمل، خازن، بیضاوی وغیرہ) **۱۵۵** جیسے مردے کو زندہ کرنا، بیماروں کو تندرست کرنا، مٹی سے پرند بنانا، غیب کی خبریں دینا وغیرہ۔ **۱۵۶** یعنی جبریل علیہ السلام سے جو ہمیشہ آپ کے ساتھ رہتے تھے۔ **۱۵۷** یعنی انبیاء علیہم السلام کے معجزات۔ **۱۵۸** یعنی انبیاء سابقین کی امتیں بھی ایمان و کفر میں مختلف رہیں یہ نہ ہوا کہ تمام امت مطیع ہو جاتی۔ **۱۵۹** اس کے ملک میں اس کی مشیت کے خلاف کچھ نہیں ہو سکتا اور یہی خدا کی شان ہے۔

الَّذِينَ آمَنُوا أَنْفَقُوا مِمَّا رَزَقْنَكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ يَوْمًا لَا بَيْعَ

ایمان والو اللہ کی راہ میں ہمارے دیئے میں سے خرچ کرو وہ دن آنے سے پہلے جس میں نہ خرید وخت

فِيهِ وَلَا خُلَّةٌ وَلَا شَفَاعَةٌ ۖ وَالْكَافِرُونَ هُمُ الظَّالِمُونَ ﴿۲۵۲﴾ اللَّهُ لَا

ہے نہ کافروں کے لیے دوستی نہ شفاعت اور کافر خود ہی ظالم ہیں ۲۵۲ اللہ ہے جس

إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ ۚ لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ ۚ لَهٗ مَا فِي

کے سوا کوئی معبود نہیں ۲۵۲ وہ آپ زندہ اور اوروں کا قائم رکھنے والا ۲۵۲ اسے نہ اونگھ آئے نہ نیند ۲۵۲ اسی کا ہے جو کچھ

السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۗ مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ ۗ

آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ۲۵۲ وہ کون ہے جو اس کے یہاں سفارش کرے بے اس کے حکم کے ۲۵۲

يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ

جانتا ہے جو کچھ ان کے آگے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ۲۵۲ اور وہ نہیں پاتے اس کے علم میں سے

إِلَّا بِمَا شَاءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ ۖ وَلَا يَئُودُهُ

مگر جتنا وہ چاہے ۲۵۲ اس کی کرسی میں سمائے ہوئے ہیں آسمان اور زمین ۲۵۲ اور اسے بھاری نہیں

حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ ﴿۲۵۳﴾ لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ ۚ قَدْ تَبَيَّنَ

ان کی نگہبانی اور وہی ہے بلند بڑائی والا ۲۵۳ کچھ زبردستی نہیں دین میں ۲۵۳ بے شک خوب جدا ہو گئی ہے

۲۵۲ کہ انہوں نے زندگانی دنیا میں روز حجت یعنی قیامت کے لئے کچھ نہ کیا۔ ۲۵۲ اس میں اللہ تعالیٰ کی اَلْوَيْت اور اس کی توحید کا بیان ہے۔ اس آیت کو

آیت الکرسی کہتے ہیں، احادیث میں اس کی بہت فضیلتیں وارد ہیں۔ ۲۵۲ یعنی واجب الوجود اور عالم کا ایجاد کرنے اور تدبیر فرمانے والا۔ ۲۵۲ کیونکہ یہ نقص ہے

اور وہ نقص وعیب سے پاک۔ ۲۵۲ اس میں اس کی مالکیت اور نفاذ امر و تصرف کا بیان ہے اور نہایت لطیف پیرایہ میں ردِ شرک ہے کہ جب سارا جہان اس کی

ملک ہے تو شریک کون ہو سکتا ہے! مشرکین یا تو کواکب کو پوجتے ہیں جو آسمانوں میں ہیں یا دریاؤں، پہاڑوں، پتھروں، درختوں، جانوروں، آگ وغیرہ کو جو

زمین میں ہیں۔ جب آسمان و زمین کی ہر چیز اللہ کی ملک ہے تو یہ کیسے پوجنے کے قابل ہو سکتے ہیں۔ ۲۵۲ اس میں مشرکین کا رد ہے جن کا گمان تھا کہ بت شفاعت

کریں گے، انہیں بتا دیا گیا کہ کفار کے لیے شفاعت نہیں۔ اللہ کے حضور مازونین (اجازت یافتہ لوگوں) کے سوا کوئی شفاعت نہیں کر سکتا اور اذن والے انبیاء و

ملائکہ و مؤمنین ہیں۔ ۲۵۲ یعنی ماقبل و مابعد یا امور دنیا و آخرت۔ ۲۵۲ اور جن کو وہ مطلع فرمائے وہ انبیاء و رسل ہیں جن کو غیب پر مطلع فرمانا ان کی نبوت کی دلیل

ہے۔ دوسری آیت میں ارشاد فرمایا: "فَلَا يُظْهِرُ عَلٰی غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنْ ارْتَضٰ مِنْ رَّسُولٍ" (خازن) ۲۵۲ اس میں اس کی عظمت شان کا اظہار ہے اور کرسی

سے یاعلم و قدرت مراد ہے یا عرش یا وہ جو عرش کے نیچے اور ساتوں آسمانوں کے اوپر ہے اور ممکن ہے کہ یہ وہی ہو جو "فَلَنْكُ الْبُرُوجِ" کے نام سے مشہور ہے۔

۲۵۲ اس آیت میں الہیات کے اعلیٰ مسائل کا بیان ہے اور اس سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ موجود ہے، الہیت میں واحد ہے، حیات کے ساتھ متصف ہے، واجب

الوجود اپنے ماسوا کا موجد ہے، تمیز و حلول سے منزہ اور تغیر اور فتور سے مبرا ہے، نہ کسی کو اس سے مشابہت، نہ عوارض مخلوق کو اس تک رسائی، ملک و ملکوت کا مالک،

اصول و فروع کا مبدع، قوی گرفت والا، جس کے حضور سوائے مازون (اجازت یافتہ) کے کوئی شفاعت کے لیے لب نہ بلا سکے، تمام اشیاء کا جاننے والا،

جلی (ظاہر) کا بھی اور خفی کا بھی، کلی کا بھی اور جزئی کا بھی، واسع المملک و القدرۃ، ادراک و وہم و ہم سے برتر و بالا۔ ۲۵۲ صفات الہیہ کے بعد "لَا اِكْرَاهَ"

الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۚ فَسَنَ يَكْفُرُ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِنُ بِاللَّهِ فَقَدِ

تیک راہ گمراہی سے تو جو شیطان کو نہ مانے اور اللہ پر ایمان لائے ۵۲۳ اس نے

اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ لَا انْفِصَامَ لَهَا ۗ وَاللَّهُ سَبِيْعٌ عَلِيمٌ ﴿۲۵۱﴾

بڑی محکم گرہ تھامی جسے کبھی کھلنا نہیں اور اللہ سنتا جانتا ہے

اللَّهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا لَا يُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ۗ

اللہ والی ہے مسلمانوں کا انہیں اندھیروں سے ۵۲۴ نور کی طرف نکالتا ہے

وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَوْلِيَاهُمُ الطَّاغُوتُ لَا يُخْرِجُونَهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى

اور کافروں کے حمایتی شیطان ہیں وہ انہیں نور سے اندھیروں کی طرف

الظُّلُمَاتِ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۗ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿۲۵۲﴾ أَلَمْ تَرَ إِلَى

نکالتے ہیں یہی لوگ دوزخ والے ہیں انہیں ہمیشہ اس میں رہنا اے محبوب کیا تم نے نہ دیکھا تھا

الَّذِي حَاجَّ اِبْرٰهٖمَ فِى رَبِّهٖ اَنْ اِنَّهٗ اللّٰهُ الْمَلِكُ ۗ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ

اسے جو ابراہیم سے جھگڑا اس کے رب کے بارے میں اس پر ۵۲۵ کہ اللہ نے اسے بادشاہی دی ۵۲۶ جب کہ ابراہیم نے کہا کہ

رَبِّى الَّذِى يُحٰى وَيُؤْتِى قَالَ اَنَا اُحٰى وَاُمِيتُ ۗ قَالَ اِبْرٰهٖمُ

میرا رب وہ ہے کہ جلاتا اور مارتا ہے ۵۲۷ بولا میں جلاتا اور مارتا ہوں ۵۲۸ ابراہیم نے فرمایا

فِى الَّذِیْنَ ۚ فَرَمَانِے مِیْنِ یَہِ اِشْعَارِ (بتا دینا) ہے کہ اب عاقل کے لیے قبول حق میں تا مل کی کوئی وجہ باقی نہ رہی۔ ۵۲۳ اس میں اشارہ ہے کہ کافر کے لیے اول

اپنے کفر سے توبہ و بیزاری ضرور ہے، اس کے بعد ایمان لانا صحیح ہوتا ہے۔ ۵۲۴ کفر و ضلالت کی، ایمان و ہدایت کی روشنی اور ۵۲۵ غرور و تکبر پر۔ ۵۲۶ اور تمام

زمین کی سلطنت عطا فرمائی، اس پر اس نے بجائے شکر و طاعت کے تکبر و تجبر کیا اور ربوبیت کا دعویٰ کرنے لگا۔ اس کا نام نمرود بن کنعان تھا۔ سب سے پہلے سر پر تاج

رکھنے والا یہی ہے۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کو خدا پرستی کی دعوت دی، خواہ آگ میں ڈالے جانے سے قبل یا اس کے بعد تو وہ کہنے لگا کہ تمہارا رب

کون ہے جس کی طرف تم ہمیں بلا تے ہو؟ ۵۲۷ یعنی اجسام میں موت و حیات پیدا کرتا ہے۔ ایک خدا شناس کے لیے یہ بہترین ہدایت تھی اور اس میں بتایا گیا تھا

کہ خود تیری زندگی اس کے وجود کی شاہد ہے کہ تو ایک بے جان نطفہ تھا، جس (ذات) نے اس کو انسانی صورت دی اور حیات عطا فرمائی وہ رب ہے اور زندگی کے بعد

پھر زندہ اجسام کو جو موت دیتا ہے وہ پروردگار ہے، اس کی قدرت کی شہادت خود تیری اپنی موت و حیات میں موجود ہے، اس کے وجود سے بے خبر رہنا کمال جہالت و

سفاہت (بے وقوفی) اور انتہائی بد نصیبی ہے۔ یہ دلیل ایسی زبردست تھی کہ اس کا جواب نمرود سے بن نہ پڑا اور اس خیال سے کہ مجمع کے سامنے اس کو لا جواب اور

شرمندہ ہونا پڑتا ہے اس نے کج بحثی (فضول تکرار) اختیار کی۔ ۵۲۸ نمرود نے دو شخصوں کو بلایا، ان میں سے ایک کو قتل کیا، ایک کو چھوڑ دیا اور کہنے لگا کہ میں بھی

جلا تا مارتا ہوں، یعنی کسی کو گرفتار کر کے چھوڑ دینا اس کو جلاتا ہے، یہ اس کی نہایت احمقانہ بات تھی، کہاں قتل کرنا اور چھوڑنا اور کہاں موت و حیات پیدا کرنا! قتل کیے

ہوئے شخص کو زندہ کرنے سے عاجز رہنا اور بجائے اس کے زندہ کے چھوڑنے کو جلاتا کہنا ہی اس کی ذلت کے لیے کافی تھا۔ عقلاء پر اسی سے ظاہر ہو گیا کہ جو حجت

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قائم فرمائی وہ قاطع ہے اور اس کا جواب ممکن نہیں، لیکن چونکہ نمرود کے جواب میں شان دعویٰ پیدا ہو گئی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام

نے اس پر مناظرانہ گرفت فرمائی کہ موت و حیات کا پیدا کرنا تو تیرے مقدر (اختیار) میں نہیں، اے ربوبیت کے جھوٹے مدعی! تو اس سے پہل (آسان) کام ہی کر



فَإِنَّ اللَّهَ يَأْتِي بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَأْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ

تو اللہ سورج کو لاتا ہے پورب (مشرق) سے تو اس کو پچھم (مغرب) سے لے آوے گا تو ہوش اڑ گئے

الَّذِي كَفَرَ ۗ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ﴿۲۵۸﴾ أَوْ كَالَّذِي مَرَّ عَلَى

کافر کے اور اللہ راہ نہیں دکھاتا ظالموں کو یا اس کی طرح جو گزرا

قَرِيَةً وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَى عُرُوشِهَا ۚ قَالَ أَنَّى يُحْيِي هَذِهِ اللَّهُ بَعْدَ

ایک بستی پر ۲۵۷ اور وہ ڈھسی (گری) پڑی تھی اپنی چھتوں پر ۲۵۸ بولا اسے کیونکر جلائے گا اللہ اس کی

دکھا جو ایک متحرک جسم کی حرکت کا بدلنا ہے۔ ۲۵۷ یہ بھی نہ کر سکے تو ربوبیت کا دعویٰ کسی منہ سے کرتا ہے! مسئلہ: اس آیت سے علم کلام میں مناظرہ کرنے کا ثبوت ہوتا ہے۔ ۲۵۸ بقول اکثر یہ واقعہ حضرت عزیر علیہ السلام کا ہے اور بستی سے بَیْتُ الْمَقْدِسِ مراد ہے۔ جب بخت نصر بادشاہ نے بَیْتُ الْمَقْدِسِ کو ویران کیا اور بنی اسرائیل کو قتل کیا، گرفتار کیا، تباہ کر ڈالا، پھر حضرت عزیر علیہ السلام وہاں گزرے، آپ کے ساتھ ایک برتن کھجور اور ایک پیالہ انگور کا رس تھا اور آپ ایک دراز گوش پر سوار تھے تمام بستی میں پھرے کسی شخص کو وہاں نہ پایا۔ بستی کی عمارتوں کو منہدم دیکھا تو آپ نے براہ تعجب کہا: ”أَنَّى يُحْيِي هَذِهِ اللَّهُ بَعْدَ مَوْتِهَا“ (اسے کیونکر جلائے گا اللہ اس کی موت کے بعد!) اور آپ نے اپنی سواری کے حمار کو وہاں باندھ دیا اور آپ نے آرام فرمایا، اسی حالت میں آپ کی روح قبض کر لی گئی اور گدھا بھی مر گیا۔ یہ صبح کے وقت کا واقعہ ہے، اس سے ستر برس بعد اللہ تعالیٰ نے شاہان فارس میں سے ایک بادشاہ کو مسلط کیا اور وہ اپنی فوجیں لے کر بیت المقدس پہنچا اور اس کو پہلے سے بھی بہتر طریقہ پر آباد کیا اور بنی اسرائیل میں سے جو لوگ باقی رہے تھے اللہ تعالیٰ انہیں پھر یہاں لایا اور وہ بیت المقدس اور اس کے نواح میں آباد ہوئے اور ان کی تعداد بڑھتی رہی اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عزیر علیہ السلام کو دنیا کی آنکھوں سے پوشیدہ رکھا اور کوئی آپ کو نہ دیکھ سکا۔ جب آپ کی وفات کو سو برس گزر گئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو زندہ کیا، پہلے آنکھوں میں جان آئی، ابھی تک تمام جسم مردہ تھا، وہ آپ کے دیکھتے دیکھتے زندہ کیا گیا۔ یہ واقعہ شام کے وقت غروب آفتاب کے قریب ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم یہاں کتنے دن ٹھہرے؟ آپ نے اندازہ سے عرض کیا کہ ایک دن یا کچھ کم۔ آپ کا خیال یہ ہوا کہ یہ اسی دن کی شام ہے جس کی صبح کو سوئے تھے۔ فرمایا: نہیں بلکہ تم سو برس ٹھہرے، اپنے کھانے اور پانی یعنی کھجور اور انگور کے رس کو دیکھنے کو ویسا ہی ہے اس میں بوتل نہ آئی اور اپنے گدھے کو دیکھئے۔ دیکھا تو وہ مر گیا تھا، گل گیا، اعضا بکھر گئے تھے، ہڈیاں سفید چمک رہی تھیں، آپ کی نگاہ کے سامنے اس کے اعضاء جمع ہوئے، اعضاء اپنے اپنے مواقع پر آئے، ہڈیوں پر گوشت چڑھا، گوشت پر کھال آئی، بال نکلے، پھر اس میں روح پھونکی، وہ اٹھ کھڑا ہوا اور آواز کرنے لگا۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کی قدرت کا مشاہدہ کیا اور فرمایا: میں خوب جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے، پھر آپ اپنی اس سواری پر سوار ہو کر اپنے محلہ میں تشریف لائے، سراقہ اور ریش مبارک کے بال سفید تھے، عمر وہی چالیس سال کی تھی، کوئی آپ کو نہ پہچانتا تھا۔ اندازے سے اپنے مکان پر پہنچے ایک ضعیف بڑھیا ملی جس کے پاؤں رہ گئے تھے، وہ ناہینا ہو گئی تھی، وہ آپ کے گھر کی باندی تھی اور اس نے آپ کو دیکھا تھا۔ آپ نے اس سے دریافت فرمایا کہ یہ عزیر کا مکان ہے؟ اس نے کہا: ہاں، اور عزیر کہاں! انہیں مفقود (گم) ہوئے سو برس گزر گئے یہ کہہ کر خوب روئی۔ آپ نے فرمایا: میں عزیر ہوں۔ اس نے کہا: سبحان اللہ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے سو برس مردہ رکھا، پھر زندہ کیا۔ اس نے کہا: حضرت عزیر ”مُسْتَجَابُ اللّٰهُ عَوَاتٍ“ تھے، جو دعا کرتے قبول ہوتی، آپ دعا کیجئے کہ میں بینا ہو جاؤں تاکہ میں اپنی آنکھوں سے آپ کو دیکھوں۔ آپ نے دعا فرمائی، وہ بینا ہوئی، آپ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: اٹھ خدا کے حکم سے یہ فرماتے ہی اس کے مارے ہوئے پاؤں درست ہو گئے۔ اس نے آپ کو دیکھ کر پہچانا اور کہا میں گواہی دیتی ہوں کہ آپ پیشک حضرت عزیر ہیں۔ وہ آپ کو بنی اسرائیل کے محلہ میں لے گئی وہاں ایک مجلس میں آپ کے فرزند تھے جن کی عمر ایک سو اٹھارہ سال کی ہو چکی تھی اور آپ کے پوتے بھی تھے جو بوڑھے ہو چکے تھے، بڑھیا نے مجلس میں پکارا کہ یہ حضرت عزیر تشریف لے آئے، اہل مجلس نے اس کو جھٹلایا اس نے کہا: مجھے دیکھو! آپ کی دعا سے میری یہ حالت ہو گئی۔ لوگ اٹھے اور آپ کے پاس آئے آپ کے فرزند نے کہا کہ میرے والد صاحب کے شانوں کے درمیان سیاہ بالوں کا ایک ہلال تھا۔ جسم مبارک کھول کر دکھایا گیا تو وہ موجود تھا۔ اس زمانہ میں توریت کا کوئی نسخہ نہ رہا تھا، کوئی اس کا جاننے والا موجود نہ تھا، آپ نے تمام توریت حفظ پڑھ دی۔ ایک شخص نے کہا کہ مجھے اپنے والد سے معلوم ہوا کہ بخت نصر کی ستم انگیزیوں کے بعد گرفتاری کے زمانہ میں میرے دادا نے توریت ایک جگہ دفن کر دی تھی اس کا پتہ مجھے معلوم ہے، اس پتہ پر جستجو کر کے توریت کا وہ مدون نسخہ نکالا گیا اور حضرت عزیر علیہ السلام نے اپنی یاد سے جو توریت لکھائی تھی اس سے مقابلہ کیا تو ایک حرف کا فرق نہ تھا۔ (جمل) ۵۴۱ کہ پہلے چھتیں گریں پھر ان پر دیواریں آ پڑیں۔

مَوْتَهَا فَأَمَاتَهُ اللَّهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهُ ۖ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ ۖ قَالَ

موت کے بعد تو اللہ نے اسے مردہ رکھا سو برس پھر زندہ کر دیا فرمایا تو یہاں کتنا ٹھہرا عرض کی

لَبِثْتُ يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ۖ قَالَ بَلْ لَبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانظُرْ إِلَى

دن بھر ٹھہرا ہوں گا یا کچھ کم فرمایا نہیں بلکہ تجھے سو برس گزر گئے اور اپنے

طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ ۖ وَانظُرْ إِلَى حِمَارِكَ ۚ وَلِنَجْعَلَكَ

کھانے اور پانی کو دیکھ کہ اب تک بونہ لایا اور اپنے گدھے کو دیکھ (کہ جس کی ہڈیاں تک سلامت نہ رہیں) اور یہ اس لیے کہ تجھے ہم لوگوں

آيَةً لِلنَّاسِ ۖ وَانظُرْ إِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنشِرُهَا ۖ ثُمَّ نَكْسُوهَا لَحْمًا ۖ

کے واسطے نشانی کریں اور ان ہڈیوں کو دیکھ کیونکہ ہم انہیں اٹھان دیتے پھر انہیں گوشت پہناتے ہیں

فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ ۚ قَالَ أَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿۱۵۹﴾ ۚ وَإِذْ قَالَ

جب یہ معاملہ اس پر ظاہر ہو گیا بولا میں خوب جانتا ہوں کہ اللہ سب کچھ کر سکتا ہے اور جب عرض کی

إِبْرَاهِيمُ رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتَىٰ ۖ قَالَ أَوَلَمْ تُؤْمِنْ ۖ قَالَ بَلَىٰ

ابراہیم نے اے رب میرے مجھے دکھا دے تو کیونکر مردے جلائے گا فرمایا کیا تجھے یقین نہیں ۱۵۹ عرض کی یقین کیوں نہیں

وَلَكِن لِّيَبْتَلِيََنَّ قَلْبِي ۖ قَالَ فَخُذْ أَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ

مگر یہ چاہتا ہوں کہ میرے دل کو قرار آجائے ۱۶۰ فرمایا تو اچھا چار پرندے لے کر اپنے ساتھ

إِلَيْكَ ۖ ثُمَّ اجْعَلْ عَلَىٰ كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا مِّنْ أَدْعُمِنَّ يَأْتِيَنَّكَ سَعْيًا ۖ

بلالے ۱۵۹ پھر ان کا ایک ایک ٹکڑا ہر پہاڑ پر رکھ دے پھر انہیں بلاوہ تیرے پاس چلے آئیں گے پاؤں سے دوڑتے ۱۶۰

۱۵۹ مفسرین نے لکھا ہے کہ سمندر کے کنارے ایک آدمی مرا پڑا تھا۔ جو اربھٹے میں سمندر کا پانی چڑھتا اترتا رہتا ہے، جب پانی چڑھتا تو مچھلیاں اس لاش کو

کھاتیں، جب اتر جاتا تو جنگل کے درندے کھاتے، جب درندے جاتے تو پرندے کھاتے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ ملاحظہ فرمایا تو آپ کو شوق ہوا کہ آپ

ملاحظہ فرمائیں کہ مردے کس طرح زندہ کئے جائیں گے؟ آپ نے بارگاہ الہی میں عرض کیا: یا رب! مجھے یقین ہے کہ تو مردوں کو زندہ فرمائے گا اور ان کے اجزاء

دریائی جانوروں اور درندوں کے پیٹ اور پرندوں کے پوٹوں سے جمع فرمائے گا، لیکن میں یہ عجیب منظر دیکھنے کی آرزو رکھتا ہوں۔ مفسرین کا ایک قول یہ بھی ہے کہ

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا ظلیل کیا، ملک الموت حضرت رب العزت سے اذن لے کر آپ کو یہ بشارت سنانے آئے، آپ نے بشارت سن

کر اللہ کی حمد کی اور ملک الموت سے فرمایا کہ اس خلقت کی علامت کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: یہ کہ اللہ تعالیٰ آپ کی دعا قبول فرمائے اور آپ کے سوال پر مردے

زندہ کرے۔ تب آپ نے یہ دعا کی۔ (خازن) ۱۶۰ اللہ تعالیٰ عالم غیب و شہادت ہے اس کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کمال ایمان و یقین کا علم ہے باوجود اس

کے یہ سوال فرمانا کہ کیا تجھے یقین نہیں؟ اس لئے ہے کہ سامعین کو سوال کا مقصد معلوم ہو جائے اور وہ جان لیں کہ یہ سوال کسی شک و شبہ کی بناء پر نہ تھا۔ (بیضاوی و حمل

وغیرہ) ۱۶۰ اور انتظار کی بے چینی رفع ہو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: معنی یہ ہیں کہ اس علامت سے میرے دل کو تسکین ہو جائے کہ تو نے مجھے اپنا

ظلیل بنایا۔ ۱۶۰ تاکہ اچھی طرح شناخت ہو جائے۔ ۱۶۰ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چار پرندے لیے: مور، مرغ، کبوتر، کوا۔ انہیں حکم الہی ذبح کیا، ان کے پر

وَأَعْلَمَ أَنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۲۰) مَثَلُ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي

اور جان رکھ کہ اللہ غالب حکمت والا ہے ان کی کہات جو اپنے مال اللہ کی راہ میں

سَبِيلِ اللَّهِ كَشَلِ حَبَّةٍ أُبْتُتْ سَبْعَ سَنَابِلٍ فِي كُلِّ سُنْبَلَةٍ مِائَةٌ

خرچ کرتے ہیں ۵۷۵ اس دانہ کی طرح جس نے اوگائیں سات ہالیں ۵۷۵ ہر ہال میں سو

حَبَّةٌ ۲۱) وَاللَّهُ يُضْعِفُ لِمَنْ يَشَاءُ ۲۲) وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ۲۳) الَّذِينَ

دانے ۵۷۹ اور اللہ اس سے بھی زیادہ بڑھائے جس کے لیے چاہے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے وہ جو

يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُونَ مَا أَنْفَقُوا مَنًّا وَلَا

اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ۵۸۰ پھر دیے پیچھے نہ احسان رکھیں نہ

أَذَى لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۲۴) وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ

تکلیف دیں ۵۸۱ ان کا نیک (اجرو ثواب) ان کے رب کے پاس ہے اور انہیں نہ کچھ اندیشہ ہو نہ

يَحْزَنُونَ ۲۵) قَوْلٌ مَّعْرُوفٌ وَمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَتْبَعُهَا

کچھ غم اچھی بات کہنا اور درگزر کرنا ۵۸۲ اس خیرات سے بہتر ہے جس کے بعد

اکھاڑے اور قیمتہ کر کے ان کے اجزاء باہم خلط کر دیے اور اس مجموعہ کے کئی حصے کیے۔ ایک ایک حصہ ایک ایک پہاڑ پر رکھا اور سب کے اپنے پاس محفوظ رکھے پھر فرمایا: چلے آؤ! حکم الہی سے۔ یہ فرماتے ہی وہ اجزاء اڑے اور ہر ہر جانور کے اجزاء علیحدہ علیحدہ ہو کر اپنی ترتیب سے جمع ہوئے اور پرندوں کی شکلیں بن کر اپنے پاؤں سے دوڑتے حاضر ہوئے اور اپنے اپنے سروں سے مل کر بھینہ پیلے کی طرح مکمل ہو کر اڑ گئے۔ سبحان اللہ ۵۸۳ خواہ خرچ کرنا واجب ہو یا نفل، تمام ابواب خیر کو عام ہے خواہ کسی طالب علم کو کتاب خرید کر دی جائے یا کوئی شفا خانہ بنا دیا جائے یا اموات کے ایصالِ ثواب کے لیے تہج، دسویں، بیسویں، چالیسویں کے طریقہ پر مساکین کو کھانا کھلایا جائے۔ ۵۸۴ اُگانے والا حقیقت میں اللہ ہی ہے دانہ کی طرف اس کی نسبت مجازی ہے۔ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ اسناد مجازی جائز ہے جبکہ اسناد کر کے والا غیر خدا کو "مُسْتَقْبَلٌ فِي التَّصَرُّفِ" اعتقاد نہ کرتا ہو۔ اسی لیے یہ کہنا جائز ہے کہ یہ دو نافع ہے، یہ مضر ہے، یہ دردی دافع ہے، ماں باپ نے پالا، عالم نے گمراہی سے بچایا، بزرگوں نے حاجت روائی کی وغیرہ، سب میں اسناد مجازی ہے اور مسلمان کے اعتقاد میں فاعل حقیقی صرف اللہ تعالیٰ ہے باقی سب وسائل۔ ۵۸۵ تو ایک دانہ کے سات سو دانے ہو گئے، اسی طرح راہِ خدا میں خرچ کرنے سے سات سو گنا اجر ہو جاتا ہے۔ ۵۸۶ شانِ نزول: یہ آیت حضرت عثمان غنی و حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہما کے حق میں نازل ہوئی۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غزوہ تبوک کے موقع پر لشکرِ اسلام کے لیے ایک ہزار اونٹ مسامان پیش کیے اور عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہما کے حق میں نازل ہوئی۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چار ہزار درہم صدقہ کے بارگاہِ رسالت میں حاضر کیے اور عرض کیا کہ میرے پاس کل آٹھ ہزار درہم تھے، نصف میں نے اپنے اور اپنے اہل و عیال کے لیے رکھ لیے اور نصف راہِ خدا میں حاضر ہیں، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو تم نے دیے اور جو تم نے رکھے اللہ تعالیٰ دونوں میں برکت فرمائے۔ ۵۸۷ احسان رکھنا تو یہ کہ دینے کے بعد دوسروں کے سامنے اظہار کریں کہ ہم نے تیرے ساتھ ایسے ایسے سلوک کیے اور اس کو مہلک (رنجیدہ و ٹمگین) کریں اور تکلیف دینا یہ کہ اس کو عار دلائیں کہ تو نادار تھا، مفلس تھا، مجبور تھا، کمنا تھا، ہم نے تیری خبر گیری کی یا اور طرح دباؤ دیں، یہ ممنوع فرمایا گیا۔ ۵۸۸ یعنی اگر مسائل کو کچھ نہ دیا جائے تو اس سے اچھی بات کہنا اور خوش خلقی کے ساتھ جواب دینا جو اس کو ناگوار نہ گذرے اور اگر وہ سوال میں اصرار کرے یا زبان درازی کرے تو اس سے درگزر کرنا۔



أَذَى ط وَاللَّهُ غَنِيٌّ حَلِيمٌ ﴿۳۲۳﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَبْطُلُوا

ستانا ہو ۵۵۵ اور اللہ بے پروا حلم والا ہے اے ایمان والو اپنے صدقے

صَدَقْتِكُمْ بِالْحَقِّ وَالْأَذَى لَا كَالَّذِي يُنْفِقُ مَالَهُ رِئَاءَ النَّاسِ وَلَا

باطل نہ کر دو احسان رکھ کر اور ایذا دے کر ۵۵۵ اس کی طرح جو اپنا مال لوگوں کے دکھاوے کے لیے خرچ کرے اور

يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ط فَشَلُّهُ كَشَلِّ صَفْوَانَ عَلَيْهِ تُرَابٌ

اللہ اور قیامت پر ایمان نہ لائے تو اس کی کہات ایسی ہے جیسے ایک چٹان کہ اس پر مٹی ہے

فَأَصَابَهُ وَابِلٌ فَتَرَكَهُ صَلْدًا ط لَا يَقْدِرُونَ عَلَى شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوا ط

اب اس پر زور کا پانی پڑا جس نے اسے ترا پتھر کر چھوڑا ۵۵۵ اپنی کمائی سے کسی چیز پر قابو نہ پائیں گے

وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ﴿۳۲۴﴾ وَمَثَلُ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ

اور اللہ کافروں کو راہ نہیں دیتا اور ان کی کہات جو اپنے مال

أَمْوَالَهُمْ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ وَتَثْبِيتًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ كَشَلِّ جَنَّةٍ

اللہ کی رضا چاہنے میں خرچ کرتے ہیں اور اپنے دل بجانے کو ۵۵۵ اس باغ کی سی ہے

بِرَبْوَةٍ أَصَابَهَا وَابِلٌ فَاتَتْ أَكْطَاهَا ضِعْفَيْنِ جَ فَإِن لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ

جو بھوڑ (ریستلی زمین) پر ہو اس پر زور کا پانی پڑا تو دونے میوے لایا پھر اگر زور کا میوہ اسے نہ پہنچے

فَقُلُّ ط وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿۳۲۵﴾ أَيُّودٌ أَحَدَكُمُ أَنْ تَكُونَ لَهُ

تو اس کا نی ہے ۵۵۵ اور اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے ۵۵۵ کیا تم میں کوئی اسے پسند رکھے گا ۵۵۵ کہ اس کے پاس

جَنَّةٌ مِّنْ مَّخِيلٍ وَآعْنَابٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ لَهُ فِيهَا مِنْ كُلِّ

ایک باغ ہو کھجوروں اور انگوروں کا ۵۱۰ جس کے نیچے ندیاں بہتیں اس کے لیے اس میں ہر قسم کے

۵۵۳ عار دلا کر یا احسان جتا کر یا اور کوئی تکلیف پہنچا کر۔ ۵۵۴ یعنی جس طرح منافق کو رضائے الہی مقصود نہیں ہوتی، وہ اپنا مال ریاکاری کے لئے خرچ کر کے ضائع

کر دیتا ہے اس طرح تم احسان جتا کر اور ایذا دے کر اپنے صدقات کا اجر ضائع نہ کرو۔ ۵۵۵ یہ منافق ریاکار کے عمل کی مثال ہے کہ جس طرح پتھر پر مٹی نظر آتی ہے

لیکن بارش سے وہ سب دور ہو جاتی ہے خالی پتھر رہ جاتا ہے، یہی حال منافق کے عمل کا ہے کہ دیکھنے والوں کو معلوم ہوتا ہے کہ عمل ہے اور روز قیامت وہ تمام عمل باطل

ہوں گے کیونکہ رضائے الہی کے لیے نہ تھے۔ ۵۵۶ راہ خدا میں خرچ کرنے پر۔ ۵۵۷ یہ مومن مخلص کے اعمال کی ایک مثال ہے کہ جس طرح بلند خطہ کی بہتر زمین کا

باغ ہر حال میں خوب پھلتا ہے خواہ بارش کم ہو یا زیادہ، ایسے ہی با اخلاص مومن کا صدقہ اور انفاق خواہ کم ہو یا زیادہ ہو، اللہ تعالیٰ اس کو بڑھاتا ہے۔ ۵۵۸ اور

تمہاری نیت و اخلاص کو جانتا ہے۔ ۵۵۹ یعنی کوئی پسند نہ کرے گا کیونکہ یہ بات کسی عاقل کے گوارا کرنے کے قابل نہیں ہے۔ ۵۶۰ گرچہ اس باغ میں بھی قسم قسم

کے درخت ہوں مگر کھجور اور انگور کا ذکر اس لیے کیا کہ یہ نہیں میوے ہیں۔

الشَّرَاتِ ۱ وَأَصَابَهُ الْكِبَرُ وَلَهُ ذُرِّيَةٌ ضُعْفَاءُ ۲ فَاصْبَاهَا إِعْصَاءُ ۳

بچلوں سے ہے ۱ اور اسے بڑھاپا آیا ۲ اور اس کے ناتواں بچے ہیں ۳ تو آیا اس پر ایک گولا (انتہائی تیز ہوا کا چکر)

فِيهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ ۴ كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ

جس میں آگ تھی تو جل گیا ۴ ایسا ہی بیان کرتا ہے اللہ تم سے اپنی آیتیں کہ کہیں تم

تَتَفَكَّرُونَ ۵ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنْفِقُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ

دھیان لگاؤ ۵ اے ایمان والو اپنی پاک کمائیوں میں سے کچھ دو ۶

وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ ۷ وَلَا تَيَسَّوْا الْخَيْثَ مِنْهُ

اور اس میں سے جو ہم نے تمہارے لیے زمین سے نکالا ۷ اور خاص ناقص کا ارادہ نہ کرو کہ

تُنْفِقُونَ وَلَسْتُمْ بِأَخْذِيهِ إِلَّا أَنْ تُغِضُوا فِيهِ ۸ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ

دو تو اس میں سے ۸ اور تمہیں ملے تو نہ لو گے جب تک اس میں چشم پوشی نہ کرو اور جان رکھو کہ اللہ

عَنِّي حَيِّدٌ ۹ الشَّيْطَانُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَأْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَاءِ ۱۰

بے پرواہ سراہا گیا ہے ۹ شیطان تمہیں اندیشہ دلاتا ہے ۱۰ محتاجی کا اور حکم دیتا ہے بے حیائی کا ۱۱

وَاللَّهُ يَعِدُكُم مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا ۱۱ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ۱۲ يٰٓأَيُّهَا

اور اللہ تم سے وعدہ فرماتا ہے بخشش اور فضل کا ۱۱ اور اللہ وسعت والا علم والا ہے ۱۲ اللہ

۱۳ یعنی وہ باغ فرحت انگیز و دلکش بھی ہے اور نافع اور عمدہ جانکاد بھی۔ ۱۴ جو حاجت کا وقت ہوتا ہے اور آدمی کسب و معاش کے قابل نہیں رہتا۔ ۱۵ جو کمانے

کے قابل نہیں اور ان کی پرورش کی حاجت ہے۔ غرض وقت نہایت شدت حاجت کا ہے اور دار و مدار صرف باغ پر اور باغ بھی نہایت عمدہ ہے۔ ۱۶ وہ باغ۔ تو اس

وقت اس کے رنج و غم اور حسرت و یاس کی کیا انتہا ہے، یہی حال اس کا ہے جس نے اعمال حسنة تو کئے ہوں مگر رضائے الہی کے لیے نہیں بلکہ ریا کی غرض سے، اور وہ

اس گمان میں ہو کہ میرے پاس نیکیوں کا ذخیرہ ہے مگر جب شدت حاجت کا وقت یعنی قیامت کا دن آئے تو اللہ تعالیٰ ان اعمال کو نامقبول کر دے، اس وقت اس کو کتنا

رنج اور کتنی حسرت ہوگی۔ ایک روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ آپ کے علم میں یہ آیت کس باب میں نازل ہوئی؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ

عنہما نے فرمایا کہ یہ مثال ہے ایک دولت مند شخص کے لیے جو نیک عمل کرتا ہو پھر شیطان کے اغوا سے گمراہ ہو کر اپنی تمام نیکیوں کو ضائع کر دے۔ (مدارک و خازن) ۱۷ اور سمجھو کہ دنیا فانی اور عاقبت آتی ہے۔ ۱۸ مسئلہ: اس سے کسب کی اباحت اور اموال تجارت میں زکوٰۃ ثابت ہوتی ہے۔ (خازن و مدارک) یہ بھی ہو سکتا ہے

کہ آیت صدقہ نافلہ و فرضیہ دونوں کو عام ہو۔ (تفسیر احمدی) ۱۹ خواہ وہ غلے ہوں یا پھل یا معادن وغیرہ۔ ۲۰ شان نزول: بعض لوگ خراب مال صدقہ میں دیتے

تھے ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔ مسئلہ: صدقہ یعنی صدقہ وصول کرنے والے کو چاہیے کہ وہ متوسط مال لے، نہ بالکل خراب نہ سب سے اعلیٰ۔ ۲۱ اگر

خرچ کرو گے، صدقہ دو گے تو نادار ہو جاؤ گے۔ ۲۲ یعنی بخل کا اور زکوٰۃ و صدقہ نہ دینے کا۔ اس آیت میں یہ لطیفہ ہے کہ شیطان کسی طرح بخل کی خوبی ذہن نشین

نہیں کر سکتا اس لیے وہ یہی کرتا ہے کہ خرچ کرنے سے ناداری کا اندیشہ دلا کر روکے۔ آج کل جو لوگ خیرات کو روکنے پر مُصر (ڈٹے ہوئے) ہیں وہ بھی اسی حیلہ

سے کام لیتے ہیں۔ ۲۳ صدقہ دینے پر اور خرچ کرنے پر۔

الْحِكْمَةَ مَنْ يَشَاءُ ۚ وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا ۗ ط

حکمت دیتا ہے ۵۴۳ جسے چاہے اور جسے حکمت ملی اسے بہت بھلائی ملی

وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ ۝ (۳۶۹) وَمَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ نَفَقَةٍ أَوْ نَذَرْتُمْ

اور نصیحت نہیں مانتے مگر عقل والے اور تم جو خرچ کرو ۵۴۴ یا مت

مِنْ نَذْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُهُ ۗ ط وَمَالِ الظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ ۝ (۲۴۰) إِنْ تَبَدُّوا

مانو ۵۴۵ اللہ کو اس کی خبر ہے ۵۴۵ اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں اگر خیرات

الصَّدَقَاتِ فَنِعِمَّا هِيَ ۚ وَإِنْ تُخَفُّوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَاءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۗ ط

علانیہ دو تو وہ کیا ہی اچھی بات ہے اور اگر چھپا کر فقیروں کو دو یہ تمہارے لیے سب سے بہتر ہے ۵۴۶

وَيُكْفِّرُ عَنْكُمْ مِنْ سَيِّئَاتِكُمْ ۗ ط وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ۝ (۲۴۱) لَيْسَ

اور اس میں تمہارے کچھ گناہ گھٹیں گے اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے انہیں راہ

عَلَيْكَ هُدَاهُمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ ۗ ط وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ

دینا تمہارے ذمہ لازم نہیں ۵۴۷ ہاں اللہ راہ دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور تم جو اچھی چیز دو

خَيْرٍ فَلَا نُفْسِكُمْ ۗ ط وَمَا تُنْفِقُونَ إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللَّهِ ۗ ط وَمَا تُنْفِقُوا

تو تمہارا ہی بھلا ہے ۵۴۸ اور تمہیں خرچ کرنا مناسب نہیں مگر اللہ کی مرضی چاہنے کے لیے اور جو مال دو

مِنْ خَيْرٍ يُؤَفِّ إِلَيْكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تُظْلَمُونَ ۝ (۲۴۲) لِلْفُقَرَاءِ الَّذِينَ

تمہیں پورا ملے گا اور نقصان نہ دیے جاؤ گے ان فقیروں کے لیے جو

۵۴۹ حکمت سے یا قرآن وحدیث وفقہ کا علم مراد ہے یا تقویٰ یا نبوت۔ (مدارک وخازن) ۵۴۹ نیکی میں خواہ بدی میں۔ ۵۴۹ طاعت کی یا گناہ کی۔ ”نذر“ عرف

میں ہدیہ اور پیشکش کو کہتے ہیں اور شرع میں نذر عبادت اور قربت مقصود ہے، اسی لیے اگر کسی نے گناہ کرنے کی نذر کی تو وہ صحیح نہیں ہوئی۔ نذر خاص اللہ تعالیٰ کے

لیے ہوتی ہے اور یہ جائز ہے کہ اللہ کے لئے نذر کرے اور کسی ولی کے آستانہ کے فقراء کو نذر کے صرف کا اکل (خرچ کرنے کی جگہ) مقرر کرے، مثلاً کسی نے یہ کہا:

یارب! میں نے نذر مانی کہ اگر تو میرا فلاں مقصد پورا کر دے کہ فلاں بیمار کو تندرست کر دے تو میں فلاں ولی کے آستانہ کے فقراء کو کھانا کھلاؤں یا وہاں کے خدام کو

روپیہ پیدہ دوں یا ان کی مسجد کے لیے تیل یا پور یا حاضر کروں تو یہ نذر جائز ہے۔ (رد المحتار) ۵۴۹ وہ تمہیں اس کا بدلہ دے گا۔ ۵۴۹ صدقہ خواہ فرض ہو یا نفل جب

اخلاص سے اللہ کے لیے دیا جائے اور یا سے پاک ہو تو خواہ ظاہر کر کے دیں یا چھپا کر دونوں بہتر ہیں۔ مسئلہ: لیکن صدقہ فرض کا ظاہر کر کے دینا افضل ہے اور نفل کا

چھپا کر۔ مسئلہ: اور اگر نفل صدقہ دینے والا دوسروں کو خیرات کی ترغیب دینے کے لیے ظاہر کر کے دے تو یہ اظہار بھی افضل ہے۔ (مدارک) ۵۴۹ آپ بشیر و نذیر و

داعی بنا کر بھیجے گئے ہیں آپ کا فرض دعوت پر تمام ہو جاتا ہے اس سے زیادہ جہد (کوشش کرنا) آپ پر لازم نہیں۔ شان نزول: قبیل اسلام مسلمانوں کی یہود سے

رشتہ داریاں تھیں اس وجہ سے وہ ان کے ساتھ سلوک کیا کرتے تھے، مسلمان ہونے کے بعد انہیں یہود کے ساتھ سلوک کرنا ناگوار ہونے لگا اور انہوں نے اس لیے

ہاتھ روکنا چاہا کہ ان کے اس طرز عمل سے یہود اسلام کی طرف مائل ہوں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ۵۴۹ تو دوسروں پر اس کا احسان نہ جتاؤ۔



أُحْصِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا يَسْتَطِيعُونَ ضَرْبًا فِي الْأَرْضِ يَحْسِبُهُمْ

راہ خدا میں روکے گئے ۵۷۹ زمین میں چل نہیں سکتے ۵۸۰ نادان انہیں

الْجَاهِلُ أَغْنِيَاءَ مِنَ التَّعْفُفِ ج تَعْرِفُهُمْ بِسَيِّئِهِمْ ج لَا يَسْأَلُونَ

تو مگر سمجھے بچنے کے سبب ۵۸۱ تو انہیں ان کی صورت سے پہچان لے گا ۵۸۲ لوگوں سے سوال

النَّاسِ الْإِحْفَاطُ وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ ع الَّذِينَ

نہیں کرتے کہ گڑگڑانا پڑے اور تم جو خیرات کرو اللہ اسے جانتا ہے وہ جو

يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَعَلَانِيَةً فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ

اپنے مال خیرات کرتے ہیں رات میں اور دن میں چھپے اور ظاہر ۵۸۳ ان کے لیے ان کا نیک (اجر) ہے

عِنْدَ رَبِّهِمْ ج وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ع الَّذِينَ

ان کے رب کے پاس ان کو نہ کچھ اندیشہ ہو نہ کچھ غم وہ جو

يَأْكُلُونَ الرِّبَا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ

سود کھاتے ہیں ۵۸۴ قیامت کے دن نہ کھڑے ہوں گے مگر جیسے کھڑا ہوتا ہے وہ جسے آسیب نے

۵۷۹ یعنی صدقات مذکورہ جو آئیے وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ خَيْرٍ میں ذکر ہوئے ان کا بہترین مصرف وہ فقراء ہیں جنہوں نے اپنے نفوس کو جہاد و طاعت الہی پر روکا۔

شان نزول: یہ آیت اہل صفہ کے حق میں نازل ہوئی۔ ان حضرات کی تعداد چار سو کے قریب تھی، یہ ہجرت کر کے مدینہ طیبہ حاضر ہوئے تھے نہ یہاں ان کا مکان تھا،

نہ قبیلہ کنبہ، نہ ان حضرات نے شادی کی تھی، ان کے تمام اوقات عبادت میں صرف ہوتے تھے، رات میں قرآن کریم سیکھنا، دن میں جہاد کے کام میں رہنا۔ آیت

میں ان کے بعض اوصاف کا بیان ہے۔ ۵۸۰ کیونکہ انہیں دینی کاموں سے اتنی فرصت نہیں کہ وہ چل پھر کر کسب معاش کر سکیں۔ ۵۸۱ یعنی چونکہ وہ کسی سے سوال

نہیں کرتے اس لیے ناواقف لوگ انہیں مالدار خیال کرتے ہیں۔ ۵۸۲ کہ مزاج میں تواضع و اعکسار ہے، چہروں پر ضعف کے آثار ہیں، بھوک سے رنگ زرد پڑ گئے

ہیں۔ ۵۸۳ یعنی راہ خدا میں خرچ کرنے کا نہایت شوق رکھتے ہیں اور ہر حال میں خرچ کرتے رہتے ہیں۔ شان نزول: یہ آیت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

کے حق میں نازل ہوئی جب کہ آپ نے راہ خدا میں چالیس ہزار دینار خرچ کیے تھے، دس ہزار رات میں اور دس ہزار دن میں اور دس ہزار پوشیدہ اور دس ہزار ظاہر۔

ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے حق میں نازل ہوئی، جب کہ آپ کے پاس فقط چار درہم تھے اور کچھ نہ تھا۔ آپ نے ان چاروں کو

خیرات کر دیا، ایک رات میں، ایک دن میں، ایک کو پوشیدہ، ایک کو ظاہر۔ فائدہ: آیت کریمہ میں نفقہ لیل کو نفقہ نہار (رات کے خرچ کرنے کو دن کے خرچ

کرنے) پر اور نفقہ سر کو نفقہ علانیہ (چھپا کر خرچ کرنے کو دکھا کر خرچ کرنے) پر مقدم فرمایا گیا۔ اس میں اشارہ ہے کہ چھپا کر دینا ظاہر کر کے دینے سے افضل ہے۔

۵۸۴ اس آیت میں سود کی حرمت اور سود خواروں کی شامت کا بیان ہے۔ سود کو حرام فرمانے میں بہت حکمتیں ہیں، بعض ان میں سے یہ ہیں کہ سود میں جو زیادتی لی

جاتی ہے وہ معاوضہ مایہ میں ایک مقدار مال کا بغیر بدل و عوض کے لینا ہے یہ صریح کا انصافی ہے۔ دوم سود کا رواج تجارتوں کو خراب کرتا ہے کہ سود خوار کو بے محنت مال

کا حاصل ہونا تجارت کی مشقتوں اور خطروں سے کہیں زیادہ آسان معلوم ہوتا ہے اور تجارتوں کی کمی انسانی معاشرت کو ضرر پہنچاتی ہے۔ سوم سود کے رواج سے باہمی

مودت کے سلوک کو نقصان پہنچتا ہے کہ جب آدمی سود کا عادی ہو تو وہ کسی کو قرض حسن سے امداد پہنچانا گوارا نہیں کرتا۔ چہارم سود سے انسان کی طبیعت میں درندوں

سے زیادہ بے رحمی پیدا ہوتی ہے اور سود خوار اپنے مدیون (مقرضوں) کی تباہی و بربادی کا خواہش مند رہتا ہے۔ اس کے علاوہ بھی سود میں اور بڑے بڑے نقصان

ہیں اور شریعت کی ممانعت عین حکمت ہے۔ مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سود خوار اور اس کے کارپرداز اور سودی

الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ ط ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا إِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبَا م

چھو کر مجبوظ بنا دیا ہو ۵۵۵ یہ اس لیے کہ انہوں نے کہا بیج بھی تو سود ہی کے مانند ہے

وَاحِلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا ط فَمَنْ جَاءَهُ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَبِّهِ

اور اللہ نے حلال کیا بیج اور حرام کیا سود تو جسے اس کے رب کے پاس سے نصیحت آئی

فَانْتَهَى فَلَهُ مَا سَلَفَ ط وَأَمْرُهُ إِلَى اللَّهِ ط وَمَنْ عَادَ فَأُولَئِكَ أَصْحَابُ

اور وہ باز رہا تو اسے حلال ہے جو پہلے لے چکا ۵۸۶ اور اس کا کام خدا کے سپرد ہے ۵۸۷ اور جو اب ایسی حرکت کرے گا تو وہ

النَّارِ ج هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿۲۷۵﴾ يَسْحَقُ اللَّهُ الرِّبَا وَيُزِيْرِي الصَّدَقَاتِ ط

دوزخی ہے وہ اس میں مدتوں رہیں گے ۵۸۸ اللہ ہلاک کرتا ہے سود کو ۵۸۹ اور بڑھاتا ہے خیرات کو ۵۹۰

وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ أَثِيمٍ ﴿۲۷۶﴾ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا

اور اللہ کو پسند نہیں آتا کوئی ناشکر بڑا گنہگار بے شک وہ جو ایمان لائے اور اچھے

الصَّالِحَاتِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ج

کام کیے اور نماز قائم کی اور زکوٰۃ دی ان کا نیک (اجرو ثواب) ان کے رب کے پاس ہے

وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿۲۷۷﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا

اور نہ انہیں کچھ اندیشہ ہو نہ کچھ غم اے ایمان والو اللہ سے

اللَّهُ وَذُرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِن كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿۲۷۸﴾ فَإِن لَّمْ

ڈرو اور چھوڑ دو جو باقی رہ گیا ہے سود اگر مسلمان ہو ۵۹۱ پھر اگر ایسا

دستاویز کے کاتب اور اس کے گواہوں پر لعنت کی اور فرمایا: وہ سب گناہ میں برابر ہیں۔ ۵۸۵ معنی یہ ہیں کہ جس طرح آسیب زدہ سیدھا کھڑا نہیں ہو سکتا گرتا پڑتا چلتا ہے قیامت کے روز سود خوار کا ایسا ہی حال ہوگا کہ سود سے اس کا پیٹ بہت بھاری اور بوجھل ہو جائے گا اور وہ اس کے بوجھ سے گر کر پڑے گا۔ سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ علامت اس سود خوار کی ہے جو سود کو حلال جانے۔ ۵۸۶ یعنی حرمت نازل ہونے سے قبل جو ایسا پر مواخذہ نہیں۔ ۵۸۷ جو چاہے امر فرمائے، جو چاہے ممنوع و حرام کرے، بندے پر اس کی اطاعت لازم ہے۔ ۵۸۸ مسئلہ: جو سود کو حلال جانے وہ کافر ہے ہمیشہ جہنم میں رہے گا کیونکہ ہر ایک حرام قطعی کا حلال جانے والا کافر ہے۔ ۵۸۹ اور اس کو برکت سے محروم کرتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس سے نہ صدقہ قبول کرے، نہ حج، نہ جہاد، نہ صلہ (رشتہ داروں سے حسن سلوک کرنا)۔ ۵۹۰ اس کو زیادہ کرتا ہے اور اس میں برکت فرماتا ہے دنیا میں اور آخرت میں اس کا اجر و ثواب بڑھاتا ہے۔ ۵۹۱ شان نزول: یہ آیت ان اصحاب کے حق میں نازل ہوئی جو سود کی حرمت نازل ہونے سے قبل سودی لین دین کرتے تھے اور ان کی گراں قدر سودی رقمیں دوسروں کے ذمہ باقی تھیں۔ اس میں حکم دیا گیا کہ سود کی حرمت نازل ہونے کے بعد سابق کے مطالبہ بھی واجب التزک ہیں اور پہلا مقرر کیا ہوا سود بھی اب لینا جائز نہیں۔

تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ ۚ وَإِن تُبْتُمْ فَلَكُمْ

نہ کرو تو یقین کر لو اللہ اور اللہ کے رسول سے لڑائی کا ۵۹۲ اور اگر تم توبہ کرو تو اپنا

رَأْعُوسُ أَمْوَالِكُمْ ۚ لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ ﴿۲۷۹﴾ وَإِن كَانَ ذُو

اصل مال لے لو نہ تم کسی کو نقصان پہنچاؤ ۵۹۳ نہ تمہیں نقصان ہو ۵۹۴ اور اگر قرضدار

عُسْرَةً فَنَظِرَةٌ إِلَىٰ مَيْسَرَةٍ ۖ وَأَن تَصَدَّقُوا خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ

تنگی والا ہے تو اسے مہلت دو آسانی تک اور قرض اس پر بالکل چھوڑ دینا تمہارے لیے اور بھلا ہے اگر

تَعْلَمُونَ ﴿۲۸۰﴾ وَاتَّقُوا يَوْمًا تُرْجَعُونَ فِيهِ إِلَىٰ اللَّهِ ۖ ثُمَّ تُوَفَّىٰ كُلُّ

جانو ۵۹۵ اور ڈرو اس دن سے جس میں اللہ کی طرف پھرو گے اور ہر جان کو

نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ۚ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا

اس کی کمائی پوری بھری جائے گی اور ان پر ظلم نہ ہوگا ۵۹۶ اے ایمان والو جب

تَدَايَيْتُمْ بِدَيْنٍ إِلَىٰ آجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوهُ ۖ وَلْيَكْتُب بَيْنَكُمْ كَاتِبٌ

تم ایک مقرر مدت تک کسی دین کا لین دین کرو ۵۹۷ تو اسے لکھ لو ۵۹۸ اور چاہیے کہ تمہارے درمیان کوئی لکھنے والا

بِالْعَدْلِ ۚ وَلَا يَأْبَ كَاتِبٌ أَن يَكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللَّهُ ۚ فَلْيَكْتُبْ ۚ

ٹھیک ٹھیک لکھے ۵۹۹ اور لکھنے والا لکھنے سے انکار نہ کرے جیسا کہ اسے اللہ نے سکھایا ہے ۶۰۰ تو اسے لکھ دینا چاہیے

۵۹۲ یہ وعید و تہدید میں مبالغہ و تشدید ہے، کس کی مجال کہ اللہ اور اس کے رسول سے لڑائی کا تصور بھی کرے، چنانچہ ان اصحاب نے اپنے سووی مطالبہ چھوڑے اور یہ عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول سے لڑائی کی ہمیں کیا تاب! اور تائب ہوئے۔ ۵۹۳ زیادہ لے کر۔ ۵۹۴ اس المال گنہا کر۔ ۵۹۵ قرضدار اگر تنگ دست یا

نادار ہو تو اس کو مہلت دینا یا قرض کا جزو یا کل معاف کر دینا سب اجر عظیم ہے۔ مسلم شریف کی حدیث ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے تنگ دست کو مہلت دی یا اس کا قرضہ معاف کیا اللہ تعالیٰ اس کو اپنا سایہ رحمت عطا فرمائے گا جس روز اس کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔ ۵۹۶ یعنی نہ ان کی نیکیاں گنہائی

جائیں نہ بدیاں بڑھائی جائیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ سب سے آخری آیت ہے جو حضور پر نازل ہوئی۔ اس کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اکیس روز دنیا میں تشریف فرما رہے اور ایک قول میں نوبت اور ایک میں سات، لیکن شعبی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت کی ہے

کہ سب سے آخر آیت بوا نازل ہوئی۔ ۵۹۷ خواہ وہ دین بیع ہو یا شمن، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس سے بیع سلم مراد ہے۔ بیع سلم یہ ہے کہ کسی چیز کو پیشگی قیمت لے کر فروخت کیا جائے اور بیع مشتری (خریدار) کو سپرد کرنے کے لیے ایک مدت معین کر لی جائے۔ اس بیع کے جواز کے لیے جنس، نوع، صفت،

مقدار، مدت اور مکان ادا اور مقدار اس المال ان چیزوں کا معلوم ہونا شرط ہے۔ ۵۹۸ یہ لکھنا مستحب ہے۔ فائدہ اس کا یہ ہے کہ بھول چوک اور مدیون کے انکار کا اندیشہ نہیں رہتا۔ ۵۹۹ اپنی طرف سے کوئی کمی بیشی نہ کرے، نہ فریقین میں سے کسی کی رورعایت۔ ۶۰۰ حاصل معنی یہ کہ کوئی کاتب لکھنے سے منع نہ کرے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو وثیقہ نویسی (عہد و پیمانہ لکھنے) کا علم دیا، بے تغیر و تبدیل دیانت و امانت کے ساتھ لکھے۔ یہ کتابت ایک قول پر فرض کفایہ ہے، اور ایک قول پر

فرض عین بشرط فراغ کاتب جس صورت میں اس کے سوا اور نہ پایا جائے، اور ایک قول پر مستحب، کیونکہ اس میں مسلمان کی حاجت برآری (حاجت پوری کرنے) اور نعمت علم کا شکر ہے، اور ایک قول یہ ہے کہ پہلے یہ کتابت فرض تھی پھر ”لَا يُضَارُّ كَاتِبٌ“ سے منسوخ ہوئی۔



وَلْيَسِّرِ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ اللَّهَ رَبَّهُ وَلَا يَبْخَسْ مِنْهُ

اور جس پر حق آتا ہے وہ لکھاتا جائے اور اللہ سے ڈرے جو اس کا رب ہے اور حق میں سے کچھ رکھ نہ

شَيْئًا فَإِنْ كَانَ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيهًا أَوْ ضَعِيفًا أَوْ لَا يَسْتَفِهُ

چھوڑے پھر جس پر حق آتا ہے اگر بے عقل یا ناتواں ہو یا لکھا نہ

أَنْ يُسَلِّ هُوَ فَلَْيَسِّرْ لَهُ بِالْعَدْلِ ط وَاسْتَشْهِدْ وَاشْهِدْ يَنْ مِنْ

سکے ۱۰۶ تو اس کا ولی انصاف سے لکھائے اور دو گواہ کر لو اپنے

رِجَالِكُمْ فَإِنْ لَمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتْنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ

مردوں میں سے ۱۰۷ پھر اگر دو مرد نہ ہوں ۱۰۸ تو ایک مرد اور دو عورتیں ایسے گواہ جن کو

مِنَ الشُّهَدَاءِ أَنْ تَضِلَّ إِحْدَاهُمَا فَتُذَكِّرَ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَى ط

پسند کرو ۱۰۹ کہ کہیں ان میں ایک عورت بھولے تو اس ایک کو دوسری یاد دلاوے

وَلَا يَأْبَ الشُّهَدَاءُ إِذَا مَا دُعُوا ط وَلَا تَسْمَوْنَ أَنْ تَكْتُبُوهُ صَغِيرًا

اور گواہ جب بلائے جائیں تو آنے سے انکار نہ کریں ۱۱۰ اور اسے بھاری نہ جانو کہ ذین چھوٹا ہو

أَوْ كَبِيرًا إِلَىٰ أَجَلِهِ ط ذَلِكُمْ أَقْسَطُ عِنْدَ اللَّهِ وَأَقْوَمٌ لِلشَّهَادَةِ

یا بڑا اس کی میعاد تک لکھت کر لو یہ اللہ کے نزدیک زیادہ انصاف کی بات ہے اور اس میں گواہی خوب ٹھیک رہے گی

وَأَدْنَىٰ إِلَّا تَرْتَابُوا إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيرُ وَنَهَا

اور یہ اس سے قریب ہے کہ تمہیں شبہ نہ پڑے مگر یہ کہ کوئی سر دست کا سودا دست بدست

۱۱۱ یعنی اگر مدیون یا قرض العقل یا بچہ یا شیخ فانی ہو یا گونگا ہونے یا زبان نہ جاننے کی وجہ سے اپنے مدعا کا بیان نہ کر سکتا ہو۔ ۱۱۲ گواہ کے لیے حریت و

بلوغ مع اسلام شرط ہے۔ کفار کی گواہی صرف کفار پر مقبول ہے۔ ۱۱۳ مسئلہ: تنہا عورتوں کی شہادت جائز نہیں خواہ وہ چار کیوں نہ ہوں مگر جن امور پر مرد مطمع

نہیں ہو سکتے جیسے کہ بچہ جننا، باکرہ ہونا اور نسائی عیوب ان میں ایک عورت کی شہادت بھی مقبول ہے۔ مسئلہ: حدود و قصاص میں عورتوں کی شہادت بالکل معتبر نہیں،

صرف مردوں کی شہادت ضروری ہے۔ اس کے سوا اور معاملات میں ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت بھی مقبول ہے۔ (مدارک و امہدی) ۱۱۴ جن کا عادل ہونا

تمہیں معلوم ہو اور جن کے صالح ہونے پر تم اعتماد رکھتے ہو۔ ۱۱۵ مسئلہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ ادائے شہادت فرض ہے۔ جب مدعی گواہوں کو طلب کرے تو

انہیں گواہی کا چھپانا جائز نہیں۔ یہ حکم حدود کے سوا اور امور میں ہے، لیکن حدود میں گواہ کو اظہار و اخفاء کا اختیار ہے بلکہ اخفاء افضل ہے۔ حدیث شریف میں ہے:

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو مسلمان کی پردہ پوشی کرے اللہ تبارک و تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی ستاری کرے گا، لیکن چوری میں مال لینے کی

شہادت دینا واجب ہے تاکہ جس کا مال چوری گیا ہے اس کا حق تلف نہ ہو۔ گواہ اتنی احتیاط کر سکتا ہے کہ چوری کا لفظ نہ کہے، گواہی میں یہ کہنے پر اکتفا کرے کہ یہ

مال فلاں شخص نے لیا۔

بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَلَّا تَكْتُبُوهَا وَأَشْهَدُوا إِذَا

(ہاتھوں ہاتھ) ہو تو اس کے نہ لکھنے کا تم پر گناہ نہیں ہے اور جب خرید و فروخت

تَبَايَعْتُمْ وَلَا يُضَارَّ كَاتِبٌ وَلَا شَهِيدٌ وَإِنْ تَفَعَّلُوا فَإِنَّهُ

کر دو گواہ کر لو ۱۰۰ اور نہ کسی لکھنے والے کو ضرر دیا جائے نہ گواہ کو (یا نہ لکھنے والا ضرر دے نہ گواہ) ۱۰۵ اور جو ایسا کرو تو یہ

فُسُوقٌ بِكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَيَعْلَمَ اللَّهُ ط وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ

تمہارا فسق ہوگا اور اللہ سے ڈرو اور اللہ تمہیں سکھاتا ہے اور اللہ سب کچھ

عَلَيْكُمْ ۲۸۲) وَإِنْ كُنْتُمْ عَلَى سَفَرٍ وَلَمْ تَجِدُوا كَاتِبًا فَرِهْنِ مَقْبُوضَةً ط

جاتا ہے اور اگر تم سفر میں ہو ۱۰۶ اور لکھنے والا نہ پاؤ ۱۰۷ تو گرو ہو قبضہ میں دیا ہوا ۱۰۸

فَإِنْ أَمِنَ بَعْضُكُم بَعْضًا فليؤدِّ الَّذِي أَوْثِنَ أَمَانَتَهُ وَلْيَتَّقِ اللَّهَ

اور اگر تم میں ایک کو دوسرے پر اطمینان ہو تو وہ جسے اس نے امین سمجھا تھا ۱۰۹ اپنی امانت ادا کرے ۱۱۰ اور اللہ سے ڈرے جو

رَبَّهُ ط وَلَا تَكْتُبُوا الشَّهَادَةَ ط وَمَنْ يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ أَسْمُ قَلْبِهِ ط وَاللَّهُ

اس کا رب ہے اور گواہی نہ چھپاؤ ۱۱۱ اور جو گواہی چھپائے گا تو اندر سے اس کا دل گنہگار ہے ۱۱۲ اور اللہ

بِأَتَعْمَلُونَ عَلَيْهِمُ ۲۸۳) لِلَّهِ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ط وَإِنْ

تمہارے کاموں کو جانتا ہے اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اگر

۱۱۳ چونکہ اس صورت میں لین دین ہو کر معاملہ ختم ہو گیا اور کوئی اندیشہ باقی نہ رہا نیز ایسی تجارت اور خرید و فروخت بکثرت جاری رہتی ہے، اس میں کتابت و

اشہاد (لکھت پڑھت اور گواہ بنانے) کی پابندی شاق و گراں ہوگی۔ ۱۱۴ یہ مستحب ہے، کیونکہ اس میں احتیاط ہے۔ ۱۱۵ ”يُضَارُّ“ میں دو احتمال ہیں مجہول و

معروف ہونے کے، قراءۃ ابن عباس رضی اللہ عنہما اول کی اور قراءۃ عمر رضی اللہ عنہ ثانی کی مؤید ہے۔ چوتھی تفسیر پر معنی یہ ہیں کہ اہل معاملہ کا تہوں اور گواہوں کو

ضرر نہ پہنچائیں، اس طرح کہ وہ اگر اپنی ضرورتوں میں مشغول ہوں تو انہیں مجبور کریں اور ان کے کام چھڑائیں یا حق کتابت نہ دیں یا گواہ کو سفر خرچ نہ دیں اگر وہ

دوسرے شہر سے آیا ہو۔ دوسری تفسیر پر معنی یہ ہیں کہ کاتب و شاہد اہل معاملہ کو ضرر نہ پہنچائیں اس طرح کہ باوجود فرصت و فراغت کے نہ آئیں یا کتابت میں تحریف و

تبدیل، زیادتی و کمی کریں۔ ۱۱۶ اور قرض کی ضرورت پیش آئے۔ ۱۱۷ اور وثیقہ و دستاویز کی تحریر کا موقع نہ ملے تو اطمینان کے لیے۔ ۱۱۸ یعنی کوئی چیز

دان (قرض دینے والے) کے قبضہ میں گروی کے طور پر دے دو۔ مسئلہ یہ مستحب ہے اور حالت سفر میں رہن آیت سے ثابت ہوا اور غیر سفر کی حالت میں حدیث سے ثابت ہے چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ میں اپنی زرہ مبارک یہودی کے پاس گروی رکھ کر بیس صاع بچے لیے۔ مسئلہ: اس آیت سے رہن کا

جواز اور قبضہ کا شرط ہونا ثابت ہوتا ہے۔ ۱۱۹ یعنی مدیون جس کو دان نے امین سمجھا تھا۔ ۱۲۰ اس امانت سے دین مراد ہے۔ ۱۲۱ کیونکہ اس میں صاحب حق کے حق کا ابطال ہے۔ یہ خطاب گواہوں کو ہے کہ وہ جب شہادت کی اقامت و ادا کے لیے طلب کیے جائیں تو حق کو نہ چھپائیں اور ایک قول یہ ہے کہ یہ خطاب

مدیونوں کو ہے کہ وہ اپنے نفس پر شہادت دینے میں تامل نہ کریں۔ ۱۲۲ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک حدیث مروی ہے کہ کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑا گناہ اللہ کے ساتھ شریک کرنا اور جھوٹی گواہی دینا اور گواہی کو چھپانا ہے۔

تُبَدُّوْا مَا فِيْ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تَخْفَوْهُ يَحْسِبْكُمْ بِهٖ اللّٰهُ ط فَيَغْفِرْ لِمَنْ

تم ظاہر کرو جو کچھ فلا تمہارے جی میں ہے یا چھپاؤ اللہ تم سے اس کا حساب لے گا فلا تو جسے چاہے گا

يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاءُ ط وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۸۳﴾ اَمَنْ

بخشے گا فلا اور جسے چاہے گا سزا دے گا فلا اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے رسول

الرَّسُوْلُ بِمَا اُنزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ط كُلُّ اَمَنْ بِاللّٰهِ

ایمان لایا اس پر جو اس کے رب کے پاس سے اس پر اترا اور ایمان والے سب نے مانا فلا اللہ اور اس کے

وَمَلِكَيْتِهٖ وَكُتَيْبِهٖ وَرُسُلِهٖ قَف لا تُفَرِّقْ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ قَف

فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں کو فلا یہ کہتے ہوئے کہ ہم اس کے کسی رسول پر ایمان لانے میں فرق نہیں کرتے فلا

وَقَالُوْا سَبْعًا وَاَطْعَانًا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ﴿۲۸۵﴾ لَا يُكَلِّفُ

اور عرض کی کہ ہم نے سنا اور مانا فلا تیری معافی ہوا ہے رب ہمارے اور تیری ہی طرف پھرنا ہے اللہ کسی

فلا بدی۔ فلا انسان کے دل میں دو طرح کے خیالات آتے ہیں: ایک بطور وسوسہ کے، اُن سے دل کا خالی کرنا انسان کی مفدرت (طاقت و اختیار) میں نہیں،

لیکن وہ ان کو برا جانتا ہے اور عمل میں لانے کا ارادہ نہیں کرتا ان کو حدیث نفس اور وسوسہ کہتے ہیں، اس پر مؤاخذہ نہیں۔ بخاری و مسلم کی حدیث ہے: سید عالم صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کے دلوں میں جو وسوسے گذرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان سے تجاوز فرماتا ہے جب تک کہ وہ انہیں عمل میں نہ لائیں یا ان کے ساتھ کام

نہ کریں، یہ وسوسے اس آیت میں داخل نہیں۔ دوسرے وہ خیالات جن کو انسان اپنے دل میں جگہ دیتا ہے اور ان کو عمل میں لانے کا قصد و ارادہ کرتا ہے ان پر مؤاخذہ

ہوگا، اور انہیں کا بیان اس آیت میں ہے۔ مسئلہ: کفر کا عزم کرنا کفر ہے اور گناہ کا عزم کر کے اگر آدمی اس پر ثابت رہے اور اس کا قصد و ارادہ رکھے لیکن اس گناہ کو عمل

میں لانے کے اسباب اس کو بھم نہ پہنچیں اور مجبوراً وہ اس کو کرنے سے تو مجبور کرنا اس سے مؤاخذہ کیا جائے گا۔ شیخ ابو منصور ماتریدی اور نخس الائمه حلوانی اسی

طرف گئے ہیں اور ان کی دلیل آئی ”اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ“ اور حدیث حضرت عائشہ ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ بندہ جس گناہ کا قصد کرتا ہے

اگر وہ عمل میں نہ آئے جب بھی اس پر عقاب کیا جاتا ہے۔ مسئلہ: اگر بندے نے کسی گناہ کا ارادہ کیا، پھر اس پر نادم ہوا، استغفار کیا تو اللہ اس کو معاف فرمائے گا۔

فلا اپنے فضل سے اہل ایمان کو۔ فلا اپنے عدل سے۔ فلا زجاں نے کہا کہ جب اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں نماز، زکوٰۃ، روزے، حج کی فریضت اور طلاق،

ایلاء، حیض و جہاد کے احکام اور انبیاء کے واقعات بیان فرمائے تو سورت کے آخر میں یہ ذکر فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنین نے اس تمام کی تصدیق

فرمائی اور قرآن اور اس کے جملہ شرائع و احکام کے مُسْتَوِلِّ مِنَ اللّٰهِ (اللہ کی طرف سے نازل) ہونے کی تصدیق کی۔ فلا یہ اصول و ضروریات ایمان کے چار

مرتبے ہیں: (۱) ”اللہ پر ایمان لانا“ یہ اس طرح کہ اعتقاد و تصدیق کرے کہ اللہ واحد، احد ہے، اس کا کوئی شریک و نظیر نہیں، اس کے تمام اسمائے حسنیٰ و صفات

علیٰ پر ایمان لائے اور یقین کرے اور مانے کہ وہ علیم اور ہر شے پر قدریر ہے اور اس کے علم و قدرت سے کوئی چیز باہر نہیں۔ (۲) ”ملائکہ پر ایمان لانا“ یہ اس طرح پر

ہے کہ یقین کرے اور مانے کہ وہ موجود ہیں، معصوم ہیں، پاک ہیں، اللہ کے اور اس کے رسولوں کے درمیان احکام و پیام کے وساطت (واسطے) ہیں۔ (۳) ”اللہ

کی کتابوں پر ایمان لانا“ اس طرح کہ جو کتابیں اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائیں اور اپنے رسولوں کے پاس بطریق وحی بھیجیں بیچک و شبہ سب حق و صدق اور اللہ کی

طرف سے ہیں اور قرآن کریم تغیر، تبدل، تحریف سے محفوظ ہے اور محکم اور متشابہ پر مشتمل ہے۔ (۴) ”رسولوں پر ایمان لانا“ اس طرح پر کہ ایمان لائے کہ وہ اللہ

کے رسول ہیں جنہیں اس نے اپنے بندوں کی طرف بھیجا، اس کی وحی کے امین ہیں، گناہوں سے پاک معصوم ہیں، ہماری خلق سے افضل ہیں، ان میں بعض حضرات بعض

سے افضل ہیں۔ فلا جیسا کہ یہود و نصاریٰ نے کیا کہ بعض پر ایمان لائے، بعض کا انکار کیا۔ فلا تیرے حکم و ارشاد کو۔



اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا ۖ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ۗ رَبَّنَا لَا

جان پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اس کی طاقت بھر اس کا فائدہ ہے جو اچھا کمایا اور اس کا نقصان ہے جو برائی کمائی ۱۲۴۵ اے رب ہمارے

تَوَّأخِذْنَا ۚ إِن نَّسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا ۖ رَبَّنَا وَلَا تَحْبِلْ عَلَيْنَا أَصْرًا كَمَا

ہمیں نہ پکڑ اگر ہم بھولیں ۱۲۴۵ یا چوکیں اے رب ہمارے اور ہم پر بھاری بوجھ نہ رکھ جیسا

حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحِثْنَا مَالًا طَاقَةً لَّنَا

تو نے ہم سے اگلوں پر رکھا تھا اے رب ہمارے اور ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جس کی ہمیں سہار (طاقت)

بِهِ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ۚ وَاعْفِرْ لَنَا ۚ وَارْحَمْنَا ۚ أَنْتَ مَوْلَانَا فَانصُرْنَا

نہ ہو اور ہمیں معاف فرما دے اور بخش دے اور ہم پر مہر (رحم) کر تو ہمارا مولیٰ ہے تو

عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ۙ

کافروں پر ہمیں مدد دے

﴿ایاتھا ۲۰﴾ ﴿سُورَةُ الْعَمْرَنِ مَكِّيَّةٌ ۸۹﴾ ﴿مَرْكُوعَاتُهَا ۲۰﴾

سورہ آل عمران مدنیہ ہے، اس میں دو سو آیتیں اور بیس رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحمت والا

الْحَمْدُ لِلَّهِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ ۚ نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ

اللہ ہے جس کے سوا کسی کی پوجا نہیں ہے آپ زندہ اوروں کا قائم رکھنے والا اس نے تم پر یہ سچی کتاب

بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَأَنزَلَ التَّوْرَةَ وَالْإِنْجِيلَ ۚ

اتاری اگلی کتابوں کی تصدیق فرماتی اور اس نے اس سے پہلے توریت اور انجیل

۱۲۴۵ یعنی ہر جان کو عمل نیک کا اجر و ثواب اور عمل بد کا عذاب و عقاب ہوگا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں کو طریق دعا کی تلقین فرمائی کہ وہ اس طرح

اپنے پروردگار سے عرض کریں۔ ۱۲۴۵ اور سہو سے تیرے کسی حکم کی تعمیل میں قاصر رہیں۔ ۱۲۴۵ سورہ آل عمران مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی، اس میں دو سو آیتیں، تین

ہزار چار سو اسی کلمہ، چودہ ہزار پانچ سو بیس حروف ہیں۔ ۱۲۴۵ شان نزول: مفسرین نے فرمایا کہ یہ آیت وفد بجران کے حق میں نازل ہوئی جو ساٹھ سو اوروں پر مشتمل

تھا، اس میں چودہ سردار تھے اور میں اس قوم کے بڑے اکابر و مقتدا، ایک عاقب جس کا نام عبد المسیح تھا، یہ شخص امیر قوم تھا اور بغیر اس کی رائے کے نصاریٰ کوئی

کام نہیں کرتے تھے۔ دوسرا سید جس کا نام انیم تھا، یہ شخص اپنی قوم کا معتد اعظم اور مالیات کا افسر اعلیٰ تھا۔ خورد و نوش اور رسدوں (ذخیرہ اندوزی) کے تمام انتظامات

اسی کے حکم سے ہوتے تھے۔ تیسرا ابو حارثہ ابن علقمہ تھا، یہ شخص نصاریٰ کے تمام علماء اور پادریوں کا پیشوا اعظم تھا۔ سلاطین روم اس کے علم اور اس کی دینی عظمت

کے لحاظ سے اس کا اکرام و ادب کرتے تھے۔ یہ تمام لوگ عمدہ اور قیمتی پوشاکیں پہن کر بڑی شان و شکوہ سے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مناظرہ کرنے کے

قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَأَنْزَلَ الْفُرْقَانَ ۝ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ اللَّهِ

اتاری لوگوں کو راہ دکھاتی اور فیصلہ اتارا بے شک وہ جو اللہ کی آیتوں سے منکر ہوئے

لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ۝ وَاللَّهُ عَزِيزٌ ذُو انتِقَامٍ ۝ إِنَّ اللَّهَ لَا يَخْفَى

ان کے لیے سخت عذاب ہے اور اللہ غالب بدلہ لینے والا ہے اللہ پر کچھ چھپا

عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ ۝ هُوَ الَّذِي يُصَوِّرُكُمْ فِي

نہیں زمین میں نہ آسمان میں وہی ہے کہ تمہاری تصویر بناتا ہے

الْأَرْحَامِ كَيْفَ يَشَاءُ ۝ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ هُوَ الَّذِي

ماؤں کے پیٹ میں جیسی چاہے اس کے سوا کسی کی عبادت نہیں والا حکمت والا وہی ہے جس نے

أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ

تم پر یہ کتاب اتاری اس کی کچھ آیتیں صاف معنی رکھتی ہیں وہ کتاب کی اصل ہیں وہ اور دوسری وہ ہیں جن کے

قصد سے آئے اور مسجد اقدس میں داخل ہوئے، حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات اس وقت نماز عصر ادا فرما رہے تھے، ان لوگوں کی نماز کا وقت بھی آ گیا اور انہوں

نے بھی مسجد شریف ہی میں جانب شرق متوجہ ہو کر نماز شروع کر دی۔ فراغ کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو شروع کی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات

نے فرمایا: تم اسلام لاؤ! کہنے لگے: ہم آپ سے پہلے اسلام لائے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے فرمایا: یہ غلط ہے، یہ دعویٰ جھوٹا ہے، تمہیں اسلام سے تمہارا یہ

دعویٰ روکتا ہے کہ اللہ کی اولاد ہے، اور تمہاری صلیب پرستی روکتی ہے اور تمہارا خنزیر کھانا روکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگر عیسیٰ علیہ السلام خدا کے بیٹے نہ ہوں تو بتائیے

ان کا باپ کون ہے؟ اور سب کے سب بولنے لگے۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم نہیں جانتے کہ بیٹا باپ سے ضرور مشابہ ہوتا ہے! انہوں نے اقرار

کیا۔ پھر فرمایا: کیا تم نہیں جانتے کہ ہمارا رب سخی لایموت ہے، اس کے لیے موت محال ہے اور عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات پر موت آنے والی ہے! انہوں نے

اس کا بھی اقرار کیا۔ پھر فرمایا: کیا تم نہیں جانتے کہ ہمارا رب بندوں کا کارساز اور ان کا حافظ حقیقی اور روزی دینے والا ہے! انہوں نے کہا: ہاں۔ حضور نے فرمایا: کیا

حضرت عیسیٰ بھی ایسے ہی ہیں؟ کہنے لگے نہیں۔ فرمایا: کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ پر آسمان وزمین کی کوئی چیز پوشیدہ نہیں! انہوں نے اقرار کیا۔ حضور (صلی اللہ علیہ

وسلم) نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ بغیر تعلیم الہی اس میں سے کچھ جانتے ہیں؟ انہوں نے کہا: نہیں۔ حضور نے فرمایا: کیا تم نہیں جانتے کہ حضرت عیسیٰ حمل میں رہے، پیدا

ہونے والوں کی طرح پیدا ہوئے، بچوں کی طرح غذا دیے گئے، کھاتے، پیتے تھے، عوارض بشری رکھتے تھے، انہوں نے اس کا اقرار کیا۔ حضور نے فرمایا: پھر وہ کیسے الہ

ہو سکتے ہیں! جیسا کہ تمہارا گمان ہے۔ اس پر وہ سب ساکت رہ گئے اور ان سے کوئی جواب بن نہ آیا۔ اس پر سورہ آل عمران کی اول سے کچھ اور پراسی آیتیں نازل ہوئیں۔

فائدہ: صفات الہیہ میں ”حَسْبِي“ بمعنی دائم باقی کے ہے یعنی ایسا بیشکلی رکھنے والا جس کی موت ممکن نہ ہو۔ قیوم وہ ہے جو قائم بالذات ہو اور خلق اپنی دنیوی اور اخروی

زندگی میں جو حاجتیں رکھتی ہے اس کی تدبیر فرمائے۔ اس میں وفد نجران کے نصرانی بھی داخل ہیں۔ مرد، عورت، گورا، کالا، خوبصورت، بدشکل وغیرہ۔ بخاری و

مسلم کی حدیث میں ہے: سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارا مادہ پیدائش ماں کے پیٹ میں چالیس روز جمع ہوتا ہے، پھر اتنے ہی دن علقہ یعنی خون بستہ

(جسے ہونے خون) کی شکل میں ہوتا ہے، پھر اتنے ہی دن پارہ گوشت کی صورت میں رہتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ بھیجتا ہے جو اس کا رزق، اس کی عمر، اس کے عمل،

اس کا انجام کار یعنی اس کی سعادت و شقاوت لکھتا ہے، پھر اس میں روح ڈالتا ہے۔ تو اس کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود نہیں آدمی جنتیوں کے سے عمل کرتا رہتا ہے،

یہاں تک کہ اس میں اور جنت میں ہاتھ بھر کا یعنی بہت ہی کم فرق رہ جاتا ہے تو کتاب سبقت کرتی ہے اور وہ دوزخیوں کے سے عمل کرتا ہے، اسی پر اس کا خاتمہ ہو جاتا

ہے اور داخل جہنم ہوتا ہے، اور کوئی ایسا ہوتا ہے کہ دوزخیوں کے سے عمل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس میں اور دوزخ میں ایک ہاتھ کا فرق رہ جاتا ہے پھر کتاب

سبقت کرتی ہے اور اس کی زندگی کا نقشہ بدلتا ہے اور وہ جنتیوں کے سے عمل کرنے لگتا ہے، اسی پر اس کا خاتمہ ہوتا ہے اور داخل جنت ہو جاتا ہے۔ اس میں بھی

نصاری کا رد ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کو خدا کا بیٹا کہتے اور ان کی عبادت کرتے تھے۔ اس میں کوئی احتمال و اشتباہ نہیں۔ اس کے احکام میں ان

مُتَشَبِهَةٌ ۷ فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ

معنی میں اشتباہ ہے ۷ وہ جن کے دلوں میں کجی ہے وہ اشتباہ والی کے پیچھے پڑتے

مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ ۸ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا

ہیں وہ گمراہی جاننے والا اور اس کا پہلو ڈھونڈنے کو ۷ اور اس کا ٹھیک پہلو اللہ ہی کو معلوم

اللَّهُ ۹ وَالرَّسُخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ ۱۰ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۱۱

ہے ۹ اور پختہ علم والے ۱۰ کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے ۱۱ سب ہمارے رب کے پاس سے ہے ۱۱

وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ ۱۲ رَبَّنَا لَا تَزِرْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ

اور نصیحت نہیں مانتے مگر عقل والے ۱۲ اے رب ہمارے دل ٹیڑھے نہ کر بعد اس کے کہ تو نے

هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِن لَّدُنكَ رَحْمَةً ۱۳ إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ ۱۴ رَبَّنَا إِنَّكَ

ہمیں ہدایت دی اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا کر بے شک تو ہے بڑا دینے والا اے رب ہمارے بے شک تو

جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَا رَيْبَ فِيهِ ۱۵ إِنَّ اللَّهَ لَا يُخْلِفُ الْبِعَادَ ۱۶

سب لوگوں کو جمع کرنے والا ہے ۱۵ اس دن کے لیے جس میں کوئی شبہ نہیں ۱۶ بے شک اللہ کا وعدہ نہیں بدلتا ۱۶

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُمْ مِّنْ

بے شک وہ جو کافر ہوئے ۱۷ ان کے مال اور ان کی اولاد اللہ سے انہیں کچھ

اللَّهِ شَيْئًا ۱۸ وَأُولَئِكَ هُمُ وَقُودُ النَّارِ ۱۹ كَذَّابٍ آلِ فِرْعَوْنَ ۲۰

نہ بچاسکیں گے اور وہی دوزخ کے ایندھن ہیں جیسے فرعون والوں

کی طرف رجوع کیا جاتا ہے، اور حلال و حرام میں انہیں پر عمل ۱۸ وہ چند وجوہ کا احتمال رکھتی ہیں۔ ان میں سے کوئی وجہ مراد ہے یہ اللہ ہی جانتا ہے، یا جس کو

اللہ تعالیٰ اس کا علم دے۔ ۱۹ یعنی گمراہ اور بد مذہب لوگ جو ہوائے نفسانی کے پابند ہیں۔ ۲۰ اور اس کے ظاہر پر حکم کرتے ہیں یا تاویل باطل کرتے ہیں اور

یہ نیک نیتی سے نہیں بلکہ (جمل) اور شک و شبہ میں ڈالنے (جمل) اپنی خواہش کے مطابق باوجودیکہ وہ تاویل کے اہل نہیں۔ (جمل و خازن) ۲۱ حقیقت

میں (جمل) اور اپنے کرم و عطا سے جس کو وہ نوازے۔ ۲۲ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے: آپ فرماتے تھے کہ میں ”راسخین فی العلم“

سے ہوں، اور مجاہد سے مروی ہے کہ میں ان میں سے ہوں جو متشابہ کی تاویل جانتے ہیں۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ”راسخ فی

العلم“ وہ عالم باعمل ہے جو اپنے علم کا نتیجہ ہو، اور ایک قول مفسرین کا یہ ہے کہ ”راسخ فی العلم“ وہ ہیں جن میں چار صفتیں ہوں: تقویٰ اللہ کا، تواضع لوگوں سے،

زہد دنیا سے، مجاہدہ نفس کے ساتھ۔ (خازن) ۲۳ کہ وہ اللہ کی طرف سے ہے اور جو معنی اس کی مراد ہیں حق ہیں اور اس کا نازل فرمانا حکمت ہے۔ ۲۴ محکم ہو یا

متشابہ۔ ۲۵ اور راسخ علم والے کہتے ہیں۔ ۲۶ حساب یا جزا کے واسطے۔ ۲۷ وہ روز قیامت ہے۔ ۲۸ تو جس کے دل میں کجی ہو وہ ہلاک ہوگا اور جو تیرے

منت واحسان سے ہدایت پائے وہ سعید ہوگا، نجات پائے گا۔ مسئلہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ کذب ”منسافی الوہیت“ ہے، لہذا حضرت قدوس قدریکہ کا کذب

محال اور اس کی طرف اس کی نسبت سخت بے ادبی۔ (مدارک و ابوسعود وغیرہ) ۲۹ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مخرف ہو کر۔



وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَآخَذَهُمُ اللَّهُ بِذُنُوبِهِمْ ط

اور ان سے اگلوں کا طریقہ انہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں تو اللہ نے ان کے گناہوں پر ان کو پکڑا

وَاللَّهُ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۱۱ ۞ قُلْ لِلَّذِينَ كَفَرُوا سَتْغَلِبُونَ

اور اللہ کا عذاب سخت فرما دو کافروں سے کوئی دم جاتا ہے کہ تم مغلوب ہو گے

وَتُحْشَرُونَ إِلَىٰ جَهَنَّمَ ط وَبِئْسَ الْبِهَادُ ۱۲ ۞ قَدْ كَانَ لَكُمْ آيَةٌ فِي

اور دوزخ کی طرف ہانکے جاؤ گے ۱۲ اور وہ بہت ہی برا بچھونا بے شک تمہارے لیے نشانی تھی ۱۳

فَعَتَيْنِ التَّقَاتِ فَمَةً تُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَأُخْرَىٰ كَافِرَةٌ

دو گروہوں میں جو آپس میں بھڑ پڑے ۱۴ ایک جتنا (گروہ) اللہ کی راہ میں لڑتا ۱۵ اور دوسرا کافر ۱۶

يُرَوْنَهُمْ مِّثْلَيْهِمْ رَأَىٰ الْعَيْنِ ط وَاللَّهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهِ مَنْ يَشَاءُ ط

کہ انہیں آنکھوں دیکھا اپنے سے دونا سمجھیں اور اللہ اپنی مدد سے زور دیتا ہے جسے چاہتا ہے ۱۷

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّأُولِي الْأَبْصَارِ ۱۳ ۞ زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ

بے شک اس میں عقل مندوں کے لیے ضرور دیکھ کر سیکھنا ہے لوگوں کے لیے آراستہ کی گئی ان خواہشوں کی محبت ۱۸

مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِينَ وَالْقَنَاطِيرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ

عورتیں اور بیٹے اور تلوے اوپر سونے چاندی کے ڈھیر

وَالْخَيْلِ الْمَوْسَمَةِ وَالْأَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ط ذَٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيَاةِ

اور نشان کئے ہوئے گھوڑے اور چوپائے اور کھیتی یہ جیتی دنیا کی پونجی

۱۹ شان نزول: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب بدر میں کفار کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شکست دے کر مدینہ طیبہ واپس ہوئے تو

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کو جمع کر کے فرمایا کہ تم اللہ سے ڈرو اور اس سے پہلے اسلام لاؤ کہ تم پر ایسی مصیبت نازل ہو جیسی بدر میں قریش پر ہوئی، تم جان

چکے ہو میں نبی مرسل ہوں، تم اپنی کتاب میں یہ لکھا پاتے ہو۔ اس پر انہوں نے کہا کہ قریش تو فونون حرب (جنگی ہنر و مہارت) سے نا آشنا ہیں، اگر ہم سے مقابلہ ہوا تو

آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ لڑنے والے ایسے ہوتے ہیں۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور انہیں خبر دی گئی کہ وہ مغلوب ہونگے اور قتل کیے جائیں گے، گرفتار کیے

جائیں گے، ان پر زہیہ مقرر ہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز میں چھ سو کی تعداد کو قتل فرمایا اور بہتوں کو گرفتار کیا اور اہل خیبر پر زہیہ

مقرر فرمایا۔ ۲۰ اس کے مخاطب یہود ہیں اور بعض کے نزدیک تمام کفار اور بعض کے نزدیک مومنین (جمل) ۲۱ جنگ بدر میں۔ ۲۲ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ

وسلم اور آپ کے اصحاب ان کی کل تعداد تین سو تیرہ تھی، شتر مہا ہر اور دو سو چھتیس انصار، مہاجرین کے صاحبِ راہت (جن کے ہاتھ میں پرچم تھا وہ) حضرت علی

مرتضیٰ تھے اور انصار کے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہما۔ اس کل لشکر میں دو گھوڑے سزاوٹ اور چھ زرہ، آٹھ تلواریں تھیں اور اس واقعہ میں چودہ صحابہ شہید

ہوئے، چھ مہاجر اور آٹھ انصار۔ ۲۳ کفار کی تعداد نو سو پچاس تھی ان کا سردار عقبہ بن ربیعہ تھا اور ان کے پاس سو گھوڑے تھے اور سات سواوٹ اور بکثرت زرہ اور

تھمبیا تھے۔ (جمل) ۲۴ خواہ اس کی تعداد قلیل ہی ہو اور سردار سامان کی کتبی ہی کی ہو۔ ۲۵ تاکہ شہوت پرستوں اور خدا پرستوں کے درمیان فرق و امتیاز ظاہر ہو،

الدُّنْيَا وَاللَّهُ عِنْدَهُ حُسْنُ الْمَبَإِ ﴿۱۳﴾ قُلْ أُوْنِبْتُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ

ہے ۱۳ اور اللہ ہے جس کے پاس اچھا ٹھکانا ہے تم فرماؤ کیا میں تمہیں اس سے کبھی بہتر چیز

ذِكْمٌ ط لِّلَّذِينَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ

بتادوں پر ہمیزگاروں کے لیے ان کے رب کے پاس جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں رواں

خُلْدِينَ فِيهَا وَأَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللَّهِ ط وَاللَّهُ بَصِيرٌ

ہمیشہ ان میں رہیں گے اور ستھری بیبیاں ۱۴ اور اللہ کی خوشنودی ۱۵ اور اللہ بندوں کو

بِالْعِبَادِ ﴿۱۵﴾ الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا إِنَّا أَمَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا

دیکھتا ہے ۱۶ وہ جو کہتے ہیں اے رب ہمارے ہم ایمان لائے تو ہمارے گناہ معاف کر

وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۶﴾ الصُّبْرِينَ وَالصُّدِّيقِينَ وَالْقُنُوتِينَ وَالسُّفْقِينَ

اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے صبر والے ۱۷ اور سچے ۱۸ اور ادب والے اور راہ خدا میں خرچنے والے

وَالْمُسْتَغْفِرِينَ بِإِلَاحَارِ ﴿۱۷﴾ شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ لَا

اور پچھلے پھر سے معافی مانگنے والے ۱۹ اللہ نے گواہی دی کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ۲۰

وَالْمَلِكَةَ وَأُولُو الْعِلْمِ قَائِمًا بِالْقِسْطِ ط لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ

اور فرشتوں نے اور عالموں نے ۲۱ انصاف سے قائم ہو کر اس کے سوا کسی کی عبادت نہیں عزت والا

جیسا کہ دوسری آیت میں ارشاد فرمایا: "إِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْأَرْضِ زِينَةً لِّهَا لِيَبْلُوَهُمْ أَنَّهُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا"۔ ۲۲ اس سے کچھ عرصہ نفع پہنچتا ہے پھر فنا ہو

جاتی ہے۔ انسان کو چاہیے کہ متاع دنیا کو ایسے کام میں خرچ کرے جس میں اس کی عاقبت کی درستی اور سعادت آخرت ہو۔ ۲۳ جنت۔ تو چاہیے کہ اس کی رغبت کی

جائے اور دنیا سے ناپائیدار کی فانی مرغوبات سے دل نہ لگایا جائے۔ ۲۴ متاع دنیا سے۔ ۲۵ جو زمانہ عوارض اور ہر ناپسند و قابل نفرت چیز سے پاک۔ ۲۶ اور

یہ سب سے اعلیٰ نعمت ہے۔ ۲۷ اور ان کے اعمال و احوال جانتا اور ان کی جزا دیتا ہے۔ ۲۸ جو طاعتوں اور مصیبتوں پر صبر کریں اور گناہوں سے باز رہیں۔

۲۹ جن کے قول اور ارادے اور نیتیں سب سچی ہوں۔ ۳۰ اس میں آخر شب میں نماز پڑھنے والے بھی داخل ہیں اور وقت سحر کے دعا و استغفار کرنے والے بھی، یہ

وقت خلوت و اجاہت دعا کا ہے۔ حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے فرزند سے فرمایا کہ مرغ سے کم نہ رہنا کہ وہ تو سحر سے ندا کرے اور تم سوتے رہو۔ ۳۱ شان نزول:

آبہار شام میں سے دو شخص سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جب انہوں نے مدینہ طیبہ دیکھا تو ایک دوسرے سے کہنے لگا کہ نبی آخر الزماں کے شہر

کی یہی صفت ہے جو اس شہر میں پائی جاتی ہے۔ جب آستانہ اقدس پر حاضر ہوئے تو انہوں نے حضور کے شکل و شمائل تو ریت کے مطابق دیکھے حضور کو پہچان لیا اور

عرض کیا: آپ محمد ہیں؟ حضور نے فرمایا: ہاں۔ پھر عرض کیا کہ آپ احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں؟ فرمایا: ہاں۔ عرض کیا: ہم ایک سوال کرتے ہیں اگر آپ نے ٹھیک

جواب دے دیا تو ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ فرمایا: سوال کرو! انہوں نے عرض کیا کہ کتاب اللہ میں سب سے بڑی شہادت کون سی ہے؟ اس پر یہ آیت

کریمہ نازل ہوئی اور اس کو سن کر وہ دونوں خیر (یہودی عالم) مسلمان ہو گئے۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کعبہ معظمہ میں تین سو ساٹھ بت

تھے، جب مدینہ طیبہ میں یہ آیت نازل ہوئی تو کعبہ کے اندر وہ سب سجدہ میں گر گئے۔ ۳۲ یعنی انبیاء و اولیاء نے۔

الانصاف

الْحَكِيمِ ۱۸) إِنَّ الرِّدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ إِسْلَامٌ قَفْ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِينَ

حکمت والا بے شک اللہ کے یہاں اسلام ہی دین ہے قف اور پھوٹ میں نہ پڑے

أَوْ تَوَالِ الْكُتُبِ إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ ط وَمَنْ يَكْفُرْ

کتابی قف مگر بعد اس کے کہ انہیں علم آچکا قف اپنے دلوں کی جلن سے قف اور جو اللہ کی

بِأَيْتِ اللَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۱۹) فَإِنْ حَاجُّوكَ فَقُلْ أَسَلْتُ

آیتوں کا منکر ہو تو بے شک اللہ جلد حساب لینے والا ہے پھر اے محبوب اگر وہ تم سے حجت کریں تو فرماد میں اپنا منہ اللہ

وَجَهَىٰ لِلَّهِ وَمَنِ اتَّبَعِنِ ط وَقُلْ لِلَّذِينَ أُوتُوا الْكُتُبَ وَالْأُمِّيِّينَ

کے حضور جھکائے ہوں اور جو میرے پیرو ہوئے قف اور کتابیوں اور اُن پڑھوں سے فرماؤ قف

ءَأَسَلْتُمْ قف فَإِنْ أَسَلْتُمْ فَقَدْ اهْتَدَوْا ج وَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْكَ

کیا تم نے گردن رکھی قف پس اگر وہ گردن رکھیں جب تو راہ پاگئے اور اگر منہ پھیریں تو تم پر تو یہی حکم پہنچا

الْبَدْعُ ط وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ ۲۰) إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِأَيْتِ اللَّهِ

دینا ہے قف اور اللہ بندوں کو دیکھ رہا ہے وہ جو اللہ کی آیتوں سے منکر ہوتے

وَيَقْتُلُونَ النَّبِيَّ بِغَيْرِ حَقٍّ ۲۱) وَيَقْتُلُونَ الَّذِينَ يَأْمُرُونَ

اور پیغمبروں کو ناحق شہید کرتے قف اور انصاف کا حکم کرنے والوں کو

بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ ۲۲) فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ۲۱) أُولَٰئِكَ الَّذِينَ

قتل کرتے ہیں انہیں خوشخبری دو دردناک عذاب کی یہ ہیں وہ جن کے

۲۲) اس کے سوا کوئی اور دین مقبول نہیں۔ یہود و نصاریٰ وغیرہ کفار جو اپنے دین کو افضل و مقبول کہتے ہیں اس آیت میں ان کے دعوے کو باطل کر دیا۔ ۲۱) یہ آیت

یہود و نصاریٰ کے حق میں وارد ہوئی، جنہوں نے اسلام کو چھوڑا اور انہوں نے سیدنا نبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت میں اختلاف کیا۔ ۲۲) وہ اپنی کتابوں

میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت و صفت دیکھ چکے اور انہوں نے پہچان لیا کہ یہی وہ نبی ہیں جن کی کتب الہیہ میں خبریں دی گئی ہیں۔ ۲۳) یعنی ان کے

اختلاف کا سبب ان کا حسد اور منافع دنیویہ کی طمع ہے۔ ۲۴) یعنی میں اور میرے متبعین ہمہ تن (یکسوئی سے پورے طور پر) اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار اور مطیع ہیں،

”ہمارا دین“ دین توحید ہے، جس کی صحت تمہیں خود اپنی کتابوں سے بھی ثابت ہو چکی ہے تو اس میں تمہارا ہم سے جھگڑا کرنا بالکل باطل ہے۔ ۲۵) جتنے کافر غیر

کتابی ہیں وہ اُھسین میں داخل ہیں، انہیں میں سے عرب کے مشرکین بھی ہیں۔ ۲۶) اور دین اسلام کے حضور سر نیازم کیا یا باوجود براہین پدید قائم ہونے کے تم بھی

تک اپنے کفر پر ہو۔ یہ دعوت اسلام کا ایک پیرا یہ ہے، اور اس طرح انہیں دین حق کی طرف بلایا جاتا ہے۔ ۲۷) وہ تم نے پورا کر ہی دیا اس سے انہوں نے نفع نہ

اٹھایا تو نقصان میں وہ رہے۔ اس میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تسکین خاطر ہے کہ آپ ان کے ایمان نہ لانے سے رنجیدہ نہ ہوں۔ ۲۸) جیسا کہ بنی

اسرائیل نے صبح کو ایک ساعت کے اندر تینتالیس نبیوں کو قتل کیا، پھر جب ان میں سے ایک سو بارہ عابدوں نے اُٹھ کر انہیں نیکوں کا حکم دیا اور بدیوں سے منع کیا

تو اسی روز شام کو انہیں بھی قتل کر دیا۔ اس آیت میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے یہود کو توحیح ہے کیونکہ وہ اپنے آباؤ اجداد کے ایسے بدترین فعل سے راضی ہیں۔

۲۰



حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمَالُهُمْ مِّنْ نُّصْرَيْنِ ۖ ﴿۲۱﴾ أَلَمْ

عمل اکارت گئے دنیا و آخرت میں وہ اور ان کا کوئی مددگار نہیں وہ کیا تم نے

تَرَىٰ إِلَىٰ الَّذِينَ أُوْتُوا نَصِيبًا مِّنَ الْكِتَابِ يُدْعَوْنَ إِلَىٰ كِتَابِ اللَّهِ

انہیں نہ دیکھا جنہیں کتاب کا ایک حصہ ملا وہ کتاب اللہ کی طرف بلائے جاتے ہیں

لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَتَوَلَّىٰ فَرِيقٌ مِّنْهُمْ وَهُمْ مُّعْرِضُونَ ۖ ﴿۲۲﴾ ذَلِكَ

کہ وہ ان کا فیصلہ کرے پھر ان میں سے ایک گروہ اس سے روگرداں ہو کر پھر جاتا ہے وہ یہ جرات ہے

بِأَنَّهُمْ قَالُوا لَنْ نَسْأَلَ النَّارَ إِلَّا أَيَّامًا مَّعْدُودَاتٍ ۗ وَغَرَّهُمْ فِي

انہیں اس لیے ہوئی کہ وہ کہتے ہیں ہرگز ہمیں آگ نہ چھوئے گی مگر گنتی کے دنوں وہ اور ان کے

دِينِهِمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ۖ ﴿۲۳﴾ فَكَيْفَ إِذَا جَمَعْتَهُم لِيَوْمٍ لَا رَيْبَ

دین میں انہیں فریب دیا اس جھوٹ نے جو باندھتے تھے وہ تو کیسی ہوگی جب ہم انہیں اکٹھا کریں گے اس دن کے لیے جس میں شک

فِيهِ ۗ وَوَفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ۖ ﴿۲۴﴾ قُلْ

نہیں وہ اور ہر جان کو اس کی کمائی پوری بھر دی جائے گی اور ان پر ظلم نہ ہوگا یوں عرض کر

۲۱ مسئلہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ انبیاء کی جناب میں بے ادبی کفر ہے اور یہ بھی کہ کفر سے تمام اعمال اکارت ہو جاتے ہیں۔ وہ کہ انہیں عذاب الہی سے

بچائے۔ وہ یعنی یہود کو کہ انہیں تورات شریف کے علوم و احکام سکھائے گئے تھے جن میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف و احوال اور دین اسلام کی

تھانیت کا بیان ہے۔ اس سے لازم آتا تھا کہ جب حضور تشریف فرما ہوں اور انہیں قرآن کریم کی طرف دعوت دیں تو وہ حضور پر اور قرآن شریف پر ایمان لائیں اور

اس کے احکام کی تعمیل کریں لیکن ان میں سے بہتوں نے ایسا نہیں کیا۔ اس تقدیر پر آیت میں ”هِنَّ الْكِتَابِ“ سے تورات اور ”كِتَابِ اللَّهِ“ سے قرآن شریف

مراد ہے۔ ۲۲ شان نزول: اس آیت کے شان نزول میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک روایت یہ آئی ہے کہ ایک مرتبہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم

بیت المدراس میں تشریف لے گئے اور وہاں یہود کو اسلام کی دعوت دی۔ نعیم ابن عمرو اور حارث ابن زید نے کہا کہ اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کس دین پر

ہیں؟ فرمایا: ملت ابراہیمی پر۔ وہ کہنے لگے: حضرت ابراہیم علیہ السلام تو یہودی تھے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تورات لاؤ! ابھی ہمارے تمہارے

درمیان فیصلہ ہو جائے گا۔ اس پر نہ جھے اور منکر ہو گئے، اس پر یہ آیت شریفہ نازل ہوئی۔ اس تقدیر پر آیت میں ”كِتَابِ اللَّهِ“ سے تورات مراد ہے۔ انہیں حضرت

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک روایت یہ بھی مروی ہے کہ یہود خیبر میں سے ایک مرد نے ایک عورت کے ساتھ زنا کیا تھا اور تورات میں ایسے گناہ کی سزا پتھر مار

مار کر ہلاک کر دینا ہے لیکن چونکہ یہ لوگ یہود یوں میں اونچے خاندان کے تھے اس لیے انہوں نے ان کا سنگسار کرنا گوارا نہ کیا اور اس معاملہ کو بائیں امید سید عالم صلی

اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے کہ شاید آپ سنگسار کرنے کا حکم نہ دیں مگر حضور نے ان دونوں کے سنگسار کرنے کا حکم دیا، اس پر یہود پیش میں آئے اور کہنے لگے کہ اس

گناہ کی یہ سزا انہیں آپ نے ظلم کیا۔ حضور نے فرمایا کہ فیصلہ تورات پر رکھو۔ کہنے لگے: یہ انصاف کی بات ہے۔ تورات مذکوری گئی اور عبد اللہ بن عمرو یہود کے

بڑے عالم نے اس کو پڑھا، اس میں آیت رجم آئی، جس میں سنگسار کرنے کا حکم تھا، عبد اللہ نے اس پر ہاتھ رکھ لیا اور اس کو چھوڑ گیا۔ حضرت عبد اللہ بن سلام نے

اس کا ہاتھ ہٹا کر آیت پڑھ دی یہودی ذلیل ہوئے اور وہ یہودی مرد و عورت جنہوں نے زنا کیا تھا حضور کے حکم سے سنگسار کیے گئے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

۲۳ کتاب الہی سے روگردانی کرنے کی۔ ۲۴ یعنی چالیس دن یا ایک ہفتہ پھر کچھ غم نہیں۔ ۲۵ اور ان کا یہ قول تھا کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں،

وہ ہمیں گناہوں پر عذاب نہ کرے گا مگر بہت تھوڑی مدت ۲۶ اور وہ روز قیامت ہے۔

اللَّهُمَّ مَلِكِ الْمَلِكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ

اے اللہ ملک کے مالک تو جسے چاہے سلطنت دے اور جس سے چاہے سلطنت

تَشَاءُ ۱۷ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ ۱۸ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ۱۹ إِنَّكَ

چھین لے اور جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت دے ساری بھلائی تیرے ہی ہاتھ ہے بے شک تو

عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۲۰ ۲۱ تُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُؤَلِّجُ النَّهَارَ فِي

سب کچھ کر سکتا ہے ۲۰ تو رات کا حصہ دن میں ڈالے اور دن کا حصہ رات میں

اللَّيْلَ ۲۲ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ ۲۳

ڈالے ۲۲ اور مردہ سے زندہ نکالے اور زندہ سے مردہ نکالے ۲۳

وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۲۴ لَا يَتَّخِذُ الْمُؤْمِنُونَ الْكُفْرِينَ

اور جسے چاہے بے گنتی دے مسلمان کافروں کو اپنا دوست

أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ ۲۵ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللَّهِ

نہ بنالیں مسلمانوں کے سوا نہ اور جو ایسا کرے گا اسے اللہ سے کچھ علاقہ (تعلق)

فِي شَيْءٍ إِلَّا أَنْ تَتَّقُوا مِنْهُمْ تُقَاةً ۲۶ وَيَحْذَرُكُمْ اللَّهُ نَفْسَهُ ۲۷ وَإِلَى

نہ رہا مگر یہ کہ تم ان سے کچھ ڈرو ۲۶ اور اللہ تمہیں اپنے غضب سے ڈراتا ہے اور اللہ

اللَّهُ الصَّابِرُ ۲۸ قُلْ إِنْ تُحْفُوا مَا فِي صُدُورِكُمْ أَوْ تُبْدُوهُ يُعَلِّمَهُ

ہی کی طرف پھرنا ہے تم فرما دو کہ اگر تم اپنے جی کی بات چھپاؤ یا ظاہر کرو اللہ کو سب

۲۵ شان نزول: فتح مکہ کے وقت سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو ملک فارس و روم کی سلطنت کا وعدہ دیا تو یہود و منافقین نے اس کو بہت بعید سمجھا اور کہنے لگے: کہاں محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) اور کہاں فارس و روم کے ملک! وہ بڑے زبردست اور نہایت محفوظ ہیں۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور آخر

کار حضور کا وہ وعدہ پورا ہو کر رہا۔ ۲۶ یعنی کبھی رات کو بڑھائے دن کو گھٹائے اور کبھی دن کو بڑھا کر رات کو گھٹائے یہ تیری قدرت ہے، تو فارس و روم سے ملک لے کر غلامان مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کو عطا کرنا اس کی قدرت سے کیا بعید ہے! ۲۷ ”مردہ سے زندہ کا نکالنا“ اس طرح ہے جیسے کہ زندہ انسان کو نطفہ

بے جان سے، اور پرند کے زندہ بچے کو بے روح اٹھ سے، اور زندہ دل مؤمن کو مردہ دل کافر سے، اور ”زندہ سے مردہ نکالنا“ اس طرح جیسے کہ زندہ انسان سے نطفہ بے جان، اور زندہ پرند سے بے جان اٹھا، اور زندہ دل ایمان دار سے مردہ دل کافر۔ ۲۸ شان نزول: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنگ

احزاب کے دن سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میرے ساتھ پانچ سو یہودی ہیں جو میرے حلیف ہیں، میری رائے ہے کہ میں دشمن کے مقابل ان سے مدد حاصل کروں، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور کافروں کو دوست اور مددگار بنانے کی ممانعت فرمائی گئی۔ ۲۹ کفار سے دوستی و محبت ممنوع و حرام ہے، انہیں رازدار بنانا، ان سے موالات کرنا ناجائز ہے، اگر جان یا مال کا خوف ہو تو ایسے وقت صرف ظاہری برتاؤ جائز ہے۔

اللَّهُ ط وَيَعْلَمُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ط وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ

معلوم ہے اور جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور ہر چیز پر اللہ کا

قَدِيرٌ ﴿٢٩﴾ يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا ط وَمَا

قابو ہے جس دن ہر جان نے جو بھلا کام کیا حاضر پائے گی اور جو

عَمِلَتْ مِنْ سُوءٍ ط تَوَدُّ لَوْ أَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهُ أَمَدًا بَعِيدًا ط

بُرا کام کیا امید کرے گی کاش مجھ میں اور اس میں دور کا فاصلہ ہوتا اور

وَيُحَذِّرُكُمُ اللَّهُ نَفْسَهُ ط وَاللَّهُ رَءُوفٌ بِالْعِبَادِ ﴿٣٠﴾ قُلْ إِنْ كُنْتُمْ

اور اللہ تمہیں اپنے عذاب سے ڈراتا ہے اور بندوں پر مہربان ہے اے محبوب تم فرما دو کہ لوگو اگر تم

تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ط وَاللَّهُ

اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ

غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٣١﴾ قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ جَ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللَّهَ

بخشنے والا مہربان ہے تم فرما دو کہ حکم مانو اللہ اور رسول کا اور پھر اگر وہ منہ پھیریں تو اللہ

لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِينَ ﴿٣٢﴾ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ آدَمَ وَنُوحًا وَآلَ إِبْرٰهِيْمَ

کو خوش نہیں آتے کافر بے شک اللہ نے چن لیا آدم اور نوح اور ابراہیم کی آل

وَآلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿٣٣﴾ ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ ط وَاللَّهُ

اور عمران کی آل کو سارے جہان سے اور یہ ایک نسل ہے ایک دوسرے سے اور اللہ

ط یعنی روز قیامت ہر نفس کو اعمال کی جزا ملے گی اور اس میں کچھ کمی و کوتاہی نہ ہوگی۔ یعنی میں نے یہ برا کام نہ کیا ہوتا۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ

اللہ کی محبت کا دعویٰ جب ہی سچا ہو سکتا ہے جب آدمی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا توجع ہو اور حضور کی اطاعت اختیار کرے۔ شان نزول: حضرت ابن عباس رضی اللہ

عنہما سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم قریش کے پاس ٹھہرے، جنہوں نے خانہ کعبہ میں بت نصب کیے تھے اور انہیں سچا سچا کران کو سجدہ کر رہے تھے۔

حضور نے فرمایا: اے گروہ قریش! خدا کی قسم! تم اپنے آباء حضرت ابراہیم اور حضرت اسمعیل علیہما السلام کے دین کے خلاف ہو گئے۔ قریش نے کہا کہ ہم ان بتوں

کو اللہ کی محبت میں پوجتے ہیں تاکہ یہ ہمیں اللہ سے قریب کریں۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور بتایا گیا کہ محبت الہی کا دعویٰ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی

اتباع و فرمانبرداری کے بغیر قابل قبول نہیں، جو اس دعوے کا ثبوت دینا چاہے حضور کی غلامی کرے۔ اور حضور نے بت پرستی کو منع فرمایا تو بت پرستی کرنے والا حضور کا

نافرمان اور محبت الہی کے دعویٰ میں جھوٹا ہے۔ اور یہی اللہ کی محبت کی نشانی ہے اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت بغیر اطاعت رسول نہیں ہو سکتی۔ بخاری و مسلم کی حدیث

میں ہے: جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔ اور یہود نے کہا تھا کہ ہم حضرت ابراہیم و اسحاق و یعقوب علیہم الصلوٰۃ والسلام کی اولاد سے ہیں

اور انہیں کے دین پر ہیں، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور بتایا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان حضرات کو اسلام کے ساتھ برگزیدہ کیا تھا اور تم اے یہود! اسلام پر نہیں

ہو تو تمہارا یہ دعویٰ غلط ہے۔ اور ان میں باہم نسلی تعلقات بھی ہیں اور آپس میں یہ حضرات ایک دوسرے کے معاون و مددگار بھی۔



سَبِيْعٌ عَلِيْمٌ ۳۳ ﴿۳۳﴾ اِذْ قَالَتْ اِمْرَاَتُ عِمْرَانَ رَبِّ اِنِّي نَذَرْتُ لَكَ مَا فِي

سنتا جانتا ہے جب عمران کی بی بی نے عرض کی ۱۵۸ اے رب میرے لیے منت مانتی ہوں جو میرے پیٹ

بَطْنِي مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّي ۳۴ ﴿۳۴﴾ اِنَّكَ اَنْتَ السَّبِيْعُ الْعَلِيْمُ ۳۵ ﴿۳۵﴾ فَلَمَّا

میں ہے کہ خالص تیری ہی خدمت میں رہے ۱۵۹ تو تو مجھ سے قبول کر لے بے شک تو ہی ہے سنتا جانتا پھر جب

وَضَعْتُهَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّي وَضَعْتُهَا اُنْثَىٰ ط وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعْتَ ط

اسے جنا بولی اے رب میرے یہ تو میں نے لڑکی جنی نکے اور اللہ کو خوب معلوم ہے جو کچھ وہ جنی

وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثَىٰ ۳۶ ﴿۳۶﴾ وَاِنِّي سَبَّيْتُهَا مَرْيَمَ ۳۷ ﴿۳۷﴾ وَاِنِّي اُعِيْذُهَا بِكَ

اور وہ لڑکا جو اس نے مانگا اس لڑکی سا نہیں نکے اور میں نے اس کا نام مریم رکھا نکے اور میں اسے اولاد کو تیری

وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۳۸ ﴿۳۸﴾ فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ

پناہ میں دیتی ہوں راندے ہوئے شیطان سے تو اُسے اس کے رب نے اچھی طرح قبول کیا نکے

وَاَنْبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا ۳۹ ﴿۳۹﴾ وَكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا ط كَلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا

اور اسے اچھا پروان چڑھایا نکے اور اسے زکریا کی نگہبانی میں دیا جب زکریا اس کے پاس اس کی

۱۵۸ عمران دو ہیں: ایک عمران بن یصغر بن فہرث بن لاوی بن یعقوب بن یوسف حضرت موسیٰ و ہارون کے والد ہیں، دوسرے عمران بن ماثان یہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ

والسلامہ کی والدہ مریم کے والد ہیں۔ دونوں عمرانوں کے درمیان ایک ہزار اٹھ سو برس کا فرق ہے۔ یہاں دوسرے عمران مراد ہیں، ان کی بی بی صاحبہ کا نام کحہ بنت

فاقوذہ ہے، یہ مریم علیہا السلام کی والدہ ہیں۔ ۱۵۹ اور تیری عبادت کے سوا دنیا کا کوئی کام اس کے متعلق نہ ہو، بیت المقدس کی خدمت اس کے ذمہ ہو۔ علماء نے

واقعہ اس طرح ذکر کیا ہے کہ حضرت زکریا و عمران دونوں ہم زلف تھے۔ فاقوذہ کی دختر ایشاع جو حضرت یحییٰ کی والدہ ہیں اور ان کی بہن کحہ جو فاقوذہ کی دوسری دختر

اور حضرت مریم کی والدہ ہیں، وہ عمران کی بی بی تھیں۔ ایک زمانہ تک کحہ کے اولاد نہیں ہوئی یہاں تک کہ بڑھاپا آ گیا اور مایوسی ہو گئی۔ یہ صالحین کا خاندان تھا اور یہ

سب لوگ اللہ کے مقبول بندے تھے۔ ایک روز کحہ نے ایک درخت کے سایہ میں ایک چڑیا دیکھی جو اپنے بچے کو بھرا (کھلا) رہی تھی۔ یہ دیکھ کر آپ کے دل میں اولاد

کا شوق پیدا ہوا اور بارگاہ الہی میں دعا کی کہ یارب! اگر تو مجھے بچہ دے تو میں اس کو بیت المقدس کا خادم بناؤں اور اس خدمت کے لیے حاضر کر دوں۔ جب وہ حاملہ

ہوئیں اور انہوں نے یہ نذر مان لی تو ان کے شوہر نے فرمایا کہ یہ تم نے کیا کیا؟ اگر لڑکی ہوگی تو! وہ اس قابل کہاں ہے؟ اس زمانہ میں لڑکوں کو خدمت بیت المقدس

کے لیے دیا جاتا تھا اور لڑکیاں عواض نسائی اور زنانہ کمزوریوں اور مردوں کے ساتھ نہ رہ سکنے کی وجہ سے اس قابل نہیں سمجھی جاتی تھیں، اس لیے ان صاحبوں کو شدید فکر

لاحق ہوئی اور کحہ کے وضع حمل سے قبل عمران کا انتقال ہو گیا۔ ۱۶۰ کحہ نے یہ کلمہ اعتذار کے طور پر (یعنی عذر بیان کرتے ہوئے) کہا اور ان کو حسرت و غم ہوا کہ لڑکی ہوئی تو

نذر کس طرح پوری ہو سکتی؟ ۱۶۱ کیونکہ یہ لڑکی اللہ کی عطا ہے اور اس کے فضل سے فرزند سے زیادہ فضیلت رکھنے والی ہے۔ یہ صاحبہ جزادی حضرت مریم تھیں اور

اپنے زمانہ کی عورتوں میں سب سے افضل تھیں۔ ۱۶۲ مریم کے معنی عابدہ ہیں۔ ۱۶۳ اور نذر میں لڑکے کی جگہ حضرت مریم کو قبول فرمایا۔ کحہ نے ولادت کے بعد

حضرت مریم کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر بیت المقدس میں احبار کے سامنے رکھ دیا۔ یہ احبار حضرت ہارون کی اولاد میں تھے اور بیت المقدس میں ان کا منصب ایسا تھا جیسا کہ

کعبہ شریف میں جزیہ کا، چونکہ حضرت مریم ان کے امام اور ان کے صاحب قرآن کی دختر تھیں اور ان کا خاندان بنی اسرائیل میں بہت اعلیٰ اور اہل علم کا خاندان

تھا، اس لیے ان سب نے جن کی تعداد ستائیس تھی، حضرت مریم کو لینے اور ان کا تعلق (دیکھ بھال) کرنے کی رغبت کی۔ حضرت زکریا علیہ السلام نے فرمایا: میں ان

کا سب سے زیادہ حق دار ہوں کیونکہ میرے گھر میں ان کی خالہ ہیں۔ معاملہ اس پر ختم ہوا کہ قرعہ ڈالا جائے، پھر حضرت زکریا ہی کے نام پر نکلا۔ ۱۶۴ حضرت مریم

الْبُحْرَابِ ۱ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۲ قَالَ يُرِيمُ أُنَىٰ لَكَ هَذَا ۳ قَالَتْ

نماز پڑھنے کی جگہ جاتے اس کے پاس نیا رزق پاتے ۵۱ کہا اے مریم یہ تیرے پاس کہاں سے آیا بولیں

هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ ۴ إِنَّ اللَّهَ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۵

وہ اللہ کے پاس سے ہے بے شک اللہ جسے چاہے بے گنتی دے سکے

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ ۶ قَالَ رَبِّ هَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ ذُرِّيَّةً

یہاں ۵۲ پکارا زکریا اپنے رب کو بولا اے رب میرے مجھے اپنے پاس سے دے ستری

كَلِيمَةً ۷ إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ ۸ فَنَادَتْهُ الْمَلِكَةُ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي

اولاد بے شک تو ہی ہے دعا سننے والا ۵۳ تو فرشتوں نے اسے آواز دی اور وہ اپنی نماز کی جگہ کھڑا نماز

الْبُحْرَابِ ۹ أَنَّ اللَّهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيَىٰ مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِنَ اللَّهِ

پڑھ رہا تھا ۵۴ بے شک اللہ آپ کو مژدہ دیتا ہے یحییٰ کا جو اللہ کی طرف کے ایک کلمہ کی وفی تصدیق کرے گا

وَسَيِّدًا وَحَصُورًا وَنَبِيًّا مِنَ الصَّالِحِينَ ۱۰ قَالَ رَبِّ أُنَىٰ يَكُونُ لِي

اور سردار ۵۵ اور ہمیشہ کے لیے عورتوں سے بچنے والا اور نبی ہمارے خاصوں میں سے ۵۶ بولا اے میرے رب میرے لڑکا کہاں

عِلْمٌ وَقَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ وَامْرَأَتِي عَاقِرٌ ۱۱ قَالَ كَذَلِكَ اللَّهُ يَفْعَلُ مَا

سے ہوگا مجھے تو پہنچ گیا بڑھاپا ۵۷ اور میری عورت بانجھ ۵۸ فرمایا اللہ یوں ہی کرتا ہے جو

ایک دن میں اتنا بڑھتی تھیں جتنا اور بچے ایک سال میں۔ ۵۹ بے فصل میوے جو جنت سے اترتے اور حضرت مریم نے کسی عورت کا دودھ نہ پیا۔ ۶۰ حضرت مریم نے صغریٰ میں کلام کیا جبکہ وہ پالنے (تھولے) میں پرورش پارتی تھیں، جیسا کہ ان کے فرزند حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسی حال میں کلام فرمایا۔ مسئلہ: یہ آیت کرامات اولیاء کے ثبوت کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے ہاتھوں پر خوارق (کرامات) ظاہر فرماتا ہے۔ حضرت زکریا علیہ السلام نے جب یہ دیکھا تو فرمایا: جو ذات پاک مریم کو بے وقت، بے فصل اور بغیر سب کے میوہ عطا فرمانے پر قادر ہے، وہ بے شک اس پر قادر ہے کہ میری بانجھ بی بی کو نبی تندرستی دے اور مجھے اس بڑھاپے کی عمر میں امید منقطع ہو جانے کے بعد فرزند عطا کرے۔ بایں خیال آپ نے دعا کی جس کا اگلی آیت میں بیان ہے۔ ۶۱ یعنی محراب بیت المقدس میں دروازے بند کر کے دعا کی۔ ۶۲ حضرت زکریا علیہ السلام عالم کبیر تھے۔ قربانیاں بارگاہ الہی میں آپ ہی پیش کیا کرتے تھے اور مسجد شریف میں بغیر آپ کے اذن کے کوئی داخل نہیں ہو سکتا تھا۔ جس وقت محراب میں آپ نماز میں مشغول تھے اور باہر آدمی دخول کی اجازت کا انتظار کر رہے تھے، دروازہ بند تھا، اچانک آپ نے ایک سفید پوش جوان دیکھا، وہ حضرت جبریل تھے، انہوں نے آپ کو فرزند کی بشارت دی، جو "أَنَّ اللَّهَ يَبَشِّرُكَ بِيَحْيَىٰ" میں بیان فرمائی گئی۔ ۶۳ کلمہ سے مراد حضرت عیسیٰ ابن مریم ہیں کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے "مُحَنِّ" فرما کر بغیر باپ کے پیدا کیا، اور ان پر سب سے پہلے ایمان لانے اور ان کی تصدیق کرنے والے حضرت یحییٰ ہیں، جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے عمر میں چھ ماہ بڑے تھے۔ یہ دونوں حضرات خالہ زاد بھائی تھے۔ حضرت یحییٰ کی والدہ اپنی بہن حضرت مریم سے ملیں تو انہیں اپنے حاملہ ہونے پر مطلع کیا۔ حضرت مریم نے فرمایا: میں بھی حاملہ ہوں۔ حضرت یحییٰ کی والدہ نے کہا: اے مریم! مجھے معلوم ہوتا ہے کہ میرے پیٹ کا بچہ تمہارے پیٹ کے بچے کو سجدہ کرتا ہے۔ ۶۴ "سید" اس رئیس کو کہتے ہیں جو مخدوم و مطاع ہو۔ حضرت یحییٰ مؤمنین کے سردار اور علم و حلم و دین میں ان کے رئیس تھے۔ ۶۵ حضرت زکریا علیہ السلام نے براہِ تعجب عرض کیا: ۶۶ اور عمر ایک سو بیس سال کی ہو چکی۔ ۶۷ ان کی عمر اٹھانوے سال کی مقصود سوال سے یہ ہے کہ بیٹا

يَسَاءُ ۳۰ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِي آيَةً ط قَالَ آيَتِكَ إِلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ

چاہے ۵۸ عرض کی اے میرے رب میرے لیے کوئی نشانی کر دے ۵۵ فرمایا تیری نشانی یہ ہے کہ تین دن تو لوگوں

ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ إِلَّا رَمْرًا ط وَاذْكُرْ رَبَّكَ كَثِيرًا وَسَبِّحْ بِالنَّعْشِيِّ

سے بات نہ کرے مگر اشارہ سے اور اپنے رب کی بہت یاد کر ۵۷ اور کچھ دن رہے (شام) اور تڑکے (صبح)

وَالْإِبْكَارِ ۳۱ وَإِذْ قَالَتِ الْمَلِكَةُ لِيَرِيمُ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَكَ وَطَهَّرَكَ

اس کی پائی بول اور جب فرشتوں نے کہا اے مریم بے شک اللہ نے تجھے چن لیا ۵۸ اور خوب ستھرا کیا ۵۸

وَاصْطَفَكَ عَلَى نِسَاءِ الْعَالَمِينَ ۳۲ لِيَرِيمَ اقْنُتِي لِرَبِّكِ وَاسْجُدِي

اور آج سارے جہاں کی عورتوں سے تجھے پسند کیا ۵۹ اے مریم اپنے رب کے حضور اُذب سے کھڑی ہو ۶۰ اور اس کے لیے سجدہ کر

وَارْكَعِي مَعَ الرَّاكِعِينَ ۳۳ ذَلِكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهِ إِلَيْكَ ط

اور رکوع والوں کے ساتھ رکوع کر یہ غیب کی خبریں ہیں کہ ہم خفیہ طور پر تمہیں بتاتے ہیں ۶۱

وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يَقُولُونَ أَقْلَامَهُمْ أَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ وَمَا

اور تم اُن کے پاس نہ تھے جب وہ اپنی قلموں سے فرعہ ڈالتے تھے کہ مریم کس کی پرورش میں رہیں اور تم

كُنْتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يَخْتَصِمُونَ ۳۴ إِذْ قَالَتِ الْمَلِكَةُ لِيَرِيمُ إِنَّ اللَّهَ

ان کے پاس نہ تھے جب وہ جھگڑ رہے تھے ۶۲ اور یاد کرو جب فرشتوں نے مریم سے کہا اے مریم اللہ

يُبَشِّرُكَ بِكَلِمَةٍ مِنْهُ لَا اسْمَ لَهُ السَّيِّئُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيهًا فِي

تجھے بشارت دیتا ہے اپنے پاس سے ایک کلمہ کی ۶۳ جس کا نام ہے مسیح عیسیٰ مریم کا بیٹا رودار ہوگا ۶۴

كس طرح عطا ہوگا؟ آیا میری جوانی لوٹائی جائے گی اور بی بی کا ہاتھ ہونا دور کیا جائے گا یا ہم دونوں اپنے حال پر رہیں گے۔ ۶۵ بڑھاپے میں فرزند عطا کرنا اس

کی قدرت سے کچھ بعید نہیں۔ ۶۶ جس سے مجھے اپنی بی بی کی حمل کا وقت معلوم ہوتا کہ میں اور زیادہ شکر و عبادت میں مصروف ہوں۔ ۶۷ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ

آدمیوں کے ساتھ گفتگو کرنے سے زبان مبارک تین روز تک بند رہی اور تسبیح و ذکر پر آپ قادر رہے اور یہ ایک عظیم معجزہ ہے کہ جس میں جو ارح (اعضاء) صحیح و سالم

ہوں اور زبان سے تسبیح و تقدیس کے کلمات ادا ہوتے رہیں مگر لوگوں کے ساتھ گفتگو نہ ہو سکے اور یہ علامت اس لیے مقرر کی گئی کہ اس نعمت عظیمہ کے ادائے حق میں

زبان ذکر و شکر کے سوا اور کسی بات میں مشغول نہ ہو۔ ۶۸ کہ باوجود عورت ہونے کے بیت المقدس کی خدمت کے لیے نذر میں قبول فرمایا اور یہ بات ان کے سوا

کسی عورت کو نہیں نہ آئی۔ اسی طرح ان کے لیے جنتی رزق بھیجنا، حضرت زکریا کو ان کا کفیل بنانا، یہ حضرت مریم کی برگزیدگی ہے۔ ۶۹ مرد رسیدگی سے اور گناہوں

سے اور بقول بعضے زنانے عوارض سے۔ ۷۰ کہ بغیر باپ کے پیدا دیا اور ملائکہ کا کلام سنوایا۔ ۷۱ جب فرشتوں نے یہ کہا تو حضرت مریم نے اتنا طویل قیام کیا کہ

آپ کے قدم مبارک پر روم آ گیا اور پاؤں پھٹ کر خون جاری ہو گیا۔ ۷۲ اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب کے

علوم عطا فرمائے۔ ۷۳ باوجود اس کے آپ کا ان واقعات کی اطلاع دینا دلیل قوی ہے اس کی کہ آپ کو نبی علوم عطا فرمائے گئے۔ ۷۴ یعنی ایک فرزند کی۔

۷۵ صاحب جاہ و منزلت۔



الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ ﴿۳۵﴾ وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ

دنیا اور آخرت میں اور قرب والا ﴿۳۵﴾ اور لوگوں سے بات کرے گا پالنے (جھولے) میں ۹۱

وَكَهْلًا وَمِنَ الصَّالِحِينَ ﴿۳۶﴾ قَالَتْ رَبِّ أَلَيْسَ لِي وَلَدٌ وَلَمْ

اور بچی عمر میں ۹۲ اور خاصوں میں ہوگا بولی اے میرے رب میرے بچہ کہاں سے ہوگا مجھے تو

يَمْسَسُنِي بَشَرٌ ۖ قَالَ كَذَلِكَ اللَّهُ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ۖ إِذَا قَضَىٰ أَمْرًا

کسی شخص نے ہاتھ نہ لگا یا ۹۳ فرمایا اللہ یوں ہی پیدا کرتا ہے جو چاہے جب کسی کام کا حکم فرمائے

فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ﴿۳۷﴾ وَيُعَلِّمُهُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ

تو اس سے یہی کہتا ہے کہ ہو جا وہ فوراً ہو جاتا ہے اور اللہ اسے سکھائے گا کتاب اور حکمت

وَالتَّوْرَةَ وَالْإِنْجِيلَ ۚ وَرَسُولًا إِلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ ۖ أَنِّي قَدْ

اور توریت اور انجیل اور رسول ہوگا بنی اسرائیل کی طرف یہ فرماتا ہوا کہ

جِئْتُكُمْ بِآيَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ ۖ لِيَأْتِيَ أَحْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطَّيْرِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ

میں تمہارے پاس ایک نشانی لایا ہوں تمہارے رب کی طرف سے کہ میں تمہارے لیے مٹی سے پرند کی سی مورت بناتا ہوں

فَأَنْفَخُ فِيهِ فَيَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ وَأُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ

پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ فوراً پرند ہو جاتی ہے اللہ کے حکم سے فنل اور میں شفا دیتا ہوں مادر زاد اندھے اور سپید (سفید) داغ والے کو ۹۴

وَأُحْيِي الْمَوْتَىٰ بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ وَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَأْكُلُونَ وَمِمَّا تَدَّخِرُونَ ۖ لِيُ

اور میں مردے جلاتا (زندہ کرتا) ہوں اللہ کے حکم سے ۹۵ اور تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے اور جو اپنے گھروں میں جمع

۹۵ بارگاہ الہی میں۔ ۹۶ بات کرنے کی عمر سے قبل ۹۷ آسمان سے نزول کے بعد۔ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے زمین

کی طرف اتریں گے، جیسا کہ احادیث میں وارد ہوا ہے اور دجال کو قتل کریں گے۔ ۹۸ اور دستور یہ ہے کہ بچہ عورت و مرد کے اختلاط (ملاپ) سے ہوتا ہے، تو مجھے

بچہ کس طرح عطا ہوگا نکاح سے یا یونہی بغیر مرد کے؟ ۹۹ جو میرے دعوائے نبوت کے صدق کی دلیل ہے۔ ۱۰۰ جب حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نبوت کا

دعویٰ کیا اور حجرات دکھائے تو لوگوں نے درخواست کی کہ آپ ایک چمگادڑ پیدا کریں۔ آپ نے مٹی سے چمگادڑ کی صورت بنائی، پھر اس میں پھونک ماری، تو وہ

اڑنے لگی۔ چمگادڑ کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ اڑنے والے جانوروں میں بہت اکل اور عجیب تر ہے اور قدرت پر دلالت کرنے میں اوروں سے ابلیغ (زیادہ قوی ہے) کیونکہ وہ بغیر پروں کے تو اڑتی ہے اور دانت رکھتی ہے اور نستی ہے اور اس کی مادہ کے چھاتی ہوتی ہے اور بچہ جلتی ہے باوجودیکہ اڑنے والے جانوروں میں یہ باتیں

نہیں ہیں۔ ۱۰۱ جس کا برص عام ہو گیا ہو اور اطباء اس کے علاج سے عاجز ہوں، چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں طب انتہائے عروج پر تھی اور اس کے ماہرین امر علاج میں پید طولی (بڑی مہارت) رکھتے تھے، اس لیے ان کو اسی قسم کے معجزے دکھائے گئے تاکہ معلوم ہو کہ طب کے طریقہ سے جس کا علاج ممکن نہیں ہے اس کو تندرست کر دینا یقیناً معجزہ اور نبی کے صدق نبوت کی دلیل ہے۔ وہب کا قول ہے کہ اکثر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس ایک ایک دن میں پچاس پچاس ہزار مریضوں کا اجتماع ہو جاتا تھا، ان میں جو چل سکتا تھا وہ حاضر خدمت ہوتا تھا اور جسے چلنے کی طاقت نہ ہوتی اس کے پاس خود حضرت تشریف لے

مَيُّوتِكُمْ ۱۰۰ ط إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لِّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿۴۹﴾ وَمَصَدِقًا

کر رکھتے ہوئے ۱۰۰ بے شک ان باتوں میں تمہارے لیے بڑی نشانی ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو اور تصدیق کرتا

لِبَابَيْنِ يَدِيَّ مِنَ التَّوْرَةِ وَلَا حِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِي حُرِّمَ عَلَيْكُمْ

آیا ہوں اپنے سے پہلی کتاب توریت کی اور اس لیے کہ حلال کروں تمہارے لیے کچھ وہ چیزیں جو تم پر حرام تھیں ۱۰۰

وَجِئْتُكُمْ بِآيَةٍ مِّنْ رَبِّكُمْ ۚ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا ۚ ﴿۵۰﴾ إِنَّ اللَّهَ رَئِيٌّ

اور میں تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نشانی لایا ہوں تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو بے شک میرا تمہارا

وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ ۚ هَذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ ﴿۵۱﴾ فَلَمَّا أَحَسَّ عِيسَىٰ

سب کا رب اللہ ہے تو اسی کو پوجو ۱۰۰ یہ ہے سیدھا راستہ پھر جب عیسیٰ نے

مِنْهُمْ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ أَنْصَارِي إِلَى اللَّهِ ط قَالَ الْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ

ان سے کفر پایا ۱۰۰ بولا کون میرے مددگار ہوتے ہیں اللہ کی طرف حواریوں نے کہا ۱۰۰ ہم

جاتے اور دعا فرما کر اس کو تندرست کرتے اور اپنی رسالت پر ایمان لانے کی شرط کر لیتے۔ ۱۰۰ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چار شخصوں کو زندہ کیا: ایک عازر جس کو آپ کے ساتھ اخلاص تھا، جب اس کی حالت نازک ہوئی تو اس کی بہن نے آپ کو اطلاع دی مگر وہ آپ سے تین روز کی مسافت کے فاصلہ پر تھا، جب آپ تین روز میں وہاں پہنچے تو معلوم ہوا کہ اس کے انتقال کو تین روز ہو چکے، آپ نے اس کی بہن سے فرمایا: ہمیں اس کی قبر پر لے چل وہ لے گئی۔ آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی عازر باذن الہی زندہ ہو کر قبر سے باہر آیا اور مدت تک زندہ رہا اور اس کے اولاد ہوئی۔ ایک بڑھیا کالٹا جس کا جنازہ حضرت کے سامنے جا رہا تھا، آپ نے اس کے لیے دعا فرمائی، وہ زندہ ہو کر نعش برداروں کے کندھوں سے اتر پڑا کپڑے پہنے گھرا آیا زندہ رہا، اولاد ہوئی۔ ایک عاشر کی لڑکی شام کو مری اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا سے اس کو زندہ کیا۔ ایک سام بن نوح جن کی وفات کو ہزاروں برس گذر چکے تھے، لوگوں نے خواہش کی کہ آپ ان کو زندہ کریں۔ آپ ان کی نشاندہی سے قبر پر پہنچے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی سام نے سنا کوئی کہنے والا کہتا ہے: "أَجِبْ رُوحَ اللَّهِ" (یعنی عیسیٰ علیہ السلام کو جواب دیں) یہ سنتے ہی وہ مرعوب اور خوفزدہ اٹھ کھڑے ہوئے اور انہیں گمان ہوا کہ قیامت قائم ہوگئی، اس ہول (خوف) سے ان کا نصف سر سفید ہو گیا، پھر وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے اور انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے درخواست کی کہ دوبارہ انہیں سکرات موت کی تکلیف نہ ہو بغیر اس کے واپس کیا جائے چنانچہ اسی وقت ان کا انتقال ہو گیا، اور باذن اللہ فرمانے میں روئے نصاریٰ کا جو حضرت مسیح کی اُلُوہیت کے قائل تھے۔ ۱۰۰ جب حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیماریوں کو اچھا کیا اور مردوں کو زندہ کیا تو بعض لوگوں نے کہا کہ یہ تو جادو ہے اور کوئی معجزہ دکھائیے! تو آپ نے فرمایا کہ جو تم کھاتے ہو اور جو جمع کر رکھتے ہو، میں اس کی تمہیں خبر دیتا ہوں۔ اسی سے ثابت ہوا کہ غیب کے علوم انبیاء کا معجزہ ہیں، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دست مبارک پر یہ معجزہ بھی ظاہر ہوا، آپ آدمی کو بنا دیتے تھے جو وہ کل کھا چکا اور آج کھائے گا اور جو اگلے وقت کے لیے تیار کر رکھا۔ آپ کے پاس بچے بہت سے جمع ہو جاتے تھے، آپ انہیں بتاتے تھے کہ تمہارے گھر فلاں چیز تیار ہوئی ہے، تمہارے گھر والوں نے فلاں فلاں چیز کھائی ہے، فلاں چیز تمہارے لیے اٹھا رکھی ہے، بچے کھر جاتے روتے گھر والوں سے وہ چیز مانگتے گھر والے وہ چیز دیتے اور ان سے کہتے کہ تمہیں کس نے بتایا؟ بچے کہتے: حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے، تو لوگوں نے اپنے بچوں کو آپ کے پاس آنے سے روکا اور کہا: وہ جادوگر ہیں، ان کے پاس نہ بیٹھو اور ایک مکان میں سب بچوں کو جمع کر دیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بچوں کو تلاش کرتے تشریف لائے تو لوگوں نے کہا: وہ یہاں نہیں ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ پھر اس مکان میں کون ہے؟ انہوں نے کہا: سؤر ہیں۔ فرمایا: ایسا ہی ہوگا۔ اب جو دروازہ کھولتے ہیں تو سؤر ہی سؤر تھے۔ الحاصل غیب کی خبریں دینا انبیاء کا معجزہ ہے اور بے وساطت انبیاء کوئی بشر امور غیب پر مطلع نہیں ہو سکتا۔ ۱۰۰ جو شریعت موسیٰ علیہ السلام میں حرام تھیں جیسے کہ اونٹ کے گوشت، چھلی، کچھ پرند۔ ۱۰۰ یہ اپنی عہدیت کا اقرار اور اپنی ربوبیت کی نفی ہے۔ اس میں نصاریٰ کا رد ہے۔ ۱۰۰ یعنی جب حضرت عیسیٰ

أَنْصَارِ اللَّهِ جِ امْنَابِ اللَّهِ جِ وَأَشْهَدُ بِأَنَّ مُسْلِمُونَ ۵۲ رَبَّنَا امْنَابَا

دین خدا کے مددگار ہیں ہم اللہ پر ایمان لائے اور آپ گواہ ہو جائیں کہ ہم مسلمان ہیں ﴿۵۲﴾ اے رب ہمارے ہم اس پر ایمان لائے جو

أَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُولَ فَاكْتَبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ ۵۳ وَمَكْرُؤًا وَمَكْرًا

تو نے اتارا اور رسول کے تابع ہوئے تو ہمیں حق پر گواہی دینے والوں میں لکھ لے اور کافروں نے مکر کیا ﴿۵۳﴾ اور اللہ نے ان کے ہلاک کی

اللَّهُ ۵۴ وَاللَّهُ خَيْرُ الْبَكْرِينَ ۵۳ إِذْ قَالَ اللَّهُ لِيَعْقِبِي إِيَّيْ مُتَوَفِّيكِ

خفیہ تدبیر فرمائی اور اللہ سب سے بہتر چھپی تدبیر والا ہے ﴿۵۳﴾ یاد کرو جب اللہ نے فرمایا اے عیسیٰ میں تجھے پوری عمر تک پہنچاؤں گا ﴿۵۴﴾

وَرَأْفِعُكَ إِلَىٰ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَجَاعِلُ الَّذِينَ

اور تجھے اپنی طرف اٹھالوں گا ﴿۵۴﴾ اور تجھے کافروں سے پاک کر دوں گا اور تیرے

اتَّبِعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ ثُمَّ إِلَىٰ مَرْجِعِكُمْ

پیروؤں کو ﴿۵۴﴾ قیامت تک تیرے منکروں پر ﴿۵۴﴾ غلبہ دوں گا پھر تم سب میری طرف پلٹ کر آؤ گے

فَأَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيمَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ۵۵ فَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا

تو میں تم میں فیصلہ فرما دوں گا جس بات میں جھگڑتے ہو تو وہ جو کافر ہوئے

عليه الصلوة والسلام نے دیکھا کہ یہود اپنے کفر پر قائم ہیں اور آپ کے قتل کا ارادہ رکھتے ہیں اور اتنی آیات باہرات اور معجزات سے اثر پذیر نہیں ہوئے اور اس کا

سبب یہ تھا کہ انہوں نے پہچان لیا تھا کہ آپ ہی وہ مسیح ہیں جن کی توریت میں بشارت دی گئی ہے اور آپ ان کے دین کو منسوخ کریں گے تو جب حضرت عیسیٰ علیہ

الصلوة والسلام نے دعوت کا اظہار فرمایا تو یہ ان پر بہت شاق گزرا اور وہ آپ کے ایذا قتل کے درپے ہوئے اور آپ کے ساتھ انہوں نے کفر کیا۔ ﴿۵۴﴾ حواری وہ

مخلصین ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دین کے مددگار تھے اور آپ پر اول ایمان لائے یہ بارہ اشخاص تھے۔ ﴿۵۵﴾ مسئلہ: اس آیت سے ایمان و اسلام کے ایک

ہونے پر استدلال کیا جاتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ پہلے انبیاء کا دین اسلام تھا نہ کہ یہودیت و نصرانیت۔ ﴿۵۶﴾ یعنی کفار بنی اسرائیل نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوة

والسلام کے ساتھ مکر کیا کہ دھوکے کے ساتھ آپ کے قتل کا انتظام کیا اور اپنے ایک شخص کو اس کام پر مقرر کر دیا۔ ﴿۵۷﴾ اللہ تعالیٰ نے ان کے مکر کا یہ بدلہ دیا کہ حضرت

عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا، اور حضرت عیسیٰ علیہ الصلوة والسلام کی خباہت (شکل و صورت) اس شخص پر ڈال دی جو ان کے قتل کے لیے آمادہ ہوا تھا چنانچہ

یہود نے اس کو اسی شبہ پر قتل کر دیا۔ مسئلہ: لفظ ”مکر“ لغت عرب میں ”بستر“ یعنی پوشیدگی کے معنی میں ہے۔ اسی لیے خفیہ تدبیر کو بھی مکر کہتے ہیں اور وہ تدبیر اگر اچھے

مقصد کے لیے ہو تو محمود اور کسی قبیح غرض کے لیے ہو تو مذموم ہوتی ہے، مگر اردو زبان میں یہ لفظ فریب کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے، اس لیے ہرگز شان الہی میں نہ کہا

جائے گا، اور اب چونکہ عربی میں بھی بمعنی خداع کے معروف ہو گیا ہے، اس لیے عربی میں بھی شان الہی میں اس کا اطلاق جائز نہیں آیت میں جہاں کہیں وارد ہوا وہ

خفیہ تدبیر کے معنی میں ہے۔ ﴿۵۸﴾ یعنی تمہیں کفار قتل نہ کر سکیں گے۔ (مدارک وغیرہ) ﴿۵۹﴾ آسمان پر محل کرامت اور مقرر ملائکہ میں بغیر موت کے۔ حدیث شریف

میں ہے: سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت عیسیٰ میری امت پر خلیفہ ہو کر نازل ہوں گے، صلیب توڑیں گے، خنازیر کو قتل کریں گے، چالیس سال رہیں

گے، نکاح فرمائیں گے، اولاد ہوگی، پھر آپ کا وصال ہوگا، وہ امت کیسے ہلاک ہو جس کے اوّل میں ہوں اور آخر عیسیٰ اور وسط میں میرے اہل بیت میں سے

مہدی۔ مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام منارۃ شرقی دمشق پر نازل ہوں گے۔ یہ بھی وارد ہوا کہ حجورۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

میں مدفون ہوں گے۔ ﴿۶۰﴾ یعنی مسلمانوں کو جو آپ کی نبوت کی تصدیق کرنے والے ہیں۔ ﴿۶۱﴾ جو یہود ہیں۔



فَاعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمَالَهُمْ مِّنْ

میں انہیں دنیا و آخرت میں سخت عذاب کروں گا اور ان کا کوئی

نَصْرِينَ ﴿۵۷﴾ وَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَيُوَفِّيهِمْ

مددگار نہ ہوگا اور وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے اللہ ان کا نیک (اجر)

أَجْرَهُمْ ۖ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ ﴿۵۸﴾ ذَلِكَ نَتْلُوهُ عَلَيْكَ مِنَ

انہیں بھرپور دے گا اور ظالم اللہ کو نہیں بھاتے یہ ہم تم پر پڑھتے ہیں کچھ

الْآيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيمِ ﴿۵۸﴾ إِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عِنْدَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ ۖ ط

آیتیں اور حکمت والی نصیحت عیسیٰ کی کہادت اللہ کے نزدیک آدم کی طرح ہے ۱۱۵

خَلَقَهُ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ﴿۵۹﴾ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ فَلَا

اسے مٹی سے بنایا پھر فرمایا ہو جا وہ فوراً ہو جاتا ہے اے سننے والے یہ تیرے رب کی طرف سے حق ہے تو

تَكُنُ مِنَ الْمُسْتَرِينَ ﴿۶۰﴾ فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ

شک والوں میں نہ ہونا پھر اے محبوب جو تم سے عیسیٰ کے بارے میں حجت کریں بعد اس کے کہ تمہیں علم

الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ آبَاءَنَا وَآبَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ

آچکا تو ان سے فرما دو آؤ ہم تم بلائیں اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں

وَأَنْفُسَنَا وَأَنْفُسَكُمْ ۖ ثُمَّ نَبْتَهِلُ فَنَجْعَلُ لَعْنَتَ اللَّهِ عَلَىٰ

اور اپنی جانیں اور تمہاری جانیں پھر مہابکہ کریں تو جھوٹوں پر اللہ کی

الْكٰذِبِينَ ﴿۶۱﴾ إِنَّ هَذَا هُوَ الْقَصْصُ الْحَقُّ وَمَا مِنْ إِلَهٍ إِلَّا اللَّهُ ۖ ط

لعنت ڈالیں فلا یہی بے شک سچا بیان ہے ۱۱۶ اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ۱۱۵

۱۱۵ شان نزول: نصاریٰ نجران کا ایک وفد سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور وہ لوگ حضور سے کہنے لگے: آپ گمان کرتے ہیں کہ عیسیٰ اللہ کے

بندے ہیں؟ فرمایا: ہاں، اس کے بندے اور اس کے رسول اور اس کے کلمے جو کنواری بتول عذراء کی طرف القاء کیے گئے۔ نصاریٰ یہ سن کر بہت غصہ میں آئے اور

کہنے لگے یا محمد! کیا تم نے کبھی بے باپ کا انسان دیکھا ہے؟ اس سے ان کا مطلب یہ تھا کہ وہ خدا کے بیٹے ہیں۔ (مَعَاذَ اللَّهِ) اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور یہ بتایا گیا

کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صرف بغیر باپ ہی کے ہوئے اور حضرت آدم علیہ السلام تو ماں اور باپ دونوں کے بغیر مٹی سے پیدا کیے گئے۔ تو جب انہیں اللہ کی مخلوق

اور بندہ ماننے ہو تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کی مخلوق و بندہ ماننے میں کیا تعجب ہے۔ ۱۱۶ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نصاریٰ نجران کو یہ آیت

پڑھ کر سنائی اور مہابکہ کی دعوت دی (یعنی فریقین کا ایک دوسرے کیلئے اس طرح بدعا کرنا کہ جو جھوٹا ہو وہ ہلاک ہو جائے مہابکہ کہلاتا ہے۔) تو کہنے لگے کہ ہم غور

اور مشورہ کر لیں کل آپ کو جواب دیں گے۔ جب وہ جمع ہوئے تو انہوں نے اپنے سب سے بڑے عالم اور صاحب رائے شخص عاقب سے کہا کہ اے عبد المسیح آپ

وَإِنَّ اللَّهَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿۶۲﴾ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ

اور بے شک اللہ ہی غالب ہے حکمت والا پھر اگر وہ منہ پھیریں تو اللہ فسادوں کو

بِالْمُفْسِدِينَ ﴿۶۳﴾ قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا

جاتا ہے تم فرماؤ اے کتابیو ایسے کلمہ کی طرف آؤ جو ہم میں تم میں

وَبَيْنَكُمْ إِلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا

یکساں ہے ۱۱۹ یہ کہ عبادت نہ کریں مگر خدا کی اور اس کا شریک کسی کو نہ کریں ۱۲۰ اور ہم میں کوئی ایک دوسرے

بَعْضًا أَرْبَابًا مِّنْ دُونِ اللَّهِ ﴿۶۴﴾ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا

کو رب نہ بنالے اللہ کے سوا ۱۲۱ پھر اگر وہ نہ مانیں تو کہہ دو تم گواہ رہو کہ ہم

مُسْلِمُونَ ﴿۶۵﴾ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تُحَاجُّونَ فِي إِبْرَاهِيمَ وَمَا أُنزِلَتْ

مسلمان ہیں اے کتاب والو ابراہیم کے بارے میں کیوں جھگڑتے ہو توریت و

التَّوْرَةَ وَالْإِنْجِيلَ إِلَّا مِنْ بَعْدِهِ ﴿۶۶﴾ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿۶۷﴾ هَآئِنْتُمْ

انجیل تو نہ اتری مگر ان کے بعد تو کیا تمہیں عقل نہیں ۱۲۲ سننے ہو یہ جو

کی کیا رائے ہے؟ اس نے کہا کہ اے جماعت نصاریٰ تم پہچان چکے کہ محمد نبی مرسل تو ضرور ہیں اگر تم نے ان سے مبالغہ کیا تو سب ہلاک ہو جاؤ گے۔ اب اگر نصرانیت پر قائم رہنا چاہتے ہو تو انہیں چھوڑو اور گھر کو لوٹ چلو۔ یہ مشورہ ہونے کے بعد وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ حضور کی گود میں تو امام حسین ہیں اور دست مبارک میں حسن کا ہاتھ اور فاطمہ اور علی حضور کے پیچھے ہیں (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) اور حضور ان سب سے فرما رہے ہیں کہ جب میں دعا کروں تو تم سب آئین کہنا۔ نجران کے سب سے بڑے نصرانی عالم (پادری) نے جب ان حضرات کو دیکھا تو کہنے لگا: اے جماعت نصاریٰ! میں ایسے چہرے دیکھ رہا ہوں کہ اگر یہ لوگ اللہ سے پہاڑ کو ہٹادینے کی دعا کریں تو اللہ تعالیٰ پہاڑ کو جگہ سے ہٹادے۔ ان سے مبالغہ نہ کرنا ہلاک ہو جاؤ گے اور قیامت تک روئے زمین پر کوئی نصرانی باقی نہ رہے گا۔ یہ سن کر نصاریٰ نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ مبالغہ کی تو ہماری رائے نہیں ہے۔ آخر کار انہوں نے جزیہ دینا منظور کیا مگر مبالغہ کے لیے تیار نہ ہوئے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! نجران والوں پر عذاب قریب آ ہی چکا تھا اگر وہ مبالغہ کرتے تو بندروں اور سوروں کی صورت میں مسخ کر دیے جاتے اور جنگل آگ سے بھڑک اٹھتا، اور نجران اور وہاں کے رہنے والے پر نذاتک نیست و نابود ہو جاتے اور ایک سال کے عرصہ میں تمام نصاریٰ ہلاک ہو جاتے۔ ۱۱۷ کہ حضرت عیسیٰ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور ان کا وہ حال ہے جو اوپر مذکور ہو چکا۔ ۱۱۸ اس میں نصاریٰ کا بھی رد ہے اور تمام مشرکین کا بھی۔ ۱۱۹ اور قرآن اور توریت اور انجیل اس میں مختلف نہیں۔ ۱۲۰ نہ حضرت عیسیٰ کو نہ حضرت عزیر کو نہ اور کسی کو۔ ۱۲۱ جیسا کہ یہود و نصاریٰ نے احبار و رہبان (یہودی علماء و عیسائی راہبوں) کو بنایا کہ انہیں سجدے کرتے اور ان کی عبادتیں کرتے۔ (جمل) ۱۲۲ شان نزول: نجران کے نصاریٰ اور یہود کے احبار میں مباحثہ ہوا یہودیوں کا دعویٰ تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام یہودی تھے اور نصرا نیوں کا یہ دعویٰ تھا کہ آپ نصرانی تھے۔ یہ نزاع بہت بڑھا تو فریقین نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم مانا اور آپ سے فیصلہ چاہا۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور علمائے توریت و انجیل پر ان کا کمال جہل ظاہر کر دیا گیا کہ ان میں سے ہر ایک کا دعویٰ ان کے کمال جہل کی دلیل ہے۔ یہودیت و نصرانیت توریت و انجیل کے نزول کے بعد پیدا ہوئیں اور حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ جن پر توریت نازل ہوئی حضرت ابراہیم علیہ السلام سے صد ہا برس بعد ہے اور حضرت عیسیٰ جن پر انجیل نازل ہوئی، ان کا زمانہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد دو ہزار برس کے قریب ہوا ہے اور توریت و انجیل کسی میں آپ کو یہودی یا نصرانی نہیں فرمایا گیا باوجود اس کے آپ کی نسبت یہ دعویٰ جہل و حماقت کی انتہا ہے۔

هُؤُلَاءِ حَاجَجْتُمْ فِيهَا لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ فَلِمَ تُحَاجُّونَ فِيهَا لَيْسَ

تم ہو ۱۲۳ اس میں جھگڑے جس کا تمہیں علم تھا ۱۲۴ تو اس میں ۱۲۵ مجھ سے کیوں جھگڑتے ہو جس کا

لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ ۶۵ ط وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۶۶ مَا كَانَ إِبْرَاهِيمَ

تمہیں علم ہی نہیں اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ۱۲۶ ابراہیم نہ

يَهُودِيًّا وَلَا نَصْرَانِيًّا وَلَكِنْ كَانَ حَنِيفًا مُّسْلِمًا وَمَا كَانَ مِنَ

یہودی تھے نہ نصرانی بلکہ ہر باطل سے جدا مسلمان تھے اور مشرکوں سے

الْمُشْرِكِينَ ۶۷ إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِإِبْرَاهِيمَ لَلَّذِينَ اتَّبَعُوهُ وَهَذَا

نہ تھے ۱۲۷ بے شک سب لوگوں سے ابراہیم کے زیادہ حق دار وہ تھے جو ان کے پیرو ہوئے ۱۲۸ اور یہ

النَّبِيُّ وَالَّذِينَ آمَنُوا ۶۸ وَاللَّهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِينَ ۶۹ وَذَتْ طَآئِفَةٌ

نبی ۱۲۹ اور ایمان والے ۱۳۰ اور ایمان والوں کا والی اللہ ہے کتابوں کا ایک گروہ

مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يُضِلُّوكُمْ ۶۹ وَمَا يُضِلُّونَ إِلَّا أَنفُسَهُمْ وَمَا

دل سے چاہتا ہے کہ کسی طرح تمہیں گمراہ کر دیں اور وہ اپنے ہی آپ کو گمراہ کرتے ہیں اور

يَشْعُرُونَ ۶۹ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَأَنْتُمْ

انہیں شعور نہیں ۱۳۱ اے کتابوں کے آیتوں سے کیوں کفر کرتے ہو حالانکہ تم خود

تَشْهَدُونَ ۷۰ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تَلْبِسُونَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُونَ

گواہ ہو ۱۳۲ اے کتابوں کے حق میں باطل کیوں ملاتے ہو ۱۳۳ اور حق کیوں

الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۷۱ وَقَالَتْ طَآئِفَةٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ آمَنُوا

چھپاتے ہو حالانکہ تمہیں خبر ہے اور کتابوں کا ایک گروہ بولا ۱۳۴ وہ جو

۱۳۳ اے اہل کتاب! تم ۱۳۴ اور تمہاری کتابوں میں اس کی خبر دی گئی تھی یعنی نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور اور آپ کی نعت و صفت کی جب یہ سب کچھ جان

پہچان کر بھی تم حضور پر ایمان نہ لائے اور تم نے اس میں جھگڑا کیا۔ ۱۳۵ یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہودی یا نصرانی کہتے ہیں۔ ۱۳۶ حقیقت حال یہ ہے کہ ۱۳۷

تو نہ کسی یہودی یا نصرانی کا اپنے آپ کو دین میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف منسوب کرنا صحیح ہو سکتا ہے نہ کسی مشرک کا۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ اس میں یہود و

نصرانی پر تعریض ہے کہ وہ مشرک ہیں۔ ۱۳۸ اور ان کے عہد نبوت میں ان پر ایمان لائے اور ان کی شریعت پر عمل رہے۔ ۱۳۹ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ۱۳۰ اور

آپ کے امتی۔ ۱۳۱ شان نزول: یہ آیت حضرت معاذ بن جبل و حذیفہ بن یمان اور عمار بن یاسر (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کے حق میں نازل ہوئی جن کو یہود اپنے دین میں

داخل کرنے کی کوشش کرتے اور یہودیت کی دعوت دیتے تھے۔ اس میں بتایا گیا کہ یہ ان کی ہوس نام (فضول خواہش) ہے، وہ ان کو گمراہ نہ کر سکیں گے۔ ۱۳۲ اور تمہاری

کتابوں میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت و صفت موجود ہے اور تم جانتے ہو کہ وہ نبی برحق ہیں اور ان کا دین سچا دین۔ ۱۳۳ اپنی کتابوں میں تحریف و تبدیل کر کے۔



بِالَّذِي أَنْزَلَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَجَهَ النَّهَارِ وَكَفَرُوا الْآخِرَةَ

ایمان والوں پر اُترا ۱۲۵ صبح کو اس پر ایمان لاؤ اور شام کو منکر ہو جاؤ

لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿۴۲﴾ وَلَا تَوْمِنُوا إِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِينَكُمْ قُلْ إِنْ

شاید وہ پھر جائیں ۱۲۶ اور یقین نہ لاؤ مگر اس کا جو تمہارے دین کا پیرو ہے تم فرما دو کہ

الْهُدَىٰ هُدَىٰ اللَّهِ أَنْ يُؤْتَىٰ أَحَدٌ مِّثْلَ مَا أُوتِيْتُمْ أَوْ يَحَاجُّكُمْ

اللہ ہی کی ہدایت ہدایت ہے ۱۲۷ (یقین کا ہے کہ نہ لاؤ) اس کا کہ کسی کو ملے ۱۲۸ جیسا تمہیں ملا یا کوئی تم پر حجت لا سکے

عِنْدَ رَبِّكُمْ قُلْ إِنْ الْفَضْلُ بِيَدِ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ

تمہارے رب کے پاس ۱۲۹ تم فرما دو کہ فضل تو اللہ ہی کے ہاتھ ہے جسے چاہے دے اور اللہ

وَاسِعٌ عَلِيمٌ ﴿۴۳﴾ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ

وسعت والا علم والا ہے اپنی رحمت سے ۱۲۹ خاص کرتا ہے جسے چاہے ۱۳۰ اور اللہ بڑے فضل

الْعَظِيمِ ﴿۴۴﴾ وَمِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مَنْ إِنْ تَأَمَّنْهُ بِقِطَارٍ يُؤَدُّهُ

والا ہے اور کتابیوں میں کوئی وہ ہے کہ اگر تو اس کے پاس ایک ڈھیر امانت رکھے تو وہ تجھے ادا

إِلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَنْ إِنْ تَأَمَّنْهُ بِدِيَارٍ لَا يُؤَدُّهُ إِلَيْكَ إِلَّا مَا دُمْتَ

کردے گا ۱۳۱ اور ان میں کوئی وہ ہے کہ اگر ایک اشرفی اس کے پاس امانت رکھے تو وہ تجھے پھیر کر نہ دے گا مگر جب تک تو اس کے

عَلَيْهِ قَائِمًا ط ذَلِكُمْ بِأَنَّهُمْ قَالُوا أَلَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْأُمِّمِينَ سَبِيلٌ ج

سر پر کھڑا رہے ۱۳۲ یہ اس لیے کہ وہ کہتے ہیں کہ ان پڑھوں ۱۳۳ کے معاملہ میں ہم پر کوئی مواخذہ نہیں

۱۳۴ اور انہوں نے باہم مشورہ کر کے یہ مکر سوچا۔ ۱۳۵ یعنی قرآن شریف۔ ۱۳۶ شان نزول: یہود اسلام کی مخالفت میں رات دن نئے نئے مکر کیا کرتے تھے۔

خیبر کے علماء یہود کے بارہ شخصوں نے باہمی مشورہ سے ایک یہ مکر سوچا کہ ان کی ایک جماعت صبح کو اسلام لے آئے اور شام کو مرتد ہو جائے اور لوگوں سے کہے کہ ہم

نے اپنی کتابوں میں جو دیکھا تو ثابت ہوا کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم وہ نبی موعود نہیں ہیں جن کی ہماری کتابوں میں خبر ہے تاکہ اس حرکت سے مسلمانوں کو دین

میں شبہ پیدا ہو، لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما کر ان کا یہ راز فاش کر دیا اور ان کا یہ مکر نہ چل سکا اور مسلمان پہلے سے خبردار ہو گئے۔ ۱۳۷ اور جو اس کے سوا ہے

وہ باطل و گمراہی ہے۔ ۱۳۸ دین و ہدایت اور کتاب و حکمت اور شرف فضیلت۔ ۱۳۹ روز قیامت۔ ۱۴۰ یعنی نبوت و رسالت سے۔ ۱۴۱ مسئلہ: اس سے ثابت

ہوتا ہے کہ نبوت جس کسی کو ملتی ہے اللہ کے فضل سے ملتی ہے، اس میں استحقاق کا دخل نہیں۔ (خازن) ۱۴۲ شان نزول: یہ آیت اہل کتاب کے حق میں نازل ہوئی اور

اس میں ظاہر فرمایا گیا کہ ان میں دو قسم کے لوگ ہیں: امین و خائن۔ بعض تو ایسے ہیں کہ کثیر مال ان کے پاس امانت رکھا جائے تو بے کم و کاست وقت پر ادا کر دیں

جیسے حضرت عبد اللہ بن سلام جن کے پاس ایک قریشی نے بارہ سو اوقیہ (تقریباً ۲ من ۱۲ کلو) سونا امانت رکھا تھا آپ نے اس کو واپس ہی ادا کیا اور بعض اہل کتاب

میں اتنے بددیانت ہیں کہ تھوڑے پر بھی ان کی نیت بگڑ جاتی ہے جیسے کہ فسحاص بن عازر ؓ جس کے پاس کسی نے ایک اشرفی امانت رکھی تھی، مانگتے وقت اس

سے مکر گیا۔ ۱۴۳ اور جب ہی دینے والا اس کے پاس سے بٹھے وہ مال امانت ہضم کر جاتا ہے۔ ۱۴۴ یعنی غیر کتابیوں۔

وَيَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ الْكُذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿۴۵﴾ بَلَىٰ مَنْ أَوْفَىٰ بِعَهْدِهِ

اور اللہ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھتے ہیں ۱۲۵۵ ہاں کیوں نہیں جس نے اپنا عہد پورا کیا

وَاتَّقَىٰ فَإِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ السُّبْقِينَ ﴿۴۶﴾ إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ

اور پرہیزگاری کی اور بے شک پرہیزگار اللہ کو خوش آتے ہیں وہ جو اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے

وَآيَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَٰئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ

بدلے ذلیل دام لیتے ہیں ۱۲۵۶ آخرت میں ان کا کچھ حصہ نہیں اور اللہ نہ ان سے بات

اللَّهُ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ

کرے نہ ان کی طرف نظر فرمائے قیامت کے دن اور نہ انہیں پاک کرے اور ان کے لیے دردناک

أَلِيمٌ ﴿۴۷﴾ وَإِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيقًا يَلُؤْنَ أَلْسِنَتَهُم بِالْكِتَابِ لِتَحْسَبُوهُ

عذاب ہے ۱۲۵۷ اور ان میں کچھ وہ ہیں جو زبان پھیر کر کتاب میں میل (ملاوٹ) کرتے ہیں کہ تم سمجھو

مِنَ الْكِتَابِ وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتَابِ وَيَقُولُونَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَمَا

یہ بھی کتاب میں ہے اور وہ کتاب میں نہیں اور کہتے ہیں یہ اللہ کے پاس سے ہے اور

هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ ۚ وَيَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ الْكُذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿۴۸﴾ مَا

وہ اللہ کے پاس سے نہیں اور اللہ پر دیدہ و دانستہ جھوٹ باندھتے ہیں ۱۲۵۸ کسی

كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُوتِيَهُ اللَّهُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُولَ

آدمی کا یہ حق نہیں کہ اللہ اُسے کتاب اور حکم و پیغمبری دے ۱۲۵۹ پھر وہ لوگوں

۱۲۵۵ کہ اس نے اپنی کتابوں میں دوسرے دین والوں کے مال ہضم کر جانے کا حکم دیا ہے، باوجودیکہ وہ خوب جانتے ہیں کہ ان کی کتابوں میں کوئی ایسا حکم نہیں۔

۱۲۵۶ شان نزول: یہ آیت یہود کے آجبار اور ان کے رؤساء ابورافع و کنانہ بن ابی العقیق اور کعب بن اشرف و حیی بن اخطب کے حق میں نازل ہوئی، جنہوں نے

اللہ تعالیٰ کا وہ عہد چھپایا تھا جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے متعلق ان سے تورات میں لیا گیا۔ انہوں نے اس کو بدل دیا اور بجائے اس کے اپنے

ہاتھوں سے کچھ کچھ لکھ دیا اور جھوٹی قسم کھائی کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے اور یہ سب کچھ انہوں نے اپنی جماعت کے جاہلوں سے رشوتیں اور زر حاصل کرنے کے

لیے کیا۔ ۱۲۵۷ مسلم شریف کی حدیث میں ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین لوگ ایسے ہیں کہ روز قیامت اللہ تعالیٰ نہ ان سے کلام فرمائے اور نہ ان کی

طرف نظر رحمت کرے، نہ انہیں گناہوں سے پاک کرے اور انہیں دردناک عذاب ہے۔ اس کے بعد سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کو تین مرتبہ پڑھا۔

حضرت ابو ذر راوی نے کہا کہ وہ لوگ ٹوٹے اور نقصان میں رہے، یا رسول اللہ! وہ کون لوگ ہیں؟ حضور نے فرمایا: ازار کونٹوں سے نیچے لٹکانے والا اور احسان

جتانے والا اور اپنے تجارتی مال کو جھوٹی قسم سے رواج دینے والا۔ حضرت ابوامامہ کی حدیث میں ہے: سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کسی مسلمان کا حق

مارنے کے لئے قسم کھائے، اللہ اس پر جنت حرام کرتا ہے اور دوزخ لازم کرتا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اگرچہ تھوڑی ہی چیز ہو۔ فرمایا: اگرچہ بول کی

شانغ ہی کیوں نہ ہو۔ ۱۲۵۸ شان نزول: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہ آیت یہود و نصاریٰ دونوں کے حق میں نازل ہوئی کہ انہوں نے تورات و

لِلنَّاسِ كُونُوا عِبَادًا لِّي مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلَكِنْ كُونُوا رَبَّانِيِّينَ بِمَا

سے کہے کہ اللہ کو چھوڑ کر میرے بندے ہو جاؤ ۱۵۱ ہاں یہ کہے گا کہ اللہ والے ۱۵۱ ہو جاؤ اس سبب سے کہ

كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ الْكِتَابَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُونَ ﴿٤٩﴾ وَلَا يَأْمُرُكُمْ أَنْ

تم کتاب سکھاتے ہو اور اس سے کہ تم درس کرتے ہو ۱۵۱ اور نہ تمہیں یہ حکم دے گا ۱۵۱ کہ

تَتَّخِذُوا الْمَالِيكَ وَالنَّبِيَّانَ أَرْبَابًا ۖ أَيَأْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ

فرشتوں اور پیغمبروں کو خدا ٹھہراؤ کیا تمہیں کفر کا حکم دے گا بعد اس کے کہ

أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ﴿٥٠﴾ وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ

تم مسلمان ہو لیے ۱۵۱ اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا ۱۵۱ جو میں تم کو

كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ

کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول ۱۵۱ کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے ۱۵۱ تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا

وَلَتَنْصُرُنَّهُ ۚ قَالَ ءَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذٰلِكُمْ إِصْرِي ۚ قَالُوا

اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا فرمایا کیوں تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا سب نے عرض کی

أَقْرَرْنَا ۚ قَالَ فَاشْهَدُوا ۚ وَأَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ ﴿٥١﴾ فَمَنْ تَوَلَّىٰ

ہم نے اقرار کیا فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں تو جو کوئی

بَعْدَ ذٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفٰسِقُونَ ﴿٥٢﴾ أَفَغَيَّرِ دِينَ اللَّهِ يَبْغُونَ وَلَآءَ

اس ۱۵۱ کے بعد پھرے ۱۵۱ تو وہی لوگ فاسق ہیں ۱۵۱ تو کیا اللہ کے دین کے سوا اور دین چاہتے ہیں ۱۵۱ اور اسی کے حضور

انجیل کی تحریف کی اور کتاب اللہ میں اپنی طرف سے جو چاہا ملایا۔ ۱۵۱ اور کمال علم و عمل عطا فرمائے اور گناہوں سے معصوم کرے۔ ۱۵۱ یہ انبیاء سے ناممکن ہے اور

ان کی طرف ایسی نسبت بہتان ہے۔ شان نزول: نجران کے نصاریٰ نے کہا کہ ہمیں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حکم دیا ہے کہ ہم انہیں رب مانیں۔ اس

آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان کے اس قول کی تکذیب کی اور بتایا کہ انبیاء کی شان سے ایسا کہنا ناممکن ہی نہیں۔ اس آیت کے شان نزول میں دوسرا قول یہ ہے کہ ابورافع

یہودی اور سید نصرانی نے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: یا محمد! آپ چاہتے ہیں کہ ہم آپ کی عبادت کریں اور آپ کو رب مانیں؟ حضور نے فرمایا: اللہ کی پناہ

کہ میں غیر اللہ کی عبادت کا حکم کروں، نہ مجھے اللہ نے اس کا حکم دیا، نہ مجھے اس لیے بھیجا۔ ۱۵۱ ربانی کے معنی عالم فقیہ اور عالم باعمل اور نہایت دیندار کے ہیں۔

۱۵۱ اس سے ثابت ہوا کہ علم و تعلیم کا شرف یہ ہونا چاہیے کہ آدمی اللہ والا ہو جائے جسے علم سے یہ فائدہ نہ ہو اس کا علم ضائع اور بیکار ہے۔ ۱۵۱ اللہ تعالیٰ یا اس کا

کوئی نبی۔ ۱۵۱ ایسا کسی طرح نہیں ہو سکتا۔ ۱۵۱ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم (علیہ السلام) اور ان کے بعد

جس کسی کو نبوت عطا فرمائی ان سے سید انبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت عہد لیا اور ان انبیاء نے اپنی قوموں سے عہد لیا کہ اگر ان کی حیات میں سید عالم

صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوں تو آپ پر ایمان لائیں اور آپ کی نصرت کریں۔ اس سے ثابت ہوا کہ حضور تمام انبیاء میں سب سے افضل ہیں۔ ۱۵۱ یعنی سید عالم

محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۵۱ اس طرح کہ ان کے صفات و احوال اس کے مطابق ہوں جو کتب انبیاء میں بیان فرمائے گئے ہیں۔ ۱۵۱ عہد ۱۵۱ اور آنے



أَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ طَوْعًا وَكَرْهًا وَإِلَيْهِ

گردن رکھے ہیں جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہیں ۱۶۱ خوشی سے ۱۶۲ اور مجبوری سے ۱۶۳ اور اسی کی طرف

يُرْجَعُونَ ﴿۸۲﴾ قُلْ أَمَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنزِلَ عَلَيْنَا وَمَا أُنزِلَ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ

پھیریں گے یوں کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو ہماری طرف اُترا اور جو اُترا ابراہیم

وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطَ وَمَا أُوتِيَ مُوسَىٰ وَعِيسَىٰ

اور اسمعیل اور اسحاق اور یعقوب اور ان کے بیٹوں پر اور جو کچھ ملا موسیٰ اور عیسیٰ

وَالنَّبِيِّنَ مِنْ رَبِّهِمْ ۚ لَا نُنْفِزُكَ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ

اور انبیاء کو ان کے رب سے ہم ان میں کسی پر ایمان میں فرق نہیں کرتے ۱۶۵ اور ہم اسی کے حضور

مُسْلِمُونَ ﴿۸۳﴾ وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ ۚ

گردن جھکائے ہیں اور جو اسلام کے سوا کوئی دین چاہے گا وہ ہرگز اس سے قبول نہ کیا جائے گا

وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَيْرِينَ ﴿۸۴﴾ كَيْفَ يَهْدِي اللَّهُ قَوْمًا كَفَرُوا

اور وہ آخرت میں زیاں کاروں (نقصان اٹھانے والوں میں) سے ہے کیونکہ اللہ ایسی قوم کی ہدایت چاہے جو ایمان

بَعْدَ إِيمَانِهِمْ وَشَهِدُوا أَنَّ الرَّسُولَ حَقٌّ وَجَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ

لا کر کافر ہو گئے ۱۶۶ اور گواہی دے چکے تھے کہ رسول ۱۶۷ سچا ہے اور انہیں کھلی نشانیاں آچکی تھیں ۱۶۸

وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ﴿۸۵﴾ أُولَٰئِكَ جَزَاءُ وَّهُمْ أَنَّنَّ عَلَيْهِمُ

اور اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں کرتا ان کا بدلہ یہ ہے کہ ان پر

لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْبَلَاءُ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ﴿۸۶﴾ خَلِدِينَ فِيهَا لَا يُخَفَّفُ

لعتن ہے اللہ اور فرشتوں اور آدمیوں کی سب کی ہمیشہ اس میں رہیں نہ ان پر سے

والے نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے سے اعراض کرے۔ ۱۶۹ خارج از ایمان۔ ۱۷۰ بعد عہد لیے جانے کے اور دلائل واضح ہونے کے باوجود۔

۱۷۱ ملائکہ اور انسان و جنات۔ ۱۷۲ دلائل میں نظر کر کے اور انصاف اختیار کر کے اور یہ اطاعت ان کو فائدہ دیتی اور نفع پہنچاتی ہے۔ ۱۷۳ کسی خوف سے یا

عذاب کے دیکھ لینے سے، جیسا کہ کافر عند الموت وقت یاس (مرنے وقت زندگی سے مایوس ہو کر) ایمان لاتا ہے، یہ ایمان اس کو قیامت میں نفع نہ دے گا۔

۱۷۵ جیسا کہ یہود و نصاریٰ نے کیا کہ بعض پر ایمان لائے، بعض کے منکر ہو گئے۔ ۱۷۶ شان نزول: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہ آیت یہود و

نصاریٰ کے حق میں نازل ہوئی کہ یہود حضور کی بعثت سے قبل آپ کے وسیلے سے دعائیں کرتے تھے اور آپ کی نبوت کے منکر (ماننے اور تسلیم کرنے والے) تھے، اور

آپ کی تشریف آوری کا انتظار کرتے تھے۔ جب حضور کی تشریف آوری ہوئی تو حسداً آپ کا انکار کرنے لگے اور کافر ہو گئے۔ معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایسی قوم کو کیسے

توفیق ایمان دے کہ جو جان پہچان کر اور مان کر منکر ہو گئی۔ ۱۷۷ یعنی سیدنا نبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ۱۷۸ اور وہ روشن معجزات دیکھ چکے تھے۔

عَنْهُمْ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنظَرُونَ ﴿۸۸﴾ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ

عذاب ہلکا ہو اور نہ انہیں مہلت دی جائے مگر جنہوں نے اس کے بعد توبہ کی ۱۶۹

وَأَصْلَحُوا ۚ فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿۸۹﴾ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بَعْدَ

اور آپ (خود کو) سنبھالا تو ضرور اللہ بخشنے والا مہربان ہے بے شک وہ جو ایمان لا کر

إِيمَانِهِمْ ثُمَّ أَرَادُوا كُفْرًا لَنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ

کافر ہوئے پھر اور کفر میں بڑھے ان کی توبہ ہرگز قبول نہ ہوگی ۱۷۰ اور وہی ہیں

الضَّالُّونَ ﴿۹۰﴾ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا أَوْ مَاتُوا هُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْ

بہکے ہوئے وہ جو کافر ہوئے اور کافر ہی مرے ان میں کسی سے

أَحَدِهِمْ مِلْءُ الْأَرْضِ ذَهَبًا وَلَوْ افْتَدَىٰ بِهِ ۚ أُولَٰئِكَ لَهُمْ

زمین بھر سونا ہرگز قبول نہ کیا جائے گا اگرچہ اپنی خلاصی کو دے ان کے لیے

عَذَابٌ أَلِيمٌ ۚ وَمَالُهُمْ مِّنْ نَّصِيرِينَ ﴿۹۱﴾

دردناک عذاب ہے اور ان کا کوئی یار نہیں

۱۶۹ اور کفر سے باز آئے۔ شان نزول: حارث ابن سُوید انصاری کو کفار کے ساتھ جاننے کے بعد ندامت ہوئی تو انہوں نے اپنی قوم کے پاس پیام بھیجا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کریں کہ کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔ تب وہ مدینہ منورہ میں تائب ہو کر حاضر ہوئے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی توبہ قبول فرمائی۔ ۱۷۰ شان نزول: یہ آیت یہود کے حق میں نازل ہوئی، جنہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور انجیل کے ساتھ کفر کیا، پھر کفر میں اور بڑھے، اور سید انبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کے ساتھ کفر کیا، اور ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت یہود و نصاریٰ کے حق میں نازل ہوئی جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل تو اپنی کتابوں میں آپ کی نعت و صفت دیکھ کر آپ پر ایمان رکھتے تھے اور آپ کے ظہور کے بعد کافر ہو گئے اور پھر کفر میں اور شدید ہو گئے۔ ۱۷۱ اس حال میں یا وقت موت یا اگر وہ کفر پر مرے۔

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تَحِبُّونَ ۗ وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ شَيْءٍ

تم ہرگز بھلائی کو نہ پہنچو گے جب تک راہ خدا میں اپنی پیاری چیز نہ خرچ کرو ۱۲۵ اور تم جو کچھ خرچ کرو

فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ ﴿۹۲﴾ كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلالًا لِّبَنِي إِسْرَائِيلَ إِلَّا مَا

اللہ کو معلوم ہے سب کھانے بنی اسرائیل کو حلال تھے مگر وہ جو

حَرَّمَ إِسْرَائِيلُ عَلَى نَفْسِهِ مِنْ قَبْلِ أَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرَةُ ۗ قُلْ فَاتُوا

یعقوب نے اپنے اوپر حرام کر لیا تھا توریت اترنے سے پہلے تم فرماؤ توریت

بِالتَّوْرَةِ فَاتَلَوْهَا إِنَّ كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿۹۳﴾ فَمِنْ أَقْتَرَى عَلَى اللَّهِ

لا کر پڑھو اگر سچے ہو ۱۲۶ تو اس کے بعد جو

الْكُذِبَ مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ﴿۹۴﴾ قُلْ صَدَقَ اللَّهُ

اللہ پر جھوٹ باندھے ۱۲۷ تو وہی ظالم ہیں تم فرماؤ اللہ سچا ہے

فَاتَّبِعُوا مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا ۗ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿۹۵﴾ إِنَّ أَوَّلَ

تو ابراہیم کے دین پر چلو ۱۲۸ جو ہر باطل سے جدا تھے اور شرک والوں میں نہ تھے بے شک سب میں پہلا

۱۲۵ ”ہو“ سے تقویٰ و طاعت مراد ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہاں خرچ کرنا عام ہے تمام صدقات کا یعنی واجبہ ہوں یا نافلہ سب اس میں

داخل ہیں۔ حسن کا قول ہے کہ جو مال مسلمانوں کو محبوب ہو اور اسے رضائے الہی کے لیے خرچ کرے وہ اس آیت میں داخل ہے خواہ ایک کھجور ہی ہو۔ (خازن) عمر

بن عبدالعزیز شمرکی بوریاں خرید کر صدقہ کرتے تھے، ان سے کہا گیا: اس کی قیمت ہی کیوں نہیں صدقہ کر دیتے؟ فرمایا: شکر مجھے محبوب و مرغوب ہے یہ چاہتا ہوں کہ

راہ خدا میں پیاری چیز خرچ کرو۔ (مدارک) بخاری و مسلم کی حدیث ہے کہ حضرت ابو طلحہ انصاری مدینے میں بڑے مالدار تھے انہیں اپنے اموال میں بیرحہ (باغ) بہت

پیارا تھا، جب یہ آیت نازل ہوئی تو انہوں نے بارگاہ رسالت میں کھڑے ہو کر عرض کیا: مجھے اپنے اموال میں بیرحہ سب سے پیارا ہے میں اس کو راہ خدا میں صدقہ کرتا ہوں، حضور نے اس پر مسرت کا اظہار فرمایا اور حضرت ابو طلحہ نے باہماتے حضور (آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے کہنے پر) اپنے اقارب اور بنی

عم (چچا کی اولاد) میں اس کو تقسیم کر دیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابو موسیٰ اشعری کو لکھا کہ میرے لیے ایک باندی خرید کر بھیج دو! جب وہ آئی تو آپ کو بہت پسند آئی، آپ نے یہ آیت پڑھ کر اللہ کے لیے اس کو آزاد کر دیا۔ ۱۲۶ شان نزول: یہود نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ حضور اپنے آپ کو ملت

ابراہیمی پر خیال کرتے ہیں باوجودیکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اونٹ کا گوشت اور دودھ نہیں کھاتے تھے، آپ کھاتے ہیں! تو آپ ملت ابراہیمی پر کیسے ہوئے؟

حضور نے فرمایا کہ یہ چیزیں حضرت ابراہیم پر حلال تھیں، یہود کہنے لگے کہ یہ حضرت نوح پر بھی حرام تھیں، حضرت ابراہیم پر بھی حرام تھیں اور ہم تک حرام ہی چلی

آئیں، اس پر اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور بتایا گیا کہ یہود کا یہ دعویٰ غلط ہے بلکہ یہ چیزیں حضرت ابراہیم و اسمعیل و اسحاق و یعقوب پر حلال تھیں

حضرت یعقوب نے کسی سبب سے ان کو اپنے اوپر حرام فرمایا اور یہ حرمت ان کی اولاد میں باقی رہی، یہود نے اس کا انکار کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

توریت اس مضمون پر ناطق ہے اگر تمہیں انکار ہے تو توریت لاؤ اس پر یہود کو اپنی فضیحت و رسوائی کا خوف ہوا اور وہ توریت نہ لاسکے، ان کا کذب ظاہر ہو گیا اور انہیں

شرمندگی اٹھانی پڑی۔ فائدہ: اس سے ثابت ہوا کہ پچھلی شریعتوں میں احکام منسوخ ہوتے تھے اس میں یہود کا رد ہے جو بخ کے قائل نہ تھے۔ فائدہ: حضور سید عالم

صلی اللہ علیہ وسلم اسی تھے باوجود اس کے یہود کو توریت سے الزام دینا اور توریت کے مضامین سے استدلال فرمانا آپ کا معجزہ اور نبوت کی دلیل ہے اور اس سے

آپ کے وہی اور نبی علوم کا پتہ چلتا ہے۔ ۱۲۷ اور کہے کہ ملت ابراہیمی میں اونٹوں کے گوشت اور دودھ اللہ تعالیٰ نے حرام کئے تھے۔ ۱۲۸ وہی اسلام اور



بَيْتٍ وَضَعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَهُدًى لِّلْعَالَمِينَ ﴿٩٦﴾

گھر جو لوگوں کی عبادت کو مقرر ہوا وہ ہے جو مکہ میں ہے برکت والا اور سارے جہان کا راہنما

فِيهِ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ مَّقَامُ إِبْرَاهِيمَ ۚ وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا ۗ وَاللَّهُ عَلَىٰ

اس میں کھلی نشانیاں ہیں مکہ ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ اور جو اس میں آئے امان میں ہو اور اللہ کے لیے

النَّاسِ حُجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا ۗ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ

لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا ہے جو اس تک چل سکے اور جو منکر ہو تو اللہ

غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ ﴿٩٧﴾ قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ

سارے جہان سے بے پرواہ ہے۔ تم فرماؤ اے کتابیو اللہ کی آیتیں کیوں نہیں مانتے

وَاللَّهُ شَهِيدٌ عَلَىٰ مَا تَعْمَلُونَ ﴿٩٨﴾ قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تَصَدُّونَ

اور تمہارے کام اللہ کے سامنے ہیں تم فرماؤ اے کتابیو کیوں اللہ کی راہ

عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ مَنْ آمَنَ تَبِعُونَهَا عَوجًا وَأَنْتُمْ شُهَدَاءُ ۗ وَاللَّهُ

سے روکتے ہو جو ایمان لائے اسے جو ایمان لائے اسے ٹیڑھا کیا چاہتے ہو اور تم خود اس پر گواہ ہو اور اللہ

دین محمدی ہے۔ ہمارا نشان نزول: یہود نے مسلمانوں سے کہا تھا کہ بیٹھتے ہمارا قبلہ ہے کعبہ سے افضل اور اس سے پہلا ہے انبیاء کا مقام ہجرت و قبلہ

عبادت ہے، مسلمانوں نے کہا کہ کعبہ افضل ہے، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور اس میں بتایا گیا کہ سب سے پہلا مکان جس کو اللہ تعالیٰ نے طاعت و عبادت

کے لیے مقرر کیا نماز کا قبلہ حج اور طواف کا موضع بنایا جس میں نیکیوں کے ثواب زیادہ ہوتے ہیں وہ کعبہ معظمہ ہے جو شہر مکہ معظمہ میں واقع ہے۔ حدیث شریف میں ہے

کہ کعبہ معظمہ بیٹھنے سے چالیس سال قبل بنایا گیا۔ مکہ جو اس کی حرمت و فضیلت پر دلالت کرتی ہیں ان نشانوں میں سے بعض یہ ہیں کہ پرند کعبہ شریف کے

اوپر نہیں بیٹھتے اور اس کے اوپر سے پرواز نہیں کرتے بلکہ پرواز کرتے ہوئے آتے ہیں تو ادھر ادھر ہٹ جاتے ہیں اور جو پرند بیمار ہو جاتے ہیں وہ اپنا علاج یہی کرتے

ہیں کہ ہوائے کعبہ میں ہو کر گزر جائیں اسی سے انہیں شفا ہوتی ہے اور دُخوش (جنگلی جانور) ایک دوسرے کو حرم میں ایذا نہیں دیتے حتیٰ کہ کتے اس سرزمین میں ہرن پر

نہیں دوڑتے اور وہاں شکار نہیں کرتے اور لوگوں کے دل کعبہ معظمہ کی طرف کھینچتے ہیں اور اس کی طرف نظر کرنے سے آنسو جاری ہوتے ہیں اور ہر شے جمعہ کو ارواح

اولیاء اس کے گرد حاضر ہوتی ہیں اور جو کوئی اس کی بے حرمتی کا قصد کرتا ہے برباد ہو جاتا ہے۔ انہیں آیات (نشانوں) میں سے مقام ابراہیم وغیرہ وہ چیزیں ہیں جن

کا آیت میں بیان فرمایا گیا۔ (مدارک و مخازن واحمدی) مقام ابراہیم وہ پتھر ہے جس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کعبہ شریف کی تعمیر کے وقت کھڑے ہوتے تھے اور

اس میں آپ کے قدم مبارک کے نشان تھے جو باوجود طویل زمانہ گزرنے اور کمزورتی کے باوجود ابھی تک باقی ہیں۔ ۹۷۔ یہاں تک کہ اگر کوئی

شخص قتل و جنایت کر کے حرم میں داخل ہو تو وہاں نہ اس کو قتل کیا جائے نہ اس پر حد قائم کی جائے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر میں اپنے والد

خطاب کے قاتل کو بھی حرم شریف میں پاؤں تو اس کو ہاتھ نہ لگاؤں یہاں تک کہ وہ وہاں سے باہر آئے۔ ۹۸۔ مسئلہ: اس آیت میں حج کی فرضیت کا بیان ہے اور اس

کا کہ استطاعت شرط ہے۔ حدیث شریف میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تفسیر زاد و راجلہ سے فرمائی۔ زاد یعنی توشکھانے پینے کا انتظام اس قدر ہونا چاہیے

کہ جا کر واپس آنے تک کے لیے کافی ہو اور یہ واپسی کے وقت تک اہل و عیال کے نفقہ کے علاوہ ہونا چاہیے، راہ کا امن بھی ضروری ہے کیونکہ بخیر اس کے استطاعت ثابت

نہیں ہوتی۔ ۹۹۔ اس سے اللہ تعالیٰ کی ناراضی ظاہر ہوتی ہے اور یہ مسئلہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ فرض قطع کا منکر کافر ہے۔ ۱۰۰۔ جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدق

نبوت پر دلالت کرتی ہیں۔ ۱۰۱۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کر کے اور آپ کی نعت و صفت چھپا کر جو توریت میں مذکور ہے۔ ۱۰۲۔ جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم



اِحْوَانًا وَكُنْتُمْ عَلَىٰ شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاُنْقَضَتْ مِنْهَا ط كَذٰلِكَ

بھائی ہو گئے ۱۸۵ اور تم ایک غار دوزخ کے کنارے پر تھے ۱۸۶ تو اس نے تمہیں اس سے بچا دیا ۱۸۷ اللہ تم

يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ آيٰتِهِ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝۱۰۳ وَ لَتَكُنَّ مِنْكُمْ اُمَّةٌ

سے یوں ہی اپنی آیتیں بیان فرماتا ہے کہ کہیں تم ہدایت پاؤ اور تم میں ایک گروہ ایسا ہونا چاہیے کہ

يَدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ط

بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھی بات کا حکم دیں اور بری سے منع کریں ۱۹۱

وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝۱۰۴ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا

اور یہی لوگ مراد کو پہنچے ۱۹۲ اور ان جیسے نہ ہونا جو آپس میں پھٹ گئے اور ان میں پھوٹ پڑ گئی ۱۹۳

مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ط وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝۱۰۵ يَوْمَ

بعد اس کے کہ روشن نشانیاں انہیں آچکی تھیں ۱۹۴ اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے جس دن

تَبْيَضُّ وُجُوهٌُ وَّاَسْوَدُّ وُجُوهٌُ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اَسْوَدَّتْ وُجُوهُهُمْ قف

کچھ منہ اوجھالے (چمکتے) ہوں گے اور کچھ منہ کالے تو وہ جن کے منہ کالے ہوئے ۱۹۵

اَكْفَرْتُمْۢ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ فذُقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ۝۱۰۶

کیا تم ایمان لا کر کافر ہوئے ۱۹۶ تو اب عذاب چکھو اپنے کفر کا بدلہ

ممنوع ہے۔ ۱۸۸ اور اسلام کی بدولت عداوت دور ہو کر آپس میں دینی محبت پیدا ہوئی تھی کہ اوس اور خزرج کی وہ مشہور لڑائی جو ایک سو بیس سال سے جاری تھی اور اس کے سبب رات دن قتل و غارت کی گرم بازاری رہتی تھی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے مٹا دی اور جنگ کی آگ ٹھنڈی کر دی اور جنگجو قبیلوں میں الفت و محبت کے جذبات پیدا کر دیئے۔ ۱۸۹ یعنی حالت کفر میں کہ اگر اسی حال پر مرنے جاتے تو دوزخ میں پہنچتے۔ ۱۹۰ دولت ایمان عطا کر کے۔ ۱۹۱ اس آیت سے امر معروف و نہی منکر کی فرضیت اور اجماع کے حجت ہونے پر استدلال کیا گیا ہے۔ ۱۹۲ حضرت علی مرتضیٰ نے فرمایا کہ نبیوں کا حکم کرنا اور بدیوں سے روکنا بہترین جہاد ہے۔ ۱۹۳ جیسا کہ یہود و نصاریٰ آپس میں مختلف ہوئے اور ان میں ایک دوسرے کے ساتھ عناد و دشمنی راجح ہو گئی یا جیسا کہ خود تم زمانہ اسلام سے پہلے جاہلیت کے وقت میں متفرق تھے تمہارے درمیان بغض و عناد تھا۔ مسئلہ: اس آیت میں مسلمانوں کو آپس میں اتفاق و اجتماع کا حکم دیا گیا اور اختلاف اور اس کے اسباب پیدا کرنے کی ممانعت فرمائی گئی۔ احادیث میں بھی اس کی بہت تاکیدیں وارد ہیں اور جماعت مسلمین سے جدا ہونے کی سختی سے ممانعت فرمائی گئی ہے جو فرقہ پیدا ہوتا ہے اس حکم کی مخالفت کر کے ہی پیدا ہوتا ہے اور جماعت مسلمین میں تفرقہ اندازی کے جرم کا مرتکب ہوتا ہے اور حسب ارشاد حدیث وہ شیطان کا شکار ہے۔ اِنَّمَا ذٰلِكَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَنَهٗ ۱۹۴ اور حق واضح ہو چکا تھا۔ ۱۹۵ یعنی کفار۔ اُن سے تو بیٹھا (چھڑکتے ہوئے) کہا جائے گا: ۱۹۶ اس کے مخاطب یا تو تمام کفار ہیں اس صورت میں ایمان سے روز بیثاق کا ایمان مراد ہے جب اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا تھا کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ سب نے بلی کہا تھا اور ایمان لائے تھے اب جو دنیا میں کافر ہوئے تو ان سے فرمایا جاتا ہے کہ روز بیثاق ایمان لانے کے بعد تم کافر ہو گئے۔ حسن کا قول ہے کہ اس سے منافقین مراد ہیں جنہوں نے زبان سے اظہار ایمان کیا تھا اور ان کے دل منکر تھے۔ عِلْمٌ مِّنْهُ نَعْلَمُ کہ وہ اہل کتاب ہیں جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل تو حضور پر ایمان لائے اور حضور کے ظہور کے بعد آپ کا انکار کر کے کافر ہو گئے، ایک قول یہ ہے کہ اس کے مخاطب مرتدین ہیں جو اسلام لا کر پھر گئے اور کافر ہو گئے۔



وَأَمَّا الَّذِينَ ابْيَضَّتْ وُجُوهُهُمْ فَفِي رَحْمَةِ اللَّهِ هُمْ فِيهَا

اور وہ جن کے منہ اونچالے (روشن) ہوئے ۱۹۷ وہ اللہ کی رحمت میں ہیں وہ ہمیشہ اس میں

خَلِدُونَ ﴿۱۰۷﴾ تِلْكَ آيَاتُ اللَّهِ نَتْلُوهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۗ وَمَا اللَّهُ يُرِيدُ

رہیں گے یہ اللہ کی آیتیں ہیں کہ ہم ٹھیک ٹھیک تم پر پڑھتے ہیں اور اللہ جہان والوں پر

ظُلْمًا لِلْعَالَمِينَ ﴿۱۰۸﴾ وَ لِلَّهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۗ وَ اِلٰى اللّٰهِ

ظلم نہیں چاہتا ۱۹۸ اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں اور اللہ ہی کی

تُرْجَعُ الْاُمُورُ ﴿۱۰۹﴾ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ

طرف سب کاموں کی رجوع ہے تم بہتر ہو ۱۹۹ ان سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں

بِالْبَعْرِوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُوْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۗ وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ

بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو اور اگر کتابی ایمان

الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لّٰلّٰهُمَّ ۗ مِنْهُمْ الْمُوْمِنُوْنَ وَ اَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۱۱۰﴾

لاتے ۱۱۰ تو ان کا بھلا تھا ان میں کچھ مسلمان ہیں ۱۱۰ اور زیادہ کافر

لَنْ يَصْرُوْكُمْ اِلَّا اَذٰى ۗ وَاِنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ يُوَلُّوْكُمْ الْاَدْبَارَ ۗ ثُمَّ

وہ تمہارا کچھ نہ بگاڑیں گے مگر یہی ستانا ۱۱۱ اور اگر تم سے لڑیں تو تمہارے سامنے سے پیٹھ پھیر جائیں گے ۱۱۱ پھر

لَا يُصْرُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ ضَرَبْتُ عَلَيْهِمُ الدَّلٰلَةَ اَيْنَ مَا تُقِفُوْا اِلَّا بِحَبْلِ مِّنْ

ان کی مدد نہ ہوگی ان پر جما دی گئی خواری (ذلت) جہاں ہوں امان نہ پائیں ۱۱۲ مگر اللہ کی ڈور ۱۱۲

۱۹۷ یعنی اہل ایمان، کہ اس روز بگڑو گے تعالیٰ وہ فرحان و شاداں ہوں گے اور ان کے چہرے چمکتے دکتے ہوں گے، داہنے بائیں اور سامنے نور ہوگا۔ ۱۹۸ اور کسی

کو بے جرم عذاب نہیں دیتا اور کسی کی نیکی کا ثواب کم نہیں کرتا۔ ۱۹۹ اے اُمت محمد صلی اللہ علیہ وسلم! شان نزول: یہودیوں میں سے مالک بن صفیہ اور وہب

بن یہود نے حضرت عبداللہ بن مسعود وغیرہ اصحاب رسول للہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: ہم تم سے افضل ہیں اور ہمارا دین تمہارے دین سے بہتر ہے جس کی تم

ہمیں دعوت دیتے ہو، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ترمذی کی حدیث میں ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ میری اُمت کو گمراہی پر جمع نہ کرے گا

اور اللہ تعالیٰ کا دستِ رحمت جماعت پر ہے جو جماعت سے جدا ہو اور دوزخ میں گیا۔ ۱۱۰ سید انبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ۱۱۰ جیسے کہ حضرت عبداللہ

بن سلام اور ان کے اصحاب یہود میں سے اور نجاشی اور ان کے اصحاب نصاریٰ میں سے۔ ۱۱۱ زبانی طعن و تشنیع اور دھمکی وغیرہ سے۔ شان نزول: یہود میں سے جو

لوگ اسلام لائے تھے جیسے حضرت عبداللہ بن سلام اور ان کے ہمراہی رؤساء یہود ان کے دشمن ہو گئے اور انہیں ایذا دینے کی فکر میں رہنے لگے، اس پر یہ آیت

نازل ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے ایمان لانے والوں کو مطمئن کر دیا کہ زبانی قبیل و قال کے سوا وہ مسلمانوں کو کوئی آزار نہ پہنچائیں گے، غلبہ مسلمانوں ہی کو رہے گا اور یہود

کا انجام ذلت و رسوائی ہے۔ ۱۱۲ اور تمہارے مقابلہ کی تاب نہ لائیں گے، یہ نبی نبی خبریں ایسی ہی واقع ہوں گی۔ ۱۱۳ ہمیشہ ذلیل ہی رہیں گے عزت کبھی نہ پائیں

گے اسی کا اثر ہے کہ آج تک یہود کو کہیں کی سلطنت میسر نہ آئی جہاں رہے رعایا و غلام ہی بن کر رہے۔ ۱۱۴ تمام کر یعنی ایمان لا کر۔

اللَّهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ وَبَاءٌ وَبِغْضٍ مِّنَ اللَّهِ وَضَرْبٌ عَلَيْهِمْ

اور آدمیوں کی ڈور سے <sup>۱۱۲</sup> اور غضبِ الہی کے سزاوار ہوئے اور اُن پر جہا دی گئی

السُّكْنَةُ <sup>ط</sup> ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانُوا يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ

مخارجی <sup>۱۱۳</sup> یہ اس لیے کہ وہ اللہ کی آیتوں سے کفر کرتے اور پیغمبروں

الْأَنْبِيَاءِ بِغَيْرِ حَقِّ <sup>ط</sup> ذَلِكَ بِمَا عَصَوْا وَكَانُوا يَعْتَدُونَ ﴿۱۱۲﴾ لَيْسُوا

کو ناحق شہید کرتے یہ اس لیے کہ نافرمان بردار اور سرکش تھے سب ایک

سَوَاءً <sup>ط</sup> مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ أُمَّةٌ قَائِمَةٌ يَتَّبِعُونَ آيَاتِ اللَّهِ أَنْتَاءَ اللَّيْلِ

سے نہیں کتابیوں میں کچھ وہ ہیں کہ حق پر قائم ہیں <sup>۱۱۴</sup> اللہ کی آیتیں پڑھتے ہیں رات کی گھڑیوں میں

وَهُمْ يَسْجُدُونَ ﴿۱۱۳﴾ يَوْمَئِذٍ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَيَأْمُرُونَ

اور سجدہ کرتے ہیں <sup>۱۱۴</sup> اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لاتے ہیں اور بھلائی

بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ <sup>ط</sup>

کا حکم دیتے اور برائی سے منع کرتے ہیں <sup>۱۱۵</sup> اور نیک کاموں پر دوڑتے ہیں

وَأُولَئِكَ مِنَ الصَّالِحِينَ ﴿۱۱۴﴾ وَمَا يَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ يُكْفَرُوهُ <sup>ط</sup>

اور یہ لوگ لائق ہیں اور وہ جو بھلائی کریں ان کا حق نہ مارا جائے گا

وَاللَّهُ عَلَيْهِمُ بِالْمُتَّقِينَ ﴿۱۱۵﴾ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ

اور اللہ کو معلوم ہیں ڈر والے <sup>۱۱۶</sup> وہ جو کافر ہوئے ان کے مال اور اولاد <sup>۱۱۶</sup>

أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللَّهِ شَيْئًا وَأُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ

ان کو اللہ سے کچھ نہ بچائیں گے اور وہ جہنمی ہیں ان کو

<sup>۱۱۷</sup> یعنی مسلمانوں کی پناہ لے کر اور انہیں جزیہ دے کر۔ <sup>۱۱۷</sup> چنانچہ یہودی کو مالدار ہو کر بھی غنا قلبی میسر نہیں ہوتا۔ <sup>۱۱۷</sup> شان نزول: جب حضرت عبد اللہ

بن سلام اور ان کے اصحاب ایمان لائے تو احبار یہود نے جل کر کہا کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہم میں سے جو ایمان لائے ہیں وہ برے لوگ ہیں اگر برے نہ

ہوتے تو اپنے باپ دادا کا دین نہ چھوڑتے، اس پر یہ آیت نازل فرمائی گئی۔ عطاء کا قول ہے کہ منْ أَهْلِ الْكِتَابِ أُمَّةٌ قَائِمَةٌ (کتابیوں میں کچھ وہ ہیں کہ حق پر

قائم ہیں) سے چالیس مرد اہل نجران کے، تیس جشہ کے، آٹھ روم کے مراد ہیں جو دین عیسوی پر تھے پھر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے۔ <sup>۱۱۸</sup> یعنی نماز

پڑھتے ہیں، اس سے یا تو نماز عشاء مراد ہے جو اہل کتاب نہیں پڑھتے یا نماز تہجد۔ <sup>۱۱۹</sup> اور دین میں مُسَدِّهَاتٌ (حق بات کہنے میں کسی کی پرواہ) نہیں کرتے۔

<sup>۱۲۰</sup> یہود نے عبد اللہ بن سلام اور ان کے اصحاب سے کہا تھا کہ تم دین اسلام قبول کر کے ٹوٹے (نقصان) میں پڑے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں خبر دی کہ وہ درجات

عالیہ کے مستحق ہوئے اور اپنی نیکیوں کی جزا پائیں گے یہودی کو اس بیہودہ ہے۔ <sup>۱۲۱</sup> جن پر انہیں بہت ناز ہے۔

فِيهَا خَلِدُونَ ﴿۱۱۶﴾ مَثَلُ مَا يُنْفِقُونَ فِي هَذِهِ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا كَمَثَلِ

ہمیشہ اس میں رہنا ۱۱۶ کہات اُس کی جو اس دنیا کی زندگی میں ۱۱۶ خرچ کرتے ہیں اس ہوا

رِيحٍ فِيهَا صِرٌّ أَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ فَأَهْلَكَتْهُ ط وَمَا

کی سی ہے جس میں پالا (سخت ٹھنڈک) ہو وہ ایک ایسی قوم کی کھیتی پر پڑی جو اپنا ہی برا کرتے تھے تو اسے بالکل مار گئی ۱۱۷ اور

ظَلَمَهُمُ اللَّهُ وَلَكِنْ أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿۱۱۷﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا

اللہ نے ان پر ظلم نہ کیا ہاں وہ خود اپنی جان پر ظلم کرتے ہیں اے ایمان والو غیروں کو

تَتَّخِذُوا بَطَانَةً مِّنْ دُونِكُمْ لَا يَأْلُونَكُمْ خَبَالًا ط وَذُؤَامًا عَنَيْتُمْ قَدْ

اپنا راز دار نہ بناؤ ۱۱۸ وہ تمہاری برائی میں گئی (کمی) نہیں کرتے ان کی آرزو ہے جتنی ایذا تمہیں پہنچے

بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ أَقْوَاهِمُ ط وَمَا تَخْفَىٰ صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ ط قَدْ

بیر (بغض) ان کی باتوں سے جھلک اٹھا اور وہ ۱۱۹ جو سینے میں چھپائے ہیں اور بڑا ہے

بَيِّنَاتِكُمُ الْآيَاتِ إِن كُنْتُمْ تَعْقِلُونَ ﴿۱۱۸﴾ هَآئِتُمْ أَوْلَاءِ تُجِبُونَهُمْ وَلَا

ہم نے نشانیاں تمہیں کھول کر سنا دیں اگر تمہیں عقل ہو ۱۱۸ سنتے ہو یہ جو تم ہو تم تو انہیں چاہتے ہو ۱۱۹ اور

يُجِبُونَكُمْ وَتُؤْمِنُونَ بِالْكِتَابِ كُلِّهِ ط وَإِذْ لَقَوْنَا أُمَّنَاءَ ط وَإِذَا

وہ تمہیں نہیں چاہتے ۱۲۰ اور حال یہ کہ تم سب کتابوں پر ایمان لاتے ہو ۱۲۱ اور وہ جب تم سے ملتے ہیں کہتے ہیں ہم ایمان لائے ۱۲۲ اور

۱۲۳ شان نزول: یہ آیت بنی قریظہ و بنی نضیر کے حق میں نازل ہوئی، یہود کے رؤساء نے تحصیل ریاست و مال کی غرض سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کے ساتھ دشمنی کی تھی اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ارشاد فرمایا کہ ان کے مال و اولاد کچھ کام نہ آئیں گے وہ رسول کی دشمنی میں ناحق اپنی عاقبت برباد کر رہے ہیں۔

ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت مشرکین قریش کے حق میں نازل ہوئی کیونکہ ابو جہل کو اپنی دولت و مال پر بڑا فخر تھا اور ابوسفیان نے بدر و احد میں مشرکین پر بہت کثیر مال

خرچ کیا تھا ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت تمام کفار کے حق میں عام ہے ان سب کو بتایا گیا کہ مال و اولاد میں سے کوئی بھی کام آنے والا اور عذاب الہی سے بچانے والا

نہیں۔ ۱۲۴ مفسرین کا قول ہے کہ اس سے یہود کا وہ خرچ مراد ہے جو اپنے علماء اور رؤساء پر کرتے تھے ایک قول یہ ہے کہ کفار کے تمام نفقات و صدقات مراد ہیں

ایک قول یہ ہے کہ ریاکار کا خرچ کرنا مراد ہے کیونکہ ان سب لوگوں کا خرچ کرنا نفع دنیوی کے لیے ہوگا یا نفع اخروی کے لیے اگر محض نفع دنیوی کے لیے ہو تو آخرت

میں اس سے کیا فائدہ اور ریاکار کو تو آخرت اور رضائے الہی مقصود ہی نہیں ہوتی اس کا عمل دکھاوے اور نمود کے لیے ہوتا ہے ایسے عمل کا آخرت میں کیا نفع اور کافر کے

تمام عمل اکارت ہیں وہ اگر آخرت کی نیت سے بھی خرچ کرے تو نفع نہیں پاسکتا ان لوگوں کے لیے وہ مثال بالکل مطابق ہے جو آیت میں ذکر فرمائی جاتی ہے۔

۱۲۵ یعنی جس طرح کہ برفانی ہوا کھیتی کو برباد کر دیتی ہے اسی طرح کفر انفاق کو باطل کر دیتا ہے۔ ۱۲۶ ان سے دوستی نہ کرو، محبت کے تعلقات نہ رکھو، وہ قابل اعتماد

نہیں ہیں۔ شان نزول: بعض مسلمان یہود سے قربت اور دوستی اور پڑوس وغیرہ تعلقات کی بناء پر میل جول رکھتے تھے ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔

مسئلہ: کفار سے دوستی و محبت کرنا اور انہیں اپنا راز دار بنانا ناجائز و ممنوع ہے۔ ۱۲۷ غیظ و عناد ۱۲۸ تو ان سے دوستی نہ کرو۔ ۱۲۹ رشتہ داری اور دوستی وغیرہ تعلقات

کی بناء پر ۱۳۰ اور بنی مخالفت کی بنا پر تم سے دشمنی رکھتے ہیں۔ ۱۳۱ اور وہ تمہاری کتاب پر ایمان نہیں رکھتے۔ ۱۳۲ یہ منافقین کا حال ہے۔



خَلَوْا عَضُوا عَلَيْكُمْ إِلَّا نَامِلًا مِنَ الْغَيْظِ ط قُلْ مَوْتُوا بِغَيْظِكُمْ إِنَّ

اکیلے ہوں تو تم پر انگلیاں چبائیں غصہ سے تم فرما دو کہ مر جاؤ اپنی گھٹن (قلبی جلن) میں ۲۲۳

اللَّهُ عَلَيْهِمُ آيَاتُ الصُّدُورِ ۱۹) إِنَّ تَمَسُّكُمْ حَسَنَةٌ تَسُومُهُمْ

اللہ خوب جانتا ہے دلوں کی بات تمہیں کوئی بھلائی پہنچے تو انہیں برا لگے ۲۲۴

وَإِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَفْرَحُوا بِهَا ط وَإِنْ تُصِبرُوا وَاتَّقُوا لَا يَضُرُّكُمْ

اور تم کو بُرائی پہنچے تو اس پر خوش ہوں اور اگر تم صبر اور پرہیزگاری کیے رہو ۲۲۵ تو ان کا

كَيْدُهُمْ شَيْئًا ط إِنَّ اللَّهَ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطٌ ۱۲۰) وَإِذْ غَدَوْتُمْ

داؤں تمہارا کچھ نہ بگاڑے گا بے شک ان کے سب کام خدا کے گھیرے میں ہیں اور یاد کرو اے محبوب جب تم صبح کو ۲۲۶

أَهْلِكَ تَبَوُّئِ الْمُؤْمِنِينَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ ط وَاللَّهُ سَبِيعٌ عَلَيْهِمُ ۱۲۱)

اپنے دولت خانہ سے برآمد ہوئے مسلمانوں کو لڑائی کے مورچوں پر قائم کرتے ۲۲۷ اور اللہ سنتا جانتا ہے

۲۲۳ بمبیر تاپر ہسی اے خسو دکیں رَنْجِيسْت۔ کہ از مُشَقَّتِ او جَزِ بَمَرِگ نَتَتَوَان رَسْت (اے حاسد! حسد کی بیماری سے نجات

حاصل کرنے کیلئے مر جا کیونکہ موت کے سوا اس سے چھٹکارا پانا بہت مشکل ہے)۔ ۲۲۴ اور اس پر وہ رنجیدہ ہوں۔ ۲۲۵ اور ان سے دوستی و محبت نہ کرو۔

مسئلہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ دشمن کے مقابلہ میں صبر و تقویٰ کام آتا ہے۔ ۲۲۶ بمقام مدینہ طیبہ بقصد احد ۲۲۷ جمہور مفسرین کا قول ہے کہ یہ بیان جنگ احد کا

ہے جس کا اجمالی واقعہ یہ ہے کہ جنگ بدر میں شکست کھانے سے کفار کو بزرخ تھا اس لیے انہوں نے بقصد انتقام لشکر گراں مرتب کر کے فوج کشی کی، جب رسول

کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ملی کہ لشکر کفار احد میں اُتر رہے تو آپ نے اصحاب سے مشورہ فرمایا اس مشورت میں عبد اللہ بن اُبی بن سلول کو بھی بلایا گیا جو

اس سے قبل بھی کسی مشورت کے لیے بلایا نہ گیا تھا اکثر انصار کی اور اس عبد اللہ کی یہ رائے ہوئی کہ حضور مدینہ طیبہ میں ہی قائم رہیں اور جب کفار یہاں آئیں تب

ان سے مقابلہ کیا جائے، یہی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی تھی لیکن بعض اصحاب کی رائے یہ ہوئی کہ مدینہ طیبہ سے باہر نکل کر لڑنا چاہئے اور اسی پر انہوں نے

اصرار کیا، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم دولت سرائے اقدس میں تشریف لے گئے اور اسلحہ زیب تن فرما کر باہر تشریف لائے اب حضور کو دیکھ کر ان اصحاب کو ندامت

ہوئی اور انہوں نے عرض کیا کہ حضور کو رائے دینا اور اس پر اصرار کرنا ہماری غلطی تھی اس کو معاف فرمائیے اور جو مرضی مبارک ہو وہی کیجئے۔ حضور نے فرمایا کہ نبی کے

لیے سزا اور نہیں کہ تمہارا پہن کر قبل جنگ اتار دے۔ مشرکین احد میں چہار شنبہ (بدھ) پنجشنبہ (جمعرات) کو پہنچے تھے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے روز

بعد نماز جمعہ ایک انصاری کی نماز جنازہ پڑھ کر روانہ ہوئے اور پندرہ شوال ۳ھ روز یکشنبہ (اتوار کے دن) احد میں پہنچے یہاں نزول فرمایا اور پہاڑ کا ایک درہ جو لشکر

اسلام کے پیچھے تھا اس طرف سے اندیشہ تھا کہ کسی وقت دشمن پشت پر سے آ کر حملہ کرے اس لیے حضور نے عبد اللہ بن جبیر کو پچاس تیر اندازوں کے ساتھ وہاں

ماور فرمایا کہ اگر دشمن اس طرف سے حملہ آور ہو تو تیر باری کر کے اس کو دفع کر دیا جائے اور حکم دیا کہ کسی حال میں یہاں سے نہ ہٹنا اور اس جگہ کو نہ چھوڑنا خواہ فتح ہو یا

شکست ہو عبد اللہ بن اُبی بن سلول منافق جس نے مدینہ طیبہ میں رہ کر جنگ کرنے کی رائے دی تھی اپنی رائے کے خلاف کیے جانے کی وجہ سے برہم ہوا اور

کہنے لگا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نوعمر لڑکوں کا کہنا تو مانا اور میری بات کی پروا نہ کی اس عبد اللہ بن اُبی کے ساتھ تین سومانافق تھے ان سے اس نے

کہا کہ جب دشمن لشکر اسلام کے مقابل آجائے اس وقت بھاگ پڑو تا کہ لشکر اسلام میں اُتری (انتشار و گڑبڑ) ہو جائے۔ اور تمہیں دیکھ کر اور لوگ بھی بھاگ نکلیں،

مسلمانوں کے لشکر کی کل تعداد مع ان منافقین کے ہزار تھی اور مشرکین تین ہزار، مقابلہ ہوتے ہی عبد اللہ بن اُبی منافق اپنے تین سومانافقوں کو لے کر بھاگ نکلا اور

حضور کے سات سوا اصحاب حضور کے ساتھ رہ گئے اللہ تعالیٰ نے ان کو ثابت رکھا یہاں تک کہ مشرکین کو ہزیمت ہوئی اب صحابہ بھاگتے ہوئے مشرکین کے پیچھے

پڑ گئے اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں قائم رہنے کے لیے فرمایا تھا وہاں قائم نہ رہے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ دکھا دیا کہ بدر میں اللہ اور اس کے

اِذْ هَبَّتْ طَائِفَتَيْنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْسَلَا ۙ وَاللّٰهُ وَلِيَهُمَا ۗ وَعَلَى اللّٰهِ

جب تم میں کے دو گروہوں کا ارادہ ہوا کہ نامردی کر جائیں ۲۲۸ اور اللہ ان کا سنبھالنے والا ہے اور مسلمانوں کو

فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ﴿۱۲۲﴾ ۙ وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ ۙ وَاَنْتُمْ اَدِلَّةٌ ۙ

اللہ ہی پر بھروسہ چاہیے اور بے شک اللہ نے بدر میں تمہاری مدد کی جب تم بالکل بے سروسامان تھے ۲۲۹

فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُشْكُرُونَ ﴿۱۲۳﴾ ۙ اِذْ تَقُولُ لِلْمُؤْمِنِينَ اَلَنْ يَكْفِيَكُمْ

تو اللہ سے ڈرو کہ کہیں تم شکر گزار ہو جب اے محبوب تم مسلمانوں سے فرماتے تھے کیا تمہیں یہ کافی نہیں

اَنْ يُبَدِّدَ كُمْ رَبُّكُمْ بِثَلَاثَةِ اَلْفٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُنْزَلِينَ ۗ بَلٰى ۗ اِنْ

کہ تمہارا رب تمہاری مدد کرے تین ہزار فرشتے اتار کر ہاں کیوں نہیں اگر

تَصْبِرُوْا وَاتَّقُوا ۗ وَيَاۤ اَتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُبَدِّدْكُمْ رَبُّكُمْ

تم صبر و تقویٰ کرو اور کافر اسی دم تم پر آپڑیں تو تمہارا رب تمہاری مدد کو

بِخَمْسَةِ اَلْفٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُسَوِّمِينَ ﴿۱۲۵﴾ ۙ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بَشْرًا

پانچ ہزار فرشتے نشان والے بھیجے گا ۲۳۰ اور یہ فتح اللہ نے نہ کی مگر تمہاری خوشی

لَكُمْ ۗ وَلِتُطَبِّئْنَ قُلُوْبَكُمْ بِهٖ ۗ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ

کے لیے اور اسی لیے کہ اس سے تمہارے دلوں کو چین ملے ۲۳۱ اور مدد نہیں مگر اللہ غالب حکمت

الْحٰكِمِيْمِ ﴿۱۲۶﴾ ۙ لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۙ اَوْ يَكْبِتَهُمْ فَيَنْقَلِبُوْا

والے کے پاس سے ۲۳۲ اس لیے کہ کافروں کا ایک حصہ کاٹ دے ۲۳۳ یا انہیں ذلیل کرے کہ نامراد

خٰٓئِبِيْنَ ﴿۱۲۷﴾ ۙ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ ۗ اَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ ۗ اَوْ

پھر (لوٹ) جائیں بات تمہارے ہاتھ نہیں یا انہیں توبہ کی توفیق دے یا

رسول کی فرمانبرداری کی برکت سے فتح ہوئی تھی یہاں حضور کے حکم کی مخالفت کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے دلوں سے رعب و ہیبت دور فرمائی اور وہ پلٹ

پڑے اور مسلمانوں کو ہزیمت ہوئی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جماعت رہی جس میں حضرت ابوبکر و علی و عباس و طلحہ و سعد تھے اسی جنگ میں دندانِ اقدس

شہید ہوا اور چہرہ اقدس پر زخم آیا، اسی کے متعلق یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ ۲۲۸ یہ دونوں گروہ انصار میں سے تھے ایک بنی سلمہ خزرج میں سے اور ایک بنی حارثہ اوس

میں سے یہ دونوں لشکر کے بازو تھے جب عبد اللہ بن اُمیہ بن سلول منافق بھاگا تو انہوں نے بھی واپس جانے کا قصد کیا اللہ تعالیٰ نے کرم کیا اور انہیں اس سے محفوظ

رکھا اور وہ حضور کے ساتھ ثابت رہے یہاں اس نعمت و احسان کا ذکر فرمایا ہے۔ ۲۲۹ تمہاری تعداد بھی کم تھی تمہارے پاس ہتھیاروں اور سواروں کی بھی کمی تھی۔

۲۳۰ پناہ چنانچہ مؤمنین نے روز بدر صبر و تقویٰ سے کام لیا اللہ تعالیٰ نے حسب وعدہ پانچ ہزار فرشتوں کی مدد بھیجی اور مسلمانوں کی فتح اور کافروں کی شکست ہوئی۔ ۲۳۱ اور

دشمن کی کثرت اور اپنی قلت سے پریشانی اور اضطراب نہ ہو۔ ۲۳۲ تو چاہیے کہ بندہ مسببِ الاسباب (رب عزوجل) پر نظر رکھے اور اسی پر توکل رکھے۔ ۲۳۳ اس طرح

يُعَذِّبُهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ ﴿۱۲۸﴾ وَ لِلَّهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ط

ان پر عذاب کرے کہ وہ ظالم ہیں اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے

يَغْفِرْ لِمَن يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَن يَشَاءُ ط وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿۱۲۹﴾ ع

جسے چاہے بخشنے اور جسے چاہے عذاب کرے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا الرِّبَا أَضْعَافًا مُّضَاعَفَةً ص وَاتَّقُوا

اے ایمان والو سود دونا دونا نہ کھاؤ ۲۳۳ اور اللہ سے

اللَّهِ لَعَلَّكُمْ تَفْلِحُونَ ﴿۱۳۰﴾ وَ اتَّقُوا النَّارَ الَّتِي أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ ﴿۱۳۱﴾ ج

ڈرو اس امید پر کہ تمہیں فلاح ملے اور اس آگ سے بچو جو کافروں کے لیے تیار رکھی ہے ۲۳۵

وَ اطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿۱۳۲﴾ ج وَ سَارِعُوا إِلَى مَغْفِرَةٍ

اور اللہ و رسول کے فرمانبردار رہو ۲۳۶ اس امید پر کہ تم رحم کیے جاؤ اور دوڑو ۲۳۷ اپنے رب کی

مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْأَرْضُ لِلسَّائِقِينَ ﴿۱۳۳﴾ ل

بخشش اور ایسی جنت کی طرف جس کی چوڑائی میں سب آسمان و زمین آجائیں ۲۳۸ پرہیزگاروں کے لیے تیار رکھی ہے ۲۳۹

الَّذِينَ يُفِيقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالصَّرَّاءِ وَالْكٰظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ

وہ جو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں خوشی میں اور رنج میں ۲۴۰ اور غصہ پینے والے اور لوگوں

کہ ان کے بڑے بڑے سردار مقتول ہوں اور گرفتار کیے جائیں جیسا کہ بدر میں پیش آیا۔ ۲۴۱ مسئلہ: اس آیت میں سود کی ممانعت فرمائی گئی مع تویح کے اس زیادتی

پر جو اس زمانہ میں معمول تھی کہ جب میعاد آجاتی تھی اور قرض دار کے پاس ادا کی کوئی شکل نہ ہوتی تو قرض خواہ مال زیادہ کر کے مدت بڑھا دیتا اور ایسا بار بار کرتے

جیسا کہ اس ملک کے سود خوار کرتے ہیں اور اس کو سود در سود کہتے مسئلہ: اس آیت سے ثابت ہوا گناہ کبیرہ سے آدمی ایمان سے خارج نہیں ہوتا۔ ۲۴۲ حضرت ابن

عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس میں ایمانداروں کو تہدید (خبردار کرنا) ہے کہ سود وغیرہ جو چیزیں اللہ نے حرام فرمائیں ان کو حلال نہ جائیں کیونکہ حرام قطعی کو

حلال جاننا کفر ہے۔ ۲۴۳ کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طاعت طاعت الہی ہے اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اللہ کا فرمانبردار نہیں ہو سکتا۔ ۲۴۴ توبہ و

ادائے فرائض و طاعات و اخلاص عمل اختیار کر کے۔ ۲۴۵ جنت کی وسعت کا بیان ہے اس طرح کہ لوگ سمجھ سکیں کیونکہ انہوں نے سب سے وسیع چیز جو دیکھی ہے

وہ آسمان و زمین ہی ہے اس سے وہ اندازہ کر سکتے ہیں کہ اگر آسمان و زمین کے طبقے طبقے اور پرت پرت بنا کر جوڑ دیئے جائیں اور سب کا ایک پرت کر دیا جائے اس

سے جنت کے عرض کا اندازہ ہوتا ہے کہ جنت کتنی وسیع ہے ہر قل بادشاہ نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لکھا کہ جب جنت کی یہ وسعت ہے کہ آسمان و

زمین اس میں آجائیں تو پھر دوزخ کہاں ہے؟ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا: سبحان اللہ! جب دن آتا ہے تو رات کہاں ہوتی ہے، اس

کلام بلاغت نظام کے معنی نہایت دقیق ہیں ظاہر پہلو یہ ہے کہ دورہ فلکی سے ایک جانب میں دن حاصل ہوتا ہے تو اس کے جانب مقابل میں شب ہوتی ہے اسی طرح

جنت جانب بالا میں ہے اور دوزخ جہت پستی میں، یہود نے یہی سوال حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کیا تھا تو آپ نے بھی یہی جواب دیا تھا، اس پر انہوں نے کہا کہ

توریت میں بھی اسی طرح سمجھایا گیا ہے، معنی یہ ہیں کہ اللہ کی قدرت و اختیار سے کچھ بعید نہیں جس شے کو جہاں چاہے رکھے یہ انسان کی تنگی نظر ہے کہ کسی چیز کی

وسعت سے حیران ہوتا ہے تو پوچھنے لگتا ہے کہ ایسی بڑی چیز کہاں سامنے گی۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ جنت آسمان میں ہے یا

زمین میں؟ فرمایا: کون سی زمین اور کون سا آسمان ہے جس میں جنت سما سکے۔ عرض کیا گیا: پھر کہاں ہے؟ فرمایا: آسمانوں کے اوپر زیر عرش۔ ۲۴۶ اس آیت اور اس



عَنِ النَّاسِ ۖ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ﴿۱۳۴﴾ وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا

سے درگزر کرنے والے اور نیک لوگ اللہ کے محبوب ہیں اور وہ کہ جب کوئی  
فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا الذُّنُوبَ بِهِمْ ۚ قَف

بے حیائی یا اپنی جانوں پر ظلم کریں ۲۳۱ اللہ کو یاد کر کے اپنے گناہوں کی معافی چاہیں ۲۳۲  
وَمَنْ يَغْفِرِ الذُّنُوبَ إِلَّا اللَّهُ ۚ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلَىٰ مَا فَعَلُوا وَهُمْ

اور گناہ کون بخشتے سوا اللہ کے اور اپنے کیے پر جان بوجھ کر اڑ نہ  
يَعْلَمُونَ ﴿۱۳۵﴾ أُولَٰئِكَ جَزَاءُ وَّهُمْ مَغْفِرَةٌ ۖ مِّن رَّبِّهِمْ وَجَنَّتٌ تَجْرِي مِنْ

جائیں ایسوں کا بدلہ اُن کے رب کی بخشش اور جنتیں ہیں ۲۳۳ جن کے  
تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۖ وَنِعْمَ أَجْرُ الْعٰمِلِينَ ﴿۱۳۶﴾ قَدْ خَلَتْ

نیچے نہریں رواں ہمیشہ ان میں رہیں اور کامیوں (نیک لوگوں) کا کیا اچھا نیک (بدلہ) ہے ۲۳۴ تم سے  
مِن قَبْلِكُمْ سُنَنٌ ۖ فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

پہلے کچھ طریقے برتاؤ میں آچکے ہیں ۲۳۵ تو زمین میں چل کر دیکھو کیسا انجام ہوا  
الْمُكذِبِينَ ﴿۱۳۷﴾ هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِينَ ﴿۱۳۸﴾

جھٹلانے والوں کا ۲۳۶ یہ لوگوں کو بتانا اور راہ دکھانا اور پرہیز گاروں کو نصیحت ہے  
سے اوپر کی آیت ”وَاقْتُلُوا النَّارَ الَّتِي أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ“ سے ثابت ہوا کہ جنت و دوزخ پیدا ہو چکیں موجود ہیں۔ ۲۳۷ یعنی ہر حال میں خرچ کرتے ہیں۔ بخاری  
و مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خرچ کرو تم پر خرچ کیا جائے گا، یعنی خدا کی راہ میں دو تمہیں اللہ کی  
رحمت سے ملے گا۔ ۲۳۸ یعنی ان سے کوئی کبیرہ یا صغیرہ گناہ سرزد ہو۔ ۲۳۹ اور توبہ کریں اور گناہ سے باز آئیں اور آئندہ کے لیے اس سے باز رہنے کا عزم پختہ  
کریں کہ یہ توبہ مقبولہ کے شرائط میں سے ہے۔ ۲۴۰ شان نزول: تہان خرمافروش (کھجور بیچنے والے) کے پاس ایک حسین عورت خرمے خریدنے آئی اس نے  
کہا: یہ خرمے تو اچھے نہیں ہیں عمدہ خرمے مکان کے اندر ہیں اس حیلے سے اس کو مکان میں لے گیا اور پکڑ کر لپٹا لیا اور منہ چوم لیا، عورت نے کہا: خدا سے ڈرا یہ  
سننے ہی اس کو چھوڑ دیا اور شرمندہ ہوا اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر حال عرض کیا، اس پر یہ آیت ”وَ الَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا“ نازل ہوئی،  
ایک قول یہ ہے کہ ایک انصاری اور ایک ثقفی دونوں میں محبت تھی اور ہر ایک نے ایک دوسرے کو بھائی بنایا تھا ثقفی جہاد میں گیا تھا اور اپنے مکان کی نگرانی اپنے  
بھائی انصاری کے سپرد کر گیا تھا ایک روز انصاری گوشت لایا جب ثقفی کی عورت نے گوشت لینے کے لیے ہاتھ بڑھایا تو انصاری نے اس کا ہاتھ چوم لیا اور چومتے  
ہی اس کو سخت ندامت و شرمندگی ہوئی اور وہ جنگل میں نکل گیا اپنے سر پر خاک ڈالی اور منہ پر طمانچے مارے جب ثقفی جہاد سے واپس آیا تو اس نے اپنی بی بی  
سے انصاری کا حال دریافت کیا: اس نے کہا: خدا ایسے بھائی نہ بڑھائے اور واقعہ بیان کیا، انصاری پہاڑوں میں روتا و استغفار و توبہ کرتا پھرتا تھا ثقفی اُس کو تلاش  
کر کے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا اس کے حق میں یہ آیتیں نازل ہوئیں۔ ۲۴۱ یعنی اطاعت شعاروں کے لیے بہتر جزا ہے۔ ۲۴۲ پچھلی  
امتوں کے ساتھ جنہوں نے حرص دنیا اور اس کے لذت کی طلب میں انبیاء و مرسلین کی مخالفت کی اللہ تعالیٰ نے انہیں مہلتیں دیں پھر بھی وہ راہ راست پر نہ آئے  
تو انہیں ہلاک و برباد کر دیا۔ ۲۴۳ تاکہ تمہیں عبرت ہو۔

وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمْ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿۱۳۹﴾

اور نہ سستی کرو اور نہ غم کھاؤ ﴿۱۳۹﴾ تمہیں غالب آؤ گے اگر ایمان رکھتے ہو اگر

يَسِسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهُ ۖ وَتِلْكَ الْأَيَّامُ

تمہیں ﴿۱۳۸﴾ کوئی تکلیف پہنچی تو وہ لوگ بھی ویسی ہی تکلیف پانچے ہیں ﴿۱۳۹﴾ اور یہ دن ہیں

نُذِرُوا لَهَا بَيْنَ النَّاسِ ۚ وَلِيَعْلَمَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ

جن میں ہم نے لوگوں کے لیے باریاں رکھی ہیں ﴿۱۳۸﴾ اور اس لیے کہ اللہ پہچان کرے ایمان والوں کی ﴿۱۳۹﴾ اور تم میں سے کچھ لوگوں

شُهَدَاءَ ۗ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ ﴿۱۴۰﴾ وَلِيَحْصِصَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا

کو شہادت کا مرتبہ دے اور اللہ دوست نہیں رکھتا ظالموں کو اور اس لیے کہ اللہ مسلمانوں کا نکھار کر دے ﴿۱۳۹﴾

وَيَسْحَقَ الْكُفْرِينَ ﴿۱۴۱﴾ أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تُدْخِلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللَّهُ

اور کافروں کو مٹا دے ﴿۱۳۹﴾ کیا اس گمان میں ہو کہ جنت میں چلے جاؤ گے اور ابھی اللہ نے

الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصَّابِرِينَ ﴿۱۴۲﴾ وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَسْتَوُونَ

تمہارے غازیوں کا امتحان نہ لیا اور نہ صبر والوں کی آزمائش کی ﴿۱۴۰﴾ اور تم تو موت کی تمنا کیا

الْمَوْتِ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَلْقَوْهُ ۚ فَقَدْ رَآيْسُوهُ وَأَنْتُمْ تَنْظُرُونَ ﴿۱۴۳﴾ وَمَا

کرتے تھے اس کے ملنے سے پہلے ﴿۱۴۰﴾ تو اب وہ تمہیں نظر آئی آنکھوں کے سامنے اور

مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۚ أَقَابِنُ مَاتَ أَوْ

محمد تو ایک رسول ہیں ﴿۱۴۱﴾ ان سے پہلے اور رسول ہو چکے ﴿۱۴۰﴾ تو کیا اگر وہ انتقال فرمائیں یا

﴿۱۴۲﴾ اس کا جو جنگ اُحد میں پیش آیا۔ ﴿۱۴۱﴾ جنگ اُحد میں ﴿۱۴۰﴾ جنگ بدر میں، باوجود اس کے انہوں نے پست ہمتی نہ کی اور تم سے مقابلہ کرنے میں سستی سے کام نہ

لیا تو تمہیں بھی سستی و کم ہمتی نہ چاہئے۔ ﴿۱۴۰﴾ کبھی کسی کی باری ہے کبھی کسی کی۔ ﴿۱۴۱﴾ صبر و اخلاص کے ساتھ کہ ان کو مشقت و نا کامی جگہ سے نہیں ہٹا سکتی اور ان

کے پائے ثبات میں لغزش نہیں آسکتی۔ ﴿۱۴۱﴾ اور انہیں گناہوں سے پاک کر دے۔ ﴿۱۴۰﴾ یعنی کافروں سے جو مسلمانوں کو تکلیفیں پہنچتی ہیں وہ تو مسلمانوں کے لیے

شہادت و تطہیر (گناہوں سے پاک) ہیں اور مسلمان جو کفار کو قتل کریں تو یہ کفار کی بربادی اور ان کا استیصال (خاتمہ کرنا) ہے۔ ﴿۱۴۰﴾ کہ اللہ کی رضا کے لیے

کیسے زخم کھاتے اور تکلیف اٹھاتے ہیں اس میں ان پر عتاب ہے جو روز اُحد کفار کے مقابلہ سے بھاگے۔ ﴿۱۴۱﴾ شان نزول: جب شہداء بدر کے درجے اور مرتبے

اور ان پر اللہ تعالیٰ کے انعام و احسان بیان فرمائے گئے تو جو مسلمان وہاں حاضر نہ تھے انہیں حسرت ہوئی اور انہوں نے آرزو کی کہ کاش کسی جہاد میں انہیں حاضری

میسر آئے اور شہادت کے درجے ملیں، انہیں لوگوں نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اُحد پر جانے کے لیے اصرار کیا تھا ان کے حق میں یہ آیت نازل

ہوئی۔ ﴿۱۴۱﴾ اور رسولوں کی بعثت کا مقصد رسالت کی تبلیغ اور حجت کا لازم کر دینا ہے نہ کہ اپنی قوم کے درمیان ہمیشہ موجود رہنا۔ ﴿۱۴۰﴾ اور ان کے متعین ان کے بعد

ان کے دین پر باقی رہے۔ شان نزول: جنگ اُحد میں جب کافروں نے پکارا کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے اور شیطان نے یہ جھوٹی افواہ مشہور کی تو

صحابہ کو بہت اضطراب ہوا اور ان میں سے کچھ لوگ بھاگ نکلے پھر جب ندا کی گئی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے ہیں تو صحابہ کرام کی ایک جماعت

قِيلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ ۖ وَمَنْ يَسْقَلْ عَلَىٰ عَقْبَيْهِ فَلَنْ يَصِّرَ اللَّهُ

شہید ہوں تو تم اٹے پاؤں پھر جاؤ گے اور جو اٹے پاؤں پھرے گا اللہ کا کچھ نقصان نہ

شَيْئًا ۖ وَسَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ ﴿۱۳۳﴾ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ أَنْ تَمُوتَ

کرے گا اور عنقریب اللہ شکر والوں کو صلہ دے گا ۲۵۸ اور کوئی جان بے حکم خدا مر

إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ كِتَابًا مُّجَلًّا ۖ وَمَنْ يُرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا ۖ

نہیں سکتی ۲۵۹ سب کا وقت لکھا رکھا ہے ۲۶۰ اور جو دنیا کا انعام چاہے ۲۶۱ ہم اس میں سے اسے دیں

وَمَنْ يُرِدْ ثَوَابَ الْآخِرَةِ نُؤْتِهِ مِنْهَا ۖ وَسَنَجْزِي الشَّاكِرِينَ ﴿۱۳۴﴾ وَ

اور جو آخرت کا انعام چاہے ہم اس میں سے اسے دیں ۲۶۲ اور قریب ہے کہ ہم شکر والوں کو صلہ عطا کریں اور

كَأَيِّنْ مِنْ نَبِيٍّ قُتِلَ مَعَهُ رَاطِبُونَ كَثِيرٌ ۖ فَمَا وَهَنُوا لِمَا أَصَابَهُمْ

کتنے ہی انبیاء نے جہاد کیا ان کے ساتھ بہت خدا والے تھے تو نہ ست پڑے ان مصیبتوں سے جو

فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَمَا ضَعُفُوا وَمَا اسْتَكَانُوا ۗ وَاللَّهُ يُحِبُّ الصَّابِرِينَ ﴿۱۳۵﴾

اللہ کی راہ میں انہیں پہنچیں اور نہ کمزور ہوئے اور نہ دبے ۲۶۳ اور صبر والے اللہ کو محبوب ہیں

وَمَا كَانَ قَوْلُهُمْ إِلَّا أَنْ قَالُوا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَإِسْرَافَنَا فِي

وہ کچھ بھی نہ کہتے تھے سوا اس دعا کے ۲۶۴ کہ اے ہمارے رب بخش دے ہمارے گناہ اور جو زیادتیاں ہم نے اپنے

أَمْرِنَا وَثَبَّتْ أقدامَنَا وَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ﴿۱۳۶﴾ فَاتَّخَذُوا

کام میں کیں ۲۶۵ اور ہمارے قدم جما دے اور ہمیں ان کافر لوگوں پر مدد دے ۲۶۶ تو اللہ نے انہیں

واپس آئی حضور نے انہیں ہزیمت پر ملامت کی، انہوں نے عرض کیا: ہمارے ماں اور باپ آپ پر فدا ہوں آپ کی شہادت کی خبر سن کر ہمارے دل ٹوٹ گئے اور ہم

سے ٹھہرا نہ گیا، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور فرمایا گیا کہ انبیاء کے بعد بھی امتوں پر ان کے دین کا اتباع لازم رہتا ہے تو اگر ایسا ہوتا بھی تو حضور کے دین کا

اتباع اور اس کی حمایت لازم رہتی۔ ۲۶۷ جو نہ پھرے اور اپنے دین پر ثابت رہے ان کو شاکرین فرمایا کیونکہ انہوں نے اپنے ثبات سے نعمت اسلام کا شکر ادا کیا۔

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آمین الشاکرین ہیں۔ ۲۶۸ اس میں جہاد کی ترغیب ہے اور مسلمانوں کو

دشمن کے مقابلہ پر جری (بہادر) بنایا جاتا ہے کہ کوئی شخص بغیر حکم الہی کے مر نہیں سکتا چاہے وہ مہالک و معارک (خوفناک جگہوں اور جنگوں) میں گھس جائے اور

جب موت کا وقت آتا ہے تو کوئی تدبیر نہیں بچا سکتی۔ ۲۶۹ اس سے آگے پیچھے نہیں ہو سکتا۔ ۲۷۰ اور اس کو اپنے عمل و طاعت سے حصول دنیا مقصود ہو۔ ۲۷۱ اس

سے ثابت ہوا کہ مدارائیت پر ہے جیسا کہ بخاری و مسلم شریف کی حدیث میں آیا ہے۔ ۲۷۲ ایسا ہی ہر ایماندار کو چاہیے۔ ۲۷۳ یعنی حمایت دین و مقامات

حرب (جنگ کے میدانوں) میں ان کی زبان پر کوئی ایسا کلمہ نہ آتا جس میں گھبراہٹ پریشانی اور زلزل کا شائبہ بھی ہوتا بلکہ وہ استیقلال (مضبوطی) کے ساتھ ثابت قدم

رہتے اور دعا کرتے ۲۷۴ یعنی تمام صفات و کبار باوجودیکہ وہ لوگ ربانی یعنی تقیاً تھے پھر بھی گناہوں کا اپنی طرف نسبت کرنا شان تواضع و انکسار اور آداب عبدیت

میں سے ہے۔ ۲۷۵ اس سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ طلب حاجت سے قبل توبہ و استغفار آداب دعا میں سے ہے۔



اللَّهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْآخِرَةِ ۗ وَاللَّهُ يُحِبُّ

دنیا کا انعام دیا ۲۶۷ اور آخرت کے ثواب کی خوبی ۲۶۸ اور نیکی والے اللہ کو

الْمُحْسِنِينَ ۝ (۱۳۸) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَطِيعُوا الَّذِينَ كَفَرُوا

پیارے ہیں اے ایمان والو اگر تم کافروں کے کہے پر چلے ۲۶۹

يَرُدُّكُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوا خَاسِرِينَ ۝ (۱۳۹) بَلِ اللَّهُ مَوْلَاكُمْ

تو وہ تمہیں الٹے پاؤں لوٹا دیں گے ۲۷۰ پھر ٹوٹا کھا کے (نقصان اٹھا کے) پلٹ جاؤ گے ۲۷۱ بلکہ اللہ تمہارا مولا ہے

وَهُوَ خَيْرُ النَّاصِرِينَ ۝ (۱۴۰) سَنُلْقِي فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا وَالرُّعْبَ

اور وہ سب سے بہتر مددگار کوئی دم جاتا ہے کہ ہم کافروں کے دلوں میں رعب ڈالیں گے ۲۷۲

بِأَشْرِكُوا بِاللَّهِ مَا لَمْ يُنَزَّلْ بِهِ سُلْطَانٌ وَمَا لَهُمُ النَّارُ ۖ وَبِئْسَ

کہ انہوں نے اللہ کا شریک ٹھہرایا جس پر اس نے کوئی سمجھ نہ آتاری اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور کیا برا

مَثْوَى الظَّالِمِينَ ۝ (۱۴۱) وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللَّهُ وَعْدَهُ إِذْ تَحْسُرُونَ

ٹھکانا ناانصافوں کا اور بے شک اللہ نے تمہیں سچ کر دکھایا اپنا وعدہ جب کہ تم اس کے حکم سے کافروں کو

بِأَذْنِهِ ۚ حَتَّىٰ إِذَا فِشَلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِي الْأُمْرِ وَعَصَيْتُمْ مِمَّن بَعَدَ

قتل کرتے تھے ۲۷۳ یہاں تک کہ جب تم نے بزدلی کی اور حکم میں جھگڑا ڈالا ۲۷۴ اور نافرمانی کی ۲۷۵ بعد اس کے

مَا أَرَاكُمْ مَاتِحِينَ ۖ مِنْكُمْ مَن يُرِيدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَن يُرِيدُ

کہ اللہ تمہیں دکھا چکا تمہاری خوشی کی بات ۲۷۶ تم میں کوئی دنیا چاہتا تھا ۲۷۷ اور تم میں کوئی آخرت

۲۷۸ یعنی فتح و ظفر اور دشمنوں پر غلبہ ۲۷۹ مغفرت و جنت اور استحقاق سے زیادہ انعام و اکرام ۲۸۰ خواہ وہ یہود و نصاریٰ ہوں یا منافق و مشرک ۲۸۱ کفر و بے

دینی کی طرف ۲۸۲ جنگ اُحد سے واپس ہو کر جب ابوسفیان وغیرہ اپنے لشکریوں کے ساتھ مکہ مکرمہ کی طرف سے روانہ ہوئے تو انہیں اس پر افسوس ہوا کہ ہم

نے مسلمانوں کو بالکل ختم کیوں نہ کر ڈالا آپس میں مشورہ کر کے اس پر آمادہ ہوئے کہ چل کر انہیں ختم کر دیں جب یہ قصد پختہ ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں

رعب ڈالا اور انہیں خوف شدید پیدا ہوا اور وہ مکہ مکرمہ ہی کی طرف واپس ہو گئے اگرچہ سب تو خاص تھا لیکن رعب تمام کفار کے دلوں میں ڈال دیا گیا کہ دنیا کے

سارے کفار مسلمانوں سے ڈرتے ہیں اور بفضلہ تعالیٰ دین اسلام تمام ادیان پر غالب ہے۔ ۲۸۳ جنگ اُحد میں ۲۸۴ کفار کی ہزیمت کے بعد حضرت

عبد اللہ بن جبیر کے ساتھ جو تیر انداز تھے وہ آپس میں کہنے لگے کہ شریکین کو ہزیمت ہو چکی اب یہاں ٹھہر کر کیا کریں چلو کچھ مال غنیمت حاصل کرنے کی کوشش

کریں بعض نے کہا: مرکز مت چھوڑو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید حکم فرمایا ہے کہ تم اپنی جگہ قائم رہنا کسی حال میں مرکز نہ چھوڑو ناجب تک میرا حکم نہ آئے

مگر لوگ غنیمت کے لیے چل پڑے اور حضرت عبد اللہ بن جبیر کے ساتھ دس سے کم اصحاب رہ گئے۔ ۲۸۵ کہ مرکز چھوڑ دیا اور غنیمت حاصل کرنے میں مشغول

ہو گئے۔ ۲۸۶ یعنی کفار کی ہزیمت۔ ۲۸۷ جو مرکز چھوڑ کر غنیمت کے لیے چلا گیا۔

الْآخِرَةَ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ وَلَقَدْ عَفَاكُمْ وَاللَّهُ

چاہتا تھا ۲۷۹ پھر تمہارا منہ ان سے پھیر دیا کہ تمہیں آزمائے ۲۷۹ اور بے شک اس نے تمہیں معاف کر دیا اور اللہ

ذُو فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ ﴿۱۵۶﴾ اِذْ تَصْعَدُونَ وَلَا تَكُونُ عَلَىٰ أَحَدٍ وَّ

مسلمانوں پر فضل کرتا ہے جب تم منہ اٹھائے چلے جاتے تھے اور پیٹھ پھیر کر کسی کو نہ دیکھتے اور

الرَّسُولُ يَدْعُوكُمْ فِي أَخْرَاكُمْ فَأَتَابَكُمْ غَبَا بِغَمٍ لِّكَيْلَا تَحْزَنُوا عَلَىٰ

دوسری جماعت میں ہمارے رسول تمہیں پکار رہے تھے ۲۸۰ تو تمہیں غم کا بدلہ غم دیا ۲۸۱ اور معافی اس لیے سنائی کہ جو ہاتھ

مَا فَاتَكُمْ وَلَا مَا أَصَابَكُمْ وَاللَّهُ خَيْرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿۱۵۷﴾ ثُمَّ أَنْزَلَ

سے گیا اور جو افتاد (مصیبت) پڑی اس کا رنج نہ کرو اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے پھر غم کے بعد

عَلَيْكُمْ مِّنْ بَعْدِ الْغَمِّ أَمَنَةً نُّعَاسًا يَّغْشَىٰ طَائِفَةً مِّنْكُمْ وَلَا

تم پر چین کی نیند اتاری ۲۸۲ کہ تمہاری ایک جماعت کو گھیرے تھی ۲۸۳ اور

طَائِفَةٌ قَدْ أَهَمَّتْهُمْ أَنفُسُهُمْ يَظُنُّونَ بِاللَّهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ

ایک گروہ کو ۲۸۴ اپنی جان کی پڑی تھی ۲۸۵ اللہ پر بے جا گمان کرتے تھے ۲۸۶ جاہلیت کے

الْجَاهِلِيَّةِ ط يَقُولُونَ هَلْ لَّنَا مِنَ الْأَمْرِ مِن شَيْءٍ ط قُلْ إِنْ أَرَادَ

سے گمان کہتے کیا اس کام میں کچھ ہمارا بھی اختیار ہے تم فرما دو کہ اختیار تو

كُلُّهُ لِلَّهِ ط يَخْفُونَ فِي أَنفُسِهِمْ مَا لَا يُبْدُونَ لَكَ ط يَقُولُونَ لَوْ كَانَ

سارا اللہ کا ہے ۲۸۷ اپنے دلوں میں چھپاتے ہیں ۲۸۸ جو تم پر ظاہر نہیں کرتے کہتے ہیں

۲۸۹ جو اپنے امیر عبد اللہ بن جبیر کے ساتھ اپنی جگہ پر قائم رہ کر شہید ہو گیا۔ ۲۹۰ اور مصیبتوں پر تمہارے صابر و ثابت رہنے کا امتحان ہو۔ ۲۹۱ کہ خدا کے

بند و میری طرف آؤ۔ ۲۹۲ یعنی تم نے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی مخالفت کر کے آپ کو غم پہنچایا تھا اس کے بدلے تم کو ہزیمت کے غم میں مبتلا کیا۔

۲۹۳ جو رعب و خوف دلوں میں تھا اس کو اللہ تعالیٰ نے دور کیا اور امن و راحت کے ساتھ ان پر نیند اتاری یہاں تک کہ مسلمانوں کو غنودگی آگئی اور نیند نے ان پر

غلبہ کیا۔ حضرت ابو طلحہ فرماتے ہیں کہ روز اُحد نیند ہم پر چھا گئی ہم میدان میں تھے تلوار ہمارے ہاتھ سے چھوٹ جاتی تھی پھر اٹھاتے تھے پھر چھوٹ جاتی تھی۔

۲۹۴ اور وہ جماعت مؤمنین صادق الایمان کی تھی۔ ۲۹۵ جو منافق تھے۔ ۲۹۶ اور وہ خوف سے پریشان تھے۔ اللہ تعالیٰ نے وہاں مؤمنین کو منافقین سے اس

طرح ممتاز کیا تھا کہ مؤمنین پر تو امن و اطمینان کی نیند کا غلبہ تھا اور منافقین خوف و ہراس میں اپنی جانوں کے خوف سے پریشان تھے اور یہ آیت عظیمہ اور معجزہ باہرہ

تھا۔ ۲۹۷ یعنی منافقین کو یہ گمان ہو رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد نہ فرمائے گا یا یہ کہ حضور شہید ہو گئے اب آپ کا دین باقی نہ رہے گا۔

۲۹۸ فتح و ظفر قضا و قدر سب اس کے ہاتھ ہے۔ ۲۹۹ منافقین اپنا کفر اور وعدہ الہی میں اپنا متردد ہونا اور جہاد میں مسلمانوں کے ساتھ چلے آنے پر

مُتَّسِفٍ (افسردہ) ہونا۔

لَنَامِنَ إِلَّا مَرِشِي ۙ مَا قَتَلْنَا هَهُنَا ۙ قُلْ لَوْ كُنْتُمْ فِي بُيُوتِكُمْ لَبَرَزَ

ہمارا کچھ بس ہوتا ۲۸۹ تو ہم یہاں نہ مارے جاتے تم فرمادو کہ اگر تم اپنے گھروں میں ہوتے جب بھی

الَّذِينَ كَتَبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ إِلَىٰ مَضَاجِعِهِمْ ۚ وَلِيَبْتَلِيَ اللَّهُ مَا فِي

جن کا مارا جانا لکھا جا چکا تھا اپنی قتل گاہوں تک نکل کر آتے ۲۹۰ اور اس لیے کہ اللہ تمہارے

صُدُورِكُمْ ۙ وَلِيَحْصَ مَا فِي قُلُوبِكُمْ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ

سینوں کی بات آزمائے اور جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے ۲۹۱ اسے کھول دے اور اللہ دلوں کی بات

الصُّدُورِ ۙ ۱۵۲ ۙ إِنَّ الَّذِينَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجُجُنِ لَا إِنَّمَا

جانتا ہے ۲۹۲ بے شک وہ جو تم میں سے پھر گئے ۲۹۳ جس دن دونوں فوجیں ملی تھیں

اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطَانُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوا ۚ وَلَقَدْ عَفَا اللَّهُ عَنْهُمْ ۗ إِنَّ

انہیں شیطان ہی نے لغزش دی ان کے بعض اعمال کے باعث ۲۹۴ اور بے شک اللہ نے انہیں معاف فرما دیا بے شک

اللَّهُ عَفُورٌ حَلِيمٌ ۙ ۱۵۳ ۙ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ

اللہ بخشنے والا حلم والا ہے ۲۹۵ اے ایمان والو ان کافروں ۲۹۵ کی طرح

كَفَرُوا وَقَالُوا الْإِحْوَانُ هُمْ إِذَا ضَرَبُوا فِي الْأَرْضِ أَوْ كَانُوا غُزًى

نہ ہونا جنہوں نے اپنے بھائیوں کی نسبت کہا جب وہ سفر یا جہاد کو گئے ۲۹۶

لَوْ كَانُوا عِنْدَنَا مَا مَاتُوا وَمَا قُتِلُوا لِيَجْعَلَ اللَّهُ ذَلِكُمْ حَسْرَةً فِي

کہ ہمارے پاس ہوتے تو نہ مرتے نہ مارے جاتے اس لیے کہ اللہ ان کے دلوں میں اس کا

قُلُوبِهِمْ ۗ وَاللَّهُ يُحْيِي وَيُمِيتُ ۗ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۙ ۱۵۴ ۙ

افسوس رکھے اور اللہ جلاتا اور مارتا ہے ۲۹۷ اور اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے اور

۲۸۹ اور ہمیں سمجھ ہوتی تو ہم گھر سے نہ نکلتے مسلمانوں کے ساتھ اہل مکہ سے لڑائی کے لیے نہ آتے اور ہمارے سردار نہ مارے جاتے۔ پہلے مقولہ کا قائل عبد اللہ

بن اُبَی بن سلُول منافق ہے اور اس مقولہ کا قائل مُعْتَب بن قُشَیر۔ ۲۹۰ اور گھروں میں بیٹھ رہنا کچھ کام نہ آتا کیونکہ قضا و قدر کے سامنے تدبیر و حیلہ بیکار ہے۔

۲۹۱ اخلاص یا نفاق ۲۹۲ اس سے کچھ چھپا نہیں اور یہ آزمائش دوسروں کو خیر دار کرنے کے لیے ہے۔ ۲۹۳ اور جنگ اُحد میں بھاگ گئے اور نبی کریم کے ساتھ تیرہ

یا چودہ اصحاب کے سوا کوئی باقی نہ رہا۔ ۲۹۴ کہ انہوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے برخلاف مرکز چھوڑا۔ ۲۹۵ یعنی ابن اُبَی وغیرہ منافقین ۲۹۶ اور

اس سفر میں مر گئے یا جہاد میں شہید ہو گئے۔ ۲۹۷ موت و حیات اسی کے اختیار میں ہے، وہ چاہے تو مسافر و غازی کو سلامت لائے اور محفوظ گھر میں بیٹھے ہوئے کو

موت دے ان منافقین کے پاس بیٹھ رہنا کیا کسی کو موت سے بچا سکتا ہے اور جہاد میں جانے سے کب موت لازم ہے اور اگر آدمی جہاد میں مارا جائے تو وہ موت گھر



لَئِنْ قُتِلْتُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللَّهِ وَرَحْمَةٌ خَيْرٌ

بے شک اگر تم اللہ کی راہ میں مارے جاؤ یا مرجاؤ ۲۹۸۵ تو اللہ کی بخشش اور رحمت ۲۹۹۰ ان کے

مِمَّا يَجْعُونَ ﴿۱۵۷﴾ وَلَئِنْ مُتُّمْ أَوْ قُتِلْتُمْ لَإِلَى اللَّهِ تُحْشَرُونَ ﴿۱۵۸﴾ فِيمَا

سارے دھن دولت سے بہتر ہے اور اگر تم مرد یا مارے جاؤ تو اللہ ہی کی طرف اٹھنا ہے ﴿۱۵۸﴾ تو کیسی کچھ

رَاحِمَةٌ مِّنَ اللَّهِ لَئِنْ لَمْ يَمْزُجْ لَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا

اللہ کی مہربانی ہے کہ اے محبوب تم ان کے لیے نرم دل ہوئے ﴿۱۵۷﴾ اور اگر تند مزاج سخت دل ہوتے ﴿۱۵۸﴾ تو وہ ضرور تمہارے گرد

مِنْ حَوْلِكَ ۚ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ ۚ

سے پریشان ہو جاتے تو تم انہیں معاف فرماؤ اور ان کی شفاعت کرو ﴿۱۵۹﴾ اور کاموں میں ان سے مشورہ لو ﴿۱۶۰﴾

فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ ﴿۱۵۹﴾

اور جو کسی بات کا ارادہ پکا کر لو تو اللہ پر بھروسہ کرو ﴿۱۵۹﴾ بے شک توکل والے اللہ کو پیارے ہیں اگر

يَنْصُرْكُمْ اللَّهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ ۚ وَإِنْ يَخُذْ لَكُمْ فَنَنْذَرُكُمْ فَبِمَا نُنْذِرُكُمْ

اللہ تمہاری مدد کرے تو کوئی تم پر غالب نہیں آسکتا ﴿۱۶۰﴾ اور اگر وہ تمہیں چھوڑ دے تو ایسا کون ہے جو پھر

مِّنْ بَعْدِهِ ۚ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ﴿۱۶۰﴾ وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ

تمہاری مدد کرے اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ چاہیے اور کسی نبی پر یہ گمان نہیں ہو سکتا کہ

يَعْلَلَ ۚ وَمَنْ يَعْزَلْ يَأْتِ بِغُلٍّ يُبْغِلُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثُمَّ تُوَفَّى كُلُّ نَفْسٍ مَّا

وہ کچھ چھپا رکھے ﴿۱۶۰﴾ اور جو چھپا رکھے وہ قیامت کے دن اپنی چھپائی چیز لے کر آئے گا پھر ہر جان کو ان کی

کی موت سے بدرجہا بہتر، لہذا منافقین کا یہ قول باطل اور فریب دہی ہے اور ان کا مقصد مسلمانوں کو جہاد سے نفرت دلانا ہے جیسا کہ اگلی آیت میں ارشاد ہوتا ہے۔

۲۹۸۵ اور بالفرض وہ صورت پیش ہی آجائے جس کا تمہیں اندیشہ دلایا جاتا ہے۔ ۲۹۹۰ جو راہِ خدا میں مرنے پر حاصل ہوتی ہے۔ ﴿۱۶۰﴾ یہاں مقاماتِ عبادت کے تیوں

مقاموں کا بیان فرمایا گیا۔ پہلا مقام تو یہ ہے کہ بندہ بخوفِ دوزخ اللہ کی عبادت کرے تو اس کو عذابِ نار سے امن دی جاتی ہے اس کی طرف ”لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللَّهِ“ میں

اشارہ ہے۔ دوسری قسم وہ بندے ہیں جو جنت کے شوق میں اللہ کی عبادت کرتے ہیں اس کی طرف ”وَرَحْمَةٌ“ میں اشارہ ہے کیونکہ رحمت بھی جنت کا ایک نام ہے

تیسری قسم وہ تخلص بندے ہیں جو عشقِ الہی اور اس کی ذاتِ پاک کی محبت میں اس کی عبادت کرتے ہیں اور ان کا مقصود اس کی ذات کے سوا اور کچھ نہیں ہے انہیں حق

سجائے تعالیٰ اپنے دائرہ کرامت میں اپنی تجلّی سے نوازے گا اس کی طرف ”إِلَى اللَّهِ تُحْشَرُونَ“ میں اشارہ ہے۔ ﴿۱۶۰﴾ اور آپ کے مزاج میں اس درجہ لطف و کرم

اور رؤف و رحمت ہوئی کہ روزِ احد غضب نہ فرمایا۔ ﴿۱۶۰﴾ اور شدت و غلاظت سے کام لیتے ﴿۱۶۰﴾ تاکہ اللہ تعالیٰ معاف فرمائے۔ ﴿۱۶۰﴾ اس میں ان کی دلداری

بھی ہے اور عزت افزائی بھی اور یہ فائدہ بھی کہ مشورہ سنت ہو جائے گا اور آئندہ امت اس سے نفع اٹھاتی رہے گی۔ مشورہ کے معنی ہیں کسی امر میں رائے دریافت کرنا۔

مسئلہ: اس سے اجتہاد کا جواز اور قیاس کا حجت ہونا ثابت ہوا۔ (مدارک و مخازن) ﴿۱۶۰﴾ توکل کے معنی ہیں اللہ تبارک و تعالیٰ پر اعتماد کرنا اور کاموں کو اس کے سپرد کر

دینا۔ مقصود یہ ہے کہ بندے کا اعتماد تمام کاموں میں اللہ پر ہونا چاہئے۔ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ مشورہ توکل کے خلاف نہیں ہے۔ ﴿۱۶۰﴾ اور مددِ الہی وہی پاتا ہے

كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿١٦١﴾ اَفَسِنِ اتَّبَعِ رِضْوَانَ اللَّهِ كَمَنْ بَاءَ

کمانی بھر پور دی جائے گی اور ان پر ظلم نہ ہو گا تو کیا جو اللہ کی مرضی پر چلا وہ اس جیسا ہو گا جس نے

بَسَخَطِ مِنَ اللَّهِ وَمَا لَهُ جَهَنَّمَ ط وَبِئْسَ الْبَصِيرُ ﴿١٦٢﴾ هُمْ دَرَجَاتٌ

اللہ کا غضب اورھا (خندارنا) اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے اور کیا بُری جگہ پلٹنے کی وہ اللہ کے یہاں

عِنْدَ اللَّهِ ط وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِمَا يَعْمَلُونَ ﴿١٦٣﴾ لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ

درجہ درجہ ہیں اور اللہ ان کے کام دیکھتا ہے بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر

اِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ اٰيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ

کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اُس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا

وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ج وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلٰلٍ

اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے اور وہ ضرور اس سے پہلے کھلی گمراہی

مُّبِينٍ ﴿١٦٤﴾ اَوْلٰٓئِاَ اَصَابَتْكُمْ مُّصِیْبَةٌ قَدْ اَصَبْتُمْ مِثْلِهَا قُلْتُمْ اِنِّی

میں تھے کیا جب تمہیں کوئی مصیبت پہنچے کہ اس سے دُنی تم پہنچا چکے ہو تو کہنے لگو کہ یہ کہاں

هٰذَا قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ ط اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿١٦٥﴾

سے آئی تم فرمادو کہ وہ تمہاری ہی طرف سے آئی ہے بے شک اللہ سب کچھ کر سکتا ہے

جو اپنی قوت و طاقت پر بھروسہ نہیں کرتا اللہ تعالیٰ کی قدرت و رحمت کا امیدوار رہتا ہے۔ کیونکہ یہ شان نبوت کے خلاف ہے اور انبیاء سب معصوم ہیں ان سے

ایسا ممکن نہیں نہ وحی میں نہ غیر وحی میں اور جو کوئی شخص کچھ چھپا رکھے اس کا حکم اسی آیت میں آگے بیان فرمایا جاتا ہے۔ اور اس کی اطاعت کی نافرمانی سے بچا

جیسے کہ مہاجرین و انصار و صالحین امت و یعنی اللہ کا نافرمان ہوا جیسے منافقین و کفار ہر ایک کی منزلت اور اس کا مقام جدا، نیک کا الگ، بد کا الگ اور اللہ

مَنْتِ نعمتِ عظیمہ کو کہتے ہیں اور بے شک سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت نعمتِ عظیمہ ہے کیونکہ خلق کی پیدائش جہل و عدم و راسخ و قسرتِ فہم و نقصانِ عقل پر

ہے تو اللہ تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان میں مبعوث فرما کر انہیں گمراہی سے رہائی دی اور حضور کی بدولت انہیں پینائی عطا فرما کر جہل سے نکالا اور

آپ کے صدقہ میں راہِ راست کی ہدایت فرمائی اور آپ کے طفیل میں بے شمار نعمتیں عطا کیں۔ یعنی ان کے حال پر شفقت و کرم فرمانے والا اور ان کے لیے

باعثِ فخر و شرف جس کے احوال، زہد، ورع، راست بازی، دیانتداری، خصائلِ جمیلہ، اخلاقِ حمیدہ سے وہ واقف ہیں۔ اور سید عالم خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی

اللہ علیہ وسلم اور اس کی کتاب مجیدہ، فرقانِ حمیدان کو سناتا ہے باوجودیکہ ان کے کان پہلے کبھی کلام حق و وحی نہ سادی سے آشنا نہ ہوئے تھے۔ اور کفر و ضلالت

اور ارتکابِ محرمات و معاصی اور خصائلِ ناپسندیدہ و مملکتِ رذیلہ (بری عادتوں) و ظلماتِ نفسانیہ (گمراہیوں) سے اور نفس کی قوتِ عملیہ اور علمیہ دونوں کی

تعمیل فرماتا ہے۔ اور حق و باطل و نیک و بد میں امتیاز نہ رکھتے تھے اور جہل و نادمانی میں مبتلا تھے۔ اور جیسی کہ جنگِ احد میں پہنچی کہ تم میں سے ستر قتل

ہوئے۔ اور بدر میں کہ تم نے ستر قتل کیا ستر کو گرفتار کیا۔ اور کیوں پہنچی جبکہ ہم مسلمان ہیں اور ہم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شریف فرما ہیں۔

اور تم نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی کے خلاف مدینہ طیبہ سے باہر نکل کر جنگ کرنے پر اصرار کیا پھر وہاں پہنچنے کے بعد باوجود حضور کی شدید

ممانعت کے غنیمت کے لیے مرکز چھوڑا یہ سب تمہارے قتل و ہزیمت کا ہوا۔

وَمَا أَصَابَكُمْ يَوْمَ التَّقِي الْجَبْعِن فَبَادِنِ اللّٰهِ وَلِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِينَ ١٦٦

اور وہ مصیبت جو تم پر آئی ۳۲۲ جس دن دونوں فوجیں ۳۲۳ ملی تھیں وہ اللہ کے حکم سے تھی اور اس لیے کہ پہچان کرا دے ایمان والوں کی

وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ نَافَقُوا ١٦٧ وَقِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ

اور اس لیے کہ پہچان کرا دے ان کی جو منافق ہوئے ۳۲۴ اور ان سے ۳۲۵ کہا گیا کہ آؤ ۳۲۶ اللہ کی راہ میں لڑو

أَوْ ادْفَعُوا ١٦٨ قَالُوا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَّا اتَّبَعْنَاكُمْ ١٦٩ هُمْ لِلْكَفْرِ يَوْمَئِذٍ

یا دشمن کو ہٹاؤ ۳۲۷ بولے اگر ہم لڑائی ہوتی جانتے تو ضرور تمہارا ساتھ دیتے اور اس دن ظاہری ایمان کی بہ نسبت

أَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْإِيْمَانِ يَقُولُونَ بِأَفْوَاهِهِمْ مَا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ ١٧٠

کھلے کفر سے زیادہ قریب ہیں اپنے منہ سے کہتے ہیں جو ان کے دل میں نہیں

وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُونَ ١٧١ الَّذِينَ قَالُوا لِإِخْوَانِهِمْ وَقَعَدُوا لَوْ

اور اللہ کو معلوم ہے جو چھپا رہے ہیں ۳۲۸ وہ جنہوں نے اپنے بھائیوں کے بارے میں ۳۲۹ کہا اور آپ بیٹھ رہے کہ

أَطَاعُوا مَا قَتَلُوا ١٧٢ قُلْ فَادْرَأَوْا عَنْ أَنْفُسِكُمُ الْمَوْتَ إِنْ كُنْتُمْ

وہ ہمارا کہنا مانتے ۳۲۹ تو نہ مارے جاتے تم فرما دو تو اپنی ہی موت ٹال دو اگر

صَادِقِينَ ١٧٣ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قَتَلُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَمْوَاتًا ١٧٤ بَلْ

سچے ہو ۳۳۰ اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ۳۳۱ ہرگز انہیں مردہ نہ خیال کرنا بلکہ

أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ ١٧٥ فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهِ ١٧٦

وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں روزی پاتے ہیں ۳۳۲ شاد ہیں اس پر جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا ۳۳۳

۳۳۴ اُحد میں ۳۳۵ مؤمنین و مشرکین کی ۳۳۶ یعنی مومن و منافق ممتاز ہو گئے ۳۳۷ یعنی عبد اللہ بن ابی بن سلول وغیرہ منافقین سے ۳۳۸ مسلمانوں کی

تعداد بڑھاؤ اور حفاظت دین کے لیے ۳۳۹ اپنے اہل و مال کو بچانے کے لیے ۳۴۰ یعنی نفاق۔ ۳۴۱ یعنی شہدائے اُحد، جو نسبی طور پر ان کے بھائی تھے ان کے حق

میں عبد اللہ بن ابی وغیرہ منافقین نے ۳۴۲ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد میں نہ جاتے یا وہاں سے پھر آتے۔ ۳۴۳ مروی ہے کہ جس روز

منافقین نے یہ بات کہی اسی دن ستر منافق مر گئے۔ ۳۴۴ شان نزول: اکثر مفسرین کا قول ہے کہ یہ آیت شہدائے اُحد کے حق میں نازل ہوئی۔ حضرت ابن عباس

رضی اللہ عنہما سے مروی ہے: سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تمہارے بھائی اُحد میں شہید ہوئے اللہ تعالیٰ نے ان کی ارواح کو سبز پرندوں کے

قالب (جسم) عطا فرمائے وہ جنتی نہروں پر سیر کرتے پھرتے ہیں جنتی میوے کھاتے ہیں طلائی قنادیل جو زیر عرش معلق ہیں ان میں رہتے ہیں جب انہوں نے

کھانے پینے رہنے کے پاکیزہ عیش پائے تو کہا کہ ہمارے بھائیوں کو کون خبر دے کہ ہم جنت میں زندہ ہیں تاکہ وہ جنت سے بے رغبتی نہ کریں اور جنگ سے بیٹھ نہ

رہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں انہیں تمہاری خبر پہنچاؤں گا، پس یہ آیت نازل فرمائی۔ (ابوداؤد) اس سے ثابت ہوا کہ ارواح باقی ہیں جسم کے فنا کے ساتھ فنا نہیں

ہوتیں۔ ۳۴۵ اور زندوں کی طرح کھاتے پیتے عیش کرتے ہیں۔ سیاق آیت اس پر دلالت کرتا ہے کہ حیات روح و جسم دونوں کے لیے ہے۔ علماء نے فرمایا کہ شہدائے

کے جسم قبروں میں محفوظ رہتے ہیں مگر ان کو نقصان نہیں پہنچاتی اور زمانہ صحابہ میں اور اس کے بعد بکثرت معائنہ ہوا ہے کہ اگر کبھی شہدائے کی قبریں کھلیں تو ان کے جسم



وَيَسْتَبْشِرُونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا بِهِمْ مِنْ خَلْفِهِمْ أَلا خَوْفٌ

اور خوشیاں منا رہے ہیں اپنے پیچھلوں کی جو ابھی اُن سے نہ ملے ۳۲۵ کہ ان پر نہ کچھ

عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿١٤٠﴾ يَسْتَبْشِرُونَ بِنِعْمَةِ مِنَ اللَّهِ وَفَضْلِ

اندریش ہے اور نہ کچھ غم خوشیاں مناتے ہیں اللہ کی نعمت اور فضل کی

وَأَنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٤١﴾ الَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِلَّهِ

اور یہ کہ اللہ ضائع نہیں کرتا اجر مسلمانوں کا ۳۲۶ وہ جو اللہ و رسول کے بلائے پر

وَالرَّسُولِ مِنْ بَعْدِ مَا أَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ۚ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا مِنْهُمْ

حاضر ہوئے بعد اس کے کہ انہیں زخم پہنچ چکا تھا ۳۲۷ ان کے نکوکاروں

وَاتَّقُوا أَجْرَ عَظِيمٍ ﴿١٤٢﴾ الَّذِينَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ

اور پرہیزگاروں کے لئے بڑا ثواب ہے وہ جن سے لوگوں نے کہا ۳۲۸ کہ لوگوں نے ۳۲۹

جَعَوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فزَادَهُمْ إِيمَانًا ۚ وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ

تمہارے لیے جتنا جوڑا تو ان سے ڈرو تو ان کا ایمان اور زائد ہوا اور بولے اللہ ہم کو بس ہے اور کیا اچھا

الْوَكِيلُ ﴿١٤٣﴾ فَانْقَلَبُوا بِنِعْمَةِ مِنَ اللَّهِ وَفَضْلِ لَمْ يَبْسُئْهُمْ سُوءٌ وَلَا

کارساز ۳۳۰ تو پلٹے اللہ کے احسان اور فضل سے ۳۳۱ کہ انہیں کوئی برائی نہ پہنچی اور

تروتازہ پائے گئے۔ (خازن وغیرہ) ۳۳۲ فضل و کرامت اور انعام و احسان، موت کے بعد حیات دی، اپنا مقرب کیا، جنت کا رزق اور اس کی نعمتیں عطا فرمائیں اور

ان منازل کے حاصل کرنے کے لیے توفیق شہادت دی۔ ۳۳۳ اور دنیا میں وہ ایمان و تقویٰ پر ہیں جب شہید ہوں گے ان کے ساتھ ملیں گے اور روز قیامت امن

اور چین کے ساتھ اٹھائے جائیں گے۔ ۳۳۴ بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے: حضور نے فرمایا: جس کسی کے راہِ خدا میں زخم لگا وہ روز قیامت ویسا ہی آئے گا جیسا

زخم لگنے کے وقت تھا اس کے خون میں خوشبو مشک کی ہوگی اور رنگ خون کا۔ ترمذی و نسائی کی حدیث میں ہے کہ شہید کو قتل سے تکلیف نہیں ہوتی مگر ایسی جیسی کسی کو

ایک خراش لگے۔ مسلم شریف کی حدیث میں ہے شہید کے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں سوائے قرض کے۔ ۳۳۵ شان نزول: جنگِ احد سے فارغ ہونے

کے بعد جب ابوسفیان مع اپنے ہمراہیوں کے مقامِ رداء میں پہنچے تو انہیں افسوس ہوا کہ وہ واپس کیوں آگئے مسلمانوں کا بالکل خاتمہ ہی کیوں نہ کر دیا یہ خیال کر کے

انہوں نے پھر واپس ہونے کا ارادہ کیا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان کے تعاقب کے لیے اپنی رواگی کا اعلان فرما دیا صحابہ کی ایک جماعت جن کی تعداد

ستر تھی اور جو جنگِ احد کے زخموں سے چور ہو رہے تھے حضور کے اعلان پر حاضر ہو گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس جماعت کو لے کر ابوسفیان کے تعاقب میں

روانہ ہو گئے جب حضور مقامِ حراء الاسد پر پہنچے جو مدینہ سے آٹھ میل ہے تو وہاں معلوم ہوا کہ مشرکین مرعوب و خوفزدہ ہو کر بھاگ گئے اس واقعہ کے متعلق یہ آیت

نازل ہوئی۔ ۳۳۶ یعنی نَعِيمِ بن مسعود اشجعی نے۔ ۳۳۷ یعنی ابوسفیان وغیرہ مشرکین نے ۳۳۸ شان نزول: جنگِ احد سے واپس ہوتے ہوئے ابوسفیان نے

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے پکار کر کہہ دیا تھا کہ اگلے سال ہماری آپ کی مقامِ بدر میں جنگ ہوگی حضور نے ان کے جواب میں فرمایا: اِنْ شَاءَ اللَّهُ، جب وہ

وقت آیا اور ابوسفیان اہل مکہ کو لے کر جنگ کے لیے روانہ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں خوف ڈالا اور انہوں نے واپس ہوجانے کا ارادہ کیا اس موقع پر ابوسفیان

کی نَعِيمِ بن مسعود اشجعی سے ملاقات ہوئی جو عمرہ کرنے آیا تھا ابوسفیان نے اس سے کہا کہ اے نَعِيمِ! اس زمانہ میں میری لڑائی مقامِ بدر میں محمد مصطفیٰ صلی

اتَّبِعُوا رِضْوَانَ اللَّهِ ط وَاللَّهُ ذُو فَضْلٍ عَظِيمٍ ﴿١٤٣﴾ إِنَّمَا ذُكِرَ الشَّيْطَانُ

اللہ کی خوشی پر چلے ۳۳۲ اور اللہ بڑے فضل والا ہے ۳۳۳ وہ تو شیطان ہی ہے کہ

يُخَوِّفُ أَوْلِيَاءَهُ ص فَلَا تَخَافُوهُمْ وَخَافُونَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿١٤٥﴾

اپنے دوستوں سے دھمکاتا ہے ۳۳۴ تو ان سے نہ ڈرو ۳۳۵ اور مجھ سے ڈرو اگر ایمان رکھتے ہو ۳۳۶

وَلَا يَحْزُنُكَ الَّذِينَ يُسَارِعُونَ فِي الْكُفْرِ إِنَّهُمْ لَنْ يَصُرُوا اللَّهَ

اور اے محبوب تم ان کا کچھ غم نہ کرو جو کفر پر دوڑتے ہیں ۳۳۷ وہ اللہ کا کچھ نہ بگاڑیں

شَيْئًا ط يُرِيدُ اللَّهُ أَلَّا يَجْعَلَ لَهُمْ حِزْبًا فِي الْآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ

گے اور اللہ چاہتا ہے کہ آخرت میں ان کا کوئی حصہ نہ رکھے ۳۳۸ اور ان کے لیے بڑا

عَظِيمٌ ﴿١٤٦﴾ إِنَّ الَّذِينَ اشْتَرُوا الْكُفْرَ بِالْإِيمَانِ لَنْ يَصُرُوا اللَّهَ شَيْئًا

عذاب ہے وہ جنہوں نے ایمان کے بدلے کفر مول لیا ۳۳۹ اللہ کا کچھ نہ بگاڑیں گے

وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿١٤٧﴾ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّنَا نَمْلِكُ لَهُمْ

اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے اور ہرگز کافر اس گمان میں نہ رہیں کہ وہ جو ہم انہیں ڈھیل دیتے ہیں

خَيْرٌ لَّا نَفْسِهِمْ ط إِنَّمَا نَمْلِكُ لَهُمْ لِيَزْدَادُوا إِثْمًا وَلَهُمْ عَذَابٌ

کچھ ان کے لیے بھلا ہے ہم تو اسی لیے انہیں ڈھیل دیتے ہیں کہ اور گناہ میں بڑھیں ۳۴۰ اور ان کے لیے ذلت کا

اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ط ہو چکی ہے اور اس وقت مجھے مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ میں جنگ میں نہ جاؤں واپس جاؤں تو مدینہ جا اور مدینہ کے ساتھ مسلمانوں

کو مدینہ ان جنگ میں جانے سے روک دے اس کے عوض میں تجھ کو دس اونٹ دوں گا، نسیم نے مدینہ پہنچ کر دیکھا کہ مسلمان جنگ کی تیاری کر رہے ہیں ان سے کہنے لگا

کہ تم جنگ کے لیے جانا چاہتے ہو اہل مکہ نے تمہارے لیے بڑے لشکر جمع کیے ہیں، خدا کی قسم! تم میں سے ایک بھی پھر نہ آئے گا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا: خدا کی قسم! میں ضرور جاؤں گا چاہے میرے ساتھ کوئی بھی نہ ہو۔ پس حضور ستر سو اوروں کو ہمراہ لے کر ”حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ“ پڑھتے ہوئے روانہ

ہوئے بدر میں پہنچے وہاں آٹھ شب قیام کیا مال تجارت ساتھ تھا اس کو فروخت کیا خوب نفع ہوا اور سالم غانم مدینہ طیبہ واپس ہوئے جنگ نہیں ہوئی چونکہ اہل یمن اور

اہل مکہ خوفزدہ ہو کر مکہ شریف کو واپس ہو گئے تھے اس واقعہ کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔ ۳۳۱ بَا مُنْ وَعَافِيَتِ مَنَافِعِ تِجَارَتِ حَاصِلِ كَرَكِ ۳۳۲ اور دشمن کے مقابلہ

کے لیے جرأت سے نکلے اور جہاد کا ثواب پایا۔ ۳۳۳ کہ اس نے اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آمادگی جہاد کی توفیق دی اور مشرکین کے دلوں کو خوفزدہ کر دیا

کہ وہ مقابلہ کی ہمت نہ کر سکے اور راہ میں سے واپس ہو گئے۔ ۳۳۴ اور مسلمانوں کو مشرکین کی کثرت سے ڈراتا ہے جیسا کہ نَعِيمِ بْنِ مَسْعُودٍ أَشْجَعِي نے کیا۔

۳۳۵ یعنی منافقین و مشرکین جو شیطان کے دوست ہیں ان کا خوف نہ کرو۔ ۳۳۶ کیونکہ ایمان کا مقتضایا یہ ہے کہ بندے کو خدا ہی کا خوف ہو۔ ۳۳۷ خواہ وہ کفار

قریش ہوں یا منافقین یا رؤساء یہود یا مرتدین وہ آپ کے مقابلہ کے لیے کتنے ہی لشکر جمع کریں کامیاب نہ ہوں گے۔ ۳۳۸ اس میں قدریہ و معتزلہ کا رد ہے اور

آیت دلیل ہے اس پر کہ خیر و شر بہ ارادۃ الہی ہے۔ ۳۳۹ یعنی منافقین جو کلمہ ایمان پڑھنے کے بعد کافر ہوئے یا وہ لوگ جو باوجود ایمان پر قادر ہونے کے کافر ہی

رہے اور ایمان نہ لائے۔ ۳۴۰ حق سے عناد اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے خلاف کر کے۔ حدیث شریف میں ہے: سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت

کیا کیا کون شخص اچھا ہے؟ فرمایا: جس کی عمر دراز ہو اور عمل اچھے ہوں، عرض کیا گیا اور بدتر کون ہے؟ فرمایا: جس کی عمر دراز ہو اور عمل خراب۔

**مُهَيِّنٌ ۱۴۸ مَا كَانَ اللَّهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَىٰ مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتَّىٰ**

عذاب ہے اللہ مسلمانوں کو اس حال پر چھوڑنے کا نہیں جس پر تم ہو ۲۵۱ جب تک

**يَبِيْرَ الْخَيْثِ مِنَ الطَّيِّبِ ۚ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ**

جدا نہ کر دے گندے کو ۲۵۲ سترے سے ۲۵۳ اور اللہ کی شان یہ نہیں کہ اے عام لوگو تمہیں غیب کا علم دے دے

**وَلَكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهِ مَنْ يَّشَاءُ ۚ فَامِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهِ ۚ**

ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے ۲۵۴ تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسولوں پر

**وَإِنْ تُوْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ أَجْرٌ عَظِيْمٌ ۙ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ**

اور اگر ایمان لاؤ ۲۵۵ اور پرہیزگاری کرو تو تمہارے لیے بڑا ثواب ہے اور جو بخل کرتے ہیں ۲۵۶ اس چیز میں

**يَبْخُلُوْنَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ هُوَ خَيْرٌ أَلَيْسَ لَهُمْ بَلٌّ هُوَ شَرٌّ لَهُمْ ۚ**

جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دی ہرگز اسے اپنے لیے اچھا نہ سمجھیں بلکہ وہ ان کے لیے برا ہے

**سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخَلُوْا بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۗ وَاللَّهُ مِيرَاثُ السَّمَوَاتِ**

عقربند وہ جس میں بخل کیا تھا قیامت کے دن ان کے گلے کا طوق ہوگا ۲۵۷ اور اللہ ہی وارث ہے آسمانوں

**وَالْأَرْضِ ۗ كُلُّ شَيْءٍ حَالٍ إِلَّا وِجْهَ النَّبِيِّ وَالْوَجْهَ الَّذِي يَرَىٰ رَبَّهُ ۗ إِنَّكَ كَرِيْمٌ دَلِيْمٌ ۗ**

۲۵۸ اے کلہ گویان اسلام! یعنی منافق کو ۲۵۹ مومن مخلص سے یہاں تک کہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہارے احوال پر مطلع کر کے مومن و منافق ہر

ایک کو ممتاز فرمادے۔ شان نزول: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خلقت و آفرینش (پیدائش) سے قبل جبکہ میری امت مکی کی شکل میں تھی اسی وقت وہ

میرے سامنے اپنی صورتوں میں پیش کی گئی جیسا کہ حضرت آدم پر پیش کی گئی اور مجھے علم دیا گیا، کون مجھ پر ایمان لائے گا کون کفر کرے گا یہ خبر جب منافقین کو پہنچی تو

انہوں نے براہ استہزاء کہا کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا گمان ہے کہ وہ یہ جانتے ہیں کہ جو لوگ ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے ان میں سے کون ان پر ایمان لائے گا،

کون کفر کرے گا باوجودیکہ ہم ان کے ساتھ ہیں اور وہ ہمیں نہیں پہچانتے اس پر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر قیام فرما کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا: ان

لوگوں کا کیا حال ہے جو میرے علم میں طعن کرتے ہیں! آج سے قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے اس میں سے کوئی چیز ایسی نہیں ہے جس کا تم مجھ سے سوال کرو اور میں

تمہیں اس کی خبر نہ دوں۔ عبد اللہ بن حذافہ سہمی نے کھڑے ہو کر کہا: میرا آپ کون ہے؟ یا رسول اللہ! فرمایا: حذافہ، پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے

ہوئے انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! ہم اللہ کی ربوبیت پر راضی ہوئے، اسلام کے دین ہونے پر راضی ہوئے، قرآن کے امام ہونے پر راضی ہوئے، آپ کے نبی

ہونے پر راضی ہوئے، ہم آپ سے معافی چاہتے ہیں۔ حضور نے فرمایا: کیا تم باز آؤ گے کیا تم باز آؤ گے پھر منبر سے اتر آئے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل

فرمائی۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت تک کی تمام چیزوں کا علم عطا فرمایا گیا ہے اور حضور کے علم غیب میں طعن کرنا منافقین کا

طریقہ ہے۔ ۲۵۹ تو ان برگزیدہ رسولوں کو غیب کا علم دیتا ہے اور سید انبیاء حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم رسولوں میں سب سے افضل اور اعلیٰ ہیں اس آیت سے اور

اس کے سوا بکثرت آیات و حدیث سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو غیب کے علوم عطا فرمائے اور غیب کے علم آپ کا معجزہ ہیں۔

۲۶۰ اور تصدیق کرو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ رسولوں کو غیب پر مطلع کیا ہے۔ ۲۶۱ بخل کے معنی میں اکثر علماء اس طرف گئے ہیں کہ واجب کا ادا نہ کرنا بخل

ہے اسی لیے بخل پر شدید وعیدیں آئی ہیں۔ چنانچہ اس آیت میں بھی ایک وعید آ رہی ہے۔ ترمذی کی حدیث میں ہے: بخل اور بد خلقی یہ دو خصالتیں ایماندار میں جمع نہیں

ہوتیں، اکثر مفسرین نے فرمایا کہ یہاں بخل سے زکوٰۃ کا نہ دینا مراد ہے۔ ۲۶۲ بخاری شریف کی حدیث میں ہے کہ جس کو اللہ نے مال دیا اور اس نے زکوٰۃ ادا نہ کی

روز قیامت وہ مال سانپ بن کر اس کو طوق کی طرح لپٹے گا اور یہ کہہ کر ڈھنسا جائے گا کہ میں تیرا مال ہوں میں تیرا خزانہ ہوں۔



وَالْأَرْضُ ط وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ۝۱۸۰ لَقَدْ سَمِعَ اللَّهُ قَوْلَ

اور زمین کا ۲۵۵ اور اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے بے شک اللہ نے سنا

الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ فَقِيرٌ وَنَحْنُ أَغْنِيَاءُ ۚ سَنَكْتُبُ مَا قَالُوا

جنہوں نے کہا کہ اللہ محتاج ہے اور ہم غنی ۲۵۹ اب ہم لکھ رکھیں گے ان کا کہا ۲۶۰

وَقَتْلَهُمُ الْآئِبِيَاءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۚ وَنَقُولُ ذُوقُوا عَذَابَ الْحَرِيقِ ۝۱۸۱

اور انبیاء کو ان کا ناحق شہید کرنا ۲۶۱ اور فرمائیں گے کہ چکھو آگ کا عذاب

ذَلِكَ بِمَا قَدَّمْتُمْ أَيْدِيكُمْ وَأَنَّ اللَّهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ ۝۱۸۲

یہ بدلا ہے اس کا جو تمہارے ہاتھوں نے آگے بھیجا اور اللہ بندوں پر ظلم نہیں کرتا

الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ عٰهَدَ إِلَيْنَا الْآلُومِنَ لِرَسُولٍ حَتَّىٰ يَأْتِينَا

وہ جو کہتے ہیں اللہ نے ہم سے قرار کر لیا ہے کہ ہم کسی رسول پر ایمان نہ لائیں جب تک ایسی

بِقُرْبَانٍ تَأْكُلُهُ النَّارُ ط قُلْ قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ قَبْلِي بِالْبَيِّنَاتِ

قربانی کا حکم نہ لائے جسے آگ کھائے ۲۶۲ تم فرما دو مجھ سے پہلے بہت رسول تمہارے پاس کھلی نشانیاں

وَبِالَّذِي قُلْتُمْ فَلِمَ قَتَلْتُمُوهُمْ إِن كُنْتُمْ صٰدِقِينَ ۝۱۸۳ فَإِنْ كَذَّبُوكَ

اور یہ حکم لے کر آئے جو تم کہتے ہو پھر تم نے انہیں کیوں شہید کیا اگر سچے ہو ۲۶۳ تو اے محبوب اگر وہ تمہاری تکذیب کرتے ہیں

فَقَدْ كَذَّبَ رَسُولٌ مِّنْ قَبْلِكَ جَاءُ وَبِالْبَيِّنَاتِ وَالزُّبُرِ وَالْكِتٰبِ

تو تم سے اگلے رسولوں کی بھی تکذیب کی گئی ہے جو صاف نشانیاں ۲۶۴ اور صحیفے اور چمکتی کتاب ۲۶۵

۲۵۸ وہی دائم باقی ہے اور سب مخلوق فانی ان سب کی ملک باطل ہونے والی ہے تو نہایت نادانی ہے کہ اس مال ناپائیدار پر بھل کر کیا جائے اور راہ خدا میں نہ دیا

جائے۔ ۲۵۹ یہود نے یہ آیت ”مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا“ سن کر کہا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا معبود ہم سے قرض مانگتا ہے تو ہم غنی ہوئے وہ

فقیر ہوا، اس پر آیت کریمہ نازل ہوئی۔ ۲۶۰ اعمال ناموں میں ۲۶۱ قتل انبیاء کو اس مقولہ پر معطوف کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں جرم بہت عظیم ترین

ہیں اور قباحت میں برابر ہیں اور شان انبیاء میں گستاخی کرنے والا شان الہی میں ہے ادب ہو جاتا ہے۔ ۲۶۲ شان نزول: یہود کی ایک جماعت نے سید عالم صلی

اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ ہم سے تو ریت میں عہد لیا گیا ہے کہ جو مدعی رسالت ایسی قربانی نہ لائے جس کو آسمان سے سفید آگ اتر کر کھائے اس پر ہم ہرگز ایمان نہ

لائیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور ان کے اس کذب محض اور افتراء خالص کا ابطال کیا گیا کیونکہ اس شرط کا تو ریت میں نام و نشان بھی نہیں ہے اور ظاہر ہے کہ نبی کی

تصدیق کے لیے معجزہ کافی ہے کوئی معجزہ ہو جب نبی نے کوئی معجزہ دکھایا اس کے صدق پر دلیل قائم ہوگی اور اس کی تصدیق کرنا اور اس کی نبوت کو ماننا لازم ہو گیا اب

کسی خاص معجزہ کا اصرار حجت قائم ہونے کے بعد نبی کی تصدیق کا انکار ہے۔ ۲۶۳ جب تم نے یہ نشانیاں لانے والے انبیاء کو قتل کیا اور ان پر ایمان نہ لائے تو ثابت

ہو گیا کہ تمہارا یہ دعویٰ جھوٹا ہے۔ ۲۶۴ یعنی معجزات باہرہ (روشن اور لاجواب کر دینے والے معجزات) ۲۶۵ توریت و انجیل۔

النَّبِيرِ ١٨٣) كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ٭ وَإِنَّمَا تُوَفَّقُونَ أُجُورَكُمْ يَوْمَ

لے کر آئے تھے ہر جان کو موت چکھنی ہے اور تمہارے بدلے تو قیامت ہی کو پورے

الْقِيَامَةِ ٭ فَسَنُ رُحِّرَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخَلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ٭ وَمَا

میں گے جو آگ سے بچا کر جنت میں داخل کیا گیا وہ مراد کو پہنچا اور

الْحَيَاةِ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْعُرُورِ ١٨٥) لَتُبْلَوْنَ فِي أَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ

دنیا کی زندگی تو یہی دھوکے کا مال ہے ۳۶۶ بے شک ضرور تمہاری آزمائش ہوگی تمہارے مال اور تمہاری جانوں میں ۳۶۷

وَلَتَسْمَعَنَّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِينَ

اور بے شک ضرور تم اگلے کتاب والوں ۳۶۸ اور مشرکوں سے

أَشْرَكُوا أذَى كَثِيرًا ٭ وَإِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ ذَلِكَ مِنْ عَزْمِ

بہت کچھ برا سنو گے اور اگر تم صبر کرو اور بچتے رہو ۳۶۹ تو یہ بڑی ہمت کا

الْأُمُورِ ١٨٦) وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَتُبَيِّنُنَّهُ

کام ہے اور یاد کرو جب اللہ نے عہد لیا ان سے جنہیں کتاب عطا ہوئی کہ تم ضرور اسے

لِلنَّاسِ وَلَا تَكْفُرُونَهُ ٭ فَبَدَّلُوا وِرَاءَ ظُهُورِهِمْ وَاشْتَرَوْا بِهِ ثَمَنًا

لوگوں سے بیان کر دینا اور نہ چھپانا ۳۷۰ تو انہوں نے اسے اپنی پیٹھ کے پیچھے پھینک دیا اور اس کے بدلے ذلیل دام

قَلِيلًا ٭ فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُونَ ١٨٧) لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَفْرَحُونَ بِمَا

حاصل کیے ۳۷۱ تو کتنی بری خریداری ہے ۳۷۲ ہرگز نہ سمجھنا انہیں جو خوش ہوتے ہیں اپنے

۳۷۳ دنیا کی حقیقت اس مبارک جملہ نے بے حجاب کر دی آدمی زندگی پر مفتون (شیدائی و دیوانہ) ہوتا ہے اسی کو سرمایہ سمجھتا ہے اور اس فرصت کو بیکار ضائع کر دیتا

ہے وقت اخیر اسے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں بقائے حقیقی اور اس کے ساتھ دل لگانا حیات باقی اور اخروی زندگی کے لیے سخت مضرت رساں (نقصان دہ ثابت) ہوا۔

حضرت سعید بن جبیر نے فرمایا کہ دنیا طالب دنیا کے لیے متاع غرور اور دھوکے کا سرمایہ ہے لیکن آخرت کے طلبگار کے لیے دولت باقی کے حصول کا ذریعہ اور نفع

دینے والا سرمایہ ہے، یہ مضمون اس آیت کے اوپر کے جملوں سے مستفاد ہوتا ہے۔ ۳۷۴ حقوق و فرائض اور نقصان اور مصائب اور امراض و خطرات و قتل و رنج و غم

وغیرہ سے تاکر مومن وغیر مومن میں امتیاز ہو جائے، مسلمانوں کو یہ خطاب اس لیے فرمایا گیا کہ آنے والے مصائب و شدائد پر انہیں صبر آسان ہو جائے۔ ۳۷۵ یہود

و نصاریٰ ۳۷۶ محصیت سے ۳۷۷ اللہ تعالیٰ نے علماء توریت و انجیل پر واجب کیا تھا کہ ان دونوں کتابوں میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر دلالت

کرنے والے لوگوں کو خوب اچھی طرح مشرح (واضح تشریح) کر کے سمجھا دیں اور ہرگز نہ چھپائیں۔ ۳۷۸ اور رشتوں میں لے کر حضور سید عالم صلی اللہ

علیہ وسلم کے اوصاف کو چھپایا جو توریت و انجیل میں مذکور تھے۔ ۳۷۹ علم دین کا چھپانا ممنوع ہے۔ حدیث شریف میں آیا کہ جس شخص سے کچھ دریافت کیا گیا جس

کو وہ جانتا ہے اور اس نے اس کو چھپایا روز قیامت اس کے آگ کی لگام لگائی جائے گی۔ مسئلہ: علماء پر واجب ہے کہ اپنے علم سے فائدہ پہنچائیں اور حق ظاہر کریں

اور کسی غرض فاسد کے لیے اس میں سے کچھ نہ چھپائیں۔

آتُوا وَيُجِبُونَ أَنْ يُحْمَدُوا بِأَلَمِ يَفْعَلُوا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ

کیے پر اور چاہتے ہیں کہ بے کیے اُن کی تعریف ہو ﴿۱۸۷﴾ ایسوں کو ہرگز عذاب سے

مِّنَ الْعَذَابِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿۱۸۸﴾ وَ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ

دور نہ جاننا اور اُن کے لیے دردناک عذاب ہے اور اللہ ہی کے لیے ہے آسمانوں

وَالْاَرْضِ ۗ وَاللّٰهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿۱۸۹﴾ اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ

اور زمین کی بادشاہی ﴿۱۸۷﴾ اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے بے شک آسمانوں اور زمین

وَالْاَرْضِ وَ اٰخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿۱۹۰﴾ الَّذِيْنَ

کی پیدائش اور رات اور دن کی باہم بدلیوں میں نشانیاں ہیں ﴿۱۸۷﴾ عقل مندوں کے لیے ﴿۱۸۸﴾ جو

يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيًا وَقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ

اللہ کی یاد کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے ﴿۱۸۸﴾ اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۗ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۙ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا

میں غور کرتے ہیں ﴿۱۸۸﴾ اے رب ہمارے تو نے یہ بیکار نہ بنایا ﴿۱۸۹﴾ پاکی ہے تجھے تو ہمیں

عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۹۱﴾ رَبَّنَا اِنَّكَ مِنْ تَدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اٰخَرْتَهُ ۗ وَمَا

دوزخ کے عذاب سے بچالے اے رب ہمارے بے شک جسے تو دوزخ میں لے جائے اسے ضرور تو نے رسوائی دی اور

لِلظٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿۱۹۲﴾ رَبَّنَا اِنَّا سَعَمْنَا دِيًّا يُّنَادِي لِلْاِيْمَانِ

ظالموں کا کوئی مددگار نہیں اے رب ہمارے ہم نے ایک منادی کو سنا ﴿۱۸۹﴾ کہ ایمان کے لیے ندا فرماتا ہے

اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ۗ رَبَّنَا فَاعْفُرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّئَاتِنَا

کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ تو ہم ایمان لائے اے رب ہمارے تو ہمارے گناہ بخش دے اور ہماری برائیاں محو فرما ﴿۱۹۰﴾ دے

﴿۱۸۷﴾ شان نزول: یہ آیت یہود کے حق میں نازل ہوئی جو لوگوں کو دھوکا دینے اور گمراہ کرنے پر خوش ہوتے اور باوجود نادان ہونے کے یہ پسند کرتے کہ انہیں عالم کہا

جائے۔ مسئلہ: اس آیت میں وعید ہے خود پسندی کرنے والے کے لیے اور اس کے لیے جو لوگوں سے اپنی جھوٹی تعریف چاہے۔ جو لوگ بغیر علم اپنے آپ کو عالم

کہلو اتے ہیں یا اسی طرح اور کوئی غلط وصف اپنے لیے پسند کرتے ہیں انہیں اس سے سبق حاصل کرنا چاہیے۔ ﴿۱۸۷﴾ اس میں ان گستاخوں کا رد ہے جنہوں نے کہا تھا

کہ اللہ فقیر ہے۔ ﴿۱۸۷﴾ صنائع، قدیم، علم، حکیم، قادر کے وجود پر دلالت کرنے والی ﴿۱۸۷﴾ جن کی عقل کدورت سے پاک ہو اور مخلوقات کے عجائب و غرائب کو اعتبار و

استدلال کی نظر سے دیکھتے ہوں۔ ﴿۱۸۷﴾ یعنی تمام احوال میں۔ مسلم شریف میں مروی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تمام احوال (اوقات) میں اللہ کا ذکر

فرماتے تھے۔ بندہ کا کوئی حال یا دلہی سے خالی نہ ہونا چاہئے۔ حدیث شریف میں ہے: جو ہشتی باغوں کی خوش چینی پسند کرے اسے چاہیے کہ ذکر الہی کی کثرت

کرے۔ ﴿۱۸۷﴾ اور اس سے ان کے صنائع کی قدرت و حکمت پر استدلال کرتے ہیں یہ کہتے ہوئے کہ ﴿۱۸۷﴾ بلکہ اپنی معرفت کی دلیل بنایا۔ ﴿۱۸۹﴾ اس منادی سے



وَتَوْفًا مَعَ الْآبِرِ ۱۹۳ رَبَّنَا وَإِنَّمَا وَعْدٌ مِّنَّا عَلَىٰ رُسُلِكَ وَلَا نَحْزَنُ

اور ہماری موت اچھوں کے ساتھ کر لے ۲۸۵ اے رب ہمارے اور ہمیں دے وہ ۲۸۵ جس کا تو نے ہم سے وعدہ کیا ہے اپنے رسولوں کی معرفت اور ہمیں

يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۱۹۴ إِنَّكَ لَا تَخْلِفُ الْبِعَادَ ۱۹۴ فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ أَنِّي

قیامت کے دن رسوا نہ کرے شک تو وعدہ خلاف نہیں کرتا تو ان کی دعا سن لی ان کے رب نے کہ

لَا أُضِيعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَىٰ ۱۹۵ بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ

میں تم میں کام والے کی محنت اکارت نہیں کرتا مرد ہو یا عورت تم آپس میں ایک ہو ۲۸۶

فَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَأُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأُوذُوا فِي سَبِيلِي وَقُتِلُوا

تو وہ جنہوں نے ہجرت کی اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور میری راہ میں ستائے گئے اور لڑے

وَقُتِلُوا أَلَا كَفَرْنَا عَنْهُمْ سِيَآتِهِمْ وَلَا دُخَلْتُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا

اور مارے گئے میں ضرور ان کے سب گناہ اتار دوں گا اور ضرور انہیں باغوں میں لے جاؤں گا جن کے نیچے

الْأَنْهَارُ ۱۹۶ ثَوَابًا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ ۱۹۷ وَاللَّهُ عِنْدَهُ حُسْنُ الثَّوَابِ ۱۹۸ لَا

نہریں رواں ۲۸۷ اللہ کے پاس کا ثواب اور اللہ ہی کے پاس اچھا ثواب ہے اے سننے

يَعْرَبَنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي الْبِلَادِ ۱۹۹ مَتَاعٌ قَلِيلٌ ۲۰۰ ثُمَّ

والے کافروں کا شہروں میں اہل گہلے (اتراتے) پھرنا ہرگز تجھے دھوکا نہ دے ۲۸۸ تھوڑا برتنا ہے پھر

مَا لَهُمْ جَهَنَّمَ ۲۰۱ وَبِئْسَ الْبِهَادُ ۲۰۲ لَكِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ

ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور کیا ہی برا بچھونا لیکن وہ جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں ان کے لیے

جَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللَّهِ ۲۰۳

جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں ہمیشہ ان میں رہیں اللہ کی طرف کی مہمانی

مراد یا سید انبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کی شان میں ”ذَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاَذْنِهِ“ وارد ہے یا قرآن کریم ﷺ انبیاء و صالحین کے۔ کہ ہم ان کے

فرمان برداروں میں داخل کیے جائیں۔ ۲۸۹ وہ فضل و رحمت ۲۹۰ اور جزائے اعمال میں عورت و مرد کے درمیان کوئی فرق نہیں۔ شان نزول: ام المؤمنین حضرت ام

سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میں ہجرت میں عورتوں کا کچھ ذکر ہی نہیں سنتی یعنی مردوں کے فضائل تو معلوم ہوئے لیکن یہ

بھی معلوم ہو کہ عورتوں کو بھی ہجرت کا کچھ ثواب ملے گا، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور ان کی تسکین فرمادی گئی کہ ثواب عمل پر مرتب ہے عورت کا ہو یا مرد کا۔

۲۹۱ یہ سب اللہ کا فضل و کرم ہے۔ ۲۹۲ شان نزول: مسلمانوں کی ایک جماعت نے کہا کہ کفار و مشرکین اللہ کے دشمن تو عیش و آرام میں ہیں اور ہم تنگی و

مشقت میں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور انہیں بتایا گیا کہ کفار کا یہ عیش متاع قلیل ہے اور انجام خراب۔

وَمَاعِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ لِّلَّذِبَرِ ۙ ﴿۱۹۸﴾ وَإِنَّ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَمَنْ يُؤْمِنُ

اور جو اللہ کے پاس ہے وہ نیکوں کے لیے سب سے بھلا ۱۹۸ اور بے شک کچھ کتابی ایسے ہیں کہ اللہ پر

بِاللَّهِ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْكُمْ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْهِمْ خَشَعِينَ لِلَّهِ لَا يَشْتَرُونَ

ایمان لاتے ہیں اور اس پر جو تمہاری طرف اترا اور جو ان کی طرف اترا ۱۹۸ ان کے دل اللہ کے حضور جھکے ہوئے ۱۹۸ اللہ کی

بِآيَاتِ اللَّهِ ثَمَنًا قَلِيلًا ۙ أُولَٰئِكَ لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ

آیتوں کے بدلے ذلیل دام نہیں لیتے ۱۹۹ یہ وہ ہیں جن کا ثواب ان کے رب کے پاس ہے اور اللہ جلد

سَرِيعُ الْحِسَابِ ۙ ﴿۱۹۹﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا

حساب کرنے والا ہے اے ایمان والو صبر کرو ۱۹۹ اور صبر میں دشمنوں سے آگے رہو اور سرحد پر اسلامی ملک کی نگہبانی کرو

وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۙ ﴿۲۰۰﴾

اور اللہ سے ڈرتے رہو اس امید پر کہ کامیاب ہو

﴿ آیاتھا ۱۷۶ ﴾ ﴿ سُورَةُ النِّسَاءِ مَدَنِيَّةٌ ۙ ۹۲ ﴾ ﴿ مَرَكُوعَاتُهَا ۲۴ ﴾

۱۔ سورہ نساء مدنیہ ہے، اس میں ایک سو چھتر آیتیں اور چوبیس رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان والا

۱۹۸ بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دولت سرائے اقدس میں حاضر ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ سلطان کونین ایک بورے پر آرام فرما ہیں چہرہ کا تکیہ جس میں ناریل کے ریشے بھرے ہوئے ہیں زیر سر مبارک ہے جسم اقدس میں بورے کے نقش ہو گئے ہیں، یہ حال دیکھ کر حضرت فاروق رو پڑے، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سبب گریہ دریافت کیا تو عرض کیا: یا رسول اللہ! قیصر و کسریٰ تو عیش و راحت میں ہوں اور آپ رسول خدا ہو کر اس حالت میں، فرمایا: کیا تمہیں پسند نہیں کہ ان کے لیے دنیا ہو اور ہمارے لیے آخرت۔ ۱۹۸ شان نزول: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ آیت نجاشی بادشاہ حبشہ کے باب میں نازل ہوئی، ان کی وفات کے دن سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا: چلو اور اپنے بھائی کی نماز پڑھو جس نے دوسرے ملک میں وفات پائی ہے حضور ربیع شریف میں تشریف لے گئے اور زمین حبشہ آپ کے سامنے کی گئی اور نجاشی بادشاہ کا جنازہ پیش نظر ہوا اس پر آپ نے چار تکبیروں کے ساتھ نماز پڑھی اور اس کے لیے استغفار فرمایا۔ سبحان اللہ! کیا نظر ہے کیا شان ہے سر زمین حبشہ حجاز میں سامنے پیش کر دی جاتی ہے۔ منافقین نے اس پر طعن کیا اور کہا دیکھو حبشہ کے نصرانی پر نماز پڑھتے ہیں جس کو آپ نے کبھی دیکھا بھی نہیں اور وہ آپ کے دین پر بھی نہ تھا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ ۱۹۹ عجز و انکسار اور تواضع و اخلاص کے ساتھ۔ ۱۹۹ جیسا کہ یہود کے رؤساء لیتے ہیں۔ ۲۰۰ اپنے دین پر اور اس کو کسی شدت و تکلیف وغیرہ کی وجہ سے نہ چھوڑو۔ صبر کے معنی میں حضرت جنید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ صبر نفس کو ناگوار امر پر روکنا ہے بغیر جزع کے۔ بعض حکماء نے کہا صبر کی تین قسمیں ہیں: (۱) ترک شکایت (۲) قبول قضا (۳) صدق رضا۔ ۱۔ سورہ نساء مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی اس میں ایک سو چھتر آیتیں ہیں اور تین ہزار پینتالیس کلمے اور سولہ ہزار تیس حرف ہیں۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ

اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا ہے اور اسی میں

مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي

سے اُس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت سے مرد و عورت پھیلا دیئے اور اللہ سے ڈرو جس کے

تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا ۝۱ وَاتُّوا

نام پر مانگتے ہو اور رشتوں کا لحاظ رکھو بے شک اللہ ہر وقت تمہیں دیکھ رہا ہے اور

الْيَتَامَىٰ أَمْوَالِهِمْ وَلَا تَتَّبِعُوا الْخَبِيثَاتِ بِالطَّيِّبِ ۚ وَلَا تَأْكُلُوا

یتیموں کو ان کے مال دو وٹ اور سترے وٹ کے بدلے گندنا نہ لو وٹ اور ان کے

أَمْوَالِهِمْ إِلَىٰ أَمْوَالِكُمْ ۗ إِنَّهُ كَانَ حُوبًا كَبِيرًا ۝۲ وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا

مال اپنے مالوں میں ملا کر نہ کھا جاؤ بے شک یہ بڑا گناہ ہے اور اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ

وَلَا يَهْدِيكُمْ إِلَىٰ سَبِيلٍ مُّبِينٍ ۚ وَالَّذِينَ يَدِينُونَ دِينَنَا بِالْهَيْبَةِ وَلَمَّا جَاءَهُمُ الْمَوْتُ قَالُوا يَا رَبِّ انصُرْنِي ۚ نَحْنُ نَدْعُوكَ بِمَا كُنْتُمْ تَدْعُونَ ۚ وَالَّذِينَ يَدِينُونَ دِينَنَا بِالْهَيْبَةِ وَلَمَّا جَاءَهُمُ الْمَوْتُ قَالُوا يَا رَبِّ انصُرْنِي ۚ نَحْنُ نَدْعُوكَ بِمَا كُنْتُمْ تَدْعُونَ ۚ

الہیہ کی عظمت کا بیان فرمایا گیا اگرچہ دنیا کے بے دین بد عقلی و ناہنجی سے اس کا مضحکہ اڑاتے ہیں لیکن اصحاب فہم و خرد جانتے ہیں کہ یہ مضمون ایسی زبردست برہان

سے ثابت ہے جس کا انکار محال ہے۔ مرد مثنوی کا حساب پتہ دیتا ہے کہ آج سے سو برس قبل دنیا میں انسانوں کی تعداد آج سے بہت کم تھی اور اس سے سو برس پہلے

اور بھی کم تو اس طرح جانب ماضی میں چلتے چلتے اس کمی کی حد ایک ذات قرار پائے گی یا یوں کہیے کہ قبائل کی کثیر تعدادیں ایک شخص کی طرف منبہی ہو جاتی ہیں مثلاً سید

دنیا میں کروڑوں پائے جائیں گے مگر جانب ماضی میں ان کی نہایت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ذات پر ہوگی اور بنی اسرائیل کتنے بھی کثیر ہوں مگر اس تمام

کثرت کا مرجع حضرت یعقوب علیہ السلام کی ایک ذات ہوگی اسی طرح اور اوپر کو چلنا شروع کریں تو انسان کے تمام شعوب و قبائل کی انتہا ایک ذات پر ہوگی اس کا

نام کتب الہیہ میں آدم علیہ السلام ہے اور ممکن نہیں کہ وہ ایک شخص تو والد و تاسل کے معمولی طریقہ سے پیدا ہو سکے اگر اس کے لیے باپ فرض بھی کیا جائے تو ماں

کہاں سے آئے لہذا ضروری ہے کہ اس کی پیدائش بغیر ماں باپ کے ہو اور جب بغیر ماں باپ کے پیدا ہوا تو بالیقین انہیں عناصر سے پیدا ہوگا جو اس کے وجود میں

پائے جاتے ہیں پھر عناصر میں سے جو عنصر اس کا مسکن ہو اور جس کے سوا دوسرے میں وہ نہ رہ سکے لازم ہے کہ وہی اس کے وجود میں غالب ہو اس لیے پیدائش کی

نسبت اسی عنصر کی طرف کی جائے گی یہ بھی ظاہر ہے کہ والد و تاسل کا معمولی طریقہ ایک شخص سے جاری نہیں ہو سکتا اس لیے اس کے ساتھ ایک اور بھی ہو کہ جوڑا ہو

جائے اور وہ دوسرا شخص انسانی جو اس کے بعد پیدا ہو مقتضائے حکمت یہی ہے کہ اسی کے جسم سے پیدا کیا جائے کیونکہ ایک شخص کے پیدا ہونے سے نوع موجود ہو چکی

مگر یہ بھی لازم ہے اس کی خلقت پہلے انسان سے تو والد معمولی کے سوا کسی اور طریقہ سے ہو کیونکہ والد معمولی بغیر دو کے ممکن ہی نہیں اور یہاں ایک ہی ہے لہذا حکمت

الہیہ نے حضرت آدم کی ایک بائیں پبلی ان کے خواب کے وقت نکالی اور ان سے ان کی بی بی حضرت حوا کو پیدا کیا چونکہ حضرت حوا بطریق والد معمولی (عام بچوں

کی طرح) پیدا نہیں ہوئیں اس لیے وہ اولاد نہیں ہو سکتیں جس طرح کہ اس طریقہ کے خلاف جسم انسانی سے بہت سے کیڑے پیدا ہوا کرتے ہیں وہ اس کی اولاد نہیں

ہو سکتے ہیں خواب سے بیدار ہو کر حضرت آدم نے اپنے پاس حضرت حوا کو دیکھا تو محبت جنسیت دل میں موجزن ہوئی ان سے فرمایا: تم کون ہو؟ انہوں نے عرض

کیا: عورت۔ فرمایا: کس لیے پیدا کی گئی ہو؟ عرض کیا: آپ کی تسکین خاطر کے لیے تو آپ ان سے مانوس ہوئے۔ وٹ انہیں قطع نہ کرو۔ حدیث شریف میں

ہے: جو رزق کی کشائش چاہے اس کو چاہیے کہ صلہ رحمی کرے اور رشتہ داروں کے حقوق کی رعایت رکھے۔ وٹ شان نزول: ایک شخص کی نگرانی میں اس کے یتیم

بھتیجے کا کثیر مال تھا جب وہ یتیم بالغ ہوا اور اس نے اپنا مال طلب کیا تو پچھانے دینے سے انکار کر دیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اس کو اس شخص نے یتیم کا مال

اس کے حوالہ کیا اور کہا کہ ہم اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں۔ وٹ یعنی اپنے حلال مال کے یتیم کا مال جو تمہارے لیے حرام ہے اس کو اچھا سمجھ کر اپنے



تُقْسَطُوا فِي الْيَتَامَىٰ فَإِنِ كُحُوا مَاطَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنَىٰ وَثَلَاثَ

یتیم لڑکیوں میں انصاف نہ کرو گے وگرنہ تو نکاح میں لاؤ جو عورتیں تمہیں خوش آئیں دو دو اور تین تین

وَرُبَاعَ ۚ فَإِنِ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ۖ

اور چار چاروں پھر اگر ڈرو کہ دو بیبیوں کو برابر نہ رکھ سکو گے تو ایک ہی کرو یا کنیریں جن کے تم مالک ہو

ذٰلِكَ اَدْنٰى اَلَّا تَعْوَلُوْا ۙ وَاَتُوا النِّسَاءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً ۗ فَاِنْ

یہ اس سے زیادہ قریب ہے کہ تم سے ظلم نہ ہو وگرنہ اور عورتوں کو ان کے مہر خوشی سے دو وگرنہ پھر اگر

طَبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيًْا مَّرِيًّا ۙ وَلَا تَتَوَدَّوْا

وہ اپنے دل کی خوشی سے مہر میں سے تمہیں کچھ دے دیں تو اسے کھاؤ رچتا بچتا (خوش گوار اور مزے سے) وگرنہ اور بے عقلوں

السُّفَهَاءَ اَمْوَالِكُمُ الَّتِي جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِيًا وَاَرْضُقُوْهُمْ فِيْهَا وَاكْسُوْهُمْ

کو وگرنہ ان کے مال نہ دو جو تمہارے پاس ہیں جن کو اللہ نے تمہاری بسر اوقات کیا ہے اور انہیں اس میں سے کھاؤ اور پہناؤ

ردی مال سے نہ بدلو کیونکہ وہ رڈی تمہارے لیے حلال و طیب ہے اور یہ حرام و غیبیہ۔ وگرنہ اور ان کے حقوق کی رعایت نہ رکھ سکو گے۔ وگرنہ آیت کے معنی میں چند

قول ہیں۔ حسن کا قول ہے کہ پہلے زمانہ میں مدینہ کے لوگ اپنی زیر ولایت یتیم لڑکی سے اس کے مال کی وجہ سے نکاح کر لیتے باوجود یکہ اس کی طرف رغبت نہ ہوتی

پھر اس کے ساتھ صحبت و معاشرت میں اچھا سلوک نہ کرتے اور اس کے مال کے وارث بننے کے لیے اس کی موت کے منتظر رہتے، اس آیت میں انہیں اس سے روکا

گیا۔ ایک قول یہ ہے کہ لوگ یتیموں کی ولایت سے تو بے انصافی ہو جانے کے اندیشہ سے گھبراتے تھے اور زنا کی پرواہ نہ کرتے تھے۔ انہیں بتایا گیا کہ اگر تم نا انصافی

کے اندیشہ سے یتیموں کی ولایت سے گریز کرتے ہو تو زنا سے بھی خوف کرو اور اس سے بچنے کے لیے جو عورتیں تمہارے لیے حلال ہیں ان سے نکاح کرو اور حرام

کے قریب مت جاؤ۔ ایک قول یہ ہے کہ لوگ یتیموں کی ولایت و سرپرستی میں تو نا انصافی کا اندیشہ کرتے تھے اور بہت سے نکاح کرنے میں کچھ باک (خوف) نہیں

رکھتے تھے، انہیں بتایا گیا کہ جب زیادہ عورتیں نکاح میں ہوں تو ان کے حق میں نا انصافی سے بھی ڈرو۔ اتنی ہی عورتوں سے نکاح کرو جن کے حقوق ادا کر سکو۔ مگر وہ

نے حضرت ابن عباس سے روایت کی کہ قریش دس دس بلکہ اس سے زیادہ عورتیں کرتے تھے اور جب ان کا بار نہ اٹھ سکتا تو جو یتیم لڑکیاں ان کی سرپرستی میں ہوتیں

ان کے مال خرچ کر ڈالتے۔ اس آیت میں فرمایا گیا کہ اپنی استطاعت دیکھ لو اور چار سے زیادہ نہ کرو تا کہ تمہیں یتیموں کا مال خرچ کرنے کی حاجت پیش نہ آئے۔

مسئلہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ آزاد مرد کے لیے ایک وقت میں چار عورتوں تک سے نکاح جائز ہے خواہ وہ حرہ (آزاد) ہوں یا ائمہ یعنی باندی۔ مسئلہ: تمام اُمت

کا اجماع ہے کہ ایک وقت میں چار عورتوں سے زیادہ نکاح میں رکھنا کسی کے لیے جائز نہیں سوائے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے، یہ آپ کے خصائص میں سے

ہے۔ ابو داؤد کی حدیث میں ہے کہ ایک شخص اسلام لائے ان کی آٹھ بیبیاں تھیں حضور نے فرمایا: ان میں سے چار رکھنا۔ ترمذی کی حدیث میں ہے کہ غنیا ان بن

سَلَمَةَ سَفْسَفِيٍّ اسلما لائے ان کے دس بیبیاں تھیں وہ ساتھ مسلمان ہوئیں حضور نے حکم دیا کہ ان میں سے چار رکھو۔ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ بیبیوں کے

درمیان عدل فرض ہے نئی، پرانی، باکرہ (کنواری)، نَبِيْسَه (شادی شدہ) سب اس استحقاق (حق داری) میں برابر ہیں۔ یہ عدل لباس میں، کھانے پینے میں، سکنی

یعنی رہنے کی جگہ میں اور رات کو رہنے میں لازم ہے ان امور میں سب کے ساتھ یکساں سلوک ہو۔ وگرنہ اس سے معلوم ہوا کہ مہر کی مستحق عورتیں ہیں نہ کہ ان کے

اولیاء اگر اولیاء نے مہر وصول کر لیا ہو تو انہیں لازم ہے کہ وہ مہر اس کی مستحق عورت کو پہنچا دیں۔ مسئلہ: عورتوں کو اختیار ہے کہ وہ اپنے شوہروں کو مہر کا کوئی جزو

بہہ کریں یا کل مہر مگر بخشوانے کے لیے انہیں مجبور کرنا ان کے ساتھ بدخلقی کرنا نہ چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے طَبْنَ لَكُمْ فرمایا جس کے معنی ہیں دل کی خوشی سے

معاف کرنا۔ وگرنہ جو اتنی سمجھ نہیں رکھتے کہ مال کا مصرف پہنچائیں اس کو بے محل خرچ کرتے ہیں اور اگر ان پر چھوڑ دیا جائے تو وہ جلد ضائع کر دیں گے۔

وَقُولُوا لَهُمْ قَوْلًا مَعْرُوفًا ٥) وَابْتَلُوا الْيَتَامَىٰ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ ج

اور ان سے اچھی بات کہو ۵) اور یتیموں کو آزماتے رہو ۵) یہاں تک کہ جب وہ نکاح کے قابل ہوں

فَإِنِ انْتُمْ مِنْهُمْ رُشِدًا فَأَدْفَعُوا إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ ٥ وَلَا تَأْكُلُوهَا

تو اگر تم ان کی سمجھ ٹھیک دیکھو تو ان کے مال انہیں سپرد کر دو اور انہیں نہ کھاؤ

إِسْرَافًا وَبِدَارًا أَنْ يَكْبَرُوا ٥ ط وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ ٥ ج وَمَنْ

حسد بڑھ کر اور اس جلدی میں کہ کہیں بڑے نہ ہو جائیں اور جسے حاجت نہ ہو وہ بچتا رہے ۵) اور جو

كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ ٥ ط فَإِذَا دَفَعْتُمْ إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ

حاجت مند ہو وہ بقدر مناسب کھائے پھر جب تم ان کے مال انہیں سپرد کرو

فَأَشْهَدُوا عَلَيْهِمْ ٥ ط وَكَفَىٰ بِاللَّهِ حَسِيبًا ٦) لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا

تو ان پر گواہ کر لو اور اللہ کافی ہے حساب لینے کو مردوں کے لیے حصہ ہے

تَرَكَ الْوَالِدِينَ وَالْأَقْرَبُونَ ٥ ص وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدِينَ

اس میں سے جو چھوڑ گئے ماں باپ اور قرابت والے اور عورتوں کے لیے حصہ ہے اس میں سے جو چھوڑ گئے ماں باپ

وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ ٥ ط نَصِيبًا مَّفْرُوضًا ٥ ك) وَإِذَا حَضَرَ

اور قرابت والے ترکہ تھوڑا ہو یا بہت حصہ ہے اندازہ باندھا ہوا ۵) پھر بانٹتے وقت

الْقِسْمَةَ أُولُو الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالسَّكِينِ فَارْزُقُوهُمْ مِنْهُ وَقُولُوا

اگر رشتہ دار اور یتیم اور مسکین ۵) آجائیں تو اس میں سے انہیں بھی کچھ دو ۵) اور ان سے

لَهُمْ قَوْلًا مَعْرُوفًا ٥ ح) وَلْيَخْشَ الَّذِينَ لَوْ تَرَكَوْا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً

اچھی بات کہو ۵) اور ڈریں ۵) وہ لوگ کہ اگر اپنے بعد ناتوان اولاد چھوڑتے تو ان کا کیسا انہیں

۵) جس سے ان کے دل کوتلی ہو اور وہ پریشان نہ ہوں مثلاً یہ کہ مال تمہارا ہے اور تم ہوشیار ہو جاؤ گے تو تمہیں سپرد کیا جائے گا۔ ۵) کہ ان میں ہوشیاری اور

معاملہ نمئی پیدا ہوئی یا نہیں ۵) یتیم کا مال کھانے سے ۵) زمانہ جاہلیت میں عورتوں اور بچوں کو ورثہ نہ دیتے تھے اس آیت میں اس رسم کو باطل کیا گیا۔ ۵) اجنبی

جن میں سے کوئی میت کا وارث نہ ہو ۵) قبل تقسیم اور یہ دینا مستحب ہے۔ ۵) اس میں عذر جمیل، وعدہ حسنہ اور دعائے خیر سب داخل ہیں۔ اس آیت میں میت

کے ترکہ سے غیر وارث رشتہ داروں، یتیموں اور مسکینوں کو کچھ بطور صدقہ دینے اور قول معروف (اچھی بات) کہنے کا حکم دیا، زمانہ صحابہ میں اس پر عمل تھا۔ محمد بن

سیرین سے مروی ہے کہ ان کے والد نے تقسیم میراث کے وقت ایک بکری ذبح کرا کے کھانا پکایا اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں کو کھلایا اور یہ آیت پڑھی، ابن

سیرین نے اسی مضمون کی عبیدہ سلمانی سے بھی روایت کی ہے اس میں یہ بھی ہے کہ کہا کہ اگر یہ آیت نہ آئی ہوتی تو یہ صدقہ میں اپنے مال سے کرتا۔ تیجہ جس کو سوئم

کہتے ہیں اور مسلمانوں میں معمول ہے وہ بھی اسی آیت کا اتباع ہے کہ اس میں رشتہ داروں یتیموں و مسکینوں پر تصدق ہوتا ہے اور کلمہ کا ختم اور قرآن پاک کی تلاوت

ضِعْفًا خَافُوا عَلَيْهِمْ ۖ فَلْيَتَّقُوا اللَّهَ وَليَقُولُوا اقْوَالًا سَدِيدًا ۙ ۱۰۹

خطرہ ہوتا تو چاہیے کہ اللہ سے ڈریں ۱۰۹ اور سیدھی بات کریں ۱۰۹ وہ

الَّذِينَ يَأْكُلُونَ اَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا اِنَّمَا يَكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا ۙ ۱۱۰

جو یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں وہ تو اپنے پیٹ میں زری آگ بھرتے ہیں ۱۱۰

وَسَيَصْلُونَ سَعِيرًا ۙ ۱۱۰ يُوصِيكُمُ اللّٰهُ فِيْ اَوْلَادِكُمْ لِلَّذِيْ كَرِهْتُمْ ۙ ۱۱۱

اور کوئی دم جاتا ہے کہ بھڑکتے دھڑے (بھڑکتی آگ) میں جائیں گے اللہ تمہیں حکم دیتا ہے ۱۱۰ تمہاری اولاد کے بارے میں ۱۱۱ بیٹے کا حصہ

الْاُنثٰى جَ فَإِنْ كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اِثْنَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۙ ۱۱۲

دو بیٹیوں برابر ۱۱۲ پھر اگر زری لڑکیاں ہوں اگرچہ دو سے اوپر ۱۱۲ تو ان کو ترکہ کی دو تہائی

وَإِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ ۙ ۱۱۳ وَلَا يُوْثِقُ الْكُفْلُ وَاحِدًا مِنْهُمَا

اور اگر ایک لڑکی تو اُس کا آدھا ۱۱۳ اور میت کے ماں باپ کو ہر ایک کو

السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ إِنْ كَانَ لَهُ وَلَدٌ ۙ ۱۱۴ فَإِنْ لَّمْ يَكُنْ لَهُ وَلَدٌ وَوَرِثَةٌ

اس کے ترکہ سے چھٹا اگر میت کے اولاد ہو ۱۱۴ پھر اگر اس کی اولاد نہ ہو اور ماں باپ

أَبَوَاهُ فَلِأُمَّهِ الثُّلُثُ ۙ ۱۱۵ فَإِنْ كَانَ لَهُ إِخْوَةٌ فَلِأُمَّهِ السُّدُسُ مِنْ بَعْدِ

چھوڑے ۱۱۵ تو ماں کا تہائی پھر اگر اس کے کئی بہن بھائی ۱۱۵ تو ماں کا چھٹا ۱۱۵ بعد اس

اور دعا قول معروف ہے اس میں بعض لوگوں کو بے جا اصرار ہو گیا ہے جو بزرگوں کے اس عمل کا ماخذ تو تلاش نہ کر سکے باوجود یکہ اتنا صاف قرآن پاک میں موجود تھا

لیکن انہوں نے اپنی رائے کو دین میں دخل دیا اور عمل خیر کو روکنے پر مصر ہو گئے۔ اللہ ہدایت کرے۔ ۱۱۵ وحی اور یتیموں کے ولی اور وہ لوگ جو قریب موت مرنے

والے کے پاس موجود ہوں۔ ۱۱۶ اور مرنے والے کی ذریت کے ساتھ خلاف شفقت کوئی کارروائی نہ کریں جس سے اس کی اولاد پریشان ہو۔ ۱۱۷ مریض کے

پاس اس کی موت کے قریب موجود ہونے والوں کی سیدھی بات تو یہ ہے کہ اسے صدقہ وصیت میں یہ رائے دیں کہ وہ اتنے مال سے کرے جس سے اس کی اولاد

تنگ دست نادر نہ جائے اور وحی و ولی کی سیدھی بات یہ ہے کہ وہ مرنے والے کی ذریت سے حسن خلق کے ساتھ کلام کریں جیسا اپنی اولاد کے ساتھ کرتے ہیں۔

۱۱۷ یعنی یتیموں کا مال ناحق کھانا گویا آگ کھانا ہے کیونکہ وہ سبب ہے عذاب کا۔ حدیث شریف میں ہے: روزِ قیامت یتیموں کا مال کھانے والے اس طرح

اٹھائے جائیں گے کہ ان کی قبروں سے اور ان کے منہ سے اور ان کے کانوں سے دھواں نکلتا ہوگا تو لوگ پہچانیں گے کہ یہ یتیم کا مال کھانے والا ہے۔ ۱۱۸ ورثہ

کے متعلق ۱۱۶ اگر میت نے بیٹے بیٹیاں دونوں چھوڑی ہوں تو ۱۱۶ یعنی دختر کا حصہ پسر سے آدھا ہے اور اگر مرنے والے نے صرف لڑکے چھوڑے ہوں تو کل

مال ان کا۔ ۱۱۸ یا دو ۱۱۹ اس سے معلوم ہوا کہ اگر اکیلا لڑکا وارث رہا ہو تو کل مال اس کا ہوگا کیونکہ اوپر بیٹے کا حصہ بیٹیوں سے دونا بتایا گیا ہے تو جب اکیلی لڑکی کا

نصف ہوا تو اکیلی لڑکے کا اس سے دونا ہوا اور وہ کل ہے۔ ۱۱۹ خواہ لڑکا ہو یا لڑکی کہ ان میں سے ہر ایک کو اولاد کہا جاتا ہے۔ ۱۲۰ یعنی صرف ماں باپ چھوڑے

اور اگر ماں باپ کے ساتھ زوج یا زوجہ میں سے کسی کو چھوڑا تو ماں کا حصہ زوج کا حصہ نکالنے کے بعد جو باقی بچے اس کا تہائی ہوگا نہ کہ کل کا تہائی۔ ۱۲۱ گئے خواہ

سوتیلے ۱۲۲ اور ایک ہی بھائی ہو تو وہ ماں کا حصہ نہیں گھٹا سکتا۔



وَصِيَّةٌ يُؤْصِي بِهَا أَوْ دَيْنٍ ۖ <sup>ط</sup> أَبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ لَا تَدْرُونَ أَيُّهُمْ

وصیت کے جو کر گیا اور دین کے <sup>۲۳۷</sup> تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے تم کیا جانو کہ ان میں کون

أَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا ۖ <sup>ط</sup> فَرِيضَةٌ مِّنَ اللَّهِ ۖ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا ۝۱۱

تمہارے زیادہ کام آنے والا ہے <sup>۲۳۸</sup> یہ حصہ باندھا ہوا ہے اللہ کی طرف سے بے شک اللہ علم والا حکمت والا ہے

وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهِنَّ وَاكِلٌ ۖ فَإِنْ كَانَ

اور تمہاری بیویاں جو چھوڑ جائیں اس میں سے تمہیں آدھا ہے اگر ان کی اولاد نہ ہو پھر اگر

لَهُنَّ وَاكِلٌ ۖ فَلَكُمْ الرُّبْعُ مِمَّا تَرَكَنَّ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُؤْصِيَنَّ بِهَا

ان کی اولاد ہو تو ان کے ترکہ میں سے تمہیں چوتھائی ہے جو وصیت وہ کر گئیں اور دین

أَوْ دَيْنٍ ۖ <sup>ط</sup> وَلَهُنَّ الرُّبْعُ مِمَّا تَرَكَتُمْ إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَاكِلٌ ۖ فَإِنْ

نکال کر اور تمہارے ترکہ میں عورتوں کا چوتھائی ہے <sup>۲۳۹</sup> اگر تمہارے اولاد نہ ہو پھر اگر

كَانَ لَكُمْ وَاكِلٌ ۖ فَلَهُنَّ الثُّلُثُ مِمَّا تَرَكَتُمْ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوصُونَ

تمہارے اولاد ہو تو ان کا تمہارے ترکہ میں سے آٹھواں <sup>۲۴۰</sup> جو وصیت تم کر جاؤ

بِهَا أَوْ دَيْنٍ ۖ <sup>ط</sup> وَإِنْ كَانَ رَجُلٌ يُورَثُ كَلَّةً أَوْ امْرَأَةٌ وَاكِلَةً أَوْ

اور دین نکال کر اور اگر کسی ایسے مرد یا عورت کا ترکہ بٹھا ہو جس نے ماں باپ اولاد کچھ نہ چھوڑے اور ماں کی طرف سے اس کا بھائی یا

أُخْتُ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ ۖ فَإِنْ كَانُوا أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ

بہن ہے تو ان میں سے ہر ایک کو چھٹا پھر اگر وہ بہن بھائی ایک سے زیادہ ہوں

فَهُمْ شُرَكَاءُ فِي الثُّلُثِ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُؤْصِي بِهَا أَوْ دَيْنٍ ۖ <sup>ط</sup> غَيْرِ

تو سب تمہاری میں شریک ہیں <sup>۲۴۱</sup> میت کی وصیت اور دین نکال کر جس میں اس نے نقصان نہ

مُضَارٍ ۖ <sup>ط</sup> وَصِيَّةٌ مِّنَ اللَّهِ ۖ <sup>ط</sup> وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَلِيمٌ ۝۱۲ ۖ تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ ۖ <sup>ط</sup>

پہنچایا ہو <sup>۲۴۲</sup> یہ اللہ کا ارشاد ہے اور اللہ علم والا حکم والا ہے یہ اللہ کی حدیں ہیں

<sup>۲۴۳</sup> کیونکہ وصیت اور دین یعنی قرض وراثت کی تقسیم سے مقدم ہے اور دین وصیت پر بھی مقدم ہے۔ حدیث شریف میں ہے ”إِنَّ الدِّينَ قَبْلَ الْوَصِيَّةِ“۔

<sup>۲۴۴</sup> اس لیے حصوں کی تعیین تمہاری رائے پر نہیں چھوڑی۔ <sup>۲۴۵</sup> خواہ ایک بی بی ہو یا کئی، ایک ہوگی تو وہ اکیلی چوتھائی پائے گی، کئی ہوں گی تو سب اس چوتھائی

میں برابر شریک ہوں گی خواہ بی بی ایک ہو یا کئی ہوں حصہ یہی رہے گا۔ <sup>۲۴۶</sup> خواہ بی بی ایک ہو یا زیادہ۔ <sup>۲۴۷</sup> کیونکہ وہ ماں کے رشتہ کی بدولت مستحق ہوئے اور

ماں تمہاری سے زیادہ نہیں پاتی اور اسی لیے ان میں مرد کا حصہ عورت سے زیادہ نہیں ہے۔ <sup>۲۴۸</sup> اپنے وارثوں کو تمہاری سے زیادہ وصیت کر کے یا کسی وارث کے حق

وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ

اور جو حکم مانے اللہ اور اللہ کے رسول کا اللہ سے باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں رواں

خَلِيدِينَ فِيهَا ۗ وَذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿۱۳﴾ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ

ہمیشہ ان میں رہیں گے اور یہی ہے بڑی کامیابی اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے

وَيَتَعَدَّ حُدُودَ مَا يَدْخُلُهَا نَارًا خَالِدًا فِيهَا ۚ وَلَهُ عَذَابٌ مُهِينٌ ﴿۱۴﴾

اور اس کی کل حدوں سے بڑھ جائے اللہ اسے آگ میں داخل کرے گا جس میں ہمیشہ رہے گا اور اس کے لیے خواری کا عذاب ہے وہ

وَالَّتِي يَأْتِيَنَّ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِسَائِكُمْ فَاَسْتَشْرِدُوا عَلَيْهِنَّ أَرْبَعَةً

اور تمہاری عورتوں میں جو بدکاری کریں ان پر خاص اپنے میں کے چار مردوں کی

مِنْكُمْ فَإِنْ شَرِدُوا فَاَمْسِكُوهُمْ فِي الْبُيُوتِ حَتَّى يَتَوَفَّاهُنَّ الْمَوْتُ

گواہی لو پھر اگر وہ گواہی دے دیں تو ان عورتوں کو گھر میں بند رکھو اور یہاں تک کہ انہیں موت اٹھالے

میں وصیت کرے۔ مسائل فرائض:- وارث کئی قسم ہیں، اصحاب فرائض: یہ وہ لوگ ہیں جن کے لیے حصے مقرر ہیں مثلاً بیٹی ایک ہو تو آدھے مال کی مالک، زیادہ ہوں تو سب کے لیے دو تہائی، پوتی اور پر پوتی اور اس سے نیچے کی ہر پوتی اگر میت کے اولاد نہ ہو تو بیٹی کے حکم میں ہے اور اگر میت نے ایک بیٹی چھوڑی ہو تو یہ اس کے ساتھ چھٹا پائے گی اور اگر میت نے بیٹا چھوڑا تو ساقط ہو جائے گی کچھ نہ پائے گی اور اگر میت نے دو بیٹیاں چھوڑیں تو بھی پوتی ساقط ہوگی لیکن اگر اس کے ساتھ یا اس کے نیچے درجہ میں کوئی لڑکا ہوگا تو وہ اس کو عصبہ بنا دے گا۔ سگی بہن میت کے بیٹا یا پوتانہ چھوڑنے کی صورت میں بیٹیوں کے حکم میں ہے۔ علاقائی بہنیں جو باپ میں شریک ہوں اور ان کی مائیں علیحدہ علیحدہ ہوں وہ حقیقی بہنوں کے نہ ہونے کی صورت میں ان کی مثل ہیں اور دونوں قسم کی بہنیں یعنی علاقائی و حقیقی میت کی بیٹی یا پوتی کے ساتھ عصبہ ہو جاتی ہیں اور بیٹے اور پوتے اور اس کے ماتحت کے پوتے اور باپ کے ساتھ ساقط اور امام صاحب کے نزدیک دادا کے ساتھ بھی محرم ہیں۔ سوتیلے بھائی بہن جو فقط ماں میں شریک ہوں ان میں سے ایک ہو تو چھٹا اور زیادہ ہوں تو تہائی اور ان میں مرد و عورت برابر حصہ پائیں گے اور بیٹے پوتے اور اس کے ماتحت کے پوتے اور باپ دادا کے ہوتے ساقط ہو جائیں گے۔ باپ چھٹا حصہ پائے گا اگر میت نے بیٹا یا پوتایا اس سے نیچے کے پوتے چھوڑے ہوں اور اگر میت نے بیٹی یا پوتی، یا اور نیچے کی کوئی پوتی چھوڑی ہو تو باپ چھٹا اور وہ باقی بھی پائے گا جو اصحاب فرض کو دے کر بیچے۔ دادا یعنی باپ کا باپ کے نہ ہونے کی صورت میں مثل باپ کے ہے سوائے اس کے کہ ماں کو مثل ماہی کی طرف رد نہ کر سکے گا۔ ماں کا چھٹا حصہ ہے اگر میت نے اپنی اولاد یا اپنے بیٹے یا پوتے یا پوتے کی اولاد یا بہن بھائی میں سے دو چھوڑے ہوں خواہ وہ بھائی سگے ہوں یا سوتیلے اور اگر ان میں سے کوئی نہ چھوڑا ہو تو ماں کل مال کا تہائی پائے گی اور اگر میت نے زوج یا زوجہ اور ماں باپ چھوڑے ہوں تو ماں کو زوج یا زوجہ کا حصہ دینے کے بعد جو باقی رہے اس کا تہائی ملے گا اور جدہ کا چھٹا حصہ ہے خواہ وہ ماں کی طرف سے ہو یعنی نانی یا باپ کی طرف سے ہو یعنی دادی ایک ہو یا زیادہ ہوں اور قریب والی دور والی کے لیے حاجب ہو جاتی ہے اور ماں ہر ایک جدہ کو محجوب کرتی ہے اور باپ کی طرف کی جدات باپ کے ہونے سے محجوب ہوتی ہیں اس صورت میں کچھ نہ ملے گا زوج چہارم پائے گا اگر میت نے اپنی یا اپنے بیٹے پوتے پر پوتے وغیرہ کی اولاد چھوڑی ہو اور اگر اس قسم کی اولاد نہ چھوڑی ہو تو شوہر نصف پائے گا زوجہ میت کی اور اس کے بیٹے پوتے وغیرہ کی اولاد ہونے کی صورت میں آٹھواں حصہ پائے گی اور نہ ہونے کی صورت میں چوتھائی۔ عصبات: وہ وارث ہیں جن کے لیے کوئی حصہ معین نہیں اصحاب فرض سے جو باقی چھٹا ہے وہ پاتے ہیں ان میں سب سے اولیٰ بیٹا ہے پھر اس کا بیٹا پھر اور نیچے کے پوتے پھر باپ پھر دادا پھر آبائی سلسلہ میں جہاں تک کوئی پایا جائے، پھر حقیقی بھائی پھر سوتیلے یعنی باپ شریک بھائی پھر سگے بھائی کا بیٹا پھر باپ شریک بھائی کا بیٹا، پھر چچا پھر باپ کے چچا پھر دادا کے چچا پھر آزاد کرنے والا پھر اس کے عصبات ترتیب وار اور جن عورتوں کا حصہ نصف یا دو تہائی ہے وہ اپنے بھائیوں کے ساتھ عصبہ ہو جاتی ہیں اور جو ایسی نہ ہوں وہ نہیں ذوی الارحام اصحاب فرض اور عصبات کے سوا جو اقارب ہیں وہ ذوی الارحام میں داخل ہیں اور ان کی ترتیب عصبات کی مثل ہے۔ وئے کیونکہ کل حدوں سے تجاوز کرنے والا کافر ہے اس لیے کہ مومن کیسا بھی گنہگار ہو ایمان کی حد سے تو نہ گزرے گا۔ وئے یعنی مسلمانوں

أَوْ يَجْعَلَ اللَّهُ لَهُنَّ سَبِيلًا ۱۵ وَالَّذِينَ يَأْتِيَنَّاهُمْ فَأُدْوَاهُمْ

یا اللہ اُن کی کچھ راہ نکالے ۱۵ اور تم میں جو مرد عورت ایسا کام کریں ان کو ایذا دو ۱۵

فَإِنْ تَابَا وَأُصْلِحَا فَاَعْرَضُوا عَنْهُمَا ۱۶ إِنَّ اللَّهَ كَانَ تَوَّابًا رَحِيمًا ۱۶

پھر اگر وہ توبہ کر لیں اور نیک ہو جائیں تو ان کا پیچھا چھوڑ دو بے شک اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے ۱۶

إِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللَّهِ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السُّوءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوبُونَ

وہ توبہ جس کا قبول کرنا اللہ نے اپنے فضل سے لازم کر لیا ہے وہ انہیں کی ہے جو نادانی سے بُرائی کر بیٹھیں پھر تھوڑی ہی دیر میں

مِنْ قَرِيبٍ فَأُولَٰئِكَ يَتُوبُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ ۱۷ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ۱۷

توبہ کر لیں ۱۷ ایسوں پر اللہ اپنی رحمت سے رجوع کرتا ہے اور اللہ علم و حکمت والا ہے

وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ حَتَّىٰ إِذَا حَضَرَ أَحَدَهُمُ

اور وہ توبہ ان کی نہیں جو گناہوں میں لگے رہتے ہیں ۱۷ یہاں تک کہ جب ان میں کسی کو

الْمَوْتُ قَالَ إِنِّي تُبْتُ إِلَيْنَ وَلَا الَّذِينَ يَسُوتُونَ وَهُمْ كُفَّارٌ ۱۸ أُولَٰئِكَ

موت آئے تو کہے اب میں نے توبہ کی ۱۸ اور نہ ان کی جو کافر میں ان کے لیے

أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۱۸ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ

ہم نے درد ناک عذاب تیار کر رکھا ہے ۱۸ اے ایمان والو تمہیں حلال نہیں کہ

تَرْتُوا النِّسَاءَ كُرْهًا ۱۹ وَلَا تَعْضُلُوهُنَّ لِتَذْهَبُوا بِبَعْضِ مَا اتَّبَعْتُمُوهُنَّ

عورتوں کے وارث بن جاؤ زبردستی ۱۹ اور عورتوں کو روکو نہیں اس نیت سے کہ جو مہراں کو دیا تھا اس میں سے کچھ لے لو ۱۹

میں کے ۱۹ کہ وہ بدکاری نہ کرنے پائیں ۱۹ یعنی حد مقرر فرمائے یا توبہ اور نکاح کی توفیق دے۔ جو مفسرین اس آیت میں ”الْفَاحِشَةُ“ (بدکاری) سے زنا

مراد لیتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ جس (عورتوں کو گھر قید میں رکھنے) کا حکم حدود نازل ہونے سے قبل تھا حدود کے ساتھ منسوخ کیا گیا۔ (غازن و جلالین و احمدی) ۱۹۔ جھڑکو

گھڑ کو برا کہو شرم دلاؤ جو تیاں مارو۔ (جلالین و مدارک و غازی و غیرہ) ۱۹۔ حسن کا قول ہے کہ زنا کی سزا پہلے ایذا مقرر کی گئی پھر جس پھر کوڑے مارنا یا سنگسار کرنا۔ ابن

بکر کا قول ہے کہ پہلی آیت ”وَالتَّحِيُّ يَا نَبِيَّ“ ان عورتوں کے باب میں ہے جو عورتوں کے ساتھ (بطریق مسابقت) بدکاری کرتی ہیں اور دوسری آیت ”وَالَّذِينَ“ لو اطم

کرنے والوں کے حق میں ہے اور زانی اور زانیہ کا حکم سورہ نور میں بیان فرمایا گیا اس تقدیر پر یہ آیتیں غیر منسوخ ہیں اور ان میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے لیے

دلیل ظاہر ہے اس پر جو وہ فرماتے ہیں کہ لو اطم میں تعزیر ہے حد نہیں۔ ۱۹۔ ضحاک کا قول ہے کہ جو توبہ موت سے پہلے ہو وہ قریب ہے۔ ۱۹۔ اور توبہ میں تاخیر

کرتے جاتے ہیں۔ ۱۹۔ قبول توبہ کا وعدہ جو اوپر کی آیت میں گزرا وہ ایسے لوگوں کے لیے نہیں ہے۔ اللہ مالک ہے جو چاہے کرے ان کی توبہ قبول کرے یا نہ کرے

بخشنے یا عذاب فرمائے اس کی مرضی۔ (احمدی) ۱۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ وقت موت کافر کی توبہ اور اس کا ایمان مقبول نہیں۔ ۱۹۔ شان نزول: زمانہ جاہلیت کے

لوگ مال کی طرح اپنے اقارب کی بیبیوں کے بھی وارث بن جاتے تھے پھر اگر چاہتے تھے مہر انہیں اپنی زوجیت میں رکھنے یا کسی اور کے ساتھ شادی کر دیتے اور

خود مہر لے لیتے یا انہیں قید کر رکھتے کہ جو ورثہ انہوں نے پایا ہے وہ دے کر رہائی حاصل کریں یا مر جائیں تو یہ ان کے وارث ہو جائیں غرض وہ عورتیں بالکل ان کے ہاتھ میں



إِلَّا أَنْ يَأْتِيَنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبِينَةٍ ۚ وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۚ فَإِنْ

مگر اس صورت میں کہ صریح بے حیائی کا کام کریں ۱۵ اور ان سے اچھا برتاؤ کرو ۱۶ پھر اگر

كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَى أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَيَجْعَلَ اللَّهُ فِيهِ خَيْرًا

وہ تمہیں پسند نہ آئیں ۱۷ تو قریب ہے کہ کوئی چیز تمہیں ناپسند ہو اور اللہ اس میں بہت بھلائی

كَثِيرًا ۱۹ وَإِنْ أَرَدْتُمْ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَّانٍ زَوْجٍ لَّاتِيْتُمْ

رکھے ۱۸ اور اگر تم ایک بی بی کے بدلے دوسری بدلنا چاہو ۱۹ اور اُسے ڈھیروں

أَحَدُهُنَّ قِطْرًا فَلَا تَأْخُذُوا مِنْهُ شَيْئًا ۚ أَتَأْخُذُونََهُ بِهَيْئَانًا وَإِثْمًا

مال دے چکے ہو ۲۰ تو اس میں سے کچھ واپس نہ لو ۲۱ کیا اسے واپس لو گے جھوٹ باندھ کر اور کھلے

مُيْتًا ۲۰ وَكَيْفَ تَأْخُذُونََهُ وَقَدْ أَفْضَى بَعْضُكُمْ إِلَى بَعْضٍ وَأَخَذْنَ

گناہ سے ۲۰ اور کیوں کر اُسے واپس لو گے حالانکہ تم میں ایک دوسرے کے سامنے بے پردہ ہو لیا اور وہ تم

مِنْكُمْ مَيْتًا قَاعِلِيًّا ۲۱ وَلَا تَنْكِحُوا آبَاءَكُمْ إِلَّا مَا

سے گاڑھا عہد لے چکیں ۲۱ اور باپ دادا کی منکوحہ سے نکاح نہ کرو ۲۲ مگر جو

قَدْ سَلَفَ ۚ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَمَقْتًا ۚ وَسَاءَ سَبِيلًا ۲۲ حُرِّمَتْ

ہو گزرا ۲۲ وہ بے شک بے حیائی ۲۳ اور غضب کا کام ہے اور بہت بری راہ ۲۴ حرام ہوئیں

مجبور ہوتی تھیں اور اپنے اختیار سے کچھ بھی نہ کر سکتی تھیں اس رسم کو مٹانے کے لیے یہ آیت نازل فرمائی گئی۔ ۱۵ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ اس

کے متعلق ہے جو اپنی بی بی سے نفرت رکھتا ہو اور اس لیے بدسلوکی کرتا ہو کہ عورت پریشان ہو کر مہر واپس کر دے یا چھوڑ دے اس کی اللہ تعالیٰ نے ممانعت فرمائی۔

ایک قول یہ ہے کہ لوگ عورت کو طلاق دیتے پھر رجعت کرتے پھر طلاق دیتے اس طرح اس کو معلق رکھتے تھے کہ نہ وہ ان کے پاس آرام پا سکتی نہ دوسری جگہ ٹھکانا

کر سکتی اس کو منع فرمایا گیا۔ ایک قول یہ ہے کہ میت کے اولیاء کو خطاب ہے کہ وہ اپنے مورث کی بی بی کو نہ روکیں۔ ۱۵ شوہر کی نافرمانی یا اس کی یا اس کے گھر والوں

کی ایذا و بدزبانی یا حرام کاری ایسی کوئی حالت ہو تو خلع چاہنے میں مضائقہ نہیں۔ ۱۶ کھلانے پہنانے میں بات چیت میں اور زوجیت کے امور میں ۱۷ بدخلقی

یا صورت ناپسند ہونے کی وجہ سے تو صبر کرو اور جدائی مت چاہو۔ ۱۸ ولد صالح وغیرہ۔ ۱۹ یعنی ایک کو طلاق دے کر دوسری سے نکاح کرنا۔ ۲۰ اس آیت

سے گراں مہر مقرر کرنے کے جواز پر دلیل لائی گئی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے برسبر مہر فرمایا کہ عورتوں کے مہر گراں نہ کرو ایک عورت نے یہ آیت پڑھ کر کہا کہ

اے ابن خطاب! اللہ ہمیں دیتا ہے اور تم منع کرتے ہو اس پر امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے عمر! تجھ سے ہر شخص زیادہ سمجھ دار ہے جو چاہے مہر مقرر

کرے، سبحان اللہ! خلیفہ رسول کے شان النصف اور نفس شریف کی پاکی رَزَقْنَا اللَّهُ تَعَالَى اِتِّبَاعَهُ آمِينَ۔ ۱۸ کیونکہ جدائی تمہاری طرف سے ہے۔ ۱۹ یہ اہل

جاہلیت کے اس فعل کا رد ہے کہ جب انہیں کوئی دوسری عورت پسند آتی تو وہ اپنی بی بی پر تہمت لگاتے تاکہ وہ اس سے پریشان ہو کر جو کچھ لے چکی ہے واپس دے

دے اس طریقہ کو اس آیت میں منع فرمایا اور جھوٹ اور گناہ بتایا۔ ۲۰ وہ عہد اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے "فَأَمْسَاكُمْ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْوِغٍ بِإِخْسَانٍ" مسئلہ: یہ

آیت دلیل ہے اس پر کہ خلوت صحیح سے مہر مؤکد ہو جاتا ہے۔ ۲۱ جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں روان تھا کہ اپنی ماں کے سوا باپ کے بعد اس کی دوسری عورت کو بیٹا بیاہ

لیتا تھا۔ ۲۲ کیونکہ باپ کی بی بی بمنزلہ ماں کے ہے، کہا گیا ہے نکاح سے طہی مراد ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ باپ کی موطوءہ یعنی جس سے اس نے صحبت کی ہو

خواہ نکاح کر کے یا بطریق زنا یا وہ باندی ہو اس کا وہ مالک ہو کر ان میں سے ہر صورت میں بیٹے کا اس سے نکاح حرام ہے۔ ۲۳ اب اس کے بعد جس قدر

عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ وَعُمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الْأَخِ

تم پر تمہاری مائیں ۶۴ اور بیٹیاں ۶۵ اور بہنیں اور پھوپھیاں اور خالائیں اور بھتیجیاں

وَبَنَاتُ الْأَخْتِ وَأُمَّهَاتُ الْمَتَىٰ أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ مِنَ الرَّضَاعَةِ

اور بھانجیاں ۶۶ اور تمہاری مائیں جنہوں نے دودھ پلایا ۶۷ اور دودھ کی بہنیں

وَأُمَّهَاتُ نِسَائِكُمْ وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُمْ مِّنْ نِّسَائِكُمُ اللَّاتِي

اور عورتوں کی مائیں ۶۸ اور ان کی بیٹیاں جو تمہاری گود میں ہیں ۶۹ ان بیٹیوں سے جن سے

دَخَلْتُم بِهِنَّ فَإِن لَّمْ تَكُونُوا دَخَلْتُم بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ

تم صحبت کر چکے ہو تو پھر اگر تم نے ان سے صحبت نہ کی ہو تو ان کی بیٹیوں میں حرج نہیں ہے

وَحَلَائِلُ أَبْنَائِكُمُ الَّذِينَ مِنْ أَصْلَابِكُمْ وَأَن تَجْعُوا بَيْنَ

اور تمہاری نسلی بیٹوں کی بیٹیاں ۷۰ اور دو بہنیں ۷۱

الْأَخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا ۝۲۳

کرنا ۷۲ مگر جو ہو گزرا بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے

عورتیں حرام ہیں ان کا بیان فرمایا جاتا ہے ان میں سات تو نسب سے حرام ہیں۔ ۶۴ اور ہر عورت جس کی طرف باپ یا ماں کے ذریعہ سے نسب رجوع کرتا ہو یعنی دادیاں و نانیان خواہ قریب کی ہوں یا دور کی سب مائیں ہیں اور اپنی والدہ کے حکم میں داخل ہیں۔ ۶۵ پوتیاں اور نواسیاں کسی درجہ کی ہوں بیٹیوں میں داخل ہیں۔ ۶۶ یہ سب سگی ہوں یا سوتیلی۔ ان کے بعد ان عورتوں کا بیان کیا جاتا ہے جو سبب سے حرام ہیں۔ ۶۷ دودھ کے رشتے: شیر خواری کی مدت میں قلیل دودھ پیا جائے یا کثیر اس کے ساتھ حرمت متعلق ہوتی ہے۔ شیر خواری کی مدت حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک تیس ماہ اور صاحبین کے نزدیک دو سال ہیں۔ شیر خواری کی مدت کے بعد جو دودھ پیا جائے اس سے حرمت متعلق نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ نے رضاعت (دودھ پلانے) کو نسب کے قائم مقام کیا ہے اور دودھ پلانے والی کو شیر خواری کی ماں اور اس کی لڑکی کو شیر خواری کی بہن فرمایا اس طرح دودھ پلائی کا شوہر شیر خواری کا باپ اور اس کا باپ شیر خواری کا دادا اور اس کی بہن اس کی پھوپھی اور اس کا ہر بچہ جو دودھ پلائی کے سوا اور کسی عورت سے بھی ہو خواہ وہ قبل شیر خواری کے پیدا ہوا یا اس کے بعد وہ سب اس کے سوتیلے بھائی بہن ہیں اور دودھ پلائی کی ماں شیر خواری کی نانی اور اس کی بہن اس کی خالہ اور اس شوہر سے اس کے جو بچے پیدا ہوں وہ شیر خواری کے رضاعی بھائی بہن اور اس شوہر کے علاوہ دوسرے شوہر سے جو ہوں وہ اس کے سوتیلے بھائی بہن۔ اس میں اصل یہ حدیث ہے کہ رضاع سے وہ رشتے حرام ہو جاتے ہیں جو نسب سے حرام ہیں اس لیے شیر خواری پر اس کے رضاعی ماں باپ اور ان کے نسبی و رضاعی اصول و فروع سب حرام ہیں۔ ۶۸ یہاں سے محرمات بالصبریۃ (سرالی رشتہ داری کی وجہ سے جو عورتیں حرام ہیں ان) کا بیان ہے وہ تین ذکر فرمائی گئیں بیٹیوں کی مائیں بیٹیوں کی بیٹیاں اور بیٹوں کی بیٹیاں، بیٹیوں کی مائیں صرف عقد نکاح سے حرام ہو جاتی ہیں خواہ وہ بیٹیاں مدخلہ ہوں یا غیر مدخلہ (یعنی ان سے ہم بستری ہوئی ہو یا نہ ہو)۔ ۶۹ گود میں ہونا غالب حال کا بیان ہے حرمت کے لیے شرط نہیں۔ ۷۰ ان کی ماؤں سے طلاق یا موت وغیرہ کے ذریعہ سے قبل صحبت جدائی ہونے کی صورت میں ان کے ساتھ نکاح جائز ہے۔ ۷۱ اس سے مُتَبَسِّئِ (منہ بولے بیٹے) نکل گئے۔ ان کی عورتوں کے ساتھ نکاح جائز ہے اور رضاعی بیٹے کی بی بی بھی حرام ہے کیونکہ وہ نسبی کے حکم میں ہے اور پوتے پر پوتے بیٹوں میں داخل ہیں۔ ۷۲ یہ بھی حرام ہے خواہ دونوں بہنوں کو نکاح میں جمع کیا جائے یا ملک نبین کے ذریعہ سے وحی میں اور حدیث شریف میں پھوپھی بھتیجی اور خالہ بھانجی کا نکاح میں

## وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ كِتَابَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ

اور حرام ہیں شوہر دار عورتیں مگر کافروں کی عورتیں جو تمہاری ملک میں آجائیں وکے یہ اللہ کا وحیہ (مقرر کردہ) ہے تم پر

وَأَحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَلِكَ أَنْ تَبْتَغُوا بِأَمْوَالِكُمْ مُحْصِنِينَ غَيْرَ

اور اُن وکے کے سوا جو رہیں وہ تمہیں حلال ہیں کہ اپنے مالوں کے عوض تلاش کرو قید لاتے وکے نہ

مُسْفِحِينَ ط فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ فَرِيضَةً ط

پانی گراتے وکے تو جن عورتوں کو نکاح میں لانا چاہو ان کے بندھے ہوئے مہر انہیں دو

وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِي بَاتِرَضِيْتُمْ بِهِ مِنْ بَعْدِ الْفَرِيضَةِ ط إِنَّ اللَّهَ

اور قرارداد (طے شدہ) کے بعد اگر تمہارے آپس میں کچھ رضا مندی ہو جائے تو اس میں گناہ نہیں وکے بے شک اللہ

كَانَ عَلَيَا حَكِيمًا ٢٣ وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا أَنْ يَنْكِحَ

علم و حکمت والا ہے اور تم میں سے بے مقدوری کے باعث جن کے نکاح میں

الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ فَبِنِ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ مِنْ فِتْيَانِكُمْ

آزاد عورتیں ایمان والیاں نہ ہوں تو اُن سے نکاح کرے جو تمہارے ہاتھ کی ملک ہیں ایمان والی

جمع کرنا بھی حرام فرمایا گیا اور ضابطہ یہ ہے کہ نکاح میں ہر ایسی دو عورتوں کا جمع کرنا حرام ہے جن میں سے ہر ایک کو مرد فرض کرنے سے دوسری اس کے

لیے حلال نہ ہو جیسے کہ پھوپھی بھتیجی کہ اگر پھوپھی کو مرد فرض کیا جائے تو پچھو بھتیجی اس پر حرام ہے اور اگر بھتیجی کو مرد فرض کیا جائے تو پچھو بھتیجی اس کے

پر حرام ہے حرمت دونوں طرف ہے اور اگر صرف ایک طرف سے ہو تو جمع حرام نہ ہوگی جیسے کہ عورت اور اس کے شوہر کی لڑکی ان دونوں کو جمع کرنا حلال

ہے کیونکہ شوہر کی لڑکی کو مرد فرض کیا جائے تو اس کے لیے باپ کی بی بی تو حرام رہتی ہے۔ مگر دوسری طرف سے یہ بات نہیں ہے یعنی شوہر کی بی بی کو اگر

مرد فرض کیا جائے تو یہ اجنبی ہوگا اور کوئی رشتہ ہی نہ رہے گا۔ وکے گرفتار ہو کر بغیر اپنے شوہروں کے وہ تمہارے لیے بعد استبراء (یعنی حیض آجانے

اور بچہ جننے کے بعد) حلال ہیں اگرچہ دار الحرب میں ان کے شوہر موجود ہوں کیونکہ تباہین دارین (ملک بدل جانے) کی وجہ سے ان کی شوہروں سے

فرقت ہو چکی۔ شان نزول: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم نے ایک روز بہت سی قیدی عورتیں پائیں جن کے شوہر دار الحرب میں

موجود تھے تو ہم نے ان سے قربت میں تامل کیا اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ دریافت کیا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ وکے محرمات

مذکورہ وکے نکاح سے یا ملک بیہین سے اس آیت سے کئی مسئلہ ثابت ہوئے۔ مسئلہ: نکاح میں مہر ضروری ہے۔ مسئلہ: اگر مہر معین نہ کیا ہو جب بھی

واجب ہوتا ہے۔ مسئلہ: مہر مال ہی ہوتا ہے نہ کہ خدمت و تعلیم وغیرہ جو چیزیں مال نہیں ہیں۔ مسئلہ: اتنا قلیل جس کو مال نہ کہا جائے مہر ہونے کی

صلاحیت نہیں رکھتا۔ حضرت جابر اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ مہر کی ادنیٰ مقدار دس درہم ہیں اس سے کم نہیں ہو سکتا۔ وکے اس

سے حرام کاری مراد ہے اور اس تعبیر (معنی بیان کرنے) میں تشبیہ ہے کہ زانی محض شہوت رانی کرتا اور مستی نکالتا ہے اور اس کا فعل غرض صحیح اور مقصد

کسُن سے خالی ہوتا ہے نہ اولاد حاصل کرنا نہ نسل و نسب محفوظ رکھنا نہ اپنے نفس کو حرام سے بچانا ان میں سے کوئی بات اس کو مد نظر نہیں ہوتی وہ اپنے

نطفہ و مال کو ضائع کر کے دین و دنیا کے خسارہ میں گرفتار ہوتا ہے۔ وکے خواہ عورت مہر مقرر شدہ سے کم کر دے یا بالکل بخش دے یا مرد مقدار مہر کی

اور زیادہ کر دے۔



الْمُؤْمِنَاتِ ۖ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِإِيمَانِكُمْ بَعْضُكُم مِّنْ بَعْضٍ فَإِنَّكُمْ حَوْهَنَ

کنیزیں ۷۵ اور اللہ تمہارے ایمان کو خوب جانتا ہے تم میں ایک دوسرے سے ہے تو ان سے نکاح کرو ۷۵

بِإِذْنِ أَهْلِهِنَّ وَاتُّوهُنَّ أَجُورَهُنَّ بِالْبَعْرِ وَفِ مَحْصَنَاتٍ غَيْرِ

ان کے مالکوں کی اجازت سے ۷۶ اور حسب دستور ان کے مہر انہیں دو ۷۷ قید میں آیتوں نے

مُسْفَحَاتٍ وَلَا مَتَّخِدَاتٍ أَخْدَانٍ فَإِذَا أَحْصِنَ فَإِنَّ أَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ

مستی نکالتی اور نہ یار بناتی ۷۸ جب وہ قید میں آجائیں ۷۹ پھر بُرا کام کریں

فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنَاتِ مِنَ الْعَذَابِ ۖ ذَٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ

تو ان پر اُس سزا کی آدھی ہے جو آزاد عورتوں پر ہے ۸۰ یہ ۸۱ اس کے لیے جسے تم میں سے زنا کا

الْعَتَمْتُ مِنْكُمْ ۖ وَأَنْ تَصْبِرُوا خَيْرٌ لَّكُمْ ۖ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۖ ۲۵ ۖ يَرِيدُ

اندیشہ ہے اور صبر کرنا تمہارے لیے بہتر ہے ۸۲ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے اللہ چاہتا

اللَّهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَيَتُوبَ

ہے کہ اپنے احکام تمہارے لیے صاف بیان کر دے اور تمہیں اگلوں کی روشنیوں (طور طریقے) بتا دے ۸۳ اور تم پر اپنی رحمت سے

عَلَيْكُمْ ۖ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۖ ۲۶ ۖ وَاللَّهُ يَرِيدُ أَنْ يَتُوبَ عَلَيْكُمْ وَ

رجوع فرمائے اور اللہ علم و حکمت والا ہے اور اللہ تم پر اپنی رحمت سے رجوع فرمانا چاہتا ہے اور

يُرِيدُ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الشَّهَوَاتِ أَنْ تَمِيلُوا مَيْلًا عَظِيمًا ۖ ۲۷ ۖ يَرِيدُ

جو اپنے مزوں کے پیچھے پڑے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ تم سیدھی راہ سے بہت الگ ہو جاؤ ۸۴ اللہ چاہتا

۷۵ یعنی مسلمانوں کی ایمان دار کنیزیں کیونکہ نکاح اپنی کنیز سے نہیں ہوتا وہ بغیر نکاح ہی مولیٰ کے لیے حلال ہے معنی یہ ہیں کہ جو شخص حرہ مؤمنہ سے نکاح کی

مَقْدَرَاتٍ (طاقت) و وسعت رکھتا ہو وہ ایمان دار کنیز سے نکاح کرے یہ بات عار کی نہیں ہے۔ مسئلہ: جو شخص حرہ سے نکاح کی وسعت رکھتا ہو اس کو بھی مسلمان

باندی سے نکاح کرنا جائز ہے، یہ مسئلہ اس آیت میں تو نہیں ہے مگر اوپر کی آیت ”وَأَحِلُّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَٰلِكُمْ“ (اور ان حرام کی گئیں عورتوں کے سوا جو ہیں وہ

تمہیں حلال ہیں) سے ثابت ہے۔ مسئلہ: ایسے ہی کتابیہ باندی سے بھی نکاح جائز ہے اور مؤمنہ کے ساتھ افضل و مستحب ہے جیسا کہ اس آیت سے ثابت

ہوا۔ ۷۶ یہ کوئی عار کی بات نہیں فضیلت ایمان سے ہے اسی کو کافی سمجھو۔ ۷۷ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ باندی کو اپنے مولیٰ کی اجازت کے بغیر نکاح کا حق

نہیں، اسی طرح غلام کو ۷۸ اگرچہ مالک ان کے مہر کے مولیٰ ہیں لیکن باندیوں کو دینا مولیٰ ہی کو دینا ہے کیونکہ خود وہ اور جو کچھ ان کے قبضہ میں ہو سب مولیٰ کی

ملک ہے یا یہ معنی ہیں کہ ان کے مالکوں کی اجازت سے مہر انہیں دو۔ ۷۹ یعنی غلامیہ و خفیہ کسی طرح بدکاری نہیں کرتیں ۸۰ اور شوہر دار ہو جائیں ۸۱ جو شوہر

دار نہ ہوں یعنی پچاس تازیانے (کوڑے) کیونکہ حرہ کے لیے سوتازیانے ہیں اور باندیوں کو رجم نہیں کیا جاتا کیونکہ ”رجم“ قابل تصنیف (دو حصوں میں تقسیم کے

قابل) نہیں ہے۔ ۸۲ باندی سے نکاح کرنا ۸۳ باندی کے ساتھ نکاح کرنے سے کیونکہ اس سے اولاد منلوک (غلام) پیدا ہوگی۔ ۸۴ انبیاء و صالحین

کی ۸۵ اور حرام میں مبتلا ہو کر انہیں کی طرح ہو جاؤ۔

اللَّهُ أَنْ يُخَفِّفَ عَنْكُمْ<sup>ج</sup> وَخَلَقَ الْإِنْسَانَ ضَعِيفًا<sup>٢٨</sup> يَا أَيُّهَا الَّذِينَ

ہے کہ تم پر تخفیف (آسانی) کرے ۲۸ اور آدمی کمزور بنایا گیا ۲۸ اے ایمان والو

أَمْوَالًا تَاكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً

آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق نہ کھاؤ ۲۹ مگر یہ کہ کوئی سودا

عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا<sup>٢٩</sup>

تمہاری باہمی رضامندی کا ہو ۲۹ اور اپنی جانیں قتل نہ کرو ۲۹ بے شک اللہ تم پر مہربان ہے

وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ عُدْوَانًا وَظُلْمًا فَسَوْفَ نُصَلِّيهِ نَارًا<sup>ط</sup> وَكَانَ ذَلِكَ

اور جو ظلم و زیادتی سے ایسا کرے گا تو عقربہ ہم سے آگ میں داخل کریں گے اور یہ

عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا<sup>٣٠</sup> إِنْ تَجْتَنِبُوا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نَكْفُرْ

اللہ کو آسان ہے اگر بچتے رہو کبیرہ گناہوں سے جن کی تمہیں ممانعت ہے ۳۰ تو تمہارے

عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مَدْخَلًا كَرِيمًا<sup>٣١</sup> وَلَا تَتَّبِعُوا مَا فَضَّلَ

اور گناہ ۳۱ ہم بخش دیں گے اور تمہیں عزت کی جگہ داخل کریں گے اور اس کی آرزو نہ کرو جس سے اللہ

اللَّهُ بِهِ بَعْضُكُمْ عَلَى بَعْضٍ<sup>ط</sup> لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا كَتَبُوا<sup>ط</sup> وَ

نے تم میں ایک کو دوسرے پر بڑائی دی ۳۲ مردوں کے لیے ان کی کمائی سے حصہ ہے اور

۳۲ اور اپنے فضل سے احکام اہل (آسان) کرے۔ ۳۲ اس کو عورتوں سے اور شہوات سے صبر دشوار ہے۔ حدیث میں ہے: سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عورتوں میں بھلائی نہیں اور ان کی طرف سے صبر بھی نہیں ہو سکتا، بیکوں پر وہ غالب آتی ہیں، بدان پر غالب آجاتے ہیں۔ ۳۱ چوری، خیانت، غصب، جوا،

سود جتنے حرام طریقے ہیں سب ناحق ہیں سب کی ممانعت ہے ۳۲ وہ تمہارے لیے حلال ہے ۳۳ ایسے افعال اختیار کر کے جو دنیا یا آخرت میں ہلاکت کا باعث ہوں، اس میں مسلمانوں کو قتل کرنا بھی آگیا اور مومن کا قتل خود اپنا ہی قتل ہے کیونکہ تمام مومن نفس واحد کی طرح ہیں۔ مسئلہ: اس آیت سے خودکشی کی حرمت بھی ثابت ہوئی اور نفس کا اتباع کر کے حرام میں مبتلا ہونا بھی اپنے آپ کو ہلاک کرنا ہے۔ ۳۴ اور جن پر وعید آئی یعنی وعدہ عذاب دیا گیا مثل قتل، زنا، چوری وغیرہ

کے۔ ۳۵ صغائر۔ مسئلہ: کفر و شرک تو نہ بخش جائے گا اگر آدمی اسی پر مرے (اللہ کی پناہ) باقی تمام گناہ صغیرہ ہوں یا کبیرہ اللہ کی مشیت میں ہیں چاہے ان پر عذاب کرے چاہے معاف فرمائے۔ ۳۶ خواہ دنیا کی جہت سے یا دین کی کہ آپس میں حسد و بغض نہ پیدا ہو۔ حسد نہایت بری صفت ہے حسد والا دوسرے کو اچھے حال

میں دیکھتا ہے تو اپنے لیے اس کی خواہش کرتا ہے اور ساتھ میں یہ بھی چاہتا ہے کہ اس کا بھائی اس نعمت سے محروم ہو جائے یہ ممنوع ہے، بندے کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر راضی رہے اس نے جس بندے کو جو فضیلت دی خواہ دولت و غنا کی یا دینی مناصب و مدارج کی یہ اس کی حکمت ہے۔ شان نزول: جب آیت میراث میں

”لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثِيَيْنِ“ (بیٹوں کا حصہ دو بیٹیوں برابر ہے) نازل ہوا اور میت کے ترکہ میں مرد کا حصہ عورت سے دو نامقرر کیا گیا تو مردوں نے کہا کہ ہمیں امید ہے کہ آخرت میں نیکیوں کا ثواب بھی ہمیں عورتوں سے دوناتے گا اور عورتوں نے کہا کہ ہمیں امید ہے کہ گناہ کا عذاب ہمیں مردوں سے آدھا ہوگا، اس پر یہ

آیت نازل ہوئی اور اس میں بتایا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے جس کو جو فضل دیا وہ عین حکمت ہے بندے کو چاہیے کہ وہ اس کی تقاضا پر راضی رہے۔

لِّلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا كَتَبْنَ ط وَسَأَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهِ ط إِنَّ اللّٰهَ كَانَ

عورتوں کے لیے ان کی کمائی سے حصہ دے اور اللہ سے اس کا فضل مانگو بے شک اللہ

بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ۳۲) وَلِكُلِّ جَعَلْنَا مَوَالِي مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدِينَ

سب کچھ جانتا ہے اور ہم نے سب کے لیے مال کے مستحق بنا دیئے ہیں جو کچھ چھوڑ جائیں ماں باپ

وَالْأَقْرَبُونَ ط وَالَّذِينَ عَقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ فَآتُوهُمْ نَصِيبَهُمْ ط إِنَّ

اور قرابت والے اور وہ جن سے تمہارا حلف بندھ چکا ۹۸ انہیں ان کا حصہ دو بے شک

اللّٰهَ كَانَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدًا ۳۳) الرَّجَالُ قَوْمُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا

ہر چیز اللہ کے سامنے ہے مرد افسر ہیں عورتوں پر ۹۹ اس لیے کہ

فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ وَبِمَا أَنْفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ ط فَالصّٰلِحٰتُ

اللہ نے ان میں ایک کو دوسرے پر فضیلت دی مثلا اور اس لیے کہ مردوں نے ان پر اپنے مال خرچ کیے فلا تو نیک بخت عورتیں

كُنْتُمْ حَافِظَاتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ط وَالَّتِي تَخَافُونَ نُشُوزَهُنَّ

ادب والیاں ہیں خاندان کے پیچھے حفاظت رکھتی ہیں مثلا جس طرح اللہ نے حفاظت کا حکم دیا اور جن عورتوں کی نافرمانی کا تمہیں اندیشہ ہو

فَعِظُوهُنَّ وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاصْرَبُوهُنَّ فَإِنِ اطَّعْنَكُمْ

تو انہیں سمجھاؤ مثلا اور ان سے الگ سوؤ اور انہیں مارو مثلا پھر اگر وہ تمہارے حکم میں آجائیں

۹۶ ہر ایک کو اس کے اعمال کی جزاء۔ شان نزول: اُمّ المؤمنین حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ ہم بھی اگر مرد ہوتے تو جہاد کرتے اور مردوں کی

طرح جان فدا کرنے کا ثواب عظیم پاتے، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور انہیں تسکین دی گئی کہ مرد جہاد سے ثواب حاصل کر سکتے ہیں تو عورتیں شوہروں کی

اطاعت اور پاک دائمی سے ثواب حاصل کر سکتی ہیں۔ ۹۷ اس سے عقد مولات مراد ہے اس کی صورت یہ ہے کہ کوئی مجہول النسب شخص (جس کے نسب کا کچھ پتا

نہ ہو وہ) دوسرے سے یہ کہے کہ تو میرا مولیٰ ہے میں مر جاؤں تو تو میرا وارث ہوگا اور میں کوئی جنایت کروں تو تجھے دیت دینی ہوگی دوسرا کہے میں نے قبول کیا اس

صورت میں یہ عقد صحیح ہو جاتا ہے اور قبول کرنے والا وارث بن جاتا ہے اور دیت بھی اسی کی طرح سے مجہول النسب ہو اور ایسا ہی کہے

اور یہ بھی قبول کر لے تو ان میں سے ہر ایک دوسرے کا وارث اور اس کی دیت کا ذمہ دار ہوگا یہ عقد ثابت ہے صحابہ رضی اللہ عنہم اس کے قائل ہیں۔ ۹۹ تو عورتوں

کو ان کی اطاعت لازم ہے اور مردوں کو حق ہے کہ وہ عورتوں پر رعایا کی طرح حکمرانی کریں اور ان کے مصالح اور تدابیر اور تادیب و حفاظت کی سرانجام دہی کریں۔

شان نزول: حضرت سعد بن ربیع نے اپنی بی بی حبیبہ کو کسی خطا پر ایک طمانچہ مارا ان کے والد انہیں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لے گئے اور

ان کے شوہر کی شکایت کی اس باب میں یہ آیت نازل ہوئی۔ فلا یعنی مردوں کو عورتوں پر عقل و دانائی اور جہاد اور نبوت و خلافت و امامت و اذان و خطبہ و جماعت و

جمہ و تکبیر و تشریح اور حد و قصاص کی شہادت کے اور ورثہ میں دونے حصے اور تعصیب اور نکاح و طلاق کے مالک ہونے اور نسبوں کے ان کی طرف نسبت کیے

جانے اور نماز و روزہ کے کامل طور پر قابل ہونے کے ساتھ کہ ان کے لیے کوئی زمانہ ایسا نہیں ہے کہ نماز و روزہ کے قابل نہ ہوں اور داڑھیوں اور عماموں کے

ساتھ فضیلت دی۔ فلا مسئلہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ عورتوں کے نفع مردوں پر واجب ہیں۔ فلا اپنی عفت اور شوہروں کے گھر، مال اور ان کے راز

کی فلا انہیں شوہر کی نافرمانی اور اس کے اطاعت نہ کرنے اور اس کے حقوق کا لحاظ نہ رکھنے کے نتائج سمجھاؤ جو دنیا و آخرت میں پیش آتے ہیں اور اللہ کے عذاب کا



فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا كَبِيرًا ﴿٣٣﴾ وَإِنْ خِفْتُمْ

تو ان پر زیادتی کی کوئی راہ نہ چاہو بے شک اللہ بلند بڑا ہے ﴿۳۳﴾ اور اگر تم کو میاں بی بی کے

شِقَاقٍ بَيْنَهُمَا فَبَعَثُوا حَكَمًا مِّنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِّنْ أَهْلِهَا ۗ إِنْ

جھگڑے کا خوف ہو ﴿۳۴﴾ تو ایک بیچ مرد والوں کی طرف سے بھیجو اور ایک بیچ عورت والوں کی طرف سے ﴿۳۴﴾ یہ دونوں

يُرِيدُ أَصْلًا حَائِضًا ۗ فَيُقِضُ اللَّهُ بَيْنَهُمَا ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا خَبِيرًا ﴿٣٥﴾

اگر صلح کرانا چاہیں گے تو اللہ ان میں میل (موافقت پیدا) کر دے گا بے شک اللہ جاننے والا خبردار ہے ﴿۳۵﴾

وَأَعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا ۗ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ۗ وَبِذِي

اللہ کی بندگی کرو اور اس کا شریک کسی کو نہ ٹھہراؤ ﴿۳۶﴾ اور ماں باپ سے بھلائی کرو ﴿۳۶﴾ اور

الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَالْجَارِ الْجُنُبِ

رشتہ داروں ﴿۳۷﴾ اور یتیموں اور محتاجوں ﴿۳۷﴾ اور پاس کے ہمسائے اور دور کے ہمسائے ﴿۳۷﴾

وَالصَّاحِبِ بِالْجَنُبِ وَابْنِ السَّبِيلِ ۗ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ

اور کروٹ کے ساتھی ﴿۳۸﴾ اور راہ گیر ﴿۳۸﴾ اور اپنی باندی غلام سے ﴿۳۸﴾ بے شک اللہ

لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُحْتَالًا فَخُورًا ﴿٣٦﴾ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ وَيَأْمُرُونَ

کو خوش (پسند) نہیں آتا کوئی اترانے والا بڑائی مارنے والا ﴿۳۶﴾ جو آپ بخل کریں اور اوروں

خوف دلاؤ اور بتاؤ کہ ہمارا تم پر شرعاً حق ہے اور ہماری اطاعت تم پر فرض ہے اگر اس پر بھی نہ مانتے ﴿۳۶﴾ ضرب غیر شدید ﴿۳۶﴾ اور تم گناہ کرتے ہو پھر بھی وہ تمہاری

تو یہ قبول فرماتا ہے تو تمہاری زیر دست عورتیں اگر قصور کرنے کے بعد معافی چاہیں تو تمہیں بطریق اولیٰ معاف کرنا چاہئے اور اللہ کی قدرت و برتری کا لحاظ رکھ کر ظلم

سے مہجنتیب (بچتے) رہنا چاہیے۔ ﴿۳۶﴾ اور تم دیکھو کہ سمجھانا، علیحدہ سونا، مارنا کچھ بھی کارآمد نہ ہو اور دونوں کی نا اتفاقی رفع نہ ہوئی۔ ﴿۳۶﴾ کیونکہ اقارب اپنے

رشتہ داروں کے خانگی حالات سے واقف ہوتے ہیں اور زوجین کے درمیان موافقت کی خواہش بھی رکھتے ہیں اور فریقین کو ان پر اطمینان بھی ہوتا ہے اور ان سے

اپنے دل کی بات کہنے میں تاثر بھی نہیں ہوتا ہے۔ ﴿۳۶﴾ جانتا ہے کہ زوجین میں ظالم کون ہے۔ مسئلہ: بچوں (کسی بھی برادری میں فیصلے کیلئے مقرر کردہ افراد) کو زوجین

میں تفریق کر دینے کا اختیار نہیں۔ ﴿۳۶﴾ نہ جاندار کو نہ بے جان کو نہ اس کی زوبیت میں نہ اس کی عبادت میں۔ ﴿۳۶﴾ ادب و تعظیم کے ساتھ اور ان کی خدمت میں

مستعد رہنا اور ان پر خرچ کرنے میں کمی نہ کرو۔ مسلم شریف کی حدیث ہے: سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا: اس کی ناک خاک آلود ہو۔ حضرت

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: کس کی یا رسول اللہ؟ فرمایا: جس نے بوڑھے ماں باپ پائے یا ان میں سے ایک کو پایا اور جنتی نہ ہو گیا۔ ﴿۳۶﴾ حدیث شریف میں

النَّاسِ بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُونَ مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ ۗ وَأَعْتَدْنَا

سے بخل کے لیے کہیں ۱۱۵ اور اللہ نے جو انہیں اپنے فضل سے دیا ہے اسے چھپائیں ۱۱۶ اور کافروں کے لیے

لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُهِينًا ۚ وَالَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ رِئَاءَ النَّاسِ

ہم نے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے اور وہ جو اپنے مال لوگوں کے دکھاوے کو خرچ کرتے ہیں ۱۱۷

وَلَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ ۗ وَمَنْ يَكُنِ الشَّيْطَانُ لَهُ

اور ایمان نہیں لاتے اللہ اور نہ قیمت پر اور جس کا مصاحب (ساتھی و شیر) شیطان ہوا ۱۱۸

قَرِينًا فَسَاءَ قَرِينًا ۚ وَمَا ذَا عَلَيْهِمْ لَوْ آمَنُوا بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ

تو کتنا برا مصاحب ہے اور ان کا کیا نقصان تھا اگر ایمان لاتے اللہ اور قیمت پر

وَأَنْفَقُوا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللَّهُ ۗ وَكَانَ اللَّهُ بِهِمْ عَلِيمًا ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ

اور اللہ کے دیئے میں سے اس کی راہ میں خرچ کرتے ۱۱۹ اور اللہ ان کو جانتا ہے اللہ ایک ذرہ بھر

مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَإِنْ تَكَ حَسَنَةً يُضْعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَدُنْهِ أَجْرًا

ظلم نہیں فرماتا اور اگر کوئی نیکی ہو تو اسے دوئی کرتا اور اپنے پاس سے بڑا ثواب

عَظِيمًا ۚ فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَاكَ عَلَىٰ هَؤُلَاءِ

دیتا ہے تو کیسی ہوگی جب ہم ہر امت سے ایک گواہ لائیں ۱۲۰ اور اے محبوب تمہیں ان سب پر گواہ اور نگہبان

شَهِيدًا ۚ يَوْمَئِذٍ يُؤَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا أَوْعَصُوا الرَّسُولَ لَوْ تُسَوَّىٰ

بنا کر لائیں ۱۲۱ اس دن تمنا کریں گے وہ جنہوں نے کفر کیا اور رسول کی نافرمانی کی کاش انہیں مٹی میں

تکلیف نہ دو اور سخت کاہلی نہ کرو اور کھانا کپڑا بقدر ضرورت دو۔ حدیث: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں بدخلق داخل نہ ہوگا۔ (ترمذی) ۱۱۷۱

متکبر خود میں جو رشتہ داروں اور ہمسایوں کو ذلیل سمجھے۔ ۱۱۷۲ بخل یہ ہے کہ خود دکھائے دوسرے کو نہ دے۔ ”شُح“ یہ ہے کہ نہ کھائے نہ کھلائے، بھائیہ ہے کہ خود بھی

کھائے اور دوسروں کو بھی کھلائے، بھو یہ ہے کہ آپ نہ کھائے دوسرے کو کھلائے۔ شان نزول: یہ آیت یہود کے حق میں نازل ہوئی جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی

صفت بیان کرنے میں بخل کرتے اور چھپاتے تھے۔ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ علم کو چھپانا مذموم ہے۔ ۱۱۷۳ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ کو پسند ہے کہ بندے پر

اس کی نعمت ظاہر ہو۔ مسئلہ: اللہ کی نعمت کا اظہار اخلاص کے ساتھ ہو تو یہ بھی شکر ہے اور اس لیے آدمی کو اپنی حیثیت کے لائق جائز لبا سوں میں بہتر پہننا مستحب ہے۔

۱۱۷۴ بخل کے بعد صرف بے جا کی برائی بیان فرمائی کہ جو لوگ محض نمود و نمائش اور نام آوری کے لیے خرچ کرتے ہیں اور رضائے الہی انہیں مقصود نہیں ہوتی جیسے کہ

مشرکین و منافقین یہ بھی انہیں کے حکم میں ہیں جن کا حکم اوپر گزر گیا۔ ۱۱۷۵ دنیا و آخرت میں۔ دنیا میں تو اس طرح کہ وہ شیطانی کام کر کے اس کو خوش کرتا رہا اور

آخرت میں اس طرح کہ ہر کافر ایک شیطان کے ساتھ آتش زنجیر میں جکڑا ہوا ہوگا (خازن) ۱۱۷۶ اس میں سراسر ان کا نفع ہی تھا۔ ۱۱۷۷ اس نبی کو اور وہ اپنی امت

کے ایمان و کفر و نفاق اور تمام افعال پر گواہی دیں کیونکہ انبیاء اپنی امتوں کے افعال سے باخبر ہوتے ہیں۔ ۱۱۷۸ کہ تم نبی الانبیاء اور سراسر عالم تمہاری امت۔

بِهِمُ الْأَرْضُ ٥ وَلَا يَكْتُمُونَ لِلَّهِ حَدِيثًا ٦ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا

دبا کر زمین برابر کر دی جائے اور کوئی بات اللہ سے نہ چھپا سکیں گے ۱۲۵ اے ایمان والو

لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَرَىٰ حَتَّىٰ تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ وَلَا جُنُبًا

نشہ کی حالت میں نماز کے پاس نہ جاؤ ۱۲۶ جب تک اتنا ہوئیں نہ ہو کہ جو کہو اسے سمجھو اور نہ ناپاکی کی

إِلَّا عَابِرِي سَبِيلٍ حَتَّىٰ تَغْتَسِلُوا ٧ وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَاءَ

حالت میں بے نہائے مگر مسافری میں ۱۲۷ اور اگر تم بیمار ہو ۱۲۸ یا سفر میں یا تم میں

أَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَائِطِ أَوْ لَسْتُمْ مِنَ النِّسَاءِ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَسَّؤُوا

سے کوئی تمہارے حاجت سے آیا ۱۲۹ یا تم نے عورتوں کو چھوا ۱۳۰ اور پانی نہ پایا ۱۳۱ تو پاک مٹی

صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوْهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ ٨ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَفُورًا

سے تھیم کرو ۱۳۲ تو اپنے منہ اور ہاتھوں کا مسح کرو ۱۳۳ بے شک اللہ معاف فرمانے والا

۱۲۵ کیونکہ جب وہ اپنی خطا سے مکر میں گے اور قسم کھا کر کہیں گے کہ ہم مشرک نہ تھے اور ہم نے خطا نہ کی تھی تو ان کے مومنوں پر مہر لگا دی جائے گی اور ان کے

اعضاء و جوارح کو گویائی دی جائے گی، وہ ان کے خلاف شہادت دیں گے۔ ۱۲۶ شان نزول: حضرت عبدالرحمن بن عوف نے ایک جماعت صحابہ کی دعوت کی اس

میں کھانے کے بعد شراب پیش کی گئی، بعضوں نے پی کیونکہ اس وقت تک شراب حرام نہ ہوئی تھی پھر مغرب کی نماز پڑھی امام نشہ میں ”قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ مَا تَعْبُدُونَ

مَا تَعْبُدُونَ وَ أَنْتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ“ پڑھ گئے اور دونوں جگہ ”لا“ ترک کر دیا اور نشہ میں خبر نہ ہوئی اور معنی فاسد ہو گئے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور انہیں نشہ

کی حالت میں نماز پڑھنے سے منع فرما دیا گیا تو مسلمانوں نے نماز کے اوقات میں شراب ترک کر دی اس کے بعد شراب بالکل حرام کر دی گئی۔ مسئلہ: اس سے ثابت

ہوا کہ آدمی نشہ کی حالت میں کلمہ کفر زبان پر لانے سے کافر نہیں ہوتا اس لیے کہ ”قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ“ میں دونوں جگہ ”لا“ کا ترک کفر ہے لیکن اس حالت میں

حضور نے اس پر کفر کا حکم نہ فرمایا بلکہ قرآن پاک میں ان کو ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا“ سے خطاب فرمایا گیا۔ ۱۲۷ جبکہ پانی نہ پاؤ تیمم کر لو ۱۲۸ اور پانی کا استعمال ضرر

کرتا ہو ۱۲۹ یہ رکنا یہ ہے بے وضو ہونے سے ۱۳۰ یعنی جماع کیا ۱۳۱ اس کے استعمال پر قادر نہ ہونے، خواہ پانی موجود نہ ہونے کے باعث یادور ہونے کے

سبب یا اس کے حاصل کرنے کا آلہ نہ ہونے کے سبب یا سانپ، درندہ، دشمن وغیرہ کوئی مانع ہونے کے باعث ۱۳۲ یہ حکم مریضوں، مسافروں، جنابت اور حدث

والوں کو شامل ہے جو پانی نہ پائیں یا اس کے استعمال سے عاجز ہوں۔ (مدارک) مسئلہ: حیض و نفاس سے طہارت کے لیے بھی پانی سے عاجز ہونے کی صورت میں تیمم

جائز ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ ۱۳۳ طریقہ تیمم: تیمم کرنے والا دل سے پاکی حاصل کرنے کی نیت کرے تیمم میں نیت پالا جماع شرط ہے کیونکہ وہ

نص سے ثابت ہے، جو چیز مٹی کی جنس سے ہو جیسے گرد، ریتا، پتھر ان سب پر تیمم جائز ہے خواہ پتھر پر غبار بھی نہ ہو لیکن پاک ہونا ان چیزوں کا شرط ہے۔ تیمم میں

دو ضربیں ہیں: ایک مرتبہ ہاتھ مار کر چہرہ پر پھیر لیں دوسری مرتبہ ہاتھوں پر۔ مسئلہ: پانی کے ساتھ طہارت اصل ہے اور تیمم پانی سے عاجز ہونے کی حالت میں اس کا

پورا پورا قائم مقام ہے جس طرح حدث پانی سے زائل ہوتا ہے اسی طرح تیمم سے حتیٰ کہ ایک تیمم سے بہت سے فرائض و نوافل پڑھے جاسکتے ہیں۔ مسئلہ: تیمم کرنے

والے کے پیچھے غسل اور وضو کرنے والے کی اقتداء صحیح ہے۔ شان نزول: غزوہ بنی النضلیق میں جب لشکر اسلام شب کو ایک بیابان میں اترا جہاں پانی نہ تھا اور صبح

وہاں سے کوچ کرنے کا ارادہ تھا وہاں اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہارگم ہو گیا اس کی تلاش کے لیے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں اقامت

فرمائی، صبح ہوئی تو پانی نہ تھا اللہ تعالیٰ نے آیت تیمم نازل فرمائی۔ اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اے آل ابوبکر! تمہاری پہلی ہی برکت نہیں ہے یعنی

تمہاری برکت سے مسلمانوں کو بہت آسانیاں ہوئیں اور بہت فوائد پہنچے پھر اونٹ اٹھایا گیا تو اس کے نیچے ہار ملا۔ ہارگم ہونے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نہ

بتانے میں بہت حکمتیں ہیں، حضرت صدیقہ کے ہار کی وجہ سے قیام ان کی فضیلت و منزلت کا مفسر (ظاہر کرنے والا) ہے، صحابہ کا جتو فرمانا، اس میں ہدایت ہے کہ



غُفُورًا ۳۳) أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أَوْتُوا نَصِيبًا مِنَ الْكِتَابِ يُشْتَرُونَ

بخشنے والا ہے کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جن کو کتاب سے ایک حصہ ملا ۱۳۴۹ گمراہی مول

الصَّلَاةَ وَيُرِيدُونَ أَنْ تَضَلُّوا السَّبِيلَ ۳۴) وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِأَعْدَائِكُمْ ۝ ط

لیتے ہیں ۱۳۵۰ اور چاہتے ہیں ۱۳۵۱ کہ تم بھی راہ سے بہک جاؤ اور اللہ خوب جانتا ہے تمہارے دشمنوں کو ۱۳۵۲

وَكَفَى بِاللَّهِ وَلِيًّا ۳۵) وَكَفَى بِاللَّهِ نَصِيرًا ۳۵) مِنَ الَّذِينَ هَادُوا

اور اللہ کافی ہے والی ۱۳۵۳ اور اللہ کافی ہے مددگار کچھ یہودی کلاموں (ارشادات خداوندی)

يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِهِ وَيَقُولُونَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَأَسْمَعُ

کو ان کی جگہ سے پھیرتے ہیں ۱۳۵۴ اور ۱۳۵۵ کہتے ہیں ہم نے سنا اور نہ مانا اور ۱۳۵۶ سننے

غَيْرِ مُسْمِعٍ ۳۶) وَرَاعِنَا بِاللِّسَانِ وَطَعْنَا فِي الدِّينِ ۳۷) وَلَوْ أَنَّهُمْ

آپ سنائے نہ جائیں ۱۳۵۷ اور راعنا کہتے ہیں ۱۳۵۸ زبانیں پھیر کر ۱۳۵۹ اور دین میں طعنہ کے لیے ۱۳۶۰ اور اگر وہ ۱۳۶۱

قَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَأَسْمَعُ ۳۸) وَأَنْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَأَقْوَمًا ۳۹)

کہتے کہ ہم نے سنا اور مانا اور حضور ہماری بات سنیں اور حضور ہم پر نظر فرمائیں تو ان کے لیے بھلائی اور راستی میں زیادہ ہوتا

وَلَكِنْ لَعَنَهُمُ اللَّهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُونَ إِلَّا قَلِيلًا ۴۰) يَا أَيُّهَا

لیکن ان پر تو اللہ نے لعنت کی ان کے کفر کے سبب تو یقین نہیں رکھتے مگر تھوڑا ۱۳۶۲ اے

الَّذِينَ أَوْتُوا الْكِتَابَ إِمْنًا ۴۱) وَإِنَّا لَنَرُّنَا مَصَدِّقًا لِمَا مَعَكُمْ مِّنْ قَبْلِ

کتاب والو ایمان لاؤ اس پر جو ہم نے اتارنا تمہارے ساتھ والی کتاب ۱۳۶۳ کی تصدیق فرماتا قبل اس کے

حضور کی ازواج کی خدمت مؤمنین کی سعادت ہے اور پھر حکم تیمم ہونا معلوم ہوتا ہے کہ حضور کی ازواج کی خدمت کا ایسا صلہ ہے جس سے قیامت تک مسلمان

مُنْتَفِعٌ ہوتے رہیں گے، سبحان اللہ۔ ۱۳۶۴ وہ یہ کہ تورات سے انہوں نے صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت کو پہچانا اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا جو اس

میں بیان تھا اس حصہ سے وہ محروم رہے اور آپ کی نبوت کے منکر ہو گئے۔ شان نزول: یہ آیت رفاعہ بن زید اور مالک بن خنیشم یہودیوں کے حق میں نازل ہوئی یہ

دونوں جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کرتے تو زبان ٹیڑھی کر کے بولتے ۱۳۶۵ حضور کی نبوت کا انکار کر کے۔ ۱۳۶۶ اے مسلمانو! ۱۳۶۷ اور اس نے

تمہیں بھی ان کی عداوت پر خبردار کر دیا تو چاہیے کہ ان سے بچتے رہو۔ ۱۳۶۸ اور جس کا کارساز اللہ ہوا سے کیا اندیشہ۔ ۱۳۶۹ جو تورات شریف میں اللہ تعالیٰ نے سید

عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت میں فرمائے ۱۳۷۰ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں کچھ حکم فرماتے ہیں تو ۱۳۷۱ کہتے ہیں: ۱۳۷۲ یہ کلمہ ذہبتین ہے (یعنی) مدح و

ذم کے دونوں پہلو رکھتا ہے۔ مدح کا پہلو تو یہ ہے کہ کوئی ناگوار بات آپ کے سننے میں نہ آئے اور ذم کا پہلو یہ کہ آپ کو سننا نصیب نہ ہو۔ ۱۳۷۳ باوجودیکہ اس کلمہ کے

ساتھ خطاب کی ممانعت کی گئی ہے کیونکہ یہ ان کی زبان میں خراب معنی رکھتا ہے۔ ۱۳۷۴ حق سے باطل کی طرف۔ ۱۳۷۵ کہ وہ اپنے رفیقوں سے کہتے تھے کہ ہم حضور کی

بدگویی کرتے ہیں اگر آپ نبی ہوتے تو آپ اس کو جان لیتے اللہ تعالیٰ نے ان کے جبٹ نماز کو ظاہر فرما دیا۔ ۱۳۷۶ بجائے ان کلمات کے اہل ادب کے طریقہ پر

۱۳۷۷ اتنا کہ اللہ نے انہیں پیدا کیا اور روزی دی اور اس قدر کافی نہیں جب تک کہ تمام ایمانیات کو نہ مانیں اور سب کی تصدیق نہ کریں۔ ۱۳۷۸ تورات۔

أَنْ تَطِيسَ وَجُوهًا فَنُرَدَّهَا عَلَىٰ أَدْبَارِهَا أَوْ نُلْعَمَهُمْ كَمَا لَعَنَّا

کہ ہم بگاڑیں کچھ مونہوں کو ۱۴۹؎ تو انہیں پھیریں ان کی پیٹھ کی طرف یا انہیں لعنت کریں جیسی لعنت کی

أَصْحَابِ السَّبْتِ ۖ وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ مَفْعُولًا ﴿۳۷﴾ إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ

ہفتہ والوں پر ۱۵۰؎ اور خدا کا حکم ہو کر رہے بے شک اللہ اسے نہیں بخشتا کہ

يُشْرِكَ بِهِ وَيَغْفِرَ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ ۚ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ

اس کے ساتھ کفر کیا جائے اور کفر سے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہے معاف فرما دیتا ہے ۱۵۱؎ اور جس نے خدا کا شریک ٹھہرایا

فَقَدْ افْتَرَىٰ إِثْمًا عَظِيمًا ﴿۳۸﴾ أَلَمْ تَرَ إِلَىٰ الَّذِينَ يَزُكُّونَ أَنفُسَهُمْ ۖ

اس نے بڑے گناہ کا طوفان باندھا کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جو خود اپنی ستھرائی بیان کرتے ہیں ۱۵۲؎

بَلِ اللَّهِ يَزِيغُ مَنِ يَشَاءُ وَلَا يُظْلَمُونَ فَتِيلًا ﴿۳۹﴾ أَنْظُرْ كَيْفَ

بلکہ اللہ جسے چاہے ستھرا کرے اور ان پر ظلم نہ ہوگا دائرہ خرماء کے ڈورے برابر ۱۵۳؎ دیکھو کیسا

يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكُذِبَ ۖ وَكَفَىٰ بِهِ إِثْمًا مُّبِينًا ﴿۴۰﴾ أَلَمْ تَرَ إِلَىٰ

اللہ پر جھوٹ باندھ رہے ہیں ۱۵۴؎ اور یہ کافی ہے صریح (کھلا) گناہ کیا تم نے وہ نہ دیکھے

الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِّنَ الْكِتَابِ يُؤْمِنُونَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوتِ

جنہیں کتاب کا ایک حصہ ملا ایمان لاتے ہیں بت اور شیطان پر

۱۴۹؎ آنکھ، ناک، ابرو وغیرہ نقشہ مٹا کر ۱۵۰؎ ان دونوں باتوں میں سے ایک ضرور لازم ہے اور لعنت تو ان پر ایسی بڑی کہ دنیا انہیں ملعون کہتی ہے، یہاں مفسرین کے چند اقوال ہیں: بعض اس وعید کا وقوع دنیا میں بتاتے ہیں، بعض آخرت میں، بعض کہتے ہیں کہ لعنت ہو چکی اور وعید واقع ہو گئی، بعض کہتے ہیں: ابھی انتظار ہے، بعض کا قول ہے کہ یہ وعید اس صورت میں تھی جبکہ یہود میں سے کوئی ایمان نہ لاتا اور چونکہ بہت سے یہود ایمان لے آئے اس لیے شرط نہیں پائی گئی اور وعید اٹھ گئی۔

حضرت عبد اللہ بن سلام جو اعظم علمائے یہود سے ہیں انہوں نے ملک شام سے واپس آتے ہوئے راہ میں یہ آیت سنی اور اپنے گھر پہنچنے سے پہلے اسلام لا کر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نہیں خیال کرتا تھا کہ میں اپنا منہ پیٹھ کی طرف پھر جانے سے پہلے اور چہرہ کا نقشہ مٹ جانے سے قبل آپ کی خدمت میں حاضر ہو سکوں گا یعنی اس خوف سے انہوں نے ایمان لانے میں جلدی کی کیونکہ توریت شریف سے انہیں آپ کے رسول

برحق ہونے کا یقینی علم تھا، اسی خوف سے حضرت کعب احبار جو علماء یہود میں بڑی منزلت رکھتے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہ آیت سن کر مسلمان ہو گئے۔ ۱۵۱؎

معنی یہ ہیں کہ جو کفر پر مرے اس کی بخشش نہیں اس کے لیے نیشنگی کا عذاب ہے اور جس نے کفر نہ کیا ہو وہ خواہ کتنا ہی گناہگار، مُرتکب گناہگار ہو اور بے توبہ بھی مر جائے تو اس کے لیے خلود نہیں اس کی مغفرت اللہ کی مشیت میں ہے چاہے معاف فرمائے یا اس کے گناہوں پر عذاب کرے پھر اپنی رحمت سے جنت میں داخل فرمائے۔

اس آیت میں یہود کو ایمان کی ترغیب ہے اور اس پر بھی دلالت ہے کہ یہود پر عرف شرع میں مشرک کا اطلاق درست ہے۔ ۱۵۲؎ یہ آیت یہود و نصاریٰ کے حق میں نازل ہوئی جو اپنے آپ کو اللہ کا بیٹا اور اس کا پیارا بتاتے تھے اور کہتے تھے کہ یہود و نصاریٰ کے سوا کوئی جنت میں نہ داخل ہوگا۔ اس آیت میں بتایا گیا کہ انسان کا

دینداری اور صلاح و تقویٰ اور قرب و تقبولیت کا مدعی ہونا اور اپنے منہ سے اپنی تعریف کرنا کام نہیں آتا۔ ۱۵۳؎ یعنی بالکل ظلم نہ ہوگا وہی سزا دی جائے گی جس کے وہ مستحق ہیں۔ ۱۵۴؎ اپنے آپ کو بے گناہ اور مقبول بارگاہ بنا کر۔

وَيَقُولُونَ لِلَّذِينَ كَفَرُوا هَؤُلَاءِ أَهْدَىٰ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا

اور کافروں کو کہتے ہیں کہ یہ مسلمانوں سے زیادہ راہ

سَبِيلًا ﴿٥١﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ ۖ وَمَنْ يَلْعَنِ اللَّهُ فَلَنْ

پر ہیں یہ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی اور جسے خدا لعنت کرے تو ہرگز

تَجِدَلَهُ نَصِيرًا ﴿٥٢﴾ أَمْ لَهُمْ نَصِيبٌ مِّنَ الْمُلْكِ فَإِذَا لَا يَأْتُونَ

اس کا کوئی یار نہ پائے گا ۱۵۱ کیا ملک میں ان کا کچھ حصہ ہے ۱۵۲ ایسا ہو تو لوگوں

النَّاسِ نَصِيرًا ﴿٥٣﴾ أَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلَىٰ مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ ۖ

کو تیل بھر نہ دیں یا لوگوں سے حسد کرتے ہیں ۱۵۳ اس پر جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا ۱۵۴

فَقَدْ آتَيْنَا آلَ إِبْرَاهِيمَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَآتَيْنَاهُمْ مُلْكًا عَظِيمًا ﴿٥٤﴾

تو ہم نے تو ابراہیم کی اولاد کو کتاب اور حکمت عطا فرمائی اور انہیں بڑا ملک دیا ۱۵۵

فِيهِمْ مِّنْ أَمْنٍ بِهِ وَمِنْهُمْ مَّنْ صَدَّ عَنْهُ ۖ وَكَفَىٰ بِجَهَنَّمَ سَعِيرًا ﴿٥٥﴾

تو ان میں کوئی اس پر ایمان لایا نہ اور کسی نے اس سے منہ پھیرا ۱۵۶ اور دوزخ کافی ہے بھڑکتی آگ ۱۵۷

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِنَا سَوْفَ نُصَلِّيهِمْ نَارًا ۖ كَلْبًا نَّضَجَتْ

جنہوں نے ہماری آیتوں کا انکار کیا عنقریب ہم ان کو آگ میں داخل کریں گے جب کبھی ان کی کھالیں

جُلُودُهُمْ بَدَلْنَاهُمْ جُلُودًا غَيْرَهَا لِيَذُوقُوا الْعَذَابَ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ

پک جائیں گی ہم ان کے سوا اور کھالیں نہیں بدل دیں گے کہ عذاب کا مزہ لیں بے شک اللہ

۱۵۸ شان نزول: یہ آیت کعب بن اشرف وغیرہ علماء یہود کے حق میں نازل ہوئی جو ستر سواروں کی جمعیت لے کر قریش سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ

جنگ کرنے پر حلف لینے پہنچے قریش نے ان سے کہا چونکہ تم کتابی ہو اس لیے تم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ زیادہ قرب رکھتے ہو ہم کیسے اطمینان کریں کہ

تم ہم سے فریب کے ساتھ نہیں مل رہے ہو اگر اطمینان دلانا ہو تو ہمارے بتوں کو سجدہ کرو تو انہوں نے شیطان کی اطاعت کر کے بتوں کو سجدہ کیا، پھر ابوسفیان نے کہا

کہ ہم ٹھیک راہ پر ہیں یا محمد مصطفیٰ! (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ کعب بن اشرف نے کہا: تم ہی ٹھیک راہ پر ہو۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے ان پر لعنت

فرمائی کہ انہوں نے حضور کی عداوت میں مشرکین کے بتوں تک کو پوجا۔ ۱۵۹ یہود کہتے تھے کہ ہم ملک و موت کے زیادہ حق دار ہیں تو ہم کیسے عربوں کا اتباع

کریں! اللہ تعالیٰ نے ان کے اس دعوے کو جھٹلادیا کہ ان کا ملک میں حصہ ہی کیا ہے اور اگر بالفرض کچھ ہوتا تو ان کا بخل اس درجہ کا ہے کہ ۱۶۰ نبی صلی اللہ علیہ

وسلم اور اہل ایمان سے ۱۶۱ نبوت و نصرت و غلبہ و عزت وغیرہ نعمتیں۔ ۱۶۲ جیسا کہ حضرت یوسف اور حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہم السلام کو تو پھر اگر

اپنے حبیب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر کرم کیا تو اس سے کیوں جلتے اور حسد کرتے ہو۔ ۱۶۳ جیسے کہ حضرت عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھ والے سید

عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے۔ ۱۶۴ اور ایمان سے محروم رہا ۱۶۵ اس کے لیے جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لائے۔



عَزِيزًا حَكِيمًا ﴿۵۲﴾ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سُدَّ خَلْمُهُمْ

غالب حکمت والا ہے اور جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کیے عنقریب ہم انہیں

جَنَّتْ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۖ لَهُمْ فِيهَا

باغوں میں لے جائیں گے جن کے نیچے نہریں رواں ان میں ہمیشہ رہیں گے ان کے لیے وہاں

أَزْوَاجٌ مُطَهَّرَةٌ ۖ وَدُخُلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيلًا ﴿۵۳﴾ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ

ستھری بیبیاں ہیں ﴿۵۳﴾ اور ہم انہیں وہاں داخل کریں گے جہاں سایہ ہی سایہ ہوگا ﴿۵۳﴾ بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ

تُؤَدُّوا إِلَىٰ أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا

امانتیں جن کی ہیں انہیں سپرد کرو ﴿۵۴﴾ اور یہ کہ جب تم لوگوں میں فیصلہ کرو تو انصاف کے

بِالْعَدْلِ ۖ إِنَّ اللَّهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ سَبِيعًا بَصِيرًا ﴿۵۴﴾

ساتھ فیصلہ کرو ﴿۵۴﴾ بے شک اللہ تمہیں کیا ہی خوب نصیحت فرماتا ہے بے شک اللہ سنتا دیکھتا ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ

اے ایمان والو حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا ﴿۵۵﴾ اور ان کا جو تم میں حکومت

مِنْكُمْ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ

والے ہیں ﴿۵۵﴾ پھر اگر تم میں کسی بات کا جھگڑا اٹھے تو اُسے اللہ و رسول کے حضور رجوع کرو اگر

﴿۵۵﴾ جو ہر نجاست و گندی اور قابل نفرت چیز سے پاک ہیں۔ ﴿۵۶﴾ یعنی سایہ جنت جس کی راحت و آسائش، رسائی فہم و احاطہ بیان سے بالاتر ہے۔ ﴿۵۷﴾ اصحاب

امانات اور حکام کو امانتیں دیا جائے اور ساتھ حق دار کو ادا کرنے اور فیصلوں میں انصاف کرنے کا حکم دیا، بعض مفسرین کا قول ہے کہ فرانس بھی اللہ تعالیٰ کی امانتیں

پہن ان کی اور ابھی اس حکم میں داخل ہے۔ ﴿۵۶﴾ فریقین میں سے اصلاً کسی کی رعایت نہ ہو۔ علماء نے فرمایا کہ حاکم کو چاہیے کہ پانچ باتوں میں فریقین کے ساتھ برابر

سلوک کرے (۱) اپنے پاس آنے میں جیسے ایک کو موقع دے دوسرے کو بھی دے۔ (۲) نشست دونوں کو ایک سی دے۔ (۳) دونوں کی طرف برابر متوجہ رہے۔ (۴)

کلام سننے میں ہر ایک کے ساتھ ایک ہی طریقہ رکھے (۵) فیصلہ دینے میں حق کی رعایت کرے جس کا دوسرے پر حق ہو پورا پورا دلائے۔ حدیث شریف میں ہے:

انصاف کرنے والوں کو قرب الہی میں نوری منبر عطا ہوں گے۔ شان نزول: بعض مفسرین نے اس کے شان نزول میں اس واقعہ کا ذکر کیا ہے کہ فتح مکہ کے وقت سید

عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن طلحہ خادم کعبہ سے کعبہ معظمہ کی کلید (چابی) لے لی، پھر جب یہ آیت نازل ہوئی تو آپ نے وہ کلید انہیں واپس دی اور فرمایا کہ

اب یہ کلید ہمیشہ تمہاری نسل میں رہے گی اس پر عثمان بن طلحہ حجتی اسلام لائے اگرچہ یہ واقعہ تھوڑے تھوڑے تغیرات کے ساتھ بہت سے محدثین نے ذکر کیا ہے مگر

احادیث پر نظر کرنے سے یہ قابل وثوق (قابل یقین) نہیں معلوم ہوتا کیونکہ ابن عبد اللہ اور ابن مندہ اور ابن اثیر کی روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ عثمان بن طلحہ

۸ھ میں مدینہ طیبہ حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہو چکے تھے اور انہوں نے فتح مکہ کے روز کئی خود اپنی خوشی سے پیش کی تھی، بخاری اور مسلم کی حدیثوں سے یہی مستفاد

ہوتا ہے۔ ﴿۵۶﴾ کہ رسول کی اطاعت اللہ ہی کی اطاعت ہے۔ بخاری و مسلم کی حدیث ہے: سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے میری اطاعت کی اس نے میری

نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔ ﴿۵۷﴾ اسی حدیث میں حضور فرماتے ہیں: جس نے امیر کی اطاعت کی اس نے میری

اطاعت کی اور جس نے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی، اس آیت سے ثابت ہوا کہ مسلم امراء و حکام کی اطاعت واجب ہے جب تک وہ حق کے موافق

تُوْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۚ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ۝۵۹ اَلَمْ

اللہ و قیامت پر ایمان رکھتے ہو ۱۶۹ یہ بہتر ہے اور اس کا انجام سب سے اچھا کیا تم نے

تَرٰ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَا اُنزِلَ اِلَيْكَ وَمَا اُنزِلَ

انہیں نہ دیکھا جن کا دعویٰ ہے کہ وہ ایمان لائے اس پر جو تمہاری طرف اُترا اور اس پر جو تم

مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْا اَنْ

سے پہلے اُترا پھر چاہتے ہیں کہ شیطان کو اپنا بیچ بنائیں اور ان کو تو حکم یہ تھا کہ

يَكْفُرُوْا بِهٖ ۚ وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُضِلَّهُمْ ضَلٰلًا بَعِيْدًا ۝۶۰ وَاِذَا

اُسے اصلاً نہ مانیں اور انہیں یہ چاہتا ہے کہ انہیں دور بہکا دے ۱۷۰ اور جب

قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلَى مَا اُنزِلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ رَاٰتِ السُّفٰقِيْنَ

ان سے کہا جائے کہ اللہ کی اتاری کتاب اور رسول کی طرف آؤ تو تم دیکھو گے کہ منافق

يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا ۝۶۱ فَكَيْفَ اِذَا اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌۭ بِمَا

تم سے منہ موڑ کر پھر جاتے ہیں کیسی ہوگی جب ان پر کوئی افتاد (مصیبت) پڑے ۱۷۱ بدلہ اس کا

قَدَّمَتْ اَيْدِيَهُمْ ثُمَّ جَاءُوْكَ يَحْلِفُوْنَ ۙ بِاللّٰهِ اِنْ اَرَدْنَا اِلَّا اِحْسٰنًا

جو ان کے ہاتھوں نے آگے بھیجا ۱۷۲ پھر اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اللہ کی قسم کھاتے کہ ہمارا مقصود تو بھلائی

رہیں اور اگر حق کے خلاف حکم کریں تو ان کی اطاعت نہیں۔ ۱۶۹ اس آیت سے معلوم ہوا کہ احکام تین قسم کے ہیں: ایک وہ جو ظاہر کتاب یعنی قرآن سے ثابت

ہوں، ایک وہ جو ظاہر حدیث سے، ایک وہ جو قرآن و حدیث کی طرف بطریق قیاس رجوع کرنے سے۔ ”اولی الامر“ میں امام، امیر، بادشاہ، حاکم، قاضی سب داخل

ہیں، خلافت کاملہ تو زمانہ رسالت کے بعد تیس سال رہی مگر خلافت ناقصہ خلفاء عباسیہ میں بھی تھی اور اب تو امامت بھی نہیں پائی جاتی کیونکہ امام کے لیے قریش میں

سے ہونا شرط ہے اور یہ بات اکثر مقامات میں معدوم ہے لیکن سلطنت و امامت باقی ہے اور چونکہ سلطان و امیر بھی اولی الامر میں داخل ہیں اس لیے ہم پر ان کی

اطاعت بھی لازم ہے۔ ۱۷۰ شان نزول: بشر نامی ایک منافق کا ایک یہودی سے جھگڑا تھا یہودی نے کہا: چلو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے طے کرالیں منافق نے

خیال کیا کہ حضور تو بے رعایت محض حق فیصلہ دیں گے اس کا مطلب حاصل نہ ہوگا اس لیے اس نے باوجود معنی ایمان ہونے کے یہ کہا کہ کعب بن اشرف یہودی کو بیچ

بناؤ (قرآن کریم میں طاغوت سے اس کعب بن اشرف کے پاس فیصلہ لے جانا مراد ہے) یہودی جانتا تھا کہ کعب رشوت خور ہے اس لیے اس نے باوجود ہم مذہب

ہونے کے اس کو بیچ (فیصلہ کرنے والا) تسلیم نہ کیا ناچار (مجبوراً) منافق کو فیصلہ کے لیے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور آنا پڑا۔ حضور نے جو فیصلہ دیا وہ یہودی

کے موافق ہوا یہاں سے فیصلہ سننے کے بعد پھر منافق یہودی کے درپے ہوا اور اسے مجبور کر کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لایا، یہودی نے آپ سے عرض کیا کہ

میرا اس کا معاملہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم طے فرما چکے لیکن یہ حضور کے فیصلہ سے راضی نہیں آپ سے فیصلہ چاہتا ہے، فرمایا کہ ہاں میں ابھی آکر اس کا فیصلہ کرتا

ہوں یہ فرما کر مکان میں تشریف لے گئے اور تلو اور لاکر اس کو قتل کر دیا اور فرمایا: جو اللہ اور اس کے رسول کے فیصلہ سے راضی نہ ہو اس کا میرے پاس یہ فیصلہ ہے۔

۱۷۱ جس سے بھاگنے بچنے کی کوئی راہ نہ ہو جیسی کہ بشر منافق پر پڑی کہ اس کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قتل کر دیا۔ ۱۷۲ کفر و نفاق اور معاصی، جیسا کہ بشر منافق

نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ سے اعراض کر کے کیا۔

وَتَوْفِيًّا ٦٢) أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَعْلَمُ اللَّهُ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَعْرِضْ

اور میل ہی تھا ۱۷۱ ان کے دلوں کی تو بات اللہ جانتا ہے تو تم ان سے چشم پوشی

عَنْهُمْ وَعَظْمُهُمْ وَقُلْ لَهُمْ فِي أَنْفُسِهِمْ قَوْلًا بَلِيغًا ٦٣) وَمَا أَرْسَلْنَا

کرو اور انہیں سمجھاؤ اور ان کے معاملہ میں اُن سے رسا (اثر کرنے والی) بات کہو ۱۷۲ اور ہم نے کوئی

مِنْ رَسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ ٦٤) وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ

رسول نہ بھیجا مگر اس لیے کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے ۱۷۳ اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں ۱۷۴

جَاءُوكَ فَاسْتَغْفِرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ

تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت

تَوَّابًا رَحِيمًا ٦٥) فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِي مَا شَجَرَ

توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں ۱۷۵ تو اے محبوب تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں

بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا

حکم نہ بنائیں پھر جو کچھ تم حکم فرما دو اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے

تَسْلِيمًا ٦٦) وَلَوْ أَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ أَنْ اقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ أَوْ ائْتُوا

مان لیں ۱۷۶ اور اگر ہم اُن پر فرض کرتے کہ اپنے آپ کو قتل کر دو یا اپنے گھر بار چھوڑ کر

۱۷۷ اور وہ عذروندامت کچھ کام نہ دے جیسا کہ بشر منافق کے مارے جانے کے بعد اس کے اولیاء اس کے خون کا بدلہ طلب کرنے آئے اور بے جا معذرتیں کرنے

اور باتیں بنانے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے خون کا کوئی بدلہ نہیں دلا یا کیونکہ وہ کُفَّسْتِي ہی (قتل ہی کے لائق) تھا۔ ۱۷۸ جوان کے دل میں اثر کر جائے۔ ۱۷۹

جبکہ رسول کا بھیجنا ہی اس لیے ہے کہ وہ مطاع (لائق اطاعت) بنائے جائیں اور ان کی اطاعت فرض ہو تو جوان کے حکم سے راضی نہ ہو اس نے رسالت کو تسلیم نہ کیا

وہ کافر واجب القتل ہے۔ ۱۸۰ محصیت و نافرمانی کر کے ۱۸۱ اس سے معلوم ہوا کہ بارگاہ الہی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ اور آپ کی شفاعت

کاربر آری (حاجت روائی) کا ذریعہ ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات شریف کے بعد ایک اعرابی روضہ اقدس پر حاضر ہوا اور روضہ شریف کی خاک پاک

اپنے سر پر ڈالی اور عرض کرنے لگا: یا رسول اللہ! جو آپ نے فرمایا ہم نے سنا اور جو آپ پر نازل ہوا اس میں یہ آیت بھی ہے ”وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا“ میں نے بیشک

اپنی جان پر ظلم کیا اور میں آپ کے حضور میں اللہ سے اپنے گناہ کی بخشش چاہنے حاضر ہوا تو میرے رب سے میرے گناہ کی بخشش کرائیے، اس پر قبر شریف سے ندا

آئی کہ تیری بخشش کی گئی۔ اس سے چند مسائل معلوم ہوئے۔ مسئلہ: اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض حاجت کے لیے اس کے مقبولوں کو وسیلہ بنانا ذریعہ کامیابی ہے۔

مسئلہ: قبر پر حاجت کے لیے جانا بھی ”جَاءُوكَ“ میں داخل اور ”خَيْرُ الْقُرُونِ“ کا معمول ہے۔ مسئلہ: بعد وفات مقبولان حق کو ”یَا“ کے ساتھ ندا کرنا جائز

ہے۔ مسئلہ: مقبولان حق مدد فرماتے ہیں اور ان کی دعا سے حاجت روائی ہوتی ہے۔ ۱۸۲ معنی یہ ہیں کہ جب تک آپ کے فیصلے اور حکم کو صدق دل سے نہ مان لیں

مسلمان نہیں ہو سکتے۔ سبحان اللہ! اس سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان معلوم ہوتی ہے۔ شان نزول: پہاڑ سے آنے والا پانی جس سے باغوں میں آب

رسانی کرتے ہیں اس میں ایک انصاری کا حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے جھگڑا ہوا معاملہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پیش کیا گیا، حضور نے فرمایا: اے زبیر!

تم اپنے باغ کو پانی دے کر اپنے پڑوسی کی طرف پانی چھوڑ دو یہ انصاری کو گراں گزرا اور اس کی زبان سے یہ کلمہ نکلا کہ زبیر آپ کے پھوپھی زاد بھائی ہیں،



دِيَارِكُمْ مَا فَعَلُوهُ إِلَّا قَلِيلٌ مِّنْهُمْ ٦٥ وَلَوْ أَنَّهُمْ فَعَلُوا مَا يُوعَظُونَ

نکل جاؤ ۶۵؎ تو اُن میں تھوڑے ہی ایسا کرتے اور اگر وہ کرتے جس بات کی انہیں نصیحت دی جاتی

بِهِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَأَشَدَّ تَثِيْبًا ٦٦ ۞ وَإِذَا لَأَتَيْنَهُمْ مِّن لَّدُنَّا أَجْرًا

ہے ۶۶؎ تو اس میں اُن کا بھلا تھا اور ایمان پر خوب جتنا اور ایسا ہوتا تو ضرور ہم انہیں اپنے پاس سے بڑا

عَظِيمًا ٦٧ ۞ وَلَهَدَيْنَهُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا ٦٨ ۞ وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ

ثواب دیتے اور ضرور ان کو سیدھی راہ کی ہدایت کرتے اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے

فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ

تو اُسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء ۱۸۲؎ اور صدیق ۱۸۳؎

وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ ۚ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا ٦٩ ۞ ذَٰلِكَ الْفَصْلُ

اور شہید ۱۸۴؎ اور نیک لوگ ۱۸۵؎ اور یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں یہ اللہ کا

مِنَ اللَّهِ ٧٠ ۞ وَكَفَى بِاللَّهِ عَٰلِمًا ٧١ ۞ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا خُذُوا حِذْرًا كَمَا

فضل ہے اور اللہ کافی ہے جاننے والا اے ایمان والو ہوشیاری سے کام لو ۱۸۶؎

فَأَنْفِرُوا فِي الْحَرِّ وَالْبُرْدِ وَالسَّلْطَانِ الْمُنِيرِ ٧٢ ۞ وَإِن مِّنْكُمْ لَسَنٌ يُّبَيِّنُ

پھر دشمن کی طرف تھوڑے تھوڑے ہو کر نکلو یا اکٹھے چلو اور تم میں کوئی وہ ہے کہ ضرور دیر لگائے گا ۱۸۷؎

بِأُحْسَنِ الْكَلِمِ ۚ وَهُوَ يُعَلِّمُ الْوَسْوَءَ الْخَافِيَّ ۚ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَٰلِكَ فَلَهُ عَذَابٌ أَلِيمٌ ٧٣ ۞

بوجود یکہ فیصلہ میں حضرت زبیر کو انصاری کے ساتھ احسان کی ہدایت فرمائی گئی تھی لیکن انصاری نے اس کی قدر نہ کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر کو حکم

دیا کہ اپنے باغ کو سیراب کر کے پانی روک لو انصافاً قریب والا ہی پانی کا مستحق ہے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ۷۳؎ جیسا کہ بنی اسرائیل کو مصر سے نکل جانے اور

توبہ کے لیے اپنے آپ کو قتل کا حکم دیا تھا۔ شان نزول: ثابت بن قیس بن ہشام سے ایک یہودی نے کہا کہ اللہ نے ہم پر اپنا نازل اور گھر بار چھوڑنا فرض کیا تھا ہم اس

کو بجالائے ثابت نے فرمایا کہ اگر اللہ ہم پر فرض کرتا تو ہم بھی ضرور بجالاتے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ۷۴؎ یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور

آپ کی فرمانبرداری کی۔ ۷۵؎ تو انبیاء کے مخلص فرمانبردار جنت میں ان کی صحبت و دیدار سے محروم نہ ہوں گے۔ ۷۶؎ ”صدیق“ انبیاء کے سچے مٹیبے کو کہتے

ہیں جو اخلاص کے ساتھ ان کی راہ پر قائم رہیں مگر اس آیت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے افضل اصحاب مراد ہیں جیسے کہ حضرت ابوبکر صدیق۔ ۷۷؎ جنہوں

نے راہِ خدا میں جائیں دیں۔ ۷۸؎ وہ دیندار جو حق العباد اور حق اللہ دونوں ادا کریں اور ان کے احوال و اعمال اور ظاہر و باطن اچھے اور پاک ہوں۔ شان نزول:

حضرت ثوبان سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کمال محبت رکھتے تھے جدائی کی تاب نہ لے کر ایک روز اس قدر غمگین اور رنجیدہ حاضر ہوئے کہ چہرہ کا رنگ بدل گیا

تھا، حضور نے فرمایا: آج رنگ کیوں بدلا ہوا ہے؟ عرض کیا: نہ مجھے کوئی بیماری ہے نہ درد، بجز اس کے کہ جب حضور سامنے نہیں ہوتے تو انتہا درجہ کی وحشت و پریشانی

ہو جاتی ہے جب آخرت کو یاد کرتا ہوں تو یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ وہاں میں کس طرح دیدار پاسکوں گا آپ اعلیٰ ترین مقام میں ہوں گے مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم

سے جنت بھی دی تو اس مقام عالی تک رسائی کہاں، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور انہیں تسکین دی گئی کہ باوجود فرق منازل کے فرمانبرداروں کو بار پانی اور

معیّت کی نعمت سے سرفراز فرمایا جائے گا۔ ۷۹؎ دشمن کے گھات سے بچو اور اسے اپنے اوپر موقع نہ دو، ایک قول یہ بھی ہے کہ تھنیا رساتھ رکھو۔ مسئلہ اس سے معلوم

ہوا کہ دشمن کے مقابلہ میں اپنی حفاظت کی تدبیریں جائز ہیں ۸۰؎ یعنی منافقین۔

فَإِنْ أَصَابَكُمْ مُمْصِبَةٌ قَالَ قَدْ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيَّ إِذْ لَمْ أَكُنْ مَعَهُمْ

پھر اگر تم پر کوئی افتاد (مصیبت) پڑے تو کہے خدا کا مجھ پر احسان تھا کہ میں ان کے ساتھ

شَهِيدًا ﴿٤٢﴾ وَلَئِنْ أَصَابَكُمْ فُضْلٌ مِّنَ اللَّهِ لَيَقُولَنَّ كَأَنْ لَّمْ تَكُنْ

حاضر نہ تھا اور اگر تمہیں اللہ کا فضل ملے گا تو ضرور کہے گا ۱۸۸ گویا

بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُ مَوَدَّةٌ يُلَيِّتُنِي كُنْتُ مَعَهُمْ فَأَفُوزَ فَوْزًا عَظِيمًا ﴿٤٣﴾

تم میں اس میں کوئی دوستی نہ تھی اے کاش میں ان کے ساتھ ہوتا تو بڑی مراد پاتا

فَلْيُقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يَشْرُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا بِالْآخِرَةِ ط

تو انہیں اللہ کی راہ میں لڑنا چاہئے جو دنیا کی زندگی بیچ کر آخرت لیتے ہیں

وَمَنْ يُقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيُقْتَلْ أَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا

اور جو اللہ کی راہ میں لڑے پھر مارا جائے یا غالب آئے تو عنقریب ہم اسے بڑا

عَظِيمًا ﴿٤٤﴾ وَمَالِكُمْ لَا تُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالسُّتَظْفِعِينَ مِّنَ

ثواب دیں گے اور تمہیں کیا ہوا کہ نہ لڑو اللہ کی راہ میں ۱۸۹ اور کمزور

الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانَ الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْ

مردوں اور عورتوں اور بچوں کے واسطے جو یہ دعا کر رہے ہیں کہ اے رب ہمارے ہمیں اس بستی

هَذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ أَهْلُهَا جَ وَاجْعَلْ لَّنَا مِن لَّدُنكَ وَلِيًّا وَاجْعَلْ

سے نکال جس کے لوگ ظالم ہیں اور ہمیں اپنے پاس سے کوئی حمایتی دے دے اور ہمیں

لَّنَا مِن لَّدُنكَ نَصِيرًا ﴿٤٥﴾ الَّذِينَ آمَنُوا يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ج

اپنے پاس سے کوئی مددگار دے دے ایمان والے اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں ۱۹۰

وَالَّذِينَ كَفَرُوا يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ الطَّاغُوتِ فَقاتِلُوا أَوْلِيَاءَ

اور کفار شیطان کی راہ میں لڑتے ہیں تو شیطان کے دوستوں

۱۸۷ تمہاری فتح ہو اور غنیمت ہاتھ آئے ۱۸۸ وہی جس کے مقولہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ۱۸۹ یعنی جہاد فرض ہے اور اس کے ترک کا تمہارے پاس کوئی عذر نہیں

۱۹۰ اس آیت میں مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دی گئی تاکہ وہ ان کمزور مسلمانوں کو کفار کے ہتھیاروں سے چھڑائیں جنہیں مکہ مکرمہ میں مشرکین نے قید کر لیا تھا اور طرح

طرح کی ایذائیں دے رہے تھے اور ان کی عورتوں اور بچوں تک پر بے رحمانہ مظالم کرتے تھے اور وہ لوگ ان کے ہاتھوں میں مجبور تھے اس حالت میں وہ اللہ تعالیٰ

سے اپنی خلاصی اور مدد الہی کی دعائیں کرتے تھے۔ یہ دعا قبول ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کا ولی و ناصر کیا اور انہیں مشرکین کے

الشَّيْطَانُ ج إِنَّ كَيْدَ الشَّيْطَانِ كَانَ ضَعِيفًا ٤٦ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ قِيلَ لَهُمْ

سے ۱۹۱ لڑو بے شک شیطان کا داؤ کزور ہے ۱۹۲ کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جن سے کہا گیا

كُفُّوا أَيْدِيَكُمْ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ ج فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ

اپنے ہاتھ روک لو ۱۹۳ اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو پھر جب ان پر جہاد فرض

الْقِتَالُ إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشِيَةِ اللَّهِ أَوْ أَشَدَّ خَشْيَةً ج

کیا گیا ۱۹۴ تو ان میں بعض لوگوں سے ایسا ڈرنے لگے جیسے اللہ سے ڈرے یا اس سے بھی زائد ۱۹۵

وَقَالُوا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ لَوْلَا أَخَّرْتَنَا إِلَىٰ أَجَلٍ

اور بولے اے رب ہمارے تو نے ہم پر جہاد کیوں فرض کر دیا ۱۹۶ تھوڑی مدت تک ہمیں اور جینے

قَرِيبٍ ط قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ ج وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقَىٰ وَلَا

دیا ہوتا تم فرمادو کہ دنیا کا برتنا تھوڑا ہے ۱۹۷ اور ڈر والوں کے لیے آخرت اچھی اور تم

تُظَلَمُونَ فَتِيلًا ٤٧ أَيْنَ مَا تَكُونُوا يَدْرِكَكُمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ

پر تاگے برابر ظلم نہ ہوگا ۱۹۸ تم جہاں کہیں ہو موت تمہیں آئے گی ۱۹۹ اگرچہ

فِي بُرُوجٍ مُّشِيدَةٍ ط وَإِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَقُولُوا هَذِهِ مِنْ عِنْدِ

مضبوط قلعوں میں ہو اور انہیں کوئی بھلائی پہنچے ۲۰۰ تو کہیں یہ اللہ کی طرف سے

اللَّهِ ج وَإِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَقُولُوا هَذِهِ مِنْ عِنْدِكَ ط قُلْ كُلُّ مِّنْ

ہے اور انہیں کوئی بُرائی پہنچے ۲۰۱ تو کہیں یہ حضور کی طرف سے آئی ۲۰۲ تم فرمادو سب اللہ کی

ہاتھوں سے چھڑایا اور مکہ مکرمہ فتح کر کے ان کی زبردست مدد فرمائی۔ ۱۹۱ اعلیٰ دین اور رضائے الہی کے لیے ۱۹۲ یعنی کافروں کا، اور وہ اللہ کی مدد کے مقابلہ

میں کیا چیز ہے۔ ۱۹۳ قتال سے۔ شان نزول: مشرکین مکہ مکرمہ میں مسلمانوں کو بہت ایذائیں دیتے تھے ہجرت سے قبل اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک

جماعت نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ ہمیں کافروں سے لڑنے کی اجازت دیجئے انہوں نے ہمیں بہت ستایا ہے اور بہت ایذائیں دیتے ہیں۔ حضور نے

فرمایا کہ ان کے ساتھ جنگ کرنے سے ہاتھ روکو، نماز اور زکوٰۃ جو تم پر فرض ہے وہ ادا کرتے رہو۔ فائدہ: اس سے ثابت ہوا کہ نماز و زکوٰۃ جہاد سے پہلے فرض ہوئیں۔

۱۹۴ مدینہ طیبہ میں اور بدر کی حاضری کا حکم دیا گیا۔ ۱۹۵ یہ خوف طبعی تھا کہ انسان کی جبلت (فطرت) ہے کہ موت و ہلاکت سے گھبراتا اور ڈرتا ہے۔ ۱۹۶ اس کی

حکمت کیا ہے؟ یہ سوال ویر حکمت دریافت کرنے کے لیے تھا نہ بطریق اعتراض، اسی لیے ان کو اس سوال پر توجیح و زجر نہ فرمایا گیا بلکہ جواب تسکین بخش عطا فرمایا

گیا۔ ۱۹۷ زلزل و فانی ہے۔ ۱۹۸ اور تمہارے اجر کم نہ کیے جائیں گے تو جہاد میں اندیشہ و متامل نہ کرو۔ ۱۹۹ اور اس سے رہائی پانے کی کوئی صورت نہیں اور جب

موت ناگزیر ہے تو بستر پر مرجانے سے راہ خدا میں جان دینا بہتر ہے کہ یہ سعادت آخرت کا سبب ہے۔ ۲۰۰ ارزانی و کثرت پیداوار وغیرہ کی ۲۰۱ گرانی قحط

سالی وغیرہ ۲۰۲ یہ حال منافقین کا ہے کہ جب انہیں کوئی سختی پیش آتی تو اس کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کرتے اور کہتے جب سے یہ آئے ہیں ایسی

ہی سختیاں پیش آیا کرتی ہیں۔



عَنْدِ اللَّهِ ط فَمَالِ هَؤُلَاءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ حَدِيثًا ﴿٤٨﴾ مَا

طرف سے ہے ﴿٤٨﴾ تو ان لوگوں کو کیا ہوا کوئی بات سمجھتے معلوم ہی نہیں ہوتے اے سننے والے

أَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللَّهِ ن وَمَا أَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنَ نَفْسِكَ ط

تجھے جو بھلائی پہنچے وہ اللہ کی طرف سے ہے ﴿٤٩﴾ اور جو برائی پہنچے وہ تیری اپنی طرف سے ہے ﴿٤٩﴾

وَأَرْسَلْنَاكَ لِلنَّاسِ رَسُولًا ط وَكَفَى بِاللَّهِ شَهِيدًا ﴿٤٩﴾ مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ

اور اے محبوب ہم نے تمہیں سب لوگوں کے لیے رسول بھیجا ﴿٤٩﴾ اور اللہ کافی ہے گواہ ﴿٤٩﴾ جس نے رسول کا حکم مانا

فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ ج وَمَنْ تَوَلَّى فَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا ﴿٥٠﴾ وَ

بے شک اس نے اللہ کا حکم مانا ﴿٥٠﴾ اور جس نے منہ پھیرا ﴿٥٠﴾ تو ہم نے تمہیں ان کے بچانے کو نہ بھیجا اور

يَقُولُونَ طَاعَةٌ فَإِذَا بَرَزُوا مِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ طَائِفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ

کہتے ہیں ہم نے حکم مانا ﴿٥١﴾ پھر جب تمہارے پاس سے نکل کر جاتے ہیں تو ان میں ایک گروہ جو کہہ گیا تھا

الَّذِي تَقُولُ ط وَاللَّهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّنُونَ ج فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ وَتَوَكَّلْ

اس کے خلاف رات کو منسوبے کا ٹھتا ہے اور اللہ لکھ رکھتا ہے ان کے رات کے منصوبے ﴿٥٢﴾ تو اے محبوب تم ان سے چشم پوشی کرو اور اللہ

عَلَى اللَّهِ ط وَكَفَى بِاللَّهِ وَكِيلًا ﴿٥١﴾ أَفَلَا يَتَذَكَّرُونَ الْقُرْآنَ ط وَلَوْ كَانِ

پر بھروسہ رکھو اور اللہ کافی ہے کام بنانے کو ﴿٥١﴾ تو کیا غور نہیں کرتے قرآن میں ﴿٥٢﴾ اور اگر وہ

﴿٥٢﴾ گرانی ہو یا آرزوانی، قحط ہو یا فراخ حالی، رنج ہو یا راحت، آرام ہو یا تکلیف، فتح ہو یا شکست، حقیقت میں سب اللہ کی طرف سے ہے۔ ﴿٥٢﴾ اس کا فضل و

رحمت ہے ﴿٥٢﴾ کہ تو نے ایسے گناہوں کا ارتکاب کیا کہ تو اس کا مستحق ہوا۔ مسئلہ: یہاں برائی کی نسبت بندے کی طرف مجاز ہے اور اوپر جو مذکور ہوا وہ حقیقت تھی

بعض مفسرین نے فرمایا کہ بدی کی نسبت بندے کی طرف برسیل اُوب ہے۔ خلاصہ یہ کہ بندہ جب فاعل حقیقی کی طرف نظر کرے تو ہر چیز کو اسی کی طرف سے جانے

اور جب اسباب پر نظر کرے تو برائیوں کو اپنی شامتِ نفس کے سبب سے سمجھے۔ ﴿٥٢﴾ عرب ہوں یا عجم آپ تمام خلق کے لیے رسول بنائے گئے اور کل جہان آپ کا

امتی کیا گیا، یہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالت منصب اور رفعت منزلت کا بیان ہے ﴿٥٢﴾ آپ کی رسالت عامہ پر، تو سب پر آپ کی اطاعت اور آپ کا اتباع

فرض ہے۔ ﴿٥٢﴾ شان نزول: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی اس نے

اللہ سے محبت کی۔ اس پر آج کل کے گستاخ بددینوں کی طرح اس زمانہ کے بعض منافقوں نے کہا کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم یہ جانتے ہیں کہ ہم انہیں رب مان

لیں جیسا نصاریٰ نے عیسیٰ بن مریم کو رب مانا، اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کے رد میں یہ آیت نازل فرما کر اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کی تصدیق فرمادی کہ

بیشک رسول کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے۔ ﴿٥٢﴾ اور آپ کی اطاعت سے اعراض کیا۔ ﴿٥٢﴾ شان نزول: یہ آیت منافقین کے حق میں نازل ہوئی جو سید عالم صلی

اللہ علیہ وسلم کے حضور میں ایمان و اطاعت شکاری کا اظہار کرتے تھے اور کہتے تھے: ہم حضور پر ایمان لائے ہیں، ہم نے حضور کی تصدیق کی ہے، حضور جو ہمیں حکم

فرمائیں اس کی اطاعت ہم پر لازم ہے۔ ﴿٥٢﴾ ان کے اعمال ناموں میں اور اس کا انہیں بدلہ دے گا۔ ﴿٥٢﴾ اور اس کے علوم و حکم کو نہیں دیکھتے کہ اس نے اپنی

فصاحت سے تمام خلق کو عاجز کر دیا ہے اور نبی خبروں سے منافقین کے احوال اور ان کے مکروکید کا افشائے راز کر دیا ہے اور اٹولین و آخرین کی خبریں دی ہیں۔

مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ لَوْ جَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا ﴿۸۲﴾ وَإِذَا جَاءَهُمْ

غیر خدا کے پاس سے ہوتا تو ضرور اس میں بہت اختلاف پاتے ﴿۸۲﴾ اور جب ان کے پاس

أَمْرٌ مِنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُوا بِهِ ط وَلَوْ سَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ

کوئی بات اطمینان یا ڈر ﴿۸۳﴾ کی آتی ہے اس کا چرچا کر بیٹھتے ہیں ﴿۸۳﴾ اور اگر اس میں رسول

وَإِلَى أَوْلِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلَّهُ الَّذِينَ يَسْتَبِطُونَهُ مِنْهُمْ ط وَلَوْ لَا

اور اپنے ذی اختیار لوگوں ﴿۸۴﴾ کی طرف رجوع لاتے ﴿۸۴﴾ تو ضرور ان سے اس کی حقیقت جان لیتے یہ جو بعد میں کاوش کرتے ہیں ﴿۸۴﴾ اور اگر

فَضَّلَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ وَرَاحَتَهُ لَا تَبِعْتُمْ الشَّيْطَانَ إِلَّا قَلِيلًا ﴿۸۳﴾ فَقَاتِلْ

تم پر اللہ کا فضل ﴿۸۳﴾ اور اس کی رحمت ﴿۸۳﴾ نہ ہوتی تو ضرور تم شیطان کے پیچھے لگ جاتے ﴿۸۳﴾ مگر تھوڑے ﴿۸۳﴾ تو اے محبوب

فِي سَبِيلِ اللَّهِ ج لَا تَكْفُفْ إِلَّا نَفْسَكَ وَحَرِّضَ الْمُؤْمِنِينَ ج عَسَى

اللہ کی راہ میں لڑو ﴿۸۴﴾ تم تکلیف نہ دیئے جاؤ گے مگر اپنے دم کی ﴿۸۴﴾ اور مسلمانوں کو آمادہ کرو ﴿۸۴﴾ قریب ہے

اللَّهُ أَنْ يَكْفِكَ بِأَسِّ الَّذِينَ كَفَرُوا ط وَاللَّهُ أَشَدُّ بَأْسًا وَأَشَدُّ

کہ اللہ کافروں کی سختی روک دے ﴿۸۵﴾ اور اللہ کی آنج (گرفت) سب سے سخت تر ہے اور اس کا عذاب سب

﴿۸۳﴾ اور زمانہ آئندہ کے متعلق غیبی خبریں مطابق نہ ہوتیں اور جب ایسا نہ ہو اور قرآن پاک کی غیبی خبروں سے آئندہ پیش آنے والے واقعات مطابقت کرتے چلے

گئے تو ثابت ہوا کہ یقیناً وہ کتاب اللہ کی طرف سے ہے نیز اس کے مضامین میں بھی باہم اختلاف نہیں اسی طرح فصاحت و بلاغت میں بھی کیونکہ مخلوق کا کلام فصیح

بھی ہو تو سب یکساں نہیں ہوتا کچھ بلیغ ہوتا ہے تو کچھ رکیک ہوتا ہے جیسا کہ شعراء اور زبان دانوں کے کلام میں دیکھا جاتا ہے کہ کوئی بہت بلیغ (دلچسپ) اور کوئی

نہایت پھیلا۔ یہ اللہ تعالیٰ ہی کے کلام کی شان ہے کہ اس کا تمام کلام فصاحت و بلاغت کی اعلیٰ مرتبت پر ہے۔ ﴿۸۴﴾ یعنی فتح اسلام ﴿۸۴﴾ یعنی مسلمانوں کی ہزیمت

کی خبر ﴿۸۴﴾ جو مفسدے (فتنے فساد) کا موجب ہوتا ہے کہ مسلمانوں کی فتح کی شہرت سے تو کفار میں جوش پیدا ہوتا ہے اور شکست کی خبر سے مسلمانوں کی حوصلہ شکنی

ہوتی ہے۔ ﴿۸۴﴾ اکابر صحابہ جو صحابہ رائے اور صاحب بصیرت ہیں ﴿۸۵﴾ اور خود کچھ دخل نہ دیتے ﴿۸۵﴾ مسئلہ: مفسرین نے فرمایا: اس آیت میں دلیل ہے جواز

قیاس پر اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ایک علم تو وہ ہے جو بہ نص قرآن و حدیث حاصل ہو، اور ایک علم وہ ہے جو قرآن و حدیث سے استنباط و قیاس کے ذریعہ حاصل ہوتا

ہے۔ مسئلہ: یہ بھی معلوم ہوا کہ امور دینیہ میں ہر شخص کو دخل دینا جائز نہیں جو اہل ہوا اس کو تفویض (سپرد) کرنا چاہئے۔ ﴿۸۴﴾ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت

﴿۸۴﴾ نزول قرآن ﴿۸۴﴾ اور کفر و ضلال میں گرفتار رہتے ﴿۸۴﴾ وہ لوگ جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور قرآن پاک کے نزول سے پہلے آپ پر ایمان

لائے جیسے زید بن عمرو بن نفیل اور ورقہ بن نوفل اور قیس بن ساعدہ ﴿۸۴﴾ خواہ کوئی تمہارا ساتھ دے یا نہ دے اور تم اکیلے رہ جاؤ ﴿۸۴﴾ شان نزول: بدر صفائی کی

جنگ جو بوسفیان سے ٹھہر چکی تھی جب اس کا وقت آپ پہنچا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں جانے کے لیے لوگوں کو دعوت دی بعضوں پر یہ گراں ہوا تو اللہ

تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ وہ جہاد نہ چھوڑیں اگرچہ تنہا ہوں اللہ آپ کا ناصر ہے اللہ کا وعدہ سچا ہے یہ حکم پا کر رسول

کریم صلی اللہ علیہ وسلم بدر صفائی کی جنگ کے لیے روانہ ہوئے صرف ستر سو اہمراہ تھے۔ ﴿۸۴﴾ انہیں جہاد کی ترغیب دواور بس۔ ﴿۸۴﴾ چنانچہ، ایسا ہی ہوا کہ

مسلمانوں کا یہ چھوٹا سا لشکر کامیاب آیا اور کفار ایسے مرعوب ہوئے کہ وہ مسلمانوں کے مقابل میدان میں نہ آسکے۔ فائدہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ سید عالم صلی

اللہ علیہ وسلم شجاعت میں سب سے اعلیٰ ہیں کہ آپ کو تنہا کفار کے مقابل تشریف لے جانے کا حکم ہوا اور آپ آمادہ ہو گئے۔

تَنْكِيلًا ٨٣) مَنْ يَشْفَعُ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَكُنْ لَهُ نَصِيبٌ مِنْهَا وَ

سے کرنا (زبردست سخت) جو اچھی سفارش کرے ۲۲۵ اس کے لیے اس میں سے حصہ ہے ۲۲۶ اور

مَنْ يَشْفَعُ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَكُنْ لَهُ كَفْلٌ مِنْهَا ط وَكَانَ اللَّهُ عَلَى كُلِّ

جو بُری سفارش کرے اُس کے لیے اس میں سے حصہ ہے ۲۲۷ اور اللہ ہر چیز پر

شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا ٨٥) وَإِذَا حُيِّتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِأَحْسَنِ مَا آؤُ

قادر ہے اور جب تمہیں کوئی کسی لفظ سے سلام کرے تو تم اس سے بہتر لفظ جواب میں کہو یا

رُدُّوهَا ط إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ حَسِيبًا ٨٦) اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ط

وہی کہہ دو بے شک اللہ ہر چیز پر حساب لینے والا ہے ۲۲۸ اللہ ہے کہ اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں

لِيَجْعَلَ لَكُمْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا رَيْبَ فِيهِ ط وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ

اور وہ ضرور تمہیں اکٹھا کرے گا قیامت کے دن جس میں کچھ شک نہیں اور اللہ سے زیادہ کس کی بات

حَدِيثًا ٨٧) فَسَأَلَكُمْ فِي الْمُنَافِقِينَ فِتْنَةً وَاللَّهُ أَرَسَهُمْ بِمَا

سچی ۲۲۹ تو تمہیں کیا ہوا کہ منافقوں کے بارے میں دو فریق ہو گئے ۲۳۰ اور اللہ نے انہیں اوندھا کر دیا ۲۳۱ ان کے

كَسَبُوا ط أَتْرِيدُونَ أَنْ تَهْدُوا مَنْ أَضَلَّ اللَّهُ ط وَمَنْ يُضِلِّ اللَّهُ

کو توں (برے اعمال) کے سبب ۲۳۵ کیا یہ چاہتے ہو کہ اسے راہ دکھاؤ جسے اللہ نے گمراہ کیا اور جسے اللہ گمراہ کرے

۲۳۸ کسی سے کسی کی کہ اس کو نفع پہنچائے یا کسی مصیبت و بلا سے خلاص کرانے اور ہو وہ موافق شرع تو ۲۳۹ اجرو جزا ۲۴۰ عذاب و سزا ۲۴۱ مسائل سلام: سلام

کرنا سنت ہے اور جواب دینا فرض اور جواب میں افضل یہ ہے کہ سلام کرنے والے کے سلام پر کچھ بڑھائے مثلاً پہلا شخص السلام علیکم کہے تو دوسرا شخص وعلیکم

السلام ورحمة اللہ کہے اور اگر پہلے نے ورحمة اللہ بھی کہا تھا تو یہ ویر کاتھ اور بڑھائے پس اس سے زیادہ سلام و جواب میں اور کوئی اضافہ نہیں ہے۔ کافر،

گمراہ، فاسق اور استغیا کرتے مسلمانوں کو سلام نہ کریں۔ جو شخص خطبہ یا تلاوت قرآن یا حدیث یا مذاکرہ علم یا اذان یا تکبیر میں مشغول ہو، اس حال میں ان کو سلام نہ

کیا جائے اور اگر کوئی سلام کرے تو ان پر جواب دینا لازم نہیں اور جو شخص شطرنج، چوسر، تاش، گنجدہ وغیرہ کوئی ناجائز کھیل کھیل رہا ہو یا گانے بجانے میں مشغول ہو یا

پاخانہ یا غسل خانہ میں ہو یا بے عذر برہنہ ہو اس کو سلام نہ کیا جائے۔ مسئلہ: آدمی جب اپنے گھر میں داخل ہو تو بی بی کو سلام کرے۔ ہندوستان میں یہ بڑی غلط رسم ہے

کہ زن و شو کے اتنے گہرے تعلقات ہوتے ہوئے بھی ایک دوسرے کو سلام سے محروم کرتے ہیں باوجودیکہ سلام جس کو کیا جاتا ہے اس کے لیے سلامتی کی دعا ہے۔

مسئلہ: بہتر سواری والا کمتر سواری والے کو اور کمتر سواری والا پیدل چلنے والے کو اور پیدل بیٹھے ہوئے کو اور چھوٹے بڑے کو اور تھوڑے زیادہ کو سلام کریں۔ ۲۳۲ یعنی

اس سے زیادہ سچا اور نہیں اس لیے کہ اس کا کذب ناممکن و مجال ہے کیونکہ کذب عیب ہے اور ہر عیب اللہ پر مجال ہے وہ جملہ عیوب سے پاک ہے۔ ۲۳۳ شان

نزل: منافقین کی ایک جماعت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد میں جانے سے رک گئی تھی ان کے باب میں اصحاب کرام کے دو فرتے ہو گئے ایک فرقہ

قتل پر مہر تھا اور ایک ان کے قتل سے انکار کرتا تھا اس معاملہ میں یہ آیت نازل ہوئی۔ ۲۳۴ کہ وہ حضور کے ساتھ جہاد میں جانے سے محروم رہے۔ ۲۳۵ ان کے

کفر و ارتداد اور مشرکین کے ساتھ ملنے کے باعث تو چاہیے کہ مسلمان بھی ان کے کفر میں اختلاف نہ کریں۔



فَلَنْ تَجِدَ لَهُ سَبِيلًا ﴿٨٨﴾ وَذُؤَالُو تَكْفُرُونَ كَمَا كَفَرُوا فَتَكُونُونَ

تو ہرگز تو اس کے لیے کوئی راہ نہ پائے گا وہ تو یہ چاہتے ہیں کہ کہیں تم بھی کافر ہو جاؤ جیسے وہ کافر ہوئے تو تم سب

سَوَاءٌ فَلَا تَتَّخِذُوا مِنْهُمْ أَوْلِيَاءَ حَتَّىٰ يُهَاجِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ ط

ایک سے ہو جاؤ تو ان میں کسی کو اپنا دوست نہ بناؤ ﴿۲۳۶﴾ جب تک اللہ کی راہ میں گھر بار نہ چھوڑیں ﴿۲۳۷﴾

فَإِنْ تَوَلَّوْا فُحْدُوهُمْ وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ وَلَا تَتَّخِذُوا

پھر اگر وہ منہ پھیریں ﴿۲۳۸﴾ تو انہیں پکڑو اور جہاں پاؤ قتل کرو اور ان میں کسی کو

مِنْهُمْ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ﴿٨٩﴾ إِلَّا الَّذِينَ يَصِلُونَ إِلَىٰ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ

نہ دوست ٹھہراؤ نہ مددگار ﴿۲۳۹﴾ مگر وہ جو ایسی قوم سے علاقہ (تعلق) رکھتے ہیں کہ تم میں

وَبَيْنَهُمْ مِيثَاقٌ أَوْ جَاءُوكُمْ حَصْرَتْ صُدُورُهُمْ أَنْ يُقَاتِلُوكُمْ أَوْ

ان میں معاہدہ ہے ﴿۲۴۰﴾ یا تمہارے پاس یوں آئے کہ ان کے دلوں میں سکت (طاقت) نہ رہی کہ تم سے لڑیں ﴿۲۴۱﴾ یا

يُقَاتِلُوا قَوْمَهُمْ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَسَلَّطَهُمْ عَلَيْكُمْ فَلَقَاتِلُوكُمْ فَإِنْ

اپنی قوم سے لڑیں ﴿۲۴۲﴾ اور اللہ چاہتا تو ضرور انہیں تم پر قابو دیتا تو وہ بے شک تم سے لڑتے ﴿۲۴۳﴾ پھر اگر

اعْتَزَلُوكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوكُمْ وَالْقَوَا إِلَيْكُمُ السَّلَامُ فَمَا جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ

وہ تم سے کنارہ کریں اور نہ لڑیں اور صلح کا پیام ڈالیں تو اللہ نے تمہیں ان پر کوئی

عَلَيْهِمْ سَبِيلًا ﴿٩٠﴾ سَتَجِدُونَ آخِرِينَ يُرِيدُونَ أَنْ يَأْمَنُوكُمْ

راہ نہ رکھی ﴿۲۴۴﴾ اب کچھ اور تم ایسے پاؤ گے جو یہ چاہتے ہیں کہ تم سے بھی امان میں رہیں

وَيَأْمَنُوا قَوْمَهُمْ ط كَلِمَاتٌ دَوَّارٌ إِلَى الْفِتْنَةِ أُرْكَسُوا فِيهَا فَإِنَّ لَكُمْ

اور اپنی قوم سے بھی امان میں رہیں ﴿۲۴۵﴾ جب کبھی ان کی قوم انہیں فساد ﴿۲۴۶﴾ کی طرف پھیرے تو اس پر اوندھے گرتے ہیں پھر اگر

﴿۲۴۷﴾ اس آیت میں کفار کے ساتھ موالات ممنوع کی گئی خواہ وہ ایمان کا اظہار ہی کرتے ہوں ﴿۲۴۸﴾ اور اس سے ان کے ایمان کی تحقیق نہ ہو لے۔ ﴿۲۴۸﴾ ایمان و

ہجرت سے اور اپنی حالت پر قائم رہیں۔ ﴿۲۴۹﴾ اور اگر تمہاری دوستی کا دعویٰ کریں اور مدد کے لیے تیار ہوں تو ان کی مدد نہ قبول کرو۔ ﴿۲۵۰﴾ یہ استثناء قتل کی طرف راجح

ہے کیونکہ کفار و منافقین کے ساتھ موالات کسی حال میں جائز نہیں اور عہد سے یہ عہد مراد ہے کہ اس قوم کو اور جو اس قوم سے جا ملے اس کو امن ہے جیسا کہ سید عالم

صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ تشریف لے جاتے وقت ہلال بن غوثیہ اسلمی سے معاملہ کیا تھا۔ ﴿۲۵۱﴾ اپنی قوم کے ساتھ ہو کر ﴿۲۵۲﴾ تمہارے ساتھ ہو کر ﴿۲۵۳﴾

لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا اور مسلمانوں کو ان کے شر سے محفوظ رکھا۔ ﴿۲۵۴﴾ کہ تم ان سے جنگ کرو۔ بعض مفسرین کا قول ہے کہ یہ حکم

آیت ”اقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ“ (انہیں پکڑو اور جہاں پاؤ قتل کرو) سے منسوخ ہو گیا۔ ﴿۲۵۵﴾ شان نزول: مدینہ طیبہ میں قبیلہ اسد و غطفان

کے لوگ ریناء کلمہ اسلام پڑھتے اور اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتے اور جب ان میں سے کوئی اپنی قوم سے ملتا اور وہ لوگ ان سے کہتے کہ تم کس چیز پر ایمان لائے تو

يَعْتَرِلُوكُمْ وَيُلْقُوا إِلَيْكُمْ السَّلَامَ وَيَكْفُرُوا أَيْدِيَهُمْ فخذوهم و

وہ تم سے کنارہ نہ کریں اور ۲۴۷ ص ۱ کی گردن نہ ڈالیں اور اپنے ہاتھ نہ روکیں تو انہیں پکڑو اور

اقتلوهم حيث ثقتبؤهم ۷ واوليكم جعلناكم عليهم سطانا

جہاں پاؤ قتل کرو اور یہ ہیں جن پر ہم نے تمہیں صریح (کھلا)

مبيناً ۹۱) وما كان ليمؤ من ان يقتل مؤمناً الا خطأ ومن قتل

اختیار دیا ۲۴۸ اور مسلمانوں کو نہیں پہنچتا کہ مسلمان کا خون کرے مگر ہاتھ بہک کر ۲۴۹ اور جو کسی مسلمان کو

مؤمناً خطأ فتحري راقبة مؤمنة ودية مسلمة الى اهله الا

نادانستہ قتل کرے تو اس پر ایک مملوک مسلمان (مسلم غلام) کا آزاد کرنا ہے اور خون بہا کہ مقتول کے لوگوں کو سپرد کی جائے ۲۵۰ مگر

ان يصدقوا ۷ فان كان من قوم عدو لكم وهو مؤمن فتحري

یہ کہ وہ معاف کردیں پھر اگر وہ ۲۵۱ اس قوم سے ہو جو تمہاری دشمن ہے ۲۵۲ اور خود مسلمان ہے تو صرف ایک

راقبة مؤمنة ۷ وان كان من قوم بينكم وبينهم ميثاق فدية

مملوک مسلمان کا آزاد کرنا ۲۵۳ اور اگر وہ اس قوم میں ہو کہ تم میں ان میں معاہدہ ہے تو اس کے لوگوں کو

مسلمة الى اهله وتحرير راقبة مؤمنة ۷ فمن لم يجد فصيام

خون بہا سپرد کی جائے اور ایک مسلمان مملوک آزاد کرنا ۲۵۴ تو جس کا ہاتھ نہ پہنچے ۲۵۵ وہ لگاتار

شهرين متتابعين ۷ توبة من الله ۷ وكان الله علياً حكيماً ۹۲

دو مہینے کے روزے رکھے ۲۵۶ یہ اللہ کے یہاں اس کی توبہ ہے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے

وہ لوگ کہتے کہ بندروں پھوسوں وغیرہ پر، اس انداز سے ان کا مطلب یہ تھا کہ دونوں طرف سے رسم و راہ رکھیں اور کسی جانب سے انہیں نقصان نہ پہنچے۔ لوگ

مناقضین تھے ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔ ۲۴۶ شرک یا مسلمانوں سے جنگ ۲۴۷ جنگ سے باز آ کر ۲۴۸ ان کے کفر، غدار اور مسلمانوں کی ضرر رسانی کے

سبب ۲۴۹ یعنی مؤمن کا فر کی مثل مباح اللہ نہیں ہے جس کا حکم اوپر کی آیت میں مذکور ہو چکا تو مسلمان کا قتل کرنا بغیر حق کے روا نہیں اور مسلمان کی شان نہیں کہ اس

سے کسی مسلمان کا قتل سرزد ہو جو اس کے کہ خطا ہو اس طرح کہ مارتا تھا شکار کو یا کافر حرئی کو اور ہاتھ بہک کر زد پڑی مسلمان پر یا یہ کہ کسی شخص کو کافر حرئی جان کر مارا اور

تھا وہ مسلمان۔ ۲۵۰ یعنی اس کے وارثوں کو دی جائے وہ اسے مثل میراث کے تقسیم کر لیں۔ دیت مقتول کے ترکہ کے حکم میں ہے اس سے مقتول کا دین بھی ادا کیا

جائے، وصیت بھی جاری کی جائے گی۔ ۲۵۱ جو خطا قتل کیا گیا ۲۵۲ یعنی کافر ۲۵۳ لازم ہے اور دیت نہیں ۲۵۴ یعنی اگر مقتول ذمی ہو تو اس کا وہی حکم ہے جو

مسلمان کا۔ ۲۵۵ یعنی وہ کسی غلام کا مالک نہ ہو ۲۵۶ لگاتار روزہ رکھنا یہ ہے کہ ان روزوں کے درمیان رمضان اور ایام تشریق نہ ہوں اور درمیان میں روزوں کا

سلسلہ بجز ریابلا عذریٰ کی طرح توڑا نہ جائے۔ شان نزول: یہ آیت عیاش بن ربیعہ مخزومی کے حق میں نازل ہوئی وہ قبل ہجرت مکہ مکرمہ میں اسلام لائے اور گھر والوں

کے خوف سے مدینہ طیبہ جا کر پناہ گزیں ہوئے ان کی ماں کو اس سے بہت بیقراری ہوئی اور اس نے حارث اور ابو جہل اپنے دونوں بیٹوں سے جو عیاش کے سوتیلے بھائی

تھے یہ کہا کہ خدا کی قسم نہ میں سایہ میں بیٹھوں نہ کھانا چکھوں نہ پانی پیوں جب تک تم عیاش کو میرے پاس نہ لے آؤ۔ وہ دونوں حارث بن زید بن ابی ائیسہ کو





إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ﴿٩٣﴾ لَا يَسْتَوِي الْقَعْدُونَ مِنْ

بے شک اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے برابر نہیں وہ مسلمان کہ

الْمُؤْمِنِينَ غَيْرًا أُولِي الضَّرَبِ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ

بے عذر جہاد سے بیٹھ رہیں اور وہ کہ راہ خدا میں اپنے مالوں اور جانوں

وَأَنْفُسِهِمْ فَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقَعْدِينَ

سے جہاد کرتے ہیں ۲۶۴ اللہ نے اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ جہاد والوں کا درجہ بیٹھنے والوں

دَرَجَةً ط وَكَلَّا وَعَدَّ اللَّهُ الْحُسْنَى ط وَفَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى

سے بڑا کیا ۲۶۵ اور اللہ نے سب سے بھلائی کا وعدہ فرمایا ۲۶۴ اور اللہ نے جہاد والوں کو ۲۶۵ بیٹھنے والوں پر

الْقَعْدِينَ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿٩٥﴾ دَرَجَاتٍ مِنْهُ وَمَغْفِرَةً وَرَحْمَةً ط وَكَانَ

بڑے ثواب سے فضیلت دی ہے اس کی طرف سے درجے اور بخشش اور رحمت ۲۶۶ اور

اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ﴿٩٦﴾ إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّيْتُمْ الْمَلَائِكَةَ ظَالِمِينَ أَنْفُسِهِمْ

اللہ بخشنے والا مہربان ہے وہ لوگ جن کی جان فرشتے نکالتے ہیں اس حال میں کہ وہ اپنے اوپر ظلم کرتے تھے

قَالُوا فِيمَ كُنْتُمْ ط قَالُوا كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ فِي الْأَرْضِ ط قَالُوا أَلَمْ

ان سے فرشتے کہتے ہیں تم کا ہے میں تھے کہتے ہیں ہم زمین میں کمزور تھے ۲۶۷ کہتے ہیں کیا

تمہارا اظہار بے اعتبار نہ قرار دیا گیا تھا، ایسا ہی اسلام میں داخل ہونے والوں کے ساتھ تمہیں بھی سلوک کرنا چاہیے۔ شان نزول: یہ آیت مزداس بن خنیس کے حق

میں نازل ہوئی جو اہل فدک میں سے تھے اور ان کے سوا ان کی قوم کا کوئی شخص اسلام نہ لایا تھا اس قوم کو خبر ملی کہ لشکر اسلام ان کی طرف آ رہا ہے تو قوم کے سب لوگ

بھاگ گئے مگر مزداس ٹھیرے رہے جب انہوں نے دور سے لشکر کو دیکھا تو بائیں خیال کے مبادا (ایسا نہ ہو کہ) کوئی غیر مسلم جماعت ہو یہ پہاڑ کی چوٹی پر اپنی بکریاں

لے کر چڑھ گئے جب لشکر آیا اور انہوں نے اللہ اکبر کے نعروں کی آوازیں سنیں تو خود بھی تکبیر پڑھتے ہوئے اتر آئے اور کہنے لگے ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ

اللَّهِ، أَلَسَلَامُ عَلَیْكُمْ“ مسلمانوں نے خیال کیا کہ اہل فدک تو سب کافر ہیں یہ شخص مغالطہ دینے کے لیے اظہار ایمان کرتا ہے بائیں خیال اسامہ بن زید نے ان کو

قتل کر دیا اور بکریاں لے آئے جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوئے تو تمام ماجرا عرض کیا، حضور کو نہایت رنج ہوا اور فرمایا: تم نے اس کے سامان

کے سبب اس کو قتل کر دیا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامہ کو حکم دیا کہ مقتول کی بکریاں اس کے اہل کو واپس کریں۔ ۲۶۸ کہ

تم کو اسلام پر استقامت بخشی اور تمہارا مومن ہونا مشہور کیا۔ ۲۶۹ تاکہ تمہارے ہاتھ سے کوئی ایماندار قتل نہ ہو۔ ۲۷۰ اس آیت میں جہاد کی ترغیب ہے کہ بیٹھ رہنے

والے اور جہاد کرنے والے برابر نہیں ہیں، مجاہدین کے لیے بڑے درجات و ثواب ہیں اور یہ مسئلہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جو لوگ بیماری یا پیری و ناطاقی یا نابینائی یا ہاتھ

پاؤں کے ناکارہ ہونے اور عذر کی وجہ سے جہاد میں حاضر نہ ہوں وہ فضیلت سے محروم نہ کیے جائیں گے اگر نیت صالح رکھتے ہوں۔ حدیث بخاری میں ہے: سید

عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک سے واپسی کے وقت فرمایا: کچھ لوگ مدینہ میں رہ گئے ہیں ہم کسی گھائی یا آبادی میں نہیں چلتے مگر وہ ہمارے ساتھ ہوتے ہیں

انہیں عذر نے روک لیا ہے۔ ۲۷۱ جو عذر کی وجہ سے جہاد میں حاضر نہ ہو سکے اگرچہ وہ نیت کا ثواب پائیں گے لیکن جہاد کرنے والوں کو عمل کی فضیلت اس سے زیادہ

حاصل ہے۔ ۲۷۲ جہاد کرنے والے ہوں یا عذر سے رہ جانے والے۔ ۲۷۳ بغیر عذر کے ۲۷۴ حدیث شریف میں ہے اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کے لیے جنت

تَكُنْ أَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوا فِيهَا ۖ فَأُولَٰئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمَ ۗ ط

اللہ کی زمین کشادہ بنتھی کہ تم اس میں ہجرت کرتے تو ایسوں کا ٹھکانا جہنم ہے

وَسَاءَتْ مَصِيرًا ۙ ﴿٩٧﴾ إِلَّا السُّتُوعِفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ

اور بہت بُری جگہ پلٹنے کی ۲۶۸۰ مگر وہ جو دبا لیے گئے مرد اور عورتیں

وَالْوِلْدَانَ لَّا يَسْتَطِيعُونَ حِيلَةً وَلَا يَهْتَدُونَ سَبِيلًا ۙ ﴿٩٨﴾ فَأُولَٰئِكَ

اور بچے جنہیں نہ کوئی تدبیر بن پڑے نہ راستہ جانیں تو

عَسَىٰ اللَّهُ أَنْ يَعْفُو عَنْهُمْ ۗ ط وَكَانَ اللَّهُ عَفُوًّا غَفُورًا ۙ ﴿٩٩﴾ وَمَنْ

قریب ہے کہ اللہ ایسوں کو معاف فرمائے ۲۶۸۱ اور اللہ معاف فرمانے والا بخشنے والا ہے اور جو

يُهَاجِرْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يَجِدْ فِي الْأَرْضِ مُرْعًا كَثِيرًا وَسِعَةً ۗ ط

اللہ کی راہ میں گھر بار چھوڑ کر نکلے گا وہ زمین میں بہت جگہ اور گنجائش پائے گا

وَمَنْ يَخْرُجْ مِنْ بَيْتِهِ مُهَاجِرًا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ يُدْرِكُهُ

اور جو اپنے گھر سے نکلا ۲۶۸۲ اللہ و رسول کی طرف ہجرت کرتا پھر اسے موت

الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ أَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ ۗ ط وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ۙ ﴿١٠٠﴾ وَ

نے آیا تو اس کا ثواب اللہ کے ذمہ پر ہو گیا ۲۶۸۳ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور

میں سو درجے مہیا فرمائے، ہر دو درجوں میں اتنا فاصلہ ہے جیسے آسمان و زمین میں۔ ۲۶۸۴ شان نزول: یہ آیت ان لوگوں کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے کلمہ

اسلام تو زبان سے ادا کیا مگر جس زمانہ میں ہجرت فرض تھی اس وقت ہجرت نہ کی اور جب مشرکین جنگ بدر میں مسلمانوں کے مقابلہ کے لیے گئے تو یہ لوگ ان کے

ساتھ ہوئے اور کفار کے ساتھ ہی مارے بھی گئے ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی اور بتایا گیا کہ کفار کے ساتھ ہونا اور فرض ہجرت ترک کرنا اپنی جان پر ظلم کرنا

ہے۔ ۲۶۸۵ مسئلہ: یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ جو شخص کسی شہر میں اپنے دین پر قائم نہ رہ سکتا ہو اور یہ جانے کہ دوسری جگہ جانے سے اپنے فرائض دینی ادا کر سکے گا اس

پر ہجرت واجب ہو جاتی ہے۔ حدیث میں ہے: جو شخص اپنے دین کی حفاظت کے لیے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو اگرچہ ایک باشندہ ہی کیوں نہ ہو اس کے لئے

جنت واجب ہوئی اور اس کو حضرت ابراہیم اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت میسر ہوگی۔ ۲۶۸۶ زمین کفر سے نکلنے اور ہجرت کرنے کی۔ ۲۶۸۷ کہ وہ کریم

ہے اور کریم جو امید دلاتا ہے پوری کرتا ہے اور یقیناً معاف فرمائے گا۔ ۲۶۸۸ شان نزول: اس سے پہلی آیت جب نازل ہوئی تو جُنْدُبُ بْنُ ضَمْرَةَ اللَّيْثِيُّ نے اس

کو سنایا بہت بوڑھے شخص تھے کہنے لگے کہ میں مستثنیٰ لوگوں میں تو ہوں نہیں کیونکہ میرے پاس اتنا مال ہے کہ جس سے مدینہ طیبہ ہجرت کر کے پہنچ سکتا ہوں، خدا کی

قسم! مکہ مکرمہ میں اب ایک رات نہ ٹھہروں گا مجھے لے چلو۔ چنانچہ، ان کو چار پائی پر لے کر چلے مقام تَنْعِيمِ میں آ کر ان کا انتقال ہو گیا، آخر وقت انہوں نے اپنا دہنا

ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھا اور کہا: یا رب! یہ تیرا اور یہ تیرے رسول کا، میں اس پر بیعت کرتا ہوں جس پر تیرے رسول نے بیعت کی، یہ خیر یا کسر صحابہ کرام نے فرمایا: کاش!

وہ مدینہ پہنچتے تو ان کا اجر کتنا بڑا ہوتا اور مشرک بننے اور کہنے لگے کہ جس مطلب کے لیے نکلے تھے وہ نہ ملا، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ ۲۶۸۹ اس کے وعدے

اور اسکے فضل و کرم سے کیونکہ بطریق استحقاق کوئی چیز اس پر واجب نہیں اس کی شان اس سے عالی ہے۔ مسئلہ: جو کوئی نیکی کا ارادہ کرے اور اس کو پورا کرنے سے

عاجز ہو جائے وہ اس طاعت کا ثواب پائے گا۔ مسئلہ: طلب علم، جہاد، حج، زیارت، طاعت، زہد و قناعت اور رزق حلال کی طلب کے لیے ترک وطن کرنا خدا و رسول

إِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ

جب تم زمین میں سفر کرو تو تم پر گناہ نہیں کہ بعض نمازیں قصر

الصَّلَاةِ ۚ إِنَّ خِفْتُمْ أَنْ يُفْتِنَكُمْ الَّذِينَ كَفَرُوا ۗ إِنَّ الْكُفْرَيْنَ كَانُوا

سے پڑھو ۲۷۱ اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ کافر تمہیں ایذا دیں گے ۲۷۱ بے شک کفار

لَكُمْ عَدُوٌّ أُمِّيًّا ۚ وَإِذَا كُنْتُمْ فِيهِمْ فَأَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلَاةَ فَلْتَقُمْ

تمہارے کھلے دشمن ہیں اور اے محبوب جب تم ان میں تشریف فرما ہو ۲۷۱ پھر نماز میں ان کی امامت کرو ۲۷۱ تو چاہئے کہ

طَائِفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَلْيَأْخُذُوا بِأَسْلِحَتِهِمْ ۗ فِإِذَا سَجَدُوا فَلْيَكُونُوا

ان میں ایک جماعت تمہارے ساتھ ہو ۲۷۱ اور وہ اپنے ہتھیار لیے رہیں ۲۷۱ پھر جب وہ سجدہ کر لیں ۲۷۱ تو ہٹ کر

مِنْ وَّرَائِكُمْ ۚ وَلَتَأْتِ طَائِفَةٌ أُخْرَىٰ لَمْ يُصَلُّوا فَلْيُصَلُّوا مَعَكَ

تم سے پیچھے ہو جائیں ۲۷۱ اور اب دوسری جماعت آئے جو اس وقت تک نماز میں شریک نہ تھی ۲۷۱ اب وہ تمہارے مقتدی ہوں

کی طرف ہجرت ہے، اس راہ میں مرجانے والا اجر پائے گا۔ ۲۷۱ یعنی چار رکعت والی دو رکعت۔ ۲۷۱ مسئلہ: خوف کفار قصر کے لیے شرط نہیں۔ حدیث: یعنی بن

امیہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ہم تو امن میں ہیں، پھر ہم کیوں قصر کرتے ہیں۔ فرمایا: اس کا مجھے بھی تعجب ہوا تھا تو میں نے سید عالم صلی اللہ علیہ

وسلّم سے دریافت کیا: حضور نے فرمایا: کہ تمہارے لیے یہ اللہ کی طرف سے صدقہ ہے تم اس کا صدقہ قبول کرو، اس سے یہ مسئلہ معلوم ہوتا ہے کہ سفر میں چار رکعت

والی نماز کو پورا پڑھنا جائز نہیں ہے کیونکہ جو چیزیں قابل تملیک نہیں ہیں ان کا صدقہ اسقاط محض ہے رد کا احتمال نہیں رکھتا، آیت کے نزول کے وقت سفر اندیشہ سے

خالی نہ ہوتے تھے اس لیے آیت میں اس کا ذکر بیان حال ہے شرط قصر نہیں حضرت عبداللہ بن عمر کی قراءت بھی اس کی دلیل ہے جس میں ”أَنْ يُفْتِنَكُمْ“ بغیر

”إِنْ خِفْتُمْ“ کے ہے، صحابہ کا بھی یہی عمل تھا کہ امن کے سفروں میں بھی قصر فرماتے جیسا کہ اوپر کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے اور احادیث سے بھی یہ ثابت ہے اور

پوری چار پڑھنے میں اللہ تعالیٰ کے صدقہ کاردار کرنا لازم آتا ہے لہذا قصر ضروری ہے۔ مدت سفر: مسئلہ: جس سفر میں قصر کیا جاتا ہے اس کی ادنیٰ مدت تین رات

دن کی مسافت ہے جو اونٹ یا پیدل کی متوسط رفتار سے طے کی جاتی ہو اور اس کی مقداریں خشکی اور دریا اور پہاڑوں میں مختلف ہو جاتی ہیں جو مسافت متوسط رفتار

سے چلنے والے تین روز میں طے کرتے ہوں اس کے سفر میں قصر ہوگا۔ مسئلہ: مسافر کی جلدی اور دیر کا اعتبار نہیں خواہ وہ تین روز کی مسافت تین گھنٹہ میں طے

کرے جب بھی قصر ہوگا اور اگر ایک روز کی مسافت تین روز سے زیادہ میں طے کرے تو قصر نہ ہوگا، غرض اعتبار مسافت کا ہے۔ ۲۷۱ یعنی اپنے اصحاب

میں ۲۷۱ اس میں باجماعت نماز خوف کا بیان ہے۔ شان نزول: جہاد میں جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کو مشرکین نے دیکھا کہ آپ نے مع تمام اصحاب

کے نماز ظہر بجماعت ادا فرمائی تو انہیں افسوس ہوا کہ انہوں نے اس وقت میں کیوں نہ حملہ کیا اور آپس میں ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ کیا یہی اچھا موقع تھا،

بعضوں نے ان میں سے کہا: اس کے بعد ایک اور نماز ہے جو مسلمانوں کو اپنے ماں باپ سے زیادہ پیاری ہے یعنی نماز عصر جب مسلمان اس نماز کے لیے کھڑے

ہوں تو پوری قوت سے حملہ کر کے انہیں قتل کر دو، اس وقت حضرت جبریل نازل ہوئے اور انہوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ

نماز خوف ہے اور اللہ عزوجل فرماتا ہے: ”وَإِذَا كُنْتُمْ فِيهِمْ“ الآية۔ ۲۷۱ یعنی حاضرین کو دو جماعتوں میں تقسیم کر دیا جائے ایک ان میں سے آپ کے ساتھ

رہے آپ انہیں نماز پڑھائیں اور ایک جماعت دشمن کے مقابلہ میں قائم رہے۔ ۲۷۱ یعنی جو لوگ دشمن کے مقابل ہوں، اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے

مردی ہے کہ اگر جماعت کے نمازیں مراد ہوں تو وہ لوگ ایسے ہتھیار لگائے رہیں جن سے نماز میں کوئی خلل نہ ہو جیسے تلوار خنجر وغیرہ۔ بعض مفسرین کا قول ہے کہ

ہتھیار ساتھ رکھنے کا حکم دونوں فریقوں کے لیے ہے اور یہ احتیاط کے قریب ہے۔ ۲۷۱ یعنی دونوں سجدے کر کے رکعت پوری کر لیں۔ ۲۷۱ تاکہ دشمن کے

مقابلہ میں کھڑے ہو سکیں۔ ۲۷۱ اور اب تک دشمن کے مقابل تھی۔



وَلْيَأْخُذُوا حُذْرَهُمْ وَأَسْلِحَتَهُمْ وَذَٰلِذِينَ كَفَرُوا وَالْوَتَّعِفُونَ

اور چاہئے کہ اپنی پناہ اور اپنے ہتھیار لیے رہیں ﴿۲۸۴﴾ کافروں کی تمنا ہے کہ کہیں تم اپنے

عَنْ أَسْلِحَتِكُمْ وَأَمْتِعَتِكُمْ فَيَبِيلُونَكُمْ مَيْلَةً وَاحِدَةً ط

ہتھیاروں اور اپنے اسباب سے غافل ہو جاؤ تو ایک دفعہ تم پر جھک پڑیں ﴿۲۸۴﴾

وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ كَانَ بِكُمْ أَذًى مِّنْ مَّطَرٍ أَوْ كُنْتُمْ مَّرْضَىٰ

اور تم پر مضائقہ نہیں اگر تمہیں میخہ (بارش) کے سبب تکلیف ہو یا بیمار ہو

أَنْ تَضَعُوا أَسْلِحَتَكُمْ وَخُذُوا حُذْرَكُمْ إِنَّ اللَّهَ أَعَدَّ لِلْكَافِرِينَ

کہ اپنے ہتھیار کھول رکھو اور اپنی پناہ لیے رہو ﴿۲۸۵﴾ بے شک اللہ نے کافروں کے لیے خوری (ذلت)

عَذَابًا مُّهِينًا ﴿۱۰۲﴾ فَاذْأَقْضِيْتُمُ الصَّلَاةَ فَاذْكُرُوا اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا

کا عذاب تیار کر رکھا ہے پھر جب تم نماز پڑھ چکو تو اللہ کی یاد کرو کھڑے اور بیٹھے

وَعَلَىٰ جُنُوبِكُمْ فَاذْأَطْمَأْنَنْتُمْ فَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ ج إِنَّ الصَّلَاةَ

اور کروٹوں پر لیئے ﴿۲۸۵﴾ پھر جب مطمئن ہو جاؤ تو حسب دستور نماز قائم کرو بے شک نماز

﴿۲۸۴﴾ پناہ سے زرہ وغیرہ ایسی چیزیں مراد ہیں جن سے دشمن کے حملے سے بچا جاسکے ان کا ساتھ رکھنا بہر حال واجب ہے جیسا کہ قریب ہی ارشاد

ہوگا "وَأَخُذُوا حُذْرَكُمْ" اور ہتھیار ساتھ رکھنا مستحب ہے۔ نماز خوف کا مختصر طریقہ یہ ہے کہ پہلی جماعت امام کے ساتھ ایک رکعت پوری کر کے دشمن کے مقابل

جائے اور دوسری جماعت جو دشمن کے مقابل کھڑی تھی وہ آکر امام کے ساتھ دوسری رکعت پڑھے پھر فقط امام سلام پھیرے اور پہلی جماعت آکر دوسری رکعت بغیر

قراءت کے پڑھے اور سلام پھیر دے اور دشمن کے مقابل چلی جائے پھر دوسری جماعت اپنی جگہ آکر ایک رکعت جو باقی رہی تھی اس کو قرات کے ساتھ پورا کر کے

سلام پھیرے کیونکہ یہ لوگ مسبوق ہیں اور پہلے لاحق۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسی طرح نماز خوف ادا فرمانا مروی ہے۔

حضور کے بعد بھی نماز خوف صحابہ پڑھتے رہے ہیں حالت خوف میں دشمن کے مقابل اس اہتمام کے ساتھ نماز ادا کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جماعت کس قدر

ضروری ہے۔ مسائل: حالت سفر میں اگر صورت خوف پیش آئے تو اس کا یہ بیان ہوا لیکن اگر مقیم کو ایسی حالت پیش آئے تو وہ چار رکعت والی نمازوں میں ہر ہر

جماعت کو دو دو رکعت پڑھائے اور تین رکعت والی نماز میں پہلی جماعت کو دو رکعت اور دوسری کو ایک۔ ﴿۲۸۴﴾ شان نزول: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ ذات

الرباع سے جب فارغ ہوئے اور دشمن کے بہت آدمیوں کو گرفتار کیا اور اموال غنیمت ہاتھ آئے اور کوئی دشمن مقابل باقی نہ رہا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم قضائے

حاجت کے لیے جنگل میں تنہا تشریف لے گئے تو دشمن کی جماعت میں سے غوریت بن حرث محاربی یہ خبر پا کر تلوار لیے ہوئے چھپا چھپا پہاڑ سے اترا اور اچانک

حضرت کے پاس پہنچا اور تلوار کھینچ کر کہنے لگا: یا محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) اب تمہیں مجھ سے کون بچائے گا؟ حضور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ، اور دعا فرمائی، جب ہی اس

نے حضور پر تلوار چلانے کا ارادہ کیا اوندھے منہ گر پڑا اور تلوار ہاتھ سے چھوٹ گئی۔ حضور نے وہ تلوار لے کر فرمایا کہ تجھ کو مجھ سے کون بچائے گا؟ کہنے لگا: میرا بچانے

والا کوئی نہیں ہے۔ فرمایا: "أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ" پڑھو تو تیری تلوار تجھے دے دوں گا، اس نے اس سے انکار کیا اور کہا کہ اس

کی شہادت دیتا ہوں کہ میں کبھی آپ سے نہ لڑوں گا اور زندگی بھر آپ کے کسی دشمن کی مدد نہ کروں گا، آپ نے اس کی تلوار اس کو دے دی، کہنے لگا: یا محمد! (صلی اللہ

علیہ وسلم) آپ مجھ سے بہت بہتر ہیں۔ فرمایا: ہاں ہمارے لیے یہی سزاوار ہے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور ہتھیار اور بچاؤ ساتھ رکھنے کا حکم دیا گیا (احمدی) ﴿۲۸۴﴾

کہ اس کا ساتھ رکھنا ہمیشہ ضروری ہے۔ شان نزول: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ عبد الرحمن بن عوف زہمی تھے اور اس وقت ہتھیار رکھنا ان کے لیے بہت

تکلیف اور ہتھان کے تن میں یہ آیت نازل ہوئی اور حالت عذر میں ہتھیار کھول رکھنے کی اجازت دی گئی۔ ﴿۲۸۵﴾ یعنی ذکر الہی کی ہر حال میں مداومت کرو اور کسی حال

كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَوْقُوتًا ﴿١٠٢﴾ وَلَا تَهِنُوا فِي ابْتِغَاءِ الْقَوْمِ ط

مسلمانوں پر وقت باندھا ہوا فرض ہے ﴿۱۰۲﴾ اور کافروں کی تلاش میں سستی نہ کرو

إِنْ تَكُونُوا تَأْلَمُونَ فَإِنَّهُمْ يَأْلَمُونَ كَمَا تَأْلَمُونَ ج وَتَرْجُونَ مَن

اگر تمہیں دکھ پہنچتا ہے تو انہیں بھی دکھ پہنچتا ہے جیسا تمہیں پہنچتا ہے اور تم اللہ سے

اللَّهُ مَا لَا يَرْجُونَ ط وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ﴿١٠٣﴾ إِنَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ

وہ امید رکھتے ہو جو وہ نہیں رکھتے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے ﴿۱۰۳﴾ اے محبوب بے شک ہم نے تمہاری طرف

الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أُرْسِلَ اللَّهُ ط وَلَا تَكُنْ

سچی کتاب اتاری کہ تم لوگوں میں فیصلہ کرو ﴿۱۰۴﴾ جس طرح تمہیں اللہ دکھائے ﴿۲۸۹﴾ اور دعا والوں

لِلْخَائِبِينَ خَصِيمًا ﴿١٠٥﴾ وَاسْتَغْفِرِ اللَّهُ ط إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا

کی طرف سے نہ جھگڑو اور اللہ سے معافی چاہو بے شک اللہ بخشنے والا

رَّحِيمًا ﴿١٠٦﴾ وَلَا تَجَادِلْ عَنِ الَّذِينَ يَخْتَانُونَ أَنفُسَهُمْ ط إِنَّ اللَّهَ

مہربان ہے اور ان کی طرف سے نہ جھگڑو جو اپنی جانوں کو خیانت میں ڈالتے ہیں ﴿۱۰۶﴾ بے شک اللہ

میں اللہ کے ذکر سے غافل نہ ہو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہر فرض کی ایک حد میں فرمائی سوائے ذکر کے اس کی کوئی حد نہ رکھی۔

فرمایا: ذکر کو رکھو، بیٹھے، کروٹوں پر لیٹے، رات میں ہو یا دن میں، خشکی میں ہو یا تری میں، سفر میں اور حضر میں، غنا میں اور فقر میں، تندرستی اور بیماری میں، پوشیدہ

اور ظاہر۔ مسئلہ: اس سے نمازوں کے بعد بغیر فصل کے کلمہ توحید پڑھنے پر استدلال کیا جاسکتا ہے جیسا کہ مشائخ کی عادت ہے اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔

مسئلہ: ذکر میں تسبیح، تہلیل، تکبیر، ثناء، دعا سب داخل ہیں۔ ﴿۲۸۹﴾ تو لازم ہے کہ اس کے اوقات کی رعایت کی جائے۔ ﴿۲۸۹﴾ شان نزول: اُحد کی جنگ سے

جب ابوسفیان اور ان کے ساتھی واپس ہوئے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو صحابہ اُحد میں حاضر ہوئے تھے انہیں مشرکین کے تعاقب میں جانے کا حکم

دیا۔ اصحاب زخمی تھے انہوں نے اپنے زخموں کی شکایت کی، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ ﴿۲۸۹﴾ شان نزول: انصار کے قبیلہ بنی ظفر کے ایک شخص طُعْمَہ بن

أُبَیْرُق نے اپنے ہمسایہ قتادہ بن نعمان کی زرہ چرا کر آٹے کی بوری میں زید بن سہیل کی بوری کے نشان سے لوگ یہودی کے یہاں چھپائی جب زرہ کی تلاش ہوئی اور طُعْمَہ پر شبہ کیا گیا تو وہ

انکار کر گیا اور قسم کھا گیا۔ بوری چھٹی ہوئی تھی اور آٹا اس میں سے گرتا جاتا تھا اس کے نشان سے لوگ یہودی کے مکان تک پہنچے اور بوری وہاں پائی گئی یہودی نے

کہا کہ طُعْمَہ اس کے پاس رکھ گیا ہے اور یہودی کی ایک جماعت نے اس کی گواہی دی اور طُعْمَہ کی قوم بنی ظفر نے یہ عزم کر لیا کہ یہودی کو چور بتائیں گے اور

اس پر قسم کھالیں گے تاکہ قوم رسوا نہ ہو اور ان کی خواہش تھی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم طُعْمَہ کو بری کر دیں اور یہودی کو سزا دیں اسی لیے انہوں نے

حضور کے سامنے طُعْمَہ کے موافق اور یہودی کے خلاف جھوٹی گواہی دی اور اس گواہی پر کوئی جرح و قدرح نہ ہوئی اس واقعہ کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔ (اس

واقعہ کے متعلق متعدد روایات آئی ہیں اور ان میں باہم اختلافات بھی ہیں) ﴿۲۸۹﴾ اور علم عطا فرمائے۔ علم یقینی کو قوت ظہور کی وجہ سے روایت سے تعبیر فرمایا۔ حضرت

عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہرگز کوئی نہ کہے جو اللہ نے مجھے دکھایا اس پر میں نے فیصلہ کیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ منصب خاص اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو

عطا فرمایا آپ کی رائے ہمیشہ صواب ہوتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حقائق و حوادث آپ کے پیش نظر کر دیئے ہیں اور دوسرے لوگوں کی رائے ظن کا مرتبہ رکھتی

ہے۔ ﴿۲۹۰﴾ محصنیت کا ارتکاب کر کے۔

لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَانًا أَثِيمًا ﴿١٠٧﴾ يَسْتَخْفُونَ مِنَ النَّاسِ وَلَا

نہیں چاہتا کسی بڑے دغا باز گنہگار کو آدمیوں سے چھپتے ہیں اور اللہ

يَسْتَخْفُونَ مِنَ اللَّهِ وَهُوَ مَعَهُمْ إِذْ يُبَيِّتُونَ مَا لَا يَرْضَىٰ مِنَ

سے نہیں چھپتے ۲۹۱ اور اللہ ان کے پاس ہے ۲۹۲ جب دل میں وہ بات تجویز کرتے ہیں جو اللہ

الْقَوْلِ ط وَكَانَ اللَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطًا ﴿١٠٨﴾ هَا أَنْتُمْ هَؤُلَاءِ جَدَلْتُمْ

کو ناپسند ہے ۲۹۳ اور اللہ ان کے کاموں کو گھیرے ہوئے ہے سنتے ہو یہ جو تم ہو ۲۹۴

عَنْهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا قَفْ فَمَنْ يُجَادِلِ اللَّهَ عَنْهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَمْ مَنْ

دنیا کی زندگی میں تو ان کی طرف سے جھگڑے تو ان کی طرف سے کون جھگڑے گا اللہ سے قیامت کے دن یا کون

يَكُونُ عَلَيْهِمْ وَكَيْلًا ﴿١٠٩﴾ وَمَنْ يَعْمَلْ سُوءًا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ ثُمَّ

ان کا وکیل ہوگا اور جو کوئی بُرائی یا اپنی جان پر ظلم کرے پھر

يَسْتَغْفِرِ اللَّهُ يَجِدِ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ﴿١١٠﴾ وَمَنْ يَكْسِبْ إِثْمًا فَإِنَّمَا

اللہ سے بخشش چاہے تو اللہ کو بخشنے والا مہربان پائے گا اور جو گناہ کمائے تو

يَكْسِبُهُ عَلَىٰ نَفْسِهِ ط وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ﴿١١١﴾ وَمَنْ يَكْسِبْ

اس کی کمائی اسی کی جان پر پڑے اور اللہ علم و حکمت والا ہے ۲۹۵ اور جو کوئی

خَطِيئَةً أَوْ إِثْمًا ثُمَّ يَرْمِيهِ بَرِيًّا فَقَدْ احْتَلَبَ بُهْتَانًا وَإِثْمًا

خطا یا گناہ کمائے ۲۹۶ پھر اسے کسی بے گناہ پر تھوپ دے اس نے ضرور بہتان اور کھلا گناہ

مُبِينًا ﴿١١٢﴾ وَلَوْ لَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهُ لَهَمَّتْ طَائِفَةٌ مِّنْهُمْ

اٹھایا اور اے محبوب اگر اللہ کا فضل و رحمت تم پر نہ ہوتا ۲۹۷ تو ان میں سے کچھ لوگ یہ چاہتے

أَنْ يُضَلُّوكَ ط وَمَا يُضِلُّونَ إِلَّا أَنْفُسَهُمْ وَمَا يَضُرُّونَكَ مِنْ شَيْءٍ ط

کہ تمہیں دھوکا دے دیں اور وہ اپنے ہی آپ کو بہکا رہے ہیں ۲۹۸ اور تمہارا کچھ نہ بگاڑیں گے ۲۹۹

۲۹۱ حیا نہیں کرتے ۲۹۲ ان کا حال جانتا ہے اس پر ان کا کوئی راز چھپ نہیں سکتا ۲۹۳ جیسے طغتمہ کی طرفنداری میں جھوٹی قسم اور جھوٹی شہادت۔ ۲۹۴ اے قوم

طغتمہ! ۲۹۵ کسی کو دوسرے کے گناہ پر عذاب نہیں فرماتا۔ ۲۹۶ صغیرہ یا کبیرہ ۲۹۷ تمہیں نبی و معصوم کر کے اور رازوں پر مطلع فرما کے ۲۹۸ کیونکہ اس کا وبال

انہیں پر ہے ۲۹۹ کیونکہ اللہ نے آپ کو ہمیشہ کے لیے معصوم کیا ہے۔



وَأَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُن تَعْلَمُ ۗ

اور اللہ نے تم پر کتاب و حکمت اتاری اور تمہیں سکھادیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے و

وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا ﴿۱۱۳﴾ لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِّنْ نُّجُوهِمْ إِلَّا

اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے و ان کے اکثر مشوروں میں کچھ بھلائی نہیں مگر

مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ ۗ وَمَنْ يَفْعَلْ

جو حکم دے خیرات یا اچھی بات یا لوگوں میں صلح کرنے کا اور جو اللہ کی رضا

ذَلِكَ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿۱۱۴﴾ وَمَنْ

چاہنے کو ایسا کرے اُسے عنقریب ہم بڑا ثواب دیں گے اور جو

يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ

رسول کا خلاف کرے بعد اس کے کہ حق راستہ اس پر کھل چکا اور مسلمانوں کی راہ سے

الْمُؤْمِنِينَ نُؤَلِّهِمْ مَاتَوْا وَلِيًّا وَنُصَلِّهِمْ جَهَنَّمَ ۗ وَسَاءَتْ مَصِيرًا ﴿۱۱۵﴾ إِنْ

جدا راہ چلے ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اُسے دوزخ میں داخل کریں گے اور کیا بُری جگہ پلٹنے کی

اللَّهُ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ ۗ

اللہ اسے نہیں بخشتا کہ اس کا کوئی شریک ٹھہرایا جائے اور اس سے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہے معاف فرما دیتا ہے و

وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا ﴿۱۱۶﴾ إِنْ يَدْعُونَ مِنْ

اور جو اللہ کا شریک ٹھہرائے وہ دور کی گمراہی میں پڑا یہ شرک والے اللہ کے

فَتَلْبَسُونَ عِزًّا ۗ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ يَلْبَسُونَ عِزًّا ۗ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ يَلْبَسُونَ عِزًّا ۗ

فَتَلْبَسُونَ عِزًّا ۗ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ يَلْبَسُونَ عِزًّا ۗ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ يَلْبَسُونَ عِزًّا ۗ

فَتَلْبَسُونَ عِزًّا ۗ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ يَلْبَسُونَ عِزًّا ۗ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ يَلْبَسُونَ عِزًّا ۗ

فَتَلْبَسُونَ عِزًّا ۗ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ يَلْبَسُونَ عِزًّا ۗ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ يَلْبَسُونَ عِزًّا ۗ

فَتَلْبَسُونَ عِزًّا ۗ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ يَلْبَسُونَ عِزًّا ۗ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ يَلْبَسُونَ عِزًّا ۗ

فَتَلْبَسُونَ عِزًّا ۗ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ يَلْبَسُونَ عِزًّا ۗ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ يَلْبَسُونَ عِزًّا ۗ

فَتَلْبَسُونَ عِزًّا ۗ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ يَلْبَسُونَ عِزًّا ۗ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ يَلْبَسُونَ عِزًّا ۗ

فَتَلْبَسُونَ عِزًّا ۗ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ يَلْبَسُونَ عِزًّا ۗ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ يَلْبَسُونَ عِزًّا ۗ

فَتَلْبَسُونَ عِزًّا ۗ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ يَلْبَسُونَ عِزًّا ۗ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ يَلْبَسُونَ عِزًّا ۗ

فَتَلْبَسُونَ عِزًّا ۗ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ يَلْبَسُونَ عِزًّا ۗ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ يَلْبَسُونَ عِزًّا ۗ

دُونَهُ إِلَّا اِنْشَاجًا وَاِنْ يَدْعُونَ إِلَّا شَيْطَانًا مَّرِيدًا ﴿۱۱۷﴾ لَعَنَهُ اللَّهُ م

سو انہیں پوجتے مگر کچھ عورتوں کو فلاں اور نہیں پوجتے مگر سرکش شیطان کو فلاں جس پر اللہ نے لعنت کی

وَقَالَ لَا تَخْذَنْ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا ﴿۱۱۸﴾ وَلَا ضَلَّتْهُمْ

اور بولا فلاں قسم ہے میں ضرور تیرے بندوں میں سے کچھ ٹھہرایا ہوا حصہ لوں گا فلاں قسم ہے میں ضرور انہیں بہکا دوں گا

وَلَا مَنِيَّةٌ لَهُمْ وَلَا مَرْتَبَةٌ لَهُمْ فَلْيَبْتِكُنَّ اِذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَا مَرْتَبَهُمْ

اور ضرور انہیں آرزوئیں دلاؤں گا فلاں اور ضرور انہیں کہوں گا کہ وہ چوپایوں کے کان چیریں گے فلاں اور ضرور انہیں کہوں گا

فَلْيَغْيِرَنَّ خَلْقَ اللَّهِ ط وَمَنْ يَتَّخِذِ الشَّيْطَانَ وَلِيًّا مِّنْ دُونِ اللَّهِ

کہ وہ اللہ کی پیدا کی ہوئی چیز بدل دیں گے فلاں اور جو اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو دوست بنائے

فَقَدْ خَسِرَ خُسْرًا مُّبِينًا ﴿۱۱۹﴾ يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيهِمْ ط وَمَا يَعِدُهُمْ

وہ صریح ٹوٹے (کھلے نقصان) میں پڑا شیطان انہیں وعدے دیتا ہے اور آرزوئیں دلاتا ہے فلاں اور شیطان انہیں

الشَّيْطَانُ اِلَّا غُرُورًا ﴿۱۲۰﴾ اُولَئِكَ مَا وَاوَاهُمْ جَهَنَّمُ وَلَا يَجِدُونَ عَنْهَا

وعدے نہیں دیتا مگر فریب کے فلاں ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور اس سے بچنے کی

مَحِيصًا ﴿۱۲۱﴾ وَالَّذِينَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سُدَّ خَلْمُ جَنَّتِ تَجْرِي

جگہ نہ پائیں گے اور جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے کچھ دیر جاتی ہے کہ ہم انہیں باغوں میں لے جائیں گے

مِنْ تَحْتِهَا اِلَّا نَهْرٌ خَالِدٌ فِيهَا اَبَدًا ط وَعَدَّ اللَّهُ حَقًّا ط وَمَنْ

جن کے نیچے نہریں بہیں ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں اللہ کا سچا وعدہ اور

فلاں یعنی مؤمنوں کو جیسے لات، غزئی، منات وغیرہ یہ سب مؤمن ہیں اور عرب کے ہر قبیلے کا بت تھا جس کی وہ عبادت کرتے تھے اور اس کو اس قبیلہ کی انٹھی

(عورت) کہتے تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی قراءت میں اَللّٰهُ اَوْفَاْنَا اور حضرت ابن عباس کی قراءت میں ”اَللّٰهُ اُنْمَا“ آیا ہے اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ

”اُنْمَا“ سے مراد بت ہیں۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ مشرکین عرب اپنے باطل معبودوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے اور ایک قول یہ ہے کہ مشرکین بتوں کو زیور وغیرہ پہننا

کر عورتوں کی طرح سمجھتے تھے فلاں کیونکہ اسی کے انوعاء (بہکانے) سے بت پرستی کرتے ہیں فلاں شیطان فلاں انہیں اپنا مطیع بناؤں گا فلاں طرح طرح کی

کبھی عمر طویل کی کبھی لذت دنیا کی کبھی خواہشات باطلہ کی کبھی اور کبھی اور فلاں چنانچہ انہوں نے ایسا کیا کہ اونٹنی جب پانچ مرتبہ بیاہ لیتی تو وہ اس کو چھوڑ دیتے اور

اس سے نفع اٹھانا اپنے اوپر حرام کر لیتے اور اس کا دودھ بتوں کے لیے کر لیتے اور اس کو بچیہ کہتے تھے شیطان نے ان کے دل میں یہ ڈال دیا تھا کہ ایسا کرنا عبادت

ہے۔ فلاں مردوں کا عورتوں کی شکل میں زنا نہ لباس پہننا، عورتوں کی طرح بات چیت اور حرکات کرنا، جسم کو گود کر سرمہ یا سیندور (سرخ رنگ کا ایک پاؤڈر جسے ہندو

مانگ میں لگاتے ہیں) وغیرہ جلد میں پیوست کر کے نقش و نگار بنانا، بالوں میں بال جوڑ کر بڑی بڑی بٹنیں بنانا بھی اس میں داخل ہے۔ فلاں اور دل میں طرح طرح

کی امیدیں اور سو سے ڈالتا ہے تاکہ انسان گمراہی میں پڑے فلاں کہ جس چیز کے نفع اور فائدہ کی توقع دلاتا ہے درحقیقت اس میں سخت ضرر اور نقصان ہوتا ہے۔

أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ قِيلًا ۝۱۲۲ لَيْسَ بِأَمَانِيكُمْ وَلَا أَمَانِي أَهْلِ الْكِتَابِ ط

اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی کام نہ کچھ تمہارے خیالوں پر ہے ۱۲۲ اور نہ کتاب والوں کی ہوس پر ۱۲۱

مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزِبْهُ وَلَا يُجِدْ لَهُ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلِيًّا وَلَا

جو بُرائی کرے گا ۱۲۳ اس کا بدلہ پائے گا اور اللہ کے سوا نہ کوئی اپنا حمایتی پائے گا نہ

نَصِيرًا ۝۱۲۳ وَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ مِنْ ذَكَرٍ أُوْاْنِثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ

مددگار ۱۲۴ اور جو کچھ بھلے کام کرے گا مرد ہو یا عورت اور ہو مسلمان ۱۲۵

فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُونَ نَقِيرًا ۝۱۲۴ وَمَنْ أَحْسَنُ

تو وہ جنت میں داخل کیے جائیں گے اور انہیں تیل بھر نقصان نہ دیا جائے گا اور اس سے بہتر

دِينًا مِّنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَاتَّبَعَ مَلَّةَ إِبْرَاهِيمَ

کس کا دین جس نے اپنا منہ اللہ کے لیے جھکا دیا ۱۲۶ اور وہ نیکی والا ہے اور ابراہیم کے دین پر چلا ۱۲۷

حَنِيفًا ط وَاتَّخَذَ اللَّهُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا ۝۱۲۵ وَ لِلَّهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ

جو باطل سے جدا تھا اور اللہ نے ابراہیم کو اپنا گہرا دوست بنایا ۱۲۸ اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے

وَمَا فِي الْأَرْضِ ط وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطًا ۝۱۲۶ وَيَسْتَفْتُونَكَ

اور جو کچھ زمین میں اور ہر چیز پر اللہ کا قابو ہے ۱۲۹ اور تم سے عورتوں کے بارے

فِي النِّسَاءِ ط قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِيهِنَّ لَا مَأْتِلِ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ

میں فتویٰ پوچھتے ہیں ۱۳۰ تم فرما دو کہ اللہ تمہیں ان کا فتویٰ دیتا ہے اور وہ جو تم پر قرآن میں پڑھا جاتا ہے

۱۳۱ جو تم نے سوچ رکھا ہے کہ بت تمہیں نفع پہنچائیں گے۔ ۱۳۲ جو کہتے کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں ہمیں آگ چند روز سے زیادہ نہ جلائے گی،

یہود و نصاریٰ کا یہ خیال بھی مشرکین کی طرح باطل ہے۔ ۱۳۳ خواہ مشرکین میں سے ہو یا یہود و نصاریٰ میں سے ۱۳۴ یہ وعید کفار کے لیے ہے ۱۳۵ مسئلہ: اس میں

اشارہ ہے کہ اعمال داخل ایمان نہیں۔ ۱۳۶ یعنی اطاعت و اخلاص اختیار کیا ۱۳۷ جو ملت اسلام کے موافق ہے۔ حضرت ابراہیم کی شریعت و ملت سید انبیاء صلی

اللہ علیہ وسلم کی ملت میں داخل ہے اور خصوصیات دین محمدی کہ اس کے علاوہ ہیں دین محمدی کا اتباع کرنے سے شرع و ملت ابراہیم علیہ السلام کا اتباع حاصل

ہوتا ہے چونکہ عرب اور یہود و نصاریٰ سب حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے انتساب (نسبت رکھنے) پر فخر کرتے تھے اور آپ کی شریعت ان سب کو مقبول تھی

اور شرع محمدی اس پر حاوی ہے تو ان سب کو دین محمدی میں داخل ہونا اور اس کو قبول کرنا لازم ہے۔ ۱۳۸ حُلَّتْ صَفَائِے مَوَدَّتْ (سچی محبت) اور غیر سے انقطاع کو

کہتے ہیں، حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ اوصاف رکھتے تھے اس لیے آپ کو خلیل کہا گیا، ایک قول یہ بھی ہے کہ خلیل اس محبت کو کہتے ہیں جس کی محبت کاملہ

ہو اور اس میں کسی قسم کا خلل اور نقصان نہ ہو، یہ معنی بھی حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تھی۔ تمام انبیاء کے جو کمالات ہیں سب سید انبیاء

صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہیں۔ حضور اللہ کے خلیل بھی ہیں جیسا کہ بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے: اور حبیب بھی جیسا کہ ترمذی شریف کی حدیث میں ہے کہ

میں اللہ کا حبیب ہوں اور یہ فخر انہیں کہتا۔ ۱۳۹ اور وہ اس کے احاطہ علم و قدرت میں ہے۔ احاطہ بالعلم یہ ہے کہ کسی شے کے لیے جتنے وجوہ ہو سکتے ہیں ان میں



فِي يَتَى النِّسَاءِ الَّتِي لَا تُوْتُونَ هُنَّ مَا كَتَبَ لِهِنَّ وَتَرَعْبُونَ أَنْ

اُن یتیم لڑکیوں کے بارے میں کہ تم انہیں نہیں دیتے جو ان کا مقرر ہے ۲۲۵ اور انہیں نکاح میں بھی

تَنكِحُوهُنَّ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الْوِلْدَانِ وَأَنْ تَقُومُوا لِلْيَتَامَى

لانے سے منہ پھیرتے ہو اور ۲۲۶ کمزور بچوں کے بارے میں اور یہ کہ یتیموں کے حق میں

بِالْقِسْطِ وَمَا تَفَعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِهِ عَلِيمًا ﴿۱۲۷﴾ وَإِنْ

انصاف پر قائم رہو ۲۲۷ اور تم جو بھلائی کرو تو اللہ کو اس کی خبر ہے اور اگر

أَمْرًا أَخَافَتْ مِنْ بَعْضِهَا شَوْرًا أَوْ إِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهَا أَنْ

کوئی عورت اپنے شوہر کی زیادتی یا بے رغبتی کا اندیشہ کرے ۲۲۸ تو ان پر گناہ نہیں کہ

يُصْلِحَ بَيْنَهُمَا صِدْقًا وَالصُّلْحُ خَيْرٌ وَأُحْضِرَتِ الْأَنْفُسُ الشُّحَّ ط

آپس میں صلح کر لیں ۲۲۹ اور صلح خوب ہے ۲۳۰ اور دل لالچ کے پھندے میں ہیں ۲۳۱

وَإِنْ تَحْسَبُوا أَوْ تَتَّقُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ﴿۱۲۸﴾ وَلَنْ

اور اگر تم نیکی اور پرہیزگاری کرو ۲۳۱ تو اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے ۲۳۲ اور تم سے

تَسْتَطِيعُوا أَنْ تَعْدِلُوا بَيْنَ النِّسَاءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَبِيلُوا كَلَّ

ہرگز نہ ہو سکے گا کہ عورتوں کو برابر رکھو چاہے کتنی ہی حرص کرو ۲۳۳ تو یہ تو نہ ہو کہ ایک طرف پورا

سے کوئی وجہ علم سے خارج نہ ہو۔ ۲۳۴ شان نزول: زمانہ جاہلیت میں عرب کے لوگ عورت اور چھوٹے بچوں کو میت کے مال کا وارث نہیں قرار دیتے تھے جب

آیت میراث نازل ہوئی تو انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا عورت اور چھوٹے بچے وارث ہوں گے؟ آپ نے ان کو اس آیت سے جواب دیا۔ حضرت عائشہ

رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ یتیموں کے اولیاء کا دستور یہ تھا کہ اگر یتیم لڑکی صاحب مال و جمال ہوتی تو اس سے تھوڑے مہر پر نکاح کر لیتے اور اگر حسن و مال نہ رکھتی تو

اسے چھوڑ دیتے اور اگر حسن صورت نہ رکھتی اور ہوتی مالدار تو اس سے نکاح نہ کرتے اور اس اندیشہ سے دوسرے کے نکاح میں بھی نہ دیتے کہ وہ مال میں حصہ دار ہو

جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرما کر انہیں ان عادتوں سے منع فرمایا۔ ۲۳۵ میراث سے ۲۳۶ یتیم ۲۳۷ ان کے پورے حقوق ان کو دو۔ ۲۳۸ زیادتی

تو اس طرح کہ اس سے علیحدہ رہے کھانے پینے کو نہ دے یا کمی کرے یا مارے یا بدزبانی کرے اور اعراض یہ کہ محبت نہ رکھے بول چال ترک کر دے یا کم کر دے۔

۲۳۹ اور اس صلح کے لیے اپنے حقوق کا بار کم کرنے پر راضی ہو جائیں۔ ۲۴۰ اور زیادتی اور جدائی دونوں سے بہتر ہے۔ ۲۴۱ ہر ایک اپنی راحت و آسائش چاہتا اور

اپنے اوپر کچھ مشقت گوارا کر کے دوسرے کی آسائش کو ترجیح نہیں دیتا۔ ۲۴۲ اور باوجود نامرغوب ہونے کے اپنی موجودہ عورتوں پر صبر کرو اور بر عایت حق صحبت ان

کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو اور انہیں ایذا اور نینچ دینے سے اور جھگڑا پیدا کرنے والی باتوں سے بچتے رہو اور صحبت و معاشرت میں نیک سلوک کرو اور یہ جانتے رہو کہ وہ

تمہارے پاس امانتیں ہیں ۲۴۳ وہ تمہیں تمہارے اعمال کی جزا دے گا۔ ۲۴۴ یعنی اگر کئی بیبیان ہوں تو یہ تمہاری مفقذت (طاقت) میں نہیں کہ ہر امر میں تم انہیں

براہر رکھو اور کسی امر میں کسی کو کسی پر ترجیح نہ ہونے دونوں میل و محبت میں نہ خواہش و رغبت میں نہ عشرت و اختلاط میں نہ نظر و توجہ میں تم کو شش کر کے یہ تو نہیں کہتے

لیکن اگر اتنا تمہارے مفقذ در میں نہیں ہے اور اس وجہ سے ان تمام پابندیوں کا بار تم پر نہیں رکھا گیا اور محبت قلبی اور میل طبعی جو تمہارا اختیاری نہیں ہے اس میں براہری

کرنے کا تمہیں حکم نہیں دیا گیا۔

السَّبِيلِ فَتَدْرُوهَا كَالْمَعْلَقَةِ ۖ وَإِنْ تَصَلِحُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ

جھک جاؤ کہ دوسری کو ادھر (درمیان) میں لگتی چھوڑ دو ۳۲۵ اور اگر تم نیکی اور پرہیزگاری کرو تو بے شک اللہ

غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۱۲۹ ۝ وَإِنْ يَتَفَرَّقَا يُغْنِ اللَّهُ كِلَيْهِمَا ۖ وَكَانَ

بخشنے والا مہربان ہے اور اگر وہ دونوں جدا ہو جائیں تو اللہ اپنی کشائش سے تم میں ہر ایک کو دوسرے سے بے نیاز کر دے گا ۳۲۶ اور

اللَّهُ وَاسِعًا حَكِيمًا ۱۳۰ ۝ وَبِاللَّهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَلَقَدْ

اللہ کشائش والا حکمت والا ہے اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں اور بے شک

وَصَيِّنَا الْذِيْنَ اُوْتُوْا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَاِيَّاكُمْ اَنْ اتَّقُوا اللّٰهَ ۚ

تاکید فرمادی ہے ہم نے ان سے جو تم سے پہلے کتاب دیئے گئے اور تم کو کہ اللہ سے ڈرتے رہو ۳۲۷

وَإِنْ تَكْفُرُوا فَإِنَّ لِلَّهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ

اور اگر کفر کرو تو بے شک اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ۳۲۸ اور اللہ

غَنِيًّا حَبِيْدًا ۱۳۱ ۝ وَبِاللَّهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَكَفَىٰ بِاللّٰهِ

بے نیاز ہے ۳۲۹ سب خوبیوں والا اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں اور اللہ کافی ہے

وَكَيْلًا ۱۳۲ ۝ اِنْ يَشَاءْ يُدْهِبْكُمْ اَيُّهَا النَّاسُ وَيَاْتِ الْاٰخِرِيْنَ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ

کارساز (کام بنانے والا) اے لوگو وہ چاہے تو تمہیں لے جائے ۳۲۹ اور آوروں کو لے آئے اور اللہ کو

عَلٰى ذٰلِكَ قَدِيْرًا ۱۳۳ ۝ مَنْ كَانَ يُرِيْدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابٌ

اس کی قدرت ہے جو دنیا کا انعام چاہے تو اللہ ہی کے پاس دنیا و آخرت

الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ سَبِيْعًا بَصِيْرًا ۱۳۴ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا

دونوں کا انعام ہے ۳۳۰ اور اللہ سنتا دیکھتا ہے اے ایمان والو

۳۲۵ بلکہ یہ ضرور ہے کہ جہاں تک تمہیں قدرت و اختیار ہے وہاں تک یکساں برتاؤ کرو محبت و اختیاری شے نہیں تو بات چیت حسن و اخلاق کھانے، پہننے، پاس رکھنے

اور ایسے امور میں براہری کرنا اختیاری ہے ان امور میں دونوں کے ساتھ یکساں سلوک کرنا لازم و ضروری ہے۔ ۳۲۶ زن و شو (میاں بیوی) باہم صلح نہ کریں اور وہ

جدائی ہی بہتر سمجھیں اور خلع کے ساتھ تفریق ہو جائے، یا مرد و عورت کو طلاق دے کر اس کا مہر اور عدت کا نفع ادا کر دے اور اس طرح وہ ۳۲۷ اور ہر ایک کو بہتر بدل

عطا فرمائے گا ۳۲۸ اس کی فرمانبرداری کرو اور اس کے حکم کے خلاف نہ کرو، تو حید و شریعت پر قائم رہو۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ تقویٰ اور پرہیزگاری کا حکم قدیم

ہے تمام امتوں کو اس کی تاکید ہوتی رہی ہے۔ ۳۲۹ تمام جہان اس کے فرماں برداروں سے بھرا ہے تمہارے کفر سے اس کا کیا ضرر۔ ۳۳۰ تمام خلق سے اور ان کی

عبادت سے۔ ۳۳۱ تعدد و کم کر دے ۳۳۲ معنی یہ ہیں کہ جس کو اپنے عمل سے دنیا مقصود ہو اور اس کی مراد اتنی ہے جو اللہ اس کو دے دیتا ہے اور ثواب آخرت سے وہ

محروم رہتا ہے اور جس نے عمل رضائے الہی اور ثواب آخرت کے لیے کیا تو اللہ دنیا و آخرت دونوں میں ثواب دینے والا ہے تو جو شخص اللہ سے فقط دنیا کا طالب ہو

كُونُوا قَوْمِينَ بِالْقِسْطِ شُهِدَ آءِ اللَّهِ وَلَوْ عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ أَوِ الْوَالِدِينَ

انصاف پر خوب قائم ہو جاؤ اللہ کے لیے گواہی دیتے چاہے اس میں تمہارا اپنا نقصان ہو یا ماں باپ کا

وَالْأَقْرَبِينَ ۚ إِنْ يَكُنْ غَنِيًّا أَوْ فَقِيرًا فَاللَّهُ أَوْلَىٰ بِهِمَا ۚ فَلَا تَتَّبِعُوا

یاریتہ داروں کا جس پر گواہی دو وہ غنی ہو یا فقیر ہو ۳۲۳ بہر حال اللہ کو اس کا سب سے زیادہ اختیار ہے تو خواہش کے پیچھے

الْهَوَىٰ أَنْ تَعْدِلُوا ۚ وَإِنْ تَلَّوْا أَوْ تُعْرَضُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا

نہ جاؤ کہ حق سے الگ پڑو اور اگر تم ہیر پھیر کرو ۳۲۴ یا منہ پھیرو ۳۲۵ تو اللہ کو تمہارے

تَعْمَلُونَ خَيْرًا ۚ ﴿٣٢٥﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ

کاموں کی خبر ہے ۳۲۶ اے ایمان والو ایمان رکھو اللہ اور اللہ کے رسول پر ۳۲۷

وَالْكِتَابِ الَّذِي نَزَّلَ عَلَىٰ رَسُولِهِ ۚ وَالْكِتَابِ الَّذِي نَزَّلَ مِنْ

اور اس کتاب پر جو اپنے اُن رسول پر اتاری اور اُس کتاب پر جو پہلے

قَبْلُ ۚ وَمَنْ يَكْفُرْ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ

اتاری ۳۲۸ اور جو نہ مانے اللہ اور اس کے فرشتوں اور کتابوں اور رسولوں اور قیامت کو ۳۲۹

فَقَدْ ضَلَّ ضَلًّا بَعِيدًا ۚ ﴿٣٣٠﴾ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا ثُمَّ آمَنُوا

تو وہ ضرور دور کی گمراہی میں پڑا بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے پھر کافر ہوئے پھر ایمان لائے پھر

كَفَرُوا ثُمَّ آذَادُوا كُفْرًا ۚ اللَّهُ يَكْفُرُ لِيُغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ

کافر ہوئے پھر اور کفر میں بڑھے ۳۳۱ اللہ ہرگز نہ انہیں بخشے ۳۳۲ نہ انہیں راہ

وہ نادان خسیں اور کم ہمت ہے۔ ۳۳۳ کسی کی رعایت و طرفداری میں انصاف سے نہ بٹو اور کوئی قربت و رشتہ حق کہنے میں مٹل نہ ہونے پائے۔ ۳۳۴ حق کے

بیان میں اور جیسا چاہیے نہ کہو ۳۳۵ ادائے شہادت سے ۳۳۶ جیسے عمل ہوں گے ویسا بدلہ دے گا۔ ۳۳۷ یعنی ایمان پر ثابت رہو یہ معنی اس صورت میں ہیں کہ

”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا“ کا خطاب مسلمانوں سے ہو اور اگر خطاب یہود و نصاریٰ سے ہو تو معنی یہ ہیں کہ اے بعض کتابوں بعض رسولوں پر ایمان لانے والو تمہیں یہ حکم

ہے، اور اگر خطاب منافقین سے ہو تو معنی یہ ہیں کہ اے ایمان کا ظاہری دعویٰ کرنے والو خلاص کے ساتھ ایمان لے آؤ یہاں رسول سے سید انبیاء صلی اللہ علیہ

وسلّم اور کتاب سے قرآن پاک مراد ہے۔ شان نزول: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ آیت عبد اللہ بن سلام اور اسد و اسید اور ثعلبہ بن قیس اور

سلام و سلمہ و یامین کے حق میں نازل ہوئی یہ لوگ مؤمنین اہل کتاب میں سے تھے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: ہم

آپ پر اور آپ کی کتاب پر اور حضرت موسیٰ پر اور توریت پر اور عیسیٰ پر ایمان لاتے ہیں اور اس کے سوا باقی کتابوں اور رسولوں پر ایمان نہ لائیں گے۔ حضور صلی اللہ

علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ تم اللہ پر اور اس کے رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور قرآن پر اور اس سے پہلے ہر کتاب پر ایمان لاؤ، اس پر یہ آیت نازل

ہوئی۔ ۳۳۸ یعنی قرآن پاک پر اور ان تمام کتابوں پر ایمان لاؤ جو اللہ تعالیٰ نے قرآن سے پہلے اپنے انبیاء پر نازل فرمائیں۔ ۳۳۹ یعنی ان میں سے کسی ایک کا

بھی انکار کرے کہ ایک رسول اور ایک کتاب کا انکار بھی سب کا انکار ہے۔ ۳۳۵ شان نزول: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہ آیت یہود کے حق میں



سَبِيلًا ﴿١٣٢﴾ بَشِّرِ الْمُنَافِقِينَ بِأَنَّ لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿١٣٨﴾ الَّذِينَ يَتَّخِذُونَ

دکھائے خوش خبری دو منافقوں کو کہ ان کے لیے دردناک عذاب ہے وہ جو مسلمانوں کو

الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ ۗ أَيْبَتُونَ عِنْدَهُمْ

چھوڑ کر کافروں کو دوست بناتے ہیں ﴿١٣٩﴾ کیا ان کے پاس عزت

الْعِزَّةُ فَإِنَّ الْعِزَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا ﴿١٣٩﴾ وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكُتُبِ

ڈھونڈتے ہیں تو عزت تو ساری اللہ کے لیے ہے ﴿١٣٩﴾ اور بے شک اللہ تم پر کتاب ﴿١٣٩﴾ میں اتار چکا

أَنْ إِذَا سَبَعْتُمْ آيَاتِ اللَّهِ يُكْفِرُ بِهَا وَيَسْتَهْزِئُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوا

کہ جب تم اللہ کی آیتوں کو سنو کہ ان کا انکار کیا جاتا اور ان کی ہنسی بنائی جاتی ہے تو ان لوگوں کے ساتھ

مَعَهُمْ حَتَّىٰ يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ ۗ إِنَّكُمْ إِذًا مِثْلَهُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ

نہ بیٹھو جب تک وہ اور بات میں مشغول نہ ہوں ﴿١٤٠﴾ ورنہ تم بھی انہیں جیسے ہو ﴿١٤٠﴾ بے شک اللہ

جَامِعُ الْمُنَافِقِينَ وَالْكَافِرِينَ فِي جَهَنَّمَ جَمِيعًا ﴿١٤٠﴾ الَّذِينَ يَتَرَبَّصُونَ

کافروں اور منافقوں سب کو جہنم میں اکٹھا کرے گا وہ جو تمہاری حالت ٹکا (دیکھا)

بِكُمْ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِنَ اللَّهِ قَالُوا أَلَمْ نَكُنْ مَعَكُمْ وَ

کرتے ہیں تو اگر اللہ کی طرف سے تم کو فتح ملے کہیں کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے ﴿١٤١﴾ اور

إِنْ كَانَ لِلْكَافِرِينَ نَصِيبٌ لِّأَلَمْ نَسْجُدْ عَلَيْكُمْ وَنَسْعُدْكُمْ

اگر کافروں کا حصہ ہو تو ان سے کہیں کیا ہمیں تم پر قابو نہ تھا ﴿١٤٢﴾ اور ہم نے تمہیں

نازل ہوئی جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے پھر پھڑپھڑا پوج کر کافر ہوئے پھر اس کے بعد ایمان لائے پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور انجیل کا انکار کر کے کافر

ہو گئے پھر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کا انکار کر کے اور کفر میں بڑھے۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت منافقین کے حق میں نازل ہوئی کہ وہ ایمان لائے پھر

کافر ہو گئے ایمان کے بعد پھر ایمان لائے یعنی انہوں نے اپنے ایمان کا اظہار کیا تا کہ ان پر مؤمنین کے احکام جاری ہوں پھر کفر میں بڑھے یعنی کفر پر ان کی

موت ہوئی۔ ﴿١٤١﴾ جب تک کفر پر ہیں اور کفر پر مریں کیونکہ کفر بخشا نہیں جاتا مگر جبکہ کافر توبہ کرے اور ایمان لائے جیسا کہ فرمایا: "قُلْ لِلَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ

يَسْتَهْزِئُوا يُعْفَرُوا لَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ" (تم کافروں سے فرماؤ اگر وہ باز رہے تو جو ہو گزرا وہ انہیں معاف فرما دیا جائے گا) ﴿١٤٢﴾ یہ منافقین کا حال ہے جن کا خیال تھا

کہ اسلام غالب نہ ہوگا اور اس لیے وہ کفار کو صاحب قوت اور شوکت سمجھ کر ان سے دوستی کرتے تھے اور ان سے ملنے میں عزت جانتے تھے باوجودیکہ کفار کے

ساتھ دوستی ممنوع اور ان کے ملنے سے طلب عزت باطل۔ ﴿١٤٣﴾ اور اس کے لیے جس کو وہ عزت دے جیسے کہ انبیاء و مؤمنین۔ ﴿١٤٤﴾ یعنی قرآن ﴿١٤٥﴾ کفار کی ہم

نشینی اور ان کی مجلسوں میں شرکت کرنا ایسے ہی اور بے دینوں اور گمراہوں کی مجلسوں کی شرکت اور ان کے ساتھ یارانہ و مصاحبت ممنوع فرمائی گئی۔ ﴿١٤٦﴾ اس

سے ثابت ہوا کہ کفر کے ساتھ راضی ہونے والا بھی کافر ہے۔ ﴿١٤٧﴾ اس سے ان کی مراد غیمت میں شرکت کرنا اور حصہ چاہنا ہے۔ ﴿١٤٨﴾ کہ ہم تمہیں قتل کرتے

گرفتار کرتے مگر ہم نے یہ کچھ نہیں کیا۔

مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ ۖ فَاللَّهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۗ وَلَنْ يَجْعَلَ

مسلمانوں سے بچایا ۳۵۹ تو اللہ تم سب میں ۳۶۰ قیامت کے دن فیصلہ کر دے گا ۳۶۱ اور اللہ کافروں کو

اللَّهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا ۚ (۱۳۱) إِنَّ السُّفْقِينَ يُخْرِعُونَ

مسلمانوں پر کوئی راہ نہ دے گا ۳۶۲ بیشک منافق لوگ اپنے گمان میں اللہ کو فریب دیا جاتے

اللَّهُ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۖ وَإِذَا قَامُوا إِلَى الصَّلَاةِ قَامُوا كَسَالَىٰ يُرَاءُونَ

ہیں ۳۶۳ اور وہی انہیں غافل کر کے مارے گا اور جب نماز کو کھڑے ہوں ۳۶۴ تو ہارے جی سے ۳۶۵ لوگوں کا

النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُونَ اللَّهَ إِلَّا قَلِيلًا ۚ (۱۳۲) مُذَبْذَبِينَ بَيْنَ ذَلِكَ

دکھاوا کرتے ہیں اور اللہ کو یاد نہیں کرتے مگر تھوڑا ۳۶۶ بیچ میں ڈگمگا رہے ہیں ۳۶۷

لَا إِلَىٰ هَؤُلَاءِ وَلَا إِلَىٰ هَؤُلَاءِ ۗ وَمَنْ يُضِلِلِ اللَّهُ فَمَا لِي تَجِدَلَهُ

نہ ادھر کے نہ ادھر کے ۳۶۸ اور جسے اللہ گمراہ کرے تو اس کے لیے کوئی راہ نہ

سَبِيلًا ۚ (۱۳۳) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ

پائے گا اے ایمان والو کافروں کو دوست نہ بناؤ

دُونِ الْمُؤْمِنِينَ ۗ أَلَمْ تَرَ أَنَّهُمْ لَجَعَلُوا اللَّهَ عَلَيْكُمْ سُلْطَانًا مُّبِينًا ۚ

مسلمانوں کے سوا ۳۶۹ کیا یہ چاہتے ہو کہ اپنے اوپر اللہ کے لیے صریح حجت کر لو ۳۷۰

إِنَّ السُّفْقِينَ فِي الدَّرَكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَلَنْ تَجِدَهُمْ

بے شک منافق دوزخ کے سب سے نیچے طبقہ میں ہیں ۳۷۱ اور تو ہر گز ان کا کوئی

۳۷۲ اور انہیں طرح طرح کے جیلوں سے روکا اور ان کے رازوں پر تمہیں مطلع کیا تو اب ہمارے اس سلوک کی قدر کرو اور حصہ دو۔ (یہ منافقوں کا حال ہے)

۳۷۳ اے ایماندارو اور منافقو! ۳۷۴ کہ مؤمنین کو جنت عطا کرے گا اور منافقوں کو داخل جہنم کرے گا۔ ۳۷۵ یعنی کافر نہ مسلمانوں کو مٹائیں گے نہ حجت میں

غالب آسکیں گے۔ علماء نے اس آیت سے چند مسائل مُسْتَحْطَّہ کئے ہیں (۱) کافر مسلمان کا وارث نہیں۔ (۲) کافر مسلمان کے مال پر استیلاء پا کر مالک نہیں ہو سکتا۔

(۳) کافر مسلمان غلام کے خریدنے کا مجاز نہیں (۴) ذمی کے عوض مسلمان قتل نہ کیا جائے گا۔ (جمل) ۳۷۶ کیونکہ حقیقت میں تو اللہ کو فریب دینا ممکن نہیں۔ ۳۷۷

مؤمنین کے ساتھ ۳۷۸ کیونکہ ایمان تو ہے نہیں جس سے ذوق طاعت اور لطف عبادت حاصل ہو محض ریاکاری ہے اس لیے منافق کو نماز بار معلوم ہوتی ہے۔

۳۷۹ اس طرح کہ مسلمانوں کے پاس ہونے تو نماز پڑھ لی اور علیحدہ ہونے تو ندارد (چھوڑ دی)۔ ۳۸۰ کفر و ایمان کے ۳۸۱ نہ خالص مؤمن نہ کھلے کافر۔ ۳۸۲

اس آیت میں مسلمانوں کو بتایا گیا کہ کفار کو دوست بنانا منافقین کی خصلت ہے تم اس سے بچو۔ ۳۸۳ اپنے نفاق کی اور مستحق جہنم ہو جاؤ۔ ۳۸۴ منافق کا عذاب کافر

سے بھی زیادہ ہے کیونکہ وہ دنیا میں اظہار اسلام کر کے مجاہدین کے ہاتھوں سے بچا رہا ہے اور کفر کے باوجود مسلمانوں کو مغالطہ دینا اور اسلام کے ساتھ استہزاء

(نفاق) کرنا اس کا شیوہ رہا ہے۔

نَصِيرًا ۱۳۵ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَأَصْلَحُوا وَاعْتَصَمُوا بِاللَّهِ وَأَخْلَصُوا

مددگار نہ پائے گا مگر وہ جنہوں نے توبہ کی ۱۳۵ اور سنورے (اپنی اصلاح کی) اور اللہ کی رسی مضبوط تھامی اور اپنا دین خالص

دِينَهُمْ لِلَّهِ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ ۱۳۶ وَسَوْفَ يُؤْتِي اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ

اللہ کے لیے کر لیا تو یہ مسلمانوں کے ساتھ ہیں ۱۳۶ اور عنقریب اللہ مسلمانوں کو

أَجْرًا عَظِيمًا ۱۳۷ مَا يَفْعَلُ اللَّهُ بِعَذَابِكُمْ إِن شَكَرْتُمْ وَآمَنْتُمْ ۱۳۸

بڑا ثواب دے گا اور اللہ تمہیں عذاب دے کر کیا کرے گا اگر تم حق مانو اور ایمان لاؤ

وَكَانَ اللَّهُ شَاكِرًا عَلِيمًا ۱۳۹

اور اللہ ہے صلہ دینے والا جاننے والا

۱۳۸ انفاق سے ۱۳۹ دارین میں۔



لَا يُحِبُّ اللَّهُ الْجَهْرَ بِالسُّوءِ مِنَ الْقَوْلِ إِلَّا مَنْ ظَلِمَ ۗ وَكَانَ اللَّهُ

اللہ پسند نہیں کرتا بری بات کا اعلان کرنا ۳۴۸ مگر مظلوم سے ۳۴۵ اور اللہ

سَبِيحًا عَلِيمًا ﴿١٣٨﴾ إِنَّ تَبْدُؤَ خَيْرًا أَوْ تَخْفُوهُ أَوْ تَعْفُوا عَنْ سُوءٍ فَإِنَّ

سنتا جانتا ہے اگر تم کوئی بھلائی علانیہ کرو یا چھپ کر یا کسی کی برائی سے درگزر تو بے شک

اللَّهُ كَانَ عَفُوًّا قَدِيرًا ﴿١٣٩﴾ إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ

اللہ معاف کرنے والا قدرت والا ہے ۳۴۹ وہ جو اللہ اور اس کے رسولوں کو نہیں مانتے اور

يُرِيدُونَ أَنْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ اللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيَقُولُونَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ

چاہتے ہیں کہ اللہ سے اس کے رسولوں کو جدا کر دیں ۳۴۷ اور کہتے ہیں ہم کسی پر ایمان لائے اور

نَكْفُرُ بِبَعْضٍ ۗ وَيُرِيدُونَ أَنْ يَتَّخِذُوا بَيْنَ ذَلِكَ سَبِيلًا ﴿١٤٠﴾ أُولَٰئِكَ

کسی کے منکر ہوئے ۳۴۸ اور چاہتے ہیں کہ ایمان و کفر کے بیچ میں کوئی راہ نکال لیں یہی

هُمُ الْكٰفِرُونَ حَقًّا ۗ وَأَعْتَدْنَا لِلْكَٰفِرِينَ عَذَابًا مُّهِينًا ﴿١٤١﴾ وَالَّذِينَ

ہیں ٹھیک ٹھیک کافر ۳۴۹ اور ہم نے کافروں کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے اور وہ جو

آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَلَمْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ أُولَٰئِكَ سَوْفَ

اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لائے اور ان میں سے کسی پر ایمان میں فرق نہ کیا انہیں عقرب

۳۴۷ یعنی کسی کے پوشیدہ حال کا ظاہر کرنا۔ اس میں غیبت بھی آگئی چغل خوری بھی۔ عاقل وہ ہے جو اپنے عیبوں کو دیکھے، ایک قول یہ بھی ہے کہ بری بات سے

گالی مراد ہے۔ ۳۴۵ کہ اس کو جائز ہے کہ ظالم کے ظلم کا بیان کرے وہ چور یا غاصب کی نسبت کہہ سکتا ہے کہ اس نے میرا مال چرایا، غصب کیا۔ شان نزول:

ایک شخص ایک قوم کا مہمان ہوا تھا انہوں نے اچھی طرح اس کی میزبانی نہ کی جب وہ وہاں سے نکلا تو ان کی شکایت کرتا نکلا۔ اس واقعہ کے متعلق یہ آیت نازل

ہوئی، بعض مفسرین نے فرمایا کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے باب میں نازل ہوئی ایک شخص سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آپ

(رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی شان میں درازی کرتا رہا آپ نے کئی بار سکوت کیا مگر وہ باز نہ آیا تو ایک مرتبہ آپ نے اس کو جواب دیا اس پر حضور اقدس صلی اللہ

علیہ وسلم اٹھ کھڑے ہوئے حضرت صدیق اکبر نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ شخص مجھ کو برا کہتا رہا تو حضور نے کچھ نہ فرمایا میں نے ایک

مرتبہ جواب دیا تو حضور اٹھ گئے، فرمایا: ایک فرشتہ تمہاری طرف سے جواب دے رہا تھا جب تم نے جواب دیا تو فرشتہ چلا گیا اور شیطان آگیا۔ اس کے متعلق یہ

آیت نازل ہوئی۔ ۳۴۷ تم اس کے بندوں سے درگزر کرو وہ تم سے درگزر فرمائے گا۔ حدیث: تم زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔

۳۴۷ اس طرح کہ اللہ پر ایمان لائیں اور اس کے رسولوں پر نہ لائیں۔ ۳۴۷ شان نزول: یہ آیت یہود و نصاریٰ کے حق میں نازل ہوئی کہ یہود حضرت موسیٰ

علیہ السلام پر ایمان لائے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ انہوں نے کفر کیا اور نصاریٰ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ

والسلام پر ایمان لائے اور انہوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کفر کیا۔ ۳۴۹ بعض رسولوں پر ایمان لانا انہیں کفر سے نہیں بچاتا کیونکہ ایک نبی کا

انکار بھی تمام انبیاء کے انکار کے برابر ہے۔

يُؤْتِيهِمْ أَجْرَهُمْ ط وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ١٥٦ يَسْأَلُكَ أَهْلُ

اللہ ان کے ثواب دے گا ۳۸۵ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۳۸۶ اے محبوب اہل کتاب ۳۸۷ تم

الْكِتَابِ أَنْ تَنْزِلَ عَلَيْهِمْ كِتَابًا مِنَ السَّمَاءِ فَقَدْ سَأَلُوا مُوسَىٰ أَكْبَرَ

سے سوال کرتے ہیں کہ ان پر آسمان سے ایک کتاب اتار دو ۳۸۸ تو وہ تو موسیٰ سے اس سے بھی بڑا

مَنْ ذَلِكَ فَقَالُوا أَرِنَا اللَّهَ جَهْرَةً فَأَخَذَتْهُمُ الصَّعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ ج ثُمَّ

سوال کر چکے ۳۸۹ کہ بولے ہمیں اللہ کو علانیہ (ظاہر کر کے) دکھا دو تو انہیں کڑک نے آلیا ان کے گناہوں پر پھر

اتَّخَذُوا الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمْ الْبَيِّنَاتُ فَعَفَوْنَا عَنْ ذَلِكَ ج

بچھڑا لے بیٹھے ۳۹۰ بعد اس کے کہ روشن آیتیں ۳۸۹ ان کے پاس آچکیں تو ہم نے یہ معاف فرما دیا ۳۹۰

وَآتَيْنَا مُوسَىٰ سُلْطَانًا مُبِينًا ١٥٧ وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّورَ بِبَيْتِاقِهِمْ

اور ہم نے موسیٰ کو روشن غلبہ دیا ۳۹۱ پھر ہم نے ان پر طور کو اونچا کیا ان سے عہد لینے کو

وَقُلْنَا لَهُمْ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَقُلْنَا لَهُمْ لَا تَعْدُوا فِي السَّبْتِ

اور ان سے فرمایا کہ دروازے میں سجدہ کرتے داخل ہو اور ان سے فرمایا کہ ہفتہ میں حد سے نہ بڑھو ۳۹۲

وَأَخَذْنَا مِنْهُم مِّيثَاقًا غَلِيظًا ١٥٨ فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِيثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِمْ

اور ہم نے ان سے گاڑھا (پختہ) عہد لیا ۳۹۳ تو ان کی کیسی بد عہدیوں کے سبب ہم نے ان پر لعنت کی اور اس لئے کہ وہ

۳۸۸ مُرْتَكِبٍ كَبِيرٍ بَعِيَ اس میں داخل ہے کیونکہ وہ اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان رکھتا ہے۔ ”معتزل“ صاحب کبیرہ (کبیرہ گناہ کرنے والے) کے خُلو و

عذاب (ہمیشہ جہنم میں رہنے) کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ اس آیت سے ان کے اس عقیدہ کا بطلان ثابت ہوا۔ ۳۸۹ مسئلہ: یہ آیت صفات فعلیہ (جیسے کہ مغفرت و

رحمت) کے قدم ہونے پر دلالت کرتی ہے کیونکہ خُذْ کے قائل کو کہنا پڑتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ازل میں غفور و رحیم نہیں تھا پھر ہو گیا (معاذ اللہ)۔ اس کے اس قول کو

یہ آیت باطل کرتی ہے۔ ۳۹۰ براہ سرکشی ۳۸۳ یکبارگی۔ شان نزول: یہود میں سے کعب بن اشرف، فنحاص بن عازر اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے

کہا کہ اگر آپ نبی ہیں تو ہمارے پاس آسمان سے یکبارگی کتاب لائیے جیسا حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام توریت لائے تھے۔ یہ سوال ان کا طلب ہدایت و

اتباع کے لئے نہ تھا بلکہ سرکشی و بغاوت سے تھا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ۳۸۹ یعنی یہ سوال ان کا کمال جہل (انتہائی جہالت کے سبب) سے ہے اور اس قسم کی

جہالتوں میں ان کے باپ دادا بھی گرفتار تھے۔ اگر سوال طلبِ رشد (ہدایت طلب کرنے) کے لئے ہوتا تو پورا کر دیا جاتا مگر وہ تو کسی حال میں ایمان لانے والے نہ

تھے۔ ۳۸۵ اس کو پوجنے لگے ۳۸۶ توریت اور حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے

صدق پر واضح الدلالتہ (واضح دلیل) تھے اور باوجودیکہ توریت ہم نے یکبارگی ہی نازل کی تھی لیکن ”خوشے بد را بہانہ بسنیار“ (برخصلت کے لئے

بہانے بہت) بجائے اطاعت کرنے کے انہوں نے خدا کے دیکھنے کا سوال کیا۔ ۳۸۷ جب انہوں نے توبہ کی۔ اس میں حضور کے زمانہ کے یہودیوں کے لئے توبہ

ہے کہ وہ بھی توبہ کریں تو اللہ انہیں بھی اپنے فضل سے معاف فرمائے۔ ۳۸۸ ایسا تسلط عطا فرمایا کہ جب آپ نے بنی اسرائیل کو توبہ کے لئے خود ان کے اپنے قتل کا

حکم دیا وہ انکار نہ کر سکے اور انہوں نے اطاعت کی۔ ۳۸۹ یعنی مچھلی کا شکار وغیرہ جو عمل اس روز تمہارے لئے حلال نہیں نہ کرو۔ سورہ بقرہ میں ان تمام احکام کی

تفصیلیں گزر چکیں۔ ۳۹۰ جو انہیں حکم دیا گیا ہے وہ کریں اور جس کی ممانعت کی گئی ہے اس سے باز رہیں پھر انہوں نے اس عہد کو توڑا۔

بَايَتِ اللَّهِ وَقَتْلِهِمْ إِلَّا نُبِيَّاءَ بَغَيْرِ حَقٍّ وَقَوْلِهِمْ قُلُوبَنَا غُلْفٌ ١٥٤ ط

آیات الہی کے منکر ہوئے ۳۹۱ اور انبیاء کو ناحق شہید کرتے ۳۹۲ اور ان کے اس کہنے پر کہ ہمارے دلوں پر غلاف ہیں ۳۹۳ بلکہ

طَبَعَ اللَّهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُونَ إِلَّا قَلِيلًا ١٥٥ ٥ وَبِكُفْرِهِمْ

اللہ نے ان کے کفر کے سبب ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے تو ایمان نہیں لاتے مگر تھوڑے اور اس لئے کہ انہوں نے کفر کیا ۳۹۴

وَقَوْلِهِمْ عَلَىٰ مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيمًا ١٥٦ ٥ وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا السَّيِّحَ

اور مریم پر بڑا بہتان اٹھایا (باندھا) اور ان کے اس کہنے پر کہ ہم نے مسیح

عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللَّهِ ٥ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَٰكِن شُبِّهَ

عیسیٰ بن مریم اللہ کے رسول کو شہید کیا ۳۹۵ اور ہے یہ کہ انہوں نے نہ اسے قتل کیا اور نہ اسے سولی دی بلکہ اُن کے لئے اس کی شبیہ (شکل و صورت) کا

لَهُمْ ٥ وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ ٥ مَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ

ایک بنا دیا گیا ۳۹۶ اور وہ جو اس کے بارے میں اختلاف کر رہے ہیں ضرور اس کی طرف سے شبہ میں پڑے ہوئے ہیں ۳۹۷ انہیں اس کی کچھ بھی خبر نہیں ۳۹۸

إِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ٥ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا ١٥٧ ٥ بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ ٥ وَكَانَ

مگر یہی گمان کی پیروی ۳۹۹ اور بے شک انہوں نے اس کو قتل نہ کیا ۴۰۰ بلکہ اللہ نے اسے اپنی طرف اٹھا لیا ۴۰۱ اور

اللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ١٥٨ ٥ وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لِيُؤْمِنُوا بِهِ

اللہ غالب حکمت والا ہے کوئی کتابی ایسا نہیں جو اس کی موت سے پہلے

قَبْلَ مَوْتِهِ ٥ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا ١٥٩ ٥ فَيُظْلَمُ مِّنْ

اس پر ایمان نہ لائے ۴۰۲ اور قیامت کے دن وہ ان پر گواہ ہوگا ۴۰۳ تو یہودیوں کے بڑے

۳۹۱ جو انبیاء کے صدق پر دلالت کرتے تھے جیسے کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات۔ ۳۹۲ انبیاء کا قتل کرنا تو ناحق ہے ہی کسی طرح حق ہو ہی نہیں سکتا

لیکن یہاں مقصود یہ ہے کہ ان کے زعم میں بھی انہیں اس کا کوئی استحقاق (حق حاصل) نہ تھا۔ ۳۹۳ لہذا کوئی پند (صحیح) دو عطا کار گرنہیں ہو سکتا۔ ۳۹۴ حضرت

عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ بھی۔ ۳۹۵ یہود نے دعویٰ کیا کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قتل کر دیا اور نصاریٰ نے اس کی تصدیق کی تھی،

اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کی تکذیب فرمادی۔ ۳۹۶ جس کو انہوں نے قتل کیا اور خیال کرتے رہے کہ یہ حضرت عیسیٰ ہیں، باوجودیکہ ان کا یہ خیال غلط تھا۔ ۳۹۷

اور یقینی نہیں کہہ سکتے کہ وہ مقتول کون ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ چہرہ تو عیسیٰ کا ہے اور جسم عیسیٰ کا نہیں، لہذا یہ وہ نہیں۔ اسی

تَرْدُ (شش و پنج) میں ہیں۔ ۳۹۸ جو حقیقت حال ہے۔ ۳۹۹ اور انکلیں دوڑا اٹھا۔ ۴۰۰ ان کا دعویٰ قتل جھوٹا ہے۔ ۴۰۱ صحیح و سالم بسوئے آسمان (آسمان کی

طرف)۔ احادیث میں اس کی تفصیلات وارد ہیں، سورہ آل عمران میں اس واقعہ کا ذکر گزر چکا ہے۔ ۴۰۲ اس آیت کی تفسیر میں چند قول ہیں: ایک قول یہ ہے کہ

یہود و نصاریٰ کو اپنی موت کے وقت جب عذاب کے فرشتے نظر آتے ہیں تو وہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لے آتے ہیں جن کے ساتھ انہوں نے کفر

کیا تھا اور اس وقت کا ایمان مقبول و معتبر نہیں۔ دوسرا قول یہ ہے کہ قریب قیامت جب حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام آسمان سے نزول فرمائیں گے اس وقت کے تمام

اہل کتاب ان پر ایمان لے آئیں گے، اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام شریعت محمدیہ کے مطابق حکم کریں گے، اور اسی دین کے ائمہ میں سے



الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبَاتٍ أُحِلَّتْ لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَنْ

ظلم کے وقت سب ہم نے وہ بعض ستھری چیزیں کہ ان کے لئے حلال تھیں ۱۵۴ ان پر حرام فرما دیں اور اس لئے کہ انہوں نے بہتوں

سَبِيلِ اللَّهِ كَثِيرًا ۱۶۰ ۱۶۰ وَأَخَذَهُمُ الرِّبَا وَقَدْ نُهُوا عَنْهُ وَأَكْلِهِمْ

(بہت سے لوگوں) کو اللہ کی راہ سے روکا اور اس لئے کہ وہ سود لیتے حالانکہ وہ اس سے منع کئے گئے تھے اور لوگوں کا

أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ ۱۶۱ ۱۶۱ وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ مِنْهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۱۶۱

مال ناحق کھا جاتے ۱۶۱ اور ان میں جو کافر ہوئے ہم نے ان کے لئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے

لَكِنِ الرَّسْخُونَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُونَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنزِلَ

ہاں جو ان میں علم میں پکے ۱۶۲ اور ایمان والے ہیں وہ ایمان لاتے ہیں اس پر جو اے محبوب تمہاری

إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَالْمُقِيمِينَ الصَّلَاةَ وَالْمُؤْتُونَ

طرف اترا اور جو تم سے پہلے اترا ۱۶۳ اور نماز قائم رکھنے والے اور زکوٰۃ

الزَّكَاةَ وَالْمُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۱۶۴ ۱۶۴ أُولَئِكَ سَنُؤْتِيهِمْ أَجْرًا

دینے والے اور اللہ اور قیامت پر ایمان لانے والے ایسوں کو عنقریب ہم بڑا ثواب

عَظِيمًا ۱۶۵ ۱۶۵ إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَى نُوحٍ وَالنَّبِيِّنَ مِنْ

دیں گے بے شک اے محبوب ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی جیسے وحی نوح اور اس کے بعد پیغمبروں کو

بَعْدِهِ ۱۶۶ ۱۶۶ وَأَوْحَيْنَا إِلَى إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ

بھیجی ۱۶۶ اور ہم نے ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور ان کے بیٹوں

ایک امام کی حیثیت میں ہوں گے اور نصاریٰ نے ان کی نسبت جو گمان باندھ رکھے ہیں ان کا ابطال (رد) فرمائیں گے، دین محمدی کی اشاعت کریں گے، اس

وقت یہود و نصاریٰ کو یا تو اسلام قبول کرنا ہوگا یا قتل کر ڈالے جائیں گے۔ جزیہ قبول کرنے کا حکم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کرنے کے وقت تک ہے۔ تیسرا

قول یہ ہے کہ آیت کے معنی یہ ہیں کہ ہر کتابی اپنی موت سے پہلے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئے گا۔ چوتھا قول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آئے

گا لیکن وقت موت کا ایمان مقبول نہیں، نافع نہ ہوگا۔ ۱۶۵ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہود پر تو یہ گواہی دیں گے کہ انہوں نے آپ کی تکذیب کی اور آپ کے حق

میں زبان طعن دراز کی اور نصاریٰ پر یہ کہ انہوں نے آپ کو رب ٹھہرایا اور خدا کا شریک گردانا اور اہل کتاب میں سے جو لوگ ایمان لے آئیں ان کے ایمان کی بھی

آپ شہادت دیں گے۔ ۱۶۶ تفضیل عہد (عدہ خلائی) وغیرہ جن کا اوپر آیات میں ذکر ہو چکا۔ ۱۶۷ جن کا سورہ انعام کی آیت ”وَعَلَى الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا“ میں

بیان ہے۔ ۱۶۸ رشوت وغیرہ حرام طریقوں سے۔ ۱۶۹ مثل حضرت عبداللہ بن سلام اور ان کے اصحاب کے، جو علم راسخ (زبردست علم) اور عقل

صافی (یعنی شکوک و شبہات سے پاک عقل) اور بصیرت کاملہ رکھتے تھے۔ انہوں نے اپنے علم سے دین اسلام کی حقیقت کو جاننا اور سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر

ایمان لائے۔ ۱۷۰ پہلے انبیاء پر۔ ۱۷۱ شان نزول: یہود و نصاریٰ نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو یہ سوال کیا تھا کہ ان کے لئے آسمان سے یکبارگی

کتاب نازل کی جائے تو وہ آپ کی نبوت پر ایمان لائیں، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور ان پر حجت قائم کی گئی کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سوا

وَعِيسَىٰ وَآيُوبَ وَيُونُسَ وَهَارُونَ وَسُلَيْمَانَ ۚ وَاتَّبَعُوا دَاوُدَ وَذُرِّيَّاتِهِ ۗ

اور عیسیٰ اور ایوب اور یونس اور ہارون اور سلیمان کو وحی کی اور ہم نے داود کو زبور عطا فرمایا

وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنَاهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ ۖ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ

اور اور رسولوں کو جن کا ذکر آگے ہم تم سے فرما چکے ہیں اور ان کو جن کا ذکر تم سے

عَلَيْكَ ۗ وَكَلَّمَ اللَّهُ مُوسَىٰ تَكْلِيمًا ۚ رُسُلًا مُّبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ

نہ فرمایا اور اللہ نے موسیٰ سے حقیقتاً کلام فرمایا رسول خوشخبری دیتے اور ڈر سناتے

لَعَلَّ يَكُونُ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ ۗ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا

کہ رسولوں کے بعد اللہ کے یہاں لوگوں کو کوئی عذر نہ رہے اور اللہ غالب

حَكِيمًا ۗ لَكِنَّ اللَّهَ يَشْهَدُ بِمَا أَنْزَلَ إِلَيْكَ أَنْزَلَهُ بِعِلْمِهِ ۗ وَ

حکمت والا ہے لیکن اے محبوب اللہ اس کا گواہ ہے جو اس نے تمہاری طرف اتارا وہ اس نے اپنے علم سے اتارا ہے اور

الْمَلَائِكَةُ يُشْهَدُونَ ۗ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا ۗ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَ

فرشتے گواہ ہیں اور اللہ کی گواہی کافی وہ جنہوں نے کفر کیا اور

صَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ قَدْ ضَلُّوا ضَلًّا بَعِيدًا ۗ إِنَّ الَّذِينَ

اللہ کی راہ سے روکا گیا بے شک وہ دور کی گمراہی میں پڑے بے شک جنہوں

بکثرت انبیاء ہیں جن میں سے گیارہ کے اسماء شریفہ یہاں آیت میں بیان فرمائے گئے ہیں اہل کتاب ان سب کی نبوت کو مانتے ہیں ان سب حضرات میں سے کسی

پر یکبارگی کتاب نازل نہ ہوئی تو جب اس وجہ سے ان کی نبوت تسلیم کرنے میں اہل کتاب کو کچھ پس و پیش نہ ہو تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت تسلیم کرنے

میں کیا عذر ہے اور مقصود رسولوں کے بھیجنے سے خلق کی ہدایت اور ان کو اللہ تعالیٰ کی توحید و معرفت کا درس دینا اور ایمان کی تکمیل اور طریق عبادت کی تعلیم ہے۔

کتاب کے متفرق طور پر نازل ہونے سے یہ مقصد بروجہ اتم حاصل ہوتا ہے کہ تھوڑا تھوڑا بہ آسانی دل نشین ہوتا چلا جاتا ہے۔ اس حکمت کو نہ سمجھنا اور اعتراض کرنا

کمال حماقت (انتہائی بے وقوفی) ہے۔ اور قرآن شریف میں نام بنام فرما چکے ہیں۔ فلاں اور اب تک ان کے اسماء کی تفصیل قرآن پاک میں ذکر نہیں فرمائی گئی۔

اور تو جس طرح حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بے واسطہ کلام فرمانا دوسرے انبیاء علیہم السلام کی نبوت میں قاطع (عیب لگانے والا) نہیں جن سے اس طرح

کلام نہیں فرمایا گیا، ایسے ہی حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کتاب کا یکبارگی نازل ہونا دوسرے انبیاء کی نبوت میں کچھ بھی قاطع نہیں ہو سکتا۔ فلاں ثواب کی

ایمان لانے والوں کو فلاں عذاب کا کفر کرنے والوں کو فلاں اور یہ کہنے کا موقع نہ ہو کہ اگر ہمارے پاس رسول آتے تو ہم ضرور ان کا حکم مانتے اور اللہ کے مطیع و

فرماں بردار ہوتے۔ اس آیت سے یہ مسئلہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ رسولوں کی بعثت سے قبل خلق پر عذاب نہیں فرماتا جیسا دوسری جگہ ارشاد فرمایا: ”وَمَا كُنَّا

مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا“ (اور ہم عذاب کرنے والے نہیں جب تک رسول نہ بھیج لیں)۔ اور یہ مسئلہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ معرفت الہی بیان شرع و زبان

انبیاء ہی سے حاصل ہوتی ہے عقل محض (صرف عقل) سے اس منزل تک پہنچنا ٹھیک نہیں ہوتا۔ فلاں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا انکار کر کے۔ فلاں حضور

صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت و صفت چھپا کر اور لوگوں کے دلوں میں خُجَبہ ڈال کر (یہ حال یہود کا ہے۔)

كَفَرُوا وَظَلَمُوا لَمْ يَكُنِ اللَّهُ لِيَغْفِرْ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيقًا إِلَّا

نے کفر کیا ۲۱۸ اور حد سے بڑھے ۲۱۹ اللہ ہرگز انہیں نہ بخشے گا ۲۲۰ نہ انہیں کوئی راہ دکھائے مگر

طَرِيقَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۱۶۷ وَكَانَ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا ۱۶۸

جہنم کا راستہ کہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اور یہ اللہ کو آسان ہے

يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ الرَّسُولُ بِالْحَقِّ مِنْ رَبِّكُمْ فَامْنُوا خَيْرًا

اے لوگو تمہارے پاس یہ رسول ۲۲۱ حق کے ساتھ تمہارے رب کی طرف سے تشریف لائے تو ایمان لاؤ

لَكُمْ ۱۶۹ وَإِنْ تَكْفُرُوا فَإِنَّ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۱۷۰ وَكَانَ اللَّهُ

اپنے بھلے کو اور اگر تم کفر کرو ۲۲۲ تو بے شک اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور اللہ

عَلِيمًا حَكِيمًا ۱۷۱ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ وَلَا تَقُولُوا

علم و حکمت والا ہے اے کتاب والو اپنے دین میں زیادتی نہ کرو ۲۲۳ اور اللہ پر

عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ ۱۷۲ إِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ اللَّهِ

نہ کہو مگر سچ ۲۲۴ مسیح عیسیٰ مریم کا بیٹا ۲۲۵ اللہ کا رسول ہی ہے

وَكَلَّمَتْهُ جَاءَ إِلَيْهَا إِلَى مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِنْهُ ۱۷۳ فَامْنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ۱۷۴

اور اس کا ایک کلمہ ۲۲۶ کہ مریم کی طرف بھیجا اور اس کے یہاں کی ایک روح تو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ ۲۲۷ اور

۱۷۵ اللَّهُ کے ساتھ ۱۷۶ کتاب الہی میں حضور کے اوصاف بدل کر اور آپ کی نبوت کا انکار کر کے ۱۷۷ جب تک وہ کفر پر قائم رہیں یا کفر پر مریں۔ ۱۷۸ سید

انبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۷۹ اور سید انبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا انکار کرو تو اس میں ان کا کچھ ضرر نہیں اور اللہ تمہارے ایمان سے

بے نیاز ہے۔ ۱۸۰ شان نزول: یہ آیت نصاریٰ کے حق میں نازل ہوئی جن کے کئی فرقے ہو گئے تھے اور ہر ایک حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت جدا گانہ

کفری عقیدہ رکھتا تھا۔ سطوری آپ کو خدا کا بیٹا کہتے تھے، مرقوسی کہتے کہ وہ تین میں کے تیسرے ہیں۔ اور اس کلمہ کی توجیہات میں بھی اختلاف تھا: بعض تین اقوام

مانتے تھے اور کہتے تھے کہ باپ، بیٹا، روح القدس۔ باپ سے ذات، بیٹے سے عیسیٰ، روح القدس سے ان میں خلول کرنے والی حیات مراد لیتے تھے۔ تو ان کے نزدیک

”الہ“ تین تھے اور اس تین کو ایک بتاتے تھے ”توحید فی التثلیث“ (تینوں کے مجموعہ کو خدا سمجھنے) اور ”تثلیث فی التوحید“ (تینوں میں سے ہر ایک کو خدا سمجھنے) کے

چکر میں گرفتار تھے۔ بعض کہتے تھے کہ عیسیٰ ناسوتیت (بشریت) اور لہوتیت (معبودیت) کے جامع ہیں، ماں کی طرف سے ان میں ”ناسوتیت“ آئی، اور باپ کی طرف

سے ”لہوتیت“ آئی، تعالیٰ اللہ عَمَّا يَقُولُونَ غَلُوبًا كَبِيرًا (اللہ ان کی باتوں سے بہت ہی برتر و بلند ہے)۔ یہ فرقہ بندی نصاریٰ میں ایک یہودی نے پیدا کی جس کا نام

بوس تھا اور اس نے انہیں گمراہ کرنے کے لئے اس قسم کے عقیدوں کی تعلیم کی۔ اس آیت میں اہل کتاب کو ہدایت کی گئی کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے باب

میں افراط و تفریط (کئی زیادتی) سے باز رہیں، خدا اور خدا کا بیٹا بھی نہ کہیں اور ان کی تنقیص (شان میں کمی) بھی نہ کریں۔ ۱۸۱ اللہ کا شریک اور بیٹا بھی کسی کو نہ

بناؤ اور خلول و اتحاد (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ذات میں خدا کے آنے اور اللہ عزوجل، حضرت عیسیٰ علیہ السلام و حضرت مریم علیہا السلام کا ملکر ایک

خدا ہونے) کا عیب بھی مت لگاؤ اور اس اعتقاد حق پر رہو کہ ۱۸۲ ہے اور اس محترم کے لئے اس کے سوا کوئی نسب نہیں ۱۸۳ کہ ”مکن“ فرمایا اور وہ بغیر باپ اور بغیر

نطفہ کے محض امر الہی سے پیدا ہو گئے۔ ۱۸۴ اور تصدیق کرو کہ اللہ واحد ہے بیٹے اور اولاد سے پاک ہے اور اس کے رسولوں کی تصدیق کرو اور اس کی کہ حضرت عیسیٰ



لَا تَقُولُوا ثَلَاثَةً ۖ إِنْتَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۖ إِنَّمَا اللَّهُ إِلَهُ وَاحِدٌ ۖ سُبْحَانَ

تین نہ کہو ۲۲۵ باز رہو اپنے بھلے کو اللہ تو ایک ہی خدا ہے ۲۲۹ پاکی اُسے

أَنْ يَكُونَ لَهُ وَلَدٌ ۚ لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ وَكَفَى

اس سے کہ اس کے کوئی بچہ ہو اسی کا مال ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ کافی

بِاللَّهِ وَكَيْلًا ۚ لَنْ يَسْتَنْكِفَ الْمَسِيحُ أَنْ يَكُونَ عَبْدًا لِلَّهِ وَلَا

کار ساز (کام بنانے والا) ہے ہرگز مسیح اللہ کا بندہ بننے سے کچھ نفرت نہیں کرتا ۲۳۱ اور نہ

الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُونَ ۚ وَمَنْ يَسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهِ وَيَسْتَكْبِرْ

مُتَقَرَّبٌ فرشتے اور جو اللہ کی بندگی سے نفرت اور تکبر کرے

فَسَيَحْشُرْهُمْ إِلَيْهِ جَمِيعًا ۚ فَاَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّٰلِحٰتِ

تو کوئی دم جاتا ہے کہ وہ ان سب کو اپنی طرف ہانکے گا ۲۳۲ تو وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے

فِيْوَفِيْهِمْ اُجُوْرٰهُمْ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهِ ۚ وَاَمَّا الَّذِينَ اسْتَنْكَفُوْا

اُن کی مزدوری انہیں بھر پور دے کر اپنے فضل سے انہیں اور زیادہ دے گا اور وہ جنہوں نے ۲۳۳ نفرت

وَأَسْتَكْبَرُوْا فَيَعْدِبُهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۗ وَلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ

اور تکبر کیا تھا انہیں درد ناک سزا دے گا اور اللہ کے سوا نہ اپنا کوئی

وَلِيًّا وَلَا نَصِيْرًا ۚ يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ بُرْهٰنٌ مِّنْ رَبِّكُمْ وَ

حمایتی پائیں گے نہ مددگار اے لوگو بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے واضح دلیل آئی ۲۳۴ اور

أَنْزَلْنَا إِلَيْكُمْ نُورًا مُّبِيْنًا ۚ فَاَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا بِاللّٰهِ وَاعْتَصَمُوا

ہم نے تمہاری طرف روشن نور اتارا ۲۳۵ تو وہ جو اللہ پر ایمان لائے اور اس کی رسی مضبوط

عليه الصلوة والسلام اللّٰه کے رسولوں میں سے ہیں ۲۳۸ جیسا کہ نصاریٰ کا عقیدہ ہے کہ وہ کفر محض (خالص کفر) ہے ۲۳۹ کوئی اس کا شریک نہیں۔

۲۴۰ اور وہ سب کا مالک ہے اور جو مالک ہو وہ باپ نہیں ہو سکتا۔ ۲۴۱ شان نزول: نصاریٰ نجران کا ایک وفد سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت

میں حاضر ہوا، اس نے حضور سے کہا کہ آپ حضرت عیسیٰ کو عیب لگاتے ہیں کہ وہ اللہ کے بندے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ کے لئے یہ عار کی

بات نہیں۔ اس پر یہ آیت شریفہ نازل ہوئی۔ ۲۴۲ یعنی آخرت میں اس تکبر کی سزا دے گا۔ ۲۴۳ عبادت الہی بجالانے سے ۲۴۴ دلیل واضح سے سید

عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی مراد ہے جن کے صدق پر ان کے معجزے شاہد ہیں اور منکرین کی عقول کو حیران کر دیتے ہیں۔ ۲۴۵ یعنی

قرآن پاک۔



يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ ۗ أُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيمَةُ الْأَنْعَامِ

اے ایمان والو اپنے قول (عہد) پورے کرو۔ تمہارے لئے حلال ہوئے بے زبان مویشی

الْأَمَايُتِلَىٰ عَلَيْكُمْ غَيْرِ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَأَنْتُمْ حُرْمٌ ۗ إِنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ

مگر وہ جو آگے سنایا جائے گا تم کو حلال نہیں لیکن شکار حلال نہ سمجھو جب تم احرام میں ہو۔ بے شک اللہ حکم فرماتا ہے

مَا يُرِيدُ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَحِلُّوا شَعَائِرَ اللَّهِ وَلَا الشُّهْرَ

جو چاہے اے ایمان والو حلال نہ ٹھہرا لو اللہ کے نشان و نشانہ اور نہ ادب

الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَائِدَ وَلَا أُمِّينَ الْبَيْتِ الْحَرَامِ يَبْتَغُونَ

والے مہینے اور نہ حرم کو بھیجی ہوئی قربانیاں اور نہ وہ جن کے گلے میں علامتیں آویزاں ہوں اور نہ ان کا مال آبرو جو عزت والے گھر کا قصد کر کے آئیں و

فَضْلًا مِّنْ سَائِبِهِمْ وَرِضْوَانًا ۗ وَإِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوا ۗ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ

اپنے رب کا فضل اور اس کی خوشی چاہتے اور جب احرام سے نکلو تو شکار کر سکتے ہو۔ اور تمہیں کسی

شَنْئَانُ قَوْمٍ أَنْ صَدُّوكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَنْ تَعْتَدُوا ۗ

قوم کی عداوت کہ انہوں نے تم کو مسجد حرام سے روکا تھا زیادتی کرنے پر نہ ابھارے۔ و

الْعُقُودِ ۗ وَمَعْنَىٰ فِي مَقَامِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَنْ تَعْتَدُوا ۗ

معتقدہ (سابقہ آسانی کتابوں) میں سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے اور آپ کی اطاعت کرنے کے متعلق جو تم سے عہد لئے ہیں وہ پورے کرو۔

بعض مفسرین کا قول ہے کہ خطاب مؤمنین کو ہے انہیں عقود کے وفا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ان عقود سے مراد ایمان

اور وہ عہد ہیں جو حرام و حلال کے متعلق قرآن پاک میں لئے گئے۔ بعض مفسرین کا قول ہے کہ اس میں مؤمنین کے باہمی معاہدے مراد ہیں۔ یعنی جن کی

حُرْمَتِ شَرِيعَتِ فِيهِمْ وَإِدْرَافَةُ الْبَيْتِ الْحَرَامِ ۗ

جیسا کہ اس سورت کے آخر میں آئے گا۔ و اس کے دین کے معاملہ (ارکان حج یا احکام اسلام)۔ معنی یہ ہیں کہ جو چیزیں اللہ نے فرض کیں اور جو منع فرمائیں

سب کی حرمت کا لحاظ رکھو۔ و ماہ ہائے حج جن میں ”قال“ زمانہ جاہلیت میں بھی ممنوع تھا اور اسلام میں بھی یہ حکم باقی رہا۔ و وہ قربانیاں۔ و عرب کے

لوگ قربانیوں کے گلے میں حرم شریف کے اشجار کی چھالوں وغیرہ سے گلوبند بن کر ڈالنے تھے تاکہ دیکھنے والے جان لیں کہ یہ حرم کو بھیجی ہوئی قربانیاں ہیں اور ان

سے تعرض (چھیڑ چھاڑ) نہ کریں و حج و عمرہ کرنے کے لیے۔ شان نزول: شریح بن ہند ایک مشہور شفی (بد بخت) تھا وہ مدینہ طیبہ میں آیا اور سید عالم صلی اللہ

علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا کہ آپ خلق خدا کو کیا دعوت دیتے ہیں؟ فرمایا: اپنے رب کے ساتھ ایمان لانے اور اپنی رسالت کی تصدیق

کرنے اور نماز قائم رکھنے اور زکوٰۃ دینے کی، کہنے لگا بہت اچھی دعوت ہے میں اپنے سرداروں سے رائے لوں تو میں بھی اسلام لاؤں گا اور انہیں بھی لاؤں گا یہ

کہہ کر چلا گیا حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے آنے سے پہلے ہی اپنے اصحاب کو خبر دے دی تھی کہ قبیلہ ربیعہ کا ایک شخص آنے والا ہے جو شیطانی زبان

بولے گا۔ اس کے چلے جانے کے بعد حضور نے فرمایا کہ کافر کا چہرہ لے کر آیا اور غار و بدعہد کی طرح پیڑ پھیر کر گیا، یہ اسلام لانے والا نہیں۔ چنانچہ اس نے غار

(حوکہ) کیا اور مدینہ شریف سے نکلنے ہوئے وہاں کے مویشی اور اموال لے گیا۔ اگلے سال یمامہ کے حاجیوں کے ساتھ تجارت کا کثیر سامان اور حج کی قلاوہ

پوش (بارو گلوبند پہنائی ہوئی) قربانیاں لے کر بارادوج نکلا، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور حکم دیا گیا کہ جس کی ایسی شان ہو اس سے

دیکھا اور چاہا کہ مویشی اس سے واپس لے لیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور حکم دیا گیا کہ جس کی ایسی شان ہو اس سے

تعرض نہ چاہیے۔ و یہ بیان اباحت ہے کہ احرام کے بعد شکار مباح ہو جاتا ہے۔ و یعنی اہل مکہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ کے اصحاب



وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ ۖ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۗ

اور نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ دو

وَاتَّقُوا اللَّهَ ۗ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝۲ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ

اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے تم پر حرام ہے

وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخَنزِيرِ وَمَا أُهْلَ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَ

اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جس کے ذبح میں غیر خدا کا نام پکارا گیا اور وہ جو گلا گھونٹنے سے مرے اور

الْمَوْقُودَةُ وَالتَّبَرُّيَّةُ وَالتَّطِيحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا

بے دھار کی چیز سے مارا ہوا اور جو گر کر مرا اور جسے کسی جانور نے سینگ مارا اور جسے کوئی درندہ کھا گیا مگر جنہیں

ذَكَرْتُمْ ۗ وَمَا ذَبَحَ عَلَى النَّصَبِ وَأَنْ تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلامِ ۗ ذَلِكُمْ

تم ذبح کر لو اور جو کسی تھان (باطل معبودوں کے مخصوص نشانات) پر ذبح کیا گیا اور پانسے ڈال کر بانٹا کرنا یہ گناہ

فَسُقٌ ۗ الْيَوْمَ يَسِّرُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ دِينِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ

کا کام ہے آج تمہارے دین کی طرف سے کافروں کی آس ٹوٹ گئی ہے تو ان سے نہ ڈرو

کورو زحدیبیہ عمرہ سے روکا، ان کے اس معاندانہ (شمنانہ) فعل کا تم انتقام نہ لو۔ ۱۲۔ بعض مفسرین نے فرمایا جس کا حکم دیا گیا اس کا بجالانا ”بِر“ (نیکی) اور جس

سے منع فرمایا گیا اس کو ترک کرنا ”تقویٰ“ اور جس کا حکم دیا گیا اس کو نہ کرنا ”ایثم“ (گناہ) اور جس سے منع کیا گیا اس کو کرنا ”عدوان“ (زیادتی) کہلاتا ہے۔ ۱۳۔ آیت

”إِلَّا مَا يُنْسَلَىٰ عَلَيْكُمْ“ میں جو استثناء ذکر فرمایا گیا تھا یہاں اس کا بیان ہے اور گیارہ چیزوں کی حرمت کا ذکر کیا گیا ہے ایک مردار یعنی جس جانور کے لئے شریعت

میں ذبح کا حکم ہو اور وہ بے ذبح مر جائے۔ دوسرے بننے والا خون۔ تیسرے سوز کا گوشت اور اس کے تمام اجزاء۔ چوتھے وہ جانور جس کے ذبح کے وقت غیر خدا کا

نام لیا گیا ہو جیسا کہ زمانہ جاہلیت کے لوگ بتوں کے نام پر ذبح کرتے تھے، اور جس جانور کو ذبح تو صرف اللہ کے نام پر کیا گیا ہو مگر دوسرے اوقات میں وہ غیر خدا

کی طرف منسوب رہا ہو وہ حرام نہیں جیسے کہ عبد اللہ کی گائے، عقیقہ کا بکرا، ولیمہ کا جانور، یا وہ جانور جن سے اولیاء کی ارواح کو ثواب پہنچانا منظور ہوا ان کو غیر وقت

ذبح میں اولیاء کے ناموں کے ساتھ نازد کیا جائے مگر ذبح ان کا فقط اللہ کے نام پر ہو، اس وقت کسی دوسرے کا نام نہ لیا جائے وہ حلال و طیب ہیں۔ اس آیت میں

صرف اسی کو حرام فرمایا گیا ہے جس کو ذبح کرتے وقت غیر خدا کا نام لیا گیا ہو، وہابی جو ذبح کی قید نہیں لگاتے وہ آیت کے معنی میں غلطی کرتے ہیں اور ان کا قول تمام

تفاسیر معتبرہ کے خلاف ہے اور خود آیت ان کے معنی کو بننے نہیں دیتی کیونکہ ”مَا أَهْلَ بِهِ“ کو اگر وقت ذبح کے ساتھ مقید نہ کریں تو ”إِلَّا مَا ذَكَرْتُمْ“ کا استثناء اس

کوالاقت ہوگا اور وہ جانور جو غیر وقت ذبح میں غیر خدا کے نام سے موسوم رہا ہو وہ ”إِلَّا مَا ذَكَرْتُمْ“ سے حلال ہوگا۔ غرض وہابی کو آیت سے سند لانے کی کوئی سبیل

نہیں۔ پانچواں گلا گھونٹ کر مارا ہوا جانور۔ چھٹے وہ جانور جو لاشی، پتھر، ڈھیلے، گولی، پتھر، یعنی بغیر دھار دار چیز سے مارا گیا ہو۔ ساتویں جو گر کر مرا ہو خواہ پہاڑ

سے یا کنوئیں وغیرہ میں۔ آٹھویں وہ جانور جسے دوسرے جانور نے سینگ مارا ہو اور وہ اس کے صدمے سے مر گیا ہو۔ نویں وہ جسے کسی درندے نے تھوڑا سا کھایا ہو

اور وہ اس کے زخم کی تکلیف سے مر گیا ہو۔ لیکن اگر یہ جانور مر نہ گئے ہوں اور بعد ایسے واقعات کے زندہ بچ رہے ہوں پھر تم انہیں باقاعدہ ذبح کر لو تو وہ حلال ہیں۔

دسویں وہ جو کسی تھان پر عبادت ذبح کیا گیا ہو جیسے کہ اہل جاہلیت نے کعبہ شریف کے گرد تین سو ساٹھ پتھر نصب کئے تھے جن کی وہ عبادت کرتے اور ان کے لئے

ذبح کرتے تھے اور اس ذبح سے ان کی تعظیم و تقرب کی نیت کرتے تھے۔ گیارہویں حصہ اور حکم معلوم کرنے کے لئے پانسہ (قرعہ) ڈالنا زمانہ جاہلیت کے لوگوں کو

جب سفر یا جنگ یا تجارت یا کاح وغیرہ کام درپیش ہوتے تو وہ تین تیروں سے پانسے ڈالتے اور جو نکلتا اس کے مطابق عمل کرتے اور اس کو حکم الہی جانتے، ان سب کی

ممانعت فرمائی گئی۔ ۱۴۔ یہ آیت حجۃ الوداع میں عرفہ کے روز جو جمعہ کو تھا بعد عصر نازل ہوئی۔ معنی یہ ہیں کہ کفار تمہارے دین پر غالب آنے سے مایوس ہو گئے۔

وَإِخْشَونَ ط الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتَيْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي

اور مجھ سے ڈرو آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی

وَرَضِيْتُ لَكُمْ الْإِسْلَامَ دِينًا ط فَمَنْ اضْطُرَّ فِي مَخْصَصَةٍ غَيْرِ

اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا اور جو بھوک پیاس کی شدت میں ناچار (مجبور) ہو یوں کہ

مُتَجَانِفٍ لِإِثْمٍ ۚ فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝۳ يَسْأَلُونَكَ مَاذَا أَحَلَّ

گناہ کی طرف نہ بھگے اور تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے اے محبوب تم سے پوچھتے ہیں کہ ان کے لئے کیا

لَهُمْ ط قُلْ أَحَلَّ لَكُمْ الطَّيِّبَاتُ وَمَا عَلَّمْتُم مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِينَ

حلال ہوا تم فرما دو کہ حلال کی گئیں تمہارے لئے پاک چیزیں اور جو شکاری جانور تم نے سدھا (سکھا) لئے وہ انہیں شکار پر دوڑاتے

تُعَلِّمُونَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللَّهُ فَكُلُوا مِمَّا أَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَ

جو علم تمہیں خدا نے دیا اس میں سے انہیں سکھاتے تو کھاؤ اس میں سے جو وہ مار کر تمہارے لئے رہنے دیں اور

۱۵ اور امور تکلیفیہ (بندوں پر لازم چیزوں) میں حرام و حلال کے جو احکام ہیں وہ اور قیاس کے قانون سب مکمل کر دیئے اسی لئے اس آیت کے نزول کے بعد

بیان حلال و حرام کی کوئی آیت نازل نہ ہوئی اگرچہ ”وَآتَقُوا يَوْمًا تُرْجَعُونَ فِيهِ إِلَى اللَّهِ“ نازل ہوئی مگر وہ آیت موعظت و نصیحت ہے۔ بعض مفسرین کا قول ہے

کہ دین کامل کرنے کے معنی اسلام کو غالب کرنا ہے۔ جس کا یہ اثر ہے کہ حجۃ الوداع میں جب یہ آیت نازل ہوئی کوئی مشرک مسلمانوں کے ساتھ حج میں شریک نہ

ہو سکا۔ ایک قول یہ ہے کہ معنی یہ ہیں کہ میں نے تمہیں دشمن سے امن دی، ایک قول یہ ہے کہ دین کا اکمال یہ ہے کہ وہ پچھلی شریعتوں کی طرح منسوخ نہ ہوگا اور

قیامت تک باقی رہے گا۔ شان نزول: بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک یہودی آیا اور اس نے کہا کہ اے امیر المؤمنین آپ

کی کتاب میں ایک آیت ہے اگر وہ ہم یہودیوں پر نازل ہوئی تو ہم روز نزول کو عید مناتے، فرمایا: کون سی آیت؟ اس نے یہی آیت ”الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ“

پڑھی، آپ نے فرمایا: میں اس دن کو جانتا ہوں جس میں یہ نازل ہوئی تھی اور اس کے مقام نزول کو بھی پہچانتا ہوں، وہ مقام عرفات کا تھا اور دن جمعہ کا۔ آپ کی مراد

اس سے یہ تھی کہ ہمارے لئے وہ دن عید ہے۔ ترمذی شریف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے آپ سے بھی ایک یہودی نے ایسا ہی کہا، آپ نے

فرمایا کہ جس روز یہ نازل ہوئی اس دن دو عیدیں تھیں جمعہ و عرفہ۔ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ کسی دینی کامیابی کے دن کو خوشی کا دن منانا جائز اور صحابہ سے ثابت ہے

ورنہ حضرت عمر و ابن عباس رضی اللہ عنہما صاف فرمادیتے کہ جس دن کوئی خوشی کا واقعہ ہو اس کی یادگار قائم کرنا اور اس روز کو عید منانا ہم بدعت جانتے ہیں۔ اس

سے ثابت ہوا کہ عید میلاد منانا جائز ہے کیونکہ وہ ”اغْظَمُ نِعْمِ الْهَيْبَةِ“ (اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت) کی یادگار و شکر گزاری ہے۔ ۱۶ مکہ مکرمہ فتح فرما

کر۔ ۱۷ کہ اس کے سوا کوئی اور دین قبول نہیں۔ ۱۸ معنی یہ ہیں کہ اوپر حرام چیزوں کا بیان کر دیا گیا ہے لیکن جب کھانے پینے کو کوئی حلال چیز میسر ہی نہ آئے

اور بھوک پیاس کی شدت سے جان پر بن جائے اس وقت جان بچانے کے لئے قدر ضرورت کھانے پینے کی اجازت ہے اس طرح کہ گناہ کی طرف مائل نہ ہو یعنی

ضرورت سے زیادہ نہ کھائے۔ اور ضرورت اسی قدر کھانے سے ربح ہو جاتی ہے جس سے خطرہ جان جاتا رہے۔ ۱۹ بن کی حرمت قرآن و حدیث، اجماع اور

قیاس سے ثابت نہیں ہے، ایک قول یہ بھی ہے کہ طبیات وہ چیزیں ہیں جن کو عرب اور سلیم الطبع (نیک طبیعت) لوگ پسند کرتے ہیں اور غصبت وہ چیزیں ہیں جن

سے سلیم طبیعتیں نفرت کرتی ہیں۔ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ کسی چیز کی حرمت (حرام ہونے) پر دلیل نہ ہونا بھی اس کی حلال ہونے) کے لئے کافی ہے۔

شان نزول: یہ آیت عدی ابن حاتم اور زید بن مہلب کے حق میں نازل ہوئی جن کا نام رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زید الخیر رکھا تھا ان دونوں صاحبوں نے

عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم لوگ کتے اور باز کے ذریعہ سے شکار کرتے ہیں تو کیا ہمارے لئے حلال ہے؟ تو اس پر آیت کریمہ نازل ہوئی۔ ۲۰ خواہ وہ درندوں

میں سے ہوں مثل کتے اور چھتے کے یا شکاری پرندوں میں سے مثل شکرے، باز، شاہین وغیرہ کے۔ جب انہیں اس طرح سدھا لیا جائے کہ جو شکار کریں اس میں سے نہ

کھائیں اور جب شکاری ان کو چھوڑے تب شکار پر جائیں جب بلائے واپس آجائیں ایسے شکاری جانوروں کو ”معلم“ (سکھایا ہوا) کہتے ہیں۔ ۲۱ اور خود اس

اذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهِ ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۗ إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۝

اس پر اللہ کا نام لو ۲۲ اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ کو حساب کرتے دیر نہیں لگتی

الْيَوْمَ أُحِلَّ لَكُمْ الطَّيِّبَاتُ ۗ وَطَعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَكُمْ ۖ

آج تمہارے لئے پاک چیزیں حلال ہوئیں اور کتابوں کا کھانا ۲۳ تمہارے لئے حلال ہے

وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ ۗ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ

اور تمہارا کھانا ان کے لئے حلال ہے اور پارسا (پاک دامن) عورتیں مسلمان ۲۴ اور پارسا عورتیں ان میں سے

الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ إِذَا آتَيْتُمُوهُنَّ أَجُورَهُنَّ مُحْصِنِينَ

جن کو تم سے پہلے کتاب ملی جب تم انہیں ان کے مہر دو قید میں لاتے ہوئے ۲۵

غَيْرِ مُسْفِحِينَ وَلَا مَتَّخِدِي أَخْدَانٍ ۗ وَمَنْ يَكْفُرْ بِالْإِيمَانِ فَقَدْ

نہ مستی نکالتے اور نہ آشنا بناتے ۲۶ اور جو مسلمان سے کافر ہو

حَبِطَ عَمَلُهُ ۗ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَسِرِينَ ۝

اس کا کیا ڈھراسب اکارت (ضائع) گیا اور وہ آخرت میں زیاں کار (نقصان اٹھانے والا) ہے ۲۷ اے ایمان والو

إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ

جب نماز کو کھڑے ہونا چاہو ۲۸ تو اپنے منہ دھوؤ اور کہنیوں تک ہاتھ ۲۹

میں سے نہ کھائیں۔ ۲۲ آیت سے جو مستنفا (فائدہ حاصل) ہوتا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جس شخص نے کتابا شکرہ وغیرہ کوئی شکاری جانور شکار پر چھوڑا تو اس کا

شکار چند شرطوں سے حلال ہے: (۱) شکاری جانور مسلمان کا ہو اور سکھایا ہو۔ (۲) اس نے شکار کو زخم لگا کر مارا ہو۔ (۳) شکاری جانور ”بِسْمِ اللَّهِ اللَّهُ أَكْبَرُ“ کہہ کر

چھوڑا گیا ہو۔ (۴) اگر شکاری کے پاس شکار زندہ پہنچا ہو تو اس کو ”بِسْمِ اللَّهِ اللَّهُ أَكْبَرُ“ کہہ کر ذبح کرے۔ اگر ان شرطوں میں سے کوئی شرط نہ پائی گئی تو حلال نہ

ہوگا مثلاً اگر شکاری جانور معلّم (سکھایا ہوا) نہ ہو یا اس نے زخم نہ کیا ہو یا شکار پر چھوڑتے وقت ”بِسْمِ اللَّهِ اللَّهُ أَكْبَرُ“ نہ پڑھا ہو یا شکار زندہ پہنچا ہو اور اس کو ذبح

نہ کیا ہو یا معلّم کے ساتھ غیر معلّم شکار میں شریک ہو گیا ہو یا ایسا شکاری جانور شریک ہو گیا ہو جس کو چھوڑتے وقت ”بِسْمِ اللَّهِ اللَّهُ أَكْبَرُ“ نہ پڑھا گیا ہو یا وہ

شکاری جانور مجوسی (آتش پرست) کافر کا ہو ان سب صورتوں میں وہ شکار حرام ہے۔ مسئلہ: تیرے شکار کرنے کا بھی یہی حکم ہے اگر ”بِسْمِ اللَّهِ اللَّهُ أَكْبَرُ“ کہہ کر

تیرا مارا اور اس سے شکار مجروح (زخمی) ہو کر مر گیا تو حلال ہے اور اگر نہ مرنا تو دوبارہ اس کو ”بِسْمِ اللَّهِ اللَّهُ أَكْبَرُ“ پڑھ کر ذبح کرے، اگر اس پر بسم اللہ نہ پڑھی

یا تیرا زخم اس کو نہ لگا یا زندہ پانے کے بعد اس کو ذبح نہ کیا ان سب صورتوں میں حرام ہے۔ ۲۲ یعنی ان کے ذبیحے۔ مسئلہ: مسلم و کتابی کا ذبیحہ حلال ہے خواہ وہ مرد ہو

یا عورت یا بچہ۔ ۲۴ نکاح کرنے میں عورت کی پارسائی (پاک دامن) کا لحاظ مستحب ہے لیکن صحت نکاح کے لئے شرط نہیں۔ ۲۵ نکاح کر کے ۲۶ ناجائز طریقہ

سے مستی نکالنے سے بے دھڑک زنا کرنا اور آشنا بنانے سے پوشیدہ زنا مراد ہے۔ ۲۷ کیونکہ اربہ (دین سے پھر جانے) سے تمام عمل اکارت (برباد) ہو جاتے

ہیں۔ ۲۸ اور تم بے وضو ہو تو تم پر وضو فرض ہے اور فرأض وضو کے یہ چار ہیں جو آگے بیان کئے جاتے ہیں۔ فائدہ: سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب

ہر نماز کے لئے تازہ وضو کے عادی تھے اگرچہ ایک وضو سے بھی بہت سی نمازیں فرأض و نوافل درست ہیں مگر ہر نماز کے لئے جداگانہ وضو کرنا زیادہ برکت و ثواب کا

موجب ہے، بعض مفسرین کا قول ہے کہ ابتداءً اسلام میں ہر نماز کے لئے جداگانہ وضو فرض تھا بعد میں منسوخ کیا گیا اور جب تک حدیث (وضو کا ٹوٹنا) واقع نہ ہو

ایک ہی وضو سے فرأض و نوافل سب کا ادا کرنا جائز ہوا۔ ۲۹ کہنیاں بھی دھونے کے حکم میں داخل ہیں جیسا کہ حدیث سے ثابت ہے جمہور اسی پر ہیں۔





أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۖ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿٨﴾ وَعَدَّ

پرہیزگاری سے زیادہ قریب ہے اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے ایمان

اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ ﴿٩﴾

والے نیکوکاروں سے اللہ کا وعدہ ہے کہ ان کے لئے بخشش اور بڑا ثواب ہے

وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ﴿١٠﴾ يَا أَيُّهَا

اور وہ جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتیں جھٹلائیں وہی دوزخ والے ہیں ﴿۱۰﴾ اے

الَّذِينَ آمَنُوا أَذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ هُمْ قَوْمٌ يَّبْسُطُونَ

ایمان والو اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو جب ایک قوم نے چاہا کہ تم پر

إِلَيْكُمْ أَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۗ وَعَلَى اللَّهِ

دست درازی کریں تو اُس نے ان کے ہاتھ تم پر سے روک دیئے ﴿۱۱﴾ اور اللہ سے ڈرو اور مسلمانوں کو

فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ﴿١١﴾ وَلَقَدْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَائِيلَ

اللہ ہی پر بھروسہ چاہئے اور بے شک اللہ نے بنی اسرائیل سے عہد لیا ﴿۱۱﴾

وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيبًا وَقَالَ اللَّهُ إِنِّي مَعَكُمْ لَئِنْ أَقَمْتُمُ

اور ہم نے اُن میں بارہ سردار قائم کئے ﴿۱۲﴾ اور اللہ نے فرمایا بے شک میں اِن کے ساتھ ہوں ضرور اگر تم

الصَّلَاةَ وَآتَيْتُمُ الزَّكَاةَ وَآمَنْتُمْ بِرُسُلِي وَعَرِّسْتَهُمْ وَقَرْضْتُمْ

نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور میرے رسولوں پر ایمان لاؤ اور اُن کی تعظیم کرو اور اللہ کو

اللَّهُ قَرْضًا حَسَنًا لَّا يَكْفُرَنَّ عَنْكُمْ سِيِّئَاتِكُمْ وَلَا دُخِلْكُمْ جَنَّاتٍ

قرض حسن دو ﴿۱۳﴾ تو بے شک میں تمہارے گناہ اتار دوں گا اور ضرور تمہیں باغوں میں لے جاؤں گا

کہ قرابت و عداوت کا کوئی اثر تمہیں عدل سے نہ ہٹا سکے۔ ﴿۱۳﴾ یہ آیت نص قاطع ہے اس پر کہ خُلو و نار (ہمیشہ جہنم میں رہنا) سوائے کفار کے اور کسی کے لئے

نہیں۔ (غازن) ﴿۱۳﴾ شان نزول: ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک منزل میں قیام فرمایا، اصحاب جدا جدا درختوں کے سایہ میں آرام کرنے لگے، سید

عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تلوار ایک درخت میں لٹکادی، ایک اعرابی موقع پا کر آیا اور چھپ کر اس نے تلوار لی اور تلوار کھینچ کر حضور سے کہنے لگا: اے محمد! تمہیں

مجھ سے کون بچائے گا؟ حضور نے فرمایا: ”اللہ“۔ یہ فرمانا تھا حضرت جبریل نے اس کے ہاتھ سے تلوار گرا دی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تلوار لے کر فرمایا

کہ تجھے مجھ سے کون بچائے گا؟ کہنے لگا کہ کوئی نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے

رسول ہیں۔ (تفسیر ابوسعود) ﴿۱۳﴾ کہ اللہ کی عبادت کریں گے، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گے، تو ریت کے احکام کا اتباع کریں گے۔ ﴿۱۳﴾ ہر سبط (گروہ)

پر ایک سردار جو اپنی قوم کا ذمہ دار ہو کہ وہ عہد وفا کریں گے اور حکم پر چلیں گے۔ ﴿۱۳﴾ مدد نصرت سے ﴿۱۳﴾ یعنی اس کی راہ میں خرچ کرو۔

تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ١٢ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ

جن کے نیچے نہریں رواں پھر اس کے بعد جو تم میں سے کفر کرے وہ ضرور سیدھی

سَوَاءَ السَّبِيلِ ١٣ فَبِمَا نَقُضُوا مِيثَاقَهُمْ لَعْنَهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوبَهُمْ

راہ سے بھکا ١٣ تو ان کی کیسی بدعہدیوں ١٣ پر ہم نے انہیں لعنت کی اور ان کے دل

قَسِيَةً ١٤ يَحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِهِ ١٥ وَنَسُوا حَظًّا مِمَّا ذُكِّرُوا

سخت کر دیئے ١٤ اللہ کی باتوں کو ١٥ ان کے ٹھکانوں سے بدلتے ہیں اور بھلا بیٹھے بڑا حصہ ان نصیحتوں کا جو انہیں دی

بِهِ ١٦ وَلَا تَرَالُ تَطَّلِعُ عَلَى خَائِنَةٍ مِنْهُمْ إِلَّا قَلِيلًا ١٧ مِنْهُمْ فَاعْفُ

گئیں ١٦ اور تم ہمیشہ ان کی ایک نہ ایک دغا پر مطلع ہوتے رہو گے ١٧ سوا تھوڑوں کے ١٧ تو انہیں معاف

عَنْهُمْ وَاصْفَحْ ١٨ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ١٩ وَمَنْ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّا

کردو اور ان سے درگزر کرو ١٨ بے شک احسان والے اللہ کو محبوب ہیں اور وہ جنہوں نے دعویٰ کیا کہ ہم

نَصْرًا يَأْتِيهِمْ ٢٠ أَخَذْنَا مِيثَاقَهُمْ فَنَسُوا حَظًّا مِمَّا ذُكِّرُوا بِهِ ٢١ فَاعْرِضْ

نصاری ہیں ہم نے ان سے عہد لیا ٢٠ تو وہ بھلا بیٹھے بڑا حصہ ان نصیحتوں کا جو انہیں دی گئیں ٢١ تو ہم نے

بَيْنَهُمُ الْعِدَّةَ وَالْبُغْضَاءَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ٢٢ وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللَّهُ

ان کے آپس میں قیامت کے دن تک بے (دشمنی) اور بغض ڈال دیا ٢٢ اور عنقریب اللہ انہیں بتا دے گا

٢٣ واقعہ یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وعدہ فرمایا تھا کہ انہیں اور ان کی قوم کو ”ارض مقدسہ“ (بیت المقدس) کا وارث بنائے گا جس میں کعبی جبار رہتے تھے تو فرعون کے ہلاک کے بعد حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم الہی ہوا کہ بنی اسرائیل کو ”ارض مقدسہ“ کی طرف لے جائیں میں نے اس کو تمہارے لئے دار و قرار بنایا ہے تو وہاں جاؤ اور جو دشمن وہاں ہیں ان پر جہاد کرو میں تمہاری مدد فرماؤں گا اور اے موسیٰ! تم اپنی قوم کے ہر ہر سبط (گروہ)

میں سے ایک ایک سردار بناؤ اس طرح بارہ سردار مقرر کرو ہر ایک ان میں سے اپنی قوم کے حکم ماننے اور عہد وفا کرنے کا ذمہ دار ہو حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سردار منتخب کر کے بنی اسرائیل کو لے کر روانہ ہوئے جب اریحا (بستی) کے قریب پہنچے تو ان نصیبوں کو قس جسس احوال (حالات کا جائزہ لینے) کے لئے بھیجا وہاں انہوں نے دیکھا کہ لوگ بہت عظیم الجثہ (بڑے بڑے جسموں والے) اور نہایت قوی و توانا صاحب ہیبت و شوکت ہیں یہ ان سے بیعت زدہ ہو کر واپس ہوئے اور آ کر انہوں نے اپنی قوم سے سب حال بیان کیا باوجودیکہ ان کو اس سے منع کیا گیا تھا لیکن سب نے عہد شکنی کی سوائے کالب بن یوقنا اور یوشع بن نون کے کہ یہ عہد پر قائم رہے۔ ٢٤ کہ انہوں نے عہد الہی کو توڑا اور حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد آنے والے انبیاء کی تکذیب کی اور انبیاء کو قتل کیا، کتاب کے احکام کی مخالفت کی۔ ٢٥ جن میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت و صفت ہے اور جو توریت میں بیان کی گئی ہیں۔ ٢٦ توریت میں کہ سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کریں اور ان پر ایمان لائیں۔ ٢٧ کیونکہ دغا و خیانت و نقض عہد اور رسولوں کے ساتھ بدعہدی ان کی اور ان کے آباء کی قدیم عادت ہے۔ ٢٨ جو ایمان لائے۔ ٢٩ اور جو کچھ ان سے پہلے سرزد ہوا اس پر گرفت نہ کرو۔ شان نزول: بعض مفسرین کا قول ہے کہ یہ آیت اس قوم کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عہد کیا پھر توڑا پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر مطلع فرمایا اور یہ آیت نازل کی اس صورت میں معنی یہ ہیں کہ ان کی اس عہد شکنی سے درگزر کیجئے جب تک کہ وہ جنگ سے باز رہیں اور جزیہ ادا کرنے سے منع نہ کریں۔ ٣٠ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں پر ایمان لانے کا۔ ٣١ انجیل میں اور انہوں نے عہد شکنی کی۔ ٣٢ قنادہ نے کہا کہ جب نصاریٰ نے کتاب الہی (انجیل) پر عمل کرنا ترک کیا اور رسولوں کی نافرمانی کی، فرائض ادا نہ کئے،





وَأَحِبَّ أَوْكَ ط قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوبِكُمْ ط بَلْ أَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ

اور اس کے پیارے ہیں ۱۷۱ تم فرمادو پھر تمہیں کیوں تمہارے گناہوں پر عذاب فرماتا ہے ۱۷۲ بلکہ تم آدمی ہو اس کی

خَلْقَ ط يَغْفِرُ لِمَن يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَن يَشَاءُ ط وَ لِلَّهِ مُلْكُ

مخلوقات سے جسے چاہے بخشتا ہے اور جسے چاہے سزا دیتا ہے اور اللہ ہی کے لئے ہے سلطنت

السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۚ وَإِلَيْهِ الْمَصِيرُ ۝۱۸ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ

آسمانوں اور زمین اور ان کے درمیان کی اور اسی کی طرف پھرنا ہے اے کتاب والو

قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلَى فَتْرَةٍ مِّنَ الرَّسُلِ أَنْ تَقُولُوا مَا

بے شک تمہارے پاس ہمارے یہ رسول ۱۷۲ تشریف لائے کہ تم پر ہمارے احکام ظاہر فرماتے ہیں بعد اس کے کہ رسولوں کا آنا مدتوں بند رہا تھا ۱۷۱ کہ تم کہو

جَاءَنَا مِن بَشِيرٍ وَلَا نَذِيرٍ ۚ فَقَدْ جَاءَكُمْ بَشِيرٌ وَنَذِيرٌ ۚ وَاللَّهُ عَلَىٰ

ہمارے پاس کوئی خوشی اور ڈر سنانے والا نہ آیا تو یہ خوشی اور ڈر سنانے والے تمہارے پاس تشریف لائے ہیں اور اللہ کو

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝۱۹ وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ لِقَوْمٍ إِذْ كُرُوا نِعْمَةَ

سب قدرت ہے اور جب موسیٰ نے کہا اپنی قوم سے اے میری قوم اللہ کا احسان اپنے

اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَعَلَ فِيكُمْ أَنْبِيَاءَ وَجَعَلَكُمْ مُلُوكًا ۚ وَآتَاكُمْ مَا لَمْ

اوپر یاد کرو کہ تم میں سے پیغمبر کئے ۱۷۱ اور تمہیں بادشاہ کیا ۱۷۲ اور تمہیں وہ دیا جو

يُؤْتِ أَحَدًا مِّنَ الْعَالَمِينَ ۝۲۰ يُقَوْمُوا دَخَلُوا الْأَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ

آج سارے جہان میں کسی کو نہ دیا ۱۷۱ اے قوم اس پاک زمین میں داخل ہو

۱۷۲ شان نزول: سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اہل کتاب آئے اور انہوں نے دین کے معاملہ میں آپ سے گفتگو شروع کی آپ نے انہیں اسلام کی

دعوت دی اور اللہ کی نافرمانی کرنے سے اس کے عذاب کا خوف دلایا تو وہ کہنے لگے کہ اے محمد! آپ ہمیں کیا ڈراتے ہیں ہم تو اللہ کے بیٹے اور اس کے پیارے

ہیں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور ان کے اس دعوے کا بطلان ظاہر فرمایا گیا۔ ۱۷۳ یعنی اس بات کا تو تمہیں بھی اقرار ہے کہ گنتی کے دن تم جہنم میں رہو گے تو سوچو

کوئی باپ اپنے بیٹے کو یا کوئی شخص اپنے پیارے کو آگ میں جلاتا ہے! جب ایسا نہیں تو تمہارے دعوے کا کذب و بطلان تمہارے اقرار سے ثابت ہے۔ ۱۷۴ محمد

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۷۵ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تک پانچ سو اہتر برس کی مدت نبی سے خالی رہی

اس کے بعد حضور کے تشریف لانے کی منت (احسان) کا اظہار فرمایا جاتا ہے کہ نہایت حاجت کے وقت تم پر اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت بھیجی گئی اور اس میں الزامِ حجت

(دلیل قائم کرنا) قطع عذر (عذر ختم کرنا) بھی ہے کہ اب یہ کہنے کا موقع نہ رہا کہ ہمارے پاس تمہیں کرنے والے تشریف نہ لائے۔ ۱۷۶ مسئلہ: اس آیت سے معلوم ہوا

کہ پیغمبروں کی تشریف آوری نعمت ہے اور حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی قوم کو اس کے ذکر کرنے کا حکم دیا کہ وہ برکات و ثمرات کا سبب ہے اس سے

محافل میلاد مبارک کے موجب برکات و ثمرات اور محمود مستحسن ہونے کی سند ملتی ہے۔ ۱۷۷ یعنی آزاد و صاحبِ حشم و خدم (نوکر چاکر والا) اور فرعونوں کے ہاتھوں

میں مقید ہونے کے بعد ان کی غلامی سے نجات حاصل کر کے عیش و آرام کی زندگی پانابڑی نعمت ہے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید عالم

الَّتِي كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ وَلَا تَرْتُدُّوْا عَلَيَّ أَدْبَارَكُمْ فَتَتَّقِلُواْ خَيْرِيْنَ ۝٢١

جو اللہ نے تمہارے لئے لکھی ہے اور پیچھے نہ پلٹو ۶۹ کہ نقصان پر پلٹو گے

قَالُوْا يٰمُوسَىٰ اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبّٰرِيْنَ ۗ وَاِنَّ لَنْ نَدْخُلَهَا حَتّٰى

بولے اے موسیٰ اس میں تو بڑے زبردست لوگ ہیں اور ہم اس میں ہرگز داخل نہ ہوں گے جب تک

يَخْرُجُوْا مِنْهَا ۗ فَاِنْ يَخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ ۝٢٢ قَالَ رَجُلَيْنِ

وہ وہاں سے نکل نہ جائیں ہاں وہ وہاں سے نکل جائیں تو ہم وہاں جائیں گے دو مرد

مِنَ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمَا دَخَلُوْا عَلَيْهِمُ الْبَابَ ۗ فَاِذَا

کہ اللہ سے ڈرنے والوں میں سے تھے وہ اللہ نے انہیں نوازا وہ بولے کہ زبردستی دروازے میں دے ان پر داخل ہو اگر

دَخَلْتُمُْوْهُ فَاِنَّكُمْ غٰلِبُوْنَ ۗ وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝٢٣

تم دروازے میں داخل ہو گئے تو تمہارا ہی غلبہ ہے وہ اللہ ہی پر بھروسہ کرو اگر تمہیں ایمان ہے

قَالُوْا يٰمُوسَىٰ اِنَّ لَنْ نَدْخُلَهَا اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِيْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَ

بولے وہ اے موسیٰ ہم تو وہاں دھکے کبھی نہ جائیں گے جب تک وہ وہاں ہیں تو آپ جائیے اور

رَبُّكَ فَقَاتِلْ اِنَّهَا هُنَّ قٰعِدُوْنَ ۝٢٤ قَالَ رَبِّ اِنِّىۡ لَا اَمْلِكُ اِلَّا

آپ کا رب تم دونوں لڑو ہم یہاں بیٹھے ہیں موسیٰ نے عرض کی کہ اے رب میرے مجھے اختیار نہیں مگر

نَفْسِيۡ وَاَخِيۡ فَاَفْرِقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ۝٢٥ قَالَ فَاِنَّهَا

اپنا اور اپنے بھائی کا تو تو ہوں کو ان بے حکموں سے جدا رکھ وہ فرمایا تو وہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل میں جو کوئی خادم اور عورت اور سواری رکھتا وہ ملک (بادشاہ) کہلایا جاتا۔ ۶۸ جیسے کہ دریا میں راہ بنانا، دشمن کو غرق کرنا، من اور سلوی اتارنا، پتھر سے چشمے جاری کرنا، ابر کو سائبان بنانا وغیرہ۔ ۶۹ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی قوم کو اللہ کی نعمتیں یاد دلانے کے بعد ان کو اپنے دشمنوں پر جہاد کے لئے نکلنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ اے قوم ارض مقدسہ میں داخل ہو جاؤ۔ اس زمین کو مقدس اس لئے کہا گیا کہ وہ انبیاء کی مسکن تھی۔ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کی سکونت سے زمینوں کو بھی شرف حاصل ہوتا ہے اور دوسروں کے لئے وہ باعث برکت ہوتا ہے۔ کلبی سے منقول ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کوہ لبنان پر چڑھے تو آپ سے کہا گیا دیکھئے جہاں تک آپ کی نظر پہنچے وہ جگہ مقدس ہے اور آپ کی ذریت کی میراث ہے یہ سرزمین طور اور اس کے گرد و پیش کی تھی اور ایک قول یہ ہے کہ تمام ملک شام وہ ملک کالب بن یوقنا اور یوشع بن نون جو ان نقباء (سرداروں) میں سے تھے جنہیں حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جبارہ کا حال دریافت کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ وہ ملک ہدایت اور وفاء عہد کے ساتھ انہوں نے جبارہ کا حال صرف حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا اور اس کا افضاء (کسی اور کے سامنے اظہار) نہ کیا بخلاف دوسرے نقباء کے کہ انہوں نے افضاء کیا تھا۔ ۷۰ شہر کے۔ ۷۱ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مدکا وعدہ کیا ہے اور اس کا وعدہ ضرور پورا ہونا تم جبارین کے بڑے بڑے جسموں سے اندیشہ نہ کرو ہم نے انہیں دیکھا ہے ان کے جسم بڑے ہیں اور دل کمزور ہیں ان دونوں نے جب یہ کہا تو بنی اسرائیل بہت برہم ہوئے اور انہوں نے چاہا کہ ان پر سنگباری کریں۔ ۷۲ بنی اسرائیل وہ ملک جبارین کے شہر میں وہ ملک اور ہمیں ان کی



مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ أَرْبَعِينَ سَنَةً يَتِيهُونَ فِي الْأَرْضِ فَلَا تَأْسَ

زمین ان پر حرام ہے چالیس برس تک بھٹکتے پھریں زمین میں وہ تو تم ان

عَلَى الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ ٢٦ ۷ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ ابْنِ آدَمَ بِالْحَقِّ ۖ إِذْ

بے حکموں کا افسوس نہ کھاؤ اور انہیں پڑھ کر سناؤ آدم کے دو بیٹوں کی سچی خبر وہ جب

قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقْبَلُ مِنْ أَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَلْ مِنَ الْآخَرِ ۗ قَالَ

دونوں نے ایک ایک نیاز (قربانی) پیش کی تو ایک کی قبول ہوئی اور دوسرے کی نہ قبول ہوئی بولا

لَا قُوتُكَ ۗ قَالَ إِنَّمَا يَقْبَلُ اللَّهُ مِنَ السُّعْيِينَ ٢٧ ۸ لَيْنٌ بَسَطَتْ

قسم ہے میں تجھے قتل کر دوں گا نہ کہہا اللہ اسی سے قبول کرتا ہے جسے ڈر ہے نہ بے شک اگر تو اپنا ہاتھ

صحبت اور فریب سے بچا۔ یا یہ معنی کہ ہمارے ان کے درمیان فیصلہ فرما۔ وہ اس میں نہ داخل ہو سکیں گے وہ زمین جس میں یہ لوگ بھٹکتے پھرے نو فرسنگ تھی

اور قوم چھ لاکھ جنگی جو اپنے سامان لئے تمام دن چلتے تھے جب شام ہوتی تو اپنے کو وہیں پاتے جہاں سے چلے تھے یہ ان پر غنیمت (سزا) تھی سوائے حضرت موسیٰ و

ہارون و یوشع و کالب کے کہ ان پر اللہ تعالیٰ نے آسانی فرمائی اور ان کی اعانت کی جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے آگ کو سرد اور سلامتی بنایا اور

اتنی بڑی جماعت عظیم کا اتنے چھوٹے حصہ زمین میں چالیس برس آوارہ و حیران اور لباس خود ان کے بدن پر پیدا کیا جو جسم کے ساتھ بڑھتا تھا اور ایک سفید پتھر کو طور کا

ہے۔ جب بنی اسرائیل نے اس جنگل میں حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کھانے پینے وغیرہ ضروریات اور تکالیف کی شکایت کی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ

علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا سے ان کو آسانی غذا ”مَنْ وَسَلَوَى“ عطا فرمایا اور لباس خود ان کے بدن پر پیدا کیا جو جسم کے ساتھ بڑھتا تھا اور ایک سفید پتھر کو طور کا

عنایت کیا کہ جب رزق سفر (سفر کا سامان) اتارتے اور کسی وقت ٹھہرتے تو حضرت اس پتھر پر عصا مارتے اس سے بنی اسرائیل کے بارہ اسباط (گروہوں) کے

لئے بارہ چشمے جاری ہو جاتے اور سایہ کرنے کے لئے ایک اُتر بھیجا اور ”بنیہ“ (میدان) میں جتنے لوگ داخل ہوئے تھے ان میں سے جو بیس سال سے زیادہ عمر کے

تھے سب وہیں مر گئے سوائے یوشع بن نون اور کالب بن یوفا کے، اور جن لوگوں نے ارض مقدسہ میں داخل ہونے سے انکار کیا ان میں سے کوئی بھی داخل نہ ہو سکا۔

اور کہا گیا ہے کہ بنیہ میں ہی حضرت ہارون اور حضرت موسیٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام کی وفات ہوئی۔ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات سے چالیس برس بعد

حضرت یوشع کو نبوت عطا کی گئی اور جبارین پر جہاد کا حکم دیا گیا۔ آپ باقی ماندہ بنی اسرائیل کو ساتھ لے کر گئے اور جبارین پر جہاد کیا۔ وہ جن کا نام ہابیل اور

قائیل تھا اس خبر کو سنانے سے مقصد یہ ہے کہ حسد کی برائی معلوم ہو اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے حسد کرنے والوں کو اس سے سبق حاصل کرنے کا موقع ملے۔

علماء سیر و اخبار کا بیان ہے کہ حضرت حوا کے حمل میں ایک لڑکا، ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی اور ایک حمل کے لڑکے کا دوسرے حمل کی لڑکی کے ساتھ نکاح کیا جاتا تھا اور

جبکہ آدمی صرف حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد میں منحصر تھے تو مناکحت (نکاح) کی اور کوئی سبیل ہی نہ تھی اسی دستور کے مطابق حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ

والسلام نے قائیل کا نکاح ”لیوذا“ سے جو ہابیل کے ساتھ پیدا ہوئی تھی اور ہابیل کا ”اقلیما“ سے جو قائیل کے ساتھ پیدا ہوئی تھی کرنا چاہا قائیل اس پر راضی نہ ہوا

اور چونکہ اقلیما زیادہ خوبصورت تھی اس لئے اس کا طلبگار ہوا۔ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ وہ تیرے ساتھ پیدا ہوئی لہذا تیری بہن ہے اس کے

ساتھ تیرا نکاح حلال نہیں۔ کہنے لگا: یہ تو آپ کی رائے ہے، اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نہیں دیا۔ آپ نے فرمایا: تو تم دونوں قربانیاں لاؤ! جس کی قربانی مقبول ہو جائے

وہی اقلیما کا حق دار ہے۔ اس زمانہ میں جو قربانی مقبول تھی آسمان سے ایک آگ اتر کر اس کو کھالیا کرتی تھی۔ قائیل نے ایک انبار گندم اور ہابیل نے ایک

بکری قربانی کے لئے پیش کی، آسمانی آگ نے ہابیل کی قربانی کو لے لیا اور قائیل کے گیسوں چھوڑ گئی۔ اس پر قائیل کے دل میں بہت بغض و حسد پیدا ہوا۔ وہ جب

حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام حج کے لئے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے تو قائیل نے ہابیل سے کہا کہ میں تجھ کو قتل کروں گا۔ ہابیل نے کہا: کیوں؟ کہنے لگا: اس لئے

کہ تیری قربانی مقبول ہوئی میری نہ ہوئی اور تو اقلیما کا مستحق ٹھہرا، اس میں میری ذلت ہے۔ وہ ہابیل کے اس مقولہ کا یہ مطلب ہے کہ قربانی کا قبول کرنا اللہ کا

کام ہے وہ متقیوں کی قربانی قبول فرماتا ہے، تو متقی ہوتا تو تیری قربانی قبول ہوتی، یہ خود تیرے افعال کا نتیجہ ہے، اس میں میرا کیا دخل ہے۔

إِلَى يَدِكَ لِتَقْتُلَنِي مَا أَنَا بِبَاسٍ يَدِي إِلَيْكَ لِأَقْتُلَكَ ج إِنْ أَحَافُ

مجھ پر بڑھائے گا کہ مجھے قتل کرے تو میں اپنا ہاتھ تجھ پر نہ بڑھاؤں گا کہ تجھے قتل کروں ۵۲۷ میں اللہ سے ڈرتا ہوں

اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ ٢٨ إِنْ أُرِيدُ أَنْ تَبُو أَبَانِي وَإِنَّكَ فَتَكُونَ

جو مالک سارے جہان کا میں تو یہ چاہتا ہوں کہ میرا ۵۲۸ اور تیرا گناہ ۵۲۹ دونوں تیرے ہی پلہ پڑے

مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ ج وَذَلِكَ جَزَاءُ الظَّالِمِينَ ج فَطَوَّعَتْ لَهُ نَفْسُهُ

تو تو دوزخی ہو جائے اور بے انصافوں کی یہی سزا ہے تو اس کے نفس نے اُسے بھائی کے

قَتْلَ أَخِيهِ فَقَتَلَهُ فَأَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِينَ ٣٠ فَبَعَثَ اللَّهُ غُرَابًا

قتل کا چاؤ دلا (قتل برابھارا) تو اُسے قتل کر دیا تو رہ گیا نقصان میں ۵۳۰ تو اللہ نے ایک کوا بھیجا

يَبْحَثُ فِي الْأَرْضِ لِيُرِيَهُ كَيْفَ يُوَارِي سَوْءَةَ أَخِيهِ ط قَالَ يُوَيْلِي

زمین کریتا کہ اسے دکھائے کیونکر (کس طرح) اپنے بھائی کی لاش چھپائے ۵۳۱ بولا ہائے خرابی

أَعَجَزْتُ أَنْ أَكُونَ مِثْلَ هَذَا الْغُرَابِ فَأُوَارِي سَوْءَةَ أَخِي ج

میں اس کو بے چارے جیسا بھی نہ ہو سکا کہ میں اپنے بھائی کی لاش چھپاتا

فَأَصْبَحَ مِنَ الْمَدْمُونِينَ ٣١ مِنْ أَجْلِ ذَلِكَ كَتَبْنَا عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ

تو پچھتا رہ گیا ۵۳۲ اس سبب سے ہم نے بنی اسرائیل پر لکھ دیا

أَنَّهُ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ

کہ جس نے کوئی جان قتل کی بغیر جان کے بدلے یا زمین میں فساد کے ۵۳۳ تو گویا اس نے سب

النَّاسِ جَمِيعًا ط وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا ط وَلَقَدْ

لوگوں کو قتل کیا ۵۳۴ اور جس نے ایک جان کو جلا لیا ۵۳۵ اس نے گویا سب لوگوں کو جلا لیا اور بیشک

۵۳۶ اور میری طرف سے ابتدا ہو باوجودیکہ میں تجھ سے قوی و توانا ہوں یہ صرف اس لئے کہ ۵۳۷ یعنی مجھ کو قتل کرنے کا۔ ۵۳۸ جو اس سے پہلے تو نے کیا کہ والد کی

نافرمانی کی، حسد کیا اور خدائی فیصلہ کو نہ مانا۔ ۵۳۹ اور متحیر (حیران و پریشان) ہوا کہ اس لاش کو کیا کرے؟ کیونکہ اس وقت تک کوئی انسان مرا ہی نہ تھا، مدت تک

لاش کو پشت پر لادے پھر ۵۴۰ مروی ہے کہ دو کوئے آپس میں لڑے، ان میں سے ایک نے دوسرے کو مار ڈالا، پھر زندہ کوئے نے اپنی مختار (چوچ) اور بچوں سے

زمین کرید کر گڑھا کیا اس میں مرے ہوئے کوئے کو ڈال کر مٹی سے دبا دیا، یہ دیکھ کر قابیل کو معلوم ہوا کہ مردے کی لاش کو دفن کرنا چاہئے چنانچہ اس نے زمین کھود کر

دفن کر دیا۔ (جلالین، مدارک وغیرہ) ۵۴۱ اپنی نادانی و پریشانی پر، اور یہ ندامت گناہ پر تھی کہ تو بہ میں شمار ہو سکتی یا ندامت کا تو بہ ہونا سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ہی

کی امت کے ساتھ خاص ہو (مدارک) ۵۴۲ یعنی خون ناحق کیا کہ نہ تو مقتول کو کسی خون کے بدلے قصاص کے طور پر مارا نہ شرک و کفر یا قطع طریق (رہزنی) وغیرہ

کسی موجب قتل فساد کی وجہ سے مارا۔ ۵۴۳ کیونکہ اس نے حق اللہ کی رعایت اور حد و شریعت کا پاس نہ کیا۔ ۵۴۴ اس طرح کہ قتل ہونے یا ڈوبنے یا جلنے وغیرہ

جَاءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنَاتِ ثُمَّ إِن كَثِيرًا مِنْهُمْ بَعْدَ ذَلِكَ فِي

ان کے ملک پاس ہمارے رسول روشن دلیلوں کے ساتھ آئے ۹۲ پھر بے شک ان میں بہت اس کے بعد

الْأَرْضِ لَمُسْرِفُونَ ﴿٣٢﴾ إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ

زمین میں زیادتی کرنے والے ہیں ۹۳ وہ کہ اللہ اور اس کے رسول سے لڑتے ۹۴

وَيَسْعُونَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا إِنَّ يُقْتَلُوا أَوْ يَصَلَّبُوا أَوْ تُقَطَّعَ

اور ملک میں فساد کرتے پھرتے ہیں ان کا بدلہ یہی ہے کہ گن گن کر قتل کئے جائیں یا سولی دیئے جائیں یا ان کے

أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ مِّنْ خَلْفٍ أَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْأَرْضِ ذَلِكَ لَهُمْ

ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹے جائیں یا زمین سے دور کر دیئے جائیں یہ دنیا میں

خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿٣٣﴾ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا

ان کی رسوائی ہے اور آخرت میں ان کے لئے بڑا عذاب مگر وہ جنہوں نے توبہ کر لی

مِنْ قَبْلِ أَنْ تَقْدِرُوا عَلَيْهِمْ فَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٣٤﴾

اس سے پہلے کہ تم ان پر قابو پاؤ ۹۵ تو جان لو کہ اللہ بخشنے والا مہربان ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو ۹۶ اور اس کی راہ میں

فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿٣٥﴾ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوَ أَنَّ لَهُمْ مَانِي

جہاد کرو اس امید پر کہ فلاح پاؤ ۹۷ بے شک وہ جو کافر ہوئے جو کچھ

الْأَرْضِ جَبِيعًا وَمِثْلَهُ مَعَهُ لَيَفْتَدُوا بِهِ مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ

زمین میں ہے سب اور اس کی برابر اور اگر ان کی ملک ہو کہ اسے دے کر قیامت کے عذاب سے اپنی جان

اسباب ہلاکت سے بچایا۔ ۹۸ یعنی بنی اسرائیل کے۔ ۹۹ معجزات باہرات بھی لائے اور احکام و شرائع بھی۔ ۱۰۰ کہ کفر و قتل وغیرہ کا ارتکاب کر کے حدود سے

تجاوز کرتے ہیں۔ ۱۰۱ اللہ تعالیٰ سے لڑنا یہی ہے کہ اس کے اولیاء سے عداوت کرے جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہوا۔ اس آیت میں قُطَّاع طَرِيقِ یعنی

راہزوں کی سزا کا بیان ہے۔ شان نزول: ۱۰۲ میں غزینہ کے چند لوگ مدینہ طیبہ میں آکر اسلام لائے اور بیمار ہو گئے، ان کے رنگ زرد ہو گئے، پیٹ بڑھ گئے،

حضور نے حکم دیا کہ صدقہ کے اونٹوں کا دودھ اور پیشاب ملا کر پیا کریں ایسا کرنے سے وہ تندرست ہو گئے مگر تندرست ہو کر وہ مرتد ہو گئے اور پندرہ اونٹ لے کر وہ

اپنے وطن کو چلتے ہو گئے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طلب میں حضرت یسار کو بھیجا۔ ان لوگوں نے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹے اور اذیائیں دیتے دیتے

شہید کر ڈالا پھر جب یہ لوگ حضور کی خدمت میں گرفتار کر کے حاضر کئے گئے تو ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔ (تفسیر احمدی) ۱۰۳ یعنی گرفتاری سے قبل توبہ کر

لینے سے وہ عذاب آخرت اور قطع طریق (رہزنی) کی حد سے توجیح جائیں گے مگر مال کی واپسی اور قصاص حق العباد ہے یہ باقی رہے گا۔ (احمدی) ۱۰۴ جس کی



مَا تَقْبَلُ مِنْهُمْ وَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٣٦﴾ يُرِيدُونَ أَنْ يُخْرِجُوا مِنَ

چھڑائیں تو ان سے نہ لیا جائے گا اور ان کے لئے دکھ کا عذاب ہے ۹۷ دوزخ سے نکلتا چاہیں گے

النَّارِ وَمَا هُمْ بِخُرِجِينَ مِنْهَا وَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيمٌ ﴿٣٧﴾ وَالسَّارِقُ

اور وہ اس سے نہ نکلیں گے اور اُن کو دوا می (ہمیشہ ہمیشہ کی) سزا ہے اور جو مرد

وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا جَزَاءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِنَ اللَّهِ وَ

یا عورت چور ہو ۹۸ تو ان کا ہاتھ کاٹو ۹۹ ان کے کئے کا بدلہ اللہ کی طرف سے سزا اور

اللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٣٨﴾ فَمَنْ تَابَ مِنْ بَعْدِ ظُلْمِهِ وَأَصْلَحَ فَإِنَّ اللَّهَ

اللہ غالب حکمت والا ہے تو جو اپنے ظلم کے بعد توبہ کرے اور سنور جائے تو اللہ اپنی مہر

يَتُوبُ عَلَيْهِ إِنَّ اللَّهَ عَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿٣٩﴾ أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ لَهُ

سے اس پر رجوع فرمائے گا ۱۰۰ بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے کیا تجھے معلوم نہیں کہ اللہ کے لئے ہے

مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ يُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ وَيَغْفِرُ لِمَنْ

آسمانوں اور زمین کی بادشاہی سزا دیتا ہے جسے چاہے اور بخشتا ہے جسے

يَشَاءُ وَ اللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٤٠﴾ يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ لَا يَحْزُنكَ

چاہے اور اللہ سب کچھ کر سکتا ہے ۱۰۱ اے رسول تمہیں غمگین نہ کریں

الَّذِينَ يُسَارِعُونَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِينَ قَالُوا آمَنَّا بِأَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ

وہ جو کفر پر دوڑتے ہیں ۱۰۲ کچھ وہ جو اپنے منہ سے کہتے ہیں ہم ایمان لائے اور

تُؤْمِنُ قُلُوبُهُمْ وَمِنَ الَّذِينَ هَادُوا سَعُونُ لِلْكَذِبِ سَعُونَ

اُن کے دل مسلمان نہیں ۱۰۳ اور کچھ یہودی جھوٹ خوب سنتے ہیں ۱۰۴ اور لوگوں

بدولت تمہیں اس کا قرب حاصل ہو۔ ۱۰۵ یعنی کفار کے لئے عذاب لازم ہے اور اس سے رہائی پانے کی کوئی سبیل نہیں۔ ۹۸ اور اس کی چوری دومرتبہ کے اقرار یا

دومردود کی شہادت سے حاکم کے سامنے ثابت ہو اور جو مال چرایا ہے وہ دس درہم سے کم کا نہ ہو (کمائی حدیث ابن مسعود) ۹۹ یعنی داہنا، اس لئے کہ حضرت ابن

مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت میں ”أَيْمَانُهُمَا“ آیا ہے۔ مسئلہ: پہلی مرتبہ کی چوری میں داہنا ہاتھ کاٹا جائے گا پھر دوبارہ اگر کرے تو بائیں پاؤں اس کے بعد بھی اگر

چوری کرے تو قید کیا جائے یہاں تک کہ توبہ کرے۔ مسئلہ: چور کا ہاتھ کاٹنا واجب ہے اور ”مَالٍ مَسْرُوقٍ“ (چوری شدہ مال) موجود ہو تو اس کا واپس کرنا بھی واجب

اور اگر وہ ضائع ہو گیا ہو تو ضمان (تاوان) واجب نہیں۔ (تفسیر احمدی) ۱۰۴ اور عذاب آخرت سے اس کو نجات دے گا۔ ۱۰۵ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ عذاب

کرنا اور رحمت فرمانا اللہ تعالیٰ کی مشیت پر ہے وہ مالک ہے جو چاہے کرے کسی کو مجال اعتراض نہیں۔ اس سے قَدْرِيَّةٌ وَمُعْتَزَلَةٌ کا ابطال ہو گیا جو مطیع پر رحمت اور

عاصی پر عذاب کرنا اللہ تعالیٰ پر واجب کہتے ہیں۔ ۱۰۶ اللہ تعالیٰ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ”يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ“ کے خطاب عزت کے ساتھ مخاطب فرما کر

لِقَوْمٍ آخَرِينَ لَمْ يَأْتُوكَ ط يَحْرِفُونَ الْكَلِمَ مِنْ بَعْدِ مَوَاضِعِهِ ج

کی خوب سنتے ہیں وہاں جو تمہارے پاس حاضر نہ ہوئے اللہ کی باتوں کو ان کے ٹھکانوں کے بعد بدل دیتے ہیں

يَقُولُونَ إِنَّ أُوتِيَتْهُمْ هَذَا فَاخْذُوهُ وَإِنْ لَمْ تُؤْتُوهُ فَاخْذُرُوا ط

کہتے ہیں یہ حکم تمہیں ملے تو مانو اور یہ نہ ملے تو بچو

وَمَنْ يُرِدِ اللَّهُ فِتْنَتَهُ فَكُنْ تَبْلِكْ لَهُ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا ط أُولَئِكَ الَّذِينَ

اور جسے اللہ گمراہ کرنا چاہے تو ہرگز تو اللہ سے اس کا کچھ بنا نہ سکے گا وہ ہیں کہ

تسکین خاطر فرماتا ہے کہ اے حبیب! میں آپ کا ناصر و معین ہوں، منافقین کے کفر میں جلدی کرنے یعنی ان کے اظہار کفر اور کفار کے ساتھ دوستی و موالات کر لینے

سے آپ رنجیدہ نہ ہوں۔ ۳۱۷۔ یہ ان کے نفاق کا بیان ہے۔ ۳۱۸۔ اپنے سرداروں سے اور ان کے افتراؤں کو قبول کرتے ہیں۔ ۳۱۹۔ ماسأء اللہ حضرت مخرج

قدس سرہ نے بہت صحیح ترجمہ فرمایا اس مقام پر بعض مفسرین و مفسرین سے لغزش واقع ہوئی کہ انہوں نے "لِقَوْمٍ" کے "لاہ" کو علت قرار دے کر آیت کے معنی یہ

بیان کئے کہ منافقین و یہود اپنے سرداروں کی جھوٹی باتیں سنتے ہیں، آپ کی باتیں دوسری قوم کی خاطر سے کان دھر کر سنتے ہیں جس کے وہ جاسوس ہیں۔ مگر یہ معنی صحیح

نہیں اور نظم قرآنی اس سے بالکل موافقت نہیں فرماتی بلکہ یہاں "لاہ" "مَنْ" کے معنی میں ہے اور مراد یہ ہے کہ یہ لوگ اپنے سرداروں کی جھوٹی باتیں خوب سنتے

ہیں اور لوگوں یعنی یہود خیبر کی باتوں کو خوب مانتے ہیں جن کے احوال کا آیت شریف میں بیان آ رہا ہے (تفسیر ابوالسعود جمل) ۳۲۰۔ شان نزول: یہود خیبر کے شرفا

میں سے ایک بیابے (شادی شدہ) مرد اور بیابہ عورت نے زنا کیا اس کی سزا تو تیریت میں سنگسار کرنا تھی یہ انہیں گوارا نہ تھا اس لئے انہوں نے چاہا کہ اس مقدمے کا

فیصلہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کرائیں چنانچہ ان دونوں (جرموں) کو ایک جماعت کے ساتھ مدینہ طیبہ بھیجا اور کہہ دیا کہ اگر حضور "حد" کا حکم دیں تو مان

لینا اور سنگسار کرنے کا حکم دیں تو مت ماننا۔ وہ لوگ یہود بنی قریظہ و بنی نضیر کے پاس آئے اور خیال کیا کہ یہ حضور کے ہم وطن ہیں اور ان کے ساتھ آپ کی صلح بھی

ہے ان کی سفارش سے کام بن جائے گا چنانچہ سرداران یہود میں سے کعب بن اشرف و کعب بن اسد و سعید بن عمرو و مالک بن صیف و کنانہ بن ابی العقیق وغیرہ انہیں

لے کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مسئلہ دریافت کیا۔ حضور نے فرمایا: کیا میرا فیصلہ مانو گے؟ انہوں نے اقرار کیا، آہت رجم نازل ہوئی اور سنگسار کرنے کا

حکم دیا گیا، یہود نے اس حکم کو ماننے سے انکار کیا۔ حضور نے فرمایا کہ تم میں ایک نوجوان گورا ایک چشم (ایک آنکھ والا) فنک کا باشندہ "ابن صوریہ" نامی ہے تم اس کو

جانتے ہو؟ کہنے لگے: ہاں۔ فرمایا: وہ کیسا آدمی ہے؟ کہنے لگے کہ آج روئے زمین پر یہود میں اس کے پایہ کا عالم نہیں، توریث کا بیکتا ماہر ہے۔ فرمایا: اس کو بلاؤ،

چنانچہ بلایا گیا جب وہ حاضر ہوا تو حضور نے فرمایا: تو ابن صوریہ ہے؟ اس نے عرض کیا: جی ہاں۔ فرمایا: یہود میں سب سے بڑا عالم تو ہی ہے؟ عرض کیا: لوگ تو ایسا ہی

کہتے ہیں۔ حضور نے یہود سے فرمایا: اس معاملہ میں اس کی بات مانو گے؟ سب نے اقرار کیا۔ تب حضور نے ابن صوریہ سے فرمایا: میں تجھے اس اللہ کی قسم دیتا ہوں

جس کے سوا کوئی معبود نہیں، جس نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر توریث نازل فرمائی اور تم لوگوں کو مصر سے نکالا، تمہارے لئے دریا میں راہیں بنائیں، تمہیں

نجات دی، فرعونوں کو غرق کیا، تمہارے لئے ازر کو سا یہ بان بنایا، من و سلویٰ نازل فرمایا، اپنی کتاب نازل فرمائی جس میں حلال و حرام کا بیان ہے، کیا تمہاری کتاب

میں بیابہ مرد و عورت کے لئے سنگسار کرنے کا حکم ہے؟ ابن صوریہ نے عرض کیا: بیشک ہے اسی کی قسم جس کا آپ نے مجھ سے ذکر کیا، عذاب نازل ہونے کا اندیشہ نہ

ہوتا تو میں اقرار نہ کرتا اور جھوٹ بول دیتا مگر یہ فرمائیے کہ آپ کی کتاب میں اس کا کیا حکم ہے؟ فرمایا: جب چار عادل و معتبر شاہدوں کی گواہی سے زنا بصر اخت ثابت

ہو جائے تو سنگسار کرنا واجب ہو جاتا ہے۔ ابن صوریہ نے عرض کیا: بخدا بچھیں ایسا ہی توریث میں ہے، پھر حضور نے ابن صوریہ سے دریافت فرمایا کہ حکم الہی میں

تبدیلی کس طرح واقع ہوئی؟ اس نے عرض کیا کہ ہمارا دستور یہ تھا کہ ہم کسی شریف کو پکڑتے تو چھوڑ دیتے اور غریب آدمی پر حد قائم کرتے، اس طرح زعمل سے شرفاء

میں زنا کی بہت کثرت ہو گئی یہاں تک کہ ایک مرتبہ بادشاہ کے پچا زاد بھائی نے زنا کیا تو ہم نے اس کو سنگسار نہ کیا پھر ایک دوسرے شخص نے اپنی قوم کی عورت سے

زنا کیا تو بادشاہ نے اس کو سنگسار کرنا چاہا اس کی قوم اٹھ کھڑی ہوئی اور انہوں نے کہا کہ جب تک بادشاہ کے بھائی کو سنگسار نہ کیا جائے اس وقت تک اس کو ہرگز سنگسار

نہ کیا جائے گا تب ہم نے جمع ہو کر غریب شریف سب کے لئے بجائے سنگسار کرنے کے یہ سزا نکالی کہ چالیس کوڑے مارے جائیں اور منہ کالا کر کے گدھے پر اٹا

ٹھا کر گشت کرائی جائے۔ یہ سن کر یہود بہت بگڑے اور ابن صوریہ سے کہنے لگے: تو نے حضرت کو بڑی جلدی خبر دے دی اور ہم نے جتنی تیری تعریف

لَمْ يَرِ دَالَهُ أَنْ يُطَهِّرَ قُلُوبَهُمْ ط لَهْمُ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ ط لَهْمُ فِي

اللہ نے ان کا دل پاک کرنا نہ چاہا انہیں دنیا میں رسوائی ہے اور انہیں

الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿٣١﴾ سَعُونَ لِلْكَذِبِ أَكَلُونَ لِلْسُّحْتِ ط فَإِنْ

آخرت میں بڑا عذاب بڑے جھوٹ سننے والے بڑے حرام خور کھاتے تو اگر

جَاءُوكَ فَاحْكُم بَيْنَهُمْ أَوْ أَعْرِضْ عَنْهُمْ وَ إِنْ تَعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ

تمہارے حضور حاضر ہوں اور تو ان میں فیصلہ فرماؤ یا ان سے منہ پھیر لو اور اگر تم ان سے منہ پھیر لو گے تو

يَضُرُّوكَ شَيْئًا ط وَإِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُم بَيْنَهُم بِالْقِسْطِ ط إِنَّ اللَّهَ

وہ تمہارا کچھ نہ بگاڑیں گے اور اگر ان میں فیصلہ فرماؤ تو انصاف سے فیصلہ کرو بے شک انصاف

يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ﴿٣٢﴾ وَكَيْفَ يَحْكُمُونَكَ وَعِنْدَهُمُ التَّوْرَةُ فِيهَا

والے اللہ کو پسند ہیں اور وہ تم سے کیونکر فیصلہ چاہیں گے حالانکہ ان کے پاس توریت ہے جس میں

حُكْمُ اللَّهِ ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ ط وَمَا أُولَئِكَ بِالْمُؤْمِنِينَ ﴿٣٣﴾

اللہ کا حکم موجود ہے اور بائیں ہمہ (اس کے باوجود) اسی سے منہ پھرتے ہیں اور وہ ایمان لانے والے نہیں

إِنَّا أَنْزَلْنَا التَّوْرَةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّونَ الَّذِينَ

بے شک ہم نے توریت اتاری اس میں ہدایت اور نور ہے اس کے مطابق یہود کو حکم دیتے تھے

أَسْأَلُوا الَّذِينَ هَادُوا أَوِ الرُّبِّيُّونَ وَالْأَحْبَابُ بِمَا اسْتَحْفَظُوا مِنْ

ہمارے فرماں بردار نبی اور عالم اور فقیہ کہ ان سے کتاب اللہ کی حفاظت

كُتِبَ اللَّهُ وَكَانُوا عَلَيْهِ شُهَدَاءَ ج فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَآخِشُونِ وَلَا

چاہی گئی تھی اور وہ اس پر گواہ تھے تو لوگوں سے خوف نہ کرو اور مجھ سے ڈرو اور

کی تھی تو اس کا استحقاق نہیں۔ ابن صوریانے کہا کہ حضور نے مجھے توریت کی قسم دلائی اگر مجھے عذاب کے نازل ہونے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں آپ کو خبر نہ دیتا۔ اس کے

بعد حضور کے حکم سے ان دونوں زنا کاروں کو سنگسار کیا گیا اور یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ (خازن) اور یہ یہود کے حکام کی شان میں ہے جو رشوتیں لے کر حرام کو

حلال کرتے اور احکام شرع کو بدل دیتے تھے۔ مسئلہ: رشوت کا لینا دینا دونوں حرام ہیں۔ حدیث شریف میں رشوت لینے دینے والے دونوں پر لعنت آئی ہے۔

اور یعنی اہل کتاب اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو منحصر فرمایا گیا کہ اہل کتاب آپ کے پاس کوئی مقدمہ لائیں تو آپ کو اختیار ہے فیصلہ فرمائیں یا نہ

فرمائیں۔ بعض مفسرین کا قول ہے کہ یہ تخییر آیت ”وَأَنْ أَحْكُمَ بَيْنَهُمْ“ سے منسوخ ہوگئی۔ امام احمد نے فرمایا کہ ان آیتوں میں کچھ منافات (ایک آیت دوسری

کے خلاف) نہیں کیونکہ یہ آیت مفید تخییر ہے اور آیت ”وَأَنْ أَحْكُمَ... الخ“ میں کیفیت حکم کا بیان ہے۔ (خازن و مدارک وغیرہ) اور کیونکہ اللہ تعالیٰ آپ

کا گواہ ہے۔ اور کہ یہاں مرد اور شوہر اور عورت کے زنا کی سزا جرم یعنی سنگسار کرنا ہے۔ اور وجود یکہ توریت پر ایمان لانے کے مدعی بھی ہیں اور انہیں یہ



تَشْتَرُوا بِآيَاتِي ثَمَنًا قَلِيلًا ٥ وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ بِهَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ

میری آیتوں کے بدلے ذلیل قیمت نہ لو ۵ اور جو اللہ کے اتارے پر حکم نہ کرے ۵ وہی لوگ

هُمُ الْكٰفِرُونَ ٥ وَكُتِبَ عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنْ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ ٥ وَالْعَيْنَ

کافر ہیں اور ہم نے تورات میں ان پر واجب کیا ۵ کہ جان کے بدلے جان ۵ اور آنکھ

بِالْعَيْنِ ٥ وَالْأَنْفَ بِالْأَنْفِ ٥ وَالْأُذُنَ بِالْأُذُنِ ٥ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ ٥

کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت

وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ ٥ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهِ فَهُوَ كَفَّارَةٌ ٥ لَهُ ٥ وَمَنْ لَّمْ

اور زخموں میں بدلہ ہے ۵ پھر جو دل کی خوشی سے بدلہ کراوے تو وہ اس کا گناہ اُتار دے گا ۵ اور جو

يَحْكَمْ بِهَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ٥ وَقَفَّيْنَا عَلَىٰ آثَارِهِمْ

اللہ کے اتارے پر حکم نہ کرے تو وہی لوگ ظالم ہیں اور ہم اُن نبیوں کے پیچھے ان کے نشان قدم

بِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرَةِ ٥ وَآتَيْنَاهُ

پر عیسیٰ بن مریم کو لائے تصدیق کرتا ہوا توریت کی جو اس سے پہلے تھی ۵ اور ہم نے اسے

الْإِنْجِيلَ فِيهِ هُدًى وَنُورًا ٥ وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرَةِ

انجیل عطا کی جس میں ہدایت اور نور ہے اور تصدیق فرماتی ہے توریت کی کہ اس سے پہلی تھی

بھی معلوم ہے کہ توریت میں رجم کا حکم ہے، اس کو نہ ماننا اور آپ کی نبوت کے منکر ہوتے ہوئے آپ سے فیصلہ چاہنا نہایت تعجب کی بات ہے۔ ۵ کہ اس کو اپنے سینوں میں محفوظ رکھیں اور اس کے درس میں مشغول رہیں تاکہ وہ کتاب فراموش نہ ہو اور اس کے احکام ضائع نہ ہوں۔ (خازن) مسئلہ: توریت کے مطابق انبیاء کا حکم دینا جو اس آیت میں مذکور ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہم سے پہلی شریعتوں کے جو احکام اللہ اور رسول نے بیان فرمائے ہوں اور ان کے ہمیں ترک کا حکم نہ دیا ہو، منسوخ نہ کئے گئے ہوں وہ ہم پر لازم ہوتے ہیں۔ (جمل و ابوسعود) ۵ اے یہودیو! تم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت و صفت اور رجم کا حکم جو توریت میں مذکور ہے اس کے اظہار میں ۵ یعنی احکام الہیہ کی تبدیل بہر صورت ممنوع ہے خواہ لوگوں کے خوف اور ان کی ناراضی کے اندیشہ سے ہو یا مال و جاہ و رشوت کی طمع سے۔ ۵ اس کا منکر ہو کر (کَمَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا) ۵ اس آیت میں اگرچہ یہ بیان ہے کہ توریت میں یہود پر قصاص کے یہ احکام تھے لیکن چونکہ ہمیں ان کے ترک کا حکم نہیں دیا گیا اس لئے ہم پر یہ احکام لازم رہیں گے کیونکہ شراعت سابقہ کے جو احکام خدا اور رسول کے بیان سے ہم تک پہنچے اور منسوخ نہ ہوئے ہوں وہ ہم پر لازم ہوا کرتے ہیں جیسا کہ اوپر کی آیت سے ثابت ہوا۔ ۵ یعنی اگر کسی نے کسی کو قتل کیا تو اس کی جان مقتول کے بدلے میں ماخوذ ہوگی خواہ وہ مقتول مرد ہو یا عورت، آزاد ہو یا غلام، مسلم ہو یا ذمی۔ شان نزول: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ مرد کو عورت کے بدلے قتل نہ کرتے تھے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (مدارک) ۵ یعنی نماثلت و مساوات کی رعایت ضروری ہے۔ ۵ یعنی جو قتال یا جہاد کرنے والا اپنے جرم پر نام ہو کر وبال مصیبت سے بچنے کے لئے بخوشی اپنے اوپر حکم شرعی جاری کرے تو قصاص اس کے جرم کا کفارہ ہو جائے گا اور آخرت میں اس پر عذاب نہ ہوگا۔ (جلالین و جمل) بعض مفسرین نے اس کے معنی یہ بیان کئے ہیں کہ جو صاحب حق قصاص کو معاف کر دے تو یہ معافی اس کے لئے کفارہ ہے۔ (مدارک) تفسیر احمدی میں ہے یہ تمام قصاص جب ہی واجب ہوں گے جب کہ صاحب حق معاف نہ کرے اور اگر وہ معاف کر دے تو قصاص ساقط۔ ۵ احکام توریت کے بیان کے بعد احکام

وَهَدَىٰ وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِينَ ۝۳۶ وَيُحْكُمُ أَهْلَ الْأَنْجِيلِ بِمَا أَنْزَلَ

اور ہدایت ۱۲۲ اور نصیحت پر ہیزگاروں کو اور چاہیے کہ انجیل والے حکم کریں اس پر جو اللہ نے

اللَّهُ فِيهِ ۝۳۷ وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفٰسِقُونَ ۝۳۸

اس میں اُتارے ۱۲۳ اور جو اللہ کے اُتارے پر حکم نہ کریں تو وہی لوگ فاسق ہیں

وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتَابِ

اور اے محبوب ہم نے تمہاری طرف سچی کتاب اُتاری اگلی کتابوں کی تصدیق فرماتی ۱۲۴

وَمُهَيَّبِنَا عَلَيْهِ فَاحْكُم بَيْنَهُم بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ

اور ان پر محافظ و گواہ تو ان میں فیصلہ کرو اللہ کے اُتارے سے ۱۲۵ اور اے سننے والے ان کی خواہشوں کی پیروی نہ کرنا

عَمَّا جَاءَكَ مِنَ الْحَقِّ ۝۳۹ لِكُلِّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَمِنْهَاجًا ۝۴۰

اپنے پاس آیا ہوا حق چھوڑ کر ہم نے تم سب کے لئے ایک ایک شریعت اور راستہ رکھا ۱۲۶ اور

شَاءَ اللَّهُ لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَكِن لِّيَبْلُوَكُمْ فِي مَا آتٰكُمْ فَاسْتَبِقُوا

اللہ چاہتا تو تم سب کو ایک ہی امت کر دیتا مگر منظور یہ ہے کہ جو کچھ تمہیں دیا اس میں تمہیں آزمائے گا تو بھلائیوں

الْخَيْرَاتِ ۝۴۱ إِلَى اللَّهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيهِ

کی طرف سبقت چاہو تم سب کا پھرنا اللہ ہی کی طرف ہے تو وہ تمہیں بتا دے گا جس بات میں تم

تَخْتَلِفُونَ ۝۴۲ وَأِنْ أَحْكَمْتُمْ بَيْنَهُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ

جھگڑتے تھے اور یہ کہ اے مسلمان اللہ کے اُتارے پر حکم کر اور ان کی خواہشوں پر نہ چل

انجیل کا ذکر شروع ہوا اور بتایا گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام توریت کے مُصَدِّق تھے کہ وہ مُنَزَّلٌ مِنَ اللَّهِ (اللہ کی اُتاری ہوئی کتاب) ہے اور نوح سے

پہلے اس پر عمل واجب تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شریعت میں اس کے بعض احکام منسوخ ہوئے۔ ۱۲۲ اس آیت میں انجیل کے لئے لفظ ”هُدًى“

دو جگہ ارشاد ہوا، پہلی جگہ ضلالت و جہالت سے بچانے کے لئے رہنمائی مراد ہے، دوسری جگہ ہُدًى سے سیدانبیاء حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف

آوری کی بشارت مراد ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کی طرف لوگوں کی راہ یابی کا سبب ہے۔ ۱۲۳ یعنی سیدانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے

اور آپ کی نبوت کی تصدیق کرنے کا حکم۔ ۱۲۴ جو اس سے قبل حضرات انبیاء علیہم السلام پر نازل ہوئیں۔ ۱۲۵ یعنی جب اہل کتاب اپنے مقدمات میں آپ

کی طرف رجوع کریں تو آپ قرآن پاک سے فیصلہ فرمائیں۔ ۱۲۶ یعنی فروع و اعمال ہر ایک کے خاص ہیں اور اصل دین سب کا ایک حضرت علی مرتضیٰ رضی

اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایمان حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ سے یہی ہے کہ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کی شہادت اور جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا اس کا اقرار

کرنا اور شریعت و طریق ہر امت کا خاص ہے۔ ۱۲۷ اور امتحان میں ڈالے تاکہ ظاہر ہو جائے کہ ہر زمانہ کے مناسب جو احکام دیئے گئے ہیں ان پر اس یقین و اعتقاد

کے ساتھ عمل کرتے ہو کہ ان کا اختلاف مشیت الہیہ کے اقتضاء سے حکمت بالغہ اور نبوی و آخروی مصالح نافعہ پر مبنی ہے، یا حق کو چھوڑ کر ہوائے نفس کا اتباع

کرتے ہو۔ (تفسیر ابوالسعود)

وَاحْذَرَهُمْ أَنْ يَفْتِنُوكَ عَنْ بَعْضِ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ إِلَيْكَ ۖ فَإِنْ

اور ان سے بچتا رہ کہ کہیں تجھے لغزش (بہکا) نہ دے دیں کسی حکم میں جو تیری طرف اُترا پھر اگر وہ

تَوَلَّوْا فاعْلَمْ أَنبَايِرِيدُ اللَّهُ أَنْ يُصِيبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوبِهِمْ ۖ وَإِنْ

منہ پھیریں ۱۲۸ تو جان لو کہ اللہ ان کے بعض گناہوں کی ۱۲۹ سزا ان کو پہنچایا چاہتا ہے ۱۳۰ اور بے شک

كثِيرًا مِّنَ النَّاسِ لَفَاسِقُونَ ﴿٣٩﴾ أَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُونَ ۖ وَمَنْ

بہت آدمی بے حکم ہیں تو کیا جاہلیت کا حکم چاہتے ہیں ۱۳۱ اور

أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُوقِنُونَ ﴿٤٠﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا

اللہ سے بہتر کس کا حکم یقین والوں کے لئے اے ایمان والو

لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ ۚ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۖ

یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ ۱۳۲ وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں ۱۳۳

وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فإِنَّهُ مِنْهُمْ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ

اور تم میں جو کوئی ان سے دوستی رکھے گا تو وہ انہیں میں سے ہے ۱۳۴ بے شک اللہ بے انصافوں کو راہ

۱۲۸ اللہ کے نازل فرمائے ہوئے حکم سے ۱۲۹ جن میں یہ اعراض بھی ہے۔ ۱۳۰ دنیا میں قتل و گرفتاری و جلا وطنی کے ساتھ اور تمام گناہوں کی سزا آخرت میں دے گا۔ ۱۳۱ جو سرگرمی اور ظلم اور مخالف احکام الہی ہوتا تھا۔ شان نزول: بنی نضیر اور بنی قریظہ یہود کے دو قبیلے تھے ان میں باہم ایک دوسرے کا قتل ہوتا

رہتا تھا جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں رونق افروز ہوئے تو یہ لوگ اپنا مقدمہ حضور کی خدمت میں لائے اور بنی قریظہ نے کہا کہ بنی نضیر ہمارے بھائی ہیں ہم، وہ ایک جد کی اولاد ہیں، ایک دین رکھتے ہیں ایک کتاب (توریت) مانتے ہیں لیکن اگر بنی نضیر ہم میں سے کسی کو قتل کریں تو اس کے خون بہا میں ہم

(کو) سزا و سزا کھجوریں دیتے ہیں اور اگر ہم میں سے کوئی ان کے کسی آدمی کو قتل کرے تو ہم سے اس کے خون بہا میں ایک سو چالیس و سق لیتے ہیں آپ اس کا فیصلہ فرمادیں۔ حضور نے فرمایا میں حکم دیتا ہوں کہ قریظہ بنی نضیر کی کا خون برابر ہے کسی کو دوسرے پر فضیلت نہیں۔ اس پر بنی نضیر بہت برہم ہوئے اور کہنے لگے ہم آپ کے فیصلہ سے راضی نہیں، آپ ہمارے دشمن ہیں، ہمیں ذلیل کرنا چاہتے ہیں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور فرمایا گیا کہ کیا جاہلیت کی گمراہی و ظلم کا حکم چاہتے ہیں۔

۱۳۲ مسئلہ: اس آیت میں یہود و نصاریٰ کے ساتھ دوستی و موالات یعنی ان کی مدد کرنا ان سے مدد چاہنا ان کے ساتھ محبت کے روابط رکھنا ممنوع فرمایا گیا، یہ حکم عام ہے اگرچہ آیت کا نزول کسی خاص واقعہ میں ہوا ہو۔ شان نزول: یہ آیت حضرت عبادہ بن صامت صحابی اور عبد اللہ بن ابی بن سلول کے حق میں نازل ہوئی جو منافقین کا سردار تھا حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہود میں میرے بہت کثیر القعد اد (بہت زیادہ) دوست ہیں جو بڑی شوکت و قوت والے ہیں، اب

میں ان کی دوستی سے بیزار ہوں اور اللہ و رسول کے سوا میرے دل میں اور کسی کی محبت کی گنجائش نہیں۔ اس پر عبد اللہ بن ابی نے کہا کہ میں تو یہود کی دوستی سے بیزاری نہیں کر سکتا مجھے پیش آنے والے حوادث کا اندیشہ ہے اور مجھے ان کے ساتھ رسم و راہ رکھنی ضرور ہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ

یہود کی دوستی کا دم بھرنا تیرا ہی کام ہے عبادہ کا یہ کام نہیں، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ (خازن) ۱۳۳ اس سے معلوم ہوا کہ کافر کوئی بھی ہوں ان میں باہم کتنے ہی اختلاف ہوں مسلمانوں کے مقابلہ میں وہ سب ایک ہیں "الْكُفْرُ مِلَّةٌ وَاحِدَةٌ" (مدارک) ۱۳۴ اس میں بہت شدت و تاکید ہے کہ مسلمانوں پر یہود و نصاریٰ

اور ہر مخالف دین اسلام سے علیحدگی اور جدا رہنا واجب ہے۔ (مدارک و خازن)



الظَّالِمِينَ ﴿٥١﴾ فَتَرَى الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ يُسَارِعُونَ فِيهِمْ

نہیں دیتا ۱۳۵ اب تم نہیں دیکھو گے جن کے دلوں میں آزار (بیماری) ہے ۱۳۶ کہ یہود و نصاریٰ کی طرف دوڑتے ہیں

يَقُولُونَ نَحْشَىٰ أَنْ تُصِيبَنَا آيَةٌ ۖ فَعَسَىٰ اللَّهُ أَنْ يَأْتِيَ بِالْفَتْحِ

کہتے ہیں ہم ڈرتے ہیں کہ ہم پر کوئی گردش آجائے ۱۳۷ تو نزدیک ہے کہ اللہ فتح لائے ۱۳۸

أَوْ أَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهِ فَيُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا أَسْرَأُوا فِي أَنْفُسِهِمْ نُدَمِينًا ﴿٥٢﴾

یا اپنی طرف سے کوئی حکم ۱۳۹ پھر اس پر جو اپنے دلوں میں چھپایا تھا ۱۴۰ بچتاتے رہ جائیں

وَيَقُولُ الَّذِينَ آمَنُوا أَهَؤُلَاءِ الَّذِينَ أَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ

اور ۱۴۱ ایمان والے کہتے ہیں کیا یہی ہیں جنہوں نے اللہ کی قسم کھائی تھی اپنے علف (عہد) میں پوری کوشش سے

إِنَّهُمْ لَبَعَّكُم ۖ حَبِطَتْ أَعْيَالُهُمْ فَأَصْبَحُوا خَسِرِينَ ﴿٥٣﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ

کہ وہ تمہارے ساتھ ہیں ان کا کیا دھرا سب اکارت (ضائع) گیا تو رہ گئے نقصان میں ۱۴۲ اے ایمان

آمَنُوا مَنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ

والو تم میں جو کوئی اپنے دین سے پھرے گا ۱۴۳ تو عنقریب اللہ ایسے لوگ لائے گا کہ وہ اللہ کے پیارے

وَيُحِبُّونَهُ ۖ أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِينَ يُجَاهِدُونَ

اور اللہ ان کا پیارا ۱۴۴ مسلمانوں پر نرم اور کافروں پر سخت اللہ کی راہ

فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ ۖ ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ

میں لڑیں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا اندیشہ نہ کریں گے ۱۴۵ یہ اللہ کا فضل ہے

۱۳۵ جو کافروں سے دوستی کر کے اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا کاتب نصرانی تھا، حضرت امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ نے

ان سے فرمایا کہ نصرانی سے کیا واسطہ؟ تم نے یہ آیت نہیں سنی ”يَسْأَلُهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَاتُتَّخَذُوا الْيَهُودَ... الْآيَةَ“۔ انہوں نے عرض کیا: اس کا دین اس کے ساتھ

مجھے تو اس کی کتابت سے غرض ہے۔ امیر المؤمنین نے فرمایا کہ اللہ نے انہیں ذلیل کیا تم انہیں عزت ندو، اللہ نے انہیں دور کیا تم انہیں قریب نہ کرو، حضرت ابو موسیٰ

نے عرض کیا کہ بغیر اس کے حکومت بصرہ کا کام چلانا دشوار ہے یعنی اس ضرورت سے مجبوری اس کو رکھا ہے کہ اس قابلیت کا دوسرا آدمی مسلمانوں میں نہیں ملتا، اس پر

حضرت امیر المؤمنین نے فرمایا: نصرانی مر گیا! والسلام یعنی فرض کرو کہ وہ مر گیا اس وقت جو انتظام کرو گے وہی اب کرو اور اس سے ہرگز کام نہ لو یہ آخری بات ہے۔

(غازن) ۱۳۶ یعنی نفاق۔ ۱۳۷ جیسا کہ عبد اللہ بن ابی منافق نے کہا۔ ۱۳۸ اور اپنے رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نظر و منظور کرے اور ان کے دین کو

تمام ادیان پر غالب کرے اور مسلمانوں کو ان کے دشمن یہود و نصاریٰ وغیرہ کفار پر غلبہ دے چنانچہ یہ خبر صادق ہوئی اور بگڑ مہہ تعالیٰ مکہ مکرمہ اور یہود کے بلاد فتح

ہوئے۔ (غازن وغیرہ) ۱۳۹ جیسے کہ سرزمین حجاز کو یہود سے پاک کرنا اور وہاں ان کا نام و نشان باقی نہ رکھنا یا منافقین کے راز افشا کر کے انہیں رسوا کرنا۔ (غازن و

جلالین) ۱۴۰ یعنی نفاق، یا منافقین کا یہ خیال کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کفار کے مقابلہ میں کامیاب نہ ہوں گے۔ ۱۴۱ منافقین کا پردہ کھلنے پر ۱۴۲ کہ دنیا

میں ذلیل و رسوا ہوئے اور آخرت میں عذاب دائمی کے سزاوار۔ ۱۴۳ کفار کے ساتھ دوستی و موالات بے دینی و ارتداد کی مستعدی (طلب) ہے۔ اس کی

مَنْ يَشَاءُ ط وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلَيْهِ ٥٣ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَ

جسے چاہے دے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے تمہارے دوست نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول اور

الَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ

ایمان والے ٥٤ کہ نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے حضور

رَاكِعُونَ ٥٥ وَمَنْ يَتَوَلَّ اللَّهُ وَرَسُولَهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا فَإِنَّ حِزْبَ

بچھے ہوئے ہیں ٥٤ اور جو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کو اپنا دوست بنائے تو بے شک اللہ

اللَّهُ هُمْ الْغَالِبُونَ ٥٦ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِينَ

ہی کا گروہ غالب ہے اے ایمان والو جنہوں نے تمہارے دین کو

اتَّخَذُوا دِينَكُمْ هُزُؤًا وَلِعِبَاءٍ مِّنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِن قَبْلِكُمْ وَ

نہی کھیل بنا لیا ہے ٥٦ وہ جو تم سے پہلے کتاب دیئے گئے اور کافر ٥٧ ان میں کسی کو

الْكُفَّارَ أَوْلِيَاءَ ج وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ كُنتُمْ مَوْمِنِينَ ٥٨ وَإِذَا نَادَيْتُمْ

اپنا دوست نہ بناؤ اور اللہ سے ڈرتے رہو اگر ایمان رکھتے ہو ٥٨ اور جب تم نماز کے

ممانعت کے بعد مرتدین کا ذکر فرمایا اور مرتد ہونے سے قبل لوگوں کے مرتد ہونے کی خبر دی۔ چنانچہ یہ خبر صادق ہوئی اور بہت لوگ مرتد ہوئے۔ ٥٩ یہ صفت جن

کی ہے وہ کون ہیں؟ اس میں کئی قول ہیں: حضرت علی مرتضیٰ حسن و قنادہ نے کہا کہ یہ لوگ حضرت ابوبکر صدیق اور ان کے اصحاب ہیں جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم کے بعد مرتد ہونے اور زکوٰۃ سے منکر ہونے والوں پر جہاد کیا۔ وعیاض بن غنم اشعری سے مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی سید عالم صلی اللہ علیہ

وسلم نے حضرت ابومویٰ اشعری کی نسبت فرمایا کہ یہ ان کی قوم ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ لوگ اہل یمن ہیں جن کی تعریف بخاری و مسلم کی حدیثوں میں آئی ہے۔

سدی کا قول ہے کہ یہ لوگ انصار ہیں جنہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی اور ان اقوال میں کچھ منافات (اختلاف) نہیں کیونکہ ان سب

حضرات کا ان صفات کے ساتھ صحیف ہونا صحیح ہے۔ ٥٩ جن کے ساتھ مؤالات حرام ہے ان کا ذکر فرمانے کے بعد ان کا بیان فرمایا جن کے ساتھ مؤالات

واجب ہے۔ شان نزول: حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ آیت حضرت عبداللہ بن سلام کے حق میں نازل ہوئی انہوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم

کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ! ہماری قوم قریظہ اور نضیر نے ہمیں چھوڑ دیا اور تمہیں کھالیں کہ وہ ہمارے ساتھ جہاد لست (ہم نشینی) نہ کریں گے۔

اس پر یہ آیت نازل ہوئی تو عبداللہ بن سلام نے کہا: ہم راضی ہیں اللہ کے رب ہونے پر، اس کے رسول کے نبی ہونے پر، مؤمنین کے دوست ہونے پر اور حکم

آیت کا تمام مؤمنین کے لئے عام ہے، سب ایک دوسرے کے دوست اور محبت ہیں۔ ٥٨ جملہ ”وَهُمْ رَاكِعُونَ“ دووچر رکھتا ہے ایک یہ کہ پہلے جملوں پر معطوف

ہو۔ دوسری یہ کہ حال واقع ہو، پہلی وجہ اظہر و اقویٰ ہے اور حضرت مترجم قدس سرہ کا ترجمہ بھی اسی کے مساعدا ہے۔ (جمل عن اسمین) دوسری وجہ پردوا احتمال ہیں ایک

یہ کہ ”يُقِيمُونَ“، ”وَيُؤْتُونَ“ دونوں فاعل کے فاعل سے حال واقع ہو، اس صورت میں معنی یہ ہوں گے کہ وہ بخشوع و تواضع نماز قائم کرتے اور زکوٰۃ دیتے ہیں۔

(تفسیر ابوسعود) دوسرا احتمال یہ ہے کہ صرف ”يُؤْتُونَ“ کے فاعل سے حال واقع ہو، اس صورت میں معنی یہ ہوں گے کہ نماز قائم کرتے ہیں اور متواضع ہو کر زکوٰۃ

دیتے ہیں۔ (جمل) بعض کا قول ہے کہ یہ آیت حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شان میں ہے کہ آپ نے نماز میں سائل کو انگشتی صدقہ دی تھی، وہ انگشتی

(انگٹھی) انگشت مبارک میں ڈھیلی تھی بے عمل کثیر کے نکل گئی۔ لیکن امام فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر میں اس کا بہت شد و مند سے رد کیا ہے اور اس کے بطلان پر

بہت وجہ قائم کئے ہیں۔ ٥٨ شان نزول: زفاعة بن زید اور سوید بن حارث دونوں اظہار اسلام کے بعد منافق ہو گئے، بعض مسلمان ان سے محبت رکھتے تھے اللہ

تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور بتایا کہ زبان سے اسلام کا اظہار کرنا اور دل میں کفر چھپائے رکھنا دین کو نہی اور کھیل بنانا ہے۔ ٥٨ یعنی بت پرست مشرک جو

إِلَى الصَّلَاةِ اتَّخَذُوا هُزُؤًا وَلَعِبًا ۚ ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَعْقِلُونَ ﴿٥٨﴾

لئے اذان دو تو اسے ہنسی کھیل بناتے ہیں وہاں یہ اس لئے کہ وہ نرے بے عقل لوگ ہیں ۱۵۱

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ هَلْ تَتَّقُونَ مِمَّا آتَاكُمْ مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَأَنَّ الْأَمَنَاتِ بِاللَّهِ وَمَا أُنزِلَ

الْيَنَاءِ وَمَا أُنزِلَ مِنْ قَبْلُ ۚ وَأَنَّ أَكْثَرَكُمْ فَاسِقُونَ ﴿٥٩﴾ قُلْ هَلْ

أَنْبِئُكُمْ بِشَرِّ مِمَّنْ ذٰلِكَ مَثُوبَةً عِنْدَ اللَّهِ ۗ مَنْ لَعَنَهُ اللَّهُ وَغَضِبَ

عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمْ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوتِ ۗ أُولَٰئِكَ

شَرُّ مَا كَانُوا ۗ وَأَضَلُّ عَنْ سَوَاءِ السَّبِيلِ ﴿٦٠﴾ وَإِذَا جَاءُوكُمْ قَالُوا آمَنَّا

وَقَدْ دَخَلُوا بِالْكَفْرِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوا بِهِ ۗ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا

فَعَلُوا ۗ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا فَعَلُوا ۗ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا

فَعَلُوا ۗ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا فَعَلُوا ۗ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا

فَعَلُوا ۗ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا فَعَلُوا ۗ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا

فَعَلُوا ۗ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا فَعَلُوا ۗ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا



يَكْتُمُونَ ﴿٦١﴾ وَتَرَى كَثِيرًا مِنْهُمْ يُسَارِعُونَ فِي الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ

چھپا رہے ہیں اور ان ۱۵۸ میں تم بہتوں کو دیکھو گے کہ گناہ اور زیادتی

وَأَكْلِهِمُ السُّحْتِ ۖ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٦٢﴾ لَوْلَا يَنْهَاهُمُ

اور حرام خوری پر دوڑتے ہیں ۱۵۸ بے شک بہت ہی برے کام کرتے ہیں انہیں کیوں نہیں منع کرتے

الرَّبُّنِيُّونَ وَالْأَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْإِثْمَ وَأَكْلِهِمُ السُّحْتِ ۖ لَبِئْسَ

ان کے پادری اور درویش گناہ کی بات کہنے اور حرام کھانے سے بے شک

مَا كَانُوا يَصْنَعُونَ ﴿٦٣﴾ وَقَالَتِ الْيَهُودُ يُدْعَى اللَّهُ مَعْلُومَةً ۖ عُلِّتْ

بہت ہی بُرے کام کر رہے ہیں ۱۵۹ اور یہودی بولے اللہ کا ہاتھ بندھا ہوا ہے ۱۶۰ انہیں کے

أَيْدِيهِمْ وَلُعِنُوا بِمَا قَالُوا ۖ بَلْ يَدَاهُ مَبْسُوطَتَانِ ۖ يُنفِقُ كَيْفَ

ہاتھ باندھے جائیں ۱۶۱ اور ان پر اس کہنے سے لعنت ہے بلکہ اُس کے ہاتھ کشادہ ہیں ۱۶۲ عطا فرماتا ہے جیسے

يَشَاءُ ۖ وَلَيَزِيدَنَّ كَثِيرًا مِنْهُمْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ طُغْيَانًا

چاہے ۱۶۳ اور اے محبوب یہ ۱۶۴ جو تمہاری طرف تمہارے رب کے پاس سے اترا اس سے ان میں بہتوں کو شرارت

وَكُفْرًا ۖ وَالْقِيَابَ يَذَرُومُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۖ كُلَّمَا

اور کفر میں ترقی ہوگی ۱۶۵ اور ان میں ہم نے قیامت تک آپس میں دشمنی اور بیزاری (بغض) ڈال دیا ۱۶۶ جب کبھی

أَوْقَدُوا نَارًا لِلْحَرْبِ أَطْفَأَهَا اللَّهُ وَيَسْعُونَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا ۖ

لڑائی کی آگ بھڑکاتے ہیں اللہ اسے بجھا دیتا ہے ۱۶۷ اور زمین میں فساد کے لئے دوڑتے پھرتے ہیں

کوان کے حال کی خبر دی۔ ۱۵۷ یعنی یہود ۱۵۸ گناہ ہر معصیت و نافرمانی کو شامل ہے۔ بعض مفسرین کا قول ہے کہ گناہ سے تورات کے مضامین کا چھپانا اور اس میں سید

عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جو محاسن و اوصاف ہیں ان کا مخفی رکھنا اور عدوان یعنی زیادتی سے تورات کے اندر اپنی طرف سے کچھ بڑھانا اور حرام خوری سے رشوتیں وغیرہ مراد

ہیں۔ (خازن) ۱۵۹ کہ لوگوں کو گناہوں اور برے کاموں سے نہیں روکتے۔ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ علماء پر نصیحت اور بدی سے روکنا واجب ہے اور جو شخص بری بات سے

منع کرنے کو ترک کرے اور نہی منکر سے باز رہے وہ بمنزلت مرتکب گناہ کے ہے۔ ۱۶۰ یعنی معاذ اللہ وہ جیل ہے۔ شان نزول: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما

نے فرمایا کہ یہود بہت خوش حال اور نہایت دولت مند تھے جب انہوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب و مخالفت کی تو ان کی روزی کم ہوگئی، اس وقت فحشاء یہودی

نے کہا کہ اللہ کا ہاتھ بندھا ہے یعنی معاذ اللہ وہ رزق دینے اور خرچ کرنے میں بخل کرتا ہے، اس کے اس قول پر کسی یہودی نے منع نہ کیا بلکہ راضی رہے اسی لئے یہ سب کا

مقولہ قرار دیا گیا اور یہ آیت ان کے حق میں نازل ہوئی۔ ۱۶۱ تنگی اور داد و بخش (سخاوت) سے۔ اس ارشاد کا یہ اثر ہوا کہ یہود دنیا میں سب سے زیادہ جیل ہو گئے یا یہ معنی

ہیں کہ ان کے ہاتھ جہنم میں باندھے جائیں اور اس طرح انہیں آتش دوزخ میں ڈالا جائے ان کی اس بیہودہ گوئی اور گستاخی کی سزا میں۔ ۱۶۲ وہ جواد کریم ہے۔ ۱۶۳ اپنی

حکمت کے موافق اس میں کسی کو مجال اعتراض نہیں۔ ۱۶۴ قرآن شریف ۱۶۵ یعنی جتنا قرآن پاک اترتا جائے گا اتنا حسد و عناد بڑھتا جائے گا اور وہ اس کے ساتھ کفر و

سرکشی میں بڑھتے رہیں گے۔ ۱۶۶ وہ ہمیشہ باہم مختلف رہیں گے اور ان کے دل کبھی نہ ملیں گے۔ ۱۶۷ اور ان کی مدد نہیں فرماتا وہ ذلیل ہوتے ہیں۔

وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْفٰسِدِينَ ﴿٦٣﴾ وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ آمَنُوا وَاتَّقَوْا

اور اللہ فسادیوں کو نہیں چاہتا اور اگر کتاب والے ایمان لاتے اور پرہیزگاری کرتے

لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَا دُخَلْنَاهُمْ جَنَّتِ النَّعِيمِ ﴿٦٤﴾ وَلَوْ أَنَّهُمْ أَقَامُوا

تو ضرور ہم ان کے گناہ اُتار دیتے اور ضرور انہیں جہنم کے باغوں میں لے جاتے اور اگر قائم رکھتے

التَّوْرَةَ وَالْإِنْجِيلَ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْهِمْ مِنْ رَبِّهِمْ لَأَكْلُوا مِنْ فَوْقِهِمْ

توریت اور انجیل ۱۶۸ اور جو کچھ اُن کی طرف ان کے رب کی طرف سے اُترتا ۱۶۹ تو انہیں رزق ملتا اوپر سے

وَمِنْ تَحْتِ أَرْجُلِهِمْ مِنْهُمْ أُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ ۗ وَكَثِيرٌ مِنْهُمْ سَاءٌ

اور ان کے پاؤں کے نیچے سے ۱۷۰ ان میں کوئی گروہ اعتدال پر ہے ۱۷۱ اور ان میں اکثر بہت ہی برے

مَا يَعْمَلُونَ ﴿٦٥﴾ يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَدِّعْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ ۗ وَإِنْ

کام کر رہے ہیں ۱۷۲ اے رسول پہنچا دو جو کچھ اُترا تمہیں تمہارے رب کی طرف سے ۱۷۳ اور ایسا

لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَغْتَ رِسَالَتَهُ ۗ وَاللَّهُ يُعَصِّبُكَ مِنَ النَّاسِ ۗ إِنَّ اللَّهَ

نہ ہو تو تم نے اس کا کوئی پیام نہ پہنچایا اور اللہ تمہاری نگہبانی کرے گا لوگوں سے ۱۷۴ بے شک اللہ

لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِينَ ﴿٦٦﴾ قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَسْتُمْ عَلَىٰ شَيْءٍ

کافروں کو راہ نہیں دیتا تم فرما دو اے کتابیو تم کچھ بھی نہیں ہو ۱۷۵

حَتَّىٰ تُقِيمُوا التَّوْرَةَ وَالْإِنْجِيلَ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ ۗ ط

جب تک نہ قائم کرو توریت اور انجیل اور جو کچھ تمہاری طرف تمہارے رب کے پاس سے اُترتا ۱۷۶

وَلِيَزِيدَنَّ كَثِيرًا مِّنْهُمْ مَّا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ طُغْيَانًا وَكُفْرًا ۗ ج

اور بے شک اے محبوب وہ جو تمہاری طرف تمہارے رب کے پاس سے اُترتا اُس سے ان میں بہتوں کو شرارت اور کفر کی اور ترقی ہوگی ۱۷۷

۱۶۸ اس طرح کہ سیدانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتے اور آپ کا اتباع کرتے کہ توریت و انجیل میں اس کا حکم دیا گیا ہے۔ ۱۶۹ یعنی تمام کتابیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں پر نازل فرمائیں سب میں سیدانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اور آپ پر ایمان لانے کا حکم ہے۔ ۱۷۰ یعنی رزق کی کثرت ہوتی اور ہر طرف سے پہنچتا۔

فائدہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ دین کی پابندی اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری سے رزق میں وسعت ہوتی ہے۔ ۱۷۱ حد سے تجاوز نہیں کرتا، یہ یہودوں میں سے وہ لوگ ہیں جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے۔ ۱۷۲ جو کفر پرستے ہوئے ہیں۔ ۱۷۳ اور کچھ اندیشہ نہ کرو۔ ۱۷۴ یعنی کفار سے جو آپ کے قتل کا ارادہ رکھتے ہیں۔ سفروں میں شب کو حضور اقدس سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیہرہ دیا جاتا تھا جب یہ آیت نازل ہوئی پیہرہ ہٹا دیا گیا اور حضور نے پیہرہ داروں سے فرمایا کہ تم لوگ چلے جاؤ! اللہ تعالیٰ نے میری حفاظت فرمائی۔ ۱۷۵ کسی دین و ملت میں نہیں۔ ۱۷۶ یعنی قرآن پاک۔ ان تمام کتابوں میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت و صفت اور آپ پر ایمان لانے کا حکم ہے جب تک حضور پر ایمان نہ لائیں توریت و انجیل کی اقامت کا دعویٰ صحیح نہیں ہو سکتا۔ ۱۷۷ کیونکہ جتنا

فَلَا تَأْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ﴿٦٨﴾ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا

تو تم کافروں کا کچھ غم نہ کھاؤ بے شک وہ جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور اسی طرح یہودی

وَالصَّبُورُونَ وَالنَّصْرَىٰ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا

اور ستارہ پرست اور نصرانی ان میں جو کوئی سچے دل سے اللہ و قیامت پر ایمان لائے اور اچھا کام کرے

فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿٦٩﴾ لَقَدْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي

تو ان پر نہ کچھ اندیشہ ہے اور نہ کچھ غم بے شک ہم نے بنی اسرائیل

إِسْرَائِيلَ وَأَرْسَلْنَا إِلَيْهِمُ رَسُولًا ط كَلَّمَا جَاءَهُمْ رَسُولٌ بِمَا لَا

سے عہد لیا اور ان کی طرف رسول بھیجے جب کبھی ان کے پاس کوئی رسول وہ بات لے کر آیا جو

تَهُؤَىٰ أَنفُسَهُمْ فَرِيقًا كَذِبًا وَأُخْرًا يُقَاتِلُونَ ﴿٧٠﴾ وَحَسِبُوا إِلَّا

ان کے نفس کی خواہش نہ تھی ایک گروہ کو جھٹلایا اور ایک گروہ کو شہید کرتے ہیں اور اس گمان میں رہے کہ

تَكُونَ فِتْنَةً فَعَمُوا وَصَمُوا ثُمَّ تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ ثُمَّ عَمُوا وَصَمُوا

کوئی سزا نہ ہو گی اندھے اور بہرے ہو گئے پھر اللہ نے ان کی توبہ قبول کی پھر ان میں بہترے (بہت سے)

كَثِيرٌ مِنْهُمْ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِمَا يَعْمَلُونَ ﴿٧١﴾ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا

اندھے اور بہرے ہو گئے اور اللہ ان کے کام دیکھ رہا ہے بے شک کافر ہیں وہ جو کہتے ہیں

إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ ط وَقَالَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ

کہ اللہ وہی مسیح مریم کا بیٹا ہے اور مسیح نے تو یہ کہا تھا اے بنی اسرائیل

أَعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ ط إِنَّهُ مَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ

اللہ کی بندگی کرو جو میرا رب اور تمہارا رب بے شک جو اللہ کا شریک ٹھہرائے تو اللہ نے اس پر

قرآن پاک نازل ہوتا جائے گا یہ مکابروہ و عناد (غرور و دشمنی کی وجہ) سے اس کے انکار میں اور شدت کرتے جائیں گے۔ اور دل میں ایمان نہیں رکھتے، منافق

ہیں۔ اور توریت میں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائیں اور حکم الہی کے مطابق عمل کریں۔ اور انہوں نے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے

احکام کو اپنی خواہشوں کے خلاف پایا تو ان میں سے اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب میں تو یہود و نصاریٰ سب شریک ہیں مگر قتل کرنا یہ خاص یہود کا کام

ہے۔ انہوں نے بہت سے انبیاء کو شہید کیا جن میں سے حضرت زکریا اور حضرت یحییٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام بھی ہیں۔ اور ایسے شدید جرموں پر بھی عذاب نہ کیا

جائے گا۔ اور حق کے دیکھنے اور سننے سے۔ یہ ان کے غایت جہل اور نہایت کفر اور قبول حق سے بدرجہ غایت اعراض کرنے کا بیان ہے۔ جب انہوں نے

حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد توبہ کی اس کے بعد دوبارہ نصاریٰ کے بہت فرقے ہیں ان میں سے یعقوبیہ اور ملکانیہ کا یہ قول تھا وہ کہتے تھے کہ مریم

نے ”الہ“ جنا اور یہ بھی کہتے تھے کہ الہ نے ذات عیسیٰ میں حلول کیا اور وہ ان کے ساتھ متحد ہو گیا تو عیسیٰ الہ ہو گئے۔ تعالیٰ اللہ عن ذلک غلوا کثیرا (اللہ ان



عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَا لَهُ النَّارُ ٥ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ ٥ لَقَدْ كَفَرَ

جنت حرام کر دی اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہے شک کافر ہیں

الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ ثَلَاثٌ ثَلَاثَةٌ ٥ وَمَا مِنْ إِلَهٍ إِلَّا إِلَهُ وَاحِدٌ ٥ ط

وہ جو کہتے ہیں اللہ تین خداؤں میں کا تیسرا ہے ۱۸۷ اور خدا تو نہیں مگر ایک خدا ۱۸۸

وَإِنْ لَّمْ يَنْتَهُوا عَمَّا يَقُولُونَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابٌ

اور اگر اپنی بات سے باز نہ آئے ۱۸۹ تو جو ان میں کافر مرے گے ان کو ضرور درد ناک عذاب

أَلِيمٌ ٥ ٤٣ أَفَلَا يَتُوبُونَ إِلَى اللَّهِ وَيَسْتَغْفِرُونَ ٥ وَاللَّهُ غَفُورٌ

پہونچے گا تو کیوں نہیں رجوع کرتے اللہ کی طرف اور اس سے بخشش مانگتے اور اللہ بخشنے والا

رَّحِيمٌ ٥ ٤٤ مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ

مہربان مسیح ابن مریم نہیں مگر ایک رسول ۱۹۰ اس سے پہلے بہت

الرُّسُلُ ٥ وَأُمُّهُ صِدِّيقَةٌ ٥ ط كَانَا يَأْكُلَنِ الطَّعَامَ ٥ ط أَنْظُرْ كَيْفَ

رسول ہو گزرے ۱۹۱ اور اس کی ماں صدیقہ ہے ۱۹۲ دونوں کھانا کھاتے تھے ۱۹۳ دیکھو تو

نُبِّئِن لَّهُمُ الْآيَاتِ ثُمَّ أَنْظِرْ أَلِي يُؤْفَكُونَ ٥ ٤٥ قُلْ أَتَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ

ہم کسی صاف نشانیاں ان کے لئے بیان کرتے ہیں پھر دیکھو وہ کیسے اوندھے جاتے ہیں تم فرماؤ کیا اللہ کے سوا ایسے کو

اللَّهُ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا ٥ وَاللَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ٥ ٤٦

پوجتے ہو جو تمہارے نقصان کا مالک نہ نفع کا ۱۹۴ اور اللہ ہی سنتا جانتا ہے

باتوں سے بہت ہی برتر و بلند ہے (خازن) ۱۸۶ اور میں اس کا بندہ ہوں انہیں۔ ۱۸۷ یہ قول نصاریٰ کے فرقہ مرقوسیہ و سطوریہ کا ہے، اکثر مفسرین کا قول ہے کہ

اس سے ان کی مراد یہ تھی کہ اللہ اور مریم اور عیسیٰ تینوں الہ ہیں اور الہ ہونا ان سب میں مشترک ہے۔ متکلمین فرماتے ہیں کہ نصاریٰ کہتے ہیں کہ باپ، بیٹا، روح القدس

یہ تینوں ایک الہ ہیں۔ ۱۸۸ نہ اس کا کوئی ثانی نہ ثالث وہ وحدانیت کے ساتھ موصوف ہے اس کا کوئی شریک نہیں، باپ بیٹے بیوی سب سے پاک۔ ۱۸۹ اور

تفلیث (تین خدا ہونے) کے معتقد رہے، توحید اختیار نہ کی ۱۹۰ ان کو الہ ماننا غلط باطل اور کفر ہے۔ ۱۹۱ وہ بھی معجزات رکھتے تھے یہ معجزات ان کے صدق نبوت

کی دلیل تھے اسی طرح حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی رسول ہیں ان کے معجزات بھی دلیل نبوت ہیں، انہیں رسول ہی ماننا چاہئے جیسے اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ

والسلام کو معجزات کی بنا پر خدا نہیں مانتے ان کو بھی خدا نہ مانو۔ ۱۹۲ جو اپنے رب کے کلمات اور اس کی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہیں۔ ۱۹۳ اس میں نصاریٰ کا

رد ہے کہ الہ غذا کا محتاج نہیں ہو سکتا تو جو غذا کھائے، جسم رکھے، اس جسم میں تحلیل (لاغری و کمزوری) واقع ہو، غذا اس کا بدل بنے، وہ کیسے الہ ہو سکتا ہے؟ ۱۹۴ یہ

ابطال شرک کی ایک اور دلیل ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ الہ (مستحق عبادت) وہی ہو سکتا ہے جو نفع و ضرر وغیرہ ہر چیز پر ذاتی قدرت و اختیار رکھتا ہو، جو ایسا نہ ہو وہ

الہ مستحق عبادت نہیں ہو سکتا اور حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نفع و ضرر کے بالذات مالک نہ تھے اللہ تعالیٰ کے مالک کرنے سے مالک ہوئے تو ان کی نسبت

الوہیت کا اعتقاد باطل ہے۔ (تفسیر ابوالسود)

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوا

تم فرماؤ اے کتاب والو اپنے دین میں ناحق زیادتی نہ کرو ۱۹۵ اور ایسے لوگوں کی

أَهْوَاءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوا مِنْ قَبْلُ وَأَضَلُّوا كَثِيرًا وَضَلُّوا عَنْ سَوَاءِ

خواہش پر نہ چلو ۱۹۶ جو پہلے گمراہ ہو چکے اور بہتوں کو گمراہ کیا اور سیدھی راہ سے

السَّبِيلِ ﴿٤٧﴾ لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَى لِسَانِ دَاوُدَ

بہک گئے لعنت کئے گئے وہ جنہوں نے کفر کیا بنی اسرائیل میں داود

وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۗ ذَٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَكَانُوا يَعْتَدُونَ ﴿٤٨﴾ كَانُوا لَا

اور عیسیٰ بن مریم کی زبان پر ۱۹۷ یہ ۱۹۸ بدلہ ان کی نافرمانی اور سرکشی کا جو بُری بات کرتے آپس میں

يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُنْكَرٍ فَعَلُوهُ ۗ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ﴿٤٩﴾ تَرَى كَثِيرًا

ایک دوسرے کو نہ روکتے ضرور بہت ہی بُرے کام کرتے تھے ۱۹۹ ان میں تم بہت کو

مِنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِينَ كَفَرُوا ۗ لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ أَنفُسُهُمْ أَنْ

دیکھو گے کہ کافروں سے دوستی کرتے ہیں کیا ہی بُری چیز اپنے لئے خود آگے بھیجی یہ کہ

سَخَطَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَفِي الْعَذَابِ هُمْ خَالِدُونَ ﴿٥٠﴾ وَلَوْ كَانُوا يَوْمِنُونَ

اللہ کا ان پر غضب ہوا اور وہ عذاب میں ہمیشہ رہیں گے ۲۰۰ اور اگر وہ ایمان لاتے ۲۰۱

۱۹۵ یہودی زیادتی تو یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت ہی نہیں مانتے، اور نصاریٰ کی زیادتی یہ کہ انہیں معبود ٹھہراتے ہیں۔ ۱۹۶ یعنی اپنے بد دین

باپ دادا وغیرہ کی۔ ۱۹۷ باشندگان ایلہ نے جب حد سے تجاوز کیا اور سنیچر کے روز شکار ترک کرنے کا جو حکم تھا اس کی مخالفت کی تو حضرت داود علیہ الصلوٰۃ

والسلام نے ان پر لعنت کی اور ان کے حق میں بددعا فرمائی تو وہ بندروں اور خنزیروں کی شکل میں مسخ کر دیئے گئے اور اصحابِ مائدہ نے جب نازل شدہ خوان کی

نعیمیں کھانے کے بعد کفر کیا تو حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے حق میں بددعا کی تو وہ خنزیر اور بندر ہو گئے اور ان کی تعداد پانچ ہزار تھی۔ (جمل وغیرہ)

بعض مفسرین کا قول ہے کہ یہود اپنے آباء پر فخر کیا کرتے تھے اور کہتے تھے: ہم انبیاء کی اولاد ہیں۔ اس آیت میں انہیں بتایا گیا کہ ان انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام

نے ان پر لعنت کی ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ حضرت داؤد اور حضرت عیسیٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام نے ان پر لعنت کی ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ حضرت داؤد اور حضرت

عیسیٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام نے سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جلوہ افروزی کی بشارت دی اور حضور پر ایمان نہ لانے اور کفر کرنے والوں پر لعنت کی۔

۱۹۸ لعنت ۱۹۹ مسئلہ: آیت سے ثابت ہوا کہ نبی منکر یعنی برائی سے لوگوں کو روکنا واجب ہے اور بدی کو منع کرنے سے باز رہنا سخت گناہ ہے۔ ترمذی کی

حدیث میں ہے کہ جب بنی اسرائیل گناہوں میں مبتلا ہوئے تو ان کے علماء نے اول تو انہیں منع کیا جب وہ باز نہ آئے تو پھر وہ علماء بھی ان سے مل گئے اور کھانے

پینے اٹھنے بیٹھنے میں ان کے ساتھ شامل ہو گئے ان کے اس عصیان و تعدی کا یہ نتیجہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد و حضرت عیسیٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام کی زبان

سے ان پر لعنت اتاری۔ ۲۰۰ مسئلہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ کفار سے دوستی و موالات حرام اور اللہ تعالیٰ کے غضب کا سبب ہے۔ ۲۰۱ صدق و اخلاص کے

ساتھ بغیر نفاق کے۔

بِاللَّهِ وَالنَّبِيِّ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوهُمْ أَوْلِيَاءَ وَلَكِنَّ كَثِيرًا

اللہ اور ان نبی پر اور اس پر جو ان کی طرف اُترا تو کافروں سے دوستی نہ کرتے ہیں مگر ان میں تو بہترے (اکثر)

مِنْهُمْ فَسِقُونَ ﴿٨١﴾ لَتَجِدَنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِلَّذِينَ آمَنُوا الْيَهُودَ

فاسق ہیں ضرور تم مسلمانوں کا سب سے بڑھ کر دشمن یہودیوں

وَالَّذِينَ أَشْرَكُوا ۚ وَلَتَجِدَنَّ أَقْرَبَهُمْ مَوَدَّةً لِلَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ

اور مشرکوں کو پاؤ گے اور ضرور تم مسلمانوں کی دوستی میں سب سے زیادہ قریب ان کو پاؤ گے

قَالُوا إِنَّا نَصْرِي ۗ ذٰلِكَ بِأَنَّ مِنْهُمْ قِسِيَسِينَ وَرُهْبَانًا وَأَنَّهُمْ

جو کہتے تھے ہم نصاریٰ ہیں یہ اس لئے کہ ان میں عالم اور درویش ہیں اور یہ

لَا يَسْتَكْبِرُونَ ﴿٨٢﴾

غرور نہیں کرتے ہیں

۲۳۳ اس سے ثابت ہوا کہ مشرکین کے ساتھ دوستی اور موالات علامت نفاق ہے۔ ۲۳۳ اس آیت میں ان کی مدح ہے جو زمانہ اقدس تک حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دین پر رہے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت معلوم ہونے پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لے آئے۔ شان نزول: ابتدائے اسلام میں جب کفار قریش نے مسلمانوں کو بہت ایذائیں دیں تو اصحاب کرام میں سے گیارہ مرد اور چار عورتوں نے حضور کے حکم سے حبشہ کی طرف ہجرت کی ان مہاجرین کے اسماء یہ ہیں حضرت عثمان غنی اور ان کی زوجہ طاہرہ حضرت رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت زبیر، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت ابوحنیفہ اور ان کی زوجہ حضرت سہلہ بنت سہیل اور حضرت مضعب بن عمیر، حضرت ابوسلمہ اور ان کی بی بی حضرت ام سلمہ بنت امیہ، حضرت عثمان بن مظعون، حضرت عامر بن ربیعہ اور ان کی بی بی حضرت لیلیٰ بنت ابی خنیسہ، حضرت حاطب بن عمرو، حضرت سہیل بن بیضاء رضی اللہ عنہم یہ حضرات نبوت کے پانچویں سال ماہ رجب میں بحرئی سفر کر کے حبشہ پہنچے اس ہجرت کو ہجرت اولیٰ کہتے ہیں ان کے بعد حضرت جعفر بن ابی طالب گئے پھر اور مسلمان روانہ ہوتے رہے یہاں تک کہ بچوں اور عورتوں کے علاوہ مہاجرین کی تعداد بیاسی مردوں تک پہنچ گئی، جب قریش کو اس ہجرت کا علم ہوا تو انہوں نے ایک جماعت تحفہ تحائف دے کر نجاشی بادشاہ کے پاس بھیجی ان لوگوں نے دربار شاہی میں باریابی حاصل کر کے بادشاہ سے کہا کہ ہمارے ملک میں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور لوگوں کو نادان بنا ڈالا ہے ان کی جماعت جو آپ کے ملک میں آئی ہے وہ یہاں فساد انگیزی کرے گی اور آپ کی رعایا کو باغی بنائے گی ہم آپ کو خبر دینے کے لئے آئے ہیں اور ہماری قوم درخواست کرتی ہے کہ آپ انہیں ہمارے حوالہ کیجئے۔ نجاشی بادشاہ نے کہا: ہم ان لوگوں سے گفتگو کر لیں یہ کہہ کر مسلمانوں کو طلب کیا اور ان سے دریافت کیا کہ تم حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی والدہ کے حق میں کیا اعتقاد رکھتے ہو؟ حضرت جعفر بن ابی طالب نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ اللہ کے بندے اور اس کے رسول اور کلمۃ اللہ و روح اللہ ہیں اور حضرت مریم کنواری پاک ہیں یہ سن کر نجاشی نے زمین سے ایک لکڑی کا ٹکڑا اٹھا کر کہا: خدا کی قسم تمہارے آقا نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام میں اتنا بھی نہیں بڑھایا جتنی یہ لکڑی یعنی حضور کا ارشاد کلام عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بالکل مطابق ہے۔ یہ دیکھ کر مشرکین مکہ کے چہرے اتر گئے۔ پھر نجاشی نے قرآن شریف سننے کی خواہش کی، حضرت جعفر نے سورہ مریم تلاوت کی اس وقت دربار میں نصرانی عالم اور درویش موجود تھے قرآن کریم سن کر بے اختیار رونے لگے اور نجاشی نے مسلمانوں سے کہا: تمہارے لئے میرے قلمرو (ملک) میں کوئی خطرہ نہیں۔ مشرکین مکہ ناکام پھرے اور مسلمان نجاشی کے پاس بہت عزت و آسائش کے ساتھ رہے اور فضل الہی سے نجاشی کو دولت ایمان کا شرف حاصل ہوا۔ اس واقعہ کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔ ۲۳۳ مسئلہ: اس سے ثابت ہوا کہ علم اور ترک تکبر بہت کام آنے والی چیزیں ہیں اور ان کی بدولت ہدایت نصیب ہوتی ہے۔



وَإِذَا سَمِعُوا مَا أُنزِلَ إِلَى الرَّسُولِ تَرَىٰ أَعْيُنُهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ

اور جب سنتے ہیں وہ جو رسول کی طرف اترتا ہے تو ان کی آنکھیں دیکھو کہ آنسوؤں سے ابل رہی ہیں

مَسَاعِرُ فَوْا مِنْ الْحَقِّ ۚ يَقُولُونَ رَبَّنَا آمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ ﴿۸۳﴾

اس لیے کہ وہ حق کو پہچان گئے کہتے ہیں اے رب ہمارے ہم ایمان لائے تو ہمیں حق کے گواہوں میں لکھ لے

وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَمَا جَاءَنَا مِنَ الْحَقِّ ۙ وَنَطْعُهُ أَنْ يُدْخِلَنَا

اور ہمیں کیا ہوا کہ ہم ایمان نہ لائیں اللہ پر اور اس حق پر کہ ہمارے پاس آیا اور ہم طمع کرتے ہیں کہ ہمیں ہمارا رب

رَبَّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصَّالِحِينَ ﴿۸۴﴾ فَآثَابَهُمُ اللَّهُ بِمَا قَالُوا اجْتَبَتْ تَجْرِي

نیک لوگوں کے ساتھ داخل کرے تو اللہ نے ان کے اس کہنے کے بدلے انہیں باغ دیئے

مِنْ مَحْتَبَاتِهَا إِلَّا نَهْرٌ خَالِدٌ فِيهَا ۗ وَذَلِكَ جَزَاءُ الْمُحْسِنِينَ ﴿۸۵﴾ وَ

جن کے نیچے نہریں رواں ہمیشہ ان میں رہیں گے یہ بدلہ ہے نیکوں کا اور

الَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ﴿۸۶﴾ يَا أَيُّهَا

وہ جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتیں جھٹلائیں وہ ہیں دوزخ والے اے

الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَحْرِمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا ۗ

ایمان والو حرام نہ ٹھہراؤ وہ ستھری چیزیں کہ اللہ نے تمہارے لیے حلال کیں اور حد سے نہ بڑھو

إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ﴿۸۷﴾ وَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمْ اللَّهُ حَلَالًا طَيِّبًا ۗ

بے شک حد سے بڑھنے والے اللہ کو ناپسند ہیں اور کھاؤ جو کچھ تمہیں اللہ نے روزی دی حلال پاکیزہ

۲۰۵ یعنی قرآن شریف ۲۰۵ یہ ان کی رقت قلب کا بیان ہے کہ قرآن کریم کے دل میں اثر کرنے والے مضامین سن کر رو پڑتے ہیں۔ چنانچہ نجاشی بادشاہ کی درخواست پر حضرت جعفر نے اس کے دربار میں سورہ مریم اور سورہ طہ کی آیات پڑھ کر سنائیں تو نجاشی بادشاہ اور اس کے درباری جن میں اس کی قوم کے علماء موجود تھے سب زار و قطار رونے لگے۔ اسی طرح نجاشی کی قوم کے سردار امیہ جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے حضور سے سورہ یسین سن کر بہت

روئے۔ ۲۰۶ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ہم نے ان کے برحق ہونے کی شہادت دی ۲۰۷ اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں داخل کر جو روز قیامت تمام امتوں کے گواہ ہوں گے۔ (یہ انہیں انجیل سے معلوم ہو چکا تھا) ۲۰۸ جب حبشہ کا وفد اسلام سے مشرف ہو کر واپس ہوا تو یہود نے انہیں اس پر ملامت کی، اس کے جواب میں انہوں نے یہ کہا کہ جب حق واضح ہو گیا تو ہم کیوں ایمان نہ لاتے یعنی ایسی حالت میں ایمان نہ لانا قابل ملامت ہے نہ کہ ایمان لانا کیونکہ یہ سب ہے فلاح دارین کا۔ ۲۰۹ جو صدق و اخلاص کے ساتھ ایمان لائیں اور حق کا اقرار کریں۔ ۲۱۰ شان نزول: صحابہ کرام کی ایک جماعت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وعظ سن کر ایک روز حضرت عثمان بن مظعون کے یہاں جمع ہوئی اور انہوں نے باہم ترک دنیا کا عہد کیا اور اس پر اتفاق کیا کہ وہ ٹاٹ پہنیں گے،

ہمیشہ دن میں روزہ رکھیں گے، شب عبادت الہی میں بیدار رہ کر گزارا کریں گے، بستر پر نہ لیٹیں گے، گوشت اور چکنائی نہ کھائیں گے، عورتوں سے جدار ہیں گے، خوشبو نہ لگائیں گے۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور انہیں اس ارادہ سے روک دیا گیا۔ ۲۱۱ یعنی جس طرح حرام کو ترک کیا جاتا ہے اس طرح حلال چیزوں کو

وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي أَنْتُمْ بِهِ مُؤْمِنُونَ ﴿۸۸﴾ لَا يَأْخُذْكُمْ اللَّهُ بِاللَّغْوِ فِي

اور ڈرو اللہ سے جس پر تمہیں ایمان ہے اللہ تمہیں نہیں پکڑتا تمہاری غلط فہمی

أَيَّانِكُمْ وَلَكِنْ يُؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُمُ الْأَيَّانَ ۚ فَكَفَّارَتُهُ إِطْعَامُ

کی قسموں پر ۲۱۳ ہاں ان قسموں پر گرفت فرماتا ہے جنہیں تم نے مضبوط کیا ۲۱۴ تو ایسی قسم کا بدلہ دس

عَشْرَةَ مَسْكِينٍ مِنْ أَوْسَطِ مَا تَطْعَمُونَ أَهْلِيكُمْ أَوْ كِسْوَتُهُمْ أَوْ

مسیکینوں کو کھانا دینا ۲۱۵ اپنے گھر والوں کو جو کھلاتے ہو اس کے اوسط میں سے ۲۱۶ یا انہیں کپڑے دینا ۲۱۷ یا

تَحْرِيرُ رَقَبَةٍ ۖ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ ۚ ذَلِكَ كَفَّارَةُ

ایک بردہ (غلام) آزاد کرنا تو جو ان میں سے کچھ نہ پائے تو تین دن کے روزے ۲۱۸ یہ بدلہ ہے

أَيَّانِكُمْ إِذَا حَلَفْتُمْ ۚ وَاحْفَظُوا أَيَّانَكُمْ ۚ كَذَلِكَ يَبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ

تمہاری قسموں کا جب قسم کھاؤ ۲۱۹ اور اپنی قسموں کی حفاظت کرو ۲۲۰ اسی طرح اللہ تم سے اپنی

آيَتِهِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿۸۹﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْبَيْرُوتُ

آیتیں بیان فرماتا ہے کہ کہیں تم احسان مانو اے ایمان والو شراب اور جوا اور

الْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رَجُسٌ مِنْ عِنْدِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ

بت اور پانے ناپاک ہی ہیں شیطانی کام تو ان سے بچتے رہنا کہ تم

تُقْلِحُونَ ﴿۹۰﴾ إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبُغْضَاءَ

فلاح پاؤ شیطان یہی چاہتا ہے کہ تم میں بیرو اور دشمنی ڈلوا دے

ترک نہ کرو اور نہ مبالغہ کسی حلال چیز کو یہ کہو کہ ہم نے اس کو اپنے اوپر حرام کر لیا۔ ۲۱۲ غلط فہمی کی قسم یعنی بیمن لغویہ ہے کہ آدمی کسی واقعہ کو اپنے خیال میں صحیح

جان کر قسم کھالے اور حقیقت میں وہ ایسا نہ ہو ایسی قسم پر کفارہ نہیں۔ ۲۱۴ یعنی بیمن منقحہ پر جو کسی آئندہ امر پر قصد کر کے کھائی جائے ایسی قسم توڑنا گناہ بھی

ہے اور اس پر کفارہ بھی لازم ہے۔ ۲۱۵ دونوں وقت کا خواہ انہیں کھلاوے یا پونے دو سیر گیہوں یا ساڑھے تین سیر جو صدقہ فطر کی طرح دے دے۔ (دو کلو

سے اسی ۸۰ گرام کم۔ ”فتاویٰ اہلسنت غیر مطبوعہ باب المدینہ کراچی“۔ مسئلہ: یہ بھی جائز ہے کہ ایک مسکین کو دس روز دے دے یا کھلا دیا کرے۔

۲۱۶ یعنی نہ بہت اعلیٰ درجہ کا نہ بالکل ادنیٰ بلکہ متوسط۔ ۲۱۷ اوسط درجہ کے جن سے اکثر بدن ڈھک سکے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ

ایک تہیند اور کرتا یا ایک تہیند اور ایک چادر ہو۔ مسئلہ: کفارہ میں ان تینوں باتوں کا اختیار ہے خواہ کھانا دے خواہ کپڑے، خواہ غلام آزاد کرے، ہر ایک سے

کفارہ ادا ہو جائے گا۔ ۲۱۸ مسئلہ: روزہ سے کفارہ جب ہی ادا ہو سکتا ہے جبکہ کھانا، کپڑا دینے اور غلام آزاد کرنے کی قدرت نہ ہو۔ مسئلہ: یہ بھی ضروری ہے

کہ یہ روزے متواتر رکھے جائیں۔ ۲۱۹ اور قسم کھا کر توڑ دو یعنی اس کو پورا نہ کرو۔ مسئلہ: قسم توڑنے سے پہلے کفارہ دینا درست نہیں۔ ۲۲۰ یعنی انہیں پورا

فِي الْخَيْرِ وَالْبَيْسِ وَيَصِدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ فَهَلْ أَنْتُمْ

شراب اور جوئے میں اور تمہیں اللہ کی یاد اور نماز سے روکے ۲۲۱ تو کیا تم

مُنْتَهُونَ ۹۱) وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَاحْذَرُوا فَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ

باز آئے اور حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور ہوشیار رہو پھر اگر تم پھر جاؤ ۲۲۲

فَاعْلَمُوا أَنَّمَا عَلَى رَسُولِنَا الْبَدْعُ الْمُبِينُ ۹۲) لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا

تو جان لو کہ ہمارے رسول کا ذمہ صرف واضح طور پر حکم پہنچا دینا ہے ۲۲۳ جو ایمان لائے اور نیک

وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوا إِذَا مَا اتَّقَوْا وَآمَنُوا وَعَمِلُوا

کام کیے ان پر کچھ گناہ نہیں ہے ۲۲۴ جو کچھ انھوں نے چکھا جب کہ ڈریں اور ایمان رکھیں اور

الصَّالِحَاتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَآمَنُوا ثُمَّ اتَّقَوْا وَأَحْسَنُوا وَاللَّهُ يَجِبُ

نیکیاں کریں پھر ڈریں اور ایمان رکھیں پھر ڈریں اور نیک رہیں اور اللہ نیکوں کو

الْمُحْسِنِينَ ۹۳) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَبِئْسَ مَا كَفَرْنَا بِهِ نَكِرْنَا بِهِ نَكْرًا

دوست رکھتا ہے ۲۲۵ اے ایمان والو ضرور اللہ تمہیں آزمائے گا ایسے بعض شکار سے

تَنَالَهُ أَيْدِيكُمْ وَرِمَا حِكْمٌ لِيَعْلَمَ اللَّهُ مَنْ يَخَافُهُ بِالْغَيْبِ ۹۴) فَمَنْ

جس تک تمہارے ہاتھ اور نیزے پہنچیں ۲۲۶ کہ اللہ پہچان کر دے ان کی جو اس سے بن دیکھے ڈرتے ہیں پھر اس

۲۲۱ اس آیت میں شراب اور جوئے کے نتائج اور وبال بیان فرمائے گئے کہ شراب خوری اور جوئے بازی کا ایک وبال تو یہ ہے کہ اس سے آپس میں بغض اور

عداوتیں پیدا ہوتی ہیں اور جوان بدیوں میں مبتلا ہووے ذکر الہی اور نماز کے اوقات کی پابندی سے محروم ہو جاتا ہے۔ ۲۲۲ اطاعت خدا اور رسول سے ۲۲۳ یہ وعید و

تہدید ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم الہی صاف صاف پہنچا دیا تو ان کا جو فرض تھا ادا ہو چکا اب جو اعراض کرے وہ مستحق عذاب ہے۔

۲۲۴ شان نزول: یہ آیت ان اصحاب کے حق میں نازل ہوئی جو شراب حرام کیے جانے سے قبل وفات پا چکے تھے۔ حرمت شراب کا حکم نازل ہونے کے بعد صحابہ

کرام کو ان کی فکر ہوئی کہ ان سے اس کا مواخذہ ہوگا یا نہ ہوگا ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی اور بتایا گیا کہ حرمت کا حکم نازل ہونے سے قبل جن نیک ایمانداروں

نے کچھ کھایا پیا وہ گنہگار نہیں۔ ۲۲۵ آیت میں لفظ ”اتَّقَوْا“ جس کے معنی ڈرنے اور پرہیز کرنے کے ہیں تین مرتبہ آیا ہے۔ پہلے سے شرک سے ڈرنا اور پرہیز کرنا،

دوسرے سے شراب اور جوئے سے بچنا، تیسرے سے تمام محرمات سے پرہیز کرنا مراد ہے۔ بعض مفسرین کا قول ہے کہ پہلے سے ترک شرک، دوسرے سے ترک

معاصی و محرمات، تیسرے سے ترک شبہات مراد ہے۔ بعض کا قول ہے کہ پہلے سے تمام حرام چیزوں سے بچنا اور دوسرے سے اس پر قائم رہنا اور تیسرے سے زمانہ

نزول وحی میں یا اس کے بعد جو چیزیں منع کی جائیں ان کو چھوڑ دینا مراد ہے۔ (مدارک و خازن و جمل وغیرہ) ۲۲۶ ۶ ہجری جس میں حدیبیہ کا واقعہ پیش آیا اس سال

مسلمان حُرَم (حالت احرام میں) تھے، اس حالت میں وہ اس آزمائش میں ڈالے گئے کہ وُحُوش و طُيُور (جنگلی جانور اور پرندے) بکثرت آئے اور ان کی سوار یوں پر

چھانگے، ہاتھ سے پکڑنا، ہتھیار سے شکار کر لینا بالکل اختیار میں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور اس آزمائش میں وہ بفضل الہی فرمانبرداری ثابت ہوئے اور

حکم الہی کی تعمیل میں ثابت قدم رہے۔ (خازن وغیرہ)



اعْتَدَىٰ بَعْدَ ذَلِكَ فَلَهُ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿۹۴﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْتُلُوا

کے بعد جو حد سے بڑھے ۲۲۵ اس کے لیے درد ناک سزا ہے اے ایمان والو شکار

الصَّيْدَ وَأَنْتُمْ حُرْمٌ ۖ وَمَنْ قَتَلَهُ مِنْكُمْ مُتَعَبِدًا فَأَجْرًا مِّثْلَ مَا

نہ مارو جب تم احرام میں ہو ۲۲۸ اور تم میں جو اُسے قصداً قتل کرے ۲۲۹ تو اس کا بدلہ یہ ہے کہ

قَتَلَ مِنَ النِّعَمِ يَحْكُمُ بِهِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ هَدْيًا بِلِغَةِ الْكَعْبَةِ أَوْ

ویسا ہی جانور مویشی سے دے ۲۳۰ تم میں کہ دو شخص آدمی اس کا حکم کریں ۲۳۱ یہ قربانی ہو کعبہ کو پہنچتی ۲۳۲ یا

كِفَّارَةً ۖ طَعَامٌ مَّسْكِينٍ أَوْ عَدْلٌ ذَلِكُمْ صِيَامًا لِّیَذُوقُوا وَبِأَلْ أَمْرٍ ۖ ط

کفارہ دے چند مسکینوں کا کھانا ۲۳۳ یا اس کے برابر روزے کہ اپنے کام کا وبال چکھے

عَفَا اللَّهُ عَمَّا سَلَفَ ۖ وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللَّهُ مِنْهُ ۖ وَاللَّهُ عَزِيزٌ

اللہ نے معاف کیا جو ہو گزرا ۲۳۴ اور جو اب کرے گا اللہ اس سے بدلہ لے گا اور اللہ غالب ہے

ذُو انْتِقَامٍ ﴿۹۵﴾ أَجَلٌ لَّكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهُ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلْسَيَّارَةِ ۚ

بدلہ لینے والا حلال ہے تمہارے لیے دریا کا شکار اور اس کا کھانا تمہارے اور مسافروں کے فائدے کو

وَحُرْمٌ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرْمًا ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي إِلَيْهِ

اور تم پر حرام ہے خشکی کا شکار ۲۳۵ جب تک تم احرام میں ہو اور اللہ سے ڈرو جس کی طرف تمہیں

۲۳۶ اور بعد ابتلاء کے نافرمانی کرے ۲۳۸ مسئلہ: مُحْرَمٌ پر شکار یعنی خشکی کے کسی وحشی جانور کو مارنا حرام ہے۔ مسئلہ: جانور کی طرف شکار کرنے کے لیے اشارہ کرنا

یا کسی طرح بتانا بھی شکار میں داخل اور ممنوع ہے۔ مسئلہ: حالت احرام میں ہر وحشی جانور کا شکار ممنوع ہے خواہ وہ حلال ہو یا نہ ہو۔ مسئلہ: کاٹنے والا کتا اور کوا، اور کچھو

اور چیل اور چوہا اور بھیڑ یا اور سانپ ان جانوروں کو احادیث میں فَوَاسِقُ فرمایا گیا اور ان کے قتل کی اجازت دی گئی۔ مسئلہ: مچھر، پتو، چوٹی، کبھی اور شراب الارض

اور حملہ آور درندوں کو مارنا معاف ہے۔ (تفسیر احمدی وغیرہ) ۲۳۹ مسئلہ: حالت احرام میں جن جانوروں کا مارنا ممنوع ہے وہ ہر حال میں ممنوع ہے عمدًا ہو یا خطاءً۔

عمدًا کا حکم تو اس آیت سے معلوم ہوا اور خطاءً کا حدیث شریف سے ثابت ہے۔ (مدارک) ۲۴۰ ویسا ہی جانور دینے سے مراد یہ ہے کہ قیمت میں مارے ہوئے جانور

کے برابر ہو۔ حضرت امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کا یہی قول ہے اور امام محمد و شافعی رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک خَلَقَتْ و صورت میں مارے

ہوئے جانور کی مثل ہونا مراد ہے۔ (مدارک و احمدی) ۲۴۱ یعنی قیمت کا اندازہ کریں اور قیمت وہاں کی معتبر ہوگی جہاں شکار مارا گیا ہو یا اس کے قریب کے مقام

کی۔ ۲۴۲ یعنی کفارہ کے جانور کا حرم مکہ شریف کے باہر ذبح کرنا درست نہیں، مکہ مکرمہ میں ہونا چاہیے اور عین کعبہ میں بھی ذبح جائز نہیں اسی لیے کعبہ کو پہنچتی فرمایا

کعبہ کے اندر نہ فرمایا اور کفارہ کھانے یا روزہ سے ادا کیا جائے تو اس کے لیے مکہ مکرمہ میں ہونے کی قید نہیں باہر بھی جائز ہے۔ (تفسیر احمدی وغیرہ) ۲۴۳ مسئلہ: یہ بھی

جائز ہے کہ شکار کی قیمت کاغذ خرید کر مساکین کو اس طرح دے کہ ہر مسکین کو صدقہ فطر کے برابر پہنچے اور یہ بھی جائز ہے کہ اس قیمت میں جتنے مسکینوں کے ایسے حصے

ہوتے تھے اتنے روزے رکھے۔ ۲۴۴ یعنی اس حکم سے قتل جو شکار مارے۔ ۲۴۵ اس آیت میں یہ مسئلہ بیان فرمایا گیا کہ مُحْرَمٌ کے لیے دریا کا شکار حلال ہے اور

خشکی کا حرام۔ دریا کا شکار وہ ہے جس کی پیدائش دریا میں ہو اور خشکی کا وہ جس کی پیدائش خشکی میں ہو۔

تُحْشَرُونَ ﴿۹۶﴾ جَعَلَ اللَّهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيًّا لِلنَّاسِ وَالشَّهْرَ

اٹھنا ہے اللہ نے ادب والے گھر کعبہ کو لوگوں کے قیام کا باعث کیا ﴿۹۶﴾ اور حرمت والے

الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَائِدَ ۖ ذَلِكَ لِتَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي

مہینے ﴿۹۷﴾ اور حرم کی قربانی اور گلے میں علامت آویزاں جانوروں کو ﴿۹۸﴾ یہ اس لیے کہ تم یقین کرو کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ

السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَأَنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿۹۷﴾ اِعْلَمُوا

آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں اور یہ کہ اللہ سب کچھ جانتا ہے جان رکھو کہ

أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ وَأَنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿۹۸﴾ مَا عَلَى

اللہ کا عذاب سخت ہے ﴿۹۹﴾ اور اللہ بخشنے والا مہربان رسول پر نہیں

الرَّسُولِ إِلَّا الْبَدْعُ ۗ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا تَكْتُمُونَ ﴿۹۹﴾ قُلْ لَا

مگر حکم پہنچانا ﴿۱۰۰﴾ اور اللہ جانتا ہے جو تم ظاہر کرتے اور جو تم چھپاتے ہو ﴿۱۰۱﴾ تم فرما دو

يَسْتَوِي الْخَبِيثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ أَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيثِ فَاتَّقُوا اللَّهَ

کہ ستھرا اور گندہ برابر نہیں ﴿۱۰۲﴾ اگرچہ تجھے گندے کی کثرت بھائے تو اللہ سے ڈرتے رہو

يَأُولِي الْأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَفْلِحُونَ ﴿۱۰۰﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا

اے عقل والو کہ تم فلاح پاؤ اے ایمان والو ایسی باتیں نہ

عَنْ أَشْيَاءٍ إِنْ تَبَدَّلَكُمْ تَسْأَلَكُمْ وَأِنْ تَسْأَلُوا عَنْهَا حِينَ يُنَزَّلُ الْقُرْآنُ

پوچھو جو تم پر ظاہر کی جائیں تو تمہیں بُری لگیں ﴿۱۰۱﴾ اور اگر انھیں اس وقت پوچھو گے کہ قرآن اتر رہا ہے

﴿۱۰۲﴾ کہ وہاں دینی و دنیوی امور کا قیام ہوتا ہے، خائف وہاں پناہ لیتا ہے، ضعیفوں کو وہاں امن ملتی ہے، تاجر وہاں نفع پاتے ہیں، حج و عمرہ کرنے والے وہاں حاضر

ہو کر مناسک ادا کرتے ہیں۔ ﴿۱۰۳﴾ یعنی ذی الحجہ کو جس میں حج کیا جاتا ہے۔ ﴿۱۰۴﴾ کہ ان میں ثواب زیادہ ہے، ان سب کو تمہارے مصالح کے قیام کا سبب بنایا۔

﴿۱۰۵﴾ تو حرم و احرام کی حرمت کا لحاظ رکھو اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمتوں کا ذکر فرمانے کے بعد اپنی صفت ”شَدِيدُ الْعِقَابِ“ ذکر فرمائی تاکہ خوف ورجاء سے تکمیل ایمان

ہو اس کے بعد صفتِ غفور ورحیم بیان فرما کر اپنی وسعت ورحمت کا اظہار فرمایا۔ ﴿۱۰۶﴾ تو جب رسول حکم پہنچا کر فارغ ہو گئے تو تم پر طاعت لازم اور حجت قائم ہو گئی اور

جائے عذر باقی نہ رہی۔ ﴿۱۰۷﴾ اس کو تمہارے ظاہر و باطن، نفاق و اخلاص سب کا علم ہے۔ ﴿۱۰۸﴾ یعنی حلال و حرام، نیک و بد، مسلم و کافر اور کھرا کھوٹا ایک درجہ میں نہیں

ہو سکتا۔ ﴿۱۰۹﴾ شانِ نزول: بعض لوگ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت سے بے فائدہ سوال کیا کرتے تھے، یہ خاطر مبارک پر گراں ہوتا تھا۔ ایک روز فرمایا کہ

جو جو دریافت کرنا ہو دریافت کرو میں ہر بات کا جواب دوں گا، ایک شخص نے دریافت کیا کہ میرا انجام کیا ہے؟ فرمایا: جہنم۔ دوسرے نے دریافت کیا کہ میرا باپ کون

ہے؟ آپ نے اس کے اصلی باپ کا نام بتا دیا جس کے نطفہ سے وہ تھا کہ صدائقہ ہے باوجودیکہ اس کی ماں کا شوہر اور تھا، جس کا یہ شخص بیٹا کہلاتا تھا۔ اس پر یہ آیت

نازل ہوئی اور فرمایا گیا کہ ایسی باتیں نہ پوچھو جو ظاہر کی جائیں تو تمہیں ناگوار گزریں۔ (تفسیر احمدی) بخاری و مسلم کی حدیث شریف میں ہے کہ ایک روز سید عالم صلی

اللہ علیہ وسلم نے خطبہ فرماتے ہوئے فرمایا: جس کو جو دریافت کرنا ہو دریافت کرے! بعد اللہ بن حذافہ سہمی نے کھڑے ہو کر دریافت کیا کہ میرا باپ کون ہے؟

تُبَدِّلُكُمْ ط عَفَا اللَّهُ عَنْهَا ط وَاللَّهُ غَفُورٌ حَلِيمٌ ۱۰۱ قَدْ سَأَلَهَا قَوْمٌ مِّنْ

تو تم پر ظاہر کر دی جائیں گی اللہ انہیں معاف فرما چکا ہے ۲۳۴ اور اللہ بخشنے والا حلم والا ہے تم سے اگلی ایک قوم نے

قَبْلِكُمْ ثُمَّ أَصْبَحُوا بِهَا كَافِرِينَ ۱۰۲ مَا جَعَلَ اللَّهُ مِنْ بَعْضِ أُمَّةٍ وَلَا

انہیں پوچھا ۲۳۵ پھر ان سے منکر ہو بیٹھے اللہ نے مقرر نہیں کیا ہے کان چرا ہوا اور نہ

سَابِئَةٍ وَلَا وَصِيلَةٍ وَلَا حَامٍ ۱۰۳ وَلَكِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يَفْتَرُونَ عَلَى

بجاری اور نہ وصیلہ اور نہ حامی ۲۳۶ ہاں کافر لوگ اللہ پر جھوٹا

اللهِ الْكُذِبَ ط وَأَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ۱۰۴ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَىٰ

افترا باندھتے ہیں ۲۳۷ اور ان میں اکثر نرے بے عقل ہیں ۲۳۸ اور جب ان سے کہا جائے آؤ اس طرف

مَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَآلِی الرَّسُولِ قَالُوا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا ط

جو اللہ نے اتارا اور رسول کی طرف ۲۳۹ کہیں ہمیں وہ بہت ہے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا

فرمایا: حذافہ۔ پھر فرمایا: اور پوچھو! حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اٹھ کر اقرار ایمان و رسالت کے ساتھ معذرت پیش کی۔ ابن شہاب کی روایت ہے کہ عبد اللہ

بن حذافہ کی والدہ نے ان سے شکایت کی اور کہا کہ تو بہت نالائق بیٹا ہے، تجھے کیا معلوم کہ زمانہ جاہلیت کی عورتوں کا کیا حال تھا، خدا نخواستہ تیری ماں سے کوئی قصور

ہوا ہوتا تو آج وہ کیسی رسوا ہوتی، اس پر عبد اللہ بن حذافہ نے کہا کہ اگر حضور کسی حبشی غلام کو میرا باپ بنا دیتے تو میں یقین کے ساتھ مان لیتا۔ بخاری شریف کی

حدیث میں ہے کہ لوگ بطریق استہزاء اس قسم کے سوال کیا کرتے تھے کوئی کہتا: میرا باپ کون ہے؟ کوئی پوچھتا میری اونٹنی گم ہو گئی ہے وہ کہاں ہے؟ اس پر یہ آیت

نازل ہوئی۔ مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ میں حج فرض ہونے کا بیان فرمایا۔ اس پر ایک شخص نے کہا: کیا ہر سال فرض

ہے؟ حضرت نے سکوت فرمایا، سائل نے سوال کی تکرار کی تو ارشاد فرمایا کہ جو میں بیان نہ کروں اس کے درپے نہ ہوا اگر میں ہاں کہہ دیتا تو ہر سال حج کرنا فرض ہو

جاتا اور تم نہ کر سکتے۔ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ احکام حضور کو مؤوض (عطا کر دیے گئے) ہیں جو فرض فرمادیں وہ فرض ہو جائے نہ فرمائیں نہ ہو۔ ۲۴۲ مسئلہ: اس

آیت سے ثابت ہوا کہ جس امر کی شرع میں ممانعت نہ آئی وہ وہ مباح ہے۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ حلال وہ ہے جو اللہ نے اپنی کتاب

میں حلال فرمایا، حرام وہ ہے جس کو اس نے اپنی کتاب میں حرام فرمایا اور جس سے سکوت کیا وہ معاف تو تکلف (تکلیف و مشقت) میں نہ پڑو۔ (غازن) ۲۴۵ اپنے

انبیاء سے۔ اور بے ضرورت سوال کیے۔ حضرات انبیاء نے احکام بیان فرمادینے تو جاننا سکے۔ ۲۴۶ زمانہ جاہلیت میں کفار کا یہ دستور تھا کہ جو اونٹنی پانچ مرتبہ

بچے چنتی اور آخر مرتبہ اس کے زہوتا اس کا کان چیر دیتے پھر نہ اس پر سواری کرتے نہ اس کو ذبح کرتے نہ پانی اور چارے پر سے ہنکاتے اس کو بَحْصِيَّہ کہتے اور جب

سفر پیش ہوتا یا کوئی بیمار ہوتا تو یہ نذر کرتے کہ اگر میں سفر سے بخیریت واپس آؤں یا تندرست ہو جاؤں تو میری اونٹنی سَابِئَہ (بجاری) ہے اور اس سے بھی نفع اٹھانا

بَحْصِيَّہ کی طرح حرام جانتے اور اس کو آزاد چھوڑ دیتے اور بکری جب سات مرتبہ بچے جن چکتی تو اگر سواں بچہ نہ ہوتا تو اس کو مرد دکھاتے اور اگر مادہ ہوتا تو بکریوں

میں چھوڑ دیتے اور ایسے ہی اگر زہادہ دونوں ہوتے اور کہتے کہ یہ اپنے بھائی سے مل گئی اس کو وَصِيَّہ کہتے اور جب زناوت سے دس گیا بھ (حمل) حاصل ہو جاتے تو

اس کو چھوڑ دیتے، نہ اس پر سواری کرتے، نہ اس سے کام لیتے، نہ اس کو چارے پانی پر سے روکتے، اس کو حامی کہتے۔ (مدارک) بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ

بَحْصِيَّہ وہ ہے جس کا دودھ بتوں کے لئے روکتے تھے، کوئی اس جانور کا دودھ نہ دو دھتا اور سَابِئَہ وہ جس کو اپنے بتوں کے لیے چھوڑ دیتے تھے کوئی ان سے کام نہ لیتا۔

یہ رسمیں زمانہ جاہلیت سے ابتداء عہد اسلام تک چلی آ رہی تھیں۔ اس آیت میں ان کو باطل کیا گیا۔ ۲۴۷ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان جانوروں کو حرام نہیں کیا، اس کی

طرف اس کی نسبت غلط ہے۔ ۲۴۸ جو اپنے سرداروں کے کہنے سے ان چیزوں کو حرام سمجھتے ہیں اتنا شعور نہیں رکھتے کہ جو چیز اللہ اور اس کے رسول نے حرام نہ کی اس کو



أُولُو كَانِ آبَاءُ وَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ ﴿۱۰۴﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ

کیا اگرچہ ان کے باپ دادا نہ کچھ جانیں اور نہ راہ پر ہوں ﴿۱۰۴﴾ اے ایمان

أَمِنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسِكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ ط إِلَى اللَّهِ

والو تم اپنی فکر رکھو تمہارا کچھ نہ بگاڑے گا جو گمراہ ہوا جب کہ تم راہ پر ہو ﴿۱۰۵﴾ تم سب کی رجوع

مَرْجِعَكُمْ جَبِيعًا فَيَنْبِئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۱۰۵﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا

اللہ ہی کی طرف ہے پھر وہ تمہیں بتا دے گا جو تم کرتے تھے اے ایمان والو ﴿۱۰۵﴾

شَهَادَةٌ بَيْنَكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِينَ الْوَصِيَّةِ أَثْنِ ذَوَا

تمہاری آپس کی گواہی جب تم میں کسی کو موت آئے ﴿۱۰۶﴾ وصیت کرتے وقت تم میں کے دو

عَدْلٍ مِّنْكُمْ أَوْ آخَرِينَ مِمَّنْ غَيْرُكُمْ إِنْ أَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ

معتبر شخص ہیں یا غیروں میں کے دو جب تم ملک میں سفر کو جاؤ

﴿۱۰۶﴾ یعنی باپ دادا کا اتباع جب درست ہوتا کہ وہ علم رکھتے اور سیدھی راہ پر ہوتے۔ ﴿۱۰۷﴾ مسلمان کفار کی محرومی پر افسوس کرتے تھے اور انہیں رنج ہوتا تھا کہ

کفار رعنا میں مبتلا ہو کر دولت اسلام سے محروم رہے اللہ تعالیٰ نے ان کی تسلی فرمادی کہ اس میں تمہارا کچھ ضرر نہیں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فرض ادا

کر کے تم بری الذمہ ہو چکے تم اپنی نیکی کی جزا پاؤ گے۔ عبد اللہ بن مبارک نے فرمایا: اس آیت میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے وجوب کی بہت

تاکید کی ہے کیونکہ اپنی فکر رکھنے کے معنی یہ ہیں کہ ایک دوسرے کی خبر گیری کرے، نیکیوں کی رغبت دلائے، بدیوں سے روکے۔ ﴿۱۰۸﴾ شان نزول:

مہاجرین میں سے بڑیل جو حضرت عمرو بن العاص کے موالی (غلاموں) میں سے تھے بقصد تجارت ملک شام کی طرف دو نضرانیوں کے ساتھ روانہ ہوئے ان میں

سے ایک کا نام تمیم بن اوس ڈاری تھا اور دوسرے کا عدی بن بڈاء، شام پہنچتے ہی بدیل بیمار ہو گئے اور انہوں نے اپنے تمام سامان کی ایک فہرست لکھ کر سامان میں

ڈال دی اور ہر ایہوں کو اس کی اطلاع نہ دی جب مرض کی شدت ہوئی تو بدیل نے تمیم و عدی کو وصیت کی کہ ان کا تمام سرمایہ مدینہ شریف پہنچ کر ان کے

اہل کو دے دیں اور بدیل کی وفات ہو گئی۔ ان دونوں نے ان کی موت کے بعد ان کا سامان دیکھا اس میں ایک چاندی کا جام تھا جس پر سونے کا کام بنا تھا اس میں

تین سو مثقال چاندی تھی بدیل یہ جام بادشاہ کو نذر کرنے کے قصد سے لائے تھے۔ ان کی وفات کے بعد ان کے دونوں ساتھیوں نے اس جام کو غائب کر دیا اور اپنے

کام سے فارغ ہونے کے بعد جب یہ لوگ مدینہ طیبہ پہنچے تو انہوں نے بدیل کا سامان ان کے گھر والوں کے سپرد کر دیا۔ سامان کھولنے پر فہرست ان کے ہاتھ آ گئی

جس میں تمام متاع کی تفصیل تھی۔ سامان کو اس کے مطابق کیا تو جام نہ پایا۔ اب وہ تمیم و عدی کے پاس پہنچے اور انہوں نے دریافت کیا کہ کیا بدیل نے کچھ سامان

بیچا بھی تھا؟ انہوں نے کہا: نہیں۔ کہا: کوئی تجارتی معاملہ کیا تھا؟ انہوں نے کہا: نہیں۔ پھر دریافت کیا بدیل بہت عرصہ بیمار رہے اور انہوں نے اپنے علاج میں کچھ

خرچ کیا؟ انہوں نے کہا: نہیں، وہ تو شہر پہنچتے ہی بیمار ہو گئے اور جلد ہی ان کا انتقال ہو گیا۔ اس پر ان لوگوں نے کہا کہ ان کے سامان میں ایک فہرست ملی ہے اس میں

چاندی کا ایک جام سونے سے منقش کیا ہوا جس میں تین سو مثقال چاندی ہے یہ بھی لکھا ہے۔ تمیم و عدی نے کہا: ہمیں نہیں معلوم، ہمیں تو جو وصیت کی تھی اس کے

مطابق سامان ہم نے تمہیں دے دیا جام کی ہمیں خبر بھی نہیں۔ یہ مقدمہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں پیش ہوا، تمیم و عدی وہاں بھی انکار پر جتے

رہے اور تم کھالی، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ﴿۱۰۹﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ پھر وہ جام مکہ مکرمہ میں پکڑا گیا، جس شخص کے پاس

تھا اس نے کہا کہ میں نے یہ جام تمیم و عدی سے خریدا ہے۔ مالک جام کے اولیاء میں سے دو شخصوں نے کھڑے ہو کر قسم کھائی کہ ہماری شہادت ان کی شہادت

سے زیادہ اہم (اور درست) ہے، یہ جام ہمارے مورث کا ہے۔ اس باب میں یہ آیت نازل ہوئی۔ ﴿۱۱۰﴾ (ترمذی) یعنی موت کا وقت قریب آئے، زندگی کی

امید نہ رہے، موت کے آثار و علامات ظاہر ہوں۔

فَأَصَابَتْكُمْ مُصِيبَةُ الْمَوْتِ ط تَحْسِبُونَهُمَا مِنْ بَعْدِ الصَّلَاةِ فَيُقْسِنِ

پھر تمہیں موت کا حادثہ پہنچے ان دونوں کو نماز کے بعد رکو ۲۵۲ وہ اللہ کی

بِاللَّهِ إِنْ أُرْتَبِتُمْ لَا نَشْتَرِي بِهِ ثَمَنًا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ وَلَا نَكْتُمُ

قسم کھائیں اگر تمہیں کچھ شک پڑے ۲۵۳ ہم حلف کے بدلے کچھ مال نہ خریدیں گے ۲۵۴ اگرچہ قریب کا رشتہ دار ہو اور اللہ کی گواہی

شَهَادَةَ اللَّهِ إِنَّا إِذْ لَبِئْسَ الْأَشِيدِينَ ﴿۱۰۶﴾ فَإِنْ عُرِضَ عَلَىٰ أُنْهَابٍ اسْتَحَقَّ

نہ چھپائیں گے ایسا کریں تو ہم ضرور گنہگاروں میں ہیں پھر اگر پتہ چلے کہ وہ کسی گناہ کے سزاوار

إِثْمًا فَإِخْرَانِ يَقُومُنْ مَقَامَهُمَا مِنَ الَّذِينَ اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ

ہوئے ۲۵۵ تو ان کی جگہ دو اور کھڑے ہوں ان میں سے کہ اس گناہ یعنی جھوٹی گواہی نے ان کا حق لے کر ان کو نقصان پہنچایا ۲۵۶ جو میت سے

الْأَوْلِيْنَ فَيُقْسِنِ بِاللَّهِ لَشَهَادَتِنَا أَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا وَمَا

زیادہ قریب ہوں تو اللہ کی قسم کھائیں کہ ہماری گواہی زیادہ ٹھیک ہے ان دو کی گواہی سے اور ہم

اعْتَدَيْنَا ۱۰۷ إِنَّا إِذْ لَبِئْسَ الظَّالِمِينَ ﴿۱۰۷﴾ ذَلِكَ أَدْنَىٰ أَنْ يَأْتُوا بِالشَّهَادَةِ

حسد سے نہ بڑھے ۲۵۹ ایسا ہو تو ہم ظالموں میں ہوں یہ قریب تر ہے اس سے کہ گواہی

عَلَىٰ وَجْهٍ أَوْ يَخَافُونَ أَنْ تُرَدَّ أَيْمَانٌ بَعْدَ آيَانِهِمْ ط وَاتَّقُوا اللَّهَ

جیسی چاہئے ادا کریں یا ڈریں کہ کچھ قسمیں رد کردی جائیں ان کی قسموں کے بعد ۲۶۰ اور اللہ سے ڈرو

وَأَسْمِعُوا ط وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ﴿۱۰۸﴾ يَوْمَ يَجْمَعُ اللَّهُ

اور حکم سنو اور اللہ بے حکموں کو راہ نہیں دیتا جس دن اللہ جمع فرمائے گا

۲۵۲ اس نماز سے نماز عصر مراد ہے کیونکہ وہ لوگوں کے اجتماع کا وقت ہوتا ہے۔ حسن رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نماز ظہر یا عصر۔ کیونکہ اہل حجاز مقدمات اسی وقت

کرتے تھے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عصر پڑھ کر عدی و تمیم کو بلا یا ان دونوں کو منبر شریف کے

پاس قسمیں دیں، ان دونوں نے قسمیں کھائیں، اس کے بعد مکہ مکرمہ میں وہ جام پکڑا گیا تو جس شخص کے پاس تھا اس نے کہا: میں نے تمیم و عدی سے خریدا ہے۔

(مدارک) ۲۵۵ ان کی امانت و دیانت میں اور وہ یہ کہیں کہ ۲۵۶ یعنی جھوٹی قسم نہ کھائیں گے اور کسی کی خاطر ایسا نہ کریں گے ۲۵۷ خیانت کے یا جھوٹ وغیرہ

کے ۲۵۸ اور وہ میت کے اہل و اقارب ہیں۔ ۲۵۹ چنانچہ ہڈیل کے واقعہ میں جب ان کے دونوں ہمراہیوں کی خیانت ظاہر ہوئی تو ہڈیل کے ورثاء میں سے دو

شخص کھڑے ہوئے اور انہوں نے قسم کھائی کہ یہ جام ہمارے مورث کا ہے اور ہماری گواہی ان دونوں کی گواہی سے زیادہ ٹھیک ہے۔ ۲۶۰ حاصل معنی یہ ہے کہ اس

معاملہ میں جو حکم دیا گیا کہ عدی و تمیم کی قسموں کے بعد مال برآمد ہونے پر اولیائے میت کی قسمیں لی گئیں یہ اس لیے کہ لوگ اس واقعہ سے سبق لیں اور شہادتوں میں

راہِ حق و صواب نہ چھوڑیں اور اس سے خائف رہیں کہ جھوٹی گواہی کا انجام شرمندگی و رسوائی ہے۔ فائدہ: مدعی پر قسم نہیں لیکن یہاں جب مال پایا گیا تو مدعا علیہا نے

دعویٰ کیا کہ انہوں نے میت سے خریدا تھا اب ان کی حیثیت مدعی کی ہوگئی اور ان کے پاس اس کا کوئی ثبوت نہ تھا، لہذا ان کے خلاف اولیائے میت کی قسم لی گئی۔

الرُّسُلَ فَيَقُولُ مَاذَا أُجِبْتُمْ ۖ قَالُوا لَا عِلْمَ لَنَا ۚ إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ

رسولوں کو بلائے پھر فرمائے گا تمہیں کیا جواب ملا ۲۱۱ عرض کریں گے ہمیں کچھ علم نہیں بے شک تو ہی ہے سب غیبوں کا

الْغُيُوبِ ۝۱۰۹ إِذْ قَالَ اللَّهُ لِيَعْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ادْكُرِي نِعْمَتِيَ عَلَيْكَ وَعَلَى

خوب جاننے والا ۲۱۲ جب اللہ فرمائے گا اے مریم کے بیٹے عیسیٰ یاد کر میرا احسان اپنے اوپر اور

وَالِدَتِكَ ۚ إِذْ أَيْدُتُكَ بِرُوحِ الْقُدُسِ ۚ تَكَلَّمَ النَّاسُ فِي الْهَيْدِ وَكَهْلًا ۚ

اپنی ماں پر ۲۱۳ جب میں نے پاک روح سے تیری مدد کی ۲۱۴ تو لوگوں سے باتیں کرتا پالنے (جھولے) میں ۲۱۵ اور بچی عمر کا ہو کر ۲۱۶

وَإِذْ عَلَّمْنَاكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرَةَ وَالْإِنْجِيلَ ۚ وَإِذْ تَخْلُقُ

اور جب میں نے تجھے سکھائی کتاب اور حکمت ۲۱۷ اور تورات اور انجیل اور جب تُو مٹی

مِنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ بِإِذْنِي فَتَنْفُخُ فِيهَا فَتَكُونُ طَيْرًا

سے پرند کی سی موت میرے حکم سے بناتا پھر اس میں پھونک مارتا تو وہ میرے حکم سے

بِإِذْنِي وَتُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ بِإِذْنِي ۚ وَإِذْ أَخْرَجْنَاكَ مِنَ

اُذنی لگتی ۲۱۹ اور تو مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو میرے حکم سے شفا دیتا اور جب تو مردوں کو میرے حکم سے

بِإِذْنِي ۚ وَإِذْ كَفَفْتُ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَنْكَ إِذْ جِئْتَهُم بِالْبَيْتِ فَقَالَ

زندہ نکالتا ۲۲۰ اور جب میں نے بنی اسرائیل کو تجھ سے روکا ۲۲۱ جب تو ان کے پاس روشن نشانیاں لے کر آیا تو

الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ إِنْ هَذَا إِلَّا أَسْحَرُ مَبِينٌ ۝۱۱۰ وَإِذْ أَوْحَيْتُ

ان میں سے کافر بولے کہ یہ ۲۲۲ تو نہیں مگر کھلا جادو اور جب میں نے حواریوں کو ۲۲۳

۲۲۴ یعنی روز قیامت ۲۲۵ یعنی جب تم نے اپنی امتوں کو ایمان کی دعوت دی تو انہوں نے تمہیں کیا جواب دیا؟ اس سوال میں منکرین کی توجیح ہے۔ ۲۲۶ انبیاء کا یہ

جواب ان کے کمال ادب کی شان ظاہر کرتا ہے کہ وہ علم الہی کے حضور اپنے علم کو اصلاً نظر میں نہ لائیں گے اور قابل ذکر قرار نہ دیں گے اور معاملہ اللہ تعالیٰ کے علم و

عدل پر تفویض فرما (سوچ) دیں گے۔ ۲۲۷ کہ میں نے ان کو پاک کیا اور جہاں کی عورتوں پر ان کو فضیلت دی۔ ۲۲۸ یعنی حضرت جبریل سے کہ وہ حضرت عیسیٰ

علیہ السلام کے ساتھ رہتے اور حوادث میں ان کی مدد کرتے۔ ۲۲۹ صغریٰ میں، اور یہ معجزہ ہے۔ ۲۳۰ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

قیامت سے پہلے نزول فرمائیں گے کیونکہ کہولت (بڑھاپے) کا وقت آنے سے پہلے آپ اٹھالیے گئے، نزول کے وقت آپ تینتیس ۳۳ سال کے جوان کی صورت

میں جلوہ افروز ہوئے اور بمصداق اس آیت کے کلام کریں گے اور جو پالنے (جھولے) میں فرمایا تھا ”إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ“ (میں ہوں اللہ کا بندہ) وہی فرمائیں گے۔

(جمل) ۲۳۱ یعنی اسرائیل کو ۲۳۲ یہ بھی حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معجزہ تھا۔ ۲۳۳ اندھے اور سفید داغ والے کو بینا اور تندرست کرنا اور مردوں کو قبروں

سے زندہ کر کے نکالنا یہ سب بإذن اللہ (اللہ تعالیٰ کے حکم سے) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات جلیلہ ہیں۔ ۲۳۴ یہ ایک اور نعمت کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہود کے شر سے محفوظ رکھا جنہوں نے حضرت کے معجزات باہرات دیکھ کر آپ کے کمال کا ارادہ کیا، اللہ تعالیٰ نے آپ کو آسمان

پر اٹھالیا اور یہود نامرادہ گئے۔ ۲۳۵ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات ۲۳۶ حواری حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اصحاب اور آپ کے



إِلَى الْحَوَارِيِّينَ أَنْ آمَنُوا بِي وَبِرَسُولِي ۚ قَالُوا آمَنَّا وَشَهِدْنَا بِأَنَّ

کے دل میں ڈالا کہ مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان لاؤ بولے ہم ایمان لائے اور گواہ رہ کہ

مُسْلِمُونَ ۱۱۱ ۱۱۱ اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ لِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيعُ

ہم مسلمان ہیں ۱۱۱ جب حواریوں نے کہا اے عیسیٰ بن مریم کیا آپ کا رب ایسا

رَبُّكَ أَنْ يُنَزِّلَ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِنَ السَّمَاءِ ۗ قَالَ اتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ

کرے گا کہ ہم پر آسمان سے ایک خوان اتارے ۱۱۲ کہا اللہ سے ڈرو اگر

كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۱۱۲ ۱۱۲ قَالُوا نُرِيدُ أَنْ نَأْكُلَ مِنْهَا وَتَطْمَئِنَّ قُلُوبُنَا وَ

ایمان رکھتے ہو ۱۱۲ بولے ہم چاہتے ہیں ۱۱۲ کہ اس میں سے کھائیں اور ہمارے دل ٹھہریں ۱۱۲ اور

نَعْلَمَ أَنْ قَدْ صَدَقْتُنَا وَنَكُونَ عَلَيْهَا مِنَ الشَّاهِدِينَ ۱۱۳ ۱۱۳ قَالَ عِيسَى

ہم آنکھوں دیکھ لیں کہ آپ نے ہم سے سچ فرمایا ۱۱۳ اور ہم اس پر گواہ ہو جائیں ۱۱۳ عیسیٰ ابن مریم

ابْنُ مَرْيَمَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا أَنْزِلْ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِنَ السَّمَاءِ تَكُونُ

نے عرض کی اے اللہ اے رب ہمارے ہم پر آسمان سے ایک خوان اتار کہ وہ

لَنَا عَيْدًا إِلَّا وَنَاوَاخِرِنَا وَآيَةً مِنْكَ ۚ وَارْزُقْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ

ہمارے لیے عید ہو ۱۱۴ ہمارے اگلے پچھلوں کی ۱۱۴ اور تیری طرف سے نشانی ۱۱۴ اور ہمیں رزق دے اور تو سب سے بہتر

مُحْصِنِينَ ۱۱۴ ۱۱۴ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ۱۱۴ ظاہر اور باطن میں مخلص و مطہر ۱۱۴ معنی یہ ہیں کہ کیا اللہ تعالیٰ اس باب میں آپ کی دعا قبول فرمائے گا۔

۱۱۴ اور تقویٰ اختیار کرو تا کہ یہ مراد حاصل ہو۔ بعض مفسرین نے کہا معنی یہ ہیں کہ تمام امتوں سے نرا سوال کرنے میں اللہ سے ڈرنا یہ معنی ہیں کہ اس کی کمال

قدرت پر ایمان رکھتے ہو تو اس میں تردد نہ کرو۔ حواری مؤمن، عارف اور قدرت الہیہ کے معترف تھے۔ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا: ۱۱۴

حصول برکت کے لیے ۱۱۴ اور یقین قوی ہو اور جیسا کہ ہم نے قدرت الہی کو دلیل سے جانا ہے مشاہدہ سے بھی اس کو پختہ کر لیں۔ ۱۱۴ بیشک آپ اللہ کے

رسول ہیں۔ ۱۱۴ اپنے بعد والوں کے لیے۔ حواریوں کے یہ عرض کرنے پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انہیں تیس روزے رکھنے کا حکم دیا اور فرمایا: جب تم ان

روزوں سے فارغ ہو جاؤ گے تو اللہ تعالیٰ سے جو دعا کرو گے قبول ہوگی۔ انہوں نے روزے رکھ کر خوان اترنے کی دعا کی اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ

والسلام نے غسل فرمایا اور موٹا لباس پہنا اور دو رکعت نماز ادا کی اور سر مبارک جھکایا اور رو کر یہ دعا کی جس کا اگلی آیت میں ذکر ہے۔ ۱۱۴ یعنی ہم اس کے نزول

کے دن کو عید بنائیں، اس کی تعظیم کریں، خوشیاں مناں، عبادتیں کریں، شکر الہی بجالائیں۔ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ جس روز اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت نازل

ہو اس دن کو عید بنانا اور خوشیاں مناں، عبادتیں کرنا، شکر الہی بجالانا طریقہ صالحین ہے اور کچھ شک نہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری اللہ تعالیٰ

کی عظیم ترین نعمت اور بزرگ ترین رحمت ہے۔ اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت مبارک کے دن عید بنانا اور میلاد شریف پڑھ کر شکر الہی بجالانا

اور انظہار فرح اور سرور کرنا مستحسن و محمود اور اللہ کے مقبول بندوں کا طریقہ ہے۔ ۱۱۴ جو دیندار ہمارے زمانہ میں ہیں ان کی اور جو ہمارے بعد آئیں ان کی

۱۱۴ تیری قدرت کی اور میری نبوت کی۔

الرَّزِقِينَ ﴿۱۱۳﴾ قَالَ اللَّهُ إِنِّي مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ فَمَنْ يَكْفُرْ بَعْدَ مِنْكُمْ

روزی دینے والا ہے اللہ نے فرمایا کہ میں اُسے تم پر اتارتا ہوں پھر اب جو تم میں کفر کرے گا ﴿۱۱۳﴾

فَإِنِّي أُعَذِّبُهُ عَذَابًا بَلَاءً أَعَذِّبُهُ أَحَدًا مِّنَ الْعَالَمِينَ ﴿۱۱۴﴾ وَإِذْ قَالَ

تو بے شک میں اسے وہ عذاب دوں گا کہ سارے جہان میں کسی پر نہ کروں گا ﴿۱۱۴﴾ اور جب اللہ

اللَّهُ لِيُعِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَأَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي وَأُمَّيَ الْهَيْئِ

فرمائے گا ﴿۱۱۴﴾ اے مریم کے بیٹے عیسیٰ کیا تو نے لوگوں سے کہہ دیا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو دو خدا بنا لو

مِن دُونِ اللَّهِ ط قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُونُ لِيٓ أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِيٓ

اللہ کے سوا ﴿۱۱۴﴾ عرض کرے گا پاکی ہے تجھے ﴿۱۱۴﴾ مجھے زوا نہیں کہ وہ بات کہوں جو مجھے نہیں

بِحَقِّٓ إِن كُنْتُ قُلْتُهُ فَقَدْ عَلِمْتَهُ ط تَعْلَمَ مَا فِي نَفْسِي وَلَا أَعْلَمُ مَا

پہنچتی ہے ﴿۱۱۴﴾ اگر میں نے ایسا کہا ہو تو ضرور تجھے معلوم ہوگا تو جانتا ہے جو میرے جی میں ہے اور میں نہیں جانتا جو

فِي نَفْسِكَ ط إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ ﴿۱۱۵﴾ مَا قُلْتَ لَهُمْ إِلَّا مَا أَمَرْتَنِي

تیرے علم میں ہے بے شک تو ہی ہے سب غیبوں کا خوب جاننے والا ﴿۱۱۵﴾ میں نے تو ان سے نہ کہا مگر وہی جو مجھے تو نے حکم

بِهِ أَنْ أَعْبُدُ وَاللَّهُ رَبِّي وَرَبُّكُمْ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ

دیا تھا کہ اللہ کو پوجو جو میرا بھی رب اور تمہارا بھی رب اور میں ان پر مطلع تھا جب تک میں

فِيهِمْ ط فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتُ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ ط وَأَنْتَ عَلَىٰ كُلِّ

ان میں رہا پھر جب تو نے مجھے اٹھالیا ﴿۱۱۵﴾ تو تُو ہی ان پر نگاہ رکھتا تھا اور ہر چیز تیرے

شَيْءٍ شَهِيدٌ ﴿۱۱۶﴾ إِنْ تُعَذِّبُهُمْ فَإِنَّهُمْ عَبَادُكَ وَإِنْ تُغْفِرْ لَهُمْ

سامنے حاضر ہے ﴿۱۱۶﴾ اگر تو انھیں عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انھیں بخش دے

﴿۱۱۶﴾ یعنی خوان نازل ہونے کے بعد ﴿۱۱۶﴾ چنانچہ آسمان سے خوان نازل ہوا اس کے بعد جنہوں نے ان میں سے کفر کیا وہ صورتیں مسخ کر کے خنزیر بنا دیئے گئے اور

تین روز میں سب ہلاک ہو گئے۔ ﴿۱۱۶﴾ روز قیامت عیسائیوں کی توحیح کے لیے ﴿۱۱۶﴾ اس خطاب کو سن کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کانپ جائیں گے اور ﴿۱۱۶﴾ ہلہ

نقلص و عیوب سے اور اس سے کہ کوئی تیرا شریک ہو سکے۔ ﴿۱۱۶﴾ یعنی جب کوئی تیرا شریک نہیں ہو سکتا تو میں یہ لوگوں سے کیسے کہہ سکتا تھا۔ ﴿۱۱۶﴾ علم کو اللہ تعالیٰ کی

طرف نسبت کرنا اور معاملہ اس کو تفویض کر دینا اور عظمت الہی کے سامنے اپنی مسکینی کا اظہار کرنا یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان ادب ہے۔ ﴿۱۱۶﴾ ”تَوَفَّيْتَنِي“

کے لفظ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت پر دلیل لانا صحیح نہیں کیونکہ اول تو لفظ ”تَوَفَّيْتَنِي“ ”موت کے لیے خاص نہیں کسی شے کے پورے طور پر لینے کو کہتے ہیں خواہ

وہ بغیر موت کے ہو جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد ہوا: ”الَّذِي يَتَوَفَّى الْأَنْفُسَ حِينَ مَوْتِهَا وَالَّتِي لَمْ تَمُتْ فِي مَنَازِلِهَا“ (اللہ جانوں کو وفات دیتا ہے ان کی

موت کے وقت اور جو نہ مریں انہیں ان کے سوئے میں) (رکوع: ۲) دوم جب یہ سوال وجواب روز قیامت کا ہے تو اگر لفظ ”تَوَفَّيْتَنِي“ ”موت کے معنی میں بھی فرض کر لیا جائے

فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿۱۱۸﴾ قَالَ اللَّهُ هَذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصَّادِقِينَ

تو بے شک تو ہی ہے غالب حکمت والا ۲۹۵۵ اللہ نے فرمایا کہ یہ ۲۹۵۵ ہے وہ دن جس میں سچوں کو ۲۹۵۵

صَدُقْتَهُمْ ۱۱۸ لَّهُمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۱۱۸

ان کا سچ کام آئے گا ان کے لیے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں رواں ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں گے

رَاضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَاضُوا عَنْهُ ۱۱۹ ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿۱۱۹﴾ لِلَّهِ مُلْكُ

اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی یہ ہے بڑی کامیابی اللہ ہی کے لیے ہے

السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا فِيهِنَّ ۱۲۰ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿۱۲۰﴾

آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے سب کی سلطنت اور وہ ہر چیز پر قادر ہے ۲۹۵۵

﴿آیتھا ۱۲۵﴾ ﴿سُورَةُ الْأَنْعَامِ مَكِّيَّةٌ ۵۵﴾ ﴿مَرْكُوعَاتُهَا ۲۰﴾

سورۃ انعام مکہ ہے، اس میں ایک سو پینسٹھ آیتیں اور بیس رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا فل

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمَاتِ وَالنُّورَ ۱۲۱

سب خوبیاں اللہ کو جس نے آسمان اور زمین بنائے ۱۲۱ اور اندھیریاں اور روشنی پیدا کی ۱۲۱

جب بھی حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی موت قبل نزول اس سے ثابت نہ ہو سکتی۔ ۲۹۳۵ اور میرا ان کا کسی کا حال تجھ سے پوشیدہ نہیں۔ ۲۹۳۵ حضرت عیسیٰ

علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معلوم ہے کہ قوم میں بعض لوگ کفر پر مہر رہے، بعض شرف ایمان سے مشرف ہوئے اس لیے آپ کی بارگاہ الہی میں یہ عرض ہے کہ ان میں

سے جو کفر پر قائم رہے ان پر تو عذاب فرمائے تو بالکل حق و بجا اور عدل و انصاف ہے کیونکہ انہوں نے حجت تمام ہونے کے بعد کفر اختیار کیا اور جو ایمان لائے انہیں

تو بخشے تو تیرا فضل و کرم ہے اور تیرا ہر کام حکمت ہے۔ ۲۹۵۵ روز قیامت ۲۹۵۵ جو دنیا میں سچائی پر رہے جیسے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔ ۲۹۵۵ صادق کو ثواب دینے

پر بھی اور کاذب کو عذاب فرمانے پر بھی۔ مسئلہ: قدرت ممکنات سے متعلق ہوتی ہے نہ کہ وجہات و محالات سے تو معنی آیت کے یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر امر ممکن الوجود

پر قادر ہے۔ (محل) مسئلہ: کذب و غیرہ عیوب و قبائح اللہ سُبحانہ تبارک و تعالیٰ کے لیے محال ہیں ان کو تحت قدرت بتانا اور اس آیت سے سند لانا غلط و باطل

ہے۔ ۱۲۱ سورۃ انعام کی ہے اس میں بیس رکوع اور ایک سو پینسٹھ آیتیں تین ہزار ایک سو کلمہ اور بارہ ہزار نو سو پینسٹیس حرف ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما

نے فرمایا کہ یہ کل سورۃ ایک ہی شب میں بمقام مکہ مکرمہ نازل ہوئی اور اس کے ساتھ ستر ہزار فرشتے آئے جن سے آسمانوں کے کنارہ بھر گئے۔ یہ بھی ایک روایت

میں ہے کہ وہ فرشتے تسبیح و تقدیس کرتے آئے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ”سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ“ فرماتے ہوئے سر بسجود ہوئے۔ ۱۲۱ حضرت کعب احبار

رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو ریت میں سب سے اول یہی آیت ہے، اس آیت میں بندوں کو شان استغناء کے ساتھ حمد کی تعلیم فرمائی گئی اور پیدائش آسمان وزمین کا ذکر

اس لئے ہے کہ ان میں ناظرین کے لیے بہت عجائب قدرت و غرائب حکمت اور عبرتیں و منافع ہیں۔ ۱۲۱ یعنی ہر ایک اندھیری اور روشنی خواہ وہ اندھیری شب کی

ہو یا کفر کی یا جہل کی یا جہنم کی اور روشنی خواہ دن کی ہو یا ایمان و ہدایت و علم و جنت کی۔ ظُلُمَاتٌ لَوْجٍ اور نُورٌ کو واحد کے صیغہ سے ذکر فرمانے میں اس طرف اشارہ

ہے کہ باطل کی راہیں بہت کثیر ہیں اور راہ حق صرف ایک دین اسلام۔



ثُمَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُونَ ① هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ طِينٍ

اس پرے کافر لوگ اپنے رب کے برابر ٹھہراتے ہیں وہی ہے جس نے تمہیں لٹ مٹی سے پیدا کیا

ثُمَّ قَضَىٰ أَجَلًا ② وَأَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَ اللَّهِ ثُمَّ أَنْتُمْ تَبْتَرُونَ ③ وَهُوَ

پھر ایک میعاد کا حکم رکھا ہے اور ایک مقررہ وعدہ اس کے یہاں ہے وہی پھر تم لوگ شک کرتے ہو اور وہی

اللَّهُ فِي السَّمَوَاتِ وَفِي الْأَرْضِ يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَجَهْرَكُمْ وَيَعْلَمُ مَا

اللہ ہے آسمانوں کا اور زمین کا وہ اسے تمہارا چھپا اور ظاہر سب معلوم ہے اور تمہارے

تَكْسِبُونَ ④ وَمَا تَأْتِيهِمْ مِنْ آيَةٍ مِنْ آيَاتِ رَبِّهِمْ إِلَّا كَانُوا عَنْهَا

کام جانتا ہے اور ان کے پاس کوئی بھی نشانی ان کے رب کی نشانیوں سے نہیں آتی مگر اس سے منہ

مُعْرِضِينَ ⑤ فَقَدْ كَذَّبُوا بِالْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُمْ فَسَوْفَ يَأْتِيهِمْ

پھیر لیتے ہیں تو بے شک انہوں نے حق کو جھٹلایا ہے جب ان کے پاس آیا تو اب انہیں خبر ہوا

أَنْبَاءُ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ⑥ أَلَمْ يَرَوْا كَمَا أَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ

چاہتی ہے اس چیز کی جس پر ہنس رہے تھے کیا انہوں نے نہ دیکھا کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی سنگتیں

مِنْ قَرْنٍ مَكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ مَا لَمْ نُمْكِنْ لَكُمْ وَأَرْسَلْنَا السَّمَاءَ

(قومیں) کھپادیں انہیں ہم نے زمین میں وہ جماؤ دیا ہے جو تم کو نہ دیا اور ان پر

عَلَيْهِمْ مَدْرَأًا ⑦ وَجَعَلْنَا الْأَنْهَارَ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهِمْ فَأَهْلَكْنَاهُمْ

موسلا دھار پانی بھیجا ہے اور ان کے نیچے نہریں بہائیں ہے تو انہیں ہم نے ان کے گناہوں

بِذُنُوبِهِمْ وَأَنْشَأْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قَرْنًا آخَرِينَ ⑧ وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ

کے سب ہلاک کیا ہے اور ان کے بعد اور سنگت اٹھائی ہے اور اگر ہم تم پر کاغذ

۷ یعنی باوجود ایسے دلائل پر مطلع ہونے اور ایسے نشانہائے قدرت دیکھنے کے وہ دوسروں کو حتیٰ کہ پتھروں کو پوجتے ہیں باوجودیکہ اس کے مقرر (قراری) ہیں

کہ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا اللہ ہے۔ ۸ یعنی تمہاری اصل حضرت آدم کو جن کی نسل سے تم پیدا ہوئے۔ فائدہ: اس میں مشرکین کا رد ہے جو کہتے تھے

کہ ہم جب گل کر مٹی ہو جائیں گے پھر کیسے زندہ کیے جائیں گے؟ انہیں بتایا گیا کہ تمہاری اصل مٹی ہی سے ہے تو پھر دوبارہ پیدا کیے جانے پر کیا تعجب! جس قادر نے

پہلے پیدا کیا اس کی قدرت سے بعد موت زندہ فرمانے کو بعید جاننا نادانی ہے۔ ۹ جس کے پورا ہو جانے پر تم مر جاؤ گے۔ ۱۰ مرنے کے بعد اٹھانے کا۔

۱۱ اس کا کوئی شریک نہیں۔ ۱۲ یہاں حق سے یا قرآن مجید کی آیات مراد ہیں یا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے معجزات۔ ۱۳ کہ وہ کیسی عظمت والی

ہے اور اس کی ہنسی بنانے کا انجام کیسا وبال و عذاب۔ ۱۴ بچھلی امتوں میں سے ۱۵ قوت و مال اور دنیا کے کثیر سامان دے کر ۱۶ جس سے کھیتیاں شاداب

ہوں ۱۷ جس سے باغ پرورش پائے اور دنیا کی زندگانی کے لیے عیش و راحت کے اسباب بہم پہنچے ۱۸ کہ انہوں نے انبیاء کی تکذیب کی اور ان کا یہ سر و سامان

كِتَابِنِي قِرْطَائِسٍ فَلَمَّسُوهُ بِأَيْدِيهِمْ لَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنَّ هَذَا

میں کچھ لکھا ہوا اُتارتے ۱۵۱ کہ وہ اسے اپنے ہاتھوں سے چھوتے جب بھی کافر کہتے کہ یہ نہیں

الْأَسْحَرُ مُبِينٌ ۷ وَقَالُوا الْوَلَا أُنزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ ۸ وَلَوْ أَنزَلْنَا مَلَكًا

مگر کھلا جادو اور بولے ۱۹ ان پر ۲۰ کوئی فرشتہ کیوں نہ اُتارا گیا اور اگر ہم فرشتہ اتارتے ۱۵۲

لَتَقْضَىٰ الْآمُرُ ثُمَّ لَا يُنظَرُونَ ۸ وَلَوْ جَعَلْنَاهُ مَلَكًا لَجَعَلْنَاهُ رَجُلًا

تو کام تمام ہو گیا ہوتا ۲۱ پھر انھیں مہلت نہ دی جاتی ۲۲ اور اگر ہم نبی کو فرشتہ کرتے ۲۳ جب بھی اسے مرد ہی بناتے ۱۵۳

وَلَلْبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَا يَلْبِسُونَ ۹ وَلَقَدْ آسَأْتُهُمْ بِرُسُلٍ مِّن قَبْلِكَ

اور ان پر وہی شبہ رکھتے جس میں اب پڑے ہیں اور ضرور اے محبوب تم سے پہلے رسولوں کے ساتھ بھی ٹھٹھا کیا گیا

فَإِنَّا بِالَّذِينَ سَخِرُوا مِنْهُمْ مَا كَانُوا بِهَيْئَتِهِمْ لَنَّا ۱۰ قُلْ

تو وہ جو ان سے ہنستے تھے ان کی ہنسی انھیں کو لے بیٹھی ۲۴ تم فرما دو ۱۵۴

سِيرُوا فِي الْأَرْضِ ثُمَّ انظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكذِبِينَ ۱۱ قُلْ

زمین میں سیر کرو پھر دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا کیسا انجام ہوا ۲۵ تم فرماؤ

انہیں ہلاک سے نہ بچا سکا۔ ۱۵۵ اور دوسرے قرن (زمانے) والوں کو ان کا جانشین کیا، مدد عاید ہے کہ گذری ہوئی امتوں کے حال سے عبرت و نصیحت حاصل کرنا

چاہیے کہ وہ لوگ باوجود قوت و دولت و کثرت مال و عیال کے کفر و طغیان کی وجہ سے ہلاک کر دیئے گئے تو چاہیے کہ ان کے حال سے عبرت حاصل کر کے خواب

غفلت سے بیدار ہوں۔ ۱۵۶ شان نزول: یہ آیت نصر بن حارث اور عبد اللہ بن امیہ اور نوفل بن حوئلہ کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے کہا تھا کہ محمد (صلی

اللہ علیہ وسلم) پر ہم ہرگز ایمان نہ لائیں گے جب تک تم ہمارے پاس اللہ کی طرف سے کتاب نہ لاؤ جس کے ساتھ چار فرشتے ہوں وہ گواہی دیں کہ یہ اللہ کی

کتاب ہے اور تم اس کے رسول ہو۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور بتایا گیا کہ یہ سب جیلے بہانے ہیں اگر کاغذ پر لکھی ہوئی کتاب اتا ردی جاتی اور وہ اسے اپنے

ہاتھوں سے چھو کر اور ٹٹول کر دیکھ بھی لیتے اور یہ کہنے کا موقع بھی نہ ہوتا کہ نظر بندی کر دی گئی تھی کتاب اتری نظر آتی تھا کچھ بھی نہیں۔ تو بھی یہ بد نصیب ایمان لانے

والے نہ تھے اس کو جادو بتاتے اور جس طرح شیطان کو جادو بتایا اور اس معجزہ کو دیکھ کر ایمان نہ لائے اس طرح اس پر بھی ایمان نہ لاتے کیونکہ جو لوگ عناداً انکار کرتے

ہیں وہ آیات و معجزات سے منتفع نہیں ہو سکتے۔ ۱۹ مشرکین ۲۰ یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ۱۵۷ اور پھر بھی یہ ایمان نہ لاتے۔ ۲۱ یعنی عذاب واجب

ہو جاتا اور یہ سنت الہیہ ہے کہ جب کفار کوئی نشانی طلب کریں اور اس کے بعد بھی ایمان نہ لائیں تو عذاب واجب ہو جاتا ہے اور وہ ہلاک کر دیئے جاتے ہیں۔

۲۲ ایک لمحہ کی بھی اور عذاب مؤخر نہ کیا جاتا تو فرشتہ کا اتارنا جس کو وہ طلب کرتے ہیں انہیں کیا نافع ہوتا۔ ۲۳ یہ ان کفار کا جواب ہے جو نبی علیہ السلام کو کہا

کرتے تھے یہ ہماری طرح بشر ہیں اور اسی خط (جنون) میں وہ ایمان سے محروم رہتے تھے۔ انہیں انسانوں میں سے رسول مبعوث فرمانے کی حکمت بتائی جاتی ہے کہ

ان کے منتفع ہونے اور تعلیم نبی سے فیض اٹھانے کی یہی صورت ہے کہ نبی صورت بشری میں جلوہ گر ہو کیونکہ فرشتہ کو اس کی اصلی صورت میں دیکھنے کی تو یہ لوگ تاب نہ

لا سکتے، دیکھتے ہی ہیبت سے بیہوش ہو جاتے یا مر جاتے۔ اس لیے اگر بالفرض رسول فرشتہ ہی بنایا جاتا ۱۵۸ اور صورت انسانی ہی میں بھیجتے، تاکہ یہ لوگ اس کو دیکھ سکیں

اس کا کام سن سکیں اس سے دین کے احکام معلوم کر سکیں لیکن اگر فرشتہ صورت بشری میں آتا تو انہیں پھر وہی کہنے کا موقع رہتا کہ یہ بشر ہے تو فرشتہ کو نبی بنانے کا کیا

فائدہ ہوتا۔ ۱۵۹ وہ جتنا لے عذاب ہوئے اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تسکین خاطر ہے کہ آپ رنجیدہ و ملول نہ ہوں کفار کا پہلے انبیاء کے ساتھ بھی

یہی دستور رہا ہے اور اس کا وبال ان کفار کو اٹھانا پڑا ہے نیز مشرکین کو تنبیہ ہے کہ پچھلی امتوں کے حال سے عبرت حاصل کریں اور انبیاء کے ساتھ طریق ادب

ملاحظہ رکھیں تاکہ پہلوں کی طرح جتنا لے عذاب نہ ہوں۔ ۱۶۰ اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم! ان تسخر (ٹھٹھا) کرنے والوں سے تم ۱۶۱ اور انہوں نے

لَيْسَ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط قُلْ لِلّٰهِ ط كَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمٰةَ ط

کس کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے ۲۱۹ تم فرماؤ اللہ کا ہے ۲۲۰ اس نے اپنے کرم کے ذمہ پر رحمت لکھ لی ہے ۲۲۱

لِيَجْمَعَنَّكُمْ اِلَى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ط الَّذِيْنَ خَسِرُوْا اَنْفُسَهُمْ

بے شک ضرور تمہیں قیامت کے دن جمع کرے گا ۲۲۲ اس میں کچھ شک نہیں ۲۲۳ وہ جنہوں نے اپنی جان نقصان میں ڈالی ۲۲۴

فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۱۲ ۝ وَلَهُ مَا سَكَنَ فِي الْبَيْلِ وَالنَّهَارِ ط وَهُوَ السَّمِيعُ

ایمان نہیں لاتے ۱۲ اور اسی کا ہے جو کچھ بستا ہے رات اور دن میں ۲۲۵ اور وہی ہے سنتا

الْعَلِيْمُ ۱۳ ۝ قُلْ اَغْيَرَ اللّٰهُ اَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاَطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط

جانتا ۲۲۶ تم فرماؤ کیا اللہ کے سوا کسی اور کو والی بناؤں ۲۲۷ وہ اللہ جس نے آسمان و زمین پیدا کیے

وَهُوَ يُطْعَمُ وَلَا يُطْعَمُ ط قُلْ اِنِّىْ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ

اور وہ کھلاتا ہے اور کھانے سے پاک ہے ۲۲۸ تم فرماؤ مجھے حکم ہوا ہے کہ سب سے پہلے گردن رکھوں ۲۲۹

وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۱۴ ۝ قُلْ اِنِّىْ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّىْ

اور ہرگز شرک والوں میں نہ ہونا ۱۴ تم فرماؤ اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو مجھے

عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۱۵ ۝ مَنْ يُصْرَفْ عَنْهُ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَاحَهُ ط

بڑے دن ۲۳۰ کے عذاب کا ڈر ہے اُس دن جس سے عذاب پھیر دیا جائے ۲۳۱ ضرور اس پر اللہ کی نذر (رحمت) ہوئی

وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ۱۶ ۝ وَاِنْ يَسْسُكْ اللّٰهُ بَصْرًا فَلَا كَاشِفَ لَهٗ اِلَّا

اور یہی کھلی کامیابی ہے ۱۶ اور اگر تجھے اللہ کوئی برائی ۲۳۲ پہنچائے تو اس کے سوا اس کا کوئی دور کرنے والا

کفر و تکذیب کا کیا ثمرہ پایا۔ ۲۳۳ اگر وہ اس کا جواب نہ دیں تو ۲۳۴ کیونکہ اس کے سوا اور کوئی جواب ہی نہیں ہے اور وہ اس کے خلاف نہیں کر سکتے کیونکہ بت جن کو

مشرکین پوجتے ہیں وہ بے جان ہیں کسی چیز کے مالک ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتے خود دوسرے کے مملوک ہیں آسمان و زمین کا وہی مالک ہو سکتا ہے جو حسی و قیوم،

آزلی وابدی، قادر مطلق، ہر شے پر متصرف و حکمران ہو، تمام چیزیں اس کے پیدا کرنے سے وجود میں آئی ہوں ایسا سوائے اللہ کے کوئی نہیں اس لیے تمام سماوی و

ارضی کائنات کا مالک اس کے سوا کوئی نہیں ہو سکتا۔ ۲۳۵ یعنی اس نے رحمت کا وعدہ کیا اور اس کا وعدہ خلاف نہیں ہو سکتا کیونکہ وعدہ خلافی و کذب اس کے لیے محال

ہے اور رحمت عام ہے دینی ہو یا دنیوی اپنی معرفت اور توحید اور علم کی طرف ہدایت فرمانا بھی رحمت میں داخل ہے اور کفار کو مہلت دینا اور عقوبت میں تعجیل نہ فرمانا

بھی کہ اس سے انہیں توبہ اور انابت کا موقع ملتا ہے۔ (جمل وغیرہ) ۲۳۶ اور اعمال کا بدلہ دے گا۔ ۲۳۷ کفر اختیار کر کے ۲۳۸ یعنی تمام موجودات اسی کی ملک ہے

اور وہ سب کا خالق، مالک، رب ہے۔ ۲۳۹ اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔ ۲۴۰ شان نزول: جب کفار نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے باپ دادا کے

دین کی دعوت دی تو یہ آیت نازل ہوئی۔ ۲۴۱ یعنی خلق سب اس کی محتاج ہے، وہ سب سے بے نیاز۔ ۲۴۲ کیونکہ نبی اپنی امت سے دین میں سابق ہوتے

ہیں۔ ۲۴۳ یعنی روز قیامت ۲۴۴ اور نجات دی جائے۔ ۲۴۵ بیماری یا تنگدستی یا اور کوئی بلا۔



هُوَ ۱۷ وَإِنْ يَسْسُكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۱۸ وَهُوَ الْقَاهِرُ

نہیں اور اگر تجھے بھلائی پہنچائے ۱۷ تو وہ سب کچھ کر سکتا ہے ۱۸ اور وہی غالب ہے

فَوْقَ عِبَادِهِ ۱۹ وَهُوَ الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ ۲۰ قُلْ أُمِّي شَيْءٌ أَكْبَرُ شَهَادَةً ۲۱

اپنے بندوں پر اور وہی ہے حکمت والا خبردار تم فرماؤ سب سے بڑی گواہی کس کی ۲۱

قُلِ اللَّهُ شَهِيدٌ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ ۲۲ وَأُوحِيَ إِلَيَّ هَذَا الْقُرْآنُ

تم فرماؤ کہ اللہ گواہ ہے مجھ میں اور تم میں ۲۲ اور میری طرف اس قرآن کی وحی ہوئی ہے

لَأُنذِرَكُمْ بِهِ وَمَنْ بَدَعَ ۲۳ أَيْبُكُمْ لَتَشْهَدُونَ أَنَّ مَعَ اللَّهِ إِلَهَةً

کہ میں اس سے تمہیں ڈراؤں ۲۳ اور جن جن کو پہنچے ۲۴ تو کیا تم ۲۵ یہ گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے ساتھ

أُخْرَىٰ ۲۶ قُلْ لَا أَشْهَدُ ۲۷ قُلْ إِنَّمَا هُوَ إِلَهٌُ وَاحِدٌ وَإِنِّي بَرِيءٌ مِّمَّا

اور خدا ہیں تم فرماؤ ۲۶ کہ میں یہ گواہی نہیں دیتا ۲۷ تم فرماؤ کہ وہ تو ایک ہی معبود ہے ۲۸ اور میں پیرار ہوں ان سے جن کو

تُشْرِكُونَ ۱۹ الَّذِينَ اتَّيَهُمُ الْكِتَابُ يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ

تم شریک ٹھہراتے ہو ۱۹ جن کو ہم نے کتاب دی ۲۹ اس نبی کو پہچانتے ہیں ۳۰ جیسا اپنے

۳۱ مثل صحت و دولت وغیرہ کے۔ ۳۲ قادر مطلق ہے ہر شے پر ذاتی قدرت رکھتا ہے کوئی اس کی مشیت کے خلاف کچھ نہیں کر سکتا تو کوئی اس کے سوا مستحق

عبادت کیسے ہو سکتا ہے۔ یہ ردِ شرک کی دل میں اثر کرنے والی دلیل ہے۔ ۳۳ شانِ نزول: اہل مکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگے کہ اے محمد (صلی

اللہ علیہ وسلم) ہمیں کوئی ایسا دکھائیے جو آپ کی رسالت کی گواہی دیتا ہو، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ ۳۴ اور اتنی بڑی اور قابلِ قبول گواہی اور کس کی ہو سکتی

ہے۔ ۳۵ یعنی اللہ تعالیٰ میری نبوت کی شہادت دیتا ہے اس لیے کہ اُس نے میری طرف اس قرآن کی وحی فرمائی اور یہ ایسا معجزہ ہے کہ تم باوجود فصیح، بلیغ، صاحب

زبان ہونے کے اس کے مقابلے سے عاجز رہے تو اس کتاب کا مجھ پر نازل ہونا اللہ کی طرف سے میرے رسول ہونے کی شہادت ہے جب یہ قرآن اللہ تعالیٰ کی

طرف سے یقینی شہادت ہے اور میری طرف وحی فرمایا گیا تاکہ میں تمہیں ڈراؤں کہ تم حکمِ الہی کی مخالفت نہ کرو۔ ۳۶ یعنی میرے بعد قیامت تک آنے والے

جنہیں یہ قرآن پاک پہنچے خواہ وہ انسان ہوں یا جن ان سب کو میں حکمِ الہی کی مخالفت سے ڈراؤں۔ حدیث شریف میں ہے کہ جس شخص کو قرآن پاک پہنچا گویا کہ

اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور آپ کا کلام مبارک سنا۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول کریم صلی اللہ

علیہ وسلم نے کسریٰ اور قیصر وغیرہ سلاطین کو دعوتِ اسلام کے مکتوب بھیجے۔ (مدارک و خازن) اس کی تفسیر میں ایک قول یہ بھی ہے مَن بَلَغَ مِنِّي مَن مِّنْ مَّرْفُوعِ الْمَحَلِّ

ہے اور معنی یہ ہیں کہ اس قرآن سے میں تم کو ڈراؤں اور وہ ڈرائیں جنہیں یہ قرآن پہنچے۔ ترمذی کی حدیث میں ہے کہ اللہ تر و تازہ کرے اس کو جس نے ہمارا کلام سنا

اور جیسا سنا ویسا پہنچایا بہت سے پہنچائے ہوئے سننے والے سے زیادہ اہل ہوتے ہیں اور ایک روایت میں ہے سننے والے سے زیادہ آفئقہ (غور و فکر کرنے والے)

ہوتے ہیں۔ اس سے فقہاء کی منزلت معلوم ہوتی ہے۔ ۳۷ اے مشرکین! ۳۸ اے حبیبِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم! ۳۹ جو گواہی تم دیتے ہو اور اللہ کے ساتھ

دوسرے معبود ٹھہراتے ہو۔ ۴۰ اس کا کوئی شریک نہیں ۴۱ مسئلہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ جو شخص اسلام لائے اس کو چاہیے کہ توحید و رسالت کی شہادت کے

ساتھ اسلام کے ہر مخالف عقیدہ و دین سے بیزاری کا اظہار کرے۔ ۴۲ یعنی علمائے یہود و نصاریٰ جنہوں نے تورات و انجیل پائی۔ ۴۳ آپ کے حلیم شریف اور

آپ کے نعت و صفت سے جو ان کتابوں میں مذکور ہے۔

أَبْنَاءَهُمْ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿۲۰﴾ وَمَنْ

بیٹوں کو پچھانتے ہیں ۵۵ جنہوں نے اپنی جان نقصان میں ڈالی وہ ایمان نہیں لاتے اور اس سے

أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِآيَاتِهِ ۗ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ

بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے ۵۶ یا اس کی آیتیں جھٹلائے بے شک ظالم فلاح

الظَّالِمُونَ ﴿۲۱﴾ وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَبِعًا ثُمَّ نَقُولُ لِلَّذِينَ أَشْرَكُوا آيِنَ

نہ پائیں گے اور جس دن ہم سب کو اٹھائیں گے پھر مشرکوں سے فرمائیں گے کہاں ہیں

شُرَكَاءُكُمْ الَّذِينَ كُنْتُمْ تَزْعُمُونَ ﴿۲۲﴾ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فَتِنَتِهِمْ إِلَّا أَنْ

تمہارے وہ شریک جن کا تم دعویٰ کرتے تھے پھر ان کی کچھ بناوٹ نہ رہی ۵۷ مگر یہ کہ

قَالُوا وَاللَّهِ رَبَّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِينَ ﴿۲۳﴾ أَنْظِرْ كَيْفَ كَذَبُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ

بولے ہمیں اپنے رب اللہ کی قسم کہ ہم مشرک نہ تھے دیکھو کیسا جھوٹ باندھا خود اپنے اوپر ۵۸

وَصَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿۲۴﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَسْتَمِعُ إِلَيْكَ ج

اور تم گئیں ان سے جو باتیں بناتے تھے اور ان میں کوئی وہ ہے جو تمہاری طرف کان لگاتا ہے ۵۹

وَجَعَلْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً أَنْ يَفْقَهُوهُ وَفِي آذَانِهِمْ وَقْرًا ۗ وَإِنْ

اور ہم نے ان کے دلوں پر غلاف کر دیئے ہیں کہ اسے نہ سمجھیں اور ان کے کانوں میں ٹینٹ (ٹھونسی ہوئی روٹی) اور اگر

يَرَوْا كَلِمًا أَيْتَةً لَا يَوْمِنُوا بِهَا ۗ حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوكَ يُجَادِلُونَكَ يَقُولُ

ساری نشانیاں دیکھیں تو ان پر ایمان نہ لائیں گے یہاں تک کہ جب تمہارے حضور تم سے جھگڑتے حاضر ہوں تو

الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ هَذَا إِلَّا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ﴿۲۵﴾ وَهُمْ يَهْمُونَ

کافر کہیں یہ تو نہیں مگر اگلوں کی داستانیں ۶۰ اور وہ اس سے روکتے ۶۱

۵۵ یعنی بغیر کسی شک و شبہ کے۔ ۵۶ اس کا شریک ٹھہرائے یا جو بات اس کی شان کے لائق نہ ہو اس کی طرف نسبت کرے۔ ۵۷ یعنی کچھ معذرت نہ

ملی۔ ۵۸ کہ عمر بھر کے شرک ہی سے مکر گئے۔ ۵۹ ابوسفیان ولید و نضر اور ابو جہل وغیرہ جمع ہو کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاوت قرآن پاک سننے لگے تو

نضر سے اس کے ساتھیوں نے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا کہتے ہیں کہنے لگائیں نہیں جانتا زبان کو حرکت دیتے ہیں اور پہلوں کے قصہ کہتے ہیں جیسے میں تمہیں

سنایا کرتا ہوں۔ ابوسفیان نے کہا کہ ان کی باتیں مجھے حق معلوم ہوتی ہیں۔ ابو جہل نے کہا کہ اس کا اقرار کرنے سے مر جانا بہتر ہے۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل

ہوئی۔ ۶۰ اس سے ان کا مطلب کلام پاک کی وحی الہی ہونے کا انکار کرنا ہے۔ ۶۱ یعنی مشرکین لوگوں کو قرآن شریف سے یا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اور آپ پر ایمان لانے اور آپ کا اتباع کرنے سے روکتے ہیں۔ شان نزول: یہ آیت کفار مکہ کے حق میں نازل ہوئی جو لوگوں کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے اور آپ کی مجلس میں حاضر ہونے اور قرآن کریم سننے سے روکتے تھے اور خود بھی دور رہتے تھے کہ کہیں کلام مبارک ان کے دل میں اثر نہ کر جائے۔

عَنْهُ وَيَتَوَنَّنَ عَنْهُ وَإِنْ يُهْلِكُونَ إِلَّا أَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ ﴿۲۲﴾

اور اُس سے دور بھاگتے ہیں اور ہلاک نہیں کرتے مگر اپنی جانیں ۲۲ اور انھیں شعور نہیں

وَلَوْ تَرَىٰ إِذْ وَقَفُوا عَلَى النَّاسِ فَقَالُوا أَلَيْسَ تَنَاوَدُوا وَلَا تُكذِّبُ بَابِيتِ

اور کبھی تم دیکھو جب وہ آگ پر کھڑے کیے جائیں گے تو کہیں گے کاش کسی طرح ہم واپس بھیجے جائیں ۲۳ اور اپنے رب کی آیتیں

رَبِّنَا وَنَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۲۴﴾ بَلْ بَدَأَ لَهُمْ مَا كَانُوا يُخْفُونَ

نہ جھٹلائیں اور مسلمان ہو جائیں بلکہ ان پر کھل گیا جو پہلے

مِنْ قَبْلُ ۖ وَلَوْ رُدُّوا لَعَادُوا لِبَانِهِمَا عَنْهُ وَإِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ﴿۲۸﴾

چھپاتے تھے ۲۴ اور اگر واپس بھیجے جائیں تو پھر وہی کریں جس سے منع کئے گئے تھے اور بے شک وہ ضرور جھوٹے ہیں

وَقَالُوا إِن هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا وَمَا نَحْنُ بِبَعُوثِينَ ﴿۲۹﴾ وَلَوْ

اور بولے ۲۵ وہ تو یہی ہماری دنیا کی زندگی ہے اور ہمیں اٹھنا نہیں ۲۶ اور کبھی

تَرَىٰ إِذْ وَقَفُوا عَلَىٰ رَبِّهِمْ ۖ قَالَ أَلَيْسَ هَذَا بِالْحَقِّ ۖ قَالُوا بَلَىٰ وَ

تم دیکھو جب اپنے رب کے حضور کھڑے کیے جائیں گے فرمائے گا کیا یہ حق نہیں ہے ۲۷ کہیں گے کیوں نہیں ہمیں

رَبِّنَا ۖ قَالَ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ﴿۳۰﴾ قَدْ خَسِرَ الَّذِينَ

اپنے رب کی قسم فرمائے گا تو اب عذاب چکھو بدلہ اپنے کفر کا بے شک ہار میں رہے وہ جنہوں نے اپنے

كذَّبُوا بِلِقَاءِ اللَّهِ ۖ حَتَّىٰ إِذَا جَاءَتْهُمْ السَّاعَةُ بَغْتَةً قَالُوا يَحْسِرْتُنَا

رب سے ملنے کا انکار کیا یہاں تک کہ جب ان پر قیامت اچانک آگئی بولے ہائے انہوں

عَلَىٰ مَا قَرَّرْنَا بِهَا ۖ وَهُمْ يَحْسِبُونَ أَوْدَارَهُمْ عَلَىٰ ظُهُورِهِمْ ۖ آلَا

ہمارا اس پر کہ اس کے ماننے میں تقصیر کی اور وہ اپنے ۲۸ بوجھ اپنی پیٹھ پر لادے ہوئے ہیں ارے کتنا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہ آیت حضور کے چچا ابوطالب کے حق میں نازل ہوئی جو مشرکین کو تو حضور کی ایذا رسانی سے روکتے تھے اور خود

ایمان لانے سے بچتے تھے۔ ۲۹ یعنی اس کا ضرر خود انہیں کو پہنچتا ہے۔ ۳۰ دنیا میں ۲۹ جیسا کہ اوپر اسی رکوع میں مذکور ہو چکا کہ مشرکین سے جب فرمایا جائے

گا کہ تمہارے شریک کہاں ہیں تو وہ اپنے کفر کو چھپا جائیں گے اور اللہ کی قسم کھا کر کہیں گے کہ ہم مشرک نہ تھے۔ اس آیت میں بتایا گیا کہ پھر جب انہیں ظاہر ہو جائے گا

جو وہ چھپاتے تھے یعنی ان کا کفر اس طرح ظاہر ہوگا کہ ان کے اعضاء و جوارح ان کے کفر و شرک کی گواہیاں دیں گے تب وہ دنیا میں واپس جانے کی تمنا کریں

گے۔ ۳۱ یعنی کفار جو بعثت و آخرت کے منکر ہیں اور اس کا واقعہ یہ تھا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کو قیامت کے احوال اور آخرت کی زندگانی،

ایمانداروں اور فرمانبرداروں کے ثواب، کافروں اور نافرمانوں پر عذاب کا ذکر فرمایا تو کافر کہنے لگے کہ زندگی تو بس دنیا ہی کی ہے۔ ۳۲ یعنی مرنے کے بعد۔

۳۳ کیا تم مرنے کے بعد زندہ نہیں کیے گئے؟ ۳۴ گناہوں کے۔



سَاءَ مَا يَزُرُونَ ﴿۳۱﴾ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا لَعِبٌ وَلَهُمْ ط وَلِلدَّارِ

مُرا بوجھ اٹھائے ہیں ۶ اور دنیا کی زندگی نہیں مگر کھیل کودنے اور بے شک

الْآخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِينَ يَتَّقُونَ ط أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿۳۲﴾ قَدْ نَعْلَمُ إِنَّهُ

چھپلا گھر بھلا ان کے لیے جو ڈرتے ہیں ۶ تو کیا تمہیں سمجھ نہیں ہمیں معلوم ہے کہ

لِيَحْزُنَكَ الَّذِي يَقُولُونَ فَإِنَّهُمْ لَا يَكْتُمُونَكَ وَلَكِنَّ الظَّالِمِينَ

تمہیں رنج دیتی ہے وہ بات جو یہ کہہ رہے ہیں ۶ تو وہ تمہیں نہیں جھٹلاتے ۶ بلکہ ظالم

بَايَتِ اللّٰهَ يَجْحَدُونَ ﴿۳۳﴾ وَلَقَدْ كَذَّبْتَ رَسُولٌ مِّن قَبْلِكَ فَصَبْرًا

اللہ کی آیتوں سے انکار کرتے ہیں ۶ اور تم سے پہلے رسول جھٹلائے گئے تو انہوں نے صبر کیا

عَلَى مَا كَذَّبُوا وَآوَدُوا حَتَّىٰ آتَاهُم نَصْرُنَا ج وَلَا مَبْدَل لِّكَلِمَتِ

اس جھٹلانے اور ایذا نیک پانے پر یہاں تک کہ انہیں ہماری مدد آئی ۶ اور اللہ کی باتیں بدلنے والا

اللّٰهِ ج وَلَقَدْ جَاءَكَ مِّن نَّبَايِ الْمُرْسَلِينَ ﴿۳۴﴾ وَإِنْ كَانَ كَبُرَ

کوئی نہیں ۶ اور تمہارے پاس رسولوں کی خبریں آہی چھیں ہیں ۶ اور اگر ان کا منہ

عَلَيْكَ إِعْرَاضُهُمْ فَإِنْ اسْتَطَعْتَ أَنْ تَبْتَغِيَ نَفَقًا فِي الْأَرْضِ أَوْ

پھیرنا تم پر شاق گزرا ہے ۶ تو اگر تم سے ہو سکے تو زمین میں کوئی سرنگ تلاش کر لو یا

۶۹ حدیث شریف میں ہے کہ کافر جب اپنی قبر سے نکلے گا تو اس کے سامنے نہایت قبیح بھیا تک اور بہت بدبودار صورت آئے گی وہ کافر سے کہے گی تو مجھے پہچانتا ہے؟ کافر کہے گا کہ نہیں، تو وہ کافر سے کہے گی: میں تیرا خبیث عمل ہوں دنیا میں تو مجھ پر سوار رہا تھا آج میں تجھ پر سوار ہوں گا اور تجھے تمام خلق میں رسوا کروں گا پھر وہ

اس پر سوار ہو جاتا ہے۔ ۶۱ جسے بقائے نہیں جلد گزر جاتی ہے اور نیکیاں اور طاعتیں اگرچہ مومنین سے دنیا ہی میں واقع ہوں لیکن وہ امور آخرت میں سے ہیں۔ ۶۲ اس سے ثابت ہوا کہ اعمال متقین کے سوا دنیا میں جو کچھ ہے سب اہل وجہ ہے۔ ۶۳ شان نزول: انخس بن شریق اور ابو جہل کی باہم ملاقات ہوئی تو انخس نے ابو جہل سے کہا: اے ابو جہل! (کفار ابو جہل کو ابو جہل کہتے تھے) یہ تمہاری کی جگہ ہے اور یہاں کوئی ایسا نہیں جو میری تیری بات پر مطلع ہو سکے اب تو مجھے

ٹھیک ٹھیک بتا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سچے ہیں یا نہیں۔ ابو جہل نے کہا کہ اللہ کی قسم! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بیشک سچے ہیں، کبھی کوئی جھوٹا حرف ان کی زبان پر نہ آیا مگر بات یہ ہے کہ یہ قُصَصِ کی اولاد ہیں اور لو اءِ سَقَايَاتٍ، حجابت، ندوہ وغیرہ تو سارے اعزاز انہیں حاصل ہی ہیں نبوت بھی انہیں میں ہو جائے تو باقی قریشیوں کے لیے اعزاز کیا رہ گیا۔ ترمذی نے حضرت علی مرتضیٰ سے روایت کی کہ ابو جہل نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا ہم آپ کی تکذیب نہیں کرتے ہم تو

اس کتاب کی تکذیب کرتے ہیں جو آپ لائے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ ۶۴ اس میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تسکین خاطر ہے کہ قوم حضور کے صدق کا اعتقاد رکھتی ہے لیکن ان کی ظاہری تکذیب کا باعث ان کا حسد و عناد ہے۔ ۶۵ آیت کے یہ معنی بھی ہوتے ہیں کہ اے حبیب اکرم آپ کی تکذیب آیات الہیہ کی تکذیب ہے اور تکذیب کرنے والے ظالم۔ ۶۶ اور تکذیب کرنے والے ہلاک کیے گئے۔ ۶۷ اس کے حکم کو کوئی پلٹ نہیں سکتا رسولوں کی نصرت اور ان کی تکذیب کرنے والوں کا ہلاک اس نے جس وقت مقدر فرمایا ہے ضرور ہوگا۔ ۶۸ اور آپ جانتے ہیں کہ انہیں کفار سے کیسی ایذا نہیں پہنچیں یہ پیش نظر رکھ کر آپ

دل مطمئن رکھیں۔ ۶۹ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت خواہش تھی کہ سب لوگ اسلام لے آئیں جو اسلام سے محروم رہتے ان کی محرومی آپ پر بہت شاق

سَلِّبَا فِي السَّمَاءِ فَتَاتِيَهُمْ بِآيَةٍ ۖ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدَىٰ

آسمان میں زینہ پھران کے لیے نشانی لے آؤں اور اللہ چاہتا تو انہیں ہدایت پر اکٹھا کر دیتا

فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْجَاهِلِينَ ۝۳۵ إِنَّمَا يَسْتَجِيبُ الَّذِينَ يَسْمَعُونَ ۖ وَالطَّوٰٓءَاتِ

تو اے سننے والے تو ہرگز نادان نہ بن مانتے تو وہی ہیں جو سنتے ہیں ۵ اور

الْبُوتَىٰ يَبْعَثُهُمُ اللَّهُ ثُمَّ إِلَيْهِ يُرْجَعُونَ ۝۳۶ وَقَالُوا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ آيَةٌ

ان مردہ دلوں کو اللہ اٹھائے گا ۵ پھر اس کی طرف ہانکے جائیں گے ۵ اور بولے ۵ ان پر کوئی نشانی کیوں نہ آتری

مِّن سَرَابٍ ۖ قُلْ إِنَّ اللَّهَ قَادِرٌ عَلَىٰ أَنْ يُنَزِّلَ آيَةً وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا

ان کے رب کی طرف سے ۵ تم فرماؤ کہ اللہ قادر ہے کہ کوئی نشانی اتارے لیکن ان میں بہت سے

يَعْلَمُونَ ۝۳۷ وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا طَيْرٍ يَطِيرُ بِجَنَاحَيْهِ إِلَّا أُن

جاہل ہیں ۵ اور نہیں کوئی زمین میں چلنے والا اور نہ کوئی پرند کہ اپنے پروں اڑاتا ہے مگر

أُمٌّ مِّثْلِكُمْ ۖ مَا فَرَطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّهِمْ

تم جیسی اُمیں ۵ ہم نے اس کتاب میں کچھ اٹھا نہ رکھا ۵ پھر اپنے رب کی طرف

يُحْشَرُونَ ۝۳۸ وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا صُمٌّ وَبُكْمٌ فِي الظُّلُمَاتِ ۖ مَن

اٹھائے جائیں گے ۵ اور جنھوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں بہرے اور گونگے ہیں منہ اندھیروں میں ۵ اللہ

رہتی۔ ۵ مقصود ان کے ایمان کی طرف سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی امید منقطع کرنا ہے تاکہ آپ کو ان کے اعراض کرنے اور ایمان نہ لانے سے رنج و

تکلیف نہ ہو۔ ۵ دل لگا کر سمجھنے کے لیے وہی بند پذیر ہوتے (صحیح قبول کرتے) ہیں اور دین حق کی دعوت قبول کرتے ہیں۔ ۵ یعنی کفار ۵ روز

قیامت ۵ اور اپنے اعمال کی جزا پائیں گے۔ ۵ کفار مکہ ۵ کفار کی گمراہی اور ان کی سرکشی اس حد تک پہنچ گئی کہ وہ کثیر آیات و معجزات جو انہوں نے سید

عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشاہدہ کیے تھے ان پر قناعت نہ کی اور سب سے مکر گئے اور ایسی آیت طلب کرنے لگے جس کے ساتھ عذاب الہی ہو جیسا کہ انہوں نے

کہا تھا ”اللَّهُمَّ إِنَّ كُنَّا هٰذَا هُوَ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِكَ فَامْطُرْ عَلَيْنَا حِجَابًا مِنَ السَّمَاءِ“ یارب! اگر یہ حق ہے تیرے پاس ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر

برسا۔ (تفسیر ابوالسعود) ۵ نہیں جانتے کہ اس کا نزول ان کے لیے بلا ہے کہ انکار کرتے ہی ہلاک کر دیئے جائیں گے۔ ۵ یعنی تمام جاندار خواہ وہ بہائم ہوں یا

درندے یا پرند تمہاری مثل اُمیں ہیں۔ یہ مماثلت (مثل ہونا) جمع وجوہ سے تو ہے نہیں بعض سے ہے ان وجوہ کے بیان میں۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ یہ حیوانات

تمہاری طرح اللہ کو پہچانتے، واحد جانتے، اس کی تسبیح پڑھتے، عبادت کرتے ہیں۔ بعض کا قول ہے کہ وہ مخلوق ہونے میں تمہاری مثل ہیں۔ بعض نے کہا کہ وہ انسان

کی طرح باہمی اُلفت رکھتے اور ایک دوسرے سے تَفْهِيمٌ وَتَفْهِيمٌ (بات سمجھتے اور سمجھایا) کرتے ہیں۔ بعض کا قول ہے کہ روزی طلب کرنے، ہلاکت سے بچنے، نر

مادہ کا امتیاز رکھنے میں تمہاری مثل ہیں۔ بعض نے کہا پیدا ہونے، مرنے، مرنے کے بعد حساب کے لیے اٹھنے میں تمہاری مثل ہیں۔ ۵ یعنی جملہ علوم اور تمام

”مَا كَانَ وَمَا يُكُونُ“ کا اس میں بیان ہے اور جمع اشیاء کا علم اس میں ہے، اس کتاب سے یہ قرآن کریم مراد ہے یا لوح محفوظ۔ (جمل وغیرہ) ۵ اور تمام دواب و

طیور کا حساب ہوگا، اس کے بعد وہ خاک کر دیئے جائیں گے۔ ۵ کہ حق ماننا اور حق بولنا انہیں میسر نہیں۔ ۵ جہل اور حیرت اور کفر کے۔

الانصاف  
وقف غفران  
وقف منزل  
عس بعض علی سمعون

يَسْأَلُ اللَّهُ يُضِلُّهُ ۖ وَمَنْ يَشَأْ يُجْعَلْهُ عَلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ﴿۳۹﴾ قُلْ

جسے چاہے گمراہ کرے اور جسے چاہے سیدھے رستے ڈال دے ۹۲۷ تم فرماؤ

أَمْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَتَاكُمْ عَذَابُ اللَّهِ أَتَيْتُمْ السَّاعَةَ أَغَيْرَ اللَّهِ تَدْعُونَ ۚ

بھلا بتاؤ تو اگر تم پر اللہ کا عذاب آئے یا قیامت قائم ہو کیا اللہ کے سوا کسی اور کو پکارو گے ۹۲۸

إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿۴۰﴾ بَلْ إِيَّاهُ تَدْعُونَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُونَ إِلَيْهِ

اگر سچے ہو ۹۲۹ بلکہ اسی کو پکارو گے تو وہ اگر چاہے ۹۳۰ جس پر اُسے پکارتے ہو

إِنْ شَاءَ وَتَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُونَ ﴿۴۱﴾ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلَىٰ أُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ

اسے اٹھالے اور شریکوں کو بھول جاؤ گے ۹۳۱ اور بے شک ہم نے تم سے پہلی امتوں کی طرف رسول بھیجے

فَأَخَذْنَاهُمْ بِالْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُونَ ﴿۴۲﴾ فَلَوْلَا إِذْ

تو انھیں سختی اور تکلیف سے پکڑاؤ گے کہ وہ کسی طرح گڑگڑائیں ۹۳۲ تو کیوں نہ ہوا کہ جب

جَاءَهُمْ بَأْسًا تَضَرَّعُوا وَلَكِنْ قَسَتْ قُلُوبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ

ان پر ہمارا عذاب آیا تو گڑگڑائے ہوتے لیکن ان کے تو دل سخت ہو گئے ۹۳۳ اور شیطان نے ان کے کام

مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۴۳﴾ فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ فَتَحْنَا عَلَيْهِمُ أَبْوَابَ

ان کی نگاہ میں بھلے کر دکھائے پھر جب انھوں نے بھلا دیا جو نصیحتیں ان کو کی گئیں تھیں مگر ہم نے ان پر ہر چیز

كُلِّ شَيْءٍ ۖ حَتَّىٰ إِذَا فَرِحُوا بِآؤْتُوهُمُ أَخَذْنَاهُمْ بَغْتَةً فَإِذَا هُمْ

کے دروازے کھول دیئے مگر یہاں تک کہ جب خوش ہوئے اس پر جو انھیں ملا ۹۳۴ تو ہم نے اچانک انھیں پکڑ لیا ۹۳۵ اب وہ

مُبْلِسُونَ ﴿۴۴﴾ فَقَطَّعْ دَابِرَ الْقَوْمِ الَّذِينَ ظَلَمُوا ۗ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ

آس ٹوٹے رہ گئے تو جڑ کاٹ دی گئی ظالموں کی ۹۳۶ اور سب خوبیوں سرابا اللہ رب

۹۳۷ اسلام کی توفیق عطا فرمائے۔ ۹۳۸ اور جن کو دنیا میں معبود مانتے تھے ان سے حاجت روائی چاہو گے۔ ۹۳۹ اپنے اس دعویٰ میں کہ معاذ اللہ بت معبود ہیں تو

اس وقت انہیں پکارو مگر ایسا نہ کرو گے۔ ۹۴۰ تو اس مصیبت کو ۹۴۱ جنہیں اپنے اعتقاد باطل میں معبود جانتے تھے اور ان کی طرف التفات بھی نہ کرو گے کیونکہ

تمہیں معلوم ہے کہ وہ تمہارے کام نہیں آسکتے۔ ۹۴۲ فقر و افلاس اور بیماری وغیرہ میں مبتلا کیا۔ ۹۴۳ اللہ کی طرف رجوع کریں، اپنے گناہوں سے باز آئیں۔

۹۴۴ وہ بارگاہ الہی میں عاجزی کرنے کے بجائے کفر و تکذیب پر مصر رہے۔ ۹۴۵ اور وہ کسی طرح چند پذیر نہ ہوئے نہ پیش آئی ہوئی مصیبتوں سے نہ انبیاء کی نصیحتوں

سے۔ ۹۴۶ صحت و سلامت اور وسعت رزق و عیش وغیرہ کے ۹۴۷ اور اپنے آپ کو اس کا مستحق سمجھے اور قارون کی طرح تکبر کرنے لگے۔ ۹۴۸ اور بتلائے عذاب

کیا۔ ۹۴۹ اور سب کے سب ہلاک کر دیئے گئے کوئی باقی نہ چھوڑا گیا۔



الْعَالَمِينَ ﴿۳۵﴾ قُلْ أَسَاءَ يُتِمُّهُ إِنَّا أَخَذَ اللَّهُ سَمْعَكُمْ وَأَبْصَارَكُمْ وَخَتَمَ

سارے جہاں کا عقل تم فرماؤ بھلا بتاؤ تو اگر اللہ تمہارے کان آنکھ لے لے اور تمہارے

عَلَى قُلُوبِكُمْ مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرِ اللَّهِ يَأْتِيكُمْ بِهِ ۗ أَنْظِرْ كَيْفَ نَصَرَفُ الْآيَاتِ

دلوں پر مہر کر دے فلا تو اللہ کے سوا کون خدا ہے کہ تمہیں یہ چیزیں لادے فلا دیکھو ہم کس کس رنگ سے آیتیں بیان کرتے ہیں

ثُمَّ هُمْ يَصْدِفُونَ ﴿۳۶﴾ قُلْ أَسَاءَ يُتِمُّهُ إِنَّا أَنْتُمْ عَذَابُ اللَّهِ بَعْتَهُ أَوْ

پھر وہ منہ پھیر لیتے ہیں تم فرماؤ بھلا بتاؤ تو اگر تم پر اللہ کا عذاب آئے اچانک فلا یا

جَهْرَةً هَلْ يُهْلِكُ إِلَّا الْقَوْمَ الظَّالِمُونَ ﴿۳۷﴾ وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِينَ

کھلم کھلا فلا تو کون تباہ ہوگا سوا ظالموں کے فلا اور ہم نہیں بھیجتے رسولوں کو

إِلَّا مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ ۚ فَسَنُ أَمِنَ وَأَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ

مگر خوشی اور ڈر سناتے فلا تو جو ایمان لائے اور سنوے فلا ان کو نہ کچھ اندیشہ

لَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿۳۸﴾ وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا يَسْتَمِعُونَ الْعَذَابَ بِمَا

نہ کچھ غم اور جنھوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں انھیں عذاب پہنچے گا

كَانُوا يَفْسُقُونَ ﴿۳۹﴾ قُلْ لَا أَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي خَزَائِنُ اللَّهِ وَلَا أَعْلَمُ

بدلہ ان کی بے حکمی کا تم فرمادو میں تم سے نہیں کہتا میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ یہ کہوں کہ میں آپ

الْغَيْبِ وَلَا أَقُولُ لَكُمْ إِنِّي مَلَكٌ ۚ إِن أَنْتَبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَىٰ قُلْ هَلْ

غیب جان لیتا ہوں اور نہ تم سے یہ کہوں کہ میں فرشتہ ہوں فلا میں تو اسی کا تابع ہوں جو مجھے وحی آتی ہے فلا تم فرماؤ کیا

فلا اس سے معلوم ہوا کہ گمراہوں، بے دینوں، ظالموں کی ہلاکت اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے اس پر شکر کرنا چاہیے۔ فلا اور علم و معرفت کا تمام نظام درہم برہم ہو

جائے۔ فلا اس کا جواب یہی ہے کہ کوئی نہیں، تو اب توحید پر دلیل قائم ہوگی کہ جب اللہ کے سوا کوئی اتنی قدرت و اختیار والا نہیں تو عبادت کا مستحق صرف وہی ہے

اور شرک بدترین ظلم و جرم ہے۔ فلا جس کے آثار و علامات پہلے سے معلوم نہ ہوں۔ فلا آنکھوں دیکھتے فلا یعنی کافروں کے کہ انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا

اور یہ ہلاکت ان کے حق میں عذاب ہے۔ فلا ایمانداروں کو جنت و ثواب کی بشارتیں دیتے اور کافروں کو جہنم و عذاب سے ڈراتے۔ فلا نیک عمل کرے۔

فلا کفار کا طریقہ تھا کہ وہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے طرح طرح کے سوال کیا کرتے تھے کبھی کہتے کہ آپ رسول ہیں تو ہمیں بہت سی دولت اور مال دیجئے

کہ ہم کبھی محتاج نہ ہوں، ہمارے لیے پہاڑوں کو سونا کر دیجیے، کبھی کہتے کہ گذشتہ اور آئندہ کی خبریں سنائیے اور ہمیں ہمارے مستقبل کی خبر دیجیے کیا کیا پیش آئے

گا؟ تاکہ ہم منافع حاصل کر لیں اور نقصانوں سے بچنے کے پہلے سے انتظام کر لیں، کبھی کہتے ہمیں قیامت کا وقت بتائیے کب آئے گی؟ کبھی کہتے کہ آپ کیسے

رسول ہیں جو کھاتے پیتے بھی ہیں، نکاح بھی کرتے ہیں۔ ان کی ان تمام باتوں کا اس آیت میں جواب دیا گیا کہ یہ کلام نہایت بے عمل اور جاہلانہ ہے کیونکہ جو شخص

کسی امر کا مدعی ہو اس سے وہی باتیں دریافت کی جاسکتی ہیں جو اس کے دعویٰ سے تعلق رکھتی ہوں غیر متعلق باتوں کا دریافت کرنا اور ان کو اس دعویٰ کے خلاف جت

بنانا انتہا درجہ کا جہل ہے۔ اس لیے ارشاد ہوا کہ آپ فرمادیجئے کہ میرا دعویٰ یہ تو نہیں کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں جو تم مجھ سے مال و دولت کا سوال کرو اور میں

يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ ۗ أَفَلَا تَتَفَكَّرُونَ ﴿٥٠﴾ وَأَنْذِرْ بِهِ الَّذِينَ

برابر ہو جائیں گے اندھے اور اکھیرے ۵۰؎ تو کیا تم غور نہیں کرتے اور اس قرآن سے انھیں ڈراؤ جنھیں

يَخَافُونَ أَنْ يُحْشَرُوا ۗ إِلَىٰ رَبِّهِمْ لَيْسَ لَهُمْ مِنْ دُونِهِ وَلِيٌّ وَلَا شَفِيعٌ

خوف ہو کہ اپنے رب کی طرف یوں اٹھائے جائیں کہ اللہ کے سوا نہ ان کا کوئی حمایتی ہو نہ کوئی سفارشی

لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ﴿٥١﴾ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْعُدْوَةِ وَ

اس امید پر کہ وہ پرہیزگار ہو جائیں اور دور نہ کرو انھیں جو اپنے رب کو پکارتے ہیں صبح اور

الْعِشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ ۗ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِنْ شَيْءٍ وَمَا مِنْ

شام اس کی رضا چاہتے ۵۱؎ تم پر ان کے حساب سے کچھ نہیں اور ان پر

حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِنْ شَيْءٍ ۗ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُونُ مِنَ الظَّالِمِينَ ﴿٥٢﴾ وَ

تمہارے حساب سے کچھ نہیں ۵۲؎ پھر انھیں تم دور کرو تو یہ کام انصاف سے بعید ہے اور

كَذَلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُم بِبَعْضٍ لِيَقُولُوا أَهَؤُلَاءِ مَنَّ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنْ

یونہی ہم نے ان میں ایک کو دوسرے کے لیے فتنہ بنایا کہ مالدار کا فرمنا کہ مسلمانوں کو دیکھ کر ۵۳؎ کہیں کیا یہ ہیں جن پر اللہ نے احسان کیا

بَيْنَنَا ۗ أَلَيْسَ اللَّهُ بِأَعْلَمَ بِالشَّاكِرِينَ ﴿٥٣﴾ وَإِذَا جَاءَكَ الَّذِينَ

ہم میں سے ۵۳؎ کیا اللہ خوب نہیں جانتا حق ماننے والوں کو اور جب تمہارے حضور وہ حاضر ہوں جو

اس کی طرف التفات نہ کروں تو رسالت سے منکر ہو جاؤ نہ میرا دعویٰ ذاتی غیب دانی کا ہے کہ اگر میں تمہیں گزشتہ یا آئندہ کی خبریں نہ بتاؤں تو میری نبوت ماننے

میں عذر کر سکو نہ میں نے فرشتہ ہونے کا دعویٰ کیا ہے کہ کھانا پینا نکاح کرنا قابل اعتراض ہو تو جن چیزوں کا دعویٰ ہی نہیں کیا ان کا سوال بے محل ہے اور اس کی

اجابت (جواب دہی) مجھ پر لازم نہیں، میرا دعویٰ نبوت و رسالت کا ہے اور جب اس پر زبردست دلیلیں اور قوی برہانیں قائم ہو چکیں تو غیر متعلق باتیں پیش کرنا کیا

معنی رکھتا ہے۔ فائدہ: اس سے صاف واضح ہو گیا کہ اس آیت کریمہ کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے غیب پر مطمحہ کیے جانے کی نفی کے لیے سنبھانا ایسا ہی بے محل

ہے جیسا کفار کا ان سوالات کو انکار نبوت کی دستاویز بنانا بے محل تھا۔ علاوہ بریں اس آیت سے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم عطائی کی نفی کسی طرح مراد ہی

نہیں ہو سکتی کیونکہ اس صورت میں تعارض بین الآیات کا قائل ہونا پڑے گا وَهُوَ بِسَاطِلِ ۗ مفسرین کا یہ بھی قول ہے کہ حضور کا ”لَا أَقُولُ لَكُمْ“ الایہ فرمانا بطریق

توضیح ہے۔ (خازن و مدارک و غیرہ) ۵۴؎ اور یہی نبی کا کام ہے تو میں تمہیں وہی دوں گا جس کا مجھے اذن ہوگا وہی بتاؤں گا، جس کی اجازت ہوگی وہی کروں گا،

جس کا مجھے حکم ملا ہو۔ ۵۵؎ مومن و کافر، عالم و جاہل۔ ۵۶؎ شان نزول: کفار کی ایک جماعت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی تو انہوں نے دیکھا

کہ حضور کے گرد غریب صحابہ کی ایک جماعت حاضر ہے جو ادنیٰ درجہ کے لباس پہنے ہوئے ہیں، یہ دیکھ کر وہ کہنے لگے کہ ہمیں ان لوگوں کے پاس بیٹھتے شرم آتی ہے

اگر آپ انہیں اپنی مجلس سے نکال دیں تو ہم آپ پر ایمان لے آئیں اور آپ کی خدمت میں حاضر ہیں۔ حضور نے اس کو منظور نہ فرمایا، اس پر یہ آیت نازل

ہوئی۔ ۵۷؎ سب کا حساب اللہ پر ہے وہی تمام خلق کو روزی دینے والا ہے اس کے سوا کسی کے ذمہ کسی کا حساب نہیں حاصل معنی یہ کہ وہ ضعیف فقراء جن کا اوپر ذکر ہوا

آپ کے دربار میں قرب پانے کے مستحق ہیں انہیں دور نہ کرنا ہی بجا ہے۔ ۵۸؎ بطریق حسد ۵۹؎ کہ انہیں ایمان و ہدایت نصیب کی باوجود یکہ وہ لوگ فقیر غریب

ہیں اور ہم رئیس سردار ہیں۔ اس سے ان کا مطلب اللہ تعالیٰ پر اعتراض کرنا ہے کہ غریب امراء پر سبقت کا حق نہیں رکھتے تو اگر وہ حق ہوتا جس پر یہ غریب ہیں تو وہ ہم پر

يَوْمِنُونَ بِإِيتِنَا فَقُلْ سَلَمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلَى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ لَا

ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں تو ان سے فرماؤ تم پر سلام تمہارے رب نے اپنے ذمہ کرم پر رحمت لازم کر لی ہے ۱۱۱

أَنَّهَ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوءًا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْ بَعْدِهَا وَأَصْلَحَ فَأَنَّهُ

کہ تم میں جو کوئی نادانی سے کچھ برائی کر بیٹھے پھر اس کے بعد توبہ کرے اور سنور جائے تو بے شک اللہ

غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿۵۴﴾ وَكَذَلِكَ نُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ لَيَسْتَبِينَ سَبِيلُ

بخشنے والا مہربان ہے اور اسی طرح ہم آیتوں کو مفصل بیان فرماتے ہیں ۱۱۲ اور اس لیے کہ مجرموں کا

الْمُجْرِمِينَ ﴿۵۵﴾ قُلْ إِنِّي نُهِيتُ أَنْ أَعْبُدَ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ

رستہ ظاہر ہو جائے ۱۱۳ تم فرماؤ مجھے منع کیا گیا ہے کہ انھیں پوجوں جن کو تم اللہ کے سوا

اللَّهُ قُلْ لَا آتَّبِعُ أَهْوَاءَكُمْ قَدْ ضَلَلْتُ إِذًا وَمَا أَنَا مِنَ

پوجتے ہو ۱۱۴ تم فرماؤ میں تمہاری خواہش پر نہیں چلتا ۱۱۵ یوں ہو تو میں بہک جاؤں اور راہ

الْمُهْتَدِينَ ﴿۵۶﴾ قُلْ إِنِّي عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِنْ رَبِّي وَكَذَّبْتُمْ بِهِ ط مَا عِنْدِي

پر نہ رہوں تم فرماؤ میں تو اپنے رب کی طرف سے روشن دلیل پر ہوں ۱۱۶ اور تم اسے جھٹلاتے ہو میرے پاس نہیں

مَا تَسْتَعْجِلُونَ بِهِ ط إِنْ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ يَقُصُّ الْحَقَّ وَهُوَ خَيْرُ

جس کی تم جلدی مچا رہے ہو ۱۱۷ حکم نہیں مگر اللہ کا وہ حق فرماتا ہے اور وہ سب سے بہتر

الْفَصِلِينَ ﴿۵۷﴾ قُلْ لَوْ أَنَّ عِنْدِي مَا تَسْتَعْجِلُونَ بِهِ لَقُضِيَ الْأَمْرُ

فیصلہ کرنے والا تم فرماؤ اگر میرے پاس ہوتی وہ چیز جس کی تم جلدی کر رہے ہو ۱۱۸ تو مجھ میں

بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ ط وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِالظَّالِمِينَ ﴿۵۸﴾ وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ

تم میں کام ختم ہو چکا ہوتا ۱۱۹ اور اللہ خوب جانتا ہے ستم گاروں کو اور اسی کے پاس ہیں کتبیاں غیب کی

سابق نہ ہوتے۔ ۱۲۰ اپنے فضل و کرم سے وعدہ فرمایا۔ ۱۲۱ تاکہ حق ظاہر ہو اور اس پر عمل کیا جائے۔ ۱۲۲ تاکہ اس سے اجتناب کیا جائے۔ ۱۲۳ کیونکہ یہ عقل

و نقل دونوں کے خلاف ہے۔ ۱۲۴ یعنی تمہارا طریقہ اتباع نفس و خواہش ہوا ہے نہ کہ اتباع دلیل اس لیے اختیار کرنے کے قابل نہیں۔ ۱۲۵ اور مجھے اس کی معرفت

حاصل ہے میں جانتا ہوں کہ اس کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں۔ روشن دلیل قرآن شریف اور معجزات اور توحید کے براہین واضح سب کو شامل ہے۔

۱۲۶ کفار استہزاء حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کرتے تھے کہ ہم پر جلدی عذاب نازل کرائیے، اس آیت میں انہیں جواب دیا گیا اور ظاہر کر دیا گیا کہ

حضور سے یہ سوال کرنا نہایت بے جا ہے۔ ۱۲۷ یعنی عذاب ۱۲۸ میں تمہیں ایک ساعت کی مہلت نہ دیتا اور تمہیں رب کا مخالف دیکھ کر بے درنگ ہلاک کر ڈالتا۔

لیکن اللہ تعالیٰ حلیم ہے عقوبت میں جلدی نہیں فرماتا۔



لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ ۖ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۗ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَرَقَةٍ

انہیں وہی جانتا ہے ۱۲۹ اور جانتا ہے جو کچھ خشکی اور تری میں ہے اور جو پتہ گرتا ہے

إِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٌ فِي ظُلْمَةٍ إِلَّا رُضٌ وَلَا سَاطِئٌ وَلَا يَابِسٌ إِلَّا فِي

وہ اسے جانتا ہے اور کوئی دانہ نہیں زمین کی اندھیروں میں اور نہ کوئی تر اور نہ خشک جو ایک

كِتَابٍ مُّبِينٍ ﴿۵۹﴾ وَهُوَ الَّذِي يَتَوَفَّاكُم بِاللَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُم

روشن کتاب میں لکھا نہ ہوتا ۱۳۰ اور وہی ہے جو رات کو تمہاری روئیں قبض کرتا ہے ۱۳۱ اور جانتا ہے جو کچھ دن

بِالنَّهَارِ ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيهِ لِيُقْضَىٰ أَجَلٌ مُّسَيَّبٌ ثُمَّ إِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ ۚ ثُمَّ

میں کماؤ پھر تمہیں دن میں اٹھاتا ہے کہ ٹھہرائی ہوئی میعاد پوری ہو ۱۳۲ پھر اسی کی طرف تمہیں پھرنا ہے ۱۳۳ پھر

يُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۶۰﴾ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ وَيُرْسِلُ

وہ بتا دے گا جو کچھ تم کرتے تھے اور وہی غالب ہے اپنے بندوں پر اور تم پر

عَلَيْكُمْ حَفِظَةً ۗ حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَحَدَكُمْ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ

نگہبان بھیجتا ہے ۱۳۴ یہاں تک کہ جب تم میں کسی کو موت آتی ہے ہمارے فرشتے اس کی روح قبض کرتے ہیں ۱۳۵ اور وہ

لَا يُفْرِطُونَ ﴿۶۱﴾ ثُمَّ رُدُّوْا إِلَى اللَّهِ مَوْلَاهُمُ الْحَقُّ ۗ أَلَا لَهُ الْحُكْمُ وَهُوَ

تصور نہیں کرتے ۱۳۶ پھر پھیرے جاتے ہیں اپنے سچے مولیٰ اللہ کی طرف سنتا ہے اسی کا حکم ہے ۱۳۷ اور وہ

۱۲۹ تو جسے وہ چاہے وہی غیب پر مطلع ہو سکتا ہے بغیر اس کے بتائے کوئی غیب نہیں جان سکتا۔ (واحدی) ۱۳۰ کتابِ مبین سے لوح محفوظ مراد ہے اللہ تعالیٰ نے

مَا كَانَ وَمَا يُكُونُ (جو کچھ ہو چکا اور آئندہ جو کچھ ہوگا تمام) کے علوم اس میں مکتوب فرمائے۔ ۱۳۱ تو تم پر نیند مسلط ہوتی ہے اور تمہارے تصرفات اپنے حال پر

باقی نہیں رہتے۔ ۱۳۲ اور عمر اپنی انتہا کو پہنچے۔ ۱۳۳ آخرت میں۔ اس آیت میں بَعَثَ بَعْدَ الْمَوْتِ یعنی مرنے کے بعد زندہ ہونے پر دلیل ذکر فرمائی گئی، جس

طرح روزمرہ سونے کے وقت ایک طرح کی موت تم پر وارد کی جاتی ہے جس سے تمہارے حواس معطل ہو جاتے ہیں اور چلنا پھرنا پکڑنا اور بیداری کے افعال

سب معطل ہوتے ہیں اس کے بعد پھر بیداری کے وقت اللہ تعالیٰ تمام توئی (طاقتوں) کو ان کے تصرفات عطا فرماتا ہے۔ یہ دلیل مبین ہے اس بات کی کہ وہ زندگانی

کے تصرفات بعد موت عطا کرنے پر اسی طرح قادر ہے۔ ۱۳۴ فرشتے جن کو کرنا کا تین کہتے ہیں وہ بنی آدم کی نیکی اور بدی لکھتے رہتے ہیں ہر آدمی کے ساتھ دو

فرشتے ہیں ایک داہنے ایک بائیں نیکیاں داہنی طرف کا فرشتہ لکھتا ہے اور بدیاں بائیں طرف کا۔ بندوں کو چاہیے ہوشیار رہیں اور بدیوں اور گناہوں سے بچیں

کیونکہ ہر ایک عمل لکھا جاتا ہے اور روز قیامت وہ نامہ اعمال تمام خلق کے سامنے پڑھا جائے گا تو گناہ کتنی رسوائی کا سبب ہوں گے اللہ پناہ دے۔ (آمین ثم آمین)

۱۳۵ ان فرشتوں سے مراد یا تو تمہارا ملک الموت ہیں اس صورت میں صیغہ جمع تعظیم کے لیے ہے یا ملک الموت مع ان فرشتوں کے مراد ہیں جو ان کے اعوان

(معاون و مددگار) ہیں، جب کسی کی موت کا وقت آتا ہے ملک الموت بحکم الہی اپنے اعوان کو اس کی روح قبض کرنے کا حکم دیتے ہیں جب روح حلق تک پہنچتی

ہے تو خود قبض فرماتے ہیں۔ (غازن) ۱۳۶ اور تعمیل حکم میں ان سے کوتاہی واقع نہیں ہوتی اور ان کے عمل میں سستی اور تاخیر راہ نہیں پاتی، اپنے فرائض ٹھیک وقت

پرادا کرتے ہیں۔ ۱۳۷ اور اس روز اس کے سوا کوئی حکم کرنے والا نہیں۔

أَسْرَعُ الْحَسِبِينَ ﴿٢١﴾ قُلْ مَنْ يُبْجِكُمْ مَنْ ظَلَّتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ

سب سے جلد حساب کرنے والا ﴿۱۳۸﴾ تم فرماؤ وہ کون ہے جو تمہیں نجات دیتا ہے جنگل اور دریا کی آفتوں سے

تَدْعُوهُ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً لَّيْنٌ أَنْجِنَا مِنْ هَذِهِ لَنَكُونَنَّ مِنَ

جسے پکارتے ہو گڑگڑا کر اور آہستہ کہ اگر وہ ہمیں اس سے بچاوے تو ہم ضرور

الشُّكْرِينَ ﴿٢٢﴾ قُلِ اللَّهُ يُبْجِكُمْ مِنْهَا وَ مِنْ كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ أَنْتُمْ

احسان مانیں گے ﴿۱۳۹﴾ تم فرماؤ اللہ تمہیں نجات دیتا ہے اس سے اور ہر بے چینی سے پھر تم

تُشْرِكُونَ ﴿٢٣﴾ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَىٰ أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ

شریک ٹھہراتے ہو ﴿۱۴۰﴾ تم فرماؤ وہ قادر ہے کہ تم پر عذاب بھیجے تمہارے اوپر سے

أَوْ مِنْ تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ أَوْ يَلْبَسَكُمْ شِيْعًا وَيُذِيقَ بَعْضَكُمْ بَأْسَ

یا تمہارے پاؤں کے تلے سے یا تمہیں بھڑادے مختلف گروہ کر کے اور ایک کو دوسرے کی سختی

بَعْضٍ ۚ أَنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْآيَاتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُونَ ﴿٢٤﴾ وَكَذَّبَ بِهٖ

چکھائے دیکھو ہم کیونکر طرح طرح سے آیتیں بیان کرتے ہیں کہ کہیں ان کو سمجھ ہو ﴿۱۴۱﴾ اور اسے جھٹلایا

قَوْمَكَ وَهُوَ الْحَقُّ ۚ قُلْ لَسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيلٍ ﴿٢٥﴾ لِكُلِّ نَبِيٍّ مِّسْتَقَرٌّ ۚ

تمہاری قوم نے اور یہی حق ہے تم فرماؤ میں تم پر کچھ کڑوڑا (نگہبان) نہیں ﴿۱۴۲﴾ ہر خبر کا ایک وقت مقرر ہے ﴿۱۴۳﴾

﴿۱۴۴﴾ کیونکہ اس کو سوچنے، جانچنے، شمار کرنے کی حاجت نہیں جس میں دیر ہو۔ ﴿۱۴۵﴾ اس آیت میں کفار کو تنبیہ کی گئی کہ سختی اور تری کے سفروں میں جب وہ بتلائے

آفات ہو کر پریشان ہوتے ہیں اور ایسے شدید احوال پیش آتے ہیں جن سے دل کانپ جاتے ہیں اور خطرات قلوب کو مضطرب اور بے چین کر دیتے ہیں اس وقت

بُت پرست بھی بچوں کو بھول جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی سے دعا کرتا ہے اسی کی جناب میں تقرب و زاری کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اس مصیبت سے اگر تو نے نجات دی تو

میں شکر گزار ہوں گا اور تیرا حق نعمت بجلاؤں گا۔ ﴿۱۴۶﴾ اور بجائے شکرگزاری کے ایسی بڑی ناشکری کرتے ہو اور یہ جانتے ہوئے کہ بت نکلے ہیں کسی کام کے نہیں

پھر انہیں اللہ کا شریک کرتے ہو کتنی بڑی گمراہی ہے۔ ﴿۱۴۷﴾ مفسرین کا اس میں اختلاف ہے کہ اس آیت سے کون لوگ مراد ہیں؟ ایک جماعت نے کہا کہ اس سے

امت محمدیہ مراد ہے اور آیت انہیں کے حق میں نازل ہوئی۔ بخاری کی حدیث میں ہے کہ جب یہ نازل ہوا کہ وہ قادر ہے تم پر عذاب بھیجے تمہارے اوپر سے تو سید عالم

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیری ہی پناہ مانگتا ہوں اور جب یہ نازل ہوا یا تمہیں بھڑاؤے مختلف گروہ کر کے اور ایک کو دوسرے کی سختی چکھائے تو فرمایا: یہ آسان ہے۔ مسلم کی حدیث شریف میں ہے کہ ایک روز سید عالم صلی اللہ علیہ

وسلم نے مسجد بنی معاویہ میں دو رکعت نماز ادا فرمائی اور اس کے بعد طویل دعا کی، پھر صحابہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: میں نے اپنے رب سے تین سوال کیے ان میں

سے صرف دو قبول فرمائے گئے، ایک سوال تو یہ تھا کہ میری امت کو قحط عام سے ہلاک نہ فرمائے یہ قبول ہوا، ایک یہ تھا کہ انہیں غرق سے عذاب نہ فرمائے یہ بھی قبول

ہوا، تیسرا سوال یہ تھا کہ ان میں باہم جنگ و جدال نہ ہو یہ قبول نہیں ہوا۔ ﴿۱۴۸﴾ یعنی قرآن شریف کو یا نزول عذاب کو ﴿۱۴۹﴾ میرا کام ہدایت ہے قلوب کی ذمہ داری

مجھ پر نہیں۔ ﴿۱۵۰﴾ یعنی اللہ تعالیٰ نے جو خبریں دیں ان کے لئے وقت معین ہیں ان کا وقوع ٹھیک اسی وقت ہوگا۔

وَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ﴿٦٤﴾ وَإِذَا رَأَيْتَ الَّذِينَ يَخُوضُونَ فِي الْإِيتِنَا فَأَعْرِضْ

اور عنقریب جان جاؤ گے اور اے سننے والے جب تو انہیں دیکھے جو ہماری آیتوں میں پڑتے ہیں ۱۲۵ تو ان سے منہ

عَنْهُمْ حَتَّىٰ يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ ۖ وَإِمَّا يُنسِبَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلَا

پھیر لے ۱۲۶ جب تک اور بات میں پڑیں اور جو کہیں تجھے شیطان بھلاوے تو

تَقْعُدُ بَعْدَ الذِّكْرَىٰ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿٦٨﴾ وَمَا عَلَى الَّذِينَ

یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ اور پرہیزگاروں پر

يَتَّقُونَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِنْ شَيْءٍ ۚ وَلَٰكِنْ ذِكْرًا لِّعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ﴿٦٩﴾

اُن کے حساب سے کچھ نہیں ۱۲۷ ہاں نصیحت دینا شاید وہ باز آئیں ۱۲۸

وَذُرِ الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَهُمْ لَعِبًا ۖ وَلَهُمْ آوَاغُرْتُهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۖ

اور چھوڑ دے ان کو جنھوں نے اپنا دین نہی کھیل بنا لیا اور انھیں دنیا کی زندگی نے فریب دیا اور

ذِكْرِي ۚ أَنْ تَبْسَلَ نَفْسٌ بِمَا كَسَبَتْ ۖ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلِيٌّ

قرآن سے نصیحت دو ۱۲۹ کہ کہیں کوئی جان اپنے کیے پر پکڑی نہ جائے ۱۳۰ اللہ کے سوا نہ اس کا کوئی حمایتی ہو

وَلَا شَفِيعٌ ۚ ج وَإِنْ تَعْدِلْ كُلُّ عَدْلٍ لَّا يُؤْخَذُ مِنْهَا ۚ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ

نہ سفارشی اور اگر اپنے عوض سارے بدلے دے تو اُس سے نہ لیے جائیں یہ ہیں ۱۳۱ وہ جو

أَبْسَلُوا بِمَا كَسَبُوا ۚ لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيمٍ ۖ وَعَذَابٌ أَلِيمٌ ۖ بَمَا كَانُوا

اپنے کیے پر پکڑے گئے انھیں پینے کو کھولتا پانی اور درد ناک عذاب بدلہ ان کے

يَكْفُرُونَ ﴿٧٠﴾ قُلْ أَدْعُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا ۚ

کفر کا تم فرماؤ ۱۳۲ کیا ہم اللہ کے سوا اس کو پوچھیں جو ہمارا نہ بھلا کرے نہ برا ۱۳۳ اور

۱۲۵ طعن، تشنیع، استہزاء کے ساتھ ۱۲۶ اور ان کی ہم نشینی ترک کر۔ مسئلہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ بے دینوں کی جس مجلس میں دین کا احترام نہ کیا جاتا ہو

مسلمان کو وہاں بیٹھنا جائز نہیں۔ اس سے ثابت ہو گیا کہ کفار اور بے دینوں کے جلسے جن میں وہ دین کے خلاف تقریریں کرتے ہیں ان میں جانا سننے کے لیے

شرکت کرنا جائز نہیں اور ردو جواب کے لیے جانا مجالست (شرکت کرنا) نہیں بلکہ اظہار حق ہے وہ ممنوع نہیں جیسا کہ اگلی آیت سے ظاہر ہے۔ ۱۲۷ یعنی طعن و

استہزاء کرنے والوں کے گناہ انہیں پر ہیں، انہیں سے اس کا حساب ہوگا پرہیزگاروں پر نہیں۔ شان نزول: مسلمانوں نے کہا تھا کہ ہمیں گناہ کا اندیشہ ہے جبکہ ہم

انہیں چھوڑ دیں اور منع نہ کریں اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ۱۲۸ مسئلہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ ہندو نصیحت اور اظہار حق کے لیے ان کے پاس بیٹھنا جائز

ہے۔ ۱۲۹ اور احکام شرعیہ بتاؤ۔ ۱۳۰ اور اپنے جرائم کے سبب عذاب جہنم میں گرفتار نہ ہو۔ ۱۳۱ دین کو نہی اور کھیل بنانے والے اور دنیا کے مفتون (شہدائی)

۱۳۲ اے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم! ان مشرکین سے جو اپنے باپ دادا کے دین کی دعوت دیتے ہیں۔ ۱۳۳ اور اس میں کوئی قدرت نہیں۔



نُرْدُ عَلَىٰ أَعْقَابِنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْنَا اللَّهُ كَالَّذِي اسْتَهْوَتْهُ الشَّيَاطِينُ فِي

لئے پاؤں پلٹا دیئے جائیں بعد اس کے کہ اللہ نے ہمیں راہ دکھائی ۱۵۴ اس کی طرح جسے شیطانوں نے

الْأَرْضِ حَيْرَانَ ۖ لَهُ أَصْحَابٌ يَدْعُونَهُ إِلَى الْهُدَىٰ ائْتِنَا ۖ قُلْ إِنْ

زمین میں راہ بھلا دی ۱۵۵ حیران ہے اس کے رفیق اسے راہ کی طرف بلا رہے ہیں کہ ادھر آ تم فرماؤ کہ

هُدَىٰ اللَّهُ هُوَ الْهُدَىٰ ۖ وَأَمْرٌ نَّاسِلِمَ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۙ وَأَنْ

اللہ ہی کی ہدایت ہدایت ہے ۱۵۶ اور ہمیں حکم ہے کہ ہم اس کے لیے گردن رکھ دیں ۱۵۷ جو رب ہے سارے جہان کا اور یہ کہ

أَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَهُوَ الَّذِي إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ۙ وَهُوَ الَّذِي

نماز قائم رکھو اور اس سے ڈرو اور وہی ہے جس کی طرف تمہیں اٹھنا ہے اور وہی ہے جس نے

خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ ۖ وَيَوْمَ يَقُولُ كُنْ فَيَكُونُ ۚ قَوْلُهُ

آسمان و زمین ٹھیک بنائے ۱۵۸ اور جس دن فنا ہوئی ہر چیز کو کہے گا ہو جا وہ فوراً ہو جائے گی اس کی بات

الْحَقِّ ۖ وَلَهُ الْمُلْكُ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ ۖ عِلْمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۖ

سچ ہی ہے اور اسی کی سلطنت ہے جس دن صور پھونکا جائے گا ۱۵۹ ہر چھپے اور ظاہر کا جاننے والا

وَهُوَ الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ ۙ وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبِيهِ إِذْ رَأَىٰ أَن تَتَّخِذُ

اور وہی ہے حکمت والا خبردار اور یاد کرو جب ابراہیم نے اپنے باپ فلان آزر سے کہا کیا تم

۱۵۴ اور اسلام اور توحید کی نعمت عطا فرمائی اور بت پرستی کے بدترین وبال سے بچایا۔ ۱۵۵ اس آیت میں حق و باطل کی دعوت دینے والوں کی ایک تمثیل بیان فرمائی

گئی کہ جس طرح مسافر اپنے رفیقوں کے ساتھ تھا جنگل میں بھوتوں اور شیطانوں نے اس کو راستہ بھکا دیا اور کہا منزل مقصود کی یہی راہ ہے اور اس کے رفیق اس کو راہ

راست کی طرف بلانے لگے وہ حیران رہ گیا کدھر جائے! انجام اس کا یہی ہوگا کہ اگر وہ بھوتوں کی راہ پر چل دے تو ہلاک ہو جائے گا اور رفیقوں کا کہنا مانے تو سلامت

رہے گا اور منزل پر پہنچ جائے گا۔ یہی حال اس شخص کا ہے جو طریقتہ اسلام سے بھکا اور شیطان کی راہ چلا مسلمان اس کو راہ راست کی طرف بلاتے ہیں اگر ان کی بات

مانے گا راہ پائے گا ورنہ ہلاک ہو جائے گا۔ ۱۵۶ یعنی جو طریق اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے واضح فرمایا اور جو دین ان کے لیے مقرر کیا وہی ہدایت و نور ہے

اور جو اس کے سوا ہے وہ دین باطل ہے۔ ۱۵۷ اور اسی کی اطاعت و فرمانبرداری کریں اور خاص اسی کی عبادت کریں۔ ۱۵۸ جن سے اس کی قدرت کاملہ اور اس کا

علم محیط اور اس کی حکمت و صنعت ظاہر ہے۔ ۱۵۹ کہ نام کو بھی کوئی سلطنت کا دعویٰ کرنے والا نہ ہوگا۔ تمام جبارہ فرعونہ (ظالم و جابر بادشاہ) اور سب دنیا کی

سلطنت کا غرور کرنے والے دیکھیں گے کہ دنیا میں جو وہ سلطنت کا دعویٰ رکھتے تھے وہ باطل تھا۔ فلان قاموس میں ہے کہ آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چچا کا

نام ہے۔ امام علامہ جلال الدین سیوطی نے مَسَالِكُ الْحَفَظَاءِ میں بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ چچا کو باپ کہنا تمام ممالک میں معمول ہے بالخصوص عرب میں۔ قرآن کریم

میں ہے: "نَعْبُدُ إِلَهَكَ وَاللَّهُ أَبَاتُكَ إِبْرَاهِيمَ وَأَسْمَعِيلَ وَاسْحَقَ الْهَارِ وَالْحَادِثِ" اس میں حضرت اسمعیل کو حضرت یعقوب کے آباء میں ذکر کیا گیا ہے

باوجودیکہ آپ عم (چچا) ہیں۔ حدیث شریف میں بھی حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو اب فرمایا۔ چنانچہ ارشاد کیا: "زُودُوا

عَلَىٰ أَبِي" اور یہاں ابی سے حضرت عباس مراد ہیں۔ (مفردات راغب و کبیر وغیرہ)

أَصْنَامًا إِلَهَةً ۚ إِنِّي أُرْسِلُكُمْ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿۴۳﴾ وَكَذَلِكَ

بتوں کو خدا بناتے ہو بے شک میں تمہیں اور تمہاری قوم کو کھلی گمراہی میں پاتا ہوں ﴿۴۳﴾ اور اسی طرح

نُرِيءُ أَبْرَهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلِيَكُونَ مِنَ الْمُوقِنِينَ ﴿۴۵﴾

ہم ابراہیم کو دکھاتے ہیں ساری بادشاہی آسمانوں اور زمین کی ﴿۴۵﴾ اور اس لیے کہ وہ عین یقین والوں میں ہو جائے ﴿۴۵﴾

فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ رَأَى الْكُوكَبَ ۚ قَالَ هَذَا رَبِّي ۚ فَلَمَّا أَفَلَ قَالَ لَا

پھر جب ان پر رات کا اندھیرا آیا ایک تارا دیکھا ﴿۴۶﴾ بولے اسے میرا رب ٹھہراتے ہو پھر جب وہ ڈوب گیا بولے مجھے

أَحَبُّ الْأَفْلِينَ ﴿۴۶﴾ فَلَمَّا رَأَى الْقَمَرَ بَازِعًا قَالَ هَذَا رَبِّي ۚ فَلَمَّا أَفَلَ

خوش نہیں آتے ڈوبنے والے پھر جب چاند چمکتا دیکھا بولے اسے میرا رب بتاتے ہو پھر جب وہ ڈوب گیا

﴿۴۶﴾ یہ آیت مشرکین عرب پر حجت ہے جو حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معظم جانتے تھے اور ان کی فضیلت کے معترف تھے انہیں دکھایا جاتا ہے کہ حضرت

ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام بت پرستی کو کتنا بڑا عیب اور گمراہی بتاتے ہیں اگر تم انہیں مانتے ہو تو بت پرستی تم بھی چھوڑ دو۔ ﴿۴۶﴾ یعنی جس طرح حضرت ابراہیم علیہ

الصلوٰۃ والسلام کو دین میں بیٹائی عطا فرمائی ایسے ہی انہیں آسمانوں اور زمین کے ملک دکھاتے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اس سے آسمانوں

اور زمین کی خلق مراد ہے۔ مجاہد اور سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ آیات سموات وارض (زمین و آسمان کے عجائبات) مراد ہیں۔ یہ اس طرح کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ

والسلام کو صحرا (ایک چٹان) پر کھڑا کیا گیا اور آپ کے لئے سماوات مکشوف کئے (کھول دیئے) گئے، یہاں تک کہ آپ نے عرش و کرسی اور آسمانوں کے تمام عجائب

اور جنت میں اپنے مقام کو معائنہ فرمایا، آپ کے لیے زمین کشف فرمادی گئی یہاں تک کہ آپ نے سب سے نیچے کی زمین تک نظر کی اور زمینوں کے تمام عجائب

دیکھے۔ مفسرین کا اس میں اختلاف ہے کہ یہ روایت پچھتم یا ثامن سر۔ (درمنثور و خازن وغیرہ) ﴿۴۶﴾ کیونکہ ہر ظاہر و مخفی چیز ان کے سامنے کر دی گئی اور خلق کے

اعمال میں سے کچھ بھی ان سے نہ چھپا رہا۔ ﴿۴۶﴾ علماء تفسیر اور اصحاب اخبار و سیر کا بیان ہے کہ نمرود ابن کنعان بڑا جابر بادشاہ تھا سب سے پہلے اسی نے تاج سر پر

رکھا یہ بادشاہ لوگوں سے اپنی پرستش کراتا تھا کاہن اور مُنَجِّم (نجومی) کثرت سے اس کے دربار میں حاضر رہتے تھے۔ نمرود نے خواب دیکھا کہ ایک ستارہ طلوع ہوا

ہے، اس کی روشنی کے سامنے آفتاب مہتاب بالکل بے نور ہو گئے اس سے وہ بہت خوف زدہ ہوا کاہنوں سے تعبیر دریافت کی، انہوں نے کہا: اس سال تیری

قَلَمُور (سلطنت) میں ایک فرزند پیدا ہوگا جو تیرے زوال ملک کا باعث ہوگا اور تیرے دین والے اس کے ہاتھ سے ہلاک ہوں گے۔ یہ خبر ن کر وہ پریشان ہوا اور

اس نے حکم دے دیا کہ جو بچہ پیدا ہو تو قتل کر ڈالا جائے اور مرد عورتوں سے علیحدہ رہیں اور اس کی نگہبانی کے لیے ایک محکمہ قائم کر دیا گیا۔ تقدیرات الہیہ کو کون ٹال سکتا

ہے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدہ ماجدہ حاملہ ہوئیں اور کاہنوں نے نمرود کو اس کی بھی خبر دی کہ وہ بچہ حمل میں آ گیا لیکن چونکہ حضرت کی والدہ صاحبہ کی

عمر کم تھی ان کا حمل کسی طرح پہچانا ہی نہ گیا جب زمانہ ولادت قریب ہوا تو آپ کی والدہ اس تہ خانہ میں چلی گئیں جو آپ کے والد نے شہر سے دور کھود کر تیار کیا تھا

وہاں آپ کی ولادت ہوئی اور وہیں آپ رہے پتھروں سے اس تہ خانہ کا دروازہ بند کر دیا جاتا تھا تو روزانہ والدہ صاحبہ دودھ پلا آتی تھیں اور جب وہاں پہنچتی تھیں تو

دیکھتی تھیں کہ آپ اپنی سرگشت چوس رہے ہیں اور اس سے دودھ برآمد ہوتا ہے آپ بہت جلد بڑھتے تھے ایک مہینہ میں اتنا جتنے دوسرے بچے ایک سال میں، اس

میں اختلاف ہے کہ آپ تہ خانہ میں کتنا عرصہ رہے، بعض کہتے ہیں سات برس، بعض تیرہ برس، بعض سترہ برس۔ یہ مسئلہ یقینی ہے کہ انبیاء ہر حال میں معصوم ہوتے ہیں

اور وہ اپنی ابتداء ہی سے تمام اوقات وجود میں عارف ہوتے ہیں۔ ایک روز حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی والدہ سے دریافت فرمایا: میرا رب (پالنے والا)

کون ہے؟ انہوں نے کہا: میں۔ فرمایا: تمہارا رب کون ہے؟ انہوں نے کہا: تمہارے والد۔ فرمایا: ان کا رب کون ہے؟ اس پر والدہ نے کہا: خاموش رہو اور

اپنے شوہر سے جا کر کہا کہ جس لڑکے کی نسبت یہ مشہور ہے کہ وہ زمین والوں کا دین بدل دے گا وہ تمہارا فرزند ہی ہے اور یہ گفتگو بیان کی۔ حضرت ابراہیم

علیہ السلام نے ابتداء ہی سے توحید کی حمایت اور عقائد کفریہ کا ابطال شروع فرمادیا اور جب ایک سوراخ کی راہ سے شب کے وقت آپ نے زہرہ یا مشتری ستارہ کو

دیکھا تو اقامت حجت شروع کر دی کیونکہ اس زمانہ کے لوگ بت اور کواکب کی پرستش کرتے تھے تو آپ نے ایک نہایت نفیس اور دلنشین پیرا یہ میں انہیں نظر و استدلال کی

قَالَ لَيْنٌ لَّمْ يَهْدِنِي رَبِّي لَأَكُونَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّالِّينَ ﴿۷۷﴾ فَلَمَّا

کہا اگر مجھے میرا رب ہدایت نہ کرتا تو میں بھی انہیں گمراہوں میں ہوتا ۱۶۵ پھر جب

رَأَى الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هَذَا رَبِّي هَذَا أَكْبَرُ فَلَمَّا أَفَلَتْ قَالَ

سورج جبگاتا دیکھا بولے اسے میرا رب کہتے ہو ۱۶۶ یہ تو ان سب سے بڑا ہے پھر جب وہ ڈوب گیا کہا

يَقَوْمِ إِنِّي بُرِيءٌ مِّمَّا تُشْرِكُونَ ﴿۷۸﴾ إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ

اے قوم میں بیزار ہوں ان چیزوں سے جنہیں تم شریک ٹھہراتے ہو ۱۶۷ میں نے اپنا منہ اس کی طرف کیا جس نے

السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿۷۹﴾ وَحَاجَّهُ

آسمان و زمین بنائے ایک اسی کا ہو کر ۱۶۸ اور میں مشرکوں میں نہیں اور ان کی قوم ان سے

قَوْمَهُ ط قَالَ أَتُحَاجُّونِي فِي اللَّهِ وَقَدْ هَدَانِ ط وَلَا آخَافُ مَا

جھگڑنے لگی کہا کیا اللہ کے بارے میں مجھ سے جھگڑتے ہو وہ تو مجھے راہ بتا چکا ۱۶۹ اور مجھے ان کا ڈر نہیں

تُشْرِكُونَ بِهِ إِلَّا أَنْ يُشَاءَ رَبِّي شَيْئًا ط وَسِعَ رَبِّي كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ط

جنہیں تم شریک بتاتے ہو ۱۷۰ ہاں جو میرا ہی رب کوئی بات چاہے ۱۷۱ میرے رب کا علم ہر چیز کو محیط ہے

أَفَلَا تَتَذَكَّرُونَ ﴿۸۰﴾ وَكَيْفَ آخَافُ مَا أَشْرَكْتُمْ وَلَا تَخَافُونَ أَنَّكُمْ

تو کیا تم نصیحت نہیں مانتے اور میں تمہارے شریکوں سے کیونکر ڈروں ۱۷۲ اور تم نہیں ڈرتے کہ تم نے

أَشْرَكْتُمْ بِاللَّهِ مَا لَمْ يُنَزَّلْ بِهِ عَلَيْكُمْ سُلْطَانًا ط فَأَمُّ الْفَرِيقَيْنِ

اللہ کا شریک اس کو ٹھہرایا جس کی تم پر اس نے کوئی سند نہ اتاری تو دونوں گروہوں میں

طرف راہنمائی کی جس سے وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ عالم بے سہ ماہہ حادث ہے، انہیں ہوسکتا، وہ خود موجد و مدبر کا محتاج ہے جس کی قدرت و اختیار سے اس میں تغیر ہوتے رہتے ہیں۔ ۱۷۳ اس میں قوم کو تنبیہ ہے کہ جو قرآن کو ٹھہرائے وہ گمراہ ہے کیونکہ اس کا ایک حال سے دوسرے حال کی طرف منتقل ہونا دلیل حدوث و امکان ہے۔ ۱۷۴ شمس مؤنث غیر حقیقی ہے اس کے لیے مذکر مؤنث کے دونوں صیغے استعمال کیے جاسکتے ہیں، یہاں ”ہذا“ مذکر لایا گیا اس میں تعلیم ادب ہے کہ لفظ

رب کی رعایت کے لیے لفظ تانیث نہ لایا گیا، اسی لحاظ سے اللہ تعالیٰ کی صفت میں غلام آتا ہے نہ کہ علامہ۔ ۱۷۵ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ثابت کر دیا کہ ستاروں میں چھوٹے سے بڑے تک کوئی بھی رب ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتا ان کا الہ ہونا باطل ہے اور قوم جس شرک میں مبتلا ہے آپ نے اس سے

بیزاری کا اظہار کیا اور اس کے بعد دین حق کا بیان فرمایا جو آگے آتا ہے۔ ۱۷۶ یعنی اسلام کے سوا باقی تمام ادیان سے جدا رہ کر مسئلہ اس سے معلوم ہوا کہ دین حق کا قیام و استحکام جب ہی ہوسکتا ہے جبکہ تمام ادیان باطلہ سے بیزاری ہو۔ ۱۷۷ اپنی توحید و معرفت کی فطرت کیونکہ وہ بے جان بت ہیں نہ ضرر دے سکتے ہیں نہ نفع پہنچا سکتے ہیں ان سے کیا ڈرنا۔ یہ آپ نے مشرکین سے جواب میں فرمایا تھا جنہوں نے آپ سے کہا تھا کہ بتوں سے ڈرو ان کے برا کہنے سے کہیں آپ کو کچھ نقصان نہ پہنچ جائے۔ ۱۷۸ وہ ہوگی کیونکہ میرا رب قادر مطلق ہے۔ ۱۷۹ جو بے جان جماد اور عاجز محض ہیں۔



أَحْسُّ بِالْأَمْنِ ۚ إِنَّ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿۸۱﴾ الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا

امان کا زیادہ سزاوار کون ہے؟ اگر تم جانتے ہو وہ جو ایمان لائے اور اپنے ایمان میں کسی

إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ أُولَٰئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُونَ ﴿۸۲﴾ وَتِلْكَ حُجَّتُنَا

ناحق کی آمیزش نہ کی انہیں کے لیے امان ہے اور وہی راہ پر ہیں اور یہ ہماری دلیل ہے

أَتَيْنَاهَا إِبْرَاهِيمَ عَلَىٰ قَوْمِهِ ۖ نَرْفَعُ دَرَجَاتٍ مِّنْ نَّشَاءٍ ۗ إِنَّ رَبَّكَ حَكِيمٌ

کہ ہم نے ابراہیم کو اس کی قوم پر عطا فرمائی ہم نئے چاہیں درجوں بلند کریں اور بے شک تمہارا رب علم و حکمت

عَلَيْكُمْ ﴿۸۳﴾ وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ ۗ كُلًّا هَدَيْنَا ۚ وَنُوحًا هَدَيْنَا

والا ہے اور ہم نے انہیں اسحق اور یعقوب عطا کیے ان سب کو ہم نے راہ دکھائی اور ان سے پہلے نوح کو

مِّنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِ دَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ وَأَيُّوبَ وَيُوسُفَ وَمُوسَىٰ وَ

راہ دکھائی اور اس کی اولاد میں سے داؤد اور سلیمان اور ایوب اور یوسف اور موسیٰ اور

هَارُونَ ۗ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ﴿۸۴﴾ وَذَكَرْنَا وَيْحِي وَعِيسَىٰ وَ

ہارون کو اور ہم ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں نیکوکاروں کو اور زکریا اور یحییٰ اور عیسیٰ اور

إِلْيَاسَ ۗ كُلٌّ مِّنَ الصَّالِحِينَ ﴿۸۵﴾ وَإِسْعٰٓقَ وَيُوسُفَ ۗ وَلُوطًا ۗ

الیاس کو یہ سب ہمارے قرب کے لائق ہیں اور اسمعیل اور یسع اور یونس اور لوط کو

وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَىٰ الْعَالَمِينَ ﴿۸۶﴾ وَمِنَ آبَائِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ وَإِخْوَانِهِمْ وَ

اور ہم نے ہر ایک کو اس کے وقت میں سب پر فضیلت دی اور کچھ ان کے باپ دادا اور اولاد اور بھائیوں میں سے بعض کو ملا اور

وَالْمَلَائِكَةَ (توحید کا قائل) یا مشرک، علم و عقل و فہم و فضیلت کے ساتھ جیسے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ذریعے بلند فرمائے دنیا میں علم و حکمت و نبوت

کے ساتھ اور آخرت میں قرب و ثواب کے ساتھ۔ ۸۵۔ انبوت و رسالت کے ساتھ۔ مسئلہ: اس آیت سے اس پر سند لائی جاتی ہے کہ انبیاء ملائکہ سے افضل ہیں

کیونکہ عالم اللہ کے سوا تمام موجودات کو شامل ہے فرشتے بھی اس میں داخل ہیں تو جب تمام جہان والوں پر فضیلت دی تو ملائکہ پر بھی فضیلت ثابت ہوگی۔ یہاں

اللہ تعالیٰ نے اٹھارہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا ذکر فرمایا اور اس ذکر میں ترتیب نہ زمانہ کے اعتبار سے ہے نہ فضیلت کے نہ ”واو“ ترتیب کا مقتضی لیکن جس شان

سے کہ انبیاء علیہم السلام کے اسماء ذکر فرمائے گئے اس میں ایک عجیب لطیفہ ہے وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کی ہر ایک جماعت کو ایک خاص طرح کی کرامت و

فضیلت کے ساتھ ممتاز فرمایا تو حضرت نوح و ابراہیم و اسحق و یعقوب کا اول ذکر کیا کیونکہ یہ انبیاء کے اصول (آباء و اجداد) ہیں یعنی ان کی اولاد میں بکثرت انبیاء

ہوئے جن کے انساب انہیں کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ نبوت کے بعد مراتب معتبرہ میں سے ملک و اختیار و سلطنت و اقتدار ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد و سلیمان

کو اس لحاظ و افر دیا اور مراتب رفیعہ میں سے مصیبت و بلاء پر صابر رہنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب کو اس کے ساتھ ممتاز فرمایا، پھر ملک و صبر کے دونوں مرتبے

حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عنایت کیے کہ آپ نے شدت و بلاء پر مدتوں صبر فرمایا پھر اللہ تعالیٰ نے نبوت کے ساتھ ملک مصر عطا کیا۔ کثرت معجزات و قوت

براہین بھی مراتب معتبرہ میں سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ و ہارون کو اس کے ساتھ مشرف کیا۔ زہد و ترک دنیا بھی مراتب معتبرہ میں سے ہے۔ حضرت زکریا و یحییٰ

اجْتَبَيْنَاهُمْ وَهَدَيْنَاهُمْ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ﴿۸۷﴾ ذَلِكُمْ هَدَى اللَّهُ يَهُدَى

ہم نے انہیں چن لیا اور سیدھی راہ دکھائی یہ اللہ کی ہدایت ہے

بِهِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ ۖ وَلَوْ أَشْرَكُوا لَحِطَّ عَلَيْهِمْ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۸۸﴾

کہ اپنے بندوں میں جسے چاہے دے اور اگر وہ شرک کرتے تو ضرور ان کا کیا اکارت جاتا

أُولَئِكَ الَّذِينَ اتَّيْنَهُمُ الْكُتُبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ۚ فَإِنْ يَكْفُرْ بِهَا

یہ ہیں جن کو ہم نے کتاب اور حکم اور نبوت عطا کی تو اگر یہ لوگ اس سے

هُوَآءَ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَيْسُوا بِهَا بِكَافِرِينَ ﴿۸۹﴾ أُولَئِكَ الَّذِينَ هَدَى

مگر ہوں تو ہم نے اس کے لیے ایک ایسی قوم لگا رکھی ہے جو انکار والی نہیں ۱۸۸ یہ ہیں جن کو اللہ نے

اللَّهُ فَيَهْدِيهِمْ أَقْتَدَهُ ۖ قُلْ لَّا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا ۖ إِنَّهُ هُوَ الْوَالِيُ

ہدایت کی تو تم انہیں کی راہ چلو ۱۸۹ تم فرماؤ میں قرآن پر تم سے کوئی اجرت نہیں مانگتا وہ تو نہیں مگر نصیحت

لِلْعَالَمِينَ ﴿۹۰﴾ وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ إِذْ قَالُوا مَا أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيَّ

سارے جہان کو ۱۹۰ اور یہود نے اللہ کی قدر نہ جانی جیسی چاہیے تھی ۱۹۱ جب بولے اللہ نے کسی آدمی پر

بَشَرٍ مِّنْ شَيْءٍ ۖ قُلْ مَنْ أَنْزَلَ الْكُتُبَ الَّتِي جَاءَ بِهَا مُوسَىٰ نُورًا وَ

کچھ نہیں اتارا تم فرماؤ کس نے اتاری وہ کتاب جو موسیٰ لائے تھے روشنی اور

وَعِيسَىٰ وَالْيَاسِينَ كَوَيْلٌ لَّكَ اللَّهُ بِمَا تَكْفُرُ ۚ إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْعَلِيمُ ۚ وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ إِذْ قَالُوا مَا أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيَّ

۱۹۱ اور اس کی معرفت سے محروم رہے اور اپنے

بندوں پر اس کو جو رحمت و کرم ہے اس کو نہ جانا۔ شان نزول: یہودی ایک جماعت اپنے جنبر الاحبار (بڑے عالم پیشوا) مالک ابن صیف کو لے کر سید عالم صلی اللہ

علیہ وسلم سے مجاہدہ کرنے آئی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: میں تجھے اس پروردگار کی قسم دیتا ہوں جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات

نازل فرمائی۔ کیا تورات میں تو نے یہ دیکھا ہے ”إِنَّ اللَّهَ يَبْغُضُ الْمُجْرِمِينَ“ یعنی اللہ کو مومن عالم مغضوب ہے، کہنے لگا: ہاں! یہ تورات میں ہے، حضور نے

فرمایا: تو مومن عالم ہی تو ہے۔ اس پر وہ غضبناک ہو کر کہنے لگا کہ اللہ نے کسی آدمی پر کچھ نہیں اتارا، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور اس میں فرمایا گیا کس نے اتاری

وہ کتاب جو موسیٰ لائے تھے؟ تو وہ لا جواب ہوا اور یہود اس سے برہم ہوئے اور اس کو جھڑکنے لگے اور اس کو جبر کے عہدہ سے معزول کر دیا۔ (مدارک و خازن)

هُدًى لِلنَّاسِ تَجْعَلُونَهُ قَرَاطِيسَ تُبْدُونَهَا وَتُخْفُونَ كَثِيرًا ۚ وَ

لوگوں کے لیے ہدایت جس کے تم نے الگ الگ کاغذ بنالیے ظاہر کرتے ہو ۱۸۴ اور بہت سا چھپالیتے ہو ۱۸۴ اور

عَلَيْتُمْ مَّا لَمْ تَعْلَمُوا أَنْتُمْ وَلَا آبَاؤُكُمْ ۗ ط قُلِ اللَّهُ شَمَّ ذُرَّهُمْ فِي

تمہیں وہ سکھایا جاتا ہے ۱۸۴ جو نہ تم کو معلوم تھا نہ تمہارے باپ دادا کو ۱۸۴ پھر انہیں چھوڑ دو ان کی

خَوْضِهِمْ يَلْعَبُونَ ۙ ۹۱ ۚ وَهَذَا كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ مُبْرَكٌ مُّصَدِّقٌ لِّلَّذِي

بہودگی میں کھیلتا ۱۸۴ اور یہ ہے برکت والی کتاب کہ ہم نے اتاری ۱۸۴ تصدیق فرماتی ان کتابوں کی

بَيْنَ يَدَيْهِ وَلِتُنذِرَ أُمَّ الْقُرَىٰ وَمَنْ حَوْلَهَا ۗ وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ

جو آگے تھیں اور اس لیے کہ تم ڈرناؤ سب بیسیوں کے سردار کو ۱۸۴ اور جو کوئی سارے جہان میں اس کے گرد ہیں اور وہ جو آخرت پر

بِالْآخِرَةِ يُؤْمِنُونَ بِهِ وَهُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ ۙ ۹۲ ۚ وَمَنْ أَظْلَمُ

ایمان لاتے ہیں ۱۸۴ اس کتاب پر ایمان لاتے ہیں اور اپنی نماز کی حفاظت کرتے ہیں اور اس سے بڑھ کر ظالم کون

مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَىٰ اللَّهِ كَذِبًا أَوْ قَالَ أُوحِيَ إِلَيَّ وَلَمْ يُوحَ إِلَيْهِ شَيْءٌ ۚ وَ

جو اللہ پر جھوٹ باندھے ۱۸۴ یا کہے مجھے وحی ہوئی اور اسے کچھ وحی نہ ہوئی ۱۸۴ اور

مَنْ قَالَ سَأُنزِلُ مِثْلَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ ۗ ط وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ الظَّالِمُونَ فِي

جو کہے ابھی میں اتارتا ہوں ایسا جیسا خدا نے اتارا ۱۸۴ اور کبھی تم دیکھو جس وقت ظالم

۱۸۴ ان میں سے بعض کو جس کا اظہار اپنی خواہش کے مطابق سمجھتے ہو ۱۸۴ جو تمہاری خواہش کے خلاف کرتے ہیں جیسے کہ توریت کے وہ مضامین جن میں سید

عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت و صفت مذکور ہے۔ ۱۸۴ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور قرآن کریم سے ۱۸۵ یعنی جب وہ اس کا جواب نہ دے سکیں

کہ وہ کتاب کس نے اتاری تو آپ فرمادیجئے اللہ نے ۱۸۶ کیونکہ جب آپ نے حجت قائم کر دی اور انداز و نصیحت نہایت کو پہنچا دی اور ان کے لیے جانے غدر نہ

چھوڑی اس پر بھی وہ باز نہ آئیں تو انہیں ان کی بہودگی میں چھوڑ دیجئے، یہ کفار کے حق میں وعید و تہدید ہے۔ ۱۸۷ یعنی قرآن شریف ۱۸۸ اُمّ الفسریٰ مکہ مکرمہ

ہے کیونکہ وہ تمام زمین والوں کا قبلہ ہے۔ ۱۸۹ اور قیامت و آخرت اور مرنے کے بعد اٹھنے کا یقین رکھتے ہیں اور اپنے انجام سے غافل اور بے خبر نہیں ہیں۔

۱۹۰ اور نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرے۔ ۱۹۱ شان نزول: یہ آیت مُسَيِّمَةُ کَذَابِ کے بارے میں نازل ہوئی جس نے بیمار علاقہ یمن میں نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا

تھا۔ قبیلہ بنی حنیفہ کے چند لوگ اس کے فریب میں آگئے تھے، یہ کذاب زمانہ خلافت حضرت ابو بکر صدیق میں وحشی قاتل امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے قتل

ہوا۔ ۱۹۲ شان نزول: یہ عبد اللہ بن ابی سرح کا تب وحی کے حق میں نازل ہوئی۔ جب آیت ”وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ“ (اور بے شک ہم نے آدمی کو چنی ہوئی

مٹی سے بنایا) نازل ہوئی اس نے اس کو لکھا اور آخر تک پہنچتے پہنچتے پیدائش انسان کی تفصیل پر مطلع ہو کر متعجب ہوا اور اس حالت میں آیت کا آخر ”فَتَبَارَكَ اللَّهُ

أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ“ (تو بڑی برکت والا ہے اللہ سب سے بہتر بنانے والا) بے اختیار اس کی زبان پر جاری ہو گیا اس پر اس کو یہ گھمنڈ ہوا کہ مجھ پر وحی آنے لگی اور

مرد ہو گیا یہ نہ سمجھا کہ نور وحی اور قوت و حسن کلام سے آیت کا آخر کلمہ زبان پر آ گیا اس میں اس کی قابلیت کا کوئی دخل نہ تھا اور کلام خود اپنے آخر کو بتا دیا کرتا ہے جیسے

کبھی کوئی شاعر نفس مضمون پڑھے وہ مضمون خود قافیہ بتا دیتا ہے اور سننے والے شاعر سے پہلے قافیہ پڑھ دیتے ہیں ان میں ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو ہرگز ویسا شعر

کہنے پر قادر نہیں تو قافیہ بتانا ان کی قابلیت نہیں کلام کی قوت ہے اور یہاں تو نور وحی اور نور نبی سے سینہ میں روشنی آتی تھی۔ چنانچہ مجلس شریف سے جدا ہونے اور



غَمَاتِ الْمَوْتِ وَالْمَلَائِكَةُ بَاسِطُو أَيْدِيهِمْ أَخْرِجُوا أَنْفُسَكُمُ الْيَوْمَ

موت کی تختیوں میں ہیں اور فرشتے ہاتھ پھیلائے ہوئے ہیں ۱۹۳ء کہ نکالو اپنی جانیں آج

تُجْرُونَ عَذَابَ الْهُونِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ

تمہیں خواری کا عذاب دیا جائے گا بدلہ اس کا کہ اللہ پر جھوٹ لگاتے تھے ۱۹۴ء اور

عَنْ آيَتِهِ تَسْتَكْبِرُونَ ﴿۹۳﴾ وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِرْعَوْنَ وَمُوسَىٰ كَذِبًا خَلَقْنَاكُمْ أَوَّلَ

اس کی آیتوں سے تکبر کرتے اور بے شک تم ہمارے پاس اکیلے آئے جیسا ہم نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا

مَرَّةٍ وَتَرَكْتُمْ مَا خَوَّلْنَاكُمْ وَرَاءَ ظُهُورِكُمْ وَمَا نَرَىٰ مَعَكُمْ شُفَعَاءَكُمُ

تھا ۱۹۵ء اور پیٹھ پیچھے چھوڑ آئے جو مال و متاع ہم نے تمہیں دیا تھا اور تم تمہارے ساتھ تمہارے ان سفارشچیوں کو نہیں دیکھتے

الَّذِينَ زَعَمْتُمْ أَنَّهُمْ فِيكُمْ شُرَكَاءُ لَقَدْ تَقَطَّعَ بَيْنَكُمْ وَضَلَّ عَنْكُمْ

جن کا تم اپنے میں سا جھا بتاتے تھے ۱۹۶ء بے شک تمہارے آپس کی ڈور کٹ گئی ۱۹۷ء اور تم سے گئے

مَا كُنْتُمْ تَرْعَمُونَ ﴿۹۴﴾ إِنَّ اللَّهَ فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوَىٰ يُخْرِجُ الْحَىَّ

جو دعوے کرتے تھے ۱۹۸ء بیشک اللہ دانے اور گٹھلی کو چیرنے والا ہے ۱۹۹ء زندہ کو

مِنَ السَّيِّئِ وَمُخْرِجَ السَّيِّئِ مِنَ الْحَىِّ ذَلِكُمُ اللَّهُ فَأَلَىٰ تُوْفِكُونَ ﴿۹۵﴾

مردہ سے نکالے ۲۰۰ء اور مردہ کو زندہ سے نکالے والا ۲۰۱ء یہ ہے اللہ تم کہاں اونٹھے جاتے ہو ۲۰۲ء

فَالِقِ الْإِصْبَاحِ وَجَعَلَ اللَّيْلَ سَكَنًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حَسْبَانًا ذَلِكُمُ

تاریکی چاک کر کے صبح نکالنے والا اور اس نے رات کو چین بنایا ۲۰۳ء اور سورج اور چاند کو حساب ۲۰۴ء یہ

مردہ ہو جانے کے بعد پھر وہ ایک جملہ بھی ایسا بنانے پر قادر نہ ہوا جو نظم قرآنی سے مل سکتا آخر کار زمانہ اقدس ہی میں قبل فتح مکہ پھر اسلام سے مشرف

ہوا۔ ۱۹۳ء ارواح قبض کرنے کے لیے جھڑکتے جاتے ہیں اور کہتے جاتے ہیں۔ ۱۹۴ء نبوت اور وحی کے جھوٹے دعوے کر کے اور اللہ کے لیے شریک اور بی بی بننے

بتا کر۔ ۱۹۵ء نہ تمہارے ساتھ مال ہے نہ جاہ نہ اولاد جن کی محبت میں تم عمر بھر گرفتار رہے نہ وہ بت جنہیں پوجا کئے (کرتے تھے) آج ان میں سے کوئی تمہارے کام

نہ آیا۔ یہ کفار سے روز قیامت فرمایا جاوے گا۔ ۱۹۶ء کہ وہ عبادت کے حق دار ہونے میں اللہ کے شریک ہیں۔ (مَعَاذَ اللَّهِ) ۱۹۷ء اور علاقے (تعلقات) ٹوٹ گئے

جماعت منتشر ہو گئی۔ ۱۹۸ء تمہارے وہ تمام جھوٹے دعوے جو تم دنیا میں کیا کرتے تھے باطل ہو گئے۔ ۱۹۹ء توحید و نبوت کے بیان کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے کمال

قدرت و علم و حکمت کے دلائل ذکر فرمائے کیونکہ مقصود اعظم اللہ سبحانہ اور اس کے تمام صفات و افعال کی معرفت ہے اور یہ جاننا کہ وہی تمام چیزوں کا پیدا کرنے والا

ہے اور جو ایسا ہو وہی مستحق عبادت ہو سکتا ہے نہ کہ وہ بت جنہیں مشرکین پوجتے ہیں۔ خشک دانہ اور گٹھلی کو چیر کر ان سے سبزہ اور درخت پیدا کرنا اور ایسی سنگلاخ

زمینوں میں ان کے نرم ریشوں کو رواں کرنا جہاں آہنی تیخ بھی کام نہ کر سکے اس کی قدرت کے کیسے عجائبات ہیں۔ ۲۰۰ء جاندار سبزہ کو بے جان دانے اور گٹھلی سے

اور انسان و حیوان کو نطفہ سے اور پرند کو انڈے سے۔ ۲۰۱ء جاندار درخت سے بے جان گٹھلی اور دانہ کو اور انسان و حیوان سے نطفہ کو اور پرند سے انڈے کو یہ اس کے

عجائب قدرت و حکمت ہیں۔ ۲۰۲ء اور ایسے براہین قائم ہونے کے بعد کیوں ایمان نہیں لاتے اور موت کے بعد اٹھنے کا یقین نہیں کرتے، جو بے جان نطفہ سے

تَقْدِيرِ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ﴿۹۶﴾ وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ النُّجُومَ لِتَهْتَدُوا

سادھا (مقرر کیا ہوا) ہے زبردست جاننے والے کا اور وہی ہے جس نے تمہارے لیے تارے بنائے کہ ان سے راہ

بِهَافِي ظُلُمَاتِ اللَّيْلِ وَالْبَحْرِ ط قَدْ فَصَّلْنَا الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ﴿۹۷﴾

پاؤ خشکی اور تری کے اندھیروں میں ہم نے نشانیاں مفصل بیان کر دیں علم والوں کے لیے

وَهُوَ الَّذِي أَنشَأَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ فَمُسْتَقَرٌّ وَمُسْتَوْدَعٌ ط

اور وہی ہے جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا ﴿۹۷﴾ پھر کہیں تمہیں ٹھہرنا ہے ﴿۹۸﴾ اور کہیں امانت رہنا ﴿۹۹﴾

قَدْ فَصَّلْنَا الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَفْقَهُونَ ﴿۹۸﴾ وَهُوَ الَّذِي أَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ

بے شک ہم نے مفصل آیتیں بیان کر دیں سمجھ والوں کے لیے اور وہی ہے جس نے آسمان سے

مَاءً ج فَأَخْرَجْنَا مِنْهُ نَبَاتٍ كُلِّ شَيْءٍ فَأَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُخْرَجُ

پانی اتارا تو ہم نے اس سے ہر اگنے والی چیز نکالی ﴿۹۸﴾ تو ہم نے اس سے نکالی سبزی جس میں

مِنْهُ حَبًّا مَّتْرًا كَبَّاجٍ وَمِنَ النَّخْلِ مِنَ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ وَجَنَّاتٍ

سے دانے نکالتے ہیں ایک دوسرے پر چڑھے ہوئے اور کھجور کے گاجھے سے پاس پاس گچھے اور انگور

مِّنْ أَعْنَابٍ وَالزَّيْتُونَ وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ط انظُرُوا

کے باغ اور زیتون اور انار کسی بات میں ملتے اور کسی بات میں الگ اس کا

إِلَى ثَمَرَةٍ إِذْ أَثَرَ وَيَبْعَهُ ط إِنَّ فِي ذَلِكُمْ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿۹۹﴾

پھل دیکھو جب پھلے اور اس کا پکنا بے شک اس میں نشانیاں ہیں ایمان والوں کے لیے

وَجَعَلُوا لِلَّهِ شُرَكَاءَ الْجِنَّ وَخَلَقَهُمْ وَخَرَقُوا لَهُ بَنِينَ وَبَنَاتٍ بِغَيْرِ

اور ﴿۹۹﴾ اللہ کا شریک ٹھہرایا جنوں کو ﴿۱۰۰﴾ حالانکہ اسی نے ان کو بنایا اور اس کے لیے بیٹے اور بیٹیاں گڑھ لیں

جاندار حیوان پیدا کرتا ہے اس کی قدرت سے مردہ کو زندہ کرنا کیا بعید ہے۔ ﴿۱۰۱﴾ کہ خلق اس میں چین پاتی ہے اور دن کی تکان و ماندگی کو استراحت سے دور

کرتی ہے اور شب بیدار زہد تنہائی میں اپنے رب کی عبادت سے چین پاتے ہیں۔ ﴿۱۰۲﴾ کہ ان کے دورے اور سیر (گردش کرنے) سے عبادت و معاملات

کے اوقات معلوم ہوں۔ ﴿۱۰۳﴾ یعنی حضرت آدم سے۔ ﴿۱۰۴﴾ ماں کے رحم میں یا زمین کے اوپر ﴿۱۰۵﴾ باپ کی پشت میں یا قبر کے اندر ﴿۱۰۶﴾ پانی ایک اور اس

سے جو چیزیں اگانیں وہ قسم قسم اور رنگ رنگ ﴿۱۰۷﴾ باوجودیکہ ان دلائل قدرت و عجائب حکمت اور اس انعام و اکرام اور ان نعمتوں کے پیدا کرنے اور عطا

فرمانے کا اقتضاء تھا کہ اس کریم کارساز پر ایمان لاتے بجائے اس کے بت پرستوں نے یہ قسم کیا (جو آیت میں آگے مذکور ہے) کہ ﴿۱۰۸﴾ کہ ان کی اطاعت کر

کے بت پرست ہو گئے۔

ط **عِلْمٌ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى عَمَّا يُصِفُونَ ۝۱۰۰** بَدِيعُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ط

جہالت سے پاک اور برتری ہے اس کو ان کی باتوں سے بے کسی نمونے کے آسمانوں اور زمین کا بنانے والا

ج **أَنِّي يَكُونُ لَهُ وَلَدٌ وَلَمْ تَكُنْ لَهُ صَاحِبَةً ط وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ ج**

اس کے بچے کہاں سے ہو حالانکہ اس کی عورت نہیں ۱۰۰ اور اس نے ہر چیز پیدا کی ۱۰۰

ج **وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝۱۰۱** ذَلِكُمْ اللَّهُ رَبُّكُمْ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ خَالِقُ

اور وہ سب کچھ جانتا ہے یہ ہے اللہ تمہارا رب ۱۰۱ اس کے سوا کسی کی زندگی نہیں ہر چیز کا

ج **كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوهُ ج وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ ۝۱۰۲** لَا تُدْرِكُهُ

بنانے والا تو اسے پوجو اور وہ ہر چیز پر نگہبان ہے ۱۰۲ آنکھیں اُسے

ج **الْأَبْصَارُ ج وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ ج وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ ۝۱۰۳** قَدْ

احاطہ نہیں کرتیں ۱۰۳ اور سب آنکھیں اس کے احاطہ میں ہیں اور وہی ہے نہایت باطن پورا خبردار تمہارے پاس

ج **جَاءَكُمْ بِبَصِيرٍ مِّنْ رَبِّكُمْ ج فَمَنْ أَبْصَرَ فَلِنَفْسِهِ ج وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا ط**

آنکھیں کھولنے والی دلیلیں آئیں تمہارے رب کی طرف سے تو جس نے دیکھا تو اپنے بھلے کو اور جو اندھا ہوا تو اپنے برے کو

ج **وَمَا أَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيظٍ ۝۱۰۴** وَكَذَلِكَ نُصَرِّفُ الْآيَاتِ وَلِيَقُولُوا

اور میں تم پر نگہبان نہیں اور ہم اسی طرح آیتیں طرح طرح سے بیان کرتے ہیں ۱۰۴ اور اس لیے کہ کافر بول اٹھیں

۱۰۴ اور بے عورت اولاد نہیں ہوتی اور زوجہ اس کی شان کے لائق نہیں کیونکہ کوئی شے اس کی مثل نہیں۔ ۱۰۴ تو جو ہے وہ اس کی مخلوق ہے اور مخلوق اولاد نہیں ہو سکتی

تو کسی مخلوق کو اولاد بتانا باطل ہے۔ ۱۰۴ جس کی صفات مذکور ہوئیں اور جس کی یہ صفات ہوں وہی مستحق عبادت ہے۔ ۱۰۴ خواہ وہ رزق ہو یا اجمل

یا حمل۔ ۱۰۴ مسائل: ادراک کے معنی ہیں مرئی کے جوانب و حدود پر واقف ہونا، اسی کو احاطہ کہتے ہیں۔ ادراک کی یہی تفسیر حضرت سعید ابن مسیب اور حضرت

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے منقول ہے اور جہور مفسرین ادراک کی تفسیر احاطہ سے فرماتے ہیں اور احاطہ اسی چیز کا ہو سکتا ہے جس کے حدود و جہات ہوں،

اللہ تعالیٰ کے لیے حد و جہت محال ہے تو اس کا ادراک و احاطہ بھی ناممکن، یہی مذہب ہے اہل سنت کا۔ خوارج و معتزلہ وغیرہ گمراہ فرتے ادراک اور رویت میں فرق

نہیں کرتے، اس لیے وہ اس گمراہی میں مبتلا ہو گئے کہ انہوں نے دیدار الہی کو محال عقلی قرار دے دیا، باوجودیکہ نفی رویت نفی علم کو مستلزم ہے ورنہ جیسا کہ باری تعالیٰ

بخلاف تمام موجودات کے بلا کیفیت و جہت جانا جا سکتا ہے، ایسے ہی دیکھا بھی جا سکتا ہے، کیونکہ اگر دوسری موجودات بغیر کیفیت و جہت کے دیکھی نہیں جا سکتیں تو

جانی بھی نہیں جا سکتیں۔ راز اس کا یہ ہے کہ رویت و دید کے معنی یہ ہیں کہ بصر کسی شے کو جیسی کہ وہ ہو دیکھا جانے تو جو شے جہت والی ہوگی اس کی رویت و دید جہت میں

ہوگی اور جس کے لیے جہت نہ ہوگی اس کی دید بے جہت ہوگی۔ دیدار الہی: آخرت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار مومنین کے لیے اہل سنت کا عقیدہ اور قرآن و حدیث و

اجماع صحابہ و سلف امت کے دلائل کثیرہ سے ثابت ہے۔ قرآن کریم میں فرمایا: "وَجُودَةٌ يَوْمَئِذٍ فَاصِرَةٌ ۝۱۰۴" (کچھ منہ اس دن تردنازہ ہوں

گے اپنے رب کو دیکھتے) اس سے ثابت ہے کہ مومنین کو روز قیامت ان کے رب کا دیدار میسر ہوگا۔ اس کے علاوہ اور بہت آیات اور صحاح کی کثیر احادیث سے

ثابت ہے اگر دیدار الہی ناممکن ہوتا تو حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام دیدار کا سوال نہ فرماتے، "رَبِّ ارْنِي اَنْظُرُ الْيَكِّ" (اے رب میرے مجھے اپنا دیدار

دکھا کہ میں تجھے دیکھوں) ارشاد نہ کرتے اور ان کے جواب میں "اِنْ اسْتَقَرَّ مَكَانَهُ فَسَوْفَ تَرَانِي" (یہ پہاڑ اگر اپنی جگہ ٹھہرا رہا تو تو عقرب مجھے دیکھ لے گا) نہ

فرمایا جاتا۔ ان دلائل سے ثابت ہو گیا کہ آخرت میں مومنین کے لیے دیدار الہی شرع میں ثابت ہے اور اس کا انکار گمراہی۔ ۱۰۴ کہ جہت لازم ہو۔



دَرَسْتَ وَلَنْبِيئِنَّا لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ﴿۱۰۵﴾ اِتَّبِعْ مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ ۚ

کہ تم تو پڑھے ہو اور اس لیے کہ اُسے علم والوں پر واضح کر دیں اس پر چلو جو تمہیں تمہارے رب کی طرف سے وحی ہوتی ہے ﴿۱۰۵﴾

لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ۚ وَأَعْرَضَ عَنِ الْمُشْرِكِينَ ﴿۱۰۶﴾ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا

اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور مشرکوں سے منہ پھیر لو اور اللہ چاہتا تو وہ

أَشْرَكُوا ۗ وَمَا جَعَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا ۚ وَمَا أَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيلٍ ﴿۱۰۷﴾ وَ

شریک نہ کرتے اور ہم نے تمہیں ان پر نگہبان نہیں کیا اور تم ان پر کڑوڑے (نگہبان) نہیں اور

لَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ

انہیں گالی نہ دو جن کو وہ اللہ کے سوا پوجتے ہیں کہ وہ اللہ کی شان میں بے ادبی کریں گے زیادتی اور جہالت سے ﴿۱۰۷﴾

كَذَلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ أُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّهِمْ مَرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُم

یونہی ہم نے ہر امت کی نگاہ میں اس کے عمل بھلے کر دیے ہیں پھر انہیں اپنے رب کی طرف پھرنا ہے اور وہ انہیں بتا دے گا

بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۱۰۸﴾ وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَاءَتْهُمْ

جو کرتے تھے اور انہوں نے اللہ کی قسم کھائی اپنے حلف میں پوری کوشش سے کہ اگر ان کے پاس کوئی نشانی

آيَةٌ لَّيُومِنَنَّ بِهَا ۗ قُلْ إِنَّمَّا الْآيَاتُ عِنْدَ اللَّهِ وَمَا يُشْعِرُكُمْ أَنَّهَا إِذَا

آئی تو ضرور اس پر ایمان لائیں گے تم فرمادو کہ نشانیاں تو اللہ کے پاس ہیں ﴿۱۰۸﴾ اور تمہیں ﴿۱۰۹﴾ کیا خبر کہ جب

جَاءَتْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿۱۰۹﴾ وَنُقَلِّبُ أَفْئِدَتَهُمْ وَأَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوا

وہ آئیں تو یہ ایمان نہ لائیں گے اور ہم پھیر دیتے ہیں ان کے دلوں اور آنکھوں کو ﴿۱۰۹﴾ جیسا وہ پہلی بار اس پر

بِهِ أَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ وَنَذَرُهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ﴿۱۱۰﴾

ایمان نہ لائے تھے ﴿۱۰۹﴾ اور انہیں چھوڑ دیتے ہیں کہ اپنی سرکشی میں بھٹکا کریں

﴿۱۰۹﴾ اور کفار کی بیہودہ گویوں کی طرف التفات نہ کرو۔ اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تسکین خاطر ہے کہ آپ کفار کی یا وہ گویوں سے رنجیدہ نہ ہوں، یہ ان کی بد نصیبی ہے کہ وہ ایسی واضح برہانوں سے فائدہ نہ اٹھائیں۔ ﴿۱۰۸﴾ قادمہ کا قول ہے کہ مسلمان کفار کے بتوں کی برائی کیا کرتے تھے تاکہ کفار کو نصیحت ہو اور وہ بت پرستی کے عیب سے باخبر ہوں مگر ان ناخدا شناس جاہلوں نے بجائے پند پذیر ہونے کے شان الہی میں بے ادبی کے ساتھ زبان کھولنی شروع کی۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اگرچہ بتوں کو برا کہنا اور ان کی حقیقت کا اظہار طاعت و ثواب ہے لیکن اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کفار کی بد گویوں کو روکنے کے لیے اس کو منع فرمایا گیا۔ ابن انباری کا قول ہے کہ یہ حکم اول زمانہ میں تھا جب اللہ تعالیٰ نے اسلام کو قوت عطا فرمائی منسوخ ہو گیا۔ ﴿۱۰۹﴾ وہ جب چاہتا ہے حسب اقتضائے حکمت نازل فرماتا ہے۔ ﴿۱۰۹﴾ اے مسلمانو! ﴿۱۰۸﴾ حق کے ماننے اور دیکھنے سے ﴿۱۰۸﴾ ان آیات پر جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ اقدس پر ظاہر ہوئی تھیں مثل شبنم القمر وغیرہ معجزات باہرات کے۔

وَلَوْ أَنَّنَا نَزَّلْنَا إِلَيْهِمُ الْمَلَكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْبَشَرِ وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ

اور اگر ہم ان کی طرف فرشتے اُتارتے ۲۲۲ اور ان سے مردے باتیں کرتے اور ہم ہر چیز

كُلِّ شَيْءٍ قَبْلًا مَا كَانُوا يَوْمِنَا إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ وَلَكِنْ أَكْثَرَهُمْ

ان کے سامنے اٹھلاتے جب بھی وہ ایمان لانے والے نہ تھے ۲۲۳ مگر یہ کہ خدا چاہتا ۲۲۴ لیکن ان میں بہت

يَجْهَلُونَ ۱۱۱) وَكَذَلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيْطِينًا الْإِنْسِ

زے جاہل ہیں ۲۲۵ اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے دشمن کئے ہیں آدمیوں

وَالْجِنِّ يُوحِي بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُورًا ۱۱۲) وَلَوْ

اور جنوں میں کے شیطان کہ ان میں ایک دوسرے پر خفیہ ڈالتا ہے بناوٹ کی بات ۲۲۶ دھوکے کو اور تمہارا

شَاءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوهُ فَذُرَّهُمْ وَمَا يَقْتُرُونَ ۱۱۳) وَلِتَصْغَىٰ إِلَيْهِ

رب چاہتا تو وہ ایسا نہ کرتے ۲۲۷ تو انہیں ان کی بناوٹوں پر چھوڑ دو ۲۲۸ اور اس لئے کہ اس وقت ۲۲۹ کی طرف

أَفِئدةُ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ وَلِيَرِّضُوهُ وَلِيَقْتَرِفُوا مَا هُمْ

ان کے دل جھکیں جنہیں آخرت پر ایمان نہیں اور اسے پسند کریں اور گناہ کمائیں جو انہیں

مُقْتَرِفُونَ ۱۱۴) أَفَغَيْرَ اللَّهِ ابْتَغَىٰ حَكَمًا وَهُوَ الَّذِي أَنْزَلَ إِلَيْكُمُ

گناہ کمانا ہے تو کیا اللہ کے سوا میں کسی اور کا فیصلہ چاہوں اور وہی ہے جس نے تمہاری طرف

الْكِتَابَ مَفْصَلًا ۱۱۵) وَالَّذِينَ اتَّيَهُمُ الْكِتَابُ يَعْلَمُونَ أَنَّهُ مُنَزَّلٌ مِّنْ

مُفْصَلِ كِتَابٍ أَنْزَلْنَاهُ ۱۱۶) اور جن کو ہم نے کتاب دی وہ جانتے ہیں کہ یہ تیرے رب کی طرف سے

۱۱۷) اِنَّا نَزَّلْنَاهُ فِي لَيْلِ الْقَدْرِ وَإِنَّا كَآئِنًا لَّسَمِعُونَهُ وَأَنبَأْنَا شَرِيكَكَ إِن هُوَ إِلَّا كَلِمَاتُ

۱۱۸) اِنَّا نَزَّلْنَاهُ فِي لَيْلِ الْقَدْرِ وَإِنَّا كَآئِنًا لَّسَمِعُونَهُ وَأَنبَأْنَا شَرِيكَكَ إِن هُوَ إِلَّا كَلِمَاتُ

۱۱۹) اِنَّا نَزَّلْنَاهُ فِي لَيْلِ الْقَدْرِ وَإِنَّا كَآئِنًا لَّسَمِعُونَهُ وَأَنبَأْنَا شَرِيكَكَ إِن هُوَ إِلَّا كَلِمَاتُ

۱۲۰) اِنَّا نَزَّلْنَاهُ فِي لَيْلِ الْقَدْرِ وَإِنَّا كَآئِنًا لَّسَمِعُونَهُ وَأَنبَأْنَا شَرِيكَكَ إِن هُوَ إِلَّا كَلِمَاتُ

۱۲۱) اِنَّا نَزَّلْنَاهُ فِي لَيْلِ الْقَدْرِ وَإِنَّا كَآئِنًا لَّسَمِعُونَهُ وَأَنبَأْنَا شَرِيكَكَ إِن هُوَ إِلَّا كَلِمَاتُ

۱۲۲) اِنَّا نَزَّلْنَاهُ فِي لَيْلِ الْقَدْرِ وَإِنَّا كَآئِنًا لَّسَمِعُونَهُ وَأَنبَأْنَا شَرِيكَكَ إِن هُوَ إِلَّا كَلِمَاتُ

۱۲۳) اِنَّا نَزَّلْنَاهُ فِي لَيْلِ الْقَدْرِ وَإِنَّا كَآئِنًا لَّسَمِعُونَهُ وَأَنبَأْنَا شَرِيكَكَ إِن هُوَ إِلَّا كَلِمَاتُ

۱۲۴) اِنَّا نَزَّلْنَاهُ فِي لَيْلِ الْقَدْرِ وَإِنَّا كَآئِنًا لَّسَمِعُونَهُ وَأَنبَأْنَا شَرِيكَكَ إِن هُوَ إِلَّا كَلِمَاتُ

۱۲۵) اِنَّا نَزَّلْنَاهُ فِي لَيْلِ الْقَدْرِ وَإِنَّا كَآئِنًا لَّسَمِعُونَهُ وَأَنبَأْنَا شَرِيكَكَ إِن هُوَ إِلَّا كَلِمَاتُ

رَبِّكَ بِالْحَقِّ فَلَاتُكُونَنَّ مِنَ الْمُبْتَرِينَ ﴿۱۱۳﴾ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ

سچ اُترا ہے ۲۳۲ تو اے سننے والے تو ہرگز شک والوں میں نہ ہو اور پوری ہے تیرے رب کی بات

صِدْقًا وَعَدْلًا ۱۱۴ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ ۱۱۵ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿۱۱۵﴾ وَإِنْ

سچ اور انصاف میں اس کی باتوں کا کوئی بدلے والا نہیں ۲۳۳ اور وہی ہے سنتا جانتا اور اے سننے

تُطِعْ أَكْثَرَ مَنْ فِي الْأَرْضِ يُضِلُّوكَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ۱۱۶ إِنْ يَتَّبِعُونَ

والے زمین میں اکثر وہ ہیں کہ تو ان کے کہے پر چلے تو تجھے اللہ کی راہ سے بہکا دیں وہ صرف گمان کے

إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ ﴿۱۱۶﴾ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ مَنْ يَضِلُّ

پچھے ہیں ۲۳۴ اور نری اٹکیں (فضول اندازے) دوڑاتے ہیں ۲۳۵ تیرا رب خوب جانتا ہے کہ کون بہکا

عَنْ سَبِيلِهِ ۱۱۷ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ﴿۱۱۷﴾ فَكُلُوا مِمَّا ذُكِّرَ اسْمُ اللَّهِ

اس کی راہ سے اور وہ خوب جانتا ہے ہدایت والوں کو تو کھاؤ اس میں سے جس پر اللہ کا نام

عَلَيْهِ إِنْ كُنْتُمْ بِآيَاتِهِ مُؤْمِنِينَ ﴿۱۱۸﴾ وَمَالِكُمْ أَلا تَأْكُلُوا مِمَّا ذُكِّرَ اسْمُ

لیا گیا ۲۳۶ اگر تم اس کی آیتیں مانتے ہو اور تمہیں کیا ہوا کہ اس میں سے نہ کھاؤ جس ۲۳۷

اللَّهُ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ إِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ إِلَيْهِ ۱۱۹

پر اللہ کا نام لیا گیا وہ تو تم سے مفصل بیان کر چکا جو کچھ تم پر حرام ہوا ۲۳۸ مگر جب تمہیں اس سے مجبوری ہو ۲۳۹

وَإِنَّ كَثِيرًا لَّيَضِلُّونَ بِأَهْوَاءِهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۱۲۰ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ

اور بے شک بہتیرے اپنی خواہشوں سے گمراہ کرتے ہیں بے جانے بے شک تیرا رب حد سے بڑھنے

۲۳۲ کیونکہ اُن کے پاس اس کی دلیلیں ہیں۔ ۲۳۳ نہ کوئی اس کی قضا کا تبدیل کرنے والا نہ حکم کا رد کرنے والا نہ اس کا وعدہ خلاف ہو سکے۔ بعض مفسرین

نے فرمایا کہ کلام جب تام ہے تو وہ قابلِ نقص و تغیر نہیں اور وہ قیامت تک تحریف و تغیر سے محفوظ ہے۔ بعض مفسرین فرماتے ہیں: معنی یہ ہیں کہ کسی کی قدرت

نہیں کہ قرآن پاک کی تحریف کر سکے کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت کا ضامن ہے۔ (تفسیر ابوالسعود) ۲۳۴ اپنے جاہل اور گمراہ باپ دادا کی تقلید کرتے ہیں

بصیرت و حق شناسی سے محروم ہیں۔ ۲۳۵ کہ یہ حلال ہے یہ حرام اور اٹکل سے کوئی چیز حلال حرام نہیں ہوتی جسے اللہ اور اس کے رسول نے حلال کیا وہ حلال اور

جسے حرام کیا وہ حرام۔ ۲۳۶ یعنی جو اللہ کے نام پر ذبح کیا گیا نہ وہ جو اپنی موت مرایا بتوں کے نام پر ذبح کیا گیا وہ حرام ہے حلت اللہ کے نام پر ذبح ہونے

سے متعلق ہے یہ مشرکین کے اس اعتراض کا جواب ہے کہ جو انہوں نے مسلمانوں پر کیا تھا کہ تم اپنا قتل کیا ہوا تو کھاتے ہو اور اللہ کا مارا ہوا یعنی جو اپنی موت

مرے اس کو حرام جانتے ہو۔ ۲۳۷ ذبیحہ ۲۳۸ مسئلہ: اس سے ثابت ہوا کہ حرام چیزوں کا مفصل ذکر ہوتا ہے اور ثبوتِ حرمت کے لئے حکمِ حرمت درکار ہے

اور جس چیز پر شریعت میں حرمت (حرام ہونے) کا حکم نہ ہو وہ مباح ہے۔ ۲۳۹ تو عَسَدًا لَّا ضَطْرَّ اِرْقَدْرُضْرُوتِ رَوَاہِ۔ (یعنی شدید مجبوری کے وقت

بقدر ضرورت جائز ہے)



بِالْمُعْتَدِينَ ۱۱۹ ﴿۱۱۹﴾ وَذُرُوا ظَاهِرَ الْأَيْمَنِ وَبَاطِنَهُ ۱۲۰ ﴿۱۲۰﴾ إِنَّ الَّذِينَ

والوں کو خوب جانتا ہے اور چھوڑ دو کھلا اور بچھا گناہ وہ جو

يَكْسِبُونَ الْأَيْمَنَ سَيَجْزُونَ بِمَا كَانُوا يَكْتَرُونَ ۱۲۱ ﴿۱۲۱﴾ وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا

گناہ کھاتے ہیں عنقریب اپنی کمائی کی سزا پائیں گے اور اسے نہ کھاؤ جس

لَمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ لَفِسْقٌ ۱۲۲ ﴿۱۲۲﴾ وَإِنَّ الشَّيْطَانَ لِيُوحِيَ إِلَى

پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ۱۲۲ اور وہ بے شک حکم عدولی ہے اور بے شک شیطان اپنے دوستوں کے

أُولِيئِهِمْ لِيُجَادِلُوكُمْ ۱۲۳ ﴿۱۲۳﴾ وَإِنْ أَطَعْتُمُوهُمْ إِنَّكُمْ لَمُشْرِكُونَ ۱۲۴ ﴿۱۲۴﴾ أَوْ مَن

دلوں میں ڈالتے ہیں کہ تم سے جھگڑیں اور اگر تم ان کا کہنا مانو ۱۲۳ تو اس وقت تم مشرک ہو ۱۲۴ اور کیا

كَانَ مَيِّتًا فَأَحْيَيْنَاهُ وَجَعَلْنَا لَهُ نُورًا يَرَىٰ بِهِ فِي النَّاسِ كَمَن

وہ کہ مُردہ تھا تو ہم نے اُسے زندہ کیا ۱۲۵ اور اس کے لئے ایک نور کر دیا ۱۲۵ جس سے لوگوں میں چلتا ہے ۱۲۵ وہ اس

مَثَلُهُ فِي الظُّلُمَاتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا ۱۲۶ ﴿۱۲۶﴾ كَذَلِكَ زُيِّنَ لِلْكَافِرِينَ

جیسا ہوا جائے گا جو اندھیریوں میں ہے ۱۲۶ ان سے نکلنے والا نہیں یونہی کافروں کی آنکھ میں ان کے

۱۲۷ وقتِ ذبح نہ تحقیقاً نہ تقدیراً خواہ اس طرح کہ وہ جانور اپنی موت مر گیا ہو یا اس طرح کہ اس کو بغیر تسمیہ کے یا غیر خدا کے نام پر ذبح کیا گیا ہو یہ سب حرام ہیں

لیکن جہاں مسلمان ذبح کرنے والا وقتِ ذبح بِسْمِ اللّٰهِ اَلْحَمْدُ کہنا بھول گیا وہ ذبح جائز ہے وہاں ذکر تقدیری ہے جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہوا۔

۱۲۸ اور اللہ کے حرام کئے ہوئے کو حلال جانو ۱۲۸ کیونکہ دین میں حکم الہی کو چھوڑنا اور دوسرے کے حکم کو ماننا اللہ کے سوا اور کو حاکم قرار دینا شرک ہے۔ ۱۲۹ مردہ

سے کافر اور زندہ سے مومن مراد ہے کیونکہ کفر قلوب کے لئے موت ہے اور ایمان حیات۔ ۱۳۰ اور سے ایمان مراد ہے جس کی بدولت آدمی کفر کی تاریکیوں سے

نجات پاتا ہے۔ قنادہ کا قول ہے کہ نور سے کتاب اللہ یعنی قرآن مراد ہے۔ ۱۳۱ اور بینائی حاصل کر کے راہِ حق کا امتیاز کر لیتا ہے۔ ۱۳۲ کفر و جہل و تیرہ باطنی

کی یہ ایک مثال ہے جس میں مومن و کافر کا حال بیان فرمایا گیا ہے کہ ہدایت پانے والا مومن اس مردہ کی طرح ہے جس نے زندگانی پائی اور اس کو نور ملا جس سے وہ

مقصود کی راہ پاتا ہے اور کافر اس کی مثل ہے جو طرح طرح کی اندھیروں میں گرفتار ہوا اور ان سے نکل نہ سکے ہمیشہ حیرت میں مبتلا رہے یہ دونوں مثالیں ہر مومن و

کافر کے لئے عام ہیں اگرچہ بقول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ان کا شان نزول یہ ہے کہ ابو جہل نے ایک روز سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی نجس چیز پھینکی

تھی اس روز حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ شکار کو گئے ہوئے تھے جس وقت وہ ہاتھ میں کمان لئے ہوئے شکار سے واپس آئے تو انہیں اس واقعہ کی خبر دی گئی گواہی

تک وہ ایمان سے مشرف نہ ہوئے تھے مگر یہ خبر سن کر ان کو نہایت طیش آیا اور وہ ابو جہل پر چڑھ گئے اور اس کو کمان سے مارنے لگے اور ابو جہل عاجزی و خوشامد کرنے

لگا اور کہنے لگا اے ابوعلی! (حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ہے) کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ محمد (مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) کیسا دین لائے اور انہوں

نے ہمارے معبودوں کو برا کہا اور ہمارے باپ دادا کی مخالفت کی اور ہمیں بد عقل بتایا، اس پر حضرت امیر حمزہ نے فرمایا: تمہارے برابر بد عقل کون ہے کہ اللہ کو چھوڑ کر

پتھروں کو پوجتے ہو، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں، اسی وقت حضرت

امیر حمزہ اسلام لے آئے۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو حضرت امیر حمزہ کا حال اس کے مشابہ ہے جو مُردہ تھا ایمان نہ رکھتا تھا اللہ تعالیٰ نے اس کو زندہ کیا اور نور

باطن عطا فرمایا اور ابو جہل کی شان یہی ہے کہ وہ کفر و جہل کی تاریکیوں میں گرفتار رہے اور۔

مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۱۳۲﴾ وَكَذَلِكَ جَعَلْنَا فِي كُلِّ قَرْيَةٍ أَكْبَرًا مُّجْرِمِيهَا

اعمال بھلے کر دیئے گئے ہیں اور اسی طرح ہم نے ہر بستی میں اس کے مجرموں کے سرغنہ کے

لِيَكْرَهُوا فِيهَا ۖ وَمَا يَكْسُرُونَ إِلَّا بِأَنْفُسِهِمْ وَمَا يَشْعُرُونَ ﴿۱۳۳﴾ وَإِذَا

کہ اس میں داؤں کھیلیں ۲۳۷ اور داؤں نہیں کھیلنے مگر اپنی جانوں پر اور انھیں شعور نہیں ۲۳۸ اور جب

جَاءَهُمْ آيَةٌ قَالُوا لَنْ نُؤْمِنَ بِحَتَّىٰ نُؤْتَىٰ مِثْلَ مَا أُوتِيَ رُسُلُ اللَّهِ ۗ

ان کے پاس کوئی نشانی آئے کہتے ہیں ہم ہرگز ایمان نہ لائیں گے جب تک ہمیں بھی ویسا ہی نہ ملے جیسا اللہ کے رسولوں کو ملا ۲۳۹

اللَّهُ أَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهُ ۗ سَيُصِيبُ الَّذِينَ أَجْرَمُوا صَغَارٌ

اللہ خوب جانتا ہے جہاں اپنی رسالت رکھے ۲۴۰ عنقریب مجرموں کو اللہ

عِنْدَ اللَّهِ وَعَذَابٌ شَدِيدٌ بِمَا كَانُوا يَكْسُرُونَ ﴿۱۳۴﴾ فَمَنْ يُرِدِ اللَّهُ

کے یہاں ذلت پہنچے گی اور سخت عذاب بدلہ ان کے مکر کا اور جسے اللہ

أَنْ يَهْدِيَهُ يُشْرَحْ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ ۗ وَمَنْ يُرِدْ أَنْ يُضِلَّهُ يَجْعَلْ

راہ دکھانا چاہے اس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیتا ہے ۲۴۱ اور جسے گمراہ کرنا چاہے اس کا

صَدْرَهُ ضَيِّقًا حَرَجًا ۗ كَانَّمَا يَصْعَدُ فِي السَّمَاءِ ۗ كَذَلِكَ يَجْعَلُ

سینہ تنگ خوب رکا ہوا کر دیتا ہے ۲۴۲ گویا کسی کی زبردستی سے آسمان پر چڑھ رہا ہے اللہ یونہی

اللَّهُ الرَّجْسَ عَلَى الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿۱۳۵﴾ وَهَذَا صِرَاطٌ رَبِّكَ

عذاب ڈالتا ہے ایمان نہ لانے والوں کو اور یہ ۲۴۳ تمہارے رب کی سیدھی

مُسْتَقِيمًا ۗ قَدْ فَصَّلْنَا الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَذَّكَّرُونَ ﴿۱۳۶﴾ لَهُمْ دَارُ السَّلَامِ

راہ ہے ہم نے آیتیں مفصل بیان کر دیں نصیحت ماننے والوں کے لئے ان کے لئے سلامتی کا گھر ہے

۲۴۷ اور طرح طرح کے جیلوں اور فریبوں اور مکاریوں سے لوگوں کو بہکاتے اور باطل کو رواج دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ ۲۴۸ کہ اس کا وبال انہیں پر پڑتا ہے۔

۲۴۹ یعنی جب تک ہمارے پاس وحی نہ آئے اور ہمیں نبی نہ بنایا جائے۔ شان نزول: ولید بن مغیرہ نے کہا تھا کہ اگر نبوت حق ہو تو اس کا زیادہ مستحق میں ہوں کیونکہ

میری عمر سید عالم (صلی اللہ علیہ وسلم) سے زیادہ ہے اور مال بھی، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ۲۵۰ یعنی اللہ جانتا ہے کہ نبوت کی اہلیت اور اس کا اشتقاق کس کو ہے

کس کو نہیں، عمر و مال سے کوئی مستحق نبوت نہیں ہو سکتا یہ نبوت کے طلبگار تو حسد، کبر، بعدی وغیرہ قبائح افعال اور رد ذلک نھال میں مبتلا ہیں یہ کہاں اور نبوت کا

مصنوب عالی کہاں۔ ۲۵۱ اس کو ایمان کی توفیق دیتا ہے اور اس کے دل میں روشنی پیدا کرتا ہے۔ ۲۵۲ کہ اس میں علم اور دلائل توحید و ایمان کی گنجائش نہ ہو تو اس کی

ایسی حالت ہوتی ہے کہ جب اس کو ایمان کی دعوت دی جاتی ہے اور اسلام کی طرف بلایا جاتا ہے تو وہ اس پر نہایت شاق ہوتا ہے اور اس کو بہت دشوار معلوم ہوتا ہے۔

۲۵۳ دین اسلام۔

عِنْدَ رَبِّهِمْ وَهُوَ وَلِيُّهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۱۲۷﴾ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ

اپنے رب کے یہاں اور وہ ان کا مولیٰ ہے یہ ان کے کاموں کا پھل ہے اور جس دن ان سب کو اٹھائے گا

جَبِيعًا ۳۱۰ يَبْعَثُ الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ مِنَ الْإِنْسِ ۳۱۱ وَقَالَ

اور فرمائے گا اے جن کے گروہ تم نے بہت آدمی گھیر لئے ۳۱۰ اور ان کے

أَوْلِيَؤُهُمْ مِنَ الْإِنْسِ رَبَّنَا اسْتَتَعَ بِبَعْضِنَا بِبَعْضٍ وَبَلَّغْنَا آجَلَنَا

دوست آدمی عرض کریں گے اے ہمارے رب ہم میں ایک نے دوسرے سے فائدہ اٹھایا ۳۱۱ اور ہم اپنی اس میعاد کو پہنچ گئے

الذِّبَى ۳۱۲ أَجَلْتُمْ لَنَا ۳۱۳ قَالَ النَّارُ مَثُوكُمْ خَلِدِينَ فِيهَا إِلَّا مَا شَاءَ

جو تو نے ہمارے لئے مقرر فرمائی تھی ۳۱۲ فرمائے گا آگ تمہارا ٹھکانہ ہے ہمیشہ اس میں رہو مگر جسے خدا

اللَّهُ ۳۱۴ إِنَّ رَبَّكَ حَكِيمٌ عَلِيمٌ ﴿۱۲۸﴾ وَكَذَلِكَ نُؤَيِّبُ بَعْضَ الظَّالِمِينَ

چاہے ۳۱۴ اے محبوب بے شک تمہارا رب حکمت والا علم والا ہے اور یونہی ہم ظالموں میں ایک کو دوسرے

بَعْضًا بِبِئْسَ كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿۱۲۹﴾ يَبْعَثُ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ أَلَمْ يَأْتِكُمْ

پر مسلط کرتے ہیں بدلہ اُن کے کئے کا ۳۱۵ اے جنوں اور آدمیوں کے گروہ کیا تمہارے پاس

رُسُلٌ مِّنكُمْ يَقْضُونَ عَلَيْكُمْ آيَاتِي وَيُنذِرُونَكُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ

تم میں کے رسول نہ آئے تھے تم پر میری آیتیں پڑھتے اور تمہیں یہ دن ۳۱۶ دیکھنے سے

هَذَا ۳۱۷ قَالُوا أَشْهَدْنَا عَلَىٰ أَنْفُسِنَا وَعَرَّيْتَهُمُ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَشَهِدُوا

ڈراتے ۳۱۷ کہیں گے ہم نے اپنی جانوں پر گواہی دی ۳۱۸ اور انہیں دنیا کی زندگی نے فریب دیا اور خود

عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ أَنَّهُمْ كَانُوا كَافِرِينَ ﴿۱۳۰﴾ ذَلِكَ أَنْ لَّمْ يَكُنْ رَبُّكَ مُهْلِكَ

اپنی جانوں پر گواہی دیں گے کہ وہ کافر تھے ۳۱۹ یہ ۳۲۰ اس لئے کہ تیرا رب بستیوں کو ۳۲۱

۳۲۲ ان کو بہکایا اور انہیں گواہی دیا۔ ۳۲۳ اس طرح کہ انسانوں نے شہوات و معاصی میں ان سے مدد پائی اور جنوں نے انسانوں کو اپنا مطیع بنایا آخر کار اس کا نتیجہ پایا۔

۳۲۴ وقت گزر گیا قیامت کا دن آ گیا حسرت و ندامت باقی رہ گئی۔ ۳۲۵ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہ استثناء اس قوم کی طرف راجع ہے جس کی

نسبت علم الہی میں ہے کہ وہ اسلام لائیں گے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کریں گے اور جہنم سے نکالے جائیں گے۔ ۳۲۶ حضرت ابن عباس رضی

اللہ عنہما نے فرمایا کہ اللہ جب کسی قوم کی بھلائی چاہتا ہے تو اچھوں کو ان پر مسلط کرتا ہے برائی چاہتا ہے تو بڑوں کو، اس سے یہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ جو قوم ظالم ہوتی

ہے اس پر ظالم بادشاہ مسلط کیا جاتا ہے تو جو اس ظالم کے بچے ظلم سے رہائی چاہیں انہیں چاہئے کہ ظلم ترک کریں۔ ۳۲۷ یعنی روز قیامت ۳۲۸ اور عذاب الہی کا

خوف دلاتے ۳۲۹ کافر جن اور انسان اقرار کریں گے کہ رسول اُن کے پاس آئے اور انہوں نے زبانی پیام پہنچائے اور اس دن کے پیش آنے والے حالات کا خوف

دلایا لیکن کافروں نے اُن کی تکذیب کی اور ان پر ایمان نہ لائے کفار کا یہ اقرار اس وقت ہوگا جبکہ ان کے اعضاء و جوارح ان کے شرک و کفر کی شہادتیں دیں گے۔



الْقَرَامِ يَظْلِمُونَ ۝ وَأَهْلَهَا غُفْلُونَ ﴿۱۳۱﴾ وَلِكُلِّ دَرَجَةٍ مِّمَّا عَمِلُوا ۝ وَمَا

ظلم سے تباہ نہیں کرتا کہ ان کے لوگ بے خبر ہوں ۲۶۵ اور ہر ایک کے لئے ۲۶۶ ان کے کاموں سے درجے ہیں اور

رَبِّكَ يَغْفِرُ لِعِبَادٍ عَمَّا يَعْمَلُونَ ﴿۱۳۲﴾ وَرَبُّكَ الْغَنِيُّ ذُو الرَّحْمَةِ ۝ إِنَّ يَسَاءَ

تیرا رب ان کے اعمال سے بے خبر نہیں اور اے محبوب تمہارا رب بے پروا ہے رحمت والا اے لوگو وہ چاہے تو

يُذْهِبْكُمْ وَيَسْتَخْلِفْ مِنْ بَعْدِكُمْ مَا يَشَاءُ ۝ كَمَا أَنْشَأَكُمْ مِنْ ذُرِّيَّةِ

تمہیں لے جائے ۲۶۷ اور جسے چاہے تمہاری جگہ لائے جیسے تمہیں اوروں

قَوْمٍ آخَرِينَ ﴿۱۳۳﴾ إِنَّ مَا تَعْدُونَ لَأَتٍ ۝ وَمَا أَنْتُمْ بِبُعْجِرِينَ ﴿۱۳۴﴾

کی اولاد سے پیدا کیا ۲۶۸ بیشک جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے ۲۶۹ ضرور آنے والی ہے اور تم تھکا نہیں سکتے

قُلْ يَقَوْمِ اعْمَلُوا عَلَىٰ مَا كَانْتُمْ إِنِّي عَامِلٌ ۝ فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ۝ مَنْ

تم فرماؤ اے میری قوم تم اپنی جگہ پر کام کئے جاؤ میں اپنا کام کرتا ہوں تو اب جاننا چاہتے ہو کس

تَكُونُ لَهُ عَاقِبَةُ الدَّارِ ۝ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ ﴿۱۳۵﴾ وَجَعَلُوا لِلَّهِ مِثْلًا

کا رہتا ہے آخرت کا گھر بیشک ظالم فلاح نہیں پاتے اور ۲۷۰ اللہ نے جو

ذَرَأَ مِنَ الْحَرْثِ ۝ وَالْأَنْعَامِ نَصِيبًا فَقَالُوا هَذَا لِلَّهِ بِزَعْمِهِمْ ۝ وَهَذَا

کھیتی اور مویشی پیدا کئے ان میں اُسے ایک حصہ دار ٹھہرایا تو بولے یہ اللہ کا ہے ان کے خیال میں اور یہ

لِشُرَكَائِنَا ۝ فَمَا كَانَ لِشُرَكَائِهِمْ فَلَا يَصِلُ إِلَى اللَّهِ ۝ وَمَا كَانَ لِلَّهِ

ہمارے شریکوں کا ۲۷۱ تو وہ جو ان کے شریکوں کا ہے وہ تو خدا کو نہیں پہنچتا اور جو خدا کا ہے

وَاللَّهُ قَيِّمُ مَا كَانُوا يَكْفُرُونَ ﴿۱۳۶﴾ قَالُوا لَوْلَا جَاءَنَا آيَاتُ اللَّهِ فَكُنَّا لَعَنَةً ۝ قَالُوا لَوْلَا جَاءَنَا آيَاتُ اللَّهِ فَكُنَّا لَعَنَةً ۝ قَالُوا لَوْلَا جَاءَنَا آيَاتُ اللَّهِ فَكُنَّا لَعَنَةً ۝

۲۷۲ قیامت کا دن بہت طویل ہوگا اور اس میں حالات بہت مختلف پیش آئیں گے۔ جب کفار مومنین کے انعام و اکرام اور عزت و منزلت کو دیکھیں گے تو اپنے کفر و

شُرْكَ سے منکر ہو جائیں گے اور اس خیال سے کہ شاید مگر جانے سے کچھ کام بنے یہ کہیں گے "وَاللَّهِ رَبَّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِينَ" بلعنی خدا کی قسم! ہم مشرک نہ تھے، اس

وقت ان کے مونہوں پر مہر لگا دی جائیں گی اور ان کے اعضاء ان کے کفر و شرک کی گواہی دیں گے اسی کی نسبت اس آیت میں ارشاد ہوا: "وَشَهِدُوا عَلَيٰ

أَنْفُسِهِمْ أَنَّهُمْ كَانُوا كَافِرِينَ ۝" ۲۷۳ یعنی رسولوں کی بعثت ۲۷۴ ان کی معصیت اور ۲۷۵ بلکہ رسول بھیجے جاتے ہیں وہ انہیں ہدایتیں فرماتے ہیں جتیں قائم

کرتے ہیں اس پر بھی وہ سرکش کرتے ہیں تب ہلاک کئے جاتے ہیں۔ ۲۷۶ خواہ وہ نیک ہو یا بد، نیکی اور بدی کے درجہ ہیں انہی کے مطابق ثواب و عذاب ہوگا۔

۲۷۷ یعنی ہلاک کر دے ۲۷۸ اور ان کا جانشین بنایا۔ ۲۷۹ وہ چیز خواہ قیامت ہو یا مرنے کے بعد اٹھنا یا حساب یا ثواب و عذاب۔ ۲۸۰ زمانہ جاہلیت میں

مشرکین کا طریقہ تھا کہ وہ اپنی کھیتوں اور درختوں کے پھلوں اور چوپایوں اور تمام مالوں میں سے ایک حصہ تو اللہ کا مقرر کرتے تھے اور ایک حصہ بتوں کا تو جو حصہ

اللہ کے لئے مقرر کرتے تھے اس کو تو مہمانوں اور مسکینوں پر صرف کر دیتے تھے اور جو بتوں کے لئے مقرر کرتے تھے وہ خاص اُن پر اور ان کے خادموں پر صرف

کرتے جو حصہ اللہ کے لئے مقرر کرتے اگر اس میں سے کچھ بتوں والے حصہ میں مل جاتا تو اُسے چھوڑ دیتے اور اگر بتوں والے حصہ میں سے کچھ اس میں ملتا تو

اس کو نکال کر پھر بتوں ہی کے حصہ میں شامل کر دیتے اس آیت میں ان کی اس جہالت اور بد عقلی کا ذکر فرما کر ان پر تنبیہ فرمائی گئی۔ ۲۸۱ یعنی بتوں کا۔

فَهُوَ يَصِلُ إِلَىٰ شُرَكَائِهِمْ ۖ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ﴿۱۳۶﴾ وَكَذَلِكَ زَيْنَ

وہ ان کے شریکوں کو پہنچتا ہے کیا ہی برا حکم لگاتے ہیں ﴿۱۳۶﴾ اور یوں ہی بہت مشرکوں

لِكثِيرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ قَتَلَ أَوْلَادَهُمْ شُرَكَاءُ وَهُمْ لَيُرَدُّوهُمْ

کی نگاہ میں ان کے شریکوں نے اولاد کا قتل بھلا کر دکھایا ہے ﴿۱۳۷﴾ کہ انہیں ہلاک کریں

وَلَيَلْبِسُوا عَلَيْهِمْ دِينَهُمْ ۖ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا فَعَلُوهُ فَذَرْهُمْ وَمَا

اور ان کا دین ان پر مشتبہ کر دیں ﴿۱۳۸﴾ اور اللہ چاہتا تو ایسا نہ کرتے تو تم انہیں چھوڑ دو وہ ہیں اور

يَفْتَرُونَ ﴿۱۳۹﴾ وَقَالُوا هَذِهِ أَنْعَامٌ وَحَرِّثُ جِرٍّ لَا يَطْعَمُهَا إِلَّا مَنْ

ان کے افتراء اور بولے ﴿۱۳۹﴾ یہ مویشی اور کھیتی روکی ہوئی ﴿۱۴۰﴾ ہے اسے وہی کھائے جسے ہم

نَشَاءُ بِزُعْمِهِمْ وَأَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُورُهَا وَأَنْعَامٌ لَا يَذْكُرُونَ اسْمَ

چاہیں اپنے جھوٹے خیال سے ﴿۱۴۱﴾ اور کچھ مویشی ہیں جن پر چڑھنا حرام ٹھہرایا ﴿۱۴۲﴾ اور کچھ مویشی کے ذبح پر

اللَّهُ عَلَيْهَا افْتِرَاءٌ عَلَيْهِ ۖ سَيَجْزِيهِمْ بِمَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿۱۴۳﴾

اللہ کا نام نہیں لیتے ﴿۱۴۳﴾ یہ سب اللہ پر جھوٹ باندھنا ہے عنقریب وہ انہیں بدلہ دے گا اُن کے افتراؤں کا

وَقَالُوا مَا فِي بُطُونِ هَذِهِ الْأَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُورِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلَىٰ

اور بولے جو ان مویشی کے پیٹ میں ہے وہ ذرا (خالص) ہمارے مردوں کا ہے ﴿۱۴۴﴾ اور ہماری عورتوں پر

أَزْوَاجِنَا ۚ وَإِنْ يَكُنْ مَّيْتَةً فَهُمْ فِيهِ شُرَكَاءُ ۖ سَيَجْزِيهِمْ

حرام ہے اور مرا ہوا نکلے تو وہ سب ﴿۱۴۵﴾ اس میں شریک ہیں قریب ہے کہ اللہ انہیں ان کی

﴿۱۴۶﴾ اور انتہا درجہ کے جہل میں گرفتار ہیں خالقِ مُتَعَمِّم کے عزت و جلال کی انہیں ذرا بھی معرفت نہیں اور فسادِ عقل اس حد تک پہنچ گیا کہ انہوں نے بے جان بتوں پتھر

کی تصویروں کو کارسازِ عالم کے برابر کر دیا اور جیسا اس کے لئے حصہ مقرر کیا ایسا ہی بتوں کے لئے بھی کیا بیشک یہ بہت ہی بُرا فعل اور انتہا کا جہل اور عظیم خطا و

ضلال (گمراہی) ہے اس کے بعد اُن کے جہل اور ضلالت کی ایک اور حالت ذکر فرمائی جاتی ہے۔ ﴿۱۴۷﴾ یہاں شریکوں سے مراد وہ شیاطین ہیں جن کی اطاعت کے

شوق میں مشرکین اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور اس کی معصیت گوارا کرتے تھے اور ایسے قبائحِ افعال اور جاہلانہ افعال کے مرتکب ہوتے تھے جن کو عقل صحیح کبھی گوارا نہ

کر سکتے اور جن کی قباحیت میں ادنیٰ سمجھ کے آدمی کو بھی ترڈ و نہ ہو بُت پرستی کی شامت سے وہ ایسے فسادِ عقل میں مبتلا ہوئے کہ حیوانوں سے بدتر ہو گئے اور اولاد جس

کے ساتھ ہر جاندار کو فطرۃً محبت ہوتی ہے شیاطین کے اتباع میں اس کا بے گناہ خون کرنا انہوں نے گوارا کیا اور اس کو اچھا سمجھنے لگے۔ ﴿۱۴۸﴾ حضرت ابن عباس رضی

اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہ لوگ پہلے حضرت اسمعیل علیہ السلام کے دین پر تھے شیاطین نے اُن کو انوار کر کے ان گمراہیوں میں ڈالا تاکہ انہیں دینِ اسمعیلی سے منحرف

کرے ﴿۱۴۹﴾ مشرکین اپنے بعض مویشیوں اور کھیتوں کو اپنے باطل معبودوں کے ساتھ نامزد کر کے ﴿۱۵۰﴾ ممنوع الانقاع (فائدہ اٹھانا منع) ﴿۱۵۱﴾ یعنی بتوں کی

خدمت کرنے والے وغیرہ۔ ﴿۱۵۲﴾ جن کو نخبیرہ، سائبہ، حامی کہتے ہیں۔ ﴿۱۵۳﴾ بلکہ ان بتوں کے نام پر ذبح کرتے ہیں اور ان تمام افعال کی نسبت یہ خیال کرتے

ہیں کہ انہیں اللہ نے اس کا حکم دیا ہے۔ ﴿۱۵۴﴾ صرف انہیں کے لئے حلال ہے اگر زندہ پیدا ہو۔ ﴿۱۵۵﴾ مرد و عورت۔

وَصَفَهُمْ ۱۳۹ إِنَّهُ حَكِيمٌ عَلِيمٌ ۱۳۹ قَدْ خَسِرَ الَّذِينَ قَتَلُوا أَوْلَادَهُمْ

ان باتوں کا بدلہ دے گا بے شک وہ علم حکمت والا ہے بے شک تباہ ہوئے وہ جو اپنی اولاد کو قتل کرتے ہیں

سَفَهَا بَغِيرِ عِلْمٍ وَحَرَّمُوا مَا رَزَقَهُمُ اللَّهُ افْتِرَاءً عَلَى اللَّهِ ۱۴۰ قَدْ

احقانہ جہالت سے ۱۴۰ اور حرام ٹھہراتے ہیں وہ جو اللہ نے انھیں روزی دی ۱۳۹ اللہ پر جھوٹ باندھنے کو ۱۴۰ بے شک

صَلُّوا وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ ۱۴۰ وَهُوَ الَّذِي أَنْشَأَ جَنَّاتٍ مَّعْرُوشَاتٍ

وہ بیکے اور راہ نہ پائی ۱۴۰ اور وہی ہے جس نے پیدا کئے باغ کچھ زمین پر چھئے (چھائے) ہوئے ۱۴۰

وَأُخْرَى مَعْرُوشَاتٍ وَالنَّخْلَ وَالرُّعْمَ مُخْتَلِفًا أَلْوَانًا وَالزَّيْتُونَ

اور کچھ بے چھئے (بے پھلے) اور کھجور اور کھیتی جس میں رنگ رنگ کے کھانے ۱۴۰ اور زیتون

وَالرُّمَانَ مُتَشَابِهًا وَغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ۱۴۰ كُلُوا مِنْ ثَمَرِهِ إِذَا أَثَرَ

اور انار کسی بات میں ملتے ۱۴۰ اور کسی میں الگ ۱۴۰ کھاؤ اس کا پھل جب پھل لائے

وَأْتُوا حَقَّهُ يَوْمَ حَصَادِهِ ۱۴۰ وَلَا تُسْرِفُوا ۱۴۰ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ السَّرْفِينَ ۱۴۱

اور اس کا حق دو جس دن کٹے ۱۴۰ اور بے جا نہ خرچو ۱۴۰ بے شک بے جا خرچنے والے اسے پسند نہیں

وَمِنَ الْأَنْعَامِ حَمُولَةً وَفَرْشًا ۱۴۱ كُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ وَلَا تَتَّبِعُوا

اور مویشی میں سے کچھ بوجھ اٹھانے والے اور کچھ زمین پر چھئے ۱۴۱ کھاؤ اس میں سے جو اللہ نے تمہیں روزی دی اور شیطان

۱۴۱ شان نزول: یہ آیت زمانہ جاہلیت کے اُن لوگوں کے حق میں نازل ہوئی جو اپنی لڑکیوں کو نہایت سنگدلی اور بے رحمی کے ساتھ زندہ درگور کر دیا کرتے تھے

وَبَعَثَهُ مَضْرُوعًا وَغَيْرَهُ قَبْلَ مِثْلٍ فِيهِ اس کا بہت رواج تھا اور جاہلیت کے بعض لوگ لڑکیوں کو بھی قتل کرتے تھے اور بے رحمی کا یہ عالم تھا کہ کتوں کی پرورش کرتے اور اولاد کو قتل

کرتے تھے ان کی نسبت یہ ارشاد ہوا کہ تباہ ہوئے۔ اس میں شک نہیں کہ اولاد اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے اور اس کی ہلاکت سے اپنی تعداد کم ہوتی ہے اپنی نسل ٹپتی ہے یہ

دُنیا کا خسارہ ہے گھر کی تباہی ہے اور آخرت میں اس پر عذابِ عظیم ہے تو یہ عمل دُنیا اور آخرت دونوں میں تباہی کا باعث ہوا اور اپنی دُنیا اور آخرت دونوں کو تباہ کر لینا

اور اولاد جیسی عزیز اور پیاری چیز کے ساتھ اس قسم کی سفاکی اور بے دردی گوارا کرنا انتہا درجہ کی حماقت اور جہالت ہے۔ ۱۴۱ یعنی بھیرے، سائبہ، حامی وغیرہ جو

مذکور ہو چکے۔ ۱۴۱ کیونکہ وہ یہ گمان کرتے ہیں کہ ایسے مذموم افعال کا اللہ نے حکم دیا ہے کہ ان کا یہ خیال اللہ پر افتراء ہے۔ ۱۴۱ حق و صواب کی۔ ۱۴۱ یعنی

ٹیٹوں (سہارے) پر قائم کئے ہوئے مثل انگور وغیرہ کے ۱۴۱ رنگ اور مزے اور مقدار اور خوشبو میں باہم مختلف ۱۴۱ مثلاً رنگ میں یا پتوں میں ۱۴۱ مثلاً ذائقہ

اور تاثیر میں۔ ۱۴۱ معنی یہ ہیں کہ یہ چیزیں جب پھلیں کھانا تو اسی وقت سے تمہارے لئے مباح ہے اور اس کی زکوٰۃ یعنی عشر اس کے کامل ہونے کے بعد واجب

ہوتا ہے جب کھیتی کاٹی جائے یا پھل توڑے جائیں۔ مسئلہ: لکڑی، بانس، گھاس کے سوا زمین کی باقی پیداوار میں اگر یہ پیداوار بارش سے ہو تو اس میں عشر واجب

ہوتا ہے اور اگر زہمت (چرنے) وغیرہ سے ہو تو نصف عشر۔ ۱۴۱ حضرت مڑجہم قدس سرہ نے اسراف کا ترجمہ بے جا خرچ کرنا فرمایا، نہایت ہی نفیس ترجمہ ہے اگر

کل مال خرچ کر ڈالا اور اپنے عمال کو کچھ نہ دیا اور خود فقیر بن بیٹھا تو سدی کا قول ہے کہ یہ خرچ بیجا ہے اور اگر صدقہ دینے ہی سے ہاتھ روک لیا تو یہ بھی بے جا اور

داخل اسراف ہے جیسا کہ سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ سفیان کا قول ہے کہ اللہ کی طاعت کے سوا اور کام میں جو مال خرچ کیا جاوے وہ قلیل بھی ہوتو

اسراف ہے۔ زہری کا قول ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ معصیت میں خرچ نہ کرو۔ مجاہد نے کہا: حقیق اللہ میں کوتاہی کرنا اسراف ہے اور اگر ابو قینیس پہاڑ سونا ہوا اور



حُطُوتِ الشَّيْطَانِ ۱ إِنَّ لَكُمْ عِدَّةً مُّبِينًا ۱۳۲ ثَنِيَّةَ أَرْوَاجٍ ۱ مِنَ الصَّانِ

کے قدموں پر نہ چلو بے شک وہ تمہارا صریح دشمن ہے آٹھ نر اور مادہ ایک جوڑا بھیڑ

اثنین ومن البعز اثنین ۱ قُلْ الذَّكْرَيْنِ حَرَّمَ أُمَّ الْأُنثِيَيْنِ

کا اور ایک جوڑا بکری کا تم فرماؤ کیا اس نے دونوں نر حرام کئے یا دونوں مادہ

أَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ أَرْحَامُ الْأُنثِيَيْنِ ۱ نَبَوْنِي يَعْلَمُ إِنْ كُنْتُمْ

یا وہ جسے دونوں مادہ پیٹ میں لئے ہیں ۲۹۳ کسی علم سے بتاؤ اگر تم

صَدِيقَيْنِ ۱ ۱ وَمِنَ الْإِبِلِ اثنین وَمِنَ الْبَقَرِ اثنین ۱ قُلْ

سچے ہو اور ایک جوڑا اونٹ کا اور ایک جوڑا گائے کا تم فرماؤ

الذَّكْرَيْنِ حَرَّمَ أُمَّ الْأُنثِيَيْنِ أَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ أَرْحَامُ

کیا اس نے دونوں نر حرام کئے یا دونوں مادہ یا وہ جسے دونوں مادہ پیٹ میں

الْأُنثِيَيْنِ ۱ ۱ أَمْ كُنْتُمْ شُهَدَاءَ إِذْ وَصَّيْنَاكُمْ اللَّهُ بِهَذَا فَمَنْ أَظْلَمُ

لئے ہیں ۲۹۴ کیا تم موجود تھے جب اللہ نے تمہیں یہ حکم دیا ۲۹۵ تو اس سے بڑھ کر ظالم

اس تمام کو راہ خدا میں خرچ کر دو تو اسراف نہ ہو اور ایک درہم معصیت میں خرچ کرو تو اسراف۔ ۲۹۲ چوپائے دو قسم کے ہوتے ہیں: کچھ بڑے جو لادنے کے کام میں آتے ہیں کچھ چھوٹے مثل بکری وغیرہ کے جو اس قابل نہیں، ان میں سے جو اللہ تعالیٰ نے حلال کئے انہیں کھاؤ اور اہل جاہلیت کی طرح اللہ کی حلال فرمائی ہوئی چیزوں کو حرام نہ ٹھہراؤ۔ ۲۹۳ یعنی اللہ تعالیٰ نے نہ بھیڑ بکری کے نر حرام کئے نہ ان کی مادائیں حرام کیں نہ ان کی اولاد، ان میں سے تمہارا یہ فعل کہ کبھی نر حرام ٹھہراؤ کبھی مادہ کبھی ان کے بچے یہ سب تمہارا اختراع ہے (یعنی تمہاری ایجاد ہے) اور ہوائے نفس کا اتباع۔ کوئی حلال چیز کسی کے حرام کرنے سے حرام نہیں ہوتی۔ ۲۹۴ اس آیت میں اہل جاہلیت کو توحیح کی گئی جو اپنی طرف سے حلال چیزوں کو حرام ٹھہرا لیا کرتے تھے جن کا ذکر اوپر کی آیات میں آچکا ہے۔ جب اسلام میں احکام کا بیان ہوا تو انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جدال (جھگڑا) کیا اور ان کا خطیب مالک بن عوف جُشَمِی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا کہ یا مُحَمَّدُ! (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نے سنا ہے آپ ان چیزوں کو حرام کرتے ہیں جو ہمارے باپ دادا کرتے چلے آئے ہیں، حضور نے فرمایا: تم نے بغیر کسی اصل کے چند قسمیں چوپایوں کی حرام کر لیں اور اللہ تعالیٰ نے آٹھ نر و مادہ اپنے بندوں کے کھانے اور ان کے نفع اٹھانے کے لئے پیدا کئے تم نے کہاں سے انہیں حرام کیا ان میں حرمت نر کی طرف سے آئی یا مادہ کی طرف سے، مالک بن عوف یہ سن کر ساکت اور مُتَحَيِّر (حیران) رہ گیا اور کچھ نہ بول سکا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بولتا کیوں نہیں؟ کہنے لگا: آپ فرمائیے میں سنوں گا۔ سبحان اللہ! سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کی قوت اور زور نے اہل جاہلیت کے خطیب کو ساکت و حیران کر دیا اور وہ بول ہی کیا سکتا تھا اگر کہتا کہ نر کی طرف سے حرمت آئی تو لازم ہوتا کہ تمام نر حرام ہوں اگر کہتا کہ مادہ کی طرف سے تو ضروری ہوتا کہ ہر ایک مادہ حرام ہو اور اگر کہتا جو پیٹ میں ہے وہ حرام ہے تو پھر سب ہی حرام ہو جاتے کیونکہ جو پیٹ میں رہتا ہے وہ نر ہوتا ہے یا مادہ۔ وہ جو تخصیص قائم کرتے تھے اور بعض کو حلال اور بعض کو حرام قرار دیتے تھے اس حجت نے ان کے اس دعویٰ تحریم کو باطل کر دیا علاوہ بریں ان سے یہ دریافت کرنا کہ اللہ نے نر حرام کئے ہیں یا مادہ یا ان کے بچے یہ منکر نبوت مخالف کو اقرار نبوت پر مجبور کرتا تھا کیونکہ جب تک نبوت کا واسطہ نہ ہو تو اللہ تعالیٰ کی مرضی اور اس کا کسی چیز کو حرام فرمانا کیسے جانا جا سکتا ہے۔ چنانچہ اگلے جملہ نے اس کو صاف کیا ہے۔ ۲۹۵ جب یہ نہیں ہے اور نبوت کا تو اقرار نہیں کرتے تو ان احکام حرمت کو اللہ کی طرف نسبت کرنا کذب و باطل و افتراءئے خالص ہے۔

مِّنْ أَفْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا لِّيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ إِنَّ اللَّهَ

کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے کہ لوگوں کو اپنی جہالت سے گمراہ کرے بے شک اللہ

لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ﴿۱۳۳﴾ قُلْ لَا أَجِدُ فِي مَا أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا

ظالموں کو راہ نہیں دکھاتا تم فرماؤ ۱۳۳ میں نہیں پاتا اس میں جو میری طرف وحی ہوئی کسی کھانے

عَلَى طَاعِمٍ يَّطْعُمُهُ إِلَّا أَنْ يَكُونَ مَيْتَةً أَوْ دَمًا مَّسْفُوحًا أَوْ لَحْمَ

والے پر کوئی کھانا حرام ۱۳۴ مگر یہ کہ مُردار ہو یا رگوں کا بہتا خون ۱۳۵ یا بدجانور کا

خِنْزِيرٍ فَإِنَّهُ رِجْسٌ أَوْ فِسْقًا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ

گوشت کہ وہ نجاست ہے یا وہ بے حکمی کا جانور جس کے ذبح میں غیر خدا کا نام پکارا گیا تو جو ناچار ہو ۱۳۶ نہ یوں کہ آپ خواہش

بِأَعْيُنِنَا ۖ وَلَا عَادٍ فَإِنَّ رَبَّكَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿۱۳۵﴾ وَعَلَى الَّذِينَ هَادُوا

کرے اور نہ یوں کہ ضرورت سے بڑھے تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۱۳۷ اور یہودیوں پر ہم نے

حَرَّمَ مَنَآكِلَ ذِمِّي ظُفْرٍ ۚ وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمَ مَا عَلَيْهِمْ شُحُومُهُمَا

حرام کیا ہر ناخن والا جانور ۱۳۸ اور گائے اور بکری کی چربی ان پر حرام کی

إِلَّا مَا حَبَلَتْ ظُهُورُهُمَا أَوِ الْحَوَايَا أَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ۗ ذَٰلِكَ

مگر جو اُن کی پیٹھ میں لگی ہو یا آنت میں یا ہڈی سے ملی ہو ہم نے

جَزَيْنَهُمْ بِبَعْضِهَا ۚ وَإِنَّا لَصَادِقُونَ ﴿۱۳۶﴾ فَإِن كَذَّبُوكَ فَقُلْ رَبُّكُمْ

یہ ان کی سرکشی کا بدلہ دیا ۱۳۹ اور بے شک ہم ضرور سچے ہیں پھر اگر وہ تمہیں جھٹلائیں تو تم فرماؤ کہ تمہارا رب

ذُو رَحْمَةٍ وَّاسِعَةٍ ۚ وَلَا يُرَدُّ بَأْسُهُ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِينَ ﴿۱۳۷﴾

وسیع رحمت والا ہے ۱۴۰ اور اس کا عذاب مجرموں پر سے نہیں ٹالا جاتا ۱۴۱

۱۳۶ ان جاہل مشرکوں سے جو حلال چیزوں کو اپنی خواہش نفس سے حرام کر لیتے ہیں۔ ۱۳۷ اس میں تشبیہ ہے کہ حرمت جہت شرع سے ثابت ہوتی ہے نہ ہوائے

نفس سے۔ مسئلہ: تو جس چیز کی حرمت شرع میں وارد نہ ہو اس کو ناجائز و حرام کہنا باطل۔ شہوت حرمت خواہ وحی قرآنی سے ہو یا وحی حدیث سے یہی معتبر ہے۔ ۱۳۸ تو

جو خون بہتا نہ ہو مثل جگر و تلی کے وہ حرام نہیں۔ ۱۳۹ اور ضرورت نے اُسے ان چیزوں میں سے کسی کے کھانے پر مجبور کیا ایسی حالت میں مضطر ہو کر اُس نے کچھ

کھایا۔ ۱۴۰ اس پر مواخذہ نہ فرمائے گا۔ ۱۴۱ جو انگلی رکھتا ہو خواہ چوپایہ ہو یا پرند اس میں اُونٹ اور شتر مرغ داخل ہیں۔ (مدارک) بعض مفسرین کا قول ہے کہ یہاں

شتر مرغ اور بٹ (بطخ) اور اُونٹ خاص طور پر مراد ہیں۔ ۱۴۲ یہود اپنی سرکشی کے باعث اُن چیزوں سے محروم کئے گئے لہذا یہ چیزیں ان پر حرام رہیں اور ہماری

شریعت میں گائے بکری کی چربی اور اُونٹ اور بٹ اور شتر مرغ حلال ہیں اسی پر صحابہ اور تابعین کا اجماع ہے۔ (تفسیر احمدی) ۱۴۳ مُکَذِّبِينَ (جھٹلانے والوں) کو

مُہلت دیتا ہے اور عذاب میں جلدی نہیں فرماتا تاکہ انہیں ایمان لانے کا موقع ملے۔ ۱۴۴ اپنے وقت پر آ ہی جاتا ہے۔

سَيَقُولُ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَشْرَكْنَا وَلَا آبَاؤُنَا

اب کہیں گے مشرک کہ ہفتا اللہ چاہتا تو نہ ہم شرک کرتے نہ ہمارے باپ دادا

وَلَا حَرَمًا مِنْ شَيْءٍ ۖ كَذَلِكَ كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ حَتَّى ذَاقُوا

نہ ہم کچھ حرام ٹھہراتے ۱۴۸ ایسا ہی ان سے انگوں نے جھٹلایا تھا یہاں تک کہ ہمارا

بِأَسْنَانٍ ۖ قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوهُ لَنَا ۖ إِنْ تَتَّبِعُونَ إِلَّا

عذاب چکھا ۱۴۹ تم فرماؤ کیا تمہارے پاس کوئی علم ہے کہ اسے ہمارے لئے نکالو تم تو بڑے گمان

الظَّنَّ وَإِنْ أَنْتُمْ إِلَّا تَخْرُصُونَ ﴿۱۴۸﴾ قُلْ فَلِلَّهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ ۖ فَلَوْ

کے پیچھے ہو اور تم یونہی تخمینے کرتے ہو ۱۴۸ تم فرماؤ تو اللہ ہی کی حجت پوری ہے ۱۴۹ تو وہ

شَاءَ لَهْدًا لَكُمْ أَجْمَعِينَ ﴿۱۴۹﴾ قُلْ هَلَمْ شَهِدَ آءُكُمْ الَّذِينَ يَشْهَدُونَ

چاہتا تو تم سب کو ہدایت فرماتا تم فرماؤ لاؤ اپنے وہ گواہ جو گواہی دیں

أَنَّ اللَّهَ حَرَّمَ هَذَا ۖ فَاِنْ شَهِدُوا فَلَا تَشْهَدُ مَعَهُمْ وَلَا تَتَّبِعْ

کہ اللہ نے اسے حرام کیا ۱۵۰ پھر اگر وہ گواہی دے بیٹھیں ۱۵۰ تو تو اسے سننے والے ان کے ساتھ گواہی نہ دینا اور ان کی خواہشوں

أَهْوَاءَ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ وَهُمْ

کے پیچھے نہ چلنا جو ہماری آیتیں جھٹلاتے ہیں اور جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے اور اپنے

بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُونَ ﴿۱۵۰﴾ قُلْ تَعَالَوْا أَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ ۖ إِلَّا

رب کا برابر والا ٹھہراتے ہیں ۱۵۰ تم فرماؤ آؤ میں تمہیں پڑھ سناؤں جو تم پر تمہارے رب نے حرام کیا ۱۵۰ یہ کہ

تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ۖ وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ ۖ مِمَّنْ

اس کا کوئی شریک نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی ۱۵۱ اور اپنی اولاد قتل نہ کرو

۱۵۱ یہ بجز غیب ہے کہ جو بات وہ کہنے والے تھے وہ بات پہلے سے بیان فرمادی۔ ۱۵۰ ہم نے جو کچھ کیا یہ سب اللہ کی مشیت سے ہوا، یہ دلیل ہے اس کی کہ وہ اس

سے راضی ہے۔ ۱۵۰ اور یہ عذر باطل ان کے کچھ کام نہ آیا کیونکہ کسی امر کا مشیت میں ہونا اس کی مرضی و مامور ہونے کو مستلزم نہیں مرضی وہی ہے جو انبیاء کے واسطے

سے بتائی گئی اور اس کا امر فرمایا گیا۔ ۱۵۰ اور غلط انگلیں چلاتے ہو۔ ۱۵۰ کہ اُس نے رسول بھیجے کتابیں نازل فرمائیں اور راہ حق واضح کر دی۔ ۱۵۰ جسے تم

اپنے لئے حرام قرار دیتے ہو اور کہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس کا حکم دیا ہے۔ یہ گواہی اس لئے طلب کی گئی کہ ظاہر ہو جائے کہ کفار کے پاس کوئی شاہد نہیں ہے اور

جو وہ کہتے ہیں وہ اُن کی تراشیدہ بات ہے۔ ۱۵۰ اس میں تشبیہ ہے کہ اگر یہ شہادت واقع ہو بھی تو وہ محض اتباع ہو اور کذب و باطل ہوگی۔ ۱۵۰ بتوں کو معبود مانتے

ہیں اور شرک میں گرفتار ہیں۔ ۱۵۰ اس کا بیان یہ ہے۔ ۱۵۰ کیونکہ تم پر ان کے بہت حقوق ہیں انہوں نے تمہاری پرورش کی تمہارے ساتھ شفقت اور مہربانی کا

سلوک کیا تمہاری ہر خطرے سے نگہبانی کی اُن کے حقوق کا لحاظ نہ کرنا اور اُن کے ساتھ سُن سلوک کا ترک کرنا حرام ہے۔



اِمْلَاقٍ ط نَحْنُ نَزِدْزُقُكُمْ وَاِيَاهُمْ ج وَلَا تَقْرُبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ

مفلسی کے باعث ہم تمہیں اور انہیں سب کو رزق دیں گے ۳۱۵ اور بے حیائیوں کے پاس نہ جاؤ جو ان میں

مِنْهَا وَمَا بَطْنَ ج وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ط

کھلی ہیں اور جو چھپی ۳۱۶ اور جس جان کی اللہ نے حرمت رکھی اسے ناحق نہ مارو ۳۱۷

ذِكُمْ وَصُكُّم بِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿۱۵۱﴾ وَلَا تَقْرُبُوا اَمَالَ الْيَتِيمِ اِلَّا

یہ تمہیں حکم فرمایا ہے کہ تمہیں عقل ہو اور یتیموں کے مال کے پاس نہ جاؤ مگر

بِالَّتِي هِيَ اَحْسَنُ حَتَّى يَبْلُغَ اَشَدَّه ج وَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْبِيزَانَ

بہت اچھے طریقے سے ۳۱۸ جب تک وہ اپنی جوانی کو پہنچے ۳۱۹ اور ناپ اور تول انصاف کے ساتھ

بِالْقِسْطِ ج لَا تَكْلِفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ج وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوا وَاَلَوْ كَانَ

پوری کرو ہم کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتے مگر اس کے مقدور بھر اور جب بات کہو تو انصاف کی کہو اگرچہ تمہارے

ذَاقِرْبِي ج وَبِعْهَدِ اللَّهِ اَوْفُوا ط ذِكُمْ وَصُكُّم بِهِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿۱۵۲﴾

رشتہ دار کا معاملہ ہو اور اللہ ہی کا عہد پورا کرو یہ تمہیں تاکید فرمائی کہ کہیں تم نصیحت مانو

وَاَنَّ هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ فَاتَّبِعُوهُ ج وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ

اور یہ کہ ۳۲۰ یہ ہے میرا سیدھا راستہ تو اس پر چلو اور اور راہیں نہ چلو ۳۲۱ کہ تمہیں

بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ ط ذِكُمْ وَصُكُّم بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿۱۵۳﴾ ثُمَّ اَتَيْنَا

اس کی راہ سے جدا کر دیں گی یہ تمہیں حکم فرمایا کہ کہیں تمہیں پرہیزگاری ملے پھر ہم نے

مُوسَى الْكِتَابَ تَمَامًا عَلَى الَّذِي اَحْسَنَ وَتَفْصِيلاً لِكُلِّ شَيْءٍ

موسیٰ کو کتاب عطا فرمائی ۳۲۲ پورا احسان کرنے کو اس پر جو نکوکار ہے اور ہر چیز کی تفصیل

۳۱۵ اس میں اولاد کو زندہ درگور کرنے اور مار ڈالنے کی حرمت بیان فرمائی گئی جس کا اہل جاہلیت میں دستور تھا کہ وہ اکثر ناداری کے اندیشہ سے اولاد کو ہلاک کرتے

تھے انہیں بتایا گیا کہ روزی دینے والا تمہارا، ان کا، سب کا اللہ ہے پھر تم کیوں قتل جیسے شدید جرم کا ارتکاب کرتے ہو۔ ۳۱۶ کیونکہ انسان جب کھلے اور ظاہر گناہ

سے بچے اور چھپے گناہ سے پرہیز نہ کرے تو اس کا ظاہر گناہ سے چھپا بھی للہیت سے نہیں لوگوں کے دکھانے اور ان کی بدگوئی سے بچنے کے لئے ہے اور اللہ کی رضا و

ثواب کا مستحق وہ ہے جو اس کے خوف سے گناہ ترک کرے۔ ۳۱۷ وہ امور جن سے قتل مباح ہوتا ہے یہ ہیں: مرتد ہونا یا قصاص یا بیاہے ہوئے کا زنا۔ بخاری و مسلم

کی حدیث میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی مسلمان جو ”لَا اِلَهَ اِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ“ کی گواہی دیتا ہو اس کا خون حلال نہیں مگر ان تین

سببوں میں سے کسی ایک سبب سے یا تو بیاہے ہونے کے باوجود اس سے زنا سرزد ہوا ہو یا اس نے کسی کو ناحق قتل کیا ہو اور اس کا قصاص اس پر آتا ہو یا وہ دین چھوڑ کر

مرتد ہو گیا ہو۔ ۳۱۸ جس سے اس کا فائدہ ہو۔ ۳۱۹ اس وقت اس کا مال اس کے سپرد کر دو۔ ۳۲۰ ان دونوں آیتوں میں جو حکم دیا۔ ۳۲۱ جو اسلام کے خلاف

وَهُدًى وَرَاحَةً لَّعَلَّهُمْ بِلِقَاءِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُونَ ۱۵۴ ﴿۱۵۴﴾ وَهَذَا كِتَابٌ

اور ہدایت اور رحمت کہ کہیں وہ ۲۲۲ اپنے رب سے ملنے پر ایمان لائیں ۲۲۵ اور یہ برکت والی کتاب ۲۲۵

أَنْزَلْنَاهُ مُبْرَكًا فَاتَّبِعُوهُ وَاتَّقُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۱۵۵ ﴿۱۵۵﴾ أَنْ تَقُولُوا

ہم نے اُناری تو اس کی پیروی کرو اور پرہیزگاری کرو کہ تم پر رحم ہو کبھی کبھی

إِنَّمَا أَنْزَلَ الْكِتَابَ عَلَى طَائِفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا ۱۵۶ ﴿۱۵۶﴾ وَإِنْ كُنَّا عَنْ

کہ کتاب تو ہم سے پہلے دو گروہوں پر اُتری تھی ۲۲۶ اور ہمیں ان کے

دِرَاسَتِهِمْ لَعَفَلِينَ ۱۵۷ ﴿۱۵۷﴾ أَوْ تَقُولُوا لَوْ أَنَّا أُنزِلَ عَلَيْنَا الْكِتَابُ لَكُنَّا

پڑھنے پڑھانے کی کچھ خبر نہ تھی ۲۲۷ یا کہو کہ اگر ہم پر کتاب اُترتی تو ہم ان سے

أَهْدَى مِنْهُمْ فَقَدْ جَاءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَبِّكُمْ وَهُدًى وَرَاحَةٌ ۱۵۸ ﴿۱۵۸﴾

زیادہ ٹھیک راہ پر ہوتے ۲۲۸ تو تمہارے پاس تمہارے رب کی روشن دلیل اور ہدایت اور رحمت آئی ۲۲۹

فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَصَدَفَ عَنْهَا ۱۵۹ ﴿۱۵۹﴾ سَنَجْزِي الَّذِينَ

تو اس سے زیادہ ظالم کون جو اللہ کی آیتوں کو جھٹلائے اور ان سے منہ پھیرے عنقریب وہ جو ہماری

يَصْدِفُونَ عَنَّا يُتَنَسَوْنَ الْعَذَابَ بِمَا كَانُوا يَصْدِفُونَ ۱۶۰ ﴿۱۶۰﴾ هَلْ

آیتوں سے منہ پھرتے ہیں ہم انھیں برے عذاب کی سزا دیں گے بدلہ ان کے منہ پھیرنے کا کاہے کے

يَنْظُرُونَ إِلَّا أَنْ تَأْتِيَهُمُ الْمَلَائِكَةُ أَوْ يَأْتِيَ رَبُّكَ أَوْ يَأْتِيَ بَعْضُ آيَاتِ

انتظار میں ہیں ۲۳۰ مگر یہ کہ آئیں ان کے پاس فرشتے ۲۳۱ یا تمہارے رب کا عذاب آئے یا تمہارے رب کی ایک نشانی

رَبِّكَ ۱۶۱ ﴿۱۶۱﴾ يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيَّانَهُمْ تَكُنْ

آئے ۲۳۲ جس دن تمہارے رب کی وہ ایک نشانی آئے گی کسی جان کو ایمان لانا کام نہ دے گا جو پہلے

ہوں یہودیت ہو یا نصرانیت یا اور کوئی ملت ۲۳۲ توریت ۲۳۲ یعنی بنی اسرائیل ۲۳۲ اور بحث و حساب اور ثواب و عذاب اور دیدار الہی کی تصدیق کریں۔ ۲۳۵ یعنی

قرآن شریف جو کثیر الخیر اور کثیر النفع اور کثیر البرکت ہے اور قیامت تک باقی رہے گا اور تحریف و تبدیل و نسخ سے محفوظ رہے گا۔ ۲۳۶ یعنی یہود و نصاریٰ پر توریت اور انجیل

۲۳۷ کیونکہ وہ ہماری زبان ہی میں نہ تھی نہ ہمیں کسی نے اس کے معنی بتائے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم نازل فرما کر ان کے اس عذر کو قطع فرما دیا۔ ۲۳۸ کفار کی ایک

جماعت نے کہا تھا کہ یہود و نصاریٰ پر کتابیں نازل ہوئیں مگر وہ بدعتی میں گرفتار رہے ان کتابوں سے مُنتَفِع (نفع اُٹھانے والے) نہ ہوئے ہم اُن کی طرح خفیف

العقل (کم عقل) اور نادان نہیں ہیں ہماری عقلیں صحیح ہیں ہماری عقلیں عقل و ذہانت اور فہم و فراست ایسی ہے کہ اگر ہم پر کتاب اُترتی تو ہم ٹھیک راہ پر ہوتے، قرآن نازل فرما کر

ان کا یہ عذر بھی قطع فرما دیا۔ چنانچہ آگے ارشاد ہوتا ہے ۲۳۹ یعنی یہ قرآن پاک جس میں حجت واضح اور بیان صاف اور ہدایت و رحمت ہے۔ ۲۴۰ جب وحدانیت

و رسالت پر زبردست حجتیں قائم ہو چکیں اور اعتقادات کفر و ضلال کا بطلان ظاہر کر دیا گیا تو اب ایمان لانے میں کیوں تَوَقُّف ہے کیا انتظار باقی ہے۔ ۲۴۱ ان کی ارواح

اٰمَنْتُ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبْتُ فِيْ اٰيٰنِهَا خَيْرًا ۱۵۷ قُلْ اَنْتَظِرُوْا اِنَّا

ایمان نہ لائی تھی یا اپنے ایمان میں کوئی بھلائی نہ کمائی تھی ۱۵۷ تم فرماؤ رستہ دیکھو ۱۵۷ ہم

مُنْتَظِرُونَ ۱۵۸ اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنََهُمْ وَكَانُوْا شِيْعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ

بھی دیکھتے ہیں وہ جنہوں نے اپنے دین میں جدا جدا راہیں نکالیں اور کئی گروہ ہو گئے ۱۵۸ اے محبوب تمہیں ان سے کچھ

فِيْ شَيْءٍ ۱۵۹ اِنَّمَا اَمْرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ يَنْبِئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۱۵۹

علاقہ (تعلق) نہیں ان کا معاملہ اللہ ہی کے حوالے ہے پھر وہ انہیں بتادے گا جو کچھ وہ کرتے تھے ۱۵۹

مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرٌ اَمْثَلِهَا وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا

جو ایک نیکی لائے تو اس کے لئے اس جیسی دس ہیں ۱۶۰ اور جو بُرائی لائے تو اسے

يُجْزَى اِلَّا اَمْثَلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۱۶۰ قُلْ اِنِّيْ هُدِيْتُ رَبِّيْ اِلَى

بدلہ نہ ملے گا مگر اس کے برابر اور ان پر ظلم نہ ہوگا تم فرماؤ بے شک مجھے میرے رب نے

صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۱۶۱ دِيْنًَا قَبِيْلًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيفًا وَمَا كَانَ مِنَ

سیدھی راہ دکھائی ۱۶۱ ٹھیک دین ابراہیم کی ملت جو ہر باطل سے جدا تھی اور مشرک

الْمُشْرِكِيْنَ ۱۶۱ قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ

نہ تھے ۱۶۱ تم فرماؤ بے شک میری نماز اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ کے لئے ہے

تَبٰرَكَ الَّذِيْ لَدَيْهِ عِزُّ يَوْمِ الدِّيْنِ ۱۶۲ قُلْ اِنِّيْ هُدِيْتُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۱۶۲

تبارک ہے جس کے پاس عزت ہے دین کے دن ۱۶۲ قُلْ اِنِّيْ هُدِيْتُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۱۶۲

۱۶۲ قُلْ اِنِّيْ هُدِيْتُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۱۶۲ قُلْ اِنِّيْ هُدِيْتُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۱۶۲

۱۶۲ قُلْ اِنِّيْ هُدِيْتُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۱۶۲ قُلْ اِنِّيْ هُدِيْتُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۱۶۲

۱۶۲ قُلْ اِنِّيْ هُدِيْتُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۱۶۲ قُلْ اِنِّيْ هُدِيْتُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۱۶۲

۱۶۲ قُلْ اِنِّيْ هُدِيْتُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۱۶۲ قُلْ اِنِّيْ هُدِيْتُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۱۶۲





النَّصِّ ۱ كِتَابٌ أَنْزَلَ إِلَيْكَ فَلَا يَكُنْ فِي صَدْرِكَ حَرَجٌ مِّنْهُ

اے محبوب ایک کتاب تمہاری طرف اتاری گئی تو تمہارا جی اس سے نہ رُکے و

لِتُنذِرَ بِهِ وَذِكْرَىٰ لِلْمُؤْمِنِينَ ۲ اِتَّبِعُوا مَا أَنْزَلَ إِلَيْكُمْ مِّنْ

اس لئے کہ تم اس سے ڈرناؤ اور مسلمانوں کو نصیحت اے لوگو اس پر چلو جو تمہاری طرف تمہارے رب کے پاس

رَسُولِكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ ۳ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ ۴ وَكَمْ

سے اُتراتے اور اسے چھوڑ کر اور حاکموں کے پیچھے نہ جاؤ بہت ہی کم سمجھتے ہو اور کتنی

مِّنْ قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا فَجَاءَهَا بَأْسُنَا بَيَاتًا أَوْ هُمْ قَائِلُونَ ۵ فَمَا

ہی بستیوں ہم نے ہلاک کیں و تو ان پر ہمارا عذاب رات میں آیا یا جب وہ دوپہر کو سوتے تھے و تو ان

كَانَ دَعْوَاهُمْ إِذْ جَاءَهُمْ بَأْسُنَا إِلَّا أَنْ قَالُوا إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ ۶

کے منہ سے کچھ نہ نکلا جب ہمارا عذاب ان پر آیا مگر یہی بولے کہ ہم ظالم تھے و

فَلَنَسْأَلَنَّ الَّذِينَ أُرْسِلَ إِلَيْهِمْ وَلَنَسْأَلَنَّ الْمُرْسَلِينَ ۷ فَلَنَقْضِيَ

تو بے شک ضرور ہمیں پوچھنا ہے ان سے جن کے پاس رسول گئے و اور بے شک ضرور ہمیں پوچھنا ہے رسولوں سے و تو ضرور ہم ان کو

عَلَيْهِمْ بِعَلْمٍ وَمَا كُنَّا غَائِبِينَ ۸ وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذٍ الْحَقُّ ۹ فَسَنُ

بتادیں گے و اپنے علم سے اور ہم کچھ غائب نہ تھے اور اس دن تول ضرور ہونی ہے و تو جن

وَلَنَسْأَلَنَّ الَّذِينَ أُرْسِلَ إِلَيْهِمْ وَلَنَسْأَلَنَّ الْمُرْسَلِينَ ۷

وَلَنَسْأَلَنَّ الَّذِينَ أُرْسِلَ إِلَيْهِمْ وَلَنَسْأَلَنَّ الْمُرْسَلِينَ ۷

وَلَنَسْأَلَنَّ الَّذِينَ أُرْسِلَ إِلَيْهِمْ وَلَنَسْأَلَنَّ الْمُرْسَلِينَ ۷

وَلَنَسْأَلَنَّ الَّذِينَ أُرْسِلَ إِلَيْهِمْ وَلَنَسْأَلَنَّ الْمُرْسَلِينَ ۷

وَلَنَسْأَلَنَّ الَّذِينَ أُرْسِلَ إِلَيْهِمْ وَلَنَسْأَلَنَّ الْمُرْسَلِينَ ۷

وَلَنَسْأَلَنَّ الَّذِينَ أُرْسِلَ إِلَيْهِمْ وَلَنَسْأَلَنَّ الْمُرْسَلِينَ ۷

ثَقُلْتُ مَوَازِينَهُ فَأَوْلِيكَ هُمُ الْمَفْلِحُونَ ⑧ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ

کے پلے بھاری ہوئے فلا وہی مراد کو پہنچے اور جن کے پلے ہلکے ہوئے فلا

فَأَوْلِيكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ بِيَا كَانُوا بِآيَاتِنَا يَظْلِمُونَ ⑨ وَ

تو وہی ہیں جنہوں نے اپنی جان گھائے میں ڈالی ان زیادتیوں کا بدلہ جو ہماری آیتوں پر کرتے تھے فلا اور

لَقَدْ مَكَّنَّاكُمْ فِي الْأَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا مَعَايِشَ ۗ قَلِيلًا مَّا

بے شک ہم نے تمہیں زمین میں جماؤ (ٹھکانا) دیا اور تمہارے لئے اس میں زندگی کے اسباب بنائے فلا بہت ہی کم

تَشْكُرُونَ ⑩ وَلَقَدْ خَلَقْنَاكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنَاكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ

شکر کرتے ہو فلا اور بے شک ہم نے تمہیں پیدا کیا پھر تمہارے نقشے بنائے پھر ہم نے ملائکہ سے فرمایا کہ

اسْجُدُوا لِلْآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ ۗ لَمْ يَكُنْ مِنَ السَّاجِدِينَ ⑪

آدم کو سجدہ کرو تو وہ سب سجدے میں گرے مگر ابلیس یہ سجدہ والوں میں نہ ہوا

قَالَ مَا مَنَعَكَ أَلَّا تَسْجُدَ إِذْ أَمَرْتُكَ ۗ قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِي

فرمایا کس چیز نے تجھے روکا کہ تو نے سجدہ نہ کیا جب میں نے تجھے حکم دیا تھا فلا بولا میں اس سے بہتر ہوں تو نے مجھے

مِنْ نَّارٍ وَخَلَقْتَهُ مِنْ طِينٍ ⑫ قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُونُ لَكَ أَنْ

آگ سے بنایا اور اُسے مٹی سے بنایا فلا فرمایا تو یہاں سے اتر جا تجھے نہیں پہنچتا کہ یہاں

تَتَكَبَّرَ فِيهَا فَاخْرُجْ إِنَّكَ مِنَ الصَّغِيرِينَ ⑬ قَالَ أَنْظِرْنِي إِلَى يَوْمِ

رہ کر غرور کرے نکل فلا تو ہے ذلت والوں میں فلا بولا مجھے فرصت دے اس دن تک کہ

وَأَنْتَ نَكِيحٌ يُذَمَّرُ ۗ وَأَنْتَ فِيهَا كَاخْرَجْنَاكَ مِنْهَا مُطْمَئِنًّا تَقُولُ لَئِن لَّمْ يَكُنِ اللَّهُ

نیکیاں زیادہ ہوئیں فلا اور ان میں کوئی نیکی نہ ہوئی، یہ کفار کا حال ہوگا جو ایمان سے محروم ہیں اور اس وجہ سے ان کا کوئی عمل مقبول نہیں۔ فلا کہ ان کو

چھوڑتے تھے جھٹلاتے تھے اور ان کی اطاعت سے منہ موڑتے تھے۔ فلا اور اپنے فضل سے تمہیں راتیں دیں باوجود اس کے تم فلا شکر کی حقیقت نعمت کا تصور

اور اس کا اظہار ہے اور ناشکری نعمت کو بھول جانا اور اس کو چھپانا۔ فلا مسئلہ: اس سے ثابت ہوتا ہے کہ امر و وجوب کے لئے ہوتا ہے اور سجدہ نہ کرنے کا سبب

دریافت فرمانا تو بیخ کے لئے ہے اور اس لئے کہ شیطان کی معاہدت (دشمنی) اور اس کا کفر و کبر اور اپنی اصل پر مُفْتَخُو (فخر کرنے والا) ہونا اور حضرت آدم علیہ السلام

کے اصل کی تحقیر کرنا ظاہر ہو جائے۔ فلا اس سے اس کی مراد یہ تھی کہ آگ مٹی سے افضل و اعلیٰ ہے تو جس کی اصل آگ ہوگی وہ اس سے افضل ہوگا جس کی اصل مٹی ہو

اور اس غیبت کا یہ خیال غلط و باطل ہے کیونکہ فضل وہ ہے جسے مالک و مولیٰ فضیلت دے، فضیلت کا مدار اصل و جوہر پر نہیں بلکہ مالک کی اطاعت و فرمانبرداری پر ہے

اور آگ کا مٹی سے افضل ہونا یہ بھی صحیح نہیں کیونکہ آگ میں طیش و تیزی اور تسرُّع (اوپر کی طرف اٹھنا) ہے یہ سب اسباب (تکبر و غرور پیدا کرنے) کا ہوتا ہے اور مٹی

سے وقار، حلم و حیا و صبر حاصل ہوتے ہیں مٹی سے ملک آباد ہوتے ہیں، آگ سے ہلاک، مٹی امانتدار ہے جو چیز اس میں رکھی جائے اس کو محفوظ رکھے اور بڑھائے، آگ فنا کر

دیتی ہے باوجود اس کے لطف یہ ہے کہ مٹی آگ کو بھجوادیتی ہے اور آگ مٹی کو فنا نہیں کر سکتی علاوہ بریں حماقت و شقاوت ابلیس کی یہ کہ اس نے نص کے موجود ہوتے ہوئے اس

کے مقابل قیاس کیا اور جو قیاس کہ نص کے خلاف ہو وہ ضرور مردود۔ فلا جنت سے کہ یہ جگہ اطاعت و تواضع والوں کی ہے منکر و سرکش کی نہیں۔ فلا کہ انسان تیری



يُبْعَثُونَ ﴿۱۳﴾ قَالَ إِنَّكَ مِنَ الْمُنظَرِينَ ﴿۱۵﴾ قَالَ فَبِمَا أَغْوَيْتَنِي

لوگ اٹھائے جائیں فرمایا تجھے مہلت ہے ۱۳ بولا تو قسم اس کی کہ تو نے مجھے گمراہ کیا

لَا قُعدَان لَّهُمْ صِرَاطُكَ الْمُسْتَقِيمَ ﴿۱۶﴾ ثُمَّ لَا تِيْبَهُمْ مِّنْ بَيْنِ

میں ضرور تیرے سیدھے راستے پر ان کی تاک میں بیٹھوں گا ۱۶ پھر ضرور میں ان کے پاس آؤں گا

أَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ أَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَائِلِهِمْ ۖ وَلَا تَجِدُ

ان کے آگے اور پیچھے اور داہنے اور بائیں سے ۱۷ اور تو ان میں

أَكْثَرَهُمْ شَاكِرِينَ ﴿۱۷﴾ قَالَ أَخْرَجْنَا مِنْهَا مَذْمُومًا مَّدْحُورًا ۖ لَكَ

اکثر کو شکر گزار نہ پائے گا ۱۷ فرمایا یہاں سے نکل جا رڈ کیا گیا راندہ (دھنکارا) ہوا ضرور جو

تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَأَمَّا لَنَّا جَهَنَّمَ مِنْكُمْ أَجْعَلِينَ ﴿۱۸﴾ وَيَأْتِيهِمْ

ان میں سے تیرے کہے پر چلا میں تم سب سے جہنم بھردوں گا ۱۸ اور اے آدم تو اور

أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هَذِهِ الشَّجَرَةَ

تیرا جوڑا ۱۹ جنت میں رہو تو اُس میں سے جہاں چاہو کھاؤ اور اس پیڑ کے پاس نہ جانا

فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ ﴿۱۹﴾ فَسُوسَ لَهُمَا الشَّيْطَانُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا

کہ حد سے بڑھنے والوں میں ہو گے پھر شیطان نے ان کے جی (دل) میں خطرہ ڈالا کہ ان پر کھول دے

مَا وَرَآى عَنْهُمَا مِنْ سَؤَاتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهَاكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هَذِهِ

ان کی شرم کی چیزیں ۲۰ جو ان سے چھپی تھیں ۲۰ اور بولا تمہیں تمہارے رب نے اس

مذمت کرے گا اور ہر زبان تجھ پر لعنت کرے گی اور یہی تکبر والے کا انجام ہے۔ ۲۰ اور مذمت اس مہلت کی سورہ حجر میں بیان فرمائی گئی ”إِنَّكَ مِنَ الْمُنظَرِينَ ۝

الْيَوْمَ الْوَقْتُ الْمَعْلُومُ“ (تو تو مہلت والوں میں ہے اس جانے ہوئے وقت کے دن تک) اور یہ وقت تجھے اولیٰ کا ہے جب سب لوگ مر جائیں گے شیطان نے

مُردوں کے زندہ ہونے کے وقت تک کی مہلت چاہی تھی اور اس سے اس کا مطلب یہ تھا کہ موت کی سختی سے بچ جائے یہ قبول نہ ہوا اور تجھے اولیٰ تک کی مہلت دی

گئی۔ ۲۱ کہ بنی آدم کے دل میں وسوسے ڈالوں اور انہیں باطل کی طرف مائل کروں، گناہوں کی رغبت دلاؤں، تیری اطاعت اور عبادت سے روکوں اور گمراہی

میں ڈالوں۔ ۲۲ یعنی چاروں طرف سے انہیں گھیر کر راہ راست سے روکوں گا۔ ۲۳ چونکہ شیطان بنی آدم کو گمراہ کرنے اور بتلائے شہوات و فحاح کرنے میں اپنی

انتہائی سعی خرچ کرنے کا عزم کر چکا تھا اس لئے اُسے گمان تھا کہ وہ بنی آدم کو بہکا لے گا۔ انہیں فریب دے کر خدا و بند عالم کی نعمتوں کے شکر اور اس کی اطاعت و

فرمانبرداری سے روک دے گا۔ ۲۴ تجھ کو بھی اور تیری ذریت کو بھی اور تیری اطاعت کرنے والے آدمیوں کو بھی سب کو جہنم میں داخل کیا جائے گا۔ شیطان کو جنت

سے نکال دینے کے بعد حضرت آدم کو خطاب فرمایا جو آگے آتا ہے۔ ۲۵ یعنی حضرت خذ ۲۶ یعنی ایسا وسوسہ ڈالا کہ جس کا نتیجہ یہ ہو کہ وہ دونوں آپس میں ایک

دوسرے کے سامنے برہنہ ہو جائیں۔ اس آیت سے یہ مسئلہ ثابت ہوا کہ وہ جسم جس کو عورت کہتے ہیں اس کا چھپانا ضروری اور کھولنا منع ہے اور یہ بھی ثابت ہوا ہے کہ

اس کا کھولنا ہمیشہ سے عقل کے نزدیک مذموم اور طبعیتوں کو ناگوار رہا ہے۔ ۲۷ اس سے معلوم ہوا کہ ان دونوں صاحبوں نے اب تک ایک دوسرے کا ستر نہ دیکھا تھا۔

الشَّجَرَةَ إِلَّا أَنْ تَكُونَا مَلَكَيْنِ أَوْ تَكُونَا مِنَ الْخَالِدِينَ ۲۰ وَقَاسَمَهُمَا

بیڑے اسی لئے منع فرمایا ہے کہ کہیں تم دو فرشتے ہو جاؤ یا ہمیشہ جینے والے ۲۰ اور ان سے قسم کھائی

إِنِّي لَكُمَا مِنَ النَّاصِحِينَ ۲۱ فَذَلُّهُمَا بَعْرُورًا فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ

کہ میں تم دونوں کا خیر خواہ ہوں تو اتار لایا انھیں فریب سے ۲۱ پھر جب انھوں نے وہ بیڑ چکھا

بَدَتْ لَهُمَا سَوْآتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفْنَ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَاقِ الْجَنَّةِ ۲۲ وَ

ان پر ان کی شرم کی چیزیں کھل گئیں ۲۲ اور اپنے بدن پر جنت کے پتے چھپانے لگے اور

نَادَاهُمَا رَبُّهُمَا أَلَمْ أَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكَ الشَّجَرَةِ وَأَقُلْتُ لَكُمَا إِنَّ

انھیں ان کے رب نے فرمایا کیا میں نے تمہیں اس بیڑ سے منع نہ کیا اور نہ فرمایا تھا کہ

الشَّيْطَانُ لَكُمْ آعَدُ وُ مُبِينٌ ۲۳ قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا ۲۴ وَإِنْ لَمْ

شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے دونوں نے عرض کی اے رب ہمارے ہم نے اپنا آپ برا کیا تو اگر تو

تَعْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ ۲۵ قَالَ أَهْبِطُوا بَعْضُكُمْ

ہمیں نہ بخشے اور ہم پر رحم نہ کرے تو ہم ضرور نقصان والوں میں ہوں فرمایا اترو ۲۵ تم میں ایک

لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۲۶ وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ ۲۷ قَالَ

دوسرے کا دشمن اور تمہیں زمین میں ایک وقت تک ٹھہرنا اور برتنا ہے فرمایا

فِيهَا تَحْيَوْنَ وَفِيهَا تَمُوتُونَ وَمِنْهَا تُخْرَجُونَ ۲۸ يٰبَنِي آدَمَ قَدْ

اسی میں جینے گے اور اسی میں مرو گے اور اسی میں سے اٹھائے جاؤ گے ۲۸ اے آدم کی اولاد بیشک

أَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُوَاسِي سَوَاتِكُمْ وَرِيشًا ۲۹ وَ لِبَاسِ التَّقْوَىٰ ۳۰

ہم نے تمہاری طرف ایک لباس وہ اتارا کہ تمہاری شرم کی چیزیں چھپائے اور ایک وہ کہ تمہاری آرائش ہو ۲۹ اور پرہیزگاری کا لباس

۳۰ کہ جنت میں رہو اور کبھی نہ مرو۔ ۲۹ معنی یہ ہیں کہ ابلیس ملعون نے جھوٹی قسم کھا کر حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دھوکا دیا اور پہلا جھوٹی قسم

کھانے والا ابلیس ہی ہے حضرت آدم علیہ السلام کو گمان بھی نہ تھا کہ کوئی اللہ کی قسم کھا کر جھوٹ بول سکتا ہے اس لئے آپ نے اس کی بات کا

اعتبار کیا۔ ۳۰ اور جتنی لباس جسم سے جدا ہو گئے اور ان میں ایک دوسرے سے اپنا بدن چھپانے کا اس وقت تک ان صاحبوں میں سے کسی نے خود

بھی اپنا ستر نہ دیکھا تھا اور نہ اس وقت تک انہیں اس کی حاجت پیش آئی تھی۔ ۳۰ اے آدم وحواء! مع اپنی ذریت کے جو تم میں ہے ۳۰ روز

قیامت حساب کے لئے۔ ۳۰ یعنی ایک لباس تو وہ ہے جس سے بدن چھپایا جائے اور ستر کیا جائے اور ایک لباس وہ ہے جس سے زینت ہو اور یہ

بھی غرض صحیح ہے۔

ذَلِكَ خَيْرٌ ۱۰ ط ذَلِكَ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ لَعَلَّهُمْ يَذْكُرُونَ ﴿۲۶﴾ لِيَبْنِيَ آدَمَ

وہ سب سے بھلا ۱۰ یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے کہ کہیں وہ نصیحت مانیں اے آدم کی اولاد ۲۶

لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطَانُ كَمَا أَخْرَجَ أَبَوَيْكُم مِّنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا

خبردار تمہیں شیطان فتنہ میں نہ ڈالے جیسا تمہارے ماں باپ کو بہشت سے نکالا اُتروا دیئے ان

لِبَاسِهِمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْآتِهِمَا ۱۱ ط إِنَّهُ يَرَاكُمْ هُوَ وَقَبِيلُهُ مِنْ حَيْثُ

کے لباس کران کی شرم کی چیزیں نہیں نظر پڑیں بے شک وہ اور اس کا کنبہ تمہیں وہاں سے دیکھتے ہیں کہ

لَا تَرَوْنَهُمْ ۱۲ ط إِنَّا جَعَلْنَا الشَّيْطَانَ أَوْلِيَاءَ لِلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿۲۷﴾

تم انہیں نہیں دیکھتے ۱۲ ہم نے شیطانوں کو ان کا دوست کیا ہے جو ایمان نہیں لاتے

وَإِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً قَالُوا وَجَدْنَا عَلَيْهَا آبَاءَنَا وَاللَّهُ أَمَرَنَا بِهَا ۱۳ ط

اور جب کوئی بے حیائی کریں ۱۳ تو کہتے ہیں ہم نے اس پر اپنے باپ دادا کو پایا اور اللہ نے ہمیں اس کا حکم دیا ۱۳

قُلْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ ۱۴ ط اتَّقُوا اللَّهَ عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿۲۸﴾

تم فرماؤ بے شک اللہ بے حیائی کا حکم نہیں دیتا کیا اللہ پر وہ بات لگاتے ہو جس کی تمہیں خبر نہیں

قُلْ أَمَرَ رَبِّي بِالْقِسْطِ ۱۵ وَأَقِيمُوا وُجُوهَكُمْ عِندَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَادْعُوهُ

تم فرماؤ میرے رب نے انصاف کا حکم دیا ہے اور اپنے منہ سیدھے کرو ہر نماز کے وقت اور اس کی عبادت کرو

مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ۱۶ ط كَمَا بَدَأَكُمْ تَعُودُونَ ﴿۲۹﴾ فَرِيقًا هَدَىٰ

ڑے (خالص) اس کے بندے ہو کر جیسے اس نے تمہارا آغاز کیا ویسے ہی پلٹو گے ۱۶ ایک فرقہ کو راہ دکھائی ۱۶

۳۷ پر ہیز گاری کا لباس ایمان، حیا، نیک، نیک، نیک عمل ہیں یہ بے شک لباس زینت سے افضل و بہتر ہیں۔ ۳۷ شیطان کی کیا دی (مکاری) اور حضرت آدم

علیہ السلام کے ساتھ اس کی عداوت کا بیان فرما کر بنی آدم کو متنبہ اور ہوشیار کیا جاتا ہے کہ وہ شیطان کے وسوسے اور انخواء (بہکاوے) اور اس کی مکاریوں سے بچتے

ریں جو حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ایسی فریب کاری کر چکا ہے وہ ان کی اولاد کے ساتھ کب درگزر کرنے والا ہے۔ ۳۸ اللہ تعالیٰ نے جنوں کو ایسا

ادراک دیا ہے کہ وہ انسانوں کو دیکھتے ہیں اور انسانوں کو ایسا ادراک نہیں ملا کہ وہ جنوں کو دیکھ سکیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ شیطان انسان کے جسم میں خون کی

راہوں میں پیر (سما) جاتا ہے۔ حضرت ذوالنون رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر شیطان ایسا ہے کہ وہ تمہیں دیکھتا ہے تم اُسے نہیں دیکھ سکتے تو تم ایسے سے مدد چاہو جو

اس کو دیکھتا ہو اور وہ اسے نہ دیکھ سکے یعنی اللہ کریم ستار جم غفار سے مدد چاہو۔ ۳۹ اور کوئی قبیح فعل یا گناہ اُن سے صادر ہو جیسا کہ زمانہ جاہلیت کے لوگ مردو

عورت ننگے ہو کر کعبہ معظمہ کا طواف کرتے تھے۔ عطاء کا قول ہے کہ بے حیائی شرک ہے اور حقیقت یہ ہے کہ ہر قبیح فعل اور تمام معاصی و کبائر اس میں داخل ہیں

اگرچہ یہ آیت خاص ننگے ہو کر طواف کرنے کے بارے میں آئی ہو جب کفار کی ایسی بے حیائی کے کاموں پر اُن کی مذمت کی گئی تو اس پر اُنہوں نے جو کہا وہ آگے آتا

ہے۔ ۳۸ کفار نے اپنے افعال قبیحہ کے دو عذر بیان کئے ایک تو یہ کہ انہوں نے اپنے باپ دادا کو یہی فعل کرتے پایا لہذا اُن کی اتباع میں یہ بھی کرتے ہیں یہ تو

جاہل بدکاری تقلید ہوئی اور یہ کسی صاحب عقل کے نزدیک جائز نہیں۔ تقلید کی جاتی ہے اہل علم و تقویٰ کی نہ کہ جاہل گمراہ کی۔ دوسرا عذر ان کا یہ تھا کہ اللہ نے انہیں ان



وَفَرِيقًا مِّنْ عَلَيْهِمُ الضَّلَالَةُ ۗ إِنَّهُمْ اتَّخَذُوا الشَّيَاطِينَ أَوْلِيَاءَ مِن دُونِ اللَّهِ وَيَحْسَبُونَ أَنََّّهُم مُّهْتَدُونَ ۝۳۰

اور ایک فریق کی گمراہی ثابت ہوئی ۱۳۰ انہوں نے اللہ کو چھوڑ کر شیطانوں

دُونِ اللَّهِ وَيَحْسَبُونَ أَنََّّهُم مُّهْتَدُونَ ۝۳۰

کو والی بنایا ۱۳۰ اور سمجھتے ہیں کہ وہ راہ پر ہیں اے آدم کی اولاد اپنی زینت لو

عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا ۗ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ

جب مسجد میں جاؤ ۱۳۱ اور کھاؤ اور پیو ۱۳۱ اور حد سے نہ بڑھو بے شک حد سے بڑھنے والے

السُّرِفِينَ ۝۳۱ قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ وَالطَّيِّبَاتِ

اسے پسند نہیں تم فرماؤ کس نے حرام کی اللہ کی وہ زینت جو اس نے اپنے بندوں کے لئے نکالی ۱۳۲ اور پاک

مِنَ الرِّزْقِ ۗ قُلْ هِيَ لِلَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَوْمَ

رزق ۱۳۲ تم فرماؤ کہ وہ ایمان والوں کے لئے ہے دنیا میں اور قیامت میں تو خاص

الْقِيَامَةِ ۗ كَذَلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ لِقَاءَ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ۝۳۲ قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ

انہیں کی ہے ہم یونہی مُفَصَّل آیتیں بیان کرتے ہیں ۱۳۳ علم والوں کے لئے ۱۳۳ تم فرماؤ میرے

انفعال کا حکم دیا ہے یہ محض افتراء و بہتان تھا۔ چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ رد فرماتا ہے ۱۳۳ یعنی جیسے اس نے تمہیں نیست سے ہمت کیا ایسے ہی بعد موت زندہ فرمائے گا یہ آخروی زندگی کا انکار کرنے والوں پر حجت ہے اور اس سے یہ بھی مُستفاد ہوتا ہے کہ جب اسی کی طرف پلٹنا ہے اور وہ اعمال کی جزا دے گا تو طاعات و عبادات کو اس کے لئے خالص کرنا ضروری ہے۔ ۱۳۴ ایمان و معرفت کی اور انہیں طاعت و عبادت کی توفیق دی۔ ۱۳۵ وہ کفار ہیں ۱۳۶ اُن کی اطاعت کی اُن کے کہے پر چلے اُن کے حکم سے کفر و معاصی کو اختیار کیا۔ ۱۳۷ یعنی لباس زینت اور ایک قول یہ ہے کہ کنگھی کرنا، خوشبو لگانا داخل زینت ہے۔ مسئلہ: اور سنت یہ ہے کہ آدمی بہتر ہیئت کے ساتھ نماز کے لئے حاضر ہو کیونکہ نماز میں رب سے مُناجات ہے تو اس کے لئے زینت کرنا، عطر لگانا مُستحب جیسا کہ ستر عورت واجب ہے۔ شان نزول: مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ زمانہ جاہلیت میں دن میں مرد اور رات میں عورتیں سنگھ ہو کر طواف کرتے تھے۔ اس آیت کریمہ میں ستر چھپانے اور کپڑے پہننے کا حکم دیا گیا اور اس میں دلیل ہے کہ ستر عورت نماز و طواف اور ہر حال میں واجب ہے۔ ۱۳۸ شان نزول: کلبی کا قول ہے کہ بنی عامر زمانہ حج میں اپنی خوراک بہت ہی کم کر دیتے تھے اور گوشت اور چکنائی تو بالکل کھاتے ہی نہ تھے اور اس کوچ کی تعظیم جانتے تھے مسلمانوں نے انہیں دیکھ کر عرض کیا: یا رسول اللہ! ہمیں ایسا کرنے کا زیادہ حق ہے اس پر یہ نازل ہوا کہ کھاؤ اور پیو گوشت ہو خواہ چکنائی ہو اور اسراف نہ کرو اور وہ یہ ہے کہ سیر ہو چکنے کے بعد بھی کھاتے رہو یا حرام کی پرواہ نہ کرو اور یہ بھی اسراف ہے کہ جو چیز اللہ تعالیٰ نے حرام نہیں کی اس کو حرام کر لو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کھا چو چاہے اور پہن جو چاہے اسراف اور تکبر سے بچتا رہ۔ مسئلہ: آیت میں دلیل ہے کہ کھانے اور پینے کی تمام چیزیں حلال ہیں سوائے ان کے جن پر شریعت میں دلیل حرمت قائم ہو کیونکہ یہ قاعدہ مقررہ مسلمہ ہے کہ اصل تمام اشیاء میں اباحت ہے مگر جس پر شارع نے ممانعت فرمائی ہو اور اس کی حرمت دلیل مستقل سے ثابت ہو۔ ۱۳۹ خواہ لباس ہو یا اور سامان زینت ۱۴۰ اور کھانے پینے کی لذیذ چیزیں۔ مسئلہ: آیت اپنے عموم پر ہے ہر کھانے کی چیز اس میں داخل ہے کہ جس کی حرمت پر نص وارد نہ ہوئی ہو۔ (خانان) تو جو لوگ تو شگیا رہویں، میلاد شریف، بزرگوں کی فاتحہ، عرس، مجالس شہادت وغیرہ کی شیرینی، سبیل کے شربت کو ممنوع کہتے ہیں وہ اس آیت کے خلاف کر کے گنہگار ہوتے ہیں اور اس کو ممنوع کہنا اپنی رائے کو دین میں داخل کرنا ہے اور یہی بدعت و ضلالت ہے۔ ۱۴۰ جن سے حلال و حرام کے احکام معلوم ہوں۔ ۱۴۱ جو یہ جانتے ہیں کہ اللہ ”وَاحِدٌ لَا شَرِيكَ لَهُ“ ہے وہ جو حرام کرے وہی حرام ہے۔

رَبِّي الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْإِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ

رب نے تو بے حیائیاں حرام فرمائی ہیں وہ ظاہر اور چھپی اور گناہ اور ناحق زیادتی

وَأَنْ تَشْرِكُوا بِاللَّهِ مَا لَمْ يَنْزِلْ بِهِ سُلْطَانًا وَأَنْ تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا

اور یہ نہ کہ اللہ کا شریک کرو جس کی اس نے سند نہ اتاری اور یہ نہ کہ اللہ پر وہ بات کہو جس

لَا تَعْلَمُونَ ۝۳۳ وَلِكُلِّ أُمَّةٍ أَجَلٌ فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُونَ

کا علم نہیں رکھتے اور ہر گروہ کا ایک وعدہ ہے اور تو جب ان کا وعدہ آئے گا ایک گھڑی نہ

سَاعَةً وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ ۝۳۴ يُبَيِّنُ آدَمَ إِمَامًا يَتَّبِعُكُمْ رُسُلٌ مِّنكُمْ

بیچھے ہو نہ آگے آئے آدم کی اولاد اگر تمہارے پاس تم میں کے رسول آئیں اور

يَقُصُّونَ عَلَيْكُمْ آيَاتِي فَسَنَ اتَّقِي وَاصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ

میری آیتیں پڑھتے تو جو پرہیزگاری کرے اور سنوے اور نہ اس پر نہ کچھ خوف اور نہ

يَحْزَنُونَ ۝۳۵ وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَاسْتَكْبَرُوا عَنْهَا أُولَٰئِكَ

کچھ غم اور جنہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں اور ان کے مقابل تکبر کیا وہ

أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝۳۶ فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَىٰ

دوزخی ہیں انہیں اس میں ہمیشہ رہنا تو اس سے بڑھ کر ظالم کون جس نے

اللَّهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِآيَاتِهِ ۝۳۷ أُولَٰئِكَ يَنَالُهُمُ نَصِيبُهُم مِّنَ الْكِتَابِ

اللہ پر جھوٹ باندھا یا اس کی آیتیں جھٹلائیں ان کے نصیب کا لکھا پہنچے گا اور

حَتَّىٰ إِذَا جَاءَهُمْ رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ قَالُوا آيِنَ مَا كُنْتُمْ تَدْعُونَ

یہاں تک کہ جب ان کے پاس ہمارے بھیجے ہوئے اور ان کی جان نکالنے آئیں تو ان سے کہتے ہیں کہاں ہیں وہ جن کو تم

۴۹ یہ خطاب مشرکین سے ہے جو رہنہ ہو کر خانہ کعبہ کا طواف کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی حلال کی ہوئی پاک چیزوں کو حرام کر لیتے تھے ان سے فرمایا جاتا ہے کہ

اللہ نے یہ چیزیں حرام نہیں کیں اور ان سے اپنے بندوں کو نہیں روکا جن چیزوں کو اس نے حرام فرمایا وہ یہ ہیں جو اللہ تعالیٰ بیان فرماتا ہے، ان میں سے بے حیائیاں

ہیں جو کھلی ہوئی یا چھپی ہوئی قوی ہوں یا فعلی۔ وہ حرام کیا اور حرام کیا اور وقت میں جس پر مہلت ختم ہو جاتی ہے۔ ۵۳ مفسرین کے اس میں دو قول

ہیں: ایک تو یہ کہ رسل سے تمام مرسلین مراد ہیں۔ دوسرا یہ کہ خاص سید عالم خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں جو تمام خلق کی طرف رسول بنائے گئے ہیں اور

صیغہ جمع تعظیم کے لئے ہے۔ ۵۴ ممنوعات سے بچے اور طاعات و عبادات بجالائے یعنی یعنی عمر اور روزی اللہ نے ان کے لئے لکھ دی ہے ان کو پہنچے گی۔

۵۵ ملک الموت اور ان کے اعوان (دوسرے مددگار فرشتے) ان لوگوں کی عمریں اور روزیاں پوری ہونے کے بعد۔

مِنْ دُونِ اللَّهِ <sup>ط</sup> قَالُوا ضَلُّوا عَنَّا وَشَهِدُوا عَلَيَّ أَنفُسِهِمْ أَنَّهُمْ كَانُوا

اللہ کے سوا پوجتے تھے کہتے ہیں وہ ہم سے گم گئے ۵۵ اور اپنی جانوں پر آپ گواہی دیتے ہیں کہ وہ

كٰفِرِيْنَ ۚ ﴿۲۷﴾ قَالَ اَدْخُلُوْا فِيْ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ مِنَ الْجِنِّ

کافر تھے اللہ اُن سے ۵۶ فرماتا ہے کہ تم سے پہلے جو اور جماعتیں جن اور آدمیوں کی

وَ الْاِنْسِ فِي النَّارِ <sup>ط</sup> كُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ لَعْنَتْ اُخْتَهَا <sup>ط</sup> حَتَّىٰ اِذَا

آگ میں گئیں انہیں میں جاؤ جب ایک گروہ داخل ہوتا ہے دوسرے پر لعنت کرتا ہے ۵۷ یہاں تک کہ جب

اِذَا رَاكُمْ فِيْهَا جٰبِعًا <sup>ط</sup> قَالَتْ اٰخِرٰهُمْ لَا اَوْلٰهُمْ رَبَّنَا هٰؤُلَاءِ اَصَلُّوْنَا

سب اس میں جا پڑے تو پچھلے پہلوں کو کہیں گے ۵۸ اے رب ہمارے انہوں نے ہم کو بہکایا تھا

فَاَتٰهُمْ عَذَابٌ اَبَدًا <sup>ط</sup> مِّنَ النَّارِ <sup>ط</sup> قَالَ لِكُلِّ ضِعْفٌ وَلٰكِنْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۚ ﴿۲۸﴾

تو انہیں آگ کا دونا (دگنا) عذاب دے فرمائے گا سب کو دونا ہے ۵۹ مگر تمہیں خبر نہیں ۶۰

وَقَالَتْ اَوْلٰهُمْ لَا اٰخِرٰهُمْ فَمَا كَانَ لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ فذُوْقُوا

اور پہلے پچھلوں سے کہیں گے تو تم کچھ ہم سے اچھے نہ رہے ۶۱ تو چکھو

الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ۚ ﴿۲۹﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِآيٰتِنَا

عذاب بدلہ اپنے کئے کا ۶۲ وہ جنہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں

وَ اسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا لَا تُفْتَحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمٰوٰتِ وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ

اور ان کے مقابل تکبر کیا ان کے لئے آسمان کے دروازے نہ کھولے جائیں گے ۶۳ اور نہ وہ جنت میں داخل ہوں

حَتَّىٰ يَدْخُلَ الْجَحِيْمُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ <sup>ط</sup> وَ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُجْرِمِيْنَ ۚ ﴿۳۰﴾

جب تک سوئی کے ناکے اونٹ نہ داخل ہو ۶۴ اور مجرموں کو ہم ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں ۶۵

۵۸ ان کا کہیں نام و نشان ہی نہیں ۵۹ ان کافروں سے روز قیامت ۶۰ دوزخ میں ۶۱ جو اس کے دین پر تھا تو مشرک مشرکوں پر لعنت کریں گے اور یہود

یہودیوں پر اور نصاریٰ نصاریٰ پر ۶۲ یعنی پہلوں کی نسبت اللہ تعالیٰ سے کہیں گے ۶۳ کیونکہ پہلے خود بھی گمراہ ہوئے اور انہوں نے دوسروں کو بھی گمراہ کیا اور

پچھلے بھی ایسے ہی ہیں کہ خود گمراہ ہوئے اور گمراہوں کا ہی اتباع کرتے رہے۔ ۶۴ کہ تم میں سے ہر فریق کے لئے کیسا عذاب ہے۔ ۶۵ کفر و ضلال میں دونوں

برابر ہیں۔ ۶۶ کفر کا اور اعمال خبیثہ کا۔ ۶۷ نہ ان کے اعمال کے لئے نہ ان کی ارواح کے لئے کیونکہ ان کے اعمال و ارواح دونوں خبیث ہیں۔ حضرت ابن

عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ کفار کی ارواح کے لئے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جاتے اور مومنین کی ارواح کے لئے کھولے جاتے ہیں۔ ابن جریر نے کہا

کہ آسمان کے دروازے نہ کافروں کے اعمال کے لئے کھولے جائیں نہ ارواح کے لئے یعنی نہ زندگی میں ان کا عمل ہی آسمان پر جاسکتا ہے نہ بعد موت روح۔ اس

آیت کی تفسیر میں ایک قول یہ بھی ہے کہ آسمان کے دروازے نہ کھولے جانے کے یہ معنی ہیں کہ وہ خیر و برکت اور رحمت کے نزول سے محروم رہتے ہیں۔ ۶۸ اور یہ



لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ ط وَكَذَلِكَ نَجْزِي

انہیں آگ ہی بچھونا اور آگ ہی اوڑھنا وکے اور ظالموں کو ہم ایسا ہی

الظَّالِمِينَ ﴿۳۱﴾ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا

بدلہ دیتے ہیں اور وہ جو ایمان لائے اور طاقت بھر اچھے کام کئے ہم کسی پر طاقت سے زیادہ

وَسَعَهَا ۚ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿۳۲﴾ وَنَزَعْنَا مَا

بوجھ نہیں رکھتے وہ جنت والے ہیں انہیں اس میں ہمیشہ رہنا اور ہم نے ان کے

فِي صُدُورِهِمْ مِّنْ غَلٍّ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهِمُ إِلَّا نَهْرٌ ۚ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ

سینوں میں سے کینے کھینچ لئے وکے ان کے نیچے نہریں نہیں گی اور کہیں گے وکے سب خوبیاں اللہ کو

الَّذِي هَدَىَٰنَا هَذَا ۚ وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا أَنَّ هَدَىَٰنَا اللَّهُ ۚ لَقَدْ

جس نے ہمیں اس کی راہ دکھائی وکے اور ہم راہ نہ پاتے اگر اللہ نہ دکھاتا بے شک

جَاءَتْ رُسُلًا رَبَّنَا بِالْحَقِّ ط وَنُودُوا أَن تِلْكَمُ الْجَنَّةُ أُوْرِثْتُمْ هَا

ہمارے رب کے رسول حق لائے وکے اور ندا ہوئی کہ یہ جنت تمہیں میراث ملی وکے

بِأَكُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۳۳﴾ وَنَادَىٰ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ أَصْحَابَ النَّارِ أَن قَدْ

صلہ تمہارے اعمال کا اور جنت والوں نے دوزخ والوں کو پکارا کہ

وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا ۚ قَالُوا

ہمیں تو مل گیا جو سچا وعدہ ہم سے ہمارے رب نے کیا تھا وکے تو کیا تم نے بھی پایا جو تمہارے رب نے وکے سچا وعدہ تمہیں دیا تھا بولے

حال تو کفار کا جنت میں داخل ہونا حال کیونکہ حال پر جو موقوف ہو وہ حال ہوتا ہے اس سے ثابت ہوا کہ کفار کا جنت سے محروم رہنا طبعی ہے۔ ﴿۳۱﴾ مجرمین سے

یہاں کفار مراد ہیں کیونکہ او پر ان کی صفت میں آیات الہیہ کی تکذیب اور ان سے تکبر کرنے کا بیان ہو چکا ہے۔ وکے یعنی او پر نیچے ہر طرف سے آگ انہیں گھیرے

ہوئے ہے۔ وکے جو دنیا میں ان کے درمیان تھے اور طبعیت میں صاف کردی گئیں اور ان میں آپس میں نہ باقی رہی مگر محبت و مودت (پیار)۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ

عنه نے فرمایا کہ یہ ہم اہل بدر کے حق میں نازل ہوا اور یہ بھی آپ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: مجھے امید ہے کہ میں اور عثمان اور طلحہ اور زبیر ان میں سے ہوں جن

کے حق میں اللہ تعالیٰ نے ”وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِّنْ غَلٍّ“ فرمایا۔ حضرت علی مرتضیٰ کے اس ارشاد نے رضی (رافضیوں کے عقیدے) کی بیخ و بنیاد کا قلع

قلع کر دیا۔ وکے مومنین جنت میں داخل ہوتے وقت وکے اور ہمیں ایسے عمل کی توفیق دی جس کا یہ اجر و ثواب ہے اور ہم پر فضل و رحمت فرمائی اور اپنے کرم سے

عذاب جہنم سے محفوظ کیا۔ وکے اور جو انہوں نے ہمیں دنیا میں ثواب کی خبریں دیں وہ سب ہم نے عیمان دیکھ لیں ان کی ہدایت ہمارے لئے کمال لطف و کرم تھا۔

وکے مسلم شریف کی حدیث میں ہے: جب جنتی جنت میں داخل ہوں گے ایک ندا کرنے والا پکارے گا تمہارے لئے زندگانی ہے کبھی نہ مرو گے، تمہارے لئے

تندرستی ہے کبھی بیمار نہ ہو گے، تمہارے لئے عیش ہے کبھی تنگ حال نہ ہو گے۔ جنت کو میراث فرمایا گیا اس میں اشارہ ہے کہ وہ محض اللہ کے فضل سے حاصل ہوئی۔

وکے اور رسولوں نے فرمایا تھا کہ ایمان و طاعت پر اجر و ثواب پاؤ گے۔ وکے کفر و نافرمانی پر عذاب کا۔

نَعَمْ فَاذْنَبُوا مُؤَدِّنَ بَيْنَهُمْ أَنْ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ ﴿۳۳﴾ الَّذِينَ

ہاں اور بیچ میں منادی نے پکار دیا کہ اللہ کی لعنت ظالموں پر جو

يَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَيَبْغُونَهَا عِوَجًا وَهُمْ بِالْآخِرَةِ

اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور اسے کجی چاہتے ہیں اور آخرت کا

كُفْرًا وَهُمْ ﴿۳۴﴾ وَبَيْنَهُمَا حِجَابٌ وَعَلَى الْأَعْرَافِ رِجَالٌ يَعْرِفُونَ

انکار رکھتے ہیں اور جنت و دوزخ کے بیچ میں ایک پردہ ہے اور اعراف پر کچھ مرد ہوں گے اور ان کے دونوں فریق کو

كَلَّا بِسَبِيلِهِمْ ﴿۳۵﴾ وَنَادُوا أَصْحَابَ الْجَنَّةِ أَنْ سَلِّمُوا عَلَيْكُمْ لَمَّا

ان کی پیشانیوں سے پہچانیں گے اور وہ جنتیوں کو پکاریں گے کہ سلام تم پر یہ

يَدْخُلُوهَا وَهُمْ يَطْمَعُونَ ﴿۳۶﴾ وَإِذَا صُرِفَتْ أَبْصَارُهُمْ تِلْقَاءَ أَصْحَابِ

جنت میں نہ گئے اور اس کی طمع رکھتے ہیں اور جب ان کی آنکھیں دوزخیوں کی طرف پھریں

النَّارِ قَالُوا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿۳۷﴾ وَنَادَى أَصْحَابُ

کی کہیں گے اے ہمارے رب ہمیں ظالموں کے ساتھ نہ کر اور اعراف والے

الْاَعْرَافِ رِجَالًا يَعْرِفُونَهُمْ بِسَبِيلِهِمْ قَالُوا مَا أَغْنَىٰ عَنْكُمْ جِئْتُمْكُمْ

کچھ مردوں کو پکاریں گے جنہیں ان کی پیشانی سے پہچانتے ہیں کہیں گے تمہیں کیا کام آیا تمہارا بھٹا

۳۷ اور لوگوں کو اسلام میں داخل ہونے سے منع کرتے ہیں۔ یعنی یہ چاہتے ہیں کہ دین الہی کو بدل دیں اور جو طریقہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے

مقرر فرمایا ہے اس میں تغیر ڈال دیں۔ (خازن) ۳۸۔ جس کو اعراف کہتے ہیں۔ ۳۹۔ یہ کس طبقہ کے ہوں گے اس میں بہت مختلف اقوال ہیں: ایک قول تو یہ ہے

کہ یہ وہ لوگ ہوں گے جن کی نیکیاں اور بدیاں برابر ہوں وہ اعراف پر ٹھہرے رہیں گے جب اہل جنت کی طرف دیکھیں گے تو انہیں سلام کریں گے اور دوزخیوں

کی طرف دیکھیں گے تو کہیں گے یارب! ہمیں ظالم قوم کے ساتھ نہ کر۔ آخر کار جنت میں داخل کئے جائیں گے، ایک قول یہ ہے کہ جو لوگ جہاد میں شہید ہوئے مگر

ان کے والدین ان سے ناراض تھے وہ اعراف میں ٹھہرائے جائیں گے، ایک قول یہ ہے: جو لوگ ایسے ہیں کہ ان کے والدین میں سے ایک ان سے راضی ہو، ایک

ناراض وہ اعراف میں رکھے جائیں گے۔ ان اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل اعراف کا مرتبہ اہل جنت سے کم ہے۔ مجاہد کا قول یہ ہے: اعراف میں صلحاء، فقراء، علماء

ہوں گے اور ان کا وہاں قیام اس لئے ہوگا کہ دوسرے ان کے فضل و شرف کو دیکھیں۔ اور ایک قول یہ ہے کہ اعراف میں انبیاء ہونگے اور وہ اس مکان عالی میں تمام

اہل قیامت پر ممتاز کئے جائیں گے اور ان کی فضیلت اور رتبہ عالیہ کا اظہار کیا جائے گا تاکہ جنتی اور دوزخی ان کو دیکھیں اور وہ ان سب کے احوال اور ثواب و عذاب

کے مقدار و احوال کا معائنہ کریں۔ ان قولوں پر اصحاب اعراف جنتیوں میں سے افضل لوگ ہوں گے کیونکہ وہ باقیوں سے مرتبہ میں اعلیٰ ہیں۔ ان تمام اقوال میں

کچھ تناقض (تکرار) نہیں ہے اس لئے کہ یہ ہو سکتا ہے کہ ہر طبقہ کے لوگ اعراف میں ٹھہرائے جائیں اور ہر ایک کے ٹھہرانے کی حکمت جدا گانہ ہو۔ ۴۰۔ دونوں فریق

سے جنتی اور دوزخی مراد ہیں جنتیوں کے چہرے سفید اور تروتازہ ہوں گے اور دوزخیوں کے چہرے سیاہ اور آنکھیں نیلی یہی ان کی علامتیں ہیں۔ ۴۱۔ اعراف والے

ابھی تک ۴۱۔ اعراف والوں کی ۴۲۔ کفار میں سے۔

وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُونَ ﴿۳۸﴾ أَهْلُوا الَّذِينَ أَقْسَمْتُمْ لَا يَبَالَهُمُ اللَّهُ

اور وہ جو تم غرور کرتے تھے ۳۸ کیا یہ ہیں وہ لوگ ۳۸ جن پر تم قسمیں کھاتے تھے کہ اللہ ان کو اپنی رحمت کچھ

بِرَحْمَةٍ ۳۹ اَدْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ وَلَا أَنْتُمْ تَحْزَنُونَ ﴿۳۹﴾

نہ کرے گا ۳۹ ان سے تو کہا گیا کہ جنت میں جاؤ نہ تم کو اندیشہ نہ کچھ غم

وَنَادَى أَصْحَابُ النَّارِ أَصْحَابَ الْجَنَّةِ أَنْ أَفِيضُوا عَلَيْنَا مِنَ الْمَاءِ

اور دوزخی بہشتیوں کو پکاریں گے کہ ہمیں اپنے پانی کا کچھ فیض دو

أَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ ۗ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَهَا عَلَى الْكَافِرِينَ ﴿۴۰﴾

یا اس کھانے کا جو اللہ نے تمہیں دیا ۴۰ کہیں گے بے شک اللہ نے ان دونوں کو کافروں پر حرام کیا ہے

الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَهُمْ لَهْوًا وَلِعِبَاءً وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا

جنہوں نے اپنے دین کو کھیل تماشا بنا لیا ۴۰ اور دنیا کی زینت نے انہیں فریب دیا ۴۰

فَالْيَوْمَ نُنَسِّهِمْ كَمَا نَسُوا لِقَاءَ يَوْمِهِمْ هَذَا ۖ وَمَا كَانُوا بِآيَاتِنَا

تو آج ہم انہیں چھوڑ دیں گے جیسا انہوں نے اس دن کے ملنے کا خیال چھوڑا تھا اور جیسا ہماری آیتوں سے

يَجْحَدُونَ ﴿۴۱﴾ وَلَقَدْ جِئْتُم بِكِتَابٍ فَصَّلْنَاهُ عَلَىٰ عِلْمٍ هُدًى وَرَحْمَةً

انکار کرتے تھے ۴۱ اور بے شک ہم ان کے پاس ایک کتاب لائے ۴۱ جسے ہم نے ایک بڑے علم سے مفصل کیا ہدایت و رحمت

لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿۴۲﴾ هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا تَأْوِيلَهُ ۗ يَوْمَ يَأْتِي تَأْوِيلَهُ

ایمان والوں کے لئے ۴۲ کا ہے کی راہ دیکھتے ہیں مگر اس کی کہ اس کتاب کا کہا ہوا انجام سامنے آئے جس دن اس کا بتایا انجام واقع ہوگا ۴۲

يَقُولُ الَّذِينَ نَسُوهُ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَاءَتْ رُسُلٌ بِالْحَقِّ ۗ

بول انہیں گے وہ جو اسے پہلے سے بھلائے بیٹھے تھے ۴۲ کہ بے شک ہمارے رب کے رسول حق لائے تھے

۴۳ اور اہل اعرف غریب مسلمانوں کی طرف اشارہ کر کے کفار سے کہیں گے ۴۳ جن کو تم دنیا میں حقیر سمجھتے تھے اور ۴۳ اب دیکھ لو کہ جنت کے دائمی عیش و

راحت میں کس عزت و احترام کے ساتھ ہیں۔ ۴۳ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب اعرف والے جنت میں چلے جائیں گے تو

دوزخیوں کو بھی طمع دامن گیر ہوگی اور وہ عرض کریں گے: یا رب! جنت میں ہمارے رشتہ دار ہیں اجازت فرما کہ ہم انہیں دیکھیں ان سے بات کریں، اجازت دی

جائے گی تو وہ اپنے رشتہ داروں کو جنت کی نعمتوں میں دیکھیں گے اور پہچانیں گے لیکن اہل جنت ان دوزخی رشتہ داروں کو نہ پہچانیں گے کیونکہ دوزخیوں کے منہ

کالے ہوں گے، صورتیں بگڑ گئی ہوں گی تو وہ جنتیوں کو نام لے لے کر پکاریں گے کوئی اپنے باپ کو پکارے گا، کوئی بھائی کو اور کہے گا میں جل گیا مجھ پر پانی ڈالو اور

تمہیں اللہ نے دیا ہے کھانے کو، اس پر اہل جنت ۴۳ کہ حلال و حرام میں اپنی ہوائے نفس کے تابع ہوئے جب ایمان کی طرف انہیں دعوت دی گئی مسخرگی

کرنے لگے۔ ۴۳ اس کی لذتوں میں آخرت کو بھول گئے۔ ۴۳ قرآن شریف ۴۳ اور وہ روز قیامت ہے۔ ۴۳ نہ اس پر ایمان لاتے تھے نہ اس کے مطابق



فَهَلْ لَنَا مِنْ شُفَعَاءَ فَيَشْفَعُوا لَنَا أَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلْ غَيْرَ الَّذِي كُنَّا

تو ہیں کوئی ہمارے سفارشی جو ہماری شفاعت کریں یا ہم واپس بھیجے جائیں کہ پہلے کاموں کے خلاف

نَعْمَلْ ۶۵ قَدْ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ وَصَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿۵۲﴾

کام کریں ۶۵ بے شک انہوں نے اپنی جانیں نقصان میں ڈالیں اور ان سے کھوئے گئے جو بہتان اٹھاتے تھے ۶۵

إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ

بے شک تمہارا رب اللہ ہے جس نے آسمان اور زمین ۶۵ چھ دن میں بنائے ۶۵ پھر

اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ ۚ يُعْشَىٰ اللَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهُ حَثِيثًا وَالشَّمْسُ

عرش پر استواء فرمایا جیسا اس کی شان کے لائق ہے ۶۶ رات دن کو ایک دوسرے سے ڈھانکتا ہے کہ جلد اس کے پیچھے لگا آتا ہے اور سورج

وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومَ مُسَخَّرَاتٍ بِأَمْرِهِ ۚ أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ ۚ تَبَارَكَ

اور چاند اور تاروں کو بنایا سب اُس کے حکم کے دبے ہوئے سن لو اس کے ہاتھ ہے پیدا کرنا اور حکم دینا بڑی برکت

اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ ﴿۵۳﴾ اُدْعُوا رَبَّكُمُ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً ۚ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ

والا ہے اللہ رب سارے جہان کا اپنے رب سے دعا کرو گڑگڑاتے اور آہستہ بے شک حد سے بڑھنے والے

الْمُعْتَدِينَ ﴿۵۴﴾ وَلَا تَفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا وَادْعُوهُ

اُسے پسند نہیں ونگ اور زمین میں فساد نہ پھیلاؤ ونگ اس کے سنورنے کے بعد ونگ اور اس سے دعا کرو

عمل کرتے تھے۔ ۶۵ یعنی بجائے کفر کے ایمان لائیں اور بجائے معصیت اور نافرمانی کے طاعت اور فرمانبرداری اختیار کریں مگر نہ انہیں شفاعت میسر آئے گی نہ

دنیا میں واپس بھیجے جائیں گے۔ ۶۶ اور جھوٹ بکتے تھے کہ بت خدا کے شریک ہیں اور اپنے پیچاریوں کی شفاعت کریں گے اب آخرت میں انہیں معلوم ہو گیا کہ

ان کے یہ دعوے جھوٹے تھے۔ ۶۷ مع ان تمام چیزوں کے جو ان کے درمیان ہیں جیسا کہ دوسری آیت میں وارد ہوا: "وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا

بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ"۔ ۶۸ چھ دن سے دنیا کے چھ دنوں کی مقدار مراد ہے کیونکہ یہ دن تو اس وقت تھے نہیں، آفتاب ہی نہ تھا جس سے دن ہوتا اور اللہ تعالیٰ قادر

تھا کہ ایک لمحہ میں یا اس سے کم میں پیدا فرماتا لیکن اتنے عرصہ میں اُن کی پیدائش فرمانا بہ تقاضائے حکمت ہے اور اس سے بندوں کو اپنے کاموں میں تدریج اختیار

کرنے کا سبق ملتا ہے۔ ۶۹ یہ استواء منتہا بہات میں سے ہے ہم اس پر ایمان لاتے ہیں کہ اللہ کی اس سے جو مراد ہے حق ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ

علیہ نے فرمایا کہ استواء معلوم ہے اور اس کی کیفیت مجہول اور اس پر ایمان لانا واجب۔ حضرت مُزَنَّمٌ قُدْسِیٌّ بَیْرَہُ نے فرمایا: اس کے معنی یہ ہیں کہ اَقْرَبِیْنِش (کائنات) کا

خاتمہ عرش پر جاٹھرا۔ وَاللَّهُ أَكْبَرُ بِأَسْوَادِ كِتَابِهِ۔ ونگ دعا اللہ تعالیٰ سے خیر طلب کرنے کو کہتے ہیں اور یہ داخل عبادت ہے کیونکہ دعا کرنے والا اپنے آپ کو

عاجز و محتاج اور اپنے پروردگار کو حقیقی قادر و حاجت روا اعتقاد کرتا ہے، اسی لئے حدیث شریف میں وارد ہوا: "الدُّعَاءُ مُسَخِّ الْعِبَادَةِ" (یعنی دعا عبادت کا مغز ہے)

تضرع سے اظہارِ عجز و خشوع مراد ہے اور ادب دعا میں یہ ہے کہ آہستہ ہو۔ حسن رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ آہستہ دعا کرنا علانیہ دعا کرنے سے ستر درجہ زیادہ افضل

ہے۔ مسئلہ: اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ عبادت میں اظہارِ افضل ہے یا اِخْتِفاء، بعض کہتے ہیں کہ اِخْتِفاء افضل ہے کیونکہ وہ ریاضت بہت دور ہے، بعض کہتے ہیں کہ

اظہار افضل ہے اس لئے کہ اس سے دوسروں کو رغبت عبادت پیدا ہوتی ہے۔ ترمذی نے کہا کہ اگر آدمی اپنے نفس پر پورا کا اندیشہ رکھتا ہو تو اس کے لئے اِخْتِفاء افضل

ہے اور اگر قلب صاف ہو اندیشہ نہ ہو تو اظہار افضل ہے۔ بعض حضرات یہ فرماتے ہیں کہ فرض عبادتوں میں اظہار افضل ہے، نماز فرض مسجد ہی میں بہتر ہے اور

خَوْفًا وَطَمَعًا ۱۰ إِنَّ رَحْمَتَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ ﴿۵۶﴾ وَهُوَ

ڈرتے اور طمع کرتے بے شک اللہ کی رحمت نیکوں سے قریب ہے اور وہی ہے

الَّذِي يُرْسِلُ الرِّيحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ ۱۱ حَتَّىٰ إِذَا أَقَلَّتْ

کہ ہوائیں بھیجتا ہے اس کی رحمت کے آگے مژدہ سناتی ہے یہاں تک کہ جب اٹھلائیں

سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنَهُ لِبَدَلٍ مِّمَّتِ فَأَنْزَلْنَا بِهِ الْمَاءَ فَأَخْرَجْنَا بِهِ

بھاری بادل ہم نے اسے کسی مردہ شہر کی طرف چلایا پھر اس سے پانی اتارا پھر اس سے

مِن كُلِّ الشَّرَاتِ ۱۲ كَذَلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتَى لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿۵۷﴾

طرح طرح کے پھل نکالے اسی طرح ہم مردوں کو نکالیں گے وہاں کہیں تم نصیحت مانو

وَالْبَدَدُ الطَّيِّبُ يَخْرُجُ نَبَاتُهُ بِإِذْنِ رَبِّهِ ۱۳ وَالَّذِي خَبِثَ لَا يَخْرُجُ

اور جو اچھی زمین ہے اس کا سبزہ اللہ کے حکم سے نکلتا ہے اور جو خراب ہے اس میں نہیں نکلتا

إِلَّا نَكِدًا ۱۴ كَذَلِكَ نُصَرِّفُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَشْكُرُونَ ۱۵ لَقَدْ أَرْسَلْنَا

مگر تھوڑا بہت شکل وہاں ہم پونہی طرح طرح سے آیتیں بیان کرتے ہیں وہاں ان کے لئے جو احسان مانیں بیشک ہم نے

نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ فَقَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنِّي عَابِدًا ۱۶

نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا وہاں تو اس نے کہا اے میری قوم اللہ کو پوجو وہاں اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں وہاں

ذَكَوٰةٍ كَمَا أَنْظَارَكُمْ دِينًا هِيَ أَفْضَلُ ۱۷ هُوَ أَوْ نَفْلٍ عِبَادَاتٍ مِّنْ خِوَاهِ وَهُوَ نَمَازٌ وَهُوَ يَصَدَّقَةٌ وَغَيْرُهُ فِي إِيْتِخَاءِ أَفْضَلُ ۱۸ هُوَ دَعَا فِي حُدُودِ بَرِّهَا كَيْ طَرَحَ هُوَ تَا فِي مِ

سے ایک یہ بھی ہے کہ بہت بلند آواز سے چیخے۔ وہاں کفر و معصیت و ظلم کر کے وہاں انبیاء کے تشریف لانے جن کی دعوت فرمانے، احکام بیان کرنے، عدل قائم

فرمانے کے بعد۔ وہاں بارش کا۔ اور رحمت سے یہاں مینہ مراد ہے۔ وہاں جہاں بارش نہ ہوتی تھی سبزہ نہ جماتا تھا۔ وہاں یعنی جس طرح مردہ زمین کو ویرانی کے بعد

زندگی عطا فرماتا اور اس کو سرسبز اور شاداب فرماتا ہے اور اس میں کھیتی درخت پھل پھول پیدا کرتا ہے ایسے ہی مردوں کو قبروں سے زندہ کر کے اٹھائے گا کیونکہ جو

خشک لکڑی سے تر و تازہ پھل پیدا کرنے پر قادر ہے اُسے مردوں کا زندہ کرنا کیا بعید ہے، قدرت کی یہ نشانی دیکھ لینے کے بعد عاقل، سلیم الحواس کو مردوں کے زندہ کئے

جانے میں کچھ ترڈ و باقی نہیں رہتا۔ وہاں یہ مؤمن کی مثال ہے جس طرح عمدہ زمین پانی سے نفع پاتی ہے اور اس میں پھول پھل پیدا ہوتے ہیں اسی طرح جب

مؤمن کے دل پر قرآنی انوار کی بارش ہوتی ہے تو وہ اس سے نفع پاتا ہے ایمان لاتا ہے طاعات و عبادات سے بھلنا بھولتا ہے۔ وہاں یہ کافر کی مثال ہے کہ جیسے

خراب زمین بارش سے نفع نہیں پاتی ایسے ہی کافر قرآن پاک سے مُتَفَع (فائدہ حاصل کرنے والا) نہیں ہوتا۔ وہاں جو توحید و ایمان پر حجت و برہان ہیں۔

وہاں حضرت نوح علیہ السلام کے والد کا نام لَمَّكَ ہے وہ مُتَوَشِّلِيخ کے وہ اَخْتُوخ علیہ السلام کے فرزند ہیں اَخْتُوخ حضرت ادریس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام ہے،

حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام چالیس یا پچاس سال کی عمر میں نبوت سے سرفراز فرمائے گئے۔ آیات بالا میں اللہ تعالیٰ نے اپنے دلائل قدرت و غرائب صنعت

بیان فرمائے جن سے اس کی توحید و ربوبیت ثابت ہوتی ہے اور مرنے کے بعد اٹھنے اور زندہ ہونے کی سحت پر دلائل قاطعہ قائم کئے اس کے بعد انبیاء علیہم الصلوٰۃ

والسلام کا ذکر فرماتا ہے اور ان کے ان معاملات کا جو انہیں اُمتوں کے ساتھ پیش آئے۔ اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی ہے کہ فقط آپ ہی کی قوم نے

قبول حق سے اعراض نہیں کیا بلکہ پہلی اُمتیں بھی اعراض کرتی رہیں اور انبیاء کی تکذیب کرنے والوں کا انجام دنیا میں ہلاک اور آخرت میں عذاب عظیم ہے اس سے

إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿۵۹﴾ قَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِهِ إِنَّا

بے شک مجھے تم پر بڑے دن کے عذاب کا ڈر ہے ﴿۵۹﴾ اس کی قوم کے سردار بولے بے شک ہم

لَنَرِكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿۶۰﴾ قَالَ يَقَوْمِ لَيْسَ بِي ضَالَّةٌ وَلَكِنِّي

تمہیں گھلی گمراہی میں دیکھتے ہیں کہا اے میری قوم مجھ میں گمراہی کچھ نہیں

رَأْسُولٌ مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ ﴿۶۱﴾ أُبَلِّغُكُمْ رَأْسُوتِ رَبِّي وَأَنْصَحُ لَكُمْ

میں تو رب العالمین کا رسول ہوں تمہیں اپنے رب کی رسالتیں پہنچاتا اور تمہارا بھلا چاہتا

وَأَعْلَمُ مِنَ اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿۶۲﴾ أَوْ عَجِبْتُمْ أَنْ جَاءَكُمْ ذِكْرٌ مِّن

اور میں اللہ کی طرف سے وہ علم رکھتا ہوں جو تم نہیں رکھتے اور کیا تمہیں اس کا اچھا (توجہ) ہوا کہ تمہارے پاس

رَأْسِكُمْ عَلَى رَجُلٍ مِّنكُمْ لِيُنذِرَكُمْ وَلِتَتَّقُوا وَلَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿۶۳﴾

تمہارے رب کی طرف سے ایک نصیحت آئی تم میں کے ایک مرد کی معرفت ﴿۶۳﴾ کہ وہ تمہیں ڈرائے اور تم ڈرو اور کہیں تم پر رحم ہو

فَكَذَّبُوهُ فَأَنْجَيْنَاهُ وَالَّذِينَ مَعَهُ فِي الْفُلِكِ وَأَغْرَقْنَا الَّذِينَ كَذَّبُوا

تو انہوں نے اسے ﴿۶۴﴾ جھٹلایا تو ہم نے اُسے اور جو ﴿۶۵﴾ اس کے ساتھ کشتی میں تھے نجات دی اور اپنی آیتیں جھٹلانے والوں کو

بِآيَاتِنَا إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا عَمِينَ ﴿۶۴﴾ وَإِلَىٰ عَادٍ آخَاهُمْ هُودًا ﴿۶۵﴾ قَالَ

ڈبو دیا بے شک وہ اندھا گروہ تھا ﴿۶۴﴾ اور عادی کی طرف ﴿۶۵﴾ ان کی برادری سے ہود کو بھیجا ﴿۶۵﴾ کہا

يَقَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَهٍ غَيْرُهُ ﴿۶۵﴾ قَالَ

اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں تو کیا تمہیں ڈر نہیں ﴿۶۵﴾ اس

ظاہر ہے کہ انبیاء کی تکذیب کرنے والے غضب الہی کے سزاوار ہوتے ہیں جو شخص سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرے گا اس کا بھی یہی انجام ہوگا۔ انبیاء

کے ان تذکروں میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی زبردست دلیل ہے کیونکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آئی تھے پھر آپ کا ان واقعات کو تفصیلاً بیان

فرمانا بالخصوص ایسے ملک میں جہاں اہل کتاب کے علماء بکثرت موجود تھے اور سرگرم مخالفت بھی تھے ذرا سی بات پاتے تو بہت شور مچاتے وہاں حضور کا ان واقعات

کو بیان فرمانا اور اہل کتاب کا ساکت و حیران رہ جانا صریح دلیل ہے کہ آپ نبی برحق ہیں اور پروردگار عالم نے آپ پر علوم کے دروازے کھول دیئے ہیں۔

﴿۶۵﴾ وہی مستحق عبادت ہے ﴿۶۶﴾ تو اس کے سوا کسی کو نہ پوجو۔ ﴿۶۷﴾ روز قیامت کا یا بروز طوفان کا اگر تم میری نصیحت قبول نہ کرو اور راہ راست پر نہ آؤ۔

﴿۶۸﴾ جس کو تم خوب جانتے اور اس کے نسب کو پہچانتے ہو۔ ﴿۶۹﴾ یعنی حضرت نوح علیہ السلام کو ﴿۷۰﴾ اُن پر ایمان لائے اور ﴿۷۱﴾ جسے حق نظر نہ آتا تھا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اُن کے دل اندھے تھے تو معرفت سے، اُن کو بہرہ نہ تھا۔ ﴿۷۲﴾ یہاں عادی اولیٰ مراد ہے یہ حضرت ہود علیہ السلام

کی قوم ہے اور عادِ ثانیہ حضرت صالح علیہ السلام کی قوم ہے اُسی کو ٹھود کہتے ہیں، ان دونوں کے درمیان سو برس کا فاصلہ ہے۔ ﴿۷۳﴾ ہود علیہ السلام نے

﴿۷۴﴾ اللہ کے عذاب کا۔



الْمَلَأَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَوْمِهِ انِّالنَّرِكَ فِي سَفَاهَةٍ وَإِنَّا لَنَنْظُرُكَ

کی قوم کے سردار بولے بے شک ہم تمہیں بیوقوف سمجھتے ہیں اور بے شک ہم تمہیں جھوٹوں

مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿٦٦﴾ قَالَ يُقَوْمِ لَيْسَ بِيْ سَفَاهَةٌ وَّالْكِيْبِيْ رَسُوْلٌ مِّنْ

میں گمان کرتے ہیں ۱۲۰ کہا اے میری قوم مجھے بے وقوفی سے کیا علاقہ (تعلق) میں تو پروردگار

رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٦٧﴾ اَبْلَغُكُمْ رَسُوْلَتِ رَبِّيْ وَاِنَّا لَكُمْ نٰصِحٌ اَمِيْنٌ ﴿٦٨﴾

عالم کا رسول ہوں تمہیں اپنے رب کی رسالتیں پہنچاتا ہوں اور تمہارا مُعْتَد خیر خواہ ہوں ۱۲۱

اَوْ عَجِبْتُمْ اَنْ جَاءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنذِرَكُمْ وَاذْكُرُوْا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّزَادَكُمْ فِي الْخَلْقِ

اور کیا تمہیں اس کا اچھٹھا (عجب) ہوا کہ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک نصیحت آئی تم میں کے ایک مرد کی معرفت کہ وہ تمہیں ڈرائے

وَاذْكُرُوْا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّزَادَكُمْ فِي الْخَلْقِ

اور یاد کرو جب اس نے تمہیں قوم نوح کا جانشین کیا ۱۲۲ اور تمہارے بدن کا پھیلاؤ

بَصِيْرَةً فَاذْكُرُوْا الْاٰءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تَفْلِحُوْنَ ﴿٦٩﴾ قَالُوْا اٰجِحْتَنَا لِنَعْبُدَ

بڑھایا ۱۲۳ تو اللہ کی نعمتیں یاد کرو ۱۲۴ کہ کہیں تمہارا بھلا ہو بولے کیا تم ہمارے پاس اس لئے آئے ہو ۱۲۵ کہ

اللّٰهِ وَحَدَهٗ وَنَدَّرَمَا كَانِ يَعْبُدُ اٰبَاؤُنَا فَاتِنَابًا تَعْدُنَا اِنْ كُنْتَ

ہم ایک اللہ کو پوجیں اور جو ۱۲۶ ہمارے باپ دادا پوجتے تھے انہیں چھوڑ دیں تو لاؤ ۱۲۷ جس کا ہمیں وعدہ دے رہے ہو اگر

مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿٧٠﴾ قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ رَجْسٌ وَّغَضَبٌ

سچے ہو کہا ۱۲۸ ضرور تم پر تمہارے رب کا عذاب اور غضب پڑ گیا ۱۲۹

۱۲۰ یعنی رسالت کے دعویٰ میں سچا نہیں جانتے۔ ۱۲۱ کفار کا حضرت ہود علیہ السلام کی جناب میں یہ گستاخانہ کلام کہ تمہیں بے وقوف سمجھتے ہیں جھوٹا گمان کرتے

ہیں انتہا درجہ کی بے ادبی اور کینہ کی تھی اور وہ مستحق اس بات کے تھے کہ انہیں سخت ترین جواب دیا جاتا مگر آپ نے اپنے اخلاق و ادب اور شانِ علم سے جو

جواب دیا اس میں شانِ مقابلہ ہی نہ پیدا ہونے دی اور اُن کی جہالت سے چشم پوشی فرمائی۔ اس سے دنیا کو سبق ملتا ہے کہ سُبْحٰنَ (بے وقوف) اور

بدخصال (برے) لوگوں سے اس طرح مخاطبہ (کلام) کرنا چاہئے مَعْ هٰذَا (اس کے ساتھ) آپ نے اپنی رسالت اور خیر خواہی و امانت کا ذکر فرمایا۔

اس سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ اہل علم و کمال کو ضرورت کے موقع پر اپنے منصب و کمال کا اظہار جائز ہے۔ ۱۲۲ یہ اس کا کتنا بڑا احسان ہے ۱۲۳ اور بہت

زیادہ قوت و طول قامت عنایت کیا ۱۲۴ اور ایسے مُنْعَم (نعمت عطا فرمانے والے) پر ایمان لاؤ اور طاعات و عبادات بجالا کر اس کے احسان کی شکر

گزاری کرو ۱۲۵ یعنی اپنے عبادت خانہ سے۔ حضرت ہود علیہ السلام اپنی قوم کی ہستی سے علیحدہ ایک تنہائی کے مقام میں عبادت کیا کرتے تھے، جب

آپ کے پاس وحی آتی تو قوم کے پاس آکر سنا دیتے۔ ۱۲۶ اُبْتُ ۱۲۷ وہ عذاب ۱۲۸ حضرت ہود علیہ السلام نے ۱۲۹ اور تمہاری سرکشی سے تم پر

عذاب آنا واجب و لازم ہو گیا۔

أَتَجَادِلُونََنِي فِي أَسَاءِ سَبِّمُوهَا أَنْتُمْ وَأَبَاؤُكُمْ مَا نَزَّلَ اللَّهُ بِهَا

کیا مجھ سے خالی ان ناموں میں جھگڑ رہے ہو جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھ لئے؟ کیا اللہ نے ان کی کوئی

مِنْ سُلْطٰنٍ ۱۳۱ فَا تَنْظُرُوْا اِیَّیْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِ ۱۳۲ ۴۱ فَا نَجِیْهُ

سند نہ اُتاری تو راستہ دیکھو ۱۳۱ میں بھی تمہارے ساتھ دیکھتا ہوں تو ہم نے اُسے اور اس

وَالَّذِیْنَ مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِیْنَ كَذَّبُوا بِآیَاتِنَا وَمَا

کے ساتھ والوں کو ۱۳۲ اپنی ایک بڑی رحمت فرما کر نجات دی ۱۳۲ اور جو ہماری آیتیں جھٹلاتے ۱۳۲ تھے ان کی جڑ کاٹ دی ۱۳۵ اور وہ

كَانُوْا مُؤْمِنِیْنَ ۱۳۳ وَالِی شَمُوْدَ اٰخَاهُمْ صٰلِحًا ۱۳۴ قَالَ یٰقَوْمِ اَعْبُدُوْا

ایمان والے نہ تھے اور شمود کی طرف ۱۳۳ ان کی برادری سے صالح کو بھیجا کہا اے میری قوم اللہ کو

۱۳۳ اور انہیں پوجنے لگے اور معبود ماننے لگے باوجودیکہ ان کی کچھ حقیقت ہی نہیں ہے اور اُلُوہِیَّتِ کے معنی سے قطعاً خالی و عاری ہیں۔ ۱۳۴ عذاب الہی کا ۱۳۳ جو

اُن کے مُنْتَجِع تھے اور ان پر ایمان لائے تھے ۱۳۳ اس عذاب سے جو قوم ہود پر اُتر ا۔ ۱۳۴ اور حضرت ہود علیہ السلام کی تکذیب کرتے ۱۳۵ اور اس طرح ہلاک کر

دیا کہ ان میں ایک بھی نہ بچا۔ مختصر واقعہ یہ ہے کہ قوم عاد اَحْتَف میں رہتی تھی جو عُثْمَان و حَضْرَمُوت کے درمیان علاقہ یمن میں ایک ریگستان ہے انہوں نے زمین کو

فَسَق سے بھر دیا تھا اور دنیا کی قوموں کو اپنی جفا کاریوں سے اپنے زور و قوت کے زُعم میں پامال کر ڈالا تھا یہ لوگ بُت پرست تھے اُن کے ایک بُت کا نام صُدّاء، ایک کا

صُمُوْد، ایک کا ہبّاء تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان میں حضرت ہود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا، آپ نے اُنہیں توحید کا حکم دیا شرک و بت پرستی اور ظلم و جفا کاری کی ممانعت کی

اس پر وہ لوگ منکر ہوئے آپ کی تکذیب کرنے لگے اور کہنے لگے: ہم سے زیادہ زور و زور کون ہے، چند آدمی اُن میں سے حضرت ہود علیہ السلام پر ایمان لائے وہ

تھوڑے تھے اور اپنا ایمان چھپائے رہتے تھے ان مؤمنین میں سے ایک شخص کا نام مَرْثَدہ ابنِ سَعْد بنِ عُقْفِر تھا وہ اپنا ایمان مخفی رکھتے تھے جب قوم نے سرکشی کی اور

اپنے نبی حضرت ہود علیہ السلام کی تکذیب کی اور زمین میں فساد کیا اور تم گایوں میں زیادتی کی اور بڑی مضبوط عمارتیں بنائیں معلوم ہوتا تھا کہ اُنہیں گمان ہے کہ وہ

دنیا میں ہمیشہ ہی رہیں گے جب اُن کی نوبت یہاں تک پہنچی تو اللہ تعالیٰ نے بارش روک دی تین سال بارش نہ ہوئی اب وہ بہت مصیبت میں مبتلا ہوئے اور اس

زمانہ میں دستور یہ تھا کہ جب کوئی بلیا یا مصیبت نازل ہوتی تھی تو لوگ بیت اللہ الحرام میں حاضر ہو کر اللہ تعالیٰ سے اس کے دفع کی دعا کرتے تھے اسی لئے ان لوگوں

نے ایک وفد بیت اللہ کو روانہ کیا اس وفد میں قبیل بنِ عِزْر اور نعیم بنِ ہِزّال اور مَرْثَدہ بنِ سَعْد تھے یہ وہی صاحب ہیں جو حضرت ہود علیہ السلام پر ایمان لائے تھے

اور اپنا ایمان مخفی رکھتے تھے اس زمانہ میں مکہ مکرمہ میں عمالِ بکر کی سکونت تھی اور ان لوگوں کا سردار معاویہ بن بکر تھا اس شخص کا ناہمال قوم عاد میں تھا اسی علاقہ (تعلق)

سے یہ وفد مکہ مکرمہ کے حوالی (گرد و نواح) میں معاویہ بن بکر کے یہاں مقیم ہوا اس نے ان لوگوں کا بہت اکرام کیا نہایت خاطر و مدارات کی یہ لوگ وہاں شراب

پیتے اور باندیوں کا ناچ دیکھتے تھے اس طرح انہوں نے عیش و نشاط میں ایک مہینہ بسر کیا معاویہ کو خیال آیا کہ یہ لوگ تو راحت میں پڑ گئے اور قوم کی مصیبت کو بھول

گئے جو وہاں گرفتار بلا ہے مگر معاویہ بن بکر کو یہ خیال بھی تھا کہ اگر وہ ان لوگوں سے کچھ کہے تو شاید وہ یہ خیال کریں کہ اب اس کو میزبانی گراں گزرنے لگی ہے اس لئے

اُس نے گانے والی باندی کو ایسے اشعار دیئے جن میں قوم عاد کی حاجت کا تذکرہ تھا جب باندی نے وہ نظم گائی تو ان لوگوں کو یاد آیا کہ ہم اس قوم کی مصیبت کی فریاد

کرنے کے لئے مکہ مکرمہ بھیجے گئے ہیں، اب انہیں خیال ہوا کہ حرم شریف میں داخل ہو کر قوم کے لئے پانی برسنے کی دعا کریں، اس وقت مَرْثَدہ بنِ سَعْد نے کہا کہ

اللہ کی قسم! تمہاری دعا سے پانی نہ برے گا لیکن اگر تم اپنے نبی کی اطاعت کرو اور اللہ تعالیٰ سے توبہ کرو تو بارش ہوگی اور اس وقت مَرْثَدہ نے اپنے اسلام کا اظہار کر

دیا ان لوگوں نے مَرْثَدہ کو چھوڑ دیا اور خود مکہ مکرمہ جا کر دعا کی اللہ تعالیٰ نے تین اَبْر (بادل) بھیجے ایک سفید ایک سرخ ایک سیاہ اور آسمان سے ندا ہوئی کہ اے قبیل!

اپنے اور اپنی قوم کے لئے ان میں سے ایک اَبْر اختیار کر۔ اس نے ابرسیاہ کو اختیار کیا یاں خیال کیا کہ اس سے بہت پانی برسے گا۔ چنانچہ وہ ابر قوم عاد کی طرف چلا اور وہ

لوگ اس کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے مگر اس میں سے ایک ہوا چلی وہ اس شدت کی تھی کہ آدمیوں اور آدمیوں کو اڑا اڑا کر کہیں سے کہیں لے جاتی تھی یہ دیکھ کر وہ لوگ

گھروں میں داخل ہوئے اور اپنے دروازے بند کر لئے مگر ہوا کی تیزی سے بچ نہ سکے اُس نے دروازے بھی اکھڑ دیئے اور ان لوگوں کو ہلاک بھی کر دیا اور قدرت

الہی سے سیاہ پرندے نمودار ہوئے جنہوں نے اُن کی لاشوں کو اٹھا کر سمندر میں پھینک دیا حضرت ہود مؤمنین کو لے کر قوم سے جدا ہو گئے تھے اس لئے وہ سلامت

اللَّهُ مَا لَكُمْ مِّنَ إِلَهِ غَيْرُهُ ۖ قَدْ جَاءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ هَذِهِ

یو جو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے شک تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ۱۳۵ روشن دلیل آئی ۱۳۵

نَاقَةٌ اللَّهُ لَكُمْ آيَةٌ فَذَرُوهَا تَأْكُلُ فِي أَرْضِ اللَّهِ وَلَا تَمَسُّوهَا بِسَوْءٍ

اللہ کا ناقہ ہے تمہارے لئے نشانی تو اسے چھوڑ دو کہ اللہ کی زمین میں کھائے اور اسے برائی سے ہاتھ نہ لگاؤ ۱۳۶

فِي أَخْذِكُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۖ وَاذْكُرُوا إِذْ جَعَلْنَا خُلَفَاءَ مِنكُمْ بَعْدَ

کہ تمہیں درد ناک عذاب آئے گا اور یاد کرو ۱۳۷ جب تم کو عاد کا جانشین

عَادٍ وَبَوَّأْنَا لَكُمْ فِي الْأَرْضِ مَتَجِدُونَ مِنْهُ لَهَا قُصُورًا وَتَخْتُونَ

کیا اور ملک میں جگہ دی کہ نرم زمین میں محل بناتے ہو ۱۳۸ اور پہاڑوں میں

الْجِبَالِ بُيُوتًا فَادْكُرُوا الْآيَةَ اللَّهُ وَلَا تَعْتُوا فِي الْأَرْضِ

مکان تراشتے ہو ۱۳۹ تو اللہ کی نعمتیں یاد کرو ۱۴۰ اور زمین میں فساد چلاتے

مُفْسِدِينَ ۖ قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا مِنْ قَوْمِهِ لِلَّذِينَ

نہ پھرو اس کی قوم کے تکبر والے کمزور

اسْتَضِعُّوا السِّنَّ آمِنَ مِنْهُمْ اتَّعَلَبُونَ أَنَّ صَالِحًا مُّرْسَلٌ مِّن رَّبِّهِ ۖ

مسلمانوں سے بولے کیا تم جانتے ہو کہ صالح اپنے رب کے رسول ہیں

قَالُوا إِنَّا بِنَا أُرْسِلَ بِهِ مُؤْمِنُونَ ۖ قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا

بولے وہ جو کچھ لے کر بھیجے گئے ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں ۱۴۱ متکبر بولے جس

بِالَّذِي آمَنْتُمْ بِهِ كَفَرُونَ ۖ فَعَصُوا وَالنَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ أَمْرِ رَبِّهِمْ

پر تم ایمان لائے ہمیں اس سے انکار ہے ۱۴۲ پس ناقہ کی کوچیں (قدم) کاٹ دیں اور اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی

رہے قوم کے ہلاک ہونے کے بعد ایمانداروں کو ساتھ لے کر مکہ مکرمہ تشریف لائے اور آخر عمر تشریف تک وہیں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے رہے۔ ۱۴۳ جو حجاز و شام کے

درمیان سرزمین حجر میں رہتے تھے۔ ۱۴۴ میرے صدق نبوت پر ۱۴۵ جس کا بیان یہ ہے کہ ۱۴۶ جو نہ کسی بیٹھ میں رہا نہ کسی پیٹ میں نہ کسی نر سے پیدا ہوا نہ مادہ سے نہ

حمل میں رہا نہ اس کی خلقت تدریجاً (درجہ بدرجہ پیداؤں) کمال کو پہنچی بلکہ طریقہ عادیہ کے خلاف وہ پہاڑ کے ایک پتھر سے دفعتاً پیدا ہوا اس کی یہ پیدائش معجزہ ہے پھر وہ

ایک دن پانی پیتا ہے اور تمام قبیلہ ثمود ایک دن۔ یہ بھی معجزہ ہے کہ ایک ناقہ ایک قبیلہ کے برابر پی جائے اس کے علاوہ اس کے پینے کے روز اس کا دودھ دہا جاتا تھا اور وہ

اتنا ہوتا تھا کہ تمام قبیلہ کو کافی ہو اور پانی کے قائم مقام ہو جائے یہ بھی معجزہ اور تمام وحوش و حیوانات اس کی باری کے روز پانی پینے سے باز رہتے تھے یہ بھی معجزہ۔ اتنے

معجزات حضرت صالح علیہ السلام کے صدق نبوت کی زبردست حجتیں ہیں۔ ۱۴۷ نہ مارو نہ ہکاؤ اگر ایسا کیا تو یہی نتیجہ ہوگا ۱۴۸ اے قوم ثمود! ۱۴۹ موسم گرما میں آرام

کرنے کے لئے ۱۴۳ موسم سرما کے لئے ۱۴۴ اور اس کا شکر بجالاؤ۔ ۱۴۵ ان کے دین کو قبول کرتے ہیں ان کی رسالت کو مانگتے ہیں۔ ۱۴۶ قوم ثمود نے۔



وَقَالُوا اصْلِحْ ائْتَابَنَا إِن كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ ﴿۷۷﴾

اور بولے اے صالح ہم پر لے آؤ ۱۳۷۱ جس کا تم وعدہ دے رہے ہو اگر تم رسول ہو

فَاخَذَتْهُمْ الرِّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جِثِيَيْنَ ﴿۷۸﴾ فَنَوَلَّيْنَا عَنْهُمْ

تو انھیں زلزلہ نے آیا تو صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے رہ گئے تو صالح نے ان سے منہ پھیرا ۱۳۷۲

وَقَالَ لِقَوْمٍ لَقَدْ أَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَاتِ رَبِّي وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلَكِنْ لَا

اور کہا اے میری قوم بے شک میں نے تمہیں اپنے رب کی رسالت پہنچا دی اور تمہارا بھلا چاہا مگر تم

تُحِبُّونَ النَّصِيحِينَ ﴿۷۹﴾ وَلَوْ طَ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ أَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ

خیر خواہوں کے غرضی (پسند کرنے والے) ہی نہیں اور لو ط کو بھیجا ۱۳۷۳ جب اس نے اپنی قوم سے کہا کیا وہ بے حیائی کرتے ہو

مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ أَحَدٍ مِنَ الْعَالَمِينَ ﴿۸۰﴾ إِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ

جو تم سے پہلے جہان میں کسی نے نہ کی تم تو مردوں کے پاس

شَهْوَةً مِنْ دُونِ النِّسَاءِ ۖ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُونَ ﴿۸۱﴾ وَمَا كَانَ

شہوت سے جاتے ہو ۱۳۷۴ عورتیں چھوڑ کر بلکہ تم لوگ حد سے گزر گئے ۱۳۷۵ اور اس کی

جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَنْ قَالُوا أَخْرِجُوهُمْ مِنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ إِنَّهُمْ

قوم کا کچھ جواب نہ تھا مگر یہی کہنا کہ ان ۱۳۷۶ کو اپنی بستی سے نکال دو یہ

۱۳۷۷ وہ عذاب ۱۳۷۸ جبکہ انہوں نے سرکشی کی۔ منقول ہے کہ ان لوگوں نے چہار شنبہ (بدھ) کو ناقہ کی کوچیوں کاٹی تھیں تو حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ تم

اس کے بعد تین روز زندہ رہو گے پہلے روز تمہارے سب کے چہرے زرد ہو جائیں گے دوسرے روز سرخ تیسرے روز سیاہ چوتھے روز عذاب آئے گا۔ چنانچہ ایسا ہی

ہوا اور یکشنبہ (اتوار) کو دوپہر کے قریب آسمان سے ایک ہولناک آواز آئی جس سے ان لوگوں کے دل پھٹ گئے اور سب ہلاک ہو گئے۔ ۱۳۷۹ جو حضرت ابراہیم

علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بھتیجے ہیں آپ اہل سدوم کی طرف بھیجے گئے اور جب آپ کے چچا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے شام کی طرف ہجرت کی تو حضرت ابراہیم

علیہ السلام نے سرزمینِ فلسطین میں نزول فرمایا اور حضرت لوط علیہ السلام اُردُن میں اُترے اللہ تعالیٰ نے آپ کو اہل سدوم کی طرف مبعوث کیا آپ ان لوگوں کو

دین حق کی دعوت دیتے تھے اور فعل بد سے روکتے تھے جیسا کہ آیت شریف میں ذکر آتا ہے۔ ۱۳۸۰ یعنی اُن کے ساتھ بد فعلی کرتے ہو۔ ۱۳۸۱ کہ حلال کو چھوڑ کر

حرام میں مبتلا ہوئے اور ایسے خبیث فعل کا ارتکاب کیا۔ انسان کو شہوت بقائے نسل اور دنیا کی آبادی کے لئے دی گئی ہے اور عورتیں محل شہوت و موضع نسل بنائی گئی

ہیں کہ اُن سے بطریقہ معروف حسب اجازت شرع اولاد حاصل کی جائے، جب آدمیوں نے عورتوں کو چھوڑ کر ان کا کام مردوں سے لینا چاہا تو وہ حد سے گزر گئے

اور انہوں نے اس قوت کے مقصد صحیح کو فوت کر دیا کیونکہ مرد کو نہ حمل رہتا ہے نہ وہ بچہ جنتا ہے تو اس کے ساتھ مشغول ہونا سوائے شیطانیت کے اور کیا ہے۔ علمائے

سیر و اخبار کا بیان ہے کہ قوم لوط کی بستیاں نہایت سرسبز و شاداب تھیں اور وہاں غلے اور پھل بکثرت پیدا ہوتے تھے زمین کا دوسرا خطہ اس کا مثل نہ تھا اس لئے جا بجا

سے لوگ یہاں آتے تھے اور انہیں پریشان کرتے تھے ایسے وقت میں ابلیس لعین ایک بوڑھے کی صورت میں نمودار ہوا اور اُن سے کہنے لگا کہ اگر تم مہمانوں کی اس

کثرت سے نجات چاہتے ہو تو جب وہ لوگ آئیں تو ان کے ساتھ بد فعلی کرو اس طرح یہ فعل بد انہوں نے شیطان سے سیکھا اور ان میں راجح ہوا۔ ۱۳۸۲ یعنی

حضرت لوط اور اُن کے تبعین۔

أَنَاسٌ يَتَطَهَّرُونَ ﴿٨٢﴾ فَانجِبْنَهُ وَأَهْلَهُ إِلَّا مَرَاتَهُ ۗ كَانَتْ مِنْ

لوگ تو پاکیزگی چاہتے ہیں ۱۵۳ تو ہم نے اسے ۱۵۴ اور اس کے گھر والوں کو نجات دی مگر اس کی عورت وہ رہ جانے

الْغَرِيْبِينَ ﴿٨٣﴾ وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَطْرًا ط فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

والوں میں ہوئی ۱۵۵ اور ہم نے ان پر ایک مینہ برسایا ۱۵۶ تو دیکھو کیسا انجام ہوا

الْمُجْرِمِينَ ۚ ﴿٨٤﴾ وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا ط قَالَ يَقَوْمِ اعْبُدُوا

مجرموں کا ۱۵۷ اور مدین کی طرف ان کی برادری سے شعیب کو بھیجا ۱۵۸ کہا اے میری قوم اللہ کی عبادت

اللَّهِ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَهٍ غَيْرُهُ ط قَدْ جَاءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ فَأَوْفُوا

کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے شک تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے روشن دلیل آئی ۱۵۹ تو

الْكَيْلَ وَالْبِزَانَ وَلَا تَبْخُسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تَفْسُدُوا فِي

ناپ اور تول پوری کرو اور لوگوں کی چیزیں گھٹا کر نہ دو ۱۶۰ اور زمین میں

الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا ط ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿٨٥﴾ وَ

انتظام کے بعد فساد نہ پھیلاؤ ۱۶۱ یہ تمہارا بھلا ہے اگر ایمان لاؤ اور

لَا تَقْعُدُوا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوعِدُونَ وَتَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ مَن

ہر راستے پر یوں نہ بیٹھو کہ راہ گروں کو ڈراؤ اور اللہ کی راہ سے انھیں روکو ۱۶۲ جو

أَمَنَ بِهِ وَتَبْغُونَهَا عِوَجًا وَاذْكُرُوا إِذْ كُنْتُمْ قَلِيلًا فَكَثَرْتُمْ

اس پر ایمان لائے اور اس میں کبھی چاہو (ٹیڑھا راستہ ڈھونڈو) اور یاد کرو جب تم تھوڑے تھے اس نے تمہیں بڑھا دیا ۱۶۳

وَأَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ ﴿٨٦﴾ وَإِنْ كَانَ طَآئِفَةٌ مِّنْكُمْ

اور دیکھو ۱۶۴ فسادیوں کا کیسا انجام ہوا اور اگر تم میں ایک گروہ

۱۵۳ اور پاکیزگی ہی اچھی ہوتی ہے وہی قابل مدح ہے لیکن اس قوم کا ذوق اتنا خراب ہو گیا تھا کہ انہوں نے اس صفت مدح کو عیب قرار دیا۔ ۱۵۴ یعنی حضرت

لوط علیہ السلام کو ۱۵۵ وہ کافر تھی اور اُس قوم سے محبت رکھتی تھی۔ ۱۵۶ عجیب طرح کا جس میں ایسے پتھر برسے کہ گندھک اور آگ سے مرکب تھے۔ ایک قول یہ

ہے کہ لہتی میں رہنے والے جو وہاں مقیم تھے وہ تو زمین میں دھنسا دیئے گئے اور جو سفر میں تھے وہ اس بارش سے ہلاک کئے گئے۔ ۱۵۷ مجاہد نے کہا کہ حضرت جبریل

علیہ السلام نازل ہوئے اور انہوں نے اپنا بازو قوم لوط کی بستوں کے نیچے ڈال کر اس خطہ کو اکھاڑ لیا اور آسمان کے قریب پہنچ کر اس کو اوندھا کر کے گرا دیا اس کے

بعد پتھروں کی بارش کی گئی۔ ۱۵۸ حضرت شعیب علیہ السلام نے ۱۵۹ جس سے میری نبوت و رسالت یقینی طور پر ثابت ہوتی ہے، اس دلیل سے معجزہ مراد ہے۔

۱۶۰ اُن کے حق دیانت داری کے ساتھ پورے پورے ادا کرو۔ ۱۶۱ اور دین کا اتباع کرنے میں لوگوں کے لئے سب راہ (رکاوٹ) نہ بنو۔ ۱۶۲ تمہاری تعداد

أَمْثُوا بِالَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ وَطَآئِفَةٌ لَّمْ يُؤْمِنُوا فَاصْبِرُوا حَتَّىٰ

اس پر ایمان لایا جو میں لے کر بھیجا گیا اور ایک گروہ نے نہ مانا ۱۶۴ تو ٹھہرے رہو یہاں تک کہ

يُحْكَمَ اللَّهُ بَيْنَنَا وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ ﴿۸۷﴾

اللہ ہم میں فیصلہ کرے ۱۶۵ اور اللہ کا فیصلہ سب سے بہتر ۱۶۶

زیادہ کردی تو اس کی نعمت کا شکر کرو اور ایمان لاؤ۔ ۱۶۳ پہ نگاہِ عبرت کھچلی اُمتوں کے احوال اور گزرے ہوئے زمانوں میں سرکشی کرنے والوں کے انجام و مال دیکھو اور سوچو ۱۶۴ یعنی اگر تم میری رسالت میں اختلاف کر کے دو فرقے ہو گئے ایک فرقے نے مانا اور ایک منکر ہوا ۱۶۵ کہ تصدیق کرنے والے ایمانداروں کو عزت دے اور اُن کی مدد فرمائے اور جھٹلانے والے منکرین کو ہلاک کرے اور انہیں عذاب دے۔ ۱۶۶ کیونکہ وہ حاکمِ حقیقی ہے۔



قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا مِنْ قَوْمِهِ لَنُخْرِجَنَّكَ يَشْعِبُ وَالَّذِينَ

اس کی قوم کے متکبر سردار بولے اے شعیب قسم ہے کہ ہم تمہیں اور تمہارے ساتھ والے

أَمْوَالَكُمْ مِنْ قَرِيْبِنَا أَوْ لَنَعُوْدَنَّ فِيْ مِلَّتِنَا قَالَ أَوْلَوْكُمْنَا

مسلمانوں کو اپنی بہتی سے نکال دیں گے یا تم ہمارے دین میں آ جاؤ کہاٹلا کیا اگرچہ ہم

كُرْهِيْنَ ۸۸ قَدْ اِفْتَرَيْنَا عَلٰى اللّٰهِ كَذِبًا اِنْ عُدْنَا فِيْ مِلَّتِكُمْ بَعْدَ اِذْ

بیزار ہوں ۱۶۸ ضرور ہم اللہ پر جھوٹ باندھیں گے اگر تمہارے دین میں آ جائیں بعد اس کے کہ

نَجْنَا اللّٰهُ مِنْهَا وَمَا يَكُوْنُ لَنَا اَنْ نُّعُوْدَ فِيْهَا اِلَّا اَنْ يَّشَاءَ اللّٰهُ

اللہ نے ہمیں اس سے بچایا ہے ۱۶۹ اور ہم مسلمانوں میں کسی کا کام نہیں کہ تمہارے دین میں آئے مگر یہ کہ اللہ چاہے نکلا

رَبُّنَا وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ط عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ط رَبَّنَا افْتَحْ

جو ہمارا رب ہے ہمارے رب کا علم ہر چیز کو محیط (گھیرے ہوئے) ہے ہم نے اللہ ہی پر بھروسہ کیا ٹلا اے رب ہمارے ہم میں

بَيْنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِيْنَ ۸۹ وَقَالَ الْمَلَأُ

اور ہماری قوم میں حق فیصلہ کر ٹلا اور تیرا فیصلہ سب سے بہتر اور اس کی قوم کے

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهِ لِيَنْ اَتَّبِعْتُمْ شَعِيْبًا اِنَّكُمْ اِذَا الْخُسْرٰوْنَ ۹۰

کافر سردار بولے کہ اگر تم شعیب کے تابع ہوئے تو ضرور تم نقصان میں رہو گے

فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جُثِيْنَ ۹۱ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا

تو انہیں زلزلے نے آیا تو صبح اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے ٹلا شعیب کو چھلانے

۱۶۸ حضرت شعیب علیہ السلام نے ۱۶۸ حاصل مطلب یہ ہے کہ ہم تمہارا دین نہ قبول کریں گے اور اگر تم نے ہم پر جبر کیا جب بھی نہ مانیں گے کیونکہ ۱۶۹ اور

تمہارے دین باطل کے فُتْحِ (عیب) وفساد کا علم دیا ہے۔ ٹلا اور اس کو ہلاک کرنا منظور ہوا اور ایسا ہی مقدر ہو۔ ٹلا اپنے تمام امور میں وہی ہمیں ایمان پر ثابت

رکھے گا وہی زیادتِ ایتقان (ایمان و یقین میں اضافے) کی توفیق دے گا۔ ٹلا زجاج نے کہا کہ اس کے یہ معنی ہو سکتے ہیں کہ اے رب ہمارے امر کو ظاہر فرما

دے مراد اس سے یہ ہے کہ ان پر ایسا عذاب نازل فرما جس سے ان کا باطل پر ہونا اور حضرت شعیب علیہ السلام اور ان کے تبعین کا حق پر ہونا ظاہر ہو۔ ۱۶۸ حضرت

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس قوم پر جہنم کا دروازہ کھولا اور ان پر دوزخ کی شدید گرمی بھیجی جس سے سانس بند ہو گئے، اب نہ انہیں سایہ

کام دیتا تھا نہ پانی، اس حالت میں وہ تہ خانہ میں داخل ہوئے تاکہ وہاں انہیں کچھ امن ملے لیکن وہاں باہر سے زیادہ گرمی تھی۔ وہاں سے نکل کر جنگل کی طرف بھاگے

اللہ تعالیٰ نے ایک ابر (بادل) بھیجا جس میں نہایت سرد اور خوشگوار ہوا تھی اس کے سایہ میں آئے اور ایک نے دوسرے کو پکار پکار کر جمع کر لیا، مرد و عورتیں سچے سب

مجمع ہو گئے تو وہ حکم الہی آگ بن کر بھڑک اٹھا اور وہ اس میں اس طرح جل گئے جیسے بھاڑ (بھٹی) میں کوئی چیز بھن جاتی ہے۔ قنادہ کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے

حضرت شعیب علیہ السلام کو اصحاب ایکہ کی طرف بھی مبعوث فرمایا تھا اور اہل مدین کی طرف بھی اصحاب ایکہ تو اہر سے ہلاک کئے گئے اور اہل مدین زلزلہ میں گرفتار

ہوئے اور ایک ہولناک آواز سے ہلاک ہو گئے۔

سُعَيْبًا كَانُ لَّمْ يَغْتَوِ فِيهَا ۚ الَّذِينَ كَذَّبُوا شُعَيْبًا كَانُوا هُمُ

والے گویا ان گھروں میں کبھی رہے ہی نہ تھے شعیب کو جھٹلانے والے وہی

الْخَسِرِينَ ﴿۹۶﴾ فَتَوَلَّىٰ عَنْهُمْ وَقَالَ يَا قَوْمِ لَقَدْ أَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَتِ رَبِّي

تاہی میں پڑے تو شعیب نے ان سے منہ پھیرا اور کہا اے میری قوم میں تمہیں اپنے رب کی رسالت پہنچا چکا

وَنصَحْتُ لَكُمْ ۚ فَكَيْفَ اسَىٰ عَلَىٰ قَوْمٍ كَافِرِينَ ﴿۹۷﴾ وَمَا أَرْسَلْنَا فِي قَرْيَةٍ

اور تمہارے بھلے کو نصیحت کی ۱۵۴ تو کیونکر غم کروں کافروں کا اور نہ بھیجا ہم نے کسی بستی میں

مِّنْ نَّبِيِّ إِلَّا أَآخَذْنَا أَهْلَهَا بِالْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ لَعَلَّهُمْ يَضُرَّعُونَ ﴿۹۸﴾

کوئی نبی ۱۵۴ مگر یہ کہ اس کے لوگوں کو سختی اور تکلیف میں پکڑا ۱۵۴ کہ وہ کسی طرح زاری (عاجزی) کریں ۱۵۴

ثُمَّ بَدَّلْنَا مَكَانَ السَّيِّئَةِ الْحَسَنَةَ حَتَّىٰ عَفَّوْا وَقَالُوا قَدْ مَسَّ آبَاءَنَا

پھر ہم نے برائی کی جگہ بھلائی بدل دی ۱۵۴ یہاں تک کہ وہ بہت ہو گئے ۱۵۴ اور بولے بے شک ہمارے باپ دادا کو

الضَّرَّاءِ وَالسَّرَّاءِ فَأَخَذْنَاهُمْ بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿۹۹﴾ وَلَوْ أَنَّ

رنج و راحت پہنچے تھے ۱۵۴ تو ہم نے انہیں اچانک ان کی غفلت میں پکڑ لیا ۱۵۴ اور اگر

أَهْلَ الْقُرَىٰ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِم بَرَكَاتٍ مِّنَ السَّمَاءِ وَ

بستیوں والے ایمان لاتے اور ڈرتے ۱۵۴ تو ضرور ہم ان پر آسمان اور زمین سے برکتیں

الْأَرْضِ وَلَٰكِن كَذَّبُوا فَأَخَذْنَاهُم بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿۱۰۰﴾ أَقَامِنَ أَهْلُ

کھول دیتے ۱۵۴ مگر انہوں نے تو جھٹلایا ۱۵۴ تو ہم نے انہیں ان کے کئے پر گرفتار کیا ۱۵۴ کیا بستیوں والے ۱۵۴

۱۵۴ جب ان پر عذاب آیا۔ ۱۵۴ مگر تم کسی طرح ایمان نہ لائے۔ ۱۵۴ جس کو اس کی قوم نے نہ جھٹلایا ہو۔ ۱۵۴ فقر و تنگدستی اور مرض و بیماری میں گرفتار کیا۔

۱۵۴ تکبر چھوڑیں تو بہ کریں حکم الہی کے مطیع بنیں۔ ۱۵۴ کہ سختی و تکلیف کے بعد راحت و آسائش پہنچا اور بدنی و مالی نعمتیں ملنا اطاعت و شکرگزاری کا مستحق

(چاہنے والا) ہے۔ ۱۵۴ ان کی تعداد بھی زیادہ ہوئی اور مال بھی بڑھے۔ ۱۵۴ یعنی زمانہ کا دستور ہی یہ ہے کبھی تکلیف ہوتی ہے کبھی راحت، ہمارے باپ دادا پر

بھی ایسے احوال گزر چکے ہیں اس سے ان کا مدعا یہ تھا کہ پچھلا زمانہ جو سختیوں میں گزرا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کچھ عقوبت و سزا تھا تو اپنا دین ترک کرنا نہ

چاہئے نہ ان لوگوں نے شدت و تکلیف سے کچھ نصیحت حاصل کی نہ راحت و آرام سے ان میں کوئی جذبہ شکر و طاعت پیدا ہوا وہ غفلت میں سرشار رہے۔ ۱۵۴ جبکہ

انہیں عذاب کا خیال بھی نہ تھا۔ ان واقعات سے عبرت حاصل کرنی چاہئے اور بندوں کو گناہ و سرکشی ترک کر کے اپنے مالک کا رضا جو (رضا مندی چاہنے والا) ہونا

چاہئے۔ ۱۵۴ اور خدا اور رسول کی اطاعت اختیار کرتے اور جس چیز کو اللہ اور رسول نے منع فرمایا اس سے باز رہتے۔ ۱۵۴ ہر طرف سے انہیں خیر پہنچتی وقت پر

نافع اور مفید بارشیں ہوتیں زمین سے کھیتی پھل بکثرت پیدا ہوتے رزق کی فراخی ہوتی امن و سلامتی رہتی آفتوں سے محفوظ رہتے ۱۵۴ اللہ کے رسولوں کو ۱۵۴ اور

انواع عذاب میں مبتلا کیا ۱۵۴ کفار خواہ وہ مکہ مکرمہ کے رہنے والے ہوں یا گرد و پیش کے یا اور کہیں کے۔

الْقُرَىٰ أَنْ يَأْتِيَهُمْ بَأْسُنَا بَيَاتًا وَهُمْ نَائِمُونَ ﴿۹۷﴾ وَأَمِنْ أَهْلِ الْقُرَىٰ

نہیں ڈرتے کہ ان پر ہمارا عذاب رات کو آئے جب وہ سوتے ہوں یا بستوں والے نہیں ڈرتے کہ

أَنْ يَأْتِيَهُمْ بَأْسُنَا ضُحًى وَهُمْ يُلْعَبُونَ ﴿۹۸﴾ أَفَأَمِنُوا مَكْرَ اللَّهِ فَلَا يَأْمَنُ

ان پر ہمارا عذاب دن چڑھے آئے جب وہ کھیل رہے ہوں ﴿۹۸﴾ کیا اللہ کی خفی تدبیر سے نڈر ہیں ﴿۹۸﴾ تو اللہ کی خفی تدبیر

مَكْرَ اللَّهِ إِلَّا الْقَوْمَ الْخَاسِرُونَ ﴿۹۹﴾ أَوَلَمْ يَهْدِ لِلَّذِينَ يَرِثُونَ

سے نڈر نہیں ہوتے مگر تباہی والے ﴿۹۹﴾ اور کیا وہ جو زمین کے مالکوں کے بعد اس کے

الْأَرْضِ مِنْ بَعْدِ أَهْلِهَا أَنْ لَوْ شَاءَ أَصْبَنَهُم بِذُنُوبِهِمْ ج وَ

وارث ہوئے انہیں اتنی ہدایت نہ ملی کہ ہم چاہیں تو انہیں ان کے گناہوں پر آفت پہنچائیں ﴿۹۹﴾ اور

نَطَبَعُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ ﴿۱۰۰﴾ تِلْكَ الْقُرَىٰ نَقُصُّ

ہم ان کے دلوں پر مہر کرتے ہیں کہ وہ کچھ نہیں سنے ﴿۱۰۰﴾ یہ بستیاں ہیں ﴿۱۰۰﴾ جن کے

عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَاءِهَا ج وَلَقَدْ جَاءَهُمْ رَسُولٌ مِنْهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ ج فَمَا

احوال ہم تمہیں سناتے ہیں ﴿۱۰۰﴾ اور بے شک ان کے پاس ان کے رسول روشن دلیلیں لائے کر آئے تو وہ ﴿۱۰۰﴾

كَانُوا يَوْمَئِذٍ مُّؤَابَا كَذَّبُوا مِنْ قَبْلُ ط كَذَلِكَ يَطْبَعُ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِ

اس قابل نہ ہوئے کہ وہ اس پر ایمان لاتے جسے پہلے جھٹلا چکے تھے ﴿۱۰۰﴾ اللہ یونہی چھاپ (مہر) لگا دیتا ہے کافروں

الْكَافِرِينَ ﴿۱۰۱﴾ وَمَا وَجَدْنَا إِلَّا كَثْرَهُمْ مِنْ عَهْدِ ج وَإِنْ وَجَدْنَا نَا كَثْرَهُمْ

کے دلوں پر ﴿۱۰۱﴾ اور ان میں اکثر کو ہم نے قول (وعدے) کا سچا نہ پایا ﴿۱۰۱﴾ اور ضرور ان میں اکثر کو

لَفُسِقِينَ ﴿۱۰۲﴾ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ مُّوسَىٰ بِآيَاتِنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَ

بے حکم ہی پایا پھر ان ﴿۱۰۲﴾ کے بعد ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیوں ﴿۱۰۲﴾ کے ساتھ فرعون اور اس کے درباریوں

﴿۱۰۲﴾ اور عذاب کے آنے سے غافل ہوں ﴿۱۰۲﴾ اور اس کے ڈھیل دینے اور دنیوی نعمت دینے پر مغرور ہو کر اس کے عذاب سے بے فکر ہو گئے ہیں ﴿۱۰۲﴾ اور اس

کے مخلص بندے اس کا خوف رکھتے ہیں رجب بن خثیم کی صاحبزادی نے ان سے کہا کیا سبب ہے میں دیکھتی ہوں سب لوگ سوتے ہیں اور آپ نہیں سوتے ہیں فرمایا

اے نور نظر تیرا باپ شب کو سونے سے ڈرتا ہے یعنی یہ کہ غافل ہو کر سو جانا کہیں سب عذاب نہ ہو۔ ﴿۱۰۲﴾ جیسا کہ ہم نے ان کے مورثوں (ورثہ چھوڑنے والوں) کو

ان کی نافرمانی کے سبب ہلاک کیا۔ ﴿۱۰۲﴾ اور کوئی پند و نصیحت نہیں مانتے۔ ﴿۱۰۲﴾ تو حضرت نوح اور عاد و ثمود اور قوم حضرت لوط و قوم حضرت شعیب کی۔ ﴿۱۰۲﴾ تاکہ

معلوم ہو کہ ہم اپنے رسولوں کی اور ان پر ایمان لانے والوں کی اپنے دشمنوں یعنی کافروں کے مقابلہ میں مدد کیا کرتے ہیں۔ ﴿۱۰۲﴾ یعنی معجزات باہرات (زبردست

معجزات)۔ ﴿۱۰۲﴾ تادم مرگ۔ ﴿۱۰۲﴾ اپنے کفر و تکذیب پر جتھے ہی رہے۔ ﴿۱۰۲﴾ جن کی نسبت اس کے علم میں ہے کہ کفر پر قائم رہیں گے اور کبھی ایمان نہ لائیں

گے۔ ﴿۱۰۲﴾ انہوں نے اللہ کے عہد پورے نہ کئے ان پر جب کبھی کوئی مصیبت آتی تو عہد کرتے کہ یارب! تو اگر اس سے ہمیں نجات دے تو ہم ضرور ایمان لائیں



مَلَأِيهِ فَظَلَمُوا بِهَا فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ ﴿١٠٣﴾ وَقَالَ

کی طرف بھیجا تو انہوں نے ان نشانیوں پر زیادتی کی ۱۰۳ تو دیکھو کیسا انجام ہوا مفسدوں (فساد کرنے والوں) کا اور موسیٰ

مُوسَىٰ يَفِرُّ عَوْنُ ابْنِي رَسُولٍ مِّنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٠٣﴾ حَقِيقٌ عَلَىٰ أَنْ لَا

نے کہا اے فرعون میں پروردگار عالم کا رسول ہوں مجھے سزاوار (مناسب یہی) ہے کہ

أَقُولَ عَلَىٰ اللَّهِ إِلَّا الْحَقُّ ۗ قَدْ جِئْتُكُمْ بِبَيِّنَةٍ مِّنْ رَبِّكُمْ فَأَرْسِلْ

اللہ پر نہ کہوں مگر سچی بات ۱۰۴ میں تم سب کے پاس تمہارے رب کی طرف سے نشانی لے کر آیا ہوں ۱۰۴ تو تو بنی اسرائیل

مَعِيَ بَنِي إِسْرَائِيلَ ﴿١٠٥﴾ قَالَ إِنْ كُنْتَ جِئْتَ بِآيَةٍ فَآتِ بِهَا إِنْ كُنْتَ

کو میرے ساتھ چھوڑ دے ۱۰۵ بولا اگر تم کوئی نشانی لے کر آئے ہو تو لاؤ اگر

مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿١٠٦﴾ فَأَلْقَىٰ عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِينٌ ﴿١٠٦﴾ وَنَزَعَ يَدَٰهُ

سچے ہو تو موسیٰ نے اپنا عصا ڈال دیا وہ فوراً ایک ظاہر اثر دھا ہو گیا ۱۰۶ اور اپنا ہاتھ گریبان میں ڈال کر نکالا

فَإِذَا هِيَ بَيْضَاءُ لِلنَّاظِرِينَ ﴿١٠٨﴾ قَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ إِنَّ هَذَا

تو وہ دیکھنے والوں کے سامنے جگمگانے لگا ۱۰۸ قوم فرعون کے سردار بولے یہ تو ایک

لَسِحْرٍ عَلَيْنَا ﴿١٠٩﴾ يُرِيدُ أَنْ يُخْرِجَكُم مِّنْ أَرْضِكُمْ ۖ فَمَاذَا تَأْمُرُونَ ﴿١١٠﴾

علم والا جادوگر ہے ۱۰۹ تمہیں تمہارے ملک سے نکالا چاہتا ہے تو تمہارا کیا مشورہ ہے

قَالُوا أَرْجَاهُ وَأَخَاهُ وَأَرْسِلْ فِي الْمَدَائِنِ حَاشِرِينَ ﴿١١١﴾ يَا تَوَكُّبِكُمْ

بولے انھیں اور ان کے بھائی ۱۱۰ کو ٹھہرا اور شہروں میں لوگ جمع کرنے والے بھیج دے کہ ہر علم والے

گے پھر جب نجات پاتے عہد سے پھر جاتے۔ (مدارک) ۱۱۱ انبیاء مذکورین۔ ۱۱۲ یعنی معجزات و اضمحلت مثل ید بیضا و عصا وغیرہ۔ ۱۱۳ انہیں جھٹلایا اور کفر کیا۔

۱۱۴ کیونکہ رسول کی یہی شان ہے وہ کبھی غلط بات نہیں کہتے اور تبلیغ رسالت میں ان کا کذب ممکن نہیں۔ ۱۱۵ جس سے میری رسالت ثابت ہے اور وہ نشانی

معجزات ہیں۔ ۱۱۶ اور اپنی قید سے آزاد کر دے تاکہ وہ میرے ساتھ ارض مقدسہ میں چلے جائیں جو ان کا وطن ہے۔ ۱۱۷ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے

فرمایا کہ جب حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عصا ڈالا تو وہ ایک بڑا اثر دہا بن گیا زرد رنگ منہ کھولے ہوئے زمین سے ایک میل اونچا اپنی دم پر کھڑا ہو گیا اور

ایک جزا اُس نے زمین پر رکھا اور ایک قصر شاہی کی دیوار پر پھر اُس نے فرعون کی طرف رُخ کیا تو فرعون اپنے تخت سے کود کر بھاگا اور ڈر سے اس کی رُخ نکل گئی

اور لوگوں کی طرف رُخ کیا تو ایسی بھاگ پڑی کہ ہزاروں آدمی آپس میں پھیل کر مر گئے فرعون گھر میں جا کر چیخنے لگا: اے موسیٰ! تمہیں اس کی قسم جس نے تمہیں رسول

بنایا اس کو پکڑ لو میں تم پر ایمان لاتا ہوں اور تمہارے ساتھ بنی اسرائیل کو بھیج دیتا ہوں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کو اٹھالیا تو وہ مثل سابق عصا تھا۔ ۱۱۸

اور اس کی روشنی اور چمک نور آفتاب پر غالب ہو گئی۔ ۱۱۹ جس نے جادو سے نظر بندی کی اور لوگوں کو عصا اژدہا نظر آنے لگا اور گندی رنگ کا ہاتھ آفتاب سے زیادہ

روشن معلوم ہونے لگا۔ ۱۲۰ مصر ۱۲۰ حضرت ہارون۔

سُحْرِ عَلِيمٍ ۱۱۲ ﴿۱۱۲﴾ وَجَاءَ السَّحَرَةُ فِرْعَوْنَ قَالُوا إِنَّ لَنَا لَأَجْرًا إِن كُنَّا

جادوگر کو تیرے پاس لے آئیں ملا اور جادوگر فرعون کے پاس آئے بولے کچھ ہمیں انعام ملے گا اگر

نَحْنُ الْغَالِبِينَ ۱۱۳ ﴿۱۱۳﴾ قَالَ نَعَمْ وَإِنَّكُمْ لَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ ۱۱۴ ﴿۱۱۴﴾ قَالُوا يَمُوسَىٰ

ہم غالب آئیں بولا ہاں اور اس وقت تم مقرب ہو جاؤ گے بولے اے موسیٰ

إِنَّمَا أَنْ تُلْقِيَ وَإِنَّمَا أَنْ تَكُونَ نَحْنُ الْمُتَّقِينَ ۱۱۵ ﴿۱۱۵﴾ قَالَ أَتُقُوا فَلَمَّا

یا تو آپ ڈالیں یا ہم ڈالنے والے ہوں ۱۱۵ کہا تمہیں ڈالوں گا جب

الْقُوا سَحَرُوا أَعْيُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوهُمْ وَجَاءُوا بِسِحْرِ عَزِيمٍ ۱۱۶ ﴿۱۱۶﴾ وَ

انہوں نے ڈالنا لوگوں کی نگاہوں پر جادو کر دیا اور انہیں ڈرا دیا اور بڑا جادو لائے اور

أَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ أَنْ أَلْقِ عَصَاكَ ۱۱۷ ﴿۱۱۷﴾ فَإِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَأْفِكُونَ ۱۱۸ ﴿۱۱۸﴾

ہم نے موسیٰ کو وحی فرمائی کہ اپنا عصا ڈال تو ناگاہ وہ ان کی بناؤں کو نکلنے لگا ۱۱۷

فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۱۱۹ ﴿۱۱۹﴾ فَغُلِبُوا هُنَالِكَ وَانْقَلَبُوا

تو حق ثابت ہوا اور ان کا کام باطل ہوا تو یہاں وہ مغلوب پڑے اور ذلیل

صُغْرَيْنِ ۱۲۰ ﴿۱۲۰﴾ وَالْقَىٰ السَّحَرَةُ سُجَّدِينَ ۱۲۱ ﴿۱۲۱﴾ قَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ الْعَالَمِينَ ۱۲۲ ﴿۱۲۲﴾

ہو کر چلے اور جادوگر سجدے میں گرا دیئے گئے ملا بولے ہم ایمان لائے جہان کے رب پر

رَبِّ مُوسَىٰ وَهَارُونَ ۱۲۳ ﴿۱۲۳﴾ قَالَ فِرْعَوْنُ امْنْتُمْ بِهِ قَبْلَ أَنْ أُذِنَ لَكُمْ ۱۲۴ ﴿۱۲۴﴾

جو رب ہے موسیٰ اور ہارون کا فرعون بولا تم اس پر ایمان لے آئے قبل اس کے کہ میں تمہیں اجازت دوں

۱۲۵ ﴿۱۲۵﴾ جَوْحَرٍ مَّيْمُونٍ سَبْعِينَ لَيْلَةً قَبْلَ أَنْ يُقَالُوا لَكُمْ ۱۲۶ ﴿۱۲۶﴾ جَادُوْكُمْ ۱۲۷ ﴿۱۲۷﴾

۱۲۵ جو سحر میں ماہر ہو اور سب سے فائق چنانچہ لوگ روانہ ہوئے اور اطراف و بلاد میں تلاش کر کے جادوگروں کو لے آئے۔ ۱۲۶ پہلے اپنا عصا۔ ۱۲۷ جادوگروں

نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ادب کیا کہ آپ کو مقدم کیا اور بغیر آپ کی اجازت کے اپنے عمل میں مشغول نہ ہوئے اس ادب کا عوض (بدلہ) انہیں یہ ملا

کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ایمان و ہدایت کے ساتھ شرف کیا۔ ۱۲۸ یہ فرمانا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اس لئے تھا کہ آپ ان کی کچھ پرواہ نہیں کرتے تھے اور اعتماد

کامل رکھتے تھے کہ ان کے معجزے کے سامنے سحر ناکام و مغلوب ہوگا۔ ۱۲۹ اپنا سامان جس میں بڑے بڑے اور شہتیر تھے تو وہ اژدہ نظر آنے لگے اور میدان

ان سے بھرنا معلوم ہونے لگا۔ ۱۳۰ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا ڈالا تو وہ ایک عظیم الشان اژدہ بن گیا۔ ابن زید کا قول ہے کہ یہ اجتماع اسکندر یہ میں

ہوا تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اژدہ کی دُم سمندر کے پار پہنچ گئی تھی وہ جادوگروں کی سحر کار یوں کو ایک ایک کر کے نکل گیا اور تمام رسے و لٹھے جو انہوں

نے جمع کئے تھے جو تین سواونٹ کا بار تھے سب کا خاتمہ کر دیا جب موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو دست مبارک میں لیا تو پہلے کی طرح عصا ہو گیا اور اس کا حجم اور

وزن اپنے حال پر رہا، یہ دیکھ کر جادوگروں نے پہچان لیا کہ عصاے موسیٰ سحر نہیں اور قدرت بشری ایسا کرشمہ نہیں دکھا سکتی، ضرور یہ امر سماوی ہے، یہ بات سمجھ کر وہ

”اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ“ (ہم ایمان لائے جہان کے رب پر) کہتے ہوئے سجدے میں گر گئے۔ ۱۳۱ یعنی یہ معجزہ دیکھ کر ان پر ایسا اثر ہوا کہ وہ بے اختیار سجدے

میں گر گئے، معلوم ہوتا تھا کہ کسی نے پیشانیاں پکڑ کر زمین پر لگا دیں۔





اَسْتَعِيْبُوا بِاللّٰهِ وَاَصْبِرُوْا ۙ اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ ۙ قُلُّ يُوْرٰثُهَا مَنْ يَّشَآءُ مِنْ

اللہ کی مدد چاہو ۲۲۸ اور صبر کرو ۲۲۹ بے شک زمین کا مالک اللہ ہے ۲۳۰ اپنے بندوں میں جسے چاہے

عِبَادِهِ ۙ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۳۸﴾ قَالُوْا اَوْ ذِيْنَا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَاْتِيْنَا وَ

وارث بنائے ۲۳۱ اور آخر میدان پر ہیزاروں کے ہاتھ ہے ۲۳۲ بولے ہم ستائے گئے آپ کے آنے سے پہلے ۲۳۳ اور

مِنْۢ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا ۙ قَالَ عَسَىٰ رَبُّكُمْ اَنْ يُّهْلِكَ عَدُوْكُمْ وَيَسْتَخْلِفَكُمْ

آپ کے تشریف لانے کے بعد ۲۳۴ کہا قریب ہے کہ تمہارا رب تمہارے دشمن کو ہلاک کرے اور اس کی جگہ

فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳۹﴾ وَ لَقَدْ اَخَذْنَا اِلٰ فِرْعَوْنَ

زمین کا مالک تمہیں بنائے پھر دیکھے کیسے کام کرتے ہو ۲۳۵ اور بے شک ہم نے فرعون والوں کو

بِالسِّنِيْنَ وَنَقَصِ مِنَ الشَّجَرِ لَعَلَّهُمْ يَدْكُرُوْنَ ﴿۱۴۰﴾ فَاِذَا جَاءَتْهُمْ

برسوں کے قحط اور پھلوں کے گھٹانے سے پکڑا ۲۳۶ کہ کہیں وہ نصیحت مانیں ۲۳۷ تو جب انہیں بھلائی

الْحُسْنٰى قَالُوْا الْاِنَّا هٰذِهِ ۙ وَاِنْ تَصِبُّهُمْ سَيِّئَةٌ يَّطَّيْرُوْا بِمُوسٰى وَ مِمَّنْ

معتق ۲۳۸ کہتے یہ ہمارے لئے ہے ۲۳۹ اور جب برائی پہنچتی تو موسیٰ اور اس کے ساتھ والوں سے

مَعَهُ ۙ اِلَّا اِنَّمَا طَرَفُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۴۱﴾ وَقَالُوْا

بدشگونگی لیتے ۲۴۰ ان لوگوں کے نصیبہ (مقدّر) کی شامت تو اللہ کے یہاں ہے ۲۴۱ لیکن ان میں اکثر کو خبر نہیں اور بولے

کہ ہم بنی اسرائیل کے لڑکوں کو قتل کریں گے لڑکیوں کو چھوڑ دیں گے اس سے اس کا مطلب یہ تھا کہ اس طرح قوم حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تعداد گھٹا کر ان کی

قوت کم کریں گے اور عوام میں اپنا بھرم رکھنے کے لئے یہ بھی کہہ دیا کہ ہم بیشک ان پر غالب ہیں لیکن فرعون کے اس قول سے کہ ہم بنی اسرائیل کے لڑکوں کو قتل کریں

گے بنی اسرائیل میں کچھ پریشانی پیدا ہوگئی اور انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس کی شکایت کی، اس کے جواب میں حضرت موسیٰ علیہ السلام

نے یہ فرمایا (جو اس کے بعد آتا ہے) ۲۴۲ وہ کافی ہے۔ ۲۴۳ مصیبتوں اور بلاؤں پر اور گھبراؤ نہیں ۲۴۴ اور زمین مصر بھی اس میں داخل ہے۔ ۲۴۵ یہ فرما کر

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو توقع (امید) دلائی کہ فرعون اور اس کی قوم ہلاک ہوگی اور بنی اسرائیل ان کی زمینوں اور شہروں کے مالک ہوں گے۔

۲۴۶ انہیں کے لئے فتح و ظفر ہے اور انہیں کے لئے عاقبت محمودہ۔ ۲۴۷ کہ فرعون اور فرعونوں نے طرح طرح کی مصیبتوں میں مبتلا کر رکھا تھا اور لڑکوں کو بہت

زیادہ قتل کیا تھا ۲۴۸ کہ اب وہ پھر ہماری اولاد کے قتل کا ارادہ رکھتا ہے تو ہماری مدد کب ہوگی اور یہ مصیبتیں کب دفع کی جائیں گی۔ ۲۴۹ اور کس طرح شکر نعمت بجا

لاتے ہو۔ ۲۵۰ اور فقر و فاقہ کی مصیبت میں گرفتار کیا۔ ۲۵۱ اور کفر و معصیت سے باز آئیں۔ فرعون نے اپنی چار سو برس کی عمر میں سے تین سو تیس سال تو اس آرام

کے ساتھ گزارے تھے کہ اس مدت میں کبھی درد یا بخار یا بھوک میں مبتلا ہی نہیں ہوا اب قحط سالی کی سختی ان پر اس لئے ڈالی گئی کہ وہ اس سختی ہی سے خدا کو یاد کریں اور

اس کی طرف متوجہ ہوں لیکن وہ کفر میں اس قدر راسخ (پختہ) ہو چکے تھے کہ ان تکلیفوں سے بھی ان کی سرکشی ہی بڑھتی رہی۔ ۲۵۲ اور آرزوئی و فراموشی (یعنی پھلوں کی

کثرت) و امن و عافیت ہوتی ۲۵۳ یعنی ہم اس کے مستحق ہی ہیں اور اس کو اللہ کا فضل نہ جانتے اور شکر ادا ہی نہ بجالاتے۔ ۲۵۴ اور کہتے کہ یہ بلائیں ان کی وجہ سے

پہنچیں اگر یہ نہ ہوتے تو یہ مصیبتیں نہ آتیں۔ ۲۵۵ جو اس نے مقدر کیا ہے وہی پہنچتا ہے اور یہ ان کے کفر کے سبب ہے۔ بعض مفسرین فرماتے ہیں: معنی یہ ہیں کہ

بڑی شامت تو وہ ہے جو ان کے لئے اللہ کے یہاں ہے یعنی عذاب دوزخ۔

## مَهَاتَاتَابِهِ مِنْ آيَةٍ لَتَسْحَرْنَا بِهَا ۱۳۲۰ فَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِينَ ۱۳۲۱

تم کیسی بھی نشانہ لے کر ہمارے پاس آؤ کہ ہم پر اس سے جادو کرو ہم کسی طرح تم پر ایمان لانے والے نہیں ۱۳۲۱

## فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدمَّ

تو بھیجا ہم نے ان پر طوفان ۱۳۲۰ اور بیڑی (بڑی) اور گھن (کھنسی یا جوئیں) اور مینڈک اور خون

۱۳۲۱ جب ان کی سرکشی یہاں تک پہنچی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کے حق میں بددعا کی، آپ مستجاب الدعوات تھے، دُعا قبول ہوئی۔ ۱۳۲۲ جب جادوگروں

کے ایمان لانے کے بعد بھی فرعون نے اپنے کفر و سرکشی پر جسے رہے تو ان پر آیات الہیہ پکاپے (لگاتار) وارد ہونے لگیں کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دُعا

کی تھی کہ یارب فرعون زمین میں بہت سرکش ہو گیا اور اس کی قوم نے عہد شکنی کی، انہیں ایسے عذاب میں گرفتار کر جو ان کے لئے سزا ہو اور میری قوم اور بعد والوں

کے لئے عبرت، تو اللہ تعالیٰ نے طوفان بھیجا برآیا، اندھیرا ہوا، کثرت سے بارش ہونے لگی، قبطیوں کے گھروں میں پانی بھر گیا، یہاں تک کہ وہ اس میں کھڑے رہ

گئے اور پانی ان کی گردنوں کی ہنسیوں تک آ گیا، ان میں سے جو بیٹھا ڈوب گیا، نہ ابل سکتے تھے نہ کچھ کام کر سکتے تھے۔ سنبڑ سے سنبڑ (یعنی ایک ہفتے سے اگلے ہفتے) تک

سات روز تک اسی مصیبت میں مبتلا رہے اور باوجود اس کے کہ بنی اسرائیل کے گھرانے کے گھروں سے متصل تھے ان کے گھروں میں پانی نہ آیا جب یہ لوگ عاجز ہوئے

تو حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا: ہمارے لئے دُعا فرمائیے کہ یہ مصیبت رفع ہو تو ہم آپ پر ایمان لائیں اور بنی اسرائیل کو آپ کے ساتھ بھیج دیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دُعا فرمائی طوفان کی مصیبت رفع ہوئی، زمین میں وہ سرسبز و شادابی آئی جو پہلے نہ دیکھی تھی کھیتاں خوب ہوئیں درخت خوب پھلے تو

فرعون نے کہنے لگے یہ پانی تو نعمت تھا اور ایمان نہ لائے۔ ایک مہینہ تو عافیت سے گزرا پھر اللہ تعالیٰ نے بڑی بھیجی، وہ کھیتاں اور پھل، درختوں کے پتے، مکاؤں کے

دروازے، چھتیں، تختے، سامان حتیٰ کہ لوہے کی کیلیں تک کھا گئیں اور قبطیوں کے گھروں میں بھر گئیں اور بنی اسرائیل کے یہاں نہ گئیں اب قبطیوں نے پریشان ہو کر

پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے دُعا کی درخواست کی، ایمان لانے کا وعدہ کیا، اس پر عہد و پیمان کیا، سات روز یعنی شنبہ سے شنبہ تک بڑی کی مصیبت میں مبتلا رہے

پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دُعا سے نجات پائی کھیتاں اور پھل جو کچھ باقی رہ گئے تھے انہیں دیکھ کر کہنے لگے یہ ہمیں کافی ہیں، ہم اپنا دین نہیں چھوڑتے چنانچہ

ایمان نہ لائے عہد وفا نہ کیا اور اپنے اعمال خبیثہ میں مبتلا ہو گئے۔ ایک مہینہ عافیت سے گزرا پھر اللہ تعالیٰ نے قُمَّل بھیجے۔ اس میں مفسرین کا اختلاف ہے بعض کہتے

ہیں کہ قُمَّل گھن ہے، بعض کہتے ہیں جوں، بعض کہتے ہیں ایک اور چھوٹا سا کیڑا ہے، اس کیڑے نے جو کھیتاں اور پھل باقی رہے تھے وہ کھالنے کیڑوں میں گھس جاتا

تھا اور جلد کو کاٹتا تھا، کھانے میں بھر جاتا تھا، اگر کوئی دس بوری گیہوں چکی پر لے جاتا تو تین سیر واپس لاتا، باقی سب کیڑے کھا جاتے۔ یہ کیڑے فرعونوں کے بال،

بھونوس، بلیکس چاٹ گئے۔ جسم پر چچک کی طرح بھر جاتے، سونا دشوار کر دیتا تھا، اس مصیبت سے فرعون نے چیخ پڑے اور انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عرض

کیا ہم تو یہ کرتے ہیں، آپ اس بلا کے دفع ہونے کی دُعا فرمائیے چنانچہ سات روز کے بعد یہ مصیبت بھی حضرت کی دُعا سے رفع ہوئی لیکن فرعونوں نے پھر عہد شکنی

کی اور پہلے سے زیادہ خبیثت تر عمل شروع کئے۔ ایک مہینہ امن میں گزرنے کے بعد پھر حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بددعا کی تو اللہ تعالیٰ نے مینڈک بھیجے

اور یہ حال ہوا کہ آدمی بیٹھتا تھا تو اس کی مجلس میں مینڈک بھر جاتے تھے بات کرنے کے لئے منہ کھولتا تو مینڈک گود کر منہ میں پہنچتا۔ ہاتھ یوں میں مینڈک، کھانوں

میں مینڈک، چولہوں میں مینڈک بھر جاتے تھے آگ بجھ جاتی تھی، لیتے تھے تو مینڈک اُوپر سوار ہوتے تھے، اس مصیبت سے فرعون نے روپڑے اور حضرت موسیٰ علیہ

السلام سے عرض کیا اب کی بار ہم کی تو بہ کرتے ہیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان سے عہد و پیمان لے کر دعا کی تو سات روز کے بعد یہ مصیبت بھی دفع ہوئی اور

ایک مہینہ عافیت سے گزرا لیکن پھر انہوں نے عہد توڑ دیا اور اپنے کفر کی طرف لوٹے پھر حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بددعا فرمائی تو تمام کوٹوں کا پانی نہروں

اور چشموں کا پانی دریائے نیل کا پانی غرض ہر پانی ان کے لئے تازہ خون بن گیا۔ انہوں نے فرعون سے اس کی شکایت کی تو کہنے لگا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے

جادو سے تمہاری نظر بندی کر دی، انہوں نے کہا: کیسی نظر بندی؟ ہمارے برتنوں میں خون کے سوا پانی کا نام و نشان ہی نہیں۔ فرعون نے حکم دیا کہ قبطی بنی اسرائیل

کے ساتھ ایک ہی برتن سے پانی لیں تو جب بنی اسرائیل نکالتے تو پانی نکلتا قبطی نکالتے تو اسی برتن سے خون نکلتا یہاں تک کہ فرعون عورتیں پیاس سے عاجز ہو کر بنی

اسرائیل کی عورتوں کے پاس آئیں اور ان سے پانی مانگا تو وہ پانی ان کے برتن میں آتے ہی خون ہو گیا۔ تو فرعون عورت کہنے لگی کہ تو پانی اپنے منہ میں لے کر میرے منہ

میں کٹی کر دے، جب تک وہ پانی اسرائیلی عورت کے منہ میں رہا پانی تھا جب فرعون عورت کے منہ میں پہنچا تو خون ہو گیا۔ فرعون خود پیاس سے مُضْطَر (بے چین) ہوا تو

اس نے تر درختوں کی رطوبت پچوس و رطوبت منہ میں پھینچتے ہی خون ہو گئی۔ سات روز تک خون کے سوا کوئی چیز پینے کی میسر نہ آئی تو پھر حضرت موسیٰ علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ

اٰیٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ ۚ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ﴿۱۳۲﴾ وَلَمَّا وُقِعَ

جدا جدا نشانیاں ۲۳۲ تو انھوں نے تکبر کیا ۲۳۵ اور وہ مجرم قوم تھی اور جب

عَلَيْهِمْ الرِّجْزُ قَالُوْا اَيُّوْسٰى اَدْعُنَا رَبَّنَا بِمَا عٰهَدْنَاكَ لَنَا ۗ لَئِن كُنَّا

ان پر عذاب پڑتا کہتے اے موسیٰ ہمارے لئے اپنے رب سے دعا کرو اس عہد کے سبب جو اس کا تمہارے پاس ہے ۲۳۶ بے شک اگر

كُشِفَتْ عَنَّا الرِّجْزُ لَنُوْمِنَنَّ لَكَ وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِيۤ اِسْرٰٓءِیْلَ ﴿۱۳۳﴾

تم ہم پر سے عذاب اٹھا دو گے تو ہم ضرور تم پر ایمان لائیں گے اور بنی اسرائیل کو تمہارے ساتھ کر دیں گے

فَلَمَّا كُشِفْنَا عَنْهُمْ الرِّجْزَ اِلٰى اَجَلٍ هُمْ بَلِغُوْهُ اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ ﴿۱۳۵﴾

پھر جب ہم ان سے عذاب اٹھا لیتے ایک مدت کے لئے جس تک انہیں پہنچنا ہے جیسی وہ پھر جاتے

فَاِنْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ فِی الْیَمِّ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَكَانُوْا عَنَّا

تو ہم نے ان سے بدلہ لیا تو انہیں دریا میں ڈبو دیا ۲۳۷ اس لئے کہ ہماری آیتیں جھٹلاتے اور ان سے

غٰفِلِيْنَ ﴿۱۳۶﴾ وَاَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِیْنَ كَانُوْا یَسْتَضَعِفُوْنَ مَسٰرِقَ

بے خبر تھے ۲۳۸ اور ہم نے اس قوم کو ۲۳۹ جو دہالی (کمزور تھی) گئی تھی اس زمین ۲۴۰ کے پورے

الْاَرْضِ وَمَعَارِبَهَا الَّتِیْ بَرَكْنَا فِیْهَا ۗ وَتَبَّتْ غَلَبَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰی

پچھم (مشرق و مغرب) کا وارث کیا جس میں ہم نے برکت رکھی ۲۴۱ اور تیرے رب کا اچھا وعدہ

عَلٰی بَنِيۤ اِسْرٰٓءِیْلَ ۙ بِمَا صَبَرُوْا ۗ وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ یَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَ

بنی اسرائیل پر پورا ہوا بدلہ ان کے صبر کا اور ہم نے برباد کر دیا ۲۴۲ جو کچھ فرعون اور

قَوْمُهُ وَمَا كَانُوْا یَعْرِشُوْنَ ﴿۱۳۷﴾ وَجُوْرًا بِبَنِيۤ اِسْرٰٓءِیْلَ الْبَحْرَفَاۗتِ وَا

اس کی قوم بناتی اور جو چٹانیاں اٹھاتے (تعمیر کرتے) تھے اور ہم نے ۲۴۳ بنی اسرائیل کو دریا پار اتارا تو ان کا گزر

والسلاہ سے دُعا کی درخواست کی اور ایمان لانے کا وعدہ کیا۔ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دُعا فرمائی، یہ مصیبت بھی رفع ہوئی مگر ایمان پھر بھی نہ لائے۔

۲۴۴ ایک کے بعد دوسری اور ہر عذاب ایک ہفتہ قائم رہتا اور دوسرے عذاب سے ایک مہینہ کا فاصلہ ہوتا۔ ۲۴۵ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان نہ لائے۔

۲۴۶ کہ وہ آپ کی دعا قبول فرمانے گا۔ ۲۴۷ یعنی دریائے نیل میں جب بار بار انہیں عذابوں سے نجات دی گئی اور وہ کسی عہد پر قائم نہ رہے اور ایمان نہ لائے اور

کفر نہ چھوڑا تو وہ میعاد پوری ہونے کے بعد جو ان کے لئے مقرر فرمائی گئی تھی انہیں اللہ تعالیٰ نے غرق کر کے ہلاک کر دیا۔ ۲۴۸ اصلاً تَدْرُوَالنَّفَاثَاتِ (انجام پر غور

و توجہ) نہ کرتے تھے۔ ۲۴۹ یعنی بنی اسرائیل کو ۲۵۰ یعنی مصر و شام و ۲۵۱ نہروں، درختوں، پھلوں، کھیتیوں اور پیداوار کی کثرت سے ۲۵۲ ان تمام عمارتوں اور

ایوانوں اور باغوں کو۔ ۲۵۳ فرعون اور اس کی قوم کو دسویں محرم کو غرق کرنے کے بعد۔



عَلَى قَوْمٍ يَعْكُفُونَ عَلَى أَصْنَامٍ لَهُمْ ۚ قَالُوا يَا مُوسَى اجْعَلْ لَنَا آلِهًا كَمَا

ایک ایسی قوم پر ہوا کہ اپنے بتوں کے آگے آسن مارے (عبادت کیلئے جم کر بیٹھے) تھے ۲۵۴ بولے اے موسیٰ ہمیں ایک خدا بنا دے جیسا

لَهُمُ الْإِلَهَةُ ۗ قَالَ إِنَّكُمْ قومٌ تَجْهَلُونَ ﴿۱۳۸﴾ إِنَّ هَؤُلَاءِ مَتَّبِعُوا مَا هُمْ

ان کے لئے اتنے خدا ہیں بولا تم ضرور جاہل لوگ ہو ۲۵۵ یہ حال تو بربادی کا ہے جس میں

فِيهِ وَبَطُلُ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۱۳۹﴾ قَالَ أَغَيَّرَ اللَّهُ أَبْغِيكُمْ الْهَاءَ وَهُوَ

یہ ۲۵۶ لوگ ہیں اور جو کچھ کر رہے ہیں بڑا (بالکل) باطل ہے کہا کیا اللہ کے سوا تمہارا اور کوئی خدا تلاش کروں حالانکہ اس نے

فَضَّلَكُمْ عَلَى الْعَالَمِينَ ﴿۱۴۰﴾ وَإِذْ أَنْجَيْنَاكُمْ مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَسُومُونَكُمْ

تمہیں زمانے بھر پر فضیلت دی ۲۵۷ اور یاد کرو جب ہم نے تمہیں فرعون والوں سے نجات بخشی کہ تمہیں

سُوءَ الْعَذَابِ يَقْتُلُونَ أَبْنَاءَكُمْ وَيَسْتَحْيُونَ نِسَاءَكُمْ ۗ وَفِي ذِكْرِكُمْ

بُری مار دیتے تمہارے بیٹے ذبح کرتے اور تمہاری بیٹیاں باقی رکھتے اور اس میں

بَلَاءٌ مِّنْ رَبِّكُمْ عَظِيمٌ ﴿۱۴۱﴾ وَوَعَدْنَا مُوسَىٰ ثَلَاثِينَ لَيْلَةً وَأَتَيْنَاهَا

تمہارے رب کا بڑا فضل ہوا ۲۵۸ اور ہم نے موسیٰ سے ۲۵۹ تیس رات کا وعدہ فرمایا اور ان میں ۲۶۰ دس اور

بِعِشْرِينَ مِيقَاتٍ رَبِّهِ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً ۗ وَقَالَ مُوسَىٰ لِأَخِيهِ هَارُونَ

بڑھا کر پوری کیس تو اس کے رب کا وعدہ پوری چالیس رات کا ہوا ۲۶۱ اور موسیٰ نے ۲۶۲ اپنے بھائی ہارون سے کہا

اخْلُفْنِي فِي قَوْمِي وَأَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِيلَ الْمُفْسِدِينَ ﴿۱۴۲﴾ وَلَبَّأَجَاءَ

میری قوم پر میرے نائب رہنا اور اصلاح کرنا اور فسادیوں کی راہ کو دخل نہ دینا (ان کے راستے پر نہ چلنا) اور جب موسیٰ ہمارے

۲۶۳ اور ان کی عبادت کرتے تھے۔ ابن جریر نے کہا کہ یہ بت گانے کی شکل کے تھے، ان کو دیکھ کر بنی اسرائیل ۲۶۴ کہ اتنی نشانیاں دیکھ کر بھی نہ سمجھے کہ اللہ واحد

”لا شریک لہ“ ہے، اس کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں اور کسی کی عبادت جائز نہیں۔ ۲۶۵ بت پرست ۲۶۶ یعنی خدا وہ نہیں ہوتا جو تلاش کر کے بنا لیا جائے

بلکہ خدا وہ ہے جس نے تمہیں فضیلت دی کیونکہ وہ فضل و احسان پر قادر ہے تو وہی عبادت کا مستحق ہے۔ ۲۶۷ یعنی جب اس نے تم پر ایسی عظیم نعمتیں فرمائیں تو

تمہیں کب شایان ہے کہ تم اس کے سوا اور کی عبادت کرو۔ ۲۶۸ توریت عطا فرمانے کے لئے ماہ ذوالقعدہ کی ۲۶۹ ذی الحجہ کی ۲۷۰ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ

والسلاہ کا بنی اسرائیل سے وعدہ تھا کہ جب اللہ تعالیٰ ان کے دشمن فرعون کو ہلاک فرمادے تو وہ ان کے پاس اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک کتاب لائیں گے جس

میں حلال اور حرام کا بیان ہوگا، جب اللہ تعالیٰ نے فرعون کو ہلاک کیا تو حضرت موسیٰ علیہ الصلاہ نے اپنے رب سے اس کتاب کے نازل فرمانے کی درخواست

کی۔ حکم ہوا کہ تیس روزے رکھیں، جب وہ روزے پورے کر چکے تو آپ کو اپنے دہن مبارک میں ایک طرح کی بو معلوم ہوئی۔ آپ نے مسواک کی ملائکہ نے

عرض کیا کہ ہمیں آپ کے دہن مبارک سے بڑی محبوب خوشبو آیا کرتی تھی آپ نے مسواک کر کے اس کو ختم کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ ماہ ذی الحجہ میں دس

روزے اور رکھیں اور فرمایا کہ اے موسیٰ! کیا تمہیں معلوم نہیں کہ روزے دار کے منہ کی خوشبو میرے نزدیک خوشبوئے مشک سے زیادہ اطیب (پسند) ہے۔

۲۷۱ پہاڑ پر مناجات کے لئے جاتے وقت۔

مُوسَىٰ لِبَيْقَاتِنَا وَكَلِمَةُ رَبِّهِ ۚ قَالَ رَبِّ اَرِنِي اَنْظُرْ اَيْكَ ط قَالَ لَنْ

وعده پر حاضر ہوا اور اس سے اس کے رب نے کلام فرمایا ۲۶۱۳ عرض کی اے رب میرے مجھے اپنا دیدار دکھا کہ میں تجھے دیکھوں فرمایا تو مجھے ہرگز نہ

تَرِنِي ۚ وَلَكِنْ اَنْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنْ اسْتَقَرَّ مَكَانَهُ فَسَوْفَ تَرِنِي ج

دیکھ سکے گا ۲۶۱۴ ہاں اس پہاڑ کی طرف دیکھ یہ اگر اپنی جگہ پر ٹھہرا رہا تو عنقریب تو مجھے دیکھ لے گا ۲۶۱۵

فَلَمَّا تَجَلَّىٰ رَبُّهُ لِلْجَبَلِ جَعَلَهُ دَكَّاوُ خَرَّ مُوسَىٰ صَعِقًا ۚ فَلَمَّا اَفَاقَ

پھر جب اس کے رب نے پہاڑ پر اپنا نور چمکایا اسے پاش پاش کر دیا اور موسیٰ گرا بے ہوش پھر جب ہوش ہوا

قَالَ سُبْحٰنَكَ ثُبْتُ اَيْكَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۱۳۳ قَالَ يٰمُوسٰى

بولا پاکی ہے تجھے میں تیری طرف رجوع لایا اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں ۲۶۱۶ فرمایا اے موسیٰ

اِنِّىْ اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسٰلَتِيْ وَبِكَلٰمِىْ ۚ فَخُذْ مَا اَتَيْتُكَ وَكُنْ

میں نے تجھے لوگوں سے چن لیا اپنی رسالتوں اور اپنے کلام سے تو لے جو میں نے تجھے عطا فرمایا اور

مِّنَ الشُّكْرِیْنَ ۝۱۳۴ وَكَتَبْنَا لَهُ فِى الْاَلْوٰحِ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْعِظَةً وَّ

شکر والوں میں ہو اور ہم نے اس کے لئے تختیوں میں ۲۶۱۷ لکھ دی ہر چیز کی نصیحت اور

۲۶۱۳ آیت سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کلام فرمایا اس پر ہمارا ایمان ہے اور ہماری کیا حقیقت ہے کہ ہم اس کلام

کی حقیقت سے بحث کر سکیں اخبار (روایتوں) میں وارد ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کلام سننے کے لئے حاضر ہوئے تو آپ نے طہارت کی اور

پاکیزہ لباس پہنا اور روزہ رکھ کر طور سینا میں حاضر ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک ابر نازل فرمایا جس نے پہاڑ کو ہر طرف سے بقدر چار فرسنگ کے ڈھک لیا۔

شیاطین اور زمین کے جانور حتیٰ کہ ساتھ رہنے والے فرشتے تک وہاں سے علیحدہ کر دیے گئے اور آپ کے لئے آسمان کھول دیا گیا تو آپ نے ملائکہ کو ملاحظہ

فرمایا کہ ہوا میں کھڑے ہیں اور آپ نے عرش الہی کو صاف دیکھا یہاں تک کہ الواح پر قلموں کی آواز سنی اور اللہ تعالیٰ نے آپ سے کلام فرمایا۔ آپ نے

اس کی بارگاہ میں اپنے معروضات پیش کئے۔ اس نے اپنا کلام کریم سنا کر نوازا۔ حضرت جبریل علیہ السلام آپ کے ساتھ تھے لیکن جو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ

علیہ السلام سے فرمایا وہ انہوں نے کچھ نہ سنا۔ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کلام ربانی کی لذت نے اس کے دیدار کا آرزو مند بنایا۔ (خازن وغیرہ)

۲۶۱۴ ان آنکھوں سے سوال کر کے بلکہ دیدار الہی بغیر سوال کے محض اس کی عطا و فضل سے حاصل ہوگا وہ بھی اس فانی آنکھ سے نہیں بلکہ باقی آنکھ سے یعنی کوئی

بشر مجھے دنیا میں دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ میرا دیکھنا ممکن نہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ دیدار الہی ممکن ہے اگرچہ دنیا میں نہ ہو کیونکہ صحیح

حدیثوں میں ہے کہ روز قیامت مومنین اپنے رب عزوجل کے دیدار سے فیضیاب کئے جائیں گے علاوہ بریں یہ کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام عارف باللہ

ہیں اگر دیدار الہی ممکن نہ ہوتا تو آپ ہرگز سوال نہ فرماتے۔ ۲۶۱۵ اور پہاڑ کا ثابت رہنا امر ممکن ہے کیونکہ اس کی نسبت فرمایا: ”جَعَلْنٰهُ دَكَاوُ“ اس کو پاش

پاش کر دیا تو جو چیز اللہ تعالیٰ کی محجول (بنائی ہوئی) ہو اور جس کو وہ موجود فرمائے ممکن ہے کہ وہ نہ موجود ہو اگر اس کو نہ موجود کرے کیونکہ وہ اپنے فعل میں

مختار ہے، اس سے ثابت ہوا کہ پہاڑ کا استقرار امر ممکن ہے محال نہیں اور جو چیز امر ممکن پر معلق کی جائے وہ بھی ممکن ہی ہوتی ہے محال نہیں ہوتی لہذا دیدار الہی

جس کو پہاڑ کے ثابت رہنے پر معلق فرمایا گیا وہ ممکن ہوا تو ان کا قول باطل ہے جو اللہ تعالیٰ کا دیدار محال بتاتے ہیں۔ ۲۶۱۶ بنی اسرائیل میں سے۔ ۲۶۱۷ توریت کی

جو سات یا دس تھیں زبردگی یا زمردی۔

تَقْصِيلاً لِّكُلِّ شَيْءٍ ۚ فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ وَأْمُرْ قَوْمَكَ يَا حُذُوبًا حَسَنًا ۗ

ہر چیز کی تفصیل اور فرمایا اے موسیٰ اسے مضبوطی سے لے اور اپنی قوم کو حکم دے کہ اس کی اچھی باتیں اختیار کریں ۲۱۸

سَاوِرِيكُمْ دَارَ الْفٰسِقِيْنَ ۝ (۱۳۵) سَاَصْرَفُ عَنْ اٰيَتِي الَّذِيْنَ يَتَكَبَّرُوْنَ

عنقریب میں تمہیں دکھاؤں گا بے حکموں کا گھر ۲۱۹ اور میں اپنی آیتوں سے انہیں پھیر دوں گا جو زمین میں

فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۗ وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً لَا يُؤْمِنُوْا بِهَا ۚ وَاِنْ يَّرَوْا

ناحق اپنی بڑائی چاہتے ہیں ۲۲۰ اور اگر سب نشانیاں دیکھیں ان پر ایمان نہ لائیں اور اگر ہدایت

سَبِيْلَ الرُّشْدِ لَا يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا ۚ وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الْغَيِّ يَتَّخِذُوْهُ

کی راہ دیکھیں اس میں چلنا پسند نہ کریں ۲۲۱ اور گمراہی کا راستہ نظر پڑے تو اس میں چلنے کو

سَبِيْلًا ۗ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِآيٰتِنَا وَاَنَّهَا غٰفِلِيْنَ ۝ (۱۳۶) وَالَّذِيْنَ

موجود ہو جائیں یہ اس لئے کہ انہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں اور ان سے بے خبر بنے اور جنہوں نے

كَذَّبُوْا بِآيٰتِنَا وَّلِقَاءِ الْاٰخِرَةِ حَصِيْبًا ۚ اَعْمٰلُهُمْ هَلْ يُّجْزَوْنَ اِلَّا مَا

ہماری آیتیں اور آخرت کے دربار (آخرت کی حاضری) کو جھٹلایا ان کا سب کیا دھرا اکارت گیا انہیں کیا بدلہ ملے گا مگر وہی

كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ (۱۳۷) وَاَتَّخَذَ قَوْمُ مُوسٰى مِنْۢ بَعْدِهٖ مِنْ حُلِيِّهِمْ عَجَلًا

جو کرتے تھے اور موسیٰ کے بعد اس کی قوم اپنے زیوروں سے ۲۲۲ ایک بچھڑا بنا بیٹھی

جَسَدًا ۗ اَللّٰهُ خَوَّارٌ ۗ اَلَمْ يَّرَوْا اَنَّهُ لَا يَكْفِيْهِمْ وَّلَا يَهْدِيْهِمْ سَبِيْلًا ۗ

بے جان کا دھڑ ۲۲۳ گانے کی طرح آواز کرتا کیا نہ دیکھا کہ وہ ان سے نہ بات کرتا ہے اور نہ انہیں کچھ راہ بتائے ۲۲۴

۲۱۸ اس کے احکام پر عامل ہوں۔ ۲۱۹ جو آخرت میں ان کا ٹھکانا ہے۔ حسن و عطا نے کہا کہ بے حکموں کے گھر سے جہنم مراد ہے۔ قنادہ کا قول ہے کہ معنی یہ ہیں

کہ میں تمہیں شام میں داخل کروں گا اور گزری ہوئی اُمتوں کے منازل دکھاؤں گا جنہوں نے اللہ کی مخالفت کی تا کہ تمہیں اس سے عبرت حاصل ہو۔ عطیہ عوفی کا

قول ہے کہ ”دارُ الفاسقین“ سے فرعون اور اس کی قوم کے مکانات مراد ہیں جو مصر میں ہیں۔ سدی کا قول ہے کہ اس سے منازل کفار مراد ہیں۔ کلبی نے کہا کہ عاد

و ثمود اور ہلاک شدہ اُمتوں کے منازل مراد ہیں جن پر عرب کے لوگ اپنے سفروں میں ہو کر گزرا کرتے تھے۔ ۲۲۲ ذوالنون قدس سرہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ حکمت

قرآن سے اہل باطل کے قلوب کا اکرام نہیں فرماتا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: مراد یہ ہے کہ جو لوگ میرے بندوں پر تجسُّب (تکبر و زیادتی کی

روش اختیار) کرتے ہیں اور میرے اولیاء سے لڑتے ہیں میں انہیں اپنی آیتوں کے قبول اور تصدیق سے پھیر دوں گا تا کہ وہ مجھ پر ایمان نہ لائیں، یہ ان کے

عناد (بغض و دشمنی) کی سزا ہے کہ انہیں ہدایت سے محروم کیا گیا۔ ۲۱۷ یہی تکبر کا ثمرہ تکبر کا انجام ہے۔ ۲۲۰ طوری طرف اپنے رب کی مناجات کے لئے جانے

کے۔ ۲۲۱ جو انہوں نے قوم فرعون سے اپنی عید کے لئے عاریت لئے تھے ۲۲۲ اور اس کے منہ میں حضرت جبریل کے گھوڑے کے قدم کے نیچے کی خاک ڈالی

جس کے اثر سے وہ ۲۲۳ ناقص ہے، عاجز ہے، جماد ہے یا حیوان، دونوں تقدیروں پر صلاحیت نہیں رکھتا کہ پوجا جائے۔



اتَّخَذُوهُ وَكَانُوا ظَالِمِينَ ﴿١٤٨﴾ وَلَمَّا سَقَطَ فِي أَيْدِيهِمْ وَرَأَوْا أَنَّهُمْ قَدُ

اسے لیا اور وہ ظالم تھے ۱۴۸ اور جب پچھتائے اور سمجھے کہ ہم

صَلُّوا قَالُوا لَئِن لَّمْ يَرَحِمْنَا رَبُّنَا وَيَغْفِرْ لَنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَسِرِينَ ﴿١٤٩﴾

بیکے بولے اگر ہمارا رب ہم پر مہر (رحم و کرم) نہ کرے اور ہمیں نہ بخشے تو ہم تباہ ہوئے

وَلَمَّا رَجَعَ مُوسَىٰ إِلَىٰ قَوْمِهِ غَضْبَانَ أَسِفًا قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُونِي

اور جب موسیٰ ۱۴۹ اپنی قوم کی طرف پلٹا غصہ میں بھرا جھنجھایا ہوا ۱۴۸ کہا تم نے کیا بُری میری جانشینی کی

مِنْ بَعْدِي ۚ أَعَجَلْتُمْ أَمْرًا رَبِّكُمْ ۖ وَالْقَىٰ الْإِلَٰهَ وَأَخَذَ بِرَأْسِ

میرے بعد ۱۴۹ کیا تم نے اپنے رب کے حکم سے جلدی کی ۱۴۸ اور تختیاں ڈال دیں ۱۴۸ اور اپنے بھائی کے سر کے بال

أَخِيهِ يَجْرَهُ إِلَيْهِ ۗ قَالَ ابْنَ أُمَّ إِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضَعُّونِي وَكَادُوا

پکڑ کر اپنی طرف کھینچنے لگا ۱۴۹ کہا اے میرے ماں جانے ۱۴۸ قوم نے مجھے کمزور سمجھا اور قریب تھا کہ

يَقْتُلُونِي ۗ فَلَا تَشِبْ بِي إِلَّا عُدَاءٌ وَلَا تَجْعَلْنِي مَعَ الْقَوْمِ

مجھے مار ڈالیں ۱۴۹ تو مجھ پر دشمنوں کو نہ ہنسا ۱۴۸ اور مجھے ظالموں

الظَّالِمِينَ ﴿١٥٠﴾ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلَا تَجْعَلْ لِي رَحْمَتَكَ وَحِمْ

میں نہ ملا ۱۴۹ عرض کی اے رب میرے مجھے اور میرے بھائی کو بخش دے ۱۴۸ اور ہمیں اپنی رحمت کے اندر لے لے اور

أَنْتَ أَرْحَمُ الرَّحِيمِينَ ﴿١٥١﴾ إِنَّ الَّذِينَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَيِّئًا لَهُمْ غَضَبٌ

تو سب مہر (رحم کرنے) والوں سے بڑھ کر مہر والا بیشک وہ جو پچھڑا لے بیٹھے عتق قریب ان کے رب

مِّنْ رَبِّهِمْ وَذِلَّةٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۗ وَكَذَلِكَ نَجْزِي الْمُفْتَرِينَ ﴿١٥٢﴾

کا غضب اور ذلت پہنچاتا ہے دنیا کی زندگی میں اور ہم ایسا ہی بدلا دیتے ہیں بہتان بایوں (بہتان باندھنے والوں) کو

۱۴۹ کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی عبادت سے اعراض کیا اور ایسے عاجز و ناقص پچھڑے کو پوجا۔ ۱۴۹ اپنے رب کی مناجات سے مشرف ہو کر طور سے ۱۴۸ اس لئے

کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو خبر دے دی تھی کہ سامری نے ان کی قوم کو گمراہ کر دیا۔ ۱۴۹ کہ لوگوں کو پچھڑا پوجنے سے نہ روکا۔ ۱۴۹ اور میرے توریت لے کر آنے کا

انتظار نہ کیا۔ ۱۴۸ توریت کی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ۱۴۹ کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی قوم کا ایسی بدترین معصیت میں مبتلا ہونا نہایت

شاق اور گراں ہوا جب حضرت ہارون علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ۱۴۸ میں نے قوم کو روکنے اور ان کو وعظ و نصیحت کرنے میں کمی نہیں کی

لیکن ۱۴۹ اور میرے ساتھ ایسا سلوک نہ کرو جس سے وہ خوش ہوں۔ ۱۴۹ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے بھائی کا عذر قبول کر کے بارگاہِ الہی میں

۱۴۹ اگر ہم میں سے کسی سے کوئی افراط یا تفریط (کمی یا بیشی) ہوگئی۔ یہ دُعا آپ نے بھائی کو راضی کرنے اور اعداء کی شامت رفع (دشمن کے خوش ہونے کو دور)

کرنے کے لئے فرمائی۔

وَالَّذِينَ عَمِلُوا السَّيِّئَاتِ ثُمَّ تَابُوا مِنْ بَعْدِهَا وَآمَنُوا إِنَّ رَبَّكَ مِنْ

اور جنھوں نے برائیاں کیں اور ان کے بعد توبہ کی اور ایمان لائے تو اس کے بعد

بَعْدِهَا الْعَفْوُ رَّحِيمٌ ﴿١٥٣﴾ وَلَمَّا سَكَتَ عَنْ مُوسَى الْغَضَبُ أَخَذَ

تمہارا رب بخشنے والا مہربان ہے ﴿۱۵۳﴾ اور جب موسیٰ کا غصہ تھا (دور ہوا) تختیاں

الْأَلْوَاحَ <sup>ط</sup> وَفِي سُخْرِيهَا هُدًى وَرَحْمَةً لِلَّذِينَ هُمْ لِرَبِّهِمْ يَرْتَابُونَ ﴿١٥٤﴾

اٹھالیں اور ان کی تحریر میں ہدایت اور رحمت ہے ان کے لئے جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں

وَاخْتَارَ مُوسَى قَوْمَهُ سَبْعِينَ رَجُلًا لِمِيقَاتِنَا فَلَمَّا أَخَذَتْهُمُ

اور موسیٰ نے اپنی قوم سے ستر مرد ہمارے وعدے کے لئے چنے ﴿۱۵۴﴾ پھر جب انھیں

الرَّجْفَةَ قَالَ رَبِّ لَوْ شِئْتَ أَهْلَكْتَهُمْ مِنْ قَبْلُ وَإِيَّايَ <sup>ط</sup> أَتُهْلِكُنَا

زلزلہ لے لیا ﴿۱۵۴﴾ موسیٰ نے عرض کی اے رب میرے تو چاہتا تو پہلے ہی انھیں اور مجھے ہلاک کر دیتا ﴿۱۵۴﴾ کیا تو ہمیں اس کام

بِمَا فَعَلَ السُّفَهَاءُ مِنَّا إِنْ هِيَ إِلَّا فِتْنَتُكَ <sup>ط</sup> تُضِلُّ بِهَا مَنْ تَشَاءُ وَ

پر ہلاک فرمانے گا جو ہمارے بے عقلوں نے کیا ﴿۱۵۴﴾ وہ نہیں مگر تیرا آزمانا تو اس سے بہکائے جسے چاہے اور

تَهْدِي مَنْ تَشَاءُ <sup>ط</sup> أَنْتَ وَلِيْنَا فَاعْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ

راہ دکھائے جسے چاہے تو ہمارا مولیٰ ہے تو ہمیں بخش دے اور ہم پر مہربان (رحم و کرم) کر اور تو سب سے بہتر

الْغَفِيرِينَ ﴿١٥٥﴾ وَكَتَبْنَا فِي هَذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ إِنَّا هُدُنَا

بخشنے والا ہے اور ہمارے لئے اس دنیا میں بھلائی لکھ ﴿۱۵۵﴾ اور آخرت میں بے شک ہم تیری طرف

إِلَيْكَ <sup>ط</sup> قَالَ عَذَابِي أُصِيبُ بِهِ مَنْ أَشَاءُ <sup>ج</sup> وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ

رجوع لائے فرمایا ﴿۱۵۵﴾ میرا عذاب میں جسے چاہوں دوں ﴿۱۵۵﴾ اور میری رحمت ہر چیز کو

﴿۱۵۵﴾ اس آیت سے ثابت ہوا کہ گناہ خواہ صغیرہ ہوں یا کبیرہ جب بندہ اُن سے توبہ کرتا ہے تو اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے فضل و رحمت سے ان سب کو معاف فرماتا

ہے۔ ﴿۱۵۵﴾ کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ اللہ کے حضور میں حاضر ہو کر قوم کی گوسالہ پرستی کی عذر خواہی کریں چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ

والسلام انہیں لے کر حاضر ہوئے۔ ﴿۱۵۵﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ زلزلہ میں مبتلا ہونے کا سبب یہ تھا کہ قوم نے جب پھٹرا قائم کیا تھا یہ اُن

سے جدا نہ ہوئے تھے۔ (نازان) ﴿۱۵۵﴾ یعنی میقات میں حاضر ہونے سے پہلے تاکہ بنی اسرائیل ان سب کی ہلاکت اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتے اور انہیں مجھ قتل کی

تہمت لگانے کا موقع نہ ملتا۔ ﴿۱۵۵﴾ یعنی ہمیں ہلاک نہ کر اور اپنا لطف و کرم فرما۔ ﴿۱۵۵﴾ اور ہمیں توفیق طاعت مرحمت فرما۔ ﴿۱۵۵﴾ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ

السلام سے ﴿۱۵۵﴾ مجھے اختیار ہے سب میرے مملوک اور بندے ہیں کسی کو مجال اعتراض نہیں۔

شَيْءٌ ط فَسَاكُنِبِهَا الَّذِينَ يَتَّقُونَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَالَّذِينَ هُمْ

گھیرے ہے ۲۹۵ تو عنقریب میں ۲۹۶ نعمتوں کو ان کے لئے لکھ دوں گا جو ڈرتے اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور وہ

بِآيَاتِنَا يُؤْمِنُونَ ﴿١٥٦﴾ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي

ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں وہ جو غلامی کریں گے اس رسول بے پڑھے غیب کی خبریں دینے والے کی ۲۹۷ جسے

يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ يَا مَرْهُمْ

لکھا ہوا پائیں گے اپنے پاس توریت اور انجیل میں ۲۹۸ وہ انھیں بھلائی

۲۹۵ دنیا میں نیک اور بد سب کو پہنچتی ہے۔ ۲۹۶ آخرت کی ۲۹۷ یہاں رسول سے بہ اجماع مفسرین سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم مراد ہیں آپ کا ذکر وصف رسالت سے فرمایا گیا کیونکہ آپ اللہ اور اس کی مخلوق کے درمیان واسطہ ہیں، فرانس رسالت ادا فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے اوامر و نبی و شرع و احکام اس کے بندوں کو پہنچاتے ہیں، اس کے بعد آپ کی توصیف میں نبی فرمایا گیا، اس کا ترجمہ حضرت مترجم قدس سرہ نے ”غیب کی خبریں دینے والے“ کیا ہے اور یہ نہایت ہی صحیح ترجمہ ہے کیونکہ ”نَبَا“ خبر کو کہتے ہیں جو مفید علم ہو اور شائبہ کذب سے خالی ہو۔ قرآن کریم میں یہ لفظ اس معنی میں بکثرت مستعمل ہوا ہے ایک جگہ ارشاد ہوا: ”قُلْ هُوَ نَبَأٌ عَظِيمٌ“ (تم فرماؤ وہ بڑی خبر ہے)، ایک جگہ فرمایا: ”تِلْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهَا إِلَيْكَ“ (یہ غیب کی خبریں ہم تمہاری طرف وحی کرتے ہیں)، ایک جگہ فرمایا: ”فَلَمَّا أَنْبَأَهُمْ بِأَسْمَاءِهِمْ“ (جب آدم نے انہیں سب کے نام بتادیئے) اور بکثرت آیات میں یہ لفظ اس معنی میں وارد ہوا ہے پھر یہ لفظ یا فاعل کے معنی میں ہوگا یا مفعول کے معنی میں پہلی صورت میں اس کے معنی غیب کی خبریں دینے والے اور دوسری صورت میں اس کے معنی ہوں گے غیب کی خبریں دینے ہوئے اور دونوں معنی لو قرآن کریم سے تائید پہنچتی ہے پہلے معنی کی تا تائید اس آیت سے ہوتی ہے: ”نَبِيٌّ عِبَادِي“، دوسری آیت میں فرمایا: ”قُلْ أَوْيَسُّكُمْ“ (تم فرماؤ! کیا میں تمہیں خبر دوں) اور اسی قبیل سے ہے حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد جو قرآن میں وارد ہوا: ”أَنْبِئُكُمْ بِمَا تَأْكُلُونَ وَمَا تَدْحُرُونَ“ (اور تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے اور جو جمع کر رکھتے ہو) اور دوسری صورت کی تائید اس آیت سے ہوتی ہے: ”نَبَا نَبِيٍّ الْعَلِيمِ الْخَبِيرِ“ (فرمایا مجھے علم والے خبر دار نے بتایا) اور حقیقت میں انبیاء علیہم السلام غیب کی خبریں دینے والے ہی ہوتے ہیں۔ تفسیر خازن میں ہے کہ آپ کے وصف میں نبی فرمایا کیونکہ نبی ہونا اعلیٰ اور اشرف مراتب میں سے ہے اور یہ اس پر دلالت کرتا ہے کہ آپ اللہ کے نزدیک بہت بلند درجے رکھنے والے اور اس کی طرف سے خبر دینے والے ہیں ”اُمِّي“ کا ترجمہ حضرت مترجم قدس سرہ نے (بے پڑھے) فرمایا، یہ ترجمہ بالکل حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ارشاد کے مطابق ہے اور یقیناً ”اُمِّي“ ہونا آپ کے معجزات میں سے ایک معجزہ ہے کہ دنیا میں کسی سے بڑھے نہیں اور کتاب وہ لائے جس میں اولین و آخرین اور غیبوں کے علوم ہیں۔ (خازن)

خاکی و بر اوج عرش منزل اُمی و کتاب خانہ در دل

بشر ایسے کہ عرش کی بلندیوں پر آپ کا مقام ہے ایسے کہ تمام علوم کا خزانہ آپ کے دل میں ہے

دیگر اُمی و دقیقہ دان عالم بے سایہ و سائبان عالم

ای ہیں مگر دقیقہ دان جہاں ہیں بے سایہ ہیں لیکن سائبان جہاں ہیں (صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم)

۲۹۸ یعنی توریت و انجیل میں آپ کی نعت و صفت و نبوت لکھی پائیں گے۔ حدیث: حضرت عطاء ابن یارانے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ اوصاف دریافت کئے جو توریت میں مذکور ہیں، انہوں نے فرمایا کہ حضور کے جو اوصاف قرآن کریم میں آئے ہیں انہیں میں سے بعض اوصاف توریت میں مذکور ہیں، اس کے بعد انہوں نے پڑھنا شروع کیا: اے نبی! ہم نے تمہیں بھیجا شاہد و مشر اور نذیر اور اُمیوں کا نگہبان بنا کر، تم میرے بندے اور میرے رسول ہو، میں نے تمہارا نام متوکل رکھا، نہ بدخلق ہونے سخت مزاج، نہ بازاروں میں آواز بلند کرنے والے نہ بُرائی سے بُرائی کو دفع کرو، لیکن خطا کاروں کو معاف کرتے ہو اور ان پر احسان فرماتے ہو، اللہ تعالیٰ تمہیں نہ اٹھائے گا جب تک کہ تمہاری برکت سے غیر مستقیم ملت (سیدھے راستے سے بھٹکے ہوئے لوگوں) کو اس طرح راست (راہ حق پر) نہ فرمادے کہ لوگ صدق و یقین کے ساتھ لا الہ الا اللہ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللہ پکارنے لگیں اور تمہاری بدولت انہی آنکھیں ”بجنا“ اور بہرے کان ”شِنُوَا“ (سننے والے) اور پردوں میں لپٹے ہوئے دل ”کشادہ“ ہو جائیں اور حضرت کعب احبار سے حضور کی صفات میں توریت شریف کا یہ مضمون بھی منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی صفت میں فرمایا کہ میں انہیں ہر خوبی کے قابل کروں گا اور ہر خلق کریم عطا فرماؤں گا اور اطمینان قلب و وقار کو ان کا



بِالْعُرُوفِ وَيَنْهَهُمُ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ

کا حکم دے گا اور برائی سے منع فرمائے گا اور ستھری چیزیں ان کے لئے حلال فرمائے گا اور گندی چیزیں

عَلَيْهِمُ الْخَبِيثَاتِ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ ۗ

اُن پر حرام کرے گا اور اُن پر سے وہ بوجھ ۲۹۹۹ اور گلے کے پھندے ۲۰۰۰ جو ان پر تھے اُتارے گا

فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنزِلَ

تو وہ جو اس پر واثق ایمان لائیں اور اس کی تعظیم کریں اور اسے مدد دیں اور اس نور کی پیروی کریں جو اس کے

لباس بناؤں گا اور طاعات و احسان کو ان کا شعار کروں گا اور تقویٰ کو ان کا ضمیر اور حکمت کو ان کا راز اور صدق و وفا کو ان کی طبیعت اور غفور و کریم کو ان کی عادت اور عدل

کو ان کی سیرت اور اظہارِ حق کو ان کی شریعت اور ہدایت کو ان کا امام اور اسلام کو ان کی ملت بناؤں گا۔ احمد اُن کا نام ہے، خلق کو اُن کے صدقے میں گمراہی کے بعد

ہدایت اور جہالت کے بعد علم و معرفت اور گمراہی کے بعد نفع و منزلت عطا کروں گا اور انہیں کی برکت سے قلت کے بعد کثرت اور فقر کے بعد دولت اور تفرقے

کے بعد محبت عنایت کروں گا، انہیں کی بدولت مختلف قبائل، غیر مجتمع خواہشوں اور اختلاف رکھنے والے دلوں میں اُلفت پیدا کروں گا اور اُن کی اُمت کو تمام امتوں

سے بہتر کروں گا۔ ایک اور حدیث میں تو ریت شریف سے حضور کے یہ اوصاف منقول ہیں: میرے بندے احمد مختار، ان کا جائے ولادت مکہ مکرمہ اور جائے ہجرت

مدینہ طیبہ ہے، اُن کی اُمت ہر حال میں اللہ کی کثیر حمد کرنے والی ہے۔ یہ چند نقول احادیث سے پیش کئے گئے۔ کتب الہیہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی

نعت و صفت سے بھری ہوئی تھیں، اہل کتاب ہر قرن (زمانے) میں اپنی کتابوں میں تراش خراش کرتے رہے اور ان کی بڑی کوشش اس پر مسلط رہی کہ حضور کا ذکر

اپنی کتابوں میں نام کو نہ چھوڑیں۔ تو ریت انجیل وغیرہ اُن کے ہاتھ میں تھیں اس لئے انہیں اس میں کچھ دشواری نہ تھی لیکن ہزاروں تبدیلیاں کرنے کے بعد بھی

موجودہ زمانہ کی بائبل میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت کا کچھ نہ کچھ نشان باقی رہ ہی گیا چنانچہ برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی لاہور ۱۹۳۱ء کی چھپی

ہوئی بائبل میں یوحنا کی انجیل کے باب چودہ کی سولہویں آیت میں ہے: ”اور میں باپ سے درخواست کروں گا تو وہ تمہیں دوسرا مددگار بخشے گا کہ ابد تک تمہارے

ساتھ رہے۔“ لفظ ”مددگار“ پر حاشیہ ہے اس میں اس کے معنی وکیل یا شفیع لکھے تو اب حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد ایسا آنے والا جو شیخ ہو اور ابد تک

رہے یعنی اس کا دین کبھی منسوخ نہ ہو جو جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے کون ہے پھر انیسویں تیسویں آیت میں ہے: ”اور اب میں تم سے اس کے ہونے سے

پہلے کہہ دیا ہے تاکہ جب ہو جائے تو تم یقین کرو اس کے بعد میں تم سے بہت سی باتیں نہ کروں گا کیونکہ دنیا کا سردار آتا ہے اور مجھ میں اس کا کچھ نہیں۔“ کسی صاف

بشارت ہے اور حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنی اُمت کو حضور کی ولادت کا کیسا منتظر بنایا اور شوق دلایا ہے اور دنیا کا سردار خاص سید عالم کا ترجمہ ہے اور یہ فرمانا کہ

مجھ میں اس کا کچھ نہیں حضور کی عظمت کا اظہار اور اس کے حضور اپنا کمال ادب و انکسار ہے پھر ای کتاب کے باب سولہ کی ساتویں آیت ہے: ”لیکن میں تم سے سچ

کہتا ہوں کہ میرا جانا تمہارے لئے فائدہ مند ہے کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو مددگار تمہارے پاس نہ آئے گا لیکن اگر جاؤں گا تو اُسے تمہارے پاس بھیج دوں گا۔“ اس

میں حضور کی بشارت کے ساتھ اس کا بھی صاف اظہار ہے کہ حضور خاتم الانبیاء ہیں آپ کا ظہور جب ہی ہوگا جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی تشریف لے جائیں

اس کی تیرہویں آیت ہے۔ ”لیکن جب وہ یعنی سچائی کا روح آئے گا تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھائے گا اس لئے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا لیکن جو کچھ سنے گا وہی

کہے گا اور تمہیں آئندہ کی خبریں دے گا۔“ اس آیت میں بتایا گیا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد پر دین الہی کی تکمیل ہو جائے گی اور آپ سچائی کی راہ یعنی دین

حق کو مکمل کر دیں گے اس سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ اُن کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا اور یہ کلمے کہ اپنی طرف سے نہ کہے گا جو کچھ سنے گا وہی کہے گا خاص ”مَسَايِنُطِقُ عَنِ

الْهُوٰی ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحٰی يُوحٰی“ کا ترجمہ ہے اور یہ جملہ کہ تمہیں آئندہ کی خبریں دے گا اس میں صاف بیان ہے کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم علی علوم تعلیم

فرمائیں گے جیسا کہ قرآن کریم میں فرمایا: ”يُعَلِّمُكُم مَّا لَمْ تَكُونُوْا تَعْلَمُوْنَ“ (اور تمہیں وہ تعلیم فرماتا ہے جس کا تمہیں علم نہ تھا) اور ”مَسَاهُو عَلٰی الْعَيْبِ

بِضُنْبِيْنَ۔“ (اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں) ۲۹۹ یعنی سخت تکلیفیں جیسے کہ تو یہ میں اپنے آپ کو قتل کرنا اور جن اعضاء سے گناہ صادر ہوں ان کو کاٹ ڈالنا۔

۲۰۰ یعنی احکام شائق (وہ احکام جن پر عمل کرنا دشوار ہو) جیسے کہ بدن اور کپڑے کے جس مقام کو نجاست لگے اس کو تپنی سے کاٹ ڈالنا اور غیبوں کو جانا اور گناہوں

کا مکانوں کے دروازوں پر ظاہر ہونا وغیرہ۔ ۲۰۱ یعنی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر۔

مَعَهُ لَا أُولِيكَ هُمُ الْمُبْلِحُونَ ﴿۱۵۷﴾ قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ

ساتھ آؤں وہی با مراد ہونے تم فرماؤ اے لوگو میں تم سب کی طرف اس

إِلَيْكُمْ جَمِيعًا الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ

اللہ کا رسول ہوں کہ آسمان و زمین کی بادشاہی اسی کو ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں

يُحْيِي وَيُمِيتُ ۚ فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الَّذِي يُؤْمِنُ

جلائے اور مارے (زندگی اور موت دے) تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول بے پڑھے غیب بتانے والے پر کہ اللہ اور اس کی

بِاللَّهِ وَكَلِمَتِهِ وَاتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ﴿۱۵۸﴾ وَمِنْ قَوْمِ مُوسَى أُمَّةٌ

باتوں پر ایمان لاتے ہیں اور ان کی غلامی کرو کہ تم راہ پاؤ اور موسیٰ کی قوم سے ایک گروہ ہے

يَهْدُونَ بِالْحَقِّ وَبِهِ يَعْدِلُونَ ﴿۱۵۹﴾ وَقَطَّعْنَهُمْ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ أَسْبَاطًا

کہ حق کی راہ بتاتا اور اسی سے انصاف کرتا اور ہم نے انھیں بانٹ دیا بارہ قبیلے

أُمَّبًا ۚ وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ إِذِ اسْتَسْقَاهُ قَوْمَهُ أَنْ اضْرِبْ بِعَصَاكَ

گروہ گروہ اور ہم نے وحی بھیجی موسیٰ کو جب اس سے اس کی قوم نے پانی مانگا کہ اس پتھر پر اپنا

الْحَجَرَ فَانْبَجَسَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا قَدْ عَلِمَ كُلُّ أُنَاسٍ

عصا مارو تو اس میں سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے ہر گروہ نے اپنا گھاٹ

مَشْرَبَهُمْ ۖ وَظَلَّلْنَا عَلَيْهِمُ الْغَمَامَ وَأَنْزَلْنَا عَلَيْهِمُ السَّلْوَٰ

پچان لیا اور ہم نے ان پر ابر سائبان کیا اور ان پر من و سلویٰ

السَّلْوٰى ۖ كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ ۖ وَمَا ظَلَمُونَا وَلَكِنْ كَانُوا

اتارا کھاؤ ہماری دی ہوئی پاک چیزیں اور انھوں نے ہمارا کچھ نقصان نہ کیا لیکن اپنی ہی

ظلمت اس نور سے قرآن شریف مراد ہے جس سے مومن کا دل روشن ہوتا ہے اور شک و جہالت کی تاریکیاں دُور ہوتی ہیں اور علم و یقین کی ضیاء پھیلتی ہے۔ ﴿۱۵۷﴾

آیت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عموم رسالت کی دلیل ہے کہ آپ تمام خلق کے رسول ہیں اور کل جہاں آپ کی امت۔ بخاری و مسلم کی حدیث ہے؛ حضور

فرماتے ہیں: پانچ چیزیں مجھے ایسی عطا ہوئیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہ ملیں: (۱) ہر نبی خاص قوم کی طرف مبعوث ہوتا تھا اور میں سُرخ و سیاہ کی طرف مبعوث فرمایا

گیا۔ (۲) میرے لئے غنیمتیں حلال کی گئیں اور مجھ سے پہلے کسی کے لئے نہیں ہوتی تھیں۔ (۳) میرے لئے زمین پاک اور پاک کرنے والی (قابل تیمم) اور

مسجد کی گئی، جس کسی کو کہیں نماز کا وقت آئے وہیں پڑھ لے۔ (۴) دشمن پر ایک ماہ کی مسافت تک میرا رعب ڈال کر میری مدد فرمائی گئی۔ (۵) اور مجھے شفاعت

عنایت کی گئی۔ مسلم شریف کی حدیث میں یہ بھی ہے کہ میں تمام خلق کی طرف رسول بنایا گیا اور میرے ساتھ انبیاء ختم کئے گئے۔ ﴿۱۵۸﴾ یعنی حق سے ﴿۱۵۹﴾ تیرہ میں

أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿١٦٠﴾ وَإِذْ قِيلَ لَهُمْ اسْكُنُوا هَذِهِ الْقَرْيَةَ وَكُلُوا

جانوں کا برا کرتے تھے اور یاد کرو جب اُن وقت سے فرمایا گیا اس شہر میں بسو ۱۶۰ اور اس میں

مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ وَقُولُوا حِطَّةٌ وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا نَّغْفِرْ لَكُمْ

جو چاہو کھاؤ اور کہو گناہ اُترے (اے اللہ ہمارے گناہ بخش دے) اور دروازے میں سجدہ کرتے داخل ہو ہم تمہارے گناہ

خَطِيئَتِكُمْ سَنَرِيدُ الْمُحْسِنِينَ ﴿١٦١﴾ فَبَدَّلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ قَوْلًا

بخش دیں گے عنقریب نیکیوں کو زیادہ عطا فرمائیں گے تو ان میں کے ظالموں نے بات بدل دی

غَيْرَ الَّذِي قِيلَ لَهُمْ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِجْزًا مِنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا

اس کے خلاف جس کا انھیں حکم تھا ۱۶۱ تو ہم نے ان پر آسمان سے عذاب بھیجا بدلہ ان کے

يَظْلِمُونَ ﴿١٦٢﴾ وَسَأَلَهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِي كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ إِذْ

ظلم کا ۱۶۲ اور ان سے حال پوچھو اس بہتی کا کہ دریا کنارے تھی ۱۶۲ جب

يَعْدُونَ فِي السَّبْتِ إِذْ تَأْتِيهِمْ حِيَتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَيَوْمًا لَا

وہ ہفتے کے بارے میں حد سے بڑھتے ۱۶۳ جب ہفتے کے دن ان کی مچھلیاں پانی پر تیرتی ان کے سامنے آتیں اور جو دن

۱۶۳ بنی اسرائیل یعنی بیت المقدس میں ۱۶۳ یعنی حکم تو تھا کہ ”حِطَّةٌ“ کہتے ہوئے دروازے میں داخل ہوں ”حِطَّةٌ“ توبہ اور استغفار کا کلمہ ہے لیکن وہ

بجائے اس کے براہِ تسخر ”حِطَّةٌ فِي شَعْبِرَةٍ“ کہتے ہوئے داخل ہوئے۔ ۱۶۴ یعنی عذاب بھیجنے کا سبب ان کا ظلم اور حکم الہی کی مخالفت کرنا ہے۔ ۱۶۴ حضرت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہے کہ آپ اپنے قریب رہنے والے یہود سے توجہاً (ملامت کرتے ہوئے) اس بہتی والوں کا حال دریافت فرمائیں مقصود اس

سوال سے یہ تھا کہ کفار پر ظاہر کر دیا جائے کہ کفر و محصیت ان کا قدیمی دستور ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور حضور کے معجزات کا انکار کرنا یہ ان کے لئے

کوئی نئی بات نہیں ہے ان کے پہلے بھی کفر پر مصر رہے ہیں۔ اس کے بعد ان کے اسلاف کا حال بیان فرمایا کہ وہ حکم الہی کی مخالفت کے سبب بندروں اور سوروں کی

شکل میں مسخ کر دیئے گئے اس بہتی میں اختلاف ہے کہ وہ کون سی تھی؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ وہ ایک قریہ مصر مدینہ کے درمیان ہے۔ ایک

قول ہے کہ مَدْيَنَ وَطُورِ کے درمیان۔ زہری نے کہا کہ وہ قریہ طبریرہ شام ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ایک روایت میں ہے کہ وہ مَدْيَنَ ہے۔ بعض

نے کہا: ایلد ہے۔ وَاللَّهِ تَعَالَى اعْلَمُ ۱۶۵ کہ باوجود ممانعت کے ہفتے کے روز شکار کرتے اس بہتی کے لوگ تین گروہ میں مُنْقَسِمٌ ہو گئے تھے ایک تہائی ایسے

لوگ تھے جو شکار سے باز رہے اور شکار کرنے والوں کو منع کرتے تھے اور ایک تہائی خاموش تھے دوسروں کو منع نہ کرتے تھے اور منع کرنے والوں سے کہتے تھے ایسی قوم

کو کیوں نصیحت کرتے ہو جنہیں اللہ ہلاک کرنے والا ہے اور ایک گروہ وہ خطا کار لوگ تھے جنہوں نے حکم الہی کی مخالفت کی اور شکار کیا اور کھایا اور بیچا اور جب وہ

اس معصیت سے باز نہ آئے تو منع کرنے والے گروہ نے کہا کہ ہم تمہارے ساتھ بود و باش (رہنا سہنا اکھٹا) نہ رکھیں گے اور گاؤں کو تقسیم کر کے درمیان میں ایک

دیوار کھینچ دی۔ منع کرنے والوں کا ایک دروازہ الگ تھا جس سے آتے جاتے تھے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے خطا کاروں پر لعنت کی۔ ایک روز منع کرنے والوں

نے دیکھا کہ خطا کاروں میں سے کوئی نہیں نکلا تو انہوں نے خیال کیا کہ شاید آج شراب کے نشہ میں مدہوش ہو گئے ہوں گے، انہیں دیکھنے کے لئے دیوار پر چڑھے تو

دیکھا کہ وہ بندروں کی صورتوں میں مسخ ہو گئے تھے۔ اب یہ لوگ دروازہ کھول کر داخل ہوئے تو وہ بندرا اپنے رشتہ داروں کو پہچانتے تھے اور ان کے پاس آ کر ان کے

کپڑے سوگھتے تھے اور یہ لوگ ان بندر ہو جانے والوں کو نہیں پہچانتے تھے اُن لوگوں نے ان سے کہا کیا ہم لوگوں نے تم کو منع نہیں کیا تھا! انہوں نے سر کے اشارے

سے کہا: ہاں۔ اور وہ سب ہلاک ہو گئے اور منع کرنے والے سلامت رہے۔



يَسْبِتُونَ لَا تَأْتِيهِمْ كَذَلِكَ نَبَلَّوهُمْ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ﴿١٦٣﴾ وَإِذْ

ہفتے کا نہ ہوتا نہ آتیں اس طرح ہم انہیں آزماتے تھے ان کی بے حکمی کے سبب اور جب

قَالَتْ أُمَّةٌ مِنْهُمْ لِمَ تَعِظُونَ قَوْمًا لَإِنَّ اللَّهَ هُمُ مَهْلِكُهُمْ أَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا

ان میں سے ایک گروہ نے کہا کیوں نصیحت کرتے ہو ان لوگوں کو جنہیں اللہ ہلاک کرنے والا ہے یا انہیں سخت عذاب

شَدِيدًا ۱۶۴ قَالُوا مَعذِرَةٌ أَلَىٰ رَبِّكُمْ وَلَعَلَّهُمْ يَسْتَفْهِمُونَ ﴿١٦٤﴾ فَلَمَّا نَسُوا

دینے والا بولے تمہارے رب کے حضور معذرت کو ۱۶۵ اور شاید انہیں ڈر ہو ۱۶۴ پھر جب وہ بھلا بیٹھے

مَا ذُكِّرُوا بِهِ أَنْجَيْنَا الَّذِينَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوءِ وَأَخَذْنَا الَّذِينَ

جو نصیحت انہیں ہوئی تھی ہم نے بچالے وہ جو برائی سے منع کرتے تھے اور ظالموں کو

ظَلَمُوا بِعَذَابٍ بِيْسٍ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ﴿١٦٥﴾ فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَا نُهُوا

برے عذاب میں پکڑا بدلہ ان کی نافرمانی کا پھر جب انہوں نے ممانعت کے حکم سے سرکشی کی

عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ ﴿١٦٦﴾ وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكَ لِيُبْعَثَنَّ

ہم نے ان سے فرمایا ہو جاؤ بندر دُنگارے (دُھسکارے) ہوئے ۱۶۶ اور جب تمہارے رب نے حکم سنا دیا کہ ضرور

عَلَيْهِمْ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ مَنْ يَسُوفُهُمْ سُوءُ الْعَذَابِ ۱۶۷ إِنَّ رَبَّكَ لَسَرِيعٌ

قیمت کے دن تک ان ۱۶۷ پر ایسے کو بھیجتا رہوں گا جو انہیں بُری مار چکھے ۱۶۷ بے شک تمہارا رب ضرور جلد

الْعِقَابِ ۱۶۸ وَإِنَّهُ لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١٦٨﴾ وَقَطَّعْنَاهُمْ فِي الْأَرْضِ أُمَمًا مِنْهُمْ

عذاب والا ہے ۱۶۸ اور بے شک وہ بخشنے والا مہربان ہے ۱۶۸ اور انہیں ہم نے زمین میں متفرق کر دیا گروہ گروہ ان میں کچھ

الصَّالِحُونَ وَمِنْهُمْ دُونَ ذَلِكَ ۱۶۹ وَبَلَّوْنَاهُمْ بِالْحَسَنَاتِ وَالسِّيَّاتِ لَعَلَّهُمْ

نیک ہیں ۱۶۹ اور کچھ اور طرح کے ۱۶۹ اور ہم نے انہیں بھلائیوں اور برائیوں سے آزمایا کہ کہیں

يَرْجِعُونَ ﴿١٧٠﴾ فَخَلَفَ مِنْ بَعدِهِمْ خَلْفٌ وَرِثُوا الْكِتَابَ يَأْخُذُونَ

وہ رجوع لائیں ۱۷۰ پھر ان کی جگہ ان کے بعد وہ ۱۷۰ ناخلف آئے کہ کتاب کے وارث ہوئے ۱۷۰ اس دنیا

۱۷۱ تاکہ ہم پر ”نہی عن المنکر، تزک کرنے کا الزام نہ رہے۔ ۱۷۱ اور وہ نصیحت سے نفع اٹھاسکیں۔ ۱۷۱ وہ بندر ہو گئے اور تین روزہ ایسی حال میں مبتلا رہ کر

ہلاک ہو گئے۔ ۱۷۱ یہود ۱۷۱ چنانچہ ان پر اللہ تعالیٰ نے سخت نصرا اور سنجاریب اور شاہان روم کو بھیجا جنہوں نے انہیں سخت ایذا کی اور لکھنیں دیں اور قیامت

تک کے لئے ان پر جزیہ اور ذلت لازم ہوئی۔ ۱۷۱ ان کے لئے جو کفر پر قائم رہیں۔ اس آیت سے ثابت ہوا کہ ان پر عذاب مستمر (ہمیشہ) رہے گا دنیا میں بھی اور

آخرت میں بھی۔ ۱۷۱ ان کو جو اللہ کی اطاعت کریں اور ایمان لائیں۔ ۱۷۱ جو اللہ اور رسول پر ایمان لائے اور دین پر ثابت رہے۔ ۱۷۱ جنہوں نے نافرمانی

عَرَضَ هَذَا الْاِدْنِي وَيَقُولُونَ سَيَعْفِرُ لَنَا وَإِن يَأْتِهِمْ عَرَضٌ مِثْلُهُ

کا مال لیتے ہیں ۳۲۵ اور کہتے اب ہماری بخشش ہوگی ۳۲۵ اور اگر ویسا ہی مال ان کے پاس اور آئے

يَأْخُذُوا ۱۰۷ أَلَمْ يُوْخَذْ عَلَيْهِمْ مِيثَاقُ الْكِتَابِ أَنْ لَا يَقُولُوا عَلَى اللَّهِ

تو لے لیں ۳۲۹ کیا ان پر کتاب میں عہد نہ لیا گیا کہ اللہ کی طرف نسبت نہ کریں

إِلَّا الْحَقَّ وَدَرَسُوا مَا فِيهِ ۱۰۸ وَالذَّارِ الْآخِرَةُ خَيْرٌ لِّذِينَ يَتَّقُونَ ۱۰۹

مگر حق اور انہوں نے اُسے پڑھا ۳۲۹ اور بے شک پچھلا گھر (آخرت) بہتر ہے پرہیزگاروں کو ۳۲۹

أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۱۱۰ وَالَّذِينَ يُسْكَوْنَ بِالْكِتَابِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ ۱۱۱

تو کیا تمہیں عقل نہیں اور وہ جو کتاب کو مضبوط تھامتے ہیں ۳۳۰ اور انہوں نے نماز قائم رکھی ہم

لَا نُضِيعُ أَجْرَ الْمُصْلِحِينَ ۱۱۲ وَإِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ كَأَنَّهُ ظِلَّةٌ ۱۱۳

نیکیوں کا نیک (ثواب) نہیں گناتے (ضائع نہیں کرتے) اور جب ہم نے پہاڑ ان پر اٹھایا گویا وہ سائبان ہے اور

ظَنُّوا أَنَّهُ وَاقِعٌ بِهِمْ ۱۱۴ خذُوا مَا آتَيْنَكُمْ بِقُوَّةٍ وَاذْكُرُوا مَا فِيهِ لَعَلَّكُمْ

سمجھے کہ وہ ان پر گر پڑے گا ۳۳۱ لو جو ہم نے تمہیں دیا زور سے ۳۳۱ اور یاد کرو جو اس میں ہے کہ کہیں

کی اور جنہوں نے کفر کیا اور دین کو بدلا اور متغیر کیا۔ ۳۳۲ بھلائیوں سے نعمت و راحت اور رُزائیوں سے شدت و تکلیف مراد ہے۔ ۳۳۳ جن کی دو قسمیں بیان فرمائی

گئیں۔ ۳۳۴ یعنی تورات کے جو انہوں نے اپنے اسلاف سے پائی اور اس کے اوامر و نواہی اور تحلیل و تحریم وغیرہ مضامین پر مطلع ہوئے۔ مدارک میں ہے کہ یہ وہ

لوگ ہیں جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھے اُن کی حالت یہ ہے کہ ۳۳۵ بطور رشوت کے احکام کی تبدیل اور کام کی تغییر پر اور وہ جانتے بھی ہیں

کہ یہ حرام ہے لیکن پھر بھی اس گناہِ عظیم پر مصر ہیں۔ ۳۳۶ اور ان گناہوں پر ہم سے کچھ مواخذہ نہ ہوگا۔ ۳۳۷ اور آئندہ بھی گناہ کرتے چلے جائیں۔ سدی نے کہا

کہ بنی اسرائیل میں کوئی قاضی ایسا نہ ہوتا تھا جو رشوت نہ لے، جب اس سے کہا جاتا تھا کہ تم رشوت لیتے ہو تو کہتا تھا کہ یہ گناہ بخش دیا جائے گا۔ اس کے زمانہ میں

دوسرے اس پر طعن کرتے تھے لیکن جب وہ مر جاتا یا معزول کر دیا جاتا اور وہی طعن کرنے والے اس کی جگہ حاکم و قاضی ہوتے تو وہ بھی اسی طرح رشوت لیتے۔ ۳۳۸ لیکن

باوجود اس کے انہوں نے اس کے خلاف کیا۔ توریت میں گناہ پر اصرار کرنے والے کے لئے مغفرت کا وعدہ نہ تھا تو ان کا گناہ کئے جانا تو بہ نہ کرنا اور اس پر یہ کہنا کہ

ہم سے مواخذہ نہ ہوگا یہ اللہ پر افترا ہے۔ ۳۳۹ جو اللہ کے عذاب سے ڈریں اور رشوت و حرام سے بچیں اور اس کی فرمانبرداری کریں ۳۳۹ اور اس کے مطابق

عمل کرتے ہیں اور اس کے تمام احکام کو مانتے ہیں اور اس میں تغییر و تبدیل روا (جائز) نہیں رکھتے۔ شان نزول: یہ آیت اہل کتاب میں سے حضرت

عبداللہ بن سلام وغیرہ ایسے اصحاب کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے پہلی کتاب کا اتباع کیا اس کی تحریف نہ کی، اس کے مضامین کو نہ چھپایا اور اس کتاب کے

اتباع کی بدولت انہیں قرآن پاک پر ایمان نصیب ہوا۔ (حازن و مدارک) ۳۳۹ جب بنی اسرائیل نے تکالیف شاقہ کی وجہ سے احکام تورات کو قبول کرنے سے

انکار کیا تو حضرت جبریل نے حکم الہی ایک پہاڑ جس کی مقدار ان کے لشکر کے برابر ایک فرسنگ طویل ایک فرسنگ عرض تھی اٹھا کر سائبان کی طرح اُن کے

سروں کے قریب کر دیا اور اُن سے کہا گیا کہ احکام تورات قبول کرو ورنہ یہ تم پر گرا دیا جائے گا پہاڑ کو سروں پر دیکھ کر سب کے سب سجدے میں گر گئے مگر اس طرح

کہ باایں رخسارہ و ابرو تو انہوں نے سجدے میں رکھ دی اور دہنی آنکھ سے پہاڑ کو دیکھتے رہے کہ کہیں گرنے پڑے چنانچہ اب تک یہودیوں کے سجدے کی شان یہی

ہے۔ ۳۳۹ عزم و کوشش سے۔

تَتَّقُونَ ﴿۱۴۱﴾ وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَ

تم پرہیزگار ہو اور اے محبوب یاد کرو جب تمہارے رب نے اولاد آدم کی پشت سے ان کی نسل نکالی اور

أَشْهَدَهُمْ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ط قَالَُوا بَلَىٰ شَهِدْنَا أَن تَقُولُوا

انہیں خود ان پر گواہ کیا کیا میں تمہارا رب نہیں ۳۲۵ سب بولے کیوں نہیں ہم گواہ ہوئے ۳۲۶ کہ کہیں

يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هَذَا غٰفِلِينَ ﴿۱۴۲﴾ أَوْ تَقُولُوا إِنَّمَا أَشْرَكَ

قیامت کے دن کہو کہ ہمیں اس کی خبر نہ تھی ۳۲۷ یا کہو کہ شرک تو پہلے

أَبَاؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِّنْ بَعْدِهِمْ أَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ

ہمارے باپ دادا نے کیا اور ہم ان کے بعد بچے ہوئے ۳۲۸ تو کیا تو ہمیں اس پر ہلاک فرمائے گا جو

الْمُبْطِلُونَ ﴿۱۴۳﴾ وَكَذٰلِكَ نَفْصَلُ الْآيٰتِ وَلَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿۱۴۴﴾ وَآتٰلُ

اہل باطل نے کیا ۳۲۹ اور ہم اسی طرح آیتیں رنگ (تفصیل) سے بیان کرتے ہیں ۳۳۰ اور اس لئے کہ کہیں وہ پھر آئیں ۳۳۱ اور اے محبوب

عَلَيْهِمْ نَبَا الَّذِي اتَّبَعَهُ اٰتَيْنَا فَاَسْخَمْنَاهَا فَاَتَّبَعَهُ الشَّيْطٰنُ فَكَانَ

انہیں اس کا احوال سناؤ جسے ہم نے اپنی آیتیں دیں ۳۳۲ تو وہ ان سے صاف نکل گیا ۳۳۳ تو شیطان اس کے پیچھے لگا تو

۳۳۵ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی پشت سے ان کی ذریت نکالی اور ان سے عہد لیا۔ آیات وحدانیت دونوں پر نظر کرنے سے

یہ معلوم ہوتا ہے کہ ذریت کا نکالنا اس سلسلہ کے ساتھ تھا جس طرح کہ دنیا میں ایک دوسرے سے پیدا ہوں گے اور ان کے لئے ربوبیت اور وحدانیت کے دلائل

قائم فرما کر اور عقل دے کر ان سے اپنی ربوبیت کی شہادت طلب فرمائی ۳۳۶ اپنے اوپر اور ہم نے تیری ربوبیت اور وحدانیت کا اقرار کیا یہ شاہد کرنا اس لئے ہے

۳۳۷ ہمیں کوئی تنبیہ نہیں کی گئی تھی۔ ۳۳۸ جیسا انہیں دیکھا ان کے اتباع و اقتداء میں ویسا ہی کرتے رہے۔ ۳۳۹ یہ عذر کرنے کا موقع نہ رہا جب کہ ان سے عہد

لے لیا گیا اور ان کے پاس رسول آئے اور انہوں نے اس عہد کو یاد دلایا اور توحید پر دلائل قائم ہوئے۔ ۳۴۰ تاکہ بندے تدبر و تفکر کر کے حق و ایمان قبول کریں

۳۴۱ شرک و کفر سے توحید و ایمان کی طرف اور نبی صاحب معجزات کے بتانے سے اپنے عہد میثاق کو یاد کریں اور اس کے مطابق عمل کریں۔ ۳۴۲ یعنی بلعم باعور

جس کا واقعہ مفسرین نے اس طرح بیان کیا ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جبارین سے جنگ کا قصد کیا اور سرزمین شام میں نزول فرمایا تو بلعم باعور کی قوم

اس کے پاس آئی اور اس سے کہنے لگی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بہت تیز مزاج ہیں اور ان کے ساتھ کثیر لشکر ہے وہ یہاں آئے ہیں، ہمیں ہمارے بلاد سے نکالیں

گے اور قتل کریں گے اور بجائے ہمارے بنی اسرائیل کو اس سرزمین میں آباد کریں گے، تیرے پاس اسم اعظم ہے اور تیری دعا قبول ہوتی ہے تو نکل اور اللہ تعالیٰ

سے دعا کر کہ اللہ تعالیٰ انہیں یہاں سے ہٹا دے۔ بلعم باعور نے کہا: تمہارا رب اہو حضرت موسیٰ علیہ السلام نبی ہیں اور ان کے ساتھ فرشتے ہیں اور ایماندار لوگ ہیں

میں کیسے ان پر دعا کروں، میں جانتا ہوں جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کا مرتبہ ہے، اگر میں ایسا کروں تو میری دنیا و آخرت برباد ہو جائے گی مگر قوم اس سے اصرار

کرتی رہی اور بہت الحاح و زاری (روئے پینے) کے ساتھ انہوں نے اپنا یہ سوال جاری رکھا تو بلعم باعور نے کہا کہ میں اپنے رب کی مرضی معلوم کر لوں اور اس کا

بہی طریقہ تھا کہ جب کبھی کوئی دعا کرتا پہلے مرضی الہی معلوم کر لیتا اور خواب میں اس کا جواب مل جاتا، چنانچہ اس مرتبہ بھی اس کو یہی جواب ملا کہ حضرت موسیٰ علیہ

السلام اور ان کے ہمراہیوں کے خلاف دعا نہ کرنا اس نے قوم سے کہہ دیا کہ میں نے اپنے رب سے اجازت چاہی تھی مگر میرے رب نے ان پر دعا کرنے کی

ممانعت فرمادی تب قوم نے اس کو ہدیے اور نذرانے دیئے جو اس نے قبول کئے اور قوم نے اپنا سوال جاری رکھا تو پھر دوسری مرتبہ بلعم باعور نے رب تبارک و تعالیٰ

سے اجازت چاہی اس کا کچھ جواب نہ ملا اس نے قوم سے کہہ دیا کہ مجھے اس مرتبہ کچھ جواب ہی نہ ملا تو قوم کے لوگ کہنے لگے کہ اگر اللہ کو منظور نہ ہوتا تو وہ پہلے کی



مِنَ الْغَوِينِ ﴿١٤٥﴾ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنَاهَا وَلَكِنَّهَا أَخْلَدَ إِلَى الْأَرْضِ وَ

گمراہوں میں ہو گیا اور ہم چاہتے تو آیتوں کے سبب اُسے اٹھالیتے ۳۲۵ مگر وہ تو زمین پکڑ گیا ۳۲۵ اور

اتَّبَعَهُ وَهُوَ فَسَلُّهُ كَسَلِ الْكَلْبِ إِنْ تَحِيلَ عَلَيْهِ يَلْهَثُ أَوْ تَشْرُكُهُ

اپنی خواہش کا تابع ہوا تو اس کا حال کتے کی طرح ہے تو اس پر حملہ کرے تو زبان نکالے اور چھوڑ دے تو

يَلْهَثُ ط ذَلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَاقْصُصْ

زبان نکالے ۳۲۶ یہ حال ہے ان کا جنھوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں تو تم نصیحت

الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ﴿١٤٦﴾ سَاءَ مَثَلًا الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا

سناؤ کہ کہیں وہ دھیان کریں کیا بُری کہات ہے اُن کی جنھوں نے ہماری آیتیں

بِآيَاتِنَا وَأَنْفُسَهُمْ كَانُوا يَظْلِمُونَ ﴿١٤٧﴾ مَنْ يَهْدِ اللَّهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِىٰ ج وَ

جھٹلائیں اور اپنی جان کا بُرا کرتے تھے جسے اللہ راہ دکھائے تو وہی راہ پر ہے اور

مَنْ يُضِلُّ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخٰسِرُونَ ﴿١٤٨﴾ وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِّنَ

جسے گمراہ کرے تو وہی نقصان میں رہے اور بے شک ہم نے جہنم کے لئے پیدا کیے بہت

الْجِبْرِ وَالْإِنْسِ ۗ لَهُمْ قُلُوبٌ لَا يَفْقَهُونَ بِهَا ۗ وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَا يُبْصِرُونَ

جِن اور آدمی ۳۲۷ وہ دل رکھتے ہیں جن میں سمجھ نہیں ۳۲۸ اور وہ آنکھیں جن سے دیکھتے نہیں ۳۲۹

بِهَا ۗ وَلَهُمْ آذَانٌ لَا يَسْمَعُونَ بِهَا ۗ أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ ط

اور وہ کان جن سے سنتے نہیں ۳۲۹ وہ چوپایوں کی طرح ہیں ۳۳۰ بلکہ ان سے بڑھ کر گمراہ ۳۳۱

طرح دوبارہ بھی منع فرماتا اور قوم کا الحاح و اصرار اور بھی زیادہ ہوا حتیٰ کہ انہوں نے اس کو فتنے میں ڈال دیا اور آخر کار وہ بددعا کرنے کے لئے پہاڑ پر چڑھا تو جو بددعا

کرتا تھا اللہ تعالیٰ اس کی زبان کو اس کی قوم کی طرف پھیر دیتا تھا اور اپنی قوم کے لئے جو دعائے خیر کرتا تھا بجائے قوم کے بنی اسرائیل کا نام اُس کی زبان پر آتا تھا۔

قوم نے کہا: اے بلعم! یہ کیا کر رہا ہے؟ بنی اسرائیل کے لئے دُعا کرتا ہے ہمارے لئے بددعا۔ کہا: یہ میرے اختیار کی بات نہیں، میری زبان میرے قبضہ میں نہیں ہے

اور اُس کی زبان باہر نکل پڑی تو اُس نے اپنی قوم سے کہا: میری دنیا و آخرت دونوں برباد ہو گئیں۔ اس آیت میں اس کا بیان ہے۔ ۳۳۲ اور ان کا اتباع نہ کیا۔ ۳۳۳ اور

بلند درجہ عطا فرما کر ابرار (فرمانبرداروں) کی منازل میں پہنچاتے۔ ۳۳۵ اور دنیا کا مفتوں ہو گیا۔ ۳۳۶ یہ ایک ذلیل جانور کے ساتھ تشبیہ ہے کہ دنیا کی حرص رکھنے

والا اگر اس کو نصیحت کرو تو مفید نہیں، بتلائے حرص رہتا ہے، چھوڑ دو تو اسی حرص کا گرفتار۔ جس طرح زبان نکالنا کتے کی لازمی طبیعت ہے ایسی ہی حرص ان کے لئے

لازم ہو گئی ہے۔ ۳۳۷ یعنی کفار جو آیات الہیہ میں تدبر سے اعراض کرتے ہیں اور ان کا کافر ہونا اللہ کے علم ازلی میں ہے۔ ۳۳۸ یعنی جن سے اعراض کر کے

آیات الہیہ میں تدبر کرنے سے محروم ہو گئے اور یہی دل کا خاص کام تھا۔ ۳۳۹ راہ حق و ہدایت اور آیات الہیہ اور دلائل توحید۔ ۳۴۰ موعظت و نصیحت کو

بگوش (وعظ نصیحت کو غور و توجہ سے سن کر) قبول اور باوجود قلب و حواس رکھنے کے وہ امور دین میں اُن سے نفع نہیں اٹھاتے لہذا ۳۴۱ کہ اپنے قلب و حواس سے

مدارک علیہ و معارف ربانیہ کا ادراک نہیں کرتے ہیں۔ کھانے پینے کے دنیوی کاموں میں تمام حیوانات بھی اپنے حواس سے کام لیتے ہیں انسان بھی اتنا ہی کرتا رہا تو



خَلَقَ اللَّهُ مِنْ شَيْءٍ ۱۸۴ وَأَنْ عَسَى أَنْ يَكُونَ قَدِ اقْتَرَبَ أَجَلُهُمْ ۱۸۵

چیز اللہ نے بنائی فلان اور یہ کہ شاید اُن کا وعدہ نزدیک آگیا ہو فلا

فِي آيٍ حَدِيثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ ۱۸۵ مَنْ يُضِلِلِ اللَّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ ۱۸۶ وَ

تو اس کے بعد اور کوئی بات پر یقین لائیں گے فلا جسے اللہ گمراہ کرے اسے کوئی راہ دکھانے والا نہیں اور

يَذَرُهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ۱۸۶ يَسْأَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ

انہیں چھوڑتا ہے کہ اپنی سرکشی میں بھٹکا کریں تم سے قیامت کو پوچھتے ہیں فلا کہ وہ کب کو ٹھہری ہے

مُرْسَهَا ۱۸۷ قُلْ إِنَّمَا عَلَّمْتُهَا عِنْدَ رَبِّي لَا يُجَلِّيهَا لِوَقْتِهَا إِلَّا هُوَ ۱۸۸ ثَقُلَتْ

(کب آئے گی) تم فرماؤ اس کا علم تو میرے رب کے پاس ہے اُسے وہی اس کے وقت پر ظاہر کرے گا فلا بھاری پڑ رہی ہے

فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ لَا تَأْتِيكُمُ إِلَّا بَعَثَةً ۱۸۹ يَسْأَلُونَكَ كَانَتْ حَفِيٌّ

آسمانوں اور زمین میں تم پر نہ آئے گی مگر اچانک تم سے ایسا پوچھتے ہیں گویا تم نے اُسے خوب تحقیق

عَنْهَا ۱۹۰ قُلْ إِنَّمَا عَلَّمْتُهَا عِنْدَ اللَّهِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۱۹۱ قُلْ

کر رکھا ہے تم فرماؤ اس کا علم تو اللہ ہی کے پاس ہے لیکن بہت لوگ جانتے نہیں فلا تم فرماؤ

لَا أَمْلِكُ لِنَفْسِي نَفْعًا وَلَا ضَرًّا إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ ۱۹۲ وَلَوْ كُنْتَ أَعْلَمَ

میں اپنی جان کے بھلے برے کا خود مختار نہیں فلا مگر جو اللہ چاہے فلا اور اگر میں غیب جان

نازل ہوئی اور فرمایا گیا انہوں نے فکر و تامل سے کام نہ لیا اور عاقبت اندیشی و دور بینی بالکل بالائے طاق رکھ دی اور یہ دیکھ کر کہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم

اقوال و افعال میں اُن کے مخالف ہیں اور دنیا اور اس کی لذتوں سے آپ نے منہ پھیر لیا ہے، آخرت کی طرف متوجہ ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینے اور اس کا

خوف دلانے میں شب و روز مشغول ہیں، ان لوگوں نے آپ کی طرف جنون کی نسبت کر دی، یہ ان کی غلطی ہے۔ فلا ان سب میں اس کی وحدانیت اور کمال حکمت و

قدرت کی روشن دلیلیں ہیں۔ فلا اور وہ کفر پر مرجائیں اور ہمیشہ کے لئے جہنمی ہو جائیں ایسے حال میں عاقل پر ضروری ہے کہ وہ سوچے سمجھے دلائل پر نظر کرے۔ فلا یعنی

قرآن پاک کے بعد اور کوئی کتاب اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اور کوئی رسول آنے والا نہیں جس کا انتظار ہو کیونکہ آپ خاتم الانبیاء ہیں۔ فلا شان نزول:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ یہودیوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ اگر آپ نبی ہیں تو ہمیں بتائیے کہ قیامت کب قائم ہوگی؟

کیونکہ ہمیں اس کا وقت معلوم ہے، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ فلا قیامت کے وقت کا بتانا رسالت کے لوازم سے نہیں ہے جیسا کہ تم نے فرما دیا اور اے یہودی! تم

نے جو اس کا وقت جاننے کا دعویٰ کیا یہی غلط ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کو غیبی کیا ہے اور اس میں اس کی حکمت ہے۔ فلا اس کے اخفا کی حکمت تفسیر روح البیان میں ہے

کہ بعض مشائخ اس طرف گئے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو باعلام الہی (اللہ تعالیٰ کی عطا سے) وقت قیامت کا علم ہے اور یہ حصر آیت کے منافی نہیں۔

فلا شان نزول: غزوہ بنی مصطلق سے واپسی کے وقت راہ میں تیز ہوا چلی چوپائے بھاگے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ مدینہ طیبہ میں رفاعہ کا انتقال ہو گیا

اور یہ بھی فرمایا کہ دیکھو میرا ناقہ کہاں ہے عبد اللہ بن ابی منافق اپنی قوم سے کہنے لگا ان کا کیا عجیب حال ہے کہ مدینہ میں مرنے والے کی تو خبر دے رہے ہیں اور اپنی

ناقہ معلوم ہی نہیں کہ کہاں ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر اس کا یہ قول بھی غیبی نہ رہا حضور نے فرمایا منافق لوگ ایسا ایسا کہتے ہیں اور میرا ناقہ اس گھاٹی میں ہے اس کی

کھیل ایک درخت میں اُبھگئی ہے۔ چنانچہ جیسا فرمایا تھا اسی شان سے وہ ناقہ پایا گیا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ (تفسیر کبیر) فلا وہ مالک حقیقی ہے جو کچھ ہے اس



الْغَيْبَ لَا سْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ۗ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوءُ ۗ إِنْ أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ

لیا کرتا تو یوں ہوتا کہ میں نے بہت بھلائی جمع کر لی اور مجھے کوئی برائی نہ پہنچی ۳۲۸ میں تو یہی ڈر ۳۲۹

وَبَشِيرٌ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿۱۸۸﴾ هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَوَأُورَثَكُمْ

اور خوشی سنانے والا ہوں انھیں جو ایمان رکھتے ہیں وہی ہے جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا ۳۲۹ اور

جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ إِلَيْهَا فَلَمَّا تَغَشَّاهَا حَبَلٌ خَفِيفًا

اسی میں سے اس کا جوڑا بنایا ۳۳۰ کہ اس سے چین (آرام) پائے پھر جب مرد اس پر چھایا اسے ایک ہلکا سا پیٹہ رہ گیا ۳۳۰ تو اسے لئے

فَمَرَّتْ بِهِ فَلَمَّا أَثْقَلَتْ دَعَا اللَّهَ رَبَّهُ لِنِ ابْتِئَانِهَا لِصَالِحٍ لِّكُونَنَّ

پھر اکی (چلتی پھرتی رہی) پھر جب بوجھل پڑی دونوں نے اپنے رب اللہ سے دعا کی ضرور اگر تو ہمیں جیسا چاہیے بچہ دے گا تو بے شک ہم

مِنَ الشَّاكِرِينَ ﴿۱۸۹﴾ فَلَمَّا آتَتْهَا صَالِحًا جَعَلَ لَهُ شُرَكَاءَ فِيهَا أَتْهَبًا

شکر گزار ہوں گے پھر جب اس نے انھیں جیسا چاہیے بچہ عطا فرمایا انھوں نے اس کی عطا میں اس کے ساجھی (شریک) ٹھہرائے

فَتَعَلَى اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿۱۹۰﴾ أَيْشُرُّكُونَ مَا لَا يَخْلُقُ شَيْئًا وَهُمْ

تو اللہ کو برتری ہے اُن کے شرک سے ۳۳۱ کیا اسے شریک کرتے ہیں جو کچھ نہ بنائے ۳۳۱ اور وہ

کی عطا سے ہے۔ ۳۳۱ یہ کلام براہ ادب و تواضع ہے معنی یہ ہیں کہ میں اپنی ذات سے غیب نہیں جانتا جو جانتا ہوں وہ اللہ تعالیٰ کی اطلاع اور اس کی عطا سے۔ (غازن)

حضرت مترجم حدس سرہ نے فرمایا بھلائی جمع کرنا اور برائی نہ پہنچانا اسی کے اختیار میں ہو سکتا ہے جو ذاتی قدرت رکھے اور ذاتی قدرت وہی رکھے گا جس کا علم بھی ذاتی

ہو کیونکہ جس کی ایک صفت ذاتی ہے اس کے تمام صفات ذاتی تو معنی یہ ہونے کہ اگر مجھے غیب کا علم ذاتی ہوتا تو قدرت بھی ذاتی ہوتی اور میں بھلائی جمع کر لیتا اور

برائی نہ پہنچتے دیتا بھلائی سے مراد ارحم الراحمین اور کامیابیاں اور دشمنوں پر غلبہ ہے اور برائیوں سے تنگی و تکلیف اور دشمنوں کا غالب آنا ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بھلائی سے

مُراد سرکشوں کا مطیع اور نافرمانوں کا فرمانبردار اور کافروں کا مومن کر لینا ہو اور برائی سے بد بخت لوگوں کا باوجود دعوت کے محروم رہ جانا تو حاصل کلام یہ ہوگا کہ اگر میں

نفع و ضرر کا ذاتی اختیار رکھتا تو اسے منافقین و کافرین! تمہیں سب کو مومن کر ڈالتا اور تمہاری کفری حالت دیکھنے کی تکلیف مجھے نہ پہنچتی۔ ۳۳۱ سنانے والا ہوں کافروں

کو ۳۳۱ عکرمہ کا قول ہے کہ اس آیت میں خطاب عام ہے ہر ایک شخص کو اور معنی یہ ہیں کہ اللہ وہی ہے جس نے تم میں سے ہر ایک کو ایک جان سے یعنی اس کے

باپ سے پیدا کیا اور اس کی جنس سے اس کی بی بی کو بنایا پھر جب وہ دونوں جمع ہوئے اور حمل ظاہر ہوا اور ان دونوں نے تندرست بچہ کی دعا کی اور ایسا بچہ ملنے

پر ادائے شکر کا عہد کیا پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں ویسا ہی بچہ عنایت فرمایا۔ اُن کی حالت یہ ہوئی کہ کبھی تو وہ اس بچہ کو طبع کی طرف نسبت کرتے ہیں جیسے دہریوں

کا حال ہے کبھی ستاروں کی طرف جیسا کہ ارب پرستوں کا طریقہ ہے کبھی بتوں کی طرف جیسا کہ پرستوں کا دستور ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ اُن کے اس

شرک سے برتر ہے۔ (کبیر) ۳۳۱ یعنی اس کے باپ کی جنس سے اس کی بی بی بنائی۔ ۳۳۱ مرد کا چھانا کتنا یہ ہے جماع کرنے سے اور ہلکا سا پیٹ رہنا ابتدائے

حمل کی حالت کا بیان ہے۔ ۳۳۱ بعض مفسرین کا قول ہے کہ اس آیت میں قریش کو خطاب ہے جو قبضی کی اولاد ہیں اُن سے فرمایا گیا کہ تمہیں ایک شخص

قبضی سے پیدا کیا اور اس کی بی بی اسی کی جنس سے عربی قریش کی تا کہ اس سے چین و آرام پائے پھر جب اُن کی درخواست کے مطابق انہیں تندرست بچہ عنایت کیا تو

انہوں نے اللہ کی اس عطا میں دوسروں کو شریک بنایا اور اپنے چاروں بیٹوں کا نام عبدمناف، عبدالعزیٰ، عبدقُصیٰ اور عبدالدار رکھا۔ ۳۳۱ یعنی بتوں کو جنہوں

نے کچھ نہیں بنایا۔

يُخْلَقُونَ ﴿١٩١﴾ وَلَا يَسْتَبِيعُونَ لَهُمْ نَصْرًا وَلَا أَنْفُسَهُمْ يَبْصُرُونَ ﴿١٩٢﴾ وَإِنْ

خود بنائے ہوئے ہیں اور نہ وہ ان کو کوئی مدد پہنچا سکیں اور نہ اپنی جانوں کی مدد کریں ﴿۱۹۱﴾ اور اگر

تَدْعُوهُمْ إِلَى الْهُدَىٰ لَا يَتَّبِعُوكُمْ سَوَاءٌ عَلَيْكُمْ أَدَعَوْتُمُوهُمْ أَمْ أَنْتُمْ

تم انھیں بلاؤ گے تو تمہارے پیچھے نہ آئیں ﴿۱۹۲﴾ تم پر ایک سا ہے چاہے انھیں پکارو یا

صَامِتُونَ ﴿١٩٣﴾ إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ عِبَادٌ أَمْثَلِكُمْ فَادْعُوهُمْ

چپ رہو ﴿۱۹۳﴾ بے شک وہ جن کو تم اللہ کے سوا پوجتے ہو تمہاری طرح بندے ہیں ﴿۱۹۳﴾ تو انھیں پکارو

فَلَيْسَتْ جِبِیُّوَالِكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿١٩٤﴾ أَلَمْ أَرْجُلُ يَمُشُونَ بِهَا

پھر وہ تمہیں جواب دیں اگر تم سچے ہو کیا ان کے پاؤں ہیں جن سے چلیں

أَمْ لَهُمْ أَيْدٍ يَبِطِشُونَ بِهَا أَمْ لَهُمْ أَعْيُنٌ يُبْصِرُونَ بِهَا أَمْ لَهُمْ

یا ان کے ہاتھ ہیں جن سے گرفت کریں یا ان کے آنکھیں ہیں جن سے دیکھیں یا ان کے

أَذَانٌ يَسْمَعُونَ بِهَا ۗ قُلْ ادْعُوا شُرَكَاءَكُمْ ثُمَّ كِيدُوا فَلَا تُنظِرُونَ ﴿١٩٥﴾

کان ہیں جن سے سُنیں ﴿۱۹۵﴾ تم فرماؤ کہ اپنے شریکوں کو پکارو اور مجھ پر داؤں چلو اور مجھے مہلت نہ دو ﴿۱۹۵﴾

إِنَّ وَرِثَةَ اللَّهِ لِلَّذِي نَزَّلَ الْكِتَابَ ۗ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصَّالِحِينَ ﴿١٩٦﴾ وَالَّذِينَ

بے شک میرا ولی اللہ ہے جس نے کتاب اتاری ﴿۱۹۶﴾ اور وہ نیکوں کو دوست رکھتا ہے ﴿۱۹۶﴾ اور جنھیں

﴿۱۹۵﴾ اس میں بتوں کی بے قدری اور بطلانِ شرک کا بیان اور مشرکین کے کمالِ جہل کا اظہار ہے اور بتایا گیا ہے کہ عبادت کا مستحق وہی ہو سکتا ہے جو عابد کو نفع پہنچانے

اور اس کا ضرر دفع کرنے کی قدرت رکھتا ہو۔ مشرکین جن بتوں کو پوجتے ہیں ان کی بے قدرتی اس درجہ کی ہے کہ وہ کسی چیز کے بنانے والے نہیں کسی چیز کے

بنانے والے تو کیا ہوتے خود اپنی ذات میں دوسرے سے بے نیاز نہیں، آپ مخلوق ہیں، بنانے والے کے محتاج ہیں، اس سے بڑھ کر بے اختیاری یہ ہے کہ وہ

کسی کی مدد نہیں کر سکتے اور کسی کی کیا مدد کریں خود انہیں ضرر پہنچے تو دفع نہیں کر سکتے، کوئی انہیں توڑ دے، گرا دے، جو چاہے کرے، وہ اس سے اپنی حفاظت نہیں

کر سکتے ایسے مجبور بے اختیار کو پوجنا انتہا درجہ کا جہل ہے۔ ﴿۱۹۵﴾ یعنی بتوں کو ﴿۱۹۵﴾ کیونکہ وہ نہ سُن سکتے ہیں نہ سمجھ سکتے ہیں ﴿۱۹۵﴾ اور بہ حال عاجز ہیں، ایسے کو

پوجنا اور معبود بنانا بڑی بے خودی (بے عقلی) ہے ﴿۱۹۵﴾ اور اللہ کے مملوک و مخلوق کسی طرح پوجنے کے قابل نہیں، اس پر بھی اگر تم انہیں معبود کہتے ہو ﴿۱۹۵﴾ یہ

کچھ بھی نہیں تو پھر اپنے سے کمتر کو پوج کر کیوں ذلیل ہوتے ہو۔ ﴿۱۹۵﴾ شانِ نزول: سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بت پرستی کی مذمت کی اور بتوں کی

عاجزی اور بے اختیاری کا بیان فرمایا تو مشرکین نے دھمکایا اور کہا کہ بتوں کو برا کہنے والے تباہ ہو جاتے ہیں، برباد ہو جاتے ہیں، یہ بت انہیں ہلاک کر دیتے

ہیں، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ اگر بتوں میں کچھ قدرت سمجھتے ہو تو انہیں پکارو! اور میری نقصان رسانی میں ان سے مدد لو اور تم بھی جو کمزور فریب کر سکتے

ہو وہ میرے مقابلہ میں کرو اور اس میں دیر نہ کرو، مجھے تمہاری اور تمہارے معبودوں کی کچھ بھی پرواہ نہیں اور تم سب میرا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے۔ ﴿۱۹۵﴾ اور میری

طرف وحی بھیجی اور میری عزت کی۔ ﴿۱۹۵﴾ اور ان کا حافظ و ناصر ہے اس پر بھروسہ رکھنے والوں کو مشرکین وغیرہ کا کیا اندیشہ تم اور تمہارے معبود مجھے کچھ نقصان

نہیں پہنچا سکتے۔

تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ لَا يَسْتَجِيبُ لَكُمْ وَلَا أَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُونَ ﴿۱۹۷﴾ وَ

اس کے سوا پوجتے ہو وہ تمہاری مدد نہیں کر سکتے اور نہ خود اپنی مدد کریں ﴿۱۹۷﴾ اور

إِنْ تَدْعُوهُمْ إِلَى الْهُدَىٰ لَا يَسْمَعُوا ۖ وَتَرْهَبُهُمْ يَنْظُرُونَ إِلَيْكَ وَهُمْ

اگر انہیں راہ کی طرف بلاؤ تو نہ سنیں اور تو انہیں دیکھے کہ وہ تیری طرف دیکھ رہے ہیں ﴿۱۹۸﴾ اور انہیں

لَا يُبْصِرُونَ ﴿۱۹۸﴾ خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ ﴿۱۹۹﴾

کچھ بھی نہیں سوچتا اے محبوب معاف کرنا اختیار کرو اور بھلائی کا حکم دو اور جاہلوں سے منہ پھیر لو

وَأَمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ ۖ إِنَّهُ سَيَعْبُدُكَ

اور اے سننے والے اگر شیطان تجھے کوئی کونچا دے (کسی برے کام پر اکسائے) ﴿۲۰۰﴾ تو اللہ کی پناہ مانگ بے شک وہی سُننا جانتا ہے

إِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا إِذَا مَسَّهُمْ طِيفٌ مِّنَ الشَّيْطَانِ تَذَكَّرُوا ۖ وَإِذَا هُمُ

بے شک وہ جو ڈر والے ہیں جب انہیں کسی شیطانی خیال کی ٹھیس لگتی ہے ہوشیار ہو جاتے ہیں اسی وقت ان کی

مُبْصِرُونَ ﴿۲۰۱﴾ وَإِخْوَانُهُمْ يَبْتَغُونَ فِي الْعِشْيِ ثُمَّ لَا يَقْصِرُونَ ﴿۲۰۲﴾ وَإِذَا

آنکھیں کھل جاتی ہیں ﴿۲۰۱﴾ اور وہ جو شیطانوں کے بھائی ہیں ﴿۲۰۲﴾ شیطان انہیں گمراہی میں کھینچتے ہیں پھر گئی (کو تا ہی) نہیں کرتے اور اے محبوب

لَمْ تَأْتِهِمْ بِآيَةٍ قَالُوا لَوْلَا اجْتَبَيْتَهَا ۖ قُلْ إِنَّمَا اتَّبَعْتُ مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ مِنْ

جب تم ان کے پاس کوئی آیت نہ لاؤ تو کہتے ہیں تم نے دل سے کیوں نہ بنائی تم فرماؤ میں تو اسی کی پیروی کرتا ہوں جو میری طرف میرے رب سے

رَبِّي ۖ هَذَا بَصَائِرٌ مِّنْ رَبِّكُمْ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿۲۰۳﴾ وَ

وہی ہوتی ہے یہ تمہارے رب کی طرف سے آنکھیں کھولنا ہے اور ہدایت اور رحمت مسلمانوں کے لئے اور

إِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ وَانصتوا لعلَّكُمْ ترحون ﴿۲۰۴﴾ وَإِذَا كُرِّدُ

جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور خاموش رہو کہ تم پر رحم ہو ﴿۲۰۴﴾ اور اپنے رب

﴿۲۰۳﴾ تو میرا کیا بگاڑ سکیں گے۔ ﴿۲۰۴﴾ کیونکہ بتوں کی تصویریں اس شکل کی بنائی جاتی تھیں جیسے کوئی دیکھ رہا ہے۔ ﴿۲۰۵﴾ کوئی وسوسہ ڈالے۔ ﴿۲۰۶﴾ اور وہ اس وسوسے

کو دور کر دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ ﴿۲۰۷﴾ یعنی کفار۔ ﴿۲۰۸﴾ مسئلہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ جس وقت قرآن کریم پڑھا جائے خواہ نماز

میں یا خارج نماز اس وقت سننا اور خاموش رہنا واجب ہے، جمہور صحابہ رضی اللہ عنہم اس طرف ہیں کہ یہ آیت مقتدی کے سننے اور خاموش رہنے کے باب میں ہے

اور ایک قول یہ ہے کہ اس میں خطبہ سننے کے لئے گوش ہر آواز ہونے (خطبہ بغور سننے) اور خاموش رہنے کا حکم ہے اور ایک قول یہ ہے کہ اس سے نماز و خطبہ دونوں میں

بغور سننا اور خاموش رہنا واجب ثابت ہوتا ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے آپ نے کچھ لوگوں کو سنا کہ وہ نماز میں امام کے ساتھ قرأت

کرتے ہیں تو نماز سے فارغ ہو کر فرمایا کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ تم اس آیت کے معنی سمجھو۔ غرض اس آیت سے قراءت خَلْفَ الْإِمَامِ (نماز باجماعت میں امام کے

پیچھے قراءت) کی ممانعت ثابت ہوتی ہے اور کوئی حدیث ایسی نہیں ہے جس کو اس کے مقابل حجت قرار دیا جاسکے۔ قراءت خَلْفَ الْإِمَامِ کی تائید میں سب سے





أَصْلِحُوا ذَاتَ بَيْنِكُمْ ۖ وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۗ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۝۱

اپنے آپس میں میل (صلح صفائی) رکھو اور اللہ و رسول کا حکم مانو اگر ایمان رکھتے ہو

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَّتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تَلَيَّتْ

ایمان والے وہی ہیں کہ جب اللہ یاد کیا جائے وہ ان کے دل ڈر جائیں اور جب ان پر

عَلَيْهِمْ آيَةٌ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَعَلَىٰ رَأْسِهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ۝۲ الَّذِينَ يُقِيمُونَ

اس کی آیتیں بڑھی جائیں ان کا ایمان ترقی پائے اور اپنے رب ہی پر بھروسہ کریں وہ جو نماز قائم

الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ ۝۳ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَهُمْ

رکھیں اور ہمارے دینے سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کریں یہی سچے مسلمان ہیں ان کے لئے

دَرَجَاتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ ۖ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ۝۴ كَمَا أَخْرَجَكَ رَبُّكَ

درجے ہیں ان کے رب کے پاس وک اور بخشش ہے اور عزت کی روزی وہ جس طرح اے محبوب تمہیں تمہارے رب نے

مِّنْ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ ۖ وَإِنَّ فَرِيقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ لَكُرْهُونَ ۝۵

تمہارے گھر سے حق کے ساتھ برآمد کیا وہ اور بے شک مسلمانوں کا ایک گروہ اس پر ناخوش تھا وہ

وہ تو اس کے عظمت و جلال سے وہ اور اپنے تمام کاموں کو اس کے سپرد کریں۔ وک بقدر ان کے اعمال کے کیونکہ مؤمنین کے احوال ان اوصاف میں

متفاوت ہیں اس لئے ان کے مراتب بھی جداگانہ ہیں۔ وہ جو ہمیشہ اکرام و تعظیم کے ساتھ بے محنت و مشقت عطا کی جائے۔ وہ یعنی مدینہ طیبہ سے بدر کی

طرف۔ وک کیونکہ وہ دیکھ رہے تھے کہ ان کی تعداد کم ہے، ہتھیار تھوڑے ہیں، دشمن کی تعداد بھی زیادہ ہے اور وہ اسلحہ وغیرہ کا بڑا سامان رکھتا ہے۔ مختصر واقعہ یہ ہے

کہ ابوسفیان کے ملک شام سے ایک قافلہ کے ساتھ آنے کی خبر پا کر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ ان کے مقابلہ کے لئے روانہ ہوئے مکہ مکرمہ

سے ابو جہل قریش کا ایک لشکر گراں لے کر قافلہ کی امداد کے لئے روانہ ہوا۔ ابوسفیان تو راستہ سے کتر کر مرع اپنے قافلہ کے ساحل بحر کی راہ چل پڑے اور ابو جہل سے

اس کے رفیقوں نے کہا کہ قافلہ تو چل گیا اب مکہ مکرمہ واپس چل، تو اس نے انکار کر دیا اور وہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کرنے کے قصد سے بدر کی طرف

چل پڑا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے مشورہ کیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کفار کے دونوں گروہوں میں

سے ایک پر مسلمانوں کو فتح مند کرے گا خواہ قافلہ ہو یا قریش کا لشکر۔ صحابہ نے اس میں موافقت کی مگر بعض کو یہ عذر ہوا کہ ہم اس تیاری سے نہیں چلے تھے اور نہ ہماری

تعداد اتنی ہے نہ ہمارے پاس کافی سامان اسلحہ ہے، یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گراں گذرا اور حضور نے فرمایا کہ قافلہ تو ساحل کی طرف نکل گیا اور ابو جہل

سامنے آ رہا ہے۔ اس پر ان لوگوں نے پھر عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قافلے ہی کا تعاقب کیجئے اور لشکر دشمن کو چھوڑ دیجئے۔ یہ بات ناگوار خاطر

اقدس ہوئی تو حضرت صدیق اکبر و حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کھڑے ہو کر اپنے اخلاص و فرمانبرداری اور رضا جوئی و جاں نثاری کا اظہار کیا اور بڑی قوت و

استحکام کے ساتھ عرض کی کہ وہ کسی طرح مرضی مبارک کے خلاف سستی کرنے والے نہیں ہیں پھر اور صحابہ نے بھی عرض کیا کہ اللہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جو

امر فرمایا اس کے مطابق تشریف لے چلیں، ہم ساتھ ہیں، کبھی تخلف نہ کریں (پہچھے نہ رہیں) گے، ہم آپ پر ایمان لائے، ہم نے آپ کی تقدیر کی، ہم نے آپ

کے اتباع کے عہد کئے، ہمیں آپ کی اتباع میں سمندر کے اندر گود جانے سے بھی عذر نہیں ہے۔ حضور نے فرمایا: چلو اللہ کی برکت پر بھروسہ کرو، اُس نے مجھے وعدہ

دیا ہے، میں تمہیں بشارت دیتا ہوں، مجھے دشمنوں کے گرنے کی جگہ نظر آ رہی ہے اور حضور نے کفار کے مرنے اور گرنے کی جگہ نام بنام بتادیں اور ایک ایک کی جگہ پر

نشانات لگادینے اور یہ معجزہ دیکھا گیا کہ ان میں سے جو مر کر گرا اسی نشان پر گرا، اس سے خطا نہ کی۔





يُعْشِيَكُمْ النُّعَاسَ أَمَنَةً مِنْهُ وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً

اُس نے تمہیں اونگھ سے گھیر دیا تو اُس کی طرف سے چین (تسکین) تھی ۲۲ اور آسمان سے تم پر پانی اتارا

لِيُطَهِّرَكُمْ بِهِ وَيُذْهِبَ عَنْكُمْ رَجْزَ الشَّيْطَانِ وَلِيَرْبِطَ عَلَى قُلُوبِكُمْ وَ

کہ تمہیں اس سے ستھرا کر دے اور شیطان کی ناپاکی تم سے دور فرمادے اور تمہارے دلوں کی ڈھارس بندھائے اور

يُثَبِّتَ بِهِ الْأَقْدَامَ ۝ اِذْ يُوحِي رَبُّكَ إِلَى الْمَلِكَةِ اِنِّي مَعَكُمْ فَثَبَّتُوا

اس سے تمہارے قدم جمادے ۲۳ جب اے محبوب تمہارا رب فرشتوں کو وحی بھیجتا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں تم مسلمانوں

الَّذِينَ آمَنُوا ۝ سَأَلْتَنِي فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا وَالرُّعْبَ فَاضْرِبُوا

کو ثابت رکھو ۲۴ عنقریب میں کافروں کے دلوں میں ہیبت ڈالوں گا تو کافروں

فَوْقَ الْأَعْنَاقِ وَاضْرِبُوا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ۝ اِذْ يُوحِي رَبُّكَ إِلَى الْمَلِكَةِ اِنِّي مَعَكُمْ فَثَبَّتُوا

کی گردنوں سے اوپر مارو اور ان کی ایک ایک پور (جوڑ) پر ضرب لگاؤ ۲۵ یہ اس لئے کہ انھوں نے اللہ اور

اللَّهُ وَرَسُولَهُ ۝ وَمَنْ يُشَاقِقِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ

اس کے رسول سے مخالفت کی اور جو اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کرے تو بے شک اللہ کا عذاب

كُوَاجِبٌ عَلَيْهِ ۝ وَرَسُولُهُ يَأْتِيهِمُ مِنَ الْبُيُوتِ فَاسْرِبْ مِنْهُمُ ۝ وَأَنْتَ يَا مُحَمَّدُ كُنْ مِنَ الْمُهْجَرِينَ ۝

کو چاہئے کہ اسی پر بھروسہ کرے اور اپنے زور و قوت اور اسباب و جماعت پر ناز نہ کرے۔ ۲۲ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ غنودگی اگر جنگ میں

ہو تو اُس ہے اور اللہ کی طرف سے ہے اور نماز میں ہو تو شیطان کی طرف سے ہے جنگ میں غنودگی کا امن ہونا اس سے ظاہر ہے کہ جسے جان کا اندیشہ ہو اُسے نیند اور

اونگھ نہیں آتی وہ خطرے اور اضطراب میں رہتا ہے۔ خوف شدید کے وقت غنودگی آنا حصول امن اور زوال خوف کی دلیل ہے بعض مفسرین نے کہا ہے کہ جب

مسلمانوں کو دشمنوں کی کثرت اور مسلمانوں کی قلت سے جانوں کا خوف ہوا اور بہت زیادہ پیاس لگی تو ان پر غنودگی ڈال دی گئی جس سے انہیں راحت حاصل ہوئی اور

تنگان اور پیاس رفع ہوئی اور وہ دشمن سے جنگ کرنے پر قادر ہوئے۔ یہ اونگھ اُن کے حق میں نعمت تھی اور یکبارگی سب کو آئی جماعت کثیر کا خوف شدید کی حالت میں

اسی طرح یکبارگی اونگھ جانا خلاف عادت ہے اسی لئے بعض علماء نے فرمایا: یہ اونگھ معجزہ کے حکم میں ہے۔ (خازن) ۲۳ روز بدر مسلمان ریگستان میں اترے اُن کے

اور اُن کے جانوروں کے پاؤں ریت میں دھسنے جاتے تھے اور مشرکین ان سے پہلے آب قبضہ کر چکے تھے۔ صحابہ میں بعض حضرات کو وضو کی بعض کو غسل کی

ضرورت تھی اور پیاس کی شدت تھی تو شیطان نے وسوسہ ڈالا کہ تم گمان کرتے ہو کہ تم حق پر ہو تم میں اللہ کے نبی ہیں اور تم اللہ والے ہو اور حال یہ ہے کہ مشرکین

غالب ہو کر پانی پر پہنچ گئے تم بغیر وضو اور غسل کئے نمازیں پڑھتے ہو تو تمہیں دشمن پر فتح یاب ہونے کی کس طرح امید ہے تو اللہ تعالیٰ نے مینہ بھیجا جس سے جنگل

سیراب ہو گیا اور مسلمانوں نے اس سے پانی پیا اور غسل کئے اور وضو کئے اور اپنی سوار یوں کو پلایا اور اپنے برتنوں کو بھرا اور غبار بیٹھ گیا اور زمین اس قابل ہو گئی کہ اس

پر قدم جسنے لگے اور شیطان کا وسوسہ زائل ہوا اور صحابہ کے دل خوش ہوئے اور یہ نعمت فتح و ظفر حاصل ہونے کی دلیل ہوئی۔ ۲۴ ان کی اعانت کر کے اور انہیں

بشارت دے کر ۲۵ ابوداؤد مازنی جو بدر میں حاضر ہوئے تھے فرماتے ہیں کہ میں مشرک کی گردن مارنے کے لئے اس کے درپے ہوا، اس کا سر میری تلوار پہنچنے سے

پہلے ہی کٹ کر گر گیا تو میں نے جان لیا کہ اس کو کسی اور نے قتل کیا۔ بہل بن حنیف فرماتے ہیں کہ روز بدر ہم میں سے کوئی تلوار سے اشارہ کرتا تھا تو اس کی تلوار پہنچنے

سے پہلے ہی مشرک کا سر جسم سے جدا ہو کر گر جاتا تھا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مشیت منگے کے کفار پر پھینک کر مارے تو کوئی کافر ایسا نہ بچا جس کی

آنکھوں میں اس میں سے کچھ پڑا نہ ہو۔ بدر کا یہ واقعہ صبح جمعہ سترہ رمضان مبارک ۲ ہجری میں پیش آیا۔

الْعِقَابِ ۱۳ ۚ ذَلِكُمْ فَذُقُوهُ وَأَنَّ لِلْكَافِرِينَ عَذَابَ النَّارِ ۱۴ يَا أَيُّهَا

سخت ہے یہ تو چکھو ۱۳ اور اس کے ساتھ یہ ہے کہ کافروں کو آگ کا عذاب ہے ۱۴ اے

الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيتُمْ الَّذِينَ كَفَرُوا زَحْفًا فَلَا تُولُوهُمْ إِلَّا دُبَارًا ۱۵ ج

ایمان والو جب کافروں کے لام (لشکر) سے تمہارا مقابلہ ہو تو انہیں پیٹھ نہ دو ۱۵ ج

وَمَنْ يُؤَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبْرَهُ إِلَّا مُتَحَرِّفًا لِقِتَالٍ أَوْ مُتَحَيِّرًا إِلَىٰ فِتْنَةٍ

اور جو اس دن انہیں پیٹھ دے گا مگر لڑائی کا ہنر کرنے یا اپنی جماعت میں جاننے کو

فَقَدْ بَاءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللَّهِ وَمَا وَهُ جَهَنَّمُ ط وَبَسَّ الصَّيْرِ ۱۶ ۚ فَلَمْ

تو وہ اللہ کے غضب میں پلٹا اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور کیا بری جگہ ہے پلٹنے کی ۱۶ تو تم

تَقْتُلُوهُمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ قَتَلَهُمْ ص وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ

نے انہیں قتل نہ کیا بلکہ اللہ نے قتل کیا اور اے محبوب وہ خاک جو تم نے پھینکی تم نے نہ پھینکی تھی بلکہ اللہ نے

رَمَىٰ ج وَلِيَّبِلَى الْمُؤْمِنِينَ مِنْهُ بَلَاءٌ حَسَنًا ط إِنَّ اللَّهَ سَبِيْعٌ عَلِيمٌ ۱۷

پھینکی اور اس لئے کہ مسلمانوں کو اس سے اچھا انعام عطا فرمائے بے شک اللہ سنتا جانتا ہے

ذَلِكُمْ وَأَنَّ اللَّهَ مُوهِنُ كَيْدِ الْكَافِرِينَ ۱۸ ۚ إِنَّ تَسْتَفْتِحُوا فَقَدْ جَاءَكُمْ

یہ ۱۸ تو لو اور اس کے ساتھ یہ ہے کہ اللہ کافروں کا دواؤں ست کرنے والا ہے اے کافرو اگر تم فیصلہ مانگتے ہو تو یہ فیصلہ

الْفَتْحِ ج وَإِنْ تَنْتَهُوا فهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَإِنْ تَعُدُّوا نَعْدُ ج وَلَنْ تُغْنِيَ

تم پر آچکا ۱۹ اور اگر باز آؤ ۱۹ تو تمہارا بھلا ہے اور اگر تم پھر شرارت کرو تو ہم پھر سزا دیں گے اور تمہارا جتنا (گروہ)

۱۹ جو بدر میں پیش آیا اور کفار مقتول اور مقید (قید) ہوئے یہ تو عذاب دینا ہے۔ ۱۸ آخرت میں ۱۸ یعنی اگر کفار تم سے زیادہ بھی ہوں تو ان کے مقابلہ سے نہ

بھاگو۔ ۱۹ یعنی مسلمانوں میں سے جو جنگ میں کفار کے مقابلہ سے بھاگا وہ غضب الہی میں گرفتار ہوا، اس کا ٹھکانا دوزخ ہے، سوائے دو حالتوں کے: ایک تو یہ کہ

لڑائی کا ہنر یا کرب کرنے کے لئے پیچھے ہٹا ہو وہ پیچھے دینے اور بھاگنے والا نہیں ہے۔ دوسرے جو اپنی جماعت میں ملنے کے لئے پیچھے ہٹا وہ بھی بھاگنے والا نہیں ہے۔

۱۸ شان نزول: جب مسلمان جنگ بدر سے واپس ہوئے تو ان میں سے ایک کہتا تھا کہ میں نے فلاں کو قتل کیا دوسرا کہتا تھا کہ میں نے فلاں کو قتل کیا، اس پر یہ آیت

نازل ہوئی اور فرمایا گیا کہ اس قتل کو تم اپنے زور و قوت کی طرف نسبت نہ کرو کہ یہ درحقیقت اللہ کی امداد اور اس کی تقویت اور تائید ہے۔ ۱۸ فتح و نصرت ۱۸ شان

نزول: یہ خطاب مشرکین کو ہے جنہوں نے بدر میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کی اور ان میں سے ابو جہل نے اپنی اور حضور کی نسبت یہ دعا کی کہ یارب!

ہم میں جو تیرے نزدیک اچھا ہو اس کی مدد کرو اور جو برا ہو اس سے بھلائے مصیبت کرو اور ایک روایت میں ہے کہ مشرکین نے مکہ مکرمہ سے بدر کو چلتے وقت کعبہ معظمہ کے

پردوں سے لپٹ کر یہ دعا کی تھی کہ یارب! اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) حق پر ہوں تو ان کی مدد فرما اور اگر ہم حق پر ہوں تو ہماری مدد کر اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ جو فیصلہ تم

نے چاہا تھا وہ کر دیا گیا اور جو گروہ حق پر تھا اس کو فتح دی گئی یہ تمہارا مانگا ہوا فیصلہ ہے، اب آسمانی فیصلہ سے بھی جو ان کا طلب کیا ہوا تھا اسلام کی حقانیت ثابت ہوئی۔

ابو جہل بھی اس جنگ میں ذلت اور رسوائی کے ساتھ مارا گیا اور اس کا سر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر کیا گیا۔ ۱۹ سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْكُمْ فَمَنْ شِئْتُمْ لَوْ كُثِرَتْ ۗ وَأَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ ۝١٩ يَا أَيُّهَا

تمہیں کچھ کام نہ دے گا چاہے کتنا ہی بہت ہو اور اس کے ساتھ یہ ہے کہ اللہ مسلمانوں کے ساتھ ہے اے

الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَوَلَّوْا عُنْفَهُ وَأَنْتُمْ تَسْمَعُونَ ۝٢٠

ایمان والو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو اور سن سنا کر اس سے نہ پھرو

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ قَالُوا سَمِعْنَا وَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ ۝٢١ إِنَّ شَرَّ

اور ان جیسے نہ ہونا جنہوں نے کہا ہم نے سنا اور وہ نہیں سنتے ۲۵ بے شک سب جانوروں

الدَّوَابِّ عِنْدَ اللَّهِ الصَّمُّ الْبُكْمُ الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ ۝٢٢ وَلَوْ عَلِمَ

میں بدتر اللہ کے نزدیک وہ ہیں جو بہرے گونگے ہیں جن کو عقل نہیں ۲۶ اور اگر اللہ ان میں

اللَّهُ فِيهِمْ خَيْرٌ لَّا أَسْمَعَهُمْ ۖ وَلَا أَسْمَعَهُمْ تَتَوَلَّوْا وَهُمْ مُّعْرِضُونَ ۝٢٣

کچھ بھلائی ۲۷ جانتا تو انہیں سنا دیتا اور اگر ۲۸ سنا دیتا جب بھی انجام کار منہ پھیر کر پلٹ جاتے ۲۹

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ

اے ایمان والو اللہ ورسول کے بلانے پر حاضر ہو جب رسول تمہیں اس چیز کے لئے بلائیں جو تمہیں زندگی بخشنے کی ۳۰

وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَحُولُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهِ وَأَنَّهُ إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ۝٢٤

اور جان لو کہ اللہ کا حکم آدمی اور اس کے دلی ارادوں میں حائل ہو جاتا ہے اور یہ کہ تمہیں اسی کی طرف اٹھنا ہے

کے ساتھ عداوت اور حضور کے ساتھ جنگ کرنے سے ۳۱ کیونکہ رسول کی اطاعت اور اللہ کی اطاعت ایک ہی چیز ہے، جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے

اللہ کی اطاعت کی۔ ۳۲ کیونکہ جو سن کر نفع نہ اٹھائے اور نصیحت پذیر نہ ہو اس کا سنا سنا سنا ہی نہیں ہے، یہ منافقین و مشرکین کا حال ہے، مسلمانوں کو اس حال سے

دور رہنے کا حکم دیا جاتا ہے۔ ۳۳ نہ وہ حق سنتے ہیں نہ حق بولتے ہیں نہ حق کو سمجھتے ہیں کان اور زبان و عقل سے فائدہ نہیں اٹھاتے، جانوروں سے بھی بدتر ہیں کیونکہ

یہ دیدہ و دانستہ بہرے گونگے بنتے ہیں اور عقل سے دشمنی کرتے ہیں۔ شان نزول: یہ آیت بنی عبد المدار بن قیس کے حق میں نازل ہوئی جو کہتے تھے کہ جو کچھ محمد مصطفیٰ

صلی اللہ علیہ وسلم لائے ہم اس سے بہرے، گونگے، اندھے ہیں۔ یہ سب لوگ جنگ اُحد میں مقتول ہوئے اور ان میں سے صرف دو شخص ایمان لائے: مصعب

بن عمیر اور سوبیہ بن حرملہ۔ ۳۴ یعنی صدق و رغبت ۳۵۔ بحالت موجودہ یہ جانتے ہوئے کہ ان میں صدق و رغبت نہیں ہے۔ ۳۶ اپنے عناد (بغض) اور حق سے

دشمنی کے باعث ۳۷ کیونکہ رسول کا بلانا اللہ ہی کا بلانا ہے۔ بخاری شریف میں سعید بن معلی سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں مسجد میں نماز پڑھتا تھا، مجھے رسول

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پکارا میں نے جواب نہ دیا پھر میں نے حاضر خدمت ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نماز پڑھ رہا تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

کہ کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا ہے کہ اللہ اور رسول کے بلانے پر حاضر ہو؟ ایسا ہی دوسری حدیث میں ہے کہ حضرت ابی بن کعب نماز پڑھتے تھے، حضور نے انہیں

پکارا، انہوں نے جلدی نماز تمام کر کے سلام عرض کیا، حضور نے فرمایا: تمہیں جواب دینے سے کیا بات مانع ہوئی؟ عرض کیا: حضور میں نماز میں تھا۔ حضور نے فرمایا:

کیا تم نے قرآن پاک میں یہ نہیں پایا کہ اللہ اور رسول کے بلانے پر حاضر ہو؟ عرض کیا: بیشک آئندہ ایسا نہ ہوگا۔ ۳۸ اس چیز سے یا ایمان مراد ہے کیونکہ کافر مردہ

ہوتا ہے، ایمان سے اس کو زندگی حاصل ہوتی ہے۔ قتادہ نے کہا کہ وہ چیز قرآن ہے کیونکہ اس سے دلوں کی زندگی ہے اور اس میں نجات ہے اور عصمت دارین ہے۔

محمد بن اسحاق نے کہا کہ وہ چیز جہاد ہے کیونکہ اس کی بدولت اللہ تعالیٰ دلت کے بعد عزت عطا فرماتا ہے۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ وہ شہادت ہے اس لئے کہ شہداء



وَاتَّقُوا فِتْنَةً لَا تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْكُمْ خَاصَّةً وَاعْلَمُوا

اور اس فتنہ سے ڈرتے رہو جو ہرگز تم میں خاص ظالموں ہی کو نہ پہنچے گا ۲۳ اور جان لو

أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۲۵) وَادْكُرُوا إِذْ أَنْتُمْ قَلِيلٌ مُسْتَعْصِفُونَ

کہ اللہ کا عذاب سخت ہے اور یاد کرو ۲۳ جب تم تھوڑے تھے ملک میں

فِي الْأَرْضِ تَخَافُونَ أَنْ يَتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَآوَاكُمْ وَأَيَّدَكُمْ بِبَصَرِهِ

دبے ہوئے ۲۳ ڈرتے تھے کہ کہیں لوگ تمہیں اچک نہ لے جائیں تو اس نے تمہیں ۲۵ جگہ دی اور اپنی مدد سے زور دیا

وَرَزَقَكُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۲۶) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا

اور ستھری چیزیں تمہیں روزی دیں ۲۳ کہ کہیں تم احسان مانو اے ایمان والو اللہ

تَخُونُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ وَتَخُونُوا أَمْثَلَكُمْ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۲۷)

و رسول سے دغا نہ کرو ۲۳ اور نہ اپنی امانتوں میں دانستہ خیانت اور

اپنے رب کے نزدیک زندہ ہیں۔ ۲۳ بلکہ اگر تم اس سے نہ ڈرے اور اس کے اسباب یعنی ممنوعات کو ترک نہ کیا اور وہ فتنہ نازل ہوا تو یہ نہ ہوگا کہ اس میں خاص

ظالم اور بدکار ہی مبتلا ہوں بلکہ وہ نیک اور بد سب کو پہنچ جائے گا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کو حکم فرمایا کہ وہ اپنے درمیان

ممنوعات نہ ہونے دیں یعنی اپنے مقدور (طاقت) تک برائیوں کو روکیں اور گناہ کرنے والوں کو گناہ سے منع کریں اگر انہوں نے ایسا نہ کیا تو عذاب ان سب کو عام

ہوگا، خطا کار اور غیر خطا کار سب کو پہنچے گا۔ حدیث شریف میں ہے: سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مخصوص لوگوں کے عمل پر عذاب عام نہیں کرتا

جب تک کہ عام طور پر لوگ ایسا نہ کریں کہ ممنوعات کو اپنے درمیان ہوتا دیکھتے ہیں اور اس کے روکنے اور منع کرنے پر قادر ہوں باوجود اس کے نہ روکیں منع کریں،

جب ایسا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ عذاب میں عام و خاص سب کو مبتلا کرتا ہے۔ ابوداؤد کی حدیث میں ہے کہ جو شخص کسی قوم میں سرگرم معاصی ہو اور وہ لوگ باوجود

قدرت کے اس کو نہ روکیں تو اللہ تعالیٰ مرنے سے پہلے انہیں عذاب میں مبتلا کرتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو قوم نہی عین المنکر ترک کرتی ہے اور لوگوں کو

گناہوں سے نہیں روکتی وہ اپنے اس ترک فرض کی شامت میں مبتلائے عذاب ہوتی ہے۔ ۲۳ اے مؤمنین مہاجرین! ابتداءً اسلام میں ہجرت کرنے سے پہلے

مکہ مکرمہ میں۔ ۲۳ قریش تم پر غالب تھے اور تم ۲۵ مدینہ طیبہ میں۔ ۲۳ یعنی اموال غنیمت جو تم سے پہلے کسی امت کے لئے حلال نہیں کئے گئے تھے۔ ۲۳ فرائض

کا چھوڑ دینا اللہ تعالیٰ سے خیانت کرنا ہے اور سنت کا ترک کرنا رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ شان نزول: یہ آیت ابولہبہ ہارون بن عبدالمذہب انصاری کے حق

میں نازل ہوئی۔ واقعہ یہ تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود بنی قریظہ کا دو ہفتے سے زیادہ عرصہ تک محاصرہ فرمایا وہ اس محاصرہ سے تنگ آ گئے اور ان کے دل

خائف ہو گئے تو ان سے ان کے سردار کعب بن اسد نے یہ کہا کہ اب تین شکلیں (صورتیں) ہیں یا تو اس شخص یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرو اور ان

کی بیعت کر لو کیونکہ قسم بخدا وہ نبی مرسل ہیں، یہ ظاہر ہو چکا اور یہ وہی رسول ہیں جن کا ذکر تمہاری کتاب میں ہے، ان پر ایمان لے آئے تو جان، مال، اہل و اولاد

سب محفوظ رہیں گے، مگر اس بات کو قوم نے نہ مانا تو کعب نے دوسری شکل (صورت) پیش کی اور کہا کہ تم اگر اسے نہیں مانتے تو آؤ پہلے ہم اپنے نبی بچوں کو قتل کر

دیں پھر تلواریں کھینچ کر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب کے مقابل آئیں کہ اگر ہم اس مقابلہ میں ہلاک بھی ہو جائیں تو ہمارے ساتھ اپنے اہل و

اولاد کا غم تو نہ رہے۔ اس پر قوم نے کہا کہ اہل و اولاد کے بعد جینا ہی کس کام کا؟ تو کعب نے کہا کہ یہ بھی منظور نہیں ہے تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے صلح کی

درخواست کرو شاید اس میں کوئی بہتری کی صورت نظر تو انہوں نے حضور سے صلح کی درخواست کی لیکن حضور نے منظور نہ فرمایا سوائے اس کے کہ اپنے حق میں سعد بن

معاذ کے فیصلہ کو منظور کریں، اس پر انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس ابولہبہ کو بھیج دیجئے کیونکہ ابولہبہ سے ان کے تعلقات تھے اور ابولہبہ کا مال اور ان کی اولاد اور ان

کے عیال سب بنی قریظہ کے پاس تھے۔ حضور نے ابولہبہ کو بھیج دیا بنی قریظہ نے ان سے رائے دریافت کی کہ کیا ہم سعد بن معاذ کا فیصلہ منظور کر لیں کہ جو کچھ وہ ہمارے

اعْلَمُوا أَنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ وَأَنَّ اللَّهَ عِنْدَكَ أَجْرٌ عَظِيمٌ ﴿۲۸﴾

جان رکھو کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد سب فتنہ ہے ﴿۲۸﴾ اور اللہ کے پاس بڑا ثواب ہے ﴿۲۸﴾

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَتَّقُوا اللَّهَ يَجْعَلْ لَكُمْ فُرْقَانًا وَيُكَفِّرْ

عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ط وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ﴿۲۹﴾

برائیاں اُتار دے گا اور تمہیں بخش دے گا اور اللہ بڑے فضل والا ہے اور اے محبوب یاد کرو جب کافر

بِكِ الَّذِينَ كَفَرُوا وَالْيَثِيبُوكِ أَوْ يُخْرِجُوكِ ط وَيَسْأَلُونَ

تمہارے ساتھ مکر کرتے تھے کہ تمہیں بند (قید) کر لیں یا شہید کر دیں یا نکال (جلا وطن کر) دیں ﴿۲۹﴾ اور وہ اپنا سنا مکر کرتے تھے

حق میں فیصلہ دیں وہ ہمیں قبول ہو ابولہب نے اپنی گردن پر ہاتھ پھیر کر اشارہ کیا کہ یہ تو گلے کٹوانے کی بات ہے، ابولہب کہتے ہیں کہ میرے قدم اپنی جگہ سے ہٹنے نہ پائے تھے کہ میرے دل میں یہ بات جم گئی کہ مجھ سے اللہ اور اس کے رسول کی خیانت واقع ہوئی یہ سوچ کر وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تو نہ آئے سیدھے مسجد شریف پہنچے اور مسجد شریف کے ایک ستون سے اپنے آپ کو بندھو لیا اور اللہ کی قسم کھائی کہ نہ کچھ کھائیں گے نہ پیئیں گے یہاں تک کہ مر جائیں یا اللہ تعالیٰ اُن کی توبہ قبول کرے۔ وقتاً فوقتاً ان کی بی بی آ کر انہیں نمازوں کے لئے اور انسانی حاجتوں کے لیے کھول دیا کرتی تھیں اور پھر باندھ دیئے جاتے تھے۔

حضور کو جب یہ خبر پہنچی تو فرمایا کہ ابولہب میرے پاس آتے تو میں اُن کے لئے مغفرت کی دعا کرتا لیکن جب انہوں نے یہ کیا ہے تو میں انہیں نہ کھولوں گا جب تک اللہ اُن کی توبہ قبول نہ کرے۔ وہ سات روز بندھے رہے نہ کچھ کھایا نہ پیا یہاں تک کہ بیہوش ہو کر گر گئے پھر اللہ تعالیٰ نے اُن کی توبہ قبول کی۔ صحابہ نے انہیں توبہ قبول ہونے کی بشارت دی تو انہوں نے کہا: میں خدا کی قسم! نہ گھٹوں گا جب تک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجھے خود نہ کھولیں۔ حضرت نے انہیں اپنے دست مبارک سے کھول دیا۔ ابولہب نے کہا میری توبہ اس وقت پوری ہوگی جب میں اپنی قوم کی بستی چھوڑ دوں جس میں مجھ سے یہ خطا سرزد ہوئی اور میں اپنے کل مال کو اپنے ملک سے نکال دوں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہاری مال کا صدقہ کرنا کافی ہے۔ اُن کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔ ﴿۲۹﴾ کہ آخرت کے کاموں میں سزا

راہ (رکاوٹ) ہوتا ہے۔ ﴿۲۹﴾ تو عاقل کو چاہئے کہ اس کا طلب گار رہے اور مال و اولاد کے سبب سے اس سے محروم نہ ہو۔ ﴿۲۹﴾ اس طرح کہ گناہ ترک کرو اور طاعت بجالاؤ۔ ﴿۲۹﴾ اس میں اس واقعہ کا بیان ہے جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ذکر فرمایا کہ کفار قریش دار الندوہ (کمپنی گھر) میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت مشورہ کرنے کے لئے جمع ہوئے اور اہل بیت عین ایک بڑھے کی صورت میں آیا اور کہنے لگا کہ میں شیخ نجد ہوں مجھے تمہارے اس اجتماع کی اطلاع ہوئی تو میں آیا، مجھ سے تم کچھ نہ چھپانا، میں تمہارا رقیب ہوں اور اس معاملہ میں بہتر رائے سے تمہاری مدد کروں گا، انہوں نے اس کو شام لکھ لیا اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق رائے زنی شروع ہوئی، ابوالختر نے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو پکڑ کر ایک مکان میں قید کر دو اور مضبوط بندشوں سے باندھ دو دروازہ بند کر دو صرف ایک سو رانچھوڑ دو جس سے کبھی کھانا پانی دیا جائے اور وہیں وہ ہلاک ہو کر رہ جائیں، اس پر شیطان لعین جو شیخ نجدی بنا ہوا تھا بہت ناخوش ہوا اور کہا نہایت ناقص رائے ہے، یہ خبر مشہور ہوگی اور اُن کے اصحاب آئیں گے اور تم سے مقابلہ کریں گے اور ان کو تمہارے ہاتھ سے چھڑا لیں گے۔

لوگوں نے کہا: شیخ نجدی ٹھیک کہتا ہے۔ پھر ہشام بن عمر کھڑا ہوا اُس نے کہا میری رائے یہ ہے کہ اُن کو (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو اونٹ پر سوار کر کے اپنے شہر سے نکال دو پھر وہ جو کچھ بھی کریں اس سے تمہیں کچھ ضرر نہیں۔ اہل بیت نے اس رائے کو بھی ناپسند کیا اور کہا: جس شخص نے تمہارے ہوش اُڑا دیئے اور تمہارے دانشمندیوں کو حیران بنا دیا اس کو تم دوسروں کی طرف بھیجتے ہو! تم نے اس کی شیریں کلامی، سیف زبانی لکشی نہیں دیکھی ہے! اگر تم نے ایسا کیا تو وہ دوسری قوم کے قلوب تسخیر کر کے ان لوگوں کے ساتھ تم پر چڑھائی کریں گے، اہل جمع نے کہا: شیخ نجدی کی رائے ٹھیک ہے، اس پر ابوجہل کھڑا ہوا اور اُس نے یہ رائے دی کہ قریش کے ہر ہر خاندان سے ایک ایک عالی نسب جوان منتخب کیا جائے اور ان کو تیز تلواریں دی جائیں وہ سب یکبارگی حضرت پر حملہ آور ہو کر قتل کر دیں تو نبی ہاشم قریش کے تمام قبائل سے نہ لڑ سکیں گے۔ غایت یہ ہے کہ خون کا معاوضہ دینا پڑے وہ دے دیا جائے گا۔ اہل بیت نے اس تجویز کو پسند کیا اور ابوجہل کی بہت تعریف کی

وَيَسْأَلُ اللَّهَ ط وَاللَّهُ خَيْرُ الْبَكْرَيْنِ ۳۰ ۚ وَإِذَا تَلَىٰ عَلَيْهِمُ ابْتِنَا قَالُوا

اور اللہ اپنی خفیہ تدبیر فرماتا تھا اور اللہ کی خفیہ تدبیر سب سے بہتر اور جب ان پر ہماری آیتیں پڑھی جائیں تو کہتے ہیں

قَدْ سَبَعْنَا لَوْ نَشَاءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هَذَا ۗ إِنْ هَذَا إِلَّا آسَاطِيرُ

ہاں ہم نے سنا ہم چاہتے تو ایسی ہم بھی کہہ دیتے یہ تو نہیں مگر اگلوں

الْأَوَّلِينَ ۳۱ ۚ وَإِذْ قَالُوا اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ هَذَا هُوَ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِكَ

کے قصے ۳۱ اور جب بولے ۳۱ کہ اے اللہ اگر یہی (قرآن) تیری طرف سے حق ہے

فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حَجَارَةً مِّنَ السَّمَاءِ أَوْ ائْتِنَا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ۳۲ ۚ وَمَا كَانَ

تو ہم پر آسمان سے پتھر برسایا کوئی دردناک عذاب ہم پر لا اور اللہ کا کام

اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ ط وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ

نہیں کہ انھیں عذاب کرے جب تک اے محبوب تم ان میں تشریف فرما ہو ۳۲ اور اللہ انھیں عذاب کرنے والا نہیں جب تک وہ

اور اسی پر سب کا اتفاق ہو گیا۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر واقعہ گزارش کیا اور عرض کیا کہ حضور اپنی خواب

گاہ میں شب کو ندر ہیں، اللہ تعالیٰ نے اذن دیا ہے مدینہ طیبہ کا عزم فرمائیں، حضور نے حضرت علی مرتضیٰ کو شب میں اپنی خواب گاہ میں رہنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ ہماری

چادر شریف اوڑھو تمہیں کوئی ناگوار بات پیش نہ آئے گی اور حضور دولت سمرائے اقدس سے باہر تشریف لائے اور ایک مشت خاک دست مبارک میں لی اور آیت

”إِنَّا جَعَلْنَا فِيْ أَعْنَاقِهِمْ أَغْلَالًا“ پڑھ کر محاصرہ کرنے والوں پر ماری سب کی آنکھوں اور سروں پر پہنچی سب اندھے ہو گئے اور حضور کو نہ دیکھ سکے اور حضور مع ابوبکر

صدیق کے غار میں تشریف لے گئے اور حضرت علی مرتضیٰ کو لوگوں کی امانتیں پہنچانے کے لئے مکہ مکرمہ میں چھوڑا مشرکین رات بھر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی

دولت سمرائے کا پہرہ دیتے رہے صبح کو جب قتل کے ارادہ سے حملہ آور ہوئے تو دیکھا کہ حضرت علی ہیں ان سے حضور کو دریافت کیا کہ کہاں ہیں انہوں نے فرمایا کہ

ہمیں معلوم نہیں تو تلاش کے لئے نکلے جب غار پر پہنچے تو مکزی کے جالے دیکھ کر کہنے لگے کہ اگر اس میں داخل ہوتے تو یہ جالے باقی نہ رہتے حضور اس غار میں تین

روز ٹھہرے پھر مدینہ طیبہ روانہ ہوئے۔ ۳۲ شان نزول: یہ آیت نضر بن حارث کے حق میں نازل ہوئی جس نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن پاک سن

کر کہا تھا کہ ہم چاہتے تو ہم بھی ایسی ہی کتاب کہہ لیتے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا یہ مقولہ نقل کیا کہ اس میں ان کی کمال بے شرمی و بے حیائی ہے کہ قرآن پاک کی تحدی

فرمانے (لکارنے) اور فصحاء عرب کو قرآن کریم کے مثل ایک سورۃ بنالانے کی دعوتیں دینے اور ان سب کے عاجز و در ماندہ (مجبور) رہ جانے کے بعد یہ کلمہ کہنا اور

ایسا اذعانے باطل (باطل دعویٰ) کرنا نہایت ذلیل حرکت ہے۔ ۳۳ کفار اور ان میں یہ کہنے والا نضر بن حارث تھا یا ابوجہل جیسا کہ بخاری و مسلم کی حدیث میں

ہے۔ ۳۴ کیونکہ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ بنا کر بھیجے گئے ہو اور سنت الہیہ یہ ہے کہ جب تک کسی قوم میں اس کے نبی موجود ہوں ان پر عام بربادی کا عذاب نہیں بھیجتا

جس سے سب کے سب ہلاک ہو جائیں اور کوئی نہ بچے۔ ایک جماعت مفسرین کا قول ہے کہ یہ آیت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر اس وقت نازل ہوئی جب

آپ مکہ مکرمہ میں مقیم تھے پھر جب آپ نے ہجرت فرمائی اور کچھ مسلمان رہ گئے جو استغفار کیا کرتے تھے تو ”وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ“ نازل ہوا، جس میں بتایا گیا

کہ جب تک استغفار کرنے والے ایماندار موجود ہیں اس وقت تک بھی عذاب نہ آئے گا پھر جب وہ حضرات بھی مدینہ طیبہ کو روانہ ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے فتح مکہ کا

اذن دیا اور یہ عذاب موعود (جس کا وعدہ کیا گیا وہ) آ گیا جس کی نسبت اس آیت میں فرمایا: ”وَمَا لَهُمْ أَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللَّهُ“۔ محمد بن اسحاق نے کہا کہ ”مَا كَانَ اللَّهُ

لِيُعَذِّبَهُمْ“ بھی کفار کا مقولہ ہے جو ان سے حکایت نقل کیا گیا، اللہ عزوجل نے ان کی جہالت کا ذکر فرمایا کہ اس قدر احمق ہیں، آپ ہی تو یہ کہتے ہیں کہ یارب! اگر یہ

تیری طرف سے حق ہے تو ہم پر عذاب نازل کر، اور آپ ہی یہ کہتے ہیں کہ یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! جب تک آپ ہیں عذاب نازل نہ ہوگا۔ کیونکہ کوئی امت

اپنے نبی کی موجودگی میں ہلاک نہیں کی جاتی۔ کس قدر معارض (ایک دوسرے کے مخالف) اقوال ہیں۔



يَسْتَغْفِرُونَ ﴿٣٣﴾ وَمَا لَهُمْ أَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللَّهُ وَهُمْ يَصُدُّونَ عَنِ

بخشش مانگ رہے ہیں ۵۵ اور انہیں کیا ہے کہ اللہ انہیں عذاب نہ کرے وہ تو مسجد حرام

الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَا كَانُوا أَوْلِيَاءَهُ ۗ إِنَّا أَوْلِيَ الْأُمِّيَّةُونَ

سے روک رہے ہیں ۵۶ اور وہ اس کے اہل نہیں ۵۷ اس کے اولیاء تو پرہیزگار ہی ہیں

وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٣٤﴾ وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ إِلَّا

مگر ان میں اکثر کو علم نہیں اور کعبہ کے پاس ان کی نماز نہیں مگر

مُكَاءً وَتَصَدِيَةً ۗ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ﴿٣٥﴾ إِنَّ الَّذِينَ

سیٹی اور تالی ۵۸ تو اب عذاب پکھو ۵۹ بدلہ اپنے کفر کا بے شک

كَفَرُوا وَيُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ ۖ فَسَيُنْفِقُونَهَا

کافر اپنے مال خرچ کرتے ہیں کہ اللہ کی راہ سے روکیں ۶۰ تو اب انہیں خرچ کریں گے

ثُمَّ تَكُونُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ۖ ثُمَّ يُغْلَبُونَ ۗ وَالَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ جَهَنَّمَ

پھر وہ ان پر پھینٹاوا ہوں گے ۶۱ پھر مغلوب کر دیئے جائیں گے اور کافروں کا حشر

يُحْشَرُونَ ﴿٣٦﴾ لِيَبَيِّنَ اللَّهُ لِمَنِ الْخَبِيثَاتُ مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَيَجْعَلَ الْخَبِيثَاتُ

جہنم کی طرف ہوگا اس لئے کہ اللہ گندے کو ستھرے سے جدا فرمادے ۶۲ اور نجاستوں کو

بَعْضَهُ عَلَىٰ بَعْضٍ فَيَرْكَبَهُ جَبِيحًا فَيَجْعَلُهُ فِي جَهَنَّمَ ۗ أُولَٰئِكَ هُمُ

تیلے اوپر رکھ کر سب ایک ڈھیر بنا کر جہنم میں ڈال دے وہی نقصان

الْخٰسِرُونَ ﴿٣٧﴾ قُلْ لِلَّذِينَ كَفَرُوا إِنِّي سَأَتَّبِعُهُمُ الْغَيْبَ ۖ لَهُمْ مَّا قَد سَلَفَ ج

پانے والے ہیں ۶۳ تم کافروں سے فرماؤ اگر وہ باز رہے تو جو ہو گزرا وہ انہیں معاف فرما دیا جائے گا ۶۴

۵۵ اس آیت سے ثابت ہوا کہ ”استغفار“ عذاب سے امن میں رہنے کا ذریعہ ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری امت کے لئے دو آمانیں

آتائیں، ایک میرا ان میں تشریف فرما ہونا، ایک اُن کا استغفار کرنا ۶۵ اور مومنین کو طواف کعبہ کیلئے نہیں آنے دیتے جیسا کہ واقعہ حدیبیہ کے سال سید عالم صلی اللہ

علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کو روکا۔ ۶۶ اور کعبہ کے امور میں تصرف و انتظام کا کوئی اختیار نہیں رکھتے کیونکہ مشرک ہیں۔ ۶۷ یعنی نماز کی جگہ سیٹی اور تالی بجاتے

ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ قریش ننگے ہو کر خانہ کعبہ کا طواف کرتے تھے اور سیٹیاں اور تالیاں بجاتے تھے اور نعل اُن کا با تو اس اعتقاد

باطل سے تھا کہ سیٹی اور تالی بجانا عبادت ہے اور یا اس شرارت سے کہ ان کے اس شور سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز میں پریشانی ہو۔ ۶۸ قتل و قید کا بدر

میں ۶۹ یعنی لوگوں کو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے سے مانع ہوں۔ شان نزول: یہ آیت کفار میں سے ان بارہ قریشیوں کے حق میں نازل ہوئی جنہوں

نے لشکر کفار کا کھانا اپنے ذمہ لیا تھا اور ہر ایک ان میں سے لشکر کو کھانا دیتا تھا ہر روز دس اونٹ۔ ۷۰ کہ مال بھی گیا اور کام بھی نہ بنا۔ ۷۱ یعنی گروہ کفار کو

وَإِنْ يَعْوَدُوا فَقَدْ مَضَتْ سُنَّتُ الْأَوَّلِينَ ﴿۳۸﴾ وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا

اور اگر پھر وہی کریں تو اگلوں کا دستور گزر چکا ہے ۳۵ اور اگر ان سے لڑو یہاں تک

تَكُونَ فِتْنَةً وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ ۚ فَإِنْ انْتَهَوْا فَإِنَّ اللَّهَ بِمَا

کہ کوئی فساد باقی نہ رہے اور سارا دین اللہ ہی کا ہو جائے پھر اگر وہ باز رہیں تو اللہ

يَعْمَلُونَ بَصِيرَةً ﴿۳۹﴾ وَإِنْ تَوَلَّوْا فاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَوْلَكُمْ ۖ نِعْمَ الْبَوَلَىٰ

اُن کے کام دیکھ رہا ہے اور اگر وہ پھریں ۳۶ تو جان لو کہ اللہ تمہارا مولیٰ ہے ۳۷ تو کیا ہی اچھا مولیٰ

وَنِعْمَ النَّصِيرُ ﴿۴۰﴾

اور کیا ہی اچھا مددگار

گروہ مومنین سے ممتاز کر دے۔ ۳۳ کہ دنیا و آخرت کے ٹوٹے میں رہے اور اپنے مال خرچ کر کے عذاب آخرت مولیٰ لیا۔ ۳۴ مسئلہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ کافر جب کفر سے باز آئے اور اسلام لائے تو اس کا پہلا کفر اور معاصی (تمام گناہ) معاف ہو جاتے ہیں۔ ۳۵ کہ اللہ تعالیٰ اپنے دشمنوں کو ہلاک کرتا ہے اور اپنے انبیاء اور اولیاء کی مدد فرماتا ہے۔ ۳۶ یعنی شرک ۳۷ ایمان لانے سے ۳۸ تم اس کی مدد پر بھروسہ رکھو۔

وَأَعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَإِنَّ لِلَّهِ حُسْبَهُ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي

اور جان لو کہ جو کچھ غنیمت لوٹا تو اس کا پانچواں حصہ خاص اللہ اور رسول اور قرابت

الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالسَّكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ ۚ إِن كُنتُمْ أمنتُمْ بِاللَّهِ

والوں اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں کا ہے ورنے اگر تم ایمان لائے ہو اللہ پر

وَمَا أَنْزَلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ التَّلَاقِ الْجَعْنِ ط وَاللَّهُ عَلَىٰ

اور اس پر جو ہم نے اپنے بندے پر فیصلہ کے دن اتارا جس دن دونوں فوجیں ملی تھیں مکہ اور اللہ

كُلِّ شَيْءٍ عَدِيرٌ ﴿۳۱﴾ إِذْ أَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا وَهُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوَىٰ

سب کچھ کر سکتا ہے جب تم نالے کے اُس کنارے تھے مکہ اور کافر پرلے کنارے

وَالرَّكْبُ اسْفَلَ مِنْكُمْ ط وَلَوْ تَوَاعَدْتُمْ لَا خْتَلَفْتُمْ فِي الْمِيعَادِ ۚ وَ

اور قافلہ مکہ تم سے ترائی میں مکہ اور اگر تم آپس میں کوئی وعدہ کرتے تو ضرور وقت پر برابر نہ پہنچتے مکہ

لَكِن لِّيَقْضِيَ اللَّهُ أَمْرًا كَانَ مَفْعُولًا ۗ لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ

لیکن یہ اس لئے کہ اللہ پورا کرے جو کام ہونا ہے مکہ کہ جو ہلاک ہو دلیل سے ہلاک ہو مکہ

وَيَجِيءَ مَنْ حَىٰ عَنْ بَيِّنَةٍ ط وَإِنَّ اللَّهَ لَسَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿۳۲﴾ إِذْ يَرِيكَهْم

اور جو جئے دلیل سے جئے مکہ اور بے شک اللہ ضرور سنتا جانتا ہے جب کہ اے محبوب اللہ تمہیں

۶۹ خواہ قبل یا کثیر۔ ”غنیمت“ وہ مال ہے جو مسلمانوں کو کفار سے جنگ میں بطریق قہر و غلبہ حاصل ہو۔ مسئلہ: مال غنیمت پانچ حصوں پر تقسیم کیا جائے اس میں

سے چار حصے غنیمت (غازیوں) کے۔ ورنے مسئلہ: غنیمت کا پانچواں حصہ پھر پانچ حصوں پر تقسیم ہوگا ان میں سے ایک حصہ جو کل مال کا پچیسواں حصہ ہو وہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے اور ایک حصہ آپ کے اہل قرابت کے لئے اور تین حصے یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لئے۔ مسئلہ: رسول کریم

صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضور اور آپ کے اہل قرابت کے حصے بھی یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کو ملیں گے اور یہ پانچواں حصہ انہیں تین پر تقسیم ہو جائے گا۔

یہی قول ہے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا۔ مکہ اس دن سے روزِ بدر مراد ہے اور دونوں فوجوں سے مسلمانوں اور کافروں کی فوجیں اور یہ واقعہ سترہ یا انیس رمضان کو

پیش آیا۔ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعداد تین سو دس سے کچھ زیادہ تھی اور مشرکین ہزار کے قریب تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ہزیمت (شکست) دی

ان میں سے ستر سے زیادہ مارے گئے اور اتنے ہی گرفتار ہوئے۔ مکہ جو مدینہ طیبہ کی طرف ہے۔ مکہ قریش کا جس میں ابوسفیان وغیرہ تھے۔ مکہ تین میل

کے فاصلہ پر ساحل کی طرف۔ مکہ یعنی اگر تم اور وہ باہم جنگ کا کوئی وقت معین کرتے پھر تمہیں اپنی قلت و بے سامانی اور ان کی کثرت و سامان کا حال معلوم ہوتا تو

ضرور تم ہیبت و اندیشہ سے میعاد میں اختلاف کرتے۔ مکہ یعنی اسلام اور مسلمین کی نصرت اور دین کا اعزاز اور دشمنان دین کی ہلاکت، اس لئے تمہیں اُس نے

بے میعاد (وقت مقرر کئے بغیر) ہی جمع کر دیا۔ مکہ یعنی حجت ظاہرہ قائم ہونے اور عبرت کا معائنہ کر لینے کے بعد۔ مکہ محمد بن اسحاق نے کہا کہ ہلاک سے کفر،

حیات سے ایمان مراد ہے۔ معنی یہ ہیں کہ جو کوئی کافر ہو اس کو چاہئے کہ پہلے حجت قائم کرے اور ایسے ہی جو ایمان لائے وہ یقین کے ساتھ ایمان لائے اور حجت و

برہان سے جان لے کہ یہ دین حق ہے اور بدر کا واقعہ آیات واضحہ میں سے ہے، اس کے بعد جس نے کفر اختیار کیا وہ مکہ بر (بڑا مغرور) ہے، اپنے نفس کو

مغالطہ (دھوکا) دیتا ہے۔



اللَّهُ فِي مَنَامِكَ قَلِيلًا ۖ وَلَوْ أَرَأَيْتَهُمْ كَثِيرًا قَلْبًا فَسَلْتُمْ وَلَتَنَازَعْتُمْ

کافروں کو تمہاری خواب میں تھوڑا دکھاتا تھا وہ اور اے مسلمانو! اگر وہ تمہیں بہت کر کے دکھاتا تو ضرور تم بزدلی کرتے اور معاملہ میں

فِي الْأَمْرِ وَلَكِنَّ اللَّهَ سَلَّمَ ۗ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿۳۳﴾ وَإِذْ

جھگڑا ڈالتے مگر اللہ نے بچا لیا وہ بے شک وہ دلوں کی بات جانتا ہے اور

يُرِيكُمُوهُمْ إِذْ التَّقِيتُمْ فِي أَعْيُنِكُمْ قَلِيلًا وَيُقَلِّلُكُمْ فِي أَعْيُنِهِمْ

جب لڑتے وقت تمہیں کافر تھوڑے کر کے دکھائے اور تمہیں ان کی نگاہوں میں تھوڑا کیا اور

لِيَقْضِيَ اللَّهُ أَمْرًا كَانَ مَفْعُولًا ۗ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ ﴿۳۴﴾ يَا أَيُّهَا

کہ اللہ پورا کرے جو کام ہونا ہے اور اللہ کی طرف سب کاموں کی رجوع ہے اے

الَّذِينَ آمَنُوا إِذْ الْقَيْتُمْ فَمَنْ فَاثْبَتُوا وَإِذْ كُرُوا لِلَّهِ كَثِيرًا أَلْعَلَّكُمْ

ایمان والو جب کسی فوج سے تمہارا مقابلہ ہو تو ثابت قدم رہو اور اللہ کی یاد بہت کرو کہ تم

تُقْلِحُونَ ﴿۳۵﴾ وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ

مراد کو پہنچو اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو اور آپس میں جھگڑو نہیں کہ پھر بزدلی کرو گے اور تمہاری بندھی ہوئی

رِيحُكُمْ وَأَصْبِرُوا ۗ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ ﴿۳۶﴾ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ

ہو جاتی رہے اور صبر کرو بے شک اللہ صبر والوں کے ساتھ ہے اور ان جیسے نہ ہونا جو

وَفِي يَوْمَئِذٍ يَدْعُ إِلَى تَفْهِيمٍ لِّمَنْ يَشَاءُ وَيُصَلِّ عَلَى سُلَيْمَانَ وَهَارُونَ وَنُوحٍ إِذْ أَوْفَىٰ أَيْدِيهِمْ سَمَوَاتِهِمْ وَلَقِيَ اللَّهَ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَحِيمًا

اور اس دن وہ دعوت تہمت کی طرف کرتا ہے جو چاہے اور صلی علیہ وسلم کو کفار کی تعداد تھوڑی دکھائی گئی اور آپ نے اپنا یہ خواب اصحاب سے بیان کیا اس سے ان کی ہمتیں

بڑھیں اور اپنے ضعف و کمزوری کا اندیشہ نہ رہا اور انہیں دشمن پر جرأت پیدا ہوئی اور قلب قوی ہوئے۔ انبیاء کا خواب حق ہوتا ہے آپ کو کفار دکھائے گئے تھے اور

ایسے کفار جو دنیا سے بے ایمان جائیں اور کفر ہی پران کا خاتمہ ہو وہ تھوڑے ہی تھے کیونکہ جو لشکر مقابل آیا تھا اس میں کثیر لوگ تھے جنہیں اپنی زندگی میں ایمان

نصیب ہوا اور خواب میں قلت کی تعبیر ضعف سے ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو غالب فرما کر کفار کا ضعف ظاہر کر دیا۔ اور ثبات و فرار (ثابت قدم

رہنے اور میدان سے بھاگنے) میں متردد رہتے۔ تم کو بزدلی اور تردد اور باہمی اختلاف سے۔ اے مسلمانو! حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے

فرمایا کہ وہ ہماری نگاہوں میں اتنے کم نہجے کہ میں نے اپنے برابر والے ایک شخص سے کہا کیا تمہارے گمان میں کافر ستر ہوں گے اس نے کہا کہ میرے خیال میں سو

ہیں اور تھے ہزار۔ یہاں تک کہ ابو جہل نے کہا کہ انہیں رسیوں میں باندھ لو گویا کہ وہ مسلمانوں کی جماعت کو اتنا قلیل دیکھ رہا تھا کہ مقابلہ کرنے اور جنگ آزما

ہونے کے لائق بھی خیال نہیں کرتا تھا اور مشرکین کو مسلمانوں کی تعداد تھوڑی دکھانے میں یہ حکمت تھی کہ مشرکین مقابلہ پر جم جائیں بھاگ نہ پڑیں اور یہ بات ابتداء

میں تھی، مقابلہ ہونے کے بعد انہیں مسلمان بہت زیادہ نظر آنے لگے۔ یعنی اسلام کا غلبہ اور مسلمانوں کی نصرت اور شرک کا ابطال اور مشرکین کی ذلت اور

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزے کا اظہار کہ جو فرمایا تھا وہ ہوا کہ جماعت قلیلہ لشکر گراں (بڑے لشکر) پر فتح یاب ہوئی۔ اس سے مدد چاہو اور کفار پر

غالب ہونے کی دعائیں کرو۔ مسئلہ اس سے معلوم ہوا کہ انسان کو ہر حال میں لازم ہے کہ وہ اپنے قلب و زبان کو ذکر الہی میں مشغول رکھے اور کسی سختی و پریشانی میں

بھی اس سے غافل نہ ہو۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ باہمی تنازع ضعف و کمزوری اور بے وقاری کا سبب ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ باہمی تنازع سے محفوظ

رہنے کی تدبیر خدا اور رسول کی فرمانبرداری اور دین کا اتباع ہے۔ ان کا معین و مددگار۔

خَرَجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطْرًا وَأَوْرَاءَ النَّاسِ وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ط

اپنے گھر سے نکلے اترتے اور لوگوں کے دکھانے کو اور اللہ کی راہ سے روکتے ۸۹

وَاللَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطٌ ﴿۲۷﴾ وَإِذْ زَيْنَ لِهَمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ وَقَالَ

اور ان کے سب کام اللہ کے قابو میں ہیں اور جب کہ شیطان نے ان کی نگاہ میں ان کے کام بھلے کر دکھائے وہ بولا

لَا غَالِبَ لَكُمْ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَإِنِّي جَارٌ لَكُمْ ج فَلَمَّا تَرَأَتْ الْفِئْتَانِ

آج تم پر کوئی شخص غالب آنے والا نہیں اور تم میری پناہ میں ہو تو جب دونوں لشکر آمنے سامنے ہوئے

نَكَصَ عَلَى عَقَبَيْهِ وَقَالَ إِنِّي بَرِيءٌ مِّنْكُمْ إِنِّي أَرَى مَا لَا تَرَوْنَ إِنِّي

اُلٹے پاؤں بھاگا اور بولا میں تم سے الگ ہوں وہ دیکھتا ہوں جو تمہیں نظر نہیں آتا ۹۰ میں

أَخَافُ اللَّهَ ط وَاللَّهُ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿۲۸﴾ إِذْ يَقُولُ الْمُنْفِقُونَ وَالَّذِينَ

اللہ سے ڈرتا ہوں ۹۱ اور اللہ کا عذاب سخت ہے جب کہتے تھے منافق وہ اور وہ جن کے

۹۱ شان نزول: یہ آیت کفار قریش کے حق میں نازل ہوئی جو بدر میں بہت اترتے اور تکبر کرتے آئے تھے، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی: یارب! یہ

قریش آگئے، تکبر و غرور میں سرشار اور جنگ کے لئے تیار، تیرے رسول کو جھٹلاتے ہیں، یارب! اب وہ مدد عنایت ہو جس کا تو نے وعدہ کیا تھا۔ حضرت ابن عباس

رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جب ابوسفیان نے دیکھا کہ قافلہ کو کوئی خطرہ نہیں رہا تو انہوں نے قریش کے پاس پیام بھیجا کہ تم قافلہ کی مدد کے لئے آئے تھے، اب اس

کے لئے کوئی خطرہ نہیں ہے لہذا واپس جاؤ اس پر ابو جہل نے کہا کہ خدا کی قسم ہم واپس نہ ہوں گے یہاں تک کہ ہم بدر میں اتریں، تین روز قیام کریں، اونٹ ذبح

کریں، بہت سے کھانے پکائیں، شرابیں پیئیں، کینروں کا گانا بجانائیں، عرب میں ہماری شہرت ہو اور ہماری ہیبت ہمیشہ باقی رہے لیکن خدا کو کچھ اور ہی منظور تھا،

جب وہ بدر میں پہنچے تو جام شراب کی جگہ انہیں ساغر موت پینا پڑا اور کینروں کی ساز و نو کی جگہ رونے والیاں انہیں روئیں۔ اللہ تعالیٰ مؤمنین کو حکم فرماتا ہے کہ اس

واقعہ سے عبرت حاصل کریں اور سمجھ لیں کہ فخر و ریاء اور غرور و تکبر کا انجام خراب ہے بندے کو اخلاص اور اطاعت خدا اور رسول چاہئے۔ ۹۲ اور رسول کریم صلی اللہ

علیہ وسلم کی عداوت اور مسلمانوں کی مخالفت میں جو کچھ انہوں نے کیا تھا اس پر ان کی تعریفیں کیں اور انہیں خبیث اعمال پر قائم رہنے کی رغبت دلائی اور جب

قریش نے بدر میں جانے پر اتفاق کر لیا تو انہیں یاد آیا کہ ان کے اور قبیلہ بنی کر کے درمیان عداوت ہے ممکن تھا کہ وہ یہ خیال کر کے واپسی کا قصد کرتے یہ شیطان کو

منظور نہ تھا اس لئے اس نے یہ فریب کیا کہ وہ سراقہ بن مالک بن نجشم بنی کنانہ کے سردار کی صورت میں نمودار ہوا اور ایک لشکر اور ایک جھنڈا ساتھ لے کر مشرکین

سے آ ملا اور ان سے کہنے لگا کہ میں تمہارا ذمہ دار ہوں آج تم پر کوئی غالب آنے والا نہیں۔ جب مسلمانوں اور کافروں کے دونوں لشکر صف آراء ہوئے اور رسول کریم

صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مشت خاک مشرکین کے منہ پر ماری اور وہ پیٹھ پھیر کر بھاگے اور حضرت جبریل اعلیٰ کی طرف بڑھے جو سراقہ کی شکل میں حارث

بن ہشام کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھا، وہ ہاتھ چھڑا کر مع اپنے گروہ کے بھاگا حارث پکارتا رہا گیا سراقہ! سراقہ! تم تو ہمارے ضامن ہوئے تھے کہاں جاتے ہو؟ کہنے

لگا: مجھے وہ نظر آتا ہے جو تمہیں نظر نہیں آتا، اس آیت میں اس واقعہ کا بیان ہے۔ ۹۳ اور اس کی جو ذمہ داری لی تھی اس سے سبکدوش (بری الذمہ) ہوتا ہوں، اس

پر حارث بن ہشام نے کہا کہ ہم تیرے بھروسہ پر آئے تھے تو اس حالت میں ہمیں رسوا کرے گا! کہنے لگا: ۹۴ یعنی لشکر ملائکہ۔ ۹۳ کہیں وہ مجھے ہلاک نہ کر

دے۔ جب کفار کو ہزیمت (ہار) ہوئی اور وہ شکست کھا کر مکہ مکرمہ پہنچے تو انہوں نے یہ مشہور کیا کہ ہماری شکست و ہزیمت کا باعث سراقہ ہوا۔ سراقہ کو یہ خبر پہنچی تو

اسے حیرت ہوئی اور اس نے کہا: یہ لوگ کیا کہتے ہیں! نہ مجھ ان کے آنے کی خبر نہ جانے کی۔ ہزیمت ہوگئی جب میں نے سنا ہے۔ تو قریش نے کہا کہ تو فلاں فلاں

روز ہمارے پاس آیا تھا۔ اس نے قسم کھائی کہ یہ غلط ہے، تب انہیں معلوم ہوا کہ وہ شیطان تھا۔ ۹۴ مدینہ کے۔

فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ غَرَّهُوا إِذِ انبَغَوْا عَلَيْهِمْ ۖ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ

دلوں میں آزار (بیماری) ہے ۹۵ کہ یہ مسلمان اپنے دین پر مغرور ہیں ۹۶ اور جو اللہ پر بھروسہ کرے ۹۷ تو بے شک اللہ ۹۸

عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۙ ۳۹ ۖ وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ اتَّوَفَىٰ الَّذِينَ كَفَرُوا ۖ وَالْمَلَكَةُ يُصْرَبُونَ

غالب حکمت والا ہے اور کبھی تو دیکھے جب فرشتے کافروں کی جان نکالتے ہیں مار رہے ہیں

وَجُوهَهُمْ وَأَدْبَارَهُمْ ۖ وَذُوقُوا عَذَابَ الْحَرِيقِ ۙ ۵۰ ۖ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمْتُمْ

ان کے منہ پر اور ان کی پیٹھ پر ۹۹ اور چکھو آگ کا عذاب یہ ۱۰۰ بدلہ ہے اس کا جو تمہارے ہاتھوں نے

أَيْدِيكُمْ وَأَنَّ اللَّهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ ۙ ۵۱ ۖ كَذٰبِ اِلِ فِرْعَوْنَ ۙ

آگے بھیجا ۱۰۱ اور اللہ بندوں پر ظلم نہیں کرتا ۱۰۲ جیسے فرعون والوں

وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۖ كَفَرُوا بِآيَاتِ اللَّهِ فَاَخَذَهُمُ اللَّهُ بِذُنُوبِهِمْ ۖ

اور ان سے انگوں کا دستور ۱۰۳ وہ اللہ کی آیتوں سے منکر ہوئے تو اللہ نے انھیں ان کے گناہوں پر پکڑا

ۙ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۙ ۵۲ ۖ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا لِّعٰمَةِ

بے شک اللہ قوت والا سخت عذاب والا ہے یہ اس لئے کہ اللہ کسی قوم سے جو نعمت انھیں

اَنْعَمَ اَعْلٰى قَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ۙ ۵۳ ۖ وَاَنَّ اللّٰهَ سَبِيْعٌ عَلِيْمٌ ۙ

دی تھی بدلتا نہیں جب تک وہ خود نہ بدل جائیں ۱۰۴ اور بے شک اللہ سنتا جانتا ہے

كذٰبِ اِلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۖ كذٰبِ اِلِ فِرْعَوْنَ ۙ

جیسے فرعون والوں اور ان سے انگوں کا دستور انھوں نے اپنے رب کی آیتیں جھٹلائیں

۹۵ یہ مکہ مکرمہ کے کچھ لوگ تھے جنہوں نے کلمہ اسلام تو پڑھ لیا تھا مگر ابھی تک ان کے دلوں میں شک و تردید باقی تھا۔ جب کفار قریش سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کے لئے نکلے یہ بھی ان کے ساتھ بدر میں پہنچے، وہاں جا کر مسلمانوں کو قلیل دیکھا تو شک اور بڑھا اور مرتد ہو گئے اور کہنے لگے: ۹۶ کہ باوجود اپنی ایسی قلیل تعداد کے ایسے لشکر گراں (بڑے لشکر) کے مقابل ہو گئے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ۹۷ اور اپنا کام اس کے سپرد کر دے اور اس کے فضل و احسان پر مطمئن ہو۔

۹۸ اس کا حافظ و ناصر ہے۔ ۹۹ لوہے کے گرز جو آگ میں لال کئے ہوئے ہیں اور ان سے جو زخم لگتا ہے اس میں آگ پڑتی ہے اور سوزش ہوتی ہے ان سے مار کر فرشتے کافروں سے کہتے ہیں: ۱۰۰ مُصِيبَتِيْمْ اور عذاب۔ ۱۰۱ کسی پر بے جرم عذاب نہیں کرتا اور کافر پر عذاب کرنا عدل ہے۔ ۱۰۲ یعنی ان کافروں کی عادت کفر و سرکشی میں فرعون اور ان سے پہلوں کی مثل ہے تو جس طرح وہ ہلاک کئے گئے یہ بھی روز بدر قتل و قید میں مبتلا

کئے گئے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جس طرح فرعونوں نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کو یہ یقین جان کر ان کی تکذیب کی یہی حال ان لوگوں کا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو جان پہچان کر تکذیب کرتے ہیں۔ ۱۰۳ اور زیادہ بدر حال میں مبتلا نہ ہوں جیسے کہ اللہ

تعالیٰ نے کفار مکہ کو روزی دے کر بھوک کی تکلیف رفع کی، امن دے کر خوف سے نجات دی اور ان کی طرف اپنے حبیب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی بنا کر مبعوث کیا۔ انہوں نے ان نعمتوں پر شکر تو نہ کیا بجائے اس کے یہ سرکشی کی کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب کی، ان کی خوں ریزی کے درپے ہوئے اور لوگوں کو



فَأَهْلَكْتَهُمْ بِيَدِنَا وَمَا نَكُفِّرُ بَدَنَهُمْ وَأَغْرَقْنَا آلَ فِرْعَوْنَ وَكُلٌّ كَانُوا ظَالِمِينَ ﴿۵۴﴾

تو ہم نے ان کو ان کے گناہوں کے سبب ہلاک کیا اور ہم نے فرعون والوں کو ڈبو دیا ﴿۵۴﴾ اور وہ سب ظالم تھے

إِنَّ شَرَّ الدِّوَابِّ عِنْدَ اللَّهِ الَّذِينَ كَفَرُوا فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿۵۵﴾ الَّذِينَ

بے شک سب جانوروں میں بدتر اللہ کے نزدیک وہ ہیں جنہوں نے کفر کیا اور ایمان نہیں لاتے وہ جن سے

عَاهَدْتُمْ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنْقُضُونَ عَهْدَهُمْ فِي كُلِّ مِرَّةٍ وَهُمْ لَا يَتَّقُونَ ﴿۵۶﴾

تم نے معاہدہ کیا تھا پھر ہر بار اپنا عہد توڑ دیتے ہیں فلاں اور ڈرتے نہیں فلاں

فَمَا تَتَّقُهُمْ فِي الْحَرْبِ فَشَرُّ دِيْنِهِمْ مَنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَدْكُرُونَ ﴿۵۷﴾

تو اگر تم کہیں انہیں لڑائی میں پاؤ تو انہیں ایسا قتل کرو جس سے ان کے پس ماندوں کو بھگاؤ فلاں اس امید پر کہ شاید انہیں عبرت ہو فلاں

وَأَمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَاَنْبِذْ إِلَيْهِمْ عَلَى سَوَاءٍ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا

اور اگر تم کسی قوم سے دغا (عہد شکنی) کا اندیشہ کرو فلاں تو ان کا عہد ان کی طرف پھینک دو برابری پر فلاں بے شک دغا والے

يُحِبُّ الْخَائِنِينَ ﴿۵۸﴾ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَبَقُوا ۗ إِنَّهُمْ

اللہ کو پسند نہیں اور ہرگز کافر اس گھمنڈ میں نہ رہیں کہ وہ فلاں ہاتھ سے نکل گئے بے شک وہ

لَا يُعْجِرُونَ ﴿۵۹﴾ وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَمِنْ رِبَابِ

عاجز نہیں کرتے فلاں اور ان کے لئے تیار رکھو جو قوت تمہیں بن پڑے فلاں اور جتنے گھوڑے

راہ حق سے روکا۔ سُدی نے کہا کہ اللہ کی نعمت حضرت سید انبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ فلاں ایسے ہی یہ کفار قریش ہیں جنہیں بدر میں ہلاک کیا گیا۔

فلاں شان نزول: ”إِنَّ شَرَّ الدِّوَابِّ“ اور اس کے بعد کی آیتیں بنی قریظہ کے یہودیوں کے حق میں نازل ہوئیں جن کا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عہد

تھا کہ وہ آپ سے نہ لڑیں گے نہ آپ کے دشمنوں کی مدد کریں گے۔ انہوں نے عہد توڑا اور مشرکین مکہ نے جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کی تو

انہوں نے ہتھیاروں سے ان کی مدد کی پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے معذرت کی کہ ہم بھول گئے تھے اور ہم سے قصور ہوا، پھر دوبارہ عہد کیا اور اس کو بھی

توڑا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں سب جانوروں سے بدتر بتایا کیونکہ کفار سب جانوروں سے بدتر ہیں اور باوجود کفر کے عہد شکن بھی ہوں تو اور بھی خراب۔ فلاں خدا

سے، نہ عہد شکنی کے خراب نتیجے سے اور نہ اس سے شرماتے ہیں باوجودیکہ عہد شکنی ہر عاقل کے نزدیک شرمناک جرم ہے اور عہد شکنی کرنے والا سب کے نزدیک

بے اعتبار ہوا جاتا ہے، جب ان کی بے غیرتی اس درجہ پہنچ گئی تو یقیناً وہ جانوروں سے بدتر ہیں۔ فلاں اور ان کی ہمتیں توڑ دو اور ان کی جماعتیں منتشر کر دو۔

فلاں اور وہ چند پذیر (نصیحت قبول کرنے والے) ہوں۔ فلاں اور ایسے آثار و قرآن پائے جائیں جن سے ثابت ہو کہ وہ خدر کریں گے اور عہد پر قائم نہ رہیں

گے۔ فلاں یعنی انہیں اس عہد کی مخالفت کرنے سے پہلے آگاہ کر دو کہ تمہاری بد عہدی کے قرآن پائے گئے لہذا وہ عہد قابل اعتبار نہ رہا، اس کی پابندی نہ کی

جائے گی۔ فلاں جنگ بدر سے بھاگ کر قتل و قید سے بچ گئے اور مسلمانوں کے۔ فلاں اپنے گرفتار کرنے والے کو۔ اس کے بعد مسلمانوں کو خطاب ہوتا ہے۔

فلاں خواہ وہ ہتھیار ہوں یا قلے یا تیر اندازی۔ مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تفسیر میں قوت کے معنی تری یعنی

تیر اندازی بتائے۔

الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ وَآخِرِينَ مِنْ دُونِهِمْ لَا

باندھ سکو کہ ان سے ان کے دلوں میں دھاک بٹھاؤ جو اللہ کے دشمن اور تمہارے دشمن ہیں ۱۵۱ اور ان کے سوا کچھ اوروں کے دلوں میں

تَعْلَمُونَهُمْ ج اللَّهُ يَعْلَمُهُمْ ط وَمَا تَنْفِقُوا مِنْ شَيْءٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ

جنہیں تم نہیں جانتے ۱۵۲ اللہ انہیں جانتا ہے اور اللہ کی راہ میں جو کچھ خرچ کرو گے

يُوفِّ إِلَيْكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تُظْلَمُونَ ۲۰ ۶۰ وَإِنْ جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا

تمہیں پورا دیا جائے گا ۱۵۳ اور کسی طرح گھاٹے میں نہیں رہو گے اور اگر وہ صلح کی طرف جھکیں تو تم بھی جھکو ۱۵۴

وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ط إِنَّهُ هُوَ السَّبِيعُ الْعَلِيمُ ۶۱ ۶۱ وَإِنْ يُرِيدُوا أَنْ

اور اللہ پر بھروسہ رکھو بے شک وہی ہے سستا جانتا اور اگر وہ تمہیں

يَخْدَعُوكَ فَإِنَّ حَسْبَكَ اللَّهُ ط هُوَ الَّذِي آيَدَكَ بِبَصْرَةَ وَ

فریب دیا چاہیں ۱۵۵ تو بے شک اللہ تمہیں کافی ہے وہی ہے جس نے تمہیں زور دیا اپنی مدد کا اور

بِالْمُؤْمِنِينَ ۶۲ ۶۲ وَالْفَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ ط لَوْ أَنْفَقْتَ مَا فِي الْأَرْضِ

مسلمانوں کا اور ان کے دلوں میں میل کر دیا (اُلفت پیدا کر دی) ۱۵۶ اگر تم زمین میں جو کچھ ہے

جَبِيعًا مَا آلَفْتَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ ۶۳ ۶۳ وَلَكِنَّ اللَّهَ آلَفَ بَيْنَهُمْ ط إِنَّهُ عَزِيزٌ

سب خرچ کر دیتے ان کے دل نہ ملا سکتے ۱۵۷ لیکن اللہ نے ان کے دل ملا دیئے بے شک وہی ہے غالب

حَكِيمٌ ۶۴ ۶۴ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللَّهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۶۴ ۶۴

حکمت والا اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) اللہ تمہیں کافی ہے اور یہ جتنے مسلمان تمہارے پیرو ہوئے ۱۵۸

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى الْقِتَالِ ط إِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ

اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دو اگر تم میں کے

۱۵۹ یعنی کفار اہل مکہ ہوں یا دوسرے۔ ۱۶۰ ابن زید کا قول ہے کہ یہاں اوروں سے منافقین مراد ہیں۔ حسن کا قول ہے کہ کافر جن۔ ۱۶۱ اس کی جزا اور فرلے

گی۔ ۱۶۲ ان سے صلح قبول کرو۔ ۱۶۳ اور صلح کا اظہار کر (فریب دینے) کے لئے کریں۔ ۱۶۴ جیسا کہ قبیلہ اوس و خزرج میں محبت و اُلفت پیدا کر دی

باوجود یکہ ان میں سو برس سے زیادہ کی عداوتیں تھیں اور بڑی بڑی لڑائیاں ہوتی رہتی تھیں، یہ محض اللہ کا کرم ہے۔ ۱۶۵ یعنی ان کی باہمی عداوت اس حد تک پہنچ

گئی تھی کہ انہیں ملا دینے کے لئے تمام سامان (حرے) بیکار ہو چکے تھے اور کوئی صورت باقی نہ رہی تھی، ذرا ذرا سی بات میں بگڑ جاتے اور صدیوں تک جنگ باقی

رہتی، کسی طرح دودل نمل سکتے۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور عرب لوگ آپ پر ایمان لائے اور انہوں نے آپ کا اتباع کیا تو یہ حالت

بدل گئی اور دلوں سے دیرینہ عداوتیں (پرانی دشمنیاں) اور کینے دور ہوئے اور ایمانی محبتیں پیدا ہوئیں، یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا روشن معجزہ ہے۔ ۱۶۶ شان

نزول: سعید بن جبیر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ یہ آیت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے کے بارے میں نازل

عَشْرُونَ صَبْرُونَ يَغْلِبُوا مِائَتَيْنِ ۚ وَإِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ مِائَةٌ يَغْلِبُوا

بیس صبر والے ہوں گے دوسو پر غالب ہوں گے اور اگر تم میں کے سو ہوں تو کافروں کے

الْفَائِزِينَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِهِمْ قَوْمٌ لَا يَفْقَهُونَ ﴿٦٥﴾ أَلَنْ خَفَّفَ اللَّهُ

ہزار پر غالب آئیں گے اس لئے کہ وہ سمجھ نہیں رکھتے ۱۲۳۰ اب اللہ نے تم پر سے تخفیف

عَنْكُمْ وَعَلِمَ أَنَّ فِيكُمْ ضَعْفًا ۖ فَإِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ مِائَةٌ صَابِرَةٌ يَغْلِبُوا

فرمادی اور اسے معلوم ہے کہ تم کمزور ہو تو اگر تم میں سو صبر والے ہوں دو سو پر غالب

مِائَتَيْنِ ۚ وَإِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ أَلْفٌ يَغْلِبُوا أَلْفِينَ بِإِذْنِ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ

آئیں گے اور اگر تم میں کے ہزار ہوں تو دو ہزار پر غالب ہوں گے اللہ کے حکم سے اور اللہ

مَعَ الصَّابِرِينَ ﴿٦٦﴾ مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَىٰ حَتَّىٰ يُثْخِنَ فِي

صبر والوں کے ساتھ ہے کسی نبی کو لائق نہیں کہ کافروں کو زندہ قید کرے جب تک زمین میں ان کا خون خوب

الْأَرْضِ ۖ تَرِيدُونَ عَرَضَ الدُّنْيَا ۗ وَاللَّهُ يُرِيدُ الْآخِرَةَ ۗ وَاللَّهُ

نہ بہائے ۱۲۳۱ تم لوگ دنیا کا مال چاہتے ہو ۱۲۳۲ اور اللہ آخرت چاہتا ہے ۱۲۳۳ اور اللہ

ہوئی۔ ایمان سے صرف تینتیس مرد اور چھ عورتیں مشرف ہو چکے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے۔ اس قول کی بنا پر یہ آیت کی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ

وسلّم کے حکم سے مدنی سورت میں لکھی گئی۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت غزوہ بدر میں قبل قتال نازل ہوئی اس تقدیر پر آیت مدنی ہے اور مؤمنین سے یہاں ایک قول

میں انصار، ایک میں تمام مہاجرین و انصار مراد ہیں۔ ۱۲۳۰ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وعدہ اور بشارت ہے کہ مسلمانوں کی جماعت صابر رہے تو بہود الہی دس گئے

کافروں پر غالب رہے گی کیونکہ کفار جاہل ہیں اور ان کی غرض جنگ سے نہ حصول ثواب ہے نہ خوف عذاب، جانوروں کی طرح لڑتے بھڑتے ہیں، تو وہ

للہیت (اخلاص) کے ساتھ لڑنے والے کے مقابل کیا ٹھہر سکیں گے۔ بخاری شریف کی حدیث میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو مسلمانوں پر فرض کر دیا گیا کہ

مسلمانوں کا ایک دس کے مقابلہ سے نہ بھاگے پھر آیت ”الَّذِينَ خَفَّفَ اللَّهُ“ نازل ہوئی تو یہ لازم کیا گیا کہ ایک سو دوسو کے مقابل قائم رہیں یعنی دس گئے سے

مقابلہ کی فرضیت منسوخ ہوئی اور دو گئے کے مقابلہ سے بھاگنا ممنوع رکھا گیا۔ ۱۲۳۲ اور قتیل کفار میں مبالغہ کر کے کفر کی ذلت اور اسلام کی شوکت کا اظہار نہ کرے۔

شان نزول: مسلم شریف وغیرہ کی احادیث میں ہے کہ جنگ بدر میں ستر کافر قید کر کے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں لائے گئے حضور نے ان کے متعلق

صحابہ سے مشورہ طلب فرمایا۔ حضرت ابو بکر صدیق نے عرض کیا کہ یہ آپ کی قوم و قبیلہ کے لوگ ہیں، میری رائے میں انہیں فدیہ لیکر چھوڑ دیا جائے اس سے مسلمانوں

کو قوت بھی پہنچے گی اور کیا عجب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو اسلام نصیب کرے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ان لوگوں نے آپ کی تکذیب کی آپ کو

مکہ مکرمہ میں نہ رہنے دیا یہ کفر کے سردار اور سرپرست ہیں ان کی گردنیں اڑائیے اللہ تعالیٰ نے آپ کو فدیہ سے غنی کیا ہے، علی مرتضیٰ کو عقیل پر اور حضرت حمزہ کو عباس

پر اور مجھے میرے قرائقی پر مقرر کیجئے کہ ان کی گردنیں مار دیں۔ آخر کار فدیہ ہی لینے کی رائے قرار پائی اور جب فدیہ لیا گیا تو آیت نازل ہوئی۔ ۱۲۳۵ یہ خطاب

مؤمنین کو ہے اور مال سے فدیہ مراد ہے۔ ۱۲۳۶ یعنی تمہارے لئے آخرت کا ثواب جو قتل کفار و اعزاز اسلام پر مرتب ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے

فرمایا کہ یہ حکم بدر میں تھا جبکہ مسلمان تھوڑے تھے پھر جب مسلمانوں کی تعداد زیادہ ہوئی اور وہ فضل الہی سے قوی ہوئے تو قیدیوں کے حق میں نازل ہوئی ”فَمَا مَأْمَنًا

بَعْدُ وَأَمَّا فِدَاءً“ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور مؤمنین کو اختیار دیا کہ چاہے کافروں کو قتل کریں، چاہے انہیں غلام بنا لیں، چاہے فدیہ لیں،

چاہے آزاد کریں۔ بدر کے قیدیوں کا فدیہ چالیس اوقیہ سونائی کس تھا جس کے سولہ سو درہم ہوئے۔



عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿۶۷﴾ لَوْلَا كِتَابٌ مِّنَ اللَّهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيمَا أَخَذْتُمْ

غالب حکمت والا ہے اگر اللہ پہلے ایک بات لکھ نہ چکا ہوتا ﴿۶۷﴾ تو اے مسلمانو تم نے جو کافروں سے بدلے کا مال لے لیا اس میں

عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿۶۸﴾ فَكُلُوا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلَالًا طَيِّبًا ۗ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۗ إِنَّ اللَّهَ

تم پر بڑا عذاب آتا تو کھاؤ جو غنیمت تمہیں ملی حلال پاکیزہ ﴿۶۸﴾ اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ

عَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿۶۹﴾ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّمَن فِي أَيْدِيكُمْ مِّنَ الْأَسْرَىٰ لَا

بخشنے والا مہربان ہے اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) جو قیدی تمہارے ہاتھ میں ہیں ان سے فرماؤ ﴿۶۹﴾

إِن يُعْلِمِ اللَّهُ فِي قُلُوبِكُمْ خَيْرًا إِيَّاكُمْ خَيْرًا مِّمَّا أُخِذَ مِنْكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ط

اگر اللہ نے تمہارے دلوں میں بھلائی جانی ﴿۶۹﴾ تو جو تم سے لیا گیا ﴿۶۹﴾ اس سے بہتر تمہیں عطا فرمائے گا اور تمہیں بخش دے گا

وَاللَّهُ عَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿۷۰﴾ وَإِن يُرِيدُوا خِيَانَتَكَ فَقَدْ خَانُوا اللَّهَ مِنْ

اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ﴿۷۰﴾ اور اے محبوب اگر وہ ﴿۷۰﴾ تم سے دعا چاہیں گے ﴿۷۰﴾ تو اس سے پہلے اللہ ہی کی خیانت کر چکے ہیں

﴿۷۰﴾ یہ کہ اجتہاد پر عمل کرنے والے سے مواخذہ (پوچھ گچھ) نہ فرمائے گا اور یہاں صحابہ نے اجتہاد ہی کیا تھا اور ان کی فکر میں یہی بات آئی تھی کہ کافروں کو زندہ چھوڑ

دینے میں ان کے اسلام لانے کی امید ہے اور فدیہ لینے میں دین کو تقویت ہوتی ہے اور اس پر نظر نہیں کی گئی کہ قتل میں عزت اسلام اور تہدید کفار (کافروں کے

دلوں میں خوف اور بدبہ بھٹانا) ہے۔ مسئلہ: سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اس دینی معاملہ میں صحابہ کی رائے دریافت فرمانا مشروعیت و اجتہاد کی دلیل ہے یا ”کِتَابٌ مِّنَ اللَّهِ سَبَقَ“ سے مراد ہے جو اس نے لوح محفوظ میں لکھا کہ اہل بدر پر عذاب نہ کیا جائے گا۔ ﴿۷۰﴾ جب اوپر کی آیت نازل ہوئی تو اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

جو فدیے لئے تھے ان سے ہاتھ روک لئے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور بیان فرمایا گیا کہ تمہاری غنیمتیں حلال کی گئیں انہیں کھاؤ۔ صحیحین کی حدیث میں ہے اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے غنیمتیں حلال کیں ہم سے پہلے کسی کے لئے حلال نہ کی گئی تھیں۔ ﴿۷۰﴾ شان نزول: یہ آیت حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے

بارے میں نازل ہوئی ہے جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیچا ہیں یہ کفار قریش کے ان دس سرداروں میں سے تھے جنہوں نے جنگ بدر میں لشکر کفار کے کھانے کی ذمہ

داری لی تھی اور یہ اس خرچ کے لئے بیس اوقیہ سونا ساتھ لے کر چلے تھے (ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے) لیکن ان کے ذمے جس دن کھلانا تجویز ہوا تھا خاص اسی روز

جنگ کا واقعہ پیش آیا اور قتال میں کھانے کھلانے کی فرصت و مہلت نہ ملی تو یہ بیس اوقیہ سونا ان کے پاس بچ رہا جب وہ گرفتار ہوئے اور یہ سونا ان سے لے لیا گیا تو انہوں

نے درخواست کی کہ یہ سونا ان کے فدیہ میں محسوب (شمار) کر لیا جائے مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار فرمایا ارشاد کیا جو چیز ہماری مخالفت میں صرف کرنے کے

لئے لائے تھے وہ نہ چھوڑی جائے گی اور حضرت عباس پر ان کے دونوں بھتیجیوں عقیل بن ابی طالب اور نوفل بن حارث کے فدیہ کا بار بھی ڈالا گیا تو حضرت عباس نے

عرض کیا یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تم مجھے اس حال میں چھوڑو گے کہ میں باقی عمر قریش سے مانگ مانگ کر بسر کیا کروں تو حضور نے فرمایا کہ پھر وہ سونا کہاں ہے جس کو تمہارے مکہ مکرمہ سے چلنے وقت تمہاری بی بی ام الفضل نے فتن کیا ہے اور تم ان سے کہہ کر آئے ہو کہ خبر نہیں ہے کہ مجھے کیا حادثہ پیش آئے اگر میں جنگ میں کام آجاؤں (مارا جاؤں) تو یہ تیرا ہے اور عبد اللہ اور عبید اللہ کا اور فضل اور قثم کا (یہ سب ان کے بیٹے تھے)۔ حضرت عباس نے عرض کیا کہ آپ کو کیسے معلوم ہوا؟ حضور نے فرمایا: مجھے میرے رب نے خبردار کیا ہے۔ اس پر حضرت عباس نے عرض کیا: میں گواہی دیتا ہوں پیشک آپ سچے ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بیشک آپ اس کے بندے اور رسول ہیں، میرے اس راز پر اللہ کے سوا کوئی مطلع نہ تھا اور حضرت عباس نے اپنے بھتیجیوں عقیل و نوفل کو حکم دیا وہ بھی اسلام لائے۔ ﴿۷۰﴾ خلوص ایمان اور صحت نیت سے۔ ﴿۷۰﴾ یعنی فدیہ۔ ﴿۷۰﴾ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بحرین کا مال آیا جس کی مقدار اسی ہزار تھی تو حضور نے نماز ظہر کے لئے وضو کیا اور نماز سے پہلے پہلے کا کل تقسیم کر دیا اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اس میں سے لے لو۔ تو جتنا ان سے لے لے گا اتنا انہوں نے لے لیا۔ وہ فرماتے تھے کہ یہ اس سے بہتر ہے کہ جو اللہ نے مجھ سے لیا اور میں اس کی مغفرت کی امید رکھتا ہوں اور ان کے تمول (دولت مند ہونے) کا یہ حال ہوا کہ ان کے بیس غلام تھے سب کے سب تاجر اور ان میں سب سے کم سرمایہ جس کا تھا اس کا بیس ہزار کا تھا۔ ﴿۷۰﴾ وہ قیدی۔ ﴿۷۰﴾ تمہاری بیعت سے پھر کر اور کفر اختیار کر کے۔

قَبْلُ فَأَمَّا مَن مِّنْهُمْ ط وَاللَّهُ عَلَيْهِمْ حَكِيمٌ ﴿۴۱﴾ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَ

جس پر اس نے اتنے تمہارے قابو میں دے دیئے ۱۳۵ اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے بے شک جو ایمان لائے اور

هَاجَرُوا وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آوَوْا

اللہ کے لئے ۱۳۶ گھر بار چھوڑے اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے لڑے ۱۳۷ اور وہ جنہوں نے جگہ دی

وَأَنْصَرُوا أَوْلِيَاءَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٌ ط وَالَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يُهَاجِرُوا

اور مدد کی ۱۳۸ وہ ایک دوسرے کے وارث ہیں ۱۳۹ اور وہ جو ایمان لائے ۱۴۰ اور ہجرت نہ کی

مَا لَكُمْ مِّنْ وَّلَايَتِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ حَتَّىٰ يُهَاجِرُوا وَإِنِ اسْتَنْصَرُوكُمْ

تمہیں ان کا ترکہ کچھ نہیں پہنچتا جب تک ہجرت نہ کریں اور اگر وہ دین میں

فِي الدِّينِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ إِلَّا عَلَىٰ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُم مِّيثَاقٌ ط وَاللَّهُ

تم سے مدد چاہیں تو تم پر مدد دینا واجب ہے مگر ایسی قوم پر کہ تم میں ان میں معاہدہ ہے اور اللہ

بِاتِّعَلُونَ بَصِيرٌ ﴿۴۲﴾ وَالَّذِينَ كَفَرُوا بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٌ إِلَّا

تمہارے کام دیکھ رہا ہے اور کافر آپس میں ایک دوسرے کے وارث ہیں ۱۴۱ ایسا

تَفْعَلُوهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيرٌ ط وَالَّذِينَ آمَنُوا وَ

نہ کرو گے تو زمین میں فتنہ اور بڑا فساد ہوگا ۱۴۲ اور وہ جو ایمان لائے اور

هَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آوَوْا وَانصَرُوا أَوْلِيَاءَ هُمْ

ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں لڑے اور جنہوں نے جگہ دی اور مدد کی وہی

الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا ط لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَسَّرَاحٌ رَّحِيمٌ ﴿۴۳﴾ وَالَّذِينَ آمَنُوا مِنْ

سچے ایمان والے ہیں ان کے لئے بخشش ہے اور عزت کی روزی ۱۴۳ اور جو بعد کو ایمان

۱۳۵ جیسا کہ وہ بدر میں دیکھ چکے ہیں کہ قتل ہوئے، گرفتار ہوئے، آئندہ بھی اگر ان کے اطوار وہی رہے تو انہیں اسی کا امیدوار رہنا چاہئے۔ ۱۳۶ اور اسی کے رسول

کی محبت میں انہوں نے اپنے ۱۳۷ یہ مہاجرین اولین ہیں۔ ۱۳۸ مسلمانوں کی اور انہیں اپنے مکانوں میں ٹھہرایا، یہ انصار ہیں۔ ان مہاجرین اور انصار دونوں کے

لئے ارشاد ہوتا ہے: ۱۳۹ مہاجرین انصار کے اور انصار مہاجر کے۔ یہ وراثت آیت ”وَأُولُو الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ“ سے منسوخ ہوگئی۔ ۱۴۰ اور مکہ مکرمہ

ہی میں مقیم ہے۔ ۱۴۱ ان کے اور مؤمنین کے درمیان وراثت نہیں۔ اس آیت سے ثابت ہوا کہ مسلمانوں کو کفار کی موات و موارثت سے منع کیا گیا اور ان سے

جدارہنے کا حکم دیا گیا اور مسلمانوں پر باہم میل جول رکھنا لازم کیا گیا۔ ۱۴۲ یعنی اگر مسلمانوں میں باہم تعاون و تناصر نہ ہو اور وہ ایک دوسرے کے مددگار ہو کر ایک

قوت نہ بن جائیں تو کفار قوی ہوں گے اور مسلمان ضعیف اور یہ بڑا فتنہ و فساد ہے۔ ۱۴۳ پہلی آیت میں مہاجرین و انصار کے باہمی تعلقات اور ان میں سے ہر

ایک کے دوسرے کے معین و ناصر ہونے کا بیان تھا۔ اس آیت میں ان دونوں کے ایمان کی تصدیق اور ان کے مورد رحمت الہی ہونے کا ذکر ہے۔

بَعْدُ وَهَاجِرُوا وَاجْهَدُوا مَعَكُمْ فَأُولَئِكَ مِنْكُمْ ۖ وَأُولُو الْأَرْحَامِ

لائے اور ہجرت کی اور تمہارے ساتھ جہاد کیا وہ بھی تمہیں میں سے ہیں ۱۴۴ اور رشتہ والے

بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝۴۵

ایک دوسرے سے زیادہ نزدیک ہیں اللہ کی کتاب میں ۱۴۵ بے شک اللہ سب کچھ جانتا ہے

﴿آیتھا ۱۲۹﴾ ﴿سُورَةُ التَّوْبَةِ مَدَنِيَّةٌ ۱۱۳﴾ ﴿مَرَكُوعَاتُهَا ۱۶﴾

سورہ توبہ مدنیہ ہے اس میں ایک سو اسی آیتیں اور سورہ رکوع ہیں ۱۶

بِرَاءَةٌ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ إِلَى الَّذِينَ عَاهَدْتُمْ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ ۗ

بیزاری کا حکم سنانا ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے ان مشرکوں کو جن سے تمہارا معاہدہ تھا اور وہ قائم نہ رہے ۱۶

فَسِيحُوا فِي الْأَرْضِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي

تو چار مہینے زمین پر چلو پھرو اور جان رکھو کہ تم اللہ کو تھکا نہیں

۱۴۴ اور تمہارے ہی حکم میں ہیں اے مہاجرین و انصار۔ مہاجرین کے کئی طبقے ہیں: ایک وہ ہیں جنہوں نے پہلی مرتبہ مدینہ طیبہ کو ہجرت کی انہیں مہاجرین اولین کہتے ہیں۔ کچھ وہ حضرات ہیں جنہوں نے پہلے حبشہ کی طرف ہجرت کی، پھر مدینہ طیبہ کی طرف انہیں اصحاب البحر تین کہتے ہیں۔ بعض حضرات وہ ہیں جنہوں نے صلح حدیبیہ کے بعد فتح مکہ سے قبل ہجرت کی یہ اصحاب ہجرت ثانیہ کہلاتے ہیں۔ پہلی آیت میں مہاجرین اولین کا ذکر ہے اور اس آیت میں اصحاب ہجرت ثانیہ کا۔ ۱۴۵ اس آیت سے توارث بالہجرت (ہجرت کی وجہ سے جو وراثت میں حصہ ملتا تھا) منسوخ کیا گیا اور ذوی الارحام (رشتہ والوں) کی وراثت ثابت ہوئی۔

۱۔ سورہ توبہ مدنیہ ہے مگر اس کے اخیر کی آیتیں ”لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ“ سے اخیر تک ان کو بعض علماء کی کہتے ہیں۔ اس سورت میں سورہ ۱۶ رکوع ایک سو اسی ۱۲۹ آیتیں چار ہزار اٹھتر ۴۰۷۸۰ کلمے دس ہزار چار سو اٹھاسی ۱۰۴۸۸۰ حرف ہیں۔ اس سورت کے دس نام ہیں ان میں سے توبہ اور برأت دونام مشہور ہیں۔ اس سورت کے اول میں ”بِسْمِ اللَّهِ“ نہیں لکھی گئی اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ جبریل علیہ السلام اس سورت کے ساتھ ”بِسْمِ اللَّهِ“ لے کر نازل ہی نہیں ہوئے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ”بِسْمِ اللَّهِ“ لکھنے کا حکم نہیں فرمایا۔ حضرت علی مرتضیٰ سے مروی ہے کہ ”بِسْمِ اللَّهِ“ امان ہے اور یہ سورت تلوار کے ساتھ امن اٹھادینے کیلئے نازل ہوئی۔ بخاری نے حضرت براء سے روایت کیا کہ قرآن کریم کی سورتوں میں سب سے آخر یہی سورت نازل ہوئی۔ ۱۔ مشرکین عرب اور مسلمانوں کے درمیان عہد تھا، ان میں سے چند کے سوا سب نے عہد شکنی کی تو ان عہد شکنوں کا عہد ساقط کر دیا گیا اور حکم دیا گیا کہ چار مہینے وہ امن کے ساتھ جہاں چاہیں گزریں ان سے کوئی تعرض نہ کیا جائے گا، اس عرصہ میں انہیں موقع ہے کہ خوب سوچ سمجھ لیں کہ ان کے لئے کیا بہتر ہے اور اپنی احتیاطیں کر لیں اور جان لیں کہ اس مدت کے بعد اسلام منظور کرنا ہوگا یا قتل۔ یہ سورت ۹۔ ہجری میں فتح مکہ سے ایک سال بعد نازل ہوئی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سنہ میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امیر حج مقرر فرمایا تھا اور ان کے بعد علی مرتضیٰ کو جمع حجاج میں یہ سورت سنانے کے لئے بھیجا۔ چنانچہ حضرت علی مرتضیٰ نے دس ذی الحجہ کو جرہ عقبہ کے پاس کھڑے ہو کر ندا کی ”يَا أَيُّهَا النَّاسُ“ میں تمہاری طرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فریاد سناؤ (بھیجا ہوا) آیا ہوں۔ لوگوں نے کہا:

آپ کیا پیام لائے ہیں؟ تو آپ نے تمیں یا چالیس آیتیں اس سورت مبارکہ کی تلاوت فرمائیں پھر فرمایا میں چار حکم لایا ہوں: (۱) اس سال کے بعد کوئی مشرک کعبہ معظمہ کے پاس نہ آئے۔ (۲) کوئی شخص برہنہ ہو کر کعبہ معظمہ کا طواف نہ کرے۔ (۳) جنت میں مؤمن کے سوا کوئی داخل نہ ہوگا۔ (۴) جس کا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عہد ہے وہ عہد اپنی مدت تک رہے گا اور جس کی مدت معین نہیں ہے اس کی میعاد چار ماہ پر تمام ہو جائے گی۔ مشرکین نے یہ سن کر کہا کہ اے علی اپنے چچا کے فرزند (یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم) کو خبر دے دیجئے کہ ہم نے عہد پس پشت پھینک دیا ہمارے ان کے درمیان کوئی عہد نہیں ہے۔ ہجریزہ بازی اور تیغ زنی کے اس واقعہ میں خلافت حضرت صدیق اکبر کی طرف ایک لطیف اشارہ ہے کہ حضور نے حضرت ابو بکر کو تو امیر حج بنایا اور حضرت علی مرتضیٰ کو ان کے پیچھے سورہ براءت



اللَّهُ ۱ وَأَنَّ اللَّهَ مُخْزِي الْكٰفِرِينَ ۲ ۝ وَأَذَانٌ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ إِلَىٰ

سکتے اور یہ کہ اللہ کافروں کو رسوا کرنے والا ہے ۱ اور منادی پکار دیتا ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے

النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ أَنَّ اللَّهَ بَرِيءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ ۱ وَرَسُولُهُ ۲ ط

سب لوگوں میں بڑے حج کے دن ۱ کہ اللہ بیزار ہے مشرکوں سے اور اس کا رسول

فَإِنْ تَبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۱ وَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي

تو اگر تم توبہ کرو ۱ تو تمہارا بھلا ہے اور اگر منہ پھیرو ۱ تو جان لو کہ تم اللہ کو نہ تھکا

اللَّهُ ۱ وَبَشِّرِ الَّذِينَ كَفَرُوا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ۱ ۝ إِلَّا الَّذِينَ عٰهَدْتُمْ

سکوگے ۱ اور کافروں کو خوش خبری سناؤ دردناک عذاب کی مگر وہ مشرک جن سے تمہارا

مِّنَ الْمُشْرِكِينَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوكُمْ شَيْئًا وَلَمْ يُظَاهِرُوا عَلَيْكُمْ أَحَدًا

معادہ تھا پھر انہوں نے تمہارے عہد میں کچھ کمی نہ کی ۱ اور تمہارے مقابل کسی کو مدد نہ دی

فَاتَّبَعُوا إِلَيْهِمْ عٰهَدَهُمْ إِلَىٰ مُدَّتِهِمْ ۱ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ السَّٰقِينَ ۱ ۝

تو ان کا عہد ٹھہری ہوئی مدت تک پورا کرو ۱ بے شک اللہ پرہیزگاروں کو دوست رکھتا ہے

فَإِذَا انسَلَخَ الْأَشْهُرُ الْحُرْمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ

پھر جب حرمت والے مہینے نکل جائیں تو مشرکوں کو مارو ۱ جہاں پاؤ ۱

وَخُذُوهُمْ وَأَحْصُرُوهُمْ وَأَقْعُدُوا لَهُمْ كُلَّ مَرْصِدٍ ۱ فَإِنْ تَابُوا وَ

اور انہیں پکڑو اور قید کرو اور ہر جگہ ان کی تاک میں بیٹھو ۱ پھر اگر وہ توبہ کریں ۱ اور

أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَخَلُّوا سَبِيلَهُمْ ۱ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ

نماز قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیں تو ان کی راہ چھوڑ دو ۱ بے شک اللہ بخشنے والا

پڑھنے کیلئے بھیجا تو حضرت ابو بکر امام ہوئے اور حضرت علی مرتضیٰ مقتدی۔ اس سے حضرت ابو بکر کی تقدیم حضرت علی مرتضیٰ پر ثابت ہوئی۔ ۱ اور باوجود اس مہلت

کے اس کی گرفت سے نہیں بچ سکتے۔ ۱ دنیا میں قتل کے ساتھ اور آخرت میں عذاب کے ساتھ۔ ۱ حج کو حج اکبر فرمایا اس لئے کہ اس زمانہ میں عمرہ کو حج اصغر کہا

جاتا تھا اور ایک قول یہ ہے کہ اس حج کو حج اکبر اس لئے کہا گیا کہ اس سال رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج فرمایا تھا اور چونکہ یہ جمعہ کو واقع ہوا تھا اس لئے

مسلمان اس حج کو جو روز جمعہ ہو حج وادع کاہنڈ کسور (یاد دلانے والا) جان کر حج اکبر کہتے ہیں۔ ۱ کفر و غدر سے۔ ۱ ایمان لانے اور توبہ کرنے سے۔

۱ یہ وعید عظیم ہے اور اس میں یہ اعلام (جتنا مقصود) ہے کہ اللہ تعالیٰ عذاب نازل کرنے پر قادر ہے۔ ۱ اور اس کو اس کی شرطوں کے ساتھ پورا کیا۔ یہ لوگ

بنی ضمرہ تھے جو کہ نہ کا ایک قبیلہ ہے اور ان کی مدت کے نو مہینے باقی رہے تھے۔ ۱ جنہوں نے عہد شکنی کی۔ ۱ جل میں خواہ حرم میں کسی وقت و مکان کی

تخصیص نہیں۔ ۱ لشکر و کفر سے اور ایمان قبول کریں۔ ۱ اور قید سے ہا کر دو اور ان سے تعرض (چھیڑ چھاڑ) نہ کرو۔

سَّاحِيْمٌ ۵ وَإِنْ أَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَجَارَكَ فَأَجِرْهُ حَتَّى يَسْمَعَ

مہربان ہے اور اے محبوب اگر کوئی مشرک تم سے پناہ مانگے فلا تو اسے پناہ دو کہ وہ اللہ کا

كَلِمَ اللَّهِ ثُمَّ أَبْلِغْهُ مَأْمَنَهُ ۖ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَعْلَمُونَ ۖ كَيْفَ

کلام سنے پھر اسے اس کی امن کی جگہ پہنچا دو فلا یہ اس لئے کہ وہ نادان لوگ ہیں فلا مشرکوں

يَكُونُ لِلْمُشْرِكِينَ عَهْدٌ عِنْدَ اللَّهِ وَعِنْدَ رَسُولِهِ إِلَّا الَّذِينَ عٰهَدْتُمْ

کے لئے اللہ اور اس کے رسول کے پاس کوئی عہد کیونکر ہوگا فلا مگر وہ جن سے تمہارا معاہدہ

عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ فَمَا اسْتَقَامُوا لَكُمْ فَاسْتَقِيمُوا لَهُمْ ۖ إِنَّ اللَّهَ

مسجد حرام کے پاس ہوا فلا تو جب تک وہ تمہارے لئے عہد پر قائم رہیں تم ان کے لئے قائم رہو بے شک

يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ ۖ كَيْفَ وَإِنْ يَظْهَرُوا عَلَيْكُمْ لَا يَرْقُبُوا فِيكُمْ إِلَّا وَا

پرہیزگار اللہ کو خوش آتے ہیں بھلا کیونکر فلا ان کا حال تو یہ ہے کہ تم پر قابو پائیں تو نہ قرابت کا لحاظ کریں

لَا ذِمَّةٌ ۖ يَرْضَوْنَكُمْ بَأْفْوَاهِهِمْ وَتَأْبَىٰ قُلُوبُهُمْ ۚ وَكَثَرُهُمْ فَيَسْقُونَ ۗ

نہ عہد کا اپنے منہ سے تمہیں راضی کرتے ہیں فلا اور ان کے دلوں میں انکار ہے اور ان میں اکثر بے حکم ہیں فلا

اسْتَرَوْا بِآيَاتِ اللَّهِ ثَمًّا قَلِيلًا فَصَدُّوا عَن سَبِيلِهِ ۖ إِنَّهُمْ سَاءَ مَا

اللہ کی آیتوں کے بدلے تھوڑے دام مول لئے فلا تو اس کی راہ سے روکا فلا بے شک وہ بہت

كَانُوا يَعْمَلُونَ ۖ لَا يَرْقُبُونَ فِي مُؤْمِنٍ إِلَّا وَا ذِمَّةً ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ

ہی برے کام کرتے ہیں کسی مسلمان میں نہ قرابت کا لحاظ کریں نہ عہد کا فلا اور وہی

الْمُعْتَدُونَ ۗ فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَإِخْوَانُكُمْ

سرکش ہیں پھر اگر وہ فلا توبہ کریں اور نماز قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیں تو وہ تمہارے

۱۲ مہلت کے مہینے گزرنے کے بعد تا کہ آپ سے توحید کے مسائل اور قرآن پاک سنیں جس کی آپ دعوت دیتے ہیں۔ ۱۳ اگر ایمان نہ لائے۔ مسئلہ: اس سے

ثابت ہوا کہ مستامن کو ایذا نہ دی جائے اور مدت گزرنے کے بعد اس کو دارالاسلام میں اقامت کا حق نہیں۔ ۱۴ اسلام اور اس کی حقیقت کو نہیں جانتے تو انہیں

امن دینی میں حکمت ہے تا کہ کلام اللہ سنیں اور سمجھیں۔ ۱۵ کہ وہ غدر و عہد شکنی کیا کرتے ہیں۔ ۱۶ اور ان سے کوئی عہد شکنی ظہور میں نہ آئی مثل بنی کرنا نہ

بنی ضمرہ کے۔ ۱۷ عہد پورا کریں گے اور کیسے تول پر قائم رہیں گے۔ ۱۸ ایمان اور وفائے عہد کے وعدے کر کے۔ ۱۹ عہد شکن کفر میں سرکش بے مروت

جھوٹ سے نہ شرمانے والے انہوں نے۔ ۲۰ اور دنیا کے تھوڑے سے نفع کے پیچھے ایمان و قرآن چھوڑ بیٹھے اور جو عہد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تھا وہ

ابوسفیان کے تھوڑے سے لالچ دینے سے توڑ دیا۔ ۲۱ اور لوگوں کو دین الہی میں داخل ہونے سے مانع ہوئے۔ ۲۲ جب موقع پائیں قتل کر ڈالیں۔ تو مسلمانوں

کو بھی چاہئے کہ جب مشرکین پر دسترس ہو (قابو) پائیں تو ان سے درگزر نہ کریں۔ ۲۳ کفر و عہد شکنی سے باز آئیں اور ایمان قبول کر کے۔

فِي الدِّينِ ۖ وَنُقِصِلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ۝۱۱ وَإِنْ تَكْتُمُوا آيَاتِهِمْ

دینی بھائی ہیں فلاں اور ہم آیتیں مفصل (کھول کھول کر) بیان کرتے ہیں جاننے والوں کے لئے فلاں اور اگر عہد کر کے

مَنْ بَعْدَ عَهْدِهِمْ وَطَعْنُوا فِي دِينِكُمْ فَقَاتِلُوا أَيْبَةَ الْكُفْرِ لَا إِلَهُمْ إِلَّا

اپنی قسمیں توڑیں اور تمہارے دین پر منہ آئیں (اعتراض و طعن کریں) تو کفر کے سرغنوں سے لڑو فلاں بے شک ان کی

أَيَّانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُونَ ۝۱۲ أَلَا تَقَاتِلُونَ قَوْمًا نَكَثُوا آيَاتِهِمْ

قسمیں کچھ نہیں اس امید پر کہ شاید وہ باز آئیں فلاں کیا اس قوم سے نہ لڑو گے جنہوں نے اپنی قسمیں توڑیں فلاں

وَهُمْ أُولَاؤُا خَرَجَ الرَّسُولُ وَهُمْ بَدَءُوكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ ۖ أَتُخْشَوْنَهُمْ

اور رسول کے نکلنے کا ارادہ کیا فلاں حالانکہ انہیں کی طرف سے پہل ہوئی ہے کیا ان سے ڈرتے ہو

فَاللَّهُ أَحَقُّ أَنْ تَخْشَوْهُ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۝۱۳ قَاتِلُوهُمْ يُعَذِّبُهُمْ

تو اللہ اس کا زیادہ مستحق ہے کہ اس سے ڈرو اگر ایمان رکھتے ہو تو ان سے لڑو اللہ انہیں عذاب

اللَّهُ بِأَيْدِيكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُورَ قَوْمٍ

دے گا تمہارے ہاتھوں اور انہیں رسوا کرے گا فلاں اور تمہیں ان پر مدد دے گا فلاں اور ایمان والوں کا جی

مُؤْمِنِينَ ۝۱۴ وَيَذْهَبُ غَيْظُ قُلُوبِهِمْ وَيَتُوبُ اللَّهُ عَلَى مَنْ يَشَاءُ ۖ

ٹھنڈا کرے گا اور ان کے دلوں کی گھٹن (جلن و غصہ) دور فرمائے گا فلاں اور اللہ جس کی چاہے توبہ قبول فرمائے فلاں

وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝۱۵ أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تُتْرَكُوا وَلَسَّا يَعْلَمِ اللَّهُ الَّذِينَ

اور اللہ علم و حکمت والا ہے کیا اس گمان میں ہو کہ یونہی چھوڑ دیئے جاؤ گے اور ابھی اللہ نے پہچان نہ کرائی ان کی جو

جَاهِدُوا مِنْكُمْ وَلَمْ يَتَّخِذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلَا رَسُولِهِ وَلَا الْمُؤْمِنِينَ

تم میں سے جہاد کریں گے فلاں اور اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کے سوا کسی کو اپنا محرم راز

۲۱۶ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اس آیت سے ثابت ہوا کہ اہل قبلہ کے خون حرام ہیں۔ فلاں اس سے ثابت ہوا کہ تفصیل آیات پر جس کو نظر

ہو وہ عالم ہے۔ ۲۱۷ مسئلہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ جو کافر ذمی دین اسلام پر ظاہر طعن کرے اس کا عہد باقی نہیں رہتا اور وہ ذمہ سے خارج ہو جاتا ہے اس کو قتل

کرنا جائز ہے۔ ۲۱۸ اس آیت سے ثابت ہوا کہ کفار کے ساتھ جنگ کرنے سے مسلمانوں کی غرض انہیں کفر و بد اعمالی سے روک دینا ہے۔ فلاں اور صلح حدیبیہ کا

عہد توڑا اور مسلمانوں کے حلیف خزاعہ کے مقابل بنی بکر کی مدد کی۔ ۲۱۹ مکہ مکرمہ سے دارالندوہ میں مشورہ کر کے۔ ۲۲۰ قتل و قید سے۔ ۲۲۱ اور ان پر غلبہ عطا

فرمائے گا فلاں یہ تمام مواعید (وعدے) پورے ہوئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خبریں صادق ہوئیں اور نبوت کا ثبوت واضح تر ہو گیا۔ ۲۲۲ اس میں اشعار

ہے کہ بعض اہل مکہ کفر سے باز آ کر تائب ہوں گے، یہ خبر بھی ایسی ہی واقع ہو گئی۔ چنانچہ ابو سفیان اور کرمہ بن ابو جہل اور سہیل بن عمرو ایمان سے مشرف ہوئے۔

فلاں اخلاص کے ساتھ اللہ کی راہ میں۔



وَلِيَجَةً ۖ وَاللَّهُ خَيْرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ۝۱۶ مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِينَ أَنْ يَعْمُرُوا

نہ بنائیں گے ۱۶ اور اللہ تمہارے کاموں سے خردار ہے مشرکوں کو نہیں پہنچتا کہ اللہ کی

مَسْجِدَ اللَّهِ شَاهِدِينَ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ بِالْكَفْرِ ۖ أُولَٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ ۖ

مسجدیں آباد کریں ۱۷ خود اپنے کفر کی گواہی دے کر ۱۷ ان کا تو سب کیا دھرا اکارت (ضائع) ہے

وَفِي النَّارِهِمْ خَالِدُونَ ۝۱۷ إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسْجِدَ اللَّهِ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَ

اور وہ ہمیشہ آگ میں رہیں گے ۱۷ اللہ کی مسجدیں وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ اور

الْيَوْمِ الْآخِرِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَلَمْ يَخْشَ إِلَّا اللَّهَ فَعَسَىٰ

قیامت پر ایمان لاتے اور نماز قائم رکھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں ۱۸ اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے ۱۸ تو قریب ہے کہ

أُولَٰئِكَ أَنْ يَكُونُوا مِنَ الْمُهْتَدِينَ ۝۱۸ أَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ وَ

یہ لوگ ہدایت والوں میں ہوں تو کیا تم نے حاجیوں کی سبیل اور

عِبَادَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَجَاهِدَ فِي

مسجد حرام کی خدمت اس کے برابر ٹھہرا لی جو اللہ اور قیامت پر ایمان لایا اور اللہ کی راہ

۱۹ اس سے معلوم ہوا کہ مخلص اور غیر مخلص میں امتیاز کر دیا جائے گا اور مقصود اس سے مسلمانوں کو مشرکین کی مولات (آپس کی دوستی و تعلق) اور ان کے پاس

مسلمانوں کے راز پہنچانے سے ممانعت کرنا ہے۔ ۱۹ مسجدوں سے مسجد حرام کعبہ معظمہ مراد ہے اس کو جمع کے صیغے سے اس لئے ذکر فرمایا کہ وہ تمام مسجدوں کا قبلہ

اور امام ہے اس کا آباد کرنے والا ایسا ہے جیسے تمام مسجدوں کا آباد کرنے والا اور جمع کا صیغہ لانے کی یہ وجہ بھی ہو سکتی ہے کہ ہر بقعہ (ہر حصہ و ٹکڑا) مسجد حرام کا مسجد

ہے۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مسجدوں سے جنس مراد ہو اور کعبہ معظمہ اس میں داخل ہو کیونکہ وہ اس جنس کا صدر ہے۔ شان نزول: کفار قریش کے رؤسا کی ایک

جماعت جو بدر میں گرفتار ہوئی اور ان میں حضور کے پچا حضرت عباس بھی تھے ان کو اصحاب کرام نے شرک پر عار دلائی اور حضرت علی مرتضیٰ نے تو خاص حضرت

عباس کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل آنے پر بہت سخت سست کہا۔ حضرت عباس کہنے لگے کہ تم ہماری برائیاں تو بیان کرتے ہو اور ہماری خوبیاں چھپاتے

ہو! ان سے کہا گیا کہ کیا آپ کی کچھ خوبیاں بھی ہیں؟ انہوں نے کہا: ہاں، ہم تم سے افضل ہیں، ہم مسجد حرام کو آباد کرتے ہیں، کعبہ کی خدمت کرتے ہیں، حاجیوں کو

سیراب کرتے ہیں، اسیروں کو رہا کرتے ہیں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ مسجدوں کا آباد کرنا کافروں کو نہیں پہنچتا کیونکہ مسجد آباد کی جاتی ہے اللہ کی عبادت کے

لئے تو جو خدا ہی کا منکر ہو اس کے ساتھ کفر کرے وہ کیا مسجد آباد کرے گا۔ اور آباد کرنے کے معنی میں بھی کئی قول ہیں: ایک تو یہ کہ آباد کرنے سے مسجد کا بنانا، بلند کرنا،

مرمت کرنا مراد ہے کافر کو اس سے منع کیا جائے گا۔ دوسرا قول یہ ہے کہ مسجد آباد کرنے سے اس میں داخل ہونا، بیٹھنا مراد ہے۔ ۱۹ اور بت پرستی کا اقرار کر کے یعنی

یہ دونوں باتیں کس طرح جمع ہو سکتی ہیں کہ آدمی کافر بھی ہو اور خاص اسلامی اور توحید کے عبادت خانہ کو آباد بھی کرے۔ ۱۹ کیونکہ حالت کفر کے اعمال مقبول نہیں،

نہ مہمانداری، نہ حاجیوں کی خدمت، نہ قیدیوں کا رہا کرنا، اس لئے کہ کافر کو کوئی فعل اللہ کے لئے تو ہوتا نہیں لہذا اس کا عمل سب اکارت (ضائع) ہے اور اگر وہ

اسی کفر پر جہنم میں اُن کے لئے بھیجی کا عذاب ہے۔ ۱۹ اس آیت میں یہ بیان کیا گیا کہ مسجدوں کے آباد کرنے کے مستحق مومنین ہیں۔ مسجدوں کے آباد

کرنے میں یہ امور بھی داخل ہیں: جھاڑو دینا، صفائی کرنا، روشنی کرنا اور مسجدوں کو دنیا کی باتوں سے اور ایسی چیزوں سے محفوظ رکھنا جن کے لئے وہ نہیں بنائی گئیں۔

مسجدیں عبادت کرنے اور ذکر کرنے کے لئے بنائی گئی ہیں اور علم کا درس بھی ذکر میں داخل ہے۔ ۱۹ یعنی کسی کی رضاء کو رضائے الہی پر کسی اندیشہ سے بھی مقدم

نہیں کرتے۔ یہی معنی ہیں اللہ سے ڈرنے اور غیر سے نہ ڈرنے کے۔

سَبِيلِ اللَّهِ ط لَا يَسْتَوْنَ عِنْدَ اللَّهِ ط وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ

میں جہاد کیا وہ اللہ کے نزدیک برابر نہیں اور اللہ ظالموں کو راہ

الظَّالِمِينَ ۱۹ الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ

نہیں دیتا ۱۹ وہ جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور اپنے مال جان سے

بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ لَأَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللَّهِ ط وَأُولَئِكَ هُمُ

اللہ کی راہ میں لڑے اللہ کے یہاں ان کا درجہ بڑا ہے ۲۰ اور وہی

الْفَائِزُونَ ۲۰ يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَجَنَّتْ لَهُمْ

مراد کو پہنچے ۲۰ ان کا رب انہیں خوشی سناتا ہے اپنی رحمت اور اپنی رضا کی ۲۱ اور ان بانوں کی

فِيهَا نَعِيمٌ مُّقِيمٌ ۲۱ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ط إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ ۲۲

جن میں انہیں دائمی نعمت ہے ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں گے بے شک اللہ کے پاس بڑا ثواب ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا آبَاءَكُمْ وَإِخْوَانَكُمْ أَوْلِيَاءَ إِنِ اسْتَحَبُّوا

اے ایمان والو اپنے باپ اور اپنے بھائیوں کو دوست نہ سمجھو اگر وہ ایمان پر

الْكُفْرَ عَلَى الْإِيمَانِ ط وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۲۳

کفر پسند کریں اور تم میں جو کوئی ان سے دوستی کرے گا تو وہی ظالم ہیں ۲۳

قُلْ إِن كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ

تم فرماؤ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ

وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسْكِنٌ تَرْضَوْنَهَا

اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسند کے مکان

۲۳ مراد یہ ہے کہ کفار کو مومنین سے کچھ نسبت نہیں نہ ان کے اعمال کو ان کے اعمال سے کیونکہ کافر کے اعمال رائیگاں ہیں خواہ وہ حاجیوں کے لئے سبیل لگائیں یا

مسجد حرام کی خدمت کریں، ان کے اعمال کو مومن کے اعمال کے برابر قرار دینا ظلم ہے۔ شان نزول: روز بدر جب حضرت عباس گرفتار ہو کر آئے تو انہوں نے

اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ تم کو اسلام اور ہجرت و جہاد میں سہقت حاصل ہے تو ہم کو بھی مسجد حرام کی خدمت اور حاجیوں کے لئے سبیل لگانے کا

شرف حاصل ہے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور آگاہ کیا گیا کہ جو عمل ایمان کے ساتھ نہ ہوں وہ بیکار ہیں۔ ۲۴ دوسروں سے۔ ۲۵ اور انہیں کو دنیا و آخرت کی

سعادت ملی۔ ۲۶ اور یہ اعلیٰ ترین بشارت ہے کیونکہ مالک کی رحمت و رضا بندے کا سب سے بڑا مقصد اور پیاری مراد ہے۔ ۲۷ جب مسلمانوں کو مشرکین سے

ترک موالات (تعلقات ختم کرنے) کا حکم دیا گیا تو بعض لوگوں نے کہا یہ کیسے ممکن ہے کہ آدمی اپنے باپ بھائی وغیرہ قریبداروں سے ترک تعلق کرے۔ اس پر یہ

آیت نازل ہوئی اور بتایا گیا کہ کفار سے موالات جائز نہیں چاہے ان سے کوئی بھی رشتہ ہو۔ چنانچہ آگے ارشاد فرمایا۔

أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّىٰ

یہ چیزیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھو (انتظار کرو) یہاں تک کہ

يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرٍ ۖ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ﴿۲۴﴾ لَقَدْ نَصَرَكُمُ

اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا بے شک اللہ نے

اللَّهُ فِي مَوَاطِنَ كَثِيرَةٍ ۖ وَيَوْمَ حُنَيْنٍ ۖ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ

بہت جگہ تمہاری مدد کی اور حنین کے دن جب تم اپنی کثرت پر اترا گئے تھے تو

تُغْنِي عَنْكُمْ شَيْئًا وَضَاقَتْ عَلَيْكُمْ الْأَرْضُ بِمَا رَحَبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ

وہ تمہارے کچھ کام نہ آئی وہ اور زمین اتنی وسیع ہو کر تم پر تنگ ہو گئی وہ پھر تم پیٹھ دے کر

مُدْبِرِينَ ﴿۲۵﴾ ثُمَّ أَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ

پھر گئے اللہ نے اپنی تسکین اتاری اپنے رسول پر اور مسلمانوں پر

وَأَنْزَلَ جُنُودًا لَمْ تَرَوْهَا وَعَذَّبَ الَّذِينَ كَفَرُوا ۖ وَذَلِكَ جَزَاءُ

اور وہ لشکر اتارے جو تم نے نہ دیکھے اور کافروں کو عذاب دیا اور منکروں کی

۲۵ اور جلدی آنے والے عذاب میں مبتلا کرے یا دیر میں آنے والے میں۔ اس آیت سے ثابت ہوا کہ دین کے محفوظ رکھنے کے لئے دنیا کی مشقت برداشت کرنا

مسلمان پر لازم ہے اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کے مقابل دنیوی تعلقات کچھ قابل التفات نہیں اور خدا اور رسول کی محبت ایمان کی دلیل ہے۔ ۲۶

یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات میں مسلمانوں کو کافروں پر غلبہ عطا فرمایا جیسا کہ واقعہ بدر اور قُسرِ نَظْه اور نَضِيب اور حدیبیہ اور خیبر اور فتح مکہ میں۔

۲۷ حنین ایک وادی ہے طائف کے قریب مکہ مکرمہ سے چند میل کے فاصلہ پر یہاں فتح مکہ سے تھوڑے ہی روز بعد قبیلہ ہوازن وثقیف سے جنگ ہوئی۔ اس

جنگ میں مسلمانوں کی تعداد بہت کثیر بارہ ہزار یا اس سے زائد تھی اور مشرکین چار ہزار تھے جب دونوں لشکر مقابل ہوئے تو مسلمانوں میں سے کسی شخص نے اپنی

کثرت پر نظر کر کے یہ کہا کہ اب ہم ہرگز مغلوب نہ ہوں گے۔ یہ کلمہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت گراں گزرا کیونکہ حضور ہر حال میں اللہ تعالیٰ پر توکل

فرماتے تھے اور تعداد کی قلت و کثرت پر نظر نہ رکھتے تھے۔ جنگ شروع ہوئی اور قتال شدید ہوا مشرکین بھاگے اور مسلمان مال غنیمت لینے میں مصروف ہو گئے تو

بھاگے ہوئے لشکر نے اس کو غنیمت سمجھا اور تیروں کی بارش شروع کر دی اور تیر اندازی میں وہ بہت مہارت رکھتے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اس ہنگامے میں مسلمانوں کے

قدم اکھڑ گئے لشکر بھاگ پڑا اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سوائے حضور کے چچا حضرت عباس اور آپ کے ابن عم ابوسفیان بن حارث کے اور کوئی باقی نہ

رہا حضور نے اس وقت اپنی سواری کو کفار کی طرف آگے بڑھایا اور حضرت عباس کو حکم دیا کہ وہ بلند آواز سے اپنے اصحاب کو پکاریں ان کے پکارنے سے وہ لوگ

لیک لیک کہتے ہوئے پلٹ آئے اور کفار سے جنگ شروع ہو گئی جب لڑائی خوب گرم ہوئی حضور نے اپنے دست مبارک میں سنگ ریزے لے کر کفار کے مونہوں

پر مارے اور فرمایا: رب محمد کی قسم بھاگ نکلے، منگیزوں کا مارنا تھا کہ کفار بھاگ پڑے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی غنیمتیں مسلمانوں کو تقسیم فرما

دیں۔ ان آیتوں میں اس واقعہ کا بیان ہے۔ ۲۸ اور تم وہاں نہ ٹھہر سکے۔ ۲۹ کہ اطمینان کے ساتھ اپنی جگہ قائم رہے۔ ۳۰ کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ

کے پکارنے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں واپس آئے۔ ۳۱ یعنی فرشتے جنہیں کفار نے اہل حق گھوڑوں پر سفید لباس پہنے عامہ باندھے دیکھا۔ یہ

فرشتے مسلمانوں کی شوکت بڑھانے کے لئے آئے تھے، اس جنگ میں انہوں نے قتال نہیں کیا قتال صرف بدر میں کیا تھا۔ ۳۲ کہ پکڑے گئے، مارے گئے، ان کے عیال و اموال مسلمانوں کے ہاتھ آئے۔



الْكَافِرِينَ ۳۶) ثُمَّ يَتُوبُ اللَّهُ مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ عَلَىٰ مَنْ يَشَاءُ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ

یہی سزا ہے پھر اس کے بعد اللہ جسے چاہے گا توبہ دے گا اور اللہ بخشنے والا

رَّحِيمٌ ۳۷) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا

مہربان ہے اے ایمان والو مشرک نرے (بالکل) ناپاک ہیں اور تو اس برس کے بعد وہ

الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هَذَا ۚ وَإِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيكُمُ

مسجد حرام کے پاس نہ آنے پائیں اور اگر تمہیں محتاجی کا ڈر ہے تو عنقریب اللہ تمہیں دولت مند

اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۳۸) قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا

کردے گا اپنے فضل سے اگر چاہے بے شک اللہ علم و حکمت والا ہے لڑو ان سے جو

يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ وَ

ایمان نہیں لاتے اللہ پر اور قیامت پر اور حرام نہیں مانتے اس چیز کو جس کو حرام کیا اللہ اور

رَأْسُؤُهُ وَلَا يَدِينُونَ دِينَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حَتَّىٰ يُعْطُوا

اس کے رسول نے اور سچے دین سے اور سچے دین نہیں ہوتے یعنی وہ جو کتاب دیئے گئے جب تک

۵۱ اور توفیق اسلام عطا فرمائے گا۔ چنانچہ ہوازن کے باقی لوگوں کو توفیق دی اور وہ مسلمان ہو کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور

حضور نے ان کے اسیروں کو رہا فرمایا۔ ۵۲ کہ ان کا باطن خبیث ہے اور وہ نہ طہارت کرتے ہیں نہ نجاستوں سے بچتے ہیں۔ ۵۳ نہ حج کے لئے نہ عمرہ کے لئے

اور اس سال سے مراد ۹ ہجری ہے اور مشرکین کے منع کرنے کے معنی یہ ہیں کہ مسلمان ان کو روکیں۔ ۵۴ کہ مشرکین کو حج سے روک دینے سے تجارتوں کو نقصان

پہنچے گا اور اہل مکہ کو تنگی پیش آئے گی۔ ۵۵ حکمران نے کہا: ایسا ہی ہوا، اللہ تعالیٰ نے انہیں غنی کر دیا، بارشیں خوب ہوئیں، پیداوار کثرت سے ہوئی۔ مقاتل نے کہا

کہ خطہ ہائے یمن کے لوگ مسلمان ہوئے اور انہوں نے اہل مکہ پر اپنی کثیر دولتیں خرچ کیں ”اگر چاہے“ فرمانے میں تعلیم ہے کہ بندے کو چاہئے کہ طلب خیر اور

دفع آفات کے لئے ہمیشہ اللہ کی طرف متوجہ رہے اور تمام امور کو اس کی مشیت سے متعلق جانے۔ ۵۶ اللہ پر ایمان لانا یہ ہے کہ اس کی ذات اور جملہ صفات و

تزییبات کو مانے اور جو اس کی شان کے لائق نہ ہو اس کی طرف نسبت نہ کرے اور بعض مفسرین نے رسولوں پر ایمان لانا بھی اللہ پر ایمان لانے میں داخل قرار دیا

ہے تو یہود و نصاریٰ اگرچہ اللہ پر ایمان لانے کے مدعی ہیں لیکن ان کا یہ دعویٰ باطل ہے کیونکہ یہود تجسیم و تشبیہ (خدا کے انسانوں کی طرح مجسم و مثل ہونے)

کے اور نصاریٰ حلول (خدا کا عیسیٰ کے جسم میں اتر آنے) کے معتقد ہیں تو وہ کس طرح اللہ پر ایمان لانے والے ہو سکتے ہیں ایسے ہی یہود میں سے جو حضرت عزیر کو

اور نصاریٰ حضرت مسیح کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں تو ان میں سے کوئی بھی اللہ پر ایمان لانے والا نہ ہوا، اسی طرح جو ایک رسول کی تکذیب کرے وہ اللہ پر ایمان لانے والا

نہیں۔ یہود و نصاریٰ بہت انبیاء کی تکذیب کرتے ہیں لہذا وہ اللہ پر ایمان لانے والوں میں نہیں۔ شان نزول: مجاہد کا قول ہے کہ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جبکہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو روم سے قتال کرنے کا حکم دیا گیا اور اسی کے نازل ہونے کے بعد غزوہ تبوک ہوئی۔ کلبی کا قول ہے کہ یہ آیت یہود کے قبیلہ قریظہ اور

نضیر کے حق میں نازل ہوئی۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے صلح منظور فرمائی اور یہی پہلا جزیرہ ہے جو اہل اسلام کو ملا اور پہلی ذلت ہے جو کفار کو مسلمانوں

کے ہاتھ سے پہنچی۔ ۵۷ قرآن وحدیث میں اور بعض مفسرین کا قول ہے کہ معنی یہ ہیں کہ توبہ و انجیل کے مطابق عمل نہیں کرتے ان کی تحریف (رد و بدل)

کرتے ہیں اور احکام اپنے دل سے گھڑتے ہیں۔ ۵۸ اسلام دین الہی۔

الْجِزْيَةَ عَنْ يَدٍ وَهُمْ صَاغِرُونَ ۲۹ ۱۰ وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرٌ ابْنُ اللَّهِ وَ

اپنے ہاتھ سے جزیہ نہ دیں ذلیل ہو کر ۲۹ اور یہودی بولے عزیر اللہ کا بیٹا ہے ۲۹ اور

قَالَتِ النَّصْرَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللَّهِ ۱۰ ط ذَلِك قَوْلُهُمْ بِأَفْوَاهِهِمْ يُضَاهَوْنَ

نصرانی بولے مسیح اللہ کا بیٹا ہے یہ باتیں وہ اپنے منہ سے کہتے ہیں ۱۰ اگلے

قَوْلَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَبْلُ ۱۰ ط قَتَلَهُمُ اللَّهُ أَنَّى يُؤْفَكُونَ ۳۰ ۱۰ اتَّخَذُوا

کافروں کی سی بات بناتے ہیں اللہ انھیں مارے کہاں اوندھے جاتے ہیں ۳۰ انھوں نے

أَحْبَبَ أَسْمَاءُ وَرُءُوبًا مِّنْ دُونِ اللَّهِ وَالْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ ۱۰ ج

اپنے پادریوں اور جوگیوں کو اللہ کے سوا خدا بنا لیا ۱۰ اور مسیح ابن مریم کو ۱۰ ج

وَمَا أُمْرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا إِلَهًا وَاحِدًا ۱۰ ج لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ سُبْحٰنَهُ عَمَّا

اور انھیں حکم نہ تھا کہ مگر یہ کہ ایک اللہ کو پوجیں اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں اسے پاکی ہے

يُشْرِكُونَ ۳۱ ۱۰ يُرِيدُونَ أَن يُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَيَأْبَى اللَّهُ

ان کے شرک سے چاہتے ہیں کہ اللہ کا نور لٹکے اپنے منہ سے بجھادیں اور اللہ نہ مانے گا

إِلَّا أَن يُتِمَّ نُورَهُ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ۳۲ ۱۰ هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ

مگر اپنے نور کا پورا کرنا لٹکے (اگرچہ) برا مانیں کافر وہی ہے جس نے اپنا رسول لٹکے

بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ ۱۰ لَوْ كَرِهَ

ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے لٹکے پڑے برا مانیں

۱۰ معادہ اہل کتاب سے جو خراج لیا جاتا ہے اس کا نام جزیہ ہے۔ مسائل: یہ جزیہ نقد لیا جاتا ہے اس میں ادھار نہیں۔ مسئلہ: جزیہ دینے والے کو خود حاضر ہو کر دینا

چاہئے۔ مسئلہ: پیادہ پا (پیدل بغیر سواری کے) لے کر حاضر ہو، کھڑے ہو کر پیش کرے۔ مسئلہ: قبول جزیہ میں ٹرک و ہندو وغیرہ اہل کتاب کے ساتھ ملحق ہیں سوا

مشرکین عرب کے کہ ان سے جزیہ قبول نہیں۔ مسئلہ: اسلام لانے سے جزیہ ساقط ہو جاتا ہے۔ حکمت جزیہ مقرر کرنے کی یہ ہے کہ کفار کو مہلت دی جائے تاکہ وہ

اسلام کے محاسن اور دلائل کی قوت دیکھیں اور کتب قدیمہ میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر اور حضور کی نعت و صفت دیکھ کر مشرف بہ اسلام ہونے کا موقع پائیں۔

۱۰ اہل کتاب کی بے دینی کا جو اوپر ذکر فرمایا گیا یہ اس کی تفصیل ہے کہ وہ اللہ کی جناب میں ایسے فاسد اعتقاد رکھتے ہیں اور مخلوق کو اللہ کا بیٹا بنا کر پوجتے ہیں۔

شان نزول: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہودی ایک جماعت آئی وہ لوگ کہنے لگے کہ ہم آپ کا کس طرح اتباع کریں آپ نے ہمارا قبلہ چھوڑ دیا

اور آپ حضرت عزیر کو خدا کا بیٹا نہیں سمجھتے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ۱۰ جن پر نہ کوئی دلیل نہ برہان اور پھر اپنے جہل سے اس باطل صریح کے معتقد بھی ہیں۔ ۱۰

اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر چھتیں قائم ہونے اور دلیل واضح ہونے کے باوجود اس کفر میں مبتلا ہوتے ہیں۔ ۱۰ حکم الہی کو چھوڑ کر ان کے حکم کے پابند ہوئے۔ ۱۰

۱۰ انہیں بھی خدا بنایا اور ان کی نسبت یہ اعتقاد باطل کیا کہ وہ خدا یا خدا کے بیٹے ہیں یا خدا نے ان میں حلول کیا ہے۔ ۱۰ ان کی کتابوں میں نہ ان کے انبیاء کی طرف

سے۔ ۱۰ یعنی دین اسلام یا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے دلائل۔ ۱۰ اور اپنے دین کو غلبہ دینا۔ ۱۰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ۱۰ اور اس کی

المُشْرِكُونَ ﴿۳۳﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ كَثِيرًا مِّنَ الْأَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ

مشرک اے ایمان والو بے شک بہت پادری اور جوگی

لَيَاكُلُونَ أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ ۗ وَ

لوگوں کا مال ناحق کھا جاتے ہیں وہ اور اللہ کی راہ سے فکے روکتے ہیں اور

الَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا ينفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۗ لَا

وہ کہ جوڑ کر رکھتے ہیں سونا اور چاندی اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے فکے

فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿۳۴﴾ يَوْمَ يُحْصَىٰ عَلَيْهِمَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَمَتَكْوَىٰ بِهَا

انہیں خوش خبری سناؤ دردناک عذاب کی جس دن وہ تپایا جائے گا جہنم کی آگ میں فکے پھر اس سے دائیں گے

جِبَاهَهُمْ وَجَنُوبَهُمْ وَظُهُورَهُمْ ۗ هَذَا مَا كُنْتُمْ لَا تَفْهَمُونَ فَذُوقُوا

ان کی پیشانیاں اور کرٹیں اور پیٹھیں فکے یہ ہے وہ جو تم نے اپنے لئے جوڑ کر رکھا تھا اب چکھو مزا

مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُونَ ﴿۳۵﴾ إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِنْدَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا

اس جوڑنے کا بے شک مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک بارہ مہینے ہیں فکے

فِي كِتَابِ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرْمٌ ۗ

اللہ کی کتاب میں فکے جب سے اس نے آسمان وزمین بنائے ان میں سے چار حرمت والے ہیں فکے

حجّت قوی کرے اور دوسرے دینوں کو اس سے منسوخ کرے۔ چنانچہ الحمد للہ ایسا ہی ہوا۔ ضحاک کا قول ہے کہ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے وقت ظاہر

ہوگا جبکہ کوئی دین والا ایسا نہ ہوگا جو اسلام میں داخل نہ ہو جائے۔ حضرت ابو ہریرہ کی حدیث میں ہے: سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے

زمانہ میں اسلام کے سوا ہر ملت ہلاک ہو جائے گی۔ فکے اس طرح کہ دین کے احکام بدل کر لوگوں سے رشوتیں لیتے ہیں اور اپنی کتابوں میں طبع زر (دنیوی مال کی

لاج) کے لئے تحریف و تبدیل کرتے ہیں اور کتب سابقہ کی جن آیات میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت و صفات مذکور ہے مال حاصل کرنے کیلئے ان میں فاسد تاویلیں

اور تحریفیں کرتے ہیں۔ فکے اسلام سے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے سے فکے بخل کرتے ہیں اور مال کے حقوق ادا نہیں کرتے زکوٰۃ نہیں دیتے۔ شان

نزول: سدی کا قول ہے کہ یہ آیت مانعین زکوٰۃ کے حق میں نازل ہوئی جبکہ اللہ تعالیٰ نے احبار اور رہبان (یہودی و عیسائی علماء) کی حرص مال کا ذکر فرمایا تو مسلمانوں کو مال

جمع کرنے اور اس کے حقوق ادا نہ کرنے سے حذّر (خوف) دلایا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جس مال کی زکوٰۃ دی گئی وہ ”کنز“ نہیں خواہ وہ فینہ ہی ہو

اور جس کی زکوٰۃ نہ دی گئی وہ ”کنز“ ہے، جس کا ذکر قرآن میں ہوا کہ اس کے مالک کو اس سے داغ دیا جائے گا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اصحاب نے عرض کیا کہ

سونے چاندی کا تو یہ حال معلوم ہوا تو پھر کون سا مال بہتر ہے جس کو جمع کیا جائے؟ فرمایا: ذکر کرنے والی زبان اور شکر کرنے والا دل اور نیک بی بی جو ایماندار کی اس کے

ایمان پر مدد کرے یعنی پرہیزگار ہو کہ اس کی صحبت سے طاعت و عبادت کا شوق بڑھے۔ (رواہ الترمذی) مسئلہ: مال کا جمع کرنا مباح ہے مذموم نہیں جبکہ اس کے حقوق ادا کئے

جائیں۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف اور حضرت طلحہ وغیرہ اصحابِ مہاجر تھے اور جو اصحاب کہ جمع مال سے نفرت رکھتے تھے وہ ان پر اعتراض نہ کرتے تھے۔ فکے اور

شدت حرارت سے سفید ہو جائے گا۔ فکے جسم کے تمام اطراف و جوانب اور کہا جائے گا: فکے یہاں یہ بیان فرمایا گیا کہ احکام شرع کی بنا قمری مہینوں پر ہے

جن کا حساب چاند سے ہے۔ فکے یہاں اللہ کی کتاب سے یا لوح محفوظ مراد ہے یا قرآن یا وہ حکم جو اس نے اپنے بندوں پر لازم کیا۔ فکے تین متصل ذوالقعدہ و



ذَلِكَ الدِّينِ الْقَيِّمِ ۗ فَلَا تَزِلُّوا فِيهِنَّ أَنْفُسَكُمْ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ

یہ سیدھا دین ہے تو ان مہینوں میں سے اپنی جان پر ظلم نہ کرو اور مشرکوں سے ہر وقت

كَافَّةً كَمَا يُقَاتِلُونَكُمْ كَافَّةً ۖ وَأَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ ﴿۳۶﴾ إِنَّمَا

لڑو جیسا وہ تم سے ہر وقت لڑتے ہیں اور جان لو کہ اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے اور ان کا

النَّسِيءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ يُضِلُّ بِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا وَإِجْلُونَهُ عَمَّا وَ

مہینے پیچھے ہٹانا نہیں مگر اور کفر میں بڑھاتا ہے اس سے کافر بہکائے جاتے ہیں ایک برس اسے حلال ٹھہراتے ہیں اور

يُحَرِّمُونَهُ عَمَّا لِيَّوْا طُوعًا وَعَدَاةً مَّا حَرَّمَ اللَّهُ فَيُحِلُّوْا مَّا حَرَّمَ اللَّهُ ۗ ط

دوسرے برس اسے حرام مانتے ہیں کہ اس گنتی کے برابر ہو جائیں جو اللہ نے حرام فرمائی ہے اور اللہ کے حرام کئے ہوئے حلال کر لیں

زِينَ لَهُمْ سُوءُ أَعْمَالِهِمْ ۗ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ﴿۳۷﴾ يَا أَيُّهَا

ان کے برے کام ان کی آنکھوں میں بھلے لگتے ہیں اور اللہ کافروں کو راہ نہیں دیتا اے

الَّذِينَ آمَنُوا مَالَكُمْ إِذَا قِيلَ لَكُمْ أَنْفِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَثَقَلْتُمْ

ایمان والو تمہیں کیا ہوا جب تم سے کہا جائے کہ راہ خدا میں کوچ کرو تو بوجھ کے مارے

إِلَى الْأَرْضِ ۗ أَرْضَيْتُمْ بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا مِنَ الْآخِرَةِ فَمَا مَتَاعٌ

زمین پر بیٹھ جاتے ہو اور کیا تم نے دنیا کی زندگی آخرت کے بدلے پسند کر لی اور جیتی دنیا (دنیا کی زندگی)

ذوالحجہ، محرم اور ایک جُدا رجب۔ عرب لوگ زمانہ جاہلیت میں بھی ان مہینوں کی تعظیم کرتے تھے اور ان میں قتال حرام جانتے تھے، اسلام میں ان مہینوں کی حرمت و

عظمت اور زیادہ کی گئی۔ ۳۶ گناہ و نافرمانی سے۔ ۳۷ ان کی نصرت و مدد فرمائے گا۔ ۳۸ نسبی لغت میں وقت کے مؤخر کرنے کو کہتے ہیں اور یہاں شہر حرام

کی حرمت کا دوسرے مہینے کی طرف ہٹا دینا مراد ہے۔ زمانہ جاہلیت میں عرب اشہر حرم (یعنی ذوالقعدہ و ذی الحجہ، محرم، رجب) کی حرمت و عظمت کے معتقد تھے تو

جب کبھی لڑائی کے زمانے میں یہ حرمت والے مہینے آجاتے تو ان کو بہت شاق گزرتے اس لئے انہوں نے یہ کیا کہ ایک مہینے کی حرمت دوسرے کی طرف ہٹانے لگے

محرم کی حرمت صفر کی طرف ہٹا کر محرم میں جنگ جاری رکھتے اور بجائے اس کے صفر کو ماہ حرام بنا لیتے اور جب اس سے بھی تحریم ہٹانے کی حاجت سمجھتے تو اس میں بھی

جنگ حلال کر لیتے اور ربیع الاول کو ماہ حرام قرار دیتے، اس طرح تحریم سال کے تمام مہینوں میں گھومتی اور ان کے اس طرز عمل سے ماہ ہائے حرام کی تخصیص ہی باقی نہ

رہی اسی طرح حج کو مختلف مہینوں میں گھماتے پھرتے تھے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں اعلان فرمایا کہ نسبی کے مہینے گئے گزرے ہوئے اب

مہینوں کے اوقات کی وضع الہی کے مطابق حفاظت کی جائے اور کوئی مہینہ اپنی جگہ سے نہ ہٹایا جائے اور اس آیت میں نسبی کے ممنوع قرار دیا گیا اور کفر پر کفر کی

زیادتی بتایا گیا کیونکہ اس میں ماہ ہائے حرام میں تحریم قتال کو حلال جاننا اور خدا کے حرام کئے ہوئے کو حلال کر لینا پایا جاتا ہے۔ ۳۸ یعنی ماہ حرام کو یا اس ہٹانے کو۔

۳۹ یعنی ماہ حرام چارہری رہیں اس کی تو پابندی کرتے ہیں اور ان کی تخصیص تو ذکر حکم الہی کی مخالفت، جو مہینہ حرام تھا اسے حلال کر لیا اس کی جگہ دوسرے کو حرام قرار

دیا۔ ۴۰ اور سفر سے گھبراتے ہو۔ شان نزول: یہ آیت غزوہ تبوک کی ترغیب میں نازل ہوئی۔ تبوک ایک مقام ہے اطراف شام میں مدینہ طیبہ سے چودہ منزل

فاصلہ پر۔ رجب ۹ ہجری میں طائف سے واپسی کے بعد سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی کہ عرب کے نصرانیوں کی تحریک سے ہرقل شاہ روم نے رومیوں

اور شامیوں کی فوج گراں (کثیر فوج) جمع کی ہے اور وہ مسلمانوں پر حملہ کا ارادہ رکھتا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو جہاد کا حکم دیا۔ یہ زمانہ نہایت تنگی

الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا قَلِيلٌ ﴿٣٨﴾ إِلَّا تَتَفَرُّوْا وَيُعَذِّبُكُمْ عَذَابًا

کا اسباب آخرت کے سامنے نہیں مگر تھوڑا سا اگر نہ کوچ کرو گے تو وہ تمہیں سخت

الْيَسَاءِ وَيَسْتَبْدِلُ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَتَّصِرُوهُمْ وَلَا تَشْرِكُوا شَيْئًا وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ

سزا دے گا اور تمہاری جگہ اور لوگ لے آئے گا اور تم اس کا کچھ نہ بگاڑ سکو گے اور اللہ سب کچھ

شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٣٩﴾ إِلَّا تَتَّصِرُوهُمْ فَقَدْ نَصَرَهُ اللَّهُ إِذَا خَرَجَهُ الَّذِينَ كَفَرُوا

کر سکتا ہے اگر تم محبوب کی مدد نہ کرو تو بیشک اللہ نے ان کی مدد فرمائی جب کافروں کی شرارت سے انہیں باہر تشریف لے جانا ہوا

ثَانِي اثْنَيْنِ إِذْ هَبَا فِي الْغَايِبِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ

صرف دو جان سے جب وہ دونوں غار میں تھے جب اپنے یار سے وفات فرماتے تھے غم نہ کھا بے شک اللہ

مَعَنَّا فَإَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ وَأَيَّدَهُ بِجُنُودٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ

ہمارے ساتھ ہے تو اللہ نے اس پر اپنا سکینہ (طمینان) اتارا اور ان فوجوں سے اس کی مدد کی جو تم نے نہ دیکھی اور کافروں

فَقُتِلَا فِي الْغَارِ إِذْ هَبَا فِي الْغَايِبِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ

فوجوں سے اس کی مدد کی جو تم نے نہ دیکھی اور کافروں

فَقُتِلَا فِي الْغَارِ إِذْ هَبَا فِي الْغَايِبِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ

فوجوں سے اس کی مدد کی جو تم نے نہ دیکھی اور کافروں

فَقُتِلَا فِي الْغَارِ إِذْ هَبَا فِي الْغَايِبِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ

فوجوں سے اس کی مدد کی جو تم نے نہ دیکھی اور کافروں

فَقُتِلَا فِي الْغَارِ إِذْ هَبَا فِي الْغَايِبِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ

فوجوں سے اس کی مدد کی جو تم نے نہ دیکھی اور کافروں

فَقُتِلَا فِي الْغَارِ إِذْ هَبَا فِي الْغَايِبِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ

فوجوں سے اس کی مدد کی جو تم نے نہ دیکھی اور کافروں

فَقُتِلَا فِي الْغَارِ إِذْ هَبَا فِي الْغَايِبِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ

فوجوں سے اس کی مدد کی جو تم نے نہ دیکھی اور کافروں

فَقُتِلَا فِي الْغَارِ إِذْ هَبَا فِي الْغَايِبِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ

فوجوں سے اس کی مدد کی جو تم نے نہ دیکھی اور کافروں

فَقُتِلَا فِي الْغَارِ إِذْ هَبَا فِي الْغَايِبِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ

فوجوں سے اس کی مدد کی جو تم نے نہ دیکھی اور کافروں

فَقُتِلَا فِي الْغَارِ إِذْ هَبَا فِي الْغَايِبِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ

فوجوں سے اس کی مدد کی جو تم نے نہ دیکھی اور کافروں

فَقُتِلَا فِي الْغَارِ إِذْ هَبَا فِي الْغَايِبِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ

فوجوں سے اس کی مدد کی جو تم نے نہ دیکھی اور کافروں

فَقُتِلَا فِي الْغَارِ إِذْ هَبَا فِي الْغَايِبِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ

فوجوں سے اس کی مدد کی جو تم نے نہ دیکھی اور کافروں

كَلِمَةَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَالسُّفْلَى ط وَكَلِمَةُ اللَّهِ هِيَ الْعُلْيَا ط وَاللَّهُ عَزِيزٌ

کی بات نیچے ڈالی ۹۵ اور اللہ ہی کا بول بالا ہے اور اللہ غالب

حَكِيمٌ ﴿۹۰﴾ اِنْفِرُوا خِفَافًا وَثِقَالًا وَجَاهِدُوا بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ فِي

حکمت والا ہے کوچ کرو ہلکی جان سے چاہے بھاری دل سے ۹۸ اور اللہ کی راہ میں لڑو اپنے

سَبِيلِ اللَّهِ ط ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿۹۱﴾ لَوْ كَانَ عَرَضًا

مال اور جان سے یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر جانو ۹۹ اگر کوئی قریب

قَرِيبًا وَسَفْرًا قَاصِدًا اَلَّا تَتَّبِعُوْكَ وَلَكِنْ بَعْدَتْ عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ ط وَ

مال یا متوسط سفر ہوتا تھا تو ضرور تمہارے ساتھ جاتے تھے مگر ان پر تو مشقت کا راستہ دور پڑ گیا اور

سَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَوِ اسْتَطَعْنَا اَخْرَجْنَا مَعَكُمْ ج وَدَلُّوْكُمْ اَنْفُسَهُمْ وَج

اب اللہ کی قسم کھائیں گے کہ ہم سے بن پڑتا تو ضرور تمہارے ساتھ چلتے ۱۰۰ اپنی جانوں کو ہلاک کرتے ہیں ۱۰۱ اور

اللَّهُ يَعْلَمُ اِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ع ﴿۹۲﴾ عَفَا اللَّهُ عَنْكَ ج لِمَ اَذْنَبْتَ لَهُمْ حَتَّى

اللہ جانتا ہے کہ وہ بے شک ضرور جھوٹے ہیں اللہ تمہیں معاف کرے ۱۰۲ تم نے انہیں کیوں اذن (اجازت) دے دیا جب تک

يَتَّبِعَنَّ لَكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَتَعْلَمُ الْكٰذِبِينَ ﴿۹۳﴾ لَا يَسْتَاذِنُكَ الَّذِينَ

نہ کھلے تھے تم پر سچے اور ظاہر نہ ہوئے تھے جھوٹے وہ جو اللہ اور قیامت

۹۵ دعوت کفر و شرک کو پست فرمایا۔ ۹۸ یعنی خوشی سے یا گرانی سے۔ اور ایک قول یہ ہے کہ قوت کے ساتھ یا ضعف کے ساتھ اور بے سامانی سے یا سر و سامان سے ۹۹ کہ جہاد کا ثواب بیٹھ رہنے سے بہتر ہے تو مسُجِدِی (پوری آمادگی) کے ساتھ تیار ہو اور کابلی نہ کرو۔ ۱۰۱ اور دنیوی نفع کی امید ہوتی اور شدید محنت و مشقت کا اندیشہ نہ ہوتا۔ ۱۰۲ شان نزول: یہ آیت ان منافقین کی شان میں نازل ہوئی جنہوں نے غزوہ تبوک میں جانے سے تَخَلَّف (پیچھے بیٹھ جانا اختیار) کیا تھا۔ ۱۰۳ یہ منافقین۔ اور اس طرح معذرت کریں گے۔ ۱۰۴ منافقین کی اس معذرت سے پہلے خبر دے دینا غیبی خبر اور دلائل نبوت میں سے ہے۔ چنانچہ جیسا فرمایا تھا ویسا ہی پیش آیا اور انہوں نے یہی معذرت کی اور جھوٹی قسمیں کھا لیں۔ ۱۰۵ جھوٹی قسم کھا کر۔ مسئلہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ جھوٹی قسمیں کھانا سبب ہلاکت ہے۔ ۱۰۶ ”عَفَا اللَّهُ عَنْكَ“ سے ابتدائے کلام و افتتاحِ خطاب، مخاطب کی تعظیم و توقیر میں مبالغہ کے لئے ہے اور زبان عرب میں یہ عرف شائع ہے کہ مخاطب کی تعظیم کے موقع پر ایسے کلمے استعمال کئے جاتے ہیں۔ قاضی عیاض رضی اللہ عنہ نے (اپنی کتاب) حِشْفَا میں فرمایا: جس کسی نے اس سوال کو عتاب قرار دیا اس نے غلطی کی کیونکہ غزوہ تبوک میں حاضر نہ ہونے اور گھر رہ جانے کی اجازت مانگنے والوں کو اجازت دینا نہ دینا دونوں حضرت کے اختیار میں تھے اور آپ اس میں مختار تھے۔ چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا: ”فَأَذِنُ لِمَنْ شِئْتُ مِنْهُمْ“ آپ ان میں سے جسے چاہیں اجازت دیجئے تو ”لَمْ اَذْنَبْتَ لَهُمْ“ فرمانا عتاب کے لئے نہیں ہے بلکہ یہ اظہار ہے کہ اگر آپ انہیں اجازت نہ دیتے تو بھی وہ جہاد میں جانے والے نہ تھے اور ”عَفَا اللَّهُ عَنْكَ“ کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ تمہیں معاف کرے گناہ سے تو تمہیں واسطہ ہی نہیں، اس میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال تکریم و توقیر اور تسکین و تسلی ہے کہ قلب مبارک پر ”لَمْ اَذْنَبْتَ لَهُمْ“ فرمانے سے کوئی بار نہ ہو۔



يَوْمُنَ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يُجَاهِدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ وَ

پر ایمان رکھتے ہیں تم سے چھٹی نہ مانگیں گے اس سے کہ اپنے مال اور جان سے جہاد کریں اور

اللهُ عَلَيْهِمُ بِالْمُتَّقِينَ ﴿۳۳﴾ إِنَّمَا يَسْتَأْذِنُكَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللهِ

اللہ خوب جانتا ہے پرہیزگاروں کو تم سے یہ چھٹی وہی مانگتے ہیں جو اللہ

وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَأُتَابَتْ قُلُوبُهُمْ فَمِنْ فِي رَأْيِهِمْ يَتَرَدَّدُونَ ﴿۳۵﴾ وَلَوْ

اور قیامت پر ایمان نہیں رکھتے فلاں اور ان کے دل شک میں پڑے ہیں تو وہ اپنے شک میں ڈانواں ڈول ہیں فلاں انہیں

أَسْرَادُ وَالْخُرُوجِ لَا عُدُوَالَهُ عُدَّةٌ وَلَكِنْ كَرِهَ اللهُ انْبِعَاثَهُمْ فَثَبَّطَهُمْ

نکلنا منظور ہوتا فلاں تو اس کا سامان کرتے مگر خدا ہی کو ان کا اٹھنا ناپسند ہوا تو ان میں کاہلی بھری

وَقَيْلٍ أَقْعَدُوا مَعَ الْقُعْدِيْنَ ﴿۳۶﴾ لَوْ خَرَجُوا فِيكُمْ مَا زَادُوكُمْ إِلَّا خَبَالًا

اور فلاں فرمایا گیا کہ بیٹھ رہو بیٹھ رہنے والوں کے ساتھ فلاں اگر وہ تم میں نکلتے تو ان سے سوا نقصان کے تمہیں کچھ نہ بڑھتا

وَلَا أَوْضَعُوا خِلَالَكُمْ يَبْغُونَكُمُ الْفِتْنَةَ وَفِيكُمْ سَعُونٌ لَهُمْ وَاللهُ

اور تم میں فتنہ ڈالنے کو تمہارے بیچ میں غرائب دوڑاتے (فساد پھیلاتے) فلاں اور تم میں ان کے جاسوس موجود ہیں فلاں اور اللہ

عَلَيْهِمُ بِالظَّالِمِيْنَ ﴿۳۷﴾ لَقَدْ ابْتِغُوا الْفِتْنَةَ مِنْ قَبْلُ وَقَلَّبُوا لَكَ الْأُمُورَ

خوب جانتا ہے ظالموں کو بے شک انھوں نے پہلے ہی فتنہ چاہا تھا فلاں اور اے محبوب تمہارے لئے تدبیریں الٹی پٹیں فلاں

حَتَّى جَاءَ الْحَقُّ وَظَهَرَ أَمْرُ اللهِ وَهُمْ كُرْهُونَ ﴿۳۸﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَقُولُ

یہاں تک کہ حق آیا فلاں اور اللہ کا حکم ظاہر ہوا فلاں اور انہیں ناگوار تھا اور ان میں کوئی تم سے یوں عرض کرتا ہے

إِذْنِي وَلَا تَقْتَبِي ط إِلَّا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوا وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَبِحِيطَةٌ

کہ مجھے رخصت دیجئے اور فتنہ میں نہ ڈالنے فلاں سن لو وہ فتنہ ہی میں پڑے فلاں اور بے شک جہنم گھیرے ہوئے ہے

فلاں یعنی منافقین فلاں نہ ادھر کے ہوئے نہ ادھر کے ہوئے نہ کفار کے ساتھ رہ سکے نہ مؤمنین کا ساتھ دے سکے۔ فلاں اور جہاد کا ارادہ رکھتے۔ فلاں ان کے

اجازت چاہنے پر فلاں بیٹھ رہنے والوں سے عورتیں بچے بیمار اور اپانچ لوگ مراد ہیں۔ فلاں اور جھوٹی جھوٹی باتیں بنا کر فساد انگیزیاں کرتے۔ فلاں جو تمہاری

باتیں ان تک پہنچائیں۔ فلاں اور وہ آپ کے اصحاب کو دین سے روکنے کی کوشش کرتے جیسا کہ عبد اللہ بن ابی بن سلول منافق نے روز احد کیا کہ مسلمانوں کو اغوا

کرنے کے لئے اپنی جماعت لے کر واپس ہوا۔ فلاں اور انہوں نے تمہارا کام بگاڑنے اور دین میں فساد ڈالنے کے لئے بہت کمر و حیلے کیے۔ فلاں یعنی اللہ تعالیٰ

کی طرف سے تائید و نصرت۔ فلاں اور اس کا دین غالب ہوا۔ فلاں شان نزول: یہ آیت جد بن قیس منافق کے حق میں نازل ہوئی جب نبی کریم صلی اللہ علیہ

وسلم نے غزوہ تبوک کے لئے تیاری فرمائی تو جد بن قیس نے کہا: یا رسول اللہ! میری قوم جاتی ہے کہ میں عورتوں کا بڑا شہدائی ہوں مجھے اندیشہ ہے کہ میں رومی

عورتوں کو دیکھوں گا تو مجھ سے صبر نہ ہو سکے گا اس لئے آپ مجھے یہیں ٹھہر جانے کی اجازت دیجئے اور ان عورتوں کے فتنہ میں نہ ڈالنے میں آپ کی اپنے مال سے مدد

بِالْكَافِرِينَ ۴۹) إِنْ تُصِبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ وَإِنْ تُصِبْكَ مُصِيبَةٌ

کافروں کو اگر تمہیں بھلائی پہنچے ۱۱۹ تو انہیں برا لگے اور اگر تمہیں کوئی مصیبت پہنچے ۱۲۰

يَقُولُوا قَدْ أَخَذْنَا أَمْرًا مِنْ قَبْلُ وَيَتَوَلَّوْا وَهُمْ فَرِحُونَ ۵۰) قُلْ

تو کہیں ۱۲۱ ہم نے اپنا کام پہلے ہی ٹھیک کر لیا تھا اور خوشیاں مناتے پھر جائیں تم فرماؤ

لَنْ يُصِيبَنَا إِلَّا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَنَا هُوَ مَوْلَانَا وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ

ہمیں نہ پہنچے گا مگر جو اللہ نے ہمارے لئے لکھ دیا وہ ہمارا مولیٰ ہے اور مسلمانوں کو اللہ ہی

الْمُؤْمِنُونَ ۵۱) قُلْ هَلْ تَرَبَّصُونَ بِنَا إِلَّا إِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ وَ

پر بھروسہ چاہیے تم فرماؤ تم ہم پر کس چیز کا انتظار کرتے ہو مگر دو خوبیوں میں سے ایک کا ۱۲۲ اور

نَحْنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمْ أَنْ يُصِيبَكُمْ اللَّهُ بِعَذَابٍ مِنْ عِنْدِنَا أَوْ بِأَيْدِينَا

ہم تم پر اس انتظار میں ہیں کہ اللہ تم پر عذاب ڈالے اپنے پاس سے ۱۲۳ یا ہمارے ہاتھوں ۱۲۴

فَتَرَبَّصُوا إِنَّا مَعَكُمْ مُتَرَبِّصُونَ ۵۲) قُلْ أَنْفِقُوا طَوْعًا أَوْ كَرْهًا لَنْ

تو اب راہ دیکھو (انتظار کرو) ہم بھی تمہارے ساتھ راہ دیکھ رہے ہیں ۱۲۵ تم فرماؤ کہ دل سے خرچ کرو یا ناگواری سے تم سے ہرگز

يُتَقَبَّلَ مِنْكُمْ ۵۳) إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۵۴) وَمَا مَنَعَهُمْ أَنْ تُقْبَلَ

قبول نہ ہوگا ۱۲۶ بے شک تم بے حکم (نافرمان) لوگ ہو اور وہ جو خرچ کرتے ہیں

مِنْهُمْ نَفَقْتُهُمْ إِلَّا أَنْهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَلَا يَأْتُونَ الصَّلَاةَ

اس کا قبول ہونا بند نہ ہوا مگر اسی لئے کہ وہ اللہ و رسول سے منکر ہوئے اور نماز کو نہیں آتے

کروں گا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ اس کا حیلہ تھا اور اس میں سوائے نفاق کے اور کوئی علت نہ تھی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

اس کی طرف سے منہ پھیر لیا اور اسے اجازت دے دی، اس کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔ ۱۱۸ کیونکہ جہاد سے رک رہنا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے

حکم کی مخالفت کرنا بہت بڑا فتنہ ہے۔ ۱۱۹ اور تم دشمن پر فتیاب ہو اور غنیمت تمہارے ہاتھ آئے۔ ۱۲۰ اور کسی طرح کی شدت پیش آئے۔ ۱۲۱ منافقین کہ چالاکی

سے جہاد میں نہ جا کر۔ ۱۲۲ یا توفیق و غنیمت ملے گی یا شہادت و مغفرت۔ کیونکہ مسلمان جب جہاد میں جاتا ہے تو وہ اگر غالب ہو جب توفیق و غنیمت اور اگر عظیم پاتا

ہے اور اگر راہ خدا میں مارا جائے تو اس کو شہادت حاصل ہوتی ہے جو اس کی اعلیٰ مراد ہے۔ ۱۲۳ اور تمہیں عاد و ثمود وغیرہ کی طرح ہلاک کرے۔ ۱۲۴ تم کو قتل و

اسیری کے عذاب میں گرفتار کرے۔ ۱۲۵ کہ تمہارا کیا انجام ہوتا ہے۔ ۱۲۶ شان نزول: یہ آیت حد بن قیس منافق کے جواب میں نازل ہوئی جس نے جہاد میں

نہ جانے کی اجازت طلب کرنے کے ساتھ یہ کہا تھا کہ میں اپنے مال سے مدد کروں گا۔ اس پر حضرت حق تبارک و تعالیٰ نے اپنے حبیب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم

سے فرمایا (اے محبوب آپ فرمادیجئے) کہ تم خوشی سے دو یا ناخوشی سے تمہارا مال قبول نہ کیا جائے گا یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کو نہ لیں گے کیونکہ یہ دینا

اللہ کے لئے نہیں ہے۔

إِلَّا وَهُمْ كَسَالَىٰ وَلَا يَتَفَقُونَ إِلَّا وَهُمْ كِرْهُونَ ﴿۵۴﴾ فَلَا تَعْجَبْكَ أَمْوَالُهُمْ

مگر جی ہارے (سستی کی حالت میں) اور خرچ نہیں کرتے مگر ناگواری سے ۱۲۱؎ تو تمہیں ان کے مال اور ان کی

وَأَوْلَادُهُمْ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَ

اولاد کا تعجب نہ آئے اللہ یہی چاہتا ہے کہ دنیا کی زندگی میں ان چیزوں سے ان پر وبال ڈالے اور

تَرَهُنَّ أَنفُسَهُمْ وَهُمْ كِفْرُونَ ﴿۵۵﴾ وَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ إِنَّهُمْ لَمِنكُمْ وَ

کفر ہی پر ان کا دم نکل جائے ۱۲۲؎ اور اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں ۱۲۹؎ کہ وہ تم میں سے ہیں ۱۳۱؎ اور

مَا هُمْ مِّنكُمْ وَلَكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَّفْرُقُونَ ﴿۵۶﴾ لَوْ يَجِدُونَ مَلْجَأًا أَوْ مَعْرَاتٍ

تم میں سے ہیں نہیں ۱۳۱؎ ہاں وہ لوگ ڈرتے ہیں ۱۳۲؎ اگر پائیں کوئی پناہ یا غار

أَوْ مَدْخَلًا لَّوَلَّوْا إِلَيْهِ وَهُمْ يَجْحَدُونَ ﴿۵۷﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَلْمِزُكَ فِي

یا سا جانے کی جگہ تو رسیاں تڑاتے (پوری کوشش کرتے) ادھر پھر جائیں گے ۱۳۳؎ اور ان میں کوئی وہ ہے کہ صدقے بانٹنے

الصَّدَقَاتِ فَإِنْ أُعْطُوا مِنْهَا رَضُوا وَإِن لَّمْ يُعْطُوا مِنْهَا إِذَا هُمْ

میں تم پر طعن کرتا ہے ۱۳۴؎ تو اگر ان ۱۳۵؎ میں سے کچھ ملے تو راضی ہو جائیں اور نہ ملے تو جھپی

يَسْخَطُونَ ﴿۵۸﴾ وَلَوْ أَنَّهُمْ رَضُوا مَا آتَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَقَالُوا حَسْبُنَا

وہ ناراض ہیں اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ اس پر راضی ہوتے جو اللہ و رسول نے ان کو دیا اور کہتے ہمیں اللہ

اللَّهُ سَيُؤْتِينَا اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَرَسُولُهُ إِنَّا إِلَى اللَّهِ رَاغِبُونَ ﴿۵۹﴾ إِنَّمَا

کافی ہے اب دیتا ہے ہمیں اللہ اپنے فضل سے اور اللہ کا رسول ہمیں اللہ ہی کی طرف رغبت ہے ۱۳۶؎ زکوٰۃ

۱۲۶؎ کیونکہ انہیں رضائے الہی مقصود نہیں۔ ۱۲۸؎ تو وہ مال ان کے حق میں سب راحت نہ ہوا بلکہ وبال ہوا۔ ۱۲۹؎ منافقین اس پر ۱۳۰؎ یعنی تمہارے دین و ملت پر

ہیں، مسلمان ہیں۔ ۱۳۱؎ تمہیں دھوکا دیتے اور جھوٹ بولتے ہیں۔ ۱۳۲؎ کہ اگر ان کا نفاق ظاہر ہو جائے تو مسلمان ان کے ساتھ وہی معاملہ کریں گے جو مشرکین

کے ساتھ کرتے ہیں اس لئے وہ براہِ تقیہ اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتے ہیں۔ ۱۳۳؎ کیونکہ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں سے انتہا درجے کا

بغض ہے۔ ۱۳۴؎ شانِ نزول: یہ آیت ذوالخونینصرہ تمیمی کے حق میں نازل ہوئی اس شخص کا نام حرقوص بن زہیر ہے اور یہی خوارج کی اصل و بنیاد ہے۔

بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مالِ غنیمت تقسیم فرما رہے تو ذوالخونینصرہ نے کہا: یا رسول اللہ! عدل کیجئے۔ حضور نے فرمایا: تجھے

خرابی ہو میں نہ عدل کروں گا تو عدل کون کرے گا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: مجھے اجازت دیجئے کہ اس منافق کی گردن مار دوں۔ حضور نے فرمایا کہ

اسے چھوڑ دو، اس کے اور بھی ہمراہی ہیں کہ تم ان کی نمازوں کے سامنے اپنی نمازوں کو اور ان کے روزوں کے سامنے اپنے روزوں کو حقیر دیکھو گے وہ قرآن پڑھیں

گے اور ان کے گلوں سے نہ اتارے گا وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے۔ ۱۳۵؎ صدقات۔ ۱۳۶؎ کہ ہم پر اپنا فضل وسیع کرے اور ہمیں خلق کے

اموال سے غنی اور بے نیاز کر دے۔



الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالسَّكِينِ وَالْعِيلِينَ عَلَيْهَا وَالْمَوْفِقَةُ قُلُوبُهُمْ

تو انہیں لوگوں کے لئے ہے ۱۳۱ محتاج اور نرے نادار اور جو اسے تحصیل (وصول) کر کے لائیں اور جن کے دلوں کو اسلام سے الفت دی جائے

وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَرْمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ ط فَرِيضَةٌ مِّن

اور گردنیں چھوڑنے میں اور قرضداروں کو اور اللہ کی راہ میں اور مسافر کو یہ ٹھہرایا ہوا ہے

اللَّهُ ط وَاللَّهُ عَلَيْهِمْ حَكِيمٌ ۲۰ وَمِنَهُمُ الَّذِينَ يُؤْذُونَ النَّبِيَّ وَيَقُولُونَ

اللہ کا اور اللہ علم و حکمت والا ہے اور ان میں کوئی وہ ہیں کہ ان غیب کی خبریں دینے والے (نبی) کو ستاتے ہیں ۱۳۲ اور کہتے ہیں

هُوَ أَذُنٌ ط قُلْ أُذُنٌ خَيْرٌ لَّكُمْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِينَ وَ

وہ تو کان ہیں تم فرماؤ تمہارے بھلے کے لئے کان ہیں اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور مسلمانوں کی بات پر یقین کرتے ہیں ۱۳۳ اور

رَاحَةً لِّلَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ ط وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ رَسُولَ اللَّهِ لَهُمْ

جو تم میں مسلمان ہیں ان کے واسطے رحمت ہیں اور وہ جو رسول اللہ کو ایذا دیتے ہیں ان کے لئے

عَذَابٌ أَلِيمٌ ۲۱ يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَكُمْ لِيُرْضُوكُمْ وَاللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَقُّ

دردناک عذاب ہے تمہارے سامنے اللہ کی قسم کھاتے ہیں ۱۳۴ کہ تمہیں راضی کر لیں ۱۳۵ اور اللہ ورسول کا حق زائد تھا

۱۳۶ جب منافقین نے تقسیم صدقات میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر طعن کیا تو اللہ عزوجل نے اس آیت میں بیان فرمادیا کہ صدقات کے مستحق صرف یہی آٹھ

قسم کے لوگ ہیں انہیں پر صدقات صرف کئے جائیں گے ان کے سوا اور کوئی مستحق نہیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اموال صدقہ سے کوئی واسطہ ہی نہیں آپ

پر اور آپ کی اولاد پر صدقات حرام ہیں تو طعن کرنے والوں کو اعتراض کا کیا موقع؟ صدقہ سے اس آیت میں زکوٰۃ مراد ہے۔ مسئلہ: زکوٰۃ کے مستحق آٹھ قسم کے لوگ

فرار دینے گئے ہیں ان میں سے مؤلفیۃ القلوب باجماع صحابہ سابقہ ہو گئے کیونکہ جب اللہ تبارک و تعالیٰ نے اسلام کو غلبہ دیا تو اب اس کی حاجت نہ رہی یہ اجماع

زمانہ صدیق میں منعقد ہوا۔ مسئلہ: فقیر وہ ہے جس کے پاس ادنیٰ چیز ہو اور جب تک اس کے پاس ایک وقت کے لئے کچھ ہو اس کو سوال حلال نہیں۔ مسکین وہ ہے

جس کے پاس کچھ نہ ہو وہ سوال کر سکتا ہے۔ عالمین وہ لوگ ہیں جن کو امام نے صدقہ تحصیل کرنے پر مقرر کیا ہو، انہیں امام اتادے جو ان کے متعلقین

کے لئے کافی ہو۔ مسئلہ: اگر عامل غنی ہو تو بھی اس کو لینا جائز ہے۔ مسئلہ: عامل سید یا شہی ہو تو وہ زکوٰۃ میں سے نہ لے۔ گردنیں چھڑانے سے مراد یہ ہے کہ جن

غلاموں کو ان کے مالکوں نے مکاتب کر دیا ہو اور ایک مقدر مال کی مقرر کردی ہو کہ اس قدر وہ ادا کر دیں تو آزاد ہیں وہ بھی مستحق ہیں ان کو آزاد کرانے کے لئے مال

زکوٰۃ دیا جائے۔ قرضدار جو بغیر کسی گناہ کے بتلائے قرض ہوئے ہوں اور اتنا مال نہ رکھتے ہوں جس سے قرض ادا کریں انہیں ادائے قرض میں مال زکوٰۃ سے مدد دی

جائے۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے بے سامان مجاہدین اور نادار حاجیوں پر صرف کرنا مراد ہے۔ ابن سبیل سے وہ مسافر مراد ہے جس کے پاس مال نہ ہو۔

مسئلہ: زکوٰۃ دینے والے کو یہ بھی جائز ہے کہ وہ ان تمام اقسام کے لوگوں کو زکوٰۃ دے اور یہ بھی جائز ہے کہ ان میں سے کسی ایک ہی قسم کو دے۔ مسئلہ: زکوٰۃ انہیں

لوگوں کے ساتھ خاص کی گئی تو ان کے علاوہ اور دوسرے مصرف میں خرچ نہ کی جائے گی نہ مسجد کی تعمیر میں نہ مردے کے کفن میں نہ اس کے قرض کی ادا میں۔ مسئلہ:

زکوٰۃ بنی ہاشم اور بنی اور ان کے غلاموں کو نہ دی جائے اور نہ آدمی اپنی بی بی اور اولاد اور غلاموں کو دے۔ (تفسیر احمدی و مدارک) ۱۳۷ یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو۔

شان نزول: منافقین اپنے جلسوں میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ناشائستہ باتیں بکا کرتے تھے، ان میں سے بعضوں نے کہا کہ اگر حضور کو خبر ہوگی تو

ہمارے حق میں اچھا نہ ہوگا۔ مجلس بن سؤید مناقب نے کہا: ہم جو چاہیں کہیں، حضور کے سامنے مکر جائیں گے اور قسم کھالیں گے وہ تو کان ہیں ان سے جو کہہ

دیا جائے سن کر مان لیتے ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور یہ فرمایا کہ اگر وہ سننے والے بھی ہیں تو خیر اور صلاح کے سننے اور ماننے والے ہیں شر اور

فساد کے نہیں۔ ۱۳۹ منافقوں کی بات پر۔ ۱۴۰ منافقین اس لئے۔ ۱۴۱ شان نزول: منافقین اپنی جلسوں میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر طعن کیا کرتے

أَنْ يُرْضَوْهُ إِنْ كَانُوا مُؤْمِنِينَ ﴿٦٢﴾ أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّهُ مَنْ يُحَادِدِ اللَّهَ

کہ اسے راضی کرتے اگر ایمان رکھتے تھے کیا انھیں خبر نہیں کہ جو خلاف کرے اللہ

وَرَسُولَهُ فَإِنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيهَا ۖ ذَلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيمُ ﴿٦٣﴾

اور اس کے رسول کا تو اس کے لئے جہنم کی آگ ہے کہ ہمیشہ اس میں رہے گا یہی بڑی رسوائی ہے

يَحْذَرُ الْمُنَافِقُونَ أَنْ تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُورَةٌ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِي قُلُوبِهِمْ ۗ

منافق ڈرتے ہیں کہ ان ۱۲۲ پر کوئی سورۃ ایسی اترے جو ان ۱۲۳ کے دلوں کی چھپی ۱۲۴ جتادے

قُلْ اسْتَهْزِءُوا إِنَّا لِلَّهِ مُخْرِجٌ مَّا تَحْذَرُونَ ﴿٦٤﴾ وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ

تم فرماؤ ہنسے جاؤ اللہ کو ضرور ظاہر کرنا ہے جس کا تمہیں ڈر ہے اور اے محبوب اگر تم ان سے پوچھو

لَيَقُولَنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ ۗ قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ

تو کہیں گے کہ ہم تو یونہی ہنسی کھیل میں تھے ۱۲۵ تم فرماؤ کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول

كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُونَ ﴿٦٥﴾ لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيْمَانِكُمْ ۗ إِنَّ

سے ہنستے ہو بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے مسلمان ہو کر ۱۲۶ اگر

تَعْفُ عَنْ طَآئِفَةٍ مِّنْكُمْ نَعَذِّبُ طَآئِفَةً بآئِهِمْ كَانُوا مُجْرِمِينَ ﴿٦٦﴾

ہم تم میں سے کسی کو معاف کریں ۱۲۷ تو اوروں کو عذاب دیں گے اس لئے کہ وہ مجرم تھے ۱۲۸

تھے اور مسلمانوں کے پاس آ کر اس سے مکر جاتے تھے اور قسمیں کھا کھا کر اپنی بریت (بے گناہی) ثابت کرتے تھے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور فرمایا گیا کہ

مسلمانوں کو راضی کرنے کے لئے قسمیں کھانے سے زیادہ اہم اللہ اور اس کے رسول کو راضی کرنا تھا اگر ایمان رکھتے تھے تو ایسی حرکتیں کیوں کیں جو خدا اور رسول کی

ناراضی کا سبب ہوں۔ ۱۲۲ مسلمانوں۔ ۱۲۳ منافقوں۔ ۱۲۴ دلوں کی چھپی چیز ان کا نفاق ہے اور وہ بغض و عداوت جو وہ مسلمانوں کے ساتھ رکھتے تھے اور اس

کو چھپایا کرتے تھے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات دیکھنے اور آپ کی نبی خیریں سننے اور ان کو واقف کے مطابق پانے کے بعد منافقوں کو اندیشہ ہو گیا کہ

کہیں اللہ تعالیٰ کوئی ایسی سورت نازل نہ فرمائے جس سے ان کے اسرار ظاہر کر دیئے جائیں اور ان کی رسوائی ہو۔ اس آیت میں اسی کا بیان ہے۔ ۱۲۵ شان نزول:

غزوہ تبوک میں جاتے ہوئے منافقین کے تین نفروں میں سے دو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت تمسخراً کہتے تھے کہ ان کا خیال ہے کہ یہ روم پر غالب

آ جائیں گے کتنا بعید خیال ہے اور ایک نفر بولتا تو نہ تھا مگر ان باتوں کو سنکر ہنستا تھا۔ حضور نے ان کو طلب فرما کر ارشاد فرمایا کہ تم ایسا ایسا کہہ رہے تھے؟ انہوں نے کہا:

ہم راستہ کاٹنے کے لئے ہنسی کھیل کے طور پر دل لگی کی باتیں کر رہے تھے۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور ان کا یہ عذر و حیلہ قبول نہ کیا گیا اور ان کے لئے یہ فرمایا

گیا جو آگے ارشاد ہوتا ہے: ۱۲۶ مسئلہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کفر ہے جس طرح بھی ہو اس میں عذر قبول

نہیں۔ ۱۲۷ اس کے تاثر ہونے اور یہ اخلاص ایمان لانے سے۔ محمد بن اسحاق کا قول ہے کہ اس سے وہی شخص مراد ہے جو ہنستا تھا مگر اس نے اپنی زبان سے کوئی

کلمہ گستاخی نہ کہا تھا جب یہ آیت نازل ہوئی تو وہ تاثر ہوا اور اخلاص کے ساتھ ایمان لایا اور اس نے دعا کی کہ یا رب! مجھے اپنی راہ میں مقتول کر کے ایسی موت دے

کہ کوئی یہ کہنے والا نہ ہو کہ میں نے غسل دیا میں نے کفن دیا میں نے دفن کیا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ وہ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے اور ان کا پتہ ہی نہ چلا۔ ان کا نام یحییٰ بن

حمیرا شعی تھا اور چونکہ انہوں نے حضور کی بدگوئی سے زبان روکی تھی اس لئے انہیں توبہ و ایمان کی توفیق ملی۔ ۱۲۸ اور اپنے جرم پر قائم رہے اور تاثر نہ ہوئے۔

الْمُنْفِقُونَ وَالْمُنْفِقَاتُ بَعْضُهُمْ مِّنْ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمُنْكَرِ وَ

منافق مرد اور منافق عورتیں ایک تھیلی کے چٹے بٹے (ایک جیسے) ہیں ۱۵۹ برائی کا حکم دیں ۱۵۸ اور

يَهْمُونَ عَنِ الْبَعْرُوفِ وَيَقْبِضُونَ أَيْدِيَهُمْ نَسُوا اللَّهَ فَنَسِيَهُمْ ط إِنَّ

بھلائی سے منع کریں ۱۵۸ اور اپنی مٹھی بند رکھیں (خرچ نہ کریں) ۱۵۹ وہ اللہ کو چھوڑ بیٹھے ۱۵۹ تو اللہ نے انہیں چھوڑ دیا ۱۵۸ بے شک

الْمُنْفِقِينَ هُمُ الْفٰسِقُونَ ﴿٦٤﴾ وَعَدَّ اللَّهُ الْمُنْفِقِينَ وَالْمُنْفِقَاتِ وَالْكٰفِرَ

منافق وہی پکے بے حکم (نافرمان) ہیں اللہ نے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور کافروں کو

نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِينَ فِيهَا هِيَ حٰسِبُهُمْ وَلَعَنَهُمُ اللَّهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ

جہنم کی آگ کا وعدہ دیا ہے جس میں ہمیشہ رہیں گے وہ انہیں بس (کافی) ہے اور اللہ کی ان پر لعنت ہے اور ان کے لئے قائم رہنے والا

مُقِيمٌ ﴿٦٥﴾ كَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ كَانُوا أَشَدَّ مِنْكُمْ قُوَّةً وَأَكْثَرَ أَمْوَالًا

عذاب ہے جیسے وہ جو تم سے پہلے تھے تم سے زور میں بڑھ کر تھے اور ان کے مال اور اولاد

وَأَوْلَادًا ط فَاسْتَعْوَابِ خَلْقِهِمْ فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِخَلَاقِكُمْ كَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ

تم سے زیادہ تو وہ اپنا حصہ ۱۵۹ برت (فائدہ اٹھا) گئے تو تم نے اپنا حصہ برتا جیسے

الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ بِخَلَاقِهِمْ وَخُضْتُمْ كَالَّذِي خَاصُوا ط أُولَٰئِكَ حَبِطَتْ

اگلے اپنا حصہ برت گئے اور تم بیہودگی میں پڑے جیسے وہ پڑے تھے ۱۵۸ ان کے عمل

أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخٰسِرُونَ ﴿٦٩﴾ أَلَمْ يَأْتِهِمْ نَبَأُ

اکارت (ضائع) گئے دنیا اور آخرت میں اور وہی لوگ گھائے میں ہیں ۱۵۸ کیا انہیں ۱۵۸ اپنے

الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَوْمِ نُوحٍ وَعَادٍ وَثَوْدٍ وَقَوْمِ إِبْرٰهِيْمَ وَأَصْحٰبِ

سے اگلوں کی خبر نہ آئی ۱۵۹ نوح کی قوم ۱۶۰ اور عاد ۱۶۱ اور ثمود ۱۶۲ اور ابراہیم کی قوم ۱۶۳ اور مدین

۱۶۴ وہ سب نفاق اور اعمال خبیثہ میں یکساں ہیں۔ ان کا حال یہ ہے کہ ۱۶۵ یعنی کفر و معصیت اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کا۔ (خازن) ۱۶۵ یعنی

ایمان و طاعت و تصدیق رسول سے ۱۶۴ راہ خدا میں خرچ کرنے سے ۱۶۳ اور انہوں نے اس کی اطاعت و رضا طلبی نہ کی۔ ۱۶۴ اور ثواب و فضل سے محروم کر دیا۔

۱۶۵ لذت و شہوات دنیویہ کا۔ ۱۶۵ اور تم نے اتباع باطل اور تکذیب خدا و رسول اور مؤمنین کے ساتھ استہزاء (ٹھٹھا مذاق) کرنے میں ان کی راہ اختیار کی۔

۱۶۵ انہیں کفار کی طرح اے منافقین! تم ٹوٹے میں ہو اور تمہارے عمل باطل ہیں۔ ۱۶۸ یعنی منافقوں کو۔ ۱۶۹ گزری ہوئی امتوں کا حال معلوم نہ ہوا کہ ہم نے

انہیں اپنے حکم کی مخالفت اور اپنے رسولوں کی نافرمانی کرنے پر کس طرح ہلاک کیا۔ ۱۶۰ جو طوفان سے ہلاک کی گئی۔ ۱۶۱ جو ہوا سے ہلاک کئے گئے۔ ۱۶۲ جو

زلزلہ سے ہلاک کئے گئے۔ ۱۶۳ جو سلب نعت سے ہلاک کی گئی اور نمرود پھم سے ہلاک کیا گیا۔



مَدِينٍ وَالْمُوتِفَكِ ط أَتَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ ج فَمَا كَانَ اللَّهُ

والے ۱۶۴ اور وہ بستیاں کہ الٹ دی گئیں ۱۶۵ ان کے رسول روشن دلیلیں ان کے پاس لائے تھے ۱۶۶ تو اللہ کی شان نہ تھی

لِيُظْلِمَهُمْ وَلَكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ۴۰ وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ

کہ ان پر ظلم کرتا ۱۶۷ بلکہ وہ خود ہی اپنی جانوں پر ظالم تھے ۱۶۸ اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں

بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ م يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

ایک دوسرے کے رفیق ہیں ۱۶۹ بھلائی کا حکم دینے اور برائی سے منع کریں

وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَيُطِيعُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ ط

اور نماز قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیں اور اللہ و رسول کا حکم مانیں یہ ہیں

أُولَئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللَّهُ ط إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۴۱ وَعَدَّ اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ

جن پر عنقریب اللہ رحم کرے گا بے شک اللہ غالب حکمت والا ہے اللہ نے مسلمان مردوں

وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَلِيدِينَ فِيهَا وَمَسْكَنَ

اور مسلمان عورتوں کو باغوں کا وعدہ دیا ہے جن کے نیچے نہریں رواں ان میں ہمیشہ رہیں گے اور پاکیزہ

طَيِّبَةً فِي جَنَّتٍ عَدْنٍ ط وَرِضْوَانٍ مِّنَ اللَّهِ أَكْبَرَ ط ذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ

مکانوں کا ۱۶۷ بسنے کے باغوں میں اور اللہ کی رضا سب سے بڑی ۱۶۸ یہی ہے بڑی

الْعَظِيمِ ۴۲ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ط وَ

مراد پانی اے نبی کی خبریں دینے والے (نبی) جہاد فرماؤ کافروں اور منافقوں پر ۱۶۹ اور ان پر سختی کرو اور

مَا أُولَهُمْ جَهَنَّمَ ط وَيَسَّ الْبَصِيرُ ۴۳ يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ مَا قَالُوا ط وَلَقَدْ

ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور کیا ہی جگہ پلٹنے کی اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ انھوں نے نہ کہا ۱۷۰ اور بے شک

۱۷۱ یعنی حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم جو روزِ ابر (نبی آگ) کے عذاب سے ہلاک کی گئی۔ ۱۷۲ اور زیروزبر کر ڈالی گئیں وہ قوم لوط کی بستیاں تھیں اللہ تعالیٰ نے

ان چھ کا ذکر فرمایا اس لئے کہ بلاد شام و عراق و یمن جو سرزمین عرب کے بالکل قریب ہیں ان میں ان ہلاک شدہ قوموں کے نشان باقی ہیں اور عرب لوگ ان مقامات

پر اکثر گزرتے رہتے ہیں۔ ۱۷۳ ان لوگوں نے بجائے تصدیق کرنے کے اپنے رسولوں کی تکذیب کی جیسا کہ اے منافقین، کفار! تم کر رہے ہو، ڈرو کہ انہیں کی طرح

بتلائے عذاب نہ کئے جاؤ۔ ۱۷۴ کیونکہ وہ حکیم ہے بغیر جرم کے سزا نہیں فرماتا۔ ۱۷۵ کہ کفر اور تکذیب انبیاء کے عذاب کے مستحق ہے۔ ۱۷۶ اور باہم دینی محبت و

مؤالات (دوستانہ تعلقات) رکھتے ہیں اور ایک دوسرے کے معین و مددگار ہیں۔ ۱۷۷ یعنی اللہ اور رسول پر ایمان لانے اور شریعت کا اتباع کرنے کا۔ ۱۷۸ حسن رضی

اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جنت میں موتی اور یاقوت سرخ اور زبرجد کے محل مؤمنین کو عطا ہوں گے۔ ۱۷۹ اور تمام نعمتوں سے اعلیٰ اور عاشقانِ الہی کی سب سے بڑی تمنا۔

رَزَقْنَا اللَّهُ تَعَالَىٰ بِجَاهِ حَبِيبِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ ۱۸۰ کافروں پر تو تلوار اور حرب سے اور منافقوں پر اقامتِ حجت سے۔ ۱۸۱ شانِ نزول: امام بغوی نے

قَالُوا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوا بَعْدَ إِسْلَامِهِمْ وَهُمْ بِآيَاتِنَا لَوَّاعٌ وَمَا

ضرور انھوں نے کفر کی بات کہی اور اسلام میں آکر کافر ہو گئے اور وہ چاہا تھا جو انھیں نہ ملا ۱۰ اور انھیں

نَقَبُوا إِلَّا أَنْ أَعْنَمَهُمُ اللَّهُ وَرَأْسُوهُ مِنْ فَضْلِهِ ۚ فَإِنْ يَتُوبُوا يَكُ

کیا برا لگا یہی نہ کہ اللہ و رسول نے انھیں اپنے فضل سے غنی کر دیا ۱۱ تو اگر وہ توبہ کریں

خَيْرٌ لَّهُمْ ۚ وَإِنْ يَتُوبُوا يَعِدُّبُهُمُ اللَّهُ عَذَابًا أَلِيمًا ۚ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۚ

تو ان کا بھلا ہے اور اگر منہ پھیریں ۱۲ تو اللہ انھیں سخت عذاب کرے گا دنیا اور آخرت میں

وَمَا لَهُمْ فِي الْأَرْضِ مِنْ وَّلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ﴿۴۳﴾ وَمِنْهُمْ مَن مِّنْ عَهْدِ اللَّهِ

اور زمین میں کوئی نہ ان کا حمایتی ہوگا نہ مددگار ۱۳ اور ان میں کوئی وہ ہیں جنھوں نے اللہ سے عہد کیا تھا

لَيْنِ اتْنَامِنْ فَضْلِهِ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُونَنَّ مِنَ الصَّالِحِينَ ﴿۴۵﴾ فَلَمَّا

کہ اگر ہمیں اپنے فضل سے دے گا تو ہم ضرور خیرات کریں گے اور ہم ضرور بھلے آدمی ہو جائیں گے ۱۴ تو جب

کلبی سے نقل کیا کہ یہ آیت مجلاس بن سوید کے حق میں نازل ہوئی۔ واقعہ یہ تھا کہ ایک روز سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تبوک میں خطبہ فرمایا اس میں منافقین کا

ذکر کیا اور ان کی بد حالی و بد حالی کا ذکر فرمایا۔ یہ سن کر مجالس نے کہا کہ اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سچے ہیں تو ہم لوگ گدھوں سے بدتر۔ جب حضور مدینہ واپس

تشریف لائے تو عامر بن قیس نے حضور سے مجالس کا مقولہ بیان کیا، مجالس نے انکار کیا اور کہا کہ یارسول اللہ! عامر نے مجھ پر جھوٹ بولا۔ حضور نے دونوں کو حکم

فرمایا کہ منبر کے پاس قسم کھائیں۔ مجالس نے بعد عصر منبر کے پاس کھڑے ہو کر اللہ کی قسم کھائی کہ یہ بات اس نے نہیں کہی اور عامر نے اس پر جھوٹ بولا۔ پھر عامر

نے کھڑے ہو کر قسم کھائی کہ بیشک یہ مقولہ مجالس نے کہا اور میں نے اس پر جھوٹ نہیں بولا۔ پھر عامر نے ہاتھ اٹھا کر اللہ کے حضور میں دعا کی: یا رب! اپنے نبی پر سچے

کی تصدیق نازل فرما۔ ان دونوں کے جدا ہونے سے پہلے ہی حضرت جبریل یہ آیت لے کر نازل ہوئے آیت میں ”فَإِنْ يَتُوبُوا يَكُ خَيْرًا لَّهُمْ“ سن کر مجالس

کھڑے ہو گئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! سنئے اللہ نے مجھے توبہ کا موقع دیا، عامر بن قیس نے جو کچھ کہا سچ کہا، میں نے وہ کلمہ کہا تھا اور اب میں توبہ و استغفار کرتا

ہوں۔ حضور نے ان کی توبہ قبول فرمائی اور وہ توبہ پر ثابت رہے۔ ۱۵ صحابہ نے کہا کہ مجالس نے افشائے راز (بھید کھل جانے) کے اندیشہ سے عامر کے قتل کا ارادہ

کیا تھا، اس کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ پورا نہ ہوا۔ ۱۶ ایسی حالت میں ان پر شکر واجب تھا نہ کہ ناپسندی (ناشکری)۔ ۱۷ توبہ و ایمان سے اور کفر و

نفاق پر مضر ہیں۔ ۱۸ کہ انہیں عذاب الہی سے بچا سکے۔ ۱۹ شان نزول: ثعلبہ بن حاطب نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ اس کے لئے

مالدار ہونے کی دعا فرمائیں۔ حضور نے فرمایا: اے ثعلبہ! تھوڑا مال جس کا تو شکر ادا کرے اس بہت سے بہتر ہے جس کا شکر ادا نہ کر سکے۔ دوبارہ پھر ثعلبہ نے حاضر ہو

کر یہی درخواست کی اور کہا: اسی کی قسم! جس نے آپ کو سچا نبی بنا کر بھیجا کہ اگر وہ مجھے مال دے گا تو میں ہر حق والے کا حق ادا کروں گا۔ حضور نے دعا فرمائی اللہ

تعالیٰ نے اس کی بکریوں میں برکت فرمائی اور اتنی بڑھیں کہ مدینہ میں ان کی گنجائش نہ ہوئی تو ثعلبہ ان کو لے کر جنگل میں چلا گیا اور جمعہ و جماعت کی حاضری سے بھی

محروم ہو گیا۔ حضور نے اس کا حال دریافت فرمایا تو صحابہ نے عرض کیا کہ اس کا مال بہت کثیر ہو گیا ہے اور اب جنگل میں بھی اس کے مال کی گنجائش نہ رہی۔ حضور نے

فرمایا کہ ثعلبہ پر افسوس! پھر جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ کے تحصیل (حاصل) کرنے والے بھیجے لوگوں نے انہیں اپنے اپنے صدقات دیئے جب

ثعلبہ سے جا کر انہوں نے صدقہ مانگا اس نے کہا کہ یہ تو ٹیکس ہو گیا، جاؤ میں سوچ لوں۔ جب یہ لوگ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں واپس آئے تو

حضور نے ان کے کچھ عرض کرنے سے قبل دوسرے فرمایا: ثعلبہ پر افسوس! تو یہ آیت نازل ہوئی۔ پھر ثعلبہ صدقہ لے کر حاضر ہوا تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کے قبول فرمانے کی ممانعت فرمادی وہ اپنے سر پر خاک ڈال کر واپس ہوا، پھر اس صدقہ کو خلافت صدیقی میں حضرت ابوبکر رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کے پاس لایا۔ انہوں نے بھی اسے قبول نہ فرمایا۔ پھر خلافت فاروقی میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لایا، انہوں نے بھی قبول نہ فرمایا اور

خلافت عثمانی میں یہ شخص ہلاک ہو گیا۔ (مدارک)

أَتَاهُمْ مِنْ فَضْلِهِ بَخْلُؤًا بِهٍ وَتَوَلَّوْا وَهُمْ مُعْرِضُونَ ﴿٤٦﴾ فَأَعْقَبَهُمْ

اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا اس میں بخل کرنے لگے اور منہ پھیر کر پلٹ گئے تو اس کے پیچھے

نَفَاقًا فِي قُلُوبِهِمْ إِلَى يَوْمِ يَلْقَوْنَهُ بِمَا أَخْلَفُوا اللَّهَ مَا وَعَدُوهُ وَبِمَا

اللہ نے ان کے دلوں میں نفاق رکھ دیا اس دن تک کہ اس سے ملیں گے بدلہ اس کا کہ انہوں نے اللہ سے وعدہ جھوٹا کیا اور بدلہ اس

كَانُوا يَكْذِبُونَ ﴿٤٧﴾ أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوَاهُمْ وَ

کہا کہ جھوٹ بولتے تھے ۱۸۰ کیا انہیں خبر نہیں کہ اللہ ان کے دل کی چھپی اور ان کی سرگوشی کو جانتا ہے اور

أَنَّ اللَّهَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ ﴿٤٨﴾ الَّذِينَ يَلْمِزُونَ الْمُطَّوِّعِينَ مِنْ

یہ کہ اللہ سب غیبوں کا بہت جاننے والا ہے ۱۸۱ وہ جو عیب لگاتے ہیں ان مسلمانوں کو

الْمُؤْمِنِينَ فِي الصَّدَقَاتِ وَالَّذِينَ لَا يَجِدُونَ إِلَّا جُهْدَهُمْ

کہ دل سے خیرات کرتے ہیں ۱۸۲ اور ان کو جو نہیں پاتے مگر اپنی محنت سے ۱۸۳

فَيَسْخَرُونَ مِنْهُمْ سَخِرَ اللَّهُ مِنْهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٤٩﴾ اِسْتَعْفِرُ

تو ان سے ہنستے ہیں ۱۸۴ اللہ ان کی ہنسی کی سزا دے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے تم ان کی معافی

لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً فَلَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ

چاہو یا نہ چاہو اگر تم ستر بار ان کی معافی چاہو گے تو اللہ ہرگز انہیں نہیں

۱۸۵ امام فخر الدین رازی نے فرمایا کہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ عہد شکنی اور وعدہ خلافی سے نفاق پیدا ہوتا ہے تو مسلمان پر لازم ہے کہ ان باتوں سے احتراز

کرے اور عہد پورا کرنے اور وعدہ وفا کرنے میں پوری کوشش کرے۔ حدیث شریف میں ہے: منافق کی تین نشانیاں ہیں: جب بات کرے جھوٹ بولے، جب

وعدہ کرے خلاف کرے، جب اس کے پاس امانت رکھی جائے خیانت کرے۔ ۱۸۱ اس پر کچھ نئی نہیں منافقین کے دلوں کی بات بھی جانتا ہے اور جو آپس میں وہ

ایک دوسرے سے کہیں وہ بھی۔ ۱۸۲ شان نزول: جب آیت صدقہ نازل ہوئی تو لوگ صدقہ لائے ان میں کوئی بہت کثیر لائے انہیں تو منافقین نے ریاکار کہا اور

کوئی ایک صاع (۳۱۳۰ گرام) (دو کلو سے اسی ۸۰ گرام کم۔ ”فتاویٰ اہلسنت غیر مطبوعہ باب المدینہ کراچی“) لائے تو انہیں کہا: اللہ کو اس کی کیا پرواہ، اس پر یہ آیت

نازل ہوئی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو صدقہ کی رغبت دلائی تو حضرت عبدالرحمن بن عوف

چار ہزار درہم لائے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میرا کل مال آٹھ ہزار درہم تھا چار ہزار تو یہ راہ خدا میں حاضر ہے اور چار ہزار میں نے گھر والوں کے لئے روک لئے

ہیں۔ حضور نے فرمایا: جو تم نے دیا اللہ اس میں بھی برکت فرمائے اور جو روک لیا اس میں بھی برکت فرمائے۔ حضور کی دعا کا یہ اثر ہوا کہ ان کا مال بہت بڑھا یہاں

تک کہ جب ان کی وفات ہوئی تو انہوں نے دو بیبیاں چھوڑیں انہیں آٹھواں حصہ ملا جس کی مقدار ایک لاکھ ساٹھ ہزار درہم تھی۔ ۱۸۳ ابو قتیل انصاری ایک صاع

کھجوریں لے کر حاضر ہوئے اور انہوں نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا کہ میں نے آج رات پانی کھینچنے کی مزدوری کی اس کی اجرت دو صاع کھجوریں ملیں ایک

صاع تو میں گھر والوں کے لئے چھوڑ آیا اور ایک صاع راہ خدا میں حاضر ہے۔ حضور نے یہ صدقہ قبول فرمایا اور اس کی قدر کی۔ ۱۸۴ منافقین۔ اور صدقہ کی قلت پر

عائد لاتے ہیں۔



لَهُمْ ۚ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَاسُوْلِهِ ۗ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ

بخشہ گاہ ۱۸۵ یہ اس لئے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول سے منکر ہوئے اور اللہ فاسقوں کو راہ

الْفٰسِقِيْنَ ۙ ۸۰ ۚ فَرَحَ الْمٰخْلَفُوْنَ بِمَقْعِدِهِمْ خَلْفَ رَاسُوْلِ اللّٰهِ وَكَرِهُوْا

نہیں دیتا ۱۸۶ پیچھے رہ جانے والے اس پر خوش ہوئے کہ وہ رسول کے پیچھے بیٹھ رہے ۱۸۷ اور انھیں گوارا نہ ہوا

اَنْ يُجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِي

کہ اپنے مال اور جان سے اللہ کی راہ میں لڑیں اور بولے اس گری

الْحَرِّ ۗ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا ۗ لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ ۙ ۸۱ ۚ فَلْيُصْحَكُوْا

میں نہ نکلو تم فرماؤ جہنم کی آگ سب سے سخت گرم ہے کسی طرح انہیں سمجھ ہوتی ۱۸۸ تو انھیں چاہیے کہ تھوڑا

قَلِيْلًا وَّلْيَبْكُوْا كَثِيْرًا ۚ جَزَاءُۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۙ ۸۲ ۚ فَاِنْ رَّجَعَكَ

بہیں اور بہت روئیں ۱۸۹ بدلہ اس کا جو کماتے تھے ۱۹۰ پھر اے محبوب! اگر اللہ تمہیں

اللّٰهُ اِلٰى طَآئِفَةٍ مِّنْهُمْ فَاَسْتَاذِنُوْكَ لِذٰلِكَ لَنْ تَخْرُجُوْا

ان ۱۹۱ میں سے کسی گروہ کی طرف واپس لے جائے اور وہ ۱۹۲ تم سے جہاد کو نکلنے کی اجازت مانگیں تو تم فرمانا کہ تم کبھی

مَعِيَ اَبَدًا وَّلَنْ تُقَاتِلُوْا مَعِيَ عَدُوًّا ۗ اِنَّكُمْ رَضِيْتُمْ بِالْقُعُوْدِ اَوَّلَ

میرے ساتھ نہ چلو اور ہرگز میرے ساتھ کسی دشمن سے نہ لڑو تم نے پہلی دفعہ بیٹھ رہنا

مَرَّةٍ فَاَقْعُدُوْا مَعَ الْخٰلِفِيْنَ ۙ ۸۳ ۚ وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا

پسند کیا تو بیٹھ رہو پیچھے رہ جانے والوں کے ساتھ ۱۹۳ اور ان میں سے کسی کی میت پر کبھی نماز نہ پڑھنا

۱۸۵ شان نزول: اوپر کی آیتیں جب نازل ہوئیں اور منافقین کا نفاق کھل گیا اور مسلمانوں پر ظاہر ہو گیا تو منافقین سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر

ہوئے اور آپ سے معذرت کر کے کہنے لگے کہ آپ ہمارے لئے استغفار کیجئے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ ہرگز ان کی مغفرت نہ فرمائے گا

چاہے آپ استغفار میں مبالغہ کریں۔ ۱۸۶ جو ایمان سے خارج ہوں جب تک کہ وہ کفر پر رہیں۔ (مدارک) ۱۸۷ اور غزوہ تبوک میں نہ گئے۔ ۱۸۸ تو تھوڑی دیر کی

گرمی برداشت کرتے اور ہمیشہ کی آگ میں جلنے سے اپنے آپ کو بچاتے۔ ۱۸۹ یعنی دنیا میں خوش ہونا اور ہنسنا چاہے کتنی ہی دراز مدت کے لئے ہو مگر وہ آخرت

کے رونے کے مقابل تھوڑا ہے کیونکہ دنیا فانی ہے اور آخرت دائم اور باقی ہے۔ ۱۹۰ یعنی آخرت کا رونا دنیا میں ہنسنے اور صحبت عمل کرنے کا بدلہ ہے۔ حدیث شریف

میں ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم جانتے وہ جو میں جانتا ہوں تو تھوڑا ہنسنے اور بہت روتے۔ ۱۹۱ غزوہ تبوک کے بعد۔ ۱۹۲ متخلفین (پیچھے

رہ جانے والوں) ۱۹۳ اگر وہ منافق جو تبوک میں جانے سے پیڑھا تھا۔ ۱۹۴ عورتوں، بچوں، بیماروں اور اپاہیوں کے۔ مسئلہ: اس سے ثابت ہوا کہ جس شخص

سے مکرو و خدع (دھوکا اور فریب) ظاہر ہو اس سے انقطاع اور علیحدگی کرنا چاہئے اور محض اسلام کے مدعی ہونے سے مصاحبت و موافقت (ہم نشینی اور دوستی) جائز نہیں

ہوتی، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ منافقین کے جہاد میں جانے کو منع فرما دیا۔ آج کل جو لوگ کہتے ہیں کہ ہر کلمہ کو لولا اور اس کے

ساتھ اتفاق و اتحاد کرو یہ اس حکم قرآنی کے بالکل خلاف ہے۔

وَلَا تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ ۖ إِنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَمَاتُوا وَهُمْ

اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہونا بیشک وہ اللہ و رسول سے منکر ہوئے اور فتن ہی

فَسِقُونَ ﴿۸۳﴾ وَلَا تَعْجَبْكَ أَمْوَالُهُمْ وَأَوْلَادُهُمْ ۖ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ أَنْ

میں مر گئے ۱۹۵ اور ان کے مال یا اولاد پر تعجب نہ کرنا اللہ یہی چاہتا ہے کہ

يُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الدُّنْيَا وَتَرْهَقَ أَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كَافِرُونَ ﴿۸۵﴾ وَإِذَا

اسے دنیا میں ان پر وبال کرے اور کفر ہی پر ان کا دم نکل جائے اور جب

أَنْزَلْتُ سُورَةَ أَنْ آمِنُوا بِاللَّهِ وَجَاهِدُوا مَعَ رَسُولِهِ اسْتَأْذَنَكَ أُولُوا

کوئی سورت اترے کہ اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول کے ہمراہ جہاد کرو تو ان کے مقدور (طاقت رکھنے والے

الطُّولِ مِنْهُمْ وَقَالُوا ذُرْنَا نَكُنْ مَعَ الْقُعْدِيِّنَ ﴿۸۶﴾ رَضُوا بِأَنْ يَكُونُوا

تم سے رخصت مانگتے ہیں اور کہتے ہیں ہمیں چھوڑ دیجئے کہ بیٹھ رہنے والوں کے ساتھ ہولیں انہیں پسند آیا کہ پیچھے رہنے والی

مَعَ الْخَوَالِفِ وَطِبَّ عَلَى قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُونَ ﴿۸۷﴾ لَكِنَّ الرَّسُولَ

عورتوں کے ساتھ ہو جائیں اور ان کے دلوں پر مہر کر دی گئی ۱۹۶ تو وہ کچھ نہیں سمجھتے ۱۹۷ لیکن رسول

۱۹۵ اس آیت میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو منافقین کے جنازے کی نماز اور ان کے دفن میں شرکت کرنے سے منع فرمایا گیا۔ مسئلہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ

کافر کے جنازے کی نماز کسی حال میں جائز نہیں اور کافر کی قبر پر دفن و زیارت کے لئے کھڑے ہونا بھی ممنوع ہے اور یہ جو فرمایا ”اور فتن ہی میں مر گئے“ یہاں فتن

سے کفر مراد ہے قرآن کریم میں اور جگہ بھی فتن بمعنی کفر وارد ہوا ہے جیسے کہ آیت ”أَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا“ میں۔ مسئلہ: فاسق کے جنازے کی نماز

جائز ہے اس پر صحابہ اور تابعین کا اجماع ہے اور اس پر علمائے صالحین کا عمل اور یہی اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے۔ مسئلہ: اس آیت سے مسلمانوں کے جنازے کی

نماز کا جواز بھی ثابت ہوتا ہے اور اس کا فرض کفایہ ہونا حدیث مشہور سے ثابت ہے۔ مسئلہ: جس شخص کے مومن یا کافر ہونے میں شبہ ہو اس کے جنازے کی نماز نہ

پڑھی جائے۔ مسئلہ: جب کوئی کافر مر جائے اور اس کا ولی مسلمان ہو تو اس کو چاہئے کہ بطریق مسنون غسل نہ دے بلکہ نجاست کی طرح اس پر پانی بہا دے اور نہ کفن

مسنون دے بلکہ اتنے کپڑے میں لپیٹ دے جس سے ستر چھپ جائے اور نہ سنت طریقت پر دفن کرے نہ بطریق سنت قبر بنائے صرف گڑھا کھود کر دبا دے۔ شان نزول:

عبد اللہ بن ابی بن سلول منافقوں کا سردار تھا جب وہ مر گیا تو اس کے بیٹے عبد اللہ نے جو مسلمان صالح مخلص صحابی اور کثیر العبادت تھے۔ انہوں نے یہ خواہش کی

کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے باپ عبد اللہ بن ابی بن سلول کو کفن کے لئے اپنا قمیص مبارک عنایت فرمادیں اور اس کی نماز جنازہ پڑھا دیں۔ حضرت عمر

رضی اللہ عنہ کی رائے اس کے خلاف تھی لیکن چونکہ اس وقت تک ممانعت نہیں ہوئی تھی اور حضور کو معلوم تھا کہ حضور کا یہ عمل ایک ہزار آدمیوں کے ایمان لانے کا

باعث ہوگا اس لئے حضور نے اپنی قمیص بھی عنایت فرمائی اور جنازہ کی شرکت بھی کی۔ قمیص دینے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پچا حضرت

عباس جو بدر میں اسیر ہو کر آئے تھے تو عبد اللہ بن ابی نے اپنا کرتہ انہیں پہنایا تھا حضور کو اس کا بدلہ کر دینا بھی منظور تھا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی، اور اس کے بعد

پھر کبھی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی منافق کے جنازہ کی شرکت نہ فرمائی اور حضور کی وہ مصلحت بھی پوری ہوئی۔ چنانچہ جب کفار نے دیکھا کہ ایسا شدید العداوت

شخص جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے گرتے سے برکت حاصل کرنا چاہتا ہے تو اس کے عقیدے میں بھی آپ اللہ کے حبیب اور اس کے سچے رسول ہیں یہ

سوچ کر ہزار کافر مسلمان ہو گئے۔ ۱۹۶ ان کے کفر و نفاق اختیار کرنے کے باعث۔ ۱۹۷ کہ جہاد میں کیا فوز و سعادت (کا میابی و خوش بختی) اور بیٹھ رہنے میں

کیسی ہلاکت و شقاوت (نا کامی و بد بختی) ہے۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ جُهِدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ وَأُولَئِكَ لَهُمُ

اور جو ان کے ساتھ ایمان لائے انھوں نے اپنے مالوں جانوں سے جہاد کیا اور انہیں کے لئے

الْخَيْرَاتُ ۚ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿۸۸﴾ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ

بھلائیاں ہیں ۱۹۸ اور یہی مراد کو پہنچنے اللہ نے ان کے لئے تیار کر رکھی ہیں بہشتیں جن

تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿۸۹﴾ وَجَاءَ الْمُعَذَّبُونَ

کے نیچے نہریں رواں ہمیشہ ان میں رہیں گے یہی بڑی مراد ملتی ہے اور بہانے بنانے والے

مِنَ الْأَعْرَابِ لِيُؤْذَنَ لَهُمْ وَقَعَدَ الَّذِينَ كَذَبُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۚ

گنوار آئے ۱۹۹ کہ انھیں رخصت دی جائے اور بیٹھ رہے وہ جنھوں نے اللہ ورسول سے جھوٹ بولا تھا ۲

سَيُصِيبُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿۹۰﴾ لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَاءِ

جلد ان میں کے کافروں کو دردناک عذاب پہنچنے گا ۲۰ ضعیفوں پر کچھ حرج نہیں ۲

وَلَا عَلَى الْمَرْضَىٰ وَلَا عَلَى الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ مَا يَنْفِقُونَ حَرَجٌ إِذَا

اور نہ بیماروں پر ۲ اور نہ ان پر جنہیں خرچ کا مقدور (طاقت) نہ ہو ۲ جب

نَصَحُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۚ مَا عَلَى الْمُحْسِنِينَ مِنْ سَبِيلٍ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ

کہ اللہ ورسول کے خیرخواہ رہیں ۲ نیکی والوں پر کوئی راہ نہیں ۲ اور اللہ بخشنے والا

رَّحِيمٌ ﴿۹۱﴾ وَلَا عَلَى الَّذِينَ إِذَا مَا اتَّوَكَّلْتُمْ قُلْتُمْ لَا آجِدُ مَا

مہربان ہے اور نہ ان پر جو تمہارے حضور حاضر ہوں کہ تم انھیں سواری عطا فرماؤ ۲ تم سے یہ جواب پائیں کہ میرے پاس کوئی چیز نہیں جس

۱۹۸ دونوں جہان کی۔ ۱۹۹ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جہاد سے رہ جانے کا عذر کرنے۔ سخاک کا قول ہے کہ یہ عامر بن طفیل کی جماعت تھی

انہوں نے سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا کہ یا نبی اللہ اگر ہم آپ کے ساتھ جہاد میں جائیں تو قبیلہ طے کے عرب ہماری بیبیوں، بچوں اور جانوروں کو

لوٹ لیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اللہ نے تمہارے حال سے خبردار کیا ہے اور وہ مجھے تم سے بے نیاز کرے گا۔ عمرو بن علاء نے کہا کہ ان لوگوں

نے عذر باطل بنا کر پیش کیا تھا۔ ۲۰۲ یہ دوسرے گروہ کا حال ہے جو بغیر کسی عذر کے بیٹھ رہے، یہ منافقین تھے انہوں نے ایمان کا دعویٰ جھوٹا کیا تھا۔ ۲۰۳ دنیا میں

قتل ہونے کا اور آخرت میں جہنم کا۔ ۲۰۴ باطل والوں کا ذکر فرمانے کے بعد سچے عذر والوں کے متعلق فرمایا کہ ان پر سے جہاد کی فرضیت ساقط ہے۔ یہ کون لوگ

ہیں؟ ان کے چند طبقے بیان فرمائے: پہلے ضعیف جیسے کہ بوڑھے، بچے، عورتیں اور وہ شخص بھی انہی میں داخل ہے جو پیدا کنی کمزور ضعیف نجیف ناکارہ ہو۔ ۲۰۵ یہ

دوسرا طبقہ ہے جس میں اندھے، لنگڑے، اپانج بھی داخل ہیں۔ ۲۰۶ اور سامان جہاد نہ کر سکیں، یہ لوگ رہ جائیں تو ان پر کوئی گناہ نہیں۔ ۲۰۷ ان کی اطاعت کریں

اور مجاہدین کے گھر والوں کی خبر گیری رکھیں۔ ۲۰۸ مواخذہ کی۔ ۲۰۹ شان نزول: اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سے چند حضرات جہاد میں جانے کے لئے

حاضر ہوئے، انہوں نے حضور سے سواری کی درخواست کی۔ حضور نے فرمایا کہ میرے پاس کچھ نہیں جس پر میں تمہیں سوار کروں تو وہ روتے واپس ہوئے ان کے حق

میں یہ آیت نازل ہوئی۔



أَحْبَلِكُمْ عَلَيْهِ ۖ تَوَلَّوْا وَأَعْيُوهُمْ تَفْيِضُ مِنَ الدَّمِ حَرًّا إِلَّا يَجِدُوا

پر تمہیں سوار کروں اس پر یوں واپس جائیں کہ ان کی آنکھوں سے آنسو اُلتے ہوں اس غم سے کہ خرچ کا

مَا يُنْفِقُونَ ۖ ﴿۹۲﴾ إِنَّمَا السَّبِيلُ عَلَى الَّذِينَ يَسْتَأْذِنُونَكَ وَهُمْ

مقدور نہ پایا مواخذہ (پکڑ) تو ان سے ہے جو تم سے رخصت مانگتے ہیں اور وہ

أَغْنِيَاءُ ۚ رَاضُوا بِأَنْ يَكُونُوا مَعَ الْخَوَالِفِ ۗ وَطَبَعَ اللَّهُ عَلَى

دولت مند ہیں ۲۰۸ انھیں پسند آیا کہ عورتوں کے ساتھ پیچھے بیٹھ رہیں اور اللہ نے ان کے دلوں پر

قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۖ ﴿۹۳﴾

مہر کر دی تو وہ کچھ نہیں جانتے ۲۰۹

۲۰۸ جہاد میں جانے کی قدرت رکھتے ہیں باوجود اس کے ۲۰۹ کہ جہاد میں کیا نفع و ثواب ہے۔

يَعْتَذِرُونَ إِلَيْكُمْ إِذَا رَجَعْتُمْ إِلَيْهِمْ ۖ قُلْ لَا تَعْتَذِرُوا لَنْ

تم سے بہانے بنائیں گے فلا جب تم ان کی طرف لوٹ کر جاؤ گے تم فرمانا بہانے نہ بناؤ ہم ہرگز

تُوْمِنَ لَكُمْ قَدْ نَبَأْنَا اللَّهَ مِنْ أَخْبَارِكُمْ ۖ وَسَيَرَى اللَّهُ عَمَلَكُمْ

تمہارا یقین نہ کریں گے اللہ نے ہمیں تمہاری خبریں دے دی ہیں اور اب اللہ و رسول تمہارے کام

وَأَسْأَلُهُ ثُمَّ تَرَدُّونَ إِلَىٰ عِلْمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا

دیکھیں گے فلا پھر اس کی طرف پلٹ کر جاؤ گے جو چھپے اور ظاہر سب کو جانتا ہے وہ تمہیں بتا دے گا جو کچھ

كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۹۳﴾ سَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَكُمْ إِذَا انْقَلَبْتُمْ إِلَيْهِمْ

تم کرتے تھے اب تمہارے آگے اللہ کی قسم کھائیں گے جب فلا تم ان کی طرف پلٹ کر جاؤ گے

لِتَعْرِضُوا عَنْهُمْ ۖ فَأَعْرِضُوا عَنْهُمْ ۖ إِنَّهُمْ رَاجِسٌ وَمَا لَهُمْ جَهَنَّمَ

اس لئے کہ تم ان کے خیال میں نہ پڑو فلا توہاں تم ان کا خیال چھوڑو فلا وہ تو نزے (بالکل) پلید ہیں فلا اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے

جَزَاءً ۖ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿۹۴﴾ يَحْلِفُونَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ ۖ فَإِنْ

بدلہ اس کا جو کما تے تھے فلا تمہارے آگے قسمیں کھاتے ہیں کہ تم ان سے راضی ہو جاؤ تو اگر

تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَرْضَىٰ عَنِ الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ ﴿۹۵﴾ أَلَا عَرَابُ

تم ان سے راضی ہو جاؤ فلا تو بے شک اللہ تو فاسق لوگوں سے راضی نہ ہوگا فلا گنوار فلا

فلا اور باطل عذر پیش کریں گے یہ جہاد سے رہ جانے والے منافق تمہارے اس سفر سے واپس ہونے کے وقت فلا کہ تم نفاق سے توبہ کرتے ہو یا

اس پر قائم رہتے ہو۔ بعض مفسرین نے کہا کہ انہوں نے وعدہ کیا تھا کہ زمانہ مستقبل میں وہ مومنین کی مدد کریں گے ہو سکتا ہے کہ اسی کی نسبت فرمایا گیا

ہو کہ اللہ و رسول تمہارے کام دیکھیں گے کہ تم اپنے اس عہد کو بھی وفا کرتے ہو یا نہیں۔ فلا اپنے اس سفر سے واپس ہو کر مدینہ طیبہ میں فلا اور

ان پر ملامت و عتاب نہ کرو۔ فلا اور ان سے اجتناب کرو۔ بعض مفسرین نے فرمایا: مراد یہ ہے کہ ان کے ساتھ بیٹھنا، ان سے بولنا ترک کر دو

چنانچہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو حضور نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ منافقین کے پاس نہ بیٹھیں، ان سے بات نہ کریں کیونکہ ان

کے باطن خبیث اور اعمال قبیح (برے) ہیں اور ملامت و عتاب سے ان کی اصلاح نہ ہوگی اس لئے کہ فلا اور پلیدی کے پاک ہونے کا کوئی

طریقہ نہیں۔ فلا دنیا میں خبیث عمل۔ شان نزول: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ آیت جد بن قیس اور معتب بن قیس اور

ان کے ساتھیوں کے حق میں نازل ہوئی، یہ اسی منافق تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کے پاس نہ بیٹھو، ان سے کلام نہ

کرو۔ مقاتل نے کہا کہ یہ آیت عبد اللہ بن ابی کے حق میں نازل ہوئی، اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے قسم کھائی تھی کہ اب کبھی وہ

جہاد میں جانے سے سستی نہ کرے گا اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی تھی کہ حضور اس سے راضی ہو جائیں اس پر یہ آیت اور اس

کے بعد والی آیت نازل ہوئی فلا اور ان کے عذر قبول کر لو تو اس سے انہیں چھ نفع نہ ہوگا، کیونکہ تم اگر ان کی قسموں کا اعتبار بھی کر لو۔ فلا اس

لئے کہ وہ ان کے دل کے کفر و نفاق کو جانتا ہے۔ فلا جنگل کے رہنے والے۔

أَشَدُّ كُفْرًا أَوْ نِفَاقًا وَأَجْدَرُ أَلَّا يَعْلَمُوا حُدُودَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَىٰ

كفر اور نفاق میں زیادہ سخت ہیں ۲۲۰ اور اسی قابل ہیں کہ اللہ نے جو حکم اپنے رسول پر اتارے اس

رَسُولِهِ ۱۰ وَاللَّهُ عَلَيْهِمْ حَكِيمٌ ۹۷ وَمِنَ الْأَعْرَابِ مَن يَتَّخِذُ مَا

سے جاہل رہیں اور اللہ علم و حکمت والا ہے اور کچھ گنوار وہ ہیں کہ جو اللہ کی راہ میں خرچ کریں

يُنْفِقُ مَغْرَمًا وَيَتَرَبَّصُّ بِكُمُ الدَّوَابِّ ۱۰ عَلَيْهِمْ دَائِرَةُ السَّوْءِ ۱۰ وَ

تو اسے تاوان سمجھیں ۲۲۱ اور تم پر گردشیں (مصائب) آنے کے انتظار میں رہیں ۲۲۲ انہیں پر ہے بُری گردش ۲۲۳ اور

اللَّهُ سَبِيْعٌ عَلَيْهِمْ ۱۰ وَمِنَ الْأَعْرَابِ مَن يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ

اللہ سنتا جانتا ہے اور کچھ گاؤں والے وہ ہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان

الْآخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرْبًا عِنْدَ اللَّهِ وَصَلَاتِ الرَّسُولِ ۱۰

رکھتے ہیں ۲۲۴ اور جو خرچ کریں اسے اللہ کی نزدیکیوں اور رسول سے دعائیں لینے کا ذریعہ سمجھیں ۲۲۵

أَلَّا إِنِّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ ۱۰ سَيِّدُ خَلْقِهِمُ اللَّهُ فِي رَحْمَتِهِ ۱۰ إِنَّ اللَّهَ عَفُورٌ

ہاں ہاں وہ ان کے لئے باعث قرب ہے اللہ جلد انہیں اپنی رحمت میں داخل کرے گا بے شک اللہ بخشنے والا

رَّحِيمٌ ۱۰ وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ أُولَئِكَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَ

مہربان ہے اور سب میں اگلے پہلے مہاجر ۲۲۶ اور انصار ۲۲۷ اور

الَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ ۱۰ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ

جو بھلائی کے ساتھ ان کے پیرو (پیروی کرنے والے) ہوئے ۲۲۸ اللہ ان سے راضی ۲۲۹ اور وہ اللہ سے راضی ۲۳۰ اور ان کے لئے

۲۳۱ کیونکہ وہ مجالس علم اور صحبت علماء سے دور رہتے ہیں۔ ۲۳۲ کیونکہ وہ جو کچھ خرچ کرتے ہیں رضائے الہی اور طلبِ ثواب کے لئے تو کرتے نہیں یا کاری اور

مسلمانوں کے خوف سے خرچ کرتے ہیں۔ ۲۳۳ اور یہ راہ دیکھتے ہیں کہ کب مسلمانوں کا زور کم ہو اور کب وہ مغلوب ہوں، انہیں خبر نہیں کہ اللہ کو کیا منظور ہے وہ

بتلا دیا جاتا ہے۔ ۲۳۴ اور وہی رنج و بلا اور بد حالی میں گرفتار ہوں گے۔ شانِ نزول: یہ آیت قبیلہ اَسَدِ وَعُظْفَانَ و تیم کے اعرابیوں (دیہاتیوں) کے حق میں نازل

ہوئی پھر اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان میں سے جن کو مستثنیٰ کیا ان کا ذکر اگلی آیت میں ہے۔ (غازن) ۲۳۵ مجاہد نے کہا کہ یہ لوگ قبیلہ مُزَيْنَةَ میں سے بنی مُقَرَّن

ہیں۔ کلبی نے کہا: وہ اسلم اور غفار اور جُھَيْنَةَ کے قبیلہ ہیں۔ بخاری اور مسلم کی حدیث میں ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قریش اور انصار اور

جہینہ اور مزینہ اور اسلم اور شجاع اور غفار موالیٰ ہیں، اللہ اور رسول کے سوا ان کا کوئی مولا نہیں۔ ۲۳۶ کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں صدقہ

لائیں تو حضور ان کے لئے خیر و برکت و مغفرت کی دعا فرمائیں، یہی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ تھا۔ مسئلہ: یہی فاتحہ کی اصل ہے کہ صدقہ کے ساتھ

دعائے مغفرت کی جاتی ہے، لہذا فاتحہ کو بدعت و ناروا (ناجائز) بتانا قرآن و حدیث کے خلاف ہے۔ ۲۳۷ وہ حضرات جنہوں نے دونوں قبول کی طرف نمازیں

پڑھیں یا اہل بدر یا اہل بیعت رضوان ۲۳۸ اصحاب بیعت عقبہ اولیٰ جو چھ حضرات تھے اور اصحاب بیعت عقبہ ثانیہ جو بارہ تھے اور اصحاب بیعت عقبہ ثالثہ جو ستر

اصحاب ہیں، یہ حضرات سابقین انصار کہلاتے ہیں۔ (غازن) ۲۳۹ کہا گیا ہے کہ ان سے باقی مہاجرین و انصار مراد ہیں تو اب تمام اصحاب اس میں آگئے اور



لَهُمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۗ ذَٰلِكَ الْفَوْزُ

تیار کر رکھے ہیں باغ جن کے نیچے نہریں بہیں ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں یہی بڑی

الْعَظِيمُ ۱۰۰ ۖ وَمَنْ حَوْلَكُمْ مِنَ الْأَعْرَابِ مُنْفِقُونَ ۗ وَمِنْ أَهْلِ

کامیابی ہے اور تمہارے آس پاس ۲۳۱ کے کچھ گنوار منافق ہیں اور کچھ مدینہ

الْمَدِينَةِ ۚ مَرَدُّوا عَلَى النَّفَاقِ ۚ لَا تَعْلَمُهُمْ ۗ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ ۗ

والے ان کی خو (عادت) ہو گئی ہے نفاق تم انہیں نہیں جانتے ہم انہیں جانتے ہیں ۲۳۲

سُعِدَ بِهِمْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ يَرَدُّونَ إِلَىٰ عَذَابٍ عَظِيمٍ ۗ ۱۰۱ ۖ وَآخِرُونَ

جلد ہم انہیں دو بار ۲۳۳ عذاب کریں گے پھر بڑے عذاب کی طرف پھیرے جائیں گے ۲۳۴ اور کچھ اور ہیں جو

اعْتَرَفُوا بِذُنُوبِهِمْ خَلَطُوا عَمَلًا صَالِحًا وَآخِرًا سَيِّئًا ۗ عَسَىٰ اللَّهُ أَنْ

اپنے گناہوں کے مُقَرِّ (اقراری) ہوئے ۲۳۵ اور ملایا ایک کام اچھا ۲۳۶ اور دوسرا برا ۲۳۷ قریب ہے کہ

يَتُوبَ عَلَيْهِمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۗ ۱۰۲ ۖ خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ

اللہ ان کی توبہ قبول کرے بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے اے محبوب ان کے مال میں سے

ایک قول یہ ہے کہ بیروہونے والوں سے قیامت تک کے وہ ایماندار مراد ہیں جو ایمان و طاعت و نیکی میں انصار و مہاجرین کی راہ چلیں۔ ۲۲۹ اس کو ان کے نیک

عمل قبول ۲۳۰ اس کے ثواب و عطا سے خوش ۲۳۱ یعنی مدینہ طیبہ کے قرب و جوار ۲۳۲ اس کے معنی یا تو یہ ہیں کہ ایسا جاننا جس کا اثر انہیں معلوم ہو وہ ہمارا جاننا ہے

کہ ہم انہیں عذاب کریں گے یا حضور سے منافقین کے حال جاننے کی نئی باعتبار ماسبق ہے اور اس کا علم بعد کو عطا ہوا جیسا کہ دوسری آیت میں فرمایا: ”وَلَتَعْلَمُنَّ فِيهِمْ

فِي لَسْحِنِ الْقَوْلِ“۔ (جمل) کبھی و سدی نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے روز جمعہ خطبہ کے لئے قیام کر کے نام بنام فرمایا: نکل اے فلاں! تو منافق

ہے، نکل اے فلاں! تو منافق ہے۔ تو مسجد سے چند لوگوں کو رسوا کر کے نکالا۔ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضور کو اس کے بعد منافقین کے حال کا علم عطا فرمایا گیا۔

۲۳۳ ایک بار تو دنیا میں رسوائی اور قتل کے ساتھ اور دوسری مرتبہ قبر میں ۲۳۴ یعنی عذاب دوزخ کی طرف جس میں ہمیشہ گرفتار رہیں گے۔ ۲۳۵ اور انہوں نے

دوسروں کی طرح جھوٹے عذر نہ کیے اور اپنے فعل پر نادم ہوئے۔ شان نزول: جہور مفسرین کا قول ہے کہ یہ آیت مدینہ طیبہ کے مسلمانوں کی ایک جماعت کے حق

میں نازل ہوئی جو غزوہ تبوک میں حاضر نہ ہوئے تھے، اس کے بعد نادم ہوئے اور توبہ کی اور کہا: افسوس ہم گمراہوں کے ساتھ یا عورتوں کے ساتھ رہ گئے اور رسول

کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب جہاد میں ہیں، جب حضور اپنے سفر سے واپس ہوئے اور قریب مدینہ پہنچے تو ان لوگوں نے قسم کھائی کہ ہم اپنے آپ کو

مسجد کے ستونوں سے باندھ دیں گے اور ہرگز نہ کھولیں گے یہاں تک کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کھولیں، یہ قسمیں کھا کر وہ مسجد کے ستونوں سے بندھ

گئے۔ جب حضور تشریف لائے اور انہیں ملاحظہ کیا تو فرمایا: یہ کیوں ہیں؟ عرض کیا گیا: یہ وہ لوگ ہیں جو جہاد میں حاضر ہونے سے رہ گئے تھے، انہوں نے اللہ سے عہد

کیا ہے کہ یہ اپنے آپ کو نہ کھولیں گے جب تک حضور ان سے راضی ہو کر انہیں خود نہ کھولیں۔ حضور نے فرمایا: اور میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ میں انہیں نہ کھولوں گا

نہ ان کا عذر قبول کروں جب تک کہ مجھے اللہ کی طرف سے اُن کے کھولنے کا حکم دیا جائے۔ تب یہ آیت نازل ہوئی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کھولا

تو انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ مال ہمارے رہ جانے کے باعث ہوئے، انہیں لیجئے اور صدقہ کیجئے اور ہمیں پاک کر دیجئے اور ہمارے لئے دعائے مغفرت

فرمائیے۔ حضور نے فرمایا: مجھے تمہارے مال لینے کا حکم نہیں دیا گیا۔ اس پر آگلی آیت نازل ہوئی ”خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ“۔ ۲۳۶ یہاں عملِ صالح سے یا اعترافِ قصور

اور توبہ مراد ہے یا اس تَخَلُّف (جہاد سے رہ جانے) سے پہلے غزوات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر ہونا یا طاعت و تقویٰ کے تمام اعمال اس تقدیر

پر آیت تمام مسلمانوں کے حق میں ہوگی۔ ۲۳۷ اس سے تَخَلُّف یعنی جہاد سے رہ جانا مراد ہے۔

صَدَقَةٌ تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا وَصَلَّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلَاتَكَ

زکوٰۃ تحصیل (وصول) کرو جس سے تم انہیں ستھرا اور پاکیزہ کر دو اور ان کے حق میں دعائے خیر کرو ۲۳۸ بے شک تمہاری دعا

سَكَنَ لَهُمْ وَاللَّهُ سَبِيْعٌ عَلِيمٌ ﴿۱۰۳﴾ أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ هُوَ يَقْبَلُ

ان کے دلوں کا چین ہے اور اللہ سنتا جانتا ہے کیا انہیں خبر نہیں کہ اللہ ہی اپنے

التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَأْخُذُ الصَّدَقَاتِ وَأَنَّ اللَّهَ هُوَ التَّوَابُ

بندوں کی توبہ قبول کرتا اور صدقے خود اپنے دست قدرت میں لیتا ہے اور یہ کہ اللہ ہی توبہ قبول کرنے والا

الرَّحِيمُ ﴿۱۰۴﴾ وَقُلْ اَعْمَلُوا فَسَيَرَى اللَّهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ وَ

مہربان ہے ۲۳۹ اور تم فرماؤ کام کرو اب تمہارے کام دیکھے گا اللہ اور اس کے رسول اور

الْمُؤْمِنُونَ ط وَسُرُدُّونَ اِلَىٰ عِلْمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا

مسلمان اور جلد اس کی طرف پلٹو گے جو چھپا اور کھلا سب جانتا ہے تو وہ تمہارے کام

كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۱۰۵﴾ وَاٰخَرُونَ مُرْجُونَ لِيَوْمِ اللّٰهِ اِمَّا يَعْدُبُكُمْ

تمہیں جتا دے گا اور کچھ ۲۴۰ متوقف رکھے گئے ہیں اللہ کے حکم پر یا ان پر عذاب کرے

وَاِمَّا يَتُوبُ عَلَيْهِمْ ط وَاللَّهُ عَلَيْهِمْ حَكِيمٌ ﴿۱۰۶﴾ وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا

یا ان کی توبہ قبول کرے ۲۴۱ اور اللہ علم و حکمت والا ہے اور وہ جنہوں نے مسجد

مَسْجِدًا ضَرَارًا وَاَوْكُفْرًا وَتَفَرُّقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَاِرْصَادًا

بنائی ۲۴۲ نقصان پہنچانے کو ۲۴۳ اور کفر کے سبب ۲۴۴ اور مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے کو ۲۴۵ اور اس کے انتظار میں

۲۴۶ آیت میں جو صدقہ وارد ہوا ہے اس کے معنی میں مفسرین کے کئی قول ہیں: ایک تویہ کہ وہ صدقہ غیر واجب تھا جو بطور کفارہ کے ان صاحبوں نے دیا تھا جن کا ذکر

اوپر کی آیت میں ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ اس صدقہ سے مراد وہ زکوٰۃ ہے جو ان کے ذمہ واجب تھی، وہ تائب ہوئے اور انہوں نے زکوٰۃ ادا کرنی چاہی تو اللہ تعالیٰ

نے اس کے لینے کا حکم دیا۔ امام ابو بکر رازی جصاص نے اس قول کو ترجیح دی ہے کہ صدقہ سے زکوٰۃ مراد ہے۔ (غازن و احکام القرآن) مدارک میں ہے کہ سنت یہ ہے

کہ صدقہ لینے والا صدقہ دینے والے کے لئے دعا کرے اور بخاری و مسلم میں حضرت عبد اللہ بن ابی اؤفئی کی حدیث ہے کہ جب کوئی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کے پاس صدقہ لاتا آپ اس کے حق میں دعا کرتے۔ میرے باپ نے صدقہ حاضر کیا تو حضور نے دعا فرمائی ”اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى اَبِي اَوْفِي“ (یعنی اے

اللہ عزوجل ابی اؤفئی پر رحمت فرما)۔ مسئلہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ فاتحہ میں جو صدقہ لینے والے صدقہ پا کر دے گا کرتے ہیں یہ قرآن وحدیث کے مطابق ہے۔

۲۴۹ اس میں توبہ کرنے والوں کو بشارت دی گئی کہ ان کی توبہ اور ان کے صدقات مقبول ہیں۔ بعض مفسرین کا قول ہے کہ جن لوگوں نے اب تک توبہ نہیں کی اس

آیت میں انہیں توبہ اور صدقہ کی ترغیب دی گئی۔ ۲۴۰ مُتَخَلِّفِينَ میں سے ۲۴۱ مُتَخَلِّفِينَ یعنی غزوہ تبوک سے رہ جانے والے تین قسم کے تھے: ایک منافقین جو

نفاق کے خوگر اور عادی تھے۔ دوسرے وہ لوگ جنہوں نے تصور کے اعتراف اور توبہ میں جلدی کی جن کا اوپر ذکر ہو چکا۔ تیسرے وہ جنہوں نے توقف کیا اور جلدی

توبہ نہ کی، یہی اس آیت سے مراد ہیں۔ ۲۴۲ شان نزول: یہ آیت ایک جماعت منافقین کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے مسجد قبا کو نقصان پہنچانے اور اس کی

لَمَنْ حَارَبَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ مِنْ قَبْلُ ط وَيَحْلِفَنَّ أَنْ أَرَدْنَا إِلَّا

جو پہلے سے اللہ اور اس کے رسول کا مخالف ہے ۲۳۶ اور وہ ضرور قسمیں کھائیں گے کہ ہم نے تو

الْحُسْنَى ط وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ﴿۱۰۷﴾ لَا تَقُمْ فِيهِ أَبَدًا ط

بھلائی چاہی اور اللہ گواہ ہے کہ وہ بے شک جھوٹے ہیں اس مسجد میں تم کبھی کھڑے نہ ہونا ۲۳۷

لَسَجْدُ أَيسَسَ عَلَى التَّقْوَى مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ أَحَقُّ أَنْ تَقُومَ فِيهِ ط

بے شک وہ مسجد کہ پہلے ہی دن سے جس کی بنیاد پر ہیزگاری پر رکھی گئی ہے ۲۳۸ وہ اس قابل ہے کہ تم اس میں کھڑے ہو

فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَّطَّهُرُوا ط وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَهَّرِينَ ﴿۱۰۸﴾

اس میں وہ لوگ ہیں کہ خوب ستھرا ہونا چاہتے ہیں ۲۳۹ اور ستھرے اللہ کو پیارے ہیں

جماعت متفرق کرنے کے لئے اس کے قریب ایک مسجد بنائی تھی، اس میں ایک بڑی چال تھی وہ یہ کہ ابو عامر جو زمانہ جاہلیت میں نصرانی راہب ہو گیا تھا سید عالم صلی

اللہ علیہ وسلم کے مدینہ طیبہ تشریف لانے پر حضور سے کہنے لگا: یہ کون سا دین ہے جو آپ لائے ہیں؟ حضور نے فرمایا کہ میں ملت حَنِيفِيَّةٍ دین ابراہیم لایا ہوں۔

کہنے لگا: میں اسی دین پر ہوں۔ حضور نے فرمایا: نہیں۔ اس نے کہا کہ آپ نے اس میں کچھ اور ملا دیا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ نہیں، میں خالص صاف ملت لایا ہوں۔

ابو عامر نے کہا: ہم میں سے جو جھوٹا ہو اللہ اس کو مسافرت میں تنہا اور رکس کر کے ہلاک کرے۔ حضور نے آمین فرمایا۔ لوگوں نے اس کا نام ابو عامر فاسق رکھ دیا۔

روز اُحد ابو عامر فاسق نے حضور سے کہا کہ جہاں کہیں کوئی قوم آپ سے جنگ کرنے والی ملے گی میں اس کے ساتھ ہو کر آپ سے جنگ کروں گا چنانچہ جنگ حنین تک

اس کا یہی معمول رہا اور وہ حضور کے ساتھ مصروف جنگ رہا۔ جب ہوازن کو شکست ہوئی اور وہ مایوس ہو کر ملک شام کی طرف بھاگا تو اس نے منافقین کو خبر بھیجی کہ تم

سے جو سامان جنگ ہو سکے قوت و سلاح سب جمع کرو اور میرے لئے ایک مسجد بناؤ میں شاہ روم کے پاس جاتا ہوں وہاں سے رومی لشکر لے کر آؤں گا اور (سید عالم)

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے اصحاب کو نکالوں گا، نیز پراکران لوگوں نے مسجد ضرار بنائی تھی اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تھا یہ مسجد ہم نے

آسانی کے لئے بنادی ہے کہ جو لوگ بوڑھے ضعیف کمزور ہیں وہ اس میں بے فراغت نماز پڑھ لیا کریں آپ اس میں ایک نماز پڑھ دیجئے اور برکت کی دعا فرما دیجئے۔

حضور نے فرمایا کہ اب تو میں سفر تبوک کے لئے پائے کاب (چلنے کو تیار) ہوں واپسی پر اللہ کی مرضی ہوگی تو وہاں نماز پڑھ لوں گا۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ

وسلم غزوہ تبوک سے واپس ہو کر مدینہ شریف کے قریب ایک موضع (گاؤں) میں ٹھہرے تو منافقین نے آپ سے درخواست کی کہ ان کی مسجد میں تشریف لے

چلیں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور ان کے فاسد ارادوں کا اظہار فرمایا گیا، تب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض اصحاب کو حکم دیا کہ اس مسجد کو جا کر ڈھا

دیں اور جلادیں چٹنا چٹنا ایسا ہی کیا گیا اور ابو عامر راہب ملک شام میں بحالت سفر بے کسی و تنہائی میں ہلاک ہوا۔ ۲۳۳ مسجد قبا والوں کے۔ ۲۳۴ کہ وہاں خدا

اور رسول کے ساتھ کفر کریں اور نفاق کو قوت دیں۔ ۲۳۵ جو مسجد قبا میں نماز کے لئے مجتمع ہوتے ہیں۔ ۲۳۶ یعنی ابو عامر راہب۔ ۲۳۷ اس میں سید عالم صلی

اللہ علیہ وسلم کو مسجد ضرار میں نماز پڑھنے کی ممانعت فرمائی گئی۔ مسئلہ: جو مسجد فخر و دریا اور نمود و نمائش یا رضائے الہی کے سوا اور کسی غرض کے لئے یا غیر طیب مال

سے بنائی گئی ہو وہ مسجد ضرار کے ساتھ لاحق ہے۔ (مدارک) ۲۳۸ اس سے مراد مسجد قبا ہے جس کی بنیاد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھی اور جب تک

حضور نے قبا میں قیام فرمایا اس میں نماز پڑھی۔ بخاری شریف کی حدیث میں ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر ہفتہ مسجد قبا میں تشریف لاتے تھے۔ دوسری

حدیث میں ہے کہ مسجد قبا میں نماز پڑھنے کا ثواب عمرہ کے برابر ہے۔ مفسرین کا ایک قول یہ بھی ہے کہ اس سے مسجد مدینہ مراد ہے اور اس میں بھی حدیثیں وارد

ہیں، ان دونوں باتوں میں کچھ تعارض نہیں کیونکہ آیت کا مسجد قبا کے حق میں نازل ہونا اس کو مستلزم نہیں ہے کہ مسجد مدینہ میں یہ اوصاف نہ ہوں۔ ۲۳۹ تمام

نجاتوں سے یا گناہوں سے۔ شان نزول: یہ آیت اہل مسجد قبا کے حق میں نازل ہوئی۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: اے گروہ انصار! اللہ

عز و جل نے تمہاری ثنافت فرمائی، تم وضو اور اتنیجے کے وقت کیا عمل کرتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم بڑا استنجائیں ڈھیلوں سے

کرتے ہیں، اس کے بعد پھر پانی سے طہارت کرتے ہیں۔



أَفَمَنْ أَسَّسَ بُنْيَانَهُ عَلَى تَقْوَىٰ مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانٍ خَيْرٍ أَمْ مَنْ

تو کیا جس نے اپنی بنیاد رکھی اللہ سے ڈر اور اس کی رضا پر ۲۵۵ وہ بھلا یا وہ جس

أَسَّسَ بُنْيَانَهُ عَلَىٰ شَفَا جُرْفٍ هَارٍ فَأَنْهَارُ بِهِ فِي نَارٍ جَهَنَّمَ ۖ وَاللَّهُ

نے اپنی نیو پٹی (بنیاد رکھی) ایک گراؤ گڑھے کے کنارے ۲۵۶ تو وہ اسے لے کر جہنم کی آگ میں ڈھے پڑا ۲۵۷ اور اللہ

لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ﴿۱۰۹﴾ لَا يَزَالُ بُنْيَانُهُمُ الَّذِي بَنَوْا رِيبَةً فِي

ظالموں کو راہ نہیں دیتا وہ تعمیر جو چنی ہمیشہ ان کے دلوں میں کھکتی

قُلُوبِهِمْ إِلَّا أَنْ تَقَطَّعَ قُلُوبُهُمْ ۖ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿۱۱۰﴾ إِنَّ اللَّهَ

رہے گی ۲۵۸ مگر یہ کہ ان کے دل ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں ۲۵۹ اور اللہ علم و حکمت والا ہے بے شک اللہ نے

اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنْ لَهُمُ الْجَنَّةُ ۖ

مسلمانوں سے ان کے مال اور جان خرید لئے ہیں اس بدلے پر کہ ان کے لئے جنت ہے ۲۶۰

يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ ۖ وَعَدًّا عَلَيْهِ حَقًّا فِي

اللہ کی راہ میں لڑیں تو ماریں ۲۶۱ اور مریں ۲۶۲ اس کے ذمہ کرم پر سچا وعدہ

التَّوْبَةِ وَالْإِنجِيلِ وَالْقُرْآنِ ۖ وَمَنْ أَوْفَىٰ بِعَهْدِهِ مِنَ اللَّهِ فَاسْتَبْشِرُوا

توریت اور انجیل اور قرآن میں ۲۶۳ اور اللہ سے زیادہ قول کا پورا کون تو خوشیاں مناؤ

مسئلہ: نجاست اگر جائے خروج سے مٹتا وز ہو جائے تو پانی سے استنجا واجب ہے ورنہ مستحب۔ مسئلہ: ڈھیلوں سے استنجاست ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

اس پر مُؤَاظَبَت (بیٹنگی) فرمائی اور کبھی ترک بھی کیا۔ ۲۵۰ جیسے کہ مسجد قبا اور مسجد مدینہ۔ ۲۵۱ جیسے کہ مسجد ضرار والے۔ ۲۵۲ مراد یہ ہے کہ جس شخص نے اپنے دین

کی بنا (بنیاد) تقویٰ اور رضائے الہی کی مضبوط سطح پر رکھی وہ بہتر ہے نہ کہ وہ جس نے اپنے دین کی بنا باطل و نفاق کے گراؤ گڑھے پر رکھی۔ ۲۵۳ اور اس کے گرائے

جانے کا صدمہ باقی رہے گا۔ ۲۵۴ خواہ قتل ہو کر یا مر کر یا قبر میں یا جہنم میں۔ معنی یہ ہیں کہ ان کے دلوں کا غم و غصہ تا مرگ باقی رہے گا: بمسیرتنا برہسی اے

حُسدود کیس رنجینست کہ از منشقت اوجز بمرگ نتوان رست (اے حاسد! حسد کی بیماری سے چھٹکارا پانے کیلئے مر جا کیونکہ اس سے

نجات پانے کیلئے تیرے پاس موت کے سوا کوئی راستہ نہیں) اور یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ جب تک ان کے دل اپنے قصور کی عداوت اور افسوس سے پارہ پارہ نہ ہوں

اور وہ اخلاص سے تابع نہ ہوں اس وقت تک وہ اسی رنج و غم میں رہیں گے۔ (مدارک) ۲۵۵ راہ خدا میں جان و مال خرچ کر کے جنت پانے والے ایمان داروں کی

ایک تمثیل ہے جس سے کمال لطف و کرم کا اظہار ہوتا ہے کہ پروردگار عالم نے انہیں جنت عطا فرمانا ان کے جان و مال کا عوض قرار دیا اور اپنے آپ کو خریدار فرمایا یہ کمال

عزت افزائی ہے کہ وہ ہمارا خریدار بنے اور ہم سے خریدے کس چیز کو جو نہ ہماری بنائی ہوئی نہ ہماری پیدا کی ہوئی، جان ہے تو اس کی پیدا کی ہوئی، مال ہے تو اس کا عطا

فرمایا ہوا۔ شان نزول: جب انصار نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شب عقبہ ہجرت کی تو عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! اپنے

رب کے لئے اور اپنے لئے کچھ شرط فرمائیے جو آپ چاہیں۔ فرمایا: میں اپنے رب کے لئے تو یہ شرط کرتا ہوں کہ تم اس کی عبادت کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ

اور اپنے لئے یہ کہ جن چیزوں سے تم اپنے جان و مال کو بچاتے اور محفوظ رکھتے ہو اس کو میرے لئے بھی گوارا نہ کرو۔ انہوں نے عرض کیا کہ ہم ایسا کریں تو ہمیں کیا

ملے گا؟ فرمایا: جنت۔ ۲۵۶ خدا کے دشمنوں کو ۲۵۷ راہ خدا میں ۲۵۸ اس سے ثابت ہوا کہ تمام شریعتوں اور ملتوں میں جہاد کا حکم تھا۔

يَبْعَثُكُمْ الّٰذِيَ بَايَعْتُمْ بِهِ ۝ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ التّٰيِبُونَ

اپنے سوئے کی جو تم نے اس سے کیا ہے اور یہی بڑی کامیابی ہے توبہ والے ۲۵۹

الْعِبَادُونَ الّٰلِهَادُونَ السّٰبِحُونَ الرَّكْعُونَ السّٰجِدُونَ الّٰمْرُونَ

عبادت والے ۲۶۰ سراجنے والے ۲۶۱ روزے والے رکوع والے سجدہ والے ۲۶۲ بھلائی کے

بِالْمَعْرُوفِ وَالتّٰهُونَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحَفِظُونَ لِحُدُودِ اللّٰهِ ۝

بتانے والے اور برائی سے روکنے والے اور اللہ کی حدیں نگاہ رکھنے والے ۲۶۳ اور

بَشْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ مَا كَانَ لِلنّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَنْ يّسْتَغْفِرُوْا

خوشی سناؤ مسلمانوں کو ۲۶۴ نبی اور ایمان والوں کو لائق نہیں کہ مشرکوں کی

لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْا اَوْلِيَٰ قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَسْحَابُ

بخشش چاہیں اگرچہ وہ رشتہ دار ہوں ۲۶۵ جب کہ انھیں کھل چکا کہ وہ

الْجَحِيْمِ ۝ وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ

دوزخی ہیں ۲۶۶ اور ابراہیم کا اپنے باپ ۲۶۷ کی بخشش چاہنا وہ تو نہ تھا مگر ایک وعدے کے سبب

وَعَدٰهَا اِيّاهُ ۝ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗ اَنَّهُ عَدُوٌّ لِلّٰهِ تَبَرَّآ مِنْهُ ۝ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ

جو اس سے کرچکا تھا ۲۶۸ پھر جب ابراہیم کو کھل گیا کہ وہ اللہ کا دشمن ہے اس سے تنکا توڑ دیا (العلق ہو گیا) ۲۶۹ بے شک ابراہیم ضرور

۲۵۹ تمام گناہوں سے ۲۶۰ اللہ کے فرمانبردار بندے جو اخلاص کے ساتھ اس کی عبادت کرتے ہیں اور عبادت کو اپنے اوپر لازم جانتے ہیں ۲۶۱ جو ہر حال میں

اللہ کی حمد کرتے ہیں۔ ۲۶۲ یعنی نمازوں کے پابند اور ان کو خوبی سے ادا کرنے والے ۲۶۳ اور اس کے احکام بجالانے والے یہ لوگ جنتی ہیں ۲۶۴ کہ وہ اللہ کا

عہد وفا کریں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں جنت میں داخل فرمائے گا۔ ۲۶۵ شان نزول: اس آیت کے شان نزول میں مفسرین کے چند قول ہیں: (۱) نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم نے اپنے چچا ابوطالب سے فرمایا تھا کہ میں تمہارے لئے استغفار کروں گا جب تک کہ مجھے ممانعت نہ کی جائے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما کر

ممانعت فرمادی۔ (۲) سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے اپنی والدہ کی زیارت قبر کی اجازت چاہی اس نے مجھے اجازت دی پھر میں

نے ان کے لئے استغفار کی اجازت چاہی تو مجھے اجازت نہ دی اور مجھ پر یہ آیت نازل ہوئی ”مَسَاكِنَ لِلنَّبِيِّ“ اَقُوْلُ (میں کہتا ہوں): یہ وچر شان نزول کی صحیح نہیں

ہے کیونکہ یہ حدیث حاکم نے روایت کی اور اس کو صحیح بتایا اور ذہبی نے حاکم پر اعتماد کر کے میزان میں اس کی تصحیح کی لیکن ”مختصر المستدرک“ میں ذہبی نے اس حدیث

کی تضعیف کی اور کہا کہ ابوب بن ہانی کو ابن معین نے ضعیف بتایا ہے علاوہ بریں یہ حدیث بخاری کی حدیث کے مخالف بھی ہے جس میں اس آیت کے نزول کا سبب

آپ کا والدہ کے لئے استغفار کرنا نہیں بتایا گیا بلکہ بخاری کی حدیث سے یہی ثابت ہے کہ ابوطالب کے لئے استغفار کرنے کے باب میں یہ حدیث وارد ہوئی اس

کے علاوہ اور حدیثیں جو اس مضمون کی ہیں جن کو طبرانی اور ابن سعد اور ابن شہین وغیرہ نے روایت کیا ہے وہ سب ضعیف ہیں ابن سعد نے طبقات میں حدیث کی

تخریج کے بعد اس کو غلط بتایا اور سند احمد شین امام جلال الدین سیوطی نے اپنے رسالہ التتظیم والمیزان میں اس مضمون کی تمام احادیث کو معلول بتایا لہذا یہ وچر شان

نزول میں صحیح نہیں اور یہ ثابت ہے اس پر بہت دلائل قائم ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ موحّدہ اور دین ابراہیمی پر تھیں۔ (۳) بعض اصحاب نے سید

عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے آباء کے لئے استغفار کرنے کی درخواست کی تھی، اس پر یہ آیت نازل ہوئی ۲۶۶ ”شُرک پر مرے ۲۶۷ یعنی آزر ۲۶۸ اس سے یا تو

لَا وَاةَ حَلِيمٍ ۱۱۳ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا بَعْدَ إِذْ هَدَاهُمْ

بہت آپہن کرنے والا ہے اور اللہ کی شان نہیں کہ کسی قوم کو ہدایت کر کے گمراہ فرمائے ۱۱۳

حَتَّىٰ يَبَيِّنَ لَهُم مَّا يَتَّقُونَ ۱۱۴ إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۱۱۵ إِنَّ اللَّهَ

جب تک انہیں صاف نہ بتادے کہ کس چیز سے انہیں بچنا چاہیے ۱۱۴ بے شک اللہ سب کچھ جانتا ہے بے شک اللہ

لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۱۱۶ يُحْيِي وَيُمِيتُ ۱۱۷ وَمَالِكُمْ مِّنْ دُونِ

ہی کے لئے ہے آسمانوں اور زمین کی سلطنت چلاتا ہے اور مارتا ہے اور اللہ کے سوا

اللَّهِ مِنْ دُونِي وَلَا نَصِيرٍ ۱۱۸ لَقَدْ تَابَ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ

تمہارا کوئی والی اور نہ مددگار بے شک اللہ کی رحمتیں متوجہ ہوئیں ان غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) اور ان مہاجرین

وَالْأَنْصَارِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ فِي سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيغُ

اور انصار پر جنہوں نے مشکل کی گھڑی میں ان کا ساتھ دیا ۱۱۸ بعد اس کے کہ قریب تھا کہ

قُلُوبُ فَرِيقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ ۱۱۹ إِنَّهُ بِهِمْ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ۱۲۰

ان میں کچھ لوگوں کے دل پھر جائیں ۱۱۹ پھر ان پر رحمت سے متوجہ ہوا ۱۲۰ بے شک وہ ان پر نہایت مہربان رحم والا ہے

وہ وعدہ مراد ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آزر سے کیا تھا کہ میں اپنے رب سے تیری مغفرت کی دعا کروں گا یا وہ وعدہ مراد ہے جو آزر نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اسلام لانے کا کیا تھا۔ شان نزول: حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی ”سَأَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّي“ تو میں نے سنا کہ ایک شخص اپنے والدین کے لئے دعائے مغفرت کر رہا ہے باوجودیکہ وہ دونوں مشرک تھے تو میں نے کہا تو مشرکوں کے لئے دعائے مغفرت کرتا ہے اس نے کہا کیا ابراہیم علیہ السلام نے آزر کے لئے دعائے کی تھی وہ بھی تو مشرک تھا، یہ واقعہ میں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور بتایا گیا کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا استغفار بہ امید اسلام تھا جس کا آزر آپ سے وعدہ کر چکا تھا اور آپ آزر سے استغفار کا وعدہ کر چکے تھے جب وہ امید منقطع ہو گئی تو آپ نے اس سے اپنا علاقہ قطع (تعلق ختم) کر دیا ۱۱۹ اور استغفار کرنا ترک فرما دیا۔ ۱۲۰ ”کثیر اللہ عا مُتَضَرِّع“ (بہت زیادہ دعا اور اظہارِ عجز و خشوع کرنے والا)۔ ۱۱۹ یعنی ان پر گمراہی کا حکم کرے اور انہیں گمراہوں میں داخل فرمادے ۱۲۰ یعنی یہ ہیں کہ جو چیز ممنوع ہے اور اس سے اجتناب واجب ہے اس پر اللہ تبارک و تعالیٰ اُس وقت تک اپنے بندوں کی گرفت نہیں فرماتا جب تک کہ اس کی ممانعت کا صاف بیان اللہ کی طرف سے نہ آجائے لہذا قبل ممانعت اس فعل کے کرنے میں خرچ نہیں۔ (مدارک و خازن) مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ جس چیز کی جانپ شرح سے ممانعت نہ ہو وہ جائز ہے۔ شان نزول: جب مؤمنین کو مشرکین کیلئے استغفار کرنے سے منع فرمایا گیا تو انہیں اندیشہ ہوا کہ ہم پہلے جو استغفار کر چکے ہیں کہیں اس پر گرفت نہ ہو اس آیت سے انہیں تسکین دی گئی اور بتایا گیا کہ ممانعت کا بیان ہونے کے بعد اس پر عمل کرنے سے مواخذہ ہوتا ہے۔ ۱۲۰ یعنی غزوہ تبوک میں جس کو غزوہ عُصْرَت بھی کہتے ہیں۔ اس غزوہ میں عُصْرَت (مفلسی و تنگی) کا یہ حال تھا کہ دس آدمیوں میں سواری کے لئے ایک ایک اونٹ تھا، نُوبت بہ نُوبت (باری باری) اسی پر سوار ہو لیتے تھے اور کھانے کی قلت کا یہ حال تھا کہ ایک ایک کھجور پر کئی کئی آدمی بسر کرتے تھے، اس طرح کہ ہر ایک نے تھوڑی تھوڑی چوس کر ایک گھونٹ پانی پی لیا، پانی کی بھی نہایت قلت تھی، گرمی شدت کی تھی، پیاس کا غلبہ اور پانی ناپید، اس حال میں صحابہ اپنے صدق و یقین اور ایمان و اخلاص کے ساتھ حضور کی جاں نثاری میں ثابت قدم رہے۔ حضرت ابو بکر صدیق نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم، ہارث، ہونی، لشکر سیراب ہوا، لشکر والوں نے اپنے برتن بھرنے، اس کے بعد جب آگے چلے تو زمین خشک تھی، ابر نے لشکر کے باہر بارش ہی نہیں کی، وہ خاص اسی لشکر کو سیراب کرنے کے لئے بھیجا گیا تھا۔ ۱۲۰ اور وہ اس شدت و سختی میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا ہونا گوارا کریں۔ ۱۲۰ اور وہ صابر



وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خَلَفُوا ط حَتَّىٰ إِذَا صَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ

اور ان تین پر جو موقوف رکھے گئے تھے ۲۷۱ یہاں تک کہ جب زمین اتنی وسیع ہو کر ان پر

بَارَحَبَتْ وَصَاقَتْ عَلَيْهِمُ أَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوا أَنْ لَا مَلْجَأَ مِنَ

تنگ ہو گئی ۲۷۲ اور وہ اپنی جان سے تنگ آئے ۲۷۳ اور انھیں یقین ہوا کہ اللہ سے پناہ

اللَّهِ إِلَّا إِلَيْهِ ط ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوبُوا ط إِنَّ اللَّهَ هُوَ التَّوَّابُ

نہیں مگر اسی کے پاس پھر ۲۷۴ ان کی توبہ قبول کی کہ تائب رہیں بے شک اللہ ہی توبہ قبول کرنے والا

الرَّحِيمُ ع ۱۱۸ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ ۱۱۹

مہربان ہے اے ایمان والو اللہ سے ڈرو ۲۷۵ اور سچوں کے ساتھ ہو ۲۷۶

مَا كَانَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِنَ الْأَعْرَابِ أَنْ يَتَخَلَّفُوا

مدینے والوں ۲۷۷ اور ان کے گرد دیہات والوں کو لائق نہ تھا کہ رسول اللہ سے

عَنْ رَسُولِ اللَّهِ وَلَا يَرْغَبُوا بِأَنْفُسِهِمْ عَنْ نَفْسِهِ ط ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ

پچھے بیٹھ رہیں ۲۷۸ اور نہ یہ کہ ان کی جان سے اپنی جان پیاری سمجھیں ۲۷۹ یہ اس لئے کہ انھیں

لَا يُصِيبُهُمْ ظَمَأٌ وَلَا نَصَبٌ وَلَا مَخَصَةٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَطْئُونَ

جو پیاس یا تکلیف یا بھوک اللہ کی راہ میں پہنچتی ہے اور جہاں ایسی جگہ قدم

و ثابت رہے اور ان کا اخلاص محفوظ رہا اور جو خطرہ دل میں گزرا تھا اس پر نادم ہوئے۔ ۲۸۰ توبہ سے، جن کا ذکر آیت ”وَالتَّوَّابُونَ مُرْجُونَ لِأَمْرِ اللَّهِ“ میں ہے اور

یہ تین صاحب کعب بن مالک اور بلال بن اُمیہ اور مرزہ بن ربیع ہیں یہ سب انصاری تھے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تبوک سے واپس ہو کر ان سے جہاد

میں حاضر نہ ہونے کی وجہ دریافت فرمائی اور فرمایا: پھر وا! جب تک اللہ تعالیٰ تمہارے لئے کوئی فیصلہ فرمائے اور مسلمانوں کو ان لوگوں سے ملنے جلنے کلام کرنے سے

ممانعت فرمادی حتیٰ کہ ان کے رشتہ داروں اور دوستوں نے ان سے کلام ترک کر دیا یہاں تک کہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ان کو کوئی پہچانتا ہی نہیں اور ان کی کسی سے

شناسائی (واقفیت) ہی نہیں، اس حال پر انہیں پچاس روز گزرے۔ ۲۸۱ اور انہیں کوئی ایسی جگہ نمل سکی جہاں ایک لمحہ کے لئے انہیں قرار ہوتا، ہر وقت پریشانی اور

رنج و غم بے چینی واضطراب میں مبتلا تھے۔ ۲۸۲ شدت رنج و غم سے، نہ کوئی آئینس (دوست) ہے جس سے بات کریں نہ کوئی عنخوار جسے حال دل سنائیں، وحشت و

تنہائی ہے اور شب و روز کی گریہ و زاری۔ ۲۸۳ اللہ تعالیٰ نے ان پر رحم فرمایا اور ۲۸۴ معاصی ترک کرو۔ ۲۸۵ جو صادق الایمان ہیں، مخلص ہیں، رسول کریم صلی

اللہ علیہ وسلم کی اخلاص کے ساتھ تصدیق کرتے ہیں۔ سعید بن جبیر کا قول ہے کہ صادقین سے حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما مراد ہیں۔ ابن جریر کہتے ہیں کہ

مہاجرین۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ وہ لوگ جن کی نیتیں ثابت رہیں اور قلب و اعمال مستقیم اور وہ اخلاص کے ساتھ غزوہ تبوک میں حاضر

ہوئے۔ مسئلہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ اجماع حجت ہے کیونکہ صادقین کے ساتھ رہنے کا حکم فرمایا، اس سے ان کے قول کا قبول کرنا لازم آتا ہے۔ ۲۸۶

یہاں اہل مدینہ سے مدینہ طیبہ میں سکونت رکھنے والے مراد ہیں خواہ وہ مہاجرین ہوں یا انصار۔ ۲۸۷ اور جہاد میں حاضر نہ ہوں۔ ۲۸۸ بلکہ انہیں حکم تھا کہ شدت و

تکلیف میں حضور کا ساتھ نہ چھوڑیں اور سختی کے موقع پر اپنی جانیں آپ پر فدا کریں۔

مَوَظِعًا يَغِيظُ الْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُونَ مِنْ عَدُوِّ نَبِيلًا إِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهِ

رکھتے ہیں ۲۸۵ جس سے کافروں کو غیظ (غصہ) آئے اور جو کچھ کسی دشمن کا بگاڑتے ہیں ۲۸۶ اس سب کے بدلے ان کے لئے

عَمَلٌ صَالِحٌ ۱۰ إِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ۱۱ وَلَا يُنْفِقُونَ

نیک عمل لکھا جاتا ہے ۲۸۷ بے شک اللہ نیکوں کا نیک (اجر و انعام) ضائع نہیں کرتا اور جو کچھ خرچ کرتے

نَفَقَةً صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً وَلَا يَقْطَعُونَ وَادِيًا إِلَّا كُتِبَ لَهُمْ

ہیں چھوٹا ۲۸۸ یا بڑا ۲۸۹ اور جو نالا طے کرتے ہیں سب ان کے لئے لکھا جاتا ہے

لِيَجْزِيَ اللَّهُ أَحْسَنَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۱۲ وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ

تاکہ اللہ ان کے سب سے بہتر کاموں کا انھیں صلہ دے ۲۹۰ اور مسلمانوں سے یہ توہو نہیں سکتا

لِيَنْفِرُوا كَأَفَّةً ۱۳ فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ

کہ سب کے سب نکلیں ۲۹۱ تو کیوں نہ ہوا کہ ان کے ہر گروہ میں سے ۲۹۲ ایک جماعت نکلے

لِيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ

کہ دین کی سمجھ حاصل کریں اور واپس آکر اپنی قوم کو ڈر سنائیں ۲۹۳ اس امید پر کہ

۲۸۵ اور کفار کی زمین کو اپنے گھوڑوں کے سُموں (پاؤں کے کھروں) سے روندتے ہیں۔ ۲۸۶ تیر کر کے یا قتل کر کے یا زخمی کر کے یا ہزیمت (شکست) دے

کر۔ ۲۸۷ اس سے ثابت ہوا کہ جو شخص اطاعت الہی کا قصد کرے اس کا اٹھنا، بیٹھنا، چلنا، حرکت کرنا، ساکن رہنا، سب نیکیاں ہیں، اللہ کے یہاں لکھی جاتی ہیں۔

۲۸۸ یعنی قلیل مثلاً ایک کھجور۔ ۲۸۹ جیسا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جیشِ عُسْرَت میں خرچ کیا۔ ۲۹۰ اس آیت سے جہاد کی فضیلت اور اس کا

حُسنُ الأَعْمَالِ ہونا ثابت ہوا ۲۹۱ اور ایک دم اپنے وطن خالی کر دیں۔ ۲۹۲ ایک جماعت وطن میں رہے اور ۲۹۳ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی

ہے کہ قبائل عرب میں سے ہر ہر قبیلہ سے جماعتیں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوتیں اور وہ حضور سے دین کے مسائل سیکھتے اور تَفَقُّهُ (دین میں

سمجھ بوجھ) حاصل کرتے اور اپنے لئے احکام دریافت کرتے اور اپنی قوم کے لئے حضور انہیں اللہ اور رسول کی فرمانبرداری کا حکم دیتے اور نماز، زکوٰۃ، وغیرہ کی تعلیم

کے لئے انہیں ان کی قوم پر مامور فرماتے۔ جب وہ لوگ اپنی قوم میں پہنچتے تو اعلان کر دیتے کہ جو اسلام لائے وہ ہم میں سے ہے اور لوگوں کو خدا کا خوف دلاتے اور

دین کی مخالفت سے ڈراتے یہاں تک کہ لوگ اپنے والدین کو چھوڑ دیتے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں دین کے تمام ضروری علوم تعلیم فرمادیتے۔ (غازن) یہ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ عظیمہ ہے کہ بالکل بے پڑھے لوگوں کو بہت تھوڑی دیر میں دین کے احکام کا عالم اور قوم کا ہادی (راہنما) بنا دیتے تھے۔ اس

آیت سے چند مسائل معلوم ہوئے:۔ مسئلہ: علم دین حاصل کرنا فرض ہے۔ جو چیزیں بندے پر فرض و واجب ہیں اور جو اس کے لئے ممنوع و حرام ہیں اس کا سیکھنا

فرض عین ہے اور اس سے زائد علم حاصل کرنا فرض کفایہ۔ حدیث شریف میں ہے: علم سیکھنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ علم سیکھنا نفل

نماز سے افضل ہے۔ مسئلہ: طلب علم کے لئے سفر کا حکم حدیث شریف میں ہے: جو شخص طلب علم کے لئے راہِ پلے اللہ اس کے لئے جنت کی راہ آسان کرتا ہے۔ (ترمذی)

مسئلہ: تفتاحِ نفل ترین علوم ہے۔ حدیث شریف میں ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جس کے لئے بہتری چاہتا ہے اس کو دین میں فقیہ بناتا

ہے، میں تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ دینے والا۔ (بخاری و مسلم) حدیث میں ہے: ایک ”فقیہ“ شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ سخت ہے۔ (ترمذی) ”فقہ“

احکام دین کے علم کو کہتے ہیں۔ فقہ مُصْطَلَحِ اس کا صحیح مصداق ہے۔

يُحَذِّرُونَ ۱۲۱ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قَاتِلُوا الَّذِينَ يَلُونَكُمْ مِّنَ

وہ بچیں ۲۹۴ اے ایمان والو جہاد کرو ان کافروں سے جو تمہارے قریب

الْكَفَّارِ وَلِيَجِدُوا فِيكُمْ غِلْظَةً ۱۲۲ وَأَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ ۱۲۳

ہیں ۲۹۵ اور چاہیے کہ وہ تم میں سختی پائیں اور جان رکھو کہ اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے ۲۹۶

وَإِذَا مَا أَنْزَلَتْ سُورَةً فَمِنَهُمْ مَّن يَقُولُ أَيْكُمُ زَادَتْهُ هَذِهِ

اور جب کوئی سورت اترتی ہے تو ان میں کوئی کہنے لگتا ہے کہ اس نے تم میں کس کے ایمان کو ترقی

إِيمَانًا ۱۲۴ فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا فزَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَهُمْ يَسْتَبْشِرُونَ ۱۲۵ وَ

دی ۲۹۷ تو وہ جو ایمان والے ہیں ان کے ایمان کو اس نے ترقی دی اور وہ خوشیاں منا رہے ہیں اور

أَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا إِلَىٰ رِجْسِهِمْ وَمَاتُوا

جن کے دلوں میں آزار (بیماری) ہے ۲۹۸ انہیں اور پلیدی پر پلیدی بڑھائی ۲۹۹ اور کفر ہی

وَهُمْ كَفِرُونَ ۱۲۶ أُولَٰئِكَ لَا يَتُوبُونَ ۱۲۷ أَنَّهُمْ يُفْتَنُونَ فِي كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً أَوْ

پر مرتبہ گئے کیا انہیں متناہیں سوچتا کہ ہر سال ایک یا دو بار آزمائے

مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَتُوبُونَ وَلَا هُمْ يَذَّكَّرُونَ ۱۲۸ وَإِذَا مَا أَنْزَلَتْ

جاتے ہیں ۳۰۰ پھر نہ تو توبہ کرتے ہیں نہ نصیحت مانتے ہیں اور جب کوئی سورت

سُورَةً نَّظَرُوا بِبَعْضِهِمْ إِلَىٰ بَعْضٍ ۱۲۹ هَلْ يَرَاكُمْ مِّنْ أَحَدٍ ثُمَّ انصَرَفُوا ۱۳۰

اترتی ہے ان میں ایک دوسرے کو دیکھنے لگتا ہے ۳۰۱ کہ کوئی تمہیں دیکھتا تو نہیں ۳۰۲ پھر پلٹ جاتے ہیں ۳۰۳

صَرَفَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ بَأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَفْقَهُونَ ۱۳۱ لَقَدْ جَاءَكُمْ

اللہ نے ان کے دل پلٹ دیئے ۳۰۴ کہ وہ نا سمجھ لوگ ہیں ۳۰۵ بے شک تمہارے پاس تشریف

۳۰۶ عذاب الہی سے احکام دین کا اتباع کر کے۔ ۳۰۷ قتال تمام کافروں سے واجب ہے قریب کے ہوں یا دور کے لیکن قریب والے مقدم ہیں پھر

جو ان سے متصل ہوں ایسے ہی درجہ بدرجہ۔ ۳۰۸ انہیں غلبہ دیتا ہے اور ان کی نصرت فرماتا ہے۔ ۳۰۹ یعنی منافقین آپس میں بطریق استہزاء ایسی

باتیں کہتے ہیں، ان کے جواب میں ارشاد ہوتا ہے: ۳۱۰ شک و نفاق کا۔ ۳۱۱ کہ پہلے جتنا نازل ہوا تھا اسی کے انکار کے وبال میں گرفتار تھے، اب

جو اور نازل ہوا اس کے انکار کی خباثت میں بھی مبتلا ہوئے۔ ۳۱۲ یعنی منافقین کو ۳۱۳ امراض و شدائد اور قحط وغیرہ کے ساتھ۔ ۳۱۴ اور آنکھوں سے

نکل بھاگنے کے اشارے کرتا ہے اور کہتا ہے: ۳۱۵ اگر دیکھتا ہوا تو پیٹھ گئے ورنہ نکل گئے۔ ۳۱۶ کفر کی طرف ۳۱۷ اس سبب سے ۳۱۸ اپنے نفع و ضرر

کو نہیں سوچتے۔





إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ

بے شک تمہارا رب اللہ ہے جس نے آسمان اور زمین چھ دن میں بنائے پھر

اسْتَوَى عَلَى الْعَرْشِ يُدَبِّرُ الْأُمْرَ ۗ مَا مِنْ شَفِيعٍ إِلَّا مِنْ بَعْدِ

عرش پر استواء فرمایا جیسا اس کی شان کے لائق ہے کام کی تدبیر فرماتا ہے نہ کوئی سفارشی نہیں مگر اس کی اجازت

إِذْنِهِ ۗ ذَلِكُمْ اللَّهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ ۗ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ﴿۳﴾ إِلَيْهِ

کے بعد وہ یہ ہے اللہ تمہارا رب نہ تو اس کی بندگی کرو تو کیا تم دھیان نہیں کرتے اسی کی طرف

مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا ۗ وَعَدَّ اللَّهُ حَقًّا أَنَّهُ يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ

تم سب کو پھرنا ہے نہ اللہ کا سچا وعدہ ہے شک وہ پہلی بار بناتا ہے پھر فنا کے بعد دوبارہ بنائیگا

لِيَجْزِيَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ بِالْقِسْطِ ۗ وَالَّذِينَ

کہ ان کو جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے انصاف کا صلہ دے نہ اور کافروں

كَفَرُوا وَاللَّهُمُّ شَرَابٌ مِّنْ حَيْمِيمٍ وَعَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ ﴿۴﴾ هُوَ

کے لئے پینے کو کھولتا پانی اور درد ناک عذاب بدلہ ان کے کفر کا وہی

الَّذِي جَعَلَ الشَّمْسُ ضِيَاءً وَالْقَمَرَ نُورًا وَقَدَّرَ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوا

ہے جس نے سورج کو جگمگاتا بنایا اور چاند چمکتا اور اس کے لئے منزلیں ٹھہرائیں نہ کہ تم

عَدَدَ السِّنِينَ وَالْحِسَابِ ۗ مَا خَلَقَ اللَّهُ ذَلِكَ إِلَّا بِالْحَقِّ يُفَصِّلُ

برسوں کی گنتی اور نہ حساب جانو اللہ نے اسے نہ بنایا مگر حق و نیک نشانیاں

یقین ہوا کہ یہ بشر کے مفذرت (انسان کی طاقت) سے بالاتر ہیں تو آپ کو سحر (جادوگر) بتایا، ان کا یہ دعویٰ تو کذب و باطل ہے مگر اس میں بھی حضور کے کمال اور

اپنے عجز کا اعتراف پایا جاتا ہے۔ ۴ یعنی تمام خلق کے امور کا حسب اقتضا حکمت سرانجام فرماتا ہے۔ ۵ اس میں بت پرستوں کے اس قول کا رد ہے کہ بت

ان کی شفاعت کریں گے، انہیں بتایا گیا کہ ”شفاعت“ ماڈرفین (اجازت یافتہ) کے سوا کوئی نہیں کرے گا اور ماڈون صرف اس کے مقبول بندے ہوں گے۔ ۶

جو آسمان و زمین کا خالق اور تمام امور کا مدبّر ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں فقط وہی مستحق عبادت ہے۔ ۷ روز قیامت اور یہی ہے۔ ۸ اس آیت میں حشر و نشر

و معاد کا بیان اور منکرین کا رد ہے اور اس پر نہایت لطیف پیرایہ میں دلیل قائم فرمائی گئی ہے کہ وہ پہلی بار بناتا ہے اور اعضاء مرکبہ کو پیدا کرتا ہے اور ترکیب دیتا ہے تو

موت کے ساتھ متفرق و منتشر ہونے کے بعد ان کو دوبارہ پھر ترکیب دینا اور بنے ہوئے انسان کو فنا کے بعد پھر دوبارہ بنا دینا اور وہی جان جو اس بدن سے متعلق تھی

اس کو اس بدن کی درستی کے بعد پھر اسی بدن سے متعلق کر دینا اس کی قدرت سے کیا بعید ہے اور اس کو دوبارہ پیدا کرنے کا مقصود جزائے اعمال یعنی مطبوعہ کو ثواب اور

عاصی (نافرمان) کو عذاب دینا ہے۔ ۹ اٹھائیس منزلیں جو بارہ برجوں پر منقسم ہیں ہر برج کے لئے ۲۱ منزلیں ہیں، چاند ہر شب ایک منزل میں رہتا ہے اور

مہینہ تیس دن کا ہوتا دو شب، ورنہ ایک شب چھپتا ہے۔ ۱۰ مہینوں، دنوں، ساعتوں کا وقت کہ اس سے اس کی قدرت اور اس کی وحدانیت کے دلائل

ظاہر ہوں۔

الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ۵ إِنَّ فِي اخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا خَلَقَ

مُفَصَّلُ بَيَانِ فَرَمَاتَا هِيَ عِلْمِ وَالْوَالِدِينَ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ۵ إِنَّ فِي اخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا خَلَقَ

اللَّهُ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ لآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَّقُونَ ۶ إِنَّ الَّذِينَ لَا

اللَّهُ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ لآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَّقُونَ ۶ إِنَّ الَّذِينَ لَا

يَرْجُونَ لِقَاءَ نَاوَرَأَوْا بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَاطْمَأَنَّنُوا بِالَّذِينَ هُمْ

يَرْجُونَ لِقَاءَ نَاوَرَأَوْا بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَاطْمَأَنَّنُوا بِالَّذِينَ هُمْ

عَنْ آيَاتِنَا غَفُلُونَ ۷ أُولَئِكَ مَا لَهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۸

عَنْ آيَاتِنَا غَفُلُونَ ۷ أُولَئِكَ مَا لَهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۸

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ يَهْدِيهِمْ رَبُّهُمْ بِآيَاتِهِمْ

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ يَهْدِيهِمْ رَبُّهُمْ بِآيَاتِهِمْ

تَجْرِي مِنْ تَحْتِهِمُ الْأَنْهَارُ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ ۹ دَعْوَاهُمْ فِيهَا

تَجْرِي مِنْ تَحْتِهِمُ الْأَنْهَارُ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ ۹ دَعْوَاهُمْ فِيهَا

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيهَا سَلَامٌ ۱۰ وَآخِرُ دَعْوَاهُمْ أَنْ الْحَمْدُ

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيهَا سَلَامٌ ۱۰ وَآخِرُ دَعْوَاهُمْ أَنْ الْحَمْدُ

لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۱۱ وَلَوْ يُعَجِّلُ اللَّهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ

لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۱۱ وَلَوْ يُعَجِّلُ اللَّهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ

۱۲ كَرَامَاتٍ فِي غُورِ كَرَمِ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِي ذَاتِ پَاكِ اَوْرَقْرَآنِ شَرِيفِ مَرَادِ هِي اَوْرَغْفَلْتِ كَرْنِي سِي مَرَادِ اِن سِي اِعْرَاضِ كَرْنَا هِي۔ فَلَ جَنَّتُونِ كِي طَرَفِ۔ قَنَادِ كَا

۱۲ كَرَامَاتٍ فِي غُورِ كَرَمِ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِي ذَاتِ پَاكِ اَوْرَقْرَآنِ شَرِيفِ مَرَادِ هِي اَوْرَغْفَلْتِ كَرْنِي سِي مَرَادِ اِن سِي اِعْرَاضِ كَرْنَا هِي۔ فَلَ جَنَّتُونِ كِي طَرَفِ۔ قَنَادِ كَا

۱۳ رُوزِ قِيَامَتِ اَوْرَثَوَابِ وَعَذَابِ كِي قَائِلِ نَبِي۔ ۱۴ اَوْرَاسِ فَاانِي (دُنْيَا) كُو جَاوَدَانِي (هَيْمِشِدِ بَاقِي

۱۳ رُوزِ قِيَامَتِ اَوْرَثَوَابِ وَعَذَابِ كِي قَائِلِ نَبِي۔ ۱۴ اَوْرَاسِ فَاانِي (دُنْيَا) كُو جَاوَدَانِي (هَيْمِشِدِ بَاقِي

۱۵ لِيَعْنِي اَهْلِ جَنَّتِ اللّٰهِ تَعَالٰى كِي تَسْبِيْحِ، تَحْمِيْدِ، تَقْدِيْسِ مِي مَشْغُولِ رَهِيْنِ گِي اَوْرَاسِ كِي ذِكْرِ سِي اَنْهِيْنِ فَرَحْتِ وَسُرُورِ اَوْرَ اَنْهِيْنِ اَدْرَجِي كِي لَذْتِ حَاصِلِ هُوْگِي، سُبْحَانَ اللّٰهِ۔

۱۵ لِيَعْنِي اَهْلِ جَنَّتِ اللّٰهِ تَعَالٰى كِي تَسْبِيْحِ، تَحْمِيْدِ، تَقْدِيْسِ مِي مَشْغُولِ رَهِيْنِ گِي اَوْرَاسِ كِي ذِكْرِ سِي اَنْهِيْنِ فَرَحْتِ وَسُرُورِ اَوْرَ اَنْهِيْنِ اَدْرَجِي كِي لَذْتِ حَاصِلِ هُوْگِي، سُبْحَانَ اللّٰهِ۔

۱۶ لِيَعْنِي اَهْلِ جَنَّتِ اَپْسِ مِي اِيَكِ دُوسَرِي كِي تَحِيْتِ وَتَكْرِيْمِ (تَعْظِيْمِ) سَلَامِ سِي كَرِيْنِ گِي يَا مَلَائِكَةَ اَنْهِيْنِ بَطُوْرِ تَحِيْتِ سَلَامِ عَرْضِ كَرِيْنِ گِي يَا مَلَائِكَةَ رَبِّ

۱۶ لِيَعْنِي اَهْلِ جَنَّتِ اَپْسِ مِي اِيَكِ دُوسَرِي كِي تَحِيْتِ وَتَكْرِيْمِ (تَعْظِيْمِ) سَلَامِ سِي كَرِيْنِ گِي يَا مَلَائِكَةَ اَنْهِيْنِ بَطُوْرِ تَحِيْتِ سَلَامِ عَرْضِ كَرِيْنِ گِي يَا مَلَائِكَةَ رَبِّ

عَزَّوَجَلَّ كِي طَرَفِ سِي اِن كِي پَا سَلَامِ لَانِيْنِ گِي۔ ۱۷ اِن كِي كَلَامِ كِي اِبْتِدَاءِ اللّٰهِ كِي تَعْظِيْمِ وَتَنْزِيْهِ (پَا كِي) سِي هُوْگِي اَوْرِ كَلَامِ كَا اِنْخْتِمَامِ اِس كِي

عَزَّوَجَلَّ كِي طَرَفِ سِي اِن كِي پَا سَلَامِ لَانِيْنِ گِي۔ ۱۷ اِن كِي كَلَامِ كِي اِبْتِدَاءِ اللّٰهِ كِي تَعْظِيْمِ وَتَنْزِيْهِ (پَا كِي) سِي هُوْگِي اَوْرِ كَلَامِ كَا اِنْخْتِمَامِ اِس كِي



بِالْخَيْرِ لَقَضِيَ إِلَيْهِمْ أَجَلُهُمْ ۖ فَذَرُوا الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا

جلدی کرتے ہیں تو ان کا وعدہ پورا ہو چکا ہوتا ہے ۱۰ تو ہم چھوڑتے انہیں جو ہم سے ملنے کی امید نہیں رکھتے

فِي طُعْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ۱۱ ۖ وَإِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا الْجَنَّبَةَ أَوْ

کہ اپنی سرکشی میں بھٹکا کریں ۱۱ اور جب آدمی کو ۱۱ تکلیف پہنچتی ہے ہمیں پکارتا ہے لیئے اور

قَاعِدًا أَوْ قَائِبًا فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهُ مَرَّكَانٌ لَّمْ يَدْعُنَا إِلَىٰ

بیٹھے اور کھڑے ۱۲ پھر جب ہم اس کی تکلیف دور کر دیتے ہیں چل دیتا ہے ۱۲ گویا کبھی کسی تکلیف کے

ضُرِّمَسَّهُ ۖ كَذَلِكَ زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِينَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۱۳ ۖ وَلَقَدْ

پہنچنے پر ہمیں پکارا ہی نہ تھا یونہی بھلے کر دکھائے ہیں حد سے بڑھنے والوں کو ۱۳ ان کے کام ۱۳ اور بے شک

أَهْلَكْنَا الْقُرُونَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوا ۖ وَجَاءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ

ہم نے تم سے پہلی سنگتیں ۱۴ ہلاک فرما دیں جب وہ حد سے بڑھے ۱۴ اور ان کے رسول ان کے پاس

بِالْبَيِّنَاتِ وَمَا كَانُوا لِيُؤْمِنُوا ۖ كَذَلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِينَ ۱۳

روشن دلیلیں لے کر آئے ۱۴ اور وہ ایسے تھے ہی نہیں کہ ایمان لاتے ہم یونہی بدلہ دیتے ہیں مجرموں کو

ثُمَّ جَعَلْنَاكَ خَلِيفَ فِي الْأَرْضِ مِنْ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُونَ ۱۴

پھر ہم نے ان کے بعد تمہیں زمین میں جانشین کیا کہ دیکھیں تم کیسے کام کرتے ہو ۱۴

۱۰ یعنی اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کی بددعائیں جیسے کہ وہ غضب کے وقت اپنے لئے اور اپنے اہل واولاد و مال کے لئے کرتے ہیں اور کہتے ہیں ہم ہلاک ہو جائیں، خدا ہمیں عارت کرے، بر باد کرے اور ایسے کلمے ہی اپنی اولاد و اقارب کے لئے کہہ گزرتے ہیں جسے ہندی میں گوسنا کہتے ہیں اگر وہ دعا ایسی جلدی قبول کر لی جاتی جیسی جلدی وہ دعا کے خیر کے قبول ہونے میں چاہتے ہیں تو ان لوگوں کا خاتمہ ہو چکا ہوتا اور وہ کب کے ہلاک ہو گئے ہوتے لیکن اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے کرم سے دعائے خیر قبول فرمانے میں جلدی کرتا ہے، دعائے بد کے قبول میں نہیں، یہ اس کی رحمت ہے۔ شان نزول: نضر بن حارث نے کہا تھا: یارب! یہ دین اسلام اگر تیرے نزدیک حق ہے تو ہمارے اوپر آسمان سے پتھر برسسا۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور بتایا گیا کہ اگر اللہ تعالیٰ کافروں کے لئے عذاب میں جلدی فرماتا جیسا کہ ان کے لئے مال و اولاد وغیرہ دنیا کی بھلائی دینے میں جلدی فرمائی تو وہ سب ہلاک ہو چکے ہوتے۔ ۱۱ اور ہم انہیں مہلت دیتے ہیں اور ان کے عذاب میں جلدی نہیں فرماتے۔ ۱۲ یہاں آدمی سے کافر مراد ہے۔ ۱۳ ہر حال میں اور جب تک اس کی تکلیف زائل نہ ہو دعا میں مشغول رہتا ہے۔ ۱۴ اپنے پہلے طریقہ پر اور وہی کفر کی راہ اختیار کرتا ہے اور تکلیف کے وقت کو بھول جاتا ہے۔ ۱۵ یعنی کافروں کو۔ ۱۶ مقصد یہ ہے کہ انسان بلا کے وقت بہت ہی بے صبر ہے اور راحت کے وقت نہایت ناشکر، جب تکلیف پہنچتی ہے تو کھڑے، لیئے، بیٹھے ہر حال میں دعا کرتا ہے، جب اللہ تکلیف دور کر دے تو شکر بجا نہیں لاتا اور اپنی حالت سابقہ کی طرف لوٹ جاتا ہے، یہ حال غافل کا ہے، مؤمن عاقل کا حال اس کے خلاف ہے، وہ مصیبت و بلا پر صبر کرتا ہے، راحت و آسائش میں شکر کرتا ہے، تکلیف و راحت کے جملہ احوال میں اللہ تعالیٰ کے حضور تضرع (گریہ) و زاری اور دعا کرتا ہے اور ایک مقام اس سے بھی اعلیٰ ہے جو مومنوں میں بھی مخصوص بندوں کو حاصل ہے کہ جب کوئی مصیبت و بلا آتی ہے اس پر صبر کرتے ہیں، قضائے الہی پر دل سے راضی رہتے ہیں اور جمیع احوال پر شکر کرتے ہیں۔ ۱۷ یعنی ایشیں ۱۸ اور کفر میں مبتلا ہوئے۔ ۱۹ جو ان کے صدق کی بہت واضح دلیلیں تھیں لیکن انہوں نے نہ مانا اور انبیاء کی تصدیق نہ کی۔ ۲۰ تاکہ تمہارے ساتھ

وَإِذْ أَنْتَلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتِنَا بَيِّنَاتٍ ۚ قَالَ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا

اور جب ان پر ہماری روشن آیتیں ملنے پر بھی جاتی ہیں وہ کہنے لگتے ہیں جنہیں ہم سے ملنے کی امید نہیں ہے کہ

أَنْتَ بِقُرْآنٍ غَيْرِ هَذَا أَوْ بَدِّلْهُ ۗ قُلْ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أُبَدِّلَهُ مِنْ

اس کے سوا اور قرآن لے آئے ہے یا اسی کو بدل دیجئے ہے تم فرماؤ مجھے نہیں پہنچتا کہ میں اسے اپنی طرف

تِلْقَائِي نَفْسِي ۚ إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ ۚ إِنِّي أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ

سے بدل دوں میں تو اسی کا تابع ہوں جو میری طرف وحی ہوتی ہے میں اگر اپنے رب کی نافرمانی کروں ہے

رَبِّي عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿۱۵﴾ قُلْ لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا تَلَكَّوْهُ عَلَيْكُمْ وَلَا

تو مجھے بڑے دن کے عذاب کا ڈر ہے تم فرماؤ اگر اللہ چاہتا تو میں اسے تم پر نہ پڑھتا نہ وہ

أَدْرَاكُمْ بِهِ ۖ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا ۚ مِنْ قَبْلِهِ ۗ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿۱۶﴾

تم کو اس سے خبر دار کرتا ہے تو میں اس سے پہلے تم میں اپنی ایک عمر گزار چکا ہوں تو کیا تمہیں عقل نہیں ہے

فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِآيَاتِهِ ۗ إِنَّهُ لَا

تو اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا اس کی آیتیں جھٹلائے بے شک

يُفْلِحُ الْبَاجِرُ مُوقِنًا ﴿۱۷﴾ وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا

مجرموں کا بھلا نہ ہوگا اور اللہ کے سوا ایسی چیزیں کو پوجتے ہیں جو ان کا نہ کچھ نقصان کرے اور نہ

تمہارے عمل کے لائق معاملہ فرمائیں جن میں ہماری توحید اور بت پرستی کی برائی اور بت پرستوں کی سزا کا بیان ہے۔ اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتے۔

۳۳۔ جس میں بتوں کی برائی نہ ہو۔ ۳۴۔ شان نزول: کفار کی ایک جماعت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا کہ اگر آپ چاہتے ہیں کہ

ہم آپ پر ایمان لے آئیں تو آپ اس قرآن کے سوا دوسرا قرآن لائیں! جس میں لات و عزیٰ و منات وغیرہ بتوں کی برائی اور ان کی عبادت چھوڑنے کا حکم نہ ہو

اور اگر اللہ ایسا قرآن نازل نہ کرے تو آپ اپنی طرف سے بنا لیجئے یا اسی قرآن کو بدل کر ہماری مرضی کے مطابق کر دیجئے تو ہم ایمان لے آئیں گے۔ ان کا یہ کلام یا

تو بطریق تمسخر و استہزاء تھا یا انہوں نے تجربہ و امتحان کے لئے ایسا کہا تھا کہ اگر یہ دوسرا قرآن بنا لائیں یا اس کو بدل دیں تو ثابت ہو جائے گا کہ قرآن کلام ربانی نہیں

ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ اس کا یہ جواب دیں جو آیت میں مذکور ہوتا ہے: ۳۵۔ میں اس میں کوئی تغیر و تبدل کی بیشی نہیں

کر سکتا یہ میرا کلام نہیں کلام الہی ہے۔ ۳۶۔ یا اس کی کتاب کے احکام کو بدلوں۔ ۳۷۔ اور دوسرا قرآن بنا کر انسان کی عقیدت (طاقت) ہی سے باہر ہے اور خلق کا

اس سے عاجز ہونا خوب ظاہر ہو چکا۔ ۳۸۔ یعنی اس کی تلاوت محض اللہ کی مرضی سے ہے۔ ۳۹۔ اور چالیس سال تم میں رہا ہوں، اس زمانہ میں تمہارے پاس

کچھ نہیں لایا اور میں نے تمہیں کچھ نہیں سنایا تم نے میرے احوال کا خوب مشاہدہ کیا ہے، میں نے کسی سے ایک حرف نہیں پڑھا، کسی کتاب کا مطالعہ نہ کیا، اس کے بعد

یہ کتاب عظیم لایا جس کے حضور ہر ایک کلام فصیح پست اور بے حقیقت ہو گیا، اس کتاب میں نفیس علوم ہیں، اصول و فروع کا بیان ہے، احکام و آداب ہیں، مکارم اخلاق

کی تعلیم ہے، نبی خبریں ہیں، اس کی فصاحت و بلاغت نے ملک بھر کے فصحاء و بلغاء کو عاجز کر دیا ہے، ہر صاحب عقل سلیم کے لئے یہ بات اظہر من الشمس (سورج

سے زیادہ روشن) ہو گئی ہے کہ یہ بغیر وحی الہی کے ممکن ہی نہیں۔ ۴۰۔ کہ اتنا سمجھ سکو کہ یہ قرآن اللہ کی طرف سے ہے مخلوق کی قدرت میں نہیں کہ اس کی مثل بنا سکے

۴۱۔ اس کے لئے شریک بتائے ۴۲۔ بت۔

يَنْفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ هَوَّلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِنْدَ اللَّهِ ط قُلْ أَنتِبُونَ اللَّهَ

کچھ بھلا اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے یہاں ہمارے سفارشی ہیں ۴۳ تم فرماؤ کیا اللہ کو وہ بات جانتے ہو

بِأَلَّا يَعْلَمُ فِي السَّمَوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ ط سُبْحٰنَهُ وَتَعٰلٰی عَمَّا

جو اس کے علم میں نہ آسمانوں میں ہے نہ زمین میں ۴۴ اسے پاکی اور برتری ہے ان کے

يُشْرِكُونَ ۱۸ وَمَا كَانَ النَّاسُ إِلَّا أُمَّةً وَاحِدَةً فَاخْتَلَفُوا ط وَلَوْلَا

شُرک سے اور لوگ ایک ہی امت تھے ۴۵ پھر مختلف ہوئے اور اگر تیرے

كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَبِّكَ لَقَضَىٰ بَيْنَهُمْ فِي مَا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۱۹

رب کی طرف سے ایک بات پہلے نہ ہو چکی ہوتی ۴۶ تو یہیں ان کے اختلافوں کا ان پر فیصلہ ہو گیا ہوتا ۴۷

وَيَقُولُونَ لَوْلَا أُنزِلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِنْ رَبِّهِ ج قُلْ إِنَّمَا الْغَيْبُ لِلَّهِ

اور کہتے ہیں ان پر ان کے رب کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نہیں اتری ۴۸ تم فرماؤ غیب تو اللہ کے لئے ہے

۴۹ یعنی دنیوی امور میں کیونکہ آخرت اور مرنے کے بعد اٹھنے کا تو وہ اعتقاد ہی نہیں رکھتے۔ ۴۹ یعنی اس کا وجود ہی نہیں کیونکہ جو چیز موجود ہے وہ ضرور علم الہی

میں ہے۔ ۵۰ ایک دین اسلام پر جیسا کہ زمانہ حضرت آدم علیہ السلام میں قابیل کے ہاتھ لگنے کے وقت تک حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی ذریت

ایک ہی دین پر تھے اس کے بعد ان میں اختلاف ہوا، اور ایک قول یہ ہے کہ زمانہ نوح علیہ السلام تک ایک دین پر رہے پھر اختلاف ہوا تو نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام

مبعوث فرمائے گئے۔ ایک قول یہ ہے کہ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ششی سے اترنے کے وقت سب لوگ ایک دین اسلام پر تھے۔ ایک قول یہ ہے کہ عہد

حضرت ابراہیم سے سب لوگ ایک دین پر تھے یہاں تک کہ عمرو بن لہی نے دین کو متغیر کیا۔ اس تقدیر پر ”النَّاسُ“ سے مراد خاص عرب ہوں گے۔ ایک قول یہ ہے کہ

لوگ ایک دین پر تھے یعنی کفر پھر اللہ تعالیٰ نے انبیاء کو بھیجا تو بعض ان میں سے ایمان لائے اور بعض علماء نے کہا کہ معنی یہ ہیں کہ لوگ اول خلقت میں فطرت

سلیمہ پر تھے پھر ان میں اختلافات ہوئے۔ حدیث شریف میں ہے ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے ماں باپ اس کو یہودی بناتے ہیں یا نصرانی بناتے ہیں یا

مجوسی بناتے ہیں اور حدیث میں فطرت سے فطرت اسلام مراد ہے۔ ۵۱ اور ہر امت کے لئے ایک ميعاد معين نہ کر دی گئی ہوتی یا جزاء اعمال قیامت تک مؤخر نہ

فرمائی گئی ہوتی۔ ۵۲ نزول عذاب سے۔ ۵۳ اہل باطل کا طریقہ ہے کہ جب ان کے خلاف بُراں قوی قائم ہوتی ہے اور وہ جواب سے عاجز ہو جاتے ہیں تو اس

بُراں کا ذکر اس طرح چھوڑ دیتے ہیں جیسے کہ وہ پیش ہی نہیں ہوئی اور یہ کہا کرتے ہیں کہ دلیل لاؤ تا کہ سننے والے اس مغالطہ میں پڑ جائیں کہ ان کے مقابل اب

تک کوئی دلیل ہی نہیں قائم کی گئی ہے، اس طرح کفار نے حضور کے معجزات اور بالخصوص قرآن کریم جو معجزہ عظیمہ ہے اس کی طرف سے آنکھیں بند کر کے یہ کہنا

شروع کیا کہ کوئی نشانی کیوں نہیں اتری گویا کہ معجزات انہوں نے دیکھے ہی نہیں اور قرآن پاک کو وہ نشانی شمار ہی نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ

علیہ وسلم سے فرمایا کہ آپ فرمادیتے کہ غیب تو اللہ کے لئے ہے اب راستہ دیکھو میں بھی تمہارے ساتھ راہ دیکھ رہا ہوں۔ تقریر جواب یہ ہے کہ دلالتِ قاہرہ

(زبردست دلیل) اس پر قائم ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن پاک کا ظاہر ہونا بہت ہی عظیم الشان معجزہ ہے کیونکہ حضور ان میں پیدا ہوئے، ان کے

درمیان حضور بڑھے، تمام زمانے حضور کے ان کی آنکھوں کے سامنے گزرے، وہ خوب جانتے ہیں کہ آپ نے نہ کسی کتاب کا مطالعہ کیا، نہ کسی استاد کی شاگردی کی،

یکبارگی قرآن کریم آپ پر ظاہر ہوا اور ایسی بے مثال اعلیٰ ترین کتاب کا ایسی شان کے ساتھ نزول بغیر وحی کے ممکن ہی نہیں، یہ قرآن کریم کے معجزہ قاہرہ ہونے کی

برہان ہے اور جب ایسی قوی برہان قائم ہے تو اثباتِ نبوت کے لئے کسی دوسری نشانی کا طلب کرنا قطعاً غیر ضروری ہے، ایسی حالت میں اس نشانی کا نازل کرنا نہ کرنا

اللہ تعالیٰ کی مشیت پر ہے چاہے نہ کرے تو یہ امر غیب ہوا اور اس کے لئے انتظار لازم آیا کہ اللہ کیا کرتا ہے۔ لیکن وہ یہ غیر ضروری نشانی جو کفار نے

طلب کی ہے نازل فرمائے یا نہ فرمائے نبوت ثابت ہو چکی اور رسالت کا ثبوت قاہرہ معجزات سے کمال کو پہنچ چکا۔



فَانْتَظِرُوا إِنِّي مَعَكُمْ مِنَ الْمُنْتَظِرِينَ ۲۰ وَإِذَا آذَقْنَا النَّاسَ

اب راستہ دیکھو میں بھی تمہارے ساتھ راہ دیکھ رہا ہوں اور جب ہم آدمیوں کو رحمت کا

رَاحَةً مِّنْ بَعْدِ ضَرَاءٍ مَسْتَهُم إِذَا لَهُمْ مَكْرٌ فِي آيَاتِنَا قُلِ اللَّهُ

مزدہ دیتے ہیں کسی تکلیف کے بعد جو انہیں پہنچی تھی جیسی وہ ہماری آیتوں کے ساتھ دانتوں چلنے ہیں ۲۱ تم فرمادو اللہ کی خفیہ تدبیر

أَسْرَعُ مَكْرًا ۲۱ إِنَّ رُسُلَنَا يَكْتُبُونَ مَا تُكْرَهُونَ ۲۱ هُوَ الَّذِي

سب سے جلد ہو جاتی ہے وہ بے شک ہمارے فرشتے تمہارے مکر لکھ رہے ہیں وہ وہی ہے کہ

يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ حَتَّىٰ إِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلِكِ وَجَرَينَ بِهِمْ

تمہیں خشکی اور تری میں چلاتا ہے وہ یہاں تک کہ جب تم کشتی میں ہو اور وہ اچھی ہوا

بِرِيحٍ طَيِّبَةٍ وَفَرِحُوا بِهَا جَاءَتْهَا رِيحٌ عَاصِفٌ وَجَاءَهُمُ الْمَوْجُ

سے انہیں لے کر چلیں اور اس پر خوش ہوئے وہ ان پر آندھی کا جھونکا آیا اور ہر طرف لہروں

مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَظَنُّوا أَنَّهُمْ أُحِيطَ بِهِمْ ۲۱ دَعَا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ

نے انہیں آلیا اور سمجھ لئے کہ ہم گھر گئے اس وقت اللہ کو پکارتے ہیں نرے (خالص) اس کے

الرِّدِينَ ۲۱ لَئِنِ أَنْجَيْتَنَا مِنْ هَذِهِ لَنَكُونَنَّ مِنَ الشَّاكِرِينَ ۲۲ فَلَمَّا

بندے ہو کر کہ اگر تو اس سے ہمیں بچالے گا تو ہم ضرور شکر گزار ہوں گے ۲۳ پھر اللہ جب

أَنْجَاهُمْ إِذَا هُمْ يَبْغُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا

انہیں بچا لیتا ہے جیسی وہ زمین میں ناحق زیادتی کرنے لگتے ہیں ۲۴ اے لوگو

بَعِثُكُمْ عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ لَا تَأْكُلُ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ثُمَّ إِلَيْنَا مَرْجِعُكُمْ

تمہاری زیادتی تمہارے ہی جانوں کا وبال ہے دنیا کے جیتنے جی برت لو (فائدہ اٹھا لو) پھر تمہیں ہماری طرف پھرنا ہے

۲۵ اہل مکہ پر اللہ تعالیٰ نے قحط مسلط کیا جس کی مصیبت میں وہ سات برس گرفتار رہے یہاں تک کہ قریب ہلاکت کے پہنچے پھر اس نے رحم فرمایا، بارش ہوئی،

زمینیں سرسبز ہوئیں تو اگرچہ اس تکلیف و راحت دونوں میں قدرت کی نشانیاں تھیں اور تکلیف کے بعد راحت بڑی عظیم نعمت تھی، اس پر شکر لازم تھا مگر بجائے اس کے

وہ چند پذیر (صحیح قبول کرنے والے) نہ ہوئے اور فساد و کفر کی طرف پلٹے ۲۶ اور اس کا عذاب دیر نہیں کرتا ۲۷ اور تمہاری خفیہ تدبیریں کاتب اعمال فرشتوں

پر بھی مخفی نہیں ہیں تو اللہ علیم وخبیر سے کیسے چھپ سکتی ہیں۔ ۲۸ اور تمہیں قطع مسافت (راستہ طے کرنے) کی قدرت دیتا ہے خشکی میں تم زیادہ اور سوار منزلیں طے

کرتے ہو اور دریاؤں میں کشتیوں اور جہازوں سے سفر کرتے ہو وہ تمہیں خشکی اور تری دونوں میں اسباب سیر عطا فرماتا ہے۔ ۲۹ یعنی کشتیاں۔ ۳۰ کہ ہوا

موافق ہے اچانک ۳۱ تیری نعمتوں کے، تجھ پر ایمان لا کر اور خاص تیری عبادت کر کے۔ ۳۲ اور وعدہ کے خلاف کر کے کفر و معصیت میں مبتلا ہوتے ہیں۔

فَنبِّئِكُمْ بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۲۳﴾ إِنَّمَا مَثَلُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا كَمَاءٍ

اس وقت ہم تمہیں بتادیں گے جو تمہارے کو تک (کرتوت) تھے ۵۵ دنیا کی زندگی کی کہات تو ایسی ہی ہے جیسے وہ پانی

أَنْزَلْنَاهُ مِنَ السَّمَاءِ فَاخْتَلَطَ بِهِ نَبَاتُ الْأَرْضِ مِمَّا يَأْكُلُ النَّاسُ

کہ ہم نے آسمان سے اتارا تو اس کے سبب زمین سے اُگنے والی چیزیں گھنی (زیادہ) ہو کر نکلیں جو کچھ آدمی اور

وَالْأَنْعَامُ ۖ حَتَّىٰ إِذَا أَخَذَتِ الْأَرْضُ زُخْرُفَهَا وَاتَّيَسَّرَ

چوپائے کھاتے ہیں ۵۵ یہاں تک کہ جب زمین نے اپنا سنگار لے لیا ۵۶ اور خوب آراستہ ہو گئی اور اس کے

أَهْلُهَا أَنَّهُمْ قَدِيرُونَ عَلَيْهَا آتُهَا أَمْرًا نَّيْلًا أَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنَاهَا

مالک سمجھے کہ یہ ہمارے بس میں آگئی ۵۷ ہمارا حکم اس پر آیا رات میں یا دن میں فلا تو ہم نے اسے کر دیا

حَصِيدًا كَأَنَّ لَّمْ تَعْنِ بِأَلَامِيسَ ۖ كَذَلِكَ نُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ

کاٹی ہوئی گویا کل تھی ہی نہیں ۵۸ ہم یونہی آیتیں مُفَصَّل بیان کرتے ہیں غور کرنے

يَتَفَكَّرُونَ ﴿۲۴﴾ وَاللَّهُ يَدْعُوا إِلَىٰ دَارِ السَّلَامِ ۖ وَيَهْدِي مَنْ

والوں کے لئے ۵۹ اور اللہ سلامتی کے گھر کی طرف پکارتا ہے ۶۰ اور جسے چاہے

يَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ﴿۲۵﴾ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَىٰ وَزِيَادَةٌ ۖ

سیدھی راہ چلاتا ہے ۶۱ بھلائی والوں کے لئے بھلائی ہے اور اس سے بھی زیادہ ۶۲

۵۵ اور ان کی تمہیں جزا دیں گے۔ ۵۸ غلے اور پھل اور سبزہ۔ ۵۹ خوب پھولی پھولی پھلی سبز و شاداب ہوئی۔ ۶۰ کہ کھیتیاں تیار ہو گئیں پھل رسیدہ (تیار)

ہو گئے ایسے وقت فلا یعنی اچانک ہمارا عذاب آیا خواہ بجلی گرنے کی شکل میں یا اولے برسنے یا آندھی چلنے کی صورت میں۔ ۶۱ یہ ان لوگوں کے حال کی ایک

تمثیل ہے جو دنیا کے شیفٹہ (عاشق) ہیں اور آخرت کی انہیں کچھ پروا نہیں۔ اس میں بہت دلپذیر طریقہ پر خاطر گزریں کیا گیا ہے کہ دنیوی زندگی ان امیدوں کا سبز

باغ ہے اس میں عمر کھو کر جب آدمی اس غایت پر پہنچتا ہے جہاں اس کو حصول مراد کا اطمینان ہو اور وہ کامیابی کے نشہ میں مست ہو اچانک اس کو موت پہنچتی ہے

اور وہ تمام نعمتوں اور لذتوں سے محروم ہو جاتا ہے۔ قنادہ نے کہا کہ دنیا کا طبل گار جب بالکل بے فکر ہوتا ہے اس وقت اس پر عذاب الہی آتا ہے اور اس کا تمام

سروسامان جس سے اسکی امیدیں وابستہ تھیں غارت ہو جاتا ہے۔ ۶۲ تاکہ وہ نفع حاصل کریں اور ظلمات شکوک و اوبام سے نجات پائیں اور دنیائے ناپائیداری کی

بے ثباتی (ناپائیداری) سے باخبر ہوں۔ ۶۳ دنیا کی بے ثباتی بیان فرمانے کے بعد دار باقی (بہیشہ رہنے والے گھر جنت) کی طرف دعوت دی۔ قنادہ نے کہا کہ

دار السلام جنت ہے، یہ اللہ کا کمال رحمت و کرم ہے کہ اپنے بندوں کو جنت کی دعوت دی۔ ۶۴ سیدھی راہ دین اسلام ہے۔ بخاری کی حدیث میں ہے: نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں فرشتے حاضر ہوئے، آپ خواب میں تھے، ان میں سے بعض نے کہا کہ آپ خواب میں ہیں اور بعضوں نے کہا کہ آنکھیں خواب

میں ہیں دل بیدار ہے۔ بعض کہنے لگے کہ ان کی کوئی مثال بیان کرو تو انہوں نے کہا: جس طرح کسی شخص نے ایک مکان بنایا اور اس میں طرح طرح کی نعمتیں مہیا

کیں اور ایک بلانے والے کو بھیجا کہ لوگوں کو بلائے جس نے اس بلانے والے کی اطاعت کی اس مکان میں داخل ہوا اور ان نعمتوں کو کھلایا پیا اور جس نے بلانے

والے کی اطاعت نہ کی وہ نہ مکان میں داخل ہو سکا نہ کچھ کھا سکا، پھر وہ کہنے لگے کہ اس مثال کی تطبیق کرو کہ سمجھ میں آئے۔ تطبیق یہ ہے کہ مکان جنت ہے داعی

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں جس نے ان کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی جس نے ان کی نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔ ۶۵ بھلائی والوں

وَلَا يَرَهُمْ قَتَرُوا وَلَا ذَلَّ طُ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمْ

اور ان کے منہ پر نہ چڑھے گی سیاہی اور نہ خوراری ولا وہی جنت والے ہیں وہ

فِيهَا خَالِدُونَ ۲۶ وَالَّذِينَ كَسَبُوا السَّيِّئَاتِ جَزَاءُ سَيِّئَةٍ بِسِئْلَهَا وَ

اس میں ہمیشہ رہیں گے اور جنہوں نے برائیاں کمائیں ولا تو برائی کا بدلہ اسی جیسا ولا اور

تَرَهُمْ ذَلَّ طُ مَا لَهُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ عَاصِمٍ كَانَمَا أُغْشِيَتْ وَجُوهُهُمْ

ان پر ذلت چڑھے گی انہیں اللہ سے بچانے والا کوئی نہ ہوگا گویا ان کے چہروں پر اندھیری

قِطْعًا مِنَ اللَّيْلِ مُظْلِمًا طُ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۲۷

رات کے ٹکڑے چڑھا دیے ہیں ولا وہی دوزخ والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے

وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَبِعًا ثُمَّ نَقُولُ لِلَّذِينَ أَشْرَكُوا مَكَانَكُمْ أَنْتُمْ

اور جس دن ہم ان سب کو اٹھائیں گے ولا پھر مشرکوں سے فرمائیں گے اپنی جگہ رہو تم

وَشُرَكَاءُكُمْ فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ وَقَالَ شُرَكَاءُهُمْ مَا كُنْتُمْ آيَانَا

اور تمہارے شریک ولا تو ہم انہیں مسلمانوں سے جدا کر دیں گے اور ان کے شریک ان سے کہیں گے تم ہمیں

تَعْبُدُونَ ۲۸ فَكَفَى بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ إِنْ كُنَّا عَنْ

کب پوجتے تھے ولا تو اللہ گواہ کافی ہے ہم میں اور تم میں کہ ہمیں

عِبَادَتِكُمْ لُغَلِّينَ ۲۹ هُنَالِكَ تَبْلُغُوا كُلُّ نَفْسٍ مَّا أَسْلَفَتْ وَرُدُّوْا

تمہارے پوجنے کی خبر بھی نہ تھی یہاں ہر جان جانچ لے گی جو آگے بھجوائے اور اللہ کی طرف

سے اللہ کے فرمانبردار بندے مؤمنین مراد ہیں اور یہ جو فرمایا کہ ان کے لئے بھلائی ہے۔ اس بھلائی سے جنت مراد ہے اور زیادت اس پر دیدار الہی ہے۔ مسلم شریف

کی حدیث میں ہے کہ جنتیوں کے جنت میں داخل ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تم چاہتے ہو کہ تم پر اور زیادہ عنایت کروں وہ عرض کریں گے یارب! کیا تو

نے ہمارے چہرے سفید نہیں کئے کیا تو نے ہمیں جنت میں داخل نہیں فرمایا کیا تو نے ہمیں دوزخ سے نجات نہیں دی۔ حضور نے فرمایا: پھر پردہ اٹھا دیا جائے گا تو

دیدار الہی انہیں ہر نعمت سے زیادہ پیارا ہوگا۔ صحاح کی بہت حدیثیں یہ ثابت کرتی ہیں کہ زیادت سے آیت میں دیدار الہی مراد ہے۔ ولا کہ یہ بات جہنم والوں

کے لئے ہے۔ ولا یعنی کفر و معاصی میں مبتلا ہوئے۔ ولا ایسا نہیں کہ جیسے نیکیوں کا ثواب دس گنا اور سات سو گنا کیا جاتا ہے ایسے ہی بدیوں کا عذاب بھی بڑھا دیا

جائے بلکہ جتنی بدی ہوگی اتنا ہی عذاب کیا جائے گا۔ ولا یہ حال ہوگا ان کی رو سیاہی کا، خدا کی پناہ۔ ولا اور تمام خلق کو موقف حساب میں جمع کریں گے۔ ولا

یعنی وہ بت جن کو تم پوجتے تھے۔ ولا روز قیامت ایک ساعت ایسی شدت کی ہوگی کہ بت اپنے پجاریوں کے پوجا کا انکار کر دیں گے اور اللہ کی قسم کھا کر کہیں گے

کہ ہم نہ سنتے تھے، نہ دیکھتے تھے، نہ جانتے تھے، نہ سمجھتے تھے کہ تم ہمیں پوجتے ہو اس پر بت پرست کہیں گے کہ اللہ کی قسم! ہم تمہیں کو پوجتے تھے تو بت کہیں گے:

ولا یعنی اس موقف میں سب کو معلوم ہو جائے گا کہ انہوں نے پہلے جو عمل کئے تھے وہ کیسے تھے اچھے یا برے مضریا مفید۔



إِلَى اللَّهِ مَوْلَاهُمْ الْحَقِّ وَصَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿۳۰﴾ قُلْ مَنْ

پھیرے جائیں گے جو ان کا سچا مولیٰ ہے اور ان کی ساری بناوٹیں وہ ان سے گم ہو جائیں گی ۳۰ تم فرماؤ تمہیں

يُرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَمْ مِنْ يَدَيْكَ السَّمْعُ وَالْأَبْصَارُ وَ

کون روزی دیتا ہے آسمان اور زمین سے ۳۱ یا کون مالک ہے کان اور آنکھوں کا ۳۲ اور

مَنْ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُدِيرُ

کون نکالتا ہے زندہ کو مردے سے اور نکالتا ہے مردہ کو زندے سے ۳۳ اور کون تمام کاموں کی

الْأُمْرَ فَسَيَقُولُونَ اللَّهُ فَجَلَّ اللَّهُ عَنَّا قُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ ﴿۳۱﴾ قَدْ لَكُمْ اللَّهُ

تدبیر کرتا ہے تو اب کہیں گے کہ اللہ ۳۲ تو تم فرماؤ تو کیوں نہیں ڈرتے ۳۳ تو یہ اللہ ہے

رَبُّكُمْ الْحَقُّ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلَالُ فَأَنَّى تُصْرَفُونَ ﴿۳۲﴾

تمہارا سچا رب ۳۳ پھر حق کے بعد کیا ہے مگر گمراہی ۳۴ پھر کہاں پھرے جاتے ہو

كَذَلِكَ حَقَّتْ كَلِمَاتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِينَ فَسَقُوا إِنَّهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿۳۳﴾

یونہی ثابت ہو چکی ہے تیرے رب کی بات فاسقوں پر ۳۴ تو وہ ایمان نہیں لائیں گے

قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَائِكُمْ مَنْ يَبْدُو الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ قُلْ اللَّهُ

تم فرماؤ تمہارے شریکوں میں ۳۵ کوئی ایسا ہے کہ اوّل بنائے پھر فنا کے بعد دوبارہ بنائے ۳۶ تم فرماؤ اللہ

يَبْدُو الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ فَأَنَّى تُؤْفَكُونَ ﴿۳۳﴾ قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَائِكُمْ

اوّل بناتا ہے پھر فنا کے بعد دوبارہ بنائے گا تو کہاں اوندھے جاتے ہو ۳۷ تم فرماؤ تمہارے شریکوں میں

۳۸ بتوں کو خدا کا شریک بنانا اور معبود ٹھہرانا۔ ۳۹ اور باطل و بے حقیقت ثابت ہوں گی۔ ۴۰ آسمان سے مینہ برسا کر اور زمین سے سبزہ اگا کر۔ ۴۱ اور یہ

حواس تمہیں کس نے دیئے ہیں، کس نے یہ عجائب تمہیں عنایت کئے ہیں، کون انہیں مدتوں محفوظ رکھتا ہے۔ ۴۲ انسان کو نطفہ سے اور نطفہ کو انسان سے، پرند کو

اٹلے سے اور اٹلے کو پرندے سے، مومن کو کافر سے اور کافر کو مومن سے، عالم کو جاہل سے اور جاہل کو عالم سے۔ ۴۳ اور اس کی قدرت کاملہ کا اعتراف کریں

گے اور اس کے سوا کچھ چارہ نہ ہوگا۔ ۴۴ اس کے عذاب سے اور کیوں بتوں کو پوجتے اور ان کو معبود بناتے ہو باوجودیکہ وہ کچھ قدرت نہیں رکھتے۔ ۴۵ جس کی

ایسی قدرت کاملہ ہے ۴۶ یعنی جب ایسے برائین واضح اور دلایل قطعہ سے ثابت ہو گیا کہ مستحق عبادت صرف اللہ ہے تو ما سوا اس کے سب باطل و ضلال گمراہی

ہے اور جب تم نے اس کی قدرت کو پہچان لیا اور اس کی کارسازی کا اعتراف کر لیا تو ۴۷ جو کفر میں راسخ ہو گئے اور رب کی بات سے مراد یا تقضائے الہی ہے یا اللہ

تعالیٰ کا ارشاد لَا فَلَاحَ لَكُمْ فِيهِ لَبَّاسًا الْآيَةَ (بے شک ضرور جہنم بھردوں گا..... الخ) ۴۸ جنہیں اے مشرکین! تم معبود ٹھہراتے ہو۔ ۴۹ اس کا جواب ظاہر ہے کہ کوئی

ایسا نہیں کیونکہ مشرکین بھی یہ جانتے ہیں کہ پیدا کرنے والا اللہ ہی ہے لہذا اے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم! ۵۰ اور ایسی روشن دلیل قائم ہونے کے بعد راہ

راست سے منحرف ہوتے ہو۔

مَنْ يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ ط قُلِ اللَّهُ يَهْدِي لِلْحَقِّ ط أَفَنْ يَهْدِي إِلَى

کوئی ایسا ہے کہ حق کی راہ دکھائے ۵۵ تم فرماؤ کہ اللہ حق کی راہ دکھاتا ہے تو کیا جو حق راہ

الْحَقِّ أَحَقُّ أَنْ يُتَّبَعَ أَمْ لَا يَهْدِي إِلَّا أَنْ يَهْدِي ج فَمَا لَكُمْ قِف

دکھائے اس کے حکم پر چلنا چاہیے یا اس کے جو خود ہی راہ نہ پائے جب تک راہ نہ دکھایا جائے ۵۹ تو تمہیں کیا ہوا

كَيْفَ تَحْكُمُونَ ۳۵ وَمَا يَتَّبِعُ أَكْثَرُهُمْ إِلَّا ظَنًّا ط إِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي

کیسا حکم لگاتے ہو اور ان ۳۵ میں اکثر تو نہیں چلتے مگر گمان پر وہ بے شک گمان حق

مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا ط إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِمَا يَفْعَلُونَ ۳۶ وَمَا كَانَ هَذَا

کا کچھ کام نہیں دیتا بے شک اللہ ان کے کاموں کو جانتا ہے اور اس قرآن کی

الْقُرْآنُ أَنْ يُفْتَرَى مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلَكِنْ تَصْدِيقَ الَّذِي بَيْنَ

یہ شان نہیں کہ کوئی اپنی طرف سے بنالے بے اللہ کے اتارے ۳۶ ہاں وہ اگلی کتابوں کی

يَدَيْهِ وَتَفْصِيلَ الْكِتَابِ لَا رَيْبَ فِيهِ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۳۷ أَمْ

تصدیق ہے ۳۷ اور لوح میں جو کچھ لکھا ہے سب کی تفصیل ہے اس میں کچھ شک نہیں پروردگار عالم کی طرف سے ہے کیا

يَقُولُونَ افْتَرَاهُ ط قُلْ فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِثْلِهِ وَادْعُوا مَنِ اسْتَعْظَمْتُمْ

یہ کہتے ہیں ۳۷ کہ انہوں نے اسے بنا لیا ہے تم فرماؤ ۳۷ تو اس جیسی ایک سورت لے آؤ اور اللہ کو چھوڑ کر جو مل سکیں

مَنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۳۸ بَلْ كَذَّبُوا بِآلِهَتِهِمْ يُحِيطُوا

سب کو بلا لاؤ ۳۸ اگر تم سچے ہو بلکہ اسے جھٹلایا جس کے علم پر قابو

۵۵ جتیں اور دلائل قائم کرے، رسول بھیج کر، کتابیں نازل فرما کر، مُكَلِّفِينَ کو عقل و نظر عطا فرما کر، اس کا واضح جواب یہ ہے کہ کوئی نہیں تو اسے حبیب! (صلی اللہ

علیہ وسلم) جیسے کہ تمہارے بت ہیں کہ کسی جگہ جانیں سکتے جب تک کہ کوئی اٹھالے جانے والا نہیں اٹھا کر لے نہ جائے اور نہ کسی چیز کی حقیقت کو سمجھیں اور

راہ حق کو پہچانیں بغیر اس کے کہ اللہ تعالیٰ انہیں زندگی، عقل اور ادراک دے تو جب ان کی مجبوری کا یہ عالم ہے تو وہ دوسروں کو کیا راہ بتا سکیں! ایسوں کو معبود بنانا، ان

کا مطیع بننا کتنا باطل اور بیہودہ ہے۔ ۳۵ مشرکین۔ ۳۶ جس کی ان کے پاس کوئی دلیل نہیں، نہ اس کی صحت کا جزم و یقین، شک میں پڑے ہوئے ہیں اور یہ

گمان کرتے ہیں کہ پہلے لوگ بھی بت پرستی کرتے تھے انہوں نے کچھ تو سمجھا ہوگا۔ ۳۷ کفار مکہ نے یہ وہم کیا تھا کہ قرآن کریم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود

بنالیا ہے، اس آیت میں ان کا یہ وہم دفع فرمایا گیا کہ قرآن کریم ایسی کتاب ہی نہیں جس کی نسبت تڑو دہو سکے، اس کی مثال بنانے سے ساری مخلوق عاجز ہے تو یقیناً

وہ اللہ کی نازل فرمائی ہوئی کتاب ہے۔ ۳۸ توریت و انجیل وغیرہ کی ۳۷ کفار سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ۳۵ کہ اگر تمہارا یہ خیال ہے تو تم بھی

عرب ہو، فصاحت و بلاغت کے دعویٰ دار ہو، دنیا میں کوئی انسان ایسا نہیں ہے جس کے کلام کے مقابل کلام بنانے کو تم ناممکن سمجھتے ہو، اگر تمہارے گمان میں یہ انسانی

کلام ہے ۳۸ اور ان سے مددیں لو اور سب مل کر قرآن جیسی ایک سورت تو بناؤ۔

بِعِلْمِهِ وَلَسَايَاتِهِمْ تَأْوِيلَهُ ۖ كَذَلِكَ كَذَّبَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ فَانظُرْ

نہ پایا ہے اور ابھی انھوں نے اس کا انجام نہیں دیکھا ہے ۹۵۹ ایسے ہی ان سے انگوٹوں نے جھٹلایا تھا ۹۹۰ تو دیکھو

كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظَّالِمِينَ ﴿۳۹﴾ وَمِنْهُمْ مَّن يَّؤْمِنُ بِهِ ۖ وَمِنْهُمْ مَّن لَّا

ظالموں کا انجام کیسا ہوا ہے اور ان میں کوئی اس پر ایمان لاتا ہے اور ان میں کوئی اس پر

يُؤْمِنُ بِهِ ۖ وَرَبُّكَ أَعْلَمُ بِالْمُفْسِدِينَ ﴿۴۰﴾ وَإِن كَذَّبُوكَ فَقُلْ لِي

ایمان نہیں لاتا ہے اور تمہارا رب مفسدوں (فساد کرنے والوں) کو خوب جانتا ہے ۴۰ اور اگر وہ تمہیں جھٹلائیں تو فرما دو کہ میرے

عَمَلِي وَلَكُمْ عَمَلِكُمْ ۖ أَنْتُمْ بَرِيءُونَ مِمَّا أَعْمَلُ ۚ وَأَنَا بَرِيءٌ مِّمَّا

لئے میری کرنی اور تمہارے لئے تمہاری کرنی ۴۱ تمہیں میرے کام سے علاقہ (تعلق) نہیں اور مجھے تمہارے کام

تَعْمَلُونَ ﴿۴۱﴾ وَمِنْهُمْ مَّن يَّسْتَعِينُ إِلَيْكَ ۖ أَفَأَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ وَلَوْ

سے تعلق نہیں ۴۱ اور ان میں کوئی وہ ہیں جو تمہاری طرف کان لگاتے ہیں تو کیا تم بہروں کو سنا دو گے اگرچہ

كَانُوا لَا يَعْقِلُونَ ﴿۴۲﴾ وَمِنْهُمْ مَّن يَّظُنُّ إِلَيْكَ ۖ أَفَأَنْتَ تَهْدِي

انہیں عقل نہ ہو ۴۲ اور ان میں کوئی تمہاری طرف سمجھتا ہے تو کیا تم انہوں کو

الْعُمَىٰ وَلَوْ كَانُوا لَا يُبْصِرُونَ ﴿۴۳﴾ إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْئًا وَ

راہ دکھا دو گے اگرچہ وہ نہ سوجھیں (نہ دیکھ سکیں) بے شک اللہ لوگوں پر کچھ ظلم نہیں کرتا ہے

لَكِنَّ النَّاسَ أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿۴۴﴾ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ كَأَن لَّمْ يَلْبَثُوا

ہاں لوگ ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں ۴۴ اور جس دن انہیں اٹھائے گا وہ گویا دنیا میں نہ رہے تھے

۹۶۰ یعنی قرآن پاک کو سمجھنے اور جاننے کے بغیر انہوں نے اس کی تکذیب کی اور یہ کمال جہل ہے کہ کسی شے کو جانے بغیر اس کا انکار کیا جائے۔ قرآن کریم کا ایسے

علوم پر مشتمل ہونا جن کا مدعیان علم و خرد (علم و عقل کے دعوے دار) احاطہ نہ کر سکیں اس کتاب کی عظمت و جلالت ظاہر کرتا ہے تو ایسی اعلیٰ علوم والی کتاب کو ماننا چاہئے

تھا نہ کہ اس کا انکار کرنا ۹۶۱ یعنی اس عذاب کو جس کی قرآن پاک میں وعیدیں ہیں۔ ۹۹۰ عناد سے اپنے رسولوں کو بغیر اس کے کہ ان کے معجزات اور آیات دیکھ کر

نظر و تدبر سے کام لیتے۔ ۱۰۰ اور پہلی امتیں اپنے انبیاء کو جھٹلا کر کیسے عذابوں میں مبتلا ہوئیں تو اے سید انبیاء! (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کی تکذیب کرنے

والوں کو ڈرنا چاہئے۔ ۱۰۱ اہل مکہ ۱۰۲ نبی صلی اللہ علیہ وسلم یا قرآن کریم ۱۰۳ جو عناد سے ایمان نہیں لاتے اور کفر پر مصر رہتے ہیں۔ ۱۰۴ اے مصطفیٰ صلی

اللہ علیہ وسلم! اور ان کی راہ پر آنے اور حق و ہدایت قبول کرنے کی امید منقطع ہو جائے۔ ۱۰۵ ہر ایک اپنے عمل کی جزا پائے گا۔ ۱۰۶ کسی کے عمل پر دوسرا ماخوذ

(گرفتار) نہ ہوگا جو پکڑا جائے گا خود اپنے عمل پر پکڑا جائے گا، یہ فرما نا بطور زجر (تنبیہ) کے ہے کہ تم نصیحت نہیں مانتے اور ہدایت قبول نہیں کرتے تو اس کا وبال خود

تم پر ہوگا کسی دوسرے کا اس سے ضرر نہیں۔ ۱۰۷ اور آپ سے قرآن پاک اور احکام دین سنتے ہیں اور بغض و عداوت کی وجہ سے دل میں جگہ نہیں دیتے اور قبول نہیں

کرتے تو یہ سننا بیکار ہے اور وہ ہدایت سے نفع نہ پانے میں بہروں کی مثل ہیں۔ ۱۰۸ اور وہ نہ جو اس سے کام لیں نہ عقل سے۔ ۱۰۹ اور دلائل صدق اور اعلام

نبوت کو دیکھتا ہے لیکن تصدیق نہیں کرتا اور اس دیکھنے سے نتیجہ نہیں نکالتا، فائدہ نہیں اٹھاتا، دل کی بینائی سے محروم اور باطن کا اندھا ہے۔ ۱۰۶ بلکہ انہیں ہدایت اور



إِلَّا سَاعَةً مِّنَ النَّهَارِ يَتَعَارَفُونَ بَيْنَهُمْ ۖ قَدْ خَسِرَ الَّذِينَ

مگر اس دن کی ایک گھڑی ۱۱۳ آپس میں پہچان کریں گے ۱۱۴ پورے گھائے میں رہے وہ

كَذَّبُوا بِإِِقَاءِ اللَّهِ وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ ۝۳۵ وَإِمَانِيَّكَ بَعْضَ

جھوٹوں نے اللہ سے ملنے کو جھٹلایا اور ہدایت پر نہ تھے ۱۱۵ اور اگر ہم تمہیں دکھادیں کچھ ۱۱۶ اس میں سے

الَّذِي نَعِدُهُمْ أَوْ تَتَوَفَّيَنَّكَ فَإِنَّا مَرْجِعُهُمْ شَمَّ اللَّهُ شَهِيدٌ عَلَىٰ مَا

جو انہیں وعدہ دے رہے ہیں ۱۱۷ یا تمہیں پہلے ہی اپنے پاس بلا لیں ۱۱۸ بہر حال انہیں ہماری طرف پلٹ کر آنا ہے پھر اللہ گواہ ہے ۱۱۹ ان

يَفْعَلُونَ ۝۳۶ وَلِكُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولٌ ۖ فَإِذَا جَاءَ رَأْسُوهُمْ قُضِيَ بَيْنَهُمْ

کے کاموں پر اور ہر امت میں ایک رسول ہوا ۱۲۰ جب ان کا رسول ان کے پاس آتا ۱۲۱ ان پر

بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ۝۳۷ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ

انصاف کا فیصلہ کر دیا جاتا ۱۲۲ اور ان پر ظلم نہ ہوتا اور کہتے ہیں یہ وعدہ کب آئے گا اگر تم

صَادِقِينَ ۝۳۸ قُلْ لَا أَمْلِكُ لِنَفْسِي ضَرًّا وَلَا نَفْعًا إِلَّا مَا شَاءَ

سچے ہو ۱۲۳ تم فرماؤ میں اپنی جان کے بھلے برے کا ذاتی اختیار نہیں رکھتا مگر جو اللہ

راہ پانے کے تمام سامان عطا فرماتا ہے اور روشن دلائل قائم فرماتا ہے۔ ۱۱۱ کہ ان دلائل میں غور نہیں کرتے اور حق واضح ہوجانے کے باوجود خود گمراہی میں مبتلا

ہوتے ہیں۔ ۱۱۲ قبروں سے موقوف حساب (حساب و کتاب کی جگہ) میں حاضر کرنے کے لئے تو اس روز کی ہیبت و وحشت سے یہ حال ہوگا کہ وہ دنیا میں رہنے

کی مدت کو بہت تھوڑا سمجھیں گے اور یہ خیال کریں گے کہ ۱۱۳ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ کفار نے طلب دنیا میں عمریں ضائع کر لیں اور اللہ کی طاعت جو آج

کا رآمد ہوتی بجا نہ لائے تو ان کی زندگی کا وقت ان کے کام نہ آیا اس لئے وہ اسے بہت ہی کم سمجھیں گے۔ ۱۱۴ قبروں سے نکلنے وقت تو ایک دوسرے کو پہچانیں

گے جیسا دنیا میں پہچانتے تھے پھر روز قیامت کے احوال اور دہشت ناک مناظر دیکھ کر یہ معرفت باقی نہ رہے گی اور ایک قول یہ ہے کہ روز قیامت دم بدم حال بدلیں

گے، کبھی ایسا حال ہوگا کہ ایک دوسرے کو پہچانیں گے، کبھی ایسا کہ نہ پہچانیں گے اور جب پہچانیں گے تو کہیں گے: ۱۱۵ جو انہیں گھائے سے بچاتی۔ ۱۱۶ عذاب

۱۱۷ دنیا ہی میں آپ کے زمانہ حیات میں تو وہ ملاحظہ کیجئے ۱۱۸ تو آخرت میں آپ کو ان کا عذاب دکھائیں گے۔ اس آیت سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو کافروں کے بہت سے عذاب اور ان کی ذلت و رسوائیاں آپ کی حیات دنیا ہی میں آپ کو دکھائے گا چنانچہ بدر وغیرہ میں دکھائی گئیں اور

جو عذاب کافروں کے لئے بسبب کفر و تکذیب کے آخرت میں مقرر فرمایا ہے وہ آخرت میں دکھائے گا۔ ۱۱۹ مطلع ہے، عذاب دینے والا ہے ۱۲۰ جو انہیں دین

حق کی دعوت دیتا اور طاعت و ایمان کا حکم کرتا۔ ۱۲۱ اور احکام الہی کی تبلیغ کرتا تو کچھ لوگ ایمان لاتے اور کچھ تکذیب کرتے اور منکر ہوجاتے تو ۱۲۲ کہ رسول کو

اور ان پر ایمان لانے والوں کو نجات دی جاتی اور تکذیب کرنے والوں کو عذاب سے ہلاک کر دیا جاتا۔ آیت کی تفسیر میں دوسرا قول یہ ہے کہ اس میں آخرت کا بیان

ہے اور معنی یہ ہیں کہ روز قیامت ہر امت کے لئے ایک رسول ہوگا جس کی طرف وہ منسوب ہوگی جب وہ رسول موقوف (حساب و کتاب کی جگہ) میں آئے گا اور

مومن و کافر پر شہادت دے گا تب ان میں فیصلہ کیا جائے گا کہ مومنوں کو نجات ہوگی اور کافر گرفتار عذاب ہوں گے۔ ۱۲۳ شان نزول: جب آیت ”إِنَّا نُرِيَنَّكَ“

میں عذاب کی وعید دی گئی تو کافروں نے براہ سرکشی یہ کہا کہ اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم! جس عذاب کا آپ وعدہ دیتے ہیں وہ کب آئے گا؟ اس میں کیا تاخیر ہے؟

اس عذاب کو جلد لائیے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

اللَّهُ لِكُلِّ أُمَّةٍ أَجَلٌ ۖ إِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً ۖ وَ

چاہے ۱۲۴ ہر گروہ کا ایک وعدہ ہے ۱۲۵ جب ان کا وعدہ آئے گا تو ایک گھڑی نہ بیچھے نہیں

لَا يَسْتَقْدِمُونَ ۚ ۴۹ قُلْ أَسَاءَ يُتِمُّهُمُ إِنَّ أَتَكُمْ عَذَابَهُ بَيِّنَاتًا أَوْ نَهَارًا

نہ آگے بڑھیں تم فرماؤ بھلا بتاؤ تو اگر اس کا عذاب ۱۲۶ تم پر رات کو آئے ۱۲۷ یا دن کو ۱۲۸

مَا ذَا يَسْتَعْجِلُ مِنْهُ الْجُرْمُونَ ۚ ۵۰ أَتَمَّ إِذَا مَا وَقَعَ أَمْنْتُمْ بِهِ ۖ

تو اس میں وہ کونسی چیز ہے کہ مجرموں کو جس کی جلدی ہے تو کیا جب ۱۲۹ ہو پڑے گا اس وقت اس کا یقین کرو گے ۱۳۰

أَلَنْ وَقَدْ كُنْتُمْ بِهِ تَسْتَعْجِلُونَ ۚ ۵۱ ثُمَّ قِيلَ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا ذُوقُوا

کیا اب مانتے ہو پہلے تو ۱۳۱ اس کی جلدی مچا رہے تھے پھر ظالموں سے کہا جائے گا ہمیشہ

عَذَابَ الْخُلْدِ ۚ هَلْ تُجْزَوْنَ إِلَّا بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُونَ ۚ ۵۲

کا عذاب چکھو تمہیں کچھ اور بدلہ نہ ملے گا مگر وہی جو کماتے تھے ۱۳۲

وَيَسْتَبِشِرُونَكَ أَحَقُّهُوَ ۖ قُلْ إِي وَرَبِّي إِنَّهُ لَحَقٌّ ۖ وَمَا أَنْتُمْ

اور تم سے پوچھتے ہیں کیا وہ ۱۳۳ حق ہے تم فرماؤ ہاں میرے رب کی قسم بے شک وہ ضرور حق ہے اور تم کچھ تھکا

بِعُجْرَيْنِ ۚ ۵۳ وَلَوْ أَنَّ لِكُلِّ نَفْسٍ ظَلَمَتْ مَا فِي الْأَرْضِ لَافْتَدَتْ

نہ سکو گے ۱۳۴ اور اگر ہر ظالم جان زمین میں جو کچھ ہے ۱۳۵ اس کی مالک ہوتی ضرور اپنی جان چھڑانے میں

بِهِ ۖ وَأَسْرُ وَالنَّدَامَةَ لَبَّاسًا أَوَّالِ الْعَذَابِ ۚ وَقَضَىٰ بَيْنَهُم بِالْقِسْطِ

دیتی ۱۳۶ اور دل میں چپکے چپکے پشیمان ہوئے جب عذاب دیکھا اور ان میں انصاف سے فیصلہ کر دیا گیا

وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ۚ ۵۴ إِلَّا إِنَّ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ

اور ان پر ظلم نہ ہوگا سن لو بے شک اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور زمین میں ۱۳۷ سن لو

۱۳۸ یعنی دشمنوں پر عذاب نازل کرنا اور دوستوں کی مدد کرنا اور انہیں غلبہ دینا یہ سب بہ مشیت الہی ہے اور مشیت الہی میں ۱۳۹ اس کے ہلاک و عذاب کا

ایک وقت مبین ہے، لوح محفوظ میں مکتوب ہے۔ ۱۴۰ جس کی تم جلدی کرتے ہو ۱۴۱ جب تم غافل پڑے سوتے ہو۔ ۱۴۲ جب تم معاش کے کاموں میں

مشغول ہو۔ ۱۴۳ وہ عذاب تم پر نازل ۱۴۴ اس وقت کا یقین کچھ فائدہ نہ دے گا اور کہا جائے گا: ۱۴۵ بطریق تکذیب و استہزاء ۱۴۶ یعنی دنیا میں جو عمل

کرتے تھے اور کفر و تکذیب انبیاء میں مصروف رہتے تھے اسی کا بدلہ۔ ۱۴۷ بعث اور عذاب جس کے نازل ہونے کی آپ نے ہمیں خبر دی ۱۴۸ یعنی وہ عذاب

تمہیں ضرور پہنچے گا ۱۴۹ مال و متاع خزانہ و دینہ ۱۵۰ اور روز قیامت اس کو اپنی رہائی کے لئے فدیہ کر ڈالتی مگر یہ فدیہ قبول نہیں اور تمام دنیا کی دولت خرچ کر

کے بھی اب رہائی ممکن نہیں، جب قیامت میں یہ منظر پیش آیا اور کفار کی امیدیں ٹوٹیں۔ ۱۵۱ تو کافر کسی چیز کا مالک ہی نہیں بلکہ وہ خود بھی اللہ کا مملوک ہے،

اس کا فدیہ دینا ممکن ہی نہیں۔

إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۵۵﴾ هُوَ يُحْيِي وَ

بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے مگر ان میں اکثر کو خبر نہیں وہ چلاتا اور

يُمِيتُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿۵۶﴾ يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ مَوْعِظَةٌ مِّنْ

ماتا ہے اور اسی کی طرف پھرو گے اے لوگو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت

رَبِّكُمْ وَشِفَاءٌ لِّبَآئِي الصُّدُورِ ۗ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ ﴿۵۷﴾

آئی ۱۳۸ اور دلوں کی صحت اور ہدایت اور رحمت ایمان والوں کیلئے

قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَلِكَ فَلْيَفْرَحُوا ۗ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا

تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت اور اسی پر چاہیے کہ خوشی کریں ۱۳۹ وہ ان کے سب

يَجْعَلُونَ ﴿۵۸﴾ قُلْ أَسَاءَ يُدَّتُمْ مَّا أُنزِلَ اللَّهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ

دھن دولت سے بہتر ہے تم فرماؤ بھلا بناؤ تو وہ جو اللہ نے تمہارے لئے رزق اتارا اس میں تم نے

مِّنْهُ حَرَامًا وَحَلَالًا ۗ قُلْ آللَّهُ أَذِنَ لَكُمْ أَمْ عَلَى اللَّهِ تَفْتَرُونَ ﴿۵۹﴾ وَ

اپنی طرف سے حرام و حلال ٹھہرایا تم فرماؤ کیا اللہ نے اس کی تمہیں اجازت دی یا اللہ پر جھوٹ باندھتے ہو ۱۴۰ اور

مَا ظَنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكُذِبَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۗ إِنَّ اللَّهَ

کیا گمان ہے ان کا جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں کہ قیامت میں ان کا کیا حال ہوگا بے شک اللہ

۱۴۱ اس آیت میں قرآن کریم کے آنے اور اس کے موعظت و شفا و ہدایت و رحمت ہونے کا بیان ہے کہ یہ کتاب ان فؤاد عظیمہ کی جامع ہے۔ مَوْعِظَتِ كَمَعْنٰی

ہیں وہ چیز جو انسان کو مرغوب کی طرف بلائے اور خطرے سے بچائے۔ غلیل نے کہا کہ موعظت نیکی کی نصیحت کرنا ہے جس سے دل میں نرمی پیدا ہو۔ شفاء سے مراد

یہ ہے کہ قرآن پاک قلبی امراض کو دور کرتا ہے۔ دل کے امراض، اخلاق ذمیرہ، عقائد فاسدہ اور جہالت مُہلکہ ہیں، قرآن پاک ان تمام امراض کو دور کرتا ہے۔

قرآن کریم کی صفت میں ہدایت بھی فرمایا کیونکہ وہ گمراہی سے بچاتا اور راہِ حق دکھاتا ہے اور ایمان والوں کے لئے رحمت اس لئے فرمایا کہ وہی اس سے فائدہ

اٹھاتے ہیں۔ ۱۳۹ فَرَح کسی بیماری اور محبوب چیز کے پانے سے دل کو جلدت حاصل ہوتی ہے اس کو فرح کہتے ہیں۔ معنی یہ ہیں کہ ایمان والوں کو اللہ کے فضل و

رحمت پر خوش ہونا چاہئے کہ اس نے انہیں مواعظ اور شفاء و صدور اور ایمان کے ساتھ دل کی راحت و سکون عطا فرمائے۔ حضرت ابن عباس و حسن و قتادہ نے کہا کہ

اللہ کے فضل سے اسلام اور اس کی رحمت سے قرآن مراد ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ فضل اللہ سے قرآن اور رحمت سے احادیث مراد ہیں۔ ۱۴۰ جیسے کہ اہل

جاہلیت نے بحیرہ سائبہ وغیرہ کو اپنی طرف سے حرام قرار دے لیا تھا۔ ۱۴۱ مسئلہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ کسی چیز کو اپنی طرف سے حلال یا حرام کرنا ممنوع اور خدا

پر افتراء ہے (اللہ کی پناہ) آج کل بہت لوگ اس میں مبتلا ہیں ممنوعات کو حلال کہتے ہیں اور مباحات کو حرام، بعض سود کو حلال کرنے پر مصر ہیں، بعض تصویروں کو،

بعض کھیل تماشوں کو، بعض عورتوں کی بے قید یوں اور بے پردگیوں کو، بعض بھوک ہڑتال کو جو خودکشی ہے مباح سمجھتے ہیں اور حلال ٹھہراتے ہیں اور بعض لوگ حلال

چیزوں کو حرام ٹھہرانے پر مصر ہیں جیسے محفل میلاد کو، فاتحہ کو، گیارہویں کو اور دیگر طریقہ ہائے ایصالِ ثواب کو، بعض میلا و شریف و فاتحہ و توشہ کی شیرینی و تبرک کو جو سب

حلال و طیب چیزیں ہیں ناجائز و ممنوع بتاتے ہیں، اسی کو قرآن پاک نے خدا پر افتراء کرنا بتایا ہے۔



لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُونَ ﴿٦٠﴾ وَمَا تَكُونُ

لوگوں پر فضل کرتا ہے ﴿۶۰﴾ مگر اکثر لوگ شکر نہیں کرتے اور تم کسی

فِي شَأْنٍ وَمَا تَتْلُوا مِنْهُ مِنْ قُرْآنٍ وَلَا تَعْمَلُونَ مِنْ عَمَلٍ إِلَّا كُنَّا

کام میں ہو ﴿۶۱﴾ اور اس کی طرف سے کچھ قرآن پڑھو اور تم لوگ ﴿۶۱﴾ کوئی کام کرو ہم

عَلَيْكُمْ شُهُودًا إِذْ تُفِيضُونَ فِيهِ ﴿٦١﴾ وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَبِّكَ مِنْ

تم پر گواہ ہوتے ہیں جب تم اس کو شروع کرتے ہو اور تمہارے رب سے

مِثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَلَا أَصْغَرَ مِنْ ذَلِكَ وَلَا

ذره بھر کوئی چیز غائب نہیں زمین میں نہ آسمان میں اور نہ اس سے چھوٹی اور نہ اس

أَكْبَرَ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ ﴿٦٢﴾ إِلَّا أَنْ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ

سے بڑی کوئی چیز جو ایک روشن کتاب میں نہ ہو ﴿۶۲﴾ سوا بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے

وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿٦٣﴾ الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ﴿٦٣﴾ لَهُمُ الْبُشْرَى

نہ کچھ غم ﴿۶۳﴾ وہ جو ایمان لائے اور پرہیزگاری کرتے ہیں انہیں خوشخبری ہے

فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ ذَلِكَ هُوَ

دنیا کی زندگی میں ﴿۶۴﴾ اور آخرت میں اللہ کی باتیں بدل نہیں سکتیں ﴿۶۴﴾ یہی

﴿٦٤﴾ کہ رسول بھیجتا ہے کتابیں نازل فرماتا ہے اور حلال و حرام سے باخبر فرماتا ہے۔ ﴿٦٤﴾ اے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم! ﴿٦٤﴾ اے مسلمانو! ﴿٦٤﴾ کتاب

مبین سے لوح محفوظ مراد ہے۔ ﴿٦٤﴾ ولی کی اصل ولاء سے ہے جو قرب و نصرت کے معنی میں ہے۔ ولی اللہ وہ ہے جو قرآن سے قرب الہی حاصل کرے اور

اطاعت الہی میں مشغول رہے اور اس کا دل نور جلال الہی کی معرفت میں مستغرق ہو، جب دیکھے دلائل قدرت الہی کو دیکھے اور جب سنے اللہ کی آیتیں ہی سنے

اور جب بولے تو اپنے رب کی ثناء ہی کے ساتھ بولے اور جب حرکت کرے طاعت الہی میں حرکت کرے اور جب کوشش کرے اسی امر میں کوشش کرے جو ذریعہ

قرب الہی ہو، اللہ کے ذکر سے نہ تھکے اور چشم دل سے خدا کے سوا غیر کو نہ دیکھے یہ صفت اولیاء کی ہے، بندہ جب اس حال پر پہنچتا ہے تو اللہ اس کا ولی و ناصر اور معین و

مددگار ہوتا ہے۔ متکلمین کہتے ہیں: ولی وہ ہے جو اعتقاد صحیح یعنی بردلیل رکھتا ہو اور اعمال صالحہ شریعت کے مطابق بجالاتا ہو۔ بعض عارفین نے فرمایا کہ ولایت نام ہے

قرب الہی اور ہمیشہ اللہ کے ساتھ مشغول رہنے کا جب بندہ اس مقام پر پہنچتا ہے تو اس کو کسی چیز کا خوف نہیں رہتا اور نہ کسی شے کے فوت ہونے کا غم ہوتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ولی وہ ہے جس کو دیکھنے سے اللہ یاد آئے۔ یہی طبری کی حدیث میں بھی ہے۔ ابن زید نے کہا کہ ولی وہی ہے جس

میں وہ صفت ہو جو اس آیت میں مذکور ہے "الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ" یعنی ایمان و تقوی دونوں کا جامع ہو۔ بعض علماء نے فرمایا کہ ولی وہ ہیں جو خالص اللہ کے

لئے محبت کریں۔ اولیاء کی یہ صفت احادیث کثیرہ میں وارد ہوئی ہے۔ بعض اکابر نے فرمایا: ولی وہ ہیں جو طاعت سے قرب الہی کی طلب کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ

کرامت سے ان کی کارسازی فرماتا ہے یا وہ جن کی ہدایت کا بُرہان کے ساتھ اللہ کفیل ہو اور وہ اس کا حق بندگی ادا کرنے اور اس کی خلق پر رحم کرنے کے لئے وقف

ہو گئے۔ یہ معانی اور عبارات اگرچہ جدا گانہ ہیں لیکن ان میں اختلاف کچھ بھی نہیں ہے کیونکہ ہر ایک عبارت میں ولی کی ایک ایک صفت بیان کر دی گئی ہے جسے قرب

الہی حاصل ہوتا ہے یہ تمام صفات اس میں ہوتے ہیں، ولایت کے درجے اور مراتب میں ہر ایک بقدر اپنے درجے کے فضل و شرف رکھتا ہے ﴿٦٤﴾ اس خوشخبری سے

الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ٦٣ وَلَا يَحْزُنكَ قَوْلُهُمْ إِنَّ الْعِزَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا ٦٤ هُوَ

بڑی کامیابی ہے اور تم ان کی باتوں کا غم نہ کرو ۱۳۹ بے شک عزت ساری اللہ کے لئے ہے ۱۵۱ وہی

السَّبِيْعُ الْعَلِيْمُ ٦٥ أَلَا إِنَّ لِلَّهِ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ ٦٦

سنتا جانتا ہے سن لو بے شک اللہ ہی کی ملک ہیں جتنے آسمانوں میں ہیں اور جتنے زمینوں میں ۱۵۱

وَمَا يَتَّبِعُ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ شُرَكَاءَ ٦٧ إِنْ يَتَّبِعُونَ إِلَّا

اور کا ہے کہ پیچھے جا رہے ہیں ۱۵۱ وہ جو اللہ کے سوا شریک پکار رہے ہیں وہ تو پیچھے نہیں جاتے مگر

الظَّنَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ ٦٨ هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ

گمان کے اور وہ تو نہیں مگر اٹکلیں دوڑاتے (اندازے کرتے) ۱۵۳ وہی ہے جس نے تمہارے لئے رات بنائی

لِتَسْكُنُوا فِيهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ٦٩ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ

کہ اس میں چین پاؤ ۱۵۱ اور دن بنایا تمہاری آنکھیں کھولتا ۱۵۵ بے شک اس میں نشانیاں ہیں سننے

يَسْمَعُونَ ٧٠ قَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا سُبْحٰنَهُ ٧١ هُوَ الْغَنِيُّ ٧٢ لَهُ مَا فِي

والوں کے لئے ۱۵۱ بولے اللہ نے اپنے لئے اولاد بنائی ۱۵۱ پاکی اس کو وہی بے نیاز ہے اسی کا ہے جو کچھ

یا تو وہ مراد ہے جو پرہیزگار ایمانداروں کو قرآن کریم میں جا بجا دی گئی ہے یا بہترین خواب مراد ہے جو مومن دیکھتا ہے یا اس کے لئے دیکھا جاتا ہے جیسا کہ کثیر

احادیث میں وارد ہوا ہے اور اس کا سبب یہ ہے کہ ولی کا قلب اور اس کی روح دونوں ذکر الہی میں مستغرق رہتے ہیں تو وقت خواب اس کے دل میں سوائے ذکر و

معرفت الہی کے اور کچھ نہیں ہوتا۔ اس لئے ولی جب خواب دیکھتا ہے تو اس کی خواب حق اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے حق میں بشارت ہوتی ہے۔ بعض

مفسرین نے اس بشارت سے دنیا کی نیک نامی بھی مراد لی ہے۔ مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا: اس شخص کے لئے کیا

ارشاد فرماتے ہیں جو نیک عمل کرتا ہے اور لوگ اس کی تعریف کرتے ہیں۔ فرمایا: یہ مومن کے لئے بشارت عاجلہ ہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ یہ بشارت عاجلہ رضائے

الہی اور اللہ کے محبت فرمانے اور خلق کے دل میں محبت ڈال دینے کی دلیل ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اس کو زمین میں مقبول کر دیا جاتا ہے۔ قتادہ نے

کہا کہ ملائکہ وقت موت اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارت دیتے ہیں۔ عطا کا قول ہے کہ دنیا کی بشارت تو وہ ہے جو ملائکہ وقت موت سناتے ہیں اور آخرت کی

بشارت وہ ہے جو مومن کو جان نکلنے کے بعد سنائی جاتی ہے کہ اس سے اللہ راضی ہے۔ ۱۴۸ اس کے وعدے خلاف نہیں ہو سکتے جو اس نے اپنی کتاب میں اور

اپنے رسولوں کی زبان سے اپنے اولیاء اور اپنے فرمانبردار بندوں سے فرمائے۔ ۱۴۹ اس میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تسکین فرمائی گئی کہ کفار نابکار جو آپ

کی تکذیب کرتے ہیں اور آپ کے خلاف برے برے مشورے کرتے ہیں آپ اس کا کچھ غم نہ فرمائیں۔ ۱۵۱ وہ جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلیل

کرے۔ اے سید انبیاء! وہ آپ کا ناصر و مددگار ہے اس نے آپ کو اور آپ کے صدقہ میں آپ کے فرمانبرداروں کو عزت دی جیسا کہ دوسری آیت میں فرمایا کہ

اللہ کے لئے عزت ہے اور اس کے رسول کے لئے اور ایمانداروں کے لئے۔ ۱۵۱ سب اس کے مملوک ہیں اس کے تحت قدرت و اختیار اور مملوک رب نہیں

ہو سکتا اس لئے اللہ کے سوا ہر ایک کی پرستش باطل ہے یہ توحید کی ایک عمدہ برہان ہے۔ ۱۵۲ یعنی کس دلیل کا اتباع کرتے ہیں۔ مراد یہ ہے کہ ان کے پاس کوئی

دلیل نہیں۔ ۱۵۳ اور بے دلیل محض گمان فاسد سے اپنے باطل معبودوں کو خدا کا شریک ٹھہراتے ہیں، اس کے بعد اللہ تعالیٰ اپنی قدرت و نعمت کا اظہار فرماتا

ہے۔ ۱۵۴ اور آرام کر کے دن کی تنگن دور کرو۔ ۱۵۵ روشن تاکہ تم اپنے حوائج (حاجات) و اسباب معاش کا سرانجام کر سکو۔ ۱۵۶ جو نیل اور سمجھیں کہ جس

نے ان چیزوں کو پیدا کیا وہی معبود ہے اس کا کوئی شریک نہیں اس کے بعد مشرکین کا ایک مقولہ ذکر فرماتا ہے ۱۵۷ کفار کا یہ کلمہ نہایت قبیح اور انتہا درجہ کے جہل کا

ہے، اللہ تعالیٰ اس کا رد فرماتا ہے۔

السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۖ إِنَّ عِنْدَكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ بِهٰذَا ۗ

آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ۱۵۸ تمہارے پاس اس کی کوئی بھی سند نہیں

أَتَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿٦٨﴾ قُلْ إِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى

کیا اللہ پر وہ بات بتاتے ہو جس کا تمہیں علم نہیں تم فرماؤ وہ جو اللہ پر

اللَّهِ الْكُذِبَ لَا يُفْحِحُونَ ۗ ﴿٦٩﴾ مَتَاعٌ فِي الدُّنْيَا ۗ إِنَّ الْآيَاتِ مَرِجَعَهُمْ ثُمَّ

جھوٹ باندھتے ہیں ان کا بھلا نہ ہوگا دنیا میں کچھ برت لینا (فائدہ اٹھانا) ہے پھر انہیں ہماری طرف واپس آنا پھر

نُذِيقُهُمُ الْعَذَابَ الشَّدِيدَ بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ ﴿٧٠﴾ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ

ہم انہیں سخت عذاب چکھائیں گے بدلہ ان کے کفر کا اور انہیں نوح کی خبر

نَبَأِ نُوحٍ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ يٰقَوْمِ إِن كَانَ كُفْرًا عَلَيْكُمْ مَّقَامِي

پڑھ کر سناؤ جب اس نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم اگر تم پر شاق (ناگوار) گزرا ہے میرا کھڑا ہونا ۱۵۹

وَتَذِكْرِي ۗ بآيَاتِ اللَّهِ فَعَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْتُ فَأَجِئُوا أَمْرَكُمْ

اور اللہ کی نشانیاں یاد دلانا ۱۶۰ تو میں نے اللہ ہی پر بھروسہ کیا ۱۶۱ تو مل کر کام کرو

وَشُرَكَاءَكُمُ ثُمَّ لَا يَكُنْ أَمْرَكُمْ عَلَيْكُمْ عُمَّةً ثُمَّ اقْضُوا إِلَيَّ وَلَا

اور اپنے جھوٹے معبودوں سمیت اپنا کام پکا کر لو پھر تمہارے کام میں تم پر کچھ گنجلک (البحسن وپوشیدگی) نہ رہے پھر جو ہو سکے میرا کر لو اور

تُنظَرُونَ ﴿٧١﴾ فَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَمَا سَأَلْتُمْ مِّنْ أَجْرٍ ۗ إِنَّا أَجْرِي إِلَّا

مجھے مہلت نہ دو ۱۶۲ پھر اگر تم منہ پھيرو ۱۶۳ تو میں تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا ۱۶۴ میرا اجر تو نہیں مگر

۱۵۸ یہاں مشرکین کے اس مقولہ (اللہ نے اپنے لیے اولاد بنائی) کے تین رد فرمائے پہلا رد تو کلمہ ”سُبْحٰنَهُ“ میں ہے جس میں بتایا گیا کہ اس کی ذات ولد سے

مترہ ہے کہ وہ واحد حقیقی ہے۔ دوسرا رد ”هُوَ الْغَيْبِيُّ“ فرمانے میں ہے کہ وہ تمام خلق سے بے نیاز ہے تو اولاد اس کے لئے کیسے ہو سکتی ہے؟ اولاد تو یا کمزور چاہتا ہے

جو اس سے قوت حاصل کرے یا فقیر چاہتا ہے جو اس سے مدد لے یا ذلیل چاہتا ہے جو اس کے ذریعہ سے عزت حاصل کرے غرض جو چاہتا ہے وہ حاجت رکھتا ہے تو

جو غنی ہو یا غیر محتاج ہو اس کے لئے ولد کس طرح ہو سکتا ہے نیز ولد والد کا ایک جزو ہوتا ہے تو والد ہونا مرکب ہونے کو مستلزم اور مرکب ہونا ممکن ہونے کو اور ہر ممکن

غیر کا محتاج ہے تو حادث ہوا، لہذا محال ہوا کہ غنی قدیم کے ولد ہو۔ تیسرا رد ”لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ“ میں ہے کہ تمام خلق اس کی مملوک ہے اور

مملوک ہونا بیٹا ہونے کے ساتھ نہیں جمع ہوتا لہذا ان میں سے کوئی اس کی اولاد نہیں ہو سکتا۔ ۱۵۹ اور مدت دراز تک تم میں ٹھہرنا ۱۶۰ اور اس پر تم نے میرے قتل

کرنے اور نکال دینے کا ارادہ کیا ہے۔ ۱۶۱ اور اپنا معاملہ اس واحد، لاشریک لہ کے سپرد کیا۔ ۱۶۲ مجھے کچھ پرواہ نہیں ہے، حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ

والسلام کا یہ کلام بطریق تعجیب (عاجز کر دینے کیلئے) ہے مدعا یہ ہے کہ مجھے اپنے تومی وقادر پروردگار پر کمال بھروسہ ہے تم اور تمہارے بے اختیار معبود مجھے کچھ بھی

ضرر نہیں پہنچا سکتے۔ ۱۶۳ میری نصیحت سے۔ ۱۶۴ جس کے فوت ہونے کا مجھے افسوس ہے۔



عَلَى اللَّهِ ۱۱ وَأَمَرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿٤٢﴾ فَكَذَّبُوا فَجَعَلْنَاهُ

اللہ پر ۱۱ اور مجھے حکم ہے کہ میں مسلمانوں سے ہوں تو انھوں نے اسے ۱۱ جھٹلایا تو ہم نے اسے اور

مَنْ مَعَهُ فِي الْفُلِكِ وَجَعَلْنَاهُمْ خَلِيفَ وَأَعْرَقْنَا الَّذِينَ كَذَّبُوا

جو اس کے ساتھ کشتی میں تھے ان کو نجات دی اور انھیں ہم نے نائب کیا ۱۱ اور جنھوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں ان کو

بِآيَاتِنَا فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُتَكَبِّرِينَ ﴿٤٣﴾ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِ

ہم نے ڈوبدیا تو دیکھو ڈرائے ہوؤں کا انجام کیسا ہوا پھر اس کے بعد اور

رُسُلًا إِلَى قَوْمِهِمْ فَجَاءَهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَمَا كَانُوا لِيُؤْمِنُوا بِهَا

رسول ۱۱ ہم نے ان کو قوموں کی طرف بھیجے تو وہ ان کے پاس روشن دلیلیں لائے تو وہ ایسے نہ تھے کہ ایمان لاتے اس پر

كَذَّبُوا بِهِ مِنْ قَبْلُ ۚ كَذَلِكَ نَطْبَعُ عَلَى قُلُوبِ الْمُعْتَدِينَ ﴿٤٤﴾ ثُمَّ

جسے پہلے جھٹلا چکے تھے ہم یونہی مہر لگا دیتے ہیں سرکشوں کے دل پر پھر

بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ مُوسَىٰ وَهَارُونَ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ بِآيَاتِنَا

ان کے بعد ہم نے موسیٰ اور ہارون کو فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف اپنی نشانیاں دے کر بھیجا

فَاسْتَكْبَرُوا وَكَانُوا قَوْمًا مُّجْرِمِينَ ﴿٤٥﴾ فَلَمَّا جَاءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ

تو انھوں نے تکبر کیا اور وہ مجرم لوگ تھے تو جب ان کے پاس ہماری طرف سے

عِنْدَنَا قَالُوا إِنَّ هَذَا السِّحْرُ مُّبِينٌ ﴿٤٦﴾ قَالَ مُوسَىٰ أَتَقُولُونَ لِلْحَقِّ

حق آیا ۱۱ بولے یہ تو ضرور کھلا جادو ہے موسیٰ نے کہا کیا حق کی نسبت ایسا کہتے ہو

لَمَّا جَاءَكُمْ أَسِحْرٌ هَذَا ۖ وَلَا يُفْلِحُ السَّحَرُونَ ﴿٤٧﴾ قَالُوا أَجِئْتَنَا

جب وہ تمہارے پاس آیا کیا یہ جادو ہے فلا اور جادوگر مراد کو نہیں پہنچتے بولے فلا کیا تم ہمارے پاس

لِتَلْفِتَنَا عَمَّا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا وَتَكُونَ لَكُمُ الْكِبْرِيَاءُ فِي

اس لئے آئے ہو کہ ہمیں اس فلا سے پھیر دو جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا اور زمین میں تمہیں دونوں

۱۱ وہی مجھے جزا دے گا مدعا یہ ہے کہ میرا وعظ و نصیحت خاص اللہ کے لئے ہے کسی دنیوی غرض سے نہیں۔ ۱۱ یعنی حضرت نوح علیہ السلام کو ۱۱ اور ہلاک

ہونے والوں کے بعد زمین میں ساکن کیا۔ ۱۱ ہود، صالح، ابراہیم، لوط، شعیب وغیر ہم علیہم السلام۔ ۱۱ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واسطے سے

اور فرعونیوں نے پہچان لیا کہ یہ حق ہے اللہ کی طرف سے ہے تو براہِ نفسانیت فلا ہرگز نہیں فلا فرعونی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے۔ فلا دین و ملت اور بت

الْأَرْضِ ط وَمَا خُنْ لَكُمْ بِؤْمِينِ ۷۸ وَقَالَ فِرْعَوْنُ اسْتَوِي

کی بڑائی رہے اور ہم تم پر ایمان لانے کے نہیں اور فرعون ﷺ بولا ہر جادوگر

بِكُلِّ سِحْرٍ عَلِيمٍ ۷۹ فَلَمَّا جَاءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمْ مُوسَى الْقَوْمَا مَا

علم والے کو میرے پاس لے آؤ پھر جب جادوگر آئے ان سے موسیٰ نے کہا ڈالو جو

أَنْتُمْ مُلْقُونَ ۸۰ فَلَمَّا آتَوْا قَالَ مُوسَى مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ

تمہیں ڈالنا ہے ﷺ پھر جب انھوں نے ڈالا موسیٰ نے کہا یہ جو تم لائے یہ جادو ہے ﷺ

إِنَّ اللَّهَ سَيُبْطِلُهُ ط إِنَّ اللَّهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِينَ ۸۱ وَيُحِقُّ

اب اللہ اسے باطل کر دے گا اللہ مفسدوں کا کام نہیں بناتا اور اللہ اپنی

اللَّهُ الْحَقُّ بِكَلِمَاتِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُونَ ۸۲ فَمَا أَمَّنَ لِمُوسَى إِلَّا ذُرِّيَّتَهُ

باتوں سے ﷺ کو حق کر دکھاتا ہے پڑے برا مائیں مجرم تو موسیٰ پر ایمان نہ لائے مگر اس کی قوم کی اولاد سے

مَنْ قَوْمِهِ عَلَى خَوْفٍ مِّنْ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِمْ أَنْ يَفْتِنَهُمْ ط وَإِنَّ

کچھ لوگ ﷺ فرعون اور اس کے درباریوں سے ڈرتے ہوئے کہ کہیں انھیں ﷺ بٹنے پر مجبور نہ کر دیں اور بیشک

فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِي الْأَرْضِ ج وَإِنَّهُ لَمِنَ السُّرْفِينَ ۸۳ وَقَالَ

فرعون زمین میں سر اٹھانے والا تھا اور بیشک وہ حد سے گزر گیا ﷺ اور موسیٰ

پرستی فرعون پرستی ﷺ سرکش و تکبر نے چاہا کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزہ کا مقابلہ باطل سے کرے اور دنیا کو اس مغالطہ میں ڈالے کہ حضرت موسیٰ

علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات (معاذ اللہ) جادو کی قسم سے ہیں اس لئے وہ ﷺ سے شہنشاہ وغیرہ اور جو تمہیں جادو کرنا ہے کرو۔ یہ آپ نے اس لئے فرمایا کہ حق

و باطل ظاہر ہو جائے اور جادو کے کرشمے جو وہ کرنے والے ہیں ان کا فساد واضح ہو۔ ﷺ نہ کہ وہ آیات الہیہ جن کو فرعون نے اپنی بے ایمانی سے جادو بتایا۔ ﷺ

یعنی اپنے حکم اپنی قضاء و قدر اور اپنے اس وعدے سے کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جادو گروں پر غالب کرے گا۔ ﷺ اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کی تسلی ہے کہ آپ اپنی امت کے ایمان لانے کا نہایت اہتمام فرماتے تھے اور ان کے اعراض کرنے سے مغموم ہوتے تھے آپ کی تسکین فرمائی گئی کہ باوجودیکہ

حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اتنا بڑا معجزہ دکھایا پھر بھی تھوڑے لوگوں نے ایمان قبول کیا ایسی حالتیں انبیاء کو پیش آتی رہی ہیں آپ اپنی امت کے اعراض

سے رنجیدہ نہ ہوں ”ہُنَّ قَوْمِهِ“ میں جو ضمیر ہے وہ یا تو حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف راجع ہے۔ اس صورت میں قوم کی ذریت سے بنی اسرائیل مراد

ہوں گے جن کی اولاد مصر میں آپ کے ساتھ تھی اور ایک قول یہ ہے کہ اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو فرعون کے قتل سے بچ رہے تھے کیونکہ جب بنی اسرائیل کے لڑکے

حکیم فرعون قتل کئے جاتے تھے تو بنی اسرائیل کی بعض عورتیں جو قوم فرعون کی عورتوں کے ساتھ کچھ رسم و راہ رکھتی تھیں وہ جب بچہ جنمیں تو اس کی جان کے اندیشہ سے وہ

بچہ فرعون کی قوم کی عورتوں کو دے ڈالتیں ایسے بچے جو فرعون کیوں کے گھروں میں پلے تھے اس روز حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لے آئے جس دن اللہ

تعالیٰ نے آپ کو جادو گروں پر غلبہ دیا تھا اور ایک قول یہ ہے کہ یہ ضمیر فرعون کی طرف راجع ہے اور قوم فرعون کی ذریت (اولاد) مراد ہے۔ حضرت ابن عباس رضی

اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ قوم فرعون کے تھوڑے لوگ تھے جو ایمان لائے۔ ﷺ دین سے۔ ﷺ کہ بندہ ہو کر خدائی کا مدعی ہوا۔

مُوسَىٰ يَقَوْمِ إِنَّ كُنتُمْ آمِنْتُمْ بِاللَّهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوا وَإِن كُنتُمْ

نے کہا اے میری قوم اگر تم اللہ پر ایمان لائے تو اسی پر بھروسہ کرو ۱۸۶ اگر اسلام

مُسْلِمِينَ ﴿۸۳﴾ فَقَالُوا عَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْنَا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ

رکھتے ہو بولے ہم نے اللہ ہی پر بھروسہ کیا الہی ہم کو ظالم لوگوں کے لئے

الظَّالِمِينَ ﴿۸۵﴾ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ﴿۸۶﴾ وَأَوْحَيْنَا

آزمائش نہ بنا ۱۸۷ اور اپنی رحمت فرما کر ہمیں کافروں سے نجات دے ۱۸۸ اور ہم نے

إِلَىٰ مُوسَىٰ وَأَخِيهِ أَنْ تَبَوَّأُوا الْقَوْمَ مَكَا بِيُوتًا وَأَجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ

موسیٰ اور اس کے بھائی کو وحی بھیجی کہ مصر میں اپنی قوم کے لئے مکانات بناؤ اور اپنے گھروں کو نماز کی جگہ

قِبْلَةً وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ ۗ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۸۷﴾ وَقَالَ مُوسَىٰ رَبَّنَا

کرو ۱۸۹ اور نماز قائم رکھو اور مسلمانوں کو خوشخبری سنا ۱۹۰ اور موسیٰ نے عرض کی اے رب ہمارے

إِنَّكَ آتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَآءَهُ زِينَةً وَأَمْوَالًا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا رَبَّنَا

تو نے فرعون اور اس کے سرداروں کو آرائش ۱۹۱ اور مال دنیا کی زندگی میں دیئے اے رب ہمارے

لِيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيلِكَ رَبَّنَا اطِّسْ عَلَىٰ أَمْوَالِهِمْ وَأَشْدُدْ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ

اس لئے کہ تیری راہ سے بہکاویں اے رب ہمارے ان کے مال برباد کر دے ۱۹۲ اور ان کے دل سخت کر دے

فَلَا يُؤْمِنُوا حَتَّىٰ يَرَوْا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ﴿۸۸﴾ قَالَ قَدْ أُجِيبَتْ

کہ ایمان نہ لائیں جب تک دردناک عذاب نہ دیکھ لیں ۱۹۳ فرمایا تم دونوں کی دعا

دَعْوَتِكُمْ فَاسْتَقْبِلَا وَلَا تَتَّبِعَنَّ سَبِيلَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۸۹﴾

قبول ہوئی ۱۹۴ تو ثابت قدم رہو ۱۹۵ اور نادانوں کی راہ نہ چلو ۱۹۶

۱۹۷ وہ اپنے فرمانبرداروں کی مدد کرتا اور دشمنوں کو ہلاک فرماتا ہے۔ مسئلہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ اللہ پر بھروسہ کرنا کمال ایمان کا مقتضی ہے ۱۹۸ یعنی انہیں

ہم پر غالب نہ کرنا کہ وہ یہ گمان نہ کریں کہ وہ حق پر ہیں۔ ۱۹۹ اور ان کے ظلم و ستم سے بچا۔ ۲۰۰ کہ قبلہ رو ہو، حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کا قبلہ کعبہ شریف

تھا اور ابتداء میں بنی اسرائیل کو یہی حکم تھا کہ وہ گھروں میں چھپ کر نماز پڑھیں تاکہ فرعونینوں کے شر و ایذا سے محفوظ رہیں۔ ۲۰۱ مدد الہی کی اور جنت کی ۲۰۲ عمدہ

لباس نفیس فرش قیمتی زیور طرح طرح کے سامان۔ ۲۰۳ کہ وہ تیری نعمتوں پر بجاے شکر کے جری ہو کر محصیت کرتے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ

دعا قبول ہوئی اور فرعونینوں کے درہم و دینار وغیرہ پتھر ہو کر رہ گئے حتیٰ کہ پھل اور کھانے کی چیزیں بھی اور یہ ان نونشانیوں میں سے ایک ہے جو حضرت موسیٰ علیہ

الصلوٰۃ والسلام کو دی گئی تھیں۔ ۲۰۴ جب حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ان لوگوں کے ایمان لانے سے مایوس ہو گئے تب آپ نے ان کے لئے یہ دعا کی اور

ایسا ہی ہوا کہ وہ غرق ہونے کے وقت تک ایمان نہ لائے۔ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ کسی شخص کے لئے کفر پر مرنے کی دعا کرنا کفر نہیں ہے۔ (مدارک) ۲۰۵ دعا کی



وَجَاوَزْنَا بِبَنِي إِسْرَائِيلَ الْبَحْرَ فَأَتَبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُوْدًا بَعْغِيًّا وَ

اور ہم بنی اسرائیل کو دریا پار لے گئے تو فرعون اور اس کے لشکروں نے ان کا پیچھا کیا سرکشی اور

عَدُوًّا حَتَّىٰ إِذَا آدْرَاكُهُ الْعُرْقُقُ قَالَ أَمُنْتُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا الَّذِي

ظلم سے یہاں تک کہ جب اسے ڈوبنے نے آیا ۱۹۱ بولا میں ایمان لایا کہ کوئی سچا معبود نہیں سوا اس کے

أَمُنْتُ بِهِ بَنُو إِسْرَائِيلَ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ ۹۰ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳

جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے اور میں مسلمان ہوں ۱۹۲ کیا اب ۱۹۳ اور

عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْفٰسِدِينَ ۹۱ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷

پہلے سے نافرمان رہا اور تو فسادی تھا ۱۹۵ آج ہم تیری لاش کو اُترا دیں (باقی رکھیں) گے

لِتَكُونَ لِسِنِّ خَلْقِكْ آيَةً ۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰ ۲۰۱ ۲۰۲

کہ تو اپنے پیچلوں کے لئے نشانی ہو ۱۹۸ اور بے شک لوگ ہماری آیتوں سے

لُغْلِفُونَ ۹۲ ۲۰۳ ۲۰۴ ۲۰۵ ۲۰۶ ۲۰۷

غافل ہیں اور بے شک ہم نے بنی اسرائیل کو عزت کی جگہ دی ۱۹۹ اور انہیں

مِّنَ الطَّيِّبَاتِ ۱۹۹ ۲۰۰ ۲۰۱ ۲۰۲ ۲۰۳ ۲۰۴ ۲۰۵ ۲۰۶ ۲۰۷

سٹھری روزی عطا کی تو اختلاف میں نہ پڑے ۱۹۹ مگر علم آنے کے بعد ۱۹۸ بے شک تمہارا رب قیامت

نسبت حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام دونوں کی طرف کی گئی باوجودیکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام دعا کرتے تھے اور حضرت ہارون علیہ السلام آمین کہتے تھے۔

اس سے معلوم ہوا کہ آمین کہنے والا بھی دعا کرنے والوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ مسئلہ یہ بھی ثابت ہوا کہ آمین دعا ہے لہذا اس کے لئے اخفاء (آہستہ کہنا) ہی مناسب

ہے۔ (مدارک) حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا اور اس کی مقبولیت کے درمیان چالیس برس کا فاصلہ ہوا۔ ۱۸۹ دعوت و تبلیغ پر ۱۹۰ جو قبول دعا میں دیر ہونے

کی حکمت نہیں جانتے۔ ۱۹۱ تب فرعون ۱۹۲ فرعون نے بہ تمنّیٰ قبول ایمان کا مضمون تین مرتبہ تکرار کے ساتھ ادا کیا لیکن یہ ایمان قبول نہ ہوا کیونکہ ملائکہ اور

عذاب کے دیکھنے کے بعد ایمان قبول نہیں اگر حالت اختیار میں وہ ایک مرتبہ بھی یہ کلمہ کہتا تو اس کا ایمان قبول کر لیا جاتا لیکن اس نے وقت کھو دیا اس لئے اس سے یہ کہا

گیا جو آیت میں آگے مذکور ہے۔ ۱۹۳ حالت اضطرار میں جب کہ غرق میں مبتلا ہو چکا ہے اور زندگانی کی امید باقی نہیں رہی اس وقت ایمان لاتا ہے۔ ۱۹۴ خود گمراہ

تھا، دوسروں کو گمراہ کرتا تھا۔ مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت جبریل علیہ السلام فرعون کے پاس ایک استفتاء لائے جس کا مضمون یہ تھا کہ بادشاہ کا کیا حکم ہے ایسے غلام

کے حق میں جس نے ایک شخص کے مال و نعمت میں پرورش پائی پھر اس کی ناشکری کی اور اس کے حق کا منکر ہو گیا اور اپنے آپ مولیٰ ہونے کا مدعی بن گیا اس پر فرعون

نے یہ جواب لکھا کہ جو غلام اپنے آقا کی نعمتوں کا انکار کرے اور اس کے مقابل آئے اس کی سزا یہ ہے کہ اس کو دریا میں ڈبو دیا جائے جب فرعون ڈوبنے لگا تو حضرت

جبریل نے اس کا وہی فتویٰ اس کے سامنے کر دیا اور اس کو اس نے پہچان لیا۔ (سبحان اللہ) ۱۹۵ علماء تفسیر کہتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے فرعون اور اس کی قوم کو غرق

کیا اور موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی قوم کو ان کے ہلاکت کی خبر دی تو بعض بنی اسرائیل کو شہرہ رہا اور اس کی عظمت و ہیبت جو ان کے قلوب میں تھی اس کے باعث

انہیں اس کی ہلاکت کا یقین نہ آیا مگر الہی دریا نے فرعون کی لاش ساحل پر پھینک دی بنی اسرائیل نے اس کو دیکھ کر پہچانا ۱۹۶ عزت کی جگہ سے تا تو ملک مصر اور فرعون و

فرعونوں کے املاک (جائیداد) مراد ہیں یا سر زمین شام و قُدس و اُرْدُن جو نہایت سرسبز و شاداب اور زرخیز بلاد (شہر) ہیں۔ ۱۹۷ بنی اسرائیل جن

بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿٩٣﴾ فَإِنْ كُنْتَ فِي شكِّ

کے دن ان میں فیصلہ کر دے گا جس بات میں جھگڑتے تھے ۱۹۹ اور اے سننے والے اگر تجھے کچھ شبہ ہو

مَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ فَسْئَلِ الَّذِينَ يُقْرَأُونَ الْكُتُبَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَقَدْ

اس میں جو ہم نے تیری طرف اتارا تھا تو ان سے پوچھ دیکھ جو تجھ سے پہلے کتاب پڑھنے والے ہیں ۲۰۰ بے شک

جَاءَكَ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُبْتِرِينَ ﴿٩٤﴾ وَلَا تَكُونَنَّ

تیرے پاس تیرے رب کی طرف سے حق آیا تھا تو تو ہرگز شک والوں میں نہ ہو اور ہرگز ان

مِنَ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِ اللَّهِ فَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَسِرِينَ ﴿٩٥﴾ إِنَّ الَّذِينَ

میں نہ ہونا جنھوں نے اللہ کی آیتیں جھٹلائیں کہ تو خسارے والوں میں ہو جائے گا بے شک وہ

حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَاتُ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٩٦﴾ وَلَوْ جَاءَهُمْ كُلُّ آيَةٍ

جن پر تیرے رب کی بات ٹھیک پڑ چکی ہے ۲۰۱ ایمان نہ لائیں گے اگرچہ سب نشانیاں ان کے پاس آئیں

حَتَّى يَرَوْا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ﴿٩٧﴾ فَلَوْ لَا كَانَتْ قَرْيَةٌ آمَنَتْ فَنَفَعَهَا

جب تک دردناک عذاب نہ دیکھ لیں ۲۰۲ تو ہوئی ہوتی نہ کوئی بستی ۲۰۳ کہ ایمان لاتی ۲۰۴ تو اس کا ایمان

إِيْمَانُهَا إِلَّا قَوْمَ يُونُسَ ۚ لَمَّا آمَنُوا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي

کام آتا ہاں یونس کی قوم جب ایمان لائے ہم نے ان سے رسوائی کا عذاب

الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنَاهُمْ إِلَىٰ حِينٍ ﴿٩٨﴾ وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَأَمَنَّ فِي

دنیا کی زندگی میں ہٹا دیا اور ایک وقت تک انھیں برتنے دیا ۲۰۵ اور اگر تمہارا رب چاہتا زمین میں

کے ساتھ یہ واقعات ہو چکے ۱۹۸ علم سے مراد یہاں یا تو توریت ہے جس کے معنی میں یہود باہم اختلاف کرتے تھے یا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری

ہے کہ اس سے پہلے تو یہود سب آپ کے مقرر (ماننے والے) اور آپ کی نبوت پر متفق تھے اور توریت میں جو آپ کی صفات مذکور تھیں ان کو ماننے لگتے تھے لیکن تشریف آوری

کے بعد اختلاف کرنے لگے کچھ ایمان لے آئے اور کچھ لوگوں نے حسد و عداوت سے کفر کیا۔ ایک قول یہ ہے کہ علم سے قرآن مراد ہے۔ ۱۹۹ اس طرح کہ اے سید

انبیاء! آپ پر ایمان لانے والوں کو جنت میں داخل فرمائے گا اور آپ کا انکار کرنے والوں کو جہنم میں عذاب فرمائے گا۔ ۲۰۰ بواسطہ اپنے رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ

وسلم کے ۲۰۱ یعنی علمائے اہل کتاب مغل حضرت عبد اللہ بن سلام اور ان کے اصحاب کے تاکہ وہ تجھ کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا اطمینان دلائیں اور

آپ کی نعت و صفات جو توریت میں مذکور ہے وہ سنا کر شک رنج (دور) کریں۔ فائدہ: شک انسان کے نزدیک کسی امر میں دونوں طرفوں کا برابر ہونا ہے خواہ وہ اس طرح

ہو کہ دونوں جانب برابر ترے پائے جائیں خواہ اس طرح کہ کسی طرف بھی کوئی قرینہ نہ ہو۔ محققین کے نزدیک شک اقسام جہل سے ہے اور جہل و شک میں عام و خاص

مطلق کی نسبت ہے کہ ہر ایک شک جہل ہے اور ہر جہل شک نہیں۔ ۲۰۲ جو براہین لائحہ و آیات واضحہ سے اتنا روشن ہے کہ اس میں شک کی مجال نہیں۔ (غازن)

۲۰۳ یعنی وہ قول ان پر ثابت ہو چکا جو لوح محفوظ میں لکھ دیا گیا ہے اور جس کی ملائکہ نے خبر دی ہے کہ یہ لوگ کافر میں گئے وہ ۲۰۴ اور اس وقت کا ایمان نافع

نہیں۔ ۲۰۵ ان بستیوں میں سے جن کو ہم نے ہلاک کیا۔ ۲۰۶ اور اخلاص کے ساتھ توبہ کرتی عذاب نازل ہونے سے پہلے۔ (مدارک) ۲۰۷ قوم یونس

الْأَرْضِ كُلَّهُمْ جَمِيعًا ۙ أَفَأَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتَّىٰ يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ ﴿۹۹﴾

جتنے ہیں سب کے سب ایمان لے آتے ۹۹؎ تو کیا تم لوگوں کو زبردستی کرو گے یہاں تک کہ مسلمان ہو جائیں ۹۹؎

وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ أَنْ تُوْمِنَ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ۗ وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَىٰ

اور کسی جان کی قدرت نہیں کہ ایمان لے آئے مگر اللہ کے حکم سے ۱۰؎ اور عذاب ان پر

الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ ﴿۱۰۰﴾ قُلِ انظُرُوا مَاذَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۗ ط

ڈالتا ہے جنہیں عقل نہیں تم فرماؤ دیکھو ۱۰۰؎ آسمانوں اور زمین میں کیا کیا ہے ۱۰۰؎

وَمَا تَعْنِي الْآيَاتُ وَالنُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿۱۰۱﴾ فَهَلْ يَنْتَظِرُونَ

اور آیتیں اور رسول انہیں کچھ نہیں دیتے جن کے نصیب میں ایمان نہیں تو انہیں کاہے کا انتظار ہے

الْأَمْثَلُ أَيَّامَ الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ۗ قُلِ فَاَنْتَظِرُوا إِنِّي مَعَكُمْ

مگر انہیں لوگوں کے سے دنوں کا جو ان سے پہلے ہو گزرے ۱۰۱؎ تم فرماؤ تو انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ

مِّنَ الْمُنتَظِرِينَ ﴿۱۰۲﴾ ثُمَّ نُنَجِّي رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا كَذَلِكَ حَقًّا

انتظار میں ہوں ۱۰۲؎ پھر ہم اپنے رسولوں اور ایمان والوں کو نجات دیں گے بات یہی ہے ہمارے

کا واقعہ یہ ہے کہ نبیوں کی علاقہ موصل میں یہ لوگ رہتے تھے اور کفر و شرک میں مبتلا تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان کی طرف بھیجا آپ نے

بت پرستی چھوڑنے اور ایمان لانے کا ان کو حکم دیا۔ ان لوگوں نے انکار کیا، حضرت یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب کی، آپ نے انہیں حکم الہی نزول عذاب کی

خبر دی، ان لوگوں نے آپس میں کہا کہ حضرت یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کبھی کوئی بات غلط نہیں کہی ہے دیکھو اگر وہ رات کو یہاں رہے جب تو کوئی اندیشہ نہیں اور

اگر انہوں نے رات یہاں نہ گزاری تو سمجھ لینا چاہئے کہ عذاب آئے گا۔ شب میں حضرت یونس علیہ السلام وہاں سے تشریف لے گئے صبح کو آثار عذاب نمودار

ہو گئے، آسمان پر سیاہی بیت ناک ابر آیا اور دھواں کثیر جمع ہوا تمام شہر پر چھا گیا یہ دیکھ کر انہیں یقین ہوا کہ عذاب آنے والا ہے تو انہوں نے حضرت یونس علیہ السلام

کی جستجو کی اور آپ کو نہ پایا اب انہیں اور زیادہ اندیشہ ہوا تو وہ مع اپنی عورتوں بچوں اور جانوروں کے جنگل کو نکل گئے موٹے کپڑے پہنے اور توبہ و اسلام کا اظہار کیا،

شوہر سے بی بی اور ماں سے بچے جدا ہو گئے اور سب نے بارگاہ الہی میں گریہ و زاری شروع کی اور کہا کہ جو یونس علیہ السلام لائے اس پر ہم ایمان لائے اور توبہ

صادقہ (سچی توبہ) کی، جو مظالم ان سے ہوئے تھے ان کو دفع کیا، پرانے مال واپس کئے، حتیٰ کہ اگر ایک پتھر دوسرے کا کسی کی بنیاد میں لگ گیا تھا تو بنیاد اکھاڑ کر پتھر

نکال دیا اور واپس کر دیا اور اللہ تعالیٰ سے اخلاص کے ساتھ مغفرت کی دعائیں کیں۔ پروردگار عالم نے ان پر رحم کیا، دعا قبول فرمائی عذاب اٹھا دیا گیا۔ یہاں یہ

سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب نزول عذاب کے بعد فرعون کا ایمان اور اس کی توبہ قبول نہ ہوئی تو قوم یونس کی توبہ قبول فرمانے اور عذاب اٹھا دینے میں کیا حکمت ہے؟

علماء نے اس کے کئی جواب دیئے ہیں: ایک تو یہ کہ کرم خاص تھا قوم حضرت یونس کے ساتھ۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ فرعون عذاب میں مبتلا ہونے کے بعد ایمان لا یا جب

امید زندگانی ہی باقی نہ رہی اور قوم یونس علیہ السلام سے جب عذاب فریب ہوا تو وہ اس میں مبتلا ہونے سے پہلے ایمان لے آئے اور اللہ قلوب کا جاننے والا ہے،

اخلاص مندوں کے صدق و اخلاص کا اس کو علم ہے۔ ۱۰۲؎ یعنی ایمان لانا سعادتی آزیلی پر موقوف ہے، ایمان وہی لائیں گے جن کے لئے توفیق الہی مساعد

(مددگار) ہو، اس میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی ہے کہ آپ چاہتے ہیں کہ سب ایمان لے آئیں اور راہ راست اختیار کریں پھر جو ایمان سے محروم رہ جاتے

ہیں ان کا آپ کو غم ہوتا ہے اس کا آپ کو غم نہ ہونا چاہئے کیونکہ آزل سے جو شقی ہے وہ ایمان نہ لائے گا۔ ۱۰۳؎ اور ایمان میں زبردستی نہیں ہو سکتی کیونکہ ایمان ہوتا ہے

تصدیق و اقرار سے اور جبر و اکراہ (زبردستی کرنے) سے تصدیق قلبی حاصل نہیں ہوتی۔ ۱۰۴؎ اس کی مشیت سے ۱۰۵؎ دل کی آنکھوں سے اور غور کرو کہ ۱۰۶؎

جو اللہ تعالیٰ کی توحید پر دلالت کرتا ہے۔ ۱۰۷؎ مثل نوح و عاد و ثمود وغیرہ۔ ۱۰۸؎ تمہاری ہلاکت اور عذاب کے۔ ربیع بن انس نے کہا کہ عذاب کا خوف دلانے



عَلَيْنَا نَجِّ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۱۰۳﴾ قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِن كُنْتُمْ فِي شَكٍّ مِّنْ

ذمہ کرم پر حق ہے مسلمانوں کو نجات دینا تم فرماؤ اے لوگو اگر تم میرے دین کی طرف سے

دِينِي فَلَا أَعْبُدُ الَّذِينَ تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلَكِنْ أَعْبُدُ اللَّهَ

کسی شے میں ہو تو میں تو اسے نہ پوجوں گا جسے تم اللہ کے سوا پوجتے ہو ﴿۱۰۴﴾ ہاں اس اللہ کو پوجتا ہوں

الَّذِي يَتَوَفَّكُمُ ۖ وَأَمَرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۱۰۴﴾ وَأَنْ أَقِمَّ

جو تمہاری جان نکالے گا ﴿۱۰۴﴾ اور مجھے حکم ہے کہ ایمان والوں میں ہوں اور یہ کہ اپنا منہ

وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا ۚ وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿۱۰۵﴾ وَلَا تَدْعُ

دین کے لئے سیدھا رکھ سب سے الگ ہو کر ﴿۱۰۵﴾ اور ہرگز شرک والوں میں نہ ہونا اور اللہ کے سوا

مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ ۚ فَإِنْ فَعَلْتَ فَإِنَّكَ إِذَا مَنَّ

اس کی بندگی نہ کر جو نہ تیرا بھلا کر سکے نہ برا پھر اگر ایسا کرے تو اس وقت تو

الظَّالِمِينَ ﴿۱۰۶﴾ وَإِنْ يَسْسَسْكَ اللَّهُ بَصِيرًا فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ ۚ وَإِنْ

ظالموں سے ہوگا اور اگر تجھے اللہ کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کا کوئی ٹالنے والا نہیں اس کے سوا اور اگر تیرا

يُرِدَّكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَادَّ لِفَضْلِهِ ۗ يُصِيبُ بِهِ مَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ ۗ

بھلا چاہے تو اس کے فضل کا رد کرنے والا کوئی نہیں ﴿۱۰۷﴾ اسے پہنچاتا ہے اپنے بندوں میں جسے چاہے

وَهُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ﴿۱۰۷﴾ قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ الْحَقُّ مِنْ

اور وہی بخشنے والا مہربان ہے تم فرماؤ اے لوگو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف

رَبِّكُمْ ۚ فَسِنِ اهْتَدَىٰ فَإِنَّمَا يَهْتَدِي لِنَفْسِهِ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَإِنَّمَا

سے حق آیا ﴿۱۰۸﴾ تو جو راہ پر آیا وہ اپنے بھلے کو راہ پر آیا ﴿۱۰۸﴾ اور جو بہکا وہ اپنے

يَضِلُّ عَلَيْهَا ۗ وَمَا أَنَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيلٍ ﴿۱۰۸﴾ وَاتَّبِعْ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ وَ

برے کو بہکا ﴿۱۰۸﴾ اور کچھ میں تم پر کڑوڑا (نگہبان) نہیں ﴿۱۰۸﴾ اور اس پر چلو جو تم پر وحی ہوتی ہے اور

کے بعد اگلی آیت میں یہ بیان فرمایا کہ جب عذاب واقع ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ رسول کو اور ان کے ساتھ ایمان لانے والوں کو نجات عطا فرماتا ہے۔ ﴿۱۰۹﴾ کیونکہ وہ

مخلوق ہے عبادت کے لائق نہیں۔ ﴿۱۱۰﴾ کیونکہ وہ قادر، مختار، الہ برحق، مستحق عبادت ہے۔ ﴿۱۱۱﴾ یعنی مخلص مؤمن رہو۔ ﴿۱۱۲﴾ وہی نفع و ضرر کا مالک ہے تمام کائنات اس کی

محتاج ہے وہی ہر چیز پر قادر اور جو دو کرم والا ہے بندوں کو اس کی طرف رغبت اور اس کا خوف اور اس پر بھروسہ اور اس پر اعتماد چاہئے اور نفع و ضرر جو کچھ بھی ہے وہی۔ ﴿۱۱۳﴾

حق سے یہاں قرآن مراد ہے یا اسلام یا سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ ﴿۱۱۴﴾ کیونکہ اس کا نفع ہی کو پہنچے گا۔ ﴿۱۱۵﴾ کیونکہ اس کا وبال ہی پر ہے۔ ﴿۱۱۶﴾ کہ تم پر جبر کروں

## اصْبِرْ حَتَّىٰ يُحْكَمَ اللَّهُ بِحُكْمِهِ وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ ﴿۱۰۹﴾

صبر کرو ۲۲۳ یہاں تک کہ اللہ حکم فرمائے ۲۲۴ اور وہ سب سے بہتر حکم فرمانے والا ہے ۲۲۵

﴿۱۲۳ آیاتھا﴾ ﴿۱۱ سُورَةُ هُودٍ مَكِّيَّةٌ ۵۲﴾ ﴿۱۰۹ مَرَكُوَاتِهَا ۱۰﴾

سورۃ ہود مکہ ہے، اس میں ایک سو تیس آیتیں اور دس رکوع ہیں

### بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحم والا ہے

الرَّ كِتَابٌ اُحْكِمَتْ اٰيَاتُهُ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ ﴿۱﴾

یہ ایک کتاب ہے جس کی آیتیں حکمت بھری ہیں ۲ پھر تفصیل کی گئیں ۳ حکمت والے خبردار کی طرف سے

اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اللّٰهَ ط اِنِّىۡ لَكُمْ مِنْهُ نَذِيْرٌ وَّ بَشِيْرٌ ﴿۲﴾ وَاَنْ

کہ بندگی نہ کرو مگر اللہ کی بے شک میں تمہارے لئے اس کی طرف سے ڈر اور خوشی سنانے والا ہوں اور یہ کہ

اَسْتَغْفِرُ وَاَرْبَابِكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْا اِلَيْهِ يَتَّبِعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰى اَجَلٍ

اپنے رب سے معافی مانگو پھر اس کی طرف توبہ کرو تمہیں بہت اچھا برتاؤ (فائدہ) دے گا وہ ایک ٹھہرائے

مُسَيِّ وَّ يُوْتِ كُلَّ ذِيۡ فَضْلٍ فَضْلَهُ ط وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنِّىۡ اَخَافُ

وعدہ تک اور ہر فضیلت والے کو وہ اس کا فضل پہنچائے گا ۱ اور اگر منہ پھيرو تو میں تم پر

۲۲۳ کفار کی تکذیب اور ان کی ایذا پر ۲۲۴ مشرکین سے قتال کرنے اور کتابوں سے جزیہ لینے کا۔ ۲۲۵ اس کے حکم میں خطا و غلط کا احتمال نہیں اور وہ بندوں

کے اسرار و مخفی حالات سب کا جاننے والا ہے اس کا فیصلہ دلیل و گواہ کا محتاج نہیں۔ ۱ سورۃ ہود مکہ ہے حسن و عکرمہ وغیر ہم مفسرین نے فرمایا کہ آیت ”وَأَقِمْ

الصَّلَاةَ طَرَفِي النَّهَارِ“ کے سوا باقی تمام سورت مکہ ہے۔ مقاتل نے کہا کہ آیت ”فَلَعَلَّكَ تَارِكٌ“ اور ”وَأُولَئِكَ يُوْمِنُونَ بِهِ“ اور ”إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ

السَّيِّئَاتِ“ کے علاوہ تمام سورت مکی ہے اس میں دس رکوع اور ایک سو تیس آیتیں ہزار ایک ہزار چھ سو اٹھ اور نو ہزار پانچ سو ستر حرف ہیں۔ حدیث شریف میں ہے:

صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم حضور پر پیری کے آثار نمودار ہو گئے۔ فرمایا: مجھے سورۃ ہود، سورۃ واقفہ، سورۃ عَمَّ يَتَسَاءَلُونَ اور سورۃ

إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ نے بوڑھا کر دیا۔ (ترمذی) غالباً یہ اس وجہ سے فرمایا کہ ان سورتوں میں قیامت و بعثت و حساب و جنت و دوزخ کا ذکر ہے۔ ۱ جیسا کہ

دوسری آیت میں ارشاد ہوا: ”فَلْيَكُ الْكِتَابُ الْحَكِيمِ“۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ ”الْحِكْمَةُ“ کے معنی یہ ہیں کہ ان کی نظم محکم و استوار کی گئی۔ اس

صورت میں معنی یہ ہوں گے کہ اس میں نقص و خلل راہ نہیں پاسکتا وہ بنائے محکم ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ کوئی کتاب ان کی ناسخ نہیں جیسا

کہ یہ دوسری کتابوں اور شریعتوں کی ناسخ ہیں۔ ۱ اور سورت سورت اور آیت آیت جدا جدا ذکر کی گئیں یا علیحدہ علیحدہ نازل ہوئیں یا عقائد و احکام و مواظب و

قصاص اور غیبی خبریں ان میں بہ تفصیل بیان فرمائی گئیں ۱ عمر دراز اور عیش و سب و رزق کثیر۔ فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ اخلاص کے ساتھ توبہ و استغفار کرنا

درازی عمر و کسب رزق کے لئے بہتر عمل ہے۔ ۵ جس نے دنیا میں اعمال فاضلہ کے ہوں اور اس کی طاعات و حسنات زیادہ ہوں ۱ اس کو جنت میں

بقدر اعمال درجات عطا فرمائے گا۔ بعض مفسرین نے فرمایا: آیت کے معنی یہ ہیں کہ جس نے اللہ کے لئے عمل کیا، اللہ تعالیٰ آئندہ کے لئے اسے عمل نیک و طاعت

کی توفیق دیتا ہے۔

عَلَيْكُمْ عَذَابٌ يَوْمٍ كَبِيرٍ ۳ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ

بڑے دن کے عذاب کا خوف کرتا ہوں تمہیں اللہ ہی کی طرف پھرنا ہے اور وہ ہر شے پر

قَدِيرٌ ۴ اَلَا اِنَّهُمْ يَشْتُونَ صُدُورَهُمْ لَيَسْتَخْفُوا مِنْهُ ۵ اَلَا

قادر ہے وہ اپنے سینے دوہرے کرتے (منہ چھپاتے) ہیں کہ اللہ سے پردہ کریں وہ سنو

حِٰنٍ يَسْتَعْشُونَ شِيَابَهُمْ لَا يَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ ۶

جس وقت وہ اپنے کپڑوں سے سارا بدن ڈھانپ لیتے ہیں اس وقت بھی اللہ ان کا چھپا اور ظاہر سب کچھ جانتا ہے

اِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۵

بے شک وہ دلوں کی بات جاننے والا ہے

۱۔ یعنی روز قیامت اور آخرت میں وہاں نیکیوں اور بدیوں کی جزا و سزا ملے گی۔ ۲۔ دنیا میں روزی دینے پر بھی، موت دینے پر بھی، موت کے بعد زندہ کرنے اور ثواب و عذاب پر بھی۔ ۳۔ شان نزول: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ آیت آنحضرت بن شریق کے حق میں نازل ہوئی یہ بہت شیریں گفتار شخص تھا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آتا تو بہت خوشامد کی باتیں کرتا اور دل میں بغض و عداوت چھپائے رکھتا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ معنی یہ ہیں کہ وہ اپنے سینوں میں عداوت چھپائے رکھتے ہیں جیسے کپڑے کی تہ میں کوئی چیز چھپائی جاتی ہے، ایک قول یہ ہے کہ بعض منافقین کی عادت تھی کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سامنا ہوتا تو سینہ اور پیٹھ جھکاتے اور سر نیچا کرتے چہرہ چھپا لیتے تاکہ انہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ نہ پائیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ بخاری نے افراد میں ایک حدیث روایت کی کہ مسلمان بول و براز و مجامعت کے وقت اپنے بدن کھولنے سے شرماتے تھے ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی کہ اللہ سے بندے کا کوئی حال چھپا ہی نہیں ہے لہذا چاہئے کہ وہ شریعت کی اجازتوں پر عامل رہے۔



وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا

اور زمین پر چلنے والا کوئی فلا ایسا نہیں جس کا رزق اللہ کے ذمہ کرم پر نہ ہو فلا اور جانتا ہے کہ کہاں ٹھہرے گا فلا

وَمُسْتَوْدَعَهَا ۱۳ كُلٌّ فِي كِتَابٍ مُبِينٍ ۶ وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ لِيَبْلُوكُمْ أَيُّكُمْ

اور کہاں سپرد ہوگا فلا سب کچھ ایک صاف بیان کرنے والی کتاب و فلا میں ہے اور وہی ہے جس نے آسمانوں اور

الْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ لِيَبْلُوكُمْ أَيُّكُمْ

زمین کو چھ دن میں بنایا اور اس کا عرش پانی پر تھا فلا کہ تمہیں آزمائے فلا تم میں

أَحْسَنُ عَمَلًا ۱۴ وَلَئِنْ قُلْتُمْ إِنَّكُمْ مَبْعُوثُونَ مِنْ بَعْدِ الْمَوْتِ

کس کا کام اچھا ہے اور اگر تم فرماؤ کہ بے شک تم مرنے کے بعد اٹھائے جاؤ گے

لَيَقُولَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ هَذَا إِلَّا سِحْرٌ مُبِينٌ ۷ وَلَئِنْ أَخَّرْنَا

تو کافر ضرور کہیں گے کہ یہ فلا تو نہیں مگر کھلا جادو فلا اور اگر ہم ان سے

عَذَابَهُمْ لَيَكُونُنَّ أَهْلًا لَعْنَةٍ وَالَّذِينَ هُمْ يُكَذِّبُونَ أَكْثَرُ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۸

عذاب فلا کچھ گنتی کی مدت تک ہٹادیں تو ضرور کہیں گے کس چیز نے اسے روکا ہے فلا سن لو جس دن

يَأْتِيهِمْ لَيْسَ مَصْرُوفًا عَنْهُمْ وَحَاقَ بِهِمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ۸

ان پر آئے گا ان سے پھیرا نہ جائے گا اور انہیں گھیر لے گا وہی عذاب جس کی ہنسی اڑاتے تھے

وَلَئِنْ أَذَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنَا مِنْهُ آيَةً لَيَكْفُرُوا

اور اگر ہم آدمی کو اپنی کسی رحمت کا مزہ دیں فلا پھر اسے اس سے چھین لیں ضرور وہ بڑا ناامید

كُفُورًا ۹ وَلَئِنْ أَذَقْنَاهُ نِعْمَاءَ بَعْدَ ضَرَاءٍ مَسَتْهُ لَيَكْفُرُنَّ ذَهَبًا

ناشکرا ہے فلا اور اگر ہم اسے نعمت کا مزہ دیں اس مصیبت کے بعد جو اسے پہنچی تو ضرور کہے گا کہ برائیاں

فلا جاندار ہو فلا یعنی وہ اپنے فضل سے ہر جاندار کے رزق کا کفیل ہے۔ فلا یعنی اس کے جائے سکونت کو جانتا ہے۔ فلا سپرد ہونے کی جگہ سے یا مدفن

مراد ہے یا مکان یا موت یا قبر۔ فلا یعنی لوح محفوظ فلا یعنی عرش کے نیچے پانی کے سوا اور کوئی مخلوق نہ تھی۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عرش اور پانی آسمانوں اور

زمینوں کی پیدائش سے قبل پیدا فرمائے گئے۔ فلا یعنی آسمان و زمین اور ان کی درمیانی کائنات کو پیدا کیا جس میں تمہارے منافع و مصالح (بھلائیاں) ہیں تاکہ

تمہیں آزمائش میں ڈالے اور ظاہر ہو کہ کون شکر گزار، متقی، فرمانبردار ہے اور فلا یعنی قرآن شریف جس میں مرنے کے بعد اٹھائے جانے کا بیان ہے یہ فلا

یعنی باطل اور دھوکا۔ فلا جس کا وعدہ کیا ہے فلا وہ عذاب کیوں نازل نہیں ہوتا! کیا دیر ہے! کفار کا یہ جلدی کرنا براہ تکذیب و استہزاء ہے۔ فلا صحت و امن کا

یا وسعت رزق و دولت کا۔ فلا کہ دوبارہ اس نعمت کے پانے سے مایوس ہو جاتا ہے اور اللہ کے فضل سے اپنی امید قطع (ختم) کر لیتا ہے اور صبر و رضا پر ثابت نہیں

رہتا اور گزشتہ نعمت کی ناشکری کرتا ہے۔

السَّيِّئَاتِ عَنِّي ۱۰ إِنَّهُ لَفَرِحَ فَخُورًا ۱۰ إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا وَعَمِلُوا

مجھ سے دور ہوئیں بے شک وہ خوش ہونے والا بڑائی مارنے والا ہے ۲۴ مگر جنہوں نے صبر کیا اور

الصَّالِحَاتِ ۱۱ أُولَٰئِكَ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ كَبِيرٌ ۱۱ فَلَعَلَّكَ تَارِكٌ بَعْضَ

اچھے کام کیے ۲۵ ان کے لیے بخشش اور بڑا ثواب ہے تو کیا جو وحی تمہاری طرف

مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ وَصَائِقُ بِهِ صَدْرُكَ أَنْ يَقُولُوا لَوْلَا أُنزِلَ عَلَيْهِ

ہوتی ہے اس میں سے کچھ تم چھوڑ دو گے اور اس پر دل تنگ ہوگے ۲۶ اس بنا پر کہ وہ کہتے ہیں ان کے ساتھ

كُنُوزًا أَوْ جَاءَ مَعَهُ مَلَكَ ۱۲ إِنَّمَا أَنْتَ نَذِيرٌ ۱۲ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ

کوئی خزانہ کیوں نہ اترا یا ان کے ساتھ کوئی فرشتہ آتا تم تو ڈر سنانے والے ہو ۲۷ اور اللہ ہر چیز پر

وَكَيْلٌ ۱۲ أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ ۱۲ قُلْ فَاتُوا بَعْشَرَ سِوَايَ مِثْلِهِ مُفْتَرِيَاتٍ

محافظ ہے کیا ۲۸ یہ کہتے ہیں کہ انھوں نے اسے جی سے بنالیا تم فرماؤ کہ تم ایسی بنائی ہوئی دس سورتیں لے آؤ ۲۹

وَادْعُوا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۱۳ فَإِنَّمَا

اور اللہ کے سوا جو مل سکیں ۳۰ سب کو بلاؤ اگر سچے ہو ۳۱ تو اے مسلمانو

يَسْتَجِيبُوا لَكُمْ فَأَعْلَمُوا إِنَّمَا أُنزِلَ بِعِلْمِ اللَّهِ وَأَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ

اگر وہ تمہاری اس بات کا جواب نہ دے سکیں تو سمجھ لو کہ وہ اللہ کے علم ہی سے اترا ہے اور یہ کہ اس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں

فَهَلْ أَنْتُمْ مُّسْلِمُونَ ۱۳ مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا نُوَفِّ

تو کیا اب تم مانو گے ۳۲ جو دنیا کی زندگی اور آرائش چاہتا ہو ۳۳ ہم اس میں

۳۴ بجائے شکر گزار ہونے اور حق نعت ادا کرنے کے۔ ۳۵ مصیبت پر صابر اور نعمت پر شاکر رہے ۳۶ ترمذی نے کہا کہ استفہام ”نہی“ کے معنی میں ہے یعنی

آپ کی طرف جو وحی ہوتی ہے وہ سب آپ انہیں پہنچائیں اور دل تنگ نہ ہوں۔ یہ تبلیغ رسالت کی تاکید ہے باوجودیکہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ اس کے رسول صلی اللہ

علیہ وسلم اداے رسالت میں کمی کرنے والے نہیں اور اس نے ان کو اس سے معصوم فرمایا ہے۔ اس تاکید میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تسکین خاطر بھی ہے اور کفار

کی مایوسی بھی کہ ان کا استہزاء تبلیغ کے کام میں نکل نہیں ہو سکتا۔ شان نزول: عید اللہ بن امیہ مخزومی نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ اگر آپ سچے

رسول ہیں اور آپ کا خدا ہر چیز پر قادر ہے تو اس نے آپ پر خزانہ کیوں نہیں اتارا؟ یا آپ کے ساتھ کوئی فرشتہ کیوں نہیں بھیجا؟ جو آپ کی رسالت کی گواہی دیتا

۳۷ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ ۳۸ تمہیں کیا پرواہ اگر کفار نہ مانیں یا تمسخر کریں۔ ۳۹ کفار مکہ قرآن کریم کی نسبت ۳۹ کیونکہ انسان اگر ایسا کلام بنا

سکتا ہے تو اس کے مثل بنانا تمہارے مقدور سے باہر نہ ہوگا! تم بھی عرب ہو فصیح و بلیغ ہو کوشش کرو۔ ۴۰ اپنی مدد کے لیے ۴۱ اس میں کہ یہ کلام انسان کا بنایا

ہوا ہے۔ ۴۲ اور یقین رکھو گے کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے، یعنی اعجاز قرآن دیکھ لینے کے بعد ایمان و اسلام پر ثابت رہو۔ ۴۳ اور اپنی دون ہمتی (غفلت) سے

آخرت پر نظر نہ رکھتا ہو۔

إِلَيْهِمْ أَعْبَالُهُمْ فِيهَا وَهُمْ فِيهَا لَا يُبْخَسُونَ ﴿۱۵﴾ أُولَئِكَ الَّذِينَ لَيْسَ

ان کا پورا پھل دے دیں گے ۱۵ اور اس میں کمی نہ دیں گے یہ ہیں وہ جن کے لیے

لَهُمْ فِي الْأَخِرَةِ إِلَّا النَّارُ ۗ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوا فِيهَا وَبِطُلٌ مَّا كَانُوا

آخرت میں کچھ نہیں مگر آگ اور اکارت گیا جو کچھ وہاں کرتے تھے اور نابود (برباد) ہوئے جو ان کے

يَعْمَلُونَ ﴿۱۶﴾ أَفَمَنْ كَانَ عَلَىٰ بَيْنَتٍ مِّنْ رَبِّهِ وَيَتْلُوهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ وَمِنْ

عمل تھے ۱۶ تو کیا وہ جو اپنے رب کی طرف سے روشن دلیل پر ہو ۱۷ اور اس پر اللہ کی طرف سے گواہ آئے ۱۸ اور اس

قَبْلِهِ كَتَبَ مُوسَىٰ إِمَامًا وَرَحْمَةً ۗ أُولَئِكَ يُؤْمِنُونَ بِهِ ۗ وَمَنْ يَكْفُرْ

سے پہلے موسیٰ کی کتاب ۱۹ پیشوا اور رحمت وہ اس پر ۲۰ ایمان لاتے ہیں اور جو اس کا منکر ہو

بِهِ مِنَ الْأَحْزَابِ ۗ فَالْنَّارُ مَوْعِدُهُ ۗ فَلَا تَكُ فِي مِرْيَةٍ مِّنْهُ ۗ إِنَّهُ الْحَقُّ

سارے گروہوں میں ۲۱ تو آگ اس کا وعدہ ہے تو اے سننے والے تجھے کچھ اس میں شک نہ ہو بے شک وہ حق ہے

مِّنْ رَبِّكَ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿۱۷﴾ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ

تیرے رب کی طرف سے لیکن بہت آدمی ایمان نہیں رکھتے اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر

عَلَىٰ اللَّهِ كَذِبًا ۗ أُولَئِكَ يُعْرَضُونَ عَلَىٰ رَبِّهِمْ وَيَقُولُ الْأَشْهَادُ هَؤُلَاءِ

جھوٹ باندھے ۲۲ وہ اپنے رب کے حضور پیش کئے جائیں گے ۲۳ اور گواہ کہیں گے یہ ہیں

الَّذِينَ كَذَّبُوا عَلَىٰ رَبِّهِمْ ۗ آلَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ ﴿۱۸﴾ الَّذِينَ

جھوٹوں نے اپنے رب پر جھوٹ بولا تھا ارے ظالموں پر خدا کی لعنت ۲۴ جو

۲۵ اور جو اعمال انہوں نے طلب دنیا کے لیے کئے ہیں اس کا اجر صحت و دولت، وسعت رزق، کثرت اولاد وغیرہ سے دنیا ہی میں پورا کر دیں گے۔ ۲۶ شان

نزول: ضحاک نے کہا کہ یہ آیت مشرکین کے حق میں ہے کہ وہ اگر صلہ رحمی کریں یا محتاجوں کو دیں یا کسی پریشان حال کی مدد کریں یا اس طرح کی کوئی اور نیکی کریں تو

اللہ تعالیٰ وسعت رزق وغیرہ سے ان کے عمل کی جزاء دینا ہی میں دے دیتا ہے اور آخرت میں ان کے لیے کوئی حصہ نہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت منافقین کے حق

میں نازل ہوئی جو ثواب آخرت کے تو معتقد نہ تھے اور جہادوں میں مال غنیمت حاصل کرنے کے لیے شامل ہوتے تھے۔ ۲۷ وہ اس کی مثل ہو سکتا ہے جو دنیا کی

زندگی اور اس کی آرائش چاہتا ہو ایسا نہیں ان دونوں میں عظیم فرق ہے۔ روشن دلیل سے وہ دلیل عقلی مراد ہے جو اسلام کی حقانیت پر دلالت کرے اور اس شخص سے

جو اپنے رب کی طرف سے روشن دلیل پر ہو وہ یہود مراد ہیں جو اسلام سے مشرف ہوئے جیسے کہ حضرت عبد اللہ بن سلام۔ ۲۸ اور اس کی صحت کی گواہی دے۔ یہ

گواہ قرآن مجید ہے۔ ۲۹ یعنی تورات۔ ۳۰ یعنی قرآن پر ۳۱ خواہ کوئی بھی ہوں۔ حدیث شریف میں ہے: سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کی

قسم جس کے دست قدرت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے! اس امت میں جو کوئی بھی ہے یہودی ہو یا نصرانی جس کو بھی میری خبر پہنچے اور وہ میرے دین

پر ایمان لائے بغیر مرجائے، وہ ضرور جہنمی ہے۔ ۳۲ اور اس کے لیے شریک و اولاد بتائے۔ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولنا بدترین

ظلم ہے۔ ۳۳ روز قیامت اور ان سے ان کے اعمال دریافت کئے جائیں گے اور انبیاء و ملائکہ ان پر گواہی دیں گے۔ ۳۴ بخاری و مسلم کی حدیث میں



يُصِدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَيَبْغُونَهَا عِوَجًا ۖ وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ

اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور اس میں کجی چاہتے ہیں اور وہی آخرت کے

كُفْرُونَ ۱۹ ۚ أُولَٰئِكَ لَمْ يَكُونُوا مُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ وَمَا كَانَ لَهُمْ

منکر ہیں وہ تھکانے والے نہیں زمین میں ۴۱۹ اور نہ اللہ سے جدا

مَنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ أَوْلِيَآءٍ ۚ يُضَعْفُ لَهُمُ الْعَذَابُ ۖ مَا كَانُوا يَسْتَطِيعُونَ

ان کے کوئی حمایتی ۴۲۰ انھیں عذاب پر عذاب ہوگا ۴۲۱ وہ نہ سن سکتے

السَّمْعَ وَمَا كَانُوا يُبْصِرُونَ ۚ ۲۰ ۚ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ وَ

تھے اور نہ دیکھتے ۴۲۰ وہی ہیں جنہوں نے اپنی جان گھائے میں ڈالی اور

صَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ۚ ۲۱ ۚ لَا جَرَمَ أَنَّهُمْ فِي الْآخِرَةِ هُمْ

ان سے کھوئی گئیں جو باتیں جوڑتے تھے خواہ مخواہ (یقیناً) وہی آخرت میں سب سے

الْأَخْسَرُونَ ۚ ۲۲ ۚ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَآخَبْتُوا إِلَىٰ

زیادہ نقصان میں ہیں ۴۲۱ بے شک جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے اور اپنے رب کی طرف

رَبِّهِمْ ۚ ۲۳ ۚ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۚ ۲۴ ۚ مَثَلُ الْفَرِيقَيْنِ

رجوع لائے وہ جنت والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے دونوں فریق ۴۲۲ کا حال ایسا ہے

كَالْأَعْمَىٰ وَالْأَصَمِّ وَالْبَصِيرِ وَالسَّبِّعِ ۖ هَلْ يَسْتَوِينَ مَثَلًا ۖ أَفَلَا

جیسے ایک اندھا اور بہرا اور دوسرا دیکھتا اور سنتا ۴۲۳ کیا ان دونوں کا حال ایک سا ہے ۴۲۴ تو کیا

تَذَكَّرُونَ ۚ ۲۵ ۚ وَ لَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ ۚ إِنِّي لَكُمْ نَذِيرٌ

تم دھیان نہیں کرتے اور بے شک ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا ۴۲۵ کہ میں تمہارے لیے صریح ڈر

ہے کہ روز قیامت کفار اور منافقین کو تمام خلق کے سامنے کہا جائے گا کہ یہ وہ ہیں جنہوں نے اپنے رب پر جھوٹ بولا، ظالموں پر خدا کی لعنت، اس طرح وہ تمام خلق

کے سامنے رسوا کئے جائیں گے۔ ۴۲۶ اللہ کو۔ اگر وہ ان پر عذاب کرنا چاہے کیونکہ وہ اس کے قبضہ اور اس کی ملک میں ہیں، نہ اس سے بھاگ سکتے ہیں نہ فرج سکتے

ہیں۔ ۴۲۷ کہ ان کی مدد کریں اور انہیں اس کے عذاب سے بچائیں۔ ۴۲۸ کیونکہ انہوں نے لوگوں کو راہ خدا سے روکا اور مرنے کے بعد اٹھنے کا انکار کیا۔ ۴۲۹

قادر نے کہا کہ وہ حق سننے سے بہرے ہو گئے تو کوئی خیر کی بات سن کر نفع نہیں اٹھاتے اور نہ وہ آیات قدرت کو دیکھ کر فائدہ اٹھاتے ہیں۔ ۴۳۰ کہ انہوں نے

بجائے جنت کے جہنم کو اختیار کیا۔ ۴۳۱ یعنی کافر اور مومن۔ ۴۳۲ کافر اس کی مثل ہے جو نہ دیکھے نہ سنے، یہ ناقص ہے اور مومن اس کی مثل ہے جو دیکھتا بھی ہے اور

سنتا بھی ہے، وہ کامل ہے حق و باطل میں امتیاز رکھتا ہے۔ ۴۳۳ ہرگز نہیں ۴۳۴ انہوں نے قوم سے فرمایا۔

مُبِينٌ ۲۵) أَنْ لَا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ ۖ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ

سانے والا ہوں کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ پوجو بے شک میں تم پر ایک مصیبت والے دن کے عذاب سے

الِيْمِ ۲۶) فَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَوْمِهِ مَا تَرَكُ إِلَّا بَشَرًا

ڈرتا ہوں ۲۶) تو اس کی قوم کے سردار جو کافر ہوئے تھے بولے ہم تو تمہیں اپنے ہی جیسا آدمی دیکھتے

مُثَلَّنَا وَمَا تَرَكُ اتَّبَعَكَ إِلَّا الَّذِينَ هُمْ أَرَادُوا أَنْ يَبَادُوا بِلِلِّ الرَّأْيِ ج وَ

ہیں ۲۷) اور ہم نہیں دیکھتے کہ تمہاری پیروی کسی نے کی ہو مگر ہمارے کینوں نے ۲۷) سرسری نظر سے ۲۷) اور

مَا تَرَىٰ لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ بَلْ نَنْظُرُكُمْ كَذِبِينَ ۲۸) قَالَ يَقَوْمِ

ہم تم میں اپنے اوپر کوئی بڑائی نہیں پاتے ۲۸) بلکہ ہم تمہیں ۲۸) جھوٹا خیال کرتے ہیں بولا اے میری قوم

أَرَأَيْتُمْ إِنْ كُنْتُمْ عَلَىٰ بَيْنَةٍ مِّنْ رَبِّي وَآتَيْنِي رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِهِ

بھلا بناؤ تو اگر میں اپنے رب کی طرف سے روشن دلیل پر ہوں ۲۹) اور اس نے مجھے اپنے پاس سے رحمت بخشی ۲۹)

فَعَبَّيْتُ عَلَيْكُمْ ۖ وَطَرْتُ أَنْزِلُكُمْ مِّمَّا هُمْ عَلَيْكُمْ وَأَنْتُمْ لَهَا كَرِهُونَ ۲۸) وَيَقَوْمِ لَا تَسْأَلُونَ

تو تم اس سے اندھے رہے کیا ہم اسے تمہارے گلے چھیٹ دیں اور تم بیزار ہو ۲۸) اور اے قوم میں تم سے کچھ اس پر ۲۸)

عَلَيْهِ مَا لَآ ۖ إِنْ أَجْرِي إِلَّا عَلَىٰ اللَّهِ وَمَا أَنَا بِطَارِدِ الَّذِينَ آمَنُوا ۖ ط

مال نہیں مانگتا ۲۹) میرا اجر تو اللہ ہی پر ہے اور میں مسلمانوں کو دور کرنے والا نہیں ۲۹)

إِنَّهُمْ مُّسْلِقُونَ ۖ وَإِنِّي لَأَكْبَهُنَّ ۖ وَأَكْبَهُنَّ ۖ وَأَكْبَهُنَّ ۖ وَأَكْبَهُنَّ ۖ وَأَكْبَهُنَّ ۖ

بے شک وہ اپنے رب سے ملنے والے ہیں ۲۹) لیکن میں تم کو نرے جاہل لوگ پاتا ہوں ۲۹) اور اے قوم

۲۹) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ حضرت نوح علیہ السلام چالیس سال کے بعد مبعوث ہوئے اور نوسو پچاس سال اپنی قوم کو دعوت فرماتے

رہے اور طوفان کے بعد ساٹھ برس دنیا میں رہے تو آپ کی عمر ایک ہزار پچاس سال کی ہوئی اس کے علاوہ عمر شریف کے متعلق اور بھی قول ہیں۔ (خازن) ۲۹) اس

گمراہی میں بہت سی امتیں مبتلا ہو کر اسلام سے محروم رہیں، قرآن پاک میں جا بجا ان کے تذکرے ہیں۔ اس امت میں بھی بہت سے بد نصیب سیدانہیاء صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم کو بشر کہتے اور ہمسری کا خیال فاسد رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں گمراہی سے بچائے۔ ۲۹) کینوں سے مراد ان کی وہ لوگ تھے جو ان کی نظر میں

خسین (ادنیٰ و معمولی) پیشے رکھتے تھے اور حقیقت یہ ہے کہ ان کا یہ قول جہل خالص تھا کیونکہ انسان کا مرتبہ دین کی اتباع اور رسول کی فرمانبرداری سے ہے مال و منصب و

پیشے کو اس میں دخل نہیں۔ دیندار نیک سیرت پیشہ ور کو نظر تھارت سے دیکھنا اور حقیر جانا جاہلانہ فعل ہے۔ ۲۹) یعنی بغیر غور و فکر کے۔ ۲۹) مال اور ریاست میں، ان

کا یہ قول بھی جہل تھا کیونکہ اللہ کے نزدیک بندے کے لیے ایمان و طاعت سب فضیلت ہے نہ کہ مال و ریاست۔ ۲۹) نبوت کے دعویٰ میں اور تمہارے متبعین کو

اس کی تصدیق میں ۲۹) جو میرے دعویٰ کے صدق پر گواہ ہو ۲۹) یعنی نبوت عطا کی ۲۹) اور اس حجت کو ناپسند رکھتے ہو۔ ۲۹) یعنی تبلیغ رسالت پر ۲۹) تم پر اس کا ادا

کرنا گراں ہو ۲۹) یہ حضرت نوح علیہ السلام نے ان کی اس بات کے جواب میں فرمایا تھا جو وہ لوگ کہتے تھے کہ اے نوح! رذیل (حقیر و کمین) لوگوں کو اپنی مجلس سے

نکال دیجئے تاکہ ہمیں آپ کی مجلس میں بیٹھنے سے شرم نہ آئے۔ ۲۹) اور اس کے قرب سے فائز ہوں گے تو میں انہیں کیسے نکال دوں ۲۹) ایمانداروں کو رذیل

يُصْرِنِي مِنَ اللَّهِ إِنْ طَرَدْتُهُمْ ۖ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ۝۳۰ وَلَا أَقُولُ لَكُمْ

مجھے اللہ سے کون بچالے گا اگر میں انہیں دور کروں گا تو کیا تمہیں دھیان نہیں اور میں تم سے نہیں کہتا کہ

عِنْدِي خَزَائِنُ اللَّهِ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَا أَقُولُ إِنِّي مَلَكٌ وَلَا أَقُولُ

میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ یہ کہ میں غیب جان لیتا ہوں اور نہ یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں ۷۱ اور میں انہیں نہیں کہتا

لِلَّذِينَ تَرَدُّرَايَ أَعْيُنُكُمْ لَنْ يُؤْتِيَهُمُ اللَّهُ خَيْرًا ۖ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا فِي

جن کو تمہاری نگاہیں حقیر سمجھتی ہیں کہ ہرگز انہیں اللہ کوئی بھلائی نہ دے گا اللہ خوب جانتا ہے جو

أَنْفُسِهِمْ ۖ إِنِّي إِذًا لَسِنَ الظَّالِمِينَ ۝۳۱ قَالُوا يُنوحُ قَدْ جَدَلْتَنَا

ان کے دلوں میں ہے ۷۲ ایسا کروں ۷۳ تو ضرور میں ظالموں میں سے ہوں ۷۴ بولے اے نوح تم ہم سے جھگڑے

فَاكْثَرْتَ جِدَالَاتِنَا بِمَا تَعِدُنَا إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ۝۳۲ قَالَ

اور بہت ہی جھگڑے تو لے آؤ جس ملک کا ہمیں وعدہ دے رہے ہو اگر سچے ہو بولا

إِنَّمَا يَا تِيكُمْ بِهِ اللَّهُ إِنْ شَاءَ وَمَا أَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ ۝۳۳ وَلَا يَنْفَعُكُمْ

وہ تو اللہ تم پر لائے گا اگر چاہے اور تم تھکا نہ سکو گے ۷۵ اور تمہیں میری نصیحت

نُصْحِي إِنْ أَسَدْتُ أَنْ أَنْصَحَ لَكُمْ إِنْ كَانَ اللَّهُ يُرِيدُ أَنْ يُغْوِيَكُمْ ۖ هُوَ

نفع نہ دے گی اگر میں تمہارا بھلا چاہوں جب کہ اللہ تمہاری گمراہی چاہے وہ

کہتے ہو اور ان کی فتنہ نہیں کرتے اور نہیں جانتے کہ وہ تم سے بہتر ہیں۔ ۷۶ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی قوم نے آپ کی نبوت میں تین شبہے کئے تھے:

۱۔ ایک شبہ تو یہ کہ ”مَنْ سَوَىٰ لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلِ“ کہ تم میں اپنے اوپر کوئی بڑائی نہیں پاتے یعنی تم مال و دولت میں ہم سے زیادہ نہیں ہو۔ اس کے جواب میں

حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے فرمایا: ”لَا أَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي خَزَائِنُ اللَّهِ“ یعنی میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں، تو تمہارا یہ

اعتراض بالکل بے محل ہے۔ میں نے کبھی مال کی فضیلت نہیں جتائی اور نبوی دولت کا تم کو متوقع نہیں کیا اور اپنی دعوت کو مال کے ساتھ وابستہ نہیں کیا پھر تم یہ کہنے کے

کیسے مستحق ہو کہ تم میں کوئی مالی فضیلت نہیں پاتے اور تمہارا یہ اعتراض محض بیہودہ ہے۔ دوم راۓ قوم نوح نے یہ کیا تھا: ”مَنْ تَزَاكَ اتَّبَعَكَ إِلَّا الَّذِينَ هُمْ

أَرَادُوا لِنَا بَدَىٰ الرَّأْيِ“ یعنی ہم نہیں دیکھتے کہ تمہاری کسی نے پیروی کی ہو مگر ہمارے کینوں نے سرسری نظر سے۔ مطلب یہ تھا کہ وہ بھی صرف ظاہر میں مومن ہیں

باطن میں نہیں۔ اس کے جواب میں حضرت نوح علیہ السلام نے یہ فرمایا کہ میں نہیں کہتا کہ میں غیب جانتا ہوں تو میرے احکام غیب پر مبنی ہیں تا کہ تمہیں یہ اعتراض

کرنے کا موقع ہوتا۔ جب میں نے یہ کہا ہی نہیں، تو اعتراض بے محل ہے، اور شرع میں ظاہر ہی کا اعتبار ہے، لہذا تمہارا اعتراض بالکل بے جا ہے نیز ”لَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ“

فرمانے میں قوم پر ایک لطیف تعریض بھی ہے کہ کسی کے باطن پر حکم کرنا اس کا کام ہے جو غیب کا علم رکھتا ہو۔ میں نے تو اس کا دعویٰ نہیں کیا باوجودیکہ نبی ہوں! تم کس

طرح کہتے ہو کہ وہ دل سے ایمان نہیں لائے۔ تیسرا شبہ اس قوم کا یہ تھا کہ ”مَا تَزَاكَ إِلَّا بَشَرًا مِثْلَنَا“ یعنی ہم تمہیں اپنے ہی جیسا آدمی دیکھتے ہیں۔ اس کے

جواب میں فرمایا کہ میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میں فرشتہ ہوں یعنی میں نے اپنی دعوت کو اپنے فرشتہ ہونے پر موقوف نہیں کیا تھا کہ تمہیں یہ اعتراض کا موقع ملتا کہ جتاتے

تو تھے وہ اپنے آپ کو فرشتہ اور تھے بشر لہذا تمہارا یہ اعتراض بھی باطل ہے۔ ۷۸۔ نیکی یا بدی، اخلاص یا نفاق۔ ۷۹۔ یعنی اگر میں ان کے ایمان ظاہر کو جھٹلا کر ان کے

باطن پر الزام لگاؤں اور انہیں نکال دوں ۷۴ اور بِحَمْدِ اللَّهِ میں ظالموں میں سے ہرگز نہیں ہوں تو ایسا کبھی نہ کروں گا۔ ۷۵۔ عذاب و ۷۶۔ اس کو عذاب کرنے



رَأَيْكُمْ وَرَأَيْتُمْ وَالِيَهُ تَرْجِعُونَ ۳۳ ۱؎ أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ ۲؎ قُلْ إِنْ افْتَرَيْتُهُ

تمہارا رب ہے اور اسی کی طرف پھرو گے ۱؎ کیا یہ کہتے ہیں کہ انھوں نے اسے اپنے جی سے بنالیا وہاں تم فرماؤ اگر میں نے بنالیا ہوگا

فَعَلَىٰ أَجْرَامِيٍّ وَأَنَا بَرِيءٌ مِّمَّا تَجْرِمُونَ ۳۵ ۱؎ وَأَوْحَىٰ إِلَىٰ نُوحٍ أَنَّهُ لَنْ

تو میرا گناہ مجھ پر ہے ۱؎ اور میں تمہارے گناہ سے الگ ہوں اور نوح کو وحی ہوئی کہ تمہاری

يُؤْمِنُ مِنْ قَوْمِكَ إِلَّا مَنْ قَدْ آمَنَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ۳۶ ۱؎

قوم سے مسلمان نہ ہوں گے مگر جتنے ایمان لاپکے تو غم نہ کھا اس پر جو وہ کرتے ہیں ۱؎

وَأَصْنَعُ الْفُلَكَ بِأَعْيُنِنَا وَوَحْيُنَا وَلَا تَخَاطِبُنِي فِي الَّذِينَ ظَلَمُوا ۱؎ إِنَّهُمْ

اور کشتی بنا ہمارے سامنے ۱؎ اور ہمارے حکم سے اور ظالموں کے بارے میں مجھ سے بات نہ کرنا ۱؎ وہ ضرور

مُغْرَقُونَ ۳۷ ۱؎ وَيَصْنَعُ الْفُلَكَ ۲؎ وَكَلَّمَآءَ رَبِّكَ عَلَيْهِمْ مَلَآئِكَةٌ مِّنْ قَوْمِهِ سَخِرُوا

ڈوبائے جائیں گے ۱؎ اور نوح کشتی بناتا ہے اور جب اس کی قوم کے سردار اس پر گزرتے اس پر

مِنْهُ ۱؎ قَالَ إِنْ تَسْخَرُونَ مِنِّي فَإِنِّي أَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُونَ ۳۸ ۱؎ فَسَوْفَ

ہنتے ۱؎ بولا اگر تم ہم پر ہنتے ہو تو ایک وقت ہم تم پر ہنیں گے ۱؎ جیسا تم ہنتے ہو ۱؎ تو اب

تَعْلَمُونَ ۱؎ مَنْ يَأْتِيهِ عَذَابٌ يُخْزِيهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيمٌ ۳۹ ۱؎

جان جاؤ گے کس پر آتا ہے وہ عذاب کہ اسے رسوا کرے ۱؎ اور اترتا ہے وہ عذاب جو ہمیشہ رہے ۱؎

۱؎ یعنی ناس عذاب کو روک سکو گے ناس سے بچ سکو گے۔ ۱؎ آخرت میں وہی تمہارے اعمال کا بدلہ دے گا۔ ۱؎ اور اس طرح خدا کے کلام اور اس کے احکام

ماننے سے گریز کرتے ہیں اور اس کے رسول پر بہتان اٹھاتے ہیں اور ان کی طرف افتراء کی نسبت کرتے ہیں جن کا صدق (سچا ہونا) براہین پینہ اور حجت قویہ

(انتہائی واضح اور مضبوط دلائل) سے ثابت ہو چکا ہے، لہذا اب ان سے ۱؎ ضرور اس کا وبال آئے گا لیکن ”بِحَمْدِ اللَّهِ“ میں صادق ہوں، تو تم سمجھ لو کہ تمہاری

مکذیب کا وبال تم پر پڑے گا۔ ۱؎ یعنی کفر اور آپ کی تکذیب اور آپ کی ایذا کیونکہ اب آپ کے اعداء سے انتقام لینے کا وقت آ گیا۔ ۱؎ ہمارے حفاظت میں،

ہماری تعلیم سے ۱؎ یعنی ان کی شفاعت اور دفع عذاب کی دعا نہ کرنا کیونکہ ان کا غرق مقدر ہو چکا ہے۔ ۱؎ حدیث شریف میں ہے کہ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام

نے حکم الہی سال کے درخت بوئے، بیس سال میں یہ درخت تیار ہوئے۔ اس عرصہ میں مطلقاً کوئی بچہ پیدا نہ ہوا اس سے پہلے جو بچے پیدا ہو چکے تھے وہ بالغ ہو گئے

اور انہوں نے بھی حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعوت قبول کرنے سے انکار کر دیا اور حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کشتی بنانے میں مشغول ہوئے۔ ۱؎ اور

کہتے انے نوح! کیا کرتے ہو؟ آپ فرماتے: ایسا مکان بناتا ہوں جو پانی پر چلے۔ یہ سن کر ہنتے کیونکہ آپ کشتی جنگل میں بناتے تھے جہاں دور دور تک پانی نہ تھا اور وہ

لوگ تَمَسَّخُرُ (مذاق) سے یہ بھی کہتے تھے کہ پہلے تو آپ نبی تھے اب بڑھی ہو گئے۔ ۱؎ تمہیں ہلاک ہوتا دیکھ کر ۱؎ کشتی دیکھ کر مروی ہے کہ یہ کشتی دو سال

میں تیار ہوئی، اس کی لمبائی تین سو گز، چوڑائی پچاس گز، اونچائی تین گز تھی، اس میں اور بھی اقوال ہیں۔ اس کشتی میں تین درجے بنائے گئے تھے۔ طبقہ زیریں (چلی

منزل) میں وحوش (جنگلی جانور) اور درندے (چیر پھاڑ کرنے والے جانور) اور ہوام (زمین پر نینکنے والے جانور) اور درمیانی طبقہ میں چوہائے وغیرہ، اور طبقہ اعلیٰ میں

خود حضرت نوح علیہ السلام اور آپ کے ساتھی اور حضرت آدم علیہ السلام کا جسد مبارک جو عورتوں اور مردوں کے درمیان حائل تھا اور کھانے وغیرہ کا سامان تھا۔ پرندے

بھی اوپر ہی کے طبقہ میں تھے۔ (خازن و مدارک) ۱؎ دنیا میں اور وہ عذاب غرق ہے۔ ۱؎ یعنی عذاب آخرت۔

حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَمْرُنَا وَفَارَ التُّورُ ۗ قُلْنَا حِيلٌ فِيهَا مِنْ كُلِّ زَوْجَيْنِ

یہاں تک کہ جب ہمارا حکم آیا ۵۷ اور تنور اہلا ۵۸ ہم نے فرمایا کشتی میں سوار کر لے ہر جنس میں سے ایک جوڑا

اثنین وأهلك إلا من سبق عليه القول ومن آمن ۗ وما آمن معه

ز و مادہ اور جن پر بات پڑ چکی ہے ۵۹ ان کے سوا اپنے گھر والوں اور باقی مسلمانوں کو اور اس کے ساتھ مسلمان نہ تھے

إِلَّا قَلِيلٌ ۖ وَقَالَ ارْكَبُوا فِيهَا بِسْمِ اللَّهِ مَجْرِبَهَا وَمُرسَهَا ۗ إِنَّ

مگر تھوڑے ۶۰ اور بولا اس میں سوار ہو ۶۱ اللہ کے نام پر اس کا چلنا اور اس کا ٹھہرنا ۶۲ بے شک

رَبِّي لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ ۖ وَهِيَ تَجْرِي بِهِمْ فِي مَوْجٍ كَالْجِبَالِ ۗ وَنَادَىٰ

میرا رب ضرور بخشنے والا مہربان ہے اور وہ انہیں لیے جا رہی ہے ایسی موجوں میں جیسے پہاڑ ۶۳ اور نوح نے

نُوحَ ابْنَهُ وَكَانَ فِي مَعْزِلٍ يُبَيِّنُ لِرَأْسِهِ ارْكَبْ مَعَنَا وَلَا تَكُنْ مَعَ الْكَافِرِينَ ۖ

اپنے بیٹے کو پکارا اور وہ اس سے کنارے تھا ۶۴ اے میرے بچے ہمارے ساتھ سوار ہو جا اور کافروں کے ساتھ نہ ہو ۶۵

قَالَ سَاوِيٌّ إِلَيَّ جِبِلٌّ يُعْصِمُنِي مِنَ الْمَاءِ ۗ قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ

بولا اب میں کسی پہاڑ کی پناہ لیتا ہوں وہ مجھے پانی سے بچالے گا کہا آج اللہ کے عذاب سے کوئی بچانے والا

أَمْرِ اللَّهِ إِلَّا مَنْ رَحِمَ ۗ وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُعْرَقِينَ ۖ

نہیں مگر جس پر وہ رحم کرے اور ان کے بیچ میں موج اڑے آئی تو وہ ڈوبتوں میں رہ گیا ۶۶

وَقِيلَ يَا أَرْضُ ابْلَعِي مَاءَكِ وَيَسْبَأْ أَقْلِعِي وَغِيضَ الْمَاءِ وَقُضِيَ

اور حکم فرمایا گیا کہ اے زمین اپنا پانی نگل لے اور اے آسمان تھم جا اور پانی خشک کر دیا گیا اور کام تمام

۵۷ عذاب و ہلاک کا۔ ۵۸ اور پانی نے اس میں سے جوش مارا۔ تنور سے یاروئے زمین مراد ہے یا یہی تنور جس میں روٹی بھی پکائی جاتی ہے۔ اس میں بھی چند

قول ہیں: ایک قول یہ ہے کہ وہ تنور پتھر کا تھا، حضرت حوا کا جو آپ کو ترکہ میں پہنچا تھا اور وہ یا شام میں تھا یا ہند میں اور تنور کا جوش مارنا عذاب آنے کی علامت تھی۔

۵۹ یعنی ان کے ہلاک کا حکم ہو چکا ہے اور ان سے مراد آپ کی بی بی و اعلیٰ جو ایمان نہ لائی تھی اور آپ کا بیٹا کنعان ہے۔ چنانچہ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام

نے ان سب کو سوار کیا۔ جانور آپ کے پاس آتے تھے اور آپ کا داہنا ہاتھ زبرد پر پڑتا تھا اور آپ سوار کرتے جاتے تھے۔ ۶۰ مقاتل نے کہا کہ کل

مرد و عورت بہتر ۲ تھے اور اس میں اور اقوال بھی ہیں، صحیح تعداد اللہ جانتا ہے ان کی تعداد کسی صحیح حدیث میں وارد نہیں ہے۔ ۶۱ یہ کہتے ہوئے کہ ۶۲ اس میں

تعلیم ہے کہ بندے کو چاہئے جب کوئی کام کرنا چاہے تو اس کو ”بسم اللہ“ پڑھ کر شروع کرے تاکہ اس کام میں برکت ہو اور وہ سبب فلاح ہو۔ خاک نے کہا کہ

جب حضرت نوح علیہ السلام چاہتے تھے کہ کشتی چلے تو ”بسم اللہ“ فرماتے تھے کشتی چلنے لگتی تھی اور جب چاہتے تھے کہ ٹھہر جائے ”بسم اللہ“ فرماتے تھے ٹھہر

جانی تھی۔ ۶۱ چالیس شب و روز آسمان سے مینہ برستا رہا اور زمین سے پانی ابلتا رہا یہاں تک کہ تمام پہاڑ غرق ہو گئے۔ ۶۲ یعنی حضرت نوح علیہ السلام سے

جدا تھا آپ کے ساتھ سوار نہ ہوا تھا۔ ۶۳ کہ ہلاک ہو جائے گا۔ یہ لڑکا منافق تھا، اپنے والد پر اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتا تھا اور باطن میں کافروں کے ساتھ

متفق تھا۔ (حسینی) ۶۴ جب طوفان اپنی نہایت (انہما) پر پہنچا اور کفار غرق ہو چکے تو حکم الہی آیا۔

الْحَمْدُ

الْأَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُودِيِّ وَقِيلَ بُعْدًا لِلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿۳۳﴾ وَ

ہوا اور کشتی ۹۵ کوہ جودی پر ٹھہری ۹۶ اور فرمایا گیا کہ دور ہوں بے انصاف لوگ اور

نَادَى نُوحٌ رَبَّهُ فَقَالَ رَبِّ إِنَّ ابْنِي مِنْ أَهْلِي وَإِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ

نوح نے اپنے رب کو پکارا عرض کی اے میرے رب میرا بیٹا بھی تو میرا گھر والا ہے ۹۷ اور بے شک تیرا وعدہ سچا ہے

وَأَنْتَ أَحْكَمُ الْحَكِيمِينَ ﴿۳۵﴾ قَالَ يُنوحُ إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ إِنَّهُ

اور تو سب سے بڑھ کر حکم والا ۹۸ فرمایا اے نوح وہ تیرے گھر والوں میں نہیں ۹۹ بے شک اس کے

عَمَلٌ غَيْرٌ صَالِحٍ فَلَا تَسْأَلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنِّي أَعِظُكَ أَنْ

کام بڑے نالائق ہیں تو مجھ سے وہ بات نہ مانگ جس کا تجھے علم نہیں ۱۰۰ میں تجھے نصیحت فرماتا ہوں کہ

تَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِينَ ﴿۳۶﴾ قَالَ رَبِّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ أَنْ أَسْأَلَكَ مَا لَيْسَ

نادان نہ بن عرض کی اے رب میرے میں تیری پناہ چاہتا ہوں کہ تجھ سے وہ چیز مانگوں جس کا

لِي بِهِ عِلْمٌ وَإِلَّا تَغْفِرْ لِي وَتَرْحَمْنِي أَكُنْ مِنَ الْخَسِرِينَ ﴿۳۷﴾ قِيلَ

مجھے علم نہیں اور اگر تو مجھے نہ بخشے اور رحم نہ کرے تو میں زیاں کار (نقصان اٹھانے والا) ہو جاؤں فرمایا گیا

يُنوحُ اهْبِطْ بِسَلَامٍ مِنَّا وَبَرَكَاتٍ عَلَيْكَ وَعَلَى أُمَمٍ مِمَّنْ مَعَكَ ط وَ

اے نوح کشتی سے اتر ہماری طرف سے سلام اور برکتوں کے ساتھ ۱۰۱ اور تجھ پر ہیں اور تیرے ساتھ کے کچھ گروہوں پر ۱۰۲ اور

أُمَّمٌ سَنُنْعُهُمْ ثُمَّ يُسَبِّحُهمُ مِمَّا عَذَابَ الْيَمِّ ﴿۳۸﴾ تِلْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ

کچھ گروہ وہ ہیں جنہیں ہم دنیا برتتے دیں گے ۱۰۳ پھر انہیں ہماری طرف سے دردناک عذاب پہنچے گا ۱۰۴ یہ غیب کی خبریں ہیں

۹۵ چھ مہینے تمام زمین کا طواف کر کے۔ ۹۶ جو موصل یا شام کی حدود میں واقع ہے، حضرت نوح علیہ السلام کشتی میں دسویں رجب کو بیٹھے اور دسویں

محرم کو کشتی کوہ جودی پر ٹھہری تو آپ نے اس کے شکر کا روزہ رکھا اور اپنے تمام ساتھیوں کو بھی روزے کا حکم فرمایا۔ ۹۷ اور تو نے مجھ سے میرے اور

میرے گھر والوں کی نجات کا وعدہ فرمایا ہے۔ ۹۸ تو اس میں کیا حکمت ہے؟ شیخ ابو منصور ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ

والسلام کا بیٹا کنعان منافق تھا اور آپ کے سامنے اپنے آپ کو مومن ظاہر کرتا تھا اگر وہ اپنا کفر ظاہر کر دیتا تو آپ اللہ تعالیٰ سے اس کے نجات کی دعا نہ

کرتے۔ (مدارک) ۹۹ اس سے ثابت ہوا کہ نسبی قرابت سے دینی قرابت زیادہ قوی ہے۔ ۱۰۰ کہ وہ مانگنے کے قابل ہے یا نہیں۔ ۱۰۱ ان برکتوں

سے آپ کی ذرّیّت (اولاد) اور آپ کے تبعین کی کثرت مراد ہے کہ بکثرت انبیاء اور ائمہ دین آپ کی نسل پاک سے ہوئے، ان کی نسبت فرمایا کہ یہ

برکات۔ ۱۰۲ محمد بن کعب قرظی نے کہا کہ ان گروہوں میں قیامت تک ہونے والا ہر ایک مومن داخل ہے۔ ۱۰۳ اس سے حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ

والسلام کے بعد پیدا ہونے والے کا فرگروہ مراد ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ ان کی میعادوں تک فرانی عیش (لمبی زندگی) اور وسعت رزق عطا فرمائے گا۔

۱۰۴ آخرت میں۔



نُوحِيهَا إِلَيْكَ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَا أَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هَذَا ۞

کہ ہم تمہاری طرف وحی کرتے ہیں وہی کہتے ہیں وہی انھیں نہ تم جانتے تھے نہ تمہاری قوم اس وقت سے پہلے

فَاصْبِرْ ۞ إِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْصَّابِرِينَ ۞ (۳۹) وَإِلَىٰ عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا ۞ قَالَ

تو صبر کرو! بے شک بھلا انجام پرہیزگاروں کا ہے! اور عادی کی طرف ان کے ہم قوم ہود کو ہوا! کہا

يَقَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَهٍ غَيْرُهُ ۞ إِن أَنْتُمْ إِلَّا مُفْتَرُونَ ۞ (۴۰)

اے میری قوم اللہ کو پوجو! اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں تم تو نرے مفتری (بالکل جھوٹے الزام عائد کرنے والے) ہو! اور

يَقَوْمِ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا ۞ إِن أَجْرِي إِلَّا عَلَىٰ الَّذِي فَطَرَنِي ۞ أَفَلَا

اے قوم میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا میری مزدوری تو اسی کے ذمہ ہے جس نے مجھے پیدا کیا! تو کیا

تَعْقِلُونَ ۞ (۴۱) وَيَقَوْمِ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ۞ ثُمَّ تَوْبُوا إِلَيْهِ يُرْسِلِ

تمہیں عقل نہیں! اور اے میری قوم اپنے رب سے معافی چاہو! پھر اس کی طرف رجوع لاؤ! تم پر

السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا ۞ وَيَزِدْكُمْ قُوَّةً إِلَىٰ قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا

زور کا پانی بھیجے گا اور تم میں جتنی قوت ہے اس سے اور زیادہ دے گا! اور جرم کرتے ہوئے

۵۱۔ یہ خطاب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا۔ فلا خبر دینے۔ فلا اپنی قوم کی ایذاؤں پر جیسا کہ لوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی قوم کی ایذاؤں پر صبر

کیا۔ فلا کہ دنیا میں مظفر و منصور اور آخرت میں مظاہر و ماجور (اجرو ثواب کے مستحق)۔ فلا نبی بنا کر بھیجا حضرت ہود علیہ السلام کو ”آخ“ (بھائی) باعتبار

نسب فرمایا گیا اسی لیے حضرت مترجم قدس سرہ نے اس لفظ کا ترجمہ ہم قوم کیا ”أَعْلَىٰ اللَّهُ مَقَامَهُ“ (اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے)۔ فلا اس کی توحید

کے معتقد رہو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ فلا جو بتوں کو خدا کا شریک بتاتے ہو۔ فلا جتنے رسول تشریف لائے سب نے اپنی قوموں سے یہی فرمایا اور

نصیحت خالصہ وہی ہے جو کسی طرح سے نہ ہو۔ فلا اتنا سمجھ سکو کہ جو شخص بے غرض نصیحت کرتا ہے وہ یقیناً خیر خواہ اور سچا ہے۔ باطل کار جو کسی کو گمراہ کرتا ہے ضرور کسی نہ

کسی غرض اور کسی نہ کسی مقصد سے کرتا ہے۔ اس سے حق و باطل میں باسانی تمیز کی جاسکتی ہے۔ فلا ایمان لا کر۔ جب قوم عاد نے حضرت ہود علیہ السلام کی دعوت

قبول نہ کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے کفر کے سبب تین سال تک بارش موقوف کر دی اور نہایت شدید قحط نمودار ہوا اور ان کی عورتوں کو بانجھ کر دیا، جب یہ لوگ بہت

پریشان ہوئے تو حضرت ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وعدہ فرمایا کہ اگر وہ اللہ پر ایمان لائیں اور اس کے رسول کی تصدیق کریں اور اس کے حضور توبہ و استغفار

کریں تو اللہ تعالیٰ بارش بھیجے گا اور ان کی زمینوں کو سرسبز و شاداب کر کے تازہ زندگی عطا فرمائے گا اور قوت و اولاد دے گا۔ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ایک مرتبہ امیر معاویہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے پاس تشریف لے گئے تو آپ سے (حضرت) امیر معاویہ کے ایک ملازم نے کہا کہ میں مالدار آدمی ہوں مگر میرے

کوئی اولاد نہیں، مجھے کوئی ایسی چیز بتائیے جس سے اللہ مجھے اولاد دے۔ آپ نے فرمایا: استغفار پڑھا کرو۔ اس نے استغفار کی یہاں تک کثرت کی کہ روزانہ

سات سو مرتبہ استغفار پڑھنے لگا، اس کی برکت سے اس شخص کے دس بیٹے ہوئے۔ یہ خبر حضرت معاویہ کو ہوئی تو انہوں نے اس شخص سے فرمایا کہ تو نے حضرت

امام سے یہ کیوں نہ دریافت کیا کہ یہ عمل حضور نے کہاں سے فرمایا؟ دوسری مرتبہ جب اس شخص کو امام سے نیاز حاصل ہوا تو اس نے یہ دریافت کیا: امام نے فرمایا

کہ تو نے حضرت ہود کا قول نہیں سنا جو انہوں نے فرمایا: ”يَزِدْكُمْ قُوَّةً إِلَىٰ قُوَّتِكُمْ“ (تم میں جتنی قوت ہے اس سے اور زیادہ دے گا) اور حضرت نوح علیہ

السلام کا یہ ارشاد: ”يُسْمِدْكُمْ بِأَمْوَالٍ وَبَيْنِينَ“ (مال اور بیٹوں سے تمہاری مدد کرے گا) فائدہ: کثرت رزق اور حصول اولاد کے لیے استغفار کا بکثرت پڑھنا

قرآنی عمل ہے۔ فلا مال و اولاد کے ساتھ۔

مُجْرِمِينَ ﴿۵۲﴾ قَالُوا يَهُودُ مَا جِئْنَا بِبَيِّنَةٍ وَمَا نَحْنُ بِتَارِكِي آلِ هَارُونَ

روگردانی نہ کرو۔ بولے اے ہود تم کوئی دلیل لے کر ہمارے پاس نہ آئے۔ اور ہم خالی تمہارے کہنے سے اپنے خداؤں کو چھوڑنے

عَنْ قَوْلِكَ وَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِينَ ﴿۵۳﴾ اِنْ نَقُولُ اِلَّا اعْتَرَاكَ بَعْضُ

کے نہیں نہ تمہاری بات پر یقین لائیں ہم تو یہی کہتے ہیں کہ ہمارے کسی خدا کی

الِهَتِنَا بِسُوءٍ ۱۱۸ ط قَالَ اِنِّي اَشْهَدُ اللّٰهَ وَ اَشْهَدُ وَا اِنِّي بَرِيءٌ مِّمَّا

تمہیں بری جھپٹ (پکڑ) پہنچی ۱۱۸ کہا میں اللہ کو گواہ کرتا ہوں اور تم سب گواہ ہو جاؤ کہ میں بیزار ہوں ان سب سے جنہیں

تَشْرِكُونَ ﴿۵۴﴾ مِنْ دُونِهِ فَاكِيدُوْنِي جَبِيْعًا مَّا لَا تَنْظُرُوْنَ ﴿۵۵﴾ اِنِّي تَوَكَّلْتُ

تم اللہ کے سوا اس کا شریک ٹھہراتے ہو تم سب مل کر میرا برا چاہو ۱۱۹ پھر مجھے مہلت نہ دو ۱۲۰ میں نے اللہ پر

عَلَى اللّٰهِ رَبِّي وَرَبِّكُمْ ۱۱۹ ط مَا مِنْ دَابَّةٍ اِلَّا هُوَا خِذْ بِذُنُوبِهَا اِنَّ رَبِّي

بھروسہ کیا جو میرا رب ہے اور تمہارا رب کوئی چلنے والا نہیں ۱۱۹ جس کی چوٹی اس کے قبضہ قدرت میں نہ ہو ۱۲۰ بے شک میرا رب

عَلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ﴿۵۶﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ مَّا اُرْسِلْتُ بِهٖ

سیدھے راستہ پر ملتا ہے پھر اگر تم منہ پھیرو تو میں تمہیں پہنچا چکا جو تمہاری طرف

اِلَيْكُمْ ۱۱۹ ط وَيَسْتَخْلِفُ رَبِّي قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوْنَهُ شَيْئًا اِنَّ

لے کر بھیجا گیا ۱۱۹ اور میرا رب تمہاری جگہ اوروں کو لے آئے گا ۱۲۰ اور تم اس کا کچھ نہ بگاڑ سکو گے ۱۲۰ بے شک

رَبِّي عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ حَفِيظٌ ﴿۵۷﴾ وَلَبَّآءَاۤ اَمْرًا نَّجِيْنًا هُوْدًا وَاَلَّذِيْنَ

میرا رب ہر شے پر نگہبان ہے ۱۲۰ اور جب ہمارا حکم آیا ہم نے ہود اور اس کے

۱۱۹ میری دعوت سے۔ ۱۱۹ جو تمہارے دعوے کی صحت پر دلالت کرتی اور یہ بات انہوں نے بالکل غلط اور جھوٹ کہی تھی۔ حضرت ہود علیہ السلام نے انہیں جو

معجزات دکھائے تھے ان سب سے مکر گئے۔ ۱۱۸ یعنی تم جو بتوں کو برا کہتے ہو، اس لیے انہوں نے تمہیں دیوانہ کر دیا، مراد یہ ہے کہ اب جو کچھ کہتے ہو یہ دیوانگی کی

باتیں ہیں۔ (معاذ اللہ) ۱۱۹ یعنی تم اور وہ جنہیں تم معبود سمجھتے ہو سب مل کر مجھے ضرر پہنچانے کی کوشش کرو۔ ۱۲۰ مجھے تمہاری اور تمہارے معبودوں کی اور تمہاری

مکاریوں کی کچھ پرواہ نہیں اور مجھے تمہاری شوکت و قوت سے کچھ اندیشہ نہیں، جن کو تم معبود کہتے ہو وہ جادو بے جان ہیں، نہ کسی کو نفع پہنچا سکتے ہیں نہ ضرر، ان کی کیا

حقیقت کہ وہ مجھے دیوانہ کر سکتے۔ یہ حضرت ہود علیہ السلام کا معجزہ ہے کہ آپ نے ایک زبردست جبار صاحب قوت و شوکت قوم سے جو آپ کے خون کی پیاسی اور

جان کی دشمن تھی، اس طرح کے کلمات فرمائے اور اصلاً خوف نہ کیا اور وہ قوم باوجود انتہائی عداوت اور دشمنی کے آپ کو ضرر پہنچانے سے عاجز رہی۔ ۱۲۰ اسی میں بنی

آدم اور حیوان سب آگئے۔ ۱۲۰ یعنی وہ سب کا مالک ہے اور سب پر غالب اور قادر و مخصّرف ہے۔ ۱۲۰ اور حجت ثابت ہو چکی۔ ۱۲۰ یعنی اگر تم نے ایمان سے

اعراض کیا اور جو احکام میں تمہاری طرف لایا ہوں انہیں قبول نہ کیا تو اللہ تمہیں ہلاک کرے گا اور بجائے تمہارے ایک دوسری قوم کو تمہارے دیار و اموال کا والی

بنائے گا جو اس کی توحید کے معتقد ہوں اور اس کی عبادت کریں۔ ۱۲۰ کیونکہ وہ اس سے پاک ہے کہ اسے کوئی ضرر پہنچ سکے لہذا تمہارے اعراض کا جو ضرر ہے وہ

تمہیں کو پہنچے گا۔ ۱۲۰ اور کسی کا قول فعل اس سے مخفی نہیں۔ جب قوم ہود نصیحت پذیر نہ ہوئی تو بارگاہِ تقدیر برحق سے ان کے عذاب کا حکم نافذ ہوا۔

أَمْ نُوَامِعَهُ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَنَجِّنَهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيظٍ ۝٥٨ وَتِلْكَ عَادٌ قَف

ساتھ کے مسلمانوں کو ۱۲۸ اپنی رحمت فرما کر بچالیا ۱۲۸ اور انہیں ۱۲۹ سخت عذاب سے نجات دی اور یہ عاد ہیں ۱۲۸

جَحَدُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَعَصَوْا رُسُلَهُ وَاتَّبَعُوا أَمْرًا كَبِيرًا

کہ اپنے رب کی آیتوں سے منکر ہوئے اور اس کے رسولوں کی نافرمانی کی اور ہر بڑے سرکش ہٹ دھرم کے

عَنِيدٍ ۝٥٩ وَاتَّبَعُوا فِي هَذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ ط إِلَّا إِنَّ عَادًا

کہنے پر چلے اور ان کے پیچھے گلی اس دنیا میں لعنت اور قیامت کے دن سن لو بے شک عاد

كَفَرُوا وَرَبَّهُمْ ط إِلَّا بُعْدًا لِّعَادٍ قَوْمِ هُودٍ ۝٦٠ وَإِلَى ثَمُودَ أَخَاهُمْ

اپنے رب سے منکر ہوئے ارے دور ہوں عاد ہود کی قوم اور ثمود کی طرف ان کے ہم قوم

صَالِحًا ۝٦١ قَالَ يَقَوْمِ أَعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَهٍ غَيْرُهُ ط هُوَ أَنشَأَكُمْ

صالح کو ۱۲۸ کہا اے میری قوم اللہ کو پوجو ۱۲۸ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ۱۲۸ اس نے تمہیں

مِّنَ الْأَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيهَا فَاسْتَغْفِرُوا لَهُمْ تَتُوبُوا إِلَيْهِ ط إِنَّ

زمین سے پیدا کیا ۱۲۸ اور اس میں تمہیں بسایا ۱۲۸ تو اس سے معافی چاہو پھر اس کی طرف رجوع لاؤ بے شک

رَبِّي قَرِيبٌ مُّجِيبٌ ۝٦٢ قَالُوا يٰصَالِحُ قَدْ كُنْتَ فِينَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هَذَا

میرا رب قریب ہے دعا سننے والا بولے اے صالح اس سے پہلے تو تم ہم میں ہونہار معلوم ہوتے تھے ۱۲۸

أَتْتَهُنَّ أَنْ تَعْبُدَ مَا يَعْبُدُ آبَاؤُنَا وَإِنَّا لَفِي شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُونَنَا إِلَيْهِ

کیا تم ہمیں اس سے منع کرتے ہو کہ اپنے باپ دادا کے معبودوں کو پوجیں اور بے شک جس بات کی طرف ہمیں بلاتے ہو ہم اس سے ایک بڑے دھوکہ ڈالنے والے

مُرِيبٍ ۝٦٣ قَالَ يَقَوْمِ أَسَأَيْتُمْ إِنْ كُنْتُمْ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّنْ رَبِّي وَآتَيْنِي

شک میں ہیں بولا اے میری قوم بھلا بتاؤ تو اگر میں اپنے رب کی طرف سے روشن دلیل پر ہوں اور اس نے مجھے

۱۲۸ جن کی تعداد چار ہزار تھی۔ ۱۲۸ اور قوم عاد کو ہوا کے عذاب سے ہلاک کر دیا۔ ۱۲۹ یعنی جیسے مسلمانوں کو عذاب دنیا سے بچایا ایسے ہی آخرت کے ۱۲۸ یہ

خطاب ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو، اور تِلْكَ اِشْرَارُهُ اشارہ ہے قوم عاد کی قبور و آثار کی طرف۔ مقصد یہ ہے کہ زمین میں چلو آئیں دیکھو اور عبرت حاصل

کرو۔ ۱۳۱ بیجا تو حضرت صالح علیہ السلام نے ان سے ۱۳۲ اور اس کی وحدانیت مانو ۱۳۳ صرف وہی مستحق عبادت ہے کیونکہ ۱۳۴ تمہارے جد حضرت آدم

علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس سے پیدا کر کے اور تمہاری نسل کی اصل نطفوں کے مادوں کو اس سے بنا کر۔ ۱۳۵ اور زمین کو تم سے آباد کیا۔ ضحاک نے ”اِسْتَعْمَرَكُمْ“

کے معنی یہ بیان کئے ہیں کہ تمہیں طویل عمریں دیں، حتیٰ کہ ان کی عمریں تین سو برس سے لے کر ہزار برس تک کی ہوئیں۔ ۱۳۶ اور ہم امید کرتے تھے کہ تم ہمارے

سر دار بنو گے کیونکہ آپ کمزوروں کی مدد کرتے تھے، فقہروں پر سخاوت فرماتے تھے، جب آپ نے توحید کی دعوت دی اور بتوں کی برائیاں بیان کیں تو قوم کی امیدیں

آپ سے منقطع ہو گئیں اور کہنے لگے۔



مِنْهُ رَاحَةٌ فَمَنْ يُصِرْ نِيَّ مِنَ اللَّهِ أَنْ عَصَيْتَهُ <sup>ق</sup> فَمَا تَزِيدُونِي غَيْرَ

اپنے پاس سے رحمت بخشی ۱۳۵ تو مجھے اس سے کون بچائے گا اگر میں اس کی نافرمانی کروں ۱۳۵ تو تم مجھے سوا نقصان کے کچھ نہ

تَخْسِرُ ۶۲) وَيَقُومُ هَذِهِ نَاقَةُ اللَّهِ لَكُمْ آيَةٌ فَذَرُوهَا تَأْكُلْ فِي أَرْضِ

بڑھاؤ گے ۱۳۶ اور اے میری قوم یہ اللہ کا ناقہ (اونٹنی) ہے تمہارے لیے نشانی تو اسے چھوڑ دو کہ اللہ کی زمین میں

اللَّهُ وَلَا تَسْؤَهَا بِسُوءٍ فَيَأْخُذْكُمْ عَذَابٌ قَرِيبٌ ۶۳) فَعَقَرُوا هَاقًا قَالَ

کھائے اور اسے بری طرح ہاتھ نہ لگانا کہ تم کو نزدیک عذاب پہنچے گا ۱۳۷ تو انھوں نے ۱۳۷ اس کی کوچیں کاٹیں (پاؤں کاٹ دیئے) تو صالح نے کہا

تَسْتَعْوِفُنِي دَارِكُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ ذَلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْدُوبٍ ۶۵) فَلَمَّا جَاءَ

اپنے گھروں میں تین دن اور برت لو (فائدہ اٹھا لو) ۱۳۸ یہ وعدہ ہے کہ جھوٹا نہ ہوگا ۱۳۸ پھر جب

أَمْرًا نَجِينًا صَالِحًا وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَمِنْ خِزْيِ

ہمارا حکم آیا ہم نے صالح اور اس کے ساتھ کے مسلمانوں کو اپنی رحمت فرما کر ۱۳۹ بچالیا اور اس دن کی

يَوْمٍ مِّنْ دَارِكُمْ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيزُ ۶۶) وَأَخَذَ الَّذِينَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةَ

رسوائی سے بے شک تمہارا رب قوی عزت والا ہے اور ظالموں کو چنگھاڑنے ۱۴۰ نے آلیا ۱۴۰

فَأَصْبَحُوا فِي دِيَارِهِمْ جُثَيِّينَ ۶۷) كَانُوا لَمْ يَعْتَوِفِيهَا إِلَّا أَنْ تَمُودًا

تو صبح اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل پڑے رہ گئے گویا کبھی یہاں بسے ہی نہ تھے سن لو بے شک تمہود

كَفَرُوا وَإِلَهُكُمْ إِلَّا بَعْدَ التَّمُودِ ۶۸) وَلَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُنَا إِبْرَاهِيمَ

اپنے رب سے منکر ہوئے ارے لعنت ہو تمہود پر اور بے شک ہمارے فرشتے ابراہیم کے پاس ۱۴۱

بِالْبَشَرِ قَالُوا اسْلُبَا ط قَالَ سَلِمْتُ فَمَا لِبَثِّ أَنْ جَاءَ بِعَجَلٍ حَنِيدٍ ۶۹)

مزدہ لے کر آئے بولے سلام کہا ۱۴۲ سلام پھر کچھ دیر نہ کی کہ ایک مچھڑا بھنا لے آئے ۱۴۲

۱۴۳ حکمت و نبوت عطا کی۔ ۱۳۸ رسالت کی تبلیغ اور بت پرستی سے روکنے میں۔ ۱۳۹ یعنی مجھے تمہارے خسارے کا تجربہ اور زیادہ ہوگا۔ ۱۴۰ تمہود نے حضرت

صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مجزہ طلب کیا تھا (جس کا بیان سورہ اعراف میں ہو چکا ہے)۔ آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو پتھر سے حکم الہی ناقہ پیدا ہوا یہ ناقہ

ان کے لیے آیت (نشانی) و مجزہ تھا۔ اس آیت میں اس ناقہ (اونٹنی) کے متعلق احکام ارشاد فرمائے گئے کہ اسے زمین میں چرنے دو اور کوئی آزار (تکلیف) نہ

پہنچاؤ ورنہ دنیا ہی میں گرفتار عذاب ہوگے اور مہلت نہ پاؤ گے۔ ۱۴۱ حکم الہی کی مخالفت کی اور چہار شنبہ (بدھ) کو ۱۴۲ یعنی جمعہ تک جو کچھ دنیا کا عیش کرنا ہے کر لو

شنبہ (ہفتہ) کو تم پر عذاب آئے گا۔ پہلے روز تمہارے چہرے زرد ہو جائیں گے، دوسرے روز سرخ اور تیسرے روز یعنی جمعہ کو سیاہ اور شنبہ کو عذاب نازل ہو جائے گا۔

۱۴۳ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ۱۴۴ ان بلاؤں سے ۱۴۵ یعنی ہولناک آواز نے جس کی ہیبت سے ان کے دل پھٹ گئے اور وہ سب کے سب مر گئے۔ ۱۴۶ سادہ رو

نوجوانوں کی حسین شکلوں میں حضرت اسحاق و حضرت یعقوب علیہما السلام کی پیدائش کا ۱۴۷ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے۔ ۱۴۸ مفسرین نے کہا ہے کہ حضرت

فَلَمَّا رَأَىٰ أَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ إِلَيْهِ نَكِرَهُمْ وَأَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيفَةً ۖ قَالُوا

پھر جب دیکھا کہ ان کے ہاتھ کھانے کی طرف نہیں پہنچتے ان کو اوپری (جنبی) سمجھا اور جی ہی جی میں ان سے ڈرنے لگا بولے

لَا تَخَفْ إِنَّا أُرْسِلْنَا إِلَىٰ قَوْمِ لُوطٍ ۗ وَامْرَأَتُهُ قَابِيلَةُ فَضَحِكَتْ

ڈریئے نہیں ہم قوم لوط کی طرف ۱۴۹ بھیجے گئے ہیں اور اس کی بی بی قایلہ کھڑی تھی وہ ہنسنے لگی

فَبَشِّرْنَهَا سِخِّ ۖ وَمِنْ وَّرَآءِ اسْحَقَ يَعْقُوبُ ۗ قَالَتْ يَوْمَئِذٍ ابْنُ

تو ہم نے اسے ۱۵۰ اسحق کی خوشخبری دی اور اسحق کے پیچھے ۱۵۱ یعقوب کی ۱۵۲ بولی ہائے خرابی کیا میرے بچے ہوگا

وَإِنَّا عَجُوزٌ ۖ وَهَذَا بَعْلِي شَيْخًا ۖ إِنَّ هَذَا الشَّيْءُ عَجِيبٌ ۗ قَالُوا

اور میں بوڑھی ہوں ۱۵۳ اور یہ ہیں میرے شوہر بوڑھے ۱۵۴ بے شک یہ تو اچھی (تعب) کی بات ہے فرشتے بولے

أَتَعْجَبِينَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ رَحِمْتُ اللَّهُ وَبَرَكَتُهُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ ۖ

کیا اللہ کے کام کا اچھی (تعب) کرتی ہو اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں تم پر اے اس گھر والو ۱۵۵

إِنَّهُ حَبِيدٌ مَّجِيدٌ ۗ فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ الرَّوْعُ وَجَاءَتْهُ الْبُشْرَىٰ

بے شک وہی ہے سب خوبیوں والا عزت والا پھر جب ابراہیم کا خوف زائل (دور) ہوا اور اسے خوشخبری ملی

يَجَادِلُنَا فِي قَوْمِ لُوطٍ ۗ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَحَلِيمٌ أَوَّاهٌ مُنِيبٌ ۗ يَا إِبْرَاهِيمُ

ہم سے قوم لوط کے بارے میں جھگڑنے لگا ۱۵۶ بے شک ابراہیم تحمل والا بہت آپس کرنے والا رجوع لانے والا ہے ۱۵۷ اے ابراہیم

ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات بہت ہی مہمان نواز تھے، بغیر مہمان کے کھانا تناول نہ فرماتے۔ اس وقت ایسا اتفاق ہوا کہ پندرہ روز سے کوئی مہمان نہ آیا تھا، آپ اس

غم میں تھے، ان مہمانوں کو دیکھتے ہی آپ نے ان کے لیے کھانا لانے میں جلدی فرمائی چونکہ آپ کے یہاں گائیں بکثرت تھیں اس لیے پھڑے کا بھنا ہوا گوشت

سامنے لایا گیا۔ قائمہ: اس سے معلوم ہوا کہ گائے کا گوشت حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کے دسترخوان پر زیادہ آتا تھا اور آپ اس کو پسند فرماتے تھے،

گائے کا گوشت کھانے والے اگر سنت ابراہیمی ادا کرنے کی نیت کریں تو مزید ثواب پائیں۔ ۱۵۸ عذاب کرنے کے لیے۔ ۱۵۹ حضرت سارہ پس پردہ ۱۶۰

اس کے فرزند ۱۶۱ حضرت اسحق کے فرزند ۱۶۲ حضرت سارہ کو خوشخبری دینے کی وجہ یہ تھی کہ اولاد کی خوشی عورتوں کو مردوں سے زیادہ ہوتی ہے اور نیز یہ بھی سبب تھا

کہ حضرت سارہ کے کوئی اولاد نہ تھی اور حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرزند حضرت اسمعیل علیہ السلام موجود تھے اس بشارت کے ضمن میں ایک بشارت یہ

بھی تھی کہ حضرت سارہ کی عمر اتنی دراز ہوگی کہ وہ پوتے کو بھی دیکھیں گی۔ ۱۶۳ میری عمر نوے سے مٹتی ہو چکی ہے۔ ۱۶۴ جن کی عمر ایک سو بیس سال کی ہوگی

ہے۔ ۱۶۵ فرشتوں کے کلام کے معنی یہ ہیں کہ تمہارے لیے کیا ”جانے تعجب“ (تعجب کی بات) ہے! تم اُس گھر میں ہو جو معجزات اور خوارق عادات (کرامات)

اور اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور برکتوں کا مورد (مقام نزول) بنا ہوا ہے۔ مسئلہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ یہاں اہل بیت میں داخل ہیں۔ ۱۶۶ یعنی کلام و سوال

کرنے لگا اور حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مجاہد لہ (تکرار کرنا) یہ تھا کہ آپ نے فرشتوں سے فرمایا کہ قوم لوط کی بہنیوں میں اگر پچاس ایماندار ہوں تو بھی

انہیں ہلاک کرو گے؟ فرشتوں نے کہا نہیں۔ فرمایا: اگر چالیس ہوں؟ انہوں نے کہا: جب بھی نہیں۔ آپ نے فرمایا: اگر تیس ہوں؟ انہوں نے کہا: جب بھی نہیں۔

آپ اس طرح فرماتے رہے یہاں تک کہ آپ نے فرمایا: اگر ایک مرد مسلمان موجود ہو تب ہلاک کر دو گے؟ انہوں نے کہا نہیں۔ تو آپ نے فرمایا: اس میں لوط علیہ

السلام ہیں۔ اس پر فرشتوں نے کہا: ہمیں معلوم ہے جو وہاں ہیں، ہم حضرت لوط علیہ السلام کو اور ان کے گھر والوں کو بچائیں گے سوائے ان کی عورت کے۔

أَعْرِضْ عَنْ هَذَا إِنَّهُ قَدْ جَاءَ أَمْرٌ رَبِّكَ وَإِنَّهُمْ لَمِنَ عَذَابٍ

اس خیال میں نہ پڑ بے شک تیرے رب کا حکم آچکا اور بے شک ان پر عذاب آنے والا ہے

غَيْرُ مَرْدُودٍ ﴿٤٦﴾ وَلَسَا جَاءَتْ رُسُلُنَا لُوطًا سَيِّئًا بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ

کہ پھیرا نہ جائے گا اور جب لوط کے پاس ہمارے فرشتے آئے ۱۵۹ اسے ان کا غم ہوا اور ان کے سبب دل

ذُرْعًا وَقَالَ هَذَا يَوْمٌ عَصِيبٌ ﴿٤٧﴾ وَجَاءَهُ قَوْمَهُ يُهْرَعُونَ إِلَيْهِ ط

تنگ ہوا اور بولا یہ بڑی سختی کا دن ہے ۱۶۰ اور اس کے پاس اس کی قوم دوڑتی آئی

وَمِنْ قَبْلُ كَانُوا يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ ط قَالَ يَقَوْمِ هَؤُلَاءِ بَنَاتِي هُنَّ

اور انہیں آگے ہی سے بُرے کاموں کی عادت پڑی تھی ۱۶۱ کہا اے قوم یہ میری قوم کی بیٹیاں ہیں یہ

أَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَلَا تُخْزُونِ فِي صَيْفِي ط أَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ

تمہارے لیے ستھری ہیں تو اللہ سے ڈرو ۱۶۲ اور مجھے میرے مہمانوں میں رسوا نہ کرو کیا تم میں ایک آدمی بھی

رَّشِيدٌ ﴿٤٨﴾ قَالُوا الْقَدْ عَلِمْتَ مَالَنَا فِي بَنَاتِكَ مِنْ حَقِّ ج وَإِنَّكَ لَتَعْلَمُ

نیک چلن نہیں بولے تمہیں معلوم ہے کہ تمہاری قوم کی بیٹیوں میں ہمارا کوئی حق نہیں ۱۶۳ اور تم ضرور جانتے ہو

مَا نُرِيدُ ﴿٤٩﴾ قَالَ لَوْ أَنَّ لِي بِكُمْ قُوَّةٌ أَوْ آوِي إِلَىٰ رُكْنٍ شَدِيدٍ ﴿٥٠﴾ قَالُوا

جو ہماری خواہش ہے بولا اے کاش مجھے تمہارے مقابل زور ہوتا یا کسی مضبوط پائے کی پناہ لیتا ۱۶۴ فرشتے بولے

حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقصد یہ تھا کہ آپ عذاب میں تاخیر چاہتے تھے تاکہ اس بہتی والوں کو کفر و معاصی سے باز آنے کے لیے ایک فرصت اور مل

جائے چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صفت میں ارشاد ہوتا ہے: ۱۵۸ ان صفات سے آپ کی رقت قلب اور آپ کی رأفت و رحمت معلوم ہوتی ہے جو

اس مُبَاحَثَہ کا سبب ہوئی فرشتوں نے کہا: ۱۵۹ حسین صورتوں میں۔ اور حضرت لوط علیہ السلام نے ان کی ہیبت اور جمال کو دیکھا تو قوم کی خیانت و بدعملی کا خیال

کر کے ۱۶۰ مروی ہے کہ ملائکہ کو حکم الہی یہ تھا کہ وہ قوم لوط کو اس وقت تک ہلاک نہ کریں جب تک کہ حضرت لوط علیہ السلام خود اس قوم کی بدعملی پر چار مرتبہ گواہی

نہ دیں چنانچہ جب یہ فرشتے حضرت لوط علیہ السلام سے ملے تو آپ نے ان سے فرمایا کہ کیا تمہیں اس بہتی والوں کا حال معلوم نہ تھا! فرشتوں نے کہا: ان کا کیا

حال ہے؟ آپ نے فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ عمل کے اعتبار سے روئے زمین پر یہ بدترین بہتی ہے اور یہ بات آپ نے چار مرتبہ فرمائی، حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ

والسلام کی عورت جو کافرہ تھی نکلی اور اس نے اپنی قوم کو جا کر خبر دی کہ حضرت لوط علیہ السلام کے یہاں ایسے خوب رُود اور حسین مہمان آئے ہیں جن کی مثل اب

تک کوئی شخص نظر نہیں آیا۔ ۱۶۱ اور کچھ شرم و حیاباتی نہ رہی تھی۔ حضرت لوط علیہ السلام نے ۱۶۲ اور اپنی بیٹیوں سے تَمَتُّع (فائدہ حاصل) کرو کہ یہ تمہارے لیے

حلال ہے۔ حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کی عورتوں کو جو قوم کی بیٹیاں تھیں بزرگانہ شفقت سے اپنی بیٹیاں فرمایا تاکہ اس حسن اخلاق سے وہ فائدہ اٹھائیں

اور حُرِّیَّت (غیرت) سیکھیں۔ ۱۶۳ یعنی ہمیں ان کی طرف رغبت نہیں۔ ۱۶۴ یعنی مجھے اگر تمہارے مقابلہ کی طاقت ہوتی یا ایسا قبیلہ رکھتا جو میری مدد کرتا تو تم سے

مقابلہ و مُقَاتَلہ کرتا۔ حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے مکان کا دروازہ بند کر لیا تھا اور اندر سے یہ گفتگو فرما رہے تھے، قوم نے چاہا کہ دیوار توڑے،

فرشتوں نے آپ کا رخ و اَضْرَاب دیکھا تو۔



يَلُوطًا إِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ يَصِلُوا إِلَيْكَ فَأَسْرِ بِأَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِنَ اللَّيْلِ

اے لوط ہم تمہارے رب کے بھیجے ہوئے ہیں ۱۶۵ وہ تم تک نہیں پہنچ سکتے ۱۶۶ تو اپنے گھر والوں کو راتوں رات لے جاؤ

وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ أَحَدٌ إِلَّا أَمْرَاتَكَ ۗ إِنَّهُ مُصِيبُهُمَا مَا أَصَابَهُمْ ۗ ط

اور تم میں کوئی پیٹھ پھیر کر نہ دیکھے ۱۶۷ سوائے تمہاری عورت کے اسے بھی وہی پہنچنا ہے جو انہیں پہنچے گا ۱۶۸ بے شک

مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ ۗ ط أَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيبٍ ۗ ۸۱

ان کا وعدہ صبح کے وقت ہے ۱۶۹ کیا صبح قریب نہیں پھر جب ہمارا حکم آیا ہم نے

عَالِيهَا سَافِلَهَا وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَابًا ۗ ط مِّنْ سَجِيلٍ ۗ ط مِّنْ صُورٍ ۗ ۸۲

اس بستی کے اوپر کو اس کا نیچا کر دیا ۱۷۰ اور اس پر کنکر کے پتھر لگاتار برسائے

مُسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ ۗ ط وَمَاهِي مِنَ الظَّالِمِينَ بِبَعِيدٍ ۗ ۸۳

جو نشان کئے ہوئے تیرے رب کے پاس ہیں ۱۷۱ اور وہ پتھر کچھ ظالموں سے دور نہیں ۱۷۲ اور مَدین کی طرف

آخَاهُمْ شُعَيْبًا ۗ ط قَالَ يَقَوْمِ أَعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَهٍ غَيْرُهُ ۗ ط وَلَا

ان کے ہم قوم شعیب کو ۱۷۳ کہا اے میری قوم اللہ کو پوجو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ۱۷۴ اور

تَتَّقُوا الْيُكَيَّالَ وَالْيَبْرَانَ ۗ ط إِنِّي أَرَأَيْكُمْ بِخَيْرٍ وَإِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ

ناپ اور تول میں کمی نہ کرو بے شک میں تمہیں آسودہ حال (مالدار و خوشحال) دیکھتا ہوں ۱۷۵ اور مجھے تم پر

۱۶۵ تمہارا پایہ مضبوط ہے، ہم ان لوگوں کو عذاب کرنے کے لیے آئے ہیں تم دروازہ کھول دو اور ہمیں اور انہیں چھوڑ دو۔ ۱۶۶ اور تمہیں کچھ ضرر نہیں پہنچا سکتے۔

حضرت نے دروازہ کھول دیا، قوم کے لوگ مکان میں گھس آئے۔ حضرت جبریل نے حکم الہی اپنا بازو ان کے منہ پر مارا سب اندھے ہو گئے اور حضرت لوط علیہ

الصلوة والسلام کے مکان سے نکل کر بھاگے، انہیں راستہ نظر نہیں آتا تھا اور یہ کہتے جاتے تھے: ہائے ہائے لوط کے گھر میں بڑے جادو گر ہیں، انہوں نے ہمیں جادو

کر دیا۔ فرشتوں نے حضرت لوط علیہ السلام سے کہا: ۱۶۷ اس طرح آپ کے گھر کے تمام لوگ چلے جائیں۔ ۱۶۸ حضرت لوط علیہ السلام نے کہا: یہ عذاب

کب ہوگا؟ حضرت جبریل نے کہا: ۱۶۹ حضرت لوط علیہ السلام نے کہا کہ میں تو اس سے جلدی چاہتا ہوں۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا: ۱۷۰ یعنی

الٹ دیا اس طرح کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے قوم لوط کے شہر جس طبقہ زمین پر تھے اس کے نیچے اپنا بازو ڈالا اور ان پانچوں شہروں کو جن میں سب سے بڑا

سَدُوم تھا اور ان میں چار لاکھ آدمی بستے تھے، اتنا اونچا اٹھایا کہ وہاں کے کتوں اور مرغوں کی آوازیں آسمان پر پہنچنے لگیں اور اس آہستگی سے اٹھایا کہ کسی برتن کا پانی

نہ گرا اور کوئی سونے والا بیدار نہ ہوا، پھر اس بلندی سے اس کو اندھا کر کے پٹا ۱۷۱ ان پتھروں پر ایسا نشان تھا جس سے وہ دوسروں سے ممتاز تھے۔ قنادہ نے کہا

کہ ان پر سرخ خطوط تھے۔ حسن و سدی کا قول ہے کہ ان پر مہریں لگی ہوئی تھیں اور ایک قول یہ ہے کہ جس پتھر سے جس شخص کی ہلاکت منظور تھی اس کا نام اس

پتھر پر لکھا تھا۔ ۱۷۲ یعنی اہل مکہ سے۔ ۱۷۳ ہم نے بھیجا باشندگان شہر ۱۷۴ آپ نے اپنی قوم سے ۱۷۵ پہلے تو آپ نے توحید و عبادت کی ہدایت فرمائی کہ وہ

تمام امور میں سب سے اہم ہے۔ اس کے بعد جن عادات فحشہ میں وہ مبتلا تھے اس سے منع فرمایا اور ارشاد کیا۔ ۱۷۶ ایسے حال میں آدمی کو چاہئے کہ نعمت کی شکر

گزاری کرے اور دوسروں کو اپنے مال سے فائدہ پہنچائے نہ کہ ان کے حقوق میں کمی کرے ایسی حالت میں اس خیانت کی عادت سے اندیشہ ہے کہ کہیں اس نعمت

سے محروم نہ کر دیئے جاؤ۔

عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيطٍ ۝۸۶ وَيَقَوْمٍ أَوْفُوا الْبَيْتَ وَالْبَيْزَانَ بِالْقِسْطِ وَ

گھیر لینے والے دن کے عذاب کا ڈر ہے ۱۸۶ اور اے میری قوم ناپ اور تول انصاف کے ساتھ پوری کرو اور

لَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تَعْتُوا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ۝۸۷

لوگوں کو ان کی چیزیں گھٹا کر نہ دو اور زمین میں فساد مچاتے نہ پھرو

بَقِيَّتُ اللَّهِ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِينَ ۝۸۸ وَمَا أَنَا عَلَيْكُمْ بِخَفِيظٍ ۝۸۹

اللہ کا دیا جو بچ رہے وہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تمہیں یقین ہو ۱۸۸ اور میں کچھ تم پر نگہبان نہیں ۱۸۹

قَالُوا ائِسَعِبُ أَصْلُوكَ تَأْمُرُكَ أَنْ نَتْرُكَ مَا يَعْبُدُ آبَاؤُنَا أَوْ أَنْ

بولے اے شعیب کیا تمہاری نماز تمہیں یہ حکم دیتی ہے کہ ہم اپنے باپ دادا کے خداؤں کو چھوڑ دیں ۱۹۰ یا

تَفْعَلْ فِي أَمْوَالِنَا مَا نَشَاءُ ۝۹۰ إِنَّكَ لَأَنْتَ الْحَلِيمُ الرَّشِيدُ ۝۹۱ قَالَ يَقَوْمِ

اپنے مال میں جو چاہیں نہ کریں ۱۹۰ ہاں جی تمہیں بڑے عقل مند نیک چلن ہو کہا اے میری قوم

أَرَءَيْتُمْ إِنْ كُنْتُمْ عَلَىٰ بَيْنَتٍ مِّنْ رَبِّي وَرَازِقْنِي مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا ۝۹۲

بھلا بتاؤ تو اگر میں اپنے رب کی طرف سے ایک روشن دلیل پر ہوں ۱۹۲ اور اس نے مجھے اپنے پاس سے اچھی روزی دی ۱۹۲

وَمَا أُرِيدُ أَنْ أُخَالِفَكُمْ إِلَىٰ مَا أَنْتُمْ عَنْهُ إِنِّي أُرِيدُ إِلَّا الْإِصْلَاحَ

اور میں نہیں چاہتا ہوں کہ جس بات سے تمہیں منع کرتا ہوں آپ اس کا خلاف کرنے لگوں ۱۹۳ میں تو جہاں تک بنے سنوارنا ہی

مَا اسْتَطَعْتُ ۝۹۳ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ ۝۹۴

چاہتا ہوں اور میری توفیق اللہ ہی کی طرف سے ہے میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور اسی کی طرف رجوع ہوتا ہوں

۱۹۳ کہ جس سے کسی کو رہائی میسر نہ ہو اور سب کے سب ہلاک ہو جائیں، یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس دن کے عذاب سے عذاب آخرت مراد ہو۔ ۱۹۴ یعنی مال حرام

ترک کرنے کے بعد حلال جس قدر بھی بچے وہی تمہارے لیے بہتر ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ پورا تولنے اور ناپنے کے بعد جو بچے وہ بہتر

ہے۔ ۱۹۴ کہ تمہارے افعال پر داروگیر (مواخذہ) کروں۔ علماء نے فرمایا کہ بعض انبیاء کو حرب (جہاد و قتال) کی اجازت تھی جیسے حضرت موسیٰ، حضرت داؤد،

حضرت سلیمان علیہم السلام وغیرہم، بعض وہ تھے جنہیں حرب (قتال) کا حکم نہ تھا، حضرت شعیب علیہ السلام انہیں میں سے ہیں، تمام دن وعظ فرماتے اور شب

تمام نماز میں گزارتے، قوم آپ سے کہتی کہ اس نماز سے آپ کو کیا فائدہ؟ آپ فرماتے: نماز خوبیوں کا حکم دیتی ہے برائیوں سے منع کرتی ہے، تو اس پر وہ تسخر

سے (مراق اڑاتے ہوئے) یہ کہتے جو اگلی آیت میں مذکور ہے۔ ۱۹۵ بت پرستی نہ کریں۔ ۱۹۶ مطلب یہ تھا کہ ہم اپنے مال کے مختار ہیں، چاہے کم ناپیں چاہے کم

تولیں۔ ۱۹۷ بصیرت و ہدایت پر ۱۹۷ یعنی نبوت و رسالت یا مال حلال اور ہدایت و معرفت، تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں تمہیں بت پرستی اور گناہوں سے منع نہ

کروں کیونکہ انبیاء اسی لیے بھیجے جاتے ہیں۔ ۱۹۸ امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ قوم نے حضرت شعیب علیہ السلام کے حلیم و رشید ہونے کا اعتراف

کیا تھا اور ان کا یہ کلام استہزاء (مذاق) نہ تھا بلکہ مدعا یہ تھا کہ آپ باوجود علم و کمال عقل کے ہم کو اپنے مال میں اپنے حسب مرضی تصرف کرنے سے کیوں منع فرماتے

ہیں؟ اس کا جواب جو حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا اس کا حاصل یہ ہے کہ جب تم میرے کمال عقل کے معترف ہو تو تمہیں یہ سمجھ لینا چاہئے کہ میں نے اپنے

وَلَيَقَوْمٌ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِي أَنْ يُصِيبَكُمْ مِثْلُ مَا أَصَابَ قَوْمَ نُوحٍ أَوْ

اور اے میری قوم تمہیں میری ضد یہ نہ کموادے (براکام کراوے) کہ تم پر پڑے جو پڑا تھا نوح کی قوم یا

قَوْمَ هُودٍ أَوْ قَوْمَ صَالِحٍ ط وَمَا قَوْمٌ لَوْ ط مِنْكُمْ بِبَعِيدٍ ۸۹ ﴿۸۹﴾ وَاسْتَغْفِرُوا

ہود کی قوم یا صالح کی قوم پر اور لوط کی قوم تو کچھ تم سے دور نہیں ۱۸۵ اور اپنے رب سے

رَبِّكُمْ ثُمَّ تَوَبُّوا إِلَيْهِ ط إِنَّ رَبِّي رَحِيمٌ وَدُودٌ ﴿۹۰﴾ ۹۰ ﴿۹۰﴾ قَالَ الْإِسْعَابُ مَا

معافی چاہو پھر اس کی طرف رجوع لاؤ بے شک میرا رب مہربان محبت والا ہے بولے اے شعیب

نَفَقَهُ كَثِيرًا مِمَّا تَقُولُ وَإِنَّا لَنَرُكَ فِينَا ضَعِيفًا وَلَوْلَا رَهْطُكَ

ہماری سمجھ میں نہیں آتیں تمہاری بہت سی باتیں اور بے شک ہم تمہیں اپنے میں کمزور دیکھتے ہیں ۱۸۶ اور اگر تمہارا کنبہ نہ ہوتا ۱۸۶

لَرَجَّحْتُكَ وَمَا أَنْتَ عَلَيْنَا بَعِزٌّ ۹۱ ﴿۹۱﴾ قَالَ يَقَوْمِ أَرَهْطِي أَعَزُّ عَلَيْكُمْ

تو ہم نے تمہیں پتھراؤ کر دیا ہوتا اور کچھ ہماری نگاہ میں تمہیں عزت نہیں کہا اے میری قوم کیا تم پر میرے کنبہ کا دباؤ

مِّنَ اللَّهِ ط وَاتَّخَذْتُمْ وَاوَاءَ كُمْ ظَهْرِيًّا ط إِنَّ رَبِّي بِمَا تَعْمَلُونَ

اللہ سے زیادہ ہے ۱۸۷ اور اسے تم نے اپنی پیٹھ کے پیچھے ڈال رکھا ۱۸۷ بے شک جو کچھ تم کرتے ہو سب میرے رب کے

مُحِيطٌ ۹۲ ﴿۹۲﴾ وَيَقَوْمِ اعْمَلُوا عَلَىٰ مَكَانَتِكُمْ إِنِّي عَامِلٌ ط سَوْفَ تَعْلَمُونَ لَا

بس میں ہے اور اے قوم تم اپنی جگہ اپنا کام کئے جاؤ میں اپنا کام کرتا ہوں اب جانا (جاننا) چاہتے ہو

مَنْ يَأْتِيهِ عَذَابٌ يُخْزِيهِ وَمَنْ هُوَ كَاذِبٌ ط وَارْتَقِبُوا إِنِّي مَعَكُمْ

کس پر آتا ہے وہ عذاب کہ اسے رسوا کرے گا اور کون چھوٹا ہے ۱۸۸ اور انتظار کرو ۱۸۸ میں بھی تمہارے ساتھ

رَاقِبٌ ۹۳ ﴿۹۳﴾ وَلَبَّاءُ جَاءَ أَمْرُنَا نَجِيًّا شَعِيْبًا وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ بِرَحْمَةٍ

انتظار میں ہوں اور جب ۱۹۲ ہمارا حکم آیا ہم نے شعیب اور اس کے ساتھ کے مسلمانوں کو اپنی رحمت فرما کر

لِيَجْزِيَ الَّذِينَ هُمْ فِيهَا مَكْرُهُمْ وَيُخْزِيَ الَّذِينَ هُمْ فِيهَا مَكْرُهُمْ وَيُخْزِيَ الَّذِينَ هُمْ فِيهَا مَكْرُهُمْ

لیے جو بات پسند کی ہے وہ وہی ہوگی جو سب سے بہتر ہو اور وہ خدا کی توحید اور ناپ تول میں ترک خیانت ہے، میں اس کا پابندی سے عامل ہوں تو تمہیں سمجھ لینا

چاہئے کہ یہی طریقہ بہتر ہے۔ ۱۸۵ انہیں کچھ زیادہ زمانہ نہیں گزرا ہے نہ وہ کچھ دور کے رہنے والے تھے تو ان کے حال سے عبرت حاصل کرو۔ ۱۸۶ کہ اگر ہم

آپ کے ساتھ کچھ یادتی کریں تو آپ میں مدافعت کی طاقت نہیں۔ ۱۸۷ جو دین میں ہمارا موافق ہے اور جس کو ہم عزیز رکھتے ہیں۔ ۱۸۸ کہ اللہ کے لیے تو تم

میرے قتل سے باز رہو اور میرے کنبہ کی وجہ سے باز رہو اور تم نے اللہ کے نبی کا تو احترام نہ کیا اور کنبہ کا احترام کیا۔ ۱۸۹ اور اس کے حکم کی کچھ پرواہ نہ کی۔

۱۹۰ اپنے دعویٰ (دعووں) میں یعنی تمہیں جلد معلوم ہو جائے گا کہ میں حق پر ہوں یا تم اور عذاب الہی سے شقی کی شقاوت (بد بختی کی بد بختی) ظاہر ہو جائے گی۔

۱۹۱ عاقبت امر اور انجام کار کا۔ ۱۹۲ ان کے عذاب اور ہلاک کے لیے۔



مِّنَّا جَ وَ أَخَذَتِ الزَّيْنُ ظَلَمُوا الصَّيْحَةَ فَأَصْبَحُوا فِي دِيَارِهِمْ جُثَيْنَ ۙ ۹۳

بچا لیا اور ظالموں کو چنگھاڑ نے آیا ۱۹۳ تو صبح اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل پڑے رہ گئے

كَانَ لَمْ يَغْنَوْا فِيهَا ۙ أَلَا بَعْدَ الْبَدْيَيْنِ كَمَا بَعَدَتْ شُمُودُ ۙ ۹۵ وَ لَقَدْ

گویا کبھی وہاں بسے ہی نہ تھے ارے دور ہوں مدین جیسے دور ہوئے شمود ۱۹۴ اور بے شک

أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِينٍ ۙ ۹۶ اِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ

ہم نے موسیٰ کو اپنی آیتوں ۱۹۵ اور صریح غلبے کے ساتھ فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف بھیجا

فَاتَّبَعُوا أَمْرَ فِرْعَوْنَ ۙ وَمَا أَمْرُ فِرْعَوْنَ بِرَشِيدٍ ۙ ۹۷ يَقْدُمُ قَوْمَهُ يَوْمَ

تو وہ فرعون کے کہنے پر چلے ۱۹۶ اور فرعون کا کام راستی (درست و دیانتداری) کا نہ تھا ۱۹۷ اپنی قوم کے آگے ہوگا قیامت کے

الْقِيَامَةِ فَأُورِدَهُمُ النَّارَ ۙ وَ بئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُودُ ۙ ۹۸ وَ اتَّبَعُوا فِي هٰذِهِ

دن تو انھیں دوزخ میں لا اتارے گا ۱۹۸ اور وہ کیا ہی برا گھاٹ اترنے کا اور ان کے پیچھے پڑی اس جہان میں

لَعْنَةً ۙ وَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۙ بئْسَ الرِّفْدُ الْمَرْفُودُ ۙ ۹۹ ذٰلِكَ مِنْ اَنْبَاءِ الْقُرٰى

لعنت اور قیامت کے دن ۱۹۹ کیا ہی برا انعام جو انھیں ملا یہ بستیوں ۱۰۰ کی خبریں ہیں

نَقَصُّهُ عَلَيْكَ مِنْهَا قَائِمٌ ۙ وَ حَصِيدٌ ۙ ۱۰۰ وَ مَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ ظَلَمُوْا

کہ ہم تمہیں سناتے ہیں ۱۰۰ ان میں کوئی کھڑی ہے ۱۰۰ اور کوئی کٹ گئی ۱۰۰ اور ہم نے ان پر ظلم نہ کیا بلکہ خود انھوں نے ۱۰۰

اَنْفُسَهُمْ فَمَا اَغْنَتْ عَنْهُمْ اِلٰهَتُهُمُ الَّتِي يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ

اپنا برا کیا تو ان کے معبود جنھیں ۱۰۱ اللہ کے سوا پوجتے تھے ان کے کچھ کام نہ

۱۹۳ حضرت جبریل علیہ السلام نے بہت ناک آواز سے کہا: "مُؤْتُوا جَمِيْعًا" سب مر جاؤ! اس آواز کی دہشت سے ان کے دم نکل گئے اور سب مر گئے۔ ۱۹۴

اللہ کی رحمت سے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ کبھی دو امیں ایک ہی عذاب میں مبتلا نہیں کی گئیں بجز حضرت شعیب و صالح علیہما السلام کی

امتوں کے لیکن قوم صالح کو ان کے نیچے سے ہولناک آواز نے ہلاک کیا اور قوم شعیب کو اوپر سے۔ ۱۹۵ یعنی معجزات ۱۹۶ اور کفر میں مبتلا ہوئے اور حضرت موسیٰ

علیہ السلام پر ایمان نہ لائے۔ ۱۹۷ وہ چلی گرا ہی میں تھا کیونکہ باوجود بشر ہونے کے خدائی کا دعویٰ کرتا تھا اور علانیہ ایسے ظلم اور ایسی ستم گاریاں کرتا تھا جس کا

شیطان کا ہونا ظاہر اور یقینی ہے، وہ کہاں اور خدائی کہاں! اور حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ زُشْد و تَحَايَتْ تھی، آپ کی سچائی کی دلیل، آیات ظاہرہ

و معجزات باہرہ (صاف صاف آیتیں اور زبردست معجزات) وہ لوگ مُعَانَد کر چکے تھے، پھر بھی انہوں نے آپ کی اتباع سے منہ پھیرا اور ایسے گمراہ کی اطاعت کی تو

جب وہ دنیا میں کفر و ضلال میں اپنی قوم کا پیشوا تھا ایسے ہی جہنم میں ان کا امام ہوگا اور ۱۹۸ جیسا کہ انہیں دریاے نیل میں لاؤا تھا۔ ۱۹۹ یعنی دنیا میں بھی ملعون

اور آخرت میں بھی ملعون۔ ۱۰۰ یعنی گزری ہوئی امتوں ۱۰۰ کہ تم اپنی امت کو ان کی خبریں دوتا کہ وہ ان سے عبرت حاصل کریں، ان بستیوں کی حالت کھیتوں

کی طرح ہے کہ ۱۰۱ اس کے مکانوں کی دیواریں موجود ہیں، کھنڈر پائے جاتے ہیں، نشان باقی ہیں جیسے کہ عاد و ثمود کے دیار (بستیاں)۔ ۲۰۳ یعنی کئی ہوئی کھیتی

کی طرح بالکل بے نام و نشان ہو گئی اور اس کا کوئی اثر باقی نہ رہا جیسے کہ قوم نوح علیہ السلام کے دیار۔ ۲۰۴ کفر و معاصی کا ارتکاب کر کے ۲۰۵ جہل و گمراہی سے

شَيْءٍ لِّسَاجَاءِ أَمْرٍ رَبِّكَ ۖ وَمَا زَادُوهُمْ غَيْرَ تَتْبِيبٍ ۝۱۰۱ وَكَذَلِكَ أَخْذُ

آئے ہیں جب تمہارے رب کا حکم آیا اور ان سے انہیں ہلاک کے سوا کچھ نہ بڑھا اور ایسی ہی پکڑ ہے

رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرْآنُ وَهِيَ ظَالِمَةٌ ۖ إِنَّ أَخَذَهُ أَلِيمٌ شَدِيدٌ ۝۱۰۲ إِنَّ

تیرے رب کی جب بستیوں کو پکڑتا ہے ان کے ظلم پر بے شک اس کی پکڑ دردناک کڑی (سخت) ہے

فِي ذَلِكَ لَآيَةٌ لِّمَنْ خَافَ عَذَابَ الْآخِرَةِ ۖ ذَلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوعٌ لِّلَّهِ

اس میں نشانی ہے اس کے لیے جو آخرت کے عذاب سے ڈرے وہ دن ہے جس میں سب لوگ

النَّاسِ وَذَلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُودٌ ۝۱۰۳ وَمَا نُؤَخِّرُهُ إِلَّا لِأَجَلٍ مَّعْدُودٍ ۝۱۰۴

اکٹھے ہوں گے اور وہ دن حاضری کا ہے اور ہم اسے پیچھے نہیں ہٹاتے مگر ایک گنی ہوئی مدت کے لیے

يَوْمَ يَأْتِ لَا تَكَلِّمُ نَفْسٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ ۖ فَمِنْهُمْ سُعِيٌُّّ وَسَعِيدٌ ۝۱۰۵ فَأَمَّا

جب وہ دن آئے گا کوئی بے حکم خدا بات نہ کرے گا تو ان میں کوئی بدبخت ہے اور کوئی خوش نصیب

الَّذِينَ شَقُّوا فِي النَّارِ لَهُمْ فِيهَا زَفِيرٌ وَشَهِيقٌ ۝۱۰۶ خُلِدَ فِيهَا

وہ جو بدبخت ہیں وہ تو دوزخ میں ہیں وہ اس میں گدھے کی طرح رینگیں (چھین چلائیں) گے وہ اس میں رہیں گے

مَا دَامَتِ السَّمَوَاتُ وَالْأَرْضُ إِلَّا مَا شَاءَ رَبُّكَ ۖ إِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ

جب تک آسمان و زمین رہیں مگر جتنا تمہارے رب نے چاہا

لِّمَا يَرِيدُ ۝۱۰۷ وَأَمَّا الَّذِينَ سُعِدُوا فَفِي الْجَنَّةِ خَالِدِينَ فِيهَا مَا دَامَتِ

جب جو چاہے کرے اور وہ جو خوش نصیب ہوئے وہ جنت میں ہیں ہمیشہ اس میں رہیں گے جب تک

السَّمَوَاتُ وَالْأَرْضُ إِلَّا مَا شَاءَ رَبُّكَ ۖ عَطَاءٌ غَيْرٌ مَّجْدُودٍ ۝۱۰۸

آسمان و زمین رہیں مگر جتنا تمہارے رب نے چاہا یہ بخشش ہے کبھی ختم نہ ہوگی

۱۰۶ اور ایک ہمت (تھوڑا سا بھی) عذاب دفع نہ کر سکے۔ ۱۰۷ بتوں اور جھوٹے معبودوں کو ہر ظالم کو چاہئے کہ ان واقعات سے عبرت پکڑے اور توبہ میں

جلدی کرے۔ ۱۰۸ عبرت و نصیحت کے لیے پچھلے حساب کے لیے جس میں آسمان والے اور زمین والے سب حاضر ہوں گے۔ ۱۰۹ یعنی روز قیامت کو

۱۱۰ یعنی جو مدت ہم نے بقائے دنیا کے لیے مقرر فرمائی ہے اس کے تمام ہونے تک۔ ۱۱۱ تمام خلق ساکت ہوگی، قیامت کا دن بہت طویل ہوگا، اس میں

احوال مختلف ہوں گے، بعض احوال میں تو شدت ہیبت سے کسی کو بے اذن الہی بات زبان پر لانے کی قدرت نہ ہوگی اور بعض احوال میں اذن دیا جائے گا کہ لوگ

اذن (اجازت) سے کلام کریں گے اور بعض احوال میں ہول و دہشت کم ہوگی اس وقت لوگ اپنے معاملات میں جھگڑیں گے اور اپنے مقدمات پیش کریں گے۔

۱۱۵ شقیں یعنی قدس سرہ نے فرمایا: سعادت کی پانچ علامتیں ہیں: (۱) دل کی نرمی (۲) کثرت کریمہ (۳) دنیا سے نفرت (۴) امیدوں کا کوتاہ ہونا (۵) حیا اور

بدبختی کی علامتیں بھی پانچ چیزیں ہیں: (۱) دل کی سختی (۲) آنکھ کی خشکی یعنی عدم کریمہ (نورنا) (۳) دنیا کی رغبت (۴) دراز امیدیں (۵) بے حیائی۔ ۱۱۶ اتنا اور

فَلَاتِكُ فِي مَرِيَّةٍ مِّمَّا يَعْبُدُ هُوَلَاءِ ۖ مَا يَعْبُدُونَ إِلَّا كَمَا يَعْبُدُ

تو اے سننے والے دھوکے میں نہ پڑ اس سے جسے یہ کافر پوجتے ہیں ۱۱۸ یہ ویسا ہی پوجتے ہیں جیسا پہلے

آبَاءُ هُمْ مِنْ قَبْلُ ۖ وَإِنَّا لَنُوقُوهُمْ نَصِيبَهُمْ غَيْرَ مَنْقُوصٍ ۖ وَلَقَدْ

ان کے باپ دادا پوجتے تھے ۱۱۹ اور بے شک ہم ان کا حصہ انہیں پورا پھیر دیں گے جس میں کمی نہ ہوگی اور بے شک

اتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ فَاخْتَلَفَ فِيهِ ۖ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَبِّكَ

ہم نے موسیٰ کو کتاب دی ۱۲۰ تو اس میں پھوٹ پڑ گئی ۱۲۱ اگر تمہارے رب کی ایک بات ۱۲۲ پہلے نہ ہو چکی ہوتی

لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۖ وَإِنَّهُمْ لَفِي شَكٍّ مِنْهُ مَرِيِبٌ ۖ وَإِنَّا لَلْآسَاءُ لِيُوفِيهِمْ

تو جیسا ان کا فیصلہ کر دیا جاتا ۱۲۳ اور بے شک وہ اس کی طرف سے ۱۲۴ دھوکہ ڈالنے والے شک میں ہیں ۱۲۵ اور بے شک جتنے ہیں ۱۲۶ ایک ایک کو

رَبِّكَ أَعْبَاهُمْ ۖ إِنَّهُ بِيَاعِبَلُونَ خَبِيرٌ ۖ فَاسْتَقِمُّ كَمَا أُمِرْتَ وَ

تمہارا رب اس کا عمل پورا بھر دے گا اسے ان کے کاموں کی خبر ہے ۱۲۷ تو قائم رہو ۱۲۸ جیسا تمہیں حکم ہے اور

مَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا ۖ إِنَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۖ وَلَا تَتْرَكُوْا

جو تمہارے ساتھ رجوع لایا ہے ۱۲۹ اور اے لوگو سرکشی نہ کرو بے شک وہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے اور ظالموں کی طرف

إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۖ وَمَا لَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ أَوْلِيَاءِ

نہ جھکو ۱۳۰ کہ تمہیں آگ چھوئے گی اور اللہ کے سوا تمہارا کوئی حمایتی نہیں ۱۳۱

زیادہ رہیں گے اور اس زیادتی کی کوئی انتہا نہیں تو معنی یہ ہوئے کہ ہمیشہ رہیں گے، کبھی اس سے رہائی نہ پائیں گے۔ (جلالین) ۱۳۲ اتنا اور زیادہ رہیں گے۔ اس

زیادتی کی کچھ انتہا نہیں اس سے پیشگی مراد ہے چنانچہ ارشاد فرماتا ہے: ۱۳۳ بیشک یہ اس بت پرستی پر عذاب دینے جائیں گے جیسے کہ پہلی امتیں جتلانے عذاب

ہوئیں۔ ۱۳۴ اور تمہیں معلوم ہو چکا کہ ان کا کیا انجام ہوگا۔ ۱۳۵ یعنی تورات۔ ۱۳۶ بعض اس پر ایمان لائے اور بعض نے کفر کیا۔ ۱۳۷ کہ ان کے حساب میں

جلدی نہ فرمائے گا۔ مخلوق کے حساب و جزا کا دن روز قیامت ہے۔ ۱۳۸ اور دنیا ہی میں گرفتار عذاب کئے جاتے۔ ۱۳۹ یعنی آپ کی امت کے کفار قرآن کریم کی

طرف سے۔ ۱۴۰ جس نے ان کی عقلوں کو حیران کر دیا ہے۔ ۱۴۱ تمام خلق، تصدیق کرنے والے ہوں یا تکذیب کرنے والے روز قیامت ۱۴۲ اس پر کچھ حقی

نہیں۔ اس میں نیکیوں اور تصدیق کرنے والوں کے لیے تو بشارت ہے کہ وہ نیکی کی جزا پائیں گے اور کافروں اور تکذیب کرنے والوں کے لیے وعید ہے کہ وہ اپنے

عمل کی سزا میں گرفتار ہوں گے۔ ۱۴۳ اپنے رب کے حکم اور اس کے دین کی دعوت پر ۱۴۴ اور اس نے تمہارا دین قبول کیا ہے، وہ دین و طاعت پر قائم رہے۔ مسلم

شریف کی حدیث میں ہے: سفیان بن عبد اللہ ثقفی نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے دین میں ایک ایسی بات بتا دیجئے کہ پھر کسی سے

دریافت کرنے کی حاجت نہ رہے۔ فرمایا: ”أَهْنُتُ بِاللَّهِ“ کہہ اور قائم رہو۔ ۱۴۵ ”کسی کی طرف جھکتا“ اس کے ساتھ میل محبت رکھنے کو کہتے ہیں، ابو العالیہ نے کہا

کہ معنی یہ ہیں کہ ظالموں کے اعمال سے راضی نہ ہو۔ سِدِّی نے کہا: ان کے ساتھ مُمَاهَرَتٌ (بادجو و قدرت ان کے سامنے دین میں پلپلا پن اختیار) نہ کرو۔ قتادہ

نے کہا: مشرکین سے نہ ملو۔ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ خدا کے نافرمانوں کے ساتھ یعنی کافروں اور بے دینوں اور گمراہوں کے ساتھ میل جول، رسم و راہ،

مَوَدَّت (بیار) و محبت، ان کی ہاں میں ہاں ملانا، ان کی خوشامد میں رہنا ممنوع ہے۔ ۱۴۶ کہ تمہیں اس کے عذاب سے بچا سکے۔ یہ حال تو ان کا ہے جو ظالموں سے

رسم و راہ میل و محبت رکھیں اور اسی سے ان کا حال قیاس کرنا چاہئے جو خود ظالم ہیں۔



ثُمَّ لَا تَصْرُونَ ۱۱۳ ۝ وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفِي النَّهَارِ وَذُلْفَا مِنَ اللَّيْلِ ۱۱۴ ۝

پھر مد نہ پاؤ گے اور نماز قائم رکھو دن کے دونوں کناروں ۱۱۳ اور کچھ رات کے حصوں میں ۱۱۴ بے شک

الْحَسَنَاتِ يُدْهِبُنَ السَّيِّئَاتِ ۱۱۵ ۝ ذَلِكِ ذِكْرِي لِلَّذِينَ كَرِهُوا ۱۱۶ ۝ وَأَصْبِرْ فَإِنَّ

نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں ۱۱۵ یہ نصیحت ہے نصیحت ماننے والوں کو اور صبر کرو کہ

اللَّهُ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ۱۱۷ ۝ فَلَوْ لَا كَانَ مِنَ الْقُرُونِ مِنْ قَبْلِكُمْ

اللہ نیکیوں کا نیک (اجر) ضائع نہیں کرتا تو کیوں نہ ہوئے تم میں سے اگلی سنگتوں (قوموں) میں ۱۱۷ ایسے جن میں

أُولُو ابْقِيَّةٍ يَمْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِي الْأَرْضِ إِلَّا قَلِيلًا مِمَّنْ أَنْجَيْنَا

بھلائی کا کچھ حصہ لگا رہا ہوتا کہ زمین میں فساد سے روکتے ۱۱۸ ہاں ان میں تھوڑے تھے وہی جن کو ہم نے نجات

مِنْهُمْ ۱۱۹ ۝ وَاتَّبِعْ الَّذِينَ ظَلَمُوا مَا أَتَوْا فِيهِ وَكَانُوا مُجْرِمِينَ ۱۲۰ ۝ وَ

دی ۱۱۹ اور ظالم اسی عیش کے پیچھے پڑے رہے جو انہیں دیا گیا ۱۲۰ اور وہ گنہگار تھے اور

مَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرَىٰ بِظُلْمٍ ۱۲۱ ۝ وَأَهْلَاهُمْ مُصْلِحُونَ ۱۲۲ ۝ وَلَوْ شَاءَ

تمہارا رب ایسا نہیں کہ بستیوں کو بے وجہ ہلاک کر دے اور ان کے لوگ اچھے ہوں اور اگر

رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ أُمَّةً وَاحِدَةً ۱۲۳ ۝ وَلَا يَزَالُونَ مُخْتَلِفِينَ ۱۲۴ ۝ إِلَّا مَنْ

تمہارا رب چاہتا تو سب آدمیوں کو ایک ہی امت کر دیتا ۱۲۳ اور وہ ہمیشہ اختلاف میں رہیں گے ۱۲۴ مگر جن

رَحِمَ رَبُّكَ ۱۲۵ ۝ وَلِذَلِكَ خَلَقَهُمْ ۱۲۶ ۝ وَتَبَّتْ كَلْبَةَ رَبِّكَ لَا مَلَكَيْنِ جَهَنَّمَ

پر تمہارے رب نے رحم کیا ۱۲۵ اور لوگ اسی لیے بنائے ہیں ۱۲۶ اور تمہارے رب کی بات پوری ہو چکی کہ بے شک ضرور جہنم بھر دوں گا

۱۲۷ دن کے دو کناروں سے صبح وشام مراد ہیں۔ زوال سے قبل کا وقت صبح میں اور بعد کا شام میں داخل ہے۔ صبح کی نماز ”فجر“ اور شام کی نماز ”ظہر وعصر“ ہیں۔

۱۲۸ اور رات کے حصوں کی نمازیں ”مغرب وعشاء“ ہیں۔ ۱۲۹ نیکیوں سے مراد یا یہی ججگا نہ نمازیں ہیں جو آیت میں ذکر ہوئیں یا مطلق طاعتیں یا ”سُبْحَانَ

اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ“ پڑھنا۔ مسئلہ: آیت سے معلوم ہوا کہ نیکیاں صغیرہ گناہوں کے لیے کفارہ ہوتی ہیں خواہ وہ نیکیاں نماز ہوں یا

صدقہ یا ذکر و استغفار یا اور کچھ۔ مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ پانچوں نمازیں اور جمعہ دوسرے جمعہ تک اور ایک روایت میں ہے کہ رمضان دوسرے رمضان تک

یہ سب کفارہ ہیں ان گناہوں کے لیے جو ان کے درمیان واقع ہوں جبکہ آدمی کبیرہ گناہوں سے بچے۔ شان نزول: ایک شخص نے کسی عورت کو دیکھا اور اس سے کوئی

خفیف سی حرکت بے حجابی کی سرزد ہوئی اس پر وہ نادم ہوا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا حال عرض کیا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

اس شخص نے عرض کیا کہ صغیرہ گناہوں کے لیے نیکیوں کا کفارہ ہونا کیا خاص میرے لیے ہے؟ فرمایا: نہیں، سب کے لیے۔ ۱۲۵ یعنی پہلی امتوں میں جو ہلاک کی

گئیں۔ ۱۲۶ معنی یہ ہیں کہ ان امتوں میں ایسے اہل خیر نہیں ہوئے جو لوگوں کو زمین میں فساد کرنے سے روکتے اور گناہوں سے منع کرتے اسی لیے ہم نے انہیں

ہلاک کر دیا۔ ۱۲۷ وہ انبیاء پر ایمان لائے، ان کے احکام پر فرمانبردار رہے اور لوگوں کو فساد سے روکتے رہے۔ ۱۲۸ اور تَنْعَمُ وَتَلَذُّ (عیش و لذات) اور

خواہشات و شہوات کے عادی ہو گئے اور کفر و معاصی میں ڈوبے رہے۔ ۱۲۹ تو سب ایک دین پر ہوتے ۱۲۴ کوئی کسی دین پر کوئی کسی پر۔ ۱۲۵ وہ دین حق پر



تَعْقِلُونَ ۲ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ أَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ

کہ تم سمجھو ہم تمہیں سب سے اچھا بیان سناتے ہیں وٹ اس لیے کہ ہم نے تمہاری طرف

هَذَا الْقُرْآنِ ۳ وَإِنْ كُنْتُمْ مِنْ قَبْلِهِ لَمَنِ الْغٰفِلِينَ ۴ اِذْ قَالَ يُوسُفُ

اس قرآن کی وحی بھیجی اگرچہ بے شک اس سے پہلے تمہیں خبر نہ تھی یاد کرو جب یوسف نے

لِأَبِيهِ يَا بَتِ إِيَّيْ رَأَيْتُ أَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَأَيْتُهُمْ

اپنے باپ وٹ سے کہا اے میرے باپ میں نے گیارہ تارے اور سورج اور چاند دیکھے انھیں

لِي سُجِدِينَ ۵ قَالَ يُبَيِّنُ لَكَ تَقْصُصَ رُءُيَاكَ عَلَىٰ إِخْوَتِكَ فَيَكِيدُوا

اپنے لیے سجدہ کرتے دیکھا وٹ کہا اے میرے بیٹے اپنا خواب اپنے بھائیوں سے نہ کہنا وٹ کہ وہ تیرے ساتھ کوئی چال

لَكَ كَيْدًا إِنَّ الشَّيْطَانَ لِلْإِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ۶ وَكَذَلِكَ يَجْتَبِيكَ رَبُّكَ

چلیں گے وٹ بے شک شیطان آدمی کا کھلا دشمن ہے وٹ اور اسی طرح تجھے تیرا رب چن لے گا وٹ

الصَّلٰوةِ وَالتَّسْلِيْمَاتِ كَمَا وَاعَدْنَا نَارًا نَزَلَ مِنْ رَبِّكَ فِيهَا وَمَا كَانَ كَقَوْلِكَ

نزدیک غیر مشتبہ ہیں اور اس میں حلال و حرام حدود و احکام صاف بیان فرمائے گئے ہیں اور ایک قول یہ ہے کہ اس میں متقدمین کے احوال روشن طور پر مذکور ہیں اور

حق و باطل کو ممتاز کر دیا گیا ہے۔ وٹ جو بہت سے عجائب و غرائب اور حکمتوں اور عبرتوں پر مشتمل ہے اور اس میں دین و دنیا کے بہت فوائد اور سلامتیوں اور عیال و اولاد

کے احوال اور عورتوں کے خصائص اور دشمنوں کی ایذاؤں پر صبر اور ان پر قابو پانے کے بعد ان سے تجاویز کرنے کا نفیس بیان ہے، جس سے سننے والے میں نیک

سیرتی اور پاکیزہ خصائل پیدا ہوتے ہیں۔ صاحب محضر الحقائق نے کہا کہ اس بیان کا احسن ہونا اس سبب سے ہے کہ یہ قصہ انسان کے احوال کے ساتھ کمال مشابہت

رکھتا ہے، اگر یوسف سے دل کو اور یعقوب سے روح کو اور راحیل سے نفس کو، برادران یوسف سے قوی حواس کو تعبیر کیا جائے اور تمام قصہ کو انسانوں کے حالات سے

مطابقت دی جائے چنانچہ انہوں نے وہ مطابقت بیان بھی کی ہے جو یہاں بظہر اجترار درج نہیں کی جاسکتی۔ وٹ حضرت یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہم السلام

۵ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خواب دیکھا کہ آسمان سے گیارہ ستارے اترے اور ان کے ساتھ سورج اور چاند بھی ہیں، ان سب نے آپ کو سجدہ

کیا۔ یہ خواب شب جمعہ کو دیکھا، یہ رات شب قدر تھی۔ ستاروں کی تعبیر آپ کے گیارہ بھائی ہیں اور سورج آپ کے والد اور چاند آپ کی والدہ یا خالہ، آپ کی والدہ

مادہ کا نام راحیل ہے۔ سُدّی کا قول ہے کہ چونکہ راحیل کا انتقال ہو چکا تھا اس لیے قبر سے آپ کی خالہ مراد ہیں اور سجدہ کرنے سے تو واضح کرنا اور مطہج ہونا مراد ہے

اور ایک قول یہ ہے کہ ہفتین سجدہ ہی مراد ہے کیونکہ اُس زمانہ میں سلام کی طرح سجدہ تھی (تغلیبی سجدہ) تھا۔ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عمر شریف اس

وقت بارہ سال کی تھی اور سترہ کے قول بھی آئے ہیں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بہت زیادہ محبت تھی اس لیے

ان کے ساتھ ان کے بھائی حسد کرتے تھے اور حضرت یعقوب علیہ السلام اس پر مطلع تھے اس لیے جب حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ خواب دیکھا تو

حضرت یعقوب علیہ السلام نے وٹ کیونکہ وہ اس کی تعبیر کو سمجھ لیں گے۔ حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ

والسلام کو نبوت کے لیے برگزیدہ فرمائے گا اور دوزخ کی نعمتیں اور شرف عنایت کرے گا اس لیے آپ کو بھائیوں کے حسد کا اندیشہ ہوا اور آپ نے فرمایا: وٹ اور

تمہاری ہلاکت کی کوئی تدبیر سوچیں گے۔ وٹ ان کو کید و حسد پر ابھارے گا۔ اس میں ایما (اشارہ) ہے کہ برادران یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام اگر حضرت یوسف

علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے ایذا ضرر پر اقدام کریں گے تو اس کا سبب و سوسہ شیطان ہوگا۔ (خان) بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے: رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلّم فرمایا: اچھا خواب اللہ کی طرف سے ہے، چاہے کہ اسکو محبت سے بیان کیا جاوے اور برا خواب شیطان کی طرف سے ہے جب کوئی دیکھنے والا وہ خواب

دیکھے تو چاہے کہ اپنی بائیں طرف تین مرتبہ تھکارے اور یہ پڑھے: ”أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ وَ مِنْ شَرِّ هَذِهِ الرُّؤْيَا“ وٹ اجتناب یعنی اللہ



وَيَعْلَمُكَ مِنْ تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ وَيَتِمُّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَعَلَىٰ آلِ

اور تجھے باتوں کا انجام نکالنا سکھائے گا فلک اور تجھ پر اپنی نعمت پوری کرے گا اور یعقوب کے

يَعْقُوبَ كَمَا آتَتْهَا عَلَىٰ أَبِيكَ مِنْ قَبْلِ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ إِنَّ رَبَّكَ

گھر والوں پر فلک جس طرح تیرے پہلے دونوں باپ دادا ابراہیم اور اسحاق پر پوری کی فلک بے شک تیرا رب

عَلَيْكُمْ حَكِيمٌ ۱۰ لَقَدْ كَانَ فِي يُوسُفَ وَإِخْوَتِهِ آيَاتٍ لِلْسَّالِفِينَ ۱۱ إِذْ

علم و حکمت والا ہے بے شک یوسف اور اس کے بھائیوں میں فلک پوچھنے والوں کے لیے نشانیاں ہیں فلک جب

قَالُوا لِيُوسُفَ وَأَخُوهُ أَحَبُّ إِلَيْنَا مِمَّا نَحْنُ عُصْبَةٌ إِنَّ آبَاءَنَا

بولے فلک کہ ضرور یوسف اور اس کا بھائی فلک ہمارے باپ کو ہم سے زیادہ پیارے ہیں اور ہم ایک جماعت ہیں فلک بے شک ہمارے باپ

لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ۱۲ اَقْتُلُوا يُوسُفَ وَأَطْرَحُوهُ أَرْضًا يَخُلُ لَكُمْ وَجْهُ

صراحتاً ان کی محبت میں ڈوبے ہوئے ہیں فلک یوسف کو مار ڈالو یا کہیں زمین میں پھینک دو فلک کہ تمہارے باپ کا منہ صرف تمہاری ہی

تعالیٰ کا کسی بندے کو برگزیدہ کر لینا یعنی چن لینا، اس کے معنی یہ ہیں کہ کسی بندے کو فیض ربانی کے ساتھ مخصوص کرے جس سے اس کو طرح طرح کے کرامات

و کمالات بے سعی و محنت حاصل ہوں۔ یہ مرتبہ انبیاء کے ساتھ خاص ہے اور ان کی بدولت ان کے مقربین، صدیقین و شہداء و صالحین بھی اس نعمت سے سرفراز کئے

جاتے ہیں۔ فلک علم و حکمت عطا کرے گا اور کتب سابقہ اور احادیث انبیاء کے غوامض کشف (بہید ظاہر) فرمائے گا اور مفسرین نے اس سے تعبیر خواب بھی مراد

لی ہے۔ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام تعبیر خواب کے بڑے ماہر تھے۔ فلک نبوت عطا فرما کر، جو اعلیٰ مناصب میں سے ہے اور خلق کے تمام منصب اس سے

فروتر (مکتر) ہیں اور سلطنتیں دے کر دین و دنیا کی نعمتوں سے سرفراز کر کے۔ فلک کہ انہیں نبوت عطا فرمائی۔ بعض مفسرین نے فرمایا: اس نعمت سے مراد یہ ہے کہ

حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ناز و نورد سے خلاصی دی اور اپنا غلیل بنا یا اور حضرت اسحاق علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حضرت یعقوب اور اسباب عنایت کئے۔ فلک

حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پہلی بی بی لیا بنت لیان آپ کے ماموں کی بیٹی ہیں، ان سے آپ کے چھ فرزند ہوئے: زوہیل، شمعون، لاوی، یوسف و زبولون،

بنیمن اور چار بیٹے حرم (باندیوں) سے ہوئے: دان، نفتالی، جاد، آشیر، ان کی مائیں زلفہ اور بیلہ۔ ”لیا“ کے انتقال کے بعد حضرت یعقوب علیہ السلام نے

ان کی بہن راحیل سے نکاح فرمایا، ان سے دو فرزند ہوئے: یوسف، بنیامین۔ یہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارہ صاحبزادے ہیں۔ انہیں ”کواسباط“ کہتے ہیں۔

فلک پوچھنے والوں سے یہود مراد ہیں جنہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حال اور اولاد حضرت یعقوب علیہ السلام

کے خطہ کنعان سے سرزمین مصر کی طرف منتقل ہونے کا سبب دریافت کیا تھا۔ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حالات

بیان فرمائے اور یہود نے ان کو تورات کے مطابق پایا تو انہیں حیرت ہوئی کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنا بڑھنے اور علماء و اخبار کی مجلس میں بیٹھنے اور کسی

سے کچھ سیکھنے کے بغیر اس قدر صحیح واقعات کیسے بیان فرمائے! یہ دلیل ہے کہ آپ ضرور نبی ہیں اور قرآن پاک ضرور وحی الہی ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم قدس

سے مشرف فرمایا، علاوہ بریں اس واقعہ میں بہت سی عمرتیں اور نصیحتیں اور حکمتیں ہیں۔ فلک برادران حضرت یوسف فلک حقیقی بنیامین فلک قوی ہیں، زیادہ کام

آسکتے ہیں، زیادہ فائدہ پہنچا سکتے ہیں، حضرت یوسف علیہ السلام چھوٹے ہیں کیا کام کر سکتے ہیں؟ فلک اور یہ بات ان کے خیال میں نہ آئی کہ حضرت یوسف علیہ

الصلوٰۃ والسلام کی والدہ کا ان کی صغریٰ میں انتقال ہو گیا اس لیے وہ مزید شفقت و محبت کے مورد (مستحق) ہوئے اور ان میں رُشد و نجابت (بزرگی) کی وہ نشانیاں

پائی جاتی ہیں جو دوسرے بھائیوں میں نہیں ہیں۔ یہ سب ہے کہ حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ زیادہ محبت ہے۔

یہ سب باتیں خیال میں نہ لا کر انہیں اپنے والد ماجد کا حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام سے زیادہ محبت فرمانا شاق گزرا اور انہوں نے باہم ل کر یہ مشورہ کیا کہ کوئی

ایسی تدبیر سوچنی چاہئے جس سے ہمارے والد صاحب کو ہماری طرف زیادہ التفات ہو۔ بعض مفسرین نے کہا ہے کہ شیطان بھی اس مجلس مشورہ میں شریک ہوا اور

اس نے حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قتل کی رائے دی اور گفتگو نے مشورہ اس طرح ہوئی فلک آبادیوں سے دور۔

أَبِيكُمْ وَتَكُونُوا مِنْ بَعْدِهِ قَوْمًا صَالِحِينَ ۹ قَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ لَا

طرف رہے وٹ اور اس کے بعد پھر نیک ہو جانا وٹ ان میں ایک کہنے والا وٹ بولا

تَقْتُلُوا يُوسُفَ وَأَلْقُوهُ فِي غِيَابِ الْجُبِّ يَلْتَقِطُهُ بَعْضُ السَّيَّارَةِ

یوسف کو مارو نہیں وٹ اور اسے اندھے (گہرے تاریک) کنویں میں ڈال دو کہ کوئی راہ چلتا اسے آکر لے جائے وٹ

إِنْ كُنْتُمْ فَعِلِينَ ۱۰ قَالُوا يَا بَنَا مَالِكِ لَا تَمْنَأَ عَلَيَّ يُوسُفَ وَإِنَّا لَهُ

اگر تمہیں کرنا ہے وٹ بولے اے ہمارے باپ آپ کو کیا ہوا کہ یوسف کے معاملہ میں ہمارا اعتبار نہیں کرتے اور ہم تو اس کے

لنصْحُونَ ۱۱ أُرْسِلَهُ مَعَنَا غَدًا يَرْتَعْوِيْلَعْبُ وَإِنَّا لَهُ لَحَفُظُونَ ۱۲

خیر خواہ ہیں کل اسے ہمارے ساتھ بھیج دیجئے کہ میوے کھائے اور کھیلے وٹ اور بے شک ہم اس کے نگہبان ہیں وٹ

قَالَ إِنِّي لَيَحْزُنُنِي أَنْ تَذْهَبُوا بِهِ وَأَخَافُ أَنْ يَأْكُلَهُ الذِّبُّ وَأَنْتُمْ

بولا بے شک مجھے رنج دے گا کہ تم اسے لے جاؤ وٹ اور ڈرتا ہوں کہ اسے بھیڑیا کھالے وٹ اور تم

عَنْهُ غَفْلُونَ ۱۳ قَالُوا لَئِنْ أَكَلَهُ الذِّبُّ وَنَحْنُ عُصْبَةٌ إِنَّا إِذًا

اس سے بے خبر رہو وٹ بولے اگر اسے بھیڑیا کھا جائے اور ہم ایک جماعت ہیں جب تو ہم کسی

لْخَسِرُونَ ۱۴ فَلَمَّا ذَهَبُوا بِهِ وَاجْمَعُوا أَنْ يَجْعَلُوهُ فِي غِيَابِ الْجُبِّ ج

مصرف (کام) کے نہیں وٹ پھر جب اسے لے گئے وٹ اور سب کی رائے یہی ٹھہری کہ اسے اندھے (تاریک گہرے) کنویں میں ڈال دیں وٹ

بسی یہی صورتیں ہیں جن سے وٹ اور انہیں فقط تمہاری ہی محبت ہو اور کی نہیں۔ وٹ اور توبہ کر لینا۔ وٹ یعنی یہوذا یا روبیل۔ وٹ کیونکہ قتل گناہ عظیم ہے۔

وٹ یعنی کوئی مسافر وہاں گزرے اور کسی ملک کو انہیں لے جائے، اس سے بھی غرض حاصل ہے کہ نہ وہ یہاں رہیں گے نہ والد صاحب کی نظر عنایت اس طرح ان

پر ہوگی۔ وٹ اس میں اشارہ ہے کہ چاہئے تو یہ کہ کچھ بھی نہ کرو لیکن اگر تم نے ارادہ ہی کر لیا ہے تو بس اتنے ہی پر اکتفا کرو۔ چنانچہ سب اس پر متفق ہو گئے اور اپنے

والد سے وٹ یعنی تفریح کے حلال مشاغل سے لطف اندوز ہوں مثل شکار اور تیر اندازی وغیرہ کے۔ وٹ ان کی پوری نگہداشت رکھیں گے۔ وٹ کیونکہ ان کی

ایک ساعت کی جدائی گوارا نہیں ہے۔ وٹ کیونکہ اس سرزمین میں بھیڑیے اور درندے بہت ہیں۔ وٹ اور اپنی سیر و تفریح میں مشغول ہو جاؤ۔ وٹ لہذا انہیں

ہمارے ساتھ بھیج دیجئے۔ تقدیر الہی یونہی تھی حضرت یعقوب علیہ السلام نے اجازت دی اور وقت رواگئی حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قمیص جو خریر

جنت (جنتی ریشم) کی تھی اور جس وقت کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کپڑے اتار کر آگ میں ڈالا گیا تھا حضرت جبریل علیہ السلام نے وہ قمیص آپ کو

پہنائی تھی، وہ قمیص مبارک حضرت ابراہیم علیہ السلام سے حضرت اسحاق علیہ السلام کو اور ان سے ان کے فرزند حضرت یعقوب علیہ السلام کو پہنچی تھی، وہ قمیص حضرت

یعقوب علیہ السلام نے تعویذ بنا کر حضرت یوسف علیہ السلام کے گلے میں ڈال دی۔ وٹ اس طرح کہ جب تک حضرت یعقوب علیہ السلام انہیں دیکھتے رہے

وہاں تک تو وہ حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے کندھوں پر سوار کئے ہوئے عزت و آرام کے ساتھ لے گئے، جب دور نکل گئے اور حضرت یعقوب علیہ السلام کی

نظروں سے غائب ہو گئے تو انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو زمین پر دے پٹکا اور دلوں میں جو عداوت تھی وہ ظاہر ہوئی، جس کی طرف جاتے تھے وہ مارتا تھا

اور طعنے دیتا تھا اور خواب جو کسی طرح انہوں نے سن پایا تھا اس پر تشبیح کرتے تھے اور کہتے تھے اپنے خواب کو بلا وہ اب تجھے ہمارے ہاتھوں سے چھٹائے

(چھڑائے)۔ جب سختیاں حد کو پہنچیں تو حضرت یوسف علیہ السلام نے یہوذا سے کہا: خدا سے ڈر! اور ان لوگوں کو ان زیادتیوں سے روک! یہوذا نے اپنے بھائیوں

وَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِ لَتُنَبِّئَهُمْ بِأَمْرِهِمْ هَذَا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿١٥﴾ وَجَاءَ وَ

اور ہم نے اسے وحی بھیجی ۱۵ کہ ضرور تو انہیں ان کا یہ کام بتا دے گا ۱۵ ایسے وقت کہ وہ نہ جانتے ہوں گے ۱۵ اور رات ہوئے

أَبَاهُمْ عِشَاءً يَبْكُونَ ﴿١٦﴾ قَالُوا يَا بَانَا إِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَتَرَكْنَا

اپنے باپ کے پاس روتے آئے ۱۶ بولے اے ہمارے باپ ہم دوڑ کرتے نکل گئے ۱۶ اور یوسف کو

يُوسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَالْكَذِبُ جَ وَمَا أَنْتَ بِسُؤْمِنٍ لَّنَا وَلَوْ كُنَّا

اپنے اسباب کے پاس چھوڑا تو اسے بھیڑیا کھا گیا اور آپ کسی طرح ہمارا یقین نہ کریں گے اگرچہ

صَادِقِينَ ﴿١٧﴾ وَجَاءَ وَ عَلَى قَيْصِهِ بِدَمٍ كَذِبٍ ﴿١٨﴾ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ

ہم سچے ہوں ۱۷ اور اس کے کرتے پر ایک جھوٹا خون لگا لائے ۱۸ کہا بلکہ تمہارے دلوں نے

أَنْفُسَكُمْ أَمْراً فَصَبْرٌ جَبِيلٌ ﴿١٩﴾ وَاللَّهُ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿٢٠﴾ وَ

ایک بات تمہارے واسطے بنائی ہے ۱۹ تو صبر اچھا اور اللہ ہی سے مدد چاہتا ہوں ان باتوں پر جو تم بتا رہے ہو ۲۰ اور

سے کہا کہ تم نے مجھ سے کیا عہد کیا تھا؟ یاد کرو قتل کی نہیں ٹھہری تھی، تب وہ ان حرکتوں سے باز آئے۔ ۲۱ چنانچہ انہوں نے ایسا کیا۔ یہ کنواں کنعان سے تین

فرسنگ کے فاصلہ پر حوالی بیٹھ المقدس (بیت المقدس کے اردگرد) یا سرزمین اُردن میں واقع تھا۔ اوپر سے اس کا منہ تنگ تھا اور اندر سے فراخ۔ حضرت یوسف علیہ

الصلوة والسلام کے ہاتھ پاؤں باندھ کر قمیص اتار کر، کنوئیں میں چھوڑا، جب وہ اس کی نصف گہرائی تک پہنچے تو رسی چھوڑ دی تاکہ آپ پانی میں گر کر ہلاک ہو جائیں۔

حضرت جبریل امین حکم الہی پہنچے اور انہوں نے آپ کو ایک پتھر پر بٹھا دیا جو کنوئیں میں تھا اور آپ کے ہاتھ کھول دیئے اور روائی کے وقت حضرت یعقوب علیہ

السلام نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قمیص جو تعویذ بنا کر آپ کے گلے میں ڈال دیا تھا وہ کھول کر آپ کو پہنا دیا، اس سے اندھیرے کنوئیں میں روشنی ہو گئی۔

سبحان اللہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مبارک اجزاء شریفہ میں کیا برکت ہے کہ ایک قمیص جو اس بابرکت بدن سے مس ہو اس نے اندھیرے کنوئیں کو روشن

کر دیا۔ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ ملبوسات اور آثار مقبولان حق سے برکت حاصل کرنا شرع میں ثابت اور انبیاء کی سنت ہے۔ ۲۲ بواسطہ حضرت جبریل علیہ

السلام کے یا بطریق الہام کہ آپ غمگین نہ ہوں، ہم آپ کو عتیق چاہ (گہرے کنوئیں) سے بلند جاہ (بلند مرتبے) پر پہنچائیں گے اور تمہارے بھائیوں کو حاجت مند بنا

کر تمہارے پاس لائیں گے اور انہیں تمہارے زیر فرمان کریں گے اور ایسا ہوگا۔ ۲۳ جو انہوں نے اس وقت تمہارے ساتھ کیا۔ ۲۴ کہ تم یوسف ہو۔ کیونکہ اس

وقت آپ کی شان ایسی رفیع ہوگی، آپ اس مسند سلطنت و حکومت پر ہوں گے کہ وہ آپ کو نہ پہنچائیں گے۔ الحاصل برادران یوسف علیہ السلام حضرت یوسف علیہ

السلام کو کنوئیں میں ڈال کر واپس ہوئے اور حضرت یوسف علیہ السلام کا قمیص جو اتار لیا تھا اس کو ایک بکری کے بچے کے خون میں رنگ کر ساتھ لے لیا۔ ۲۵ جب

مکان کے قریب پہنچے ان کے پیچھے کی آواز حضرت یعقوب علیہ السلام نے سنی تو گھبرا کر باہر تشریف لائے اور فرمایا: اے میرے فرزندو! کیا تمہیں بکریوں میں کچھ

نقصان ہوا؟ انہوں نے کہا: نہیں۔ فرمایا پھر کیا مصیبت پہنچی اور یوسف کہاں ہیں؟ ۲۶ یعنی ہم آپس میں ایک دوسرے سے دوڑ کرتے تھے کہ کون آگے نکلے اس

دوڑ میں ہم دوڑ نکل گئے ۲۷ کیونکہ تمہارے ساتھ کوئی گواہ ہے نہ کوئی ایسی دلیل و علامت ہے جس سے ہماری راست گوئی (سچائی) ثابت ہو۔ ۲۸ اور قمیص کو

پھاڑنا بھول گئے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام وہ قمیص اپنے چہرہ مبارک پر رکھ کر بہت روئے اور فرمایا: عجب طرح کا ہوشیار بھیڑیا تھا جو میرے بیٹے کو کھانا گیا اور

قمیص کو پھاڑا تک نہیں۔ ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ وہ ایک بھیڑیا پکڑ لائے اور حضرت یعقوب علیہ السلام سے کہنے لگے کہ یہ بھیڑیا ہے جس نے حضرت یوسف

علیہ السلام کو کھایا ہے آپ نے اس بھیڑیے سے دریافت فرمایا: وہ حکم الہی گویا ہو کر کہنے لگا: حضور نہ میں نے آپ کے فرزند کو کھایا اور نہ انبیاء کے ساتھ کوئی بھیڑیا

ایسا کر سکتا ہے۔ حضرت نے اس بھیڑیے کو چھوڑ دیا اور بیٹوں سے ۲۹ اور واقعہ اس کے خلاف ہے۔ ۳۰ حضرت یوسف علیہ السلام تین روز کنوئیں میں

رہے، اس کے بعد اللہ نے انہیں اس سے نجات عطا فرمائی۔



جَاءَتْ سَيَّارَةٌ فَأَرْسَلُوا وَارِدَهُمْ فَأَدْلَى دَلْوَةً ط قَالَ يَبُشْرَى هَذَا

ایک قافلہ آیا ۴۳ انھوں نے اپنا پانی لانے والا بھیجا ۴۴ تو اس نے اپنا ڈول ڈالا ۴۵ بولا آہا کیسی خوشی کی بات ہے یہ تو

عِلْمٌ ط وَأَسْرُوكُمْ بِضَاعَةٌ ط وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِمَا يَعْمَلُونَ ۱۹ ۱۹ وَشَرُّوكُمْ بِشْرِينَ

ایک لڑکا ہے اور اسے ایک پونجی بنا کر چھپالیا ۴۶ اور اللہ جانتا ہے جو وہ کرتے ہیں اور بھائیوں نے اسے کھوٹے

بَخْسٍ دَرَاهِمٍ مَعْدُودَةٍ ۲۰ وَكَانُوا فِيهِ مِنَ الزَّاهِدِينَ ۲۰ وَقَالَ

داموں گنتی کے روپوں پر بیچ ڈالا ۴۷ اور انھیں اس میں کچھ رغبت نہ تھی ۴۸ اور مصر کے

الَّذِي اشْتَرَاهُ مِنْ مِّصْرَ لَا مِرَاتٍ ۲۱ أَكْرَمَى مَثْوَاهُ عَسَى أَنْ يَنْفَعَنَا

جس شخص نے اسے خریدا وہ اپنی عورت سے بولا ۴۹ انھیں عزت سے رکھو شاید ان سے ہمیں نفع پہنچے ۵۰

أَوْ نَتَّخِذَهُ وَدَدًا ط وَكَذَلِكَ مَكَّنَّا لِيُوسُفَ فِي الْأَرْضِ وَلِنُعَلِّمَهُ مِنْ

یا ان کو ہم بیٹا بنا لیں ۵۱ اور اسی طرح ہم نے یوسف کو اس زمین میں جماؤ (رہنے کو ٹھکانا) دیا اور اس لیے کہ اسے

تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ ط وَاللَّهُ غَالِبٌ عَلَى أَمْرِهِ وَلَكِنَّ أَكْثَرِ النَّاسِ لَا

باتوں کا انجام سکھائیں ۵۲ اور اللہ اپنے کام پر غالب ہے مگر اکثر آدمی

۴۳ جو مدین سے مصر کی طرف جا رہا تھا وہ راستہ بہک کر اس جنگل میں آ پڑا جہاں آبادی سے بہت دور یہ کنواں تھا اور اس کا پانی کھاری تھا مگر حضرت یوسف علیہ

السلامہ کی برکت سے بیٹھا ہو گیا، جب وہ قافلہ والے اس کنویں کے قریب اترے تو ۴۴ جس کا نام مالک بن ذُعرُزاعی تھا، یہ شخص مدین کا رہنے والا تھا، جب وہ

کنویں پر پہنچا ۴۵ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہ ڈول پکڑ لیا اور اس میں لٹک گئے، مالک نے ڈول کھینچا، آپ باہر تشریف لائے، اس نے آپ کا حُسن

عالمِ افرودیکھا تو نہایت خوشی میں آ کر اپنے یاروں کو مُودہ دیا ۴۶ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی جو اس جنگل میں اپنی بکریاں چراتے تھے وہ دیکھ بھال

رکھتے تھے آج جو انہوں نے یوسف علیہ السلام کو کنویں میں نہ دیکھا تو انہیں تلاش ہوئی اور قافلہ میں پہنچے وہاں انہوں نے مالک بن ذُعر کے پاس حضرت یوسف علیہ

السلامہ کو دیکھا تو وہ اس سے کہنے لگے کہ یہ غلام ہے، ہمارے پاس سے بھاگ آیا ہے، کسی کام کا نہیں ہے، نافرمان ہے، اگر خریدو تو ہم اسے ستا بیچ دیں گے، پھر

اسے کہیں اتنی دور لے جانا کہ اس کی خبر بھی ہمارے سننے میں نہ آئے۔ حضرت یوسف علیہ السلام ان کے خوف سے خاموش کھڑے رہے اور آپ نے کچھ نہ فرمایا۔

۴۷ جن کی تعداد بقول قنادہ میں درہم تھی۔ ۴۸ پھر مالک بن ذُعر اور اس کے ساتھی حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مصر میں لائے، اس زمانہ میں مصر کا

بادشاہ ریان بن ولید بن نروان عملی تھا اور اس نے اپنی عنانِ سلطنتِ قبطیہ مصری کے ہاتھ میں دے رکھی تھی، تمام خزانہ اس کے تحت تھرتھے، اس کو عزیزِ مصر

کہتے تھے اور وہ بادشاہ کا وزیرِ اعظم تھا، جب حضرت یوسف علیہ السلام مصر کے بازار میں بیچنے کے لیے لائے گئے تو ہر شخص کے دل میں آپ کی طلب پیدا ہوئی اور

خریداروں نے قیمت بڑھانا شروع کی تا آنکہ آپ کے وزن کے برابر سونا، اتنی ہی چاندی، اتنا ہی مٹک، اتنا ہی حریر، قیمت مقرر ہوئی اور آپ کا وزن چار سو رطل تھا

اور عمر شریف اس وقت تیرہ یا سترہ سال کی تھی عزیزِ مصر نے اس قیمت پر آپ کو خرید لیا اور اپنے گھر لے آیا، دوسرے خریدار اس کے مقابلہ میں خاموش ہو گئے۔

۴۹ جس کا نام زلیخا تھا وہ قیام گاہِ نفیس ہو، لباسِ وخوراکِ اعلیٰ قسم کی ہو۔ ۵۰ اور وہ ہمارے کاموں میں اپنے تذبذب و دانائی سے ہمارے لیے نافع اور بہتر مددگار

ہوں اور امورِ سلطنت و ملک داری کے سرانجام میں ہمارے کام آئیں کیونکہ رُشد کے آثار ان کے چہرے سے نمودار ہیں۔ ۵۱ یہ قبطیہ نے اس لیے کہا کہ اس کے

کوئی اولاد نہ تھی۔ ۵۲ یعنی خوابوں کی تعبیر۔

يَعْلَمُونَ ﴿٢١﴾ وَلَبَّابَدَغٍ أَشَدَّ أْتَيْنَهُ حُكْمًا وَعِلْمًا ط وَكَذَلِكَ نَجْزِي

نہیں جانتے اور جب اپنی پوری قوت کو پہنچاؤ۵۵ ہم نے اسے حکم اور علم عطا فرمایا۵۵ اور ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں

الْمُحْسِنِينَ ﴿٢٢﴾ وَرَأَوْدَتُهُ الَّتِي هُوَ فِي بَيْتِهَا عَنْ نَفْسِهِ وَغَلَّقَتِ

تیکوں کو اور وہ جس عورت ۵۶ کے گھر میں تھا اس نے اسے لہایا کہ اپنا آپا نہ روکے ۵۷ اور دروازے سب بند

الْأَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْت لَكَ ط قَالَ مَعَاذَ اللَّهِ إِنَّهُ رَبِّي أَحْسَنَ

کردیے ۵۸ اور بولی آؤ تمہیں سے کہتی ہوں ۵۹ کہا اللہ کی پناہ ۶۰ وہ عزیز تو میرا رب یعنی پرورش کرنے والا ہے

مَثْوَايَ ط إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ ﴿٢٣﴾ وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهِ ج وَهَمَّ بِهَا لَوْلَا

اس نے مجھے اچھی طرح رکھا ۶۱ بے شک ظالموں کا بھلا نہیں ہوتا اور بے شک عورت نے اس کا ارادہ کیا اور وہ بھی عورت کا ارادہ کرتا اگر

أَنْ سَأَبُرْهَانَ رَبِّهِ ط كَذَلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوءَ وَالْفَحْشَاءَ ط إِنَّهُ

اپنے رب کی دلیل نہ دیکھ لیتا ۶۲ ہم نے یوں ہی کیا کہ اس سے برائی اور بے حیائی کو پھیر دیں ۶۳ بے شک وہ

مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلِصِينَ ﴿٢٤﴾ وَاسْتَبَقَا الْبَابَ وَقَدَّتْ قَبِيصَهُ مِنْ دُبُرٍ

ہمارے چنے ہوئے بندوں میں سے ہے ۶۴ اور دونوں دروازے کی طرف دوڑے ۶۵ اور عورت نے اس کا کرتا پیچھے سے چیر لیا

وَأَلْفَيْ سَيْدَاهَا لَدَا الْبَابِ ط قَالَتْ مَا جَزَاءُ مَنْ أَرَادَ بِأَهْلِكَ سُوءًا

اور دونوں کو عورت کامیاں ۶۶ دروازے کے پاس ملا ۶۷ بولی کیا سزا ہے اس کی جس نے تیری گھر والی سے بدی چاہی ۶۸

۶۹ شباب اپنی نہایت (عروج) پر آیا اور عمر شریف بقول ضحاک بیس سال کی اور بقول سدی تیس کی اور بقول کلبی اٹھارہ اور تیس کے درمیان ہوئی۔ ۷۰ یعنی علم

بائل اور فقہت فی الدین (دین کی کامل پہچان) عنایت کی۔ بعض علماء نے کہا کہ حکم سے قول صواب اور علم سے تعبیر خواب مراد ہے۔ بعض نے فرمایا: علم خالق

اشیاء کا جاننا اور حکمت علم کے مطابق عمل کرنا ہے۔ ۷۱ یعنی زینچا ۷۲ اور اس کے ساتھ مشغول ہو کر اس کی ناجائز خواہش کو پورا کریں۔ زینچا کے مکان میں کیے

بعد دیگرے سات دروازے تھے۔ اس نے حضرت یوسف علیہ السلام پر تو یہ خواہش پیش کی ۷۳ مُتَّقِلٌ كَرْدَالٌ (تالے لگا دیے) ۷۴ حضرت یوسف علیہ

السلام نے ۷۵ وہ مجھے اس قباحت سے بچائے جس کی تو طلبگار ہے مدعا یہ تھا کہ یہ فعل حرام ہے، میں اس کے پاس جانے والا نہیں۔ ۷۶ اس کا بدلہ یہ نہیں کہ میں

اس کے اہل میں خیانت کروں، جو ایسا کرے وہ ظالم ہے۔ ۷۷ مگر حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے رب کی برہان دیکھی اور اس ارادہ فاسدہ سے محفوظ

رہے اور برہان عصمت نبوت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے نفوس طاہرہ کو اخلاق ذمیمہ (برے اخلاق) و افعال رذیلہ (گھٹیا کاموں) سے

پاک پیدا کیا ہے اور اخلاق شریفہ طاہرہ مقدسہ پر ان کی خلقت فرمائی ہے اس لیے وہ ہر ناکردنی (نا قابل عمل) فعل سے باز رہتے ہیں۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ جس

وقت زینچا آپ کے درپے ہوئی اس وقت آپ نے اپنے والد ماجد حضرت یعقوب علیہ السلام کو دیکھا کہ انگشت مبارک دندان اقدس کے نیچے دبا کر اجتناب کا اشارہ

فرماتے ہیں۔ ۷۸ اور خیانت و زنا سے محفوظ رکھیں۔ ۷۹ جنہیں ہم نے برگزیدہ کیا ہے اور جو ہماری طاعت میں اخلاص رکھتے ہیں۔ الحاصل جب زینچا آپ کے

درپے ہوئی تو حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام بھاگے اور زینچا ان کے پیچھے نہیں پکڑنے بھاگی حضرت جس جس دروازے پر پہنچتے جاتے تھے اس کا قفل کھل کر

گرتا چلا جاتا تھا۔ ۸۰ آخر کار زینچا حضرت تک پہنچی اور اس نے آپ کا کرتا پیچھے سے پکڑ کر آپ کو کھینچا کہ آپ نکلنے نہ پائیں مگر آپ غالب آئے۔ ۸۱ یعنی عزیز مصر

۸۲ فوراً ہی زینچا نے اپنی برأت ظاہر کرنے اور حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے مکر سے خائف کرنے کے لیے حیلہ تراشا اور شوہر سے ۸۳ اتنا کہہ کر اسے

إِلَّا أَنْ يُسَجَّنَ أَوْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٢٥﴾ قَالَ هِيَ رَأَوْدَتْنِي عَنْ نَفْسِي وَ

مگر یہ کہ قید کیا جائے یا دکھ کی مار ۲۵ کہا اس نے مجھ کو لہجایا کہ میں اپنی حفاظت نہ کروں وکے اور

شَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ أَهْلِهَا ۚ إِنْ كَانَ قَبِيضُهُ قُدًّا مِنْ قَبْلِ فَصَدَقَتْ

عورت کے گھر والوں میں سے ایک گواہ نے وکے گواہی دی اگر ان کا کرتا آگے سے چرا ہے تو عورت سچی ہے

وَهُوَ مِنَ الْكٰذِبِينَ ﴿٢٦﴾ وَإِنْ كَانَ قَبِيضُهُ قُدًّا مِنْ دُبُرٍ فَكَذٰبَةٌ وَهُوَ

اور انھوں نے غلط کہا وکے اور اگر ان کا کرتا پیچھے سے چاک ہوا تو عورت جھوٹی ہے اور یہ

مِنَ الصّٰدِقِينَ ﴿٢٧﴾ فَلَمَّا رَا قَبِيضَهُ قُدًّا مِنْ دُبُرٍ قَالَ إِنَّهُ مِنْ كَيْدِكُنَّ ط

سچے وکے پھر جب عزیز نے اس کا کرتا پیچھے سے چرا دیکھا وکے بولا بے شک یہ تم عورتوں کا پڑخ (فریب) ہے

إِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيمٌ ﴿٢٨﴾ يُوسُفُ أَعْرَضُ عَنْ هٰذَا ۖ وَاسْتَغْفِرُ

بے شک تمہارا پڑخ (فریب) بڑا ہے وکے اے یوسف تم اس کا خیال نہ کرو وکے اور اے عورت تو اپنے گناہ کی

لذٰنِبِكِ ۚ إِنَّكَ كُنْتِ مِنَ الْخٰطِئِينَ ﴿٢٩﴾ وَقَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِيْنَةِ امْرَأَتُ

معافی مانگ وکے بے شک تو خطاداروں میں ہے ۲۹ اور شہر میں کچھ عورتیں بولیں وکے کہ عزیز کی

اندیشہ ہوا کہ کہیں عزیز پیش میں آکر حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قتل کے درپے نہ ہو جائے اور یہ زلیخا کی شدت محبت کب گوارا کر سکتی تھی اس لیے اس نے

یہ کہا: ۲۹ یعنی اس کو کوڑے لگائے جائیں۔ جب حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیکھا کہ زلیخا انا آپ پر الزام لگاتی ہے اور آپ کے لیے قید و سزا کی

صورت پیدا کرتی ہے تو آپ نے اپنی برأت کا اظہار اور حقیقت حال کا بیان ضروری سمجھا اور وکے یعنی یہ مجھ سے فعل قبیح کی طلبگار ہوتی میں نے اس سے انکار کیا

اور میں بھاگا۔ عزیز نے کہا: یہ بات کس طرح باور کی جائے؟ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ گھر میں ایک چار مہینے کا بچہ پالنے میں تھا جو زلیخا کے

ماموں کا لڑکا ہے اس سے دریافت کرنا چاہئے۔ عزیز نے کہا کہ چار مہینے کا بچہ کیا جانے اور کیسے بولے؟ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ

اس کو گویائی دینے اور اس سے میری بے گناہی کی شہادت ادا کر دینے پر قادر ہے۔ عزیز نے اس بچے سے دریافت کیا: قدرت الہی سے وہ بچہ گویا ہوا اور اس نے

حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصدیق کی اور زلیخا کے قول کو باطل بتایا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وکے یعنی اس بچے نے وکے کیونکہ یہ صورت بتاتی ہے

کہ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام آگے بڑھے اور زلیخا نے ان کو دفع کیا تو گرتا آگے سے پھٹا وکے اس لیے کہ یہ حال صاف بتاتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ

الصلوٰۃ والسلام اس سے بھاگتے تھے اور زلیخا پیچھے سے پکڑتی تھی اس لیے گرتا پیچھے سے پھٹا۔ وکے اور جان لیا کہ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام سچے ہیں اور

زلیخا جھوٹی ہے۔ ۲۹ پھر حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف متوجہ ہو کر عزیز نے اس طرح معذرت کی وکے اور اس پر مغموں نہ ہو بیشک تم پاک ہو اور اس

کلام سے یہ بھی مطلب تھا کہ اس کا کسی سے ذکر نہ کرونا کہ چرچا نہ ہو اور شہرہ عام نہ ہو جائے۔ فائدہ: اس کے علاوہ بھی حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برأت

کی بہت سی علامتیں موجود تھیں: ایک تو یہ کہ کوئی شریف طبیعت انسان اپنے محسن کے ساتھ اس طرح کی خیانت روا نہیں رکھتا، حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام باریں

کرامت اخلاق کس طرح ایسا کر سکتے تھے۔ دوم یہ کہ دیکھنے والوں نے آپ کو بھاگتے آتے دیکھا اور طالب کی یہ شان نہیں ہوتی، وہ درپے ہوتا ہے، بھاگتا نہیں،

بھاگتا وہی ہے جو کسی بات پر مجبور کیا جائے اور وہ اسے گوارا نہ کرے۔ سوم یہ کہ عورت نے انتہا درجہ کا سنگار کیا تھا اور وہ غیر معمولی زیب و زینت کی حالت میں تھی۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رغبت و اہتمام محض اس کی طرف سے تھا۔ چہارم حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تقویٰ و طہارت جو ایک دراز مدت تک دیکھا جا

چکا تھا اس سے آپ کی طرف ایسے امر قبیح (بڑے فعل) کی نسبت کسی طرح قابل اعتبار نہیں ہو سکتی تھی، پھر عزیز مصر زلیخا کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا: وکے کہ تو نے

بے گناہ پر تہمت لگائی۔ ۲۹ عزیز مصر نے اگرچہ اس قصہ کو بہت دبا دبا لیکن یہ خبر چھپ نہ سکی اور اس کا چرچا اور شہرہ ہو ہی گیا۔ وکے یعنی شرفاء مصر کی



الْعَزِيزِ تَرَاوِدُ فَتَقَعْنَ لِنَفْسِهِ ۚ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا ۗ إِنَّا لَنَرَاهَا فِي

نبی اپنے نوجوان کا دل لہاتی ہے بے شک ان کی محبت اس کے دل میں پیر (سا) گئی ہے ہم تو اسے صریح

ضَلِيلٍ مُّبِينٍ ۚ ﴿۳۰﴾ فَلَمَّا سَبَعَتْ بِرَكْرِهِنَّ أَرْسَلَتْ إِلَيْهِنَّ وَأَعْتَدَتْ

خود رفتہ پاتے ہیں ۳۰ تو جب زلیخا نے ان کا چکر (چہ میگوئی وطن) سنا تو ان عورتوں کو بلا بھیجا اور ان کے لیے

لَهُنَّ مَتَكًا وَآتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّينًا وَقَالَتِ اخْرُجْ

سندیں تیار کیں ۳۱ اور ان میں ہر ایک کو ایک چھری دی ۳۲ اور یوسف ۳۳ سے کہا ان پر نکل

عَلَيْهِنَّ ۚ فَلَمَّا رَأَيْنَهُ أَكْبَرْنَهُ وَقَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ وَقُلْنَ حَاشَ

آؤ ۳۴ جب عورتوں نے یوسف کو دیکھا اس کی بڑائی بولنے لگیں ۳۵ اور اپنے ہاتھ کاٹ لیے ۳۶ اور بولیں اللہ کو

بِاللَّهِ مَا هَذَا بَشَرًا ۖ إِنْ هَذَا إِلَّا مَلَكٌ كَرِيمٌ ۚ ﴿۳۱﴾ قَالَتْ فَذَلِكُنَّ الَّذِي

پاکی ہے یہ تو جنس بشر سے نہیں ۳۷ یہ تو نہیں مگر کوئی معزز فرشتہ زلیخا نے کہا تو یہ ہیں وہ جن پر

لُتُنِّي فِيهِ ۖ وَقَدَّرْنَا وُدَّهُ عَنْ نَفْسِهِ فَاستَعصَمَ ۖ وَلَئِن لَّمْ يَفْعَلْ

تم مجھے بتی تھیں ۳۸ اور بے شک میں نے ان کا جی لہانا چاہا تو انھوں نے اپنے آپ کو بچایا اور بے شک اگر وہ یہ کام نہ کریں گے

مَا أَمْرُهُ لِيُجْجَنَ ۖ وَلَيَكُونَنَّ مِنَ الصَّغِيرِينَ ۚ ﴿۳۲﴾ قَالَ رَبِّ السِّجْنُ أَحَبُّ

جو میں ان سے کہتی ہوں تو ضرور قید میں پڑیں گے اور وہ ضرور ذلت اٹھائیں گے ۳۹ یوسف نے عرض کی اے میرے رب مجھے قید خانہ زیادہ پسند

عورتیں ۳۰ کہ اس آشفنگی میں اس کو اپنے ننگ و ناموس (عزت و مرتبے) اور پردے و عفت (پاکدامنی) کا لحاظ بھی نہ رہا۔ ۳۱ یعنی جب اس نے سنا کہ

اشراف مصر کی عورتیں اس کو حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت پر ملامت کرنی ہیں تو اس نے چاہا کہ وہ اپنا عذر انہیں ظاہر کر دے، اس لیے اس نے ان کی

دعوت کی اور اشراف مصر کی چالیس عورتوں کو مدعو کر دیا، ان میں وہ سب بھی تھیں جنہوں نے اس پر ملامت کی تھی، زلیخا نے ان عورتوں کو بہت عزت و احترام کے

ساتھ مہمان بنایا۔ ۳۱ نہایت پر تکلف، جن پر وہ بہت عزت و آرام سے نیک لگا کر بیٹھیں اور دسترخوان بچھائے گئے اور تم قسم کے کھانے اور میوے چنے گئے۔

۳۲ تاکہ کھانے کے لیے اس سے گوشت کاٹیں اور میوے تراشیں۔ ۳۳ کو عمدہ لباس پہنا کر ان ۳۴ پہلے تو آپ نے اس سے انکار کیا لیکن جب اصرار و تاکید

زیادہ ہوئی تو اس کی مخالفت کے اندیشہ سے آپ کو آنا ہی پڑا۔ ۳۵ کیونکہ انہوں نے اس جمال عالم افزو کے ساتھ نبوت و رسالت کے انوار اور تواضع و انکسار کے

آثار اور شامانہ ہیبت و اقتدار اور لذائذ اطعمہ (لذیذ کھانوں) اور صوفِ رجیلہ (حسین چروں) کی طرف سے بے نیازی کی شان دیکھی تعجب میں آ گئیں اور آپ کی

عظمت و ہیبت دلوں میں بھر گئی اور حسن و جمال نے ایسا وارفتہ کیا کہ ان عورتوں کو خود فراموشی ہو گئی ۳۶ بجائے یلموں کے اور دل حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام

کے ساتھ ایسے مشغول ہوئے کہ ہاتھ کاٹنے کی تکلیف کا اصلاً احساس نہ ہوا ۳۷ کہ ایسا حسن و جمال بشر میں دیکھا ہی نہیں گیا اور اس کے ساتھ نفس کی یہ طہارت کہ

مصر کے عالی خاندان، جمیلہ مخدرات (خوبصورت پردہ نشین عورتیں) طرح طرح کے نفس لباسوں اور زیوروں سے آراستہ و پیراستہ سامنے موجود ہیں اور آپ کسی کی

طرف نظر نہیں فرماتے اور قطعاً التفات نہیں کرتے۔ ۳۸ اب تم نے دیکھ لیا اور تمہیں معلوم ہو گیا کہ میری شفیقتگی (محبت) کچھ قابل تعجب اور جانے ملامت نہیں۔

۳۹ اور کسی طرح میری طرف مائل نہ ہوئے۔ اس پر مصری عورتوں نے حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہا کہ آپ زلیخا کا کہنا مان لیجئے ازلیخا بولی: ۳۰ اور

چوروں اور قاتلوں اور نافرمانوں کے ساتھ جیل میں رہیں گے کیونکہ انہوں نے میرا دل لیا اور میری نافرمانی کی اور فراق کی تلوار سے میرا خون بہایا تو یوسف علیہ السلام

إِلَىٰ مَسَائِدِ دُعُونِيَّ إِلَيْهِ ۚ وَالْأَتَصْرِفُ عَنِّي كَيْدَهُنَّ أَصْبُ إِلَيْهِنَّ ۚ

ہے اس کام سے جس کی طرف یہ مجھے بلاتی ہیں اور اگر تو مجھ سے ان کا مکر نہ پھیرے گا ۹۲ تو میں ان کی طرف مائل ہوں گا

وَإَكُنْ مِنَ الْجَاهِلِينَ ۝۳۳ فَاسْتَجَابَ لَهُ رَبُّهُ فَصَرَفَ عَنْهُ كَيْدَهُنَّ ۚ ط

اور نادان بنوں گا تو اس کے رب نے اس کی سن لی اور اس سے عورتوں کا مکر پھیر دیا

إِنَّهُ هُوَ السَّيِّعُ الْعَلِيمُ ۝۳۴ ثُمَّ بَدَأَ لَهُمْ مِنْ بَعْدِ مَا رَأَوُا الْآيَاتِ

بے شک وہی ہے سنا جانتا ۹۳ پھر سب کچھ نشانیاں دیکھ دکھا کر پچھلی مت انھیں یہی آئی (یہی مناسب سمجھا) کہ ضرور

لَيَسْجُدَنَّ لَهُ حَتَّىٰ حِينٍ ۝۳۵ وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيْنِ ۚ ط قَالَ أَحَدُهُمَا

ایک مدت تک اسے قید خانہ میں ڈالیں ۹۴ اور اس کے ساتھ قید خانہ میں دو جوان داخل ہوئے ۹۵ ان میں ایک ۹۶ بولا

إِنِّي أَرَانِي أَعْصِرُ خَمْرًا ۚ وَقَالَ الْآخَرُ إِنِّي أَرَانِي أَحْمِلُ فَوْقَ

میں نے خواب دیکھا کہ ۹۷ شراب نچوڑتا ہوں اور دوسرا بولا ۹۸ میں نے خواب دیکھا کہ میرے سر پر

رَأْسِي خُبْرًا تَأْكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ نَبَأٌ بَاطِلٌ ۚ إِنَّا نَرَاكَ مِنْ

کچھ روٹیاں ہیں جن میں سے پرند کھاتے ہیں ہمیں اس کی تعبیر بتائیے بے شک ہم آپ کو نیکوکار

الْمُحْسِنِينَ ۝۳۶ قَالَ لَا يَأْتِيكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقُنِي إِلَّا نَبَأٌ بَاطِلٌ ۚ

دیکھتے ہیں ۹۹ یوسف نے کہا جو کھانا تمہیں ملا کرتا ہے وہ تمہارے پاس نہ آنے پائے گا کہ میں اس کی تعبیر اس کے آنے سے

کو بھی خوشگوار کھانا پینا اور آرام کی نیند سونا میسر نہ ہوگا جیسا میں جدائی کی تکلیفوں میں مصیبتیں جھیلی اور صدموں میں پریشانی کے ساتھ وقت کاٹی ہوں، یہ بھی تو کچھ

تکلیف اٹھائیں، میرے ساتھ حریر (نرم و ملائم ریشمی بستری) میں شاہانہ سریر (شاہی پلنگ) پر عیش گوارا نہیں ہے تو قید خانہ کے چھبے والے بورے پر ننگے جسم کو دکھانا

گوارا کریں۔ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ سن کر مجلس سے اٹھ گئے اور مصری عورتیں ملامت کرنے کے بہانہ سے باہر آئیں اور ایک ایک نے آپ سے اپنی

تمناؤں اور مردوں کا اظہار کیا آپ کو ان کی گفتگو بہت ناگوار ہوئی (خازن و مدارک حسنی) تو بارگاہِ الہی میں ۹۲ اور اپنی عصمت کی پناہ میں نہ لے گا ۹۳ جب

حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام سے امید پوری ہونے کی کوئی شکل نہ دیکھی تو مصری عورتوں نے زلیخا سے کہا کہ اب مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ اب دو تین روز

حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قید خانہ میں رکھا جائے تاکہ وہاں کی محنت و مشقت دیکھ کر انہیں نعمت و راحت کی قدر ہو اور وہ تیری درخواست قبول کریں، زلیخا نے اس

راے کو مانا اور عزیز مصر سے کہا کہ میں اس عبری غلام کی وجہ سے بدنام ہو گئی ہوں اور میری طبیعت اس سے نفرت کرنے لگی ہے، مناسب یہ ہے کہ ان کو قید کیا جائے

تاکہ لوگ سمجھ لیں کہ وہ خطاوار ہیں اور میں ملامت سے بری ہوں، یہ بات عزیز کے خیال میں آگئی۔ ۹۴ چنانچہ انہوں نے ایسا کیا اور آپ کو قید خانہ میں بھیج دیا۔

۹۵ ان میں سے ایک تو مصر کے شاہ اعظم ریان بن ولید بن نزوان عملیقی کا مہتمم مطبخ (بادرچی خانے کا ذمہ دار) تھا اور دوسرا اس کا ساتھی (شراب پلانے والا)

ان دونوں پر یہ الزام تھا کہ انہوں نے بادشاہ کو زہر دینا چاہا اس جرم میں دونوں قید کئے گئے۔ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام جب قید خانہ میں داخل ہوئے تو آپ نے اپنے

علم کا اظہار شروع کر دیا اور فرمایا کہ میں خوابوں کی تعبیر کا علم رکھتا ہوں۔ ۹۶ جو بادشاہ کا ساتھی تھا۔ ۹۷ میں ایک باغ میں ہوں وہاں ایک انگور کے درخت میں

تین خوشے رسیدہ لگے ہوئے ہیں، بادشاہ کا کاسہ میرے ہاتھ میں ہے، میں ان خوشوں سے ۹۸ یعنی مہتمم مطبخ۔ ۹۹ کہ آپ دن میں روزہ دار رہتے ہیں رات

تمام نماز میں گزارتے ہیں جب کوئی جیل میں بیمار ہوتا ہے اس کی عیادت کرتے ہیں، اس کی خبر گیری رکھتے ہیں، جب کسی پر تنگی ہوتی ہے اس کے لیے کشائش کی راہ

قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَكُمَا ۖ ذَلِكُمَا مَعَ عَسْنَى رَبِّي ۖ إِنِّي تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَا

پہلے تمہیں بتا دوں گا فلا یہ ان علموں میں سے ہے جو مجھے میرے رب نے سکھایا ہے بے شک میں نے ان لوگوں کا دین نہ مانا جو

يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ كَفَرُونَ ﴿۳۷﴾ وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ آبَائِي

اللہ پر ایمان نہیں لاتے اور وہ آخرت سے منکر ہیں اور میں نے اپنے باپ دادا

إِبْرَاهِيمَ وَاسْحٰقَ وَيَعْقُوبَ ۖ مَا كَانَ لَنَا أَنْ نُشْرِكَ بِاللَّهِ مِنْ

ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب کا دین اختیار کیا واک ہمیں نہیں پہنچتا کہ کسی چیز کو اللہ کا شریک

شَيْءٍ ۖ ذَلِكُمْ مِنْ فَضْلِ اللَّهِ عَلَيْنَا وَعَلَى النَّاسِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ

ٹھہرائیں یہ واک اللہ کا ایک فضل ہے ہم پر اور لوگوں پر مگر اکثر لوگ

لَا يَشْكُرُونَ ﴿۳۸﴾ يُصَاحِبِي السَّجْنَءِ أَرْبَابٌ مُتَفَرِّقُونَ خَيْرٌ أَمِ اللَّهُ

شکر نہیں کرتے واک اے میرے قیدخانہ کے دونوں ساتھیو کیا جدا جدا رب واک اچھے یا ایک

الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ۖ مَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِهِ إِلَّا أَسْبَآءٌ سَيِّمُوهُمَا

اللہ جو سب پر غالب واک تم اس کے سوا نہیں پوجتے مگر نرے نام جو تم نے اور تمہارے

أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمْ مِمَّا أَنْزَلَ اللَّهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ۖ إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ

باپ دادا نے تراش لیے ہیں واک اللہ نے ان کی کوئی سند نہ اتاری حکم نہیں مگر اللہ کا

تکالتے ہیں۔ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے تعبیر دینے سے پہلے اپنے مجزے کا اظہار اور توحید کی دعوت شروع کر دی اور یہ ظاہر فرما دیا کہ علم میں

آپ کا درجہ اس سے زیادہ ہے جتنا وہ لوگ آپ کی نسبت اعتقاد رکھتے ہیں کیونکہ علم تعبیر ظن پر مبنی ہے اس لیے آپ نے چاہا کہ انہیں ظاہر فرمادیں کہ آپ غیب کی

یقینی خبریں دینے پر قدرت رکھتے ہیں اور اس سے مخلوق عاجز ہے۔ جس کو اللہ نے غیبی علوم عطا فرمائے ہوں اس کے نزدیک خواب کی تعبیر کیا بڑی بات ہے۔ اس

وقت مجزے کا اظہار آپ نے اس لیے فرمایا کہ آپ جانتے تھے کہ ان دونوں میں ایک عنقریب سولی دیا جائے گا تو آپ نے چاہا کہ اس کو کفر سے نکال کر اسلام میں

داخل کریں اور جہنم سے بچاویں۔ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ اگر عالم اپنی علمی منزلت کا اس لیے اظہار کرے کہ لوگ اس سے نفع اٹھائیں تو یہ جائز ہے۔ (مدارک و

خازن) فلا اس کی مقدر اور اس کا رنگ اور اس کے آنے کا وقت اور یہ کہ تم نے کیا کھایا یا کتنا کھایا، کب کھایا۔ فلا حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے مجزے کا

اظہار فرمانے کے بعد یہ بھی ظاہر فرما دیا کہ آپ خاندان نبوت سے ہیں اور آپ کے آباؤ اجداد انبیاء ہیں، جن کا مرتبہ علیا (بلند ترین مرتبہ) دنیا میں مشہور ہے۔ اس

سے آپ کا مقصد یہ تھا کہ سننے والے آپ کی دعوت قبول کریں اور آپ کی ہدایت کو مانیں۔ فلا توحید اختیار کرنا اور شرک سے بچنا فلا اس کی عبادت بجا

نہیں لاتے اور مخلوق پرستی کرتے ہیں۔ فلا جیسے کہ بت پرستوں نے بنا رکھے ہیں۔ کوئی سونے کا کوئی چاندی کا کوئی تانبے کا کوئی لوہے کا کوئی لکڑی کا کوئی پتھر کا

کوئی اور کسی چیز کا کوئی چھوٹا کوئی بڑا مگر سب کے سب نکلے، بیکار، نفع دے سکیں، نہ ضرر پہنچا سکیں، ایسے جھوٹے معبود واک کہ نہ کوئی اس کا مقابل ہو سکتا ہے نہ اس

کے حکم میں دخل دے سکتا ہے نہ اس کا کوئی شریک ہے نہ نظیر، سب پر اس کا حکم جاری اور سب اس کے مملوک (بندے)۔ فلا اور ان کا نام معبود رکھ لیا ہے

باوجودیکہ وہ بے حقیقت پتھر ہیں۔



أَمْرًا لَا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ ۖ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ

اس نے فرمایا ہے کہ اس کے سوا کسی کو نہ پوجو ۱۱۸ یہ سیدھا دین ہے ۱۱۹ لیکن اکثر لوگ

لَا يَعْلَمُونَ ۚ ۱۲۰) يُصَاحِبِي السِّجْنِ أَمَّا أَحَدُكُمَا فَيَسْقِي رَبَّهُ خَمْرًا ۚ

نہیں جانتے ۱۱۸ اے قیدخانہ کے دونوں ساتھیو تم میں ایک تو اپنے رب (بادشاہ) کو شراب پلائے گا ۱۱۹

وَأَمَّا الْآخَرُ فَيُصَدِّبُ فَتَأْكُلُ الطَّيْرُ مِنْ رَأْسِهِ ۚ قُضِيَ الْأَمْرُ الَّذِي

رہا دوسرا ۱۱۹ وہ سولی دیا جائے گا تو پرندے اس کا سر کھائیں گے ۱۲۰ حکم ہو چکا اس بات کا

فِيهِ تَسْتَفْتِينَ ۚ ۱۲۱) وَقَالَ لِلَّذِي ظَنَّ أَنَّهُ نَاجٍ مِّنْهُمَا اذْكُرْنِي عِنْدَ

جس کا تم سوال کرتے تھے ۱۲۰ اور یوسف نے ان دونوں میں سے جسے بچتا سمجھا ۱۲۱ اس سے کہا اپنے رب (بادشاہ) کے پاس میرا

رَبِّكَ ۚ فَإِنْسَهُ الشَّيْطَانُ ذَكَرَ رَبَّهُ فَلَبِثَ فِي السِّجْنِ بِضْعَ

ذکر کرنا ۱۲۱ تو شیطان نے اسے بھلا دیا کہ اپنے رب (بادشاہ) کے سامنے یوسف کا ذکر کرے تو یوسف کئی برس اور جیل خانہ میں

سِنِينَ ۚ ۱۲۲) وَقَالَ الْمَلِكُ إِنِّي أَرَىٰ سَبْعَ بَقَرَاتٍ سِمَانٍ يَأْكُلُهُنَّ

رہا ۱۲۲ اور بادشاہ نے کہا میں نے خواب میں دیکھیں سات گائیں فر بہ (موٹی تازی) کہ انہیں ساتھ دلی گا ئیں کھا

سَبْعَ عَجَافٍ وَسَبْعَ سُنْبُلَاتٍ خَضِرًا وَأُخْرَىٰ يَأْكُلُهَا الْمَلَأُ

رہی ہیں اور سات بالیں ہری اور دوسری سات سوکھی ۱۲۲ اے درباریو

أَفْتُونِي فِي رُءْيَايَ إِن كُنْتُمْ لِلرُّءْيَا تَعْبُرُونَ ۚ ۱۲۳) قَالُوا أَضْغَاثُ

میری خواب کا جواب دو اگر تمہیں خواب کی تعبیر آتی ہو بولے پریشان

۱۲۳ کیونکہ صرف وہی مستحق عبادت ہے۔ ۱۲۴ جس پر دلائل و براہین قائم ہیں۔ ۱۲۵ توحید و عبادت الہی کی دعوت دینے کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام نے

تعبیر خواب کی طرف توجہ فرمائی اور ارشاد کیا۔ ۱۲۶ یعنی بادشاہ کا ساتی تو اپنے عہدہ پر بحال کیا جائے گا اور پہلے کی طرح بادشاہ کو شراب پلائے گا اور تین خوشے جو

خواب میں بیان کئے گئے ہیں یہ تین دن ہیں اتنے ہی ایام قیدخانہ میں رہے گا پھر بادشاہ اس کو بلا لے گا۔ ۱۲۷ یعنی مہتمم مطبخ و طعام۔ ۱۲۸ حضرت ابن مسعود رضی

اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تعبیر سن کر ان دونوں نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا کہ خواب تو ہم نے کچھ بھی نہیں دیکھا ہم تو ہنسی کر رہے تھے۔ حضرت یوسف علیہ

الصلوة والسلام نے فرمایا۔ ۱۲۹ جو میں نے کہہ دیا یہ ضرور واقع ہوگا تم نے خواب دیکھا ہو یا نہ دیکھا ہو اب یہ حکم نل نہیں سکتا۔ ۱۳۰ یعنی ساتی کو۔ ۱۳۱ اور میرا حال

بیان کرنا کہ قیدخانہ میں ایک مظلوم بے گناہ قید ہے اور اس کی قید کو ایک زمانہ گزر چکا ہے۔ ۱۳۲ اکثر مفسرین اس طرف ہیں کہ اس واقعہ کے بعد حضرت یوسف علیہ

السلام سات برس اور قید میں رہے اور پانچ برس پہلے رہ چکے تھے اور اس مدت کے گزرنے کے بعد جب اللہ تعالیٰ کو حضرت یوسف کا قید سے نکالنا منظور ہوا تو مصر

کے شاہ اعظم ریان بن ولید نے ایک عجیب خواب دیکھا، جس سے اس کو بہت پریشانی ہوئی اور اس نے ملک کے ساحروں اور کانہوں اور تعبیر دینے والوں کو جمع کر

کے ان سے اپنا خواب بیان کیا۔ ۱۳۳ جو ہری پرلٹیں اور انہوں نے ہری کو سکھا دیا۔

أَحْلَامٍ ۚ وَمَا نَحْنُ بِتَأْوِيلِ الْأَحْلَامِ بِعَلَمِينَ ﴿۳۳﴾ وَقَالَ الَّذِي

خوابیں ہیں اور ہم خواب کی تعبیر نہیں جانتے اور بولا وہ جو

نَجَامُنْهَا وَادَّكَرَ بَعْدَ أُمَّةٍ أَنَا أُنَبِّئُكُمْ بِتَأْوِيلِهِ فَأَرْسِلُونِ ﴿۳۵﴾

ان دونوں میں سے بچا تھا ۱۱۸ اور ایک مدت بعد اسے یاد آیا ۱۱۹ میں تمہیں اس کی تعبیر بتاؤں گا مجھے بھیجو ۱۲۰

يُوسُفُ أَيُّهَا الصِّدِّيقُ أَفْتِنَا فِي سَبْعِ بَقَرَاتٍ سِمَانٍ يَأْكُلُهُنَّ سَبْعُ

اے یوسف اے صدیق ہمیں تعبیر دیجئے سات فرسہ گایوں کی جنہیں سات دہلی کھاتی

عِجَافٌ وَسَبْعِ سُنبُلَاتٍ خُضْرٍ وَأُخْرَىٰ يُسْتَلْعَلْنَ إِلَىٰ أَرْجَعِ إِلَىٰ

ہیں اور سات ہری بالیں اور دوسری سات سوکھی ۱۲۱ شاید میں لوگوں کی طرف

النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿۳۶﴾ قَالَ تَزْرَعُونَ سَبْعَ سِنِينَ دَابَّاجًا فَمَا

لوٹ کر جاؤں شاید وہ آگاہ ہوں ۱۲۲ کہا تم کھیتی کرو گے سات برس لگاتار ۱۲۳ تو جو

حَصَدْتُمْ فَذَرُّوهُ فِي سُنبُلِهِ إِلَّا قَلِيلًا مِّمَّا تَأْكُلُونَ ﴿۳۷﴾ ثُمَّ يَأْتِي مِنْ

کاٹو اسے اس کی بال میں رہنے دو ۱۲۴ مگر تھوڑا جتنا کھاو ۱۲۵ پھر اس کے

بَعْدَ ذَلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ يَأْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ إِلَّا قَلِيلًا مِّمَّا

بعد سات کڑے (سخت تنگی والے) برس آئیں گے ۱۲۶ کہ کھا جائیں گے جو تم نے ان کے لیے پہلے جمع کر رکھا تھا ۱۲۷ مگر تھوڑا جو

تُحْصِنُونَ ﴿۳۸﴾ ثُمَّ يَأْتِي مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ عَامٌ فِيهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيهِ

بچاؤ ۱۲۸ پھر ان کے بعد ایک برس آئے گا جس میں لوگوں کو مینھ دیا جائے گا اور اس میں

يُعْصِرُونَ ﴿۳۹﴾ وَقَالَ الْمَلِكُ اسْتَوْفِي بِهِ ۚ فَلَمَّا جَاءَهُ الرَّسُولُ قَالَ

رس نچوڑیں گے ۱۲۹ اور بادشاہ بولا کہ انہیں میرے پاس لے آؤ تو جب اس کے پاس پہنچی آیا ۱۳۰ کہا

۱۱۸ یعنی ساتی۔ ۱۱۹ کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اس سے فرمایا تھا کہ اپنے آقا کے سامنے میرا ذکر کرنا۔ ساتی نے کہا کہ ۱۲۰ قیدخانہ میں وہاں تعبیر خواب

کے ایک عالم ہیں بس بادشاہ نے اس کو بھیج دیا وہ قیدخانہ میں پہنچ کر حضرت یوسف علیہ السلام کی خدمت میں عرض کرنے لگا: ۱۲۱ یہ خواب بادشاہ نے دیکھا ہے اور

ملک کے تمام علماء و حکماء اس کی تعبیر سے عاجز رہے ہیں حضرت اس کی تعبیر ارشاد فرمائیں۔ ۱۲۲ خواب کی تعبیر سے اور آپ کے علم و فضل اور مرتبت و منزلت کو

جائیں اور آپ کو اس محنت سے رہا کر کے اپنے پاس بلائیں۔ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تعبیر دی اور ۱۲۳ اس زمانہ میں خوب پیداوار ہوگی، سات موٹی

گایوں اور سات ہزبالیوں سے اسی کی طرف اشارہ ہے۔ ۱۲۴ تاکہ خراب نہ ہو اور آفات سے محفوظ رہے۔ ۱۲۵ اس پر سے بھوتی اتار لو اور اسے صاف کر لو باقی کو

ذخیرہ بنا کر محفوظ کر لو۔ ۱۲۶ جن کی طرف دہلی گایوں اور سوکھی بالوں میں اشارہ ہے۔ ۱۲۷ اور ذخیرہ کر لیا تھا۔ ۱۲۸ بیج کے لیے تاکہ اس سے کاشت کرو۔

۱۲۹ انکو راکا اوتل، زیتون کے تیل نکالیں گے، یہ سال کثیر الخیر ہوگا، زمین سرسبز و شاداب ہوگی، درخت خوب پھلیں گے۔ حضرت یوسف علیہ السلام سے یہ تعبیر سن کر

ارْجِعْ اِلَىٰ رَبِّكَ فَسَأَلَهُ مَا بَالَ الْبُؤْسِ الَّذِي قَطَعْنَا اَيْدِيَهُنَّ ۖ ط

اپنے رب (بادشاہ) کے پاس پلٹ جا پھر اس سے پوچھو ۱۳۱ کیا حال ہے ان عورتوں کا جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹے تھے

اِنَّ رَبِّيٰ بِكَيْدِهِنَّ عَلِيمٌ ﴿۵۰﴾ قَالَ مَا خَطْبُكُمْ اِذْ رَاوَدْتُنَّ يُوْسُفَ

بے شک میرا رب ان کا فریب جانتا ہے ۱۳۲ بادشاہ نے کہا اے عورتو تمہارا کیا کام تھا جب تم نے یوسف کا

عَنْ نَفْسِهِ ۖ قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِنْ سُوْءٍ ۖ ط قَالَتْ اِمْرَاَتُ

جی (دل) لہانا چاہا بولیں اللہ کو پاکی ہے ہم نے ان میں کوئی بدی نہ پائی عزیز کی عورت ۱۳۳

الْعَزِيْزِ اَلَّذِيْ حَصَحَ الْحَقُّ اَنَا رَاوَدْتُهُ عَنْ نَفْسِهِ وَاِنَّهٗ لَمِنَ

بولی اب اصلی بات کھل گئی میں نے ان کا جی لہانا چاہا تھا اور وہ بے شک

الصّٰدِقِيْنَ ﴿۵۱﴾ ذٰلِكَ لِيَعْلَمَ اَنِّيْ لَمْ اَخْنُهٗ بِالْغَيْبِ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي

سچے ہیں ۱۳۴ یوسف نے کہا یہ میں نے اس لیے کیا کہ عزیز کو معلوم ہو جائے کہ میں نے پیٹھ پیچھے اس کی خیانت نہ کی اور اللہ

## كَيْدَ الْخَائِنِيْنَ ﴿۵۲﴾

دغا بازوں کا مکر نہیں چلنے دیتا

واپس ہوا اور بادشاہ کی خدمت میں جا کر تعبیر بیان کی، بادشاہ کو یہ تعبیر بہت پسند آئی اور اسے یقین ہوا کہ جیسا حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے ضرور ویسا ہی ہوگا بادشاہ کو شوق پیدا ہوا کہ اس خواب کی تعبیر خود حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک سے سنے۔ ۱۳۵ اور اس نے حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں بادشاہ کا پیام عرض کیا تو آپ نے ۱۳۶ یعنی اس سے درخواست کر کہ وہ پوچھے تفتیش کرے۔ ۱۳۷ یہ آپ نے اس لیے فرمایا تاکہ بادشاہ کے سامنے آپ کی برأت اور بے گناہی معلوم ہو جائے اور یہ اس کو معلوم ہو کہ یہ قید طویل بے وجہ ہوئی تاکہ آئندہ حاسدوں کو نیش زنی (برائی کرنے) کا موقع نہ ملے۔ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ دفع تہمت میں کوشش کرنا ضروری ہے۔ اب قاصد حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس سے یہ پیام لے کر بادشاہ کی خدمت میں پہنچا۔ بادشاہ نے سن کر عورتوں کو جمع کیا اور ان کے ساتھ عزیز کی عورت کو بھی۔ ۱۳۸ زینبا ۱۳۹ بادشاہ نے حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس پیام بھیجا کہ عورتوں نے آپ کی پاکی بیان کی اور عزیز کی عورت نے اپنے گناہ کا اقرار کر لیا، اس پر حضرت۔



وَمَا أَبْرَىٰ نَفْسِي ۚ إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ إِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّي ۗ ط

اور میں اپنے نفس کو بے قصور نہیں بتاتا ۱۳۵۱ بے شک نفس تو برائی کا بڑا حکم دینے والا ہے مگر جس پر میرا رب رحم کرے ۱۳۵۲

إِنَّ رَبِّي غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿۵۳﴾ وَقَالَ الْمَلِكُ اسْتَوِي بِي ۖ اسْتَخْلَصْهُ

بے شک میرا رب بخشنے والا مہربان ہے ۱۳۵۳ اور بادشاہ بولا انھیں میرے پاس لے آؤ کہ میں انہیں خاص اپنے

لِنَفْسِي ۚ فَلَمَّا كَلَّمَهُ قَالَ إِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِينٌ أَمِينٌ ﴿۵۴﴾ قَالَ

لیے چن لوں ۱۳۵۴ پھر جب اس سے بات کی کہا بے شک آج آپ ہمارے یہاں معزز معتمد ہیں ۱۳۵۵ یوسف نے کہا

اجْعَلْنِي عَلَىٰ خَزَائِنِ الْأَرْضِ ۚ إِنِّي حَفِيظٌ عَلَيْمُ ﴿۵۵﴾ وَكَذَلِكَ مَكَّنَّا

مجھے زمین کے خزانوں پر کردے بے شک میں حفاظت والا علم والا ہوں ۱۳۵۶ اور یونہی ہم نے

۱۳۵۷ لیجا کے اقرار و اعتراف کے بعد حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو یہ فرمایا تھا کہ میں نے اپنی براءت کا اظہار اس لیے چاہا تھا تاکہ عزیز کو یہ معلوم ہو

جائے کہ میں نے اس کی غیبت (غیر موجودگی) میں اس کی خیانت نہیں کی ہے اور اس کے اہل کی حرمت (عزت) خراب کرنے سے مُجْتَنِب (دور) رہا ہوں اور

جو لازم مجھ پر لگائے گئے ہیں میں ان سے پاک ہوں، اس کے بعد آپ کا خیال مبارک اس طرف گیا کہ اس میں اپنی طرف پاکی کی نسبت اور اپنی نیکی کا بیان ہے

ایسا نہ ہو کہ اس میں شان خود بینی اور خود پسندی (اپنے فخر و کمال اور تعریف) کا شائبہ بھی آئے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ کی جناب میں تواضع و انکسار (عاجزی) سے

عرض کیا کہ میں اپنے نفس کو بے قصور نہیں بتاتا، مجھے اپنی بے گناہی پر ناز نہیں ہے اور میں گناہ سے بچنے کو اپنے نفس کی خوبی قرار نہیں دیتا نفس کی جس کا یہ حال ہے

کہ ۱۳۵۸ یعنی اپنے جس مخصوص بندے کو اپنے کرم سے معصوم کرے تو اس کا برائیوں سے بچنا اللہ کے فضل و رحمت سے ہے اور معصوم کرنا اس کا کرم ہے۔ ۱۳۵۹ جب

بادشاہ کو حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم اور آپ کی امانت کا حال معلوم ہوا، اور وہ آپ کے حسن صبر، حسن ادب، قید خانے والوں کے ساتھ احسان، محنتوں

اور تکلیفوں پر نجات و استیقلال (ثابت قدمی) رکھنے پر مطلع ہوا تو اس کے دل میں آپ کا بہت ہی عظیم اعتقاد پیدا ہوا ۱۳۶۰ اور اپنا مخصوص بنا لوں۔ چنانچہ اس نے

مُعَزِّزِينَ کی ایک جماعت، بہترین سواریاں اور شاہانہ ساز و سامان اور نفس لباس لے کر قید خانہ بھیجی تاکہ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہایت تعظیم و تکریم کے ساتھ

ایوان شاہی میں لائیں ان لوگوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر بادشاہ کا پیام عرض کیا آپ نے قبول فرمایا اور قید خانہ سے نکلنے وقت قیدیوں کے

لیے دعا فرمائی، جب قید خانہ سے باہر تشریف لائے تو اس کے دروازہ پر لکھا: یہ بلا گھر، زندوں کی قبر اور دشمنوں کی بدگوئی اور بچوں کے امتحان کی جگہ ہے پھر غسل فرمایا اور

پوشاک پہن کر ایوان شاہی کی طرف روانہ ہوئے جب قلعہ کے دروازہ پر پہنچے تو فرمایا: میرا رب مجھے کافی ہے اس کی پناہ بڑی اور اس کی ثناء برتر اور اس کے سوا کوئی معبود

نہیں پھر قلعہ میں داخل ہوئے بادشاہ کے سامنے پہنچے تو یہ دعا کی کہ یارب میرے! تیرے فضل سے اس کی بھلائی طلب کرتا ہوں اور اس کی اور دوسروں کی برائی سے

تیری پناہ چاہتا ہوں، جب بادشاہ سے نظر ملی تو آپ نے عربی میں سلام فرمایا، بادشاہ نے دریافت کیا: یہ کیا زبان ہے؟ فرمایا: یہ میرے عم (بچا) حضرت اسمعیل علیہ السلام

کی زبان ہے، پھر آپ نے اس کو عبرانی زبان میں دعادی۔ اس نے دریافت کیا: یہ کون سی زبان ہے؟ فرمایا: یہ میرے ابا کی زبان ہے۔ بادشاہ یہ دونوں زبانیں نہ

سمجھ سکا باوجودیکہ وہ ستر زبانیں جانتا تھا، پھر اس نے جس زبان میں حضرت سے گفتگو کی آپ نے اسی زبان میں اس کو جواب دیا، اس وقت آپ کی عمر شریف تیس

سال کی تھی، اس عمر میں یہ وسعتِ علوم دیکھ کر بادشاہ کو بہت حیرت ہوئی اور اس نے آپ کو اپنے برابر جگہ دی۔ ۱۳۶۱ بادشاہ نے درخواست کی کہ حضرت اس کے

خواب کی تعبیر اپنی زبان مبارک سے سنا دیں حضرت نے اس خواب کی پوری تفصیل بھی سنادی جس شان سے کہ اس نے دیکھا تھا، باوجودیکہ آپ سے یہ خواب

پہلے مُجْمَلًا (مختصر) بیان کیا گیا تھا۔ اس پر بادشاہ کو بہت تعجب ہوا! کہنے لگا کہ آپ نے میرا خواب ہو، ہو بیان فرما دیا خواب تو عجیب تھا ہی مگر آپ کا اس طرح بیان

فرمادیا اس سے بھی زیادہ عجیب تر ہے، اب تعبیر ارشاد ہو جائے، آپ نے تعبیر بیان فرمانے کے بعد ارشاد فرمایا کہ اب لازم یہ ہے کہ غلطے جمع کئے جائیں اور ان

فرانی کے سالوں میں کثرت سے کاشت کرائی جائے اور غلے مع بالیوں کے محفوظ رکھے جائیں اور رعایا کی پیداوار میں سے خُمس (پانچواں حصہ) لیا جائے اس سے

جو جمع ہوگا وہ مصر و حوالی مصر (مصر کے اردگرد) کے باشندوں کے لیے کافی ہوگا اور پھر خلق خدا ہر طرف سے تیرے پاس غلہ خریدنے آئے گی اور تیرے یہاں اتنے

خزائن و اموال جمع ہوں گے جو تجھ سے پہلوں کے لیے جمع نہ ہوئے، بادشاہ نے کہا: یہ انتظام کون کرے گا؟ ۱۳۶۲ یعنی اپنی قلمرو (سلطنت) کے تمام خزانے میرے

## لِيُوسَفَ فِي الْأَرْضِ جَٰئِبُوا مِنْهَا حَيْثُ يَشَاءُ ۖ نُصِيبُ بِرَحْمَتِنَا

یوسف کو اس ملک پر قدرت بخشی اس میں جہاں چاہے رہے ۱۱۱ ہم اپنی رحمت ۱۱۱ جسے

## مَنْ نَشَاءُ وَلَا نُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ﴿۵۶﴾ وَلَا جُرْأِخْرَةَ خَيْرٌ لِلَّذِينَ

چاہیں پہنچائیں اور ہم نیکوں کا نیک (اجر) ضائع نہیں کرتے اور بے شک آخرت کا ثواب ان کے لیے بہتر جو

سپرد کر دے، بادشاہ نے کہا: آپ سے زیادہ اس کا مستحق اور کون ہو سکتا ہے اور اس نے اس کو منظور کیا۔ مسائل: احادیث میں طلب امارت (حکومت) کی ممانعت

آئی ہے اس کے یہ معنی ہیں کہ جب ملک میں اہل موجود ہوں اور اقامت احکام الہی کسی ایک شخص کے ساتھ خاص نہ ہو اس وقت امارت طلب کرنا مکروہ ہے لیکن

جب ایک ہی شخص اہل ہو تو اس کو احکام الہیہ کی اقامت کے لیے امارت طلب کرنا جائز بلکہ واجب ہے اور حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی حال میں تھے،

آپ رسول تھے، امت کے مصلیح (فائدوں) کے عالم تھے، یہ جانتے تھے کہ قحط شدید ہونے والا ہے جس میں خلق کو راحت و آسائش پہنچانے کی یہی سہیل (راہ)

ہے کہ عنان حکومت (نظام حکومت) کو آپ اپنے ہاتھ میں لیں اس لیے آپ نے امارت طلب فرمائی۔ مسئلہ: ظالم بادشاہ کی طرف سے عہدے قبول کرنا بے نیت

اقامت عدل جائز ہے۔ مسئلہ: اگر احکام دین کا اجراء (نفاذ) کا فریاد فاسق بادشاہ کی تمکین (طاقت) کے بغیر نہ ہو سکے تو اس میں اس سے مدد لینا جائز ہے۔

مسئلہ: اپنی خوبیوں کا بیان تفاسر و تکبر کے لیے ناجائز ہے لیکن دوسروں کو نفع پہنچانے یا خلق کے حقوق کی حفاظت کرنے کے لیے اگر اظہار کی ضرورت پیش آئے تو

ممنوع نہیں اسی لیے حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بادشاہ سے فرمایا کہ میں حفاظت و علم والا ہوں۔ ۱۱۱ سب ان کے تحت تصرّف (اختیار میں) ہے۔

امارت طلب کرنے کے ایک سال بعد بادشاہ نے حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بلا کر آپ کی تاج پوشی کی اور تلوار اور مہر آپ کے سامنے پیش کی اور آپ کو طلائی

تخت پر تخت نشین کیا جو جواہرات سے موصّع تھا اور اپنا ملک آپ کو تفویض (سپرد) کیا اور قطفیر (عزیز مصر) کو معزول کر کے آپ کو اس کی جگہ والی بنایا اور تمام

خزائن آپ کو تفویض کئے اور سلطنت کے تمام امور آپ کے ہاتھ میں دے دیئے اور خود مش تاج کے ہو گیا کہ آپ کی رائے میں دخل نہ دیتا اور آپ کے ہر حکم کو مانتا۔

اسی زمانہ میں عزیز مصر کا انتقال ہو گیا، بادشاہ نے اس کے انتقال کے بعد زیبا کا نکاح حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ کر دیا، جب یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام

زیبا کے پاس پہنچے اور اس سے فرمایا: کیا یہ اس سے بہتر نہیں ہے جو تو چاہتی تھی! زیبا نے عرض کیا: اے صدیق! مجھے ملامت نہ کیجئے میں خور و تھی جو ان تھی عیش میں

تھی اور عزیز مصر عورتوں سے سروکار ہی نہ رکھتا تھا اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے یہ حسن و جمال عطا کیا ہے میرا دل اختیار سے باہر ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو معصوم کیا

ہے آپ محفوظ رہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے زیبا کو باکرہ (کنواری) پایا اور اس سے آپ کے دو فرزند ہوئے افرانیم اور میمشا اور مصر میں آپ کی

حکومت مضبوط ہوئی، آپ نے عدل کی بنیادیں قائم کیں ہر زن و مرد کے دل میں آپ کی محبت پیدا ہوئی اور آپ نے قحط سالی کے ایام کے لیے غلوں کے ذخیرے

جمع کرنے کی تدبیر فرمائی اس کے لیے بہت وسیع اور عالیشان انبار خانے (گودام) تعمیر فرمائے اور بہت کثیر ذخائر جمع کئے، جب فراخی کے سال گزر گئے اور قحط کا

زمانہ آیا تو آپ نے بادشاہ اور اس کے خدام کے لیے روزانہ صرف ایک وقت کا کھانا مقرر فرما دیا، ایک روز دو پہر کے وقت بادشاہ نے حضرت (یوسف علیہ السلام)

سے بھوک کی شکایت کی، آپ نے فرمایا: یہ قحط کی ابتدا کا وقت ہے۔ پہلے سال میں لوگوں کے پاس جو ذخیرے تھے سب ختم ہو گئے، بازار خالی رہ گئے، اہل مصر

حضرت یوسف علیہ السلام سے جس (غلہ) خریدنے لگے اور ان کے تمام درہم، دینار آپ کے پاس آ گئے۔ دوسرے سال زیور اور جواہرات سے غلہ خرید اور وہ

تمام آپ کے پاس آ گئے لوگوں کے پاس زیور و جواہر کی قسم سے کوئی چیز نہ رہی۔ تیسرے سال چوپائے اور جانور دے کر غلے خریدے اور ملک میں کوئی کسی جانور کا

مالک نہ رہا۔ چوتھے سال میں غلے کے لیے تمام غلام اور باندیاں بیچ ڈالیں۔ پانچویں سال تمام اراضی و عملہ و جاگیریں فروخت کر کے حضرت سے غلہ خریدا اور یہ

تمام چیزیں حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچ گئیں۔ چھٹے سال جب کچھ نہ رہا تو انہوں نے اپنی اولادیں بیچیں اس طرح غلے خرید کر وقت گزارا۔ ساتویں سال

وہ لوگ خود بک گئے اور غلام بن گئے اور مصر میں کوئی آزاد مرد و عورت باقی نہ رہا جو مرد تھا وہ حضرت یوسف علیہ السلام کا غلام تھا جو عورت تھی وہ آپ کی کنیت تھی اور

لوگوں کی زبان پر تھا کہ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سی عظمت و جلالت کبھی کسی بادشاہ کو میسر نہ آئی۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے بادشاہ سے کہا کہ تو نے

دیکھا اللہ کا مجھ پر کیسا کرم ہے اس نے مجھ پر ایسا احسان عظیم فرمایا، اب ان کے حق میں تیری کیا رائے ہے؟ بادشاہ نے کہا: جو حضرت کی رائے اور ہم آپ کے تابع

ہیں۔ آپ نے فرمایا: میں اللہ کو گواہ کرتا ہوں اور تجھ کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے تمام اہل مصر کو آزاد کیا اور ان کے تمام اہلک (مال و مکانات) اور کل جاگیریں

واپس کیں۔ اس زمانہ میں حضرت نے کبھی شکم سیر ہو کر کھانا نہیں ملاحظہ فرمایا، آپ سے عرض کیا گیا کہ اتنے عظیم خزانوں کے مالک ہو کر آپ بھوکے رہتے ہیں؟

فرمایا: اس اندیشہ سے کہ سیر ہو جاؤں تو کہیں بھوکوں کو نہ بھول جاؤں۔ سبحان اللہ! کیا پاکیزہ اخلاق ہیں۔ مفسرین فرماتے ہیں کہ مصر کے تمام زن و مرد کو حضرت

أَمْوَاكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا ۖ وَالَّذِينَ آمَنُوا كَانُوا يَتَّقُونَ ۝٥٧ ۚ وَجَاءَ إِخْوَةَ يُوسُفَ فَدَخَلُوا عَلَيْهِ فَعَرَفَهُمْ

ایمان لائے اور پرہیزگار رہے ۱۲۴ اور یوسف کے بھائی آئے تو اس کے پاس حاضر ہوئے تو یوسف نے انھیں ۱۲۵ پہچان لیا

وَهُمْ لَهُ مُنْكَرُونَ ۝٥٨ ۚ وَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَّازِهِمْ قَالَ اسْتَوِي بِإِخْوَتِكُمْ

اور وہ اس سے انجان رہے ۱۲۵ اور جب ان کا سامان مہیا کر دیا ۱۲۶ کہا اپنا سوتلا بھائی ۱۲۷

لَكُمْ مِّنْ أَبِيكُمْ ۚ أَلَا تَرَوْنَ أَنِّي أُوْفِي الْكَيْدَ وَأَنَا خَيْرُ الْمُنْزِلِينَ ۝٥٩

میرے پاس لے آؤ کیا نہیں دیکھتے کہ میں پورا ماپتا ہوں ۱۲۸ اور میں سب سے بہتر مہمان نواز ہوں

فَإِن لَّمْ تَأْتُونِي بِهِ فَلَا كَيْدَ لَكُمْ عِنْدِي وَلَا تَقْرَبُونِ ۝٦٠ ۚ قَالُوا

پھر اگر اسے لے کر میرے پاس نہ آؤ تو تمہارے لیے میرے یہاں ماپ نہیں اور میرے پاس نہ پھٹکتا بولے

سَنُرَاوِدُ عَنْهُ أَبَاهُ وَإِنَّا لَفَاعِلُونَ ۝٦١ ۚ وَقَالَ لِفَتْيَانِهِ اجْعَلُوا بِضَاعَهُمْ

ہم اس کی خواہش کریں گے اس کے باپ سے اور ہمیں یہ ضرور کرنا اور یوسف نے اپنے غلاموں سے کہا ان کی پونجی ان کی

فِي رِحَالِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَعْرِفُونَهَا إِذَا انْقَلَبُوا إِلَىٰ أَهْلِهِمْ لَعَلَّهُمْ

مُرجعوں (تھیوں) میں رکھ دو ۱۲۹ شاید وہ اسے پہچانیں جب اپنے گھر کی طرف لوٹ کر جائیں ۱۳۰ شاید وہ

یوسف علیہ السلام کے خریدے ہوئے غلام اور کنیریں بنانے میں اللہ تعالیٰ کی یہ حکمت تھی کہ کسی کو یہ کہنے کا موقع نہ ہو کہ حضرت یوسف علیہ السلام غلام کی شان میں

آئے تھے اور مصر کے ایک شخص کے خریدے ہوئے ہیں بلکہ سب مصری ان کے خریدے اور آزاد کئے ہوئے غلام ہوں اور حضرت یوسف علیہ السلام نے جو اس

حالت میں صبر کیا اس کی یہ جزا دی گئی۔ ۱۲۴ یعنی ملک و دولت یا نبوت ۱۲۵ اس سے ثابت ہوا کہ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے آخرت کا اجر و ثواب

اس سے بہت زیادہ افضل و اعلیٰ ہے جو اللہ تعالیٰ نے انہیں دنیا میں عطا فرمایا اور ابن عیینہ نے کہا کہ مؤمن اپنی نیکیوں کا ثمرہ دنیا و آخرت دونوں میں پاتا ہے اور کافر

جو کچھ پاتا ہے دنیا ہی میں پاتا ہے آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں۔ مفسرین نے بیان کیا ہے کہ جب قحط کی شدت ہوئی اور بلائے عظیم عام ہو گئی تمام بلاد

و اقصاء (شہر) قحط کی سخت تر مصیبت میں مبتلا ہوئے اور ہر جانب سے لوگ غلہ خریدنے کے لیے مصر پہنچنے لگے حضرت یوسف علیہ السلام کسی کو ایک اونٹ کے بار

سے زیادہ غلہ نہیں دیتے تھے تاکہ مسافات (برابری) رہے اور سب کی مصیبت رفع ہو۔ قحط کی جیسی مصیبت مصر اور تمام بلاد میں آئی، ایسی ہی کنعان میں بھی آئی،

اس وقت حضرت یعقوب علیہ السلام نے بنیامین (حضرت یوسف علیہ السلام کے چھوٹے بھائی) کے سوا اپنے دس بیٹوں کو غلہ خریدنے سے منع فرمایا۔ ۱۲۴ دیکھتے

ہی ۱۲۵ کیونکہ حضرت یوسف علیہ السلام کو نو سو سال کا طویل زمانہ گزر چکا تھا اور ان کا خیال یہ تھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا انتقال ہو چکا ہوگا اور یہاں آپ تخت سلطنت پر شاہانہ لباس میں شوکت و شان کے ساتھ جلوہ فرما تھے اس لیے انہوں نے آپ کو نہ پہچانا اور آپ سے عبوانی زبان



يَرْجِعُونَ ﴿٦٢﴾ فَلَمَّا رَجَعُوا إِلَىٰ آبِيهِمْ قَالُوا يَا بَنَاتَنَا مَنِ الْكَافِرُ

واپس آئیں پھر جب وہ اپنے باپ کی طرف لوٹ کر گئے ۱۵۱ بولے اے ہمارے باپ ہم سے غلہ روک دیا گیا ہے ۱۵۲

فَأَرْسِلْ مَعَنَا آخَانًا نَّكْتُلُ وَإِنَّا لَهٗ لِحَافِظُونَ ﴿٦٣﴾ قَالَ هَلْ أَمْنُكُمْ

تو ہمارے بھائی کو ہمارے ساتھ بھیج دیجئے کہ غلہ لائیں اور ہم ضرور اس کی حفاظت کریں گے کہا کیا اس کے بارے میں تم پر

عَلَيْهِ إِلَّا كَمَا آمَنُتُمْ عَلَىٰ أَخِيهِ مِنْ قَبْلُ ۖ فَاللَّهُ خَيْرٌ حَفِظًا ۖ وَهُوَ

ویسا ہی اعتبار کر لوں جیسا پہلے اس کے بھائی کے بارے میں کیا تھا ۱۵۳ تو اللہ سب سے بہتر نگہبان اور وہ

أَرْحَمُ الرَّحِيمِينَ ﴿٦٤﴾ وَلَمَّا فَتَحُوا مَتَاعَهُمْ وَجَدُوا بِضَاعَتَهُمْ رُدَّتْ

ہر مہربان سے بڑھ کر مہربان اور جب انھوں نے اپنا اسباب کھولا اپنی پونجی پائی کہ ان کو پھیر

إِلَيْهِمْ قَالُوا يَا بَنَاتَنَا مَا نَبْغِي ۖ هَذِهِ بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ إِلَيْنَا وَنَبِيرٌ

دی گئی ہے بولے اے ہمارے باپ اب ہم اور کیا چاہیں یہ ہے ہماری پونجی کہ ہمیں واپس کر دی گئی اور ہم اپنے گھر کے

أَهْلَنَا وَنَحْفَظُ أَخَانًا وَنَزِدَادُ كَيْلٍ بَعِيرٍ ۖ ذٰلِكَ كَيْلُ يَسِيرٍ ﴿٦٥﴾

لیے غلہ لائیں اور اپنے بھائی کی حفاظت کریں اور ایک اونٹ کا بوجھ اور زیادہ پائیں یہ دینا بادشاہ کے سامنے کچھ نہیں ۱۵۴

قَالَ لَنْ أُرْسِلَهُ مَعَكُمْ حَتَّىٰ تُؤْتُوا مَوْثِقًا مِّنَ اللَّهِ لَتَأْتُنَّنِي بِهِ إِلَّا

کہا میں ہرگز اسے تمہارے ساتھ نہ بھیجوں گا جب تک تم مجھے اللہ کا یہ عہد نہ دے دو ۱۵۵ کہ ضرور اسے لے کر آؤ گے مگر

أَنْ يُحَاطَ بِكُمْ فَلَمَّا آتَوْهُ مَوْثِقَهُمْ قَالَ اللَّهُ عَلَىٰ مَا نَقُولُ وَكِيلٌ ﴿٦٦﴾

یہ کہ تم گھر جاؤ (مجبور ہو جاؤ) ۱۵۶ پھر جب انھوں نے یعقوب کو عہد دے دیا کہا ۱۵۷ اللہ کا ذمہ ہے ان باتوں پر جو ہم کہہ رہے ہیں

وَقَالَ يُبَنِّي لَا تَدْخُلُوا مِنِّي بَابٍ وَاحِدٍ وَّادْخُلُوا مِنِّي أَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ۖ

اور کہا اے میرے بیٹو ۱۵۸ ایک دروازے سے نہ داخل ہونا اور جدا جدا دروازوں سے جانا ۱۵۹

دی تھی تاکہ جب وہ اپنا سامان کھولیں تو اپنی پونجی انہیں مل جائے اور قحط کے زمانہ میں کام آئے اور مخفی (پوشیدہ) طور پر ان کے پاس پہنچے تاکہ انہیں لینے میں شرم

بھی نہ آئے اور یہ کرم و احسان دوبارہ آنے کے لیے ان کی رغبت کا باعث بھی ہو۔ ۱۶۰ اور اس کا واپس کرنا ضروری سمجھیں۔ ۱۶۱ اور بادشاہ کے حسن سلوک اور

اس کے احسان کا ذکر کیا کہا کہ اس نے ہماری وہ عزت و تکریم کی کہ اگر آپ کی اولاد میں سے کوئی ہوتا تو بھی ایسا نہ کر سکتا۔ فرمایا: اب اگر تم بادشاہ مصر کے پاس جاؤ تو

میری طرف سے سلام پہنچانا اور کہنا کہ ہمارے والد تیرے حق میں تیرے اس سلوک کی وجہ سے دعا کرتے ہیں۔ ۱۶۲ اگر آپ ہمارے بھائی بنیامین کو نہ بھیجیں گے تو

غلہ نہ ملے گا۔ ۱۶۳ اس وقت بھی تم نے حفاظت کا ذمہ لیا تھا۔ ۱۶۴ کیونکہ اس نے اس سے زیادہ احسان کئے ہیں۔ ۱۶۵ یعنی اللہ کی قسم نہ کھاؤ۔ ۱۶۶ اور اس کو

لے کر آنا تمہاری طاقت سے باہر ہو جائے۔ ۱۶۷ حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۱۶۸ مصر میں ۱۶۹ تاکہ نظر بد سے محفوظ رہو۔ بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے

کہ نظر حق ہے۔ پہلی مرتبہ حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ نہیں فرمایا تھا اس لیے کہ اس وقت تک کوئی یہ نہ جانتا تھا کہ یہ سب بھائی اور ایک باپ کی اولاد

وَمَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِّنَ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ ۖ إِنَّ الْحُكْمَ إِلَّا لِلَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ج

اور میں تمہیں اللہ سے بچا نہیں سکتا حکم تو سب اللہ ہی کا ہے میں نے اسی پر بھروسہ کیا

وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُونَ ﴿٦٧﴾ وَلَبَّأْ دَخَلُوا مِنْ حَيْثُ أَمَرَهُمْ

اور بھروسہ کرنے والوں کو اسی پر بھروسہ چاہیے اور جب وہ داخل ہوئے جہاں سے ان کے باپ

أَبُوهُمْ ۖ مَا كَانَ يُغْنِي عَنْهُمْ مِّنَ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا حَاجَةٌ فِي نَفْسِ

نے حکم دیا تھا وہ کچھ انہیں اللہ سے بچا نہ سکتا ہاں یعقوب کے بی کی

يَعْقُوبَ قَضَاهَا ۖ وَإِنَّهُ لَدُوٌّ عَلِيمٌ لِّبَاعِ عِلْبَانِهِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا

ایک خواہش تھی جو اس نے پوری کر لی اور بے شک وہ صاحب علم ہے ہمارے سکھانے سے مگر اکثر لوگ نہیں

يَعْلَمُونَ ﴿٦٨﴾ وَلَبَّأْ دَخَلُوا عَلَى يُوسُفَ أَوْىٰ إِلَيْهِ أَخَاهُ قَالَ إِنِّي أَنَا

جانتے ۱۶۷ اور جب وہ یوسف کے پاس گئے ۱۶۸ اس نے اپنے بھائی کو اپنے پاس جگہ دی ۱۶۹ کہا یقین جان میں ہی

أَخُوكَ فَلَا تَبْتَسِ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٦٩﴾ فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَّازِهِمْ

تیرا بھائی ۱۷۰ ہوں تو یہ جو کچھ کرتے ہیں اس کا غم نہ کھا ۱۷۱ پھر جب ان کا سامان مہیا کر دیا ۱۷۲

جَعَلَ السَّقَايَةَ فِي رَاحِلِ أَخِيهِ ثُمَّ أذَّنَ مُؤَذِّنٌ أَيَّتَهَا الْعِيرُ إِنَّكُمْ

پیالہ اپنے بھائی کے کجاوے میں رکھ دیا ۱۷۳ پھر ایک منادی نے ندا کی اے قافلہ والو! بے شک

ہیں لیکن اب چونکہ جان چکے تھے اس لیے نظر ہو جانے (لگ جانے) کا احتمال تھا اس واسطے آپ نے علیحدہ علیحدہ ہو کر داخل ہونے کا حکم دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ

آفتوں اور مصیبتوں سے دفع کی تدبیر اور مناسب احتیاطیں انبیاء کا طریقہ ہیں اور اس کے ساتھ ہی آپ نے امر اللہ کو تقویٰ کر دیا کہ باوجود احتیاطوں کے توکل و

اعتماد اللہ پر ہے اپنی تدبیر پر بھروسہ نہیں۔ ۱۶۷ یعنی جو مقدر ہے وہ تدبیر سے ٹال نہیں جاسکتا۔ ۱۶۸ یعنی شہر کے مختلف دروازوں سے تو ان کا متفرق ہو کر داخل ہونا۔

۱۶۹ جو اللہ تعالیٰ اپنے اصفیاء (خاص بندوں) کو علم دیتا ہے۔ ۱۷۰ اور انہوں نے کہا کہ ہم آپ کے پاس اپنے بھائی بنیامین کو لے آئے تو حضرت یوسف علیہ

السلام نے فرمایا: تم نے بہت اچھا کیا، پھر انہیں عزت کے ساتھ مہمان بنایا اور جا بجا دسترخوان لگائے گئے اور دسترخوان پر دو دو صاحبوں کو بٹھایا گیا، بنیامین اکیلے

رہ گئے تو وہ رو پڑے اور کہنے لگے کہ آج اگر میرے بھائی یوسف (علیہ السلام) زندہ ہوتے تو مجھے اپنے ساتھ بٹھاتے حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ

تمہارا ایک بھائی اکیلا رہ گیا اور آپ نے بنیامین کو اپنے دسترخوان پر بٹھایا۔ ۱۷۱ اور فرمایا کہ تمہارے ہلاک شدہ بھائی کی جگہ میں تمہارا بھائی ہو جاؤں تو کیا تم پسند

کرو گے؟ بنیامین نے کہا کہ آپ جیسا بھائی کس کو میسر آئے لیکن یعقوب (علیہ السلام) کا فرزند اور راجیل (مادر حضرت یوسف علیہ السلام) کا نور نظر ہونا تمہیں کیسے

حاصل ہو سکتا ہے، حضرت یوسف علیہ السلام رو پڑے اور بنیامین کو گلے سے لگایا اور ۱۷۲ یوسف (علیہ السلام) ۱۶۸ بے شک اللہ نے ہم پر احسان کیا اور میں خیر

کے ساتھ جمع فرمایا اور ابھی اس راز کی بھائیوں کو اطلاع نہ دینا یہ سن کر بنیامین فرط مسرت سے بے خود ہو گئے اور حضرت یوسف علیہ السلام سے کہنے لگے: اب میں

آپ سے جدا نہ ہوں گا آپ نے فرمایا: والد صاحب کو میری جدائی کا بہت غم پہنچ چکا ہے اگر میں نے تمہیں بھی روک لیا تو انہیں اور زیادہ غم ہوگا علاوہ بریں روکنے کی

بجز اس کے اور کوئی تسلیل بھی نہیں ہے کہ تمہاری طرف کوئی غیر پسندیدہ بات منسوب ہو۔ بنیامین نے کہا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ ۱۷۳ اور ہر ایک کو ایک بار

شُہتر (ایک اونٹ کا بوجھ) نلگہ دے دیا اور ایک بار شُہتر بنیامین کے نام خاص کر دیا۔ ۱۷۴ جو بادشاہ کے پانی پینے کا سونے کا جو اہرات سے مُرَصَّع کیا ہوا تھا اور

لَسْرِقُونَ ﴿۴۰﴾ قَالُوا وَاقْبَلُوا عَلَيْهِمْ مَاذَا تَفْقِدُونَ ﴿۴۱﴾ قَالُوا نَقِيدُ

تم چور ہو بولے اور ان کی طرف متوجہ ہوئے تم کیا نہیں پاتے بولے بادشاہ کا

صَوَاعِقُ الْمَلِكِ وَلَيْسَ جَاءَ بِهِ حِمْلُ بَعِيرٍ وَأَنَا بِهِ زَعِيمٌ ﴿۴۲﴾ قَالُوا

پیانہ نہیں ملتا اور جو اسے لائے گا اس کے لیے ایک اونٹ کا بوجھ ہے اور میں اس کا ضامن ہوں بولے

تَاللَّهِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِي الْأَرْضِ وَمَا كُنَّا سَارِقِينَ ﴿۴۳﴾

خدا کی قسم تمہیں خوب معلوم ہے کہ ہم زمین میں فساد کرنے نہ آئے اور نہ ہم چور

قَالُوا فَمَا جَزَاءُكَ إِنْ كُنْتُمْ كَذِبِينَ ﴿۴۴﴾ قَالُوا جَزَاءُ مَنْ وَجِدْنَا فِي

بولے پھر کیا سزا ہے اس کی اگر تم جھوٹے ہو ﴿۴۴﴾ بولے اس کی سزا یہ ہے کہ جس کے

رَاحِلِهِ فَهُوَ جَزَاءُكَ ط كَذَلِكَ نَجْزِي الظَّالِمِينَ ﴿۴۵﴾ فَبَدَأَ بِأَوْعِيَّتِهِمْ

آساب (سامان) میں ملے وہی اس کے بدلے میں غلام بنے ﴿۴۵﴾ اور ہم نے ان کی خرابیوں (تھیلوں) سے تلاشی شروع

قَبْلَ وَعَاءِ أَخِيهِ ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا مِنْ وِعَاءِ أَخِيهِ ط كَذَلِكَ كِدْنَا

کی اپنے بھائی ﴿۴۶﴾ کی خرابی سے پہلے پھر اسے اپنے بھائی کی خرابی سے نکال لیا ﴿۴۶﴾ ہم نے یوسف کو

لِيُؤَسِّفَ ط مَا كَانَ لِيَأْخُذَ أَخَاهُ فِي دِينِ الْمَلِكِ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ ط

یہی تدبیر بتائی ﴿۴۷﴾ بادشاہی قانون میں اسے نہیں پہنچتا تھا کہ اپنے بھائی کو لے لے ﴿۴۷﴾ مگر یہ کہ خدا چاہے ﴿۴۷﴾

نَرَفَعُ دَرَجَاتٍ مِّنْ شَاءٍ ط وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ ﴿۴۸﴾ قَالُوا إِنْ

ہم جسے چاہیں درجوں بلند کریں ﴿۴۸﴾ اور ہر علم والے سے اوپر ایک علم والا ہے ﴿۴۸﴾ بھائی بولے اگر

اس وقت اس سے غلہ ناپنے کا کام لیا جاتا تھا یہ پیالہ بنیامین کے کجاوے میں رکھ دیا گیا اور قافلہ کنعان کے قصد سے روانہ ہو گیا، جب شہر کے باہر جا چکا تو انبار خانہ

کے کارکنوں کو معلوم ہوا کہ پیالہ نہیں ہے ان کے خیال میں یہی آیا کہ یہ قافلہ والے لے گئے انہوں نے اس کی جستجو کے لیے آدمی بھیجے۔ ﴿۴۹﴾ اس بات میں اور

پیالہ تمہارے پاس نکلے۔ ﴿۵۰﴾ اور شریعت حضرت یعقوب علیہ السلام میں چوری کی یہی سزا مقرر تھی۔ چنانچہ انہوں نے کہا کہ ﴿۵۱﴾ پھر یہ قافلہ مصر لایا گیا اور ان

صاحبوں کو حضرت یوسف علیہ السلام کے دربار میں حاضر کیا گیا ﴿۵۲﴾ یعنی بنیامین کی خرابی سے پیالہ برآمد کیا۔ ﴿۵۳﴾ اپنے بھائی کے لینے کی۔ اس

معاملہ میں بھائیوں سے استفسار کریں تاکہ وہ شریعت حضرت یعقوب علیہ السلام کا حکم بتائیں جس سے بھائی مل سکے۔ ﴿۵۴﴾ کیونکہ بادشاہ مصر کے قانون میں

چوری کی سزا مارنا اور دو نامال لے لینا مقرر تھی۔ ﴿۵۵﴾ یعنی یہ بات خدا کی مہیشیمت (مرضی) سے ہوئی کہ ان کے دل میں ڈال دیا کہ سزا بھائیوں سے دریافت کریں

اور ان کے دل میں ڈال دیا کہ وہ اپنی سنت کے مطابق جواب دیں۔ ﴿۵۶﴾ علم میں جیسے کہ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے درجے بلند فرمائے۔ ﴿۵۷﴾ حضرت

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ ہر عالم کے اوپر اس سے زیادہ علم رکھنے والا عالم ہوتا ہے یہاں تک کہ یہ سلسلہ اللہ تعالیٰ تک پہنچتا ہے اس کا علم سب کے

علم سے برتر ہے۔ مسئلہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بھائی علماء تھے اور حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام ان سے اعلم (بڑے عالم) تھے۔ جب پیالہ بنیامین کے سامان سے نکلا تو بھائی شرمندہ ہوئے اور انہوں نے سر جھکائے اور۔



يُسْرِقُ فَقَدْ سَرَِقَ أَخَاهُ مِنْ قَبْلُ فَاسْرَاهَا يُوْسُفُ فِي نَفْسِهِ وَلَمْ

یہ چوری کرے وہاں تو بے شک اس سے پہلے ایک بھائی چوری کر چکا ہے ۱۸۶ تو یوسف نے یہ بات اپنے دل میں رکھی اور ان

يُبْدِيهَا لَهُمْ ۚ قَالَ أَنْتُمْ شَرُّ مَكَانًا ۚ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا تَصِفُونَ ﴿۷۸﴾ قَالُوا

پر ظاہر نہ کی جی میں کہا تم بدتر جگہ ہو ۱۸۷ اور اللہ خوب جانتا ہے جو باتیں بناتے ہو بولے

يَا أَيُّهَا الْعَزِيزُ إِنَّ لَهُ أَبَاشِيخًا كَبِيرًا فَخُذْ أَحَدَنَا مَكَانَهُ ۚ إِنَّا

اے عزیز! اس کے ایک باپ ہیں بوڑھے بڑے ۱۸۸ تو ہم میں اس کی جگہ کسی کو لے لو بے شک ہم

نُرَاكَ مِنَ الْمُحْسِنِينَ ﴿۷۹﴾ قَالَ مَعَاذَ اللَّهِ أَنْ نَأْخُذَ إِلَّا مَنْ وَجَدْنَا

تمہارے احسان دیکھ رہے ہیں کہا ۱۸۹ خدا کی پناہ کہ ہم لیں مگر اسی کو جس کے پاس

مَتَاعَنَا عِنْدَهُ ۚ إِنَّا إِذَا الظَّالِمُونَ ﴿۸۰﴾ فَلَمَّا اسْتَأْيَسُوا مِنْهُ خَلَصُوا نَجِيًّا ۚ

ہمارا مال ملا ۱۹۰ جب تو ہم ظالم ہوں گے پھر جب اس سے ناامید ہوئے الگ جا کر سرگوشی کرنے لگے

قَالَ كَبِيرُهُمْ أَلَمْ تَعْلَمُوا أَنَّ أَبَاكُمْ قَدْ أَخَذَ عَلَيْكُمْ مَوْثِقًا مِنَ اللَّهِ

ان کا بڑا بھائی بولا کیا تمہیں خبر نہیں کہ تمہارے باپ نے تم سے اللہ کا عہد لے لیا تھا

وَمِنْ قَبْلُ مَا فَرَّطْتُمْ فِي يُوسُفَ ۚ فَلَنْ أَبْرَحَ الْأَرْضَ حَتَّى يَأْذَنَ لِي ۚ

اور اس سے پہلے یوسف کے حق میں تم نے کیسی تقصیر کی تو میں یہاں سے نہ ٹلوں گا یہاں تک کہ میرے باپ ۱۹۱

أَبِي أَوْ يُحْكَمَ اللَّهُ لِي ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ ﴿۸۱﴾ ارْجِعُوا إِلَىٰ آبَائِكُمْ فَقُولُوا

مجھے اجازت دیں یا اللہ مجھے حکم فرمائے ۱۹۲ اور اس کا حکم سب سے بہتر اپنے باپ کے پاس لوٹ کر جاؤ پھر عرض کرو

يَا أَبَانَا إِنَّ ابْنَكَ سَرَقَ ۚ وَمَا شَهِدْنَا إِلَّا بِمَا عَلَّمْنَا وَمَا كُنَّا لِلْغَيْبِ

اے ہمارے باپ بے شک آپ کے بیٹے نے چوری کی ۱۹۳ اور ہم تو اتنی ہی بات کے گواہ ہوئے تھے جتنی ہمارے علم میں تھی ۱۹۴ اور ہم غیب کے

۱۹۱ یعنی سامان میں پیالہ نکلنے سے سامان والے کا چوری کرنا تو یقینی نہیں لیکن اگر یہ فعل اس کا ہو ۱۹۰ یعنی حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام اور جس کو انہوں نے

چوری قرار دے کر حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف نسبت کیا وہ واقعہ یہ تھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے نانا کا ایک بت تھا جس کو وہ پوجتے تھے حضرت یوسف

علیہ السلام نے چپکے سے وہ بت لیا اور توڑ کر راستہ میں نجاست کے اندر ڈال دیا، یہ حقیقت میں چوری نہ تھی بت پرستی کا مٹانا تھا بھائیوں کا اس ذکر سے یہ مُدْعَا (مقصد) تھا کہ ہم لوگ بنی امین کے سوتیلے بھائی ہیں، یہ فعل ہو تو شاید بنی امین کا ہو، نہ ہماری اس میں شرکت نہ ہمیں اس کی اطلاع۔ ۱۹۱ اس سے جس کی طرف

چوری کی نسبت کرتے ہو۔ کیونکہ چوری کی نسبت حضرت یوسف کی طرف تو غلط ہے وہ فعل تو شرک کا ابطال (مٹانا) اور عبادت تھا اور تم نے جو یوسف کے ساتھ کیا وہ بڑی زیادتیاں ہیں۔ ۱۹۲ ان سے محبت رکھتے ہیں اور انہیں سے ان کے دل کی تسلی ہے۔ ۱۹۳ حضرت یوسف علیہ السلام نے ۱۹۴ کیونکہ تمہارے فیصلہ سے ہم اسی کو لینے کے مستحق ہیں جس کے کجاوے میں ہمارا مال ملا اگر ہم بجائے اس کے دوسرے کو لیں ۱۹۵ میرے بھائی کو خلاصی دے کر یا

حَفِظِينَ ۸۱) وَسَلِّ الْقَرْيَةَ الَّتِي كُنَّا فِيهَا وَالْعِيرَ الَّتِي أَقْبَلْنَا فِيهَا ط

نگہبان نہ تھے ۱۸۹ اور اس بستی سے پوچھ دیکھئے جس میں ہم تھے اور اس قافلہ سے جس میں ہم آئے  
وَإِنَّا لَصَادِقُونَ ۸۲) قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ أَنْفُسُكُمْ أَمْرًا ط فَصَبْرٌ جَبِيلٌ ط

اور ہم بے شک سچے ہیں ۱۹۰ کہا ۱۹۱ تمہارے نفس نے تمہیں کچھ حیلہ بنا دیا تو اچھا صبر ہے  
عَسَى اللَّهُ أَنْ يَأْتِيَنِي بِهِمْ جَبِيلًا ط إِنَّهُ هُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ۸۳) وَ

قریب ہے کہ اللہ ان سب کو مجھ سے لا ملائے ۱۹۲ بے شک وہی علم و حکمت والا ہے اور  
تَوَلَّى عَنْهُمْ وَقَالَ يَا سَفَى عَلَى يُونُسَ! وَابْيَضَّتْ عَيْنُهُ مِنَ الْحُزْنِ

ان سے منہ پھیرا ۱۹۳ اور کہا ہائے افسوس یوسف کی جدائی پر اور اس کی آنکھیں غم سے سفید ہو گئیں ۱۹۴  
فَهُوَ كَظِيمٌ ۸۴) قَالُوا اتَّاللَّهُ تَفْتُوًّا تَدُّرُ يُونُسَ حَتَّى تَكُونَ حَرَضًا

تو وہ غصہ کھاتا رہا بولے ۱۹۵ خدا کی قسم آپ ہمیشہ یوسف کی یاد کرتے رہیں گے یہاں تک کہ گورکنارے (موت کے قریب) جا لگیں  
أَوْ تَكُونَ مِنَ الْهَالِكِينَ ۸۵) قَالَ إِنَّمَا أَشْكُوا بَثِّي وَحُزْنِي إِلَى اللَّهِ

یا جان سے گزر جائیں کہا میں تو اپنی پریشانی اور غم کی فریاد اللہ ہی سے کرتا ہوں ۱۹۶  
وَأَعْلَمُ مِنَ اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۸۶) يُبْنَىٰ أَذْهُبًا فَتَحَسُّوْا مِنْ يُونُسَ ط

اور مجھے اللہ کی وہ شائیں معلوم ہیں جو تم نہیں جانتے ۱۹۷ اے بیٹو! جاؤ یوسف اور اس کے بھائی  
وَأَخِيهِ وَلَا تَأْيِسُوا مِنَ رُوحِ اللَّهِ ط إِنَّهُ لَا يَأْيِسُ مِنَ رُوحِ اللَّهِ إِلَّا

کاسراغ لگاؤ اور اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو بے شک اللہ کی رحمت سے ناامید نہیں ہوتے مگر  
اس کو چھوڑ کر تمہارے ساتھ چلنے کا۔ ۱۸۷ یعنی ان کی طرف چوری کی نسبت کی گئی ۱۸۸ کہ پیالہ ان کے کجاوہ میں نکلا ۱۸۹ اور ہمیں خبر نہ تھی کہ یہ صورت پیش آئے

گی حقیقت حال اللہ ہی جانے کہ کیا ہے اور پیالہ کس طرح بنیامین کے سامان سے برآمد ہوا۔ ۱۹۰ پھر یہ لوگ اپنے والد کے پاس واپس آئے اور سفر میں جو کچھ پیش  
آیا تھا اس کی خبر دی اور بڑے بھائی نے جو کچھ بتا دیا تھا وہ سب والد سے عرض کیا۔ ۱۹۱ حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہ چوری کی نسبت بنیامین کی طرف غلط  
ہے اور چوری کی سزا غلام بنانا یہ بھی کوئی کیا جانے اگر تم فتویٰ نہ دیتے اور تمہیں نہ بتاتے تو ۱۹۲ یعنی حضرت یوسف کو اور ان کے دونوں بھائیوں کو۔ ۱۹۳ حضرت

یعقوب علیہ السلام نے بنیامین کی خبر سن کر اور آپ کا غم و اندوہ (رنج و الم) انتہا کو پہنچ گیا ۱۹۴ روتے روتے آنکھ کی سیاہی کارنگ جاتا رہا اور بیٹائی ضعیف ہو گئی۔  
حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جدائی میں حضرت یعقوب علیہ السلام اسی برس روتے رہے۔ اور ارجبَاء (پیاروں) کے غم  
میں رونا جو تکلیف اور نمائش سے نہ ہو اور اس کے ساتھ اللہ کی شکایت و بے صبری نہ پائی جائے رحمت ہے، ان غم کے ایام میں حضرت یعقوب علیہ السلام کی زبان  
مبارک پر کبھی کوئی کلمہ بے صبری کا نہ آیا۔ ۱۹۵ برادران یوسف اپنے والد سے ۱۹۶ تم سے یا اور کسی سے نہیں ۱۹۷ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ  
الصلوٰۃ والسلام جانتے تھے کہ یوسف علیہ السلام زندہ ہیں اور ان سے ملنے کی توقع رکھتے تھے اور یہ بھی جانتے تھے کہ ان کا خواب حق ہے ضرور واقع ہوگا۔ ایک  
روایت یہ بھی ہے کہ آپ نے حضرت مَلِكُ الْمَوْتِ سے دریافت کیا کہ کیا تم نے میرے بیٹے یوسف کی روح قبض کی ہے؟ انہوں نے عرض کیا: نہیں! اس سے بھی

الْقَوْمِ الْكَافِرُونَ ﴿٨٧﴾ فَلَمَّا دَخَلُوا عَلَيْهِ قَالُوا يَا أَيُّهَا الْعَزِيزُ مَسْنَاو

کافر لوگ ۱۹۸ پھر جب وہ یوسف کے پاس پہنچے بولے اے عزیز ہمیں اور ہمارے گھر والوں کو مصیبت پہنچی ۱۹۹ اور

أَهْلَنَا الضُّرُّ وَجُنَابِضَاعَةَ مَرْجَةٍ فَأَوْفَ لَنَا الْكَيْلَ وَتَصَدَّقْ

ہم بے قدر پونجی لے کر آئے ہیں ۲۰۰ تو آپ ہمیں پورا ماپ دیجئے ۲۰۱ اور ہم پر

عَلَيْنَا إِنَّ اللَّهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِينَ ﴿٨٨﴾ قَالَ هَلْ عَلِمْتُمْ مَا فَعَلْتُمْ

خیرات کیجئے ۲۰۲ بے شک اللہ خیرات والوں کو صلہ دیتا ہے ۲۰۳ بولے کچھ خبر ہے تم نے یوسف اور

يُوسُفَ وَأَخِيهِ إِذْ أَنْتُمْ جَاهِلُونَ ﴿٨٩﴾ قَالُوا إِنَّكَ لَأَنْتَ يُوسُفُ ط

اس کے بھائی کے ساتھ کیا کیا تھا جب تم نادان تھے ۲۰۴ بولے کیا سچ سچ آپ ہی یوسف ہیں

قَالَ أَنَا يُوسُفُ وَهَذَا أَخِي قَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَيْنَا إِنَّهُ مَنْ يَشْتَقِ وَ

کہا میں یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی بے شک اللہ نے ہم پر احسان کیا ۲۰۵ بے شک جو پرہیزگاری اور

يَصْبِرُ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ﴿٩٠﴾ قَالُوا اتَّالَهُ لَقَدْ اشْرَكَ

ممبر کرے تو اللہ نیکوں کا نیک (اجر) ضائع نہیں کرتا ۲۰۶ بولے خدا کی قسم بے شک اللہ نے آپ کو

اللَّهُ عَلَيْنَا وَإِنْ كُنَّا لَخَطِيئِينَ ﴿٩١﴾ قَالَ لَا تَثْرِبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ط

ہم پر فضیلت دی اور بے شک ہم خطاوار تھے ۲۰۷ کہا آج ۲۰۸ تم پر کچھ ملامت نہیں

يَعْفِرُ اللَّهُ لَكُمْ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّحِيمِينَ ﴿٩٢﴾ إِذْ هَبُوا بَقِيصِي هَذَا فَالْقَوْهُ

اللہ تمہیں معاف کرے اور وہ سب مہربانوں سے بڑھ کر مہربان ہے ۲۰۹ میرا یہ گرتا لے جاؤ ۲۱۰ اسے میرے باپ کے

آپ کو ان کی زندگانی کا اطمینان ہوا اور آپ نے اپنے فرزندوں سے فرمایا ۱۹۸ میں نے کر بردار ان حضرت یوسف علیہ السلام پھر مصر کی طرف روانہ ہوئے۔ ۱۹۹

یعنی تنگی اور بھوک کی سختی اور جسموں کا دبلا ہونا۔ ۲۰۰ ردی کھوٹی جسے کوئی سوا گرام کی قیمت میں قبول نہ کرے وہ چند کھوٹے درہم تھے اور اثاثہ البیت (گھریلو

سامان) کی چند پرانی بوسیدہ چیزیں۔ ۲۰۱ جیسا کھرے داموں سے دیتے تھے۔ ۲۰۲ یہ ناقص پونجی قبول کر کے۔ ۲۰۳ ان کا یہ حال سن کر حضرت یوسف علیہ

الصلوة والسلام پر گریہ طاری ہوا اور چشم گورہ فٹاش سے آنکھ رواں ہو گئے اور ۲۰۴ یعنی حضرت یوسف علیہ السلام کو مارنا، کنوئیں میں گرانا، بیچنا، والد سے جدا کرنا

اور ان کے بعد ان کے بھائی کو تنگ رکھنا، پریشان کرنا تمہیں یاد ہے اور یہ فرماتے ہوئے حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمہیں آگیا اور انہوں نے آپ کے گوبر

زدان (موتی جیسے دانٹوں) کا حسن دیکھ کر پہچانا کہ یہ تو جمال یوسفی کی شان ہے۔ ۲۰۵ ہمیں جدائی کے بعد سلامتی کے ساتھ ملا یا اور دنیا و دین کی نعمتوں سے سرفراز

فرمایا۔ ۲۰۶ بردار ان حضرت یوسف علیہ السلام بہ طریق عذر خواہی (معافی چاہتے ہوئے) ۲۰۷ اسی کا نتیجہ ہے کہ اللہ نے آپ کو عزت دی بادشاہ بنایا اور ہمیں

مسکین بنا کر آپ کے سامنے لایا۔ ۲۰۸ اگرچہ ملامت کرنے کا دن ہے مگر میری جانب سے ۲۰۹ اس کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام نے ان سے اپنے والد

ماجد کا حال دریافت کیا انہوں نے کہا: آپ کی جدائی کے غم میں روتے روتے ان کی بیانی بحال نہیں رہی آپ نے فرمایا ۲۱۰ جو میرے والد ماجد نے تعویذ بنا کر

میرے گلے میں ڈال دیا تھا۔



عَلَىٰ وَجْهِ أَبِي يَاتٍ بَصِيرًا ۚ وَأَتُونِي بِأَهْلِكُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٩٣﴾ وَلَبَّأْصَلَتِ

منہ پر ڈالو ان کی آنکھیں کھل جائیں گی اور اپنے سب گھر بھر (گھر والوں) کو میرے پاس لے آؤ جب قافلہ مصر سے

الْعَيْرُ قَالَ أَبُوهُمْ إِنِّي لَأَجِدُ رِيحَ يُوسُفَ لَوْلَا أُنْتَفِدُونَ ﴿٩٤﴾

جدا ہوا ۱۱۱ یہاں ان کے باپ نے ۱۱۱ کہا بے شک میں یوسف کی خوشبو پاتا ہوں اگر مجھے یہ نہ کہو کہ سٹھ (بہک) گیا

قَالُوا تَاللَّهِ إِنَّكَ لَفِي ضَلَالِكَ الْقَدِيمِ ﴿٩٥﴾ فَلَمَّا أَنْ جَاءَ الْبَشِيرُ

بیٹے بولے خدا کی قسم آپ اپنی اسی پرانی خود رفتگی (محبت) میں ہیں ۱۱۲ پھر جب خوشی سنانے والا آیا ۱۱۲

الْقُدِّعُ عَلَىٰ وَجْهِهِ فَارْتَدَّ بَصِيرًا ۚ قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَكُمْ لَئِنِّي لَأَعْلَمُ

اس نے وہ گرتا یعقوب کے منہ پر ڈالا اسی وقت اس کی آنکھیں پھر آئیں (روشن ہو گئیں) کہا میں نہ کہتا تھا کہ مجھے اللہ کی وہ

مِنَ اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿٩٦﴾ قَالُوا يَا بَنَا آسْتَعْفِرُ لَنَا ذُنُوبَنَا إِنَّا كُنَّا

شانیں معلوم ہیں جو تم نہیں جانتے ۱۱۵ بولے اے ہمارے باپ ہمارے گناہوں کی معافی مانگتے بے شک ہم

خٰطِئِينَ ﴿٩٧﴾ قَالَ سَوْفَ أَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّي ۖ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ﴿٩٨﴾

خطاوار ہیں کہا جلد میں تمہاری بخشش اپنے رب سے چاہوں گا بے شک وہی بخشنے والا مہربان ہے ۱۱۶

فَلَمَّا أُرْسِلَتْهَا فِي الْغَدَاةِ رَافِعًا ۚ فَوَجَدَ فِيهَا قَوْمًا لَّخِبَ إِلَيْهَا فَعَلَّمَهَا ۚ وَلَمَّا لَوَّىٰ فَرْجًا وَرَوَّىٰ نَدَىٰ ۚ

۱۱۷ اور گنسنجان کی طرف روانہ ہوا۔ ۱۱۷ اپنے پوتوں اور پاس والوں سے ۱۱۷ کیونکہ وہ اس گمان میں تھے کہ اب حضرت یوسف (علیہ السلام) کہاں ان کی

وفات بھی ہو چکی ہوگی۔ ۱۱۸ لشکر کے آگے آگے وہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی یہودا تھے انہوں نے کہا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس خون آلودہ

قمیص بھی میں ہی لے کر گیا تھا میں نے ہی کہا تھا کہ یوسف (علیہ السلام) کو بھینٹا کھا گیا میں نے ہی انہیں نمکین کیا تھا آج گرتا بھی میں ہی لے کر جاؤں گا اور حضرت

یوسف (علیہ السلام) کی زندگی کی فرحت انگیز (خوشی پہنچانے والی) خبر بھی میں ہی سناؤں گا تو یہودا برہنہ سر، برہنہ پا، گرتا لے کر اسی فرسنگ (دوسو چالیس میل)

دوڑتے آئے، راستہ میں کھانے کے لیے سات روٹیاں ساتھ لائے تھے، فرط شوق کا یہ عالم تھا کہ ان کو بھی راستہ میں کھا کر تمام نہ کر سکے۔ ۱۱۹ حضرت یعقوب

علیہ السلام نے دریافت فرمایا: یوسف کیسے ہیں؟ یہودا نے عرض کیا: حضور وہ مصر کے بادشاہ ہیں۔ فرمایا: میں بادشاہی کو کیا کروں یہ بتاؤ کس دین پر ہیں؟ عرض کیا:

دین اسلام پر۔ فرمایا: الْحَمْدُ لِلَّهِ! اللہ کی نعمت پوری ہوئی۔ برادران حضرت یوسف علیہ السلام ۱۲۰ حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وقت سحر بعد نماز

باتھ اٹھا کر اللہ تعالیٰ کے دربار میں اپنے صاحبزادوں کے لیے دعا کی وہ قبول ہوئی اور حضرت یعقوب علیہ السلام کو وحی فرمائی گئی کہ صاحبزادوں کی خطا بخش دی

گئی۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے والد ماجد کو مع ان کے اہل واولاد کے بلانے کے لیے اپنے بھائیوں کے ساتھ دوسو سواریاں اور کثیر سامان بھیجا تھا حضرت

یعقوب علیہ السلام نے مصر کا ارادہ فرمایا اور اپنے اہل کو جمع کیا کل مردوزن بہتر یا تہتر تن تھے اللہ تعالیٰ نے ان میں یہ برکت فرمائی کہ ان کی نسل اتنی بڑھی کہ جب

حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ بنی اسرائیل مصر سے نکلے تو چھ لاکھ سے زیادہ تھے باوجودیکہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ اس سے صرف چار

سوسال بعد ہے۔ اَلْحَاصِلُ (قصہ مختصر یہ کہ) جب حضرت یعقوب علیہ السلام مصر کے قریب پہنچے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے مصر کے بادشاہ اعظم کو اپنے والد

ماجد کی تشریف آوری کی اطلاع دی اور چار ہزار لشکر کی اور بہت سے مصری سواروں کو ہمراہ لے کر آپ اپنے والد صاحب کے استقبال کے لیے صد ہار لمبی پھریرے

اڑاتے (جھنڈے لہراتے)، قطاریں باندھے روانہ ہوئے حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے فرزند یہودا کے ہاتھ پر ٹیک لگائے تشریف لارے تھے، جب آپ کی

نظر لشکر پر پڑی اور آپ نے دیکھا کہ صحرا زُرْقُ بَرَقَ (رنگ برنگے) سواروں سے پُر ہو رہا ہے۔ فرمایا: اے یہودا! کیا یہ فرعون مصر ہے جس کا لشکر اس شوکت و شکوہ

سے آ رہا ہے؟ عرض کیا: نہیں! یہ حضور کے فرزند یوسف ہیں۔ علیہم السلام“ حضرت جبریل نے آپ کو متعجب دیکھ کر عرض کیا: ہوا کی طرف نظر فرمائیے آپ کے

فَلَمَّا دَخَلُوا عَلَى يُوسُفَ أَوْمَى إِلَيْهِ أَبُو يَهُ وَيَقَالَ ادْخُلُوا مِصْرَ إِنْ

پھر جب وہ سب یوسف کے پاس پہنچے اس نے اپنے ماں باپ کو اپنے پاس جگہ دی اور کہا مصر میں ۲۱۵ داخل ہو

شَاءَ اللَّهُ أَمِينٌ ﴿۹۹﴾ وَرَفَعَ أَبُو يَهُ عَلَى الْعَرْشِ وَخَرُّوا لَهُ سُجَّدًا وَ

اللہ چاہے تو امان کے ساتھ ۲۱۹ اور اپنے ماں باپ کو تخت پر بٹھایا اور وہ سب ۲۲۰ اس کے لیے سجدے میں گرے ۲۲۱ اور

قَالَ يَا بَتِ هَذَا تَأْوِيلُ رُءْيَايَ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّي حَقًّا وَ

یوسف نے کہا اے میرے باپ یہ میرے پہلے خواب کی تعبیر ہے ۲۲۲ بے شک اسے میرے رب نے سچا کیا اور

قَدْ أَحْسَنَ بِي إِذْ أَخْرَجَنِي مِنَ السِّجْنِ وَجَاءَ بِكُمْ مِنَ الْبَدْوِ مِنْ بَعْدِ

بے شک اس نے مجھ پر احسان کیا کہ مجھے قید سے نکالا ۲۲۳ اور آپ سب کو گاؤں سے لے آیا بعد اس کے

أَنْ نَزَعَ الشَّيْطَانُ بَيْنِي وَبَيْنَ إِخْوَتِي إِنَّ رَبِّي لَطِيفٌ لِّمَا يَشَاءُ ط

کہ شیطان نے مجھ میں اور میرے بھائیوں میں ناچاقی کرادی تھی بے شک میرا رب جس بات کو چاہے آسان کر دے

إِنَّهُ هُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ﴿۱۰۰﴾ رَبِّ قَدْ آتَيْتَنِي مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِي

بے شک وہی علم و حکمت والا ہے ۲۲۴ اے میرے رب بے شک تو نے مجھے ایک سلطنت دی اور مجھے کچھ

مِنْ تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ فَاطِرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ أَنْتَ وَلِيٌّ فِي

باتوں کا انجام نکالنا سکھایا اے آسمانوں اور زمین کے بنانے والے تو میرا کام بنانے والا ہے

سرور میں شرکت کے لیے ملائکہ حاضر ہوئے ہیں جو مدتوں آپ کے غم کے سبب روتے رہے ہیں۔ ملائکہ کی تسبیح نے اور گھوڑوں کے ہنہانے نے اور طبل و بوق کی

آوازوں نے عجب کیفیت پیدا کر دی تھی، یہ مجرم کی دسویں تاریخ تھی جب دونوں حضرات والد و والدہ پدرو پوسر (باپ اور بیٹا) قریب ہوئے۔ حضرت یوسف علیہ

السلام نے سلام عرض کرنے کا ارادہ ظاہر کیا، حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کیا کہ آپ توقف کیجئے اور والد صاحب کو ابتداءً بسلام کا موقع دیجئے۔ چنانچہ

حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا: اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُذْهَبَ الْاِحْزَانِ (یعنی اے غم و اندوہ کے دور کرنے والے سلام ہو) اور دونوں صاحبوں نے اتر کر

معائنہ کیا اور مل کر خوب روئے، پھر اس مؤمن فرزند کا گاہ (قیام گاہ) میں داخل ہوئے جو پہلے سے آپ کے استقبال کے لیے نفیس خیمے وغیرہ نصب کر کے آراستہ کی

گئی تھی۔ یہ دخول حدود مصر میں تھا اس کے بعد دوسرا دخول خاص شہر میں جس کا بیان اگلی آیت میں ہے۔ ۲۱۵ ماں سے باخاں والدہ مراد ہیں اگر اس وقت تک

زندہ ہوں یا خالہ۔ مفسرین کے اس باب میں کئی اقوال ہیں۔ ۲۱۸ یعنی خاص شہر میں ۲۱۹ جب مصر میں داخل ہوئے اور حضرت یوسف اپنے تخت پر جلوہ افروز

ہوئے آپ نے اپنے والدین کا اکرام فرمایا۔ ۲۲۰ یعنی والدین اور سب بھائی ۲۲۱ یہ سجدہ تہیت و تواضع (سلام و عاززی) کا تھا جو ان کی شریعت میں جائز تھا جیسے

کہ ہماری شریعت میں کسی معظّم (بزرگ) کی تعظیم کے لیے قیام اور مصافحہ اور دست بوسی جائز ہے۔ سجدہ عبادت اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کے لیے کبھی جائز نہیں

ہو اندہ ہوسکتا ہے کیونکہ یہ شرک ہے اور سجدہ تہیت و تعظیم بھی ہماری شریعت میں جائز نہیں۔ ۲۲۲ جو میں نے مصر سنی یعنی بچپن کی حالت میں دیکھا تھا۔ ۲۲۳ اس موقع

پر آپ نے کنوئیں کا ذکر نہ کیا تا کہ بھائیوں کو شرمندگی نہ ہو۔ ۲۲۴ اصحاب تواریخ کا بیان ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے فرزند حضرت یوسف علیہ

السلام کے پاس مصر میں چوبیس ۲۴ سال بہترین عیش و آرام میں خوشحالی کے ساتھ رہے قریب وفات آپ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو وصیت کی کہ آپ کا

جنازہ ملک شام میں لے جا کر ارض مقدسہ میں آپ کے والد حضرت اسحق علیہ السلام کی قبر شریف کے پاس دفن کیا جائے اس وصیت کی تعمیل کی گئی اور بعد وفات سال

الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ تَوَفَّنِي مُسْلِمًا وَأَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِينَ ﴿۱۰۱﴾ ذَلِكَ مِنْ

دنیا اور آخرت میں مجھے مسلمان اٹھا اور ان سے ملا جو تیرے قُرب خاص کے لائق ہیں ۲۲۵ یہ کچھ

أَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهِ إِلَيْكَ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ إِذْ أَجْمَعُوا أَمْرَهُمْ

غیب کی خبریں ہیں جو ہم تمہاری طرف وحی کرتے ہیں اور تم ان کے پاس نہ تھے ۲۲۶ جب انہوں نے اپنا کام پکا کیا تھا

وَهُمْ يَكْفُرُونَ ﴿۱۰۲﴾ وَمَا أَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِينَ ﴿۱۰۳﴾ وَمَا

اور وہ دائوں چل رہے تھے ۲۲۷ اور اکثر آدمی تم کتنا ہی چاہو ایمان نہ لائیں گے اور تم

تَسْأَلُهُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۗ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ ﴿۱۰۴﴾ وَكَأَيِّنْ مِنْ

اس پر ان سے کچھ اجرت نہیں مانگتے یہ ۲۲۸ تو نہیں مگر سارے جہان کو نصیحت اور کتنی نشانیاں

آيَةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يَمُرُّونَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُونَ ﴿۱۰۵﴾ وَ

ہیں ۲۲۹ آسمانوں اور زمین میں کہ لوگ ان پر گزرتے ہیں ۲۲۹ اور ان سے بے خبر رہتے ہیں اور

مَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللَّهِ إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُونَ ﴿۱۰۶﴾ أَفَأَمِنُوا أَنْ تَأْتِيَهُمْ

ان میں اکثر وہ ہیں کہ اللہ پر یقین نہیں لاتے مگر شرک کرتے ہوئے ۲۳۰ کیا اس سے ڈر ہو بیٹھے کہ

غَاشِيَةٌ مِّنْ عَذَابِ اللَّهِ أَوْ تَأْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿۱۰۷﴾

اللہ کا عذاب انہیں آکر گھیر لے یا قیامت ان پر اچانک آجائے اور انہیں خبر نہ ہو

(ایک خاص قسم کے درخت) کی لکڑی کے تابوت میں آپ کا جسد اطہر شام میں لایا گیا اسی وقت آپ کے بھائی عیص کی وفات ہوئی اور آپ دونوں بھائیوں کی

ولادت بھی ساتھ ہوئی تھی اور ذن بھی ایک ہی قبر میں کئے گئے اور دونوں صاحبوں کی عمر ایک سو پینتالیس سال کی تھی جب حضرت یوسف علیہ السلام اپنے والد اور چچا

کو ذن کر کے مصر کی طرف واپس ہوئے تو آپ نے یہ دعا کی جو اگلی آیت میں مذکور ہے۔ ۲۲۵ یعنی حضرت ابراہیم و حضرت اسحاق و حضرت یعقوب علیہم السلام۔

انبیاء سب معصوم ہیں، حضرت یوسف علیہ السلام کی یہ دعا تعلیم امت کے لیے ہے کہ وہ حسنِ خاتمہ کی دعا مانگتے رہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام اپنے والد ماجد کے

بعد تیس سال رہے اس کے بعد آپ کی وفات ہوئی، آپ کے مقامِ ذن میں اہل مصر کے اندر سخت اختلاف واقع ہوا، ہر محلہ والے حصولِ برکت کے لیے اپنے ہی

محلہ میں ذن کرنے پر مُصر (اصرار کر رہے) تھے، آخر یہ رائے قرار پائی کہ آپ کو دریائے نیل میں ذن کیا جائے تاکہ پانی آپ کی قبر سے چھوٹتا ہوا گزرے اور اس

کی برکت سے تمام اہل مصر فیض یاب ہوں۔ چنانچہ آپ کو سنگِ رُخام، یاسگِ مرمر کے صندوق میں دریائے نیل کے اندر ذن کیا گیا اور آپ وہیں رہے یہاں تک

کہ چار سو برس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کا تابوت شریف نکالا اور آپ کو آپ کے آبائے کرام کے پاس ملکِ شام میں ذن کیا۔ ۲۲۶ یعنی

برادرانِ یوسف علیہ السلام کے ۲۲۷ باوجود اس کے اے سید انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ کا ان تمام واقعات کو اس تفصیل سے بیان فرمانا نبی خیر اور مجرہ

ہے۔ ۲۲۸ قرآن شریف ۲۲۹ خالق اور اس کی توحید و صفات پر دلالت کرنے والی، ان نشانوں سے ہلاک شدہ امتوں کے آثار مراد ہیں۔ (مدارک) ۲۳۰ اور ان

کا مُشاہدہ کرتے ہیں لیکن تَفَكُّر (سوچ بچار) نہیں کرتے، عبرت نہیں حاصل کرتے۔ ۲۳۱ جمہور مفسرین کے نزدیک یہ آیت مشرکین کے رد میں نازل ہوئی جو

اللہ تعالیٰ کی خالقیت و رزاقیت کا اقرار کرنے کے ساتھ بت پرستی کے غیروں کو عبادت میں اس کا شریک کرتے تھے۔



قُلْ هَذِهِ سَبِيلِي أَدْعُو إِلَى اللَّهِ عَلَى بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي ط

تم فرماؤ ۲۲۲ یہ میری راہ ہے میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں میں اور جو میرے قدموں پر چلیں دل کی آنکھیں رکھتے ہیں ۲۲۳

وَسُبْحَانَ اللَّهِ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۱۰۸ وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ

اور اللہ کو پاکی ہے ۲۲۴ اور میں شریک کرنے والا نہیں اور ہم نے تم سے پہلے جتنے رسول بھیجے

إِلَّا رِجَالًا نُوْحِي إِلَيْهِمْ مِنْ أَهْلِ الْقُرَى ط أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ

سب مرد ہی تھے ۲۲۵ جنہیں ہم وحی کرتے اور سب شہر کے ساکن تھے ۲۲۶ تو کیا یہ لوگ زمین میں چلے نہیں

فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ط وَلَدَارُ الْآخِرَةِ خَيْرٌ

تو دیکھتے ان سے پہلوں کا کیا انجام ہوا ۲۲۷ اور بے شک آخرت کا گھر

لِلَّذِينَ اتَّقَوْا ط أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۱۰۹ حَتَّىٰ إِذَا اسْتَأْذَنَ الرَّسُلُ وَظَنُّوا

پر ہیروزگاروں کے لیے بہتر تو کیا تمہیں عقل نہیں یہاں تک کہ جب رسولوں کو ظاہری اسباب کی امید نہ رہی ۲۲۸ اور لوگ سمجھے

أَنَّهُمْ قَدْ كَذَّبُوا جَاءَهُمْ نَصْرُنَا فَنُجِّيَ مَنْ نَشَاءُ ط وَلَا يُرَدُّ بَأْسَنَا

کہ رسولوں نے ان سے غلط کہا تھا ۲۲۹ اس وقت ہماری مدد آئی تو جسے ہم نے چاہا بچا لیا گیا ۲۳۰ اور ہمارا عذاب

عَنِ الْقَوْمِ الْجَازِمِينَ ۱۱۰ لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِأُولِي

مجرم لوگوں سے پھیرا نہیں جاتا بے شک ان کی خبروں سے ۲۳۱ عقل مندوں کی آنکھیں

الْأَلْبَابِ ط مَا كَانَ حَدِيثًا يُفْتَرَىٰ وَلَكِنْ تَصْدِيقَ الَّذِي بَيْنَ

کھلتی ہیں ۲۳۲ یہ کوئی بناوٹ کی بات نہیں ۲۳۳ لیکن اپنے سے اگلے کاموں کی ۲۳۴

۲۳۵ اے مصطفیٰ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان مشرکین سے کہ توحید الہی اور دین اسلام کی دعوت دینا ۲۳۶ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: محمد مصطفیٰ صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب احسن طریق اور افضل ہدایت پر ہیں، علم ہی کے معنی (سرچشمے)، ایمان کے خزانے، رحمن کے لشکر ہیں۔ ابن مسعود رضی اللہ

تعالیٰ عنہ نے فرمایا: طریقہ اختیار کرنے والوں کو چاہئے کہ گزرے ہوؤں کا طریقہ اختیار کریں وہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب ہیں جن کے دل امت میں

سب سے زیادہ پاک، علم میں سب سے عمیق (کامل)، تکلف (نمود و نمائش) میں سب سے کم، ایسے حضرات ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی

صحبت اور ان کے دین کی اشاعت کے لیے برگزیدہ کیا۔ ۲۳۷ تمام عیوب و نقائص اور شرکاء و اضراد و انداد (مخالف و ہم پلہ) سے۔ ۲۳۸ نہ فرشتے نہ کسی عورت کو نبی

بنایا گیا۔ یہ اہل مکہ کا جواب ہے جنہوں نے کہا تھا کہ اللہ نے فرشتوں کو کیوں نہ نبی بنا کر بھیجا نہیں بتایا گیا کہ یہ کیا تعجب کی بات ہے پہلے ہی سے کبھی فرشتے نبی ہو کر نہ

آئے۔ ۲۳۹ حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اہل بادیہ (دیہاتوں) اور جنات اور عورتوں میں سے کبھی کوئی نبی نہیں کیا گیا۔ ۲۴۰ انبیاء کے جھلانے سے کس طرح

ہلاک کئے گئے ۲۴۱ یعنی لوگوں کو چاہئے کہ عذاب الہی میں تاخیر ہونے اور عیش و آسائش کے دیر تک رہنے پر مغرور نہ ہو جائیں کیونکہ پہلی امتوں کو بھی بہت مہلتیں دی جا

چکی ہیں یہاں تک کہ جب ان کے عذابوں میں بہت تاخیر ہوئی اور یہ اسباب ظاہر رسولوں کو قوم پر دنیا میں ظاہر عذاب آنے کی امید نہ رہی۔ (ابو اسود) ۲۴۲ یعنی قوموں

نے گمان کیا کہ رسولوں نے انہیں جو عذاب کے وعدے دیئے تھے وہ پورے ہونے والے نہیں۔ (مدارک وغیرہ) ۲۴۳ اپنے بندوں میں سے یعنی اطاعت کرنے والے

بِأَيِّهِ وَتَفْصِيلَ كُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿٤٦٦﴾

تصدیق ہے اور ہر چیز کا مفصل بیان اور مسلمانوں کے لیے ہدایت و رحمت۔

﴿٢٣ آیتها﴾ ﴿١٣ سُورَةُ الرَّحْمٰنِ مَدَنِيَّةٌ ٩٦﴾ ﴿٦ رُكُوعَاتُهَا ٦﴾

سورہ رعد مدنیہ ہے، اس میں تینتالیس آیتیں اور چھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

الْمَرَّ تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ وَالَّذِي أُنزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ الْحَقُّ وَ

یہ کتاب کی آیتیں ہیں و اور وہ جو تمہاری طرف تمہارے رب کے پاس سے اترا ہے حق ہے و

لَكِنَّ أَكْثَر النَّاسِ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿١﴾ اللَّهُ الَّذِي رَفَعَ السَّمَوَاتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ

مگر اکثر آدمی ایمان نہیں لاتے و اللہ ہے جس نے آسمانوں کو بلند کیا بے ستونوں کے کہ

تَرَوْنَهَا تَمَّاسْتَوَى عَلَى الْعَرْشِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَجْرِي

تم دیکھو و پھر عرش پر استوا فرمایا جیسا اس کی شان کے لائق ہے اور سورج اور چاند کو مسخر کیا و ہر ایک ایک ٹھہرائے ہوئے

لِأَجَلٍ مُّسَمًّى يُدَبِّرُ الْأَمْرَ يُفَصِّلُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَاءِ رَبِّكُمْ

وعدہ تک چلتا ہے و اللہ کام کی تدبیر فرماتا اور مفصل نشانیاں بتاتا ہے و کہیں تم اپنے رب کا ملنا

ایماندروں کو بچالیا۔ ﴿٢٣﴾ یعنی انبیاء کی اور ان کی قوموں کی ﴿٢٣﴾ جیسے کہ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واقعہ سے بڑے بڑے نتائج نکلتے ہیں اور معلوم ہوتا

ہے کہ صبر کا نتیجہ سلامت و کرامت ہے اور ایذا رسانی و بدخواہی کا انجام ندامت اور اللہ پر بھروسہ رکھنے والا کامیاب ہوتا ہے اور بندے کو سختیوں کے پیش آنے سے

مابوس نہ ہونا چاہئے رحمت الہی و تکبیر کرے تو کسی کی بدخواہی کچھ نہیں کر سکتی۔ اس کے بعد قرآن پاک کی نسبت ارشاد ہوتا ہے۔ ﴿٢٣﴾ جس کو کسی انسان نے اپنی

طرف سے بنالیا ہو کیونکہ اس کا اعجاز (عاجز کر دینا) اس کے من اللہ (اللہ کی طرف سے) ہونے کو قطعی طور پر ثابت کرتا ہے۔ ﴿٢٣﴾ اوریت انجیل وغیرہ کتب

الہیہ کی و سورہ رعد تکلیف ہے اور ایک روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ ہے کہ دو آیتوں ”لَا يَزَالُ الَّذِينَ كَفَرُوا تُصِيبُهُمْ“ اور ”يَقُولُ

الَّذِينَ كَفَرُوا لَسْتُ مُرْسَلًا“ کے سوا باقی سب مکی ہیں، اور دوسرا قول یہ ہے کہ یہ سورہ مدنی ہے، اس میں چھ رکوع تینتالیس یا پینتالیس آیتیں اور آٹھ سو پچپن کلمے

اور تین ہزار پانچ سو چھ حرف ہیں۔ و یعنی قرآن شریف کی و یعنی قرآن شریف و کہ اس میں کچھ شہ نہیں و یعنی مشرکین مکہ جو یہ کہتے ہیں کہ یہ کلام

محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ہے انہوں نے خود بنایا، اس آیت میں ان کا رد فرمایا اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنی ربوبیت کے دلائل اور اپنے عجائب

قدرت بیان فرمائے جو اس کی وحدانیت پر دلالت کرتے ہیں و اس کے دو معنی ہو سکتے ہیں، ایک یہ کہ آسمانوں کو بغیر ستونوں کے بلند کیا جیسا کہ تم ان کو دیکھتے ہو

یعنی حقیقت میں کوئی ستون ہی نہیں ہے اور یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ تمہارے دیکھنے میں آنے والے ستونوں کے بغیر بلند کیا، اس تقدیر پر معنی یہ ہوں گے کہ ستون تو

ہیں مگر تمہارے دیکھنے میں نہیں آتے اور قول اول صحیح تر ہے اسی پر جمہور ہیں۔ (خازن و جمل) و اپنے بندوں کے صنایع اور اپنے بلاد کے مصالح کے لیے وہ

حسب حکم گردش میں ہیں۔ و یعنی فنائے دنیا کے وقت تک۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ اجل مُسَمًّى سے ان کے درجات و منازل مراد

ہیں یعنی وہ اپنی منازل و درجات میں ایک غایت (حد) تک گردش کرتے ہیں جس سے تجاوز نہیں کر سکتے، شمس و قمر میں سے ہر ایک کے لیے سیر خاص جہت

خاص کی طرف سرعت و بطو و حرکت کی مقدار خاص سے مقرر فرمائی ہے۔ و اپنی وحدانیت و کمال قدرت کی۔

تَوْقُونَ ۲) وَهُوَ الَّذِي مَدَّ الْأَرْضَ وَجَعَلَ فِيهَا رَوَاسِيَ وَأَنْهَارًا ط

یقین کروں اور وہی ہے جس نے زمین کو پھیلایا اور اس میں لنگر ٹک اور نہریں بنائیں

وَمِنْ كُلِّ الشَّجَرِ جَعَلَ فِيهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ يُغْشَى اللَّيْلُ النَّهَارَ ط

اور زمین میں ہر قسم کے پھل دو دو طرح کے بنائے رات سے دن کو چھپا لیتا ہے

إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ۳) وَفِي الْأَرْضِ قِطْعٌ مُّتَجَوِّرَاتٌ ط

بے شک اس میں نشانیاں ہیں دھیان کرنے والوں کو اور زمین کے مختلف قطعے (ٹکڑے) ہیں اور ہیں پاس پاس

وَجَنَّاتٌ مِّنْ أَعْنَابٍ وَزُرْعٌ وَنَخِيلٌ وَنُحُورٌ مِّنْ أَعْنَابٍ يُسْقَىٰ بِهَاءٍ ط

اور باغ ہیں انگوروں کے اور کھیتی اور کھجور کے پیڑ ایک تھالے (گڑھے) سے اُگے اور الگ الگ سب کو ایک ہی پانی

وَاحِدٍ ۴) وَنَفْصٌ بَعْضُهَا عَلَىٰ بَعْضٍ فِي الْأُكُلِ ط إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ

دیا جاتا ہے اور پھلوں میں ہم ایک کو دوسرے سے بہتر کرتے ہیں بے شک اس میں نشانیاں ہیں

يَعْقِلُونَ ۵) وَإِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلِهِمْ إِذْ أَكْنَا تَرْبَاءً إِنَّا لَفِي خَلْقٍ

عقل مندوں کے لیے اور اگر تم تعجب کرو فلا تو اچھا تعجب) تو ان کے اس کہنے کا ہے کہ کیا ہم مٹی ہو کر پھر

جَدِيدٍ ۶) أُولَٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ وَأُولَٰئِكَ الْأَغْلُلُ فِي

نئے بنیں گے فلا وہ ہیں جو اپنے رب سے منکر ہوئے اور وہ ہیں جن کی گردنوں میں

أَعْنَاقِهِمْ وَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۷) وَيَسْتَعْجِلُونَكَ

طوق ہوں گے فلا اور وہ دوزخ والے ہیں انھیں اسی میں رہنا اور تم سے عذاب کی

فلا اور جانو کہ جو انسان کو ذیستغنی کے بعد ہنسنت (یعنی جب وہ تھا ہی نہیں تو اس کو پیدا) کرنے پر قادر ہے وہ اس کو موت کے بعد بھی زندہ کرنے پر قادر ہے۔

وال یعنی مضبوط پہاڑ ۱۲ سیاہ سفید، ترش و شیریں، صغیر و کبیر، بڑی و بوسستانی (صحرائی و بانگانی)، گرم و سرد، تر و خشک وغیرہ۔ ۱۳ جو سمجھیں کہ یہ تمام آثار صنایع

حکیم (یعنی اللہ عزوجل) کے وجود پر دلالت کرتے ہیں۔ ۱۴ ایک دوسرے سے ملے ہوئے ان میں سے کوئی قابل زراعت ہے کوئی ناقابل زراعت کوئی

تھریلا کوئی ریٹلا۔ ۱۵ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اس میں بنی آدم کے قلوب کی ایک تمثیل (مثال) ہے کہ جس طرح زمین ایک تھی اس کے مختلف

قطععات (ٹکڑے) ہوئے، ان پر آسمان سے ایک ہی پانی برسا، اس سے مختلف قسم کے پھل پھول تیل بوٹے اچھے برے پیدا ہوئے، اسی طرح آدمی حضرت آدم

سے پیدا کئے گئے ان پر آسمان سے ہدایت اتری اس سے بعض دل نرم ہوئے ان میں خشوع خضوع پیدا ہوا بعض سخت ہو گئے وہ ہوں لغو میں مبتلا ہوئے تو جس طرح

زمین کے قطععات اپنے پھول پھل میں مختلف ہیں اسی طرح انسانی قلوب اپنے آثار و انوار و اسرار میں مختلف ہیں۔ ۱۶ اے محمد مصطفیٰ! اصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کفار کی تکذیب کرنے سے باوجود یکہ آپ ان میں صادق و امین معروف تھے فلا اور انہوں نے کچھ نہ سمجھا کہ جس نے ایندہاء بغیر مثال کے پیدا کر دیا اس کو دوبارہ

پیدا کرنا کیا مشکل ہے۔ ۱۸ روز قیامت۔



بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ وَقَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمُ الْمَثَلُط وَإِنَّ رَبَّكَ

جلدی کرتے ہیں رحمت سے پہلے وک اور ان سے انگوں کی سزائیں ہو چکی ہیں اور بے شک تمہارا رب

لَذُو مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلَى ظُلْمِهِمْ ۚ وَإِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيدُ الْعِقَابِ ۝۶ وَ

تو لوگوں کے ظلم پر بھی انہیں ایک طرح کی معافی دیتا ہے وک اور بے شک تمہارے رب کا عذاب سخت ہے وک اور

يَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا وَالْوَلَا أَنْزَلَ عَلَيْهِ آيَةً مِّنْ رَبِّهِ ۚ إِنَّمَا أَنْتَ

کافر کہتے ہیں ان پر ان کے رب کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نہیں اتزی وک تم تو

مُنذِرٌ وَإِلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ۝۷ اللَّهُ يُعَلِّمُ مَا تَحِصِلُ كُلُّ أُنْثَى وَمَا تَغِيصُ

ڈر سنانے والے ہو اور ہر قوم کے ہادی وک اللہ جانتا ہے جو کچھ کسی مادہ کے پیٹ میں ہے وک اور پیٹ جو

۱۹ مشرکین مکہ اور یہ جلدی کرنا بطریق تَمَسُّخُو (بطور مذاق) تھا اور رحمت سے سلامت و عافیت مراد ہے۔ وک وہ بھی رسولوں کی تکذیب اور عذاب کا تسخیر کیا

کرتے تھے ان کا حال دیکھ کر عبرت حاصل کرنا چاہئے۔ وک کہ ان کے عذاب میں جلدی نہیں فرماتا اور انہیں مہلت دیتا ہے۔ وک جب عذاب فرمائے۔

۲۳ کافروں کا یہ قول نہایت بے ایمانی کا قول تھا جتنی آیات نازل ہو چکی تھیں اور معجزات دکھائے جا چکے تھے سب کو انہوں نے کالعدم قرار دے دیا، یہ انتہاء درجہ کی

ناانصافی اور حق دشمنی ہے جب حجت قائم ہو چکے اور ناقابل انکار براہین پیش کر دیئے جائیں اور ایسے دلائل سے مُدْعَا ثابت کر دیا جائے جس کے جواب سے مخالفین

کے تمام اہل علم و ہنر عاجز و مُتَسَخِّرُو (حیران) رہیں اور انہیں لب بلانا اور زبان کھولنا محال ہو جائے۔ ایسے آیات پینہ اور براہین واضح (روشن دلائل) و معجزات ظاہرہ

دیکھ کر یہ کہہ دینا کہ کوئی نشانی کیوں نہیں اتزی روز روشن میں دن کا انکار کر دینے سے بھی زیادہ بدتر اور باطل تر ہے اور حقیقت میں یہ حق کو پہچان کر اس سے

عناد (سرکشی) و فرار ہے، کسی مدعا پر جب برہان قوی (مضبوط دلیل) قائم ہو جائے پھر اس پر دوبارہ دلیل قائم کرنی ضروری نہیں رہتی اور ایسی حالت میں طلب دلیل

عناد و مُکَاَبَرُو (سرکشی و جھگڑا کرنا) ہوتا ہے، جب تک کہ دلیل کو مَجْزُو ح (باطل) نہ کر دیا جائے کوئی شخص دوسری دلیل کے طلب کرنے کا حق نہیں رکھتا اور اگر یہ

سلسلہ قائم کر دیا جائے کہ ہر شخص کے لیے نئی برہان قائم کی جائے جس کو وہ طلب کرے اور وہی نشانی لائی جائے جو وہ مانگے تو نشانیوں کا سلسلہ کبھی ختم نہ ہوگا اس لیے

حکمت الہیہ یہ ہے کہ انبیاء کو ایسے معجزات دیے جاتے ہیں جن سے ہر شخص ان کے صدق و نبوت کا یقین کر سکے اور بیشتر وہ اس قَبِيل (قسم) سے ہوتے ہیں جس میں

ان کی امت اور ان کے عہد (زمانہ) کے لوگ زیادہ مشق و مہارت رکھتے ہیں جیسے کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں علم سحر (جادو کا علم) اپنے کمال

کو پہنچا ہوا تھا اور اس زمانہ کے لوگ سحر کے بڑے ماہر کمال تھے تو حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وہ معجزہ عطا ہوا جس نے سحر کو باطل کر دیا اور ساحروں

(جادوگروں) کو یقین دلا دیا کہ جو کمال حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دکھایا وہ ربانی نشان ہے، سحر (جادو) سے اس کا مقابلہ ممکن نہیں۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ

علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں طب انتہائے عروج پر تھی، حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شفا کے امراض و احیائے اموات (بیماریوں سے شفا اور مردوں کو

زندہ کرنے) کا وہ معجزہ عطا فرمایا گیا جس سے طب کے ماہر عاجز ہو گئے اور وہ اس یقین پر مجبور تھے کہ یہ کام طب سے ناممکن ہے ضرور یہ قدرت الہی کا زبردست

نشان ہے، اسی طرح سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں عرب کی فصاحت و بلاغت اور کمال پر پہنچی ہوئی تھی اور وہ لوگ خوش بیانی میں عالم پر فائق

تھے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وہ معجزہ عطا فرمایا جس نے انہیں عاجز و قاصر رہیں اور قرآن کے بڑے سے بڑے لوگ اور ان کے اہل کمال کی جماعتیں قرآن

کریم کے مقابل ایک چھوٹی سی عبارت پیش کرنے سے بھی عاجز و قاصر رہیں اور قرآن کے اس کمال نے یہ ثابت کر دیا کہ بیشک یہ ربانی عظیم نشان ہے اور اس کا مثل

بنانا بشری قوت کے امکان میں نہیں، اس کے علاوہ اور صد ہا معجزات سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پیش فرمائے جنہوں نے ہر طبقہ کے انسانوں کو آپ کے

صدق رسالت کا یقین دلا دیا ان معجزات کے ہوتے ہوئے یہ کہہ دینا کہ کوئی نشانی کیوں نہیں اتزی کس قدر عناد اور حق سے مکرنا ہے۔ وک اپنی نبوت کے دلائل پیش

کرنے اور اطمینان بخش معجزات دکھا کر اپنی رسالت ثابت کر دینے کے بعد احکام الہیہ پہنچانے اور خدا کا خوف دلانے کے سوا آپ پر کچھ لازم نہیں اور ہر شخص کے

لیے اس کی طَبِيئَةُ (مانگی ہوئی) جدا جدا نشانیاں پیش کرنا آپ پر ضروری نہیں جیسا کہ آپ سے پہلے ہادیوں (انبیاء علیہم السلام) کا طریقہ رہا ہے۔ وک نہ، مادہ

ایک یا زیادہ وَغَيْرِ ذَٰلِكَ۔

الْأَرْحَامُ وَمَا تَرَدَّدًا ۱۰ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِقَدَرٍ ۱۱ عَلِيمُ الْغَيْبِ

کچھ گھٹتے اور بڑھتے ہیں ۱۰ اور ہر چیز اس کے پاس ایک اندازے سے ہے ۱۱ ہر چھپے اور

وَالشَّهَادَةُ الْكَبِيرُ الْمُتَعَالِ ۱۲ سَوَاءٌ مِنْكُمْ مَنْ أَسْرَأَ الْقَوْلَ وَمَنْ

کھلے کا جاننے والا سب سے بڑا بلندی والا ۱۲ برابر ہیں جو تم میں بات آہستہ کہے اور جو

جَهَرَ بِهِ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍ بِاللَّيْلِ وَسَارِبٌ بِالنَّهَارِ ۱۳ لَهُ مُعَقَّبَاتٌ

آواز سے اور جو رات میں چھپا ہے اور جو دن میں راہ چلتا ہے ۱۳ آدمی کے لیے بدلی والے

مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمَنْ خَلْفَهُ يَحْفَظُونَهُ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ ۱۴ إِنَّ اللَّهَ لَا

فرشتے ہیں اس کے آگے اور پیچھے ۱۴ کہ بحکم خدا اس کی حفاظت کرتے ہیں ۱۴ بے شک اللہ

يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا أَمَانًا أَنفُسِهِمْ ۱۵ وَإِذْ آوَا رَبُّكَ إِلَىٰ

کسی قوم سے اپنی نعمت نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنی حالت نہ بدل دیں اور جب اللہ کسی قوم سے برائی

سَوَاءٌ أَفَلَا مَرَدُّ لَهُ ۱۶ وَمَا لَهُمْ مِنْ دُونِهِ مِنْ وَّالٍ ۱۷ هُوَ الَّذِي يُرِيكُمْ

چاہے ۱۶ تو وہ پھر نہیں سکتی اور اس کے سوا ان کا کوئی حمایتی نہیں ۱۷ وہی ہے کہ تمہیں بجلی

الْبَرْقِ خَوْفًا وَطَمَعًا وَيُنشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ۱۸ وَيَسْبِغُ الرَّعْدُ

دکھاتا ہے ڈر کو اور امید کو ۱۸ اور بھاری بدلیاں اٹھاتا ہے اور گرج اسے سرائتی (خدا کی تعریف کرتی) ہوئی

بِحُدُودِهَا وَالْمَلَكَةُ مِنْ خِيفَتِهِ ۱۹ وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيبُ بِهَا مَنْ

اس کی پائی بولتی ہے ۱۹ اور فرشتے اس کے ڈر سے ۱۹ اور کڑک بھینچتا ہے ۱۹ تو اسے ڈالتا ہے جس پر

۲۰ یعنی مدت میں کس کا عمل جلد وضع (بچہ جلد پیدا) ہوگا کس کا دیر میں۔ حمل کی کم سے کم مدت جس میں بچہ پیدا ہو کر زندہ رہ سکے چھ ماہ ہے اور زیادہ سے زیادہ دو

سال یہی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا اور اس کے حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قائل ہیں۔ بعض مفسرین نے یہ بھی کہا ہے کہ بیٹ کے گھٹنے

بڑھنے سے بچ کا قوی، تَامُ الْخَلْفَتِ اور نَاقِصُ الْخَلْفَتِ (اعضاء کا تمام اور نا تمام) ہونا مراد ہے۔ ۲۰ کہ اس سے گھٹ بڑھ نہیں سکتی۔ ۲۰ ہر نقص سے

مُنَزَّهٌ (پاک)۔ ۲۱ یعنی دل کی گھجی باتیں اور زبان سے باغیانہ کہی ہوئی اور رات کو چھپ کر کہنے ہوئے عمل اور دن کو ظاہر طور پر کہنے ہوئے کام سب اللہ تعالیٰ جانتا

ہے کوئی اس کے علم سے باہر نہیں۔ ۲۲ بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ تم میں فرشتے نَوَيْتَ بِهِ نَوَيْتَ (باری باری) آتے ہیں رات اور دن میں اور نماز فجر اور

نماز عصر میں جمع ہوتے ہیں نئے فرشتے رہ جاتے ہیں اور جو فرشتے رہ چکے ہیں وہ چلے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے دریافت فرماتا ہے کہ تم نے میرے بندے کو کس حال

میں چھوڑا وہ عرض کرتے ہیں کہ نماز پڑھتے پایا اور نماز پڑھتے چھوڑا۔ ۲۳ مجاہد نے کہا: ہر بندے کے ساتھ ایک فرشتہ حفاظت پر مامور ہے جو سوتے جاگتے جن و انس

اور مومنی (تکلیف پہنچانے والے) جانوروں سے اس کی حفاظت کرتا ہے اور ہرستانے والی چیز کو اس سے روک دیتا ہے۔ بجز اس کے جس کا پہنچنا مشیت میں ہو۔

۲۴ معاصی میں مبتلا ہو کر ۲۴ اس کے عذاب و بلاک کا ارادہ فرمائے ۲۴ جو اس کے عذاب کو روک سکے۔ ۲۵ کہ اس سے گر کر نقصان پہنچانے کا خوف ہوتا

ہے اور بارش سے نفع اٹھانے کی امید یا بعضوں کو خوف ہوتا ہے جیسے مسافروں کو جو سفر میں ہوں اور بعضوں کو فائدہ کی امید جیسے کہ کا شکار وغیرہ۔ ۲۶ گرج یعنی

يَسْأَلُ وَهُمْ يُجَادِلُونَ فِي اللَّهِ ج وَهُوَ شَدِيدُ الْحَالِ ط لَهُ دَعْوَةُ الْحَقِّ ط

چاہے اور وہ اللہ میں جھگڑتے ہوتے ہیں وقت اور اس کی پکڑ سخت ہے اسی کا پکارنا سچا ہے وقت

وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ لَا يَسْتَجِيبُونَ لَهُمْ بِشَيْءٍ إِلَّا كَبَاسِطٍ

اور اس کے سوا جن کو پکارتے ہیں وہ ان کی کچھ بھی نہیں سنتے مگر اس کی طرح جو پانی

كَفِّهِ إِلَى الْبَاءِ لِيَبْدِغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهِ ط وَمَا دُعَاءُ الْكٰفِرِينَ إِلَّا

کے سامنے اپنی ہتھیلیاں پھیلائے بیٹھا ہے کہ اس کے منہ میں پہنچ جائے وقت اور وہ ہرگز نہ پہنچے گا اور کافروں کی ہر دعا

فِي ضَلٰلٍ ۱۴ وَ لِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَكَرْهًا وَ

بھلتی پھرتی ہے اور اللہ ہی کو سجدہ کرتے ہیں جتنے آسمانوں اور زمین میں ہیں خوشی سے وقت خواہ مجبوری سے وقت اور

بادل سے جو آواز ہوتی ہے۔ اس کے تسبیح کرنے کے معنی یہ ہیں کہ اس آواز کا پیدا ہونا خالق، قادر، ہر نقص سے منزہ کے وجود کی دلیل ہے۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ

تَسْبِيحٌ رَّغَدٌ سہ وہ مراد ہے کہ اس آواز کو سن کر اللہ کے بندے اس کی تسبیح کرتے ہیں۔ بعض مفسرین کا قول ہے کہ رَغَدٌ ایک فرشتہ کا نام ہے جو بادل پر مامور ہے

اس کو چلاتا ہے۔ وقت یعنی اس کی ہیبت و جلال سے اس کی تسبیح کرتے ہیں۔ ۳۸ صَاعِقُوْهُ وَهُوَ شَدِيْدٌ آواز ہے جو جَوَّ (آسمان وزمین کے درمیان) سے اترتی ہے

پھر اس میں آگ پیدا ہو جاتی ہے یا عذاب یا موت اور وہ اپنی ذات میں ایک ہی چیز ہے اور یہ تینوں چیزیں اسی سے پیدا ہوتی ہیں۔ (خان) وقت شان نزول:

حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عرب کے ایک نہایت سرکش کافر کو اسلام کی دعوت دینے کے لیے اپنے اصحاب کی ایک

جماعت بھیجی انہوں نے اس کو دعوت دی کہنے لگا: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا رب کون ہے جس کی تم مجھے دعوت دیتے ہو کیا وہ سونے کا ہے یا چاندی کا یا لوہے کا یا

تانے کا؟ مسلمانوں کو یہ بات بہت گراں گزری اور انہوں نے واپس ہو کر سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ایسا اٹکھو (سخت کافر) سیاہ دل، سرکش

دیکھنے میں نہیں آیا۔ حضور نے فرمایا: اس کے پاس پھر جاؤ! اس نے پھر وہی گفتگو کی اور اتنا اور کہا کہ میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت قبول کر کے ایسے رب کو

مان لوں جسے نہ میں نے دیکھا ہے نہ پہچانا۔ یہ حضرات پھر واپس ہوئے اور انہوں نے عرض کیا کہ حضور اس کا نبی (شر) تو اور ترقی پر ہے۔ فرمایا: پھر جاؤ! ابہ تعیل

ارشاد (حکم بجالاتے ہوئے) پھر گئے جس وقت اس سے گفتگو کر رہے تھے اور وہ ایسی ہی سیاہ دلی کی باتیں بک رہا تھا ایک ابراہیم سے بجلی چمکی اور کڑک ہوئی اور

بجلی گری اور اس کافر کو جلا دیا۔ یہ حضرات اس کے پاس بیٹھے رہے جب وہاں سے واپس ہوئے تو راہ میں انہیں اصحاب کرام کی ایک اور جماعت ملی وہ کہنے لگے کہ

وہ شخص جل گیا ان حضرات نے کہا کہ آپ صاحبوں کو کیسے معلوم ہو گیا انہوں نے فرمایا: سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس وحی آئی ہے ”وَيُرْسِلُ

الصَّوَاعِقَ قَتِيْبِيْبٍ بِهَا مَنْ يَّسْأَلُ وَهُمْ يُجَادِلُوْنَ فِي اللّٰهِ“۔ (خان) بعض مفسرین نے ذکر کیا ہے کہ عامر بن طفیل نے اَزْبَد بن رَيْبَعہ سے کہا کہ محمد مصطفیٰ

(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے پاس چلو میں انہیں باتوں میں لگاؤں گا تو پیچھے سے تلوار سے حملہ کرنا، یہ مشورہ کر کے وہ حضور کے پاس آئے اور عامر نے حضور سے

گفتگو شروع کی، بہت طویل گفتگو کے بعد کہنے لگا کہ اب ہم جاتے ہیں اور ایک بڑا جحش آ رہا ہے، یہ کہہ کر چلا آیا، باہر آ کر اَزْبَد سے کہنے لگا کہ تو نے

تلوار کیوں نہیں ماری؟ اس نے کہا: جب میں تلوار مارنے کا ارادہ کرتا تھا تو تو درمیان میں آ جاتا تھا، سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان لوگوں کے نکلنے وقت یہ

دعا فرمائی: ”اَللّٰهُمَّ اَكْفِبْنِيْهِمَا بِمَا شِئْتُمْ“ جب یہ دونوں مدینہ شریف سے باہر آئے تو ان پر بجلی گری اَزْبَد جل گیا اور عامر بھی اسی راہ میں بہت بدتر حالت میں

مرا۔ (حسین) وقت یعنی اس کی توحید کی شہادت دینا اور ”لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ“ کہنا یا یہ معنی ہیں کہ وہ دعا قبول کرتا ہے اور اسی سے دعا کرنا سزاوار ہے۔ وقت معبود جان

کر یعنی کفار جو بتوں کی عبادت کرتے ہیں اور ان سے مرادیں مانگتے ہیں۔ وقت تو ہتھیلیاں پھیلانے اور بلانے سے پانی کنوئیں سے نکل کر اس کے منہ میں نہ آئے

گا کیونکہ پانی کو نہ علم ہے نہ شعور جو اس کی حاجت اور پیاس کو جانے اور اس کے بلانے کو سمجھے اور پہچانے نہ اس میں یہ قدرت ہے کہ اپنی جگہ سے حرکت کرے اور

اپنے مقتضائے طبیعت (یعنی طبیعت کی خواہش) کے خلاف اوپر چڑھ کر بلانے والے کے منہ میں پہنچ جائے یہی حال بتوں کا ہے کہ نہ انہیں بت پرستوں کے

پکارنے کی خبر ہے نہ ان کی حاجت کا شعور نہ وہ ان کے نفع پر کچھ قدرت رکھتے ہیں۔ ۳۳ جیسے کہ مومن ۳۳ جیسے کہ منافق و کافر۔



ظَلُّهُمْ بِالْعُدُوِّ وَالْأَصَالِ ۝۱۵ ۞ قُلْ مَنْ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ط

ان کی پرچھائیاں ہر صبح و شام ۱۵ تم فرماؤ کون رب ہے آسمانوں اور زمین کا

قُلْ اللَّهُ ط قُلْ أَفَاتَّخَذْتُمْ مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ لَا يَمْلِكُونَ لِأَنْفُسِهِمْ

تم خود ہی فرماؤ اللہ ۱۶ تم فرماؤ تو کیا اس کے سوا تم نے وہ حمایت بنا لیے ہیں جو اپنا

نَفَعًا وَلَا ضَرًّا ط قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ ۗ أَمْ هَلْ تُسْتَوَىٰ

بھلا برا نہیں کر سکتے ہیں ۱۷ تم فرماؤ کیا برابر ہو جائیں گے اندھا اور آنکھیرا ۱۸ یا کیا برابر ہو جائیں گی

الظُّلُمِ وَالنُّورِ ۗ أَمْ جَعَلُوا لِلَّهِ شُرَكَاءَ خَلَقُوا كَخَلْقِهِ فَتَشَابَهُ الْخَلْقُ

اندھیاریاں اور اجالا ۱۹ کیا اللہ کے لیے ایسے شریک ٹھہرائے ہیں جنہوں نے اللہ کی طرح کچھ بنایا تو انہیں ان کا اور اس کا بنانا

عَلَيْهِمْ ط قُلْ اللَّهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۖ وَهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝۱۶ ۞ أَنْزَلَ مِنْ

ایک سا معلوم ہوا ۲۰ تم فرماؤ اللہ ہر چیز کا بنانے والا ہے ۲۱ اور وہ اکیلا سب پر غالب ہے ۲۲ اس نے

السَّمَاءِ مَاءً فَسَالَتْ أَوْدِيَةٌ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَابِيًا ط وَ

آسمان سے پانی اتارا تو نالے اپنے اپنے لائق بہہ نکلے تو پانی کی رز (دھار) اس پر ابھرے ہوئے جھاگ اٹھا لائی اور

مَبَايُوقِدُونَ عَلَيْهِ فِي النَّارِ ابْتِغَاءَ حِلْيَةٍ أَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِثْلَهُ ط كَذَلِكَ

جس پر آگ دہکاتے ہیں ۲۳ گہنا (زیور) یا اور اسباب ۲۴ بنانے کو اس سے بھی ویسے ہی جھاگ اٹھتے ہیں اللہ

يَضْرِبُ اللَّهُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ ط فَأَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَاءً ۗ وَ

بتاتا ہے کہ حق اور باطل کی یہی مثال ہے تو جھاگ تو پھٹ کر دور ہو جاتا ہے اور

۱۵ ان کی تبعیت میں اللہ کو سجدہ کرتی ہیں۔ ذبحاج نے کہا کہ کافر ”غَيْرُ اللَّهِ“ کو سجدہ کرتا ہے اور اس کا سایہ اللہ کو۔ اِنْبَارِي نے کہا کہ کچھ بعید نہیں کہ اللہ

تعالیٰ پر چھائیاں (یعنی سائے) میں ایسی فہم (سمجھ) پیدا کرے کہ وہ اس کو سجدہ کریں۔ بعض کا قول ہے: سجدے سے سایہ کا ایک طرف سے دوسری طرف مائل ہونا

اور آفتاب کے ارتفاع و نزول (بلند ہونے و ڈھلنے) کے ساتھ دراز و کوتاہ (لمبا اور چھوٹا) ہونا مراد ہے۔ (غازن) ۱۶ کیونکہ اس سوال کا اس کے سوا اور کوئی جواب

ہی نہیں اور مشرکین باوجود غَيْرُ اللَّهِ کی عبادت کرنے کے اس کے مَقْرُوع (اقرار کرنے والے) ہیں کہ آسمان و زمین کا خالق اللہ ہے جب یہ امر مُسَلَّم (مانا ہوا) ہے

تو ۱۷ یعنی بت۔ جب ان کی یہ بے قدرتی و بیچارگی ہے تو وہ دوسرے کو کیا نفع و ضرر پہنچا سکتے ہیں ایسوں کو معبود بنانا اور خالق، رازق، قوی و قادر کو چھوڑنا انتہا درجے

کی گمراہی ہے۔ ۱۸ یعنی کافر و ایمان ۱۹ اور اس وجہ سے حق ان پر مُشْتَبِه (مشکوک) ہو گیا اور وہ بت پرستی کرنے لگے، ایسا تو نہیں ہے

بلکہ جن بتوں کو وہ پوجتے ہیں اللہ کی مخلوق کی طرح کچھ بنانا تو کجسا وہ بندوں کی مصنوعات (تیار کی ہوئی چیزوں) کے مثل بھی نہیں بنا سکتے عاجز محض ہیں، ایسے

پتھروں کا پوجنا عقل و دانش کے بالکل خلاف ہے۔ ۲۰ جو مخلوق ہونے کی صلاحیت رکھے اس سب کا خالق اللہ ہی ہے اور کوئی نہیں تو دوسرے کو شریک عبادت

کرنا عاقل کس طرح گوارا کر سکتا ہے۔ ۲۱ سب اس کے تحت قدرت و اختیار ہیں۔ ۲۲ جیسے کہ سونا، چاندی، تانبا وغیرہ۔ ۲۳ برتن وغیرہ۔

أَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَبِئْسَ الْاِرْضُ ۗ كَذَلِكَ يَضْرِبُ اللَّهُ

وہ جو لوگوں کے کام آئے زمین میں رہتا ہے ۵۵ اللہ یوں ہی مثالیں بیان

الْاَمْثَالَ ۙ لِلَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمُ الْحَسَنَىٰ ۗ وَالَّذِينَ لَمْ يَسْتَجِيبُوا

فرماتا ہے جن لوگوں نے اپنے رب کا حکم مانا انھیں کے لیے بھلائی ہے ۵۶ اور جنھوں نے اس کا حکم نہ مانا ۵۷

لَهُ لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيعًا وَمِثْلَهُ مَعَهُ لَافْتَدَوْا بِهِ ۗ اُولَٰئِكَ

اگر زمین میں جو کچھ ہے وہ سب اور اس جیسا اور ان کی ملک میں ہوتا تو اپنی جان چھڑانے کو دے دیتے یہی ہیں

لَهُمْ سُوءُ الْحِسَابِ ۗ وَمَا وُهِمُ جَهَنَّمَ ۗ وَبِئْسَ الْبِهَادُ ۙ اَفَمَنْ يَعْلَمُ

جن کا برا حساب ہوگا ۵۸ اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور کیا ہی برا بچھونا تو کیا وہ جو جانتا ہے

اَنْبَاً اُنزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ اَعْمَىٰ ۗ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ

جو کچھ تمہاری طرف تمہارے رب کے پاس سے اترا حق ہے ۵۹ وہ اس جیسا ہوگا جو اندھا ہے ۶۰ نصیحت وہی مانتے ہیں

اُولُو الْاَلْبَابِ ۙ الَّذِيْنَ يُؤْفُونَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَلَا يَتَّقُوْنَ الْبَيْتَاتِ ۙ ۲۰

جنہیں عقل ہے وہ جو اللہ کا عہد پورا کرتے ہیں ۶۱ اور قول باندھ کر (وعدہ کر کے) پھرتے نہیں

وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَا اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖ اَنْ يُوصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَ

اور وہ کہ جوڑتے ہیں اسے جس کے جوڑنے کا اللہ نے حکم دیا ۶۲ اور اپنے رب سے ڈرتے اور

يَخَافُوْنَ سُوءَ الْحِسَابِ ۙ وَالَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَابْتِغَاءً وَجْهَ رَبِّهِمْ وَ

حساب کی برائی سے اندیشہ رکھتے ہیں ۶۳ اور وہ جنھوں نے صبر کیا ۶۴ اپنے رب کی رضا چاہنے کو اور

۵۵ ایسے ہی باطل اگرچہ کتنا ہی ابھر جائے اور بعض اوقات و احوال میں جھگ کی طرح حد سے اونچا ہو جائے مگر انجام کار مٹ جاتا ہے اور حق اصل شے اور جوہر صاف کی طرح باقی و ثابت رہتا ہے۔ ۵۶ یعنی جنت ۵۷ اور کفر کیا ۵۸ کہ ہر امر پر مؤاخذہ کیا جائے گا اور اس میں سے کچھ نہ بخشا جائے گا۔ (جلالین و

خان) ۵۹ اور اس پر ایمان لاتا ہے اور اس کے مطابق عمل کرتا ہے ۶۰ حق کو نہیں جانتا، قرآن پر ایمان نہیں لاتا، اس کے مطابق عمل نہیں کرتا۔ یہ آیت حضرت حمزہ ابن عبدالمطلب اور ابو جہل کے حق میں نازل ہوئی۔ ۶۱ اس کی ربوبیت کی شہادت دیتے ہیں اور اس کا حکم مانتے ہیں ۶۲ یعنی اللہ کی تمام

کتابوں اور اس کے کل رسولوں پر ایمان لاتے ہیں اور بعض کو مان کر بعض سے منکر ہو کر ان میں تفریق (جدائی) نہیں کرتے یا یہ معنی ہیں کہ حقوق قرابت کی رعایت رکھتے ہیں اور رشتہ قطع نہیں کرتے اسی میں رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قرابتیں اور ایمانی قرابتیں بھی داخل ہیں، سادات کرام کا احترام اور

مسلمانوں کے ساتھ مؤدبت (بیار و محبت) و احسان اور ان کی مدد اور ان کی طرف سے مؤدافعت (دفاع) اور ان کے ساتھ شفقت اور سلام و دعا اور مسلمان مریضوں کی عیادت اور اپنے دوستوں خادموں ہمسایوں، سفر کے ساتھیوں کے حقوق کی رعایت بھی اس میں داخل ہے اور شریعت میں اس کا لحاظ رکھنے کی بہت

تاکیدیں آئی ہیں بکثرت احادیث صحیحہ اس باب میں وارد ہیں۔ ۶۳ اور وقت حساب سے پہلے خود اپنے نفسوں سے محاسبہ کرتے ہیں ۶۴ طاعتوں اور مصیبتوں پر اور مخصیبت سے باز رہے۔

أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً وَيَدْرَءُونَ

نماز قائم رکھی اور ہمارے دیئے سے ہماری راہ میں چھپے اور ظاہر کچھ خرچ کیا وہ اور برائی کے بدلے

بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةِ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عُقُوبَةُ الدَّارِ ۲۱ جَنَّتٌ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا

بھلائی کر کے ٹالتے ہیں وہ انہیں کے لیے پچھلے گھر کا نفع ہے بسنے کے باغ جن میں وہ داخل ہوں گے

وَمَنْ صَلَحَ مِنْ آبَائِهِمْ وَأَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ وَالْمَلَائِكَةُ يَدْخُلُونَ

اور جو لائق ہوں ان کے باپ دادا اور بی بیوں اور اولاد میں وہ اور فرشتے وہ ہر دروازے سے

عَلَيْهِمْ مِنْ كُلِّ بَابٍ ۲۲ سَلَّمَ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ۲۳

ان پر نیک یہ کہتے آئیں گے سلامتی ہو تم پر تمہارے صبر کا بدلہ تو پچھلا گھر کیا ہی خوب ملا

وَالَّذِينَ يَنْقُضُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مِيثَاقِهِ وَيَقْطَعُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ

اور وہ جو اللہ کا عہد اس کے پکے ہونے والے کے بعد توڑتے اور جس کے جوڑنے کو اللہ نے فرمایا

بِهِ أَنْ يُوصَلَ وَيُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ أُولَٰئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوءُ

اسے قطع کرتے اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں ان کا حصہ لعنت ہی ہے اور ان کا نصیب برا

الدَّارِ ۲۵ اللَّهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ ۲۶ وَفَرِحُوا بِالْحَيَاةِ

گھر والے اللہ جس کے لیے چاہے رزق کشادہ اور وہ ٹنگ کرتا ہے اور کافر دنیا کی زندگی پر

الدُّنْيَا ۲۷ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا مَتَاعٌ ۲۸ وَيَقُولُ الَّذِينَ

اترا گئے اور دنیا کی زندگی آخرت کے مقابل نہیں مگر کچھ دن برت لینا اور کافر کہتے

كَفَرُوا وَالْوَالَا أَنْزَلَ عَلَيْهِ آيَةً مِنْ رَبِّهِ ۲۹ قُلْ إِنْ اللَّهُ يُضِلُّ مَنْ يَشَاءُ

ان پر کوئی نشانی ان کے رب کی طرف سے کیوں نہ اتری تم فرماؤ بے شک اللہ جسے چاہے گمراہ کرتا ہے وہ

۲۵ نوافل کا چھپانا اور فرائض کا ظاہر کرنا افضل ہے۔ ۲۶ بدکلامی کا جواب شیریں سسخنی (خوش کلامی) سے دیتے ہیں اور جو انہیں محروم کرتا ہے اس پر عطا کرتے

ہیں جب ان پر ظلم کیا جاتا ہے معاف کرتے ہیں، جب ان سے پیوند (تعلق) قطع کیا جاتا ہے ملاتے ہیں اور جب گناہ کرتے ہیں توبہ کرتے ہیں، جب ناجائز کام

دیکھتے ہیں اسے بدلتے ہیں، جہل کے بدلے علم اور ایذا کے بدلے صبر کرتے ہیں۔ ۲۷ یعنی مؤمن ہوں ۲۸ اگرچہ لوگوں نے ان کے سے عمل نہ کئے ہوں جب

بھی اللہ تعالیٰ ان کے اکرام کے لیے ان کو ان کے درجہ میں داخل فرمائے گا ۲۹ ہر ایک روز شب میں ہدایا (تختے) اور رضا کی بشارتیں لے کر جنت کے

نیک بہ طریق تہیت و تکريم (عزت و احترام) والے اور اس کو قبول کر لینے والے کفر و معاصی کا ارتکاب کر کے والے یعنی جہنم۔ ۲۹ جس کے لیے چاہے

۲۵ اور شکر گزار نہ ہوئے۔ مسئلہ: دولت دنیا پر اترا اور مغرور ہونا حرام ہے۔ ۲۶ کہ وہ آیات و معجزات نازل ہونے کے بعد بھی یہ کہتا رہتا ہے کہ کوئی نشانی

کیوں نہیں اتری، کوئی معجزہ کیوں نہیں آیا، معجزات کثیرہ کے باوجود گمراہ رہتا ہے۔



وَيَهْدِي إِلَيْهِ مَنْ أَنَابَ ﴿٢٧﴾ الَّذِينَ آمَنُوا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُمْ بِذِكْرِ

اور اپنی راہ سے دیتا ہے جو اس کی طرف رجوع لائے وہ جو ایمان لائے اور ان کے دل اللہ کی یاد سے چین

اللَّهُ ۙ إِلَّا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ ﴿٢٨﴾ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا

پاتے ہیں سن لو اللہ کی یاد ہی میں دلوں کا چین ہے مکے وہ جو ایمان لائے اور اچھے

الصَّالِحَاتِ طُوبَىٰ لَهُمْ وَحَسُنَ مَا فِي مَنَآبِ ﴿٢٩﴾ كَذَلِكَ أَرْسَلْنَا فِي أُمَّةٍ

کام کیے ان کو خوشی ہے اور اچھا انجام دے اسی طرح ہم نے تم کو اس امت میں بھیجا

قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَا أُمَمٌ لَّتَتَلَوْنَ عَلَيْهِمُ الذِّمَىٰ أَوْ حِينًا إِلَيْكَ وَهُمْ

جس سے پہلے امتیں ہو گزریں مکے کہ تم انھیں پڑھ کر سناؤ مکے جو ہم نے تمہاری طرف وحی کی اور وہ

يَكْفُرُونَ بِالرَّحْمَنِ ۗ قُلْ هُوَ رَبِّي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ

رجحان کے منکر ہو رہے ہیں مکے تم فرماؤ وہ میرا رب ہے اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور اسی کی طرف

مَتَابٍ ﴿٣٠﴾ وَلَوْ أَنَّ قُرْآنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ أَوْ قُطِعَتْ بِهِ الْأَرْضُ

میری رجوع ہے اور اگر کوئی ایسا قرآن آتا جس سے پہاڑ ٹل جاتے مکے یا زمین پھٹ جاتی

أَوْ كَلَّمَ بِهِ الْبُوتَىٰ ۗ بَلْ لِلَّهِ الْأَمْرُ جَمِيعًا ۗ أَفَلَمْ يَأْتِ الْذِّمَىٰ الَّذِينَ آمَنُوا

یا مردے باتیں کرتے جب بھی یہ کافر نہ مانتے مکے بلکہ سب کام اللہ ہی کے اختیار میں ہیں مکے تو کیا مسلمان اس سے ناامید نہ ہوئے مکے

مکے اس کے رحمت و فضل اور اس کے احسان و کرم کو یاد کر کے بے قرار دلوں کو قرار و اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ اگرچہ اس کے عدل و عتاب (غضب) کی یاد دلوں کو

خائف کر دیتی ہے جیسا کہ دوسری آیت میں فرمایا: "إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَّتْ قُلُوبُهُمْ" حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس

آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ مسلمان جب اللہ کا نام لے کر قسم کھاتا ہے دوسرے مسلمان اس کا اعتبار کر لیتے ہیں اور ان کے دلوں کو اطمینان ہو جاتا ہے۔ "طوبیٰ"

بشارت ہے راحت و نعمت اور غمی و خوش حالی کی۔ سعید بن جبیر نے کہا کہ طوبیٰ زبان حبشی میں جنت کا نام ہے۔ حضرت ابو ہریرہ اور دیگر اصحاب سے مروی ہے کہ

طوبیٰ جنت کے ایک درخت کا نام ہے جس کا سایہ ہر جنت میں پہنچے گا، یہ درخت جنت عدن میں ہے اور اس کی اصل (جڑ) سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے

أَبُو الْوَالِدِ عَلِيٍّ مَوْلَىٰ أَبِي تَالِطَةَ (کمرے) اور قصر (محل) میں، اس میں سوا سب سے ہر قسم کے رنگ اور خوشنمایاں ہیں ہر طرح کے پھل اور

میوہ اس میں پھلے ہیں، اس کی بیج (جڑ) سے کافور سلسبیل (ایک چشمہ) کی نہریں رواں ہیں۔ مکے تو تمہاری امت سب سے بچھلی امت ہے اور تم خواتم الانبیاء

ہو تمہیں بڑے شان و شکوہ سے رسالت عطا کی مکے وہ کتاب عظیم مکے شان نزول: قتادہ و مقاتل وغیرہ کا قول ہے کہ یہ آیت صلح حدیبیہ میں نازل ہوئی جس کا مختصر

واقعیہ ہے کہ سہیل بن عمرو جب صلح کے لیے آیا اور صلح نامہ لکھنے پر اتفاق ہو گیا تو سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

لِکْهُوَ "بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ" کفار نے اس میں جھگڑا کیا اور کہا کہ آپ ہمارے دستور کے مطابق "بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ" (یعنی اے اللہ تیرے نام سے

شروع) لکھو ایسے۔ اس کے متعلق آیت میں ارشاد ہوتا ہے کہ وہ رحمن کے منکر ہو رہے ہیں۔ مکے اپنی جگہ سے مکے شان نزول: کفار قریش نے سید عالم صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ اگر آپ یہ چاہیں کہ ہم آپ کی نبوت مانیں اور آپ کا اتباع کریں تو آپ قرآن شریف پڑھ کر اس کی تاثیر سے مکہ مکرمہ کے پہاڑ ہٹا

دیکھیں تاکہ ہمیں کھیتیاں کرنے (کاشتکاری) کے لیے وسیع میدان مل جائیں اور زمین پھاڑ کر چشمہ جاری کیجئے تاکہ ہم کھیتوں اور باغوں کو ان سے سیراب کریں اور

أَنْ لَّوْ يَشَاءُ اللَّهُ لَهْدَى النَّاسَ جَمِيعًا وَلَا يَزَالُ الَّذِينَ كَفَرُوا

کہ اللہ چاہتا تو سب آدمیوں کو ہدایت کردیتا ۱۷ اور کافروں کو ہمیشہ ان کے کئے

تُصِيبُهُمْ بِمَا صَنَعُوا قَارِعَةً أَوْ تَحُلُّ قَرِيبًا مِّنْ دَارِهِمْ حَتَّىٰ يَأْتِيَ

پر سخت دھکم (انتہائی سخت مصیبت) پہنچتی رہے گی ۱۸ یا ان کے گھروں کے نزدیک اترے گی ۱۹ یہاں تک کہ

وَعُدَّ اللَّهُ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُخْلِفُ الْبِعَادَ ۗ ۚ وَلَقَدْ اسْتَهْزَيْ بِرُسُلِ

اللہ کا وعدہ آئے ۲۰ بے شک اللہ وعدہ خلاف نہیں کرتا ۲۱ اور بے شک تم سے اگلے رسولوں

مِّنْ قَبْلِكَ فَأَمَلَيْتُ لِلَّذِينَ كَفَرُوا شَمًّا أَخَذْتُهُمْ فَكَيْفَ كَانَ

پر بھی ہنسی کی گئی تو میں نے کافروں کو کچھ دنوں ڈھیل دی پھر انہیں پکڑا ۲۲ تو میرا عذاب

عِقَابٍ ۚ ۚ أَفَسَنْ هُوَ قَائِمٌ عَلَىٰ كُلِّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ ۖ وَجَعَلُوا لِلَّهِ

کیسا تھا تو کیا وہ جو ہر جان پر اس کے اعمال کی نگہداشت رکھتا ہے ۲۳ اور وہ اللہ کے شریک

شُرَكَاءَ ۖ قُلْ سَوْهُمْ أَمْ تَتَّبِعُونَٰٓ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي الْأَرْضِ أَمْ بظاہر

تھہراتے ہیں تم فرماؤ ان کا نام تو لو ۲۴ یا اسے وہ بتاتے ہو جو اس کے علم میں ساری زمین میں نہیں ۲۵ یا یونہی اُوپری

فُصَّيٰٓءِ بن بکلاب وغیرہ ہمارے مرے ہوئے باپ دادا کو زندہ کر دیجئے وہ ہم سے کہہ جائیں کہ آپ نبی ہیں۔ اس کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی اور بتا دیا گیا کہ یہ حیلہ حوالے کرنے والے کسی حال میں بھی ایمان لانے والے نہیں۔ ۱۷ اور تو ایمان وہی لائے گا جس کو اللہ چاہے اور تو یقین دے اس کے سوا اور کوئی ایمان لانے والا نہیں اگرچہ انہیں وہی نشان دکھادیے جائیں جو وہ طلب کریں ۱۸ یعنی کفار کے ایمان لانے سے خواہ انہیں کتنی ہی نشانیاں دکھلا دی جائیں اور کیا مسلمانوں کو اس کا یقین علم نہیں ۱۹ بغیر کسی نشانی کے لیکن وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور وہی حکمت ہے، یہ جواب ہے ان مسلمانوں کا جنہوں نے کفار کے نئی نئی نشانیاں طلب کرنے پر یہ چاہا تھا کہ جو کافر بھی کوئی نشانی طلب کرے وہی اس کو دکھادی جائے۔ اس میں انہیں بتا دیا گیا کہ جب زبردست نشان اچکے اور شکوک وادہام کی تمام راہیں بند کر دی گئیں، دین کی تقانیت روز روشن سے زیادہ واضح ہو چکی، ان جلی بڑ ہانوں (روشن دیلوں) کے باوجود جو لوگ مکر گئے، حق کے مُعْتَصِف نہ ہوئے۔ (حق کو نہ مانے) ظاہر ہو گیا کہ وہ مُعْتَصِد (بغض و کینہ رکھنے والے) ہیں اور معاند کسی دلیل سے بھی مانا نہیں کرتا تو مسلمانوں کو اب ان سے قبول حق کی کیا امید۔ کیا اب تک ان کا عناد کچھ کم اور آیات و بینات واضح (صاف اور روشن دیلوں) سے اعراض مشاہدہ کر کے بھی ان سے قبول حق کی امید رکھی جاسکتی ہے؟ البتہ اب ان کے ایمان لانے اور مان جانے کی یہی صورت ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں مجبور کرے اور ان کا اختیار سلب فرمائے۔ اس طرح کی ہدایت چاہتا تو تمام آدمیوں کو ہدایت فرمادیتا اور کوئی کافر نہ رہتا مگر دازالابتلا و دازالامتحان کی حکمت اس کی متقاضی نہیں۔ ۲۰ یعنی وہ اس تکذیب و عناد کی وجہ سے طرح طرح کے حوادث و مصائب اور آفتوں اور بلاؤں میں مبتلا رہیں گے کبھی قحط میں، کبھی لٹنے میں، کبھی مارے جانے میں، کبھی قید میں۔ ۲۱ اور ان کے اضطراب و پریشانی کا باعث ہوگی اور ان تک ان مصائب کے ضرر (تقصانات) پہنچیں گے ۲۲ اللہ کی طرف سے فتح و نصرت آئے اور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کا دین غالب ہوا اور مکہ مکرمہ فتح کیا جائے۔ بعض مفسرین نے کہا کہ اس وعدہ سے روز قیامت مراد ہے جس میں اعمال کی جزا دی جائے گی۔ ۲۳ اس کے بعد اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تسکین خاطر (تسلی و دلجوئی) فرماتا ہے کہ اس قسم کے یہودہ سوال اور ایسے تمسخر و استہزاء (ٹھٹھے اور مذاق) سے آپ رنجیدہ نہ ہوں کیونکہ ہادیوں کو ایسے واقعات پیش آیا ہی کرتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد فرماتا ہے ۲۴ اور دنیا میں انہیں قحط و قتل و قید میں مبتلا کیا اور آخرت میں ان کے لیے عذاب جہنم ہے ۲۵ نیک کی بھی ہد کی یعنی اللہ تعالیٰ کیا وہ ان بتوں کی مثل ہو سکتا ہے جو ایسے نہیں نہ انہیں علم ہے نہ قدرت، عاجز بے شعور ہیں ۲۶ وہ ہیں کون ۲۷ اور جو اس کے علم میں نہ ہو وہ باطل محض ہے، وہی نہیں سکتا کیونکہ اس کا علم ہر چیز کو محیط ہے لہذا اس کے لیے شریک ہونا باطل و غلط۔

مِّنَ الْقَوْلِ ۖ بَلْ زُيِّنَ لِلَّذِينَ كَفَرُوا مَكْرَهُمْ وَصُدُّوا عَنِ السَّبِيلِ ۗ ط

(بے معنی) بات ۹۵ بلکہ کافروں کی نگاہ میں ان کا فریب اچھا ٹھہرا ہے اور راہ سے روکے گئے ۹۵

وَمَنْ يُضِلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ ۖ ۳۳ لَّهُمْ عَذَابٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَ

اور جسے اللہ گمراہ کرے اسے کوئی ہدایت کرنے والا نہیں انھیں دنیا کے جیتے عذاب ہوگا ۹۶ اور

لِعَذَابِ الْآخِرَةِ أَشَقُّ ۚ وَمَالَهُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ وَّاقٍ ۖ ۳۴ مَثَلُ الْجَنَّةِ

بے شک آخرت کا عذاب سب سے سخت ہے اور انھیں اللہ سے بچانے والا کوئی نہیں احوال اس جنت کا

الَّتِي وَعَدَ الْمُتَّقُونَ ۗ ط تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۖ أَكْهَادًا يَّمُومًا وَظِلًّا ط

کہ ڈر والوں کے لیے جس کا وعدہ ہے اس کے نیچے نہریں بہتی ہیں اس کے میوے ہمیشہ اور اس کا سایہ ۹۷

تِلْكَ عُقْبَى الَّذِينَ اتَّقَوْا ۖ وَعُقْبَى الْكَافِرِينَ النَّارُ ۖ ۳۵ وَالَّذِينَ اتَّيَبُوا

ڈر والوں کا تو یہ انجام ہے ۹۸ اور کافروں کا انجام آگ اور جن کو ہم نے

الْكِتَابَ يَفْرَحُونَ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمِنَ الْأَحْزَابِ مَنْ يُكْمِرُ بَعْضَهُ ط

کتاب دی منگ وہ اس پر خوش ہوتے جو تمہاری طرف اترا اور ان گروہوں میں منگ کچھ وہ ہیں کہ اس کے بعض سے منکر ہیں

قُلْ إِنَّمَا أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ اللَّهَ وَلَا أُشْرِكَ بِهِ ۗ ط إِلَيْهِ أَدْعُوا وَإِلَيْهِ

تم فرماؤ مجھے تو یہی حکم ہے کہ اللہ کی بندگی کروں اور اس کا شریک نہ ٹھہراؤں میں اسی کی طرف بلاتا ہوں اور اسی کی طرف

مَا ب ۖ ۳۶ وَكَذَلِكَ أَنْزَلْنَاهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا ۗ ط وَلَئِنْ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُمْ

مجھے پھرنا منگ اور اسی طرح ہم نے اسے عربی فیصلہ اتارا ۹۹ اور اے سننے والے اگر تو ان کی خواہشوں پر چلے گا ۱۰۰

بَعْدَ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۗ ط مَا لَكَ مِنَ اللَّهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَلَا وَّاقٍ ۖ ۳۷ وَلَقَدْ

بعد اس کے کہ تجھے علم آچکا تو اللہ کے آگے نہ تیرا کوئی حمایتی ہوگا نہ بچانے والا اور بے شک

۹۵ کے درپے ہوتے ہو جس کی کچھ اصل و حقیقت نہیں ۹۶ یعنی رشد و ہدایت اور دین کی راہ سے ۹۷ قتل و قید کا ۹۸ یعنی اس کے میوے اور اس کا سایہ دائمی ہے

ان میں سے کوئی منقطع اور زائل ہونے والا نہیں۔ جنت کا حال عجیب ہے اس میں نہ سورج ہے نہ چاند نہ تاریکی، باوجود اس کے غیر منقطع دائمی (نہ ختم ہونے والا ہمیشہ کا) سایہ ہے۔ ۹۹ یعنی تقویٰ والوں کے لیے جنت ہے ۱۰۰ یعنی وہ یہود و نصاریٰ جو اسلام سے شرف ہوئے جیسے کہ عبد اللہ بن سلام وغیرہ اور حشہ و بجران کے نصرانی۔

۱۰۱ یہود و نصاریٰ و مشرکین کے جو آپ کی عداوت میں سرشار ہیں اور آپ پر انہوں نے چڑھائیاں کی ہیں۔ ۱۰۲ اس میں کیا بات قابل انکار ہے کیوں نہیں مانتے ۱۰۳ یعنی جس طرح پہلے انبیاء کو ان کی زبانوں میں احکام دیے تھے اسی طرح ہم نے یہ قرآن اے سید انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! آپ کی زبان عربی میں نازل فرمایا۔ قرآن کریم کو حکم اس لیے فرمایا کہ اس میں اللہ کی عبادت اور اس کی توحید اور اس کے دین کی طرف دعوت اور تمام تکالیف و احکام اور حلال و حرام کا بیان ہے۔ بعض علماء نے فرمایا: چونکہ اللہ تعالیٰ نے تمام خلق پر قرآن شریف کے قبول کرنے اور اس کے مطابق عمل کرنے کا حکم فرمایا اس لیے اس کا نام حکم رکھا۔ ۱۰۴ یعنی کافروں کی



أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّن قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ آزْوَاجًا وَذُرِّيَّةً ۖ وَمَا كَانَ

ہم نے تم سے پہلے رسول بھیجے اور ان کے لیے بیویاں بنا دیں اور بچے کئے اور کسی

لِرَسُولٍ أَن يَأْتِيَ بِآيَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ۗ لِكُلِّ أَجَلٍ كِتَابٌ ﴿٣٨﴾ يَسْحُوا

رسول کا کام نہیں کہ کوئی نشانی لے آئے مگر اللہ کے حکم سے ہر وعدہ کی ایک لکھت (تحریر) ہے اور اللہ جو

اللَّهُ مَا يَشَاءُ وَيُثَبِّتُ ۖ وَعِنْدَهُ أُمُّ الْكِتَابِ ﴿٣٩﴾ وَإِن مَّا نُرِيَنَّكَ

چاہے مٹاتا اور ثابت کرتا ہے اور اصل لکھا ہوا اسی کے پاس ہے اور اگر ہمیں تمہیں دکھادیں

بَعْضَ الَّذِي نَعِدُهُمْ أَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلْغُ وَعَلَيْنَا

کوئی وعدہ ہے یا پہلے ہی ہمارے پاس بلا لیں تو بہر حال تم پر تو صرف پہنچانا ہے اور حساب لینا

الْحِسَابُ ﴿٤٠﴾ أَوْلَمْ يَرَوْا أَنَّا نَأْتِي الْأَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ أَطْرَافِهَا ۗ وَاللَّهُ

ہمارا ذمہ ہے کیا انہیں نہیں سوچتا کہ ہم ہر طرف سے ان کی آبادی گھٹاتے آ رہے ہیں اور اللہ

يَحْكُمُ لَمْ نَعْقِبْ لِحُكْمِهِ ۗ وَهُوَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ﴿٤١﴾ وَقَدْ مَكَرَ الَّذِينَ مِن

حکم فرماتا ہے اس کا حکم پیچھے ڈالنے والا کوئی نہیں اور اسے حساب لیتے دیر نہیں لگتی اور ان سے اگلے فریب

قَبْلِهِمْ فَلِلَّهِ الْمَكْرُ جَمِيعًا ۗ يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ ۗ وَسَيَعْلَمُ الْكُفْرُ

کر چکے ہیں تو ساری خفیہ تدبیر کا مالک تو اللہ ہی ہے اور جانتا ہے جو کچھ کوئی جان کماے اور اب جاننا چاہتے ہیں کافر

جو اپنے دین کی طرف بلاتے ہیں اور شان نزول: کافروں نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر یہ عیب لگایا تھا کہ وہ نکاح کرتے ہیں اگر نبی ہوتے تو دنیا ترک

کر دیتے، نبی نبی بچے سے کچھ واسطہ نہ رکھتے۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور انہیں بتایا گیا کہ نبی نبی بچے ہونا نبوت کے منافی نہیں لہذا یہ اعتراض محض بے جا ہے

اور پہلے جو رسول آپ کے ہیں وہ بھی نکاح کرتے تھے ان کے بھی بیویاں اور بچے تھے اور اس سے مقدمہ و مؤخر نہیں ہو سکتا خواہ وہ وعدہ عذاب کا ہو یا کوئی اور

اور سعید بن جبیر اور قتادہ نے اس آیت کی تفسیر میں کہا کہ اللہ جن احکام کو چاہتا ہے منسوخ فرماتا ہے، جنہیں چاہتا ہے باقی رکھتا ہے۔ انہیں ابن جبیر کا ایک قول یہ

ہے کہ بندوں کے گناہوں میں سے اللہ جو چاہتا ہے مغفرت فرما کر مٹا دیتا ہے اور جو چاہتا ہے ثابت رکھتا ہے۔ عکرمہ کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ تو یہ ہے جس گناہ کو

چاہتا ہے مٹاتا ہے اور اس کی جگہ نیکیاں قائم فرماتا ہے اور اس کی تفسیر میں اور بھی بہت اقوال ہیں اور اس نے ازل میں لکھا۔ یہ علم الہی ہے یا ام الكتاب سے لوح محفوظ مراد ہے جس میں تمام کائنات اور عالم میں ہونے والے جملہ حوادث و واقعات اور تمام اشیاء مکتوب ہیں اور اس میں تغیر و تبدل نہیں ہوتا۔

اور عذاب کا فال ہم نہیں والا اور اعمال کی جزا دینا والا تو آپ کافروں کے اعراض کرنے سے رنجیدہ نہ ہوں اور عذاب کی جلدی نہ کریں۔ اور زمین شرک کی وسعت دم بدم کم کر رہے ہیں اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے کفار کے گرد و پیش کی ارضی کیے بعد دیگرے فتح ہوتی چلی جاتی ہے اور یہ صریح دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کی مدد فرماتا ہے اور ان کے لشکر کو فتح مند کرتا ہے اور ان کے دین کو غلبہ دیتا ہے۔ اور اس کا حکم نافذ ہے کسی کی مجال نہیں کہ اس میں چون چرایا تغیر و تبدل کر سکے، جب وہ اسلام کو غلبہ دینا چاہے اور کفر کو پسند کرنا تو کسی کی تاب و مجال کہ اس کے حکم میں دخل دے سکے۔ اور یعنی گزری ہوئی امتوں کے کفار اپنے انبیاء کے ساتھ والا پھر بغیر اس کی مشیت کے کسی کی کیا چل سکتی ہے اور جب حقیقت یہ ہے تو مخلوق کا کیا اندیشہ۔ اور ہر ایک کا کسب اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے اور اس کے نزدیک ان کی جزا مقرر ہے۔

لَسَنَ عُقْبَى الدَّارِ ۝ وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَسَتْ مُرْسَلًا ۝ قُلْ

کے ملتا ہے پچھلا گھر ۱۱ اور کافر کہتے ہیں تم رسول نہیں تم فرماؤ

كُفَى بِاللَّهِ كُفَاً هُمْ فِي شَأْنِهِمْ ۝ وَمَنْ عِنْدَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ ۝

اللہ گواہ کافی ہے مجھ میں اور تم میں ۱۱ اور وہ جسے کتاب کا علم ہے ۱۱

﴿آیتھا ۵۲﴾ ﴿سُورَةُ اِبْرَاهِيمَ مَكِّيَّةٌ ۲﴾ ﴿مَرْكُوعَاتِهَا ۷﴾

سورۃ ابراہیم مکیہ ہے، اس میں باون آیتیں اور سات رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

الرَّ كُفَى بِاللَّهِ كُفَاً هُمْ فِي شَأْنِهِمْ ۝ وَمَنْ عِنْدَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ ۝

ایک کتاب ہے ۱۱ کہ ہم نے تمہاری طرف اتاری کہ تم لوگوں کو ۱۱ اندھیروں سے ۱۱ اجالے میں لاؤ ۱۱

بِإِذْنِ رَبِّهِمْ إِلَى صِرَاطٍ الْعَزِيزِ الْحَبِيبِ ۝ اللّٰهُ الَّذِي لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ

ان کے رب کے حکم سے اس کی راہ ۱۱ کی طرف جو عزت والا سب خوبیوں والا ہے اللہ کہ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے

وَمَا فِي الْاَرْضِ ۝ وَوَيْلٌ لِّلْكَافِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ ۝ الَّذِيْنَ

اور جو کچھ زمین میں ۱۱ اور کافروں کی خرابی ہے ایک سخت عذاب سے جنہیں

يَسْتَحِبُّوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلٰى الْاٰخِرَةِ وَيَصُدُّوْنَ عَن سَبِيْلِ اللّٰهِ

آخرت سے دنیا کی زندگی پیاری ہے اور اللہ کی راہ سے روکتے ۱۱

وَيَبْغُوْنَهَا عَوْجًا ۝ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ بَعِيْدٍ ۝ وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ

اور اس میں کجی (ٹیزھاپن) چاہتے ہیں وہ دور کی گمراہی میں ہیں ۱۱ اور ہم نے ہر رسول

۱۱ یعنی کافر عنقریب جان لیں گے کہ راحتِ آخرت مؤمنین کے لیے ہے اور وہاں کی ذلت و خواری کفار کے لیے ہے۔ ۱۱ جس نے میرے ہاتھوں میں

معجزات باہرہ و آیات قاہرہ ظاہر فرما کر میرے نبی مرسل ہونے کی شہادت دی۔ ۱۱ خواہ وہ علمائے یہود میں سے تو ریت کا جاننے والا ہو یا نصاریٰ میں سے انجیل کا

عالم، وہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت کو اپنی کتابوں میں دیکھ کر جانتا ہے، ان علماء میں سے اکثر آپ کی رسالت کی شہادت دیتے ہیں۔ ۱۱ سورۃ

ابراہیم مکیہ ہے سوائے آیت ”اَلَمْ تَرَ اِلٰى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا“ اور اس کے بعد والی آیت کے۔ اس سورت میں سات رکوع باون آیتیں آٹھ سو

اکٹھ کلمے، تین ہزار چار سو چونتیس حرف ہیں ۱۱ یہ قرآن شریف ۱۱ کفر و ضلالت و جہل و غواہیت (جہالت و گمراہیت) کی ۱۱ ایمان کے ۱۱ ظلمات کو جمع

اور نور کو واحد کے صیغہ سے ذکر فرمانے میں ایماء (اشارہ) ہے کہ دین حق کی راہ ایک ہے اور کفر و ضلالت کے طریقے کثیر۔ ۱۱ یعنی دین اسلام ۱۱ وہ سب کا

خالق و مالک ہے، سب اس کے بندے اور منلوک (قبضے میں ہیں) تو اس کی عبادت سب پر لازم اور اس کے سوا کسی کی عبادت روا نہیں۔ ۱۱ اور لوگوں کو دین الہی

رَسُولٍ إِلَّا لِبِسَانِ قَوْمِهِ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ ۖ فَيُضِلَّ اللَّهُ مَن يَشَاءُ وَ

اس کی قوم ہی کی زبان میں بھیجاںٹ کہ وہ انھیں صاف بتائے وٹ پھر اللہ گمراہ کرتا ہے جسے چاہے اور

يَهْدِي مَن يَشَاءُ ۖ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝۴ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ

وہ راہ دکھاتا ہے جسے چاہے اور وہی عزت و حکمت والا ہے اور بے شک ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیاں وٹ

بِآيَاتِنَا أَنْ أَخْرِجَ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ۖ وَذَكَرَهُمْ بِآيَاتِنَا

دے کر بھیجا کہ اپنی قوم کو اندھیروں سے وٹ اجالے میں لا اور انھیں اللہ کے دن

اللَّهُ ۖ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ ۝۵ وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ

یاد دلا وٹ بے شک اس میں نشانیاں ہیں ہر بڑے صبر والے شکرگزار کو اور جب موسیٰ نے اپنی قوم

لِقَوْمِهِ أَذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ أَنْجَاكُمْ مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ

سے کہا وٹ یاد کرو اپنے اوپر اللہ کا احسان جب اس نے تمہیں فرعون والوں سے نجات دی

يَسُومُونَكُمْ سُوءَ الْعَذَابِ وَيُذِخُونَ أَبْنَاءَكُمْ وَيَسْتَحْيُونَ نِسَاءَكُمْ ۖ

جو تم کو بری مار دیتے تھے اور تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتے اور تمہاری بیٹیاں زندہ رکھتے

قَبُولِ كَرْنِي سِي مَانَعِ هَوْتِي هِي وَفِ كَرْتِي سِي بِيهْتِ دَوْرِي هَوْتِي هِي ۛ وَفِي كَرْتِي سِي بِيهْتِ دَوْرِي هَوْتِي هِي ۛ

دوسرے ملکوں پر بھی اس کا اتباع لازم ہو جیسا کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت تمام آدمیوں اور جنوں بلکہ ساری خلق کی طرف ہے اور آپ سب کے نبی

ہیں جیسا کہ قرآن کریم میں فرمایا گیا ”لَيَسْكُنَنَّ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا“ ۛ وٹ اور جب اس کی قوم اچھی طرح سمجھ لے تو دوسری قوموں کو ترجموں کے ذریعے وہ احکام

پہنچا دیے جائیں اور ان کے معنی سمجھا دیے جائیں ۛ بعض مفسرین نے اس آیت کی تفسیر میں یہ بھی فرمایا ہے کہ ”قَوْمِهِ“ کی ضمیر سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی

طرف راجع ہے اور معنی یہ ہیں کہ ہم نے ہر رسول کو سید انبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبان یعنی عربی میں وحی فرمائی اور یہ معنی ایک روایت میں بھی آئے

ہیں کہ وحی ہمیشہ عربی زبان ہی میں نازل ہوئی پھر انبیاء علیہم السلام نے اپنی قوموں کے لیے ان کی زبانوں میں ترجمہ فرمادیا ۛ (اقتان، حسنی) مسئلہ: اس سے معلوم

ہوتا ہے کہ عربی تمام زبانوں میں سب سے افضل ہے ۛ وٹ مثل عصا وید بیضا وغیرہ معجزات باہرہ کے وٹ کفر کی نکال کر ایمان کے وٹ قاموس میں ہے

کہ ”آیام اللہ“ سے اللہ کی نعمتیں مراد ہیں ۛ حضرت ابن عباس و ابی بن کعب و مجاہد و قتادہ نے بھی آیام اللہ کی تفسیر (اللہ کی نعمتیں) فرمائیں ۛ مُقَاتِلِ كَا قَوْلِ هِي كِه

آیام اللہ سے وہ بڑے بڑے وقائع (حادثات و واقعات) مراد ہیں جو اللہ کے امر سے واقع ہوئے ۛ بعض مفسرین نے فرمایا کہ آیام اللہ سے وہ دن مراد ہیں جن

میں اللہ نے اپنے بندوں پر انعام کئے جیسے کہ بنی اسرائیل کے لیے مَنْ وَ سَلْوَى اتارنے کا دن، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے دریا میں راستہ بنانے کا

دن ۛ (خازن و مدارک و مفردات راغب) ان آیام اللہ میں سب سے بڑی نعمت کے دن سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت و معراج کے دن ہیں ان کی یاد قائم

کرنا بھی اس آیت کے حکم میں داخل ہے اسی طرح اور بزرگوں پر جو اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہوئیں یا جن آیام میں واقعات عظیمہ پیش آئے جیسا کہ دسویں محرم کو کر بلا کا

واقعہ ہانکہ (ہولناک واقعہ) ان کی یادگار قائم کرنا بھی تذکیر بآیام اللہ میں داخل ہے بعض لوگ میلاد شریف، معراج شریف اور ذکر شہادت کے آیام کی تخصیص

(تاریخ مخصوص کرنے) میں کلام کرتے ہیں انہیں اس آیت سے نصیحت پذیر ہونا چاہئے ۛ وٹ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ و التسلیمات کا اپنی قوم کو یہ ارشاد فرمانا

تذکیر بآیام اللہ کی تعمیل ہے ۛ



وَفِي ذَلِكُمْ بَلَاءٌ مِّنْ رَبِّكُمْ عَظِيمٌ ﴿٦﴾ وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِن شَكَرْتُمْ

اور اس میں بلا تمہارے رب کا بڑا فضل ہو اور یاد کرو جب تمہارے رب نے سنا دیا کہ اگر احسان مانو گے

لَا زَيْدًا لَّكُمْ وَلَئِن كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ ﴿٧﴾ وَقَالَ مُوسَىٰ إِنَّ

تو میں تمہیں اور دوں گا اور اگر ناشکری کرو تو میرا عذاب سخت ہے اور موسیٰ نے کہا اگر

تَكْفُرُوا أَنْتُمْ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا لَّأَنَّا اللَّهُ لَغَنِيٌّ حَيْدٌ ﴿٨﴾ أَلَمْ

تم اور زمین میں جتنے ہیں سب کافر ہو جاؤ! تو بے شک اللہ بے پرواہ سب خوبیوں والا ہے کیا

يَأْتِكُمْ نَبُوءًا مِّنْ قَبْلِكُمْ قَوْمِ نُوحٍ وَعَادٍ وَثَمُودَ ۗ وَالَّذِينَ مِنْ

تمہیں ان کی خبریں نہ آئیں جو تم سے پہلے تھے قوم نوح کی قوم اور عاد اور ثمود اور جو ان کے

بَعْدِهِمْ ۗ لَا يَعْلَمُهُمْ إِلَّا اللَّهُ ۗ جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ فَرَدُّوا

بعد ہوئے انہیں اللہ ہی جانے والا ان کے پاس ان کے رسول روشن دلیلیں لے کر آئے۔ تو وہ اپنے

أَيْدِيَهُمْ فِي أَفْوَاهِهِمْ وَقَالُوا إِنَّا كَفَرْنَا بِنَبِإِ مَا أُرْسِلْتُمْ بِهِ وَإِنَّا لَفِي

ہاتھ اپنے منہ کی طرف لے گئے اور بولے ہم منکر ہیں اس کے جو تمہارے ہاتھ بھیجا گیا اور جس راہ سے

شَكِّ مِمَّا تَدْعُونَا إِلَيْهِ مُرِيبٌ ﴿٩﴾ قَالَتْ رُسُلُهُمْ أِنِّي إِلَهُ شَكِّ فَاطِرِ

طرف ہمیں بلاتے ہو اس میں ہمیں وہ شک ہے کہ بات کھلے نہیں دیتا ان کے رسولوں نے کہا کیا اللہ میں شک ہے اور آسمانوں

السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۗ يَدْعُوكُمْ لِيَغْفِرَ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوبِكُمْ وَيُؤَخَّرَكُمْ

اور زمین کا بنانے والا تمہیں بلاتا ہے کہ تمہارے کچھ گناہ بخشے اور موت کے مقرر وقت

مِّنْ نَّحْمَاتٍ دِينَ فِيهَا مَعْلُومٌ هُوَ أَكْبَرُ شُكْرًا مِّنْ نَّحْمَاتٍ زِيَادَةً هُوَ أَكْبَرُ شُكْرًا مِّنْ نَّحْمَاتٍ دِينَ فِيهَا مَعْلُومٌ هُوَ أَكْبَرُ شُكْرًا مِّنْ نَّحْمَاتٍ

شکر یہ ہے کہ منعم (نعمت دینے والے) کی نعمت کا اس کی تعظیم کے ساتھ اعتراف کرے اور نفس کو اس کا خوگر بنائے، یہاں ایک بار کی (اہم بات) ہے وہ یہ کہ

بندہ جب اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور اس کے طرح طرح کے فضل و کرم و احسان کا مطالعہ کرتا ہے تو اس کے شکر میں مشغول ہوتا ہے اس سے نعمتیں زیادہ ہوتی ہیں اور

بندے کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت بڑھتی چلی جاتی ہے، یہ مقام بہت برتر ہے اور اس سے اعلیٰ مقام یہ ہے کہ منعم کی محبت یہاں تک غالب ہو کہ قلب کو

نعمتوں کی طرف التفات (رغبت) باقی نہ رہے، یہ مقام صدیقیوں کا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہمیں شکر کی توفیق عطا فرمائے۔ اور تم ہی ضرور پاؤ گے اور تم ہی نعمتوں سے محروم رہو گے۔ اور کتنے تھے اور انہوں نے معجزات دکھائے اور شدت غیظ (سخت غصے) سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ

تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ وہ غصہ میں آکر اپنے ہاتھ کاٹنے لگے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ انہوں نے کتاب اللہ سن کر توجس سے اپنے منہ

پر ہاتھ رکھے۔ غرض یہ کوئی نہ کوئی انکار کی ادائیگی۔ یعنی توحید و ایمان کا۔ کیا اس کی توحید میں تسرُّد ہے یہ کیسے ہو سکتا ہے اس کی دلیلیں تو نہایت ظاہر ہیں۔

اور اپنی طاعت و ایمان کی طرف بلا۔ جب تم ایمان لے آؤ۔ اس لیے کہ اسلام لانے کے بعد پہلے کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں سوائے حقوق عباد کے اور اسی

لے کچھ گناہ فرمایا۔

إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ط قَالَ إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلَنَا ط تَرِيدُونَ أَنْ تَصُدُّونَا

تک تمہاری زندگی بے عذاب کاٹ دے بولے تم تو ہمیں جیسے آدمی ہوئے تم چاہتے ہو کہ ہمیں اس سے باز رکھو

عَمَا كَانَ يَعْبُدُ آبَاءُ وَنَافَاتُونَ بَسُلْطَنٍ مُّبِينٍ ۱۰ قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ

جو ہمارے باپ دادا پوجتے تھے ۱۰ اب کوئی روشن سند ہمارے پاس لے آؤ ۱۰ ان کے رسولوں نے ان سے کہا ۱۰

إِنْ نَحْنُ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَمُنُّ عَلَىٰ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ ط

ہم ہیں تو تمہاری طرح انسان مگر اللہ اپنے بندوں میں جس پر چاہے احسان فرماتا ہے ۱۰

وَمَا كَانَ لَنَا أَنْ نَأْتِيَكُمْ بِسُلْطَنٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ط وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ

اور ہمارا کام نہیں کہ ہم تمہارے پاس کچھ سند لے آئیں مگر اللہ کے حکم سے اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر

الْمُؤْمِنُونَ ۱۱ وَمَا لَنَا أَلَّا نَتَّوَكَّلَ عَلَى اللَّهِ وَقَدْ هَدَانَا سُبُلَنَا وَ

بھروسہ چاہیے ۱۱ اور ہمیں کیا ہوا کہ اللہ پر بھروسہ نہ کریں ۱۱ اس نے تو ہماری راہیں ہمیں دکھادیں ۱۱ اور

لَنَصْبِرَنَّ عَلَىٰ مَا أَدَيْتُونَا ط وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُونَ ۱۲ وَ

تم جو ہمیں ستارہ ہو ہم ضرور اس پر صبر کریں گے اور بھروسہ کرنے والوں کو اللہ ہی پر بھروسہ چاہیے اور

قَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَالرُّسُلُهُمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ أَرْضِنَا أَوْ لَتَعُوذُنَّ فِي

کافروں نے اپنے رسولوں سے کہا ہم ضرور تمہیں اپنی زمین سے نکال دیں گے یا تم ہمارے دین

مِلَّتِنَا فَأَوْحَىٰ إِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ الظَّالِمِينَ ۱۳ وَلَنُسَكِّنَنَّكُمْ

پر ہو جاؤ تو انہیں ان کے رب نے وحی بھیجی کہ ہم ضرور ان ظالموں کو ہلاک کریں گے اور ضرور ہم تم کو ان کے

الْأَرْضِ مِنْ بَعْدِهِمْ ط ذَلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِي وَخَافَ وَعِيدِ ۱۴ وَ

بعد زمین میں بسائیں گے ۱۴ یہ اس کے لیے ہے جو میرے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے اور میں نے جو عذاب کا حکم سنایا ہے اس سے خوف کرے اور

۱۴ ظاہر میں ہمیں اپنی مثل معلوم ہوتے ہو پھر کیسے مانا جائے کہ ہم تو نبی نہ ہوئے اور تمہیں یہ فضیلت مل گئی۔ ۱۴ یعنی بت پرستی سے ۱۴ جس سے تمہارے

دعوے کی صحت ثابت ہو۔ یہ کلام ان کا عناد و سرکشی سے تھا اور باوجود یکہ انبیاء آیات لاکھ تھے معجزات دکھا چکے تھے پھر بھی انہوں نے نئی سندا مانگی اور پیش کئے ہوئے

معجزات کو کالعدم (نا قابل قبول) قرار دیا۔ ۱۴ اچھا یہی مانو کہ ۱۴ اور نبوت و رسالت کے ساتھ برگزیدہ کرتا ہے اور اس منصب عظیم کے ساتھ شرف فرماتا

ہے۔ ۱۴ وہی اعداء کا شرف رکھتا اور اس سے محفوظ رکھتا ہے ۱۴ ہم سے ایسا ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ جو کچھ قضائے الہی میں ہے وہی ہوگا ہمیں اس

پر پورا بھروسہ اور کامل اعتماد ہے۔ ابو تراب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ توکل بدن کو عبودیت میں ڈالنا، قلب کو ربوبیت کے ساتھ متعلق رکھنا، عطا پر شکر، بلا پر صبر کا

نام ہے۔ ۱۴ اور رشد و نجات کے طریقے ہم پر واضح فرما دیے اور ہم جانتے ہیں کہ تمام امور اس کے قدرت و اختیار میں ہیں۔ ۱۴ یعنی اپنے دیار۔

۱۴ حدیث شریف میں ہے جو اپنے ہمسائے کو ایذا دیتا ہے اللہ اس کے گھر کا اسی ہمسائے کو مالک بناتا ہے۔ ۱۴ قیامت کے دن۔

اَسْتَفْتَحُوا وَاخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ ﴿۱۵﴾ مِّنْ وَّرَآئِهِ جَهَنَّمُ وَيُسْقَىٰ مِنْ

انہوں نے ۲۵۸ فیصلہ مانگا اور ہر سرکش ہٹ دھرم نامراد ہوا ۱۵۔ جہنم اس کے پیچھے لگی اور اسے پیپ کا پانی

مَّاءٍ صَدِيدٍ ﴿۱۶﴾ يَتَجَرَّعُهُ وَلَا يَكَادُ يُسِيغُهُ وَيَأْتِيهِ الْبُوتُ مِنْ

پلایا جائے گا بمشکل اس کا تھوڑا تھوڑا گھونٹ لے گا اور گلے سے نیچے اتارنے کی امید نہ ہوگی فٹ اور اسے ہر طرف سے

كُلِّ مَكَانٍ وَمَا هُوَ بِبَيْتٍ ط وَمِنْ وَّرَآئِهِ عَذَابٌ غَلِيظٌ ﴿۱۷﴾ مَثَلُ

موت آئے گی اور مرے گا نہیں اور اس کے پیچھے ایک گاڑھا عذاب ہے اپنے رب

الَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ أَعْمَالُهُمْ كَسَمَادٍ بَسُطَتْ فِي رِيحٍ فِي يَوْمٍ

سے منکروں کا حال ایسا ہے کہ ان کے کام ہیں ۱۷۔ جیسے راکھ کہ اس پر ہوا کا سخت جھونکا آیا آندھی

عَاصِفٍ ط لَا يَقْدِرُونَ مِمَّا كَسَبُوا عَلَىٰ شَيْءٍ ط ذَلِكَ هُوَ الصَّلٰٓءُ

کے دن میں ۱۷۔ ساری کمائی میں سے کچھ ہاتھ نہ لگا یہی ہے دور کی

الْبَعِيدِ ﴿۱۸﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ط اِنْ

گمراہی کیا تو نے نہ دیکھا کہ اللہ نے آسمان و زمین حق کے ساتھ بنائے ۱۸۔ اگر

يَسْأَلُكَ رَبُّكَ عَمَّا يَفْعَلُ بِرَبِّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ ﴿۱۹﴾ وَمَا ذٰلِكَ عَلَىٰ

چاہے تو تمہیں لے جائے ۱۹۔ اور ایک نئی مخلوق لے آئے ۱۹۔ اور یہ ۱۹۔ اللہ پر کچھ دشوار نہیں اور

بَرْدٍ وَاللَّهُ جَمِيْعًا فَقَالَ الضُّعْفُوذِيُّ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا

سب اللہ کے حضور ۱۸۔ علانیہ حاضر ہوں گے تو جو کزور تھے وہ ۱۹۔ بڑائی والوں سے کہیں گے فٹ ہم تمہارے تابع تھے

۲۵۸۔ یعنی انبیاء نے اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کی یا امتوں نے اپنے اور رسولوں کے درمیان اللہ تعالیٰ سے ۲۹۔ معنی یہ ہیں کہ انبیاء کی نصرت فرمائی گئی اور انہیں فتح

دی گئی اور حق کے معاند، سرکش، کافر نامراد ہوئے اور ان کے خلاص (چھٹکارے) کی کوئی تمیل نہ رہی۔ فٹ حدیث شریف میں ہے کہ جہنمی کو پیپ کا پانی پلایا

جائے گا جب وہ منہ کے پاس آئے گا تو اس کو بہت ناگوار معلوم ہوگا جب اور قریب ہوگا تو اس سے چہرہ بھن جائے گا اور سر تک کی کھال جل کر گر پڑے گی جب پئے

گا تو آنتیں کٹ کر نکل جائیں گی۔ (اللہ کی پناہ) فٹ یعنی ہر عذاب کے بعد اس سے زیادہ شدید و غلیظ عذاب ہوگا۔ (نَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ عَذَابِ النَّارِ وَمِنْ غَضَبِ الْجَبَّارِ) ۲۲۔ جن کو وہ نیک عمل سمجھتے تھے جیسے کہ محتاجوں کی امداد، مسافروں کی اعانت اور بیماروں کی خبر گیری وغیرہ۔ چونکہ ایمان پر مبنی نہیں اس لیے وہ

سب بیکار ہیں اور ان کی ایسی مثال ہے ۲۳۔ اور وہ سب اڑ گئی اور اس کے اجزاء منتشر ہو گئے اور اس میں سے کچھ باقی نہ رہا یہی حال ہے کفار کے اعمال کا کہ ان کے شرک و کفر کی وجہ سے سب برباد اور باطل ہو گئے۔ ۲۴۔ ان میں بڑی حکمتیں ہیں اور ان کی پیدائش عیب (بیکار) نہیں ہے۔ ۲۵۔ معدوم کر دے ۲۶۔ بجائے تمہارے جو فرما نبردار ہوا اس کی قدرت سے یہ کیا بعید ہے جو آسمان و زمین پیدا کرنے پر قادر ہے فٹ معدوم کرنا اور موجود فرمانا ۲۷۔ روز قیامت ۲۸۔ اور دولت مندوں اور بااثر لوگوں کی اتباع میں انہوں نے کفر اختیار کیا تھا فٹ کہ دین و اعتقاد میں۔



فَهَلْ أَنْتُمْ مُّعْتُونَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ ۖ قَالُوا لَوْ هَدَانَا

کیا تم سے ہو سکتا ہے کہ اللہ کے عذاب میں سے کچھ ہم پر سے ٹال دوں؟ کہیں گے اللہ ہمیں ہدایت

اللَّهُ لَهَدَىٰ بَيْنَكُمْ ۖ سَوَاءٌ عَلَيْنَا أَجْرُنَا أَمْ صَبْرُنَا مَا لَنَا مِنَ مَحِيصٍ ۖ

کرتا تو ہم تمہیں کرتے ہیں ہم پر ایک سا ہے چاہے بے قراری کریں یا صبر سے رہیں ہمیں کہیں پناہ نہیں

وَقَالَ الشَّيْطَانُ لَبَّاقِضٍ الْأَمْرُ إِنَّ اللَّهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَ

اور شیطان کہے گا جب فیصلہ ہو چکے گا وہ بے شک اللہ نے تم کو سچا وعدہ دیا تھا اور

وَعَدْتِكُمْ فَأَخْلَفْتُمْ ۖ وَمَا كَانَ لِي عَلَيْكُمْ مِنْ سُلْطٰنٍ إِلَّا أَنْ دَعَوْتُكُمْ

میں نے جو تم کو وعدہ دیا تھا وہ میں نے تم سے جھوٹا کیا اور میرا تم پر کچھ قابو نہ تھا مگر یہی کہ میں نے تم کو بلا

فَأَسْتَجِبْتُمْ لِي فَلَا تَلُومُونِي وَلُومُوا أَنْفُسَكُمْ ۖ مَا أَنَا بِبَصِيرٍ خُكُمْ وَمَا

تم نے میری مان لی ہے تو اب مجھ پر الزام نہ رکھو خود اپنے اوپر الزام رکھو نہ میں تمہاری فریاد کو پہنچ سکوں نہ

أَنْتُمْ بِبَصِيرٍ خِي ۖ إِنِّي كَفَرْتُ بِمَا أَشْرَكْتُمُونِ مِنْ قَبْلُ ۖ إِنَّ الظَّالِمِينَ

تم میری فریاد کو پہنچ سکو وہ جو پہلے تم نے مجھے شریک ٹھہرایا تھا میں اس سے سخت بیزار ہوں بے شک ظالموں

لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۖ وَأُدْخِلَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ

کے لیے دردناک عذاب ہے اور وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے وہ باغوں میں داخل کئے جائیں گے

تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خِلْدِينَ فِيهَا بِأَذْنِ رَبِّهِمْ ۖ تَحِيَّتُهُمْ فِيهَا

جن کے نیچے نہریں رواں ہمیشہ ان میں رہیں اپنے رب کے حکم سے اس میں ان کے ملنے وقت کا

۱۵۔ یہ کلام ان کا تو بخ و عناد کے طور پر ہوگا کہ دنیا میں تم نے گمراہ کیا تھا اور راہ حق سے روکا تھا اور بڑھ بڑھ کر باتیں کیا کرتے تھے اب وہ دعوے کیا ہوئے اب اس

عذاب میں سے ذرا سا تو نالو! کافروں کے سردار اس کے جواب میں ۱۵۔ جب خود ہی گمراہ ہو رہے تھے تو تمہیں کیا راہ دکھاتے اب خلاصی کی کوئی راہ نہیں نہ

کافروں کے لیے شفاعت۔ آؤ روئیں اور فریاد کریں پانچ سو برس فریاد و زاری کریں گے اور کچھ کام نہ آئے گی تو کہیں گے کہ اب صبر کر کے دیکھو شاید اس سے کچھ

کام نکلے، پانچ سو برس صبر کریں گے وہ بھی کام نہ آئے گا تو کہیں گے کہ ۱۵۔ اور حساب سے فراغت ہو جائے گی۔ جنتی جنت کا اور دوزخی دوزخ کا حکم پا کر جنت و

دوزخ میں داخل ہو جائیں گے اور دوزخی شیطان پر ملامت کریں گے اور اس کو برا کہیں گے کہ بد نصیب تو نے ہمیں گمراہ کر کے اس مصیبت میں گرفتار کیا تو وہ جواب

دے گا کہ ۱۵۔ کہ مرنے کے بعد پھر اٹھنا ہے اور آخرت میں نیکیوں اور بدیوں کا بدلہ ملے گا اللہ کا وعدہ سچا تھا سچا ہوا ۱۵۔ کہ نہ مرنے کے بعد اٹھنا، نہ جڑا، نہ

جنت، نہ دوزخ ۱۵۔ نہ میں نے تمہیں اپنی اتباع پر مجبور کیا تھا یا یہ کہ میں نے اپنے وعدہ پر تمہارے سامنے کوئی حجت و برہان پیش نہیں کی تھی۔ ۱۵۔ وسوسے ڈال کر

گمراہی کی طرف ۱۵۔ اور بغیر حجت و برہان کے تم میرے برکائے میں آگئے باوجودیکہ اللہ تعالیٰ نے تم سے فرما دیا تھا کہ شیطان کے برکائے میں نہ آنا اور اس کے

رسول اس کی طرف سے دلائل لے کر تمہارے پاس آئے اور انہوں نے جنتیں پیش کیں اور برہانیں قائم کیں تو تم پر خود لازم تھا کہ تم ان کا اتباع کرتے اور ان کے

روشن دلائل اور ظاہر معجزات سے منہ نہ پھیرتے اور میری بات نہ مانتے اور میری طرف التفات نہ کرتے مگر تم نے ایسا نہ کیا ۱۵۔ کیونکہ میں دشمن ہوں اور میری دشمنی

سَلَّمَ ۲۳) أَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ

اکرام سلام ہے فلا کیا تم نے نہ دیکھا اللہ نے کیسی مثال بیان فرمائی پاکیزہ بات کی فلا جیسے پاکیزہ درخت

أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ ۲۴) تَوْتَىٰ أَكْلَهَا كُلِّ حِينٍ بِإِذْنِ

جس کی جڑ قائم اور شاخیں آسمان میں ہر وقت اپنا پھل دیتا ہے اپنے رب کے

رَبِّهَا ۲۵) وَيَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ۲۵) وَمَثَلُ

حکم سے فلا اور اللہ لوگوں کے لیے مثالیں بیان فرماتا ہے کہ کہیں وہ سمجھیں فلا اور گندی

كَلِمَةٍ خَبِيثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيثَةٍ اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْأَرْضِ مَا لَهَا

بات فلا کی مثال جیسے ایک گندہ بیڑ فلا کہ زمین کے اوپر سے کاٹ دیا گیا اب اسے

مِنْ قَرَارٍ ۲۶) يَثْبُتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ

کوئی قیام نہیں فلا اللہ ثابت رکھتا ہے ایمان والوں کو حق بات فلا پر دنیا کی زندگی

الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ وَيُضِلُّ اللَّهُ الظَّالِمِينَ ۲۷) وَيَفْعَلُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ ۲۸)

میں فلا اور آخرت میں فلا اور اللہ ظالموں کو گمراہ کرتا ہے فلا اور اللہ جو چاہے کرے

ظاہر ہے اور دشمن سے خیر خواہی کی امید رکھنا ہی حماقت ہے تو فلا اللہ کا اس کی عبادت میں (خازن) فلا اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور فرشتوں کی طرف سے اور

آپس میں ایک دوسرے کی طرف سے۔ فلا یعنی کلمہ توحید کی فلا ایسے ہی کلمہ ایمان ہے کہ اس کی جڑ قلب مومن کی زمین میں ثابت اور مضبوط ہوتی ہے اور

اس کی شاخیں یعنی عمل آسمان میں پہنچتے ہیں اور اس کے ثمرات برکت و ثواب ہر وقت حاصل ہوتے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے: سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نے اصحاب کرام سے فرمایا: وہ درخت بناؤ جو مومن کے مثل ہے اس کے پتے نہیں گرتے اور وہ ہر وقت پھل دیتا ہے (یعنی جس طرح مومن کے عمل اُکارت نہیں

ہوتے اور اس کی برکتیں ہر وقت حاصل رہتی ہیں) صحابہ نے فکریں کیں کہ ایسا کون سا درخت ہے جس کے پتے نہ گرتے ہوں اور اس کا پھل ہر وقت موجود رہتا

ہے۔ چنانچہ جنگل کے درختوں کے نام لیے جب ایسا کوئی درخت خیال میں نہ آیا تو حضور سے دریافت کیا، فرمایا: وہ کھجور کا درخت ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ

تعالیٰ عنہما نے اپنے والد ماجد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا کہ جب حضور نے دریافت فرمایا تھا تو میرے دل میں آیا تھا کہ یہ کھجور کا درخت ہے لیکن

بڑے بڑے صحابہ تشریف فرما تھے میں چھوٹا تھا اس لیے میں ادباً خاموش رہا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر تم بتا دیتے تو مجھے بہت خوشی ہوتی۔ فلا اور

ایمان لائیں کیونکہ مثالوں سے معنی اچھی طرح خاطر گزین (ذہن نشین) ہو جاتے ہیں فلا یعنی کفری کلام فلا مثل اندرائن (ایک پھل) کے جس کا مزہ کڑوا، بو

ناگوار یا مثل بسن کے بدبودار فلا کیونکہ جڑ اس کی زمین میں ثابت و مستحکم نہیں شاخیں اس کی بلند نہیں ہوتیں یہی حال ہے کفری کلام کا کہ اس کی کوئی اصل ثابت

نہیں اور کوئی حجت و برہان نہیں رکھتا جس سے استحکام (مضبوطی) ہو، نہ اس میں کوئی خیر و برکت کہ وہ بلندی قبول پر پہنچ سکے۔ فلا یعنی کلمہ ایمان فلا کہ وہ

ابتلاء (آزمائش) اور مصیبت کے وقتوں میں بھی صابر و قائم رہتے ہیں اور اراہ حق و دین تویم سے نہیں ہٹتے حتیٰ کہ ان کی حیات کا خاتمہ ایمان پر ہوتا ہے۔ فلا یعنی

قبر میں کہ اول منازل آخرت ہے جب مُنْكَر و نکیور آکر ان سے پوچھتے ہیں کہ تمہارا رب کون ہے، تمہارا دین کیا ہے اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف

اشارہ کر کے دریافت کرتے ہیں کہ ان کی نسبت تو کیا کہتا ہے؟ تو مومن اس منزل میں بفضل الہی ثابت رہتا ہے اور کہہ دیتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے، میرا دین اسلام

اور یہ میرے نبی ہیں محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، اللہ کے بندے اور اس کے رسول پھر اس کی قبر وسیع کر دی جاتی ہے اور اس میں جنت کی ہوائیں اور

خوشبوئیں آتی ہیں اور وہ منور کر دی جاتی ہے اور آسمان سے ندا ہوتی ہے کہ میرے بندے نے سچ کہا۔ فلا کہ وہ قبر میں منکر و نکیر کو جواب صحیح نہیں دے سکتے اور ہر

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ بَدَّلُوا نِعْمَتَ اللَّهِ كُفْرًا وَأَحَلُّوا قَوْمَهُمْ دَارَ

کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جنہوں نے اللہ کی نعمت ناشکری سے بدل دی ملک اور اپنی قوم کو تباہی کے گھر

الْبُورِ ۲۸ جَهَنَّمَ يَصْلَوْنَهَا ۖ وَبِئْسَ الْقَرَارُ ۖ وَجَعَلُوا لِلَّهِ أَدْدًا

لا اتارا وہ جو دوزخ ہے اس کے اندر جائیں گے اور کیا ہی بری ٹھہرنے کی جگہ اور اللہ کے لیے برابر والے ٹھہرائے ملک

لِيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيلِهِ ۖ قُلْ تَسْعَوْا فَإِنَّ مَصِيرَكُمْ إِلَى النَّارِ ۖ قُلْ

کہ اس کی راہ سے بہکاویں تم فرماؤ ملک کچھ برت لو کہ تمہارا انجام آگ ہے ملک میرے ان

لِعِبَادِيَ الَّذِينَ آمَنُوا يُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُنْفِقُوا مِمَّا رَزَقْتَهُمْ سِرًّا وَ

بندوں سے فرماؤ جو ایمان لائے کہ نماز قائم رکھیں اور ہمارے دیے میں سے کچھ ہماری راہ میں چھپے اور

عَلَانِيَةً مِّن قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ يَوْمٌ لَا يَبِيعُ فِيهِ وَلَا خَلٌّ ۖ اللَّهُ الَّذِي

ظاہر خرچ کریں اس دن کے آنے سے پہلے جس میں نہ سوداگری ہوگی ملک نہ یار نہ ملک اللہ ہے جس

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَآءً فَاَخْرَجَ مِنْ

نے آسمان اور زمین بنائے اور آسمان سے پانی اتارا تو اس سے کچھ پھل

الشَّجَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِأَمْرِهِ ۚ

تمہارے کھانے کو پیدا کئے اور تمہارے لیے کشتی کو مسخر کیا کہ اس کے حکم سے دریا میں چلے ملک

وَسَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهَارَ ۚ ۖ وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآبِّينَ ۚ وَ

اور تمہارے لیے ندیاں مسخر کیں ملک اور تمہارے لیے سورج اور چاند مسخر کیے جو برابر چل رہے ہیں ملک اور

سوال کے جواب میں یہی کہتے ہیں ہائے ہائے میں نہیں جانتا۔ آسمان سے ندا ہوتی ہے میرا بندہ جھوٹا ہے اس کے لیے آگ کا فرش بچھاؤ، دوزخ کا لباس پہناؤ، دوزخ

کی طرف دروازہ کھول دو۔ اس کو دوزخ کی گرمی اور دوزخ کی لپٹ پہنچتی ہے اور قہر اتنی تنگ ہو جاتی ہے کہ ایک طرف کی پسلیاں دوسری طرف آ جاتی ہیں عذاب کرنے

والے فرشتے اس پر مقرر کئے جاتے ہیں جو اسے لوہے کے گرزوں سے مارتے ہیں۔ (اعْزَاذَنَا اللّٰهُ تَعَالٰی مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَتَبَتْنَا عَلٰی الْاِيْمَانِ) ملک بخاری

شریف کی حدیث میں ہے کہ ان لوگوں سے مراد کفار مکہ ہیں اور وہ نعمت جس کی شکرگزاری انہوں نے نہ کی وہ اللہ کے حبیب ہیں سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

والہ وسلم کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے وجود سے اس امت کو نوازا اور ان کی زیارت سراپا کرامت کی سعادت سے مشرف کیا، لازم تھا کہ اس نعمت جلیلہ کا شکر بجالاتے اور

ان کا اتباع کر کے مزید کرم کے مورد (قابل) ہوتے۔ بجائے اس کے انہوں نے ناشکری کی اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا انکار کیا اور اپنی قوم کو جو دین میں ان

کے موافق تھے داڑا الہاک (یعنی دوزخ) میں پہنچایا۔ ملک یعنی بتوں کو اس کا شریک کیا۔ ملک اے مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ان کفار سے کہ توڑے دن دنیا

کی خواہشات کو ملک آخرت میں۔ ملک کہ خرید و فروخت یعنی مالی معاوضے اور فریے ہی سے کچھ نفع اٹھایا جاسکے۔ ملک کہ اس سے نفع اٹھایا جائے بلکہ بہت سے

دوست ایک دوسرے کے دشمن ہو جائیں گے۔ اس آیت میں نفسانی و طبعی دوستی کی نفی ہے اور ایمانی دوستی جو محبت الہی کے سبب سے ہو وہ باقی رہے گی جیسا کہ سورہ زخرف

میں فرمایا: "اَلَا خَلْسًاۗءٌ يُّؤْمِنُوْنَ بِمَعْضُومٍۭ لِّبَعْضٍۭ عَدُوًّاۗلِ الْمُتَّقِيْنَ۔" ملک اور اس سے تم فائدے اٹھاؤ ملک کہ ان سے کام لو۔ ملک نہ چھلیں نہ کہیں تم ان سے



سَخَّرَ لَكُمْ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۚ ﴿۳۲﴾ وَأَتَّكُم مِّنْ كُلِّ مَآسَاةٍ ۖ وَإِن

تمہارے لیے رات اور دن مسخر کیے وکے اور تمہیں بہت کچھ منہ مانگا دیا اور اگر

تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللَّهِ لَا تَحْصُوهَا ۗ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَظَلُومٌ كَفَّارٌ ۚ ﴿۳۳﴾ وَإِذْ

اللہ کی نعمتیں گنو تو شمار نہ کر سکو گے بے شک آدمی بڑا ظالم بڑا ناشکرا ہے وکے اور یاد کرو

قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَذَا الْبَلَدَ آمِنًا وَاجْنُبْنِي وَبَنِيَّ أَنْ نَعْبُدَ

جب ابراہیم نے عرض کی اے میرے رب اس شہر کو امان والا کر دے وکے اور مجھے اور میرے بیٹوں کو بتوں کے

الْأَصْنَامَ ۗ ﴿۳۵﴾ رَبِّ إِنَّهُنَّ أَضَلُّنَّ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ ۖ فَمَنْ تَبِعَنِي

پوجنے سے بچا وکے اے میرے رب بے شک بتوں نے بہت لوگ بہکا دیے وکے تو جس نے میرا ساتھ دیا وکے

فَأِنَّهُ مِنِّي ۖ وَمَنْ عَصَانِي فَإِنَّكَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۚ ﴿۳۶﴾ رَبَّنَا إِنِّي أَسْكَنْتُ

وہ تو میرا ہے اور جس نے میرا کہا نہ مانا تو بے شک تو بخشنے والا مہربان ہے وکے اے میرے رب میں نے اپنی کچھ اولاد

مِنْ ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زُرٍّ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيمُوا

ایک نالے میں بسائی جس میں کھیتی نہیں ہوتی تیرے حرمت والے گھر کے پاس وکے اے ہمارے رب اس لیے کہ وہ نفع

نفع اٹھاتے ہو وکے آرام اور کام کے لیے وکے کہ کفر و معصیت کا ارتکاب کر کے اپنے اوپر ظلم کرتا ہے اور اپنے رب کی نعمت اور اس کے احسان کا حق نہیں مانتا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ انسان سے یہاں ابو جہل مراد ہے۔ زجاج کا قول ہے کہ انسان اسم جنس ہے (یعنی مسلمان ہو یا کافر) اور یہاں اس

سے کافر مراد ہے۔ مکہ مکرمہ وکے کہ قرب قیامت دنیا کے ویران ہونے کے وقت تک یہ ویرانی سے محفوظ رہے یا اس شہر والے امن میں ہوں۔ حضرت

ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ دعا مستجاب ہوئی اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ کو ویران ہونے سے امن دیا اور کوئی بھی اس کے ویران کرنے پر قادر نہ ہو سکا اور اس کو اللہ

تعالیٰ نے حرم بنایا کہ اس میں نہ کسی انسان کا خون بہایا جائے نہ کسی پر ظلم کیا جائے نہ وہاں شکار مارا جائے نہ سبزہ کاٹا جائے۔ انبیاء علیہم السلام بت پرستی اور

تمام گناہوں سے معصوم ہیں حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ دعا کرنا بارگاہ الہی میں تواضع و انظہار احتیاج کے لیے ہے کہ باوجودیکہ تو نے اپنے کرم سے معصوم

کیا لیکن ہم تیرے فضل و رحمت کی طرف دست احتیاج دراز رکھتے ہیں۔ یعنی ان کی گمراہی کا سبب ہوئے کہ وہ انہیں پوجنے لگے وکے اور میرے عقیدے و

دین پر با وکے چاہے تو اسے ہدایت کرے اور توفیق تو بہ عطا فرمائے۔ یعنی اس وادی میں جہاں اب مکہ مکرمہ ہے۔ اور ذریت سے مراد حضرت اسمعیل علیہ

السلام ہیں، آپ سرزمین شام میں حضرت ہاجرہ کے بطن پاک سے پیدا ہوئے، حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی بیوی حضرت سارہ کے کوئی اولاد نہ تھی اس

وجہ سے انہیں رشک پیدا ہوا اور انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہا کہ آپ ہاجرہ اور ان کے بیٹے کو میرے پاس سے جدا کر دیجئے حکمت الہی نے

یہ ایک سبب پیدا کیا تھا۔ چنانچہ وحی آئی کہ آپ حضرت ہاجرہ و اسمعیل کو اس سرزمین میں لے جائیں (جہاں اب مکہ مکرمہ ہے) آپ ان دونوں کو اپنے ساتھ براق پر

سوار کر کے شام سے سرزمین حرم میں لائے اور کعبہ مقدسہ کے نزدیک اتارا، یہاں اس وقت نہ کوئی آبادی تھی، نہ کوئی چشمہ، نہ پانی، ایک توشہ دان میں کھجوریں اور

ایک برتن میں پانی انہیں دے کر آپ واپس ہوئے اور مڑ کر ان کی طرف نہ دیکھا حضرت ہاجرہ والدہ اسمعیل نے عرض کیا کہ آپ کہاں جاتے ہیں اور ہمیں اس وادی

میں بے انیس ورنیق (بے یار و مددگار) چھوڑے جاتے ہیں؟ لیکن آپ نے اس کا کچھ جواب نہ دیا اور ان کی طرف التفات (دھیان) نہ فرمایا۔ حضرت ہاجرہ نے

چند مرتبہ بھی عرض کیا اور جواب نہ پایا تو کہا کہ کیا اللہ نے آپ کو اس کا حکم دیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں! اس وقت انہیں الطمینان ہوا حضرت ابراہیم علیہ السلام چلے

گئے اور انہوں نے بارگاہ الہی میں ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کی جو آیت میں مذکور ہے۔ حضرت ہاجرہ اپنے فرزند حضرت اسمعیل علیہ السلام کو دودھ پلانے لگیں جب وہ پانی

الصَّلَاةَ فَاجْعَلْ أَفِيدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِي إِلَيْهِمْ وَارْتَدُّقَهُمْ مِّنَ الشَّرَاتِ

نماز قائم رکھیں تو تو لوگوں کے کچھ دل ان کی طرف مائل کر دے وک اور انھیں کچھ پھل کھانے کو دے و۲

لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُونَ ﴿۳۷﴾ رَبَّنَا إِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نَخْفِي وَمَا نَعْلَمُ ۖ وَمَا يَخْفَىٰ

شاید وہ احسان مانیں اے ہمارے رب تو جانتا ہے جو ہم چھپاتے ہیں اور جو ظاہر کرتے اور اللہ پر

عَلَى اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ ﴿۳۸﴾ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي

کچھ چھپا نہیں زمین میں نہ آسمان میں و۳۸ سب خوبیاں اللہ کو جس نے

وَهَبَ لِي عَلَى الْكَبِيرِ إِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ ۖ إِنَّ رَبِّي لَسَبِّحُ الدُّعَاءِ ﴿۳۹﴾

مجھے بڑھاپے میں اسماعیل و اسحاق دیے بے شک میرا رب دعا سننے والا ہے

رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلَاةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءِ ﴿۴۰﴾

اے میرے رب مجھے نماز کا قائم کرنے والا رکھ اور کچھ میری اولاد کو و۴۰ اے ہمارے رب اور میری دعا سن لے

رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ ﴿۴۱﴾ وَلَا

اے ہمارے رب مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو و۴۱ اور سب مسلمانوں کو جس دن حساب قائم ہوگا اور ہرگز

ختم ہو گیا اور پیاس کی شدت ہوئی اور صاحبزادے کا حلق شریف بھی پیاس سے خشک ہو گیا تو آپ پانی کی جستجو یا آبادی کی تلاش میں صفا و مردہ کے درمیان دوڑیں،

ایسا ستم مرتبہ ہوا۔ یہاں تک کہ فرشتے کے پر مارنے سے یا حضرت اسماعیل علیہ السلام کے قدم مبارک سے اس خشک زمین میں ایک چشمہ (زمزم) نمودار ہوا۔

آیت میں حرمت والے گھر سے بیت اللہ مراد ہے جو طوفان نوح سے پہلے کعبہ مقدسہ کی جگہ تھا اور طوفان کے وقت آسمان پراٹھا لیا گیا، حضرت ابراہیم علیہ السلام کا

یہ واقعہ آپ کے آگ میں ڈالے جانے کے بعد ہوا آگ کے واقعہ میں آپ نے دعا فرمائی تھی اور اس واقعہ میں دعا کی اور تضرع کیا (یعنی گریا و زاری کی)۔ اللہ

تعالیٰ کی کارسازی پر اعتماد کر کے دعا نہ کرنا بھی توکل اور بہتر ہے لیکن مقام دعا اس سے بھی افضل ہے تو حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اس آخر واقعہ میں دعا

فرمانا اس لیے ہے کہ آپ مدارج کمال (کمال کے درجات) میں دم بدم ترقی پر ہیں۔ یعنی حضرت اسماعیل اور ان کی اولاد اس وادی بے زراعت میں تیرے

ذکر و عبادت میں مشغول ہوں اور تیرے بیت حرام کے پاس وک اطراف و بلاد سے یہاں آئیں اور ان کے قلوب اس مکان طاہر کی شوقی زیارت میں کھینچیں۔

اس میں ایمانداروں کے لیے یہ دعا ہے کہ انہیں بیت اللہ کا حج میسر آئے اور اپنی یہاں رہنے والی ذریت (نسل) کے لیے یہ کہ وہ زیارت کے لیے آنے والوں

سے منقطع ہوتے رہیں، غرض یہ دعا دینی دنیوی برکات پر مشتمل ہے۔ حضرت کی دعا قبول ہوئی اور قبیلہ جنوہم نے اس طرف سے گزرتے ہوئے ایک پرند دیکھا تو

انہیں تعجب ہوا کہ بیابان میں پرند کیسا شاید کہیں چشمہ نمودار ہوا جستجو کی تو دیکھا کہ زمزم شریف میں پانی ہے یہ دیکھ کر ان لوگوں نے حضرت ہاجرہ سے وہاں بسنے کی

اجازت چاہی انہوں نے اس شرط سے اجازت دی کہ پانی میں تمہارا حق نہ ہوگا وہ لوگ وہاں بسے اور حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام جوان ہوئے تو ان لوگوں

نے آپ کے صلاح و تقویٰ کو دیکھ کر اپنے خاندان میں آپ کی شادی کر دی اور حضرت ہاجرہ کا وصال ہو گیا۔ اس طرح حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ دعا

پوری ہوئی اور آپ نے دعا میں یہ بھی فرمایا وک اسی کا ثمرہ (نتیجہ) ہے کہ فصول مختلفہ (مختلف موسموں) ربیع و خریف و صیف و شتاء (بہار و خزاں، گرمی و سردی) کے

میوے وہاں بیک وقت موجود ملتے ہیں۔ و۴۰ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک اور فرزند کی دعا کی تھی اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی تو آپ نے اس کا شکر

ادا کیا اور بارگاہ الہی میں عرض کیا و۴۱ کیونکہ بعض کی نسبت تو آپ کو نبی غلام الہی (رب تعالیٰ کے آگاہ فرما دینے سے) معلوم تھا کہ کافر ہوں گے اس لیے بعض

ذریت کے واسطے نمازوں کی پابندی و محافظت کی دعا کی۔ و۴۱ بشرط ایمان یا ماں باپ سے حضرت آدم و حوا مراد ہیں۔

تَحْسَبَنَّ اللَّهُ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظَّالِمُونَ ۗ إِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ

اللہ کو بے خبر نہ جانا ظالموں کے کام سے ۹۶ انہیں ڈھیل نہیں دے رہا ہے مگر ایسے دن کے لیے

تَشْخُصُ فِيهِ إِلَّا بَصَارًا ﴿۳۲﴾ مُهْطِعِينَ مُقْنِعِي رُءُوسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ

جس میں ۹۷ آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی بے تماشاً دوڑتے نکلیں گے ۹۸ اپنے سر اٹھائے ہوئے کہ ان کی پلک

إِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ وَأَفْئِدَتُهُمْ هَوَاءٌ ﴿۳۳﴾ وَأَنْذِرِ النَّاسَ يَوْمَ يَا تَبِهُمُ

ان کی طرف لڑتی نہیں ۹۹ اور ان کے دلوں میں کچھ سکت (طاقت) نہ ہوگی ۱۰۰ اور لوگوں کو اس دن سے ڈراؤ ۱۰۱ جب ان پر

الْعَذَابُ فَيَقُولُ الَّذِينَ ظَلَمُوا رَبَّنَا أَخْرِنَا إِلَىٰ أَجَلٍ قَرِيبٍ لَا نُجِبُ

عذاب آئے گا تو ظالم ۱۰۲ کہیں گے اے ہمارے رب تھوڑی دیر ہمیں ۱۰۳ مہلت دے کہ ہم تیرا

دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ الرَّسُلَ ۖ أَوْلَمْ تَكُونُوا أَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلِ مَا لَكُم مِّنْ

بلانا مانیں ۱۰۴ اور رسولوں کی غلامی کریں ۱۰۵ تو کیا تم پہلے ۱۰۶ قسم نہ کھا چکے تھے کہ ہمیں دنیا سے کہیں

زَوَالٍ ﴿۳۴﴾ وَسَكَنْتُمْ فِي مَسْكِينَ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ وَتَبَيَّنَ لَكُمْ

ہٹ کر جانا نہیں ۱۰۷ اور تم ان کے گھروں میں بے جنھوں نے اپنا برا کیا تھا ۱۰۸ اور تم پر خوب کھل گیا

كَيْفَ فَعَلْنَا بِهِمْ وَضَرَبْنَا لَكُمْ الْأَمْثَالَ ﴿۳۵﴾ وَقَدْ مَكَرُوا وَمَكْرَهُمْ

ہم نے ان کے ساتھ کیا کیا ۱۰۹ اور ہم نے تمہیں مثالیں دے دے کر بتا دیا ۱۱۰ اور بے شک وہ ۱۱۱ اپنا ساداتوں (فریب) چلے ۱۱۲

وَعِنْدَ اللَّهِ مَكْرُهُمْ ۖ وَإِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُولَ مِنْهُ الْجِبَالُ ﴿۳۶﴾ فَلَا

اور ان کا دانتوں اللہ کے قابو میں ہے اور ان کا دانتوں کچھ ایسا نہ تھا کہ جس سے یہ پہاڑ ٹل جائیں ۱۱۳ تو ہرگز

۹۶ اس میں مظلوم کو تسلی دی گئی کہ اللہ تعالیٰ ظالم سے اس کا انتقام لے گا ۹۷ ہول و دہشت سے ۹۸ حضرت اسرائیل علیہ السلام کی طرف جو انہیں عرصہ محشر کی

طرف بلائیں گے۔ ۹۹ کہ اپنے آپ کو دیکھ سکیں ۱۰۰ شدت حیرت و دہشت سے۔ ۱۰۱ قنادہ نے کہا کہ دل سینوں سے نکل کر گلوں میں آ پھنسیں گے نہ باہر نکل سکیں

گے نہ اپنی جگہ واپس جا سکیں گے۔ معنی یہ ہیں کہ اس دن کی شدت ہول و دہشت کا یہ عالم ہوگا کہ سر اوپر اٹھے ہوں گے، آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی دل اپنی جگہ پر

قرار نہ پاسکیں گے۔ ۱۰۲ یعنی کفار کو قیامت کے دن کا خوف دلاؤ ۱۰۳ یعنی کافر ۱۰۴ دنیا میں واپس بھیج دے اور ۱۰۵ اور تیری توحید پر ایمان لائیں ۱۰۶ اور ہم

سے جو قصور ہو چکے اس کی تلافی کریں اس پر انہیں زجر و توبیح کی جائے گی اور فرمایا جائے گا ۱۰۷ دنیا میں ۱۰۸ اور کیا تم نے بعثت و آخرت کا انکار نہ کیا تھا ۱۰۹ کفر

و معاصی کا ارتکاب کر کے جیسے کہ قوم نوح و عاد و ثمود وغیرہ۔ ۱۱۰ اور تم نے اپنی آنکھوں سے ان کی منازل میں عذاب کے آثار اور نشان دیکھے اور تمہیں ان کی

ہلاکت و بربادی کی خبریں ملیں یہ سب کچھ دیکھ کر اور جان کر تم نے عبرت نہ حاصل کی اور تم نے کفر سے باز نہ آئے۔ ۱۱۱ تاکہ تم تدمیر کرو اور سمجھو اور عذاب و ہلاکت سے

اپنے آپ کو بچاؤ۔ ۱۱۲ اسلام کے مٹانے اور کفر کی تائید کرنے کے لیے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ۱۱۳ کہ انہوں نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم کے قتل کرنے یا قید کرنے یا نکال دینے کا ارادہ کیا۔ ۱۱۴ یعنی آیات الہی اور احکام شرع مصطفائی جو اپنے قوت و ثبات میں بمنزلہ مضبوط پہاڑوں کے ہیں۔

محال ہے کہ کافروں کے مکر اور ان کی حیلہ آگیزیوں سے اپنی جگہ سے اٹل سکیں۔



تَحْسَبَنَّ اللَّهُ مُخْلَفًا وَعَدِدْ بِرُسُلِهِ ۖ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ ذُو انتِقَامٍ ﴿۳۷﴾

خیال نہ کرنا کہ اللہ اپنے رسولوں سے وعدہ خلاف کرے گا ۱۱۷ اور لوگ سب نکل کھڑے ہوں گے ۱۱۸ ایک اللہ کے سامنے

يَوْمَ تَبْدُلُ الْأَرْضَ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمَوَاتِ وَبَرَزُوا لِلَّهِ الْوَاحِدِ

جس دن ۱۱۹ بدل دی جائے گی زمین اس زمین کے سوا اور آسمان ۱۲۰ اور لوگ سب نکل کھڑے ہوں گے ۱۲۱ ایک اللہ کے سامنے

الْقَهَّارِ ﴿۳۸﴾ وَتَرَى الْمُجْرِمِينَ يَوْمَئِذٍ مُّقْرَّنِينَ فِي الْأَصْفَادِ ﴿۳۹﴾

جوسب پر غالب ہے اور اس دن تم مجرموں ۱۲۲ کو دیکھو گے کہ بیڑیوں میں ایک دوسرے سے جڑے ہوں گے ۱۲۳

سَرَابِيْلُهُمْ مِّنْ قِطْرٍ اِنْ وَتَعْشَىٰ وُجُوْهُهُمْ النَّارِ ﴿۴۰﴾ لِيَجْزِيَ اللَّهُ كُلَّ

ان کے گرتے رال کے ہوں گے ۱۲۴ اور ان کے چہرے آگ ڈھانپ لے گی اس لیے کہ اللہ ہر جان کو

نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ ۖ إِنَّ اللَّهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۴۱﴾ هَذَا بَدْعُ الْبَنَاتِ وَ

اس کی کمائی کا بدلہ دے بے شک اللہ کو حساب کرتے کچھ دیر نہیں لگتی یہ ۱۲۵ لوگوں کو حکم پہنچانا ہے اور

لِيُنذِرُوا بِهِ وَيَعْلَمُوا أَنَّمَا هُوَ إِلَهٌ وَاحِدٌ وَلِيَذَّكَّرَ أُولُو الْأَلْبَابِ ﴿۴۲﴾

اس لیے کہ وہ اس سے ڈرائے جائیں اور اس لیے کہ وہ جان لیں کہ وہ ایک ہی معبود ہے ۱۲۶ اور اس لیے کہ عقل والے نصیحت مانیں

﴿ ایتھا ۹۹ ﴾ ﴿ ۱۵ سُوْرَةُ الْحَجْرِ مَكِّيَّةٌ ۵۳ ﴾ ﴿ رُكُوْعَاتُهَا ۶ ﴾

سورہ حجر کیلئے ہے، اس میں ننانوے آیتیں اور چھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحم والا ہے

الرَّٰ تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ وَقُرْآنٍ مُّبِينٍ ﴿۱﴾

یہ آیتیں ہیں کتاب اور روشن قرآن کی

۱۱۷ یہ تو ممکن ہی نہیں وہ ضرور وعدہ پورا کرے گا اور اپنے رسول کی نصرت فرمائے گا، ان کے دین کو غالب کرے گا، ان کے دشمنوں کو ہلاک کرے گا۔ ۱۱۸ اس دن سے روز قیامت مراد ہے۔ ۱۱۹ زمین و آسمان کی تبدیلی میں مفسرین کے دو قول ہیں: ایک یہ کہ ان کے اوصاف بدل دیے جائیں گے مثلاً زمین ایک سطح ہو جائے گی نہ اس پر پہاڑ باقی رہیں گے نہ بلند ٹیلے نہ گہرے غار نہ درخت نہ عمارت نہ کسی بہتی اور اقلیم کا نشان اور آسمان پر کوئی ستارہ نہ رہے گا اور آفتاب، ماہتاب کی روشنیاں معدوم ہوں گی یہ تبدیلی اوصاف کی ہے ذات کی نہیں۔ دوسرا قول یہ ہے کہ آسمان و زمین کی ذات ہی بدل دی جائے گی اس زمین کی جگہ ایک دوسری چاندی کی زمین ہوگی سفید و صاف جس پر نہ کبھی خون بہایا گیا ہو نہ گناہ کیا گیا ہو اور آسمان سونے کا ہوگا۔ یہ دو قول اگرچہ بظاہر باہم مخالف معلوم ہوتے ہیں مگر ان میں سے ہر ایک صحیح ہے اور وجہ جمع یہ ہے کہ اول تبدیلی صفات ہوگی اور دوسری مرتبہ بعد حساب تبدیلی ثانی ہوگی اس میں زمین و آسمان کی ذاتیں ہی بدل جائیں گی۔ ۱۲۰ اپنی قبروں سے ۱۲۱ یعنی کافروں۔ ۱۲۲ اپنے شیاطین کے ساتھ بندھے ہوئے ۱۲۳ سیاہ رنگ بدبودار جن سے آگ کے شعلے اور زیادہ تیز ہو جائیں۔

رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ كَانُوا مُسْلِمِينَ ﴿۱﴾ ذُرَّهُمْ يَأْكُلُوا وَيَمْتَعُوا

بہت آرزوئیں کریں گے کافر وہ کاش مسلمان ہوتے انھیں چھوڑو وہ کہ کھائیں اور برتیں وہ

وَيُلْهِمُهُمُ الْإِثْمَ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ﴿۲﴾ وَمَا أَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ إِلَّا وَلَهَا

اور امید وہ انھیں کھیل میں ڈالے تو اب جانا چاہتے ہیں وہ اور جو بہتی ہم نے ہلاک کی اس کا ایک

كِتَابٌ مَّعْلُومٌ ﴿۳﴾ مَا تَسْبِقُ مِنْ أُمَّةٍ أَجَلَهَا وَمَا يَسْتَأْخِرُونَ ﴿۵﴾ وَ

جانا ہوا نوحہ (لکھا ہوا فیصلہ) تھا کہ کوئی گروہ اپنے وعدہ سے نہ آگے بڑھے نہ پیچھے بٹے اور

قَالُوا يَا أَيُّهَا الَّذِي نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ إِنَّكَ لَمَجْنُونٌ ﴿۶﴾ لَوْ مَا تَأْتِينَا

بولے وہ کہ اے وہ جن پر قرآن اترا بے شک تم مجنون ہو وہ ہمارے پاس فرشتے کیوں

بِالْمَلِكَةِ إِن كُنْتُمْ مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿۷﴾ مَا نُنزِّلُ الْمَلِكَةَ إِلَّا بِالْحَقِّ

نہیں لاتے وہ اگر تم سچے ہو وہ ہم فرشتے بیکار نہیں اتارتے

وَمَا كَانُوا إِذَا مُنْظَرِينَ ﴿۸﴾ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ

اور وہ اتریں تو انھیں مہلت نہ ملے وہ بے شک ہم نے اتارا ہے یہ قرآن اور بے شک ہم خود

لَحْفَظُونَ ﴿۹﴾ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِي شِعَابِ الْأَوَّلِينَ ﴿۱۰﴾ وَمَا

اس کے نگہبان ہیں وہ اور بیشک ہم نے تم سے پہلے اگلی امتوں میں رسول بھیجے اور

(مراک و خازن) تفسیر بیضاوی میں ہے کہ ان کے بدنوں پر رال (ایک خاص گوند) لپ دی جائے گی وہ مثل گرتے کے ہو جائے گی اس کی سوزش اور اس کے رنگ کی

وحشت و بدبو سے تکلیف پائیں گے۔ وہ قرآن شریف وہ یعنی ان آیات سے اللہ تعالیٰ کی توحید کی دلیلیں پائیں۔ وہ سورہ حجر مکیہ ہے، اس میں چھ رکوع

ننانوے آیتیں، چھ سو چوں کلمے، دو ہزار سات سو ساٹھ حرف ہیں۔ یہ آرزوئیں یا وقت نزع عذاب دیکھ کر ہوں گی جب کافر کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ گمراہی میں

تھایا آخرت میں روز قیامت کے شدائد اور احوال اور اپنا انجام و مال دیکھ کر۔ زجاج کا قول ہے کہ کافر جب کبھی اپنے احوال، عذاب اور مسلمانوں پر اللہ کی رحمت

دیکھیں گے ہر مرتبہ آرزوئیں کریں گے کہ وہ اے مصطفیٰ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) وہ دنیا کی لذتیں وہ تنعم و تلذذ (عیش و لذت) و طول حیات کی جس

کے سبب وہ ایمان سے محروم ہیں۔ وہ اپنا انجام کار، اس میں تنبیہ ہے کہ لمبی امیدوں میں گرفتار ہونا اور لذات دنیا کی طلب میں غرق ہو جانا ایماندار کی شان نہیں۔

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لمبی امیدیں آخرت کو بھلاتی ہیں اور خواہشات کا اتباع حق سے روکتا ہے۔ وہ لوح محفوظ میں اسی معین وقت پر وہ ہلاک

ہوئی۔ وہ کفار مکہ حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے۔ وہ ان کا یہ قول تسخر اور استہزاء (یعنی مذاق) کے طور پر تھا جیسا کہ فرعون نے حضرت موسیٰ

علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت کہا تھا: "إِنَّ رَسُولَكُمْ أَلَدَىٰ أُرْسِلَ إِلَيْكُمْ لَمَجْنُونٌ۔" وہ جو تمہارے رسول ہونے اور قرآن شریف کے کتاب الہی ہونے کی

گواہی دیں۔ وہ اللہ تعالیٰ اس کے جواب میں فرماتا ہے وہ فی الحال عذاب میں گرفتار کر دیئے جائیں۔ وہ کہ تحریف و تبدیل و زیادتی وہی سے اس کی

حفاظت فرماتے ہیں، تمام جن و انس اور ساری خلق کے مقدر (بس) میں نہیں ہے کہ اس میں ایک حرف کی کمی بیشی کرے یا تغیر و تبدیل کر سکے اور چونکہ اللہ تعالیٰ

نے قرآن کریم کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے اس لیے یہ خصوصیت صرف قرآن شریف ہی کی ہے دوسری کسی کتاب کو یہ بات میسر نہیں۔ یہ حفاظت کئی طرح پر ہے ایک

یہ کہ قرآن کریم کو مجزہ بنایا کہ بشر کا کلام اس میں مل ہی نہ سکے، ایک یہ کہ اس کو معارضے اور مقابلہ سے محفوظ کیا کہ کوئی اس کی مثل کلام بنانے پر قادر نہ ہو، ایک یہ کہ

يَأْتِيهِمْ مِّن رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ﴿۱۱﴾ كَذَلِكَ نَسُكُّهُ فِي

ان کے پاس کوئی رسول نہیں آتا مگر اس سے نہیں کرتے ہیں فلا ایسے ہی ہم اس نہیں کو ان

قُلُوبِ الْمُجْرِمِينَ ﴿۱۲﴾ لَا يُؤْمِنُونَ بِهِ وَقَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْأَوَّلِينَ ﴿۱۳﴾

مجرموں فلا کے دلوں میں راہ دیتے ہیں وہ اس پر فلا ایمان نہیں لاتے اور اگلوں کی راہ پڑ چکی ہے فلا

وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِم بَابًا مِّنَ السَّمَاءِ فَظَلُّوا فِيهِ يَعْرُجُونَ ﴿۱۴﴾ لَقَالُوا

اور اگر ہم ان کے لئے آسمان میں کوئی دروازہ کھول دیں کہ دن کو اس میں چڑھتے جب بھی یہی

إِنَّمَا سَكِرَاتُ أَبْصَارِنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُورُونَ ﴿۱۵﴾ وَلَقَدْ جَعَلْنَا

کہتے کہ ہماری نگاہ باندھ دی گئی ہے بلکہ ہم پر جادو ہوا فلا اور بے شک ہم نے

فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا وَزَيَّنَّهَا لِلنَّاظِرِينَ ﴿۱۶﴾ وَحَفِظْنَاهَا مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ

آسمان میں بُرج بنائے فلا اور اسے دیکھنے والوں کے لئے آراستہ کیا فلا اور اسے ہم نے ہر شیطان

رَّجِيمٍ ﴿۱۷﴾ إِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَاتَّبَعَهُ شِهَابٌ مُّبِينٌ ﴿۱۸﴾ وَ

مردود سے محفوظ رکھا فلا مگر جو چوری چھپے سننے جائے تو اس کے پیچھے پڑتا ہے روشن شعلہ فلا اور

الْأَرْضَ مَدَدْنَاهَا وَأَلْقَيْنَا فِيهَا رِوَاسِيَ وَأَنْبَتْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ

ہم نے زمین پھیلائی اور اس میں لنگر ڈالے فلا اور اس میں ہر چیز اندازے

ساری خلق کو اس کے نیست و نابود اور معدوم کرنے سے عاجز کر دیا کہ کفار باوجود کمال عداوت کے اس کتابِ مَقْدَس کو معدوم کرنے سے عاجز ہیں۔ فلا اس

آیت میں بتایا گیا کہ جس طرح کفار مکہ نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے جا بلانہ باتیں کیں اور بے ادبی سے آپ کو مجنون کہا، قدیم زمانہ سے کفار کی انبیاء

کے ساتھ یہی عادت رہی ہے اور وہ رسولوں کے ساتھ تمسخر کرتے رہے۔ اس میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تسکین خاطر (تسلی و دلجوئی) ہے۔ فلا

یعنی مشرکین مکہ۔ فلا یعنی سید انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا قرآن پر فلا کہ وہ انبیاء کی تکذیب کر کے عذاب الہی سے ہلاک ہوتے رہے ہیں، یہی

حال ان کا ہے تو انہیں عذاب الہی سے ڈرتے رہنا چاہئے۔ فلا یعنی ان کفار کا عناد اس درجہ پر پہنچ گیا ہے کہ اگر ان کے لیے آسمان میں دروازہ کھول دیا

جائے اور انہیں اس میں چڑھنا میسر ہو اور دن میں اس سے گزریں اور آنکھوں سے دیکھیں جب بھی نہ مانیں اور یہ کہہ دیں کہ ہماری نظر بندی کی گئی اور ہم پر

جادو ہوا، تو جب خود اپنے معائنہ سے انہیں یقین حاصل نہ ہوا تو ملائکہ کے آنے اور گواہی دینے سے جس کو یہ طلب کرتے ہیں انہیں کیا فائدہ ہوگا۔ فلا جو

کواکب سیارہ کے منازل ہیں، وہ بارہ ہیں: حمل، ثور، جوزا، سرطان، اسد، سنبلہ، میزان، عقرب، قوس، جدی، دلو، حوت۔ فلا ستاروں سے فلا حضرت ابن

عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: شیاطین آسمانوں میں داخل ہوتے تھے اور وہاں کی خبریں کانہوں کے پاس لاتے تھے جب حضرت عیسیٰ علیہ

السلام پیدا ہوئے تو شیاطین تین آسمانوں سے روک دیئے گئے۔ جب سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی تو تمام آسمانوں سے منع کر دیئے

گئے۔ فلا شہاب اس ستارے کو کہتے ہیں جو شعلہ کے مثل روشن ہوتا ہے اور فرشتے اس سے شیاطین کو مارتے ہیں۔ فلا پہاڑوں کے تاکہ ثابت وقائم

رہے اور جنبش نہ کرے۔



مُؤَزُّونَ ۱۹) وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا مَعَايِشَ وَمَنْ لَسْتُمْ لَهُ بِرِزْقَيْنَ ۲۰) وَ

سے اگائی اور تمہارے لئے اس میں روزیاں کر دیں ۲۱ اور وہ کر دیئے جنہیں تم رزق نہیں دیتے ۲۵ اور

اِنْ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُهُ وَمَا نُنزِلُ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُومٍ ۲۱)

کوئی چیز نہیں جس کے ہمارے پاس خزانے نہ ہوں ۲۱ اور ہم اسے نہیں اتارتے مگر ایک معلوم اندازے سے

وَاَرْسَلْنَا الرِّيحَ لَوَاقِحَ فَاَنْزَلْنَا مِنْ السَّيِّءِ مَاءً فَاَسْقَيْنَاكُمْ ۲۲)

اور ہم نے ہوائیں بھیجیں بادلوں کو بارور کرنے والیاں ۲۲ تو ہم نے آسمان سے پانی اتارا پھر وہ تمہیں پینے کو دیا

وَمَا اَنْتُمْ لَهُ بِخٰزِنِيْنَ ۲۲) وَاِنَّا لَنَحْنُ نُحْيِيْ وَنُمِيْتُ وَنَحْنُ

اور تم کچھ اس کے خزانچی نہیں ۲۲ اور بیشک ہم ہی جلائیں اور ہم ہی ماریں اور ہم

الْوٰرِثُوْنَ ۲۳) وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا

ہی وارث ہیں ۲۳ اور بے شک ہمیں معلوم ہیں جو تم میں آگے بڑھے اور بے شک ہمیں معلوم ہیں

الْمُسْتَاخِرِيْنَ ۲۳) وَاِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَحْشُرُهُمْ ۲۴) اِنَّهُ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ۲۵)

جو تم میں پیچھے رہے ۲۳ اور بے شک تمہارا رب ہی انہیں قیمت میں اٹھائے گا ۲۴ بے شک وہی علم و حکمت والا ہے

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَإٍ مَّسْتُوْنٍ ۲۶) وَالْجَانَّ

اور بے شک ہم نے آدمی کو ۲۶ بجتی ہوئی مٹی سے بنایا جو اصل میں ایک سیاہ بودار گارا تھی ۲۶ اور جن کو

۲۷ غلے پھل وغیرہ۔ ۲۵ باندی غلام چوپائے اور خدام وغیرہ۔ ۲۶ خزانے ہونا عبارت ہے اقتدار و اختیار سے معنی یہ ہیں کہ ہم ہر چیز کے پیدا کرنے پر قادر

ہیں جتنی چاہیں اور جو اندازہ مقتضائے حکمت ہو۔ ۲۷ جو آبادیوں کو پانی سے بھرتی اور سیراب کرتی ہیں۔ ۲۸ کہ پانی تمہارے اختیار میں ہو باوجودیکہ تمہیں اس

کی حاجت ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی قدرت اور بندوں کے بجز پر دلالت عظیمہ ہے۔ ۲۹ یعنی تمام خلق فنا ہونے والی ہے اور ہم ہی باقی رہنے والے ہیں اور مدعی

ملک کی ملک ضائع ہو جائے گی اور سب مالکوں کا مالک باقی رہے گا۔ ۳۰ یعنی پہلی امتیں اور امت محمدیہ جو سب امتوں میں کھینچی ہے یا وہ جو طاعت و خیر میں

سبقت کرنے والے ہیں اور جو سستی سے پیچھے رہ جانے والے ہیں یا وہ جو فضیلت حاصل کرنے کے لیے آگے بڑھنے والے ہیں اور جو عذر سے پیچھے رہ جانے والے

ہیں۔ شان نزول: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جماعت نماز کی صف اول کے فضائل بیان فرمائے تو

صحابہ صف اول حاصل کرنے میں نہایت کوشاں ہوئے اور ان کا اڑدھام ہونے لگا اور جن حضرات کے مکان مسجد شریف سے دور تھے وہ اپنے مکان بیچ کر قریب

مکان خریدنے پر آمادہ ہو گئے تاکہ صف اول میں جگہ ملنے سے کبھی محروم نہ ہوں اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور انہیں تسلی دی گئی کہ ثواب نیتوں پر ہے اور اللہ تعالیٰ

انگلوں کو بھی جانتا ہے اور جو عذر سے پیچھے رہ گئے ہیں ان کو بھی جانتا ہے اور ان کی نیتوں سے بھی خبردار ہے اور اس پر کچھ غمی نہیں۔ ۳۱ جس حال پر وہ مرے ہوں

گے۔ ۳۲ یعنی حضرت آدم علیہ السلام کو سوکھی ۳۲ اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدم علیہ السلام کے پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا تو زمین سے ایک مشت خاک لی اس کو

پانی میں خمیر کیا جب وہ گارا سیاہ ہو گیا اور اس میں بوبیدا ہوئی تو اس میں صورت انسانی بنائی پھر وہ سوکھ کر خشک ہو گیا تو جب ہوا اس میں جاتی تو وہ بجتا اور اس میں آواز

پیدا ہوتی جب آفتاب کی تہا زت (گرمی) سے وہ پختہ ہو گیا تو اس میں روح پھونکی اور وہ انسان ہو گیا۔

خَلَقْنَاهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَارِ السُّمُومِ ۲۷ وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰئِكَةِ اِنِّي

اس سے پہلے بنایا بے دھوئیں کی آگ سے ۲۷ اور یاد کرو جب تمہارے رب نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں

خَالِقُ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَبٍ مَّسْنُونٍ ۲۸ فَاِذَا سَوَّيْتَهُ وَنَفَخْتُ

آدمی کو بنانے والا ہوں بھتی مٹی سے جو بدبودار سیاہ گارے سے ہے تو جب میں اسے ٹھیک کر لوں اور اس میں

فِيهِ مِنْ رُّوْحِي فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ۲۹ فَسَجَدَ الْمَلٰئِكَةُ كُلُّهُمْ

اپنی طرف کی خاص معزز روح پھونک لوں ۲۹ تو اس کے لئے سجدے میں گر پڑنا تو جتنے فرشتے تھے سب کے سب

اَجْمَعُوْنَ ۳۰ اِلَّا اِبْلِيْسَ ط اَبٰى اَنْ يَّكُوْنَ مَعَ السَّٰجِدِيْنَ ۳۱ قَالَ

سجدے میں گرے سوا ابلیس کے اس نے سجدہ والوں کا ساتھ نہ مانا ۳۱ فرمایا

يٰۤاِبْلٰیْسُ مَا لَكَ اَلَّا تَكُوْنَ مَعَ السَّٰجِدِيْنَ ۳۲ قَالَ لَمَ اَكُنْ لِّاِسْجِدَ

اے ابلیس تجھے کیا ہوا کہ سجدہ کرنے والوں سے الگ رہا بولا مجھے زیبا نہیں کہ بشر کو

لِبَشَرٍ خَلَقْتَهُ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَبٍ مَّسْنُوْنٍ ۳۳ قَالَ فَاخْرِجْ مِنْهَا

سجدہ کروں جسے تو نے بھتی مٹی سے بنایا جو بودار گارے سے تھی فرمایا تو جنت سے نکل جا

فَاِنَّكَ رٰجِمٌ ۳۴ وَاِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ۳۵ قَالَ رَبِّ

کہ تو مردود ہے اور بے شک قیامت تک تجھ پر لعنت ہے ۳۵ بولا اے میرے رب

فَاَنْظِرْنِيْ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۳۶ قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ۳۷ اِلٰى

تو مجھے مہلت دے اس دن تک کہ وہ اٹھائے جائیں ۳۶ فرمایا تو ان میں ہے جن کو اس معلوم

يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ۳۸ قَالَ رَبِّ بِمَا اَعُوْٓىْتَنِيْ لَا زِيْنٰتٍ لَّهُمْ فِي

وقت کے دن تک مہلت ہے ۳۸ بولا اے رب میرے قسم اس کی کہ تو نے مجھے گمراہ کیا میں انہیں زمین

۳۴ جو اپنی حرارت و لطافت سے مساموں میں نفوذ (سرایت) کر جاتی ہے۔ ۳۵ اور اس کو حیات عطا فرما دوں ۳۶ کی تحیت و تعظیم ۳۷ اور حضرت آدم علیہ السلام

کو سجدہ نہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے ۳۸ کہ آسمان و زمین والے تجھ پر لعنت کریں گے اور جب قیامت کا دن آئے گا تو اس لعنت کے ساتھ پھینگی کے عذاب میں گرفتار کیا

جائے گا جس سے کبھی رہائی نہ ہوگی، یسن کر شیطان ۳۹ یعنی قیامت کے دن تک۔ اس سے شیطان کا مطلب یہ تھا کہ وہ کبھی نہ مرے کیونکہ قیامت کے بعد کوئی نہ

مرے گا اور قیامت تک کی اس نے مہلت مانگ ہی لی لیکن اس کی اس دعا کو اللہ تعالیٰ نے اس طرح قبول کیا کہ ۳۷ جس میں تمام خلق مرجائے گی اور وہ ٹھہرے اولیٰ

(پہلی مرتبہ پھونکا جانے والا صورت) ہے تو شیطان کے مُردہ رہنے کی مدت ٹھہرے اولیٰ سے ٹھہرے ثانیہ (دوسرے صورت پھونکنے) تک چالیس برس ہے اور اس کو اس قدر مہلت

دینا اس کے اکرام کے لیے نہیں بلکہ اس کی بلا و شقاوت اور عذاب کی زیادتی کے لیے ہے یسن کر شیطان۔

الْأَرْضِ وَلَا غُوبِيَّهِمْ أَجْعَلِينَ ۳۹ ۱ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ ۴۰

میں بھلاوے دوں گا ملک اور ضرور میں ان سب کو ملک بے راہ کردوں گا مگر جو ان میں تیرے چنے ہوئے بندے ہیں ۳۹

قَالَ هَذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيمٌ ۴۱ ۲ إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ

فرمایا یہ راستہ سیدھا میری طرف آتا ہے بے شک میرے ملک بندوں پر تیرا کچھ

سُلْطَنٌ إِلَّا مَنْ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغُوثِينَ ۴۲ ۳ وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ

قابو نہیں سوا ان گراہوں کے جو تیرا ساتھ دیں ۴۱ اور بے شک جہنم ان سب کا

أَجْعَلِينَ ۴۳ ۴ لَهَا سَبْعَةُ أَبْوَابٍ ۵ لِكُلِّ بَابٍ مِنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُومٌ ۶ ۴۴

وعدہ ہے ۴۲ اس کے سات دروازے ہیں ۴۳ ہر دروازے کے لئے ان میں سے ایک حصہ بٹا ہوا ہے ۴۴

إِنَّ الْمُسْتَقِيمِينَ فِي جَنَّتٍ وَعُيُونٍ ۴۵ ۷ أَدْخُلُوهَا بِسَلَامٍ أَمِينٍ ۴۶ ۸ وَ

بے شک ڈر والے باغوں اور چشموں میں ہیں ۴۵ ان میں داخل ہو سلامتی کے ساتھ امان میں ۴۶ اور

نَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غَلٍّ إِخْوَانًا عَلَىٰ سُرُرٍ مُتَقَابِلِينَ ۴۷ ۹ لَا

ہم نے ان کے سینوں میں جو کچھ وہ کینے تھے سب کھینچ لئے ۴۷ آپس میں بھائی ہیں ۴۸ تختوں پر رو برو بیٹھے نہ

يَسُئُهُمْ فِيهَا نَصَبٌ وَمَا هُمْ مِنْهَا بِمُخْرَجِينَ ۴۸ ۱۰ نَبِيُّ عِبَادِي أَنِّي أَنَا

انہیں اس میں کچھ تکلیف پہنچے نہ وہ اس میں سے نکالے جائیں ۴۸ خبر دو ۴۹ میرے بندوں کو کہ بے شک

الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ۴۹ ۱۱ وَأَنَّ عَذَابِي هُوَ الْعَذَابُ الْآلِيمُ ۵۰ ۱۲ وَنَبِّئُهُمْ عَنِ

میں ہی ہوں بخشنے والا مہربان اور میرا ہی عذاب درد ناک عذاب ہے اور انہیں احوال سناؤ

۴۱ یعنی دنیا میں گناہوں کی رغبت دلاؤں گا۔ ۴۲ دلوں میں وسوسہ ڈال کر ۴۳ جنہیں تو نے اپنی توحید و عبادت کے لیے برگزیدہ فرمایا ان پر شیطان کا

وسوسہ اور اس کا کید (دھوکا) نہ چلے گا۔ ۴۴ ایماندار ۴۵ یعنی جو کافر کہ تیرے مطیع و فرمانبردار ہو جائیں اور تیرے اتباع کا قصد کر لیں۔ ۴۶ انہیں کا بھی

اور اس کے اتباع کرنے والوں کا بھی۔ ۴۷ یعنی سات طبقے۔ ابن جریج کا قول ہے کہ دوزخ کے سات درکات (طبقات) ہیں: اوّل جہنم، لَطْفِي،

حُطْمَةٌ، سَعِيرٌ، سَقَرٌ، جَعِيمٌ، هَاوِيَةٌ۔ ۴۸ یعنی شیطان کی پیروی کرنے والے بھی سات حصوں میں منقسم ہیں ان میں سے ہر ایک کے لیے جہنم کا

ایک درکہ (طبقہ) مُعِينٌ ہے۔ ۴۹ ان سے کہا جائے گا کہ وہ یعنی جنت میں داخل ہو امن و سلامتی کے ساتھ نہ یہاں سے نکالے جاؤ نہ موت آئے نہ

کوئی آفت رونما ہونے کوئی خوف نہ پریشانی۔ ۵۰ دنیا میں ۵۱ اور ان کے نفوس کو حق و حسد و عناد و عداوت وغیرہ مذموم خصلتوں سے پاک کر دیا وہ

۵۲ ایک دوسرے کے ساتھ محبت کرنے والے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھے امید ہے کہ میں اور عثمان اور طلحہ اور زبیر ان ہی میں سے

ہیں یعنی ہمارے سینوں سے عناد و عداوت اور بغض و حسد نکال دیا گیا ہے، ہم آپس میں خالص محبت رکھنے والے ہیں۔ اس میں روافض کا رد ہے۔ ۵۳ اے محمد

مصطفیٰ! صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔



صَيْفِ اِبْرٰهِيْمٍ ۵۱ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ۱ ط قَالَ اِنَّمٰنِكُمْ

ابراہیم کے مہمانوں کا ۵۵ جب وہ اس کے پاس آئے تو بولے سلام ۵۶ کہا ہمیں تم سے

وَجَلُوْنَ ۵۲ قَالُوْا لَا تَوْجَلْ اِنَّا نَبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ۵۳ قَالَ

ڈر معلوم ہوتا ہے ۵۵ انھوں نے کہا ڈریئے نہیں ہم آپ کو ایک علم والے لڑکے کی بشارت دیتے ہیں ۵۸ کہا

اَبَشِّرْتُمُوْنِيْ عَلٰی اَنْ مَّسَّنِي الْكِبْرُ فَيَمَّ تَبَشِّرُوْنَ ۵۴ قَالُوْا بَشِّرْنَاكَ

کیا اس پر مجھے بشارت دیتے ہو کہ مجھے بڑھاپا پہنچ گیا اب کا ہے پر بشارت دیتے ہو ۵۵ کہا ہم نے آپ کو سچی

بِالْحَقِّ فَلَا تَكُنْ مِنَ الْقٰنِطِيْنَ ۵۵ قَالَ وَمَنْ يَّقْنُظُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖ

بشارت دی ہے ۵۶ آپ ناامید نہ ہوں کہا اپنے رب کی رحمت سے کون ناامید ہو

اِلَّا الضَّالُّوْنَ ۵۶ قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ۵۷ قَالُوْا اِنَّا

مگر وہی جو گمراہ ہوئے ۵۶ کہا پھر تمہارا کیا کام ہے اے فرشتو ۵۷ بولے ہم

اُرْسِلْنَا اِلَى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ۵۸ اِلَّا اِلَ لُوْطٍ اِنَّا لَنَسْجُوْهُمْ

ایک مجرم قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں ۵۸ مگر لوط کے گھر والے ان سب کو ہم

اَجْعَلِيْنَ ۵۹ اِلَّا اَمْرًا تَهٗ قَدَّرْنَا اِنَّهَا مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ۶۰ فَلَمَّا جَاءَ

بچالیں گے ۵۹ مگر اس کی عورت ہم ٹھہرا چکے ہیں کہ وہ بیچھے رہ جانے والوں میں ہے ۶۰ تو جب

اِلَ لُوْطٍ الْمُرْسَلُوْنَ ۶۱ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ مُّكْرُوْنَ ۶۲ قَالُوْا بَلْ

لوط کے گھر فرشتے آئے ۶۱ کہا تم تو کچھ بیگانہ لوگ ہو ۶۲ کہا بلکہ

۵۵ جنہیں اللہ تعالیٰ نے اس لیے بھیجا تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو فرزند کی بشارت دیں اور حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کو ہلاک کریں۔ یہ مہمان حضرت

جبریل علیہ السلام تھے مع کئی فرشتوں کے۔ ۵۶ یعنی فرشتوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو سلام کیا اور آپ کی تحیت و تکریم، مجالے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام

نے ان سے ۵۷ اس لیے کہ بے اذن اور بے وقت آئے اور کھانا نہیں کھایا۔ ۵۸ یعنی حضرت اسحق علیہ السلام کی، اس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ۵۹ یعنی

ایسی پیرانہ سالی (بڑھاپے) میں اولاد ہونا عجیب و غریب ہے کس طرح اولاد ہوگی، کیا ہمیں پھر جوان کیا جائے گا یا اسی حالت میں بیٹا عطا فرمایا جائے گا؟ فرشتوں

نے ۶۰ قضائے الہی اس پر جاری ہو چکی کہ آپ کے بیٹا ہو اور اس کی ذریت بہت پھیلے۔ ۶۱ یعنی میں اس کی رحمت سے ناامید نہیں کیونکہ رحمت سے ناامید کافر

ہوتے ہیں، ہاں اس کی سنت جو عالم میں جاری ہے اس سے یہ بات عجیب معلوم ہوئی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرشتوں سے ۶۲ یعنی اس بشارت کے سوا

اور کیا کام ہے جس کے لیے تم بھیجے گئے ہو۔ ۶۳ یعنی قوم لوط کی طرف کہ ہم انہیں ہلاک کریں۔ ۶۴ کیونکہ وہ ایماندار ہیں۔ ۶۵ اپنے کفر کے سبب۔ ۶۶

خوبصورت نوجوانوں کی شکل میں اور حضرت لوط علیہ السلام کو اندیشہ ہوا کہ قوم ان کے درپے ہوگی تو آپ نے فرشتوں سے ۶۷ نہ تو یہاں کے باشندے ہونے کوئی

مسافرت کی علامت تم میں پائی جاتی ہے کیوں آئے ہو؟ فرشتوں نے۔

جِنَّكَ بِمَا كَانُوا فِيهِ يَسْتُرُونَ ﴿٦٣﴾ وَآتَيْنَكَ بِالْحَقِّ وَإِنَّا

ہم تو آپ کے پاس وہ ۶۳ لائے ہیں جس میں یہ لوگ شک کرتے تھے ۶۴ اور ہم آپ کے پاس سچا حکم لائے ہیں اور ہم

لصِدِّقُونَ ﴿٦٣﴾ فَاسْرِ بِأَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِنَ اللَّيْلِ وَاتَّبِعْ أَدْبَارَهُمْ وَلَا

بے شک سچے ہیں تو اپنے گھر والوں کو کچھ رات رہے لے کر باہر جائیے اور آپ ان کے پیچھے چلنے اور

يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ أَحَدٌ وَامْضُوا حَيْثُ تُورُونَ ﴿٦٥﴾ وَقَضَيْنَا إِلَيْهِ ذَلِكَ

تم میں کوئی پیچھے پھر کر نہ دیکھے وہ اور جہاں کو حکم ہے سیدھے چلے جائیے وہ اور ہم نے اسے اس

الْأَمْرَ أَنَّ دَابِرَهُمْ لَآءٍ مَّقْطُوعٌ مُّصْبِحِينَ ﴿٦٦﴾ وَجَاءَ أَهْلَ الْمَدِينَةِ

حکم کا فیصلہ سنا دیا کہ صبح ہوتے ان کافروں کی جڑ کٹ جائے گی وہ اور شہر والے وہ

يَسْتَبْشِرُونَ ﴿٦٤﴾ قَالَ إِنَّ هَؤُلَاءِ ضَيْفِي فَلَا تَفْضَحُونِ ﴿٦٨﴾ وَاتَّقُوا اللَّهَ

خوشیاں مناتے آئے لوط نے کہا یہ میرے مہمان ہیں وہ مجھے فضیحت نہ کرو وہ اور اللہ سے ڈرو

وَلَا تَخْزُونِ ﴿٦٩﴾ قَالُوا أَوْلَمْ نَنْهَكَ عَنِ الْعَالَمِينَ ﴿٧٠﴾ قَالَ هَؤُلَاءِ

اور مجھے رسوا نہ کرو وہ بولے کیا ہم نے تمہیں منع نہ کیا تھا کہ اوروں کے معاملہ میں دخل نہ دو کہا یہ قوم کی عورتیں

بَنِيَّ إِن كُنْتُمْ فَعَلِينَ ﴿٧١﴾ لَعَمْرُكَ إِنَّهُمْ لَفِي سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُونَ ﴿٧٢﴾

میری بیٹیاں ہیں اگر تمہیں کرنا ہے وہ اے محبوب تمہاری جان کی قسم وہ بے شک وہ اپنے نشہ میں بھگ رہے ہیں

فَاخَذَتْهُمْ الصَّبِيحَةُ مُشْرِقِينَ ﴿٧٣﴾ فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَأَمْطَرْنَا

تو دن نکلتے انہیں چنگھاڑ نے آلیا وہ تو ہم نے اس بستی کا اوپر کا حصہ اس کے نیچے کا حصہ کر دیا وہ

۶۵ عذاب جس کے نازل ہونے کا آپ اپنی قوم کو خوف دلایا کرتے تھے ۶۶ اور آپ کو جھٹلاتے تھے۔ وہ کہ قوم پر کیا بلا نازل ہوئی اور وہ کس عذاب میں

بتلا کئے گئے۔ وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ حکم ملک شام کو جانے کا تھا۔ وہ اور تمام قوم عذاب سے ہلاک کر دی جائے گی۔ وہ

یعنی شہر سڈوم کے رہنے والے۔ حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم کے لوگ حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یہاں خوبصورت نوجوانوں کے آنے کی خبر

سن کر بہ ارادہ فاسد و بنیت ناپاک وہ اور مہمان کا اکرام لازم ہوتا ہے تم ان کی بے حرمتی کا قصد کر کے وہ کہ مہمان کی رسوائی میزبان کے لیے نجاست و

شرمندگی کا سبب ہوتی ہے۔ وہ ان کے ساتھ برا ارادہ کر کے، اس پر قوم کے لوگ حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وہ کہ تو ان سے نکاح کرو اور حرام سے باز رہو۔

اب اللہ تعالیٰ اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب فرماتا ہے وہ اور مخلوق الہی میں سے کوئی جان بارگاہ الہی میں آپ کی جان پاک کی طرح عزت و

حرمت نہیں رکھتی اور اللہ تعالیٰ نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عمر کے سو کسی کی عمر و حیات کی قسم نہیں فرمائی، یہ مرتبہ صرف حضور ہی کا ہے۔ اب اس قسم

کے بعد ارشاد فرماتا ہے وہ یعنی ہولناک آواز نے۔ وہ اس طرح کہ حضرت جبریل علیہ السلام اس خطہ کو اٹھا کر آسمان کے قریب لے گئے اور وہاں سے

اوندھا کر کے زمین پر ڈال دیا۔

عَلَيْهِمْ حِجَارَةٌ مِّنْ سَجِيلٍ ۚ ﴿٤٣﴾ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّلْمُتَوَسِّبِينَ ﴿٤٥﴾

اور ان پر نگر کے پتھر برسائے بے شک اس میں نشانیاں ہیں فراست والوں کے لیے

وَإِنَّهَا لَسَبِيلٌ مُّقِيمٌ ﴿٤٦﴾ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لِّلْمُؤْمِنِينَ ﴿٤٤﴾ وَإِنْ كَانَ

اور بے شک وہ سستی اس راہ پر ہے جو اب تک چلتی ہے ۴۶ بے شک اس میں نشانیاں ہیں ایمان والوں کو اور بے شک

أَصْحَابُ الْأَيْكَةِ لظَالِمِينَ ﴿٤٨﴾ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ ۖ وَإِنَّهُمَا لَبِإِمَامٍ

جھاڑی والے ضرور ظالم تھے ۴۸ تو ہم نے ان سے بدلہ لیا ۴۷ اور بے شک یہ دونوں بستیاں ۴۷

مُبِينٍ ﴿٤٩﴾ وَلَقَدْ كَذَّبَ أَصْحَابُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِينَ ﴿٨٠﴾ وَآتَيْنَاهُمْ

کھلے راستہ پر پڑتی ہیں ۴۹ اور بے شک حجر والوں نے رسولوں کو جھٹلایا ۸۰ اور ہم نے ان کو

أَيُّتْنَا فَكَانُوا عَنْهَا مُعْرِضِينَ ﴿٨١﴾ وَكَانُوا يُبْحَثُونَ مِنَ الْجِبَالِ يَوْتًا

اپنی نشانیاں دے رہے ۸۱ اور وہ منہ پھیرے رہے ۸۲ اور وہ پہاڑوں میں گھر تراشتے تھے

أَمِينٍ ﴿٨٢﴾ فَأَخَذْتَهُمُ الصَّيْحَةُ مُصْبِحِينَ ﴿٨٣﴾ فَمَا أَغْنَىٰ عَنْهُمْ مَا

بے خوف ۸۲ تو انہیں صبح ہوتے چنگھاڑنے آلیاں تو ان کی کمائی کچھ

كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿٨٣﴾ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا إِلَّا

ان کے کام نہ آئی ۸۳ اور ہم نے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے

بِالْحَقِّ ۗ وَإِنَّ السَّاعَةَ لَأْتِيَةٌ فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَبِيلِ ﴿٨٥﴾ إِنَّ رَبَّكَ

عزت (بیکار) نہ بنایا اور بے شک قیامت آنے والی ہے ۸۴ تو تم اچھی طرح در گزر کرو ۸۵ بے شک تمہارا رب

۸۴ اور قافلے اس پر گزرتے ہیں اور غضب الہی کے آثار ان کے دیکھنے میں آتے ہیں۔ ۸۵ یعنی کافر تھے۔ ”ایکے“ جھاڑی کو کہتے ہیں ان لوگوں کا شہر سبز

جنگلوں اور غزواروں (سبزاروں) کے درمیان تھا اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیب علیہ السلام کو ان پر رسول بنا کر بھیجا ان لوگوں نے نافرمانی کی اور حضرت شعیب

علیہ السلام کو جھٹلایا۔ ۸۳ یعنی عذاب بھیج کر ہلاک کیا۔ ۸۴ یعنی قوم لوط کے شہر اور اصحاب ایکے کے ۸۵ جہاں آدمی گزرتے ہیں اور دیکھتے ہیں تو اہل

مکہ تم ان کو دیکھ کر کیوں عبرت حاصل نہیں کرتے۔ ۸۶ ”حجر“ ایک وادی ہے مدینہ اور شام کے درمیان جس میں قوم ثمود رہتے تھے، انہوں نے اپنے پیغمبر

حضرت صالح علیہ السلام کی تکذیب کی اور ایک نبی کی تکذیب تمام انبیاء کی تکذیب ہے کیونکہ ہر رسول تمام انبیاء پر ایمان لانے کی دعوت دیتا ہے۔ ۸۷ کہ پتھر

سے ناقہ (اوشی کو) پیدا کیا جو بہت سے عجیب پر مشتمل تھا مثلاً اس کا عظیم الجثہ (قد و قامت کا بڑا) ہونا اور پیدا ہوتے ہی بچہ جنانا اور کثرت سے دودھ دینا کہ تمام قوم

ثمود کو کافی ہو وغیرہ، یہ سب حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات اور قوم ثمود کے لیے ہماری نشانیاں تھیں۔ ۸۸ اور ایمان نہ لائے۔ ۸۹ کہ انہیں اس

کے گرنے اور اس میں نقب لگانے جانے کا اندیشہ نہ تھا اور وہ سمجھتے تھے کہ یہ گھر تباہ نہیں ہو سکتے ان پر کوئی آفت نہیں آسکتی۔ ۹۰ اور وہ عذاب میں گرفتار

ہوئے۔ ۹۱ اور ان کے مال و متاع اور ان کے مضبوط مکان انہیں عذاب سے نہ بچا سکے۔ ۹۲ اور ہر ایک کو اس کے عمل کی جزا ملے گی۔ ۹۳ اے مصطفیٰ! اصلی



هُوَ الْخَلْقُ الْعَلِيمُ ﴿۸۶﴾ وَلَقَدْ آتَيْنَكَ سَبْعًا مِنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنَ

ہی بہت پیدا کرنے والا جاننے والا ہے ۹۵ اور بے شک ہم نے تم کو سات آیتیں دیں جو دہرائی جاتی ہیں ۹۵ اور عظمت

الْعَظِيمِ ﴿۸۷﴾ لَا تَسُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِنْهُمْ وَلَا

والا قرآن اپنی آنکھ اٹھا کر اس چیز کو نہ دیکھو جو ہم نے ان کے کچھ جوڑوں کو برتنے کو دی ۹۶ اور

تَحْزَنُ عَلَيْهِمْ وَاخْفُضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِينَ ﴿۸۸﴾ وَقُلْ إِنِّي أَنَا

ان کا کچھ غم نہ کھاؤ ۹۷ اور مسلمانوں کو اپنے رحمت کے پروں میں لے لو ۹۸ اور فرماؤ کہ میں ہی ہوں

النَّذِيرُ الْمُبِينُ ﴿۸۹﴾ كَمَا أَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِبِينَ ﴿۹۰﴾ الَّذِينَ جَعَلُوا

صاف ڈر سنانے والا (اس عذاب سے) جیسا ہم نے بائٹے والوں پر اتارا جنہوں نے کلام الہی کو

الْقُرْآنَ عِضِينَ ﴿۹۱﴾ فَوَرَبِّكَ لَنَسَعَهُمُ اجْعَلِينَ ﴿۹۲﴾ عَسَا كَانُوا

تکے بوٹی کر لیا ۹۹ تو تمہارے رب کی قسم ہم ضرور ان سب سے پوچھیں گے ۱۰۰ جو کچھ وہ

يَعْمَلُونَ ﴿۹۳﴾ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ ﴿۹۴﴾ إِنَّا

کرتے تھے ۱۰۱ تو علانیہ کہہ دو جس بات کا تمہیں حکم ہے ۱۰۲ اور مشرکوں سے منہ پھیر لو ۱۰۳ بے شک

۹۵۔ اسی نے سب کو پیدا کیا اور وہ اپنی مخلوق کے تمام حال جانتا ہے۔ ۹۶۔ نماز کی رکعتوں میں یعنی ہر رکعت میں پڑھی جاتی ہیں اور ان سات آیتوں سے سورت

فاتحہ مراد ہے جیسا کہ بخاری و مسلم کی حدیثوں میں وارد ہوا۔ ۹۷۔ معنی یہ ہیں کہ اے سید انبیاء! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم نے آپ کو ایسی نعمتیں عطا فرمائیں

جن کے سامنے دنیوی نعمتیں حقیر ہیں تو آپ متاع دنیا سے مستغنی رہیں جو یہود و نصاریٰ وغیرہ مختلف قسم کے کافروں کو دی گئیں۔ حدیث شریف میں ہے: سید عالم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم میں سے نہیں جو قرآن کی بدولت ہر چیز سے مستغنی نہ ہو گیا یعنی قرآن ایسی نعمت ہے جس کے سامنے دنیوی نعمتیں بیچ

ہیں۔ ۹۸۔ کہ وہ ایمان نہ لائے۔ ۹۹۔ اور انہیں اپنے کرم سے نوازا۔ ۱۰۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ بائٹے والوں سے یہود و

نصاری مراد ہیں چونکہ وہ قرآن کریم کے کچھ حصہ پر ایمان لائے جو ان کے خیال میں ان کی کتابوں کے موافق تھا اور کچھ کے منکر ہو گئے۔ قتادہ و ابن سائب کا

قول ہے کہ بائٹے والوں سے کفار قریش مراد ہیں جن میں بعض قرآن کو سحر بعض کہانت بعض افسانہ کہتے تھے۔ اس طرح انہوں نے قرآن کریم کے حق میں اپنے

اقوال تقسیم کر رکھے تھے اور ایک قول یہ ہے کہ بائٹے والوں سے وہ بارہ اشخاص مراد ہیں جنہیں کفار نے مکہ مکرمہ کے راستوں پر مقرر کیا تھا، حج کے زمانہ میں ہر

ہر راستہ پر ان میں کا ایک ایک شخص بیٹھ جاتا تھا اور وہ آنے والوں کو بہکانے اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے منحرف کرنے کے لیے ایک ایک بات

مقرر کر لیتا تھا کہ کوئی آنے والوں سے یہ کہتا تھا کہ ان کی باتوں میں نہ آنا کہ وہ جا دو گر ہیں، کوئی کہتا وہ کذاب ہیں، کوئی کہتا وہ مجنون ہیں، کوئی کہتا وہ کابن ہیں،

کوئی کہتا وہ شاعر ہیں، یہ سن کر لوگ جب خانہ کعبہ کے دروازہ پر آتے وہاں ولید بن مغیرہ بیٹھا رہتا، اس سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حال دریافت کرتے

اور کہتے کہ ہم نے مکہ مکرمہ آتے ہوئے شہر کے کنارے ان کی نسبت ایسا سنا وہ کہہ دیتا کہ ٹھیک سنا اس طرح خلق کو بہکاتے اور گمراہ کرتے ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ

نے ہلاک کیا۔ ۱۰۱۔ روز قیامت ۱۰۲۔ اور جو کچھ وہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور قرآن کی نسبت کہتے تھے۔ ۱۰۳۔ اس آیت میں سید عالم صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم کو رسالت کی تبلیغ اور اسلام کی دعوت کے اظہار کا حکم دیا گیا عبد اللہ بن عبیدہ کا قول ہے کہ اس آیت کے نزول کے وقت تک دعوت اسلام

اعلان کے ساتھ نہیں کی جاتی تھی۔ ۱۰۴۔ یعنی اپنا دین ظاہر کرنے پر مشرکوں کی ملامت کرنے کی پرواہ نہ کرو اور ان کی طرف مُسْتَفِثٌ (متوجہ) نہ ہو اور ان کے

تمسخر و استہزاء کا غم نہ کرو۔

كَفَيْتِكَ الْمُسْتَهْزِئِينَ ۹۵) الَّذِينَ يَجْعَلُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ فَسَوْفَ

ان ہنسنے والوں پر ہم تمہیں کفایت کرتے ہیں ۱۴۵۔ جو اللہ کے ساتھ دوسرا معبود ٹھہراتے ہیں تو اب

يَعْلَمُونَ ۹۶) وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّكَ يَضِيقُ صَدْرَكَ بِمَا يَقُولُونَ ۹۷) لَا

جان جائیں گے ۱۴۵۔ اور بے شک ہمیں معلوم ہے کہ ان کی باتوں سے تم دل تنگ ہوتے ہو ۱۴۵۔

فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِنَ السَّاجِدِينَ ۹۸) وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّىٰ

تو اپنے رب کو سراہتے ہوئے اس کی پاکی بولو اور سجدہ والوں میں ہو ۱۴۵۔ اور مرتے دم تک اپنے رب کی

يَأْتِيكَ الْيَقِينُ ۹۹) ع

عبادت میں رہو۔

﴿آیتھا ۱۲۸﴾ ﴿سُورَةُ النَّحْلِ مَكِّيَّةٌ ۴۰﴾ ﴿مَرْكُوعَاتُهَا ۱۶﴾

سورہ نحل مکہ ہے اس میں ایک سو اٹھائیس آیتیں اور سولہ رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحم والا ہے

۱۴۵۔ کفار قریش کے پانچ سردار عاص بن وائل سہمی اور اسود بن مطلب اور اسود بن عبد یغوث اور حارث بن قیس اور ان سب کا افسر ولید بن مغبہ مخزومی، یہ لوگ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بہت ایذا دیتے اور آپ کے ساتھ تمسخر و استہزاء کرتے تھے۔ اسود بن مطلب کے لیے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا کی تھی کہ یارب! اس کو اندھا کر دے۔ ایک روز سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد حرام میں تشریف فرما تھے یہ پانچوں آئے اور انہوں نے حسب دستور طعن و تمسخر کے کلمات کہے اور طواف میں مشغول ہو گئے۔ اسی حال میں حضرت جبریل امین حضرت کی خدمت میں پہنچے اور انہوں نے ولید بن مغبہ کی پنڈلی کی طرف اور عاص کے گفہ پاؤں کے تلووں کی طرف اور اسود بن مطلب کی آنکھوں کی طرف اور اسود بن عبد یغوث کے پیٹ کی طرف اور حارث بن قیس کے سر کی طرف اشارہ کیا اور کہا میں ان کا شردفع کروں گا۔ چنانچہ تھوڑے عرصہ میں یہ ہلاک ہو گئے ولید بن مغبہ تیر فرسوں کی دوکان کے پاس سے گزرا اس کے تہہ بند میں ایک پیکان چبھا (یعنی نیزے کی نوک چھبی) مگر اس نے تکبر سے اس کو نکالنے کے لیے سر نیچا نہ کیا اس سے اس کی پنڈلی میں زخم آیا اور اسی میں مر گیا عاص ابن وائل کے پاؤں میں کانٹا لگا اور نظر نہ آیا اس سے پاؤں ورم کر گیا اور یہ شخص بھی مر گیا اسود بن مطلب کی آنکھوں میں ایسا درد ہوا کہ دیوار میں سر مارنا تھا اسی میں مر گیا اور یہ کہتا مرا کہ مجھ کو مہلقتے قتل کیا (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اور اسود بن عبد یغوث کو استسقاء ہوا (یعنی پیاس لگنے کی بیماری ہو گئی) اور کلبی کی روایت میں ہے کہ اس کو لو لگی اور اس کا منہ اس قدر کالا ہو گیا کہ گھر والوں نے نہ پہچانا اور نکال دیا اسی حال میں یہ کہتا مر گیا کہ مجھ کو محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے رب نے قتل کیا اور حارث بن قیس کی ناک سے خون اور پیپ جاری ہوا اسی میں ہلاک ہو گیا، انہیں کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔ ﴿خَازِنٌ﴾ ﴿۱۵۸﴾ اپنا انجام کار ﴿۱۵۸﴾ اور ان کے طعن اور استہزاء اور شرک و کفر کی باتوں سے آپ کو ملال ہوتا ہے۔ ﴿۱۵۹﴾ کہ خدا پرستوں کے لیے تسبیح و عبادت میں مشغول ہونا غم کا بہترین علاج ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جب سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کوئی اہم واقعہ پیش آتا تو نماز میں مشغول ہو جاتے۔ ﴿۱۶۰﴾ سورہ نحل مکہ ہے مگر آیت ”فَعَاقِبُوا بَعْضُكُم مَّا عَوْفَيْتُمْ بِهِ“ سے آخر سورت تک جو آیات ہیں وہ مدینہ طیبہ میں نازل ہوئیں اور اس میں اور اقوال بھی ہیں اس سورت میں سولہ رکوع اور ایک سو اٹھائیس آیتیں اور دو ہزار آٹھ سو چالیس کلمے اور سات ہزار سات سو سات حرف ہیں۔

أَتَىٰ أَمْرَ اللَّهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوهُ ۗ سُبْحٰنَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ①

اب آتا ہے اللہ کا حکم تو اس کی جلدی نہ کرو۔ پاک اور برتری ہے اسے ان کے شریکوں سے۔

يُنزِّلُ الْمَلَائِكَةَ بِالرُّوحِ مِنْ أَمْرِهِ عَلَىٰ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ ۗ إِنَّ

ملائکہ کو ایمان کی جان یعنی وحی لے کر اپنے جن بندوں پر چاہے اتارتا ہے۔

أَنْذِرُوا أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاتَّقُونِ ۗ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ

ذُرِّ سَنًا ۗ کہ میرے سوا کسی کی بندگی نہیں تو مجھ سے ڈرو۔ اس نے آسمان اور زمین

بِالْحَقِّ ۗ تَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ② خَلَقَ الْإِنسَانَ مِنْ نُطْفَةٍ ۗ فَإِذَا هُوَ

بجا بنائے۔ وہ ان کے شرک سے برتر ہے (اس نے) آدمی کو ایک تھری بوند سے بنایا۔ تو جیسی

خَصِيمٌ مُّبِينٌ ③ وَالْأَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ فِيهَا دِفْءٌ وَمَنَافِعُ وَمِنْهَا

کھلا بھگڑالو ہے اور چوپائے پیدا کئے ان میں تمہارے لئے گرم لباس اور منفعتیں ہیں۔ اور ان میں سے

تَأْكُلُونَ ④ وَلَكُمْ فِيهَا جِبَالٌ حِجَابٌ وَحِينَ تُرِيحُونَ وَحِينَ تَسْرَحُونَ ⑤

کھاتے ہو اور تمہارا ان میں تجمّل ہے جب انھیں شام کو واپس لاتے ہو اور جب چرنے کو چھوڑتے ہو

وَتَحْمِلُ أَثْقَالَكُمْ إِلَىٰ بَلَدٍ لَّمْ تَكُونُوا الْبَالِغِيهِ إِلَّا بِشِقِّ الْأَنْفُسِ ۗ إِنَّ

اور وہ تمہارے بوجھ اٹھا کر لے جاتے ہیں ایسے شہر کی طرف کہ تم اس تک نہ پہنچتے مگر ادھ مرے ہو کر بے شک

رَبِّكُمْ لَرَأَوْفٌ رَّحِيمٌ ⑥ وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيرَ لِتَرْكَبُوهَا وَ

تمہارا رب نہایت مہربان رحم والا ہے۔ اور گھوڑے اور خچر اور گدھے کہ ان پر سوار ہو اور

وَالشَّانِ نَزُولٍ: جب کفار نے عذاب موعود (مقررہ عذاب) کے نزول اور قیامت کے قائم ہونے کی بطریق تکذیب و استہزاء جلدی کی اس پر یہ آیت نازل ہوئی

اور بتا دیا گیا کہ جس کی تم جلدی کرتے ہو وہ کچھ دور نہیں بہت ہی قریب ہے اور اپنے وقت پر بالیقین واقع ہوگا اور جب واقع ہوگا تو تمہیں اس سے خلاص کی کوئی راہ نہ

ملے گی اور وہ بہت جنہیں تم پوجتے ہو تمہارے کچھ کام نہ آئیں گے۔ وہ واحد "لَا شَرِيكَ لَهُ" ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور انہیں نبوت و رسالت کے

ساتھ برگزیدہ کرتا ہے۔ اور میری ہی عبادت کرو اور میرے سوا کسی کو نہ پوجو کیونکہ میں وہ ہوں کہ جن میں اس کی توحید کے بے شمار دلائل ہیں۔ کے یعنی

منی سے، جس میں نہ جس ہے نہ حرکت پھر اس کو اپنی قدرت کاملہ سے انسان بنایا، قوت و طاقت عطا کی۔ شان نزول: یہ آیت اُبی بن خلف کے حق میں نازل ہوئی جو

مرنے کے بعد زندہ ہونے کا انکار کرتا تھا۔ ایک مرتبہ وہ کسی مردے کی گلی ہوئی بڈی اٹھا لایا اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہنے لگا کہ آپ کا یہ خیال ہے کہ

اللہ تعالیٰ اس بڈی کو زندگی دے گا، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور نہایت نفیس جواب دیا گیا کہ بڈی تو کچھ نہ کچھ عضوی شکل رکھتی بھی ہے اللہ تعالیٰ تو منی کے

ایک چھوٹے سے بے حس و حرکت قطرے سے تھج جیسا بھگڑالو انسان پیدا کرتا ہے یہ دیکھ کر بھی تو اس کی قدرت پر ایمان نہیں لاتا۔ کہ ان کی نسل سے دولت

بڑھاتے ہو، ان کے دودھ پیتے ہو اور ان پر سواری کرتے ہو۔ کہ اس نے تمہارے نفع اور آرام کے لیے یہ چیزیں پیدا کیں۔



زَيْنَةً ۖ وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۝۸ وَعَلَى اللَّهِ قَصْدُ السَّبِيلِ وَمِنْهَا

زینت کے لئے اور وہ پیدا کرے گا وہ جس کی تمہیں خبر نہیں ملا اور بیچ کی راہ ملا ٹھیک اللہ تک ہے اور کوئی راہ

جَائِزٌ ۖ وَلَوْ شَاءَ لَهَدَاكُمْ أَجْمَعِينَ ۝۹ هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ

ٹیڑھی ہے ملا اور چاہتا تو تم سب کو راہ پر لاتا ملا وہی ہے جس نے آسمان سے

مَاءً لَكُمْ مِنْهُ شَرَابٌ وَمِنْهُ شَجْرٌ فِيهِ تُسَيُّونَ ۝۱۰ يُبَيِّنُ لَكُمْ بِهِ

پانی اتارا اس سے تمہارا پینا ہے اور اس سے درخت ہیں جن سے چراتے ہو ملا اس پانی سے تمہارے لئے

الزَّرْعَ وَالرَّيْتُونَ وَالنَّخِيلَ وَالْأَعْنَابَ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ ۖ إِنَّ

کھیتی اگاتا ہے اور زیتون اور کھجور اور انگور اور ہر قسم کے پھل ملا بے شک

فِي ذَلِكَ لآيَةٌ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ۝۱۱ وَسَخَّرْنَا لَكُمْ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ

اس میں نشانی ہے ملا دھیان کرنے والوں کو اور اس نے تمہارے لئے مُسَخَّرًا (تالیخ) کیے رات اور دن

وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ وَالنُّجُومَ مُسَخَّرَاتٍ بِأَمْرِهِ ۖ إِنَّ فِي ذَلِكَ لآيَةً

اور سورج اور چاند اور ستارے اس کے حکم کے باندھے ہیں بے شک اس میں نشانیاں ہیں

لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ۝۱۲ وَمَا ذَرَأْنَا لَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُخْتَلِفًا أَلْوَانُهُ ۖ إِنَّ

عقل مندوں کو ملا اور وہ جو تمہارے لئے زمین میں پیدا کیا رنگ رنگ ملا بے شک

فِي ذَلِكَ لآيَةٌ لِّقَوْمٍ يَذَّكَّرُونَ ۝۱۳ وَهُوَ الَّذِي سَخَّرَ الْبَحْرَ لِيَتَاكَلُوا

اس میں نشانی ہے یاد کرنے والوں کو اور وہی ہے جس نے تمہارے لئے دریا سخر کیا ملا کس میں سے

مِنَ الْبَحْرِ لِيَتَاكَلُوا ۖ وَاللَّهُ تَعَالَىٰ كَوَانِ ۖ كَأَسَدِهِ بَيِّنًا ۖ وَاللَّهُ تَعَالَىٰ كَوَانِ ۖ كَأَسَدِهِ بَيِّنًا ۖ

تھیں۔ اللہ تعالیٰ کو ان کا آئندہ پیدا کرنا منظور تھا جیسے کہ دُخَانِ (بھاپ سے چلنے والے) جہاز، ریلیں، موٹر، ہوائی جہاز، برقی (بجلی کی) قوتوں سے کام کرنے

وَاللَّهُ تَعَالَىٰ كَوَانِ ۖ كَأَسَدِهِ بَيِّنًا ۖ وَاللَّهُ تَعَالَىٰ كَوَانِ ۖ كَأَسَدِهِ بَيِّنًا ۖ وَاللَّهُ تَعَالَىٰ كَوَانِ ۖ

والے آلات، دُخَانِ (دھوئیں والی) اور برقی (بجلی والی) مشینیں، خبر سانی و شُرْصُوت (آواز پھیلانے) کے سامان اور خدا جانے اس کے علاوہ اس کو کیا کیا پیدا

کرنا منظور ہے۔ ۱۲ یعنی صراطِ مستقیم اور دینِ اسلام کیونکہ دو مقاموں کے درمیان جتنی راہیں نکالی جائیں ان میں سے جو بیچ کی راہ ہوگی وہی سیدھی ہوگی۔

۱۳ جس پر چلنے والا منزل مقصود کو نہیں پہنچ سکتا، کفر کی تمام راہیں ایسی ہی ہیں۔ ۱۴ راہِ راست پر ۱۵ اپنے جانوروں کو اور اللہ تعالیٰ ملا مختلف صورت و

رنگ، مزے، بو، خاصیت والے کہ سب ایک ہی پانی سے پیدا ہوتے ہیں اور ہر ایک کے اوصاف دوسرے سے جدا ہیں یہ سب اللہ کی نعمتیں ہیں۔ ملا اس کی

قدرت و حکمت اور وحدانیت کی۔ ۱۶ جو ان چیزوں میں غور کر کے سمجھیں کہ اللہ تعالیٰ فاعلِ مختار ہے اور عَلَوِيَّات (بلند یاں) و سُفْلِيَّات (پستیاں) سب اس

کے تحت قدرت و اختیار ۱۷ خواہ حیوانوں کی قسم سے ہو یا درختوں کی یا پھلوں کی۔ ملا کہ اس میں کشتیوں پر سوار ہو کر سفر کرو یا غوطے لگا کر اس کی تیتک پہنچو یا

اس سے شکار کرو۔

مِنْهُ لِحَبَاطِرِيَا وَسْتَخْرِجُوا مِنْهُ حَبِيَّةً تَلْبَسُونَهَا وَتَرَى الْفُلْكَ

تازہ گوشت کھاتے ہو فلك اور اس میں سے گہنا (زیور) نکالتے ہو جسے پہنتے ہو ۲۲ اور تو اس میں کشتیاں دیکھے

مَوَاحِرِفِيهِ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ وَلِعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿۱۳﴾ وَالْقَى فِي

کہ پانی چیر کر چلتی ہیں اور اس لئے کہ تم اس کا فضل تلاش کرو اور کہیں احسان مانو اور اس نے

الْأَرْضِ رَوَّاسِي أَنْ تُبِيدَ بِكُمْ وَأَنْهَارًا وَسُبُلًا لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ﴿۱۵﴾

زمین میں لنگر ڈالے ۲۳ کہ کہیں تمہیں لے کر نہ کانپے اور ندیاں اور رستے کہ تم راہ پاؤ ۲۴

وَعَلَّتِ ط وَالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُونَ ﴿۱۶﴾ أَفَسَنْ يَخْلُقُ كَسَنٌ لَا يَخْلُقُ ط

اور علامتیں ۲۵ اور ستارے سے وہ راہ پاتے ہیں ۲۶ تو کیا جو بنائے ۲۷ وہ ایسا ہو جائے گا جو نہ بنائے ۲۸

أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ﴿۱۷﴾ وَإِنْ تَعَدُّوا نِعْمَةَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا ط إِنَّ اللَّهَ

تو کیا تم نصیحت نہیں مانتے اور اگر اللہ کی نعمتیں گنو تو انہیں شمار نہ کر سکو گے ۲۹ بے شک اللہ

لَعَفْوًا رَّحِيمٌ ﴿۱۸﴾ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّونَ وَمَا تُعْلِنُونَ ﴿۱۹﴾ وَالَّذِينَ

بخشنے والا مہربان ہے ۳۰ اور اللہ جانتا ہے فلك جو چھپاتے اور ظاہر کرتے ہو اور

يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلِقُونَ ﴿۲۰﴾ أَمْ أَوَاتٍ

اللہ کے سوا جن کو پوجتے ہیں ۳۱ وہ کچھ بھی نہیں بناتے اور ۳۲ وہ خود بنائے ہوئے ہیں ۳۳ مُردے ہیں ۳۵

غَيْرِ أَحْيَاءٍ ط وَمَا يَشْعُرُونَ لَا أَيَانَ يَبْعَثُونَ ﴿۲۱﴾ إِلَهُكُمْ إِلَهُ وَاحِدٌ ج

زندہ نہیں اور انہیں خبر نہیں لوگ کب اٹھائے جائیں گے ۳۴ تمہارا معبود ایک معبود ہے ۳۵

فَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ قُلُوبُهُمْ مُنْكَرَةٌ وَهُمْ مُسْتَكْبِرُونَ ﴿۲۲﴾

تو وہ جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے ان کے دل منکر ہیں ۳۶ اور وہ مغرور ۳۷

۲۱ یعنی پھٹی۔ ۲۲ یعنی گوہر و مرجان۔ ۲۳ بھاری پہاڑوں کے ۲۴ اپنے مقاصد کی طرف ۲۵ بنائیں جن سے تمہیں رستے کا پتہ چلے۔ ۲۶ خشکی اور

تری میں اور اس سے انہیں رستے اور قبلہ کی پہچان ہوتی ہے۔ ۲۷ ان تمام چیزوں کو اپنی قدرت و حکمت سے یعنی اللہ تعالیٰ۔ ۲۸ کسی چیز کو اور عاجز و بے قدرت

ہو جیسے کہ بت تو عاقل کو کب سزاوار (لائق) ہے کہ ایسے خالق و مالک کی عبادت چھوڑ کر عاجز و بے اختیار بتوں کی پرستش کرے یا انہیں عبادت میں اس کا شریک

ٹھہرائے۔ ۲۹ چہ جائیکہ ان کے شکر سے عہدہ برآ ہو سکے۔ ۳۰ کہ تمہارے ادائے شکر سے قاصر ہونے کے باوجود اپنی نعمتوں سے تمہیں محروم نہیں فرماتا۔ ۳۱

تمہارے تمام اقوال و افعال ۳۲ یعنی بتوں کو ۳۳ بنائیں کیا کہ ۳۴ اور اپنے وجود میں بنانے والے کے محتاج اور وہ ۳۵ بے جان ۳۶ تو ایسے مجبور اور بے

جان بے علم معبود کیسے ہو سکتے ہیں ان دلائل قاطعہ سے ثابت ہو گیا کہ ۳۷ اللہ عز و جل جو اپنی ذات و صفات میں نظیر و شریک سے پاک ہے۔ ۳۸ وحدانیت کے۔

۳۹ کہ حق ظاہر ہو جانے کے باوجود اس کا اتباع نہیں کرتے۔

لَا جَرَمَ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ ۗ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ

نی الحقیقت اللہ جانتا ہے جو چھپاتے اور جو ظاہر کرتے ہیں بے شک وہ مغروروں

الْمُسْتَكْبِرِينَ ۚ ﴿۲۲﴾ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ مَّاذَا آتَاكُمْ رَبُّكُمْ قَالُوا سَاطِرُ

کو پسند نہیں فرماتا اور جب ان سے کہا جائے تو تمہارے رب نے کیا اتارا وہ کہیں اگلوں کی

الْأُولَئِينَ ۚ ﴿۲۳﴾ لِيَحْمِلُوا أَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمِنْ أَوْزَارِ

کہانیاں ہیں وہ کہ قیامت کے دن اپنے سے بوجھ پورے اٹھائیں اور کچھ بوجھ

الَّذِينَ يُضِلُّونَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ أَلَا سَاءَ مَا يَزِرُونَ ۗ ﴿۲۵﴾ قَدْ مَكَرَ الَّذِينَ

ان کے جنھیں اپنی جہالت سے گمراہ کرتے ہیں سن لو کیا ہی برا بوجھ اٹھاتے ہیں بے شک ان سے اگلوں نے

مِنْ قَبْلِهِمْ فَأَتَى اللَّهُ بُنْيَانَهُمْ مِنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ

فریب کیا تھا تو اللہ نے ان کی پچھائی کو نپو (بنیاد) سے لیا تو اوپر سے ان پر چھت گر

فَوْقِهِمْ وَأَتَتْهُمْ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُونَ ۗ ﴿۲۶﴾ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

پڑی اور عذاب ان پر وہاں سے آیا جہاں کی انھیں خبر نہ تھی وہ پھر قیامت کے دن

يُخْرِئُهُمْ وَيَقُولُ آئِينَ شُرَكَاءِ الَّذِينَ كُنْتُمْ تُشَاقِقُونَ فِيهِمْ ۗ قَالَ

انھیں رسوا کرے گا اور فرمائے گا کہاں ہیں میرے وہ شریک وہ جن میں تم جھگڑتے تھے وہ

الَّذِينَ أَوْتُوا الْعِلْمَ إِنَّا الْخِزْيُ الْيَوْمَ وَالسُّوءَ عَلَى الْكٰفِرِينَ ۚ ﴿۲۷﴾

علم والے وہ کہیں گے آج ساری رسوائی اور برائی کافروں پر ہے

وَالَّذِينَ لَوْ كَانُوا يَدْرُسُونَ ۗ ﴿۲۸﴾ لِيُحْمَلُوا فِيهَا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۗ ﴿۲۹﴾

وَالَّذِينَ لَوْ كَانُوا يَدْرُسُونَ ۗ ﴿۲۸﴾ لِيُحْمَلُوا فِيهَا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۗ ﴿۲۹﴾

وَالَّذِينَ لَوْ كَانُوا يَدْرُسُونَ ۗ ﴿۲۸﴾ لِيُحْمَلُوا فِيهَا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۗ ﴿۲۹﴾

وَالَّذِينَ لَوْ كَانُوا يَدْرُسُونَ ۗ ﴿۲۸﴾ لِيُحْمَلُوا فِيهَا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۗ ﴿۲۹﴾

وَالَّذِينَ لَوْ كَانُوا يَدْرُسُونَ ۗ ﴿۲۸﴾ لِيُحْمَلُوا فِيهَا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۗ ﴿۲۹﴾

وَالَّذِينَ لَوْ كَانُوا يَدْرُسُونَ ۗ ﴿۲۸﴾ لِيُحْمَلُوا فِيهَا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۗ ﴿۲۹﴾

وَالَّذِينَ لَوْ كَانُوا يَدْرُسُونَ ۗ ﴿۲۸﴾ لِيُحْمَلُوا فِيهَا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۗ ﴿۲۹﴾

وَالَّذِينَ لَوْ كَانُوا يَدْرُسُونَ ۗ ﴿۲۸﴾ لِيُحْمَلُوا فِيهَا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۗ ﴿۲۹﴾

وَالَّذِينَ لَوْ كَانُوا يَدْرُسُونَ ۗ ﴿۲۸﴾ لِيُحْمَلُوا فِيهَا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۗ ﴿۲۹﴾

وَالَّذِينَ لَوْ كَانُوا يَدْرُسُونَ ۗ ﴿۲۸﴾ لِيُحْمَلُوا فِيهَا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۗ ﴿۲۹﴾

وَالَّذِينَ لَوْ كَانُوا يَدْرُسُونَ ۗ ﴿۲۸﴾ لِيُحْمَلُوا فِيهَا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۗ ﴿۲۹﴾





يَقُولُونَ سَلِّمْ عَلَيْنَا لِمَا ادْخَلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۳۲﴾ هَلْ

یہ کہتے ہوئے کہ سلامتی ہو تم پر ولا جنت میں جاؤ بدلہ اپنے کیے کا کاہے کے

يَنْظُرُونَ إِلَّا أَنْ تَأْتِيَهُمُ الْمَلَائِكَةُ أَوْ يَأْتِيَ أَمْرٌ رَبِّكَ ط كَذَلِكَ فَعَلَ

انتظار میں ہیں ولا مگر اس کے کہ فرشتے ان پر آئیں ولا یا تمہارے رب کا عذاب آئے ولا ان سے اگلوں

الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ط وَمَا ظَلَمَهُمُ اللَّهُ وَلَكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿۳۳﴾

نے بھی ایسا ہی کیا ولا اور اللہ نے ان پر کچھ ظلم نہ کیا ہاں وہ خود ہی ولا اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے

فَأَصَابَهُمْ سَيِّئَاتٌ مِمَّا عَمِلُوا وَحَاقَ بِهِمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ﴿۳۴﴾

تو ان کی بُری کمائیاں ان پر پڑیں ولا اور انھیں گھر لیا اس ولا نے جس پر ہستے تھے

وَقَالَ الَّذِينَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُونِهِ مِنْ شَيْءٍ

اور مشرک بولے اللہ چاہتا تو اس کے سوا کچھ نہ پوجتے

نَحْنُ وَلَا آبَاؤُنَا وَلَا حَرَمْنَا مِنْ دُونِهِ مِنْ شَيْءٍ ط كَذَلِكَ فَعَلَ

نہ ہم اور نہ ہمارے باپ دادا اور نہ اس سے جدا ہو کر ہم کوئی چیز حرام ٹھہراتے ولا ایسا ہی

الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَهَلْ عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ﴿۳۵﴾ وَلَقَدْ

ان سے اگلوں نے کیا وہی تو رسولوں پر کیا ہے مگر صاف پہنچا دینا ولا اور بے شک

بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنْ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ ج

ہر امت میں سے ہم نے ایک رسول بھیجا ولا کہ اللہ کو پوجو اور شیطان سے بچو

فِيهِمْ مَنْ هَدَى اللَّهُ وَمِنْهُمْ مَنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلَالَةُ ط فَسِيرُوا فِي

تو ان ولا میں کسی کو اللہ نے راہ دکھائی ولا اور کسی پر گمراہی ٹھیک اتری ولا تو زمین میں چل

ساتھ اس کو قبض کرتے ہیں۔ (خانن) ولا مروی ہے کہ قریب موت بندہ مومن کے پاس فرشتہ آ کر کہتا ہے: اے اللہ کے دوست! تجھ پر سلام اور اللہ تعالیٰ تجھے

سلام فرماتا ہے اور آخرت میں ان سے کہا جائے گا۔ ولا کفار کیوں ایمان نہیں لاتے کسی چیز کے انتظار میں ہیں۔ ولا ان کی ارواح قبض کرنے۔ ولا دنیا

میں یا روز قیامت۔ ولا یعنی پہلی امتوں کے کفار نے بھی کہ کفر و تکذیب پر قائم رہے۔ ولا کفر اختیار کر کے ولا اور انہوں نے اپنے اعمال خبیثہ کی سزا

پائی۔ ولا عذاب ولا مثل بھیرہ و سائبہ وغیرہ کے اس سے ان کی مراد یہ تھی کہ ان کا شرک کرنا اور ان چیزوں کو حرام قرار دے لینا اللہ کی مشیت و مرضی سے ہے،

اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ولا کہ رسولوں کی تکذیب کی اور حلال کو حرام کیا اور ایسے ہی تمسخر کی باتیں کہیں۔ ولا حق کا ظاہر کر دینا اور شرک کے باطل و بیخ ہونے

پر مطلع کر دینا۔ ولا اور ہر رسول کو حکم دیا کہ وہ اپنی قوم سے فرمائیں ولا امتوں ولا وہ ایمان سے مشرف ہوئے۔ ولا وہ اپنی آرزوی شقاوت سے کفر پر مہرے اور

ایمان سے محروم رہے۔

الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكذِبِينَ ﴿٣٦﴾ إِنَّ تَحْرِيصَ عَلَى

پھر کر دیکھو کیسا انجام ہوا جھٹلانے والوں کا ولاء اگر تم ان کی

هُدَاهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَنْ يُضِلُّ وَمَالَهُمْ مِنْ نَصِيرِينَ ﴿٣٧﴾

ہدایت کی حرص کرو وگرنے تو بے شک اللہ ہدایت نہیں دیتا جسے گمراہ کرے اور ان کا کوئی مددگار نہیں

وَأَقْسُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْبَانِهِمْ لَا يَبْعَثُ اللَّهُ مَنْ يَمُوتُ بَلَى وَعَدًّا

اور انھوں نے اللہ کی قسم کھائی اپنے حلف میں حد کی کوشش سے کہ اللہ مردے نہ اٹھائے گا وگرنے ہاں کیوں نہیں دے

عَلَيْهِ حَقًّا وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٣٨﴾ لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي

سچا وعدہ اس کے ذمہ پر لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے وگرنے اس لئے کہ انھیں صاف بتادے جس

يَخْتَلِفُونَ فِيهِ وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّهُمْ كَانُوا كذِبِينَ ﴿٣٩﴾ إِنَّمَا

بات میں جھگڑتے تھے وگرنے اور اس لئے کہ کافر جان لیں کہ وہ جھوٹے تھے وگرنے جو چیز

قَوْلُنَا لَشَيْءٍ إِذَا آتَيْنَاهُ لَأَسَدُنْهُ أَنْ نَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ﴿٤٠﴾ وَالَّذِينَ هَاجَرُوا

ہم چاہیں اس سے ہمارا فرمانا یہی ہوتا ہے کہ ہم کہیں ہو جا وہ فوراً ہو جاتی ہے وگرنے اور جنھوں نے اللہ کی

فِي اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مَا ظَلَمُوا لَنُبَوِّئَهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَلَا جَزَاءَ

راہ میں وگرنے اپنے گھر بار چھوڑے مظلوم ہو کر ضرور ہم انھیں دنیا میں اچھی جگہ دیں گے وگرنے اور بے شک

الْآخِرَةِ أَكْبَرَ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ﴿٤١﴾ الَّذِينَ صَبَرُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ

آخرت کا ثواب بہت بڑا ہے کسی طرح لوگ جانتے وگرنے وہ جنھوں نے صبر کیا وگرنے اور اپنے رب ہی پر

وَلَا جُنْهُنَّ لِلَّهِ تَعَالَىٰ نَعْلَمُ كَيْفَ يَحْكُمُ الْأَعْمَىٰ ﴿٤٢﴾ وَالَّذِينَ كَفَرُوا سَاءَ مَا يَحْكُمُهُمْ

وگرنے جنہیں اللہ تعالیٰ نے ہلاک کیا اور ان کے شہ ویران کئے اجڑی ہوئی بستیاں ان کے ہلاک کی خبر دیتی ہیں اس کو دیکھ کر سمجھو کہ اگر تم بھی ان کی طرح کفر و تکذیب

پر مصر رہے تو تمہارا بھی ایسا ہی انجام ہونا ہے۔ وگرنے اے محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بحالیکہ یہ لوگ ان میں سے ہیں جن کی گمراہی ثابت ہو چکی اور ان کی

شقاوت ازلی ہے۔ وگرنے شان نزول: ایک مشرک ایک مسلمان کا مقروض تھا مسلمان نے مشرک پر تقاضا کیا، دوران گفتگو میں اس نے اس طرح اللہ کی قسم کھائی کہ

”اس کی قسم جس سے میں مرنے کے بعد ملنے کی تمنا رکھتا ہوں“ اس پر مشرک نے کہا کہ کیا تیرا یہ خیال ہے کہ تو مرنے کے بعد اٹھے گا اور مشرک نے قسم کھا کر کہا کہ اللہ

مردے نہ اٹھائے گا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور فرمایا گیا وگرنے یعنی ضرور اٹھائے گا۔ وگرنے اس اٹھانے کی حکمت اور اس کی قدرت بے شک وہ مردوں کو اٹھائے

گا۔ وگرنے یعنی مردوں کو اٹھانے میں کہ وہ حق ہے۔ وگرنے اور مردوں کے زندہ کئے جانے کا انکار غلط۔ وگرنے تو ہمیں مردوں کو زندہ کر دینا کیا دشوار۔ وگرنے اس کے

دین کی خاطر ہجرت کی۔ شان نزول: قتادہ نے کہا کہ یہ آیت اصحاب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حق میں نازل ہوئی جن پر اہل مکہ نے بہت ظلم کئے اور انہیں

دین کی خاطر وطن چھوڑنا ہی پڑا بعض ان میں سے جسٹہ چلے گئے پھر وہاں سے مدینہ طیبہ آئے اور بعض مدینہ شریف ہی کو ہجرت کر گئے انہوں نے وگرنے وہ مدینہ طیبہ

ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے دارالہجرت (ہجرت گاہ) بنایا۔ وگرنے یعنی کفار یا وہ لوگ جو ہجرت کرنے سے رہ گئے کہ اس کا اجر کتنا عظیم ہے۔ وگرنے وطن کی

مفارقت اور کفار کی ایذا اور جان و مال کے خرچ کرنے پر۔



يَتَوَكَّلُونَ ﴿٣٢﴾ وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ إِلَّا رِجَالًا نُوحِيَ إِلَيْهِمْ

بھروسہ کرتے ہیں ۵۵ اور ہم نے تم سے پہلے نہ بھیجے مگر مرد ۵۶ جن کی طرف ہم وحی کرتے

فَسُئِلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿٣٣﴾ بِالْبَيِّنَاتِ وَالزُّبُرِ ط

تو اے لوگو علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں ۵۷ روشن دلیلیں اور کتابیں لے کر ۵۸

وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ

ادراے محبوب ہم نے تمہاری طرف یہ یادگار اتاری ۵۹ کہ تم لوگوں سے بیان کر دو جو ۶۰ ان کی طرف اترا اور کہیں وہ

يَتَفَكَّرُونَ ﴿٣٤﴾ أَفَأَمِنَ الَّذِينَ مَكَرُوا السَّيِّئَاتِ أَنْ يَخْسِفَ اللَّهُ بِهِمْ

دھیان کریں تو کیا جو لوگ بُرے مکر کرتے ہیں ۶۱ اس سے نہیں ڈرتے کہ اللہ انہیں زمین میں

الْأَرْضَ أَوْ يَأْتِيَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُونَ ﴿٣٥﴾ أَوْ يَأْخُذَهُمْ

دھنسا دے ۶۲ یا انہیں وہاں سے عذاب آئے جہاں سے انہیں خبر نہ ہو ۶۳ یا انہیں چلتے پھرتے ۶۴

فِي تَقَلُّبِهِمْ فَمَا هُمْ بِمُعْجِزِينَ ﴿٣٦﴾ أَوْ يَأْخُذَهُمْ عَلَى تَخَوُّفٍ ط فَإِنَّ

پکڑ لے کہ وہ تھکا نہیں سکتے ۶۵ یا انہیں نقصان دیتے دیتے گرفتار کر لے کہ بے شک

رَبَّكُمْ لَرَعُوفٌ رَحِيمٌ ﴿٣٧﴾ أَوْلَمْ يَرَوْا إِلَىٰ مَا خَلَقَ اللَّهُ مِنْ شَيْءٍ

تمہارا رب نہایت مہربان رحم والا ہے ۶۶ اور کیا انھوں نے نہ دیکھا کہ جو فنک چیز اللہ نے بنائی ہے

يَتَّقُوا الظُّلُمَةَ عَنِ الْيَمِينِ وَالشَّمَالِ سَجْدًا لِلَّهِ وَهُمْ دَاخِرُونَ ﴿٣٨﴾

اس کی پرچھائیاں داہنے اور بائیں جھکتی ہیں ۶۷ اللہ کو سجدہ کرتی اور وہ اس کے حضور ذلیل ہیں ۶۸

۵۵ اور اس کے دین کی وجہ سے جو پیش آئے اس پر راضی ہیں اور خلق سے انقطاع (علحدگی اختیار) کر کے بالکل حق کی طرف متوجہ ہیں اور سالک کے لیے یہ

انتہائے سلوک کا مقام ہے۔ ۵۹ شان نزول: یہ آیت مشرکین مکہ کے جواب میں نازل ہوئی جنہوں نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت کا اس طرح انکار

کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی شان اس سے برتر ہے کہ وہ کسی بشر کو رسول بنائے۔ انہیں بتایا گیا کہ سنت الہی اسی طرح جاری ہے، ہمیشہ اس نے انسانوں میں سے مردوں ہی

کو رسول بنا کر بھیجا۔ ۶۰ حدیث شریف میں ہے: بیماری جہل کی شفاء علماء سے دریافت کرنا ہے، لہذا علماء سے دریافت کرو وہ تمہیں بتادیں گے کہ سنت الہیہ یونہی

جاری رہی کہ اس نے مردوں کو رسول بنا کر بھیجا۔ ۶۱ مفسرین کا ایک قول یہ ہے کہ معنی یہ ہیں کہ روشن دلیلوں اور کتابوں کے جاننے والوں سے پوچھو اگر تم کو دلیل و

کتاب کا علم نہ ہو۔ مسئلہ: اس آیت سے تقلید ائمہ کا وجوب ثابت ہوتا ہے۔ ۶۲ یعنی قرآن شریف۔ ۶۳ حکم ۹۴ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ

کے اصحاب کے ساتھ اور ان کی ایذا کے درپے رہتے ہیں اور چھپ چھپ کر فساد انگیزی کی تدبیریں کیا کرتے ہیں جیسے کہ کفار مکہ۔ ۶۴ جیسے قارون کو دھنسا دیا

تھا۔ ۶۵ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ بدر میں ہلاک کئے گئے باوجودیکہ وہ یہ نہیں سمجھتے تھے۔ ۶۶ سفر و حضر میں ہر ایک حال میں ۶۷ خدا کو عذاب کرنے سے۔ ۶۸ کہ

علم کرتا ہے اور عذاب میں جلدی نہیں فرماتا۔ ۶۹ سایہ دار ۷۰ صبح اور شام ۷۱ خوار و عاجز و مطیع و مسخر۔

وَاللَّهُ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مِنْ دَابَّةٍ وَالْمَلَائِكَةِ وَ

اور اللہ ہی کو سجدہ کرتے ہیں جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں چلنے والا ہے ﴿۳۸﴾ اور فرشتے اور

هُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ﴿۳۹﴾ يَخَافُونَ رَبَّهُمْ مِنْ فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُونَ مَا

وہ غرور نہیں کرتے اپنے اوپر اپنے رب کا خوف کرتے ہیں اور وہی کرتے ہیں جو

يُؤْمَرُونَ ﴿۴۰﴾ وَقَالَ اللَّهُ لَا تَتَّخِذُوا إِلَهَيْنِ اثْنَيْنِ إِنَّمَا هُوَ إِلَهُ

انہیں حکم ہو ﴿۴۰﴾ اور اللہ نے فرمایا دو خدا نہ ٹھہراؤ ﴿۴۰﴾ وہ تو ایک ہی

وَاحِدٌ ﴿۴۱﴾ فَإِنَّمَا يَفَارِهِبُونَ ﴿۴۱﴾ وَلَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَهُ

معبود ہے تو مجھی سے ڈرو ﴿۴۱﴾ اور اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور اسی کی

الْدِينِ وَإِصْبَاطُ أَعْيُنِ اللَّهِ تَتَّبِعُونَ ﴿۴۲﴾ وَمَا يَكُمُ مِنْ نِعْمَةٍ فَمِنَ اللَّهِ

فرمانبرداری لازم ہے تو کیا اللہ کے سوا کسی دوسرے سے ڈرو گے ﴿۴۲﴾ اور تمہارے پاس جو نعمت ہے سب اللہ کی طرف سے ہے

ثُمَّ إِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَإِلَيْهِ تَجْرُونَ ﴿۴۳﴾ ثُمَّ إِذَا كُشِفَ الضُّرُّ عَنْكُمْ إِذَا

پھر جب تمہیں تکلیف پہنچتی ہے ﴿۴۳﴾ تو اسی کی طرف پناہ لے جاتے ہو ﴿۴۳﴾ پھر جب وہ تم سے برائی نال دیتا ہے تو

فَرِيقٌ مِّنْكُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُونَ ﴿۴۴﴾ لِيَكْفُرُوا بِمَا آتَيْنَهُمْ فَتَسْتَعِزُّوا

تم میں ایک گروہ اپنے رب کا شریک ٹھہرانے لگتا ہے ﴿۴۴﴾ کہ ہماری دی نعمتوں کی ناشکری کریں تو کچھ برت لو ﴿۴۴﴾

فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ﴿۴۵﴾ وَيَجْعَلُونَ لِمَا لَا يَعْلَمُونَ نَصِيبًا مِّمَّا رَزَقْنَاهُمْ

کہ عنقریب جان جاؤ گے ﴿۴۵﴾ اور انجانی چیزوں کے لئے ﴿۴۵﴾ ہماری دی ہوئی روزی میں سے ﴿۴۵﴾ حصہ مقرر کرتے ہیں

تَاللَّهِ لِنَسْأَلَنَّ عِبَادَكُمْ تَفْتَرُونَ ﴿۴۶﴾ وَيَجْعَلُونَ لِلَّهِ الْبَنَاتِ

خدا کی قسم تم سے ضرور سوال ہونا ہے جو کچھ جھوٹ باندھتے تھے ﴿۴۶﴾ اور اللہ کے لئے بیٹیاں ٹھہراتے ہیں ﴿۴۶﴾

﴿۴۶﴾ سجدہ دو طرح پر ہے: ایک سجدہ طاعت و عبادت جیسا کہ مسلمانوں کا سجدہ اللہ کے لیے، دوسرا سجدہ انقیاد (فرمانبرداری) و خضوع جیسا کہ سایہ وغیرہ کا سجدہ ہر چیز

کا سجدہ اس کے حسب حیثیت ہے، مسلمانوں اور فرشتوں کا سجدہ، سجدہ طاعت و عبادت ہے اور ان کے ماسوا کا سجدہ سجدہ انقیاد و خضوع۔ ﴿۴۶﴾ اس آیت سے ثابت

ہوا کہ فرشتے مکلف ہیں اور جب ثابت کر دیا گیا کہ تمام آسمان وزمین کی کائنات اللہ کے حضور خاضع و متواضع اور عابد و مطیع ہے اور سب اس کے مملوک اور اسی

کے تحت قدرت و تصرف ہیں تو شرک سے ممانعت فرمائی۔ ﴿۴۶﴾ کیونکہ دو تو خدا ہو ہی نہیں سکتے۔ ﴿۴۶﴾ میں ہی وہ معبود برحق ہوں جس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ ﴿۴۶﴾

باوجودیکہ معبود برحق صرف وہی ہے۔ ﴿۴۶﴾ خواہ فکر کی یا مرض کی یا اور کوئی ﴿۴۶﴾ اسی سے دعا مانگتے ہو اسی سے فریاد کرتے ہو۔ ﴿۴۶﴾ اور ان لوگوں کا انجام یہ ہوتا

ہے ﴿۴۶﴾ اور چند روز اس حالت میں زندگی گزار لو ﴿۴۶﴾ کہ اس کا کیا نتیجہ ہوا۔ ﴿۴۶﴾ یعنی بتوں کے لیے جن کا الہ اور مستحق اور نافع و ضار (فائدہ مند و نقصان دہ)

ہونا انہیں معلوم نہیں۔ ﴿۴۶﴾ یعنی کھیتوں اور چوپایوں وغیرہ میں سے ﴿۴۶﴾ بتوں کو معبود اور اہل تقرب اور بت پرستی کو خدا کا حکم بتا کر۔ ﴿۴۶﴾ جیسے کہ خزاعہ و

سُبْحٰنَهُ ۱۱۷ وَ لَهُمْ مَا يَشْتَهُونَ ﴿۵۷﴾ وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُمْ بِالْأُنْثَىٰ ظَلَّ

پاکی ہے اس کو مٹا اور اپنے لئے جو اپنا جی چاہتا ہے ۱۱۷ اور جب ان میں کسی کو بیٹی ہونے کی خوشخبری دی جاتی ہے تو دن بھر

وَجْهَهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ ﴿۵۸﴾ يَتَوَارَىٰ مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوءِ مَا بُشِّرَا

اس کا منہ کالا رہتا ہے اور وہ غصہ کھاتا ہے ۱۱۸ لوگوں سے مٹا چھپتا پھرتا ہے اس بشارت کی بُرائی کے سبب کیا

بِهِ ۱۱۹ أَيُّسِرُّهُ عَلَىٰ هُونَ أَمْ يَدُسُّهُ فِي التُّرَابِ ۱۲۰ أَلْأَسَاءُ مَا

اسے ذلت کے ساتھ رکھے گا یا اسے مٹی میں دبا دے گا ۱۱۹ ارے بہت ہی بُرا

يَحْكُمُونَ ﴿۵۹﴾ لِلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ مَثَلُ السَّوِّءِ ۱۲۱ وَ لِلَّهِ

حکم لگاتے ہیں ۱۱۹ جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے انھیں کا بُرا حال ہے اور اللہ

الْمَثَلُ الْأَعْلَىٰ ۱۲۲ وَ هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿۶۰﴾ وَلَوْ يَوَّاخِدُوا اللَّهَ النَّاسَ

کی شان سب سے بلند ۱۲۲ اور وہی عزت و حکمت والا ہے اور اگر اللہ لوگوں کو ان کے ظلم پر گرفت کرتا ۱۲۱

بِظُلْمِهِمْ مَا تَرَكَ عَلَيْهَا مِنْ دَابَّةٍ وَلَكِنْ يُؤَخِّرُهُمْ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ۱۲۳

تو زمین پر کوئی چلنے والا نہیں چھوڑتا ۱۲۳ لیکن انھیں ایک ٹھہرائے وعدے تک مہلت دیتا ہے ۱۲۲

فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً ۱۲۴ وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ ﴿۶۱﴾

پھر جب ان کا وعدہ آئے گا نہ ایک گھڑی پیچھے نہیں نہ آگے بڑھیں

وَيَجْعَلُونَ لِلَّهِ مَا يَكْرَهُونَ وَتَصِفُ أَلْسِنَتُهُمُ الْكُذِبَ أَنَّ لَهُمُ

اور اللہ کے لئے وہ ٹھہراتے ہیں جو اپنے لئے ناگوار ہے ۱۲۴ اور ان کی زبانیں جھوٹوں کہتی ہیں کہ ان کے لئے

رکنا نہ کہتے تھے کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں۔ (معاذ اللہ) ۱۲۵ وہ برتر ہے اولاد سے اور اس کی شان میں ایسا کہنا نہایت بے ادبی و کفر ہے۔ ۱۱۸ یعنی کفر کے ساتھ

یہ کمال بدتمیزی بھی ہے کہ اپنے لیے بیٹے پسند کرتے ہیں بیٹیاں ناپسند کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے لیے جو مطلقاً اولاد سے منزه اور پاک ہے اور اس کے لیے اولاد ہی کا

ثابت کرنا عیب لگانا ہے، اس کے لیے اولاد میں بھی وہ ثابت کرتے ہیں جس کو اپنے لیے حقیر اور سبب عار جانتے ہیں۔ ۱۱۹ نعم سے ۱۲۰ شرم کے مارے ۱۲۱

جیسا کہ کفار مضر و مضر و تمیم (قبیلے) لڑکیوں کو زندہ گاڑ دیتے تھے۔ ۱۲۲ کہ اللہ تعالیٰ کے لیے بیٹیاں ثابت کرتے ہیں جو اپنے لیے انہیں اس قدر ناگوار ہیں۔

۱۲۳ کہ وہ والد و ولد (اولاد) سب سے پاک اور منزه کوئی اس کا شریک نہیں، تمام صفات جلال و کمال سے مٹھف ۱۲۴ یعنی معاصی پر پکڑتا اور عذاب میں جلدی

فرماتا ۱۲۵ سب کو ہلاک کر دیتا۔ زمین پر چلنے والے سے یا کافر مراد ہیں جیسا کہ دوسری آیت میں وارد ہے: "إِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِنْدَ اللَّهِ الَّذِينَ كَفَرُوا" یا یہ معنی

ہیں کہ روئے زمین پر کسی چلنے والے کو باقی نہیں چھوڑتا جیسا کہ نوح علیہ السلام کے زمانہ میں جو کوئی زمین پر تھا ان سب کو ہلاک کر دیا صرف وہی باقی رہے جو زمین پر

نہ تھے حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ کشتی میں تھے اور ایک تول یہ بھی ہے کہ معنی یہ ہیں کہ ظالموں کو ہلاک کر دیتا اور ان کی نسلیں منقطع ہو جاتیں پھر زمین

میں کوئی باقی نہیں رہتا۔ ۱۲۲ اپنے فضل و کرم اور حلم سے، ٹھہرائے وعدے سے یا اختتامِ عمر مراد ہے یا قیامت۔ ۱۲۳ یعنی بیٹیاں اور شریک۔



الْحُسْنَى ط لَا جَرَمَ أَنْ لَّهُمُ النَّارُ وَأَنَّهُمْ مُّفْرَطُونَ ﴿۶۲﴾ تَاللَّهِ لَقَدْ أَرْسَلْنَا

بھلائی ہے ۱۲۸ تو آپ ہی ہوا کہ ان کے لئے آگ ہے اور وہ حد سے گزارے ہوئے ہیں ۱۲۹ خدا کی قسم ہم نے تم سے پہلے

إِلَى أُمَمٍ مِّن قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ

کئی امتوں کی طرف رسول بھیجے تو شیطان نے ان کے کوٹک (برے اعمال) ان کی آنکھوں میں بھلے کر دکھائے ۱۳۰ تو آج وہی ان کا رفیق ہے ۱۳۱

وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿۶۳﴾ وَمَا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ إِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ

اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے ۱۳۲ اور ہم نے تم پر یہ کتاب نہ اتاری ۱۳۳ مگر اس لئے کہ تم لوگوں پر روشن کر دو

الَّذِي اخْتَلَفُوا فِيهِ وَهُدًى وَرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿۶۴﴾ وَاللَّهُ

جس بات میں اختلاف کریں ۱۳۴ اور ہدایت اور رحمت ایمان والوں کے لئے ۱۳۵ اور اللہ

أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَحْيَاهُ الْآرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ط إِنَّ فِي ذَلِكَ

نے آسمان سے پانی اتارا ۱۳۶ تو اس سے زمین کو زندہ کر دیا اس کے مرے پیچھے ۱۳۷ بے شک اس میں

لَايَةً لِّقَوْمٍ يُسْعَوْنَ ﴿۶۵﴾ وَإِنَّ لَكُمْ فِي الْأَنْعَامِ لَعِبْرَةً ط نُسْقِيكُم مِّمَّا

نشانی ہے ان کو جو کان رکھتے ہیں ۱۳۸ اور بے شک تمہارے لئے چوپایوں میں نگاہ حاصل ہونے کی جگہ ہے ۱۳۹ تمہیں پلاتے ہیں اس چیز میں سے

فِي بُطُونِهِمْ مِّنْ بَيْنِ فَرْثٍ وَدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَائِغًا لِّلشَّرِبِينَ ﴿۶۶﴾

جو ان کے پیٹ میں ہے گوہر اور خون کے بیچ میں سے خالص دودھ گلے سے سہل اترتا پینے والوں کے لئے ۱۴۰

۱۲۸ یعنی جنت۔ کفار باوجود اپنے کفر و بہتان کے اور خدا کے لیے بیٹیاں بتانے کے بھی اپنے آپ کو حق پرگمان کرتے تھے اور کہتے تھے کہ اگر محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم) سچے ہوں اور خلقت مرنے کے بعد پھراٹھائی جائے تو جنت ہمیں کو ملے گی کیونکہ ہم حق پر ہیں ان کے حق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ۱۲۹ جہنم ہی میں چھوڑ

دیئے جائیں گے۔ ۱۳۰ اور انہوں نے اپنی بدیوں کو نیکیاں سمجھا۔ ۱۳۱ دنیا میں اسی کے کہے پر چلتے ہیں اور جو شیطان کو اپنا رفیق اور مختار بنا کر بنائے وہ ضرور ذلیل و

خوار ہو یا یہ مٹتی ہیں کہ روزِ آخرت شیطان کے سوا انہیں کوئی رفیق نہ ملے گا اور شیطان خود ہی گرفتار عذاب ہوگا ان کی کیا مدد کر سکے گا۔ ۱۳۲ آخرت میں۔ ۱۳۳ یعنی

قرآن شریف ۱۳۴ امور دین سے ۱۳۵ رُویدگی (نباتات) سے سرسبزی و شادابی بخش کر ۱۳۶ یعنی خشک اور بے سبزہ و بے گیہا ہونے کے بعد۔ ۱۳۷ اور سن کر

سمجھتے اور غور کرتے ہیں وہ اس نتیجے پر پہنچتے ہیں جو قادر برحق زمین کو اس کی موت یعنی قوت نامیہ (بڑھنے کی قوت) فنا ہو جانے کے بعد پھر زندگی دیتا ہے وہ انسان کو

اس کے مرنے کے بعد بے شک زندہ کرنے پر قادر ہے۔ ۱۳۸ اگر تم اس میں غور کرو تو بہتر نتائج حاصل کر سکتے ہو اور حکمت الہیہ کے عجائب پر تمہیں آگاہی حاصل

ہو سکتی ہے۔ ۱۳۹ جس میں کوئی شائبہ کسی چیز کی آمیزش کا نہیں باوجود یکہ حیوان کے جسم میں غذا کا ایک ہی مقام ہے جہاں چارا، گھاس، بھوسہ وغیرہ پہنچتا ہے اور

دودھ، خون، گوہر سب اسی غذا سے پیدا ہوتے ہیں، ان میں سے ایک دوسرے سے ملنے نہیں پاتا۔ دودھ میں نہ خون کی رنگت کا شائبہ ہوتا ہے نہ گوہر کی بوکا، نہایت

صاف لطف برآمد ہوتا ہے۔ اس سے حکمت الہیہ کی عجیب کاری ظاہر ہے۔ اوپر مسئلہ بعثت کا بیان ہو چکا ہے یعنی مردوں کو زندہ کئے جانے کا کفار اس کے منکر تھے اور

انہیں اس میں دو شبے و درپیش تھے: ایک تو یہ کہ جو چیز فاسد ہوگئی اور اس کی حیات جاتی رہی اس میں دوبارہ پھر زندگی کس طرح لوٹے گی، اس شبہ کا ازالہ تو اس سے پہلی

آیت میں فرمایا گیا کہ تم دیکھتے رہتے ہو کہ ہم مردہ زمین کو خشک ہونے کے بعد آسمان سے پانی برسائے عطا فرمایا کرتے ہیں تو قدرت کا یہ فیض دیکھنے کے بعد

کسی مخلوق کا مرنے کے بعد زندہ ہونا ایسے قادر مطلق کی قدرت سے بعید نہیں۔ دوسرا شبہ کفار کا یہ تھا کہ جب آدمی مر گیا اور اس کے جسم کے اجزا منتشر ہو گئے اور خاک

وَمِنْ شَرَاتِ النَّخِيلِ وَالْأَعْنَابِ تَتَّخِذُونَ مِنْهُ سَكَرًا وَإِرَاقًا

اور کھجور اور انگور کے پھلوں میں سے سکا کہ اس سے نیند بناتے ہو اور اچھا

حَسَنًا إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ﴿٦٤﴾ وَأَوْحَىٰ رَبُّكَ إِلَى النَّحْلِ

رزق سکا بے شک اس میں نشانی ہے عقل والوں کو اور تمہارے رب نے شہد کی مکھی کو الہام کیا

أَنْ اتَّخِذِي مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا وَمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُونَ ﴿٦٥﴾ ثُمَّ

کہ پہاڑوں میں گھر بنا اور درختوں میں اور چھتوں میں پھر

كُلِّي مِنْ كُلِّ الشَّرَاتِ فَاسْلُكِي سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا ۗ يَخْرُجُ مِنْ بُطُونِهَا

ہر قسم کے پھل میں سے کھا اور سکا اپنے رب کی راہیں چل کہ تیرے لئے نرم و آسان ہیں سکا اس کے پیٹ سے ایک

شَرَابٌ مُّخْتَلَفٌ أَلْوَانُهُ فِيهِ شِفَاءٌ لِلنَّاسِ ۗ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ

پینے کی چیز سکا رنگ برنگ نکلتی ہے سکا جس میں لوگوں کی تندرستی ہے سکا بے شک اس میں نشانی ہے سکا

يَتَفَكَّرُونَ ﴿٦٦﴾ وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ يَتَوَفَّاكُمْ وَمِنْكُمْ مَنْ يُرَدُّ إِلَىٰ أَرْدَلِ

دھیان کرنے والوں کو سکا اور اللہ نے تمہیں پیدا کیا سکا پھر تمہاری جان قبض کرے گا سکا اور تم میں کوئی سب سے ناقص عمر کی طرف

میں مل گئے وہ اجزاء کس طرح جمع کئے جائیں گے اور خاک کے ذروں سے ان کو کس طرح ممتاز کیا جائے گا؟ اس آیت کریمہ میں جو صاف دودھ کا بیان فرمایا اس میں

غور کرنے سے وہ شبہ بالکل نیست و نابود ہو جاتا ہے کہ قدرت الہی کی یہ شان تو روزانہ دیکھنے میں آتی ہے کہ وہ غذا کے مخلوط اجزاء میں سے خالص دودھ نکالتا ہے اور

اس کے قرب و جوار کی چیزوں کی آمیزش کا شائبہ بھی اس میں نہیں آتا، اس حکیم برحق کی قدرت سے کیا بعید کہ انسانی جسم کے اجزاء کو منتشر ہونے کے بعد پھر جمع فرما

دے۔ شقیق علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نعمت کا اتمام یہی ہے کہ دودھ صاف خالص آئے اور اس میں خون اور گوہر کے رنگ و بو کا نام و نشان نہ ہو ورنہ نعمت تام

نہ ہوگی اور طبع سلیم اس کو قبول نہ کرے گی، جیسی صاف نعمت پروردگار کی طرف سے پہنچتی ہے بندے کو لازم ہے کہ وہ بھی پروردگار کے ساتھ اخلاص سے معاملہ کرے

اور اس کے عمل ریا اور ہوائے نفس کی آمیزشوں سے پاک و صاف ہوں تاکہ شرف قبول سے مشرف ہوں۔ سکا ہم تمہیں رس پلاتے ہیں سکا یعنی سرکہ اور رب (پکا

ہو اس جو جو مالیا گیا ہو) اور خرّمہ (کھجور) اور مویز (بڑے سوکھے ہوئے انگور)۔ مسئلہ: مویز اور انگور وغیرہ کارس جب اس قدر پکا لیا جائے کہ دو تہائی جل جائے اور

ایک تہائی باقی رہے اور تیز ہو جائے اس کو نمبذ کہتے ہیں یہ حد سکر تک نہ پہنچے اور نشہ نہ لائے تو شیخین کے نزدیک حلال ہے اور یہی آیت اور بہت سی احادیث ان کی

دلیل ہے۔ سکا پھلوں کی تلاش میں سکا فضل الہی سے جن کا تجھے الہام کیا گیا ہے حتیٰ کہ تجھے چلنا پھرنا دشوار نہیں اور تو کتنی ہی دور نکل جائے راہ نہیں بہکتی اور

اپنے مقام پر واپس آ جاتی ہے۔ سکا یعنی شہد سکا سفید اور زرد اور سُرخ۔ سکا اور نافع ترین دواؤں میں سے ہے اور بکثرت معاجین میں شامل کیا جاتا

ہے۔ سکا اللہ تعالیٰ کی قدرت و حکمت پر سکا کہ اس نے ایک کمزور ناتوان مکھی کو ایسی زیرکی و دانائی (عقل مندی) عطا فرمائی اور ایسی دقیق صنعتیں مرحمت کیں،

پاک ہے وہ اور اپنی ذات و صفات میں شریک سے منزہ، اس سے فکر کرنے والوں کو اس پر بھی تمبیہ ہو جاتی ہے کہ وہ اپنی قدرت کاملہ سے ایک ادنیٰ ضعیف سی مکھی کو یہ

صفت عطا فرماتا ہے کہ وہ مختلف قسم کے پھولوں اور پھلوں سے ایسے لطیف اجزاء حاصل کرے جن سے نفس شہد بنے جو نہایت خوشگوار ہو، طاہر و پاکیزہ ہو، فاسد ہونے

اور سڑنے کی اس میں قابلیت نہ ہو تو جو قدر حکیم ایک مکھی کو اس مادے کے جمع کرنے کی قدرت دیتا ہے وہ اگر مرے ہوئے انسان کے منتشر اجزاء کو جمع کر دے تو اس کی

قدرت سے کیا بعید ہے کہ مرنے کے بعد زندہ کئے جانے کو مجال (ناممکن) سمجھنے والے کس قدر احمق ہیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اپنی قدرت کے وہ آثار

ظاہر فرماتا ہے جو خود ان میں اور ان کے احوال میں نمایاں ہیں۔ سکا عدم سے اور نیستی (جب تمہارا وجود ہی نہ تھا اس) کے بعد رستقی عطا فرمائی، کیسی عجیب قدرت

ہے۔ سکا اور تمہیں زندگی کے بعد موت دے گا جب تمہاری اہل پوری ہو جو اس نے مقرر فرمائی ہے خواہ بچپن میں یا جوانی میں یا بوہاپے میں۔

الْعُمْرِي كَيْ لَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَيْئًا ۱۵۱ ط إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ قَدِيرٌ ۱۵۲ ع وَاللَّهُ

پھیرا جاتا ہے ۱۵۱ کہ جاننے کے بعد کچھ نہ جانے ۱۵۲ بے شک اللہ سب کچھ جانتا سب کچھ کر سکتا ہے اور اللہ نے

فَصَلَّ بَعْضَكُمْ عَلَى بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ ۱۵۳ ج فَمَا الَّذِينَ فَضَّلُوا بَرَاءِدِي

تم میں ایک کو دوسرے پر رزق میں بڑائی دی ۱۵۳ تو جنہیں بڑائی دی ہے

رِازِقِهِمْ عَلَى مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَهُمْ فِيهِ سَوَاءٌ ۱۵۴ ط أَفَبِعِنتَةِ اللَّهِ

وہ اپنا رزق اپنے باندی غلاموں کو نہ پھیر دیں گے کہ وہ سب اس میں برابر ہو جائیں ۱۵۴ تو کیا اللہ کی نعمت سے

يَجْحَدُونَ ۱۵۵ ۱۵۶ وَاللَّهُ جَعَلَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا وَجَعَلَ لَكُمْ مِنْ

مکرتے ہیں ۱۵۵ اور اللہ نے تمہارے لئے تمہاری جنس سے عورتیں بنائیں اور تمہارے لئے

أَزْوَاجِكُمْ بَنِينَ وَحَفَدَةً وَرَزَقَكُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ ۱۵۷ ط أَفَبِالْبَاطِلِ

تمہاری عورتوں سے بیٹے اور پوتے نواسے پیدا کیے اور تمہیں ستھری چیزوں سے روزی دی ۱۵۷ تو کیا جھوٹی بات ۱۵۷ پر

يُؤْمِنُونَ وَبِنِعْمَتِ اللَّهِ هُمْ يَكْفُرُونَ ۱۵۸ ۱۵۹ وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا

یقین لاتے ہیں اور اللہ کے فضل ۱۵۸ سے منکر ہوتے ہیں اور اللہ کے سوا ایسوں کو پوجتے ہیں ۱۵۹ جو

لَا يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِنَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ شَيْئًا وَلَا يَسْتَطِيعُونَ ۱۶۰ ج

انہیں آسمان اور زمین سے کچھ بھی روزی دینے کا اختیار نہیں رکھتے نہ کچھ کر سکتے ہیں

فَلَا تَصْرِبُوا لِلَّهِ إِلَّا مِثَالَ ۱۶۱ ط إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۱۶۲ ۱۶۳ ضَرَبَ

تو اللہ کے لئے مانند نہ ٹھہراؤ ۱۶۱ بے شک اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے اللہ نے ایک

۱۶۱ جس کا زمانہ عمر انسانی کے مراتب میں ساٹھ سال کے بعد آتا ہے کہ کفوئی (عاقبتیں) اور حواس سب ناکارہ ہو جاتے ہیں اور انسان کی یہ حالت ہو جاتی ہے ۱۶۲

اور نادانی میں بچوں سے زیادہ بدتر ہو جائے۔ ان تغیرات میں قدرت الہی کے کیسے عجائب مشاہدے میں آتے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا

کہ مسلمان بفضل الہی اس سے محفوظ ہیں، طول عمر و بقاء سے انہیں اللہ کے حضور میں کرامت اور عقل و معرفت کی زیادتی حاصل ہوتی ہے اور ہو سکتا ہے کہ توجہ الہی

اللہ کا ایسا غلبہ ہو کہ اس عالم سے انتظاع ہو جائے اور بندہ مقبول دنیا کی طرف التفات سے مُحْتَنِبٌ ہو۔ عکرمہ کا قول ہے کہ جس نے قرآن پاک پڑھا وہ اس آرزو

(ناقص) عمر کی حالت کو نہ پہنچے گا کہ علم کے بعد محض بے علم ہو جائے۔ ۱۶۳ تو کسی کو غنی کیا کسی کو فقیر کسی کو مالدار کسی کو نادار کسی کو مالک کسی کو مملوک۔ ۱۶۴ اور باندی

غلام آقاؤں کے شریک ہو جائیں جب تم اپنے غلاموں کو اپنا شریک بنانا گوارا نہیں کرتے تو اللہ کے بندوں اور اس کے مملوکوں کو اس کا شریک ٹھہرانا کس طرح گوارا

کرتے ہو سبحان اللہ! یہ بت پرستی کا کیسا نفیس دل نشین اور خاطر گزین رد ہے۔ ۱۶۵ کہ اس کو چھوڑ کر مخلوق کو پوجتے ہیں۔ ۱۶۶ قسم قسم کے غلوں، پھلوں، میوؤں،

کھانے پینے کی چیزوں سے۔ ۱۶۷ یعنی شرک و بت پرستی ۱۶۸ اللہ کے فضل و نعمت سے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات گرامی یا اسلام مراد ہے۔ (مدارک)

۱۶۹ یعنی بتوں کو ۱۷۰ اس کا کسی کو شریک نہ کرو۔



اللَّهُ مَثَلًا عَبْدًا مَمْلُوكًا لَا يَقْدِرُ عَلَى شَيْءٍ وَمَنْ رَزَقْنَاهُ مِمَّا رَزَقْنَا

کہاوت بیان فرمائی ۱۶۱ ایک بندہ ہے دوسرے کی ملک آپ کچھ مفقود (طاقت) نہیں رکھتا اور ایک وہ جسے ہم نے اپنی طرف سے اچھی روزی

حَسَنًا فَهُوَ يَنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَجَهْرًا ۱۶۲ هَلْ يَسْتَوْنَ ۱۶۳ الْحَدِيثُ ۱۶۴ بَلْ

عطا فرمائی تو وہ اس میں سے خرچ کرتا ہے چھپے اور ظاہر ۱۶۲ کیا وہ برابر ہو جائیں گے ۱۶۳ سب خوبیاں اللہ کو ہیں بلکہ

أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۱۶۵ وَضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا لِرَجُلَيْنِ أَحَدُهُمَا أَبْكَمُ

ان میں اکثر کو خبر نہیں ۱۶۵ اور اللہ نے کہاوت بیان فرمائی دو مرد ایک گوٹگا

لَا يَقْدِرُ عَلَى شَيْءٍ وَهُوَ كَلٌّ عَلَى مَوْلَاهُ ۱۶۶ أَيْنَمَا يُوَجِّهُهُ ۱۶۷ لَا يَأْتِ بِخَيْرٍ ۱۶۸

جو کچھ کام نہیں کر سکتا ۱۶۵ اور وہ اپنے آقا پر بوجھ ہے جدھر بھیجے کچھ بھلائی نہ لائے ۱۶۶

هَلْ يَسْتَوِي هُوَ ۱۶۹ وَمَنْ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ ۱۷۰ وَهُوَ عَلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۱۷۱ وَ

کیا برابر ہو جائے گا یہ اور وہ جو انصاف کا حکم کرتا ہے اور وہ سیدھی راہ پر ہے ۱۶۹ اور

بِاللَّهِ غَيْبِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۱۷۲ وَمَا أَمْرُ السَّاعَةِ إِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ

اللہ ہی کے لئے ہیں آسمانوں اور زمین کی چھپی چیزیں ۱۷۲ اور قیامت کا معاملہ نہیں مگر جیسے ایک پلک کا مارنا

أَوْ هُوَ أَقْرَبُ ۱۷۳ إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۱۷۴ وَاللَّهُ أَخْرَجَكُمْ مِنْ

بلکہ اس سے بھی قریب ۱۷۳ بے شک اللہ سب کچھ کر سکتا ہے اور اللہ نے تمہیں تمہاری

بُطُونٍ أَمْهَتِكُمْ لَا تَعْلَمُونَ شَيْئًا ۱۷۵ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَ

ماؤں کے پیٹ سے پیدا کیا کہ کچھ نہ جانتے تھے ۱۷۵ اور تمہیں کان اور آنکھ اور

۱۷۶ یہ کہ ۱۷۶ جیسے چاہتا ہے تصرف کرتا ہے، تو وہ عاجز مملوک غلام اور یہ آزاد مالک صاحب مال جو بفضل الہی قدرت و اختیار رکھتا ہے۔ ۱۷۳ ہرگز نہیں تو جب

غلام و آزاد برابر نہیں ہو سکتے باوجود یکہ دونوں اللہ کے بندے ہیں تو اللہ خالق، مالک، قادر کے ساتھ بے قدرت و اختیار بت کیسے شریک ہو سکتے ہیں اور ان کو اس

کے مثل قرار دینا کیسا بڑا ظلم و جہل ہے۔ ۱۷۴ کہ ایسے براہین پینہ اور حجت واضح (روشن اور واضح دلائل) کے ہوتے ہوئے شرک کرنا کتنے بڑے وبال و عذاب

کا سبب ہے۔ ۱۷۵ نہ اپنی کسی سے کہہ سکے نہ دوسرے کی سمجھ سکے۔ ۱۷۶ اور کسی کام نہ آئے یہ مثال کافر کی ہے۔ ۱۷۷ یہ مثال مومن کی ہے۔ معنی یہ ہیں کہ کافر

ناکارہ گوئے غلام کی طرح ہے وہ کسی طرح مسلمان کی مثل نہیں ہو سکتا جو عدل کا حکم کرتا ہے اور صراطِ مستقیم پر قائم ہے۔ بعض مفسرین کا قول ہے کہ گوئے ناکارہ

غلام سے بتوں کو تمثیل دی گئی اور انصاف کا حکم دینا شان الہی کا بیان ہوا، اس صورت میں معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ بتوں کو شریک کرنا باطل ہے کیونکہ

انصاف قائم کرنے والے بادشاہ کے ساتھ گوئے اور ناکارہ غلام کو کیا نسبت۔ ۱۷۸ اس میں اللہ تعالیٰ کے کمال علم کا بیان ہے کہ وہ جمیع غیب کو جاننے والا

ہے، اس پر کوئی چھپنے والی چیز پوشیدہ نہیں رہ سکتی۔ بعض مفسرین کا قول ہے کہ اس سے مراد علمِ قیامت ہے۔ ۱۷۹ کیونکہ پلک مارنا بھی زمانہ چاہتا ہے جس میں

پلک کی حرکت حاصل ہو اور اللہ تعالیٰ جس چیز کا ہونا چاہے وہ ”کُن“ فرماتے ہی ہو جاتی ہے۔ ۱۸۰ اور اپنی پیدائش کی ابتداء اور اول فطرت میں علم و معرفت

سے خالی تھے۔

الْأَفْدَةَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿۷۸﴾ الْمُرِيرَ وَإِلَى الطَّيْرِ مَسْحَرَاتٍ فِي جَوْ

دل دیئے وکلا کہ تم احسان مانو وکلا کیا انھوں نے پرندے نہ دیکھے حکم کے باندھے آسمان کی

السَّاءِ ط مَا يُسْكُهُنَّ إِلَّا اللَّهُ ط إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿۷۹﴾

فضا میں انھیں کوئی روکتا وکلا سوا خدا کے بے شک اس میں نشانیاں ہیں ایمان والوں کو وکلا

وَاللَّهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ بُيُوتِكُمْ سَكَنًا وَجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ جُلُودِ الْأَنْعَامِ

اور اللہ نے تمہیں گھر دیئے بسنے کو وکلا اور تمہارے لئے چوپایوں کی کھالوں سے کچھ

بُيُوتًا تَسْتَخِفُّونَهَا يَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَيَوْمَ إِقَامَتِكُمْ وَمِنْ أَصْوَابِهَا

گھر بنائے وکلا جو تمہیں ہلکے پڑتے ہیں تمہارے سفر کے دن اور منزلوں پر ٹھہرنے کے دن اور ان کی اون

وَأُوبَارِهَا وَأَشْعَارِهَا أَثَانًا وَمَتَاعًا إِلَىٰ حِينٍ ﴿۸۰﴾ وَاللَّهُ جَعَلَ لَكُمْ

اور بنبوی (اونٹ کے بال) اور بالوں سے کچھ گزتی (گھر بلوغوریات) کا سامان وکلا اور برتنے کی چیزیں ایک وقت تک اور اللہ نے تمہیں اپنی بنائی ہوئی

مِمَّا خَلَقَ ظِلَالًا وَجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْجِبَالِ أَكْنَانًا وَجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيلَ

چیزوں وکلا سے سائے دیئے وکلا اور تمہارے لئے پہاڑوں میں چھپنے کی جگہ بنائی وکلا اور تمہارے لئے کچھ پہناوے بنائے

تَقِيَّكُمْ الْحَرَّ وَسَرَابِيلَ تَقِيَّكُمْ بِأَسْكُمُ ط كَذَلِكَ يَتِمُّ نِعْمَتُهُ عَلَيْكُمْ

کہ تمہیں گرمی سے بچائیں اور کچھ پہناوے وکلا کہ لڑائی میں تمہاری حفاظت کریں وکلا یونہی اپنی نعمت تم پر پوری کرتا ہے وکلا

لَعَلَّكُمْ تَسْلِمُونَ ﴿۸۱﴾ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلْعُ الْمُبِينُ ﴿۸۲﴾

کہ تم فرمان مانو وکلا پھر اگر وہ منہ پھیریں وکلا تو اسے محبوب تم پر نہیں مگر صاف پہنچا دینا وکلا

وکلا کہ ان سے اپنا پیدا آئی جہل دور کرو۔ وکلا اور علم و عمل سے فیض یاب ہو کر منعم (نعمت دینے والے) کا شکر بجلاؤ اور اس کی عبادت میں مشغول ہو اور اس کے

حقوق نعمت ادا کرو۔ وکلا کرنے سے باوجود یکہ جسم ثقیل (بھاری جسم) بسا طبع کرنا چاہتا ہے۔ وکلا کہ اس نے انہیں ایسا پیدا کیا کہ وہ ہوا میں پرواز کر سکتے ہیں

اور اپنے جسم ثقیل کی طبیعت کے خلاف ہوا میں ٹھہرے رہتے ہیں کرتے نہیں اور ہوا کو ایسا پیدا کیا کہ اس میں ان کی پرواز ممکن ہے، ایماندار اس میں غور کر کے قدرت

الہی کا اعتراف کرتے ہیں۔ وکلا جن میں تم آرام کرتے ہو۔ وکلا مثل خمیر وغیرہ کے وکلا بچانے اور ڈھنے کی چیزیں۔ مسئلہ: یہ آیت اللہ کی نعمتوں کے بیان

میں ہے مگر اس سے اشارہ اُن اور پھینے (اُونی کپڑے) اور بالوں کی طہارت اور ان سے نفع اٹھانے کی حلت ثابت ہوتی ہے۔ وکلا مکانوں، دیواروں، چھتوں،

درختوں اور اُبر (بادلوں) وغیرہ وکلا جس میں تم آرام کرتے ہو۔ وکلا غار وغیرہ کہ امیر وغریب سب آرام کر سکیں۔ وکلا زرہ و جوشن وغیرہ وکلا کہ تیر تلواریں،

نیزے وغیرہ سے بچاؤ کا سامان ہو۔ وکلا دنیا میں تمہارے حوائج و ضروریات کا سامان پیدا فرما کر وکلا اور اس کی نعمتوں کا اعتراف کر کے اسلام لاؤ اور دین برحق

قبول کرو۔ وکلا اور اسے سید عالم! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہ آپ پر ایمان لانے اور آپ کی تصدیق کرنے سے اعراض کریں اور اپنے کفر پر جسے رہیں۔ وکلا اور

جب آپ نے پیام الہی پہنچا دیا تو آپ کا کام پورا ہو چکا اور نہ ماننے کا وبال ان کی گردن پر رہا۔

يَعْرِفُونَ نِعْمَتَ اللَّهِ ثُمَّ يُنْكِرُ وَنَهَاوَا كَثُرَهُمُ الْكُفْرُونَ ﴿۸۳﴾ وَيَوْمَ

اللہ کی نعمت پہچانتے ہیں ۱۸۵ پھر اس سے منکر ہوتے ہیں ۱۸۵ اور ان میں اکثر کافر ہیں ۱۸۵ اور جس دن ۱۹۱

نَبَعْتُ مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا ثُمَّ لَا يُؤْذَنُ لِلَّذِينَ كَفَرُوا وَلَا هُمْ

ہم اٹھائیں گے ہر امت میں سے ایک گواہ ۱۹۱ پھر کافروں کو نہ اجازت ہو ۱۹۲ نہ وہ

يُسْتَعْتَبُونَ ﴿۸۴﴾ وَإِذَا رَأَى الَّذِينَ ظَلَمُوا الْعَذَابَ فَلَا يُخَفِّفْ عَنْهُمْ وَ

منائے جائیں ۱۹۳ اور ظلم کرنے والے ۱۹۴ جب عذاب دیکھیں گے اسی وقت سے نہ وہ ان پر سے ہلکا ہو

لَا هُمْ يُنظَرُونَ ﴿۸۵﴾ وَإِذَا رَأَى الَّذِينَ أَشْرَكُوا شَرَكَاءَهُمْ قَالُوا رَبَّنَا

نہ انھیں مہلت ملے اور شرک کرنے والے جب اپنے شریکوں کو دیکھیں گے ۱۹۵ کہیں گے اے ہمارے رب

هَؤُلَاءِ شُرَكَائُنَا الَّذِينَ كُنَّا نَدْعُوا مِنْ دُونِكَ فَأَلْقُوا إِلَيْهِمْ

یہ ہیں ہمارے شریک کہ ہم تیرے سوا پوجتے تھے تو وہ ان پر بات پھینکیں

الْقَوْلَ إِنَّكُمْ لَكَاذِبُونَ ﴿۸۶﴾ وَالْقُوا إِلَى اللَّهِ يَوْمَئِذٍ السَّلَامَ وَصَلَّى

گے کہ تم بے شک جھوٹے ہو ۱۹۶ اور اس دن ۱۹۷ اللہ کی طرف عاجزی سے گریں گے ۱۹۸ اور ان سے

عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿۸۷﴾ الَّذِينَ كَفَرُوا وَاصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ

گم ہو جائیں گی جو بناوٹیں کرتے تھے ۱۹۹ جنہوں نے کفر کیا اور اللہ کی راہ سے روکا

زَدْنَهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوا يُفْسِدُونَ ﴿۸۸﴾ وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِي

ہم نے عذاب پر عذاب بڑھایا ۱۹۸ بدلہ ان کے فساد کا اور جس دن ہم

كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا عَلَيْهِمْ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيدًا عَلَى هَؤُلَاءِ ط

ہر گروہ میں ایک گواہ انھیں میں سے اٹھائیں گے کہ ان پر گواہی دے ۱۹۹

۱۸۷ یعنی جو نعمتیں کہ ذکر کی گئیں ان سب کو پہچانتے ہیں اور جانتے ہیں کہ یہ سب اللہ کی طرف سے ہیں پھر بھی اس کا شکر بجا نہیں لاتے۔ سِدِّی کا قول ہے کہ اللہ کی

نعمت سے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مراد ہیں اس تقدیر پر معنی یہ ہیں کہ وہ حضور کو پہچانتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ آپ کا وجود اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے اور باوجود

اس کے ۱۸۸ اور دین اسلام قبول نہیں کرتے ۱۸۹ معاہدہ (حاسدین) کہ حسد و عناد سے کفر پر قائم رہتے ہیں۔ ۱۹۰ یعنی روز قیامت۔ ۱۹۱ جوان کی تصدیق و

تکذیب اور ایمان و کفر کی گواہی دے اور یہ گواہ انبیاء ہیں علیہم السلام۔ ۱۹۲ معذرت کی یا کسی کلام کی یا دنیا کی طرف لوٹنے کی ۱۹۳ یعنی نہ ان سے عتاب و ملامت

دور کی جائے۔ ۱۹۴ یعنی کفار ۱۹۵ بتوں وغیرہ کو جنہیں پوجتے تھے۔ ۱۹۶ جو ہمیں معبود بتاتے ہو ہم نے تمہیں اپنی عبادت کی دعوت نہیں دی۔ ۱۹۷ مشرکین

۱۹۸ اور اس کے فرمانبردار ہونا چاہیں گے۔ ۱۹۹ دنیا میں بتوں کو خدا کا شریک بتا کر ۱۹۹ ان کے کفر کا عذاب اور دوسروں کو خدا کی راہ سے روکنے اور گمراہ کرنے کا

عذاب ۱۹۹ یہ گواہ انبیاء ہوں گے جو اپنی اپنی امتوں پر گواہی دیں گے۔



وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَى

اور اے محبوب تمہیں ان سب پر ۲۵۲ شاہد بنا کر لائیں گے اور ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے ۲۵۱ اور ہدایت اور رحمت اور بشارت

لِّلْمُسْلِمِينَ ﴿۸۹﴾ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَايَ ذِي الْقُرْبَىٰ

مسلمانوں کو بے شک اللہ حکم فرماتا ہے انصاف اور نیکی ۲۵۲ اور رشتہ داروں کے دینے کا ۲۵۱

وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْبُغْيِ وَيُعْظِمُ لِعَظْمِكُمْ تَذَكُّرًا ﴿۹۰﴾

اور منع فرماتا ہے بے حیائی ۲۵۱ اور بری بات ۲۵۱ اور سرکشی سے ۲۵۱ تمہیں نصیحت فرماتا ہے کہ تم دھیان کرو

وَأَوْفُوا بِعَهْدِ اللَّهِ إِذَا عَاهَدْتُمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْإِيمَانَ بَعْدَ تَوْكِيدِهَا

اور اللہ کا عہد پورا کرو ۲۵۱ جب قول باندھو اور قسمیں مضبوط کر کے نہ توڑو

۲۵۲ امتوں اور ان کے شاہدوں پر جو انبیاء ہوں گے جیسا کہ دوسری آیت میں وارد ہوا: ”فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْكُمْ لِإِثْمَانِكُمْ بِشَهَادَةٍ عَلَىٰ هَؤُلَاءِ

شَهِيدًا“ (ابو سعید خدری) ۲۵۱ جیسا کہ دوسری آیت میں ارشاد فرمایا: ”مَسَافِرٌ طَنَافِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ“ اور ترمذی کی حدیث میں ہے: سید عالم صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم نے پیش آنے والے لغتوں کی خبر دی صحابہ نے ان سے خلاص (چھٹکارے) کا طریقہ دریافت کیا۔ فرمایا: کتاب اللہ میں تم سے پہلے واقعات کی بھی خبر ہے

تم سے بعد کے واقعات کی بھی اور تمہارے مابین کا علم بھی۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرمایا: جو علم چاہے وہ قرآن کو لازم کر لے، اس میں

اولین و آخرین کی خبریں ہیں۔ امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ امت کے سارے علوم حدیث کی شرح ہیں اور حدیث قرآن کی اور یہ بھی فرمایا کہ نبی کریم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو کوئی حکم بھی فرمایا وہی تھا جو آپ کو قرآن پاک سے مفہوم ہوا۔ ابو بکر بن مجاہد سے منقول ہے: انہوں نے ایک روز فرمایا کہ عالم میں

کوئی چیز ایسی نہیں جو کتاب اللہ یعنی قرآن شریف میں مذکور نہ ہو اس پر کسی نے ان سے کہا: سراؤں (مسافر خانے) کا ذکر کہاں ہے؟ فرمایا: اس آیت میں ”لَيْسَ

عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ مَسْكُونَةٍ فِيهَا مَتَاعٌ لَكُمْ... الْخ“۔ (اس میں تم پر کچھ گناہ نہیں کہ ان گھروں میں جاؤ جو خاص کسی کی سکونت کے نہیں۔)

ابن ابوالفضل مریسی نے کہا کہ اولین و آخرین کے تمام علوم قرآن پاک میں ہیں غرض یہ کتاب جامع ہے جمع علوم کی جس کسی کو اس کا جتنا علم ملا ہے اتنا ہی جانتا ہے۔

۲۵۱ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ انصاف تو یہ ہے کہ اولی اللہ الہ اللہ کی گواہی دے اور نیکی اور فرائض کا ادا کرنا اور آپ ہی سے ایک اور

روایت ہے کہ انصاف شرک کا ترک کرنا اور نیکی اللہ کی اس طرح عبادت کرنا گویا وہ تمہیں دیکھ رہا ہے اور دوسروں کے لیے وہی پسند کرنا جو اپنے لیے پسند کرتے ہو،

اگر وہ مومن ہو تو اس کے برکات ایمان کی ترقی تمہیں پسند ہو اور اگر کافر ہو تو تمہیں یہ پسند آئے کہ وہ تمہارا اسلامی بھائی ہو جائے۔ انہیں سے ایک اور روایت ہے: اس

میں ہے کہ انصاف توحید ہے اور نیکی اخلاص اور ان تمام روایتوں کا طرز بیان اگرچہ جدا جدا ہے لیکن مال و مدعا ایک ہی ہے۔ ۲۵۲ اور ان کے ساتھ صلہ رحمی اور نیکی

سلوک کرنے کا ۲۵۱ یعنی ہر شرمناک مذموم قول و فعل و کفر و معاصی تمام ممنوعات شرعیہ ۲۵۱ یعنی ظلم و تکبر سے۔ ابن عبین نے اس آیت کی تفسیر میں

کہا کہ عدل ظاہر و باطن دونوں میں برابر حق و طاعت بجالانے کو کہتے ہیں اور احسان یہ ہے کہ باطن کا حال ظاہر سے بہتر ہو اور ”فَحْشَاءٌ وَمُنْكَرٌ وَبُغْيٌ“ یہ ہے کہ

ظاہر اچھا ہو اور باطن ایسا نہ ہو۔ بعض مفسرین نے فرمایا: اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے تین چیزوں کا حکم دیا اور تین سے منع فرمایا: عدل کا حکم دیا اور وہ انصاف و مساوات

ہے اقوال و افعال میں اس کے مقابل فَحْشَاءٌ یعنی بے حیائی ہے وہ نتیجہ اقوال و افعال ہیں اور احسان کا حکم فرمایا، وہ یہ ہے کہ جس نے ظلم کیا اس کو معاف کرو اور جس

نے برائی کی اس کے ساتھ بھلائی کرو اس کے مقابل مُنْكَرٌ ہے یعنی حُسن کے احسان کا انکار کرنا اور تیسرا حکم اس آیت میں رشتہ داروں کو دینے اور ان کے ساتھ صلہ رحمی

اور شفقت و محبت کا فرمایا، اس کے مقابل بُغْيٌ ہے اور وہ اپنے آپ کو اونچا کھینچنا اور اپنے علاقہ داروں کے حقوق تلف کرنا ہے۔ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا

کہ یہ آیت تمام خیر و شر کے بیان کو جامع ہے۔ یہی آیت حضرت عثمان بن مظعون کے اسلام کا سبب ہوئی جو فرماتے ہیں کہ اس آیت کے نزول سے ایمان میرے دل

میں جگہ پکڑ گیا۔ اس آیت کا اثر اتنا زبردست ہوا کہ ولید بن مغیرہ اور ابو جہل جیسے سخت دل کفار کی زبانوں پر بھی اس کی تعریف آہی گئی اس لیے یہ آیت ہر خطبہ کے آخر

میں پڑھی جاتی ہے۔ ۲۵۱ یہ آیت ان لوگوں کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اسلام پر بیعت کی تھی انہیں اپنے عہد کے وفا

کرنے کا حکم دیا گیا اور یہ حکم انسان کے ہر عہد نیک اور وعدہ کو شامل ہے۔

وَقَدْ جَعَلْتُمْ اللَّهَ عَلَيْكُمْ كَفِيلًا ۖ إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ ﴿۹۱﴾ وَلَا

اور تم اللہ کو فلا اپنے اوپر ضامن کر چکے ہو بے شک اللہ تمہارے کام جانتا ہے اور فلا

تَكُونُوا كَالَّتِي نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ أَنْكَا ۖ تَتَّخِذُونَ أَيْمَانَكُمْ

اس عورت کی طرح نہ ہو جس نے اپنا سوت مضبوطی کے بعد ریزہ ریزہ کر کے توڑ دیا فلا اپنی قسمیں آپس میں

دَخَلًا بَيْنَكُمْ أَنْ تَكُونَ أُمَّةٌ هِيَ أَرْبَىٰ مِنْ أُمَّةٍ ۗ إِنَّمَا يَبُلُوكُمْ اللَّهُ

ایک بے اصل بہانہ بناتے ہو کہ کہیں ایک گروہ دوسرے گروہ سے زیادہ نہ ہو فلا اللہ تو اس سے تمہیں آزماتا

بِهِ ۖ وَلِيَبَيِّنَنَّ لَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ﴿۹۲﴾ وَلَوْ شَاءَ

ہے فلا اور ضرور تم پر صاف ظاہر کر دے گا قیامت کے دن فلا جس بات میں جھگڑتے تھے فلا اور اللہ چاہتا

اللَّهُ لَجَعَلَ لَكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً ۗ وَلَٰكِنْ يُضِلُّ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي مَنْ

تو تم کو ایک ہی امت کرتا فلا لیکن اللہ گمراہ کرتا ہے فلا جسے چاہے اور راہ دیتا ہے فلا جسے

يَشَاءُ ۖ وَلَسُّنَّ عِبَادِكُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۹۳﴾ وَلَا تَتَّخِذُوا أَيْمَانَكُمْ

چاہے اور ضرور تم سے فلا تمہارے کام پوچھے جائیں گے فلا اور اپنی قسمیں آپس میں بے اصل

دَخَلًا بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌ بَعْدَ ثُبُوتِهَا وَتَذُوقُوا السُّوءَ بِمَا صَدَدْتُمْ

بہانہ نہ بناؤ کہ کہیں کوئی پاؤں فلا جھنے کے بعد لغزش نہ کرے اور تمہیں برائی چکھنی ہو فلا بدلہ اس کا

عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ۗ وَلَكُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿۹۴﴾ وَلَا تَشْتَرُوا بِعَهْدِ اللَّهِ ثَمَنًا

کہ اللہ کی راہ سے روکتے تھے اور تمہیں بڑا عذاب ہو فلا اور اللہ کے عہد پر تھوڑے دام

قَلِيلًا ۖ إِنَّمَا عِنْدَ اللَّهِ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿۹۵﴾ مَا عِنْدَكُمْ

مول نہ لو فلا بے شک وہ فلا جو اللہ کے پاس ہے تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو جو تمہارے پاس ہے فلا

فلا اس کے نام کی قسم کھا کر فلا تم عہد اور قسمیں توڑ کر فلا مکہ مکرمہ میں رِيْطَه بنتِ عَمْرٍو ایک عورت تھی جس کی طبیعت میں بہت وہم تھا اور عقل میں فتور، وہ

دو پہر تک محنت کر کے سوت کا تار کرتی اور اپنی باندیوں سے بھی کوتاہی اور دو پہر کے وقت اس کا تے ہوئے کو توڑ کر ریزہ ریزہ کر ڈالتی اور باندیوں سے بھی تڑواتی یہی

اس کا معمول تھا۔ معنی یہ ہیں کہ اپنے عہد کو توڑ کر اس عورت کی طرح بیوقوف نہ بنو۔ فلا مجاہد کا قول ہے کہ لوگوں کا طریقہ یہ تھا کہ ایک قوم سے حلف کرتے اور جب

دوسری قوم اس سے زیادہ تعداد یا مال یا قوت میں پاتے تو پہلوں سے جو حلف کئے تھے توڑ دیتے اور اب دوسرے سے حلف کرتے اللہ تعالیٰ نے اس کو منع فرمایا اور عہد

کے وفا کرنے کا حکم دیا۔ فلا کہ مطیع اور عاصی ظاہر ہو جائے فلا اعمال کی جزا دے کر فلا دنیا کے اندر فلا کہ تم سب ایک دین پر ہوتے فلا اپنے عدل

سے فلا اپنے فضل سے فلا روز قیامت فلا جو تم نے دنیا میں کئے فلا راہ حق و طریقہ اسلام سے فلا یعنی عذاب فلا آخرت میں فلا اس طرح کہ

دنیا سے ناپائیدار کے قلیل نفع پر اس کو توڑ دو۔ فلا جزاء و ثواب فلا سامان دنیا یہ سب فنا ہو جائے گا اور تم۔

يَقْدُ وَمَا عِنْدَ اللَّهِ بَاقٍ ۖ وَلَنَجْزِيَنَ الَّذِينَ صَبَرُوا أَجْرَهُم بِأَحْسَنِ

ہو چکے گا اور جو اللہ کے پاس ہے ۲۲۵ ہمیشہ رہنے والا ہے اور ضرور ہم صبر کرنے والوں کو ان کا وہ صلہ دیں گے

مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۹۶﴾ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ

جو ان کے سب سے اچھے کام کے قابل ہو ۲۲۹ جو اچھا کام کرے مرد ہو یا عورت اور ہو مسلمان ۲۳۰

فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُم بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا

تو ضرور ہم اسے اچھی زندگی چلائیں گے ۲۳۱ اور ضرور انہیں ان کا نیک (اجر) دیں گے جو ان کے سب سے بہتر کام کے

يَعْمَلُونَ ﴿۹۷﴾ فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ

لائیق ہو تو جب تم قرآن پڑھو تو اللہ کی پناہ مانگو شیطان

الرَّجِيمِ ﴿۹۸﴾ إِنَّهُ لَيْسَ لَهُ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ

مردود سے ۲۳۲ بے شک اس کا کوئی قابو ان پر نہیں جو ایمان لائے اور اپنے رب ہی پر

يَتَوَكَّلُونَ ﴿۹۹﴾ إِنَّمَا سُلْطٰنُهُ عَلَى الَّذِينَ يَتَوَلَّوْنَهُ وَالَّذِينَ هُمْ بِهِ

بھروسہ رکھتے ہیں ۲۳۳ اس کا قابو تو انہیں پر ہے جو اس سے دوتی کرتے ہیں اور اسے

مُشْرِكُونَ ﴿۱۰۰﴾ وَإِذَا بَدَّلْنَا آيَةً مَّكَانَ آيَةٍ ۖ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يَنْزِلُ قَالُوا

شریک ٹھہراتے ہیں اور جب ہم ایک آیت کی جگہ دوسری آیت بدلیں ۲۳۴ اور اللہ خوب جانتا ہے جو اتارتا ہے ۲۳۵ کافر کہیں

إِنَّمَا أَنْتَ مُفْتَرٍ ۖ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۱۰۱﴾ قُلْ نَزَّلَهُ رُوحُ

تم تو دل سے بنا لاتے ہو ۲۳۶ بلکہ ان میں اکثر کو علم نہیں ۲۳۷ تم فرماؤ اسے پاکیزگی

۲۳۸ اس کا خزانہ رحمت و ثواب آخرت ۲۳۹ یعنی ان کی ادنیٰ سی ادنیٰ نیکی پر بھی وہ اجر و ثواب دیا جائے گا جو وہ اپنی اعلیٰ نیکی پر پاتے۔ (ابوالسعود) ۲۴۰ یہ ضرور شرط

ہے کیونکہ کفار کے اعمال بیکار ہیں، عمل صالح کے موجب ثواب ہونے کے لیے ایمان شرط ہے۔ ۲۴۱ دنیا میں رزق حلال اور قناعت عطا فرما کر اور آخرت میں جنت

کی نعمتیں دے کر۔ بعض علماء نے فرمایا کہ اچھی زندگی سے لذت عبادت مراد ہے۔ حکمت: مومن اگرچہ فقیر بھی ہو اس کی زندگانی دولت مند کافر کے عیش سے بہتر اور

پاکیزہ ہے کیونکہ مومن جانتا ہے کہ اس کی روزی اللہ کی طرف سے ہے جو اس نے مقدر کیا اس پر راضی ہوتا ہے اور مومن کا دل حرص کی پریشانیوں سے محفوظ اور آرام

میں رہتا ہے اور کافر جو اللہ پر نظر نہیں رکھتا وہ حرص میں رہتا ہے اور ہمیشہ رنج و تعب (دُکھ) اور تحصیل مال کی فکر میں پریشان رہتا ہے۔ ۲۴۲ یعنی قرآن کریم کی تلاوت

شروع کرتے وقت ”أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ“ پڑھو، یہ مستحب ہے۔ أَعُوذُ... الخ کے مسائل سورۃ فاتحہ کی تفسیر میں مذکور ہو چکے۔ ۲۴۳ وہ شیطانی

دوسے قبول نہیں کرتے۔ ۲۴۴ اور اپنی حکمت سے ایک حکم کو منسوخ کر کے دوسرا حکم دیں۔ شان نزول: مشرکین مکہ اپنی جہالت سے نسخ پر اعتراض کرتے تھے اور

اس کی حکمتوں سے ناواقف ہونے کے باعث اس کو منسوخ بناتے تھے اور کہتے تھے کہ محمد (مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ایک روز ایک حکم دیتے ہیں دوسرے روز اور

دوسرا ہی حکم دیتے ہیں وہ اپنے دل سے باتیں بناتے ہیں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ۲۴۵ کہ اس میں کیا حکمت اور اس کے بندوں کے لیے اس میں کیا مصلحت

ہے۔ ۲۴۶ اللہ تعالیٰ نے اس پر کفار کی تہلیل فرمائی اور ارشاد کیا ۲۴۷ اور وہ نسخ و تبدیلی کی حکمت و فوائد سے خبردار نہیں اور یہ بھی نہیں جانتے کہ قرآن کریم کی طرف



الْقُدْسِ مِنْ رَبِّكَ بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِينَ آمَنُوا وَهُدًى وَبُشْرَى

کی روح ۲۲۵ نے اتارا تمہارے رب کی طرف سے ٹھیک ٹھیک کہ اس سے ایمان والوں کو ثابت قدم کرے اور ہدایت اور بشارت

لِلْمُسْلِمِينَ ۱۰۲) وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّهُمْ يَقُولُونَ إِنَّمَا يُعَلِّمُهُ بَشَرٌ لِّسَانُ

مسلمانوں کو اور بے شک ہم جانتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں یہ تو کوئی آدمی سکھاتا ہے جس کی

الَّذِي يُلْحِدُونَ إِلَيْهِ أَعْجَبِي ۱۰۳) وَهَذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُبِينٌ ۱۰۴) إِنَّ

طرف ڈھالتے (اشارہ کرتے) ہیں اس کی زبان عجمی ہے اور یہ روشن عربی زبان ۲۲۹ بے شک

الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ لَا يَهْدِيهِمُ اللَّهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۱۰۵)

وہ جو اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں لاتے ۲۳۰ اللہ انہیں راہ نہیں دیتا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے ۲۳۱

إِنَّمَا يَفْتَرِي الْكُذِبَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَأُولَئِكَ هُمُ

جھوٹ بہتان وہی باندھتے ہیں جو اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں رکھتے ۲۳۲ اور وہی

الْكٰذِبُونَ ۱۰۵) مَنْ كَفَرَ بِاللَّهِ مِنْ بَعْدِ إِيْمَانِهِ إِلَّا مِنْ أَكْرَهٍ وَقَلْبُهُ

جھوٹے ہیں جو ایمان لا کر اللہ کا منکر ہو ۲۳۳ سوا اس کے جو مجبور کیا جائے اور اس کا دل

مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيْمَانِ وَلَكِنْ مَنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ

ایمان پر جما ہوا ہو ۲۳۴ ہاں وہ جو دل کھول کر ۲۳۵ کافر ہو ان پر اللہ کا

افتراء نسبت ہوئی نہیں سکتی کیونکہ جس کلام کے مثل بنانا قدرت بشری سے باہر ہے وہ کسی انسان کا بنایا ہوا کیسے ہو سکتا ہے! لہذا سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو

خطاب ہوا۔ ۲۳۸ یعنی حضرت جبریل علیہ السلام ۲۳۹ قرآن کریم کی حلاوت اور اس کے علوم کی نورانیت جب قلوب کی تسخیر (دلوں کو اپنی طرف مائل) کرنے

لگی اور کفار نے دیکھا کہ دنیا اس کی گرویدہ ہوتی چلی جاتی ہے اور کوئی تدبیر اسلام کی مخالفت میں کامیاب نہیں ہوتی تو انہوں نے طرح طرح کے افتراء اٹھانے

(بہتان لگانے) شروع کئے کبھی اس کو شر بتایا کبھی پہلوں کے قے اور کہانیاں کہا کبھی یہ کہا کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ خود بنالیا ہے اور ہر طرح کوشش

کی کہ کسی طرح لوگ اس کتاب مفقوس کی طرف سے بدگمان ہوں انہیں مکاریوں میں سے ایک کمر یہ بھی تھا کہ انہوں نے ایک عجمی غلام کی نسبت یہ کہا کہ وہ سید عالم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سکھاتا ہے۔ اس کے رد میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور ارشاد فرمایا گیا کہ ایسی باطل باتیں دنیا میں کون قبول کر سکتا ہے جس غلام کی طرف

کفار نسبت کرتے ہیں وہ تو عجمی ہے ایسا کلام بنانا اس کے تو کیا امکان میں ہوتا تمہارے فصحاء و بلغاء جن کی زبان دانی پر اہل عرب کو فخر و ناز ہے وہ سب کے سب

حیران ہیں اور چند جملے قرآن کی مثل بنانا انہیں حال اور ان کی قدرت سے باہر ہے تو ایک عجمی کی طرف ایسی نسبت کس قدر باطل اور بے شرمی کا فعل ہے، خدا کی شان

جس غلام کی طرف کفار یہ نسبت کرتے تھے اس کو بھی اس کلام کے اعجاز نے تسخیر کیا اور وہ بھی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حلقہ بگوش طاعت ہوا اور صدق و

اخلاص کے ساتھ ایمان لایا۔ ۲۴۰ اور اس کی تصدیق نہیں کرتے۔ ۲۴۱ بسبب انکار قرآن و تکذیب رسول علیہ السلام کے۔ ۲۴۲ یعنی جھوٹ بولنا اور افتراء کرنا

بے ایمانوں ہی کا کام ہے۔ مسئلہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ جھوٹ کبیرہ گناہوں میں بدترین گناہ ہے۔ ۲۴۳ اس پر اللہ کا غضب، ۲۴۴ وہ غضب نہیں۔ شان

نزول: یہ آیت عمار بن یاسر کے حق میں نازل ہوئی انہیں اور ان کے والد یاسر اور ان کی والدہ ثمریہ اور صہیب اور بلال اور جناب اور سالم رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو پکڑ کر

کفار نے سخت سخت ایذا میں دیں تاکہ وہ اسلام سے پھر جائیں لیکن یہ حضرات نہ پھرے تو کفار نے حضرت عمار کے والدین کو بہت بے رحمیوں سے قتل کیا اور عمار

مِّنَ اللَّهِ جَ وَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿۱۰۶﴾ ذَلِكِ بِأَنَّهُمْ اسْتَحَبُّوا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا

غضب ہے اور ان کو بڑا عذاب ہے یہ اس لئے کہ انہوں نے دنیا کی زندگی آخرت سے

عَلَى الْآخِرَةِ ۗ وَأَنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ﴿۱۰۷﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ

پیاری جانی ۲۳۷ اور اس لئے کہ اللہ (ایسے) کافروں کو راہ نہیں دیتا یہ ہیں وہ جن کے

طَبَعَ اللَّهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ وَسَمِعِهِمْ وَأَبْصَارِهِمْ جَ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْغٰفِلُونَ ﴿۱۰۸﴾

دل اور کان اور آنکھوں پر اللہ نے مہر کر دی ہے ۲۳۸ اور وہی غفلت میں پڑے ہیں ۲۳۸

لَا جَرَمَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ هُمْ الْخٰسِرُونَ ﴿۱۰۹﴾ ثُمَّ إِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِينَ

آپ ہی ہوا کہ آخرت میں وہی خراب ہیں ۲۳۹ پھر بے شک تمہارا رب ان کے لئے جنھوں نے

هَاجَرُوا مِنِّي بَعْدَ مَا قَاتَلْتُمُوهُمْ جَاهِدُوا وَاصْبِرُوا ۗ إِنَّ رَبَّكَ مِّنْ بَعْدِهَا

اپنے گھر چھوڑے ۲۴۰ بعد اس کے کہ ستائے گئے ۲۴۱ پھر انھوں نے ۲۴۲ جہاد کیا اور صابر رہے بے شک تمہارا رب اس ۲۴۳ کے بعد

لَعَفُورًا رَّحِيمًا ﴿۱۱۰﴾ يَوْمَ تَأْتِي كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَفْسِهَا وَتُوْفَىٰ كُلُّ

ضرور بخشنے والا ہے مہربان جس دن ہر جان اپنی ہی طرف جھگڑتی آئے گی ۲۴۴ اور ہر جان کو

نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿۱۱۱﴾ وَضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا قَرْيَةً

اس کا کیا پورا بھر دیا جائے گا اور ان پر ظلم نہ ہوگا ۲۴۵ اور اللہ نے کہاوت بیان فرمائی ۲۴۶ ایک بہت سی ۲۴۷

ضعيف تھے بھاگ نہیں سکتے تھے انہوں نے مجبور ہو کر جب دیکھا کہ جان پر بن گئی تو باؤل نحو استکلمہ کفر کا تلفظ کر دیا۔ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خبر دی

گئی کہ عمار کافر ہو گئے۔ فرمایا: ہرگز نہیں! عمار سے پاؤں تک ایمان سے پڑ ہیں اور اس کے گوشت اور خون میں ذوق ایمانی سرایت کر گیا ہے پھر حضرت عمار روتے

ہوئے خدمت اقدس میں حاضر ہوئے حضور نے فرمایا: کیا ہوا؟ عمار نے عرض کیا: اے خدا کے رسول! بہت ہی بُرا ہوا اور بہت ہی بُرے کلمے میری زبان پر جاری

ہوئے۔ ارشاد فرمایا: اس وقت تیرے دل کا کیا حال تھا؟ عرض کیا دل ایمان پر خوب جما ہوا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شفقت و رحمت فرمائی اور فرمایا

کہ اگر پھر ایسا اتفاق ہو تو یہی کرنا چاہئے، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ (خان) مسئلہ: آیت سے معلوم ہوا کہ حالات اکراہ (کفر پر مجبور کئے جانے کی حالت)

میں اگر دل ایمان پر جما ہوا ہو تو کلمہ کفر کا اجزا (زبان پر جاری کرنا) جائز ہے جبکہ آدمی کو اپنے جان یا کسی عضو کے تلف (ضائع) ہونے کا خوف ہو۔ مسئلہ: اگر اس

حالت میں بھی صبر کرے اور قتل کر ڈالا جائے تو وہ ماجور (ثواب پائے گا) اور شہید ہوگا جیسا کہ حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صبر کیا اور وہ سولی پر چڑھا کر

شہید کر ڈالے گئے۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں سید الشہداء فرمایا۔ مسئلہ: جس شخص کو مجبور کیا جائے اگر اس کا دل ایمان پر جما ہوا نہ ہو وہ کلمہ کفر

زبان پر لانے سے کافر ہو جائے گا۔ مسئلہ: اگر کوئی شخص بغیر مجبوری کے تسخیر یا جہل سے کلمہ کفر زبان پر جاری کرے کافر ہو جائے گا۔ (تفسیر احمدی) ۲۴۸ رضامندی

اور اعتقاد کے ساتھ۔ ۲۴۹ اور یہ دنیا ارتداد (مرتد ہونے) پر اقدام کرنے کا سبب ہے۔ ۲۵۰ نہ وہ تدر (انجام پر غور) کرتے ہیں نہ مواظظ و نصح پر کان رکھتے

ہیں نہ طریق رُشد و صواب کو دیکھتے ہیں۔ ۲۵۱ کہ اپنی عاقبت و انجام کار کو نہیں سوچتے۔ ۲۵۲ کہ ان کے لیے دائمی عذاب ہے۔ ۲۵۳ اور کہ کرم سے مدینہ طیبہ کو

ہجرت کی۔ ۲۵۴ کفار نے ان پر سختیاں کیں اور انہیں کفر پر مجبور کیا۔ ۲۵۵ ہجرت کے بعد ۲۵۶ ہجرت و جہاد و صبر ۲۵۷ وہ روز قیامت ہے جب ہر ایک نفسی نفسی

کہتا ہوگا اور سب کو اپنی پڑی ہوگی۔ ۲۵۸ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ روز قیامت لوگوں میں مٹو مت (دشمنی)

كَانَتْ اٰمَنَةً مُّطْمَئِنِّةً يَّاتِيهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ

کہ امان و اطمینان سے تھی ۲۵۸ ہر طرف سے اس کی روزی کثرت سے آتی تو وہ اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کرنے لگی ۲۵۹

بِاَنْعَمِ اللّٰهِ فَاذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسِ الْجُوعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿۱۱۲﴾

تو اللہ نے اسے یہ سزا چکھائی کہ اسے بھوک اور ڈر کا پہناوا پہنایا ۲۶۰ بدلہ ان کے کئے کا

وَلَقَدْ جَاءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ وَهُمْ

اور بے شک ان کے پاس انہیں میں سے ایک رسول تشریف لایا ۲۶۱ تو انہوں نے اسے جھٹلایا تو انہیں عذاب نے پکڑا ۲۶۲ اور وہ

ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمْ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۗ وَاشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ

بے انصاف تھے تو اللہ کی دی ہوئی روزی ۲۶۳ حلال پاکیزہ کھاؤ ۲۶۴ اور اللہ کی نعمت کا شکر کرو

اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۱۴﴾ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْبَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ

اگر تم اسے پوجتے ہو تم پر تو یہی حرام کیا ہے مردار اور خون اور سور کا

الْخِنْزِيْرِ وَمَا اٰهَلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهِ ۗ فَمَنْ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَاِنَّ

گوشت اور وہ جس کے ذبح کرتے وقت غیر خدا کا نام پکارا گیا ۲۶۵ پھر جو لاچار ہو ۲۶۶ نہ خواہش کرتا اور نہ حد سے بڑھتا ۲۶۷ تو بے شک

یہاں تک بڑھے گی کہ روح و جسم میں جھگڑا ہوگا۔ روح کہے گی: یارب! نہ میرے ہاتھ تھا کہ میں کسی کو پکڑتی نہ پاؤں تھا کہ چلتی نہ آنکھ تھی کہ دیکھتی۔ جسم کہے گا: یارب!

میں تو لکڑی کی طرح تھا نہ میرا ہاتھ پکڑ سکتا تھا نہ پاؤں چل سکتا تھا نہ آنکھ دیکھ سکتی تھی، جب یہ روح نوری شعاع کی طرح آئی تو اس سے میری زبان بولنے لگی، آنکھ بینا

ہوگئی، پاؤں چلنے لگے، جو کچھ کیا اس نے کیا۔ اللہ تعالیٰ ایک مثال بیان فرمائے گا کہ ایک اندھا اور ایک لولا دونوں ایک باغ میں گئے، اندھے کو تو پھل نظر نہیں آتے

تھے اور لوے کا ہاتھ ان تک نہیں پہنچتا تھا تو اندھے نے لوے کو اپنے اوپر سوار کر لیا اس طرح انہوں نے پھل توڑے تو سزا کے وہ دونوں مستحق ہوئے اس لیے روح اور

جسم دونوں ملزم ہیں۔ ۲۵۹ ایسے لوگوں کے لیے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا اور وہ اس نعمت پر مغرور ہو کر ناشکری کرنے لگے کافر ہو گئے۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی

ناراضی کا ہوا، ان کی مثال ایسی سمجھو جیسے کہ ۲۵۷ مثل مکہ کے ۲۵۸ نہ اس پر غنیم چڑھتا (دشمن حملہ کرتا) نہ وہاں کے لوگ قتل و قید کی مصیبت میں گرفتار کئے جاتے۔

۲۵۹ اور اس نے اللہ کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تکذیب کی۔ ۲۶۰ کہ سات برس نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بدعا سے قحط اور خشک سالی کی

مصیبت میں گرفتار رہے یہاں تک کہ مُردار کھاتے تھے پھر امن و اطمینان کے بجائے خوف و ہراس ان پر مسلط ہوا اور ہر وقت مسلمانوں کے حملے اور لشکر کشی کا اندیشہ

رہنے لگا۔ ۲۶۱ یعنی سید انبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۲۶۲ بھوک اور خوف کے ۲۶۳ جو اس نے سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست

مبارک سے عطا فرمائی۔ ۲۶۴ بجائے ان حرام اور خبیث اموال کے جو کھایا کرتے تھے لوٹ، غصب اور خبیث مکاسب (پیشے) سے حاصل کئے ہوئے۔ جمہور

مفسرین کے نزدیک اس آیت میں مخاطب مسلمان ہیں اور ایک قول مفسرین کا یہ بھی ہے کہ مخاطب مشرکین مکہ ہیں۔ کلبی نے کہا کہ جب اہل مکہ قحط کے سبب بھوک

سے پریشان ہوئے اور تکلیف کی برداشت نہ رہی تو ان کے سرداروں نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ سے دشمنی تو مرد کرتے ہیں عورتوں اور

بچوں کو جو تکلیف پہنچ رہی ہے اس کا خیال فرمائیے۔ اس پر رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اجازت دی کہ ان کے لیے طعام لے جایا جائے اس آیت میں اس

کا بیان ہوا۔ ان دونوں قولوں میں اول صحیح تر ہے۔ (غازن) ۲۶۵ یعنی اس کو بتوں کے نام پر ذبح کیا گیا ہو۔ ۲۶۶ اور ان حرام چیزوں میں سے کچھ کھانے پر مجبور

ہو۔ ۲۶۷ یعنی قدر ضرورت پر صبر کر کے۔



اللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿۱۱۵﴾ وَلَا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ أَلْسِنَتِكُمُ الْكُذِبَ هَذَا

اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور نہ کہو اسے جو تمہاری زبانیں جھوٹ بیان کرتی ہیں یہ

حَلَّلٌ وَهَذَا حَرَامٌ لِّتَقْتَرُوا عَلَى اللَّهِ الْكُذِبَ ۖ إِنَّ الَّذِينَ

حلال ہے اور یہ حرام ہے کہ اللہ پر جھوٹ باندھو ۲۶۸ بے شک جو

يُقْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكُذِبَ لَا يُفْلِحُونَ ﴿۱۱۶﴾ مَتَاعٌ قَلِيلٌ ۖ وَلَهُمْ

اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں ان کا بھلا نہ ہو گا تھوڑا برتنا ہے ۲۶۹ اور ان کے لئے

عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿۱۱۷﴾ وَعَلَى الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا مَا قَصَصْنَا عَلَيْكَ مِنْ

درد ناک عذاب ۲۷۰ اور خاص یہودیوں پر ہم نے حرام فرمائیں وہ چیزیں جو پہلے تمہیں

قَبْلُ ۚ وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ وَلَكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿۱۱۸﴾ ثُمَّ إِنَّ رَبَّكَ

سنائیں ۲۷۱ اور ہم نے ان پر ظلم نہ کیا ہاں وہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے ۲۷۲ پھر بے شک تمہارا رب

لِلَّذِينَ عَمِلُوا السُّوءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوا مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ وَأَصْحُوا

ان کے لئے جو نادانی سے ۲۷۳ بُرائی کر بیٹھیں پھر اس کے بعد توبہ کریں اور سنور جائیں

إِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿۱۱۹﴾ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ كَانَ أُمَّةً قَانِتًا

بے شک تمہارا رب اس کے بعد ۲۷۴ ضرور بخشنے والا مہربان ہے بے شک ابراہیم ایک امام تھا ۲۷۵ اللہ کا فرمانبردار

لِلَّهِ حَنِيفًا ۖ وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿۱۲۰﴾ شَاكِرًا لِأَنْعُمِهِ ۖ اجْتَبَاهُ

اور سب سے جدا ۲۷۶ اور مشرک نہ تھا ۲۷۷ اس کے احسانوں پر شکر کرنے والا اللہ نے اسے چن لیا ۲۷۸

وَهَدَاهُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ﴿۱۲۱﴾ وَاتَّيْنَاهُ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ۖ وَإِنَّهُ

اور اسے سیدھی راہ دکھائی اور ہم نے اسے دنیا میں بھلائی دی ۲۷۹ اور بے شک وہ

۲۷۸ ازمانہ جاہلیت کے لوگ اپنی طرف سے بعض چیزوں کو حلال بعض چیزوں کو حرام کر لیا کرتے تھے اور اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کر دیا کرتے تھے اس کی ممانعت

فرمائی گئی اور اس کو اللہ پر افترا فرمایا گیا۔ آج کل بھی جو لوگ اپنی طرف سے حلال چیزوں کو حرام بنا دیتے ہیں جیسے میلاد شریف کی شیرینی، فاتحہ، گیارہویں، عرس وغیرہ

ایصال ثواب کی چیزیں جن کی حرمت شریعت میں وارد نہیں ہوئی انہیں اس آیت کے حکم سے ڈرنا چاہئے کہ ایسی چیزوں کی نسبت یہ کہہ دینا کہ یہ شرعاً حرام ہیں اللہ

تعالیٰ پر افترا کرنا ہے۔ ۲۷۹ اور دنیا کی چند روزہ آسائش ہے جو باقی رہنے والی نہیں۔ ۲۸۰ ہے آخرت میں ۲۸۱ سورۃ النعام میں آیت ”وَعَلَى الَّذِينَ هَادُوا حَرَفًا مَسْأَلٌ ذِي ظُفُرٍ الْآيَةَ“ میں ۲۸۲ بغاوت و معصیت کا ارتکاب کر کے جس کی سزا میں وہ چیزیں ان پر حرام ہوئیں جیسا کہ آیت ”فَيُظْلَمُ مِنَ الَّذِينَ هَادُوا حَرَفًا مَسْأَلٌ ذِي ظُفُرٍ الْآيَةَ“ میں ارشاد فرمایا گیا۔ ۲۸۳ بغیر انجام سوچے۔ ۲۸۴ یعنی توبہ کے ۲۸۵ نیک خصائل اور پسندیدہ اخلاق اور حمیدہ صفات کا جامع ۲۸۶ دین اسلام پر قائم ۲۸۷ اس میں کفار قریش کی تکذیب ہے جو اپنے آپ کو دین ابراہیمی پر خیال کرتے تھے۔ ۲۸۸ اپنی نبوت و خلقت کے لیے ۲۸۹ رسالت و

فِي الْآخِرَةِ لَمَنِ الصَّالِحِينَ ۝۱۲۲ ثُمَّ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ أَنْ اتَّبِعْ مِلَّةَ

آخرت میں شانان قرب ہے پھر ہم نے تمہیں وحی بھیجی کہ دین ابراہیم کی پیروی

إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا ۖ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝۱۲۳ إِنَّمَا جَعَلَ السَّبْتُ عَلَىٰ

کرو جو باطل سے الگ تھا اور مشرک نہ تھا ۲۸۰ ہفتہ تو انہیں پر رکھا گیا تھا

الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ ۖ وَإِنَّ رَبَّكَ لَيَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا

جو اس میں مختلف ہو گئے ۲۸۱ اور بے شک تمہارا رب قیامت کے دن ان میں فیصلہ کر دے گا جس بات میں

كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۝۱۲۴ أَدْعُرُّ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ

اختلاف کرتے تھے ۲۸۲ اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ ۲۸۳ پکی تدبیر اور اچھی

الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ۖ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ

نصیحت سے ۲۸۴ اور ان سے اس طریقہ پر بحث کرو جو سب سے بہتر ہو ۲۸۵ بے شک تمہارا رب خوب جانتا ہے جو اس کی

عَنْ سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ۝۱۲۵ وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِسُلْ

راہ سے بہکا اور وہ خوب جانتا ہے راہ والوں کو اور اگر تم سزا دو تو ویسی ہی سزا دو

مَا عَوْقَبْتُمْ بِهِ ۖ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِلصَّابِرِينَ ۝۱۲۶ وَأَصْبِرْ

جیسی تکلیف تمہیں پہنچائی تھی ۲۸۶ اور اگر تم صبر کرو ۲۸۷ تو بے شک صبر والوں کو صبر سب سے اچھا اور اے محبوب تم صبر کرو

أَمْوَالِ وَأَوْلَادِهِمْ حَسَنًا وَقُولْ عَامَ كَرَامٍ أَدِيانَ وَالْمُسْلِمَانِ أَوْ يَهُودٍ أَوْ نَصَارَىٰ أَوْ عَرَبٍ كَمَا سَبَّحْتَ سُبْحَانَ رَبِّكَ وَأَنْتَ أَعْلَمُ

۲۸۸ اتباع سے مراد یہاں عقائد و اصول دین میں موافقت کرنا ہے۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس اتباع کا حکم کیا گیا، اس میں آپ کی عظمت و منزلت اور رفعت

وَرَبِّكَ (بلند درجات) کا اظہار ہے کہ آپ کا دین ابراہیمی کی موافقت فرمانا حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے ان کے تمام فضائل و کمالات میں سب سے

اعلیٰ فضل و شرف ہے کیونکہ آپ اکرم الاولین والآخرین ہیں جیسا کہ صحیح حدیث میں وارد ہے اور تمام انبیاء اور کل خلق سے آپ کا مرتبہ افضل و اعلیٰ ہے: تو اصلی

و باقی طفیل تو اند: تو شاہی و مجموع خلیل تو اند (سب سے پہلے آپ ہیں اور باقی سب آپ کے طفیل، آپ بادشاہ ہیں باقی سب آپ کی رعایا ہے)

۲۸۹ یعنی شنبہ کی تعظیم اور اس روز شکار ترک کرنا اور وقت کو عبادت کے لیے فارغ کرنا یہود پر فرض کیا گیا تھا اور اس کا واقعہ اس طرح ہوا تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ

والسلام نے انہیں روز جمعہ کی تعظیم کا حکم فرمایا تھا اور ارشاد کیا تھا کہ ہفتہ میں ایک دن اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے خاص کرو اس دن میں کچھ کام نہ کرو اس میں انہوں

نے اختلاف کیا اور کہا وہ دن جمعہ نہیں بلکہ سنیچر ہونا چاہئے بجز ایک چھوٹی سی جماعت کے جو حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم کی تعمیل میں جمعہ پر ہی راضی ہو گئی

تھی۔ اللہ تعالیٰ نے یہود کو سنیچر کی اجازت دے دی اور شکار حرام فرما کر ابتلا (امتحان) میں ڈال دیا تو جو لوگ جمعہ پر راضی ہو گئے تھے وہ مطیع رہے اور انہوں نے اس

حکم کی فرمانبرداری کی۔ باقی لوگ صبر نہ کر سکے انہوں نے شکار کے اور نتیجہ یہ ہوا کہ مسخ کئے گئے۔ یہ واقعہ تفصیل کے ساتھ سورہ اعراف میں بیان ہو چکا ہے۔ ۲۹۰ اس

طرح کہ مطیع کو ثواب دے گا اور عاصی کو عقاب (عذاب) فرمائے گا۔ اس کے بعد سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خطاب فرمایا جاتا ہے۔ ۲۹۱ یعنی خلق کو دین

اسلام کی دعوت دو۔ ۲۹۲ پکی تدبیر سے وہ دلیل محکم مراد ہے جو حق کو واضح اور شبہات کو زائل کر دے اور اچھی نصیحت سے ترغیبات و ترہیبات مراد ہیں۔ ۲۹۳ بہتر

طریق سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف اس کی آیات اور دلائل سے بلائیں۔ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ دعوت حق اور اظہار حقانیت دین کے لیے مناظرہ جائز ہے۔

وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا بِاللَّهِ وَلَا تَحْزَنُ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِي ضَيْقٍ مِّمَّا

اور تمہارا صبر اللہ ہی کی توفیق سے ہے اور ان کا غم نہ کھاؤ ۲۸۵ اور ان کے فریبوں سے دل

يَسْكُرُونَ ﴿۱۲۷﴾ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَالَّذِينَ هُمْ مُحْسِنُونَ ﴿۱۲۸﴾

تنگ نہ ہو ۲۸۹ بے شک اللہ ان کے ساتھ ہے جو ڈرتے ہیں اور جو نیکیاں کرتے ہیں۔

۲۸۶ یعنی سزا بقدر جنابت (جرم کے برابر) ہو اس سے زائد نہ ہو۔ شان نزول: جنگ احد میں کفار نے مسلمانوں کے شہداء کے چہروں کو زخمی کر کے ان کی شکلوں کو

تبدیل کیا تھا اور ان کے پیٹ چاک کئے تھے ان کے اعضاء کاٹے تھے ان شہداء میں حضرت حمزہ بھی تھے۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب انہیں دیکھا تو حضور

کو بہت صدمہ ہوا اور حضور نے قسم کھائی کہ ایک حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بدلہ ستر کافروں سے لیا جائے گا اور ستر کا یہی حال کیا جائے گا، اس پر یہ آیت کریمہ

نازل ہوئی تو حضور نے وہ ارادہ ترک فرمایا اور اپنی قسم کا کفارہ دیا۔ مسئلہ: مُثْلَهُ لِمَعْنَى نَاك، كَانُ وَغَيْرِهِ كَاثُ كَرَّسَى كِي هَيْئَتِ كَوْتَبْدِيلِ كَرْنَا شَرَعِ مِثْلِ حَرَامِ هِيَ۔ (مدارک)

۲۸۷ اور انتقام نہ لو۔ ۲۸۸ اگر وہ ایمان نہ لائیں ۲۸۹ کیونکہ ہم تمہارے معین و ناصر ہیں۔



## ﴿ ۱۱۱ آياتها ﴾ ﴿ ۱۰ سورۃ بنی اسرائیل مکیہ ﴾ ﴿ ۱۲ رکوعاتها ﴾

سورۃ بنی اسرائیل مکیہ ہے، اس میں ۱۱۱ آیتیں اور ۱۲ رکوع ہیں

### بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحم والا ہے

## سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ

پاکی ہے اسے وہ جو راتوں رات اپنے بندے کو لے گیا وہ مسجد حرام (خانہ کعبہ) سے مسجد

## الْأَقْصَا الَّذِي بَرَكْنَا حَوْلَهُ لِنُرِيَهُ مِنْ آيَاتِنَا إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ

اقصا (بیت المقدس) تک وہ جس کے گردا گرد ہم نے برکت رکھی وہ کہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں بے شک وہ سنتا ہے۔ سورۃ بنی اسرائیل اس کا نام سورۃ اسراء اور سورۃ سبحان بھی ہے، یہ سورت مکیہ ہے مگر آٹھ آیتیں ”وَإِنْ كَذَّبُوا لَيَلْفُتُنَّكَ“ سے ”نَصِيرًا“ تک، یہ قول قنادرہ کا ہے۔ بیضاوی نے جزم کیا ہے کہ یہ سورت تمام کی تمام مکیہ ہے۔ اس سورت میں بارہ رکوع اور ایک سو دس آیتیں بصری ہیں اور کوئی ایک سو گیارہ اور پانچ سو تینتیس کلمے اور تین ہزار چار سو ساٹھ حرف ہیں۔ ۱۲ منزہ (پاک) ہے اس کی ذات ہر عیب و نقص سے۔ ۳ محبوب محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ ۱۲ شب معراج وہ جس کا فاصلہ چالیس منزل یعنی سوا مہینہ سے زیادہ کی راہ ہے۔ شان نزول: جب سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شب معراج درجات عالیہ و مراتب رفیعہ (بلند ترین مرتبوں) پر فائز ہوئے تو رب عزوجل نے خطاب فرمایا: اے محمد! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) یہ فضیلت و شرف میں نے تمہیں کیوں عطا فرمایا؟ حضور نے عرض کیا: اس لیے کہ تو نے مجھے عبدیت کے ساتھ اپنی طرف منسوب فرمایا، اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔ (خازن) وہ (دینی بھی دنیوی بھی) کہ وہ سر زمین پاک، وحی کی جائے نزول اور انبیاء کی عبادت گاہ اور ان کا جائے قیام و قبلۃ عبادت ہے اور کثرت انہار و آشجار (دریاؤں اور درختوں کی کثرت) سے وہ زمین سرسبز و شاداب اور میووں اور پھلوں کی کثرت سے بہترین عیش و راحت کا مقام ہے۔ معراج شریف نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایک جلیل معجزہ اور اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے اور اس سے حضور کا وہ کمال قرب ظاہر ہوتا ہے جو مخلوق الہی میں آپ کے سوا کسی کو میسر نہیں، نبوت کے بارہویں سال سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم معراج سے نوازے گئے، مہینہ میں اختلاف ہے مگر اشہر (زیادہ مشہور) یہ ہے کہ ستائیسویں رجب کو معراج ہوئی۔ مکہ مکرمہ سے حضور پر نور کا بیت المقدس تک شب کے چھوٹے حصہ میں تشریف لے جانا نص قرآنی سے ثابت ہے اس کا منکر کافر ہے اور آسمانوں کی سیر اور منازل قرب میں پہنچنا احادیث صحیحہ معتمدہ مشہورہ سے ثابت ہے جو حدیث تواتر کے قریب پہنچ گئی ہیں اس کا منکر گمراہ ہے۔ معراج شریف بحالت بیداری جسم و روح دونوں کے ساتھ واقع ہوئی، یہی جمہور اہل اسلام کا عقیدہ ہے اور اصحاب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کثیر جماعتیں اور حضور کے اہل بیت (جلیل القدر صحابہ کرام) اسی کے معتقد ہیں، نصوص آیات و احادیث سے بھی یہی مستفاد ہوتا ہے۔ تیرہ دماغان فلسفہ (بیوقوف فلسفیوں) کے اوہام فاسدہ (فاسد خیالات و گمان) محض باطل ہیں قدرت الہی کے معتقد (پختہ یقین رکھنے والے) کے سامنے وہ تمام شبہات محض بے حقیقت ہیں۔ حضرت جبریل کا براق لے کر حاضر ہونا، سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غایت (انتہائی) اکرام و احترام کے ساتھ سوار کر کے لے جانا، بیت المقدس میں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا انبیاء کی امامت فرمانا، پھر وہاں سے سیر سلطنت (آسمانوں کی سیر) کی طرف متوجہ ہونا، جبریل امین کا ہر آسمان کے دروازہ کھلوانا، ہر ہر آسمان پر وہاں کے صاحب مقام انبیاء علیہم السلام کا شرف زیارت سے شرف ہونا اور حضور کی تکریم کرنا، احترام بجالانا، تشریف آوری کی مبارکبادیں دینا، حضور کا ایک آسمان سے دوسرے آسمان کی طرف سیر فرمانا، وہاں کے عجائب دیکھنا اور تمام مقربین کی نہایت منازل (منازل کی انتہا) ”سدرۃ المنتہی“ کو پہنچنا جہاں سے آگے بڑھنے کی کسی ملک مقرب کو بھی مجال نہیں ہے، جبریل امین کا وہاں معذرت کر کے رہ جانا، پھر مقام قرب خاص میں حضور کا ترقیاں فرمانا اور اس قرب اعلیٰ میں پہنچنا کہ جس کے تصور تک خلق کے اوہام و افکار (فکر و خیال) بھی پرواز سے عاجز ہیں وہاں مورد رحمت و کرم ہونا اور انعامات الہیہ اور خصائص نعم (خصوصی نعمتوں) سے سرفراز فرمایا جانا اور ملکوت سلطنت و ارض اور ان سے افضل و برتر علوم پانا اور امت کے لیے نمازیں فرض ہونا، حضور کا شفاعت فرمانا، جنت و دوزخ کی سیریں اور پھر اپنی جگہ واپس تشریف لانا اور اس واقعہ کی خبریں دینا، کفار کا اس پر شور مچانا اور بیت المقدس کی عمارت کا حال اور ملک شام جانے والے قافلوں کی کیفیتیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دریافت کرنا، حضور کا سب کچھ بتانا اور قافلوں کے جو احوال حضور نے بتائے قافلوں

الْبَصِيرُ ① وَاتَّبَعْنَا مُوسَى الْكُتْبَ وَجَعَلْنَاهُ هُدًى لِّبَنِي إِسْرَائِيلَ

دیکھتا ہے اور ہم نے موسیٰ کو کتاب وک عطا فرمائی اور اسے بنی اسرائیل کے لئے ہدایت کیا

أَلَّا تَتَّخِذُوا مِنْ دُونِي وَكَيْلًا ② ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ ③ إِنَّهُ

کہ میرے سوا کسی کو کارساز (کام بنانے والا) نہ ٹھہراؤ اے ان کی اولاد جن کو ہم نے نوح کے ساتھ وک سوار کیا ہے شک وہ

كَانَ عَبْدًا شَكُورًا ④ وَقَضَيْنَا إِلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ فِي الْكُتُبِ لَتَقْسِدُنَّ

بڑا شکر گزار بندہ تھا وک اور ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب وک میں وکی بھیجی کہ ضرور تم زمین میں

فِي الْأَرْضِ مَرَّاتَيْنِ وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِيرًا ⑤ فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ أُولَاهِمَا

دوبار فساد مچاؤ گے وک اور ضرور بڑا غرور کرو گے وک پھر جب ان میں پہلی بار وک کا وعدہ آیا

بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَنَا أُولِي بَأْسٍ شَدِيدٍ فَجَاسُوا خِلَالَ الدِّيَارِ ⑥

ہم نے تم پر اپنے کچھ بندے بھیجے سخت لڑائی والے وک تو وہ شہروں کے اندر تمہاری تلاش کو گھسے وک

وَكَانَ وَعْدًا مَّفْعُولًا ⑦ ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ وَأَمْدَدْنَاكُمْ

اور یہ ایک وعدہ تھا وک جسے پورا ہونا پھر ہم نے ان پر الٹ کر تمہارا حملہ کر دیا وک اور تم کو

بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ وَجَعَلْنَاكُمْ أَكْثَرَ نَفِيرًا ⑧ إِنْ أَحْسَنْتُمْ أَحْسَنْتُمْ

مالوں اور بیٹوں سے مدد دی اور تمہارا بچھا بڑھا دیا اگر تم بھلائی کرو گے

لَا تَنْفِسُكُمْ وَإِنْ أَسَأْتُمْ فَلَهَا ⑨ فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ الْآخِرَةِ لِيَسُوءَ

اپنا بھلا کرو گے وک اور برا کرو گے تو اپنا پھر جب دوسری بار کا وعدہ آیا وک کہ دشمن

کے آنے پر ان کی تصدیق ہونا، یہ تمام صحاح کی معتبر احادیث سے ثابت ہے اور بکثرت احادیث ان تمام امور کے بیان اور ان کی تفصیل سے منقول (بھرے ہوئی)

ہیں۔ وک یعنی توریت۔ وک کشتی میں وک یعنی حضرت نوح علیہ السلام کثیر الشکر (بہت زیادہ شکر کرنے والے) تھے جب کچھ کھاتے پیتے پہنتے تو اللہ

تعالیٰ کی حمد کرتے اور اس کا شکر بجالاتے اور ان کی ذریت (اولاد) پر لازم ہے کہ وہ اپنے جد محترم کے طریقہ پر قائم رہے۔ وک توریت وک اس سے زمین شام

و بیت المقدس مراد ہے اور دوسرے تہ کے فساد کا بیان اگلی آیت میں آتا ہے۔ وک اور ظلم و بغاوت میں مبتلا ہو گے۔ وک کے فساد کے عذاب وک اور انہوں نے

احکام توریت کی مخالفت کی اور محارم و معاصی (حرام و گناہ) کا ارتکاب کیا اور حضرت شعیبؑ پیغمبر علیہ السلام (و بقولے) (اور دوسرے قول کے مطابق) حضرت آزویا کو

قتل کیا۔ (بنیادی وغیرہ) وک بہت زور و قوت والے، ان کو تم پر مسلط کیا اور وہ سنجاریب اور اس کی افواج میں یا سخت نصر یا جالوت جنہوں نے بنی اسرائیل کے علماء کو

قتل کیا، توریت کو جلا یا مسجد کو خراب کیا اور ستر ہزار کو ان میں سے گرفتار کیا۔ وک کہ تمہیں لوٹیں اور قتل و قید کریں۔ وک عذاب کا لازم تھا۔ وک جب تم نے

توبہ کی اور تکبر و فساد سے باز آئے تو ہم نے تم کو دولت دی اور ان پر غلبہ عنایت فرمایا جو تم پر مسلط ہو چکے تھے۔ وک تمہیں اس بھلائی کی جزا ملے گی۔ وک اور تم نے

پھر فساد برپا کیا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کے درپے ہوئے، اللہ تعالیٰ نے انہیں بچایا اور اپنی طرف اٹھالیا اور تم نے حضرت زکریا اور حضرت یحییٰ علیہم السلام

کو قتل کیا تو اللہ تعالیٰ نے تم پر اہل فارس اور روم کو مسلط کیا کہ تمہارے وہ دشمن تمہیں قتل کریں، قید کریں اور تمہیں اتنا پریشان کریں

وَجُوهَكُمْ وَلِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوهُ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَلِيُتَبِّرُوا

تمہارا منہ بگاڑ دیں اور مسجد میں داخل ہوں ۲۲ جیسے پہلی بار داخل ہوئے تھے ۲۳ اور جس چیز پر قابو

مَاعَلَوْا تَشْبِيرًا ۷ عَسَىٰ رَبُّكُمْ أَنْ يُرْحَمَكُم ۚ وَإِنْ عُدتُمْ عَلَيْنَا م

پائیں ۲۴ تباہ کر کے برباد کر دیں قریب ہے کہ تمہارا رب تم پر رحم کرے ۲۵ اور اگر تم پھر شرارت کرو ۲۶ تو ہم پھر عذاب کریں گے ۲۷

وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكَافِرِينَ حَصِيرًا ۸ إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ

اور ہم نے جہنم کو کافروں کا قیدخانہ بنایا ہے بے شک یہ قرآن وہ راہ دکھاتا ہے جو

أَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا

سب سے سیدھی ہے ۲۸ اور خوشی سناتا ہے ایمان والوں کو جو اچھے کام کریں کہ ان کے لئے بڑا

كَبِيرًا ۹ وَأَنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا

ثواب ہے اور یہ کہ جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے ہم نے ان کے لئے دردناک عذاب تیار

الْيَمِينِ ۱۰ وَيَدْعُ الْإِنْسَانَ بِالْشَّرِّ دُعَاءَهُ بِالْخَيْرِ ۖ وَكَانَ الْإِنْسَانُ

کر رکھا ہے اور آدمی برائی کی دعا کرتا ہے ۲۹ جیسے بھلائی مانگتا ہے ۳۰ اور آدمی بڑا

عَجُولًا ۱۱ وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ آيَاتٍ فَمَحُونًا آيَةَ اللَّيْلِ وَجَعَلْنَا

جلد باز ہے ۳۱ اور ہم نے رات اور دن کو دو نشانیاں بنایا ۳۲ تو رات کی نشانی مٹی ہوئی رکھی ۳۳ اور دن کی

آيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً لِّتَبْتَغُوا فَضْلًا مِّن رَّبِّكُمْ وَلِتَعْلَمُوا عَدَدَ السِّنِينَ

نشانیاں دکھانے والی کی ۳۴ کہ اپنے رب کا فضل تلاش کرو ۳۵ اور ۳۶ برسوں کی گنتی اور

۳۷ کہ رنج و پریشانی کے آثار تمہارے چہروں سے ظاہر ہوں ۳۸ یعنی بیت المقدس میں اور اس کو ویران کریں ۳۹ اور اس کو ویران کیا تھا تمہارے پہلے فساد کے وقت

۳۴ بلا و بنی اسرائیل سے اس کو ۳۵ دوسری مرتبہ کے بعد بھی اگر تم دوبارہ توبہ کرو اور معاصی سے باز آؤ۔ ۳۶ تیسری مرتبہ۔ ۳۷ چنانچہ ایسا ہوا اور انہوں نے

پھر اپنی شرارت کی طرف عود کیا (پلٹے) اور زمانہ پاک مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب کی توفیامت تک کے لیے

ان پر ذلت لازم کر دی گئی اور مسلمان ان پر مسلط فرمادے گئے جیسا کہ قرآن کریم میں یہودی نسبت وارد ہوا: ”ضَرَبَتْ عَلَيْهِمُ الذَّلِيلَةَ“ الآیہ۔ ۳۵۔ وہ اللہ تعالیٰ

کی توحید اور اس کے رسولوں پر ایمان لانا اور ان کی اطاعت کرنا ہے۔ ۳۹ اپنے لیے اور اپنے گھر والوں کے لیے اور اپنے مال کے لیے اور اپنی اولاد کے لیے اور

غصہ میں آکر ان سب کو کوستا ہے اور ان کے لیے بد دعائیں کرتا ہے۔ ۳۰ اگر اللہ تعالیٰ اس کی یہ بد دعا قبول کر لے تو وہ شخص یا اس کے اہل و مال ہلاک ہو جائیں لیکن

اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس کو قبول نہیں فرماتا۔ ۳۱ بعض مفسرین نے فرمایا کہ اس آیت میں انسان سے کافر مراد ہے اور برائی کی دعا سے اس کا عذاب کی جلدی

کرنا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ نضر بن حارث کافر نے کہا: یارب! اگر یہ دین اسلام تیرے نزدیک حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسایا

دردناک عذاب بھیج اللہ تعالیٰ نے اس کی یہ دعا قبول کر لی اور اس کی گردن ماری گئی۔ ۳۲ اپنی وحدانیت و قدرت پر دلالت کرنے والی ۳۳ یعنی شب کو تار یک کیا تاکہ اس

میں آرام کیا جائے۔ ۳۴ روشن کر اس میں سب چیزیں نظر آئیں۔ ۳۵ اور کسب و معاش کے کام باسانی انجام دے سکے۔ ۳۶ رات دن کے دورے سے



وَالْحِسَابَ ط وَكُلَّ شَيْءٍ فَصَلْنَاهُ تَفْصِيلاً ۱۲) وَكُلَّ إِنْسَانٍ أَلْزَمْنَاهُ طَهْرَهُ

حساب جانوں کے اور ہم نے ہر چیز خوب جدا جدا ظاہر فرما دی ۱۲ اور ہر انسان کی قسمت ہم نے اس کے

فِي عُنُقِهِ ط وَنُخْرِجُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كِتَابًا يَلْقَاهُ مَنشُورًا ۱۳) اِقْرَأْ

گلے سے لگا دی ہے اور اس کے لئے قیامت کے دن ایک نُوحِيَّة (تحریر) نکالیں گے جسے کھلا ہوا پائے گا وہ فرمایا جائے گا کہ اپنا

كِتَابَكَ ط كَفَىٰ بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيبًا ۱۴) مَن اهْتَدَىٰ فَإِنَّمَا

نامہ (اعمال) پڑھ آج خود ہی اپنا حساب کرنے کو بہت ہے جو راہ پر آیا وہ

يَهْتَدِي لِنَفْسِهِ ج وَمَن ضَلَّ فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ط وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ

اپنے ہی بھلے کو راہ پر آیا اور جو بہکا تو اپنے ہی بُرے کو بہکا ۱۴ اور کوئی بوجھ اٹھانے والی جان

وَزْرًا أُخْرَى ط وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا ۱۵) وَإِذَا

دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گی ۱۴ اور ہم عذاب کرنے والے نہیں جب تک رسول نہ بھیج لیں ۱۵ اور جب

أَرَدْنَا أَنْ نُهْلِكَ قَرْيَةً أَمَرْنَا مُتْرَفِيهَا فَفَسَقُوا فِيهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا

ہم کسی بستی کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں اس کے خوشحالوں (امیروں) ۱۵ پر احکام بھیجتے ہیں پھر وہ اس میں بے حکمی کرتے ہیں تو اس پر

الْقَوْلُ فَدَمَّرْنَا تِلْكَ مَبْرَأًا ۱۶) وَكَمْ أَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُونِ مِن بَعْدِ

بات پوری ہو جاتی ہے تو ہم اسے تباہ کر کے برباد کر دیتے ہیں اور ہم نے کتنی ہی سنگتیں (قومیں) ۱۶ نوح کے بعد ہلاک

نُوحٍ ط وَكَفَىٰ بِرَبِّكَ بِذُنُوبِ عِبَادِهِ خَبِيرًا بَصِيرًا ۱۷) مَن كَانَ يُرِيدُ

کردیں ۱۷ اور تمہارا رب کافی ہے اپنے بندوں کے گناہوں سے خبردار دیکھنے والا ۱۷ جو یہ جلدی والی

الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهُ فِيهَا مَا نَشَاءُ لِمَن نُّرِيدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهُ جَهَنَّمَ ج

چاہے ۱۷ ہم اسے اس میں جلد دے دیں جو چاہیں جسے چاہیں ۱۷ پھر اس کے لئے جہنم کردیں

۱۷ دینی و دنیوی کاموں کے اوقات کا۔ ۱۷ خواہ اس کی حاجت دین میں ہو یا دنیا میں۔ مدعا یہ ہے کہ ہر ایک چیز کی تفصیل فرمادی جیسا کہ دوسری آیت میں ارشاد

فرمایا ”مَا فَرَّقْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ“ ہم نے کتاب میں کچھ چھوڑ نہ دیا اور ایک اور آیت میں ارشاد کیا ”وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ“ غرض

ان آیات سے ثابت ہے کہ قرآن کریم میں جمیع اشیاء کا بیان ہے۔ ”سبحان اللہ“ کیا کتاب ہے! کیسی اس کی جامعیت! (جمل، نمازن، مدارک وغیرہ) ۱۷ یعنی جو

کچھ اس کے لیے مقدر کیا گیا ہے خیر یا شر، سعادت یا شقاوت وہ اس کو اس طرح لازم ہے جیسے گلے کا ہار جہاں جائے ساتھ رہے کبھی جدا نہ ہو۔ مجاہد نے کہا کہ ہر انسان

کے گلے میں اس کی سعادت یا شقاوت کا نُوحِيَّة (لکھا ہوا) ڈال دیا جاتا ہے۔ ۱۷ وہ اس کا اعمال نامہ ہوگا۔ ۱۷ اس کا ثواب وہی پائے گا۔ ۱۷ اس کے بہکنے کا گناہ

اور وبال اس پر ۱۷ ہر ایک کے گناہوں کا بار اسی پر ہوگا۔ ۱۷ جو امت کو اس کے فرائض سے آگاہ فرمائے اور راہ حق ان پر واضح کرے اور حجت قائم فرمائے۔

يُصَلِّهِمْ هَامِدٌ مُّوَمَّامٌ حُورًا ۱۸ وَمَنْ أَرَادَ الْآخِرَةَ وَسَعَىٰ لَهَا سَعِيرَهَا

کہ اس میں جائے مذمت کیا ہوا دھلے کھاتا اور جو آخرت چاہے اور اس کی سعی کوشش کرے وہ

وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ كَانَ سَعِيهِمْ مَشْكُورًا ۱۹ كَلَّا نُبَدُّ هَؤُلَاءِ وَ

اور ہو ایمان والا تو انہیں کی کوشش ٹھکانے لگی وہ ہم سب کو مدد دیتے ہیں ان کو بھی وہ اور

هَؤُلَاءِ مِنْ عَطَاءِ رَبِّكَ ۖ وَمَا كَانَ عَطَاءُ رَبِّكَ مَحْظُورًا ۲۰ أَنْظِرْ

ان کو بھی وہ تمہارے رب کی عطا سے اور تمہارے رب کی عطا پر روک نہیں دیکھو

كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ ۖ وَلِلْآخِرَةِ الْكِبْرُ دَرَجَاتٍ ۖ وَأَكْبَرُ

ہم نے ان میں ایک کو ایک پر کیسی بڑائی دی اور بے شک آخرت درجوں میں سب سے بڑی اور فضل میں سب

تَفْضِيلًا ۲۱ لَا تَجْعَلْ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُومًا مَّخْذُومًا ۲۲

سے اعلیٰ اے سننے والے اللہ کے ساتھ دوسرا خدا نہ ٹھہرا کہ تو بیٹھ رہے گا مذمت کیا جاتا بیکس

وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ۖ إِنَّمَا يُبَلِّغُنَّ

اور تمہارے رب نے حکم فرمایا کہ اس کے سوا کسی کو نہ پوجو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو اگر تیرے سامنے

عِنْدَكَ الْكِبَرُ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهِمَا فَلَا تَقُلْ لَهُمَا أُفٌ ۖ وَلَا تَهْرَبهُمَا وَ

ان میں ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں اور ان سے ہوں (اف تک) نہ کہنا اور انہیں نہ جھڑکنا اور

۲۴ اور سرداروں اور ۲۵ یعنی تکذیب کرنے والی امتیں کے ۲۶ مثل عاد و ثمود وغیرہ کے ۲۷ ظاہر و باطن کا عالم اس سے کچھ چھپایا نہیں جاسکتا۔ ۲۸ یعنی دنیا کا

طلبگار ہو۔ ۲۹ یہ ضروری نہیں کہ طالب دنیا کی ہر خواہش پوری کی جائے اور اسے دیا ہی جائے اور جو وہ مانگے وہی دیا جائے ایسا نہیں ہے بلکہ ان میں سے جسے

چاہتے ہیں دیتے ہیں اور جو چاہتے ہیں دیتے ہیں کبھی ایسا ہوتا ہے کہ محروم کر دیتے ہیں اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ وہ بہت چاہتا ہے اور تھوڑا دیتے ہیں، کبھی ایسا کہ عیش

چاہتا ہے تکلیف دیتے ہیں، ان حالتوں میں کافر دنیا و آخرت دونوں کے ٹوٹے (نقصان) میں رہا اور گردنیا میں اس کو اس کی پوری مراد دے دی گئی تو آخرت کی

بد نصیبی و شقاوت جب بھی ہے بخلاف مومن کے جو آخرت کا طلبگار ہے اگر وہ دنیا میں فقر سے بھی بسر کر گیا تو آخرت کی دائمی نعمت اس کے لیے ہے اور اگر دنیا میں بھی

فضل الہی سے اس کو عیش ملا تو دونوں جہان میں کامیاب، غرض مومن ہر حال میں کامیاب ہے اور کافر اگر دنیا میں آرام پا بھی لے تو بھی کیا؟ کیونکہ وہ اور عمل

صالح بجالائے۔ ۳۰ اس آیت سے معلوم ہوا کہ عمل کی مقبولیت کے لیے تین چیزیں درکار ہیں: ایک تو طالب آخرت ہونا یعنی نیت نیک۔ دوسرے سعی یعنی عمل کو

باہتمام اس کے حقوق کے ساتھ ادا کرنا۔ تیسری ایمان جو سب سے زیادہ ضروری ہے۔ ۳۱ جو دنیا چاہتے ہیں وہ ۳۲ جو طالب آخرت ہیں وہ ۳۳ دنیا میں سب کو

روزی دیتے ہیں اور انجام ہر ایک کا اس کے حسب حال۔ ۳۴ دنیا میں سب اس سے فیض اٹھاتے ہیں نیک ہوں یا بد۔ ۳۵ مال و کمال و جاہ و ثروت میں۔ ۳۶

بے یار و مددگار۔ ۳۷ ضعف کا غلبہ ہوا اعضا میں قوت نہ رہے اور جیسا تو بچپن میں ان کے پاس بے طاقت تھا ایسے ہی وہ آخر عمر میں تیرے پاس ناتواں رہ

قُلْ لَهَا قَوْلًا كَرِيمًا ۲۳) وَ اخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَ

ان سے تعظیم کی بات کہنا ۲۳ اور ان کے لئے عاجزی کا بازو بچاؤ ۲۴ نرم دلی سے اور

قُلْ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيْنِي صَغِيرًا ۲۴) رَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِمَا فِي

عرض کر کہ اے میرے رب تو ان دونوں پر رحم کر جیسا کہ ان دونوں نے مجھے چھپین (چھوٹی عمر) میں پالا ۲۴ تمہارا رب خوب جانتا ہے جو تمہارے

نُفُوسِكُمْ ۲۵) اِنْ تَكُونُوا صٰلِحِيْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِيْلًا وَّ اٰبِيْنَ غَفُوْرًا ۲۵) وَ

دلوں میں ہے ۲۵ اگر تم لائق ہوئے ۲۵ تو بے شک وہ توبہ کرنے والوں کو بخشنے والا ہے اور

اِنَّ ذٰلِكَ لِقُرْبٰى حَقُّهٗ وَّ اِلْسٰكِيْنَ وَّ اِبْنِ السَّبِيْلِ وَّ لَا تَبْدِرْ تَبْدِيْرًا ۲۶) اِنَّ

رشتہ داروں کو ان کا حق دے ۲۶ اور مسکین اور مسافر کو ۲۶ اور فضول نہ اڑا ۲۶ بے شک

الْمُبَدِّرِيْنَ كَانُوْا اِخْوَانَ الشَّيْطٰنِ ۲۷) وَ كَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ۲۷) ۲۷

اڑانے والے (فضول خرچی کرنے والے) شیطانوں کے بھائی ہیں ۲۷ اور شیطان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے ۲۷

وَ اِمَّا تَعْرِضْنَ عَنْهُمْ اِبْتِغَاءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَبِّكَ تَرْجُوْنَ اَقْلًا لَّهُمْ قَوْلًا

اور اگر تو ان سے وکے منہ پھیرے اپنے رب کی رحمت کے انتظار میں جس کی تجھے امید ہے تو ان سے آسان

۲۸ اور حسن ادب کے ساتھ ان سے خطاب کرنا۔ مسئلہ: ماں باپ کو ان کا نام لے کر نہ پکارے یہ خلاف ادب ہے اور اس میں ان کی دل آزاری ہے لیکن وہ سامنے

نہ ہوں تو ان کا ذکر کرنا جائز ہے۔ مسئلہ: ماں باپ سے اس طرح کلام کرے جیسے غلام و خادم آقا سے کرتا ہے۔ ۲۸ یعنی یہ نرمی و تواضع (عاجزی و انکساری

سے) پیش آو اور ان کے ساتھ تھکے وقت (بڑھاپے) میں شفقت و محبت کا برتاؤ کر کہ انہوں نے تیری مجبوری کے وقت (بچپن میں) تجھے محبت سے پرورش کیا تھا اور جو

چیز انہیں درکار ہو وہ ان پر خرچ کرنے میں دریغ نہ کر۔ ۲۹ مدعا یہ ہے کہ دنیا میں بہتر سلوک اور خدمت میں کتنا بھی مبالغہ کیا جائے لیکن والدین کے احسان کا حق ادا

نہیں ہوتا، اس لیے بندے کو چاہیے کہ بارگاہِ الہی میں ان پر فضل و رحمت فرمانے کی دعا کرے اور عرض کرے کہ یا رب! میری خدمت میں ان کے احسان کی جزائیں

ہو سکتیں تو ان پر کرم کر کہ ان کے احسان کا بدلہ ہو۔ مسئلہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ مسلمان کے لیے رحمت و مغفرت کی دعا جائز اور اسے فائدہ پہنچانے والی ہے۔

مُردوں کے ایصالِ ثواب میں بھی ان کے لیے دعائے رحمت ہوتی ہے لہذا اس کے لیے یہ آیت اصل ہے۔ مسئلہ: والدین کا فر ہوں تو ان کے لیے ہدایت و ایمان کی دعا

کرے کہ یہی ان کے حق میں رحمت ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ والدین کی رضائیں اللہ تعالیٰ کی رضا اور ان کی ناراضی میں اللہ تعالیٰ کی ناراضی ہے۔ دوسری حدیث

میں ہے: والدین کا فر مانہ دار جہنمی نہ ہوگا اور ان کا نافرمان کچھ بھی عمل کرے گرفتار عذاب ہوگا۔ ایک اور حدیث میں ہے: سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

والدین کی نافرمانی سے بچو اس لیے کہ جنت کی خوشبو ہزار برس کی راہ تک آتی ہے اور نافرمان وہ خوشبو نہ پائے گا، نہ قاطع رحم، نہ بوڑھا زنا کار، نہ تکبر سے اپنی ازار کٹوں

سے نیچے لٹکانے والا۔ ۳۰ والدین کی اطاعت کا ارادہ اور ان کی خدمت کا ذوق۔ ۳۱ اور تم سے والدین کی خدمت میں تقصیر واقع ہوئی تو تم نے توبہ کی۔ ۳۱ ان

کے ساتھ صلہ رحمی کرو اور محبت اور میل جول اور خبر گیری اور موقع پر مدد اور حسن معاشرت۔ مسئلہ: اور اگر وہ محارم میں سے ہوں اور محتاج ہو جائیں تو ان کا خرچ اٹھانا یہ

بھی ان کا حق ہے اور صاحب استطاعت رشتہ دار پر لازم ہے۔ بعض مفسرین نے اس آیت کی تفسیر میں یہ بھی کہا ہے کہ رشتہ داروں سے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کے ساتھ قربت رکھنے والے مراد ہیں اور ان کا حق خمس دینا اور ان کی تعظیم و توقیر بجالانا ہے۔ ۳۲ ان کا حق دو یعنی زکوٰۃ۔ ۳۳ یعنی ناجائز کام میں خرچ نہ کر۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ”تنبیہو“ مال کا حق میں خرچ کرنا ہے۔ ۳۴ کہ ان کی راہ چلتے ہیں۔ وکے تو اس کی راہ اختیار کرنا چاہئے۔

۳۵ یعنی رشتہ داروں اور مسکینوں اور مسافروں سے۔ شان نزول: یہ آیت مہجع و بلال و صہیب و سلم و جناب اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی



مَسُورًا ۲۸) وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ

بات کہہ فلک اور اپنا ہاتھ اپنی گردن سے بندھا ہوا نہ رکھ اور نہ پورا

الْبَسُطِ فَتَقْعُدَ مَلُومًا مَّحْسُورًا ۲۹) إِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن

کھول دے کہ تو بیٹھ رہے ملامت کیا ہوا تھکا ہوا فلک بے شک تمہارا رب جسے چاہے رزق کشادہ

يَشَاءُ وَيَقْدِرُ ۳۰) إِنَّهُ كَانَ بِعِبَادِهِ خَبِيرًا بَصِيرًا ۳۱) وَلَا تَقْتُلُوا

دیتا اور فلک (تنگی دیتا ہے) بے شک وہ اپنے بندوں کو خوب جانتا فلک دیکھتا ہے اور اپنی اولاد

أَوْلَادَكُمْ خَشِيَةً إِمْلَاقٍ ۳۲) نَحْنُ نَرِزُقُهُمْ وَإِيَّاكُمْ ۳۳) إِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ

کو قتل نہ کرو مفلسی کے ڈر سے فلک ہم تمہیں بھی اور انہیں بھی روزی دیں گے بے شک ان کا قتل

خَطَاً كَبِيرًا ۳۴) وَلَا تَقْرَبُوا الزَّوْجَىٰ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً ۳۵) وَسَاءَ

بڑی خطا ہے اور بدکاری کے پاس نہ جاؤ بے شک وہ بے حیائی ہے اور بہت ہی بُری

سَبِيلًا ۳۶) وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ ۳۷) وَمَن قُتِلَ

راہ اور کوئی جان جس کی حرمت اللہ نے رکھی ہے ناحق نہ مارو اور جو ناحق

مَظْلُومًا فَقَدْ جَعَلْنَا لَوْلِيٍّ سُلْطٰنًا فَلَا يَسْرِفُ فِي الْقَتْلِ ۳۸) إِنَّهُ كَانَ

مارا جائے تو بے شک ہم نے اس کے وارث کو قابو دیا ہے فلک تو وہ قتل میں حد سے نہ بڑھے فلک ضرور اس کی

شان میں نازل ہوئی جو وقتاً فوقتاً سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اپنے حوائج (حاجات) و ضروریات کے لیے سوال کرتے رہتے تھے اگر کسی وقت حضور کے

پاس کچھ نہ ہوتا تو آپ ”جہا“ ان سے اعراض کرتے اور خاموش ہو جاتے یا اس انتظار کہ اللہ تعالیٰ کچھ بھیجے تو انہیں عطا فرمائیں۔ فلک یعنی ان کی خوشدلی کے لیے

ان سے وعدہ کیجئے یا ان کے حق میں دعا فرمائیے۔ فلک یہ تمثیل ہے جس سے انفاق یعنی خرچ کرنے میں اعتدال ملحوظ رکھنے کی ہدایت منظور ہے اور یہ بتایا جاتا ہے کہ

نہ تو اس طرح ہاتھ روکو کہ بالکل خرچ ہی نہ کرو اور یہ معلوم ہو گیا کہ ہاتھ گلے سے باندھ دیا گیا ہے دینے کے لیے بل ہی نہیں سکتا، ایسا کرنا تو سبب ملامت ہوتا ہے کہ

بخیل کنجوس کو سب برا کہتے ہیں اور نہ ایسا ہاتھ کھولو کہ اپنی ضروریات کے لیے بھی کچھ باقی نہ رہے۔ شان نزول: ایک مسلمان بی بی کے سامنے ایک یہودی نے حضرت

موسیٰ علیہ السلام کی سخاوت کا بیان کیا اور اس میں اس حد تک مبالغہ کیا کہ حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ترجیح دیدی اور کہا کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ

والتسلیمات کی سخاوت تو اس انتہا پر پہنچی ہوئی تھی کہ اپنی ضروریات کے علاوہ جو کچھ بھی ان کے پاس ہوتا سائل کو دے دینے سے دریغ نہ فرماتے یہ بات مسلمان بی بی کو

ناگوار گزری اور انہوں نے کہا کہ انبیاء علیہم السلام سب صاحب فضل و کمال ہیں، حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ و التسلیمات کے جو دو نوال میں کچھ شہینہیں، لیکن سید عالم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مرتبہ سب سے اعلیٰ ہے اور یہ کہہ کر انہوں نے چاہا کہ یہودیہ کو حضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جو دو کرم کی آزمائش کرادی

جائے۔ چنانچہ انہوں نے اپنی چھوٹی بیٹی کو حضور علیہ الصلوٰۃ و التسلیمات کی خدمت میں بھیجا کہ حضور سے قمیص مانگ لائے اس وقت حضور کے پاس ایک ہی قمیص تھی جو

زیب تر تھی وہی اتار کر عطا فرمادی اور اپنے آپ دولت سرائے اقدس میں تشریف رکھی شرم سے باہر تشریف نہ لائے یہاں تک کہ اذان کا وقت آیا اذان ہوئی صحابہ

نے انتظار کیا حضور تشریف نہ لائے تو سب کو فکر ہوئی حال معلوم کرنے کے لیے دولت سرائے اقدس میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ جسم مبارک پر قمیص نہیں ہے اس پر یہ

آیت نازل ہوئی۔ فلک جسے چاہے اس کے لیے تنگی کرتا اور اس کو فلک اور ان کے احوال و مصالح کو۔ فلک زمانہ جاہلیت میں لوگ اپنی لڑکیوں کو زندہ گاڑ دیا کرتے

مَنْصُورًا ۳۳ وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ حَتَّىٰ يَبْلُغَ

مدد ہونی ہے ۳۳ اور یتیم کے مال کے پاس نہ جاؤ مگر اس راہ سے جو سب سے بھلی ہے ۳۳ یہاں تک کہ وہ اپنی

أَشَدَّهُ ۳۴ وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ ۳۵ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا ۳۶ وَأَوْفُوا بِالْكَفِيلِ

جوانی کو پہنچنے تک ۳۴ اور عہد پورا کرو ۳۵ بے شک عہد سے سوال ہونا ہے اور ماپو تو

إِذَا كَلِمَتُمْ وَزِنُوا بِالْقِسْطِ السِّتْقِيمِ ۳۷ ذَلِكُمْ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا ۳۸

تو پورا ماپو اور برابر ترازو سے تولو یہ بہتر ہے اور اس کا انجام اچھا

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ ۳۹ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ

اور اس بات کے پیچھے نہ پڑ جس کا تجھے علم نہیں ۳۹ بے شک کان اور آنکھ اور دل ان سب

أُولَئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا ۴۰ وَلَا تَنْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا ۴۱ إِنَّكَ لَن

سے سوال ہونا ہے ۴۰ اور زمین میں اتراتا نہ چل ۴۱ بے شک تو ہرگز

تَخْرُقُ الْأَرْضَ وَلَا تَنْتَبِغُ الْجِبَالَ طُولًا ۴۲ كُلُّ ذَلِكُمْ كَانَ سَيِّئًا

زمین نہ چیر ڈالے گا اور ہرگز بلندی میں پہاڑوں کو نہ پہنچے گا ۴۲ یہ جو کچھ گزرا ان میں کی بُری بات

عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوهًا ۴۳ ذَلِكُمْ مِمَّا أَوْحَىٰ إِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ ۴۴

تیرے رب کو ناپسند ہے یہ ان وجہوں میں سے ہے جو تمہارے رب نے تمہاری طرف بھیجی حکمت کی باتیں ۴۴

وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ فَتُلْقَىٰ فِي جَهَنَّمَ مَلُومًا مَّدْحُورًا ۴۵

اور اے سننے والے اللہ کے ساتھ دوسرا خدا نہ ٹھہرا کہ تو جہنم میں پھینکا جائے گا طعنہ پاتا دھکے کھاتا

تھے اور اس کے کئی سبب تھے ناداری و مفلسی کا خوف، لوٹ کا خوف، اللہ تعالیٰ نے اس کی ممانعت فرمائی۔ ۴۵ کے قصاص لینے کا۔ مسئلہ: آیت سے ثابت ہوا کہ قصاص

لینے کا حق ولی کو ہے اور وہ بہ ترتیب عصبات ہیں۔ مسئلہ: اور جس کا ولی نہ ہو اس کا ولی سلطان ہے۔ ۴۵ اور زمانہ جاہلیت کی طرح ایک مقتول کے عوض میں کئی کئی کو

یا بجائے قاتل کے اس کی قوم و جماعت کے اور کسی شخص کو قتل نہ کرے۔ ۴۵ یعنی ولی کی یا مقتول مظلوم کی یا اس شخص کی جس کو ولی ناحق قتل کرے۔ ۴۵ وہ یہ ہے کہ

اس کی حفاظت کرو اور اس کو بڑھاؤ۔ ۴۵ اور وہ اٹھارہ سال کی عمر ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے نزدیک یہی مختار ہے اور حضرت امام اعظم ابو

حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے علامات ظاہر نہ ہونے کی حالت میں انتہائے مدّت بلوغ اسی سے تمسک کر کے اٹھارہ سال قرار دی۔ (احمدی) (علامات بلوغ ظاہر نہ

ہونے کی صورت میں لڑکا لڑکی کیلئے انتہائی مدت بلوغ ۱۵ سال اور اقل مدت لڑکے کیلئے ۱۲ اور لڑکی کیلئے ۹ سال ہے، اور اسی قول پر فتویٰ ہے۔ ”فتاویٰ رضویہ، ج ۱۱،

ص ۵۶۰، ملخصاً) ۴۵ اللہ کا بھی بندوں کا بھی۔ ۴۵ یعنی جس چیز کو دیکھا نہ ہو اسے یہ نہ کہو کہ میں نے دیکھا جس کو سنا نہ ہو اس کی نسبت نہ کہو کہ میں نے سنا۔

ابن حنیفہ سے منقول ہے کہ جھوٹی گواہی نہ دو۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: کسی پر وہ الزام نہ لگاؤ جو تم نہ جانتے ہو۔ ۴۵ کہ تم نے ان سے کیا کیا لیا؟

۴۵ تکبر و خود نمائی سے۔ ۴۵ معنی یہ ہیں کہ تکبر و خود نمائی سے کچھ فائدہ نہیں۔ ۴۵ جن کی صحت پر عقل گواہی دے اور ان سے نفس کی اصلاح ہو ان کی رعایت

لازم ہے۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ ان آیات کا حاصل توحید اور نیکیوں اور طاعتوں کا حکم دینا اور دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کی طرف رغبت دلانا ہے۔ حضرت ابن عباس

أَفَأَصْفُكُمْ رَبُّكُم بِالْبَنِينَ وَاتَّخَذَ مِنَ الْمَلَائِكَةِ إِنَاثًا ۗ إِنَّكُمْ

کیا تمہارے رب نے تم کو بیٹے چن دیے اور اپنے لئے فرشتوں سے بیٹیاں بنائیں ۵۸ بے شک تم

لَتَقُولُونَ قَوْلًا عَظِيمًا ۚ ۵۹ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِي هَذَا الْقُرْآنِ لِيَذَّكَّرُوا ۗ وَ

بڑا بول بولتے ہو ۵۹ اور بے شک ہم نے اس قرآن میں طرح طرح سے بیان فرمایا ۶۰ کہ وہ سمجھیں ۶۰ اور

مَا يَزِيدُهُمُ إِلَّا نُفُورًا ۚ ۶۱ قُلْ لَوْ كَانَ مَعَهُ آلِهَةٌ كَمَا يَقُولُونَ إِذًا

اس سے انھیں نہیں بڑھتی مگر نفرت ۶۱ تم فرماؤ اگر اس کے ساتھ اور خدا ہوتے جیسا یہ کہتے ہیں جب تو وہ

لَا يَتَّبِعُوا إِلَىٰ ذِي الْعَرْشِ سَبِيلًا ۚ ۶۲ سُبْحٰنَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يَقُولُونَ

عرش کے مالک کی طرف کوئی راہ ڈھونڈ نکالتے ۶۲ اسے پاکی اور برتری ان کی باتوں سے

عُلُوًّا كَبِيرًا ۚ ۶۳ تَسْبِيحٌ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيهِنَّ ۗ ۶۴

بڑی برتری اس کی پاکی بولتے ہیں ساتوں آسمان اور زمین اور جو کوئی ان میں ہیں ۶۴

وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا يَسْبِيحُ بِحَمْدِهِ وَلَكِنْ لَا تَفْقَهُونَ تَسْبِيحَهُمْ ۗ إِنَّهُ

اور کوئی چیز نہیں ۶۵ جو اسے سراہتی (تعریف کرتی) ہوئی اس کی پاکی نہ بولے ۶۵ ہاں تم ان کی تسبیح نہیں سمجھتے ۶۵ بے شک وہ

كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا ۚ ۶۶ وَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ

حلم والا بخشنے والا ہے ۶۶ اور اسے محبوب تم نے قرآن پڑھا ہم نے تم پر اور ان میں کہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: یہ اٹھارہ آیتیں ”لَا تَجْعَلْ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ“ سے ”مَذْحُورًا“ تک حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آلواح میں تھیں، ان کی

ابتداء تو حید کے حکم سے ہوئی اور اپنا شرک کی ممانعت پر، اس سے معلوم ہوا کہ ہر حکمت کی اصل تو حید و ایمان ہے اور کوئی قول و عمل بغیر اس کے قابل پذیرائی نہیں۔

۵۸ یہ خلاف حکمت بات کس طرح کہتے ہو۔ ۵۹ کہ اللہ تعالیٰ کے لیے اولاد ثابت کرتے ہو جو خواص اجسام سے ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے پاک، پھر اس میں بھی

اپنی بڑائی رکھتے ہو کہ اپنے لیے تو بیٹے پسند کرتے ہو اور اس کے لیے بیٹیاں تجویز کرتے ہو کتنی بے ادبی اور گستاخی ہے۔ ۶۰ دیلوں سے بھی، مثالوں سے بھی، حکمتوں

سے بھی، عبرتوں سے بھی اور جا بجا اس مضمون کو تم قسم کے پیرایوں میں بیان فرمایا۔ ۶۱ اور پند پذیر (نصیحت قبول کرنے والے) ہوں۔ ۶۲ اور حق سے دوری۔

۶۳ اور اس سے برسر مقابلہ ہوتے جیسا بادشاہوں کا طریقہ ہے۔ ۶۴ زبان حال سے اس طرح کہ ان کے وجود صانع کی قدرت و حکمت پر دلالت کرتے ہیں یا

زبان قال سے اور یہی صحیح ہے، احادیث کثیرہ اس پر دلالت کرتی ہیں اور سلف سے یہی منقول ہے۔ ۶۵ جماد و نبات و حیوان سے زندہ۔ ۶۶ حضرت ابن عباس

رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: ہر زندہ چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہے اور ہر چیز کی زندگی اس کے حسب حیثیت ہے۔ مفسرین نے کہا کہ دروازہ کھولنے کی آواز اور چھت کا

چٹخنا یہ بھی تسبیح کرنا ہے اور ان سب کی تسبیح ”سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ“ ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کی انگشت مبارک سے پانی کے چشمے جاری ہوتے ہم نے دیکھے اور یہ بھی ہم نے دیکھا کہ کھاتے وقت میں کھانا تسبیح کرتا تھا۔ (بخاری شریف) حدیث شریف میں ہے:

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اس پتھر کو پہچانتا ہوں جو میری بعثت کے زمانہ میں مجھے سلام کیا کرتا تھا۔ (مسلم شریف) ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما

سے مروی ہے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لکڑی کے ایک ستون سے تکیہ فرما کر خطبہ فرمایا کرتے تھے جب منبر بنایا گیا اور حضور منبر پر جلوہ افروز ہوئے تو وہ ستون

رویہ، حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اس پر دست کرم پھیرا اور شفقت فرمائی اور تسکین دی۔ (بخاری شریف) ان تمام احادیث سے جماد کا کلام اور تسبیح کرنا ثابت ہوا۔



الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ حِبَابًا مَّسْتُورًا ﴿۳۵﴾ وَجَعَلْنَا عَلَى قُلُوبِهِمْ

آخرت پر ایمان نہیں لاتے ایک چھپا ہوا پردہ کر دیا ﴿۳۵﴾ اور ہم نے ان کے دلوں پر

أَكِنَّةً أَنْ يَفْقَهُوهُ وَفِي آذَانِهِمْ وَقْرًا ﴿۳۶﴾ وَإِذَا دَكَّرْتَسَرَّكَ فِي الْقُرْآنِ

غلاف ڈال دیئے ہیں کہ اسے نہ سمجھیں اور ان کے کانوں میں ٹینٹ (روٹی) فٹلا اور جب تم قرآن میں اپنے اکیلے رب کی

وَحُدَّةٌ وَلَوْ أَعْلَىٰ أَدْبَارِهِمْ نُفُورًا ﴿۳۷﴾ نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَسْتَعِينُونَ بِهِ

یاد کرتے ہو وہ پیٹھ پھیر کر بھاگتے ہیں نفرت کرتے ہم خوب جانتے ہیں جس لئے وہ سنتے ہیں فلا

إِذْ يَسْتَعِينُونَ إِلَيْكَ وَإِذْ هُمْ نَجْوَىٰ إِذْ يَقُولُ الظَّالِمُونَ إِنْ تَتَّبِعُونَ

جب تمہاری طرف کان لگاتے ہیں اور جب آپس میں مشورہ کرتے ہیں جبکہ ظالم کہتے ہیں تم پیچھے نہیں چلے مگر ایک ایسے مرد

الْأَسْرَجِلَاءِ مَسْحُورًا ﴿۳۸﴾ أَنْظِرْ كَيْفَ ضَرَبُوا لَكَ الْأَمْثَالَ فَضَلُّوا فَلَا

کے جس پر جادو ہوا فلا دیکھو انھوں نے تمہیں کیسی تشبیہیں دیں تو گمراہ ہوئے کہ

يَسْتَبِيعُونَ سَبِيلًا ﴿۳۹﴾ وَقَالُوا إِذَا كُنَّا عِظَامًا وَرُفَاتًا إِنْ نَابَعُوثُونَ

راہ نہیں پاسکتے اور بولے کیا جب ہم ہڈیاں اور ریزہ ریزہ ہو جائیں گے کیا سچ بچ

خَلْقًا جَدِيدًا ﴿۴۰﴾ قُلْ كُونُوا حِجَارَةً أَوْ حَدِيدًا ﴿۴۱﴾ أَوْ خَلْقًا مِّمَّا

نئے بن کر انھیں گے فلا تم فرماؤ کہ پتھر یا لوہا ہو جاؤ یا اور کوئی مخلوق جو

يَكْبُرُ فِي صُدُورِكُمْ فَسَيَقُولُونَ مَنْ يُعِيدُنَا قُلِ الَّذِي فَطَرَكُمْ

تمہارے خیال میں بڑی ہو فلا تو اب کہیں گے ہمیں کون پھر پیدا کرے گا تم فرماؤ وہی جس نے تمہیں

﴿۴۱﴾ اختلاف لغات کے باعث یا دشواری ادراک کے سبب ﴿۴۱﴾ کہ بندوں کی غفلت پر عذاب میں جلدی نہیں فرماتا۔ ﴿۴۱﴾ کہ وہ آپ کو دیکھ نہ سکیں۔ شان

نزول: جب آیت ”تَبَّتْ يَدَا“ نازل ہوئی تو ابولہب کی عورت پتھر لے کر آئی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضور کو نہ دیکھا

اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہنے لگی تمہارے آقا کہاں ہیں؟ مجھے معلوم ہوا ہے انہوں نے میری بھوکی ہے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نے فرمایا: وہ شعر کوئی نہیں کرتے ہیں۔ تو وہ یہ کہتی ہوئی واپس ہوئی کہ میں ان کا سر کچلنے کے لیے یہ پتھر لائی تھی۔ حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سید عالم صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اس نے حضور کو دیکھا نہیں۔ فرمایا: میرے اور اس کے درمیان ایک فرشتہ حائل رہا، اس واقعہ کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔ فلا گرانی

جس کے باعث وہ قرآن شریف نہیں سنتے۔ فلا یعنی سنتے بھی ہیں تو تمسخر اور تکذیب (مزاق اور جھٹلانے) کے لیے۔ ﴿۴۱﴾ تو بعض ان میں سے آپ کو مجنوں کہتے

ہیں، بعض ساحر، بعض کاہن، بعض شاعر۔ فلا یہ بات انہوں نے بہت تعجب سے کہی اور مرنے اور خاک میں مل جانے کے بعد زندہ کئے جانے کو انہوں نے بہت

بعید سمجھا، اللہ تعالیٰ نے ان کا رد کیا اور اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ارشاد فرمایا: فلا اور حیات سے دور ہو جانے سے کبھی متعلق نہ ہوئی ہو تو بھی اللہ تبارک و

تعالیٰ تمہیں زندہ کرے گا اور پہلی حالت کی طرف واپس فرمائے گا چہ جائیکہ ہڈیاں اور اس جسم کے ذرے انہیں زندہ کرنا اس کی قدرت سے کیا بعید ہے ان سے تو جان

پہلے متعلق رہ چکی ہے۔

أَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ فَسَيُنْغِضُونَ إِلَيْكَ رُءُوسَهُمْ وَيَقُولُونَ مَتَى هُوَ قُلْ

پہلی بار پیدا کیا تھا تو اب تمہاری طرف مسخرگی سے سر ہلا کر کہیں گے یہ کب ہے وہ! تم فرماؤ

عَسَىٰ أَنْ يَكُونَ قَرِيبًا ﴿۵۱﴾ يَوْمَ يَدْعُوكُمْ فَتَسْتَجِيبُونَ بِحَمْدِ اللَّهِ وَ

شاید نزدیک ہی ہو جس دن وہ تمہیں بلائے گا! تو تم اس کی حمد کرتے چلے آؤ گے اور

تَتْلُونَ ۚ إِنَّ لَكُمْ لَآيَاتٍ إِلَّا قَلِيلًا ﴿۵۲﴾ وَقُلْ لِعِبَادِي يَقُولُوا الَّتِي هِيَ

سمجھو گے کہ نہ رہے تھے وہ! مگر تھوڑا اور میرے وقت بندوں سے فرماؤ! وہ بات کہیں جو سب سے

أَحْسَنُ ۚ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْزِعُ بَيْنَهُمْ ۗ إِنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ لِلْإِنْسَانِ عَدُوًّا

اچھی ہو! بے شک شیطان ان کے آپس میں فساد ڈال دیتا ہے بے شک شیطان آدمی کا کھلا دشمن

مُبِينًا ﴿۵۳﴾ رَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِكُمْ ۗ إِنَّ يَسَاءَ رِحْمَتُكُمْ أَوْ إِنَّ يَسَاءَ عَذَابِكُمْ ۗ

ہے تمہارا رب تمہیں خوب جانتا ہے وہ چاہے تو تم پر رحم کرے! یا چاہے تو تمہیں عذاب کرے

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ وَكِيلًا ﴿۵۴﴾ وَرَبُّكَ أَعْلَمُ بِمَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَ

اور ہم نے تم کو ان پر گروڑا (ذمہ دار) بنا کر نہ بھیجا! اور تمہارا رب خوب جانتا ہے جو کوئی آسمانوں اور

الْأَرْضِ ۗ وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيِّينَ عَلَىٰ بَعْضٍ ۚ وَآتَيْنَا دَاوُدَ

زمین میں ہیں! اور بے شک ہم نے نبیوں میں ایک کو ایک پر بڑائی دی! اور داؤد کو زبور

زَبُورًا ﴿۵۵﴾ قُلْ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُونِهِ فَلَا يَمْلِكُونَ كَشْفِ

عطا فرمائی! تم فرماؤ پکارو انہیں جن کو اللہ کے سوا گمان کرتے ہو تو وہ اختیار نہیں رکھتے تم سے

۵۱ یعنی قیامت کب قائم ہوگی اور مُردے کب اٹھائے جائیں گے۔ فلا قبروں سے موقت قیامت (قیامت قائم ہونے کی جگہ) کی طرف نکالنے سے

سے خاک جھاڑتے اور ”سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ“ کہتے اور یہ اقرار کرتے کہ اللہ ہی پیدا کرنے والا اور مرنے کے بعد اٹھانے والا ہے۔ ۵۲ دنیا میں یا

قبروں میں وقت ایماندار! کہ وہ کافروں سے اللہ نرم ہو یا پاکیزہ ہو ادب اور تہذیب کی ہو، ارشاد و ہدایت کی ہو، کفار اگر یہودگی کریں تو ان کا جواب انہیں

کے انداز میں نہ دیا جائے۔ شان نزول: مشرکین مسلمانوں کے ساتھ بدکلامیاں کرتے اور انہیں ایذا میں دیتے تھے انہوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی

شکایت کی، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور مسلمانوں کو بتایا گیا کہ وہ کفار کی جاہلانہ باتوں کا ویسا ہی جواب نہ دیں، صبر کریں اور ”يَهْدِيكُمْ اللَّهُ“ کہہ دیں۔ یہ حکم قال و

جہاد کے حکم سے پہلے تھا بعد کونسنوخ ہو گیا اور ارشاد فرمایا گیا ”يَسْأَلُهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ“ اور ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت حضرت عمر رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوئی، ایک کافر نے ان کی شان میں یہود کلمہ زبان سے نکالا تھا، اللہ تعالیٰ نے انہیں صبر کرنے اور معاف فرمانے کا حکم دیا۔ ۵۳ اور تمہیں

توبہ اور ایمان کی توفیق عطا فرمائے۔ ۵۴ کہ تم ان کے اعمال کے ذمہ دار ہوتے۔ ۵۵ سب کے احوال کو اور اس کو کہ کون کس لائق ہے۔ ۵۵ مخصوص فضائل

کے ساتھ جیسے کہ حضرت ابراہیم کو خلیل کیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلیم اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حبیب۔ فلا زبور کتاب الہی ہے جو حضرت داؤد

علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل ہوئی اس میں ایک سو پچاس سورتیں ہیں سب میں دعا اور اللہ تعالیٰ کی ثنا اور اس کی حمد و تجید ہے، نہ اس میں حلال و حرام کا بیان نہ فرائض

الضَّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيلًا ﴿۵۲﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمْ

تکلیف دور کرنے اور نہ پھیر دینے کا سبب وہ مقبول بندے جنہیں یہ کافر پوجتے ہیں ۱۱۸ وہ آپ ہی اپنے رب کی طرف

الْوَسِيلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ وَيَرْجُونَ رَحْمَتَهُ وَيَخَافُونَ عَذَابَهُ ۗ إِنَّ

وسیلہ ڈھونڈتے ہیں کہ ان میں کون زیادہ مقرب ہے ۱۱۹ اس کی رحمت کی امید رکھتے اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں ۱۲۰ بے شک

عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُورًا ﴿۵۳﴾ وَإِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ إِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوهَا

تمہارے رب کا عذاب ڈر کی چیز ہے اور کوئی بستی نہیں مگر یہ کہ ہم اسے روز قیامت

قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ أَوْ مَعَدِّبُوهَا عَذَابًا شَدِيدًا ۗ كَانَ ذَٰلِكَ فِي الْكِتَابِ

سے پہلے نینت (ہلاک) کر دیں گے یا اسے سخت عذاب دیں گے ۱۲۱ یہ کتاب میں ۱۲۲

مَسْطُورًا ﴿۵۴﴾ وَمَا مَنَعَنَا أَنْ نُرْسِلَ بِالْآيَاتِ إِلَّا أَنْ كَذَّبَ بِهَا

لکھا ہوا ہے اور ہم ایسی نشانیاں بھیجنے سے یوں ہی باز رہے کہ انہیں اگلوں نے

الْأَوَّلُونَ ۗ وَآتَيْنَا شُعْرًا مِّنَ النَّاقَةِ مُبْصِرًا ۗ فَظَلَمُوا بِهَا ۗ وَمَا نُرْسِلُ

جھٹلا یا ۱۲۳ اور ہم نے شعور کو ۱۲۴ ناتہ دیا (اوتھی دی) آنکھیں کھولنے کو ۱۲۵ تو انہوں نے اس پر ظلم کیا ۱۲۶ اور ہم ایسی نشانیاں

نہ حدود و احکام اس آیت میں خصوصیت کے ساتھ حضرت داؤد علیہ السلام کا نام لے کر ذکر فرمایا گیا۔ مفسرین نے اس کے چند وجوہ بیان کئے ہیں: ایک یہ کہ اس آیت

میں بیان فرمایا گیا کہ انبیاء میں اللہ تعالیٰ نے بعض کو بعض پر فضیلت دی پھر ارشاد کیا کہ حضرت داؤد کو زبور عطا کی باوجودیکہ حضرت داؤد علیہ السلام کو نبوت کے ساتھ

ملک بھی عطا کیا تھا لیکن اس کا ذکر نہ فرمایا، اس میں تشبیہ ہے کہ آیت میں جس فضیلت کا ذکر ہے وہ فضیلت علم ہے نہ کہ فضیلت ملک و مال۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اللہ

تعالیٰ نے زبور میں فرمایا ہے کہ محمد خاتم الانبیاء ہیں اور ان کی امت خیر الامم، اسی سبب سے آیت میں حضرت داؤد اور زبور کا ذکر خصوصیت سے فرمایا گیا۔ تیسری وجہ یہ

ہے کہ یہود کا گمان تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد کوئی نبی نہیں اور تواریت کے بعد کوئی کتاب نہیں اس آیت میں حضرت داؤد علیہ السلام کو زبور عطا فرمانے کا

ذکر کر کے یہودی تکذیب کر دی گئی اور ان کے دعوے کا بطلان ظاہر فرمایا گیا غرض کہ یہ آیت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی فضیلت کبریٰ پر دلالت کرتی ہے۔

قطعہ: اے وصف تو ذکر کتاب موسیٰ وے نعت تو ذکر زبور داؤد مقصود تو نبی زافرینش باقی بہ طفیل تست موجود

(ترجمہ: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! آپ ہی کے اوصاف باکمال تو موسیٰ علیہ السلام کی کتاب تورات میں ہیں اور وہ! اسی طرح آپ کی نعت داؤد

علیہ السلام کی کتاب زبور میں موجود ہے پس آپ ہی تو اس کا نعت کا مقصود ہیں باقی تو سب کچھ فقط آپ کے طفیل سے ہے)۔ ۱۲۷ شان نزول: کفار جب قحط شدید

میں مبتلا ہوئے اور نبوت یہاں تک پہنچی کہ کتے اور مرگ دار کھا گئے اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور میں فریاد لائے اور آپ سے دعا کی التجا کی، اس پر یہ

آیت نازل ہوئی اور فرمایا گیا کہ جب بتوں کو خدا مانتے ہو تو اس وقت انہیں پکارو اور وہ تمہاری مدد کریں اور جب تم جانتے ہو کہ وہ تمہاری مدد نہیں کر سکتے تو کیوں انہیں

معبود بناتے ہو۔ ۱۱۸ جیسے کہ حضرت عیسیٰ اور حضرت عزیر اور ملائکہ۔ شان نزول: ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: یہ آیت ایک جماعت عرب کے حق میں

نازل ہوئی جو چٹات کے ایک گروہ کو پوجتے تھے، وہ چٹات اسلام لے آئے اور ان کے پوجنے والوں کو خبر نہ ہوئی اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور انہیں عار دلانی۔

۱۱۹ تاکہ جو سب سے زیادہ مقرب ہوں اس کو وسیلہ بنائیں۔ مسئلہ اس سے معلوم ہوا کہ مقرب بندوں کو بارگاہ الہی میں وسیلہ بنانا جائز اور اللہ کے مقبول بندوں کا طریقہ

ہے۔ ۱۲۰ کافر انہیں کس طرح معبود سمجھتے ہیں۔ ۱۲۱ قتل وغیرہ کے ساتھ جب وہ کفر کریں اور معاصی میں مبتلا ہوں۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

فرمایا: جب کسی بستی میں زنا اور سود کی کثرت ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ہلاک کا حکم دیتا ہے۔ ۱۲۲ لوح محفوظ میں۔ ۱۲۳ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے

فرمایا کہ اہل مکہ نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ صفا پہاڑ کو سونا کر دیں اور پہاڑوں کو سرزمین مکہ سے بنادیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول



بِالْآيَاتِ إِلَّا تَخَوْفًا ﴿۵۹﴾ وَإِذْ قُلْنَا لَكَ إِنَّ رَبَّكَ أَحَاطَ بِالنَّاسِ وَمَا

نہیں بھیجتے مگر ڈرانے کو ﴿۵۹﴾ اور جب ہم نے تم سے فرمایا کہ سب لوگ تمہارے رب کے قابو میں ہیں ﴿۵۸﴾ اور ہم

جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُونَةَ فِي

نے نہ کیا وہ دکھاوا ﴿۵۹﴾ جو تمہیں دکھایا تھا ﴿۵۸﴾ مگر لوگوں کی آزمائش کو ﴿۵۸﴾ اور وہ بیڑ جس پر قرآن

الْقُرْآنِ ط وَنُحُوفِهِمْ فَمَا يَزِيدُهُمْ إِلَّا طُغْيَانًا كَبِيرًا ﴿۶۰﴾ وَإِذْ قُلْنَا

میں لعنت ہے ﴿۵۹﴾ اور ہم انھیں ڈراتے ہیں ﴿۵۹﴾ تو انہیں نہیں بڑھتی مگر بڑی سرکشی اور یاد کرو جب ہم نے

لِلْبَلْغَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ ط قَالَ عَسَىٰ جَدُّ

فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو ﴿۵۹﴾ تو ان سب نے سجدہ کیا سوا ابلیس کے بولا کیا میں اسے سجدہ کروں

لِمَنْ خَلَقْتُ طِينًا ﴿۶۱﴾ قَالَ أَسَاءَ يَتَكَ هَذَا الَّذِي كَرَّمْتَ عَلَيَّ لَئِنْ

جسے تو نے مٹی سے بنایا بولا ﴿۶۱﴾ دیکھ تو جو یہ تو نے مجھ سے معزز رکھا ﴿۶۱﴾ اگر

أَخَّرْتَنِي إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَأَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهُ إِلَّا قَلِيلًا ﴿۶۲﴾ قَالَ

تو نے مجھے قیامت تک مہلت دی تو ضرور میں اس کی اولاد کو پیس ڈالوں (برباد کر ڈالوں) گا ﴿۶۲﴾ مگر تھوڑا ﴿۶۲﴾ فرمایا

أَذْهَبُ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَإِنَّ جَهَنَّمَ جَزَاءُكُمْ جَزَاءً مَّوْفُورًا ﴿۶۳﴾

دور ہو ﴿۶۲﴾ تو ان میں جو تیری پیروی کرے گا تو بے شک تم سب کا بدلہ جہنم ہے بھرپور سزا

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وحی فرمائی کہ آپ فرمائیں تو آپ کی امت کو مہلت دی جائے اور اگر آپ فرمائیں تو جو انہوں نے طلب کیا ہے وہ پورا کیا جائے لیکن اگر

پھر بھی وہ ایمان نہ لائے تو ان کو ہلاک کر کے نیست و نابود کر دیا جائے گا اس لیے کہ ہماری سنت یہی ہے کہ جب کوئی قوم نشانی طلب کر کے ایمان نہیں لاتی تو ہم اسے

ہلاک کر دیتے ہیں اور مہلت نہیں دیتے، ایسا ہی ہم نے پہلوں کے ساتھ کیا ہے، اسی بیان میں یہ آیت نازل ہوئی۔ ﴿۶۲﴾ ان کے حپ طلب ﴿۶۲﴾ یعنی حجت

واضح (واضح و زبردست دلائل) اور کفر کیا کہ اس کے من اللہ ہونے سے منکر ہو گئے۔ ﴿۶۲﴾ جلد آنے والے عذاب سے۔ ﴿۶۲﴾ اس کے قبضہ قدرت میں تو آپ

تبلیغ فرمائیے اور کسی کا خوف نہ کیجئے اللہ آپ کا نگہبان ہے۔ ﴿۶۲﴾ یعنی معائنہ عجائب آیات الہیہ کا۔ ﴿۶۲﴾ معراج بحالت بیداری ﴿۶۲﴾ یعنی اہل مکہ کی۔ چنانچہ

جب سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں واقعہ معراج کی خبر دی تو انہوں نے اس کی تکذیب کی اور بعض مرتد ہو گئے اور تسخیر سے عمارت بیت المقدس کا نقشہ

دریافت کرنے لگے۔ حضور نے سارا نقشہ بتا دیا تو اس پر کفار آپ کو ساحر کہنے لگے۔ ﴿۶۲﴾ یعنی درخت زقوم جو جہنم میں پیدا ہوتا ہے اس کو سبب آزمائش بنا دیا یہاں

تک کہ ابو جہل نے کہا کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تم کو جہنم کی آگ سے ڈراتے ہیں کہ وہ پتھروں کو جلا دے گی پھر یہ بھی فرماتے ہیں کہ اس میں درخت آگیں

گے، آگ میں درخت کہاں رہ سکتا ہے؟ یہ اعتراض انہوں نے کیا اور قدرت الہی سے منافل رہے نہ سمجھے کہ اس قادر مختار کی قدرت سے آگ میں درخت پیدا کرنا کچھ بعید نہیں،

سمندر ایک کیڑا ہوتا ہے جو آگ میں پیدا ہوتا ہے آگ ہی میں رہتا ہے۔ بلا ڈرک میں اس کے اون کی تولیاں بنائی جاتی تھیں جو مٹی ہو جانے پر آگ میں ڈال کر

صاف کر لی جاتی اور جلتی نہ تھیں۔ شتر مرغ انکارے کھا جاتا ہے اللہ کی قدرت سے آگ میں درخت پیدا کرنا کیا بعید ہے۔ ﴿۶۲﴾ دینی اور دنیوی خوفناک امور سے

﴿۶۲﴾ تحیت کا ﴿۶۲﴾ شیطان ﴿۶۲﴾ اور اس کو مجھ پر فضیلت دی اور اس کو سجدہ کرایا تو میں قسم کھاتا ہوں کہ ﴿۶۲﴾ گمراہ کر کے ﴿۶۲﴾ جنہیں اللہ چائے اور محفوظ رکھے وہ

اس کے مخلص بندے ہیں شیطان کے اس کلام پر اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس سے ﴿۶۲﴾ تجھے آؤلی (پہلی مرتبہ صورت پھونکے جانے) تک مہلت دی گئی۔

وَاسْتَفْرِزْ مَنْ اسْتَطَعَتْ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَأَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَ

اور ڈگا دے (بہکا دے) ان میں سے جس پر قدرت پائے اپنی آواز سے ﴿۱۴۱﴾ اور ان پر لام باندھ لا (فوجی لشکر چڑھا لا) اپنے سواروں اور

رَجَلِكَ وَشَارِكُهُمْ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ وَعِدَّهُمْ ط وَمَا يَعِدُهُمْ

اپنے پیادوں کا ﴿۱۴۲﴾ اور ان کا ساجھی ہو مالوں اور بچوں میں ﴿۱۴۳﴾ اور انہیں وعدہ دے ﴿۱۴۴﴾ اور شیطان انہیں وعدہ

الشَّيْطَانُ إِلَّا غُرُورًا ﴿۲۳﴾ إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ ط وَ

نہیں دیتا مگر فریب سے بے شک جو میرے بندے ہیں ﴿۱۴۵﴾ ان پر تیرا کچھ قابو نہیں اور

كَفَىٰ بِرَبِّكَ وَكَيْلًا ﴿۲۵﴾ رَبُّكُمْ الَّذِي يُزْجِي لَكُمْ الْفُلْكَ فِي الْبَحْرِ

تیرا رب کافی ہے کام بنانے کو ﴿۱۴۶﴾ تمہارا رب وہ ہے کہ تمہارے لئے دریا میں کشتی رواں کرتا ہے

لِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ ط إِنَّهُ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا ﴿۲۶﴾ وَإِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ

کہ ﴿۱۴۷﴾ تم اس کا فضل تلاش کرو بے شک وہ تم پر مہربان ہے اور جب تمہیں دریا

فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُونَ إِلَّا إِيَّاهُ ج فَلَمَّا نَجَّكُمْ إِلَى الْبَرِّ

میں مصیبت پہنچتی ہے ﴿۱۴۸﴾ تو اس کے سوا جنہیں پوجتے ہو سب گم ہو جاتے ہیں ﴿۱۴۹﴾ پھر جب وہ تمہیں خشکی کی طرف نجات دیتا ہے

أَعْرَضْتُمْ ط وَكَانَ الْإِنْسَانُ كَفُورًا ﴿۲۷﴾ أَفَأَمِنْتُمْ أَنْ يَخْشِفَ بِكُمْ

تو منہ پھیر لیتے ہو ﴿۱۵۰﴾ اور آدمی بڑا ناشکرا ہے کیا تم ﴿۱۵۱﴾ اس سے بڑھ ہوئے کہ وہ خشکی ہی کا

جَانِبَ الْبَرِّ أَوْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوا لَكُمْ وَكَيْلًا ﴿۲۸﴾ أَمْ

کوئی کنارہ تمہارے ساتھ دھنسا دے ﴿۱۵۲﴾ یا تم پر پتھراؤ بھیجے ﴿۱۵۳﴾ پھر اپنا کوئی حمایتی نہ پاؤ ﴿۱۵۴﴾ یا

﴿۱۵۵﴾ سو سے ڈال کر اور مصیبت کی طرف بلا کر۔ بعض علماء نے فرمایا کہ مراد اس سے گانے باجے، ہجو و لعب کی آوازیں ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منقول

ہے کہ جو آواز اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف منہ سے نکلے وہ شیطانی آواز ہے۔ ﴿۱۵۶﴾ یعنی اپنے سب منکر تمام (فریب کمل) کر لے اور اپنے تمام لشکروں سے مدد لے۔

﴿۱۵۷﴾ زجاج نے کہا کہ جو گناہ مال میں ہو یا اولاد میں ہو ایلیس اس میں شریک ہے جیسے کہ سود اور مال حاصل کرنے کے دوسرے حرام طریقے اور فسق و ممنوعات میں

خرچ کرنا اور زکوٰۃ نہ دینا یہ مالی امور ہیں جن میں شیطان کی شرکت ہے اور زنا و ناجائز طریقے سے اولاد حاصل کرنا یہ اولاد میں شیطان کی شرکت ہے۔ ﴿۱۵۸﴾ اپنی

طاعت پر ﴿۱۵۹﴾ نیک مخلص انبیاء اور اصحاب فضل و صلاح۔ ﴿۱۶۰﴾ انہیں تجھ سے محفوظ رکھے گا اور شیطانی مکائد اور وساوس (شیطانی مکر و فریب اور وسوسوں) کو دفع

فرمائے گا۔ ﴿۱۶۱﴾ ان میں تجارتوں کے لیے سفر کر کے۔ ﴿۱۶۲﴾ اور ڈوبنے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ ﴿۱۶۳﴾ اور ان جھوٹے معبودوں میں سے کسی کا نام زبان پر نہیں آتا اس

وقت اللہ تعالیٰ سے حاجت روائی چاہتے ہیں۔ ﴿۱۶۴﴾ اس کی توحید سے اور پھر انہیں ناکارہ بتوں کی پرستش شروع کر دیتے ہو۔ ﴿۱۶۵﴾ دریا سے نجات پا کر ﴿۱۶۶﴾ جیسا کہ

قارون کو دھنسا دیا تھا۔ مقصد یہ ہے کہ خشکی و تری سب اس کے تحت قدرت ہیں جیسا وہ سمندر میں غرق کرنے اور بچانے دونوں پر قادر ہے ایسا ہی خشکی میں بھی زمین

کے اندر دھنسا دینے اور محفوظ رکھنے دونوں پر قادر ہے۔ خشکی ہو یا تری ہر کہیں بندہ اس کی رحمت کا محتاج ہے۔ وہ زمین میں دھنسانے پر بھی قادر ہے اور یہ بھی قدرت

رکھتا ہے کہ ﴿۱۶۷﴾ جیسا تو م لوط پر بھیجا تھا۔ ﴿۱۶۸﴾ جو تمہیں بچا سکے۔

أَمِنْتُمْ أَنْ يُعِيدَكُمْ فِيهِ تَارَةً أُخْرَى فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِّنَ

اس سے بڈر (بے خوف) ہوئے کہ تمہیں دوبارہ دریا میں لے جائے پھر تم پر جہاز توڑنے والی

الرِّيحُ فَيُغَرِّقُكُمْ بِمَا كَفَرْتُمْ لَسْتُمْ لَا تَجِدُوا لَكُمْ عَلَيْنَا بِهِ تَبِيعًا ﴿٢٩﴾ وَ

آندھی بھیجے تو تم کو تمہارے کفر کے سبب ڈبو دے پھر اپنے لئے کوئی ایسا نہ پاؤ کہ اس پر ہمارا پیچھا کرے ﴿۲۹﴾ اور

لَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُمْ مِّنَ

بے شک ہم نے اولاد آدم کو عزت دی ﴿۳۰﴾ اور ان کو خشکی اور تری میں ﴿۳۱﴾ سوار کیا اور ان کو ستھری چیزیں

الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَى كَثِيرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا ﴿٣٠﴾ يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ

روزی دیں ﴿۳۱﴾ اور ان کو اپنی بہت مخلوق سے افضل کیا ﴿۳۰﴾ جس دن ہم ہر جماعت کو

أُنَاسٍ بِأَمَانِهِمْ فَمَنْ أَؤْتِي كِتَابَهُ بِبَيِّنَاتٍ فَأُولَٰئِكَ يَقْرَءُونَ كِتَابَهُمْ

اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے ﴿۳۲﴾ تو جو اپنا نامہ داہنے ہاتھ میں دیا گیا یہ لوگ اپنا نامہ پڑھیں گے ﴿۳۲﴾

وَلَا يُظَلَّمُونَ فِتْنًا ﴿٣١﴾ وَمَنْ كَانَ فِي هَذِهِ أَعْمَىٰ فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَعْمَىٰ

اور تاگے بھر ان کا حق نہ دیا جائے گا ﴿۳۱﴾ اور جو اس زندگی میں ﴿۳۲﴾ اندھا ہو وہ آخرت میں اندھا ہے ﴿۳۲﴾

﴿۳۲﴾ اور ہم سے دریافت کر سکے کہ ہم نے ایسا کیوں کیا کیونکہ ہم قادر مختار ہیں جو چاہتے ہیں کرتے ہیں ہمارے کام میں کوئی دخل دینے والا اور دم مارنے والا نہیں۔

﴿۳۳﴾ عقل و علم و گویائی، پاکیزہ صورت، معتدل قامت اور معاش و معاد کی تدابیر اور تمام چیزوں پر استیلا و تغیر (غلبہ و قابو) عطا فرما کر اور اس کے علاوہ اور بہت سی

فضیلتیں دے کر ﴿۳۴﴾ جانوروں اور دوسری سوار یوں اور کشتیوں اور جہازوں وغیرہ میں ﴿۳۵﴾ الطیف خوش ذائقہ حیوانی اور نباتی طرح کی غذائیں خوب اچھی طرح

پکی ہوئی کیونکہ انسان کے سوا حیوانات میں پکی ہوئی غذا اور کسی کی خوراک نہیں۔ ﴿۳۶﴾ حسن کا قول ہے کہ اکثر سے کل مراد ہے اور اکثر کا لفظ کل کے معنی میں بولا جاتا

ہے۔ قرآن کریم میں بھی ارشاد ہوا: "وَ أَكْثَرُهُمْ كَذِبُونَ" اور "مَا يَتَّبِعُ أَكْثَرُهُمْ إِلَّا ظُلْمًا" میں "اکثر" بمعنی "کل" ہے، لہذا ملائکہ بھی اس میں داخل ہیں اور خواص

بشر یعنی انبیاء علیہم السلام خواص ملائکہ سے افضل ہیں اور صلحاء بشر (نیک و متقی انسان) عوام ملائکہ (عام فرشتوں) سے۔ حدیث شریف میں ہے کہ مومن اللہ کے

نزدیک ملائکہ سے زیادہ کرامت رکھتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ فرشتے طاعت پر مجبور ہیں یہی ان کی سرشت (فطرت) ہے ان میں عقل ہے شہوت نہیں اور بہائم (جانوروں)

میں شہوت ہے عقل نہیں اور آدمی شہوت و عقل دونوں کا جامع ہے تو جس نے عقل کو شہوت پر غالب کیا وہ ملائکہ سے افضل ہے اور جس نے شہوت کو عقل پر غالب کیا وہ

بہائم سے بدتر ہے۔ ﴿۳۷﴾ جس کا وہ دنیا میں اتباع کرتا تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: اس سے وہ امام زماں مراد ہے جس کی دعوت پر دنیا میں

لوگ چلے خواہ اس نے حق کی دعوت کی ہو یا باطل کی۔ حاصل یہ ہے کہ ہر قوم اپنے سردار کے پاس جمع ہوگی جس کے حکم پر دنیا میں چلتی رہی اور انہیں اسی کے نام سے

پکارا جائے گا کہ اے فلاں کے تبعین۔ ﴿۳۸﴾ نیک لوگ جو دنیا میں صاحب بصیرت تھے اور راہ راست پر رہے ان کو ان کا نام اعمال داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا، وہ

اس میں نیکیاں اور طاعتیں دیکھیں گے تو اس کو ذوق و شوق سے پڑھیں گے اور جو بد بخت ہیں کفار ہیں ان کے نام اعمال بائیں ہاتھ میں دیے جائیں گے وہ انہیں

دیکھ کر شرمندہ ہوں گے اور بد بخت سے پوری طرح پڑھنے پر قادر نہ ہوں گے۔ ﴿۳۹﴾ یعنی ثواب اعمال میں ان سے ادنیٰ بھی کمی نہ کی جائے گی۔ ﴿۴۰﴾ دنیا کی حق کے

دیکھنے سے ﴿۴۱﴾ نجات کی راہ سے معنی یہ ہیں کہ جو دنیا میں کافر گمراہ ہے وہ آخرت میں اندھا ہوگا کیونکہ دنیا میں توبہ مقبول ہے اور آخرت میں توبہ مقبول نہیں۔



وَأَضَلُّ سَبِيلًا ﴿٤٢﴾ وَإِنْ كَادُوا لَيَفْتِنُونَكَ عَنِ الَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ

اور اور بھی زیادہ گمراہ اور وہ تو قریب تھا کہ تمہیں کچھ لغزش دیتے ہماری وحی سے جو ہم نے تم کو بھیجی

لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا غَيْرَهُ ۖ وَإِذًا لَتَتَّخِذُوكَ خَلِيلًا ﴿٤٣﴾ وَلَوْلَا أَنْ

کہ تم ہماری طرف کچھ اور نسبت کر دو اور ایسا ہوتا تو وہ تم کو اپنا گہرا دوست بنا لیتے ۱۴۲ اور اگر ہم تمہیں ۱۴۵

تَبَسُّوكَ لَقَدْ كِدْتُمْ تَرَكَنُ إِلَيْهِمْ شَيْئًا قَلِيلًا ﴿٤٤﴾ إِذًا لَأَذُقَنَّكَ ضِعْفَ

ثابت قدم نہ رکھتے تو قریب تھا کہ تم ان کی طرف کچھ تھوڑا سا جھکتے اور ایسا ہوتا تو ہم تم کو دوئی

الْحَيَاةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ۖ ثُمَّ لَا تَجِدُكَ عَلَيْنَا نَصِيرًا ﴿٤٥﴾ وَإِنْ

عمر اور دو چند موت ۱۴۶ کا مزہ دیتے پھر تم ہمارے مقابل اپنا کوئی مددگار نہ پاتے اور بے شک

كَادُوا لَيَسْتَفِزُّوكَ مِنَ الْأَرْضِ لِيُخْرِجُوكَ مِنْهَا وَإِذًا لَا يَلْبَثُونَ

قریب تھا کہ وہ تمہیں اس زمین سے ۱۴۷ ڈگا دیں (بٹا دیں) کہ تمہیں اس سے باہر کر دیں اور ایسا ہوتا تو وہ تمہارے

خَلْقَكَ إِلَّا قَلِيلًا ﴿٤٦﴾ سُنَّةٍ مِّنْ قَدْ أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُّسُلِنَا وَلَا

پیچھے نہ ٹھہرتے مگر تھوڑا ۱۴۸ دستور ان کا جو ہم نے تم سے پہلے رسول بھیجے ۱۴۹ اور

تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيلًا ﴿٤٧﴾ أَقِمِ الصَّلَاةَ لِذُلُوكِ الشُّسُ إِلَى غَسَقِ اللَّيْلِ

تم ہمارا قانون بدلتا نہ پاؤ گے نماز قائم رکھو سورج ڈھلنے سے رات کی اندھیری تک ۱۵۰

وَقُرْآنَ الْفَجْرِ ۖ إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا ﴿٤٨﴾ وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ

اور صبح کا قرآن ۱۵۱ بے شک صبح کے قرآن میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں ۱۵۲ اور رات کے کچھ حصہ میں تہجد

۱۵۳ شان نزول: (قبیلہ) ثقیف کا ایک وفد سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آ کر کہنے لگا کہ اگر آپ تین باتیں منظور کر لیں تو ہم آپ کی بیعت کر لیں:

ایک تو یہ کہ نماز میں جھکیں گے نہیں یعنی رکوع سجدہ نہ کریں گے۔ دوسری یہ کہ ہم اپنے بت اپنے ہاتھوں سے نہ توڑیں گے۔ تیسری یہ کہ لات کو پوجیں گے تو نہیں مگر

ایک سال اس سے نفع اٹھالیں کہ اس کے پوجنے والے جو نذریں چڑھاوے لائیں اس کو وصول کر لیں۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اس دین میں کچھ

بھلائی نہیں جس میں رکوع سجدہ نہ ہو اور بتوں کو توڑنے کی بابت تمہاری مرضی اور لات و عزیٰ سے فائدہ اٹھانے کی اجازت میں ہرگز نہ دوں گا۔ وہ کہنے لگے: یا رسول

اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہم چاہتے ہیں کہ آپ کی طرف سے ہمیں ایسا اعزاز ملے جو دوسروں کو نہ ملا ہوتا کہ ہم فخر کر سکیں، اس میں اگر آپ کو اندیشہ ہو کہ عرب

شکایت کریں گے تو آپ ان سے کہہ دیجئے گا کہ اللہ کا حکم ہی ایسا تھا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ۱۵۴ معصوم کر کے ۱۶۶ کے عذاب ۱۶۷ یعنی عرب سے۔ شان

نزول: مشرکین نے اتفاق کر کے چاہا کہ سب مل کر سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سر زمین عرب سے باہر کر دیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کا یہ ارادہ پورا نہ ہونے دیا

اور ان کی یہ مراد بر نہ آئی، اس واقعہ کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔ (غازن) ۱۶۸ اور جلد ہلاک کر دیے جاتے۔ ۱۶۹ یعنی جس قوم نے اپنے درمیان سے اپنے

رسول کو نکالا ان کے لیے سنت الہی یہی رہی کہ انہیں ہلاک کر دیا۔ ۱۷۰ اس میں ظہر سے عشا تک کی چار نمازیں آگئیں۔ ۱۷۱ اس سے نماز فجر مراد ہے اور اس کو

قرآن اس لیے فرمایا گیا کہ قرأت ایک رکن ہے اور جز سے گل تعبیر کیا جاتا ہے جیسا کہ قرآن کریم میں نماز کو رکوع و سجود سے بھی تعبیر کیا گیا ہے۔ مسئلہ: اس سے معلوم

بِهِ نَافِلَةٌ لَّكَ ۖ عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا ﴿٤٩﴾ وَقُلْ رَبِّ

کر دینے کے لیے زیادہ ہے فلاں قریب ہے کہ تمہیں تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں فلاں اور یوں عرض کرو کہ اے میرے رب

أَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَأَخْرِجْنِيْ مَخْرَجَ صِدْقٍ وَاجْعَلْ لِيْ مِنْ

مجھے سچی طرح داخل کر اور سچی طرح باہر لے جا فلاں اور مجھے

لَدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا ﴿٥٠﴾ وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۗ إِنَّ

اپنی طرف سے مددگار غلبہ دے فلاں اور فرماؤ کہ حق آیا اور باطل مٹ گیا فلاں بے شک

الْبَاطِلُ كَانَ زَهُوْقًا ﴿٥١﴾ وَنُنزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ

باطل کو مٹانا ہی تھا فلاں اور ہم قرآن میں اتارتے ہیں وہ چیز فلاں جو ایمان والوں کے لیے شفا اور رحمت

لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۗ وَلَا يَزِيْدُ الظَّالِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ﴿٥٢﴾ وَاِذَا اَنْعَمْنَا عَلٰی

ہے فلاں اور اس سے ظالموں کو فلاں نقصان ہی بڑھتا ہے اور جب ہم آدمی پر

ہوا کہ قراءت نماز کا رکن ہے۔ فلاں یعنی نماز فجر میں رات کے فرشتے بھی موجود ہوتے ہیں اور دن کے فرشتے بھی آجاتے ہیں۔ فلاں تہجد: نماز کے لیے نیند کو

چھوڑنے یا بعد عشا سونے کے بعد جو نماز پڑھی جائے اس کو کہتے ہیں۔ نماز تہجد کی حدیث شریف میں بہت فضیلتیں آئی ہیں، نماز تہجد سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

پر فرض تھی، جمہور کا یہی قول ہے حضور کی امت کے لیے یہ نماز سنت ہے۔ مسئلہ: تہجد کی کم سے کم دو رکعتیں اور متوسط چار اور زیادہ آٹھ ہیں اور سنت یہ ہے کہ دو دو

رکعت کی نیت سے پڑھی جائیں۔ مسئلہ: اگر آدمی شب کی ایک تہائی عبادت کرنا چاہے اور دو تہائی سونا تو شب کے تین حصے کر لے درمیانی تہائی میں تہجد پڑھنا افضل

ہے اور اگر چاہے کہ آدھی رات سوئے آدھی رات عبادت کرے تو نصف اخیر افضل ہے۔ مسئلہ: جو شخص نماز تہجد کا عادی ہو اس کے لیے تہجد ترک کرنا مکروہ ہے جیسا کہ

بخاری و مسلم کی حدیث شریف میں ہے۔ (رد المحتار) فلاں اور مقام محمود مقام شفاعت ہے کہ اس میں اولین و آخرین حضور کی حمد کریں گے، اسی پر جمہور ہیں۔ فلاں جہاں

بھی میں داخل ہوں اور جہاں سے بھی میں باہر آؤں خواہ وہ کوئی مکان ہو یا منصب ہو یا کام۔ بعض مفسرین نے کہا: مراد یہ ہے کہ مجھے قبر میں اپنی رضا اور طہارت کے

ساتھ داخل کرو اور وقت بعثت عزت و کرامت کے ساتھ باہر لا۔ بعض نے کہا: معنی یہ ہیں کہ مجھے اپنی طاعت میں صدق کے ساتھ داخل کرو اور اپنے منافی (ممنوع

کاموں) سے صدق کے ساتھ خارج فرما اور اس کے معنی میں ایک قول یہ بھی ہے کہ منصب نبوت میں مجھے صدق کے ساتھ داخل کرو اور صدق کے ساتھ دنیا سے

رخصت کے وقت نبوت کے حقوق و واجبہ سے عہدہ برآ فرما۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ مجھے مدینہ طیبہ میں پسندیدہ داخلہ عنایت کرو اور مکہ مکرمہ سے میرا خروج صدق کے

ساتھ کرو کہ اس سے میرا دل غمگین نہ ہو، مگر یہ توجیہ اس صورت میں صحیح ہو سکتی ہے جبکہ یہ آیت مدنی نہ ہو جیسا کہ علامہ سیوطی نے ”قبیل“ فرما کر اس آیت کے مدنی ہونے

کا قول ضعیف ہونے کی طرف اشارہ کیا۔ فلاں وہ قوت عطا فرما جس سے میں تیرے دشمنوں پر غالب ہوں اور وہ حجت جس سے میں ہر مخالف پر فتح پاؤں اور وہ غلبہ

ظاہرہ جس سے میں تیرے دین و تقویت دوں، یہ دعا قبول ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب سے ان کے دین کو غالب کرنے اور انہیں دشمنوں سے محفوظ رکھنے کا وعدہ

فرمایا۔ فلاں یعنی اسلام آیا اور کفر مٹ گیا یا قرآن آیا اور شیطان ہلاک ہوا۔ فلاں کیونکہ اگرچہ باطل کو کسی وقت میں دولت و وصولت (زعب و بدبہ) حاصل ہو مگر

اس کو پائیداری نہیں، اس کا انجام بربادی و خواری ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روز فتح مکہ مکرمہ میں

داخل ہوئے تو کعبہ مقدسہ کے گرد دین سوساٹھ بت نصب کئے ہوئے تھے جن کو لوہے اور راتگ (قلعی دھات) سے جوڑ کر مضبوط کیا گیا تھا، سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم کے دست مبارک میں ایک لکڑی تھی حضور یہ آیت پڑھ کر اس لکڑی سے جس بت کی طرف اشارہ فرماتے جاتے تھے وہ گرتا جاتا تھا۔ فلاں سورتیں اور آیتیں

فلاں کہ اس سے امراض ظاہرہ اور باطنہ، ضلالت و جہالت وغیرہ دور ہوتے ہیں اور ظاہری و باطنی صحت حاصل ہوتی ہے، اعتقادات باطلہ و اخلاق رذیلہ (غلط

عقیدے اور بُرے اخلاق) دُفع ہوتے ہیں اور عقائد حقہ و معارف الہیہ و صفات حمیدہ و اخلاق فاضلہ (صحیح عقیدے، اللہ تعالیٰ کی معرفت و پہچان، بہترین صفات اور

الْإِنْسَانَ أَعْرَضَ وَنَابِجَانِيهِ ۚ وَإِذَامَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ يَئُوسًا ﴿۸۳﴾ قُلْ

احسان کرتے ہیں ﴿۸۳﴾ منہ پھیر لیتا ہے اور اپنی طرف دور ہٹ جاتا ہے ﴿۸۴﴾ اور جب اسے برائی پہنچے ﴿۸۵﴾ تو ناامید ہو جاتا ہے ﴿۸۵﴾ تم فرماؤ

كُلُّ يَّعْمَلُ عَلَىٰ شَاكِلَتِهِ ۖ فَرَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ أَهْدَىٰ سَبِيلًا ﴿۸۴﴾ وَ

سب اپنے کینڈے (انداز) پر کام کرتے ہیں ﴿۸۴﴾ تو تمہارا رب خوب جانتا ہے کون زیادہ راہ پر ہے اور

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ ۖ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ

تم سے روح کو پوچھتے ہیں تم فرماؤ روح میرے رب کے حکم سے ایک چیز ہے اور تمہیں علم نہ ملا

إِلَّا قَلِيلًا ﴿۸۵﴾ وَلَئِنْ سَأَلْتَهُنَّ بَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ شَيْئًا لَأَقْبِرَنَّ

مگر تھوڑا ﴿۸۵﴾ اور اگر ہم چاہتے تو یہ وحی جو ہم نے تمہاری طرف کی اسے لے جاتے ﴿۸۶﴾ پھر تم کوئی نہ پاتے کہ

لَكَ بِهِ عَلَيْنَا وَكَيْلًا ﴿۸۶﴾ إِلَّا رَحْمَةً مِّن رَّبِّكَ ۗ إِنَّ فَضْلَهُ كَانَ

تمہارے لئے ہمارے حضور اس پر وکالت کرتا مگر تمہارے رب کی رحمت ﴿۸۶﴾ بے شک تم پر اس کا

عَلَيْكَ كَبِيرًا ﴿۸۷﴾ قُلْ لِّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَىٰ أَنْ يَأْتُوا

بڑا فضل ہے ﴿۸۷﴾ تم فرماؤ اگر آدمی اور جن سب اس بات پر متفق ہو جائیں کہ ﴿۸۸﴾ اس قرآن

زبردست (اخلاق) حاصل ہوتے ہیں کیونکہ یہ کتاب مجید ایسے علوم و دلائل پر مشتمل ہے جو دہائی و شیطانی ظلمتوں کو اپنے انوار سے نیست و نابود کر دیتے ہیں اور اس کا

ایک ایک حرف برکات کا گنجینہ ہے جس سے جسمانی امراض اور آسیب دور ہوتے ہیں۔ ﴿۸۸﴾ یعنی کافروں کو جو اس کی تکذیب کرتے ہیں۔ ﴿۸۹﴾ یعنی کافر پر کس کو

صحت اور وسعت عطا فرماتے ہیں تو وہ ہمارے ذکر و دعا اور طاعت و ادائے شکر سے۔ ﴿۹۰﴾ یعنی تکبر کرتا ہے۔ ﴿۹۱﴾ کوئی شدت و ضرر (تکلیف و نقصان) اور کوئی

فقر و حادثہ (مفلسی و صدمہ) تو شرف و زاری سے (گرگڑا تے اور روتے ہوئے) دعائیں کرتا ہے اور ان دعاؤں کے قبول کا اثر ظاہر نہیں ہوتا۔ ﴿۹۲﴾ مؤمن کو ایسا

نہ چاہئے اگر اجابت دعا میں تاخیر ہو تو وہ مایوس نہ ہو اللہ تعالیٰ کی رحمت کا امیدوار رہے۔ ﴿۹۳﴾ ہم اپنے طریقہ پر تم اپنے طریقہ پر جس کا جو ہر ذات، شریف و طاہر ہے،

اس سے افعال جمیلہ و اخلاق پاکیزہ صادر ہوتے ہیں اور جس کا نفس خمیشت ہے اس سے افعال خبیثہ ردیہ سرزد ہوتے ہیں۔ ﴿۹۴﴾ قریش مشورہ کے لیے جمع ہوئے اور

ان میں باہم گفتگو یہ ہوئی کہ محمد مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہم میں رہے اور کبھی ہم نے ان کو صدق و امانت میں کمزور نہ پایا کبھی ان پر تہمت لگانے کا موقع ہاتھ

نہ آیا، اب انہوں نے نبوت کا دعویٰ کر دیا تو ان کی سیرت اور ان کے چال چلن پر کوئی عیب لگانا تو ممکن نہیں ہے، یہود سے پوچھنا چاہئے کہ ایسی حالت میں کیا کیا

جائے؟ اس مطلب کے لیے ایک جماعت یہود کے پاس بھیجی گئی یہود نے کہا کہ ان سے تین سوال کرو اگر تینوں کے جواب نہ دیں تو وہ نبی نہیں اور اگر تینوں کا جواب

دے دیں جب بھی نبی نہیں اور اگر دو کا جواب دے دیں ایک کا جواب نہ دیں تو وہ سچے نبی ہیں، وہ تین سوال یہ ہیں: اصحاب کہف کا واقعہ، ذوالقرنین کا واقعہ اور روح

کا حال؟ چنانچہ قریش نے حضور سے یہ سوال کئے۔ آپ نے اصحاب کہف اور ذوالقرنین کے واقعات تو مفصل بیان فرمادیے اور روح کا معاملہ ابہام میں رکھا (یعنی

پوشیدہ رکھا) جیسا کہ توریت میں مُبْهَم رکھا گیا تھا۔ قریش یہ سوال کر کے نادم ہوئے۔ اس میں اختلاف ہے کہ سوال حقیقت روح سے تھا یا اس کی مخلوقیت سے۔ جواب

دونوں کا ہو گیا اور آیت میں یہ بھی بتا دیا گیا کہ مخلوق کا علم علم الہی کے سامنے قلیل ہے اگرچہ ”مَا أُوْتِينُمْ“ کا خطاب یہود کے ساتھ خاص ہو۔ ﴿۹۵﴾ یعنی قرآن کریم کو

سینوں اور صحیفوں سے محو کر دیتے (مٹا دیتے) اور اس کا کوئی اثر باقی نہ چھوڑتے۔ ﴿۹۶﴾ کی قیامت تک اس کو باقی رکھا اور ہر تغیر و تبدل سے محفوظ فرمایا۔ حضرت ابن

مسعودی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ قرآن پاک خوب پڑھو! اس سے پہلے کہ قرآن پاک اٹھایا جائے کیونکہ قیامت قائم نہ ہوگی جب تک کہ قرآن پاک نٹاٹھایا جائے۔

﴿۹۷﴾ کہ اس نے آپ پر قرآن کریم نازل فرمایا اور اس کو باقی و محفوظ رکھا اور آپ کو تمام بنی آدم کا سردار اور خاتم النبیین کیا اور مقام محمود عطا فرمایا۔ ﴿۹۸﴾ بلا غت اور

حسن نظم و ترتیب اور علوم غیبیہ و معارف الہیہ میں سے کسی کمال میں۔



بِسْمِ هَذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِبَيْتِهِ وَلَا كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ

کی مانند لے آئیں تو اس کا مثل نہ لائیں گے اگرچہ ان میں ایک دوسرے کا

ظہیراً ۸۸) وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِي هَذَا الْقُرْآنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ فَأَبَى

مددگار ہو ۱۹۲ اور بے شک ہم نے لوگوں کے لئے اس قرآن میں ہر قسم کی مثل (مثالیں) طرح طرح بیان فرمائی تو اکثر

أَكْثَرَ النَّاسِ إِلَّا كُفُورًا ۸۹) وَقَالُوا لَنْ نُؤْمِنَ لَكَ حَتَّى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ

آدمیوں نے نہ مانا مگر ہاشم کرنا ۱۹۳ اور بولے کہ ہم ہرگز تم پر ایمان نہ لائیں گے یہاں تک کہ تم ہمارے لئے

الْأَرْضِ يَنْبُوعًا ۹۰) أَوْ تَكُونَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ مَّخِيلٍ وَعِنَبٍ فَتُفَجَّرَ

زمین سے کوئی چشمہ بہا دو ۱۹۴ یا تمہارے لئے کھجوروں اور انگوروں کا کوئی باغ ہو پھر تم اس کے اندر

۱۹۵ شان نزول: مشرکین نے کہا تھا کہ ہم چاہیں تو اس قرآن کی مثل بنالیں، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان کی تکذیب کی کہ خالق کے

کلام کے مثل مخلوق کا کلام ہو ہی نہیں سکتا اگر وہ سب باہم مل کر کوشش کریں جب بھی ممکن نہیں کہ اس کلام کے مثل لائیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا تمام کفار عاجز ہوئے اور

انہیں رسوائی اٹھانی پڑی اور وہ ایک سطح بھی قرآن کریم کے مقابل بنا کر پیش نہ کر سکے۔ ۱۹۶ اور حق سے منکر ہونا اختیار کیا۔ ۱۹۷ شان نزول: جب قرآن کریم کا اعجاز

(معجزہ) خوب ظاہر ہو چکا اور معجزات واضحات نے حجت قائم کر دی اور کفار کے لیے کوئی جائے عذر باقی نہ رہی تو وہ لوگوں کو مغالطہ میں ڈالنے کے لیے طرح طرح کی

نشانیوں طلب کرنے لگے اور انہوں نے کہہ دیا کہ ہم ہرگز آپ پر ایمان نہ لائیں گے۔ مردی ہے کہ کفار قریش کے سردار کعبہ معظمہ میں جمع ہوئے اور انہوں نے سید

عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بلوایا۔ حضور تشریف لائے تو انہوں نے کہا کہ ہم نے آپ کو اس لیے بلایا ہے کہ آج گفتگو کر کے آپ سے معاملہ طے کر لیں تاکہ ہم پھر

آپ کے حق میں معذور سمجھے جائیں، عرب میں کوئی آدمی ایسا نہیں ہوا جس نے اپنی قوم پر وہ شدید کئے ہوں جو آپ نے کئے ہیں، آپ نے ہمارے باپ دادا کو برا

کہا، ہمارے دین کو عیب لگائے، ہمارے دانش مندوں کو کم عقل ٹھہرایا، معبودوں کی توہین کی، جماعت متفرق کر دی، کوئی برائی اٹھانہ رکھی، اس سے تمہاری غرض کیا

ہے؟ اگر تم مال چاہتے ہو تو ہم تمہارے لیے اتنا مال جمع کر دیں کہ ہماری قوم میں تم سب سے زیادہ مالدار ہو جاؤ، اگر اعزاز چاہتے ہو تو ہم تمہیں اپنا سردار بنالیں، اگر

ملک و سلطنت چاہتے ہو تو ہم تمہیں بادشاہ تسلیم کر لیں، یہ سب باتیں کرنے کیلئے ہم تیار ہیں اور اگر تمہیں کوئی دماغی بیماری ہوگئی ہے یا کوئی خلش (چھین و درد) ہو گیا

ہے تو ہم تمہارا علاج کریں اور اس میں جس قدر خرچ ہو اٹھائیں۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ان میں سے کوئی بات نہیں اور میں مال و سلطنت و سرداری

کسی چیز کا طلبگار نہیں، واقعہ صرف اتنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے رسول بنا کر بھیجا اور مجھ پر اپنی کتاب نازل فرمائی اور حکم دیا کہ میں تمہیں اس کے ماننے پر اللہ کی رضا اور

نعمت آخرت کی بشارت دوں اور انکار کرنے پر عذاب الہی کا خوف دلاؤں، میں نے تمہیں اپنے رب کا پیام پہنچایا اگر تم اسے قبول کرو تو یہ تمہارے لیے دنیا و آخرت کی

خوش نصیبی ہے اور نہ مانو تو میں صبر کروں گا اور اللہ کے فیصلہ کا انتظار کروں گا۔ اس پر ان لوگوں نے کہا: اے محمد! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اگر آپ ہمارے معروضات

(پیشکش) کو قبول نہیں کرتے ہیں تو ان پہاڑوں کو ہٹا دیجئے اور میدان صاف نکال دیجئے اور نہریں جاری کر دیجئے اور ہمارے مرے ہوئے باپ دادا کو زندہ کر دیجئے ہم

ان سے پوچھ دیکھیں کہ آپ جو فرماتے ہیں کیا یہ سچ ہے؟ اگر وہ کہہ دیں گے تو ہم مان لیں گے۔ حضور نے فرمایا: میں ان باتوں کے لیے نہیں بھیجا گیا جو پہنچانے کے

لیے میں بھیجا گیا تھا وہ میں نے پہنچا دیا اگر تم مانو تو تمہارا نصیب نہ مانو تو میں خدائی فیصلہ کا انتظار کروں گا۔ کفار نے کہا: پھر آپ اپنے رب سے عرض کر کے ایک فرشتہ بلوا

لیجئے جو آپ کی تصدیق کرے اور اپنے لیے باغ اور محل اور سونے چاندی کے خزانے طلب کیجئے۔ فرمایا کہ میں اس لیے نہیں بھیجا گیا، میں بشیر و نذیر (خوشخبری دینے اور

ڈرسانے والا) بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ اس پر کہنے لگے: تو ہم پر آسمان گروا دیجئے اور بعضے ان میں سے یہ بولے کہ ہم ہرگز ایمان نہ لائیں گے جب تک آپ اللہ کو اور فرشتوں

کو ہمارے سامنے نہ لائیں۔ اس پر سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس مجلس سے اٹھ آئے اور عبد اللہ بن امیہ آپ کے ساتھ اٹھا اور آپ سے کہنے لگا: خدا کی قسم!

میں کبھی آپ پر ایمان نہ لائوں گا جب تک تم سیڑھی لگا کر آسمان پر نہ چڑھو اور میری نظروں کے سامنے وہاں سے ایک کتاب اور فرشتوں کی ایک جماعت لے کر نہ آؤ

اور خدا کی قسم! اگر یہ بھی کرو تو میں سمجھتا ہوں کہ میں پھر بھی نہ مانوں گا۔ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب دیکھا کہ یہ لوگ اس قدر ضد اور عناد میں ہیں اور

الْأَنْهَارِ خِلْفَهَا تَفْجِيرًا ۙ أَوْ تُسْقِطُ السَّمَاءَ كَمَا زَعَمَتْ عَلَيْنَا

بہتی نہریں رواں کرو یا تم ہم پر آسمان گرا دو جیسا تم نے کہا ہے

كَسِفًا أَوْ تَأْتِي بِلِلِّهِ وَالْمَلَكَةِ قَبِيلًا ۙ أَوْ يَكُونُ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ رُّحْرِفٍ

کلڑے کلڑے یا اللہ اور فرشتوں کو ضامن لے آؤ ۱۹۵ یا تمہارے لئے طلائی (سونے کا) گھر ہو

أَوْ تَرْقَى فِي السَّمَاءِ ۙ وَلَنْ نُؤْمِنَ بِرُقِيِّكَ حَتَّىٰ تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتَابًا

یا تم آسمان میں چڑھ جاؤ اور ہم تمہارے چڑھ جانے پر بھی ہرگز ایمان نہ لائیں گے جب تک ہم پر ایک کتاب نہ اتارو

تَقْرُوءًا ۙ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيَ هَلْ كُنْتُ إِلَّا بَشَرًا مَّرْسُولًا ۙ وَمَا مَنَعَهُ

جو ہم پڑھیں تم فرماؤ پاکی ہے میرے رب کو میں کون ہوں مگر آدمی اللہ کا بھیجا ہوا ۱۹۶ اور کس بات نے

النَّاسَ أَنْ يُؤْمِنُوا إِذْ جَاءَهُمُ الْهُدَىٰ إِلَّا أَنْ قَالُوا أَبَعَثَ اللَّهُ بَشَرًا

لوگوں کو ایمان لانے سے روکا جب ان کے پاس ہدایت آئی مگر اسی نے کہ بولے کیا اللہ نے آدمی کو رسول

رَّسُولًا ۙ قُلْ لَوْ كَانَتْ فِي الْأَرْضِ مَلَائِكَةٌ يُّسْمِعُونَ مَطْبِئِينَ لَنُنَزِّلْنَا

بنا کر بھیجا ۱۹۷ تم فرماؤ اگر زمین میں فرشتے ہوتے ۱۹۸ چین (اطمینان) سے چلتے تو ان پر

عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَاءِ مَلَكَاتٌ رُّسُولًا ۙ قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَ

ہم رسول بھی فرشتہ اتارتے ۱۹۹ تم فرماؤ اللہ بس ہے گواہ میرے

بَيْنَكُمْ ۙ إِنَّهُ كَانَ بِعِبَادِهِ خَبِيرًا بَصِيرًا ۙ وَمَنْ يَهْدِ اللَّهُ فَهُوَ

تمہارے درمیان ۲۰۰ بے شک وہ اپنے بندوں کو جانتا دیکھتا ہے اور جسے اللہ راہ دے وہی

الْمُهْتَدِ ۙ وَمَنْ يُضِلِّ فَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِهِ ۙ وَنَحْشُرُهُمْ

راہ پر ہے اور جسے گمراہ کرے ۲۰۱ تو ان کے لئے اس کے سوا کوئی حمایت والے نہ پاؤ گے ۲۰۲ اور ہم انہیں

۱۹۵ جو ہمارے سامنے تمہارے صدق (سچا ہونے) کی گواہی دیں۔ ۱۹۶ میرا کام اللہ کا پیام پہنچانا ہے، وہ میں نے پہنچا دیا، اب جس قدر معجزات و آیات یقین

و اطمینان کے لیے درکار ہیں ان سے بہت زیادہ میرا پروردگار ظاہر فرما چکا، حجت ختم ہو گئی، اب یہ سمجھ لو کہ رسول کے انکار کرنے اور آیات الہیہ سے مکرنے کا کیا انجام

ہوتا ہے۔ ۱۹۷ رسولوں کو بشر ہی جانتے رہے اور ان کے منصب نبوت اور اللہ تعالیٰ کے عطا فرمائے ہوئے کمالات کے مقرر اور معتزف (اقرار و اعتراف کرنے والے)

نہ ہونے بھی ان کے کفر کی اصل تھی اور اسی لیے وہ کہا کرتے تھے کہ کوئی فرشتہ کیوں نہیں بھیجا گیا، اس پر اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرماتا ہے

کہ اے حبیب! ان سے ۱۹۸ وہی اس میں بستے ۱۹۹ کیونکہ وہ ان کی جنس سے ہوتا لیکن جب زمین میں آدمی بستے ہیں تو ان کا ملائکہ میں سے رسول طلب کرنا

نہایت ہی بے جا ہے۔ ۲۰۰ میرے صدق وادائے فرض رسالت اور تمہارے کذب و عداوت پر ۲۰۱ اور تو یقین نہ دے ۲۰۲ جو انہیں ہدایت کریں۔

يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ عِيَاءٌ بَكِيًّا وَسَبًّا ۖ مَا لَهُمْ جَهَنَّمَ ط كَلْبًا

قیامت کے دن ان کے منہ کے بل فٹا اٹھائیں گے اندھے اور گونگے اور بہرے فٹا ان کا ٹھکانا جہنم ہے جب کبھی

خَبَتْ زُرَّتُهُمْ سَعِيرًا ﴿۹۷﴾ ذٰلِكَ جَزَاءُ وَّهُمْ بِآيَاتِنَا كٰفِرُوۡا ۙ

بچنے پر آئے گی ہم اسے اور بھڑکا دیں گے یہ ان کی سزا ہے اس پر کہ انھوں نے ہماری آیتوں سے انکار کیا اور بولے

ءِ اِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ؕ اِنَّا لَسَبْعُوۡنُوۡنَ خَلْقًا جَدِيۡدًا ﴿۹۸﴾ اَوَلَمْ

کیا جب ہم ہڈیاں اور ریزہ ریزہ ہو جائیں گے تو کیا سچ مچ ہم نئے بن کر اٹھائے جائیں گے اور کیا

يُرُوۡا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ قَادِرٌ عَلٰۤى اَنْ يَّخْلُقَ

وہ نہیں دیکھتے کہ وہ اللہ جس نے آسمان اور زمین بنائے فٹا ان لوگوں کی مثل بنا

مِثْلَهُمْ وَّجَعَلَ لَهُمۡ اَجَلًا لَّا رَيْبَ فِيْهِ ط فَاَبٰى الظّٰلِمُوۡنَ اِلَّا كُفُوۡرًا ﴿۹۹﴾

سکتا ہے فٹا اور اس نے ان کے لئے فٹا ایک ميعاد ٹھہرا رکھی ہے جس میں کچھ شبہ نہیں تو ظالم نہیں مانتے بے ناشکری کے فٹا

قُلْ لَّوۡ اَنْتُمْ تَسْلِكُوۡنَ خُرِٰٓٔ اِيۡنَ رٰحِمَةِ رَبِّيۡؕ اِذَا لَّا مَسَكُتُمۡ خَشِيۡةَ

تم فرماؤ اگر تم لوگ میرے رب کی رحمت کے خزانوں کے مالک ہوتے فٹا تو انھیں بھی روک رکھتے اس ڈر سے کہ خرچ

الِ اِنۡفَاقٍ ط وَاَكَانَ الْاِنۡسَانُ قَتُوۡرًا ﴿۱۰۰﴾ وَاَلَقَدۡ اَتَيْنَا مُوسٰى تِسْعَ اٰيٰتٍ

نہ ہو جائیں اور آدمی بڑا کنبوس ہے اور بے شک ہم نے موسیٰ کو نو روشن

بَيِّنٰتٍ فَمَسَّلَ بَنِيۡ اِسْرٰٓءِيۡلَ اِذۡ جَآءَهُمْ فَقَالَ لَهُ فِرْعَوۡنُ اِنِّيۡ لَاطۡنٰكُ

نشانیوں میں فٹا تو بنی اسرائیل سے پوچھو جب وہ فٹا ان کے پاس آیا تو اس سے فرعون نے کہا اے موسیٰ میرے خیال

لِيُوۡسٰى مَسْحُوۡرًا ﴿۱۰۱﴾ قَالَ لَقَدۡ عَلِمۡتَ مَا اَنْزَلۡ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا رَبُّ

میں تو تم پر جادو ہوا فٹا کہا یقیناً تو خوب جانتا ہے فٹا کہ انھیں نہ اتارا مگر

۲۰۳ گھنٹا ۲۰۴ جیسے وہ دنیا میں حق کے دیکھنے بولنے اور سننے سے اندھے، گونگے، بہرے بنے رہے، ایسے ہی اٹھائے جائیں گے۔ ۲۰۵ ایسے عظیم دوسج وہ فٹا یہ

اس کی قدرت سے کچھ عجیب نہیں فٹا عذاب کی یا موت وبعث کی فٹا باوجود دلیل واضح اور حجت قائم ہونے کے فٹا جن کی کچھ انتہا نہیں فٹا حضرت ابن

عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: وہ نوشتا نیاں یہ ہیں: عصا، يد بيضا، وہ عقده جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبان مبارک میں تھا پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو مل فرمایا

اور دریا کا چھٹنا اور اس میں رستے بنا، طوفان، ٹیڑی (ٹڈی دل)، بگھن، مینڈک، خون۔ ان میں سے چھ آخر کا مفصل بیان نویں پارے کے چھڑے شروع میں گزر چکا۔

۲۰۶ یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام۔ ۲۰۷ یعنی معاذ اللہ جادو کے اثر سے تمہاری عقل بجا (دُورست) نہ رہی یا ”مسحور“ ساحر کے معنی میں ہے اور مطلب یہ ہے کہ یہ

عجائب جو آپ دکھاتے ہیں یہ جادو کے کرشمہ ہیں، اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فٹا اے فرعون مُعاند! (دشمنی رکھنے والے)۔



السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ بِصَآئِرٍ وَإِنِّي لَأَظُنُّكَ يُفْرَعُونَ مَثْبُورًا ﴿۱۰۲﴾

آسمانوں اور زمین کے مالک نے دل کی آنکھیں کھولنے والیاں ۲۱۴ اور میرے گمان میں تو اسے فرعون تو ضرور ہلاک ہونے والا ہے ۲۱۵

فَأَرَادَ أَنْ يَنْتَفِزَهُمْ مِنَ الْأَرْضِ فَأَعْرَقْنَاهُ وَمَنْ مَعَهُ جَبِيحًا ﴿۱۰۳﴾ وَ

تو اس نے چاہا کہ ان کو ۲۱۶ زمین سے نکال دے تو ہم نے اسے اور اس کے ساتھیوں سب کو ڈبو دیا ۲۱۷ اور

قُلْنَا مَنْ بَعْدَهُ لِبَنِيِّ إِسْرَائِيلَ إِسْرَاءِ يَلُّ اسْكُنُوا الْأَرْضَ فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ

اس کے بعد ہم نے بنی اسرائیل سے فرمایا اس زمین میں بسو ۲۱۸ پھر جب آخرت کا وعدہ آئے

الْآخِرَةِ جُنَّا بِكُمْ لَقِيفًا ﴿۱۰۴﴾ وَبِالْحَقِّ أَنْزَلْنَاهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ وَمَا

گا ۲۱۹ ہم تم سب کو گھال میل لے آئیں گے ۲۲۰ اور ہم نے قرآن کو حق ہی کے ساتھ اتارا اور حق ہی کے ساتھ اترا ۲۲۱ اور

أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا مُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ﴿۱۰۵﴾ وَقُرْآنًا فَرَقْنَاهُ لِتَقْرَأَهُ عَلَى النَّاسِ

ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر خوشی اور ڈر سنانا اور قرآن ہم نے جدا جدا کر کے ۲۲۲ اتارا کہ تم اسے لوگوں پر پھہر پھہر کر ۲۲۳

عَلَى مُكْتٍ وَنَزَّلْنَاهُ تَنْزِيلًا ﴿۱۰۶﴾ قُلْ آمِنُوا بِهِ أَوْ لَا تُؤْمِنُوا إِنَّا لِلَّذِينَ

اور ہم نے اسے بتدریج رہ رہ کر اتارا ۲۲۴ تم فرماؤ کہ تم لوگ اس پر ایمان لاؤ یا نہ لاؤ ۲۲۵ بے شک وہ جنہیں

أُوتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهِ إِذْ آيَتُنَا عَلَيْهِمْ يَخِرُّونَ لِلْآذِقَانِ سُجَّدًا ﴿۱۰۷﴾

اس کے اترنے سے پہلے علم ملا ۲۲۶ جب ان پر پڑھا جاتا ہے ٹھوڑی کے بل سجدہ میں گر پڑتے ہیں

۲۱۴ کہ ان آیات سے میرا صدق اور میرا غیر منحور (جادو کیا ہوانہ) ہونا اور ان آیات کا خدا کی طرف سے ہونا ظاہر ہے۔ ۲۱۵ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف

سے فرعون کے اس قول کا جواب ہے کہ اس نے آپ کو منحور کہا تھا مگر اس کا قول کذب و باطل تھا جسے وہ خود بھی جانتا تھا مگر اس کے عناد نے اس سے کہلایا اور آپ کا

ارشاد حق و صحیح۔ چنانچہ ویسا ہی واقعہ ہوا۔ ۲۱۶ یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اور ان کی قوم کو مصر کی ۲۱۷ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اور ان کی قوم کو ہم نے سلامتی

عطا فرمائی۔ ۲۱۸ یعنی زمین مصر و شام میں۔ (غازن و قرطبی) ۲۱۹ یعنی قیامت۔ ۲۲۰ موقوف (میدان) قیامت میں پھر سعادت (سعادت مندوں) اور اشقیاء

(بد بختوں) کو ایک دوسرے سے ممتاز کر دیں گے۔ ۲۲۱ شیاطین کے خلط (ملنے) سے محفوظ رہا اور کسی تغیر نے اس میں راہ نہ پائی۔ تبیان میں ہے کہ حق سے مراد سید

عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات مبارک ہے۔ فائدہ: آیت شریفہ کا یہ جملہ ہر ایک بیماری کے لیے عمل مجرب ہے، موضع مرض (مرض کی جگہ) پر ہاتھ رکھ کر پڑھ کر دم

کر دیا جائے تو باذن اللہ بیماری دور ہو جاتی ہے۔ محمد بن سماک بیمار ہوئے تو ان کے متوسلین (عقیدت مند) قارورہ (پیشاب کی شیشی) لے کر ایک نصرانی طبیب کے پاس

بغرض علاج گئے، راہ میں ایک صاحب ملے، نہایت خوش رو و خوش لباس (یعنی ہشاش بشاش چہرے اور صاف ستھرے لباس والے)، ان کے جسم مبارک سے نہایت

پاکیزہ خوشبو آ رہی تھی، انہوں نے فرمایا: کہاں جاتے ہو؟ ان لوگوں نے کہا: ابن سناک کا قارورہ دکھانے کے لیے فلاں طبیب کے پاس جاتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا:

سبحان اللہ! اللہ کے ولی کے لیے خدا کے دشمن سے مدد چاہتے ہو! قارورہ پھینکو، واپس جاؤ! اور ان سے کہو کہ مقام درد پر ہاتھ رکھ کر پڑھو: "بِالْحَقِّ أَنْزَلْنَاهُ وَبِالْحَقِّ

نَزَّلْ" یہ فرما کر وہ بزرگ غائب ہو گئے۔ ان صاحبوں نے واپس ہو کر ابن سماک سے واقعہ بیان کیا۔ انہوں نے مقام درد پر ہاتھ رکھ کر یہ کلمے پڑھے، فوراً آرام ہو گیا اور

ابن سماک نے فرمایا کہ وہ حضرت خضر تھے علی نبینا وعلیہ السلام۔ ۲۲۲ تیس سال کے عرصہ میں ۲۲۳ تا کہ اس کے مضامین باسانی سننے والوں کے ذہن نشین ہوتے

رہیں۔ ۲۲۴ حسب اقتضائے مصالح وحوادث (یعنی مختلف مصالحتوں اور واقعات کی ضرورت کے پیش نظر) ۲۲۵ اور اپنے لیے نعمت آخرت اختیار کرو یا عذاب جنم۔

وَيَقُولُونَ سُبْحَانَ رَبِّنَا إِنَّ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُولًا ﴿۱۰۸﴾ وَيَخِرُّونَ

اور کہتے ہیں پاکی ہے ہمارے رب کو بیشک ہمارے رب کا وعدہ پورا ہونا تھا ۲۲۵ اور ٹھوڑی

لِلَّذِّقَانِ يَبْكَونَ وَيَزِيدُهُم خُشُوعًا ﴿۱۰۹﴾ قُلِ ادْعُوا اللَّهَ أَدْعُوا

کے بل گرتے ہیں ۲۲۵ روتے ہوئے اور یہ قرآن ان کے دل کا جھکنا بڑھاتا ہے ۲۲۹ تم فرماؤ اللہ کہہ کر پکارو یا

الرَّحْمٰنَ أَيَّامًا تَدْعُو فَالَهُ الْأَسْبَاءُ الْحُسْنٰی ج وَلَا تَجْهَرُ بِصَلَاتِكَ

رحمن کہہ کر جو کہہ کر پکارو سب اسی کے اچھے نام ہیں ۲۳۰ اور اپنی نماز نہ بہت آواز سے پڑھو

وَلَا تُخَافُ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذَلِكَ سَبِيلًا ﴿۱۱۰﴾ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي

نہ بالکل آہستہ اور ان دونوں کے بیچ میں راستہ چاہو ۲۳۱ اور یوں کہو سب خوبیاں اللہ کو جس

لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَلَمْ يَكُنْ لَهُ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ

نے اپنے لئے بچہ اختیار نہ فرمایا ۲۳۲ اور بادشاہی میں کوئی اس کا شریک نہیں ۲۳۳ اور کمزوری سے کوئی

وَلِيُّ مِنَ الدُّلِّ وَكَبِّرُهُ تَكْبِيرًا ﴿۱۱۱﴾

اس کا حمایتی نہیں ۲۳۴ اور اس کی بڑائی بولنے کو تکبیر کہو ۲۳۵

﴿۱۱۰﴾ آیتها ۱۱۰ ﴿۱۱۱﴾ سُورَةُ الْكَهْفِ مَكِّيَّةٌ ۶۹ ﴿۱۱۲﴾ رُكُوعَاتُهَا ۱۲ ﴿۱۱۳﴾

سورہ کہف مکہ ہے، اس میں ۱۱۰ آیتیں اور ۱۲ رکوع ہیں

۲۲۶ یعنی مؤمنین اہل کتاب جو رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے انتظار و تجویس میں تھے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے بعد شرف اسلام سے مشرف ہوئے جیسے کہ زید بن عمرو بن نفیل اور سلمان فارسی اور ابوذر وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ ۲۲۷ جو اس نے اپنی پہلی کتابوں میں فرمایا تھا کہ نبی آخر الزماں محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مبعوث فرمائیں گے۔ ۲۲۸ اپنے رب کے حضور عجز و نیاز سے نرم دلی سے۔ ۲۲۹ مسئلہ: قرآن کریم کی تلاوت کے وقت رونا مستحب ہے۔ ترمذی و نسائی کی حدیث میں ہے کہ وہ شخص جہنم میں نہ جائے گا جو خوف الہی سے روئے۔ ۲۳۰ شان نزول: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ ایک شب سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے طویل سجدہ کیا اور اپنے سجدہ میں ”یا اللہ یا رحمن“ فرماتے رہے۔ ابو جہل نے سنا تو کہنے لگا کہ (حضرت) محمد مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہمیں تو کئی معبودوں کے پوجنے سے منع کرتے ہیں اور اپنے آپ دو کو پکارتے ہیں اللہ اور رحمن کو (معاذ اللہ) اس کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی اور بتایا گیا اللہ اور رحمن دونوں ایک ہی معبود بحق کے ہیں خواہ کسی نام سے پکارو۔ ۲۳۱ یعنی متوسط آواز سے پڑھو جس سے مقتدی بہ آسانی سن لیں۔ شان نزول: رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں جب اپنے اصحاب کی امامت فرماتے تو قراءت بلند آواز سے فرماتے۔ مشرکین سنتے تو قرآن پاک کو اور اس کے نازل فرمانے والے کو اور جن پر نازل ہوا ان سب کو گالیاں دیتے، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ ۲۳۲ جیسا کہ یہود و نصاریٰ کا گمان ہے۔ ۲۳۳ جیسا کہ مشرکین کہتے ہیں۔ ۲۳۴ یعنی وہ کمزور نہیں کہ اس کو کسی حمایتی اور مددگار کی حاجت ہو۔ ۲۳۵ حدیث شریف میں ہے: روز قیامت جنت کی طرف سب سے پہلے وہی لوگ بلائے جائیں گے جو ہر حال میں اللہ کی حمد کرتے ہیں۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ بہترین دعا ”الْحَمْدُ لِلَّهِ“ ہے اور بہترین ذکر ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“۔ (ترمذی) مسلم شریف کی حدیث میں ہے: اللہ تعالیٰ کے نزدیک چار کلمے بہت پیارے ہیں ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، اللَّهُ أَكْبَرُ، سُبْحَانَ اللَّهِ، الْحَمْدُ لِلَّهِ“ فائدہ: اس آیت کا نام آیۃ العز ہے۔ بنی عبدالمطلب کے بچے جب بولنا شروع کرتے تھے تو ان کو سب سے پہلے یہی آیت ”قُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي“ سکھائی جاتی تھی۔

## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے

الْحَدِّ لِلَّهِ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَى عَبْدِهِ الْكِتَابَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَهُ عِوَجًا ۱

سب خوبیاں اللہ کو جس نے اپنے بندے کو پر کتاب اتاری ہے اور اس میں اصلاً کجی نہ رکھی (ذرا بھی ٹیڑھا پن نہ رکھا) ہے

قِيَمًا لِيُنذِرَ بَأْسًا شَدِيدًا مِمَّنْ لَدُنْهُ وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ

عدل والی کتاب کہہ اللہ کے سخت عذاب سے ڈرائے اور ایمان والوں کو جو

يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا حَسَنًا ۲ مَا كَثِيرٌ فِيهِ آيَاتٌ ۳

نیک کام کریں بشارت دے کہ ان کے لئے اچھا ثواب ہے جس میں ہمیشہ رہیں گے

وَيُنذِرَ الَّذِينَ قَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا ۴ مَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ وَلَا

اور ان کو ڈرائے جو کہتے ہیں کہ اللہ نے اپنا کوئی بچہ بنایا اس بارے میں نہ وہ کچھ علم رکھتے ہیں نہ

لِآبَائِهِمْ كِبِيرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ ۵ إِنْ يَقُولُونَ إِلَّا

ان کے باپ دادا کے کتنا بڑا بول ہے کہ ان کے منہ سے نکلتا ہے (نرا بالکل) جھوٹ کہہ

كذِبًا ۵ فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَفْسِكَ عَلَىٰ آثَارِهِمْ إِنْ لَمْ يُؤْمِنُوا بِهَذَا

رہے ہیں تو کہیں تم اپنی جان پر کھیل جاؤ گے ان کے پیچھے اگر وہ اس بات پر ایمان نہ لائیں

الْحَدِيثِ آسَفًا ۶ إِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْأَرْضِ زِينَةً لِّهَا لِيَبْهَتَهُمْ

غم سے ہے بے شک ہم نے زمین کا سنگار کیا جو کچھ اس پر ہے کہ انہیں آزمائیں

أَيُّهُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا ۷ وَإِنَّا لَجَعَلُونَهَا عَلَيْهَا صِعْدًا جُرًّا ۸ أَمْ

ان میں کس کے کام بہتر ہیں اور بے شک جو کچھ اس پر ہے ایک دن ہم اسے پٹ پر (چٹیل، بے کار) میدان کر چھوڑیں گے کیا

ہے اس سورت کا نام سورہ کہف ہے، یہ سورت مکہ ہے، اس میں ایک سو گیارہ آیتیں اور ایک ہزار پانچ سو ستتر کلمے اور چھ ہزار تین سو ساٹھ حرف ہیں۔ ۱۔ محمد مصطفیٰ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ ۲۔ یعنی قرآن پاک جو اس کی بہترین نعمت اور بندوں کے لیے نجات و فلاح کا سبب ہے۔ ۳۔ لفظی نہ معنوی نہ اس میں اختلاف نہ

تناقض۔ ۴۔ کفار کو کفار کے خالص جہالت سے یہ بہتان اٹھاتے اور ایسی باطل بات کہتے ہیں۔ ۵۔ یعنی قرآن شریف پر۔ ۶۔ اس میں نبی کریم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تسلی قلب فرمائی گئی کہ آپ ان بے ایمانوں کے ایمان سے محروم رہنے پر اس قدر رنج و غم نہ کیجئے اور اپنی جان پاک کو اس غم سے ہلاکت

میں نہ ڈالیے۔ ۷۔ وہ خواہ حیوان ہو یا نبات یا معادن (پہاڑ کی کانیں) یا آنہار (نہریں)۔ ۸۔ اور کون زہد اختیار کرتا اور محرمات و ممنوعات (حرام کردہ اور منع کی

ہوئی چیزوں) سے بچتا ہے۔ ۹۔ اور آباد ہونے کے بعد ویران کر دیں گے اور نباتات و اشجار وغیرہ جو چیزیں زینت کی تھیں ان میں سے کچھ بھی باقی نہ رہے گا تو دنیا

کی ناپائیدار زینت پر شیفٹ نہ ہو۔



## حَسِبْتَ أَنَّ أَصْحَابَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيمِ كَانُوا مِنْ آيَاتِنَا عَجَبًا ۙ اِذْ

تمہیں معلوم ہوا کہ پہاڑ کی کھوہ اور جنگل کے کنارے والے واک ہماری ایک عجیب نشانی تھے جب

## أَوَى الْفِتْيَةَ إِلَى الْكَهْفِ فَنَقَلُوا رَبَّنَا آيَاتِنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً وَهَيِّئْ

ان جوانوں نے واک غار میں پناہ لی پھر بولے اے ہمارے رب ہمیں اپنے پاس سے رحمت دے واک اور ہمارے

۱۳ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ رقیم اس وادی کا نام ہے جس میں اصحاب کھف ہیں۔ آیت میں ان اصحاب کی نسبت فرمایا کہ وہ واک اپنی

کافروم سے اپنا ایمان بچانے کے لیے واک اور ہدایت و نصرت اور رزق و مغفرت اور دشمن سے امن عطا فرما۔ ”اصحاب کھف“ قوی ترین قول یہ ہے کہ سات حضرات

تھے اگر چہ ان کے ناموں میں کسی قدر اختلاف ہے لیکن حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت پر جو خازن میں ہے ان کے نام یہ ہیں: مکسلمینا،

بمیلیخا، مرطونس، بینونس، سارینونس، ذونونس، کشفیط طوننس اور ان کے کتے کا نام قطمیبر ہے۔ خواص: یہ اسماء لکھ کر دروازے پر لگا دیئے

جائیں تو مکان جلنے سے محفوظ رہتا ہے، سرمایہ پر رکھ دیئے جائیں تو چوری نہیں ہوتا، کشتی یا جہاز ان کی برکت سے غرق نہیں ہوتا، بھاگا ہوا شخص ان کی برکت سے واپس

آجاتا ہے کہیں آگ لگی ہو اور یہ اسماء پڑے میں لکھ کر ڈال دیئے جائیں تو وہ بچھ جاتی ہے، بچے کے رونے، باری کے بخار، دروسر، ام الصبیان، خشکی و تری کے سفر میں

جان و مال کی حفاظت، عقل کی تیزی، قیدیوں کی آزادی کے لیے یہ اسماء لکھ کر بطریق تعویذ بازو میں باندھے جائیں۔ (جمل) واقعہ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد

اہل انجیل کی حالت ابتر ہو گئی، وہ بت پرستی میں مبتلا ہوئے اور دوسروں کو بت پرستی پر مجبور کرنے لگے، ان میں دقیانوس بادشاہ بڑا جاہل تھا جو بت پرستی پر راضی نہ ہوتا اس

کو قتل کر ڈالتا، اصحاب کھف شہر افسوس کے شرفاء و معززین میں سے ایماندار لوگ تھے۔ دقیانوس کے جبر و ظلم سے اپنا ایمان بچانے کے لیے بھاگے اور قریب کے پہاڑ

میں ایک غار کے اندر پناہ گزین ہوئے، وہاں سو گئے، تین سو برس سے زیادہ عرصہ تک اسی حال میں رہے۔ بادشاہ کو جتو سے معلوم ہوا کہ وہ غار کے اندر ہیں تو اس نے

حکم دیا کہ غار کو ایک سنگین دیوار بھینچ کر بند کر دیا جائے تاکہ وہ اس میں سر کر رہ جائیں اور وہ ان کی قبر ہو جائے، یہی ان کی سزا ہے۔ عمال حکومت (حکومتی عہدے

داران) میں سے یہ کام جس کے سپرد کیا گیا وہ نیک آدمی تھا، اس نے ان اصحاب کے نام تعداد پورا واقعہ رنگ (ایک نرم دھات) کی تختی پر کندہ کر کر تانبے کے

صندوق میں دیوار کی بنیاد کے اندر محفوظ کر دیا۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اسی طرح ایک تختی شاہی خزانے میں بھی محفوظ کرادی گئی۔ کچھ عرصہ بعد دقیانوس ہلاک ہوا،

زمانے گزرے، سلطنتیں بدلیں، تا آنکہ (یہاں تک کہ) ایک نیک بادشاہ فرما نروا ہوا، اس کا نام بیدروس تھا جس نے اڑسٹھ سال حکومت کی، پھر ملک میں فرقہ بندی

پیدا ہوئی اور بعض لوگ مرنے کے بعد اٹھے اور قیامت آنے کے منکر ہو گئے بادشاہ ایک تنہا مکان میں بند ہو گیا اور اس نے گریہ و زاری سے بارگاہ الہی میں دعا کی یا

رب! کوئی ایسی نشانی ظاہر فرما جس سے خلق کو مر دوں کے اٹھے اور قیامت آنے کا یقین حاصل ہو، اسی زمانہ میں ایک شخص نے اپنی بکریوں کے لیے آرام کی جگہ

حاصل کرنے کے واسطے اسی غار کو تجویز کیا اور دیوار گرا دی دیوار گرنے کے بعد کچھ ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ گرانے والے بھاگ گئے۔ اصحاب کھف حکم الہی فرماں و

شاداں (مسرور و خوشحال) اٹھے چہرے شگفتہ، طبیعتیں خوش، زندگی کی تروتازگی موجود، ایک نے دوسرے کو سلام کیا نماز کے لیے کھڑے ہو گئے فارغ ہو کر بیٹھتے کہا

کہ آپ جانیے اور بازار سے کچھ کھانے کو بھی لائیے اور یہ خبر بھی لائیے کہ دقیانوس کا ہم لوگوں کی نسبت کیا ارادہ ہے؟ وہ بازار گئے اور شہر پناہ کے دروازے پر اسلامی

علامت دیکھی نئے نئے لوگ پائے انہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نام کی قسم کھاتے سنا تجب ہو یا یہ کیا معاملہ ہے؟ کل تو کوئی شخص اپنا ایمان ظاہر نہیں کر سکتا تھا، حضرت

عیسیٰ علیہ السلام کا نام لینے سے قتل کر دیا جاتا تھا، آج اسلامی علامتیں شہر پناہ پر ظاہر ہیں، لوگ بے خوف و خطر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نام کی قسم کھاتے ہیں پھر آپ

نان بُز (نان بانی) کی دوکان پر گئے، کھانا خریدنے کے لیے اس کو دقیانوس سے کاروبار دیا، جس کا چلن صدیوں سے موقوف ہو گیا تھا اور اس کا دیکھنے والا کوئی بھی باقی نہ

رہا تھا۔ بازار والوں نے خیال کیا کہ کوئی پرانا خزانہ ان کے ہاتھ آ گیا ہے، انہیں پکڑ کر حاکم کے پاس لے گئے وہ نیک شخص تھا، اس نے بھی ان سے دریافت کیا کہ

خزانہ کہاں ہے؟ انہوں نے کہا: خزانہ کہیں نہیں ہے یہ روپیہ ہمارا اپنا ہے۔ حاکم نے کہا: یہ بات کسی طرح قابل یقین نہیں، اس میں جو سنہ (سن) موجود ہے وہ تین سو

برس سے زیادہ کا ہے اور آپ نوجوان ہیں، ہم لوگ بوڑھے ہیں، ہم نے تو کبھی یہ سکہ دیکھا ہی نہیں آپ نے فرمایا میں جو دریافت کروں وہ ٹھیک ٹھیک بتاؤ تو

عقدہ (معاملہ) حل ہو جائے گا یہ بتاؤ کہ دقیانوس بادشاہ کس حال و خیال میں ہے؟ حاکم نے کہا کہ آج روئے زمین پر اس نام کا کوئی بادشاہ نہیں، بیٹروں برس ہوئے

جب ایک بے ایمان بادشاہ اس نام کا گزرا ہے۔ آپ نے فرمایا: کل ہی تو ہم اس کے خوف سے جان بچا کر بھاگے ہیں، میرے ساتھی قریب کے پہاڑ میں ایک غار

کے اندر پناہ گزین ہیں، چلو! میں تمہیں ان سے ملا دوں حاکم اور شہر کے عمائد (معززین) اور ایک خلق کثیر ان کے ہمراہ سر غار پہنچے، اصحاب کھف بیٹھتے انتظار میں

تھے، نیر لوگوں کے آنے کی آواز اور کھٹکن کر سبھے کہ بیٹھتے پڑے گئے اور دقیانوس فوج ہماری جتو میں آ رہی ہے اللہ کی حمد اور شکر جلالا لگے، اتنے میں یہ لوگ پہنچے،

لَنَامِنُ أَمْرًا رَاشِدًا ۱۰ فَضَرَبْنَا عَلَىٰ أذَانِهِمْ فِي الْكَهْفِ سِنِينَ

کام میں ہمارے لئے راہ یابی (راہ پانے) کے سامان کر تو ہم نے اس غار میں ان کے کانوں پر گنتی کے کئی برس

عَدَدًا ۱۱ ثُمَّ بَعَثْنَا لَهُمْ نَبَأَهُمْ لِنَعْلَمَ أَيُّ الْحِزْبَيْنِ أَحْصَىٰ لِنَابِثٍ ؕ أَمَّا ۱۲

تھپکا ۱۱ پھر ہم نے انہیں جگایا کہ دیکھیں وہ دو گروہوں میں کون ان کے ٹھہرنے کی مدت زیادہ ٹھیک بتاتا ہے

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَأَهُم بِالْحَقِّ ۱۳ إِنَّهُمْ فِتْيَةٌ آمَنُوا بِرَبِّهِمْ وَ

ہم ان کا ٹھیک ٹھیک حال تمہیں سنائیں وہ کچھ جوان تھے کہ اپنے رب پر ایمان لائے اور

زَدْنَاهُمْ هُدًى ۱۴ وَرَبَطْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ إِذْ قَامُوا فَقَالُوا رَبُّنَا رَبُّ

ہم نے ان کو ہدایت بڑھائی اور ہم نے ان کے دلوں کی ڈھارس بندھائی جب ۱۴ کھڑے ہو کر بولے کہ ہمارا رب وہ ہے جو

السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ لَنْ نَدْعُوَ مِنْ دُونِهَا إِلَهًا لَّقَدْ قُلْنَا إِذَا

آسمان اور زمین کا رب ہے ہم اس کے سوا کسی معبود کو نہ پوجیں گے ایسا ہوتا ہے ہم نے ضرور حد سے گزری ہوئی

شَطَطًا ۱۵ هُوَ آتِيهِمُ السَّحَابُ فِي سُبْحَانَ رَبِّهِمْ كَالنَّازِلِ ۱۶ وَأَنْزَلْنَا

بات کہی یہ جو ہماری قوم ہے اس نے اللہ کے سوا خدا بنا رکھے ہیں کیوں نہیں لاتے

عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٍ بَيِّنٍ ۱۷ فَسَنَ أظْلَمُ مِمَّنْ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا ۱۸ وَإِذْ

ان پر کوئی روشن سند تو اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے ۱۷ اور جب

بیلیجنا نے تمام قصہ سنایا ان حضرات نے سمجھ لیا کہ ہم حکم الہی اتنا طویل زمانہ سوئے اور اب اس لیے اٹھائے گئے ہیں کہ لوگوں کے لیے بعد موت زندہ کئے جانے کی

دلیل اور نشانی ہوں حاکم سر غار پہنچا تو اس نے تانبے کا صندوق دیکھا اس کو کھولا تو تختی برآمد ہوئی، اس تختی میں ان اصحاب کے اسماء اور ان کے کتے کا نام لکھا تھا، یہ بھی

لکھا تھا کہ یہ جماعت اپنے دین کی حفاظت کے لیے دقیانوس کے ڈر سے اس غار میں پناہ گزین ہوئی۔ دقیانوس نے خبر پا کر ایک دیوار سے انہیں غار میں بند کر دینے

کا حکم دیا۔ ہم یہ حال اس لیے لکھتے ہیں کہ جب کبھی غار کھلے تو لوگ حال پر مطلع ہو جائیں، یہ لوح پڑھ کر سب کو تعجب ہوا اور لوگ اللہ کی حمد و ثنا بجالائے کہ اس نے

ایسی نشانی ظاہر فرمادی جس سے موت کے بعد اٹھنے کا یقین حاصل ہوتا ہے۔ حاکم نے اپنے بادشاہ بیدروس کو واقعہ کی اطلاع دی وہ امراء و عمائد کو لے کر حاضر ہوا

اور سجدہ شکر الہی بجالایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا قبول کی۔ اصحاب کھف نے بادشاہ سے معاف کیا اور فرمایا ہم تمہیں اللہ کے سپرد کرتے ہیں والسلام علیکم

ورحمة اللہ وبرکاتہ، اللہ تیری اور تیرے ملک کی حفاظت فرمائے اور جن و انس کے شر سے بچائے بادشاہ کھڑا ہی تھا کہ وہ حضرات اپنی خواہگا ہوں کی طرف واپس

ہو کر مصروف خواب ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے انہیں وفات دی۔ بادشاہ نے سال (نامی ایک درخت) کے صندوق میں ان کے اجساد (جسموں) کو محفوظ کیا اور اللہ

تعالیٰ نے رُعب (جلال و شان و شوکت) سے ان کی حفاظت فرمائی کہ کسی کی مجال نہیں کہ وہاں پہنچ سکے۔ بادشاہ نے سر غار (غار کے سرے پر) مسجد بنانے کا حکم دیا

اور ایک سُرور (خوشی) کا دن معین کیا، ہر سال لوگ عید کی طرح وہاں آیا کریں۔ (خازن وغیرہ) مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ صالحین میں عرس کا معمول قدیم

(پہلے) سے ہے۔ ۱۸ یعنی انہیں ایسی نیند سلا دیا کہ کوئی آواز بیدار نہ کر سکے۔ ۱۷ کہ اصحاب کھف کے ۱۸ دقیانوس بادشاہ کے سامنے ۱۷ اور اس کے

لیے شریک اور اولاد ڈھرائے پھر انہوں نے آپس میں ایک دوسرے سے کہا۔

اعْتَرَلْتُمْهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهُ فَأَوَّا إِلَى الْكَهْفِ يَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ

تم ان سے اور جو کچھ وہ اللہ کے سوا پوجتے ہیں سب سے الگ ہو جاؤ تو غار میں پناہ لو تمہارا رب تمہارے لئے

مِّن رَّحْمَتِهِ وَيُهَيِّئْ لَكُمْ مِّنْ أَمْرِكُمْ مَّرْفَقًا ﴿۱۶﴾ وَتَرَى الشَّسِ إِذَا

اپنی رحمت پھیلا دے گا اور تمہارے کام میں آسانی کے سامان بنا دے گا اور اے محبوب تم سورج کو دیکھو گے کہ جب

طَلَعَتْ تَرَوْرُعًا عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَإِذَا عَرَبَتْ تَقْرِضُهُمْ ذَاتَ

نکلتا ہے تو ان کے غار سے دہنی طرف بچ جاتا ہے اور جب ڈوبتا ہے تو انہیں بائیں طرف

الشِّمَالِ وَهُمْ فِي فَجْوَةٍ مِّنْهُ ﴿۱۷﴾ ذَلِكِ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ ط مَنْ يَهْدِ اللَّهُ فَهُوَ

کترا جاتا ہے حالانکہ وہ اس غار کے کھلمیدان میں ہیں بلکہ یہ اللہ کی نشانیوں سے ہے جسے اللہ راہ دے تو وہی

الْمُهْتَدِجَ وَمَنْ يُّضِلُّ فَلَنْ تَجِدَ لَهُ وَلِيًّا مُرْشِدًا ﴿۱۸﴾ وَتَحْسَبُهُمْ

راہ پر اور جسے گمراہ کرے تو ہرگز اس کا کوئی حمایتی راہ دکھانے والا نہ پاؤ گے اور تم انہیں

أَيْقَانًا وَهُمْ رُقُودٌ ۚ وَنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَذَاتَ الشِّمَالِ ۚ وَكَلْبُهُمْ

جاگتا سمجھو اور وہ سوتے ہیں اور ہم ان کی داہنی بائیں کروٹیں بدلتے ہیں اور ان کا کتا

بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيدِ ط لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا

اپنی کلانیاں پھیلائے ہوئے ہے غار کی چوکھٹ پر اور اے سننے والے اگر تو انہیں جھانک کر دیکھے تو ان سے پیٹھ پھیر کر بھاگے

وَلَوْلَيْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا ﴿۱۹﴾ وَكَذَلِكَ بَعَثْنَا لُوَّائِيَهُمْ ط قَالَ

اور ان سے بیہت میں بھر جائے اور یونہی ہم نے ان کو جگایا کہ آپس میں ایک دوسرے سے احوال پوچھیں اور ان میں

قَائِلٌ مِّنْهُمْ كَلِمَتٌ ط قَالُوا الْبَيْنَاءُ يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ط قَالُوا رَبُّكُمْ

ایک کہنے والا بولا تم یہاں کتنی دیر رہے کچھ بولے کہ ایک دن رہے یا دن سے کم اور دوسرے بولے تمہارا رب

۱۶ یعنی ان پر تمام دن سایہ رہتا ہے اور طلوع سے غروب تک کسی وقت بھی دھوپ کی گرمی انہیں نہیں پہنچتی اور تازہ ہوائیں ان کو پہنچتی ہیں۔ ۱۷ کیونکہ ان

کی آنکھیں کھلی ہیں۔ ۱۸ سال میں ایک مرتبہ دسویں محرم کو ۱۹ جب وہ کروٹ لیتے ہیں وہ بھی کروٹ بدلتا ہے۔ فائدہ: تفسیر ثعلبی میں ہے کہ جو کوئی ان کلمات

”وَ كَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيدِ“ کو لکھ کر اپنے ساتھ رکھے کتے کے ضرر سے امن میں رہے۔ ۲۰ اللہ تعالیٰ نے ایسی بیہت سے ان کی حفاظت فرمائی ہے کہ

ان تک کوئی جان نہیں سکتا۔ حضرت معاویہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) جنگ روم کے وقت کھف کی طرف گزرے تو انہوں نے اصحاب کھف پر داخل ہونا چاہا حضرت ابن عباس

رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے انہیں منع کیا اور یہ آیت پڑھی پھر ایک جماعت حضرت امیر معاویہ کے حکم سے داخل ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی ہوا چلائی کہ سب جل

گئے۔ ۲۱ ایک مدت دراز کے بعد اور اللہ تعالیٰ کی قدرت عظیمہ دیکھ کر ان کا یقین زیادہ ہوا اور وہ اس کی نعمتوں کا شکر ادا کریں۔ ۲۲ یعنی مکسلمینا جو

ان میں سب سے بڑے اور ان کے سردار ہیں۔ ۲۳ کیونکہ وہ غار میں طلوع آفتاب کے وقت داخل ہوئے تھے اور جب اٹھے تو آفتاب قریب غروب تھا اس سے



أَعْلَمُ بِالسَّائِثِ الْمُطْرِفِ فَابْعَثُوا أَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هَذِهِ إِلَى الْمَدِينَةِ فَلْيَنْظُرْ

خوب جانتا ہے جتنا تم ٹھہرے وقت تو اپنے میں ایک کو یہ چاندی لے کر واپس شہر میں بھیجو پھر وہ غور کرے کہ

أَيُّهَا أَزْكَى طَعَامًا فَلْيَأْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ

وہاں کون سا کھانا زیادہ ستھرا ہے ۲۲ کہ تمہارے لیے اس میں سے کھانے کو لائے اور چاہیے کہ نرمی کرے اور ہرگز کسی کو تمہاری اطلاع

أَحَدًا ۱۹) إِنَّهُمْ إِنْ يَظْهَرُوا عَلَيْكُمْ يَرْجُمُوكُمْ أَوْ يُعِيدُوكُمْ فِي مِلَّتِهِمْ

نہ دے بے شک اگر وہ تمہیں جان لیں گے تو تمہیں پتھراؤ کریں گے ۲۳ یا اپنے دین ۲۴ میں پھیر لیں گے

وَلَنْ تُفْلِحُوا إِذَا أَبَدْنَا ۲۰) وَكَذَلِكَ أَعْتَرْنَا عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوا أَنَّ

اور ایسا ہوا تو تمہارا کبھی بھلا نہ ہوگا اور اسی طرح ہم نے ان کی اطلاع کر دی ۲۵ کہ لوگ جان لیں ۲۶ کہ

وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَأَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيهَا ۲۱) إِذِ يَتَنَازَعُونَ بَيْنَهُمْ

اللہ کا وعدہ سچا ہے اور قیامت میں کچھ شبہ نہیں جب وہ لوگ ان کے معاملہ میں باہم

أَمْرَهُمْ فَقَالُوا ابْنُوا عَلَيْهِمْ بُيُوتًا ۲۲) رَبُّهُمْ أَعْلَمُ بِهِمْ ۲۳) قَالَ الَّذِينَ

جھگڑنے لگے ۲۷ کہ ان کے غار پر کوئی عمارت بناؤ ان کا رب انہیں خوب جانتا ہے وہ بولے جو

غَلَبُوا عَلَىٰ أَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَسْجِدًا ۲۴) سَيَقُولُونَ ثَلَاثَةٌ

اس کام میں غالب رہے تھے ۲۸ قسم ہے کہ ہم تو ان پر مسجد بنائیں گے ۲۹ اب کہیں گے ۳۰ کہ وہ تین ہیں

رَبِّعِهِمْ ۳۱) وَيَقُولُونَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجَبًا بِالْغَيْبِ ۳۲) وَ

چوتھا ان کا کتا اور کچھ کہیں گے پانچ ہیں چھٹا ان کا کتا بے دیکھے الاوتھکا (بے تکی) بات ۳۳ اور

انہوں نے گمان کیا کہ یہ وہی دن ہے۔ مسئلہ: اس سے ثابت ہوا کہ اجتہاد جائز اور ظن غالب کی بنا پر قول کرنا درست ہے۔ ۳۴ انہیں یا تو الہام سے معلوم ہوا کہ

مدت دراز گزر چکی یا انہیں کچھ ایسے دلائل وقرائن ملے جیسے کہ بالوں اور ناخنوں کا بڑھ جانا۔ جس سے انہوں نے یہ خیال کیا کہ عرصہ بہت گزر چکا۔ ۳۵ یعنی دقیانوسی

سکہ کے روپے جو گھر سے لے کر آئے تھے اور سوتے وقت اپنے سر ہانے رکھ لیے تھے۔ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ مسافر کو خرچ ساتھ میں رکھنا طریقہ توکل کے خلاف نہیں

ہے چاہئے کہ بھروسہ اللہ پر رکھے۔ ۳۶ اور اس میں کوئی شہ حرمت نہیں۔ ۳۷ اور بری طرح قتل کریں گے۔ ۳۸ یعنی جبروتیم سے کفری ملت ۳۵ لوگوں کو

دقیانوس کے مرنے اور مدت گزر جانے کے بعد۔ ۳۹ اور بیدروس کی قوم میں جو لوگ مرنے کے بعد زندہ ہونے کا انکار کرتے ہیں انہیں معلوم ہو جائے۔ ۴۰ یعنی

ان کی وفات کے بعد ان کے گرد عمارت بنانے میں۔ ۴۱ یعنی بیدروس بادشاہ اور اس کے ساتھی۔ ۴۲ جس میں مسلمان نماز پڑھیں اور ان کے قرب سے برکت

حاصل کریں۔ (مدارک) مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کے مزارات کے قرب مسجدیں بنانا اہل ایمان کا قدیم طریقہ ہے اور قرآن کریم میں اس کا ذکر فرمایا اور

اس کو منع نہ کرنا اس فعل کے درست ہونے کی قوی ترین دلیل ہے۔ مسئلہ: اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بزرگوں کے جوار میں برکت حاصل ہوتی ہے اسی لیے اہل اللہ

کے مزارات پر لوگ حصول برکت کے لیے جایا کرتے ہیں اور اسی لیے قبروں کی زیارت سنت اور موجب ثواب ہے۔ ۴۳ نصرانی جیسا کہ ان میں سے سید اور عاقب

يَقُولُونَ سَبْعَةٌ وَثَامِنٌ مِّنْهُمْ كَلْبُهُمْ قُلْ رَبِّي أَعْلَمُ بِعَدَّتِهِمْ مَا يَعْلَمُهُمْ

کچھ کہیں گے سات ہیں ۲۲ اور آٹھوں ان کا کتا تم فرماؤ میرا رب ان کی گنتی خوب جانتا ہے ۲۳ انہیں نہیں جانتے

الْأَقْبِلُ ۚ فَلَا تُبَارِقِيهِمُ إِلَّا مَرَأً ظَاهِرًا ۚ وَلَا تَسْتَفْتِ فِيهِمْ مِنْهُمْ

مگر تھوڑے ۲۴ تو ان کے بارے میں ۲۵ بحث نہ کرو مگر اتنی ہی بحث جو ظاہر ہو چکی ۲۶ اور ان کے ۲۷ بارے میں کسی کتابی سے

أَحَدًا ۚ وَلَا تَقُولَنَّ لِشَايٍ إِيَّاي فَاعِلٌ ذَلِكَ غَدًا ۚ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ

کچھ نہ پوچھو اور ہرگز کسی بات کو نہ کہنا کہ میں کل یہ کر دوں گا مگر یہ کہ اللہ

اللَّهُ ۚ وَادْكُرْ رَبَّكَ إِذْ أَنْسَيْتَ وَقُلْ عَسَى أَنْ يَهْدِيَنِّي رَبِّي لِأَقْرَبَ

چاہے ۲۸ اور اپنے رب کی یاد کر جب تو بھول جائے ۲۹ اور یوں کہہ کہ قریب ہے میرا رب مجھے اس ۳۰ سے نزدیک تر

مِنْ هَذَا ارشَادًا ۚ وَلَبِئْسَ مَا كَفَّهِمْ ثَلَاثَ مِائَةٍ سِنِينَ وَارْدَا دُونَ

راستی (ہدایت) کی راہ دکھائے ۳۱ اور وہ اپنے غار میں تین سو برس ٹھہرے

تِسْعًا ۚ قُلْ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوا ۚ لَهُ غَيْبُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ أَبْصِرُ

نو اوپر ۳۲ تم فرماؤ اللہ خوب جانتا ہے وہ جتنا ٹھہرے ۳۳ اسی کے لئے ہیں آسمانوں اور زمین کے سب غیب وہ کیا ہی

۳۴ اور یہ کہنے والے مسلمان ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کے قول کو ثابت رکھا کیونکہ انہوں نے جو کچھ کہا وہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے علم حاصل کر کے کہا۔ ۳۵ کیونکہ

جہانوں کی تفصیل اور کائنات ماضیہ و مستقبلہ کا علم اللہ ہی کو ہے یا جس کو وہ عطا فرمائے۔ ۳۶ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ میں انہیں قبیل

میں سے ہوں جن کا آیت میں استثناء فرمایا۔ ۳۷ اہل کتاب سے ۳۸ اور قرآن میں نازل فرمادی گئی آپ اتنے ہی پر اتفا کریں اس معاملہ میں یہود کے جہل کا

اظہار کرنے کے درپے نہ ہوں۔ ۳۹ یعنی اصحاب کہف کے ۴۰ یعنی جب کسی کام کا ارادہ ہو تو یہ کہنا چاہئے کہ ان شاء اللہ ایسا کروں گا، بغیر ان شاء اللہ کے نہ

کہے۔ شان نزول: اہل مکہ نے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جب اصحاب کہف کا حال دریافت کیا تھا تو حضور نے فرمایا: کل بتاؤں گا اور ان شاء اللہ نہیں

فرمایا تھا کئی روز وہی نہیں آئی پھر یہ آیت نازل ہوئی۔ ۴۱ یعنی ان شاء اللہ کہنا یاد نہ رہے تو جب یاد آئے کہہ لے۔ حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: جب تک اس

مجلس میں رہے۔ اس آیت کی تفسیروں میں کئی قول ہیں؛ بعض مفسرین نے فرمایا: معنی یہ ہیں کہ اگر کسی نماز کو بھول گیا تو یاد آتے ہی ادا کرے۔ (بخاری و مسلم) بعض

عارفین نے فرمایا: معنی یہ ہیں کہ اپنے رب کو یاد کر جب تو اپنے آپ کو بھول جائے۔ کیونکہ ذکر کا کمال یہی ہے کہ ذکر کرنے والا) مذکور (ذکر کئے جانے والے)

میں فنا ہو جائے:

ذکرو ذاکر محو گردد بالتمام جملگی مذکور ماند والسلام

(ترجمہ: ذکر اور ذاکر دونوں مذکور کی ذات میں اس طرح فنا ہو جائیں کہ صرف مذکور ہی باقی رہ جائے)

۴۲ واقعہ اصحاب کہف کے بیان اور اس کی خبر دینے۔ ۴۳ یعنی ایسے معجزات عطا فرمائے جو میری نبوت پر اس سے بھی زیادہ ظاہر دلالت کریں جیسے کہ انبیاء

سابقین کے احوال کا بیان اور غیوب کا علم اور قیامت تک پیش آنے والے حوادث و وقائع کا بیان اور شق القمر اور حیوانات سے اپنی شہادتیں دلوانا وغیرہا۔ (خانز و

جمل) ۴۴ اور اگر وہ اس مدت میں جھگڑا کریں تو ۴۵ اسی کا فرمانا حق ہے۔ شان نزول: نجران کے نصرانیوں نے کہا تھا تین سو برس تو ٹھیک ہیں اور نو کی زیادتی کیسی

ہے اس کا ہمیں علم نہیں، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

بِهِ وَأَسِعَ مَالَهُمْ مِنْ دُونِهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَلَا يُشْرِكُ فِي حُكْمِهِ أَحَدًا ۲۶

دیکھتا اور کیا ہی سنتا ہے ۲۵ اُس کے سوا ان کا ۲۵ کوئی والی نہیں اور وہ اپنے حکم میں کسی کو شریک نہیں کرتا

وَإِثْلُ مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ ۖ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ ۚ وَلَنْ

اور تلاوت کرو جو تمہارے رب کی کتاب ۲۷ تمہیں وحی ہوئی اس کی باتوں کا کوئی بدلنے والا نہیں ۲۷ اور ہرگز

تَجِدَ مِنْ دُونِهِ مُلْتَحَدًا ۲۷ ۚ وَأَصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ

تم اس کے سوا پناہ نہ پاؤ گے اور اپنی جان ان سے مانوس رکھو جو صبح و شام اپنے رب کو

بِالْعُدْوَةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ ۚ وَلَا تَعْدُ عَيْنُكَ عَنْهُمْ تُرِيدُ

پکارتے ہیں اس کی رضا چاہتے ۲۸ اور تمہاری آنکھیں انہیں چھوڑ کر اور پر نہ پڑیں کیا تم

زِينَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَا تَطْغَمَ مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ

دنیا کی زندگی کا سنگار (زینت) چاہو گے اور اس کا کہا نہ مانو جس کا دل ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا اور وہ

هُوْبُهُ وَكَانَ أَمْرُهُ فُرُطًا ۲۸ ۚ وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكُمْ ۚ فَمَنْ شَاءَ

اپنی خواہش کے پیچھے چلا اور اس کا کام حد سے گزر گیا اور فرمادو کہ حق تمہارے رب کی طرف سے ہے ۲۹ تو جو چاہے

فَلْيُؤْمِرْ مِنْ وَّمَنْ شَاءَ فَلْيُكْفُرْ ۚ إِنَّا أَعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ نَارًا ۖ لَا آخِظَ بِهَمِّمْ

ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے فلا بے شک ہم نے ظالموں فلا کے لئے وہ آگ تیار کر رکھی ہے جس کی دیواریں انہیں گھر

سَرَادِقَهَا ۖ وَإِنْ يَسْتَعِثُّوا يَغَاثُوا بِآءِ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوهَ ۖ ط

لیں گی اور اگر ۳۰ پانی کے لئے فریاد کریں تو ان کی فریاد سنی ہوگی اس پانی سے کہ چرخ دیئے (گھلے) ہوئے دھات کی طرح ہے کہ ان کے منہ بھون (جلا) دے گا

بِئْسَ الشَّرَابُ ۖ وَسَاءَتْ مُرْتَفَقًا ۲۹ ۚ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا

کیا ہی برا پینا ۳۱ اور دوزخ کیا ہی بری ٹھہرنے کی جگہ بے شک جو ایمان لائے اور نیک کام

۳۲ کوئی ظاہر اور کوئی باطن اس سے چھپا نہیں۔ ۳۳ آسمان اور زمین والوں کا ۳۴ یعنی قرآن شریف۔ ۳۵ اور کسی کو اس کے تبدیل و تغیر کی قدرت نہیں

۳۶ یعنی اخلاص کے ساتھ ہر وقت اللہ کی طاعت میں مشغول رہتے ہیں۔ شان نزول: سرداران کفار کی ایک جماعت نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے

عرض کیا کہ ہمیں غرباء اور شکستہ حالوں کے ساتھ بیٹھے شرم آتی ہے اگر آپ انہیں اپنی صحبت سے جدا کر دیں تو ہم اسلام لے آئیں اور ہمارے اسلام لے آنے سے

خلق کثیر اسلام لے آئے گی۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ ۳۷ یعنی اس کی توفیق سے اور حق و باطل ظاہر ہو چکا، میں تو مسلمانوں کو ان کی غربت کے باعث

تمہاری دلجوئی کے لیے اپنی مجلس مبارک سے جدا نہیں کروں گا۔ فلا اپنے انجام و مال کو سوچ لے اور سمجھ لے کہ فلا یعنی کافروں ۳۸ پیاس کی شدت سے ۳۹ اللہ

کی پناہ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: وہ غلیظ پانی ہے روغن زیتون کی تلچٹ کی طرح۔ ترمذی کی حدیث میں ہے کہ جب وہ منہ کے قریب کیا

جائے گا تو منہ کی کھال اس سے جل کر گر پڑے گی۔ بعض مفسرین کا قول ہے کہ وہ گھٹلا یا ہوار انگ (سیسہ) اور پتیل ہے۔



الصِّلِحَاتِ إِنَّا لَا نُضِيعُ أَجْرَ مَنْ أَحْسَنَ عَمَلًا ﴿۳۰﴾ أُولَٰئِكَ لَهُمْ جَنَّاتُ

کیے ہم ان کے ٹیک (اجر) ضائع نہیں کرتے جن کے کام اچھے ہوں ۳۰ ان کے لئے بسنے کے

عَدْنٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهِمُ الْأَنْهَارُ يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ

باغ ہیں ان کے نیچے ندیاں بہیں وہ اس میں سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے ۳۱

وَيَلْبَسُونَ ثِيَابًا خُضْرًا مِنْ سُدُسٍ ۖ وَاسْتَبْرَقٍ مُتَّكِينَ فِيهَا عَلَى

اور سبز کپڑے کریب (ریشم کے باریک) اور قنادیز (موٹے) کے پہنیں گے وہاں تختوں پر

الَّا رَأَيْكَ ۖ نِعْمَ الثَّوَابُ ۖ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا ﴿۳۱﴾ وَأَضْرِبْ لَهُمْ مَثَلًا

تکیہ لگائے ۳۱ کیا ہی اچھا ثواب اور جنت کیا ہی اچھی آرام کی جگہ اور ان کے سامنے

رَجُلَيْنِ جَعَلْنَا لِاحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ مِنْ أَعْنَابٍ ۖ وَحَفَفْنَاهُمَا بِنَخْلٍ ۖ وَ

دو مردوں کا حال بیان کرو ۳۲ کہ ان میں ایک کو ۳۲ ہم نے انگوروں کے دو باغ دیئے اور ان کو کھجوروں سے ڈھانپ لیا اور

جَعَلْنَا بَيْنَهُمَا زُرْعًا ﴿۳۲﴾ كَلَّمَا الْجَنَّتَيْنِ اتَتْهُمَا وَلَمْ تُلْظِمْنَاهُ

ان کے بیچ بیچ میں کھیتی رکھی ۳۲ دونوں باغ اپنے پھل لائے اور اس میں کچھ کمی

شَيْءًا ۖ فَجَرْنَا خِلْمًا بَيْنَهُمَا ﴿۳۳﴾ وَكَانَ لَهُ ثَمَرٌ فَقَالَ لِصَاحِبِهِ وَهُوَ

نہ دی ۳۳ اور دونوں کے بیچ میں ہم نے نہر بہائی اور وہ لکے پھل رکھتا تھا ۳۳ تو اپنے ساتھی سے بولا اور وہ

يُحَاوِرُهُ أَنَا أَكْثَرُ مَالًا وَأَعَزُّ نَفَرًا ﴿۳۳﴾ وَدَخَلَ جَنَّتَهُ وَهُوَ ظَالِمٌ

اس سے ردو بدل (بتادلہ خیال) کرتا تھا ۳۳ میں تجھ سے مال میں زیادہ ہوں اور آدمیوں کا زیادہ زور رکھتا ہوں ۳۳ اپنے باغ میں گیا لکے اور اپنی جان پر ظلم

لِنَفْسِهِ ۖ قَالَ مَا أَظُنُّ أَنْ تَبِيدَ هَذِهِ أَبَدًا ﴿۳۴﴾ وَمَا أَظُنُّ السَّاعَةَ

کرتا ہوا لکے بولا مجھے گمان نہیں کہ یہ کبھی فنا ہو اور میں گمان نہیں کرتا کہ قیامت

۳۴ بلکہ انہیں ان کی نیکیوں کی جزا دیتے ہیں۔ ۳۴ ہر جنتی کو تین تین کنگن پہنائے جائیں گے سونے اور چاندی اور موتیوں کے۔ حدیث صحیح میں ہے کہ وضو کا پانی

جہاں جہاں پہنچتا ہے وہ تمام اعضاء بہشتی زبوروں سے آراستہ کئے جائیں گے۔ ۳۴ شاہانہ شان و شکوہ کے ساتھ ہوں گے۔ ۳۴ کہ کافر مومن اس میں غور کر کے

اپنا اپنا انجام و مال سمجھیں اور ان دو مردوں کا حال یہ ہے۔ ۳۴ یعنی کافر کو ۳۴ یعنی انہیں نہایت بہترین ترتیب کے ساتھ مرتب کیا۔ ۳۴ وکے بہار خوب آئی وکے باغ

والا اس کے علاوہ اور بھی ۳۴ یعنی اموال کثیرہ، سونا، چاندی وغیرہ ہر قسم کی چیزیں ۳۴ ایماندار ۳۴ اور اتر کر اپنے مال پر فخر کر کے کہنے لگا کہ ۳۴ میرا کتبہ

قبیلہ بڑا ہے ملازم خدمتگار نوکر چاکر بہت ہیں۔ ۳۴ اور مسلمان کا ہاتھ پکڑ کر اس کو ساتھ لے گیا وہاں اس کو افتخار ہر طرف لیے پھر اور ہر چیز دکھائی۔ ۳۴ کفر

کے ساتھ اور باغ کی زینت و زیبائش اور رونق و بہار دیکھ کر مغرور ہو گیا اور۔

قَائِبَةً ۱۷ وَلَئِنْ سُرِدْتُ إِلَىٰ رَبِّي لَأَجِدَنَّ خَيْرًا مِنْهَا مُنْقَلَبًا ۝۳۱ قَالَ

قائم ہو اور اگر میں ۱۷ اپنے رب کی طرف پھر کر بھی تو ضرور اس باغ سے بہتر پلٹنے کی جگہ پاؤں گا ۱۸ اس کے ساتھ ۱۷

لَهُ صَاحِبُهُ وَهُوَ يُحَاوِرُهُ أَكَفَرْتَ بِالَّذِي خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ

نے اس سے الٹ پھیر (بحث و مباحثہ) کرتے ہوئے جواب دیا کیا تو اس کے ساتھ کفر کرتا ہے جس نے تجھے مٹی سے بنایا پھر تھرے (صاف شفاف) پانی کی

تُطْفِئُ ثُمَّ سَوَّيْتُكَ رَجُلًا ۝۳۲ لَكِنَّا هُوَ اللَّهُ رَبِّي وَلَا أُشْرِكُ بِرَبِّي

بوند سے پھر تجھے ٹھیک مرد کیا ۱۷ لیکن میں تو یہی کہتا ہوں کہ وہ اللہ ہی میرا رب ہے اور میں کسی کو اپنے رب کا شریک نہیں

أَحَدًا ۝۳۸ وَلَوْلَا إِذْ دَخَلْتَ جَنَّتِكَ قُلْتَ مَا شَاءَ اللَّهُ لَاقُوَّةَ إِلَّا

کرتا ہوں اور کیوں نہ ہوا کہ جب تو اپنے باغ میں گیا تو کہا ہوتا جو چاہے اللہ ہمیں کچھ زور نہیں مگر

بِاللَّهِ ۝۳۹ إِنْ تَرَنِ أَنَا أَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَوَلَدًا ۝۳۹ فَعَسَىٰ رَبِّي أَنْ

اللہ کی مدد کا ۳۸ اگر تو مجھے اپنے سے مال و اولاد میں کم دیکھتا تھا ۳۹ تو قریب ہے کہ میرا رب

يُؤْتِيَنَّ خَيْرًا مِنْ جَنَّتِكَ وَيُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِنَ السَّمَاءِ فَتُصْبِحَ

مجھے تیرے باغ سے اچھا دے ۳۸ اور تیرے باغ پر آسمان سے بجلیاں اتارے تو وہ پٹ پٹ پر

صَعِيدًا أَرْقًا ۝۴۰ أَوْ يُصْبِحَ مَاؤُهَا غَوْرًا فَلَنْ تَسْتَطِيعَ لَهُ طَلَبًا ۝۴۱ وَ

میدان (چٹیل بے کار) ہو کر رہ جائے ۴۰ یا اس کا پانی زمین میں دھنس جائے ۴۱ پھر تو اسے ہرگز تلاش نہ کر سکے ۴۱ اور

أَحِيطَ بِشَرِّهِ ۝۴۲ فَاصْبِرْ يَقْلَبُ كَفِّهِ عَلَىٰ مَا أَنْفَقَ فِيهَا وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَىٰ

اس کے پھل گھیر لئے گئے ۴۲ تو اپنے ہاتھ ملتا رہ گیا ۴۲ اس لاگت پر جو اس باغ میں خرچ کی تھی اور وہ اپنی ٹپوں (چھتروں) پر

عُرُوشِهِمْ يَقُولُ يُلِيَّتَنِي لَمْ أُشْرِكْ بِرَبِّي أَحَدًا ۝۴۳ وَلَمْ تَكُنْ لَهُ

گرا ہوا تھاٹ اور کہہ رہا ہے اے کاش میں نے اپنے رب کا کسی کو شریک نہ کیا ہوتا اور اس کے پاس کوئی جماعت

۱۷ جیسا کہ تیرا گمان ہے بالفرض ۱۷ کیونکہ دنیا میں بھی میں نے بہترین جگہ پائی ہے۔ ۱۷ مسلمان ۱۷ عقل و بلوغ قوت و طاقت عطا کی اور تو سب کچھ

پاکر کافر ہو گیا۔ ۱۷ اگر تو باغ دیکھ کر ماشاء اللہ بہتا اور اعتراف کرتا کہ یہ باغ اور اس کے تمام محاصل (پیداوار) و منافع اللہ تعالیٰ کی مشیت اور اس کے فضل و کرم

سے ہیں اور سب کچھ اس کے اختیار میں ہے، چاہے اس کو آباد رکھے چاہے ویران کرے، ایسا کہتا تو یہ تیرے حق میں بہتر ہوتا تو نے ایسا کیوں نہیں کہا۔ ۱۷ اس وجہ

سے تکبر میں مبتلا تھا اور اپنے آپ کو بڑا سمجھتا تھا۔ ۱۷ دنیا میں یا عقبیٰ میں ۱۷ اس میں سبزہ کا نام و نشان باقی نہ رہے۔ ۱۷ نیچے چلا جائے کہ کسی طرح نکالنا نہ

جا سکے۔ ۱۷ چنانچہ ایسا ہی ہوا عذاب آیا۔ ۱۷ اور باغ بالکل ویران ہو گیا۔ ۱۷ پشیمانی اور حسرت سے ۱۷ اس حال کو پہنچ کر اس کو مومن کی نصیحت یاد آتی ہے

اور اب وہ سمجھتا ہے کہ یہ اس کے کفر و سرکشی کا نتیجہ ہے۔

فَعَمَّا يَبْصُرُونَهُ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَمَا كَانَ مُنتَصِرًا ۝۳۳ هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ

نہ تھی کہ اللہ کے سامنے اس کی مدد کرتی نہ وہ بدلہ لینے (کے) قابل تھا وہ یہاں کھلتا ہے ۳۳ کہ اختیار

لِلَّهِ الْحَقِّ ۝ هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَخَيْرٌ عُقْبًا ۝۳۴ وَأَضْرِبْ لَهُمْ مَثَلِ الْحَيَاةِ

سچے اللہ کا ہے اس کا ثواب سب سے بہتر اور اسے ماننے کا انجام سب سے بھلا اور ان کے سامنے ۳۴ زندگانی دنیا کی کہات

الدُّنْيَا كَمَا أَنْزَلْنَاهُ مِنَ السَّمَاءِ فَاخْتَلَطَ بِهِ نَبَاتُ الْأَرْضِ فَأَصْبَحَ

بیان کرو ۳۵ جیسے ایک پانی ہم نے آسمان سے اتارا تو اس کے سبب زمین کا سبزہ گھنا ہو کر نکلا ۳۵ کہ سوکھی گھاس

هَشِيِبَاتٌ ذُرُوءُ الرِّيحِ ۝ وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا ۝۳۵ الْمَالُ

ہو گیا جسے ہوائیں اڑائیں ۳۶ اور اللہ ہر چیز پر قابو والا ہے ۳۵ مال

وَالْبُنُوتُ زِينَةُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَالْبَقِيَّةُ الصَّالِحَةُ خَيْرٌ عِنْدَ

اور بیٹے یہ جیتی دنیا کا سنگار (زینت) ہے ۳۷ اور باقی رہنے والی اچھی باتیں ۳۷ ان کا ثواب

رَبِّكَ ثَوَابًا وَخَيْرٌ أَمَلًا ۝۳۶ وَيَوْمَ نُسَبِّرُ الْجِبَالَ وَتَرَى الْأَرْضَ

تمہارے رب کے یہاں بہتر اور وہ امید میں سب سے بھلی اور جس دن ہم پہاڑوں کو چلائیں گے ۳۶ اور تم زمین کو صاف کھلی ہوئی

بَارِزَةً ۝ وَحَشَرْنَاهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ أَحَدًا ۝۳۷ وَعَرَضُوا عَلَىٰ رَبِّكَ

دیکھو گے ۳۷ اور ہم انہیں اٹھائیں گے ۳۷ تو ان میں سے کسی کو چھوڑ نہ دیں گے اور سب تمہارے رب کے حضور پڑا باندھے (صاف بنائے) پیش

صَفًّا ۝ لَقَدْ جِئْتُمُونَا كَمَا خَلَقْنَاكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ ۝ بَلْ زَعَمْتُمْ أَلَّنْ نَجْعَلَ

ہوں گے ۳۸ بے شک تم ہمارے پاس ویسے ہی آئے جیسا ہم نے تمہیں پہلی بار بنایا تھا ۳۸ بلکہ تمہارا گمان تھا کہ ہم ہرگز تمہارے لئے کوئی وعدہ کا

۳۹ کہ ضائع شدہ چیز کو واپس کر سکتا۔ ۳۹ اور ایسے حالات میں معلوم ہوتا ہے۔ ۳۹ اے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! ۳۹ کہ اس کی حالت ایسی ہے

۳۵ زمین تروتازہ ہوئی پھر قریب ہی ایسا ہوا ۳۶ اور پراگندہ کر دیں۔ ۳۶ پیدا کرنے پر بھی اور فنا کرنے پر بھی، اس آیت میں دنیا کی تری و تازگی اور ہجرت و

شادمانی (خوشی و مسرت) اور اس کے فنا و ہلاک ہونے کی سبزہ سے تمثیل فرمائی گئی کہ جس طرح سبزہ شاداب ہو کر فنا ہو جاتا ہے اور اس کا نام و نشان باقی نہیں رہتا یہی

حالت دنیا کی حیات بے اعتبار کی ہے، اس پر مغرور و شیدا ہونا عقل کا کام نہیں۔ ۳۸ راہِ قبر و آخرت کے لیے تو شہ نہیں۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا

کہ مال و اولاد دنیا کی کھیتی ہیں اور اعمالِ صالحہ آخرت کی اور اللہ تعالیٰ اپنے بہت سے بندوں کو یہ سب عطا فرماتا ہے۔ ۳۹ باقیاتِ صالحات سے اعمالِ خیر مراد ہیں جن

کے ثمرے انسان کے لیے باقی رہتے ہیں جیسے کہ بچہ نہ نمازیں اور تسبیح و تہجد۔ حدیث شریف میں ہے: سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے باقیاتِ صالحات کی

کثرت کا حکم فرمایا۔ صحابہ نے عرض کیا کہ وہ کیا ہیں؟ فرمایا: ”اللَّهُ أَكْبَرُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ“ پڑھنا۔

۳۸ کہ اپنی جگہ سے اُکھڑ کر ابر (بادلوں) کی طرح روانہ ہوں گے ۳۸ نہ اس پر کوئی پہاڑ ہوگا نہ عمارت نہ درخت ۳۸ قبروں سے اور موقفِ حساب (حشر کے

میدان) میں حاضر کریں گے۔ ۳۸ ہر ہر امت کی جماعت کی قطاریں علیحدہ علیحدہ اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا ۳۸ زندہ بر بہترن (نگے بدن) و بر بہنہ پا (نگے

پاؤں) بے زرو مال۔



لَكُمْ مَوْعِدًا ۴۸) وَوَضِعَ الْكِتَابُ فَتَرَى الْمُجْرِمِينَ مُشْفِقِينَ مِمَّا

وقت نہ رکھیں گے ۴۸ اور نامہ اعمال رکھا جائے گا تو تم مجرموں کو دیکھو گے کہ اس کے لکھے سے ڈرتے

فِيهِ وَيَقُولُونَ يَا وَيْلَتَنَا مَالِ هَذَا الْكِتَابِ لَا يُغَادِرُ صَغِيرَةً وَلَا

ہوں گے اور ۴۸ کہیں گے ہائے خرابی ہماری اس فوجیتہ (تحریر) کو کیا ہوا نہ اس نے کوئی چھوٹا گناہ چھوڑا نہ

كَبِيرَةً إِلَّا أَحْصَاهَا وَوَجَدُوا مَا عَمِلُوا حَاضِرًا ۴۹) وَلَا يُظْلَمُ رَبُّكَ

بڑا جسے گھیر نہ لیا ہو اور اپنا سب کیا انھوں نے سامنے پایا اور تمہارا رب کسی پر ظلم

أَحَدًا ۴۹) وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ ۵۰

نہیں کرتا ۴۹ اور یاد کرو جب ہم نے فرشتوں کو فرمایا کہ آدم کو سجدہ کرو ۴۹ تو سب نے سجدہ کیا سوا ابلیس

كَانَ مِنَ الْجِنَّ فَفَسَقَ عَنْ أَمْرِ رَبِّهِ ۵۱) أَفَتَتَّخِذُونَهُ وَذُرِّيَّتَهُ أَوْلِيَاءَ

کہ قوم جن سے تھا تو اپنے رب کے حکم سے نکل گیا ۵۱ بھلا کیا اسے اور اس کی اولاد کو میرے سوا دوست

مِنْ دُونِي وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ۵۲) بِئْسَ لِلظَّالِمِينَ بَدَلًا ۵۰) مَا أَشْهَدُتُهُمْ

بناتے ہو ۵۰ اور وہ تمہارے دشمن ہیں ظالموں کو کیا ہی برا بدل (بدلہ) ملا ۵۰ نہ میں نے

خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَا خَلِقَ أَنْفُسِهِمْ ۵۱) وَمَا كُنْتُ مُتَّخِذَ

آسمانوں اور زمین کو بناتے وقت انھیں سامنے بٹھا لیا تھا نہ خود ان کے بناتے وقت اور نہ میری شان کہ

الْمُضِلِّينَ عَصَدًا ۵۱) وَيَوْمَ يَقُولُ نَادُوا شُرَكَائِيَ الَّذِينَ زَعَمْتُمْ

گمراہ کرنے والوں کو بازو بناؤں ۵۱ اور جس دن فرمائے گا ۵۱ کہ پکارو میرے شریکوں کو جو تم گمان کرتے تھے

فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُمْ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُم مَّوْبِقًا ۵۲) وَرَأَى الْمُجْرِمُونَ

تو انھیں پکاریں گے وہ انھیں جواب نہ دیں گے اور ہم ان کے ۵۱ درمیان ایک ہلاکت کا میدان کردیں گے ۵۱ اور مجرم دوزخ کو

۵۱ جو وعدہ کہ ہم نے زبان انبیاء پر فرمایا تھا یہ ان سے فرمایا جائے گا جو لوگ مرنے کے بعد زندہ کئے جانے اور قیامت قائم ہونے کے منکر تھے۔ ۵۱ ہر شخص کا

اعمال نامہ اس کے ہاتھ میں ہوں گا دابنہ میں کافر کا بائیں میں۔ ۵۱ اس میں اپنی بدیاں لکھی دیکھ کر ۵۱ نہ کسی پر بے جرم عذاب کرے نہ کسی کی نیکیاں گھٹائے۔

۵۱ تحیت کا ۵۱ اور باوجود مامور ہونے کے اس نے سجدہ نہ کیا تو اے نبی آدم! ۵۱ اور ان کی اطاعت اختیار کرتے ہو۔ ۵۱ کہ بجائے طاعت الہی بجالانے

کے طاعت شیطان میں مبتلا ہوئے۔ ۵۱ معنی یہ ہیں کہ اشیاء کے پیدا کرنے میں متفرق اور لگانہ ہوں نہ میرا کوئی شریک عمل نہ کوئی مشیر کار پھر میرے سوا اور کسی کی

عبادت کس طرح درست ہو سکتی ہے۔ ۵۱ اللہ تعالیٰ کفار سے ۵۱ یعنی بتوں اور بت پرستوں کے یا اہل بدی اور اہل ضلال (گمراہوں) کے ۵۱ حضرت ابن

عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ ”موبق“ جہنم کی ایک وادی کا نام ہے۔

النَّارَ فَظُنُّوْا أَنَّهُمْ مُّوَاقِعُوْهَا وَلَمْ يَجِدُوْا عَنْهَا مَصْرِفًا ۝۵۳ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا

دیکھیں گے تو یقین کریں گے کہ انہیں اس میں گرنا ہے اور اس سے پھرنے کی کوئی جگہ نہ پائیں گے اور بے شک ہم نے

فِي هَذَا الْقُرْآنِ لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۖ وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ

لوگوں کے لئے اس قرآن میں ہر قسم کی مثل (مثالیں) طرح طرح بیان فرمائی مگر اور آدمی ہر چیز سے بڑھ کر

جَدَلًا ۝۵۴ وَمَا مَنَعَ النَّاسَ أَنْ يُؤْمِنُوْا إِذْ جَاءَهُمُ الْهُدَىٰ وَيَسْتَغْفِرُوْا

جھگڑالو ہے ۱۱۸ اور آدمیوں کو کس چیز نے اس سے روکا کہ ایمان لاتے جب ہدایت ملا ان کے پاس آئی اور اپنے رب سے معافی

رَبَّهُمْ إِلَّا أَنْ تَأْتِيَهُمْ سُنَّةٌ أَلَا وَلَيْنَ أَوْ يَأْتِيَهُمُ الْعَذَابُ قُبُلًا ۝۵۵ وَ

مانگتے مگر یہ کہ ان پر اگلوں کا دستور آئے ۱۱۹ یا ان پر قسم قسم کا عذاب آئے اور

مَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ ۚ وَيُجَادِلُ الَّذِينَ

ہم رسولوں کو نہیں بھیجتے مگر خوشی اور ۱۲۰ ڈر سنانے والے اور جو کافر ہیں

كَفَرُوا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوا بِهِ الْحَقَّ وَاتَّخَذُوا آيَاتِي وَمَا أُنذِرُوا

وہ باطل کے ساتھ جھگڑتے ہیں ۱۲۱ کہ اس سے حق کو ہٹادیں اور انہوں نے میری آیتوں کی اور جو ڈر نہیں سنائے گئے تھے ۱۲۲ ان کی

هُزُوًّا ۝۵۶ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِآيَاتِ رَبِّهِ فَأَعْرَضَ عَنْهَا وَنَسِيَ مَا

ہنسی بنائی اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جسے اس کے رب کی آیتیں یاد دلائی جائیں تو وہ ان سے منہ پھیر لے ۱۲۳ اور اس کے ہاتھ جو آگے بھیج چکے ۱۲۴

قَدَّمَتْ يَدَا ۖ إِنَّا جَعَلْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً أَنْ يَفْقَهُوْهُ وَفِي آذَانِهِمْ

اسے بھول جائے ہم نے ان کے دلوں پر غلاف کر دیئے ہیں کہ قرآن نہ سمجھیں اور ان کے کانوں میں

وَقُرْآنًا ۖ وَإِنْ تَدْعُهُمْ إِلَى الْهُدَىٰ فَلَنْ يَهْتَدُوا إِذًا أَبَدًا ۝۵۷ وَرَبُّكَ

گرانی (نقص) ۱۲۵ اور اگر تم انہیں ہدایت کی طرف بلاؤ تو جب بھی ہرگز کبھی راہ نہ پائیں گے ۱۲۶ اور تمہارا رب

۱۲۷ تاکہ سمجھیں اور پند پزیر ہوں۔ ۱۱۸ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ یہاں آدمی سے مراد نضر ابن حارث ہے اور جھگڑے سے اس کا

قرآن پاک میں جھگڑا کرنا۔ بعض نے کہا: ابی بن خلف مراد ہے۔ بعض مفسرین کا قول ہے کہ تمام کفار مراد ہیں۔ بعض کے نزدیک آیت عموم پر ہے اور یہی اصح (زیادہ

صحیح قول) ہے۔ ۱۱۹ یعنی ”قرآن کریم“ یا ”رسول کریم“ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات مبارک ۱۲۰ یعنی یہ ہیں کہ ان کے لیے جائے عذر نہیں ہے کیونکہ انہیں

ایمان و استغفار سے کوئی مانع نہیں۔ ۱۲۱ یعنی وہ ہلاکت جو مقدر ہے اس کے بعد ۱۲۲ ایمانداروں اطاعت شعاروں کے لیے ثواب کی۔ ۱۲۳ بے ایمانوں

نافرمانوں کے لیے عذاب کا۔ ۱۲۴ اور رسولوں کو اپنی مثل بشر کہتے ہیں۔ ۱۲۵ عذاب کے ۱۲۶ اور چند پذیر نہ ہو اور ان پر ایمان نہ لائے ۱۲۷ یعنی معصیت اور

گناہ اور نافرمانی جو کچھ اس نے کیا۔ ۱۲۸ کہ حق بات نہیں سنتے ۱۲۹ یہ ان کے حق میں ہے جو علم الہی میں ایمان سے محروم ہیں۔

الْغُفُورِ ذُو الرَّحْمَةِ ط لَوْ يَوَّاخِذُهُمْ بِمَا كَسَبُوا الْعَجَلْ لَهُمُ الْعَذَابُ ط

بخشنے والا مہر (رحمت) والا ہے اگر وہ انہیں عجل کے لئے پر پکڑتا تو جلد ان پر عذاب بھیجتا ۱۳۱

بَلْ لَهُمْ مَّوْعِدٌ لَّنْ يَّجِدُوا مِنْ دُونِهِ مَوْعِدًا ۵۸ وَتِلْكَ الْقُرَىٰ أَهْلَكْنَاهُمْ

بلکہ ان کے لئے ایک وعدہ کا وقت ہے ۱۳۲ جس کے سامنے کوئی پناہ نہ پائیں گے اور یہ بستیاں ہم نے تباہ کر دیں ۱۳۳

لَمَّا ظَلَمُوا وَجَعَلْنَا لِيَهْلِكِهِمْ مَّوْعِدًا ۵۹ وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِفَتَاهُ لَا

جب انہوں نے ظلم کیا ۱۳۴ اور ہم نے ان کی بربادی کا ایک وعدہ رکھا تھا اور یاد کرو جب موسیٰ ۱۳۵ نے اپنے خادم سے کہا ۱۳۶ میں

أَبْرَحُ حَتَّىٰ أَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ أَوْ أَمْضِيَ حُقُبًا ۶۰ فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ

باز نہ رہوں گا جب تک وہاں نہ پہنچوں جہاں دو سمندر ملے ہیں ۱۳۷ یا قرونوں چلا (مدتوں چلتا) جاؤں پھر جب وہ دونوں ان دریاؤں کے

بَيْنَهُمَا نِسْيَانًا حَتَّىٰ تَهْمَأَهْمَ فَإِنَّكُلْتَ فِي سَبِيلِهِ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا ۶۱ فَلَمَّا جَاوَزَا

ملنے کی جگہ پہنچے ۱۳۸ اپنی مچھلی بھول گئے اور اس نے سمندر میں اپنی راہ لی سرنگ بناتی پھر جب وہاں سے گزر گئے ۱۳۹

قَالَ لِفَتَاهُ إِنِّي آغَدَاءَنَا لَقَدْ لَقِينَا مِنْ سَفَرِنَا هَذَا نَصَبًا ۶۲ قَالَ

موسیٰ نے خادم سے کہا ہمارا صبح کا کھانا لاؤ بے شک ہمیں اپنے اس سفر میں بڑی مشقت کا سامنا ہوا ۱۴۰ بولا

أَسْرَأَيْتَ إِذْ أَوْيَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّي نَسِيتُ الْحُوتَ وَمَا أَنسِينِيهِ

بھلا دیکھتے تو جب ہم نے اس چٹان کے پاس جگہ لی تھی تو بے شک میں مچھلی کو بھول گیا اور مجھے شیطان ہی نے بھلا دیا

إِلَّا الشَّيْطَانُ أَنْ أَذْكُرَهُ وَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ عَجَبًا ۶۳ قَالَ

کہ میں اس کا مذکور (ذکر) کروں اور اس نے ۱۴۱ تو سمندر میں اپنی راہ لی اچنبھا (عجیب بات) ہے موسیٰ نے کہا

۱۴۲ دنیا ہی میں ۱۴۳ لیکن اس کی رحمت ہے کہ اس نے مہلت دی اور عذاب میں جلدی نہ فرمائی۔ ۱۴۴ یعنی روز قیامت بعث و حساب کا دن ۱۴۵ وہاں کے

رہنے والوں کو ہلاک کر دیا اور وہ بستیاں ویران ہو گئیں ان بستیوں سے قوم لوط و عاد و ثمود وغیرہ کی بستیاں مراد ہیں۔ ۱۴۶ حق کو نہ مانا اور کفر اختیار کیا۔ ۱۴۷ ابن

عمران نبی محترم صاحب توریت و معجزات ظاہرہ ۱۴۸ جن کا نام یوشع ابن نون ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت و صحبت میں رہتے تھے اور آپ سے علم اخذ کرتے

تھے اور آپ کے بعد آپ کے ولی عہد ہیں۔ ۱۴۹ بحر فارس و بحر روم جانب مشرق میں اور مجمع البحرین وہ مقام ہے جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حضرت خضر علیہ

السلامہ کی ملاقات کا وعدہ دیا گیا تھا اس لیے آپ نے وہاں پہنچنے کا عزم مصمم کیا اور فرمایا کہ میں اپنی سعی جاری رکھوں گا جب تک کہ وہاں پہنچوں۔ ۱۴۸ اگر وہ جگہ دور

ہو، پھر یہ حضرات روٹی اور نمکین بھی مچھلی زنبیل میں توشہ کے طور پر لے کر روانہ ہوئے ۱۴۹ جہاں ایک پتھر کی چٹان تھی اور چشمہ حیات تھا وہاں دونوں حضرات نے

استراحت کی اور مصروف خواب ہو گئے، بھنی ہوئی مچھلی زنبیل میں زندہ ہو گئی اور تڑپ کر دیا میں گری اور اس پر سے پانی کا بہاؤ رک گیا اور ایک محراب بن گئی۔

حضرت یوشع کو بیدار ہونے کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اس کا ذکر کرنا یاد نہ رہا۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے ۱۵۰ اور چلتے رہے یہاں تک کہ دوسرے روز کھانے

کا وقت آیا تو حضرت ۱۵۱ تھکان بھی ہے بھوک کی شدت بھی ہے اور یہ بات جب تک مجمع البحرین پہنچے تھے پیش نہ آئی تھی، منزل مقصود سے آگے بڑھ کر تھکان اور بھوک

معلوم ہوئی، اس میں اللہ تعالیٰ کی حکمت تھی کہ مچھلی یاد کریں اور اس کی طلب میں منزل مقصود کی طرف واپس ہوں، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے یہ فرمانے پر خادم نے



ذَلِكَ مَا كُنَّا نَبِغُ ۖ فَارْتَدَّا عَلَىٰ آثَارِهِمَا قَصَصًا ﴿٦٣﴾ فَوَجَدَا عَبْدًا

یہی تو ہم چاہتے تھے ۱۳۳ تو پیچھے پلٹے اپنے قدموں کے نشان دیکھتے تو ہمارے بندوں

مِّنْ عِبَادِنَا اتَيْنَاهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ﴿٦٤﴾ قَالَ

میں سے ایک بندہ پایا ۱۳۴ جسے ہم نے اپنے پاس سے رحمت دی ۱۳۵ اور اسے اپنا علم لدنی عطا کیا ۱۳۶ اس سے

لَهُ مُوسَىٰ هَلْ أَتَيْتُكَ عَلَىٰ أَنْ تُوَلِّينَا مَبْعًا عَلَّمْتَ رُشْدًا ﴿٦٥﴾ قَالَ إِنَّكَ

موسیٰ نے کہا کیا میں تمہارے ساتھ رہوں اس شرط پر کہ تم مجھے سکھا دو گے نیک بات جو تمہیں تعلیم ہوئی ۱۳۷ کہا آپ

لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا ﴿٦٦﴾ وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلَىٰ مَا لَمْ تُحِطْ بِهِ خُبْرًا ﴿٦٨﴾

میرے ساتھ ہرگز نہ ٹھہر سکیں گے ۱۳۸ اور اس بات پر کیونکر صبر کریں گے جسے آپ کا علم محیط نہیں ۱۳۹

قَالَ سَتَجِدُنِي إِِنْ شَاءَ اللَّهُ صَابِرًا وَلَا أَعْصِي لَكَ أَمْرًا ﴿٦٩﴾ قَالَ فَإِنِ

کہا عنقریب اللہ چاہے تو تم مجھے صابر پاؤ گے اور میں تمہارے کسی حکم کے خلاف نہ کروں گا کہا تو اگر آپ میرے

اتَّبَعْتَنِي فَلَا تَسْأَلْنِي عَنْ شَيْءٍ حَتَّىٰ أُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا ﴿٧٠﴾

ساتھ رہتے ہیں تو مجھ سے کسی بات کو نہ پوچھنا جب تک میں خود اس کا ذکر نہ کروں ۱۴۰

معذرت کی اور ۱۴۱ یعنی مچھلی نے ۱۴۲ مچھلی کا جانا ہی تو ہمارے حصول مقصد کی علامت ہے اور جن کی طلب میں ہم چلے ہیں ان کی ملاقات وہیں ہوگی۔ ۱۴۳ جو

چادر اوڑھے آرام فرما رہا تھا، یہ حضرت خضر تھے علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام، لفظ خضر لغت میں تین طرح آیا ہے بکسر خا و سکون ضا اور فتح خا و سکون ضا اور فتح خا و کسر

ضا یہ لقب ہے اور وجہ اس لقب کی یہ ہے کہ جہاں بیٹھنے یا نماز پڑھتے ہیں وہاں اگر گھاس خشک ہو تو سرسبز ہو جاتی ہے، نام آپ کا بلبلابن مکان اور کنیت ابوالعباس

ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ آپ بنی اسرائیل میں سے ہیں، ایک قول یہ ہے کہ آپ شاہزادے ہیں، آپ نے دنیا ترک کر کے زہد اختیار فرمایا۔ ۱۴۴ اس رحمت سے یا

نبوت مراد ہے یا ولایت یا علم یا طول حیات، آپ ولی تو بالیقین ہیں آپ کی نبوت میں اختلاف ہے۔ ۱۴۵ یعنی غیوب کا علم۔ مفسرین نے فرمایا: علم لدنی وہ ہے جو

بندہ کو بطریق الہام حاصل ہو۔ حدیث شریف میں ہے: جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر علی نبینا وعلیہ السلام کو دیکھا کہ سفید چادر میں لپٹے ہوئے

ہیں تو آپ نے انہیں سلام کیا۔ انہوں نے دریافت کیا کہ تمہاری سر زمین میں سلام کہاں؟ آپ نے فرمایا کہ میں موسیٰ ہوں۔ انہوں نے کہا کہ بنی اسرائیل کے موسیٰ؟

فرمایا کہ جی ہاں پھر ۱۴۶ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ آدمی کو علم کی طلب میں رہنا چاہئے خواہ وہ کتنا ہی بڑا عالم ہو۔ مسئلہ: یہ بھی معلوم ہوا کہ جس سے علم سیکھے اس کے

ساتھ بتواضع و ادب پیش آئے۔ (مدارک) خضر نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جواب میں ۱۴۷ حضرت خضر نے یہ اس لیے فرمایا کہ وہ جانتے تھے کہ حضرت موسیٰ

علیہ السلام امور منکرہ و ممنوعہ دیکھیں گے اور انبیاء علیہم السلام سے ممکن ہی نہیں کہ وہ منکرات دیکھ کر صبر کر سکیں پھر حضرت خضر علیہ السلام نے اس ترک صبر کا عذر بھی

خود ہی بیان فرمادیا اور فرمایا ۱۴۸ اور ظاہر میں وہ منکر ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ ایک علم اللہ

تعالیٰ نے مجھ کو ایسا عطا فرمایا جو آپ نہیں جانتے اور ایک علم آپ کو ایسا عطا فرمایا جو میں نہیں جانتا۔ مفسرین و محدثین کہتے ہیں کہ جو علم حضرت خضر علیہ السلام نے اپنے

لیے خاص فرمایا وہ علم باطن و مکاشفہ ہے اور اہل کمال کے لیے یہ باعث فضل ہے۔ چنانچہ وارد ہوا ہے کہ صدیق کو نماز وغیرہ اعمال کی بنا پر صحابہ پر فضیلت نہیں بلکہ ان

کی فضیلت اس چیز سے ہے جو ان کے سینہ میں ہے یعنی علم باطن و علم اسرار کیونکہ جو افعال صادر ہوں گے وہ حکمت سے ہوں گے اگرچہ بظاہر خلاف معلوم ہوں۔

۱۴۹ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ شاگرد اور مُسْتَشْرِع (مرید) کے آداب میں سے ہے کہ وہ شیخ و استاد کے افعال پر زبان اعتراض نہ کھولے اور منتظر رہے کہ وہ خود ہی

اس کی حکمت ظاہر فرمائیں۔ (مدارک و ابواسود)

فَانْطَلَقَا <sup>وقفه</sup> حَتَّىٰ إِذَا رَاكِبًا فِي السَّفِينَةِ خَرَقَهَا ط قَالَ أَخْرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ

اب دونوں چلے یہاں تک کہ جب کشتی میں سوار ہوئے ۱۵۱ اس بندہ نے اسے چیر ڈالا ۱۵۱ موئی نے کہا کیا تم نے اسے اس لئے چیرا کہ اس کے سواروں کو

أَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا أَمْرًا ۝۴۱ قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَنْ تَسْتَطِيعَ

ڈبا دو بے شک یہ تم نے بری بات کی ۱۵۲ کہا میں نے کہتا تھا کہ آپ میرے ساتھ ہرگز نہ

مَعِيَ صَبْرًا ۝۴۲ قَالَ لَا تَأْخُذْ بِنِإْسَابِي وَلَا تُرْهِقْنِي مِنْ أَمْرِي

ٹھہر سکیں گے ۱۵۳ کہا مجھ سے میری بھول پر گرفت نہ کرو ۱۵۴ اور مجھ پر میرے کام میں مشکل

عُسْرًا ۝۴۳ فَانْطَلَقَا <sup>وقفه</sup> حَتَّىٰ إِذَا لَقِيَا غُلَامًا فَقَتَلَهُ قَالَ أَقْتَلْتُمْ نَفْسًا

نہ ڈالو پھر دونوں چلے ۱۵۴ یہاں تک کہ جب ایک لڑکا ملا ۱۵۴ اس بندہ نے اسے قتل کر دیا موئی نے کہا کیا تم نے ایک ستھی

زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ ط لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا كَبِيرًا ۝۴۴

جان ۱۵۵ بے کسی جان کے بدلے قتل کر دی بے شک تم نے بہت بری بات کی

۱۵۱ اور کشتی والوں نے حضرت خضر علیہ السلام کو پہچان کر بغیر معاوضہ کے سوار کر لیا۔ ۱۵۲ اور بکولے (لکڑی پھیلنے کے اوزار) یا کلہاڑی سے اس کا ایک تختہ یادو تختہ اکھاڑ ڈالے لیکن باوجود اس کے پانی کشتی میں نہ آیا۔ ۱۵۳ حضرت خضر نے ۱۵۴ حضرت موئی علیہ السلام نے ۱۵۵ کیونکہ بھول پر شریعت میں گرفت نہیں۔ ۱۵۶ یعنی کشتی سے اتر کر ایک مقام پر گزرے جہاں لڑکے کھیل رہے تھے۔ ۱۵۷ جوان میں خوبصورت تھا اور حد بلوغ کو نہ پہنچا تھا۔ بعض مفسرین نے کہا جوان تھا اور رہتی کیا کرتا تھا۔ ۱۵۸ جس کا کوئی گناہ ثابت نہ تھا۔

قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَكَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا ٥٥ قَالَ إِنْ سَأَلْتَنِي

کہا ١٥٥ میں نے آپ سے نہ کہا تھا کہ آپ ہرگز میرے ساتھ نہ ٹھہر سکیں گے ١٥٥ کہا اس کے بعد

عَنْ شَيْءٍ عَمَّ بَعْدَهَا فَلَا تُصِحِّبُنِي ٥٦ قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَدُنِّي عُذْرًا ٥٦

میں تم سے کچھ پوچھوں تو پھر میرے ساتھ نہ رہنا بے شک میری طرف سے تمہارا عذر پورا ہو چکا

فَأَنْطَلَقَا ٥٧ حَتَّىٰ إِذَا آتَيْتُمَا أَهْلَ قَرْيَةٍ اسْتَطَعَا أَهْلُهَا فَابْوَأَانِ

پھر دونوں چلے یہاں تک کہ جب ایک گاؤں والوں کے پاس آئے ١٥٦ ان دہقانوں (کسانوں) سے کھانا مانگا تو انھوں نے انھیں دعوت

يُضَيِّفُوهُمَا فَوَجَدَا فِيهَا جِدَارًا يُرِيدُ أَنْ يَنْتَقِصَ فَاقَامَهُ ٥٨ ط قَالَ لَوْ

دینی قبول نہ کی ١٥٧ پھر دونوں نے اس گاؤں میں ایک دیوار پائی کہ گرا چاہتی ہے اس بندہ نے ١٥٨ اسے سیدھا کر دیا موسیٰ نے کہا

شئتَ لَتَتَّخِذَ عَلَيْهِ أَجْرًا ٥٩ قَالَ هَذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ ٥٩

تم چاہتے تو اس پر کچھ مزدوری لے لیتے ١٥٩ کہا یہ ١٥٥ میری اور آپ کی جدائی ہے

سَأَنْبِتُكَ بِتَأْوِيلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا ٦٠ أَمَّا السَّفِينَةُ

اب میں آپ کو ان باتوں کا بھیر (بھید) بتاؤں گا جن پر آپ سے صبر نہ ہو سکا ١٦٠ وہ جو کشتی تھی

فَكَانَتْ لِمَسْكِينٍ يَعْمَلُونَ فِي الْبَحْرِ فَأَرَدْتُ أَنْ أَعِيبَهَا وَكَانَ

وہ کچھ محتاجوں کی تھی ١٦١ کہ دریا میں کام کرتے تھے تو میں نے چاہا کہ اسے عیب دار کر دوں اور ان کے

وَرَأَوْهُمْ مِلَّةً يَأْخُذُ كُلٌّ سَفِينَةً غَصَبًا ٦١ وَأَمَّا الْعُلَمَاءُ فَكَانَ أَبُوهُ

بیچھے ایک بادشاہ تھا ١٦٢ کہ ہر ثابت کشتی زبردستی چھین لیتا ١٦٣ اور وہ جو لڑکا تھا اس کے ماں باپ

مُؤْمِنِينَ فَخَشِينَا أَنْ يُرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَكُفْرًا ٦٢ ج فَأَرَدْنَا أَنْ

مسلمان تھے تو ہمیں ڈر ہوا کہ وہ ان کو سرکشی اور کفر پر چڑھاوے ١٦٤ تو ہم نے چاہا کہ

١٥٩ حضرت خضر نے کہ اے موسیٰ! ١٦٠ اس کے جواب میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ١٦١ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ اس گاؤں

سے مراد انطاکیہ ہے۔ وہاں ان حضرات نے ١٦٢ اور میزبانی پر آمادہ نہ ہوئے۔ حضرت قتادہ سے مروی ہے کہ وہ ہستی بہت بدتر ہے جہاں مہمانوں کی میزبانی نہ کی

جائے۔ ١٦٣ یعنی حضرت خضر علیہ السلام نے اپنا دست مبارک لگا کر اپنی کرامت سے ١٦٤ کیونکہ یہ ہماری حاجت کا وقت ہے اور ہستی والوں نے ہماری کچھ

مداخلت (خاطر تواضع) نہیں کی ایسی حالت میں ان کا کام بنانے پر اجرت لینا مناسب تھا! اس پر حضرت خضر نے ١٦٥ وقت یا اس مرتبہ کا انکار۔ ١٦٦ اور ان کے

اندر جو راستے ان کا اظہار کر دوں گا۔ ١٦٧ جو دس بھائی تھے ان میں پانچ تو پانچ تھے جو کچھ نہیں کر سکتے تھے اور پانچ تندرست تھے جو ١٦٨ کہ انہیں واپسی میں اس

کی طرف گزرنا ہوتا، اس بادشاہ کا نام جلندی تھا، کشتی والوں کو اس کا حال معلوم نہ تھا اور اس کا طریقہ یہ تھا ١٦٩ اور اگر عیب دار ہوتی چھوڑ دیتا، اس لیے میں نے

اس کشتی کو عیب دار کر دیا کہ وہ ان غریبوں کے لیے بچ رہے۔ ١٧٠ اور وہ اس کی محبت میں دین سے پھر جائیں اور گمراہ ہو جائیں اور حضرت خضر کا یہ اندیشہ اس سبب



يُبْدِلْهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِنْهُ زَكَاةً وَأَقْرَبَ رَحْمًا ﴿٨١﴾ وَأَمَّا الْجِدَارُ

ان دونوں کا رب اس سے بہتر ملک ستھرا اور اس سے زیادہ مہربانی میں قریب عطا کرے ﴿٨١﴾ وہ دیوار

فَكَانَ لِغُلَامَيْنِ يَتِيمَيْنِ فِي الْمَدِينَةِ وَكَانَ تَحْتَهُ كَنْزٌ لَهُمَا وَكَانَ أَبُوهُمَا

وہ شہر کے دو یتیم لڑکوں کی تھی ﴿٨١﴾ اور اس کے نیچے اُن کا خزانہ تھا ﴿٨١﴾ اور ان کا باپ

صَالِحًا فَأَرَادَ رَبُّكَ أَنْ يَبْلُغَا أَشُدَّهُمَا وَيَسَخِّرَا كَنْزَهُمَا ﴿٨٢﴾

نیک آدمی تھا ﴿٨١﴾ تو آپ کے رب نے چاہا کہ وہ دونوں اپنی جوانی کو پہنچیں ﴿٨١﴾ اور اپنا خزانہ نکالیں

رَاحَةً مِّنْ رَبِّكَ ﴿٨٢﴾ وَمَا فَعَلْتُهُ عَنْ أَمْرِي ﴿٨٣﴾ ذَلِكَ تَأْوِيلُ مَا لَمْ

آپ کے رب کی رحمت سے اور یہ کچھ میں نے اپنے حکم سے نہ کیا ﴿٨٢﴾ یہ پھیر (بھید) ہے ان باتوں کا

تَسْطَعُ عَلَيْهِ صَبْرًا ﴿٨٢﴾ وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْقَرْنَيْنِ ﴿٨٤﴾ قُلْ سَأَتْلُوا

جس پر آپ سے صبر نہ ہوگا ﴿٨٢﴾ اور تم سے ﴿٨٤﴾ ذوالقرنین کو پوچھتے ہیں ﴿٨٤﴾ تم فرماؤ میں تمہیں اس کا

سے تھا کہ وہ باعلام الہی (اللہ تعالیٰ کے خبر دینے کی وجہ سے) اس کے حال باطن کو جانتے تھے۔ حدیث مسلم میں ہے کہ یہ لڑکا کافر ہی پیدا ہوا تھا۔ امام سبکی نے فرمایا کہ

حال باطن جان کر بچے کو قتل کر دینا حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ خاص ہے، انہیں اس کی اجازت تھی، اگر کوئی ولی کسی بچے کے ایسے حال پر مطلع ہو تو اس کو قتل جائز

نہیں ہے۔ کتاب عراس میں ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر سے فرمایا کہ تم نے ستمی جان کو قتل کر دیا تو یہ انہیں گراں گذرا، اور انہوں نے

اس لڑکے کا کندھا توڑ کر اس کا گوشت چیرا تو اس کے اندر لکھا ہوا تھا: کافر ہے، کبھی اللہ پر ایمان نہ لائے گا۔ (جمل) ﴿٨٤﴾ بچہ گناہوں اور نجاستوں سے پاک اور

﴿٨٤﴾ جو والدین کے ساتھ طریق ادب و حسن سلوک اور مؤذنت (بیار) و محبت رکھتا ہو۔ مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک نبی عطا کی جو ایک نبی کے نکاح میں

آئی اور اس سے نبی پیدا ہوئے جن کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ نے ایک اُمت کو ہدایت دی۔ بندے کو چاہئے کہ اللہ کی قضا پر راضی رہے اسی میں بہتری ہوتی ہے۔

﴿٨٤﴾ جن کے نام اضریم اور صریم تھے۔ ﴿٨٤﴾ ترمذی کی حدیث میں ہے کہ اس دیوار کے نیچے سونا، چاندی مدفون تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے

فرمایا کہ اس میں سونے کی ایک تختی تھی، اس پر ایک طرف لکھا تھا: اس کا حال عجیب ہے جسے موت کا یقین ہو اس کو خوشی کس طرح ہوتی ہے! اس کا حال عجیب ہے

جو فقرا و قدر کا یقین رکھے اس کو غصہ کیسے آتا ہے! اس کا حال عجیب ہے جسے رزق کا یقین ہو وہ کیوں لقب (مشقت) میں پڑتا ہے! اس کا حال عجیب ہے جسے

حساب کا یقین ہو وہ کیسے غافل رہتا ہے! اس کا حال عجیب ہے جس کو دنیا کے زوال و تغیر کا یقین ہو وہ کیسے مطمئن ہوتا ہے! اور اس کے ساتھ لکھا تھا: لَا إِلَهَ إِلَّا

اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ اور دوسری جانب اس لوح (تختی) پر لکھا تھا: میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں، میں کیتا ہوں میرا کوئی شریک نہیں، میں نے خیر و

شر پیدا کی۔ اُس کے لیے خوشی جسے میں نے خیر کے لیے پیدا کیا اور اس کے ہاتھوں پر خیر جاری کی۔ اُس کے لیے تباہی جس کو شر کے لیے پیدا کیا اور اس کے

ہاتھوں پر شر جاری کی۔ ﴿٨٥﴾ اس کا نام کا شح تھا اور یہ شخص پرہیزگار تھا۔ حضرت محمد ابن منکدر نے فرمایا: اللہ تعالیٰ بندے کی نیکی سے اس کی اولاد کو اور اس کی

اولاد کی اولاد کو اور اس کے کنبہ والوں کو اور اس کے محلہ داروں کو اپنی حفاظت میں رکھتا ہے۔ (سبحان اللہ) ﴿٨٥﴾ اور ان کی عقل کامل ہو جائے اور وہ قوی و

توانا ہو جائیں۔ ﴿٨٥﴾ بلکہ باہر الہی و الہام خداوندی کیا۔ ﴿٨٥﴾ بعض لوگ ولی کو نبی پر فضیلت دے کر گمراہ ہو گئے اور انہوں نے یہ خیال کیا کہ حضرت موسیٰ کو

حضرت خضر سے علم حاصل کرنے کا حکم دیا گیا باوجودیکہ حضرت خضر ولی ہیں اور درحقیقت ولی کو نبی پر فضیلت دینا کفر جلی ہے اور حضرت خضر نبی ہیں اور اگر ایسا

نہ ہو جیسا کہ بعض کا گمان ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حق میں ابتلاء ہے۔ علاوہ بریں یہ کہ اہل کتاب اس کے قائل ہیں کہ یہ

حضرت موسیٰ پیغمبر بنی اسرائیل کا واقعہ ہی نہیں بلکہ موسیٰ بن مائان کا واقعہ ہے اور ولی تو نبی پر ایمان لانے سے مرتبہ ولایت پر پہنچتا ہے تو یہ ناممکن ہے کہ وہ نبی سے

بڑھ جائے۔ (مدارک) اکثر علماء اس پر ہیں اور مشائخ صوفیہ و اصحاب عرفان کا اس پر اتفاق ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام زندہ ہیں۔ شیخ ابو عمر و بن صلاح نے اپنے

فتاویٰ میں فرمایا کہ حضرت خضر جمہور علماء و صالحین کے نزدیک زندہ ہیں، یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضرت خضر و الیاس دونوں زندہ ہیں اور ہر سال زمانہ حج میں ملتے ہیں۔

عَلَيْكُمْ مِنْهُ ذِكْرًا ٨٣ إِنَّا مَكَّنَّا لَهُ فِي الْأَرْضِ وَاتَيْنَاهُ مِنْ كُلِّ

مذکور پڑھ کر سناتا ہوں بے شک ہم نے اسے زمین میں قابو دیا اور ہر چیز کا

شَيْءٍ سَبَبًا ٨٤ فَاتَّبَعَ سَبَبًا ٨٥ حَتَّىٰ إِذَا بَدَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا

ایک سامان عطا فرمایا ١٨١ تو وہ ایک سامان کے پیچھے چلا ١٨٢ یہاں تک کہ جب سورج ڈوبنے کی جگہ پہنچا اُسے ایک سیاہ

تَعْرُبٌ فِي عَيْنٍ حَيَّةٍ وَوَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا ٨٦ قُلْنَا يَا ذَا الْقُرْنَيْنِ

کچھ کے چشمے میں ڈوبتا پایا ١٨٣ اور وہاں ١٨٤ ایک قوم ملی ١٨٥ ہم نے فرمایا اے ذوالقرنین

إِمَّا أَنْ تُعَذِّبَ وَإِمَّا أَنْ تَتَّخِذَ فِيهِمْ حُسْنًا ٨٦ قَالَ أَمَّا مَنْ ظَلَمَ

یا تو تو انہیں سزا دے ١٨٦ یا اُن کے ساتھ بھلائی اختیار کر ١٨٦ عرض کی کہ وہ جس نے ظلم کیا ١٨٧

فَسَوْفَ نُعَذِّبُهُ ثُمَّ يُرَدُّ إِلَىٰ رَبِّهِ فَيُعَذِّبُهُ عَذَابًا نُكْرًا ٨٧ وَآمَّا

اسے تو ہم عقرب سزا دیں گے ١٨٧ پھر اپنے رب کی طرف پھیرا جائے گا ١٨٧ وہ اسے بُری مار دے گا اور

مَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُ جَزَاءُ الْحُسْنَىٰ وَسَنَقُولُ لَهُ مِنْ أَمْرِنَا

جو ایمان لایا اور نیک کام کیا تو اُس کا بدلہ بھلائی ہے ١٨٨ اور عقرب ہم سے آسان کام

یہ بھی منقول ہے کہ حضرت خضر نے چشمہ حیات میں غسل فرمایا اور اس کا پانی پیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم (خازن) ١٨٩ ابو جہل وغیرہ کفار مکہ یا یہود بہ طریق امتحان۔

١٩٠ ذوالقرنین کا نام اسکندر ہے، یہ حضرت خضر علیہ السلام کے خالہ زاد بھائی ہیں، انہوں نے اسکندر ریہ بنایا اور اس کا نام اپنے نام پر رکھا، حضرت خضر علیہ

السلام ان کے وزیر اور صاحب لواء (پرچم اٹھانے والے) تھے۔ دنیا میں ایسے چار بادشاہ ہوئے ہیں جو تمام دنیا پر حکمران تھے:۔ دو مومن: حضرت ذوالقرنین اور

حضرت سلیمان علی نبینا وعلیہما السلام، اور دو کافر: نمرود اور بخت نصر، اور عقرب ایک پانچویں بادشاہ اور اس امت سے ہونے والے ہیں جن کا اسم مبارک

حضرت امام مہدی ہے، ان کی حکومت تمام روئے زمین پر ہوگی، ذوالقرنین کی نبوت میں اختلاف ہے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ وہ نبی تھے نہ

فرشتے، اللہ سے محبت کرنے والے بندے تھے اللہ نے انہیں محبوب بنایا۔ ١٩١ جس چیز کی خلق کو حاجت ہوتی ہے اور جو کچھ بادشاہوں کو دیا اور اوصاف (بستیوں

اور شہروں کے) فتح کرنے اور دشمنوں کے محارَبہ (لڑائی و محرکہ) میں درکار ہوتا ہے وہ سب عنایت کیا۔ ١٩٢ ”سبب“ وہ چیز ہے جو مقصود تک پہنچنے کا ذریعہ ہو خواہ

وہ علم ہو یا قدرت، تو ذوالقرنین نے جس مقصد کا ارادہ کیا اسی کا سبب اختیار کیا۔ ١٩٣ ذوالقرنین نے کتابوں میں دیکھا تھا کہ اولاد و سام میں سے ایک شخص چشمہ

حیات سے پانی پیے گا اور اس کو موت نہ آئے گی یہ دیکھ کر وہ چشمہ حیات کی طلب میں مغرب و مشرق کی طرف روانہ ہوئے اور آپ کے ساتھ حضرت خضر بھی تھے، وہ

تو چشمہ حیات تک پہنچ گئے اور انہوں نے پی بھی لیا مگر ذوالقرنین کے مقدر میں نہ تھا انہوں نے نہ پایا، اس سفر میں جانب مغرب روانہ ہوئے تو جہاں تک آبادی ہے

وہ سب منازل قطع کر ڈالے اور سمت مغرب میں وہاں پہنچے جہاں آبادی کا نام و نشان باقی نہ رہا، وہاں انہیں آفتاب و قمر غروب ایسا نظر آیا گویا کہ وہ سیاہ چشمہ میں

ڈوبتا ہے جیسا کہ دریائی سفر کرنے والے کو پانی میں ڈوبتا معلوم ہوتا ہے۔ ١٩٤ اس چشمہ کے پاس ١٩٥ جو شکار کئے ہوئے جانوروں کے چمڑے پہنے تھے، اس

کے سوا ان کے بدن پر اور کوئی لباس نہ تھا اور دریائی مردہ جانور ان کی غذا تھے، یہ لوگ کافر تھے۔ ١٩٦ اور ان میں سے جو اسلام میں داخل نہ ہو اس کو قتل کر دے

١٩٧ اور انہیں احکام شرع کی تعلیم دے اگر وہ ایمان لائیں ١٩٨ یعنی کفر و شرک اختیار کیا، ایمان نہ لایا ١٩٩ قتل کریں گے۔ یہ تو اس کی دنیوی سزا ہے ١٩٩

قیامت میں ١٩٩ یعنی جنت۔

يُسْرًا ٨٨ ثُمَّ اتَّبَعَ سَبَبًا ٨٩ حَتَّىٰ إِذَا بَدَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا

کہیں گے ١٩٢ پھر ایک سامان کے پیچھے چلا ١٩٣ یہاں تک کہ جب سورج نکلنے کی جگہ پہنچا اُسے ایسی

تَطَّلَعُ عَلَىٰ قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَلْ لَهُم مِّنْ دُونِهَا سِتْرًا ٩٠ كَذَلِكَ ط وَقَدْ أَحَطْنَا

قوم پر نکلتا پایا جن کے لیے ہم نے سورج سے کوئی آڑ نہیں رکھی ١٩٤ بات یہی ہے اور جو کچھ اس کے

بِالَّذِي هُوَ حَبِيرًا ٩١ ثُمَّ اتَّبَعَ سَبَبًا ٩٢ حَتَّىٰ إِذَا بَدَغَ بَيْنَ السَّادِّينِ

پاس تھا ١٩٥ سب کو ہمارا علم محیط ہے ١٩٦ پھر ایک سامان کے پیچھے چلا ١٩٧ یہاں تک کہ جب دو پہاڑوں کے بیچ پہنچا

وَجَدَ مِنْ دُونِهَا قَوْمًا لَّا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ قَوْلًا ٩٣ قَالُوا

اُن سے ادھر کچھ ایسے لوگ پائے کہ کوئی بات سمجھنے معلوم نہ ہوتے تھے ١٩٨ انہوں نے کہا

يٰۤاَلْقُرْنَيْنِ اِنَّ يٰۤاُجُوجَ وَمٰۤاُجُوجَ مُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ فَهَلْ

اے ذوالقرنین بے شک یا جوج و ما جوج ١٩٩ زمین میں فساد مچاتے ہیں تو کیا

نَجْعَلْ لَكَ خَرْجًا عَلٰى اَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا ٩٤ قَالَ مَا مَكْنٰى

ہم آپ کے لیے کچھ مال مقرر کریں اس پر کہ آپ ہم میں اور اُن میں ایک دیوار بنا دیں ٢٠٠ کہا وہ جس پر مجھے میرے

فِيهِ رَبِّىْ خَيْرٌ فَاَعَيْنُوْنِىۡ بِقُوَّةٍ اَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا ٩٥

رب نے قابو دیا ہے بہتر ہے ٢٠١ تو میری مدد طاقت سے کرو ٢٠٢ میں تم میں اور اُن میں ایک مضبوط آڑ بنا دوں ٢٠٣

اَتُوْنِىۡ زُبْرًا حَدِيْدًا ط حَتَّىٰ اِذَا سَاوٰى بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ قَالَ اِنْفُخُوْا ط

میرے پاس لوہے کے تختے لاؤ ٢٠٤ یہاں تک کہ وہ جب دیوار دونوں پہاڑوں کے کناروں سے برابر کردی کہا دھونکو

٢٠٥ اور اس کو ایسی چیزوں کا حکم دیں گے جو اس پر سہل ہوں، دشوار نہ ہوں۔ اب ذوالقرنین کی نسبت ارشاد فرمایا جاتا ہے کہ وہ ١٩٣ جانب مشرق میں ١٩٢ اس

مقام پر جس کے اور آفتاب کے درمیان کوئی چیز پہاڑ درخت وغیرہ حائل نہ تھی نہ وہاں کوئی عمارت قائم ہو سکتی تھی اور وہاں کے لوگوں کا یہ حال تھا کہ طلوع آفتاب کے

وقت غاروں میں گھس جاتے تھے اور زوال کے بعد نکل کر اپنا کام کاج کرتے تھے۔ ١٩٥ فوج، لشکر، آلات حرب، سامان سلطنت اور بعض مفسرین نے فرمایا:

سلطنت و ملک داری کی قابلیت اور امور مملکت کے سرانجام کی لیاقت ١٩٦ مفسرین نے ”کذالک“ کے معنی میں یہ بھی کہا ہے کہ مراد یہ ہے کہ ذوالقرنین نے جیسا

مغربی قوم کے ساتھ سلوک کیا تھا ایسا ہی اہل مشرق کے ساتھ بھی کیا کیونکہ یہ لوگ بھی ان کی طرح کافر تھے تو جوان میں سے ایمان لائے ان کے ساتھ احسان کیا اور

جو کفر پر مبر (اڑے) رہے ان کو تعذیب کی۔ ١٩٧ جانب شمال میں۔ (غازن) ١٩٨ کیونکہ ان کی زبان عجیب و غریب تھی، ان کے ساتھ اشارہ وغیرہ کی مدد سے

بہ مشقت بات کی جاسکتی تھی۔ ١٩٩ یہ یافث بن نوح علیہ السلام کی اولاد سے فسادی گروہ ہیں، ان کی تعداد بہت زیادہ ہے، زمین میں فساد کرتے تھے، ربیع کے زمانے

میں نکلتے تھے تو کھیتیاں اور بزرے سب کھا جاتے تھے، کچھ نہ چھوڑتے تھے اور خشک چیزیں لاد کر لے جاتے تھے، آدمیوں کو کھلا لیتے تھے، درندوں وحشی جانوروں سانپوں

بچھوؤں تک کو کھا جاتے تھے، حضرت ذوالقرنین سے لوگوں نے ان کی شکایت کی کہ وہ ٢٠٤ تاکہ وہ ہم تک نہ پہنچ سکیں اور ہم ان کے شر و اہذا سے محفوظ رہیں ٢٠٥

یعنی اللہ کے فضل سے میرے پاس مال کثیر اور ہر قسم کا سامان موجود ہے تم سے کچھ لینے کی حاجت نہیں ٢٠٦ اور جو کام میں بناؤں وہ انجام دوں ٢٠٧ ان لوگوں نے



حَتَّىٰ إِذَا جَعَلَهُ نَارًا ۙ قَالَ اتُّونِي أَفِرِّغْ عَلَيْهِ قَطْرًا ۙ ﴿٩٦﴾ فَمَا اسْتَطَاعُوا

یہاں تک کہ جب اُسے آگ کر دیا کہا لاؤ میں اس پر گلا ہوا تانبہ اونٹیل دوں تو یا جوج و ماجوج

أَنْ يُّظْهِرُوهُ وَمَا اسْتَطَاعُوا لَهُ نَقْبًا ۙ ﴿٩٧﴾ قَالَ هَذَا رَحْمَةٌ مِّن رَّبِّي ۙ

اس پر نہ چڑھ سکے اور نہ اس میں سوراخ کر سکے کہا ۲۵۵ یہ میرے رب کی رحمت ہے

فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ رَأْيِي جَعَلَهُ دَكَّاءَ ۙ وَكَانَ وَعْدُ رَأْيِي حَقًّا ۙ ﴿٩٨﴾ وَتَرَكْنَا

پھر جب میرے رب کا وعدہ آئے گا فلا اُسے پاش پاش کر دے گا اور میرے رب کا وعدہ سچا ہے فلا اور اس دن ہم انھیں

بَعْضُهُمْ يَوْمَئِذٍ يَّسُوجٌ فِي بَعْضٍ ۙ وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَجَعَلْنَاهُمْ جُمُوعًا ۙ ﴿٩٩﴾ وَ

چھوڑ دیں گے کہ ان کا ایک گروہ دوسرے پر ریلا دے گا اور صور پھونکا جائے گا فلا تو ہم ان سب کو فوت اکٹھا کر لائیں گے اور

عَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِّلْكَافِرِينَ عَرْضًا ۙ ﴿١٠٠﴾ الَّذِينَ كَانَتْ أَعْيُنُهُمْ فِي

ہم اس دن جہنم کافروں کے سامنے لائیں گے فلا وہ جن کی آنکھوں پر میری

غَطَاءٍ عَن ذِكْرِي وَكَانُوا لَا يَسْتَطِيعُونَ سَمْعًا ۙ ﴿١٠١﴾ أَفَحَسِبَ الَّذِينَ

یاد سے پردہ پڑا تھا فلا اور حق بات سن نہ سکتے تھے فلا تو کیا کافر

كَفَرُوا ۙ أَلَنْ يَتَّخِذُوا عِبَادِي مِّنْ دُونِي أَوْلِيَاءَ ۙ إِنَّا أَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ

یہ سمجھے ہیں کہ میرے بندوں کو فلا میرے سوا حمایتی بنا لیں گے فلا بے شک ہم نے کافروں کی مہمانی

عَرْضًا لِّمَا ظَنَرْتُمْ أَنَّكُم مُّلْكُومَ ۙ وَنَبَاؤُهُمُ الَّذِي بَدَّوْا وَكُنْتُمْ لَهُمْ آيَاتٍ ۙ لَّا تَتَذَكَّرُونَ ۙ ﴿١٠٢﴾

اور پرنیچے جن کران کے درمیان لکڑی اور کونلمہ بھرا دیا اور آگ دے دی اس طرح یہ دیوار پہاڑ کی بلندی تک اونچی کر دی گئی اور دونوں پہاڑوں کے درمیان کوئی جگہ نہ

چھوڑی گئی، اور پھر سے پگھلایا ہوا تانبہ دیوار میں پلا دیا گیا یہ سب ل کر ایک سخت جسم بن گیا فلا ذوالقرنین نے کہ فلا اور یا جوج ماجوج کے خروج کا وقت آپہنچے گا

قریب قیامت فلا حدیث شریف ہے کہ یا جوج ماجوج روزانہ اس دیوار کو توڑتے ہیں اور دن بھر محنت کرتے کرتے جب اس کے توڑنے کے قریب ہوتے ہیں تو

ان میں کوئی کہتا ہے: اب چلو باقی کل توڑ لیں گے۔ دوسرے روز جب آتے ہیں تو وہ حکم الہی پہلے سے زیادہ مضبوط ہو جاتی ہے، جب ان کے خروج کا وقت آئے گا

تو ان میں کہنے والا کہے گا کہ اب چلو باقی دیوار کل توڑ لیں گے ان شاء اللہ۔ ”ان شاء اللہ“ کہنے کا یہ ثمرہ ہوگا کہ اس دن کی محنت رائیگاں نہ جائے گی اور اگلے دن

انہیں دیوار اتنی ٹوٹی ملے گی جتنی پہلے روز توڑ گئے تھے۔ اب وہ نکل آئیں گے اور زمین میں فساد اٹھائیں گے، قتل و غارت کریں گے اور چشموں کا پانی پی جائیں گے، جانوروں درختوں کو اور جو آدمی ہاتھ آئیں گے ان کو کھا جائیں گے، مکہ مکرمہ، مدینہ طیبہ اور بیت المقدس میں داخل نہ ہو سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہر عاے حضرت عیسیٰ علیہ السلام انہیں ہلاک کرے گا اس طرح کہ ان کی گردنوں میں کیڑے پیدا ہوں گے جو ان کی ہلاکت کا سبب ہوں گے۔ فلا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یا جوج ماجوج کا لکنا قریب قیامت کی علامات میں سے ہے۔ فلا یعنی تمام خلق کو عذاب و ثواب کے لیے روز قیامت فلا کہ اس کو صاف دیکھیں۔ فلا اور وہ آیات الہیہ اور قرآن و ہدایت و بیان اور دلالت قدرت و ایمان سے اندھے بنے رہے اور ان میں سے کسی چیز کو وہ نہ دیکھ سکے۔ فلا اپنی بدبختی سے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ عداوت رکھنے کے باعث ۲۱۳ مثل حضرت عیسیٰ و حضرت عزیر و ملائکہ کے فلا اور اس سے کچھ نفع پائیں گے یہ گمان فاسد ہے بلکہ وہ بندے ان سے بیزار ہیں اور بیشک ہم ان کے اس شرک پر عذاب کریں گے۔

لِلْكَافِرِينَ نُزُلًا ۝ قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا ۝ الَّذِينَ

کو جہنم تیار کر رکھی ہے تم فرماؤ کیا ہم تمہیں بتادیں کہ سب سے بڑھ کر ناقص عمل کن کے ہیں ۲۱۵ ان کے جن

ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ

کی ساری کوشش دنیا کی زندگی میں گم گئی ۲۱۶ اور وہ اس خیال میں ہیں کہ ہم اچھا کام

صُنَعًا ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ فَحَبِطَتْ

کر رہے ہیں یہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کی آیتیں اور اس کا ملنا نہ مانا ۲۱۷ تو ان کا کیا دھرا سب

أَعْمَالُهُمْ فَلَا تُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا ۝ ذَلِكَ جَزَاءُ وَهُمْ جَهَنَّمَ

اکارت (ضائع) ہے تو ہم ان کے لیے قیامت کے دن کوئی تول نہ قائم کریں گے ۲۱۸ یہ ان کا بدلہ ہے جہنم اس

بِأَكْفَرُوا وَاتَّخَذُوا آلِهَتِي وَرُسُلِي هُزُوًا ۝ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَ

پر کہ انہوں نے کفر کیا اور میری آیتوں اور میرے رسولوں کی ہنسی بنائی بے شک جو ایمان لائے اور

عَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنَّاتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ۝ خَلِدِينَ فِيهَا

اچھے کام کئے فردوس کے باغ ان کی مہمانی ہے ۲۱۹ وہ ہمیشہ ان میں رہیں گے

لَا يَبْغُونَ عَنْهَا حَوْلًا ۝ قُلْ لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مَدَادًا لَّكَفَّيْتُ رَأْيِي لَتَفِدَا

ان سے جگہ بدلنا نہ چاہیں گے ۲۲۰ تم فرمادو اگر سمندر میرے رب کی باتوں کے لیے سیاہی ہو تو ضرور سمندر

الْبَحْرِ قَبْلَ أَنْ تَفْدَا كَلِمَتِي رَأْيِي وَلَوْ جُنَّابِثْلِهِ مَدَدًا ۝ قُلْ إِنَّمَا

ختم ہو جائے گا اور میرے رب کی باتیں ختم نہ ہوں گی اگرچہ ہم ویسا ہی اور اس کی مدد کو لے آئیں ۲۲۱ تم فرماؤ ظاہر

۲۱۵ یعنی وہ کون لوگ ہیں جو عمل کر کے تھکے اور مشقتیں اٹھائیں اور یہ امید کرتے رہے کہ ان اعمال پر فضل و نوال سے نوازے جائیں گے مگر بجائے اس کے

ہلاکت و بربادی میں پڑے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: وہ یہود و نصاریٰ ہیں۔ بعض مفسرین نے کہا کہ وہ راہب لوگ ہیں جو صوامع

(گرجوں) میں عزت گزین (تہا) رہتے تھے۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ لوگ اہل حروراء یعنی خوارج ہیں۔ ۲۱۶ اور عمل باطل ہو گئے

۲۱۷ رسول و قرآن پر ایمان نہ لائے اور بعثت (قیامت میں دوبارہ اٹھائے جانے) و حساب و ثواب و عذاب کے منکر رہے ۲۱۸ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ

تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ روز قیامت بعض لوگ ایسے اعمال لائیں گے جو ان کے خیالوں میں مکہ مکرمہ کے پہاڑوں سے زیادہ بڑے ہوں گے لیکن جب وہ تولے جائیں

گے تو ان میں وزن کچھ نہ ہوگا۔ ۲۱۹ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ سے مانگو تو

فردوس مانگو! کیونکہ وہ جنتوں میں سب کے درمیان اور سب سے بلند ہے اور اس پر عرشِ رحمن ہے اور اس سے جنت کی نہریں جاری ہوتی ہیں۔ حضرت کعب نے

فرمایا کہ فردوس جنتوں میں سب سے اعلیٰ ہے، اس میں نیکیوں کا حکم کرنے والے اور بدیوں سے روکنے والے پیش کریں گے۔ ۲۲۰ جس طرح دنیا میں انسان کسی

بے بہتر جگہ ہو اس سے اور اعلیٰ و ارفع کی طلب رکھتا ہے یہ بات وہاں نہ ہوگی کیونکہ وہ جانتے ہوں گے کہ فضل الہی سے انہیں بہت اعلیٰ و ارفع مکان و

مقامت (رہائش) حاصل ہے۔ ۲۲۱ یعنی اگر اللہ تعالیٰ کے علم و حکمت کے کلمات لکھے جائیں اور ان کے لیے تمام سمندروں کا پانی سیاہی بنا دیا جائے اور تمام مخلوق

أَنَا بَشَرٌ مِّثْلَكُمْ يُوحَىٰ إِلَىٰ أَنبَاءِ الْهَكْمِ إِلَهُ وَاحِدٌ ۖ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا

صورت بشری میں تو میں تم جیسا ہوں ۲۲۲ مجھے وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے ۲۲۲ تو جسے اپنے رب سے

لِقَاءِ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ ۚ أَحَدًا ۝۱۰

ملنے کی امید ہو اُسے چاہئے کہ نیک کام کرے اور اپنے رب کی بندگی میں کسی کو شریک نہ کرے ۲۲۲

﴿آیتها ۹۸﴾ ﴿سُورَةُ مَرْيَمَ مَكِّيَّةٌ ۲۲﴾ ﴿مَرْكُوعَاتِهَا ۶﴾

سورہ مریم مکہ ہے، اس میں اٹھانوے آیتیں اور چھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے

كَهَيْعِصَ ۝۱ ذِكْرُ رَاحَتِ رَبِّكَ عَبْدًا زَكِرِيَّا ۝۲ اِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ

یہ مذکور ہے تیرے رب کی اس رحمت کا جو اس نے اپنے بندہ زکریا پر کی جب اُس نے اپنے رب کو

لکھے تو وہ کلمات ختم نہ ہوں اور یہ تمام پانی ختم ہو جائے اور اتنا ہی اور بھی ختم ہو جائے۔ مدعا یہ ہے کہ اس کے علم و حکمت کی نہایت (انتہا) نہیں۔ شان نزول:

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ یہود نے کہا: اے محمد! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! آپ کا خیال ہے کہ ہمیں حکمت دی گئی اور آپ کی کتاب میں

ہے کہ جسے حکمت دی گئی اسے خیر کثیر دی گئی، پھر آپ کیسے فرماتے ہیں کہ تمہیں نہیں دیا گیا مگر تھوڑا علم؟ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ ایک قول یہ ہے کہ جب آیہ

”وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا“ نازل ہوئی تو یہود نے کہا کہ ہمیں تو ریت کا علم دیا گیا اور اس میں ہر شے کا علم ہے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ مدعا

یہ ہے کہ گل شے کا علم بھی علم الہی کے حضور قلیل ہے اور اتنی بھی نسبت نہیں رکھتا جتنی ایک قطرے کو سمندر سے ہو۔ ۲۲۲ مجھ پر بشری اعراض و امراض طاری

ہوتے ہیں اور صورت خاصہ میں کوئی بھی آپ کا مثل نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حسن و صورت میں بھی سب سے اعلیٰ و بالا کیا اور حقیقت و روح و باطن کے اعتبار

سے تو تمام انبیاء اوصاف بشر سے اعلیٰ ہیں جیسا کہ شفاء قاضی عیاض میں ہے اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شرح مشکوٰۃ میں فرمایا کہ

انبیاء علیہم السلام کے اجسام و ظواہر تو حد بشریت پر چھوڑے گئے اور ان کے ارواح و بواطن بشریت سے بالا اور مکمل اعلیٰ سے متعلق ہیں۔ شاہ عبدالعزیز

صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے سورہ والضحیٰ کی تفسیر میں فرمایا کہ آپ کی بشریت کا وجود اصلانہ رہے اور غلبہ انوار حق آپ پر علی الذوام

حاصل ہو۔ بہر حال آپ کی ذات و کمالات میں آپ کا کوئی بھی مثل نہیں۔ اس آیت کریمہ میں آپ کو اپنی ظاہری صورت بشریہ کے بیان کا اظہار تواضع کے

لیے حکم فرمایا گیا، یہی فرمایا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے۔ (خانن) مسئلہ: کسی کو جائز نہیں کہ حضور کو اپنے مثل بشر کہے کیونکہ جو کلمات

اصحاب عزت و عظمت بہ طریق تواضع فرماتے ہیں ان کا کہنا دوسروں کے لیے روا (جائز) نہیں ہوتا۔ دوئم یہ کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے فضائل جلیلہ و مراتب

رفیعہ عطا فرمائے ہوں اس کے ان فضائل و مراتب کا ذکر چھوڑ کر ایسے وصف عام سے ذکر کرنا جو ہر کہومہ (چھوٹے، بڑے، ادنیٰ و اعلیٰ) میں پایا جائے ان

کمالات کے نہ ماننے کا مُشعر (اشارہ دیتا) ہے۔ سوئم یہ کہ قرآن کریم میں جا بجا کفار کا طریقہ بتایا گیا ہے کہ وہ انبیاء کو اپنے مثل بشر کہتے تھے اور اسی سے گمراہی

میں مبتلا ہوئے۔ پھر اس کے بعد آیت ”يُوحَىٰ إِلَىٰ“ میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مَخْصُوص بِالْعِلْمِ اور مُكْرَم عِنْدَ اللَّهِ (یعنی علوم کے

ساتھ خاص ہونے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا) ہونے کا بیان ہے۔ ۲۲۲ اس کا کوئی شریک نہیں ۲۲۳ شرک اکبر سے بھی بچے اور

ریاء سے بھی جس کو شرک اصغر کہتے ہیں۔ مسلم شریف میں ہے کہ جو شخص سورہ کہف کی پہلی دس آیتیں حفظ کرے اللہ تعالیٰ اس کو فتنہ و دجال سے محفوظ رکھے گا، یہ

بھی حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص سورہ کہف کو پڑھے وہ آٹھ روز تک ہر فتنہ سے محفوظ رہے گا۔ سورہ مریم مکہ ہے، اس میں چھ رکوع، اٹھانوے

آیتیں، سات سو اسی کلمے ہیں۔



نِدَاءً خَفِيًّا ۳ قَالَ رَبِّ إِنِّي وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّي وَاسْتَعَلَ الرَّأْسُ شَيْبًا

آہستہ پکارا ۱۲ عرض کی اے میرے رب میری ہڈی کمزور ہوگئی ۱۳ اور سر سے بڑھاپے کا بھسوکا پھوٹا (سفیدی ظاہر ہوئی) ۱۴

وَلَمْ أَكُنْ بِدُعَائِكَ رَبِّ شَقِيًّا ۴ وَإِنِّي خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ وَرَائِي

اور اے میرے رب میں تجھے پکار کر کبھی نامراد نہ رہا ۱۵ اور مجھے اپنے بعد اپنے قرابت والوں کا ڈر ہے ۱۶

وَكَانَتِ امْرَأَتِي عَاقِرًا فَهَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ وَلِيًّا ۵ يَرِثُنِي وَيَرِثُ

اور میری عورت بانجھ ہے تو مجھے اپنے پاس سے کوئی ایسا دے ڈال جو میرا کام اٹھالے ۱۷ وہ میرا جانشین ہو اور اولاد

مِنْ آلِ يَعْقُوبَ ۶ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ۷ يُزَكِّرِيَا إِنَّا نَبِشْرُكَ

یعقوب کا وارث ہو ۱۸ اور اے میرے رب اُسے پسندیدہ کر ۱۹ اے زکریا ہم تجھے خوشی سناتے ہیں

بِعَلِيمِ ۸ اسْمُهُ يَحْيَىٰ لَمْ نَجْعَلْ لَهُ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ۹ قَالَ رَبِّ إِنِّي

ایک لڑکے کی جن کا نام یحییٰ ہے اس کے پہلے ہم نے اس نام کا کوئی نہ کیا ۲۰ عرض کی اے میرے رب میرے

يَكُونُ لِي عُلْمٌ وَكَانَتِ امْرَأَتِي عَاقِرًا وَقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا ۸

لڑکا کہاں سے ہوگا میری عورت تو بانجھ ہے اور میں بڑھاپے سے سوکھ جانے کی حالت کو پہنچ گیا ۲۱

قَالَ كَذَلِكَ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَيَّ هَيِّئٌ وَقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ

فرمایا ایسا ہی ہے ۲۲ تیرے رب نے فرمایا وہ مجھے آسان ہے اور میں نے تو اس سے پہلے تجھے اس وقت بنایا

تَكَ شَيْئًا ۹ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِي آيَةً ۱۰ قَالَ آيَتُكَ أَلَّا تَكَلِّمَ النَّاسَ

جب تو کچھ بھی نہ تھا ۲۳ عرض کی اے میرے رب مجھے کوئی نشانی دے دے ۲۴ فرمایا تیری نشانی یہ ہے کہ تو تین رات دن لوگوں

۱۲ کیونکہ اخفاء (آہستہ پکارنا) ربا سے دور اور اخلاص سے معمور ہوتا ہے، نیز یہ بھی فائدہ تھا کہ پیرانہ سالی (بڑھاپے) کی عمر میں جبکہ سن شریف چکھڑ یا آستی برس

کا تھا اولاد کا طلب کرنا احتمال رکھتا تھا کہ عوام اس پر ملامت کریں اس لیے بھی اس دعا کا اخفاء (آہستہ کرنا) مناسب تھا۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ ضعف پیری

(بڑھاپے کی کمزوری) کے باعث حضرت کی آواز بھی ضعیف ہوگئی تھی۔ (مدارک خازن) ۱۳ یعنی پیرانہ سالی کا ضعف غایت (انتہا) کو پہنچ گیا کہ ہڈی جو نہایت

مضبوط عضو ہے اس میں کمزوری آگئی تو باقی اعضاء و قوئی (طاقت) کا حال محتاج بیان ہی نہیں۔ ۱۴ کہ تمام سرسفید ہو گیا ۱۵ ہمیشہ تو نے میری دعا قبول کی اور

مجھے مستجاب الدعوات کیا۔ ۱۶ چچا زاد وغیرہ کا، کہ وہ شریر لوگ ہیں کہیں میرے بعد دین میں رخنہ اندازی نہ کریں جیسا کہ بنی اسرائیل سے مشاہدہ میں آچکا ہے۔

۱۷ اور میرے علم کا حامل (سنجھنے والا) ہو۔ ۱۸ کہ تو اپنے فضل سے اس کو نبوت عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریا علیہ السلام کی یہ دعا قبول فرمائی

اور ارشاد فرمایا: ۱۹ یہ سوال استیجاد (محال جان کر) نہیں بلکہ مقصود یہ دریافت کرنا ہے کہ عطائے فرزندس طریقہ پر ہوگا کیا دوبارہ جوانی مرحمت ہوگی یا اسی حال

میں فرزند عطا کیا جائے گا؟ ۲۰ تمہیں دونوں سے لڑکا پیدا فرمانا منظور ہے ۲۱ جو جمعہ دم کے موجود کرنے پر قادر ہے اس سے بڑھاپے میں اولاد عطا فرمانا کیا

عجب ہے۔ ۲۲ جس سے مجھے اپنی بی بی کے حاملہ ہونے کی معرفت ہو۔

ثَلَاثَ لَيَالٍ سَوِيًّا ۱۰ ۝ فَخَرَجَ عَلَى قَوْمِهِ مِنَ الْمِحْرَابِ فَأَوْحَىٰ إِلَيْهِمْ

سے کلام نہ کرے بھلا چنگا ہو کر ۱۰ تو اپنی قوم پر مسجد سے باہر آیا ۱۱ تو انہیں اشارہ سے کہا

أَنْ سَبِّحُوا بُكْرَةً وَعَشِيًّا ۱۱ ۝ يَجِيئُ خُذِ الْكِتَابَ بِقُوَّةٍ ۱۲ ۝ وَآتَيْنَاهُ الْحَكْمَ

کہ صبح و شام تسبیح کرتے رہو ۱۱ اے بچی! کتاب فلا مضبوط تھام اور ہم نے اسے بچپن ہی میں

صَبِيًّا ۱۲ ۝ وَحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَزَكَاةً ۱۳ ۝ وَكَانَ تَقِيًّا ۱۴ ۝ وَبَرًّا بِوَالِدَيْهِ وَ

نبوت دی ۱۲ اور اپنی طرف سے مہربانی ۱۳ اور سترہائی ۱۴ اور کمال ڈر والا تھا ۱۵ اور اپنے ماں باپ سے اچھا سلوک کرنے والا تھا اور

لَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا ۱۴ ۝ وَسَلَّمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدٍ وَيَوْمَ يَمُوتُ وَيَوْمَ

زبردست و نافرمان نہ تھا ۱۴ اور سلامتی ہے اس پر جس دن پیدا ہوا اور جس دن مرے گا اور جس دن

يُبْعَثُ حَيًّا ۱۵ ۝ وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ ۱۶ ۝ إِذِ اتَّيَدَتْ مِنْ أَهْلِهَا

زندہ اٹھایا جائے گا ۱۵ اور کتاب میں مریم کو یاد کرو ۱۶ جب اپنے گھر والوں سے پورب (مشرق)

مَكَانًا شَرْقِيًّا ۱۷ ۝ فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُونِهِمْ حِجَابًا ۱۸ ۝ فَأَرْسَلْنَا إِلَيْهَا

کی طرف ایک جگہ الگ گئی ۱۷ تو ان سے ادھر ۱۸ ایک پردہ کر لیا تو اس کی طرف ہم نے اپنا

وَحَمِيمًا ۱۹ ۝ صَاحِبًا مِّنْ دُونِهَا ۲۰ ۝ فَانزَلْنَاهَا نَارَ الْكَلْبِ ۲۱ ۝ وَتَوَلَّىٰ

۱۹ صبح سالم ہو کر بغیر کسی بیماری کے اور بغیر گونگا ہونے کے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ان آیات میں آپ لوگوں سے کلام کرنے پر قادر نہ ہوئے جب اللہ کا ذکر کرنا چاہتے

زبان کھل جاتی۔ ۲۰ جو اس کی نماز کی جگہ تھی اور لوگ پس حراب انتظار میں تھے کہ آپ ان کے لیے دروازہ کھولیں تو وہ داخل ہوں اور نماز پڑھیں جب حضرت

زکریا علیہ السلام باہر آئے تو آپ کا رنگ بدلا ہوا تھا، گفتگو نہیں فرما سکتے تھے، یہ حال دیکھ کر لوگوں نے دریافت کیا کیا حال ہے؟ ۲۱ اور حسب عادت فجر و عصر کی

نمازیں ادا کرتے رہو۔ اب حضرت زکریا علیہ السلام نے اپنے کام نہ کر سکنے سے جان لیا کہ آپ کی بیوی صاحبہ حاملہ ہو گئیں اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کی

ولادت سے دو سال بعد اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا: ۲۲ یعنی توریت کو فلا جبکہ آپ کی عمر شریف تین سال کی تھی اس وقت میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کو

عقل کامل عطا فرمائی اور آپ کی طرف وحی کی، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا یہی قول ہے اور اتنی سی عمر میں فہم و فراست اور کمال عقل و دانش خوارق

عادات (کرامات) میں سے ہے اور جب بگرمہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ کے کرم سے) یہ حاصل ہو تو اس حال میں نبوت ملنا کچھ بھی بعید نہیں، لہذا اس آیت میں حکم

سے نبوت مراد ہے، یہی قول صحیح ہے۔ بعض مفسرین نے اس سے حکمت یعنی فہم توریت (توریت کا جاننا) اور فتنی الدین (دین میں سمجھ بوجھ) بھی مراد لی ہے۔

(نازن و مدارک کبیر) منقول ہے کہ اس کم سنی کے زمانہ میں بچوں نے آپ کو کھیل کے لیے بلایا تو آپ نے فرمایا: ”مَا لِعَلْبِ خُلُقْنَا“ ہم کھیل کے لیے پیدا نہیں کئے

گئے۔ ۱۸ عطا کی اور ان کے دل میں رقت و رحمت رکھی کہ لوگوں پر مہربانی کریں۔ ۱۹ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ ”زکوة“ سے

یہاں طاعت و اخلاص مراد ہے۔ ۲۰ اور آپ خوفِ الہی سے بہت گریہ و زاری کرتے تھے یہاں تک کہ آپ کے رخسار مبارک پر آنسوؤں سے نشان بن گئے

تھے۔ ۲۱ یعنی آپ نہایت متواضع اور خلیق (تواضع کرنے والے اور خوب خوش اخلاق) تھے اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطیع۔ ۲۲ کہ یہ تینوں دن بہت اندیشہ

ناک ہیں کیونکہ ان میں آدمی وہ دیکھتا ہے جو اس سے پہلے اس نے نہیں دیکھا اس لیے ان تینوں موقعوں پر نہایت وحشت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ علیہ

السلام کا اکرام فرمایا کہ انہیں ان تینوں موقعوں پر امن و سلامتی عطا کی۔ ۲۳ یعنی اے سید انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قرآن کریم میں حضرت مریم کا واقعہ پڑھ

کر ان لوگوں کو سنائیے تاکہ انہیں ان کا حال معلوم ہو۔ ۲۴ اور اپنے مکان میں یا بیت المقدس کی شرقی جانب میں لوگوں سے جدا ہو کر عبادت کے لیے

خَلْوَت (تنہائی) میں بیٹھیں۔ ۲۵ یعنی اپنے اور گھر والوں کے درمیان۔

وقف الہی

رُوحًا فَتَشَبَّهَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ۱۷ ۝ قَالَتْ إِنِّي أَعُوذُ بِالرَّحْمَنِ مِنْكَ

روحانی بھیجا وہ اس کے سامنے ایک تندرست آدمی کے روپ میں ظاہر ہوا بولی میں تجھ سے رحمن کی پناہ مانگتی ہوں

إِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ۱۸ ۝ قَالَ إِنَّمَا أَنَا رَسُولُ رَبِّكِ لِأَهَبَ لَكِ غُلَامًا

اگر تجھے خدا کا ڈر ہے بولا میں تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں کہ میں تجھے ایک ستھرا

زَكِيًّا ۱۹ ۝ قَالَتْ أَنَّى يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ وَلَمْ أَكُ بَغِيًّا ۲۰ ۝

بیٹا دوں بولی میرے لڑکا کہاں سے ہوگا مجھے تو نہ کسی آدمی نے ہاتھ لگایا نہ میں بدکار ہوں

قَالَ كَذَلِكَ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَىٰ هَيِّئٍ ۚ وَنَجَعَلْنَا آيَةً لِلنَّاسِ وَ

کہا یونہی ہے ۱۷ تیرے رب نے فرمایا ہے کہ یہ ۱۸ مجھے آسان ہے اور اس لیے کہ ہم اسے لوگوں کے واسطے نشانی بنا کریں اور

رَاحَةً مِّنَ الْجَهَنَّمَ ۚ وَكَانَ أَمْرًا مَّقْضِيًّا ۲۱ ۝ فَحَصَلَتْهُ فَانْتَبَدَتْ بِهِ مَكَانًا

اپنی طرف سے ایک رحمت بنا اور یہ کام ٹھہر چکا ہے ۲۱ اب مریم نے اسے پیٹ میں لیا پھر اسے لیے ہوئے ایک دور جگہ

قَصِيًّا ۲۲ ۝ فَجَاءَهَا الْمَخَاضُ إِلَىٰ جِذْعِ النَّخْلَةِ ۚ قَالَتْ يَا لَيْتَنِي مِتُّ

چلی گئی ۲۲ پھر اسے جننے کا درد ایک کھجور کی جڑ میں لے آیا ۲۳ بولی ہائے کسی طرح میں اس سے پہلے

۲۴ جبریل علیہ السلام ۲۵ یہی منظور الہی ہے کہ تمہیں بغیر مرد کے چھوئے ہی لڑکا عنایت فرمائے۔ ۲۸ یعنی بغیر باپ کے بیٹا دینا ۲۹ اور اپنی قدرت کی

برہان (دلیل) بنا ان کے لیے جو اس کے دین کا اتباع کریں اس پر ایمان لائیں ۳۰ علم الہی میں، اب نہ درد ہو سکتا ہے نہ بدل سکتا ہے۔ جب حضرت مریم کو

اطمینان ہو گیا اور ان کی پریشانی جاتی رہی تو حضرت جبریل نے ان کے گریبان میں یا آستین میں یا دامن میں یا منہ میں دم کیا اور وہ بقدرت الہی فی الحال حاملہ

ہو گئیں، اس وقت حضرت مریم کی عمر تیرہ سال یا دس کی تھی۔ ۳۱ اپنے گھر والوں سے اور وہ جگہ بیسٹ اللہم تھی۔ وہب کا قول ہے کہ سب سے پہلے جس شخص کو

حضرت مریم کے حمل کا علم ہوا وہ ان کا چچا زاد بھائی یوسف نجار ہے جو مسجد بیت المقدس کا خادم تھا اور بہت بڑا عابد شخص تھا، اس کو جب معلوم ہوا کہ مریم حاملہ ہیں تو

نہایت حیرت ہوئی۔ جب چاہتا تھا کہ ان پر تہمت لگائے تو ان کی عبادت و تقویٰ، ہر وقت کا حاضر رہنا، کسی وقت غائب نہ ہونا، یاد کر کے خاموش ہو جاتا تھا اور جب

حمل کا خیال کرتا تھا تو ان کو زری سوجھنا مشکل معلوم ہوتا تھا! بالآخر اس نے حضرت مریم سے کہا کہ میرے دل میں ایک بات آئی ہے، ہر چند چاہتا ہوں کہ زبان پر نہ

لاؤں مگر اب صبر نہیں ہوتا ہے، آپ اجازت دیجئے کہ میں کہہ لڑوں تاکہ میرے دل کی پریشانی رفع (دور) ہو۔ حضرت مریم نے کہا کہ اچھی بات کہو! تو اس نے کہا

کہ اے مریم! مجھے بتاؤ کہ کیا حقیقی بغیر تخم اور درخت بغیر بارش کے اور بچہ بغیر باپ کے ہو سکتا ہے؟ حضرت مریم نے فرمایا کہ ہاں، تجھے معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو

سب سے پہلے حقیقی پیدا کی بغیر تخم ہی کے پیدا کی اور درخت اپنی قدرت سے بغیر بارش کے اگائے، کیا تو یہ کہہ سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ پانی کی مدد کے بغیر درخت پیدا

کرنے پر قادر نہیں۔ یوسف نے کہا: میں یہ تو نہیں کہتا بے شک میں اس کا قائل ہوں کہ اللہ ہر شے پر قادر ہے، جسے ”سکن“ فرمائے وہ ہو جاتی ہے۔ حضرت مریم

نے کہا کہ کیا تجھے معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم اور ان کی بی بی کو بغیر ماں باپ کے پیدا کیا! حضرت مریم کے اس کلام سے یوسف کا شبہ رفع ہو گیا اور

حضرت مریم حمل کے سبب سے ضعیف ہو گئیں تھیں اس لیے وہ خدمت مسجد میں ان کی نیابت انجام دینے لگا، اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم کو الہام کیا کہ وہ اپنی قوم سے

علیحدہ چلی جائیں، اس لیے وہ بیسٹ اللہم میں چلی گئیں۔ ۳۲ جس کا درخت جنگل میں خشک ہو گیا تھا، وقت تیز سردی کا تھا، آپ اس درخت کی جڑ میں آئیں

تاکہ اس سے ٹیک لگائیں اور نصیحت (رسوائی و بدنامی) کے اندیشہ سے۔



قَبْلَ هَذَا وَكُنْتَ نَسِيًّا مَنَسِيًّا ۲۳ ﴿ فَنَادَاهَا مِنْ تَحْتِهَا أَلَا تَحْزَنِي قَدْ

مرگئی ہوتی اور بھولی بھری ہو جاتی تو اسے ۲۳ اس کے تلے سے پکارا کہ غم نہ کھا ۲۵ بے شک

جَعَلَ رَبُّكَ تَحْتَكِ سَرِيًّا ۲۴ ﴿ وَهُرِّمَىٰ إِلَيْكَ بِجُدْعِ النَّخْلَةِ تُسْقِطُ

تیرے رب نے تیرے نیچے ایک نہر بہادی ہے ۲۴ اور کھجور کی جڑ پکڑ کر اپنی طرف ہلا تجھ پر تازی

عَلَيْكَ رُطَبًا جَنِيًّا ۲۵ ﴿ فَكُلِّي وَاشْرَبِي وَقَرِّي عَيْنًا فَأَمَّا تَرَيْنَ مِنَ

پکی کھجوریں گریں گی ۲۵ تو کھا اور پی اور آنکھ ٹھنڈی رکھ ۲۸ پھر اگر تو کسی

الْبَشَرِ أَحَدًا فَقُولِي إِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمَنِ صَوْمًا فَلَنْ أُكَلِّمَ الْيَوْمَ

آدمی کو دیکھے ۲۶ تو کہہ دینا میں نے آج رخصت کا روزہ مانا ہے تو آج ہرگز کسی آدمی سے بات نہ

أَنْسِيًّا ۲۶ ﴿ فَأَتَتْ بِهِ قَوْمَهَا تَحْمِلُهُ ۲۷ ﴿ قَالُوا يَا رَيْمٌ لَقَدْ جِئْتِ شَيْئًا

کروں گی ۲۷ تو اسے گود میں لیے اپنی قوم کے پاس آئی ۲۷ بولے اے مریم بے شک تو نے بہت

فَرِيًّا ۲۸ ﴿ يَا خُتْلُ هَلْ رُونَ مَا كَانَ أَبُوكَ أَمْ أَسْوَأَ ۲۹ ﴿ وَمَا كَانَتْ أُمَّكَ

بڑی بات کی اے ہارون کی بہن ۲۸ تیرا باپ ۲۹ برا آدمی نہ تھا اور نہ تیری ماں ۲۹

بَغِيًّا ۳۰ ﴿ فَأَشَارَتْ إِلَيْهِ ۳۱ ﴿ قَالُوا كَيْفَ نَكَلِمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا ۳۲ ﴿

بدکار اس پر مریم نے بچے کی طرف اشارہ کیا ۳۰ وہ بولے ہم کیسے بات کریں اس سے جو پالنے میں بچہ ہے ۳۱

۳۲ ﴿ جبریل نے وادی کے کشیب سے ۳۲ اپنی تنہائی کا اور کھانے پینے کی کوئی چیز موجود نہ ہونے کا اور لوگوں کی بدگوئی کرنے کا ۳۲ حضرت ابن عباس رضی اللہ

تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یا حضرت جبریل نے اپنی ایزی زمین پر ماری تو آب شیریں کا ایک چشمہ جاری ہو گیا اور کھجور کا درخت سرسبز

ہو گیا پھل لایا وہ پھل پختہ اور رسیدہ (پک کر تیار) ہو گئے اور حضرت مریم سے کہا گیا: ۳۲ جوڑ چکے لیے بہترین غذا ہیں۔ ۳۲ اپنے فرزند عیسیٰ سے۔ ۳۲

کہ تجھ سے بچے کو دریافت کرتا ہے۔ ۳۲ پہلے زمانہ میں بولنے اور کلام کرنے کا بھی روزہ ہوتا تھا جیسا کہ ہماری شریعت میں کھانے اور پینے کا روزہ ہوتا ہے، ہماری

شریعت میں چپ رہنے کا روزہ منسوخ ہو گیا۔ حضرت مریم کو سکوت (خاموشی اختیار کرنے) کی نذر ماننے کا اس لیے حکم دیا گیا تاکہ کلام حضرت عیسیٰ فرمائیں اور ان

کا کلام جیت قویہ (مضبوط دلیل ثابت) ہو جس سے تہمت زائل ہو جائے۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے: مسئلہ: سنیہ (جاہل و بے وقوف) کے جواب میں سکوت

و اعراض چاہئے، جواب جاہلان باہدّٰموشی (جاہلوں کی بات کا جواب خاموشی ہے)۔ مسئلہ: کلام کو افضل شخص کی طرف تفویض کرنا (پھیرنا) اولیٰ ہے۔ حضرت مریم نے یہ بھی اشارہ سے کہا کہ میں کسی آدمی سے بات نہ کروں گی۔ ۳۲ جب لوگوں نے حضرت مریم کو دیکھا کہ ان کی گود میں بچہ ہے تو روئے اور غمگین ہوئے کیونکہ وہ

صالحین کے گھرانے کے لوگ تھے اور ۳۲ اور ہارون یا تو حضرت مریم کے بھائی کا نام تھا یا بنی اسرائیل میں اور نہایت بزرگ اور صالح شخص کا نام تھا جس کے تقویٰ اور پرہیزگاری سے تشبیہ دینے کے لیے ان لوگوں نے حضرت مریم کو ہارون کی بہن کہا یا حضرت ہارون برادر حضرت موسیٰ علیہ السلام ہی کی طرف نسبت کی باوجودیکہ ان کا زمانہ بہت بعید تھا اور ہزار برس کا عرصہ ہو چکا تھا مگر چونکہ یہ ان کی نسل سے تھیں اس لیے ہارون کی بہن کہہ دیا جیسا کہ عربوں کا نیا ورہ ہے کہ وہ تمیمی کو "یا ابا خاتمیم" کہتے ہیں۔ ۳۳ یعنی عمران ۳۳ ۳۴ کہ جو کچھ کہنا ہے خود ان سے کہو! اس پر قوم کے لوگوں کو غصہ آیا اور ۳۴ یہ گفتگوں کر حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دودھ پینا چھوڑ دیا اور اپنے بائیں ہاتھ پر ٹیک لگا کر قوم کی طرف متوجہ ہوئے اور داہنے دست مبارک سے اشارہ کر کے کلام شروع کیا۔

قَالَ ابْنِي عَبْدُ اللَّهِ <sup>ط</sup> اِثْنِي الْكِتَابَ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا <sup>٣٠</sup> وَجَعَلَنِي مُبْرَكًا

بچنے فرمایا میں ہوں اللہ کا بندہ <sup>۵۷</sup> اس نے مجھے کتاب دی اور مجھے غیب کی خبریں بتانے والا (نبی) کیا <sup>۵۸</sup> اور اس نے مجھے مبارک کیا <sup>۵۹</sup>

أَيْنَ مَا كُنْتُ <sup>ص</sup> وَأَوْصِنِي بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مَا دُمْتُ حَيًّا <sup>٣١</sup> وَبِرًّا

میں کہیں ہوں اور مجھے نماز و زکوٰۃ کی تاکید فرمائی جب تک جیوں اور اپنی ماں سے

بِوَالِدَتِي <sup>س</sup> وَلَمْ يَجْعَلَنِي جَبَّارًا شَقِيًّا <sup>٣٢</sup> وَالسَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُ وَ

اچھا سلوک کرنے والا <sup>۶۰</sup> اور مجھے زبردست بدبخت نہ کیا اور وہی سلامتی مجھ پر <sup>۶۱</sup> جس دن میں پیدا ہوا اور

يَوْمَ أَمُوتُ وَيَوْمَ أُبْعَثُ حَيًّا <sup>٣٣</sup> ذَلِكَ عَيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ قَوْلَ الْحَقِّ

جس دن مروں گا اور جس دن زندہ اٹھایا جاؤں گا <sup>۶۲</sup> یہ ہے عیسیٰ مریم کا بیٹا سچی بات

الَّذِي فِيهِ يَسْتُرُونَ <sup>٣٤</sup> مَا كَانَ لِلَّهِ أَنْ يَتَّخِذَ مِنْ وَلَدٍ سَبْحَهُ <sup>ط</sup>

جس میں شک کرتے ہیں <sup>۶۳</sup> اللہ کو لائق نہیں کہ کسی کو اپنا بچہ ٹھہرائے پاکی ہے اس کو <sup>۶۴</sup>

إِذَا قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ <sup>٣٥</sup> وَإِنَّ اللَّهَ سَرَّيْ وَسَرَّكُمْ

جب کسی کام کا حکم فرماتا ہے تو یونہی کہ اُس سے فرماتا ہے ہو جا وہ فوراً ہو جاتا ہے اور عیسیٰ نے کہا ہے شک اللہ رب ہے میرا اور تمہارا <sup>۶۵</sup>

فَاعْبُدُوهُ <sup>ط</sup> هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ <sup>٣٦</sup> فَاخْتَلَفَ الْأَحْزَابُ مِنْ بَيْنِهِمْ <sup>ج</sup>

تو اس کی بندگی کرو یہ راہ سیدھی ہے پھر جماعتیں آپس میں مختلف ہو گئیں <sup>۶۶</sup>

۵۷ پہلے اپنے بندہ ہونے کا اقرار فرمایا تاکہ کوئی انہیں خدا اور خدا کا بیٹا نہ کہے کیونکہ آپ کی نسبت یہ تہمت لگائی جانے والی تھی اور یہ تہمت اللہ تبارک و تعالیٰ پر لگتی تھی، اس لیے منصب رسالت کا اقتضا یہی تھا کہ والدہ کی برأت بیان کرنے سے پہلے اس تہمت کو رفع فرمادیں جو اللہ تعالیٰ کی جناب پاک میں لگائی جائے گی اور

اسی سے وہ تہمت بھی رفع ہوگی جو والدہ پر لگائی جاتی کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ اس مرتبہ عظیمہ کے ساتھ جس بندے کو نوازتا ہے بالیقین اس کی ولادت اور اس کی سرشت (فطرت) نہایت پاک و طاہر ہے۔ <sup>۶۷</sup> کتاب سے انجیل مراد ہے۔ حسن کا قول ہے کہ آپ بطین والدہ ہی میں تھے کہ آپ کو توریث کا الہام فرمایا گیا تھا اور پالنے میں تھے جب آپ کو نبوت عطا کر دی گئی اور اس حالت میں آپ کا کلام فرمانا آپ کا معجزہ ہے۔ بعض مفسرین نے آیت کے معنی میں یہ بھی بیان کیا ہے کہ یہ

نبوت اور کتاب ملنے کی خبر تھی جو معتزب آپ کو ملنے والی تھی۔ <sup>۶۸</sup> یعنی لوگوں کے لیے نفع پہنچانے والا اور خیر کی تعلیم دینے والا اور اللہ تعالیٰ اور اس کی توحید کی دعوت دینے والا۔ <sup>۶۹</sup> بنایا <sup>۷۰</sup> جو حضرت یحییٰ پر ہوئی <sup>۷۱</sup> جب حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ کلام فرمایا تو لوگوں کو حضرت مریم کی براءت و طہارت کا یقین ہو گیا اور حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اتنا فرما کر خاموش ہو گئے اور اس کے بعد کلام نہ کیا جب تک کہ اس عمر کو پہنچے جس میں بچے بولنے لگتے ہیں۔ (غازن)

<sup>۷۲</sup> کہ یہود تو انہیں ساحر، کذاب کہتے ہیں (معاذ اللہ) اور نصاریٰ انہیں خدا اور خدا کا بیٹا اور تین میں کا تیسرا کہتے ہیں۔ تعالیٰ اللہ عَمَّا يَقُولُونَ عَلُوًّا كَبِيرًا (اللہ بہت ہی بلند و بالا، پاک و موقر ہے ان کی باتوں سے)۔ اس کے بعد اللہ تبارک و تعالیٰ اپنی تئز یہ (پاکی) بیان فرماتا ہے: <sup>۷۳</sup> اس سے <sup>۷۴</sup> اور اس کے سوا

کوئی رب نہیں <sup>۷۵</sup> اور حضرت عیسیٰ کے باب میں نصاریٰ کے کئی فرقے ہو گئے: ایک یعقوبیہ، ایک نسطوریہ، ایک ماکانیہ۔ یعقوبیہ کہتا تھا کہ وہ اللہ ہے زمین پر اتر آیا تھا پھر آسمان پر چڑھ گیا۔ نسطوریہ کا قول ہے کہ وہ خدا کا بیٹا ہے جب تک چاہا اسے زمین پر رکھا پھر اٹھا لیا اور تیسرا فرقہ یہ کہتا تھا کہ وہ اللہ کے بندے ہیں مخلوق ہیں نبی ہیں یہ مؤمن تھا۔ (مدارک)

فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿۳۷﴾ أَسْمِعْ بِهِمْ وَأَبْصِرْ لَا

تو خرابی ہے کافروں کے لیے ایک بڑے دن کی حاضری سے ۳۷ کتنا سنیں گے اور کتنا دیکھیں گے

يَوْمَ يَأْتُونَ تَالِئِ لَئِنِ الظَّالِمُونَ الْيَوْمَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿۳۸﴾ وَأَنْذِرْهُمْ

جس دن ہمارے پاس حاضر ہوں گے ۳۸ مگر آج ظالم کھلی گمراہی میں ہیں ۳۹ اور انہیں ڈر سناؤ

يَوْمَ الْحَسْرَةِ إِذْ قُضِيَ الْأَمْرُ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ وَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿۳۹﴾

پچھتاوے کے دن کا ۳۹ جب کام ہو چکے گا ۴۰ اور وہ غفلت میں ہیں ۴۱ اور وہ نہیں مانتے

إِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْأَرْضَ وَمَنْ عَلَيْهَا وَإِنَّا يُرْجَعُونَ ﴿۴۰﴾ وَادُّرُّوفِي

بے شک زمین اور جو کچھ اس پر ہے سب کے وارث ہم ہوں گے ۴۰ اور وہ ہماری ہی طرف پھریں گے ۴۱ اور کتاب میں ۴۲

الْكِتَابِ إِبْرَاهِيمَ ۗ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا ﴿۴۱﴾ إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ يَا أَبَتِ

ابراہیم کو یاد کرو بے شک وہ صدیق ۴۱ تھا غیب کی خبریں بتاتا جب اپنے باپ سے بولا ۴۲ اے میرے باپ

لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِي عَنْكَ شَيْئًا ﴿۴۲﴾ يَا أَبَتِ إِنِّي قَدْ

کیوں ایسے کو پوجتا ہے جو نہ سنے نہ دیکھے اور نہ کچھ تیرے کام آئے ۴۳ اے میرے باپ بیشک

جَاءَنِي مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَأْتِكَ فَاتَّبِعْنِي أَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا ﴿۴۳﴾

میرے پاس ۴۳ وہ علم آیا جو تجھے نہ آیا تو تو میرے پیچھے چلا آؤ گے میں تجھے سیدھی راہ دکھاؤں گا

يَا أَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطَانَ ۗ إِنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ لِلرَّحْمَنِ عَصِيًّا ﴿۴۴﴾

اے میرے باپ شیطان کا بندہ نہ بنو گے بے شک شیطان رحمن کا نافرمان ہے اے میرے باپ

۴۵ بڑے دن سے روز قیامت مراد ہے۔ ۴۶ اور اس دن کا دیکھنا اور سننا کچھ نفع نہ دے گا جب انہوں نے دنیا میں دلائل حق کو نہیں دیکھا اور اللہ کے موعید کو

نہیں سنا۔ بعض مفسرین نے کہا کہ یہ کلام بطریق تہدید (بطور تنبیہ اور ڈرانے کے) ہے کہ اس روز ایسی ہولناک باتیں سنیں اور دیکھیں گے جن سے دل پھٹ

جائیں۔ ۴۷ نہ حق دیکھیں نہ حق سنیں بہرے، اندھے بنے ہوئے ہیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ اور معبود ڈھراتے ہیں باوجودیکہ انہوں نے بصر احت اپنے

بندہ ہونے کا اعلان فرمایا۔ ۴۸ حدیث شریف میں ہے کہ جب کافر منازل جنت دیکھیں گے جن سے وہ محروم کئے گئے تو انہیں ندامت و حسرت ہوگی کہ کاش وہ دنیا

میں ایمان لے آئے ہوتے۔ ۴۹ اور جنت والے جنت میں اور دوزخ والے دوزخ میں پہنچیں گے، ایسا سخت دن درپیش ہے۔ ۵۰ اور اس دن کے لیے کچھ فکر

نہیں کرتے ۵۱ یعنی سب فنا ہو جائیں گے، ہم ہی باقی رہ جائیں گے۔ ۵۲ ہم انہیں ان کے اعمال کی جزا دیں گے۔ ۵۳ یعنی قرآن میں۔ ۵۴ یعنی کثیر

الصدق (ہمیشہ سچ بولنے والے)۔ بعض مفسرین نے کہا کہ صدیق کے معنی ہیں کثیر التصدیق جو اللہ تعالیٰ اور اس کی وحدانیت اور اس کے انبیاء اور اس کے رسولوں

کی اور مرنے کے بعد اٹھنے کی تصدیق کرے اور احکام الہیہ بجالائے۔ ۵۵ یعنی آزر بت پرست سے۔ ۵۶ یعنی عبادت معبود کی غایت (انتہا درجے کی) تعظیم

ہے، اس کا وہی مستحق ہو سکتا ہے جو صاحب اوصاف کمال اور ولی نعم ہونہ کہ بت جیسی ناکارہ مخلوق، مدعا یہ ہے کہ اللہ واحد، لا شریک لہ کے سوا کوئی مستحق

عبادت نہیں۔ ۵۷ میرے رب کی طرف سے معرفت الہی کا فکے میرا دین قبول کرنا ۵۸ جس سے تو قرب الہی کی منزل مقصود تک پہنچ سکے۔ ۵۹ اور اس کی فرمانبرداری



إِنِّي أَخَافُ أَنْ يَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمَنِ فَتَكُونَ لِلشَّيْطَانِ وَلِيًّا ٣٥

میں ڈرتا ہوں کہ تجھے رحمن کا کوئی عذاب پہنچے تو تو شیطان کا رفیق ہو جائے گا

قَالَ أَرَأَيْتَ أَنْتَ عَنِ السَّهْتِ يَا بُرْهَيْمُ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهَ لَا رَجْبَكَ

بولتا کیا تو میرے خداؤں سے منھ پھیرتا ہے اے ابراہیم بے شک اگر تو ٹھکے باز نہ آیا تو میں تجھے پھراؤ کروں گا

وَاهْجُرْنِي مَلِيًّا ٣٦ قَالَ سَلَّمَ عَلَيْكَ سَأَسْتَغْفِرُكَ رَبِّي إِنَّهُ كَانَ

اور مجھ سے زمانہ دراز تک بے علاقہ ہو جائے گا کہا بس تجھے سلام ہے واک قریب ہے کہ میں تیرے لیے اپنے رب سے معافی مانگوں گا واک بے شک وہ

بِي حَفِيًّا ٣٧ وَأَعْتَزِلْكُمْ وَمَا تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَأَدْعُوا رَبِّي حَفِيًّا

مجھ پر مہربان ہے اور میں ایک کنارے ہو جاؤں گا واک تم سے اور ان سب سے جن کو اللہ کے سوا پوجتے ہو اور اپنے رب کو پوجو گے واک

عَسَىٰ إِلَّا أَكُونُ بِدُعَاءِ رَبِّي شَقِيًّا ٣٨ فَلَمَّا أَعْتَزَلْتَهُمْ وَمَا يَعْزُدُونَ

قریب ہے کہ میں اپنے رب کی بندگی سے بد بخت نہ ہوں واک پھر جب ان سے اور اللہ کے سوا ان کے

مِنْ دُونِ اللَّهِ وَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ ط وَكَلَّمَا جَعَلْنَا نَبِيًّا ٣٩ وَ

معبودوں سے کنارہ کر گیا واک ہم نے اسے اسحاق واک اور یعقوب واک عطا کئے اور ہر ایک کو غیب کی خبریں بتانے والا کیا اور

وَهَبْنَا لَهُمْ مِنْ رَحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا ٤٠ وَادْكُرْ

ہم نے انھیں اپنی رحمت عطا کی واک اور ان کے لیے سچی بلند ناموری رکھی واک اور کتاب میں

فِي الْكِتَابِ مُوسَىٰ إِنَّهُ كَانَ مُخْلِصًا وَكَانَ رَسُولًا نَّبِيًّا ٤١ وَنَادَيْنَاهُ

موسىٰ کو یاد کرو بے شک وہ چنا ہوا تھا اور رسول تھا غیب کی خبریں بتانے والا اور اسے ہم نے

مِنْ جَانِبِ الطُّورِ الْأَيْمَنِ وَقَرَّبْنَاهُ نَجِيًّا ٤٢ وَوَهَبْنَا لَهُ مِنْ رَحْمَتِنَا

طور کی داہنی جانب سے ندا فرمائی واک اور اسے اپنا راز کہنے کو قریب کیا واک اور اپنی رحمت سے اسے اس کا بھائی ہارون

کر کے کفر و شرک میں مبتلا نہ ہو۔ واک اور لعنت و عذاب میں اس کا ساتھی ہو۔ اس نصیحت لطف آمیز اور ہدایت دلپذیر سے آزر نے نفع نہ اٹھایا اور اس کے جواب

میں واک بتوں کی مخالفت اور ان کو برا کہنے اور ان کے عیوب بیان کرنے سے واک تاکہ میرے ہاتھ اور زبان سے اس میں رہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام

نے واک یہ سلام متا رکھتے تھے۔ واک کہ وہ تجھے توفیق تو بہ و ایمان دے کر تیری مغفرت کرے۔ واک شہر بابل سے شام کی طرف ہجرت کر کے۔ واک جس

نے مجھے پیدا کیا اور مجھ پر احسان فرمائے۔ واک اس میں تعریض ہے کہ جیسے تم بتوں کی پوجا کر کے بد نصیب ہوئے خدا کے پرستار کے لیے یہ بات نہیں، اس کی

بندگی کرنے والا شقی و محروم نہیں ہوتا۔ واک ارض مقدسہ کی طرف ہجرت کر کے واک فرزند واک فرزند کے فرزند یعنی پوتے۔ فائدہ: اس میں اشارہ ہے کہ حضرت

ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عمر شریف اتنی دراز ہوئی کہ آپ نے اپنے پوتے حضرت یعقوب علیہ السلام کو دیکھا۔ اس آیت میں یہ بتایا گیا کہ اللہ کے لیے

ہجرت کرنے اور اپنے گھر بار کو چھوڑنے کی یہ جزا ملی کہ اللہ تعالیٰ نے بیٹے اور پوتے عطا فرمائے۔ واک کہ اموال و اولاد بکثرت عنایت کے۔ واک کہ ہر دین

أَخَاهُ هُرُونَ نَبِيًّا ۵۴) وَادُّرُّمِي الْكِتَابِ إِسْعِيلَ إِنَّهُ كَانَ صَادِقَ

عطا کیا غیب کی خبریں بتانے والا (نبی) ۵۴ اور کتاب میں اسعیل کو یاد کرو ۵۴ بے شک وہ وعدے

الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُولًا نَّبِيًّا ۵۳) وَكَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ

کا سچا تھا ۵۳ اور رسول تھا غیب کی خبریں بتاتا اور اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیتا

وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهِ مَرْضِيًّا ۵۵) وَادُّرُّمِي الْكِتَابِ إِدْرِيْسَ إِنَّهُ كَانَ

اور اپنے رب کو پسند تھا ۵۵ اور کتاب میں ادریس کو یاد کرو ۵۵ بے شک وہ

صِدِّيقًا نَبِيًّا ۵۶) وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا ۵۷) أُولَئِكَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ

صدیق تھا غیب کی خبریں دیتا اور ہم نے اسے بلند مکان پر اٹھالیا ۵۶ یہ ہیں جن پر اللہ نے احسان

والے مسلمان ہوں خواہ یہودی خواہ نصرانی سب ان کی ثناء کرتے ہیں اور نمازوں میں ان پر اور ان کی آل پر درود پڑھا جاتا ہے۔ ۵۷ ”طور“ ایک پہاڑ کا نام ہے

جو مصر و مدین کے درمیان ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مدین سے آتے ہوئے طور کی اس جانب سے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دائیں طرف تھی ایک

درخت سے ندا دی گئی: ”يٰهُوسى اِنِّى اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ“ اے موسیٰ میں ہی اللہ ہوں تمام جہانوں کا پالنے والا۔ ۵۸ مرتبہ قُرب عطا فرمایا عجب مُرتفع

کئے یہاں تک کہ آپ نے صریحاً قلام (قلموں کے لکھنے کی آواز) سنی اور آپ کی قدر و منزلت بلند کی گئی اور آپ سے اللہ تعالیٰ نے کلام فرمایا۔ ۵۹ جبکہ حضرت

موسىٰ علیہ السلام نے دعا کی کہ یارب! میرے گھر والوں میں سے میرے بھائی ہارون کو میرا وزیر بنا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم سے یہ دعا قبول فرمائی اور حضرت

ہارون علیہ السلام کو آپ کی دعا سے نبی کیا اور حضرت ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بڑے تھے۔ ۶۰ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے فرزند

اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جد ہیں۔ ۶۱ انبیاء سب ہی سچے ہوتے ہیں لیکن آپ اس وصف میں خاص شہرت رکھتے ہیں۔ ایک مرتبہ کسی مقام پر

آپ سے کوئی شخص کہہ گیا تھا کہ آپ یہیں ٹھہرے رہئے جب تک میں واپس آؤں۔ آپ اس جگہ اس کے انتظار میں تین روز ٹھہرے رہے۔ آپ نے صبر کا وعدہ کیا

تھا، ذبح کے موقع پر اس شان سے اس کو وفا فرمایا کہ سبحان اللہ۔ ۶۲ اور اپنی قوم بُرہہ کو جن کی طرف آپ مبعوث تھے ۶۳ بسبب اپنے طاعت و اعمال و

صبر و استقلال و احوال و خصال کے۔ ۶۴ آپ کا نام اٰخُوْنُوْخ ہے، آپ حضرت نوح علیہ السلام کے والد کے دادا ہیں، حضرت آدم علیہ السلام کے بعد آپ ہی

پہلے رسول ہیں، آپ کے والد حضرت شیث بن آدم علیہ السلام ہیں۔ سب سے پہلے جس شخص نے قلم سے لکھا وہ آپ ہی ہیں، کپڑوں کے سینے اور سارے کپڑے پہننے

کی ابتداء بھی آپ ہی سے ہوئی، آپ سے پہلے لوگ کھائیں پہنتے تھے۔ سب سے پہلے تھیا رہنا نے والے ترازو اور پیمانے قائم کرنے والے اور علم نجوم و حساب میں

نظر فرمانے والے بھی آپ ہی ہیں، یہ سب کام آپ ہی سے شروع ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ پر تیس صفیے نازل کئے اور تئیس الہیہ کی کثرت درس کے باعث آپ

کا نام ادریس ہوا۔ ۶۵ دنیا میں انہیں علو مرتبت عطا کیا یا یہ معنی ہیں کہ آسمان پر اٹھالیا اور یہی صحیح تر ہے۔ بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم نے شب معراج حضرت ادریس علیہ السلام کو آسمان چہارم پر دیکھا۔ حضرت کعب اخبار وغیرہ سے مروی ہے کہ حضرت ادریس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

ملک الموت سے فرمایا کہ میں موت کا مزہ چکھنا چاہتا ہوں کیسا ہوتا ہے، تم میری روح قبض کر کے دکھاؤ! انہوں نے اس حکم کی تعمیل کی اور روح قبض کر کے اسی وقت

آپ کی طرف لوٹا دی آپ زندہ ہو گئے۔ فرمایا کہ اب مجھے جہنم دکھاؤ تا کہ خوف الہی زیادہ ہو۔ چنانچہ یہ بھی کیا گیا، جہنم دیکھ کر آپ نے مالک داروغہ جہنم سے فرمایا

کہ دروازہ کھولو میں اس پر گزرنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور آپ اس پر سے گزرے، پھر آپ نے ملک الموت سے فرمایا کہ مجھے جنت دکھاؤ! وہ آپ کو

جنت میں لے گئے، آپ دروازے کھلوا کر جنت میں داخل ہوئے، تھوڑی دیر انتظار کر کے ملک الموت نے کہا کہ آپ اب اپنے مقام پر تشریف لے چلے! فرمایا:

اب میں یہاں سے کہیں نہ جاؤں گا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ”كُلُّ نَفْسٍ ذٰئِقَةُ الْمَوْتِ“ وہ میں چکھے ہی چکا ہوں اور یہ فرمایا ہے: ”وَاِنَّ مِنْكُمْ اِلًا وَاٰرَآءُهَا“

کہ ہر شخص کو جہنم پر گزرنا ہے تو میں گزر چکا، اب میں جنت میں پہنچ گیا اور جنت میں پہنچنے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ”وَمَا هُمْ مِنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ“

کہ وہ جنت سے نکالے نہ جائیں گے۔ اب مجھے جنت سے چلنے کے لیے کیوں کہتے ہو؟ اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کو وحی فرمائی کہ حضرت ادریس علیہ السلام نے

جو کچھ کہا میرے اذن سے کیا اور وہ میرے اذن سے جنت میں داخل ہوئے، انہیں چھوڑ دو! وہ جنت ہی میں رہیں گے، چنانچہ آپ وہاں زندہ ہیں۔

عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّنَ مِنْ ذُرِّيَّةِ آدَمَ ۚ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَنُوحَ ۚ وَمِنْ

کیا غیب کی خبریں بتانے والوں میں سے آدم کی اولاد سے ۹۵ اور ان میں جن کو ہم نے نوح کے ساتھ سوار کیا تھا ۹۶ اور

ذُرِّيَّةِ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْرَائِيلَ ۚ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا ۚ إِذَا تُتْلَىٰ

ابراہیم ۹۷ اور یعقوب کی اولاد سے ۹۸ اور ان میں سے جنہیں ہم نے راہ دکھائی اور جن لیا ۹۹ جب ان پر

عَلَيْهِمْ آيَةُ الرَّحْمَنِ خَرُّوا سُجَّدًا وَبُكِيًّا ۝۵۸ ۚ فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ

رحمن کی آیتیں پڑھی جاتیں گر پڑتے سجدہ کرتے اور روتے ۵۸ تو ان کے بعد ان کی جگہ وہ ناخلف

خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهْوَاتِ فَسُوفَ يَلْقَوْنَ غِيًّا ۝۵۹ ۚ

آئے ۵۹ جنہوں نے نمازیں گنوائیں (ضائع کیں) اور اپنی خواہشوں کے پیچھے ہوئے ۶۰ تو عنقریب وہ دوزخ میں غمی کا جنگل پائیں گے ۶۱

إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا

مگر جو تائب ہوئے اور ایمان لائے اور اچھے کام کئے تو یہ لوگ جنت میں جائیں گے اور انہیں

يُظْلَمُونَ شَيْئًا ۝۶۰ ۚ جَنَّاتٍ عَدْنٍ الَّتِي وَعَدَ الرَّحْمَنُ عِبَادَهُ بِالْغَيْبِ ۚ

کچھ نقصان نہ دیا جائے گا ۶۰ بسنے کے باغ جن کا وعدہ رحمن نے اپنے بندوں سے غیب میں کیا تھا ۶۱

إِنَّهُ كَانَ وَعْدُهُ مَأْتِيًّا ۝۶۱ ۚ لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا إِلَّا سَلَامًا ۚ وَلَهُمْ

بے شک اس کا وعدہ آنے والا ہے ۶۱ وہ اس میں کوئی بے کار بات نہ سنیں گے مگر سلام ۶۲ اور انہیں

رِزْقُهُمْ فِيهَا بُكْرَةٌ وَعِشْيَا ۝۶۲ ۚ تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي نُورِثُ مِنْ عِبَادِنَا

اس میں ان کا رزق ہے صبح و شام ۶۲ یہ وہ باغ ہے جس کا وارث ہم اپنے بندوں میں سے اسے کریں گے

۹۵ یعنی حضرت ادریس و حضرت نوح۔ ۹۶ یعنی ابراہیم علیہ السلام جو حضرت نوح علیہ السلام کے پوتے اور آپ کے فرزند سام کے فرزند ہیں۔ ۹۷ کی

اولاد سے حضرت اسمعیل و حضرت اسحاق اور حضرت یعقوب ۹۸ حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون اور حضرت زکریا اور حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ صلوات اللہ علیہم

وسلامہ۔ ۹۹ شرح شریعت و کشف حقیقت کے لیے۔ ۶۰ اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں خبر دی کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو سن کر

خُشوع و خُشوع اور خوف سے روتے اور سجدے کرتے تھے۔ مسئلہ: اس سے ثابت ہوا کہ قرآن پاک بخُشوع قلب سننا اور رونامستحب ہے۔ ۶۱ مثل یہود و نصاریٰ

وغیرہ کے ۶۲ اور بجائے طاعت الہی کے معاصی کو اختیار کیا۔ ۶۳ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: ”غَمِي“ جنہم میں ایک وادی ہے جس کی

گرمی سے جنہم کی وادیاں بھی پناہ مانگتی ہیں۔ یہ ان لوگوں کے لیے ہے جو زنا کے عادی اور اس پر مُصِر (ڈٹے ہوئے) ہوں اور جو شراب کے عادی ہوں اور جو سود

خوار سود کے شوگر (عادی) ہوں اور جو والدین کی نافرمانی کرنے والے ہوں اور جو جھوٹی گواہی دینے والے ہوں۔ ۶۴ اور ان کے اعمال کی جزا میں کچھ بھی کمی نہ

کی جائے گی۔ ۶۵ ایمان دار صالح و تائب ۶۶ یعنی اس حال میں کہ جنت ان سے غائب ہے ان کی نظر کے سامنے نہیں یا اس حال میں کہ وہ جنت سے غائب

ہیں اس کا مشاہدہ نہیں کرتے۔ ۶۷ ملائکہ کا یا آپس میں ایک دوسرے کا۔ ۶۸ یعنی علی الدوام کیونکہ جنت میں رات اور دن نہیں ہیں، اہل جنت ہمیشہ نور ہی

میں رہیں گے یا مراد یہ ہے کہ دنیا کے دن کی مقدار میں دوسرے بہشتی نعمتیں ان کے سامنے پیش کی جائیں گی۔



مَنْ كَانَ تَقِيًّا ۲۳ وَمَا نَنْزَلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ ۚ لَهُ مَا بَيْنَ أَيْدِينَا وَ

جو پرہیزگار ہے (اور جبریل نے محبوب سے عرض کی) فلا ہم فرشتے نہیں اترتے مگر حضور کے رب کے حکم سے اسی کا ہے جو ہمارے آگے ہے اور

مَا خَلَفْنَا وَمَا بَيْنَ ذَلِكَ ۚ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا ۲۴ رَبُّ السَّمَوَاتِ

جو ہمارے پیچھے اور جو اس کے درمیان ہے فلا اور حضور کا رب بھولنے والا نہیں فلا آسمانوں اور زمین اور

وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهِ ۗ هَلْ تَعْلَمُ لَهُ

جو کچھ ان کے بیچ میں ہے سب کا مالک تو اسے پوجو اور اس کی بندگی پر ثابت رہو کیا اس کے نام کا دوسرا

سَيِّئًا ۲۵ وَيَقُولُ الْإِنْسَانُ إِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ أُخْرَجُ حَيًّا ۲۶ أَوْ لَا

جاننے ہوا فلا اور آدمی کہتا ہے کیا جب میں مر جاؤں گا تو ضرور عنقریب چلا کر نکالا جاؤں گا فلا اور کیا

يَذُكَّرُ الْإِنْسَانُ أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْئًا ۲۷ فَوَرَبِّكَ

آدمی کو یاد نہیں کہ ہم نے اس سے پہلے اسے بنایا اور وہ کچھ نہ تھا فلا تو تمہارے رب کی قسم ہم

لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّيَاطِينَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا ۲۸ ثُمَّ

انہیں فلا اور شیطانوں سب کو گھیر لائیں گے فلا اور انہیں دوزخ کے آس پاس حاضر کریں گے گھنٹوں کے بل گرے پھر

لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيعَةٍ أَيُّهُمْ أَشَدُّ عَلَى الرَّحْمَنِ عِتِيًّا ۲۹ ثُمَّ لَنَحْنُ

ہم فلا ہر گروہ سے نکالیں گے جو ان میں رحمن پر سب سے زیادہ بے باک ہوگا فلا پھر ہم خوب

أَعْلَمُ بِالَّذِينَ هُمْ أَوْلَىٰ بِهَا صِلِيًّا ۳۰ وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا كَانَ

جاننے ہیں جو اس آگ میں بھوننے کے زیادہ لائق ہیں اور تم میں کوئی ایسا نہیں جس کا گذر دوزخ پر نہ ہو فلا تمہارے

فَلَا شَأْنُ نَزُولٍ: بخاری شریف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جبریل سے فرمایا: اے

جبریل! تم جتنا ہمارے پاس آیا کرتے ہو اس سے زیادہ کیوں نہیں آتے؟ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ فلا یعنی تمام آماکن کا وہی مالک ہے، ہم ایک مکان

سے دوسرے مکان کی طرف نقل و حرکت کرنے میں اس کے حکم و مشیت کے تابع ہیں، وہ ہر حرکت و سلوک کا جاننے والا اور غفلت و نسیان سے پاک ہے۔ فلا

جب چاہے ہمیں آپ کی خدمت میں بھیجے۔ فلا یعنی کسی کو اس کے ساتھ ایسی شرکت بھی نہیں اور اس کی وحدانیت اتنی ظاہر ہے کہ مشرکین نے بھی اپنے کسی معبود

بال کا نام "اللہ" نہیں رکھا۔ فلا انسان سے یہاں مراد وہ کفار ہیں جو موت کے بعد زندہ کئے جانے کے منکر تھے جیسے کہ اُبی بن خلف اور ولید بن مغیرہ، انہیں

لوگوں کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی اور یہی اس کا شان نزول ہے۔ فلا تو جس نے معبود (غیر موجود) کو موجود فرمایا اس کی قدرت سے مردہ کو زندہ کر دینا کیا

تعجب۔ فلا یعنی منکرین بعثت کو فلا یعنی کفار کو ان کے گمراہ کرنے والے شیاطین کے ساتھ۔ اس طرح کہ ہر کافر شیطان کے ساتھ ایک زنجیر میں جکڑا ہوگا فلا

کفار کے فلا یعنی دخول نار میں جو سب سے زیادہ سرکش اور کفر میں اشد (زیادہ سخت) ہوگا وہ مقدم کیا جائے گا۔ بعض روایات میں ہے کہ کفار سب کے سب جہنم

کے گرد زنجیروں میں جکڑے طوق ڈالے ہوئے حاضر کئے جائیں گے پھر جو کفر و سرکشی میں اشد ہوں گے وہ پہلے جہنم میں داخل کئے جائیں گے۔ فلا نیک ہو باء

مگر نیک سلامت رہیں گے اور جب ان کا گزر دوزخ پر ہوگا تو دوزخ سے صدا اٹھے گی کہ اے مومن! گزر جا کہ تیرے نور نے میری لپٹ سرد کر دی۔ حسن و قتادہ سے

عَلَىٰ رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ﴿٤١﴾ ثُمَّ نَجَّيَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَنَذَرُ الظَّالِمِينَ

رب کے ذمہ پر یہ ضرور ٹھہری ہوئی بات ہے ﴿٤١﴾ پھر ہم ڈر والوں کو بچالیں گے ﴿٤٢﴾ اور ظالموں کو اس میں چھوڑ دیں گے

فِيهَا جَثِيًّا ﴿٤٢﴾ وَإِذْ اتُّلِيَ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ قَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا

گھٹنوں کے بل گرے اور جب ان پر ہماری روئے آیتیں پڑھی جاتی ہیں کافر ﴿٤٢﴾ مسلمانوں

لِلَّذِينَ آمَنُوا إِلَّا أُمَّيُ الْفَرِيقَيْنِ خَيْرٌ مَّقَامًا وَأَحْسَنُ نَدِيًّا ﴿٤٣﴾ وَكَمْ

سے کہتے ہیں کون سے گروہ کا مکان اچھا اور مجلس بہتر ہے ﴿٤٣﴾ اور ہم

أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ أَحْسَنُ أَثَاثًا وَرِئِيًّا ﴿٤٤﴾ قُلْ مَنْ كَانَ

نے ان سے پہلے کتنی سنگتیں کھپادیں ﴿٤٤﴾ کہ وہ ان سے بھی سامان اور نمود (دیکھنے) میں بہتر تھے تم فرماؤ جو گراہی

فِي الضَّلَالَةِ فَلْيَبْذُذْ لَهُ الرَّحْمَنُ مَدًّا ۗ حَتَّىٰ إِذَا رَأَوْا مَائِدَةً وَرَأَوْا مَاءً

میں ہو تو اسے رحمن خوب ڈھیل دے ﴿٤٥﴾ یہاں تک کہ جب وہ دیکھیں وہ چیز جس کا انھیں وعدہ دیا جاتا ہے یا

الْعَذَابِ وَإِذَا السَّاعَةُ ۗ فَسَيَعْلَمُونَ مَنْ هُوَ شَرٌّ مَّكَانًا وَأَضْعَفُ

تو عذاب ﴿٤٦﴾ یا قیامت ﴿٤٧﴾ تو اب جان لیں گے کہ کس کا برا درجہ ہے اور کس کی فوج

جُدًّا ﴿٤٥﴾ وَيَزِيدُ اللَّهُ الَّذِينَ اهْتَدَوْا هُدًى وَالْبَقِيَّةُ الصُّلِحَةُ

کمزور ﴿٤٥﴾ اور جنھوں نے ہدایت پائی ﴿٤٦﴾ اللہ انھیں اور ہدایت بڑھائے گا ﴿٤٧﴾ اور باقی رہنے والی نیک باتوں کا ﴿٤٨﴾

خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَخَيْرٌ مَّرَدًّا ﴿٤٦﴾ أفرَعَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا

تیرے رب کے یہاں سب سے بہتر ثواب اور سب سے بھلا انجام ﴿٤٦﴾ تو کیا تم نے اسے دیکھا جو ہماری آیتوں سے منکر ہوا اور

قَالَ لَا أُوتِينَ مَالًا وَوَلَدًا ﴿٤٧﴾ أَطَّلَعَ الْغَيْبَ أَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمَنِ

کہتا ہے مجھے ضرور مال و اولاد ملیں گے ﴿٤٧﴾ کیا غیب کو جھانک آیا ہے ﴿٤٨﴾ یا رحمن کے پاس کوئی قرار

مردی ہے کہ دوزخ پر گزرنے سے پہلے صراط پر گزرنا مراد ہے جو دوزخ پر ہے۔ ﴿٤٨﴾ یعنی ذرۃ و جنم (دوزخ پر سے گزرنا) قضاے لازم ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے

بندوں پر لازم کیا ہے۔ ﴿٤٩﴾ یعنی ایمانداروں کو ﴿٤٩﴾ مثل نصر بن حارث وغیرہ کفار قریش بناؤ سنگھار کر کے بالوں میں تیل ڈال کر کنگھیاں کر کے عمدہ لباس پہن کر

فخر و تکبر کے ساتھ غریب فقیر ﴿٤٩﴾ مدعا یہ ہے کہ جب آیات نازل کی جاتی ہیں اور دلائل و براہین پیش کئے جاتے ہیں تو کفار ان میں تو فکر نہیں کرتے اور ان سے

فائدہ نہیں اٹھاتے اور بجائے اس کے دولت و مال اور لباس و مکان پر فخر و تکبر کرتے ہیں۔ ﴿٤٩﴾ انہیں ہلاک کر دیں ﴿٤٩﴾ دنیا میں اس کی عمر دراز کر کے اور اس کو اس

کی گمراہی و طغیان میں چھوڑ کر ﴿٤٩﴾ دنیا کا قتل و گرفتاری ﴿٤٩﴾ جو طرح طرح کی رسوائی اور عذاب پر مشتمل ہے۔ ﴿٤٩﴾ کفار کی شیطانی فوج یا مسلمانوں کا ملکی لشکر۔

اس میں مشرکین کے اس قول کا رد ہے جو انہوں نے کہا تھا کہ کون سے گروہ کا مکان اچھا اور مجلس بہتر ہے۔ ﴿٤٩﴾ اور ایمان سے مشرف ہوئے ﴿٤٩﴾ اس پر

استقامت عطا فرما کر اور مزید بصیرت و توفیق دے کر۔ ﴿٤٩﴾ طاعتیں اور آخرت کے تمام اعمال اور جھگانمازیں اور اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تحمید اور اس کا ذکر اور تمام

عَهْدًا ٧٨ كَلَّا ط سَنَكْتُبُ مَا يَقُولُ وَنُؤَدُّهُ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا ٧٩

(عہد) رکھا ہے ہرگز نہیں ١٣٥ اب ہم لکھ رکھیں گے جو وہ کہتا ہے اور اسے خوب لمبا عذاب دیں گے

وَنَرْتُهُ مَا يَقُولُ وَيَأْتِينَا فَرْدًا ٨٠ وَاتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ آلِهَةً

اور جو چیزیں کہہ رہا ہے ١٣٦ ان کے ہمیں وارث ہوں گے اور ہمارے پاس اکیلا آئے گا ١٣٧ اور اللہ کے سوا اور خدا بنائے ١٣٨

لَيَكُونُوا لَهُمْ عَزًّا ٧٩ كَلَّا ط سَيَكْفُرُونَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُونُونَ عَلَيْهِمْ

کہ وہ انھیں زور دیں ١٣٩ ہرگز نہیں ١٤٠ کوئی دم جاتا ہے کہ وہ ١٤١ ان کی بندگی سے منکر ہوں گے اور ان کے مخالف

ضِدًّا ٨٢ أَلَمْ تَرَ أَنَّا أَرْسَلْنَا الشَّيْطِينَ عَلَى الْكَافِرِينَ تَوَسَّوهُمْ آيَاتِنَا ٨٣

ہو جائیں گے ١٤٢ کیا تم نے نہ دیکھا کہ ہم نے کافروں پر شیطان بھیجے ١٤٣ کہ وہ انھیں خوب اچھالتے ہیں ١٤٤

فَلَا تَعْجَلْ عَلَيْهِمْ إِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ عَدًّا ٨٤ يَوْمَ نَحْشُرُ السَّافِقِينَ إِلَى

تو تم ان پر جلدی نہ کرو ہم تو ان کی گنتی پوری کرتے ہیں ١٤٥ جس دن ہم پر ہیروزگاروں کو جس کی طرف لے جائیں

الرَّحْمَنِ وَفْدًا ٨٥ وَسَوْفَ يُجْرِمُونَ إِلَىٰ جَهَنَّمَ مُرَدًّا ٨٦ لَا يَبْلُغُونَ

گے مہمان بنا کر ١٤٦ اور مجرموں کو جہنم کی طرف ہائیں گے بیا سے ١٤٧ لوگ شفاعت

الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمَنِ عَهْدًا ٨٧ وَقَالُوا اتَّخَذَ

کے مالک نہیں مگر وہی جنھوں نے رحمن کے پاس قرار کر رکھا ہے ١٤٨ اور کافر بولے ١٤٩

اعمال صالحہ یہ سب باقیات صالحات ہیں کہ مومن کے لیے باقی رہتے ہیں اور کام آتے ہیں۔ ١٣٢ اختلاف اعمال کفار کے کہ وہ سب نکلے اور باطل ہیں۔ ١٣٣

شان نزول: بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ حضرت خباب بن ارت کا زمانہ جاہلیت میں عاص بن وائل سہمی پر قرض تھا، وہ اس کے پاس تقاضے کو گئے تو عاص

نے کہا کہ میں تمہارا قرض نہ ادا کروں گا جب تک کہ تم سید عالم محمد مصطفیٰ صلی تعالیٰ علیہ وسلم سے پھر نہ جاؤ اور کفر اختیار نہ کرو۔ حضرت خباب نے فرمایا: ایسا ہرگز

نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ تو مرے اور مرے کے بعد زندہ ہو کر اٹھے۔ وہ کہنے لگا کہ کیا میں مرنے کے بعد پھر اٹھوں گا؟ حضرت خباب نے کہا: ہاں۔ عاص نے کہا تو

پھر مجھے چھوڑ بیٹے یہاں تک کہ میں مرجاؤں اور مرنے کے بعد پھر زندہ ہوں اور مجھے مال و اولاد ملے جب ہی آپ کا قرض ادا کروں گا، اس پر یہ آیات کریمہ نازل

ہوئیں۔ ١٣٢ اور اس نے لوح محفوظ میں دیکھ لیا ہے کہ آخرت میں اس کو مال و اولاد ملے گی ١٣٥ ایسا نہیں ہے۔ تو ١٣٦ یعنی مال و اولاد ان سب سے اس کی ملک

اور اس کا تصرف اس کے ہلاک ہونے سے اٹھ جائے گا اور ١٣٧ کہ نہ اس کے پاس مال ہوگا نہ اولاد اور اس کا یہ دعویٰ کرنا جھوٹا ہو جائے گا۔ ١٣٨ یعنی مشرکوں

نے بتوں کو معبود بنایا اور ان کی عبادت کرنے لگے اس امید پر ١٣٩ اور ان کی مدد کریں اور انہیں عذاب سے بچائیں ١٤٠ ایسا ہو ہی نہیں سکتا ١٤١ بت جنہیں یہ

پوجتے تھے ١٤٢ انہیں جھٹلائیں گے اور ان پر لعنت کریں گے اللہ تعالیٰ انہیں زبان دے گا اور وہ کہیں گے: یارب! انہیں عذاب کر۔ ١٤٣ یعنی شیطان کو ان پر چھوڑ

دیا اور مسلط کر دیا۔ ١٤٤ اور معاصی (نافرمانی) پر ابھارتے ہیں۔ ١٤٥ اعمال کی جزا کے لیے یا سانسوں کی فنا کے لیے یا دنوں میں ہونے اور برسوں کی اس معاد کے

لیے جو ان کے عذاب کے واسطے مقرر ہے۔ ١٤٦ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ مومنین متقین حشر میں اپنی قبروں سے سوار کر کے اٹھائے

جائیں گے اور ان کی سوار یوں پر طلائع مَرَّضِع زینیں اور پالان ہوں گے۔ ١٤٧ ذلت و اہانت کے ساتھ بسبب ان کے کفر کے۔ ١٤٨ یعنی جنہیں شفاعت کا اذن

مل چکا ہے وہی شفاعت کریں گے یا یہ معنی ہیں کہ شفاعت صرف مومنین کی ہوگی اور وہی اس سے فائدہ اٹھائیں گے۔ حدیث شریف میں ہے: جو ایمان لایا جس



الرَّحْمَنِ وَلَدًا ۱۸ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا إِذَا ۱۹ تَكَادُ السَّمَوَاتُ يَتَّقَطْنَ

رحمن نے اولاد اختیار کی بے شک تم حد کی بھاری بات لائے ۱۵۱ قریب ہے کہ آسمان اس سے بھٹ

مِنْهُ وَتَنْشِقُ الْأَرْضُ وَتَخْرُ الْجِبَالُ هَذَا ۲۰ أَنْ دَعَا الرَّحْمَنَ

پڑیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ گرجائیں ڈھ (مسما رہو) کر ۱۵۱ اس پر کہ انھوں نے رحمن کے لیے

وَلَدًا ۲۱ وَمَا يَنْبَغِي لِلرَّحْمَنِ أَنْ يَتَّخِذَ وَلَدًا ۲۲ إِنْ كُلُّ مَنْ فِي

اولاد بتائی اور رحمن کے لئے لائق نہیں کہ اولاد اختیار کرے ۱۵۲ آسمانوں اور زمین

السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ إِلَّا آتَى الرَّحْمَنَ عَبْدًا ۲۳ لَقَدْ أَحْصَاهُمْ وَعَدَّهُمْ

میں جتنے ہیں سب اُس کے حضور بندے ہو کر حاضر ہوں گے ۱۵۳ بے شک وہ ان کا شمار جانتا ہے اور ان کو ایک ایک کر کے

عَدًّا ۲۴ وَكُلُّهُمْ آتِيهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَرْدًا ۲۵ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا

گن رکھا ہے ۱۵۴ اور ان میں ہر ایک روز قیامت اس کے حضور اکیلا حاضر ہوگا ۱۵۵ بے شک وہ جو ایمان لائے اور اچھے

الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمَنُ وُدًّا ۲۶ فَإِنَّا بَيَّرْنَاهُ بِلسَانِكَ لِنُبَشِّرَ

کام کئے عقرب ان کے لیے رحمن محبت کر دے گا ۱۵۶ تو ہم نے یہ قرآن تمہاری زبان میں یونہی آسان فرمایا کہ تم اس

بِهِ السَّقِيْنَ وَتُنذِرَ بِهِ قَوْمًا لَدَّا ۲۷ وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ ط

سے ڈروالوں کو خوشخبری دو اور جھگڑالو لوگوں کو اس سے ڈرنا ۱۵۷ اور ہم نے ان سے پہلی کتنی سنگتیں کھپائیں ۱۵۸

نہ "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" کہا: کہا: اس کے لیے اللہ کے نزدیک عہد ہے۔ ۱۵۹ یعنی یہودی و نصرانی و مشرکین جو فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں کہتے تھے کہ ۱۶۰ اور انتہا

درجہ کا باطل و نہایت سخت و شنیع کلمہ تم نے منہ سے نکالا ۱۶۱ یعنی یہ کلمہ ایسی بے ادبی و گستاخی کا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ غضب فرمائے تو اس پر تمام جہان کا نظام درہم

برہم کر دے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ کفار نے جب یہ گستاخی کی اور ایسا بے باک نہ کلمہ منہ سے نکالا تو جن و انس کے سوا آسمان، زمین،

پہاڑ وغیرہ تمام خلق پریشانی سے بے چین ہو گئی اور قریب ہلاکت کے پہنچ گئی، ملائکہ کو غضب ہوا اور جہنم کو جوش آیا پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی تزیہ (پاک) بیان فرمائی۔

۱۶۲ وہ اس سے پاک ہے اور اس کے لیے اولاد ہونا محال ہے ممکن نہیں۔ ۱۶۳ بندہ ہونے کا اقرار کرتے ہوئے اور بندہ ہونا اولاد ہونا جمع ہو ہی نہیں سکتا اور

اولاد مملوک (غلام) نہیں ہوتی تو جو مملوک ہے ہرگز اولاد نہیں۔ ۱۶۴ سب اس کے علم میں محصور و محاط (گھرے ہوئے) ہیں اور ہر ایک کے انفس، ایام، آثار اور

تمام احوال اور جملہ امور اس کے شمار میں ہیں، اس پر کچھ مخفی نہیں، سب اس کی تدبیر و قدرت کے تحت میں ہیں۔ ۱۶۵ بغیر مال و اولاد اور معین و ناصر کے۔ ۱۶۶

یعنی اپنا محبوب بنائے گا اور اپنے بندوں کے دل میں ان کی محبت ڈال دے گا۔ بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو محبوب کرتا ہے تو

جبریل سے فرماتا ہے کہ فلا نامیرا محبوب ہے، جبریل اس سے محبت کرنے لگتے ہیں، پھر حضرت جبریل آسمانوں میں ندا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں کو محبوب رکھتا

ہے، سب اس کو محبوب رکھیں، تو آسمان والے اس کو محبوب رکھتے ہیں، پھر زمین میں اس کی مقبولیت عام کر دی جاتی ہے۔ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ مؤمنین صالحین

و اولیائے کاملین کی مقبولیت عامدان کی محبوبیت کی دلیل ہے جیسے کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سلطان نظام الدین دہلوی اور حضرت سلطان سید

اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور دیگر حضرات اولیائے کاملین کی عام مقبولیت ان کی محبوبیت کی دلیل ہیں۔ ۱۶۷ تکذیب انبیاء کی وجہ سے کتنی بہت سی

امتیہں ہلاک کیں۔

هَلْ تُحِسُّ مِنْهُمْ مِّنْ أَحَدٍ أَوْ تَسْعُ لَهُمْ بِرَاكِرًا ۙ ﴿۹۸﴾

کیا تم ان میں کسی کو دیکھتے ہو یا ان کی بھٹکتے ہو ۱۵۸

﴿۱۳۵﴾ ﴿۲۰﴾ سُورَةُ طه مَكِّيَّةٌ ۲۵ ﴿۸﴾ ﴿۱﴾ مَرَكُوْعَاتُهَا ۸ ﴿۱﴾

سورہ طہ مکہ ہے، اس میں ایک سو پینتیس آیتیں اور آٹھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

طه ۱ مَا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لِتَشْقَىٰ ۙ ﴿۱﴾ إِلَّا تَذَكَّرَ ۙ لِمَنْ

اے محبوب ہم نے تم پر یہ قرآن اس لیے نہ اتارا کہ تم مشقت میں پڑو۔ ہاں اس کو نصیحت جو

يَخْشَىٰ ۙ ﴿۲﴾ تَنْزِيلًا مِّنْ مَّسْنُونٍ خَلَقَ الْأَرْضَ وَالسَّمَوَاتِ الْعُلَىٰ ۙ ﴿۳﴾ الرَّحْمٰنِ

ڈر رکھتا ہو۔ اس کا اتارا ہوا جس نے زمین اور اونچے آسمان بنائے وہ بڑی مہربان (رحمت والا)

عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَىٰ ۙ ﴿۵﴾ لَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَمَا

اس نے عرش پر استواء فرمایا جیسا اس کی شان کے لائق ہے اس کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں اور جو کچھ

بَيْنَهُمَا وَمَاتَحْتَ الثَّرَىٰ ۙ ﴿۶﴾ وَإِنْ تَجَهَّرَ بِالْقَوْلِ فَإِنَّهُ يَعْلَمُ السِّرَّ وَ

ان کے بیچ میں اور جو کچھ اس گہلی مٹی کے نیچے ہے۔ اور اگر تو بات پکار کر کہے تو وہ تو بھید کو جانتا ہے اور

أَخْفَىٰ ۙ ﴿۷﴾ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ۙ ﴿۸﴾ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ ۙ ﴿۹﴾ وَهَلْ أُنثِقَ

اُسے جو اُس سے بھی زیادہ چھپا ہے۔ وہ اللہ کہ اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں اسی کے ہیں سب اچھے نام۔ اور کچھ تمہیں

۱۵۸ وہ سب عیست و نابود (ہلاک و برباد) کر دیے گئے اسی طرح یہ لوگ اگر وہی طریقہ اختیار کریں گے تو ان کا بھی وہی انجام ہوگا۔ سورہ طہ مکہ ہے۔ اس

میں آٹھ رکوع، ایک سو پینتیس آیتیں اور ایک ہزار چھ سو اکتالیس کلمے اور پانچ ہزار دو سو پالیس حروف ہیں۔ سورہ اور تمام شب کے قیام کی تکلیف اٹھاؤ۔ شان

نزول: سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عبادت میں بہت جہد فرماتے تھے اور تمام شب قیام میں گزارتے یہاں تک کہ قدم مبارک ورم کرتے، اس پر یہ آیت

کریمہ نازل ہوئی اور جبریل علیہ السلام نے حاضر ہو کر حکم الہی عرض کیا کہ اپنے نفس پاک کو کچھ راحت دیجئے اس کا بھی حق ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ سید عالم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لوگوں کے کفر اور ان کے ایمان سے محروم رہنے پر بہت زیادہ متأسف و متحسّر (افسردہ) رہتے تھے اور خاطر مبارک پر اس سبب سے

رنج و ملال رہا کرتا تھا، اس آیت میں فرمایا گیا کہ آپ رنج و ملال کی کوفت نہ اٹھائیں، قرآن پاک آپ کی مشقت کے لیے نازل نہیں کیا گیا ہے۔ سورہ وہ اس سے

نفع اٹھائے گا اور ہدایت پائے گا۔ سورہ جو ساتوں زمینوں کے نیچے ہے۔ مراد یہ ہے کہ کائنات میں جو کچھ ہے عرش و سماوات، زمین و تحت الثریٰ کچھ ہو، کہیں ہو

سب کا مالک اللہ ہے۔ سورہ "یسر" یعنی بھید وہ ہے جس کو آدمی رکھتا اور چھپاتا ہے اور اس سے زیادہ پوشیدہ وہ ہے جس کو انسان کرنے والا ہے مگر ابھی جانتا بھی نہیں

نہ اس سے اس کا ارادہ متعلق ہوا نہ اس تک خیال پہنچا۔ ایک قول یہ ہے کہ بھید سے مراد وہ ہے جس کو انسانوں سے چھپاتا ہے اور اس سے زیادہ چھپی ہوئی چیز و سوسہ

ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ بھید بندہ کا وہ ہے جسے بندہ خود جانتا ہے اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے، اس سے زیادہ پوشیدہ ربانی اسرار ہیں جن کو اللہ جانتا ہے بندہ نہیں جانتا۔

حَدِيثُ مُوسَى ٩ إِذْ رَأَى نَارًا فَقَالَ لِأَهْلِهِ امْكُثُوا إِنِّي آنَسْتُ نَارًا

موسیٰ کی خبر آئی وے جب اُس نے ایک آگ دیکھی تو اپنی بی بی سے کہا ٹھہرو مجھے ایک آگ نظر پڑی ہے

لَعَلِّي آتِيكُمْ مِنْهَا بِقَبَسٍ أَوْ أَجْدٍ عَلَى النَّارِ هُدًى ١٠ فَلَمَّا أَتَاهَا

شاید میں تمہارے لیے اس میں سے کوئی چنگاری لاؤں یا آگ پر راستہ پاؤں پھر جب آگ کے پاس آیا وے

نُودَى يُوسَى ١١ إِنِّي أَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ ١٢ إِنَّكَ بِالْوَادِ

نہا فرمائی گئی کہ اے موسیٰ بے شک میں تیرا رب ہوں تو تو اپنے جوتے اتار ڈال وے بے شک تو پاک

الْمُقَدَّسِ طُوًى ١٣ وَأَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَبِعْ لِمَا يُوحَى ١٤ إِنِّي أَنَا اللَّهُ

جنگل طویٰ میں ہے وے اور میں نے تجھے پسند کیا وے اب کان لگا کر سن جو تجھے وحی ہوتی ہے بیٹک میں ہی ہوں اللہ

لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِي ١٥ وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي ١٦ إِنَّ السَّاعَةَ

کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں تو میری بندگی کر اور میری یاد کے لیے نماز قائم رکھ وے بے شک قیامت آنے

أَتِيَةٌ أَكَادُ أُخْفِيهَا لِتُجْزَىٰ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا تَسْعَىٰ ١٧ فَلَا يَصُدُّكَ عَنْهَا

والی ہے قریب تھا کہ میں اُسے سب سے چھپاؤں وے کہ ہر جان اپنی کوشش کا بدلہ پائے وے تو ہرگز تجھے وھلا اس کے ماننے سے وہ

آیت میں تشبیہ ہے کہ آدمی کو قبائح افعال سے پرہیز کرنا چاہئے وہ ظاہرہ ہوں یا باطنہ کیونکہ اللہ تعالیٰ سے کچھ چھپا نہیں اور اس میں نیک اعمال پر ترغیب بھی ہے کہ

طاعت ظاہر ہو یا باطن اللہ سے چھپی نہیں وہ جزا عطا فرمائے گا۔ تفسیر بیضاوی میں ”قول“ سے ذکر الہی اور دعا مراد لی ہے اور فرمایا ہے کہ اس آیت میں اس پر تشبیہ

کی گئی ہے کہ ذکر و دعا میں بھر (بلند آواز کرنا) اللہ تعالیٰ کو سنانے کے لیے نہیں ہے بلکہ ذکر کوشش میں راح کرنے اور نفس کو غیر کے ساتھ مشغولی سے روکنے اور باز

رکھنے کے لیے ہے۔ وے وہ واحد بالذات ہے اور اسماء و صفات عبارات ہیں اور ظاہر ہے کہ تعدد عبارات تعدد معنی کو متضمنی نہیں۔ وے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ

والسلامہ کے احوال کا بیان فرمایا گیا تاکہ معلوم ہو کہ انبیاء علیہم السلام جو درجہ علیا پاتے ہیں وہ ادا فرمائیں نبوت و رسالت میں کس قدر مشقتیں برداشت کرتے

اور کیسے کیسے شہداء پر صبر فرماتے ہیں۔ یہاں حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس سفر کا واقعہ بیان فرمایا جاتا ہے جس میں آپ مدین سے مصر کی طرف حضرت

شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اجازت لے کر اپنی والدہ ماجدہ سے ملنے کے لیے روانہ ہوئے تھے آپ کے اہل بیت ہمراہ تھے اور آپ نے بادشاہان شام کے

اندیشہ سے سرک چھوڑ کر جنگل میں قطع مسافت اختیار فرمائی، بی بی صاحبہ حاملہ تھیں چلتے چلتے طور کے غریبی جانب پہنچے یہاں رات کے وقت بی بی صاحبہ کو درد زہ

شروع ہوا یہ رات اندھیری تھی، برف پڑ رہی تھی، سردی شدت کی تھی، آپ کو دور سے آگ معلوم ہوئی وے وہاں ایک درخت سرسبز و شاداب دیکھا جو اوپر سے نیچے

تک نہایت روشن تھا جتنا اس کے قریب جاتے ہیں دور ہوتا ہے جب ٹھہر جاتے ہیں قریب ہوتا ہے اس وقت آپ کو وے کہ اس میں توضع اور بقعہ معظّمہ کا احترام

اور وادی مقدّس کی خاک سے حصول برکت کا موقع ہے۔ وے ”طویٰ“ وادی مقدّس کا نام ہے جہاں یہ واقعہ پیش آیا۔ وے تیری قوم میں سے نبوت و رسالت و

شرف کلام کے ساتھ مشرف فرمایا، یہ نند حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ہر جز و بدن سے سنی اور قوت سامعہ ایسی عام ہوئی کہ تمام جسم اقدس کان بن گیا۔

سبحان اللہ۔ وے تاکہ تو اس میں مجھے یاد کرے اور میری یاد میں اخلاص اور میری رضا مقصود ہو کوئی دوسری غرض نہ ہو اسی طرح ریا کا دخل نہ ہو یا یہ معنی ہیں کہ تو

میری نماز قائم رکھ تاکہ میں تجھے اپنی رحمت سے یاد فرماؤں۔ فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ ایمان کے بعد اعظم فرائض نماز ہے۔ وے اور بندوں کو اس کے آنے کی

خبر نہ دوں اور اس کے آنے کی خبر نہ دی جاتی اگر اس خبر دینے میں یہ حکمت نہ ہوتی۔ وے اور اس کے خوف سے معاصی ترک کرے نیکیاں زیادہ کرے اور ہر وقت

توبہ کرتا رہے۔ وے اے امت موسیٰ! خطاب بہ ظاہر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ہے اور مراد اس سے آپ کی امت ہے۔ (مدارک)



مَنْ لَا يُؤْمِنُ بِهَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ فَتَرْدَى ①٦ وَمَاتِكَ بِسَيِّئِكَ

باز نہ رکھے جو اس پر ایمان نہیں لاتا اور اپنی خواہش کے پیچھے چلا دلا پھر تو ہلاک ہو جائے اور یہ تیرے دانے ہاتھ میں کیا ہے

يُوسَى ①٧ قَالَ هِيَ عَصَايَ أَتَوَكَّوْا عَلَيْهَا وَاهْبَسْتُ بِهَا عَلَى غَنِيٍّ وَ

اے موسیٰ ۱۷! عرض کی یہ میرا عصا ہے ۱۸! میں اس پر تکیہ (تکیہ و سہارا) لگاتا ہوں اور اس سے اپنی بکریوں پر پتے جھاڑتا ہوں اور

لِي فِيهَا مَا رِبُّ أُخْرَى ①٨ قَالَ أَلْقَهَا يُّوسَى ①٩ فَأَلْقَهَا فَادَّاهِيَ حَيَّةٌ

میرے اس میں اور کام ہیں ۱۹! فرمایا اسے ڈال دے اے موسیٰ تو موسیٰ نے اسے ڈال دیا تو جھبی وہ دوڑتا ہوا

تَسْعَى ②٠ قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ ②١ سَنُعِيدُهَا سِيرَتَهَا الْأُولَى ②٢ وَ

سانپ ہو گیا ۲۰! فرمایا اسے اٹھالے اور ڈر نہیں اب ہم اسے پھر پہلی طرح کر دیں گے ۲۱! اور

أَضْمُ يَدَكَ إِلَى جَنَاحِكَ تَخْرُجَ بَيْضَاءَ مِنْ غَيْرِ سُوءٍ آيَةً أُخْرَى ②٣ لَا

اپنا ہاتھ اپنے بازو سے ملا ۲۳! خوب سپید نکلے گا بے کسی مرض کے ۲۳! ایک اور نشانی ۲۳!

لِنُرِيكَ مِنْ آيَاتِنَا الْكُبْرَى ②٤ إِذْ هَبَّ إِلَى فِرْعَوْنَ إِنَّهُ طَغَى ②٥ قَالَ

کہ ہم تجھے اپنی بڑی بڑی نشانیاں دکھائیں فرعون کے پاس جا ۲۵! اس نے سر اٹھایا ۲۵! عرض کی

رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي ②٦ وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي ②٧ وَأَحْلِلْ عُقْدَةَ مِّنْ

اے میرے رب میرے لیے میرا سینہ کھول دے ۲۶! اور میرے لیے میرا کام آسان کر اور میری زبان کی

۱۶! اگر تو اس کا کہنا مانے اور قیامت پر ایمان نہ لائے تو ۱۷! اس سوال کی حکمت یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے عصا کو دیکھ لیں اور یہ بات قلب

میں خوب راسخ ہو جائے کہ یہ عصا ہے تاکہ جس وقت وہ سانپ کی شکل میں ہو تو آپ کے خاطر مبارک پر کوئی پریشانی نہ ہو یا یہ حکمت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ

والسلام کو مانوس کیا جائے تاکہ ہیبت مکالمت (اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی کرتے ہوئے رُعب و دہشت) کا اثر کم ہو (مدارک وغیرہ) ۱۸! اس عصا میں اوپر کی جانب دو

شانیں تھیں اور اس کا نام بجر تھا۔ ۱۹! مثل توشہ اور پانی اٹھانے اور موزی جانوروں کو دفع کرنے اور اعداء سے محاربت میں کام لینے وغیرہ کے، ان فوائد کا ذکر کرنا

بطریق شکرِ نعم الہیہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ۲۰! اور قدرت الہی دکھائی گئی کہ جو عصا ہاتھ میں رہتا تھا اور اتنے کاموں میں آتا تھا اب

اچانک وہ ایسا ہیبت ناک اثر دہا بن گیا۔ یہ حال دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خوف ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ان سے ۲۱! یہ فرماتے ہی خوف جاتا رہا حتیٰ

کہ آپ نے اپنا دست مبارک اس کے منہ میں ڈال دیا اور وہ آپ کے ہاتھ لگاتے ہی مثل سابق عصا بن گیا، اب اس کے بعد ایک اور معجزہ عطا فرمایا جس کی نسبت

ارشاد فرمایا: ۲۲! یعنی کفِ دستِ راست (سیدھے ہاتھ کی ہتھیلی) بائیں بازو سے بغل کے نیچے ملا کر نکالنے تو آفتاب کی طرح چمکتا لگا ہوں کو خیرہ کرتا (چند ہیسا تا

ہوا) اور ۲۳! حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست مبارک سے رات و دن میں آفتاب کی طرح نور ظاہر

ہوتا تھا اور یہ معجزہ آپ کے عظیم معجزات میں سے ہے، جب آپ دوبارہ اپنا دست مبارک بغل کے نیچے رکھ کر بازو سے ملاتے تو وہ دستِ اقدس حالت سابقہ پر

آجاتا۔ ۲۴! آپ کے صدق نبوت کی عصا کے بعد اس نشانی کو بھی لیجئے۔ ۲۵! رسول ہو کر ۲۶! اور کفر میں حد سے گزر گیا اور اُلُوہیت کا دعویٰ کرنے لگا۔ ۲۷!

اور اسے تحمل رسالت کے لیے وسیع فرمادے۔

لِسَانِي ٢٤ يَفْقَهُوا قَوْلِي ٢٨ وَاجْعَلْ لِي وَزِيرًا مِّنْ أَهْلِي ٢٩ هُرُونَ

گرہ کھول دے ٢٤ کہ وہ میری بات سمجھیں اور میرے لیے میرے گھر والوں میں سے ایک وزیر کر دے ٢٩ وہ کون میرا

أَخِي ٣٠ أَشَدُّ بِهِ أَرْبَمِي ٣١ وَأَشْرِكُهُ فِي أَمْرِي ٣٢ كِي نُسَبِحَكَ

بھائی بارون اس سے میری کمر مضبوط کر اور اُسے میرے کام میں شریک کر دے کہ ہم بکثرت تیری

كَثِيرًا ٣٣ وَنَذْرُكَ كَثِيرًا ٣٤ إِنَّكَ كُنْتَ بِنَابِصِيرًا ٣٥ قَالَ قَدْ أُوتِيتَ

پاکی بولیں اور بکثرت تیری یاد کریں ٣٤ بے شک تو ہمیں دکھ رہا ہے ٣٥ فرمایا اے موسیٰ تیری مانگ

سُؤْلِكَ يُوَسَّى ٣٦ وَلَقَدْ مَنَّا عَلَيْكَ مَرَّةً أُخْرَى ٣٧ إِذْ أَوْحَيْنَا

تجھے عطا ہوئی اور بے شک ہم نے ٣٦ تجھ پر ایک بار اور احسان فرمایا جب ہم نے تیری

إِلَى أُمِّكَ مَا يُؤْتَى ٣٨ أَنْ اِقْدِفْ فِيهِ فِي التَّابُوتِ فَاقْدِفْ فِيهِ فِي الْيَمِّ

مان کو الہام کیا جو الہام کرنا تھا ٣٨ کہ اس بچے کو صندوق میں رکھ کر دریا میں ڈال دے

فَلْيَلْقِهِ الْيَمُّ بِالسَّاحِلِ يَأْخُذُهُ عَدُوِّي وَعَدُوُّوْهُ ٣٩ وَالْقَيْتُ عَلَيْكَ

تو دریا اسے کنارے پر ڈالے کہ اسے وہ اٹھالے جو میرا دشمن اور اُس کا دشمن ٣٩ اور میں نے تجھ پر اپنی

مَحَبَّةً مِّنِّي ٤٠ وَ لِتَصْنَعَ عَلَيَّ عَيْنِي ٤١ إِذْ تَسْتَشِي أُوْحُكَ فَتَقُولُ هَلْ

طرف کی محبت ڈالی ٤٠ اور اس لیے کہ تو میری نگاہ کے سامنے تیار ہو ٤١ تیری بہن چلی ٤١ پھر کہا کیا

٤٢ جو خورد سالی (بچپن) میں آگ کا انگارہ منہ میں رکھ لینے سے پڑ گئی ہے اور اس کا واقعہ یہ تھا کہ بچپن میں آپ ایک روز فرعون کی گود میں تھے آپ نے اس کی

داڑھی پکڑ کر اس کے منہ پر زور سے ٹھانچہ مارا اس پر اسے غصہ آیا اور اس نے آپ کے قتل کا ارادہ کیا۔ آئیے نے کہا کہ اے بادشاہ یہ نادان بچہ ہے کیا سمجھے؟ تو چاہے تو

تجربہ کر لے! اس تجربے کے لیے ایک طشت میں آگ اور ایک طشت میں یاقوت سرخ آپ کے سامنے پیش کئے گئے، آپ نے یاقوت لینا چاہا مگر فرشتہ نے آپ کا

ہاتھ انگارہ پر رکھ دیا اور وہ انگارہ آپ کے منہ میں دے دیا اس سے زبان مبارک جل گئی اور لکنت پیدا ہو گئی اس کے لیے آپ نے یہ دعا کی۔ ٤٩ جو میرا معاون و

مُعْتَمِد ہو۔ ٥٠ یعنی امر نبوت و تبلیغ رسالت میں۔ ٥١ نمازوں میں بھی اور خارج نماز بھی۔ ٥٢ ہمارے احوال کا عالم ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اس

درخواست پر اللہ تعالیٰ نے ٥٣ اس سے قبل ٥٤ دل میں ڈال کر یا خواب کے ذریعہ جبکہ انہیں آپ کی ولادت کے وقت فرعون کی طرف سے آپ کو قتل کر

ڈالنے کا اندیشہ ہوا۔ ٥٥ یعنی نیل میں ٥٦ یعنی فرعون۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے ایک صندوق بنایا اور اس میں روٹی بچھائی اور حضرت موسیٰ

علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس میں رکھ کر صندوق بند کر دیا اور اس کی درزیں (بھریاں) روغن قیر (تارکول) سے بند کر دیں آپ اس صندوق کے اندر پانی میں بچنے پھر

اس صندوق کو دریائے نیل میں بہا دیا، اس دریا سے ایک بڑی نہر نکل کر فرعون کے محل میں گزرتی تھی، فرعون مع اپنی بی بی آئیہ کے نہر کے کنارہ بیٹھا تھا، نہر میں

صندوق آتا دیکھ کر اس نے غلاموں اور کنیزوں کو اس کے نکالنے کا حکم دیا۔ وہ صندوق نکال کر سامنے لایا گیا کھولا تو اس میں ایک نورانی شکل فرزند جس کی پیشانی سے

وجاہت و اقبال کے آثار نمودار تھے نظر آیا، دیکھتے ہی فرعون کے دل میں ایسی محبت پیدا ہوئی کہ وہ وارفتہ ہو گیا اور عقل و حواس بجانا رہے، اپنے اختیار سے باہر ہو گیا،

اس کی نسبت اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے: ٥٧ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں محبوب بنایا اور خلق کا محبوب کر دیا اور جس

کو اللہ تبارک و تعالیٰ اپنی محبوبیت سے نوازتا ہے قلوب میں اس کی محبت پیدا ہو جاتی ہے جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہوا، یہی حال حضرت موسیٰ علیہ السلام

أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ مَنْ يَكْفُلُهُ ١٦ فَرَجَعْتُكَ إِلَىٰ أُمِّكَ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ ١٧

میں تمہیں وہ لوگ بتا دوں جو اس بچہ کی پرورش کریں ورنہ تو ہم تجھے تیری ماں کے پاس پھیر لائے کہ اُس کی آنکھ ٹھنڈی ہو اور غم نہ کرے ۱۷

وَقَتَلْتَ نَفْسًا فَنَجَّيْنَاكَ مِنَ الْغَمِّ وَفَتَّيْنَاكَ فُتُونًا ١٨ فَلَيْثَ سِنِينَ

اور تو نے ایک جان کو قتل کیا ۱۸ تو ہم نے تجھے غم سے نجات دی اور تجھے خوب جانچ لیا ۱۹ تو تو کئی برس

فِي أَهْلِ مَدْيَنَ ٢٠ ثُمَّ جِئْتُ عَلَىٰ قَدَرٍ يُّوسُفُ ٢١ ۝ وَأَصْطَبَعُكَ

مدینہ والوں میں رہا ۲۰ پھر تو ایک ٹھہرائے وعدہ پر حاضر ہوا اے موسیٰ ۲۱ اور میں نے تجھے خاص

لِنَفْسِي ٢٢ ۝ إِذْ هَبُّ آنتَ وَأَخُوكَ بِآيَتِي وَلَا تَنبِيَا فِي ذِكْرِي ٢٣ ۝ إِذْ هَبَّ

اپنے لیے بنایا ۲۲ تو اور تیرا بھائی دونوں میری نشانیاں ۲۳ لے کر جاؤ اور میری یاد میں سستی نہ کرنا

إِلَىٰ فِرْعَوْنَ إِنَّهُ طَغَىٰ ٢٤ ۝ فَقُولَا لَهُ قَوْلًا لَّيْسَ لَعَلَّهُ يَتَذَكَّرُ أَوْ

فرعون کے پاس جاؤ بیشک اس نے سر اٹھایا تو اُس سے نرم بات کہنا ۲۴ اس امید پر کہ وہ دھیان کرے یا

يَخْشَىٰ ٢٥ ۝ قَالَا رَبَّنَا إِنَّا نَخَافُ أَنْ يُفْرِطَ عَلَيْنَا أَوْ أَنْ يَطْغَىٰ ٢٦

کچھ ڈرے ۲۵ دونوں نے عرض کیا اے ہمارے رب بے شک ہم ڈرتے ہیں کہ وہ ہم پر زیادتی کرے یا شرارت سے پیش آئے

کا تھا جو آپ کو دکھاتا تھا اسی کے دل میں آپ کی محبت پیدا ہو جاتی تھی۔ فائدہ نے کہا کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آنکھوں میں ایسی ملامت تھی جسے دیکھ کر

ہر دیکھنے والے کے دل میں محبت جوش مارے لگتی تھی۔ ۲۸ یعنی میری حفاظت و نگہبانی میں پرورش پائے۔ ۲۹ جس کا نام مریم تھا تاکہ وہ آپ کے حال کا تجسس

کرے اور معلوم کرے کہ صندوق کہاں پہنچا؟ آپ کس کے ہاتھ آئے؟ جب اس نے دیکھا کہ صندوق فرعون کے پاس پہنچا اور وہاں دودھ پلانے کے لیے دایاں

حاضری لگیں اور آپ نے کسی کی چھانی کو منہ نہ لگایا تو آپ کی بہن نے منہ ان لوگوں نے اس کو منظور کیا، وہ اپنی والدہ کو لے گئیں آپ نے ان کا دودھ قبول فرمایا۔

۳۰ آپ کے دیدار سے ۳۱ یعنی غم فراق دور ہو۔ اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک اور واقعہ کا ذکر فرمایا جاتا ہے ۳۲ حضرت ابن عباس

رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرعون کی قوم کے ایک کافر کو مارا تھا وہ مر گیا، کہا گیا ہے کہ اس وقت آپ کی عمر شریف بارہ

سال کی تھی، اس واقعہ پر آپ کو فرعون کی طرف سے اندیشہ ہوا۔ ۳۳ مثنویوں میں ڈال کر اور ان سے خلاصی عطا فرما کر۔ ۳۴ مدینہ ایک شہر ہے مصر سے اٹھ

منزل فاصلہ پر یہاں حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام رہتے تھے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام مصر سے مدین آئے اور کئی برس تک حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ

والسلام کے پاس اقامت فرمائی اور ان کی صاحبزادی صفوراء کے ساتھ آپ کا نکاح ہوا۔ ۳۵ یعنی اپنی عمر کے چالیسویں سال، اور یہ وہ سن ہے کہ انبیاء کی طرف

اس سن میں وحی کی جاتی ہے۔ ۳۶ اپنی وحی اور رسالت کے لیے تاکہ تو میرے ارادہ اور میری محبت پر تضرع کرے اور میری حجت پر قائم رہے اور میرے اور میری

خلق کے درمیان خطاب پہنچانے والا ہو۔ ۳۷ یعنی حجرات ۳۸ یعنی اس کو نبی نہ نصیحت فرمانا اور نبی کا حکم اس لیے تھا کہ اس نے بچپن میں آپ کی خدمت کی تھی

اور بعض مفسرین نے فرمایا کہ نبی سے مراد یہ ہے کہ آپ اس سے وعدہ کریں کہ اگر وہ ایمان قبول کرے گا تو تمام عمر جوان رہے گا کبھی بڑھا پانہ آئے گا اور مرتے دم

تک اس کی سلطنت باقی رہے گی اور کھانے پینے اور نکاح کی لذتیں تادم مرگ باقی رہیں گی اور بعد موت دخول جنت میسر آئے گا۔ جب حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ

والسلام نے فرعون سے یہ وعدے کئے تو اس کو یہ بات بہت پسند آئی لیکن وہ کسی کام پر بغیر مشورہ ہامان کے طبعی فیصلہ نہیں کرتا تھا، ہامان موجود نہ تھا جب وہ آیا تو

فرعون نے اس کو یہ خبر دی اور کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ہدایت پر ایمان قبول کر لوں۔ ہامان کہنے لگا: میں تو تجھ کو عاقل و دانا سمجھتا تھا! تو رب

ہے، بندہ بنا چاہتا ہے! تو مجھو ہے، عابد بننے کی خواہش کرتا ہے! فرعون نے کہا: تو نے ٹھیک کہا اور حضرت ہارون علیہ السلام مصر میں تھے، اللہ تعالیٰ نے حضرت

موسیٰ علیہ السلام کو حکم کیا کہ وہ حضرت ہارون کے پاس آئیں اور حضرت ہارون علیہ السلام کو وحی کی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملیں۔ چنانچہ وہ ایک منزل چل

کر آپ سے ملے اور جو وحی انہیں ہوئی تھی اس کی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اطلاع دی۔ ۳۹ یعنی آپ کی تعلیم و نصیحت اس امید کے ساتھ ہونی چاہئے تاکہ آپ



قَالَ لَا تَخَافَا إِنِّي مَعَكُمْ أَسْمَعُ وَأُرَى ۝٣٦ فَآتَيْتُهُ فَقُولَا إِنَّا رَسُولَا

فرمایا ڈرو نہیں میں تمہارے ساتھ ہوں ۱۵۱ سنتا اور دیکھتا ۱۵۲ تو اُس کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ ہم تیرے رب

رَبِّكَ فَأَرْسِلْ مَعَنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ وَلَا تَعَذِّبْهُمْ ۝٣٧ قَدْ جِئْنَاكَ

کے بھیجے ہوئے ہیں تو اولادِ یعقوب کو ہمارے ساتھ چھوڑ دے ۱۵۳ اور انہیں تکلیف نہ دے ۱۵۴ بے شک ہم تیرے پاس

بَايَةٍ مِّن رَّبِّكَ ۝٣٨ وَالسَّلَامُ عَلَيَّ وَالسَّلَامُ عَلَىٰ مَنِ اتَّبَعَ الْهُدَىٰ ۝٣٩ إِنَّا قَدْ أُوحِيَ إِلَيْنَا

تیرے رب کی طرف سے نشانیاں لائے ہیں ۱۵۵ اور سلامتی اُسے جو ہدایت کی پیروی کرے ۱۵۶ بے شک ہماری طرف وحی ہوئی ہے

أَنَّ الْعَذَابَ عَلَىٰ مَن كَذَّبَ وَتَوَلَّىٰ ۝٣٨ قَالَ فَمَنْ رَّبُّكُمْ يَا يُوسَىٰ ۝٣٩

کہ عذاب اس پر ہے جو جھٹلائے ۱۵۷ اور منہ پھیرے ۱۵۸ بولا تو تم دونوں کا خدا کون ہے اے موسیٰ

قَالَ رَبُّنَا الَّذِي أَعْطَىٰ كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهُ ثُمَّ هَدَىٰ ۝٤٠ قَالَ فَمَا بَالُ

کہا ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر چیز کو اس کے لائق صورت دی ۱۵۹ پھر راہ دکھائی ۱۶۰ بولا ۱۶۱ اگلی سکتوں

الْقُرُونِ الْأُولَىٰ ۝٤١ قَالَ عَلَيْهَا عِنْدَ رَبِّي فِي كِتَابٍ لَّا يَضِلُّ رَبِّي

کا کیا حال ہے ۱۶۲ کہا ان کا علم میرے رب کے پاس ایک کتاب میں ہے ۱۶۳ میرا رب نہ بھٹکے

وَلَا يَنسَىٰ ۝٤٢ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ مَهْدًا وَوَسَّلَ لَكُم فِيهَا سُبُلًا

نہ بھولے ۱۶۴ وہ جس نے تمہارے لیے زمین کو بچھونا کیا اور تمہارے لیے اس میں چلتی راہیں رکھیں

وَأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً ۝٤٣ فَأَخْرَجْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّن نَّبَاتٍ شَتَّىٰ ۝٤٤

اور آسمان سے پانی اتارا ۱۶۵ تو ہم نے اُس سے طرح طرح کے سبزے کے جوڑے نکالے ۱۶۶

کے لیے اجرا اور اس پر الزام جُت اور قطع عذر ہو جائے اور حقیقت میں ہونا تو وہی ہے جو تقدیر الہی ہے۔ ۱۶۷ اپنی مدد سے ۱۶۸ اس کے قول و فعل کو ۱۶۹ اور انہیں

بندگی و اسیری سے رہا کر دے۔ ۱۷۰ محنت و مشقت کے سخت کام لے کر۔ ۱۷۱ یعنی مجھڑے جو ہمارے صدق نبوت کی دلیل ہیں۔ فرعون نے کہا: وہ کیا ہیں؟ تو

آپ نے مجھڑے ہید بیضاء (سورج کی طرح ہاتھ چمکنے کا مجھڑہ) دکھایا۔ ۱۷۲ یعنی دونوں جہان میں اس کے لیے سلامتی ہے وہ عذاب سے محفوظ رہے گا۔ ۱۷۳ ہماری

نبوت کو اور ان احکام کو جو ہم لائے۔ ۱۷۴ ہماری ہدایت سے۔ حضرت موسیٰ و حضرت ہارون علیہما السلام نے فرعون کو یہ پیغام پہنچا دیا تو وہ ۱۷۵ ہاتھ کو اس کے

لائق ایسی کہ کسی چیز کو پکڑ سکے، پاؤں کو اس کے قابل کہ چل سکے، زبان کو اس کے مناسب کہ بول سکے، آنکھ کو اس کے موافق کہ دیکھ سکے، کان کو ایسی کہ سن سکے۔

۱۷۶ اور اس کی معرفت دی کہ دنیا کی زندگی اور آخرت کی سعادت کے لیے اللہ کی عطا کی ہوئی نعمتوں کو کس طرح کام میں لایا جائے۔ ۱۷۷ فرعون ۱۷۸ یعنی

جو امتیں گزر چکی ہیں مثل قوم نوح و عاد و ثمود کے جو بتوں کو پوجتے تھے اور بعض بعد الموت یعنی مرنے کے بعد زندہ کر کے اٹھائے جانے کے منکر تھے، اس پر حضرت

موسیٰ علیہ السلام نے ۱۷۹ یعنی لوح محفوظ میں ان کے تمام احوال مکتوب ہیں، روز قیامت انہیں ان اعمال پر جزا دی جائے گی۔ ۱۸۰ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا

کلام تو یہاں تمام ہو گیا اب اللہ تعالیٰ اہل مکہ کو خطاب کر کے اس کی تسبیح فرماتا ہے ۱۸۱ یعنی تم تم کے سبزے مختلف رنگوں خوشبوؤں شکلوں کے بعض آدمیوں

کے لیے بعض جانوروں کے لیے۔

كُلُّوْا وَاْرَعُوْا اَنْعَامَكُمْ ٥٤ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لٰاٰيٰتٍ لِّاُولِي النُّهٰى ٥٥ مِنْهَا

تم کھاؤ اور اپنے مویشیوں کو چراؤ ۵۴ بے شک اس میں نشانیاں ہیں عقل والوں کو ہم نے زمین

خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نَعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اٰخَرٰى ٥٥ وَلَقَدْ

ہی سے تمہیں بنایا ۵۴ اور اسی میں تمہیں پھر لے جائیں گے ۵۵ اور اسی سے تمہیں دوبارہ نکالیں گے ۵۶ اور بیشک ہم

اَرٰىنٰهُ اَيْتِنَا كَلٰهَافَا كَذَّبَ وَاٰبٰى ٥٦ قَالَ اَجِئْنَا لِتُخْرِجَنَا مِنْ اَرْضِنَا

نے اسے دکھا اپنی سب نشانیاں ۵۶ دکھائیں تو اس نے جھٹلایا اور نہ مانا ۵۶ بولا کیا تم ہمارے پاس اس لیے آئے ہو کہ ہمیں اپنے جادو کے سبب ہماری

بِسِحْرِكَ يٰمُوسٰى ٥٧ فَلَمَّا تَبَيَّنَكَ بِسِحْرٍ مِّثْلِهِ فَاَجْعَلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ

زمین سے نکال دو اے موسیٰ ۵۷ تو ضرور ہم بھی تمہارے آگے ویسا ہی جادو لائیں گے ۵۷ تو ہم میں اور اپنے میں ایک

مَوْعِدًا اَلَّا نَخْلِفُهٗ نَحْنُ وَلَا اَنْتَ مَكَانًا سُوًى ٥٨ قَالَ مَوْعِدُكُمْ

وعدہ ٹھہرا دو جس سے نہ ہم بدلہ لیں (آگے پیچھے ہوں) نہ تم ہموار جگہ ہو موسیٰ نے کہا تمہارا وعدہ

يَوْمَ الزِّيْنَةِ وَاَنْ يُحْشَرَ النَّاسُ ضُجًى ٥٩ فَتَوَلّٰى فِرْعَوْنُ وَجَمَعَ كَيْدَهٗ

میلے کا دن ہے ۵۹ اور یہ کہ لوگ دن چڑھے جمع کیے جائیں ۵۹ تو فرعون پھرا اور اپنے دانتوں (مکر و فریب) اکٹھے کئے ۵۹

ثُمَّ اٰتٰى ٦٠ قَالَ لَهُمْ مُّوسٰى وَيٰلَكُمْ لَا تَفْتَرُوْا عَلٰى اللّٰهِ كَذٰبًا فَيَسْجِئَكُمْ

پھر آیا ۶۰ ان سے موسیٰ نے کہا تمہیں خرابی ہو اللہ پر جھوٹ نہ باندھو ۶۰ کہ وہ تمہیں عذاب

بِعَذَابٍ ۚ وَقَدْ خَابَ مَنۢ فَاْتَرٰى ٦١ فَتَنَّا زَعُوْا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ وَاَسْرٰوْا

سے ہلاک کر دے اور بے شک نامراد رہا جس نے جھوٹ باندھا ۶۱ تو اپنے معاملہ میں باہم مختلف ہو گئے ۶۱ اور چھپ کر

٦٢ يٰمِر اِبٰحْت اور تذکیر نعمت کے لیے ہے یعنی ہم نے یہ بے زبے نکالے تمہارے لیے ان کا کھانا اور اپنے جانوروں کو چرانا مباح کر کے۔ ۶۲ تمہارے جد

اعلیٰ حضرت آدم علیہ السلام کو اس سے پیدا کر کے۔ ۶۳ تمہاری موت و دفن کے وقت ۶۴ روز قیامت۔ ۶۵ یعنی فرعون کو ۶۵ یعنی کل آیات تسع (نوشانیاں)

جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عطا فرمائی تھیں۔ ۶۶ اور ان آیات کو سحر بتایا اور قبول حق سے انکار کیا اور۔ ۶۷ یعنی ہمیں مصر سے نکال کر خود اس پر قبضہ کرو اور بادشاہ

بن جاؤ۔ ۶۸ اور جادو میں ہمارا اور تمہارا مقابلہ ہوگا ۶۹ اس میلہ سے فرعون نیوں کا میلہ مراد ہے جو ان کی عید تھی اور اس میں وہ زمینیں کر کے جمع ہوتے تھے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ یہ دن عاشوراء یعنی سو سوں محرم کا تھا اور اس سال یہ تاریخ سنہ سبچہ کو واقع ہوئی تھی۔ اس روز کو حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ

والسلام نے اس لیے معین فرمایا کہ یہ روز ان کی غایت شوکت کا دن تھا اس کو مقرر کرنا اپنے کمال قوت کا اظہار ہے نیز اس میں یہ بھی حکمت تھی کہ حق کا ظہور اور باطل

کی رسوائی کے لیے ایسا ہی وقت مناسب ہے جبکہ اطراف و جوارب کے تمام لوگ مجتمع ہوں۔ ۷۰ تاکہ خوب روشنی پھیل جائے اور دیکھنے والے باطمینان دیکھ سکیں

اور ہر چیز صاف صاف نظر آئے۔ ۷۱ کثیر التعداد جادو گروں کو جمع کیا ۷۲ وعدہ کے دن ان سب کو لے کر ۷۳ کسی کو اس کا شریک کر کے ۷۴ اللہ تعالیٰ پر۔

۷۵ یعنی جادوگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا یہ کلام سن کر آپس میں مختلف ہو گئے۔ بعض کہنے لگے کہ یہ بھی ہماری مثل جادوگر ہیں۔ بعض نے کہا کہ یہ باتیں ہی جادو گروں کی نہیں وہ اللہ پر جھوٹ باندھنے کو منع کرتے ہیں۔

النَّجْوَى ٢٢) قَالُوا إِنَّ هَذَا مِنْ لَسَانِ يَرِيدَانِ أَنْ يُخْرِجَكُم مِّنْ

مشورت کی بولے بیشک یہ دونوں ۵۷ ضرور جادوگر ہیں چاہتے ہیں کہ تمہیں تمہاری

أَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِمَا وَيَذْهَبَا بِطَرِيقَتِكُمُ الْمُثَلَّى ٢٣) فَأَجْبِعُوا كَيْدَكُمْ ثُمَّ

زمین سے اپنے جادو کے زور سے نکال دیں اور تمہارا اچھا دین لے جائیں تو اپنا دانتوں (فریب) پکا کر لو پھر

اسْتُواصِفًا وَقَدْ أَفْلَحَ الْيَوْمَ مَنْ اسْتَعْلَى ٢٤) قَالُوا أَيُّوَسَىٰ إِمَّا أَنْ

پراباندھ (صف بنا) کر آؤ اور آج مراد کو پہنچا جو غالب رہا بولے ۵۸ اے موسیٰ یا تو

تُلْقَىٰ وَإِمَّا أَنْ تَكُونَ أَوَّلَ مَنْ أَلْقَىٰ ٢٥) قَالَ بَلْ أَلْقُوا جِذَاذًا

تم ڈالو ۵۹ یا ہم پہلے ڈالیں ۵۵ موسیٰ نے کہا بلکہ تمہیں ڈالو ۵۶ جی

جِبَالَهُمْ وَعِصِيَّهُمْ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ أَنَّهَا تَسْعَىٰ ٢٦) فَأَوْجَسَ فِي

ان کی رسیاں اور لٹھیاں ان کے جادو کے زور سے ان کے خیال میں دوڑتی معلوم ہوئیں ۵۷ تو اپنے

نَفْسِهِ خِيفَةً مُّوسَىٰ ٢٧) قُلْنَا لَا تَخَفْ إِنَّكَ أَنْتَ الْأَعْلَىٰ ٢٨) وَأَلْقَىٰ مَا

جی میں موسیٰ نے خوف پایا ہم نے فرمایا ڈر نہیں بے شک تو ہی غالب ہے اور ڈال تودے جو

فِي يَمِينِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوا إِنَّمَا صَنَعُوا كَيْدٌ سِحْرٍ ط وَلَا يُفْلِحُ

تیرے دہنے ہاتھ میں ہے ۵۹ وہ ان کی بناؤں کو نگل جائے گا وہ جو بنا کر لائے ہیں وہ تو جادوگر کا فریب ہے اور جادوگر

السَّحْرِ حَيْثُ أَتَىٰ ٢٩) فَأَلْقَى السَّحْرَةَ سُجَّدًا قَالُوا الْمَنَابِرُ بْ هَرُونَ

کا بھلا نہیں ہوتا کہیں آوے ۵۹ تو سب جادوگر سجدے میں گرا لیے گئے بولے ہم اُس پر ایمان لائے جو ہارون اور موسیٰ

وَمُوسَىٰ ٣٠) قَالَ أَمْنْتُمْ لَهُ قَبْلَ أَنْ أَدْنَىٰ لَكُمْ إِنَّهُ لَكَبِيرٌ كَمَا الَّذِي

کا رب ہے ۶۰ فرعون بولا کیا تم اُس پر ایمان لائے قبل اس کے کہ میں تمہیں اجازت دوں بیشک وہ تمہارا بڑا ہے جس نے

۵۲ یعنی حضرت موسیٰ و حضرت ہارون ۵۳ جادوگر ۵۴ پہلے اپنا عصا ۵۵ اپنے سامان۔ ابتداء کرنا جادوگروں نے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی رائے

مبارک پر چھوڑا اور اس کی برکت سے آخر کار اللہ تعالیٰ نے انہیں دولت ایمان سے مشرف فرمایا۔ ۵۶ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس لیے فرمایا کہ جو کچھ

جادو کے مکر ہیں پہلے وہ سب ظاہر کر چکیں اس کے بعد آپ معجزہ دکھائیں اور حق باطل کو مٹائے اور معجزہ سحر کو باطل کرے تو دیکھنے والوں کو بصیرت و عبرت حاصل ہو۔

چنانچہ جادوگروں نے رسیاں لٹھیاں وغیرہ جو سامان لائے تھے سب ڈال دیا اور لوگوں کی نظر بندی کر دی۔ ۵۷ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیکھا کہ

زمین ساپوں سے بھر گئی اور میلوں کے میدان میں ساپ ہی ساپ دوڑ رہے ہیں اور دیکھنے والے اس باطل نظر بندی سے مسحور ہو گئے کہیں ایسا نہ ہو کہ بعض معجزہ

دیکھنے سے پہلے ہی اس کے گرد ویدہ ہو جائیں اور معجزہ نہ دیکھیں۔ ۵۸ یعنی اپنا عصا ۵۹ پھر حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا عصا ڈالا وہ جادوگروں

کے تمام اژدھوں اور ساپوں کو نگل گیا اور آدمی اس کے خوف سے گھبرا گئے۔ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے اپنے دست مبارک میں لیا تو مثل سابق عصا



عَلَّكُمْ السِّحْرَ فَلَا قِطْعَنَ أَيْدِيكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَ

تم سب کو جادو سکھایا اور تم مجھے قسم ہے ضرور میں تمہارے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹوں گا اور

لَأَوْصَلِبَنَّكُمْ فِي جُدُوعِ النَّخْلِ وَلَتَعْلَسَنَّ أَيْبَاءُ عَدَا بَاءُ وَأَبْنَى ٤١

تمہیں کھجور کے ڈنڈ (سوکھے تنے) پر سولی چڑھاؤں گا اور ضرور تم جان جاؤ گے کہ ہم میں کس کا عذاب سخت اور دیر پا ہے اور

قَالُوا لَنْ نُؤْتِيكَ عَلَى مَا جَاءَنَا مِنَ الْبَيْتِ وَالَّذِي فَطَرَنَا فَاقْضِ

بولے ہم ہرگز تجھے ترجیح نہ دیں گے ان روشن دلیلوں پر جو ہمارے پاس آئیں اور ہمیں اپنے پیدا کرنے والے کی قسم تو تو کر چک

مَا أَنْتَ قَاضٍ إِنَّمَا تَقْضِي هَذِهِ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ٤٢ إِنَّا آمَنَّا بِرَبِّنَا

جو تجھے کرنا ہے اور تو اس دنیا ہی کی زندگی میں تو کرے گا بیشک ہم اپنے رب پر ایمان لائے

لَيَغْفِرَ لَنَا خَطِيئَاتِنَا وَمَا أَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ وَاللَّهُ خَيْرٌ وَأَوْ

کہ وہ ہماری خطائیں بخش دے اور وہ جو تو نے ہمیں مجبور کیا جادو پر اور اللہ بہتر ہے اور

أَبْنَى ٤٣ إِنَّهُ مِنْ يَأْتِ رَبَّهُ مُجْرِمًا فَإِنَّ لَهُ جَهَنَّمَ لَا يَبُوتُ فِيهَا

سب سے زیادہ باقی رہنے والا بیشک جو اپنے رب کے حضور مجرم منہ ہو کر آئے تو ضرور اس کے لیے جہنم ہے جس میں نہ مرے اور

وَلَا يَجِي ٤٤ وَمَنْ يَأْتِهِ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصَّالِحَاتِ فَأُولَئِكَ لَهُمْ

نہ جئے اور جو اُس کے حضور ایمان کے ساتھ آئے کہ اچھے کام کئے ہوں اور تو انہیں کے

ہو گیا یہ دیکھ کر جادو گروں کو یقین ہوا کہ یہ معجزہ ہے جس سے سحر مقابلہ نہیں کر سکتا اور جادو کی فریب کاری اس کے سامنے قائم نہیں رہ سکتی۔ اور سبحان اللہ کیا عجیب

حال تھا جن لوگوں نے ابھی کفر و کجی کے لیے رسیاں اور عصا ڈالے تھے ابھی معجزہ دیکھ کر انہوں نے شکر و تہجد کے لیے سر جھکا دیئے اور گردنیں ڈال دیں منقول ہے

کہ اس سجدے میں انہیں جنت اور دوزخ دکھائی گئی اور انہوں نے جنت میں اپنے منازل دیکھ لیے۔ اور یعنی جادو میں وہ استاد کامل اور تم سب سے فائق ہے۔

(معاذ اللہ) یعنی دہنے ہاتھ اور بائیں پاؤں اور اس سے فرعون ملعون کی مراد یہ تھی کہ اس کا عذاب سخت تر ہے، یارب العالمین کا فرعون کا یہ منکبرانہ کلمہ سن کر وہ

جادو گر اور عصا سے موسیٰ بعض مفسرین نے کہا ہے کہ ان کا استدلال یہ تھا کہ اگر تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزہ کو بھی سحر کہتا ہے تو بتاؤ وہ رستے اور

لاٹھیاں کہاں گئیں؟ بعض مفسرین کہتے ہیں کہ بیانات سے مراد جنت اور اس میں اپنے منازل کا دیکھنا ہے۔ اور ہمیں اس کی کچھ پروا نہیں اور آگے تو تیری کچھ

مجال نہیں اور دنیا زائل اور یہاں کی ہر چیز فنا ہونے والی ہے تو مہربان بھی ہو تو بقاءے دوام نہیں دے سکتا پھر زندگی دنیا اور اس کی راحتوں کے زوال کا کیا غم یا خصوص

اس کا جو جانتا ہے کہ آخرت میں اعمال دنیا کی جزا ملے گی۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے میں۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ فرعون نے جب جادو گروں کو

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے کے لیے بلایا تھا تو جادو گروں نے فرعون سے کہا تھا کہ ہم حضرت موسیٰ علیہ السلام کو سوتا ہوا دیکھنا چاہتے ہیں چنانچہ اس کی کوشش

کی گئی اور انہیں ایسا موقع بہم پہنچا دیا گیا انہوں نے دیکھا کہ حضرت خواب میں ہیں اور عصا شریف پہرہ دے رہا ہے یہ دیکھ کر جادو گروں نے فرعون سے کہا کہ موسیٰ

جادو گر نہیں ہیں کیونکہ جادو گر جب سوتا ہے تو اس وقت اس کا جادو کام نہیں کرتا مگر فرعون نے انہیں جادو کرنے پر مجبور کیا، اس کی مغفرت کے وہ اللہ تعالیٰ سے طالب اور

امیدوار ہیں۔ اور فرما تیرا داروں کو ثواب دینے میں اور بلحاظ عذاب کرنے کے نافرمانوں پر۔ یعنی کافر مشل فرعون کے اور کہ مر کر ہی اس سے چھوٹ سکے۔

اور ایسا جینا جس سے کچھ نفع اٹھا سکے۔ یعنی جن کا ایمان پر خاتمہ ہوا ہو اور انہوں نے اپنی زندگی میں نیک عمل کئے ہوں اور نوافل بجالائے ہوں۔

الدَّرَجَاتُ الْعُلَى ٤٥ جَنَّتٌ عَدْنٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ

درجے اونچے بسنے کے باغ جن کے نیچے نہریں بہیں ہمیشہ ان میں

فِيهَا ٢٢ وَذَلِكَ جَزَاءُ مَنْ تَزَكَّى ٤٦ وَلَقَدْ آوَحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ أَنْ أَسْرِ

رہیں اور یہ صلہ ہے اس کا جو پاک ہوا اور بے شک ہم نے موسیٰ کو وحی کی وحی کی کہ راتوں رات میرے

بِعِبَادِي فَاصْرَبْ لَهُمْ طَرِيقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا ٤٧ لَا تَخَفْ دَرَاكًا وَلَا

بندوں کو لے چل و لا اور ان کے لیے دریا میں سوکھا راستہ نکال دے گا تجھے ڈرنہ ہوگا کہ فرعون آلے اور نہ

تَخْشَى ٤٨ فَاتَّبِعْهُمْ فِرْعَوْنَ بِجُرُودٍ مُنْقَطِعَةٍ مِنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ ٤٩

خطرہ تو ان کے پیچھے فرعون پڑا اپنے لشکر لے کر و لا تو انہیں دریا نے ڈھانپ لیا جیسا ڈھانپ لیا و لا

وَأَضَلَّ فِرْعَوْنَ قَوْمَهُ وَمَاهَدَىٰ ٤٩ يُبَيِّنُ إِسْرَاءَ يَلْ قَدْ أَنْجَيْنَاكَ

اور فرعون نے اپنی قوم کو گمراہ کیا اور راہ نہ دکھائی و لا اے بنی اسرائیل بے شک ہم نے تم کو تمہارے

مِنْ عَدُوِّكُمْ وَوَعَدْنَاكُمْ جَانِبَ الطُّورِ الْأَيْمَنِ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّاءَ

دشمن سے و لا سے نجات دی اور تمہیں طور کی دہنی طرف کا وعدہ دیا و لا اور تم پر من اور

وَالسَّلْوَىٰ ٥٠ كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِيهِ فَيَحِلَّ

سلوی اُتارا و لا کھاؤ جو پاک چیزیں ہم نے تمہیں روزی دیں اور اس میں زیادتی نہ کرو و لا کہ تم پر

عَلَيْكُمْ غَضَبِي ٥١ وَمَنْ يَحِلِّ عَلَيْهِ غَضَبِي فَقَدْ هَوَىٰ ٥١ وَإِنِّي لَعَفَّارٌ

میرا غضب اُترے اور جس پر میرا غضب اُترا بے شک وہ گرا و لا اور بے شک میں بہت بخشنے والا ہوں

لِمَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدَىٰ ٥٢ وَمَا أَعْجَلَكَ عَنْ

اُسے جس نے توبہ کی و لا اور ایمان لایا اور اچھا کام کیا پھر ہدایت پر رہا و لا اور تو نے اپنی قوم سے

وَمَا كَفَرَكَ نَجَاسَتٍ أَوْ مَعَاصِيٍّ كِي كُنْدِي ٥٣ وَوَعَدْنَاكَ مَجْزَاتٍ دَكِيحَةٍ كَرَاهٍ بِرَنَدٍ أَوْ يَنْدِي ٥٤ وَوَعَدْنَاكَ مَجْزَاتٍ دَكِيحَةٍ كَرَاهٍ بِرَنَدٍ أَوْ يَنْدِي ٥٤

مصر سے اور جب دریا کے کنارے پہنچیں اور فرعوننی لشکر پیچھے سے آئے تو اندیشہ نہ کر و لا اپنا عصا مار کر و لا دریا میں غرق ہونے کا۔ موسیٰ علیہ السلام حکم الہی

پاکر شب کے اول وقت ستر ہزار بنی اسرائیل کو ہمراہ لے کر مصر سے روانہ ہو گئے۔ و لا جن میں چھ لاکھ قبطی تھے۔ و لا وہ غرق ہو گئے اور پانی ان کے سروں سے

اونچا ہو گیا۔ و لا اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے اور احسان کا ذکر کیا اور فرمایا: و لا یعنی فرعون اور اس کی قوم و لا کہ ہم موسیٰ علیہ السلام کو وہاں تورات عطا

فرمائیں گے جس پر عمل کیا جائے و لا بیہ میں اور فرمایا: و لا ناشکری اور کفران نعمت کر کے اور ان نعمتوں کو معاصی اور گناہوں میں خرچ کر کے یا ایک دوسرے پر

ظلم کر کے و لا جہنم میں اور ہلاک ہوا۔ و لا شرک سے و لا تادم آخر۔

قَوْمِكَ يُوسَى ٨٢ قَالَ هُمْ أَوْلَاءِ عَلَىٰ أَثَرِي وَعَجِلْتُ إِلَيْكَ رَبِّ

کیوں جلدی کی اے موسیٰ ۱۱۹ عرض کی کہ وہ یہ ہیں میرے پیچھے اور اے میرے رب تیری طرف میں جلدی کر کے حاضر ہوا

لِتَرْضَىٰ ٨٣ قَالَ فَإِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ مِن بَعْدِكَ وَأَضَلَّهُمُ

کہ تو راضی ہو ۱۲۰ فرمایا تو ہم نے تیرے آنے کے بعد تیری قوم کو ۱۲۱ بلا میں ڈالا اور انہیں سامری

السَّامِرِيُّ ٨٥ فَرَجَعَ مُوسَىٰ إِلَىٰ قَوْمِهِ غَضْبَانَ أَسِفًا قَالَ لِقَوْمِ

نے گمراہ کر دیا ۱۲۱ تو موسیٰ اپنی قوم کی طرف پلٹا ۱۲۲ غصہ میں بھرا افسوس کرتا ۱۲۳ کہا اے میری قوم

الْمُيَعِدُكُمْ رَبُّكُمْ وَعَدًّا حَسَنًا أَفَطَالَ عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ أَمْ أَرَأَيْتُمْ

کیا تم سے تمہارے رب نے اچھا وعدہ نہ کیا تھا ۱۲۴ کیا تم پر مدت لمبی گزری یا تم نے چاہا

أَنْ يَجِدَّ عَلَيْكُمْ غَضَبٌ مِّن رَّبِّكُمْ فَأَخْلَفْتُم مَّوْعِدِي ٨٦ قَالُوا مَا

کہ تم پر تمہارے رب کا غضب اترے تو تم نے میرا وعدہ خلاف کیا ۱۲۵ بولے ہم نے

أَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ بِمَلِكِنَا وَلَكِنَّا حَمِلْنَا أَوْذَارًا مِّن زِينَةِ الْقَوْمِ

آپ کا وعدہ اپنے اختیار سے خلاف نہ کیا لیکن ہم سے کچھ بوجھ اٹھوائے گئے اس قوم کے گہنے کے ۱۲۶

فَقَدَرْنَا فَنَرَاكَ الْفَلِي السَّامِرِيُّ ٨٧ فَخَرَجَ لَهُمْ عَجَلًا جَسَدًا

تو ہم نے انہیں ۱۲۷ ڈال دیا پھر اسی طرح سامری نے ڈالا ۱۲۸ تو اُس نے اُن کے لیے ایک چمچڑا نکالا بے جان کا دھڑ

لَهُ خَوَارِفًا فَقَالُوا هَذَا إِلَهُكُمْ وَإِلَهُ مُوسَىٰ ٨٨ فَتَنَىٰ ٨٨ أَفَلَا يَرَوْنَ

گائے کی طرح بولتا ۱۲۹ تو بولے ۱۳۰ یہ ہے تمہارا معبود اور موسیٰ کا معبود موسیٰ تو بھول گئے ۱۳۱ تو کیا نہیں دیکھتے

۱۱۹ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جب اپنی قوم میں سے ستر آدمیوں کو منتخب کر کے توریت لینے طور پر تشریف لے گئے پھر کلام پروردگار کے شوق میں ان سے

آگے بڑھ گئے انہیں پیچھے چھوڑ دیا اور فرما دیا کہ میرے پیچھے چلے آؤ، اس پر اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا: وَمَا أَعْجَلَكَ (اور تو نے اپنی قوم سے کیوں جلدی

کی اے موسیٰ!) تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ۱۲۰ یعنی تیری رضا اور زیادہ ہو۔ مسئلہ: اس آیت سے اجتہاد کا جواز ثابت ہوا۔ (مدارک) ۱۲۱ جنہیں آپ نے

حضرت ہارون علیہ السلام کے ساتھ چھوڑا ہے۔ ۱۲۲ گوسالہ پرستی کی دعوت دے کر۔ مسئلہ: اس آیت میں اضلال یعنی گمراہ کرنے کی نسبت سامری کی طرف

فرمائی گئی کیونکہ وہ اس کا سبب و باعث ہوا اس سے ثابت ہوا کہ کسی چیز کو سبب کی طرف نسبت کرنا جائز ہے۔ اسی طرح کہہ سکتے ہیں کہ ماں باپ نے پرورش کی، دینی

پیشواؤں نے ہدایت کی، اولیاء نے حاجت روائی فرمائی، بزرگوں نے بلا دفع کی۔ مفسرین نے فرمایا ہے کہ امور ظاہر میں منشاء و سبب کی طرف منسوب کر دیئے

جاتے ہیں اگرچہ حقیقت میں ان کا مؤجد اللہ تعالیٰ ہے اور قرآن کریم میں ایسی نسبتیں بکثرت وارد ہیں۔ (خازن) ۱۲۳ چالیس دن پورے کر کے توریت لے کر

۱۲۴ ان کے حال پر ۱۲۵ کہ وہ تمہیں توریت عطا فرمائے گا جس میں ہدایت ہے، نور ہے، ہزار سورتیں ہیں، ہر سورت میں ہزار آیتیں ہیں۔ ۱۲۶ اور ایسا ناقص

کام کیا کہ گوسالہ کو پوجنے لگے تمہارا وعدہ تو مجھ سے یہ تھا کہ میرے حکم کی اطاعت کرو گے اور میرے دین پر قائم رہو گے ۱۲۷ یعنی قوم فرعون کے زیوروں کے جو بنی

اسرائیل نے ان لوگوں سے عاریت کے طور پر مانگ لیے تھے۔ ۱۲۸ سامری کے حکم سے آگ میں ۱۲۹ ان زیوروں کو جو اس کے پاس تھے اور اس خاک کو جو

حضرت جبریل علیہ السلام کے گھوڑے کے قدم کے نیچے سے اس نے حاصل کی تھی۔ ۱۳۰ یہ چمچڑا سامری نے بنایا اور اس میں کچھ سوراخ اس طرح رکھے کہ جب



أَلَا يَرْجِعُ إِلَيْهِمْ قَوْلًا ۗ وَلَا يَمْلِكُ لَهُمْ صَرًّا وَلَا نَفْعًا ۗ ۝٨٩

کہ وہ انہیں کسی بات کا جواب نہیں دیتا اور ان کے کسی بُرے بھلے کا اختیار نہیں رکھتا ۱۳۲ اور بے شک

قَالَ لَهُمْ هَارُونَ مِنْ قَبْلُ يَقَوْمِ إِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهِ ۗ وَإِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمَنُ

ان سے ہارون نے اس سے پہلے کہا تھا کہ اے میری قوم یونہی ہے کہ تم اس کے سبب فتنے میں پڑے ۱۳۵ اور بے شک تمہارا رب رحمن ہے

فَاتَّبِعُونِي وَأَطِيعُوا أَمْرِي ۗ ۝٩٠

تو میری پیروی کرو اور میرا حکم مانو بولے ہم تو اس پر آسن مارے تھے (پوجا کیلئے جم کر بیٹھے) رہیں گے ۱۳۶ جب تک

يَرْجِعُ إِلَيْنَا مُوسَى ۗ ۝٩١

ہمارے پاس موسیٰ لوٹ کے آئیں ۱۳۷ موسیٰ نے کہا اے ہارون تمہیں کس بات نے روکا تھا جب تم نے انہیں گمراہ ہوتے دیکھا تھا

أَلَا تَتَّبِعُنَّ أَفْعَصَيْتَ أَمْرِي ۗ ۝٩٢

کہ میرے پیچھے آتے ۱۳۸ تو کیا تم نے میرا حکم نہ مانا کہا اے میرے ماں جائے نہ میری داڑھی پکڑو اور

لَا بِرَأْسِي ۗ إِنِّي خَشِيتُ أَنْ تَقُولَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَلَمْ

نہ میرے سر کے بال مجھے یہ ڈر ہوا کہ تم کہو گے تم نے بنی اسرائیل میں تفرقہ ڈال دیا اور تم نے

تَرَقَّبْتُ قَوْلِي ۗ ۝٩٣

میری بات کا انتظار نہ کیا ۱۳۹ موسیٰ نے کہا اب تیرا کیا حال ہے اے سامری ۱۴۰ بولا میں نے وہ دیکھا جو

يَبْصُرُ وَابِهِ فَمَبْضُتٌ قَبْضَةٌ مِّنْ أَثَرِ الرَّسُولِ فَنَبَذْتُهَا وَكَذَلِكَ

لوگوں نے نہ دیکھا ۱۴۱ تو ایک مٹھی بھری فرشتے کے نشان سے پھر اُسے ڈال دیا ۱۴۲ اور

ان میں ہوا داخل ہو تو اس سے پھڑپھڑے کی آواز کی طرح آواز پیدا ہو۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ وہ اسپ جبریل کی خاک زیر قدم ڈالنے سے زندہ ہو کر پھڑپھڑے کی طرح

بولتا تھا۔ ۱۳۱ سامری اور اس کے متبعین۔ ۱۳۲ یعنی موسیٰ معبود کو بھول گئے اور اس کو یہاں چھوڑ کر اس کی جستجو میں طور پر چلے گئے۔ (معاذ اللہ) بعض مفسرین نے

کہا کہ نسبے کا فاعل سامری ہے اور معنی یہ ہیں کہ سامری نے جو پھڑپھڑے کو معبود بنا یا وہ اپنے رب کو بھول گیا یا وہ حدوث اجسام سے استدلال کرنا بھول گیا۔ ۱۳۳ پھڑپھڑا

۱۳۴ خطاب سے بھی عاجز اور نفع و ضرر سے بھی وہ کس طرح معبود ہو سکتا ہے۔ ۱۳۵ تو اسے نہ پوجو ۱۳۶ گوسالہ پرستی پر قائم رہیں گے اور تمہاری بات نہ مانیں

گے۔ ۱۳۷ اس پر حضرت ہارون علیہ السلام ان سے علیحدہ ہو گئے اور ان کے ساتھ بارہ ہزار وہ لوگ جنہوں نے پھڑپھڑے کی پرستش نہ کی تھی جب حضرت موسیٰ علیہ

السلام واپس تشریف لائے تو آپ نے ان کے شور مچانے اور باجے بجانے کی آوازیں سنیں جو پھڑپھڑے کے گردناپتے تھے، تب آپ نے اپنے ستر ہماہیوں سے فرمایا

یہ فتنہ کی آواز ہے، جب قریب پہنچے اور حضرت ہارون کو دیکھا تو غیرت دینی سے جو آپ کی سرشت (فطرت) تھی جوش میں آ کر ان کے سر کے بال داہنے ہاتھ میں

اور داڑھی بائیں میں پکڑی اور۔ ۱۳۸ اور مجھے ہر دے دیتے یعنی جب انہوں نے تمہاری بات نہ مانی تھی تو تم مجھ سے کیوں نہیں اٹلے کہ تمہارا ان سے جدا ہونا بھی

ان کے حق میں ایک زجر ہوتا۔ ۱۳۹ یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام سامری کی طرف متوجہ ہوئے چنانچہ ۱۴۰ تو نے ایسا کیوں کیا اس کی وجہ بتا ۱۴۱ یعنی میں نے

حضرت جبریل علیہ السلام کو دیکھا اور ان کو پہچان لیا وہ اسپ حیات (جنتی گھوڑے براق) پر سوار تھے، میرے دل میں یہ بات آئی کہ میں ان کے گھوڑے کے نشان

قدم کی خاک لے لوں۔ ۱۴۲ اس پھڑپھڑے میں جس کو بنا یا تھا۔

سَوَّلْتُ لِي نَفْسِي ٩٦ قَالَ فَاذْهَبْ فَإِنَّ لَكَ فِي الْحَيَاةِ أَنْ تَقُولَ لَا

میرے جی کو یہی بھلا لگا ١٢٢ کہا تو چلتا بن ١٢٢ کہ دنیا کی زندگی میں تیری سزا یہ ہے کہ ١٢٥ تو کہے

مَسَاسٌ وَإِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَنْ تُخْلَفَهُ وَانظُرْ إِلَى إِلْهِكَ الَّذِي ظَلْتَ

چھو نہ جا ١٢٢ اور بے شک تیرے لیے ایک وعدہ کا وقت ہے ١٢٤ جو تجھ سے خلاف نہ ہوگا اور اپنے اس معبود کو دیکھ جس کے سامنے تو دن بھر آسن

عَلَيْهِ عَاكِفًا لَنْحَرِقَنَّهُ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهُ فِي الْيَمِّ نَسْفًا ٩٧ إِنبَاءَ إِلْهِكُمْ

مارے (پوجا کے لیے بیٹھا) رہا ١٢٨ قسم ہے ہم ضرور اسے بجلائیں گے پھر ریزہ ریزہ کر کے دریا میں بہائیں گے ١٢٩ تمہارا معبود تو وہی

اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ٩٨ كَذَلِكَ نَقُصُّ

اللہ ہے جس کے سوا کسی کی بندگی نہیں ہر چیز کو اس کا علم محیط ہے ہم ایسا ہی

عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَاءِ مَا قَدْ سَبَقَ ٩٩ وَقَدْ آتَيْنَاكَ مِنْ لَدُنَّا ذِكْرًا ٩٩ مَنْ

تمہارے سامنے اگلی خبریں بیان فرماتے ہیں اور ہم نے تم کو اپنے پاس سے ایک ذکر عطا فرمایا ١٥٥ جو

أَعْرَضَ عَنْهُ فَإِنَّهُ يَحْمِلُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وِزْرًا ١٠٠ خُلِدِينَ فِيهِ ١٠٠ وَسَاءَ

اُس سے منہ پھیرے ١٥٥ تو بے شک وہ قیامت کے دن ایک بوجھ اٹھائے گا ١٥٥ وہ ہمیشہ اُس میں رہیں گے ١٥٥ اور وہ قیامت

لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حِمْلًا ١٠١ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِينَ

کے دن اُن کے حق میں کیا ہی برا بوجھ ہوگا جس دن صور پھونکا جائے گا ١٥٥ اور ہم اس دن مجرموں کو ١٥٥ اٹھائیں گے

يَوْمَئِذٍ ذُرْقًا ١٠٢ يَتَخَفَتُونَ بَيْنَهُمْ إِنْ لَبِثْتُمْ إِلَّا عَشْرًا ١٠٣ نَحْنُ

نبلی آٹھیں ١٥٦ آپس میں چپکے چپکے کہتے ہوں گے کہ تم دنیا میں نہ رہے مگر دس رات ١٥٦ ہم

١٢٣ اور یہ فعل میں نے اپنے ہی ہوائے نفس سے کیا کوئی دوسرا اس کا باعث و محرک نہ تھا۔ اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ١٢٤ دور ہو جاؤ ١٢٥ جب تجھ سے

کوئی ملنا چاہے جو تیرے حال سے واقف نہ ہو تو اس سے ١٢٦ یعنی سب سے علیحدہ رہنا نہ تجھ سے کوئی چھوئے نہ تو کسی سے چھوئے۔ لوگوں سے ملنا اس کے لیے کئی

طور پر ممنوع قرار دیا گیا اور ملاقات مکالمت خرید و فروخت ہر ایک کے ساتھ حرام کر دی گئی اور اگر اتفاقاً کوئی اس سے چھو جاتا تو وہ اور چھونے والا دونوں شدید بخار

میں مبتلا ہوتے، وہ جنگل میں یہی شور مچاتا پھرتا تھا کہ کوئی چھو نہ جانا اور وحشیوں اور درندوں میں زندگی کے دن نہایت تخی و وحشت میں گزارتا تھا۔ ١٢٧ یعنی عذاب

کے وعدے کا آخرت میں بعد اس عذاب دنیا کے تیرے شرک و فساد انگیزی پر ١٢٨ اور اس کی عبادت پر قائم رہا ١٢٩ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

ایسا کیا اور جب آپ سامری کے اس فساد کو منا چکے تو بنی اسرائیل سے مخاطبہ فرما کر دین حق کا بیان فرمایا اور ارشاد کیا ١٣٠ یعنی قرآن پاک کہ وہ ذکر عظیم ہے اور جو اس

کی طرف متوجہ ہو اس کے لیے اس کتاب کریم میں نجات اور برکتیں ہیں اور اس کتاب مقدس میں اُمّ مانیہ (گذشتہ امتوں) کے ایسے حالات کا ذکر بیان ہے جو

فکر کرنے اور عبرت حاصل کرنے کے لائق ہیں۔ ١٣١ یعنی قرآن سے اور اس پر ایمان نہ لائے اور اس کی ہدایتوں سے فائدہ نہ اٹھائے۔ ١٣٢ گناہوں کا

بارگراں ١٣٣ یعنی اس گناہ کے عذاب میں ١٣٤ لوگوں کو محشر میں حاضر کرنے کے لیے مراد اس سے فقہ ثانیہ (دوسری مرتبہ صورت پھونکا جانا) ہے۔ ١٣٥ یعنی

کافروں کو اس حال میں ١٣٥ اور کالے منہ ١٣٦ آخرت کے اہوال اور وہاں کے خوفناک منازل دیکھ کر انہیں زندگی دنیا کی مدت بہت قلیل معلوم ہوگی۔

أَعْلَمُ بِمَا يَقُولُونَ إِذ يَقُولُ أَمْثَلُهُمْ طَرِيقَةً إِنْ لَبِثْتُمْ إِلَّا يَوْمًا ١٠٣ ع

خوب جانتے ہیں جو وہ ۱۵۸ کہیں گے جب کہ ان میں سب سے بہتر رائے والا کہے گا کہ تم صرف ایک ہی دن رہے تھے ۱۵۹

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّي نَسْفًا ١٠٥ فَيَذَرُهَا قَاعًا

اور تم سے پہاڑوں کو پوچھتے ہیں ۱۶۰ تم فرماؤ انہیں میرا رب ریزہ ریزہ کر کے اڑا دے گا تو زمین کو پٹ پر

صَفْصَفًا ١٠٦ لَا تَرَى فِيهَا عِوَجًا وَ لَآ أَمْتًا ١٠٤ يَوْمَئِذٍ يَتَّبِعُونَ

ہموار کر چھوڑے گا کہ تو اُس میں نیچا اونچا کچھ نہ دیکھے اُس دن پکارنے والے

الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهُ ۖ وَخَشَعَتِ الْأَصْوَاتُ لِلرَّحْمَنِ فَلَا تَسْمَعُ إِلَّا

کے پیچھے دوڑیں گے ۱۶۱ اُس میں کئی نہ ہوگی ۱۶۲ اور سب آوازیں رحمن کے حضور ۱۶۳ پست ہو کر رہ جائیں گی تو تو نہ سنے گا مگر بہت

هَمْسًا ١٠٨ يَوْمَئِذٍ لَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَنُ وَرَاضِيَ

آہستہ آواز ۱۶۴ اُس دن کسی کی شفاعت کام نہ دے گی مگر اس کی جسے رحمن نے ۱۶۵ اذن دے دیا ہے اور اُس کی

لَهُ قَوْلًا ١٠٩ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِهِ

بات پسند فرمائی وہ جانتا ہے جو کچھ اُن کے آگے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ۱۶۶ اور اُن کا علم اسے نہیں

عِلْمًا ١١٠ وَعَنْتِ الْوُجُوهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّومِ ١١٤ وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا ١١١

گھبر سکتا ۱۶۷ اور سب منہ جھک جائیں گے اس زندہ قائم رکھنے والے کے حضور ۱۶۸ اور بے شک نامراد رہا جس نے ظلم کا بوجھ لیا ۱۶۹

۱۵۸ آپس میں ایک دوسرے سے ۱۵۹ بعض مفسرین نے کہا کہ وہ اس دن کے شدید اندیکھ کر اپنے دنیا میں رہنے کی مقدار بھول جائیں گے۔ ۱۶۰ شان نزول:

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ قبیلہ ثقیف کے ایک آدمی نے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ قیامت کے دن پہاڑوں

کا کیا حال ہوگا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ ۱۶۱ جو انہیں روز قیامت موقوف (میدان محشر) کی طرف بلائے گا اور بد اکرے گا کہ چلو رحمن کے حضور پیش

ہونے کو اور یہ پکارنے والے حضرت اسرائیل ہوں گے۔ ۱۶۲ اور اس دعوت سے کوئی انحراف نہ کر سکے گا۔ ۱۶۳ بیت و جلال سے۔ ۱۶۴ حضرت ابن عباس

رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا ایسی کہ اس میں صرف لبوں کی جنبش ہوگی۔ ۱۶۵ شفاعت کرنے کا ۱۶۶ یعنی تمام ماضیات و مستقبلات اور جملہ امور دنیا و آخرت یعنی

اللہ تعالیٰ کا علم بندوں کی ذات و صفات اور جملہ حالات کو محیط ہے۔ ۱۶۷ یعنی تمام کائنات کا علم ذات الہی کا احاطہ نہیں کر سکتا اس کی ذات کا ادراک علوم کائنات کی

رسائی سے برتر ہے وہ اپنے اسماء و صفات اور آثار قدرت و شہیون حکمت سے پہچانا جاتا ہے:

كجادر يابداورا عقل چالاک کہ او بالاتراست از حد ادراک

نظر گن اندر اسماء و صفاتش کہ واقف نیست کس از کنه ذاتش

(یعنی تیر عقل بھی اس کی ذات کا ادراک کیسے کر سکتی ہے؟ جبکہ وہ تو فہم و ادراک سے برتر ہے، لہذا اس کی صفات و اسماء میں غور و فکر کرو کہ اس کی ذات و حقیقت سے

کوئی آشنا نہیں) بعض مفسرین نے اس آیت کے معنی یہ بیان کئے ہیں کہ علوم مخلوق معلومات الہیہ کا احاطہ نہیں کر سکتے، بظاہر یہ عباراتیں دو ہیں مگر مال پر نظر رکھنے

والے باسانی سمجھ لیتے ہیں کہ فرق صرف تمیز کا ہے۔ ۱۶۸ اور ہر ایک شانِ عجز و نیاز کے ساتھ حاضر ہوگا کسی میں سرکشی نہ رہے گی، اللہ تعالیٰ کے قہر و حکومت کا ظہور

تام ہوگا۔ ۱۶۹ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس کی تفسیر میں فرمایا: جس نے شرک کیا ٹوٹے (نقصان) میں رہا اور بیشک شرک شدید ترین ظلم ہے اور

جو اس ظلم کا زیر بار ہو کر (بوجھ اٹھا کر) موقف قیامت میں آئے اس سے بڑھ کر نامراد کون؟



وَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا يَخْفُ ظُلْمًا وَلَا هَضْبًا ۝۱۱۲

اور جو کچھ نیک کام کرے اور ہو مسلمان تو اسے نہ زیادتی کا خوف ہوگا نہ نقصان کا ہلا

وَكَذَلِكَ أَنْزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا وَصَرَّفْنَا فِيهِ مِنَ الْوَعِيدِ لَعَلَّهُمْ

اور یونہی ہم نے اُسے عربی قرآن اتارا اور اس میں طرح طرح سے عذاب کے وعدے دیئے ہلا کہ کہیں

يَتَّقُونَ أَوْ يُحْدِثُ لَهُمْ ذِكْرًا ۝۱۱۳ فَتَعَلَى اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ وَلَا

انھیں ڈر ہو یا ان کے دل میں کچھ سوچ پیدا کرے ہلا تو سب سے بلند ہے اللہ سچا بادشاہ ہلا اور

تَعَجَّلُ بِالْقُرْآنِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يُقْضَى إِلَيْكَ وَحْيُهُ وَقُلْ رَبِّ زِدْنِي

قرآن میں جلدی نہ کرو جب تک اس کی وحی تمہیں پوری نہ ہو لے ہلا اور عرض کرو کہ اے میرے رب مجھے

عِلْمًا ۝۱۱۴ وَلَقَدْ عَاهَدْنَا إِلَى آدَمَ مِنْ قَبْلِ فَتَسَى وَلَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْمًا ۝۱۱۵

علم زیادہ دے اور بے شک ہم نے آدم کو اس سے پہلے ایک تاکید حکم دیا تھا ہلا تو وہ بھول گیا اور ہم نے اس کا قصد نہ پایا

وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ ط أَبِي ۝۱۱۶

اور جب ہم نے فرشتوں سے فرمایا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب سجدے میں گرے مگر ابلیس اُس نے نہ مانا

فَقُلْنَا يَا آدَمُ إِنَّ هَذَا عَدُوٌّ لَكَ وَلِزَوْجِكَ فَلَا يُخْرِجَنَّكَ مِنَ الْجَنَّةِ

تو ہم نے فرمایا اے آدم بے شک یہ تیرا اور تیری بی بی کا دشمن ہے ہلا تو ایسا نہ ہو کہ وہ تم دونوں کو جنت سے نکال دے

فَتَسْتَفِي ۝۱۱۷ إِنَّ لَكَ أَلَّا تَجُوعَ فِيهَا وَلَا تَعْرَى ۝۱۱۸ وَأَنَّكَ لَا تَظْمَأُ فِيهَا

پھر تو مشقت میں پڑے ہلا بیشک تیرے لیے جنت میں یہ ہے کہ نہ تو بھوکا ہو نہ ننگا ہو اور یہ کہ تجھے نہ اس میں پیاس لگے

وَلَا تَصْحَى ۝۱۱۹ فَوَسْوَسَ إِلَيْهِ الشَّيْطَانُ قَالَ يَا آدَمُ هَلْ أَدُلُّكَ عَلَىٰ

نہ دھوپ ہلا تو شیطان نے اسے وسوسہ دیا بولا اے آدم کیا میں تمہیں بتا دوں

ہلا مسئلہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ طاعت اور نیک اعمال سب کی قبولیت ایمان کے ساتھ مشروط ہے کہ ایمان ہو تو سب نیکیاں کارآمد ہیں اور ایمان نہ ہو تو

سب عمل بیکار۔ ہلا فرائض کے چھوڑنے اور ممنوعات کا ارتکاب کرنے پر۔ ہلا جس سے انہیں نیکیوں کی رغبت اور بدیوں سے نفرت ہو اور وہ پند و نصیحت حاصل

کریں۔ ہلا جو اصل مالک ہے اور تمام بادشاہ اس کے محتاج۔ ہلا شان نزول: جب حضرت جبریل قرآن کریم لے کر نازل ہوتے تھے تو حضور سید عالم صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے ساتھ ساتھ پڑھتے تھے اور جلدی کرتے تھے تاکہ خوب یاد ہو جائے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی، فرمایا گیا کہ آپ مشقت نہ اٹھائیں اور

سورہ قیامہ میں اللہ تعالیٰ نے خود ذمہ لے کر آپ کی اور زیادہ تسلی فرمادی۔ ہلا کہ شجر ممنوعہ کے پاس نہ جائیں۔ ہلا اس سے معلوم ہوا کہ صاحب فضل و شرف

کی فضیلت کو تسلیم نہ کرنا اور اس کی تعظیم و احترام بجالانے سے اعراض کرنا دلیل حسد و عداوت ہے۔ اس آیت میں شیطان کا حضرت آدم کو سجدہ نہ کرنا آپ کے ساتھ

اس کی دشمنی کی دلیل قرار دیا گیا۔ ہلا اور اپنی غذا اور خوراک کے لیے زمین جو تنے، بھکتی کرنے، دانہ نکالنے، پیسنے، پکانے کی محنت میں مبتلا ہو اور چونکہ عورت کا

شَجَرَةَ الْخُلْدِ وَمَلِكٍ لَا يَبْلَى ١٢٠ ۞ فَأَكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ لَهَا سَؤُا نْتَهَا وَ

ہمیشہ جینے کا بیڑا اور وہ بادشاہی کہ پرانی نہ پڑے ۱۸۱۔ تو ان دونوں نے اس میں سے کھا لیا اب ان پر ان کی شرم کی چیزیں ظاہر ہوئیں ۱۸۱ اور

طَفِقَا يَخْصِفْنَ عَلَيْهِمَا مِنْ وَرَاقِ الْجَنَّةِ ۙ وَعَصَىٰ آدَمُ رَبَّهُ فَغَوَىٰ ١٢١ ۞

جنت کے پتے اپنے اوپر چپکانے لگے ۱۸۲ اور آدم سے اپنے رب کے حکم میں لغزش واقع ہوئی تو جو مطلب چاہا تھا اسکی راہ نہ پائی ۱۸۲

ثُمَّ اجْتَبَاهُ رَبُّهُ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدَىٰ ١٢٢ ۞ قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيعًا

پھر اسے اس کے رب نے چن لیا تو اس پر اپنی رحمت سے رجوع فرمائی اور اپنے قریب خاص کی راہ دکھائی فرمایا کہ تم دونوں مل کر جنت سے اترو

بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ فَمَا يَأْتِيَنَّكُمْ مِّنِّي هُدًى ۙ فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ

تم میں ایک دوسرے کا دشمن ہے پھر اگر تم سب کو میری طرف سے ہدایت آئے ۱۸۳ تو جو میری ہدایت کا پیرو ہو

فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقَىٰ ١٢٣ ۞ وَمَنْ أَعْرَضَ عَن ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً

وہ نہ بہکے ۱۸۴ نہ بدبخت ہو ۱۸۵ اور جس نے میری یاد سے منہ پھیرا ۱۸۶ تو بے شک اس کے لیے تنگ

ضَنْكًا ۙ وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَىٰ ١٢٤ ۞ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِي أَعْمَىٰ

زندگانی ہے ۱۸۷ اور ہم اسے قیامت کے دن اندھا اٹھائیں گے کہے گا اے رب میرے مجھے تو نے کیوں اندھا اٹھایا

وَقَدْ كُنْتُ بَصِيرًا ١٢٥ ۞ قَالَ كَذَلِكِ أَتَتْكَ آيَاتُنَا فَنَسِيتَهَا ۙ وَكَذَلِكَ

میں تو اٹھیا (دیکھنے والا) تھا ۱۸۹ فرمائے گا یونہی تیرے پاس ہماری آیتیں آئی تھیں ۱۹۰ تو نے انھیں بھلا دیا اور ایسے ہی

نَفَقَهُ مَرْدُوكَ ذَمِّهِ هِيَ اس لیے اس تمام محنت کی نسبت صرف حضرت آدم علیہ السلام کی طرف فرمائی گئی۔ ۱۸۸ ہر طرح کا عیش و راحت جنت میں موجود ہے کسب و

محنت سے بالکل امن ہے۔ ۱۹۰ جس کو کھا کر کھانے والے کو دائمی زندگی حاصل ہو جاتی ہے۔ ۱۸۹ اور اس میں زوال نہ آئے۔ ۱۸۸ یعنی بہشتی لباس ان کے جسم

سے اتر گئے۔ ۱۸۲ ستر چھپانے اور جسم ڈھکنے کے لیے۔ ۱۸۳ اور اس درخت کے کھانے سے دائمی حیات نملی پھر حضرت آدم علیہ السلام تو بدو استغفار میں مشغول

ہوئے اور بارگاہ الہی میں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلہ سے دعا کی۔ ۱۸۴ یعنی کتاب اور رسول۔ ۱۸۵ یعنی دنیا میں۔ ۱۸۶ آخرت میں کیونکہ آخرت

کی بدبختی دنیا میں طریق حق سے بچنے کا نتیجہ ہے تو جو کوئی کتاب الہی اور رسول برحق کا اتباع کرے اور ان کے حکم کے مطابق چلے وہ دنیا میں بچنے سے اور آخرت میں

اس کے عذاب و وبال سے نجات پائے گا۔ ۱۸۷ اور میری ہدایت سے روگردانی کی۔ ۱۸۸ دنیا میں یا قبر میں یا آخرت میں یا دین میں یا ان سب میں دنیا کی تنگ

زندگانی یہ ہے کہ ہدایت کا اتباع نہ کرنے سے عمل بد اور حرام میں مبتلا ہو یا قناعت سے محروم ہو کر گرفتار حرص ہو جائے اور کثرت مال و اسباب سے بھی اس کو فراغ

خاطر (بے فکری) اور سکون قلب میسر نہ ہو، دل ہر چیز کی طلب میں آوارہ ہو اور حرص کے غموں سے کہ یہ نہیں وہ نہیں، حال تاریک اور وقت خراب رہے اور مومن

متوکل کی طرح اس کو سکون و فراغ حاصل ہی نہ ہو جس کو حیات طیبہ کہتے ہیں قَالَ تَعَالَى: فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً (توضو رہم اسے اچھی زندگی چلائیں گے) اور قبر

کی تنگ زندگانی یہ ہے کہ حدیث شریف میں وارد ہوا کہ کافر پر نانوے اتر دے اس کی قبر میں مسلط کئے جاتے ہیں۔ شان نزول: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ

عہما نے فرمایا: یہ آیت اسود بن عبدالعزیٰ مخزومی کے حق میں نازل ہوئی اور قبر کی زندگانی سے مراد قبر کا اس سختی سے دبانے جس سے ایک طرف کی پسلیاں دوسری

طرف آجاتی ہیں اور آخرت میں تنگ زندگانی جہنم کے عذاب ہیں جہاں زقوم (تھوہڑ) اور کھولتا پانی اور جہنمیوں کے خون اور ان کے پیپ کھانے پینے کو دی

جائے گی اور دین میں تنگ زندگانی یہ ہے کہ نیکی کی راہیں تنگ ہو جائیں اور آدمی کسب حرام میں مبتلا ہو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عہما نے فرمایا کہ

بندے کو تھوڑا ملے یا بہت اگر خوف خدا نہیں تو اس میں کچھ بھلائی نہیں اور یہ تنگ زندگانی ہے۔ (تفسیر کبیر و خازن و مدارک وغیرہ) ۱۸۹ دنیا میں۔ ۱۹۰ تو ان پر

الْيَوْمَ تُنْسَى ١٢٦) وَكَذَلِكَ نَجْزِي مَنْ أَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِآيَاتِ رَبِّهِ ط

آج تیری کوئی خبر نہ لے گا ۱۹۱ اور ہم ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں جو حد سے بڑھے اور اپنے رب کی آیتوں پر ایمان نہ لائے

وَالْعَذَابُ الْأَخْرَجَةُ أَشَدُّ وَأَبْقَى ١٢٧) أَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ

اور بے شک آخرت کا عذاب سب سے سخت تر اور سب سے دیر پا ہے تو کیا انہیں اس سے راہ نہ ملی کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی

مِنَ الْقُرُونِ يَمْشُونَ فِي مَسْكِنِهِمْ ط إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّأُولِي النُّهَى ١٢٨) ع

سگتیں (تو میں) ہلاک کر دیں ۱۹۲ کہ بیان کے بسنے کی جگہ چلتے پھرتے ہیں ۱۹۳ بیشک اس میں نشانیاں ہیں عقل والوں کو ۱۹۴

وَلَوْ لَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَبِّكَ لَكَانَ لِزَأْمًا وَأَجَلٌ مُّسَمًّى ط فَاصْبِرْ

اور اگر تمہارے رب کی ایک بات نہ گزر چکی ہوتی ۱۹۵ تو ضرور عذاب انہیں ۱۹۶ لپٹ جاتا اور اگر نہ ہوتا ایک وعدہ پھیرا ہوا ۱۹۷ تو ان کی

عَلَى مَا يَقُولُونَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ

باتوں پر صبر کرو اور اپنے رب کو سراہتے (تعریف کرتے) ہوئے اس کی پاکی بولو سورج چمکنے سے پہلے ۱۹۸ اور اس کے

عُرُوبِهَا وَمِنْ أَنَا مِ ابْلِ الْبَيْلِ فَسَبِّحْ وَأَطْرَافِ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضَى ١٢٩) ع

ڈوبنے سے پہلے ۱۹۹ اور رات کی گھڑیوں میں اس کی پاکی بولو ۲۰۰ اور دن کے کناروں پر ۲۰۱ اس امید پر کہ تم راضی ہو ۲۰۲

وَلَا تُدْنِنَ عَيْنُكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَاهُ أَزْوَاجًا مِنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيَاةِ

اور اسے سننے والے اپنی آنکھیں نہ پھیلا اسکی طرف جو ہم نے کافروں کے جوڑوں کو برتنے کے لیے دی ہے جیتی دنیا کی

الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ ط وَرِزْقِ رَبِّكَ حَيْرٌ وَأَبْقَى ١٣٠) ع وَأَمْرٌ أَهْلَكَ

تازگی ۲۰۳ کہ ہم انہیں اس کے سبب فتنہ میں ڈالیں ۲۰۴ اور تیرے رب کا رزق ۲۰۵ سب سے اچھا اور سب سے دیر پا ہے اور اپنے گھر والوں

ایمان نہ لایا اور ۱۹۱ جہنم کی آگ میں جلا کرے گا۔ ۱۹۲ جو رسولوں کو نہیں مانتی تھیں۔ ۱۹۳ یعنی قریش اپنے سفروں میں ان کے دیار (مکانات و بستوں) پر

گزرتے ہیں اور ان کی ہلاکت کے نشان دیکھتے ہیں۔ ۱۹۴ جو عبرت حاصل کریں اور سمجھیں کہ انبیاء کی تکذیب اور ان کی مخالفت کا انجام برا ہے۔ ۱۹۵ یعنی یہ کہ

امت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عذاب میں تاخیر کی جائے گی۔ ۱۹۶ دنیا ہی میں ۱۹۷ یعنی روز قیامت۔ ۱۹۸ اس سے نماز فجر مراد ہے۔ ۱۹۹ اس

سے ظہر و عصر کی نمازیں مراد ہیں جو دن کے نصف آخر میں آفتاب کے زوال و غروب کے درمیان واقع ہیں۔ ۲۰۰ یعنی مغرب و عشا کی نمازیں پڑھو۔ ۲۰۱ فجر و

مغرب کی نمازیں ان کی تاکیداً تکرار فرمائی گئی اور بعض مفسرین قبل غروب سے نماز عصر اور اطراف نہار سے ظہر مراد لیتے ہیں، ان کی توجیہ یہ ہے کہ نماز ظہر زوال

کے بعد ہے اور اس وقت دن کے نصف اول اور نصف آخر کے اطراف ملتے ہیں۔ نصف اول کی انتہا ہے اور نصف آخر کی ابتدا۔ (مدارک و خازن) ۲۰۲ اللہ کے

فضل و عطا اور اس کے انعام و اکرام سے کہ تمہیں امت کے حق میں شفیق بنا کر تمہاری شفاعت قبول فرمائے اور تمہیں راضی کرے جیسا کہ اس نے فرمایا ہے:

وَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ (اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے)۔ ۲۰۳ یعنی اصناف و اقسام کفار یہود و نصاریٰ

وغیرہ کو جو دنیاوی ساز و سامان دیا ہے مومن کو چاہئے کہ اس کو استحسان و إعجاب (عجب و اچھائی) کی نظر سے نہ دیکھے۔ حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نافرمانوں

کے ظمطرق (شان و شوکت، ٹھاٹھ باٹ) نہ دیکھو لیکن یہ دیکھو کہ گناہ اور معصیت کی ذلت کس طرح ان کی گردنوں سے نمودار ہے۔ ۲۰۴ اس طرح کہ جتنی ان



بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ۖ لَا نَسْأَلُكَ رِزْقًا ۖ نَحْنُ نَرِزُقُكَ ۗ وَالْعَاقِبَةُ

کو نماز کا حکم دے اور خود اس پر ثابت رہ کچھ ہم تجھ سے روزی نہیں مانگتے ۲۵۸ ہم تجھے روزی دیں گے ۲۵۹ اور انجام کا بھلا

لِلتَّقْوَى ۗ وَقَالُوا لَوْلَا يَأْتِينَا بِآيَةٍ مِّن رَّبِّهِ ۗ أَوَلَمْ تَأْتِهِم بَيِّنَةٌ مَّا

پر ہیڑ گاری کے لیے اور کافر بولے یہ ۲۵۹ اپنے رب کے پاس سے کوئی نشانی کیوں نہیں لاتے ۲۶۰ اور کیا انھیں اس کا بیان نہ آیا جو

فِي الصُّحُفِ الْأُولَى ۗ وَلَوْ أَنَّا أَهْلَكْنَاهُمْ بِعَذَابٍ مِّن قَبْلِهِ لَقَالُوا

اگلے صحیفوں میں ہے ۲۶۰ اور اگر ہم انھیں کسی عذاب سے ہلاک کر دیتے رسول کے آنے سے پہلے تو ۲۶۱ ضرور کہتے

رَبَّنَا لَوْلَا أَرْسَلْتَ إِلَيْنَا رَسُولًا فَنَتَّبِعَ آيَاتِكَ مِن قَبْلِ أَنْ نُنزِّلَ

اے ہمارے رب تو نے ہماری طرف کوئی رسول کیوں نہ بھیجا کہ ہم تیری آیتوں پر چلتے قبل اس کے کہ ذلیل

وَنُخْرِي ۗ قُلْ كُلُّ مُتَرَبِّصٍ فَتَرَبِّصُوا ۗ فَسَتَعْلَمُونَ مَن أَصْحَابُ

و رسوا ہوتے تم فرماؤ سب راہ دیکھ رہے ہیں ۲۶۲ تو تم بھی راہ دیکھو تو اب جان جاؤ گے ۲۶۳ کہ کون ہیں

## الصِّرَاطِ السَّوِيِّ وَمَنِ اهْتَدَى ۗ

سیدھی راہ والے اور کس نے ہدایت پائی

پر نعمت زیادہ ہوتی ہی ان کی سرکشی اور ان کا طُغیان بڑھے اور وہ سزائے آخرت کے سزاوار ہوں۔ ۲۵۸ یعنی جنت اور اس کی نعمتیں ۲۵۹ اور اس کا مکلف نہیں کرتے کہ ہماری خلق کو روزی دے یا اپنے نفس اور اپنے اہل کی روزی کا ذمہ دار ہو بلکہ ۲۶۰ اور انہیں بھی، تو روزی کے غم میں نہ پڑ، اپنے دل کو امرِ آخرت کے لیے فارغ رکھ کہ جو اللہ کے کام میں ہوتا ہے اللہ اس کی کارسازی کرتا ہے۔ ۲۵۹ یعنی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۲۶۰ جو ان کی سحت نبوت پر دلالت کرے، باوجودیکہ آیاتِ کثیرہ آچکی تھیں اور معجزات کا متواثر ظہور ہو رہا تھا پھر کفار ان سب سے اندھے بنے اور انہوں نے حضور کی نسبت یہ کہہ دیا کہ آپ اپنے رب کے پاس سے کوئی نشانی کیوں نہیں لاتے؟ اس کے جواب میں اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے: ۲۶۰ یعنی قرآن اور سید عالم کی بشارت اور آپ کی نبوت و بعثت کا ذکر یہ کیسی اعظم آیات ہیں! ان کے ہوتے ہوئے اور کسی نشانی کی طلب کرنے کا کیا موقع ہے! ۲۶۱ روز قیامت ۲۶۲ ہم بھی اور تم بھی۔ شان نزول: مشرکین نے کہا تھا کہ ہم زمانہ کے حوادث اور انقلاب کا انتظار کرتے ہیں کہ کب مسلمانوں پر آئیں اور ان کا قصہ تمام ہو، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور بتایا گیا کہ تم مسلمانوں کی تباہی و بربادی کا انتظار کر رہے ہو اور مسلمان تمہارے عقوبت (انجام) و عذاب کا انتظار کر رہے ہیں۔ ۲۶۳ جب خدا کا حکم آئے گا اور قیامت قائم ہوگی۔

## ﴿اياتها ۱۱۲﴾ ﴿سُورَةُ الْاَنْبِيَاءِ مَكِّيَّةٌ ۲۳﴾ ﴿مَرَكُوعَاتُهَا ۷﴾

سورۃ انبیاء مکیہ ہے اس میں ایک سو بارہ آیتیں اور سات رکوع ہیں

### بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

## اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ مُّعْرِضُونَ ﴿۱﴾ مَا يَأْتِيهِمْ

لوگوں کا حساب نزدیک اور وہ غفلت میں منہ پھیرے ہیں ﴿۱﴾ جب ان کے

## مِّنْ ذِكْرِ مَنْ سَابِقَهُمْ مُّحَدَّثٍ اِلَّا اسْتَعْوَوْا وَهُمْ يَلْعَبُونَ ﴿۲﴾ لَا هِيَاةٌ

رب کے پاس سے انہیں کوئی نئی نصیحت آتی ہے تو اُسے نہیں سنتے مگر کھیلتے ہوئے ﴿۲﴾ ان کے دل

## قُلُوبُهُمْ طَوَّاسًا وَالنَّجْوَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوا هَلْ هَذَا اِلَّا بَشْرٌ

کھیل میں پڑے ہیں اور ظالموں نے آپس میں خفیہ مشورت کی ہے کہ یہ کون ہیں ایک تم ہی

## مِثْلِكُمْ افْتَاتُونَ السِّحْرَ وَاَنْتُمْ تَبْصُرُونَ ﴿۳﴾ قُلْ رَبِّي يَعْلَمُ الْقَوْلَ

جیسے آدمی تو ہیں جادو کے پاس جاتے ہو دیکھ بھال کر نبی نے فرمایا میرا رب جانتا ہے آسمانوں

## فِي السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿۴﴾ بَلْ قَالُوا اَصْغَاثُ

اور زمین میں ہر بات کو اور وہی ہے سنتا جانتا ہے بلکہ بولے پریشان

﴿۱﴾ سورۃ انبیاء مکیہ ہے اس میں سات رکوع اور ایک سو بارہ آیتیں اور ایک ہزار ایک سو چھیالیس ۱۱۸۶ کلمے اور چار ہزار آٹھ سو نوے ۴۸۹۰ حرف

ہیں۔ ﴿۲﴾ یعنی حساب اعمال کا وقت روز قیامت قریب آگیا اور لوگ ابھی تک غفلت میں ہیں۔ شان نزول: یہ آیت منکرین بعثت کے حق میں نازل ہوئی جو

مرنے کے بعد زندہ کئے جانے کو نہیں مانتے تھے اور روز قیامت کو گزرے ہوئے زمانہ کے اعتبار سے قریب فرمایا گیا کیونکہ جتنے دن گزرتے جاتے ہیں آنے

والا دن قریب ہوتا جاتا ہے۔ ﴿۳﴾ نہ اس سے پسند پذیر ہوں نہ عبرت حاصل کریں نہ آنے والے وقت کے لئے کچھ تیاری کریں۔ ﴿۴﴾ اللہ کی یاد سے

غافل ہیں۔ ﴿۵﴾ اور اس کے اہتفاء (چھپانے) میں بہت مبالغہ کیا مگر اللہ تعالیٰ نے ان کا راز فاش کر دیا اور بیان فرمادیا کہ وہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلّم کی نسبت یہ کہتے ہیں ﴿۶﴾ یہ کفر کا ایک اصول تھا کہ جب یہ بات لوگوں کے ذہن نشین کر دی جائے گی کہ وہ تم جیسے بشر ہیں تو پھر کوئی ان پر ایمان نہ لائے

کا حضور کے زمانہ کے کفار نے یہ بات کہی اور اس کو چھپایا لیکن آج کل کے بعض بے باک یہ کلمہ اعلان کے ساتھ کہتے ہیں اور نہیں شرماتے کفار یہ مقولہ کہتے

وقت جانتے تھے کہ ان کی بات کسی کے دل میں جھگے گی نہیں کیونکہ لوگ رات دن معجزات دیکھتے ہیں وہ کس طرح باور کر سکیں گے کہ حضور ہماری طرح بشر ہیں

اس لئے انہوں نے معجزات کو جادو بتا دیا اور کہا کہ اس سے کوئی چیز چھپ نہیں سکتی خواہ کتنے ہی پردہ اور راز میں رکھی گئی ہو ان کا راز بھی اس میں ظاہر فرما دیا

اس کے بعد قرآن کریم سے انہیں سخت پریشانی و حیرانی لاحق تھی کہ اس کا کس طرح انکار کریں وہ ایسا بین معجزہ ہے جس نے تمام ملک کے مایہ ناز ماہروں کو عاجز

و متحیر کر دیا ہے اور وہ اس کی دو چار آیتوں کی مثل کلام بنا کر نہیں لاسکے اس پریشانی میں انہوں نے قرآن کریم کی نسبت مختلف قسم کی باتیں کہیں جن کا بیان آگلی

آیت میں ہے۔

اَحْلَامٍ بَلٍ اِفْتَرَاهُ بَلٌ هُوَ شَاعِرٌ ۳ فَلْيَاْتِنَا بِآيَةٍ كَمَا اُرْسِلَ

خوابیں ہیں وٹ بلکہ ان کی گڑھت (گھڑی ہوئی چیز) ہے وٹ بلکہ یہ شاعر ہیں وٹ تو ہمارے پاس کوئی نشانی لائیں جیسے

الْاَوَّلُونَ ۵ مَا اَمَنْتُ قَبْلَهُمْ مِنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنَاهَا اَفْهُمْ يُؤْمِنُونَ ۶

اگلے بھیجے گئے تھے وٹ ان سے پہلے کوئی بستی ایمان نہ لائی جسے ہم نے ہلاک کیا تو کیا یہ ایمان لائیں گے وٹ

وَمَا اُرْسَلْنَا قَبْلَكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوحِيْ اِلَيْهِمْ فَسَلُّوْا اَهْلَ الذِّكْرِ

اور ہم نے تم سے پہلے نہ بھیجے مگر مرد جنہیں ہم وحی کرتے وٹ تو اے لوگو علم والوں سے پوچھو

اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۷ وَمَا جَعَلْنَاهُمْ جَسَدًا اِلَّا يَأْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَ

اگر تمہیں علم نہ ہو وٹ اور ہم نے انہیں وٹ خالی بدن نہ بنایا کہ کھانا نہ کھائیں وٹ اور

مَا كَانُوْا خُلْدِيْنَ ۸ ثُمَّ صَدَقْنَاهُمُ الْوَعْدَ فَاَنْجَبْنَاهُمْ وَمَنْ نَّشَاءُ وَ

نہ وہ دنیا میں ہمیشہ رہیں پھر ہم نے اپنا وعدہ انہیں سچا کر دکھایا وٹ تو انہیں نجات دی اور جن کو چاہی وٹ اور

اهْلَكْنَا الْمُسْرِفِيْنَ ۹ لَقَدْ اَنْزَلْنَا اِلَيْكُمْ كِتَابًا فِيْهِ ذِكْرُكُمْ اَفَلَا

ہد سے بڑھنے والوں کو وٹ ہلاک کر دیا بیٹک ہم نے تمہاری طرف وٹ ایک کتاب اتاری جس میں تمہاری ناموری ہے وٹ تو کیا

تَعْقِلُوْنَ ۱۰ وَكَمْ قَصَبًا مِنْ قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً وَاَنْشَانَا بَعْدَهَا

تمہیں عقل نہیں وٹ اور کتنی ہی بستیاں ہم نے تباہ کر دیں کہ وہ ستم گار تھیں وٹ اور اُن کے بعد

وَاَنْ كُنِيْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحِي الْاَلْبِي سَمَّحَ كُنَّ هُنَّ كَفَارِيْنَ يَهْ كَهْ كَسُوْجَا كَهْ يَهْ بَاتْ چَسَا نَهِيْنَ هُوَسْ كَهْ تُوَابْ اَسْ كُوْچُوْزْ كَر كَهْنَهْ لَهْ وَهْ يَهْ كَر خِيَالْ هُوَا

کہ لوگ کہیں گے کہ اگر یہ کلام حضرت کا بنایا ہوا ہے اور تم انہیں اپنے مثل بشر بھی کہتے ہو تو تم ایسا کلام کیوں نہیں بنا سکتے یہ خیال کر کے اس بات کو بھی چھوڑا اور کہنے

لَهْ وُهْ اور یہ کلام شعر ہے اسی طرح کی باتیں بناتے رہے کسی ایک بات پر قائم نہ رہ سکے اور اہل باطل کذابوں کا یہی حال ہوتا ہے اب انہوں نے سمجھا کہ ان

باتوں میں سے کوئی بات بھی چلنے والی نہیں ہے تو کہنے لگے وٹ اس کے رد و جواب میں اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے وٹ معنی یہ ہیں کہ ان سے پہلے لوگوں کے

پاس جو نشانیاں آئیں تو وہ ان پر ایمان نہ لائے اور ان کی تکذیب کرنے لگے اور اس سبب سے ہلاک کر دیئے گئے تو کیا یہ لوگ نشانی دیکھ کر ایمان لے آئیں گے

باوجودیکہ ان کی سرکشی ان سے بڑھی ہوئی ہے۔ وٹ یہ ان کے کلام سابق کا رد ہے کہ انبیاء کا صورت بشری میں ظہور فرمانا نبوت کے منافی نہیں ہمیشہ ایسا ہی ہوتا رہا

ہے۔ وٹ کیونکہ ناواقف کو اس سے چارہ ہی نہیں کہ واقف سے دریافت کرے اور مرض جہل کا علاج یہی ہے کہ عالم سے سوال کرے اور اس کے حکم پر عامل ہو۔

مسئلہ: اس آیت سے تقلید کا وجوب ثابت ہوتا ہے یہاں انہیں علم والوں سے پوچھنے کا حکم دیا گیا کہ ان سے دریافت کرو کہ اللہ کے رسول صورت بشری میں ظہور فرما

ہوئے تھے یا نہیں اس سے تمہارے تردد کا خاتمہ ہو جائے گا۔ وٹ یعنی انبیاء کو وٹ تو ان پر کھانے پینے کا اعتراض کرنا اور یہ کہنا کہ مَا لِهَذَا الرَّسُوْلِ يَأْكُلُ

الطَّعَامَ محض بے جا ہے تمام انبیاء کا یہی حال تھا وہ سب کھاتے بھی پیتے بھی تھے۔ وٹ ان کے دشمنوں کو ہلاک کرنے اور انہیں نجات دینے کا۔ وٹ یعنی

ایمانداروں کو جنہوں نے انبیاء کی تصدیق کی۔ وٹ جو انبیاء کی تکذیب کرتے تھے۔ وٹ اے گروہ قریش وٹ اگر تم اس پر عمل کرو یا یہ معنی ہیں کہ وہ کتاب تمہاری

زبان میں ہے یا یہ کہ اس میں تمہارے لئے نصیحت ہے یا یہ کہ اس میں تمہارے دینی اور دنیوی امور اور حوائج کا بیان ہے وٹ کہ ایمان لا کر اس عزت و کرامت اور

سعادت کو حاصل کرو۔ وٹ یعنی کافر تھیں۔



قَوْمًا آخَرِينَ ۱۱ فَلَمَّا أَحْسَبُوا بَاسَنَا إِذَا هُمْ مِنْهَا يُرْكُضُونَ ۱۲ لَا

اور قوم پیدا کی تو جب انھوں نے ۱۱ ہمارا عذاب پایا جیسی وہ اس سے بھاگنے لگے ۱۲ نہ

تَرْكُضُوا وَإِرْجَعُوا إِلَىٰ مَا أَتَرْتُمْ فِيهِ وَمَسْكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَسْأَلُونَ ۱۳

بھاگو اور لوٹ کے جاؤ ان آسائشوں کی طرف جو تم کو دی گئیں تھیں اور اپنے مکانوں کی طرف شاید تم سے پوچھنا ہو ۱۳

قَالُوا يَا وَيْلَنَا إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ ۱۴ فَبَارَأْتَ لِكُلِّ قَوْمٍ مِّثْلًا

بولے ہائے خرابی ہماری بے شک ہم ظالم تھے ۱۴ تو وہ بھی پکارتے رہے یہاں تک

جَعَلْنَاهُمْ حَصِيدًا خَدِيبِينَ ۱۵ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ وَمَا

کہ ہم نے انھیں کر دیا کاٹے ہوئے ۱۵ بجھے ہوئے اور ہم نے آسمان اور زمین اور جو کچھ

بَيْنَهُمَا الْعَبِيدِينَ ۱۶ لَوْ أَرَدْنَا أَنْ نَتَّخِذَ لَهُمْ آلًا تَتَّخِذُهُ مِنْ لَدُنَّا

ان کے درمیان ہے عبث نہ بنائے ۱۶ اگر ہم کوئی بہلاوا اختیار کرنا چاہتے ہت تو اپنے پاس سے اختیار کرتے

إِنْ كُنَّا فَعَالِينَ ۱۷ بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهُ فَإِذَا

اگر نہیں کرنا ہوتا ۱۷ بلکہ ہم حق کو باطل پر پھینک مارتے ہیں تو وہ اس کا بھیج نکال دیتا ہے تو جی

هُوَ زَاهِقٌ ۱۸ وَلَكُمْ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُونَ ۱۹ وَلَهُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْ

وہ مٹ کر رہ جاتا ہے ۱۸ اور تمہاری خرابی ہے ۱۹ ان باتوں سے جو بناتے ہو ۱۹ اور اسی کے ہیں جتنے آسمانوں اور

الْأَرْضِ ۲۰ وَمَنْ عِنْدَهُ لَا يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِهِ وَلَا يَسْتَحْسِرُونَ ۲۱

زمین میں ہیں ۲۰ اور اُس کے پاس والے ۲۱ اس کی عبادت سے تکبر نہیں کرتے اور نہ

تَحْتَلِينَ ۲۲ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ وَلَا عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ عَلَيْكَ سَبُّهُمُ بِمَا سَبُّوا

۲۲ یعنی ان ظالموں نے ۲۲ شان نزول: مفسرین نے ذکر کیا ہے کہ سرزمین یمن میں ایک بستی ہے جس کا نام ”حصور“ ہے وہاں کے رہنے والے عرب تھے

انہوں نے اپنے نبی کی تکذیب کی اور ان کو قتل کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر جنت نصر کو مسلط کیا اس نے انہیں قتل کیا اور گرفتار کیا اور اس کا یہ عمل جاری رہا تو یہ لوگ بستی

چھوڑ کر بھاگے تو ملائکہ نے ان سے بطریق طنز کہا (جو اگلی آیت میں ہے) ۲۱ کہ تم پر کیا گزری اور تمہارے اموال کیا ہوئے تو تم دریافت کرنے والے کو اپنے علم

و مشاہدے سے جواب دے سکو۔ ۲۲ عذاب دیکھنے کے بعد انہوں نے گناہ کا اقرار کیا اور نادام ہوئے اس لئے یہ اعتراف انہیں کام نہ آیا ۲۳ کھیت کی طرح کہ

تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے گئے اور مجھی ہوئی آگ کی طرح ہو گئے۔ ۲۴ کہ ان سے کوئی فائدہ نہ ہو بلکہ اس میں ہماری حکمتیں ہیں مجملہ ان کے یہ ہے کہ

ہمارے بندے ان سے ہماری قدرت و حکمت پر استدلال کریں اور انہیں ہمارے اوصاف و کمالات کی معرفت ہو ۲۵ مثل زن و فرزند کے جیسا کہ نصاریٰ کہتے ہیں

اور ہمارے لئے نبی اور پیغمبر بتاتے ہیں اگر یہ ہمارے حق میں ممکن ہوتا۔ ۲۶ کیونکہ زن و فرزند والے زن و فرزند اپنے پاس رکھتے ہیں مگر ہم اس سے پاک ہیں

ہمارے لئے یہ ممکن ہی نہیں ۲۷ معنی یہ ہیں کہ ہم اہل باطل کے کذب کو بیان حق سے مٹا دیتے ہیں ۲۸ اے کفار نابکار ۲۹ شان الہی میں کہ اس کے لئے بیوی و

بچہ ٹھہراتے ہو۔ ۳۰ وہ سب کا مالک ہے اور سب اس کے مملوک تو کوئی اس کی اولاد کیسے ہو سکتا ہے مملوک ہونے اور اولاد ہونے میں منافات ہے۔ ۳۱ اس کے

مقربین جنہیں اس کے کرم سے اس کے حضور قرب و منزلت حاصل ہے۔

يَسْبَحُونَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُونَ ﴿۲۰﴾ أَمْ اتَّخَذُوا إِلَهًا مِّنْ

رات دن اس کی پاکی بولتے ہیں اور سُستی نہیں کرتے ۲۰ کیا انھوں نے زمین میں سے کچھ ایسے خدا

الْأَرْضِ هُمْ يُنْشِرُونَ ﴿۲۱﴾ لَوْ كَانَ فِيهَا إِلَهٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتِ أَجْ

بنائے ہیں ۲۱ کہ وہ کچھ پیدا کرتے ہیں ۲۱ اگر آسمان وزمین میں اللہ کے سوا اور خدا ہوتے تو ضرور وہ فاسد ہوجاتے ۲۱

فَسُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُونَ ﴿۲۲﴾ لَا يُسْأَلُ عَمَّا يَفْعَلُ

تو پاکی ہے اللہ عرش کے مالک کو ان باتوں سے جو یہ بناتے ہیں ۲۲ اُس سے نہیں پوچھا جاتا جو وہ کرے ۲۲

وَهُمْ يُسْأَلُونَ ﴿۲۳﴾ أَمْ اتَّخَذُوا مِن دُونِ اللَّهِ قُلُوبًا بِرْهَانِكُمْ

اور ان سب سے سوال ہوگا ۲۳ کیا اللہ کے سوا اور خدا بنا رکھے ہیں تم فرماؤ ۲۳ اپنی دلیل لاؤ ۲۳

هَذَا ذِكْرٌ مِّن مَّعَىٰ وَذِكْرٌ مِّن قَبْلِي ﴿۲۴﴾ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ الْحَقَّ

یہ قرآن میرے ساتھ والوں کا ذکر ہے ۲۴ اور مجھ سے اگلوں کا تذکرہ ۲۴ بلکہ اُن میں اکثر حق کو نہیں جانتے

فَهُمْ مُّعْرِضُونَ ﴿۲۵﴾ وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رَّسُولٍ إِلَّا نُوحِي

تو وہ روگرداں ہیں ۲۵ اور ہم نے تم سے پہلے کوئی رسول نہ بھیجا مگر یہ کہ ہم اس کی طرف

۲۵ ہر وقت اس کی تسبیح میں رہتے ہیں۔ حضرت کعب احبار نے فرمایا کہ ملائکہ کے لئے تسبیح ایسی ہے جیسی کہ بنی آدم کے لئے سانس لینا۔ ۲۵ جو ہر ارضیہ سے مش

سوںے چاندی پتھر وغیرہ کے ۲۵ ایسا تو نہیں ہے اور نہ یہ ہو سکتا ہے کہ جو خود بے جان ہو وہ کسی کو جان دے سکے تو پھر اس کو معبود ٹھہرانا اور الٰہ قرار دینا کھلا باطل

ہے الہ وہی ہے جو ہر ممکن پر قادر ہو جو قادر نہیں وہ الہ کیسا۔ ۲۵ آسمان وزمین ۲۵ کیونکہ اگر خدا سے وہ خدا مراد لئے جائیں جن کی خدائی کے بت پرست معتقد

ہیں تو فسادِ عالم کا لزوم ظاہر ہے کیونکہ وہ جمادات ہیں تدبیر عالم پر اصلاً قدرت نہیں رکھتے اور اگر تعظیم کی جائے تو بھی لزوم فسادِ قیومی ہے کیونکہ اگر دو خدا فرض کئے

جائیں تو دو حال سے خالی نہیں یا وہ دونوں متفق ہوں گے یا مختلف، اگر شے واحد پر متفق ہوئے تو لازم آئے گا کہ ایک چیز دونوں کی مقدر ہو اور دونوں کی قدرت سے

واقع ہو یہ محال ہے اور اگر مختلف ہوئے تو ایک شے کے متعلق دونوں کے ارادے یا معاً واقع ہو سکتے اور ایک ہی وقت میں وہ موجود و معدوم دونوں ہو جائے گی یا

دونوں کے ارادے واقع نہ ہوں اور شے نہ موجود ہو نہ معدوم یا ایک کا ارادہ واقع ہو دوسرے کا واقع نہ ہو یہ تمام صورتیں محال ہیں تو ثابت ہوا کہ فساد ہر تقدیر پر لازم

ہے تو حید کی یہ نہایت قوی برہان ہے اور اس کی تقریریں بہت بسط کے ساتھ ائمہ کلام کی کتابوں میں مذکور ہیں یہاں اختصاراً اسی قدر پر اکتفا کیا گیا۔ (تفسیر کبیر وغیرہ)

۲۵ کہ اس کے لئے اولاد شریک ٹھہراتے ہیں۔ ۲۵ کیونکہ وہ مالکِ حقیقی ہے جو چاہے کرے جسے چاہے عزت دے جسے چاہے ذلت دے جسے چاہے سعادت

دے جسے چاہے شقی کرے وہ سب کا حاکم ہے کوئی اس کا حاکم نہیں جو اس سے پوچھ سکے ۲۵ کیونکہ سب اس کے بندے ہیں مملوک ہیں سب پر اس کی فرمانبرداری

اور اطاعت لازم ہے اس سے تو حید کی ایک اور دلیل مستفاد ہوتی ہے جب سب مملوک ہیں تو ان میں سے کوئی خدا کیسے ہو سکتا ہے اس کے بعد بطریق استفہام توجیاً

فرمایا ۲۵ اے حبیب! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ان مشرکین سے تم اپنے اس باطل دعویٰ پر ۲۵ اور حجت قائم کر دو خواہ عقلی ہو یا نقلی مگر نہ کوئی دلیل عقلی لا سکتے

ہو جیسا کہ براہین مذکورہ سے ظاہر ہو چکا اور نہ کوئی دلیل نقلی پیش کر سکتے ہو کیونکہ تمام کتب سماویہ میں اللہ تعالیٰ کی تو حید کا بیان ہے اور سب میں شرک کا ابطال کیا گیا

ہے۔ ۲۵ ساتھ والوں سے مراد آپ کی امت ہے قرآن کریم میں اس کا ذکر ہے کہ اس کو طاعت پر کیا ثواب ملے گا اور معصیت پر کیا عذاب کیا جائے گا۔

۲۵ یعنی پہلے انبیاء کی امتوں کا اور اس کا کہ دنیا میں ان کے ساتھ کیا گیا اور آخرت میں کیا کیا جائے گا۔ ۲۵ اور غور و تامل نہیں کرتے اور نہیں سوچتے کہ تو حید

پر ایمان لانا ان کے لئے ضروری ہے۔

إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ ﴿۲۵﴾ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَنُ وَلَدًا

وہی فرماتے کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں تو مجھی کو پوجو اور بولے رحمن نے بیٹا اختیار کیا ہے

سُبْحٰنَهُ ۖ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُونَ ﴿۲۶﴾ لَا يَسْبِقُونَهُ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِأَمْرِهِ

پاک ہے وہ اس بلکہ بندے ہیں عزت والے اور اس سے سبقت نہیں کرتے اور وہ اسی کے حکم پر

يَعْمَلُونَ ﴿۲۷﴾ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا

کار بند ہوتے ہیں وہ جانتا ہے جو اُن کے آگے ہے اور جو اُن کے پیچھے ہے اور شفاعت نہیں کرتے مگر

لِمَنْ ارْتَضَىٰ وَهُمْ مِّنْ خَشْيَتِهِ مُشْفِقُونَ ﴿۲۸﴾ وَمَنْ يَقُلْ مِنْهُمْ إِنِّي

اُس کے لئے جسے وہ پسند فرمائے اور وہ اس کے خوف سے ڈر رہے ہیں اور ان میں جو کوئی کہے کہ میں

إِلَهُ مِّنْ دُونِهِ فَذَلِك نَجْرِيهِ جَهَنَّمَ ۖ كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۹﴾

اللہ کے سوا معبود ہوں تو اسے ہم جہنم کی جزا دیں گے ہم ایسی ہی سزا دیتے ہیں ستم گاروں کو

أَوْلَمْ يَرِ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا

کیا کافروں نے یہ خیال نہ کیا کہ آسمان اور زمین بند تھے

فَفَتَقْنَاهَا ۖ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ﴿۳۰﴾ وَ

تو ہم نے انہیں کھولا اور ہم نے ہر جاندار چیز پانی سے بنائی ہے تو کیا وہ ایمان نہ لائیں گے اور

جَعَلْنَا فِي الْأَرْضِ رَءَسًا وَمَا يَتَّبِعُهُمُ الْغٰيِبَ ۖ وَأَجْمَلًا ۖ وَأَكْمَلًا ۖ وَجَعَلْنَا فِيهَا رِجَالًا مَّوْجًا ۖ

زمین میں ہم نے لنگر ڈالے ہے کہ انہیں لے کر نہ کانپے اور ہم نے اس میں کشادہ راہیں رکھیں

لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُونَ ﴿۳۱﴾ وَجَعَلْنَا السَّمَاءَ سَقْفًا مَّحْفُوظًا ۖ وَهُمْ عَنْ آيَاتِهَا

کہ کہیں وہ راہ پائیں اور ہم نے آسمان کو چھت بنایا نگاہ رکھی گئی ونا اور وہ فلا اس کی نشانیوں

۵۲ شان نزول: یہ آیت خزاعہ کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہا تھا۔ ۵۱ اس کی ذات اس سے منزه ہے کہ اس کے اولاد ہو۔

۵۲ یعنی فرشتے اس کے برگزیدہ اور کرم بندے ہیں۔ ۵۳ یعنی جو کچھ انہوں نے کیا اور جو کچھ وہ آئندہ کریں گے۔ ۵۴ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما

نے فرمایا یعنی جو توحید کا قائل ہو۔ ۵۵ یہ کہنے والا اللہ ہے جو اپنی عبادت کی دعوت دیتا ہے فرشتوں میں اور کوئی ایسا نہیں جو یہ کلمہ کہے۔ ۵۶ بند ہونا یا تو یہ ہے

کہ ایک دوسرے سے ملا ہوا تھا ان میں فصل پیدا کر کے انہیں کھولا یا یہ معنی ہیں کہ آسمان بند تھا بائیں معنی کہ اس سے بارش نہیں ہوتی تھی زمین بند تھی بائیں معنی کہ اس

سے روئیدگی پیدا نہیں ہوتی تھی تو آسمان کا کھولنا یہ ہے کہ اس سے بارش ہونے لگی اور زمین کا کھولنا یہ ہے کہ اس سے سبزہ پیدا ہونے لگا۔ ۵۷ یعنی پانی کو جانداروں

کی حیات کا سبب کیا، بعض مفسرین نے کہا معنی یہ ہیں کہ ہر جاندار پانی سے پیدا کیا ہوا ہے اور بعضوں نے کہا اس سے نطفہ مراد ہے۔ ۵۸ مضبوط پہاڑوں کے

۵۹ اپنے سفروں میں اور جن مقامات کا قصد کریں وہاں تک پہنچ سکیں۔ ۶۰ یعنی کفار۔



مُعْرُضُونَ ﴿۳۲﴾ وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ط

سے روگرداں ہیں ۳۲ اور وہی ہے جس نے بنائے رات ۳۱ اور دن ۳۰ اور سورج اور چاند

كُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ ﴿۳۳﴾ وَمَا جَعَلْنَا الْبَشَرَ مِنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ط

ہر ایک ایک گھیرے میں پیر (تیر) رہا ہے ۳۳ اور ہم نے تم سے پہلے کسی آدمی کے لئے دنیا میں بیہنگی نہ بنائی ۳۲

اَفَاِنْ مِتَّ فَهُمْ الْخُلْدُ وَن ﴿۳۴﴾ كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ط وَنَبَلُوكُمْ

تو کیا اگر تم انتقال فرماؤ تو یہ ہمیشہ رہیں گے ۳۴ ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے اور ہم تمہاری آزمائش کرتے ہیں

بِالْبَشَرِ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ط وَالْيَنَّا تَرْجِعُونَ ﴿۳۵﴾ وَاِذَا رَاكَ الَّذِيْنَ

برائی اور بھلائی سے ۳۵ جانچنے کو ۳۶ اور ہماری ہی طرف تمہیں لوٹ کر آنا ہے ۳۷ اور جب کافر تمہیں

كَفَرُوا اِنْ يَتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ط اَهَذَا الَّذِيْ يَذْكُرُ

دیکھتے ہیں تو تمہیں نہیں ٹھہراتے مگر ٹھٹھا (مذاق) ۳۸ کیا یہ ہیں وہ جو تمہارے خداؤں کو

الِهَتِكُمْ ج وَهُمْ يَذْكُرُ الرَّحْمٰنِ هُمْ كَفَرُوْنَ ﴿۳۶﴾ خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ

برا کہتے ہیں اور وہ ۳۶ رحمن ہی کی یاد سے منکر ہیں ۳۷ آدمی جلد باز

عَجَلٍ ط سَاوِرِيْكُمْ اِيْتِيْ فَلَآ تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَيَقُولُوْنَ مَتٰى هٰذَا

بنایا گیا اب میں تمہیں اپنی نشانیاں دکھاؤں گا مجھ سے جلدی نہ کرو ۳۷ اور کہتے ہیں کب ہوگا

۳۷ یعنی آسانی کا نجات سورج، چاند، ستارے اور اپنے اپنے افلاک میں ان کی حرکتوں کی کیفیت اور اپنے اپنے مطالعے سے ان کے طلوع اور غروب اور ان کے

عجائب احوال جو صالح عالم (یعنی اللہ تعالیٰ) کے وجود اور اس کی وحدت اور اس کے کمال قدرت و حکمت پر دلالت کرتے ہیں کفار ان سب سے اعراض کرتے ہیں

اور ان دلائل سے فائدہ نہیں اٹھاتے۔ ۳۸ تاریک کہ اس میں آرام کریں۔ ۳۹ روشن کہ اس میں معاش (روزی کمانے) وغیرہ کے کام انجام دیں۔ ۴۰ جس طرح کہ تیراک پانی میں۔ ۴۱ شان نزول: رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دشمن اپنے ضلال و عناد (گمراہی و دشمنی) سے کہتے تھے کہ ہم حوادث زمانہ کا

انتظار کر رہے ہیں عنقریب ایسا وقت آنے والا ہے کہ حضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات ہو جائے گی اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور فرمایا گیا کہ

دشمنان رسول کے لئے یہ کوئی خوشی کی بات نہیں ہم نے دنیا میں کسی آدمی کے لئے بیہنگی نہیں رکھی ۴۱ اور انہیں موت کے پیچھے سے رہائی مل جائے گی جب ایسا نہیں

ہے تو پھر خوش کس بات پر ہوتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ ۴۲ یعنی راحت و تکلیف تندرستی و بیماری دولت مندی و ناداری نفع اور نقصان سے ۴۳ تاکہ ظاہر ہو جائے

کہ صبر و شکر میں تمہارا کیا درجہ ہے۔ ۴۴ ہم تمہیں تمہارے اعمال کی جزا دیں گے۔ ۴۵ شان نزول: یہ آیت ابو جہل کے حق میں نازل ہوئی حضور تشریف لئے

جاتے تھے وہ آپ کو دیکھ کر ہنسا اور کہنے لگا کہ یہ بنی عبد مناف کے نبی ہیں اور آپس میں ایک دوسرے سے کہنے لگے ۴۶ کفار ۴۷ کہتے ہیں کہ ہم رحمن کو جانتے

ہی نہیں اس جہل و ضلال میں مبتلا ہونے کے باوجود آپ کے ساتھ تمسخر کرتے ہیں اور نہیں دیکھتے کہ نبی کے قابل خود ان کا اپنا حال ہے۔ ۴۸ شان نزول: یہ آیت

نضر بن حارث کے حق میں نازل ہوئی جو کہتا تھا کہ جلد عذاب نازل کرائیے اس آیت میں فرمایا گیا کہ اب میں تمہیں اپنی نشانیاں دکھاؤں گا یعنی جو وعدے عذاب

الْوَعْدِ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿۳۸﴾ لَوْ يَعْلَمُ الَّذِينَ كَفَرُوا حِيْنَ لَا يَكْفُوْنَ

یہ وعدہ ۵۵؎ اگر تم سچے ہو کسی طرح جانتے کافر اس وقت کو جب نہ روک سکیں گے

عَنْ وُجُوْهِمُ النَّارِ وَلَا عَنْ ظُهُورِهِمْ وَلَا هُمْ يَنْصُرُوْنَ ﴿۳۹﴾ بَلْ

اپنے مونہوں سے آگ لگے اور نہ اپنی پیٹھوں سے اور نہ ان کی مدد ہو سکے بلکہ

تَأْتِيهِمْ بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ فَلَا يَسْتَبِيْعُوْنَ رَادَّهَا وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۴۰﴾ وَ

وہ ان پر اچانک آپڑے گی ۵۶؎ تو انہیں بے حواس کر دے گی پھر نہ وہ اسے پھیر سکیں گے اور نہ انہیں مہلت دی جائے گی ۵۷؎ اور

لَقَدْ اسْتَهْزِئُ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوا مِنْهُمْ مَا

بے شک تم سے اگلے رسولوں کے ساتھ ٹھٹھا کیا گیا ۵۸؎ تو مسخرگی (ٹھٹھا) کرنے والوں

كَانُوا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۴۱﴾ قُلْ مَنْ يَّكْلُوْكُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مِنْ

کا ٹھٹھا انہی کو لے بیٹھا ۵۹؎ تم فرماؤ شبانہ روز تمہاری کون نگہبانی کرتا ہے

الرَّحْمٰنِ ۗ بَلْ هُمْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۴۲﴾ اَمْ لَهُمُ الْاِلٰهَةُ

رحمن سے ۶۰؎ بلکہ وہ اپنے رب کی یاد سے منہ پھیرے ہیں ۶۱؎ کیا ان کے کچھ خدا ہیں ۶۲؎

تَسْعُهُمْ مِّنْ دُوْنِنَا ۗ لَا يَسْتَبِيْعُوْنَ نَصْرًا لِّنَفْسِهِمْ وَلَا هُمْ مِّنَّا يَصْحَبُوْنَ ﴿۴۳﴾

جو ان کو ہم سے بچاتے ہیں ۶۳؎ وہ اپنی ہی جانوں کو نہیں بچا سکتے ۶۴؎ اور نہ ہماری طرف سے ان کی یاری ہو

بَلْ مَتَّعْنَاهُمْ اَوْلَادًا وَاِبَاءَهُمْ حَتّٰى طَالَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ۗ اَفَلَا يَرَوْنَ اَنَّا

بلکہ ہم نے ان کو ۶۵؎ اور ان کے باپ دادا کو برتاوا دیا ۶۵؎ یہاں تک کہ زندگی ان پر دراز ہوئی ۶۶؎ تو کیا نہیں دیکھتے کہ ہم ۶۷؎

نَاۤتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ۗ اَفْهَمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۴۴﴾ قُلْ اِنَّمَا

زمین کو اس کے کناروں سے گھٹاتے آرہے ہیں ۶۸؎ تو کیا یہ غالب ہوں گے ۶۹؎ تم فرماؤ کہ میں

۷۰؎ عذاب کا یا قیامت کا، یہ ان کے استعجال (جلدی عذاب مانگنے) کا بیان ہے۔ ۷۱؎ دوزخ کی ۷۲؎ اگر وہ یہ جانتے ہوتے تو کفر پر قائم نہ رہتے اور عذاب

میں جلدی نہ کرتے ۷۳؎ قیامت ۷۴؎ تو بہ و معذرت کی ۷۵؎ اے سید عالم! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۷۶؎ اور وہ اپنے استہزاء اور مسخرگی کے وبال و عذاب میں

گرفتار ہوئے۔ اس میں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تسلی فرمائی گئی کہ آپ کے ساتھ استہزاء کرنے والوں کا بھی یہی انجام ہونا ہے۔ ۷۷؎ یعنی اس کے

عذاب سے ۷۸؎ جب ایسا ہے تو انہیں عذاب الہی کا کیا خوف ہو اور وہ اپنی حفاظت کرنے والے کو کیا بچائیں۔ ۷۹؎ ہمارے سوا ان کے خیال میں ۸۰؎ اور

ہمارے عذاب سے محفوظ رکھتے ہیں ایسا تو نہیں ہے اور اگر وہ اپنے بتوں کی نسبت یہاں معتقد رکھتے ہیں تو ان کا حال یہ ہے کہ ۸۱؎ اپنے پوجنے والوں کو کیا بچا سکیں

گے۔ ۸۲؎ یعنی کفار کو ۸۳؎ اور دنیا میں انہیں نعمت و مہلت دی۔ ۸۴؎ اور وہ اس سے اور مغرور ہوئے اور انہوں نے گمان کیا کہ وہ ہمیشہ ایسے ہی رہیں گے۔

۸۵؎ کفرستان کی ۸۶؎ روز بروز مسلمانوں کو اس پر تسلط دے رہے ہیں اور ایک شہر کے بعد دوسرا شہر فتح ہوتا چلا آ رہا ہے حدود اسلام بڑھ رہی ہیں اور سرزمین کفر

اَنْذِرْكُمْ بِالْوَحْيِ ۚ وَلَا يَسْمَعُ الصُّمُّ الدُّعَاءَ اِذَا مَا يُنْذِرُونَ ﴿۳۵﴾ وَ

تم کو صرف وحی سے ڈراتا ہوں ۳۵ اور بہرے پکارنا نہیں سنتے جب ڈرائے جائیں ۳۵ اور

لَنْ يَنْفَعَهُمْ نَفْحَةٌ مِنْ عَذَابِ رَبِّكَ لَيَقُولُنَّ يَوَيْلَنَا اِنَّا كُنَّا

اگر انھیں تمہارے رب کے عذاب کی ہوا چھو جائے تو ضرور کہیں گے ہائے خرابی ہماری بے شک ہم

ظَالِمِينَ ﴿۳۶﴾ وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ

ظالم تھے ۳۶ اور ہم عدل کی ترازوئیں رکھیں گے قیامت کے دن تو کسی جان پر کچھ ظلم

شَيْئًا وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَاهَا ط وَكَفَىٰ بِنَا

نہ ہوگا اور اگر کوئی چیز ۳۷ رائی کے دانہ کے برابر ہو تو ہم اُسے لے آئیں گے اور ہم کافی ہیں

حُسْبِينَ ﴿۳۷﴾ وَلَقَدْ اَتَيْنَا مُوسَىٰ وَهَارُونَ الْفُرْقَانَ وَضِيَاءً وَذِكْرًا

حساب کو اور بے شک ہم نے موسیٰ اور ہارون کو فیصلہ دیا ۳۸ اور اوجلا ۳۸ اور پرہیزگاروں

لِلْمُتَّقِينَ ﴿۳۸﴾ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُم بِالْغَيْبِ وَهُمْ مِنَ السَّاعَةِ

کو نصیحت ۳۹ وہ جو بے دیکھے اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور انھیں قیامت کا اندیشہ

مُشْفِقُونَ ﴿۳۹﴾ وَهَذَا ذِكْرٌ مُّبَارَكٌ اَنْزَلْنَاهُ ط اَفَاَنْتُمْ لَهٗ مُنْكَرُونَ ﴿۴۰﴾ ع

لگا ہوا ہے اور یہ ہے برکت والا ذکر کہ ہم نے اُنارا نزلے تو کیا تم اس کے منکر ہو

وَلَقَدْ اَتَيْنَا اِبْرٰهِيْمَ رُشْدًا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهٖ عَلِيمِينَ ﴿۴۱﴾ اِذْ قَالَ

اور بے شک ہم نے ابراہیم کو نیک راہ سے اس کی نیک راہ عطا کر دی اور ہم اُس سے خبردار تھے ۴۱ جب اس نے اپنے

لَا اٰبِيهٖ وَقَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ التَّابِثُ الَّذِي اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُونَ ﴿۴۲﴾ قَالُوا

باپ اور قوم سے کہا یہ مورتیں کیا ہیں ۴۲ جن کے آگے تم آسن مارے (جم کر بیٹھے) ہو ۴۲ بولے

گھنٹی چلی آتی ہے اور حوالی مکہ مکرمہ (مکہ مکرمہ کے گرد و نواح) پر مسلمانوں کا تسلط ہوتا جاتا ہے کیا مشرکین جو عذاب طلب کرنے میں جلدی کرتے ہیں اس کو نہیں

دیکھتے اور عبرت حاصل نہیں کرتے۔ ۴۲ جن کے قبضہ سے زمین دم بدم نکلتی جا رہی ہے یا رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب جو بفضل الہی فتح

پر فتح پارہے ہیں اور ان کے مقبوضات دم بدم بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ ۴۳ اور عذاب الہی کا اسی کی طرف سے خوف دلاتا ہوں۔ ۴۳ یعنی کافر ہدایت کرنے والے

اور خوف دلانے والے کے کلام سے نفع نہ اٹھانے میں بہرے کی طرح ہیں۔ ۴۵ نبی کی بات پر کان نہ رکھا اور ان پر ایمان نہ لائے۔ ۴۶ اعمال میں سے ۴۶ یعنی

توریت عطا کی جو حق و باطل میں تفرقہ (امتیاز) کرنے والی ہے۔ ۴۸ یعنی روشنی ہے کہ اس سے نجات کی راہ معلوم ہوتی ہے۔ ۴۹ جس سے وہ پند پذیر (فائدہ

اٹھاتے) ہوتے ہیں اور دینی امور کا علم حاصل کرتے ہیں ۴۸ اپنے حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر یعنی قرآن پاک۔ یہ کثیر الخیر (خیر ہی خیر) ہے

اور ایمان لانے والوں کے لئے اس میں بڑی برکتیں ہیں۔ ۴۹ ان کی ابتدائی عمر میں بالغ ہونے کے ۵۰ کہ وہ ہدایت و نبوت کے اہل ہیں۔ ۵۰ یعنی بت،



وَجَدْنَا اٰبَاءَنَا لَهَا عٰبِدِيْنَ ﴿۵۳﴾ قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ وَاٰبَاؤَكُمْ فِي

ہم نے اپنے باپ دادا کو ان کی پوجا کرتے پایا ۵۳ کہا بے شک تم اور تمہارے باپ دادا سب

ضَلَلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۵۴﴾ قَالُوْا اَجْتَنَّا بِالْحَقِّ اَمْ اَنْتَ مِنَ اللّٰعِبِيْنَ ﴿۵۵﴾ قَالَ

کھلی گمراہی میں ہو بولے کیا تم ہمارے پاس حق لائے ہو یا یونہی کھیلتے ہو فلا کہا

بَلْ رَبُّكُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الَّذِيْ فَطَرَهُنَّ وَاَنَا عَلٰى ذٰلِكُمْ

بلکہ تمہارا رب وہ ہے جو رب ہے آسمانوں اور زمین کا جس نے انہیں پیدا کیا اور میں اس پر گواہوں

مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۵۶﴾ وَتَاللّٰهِ لَا كَيْدَ لَنَا اَصْنَامُكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا

میں سے ہوں اور مجھے اللہ کی قسم ہے میں تمہارے بتوں کا بُرا چاہوں گا بعد اس کے کہ تم پھر جاؤ

مُدْبِرِيْنَ ﴿۵۷﴾ فَجَعَلَهُمْ جُذًا اِلَّا كَبِيْرًا لّٰهُمْ لَعَلَّهُمْ اِلَيْهِ يَرْجِعُوْنَ ﴿۵۸﴾

پیٹھ دے کر فلا تو ان سب کو فلا چورا کر دیا مگر ایک کو جو ان سب کا بڑا تھا فلا کہ شاید وہ اس سے کچھ پوچھیں فلا

قَالُوْا مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِالْهَيْتٰنِ اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۹﴾ قَالُوْا سَبَعْنَا

بولے کس نے ہمارے خداؤں کے ساتھ یہ کام کیا بے شک وہ ظالم ہے ان میں کے کچھ بولے ہم

فَتٰى يِّدْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهٗ اِبْرٰهِيْمُ ﴿۶۰﴾ قَالُوْا فَاْتُوْا بِهٖ عَلٰى اَعْيُنِ النَّاسِ

نے ایک جوان کو انہیں بُرا کہتے سنا جسے ابراہیم کہتے ہیں فلا بولے تو اُسے لوگوں کے سامنے لاؤ

جو درندوں پرندوں اور انسانوں کی صورتوں کے بنے ہوئے ہیں فلا اور ان کی عبادت میں مشغول ہو۔ ۵۹ تو ہم بھی ان کی اقتداء میں ویسا ہی کرنے لگے۔

۶۰ چونکہ انہیں اپنے طریقہ کا گمراہی ہونا بہت ہی بعید معلوم ہوتا تھا اور اس کا انکار کرنا وہ بہت بڑی بات جانتے تھے اس لئے انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام

سے یہ کہا کہ کیا آپ یہ بات واقعی طور پر نہیں بتا رہے ہیں یا بطریق کھیل کے فرماتے ہیں اس کے جواب میں آپ نے حضرت ملکِ عَلاَم (یعنی اللہ تعالیٰ) کی

ربوبیت کا اثبات فرما کر ظاہر فرمایا کہ آپ کھیل کے طریقے پر کلام فرمانے والے نہیں ہیں بلکہ حق کا اظہار فرماتے ہیں چنانچہ آپ نے فلا اپنے میلے کو۔ واقعہ یہ

ہے کہ اس قوم کا سالانہ ایک میلہ لگتا تھا جنگل میں جاتے تھے اور شام تک وہاں لہو و لعب میں مشغول رہتے تھے واپسی کے وقت بت خانہ میں آتے تھے اور بتوں کی

پوجا کرتے تھے اس کے بعد اپنے مکاؤں کو واپس جاتے تھے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کی ایک جماعت سے بتوں کے متعلق مناظرہ کیا تو ان

لوگوں نے کہا کہ کل کو ہماری عید ہے آپ وہاں چلیں دیکھیں کہ ہمارے دین اور طریقے میں کیا بہار ہے اور کیسے لطف آتے ہیں جب وہ میلے کا دن آیا اور آپ سے

میلے میں چلے کو کہا گیا تو آپ عذر کر کے رہ گئے وہ لوگ روانہ ہو گئے جب ان کے باقی ماندہ اور کمزور لوگ جو آہستہ آہستہ جا رہے تھے گزرے تو آپ نے فرمایا کہ

میں تمہارے بتوں کا برا چاہوں گا، اس کو بعض لوگوں نے سنا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام بت خانہ کی طرف لوٹے۔ ۶۰ یعنی بتوں کو تو ذکر فلا چھوڑ دیا

اور بسولا اس کے کا ندھے پر رکھ دیا فلا یعنی بڑے بت سے کہ ان چھوٹے بتوں کا کیا حال ہے یہ کیوں ٹوٹے اور بسولا تیری گردن پر کیسا رکھا ہے اور انہیں

اس کا بجز ظاہر ہوا اور انہیں ہوش آئے کہ ایسے عاجز خدا نہیں ہو سکتے یا یہ معنی ہیں کہ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے دریافت کریں اور آپ کو حجت قائم کرنے

کا موقع ملے چنانچہ جب قوم کے لوگ شام کو واپس ہوئے اور بت خانے میں پہنچے اور انہوں نے دیکھا کہ بت ٹوٹے پڑے ہیں تو فلا یہ خبر نرو د جبار اور اس کے

کے امراء کو پہنچی تو۔

لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُونَ ﴿٦١﴾ قَالُوا أَنْتَ فَعَلْتَ هَذَا بِالْهَيْتَانِ يَا بَرِّهِمْ ط

شاید وہ گواہی دیں ۱۱۳ بولے کیا تم نے ہمارے خداؤں کے ساتھ یہ کام کیا اے ابراہیم ۱۱۳

قَالَ بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ هَذَا فَسَعَوْهُمْ إِنْ كَانُوا يَنْطِقُونَ ﴿٦٢﴾

فرمایا بلکہ ان کے اس بڑے نے کیا ہوگا ۱۱۴ تو ان سے پوچھو اگر بولتے ہوں ۱۱۵

فَرَجَعُوا إِلَىٰ أَنفُسِهِمْ فَقَالُوا إِنَّكُمْ أَنْتُمُ الظَّالِمُونَ ﴿٦٣﴾ ثُمَّ نَكِسُوا إِلَىٰ

تو اپنے جی کی طرف پلٹے ۱۱۶ اور بولے بے شک تمہیں ستم گار ہوگا ۱۱۷ پھر اپنے سروں کے بل

رُءُوسِهِمْ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَا هَؤُلَاءِ يَنْطِقُونَ ﴿٦٤﴾ قَالَ أَفَتَعْبُدُونَ

اوندھائے گئے ۱۱۸ کہ تمہیں خوب معلوم ہے یہ بولتے نہیں ۱۱۹ کہا تو کیا اللہ کے سوا

مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْئًا وَلَا يَضُرُّكُمْ ط ﴿٦٥﴾ أَفَلَا تَنْتَفِعُونَ

ایسے کو پوجتے ہو جو نہ تمہیں نفع دے ۱۲۰ اور نہ نقصان پہنچائے ۱۲۱ ٹھ ہے تم پر اور ان

تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿٦٦﴾ قَالُوا حَرِّقُوهُ وَانصُرُوا

بتوں پر جن کو اللہ کے سوا پوجتے ہو تو کیا تمہیں عقل نہیں ۱۲۲ بولے ان کو جلادو اور اپنے خداؤں

الْهَيْتَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ فَعِلِينَ ﴿٦٨﴾ قُلْنَا يَا مَعْزُوتِي بَرِّدَا وَسَلْبَا عَلَىٰ

کی مدد کرو اگر تمہیں کرنا ہے ۱۲۳ ہم نے فرمایا اے آگ ہو جا ٹھنڈی اور سلامتی

۱۱۴ کہ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی کا فعل ہے یا ان سے بتوں کی نسبت ایسا کلام سنا گیا ہے، مدعا یہ تھا کہ شہادت قائم ہو تو وہ آپ کے درپے ہوں چنانچہ

حضرت بلائے گئے اور وہ لوگ ۱۱۳ آپ نے اس کا تو کچھ جواب نہ دیا اور شان منظرانہ سے تعریض کے طور پر ایک عجیب و غریب حجت قائم کی۔ ۱۱۴ اس غصہ

سے کہ اس کے ہوتے تم اس کے چھوٹوں کو پوجتے ہو اس کے کندھے پر بسولا ہونے سے ایسا ہی قیاس کیا جا سکتا ہے مجھ سے کیا پوچھنا، پوچھنا ہو ۱۱۵ وہ خود بتائیں

کہ ان کے ساتھ یہ کس نے کیا، مدعا یہ تھا کہ قوم غم خور کرے کہ جو بول نہیں سکتا جو کچھ کر نہیں سکتا وہ خدا نہیں ہو سکتا اس کی خدائی کا اعتقاد باطل ہے چنانچہ جب آپ نے

یہ فرمایا ۱۱۶ اور سمجھے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام حق پر ہیں ۱۱۷ جو ایسے مجبوروں اور بے اختیاروں کو پوجتے ہو جو اپنے کاندھے سے بسولا نہ ہٹا سکے وہ اپنے

پجاری کو مصیبت سے کیا بچا سکتے اور اس کے کیا کام آسکے۔ ۱۱۸ اور کلمہ حق کہنے کے بعد پھر ان کی بدبختی ان کے سروں پر سوار ہوئی اور وہ کفر کی طرف پلٹے اور باطل

مجادلہ و مکابره (بے جا بحث و مباحثہ) شروع کیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہنے لگے ۱۱۹ تو ہم ان سے کیسے پوچھیں اور اے ابراہیم تم ہمیں ان سے پوچھنے

کا کیسے حکم دیتے ہو۔ ۱۲۰ اگر اسے پوچھو۔ ۱۲۱ اگر اس کا پوجنا موقوف کر دو۔ ۱۲۲ کہ اتنا بھی سمجھ سکو کہ یہ بت پوجنے کے قابل نہیں جب حجت تمام ہو گئی اور وہ

لوگ جواب سے عاجز آئے تو ۱۲۳ نمرود اور اس کی قوم حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جلا ڈالنے پر متفق ہو گئی اور انہوں نے آپ کو ایک مکان میں قید کر دیا اور قریب

کوئی میں ایک عمارت بنائی اور ایک مہینہ تک بکوشش تمام قسم قسم کی لکڑیاں جمع کیں اور ایک عظیم آگ جلائی جس کی تپش سے ہوا میں پرواز کرنے والے پرندے جل

جاتے تھے اور ایک مخنق (پتھر پھینکنے کی توپ) کھڑی کی اور آپ کو بانڈھ کر اس میں رکھ کر آگ میں پھینکا اس وقت آپ کی زبان مبارک پر تھا حَسْبِيَ اللَّهُ وَنِعْمَ

الْوَكِيلُ جبرئیل امین نے آپ سے عرض کیا کہ کیا کچھ کام ہے آپ نے فرمایا: تم سے نہیں، جبرئیل نے عرض کیا تو اپنے رب سے سوال کیجئے، فرمایا: سوال کرنے سے

اس کا میرے حال کو جاننا میرے لئے کفایت کرتا ہے۔

اِبْرَاهِيْمَ ۶۹ ﴿۶۹﴾ وَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمْ الْاٰخِرِيْنَ ﴿۷۰﴾ وَنَجَّيْنٰهُ وَ

ابراہیم پر ۱۲۴ اور انھوں نے اس کا بُرا چاہا تو ہم نے انھیں سب سے بڑھ کر زیاں کار کر دیا ۱۲۵ اور ہم نے اُسے اور

لُوْطًا اِلَى الْاَرْضِ الَّتِي بَرَكْنَا فِيْهَا لِلْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۱﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗ اِسْحٰقَ ط

لوط کو ۱۲۶ نجات بخشی ۱۲۷ اس زمین کی طرف ۱۲۸ جس میں ہم نے جہان والوں کے لئے برکت رکھی ۱۲۹ اور ہم نے اسے اسحق عطا فرمایا ۱۳۰

وَيَعْقُوْبَ نَافِلَةً ط وَكَلَّا جَعَلْنَا صٰلِحِيْنَ ﴿۷۲﴾ وَجَعَلْنٰهُمْ اٰيَةً يَّهْدُوْنَ

اور یعقوب پوتا اور ہم نے ان سب کو اپنے قریب خاص کا سزاوار (اہل) کیا اور ہم نے انھیں امام کیا کہ ۱۳۱ ہمارے حکم

بِاْمْرِنَا وَاَوْحَيْنَا اِلَيْهِمْ فَعَلِ الْخَيْرَاتِ وَاِقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتٰءَ

سے بلاتے ہیں اور ہم نے انھیں وحی بھیجی اچھے کام کرنے اور نماز برپا (قائم) رکھنے اور زکوٰۃ

الرَّكُوْعَةِ ط وَكَانُوْا لِنٰعِيْدِيْنَ ﴿۷۳﴾ وَلُوْطًا اَتَيْنٰهُ حُكْمًا وَعِلْمًا وَنَجَّيْنٰهُ

دینے کی اور وہ ہماری بندگی کرتے تھے اور لوط کو ہم نے حکومت اور علم دیا اور اسے اس

مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِي كَانَتْ تَعْمَلُ الْخَبِيْثَ ط اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا سُوْءِ

بستی سے نجات بخشی جو گندے کام کرتی تھی ۱۳۲ بے شک وہ برے لوگ

فَسٰقِيْنَ ﴿۷۴﴾ وَاَدْخَلْنٰهُ فِيْ رَحْمَتِنَا ط اِنَّهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۷۵﴾ وَنُوْحًا

بے حکم (نافرمان) تھے اور ہم نے اسے ۱۳۳ اپنی رحمت میں داخل کیا بے شک وہ ہمارے قریب خاص کے سزاواروں میں ہے اور نوح کو

اِذْ نَادٰى مِنْ قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكُرْبِ

جب اس سے پہلے اس نے ہمیں پکارا تو ہم نے اس کی دعا قبول کی اور اُسے اور اس کے گھر والوں کو بڑی سختی سے

الْعَظِيْمِ ﴿۷۶﴾ وَنَصَرْنٰهُ مِنَ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰتِنَا ط اِنَّهُمْ كَانُوْا

نجات دی ۱۳۴ اور ہم نے ان لوگوں پر اس کو مدد دی جنہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں بے شک وہ

۱۳۵ تو آگ نے سوا آپ کی بندش کے اور کچھ نہ جلایا اور آگ کی گرمی زائل ہوگئی اور روشنی باقی رہی۔ ۱۳۶ کہ ان کی مراد پوری نہ ہوئی اور سعی ناکام رہی اور اللہ

تعالیٰ نے اس قوم پر چھریجے جو ان کے گوشت کھا گئے اور خون پی گئے اور ایک چھھر نمرود کے دماغ میں گھس گیا اور اس کی ہلاکت کا سبب ہوا۔ ۱۳۷ جو ان کے پیچھے

ان کے بھائی ہاران کے فرزند تھے نمرود اور اس کی قوم سے ۱۳۸ اور عراق سے۔ ۱۳۹ روانہ کیا ۱۴۰ اس زمین سے زمین شام مراد ہے اس کی برکت یہ ہے کہ

یہاں کثرت سے انبیاء ہوئے اور تمام جہان میں ان کے دینی برکات پہنچے اور سرسبز و شادابی کے اعتبار سے بھی یہ خطہ دوسرے خطوں پر فائق ہے یہاں کثرت سے

نہریں ہیں پانی پاکیزہ اور خوشگوار ہے اشجار و شمار (درختوں اور پھلوں) کی کثرت ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مقام فلسطین میں نزول فرمایا اور حضرت لوط علیہ

السلام نے مؤتلفہ میں۔ ۱۴۱ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے بیٹے کی دعا کی تھی۔ ۱۴۲ لوگوں کو ہمارے دین کی طرف ۱۴۳ اس بستی کا نام سدوم

تھا ۱۴۴ یعنی حضرت لوط علیہ السلام کو ۱۴۵ یعنی طوفان سے اور تکذیب اہل طغیان (باغی و سرکش کی تکذیب) سے۔



قَوْمَ سَوِءٍ فَاَعْرَفْتَهُمْ اَجْعَبِيْنَ ﴿۷۷﴾ وَدَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ اِذْ يَحْكُمْنَ فِي

برے لوگ تھے تو ہم نے ان سب کو ڈبو دیا اور داود اور سلیمان کو یاد کرو جب کھیتی کا ایک جھگڑا چکاتے

الْحَرْثِ اِذْ نَفَسَتْ فِيْهِ غَمُّ الْقَوْمِ ۚ وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شٰهِدِيْنَ ﴿۷۸﴾

(فیصل کرتے) تھے جب رات کو اس میں کچھ لوگوں کی بکریاں چھوٹیں ۱۳۵ اور ہم اُن کے حکم کے وقت حاضر تھے

فَفَهَّمْنَاهَا سُلَيْمَانَ ۚ وَكُلًّا اَتَيْنَا حُكْمًا وَعِلْمًا ۗ وَسَخَّرْنَا مَعَ دَاوُدَ الْجِبَالَ

ہم نے وہ معاملہ سلیمان کو سمجھا دیا ۱۳۶ اور دونوں کو حکومت اور علم عطا کیا ۱۳۷ اور داود کے ساتھ پہاڑ مسخر فرمادیئے

يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ ۗ وَكُنَّا فَاعِلِيْنَ ﴿۷۹﴾ وَعَلَّمْنَاهُ صَنْعَةَ لَبُوسٍ لَّكُمْ

کہ تسبیح کرتے اور پرندے ۱۳۸ اور یہ ہمارے کام تھے اور ہم نے اُسے تمہارا ایک پہناوا بنانا سکھایا

لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْ بَاسِكُمْ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ ﴿۸۰﴾ وَاسْلَمِمْنَ الرِّيحَ

کہ تمہیں تمہاری آج سے (زخمی ہونے سے) بچائے ۱۳۹ تو کیا تم شکر کرو گے اور سلیمان کے لئے تیز ہوا

عَاصِفَةً تَجْرِيْ بِاَمْرِ رَّءِيسِ الْاَرْضِ اِلَى الْاَرْضِ الَّتِي بَرَكْنَا فِيْهَا ط ۗ وَكُنَّا بِكُلِّ

مسخر کردی کہ اس کے حکم سے چلتی اس زمین کی طرف جس میں ہم نے برکت رکھی ۱۴۰ اور ہم کو ہر

شَيْءٍ عَلِيْبِيْنَ ﴿۸۱﴾ وَمِنَ الشَّيْطٰنِيْنَ مَن يَّغْوِيْ صُوْنَ لَهُ وَيَعْمَلُوْنَ عَمَلًا

چیز معلوم ہے اور شیطانوں میں سے وہ جو اُس کے لئے غوطہ لگاتے ۱۴۱ اور اس کے سوا

۱۳۵ ان کے ساتھ کوئی چرانے والا نہ تھا وہ کھیتی کھا گئیں یہ مقدمہ حضرت داود علیہ السلام کے سامنے پیش ہوا آپ نے تجویز کی کہ بکریاں کھیتی والے کو دے دی

جائیں بکریوں کی قیمت کھیتی کے نقصان کے برابر تھی۔ ۱۳۶ حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے جب یہ معاملہ پیش ہوا تو آپ نے فرمایا کہ فریقین کے لئے اس

سے زیادہ آسانی کی شکل بھی ہو سکتی ہے اس وقت حضرت کی عمر شریف گیارہ سال کی تھی حضرت داود علیہ السلام نے آپ پر لازم کیا کہ وہ صورت بیان فرمائیں

حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ تجویز پیش کی کہ بکری والا کاشت کرے اور جب تک کھیتی اس حالت کو پہنچے جس حالت میں بکریوں نے کھائی ہے اس وقت تک

کھیتی والا بکریوں کے دودھ وغیرہ سے نفع اٹھائے اور کھیتی اس حالت پر پہنچ جانے کے بعد کھیتی والے کو کھیتی دے دی جائے بکری والے کو اس کی بکریاں واپس کر دی

جاویں یہ تجویز حضرت داود علیہ السلام نے پسند فرمائی اس معاملہ میں یہ دونوں حکم اجتہادی تھے اور اس شریعت کے مطابق تھے۔ ہماری شریعت میں حکم یہ ہے کہ اگر

چرانے والا ساتھ نہ ہو تو جانور جو نقصانات کرے اس کا ضمان لازم نہیں۔ مجاہد کا قول ہے کہ حضرت داود علیہ السلام نے جو فیصلہ کیا تھا وہ اس مسئلہ کا حکم تھا اور حضرت

سلیمان علیہ السلام نے جو تجویز فرمائی یہ صورت صلح تھی۔ ۱۳۷ وجوہ اجتہاد و طریق احکام وغیرہ کا۔ مسئلہ: جن علماء کو اجتہاد کی اہلیت حاصل ہو انہیں ان امور میں

اجتہاد کا حق ہے جس میں وہ کتاب و سنت کا حکم نہ پائیں اور اگر اجتہاد میں خطا بھی ہو جاوے تو بھی ان پر مواخذہ نہیں۔ بخاری و مسلم کی حدیث ہے: سید عالم صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب حکم کرنے والا اجتہاد کے ساتھ حکم کرے اور اس حکم میں مُصِيب ہو تو اس کے لئے دوا جر ہیں اور اگر اجتہاد میں خطا واقع ہو جائے تو ایک

اجر۔ ۱۳۸ پتھر اور پرندے آپ کے ساتھ آپ کی موافقت میں تسبیح کرتے تھے۔ ۱۳۹ یعنی جنگ میں دشمن کے مقابل کام آئے اور وہ زرہ ہے سب سے پہلے زرہ

بنانے والے حضرت داود علیہ السلام ہیں۔ ۱۴۰ اس زمین سے مراد شام ہے جو آپ کا مسکن تھا۔ ۱۴۱ دریا کی گہرائی میں داخل ہو کر سمندر کی تہ سے آپ کے

لئے جواہر نکال کر لاتے۔

دُونَ ذَلِكَ وَكَتَابَهُمْ حَفِظِينَ ﴿۸۲﴾ وَأَيُّوبَ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ أَنِّي

اور کام کرتے ۱۲۴ اور ہم انھیں روکے ہوئے تھے ۱۲۳ اور ایوب کو (یاد کرو) جب اُس نے اپنے رب کو پکارا ۱۲۲ کہ مجھے

مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرَّحِيمِينَ ﴿۸۳﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ فَكَشَفْنَا مَا بِهِ

تکلیف پہنچی اور تو سب مہر والوں سے بڑھ کر مہر والا ہے تو ہم نے اس کی دعا سن لی تو ہم نے دور کردی جو

مِنْ ضُرِّهِ وَأَتَيْنَاهُ أَهْلَهُ وَمَثَلَهُمْ مَعَهُمْ رَاحَةً مِّنْ عُنْدِنَا وَذِكْرًا

تکلیف اُسے تھی ۱۲۵ اور ہم نے اُسے اس کے گھر والے اور اُن کے ساتھ اتنے ہی اور عطا کئے ۱۲۴ اپنے پاس سے رحمت فرما کر اور ہنگی

لِّلْعَبِيدِينَ ﴿۸۴﴾ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِدْرِيسَ وَذَا الْكِفْلِ ﴿۸۵﴾ كُلٌّ مِّنَ الصَّابِرِينَ ﴿۸۶﴾

والوں کے لئے نصیحت ۱۲۴ اور اسمعیل اور ادریس اور ذوالکفل کو (یاد کرو) وہ سب صبر والے تھے ۱۲۵

وَأَدْخَلْنَاهُمْ فِي رَحْمَتِنَا إِنَّهُمْ مِّنَ الصَّالِحِينَ ﴿۸۶﴾ وَذَا النُّونِ إِذْ

اور انھیں ہم نے اپنی رحمت میں داخل کیا بے شک وہ ہمارے قریب خاص سے سزاواروں میں ہیں اور ذوالنون کو (یاد کرو) ۱۲۶ جب

ذَهَبَ مُغَاضِبًا وَقَنَّ أَنْ لَنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادَىٰ فِي الظُّلُمَاتِ أَنْ لَا

چلا غصہ میں بھرا ۱۲۷ تو گمان کیا کہ ہم اس پر تنگی نہ کریں گے ۱۲۸ تو اندھیروں میں پکارا ۱۲۷ کوئی

۱۲۲ عجیب عجیب صنعتیں، عمارتیں، محل، برتن، شیشے کی چیزیں، صابون وغیرہ بنانا۔ ۱۲۳ کہ آپ کے حکم سے باہر نہ ہوں۔ ۱۲۴ یعنی اپنے رب سے دعا کی حضرت

ایوب علیہ السلام حضرت اسحاق علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر طرح کی نعمتیں عطا فرمائی ہیں حسن صورت بھی کثرت اولاد بھی کثرت

اموال بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو ابتلا میں ڈالا اور آپ کے فرزند اولاد مکان کے گرنے سے دب کر مر گئے، تمام جانور جس میں ہزار ہا اونٹ ہزار ہا بکریاں تھیں سب

مر گئے، تمام کھیتیاں اور باغات برباد ہو گئے، کچھ بھی باقی نہ رہا اور جب آپ کو ان چیزوں سے ہلاک ہونے اور ضائع ہونے کی خبر دی جاتی تھی تو آپ حمد الہی بجا

لاتے تھے اور فرماتے تھے میرا کیا ہے جس کا تھا اس نے لیا جب تک مجھے دیا اور میرے پاس رکھا اس کا شکر ہی ادا نہیں ہو سکتا میں اس کی مرضی پر راضی ہوں، پھر آپ

بیمار ہوئے، تمام جسم شریف میں آبلے پڑے، بدن مبارک سب کا سب زخموں سے بھر گیا، سب لوگوں نے چھوڑ دیا، بجز آپ کی بی بی صاحبہ کے کہ وہ آپ کی خدمت

کرتی رہیں اور یہ حالت ساہا سال رہی آخر کار کوئی ایسا سبب پیش آیا کہ آپ نے بارگاہ الہی میں دعا کی: ۱۲۵ اس طرح کہ حضرت ایوب علیہ السلام سے فرمایا کہ

آپ زمین میں پاؤں مارئے۔ انہوں نے پاؤں مارا ایک چشمہ ظاہر ہوا حکم دیا گیا اس سے غسل کیجئے غسل کیا تو ظاہر بدن کی تمام بیماریاں دور ہو گئیں پھر آپ چالیس

قدم چلے پھر دوبارہ زمین میں پاؤں مارنے کا حکم ہوا پھر آپ نے پاؤں مارا اس سے بھی ایک چشمہ ظاہر ہوا جس کا پانی نہایت سرد تھا آپ نے حکم الہی بجا اس سے

باطن کی تمام بیماریاں دور ہو گئیں اور آپ کو اعلیٰ درجہ کی صحت حاصل ہوئی۔ ۱۲۶ حضرت ابن مسعود و ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور اکثر مفسرین نے فرمایا کہ

اللہ تعالیٰ نے آپ کی تمام اولاد کو زندہ فرما دیا اور آپ کو اتنی ہی اولاد اور عنایت کی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی دوسری روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ

نے آپ کی بی بی صاحبہ کو دوبارہ جوانی عنایت کی اور ان کے کثیر اولادیں ہوئیں۔ ۱۲۷ کہ وہ اس واقعہ سے بلاؤں پر صبر کرنے اور اس کے ثواب عظیم سے ناخبر ہوں

اور صبر کریں اور ثواب پائیں۔ ۱۲۸ کہ انہوں نے محنتوں اور بلاؤں اور عبادتوں کی مشقتوں پر صبر کیا۔ ۱۲۹ یعنی حضرت یونس ابن متیٰ کو ۱۲۵ اپنی قوم سے جس

نے ان کی دعوت نہ قبول کی تھی اور نصیحت نہ مانی تھی اور کفر پر قائم رہی تھی آپ نے گمان کیا کہ یہ ہجرت آپ کے لئے جائز ہے کیونکہ اس کا سبب صرف کفر اور اہل کفر

کے ساتھ بغض اور اللہ کے لئے غضب کرنا ہے لیکن آپ نے اس ہجرت میں حکم الہی کا اتنا نظر نہ کیا ۱۲۵ تو اللہ تعالیٰ نے انہیں مچھلی کے پیٹ میں ڈالا۔ ۱۲۶ کئی قسم کی

اندھیریاں تھیں اور یا کی اندھیری رات کی اندھیری مچھلی کے پیٹ کی اندھیری ان اندھیروں میں حضرت یونس علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے اس طرح دعا کی کہ

إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ <sup>ط</sup> إِيَّيْكَ كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ ﴿۸۷﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ لَا

معبود نہیں سوا تیرے پاکی ہے تجھ کو بے شک مجھ سے بے جا ہوا ﴿۸۷﴾ تو ہم نے اس کی پکار سُن لی

وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ <sup>ط</sup> وَكَذَلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِينَ ﴿۸۸﴾ وَذَكَرْنَا إِذْ نَادَى

اور اُسے غم سے نجات بخشی ﴿۸۸﴾ اور ایسی ہی نجات دیں گے مسلمانوں کو ﴿۸۸﴾ اور زکریا کو جب اس نے اپنے

رَبَّهُ رَبِّ لَا تَذَرْنِي فَرْدًا وَأَنْتَ خَيْرُ الْوَارِثِينَ <sup>ط</sup> فَاسْتَجَبْنَا لَهُ

رب کو پکارا اے میرے رب مجھے اکیلا نہ چھوڑ دلا اور تو سب سے بہتر وارث ہے ﴿۸۹﴾ تو ہم نے اس کی دعا قبول کی

وَوَهَبْنَا لَهُ يُحْيِي وَأَصْلَحْنَا لَهُ زَوْجَهُ <sup>ط</sup> إِنَّهُمْ كَانُوا يُسْرِعُونَ فِي

اور اُسے ﴿۹۰﴾ عطا فرمایا اور اس کے لئے اُس کی بی بی سنواری ﴿۹۰﴾ بے شک وہ بھلے کاموں میں جلدی

الْخَيْرَاتِ وَيَدْعُونَنَا رَغَبًا وَرَهَبًا <sup>ط</sup> وَكَانُوا النَّاٰخِشِينَ ﴿۹۰﴾ وَالَّتِي

کرتے تھے اور ہمیں پکارتے تھے امید اور خوف سے اور ہمارے حضور گڑگڑاتے ہیں اور اس عورت

أَحْصَتْ فَرْجَهَا فَفَخَفْنَا فِيهَا مِنْ رُوحِنَا وَجَعَلْنَاهَا وَابِنَهَا آيَةً

کو جس نے اپنی پارسائی (پر) نگاہ رکھی ﴿۹۱﴾ تو ہم نے اس میں اپنی روح بھونکی ﴿۹۱﴾ اور اُسے اور اس کے بیٹے کو سارے جہاں

لِلْعَالَمِينَ ﴿۹۱﴾ إِنَّ هَذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً <sup>ط</sup> وَأَنَا رَبُّكُمْ

کے لئے نشانی بنایا ﴿۹۱﴾ بے شک تمہارا یہ دین ایک ہی دین ہے ﴿۹۱﴾ اور میں تمہارا رب ہوں ﴿۹۱﴾

فَاعْبُدُونِ ﴿۹۲﴾ وَتَقَطَّعُوا أَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ <sup>ط</sup> كُلُّ إِلَيْنَا رَاجِعُونَ ﴿۹۳﴾ فَسُبْحٰنَ

تو میری عبادت کرو اور اوروں نے اپنے کام آپس میں بٹھائے کر لئے ﴿۹۲﴾ سب کو ہماری طرف پھرنے ہے ﴿۹۳﴾ تو جو

يَعْمَلُ مِنَ الصَّالِحَاتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهِ <sup>ج</sup> وَإِنَّا لَهُ

کچھ بھلے کام کرے اور ہو ایمان والا تو اس کی کوشش کی بے قدری نہیں اور ہم اسے

﴿۹۴﴾ کہ میں اپنی قوم سے قبل تیرا اذن پانے کے جدا ہوا، حدیث شریف میں ہے کہ جو کوئی مصیبت زدہ بارگاہ الہی میں ان کلمات سے دعا کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی

دعا قبول فرماتا ہے۔ ﴿۹۴﴾ اور چھٹی کو حکم دیا تو اس نے حضرت یونس علیہ السلام کو دریا کے کنارے پر پہنچا دیا۔ ﴿۹۵﴾ مصیبتوں اور تکلیفوں سے جب وہ ہم سے فریاد

کریں اور دعا کریں۔ ﴿۹۶﴾ یعنی بے اولاد بلکہ وارث عطا فرما ﴿۹۶﴾ خلق کی فنا کے بعد باقی رہنے والا مدعا یہ ہے کہ اگر تو مجھے وارث نہ دے تو بھی کچھ غم نہیں کیونکہ تو

بہتر وارث ہے۔ ﴿۹۷﴾ فرزند سعید ﴿۹۷﴾ جو بانهجھی اس کو قابل ولادت کیا۔ ﴿۹۸﴾ یعنی انبیاء مذکورین۔ ﴿۹۸﴾ پورے طور پر کہ کسی طرح کوئی بشر اس کی پارسائی کو چھو

نہ سکا مراد اس سے حضرت مریم ہیں۔ ﴿۹۹﴾ اور اس کے پیٹ میں حضرت عیسیٰ کو پیدا کیا۔ ﴿۱۰۰﴾ اپنے کمال قدرت کی کہ حضرت عیسیٰ کو اس کے بطن سے بغیر باپ

کے پیدا کیا۔ ﴿۱۰۱﴾ دین اسلام بھی تمام انبیاء کا دین ہے اس کے سوا جتنے ادیان ہیں سب باطل، سب کو اس دین پر قائم رہنا لازم ہے۔ ﴿۱۰۲﴾ نہ میرے سوا کوئی دوسرا

رب نہ میرے دین کے سوا اور کوئی دین ﴿۱۰۳﴾ یعنی دین میں اختلاف کیا اور فرقے فرقے ہو گئے۔ ﴿۱۰۴﴾ ہم انہیں ان کے اعمال کی جزا دیں گے۔



كَتَبُونَ ﴿۹۳﴾ وَحَرَّمَ عَلَىٰ قَرِيَّةٍ اَهْلَكْنَهَا اَنْهُمْ لَا يَرْجِعُونَ ﴿۹۵﴾ حَتَّىٰ

لکھ رہے ہیں اور حرام ہے اس بستی پر جسے ہم نے ہلاک کر دیا کہ پھر لوٹ کر آئیں ۱۷۸ یہاں تک

اِذَا فُتِحَتْ يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ وَهُمْ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُونَ ﴿۹۶﴾ وَ

کہ جب کھولے جائیں گے یا جوج و ماجوج ۱۷۹ اور وہ ہر بلندی سے ڈھلکتے ہوں گے اور

اِقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَاِذَا هِيَ شَاخِصَةٌ اَبْصَارُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ط

قریب آیا سچا وعدہ ۱۸۰ تو جہی آنکھیں پھٹ کر رہ جائیں گی کافروں کی دکان کہ

يُوَيَّلِنَا قَدْ كُنَّا فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا بَلْ كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۹۷﴾ اِنَّكُمْ وَمَا

ہائے ہماری خرابی بے شک ہم ۱۸۱ اس سے غفلت میں تھے بلکہ ہم ظالم تھے ۱۸۲ بے شک تم ۱۸۳ اور جو

تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصْبُ جَهَنَّمَ اَنْتُمْ لَهَا وَاِرَادُوْنَ ﴿۹۸﴾ لَوْ كَانَ

کچھ اللہ کے سوا تم پوجتے ہو ۱۸۴ سب جہنم کے ایندھن ہو تمہیں اس میں جانا اگر یہ ۱۸۵

هُوَ اِلٰهٌ اِلٰهَةٌ مَّا وَّرَدُوْهَا ط وَكُلٌّ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۹۹﴾ لَهُمْ فِيْهَا زَوْجٌ وَّ

خدا ہوتے جہنم میں نہ جاتے اور ان سب کو ہمیشہ اس میں رہنا ۱۸۶ وہ اس میں رہیں (چھین چلائیں) گے ۱۸۷ اور

هُمُ فِيْهَا لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰى لَا

وہ اس میں کچھ نہ سنیں گے ۱۸۸ بے شک وہ جن کے لئے ہمارا وعدہ بھلائی کا ہو چکا

اَوْلٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ لَا يَسْمَعُوْنَ حَسِيْبَهَا ج وَهُمْ فِيْ مَا

وہ جہنم سے دور رکھے گئے ہیں ۱۸۹ وہ اس کی بھٹک (بلکی سی آواز بھی) نہ سنیں گے ۱۹۰ اور وہ اپنی من مانتی

۱۷۸ دنیا کی طرف تلافی اعمال و تدارک احوال کے لئے یعنی اس لئے کہ ان کا واپس آنا ناممکن ہے مفسرین نے اس کے یہ معنی بھی بیان کئے ہیں کہ جس بستی والوں کو

ہم نے ہلاک کیا ان کا شرک و کفر سے واپس آنا محال ہے یہ معنی اس تقدیر پر ہیں جبکہ ”لا“ کو زائدہ قرار دیا جائے اور اگر ”لا“ زائدہ نہ ہو تو معنی یہ ہوں گے کہ دار

آخرت میں ان کا حیات کی طرف نہ لوٹنا ناممکن ہے اس میں منکرین بعث کا ابطال ہے اور اوپر جو کُلُّ الْاٰنْبِيَا رَجِعُوْنَ اور لَا كُفْرَانَ لِّسَعْيِهِ فرمایا گیا اس کی تاکید

ہے۔ (تفسیر کبیر وغیرہ) ۱۷۹ قریب قیامت اور یا جوج ماجوج دو قبیلوں کے نام ہیں۔ ۱۸۰ یعنی قیامت ۱۸۱ اس دن کے ہول اور دہشت سے اور کہیں گے

۱۸۲ دنیا کے اندر ۱۸۳ کہ رسولوں کی بات نہ مانتے تھے اور انہیں جھٹلاتے تھے۔ ۱۸۴ اے مشرکوں! ۱۸۵ یعنی تمہارے بت و کلابت جیسا کہ تمہارا گمان ہے

۱۸۶ بتوں کو بھی اور ان کے پوجنے والوں کو بھی۔ ۱۸۷ اور عذاب کی شدت سے چھینے گے اور دھاڑیں گے۔ ۱۸۸ جہنم کے شدت جوش کی وجہ سے۔ حضرت ابن

مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جب جہنم میں وہ لوگ رہ جائیں گے جنہیں اس میں ہمیشہ رہنا ہے تو وہ آگ کے تابوتوں میں بند کئے جائیں گے وہ تابوت اور

تابوتوں میں پھر وہ تابوت اور تابوتوں میں اور ان تابوتوں پر آگ کی میخیں جڑ دی جائیں گی تو وہ کچھ نہ سنیں گے اور نہ کوئی ان میں کسی کو دیکھے گا۔ ۱۸۹ اس میں ایمان

والوں کے لئے بشارت ہے۔ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے یہ آیت پڑھ کر فرمایا کہ میں انہیں میں سے ہوں اور ابو بکر اور عمر اور عثمان اور طلحہ اور

زبیر اور سعد اور عبدالرحمن بن عوف۔ شان نزول: رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک روز کعبہ معظمہ میں داخل ہوئے اس وقت قریش کے سردار حطیم میں موجود

اَسْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خِلْدُونَ ﴿۱۰۲﴾ لَا يَحْزَنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَتَتَلَقَّهِمُ

خواہشوں میں ۱۰۲ ہمیشہ رہیں گے انھیں غم میں نہ ڈالے گی وہ سب سے بڑی گھبراہٹ ۱۰۲ اور فرشتے ان کی پیشوائی

الْمَلٰئِكَةُ ط هٰذَا يَوْمُكُمْ الَّذِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ ﴿۱۰۳﴾ يَوْمَ نَطْوِي السَّمَاءَ

کو آئیں گے ۱۰۳ کہ یہ ہے تمہارا وہ دن جس کا تم سے وعدہ تھا جس دن ہم آسمان کو لپیٹیں گے

كَطَيِّ السَّجَلِ لِّلْكِتٰبِ ط كَمَا بَدَا نَا اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيدُهُ ط وَعَدَّا عَلَيْنَا ط

جیسے سچل فرشتہ ۱۰۳ نامہ اعمال کو لپیٹتا ہے ہم نے جیسے پہلے اُسے بنایا تھا ویسے ہی پھر کر دیں گے ۱۰۳ یہ وعدہ ہے ہمارے ذمہ

اِنَّا كُنَّا فَعٰلِيْنَ ﴿۱۰۴﴾ وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ

ہم کو اس کا ضرور کرنا اور بے شک ہم نے زبور میں نصیحت کے بعد لکھ دیا کہ

الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُونَ ﴿۱۰۵﴾ اِنَّ فِيْ هٰذَا لَبَلٰغًا لِّقَوْمٍ

اس زمین کے وارث میرے نیک بندے ہوں گے ۱۰۵ بے شک یہ قرآن کافی ہے

عٰبِدِيْنَ ط وَمَا اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۶﴾ قُلْ اِنَّبَايُوحٰى

عبادت والوں کو ۱۰۶ اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے ۱۰۶ تم فرماؤ مجھے تو یہی وحی

تھے اور کعبہ شریف کے گرد تین سو ساٹھ بت تھے نظر بن حارث سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے آیا اور آپ سے کلام کرنے لگا حضور نے اس کو جواب

دے کر سنا کر دیا اور یہ آیت تلاوت فرمائی: اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصْبُ جَهَنَّمَ كَثَمٌ اور جو کچھ اللہ کے سوا پوجتے ہو سب جہنم کے ایندھن ہیں

یہ فرما کر حضور تشریف لے آئے پھر عبد اللہ بن زبیری سہمی آیا اور اس کو ولید بن مغیرہ نے اس گفتگو کی خبر دی کہنے لگا کہ خدا کی قسم میں ہوتا تو ان سے مباحثہ کرتا اس پر

لوگوں نے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بلایا ابن زبیری یہ کہنے لگا کہ آپ نے یہ فرمایا ہے کہ تم اور جو کچھ اللہ کے سوا تم پوجتے ہو سب جہنم کے ایندھن ہیں

حضور نے فرمایا کہ ہاں کہنے لگا کہ یہود تو حضرت عزیر کو پوجتے ہیں اور نصاریٰ حضرت مسیح کو پوجتے ہیں اور بنی لیح فرشتوں کو پوجتے ہیں اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل

فرمائی اور بیان فرمایا کہ حضرت عزیر اور مسیح اور فرشتے وہ ہیں جن کے لئے بھلائی کا وعدہ ہو چکا اور وہ جہنم سے دور رکھے گئے ہیں اور حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم نے فرمایا کہ درحقیقت یہود و نصاریٰ وغیرہ شیطان کی پرستش کرتے ہیں ان جوابوں کے بعد اس کو مجال دم زدن نہ رہی اور وہ ساکت رہ گیا اور درحقیقت اس کا

اعتراض کمال عناد (سخت دشمنی کی وجہ) سے تھا کیونکہ جس آیت پر اس نے اعتراض کیا اس میں ”مَا تَعْبُدُوْنَ“ ہے اور ”مَا“ زبان عربی میں غیر ذوی العقول کے

لئے بولا جاتا ہے یہ جانتے ہوئے اس نے اندھا بن کر اعتراض کیا یہ اعتراض تو اہل زبان کی نگاہوں میں کھلا ہوا باطل تھا مگر مزید بیان کے لئے اس آیت میں توضیح

فرمادی گئی۔ ۱۰۶ اور اس کے جوش کی آواز بھی ان تک نہ پہنچے گی وہ منازل جنت میں آرام فرما ہوں گے۔ ۱۰۶ خداوندی نعمتوں اور کرامتوں میں ۱۰۶ یعنی فتح

اخیرہ ۱۰۶ قبروں سے نکلنے وقت مبارکبادیں دینے تمہیں پیش کرتے اور یہ کہتے ۱۰۶ جو کاتب اعمال ہے آدمی کی موت کے وقت اس کے ۱۰۶ یعنی ہم نے جیسے

پہلے عدم سے بنایا تھا ویسے ہی پھر معدوم کرنے کے بعد پیدا کر دیں گے یا یہ معنی ہیں کہ جیسا ماں کے پیٹ سے برہنہ غیر محتون پیدا کیا تھا ایسا ہی مرنے کے بعد

اٹھائیں گے۔ ۱۰۶ اس زمین سے مراد زمین جنت ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ کفار کی زمینیں مراد ہیں جن کو مسلمان فتح کریں گے

اور ایک قول یہ ہے زمین شام مراد ہے۔ ۱۰۶ کہ جو اس کا اتباع کرے اور اس کے مطابق عمل کرے جنت پائے اور مراد کو پہنچنے اور عبادت والوں سے مؤمنین مراد

ہیں اور ایک قول یہ ہے کہ امت محمدیہ مراد ہے جو پانچوں نمازیں پڑھتے ہیں رمضان کے روزے رکھتے ہیں حج کرتے ہیں۔ ۱۰۶ کوئی ہو، جن ہو یا انس، مومن ہو یا

کافر۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ حضور کا رحمت ہونا عام ہے ایمان والے کے لئے بھی اور اس کے لئے بھی جو ایمان نہ لایا، مومن کے لئے





يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ ۚ إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ ① يَوْمَ

اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو! بے شک قیامت کا زلزلہ بڑی سخت چیز ہے جس دن

تَرُونَهَا تَذْهَبُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّا أَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ

تم اسے دیکھو گے ہر دودھ پلانے والی اپنے دودھ پیتے کو بھول جائے گی اور ہر گابھنی اپنے گابھ ڈال

حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكَرَىٰ وَمَا هُمْ بِسُكَرَىٰ وَلَٰكِنَّ عَذَابَ اللَّهِ

دے گی اور تو لوگوں کو دیکھے گا جیسے نشہ میں ہیں اور وہ نشہ میں نہ ہوں گے مگر ہے یہ کہ اللہ کی مار

شَدِيدٌ ② وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُجَادِلُ فِي اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّبِعُ كُلَّ

کڑی ہے اور کچھ لوگ وہ ہیں کہ اللہ کے معاملہ میں جھگڑتے ہیں بے جانے بوجھے اور ہر سرکش شیطان

شَيْطَانٍ مَّرِيدٍ ③ كُتِبَ عَلَيْهِ أَنَّهُ مَنْ تَوَلَّاهُ فَأَنَّهُ يُضِلُّهُ وَيَهْدِيهِ

کے پیچھے ہولیتے ہیں ۵ جس پر لکھ دیا گیا ہے کہ جو اس کی دوستی کرے گا تو یہ ضرور اُسے گمراہ کر دے گا اور اُسے

إِلَىٰ عَذَابِ السَّعِيرِ ④ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ

عذابِ دوزخ کی راہ بتائے گا اے لوگو! اگر تمہیں قیامت کے دن جینے میں کچھ شک ہو تو یہ غور کرو

فَإِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ

کہ ہم نے تمہیں پیدا کیا مٹی سے فط پھر پانی کی بوند سے فط پھر خون کی پھلک سے فط پھر گوشت کی بوٹی سے

مُّخَلَّقَةٍ وَغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّبَيِّنَ لَكُمْ ۖ وَنَقَرْنَا فِي الْأَرْحَامِ مَا نَشَاءُ

نقشہ بنی اور بے بنی تاکہ ہم تمہارے لئے اپنی نشانیاں ظاہر فرمائیں ۵ اور ہم ٹھہرائے رکھتے ہیں ماؤں کے پیٹ میں جسے چاہیں

دوسو اکانوے کلمات اور پانچ ہزار چھتر حرف ہیں۔ ۵ اس کے عذاب کا خوف کرو اور اس کی طاعت میں مشغول ہو۔ ۵ جو علامات قیامت میں سے ہے اور

قریب قیامت آفتاب کے مغرب سے طلوع ہونے کے نزدیک واقع ہوگا ۵ اس کی ہیبت سے ۵ یعنی حمل والی اس دن کے ہول سے ۵ حمل ساقط ہو

جائیں گے۔ ۵ بلکہ عذاب الہی کے خوف سے لوگوں کے ہوش جاتے رہیں گے۔ ۵ شان نزول: یہ آیت نضر بن حارث کے بارے میں نازل ہوئی جو بڑا

ہی جھگڑا تھا اور فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں اور قرآن کو پہلوں کے قصے بتاتا تھا اور موت کے بعد اٹھائے جانے کا منکر تھا۔ ۵ شیطان کے اتباع سے زجر فرمانے کے

بعد منکرین بعثت پر حجت قائم فرمائی جاتی ہے۔ ۵ تمہاری نسل کی اصل یعنی تمہارے جد اعلیٰ حضرت آدم علیہ السلام کو اس سے پیدا کر کے۔ ۵ یعنی قطرہ منیٰ

سے ان کی تمام ذریت کو۔ ۵ کہ نطفہ خون غلیظ ہو جاتا ہے۔ ۵ یعنی مصوٰر اور غیر مصوٰر، بخاری اور مسلم کی حدیث میں ہے: سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نے فرمایا تم لوگوں کا مادہ پیدائش ماں کے شکم میں چالیس روز تک نطفہ رہتا ہے پھر اتنی ہی مدت خون بستہ (جما ہوا خون) ہو جاتا ہے پھر اتنی ہی مدت گوشت کی

بوٹی کی طرح رہتا ہے پھر اللہ تعالیٰ فرشتہ بھیجتا ہے جو اس کا رزق اس کی عمر اس کے عمل اس کا شقی یا سعید ہونا لکھتا ہے پھر اس میں روح پھونکتا ہے (الحدیث)

اللہ تعالیٰ انسان کی پیدائش اس طرح فرماتا ہے اور اس کو ایک حال سے دوسرے حال کی طرف منتقل کرتا ہے یہ اس لئے بیان فرمایا گیا ۵ اور تم اللہ تعالیٰ کے کمال

إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَيَّسٍ ثُمَّ نَخَرَجْكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوا أَشُدَّكُمْ وَمِنْكُمْ

ایک مقرر میعاد تک وہاں پھر تمہیں نکالتے ہیں بچہ پھر فلا اس لئے کہ تم اپنی جوانی کو پہنچو گے اور تم میں

مَنْ يُّتَوَفَّىٰ وَمِنْكُمْ مَنْ يُرَدُّ إِلَىٰ أَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنْ بَعْدِ

کوئی پہلے ہی مر جاتا ہے اور کوئی سب میں کئی عمر تک ڈالا جاتا ہے فلا کہ جانے کے بعد

عِلْمٍ شَيْئًا وَتَرَىٰ الْأَرْضَ هَامِدَةً فَاذًا أَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاءَ اهْتَزَّتْ

کچھ نہ جانے ۱۹ اور تو زمین کو دیکھے مرجھائی ہوئی فلا پھر جب ہم نے اس پر پانی اتارا ترو تازہ ہوئی

وَرَابَتْ وَأَنْبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍ بَهِيجٍ ۝۵ ذَلِكُمْ بِأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ وَ

اور ابھر آئی اور ہر رونق دار جوڑا ۲۱ آگیا لائی ۲۲ یہ اس لئے ہے کہ اللہ ہی حق ہے ۲۳ اور

أَنَّهُ يُحْيِي الْمَوْتَىٰ وَأَنَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝۶ وَأَنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ لَا

یہ کہ وہ مردے جلائے (زندہ کرے) گا اور یہ کہ وہ سب کچھ کر سکتا ہے اور اس لئے کہ قیامت آنے والی اس میں

رَايِبٌ فِيهَا ۝۷ وَأَنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُورِ ۝۸ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ

کچھ شک نہیں اور یہ کہ اللہ اٹھائے گا انھیں جو قبروں میں ہیں اور کوئی آدمی وہ ہے کہ

يُّجَادِلُ فِي اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَلَا هُدًى وَلَا كِتَابٍ مُّنِيرٍ ۝۹ ثَانِي عَطْفِهِ

اللہ کے بارے میں یوں جھگڑتا ہے کہ نہ تو علم نہ کوئی دلیل اور نہ کوئی روشن نوشتہ (تحریر) ۲۴ حق سے اپنی گردن موڑے ہوئے

لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ۝۱۰ لَهُ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَنُذِيقُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

تاکہ اللہ کی راہ سے بہکا دے ۲۵ اس کے لئے دنیا میں رسوائی ہے ۲۶ اور قیامت کے دن ہم اُسے آگ کا

قدرت و حکمت کو جانو اور اپنی ابتدائے پیدائش کے حالات پر نظر کر کے سمجھ لو کہ جو قادر برحق بے جان مٹی میں اتنے انقلاب کر کے جاندار آدمی بنا دیتا ہے وہ مرے

ہوئے انسان کو زندہ کرے تو اس کی قدرت سے کیا بعید۔ ۲۷ یعنی وقت ولادت تک۔ ۲۸ تمہیں عمر دیتے ہیں ۲۹ اور تمہاری عقل و قوت کامل ہو۔

۳۰ اور اس کو اتنا بڑھاپا آجاتا ہے کہ عقل و حواس بجا نہیں رہتے اور ایسا ہو جاتا ہے ۳۱ اور جو جانتا ہو وہ بھول جائے۔ عکرمہ نے کہا: جو قرآن کی مداومت

رکھے گا اس حالت کو نہ پہنچے گا اس کے بعد اللہ تعالیٰ بعث یعنی مرنے کے بعد اٹھنے پر دوسری دلیل بیان فرماتا ہے۔ ۳۲ خشک بے گیاہ۔ ۳۳ یعنی ہر قسم

کا خوشنما سبزہ ۳۴ یہ دلیلیں بیان فرمانے کے بعد نتیجہ مرتب فرمایا جاتا ہے۔ ۳۵ اور یہ جو کچھ ذکر کیا گیا آدمی کی پیدائش اور خشک بے گیاہ زمین کو سرسبز و

شاداب کر دینا اس کے وجود و حکمت کی دلیلیں ہیں ان سے اس کا وجود بھی ثابت ہوتا ہے۔ ۳۶ شان نزول: یہ آیت ابو جہل و غیرہ ایک جماعت کفار کے حق

میں نازل ہوئی جو اللہ تعالیٰ کی صفات میں جھگڑا کرتے تھے اور اس کی طرف ایسے اوصاف کی نسبت کرتے تھے جو اسکی شان کے لائق نہیں اس آیت میں بتایا

گیا کہ آدمی کو کوئی بات بغیر علم اور بے سند و دلیل کے کہنی نہ چاہئے خاص کر شان الہی میں اور جو بات علم والے کے خلاف بے علمی سے کہی جائے گی وہ باطل

عَذَابَ الْحَرِيقِ ۹ ذَلِكُمْ بِمَا قَدَّمْتُمْ يَدَيْكُمْ وَأَنَّ اللَّهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ

عذاب چکھائیں گے ۹۔ یہ اس کا بدلہ ہے جو تیرے ہاتھوں نے آگے بھیجا ۱۰ اور اللہ بندوں پر ظلم

لِلْعَبِيدِ ۱۰ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُعْبُدُ اللَّهَ عَلَى حَرْفٍ ۱۱ فَإِنْ أَصَابَهُ

نہیں کرتا ۱۰ اور کچھ آدمی اللہ کی بندگی ایک کنارہ پر کرتے ہیں ۱۱ پھر اگر انہیں کوئی بھلائی بن گئی

خَيْرٌ اطَّاعَهُ بِهِ ۱۲ وَإِنْ أَصَابَتْهُ فِتْنَةٌ انْقَلَبَ عَلَى وَجْهِهِ ۱۳ خَسِرَ الدُّنْيَا

جب تو چین سے ہیں اور جب کوئی جانچ آپی ۱۲ منہ کے بل پلٹ گئے ۱۳ دنیا اور آخرت

وَالْآخِرَةَ ۱۴ ذَلِكُمْ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِينُ ۱۱ يَدْعُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا

دونوں کا گھانا ۱۴ یہی ہے صریح نقصان ۱۱ اللہ کے سوا ایسے کو پوجتے ہیں جو

لَا يَضُرُّهُ وَمَا لَا يَنْفَعُهُ ۱۵ ذَلِكُمْ هُوَ الضَّلُّ الْبَعِيدُ ۱۲ يَدْعُوا لَكِنِ

ان کا بُرا بھلا کچھ نہ کرے ۱۵ یہی ہے دور کی گمراہی ایسے کو پوجتے ہیں جس

صُرُّهُ أَقْرَبُ مِنْ نَفْعِهِ ۱۶ لَيْسَ الْمَوْلَىٰ وَلَيْسَ الْعَشِيرُ ۱۳ إِنَّ اللَّهَ

کے نفع سے ۱۶ نقصان کی توقع زیادہ ہے ۱۶ بے شک ۱۳ کیا ہی بُرا مولیٰ اور بے شک کیا ہی برا رفیق بے شک اللہ

يُدْخِلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا

داخل کرے گا انہیں جو ایمان لائے اور بھلے کام کئے باغوں میں جن کے نیچے

الْأَنْهَارُ ۱۷ إِنَّ اللَّهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيدُ ۱۴ مَنْ كَانَ يَظُنُّ أَنْ لَنْ يَصُرَهُ اللَّهُ

نہریں رواں بے شک اللہ کرتا ہے جو چاہے ۱۷ جو یہ خیال کرتا ہو کہ اللہ اپنے نبی ۱۴ کی مدد نہ

۱۷ اور اس سے کہا جائے گا ۱۷ یعنی جو تو نے دنیا میں کیا کفر و تکذیب۔ ۱۷ اور کسی کو بے جرم نہیں پکڑتا۔ ۱۷ اس میں اطمینان سے داخل نہیں ہوتے اور انہیں

ثبات و قرار حاصل نہیں ہوتا شک و تردد میں رہتے ہیں جس طرح پہاڑ کے کنارے کھڑا ہوا شخص تزلزل کی حالت میں ہوتا ہے۔ شان نزول: یہ آیت اعرابوں کی

ایک جماعت کے حق میں نازل ہوئی جو اطراف سے آ کر مدینہ میں داخل ہوتے اور اسلام لاتے تھے ان کی حالت یہ تھی کہ اگر وہ خوب تندرست رہے اور ان کی

دولت بڑھی اور ان کے بیٹا ہوا تب تو کہتے تھے اسلام اچھا دین ہے اس میں آ کر ہمیں فائدہ ہوا اور اگر کوئی بات اپنی امید کے خلاف پیش آئی مثلاً بیمار ہو گئے یا لڑکی

ہو گئی یا مال کی کمی ہوئی تو کہتے تھے جب سے ہم اس دین میں داخل ہوئے ہیں ہمیں نقصان ہی ہوا اور دین سے پھر جاتے تھے یہ آیت ان کے حق میں نازل ہوئی اور

بتایا گیا کہ انہیں ابھی دین میں ثبات ہی حاصل نہیں ہوا ان کا حال یہ ہے ۱۷ کسی قسم کی سختی پیش آئی ۱۷ مرتد ہو گئے اور کفر کی طرف لوٹ گئے۔ ۱۷ دنیا کا

گھانا تو یہ کہ جو ان کی امیدیں تھیں وہ پوری نہ ہوئیں اور ارتداد کی وجہ سے ان کا خون مباح ہوا اور آخرت کا گھانا ہمیشہ کا عذاب۔ ۱۷ وہ لوگ مرتد ہونے کے بعد

بت پرستی کرتے ہیں اور ۱۷ کیونکہ وہ بے جان ہے۔ ۱۷ یعنی جس کی پرستش کے خیالی نفع سے اس کو پوجنے کے ۱۷ یعنی عذاب دنیا و آخرت کی۔ ۱۷ وہ



فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ فَلْيَبَدُّ سَبَبًا إِلَى السَّمَاءِ ثُمَّ لِيَقْطَعْ فَلْيَنْظُرْ

فرمانے گا دنیا و آخرت میں ۱۴۷ تو اُسے چاہئے کہ اوپر کو ایک رسی تانے پھراپنے آپ کو پھانسی دے لے پھر دیکھے

هَلْ يَدُّ هَبْنًا كَيْدًا مَا يَغِيظُ ۱۵ وَكَذَلِكَ أَنْزَلْنَاهُ آيَةً بَيِّنَةً لِأَنَّ

کہ اس کا یہ دانتوں (داؤں) کچھ لے گیا اس بات کو جس کی اُسے جلن ہے ۱۴۸ اور بات یہی ہے کہ ہم نے یہ قرآن اتارا روشن آیتیں اور یہ کہ

اللَّهُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ ۱۶ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالصَّابِقِينَ

اللہ راہ دیتا ہے جسے چاہے بے شک مسلمان اور یہودی اور ستارہ پرست

وَالنَّصَارَى وَالْبَجُوسَ وَالَّذِينَ أَشْرَكُوا ۱۷ إِنَّ اللَّهَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ

اور نصرانی اور آتش پرست اور مشرک بے شک اللہ ان سب میں قیامت کے دن

الْقِيَامَةِ ۱۸ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ۱۹ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يَسْجُدُ لَهُ

فیصلہ کرے گا ۱۴۹ بے شک ہر چیز اللہ کے سامنے ہے کیا تم نے نہ دیکھا ۱۵۰ کہ اللہ کے لئے سجدہ کرتے ہیں

مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُومُ وَ

وہ جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اور سورج اور چاند اور تارے اور

الْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالذَّوَابُّ وَكَثِيرٌ مِّنَ النَّاسِ ۲۰ وَكَثِيرٌ حَسْبُ عَلَيْهِ

پہاڑ اور درخت اور چوپائے ۱۵۱ اور بہت آدمی ۱۵۲ اور بہت وہ ہیں جن پر عذاب

الْعَذَابِ ۲۱ وَمَنْ يُهِنِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ مُّكْرِمٍ ۲۲ إِنَّ اللَّهَ يَفْعَلُ مَا

مقرر ہو چکا ۱۵۳ اور جسے اللہ ذلیل کرے ۱۵۴ اُسے کوئی عزت دینے والا نہیں بے شک اللہ جو چاہے

يَشَاءُ ۲۳ ۱۸ هُذُنِ خَصْنِ اخْتَصَمُوا فِي رَبِّهِمْ ۲۴ فَالَّذِينَ كَفَرُوا

کرے یہ دو فریق ہیں وہ کہ اپنے رب میں جھگڑے ۱۵۵ تو جو کافر ہوئے

قُطِعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّنْ نَّارٍ ۲۵ يُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوسِهِمُ الْحَمِيمُ ۲۶

اُن کے لئے آگ کے کپڑے بیونتے (کائے) گئے ہیں ۱۵۶ اور ان کے سروں پر کھولتا ہوا پانی ڈالا جائے گا ۱۵۷

۱۵۸ میں ان کے دین کو غلبہ عطا فرما کر ۱۵۹ ان کے درجے بلند کرے۔ ۱۶۰ یعنی اللہ تعالیٰ اپنے نبی کی مدد ضرور فرمائے گا جسے اس سے جلن ہو وہ اپنی انتہائی سعی

ختم کر دے اور جلن میں مر بھی جائے تو بھی کچھ نہیں کر سکتا۔ ۱۶۱ مؤمنین کو جنت عطا فرمائے گا اور کفار کو کسی قسم کے بھی ہوں جہنم میں داخل کرے گا۔ ۱۶۲ اے

حبیب اکرم! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۱۶۳ سجدہ خضوع جیسا اللہ چاہے۔ ۱۶۴ یعنی مؤمنین مزید برآں سجدہ طاعت و عبادت بھی۔ ۱۶۵ یعنی کفار۔ ۱۶۶ اس

کی شقاوت کے سبب ۱۶۷ یعنی مؤمنین اور پانچوں قسم کے کفار جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔ ۱۶۸ یعنی اس کے دین کے بارے میں اور اس کی صفات میں ۱۶۹ یعنی

يُصَهَّرُ بِهِ مَا فِي بُطُونِهِمْ وَالْجُلُودُ ۲۰ ۱) وَلَهُمْ مَقَامِعٌ مِنْ حَدِيدٍ ۲۱

جس سے گل جائے گا جو کچھ ان کے پیٹوں میں ہے اور ان کی کھالیں ۲۰ اور ان کے لئے لوہے کے گرز ہیں ۲۱

كُلَّمَا أَرَادُوا أَنْ يَخْرُجُوا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ أُعِيدُوا فِيهَا ۲۲ وَذُوقُوا

جب گھٹن کے سبب اس میں سے نکلنا چاہیں گے ۲۲ پھر اس میں لوٹا دیئے جائیں گے اور حکم ہوگا کہ چکھو

عَذَابَ الْحَرِيقِ ۲۳ ۳) إِنَّ اللَّهَ يُدْخِلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

آگ کا عذاب ۲۳ بے شک اللہ داخل کرے گا انھیں جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے

جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ يُحَلَّونَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ

بیشتوں میں جن کے نیچے نہریں بہیں اس میں پہنائے جائیں گے سونے کے نگینے

وَلَوْلُؤَا ۲۴ ۴) وَهُدًى إِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ ۲۵

اور موتی ۲۴ اور وہاں ان کی پوشاک ریشم ہے ۲۵ اور انھیں پاکیزہ بات کی ہدایت کی گئی ۲۵

وَهُدًى إِلَى صِرَاطٍ الْحَبِيبِ ۲۶ ۵) إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَيَصُدُّونَ عَنْ

اور سب خوبیوں سراہے کی راہ بتائی گئی ۲۶ جنہوں نے کفر کیا اور روکتے ہیں

سَبِيلِ اللَّهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِي جَعَلْنَاهُ لِلنَّاسِ سَوَاءً الْعَاكِفُ

اللہ کی راہ ۲۶ اور اس ادب والی مسجد سے ۲۷ جسے ہم نے سب لوگوں کے لئے مقرر کیا کہ اس میں ایک ساق ہے وہاں کے رہنے والے

آگ انہیں ہر طرف سے گھیر لے گی ۲۷ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا ایسا تیز گرم کہ اگر اس کا ایک قطرہ دنیا کے پہاڑوں پر ڈال دیا جائے تو

ان کو گاڈا لے۔ ۲۷ حدیث شریف میں ہے: پھر انہیں ویسا ہی کر دیا جائے گا۔ (ترمذی) ۲۸ جن سے ان کو مارا جائے گا۔ ۲۸ یعنی دوزخ میں سے تو گرزوں

سے مار کر ۲۸ ایسے جن کی چمک مشرق سے مغرب تک روشن کر ڈالے۔ (ترمذی) ۲۹ جس کا پہننا دنیا میں مردوں کو حرام ہے۔ بخاری و مسلم کی حدیث میں

ہے: سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے دنیا میں ریشم پہنا آخرت میں نہ پہنے گا۔ ۲۹ یعنی دنیا میں اور پاکیزہ بات سے کلمہ توحید مراد ہے

بعض مفسرین نے کہا قرآن مراد ہے۔ ۳۰ یعنی اللہ کا دین اسلام۔ ۳۰ یعنی اس کی اطاعت سے ۳۱ یعنی اس میں داخل ہونے سے۔

شان نزول: یہ آیت سفیان بن حرب وغیرہ کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ مکرمہ میں داخل ہونے سے روکا تھا مسجد حرام سے

یا خاص کعبہ معظمہ مراد ہے جیسا کہ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں اس تقدیر پر معنی یہ ہوں گے کہ وہ تمام لوگوں کا قبلہ ہے وہاں کے رہنے والے اور

پردیسی سب برابر ہیں سب کے لئے اس کی تعظیم و حرمت اور اس میں ادائے مناسک حج یکساں ہے اور طواف و نماز کی فضیلت میں شہری اور پردیسی کے درمیان

کوئی فرق نہیں اور امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک یہاں مسجد حرام سے مکہ مکرمہ یعنی مجمع حرم مراد ہے اس تقدیر پر معنی یہ ہوں گے کہ حرم شریف

شہری اور پردیسی سب کے لئے یکساں ہے اس میں رہنے اور ٹھہرنے کا سب کسی کو حق ہے بجز اس کے کہ کوئی کسی کو نکالے نہیں اسی لئے امام صاحب مکہ مکرمہ کی

اراضی کی بیخ اور اس کے کرایہ کو منع فرماتے ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں ہے: سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: مکہ مکرمہ حرام ہے اس کی اراضی

فروخت نہ کی جائیں۔ (تفسیر احمدی)

فِيهِ وَالْبَادِ ط وَمَنْ يُرِدْ فِيهِ بِالْحَادِ يُظْلَمِ نُدُقَهُ مِنْ عَذَابِ الْيَمِّ ۝۴

اور پردہ کی اور جو اس میں کسی زیادتی کا ناسخ ارادہ کرے ہم اُسے دردناک عذاب چکھائیں گے ۳۳

وَإِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرَاهِيمَ مَكَانَ الْبَيْتِ أَنْ لَا تُشْرِكْ بِي شَيْئًا وَطَهِّرْ

اور جب کہ ہم نے ابراہیم کو اس گھر کا ٹھکانا ٹھیک بتا دیا ۳۴ اور حکم دیا کہ میرا کوئی شریک نہ کر اور میرا گھر

بَيْتِي لِلطَّائِفِينَ وَالْقَائِمِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ ۝۲۶ وَأَذِّنْ فِي النَّاسِ

سُتھرا رکھ ۳۵ طواف والوں اور اعتکاف والوں اور رکوع سجدے والوں کے لئے ۳۶ اور لوگوں میں حج کی عام

بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَىٰ كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ ۝۲۷

ندا کر دے ۳۷ وہ تیرے پاس حاضر ہوں گے پیادہ اور ہر ذیلی اونٹنی پر کہ ہر دُور کی راہ سے آتی ہیں ۳۸

لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَاتٍ عَلَىٰ مَا

تاکہ وہ اپنا فائدہ پائیں ۳۹ اور اللہ کا نام لیں وکے جانے ہوئے دنوں میں وکے اس پر کہ

رَزَقَهُمْ مِنْ بَيْهَاتٍ إِلَّا نَعَامٍ ۝۲۸ فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطِيعُوا الْبَأْسَ

انہیں روزی دی ہے زبان چوپائے وکے تو ان میں سے خود کھاؤ اور مصیبت زدہ محتاج

۳۳ الْحَادِ يُظْلَمِ ناسخ زیادتی سے یا شرک و بت پرستی مراد ہے بعض مفسرین نے کہا کہ ہر ممنوع قول و فعل مراد ہے حتیٰ کہ خادم کو گالی دینا بھی بعض نے کہا اس

سے مراد ہے حرم میں بغیر احرام کے داخل ہونا یا ممنوعات حرم کا ارتکاب کرنا مثل شکار مارنے اور درخت کاٹنے کے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے

فرمایا مراد یہ ہے کہ جو تجھے قتل کرے تو اسے قتل کرے یا جو تجھ پر ظلم نہ کرے تو اس پر ظلم کرے۔ شان نزول: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے

کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عبد اللہ بن انیس کو دو آدمیوں کے ساتھ بھیجا تھا جن میں ایک مہاجر تھا دوسرا انصاری ان لوگوں نے اپنے اپنے مفاخر

نسب بیان کئے تو عبد اللہ بن انیس کو غصہ آیا اور اس نے انصاری کو قتل کر دیا اور خود مرتد ہو کر مکہ مکرمہ کی طرف بھاگ گیا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ ۳۴ تعمیر

کعبہ شریف کے وقت پہلے عمارت کعبہ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بنائی تھی اور طوفان نوح کے وقت وہ آسمان پر اٹھالی گئی اللہ تعالیٰ نے ایک ہوا مقرر کی

جس نے اس کی جگہ کو صاف کر دیا اور ایک قول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک ابر بھیجا جو خاص اس بقعہ (زمین کے ٹکڑے) کے مقابل تھا جہاں کعبہ معظمہ کی عمارت تھی

اس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کعبہ شریف کی جگہ بتائی گئی اور آپ نے اس کی قدیم بنیاد پر عمارت کعبہ تعمیر کی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو وحی فرمائی۔

۳۵ شرک سے اور بتوں سے اور ہر قسم کی نجاستوں سے ۳۶ یعنی نمازیوں کیلئے۔ ۳۷ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ابولہب سے پہاڑ پر چڑھ کر جہان کے

لوگوں کو ندا کر دی کہ بیست اللہ کا حج کرو جن کے مقصد اور میں حج ہے انہوں نے باپوں کی پشتوں اور ماؤں کے پیٹوں سے جواب دیا لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ۔ حسن

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ اس آیت میں اَذِّنْ کا خطاب سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہے چنانچہ حجۃ الوداع میں اعلان فرما دیا اور ارشاد کیا کہ اے

لوگو اللہ نے تم پر حج فرض کیا تو حج کرو۔ ۳۸ اور کثرت سیر و سفر سے دہلی ہو جاتی ہیں۔ ۳۹ دینی بھی دنیوی بھی جو اس عبادت کے ساتھ خاص ہیں دوسری

عبادت میں نہیں پائے جاتے۔ وکے وقت ذبح۔ وکے جانے ہوئے دنوں سے ذی الحجہ کا عشرہ مراد ہے (یعنی پہلے دس دن) جیسا کہ حضرت علی اور ابن عباس و

حسن و قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا قول ہے اور یہی مذہب ہے ہمارے امام اعظم حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اور صاحبین کے نزدیک جانے ہوئے

دنوں سے ایامِ نحر (دس، گیارہ، بارہ ذی الحجہ) مراد ہیں یہ قول ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا اور ہر تقدیر پر یہاں ان دنوں سے خاص روزِ عید مراد

ہے۔ (تفسیری احمدی) وکے اونٹ، گائے، بکری، بھیڑ۔



الْفَقِيرِ ۲۸) ثُمَّ لِيَقْضُوا تَفَثَهُمْ وَلِيُوفُوا نَدْوَاهُمْ وَلِيَطُوفُوا بِالْبَيْتِ

کو کھلاؤ ۲۸) پھر اپنا میل کچیل اُتاریں ۲۸) اور اپنی مٹیں پوری کریں ۲۸) اور اس آزاد گھر کا

الْعَيْتِقِ ۲۹) ذَلِكَ وَمَنْ يُعْظِمِ حُرْمَتِ اللَّهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ عِنْدَ رَبِّهِ ط

طواف کریں ۲۹) بات یہ ہے اور جو اللہ کی حرمتوں کی تعظیم کرے ۲۹) تو وہ اس کے لئے اُس کے رب کے یہاں بھلا ہے اور

أَحَلَّتْ لَكُمْ إِلَّا نَعَامُ إِلَّا مَا يُتْلَى عَلَيْكُمْ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنْ

تمہارے لئے حلال کئے گئے بے زبان چوپائے ۲۹) سوا اُن کے جن کی ممانعت تم پر پڑھی جاتی ہے ۲۹) تو دور ہو بتوں کی

الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ ۳۰) حَقَّاءَ لِلَّهِ غَيْرَ مُشْرِكِينَ بِهِ ط

گندگی سے ۳۰) اور بچو جھوٹی بات سے ۳۰) ایک اللہ کے ہو کر کہ اس کا ساجھی (شریک) کسی کو نہ کرو اور

مَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَكَأَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ أَوْ تَهْوِي

جو اللہ کا شریک کرے وہ گویا گرا آسمان سے کہ پرندے اُسے اُچک لے جاتے ہیں ۳۱) یا ہو

بِهِ الرِّيحُ فِي مَكَانٍ سَجِيٍّ ۳۱) ذَلِكَ وَمَنْ يُعْظِمِ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا

اُسے کسی دور جگہ بھیکتی ہے ۳۱) بات یہ ہے اور جو اللہ کے نشانوں کی تعظیم کرے تو یہ

مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ ۳۲) لَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَا

دلوں کی پرہیزگاری سے ہے ۳۲) تمہارے لئے چوپایوں میں فائدے ہیں ۳۲) ایک مقرر میعاد تک ۳۲) پھر اُن کا بچھیننا ہے

إِلَىٰ الْبَيْتِ الْعَيْتِقِ ۳۳) وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ

اس آزاد گھر تک ۳۳) اور ہر امت کے لئے ۳۳) ہم نے ایک قربانی مقرر فرمائی کہ اللہ کا نام لیں

۳۳) تطوع اور متعہ وقرآن و ہر ایک ہدی سے جن کا اس آیت میں بیان ہے کھانا جائز ہے باقی ہدایا سے جائز نہیں۔ (تفسیر احمدی و مدارک) ۳۳) موچھیں کتر وائیں

ناخن تراشیں بگلوں اور زیناف کے بال دور کریں۔ ۳۳) جو انہوں نے مانی ہوں۔ ۳۳) اس سے طواف زیارت مراد ہے۔ مسائل حج بالانفصیل سورہ بقرہ پارہ دو

میں ذکر ہو چکے۔ ۳۳) یعنی اس کے احکام کی خواہ وہ مناسک حج ہوں یا ان کے سوا اور احکام بعض مفسرین نے اس سے مناسک حج مراد لئے ہیں اور بعض نے بیت

حرام و مشعر حرام و شہر حرام و بلد حرام و مسجد حرام مراد لئے ہیں۔ ۳۳) کہ انہیں ذبح کر کے کھاؤ۔ ۳۳) قرآن پاک میں جیسے کہ سورہ مائدہ کی آیت حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ

میں بیان فرمائی گئی۔ ۳۳) جن کی پرستش کرنا بدترین گندگی سے آلودہ ہونا ہے۔ ۳۳) اور بوٹی بوٹی کر کے کھا جاتے ہیں۔ ۳۳) مراد یہ ہے کہ شرک کرنے والا اپنی

جان کو بدترین ہلاکت میں ڈالتا ہے ایمان کو بلندی میں آسمان سے تشبیہ دی گئی اور ایمان ترک کرنے والے کو آسمان سے گرنے والے کے ساتھ اور اس کی خواہشات

نفسانیہ کو جو اس کی فکروں کو منتشر کرتی ہیں بوٹی بوٹی لے جانے والے پرندے کے ساتھ اور شیاطین کو جو اس کو وادی ضلالت میں بھیجتے ہیں ہوا کے ساتھ تشبیہ دی گئی

اور اس نفس تشبیہ سے شرک کا انجام بد سمجھایا گیا۔ ۳۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ شعائر اللہ سے مراد اُپر نے اور ہدایا ہیں اور ان کی تعظیم

یہ ہے کہ فرہ بخوبصورت قیمتی لئے جائیں۔ ۳۳) وقت ضرورت ان پر سوار ہونے اور وقت حاجت ان کے دودھ پینے کے۔ ۳۳) یعنی ان کے ذبح کے وقت تک۔

۳۳) یعنی حرم شریف تک جہاں وہ ذبح کئے جائیں۔ ۳۳) کچھلی ایماندار امتوں میں سے۔

عَلَى مَا رَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ ۖ فَالْهُكْمَ اللَّهُ وَاحِدًا فَلَهُ أَسْلَبُوا ۖ ط

اس کے دیئے ہوئے بے زبان چوپایوں پر ۵۸ تو تمہارا معبود ایک معبود ہے ۵۹ تو اسی کے حضور گردن رکھو ۶۰

وَبَشِّرِ الْخَبِيثِينَ ۝۳۳ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَ

اور اے محبوب خوشی سنا دو ان تواضع والوں کو کہ جب اللہ کا ذکر ہوتا ہے ان کے دل ڈرنے لگتے ہیں ۳۳ اور

الصَّابِرِينَ عَلَى مَا أَصَابَهُمُ وَالْبُقِيصِي الصَّلَاةِ ۖ وَمِمَّا رَزَقَهُمْ

جو افتاد پڑے اس کے سہنے والے اور نماز برپا (قائم) رکھنے والے اور ہمارے دیئے سے خرچ

يُنْفِقُونَ ۝۳۵ وَالْبُدْنَ جَعَلْنَاهَا لَكُمْ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ ۖ ط

کرتے ہیں ۳۵ اور قربانی کے ڈیل دار (بھاری جسامت والے) جانور اونٹ اور گائے ہم نے تمہارے لئے اللہ کی نشانیوں سے کئے ۳۶ تمہارے لئے ان میں

فَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهَا صَوَافٍ ۖ فَإِذَا وَجَبَتْ جُنُوبُهَا فَكُلُوا مِنْهَا وَ

بھلائی ہے ۳۷ تو ان پر اللہ کا نام لو ۳۸ ایک پاؤں بندھے تین پاؤں سے کھڑے ۳۹ پھر جب ان کی کروٹیں گر جائیں ۴۰ تو ان میں سے خود کھاؤ ۴۱ اور

أَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ۖ ط كَذَلِكَ سَخَّرْنَاكُمْ لِعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝۳۶

صبر سے بیٹھنے والے اور بھیک مانگنے والے کو کھلاؤ ۴۲ ہم نے یونہی ان کو تمہارے بس میں دے دیا کہ تم احسان مانو

لَنْ يَسْأَلَ اللَّهُ لُحُومَهَا وَلَا دِمَاءُهَا وَلَكِنْ يَسْأَلُهُ التَّقْوَىٰ مِنْكُمْ ۖ ط

اللہ کو ہرگز نہ ان کے گوشت بیچنے ہیں نہ ان کے خون ہاں تمہاری پرہیزگاری اس تک باریاب ہوتی ہے ۴۳

كَذَلِكَ سَخَّرْنَاكُمْ لِتُكْبَرُوا بِاللَّهِ عَلَىٰ مَا هَدَيْكُمْ ۖ وَبَشِّرِ

یونہی ان کو تمہارے بس میں کر دیا کہ تم اللہ کی بڑائی بولو اس پر کہ تم کو ہدایت فرمائی اور اے محبوب خوش خبری سناؤ

الْمُحْسِنِينَ ۝۳۷ إِنَّ اللَّهَ يُدْفِعُ عَنِ الَّذِينَ آمَنُوا ۖ ط إِنَّ اللَّهَ لَا

نیکی والوں کو ۳۷ بے شک اللہ بلائیں نالتا ہے مسلمانوں کی ۳۸ بے شک اللہ دوست

۵۸ ان کے ذبح کے وقت۔ ۵۹ تو ذبح کے وقت صرف اسی کا نام لو، اس آیت میں دلیل ہے اس پر کہ نام خدا کا ذکر کرنا ذبح کے لئے شرط ہے اللہ تعالیٰ نے ہر

ایک امت کے لئے مقرر فرما دیا تھا کہ اس کے لئے بہ طریق تقرب قربانی کریں اور تمام قربانیوں پر اسی کا نام لیا جائے۔ ۶۰ اور اخلاص کے ساتھ اس کی اطاعت

کرو۔ ۶۱ اس کے بیعت و جلال سے۔ ۶۲ یعنی صدقہ دیتے ہیں۔ ۶۳ یعنی اس کے اعلام دین سے۔ ۶۴ دنیا میں نفع اور آخرت میں اجر و ثواب۔ ۶۵ ان

کے ذبح کے وقت جس حال میں کہ وہ ہوں۔ ۶۶ اونٹ کے ذبح کا یہی مسنون طریقہ ہے۔ ۶۷ یعنی بعد ذبح ان کے پہلو زین پر گریں اور ان کی حرکت ساکن

ہو جائے۔ ۶۸ اگر تم چاہو۔ ۶۹ یعنی قربانی کرنے والے صرف نیت کے اخلاص اور شروط تقویٰ کی رعایت سے اللہ تعالیٰ کو راضی کر سکتے ہیں۔ شان نزول:

زمانہ جاہلیت کے کفار اپنی قربانیوں کے خون سے کعبہ معظمہ کی دیواروں کو آلودہ کرتے تھے اور اس کو سبب تقرب جانتے تھے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

۶۰ ثواب کی۔ ۶۱ اور ان کی مدد فرماتا ہے۔

يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُورٍ ۚ اُذِنَ لِلَّذِينَ يُقْتَلُونَ بِانْتِهَاءِ ظُلْمِهِمْ اَطْوٰ  
 نہیں رکھتا ہر بڑے دغا باز ناشکرے کو ۱۲۰۔ پرواگی (اجازت) عطا ہوئی انھیں جن سے کافر لڑتے ہیں ۱۲۱۔ اس بنا پر کہ ان پر ظلم ہوا ۱۲۲۔ اور

اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرٌ ۙ الَّذِيْنَ اَخْرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ  
 بے شک اللہ اُن کی مدد کرنے پر ضرور قادر ہے ۱۲۳۔ وہ جو اپنے گھروں سے ناپسند

حَقِّ اِلَّا اَنْ يَقُوْلُوْا رَبَّنَا اللّٰهُ ۗ وَلَوْ لَا دَفَعُ اللّٰهُ النَّاسَ بَعْضَهُمْ  
 نکالے گئے ۱۲۴۔ صرف اتنی بات پر کہ انھوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے ۱۲۵۔ اور اللہ اگر آدمیوں میں ایک کو دوسرے سے

بِبَعْضٍ لَّهَدَمَتْ صَوَامِعُ وَبِيْعٌ وَصَلَوٰتٌ وَّ مَسٰجِدُ كَرِيْمًا اَسْمٰ  
 دُخ نہ فرماتا ۱۲۶۔ تو ضرور ڈھادی جاتیں خانقاہیں ۱۲۷۔ اور اگر جافٹ اور کلیساؤں ۱۲۸۔ اور مسجدیں ۱۲۹۔ جن میں اللہ کا بکثرت

اللّٰهُ كَثِيْرًا ۗ وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّصُرُهٗ ۗ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۙ  
 نام لیا جاتا ہے اور بے شک اللہ ضرور مدد فرمائے گا اس کی جو اس کے دین کی مدد کرے گا بے شک ضرور اللہ قدرت والا غالب ہے

الَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَتَوْا الزَّكٰوةَ وَ  
 وہ لوگ کہ اگر ہم انھیں زمین میں قابو دیں ۱۳۰۔ تو نماز برپا رکھیں اور زکوٰۃ دیں اور

اَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ۗ وَاللّٰهُ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ۙ وَ  
 بھلائی کا حکم کریں اور برائی سے روکیں ۱۳۱۔ اور اللہ ہی کے لئے سب کاموں کا انجام اور

اِنْ يُّكْذِبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّعَادٌ وَّثَمُوْدٌ ۙ وَ قَوْمٌ  
 اگر یہ تمہاری تکذیب کرتے ہیں ۱۳۲۔ تو بے شک ان سے پہلے جھٹلا چکی ہے قوم کی قوم اور عاد ۱۳۳۔ اور ثمود ۱۳۴۔ اور ابراہیم

۱۲۰۔ یعنی کفار جو اللہ اور اس کے رسول کی خیانت اور خدا کی نعمتوں کی ناشکری کرتے ہیں۔ ۱۲۱۔ جہاد کی۔ ۱۲۲۔ شان نزول: کفار مکہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو روزمرہ ہاتھ اور زبان سے شدید ایذا نہیں دیتے اور آزار پہنچاتے رہتے تھے اور صحابہ حضور کے پاس اس حال میں پہنچتے تھے کہ کسی کا سر پھٹا ہے کسی کا ہاتھ ٹوٹا ہے کسی کا پاؤں بندھا ہوا ہے روزمرہ اس قسم کی شکایتیں بارگاہ اقدس میں پہنچتی تھیں اور اصحاب کرام کفار کے مظالم کی حضور کے دربار میں فریادیں کرتے حضور یہ فرما دیا کرتے کہ صبر کرو مجھے ابھی جہاد کا حکم نہیں دیا گیا ہے جب حضور نے مدینہ طیبہ کو ہجرت فرمائی تب یہ آیت نازل ہوئی اور یہ وہ پہلی آیت ہے جس میں کفار کے ساتھ جنگ کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ ۱۲۳۔ اور بے وطن کئے گئے۔ ۱۲۴۔ اور یہ کلام حق ہے اور حق پر گھروں سے نکالنا اور بے وطن کرنا قطعاً ناپسند۔ ۱۲۵۔ جہاد کی اجازت دے کر اور حدود قائم فرما کر تو نتیجہ یہ ہوتا کہ مشرکین کا استیلاء (قبضہ) ہو جاتا اور کوئی دین و ملت والا ان کے دست تعدی (ظلم) سے نہ بچتا۔ ۱۲۶۔ راہبوں کی ۱۲۷۔ نصرائیوں کے ۱۲۸۔ یہودیوں کے ۱۲۹۔ مسلمانوں کی ۱۳۰۔ اور ان کے دشمنوں کے مقابل ان کی مدد فرمائیں۔ ۱۳۱۔ اس میں خبر دی گئی ہے کہ آئندہ مہاجرین کو زمین میں تصرف عطا فرمانے کے بعد ان کی سیرتیں ایسی پاکیزہ رہیں گی اور وہ دین کے کاموں میں اخلاص کے ساتھ مشغول رہیں گے اس میں خلفائے راشدین مہدیین کے عدل اور ان کے تقویٰ و پرہیزگاری کی دلیل ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے تمکین و حکومت عطا فرمائی اور سیرت عادلہ عطا کی۔ ۱۳۲۔ اے حبیب اکرم! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۱۳۳۔ حضرت ہود کی قوم ۱۳۴۔ حضرت صالح کی قوم۔



اِبْرَاهِيمَ وَقَوْمِ لُوطٍ ﴿۳۳﴾ وَاَصْحَابِ مَدْيَنَ وَكَذَّبَ مُوسَىٰ فَاْمَلَيْتُمْ

کی قوم اور لوط کی قوم اور مدین والے اور موسیٰ کی تکذیب ہوئی ۱۱۵ اور انہوں نے کافروں

لِلْكَافِرِينَ ثُمَّ اَخَذْتَهُمْ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ ﴿۳۴﴾ فَكَأَيِّنْ مِنْ قَرْيَةٍ

کو ڈھیل دی ۱۱۹ پھر انہیں پکڑا ۱۲۰ تو کیسا ہوا میرا عذاب ۱۲۱ اور کتنی ہی بستیاں ہم نے

اَهْلَكْنَاهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَىٰ عُرُوشِهَا وَبَدْرٌ مُّعْطَلَةٌ وَقَصْرٌ

کھپا دیں ۱۲۲ کہ وہ ستم گار تھیں ۱۲۳ تو اب وہ اپنی چھتوں پر ڈھکی (گری) پڑی ہیں اور کتنے کنوئیں بیکار پڑے ۱۲۴ اور کتنے محل

مَشِيدٍ ﴿۳۵﴾ اَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْاَرْضِ فَتَكُونْ لَهُمْ قُلُوبٌ يَعْقِلُونَ

گچ کئے ہوئے ۱۲۵ تو کیا زمین میں نہ چلے ۱۲۶ کہ ان کے دل ہوں جن سے سمجھیں ۱۲۷

بِهَا اَوْ اِذَا نَسَمِعُوْنَ بِهَا فَانْهَالَا تَعْمَىٰ اِلَّا بَصَارًا وَلَكِنْ تَعْمَىٰ

یا کان ہوں جن سے سنیں ۱۲۸ تو یہ کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں ۱۲۹ بلکہ وہ دل

الْقُلُوبِ الَّتِي فِي الصُّدُورِ ﴿۳۶﴾ وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ وَلَنْ

اندھے ہوتے ہیں جو سینوں میں ہیں ۱۳۰ اور یہ تم سے عذاب مانگنے میں جلدی کرتے ہیں ۱۳۱ اور اللہ

يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهُ ط وَانَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَالْفِ سَنَةِ مِمَّا

ہرگز اپنا وعدہ جھوٹا نہ کرے گا ۱۳۲ اور بے شک تمہارے رب کے یہاں ۱۳۳ ایک دن ایسا ہے جیسے تم لوگوں کی

تَعْدُونَ ﴿۳۷﴾ وَكَأَيِّنْ مِنْ قَرْيَةٍ اَمَلَيْتُمْ لَهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ ثُمَّ اَخَذْتَهَا

گنتی میں ہزار برس ۱۳۴ اور کتنی بستیاں کہ ہم نے ان کو ڈھیل دی اس حال پر کہ وہ ستم گار تھیں پھر میں نے انہیں پکڑا ۱۳۵

وَكَأَيِّنْ مِنْ قَرْيَةٍ اَمَلَيْتُمْ لَهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ ثُمَّ اَخَذْتَهَا

۱۱۷ یعنی حضرت شعیب کی قوم۔ ۱۱۸ یہاں موسیٰ کی قوم نہ فرمایا کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم بنی اسرائیل نے آپ کی تکذیب نہ کی تھی بلکہ

فرعون کی قوم قبطیوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تکذیب کی تھی ان قوموں کا تذکرہ اور ہر ایک کے اپنے رسول کی تکذیب کرنے کا بیان سید عالم صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم کے تسکین خاطر (دلی تسلی) کے لئے ہے کہ کفار کا یہ قدیمی طریقہ ہے پچھلے انبیاء کے ساتھ بھی یہی دستور رہا ہے۔ ۱۱۹ اور ان کے عذاب میں تاخیر کی اور

انہیں مہلت دی۔ ۱۲۰ اور ان کے کفر و سرکشی کی سزا دی۔ ۱۲۱ آپ کی تکذیب کرنے والوں کو چاہئے کہ اپنے انجام کو سوچیں اور عبرت حاصل کریں۔ ۱۲۲ اور

وہاں کے رہنے والوں کو ہلاک کر دیا۔ ۱۲۳ یعنی وہاں کے رہنے والے کافر تھے۔ ۱۲۴ کہ ان سے کوئی پانی بھرنے والا نہیں۔ ۱۲۵ ویران پڑے ہیں۔

۱۲۶ کفار کے ان حالات کا مشاہدہ کریں۔ ۱۲۷ کہ انبیاء کی تکذیب کا کیا انجام ہوا اور عبرت حاصل کریں۔ ۱۲۸ پچھلی امتوں کے حالات اور ان کا ہلاک ہونا اور

ان کی بستیوں کی ویرانی کی اس سے عبرت حاصل ہو۔ ۱۲۹ یعنی کفار کی ظاہری حس باطل نہیں ہوتی ہے وہ ان آنکھوں سے دیکھنے کی چیزیں دیکھتے ہیں۔ ۱۳۰ اور

دلوں ہی کا اندھا ہونا غضب ہے اسی لئے آدمی دین کی راہ پانے سے محروم رہتا ہے۔ ۱۳۱ یعنی کفار مکمل نظر بن حارث وغیرہ کے اور یہ جلدی کرنا ان کا استہزاء

کے طریقہ پر تھا۔ ۱۳۲ اور ضرور حسب وعدہ عذاب نازل فرمائے گا۔ چنانچہ یہ وعدہ بدر میں پورا ہوا۔ ۱۳۳ آخرت میں عذاب کا ۱۳۴ تو یہ کفار کیا سمجھ کر عذاب کی

جلدی کرتے ہیں۔ ۱۳۵ اور دنیا میں ان پر عذاب نازل کیا۔

وَإِلَى الْمَصِيرِ ۚ قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ نَدِيرٌ مِّنْ رَبِّكُمْ ۚ

اور میری ہی طرف پلٹ کر آنا ہے فلا تم فرمادو کہ اے لوگو! میں تو یہی تمہارے لئے صریح ڈر سنانے والا ہوں

فَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ كَرِيمٌ ۝۵۰

تو جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے ان کے لئے بخشش ہے اور عزت کی روزی فلا اور

الَّذِينَ سَعَوْا فِي آيَاتِنَا مُعْجِزِينَ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ۝۵۱ وَمَا

وہ جو کوشش کرتے ہیں ہماری آیتوں میں ہارجیت کے ارادہ سے فلا وہ جنہی ہیں اور

أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ إِلَّا إِذَا تَمَنَّى الْقَى الشَّيْطَانُ

ہم نے تم سے پہلے جتنے رسول یا نبی بھیجے فلا سب پر یہ واقعہ گزرا ہے کہ جب انھوں نے پڑھا تو شیطان نے اُن کے پڑھنے میں لوگوں

فِي أُمْنِيَّتِهِ ۚ فَيَنْسَخُ اللَّهُ مَا يُلْقَى الشَّيْطَانُ ثُمَّ يُحْكُمُ اللَّهُ آيَتِهِ ۚ

پر کچھ اپنی طرف سے ملا دیا تو مٹا دیتا ہے اللہ اس شیطان کے ڈالے ہوئے کو پھر اللہ اپنی آیتیں جی کر دیتا ہے فلا اور

اللَّهُ عَلَيْهِمْ حَكِيمٌ ۝۵۲ لِيَجْعَلَ مَا يُلْقَى الشَّيْطَانُ فِتْنَةً لِلَّذِينَ فِي

اللہ علم و حکمت والا ہے تاکہ شیطان کے ڈالے ہوئے کو فتنہ کر دے فلا اُن کے لئے

قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ وَالْقَاسِيَةَ قُلُوبِهِمْ ۚ وَإِنَّ الظَّالِمِينَ لَفِي شِقَاقِ

جن کے دلوں میں بیماری ہے فلا اور جن کے دل سخت ہیں فلا اور بے شک ستم گار فلا دُھر کے (انتہائی سخت)

بَعِيدٍ ۝۵۳ وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ فَيُؤْمِنُوا

جھگڑالو ہیں اور اس لئے کہ جان لیں وہ جن کو علم ملا ہے فلا کہ وہ فلا تمہارے رب کے پاس سے حق ہے تو اُس پر ایمان لائیں

بِهِ فَتُخَبِّتَ لَهُ قُلُوبَهُمْ ۚ وَإِنَّ اللَّهَ لَهُدَالِ الَّذِينَ آمَنُوا إِلَىٰ صِرَاطٍ

تو جھک جائیں اس کے لئے اُن کے دل اور بے شک اللہ ایمان والوں کو سیدھی راہ

۱۳۶۶ آخرت میں۔ ۱۳۶۷ جو کبھی منقطع نہ ہو وہ جنت ہے۔ ۱۳۶۸ کہ کبھی ان آیات کو سحر کہتے ہیں کبھی شعر کبھی بچھلوں کے قصے اور وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ اسلام

کے ساتھ ان کا یہ کمر چل جائے گا۔ ۱۳۶۹ نبی اور رسول میں فرق ہے نبی عام ہے اور رسول خاص بعض مفسرین نے فرمایا کہ رسول شرع کے واضح ہوتے ہیں اور نبی اس

کے حافظ اور نگہبان۔ شان نزول: جب سورۃ والنجم نازل ہوئی تو سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسجد حرام میں اس کی تلاوت فرمائی اور بہت آہستہ آہستہ آیتوں

کے درمیان وقفہ فرماتے ہوئے جس سے سننے والے غور بھی کر سکیں اور یاد کرنے والوں کو یاد کرنے میں مدد بھی ملے جب آپ نے آیت وَ مَنُوءَ النَّالِئَةُ الْأَخْوَىٰ پڑھ

کر حسب دستور وقفہ فرمایا تو شیطان نے مشرکین کے کان میں اس سے ملا کر دو کلمے ایسے کہہ دیئے جن سے بتوں کی تعریف نکلتی تھی جبریل امین نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ حال عرض کیا اس سے حضور کو رنج ہوا اللہ تعالیٰ نے آپ کی تسلی کے لئے یہ آیت نازل فرمائی۔ ۱۳۷۰ جو پیغمبر پڑھتے ہیں اور انہیں

شیطانی کلمات کے خلط سے محفوظ فرماتا ہے۔ ۱۳۷۱ اور ابتلاء و آزمائش بنا دے۔ ۱۳۷۲ شک اور نفاق کی۔ ۱۳۷۳ حق کو قبول نہیں کرتے اور یہ مشرکین ہیں۔ ۱۳۷۴ یعنی

مُسْتَقِيمٍ ﴿۵۴﴾ وَلَا يَزَالُ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي مِرْيَةٍ مِنْهُ حَتَّى تَأْتِيَهُمُ

چلانے والا ہے اور کافر اُس سے ﴿۵۴﴾ ہمیشہ شک میں رہیں گے یہاں تک کہ اُن پر

السَّاعَةُ بَعُثَةٌ أَوْ يَأْتِيَهُمْ عَذَابٌ يَوْمَ عَقِيمٍ ﴿۵۵﴾ الْمَلِكُ يَوْمَئِذٍ

قیامت آجائے اچانک ﴿۵۵﴾ یا ان پر ایسے دن کا عذاب آئے جس کا پھل ان کے لئے کچھ اچھا نہ ہو ﴿۵۵﴾ بادشاہی اُس دن ﴿۵۵﴾

لِلَّهِ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ ط فَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فِي حَيَاتِهِمْ

اللہ ہی کی ہے وہ ان میں فیصلہ کر دے گا تو جو ایمان لائے اور ﴿۵۵﴾ اچھے کام کئے وہ جہنم کے

النَّعِيمِ ﴿۵۶﴾ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَاُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ

باغوں میں ہیں اور جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتیں جھٹلائیں اُن کے لئے ذلت کا

مُهِينٌ ﴿۵۷﴾ وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ قُتِلُوا أَوْ مَاتُوا

عذاب ہے اور وہ جنہوں نے اللہ کی راہ میں اپنے گھربار چھوڑے ﴿۵۷﴾ پھر مارے گئے یا مر گئے

لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللَّهُ رِزْقًا حَسَنًا ط وَإِنَّ اللَّهَ لَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ﴿۵۸﴾

تو اللہ ضرور انہیں اچھی روزی دے گا ﴿۵۸﴾ اور بے شک اللہ کی روزی سب سے بہتر ہے

لَيُدْخِلَنَّهُمُ اللَّهُ مَدْخَلًا يَرْضُونَهُ ط وَإِنَّ اللَّهَ لَعَلِيمٌ حَلِيمٌ ﴿۵۹﴾ ذٰلِكَ وَ

ضرور انہیں ایسی جگہ لے جائے گا جسے وہ پسند کریں گے ﴿۵۹﴾ اور بے شک اللہ علم اور حلم والا ہے بات یہ ہے اور

مَنْ عَاقَبَ بِبِئْسَلِ مَا عُوِّقَ بِهِ ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ لِيُصْرَفَهُ اللَّهُ ط إِنَّ اللَّهَ

جو بدلہ لے ﴿۵۹﴾ جیسی تکلیف پہنچائی گئی تھی پھر اس پر زیادتی کی جائے ﴿۵۹﴾ تو بے شک اللہ اُس کی مدد فرمائے گا ﴿۵۹﴾ بے شک اللہ

مشرکین و منافقین۔ ﴿۵۹﴾ اللہ کے دین کا اور اس کی آیات کا۔ ﴿۵۹﴾ یعنی قرآن شریف ﴿۵۹﴾ یعنی قرآن سے یا دین اسلام سے ﴿۵۹﴾ یا موت کہ وہ بھی قیامت صغریٰ

ہے۔ ﴿۵۹﴾ اس سے بدرکادن مراد ہے جس میں کافروں کے لئے کچھ کشائش و راحت نہ تھی اور بعض مفسرین نے کہا کہ اس سے روز قیامت مراد ہے۔ ﴿۵۹﴾ یعنی

قیامت کے دن ﴿۵۹﴾ انہوں نے ﴿۵۹﴾ اور اس کی رضا کے لئے عزیز و اقارب کو چھوڑ کر وطن سے نکلے اور مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی ﴿۵۹﴾ یعنی رزق

جنت جو کبھی منقطع نہ ہو۔ ﴿۵۹﴾ وہاں ان کی ہر مراد پوری ہوگی اور کوئی ناگوار بات پیش نہ آئے گی۔ ﴿۵۹﴾ شان نزول: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے آپ کے

بعض اصحاب نے عرض کیا: یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے جو اصحاب شہید ہو گئے ہم جانتے ہیں کہ بارگاہ الہی میں ان کے بڑے درجے ہیں اور ہم

جہادوں میں حضور کے ساتھ رہیں گے لیکن اگر ہم آپ کے ساتھ رہے اور بے شہادت کے موت آئی تو آخرت میں ہمارے لئے کیا ہے اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں

”وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ“۔ ﴿۵۹﴾ کوئی مومن ظلم کا مشرک سے۔ ﴿۵۹﴾ ظالم کی طرف سے اس کو بے وطن کر کے۔ ﴿۵۹﴾ شان نزول: یہ آیت مشرکین

کے حق میں نازل ہوئی جو ماہِ حرم کی اخیر تاریخوں میں مسلمانوں پر حملہ آور ہوئے اور مسلمانوں نے ماہِ مبارک کی حرمت کے خیال سے لڑنا نہ چاہا مگر مشرک نہ مانے اور



لَعَفُوْهُ غَفُوْرًا ۶۰ ۞ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ يُوَلِّجُ اللّٰیْلَ فِی النَّهَارِ وَيُوَلِّجُ النَّهَارَ

معاف کرنے والا بخشنے والا ہے یہ ۱۵۸ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ رات کو ڈالتا ہے دن کے حصہ میں اور دن کو لاتا ہے

فِی اللّٰیْلِ وَاَنَّ اللّٰهَ سَبِيْعٌ بَصِيْرٌ ۶۱ ۞ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا

رات کے حصہ میں ۱۵۹ اور اس لئے کہ اللہ سُنُّتًا دیکھتا ہے یہ اس لئے ۱۶۰ کہ اللہ ہی حق ہے اور اس کے

یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ۶۲ ۞ اَلَمْ تَرَ

سوا جسے پوجتے ہیں ۱۶۱ وہی باطل ہے اور اس لئے کہ اللہ ہی بلندی بڑائی والا ہے کیا تو نے نہ دیکھا

اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَآءً ۙ فَتُصْبِحُ الْاَرْضُ مُخْضَرَّةً ۙ اِنَّ

کہ اللہ نے آسمان سے پانی اتارا تو صبح کو زمین ۱۶۲ ہریالی (ہری بھری) ہوگئی بے شک

اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ۶۳ ۞ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ۙ وَاِنَّ اللّٰهَ

اللہ پاک خبردار ہے اسی کا مال ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور بے شک اللہ

لَهُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ۶۴ ۞ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ

ہی بے نیاز سب خوبیوں سراہا ہے کیا تو نے نہ دیکھا کہ اللہ نے تمہارے بس میں کر دیا جو کچھ زمین میں ہے ۱۶۳

وَالْفُلْكَ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ بِاَمْرِ ۙ وَیَسِّرُ السَّمٰوٰتِ اَنْ تَقْعَ عَلٰی

اور کشتی کہ دریا میں اُس کے حکم سے چلتی ہے ۱۶۴ اور وہ روکے ہوئے ہے آسمان کو کہ زمین پر

الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۙ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۶۵ ۞ وَهُوَ الَّذِیْ

نہ گر پڑے مگر اس کے حکم سے بے شک اللہ آدمیوں پر بڑی مہر (رحمت) والا مہربان ہے ۱۶۵ اور وہی ہے جس نے

اَحْيَاكُمْ ثُمَّ یُمِیْتُكُمْ ثُمَّ یُحْیِیْكُمْ ۙ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَکَفُوْرًا ۶۶ ۞ لِكُلِّ

تمہیں زندہ کیا ۱۶۶ پھر تمہیں مارے گا ۱۶۷ پھر تمہیں جلانے گا ۱۶۸ بے شک آدمی بڑا ناشکرا ہے ۱۶۹ ہر

۱۵۸ یعنی مظلوم کی مدد فرمانا اس لئے ہے کہ اللہ جو چاہے اس پر قادر ہے اور اس کی قدرت کی نشانیاں ظاہر ہیں۔ ۱۵۹ یعنی کبھی دن کو بڑھاتا رات کو گھٹاتا ہے اور

کبھی رات کو بڑھاتا دن کو گھٹاتا ہے اس کے سوا کوئی اس پر قدرت نہیں رکھتا جو ایسا قدرت والا ہے وہ جس کی چاہے مدد فرمائے اور جسے چاہے غالب کرے۔

۱۶۰ یعنی اور یہ مدد اس لئے بھی ہے ۱۶۱ یعنی بت ۱۶۲ سبزے سے ۱۶۳ جانور وغیرہ جن پر تم سوار ہوتے ہو اور جن سے تم کام لیتے ہو۔ ۱۶۴ تمہارے لئے

اس کے چلانے کے واسطے ہوا اور پانی کو مٹھ کر کیا۔ ۱۶۵ کہ اس نے ان کے لئے منفعتوں کے دروازے کھولے اور طرح طرح کی مضرتوں سے ان کو محفوظ کیا۔

۱۶۶ بے جان نطفہ سے پیدا فرما کر ۱۶۷ تمہاری عمریں پوری ہونے پر ۱۶۸ روزِ بعثتِ ثواب و عذاب کے لئے۔ ۱۶۹ کہ باوجود اتنی نعمتوں کے اس کی عبادت

سے منہ پھیرتا ہے اور بے جان مخلوق کی پرستش کرتا ہے۔

أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوهُ فَلَا يُبَازِرُكَ فِي الْأَمْرِ وَادْعُ إِلَىٰ

امت کے لئے منسک ہم نے عبادت کے قاعدے بنا دیے کہ وہ ان پر چلے منسک تو ہرگز وہ تم سے اس معاملہ میں جھگڑانہ جھگڑائیں اور اپنے رب

رَبِّكَ ۱۷ إِنَّكَ لَعَلَىٰ هُدًى مُّسْتَقِيمٍ ﴿۶۷﴾ وَإِنْ جَدَلُوكَ فَقُلِ اللَّهُ أَعْلَمُ

کی طرف بلاؤ منسک بے شک تم سیدھی راہ پر ہو اور اگر وہ منسک تم سے جھگڑیں تو فرمادو کہ اللہ خوب جانتا ہے

بِاتِّعَالُونَ ﴿۶۸﴾ اللَّهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كُنْتُمْ فِيهِ

تمہارے کو تک (کرتوت) اللہ تم میں فیصلہ کرے گا قیامت کے دن جس بات میں

تَخْتَلِفُونَ ﴿۶۹﴾ أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِنَّ

اختلاف کر رہے ہو منسک کیا تو نے نہ جانا کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے بے شک

ذَلِكَ فِي كِتَابٍ ۱۸ إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَىٰ اللَّهِ يَسِيرٌ ﴿۷۰﴾ وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ

یہ سب ایک کتاب میں ہے منسک بے شک یہ منسک اللہ پر آسان ہے منسک اور اللہ کے سوا ایسوں کو پوجتے

اللَّهُ مَا لَمْ يَنْزِلْ بِهِ سُلْطَانًا وَمَالِيسَ لَهُمْ بِهِ عِلْمٌ ۱۹ وَمَا لِلظَّالِمِينَ

ہیں منسک جن کی کوئی سند اس نے نہ اتاری اور ایسوں کو جن کا خود انہیں کچھ علم نہیں منسک اور ستم گاروں کا منسک

مِنْ نُّصِيرٍ ﴿۷۱﴾ وَإِذَا تَلَّىٰ عَلَيْهِمُ آيَاتِنَا بَيِّنَاتٍ تَعْرِفُ فِي وُجُوهِ الَّذِينَ

کوئی مددگار نہیں منسک اور جب ان پر ہماری روشن آیتیں پڑھی جائیں منسک تو تم ان کے چہروں پر بگڑنے کے آثار دیکھو گے

كَفَرُوا وَالْمُنْكَرَ ۲۰ يَكَادُونَ يَسْطُونَ بِالَّذِينَ يَتْلُونَ عَلَيْهِمُ آيَاتِنَا ۲۱

جنہوں نے کفر کیا قریب ہے کہ لپٹ پڑیں ان کو جو ہماری آیتیں ان پر پڑھتے ہیں

قُلْ أَفَأَنْتُمْ بَشَرٌ مِّنْ ذَٰلِكُمُ النَّارُ ۲۲ وَعَدَهَا اللَّهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ۲۳

تم فرمادو کیا میں تمہیں بتا دوں جو تمہارے اس حال سے بھی منسک بدتر ہے وہ آگ ہے اللہ نے اس کا وعدہ دیا ہے کافروں کو

۲۱ اہل دین و مل میں سے۔ منسک اور عامل ہو۔ منسک یعنی امر دین میں یا ذبیحہ کے امر میں۔ شان نزول: یہ آیت بدیل ابن ورقاء اور بشر بن سفیان اور یزید

ابن جنیس کے حق میں نازل ہوئی ان لوگوں نے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہا تھا کیا سبب ہے جس جانور کو تم خود قتل کرتے ہو اسے تو کھاتے

ہو اور جس کو اللہ مارتا ہے اس کو نہیں کھاتے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ منسک اور لوگوں کو اس پر ایمان لانے اور اس کا دین قبول کرنے اور اس کی عبادت میں مشغول

ہونے کی دعوت دو۔ منسک باوجود تمہارے طرح دینے کے بھی منسک اور تم پر حقیقت حال ظاہر ہو جائے گی۔ منسک یعنی لوح محفوظ میں۔ منسک یعنی ان سب کا علم یا

تمام حوادث کا لوح محفوظ میں ثبت فرمانا منسک اس کے بعد کفار کی جہالتوں کا بیان فرمایا جاتا ہے کہ وہ ایسوں کی عبادت کرتے ہیں جو عبادت کے مستحق

نہیں۔ منسک یعنی بتوں کو منسک یعنی ان کے پاس اپنے اس فعل کی نہ کوئی دلیل عقلی ہے نہ نقلی، محض جہل و نادانی سے گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں اور جو کسی طرح

پوجے جانے کے مستحق نہیں ان کو پوجتے ہیں یہ شدید ظلم ہے۔ منسک یعنی مشرکین کا منسک جو انہیں عذاب الہی سے بچا سکے۔ منسک اور قرآن کریم انہیں سنایا جائے

وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ﴿۴۲﴾ يَا أَيُّهَا النَّاسُ ضَرْبَ مَثَلٍ فَاسْتَمِعُوا لَهُ ۗ إِنَّ

اور کیا ہی بری پلٹنے کی جگہ اے لوگو! ایک کہادت فرمائی جاتی ہے اسے کان لگا کر سنو ۱۸۵ وہ

الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَنْ يَخْلُقُوا ذُبَابًا وَلَوْ اجْتَمَعُوا لَهُ ۗ

جنہیں اللہ کے سوا تم پوجتے ہو ۱۸۶ ایک مکھی نہ بنا سکیں گے اگرچہ سب اس پر اکٹھے ہو جائیں ۱۸۷

وَإِنْ يَسْأَلُهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا لَّا يَسْتَنْقِذُوهُ مِنْهُ ۗ ضَعُفَ الطَّالِبُ

اور اگر مکھی ان سے کچھ چھین کر لے جائے ۱۸۸ تو اس سے چھڑا نہ سکیں ۱۸۹ کتنا کمزور چاہنے والا

وَالْبَطُولُ ﴿۴۳﴾ مَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ ﴿۴۴﴾

اور وہ جس کو چاہتا ۱۹۰ اللہ کی قدر نہ جانی جیسی چاہیے تھی ۱۹۱ بے شک اللہ قوت والا غالب ہے

اللَّهُ يَصْطَفِي مِنَ الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا وَمِنَ النَّاسِ ۗ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ

اللہ چن لیتا ہے فرشتوں میں سے رسول ۱۹۲ اور آدمیوں میں سے ۱۹۳ بے شک اللہ سنتا دیکھتا ہے

بَصِيرٌ ﴿۴۵﴾ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۗ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ

جانتا ہے جو اُن کے آگے ہے اور جو ان کے پیچھے ہے ۱۹۴ اور سب کاموں کی رجوع اللہ

الْأُمُورِ ﴿۴۶﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ارْكَعُوا وَاسْجُدُوا وَاعْبُدُوا رَبَّكُمْ

کی طرف ہے اے ایمان والو! رکوع اور سجدہ کرو ۱۹۵ اور اپنے رب کی بندگی کرو ۱۹۶

وَأَفْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿۴۷﴾ وَجَاهِدُوا فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ ۗ

اور بھلے کام کرو ۱۹۷ اس امید پر کہ تمہیں چھڑکارا ہو اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو جیسا حق ہے جہاد کرنے کا ۱۹۸

جس میں بیان احکام اور تفصیل حلال و حرام ہے۔ ۱۸۴ یعنی تمہارے اس غیظ و ناگواری سے بھی جو قرآن پاک سن کر تم میں پیدا ہوتی ہے ۱۸۵ اور اس میں خوب غور کرو وہ کہادت یہ ہے کہ تمہارے بت ۱۸۶ ان کی عاجزی اور بے قدرتی کا یہ حال ہے کہ وہ نہایت چھوٹی سی چیز ۱۸۷ کو عاقل کو کب شایان ہے کہ ایسے کو معبود

ٹھہرائے ایسے کو پوجنا اور الٰہ قرار دینا کتنا انتہا درجہ کا جہل ہے۔ ۱۸۸ وہ شہد و زعفران وغیرہ جو مشرکین بتوں کے منہ اور سروں پر ملتے ہیں جس پر کھیاں بھکتی ہیں۔ ۱۸۹ ایسے کو خدا بنانا اور معبود ٹھہرانا کتنا عجیب اور عقل سے دور ہے۔ ۱۹۰ چاہنے والے سے بت پرست اور چاہے ہوئے سے بت مراد ہے یا چاہنے والے سے بھی مراد ہے جو بت پرست شہد و زعفران کی طالب ہے اور مطلوب سے بت اور بعض نے کہا کہ طالب سے بت مراد ہے اور مطلوب سے مکھی۔ ۱۹۱ اور اس کی عظمت نہ

پہچانی جنہوں نے ایسوں کو خدا کا شریک کیا جو مکھی سے بھی کمزور ہیں معبود وہی ہے جو قدرت کاملہ رکھے۔ ۱۹۲ مثل جبریل و میکائیل وغیرہ کے ۱۹۳ مثل حضرت ابراہیم و حضرت موسیٰ و حضرت عیسیٰ و حضرت سید عالم صلوة اللہ تعالیٰ علیہم و سلمہ کے۔ شان نزول: یہ آیت ان کفار کے رد میں نازل ہوئی جنہوں نے بشر کے

رسول ہونے کا انکار کیا تھا اور کہا تھا کہ بشر کیسے رسول ہو سکتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ اللہ مالک ہے جسے چاہے اپنا رسول بنائے وہ انسانوں میں سے بھی رسول بناتا ہے اور ملائکہ میں سے بھی جنہیں چاہے۔ ۱۹۴ یعنی امور دنیا کو بھی اور امور آخرت کو بھی یا ان کے گزرنے ہوئے اعمال کو بھی اور آئندہ کے احوال کو بھی۔ ۱۹۵ اپنی نمازوں میں اسلام کے اول عہد میں نماز بغیر رکوع و سجود کے تھی پھر نماز میں رکوع و سجود کا حکم فرمایا گیا۔ ۱۹۶ یعنی رکوع و سجود



هُوَ اجْتَبَاكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ ط مَلَّةَ اَبِيكُمْ

اُس نے تمہیں پسند کیا ۱۹۹ اور تم پر دین میں کچھ تنگی نہ رکھی ۲۰۰ تمہارے باپ

اِبْرَاهِيْمَ ط هُوَ سَمُّكُمْ السُّلَيْبِيْنَ ل ه مِنْ قَبْلُ وَفِي هَذَا لِيَكُوْنَ

ابراہیم کا دین ۲۰۱ اللہ نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے اگلی کتابوں میں اور اس قرآن میں تاکہ رسول

الرَّسُوْلُ شَهِيدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَاءَ عَلٰى النَّاسِ ط فَاقِيْبُوْا

تمہارا نگہبان و گواہ ہو ۲۰۲ اور تم اور لوگوں پر گواہی دو ۲۰۳ تو نماز

الصَّلٰوةِ وَاْتُوْا الزَّكٰوةَ وَاَعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ ط هُوَ مَوْلٰكُمْ ج فَنِعْمَ الْمَوْلٰى

برپا رکھو ۲۰۴ اور زکوٰۃ دو اور اللہ کی رسی مضبوط تھام لو ۲۰۵ وہ تمہارا مولیٰ ہے تو کیا ہی اچھا مولیٰ

وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ع

اور کیا ہی اچھا مددگار

خاص اللہ کے لئے ہوں اور عبادت میں اخلاص اختیار کرو۔ ۱۹۷ صلہ رحمی و مکارم اخلاق وغیرہ نیکیاں۔ ۱۹۸ یعنی نیت صادقہ خالصہ کے ساتھ اعلاء دین کے لئے۔ ۱۹۹ اپنے دین و عبادت کے لئے۔ ۲۰۰ بلکہ ضرورت کے موقعوں پر تمہارے لئے سہولت کردی جیسے کہ سفر میں نماز کا قصر اور روزے کے افطار کی اجازت اور پانی نہ پانے یا پانی کے ضرر کرنے کی حالت میں غسل اور وضو کی جگہ تیمم تو تم دین کی پیروی کرو۔ ۲۰۱ جو دین محمدی میں داخل ہے۔ ۲۰۲ روز قیامت کہ تمہارے پاس خدا کا پیام پہنچا دیا۔ ۲۰۳ کہ انہیں ان رسولوں نے احکام خداوندی پہنچا دیئے اللہ تعالیٰ نے تمہیں یہ عزت و کرامت عطا فرمائی۔ ۲۰۴ اس پر مدامت کرو۔ ۲۰۵ اور اس کے دین پر قائم رہو۔

﴿ آیاتھا ۱۱۸ ﴾ ﴿ سورۃ المؤمنون مکیہہ ۲۳ ﴾ ﴿ رکوعاتها ۶ ﴾

سورۃ مؤمنون مکیہ ہے، اس میں ایک سو اٹھارہ آیتیں اور چھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ۱ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خُشْعُونَ ۲ وَ

بے شک مراد کو پہنچے ایمان والے جو اپنی نماز میں گڑگڑاتے ہیں ۲ اور

الَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ ۳ وَالَّذِينَ هُمْ لِلزَّكَاةِ فَاعِلُونَ ۴

وہ جو کسی بیہودہ بات کی طرف التفات نہیں کرتے ۳ اور وہ کہ زکوٰۃ دینے کا کام کرتے ہیں ۴

وَالَّذِينَ هُمْ لِأَعْمَارِهِمْ حَفِظُونَ ۵ إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ

اور وہ جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں مگر اپنی بیبیوں یا شرعی باندیوں پر

أَيْبَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ ۶ فَمَنِ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ

جو ان کے ہاتھ کی ملک ہیں کہ ان پر کوئی ملامت نہیں ہے تو جو ان دو کے سوا کچھ اور چاہے وہی

هُمُ الْعَادُونَ ۷ وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمْتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ ۸ وَالَّذِينَ

حد سے بڑھنے والے ہیں ۷ اور وہ جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کی رعایت کرتے ہیں ۸ اور وہ جو

هُم عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ ۹ أُولَٰئِكَ هُمُ الْوَارِثُونَ ۱۰ الَّذِينَ

اپنی نمازوں کی نگہبانی کرتے ہیں ۹ یہی لوگ وارث ہیں کہ فردوس

۱ سورۃ مؤمنون مکیہ ہے اس میں چھ رکوع اور ایک سو اٹھارہ آیتیں ہیں اور ایک ہزار آٹھ سو چالیس کلمے اور چار ہزار آٹھ سو دو حرف ہیں۔ ۲ ان کے دلوں

میں خدا کا خوف ہوتا ہے اور ان کے اعضاء ساکن ہوتے ہیں۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ نماز میں خشوع یہ ہے کہ اس میں دل لگا ہو اور دنیا سے توجہ ہٹی ہوئی ہو اور

نظر جائے نماز سے باہر نہ جائے اور گوشہ چشم سے کسی طرف نہ دیکھے اور کوئی عیب (فضول) کام نہ کرے اور کوئی کپڑا شانوں پر نہ لٹکائے اس طرح کہ اس کے

دونوں کنارے لٹکتے ہوں اور آپس میں ملے نہ ہوں اور انگلیاں نہ چٹخائے اور اس قسم کے حرکات سے باز رہے۔ بعض نے فرمایا کہ خشوع یہ ہے کہ آسمان کی طرف

نظر نہ اٹھائے۔ ۳ ہر لہو و باطل سے مجتنب رہتے ہیں۔ ۴ یعنی اس کے پابند ہیں اور مدامت (ہمیشہ ادا) کرتے ہیں۔ ۵ اپنی بیبیوں اور باندیوں کے

ساتھ جائز طریقے پر قربت کرنے میں۔ ۶ کہ حلال سے حرام کی طرف تجاوز کرتے ہیں۔ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ ہاتھ سے قضائے شہوت کرنا حرام ہے۔

سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ایک امت کو عذاب کیا جو اپنی شرمگاہوں سے کھیل کرتے تھے۔ ۷ خواہ وہ امانتیں اللہ کی ہوں یا خلق

کی اور اسی طرح عہد خدا کے ساتھ ہوں یا مخلوق کے ساتھ سب کی وفال لازم ہے۔ ۸ اور انہیں ان کے قنوں میں ان کے شرائط و آداب کے ساتھ ادا کرتے ہیں

اور فرانس و واجبات اور سنن و نوافل سب کی نگہبانی رکھتے ہیں۔





تَخْرُجُ مِنْ طُورِ سَيْنَاءَ تَنْبُتٌ بِالدُّهْنِ وَصِبْغٌ لِلْأَكْلِينَ ۲۰ وَإِنَّ

پیدا کیا کہ طور سینا سے نکلتا ہے دہلی لے کر اگتا ہے تیل اور کھانے والوں کے لیے سالن ۲۰ اور بے شک

لَكُمْ فِي الْأَنْعَامِ لَعِبْرَةٌ ۲۱ نُسْقِيكُمْ مِمَّا فِي بُطُونِهَا وَلَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ

تمہارے لیے چوپاؤں میں سمجھنے کا مقام ہے ہم تمہیں پلاتے ہیں اس میں سے جو اُن کے پیٹ میں ہے ۲۱ اور تمہارے لیے اُن میں بہت

كَثِيرَةٌ وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ ۲۲ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُونَ ۲۳ وَلَقَدْ

فائدے ہیں ۲۲ اور ان سے تمہاری خوراک ہے ۲۱ اور ان پر ۲۲ اور کشتی پر ۲۳ سوار کئے جاتے ہو اور بے شک

أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ فَقَالَ لِقَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَهٍ

ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا تو اُس نے کہا اے میری قوم اللہ کو پوجو اس کے سوا تمہارا کوئی

غَيْرُهُ ۲۴ أَفَلَا تَتَّقُونَ ۲۵ فَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَوْمِهِ مَا

خدا نہیں تو کیا تمہیں ڈر نہیں ۲۴ تو اس کی قوم کے جن سرداروں نے کفر کیا بولے ۲۵

هَذَا إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ يُرِيدُ أَنْ يَتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ ۲۶ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ

یہ تو نہیں مگر تم جیسا آدمی چاہتا ہے کہ تمہارا بڑا بنے ۲۶ اور اللہ چاہتا ۲۶

لَأَنْزَلَ مَلَائِكَةً مَّا سَعْنَا بِهَذَا فِي آبَائِنَا الْأَوْلِيْنَ ۲۷ إِنَّ هُوَ إِلَّا

تو فرشتے اتارتا ہم نے تو یہ اپنے اگلے باپ داداؤں میں نہ سنا ۲۷ وہ تو نہیں مگر

رَجُلٌ بِهِ جِنَّةٌ فترَبَّصُوا بِهِ حَتَّىٰ حِينٍ ۲۸ قَالَ رَبِّ انصُرْنِي بِمَا

ایک دیوانہ مرد تو کچھ زمانہ تک اس کا انتظار کئے رہو ۲۸ نوح نے عرض کی اے میرے رب میری مدد فرما ۲۸ اس پر کہ

كَذَّبُونَ ۲۹ فَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِ أَنْ اصْنَعِ الْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا وَوَحَيْنَا فَاذَا

انہوں نے مجھے جھٹلایا تو ہم نے اُسے وحی بھیجی کہ ہماری نگاہ کے سامنے ۲۹ اور ہمارے حکم سے کشتی بنا پھر جب

۲۹ اس درخت سے مراد زیتون ہے۔ ۲۹ یہ اس میں عجیب صفت ہے کہ وہ تیل بھی ہے کہ منافع اور فواید تیل کے اس سے حاصل کئے جاتے ہیں، جلایا بھی جاتا

ہے، دوا کے طریقہ پر بھی کام میں لایا جاتا ہے اور سالن کا بھی کام دیتا ہے کہ تمہا اس سے روٹی کھائی جاسکتی ہے۔ ۲۹ یعنی دو دھونے کا موافق طبع جو لطیف غذا ہوتا

ہے۔ ۲۹ کہ ان کے بال کھال اون وغیرہ سے کام لیتے ہو۔ ۲۹ کہ انہیں ذبح کر کے کھالیتے ہو۔ ۲۹ خشکی میں ۲۸ دریاؤں میں ۲۹ اس کے عذاب کا

جو اس کے سوا اوروں کو پوجتے ہو۔ ۲۹ اپنی قوم کے لوگوں سے کہ ۲۸ اور تمہیں اپنا تابع بنائے۔ ۲۹ کہ رسول کو بھیجے اور مخلوق پرستی کی ممانعت

فرمائے ۲۹ کہ بشر بھی رسول ہوتا ہے۔ یہ ان کی کمال حماقت تھی کہ بشر کا رسول ہونا تو تسلیم نہ کیا پتھروں کو خدامان لیا اور انہوں نے حضرت نوح علیہ السلام کی

نسبت یہ بھی کہا ۲۹ تا آنکہ (یہاں تک کہ) اس کا جنون دور ہوا ایسا ہوا تو خیر ورنہ اس کو قتل کر ڈالتا۔ جب حضرت نوح علیہ السلام ان لوگوں کے ایمان لانے سے

مابوس ہوئے اور ان کے ہدایت پانے کی امید نہ رہی تو حضرت ۲۹ اور اس قوم کو ہلاک کر ۲۹ یعنی ہماری حمایت و حفاظت میں۔

جَاءَ أَمْرًا وَقَارًا التَّنُورُ ۱۸ فَاَسَلْتُكَ فِيهَا مِنْ كُلِّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ

ہمارا حکم آئے ۱۸ اور تنور اُبلے ۱۸ تو اس میں بٹھالے ۱۹ ہر جوڑے میں سے دو سے

وَأَهْلَكَ إِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ مِنْهُمْ ۱۹ وَلَا تَخَاطَبُنِي فِي الَّذِينَ

اور اپنے گھروالے ۱۹ مگر ان میں سے وہ جن پر بات پہلے پڑ چکی ۱۹ اور ان ظالموں کے معاملہ میں مجھ سے

ظَلَمُوا ۱۹ إِنَّهُمْ مُّعْرِضُونَ ۲۰ ۱۹ فَاِذَا اسْتَوَيْتَ اَنْتَ وَمَنْ مَعَكَ عَلٰی

بات نہ کرنا ۱۹ یہ ضرور ڈبوئے جائیں گے پھر جب ٹھیک بیٹھے کشتی پر تو اور تیرے ساتھ

الْفُلِّ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي نَجَّوْنَا مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ ۲۸ ۲۸ وَقُلْ

والے تو کہہ سب خوبیاں اللہ کو جس نے ہمیں ان ظالموں سے نجات دی اور عرض کر ۲۸

رَبِّ اَنْزَلْنِيْ مُنْزَلًا مُّبْرَكًا وَاَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ۲۹ ۲۹ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

کہ اے میرے رب مجھے برکت والی جگہ اتار اور تو سب سے بہتر اتارنے والا ہے بے شک اس میں ۲۹

لَاٰيٰتٍ وَّاِنْ كُنَّا لَبَتِّيْنَ ۳۰ ۳۰ ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخِرِيْنَ ۳۱ ۳۱

ضرور نشانیاں ہیں ۳۰ اور بے شک ضرور ہم جانچنے والے تھے ۳۰ پھر ان کے ۳۱ بعد ہم نے اور سنگت (قوم) پیدا کی ۳۱

فَاَرْسَلْنَا فِيْهِمْ رَّسُوْلًا مِّنْهُمْ اَنْ اَعْبُدُوْا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهُ ۳۲ ۳۲

تو اُن میں ایک رسول انھیں میں سے بھیجا ۳۲ کہ اللہ کی بندگی کرو اس کے سوا تمہارا کوئی خدا نہیں

اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۳۲ ۳۲ وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَاَكْذَبُوْا

تو کیا تمہیں ڈر نہیں ۳۲ اور بولے اس قوم کے سردار جنھوں نے کفر کیا اور آخرت کی حاضری ۳۲

۳۳ اِسْۤكٰتٍ كٰتِرَةٍ وَاٰخِرُ عَذَابٍ مُّنُوْدًا ۳۳ اور اس میں سے پانی برآمد ہو تو یہ علامت ہے عذاب کے شروع ہونے کی ۳۳ یعنی کشتی میں حیوانات

کے ۳۳ نر اور مادہ۔ ۳۴ یعنی اپنی مومنہ بی بی اور ایماندار اولاد یا تمام مومنین۔ ۳۵ اور کلام آرزوی میں ان کا عذاب اور ہلاک معین ہو چکا وہ آپ کا

ایک بیٹا تھا گنغان نام اور ایک عورت کہ یہ دونوں کافر تھے آپ نے اپنے تین فرزندوں سام، حام، یاؤث اور ان کی بیبیوں کو اور دوسرے مومنین کو سوار کیا کل

لوگ جو کشتی میں تھے ان کی تعداد اٹھتر تھی۔ نصف مرد اور نصف عورتیں۔ ۳۳ اور ان کے لیے نجات نہ طلب کرنا، دعا نہ فرمانا۔ ۳۴ کشتی سے اترتے وقت یا اس میں سوار ہوتے وقت ۳۵ یعنی حضرت نوح علیہ السلام کے واقعے میں اور اس میں جو دشمنان حق کے ساتھ کیا گیا ۳۶ اور عبرتیں اور نصیحتیں اور قدرت الہی کے دلائل ہیں۔ ۳۷ اس قوم کے حضرت نوح علیہ السلام کو اس میں بھیج کر اور ان کو وعظ و نصیحت پر مامور فرما کر تاکہ ظاہر ہو جائے کہ نزول عذاب سے پہلے کون نصیحت قبول کرتا اور تصدیق و اطاعت کرتا ہے اور کون نافرمان تکذیب و مخالفت پر مصر رہتا ہے۔ ۳۸ یعنی قوم نوح کے عذاب و ہلاک کے ۳۹ یعنی عاد و قوم ہود۔ ۳۹ یعنی ہود علیہ السلام اور ان کی معرفت اس قوم کو حکم دیا ۴۰ اس کے عذاب کا کہ شرک چھوڑو اور ایمان لاؤ۔ ۴۰ اور وہاں کے ثواب و عذاب وغیرہ۔

بِإِقْبَاءِ الْأَخِرَةِ وَأَتْرَفْتُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا مَا هَذَا إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ

کو جھٹلایا اور ہم نے انھیں دنیا کی زندگی میں چین دیا ۵۲ کہ یہ تو نہیں مگر تم جیسا آدمی جو تم

يَا كُلُّ مِمَّا تَكُلُونَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُونَ ۳۳ وَلَئِنْ أَطَعْتُمْ

کھاتے ہو اسی میں سے کھاتا ہے اور جو تم پیتے ہو اسی میں سے پیتا ہے ۵۳ اور اگر تم کسی اپنے جیسے

بَشَرًا مِّثْلَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ إِذًا الْخَاسِرُونَ ۳۴ أَيْعِدْكُمْ أَنْكُمْ إِذَا مِتُّمْ وَكُنْتُمْ

آدمی کی اطاعت کرو جب تو تم ضرور گھائے میں ہو کیا تمہیں یہ وعدہ دیتا ہے کہ تم جب مر جاؤ گے اور

تُرَابًا وَعِظَامًا أَنْكُمْ مَخْرُجُونَ ۳۵ هِيَآتْ هِيَآتْ لِمَا تُوْعَدُونَ ۳۶

مٹی اور ہڈیاں ہو جاؤ گے اس کے بعد پھر ۵۴ نکالے جاؤ گے کتنی دُور ہے کتنی دُور ہے جو تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے ۵۴

إِنْ هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَانِ نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ بِبَعْدِ مُثَوِّبِينَ ۳۷

وہ تو نہیں مگر ہماری دنیا کی زندگی ۵۵ کہ ہم مرتے جیتے ہیں ۵۵ اور ہمیں اٹھنا نہیں ۵۵

إِنْ هُوَ إِلَّا رَجُلٌ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا وَمَا نَحْنُ لَهُ بِمُؤْمِنِينَ ۳۸

وہ تو نہیں مگر ایک مرد جس نے اللہ پر جھوٹ باندھا ۵۶ اور ہم اُسے ماننے کے نہیں ۵۶

قَالَ رَبِّ انصُرْنِي بِمَا كَذَبُونَ ۳۹ قَالَ عَسَا قَلِيلٌ لِّيُصْبِحُنَّ

عرض کی کہ اے میرے رب میری مدد فرما اس پر کہ انھوں نے مجھے جھٹلایا اللہ نے فرمایا کچھ دیر جاتی ہے کہ یہ صبح کریں گے

نَدِيمِينَ ۴۰ فَأَخَذْتُهُمُ الصَّيْحَةَ بِالْحَقِّ فَجَعَلْنَاهُمْ عَتَاءً جَبْعَةً

پچھتاتے ہوئے ۵۷ تو انھیں آلیا سچی چنگھاڑنے ۵۷ تو ہم نے انھیں گھاس کوڑا کر دیا ۵۸ تو دُور ہوں ۵۸

۵۹ یعنی بعض کفار جنہیں اللہ تعالیٰ نے فراموشی عیش اور نعمت دنیا عطا فرمائی تھی اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت اپنی قوم کے لوگوں سے کہنے لگے: ۵۹ یعنی

یہ اگر نبی ہوتے تو ملائکہ کی طرح کھانے پینے سے پاک ہوتے ان باطن کے اندھوں نے کمالات نبوت کو نہ دیکھا اور کھانے پینے کے اوصاف دیکھ کر نبی کو اپنی

طرح بشر کہنے لگے یہ بنیاد ان کی گمراہی کی ہوئی چنانچہ اسی سے انہوں نے یہ نتیجہ نکالا کہ آپس میں کہنے لگے: ۵۹ قبروں سے زندہ ۵۹ یعنی انہوں نے مرنے

کے بعد زندہ ہونے کو بہت بعید جانا اور سمجھا کہ ایسا کبھی ہونے والا ہی نہیں اور اسی خیال باطل کی بنا پر کہنے لگے: ۵۹ اس سے ان کا مطلب یہ تھا کہ اس دنیوی

زندگی کے سوا اور کوئی زندگی نہیں صرف اتنا ہی ہے۔ ۵۹ کہ ہم میں کوئی مرتا ہے کوئی پیدا ہوتا ہے۔ ۵۹ مرنے کے بعد، اور اپنے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام

کی نسبت انہوں نے یہ کہا ۶۰ کہ اپنے آپ کو اس کا نبی بتایا اور مرنے کے بعد زندہ کئے جانے کی خبر دی۔ ۶۰ پیغمبر علیہ السلام جب ان کے ایمان سے

مایوس ہوئے اور انہوں نے دیکھا کہ قوم انتہائی سرکش پر ہے تو ان کے حق میں بددعا کی اور بارگاہ الہی میں ۶۰ اپنے کفر و تکذیب پر جب کہ عذاب الہی دیکھیں

گے۔ ۶۰ یعنی وہ عذاب و ہلاک میں گرفتار کئے گئے۔ ۶۰ یعنی وہ ہلاک ہو کر گھاس کوڑے کی طرح ہو گئے۔ ۶۰ یعنی خدا کی رحمت سے دور ہوں انبیاء کی



لَلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿۴۱﴾ ثُمَّ أَنشَأْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قُرُونًا آخَرِينَ ﴿۴۲﴾ مَا

ظالم لوگ پھر ان کے بعد ہم نے اور سنگتیں (قومیں) پیدا کیں ۴۱ کوئی

تَسْبِقُ مِنْ أُمَّةٍ أَجْلَهَا وَمَا يَسْتَأْخِرُونَ ﴿۴۳﴾ ثُمَّ أَرْسَلْنَا رَسُولَنَا

اُمت اپنی میعاد سے نہ پہلے جائے نہ پیچھے رہے ۴۲ پھر ہم نے اپنے رسول بھیجے

تَتْرَاطُ كُلَّمَا جَاءَ أُمَّةٌ رَّسُولَهَا كَذَّبُوهُ فَاتَّبَعْنَا بَعْضَهُمْ بَعْضًا وَ

ایک پیچھے دوسرا جب کسی اُمت کے پاس اس کا رسول آیا انھوں نے اسے جھٹلایا ۴۳ تو ہم نے انھوں سے پچھلے ملا دیئے ۴۴ اور

جَعَلْنَاهُمْ أَحَادِيثَ جَبَّارَاتٍ فَبُعِدَ الْقَوْمِ لَّا يُؤْمِنُونَ ﴿۴۴﴾ ثُمَّ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ

انھیں کہانیاں کر ڈالنے تو دُور ہوں وہ لوگ کہ ایمان نہیں لاتے پھر ہم نے موسیٰ

وَآخَاهُ هَارُونَ بِآيَاتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِينٍ ﴿۴۵﴾ اِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ

اور اس کے بھائی ہارون کو اپنی آیتوں اور روشن سندوں کے ساتھ بھیجا فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف

فَاسْتَكْبَرُوا وَكَانُوا قَوْمًا عَالِينَ ﴿۴۶﴾ فَقَالُوا اٰنُومٌ مِّنْ لِّبَشَرٍ مِّثْلِنَا

تو انھوں نے غرور کیا ۴۵ اور وہ لوگ غلبہ پائے ہوئے تھے ۴۶ تو بولے کیا ہم ایمان لے آئیں اپنے جیسے دو آدمیوں پر ۴۷

وَقَوْمُهُمَالِنَا عٰبِدُونَ ﴿۴۷﴾ فَكَذَّبُوهُمَا فَكَانُوا مِنَ الْمُهْلَكِيْنَ ﴿۴۸﴾ وَلَقَدْ

اور ان کی قوم ہماری بندگی کر رہی ہے ۴۷ تو انھوں نے ان دونوں کو جھٹلایا تو ہلاک کئے ہوؤں میں ہو گئے ۴۸ اور بے شک

اٰتَيْنَا مُوسٰى الْكِتٰبَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُونَ ﴿۴۹﴾ وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَآمَمَةً

ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا فرمائی ۴۹ کہ ان کو ۴۹ کو ہدایت ہو اور ہم نے مریم کے بیٹے کو ۵۰

اٰیَةً وَّاٰوَيْنَهُمَا اِلَىٰ رَابُوَةِ ذٰتِ قَرَارٍ وَمَعِينٍ ﴿۵۰﴾ يَاٰ أَيُّهَا الرُّسُلُ

نشانی کیا اور انھیں ٹھکانا دیا ایک بلند زمین ۵۰ جہاں بسنے کا مقام ۵۱ اور نگاہ کے سامنے بہتا پانی ۵۲

۵۱ مثل قوم صالح اور قوم لوط اور قوم شعیب وغیرہ کے۔ ۵۲ جس کے لیے ہلاک کا جو وقت مقرر ہے وہ ٹھیک اسی وقت ہلاک ہوگی اس میں کچھ بھی تقدیم

و تاخیر نہیں ہو سکتی۔ ۵۳ اور اس کی ہدایت کو نہ مانا اور اس پر ایمان نہ لائے۔ ۵۴ اور بعد والوں کو پہلوں کی طرح ہلاک کر دیا۔ ۵۵ کے بعد والے افسانہ کی

طرح ان کا حال بیان کیا کریں اور ان کے عذاب و ہلاک کا بیان سبب عبرت ہو۔ ۵۶ مثل عصا وید بیضا وغیرہ معجزات ۵۷ اور اپنے تکبر کے باعث ایمان نہ

لائے۔ ۵۸ بنی اسرائیل پر اپنے ظلم و ستم سے جب حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام نے انہیں ایمان کی دعوت دی ۵۹ یعنی حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون

پر۔ ۶۰ یعنی بنی اسرائیل ہمارے زیر فرمان ہیں تو یہ کیسے گوارا ہو کہ اسی قوم کے دو آدمیوں پر ایمان لا کر ان کے مطیع بن جائیں۔ ۶۱ اور غرق کر ڈالے گئے۔

۶۲ یعنی توریت شریف، فرعون اور اس کی قوم کی ہلاکت کے بعد۔ ۶۳ یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم بنی اسرائیل کو ۶۴ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو

بغیر باپ کے پیدا فرما کر اپنی قدرت کی ۶۵ اس سے مراد بابیٹ المقدس ہے یا دمشق یا فلسطین، کئی قول ہیں۔ ۶۶ یعنی زمین ہموار فراخ پھولوں والی جس میں



وَهُمْ لَهَا سَبِقُونَ ﴿۶۱﴾ وَلَا نُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا وَلَدَيْنَا كِتَابٌ

اور یہی سب سے پہلے انہیں پہنچے ۶۱ اور ہم کسی جان پر بوجھ نہیں رکھتے مگر اس کی طاقت بھر اور ہمارے پاس ایک کتاب ہے

يُطِّقُ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿۶۲﴾ بَلْ قُلُوبُهُمْ فِي غَمْرَةٍ مِّنْ هَذَا

کہ حق بولتی ہے ۶۲ اور ان پر ظلم نہ ہو گا ۶۱ بلکہ اُن کے دل اس سے ۶۲ غفلت میں ہیں

وَلَهُمْ أَعْمَالٌ مِّنْ دُونِ ذَلِكَ هُمْ لَهَا عَمِلُونَ ﴿۶۳﴾ حَتَّىٰ إِذَا آخَذْنَا

اور اُن کے کام اُن کاموں سے جدا ہیں ۶۳ جنہیں وہ کر رہے ہیں یہاں تک کہ جب ہم نے

مُتْرَفِيهِمْ بِالْعَذَابِ إِذَا هُمْ يَجْعَرُونَ ﴿۶۴﴾ لَا تَجْعَرُ وَالْيَوْمَ إِنَّكُمْ

ان کے امیروں کو عذاب میں پکڑا ۶۴ تو جھبی وہ فریاد کرنے لگے ۶۴ آج فریاد نہ کرو ہماری طرف

مِّنَّا لَا تُنصِرُونَ ﴿۶۵﴾ قَدْ كَانَتْ آيَتِي تُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ

سے تمہاری مدد نہ ہوگی ۶۵ بے شک میری آیتیں ۶۵ تم پر پڑھی جاتی تھیں تو تم اپنی ایڑیوں کے بل

تَتَكَبَّرُونَ ﴿۶۶﴾ مُسْتَكْبِرِينَ بِسَبْرٍ أَتَّهَجُونَ ﴿۶۷﴾ أَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ

اُلٹے پلٹتے تھے ۶۶ خدمتِ حرم پر بڑائی مارتے ہو ۶۷ رات کو وہاں بیہودہ کہانیاں کہتے ۶۷ حق کو چھوڑے ہوئے ۶۷ کیا انہوں نے بات کو سوچا نہیں ۶۷

أَمْ جَاءَهُمْ مَّالٌ يَّاتِ آبَاءَهُمُ الْأُولَٰئِينَ ﴿۶۸﴾ أَمْ لَمْ يَعْرِفُوا

یا اُن کے پاس وہ آیا جو ان کے باپ دادا کے پاس نہ آیا تھا ۶۸ یا انہوں نے اپنے

۶۸ یعنی نیکیوں کو، معنی یہ ہیں کہ وہ نیکیوں میں اور امتوں پر سبقت کرتے ہیں۔ ۶۷ اس میں ہر شخص کا عمل مکتوب (لکھا ہوا) ہے اور وہ لوح محفوظ ہے۔ ۶۷ نہ

کسی کی نیکی گھٹائی جائے گی، نہ بدی بڑھائی جائے گی۔ اس کے بعد کفار کا ذکر فرمایا جاتا ہے۔ ۶۸ یعنی قرآن شریف سے ۶۸ جو ایمانداروں کے ذکر کئے

گئے۔ ۶۸ اور وہ روز بروز ترقی (قتل) کئے گئے اور ایک قول یہ ہے کہ اس عذاب سے مراد فاقوں اور بھوک کی وہ مصیبت ہے جو سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کی دعا سے ان پر مسلط کی گئی تھی اور اس قحط سے ان کی حالت یہاں تک پہنچ گئی تھی کہ وہ کتے اور مرنے والے کھا گئے تھے۔ ۶۸ اب ان کا جواب یہ ہے کہ ۶۸ یعنی

آیات قرآن مجید ۶۸ اور ان آیات کو نہ مانتے تھے اور ان پر ایمان نہ لاتے تھے۔ ۶۸ اور یہ کہتے ہوئے کہ ہم اہل حرم ہیں اور بیٹ اللہ کے ہمسایہ ہیں ہم پر کوئی

غالب نہ ہوگا ہمیں کسی کا خوف نہیں۔ ۶۸ کعبہ معظمہ کے گرد جمع ہو کر اور ان کہانیوں میں اکثر قرآن پاک پر طعن اور اس کو سخر اور شعر کہنا اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم کی شان میں بے جا باتیں کہنا ہوتا تھا۔ ۶۸ یعنی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اور آپ پر ایمان لانے کو اور قرآن کریم کو۔ ۶۸ یعنی قرآن

پاک میں غور نہیں کیا اور اس کے اعجاز پر نظر نہیں ڈالی جس سے انہیں معلوم ہوتا کہ یہ کلام حق ہے اس کی تصدیق لازم ہے اور جو کچھ اس میں ارشاد فرمایا گیا وہ سب

حق اور واجب التسلیم ہے اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدق و حقانیت پر اس میں دلالت واضح موجود ہیں۔ ۶۸ یعنی رسول کا تشریف لانا ایسی

نزالی بات نہیں ہے جو کبھی پہلے عہد میں ہوئی ہی نہ ہو اور وہ یہ کہہ سکیں کہ ہمیں خبر ہی نہ تھی کہ خدا کی طرف سے رسول آیا بھی کرتے ہیں کبھی پہلے کوئی رسول آیا ہوتا اور

ہم نے اس کا تذکرہ سنا ہوتا تو ہم کیوں اس رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہ مانتے۔ یہ عذر کرنے کا موقع بھی نہیں ہے کیونکہ پہلی امتوں میں رسول آپکے ہیں اور

خدا کی کتابیں نازل ہو چکی ہیں۔



رَسُولَهُمْ فَهَمَّ لَهُ مُنْكَرُونَ ﴿٦٩﴾ أَمْ يَقُولُونَ بِهِ جِنَّةٌ ۖ بَلْ جَاءَهُمْ

رسول کو نہ پہچانا فلا تو وہ اسے بیگانہ سمجھ رہے ہیں فلا یا کہتے ہیں اُسے سودا (دیوانہ پن) ہے فلا بلکہ وہ تو اُن کے پاس

بِالْحَقِّ وَ أَكْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ كَرْهُونَ ﴿٧٠﴾ وَلَوْ اتَّبَعَ الْحَقُّ أَهْوَاءَهُمْ

حق لائے فلا اور اُن میں اکثر کو حق بُرا لگتا ہے فلا اور اگر حق فلا اُن کی خواہشوں کی پیروی کرتا فلا

لَفَسَدَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ وَمَنْ فِيهِنَّ ۖ بَلْ أَتَيْنَهُمْ بِذِكْرِهِمْ

تو ضرور آسمان اور زمین اور جو کوئی ان میں ہیں سب تباہ ہو جاتے فلا بلکہ ہم تو اُن کے پاس وہ چیز لائے فلا جس میں ان کی ناموری تھی

فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ مُعْرِضُونَ ﴿٧١﴾ أَمْ تَسْأَلُهُمْ خَرْجًا فَخَرَاجُ رَبِّكَ

تو وہ اپنی عزت سے ہی منہ پھیرے ہوئے ہیں کیا تم اُن سے کچھ اجرت مانگتے ہو فلا تو تمہارے رب کا اجر سب

خَيْرٌ ۖ وَهُوَ خَيْرُ الرَّزُقِينَ ﴿٧٢﴾ وَإِنَّكَ لَتَدْعُوهُمْ إِلَى صِرَاطٍ

سے بھلا اور وہ سب سے بہتر روزی دینے والا فلا اور بے شک تم انہیں سیدھی راہ کی طرف

مُّسْتَقِيمٍ ﴿٧٣﴾ وَإِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ عَنِ الصِّرَاطِ

بلاتے ہو فلا اور بے شک جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے ضرور سیدھی راہ سے فلا

لَنَكْبُونَ ﴿٧٤﴾ وَلَوْ رَحِمْنَاهُمْ وَكَشَفْنَا مَا بِهِمْ مِنْ ضُرٍّ لَلَجُّوا فِي طُغْيَانِهِمْ

کترائے ہوئے ہیں اور اگر ہم ان پر رحم کریں اور جو مصیبت فلا ان پر پڑی ہے نال دیں تو ضرور بھٹ پنا (احسان فراموشی) کریں گے اپنی سرکشی

فلا اور حضور کی عمر شریف کے جملہ احوال کو نہ دیکھا اور آپ کے نَسَبِ عالی اور صدق و امانت اور فُورِ عقل (کثرت دانائی) و حسن اخلاق اور کمالِ علم اور وفا و کرم و

مروت وغیرہ پاکیزہ باکیزہ اخلاق و محاسن صفات اور بغیر کسی سے سیکھے آپ کے علم میں کامل اور تمام جہان سے علم (زیادہ علم والے) اور فائق ہونے کو نہ جانا کیا ایسا ہے

فلا حقیقت میں یہ بات تو نہیں بلکہ وہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اور آپ کے اوصاف و کمالات کو خوب جانتے ہیں اور آپ کے برگزیدہ صفات شہرہ

و آفاق ہیں۔ فلا یہ بھی سراسر غلط اور باطل ہے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ آپ جیسا دانا اور کامل العقل شخص ان کے دیکھنے میں نہیں آیا۔ فلا یعنی قرآن کریم جو

توحید الہی و احکام دین پر مشتمل ہے۔ فلا کیونکہ اس میں ان کے خواہشات نفسانیہ کی مخالفت ہے اس لیے وہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کے صفات

و کمالات کو جاننے کے باوجود حق کی مخالفت کرتے ہیں۔ ”اکثر“ کی قید سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ حال ان میں بیشتر لوگوں کا ہے چنانچہ بعض ان میں ایسے بھی تھے جو

آپ کو حق پر جانتے تھے اور حق انہیں برا بھی نہیں لگتا تھا لیکن وہ اپنی قوم کی موافقت یا ان کے طعن و تشنیع کے خوف سے ایمان نہ لائے جیسے کہ ابوطالب۔ فلا یعنی

قرآن شریف فلا اس طرح کہ اس میں وہ مضامین مذکور ہوتے جن کی کفار خواہش کرتے ہیں جیسے کہ چند خدا ہونا اور خدا کے بیٹا اور بیٹیاں ہونا وغیرہ کفریات۔

فلا اور تمام عالم کا نظام درہم برہم ہو جاتا۔ فلا یعنی قرآن پاک فلا انہیں ہدایت کرنے اور راہِ حق بتانے پر۔ ایسا تو نہیں اور وہ کیا ہیں اور آپ کو کیا دے

سکتے ہیں تم اگر اجر چاہو فلا اور اس کا فضل آپ پر عظیم اور جو بوعتبتیں اس نے آپ کو عطا فرمائیں وہ بہت کثیر اور اعلیٰ تو آپ کو ان کی کیا پرواہ پھر جب وہ آپ

کے اوصاف و کمالات سے واقف بھی ہیں قرآن پاک کا اعجاز بھی ان کی نگاہوں کے سامنے ہے اور آپ ان سے ہدایت و ارشاد کا کوئی اجر و عوض بھی طلب نہیں

فرماتے تو اب انہیں ایمان لانے میں کیا عذر رہا۔ فلا تو ان پر لازم ہے کہ آپ کی دعوت قبول کریں اور اسلام میں داخل ہوں۔ فلا یعنی دینِ حق سے

فلا ہفت سالہ (سات سالہ) قحط سالی کی۔

يَعْمَهُونَ ﴿٤٥﴾ وَلَقَدْ أَخَذْنَاهُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوا لِرَبِّهِمْ وَمَا

میں بھکتے ہوئے ۱۲۵ اور بے شک ہم نے انہیں عذاب میں پکڑا ۱۲۵ تو نہ وہ اپنے رب کے حضور میں جھکے اور نہ

يَتَضَرَّعُونَ ﴿٤٦﴾ حَتَّىٰ إِذَا فَتَحْنَا عَلَيْهِم بَابًا ذَا عَذَابٍ شَدِيدٍ إِذَا

گروگڑاتے ہیں ۱۲۶ یہاں تک کہ جب ہم نے ان پر کھولا کسی سخت عذاب کا دروازہ ۱۲۶ تو

هُم فِيهِ مُبْلِسُونَ ﴿٤٧﴾ وَهُوَ الَّذِي أَنشَأَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَ

وہ اب اس میں ناامید پڑے ہیں اور وہی ہے جس نے بنائے تمہارے لیے کان اور آنکھیں اور

الْأَفْئِدَةَ ﴿٤٨﴾ قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ ﴿٤٩﴾ وَهُوَ الَّذِي ذَرَأَكُمْ فِي الْأَرْضِ

دل ۱۲۸ تم بہت ہی کم حق مانتے ہو ۱۲۹ اور وہی ہے جس نے تمہیں زمین میں پھیلایا

وَالِيهِ تُحْشَرُونَ ﴿٥٠﴾ وَهُوَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ وَلَهُ اخْتِلَافُ اللَّيْلِ

اور اسی کی طرف اٹھنا ہے ۱۳۰ اور وہی جلائے اور مارے اور اسی کے لیے ہیں رات اور دن

وَالنَّهَارِ ﴿٥١﴾ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿٥٢﴾ بَلْ قَالُوا مِثْلَ مَا قَالَ الْأَوَّلُونَ ﴿٥٣﴾

کی تبدیلیں ۱۳۱ تو کیا تمہیں سمجھ نہیں ۱۳۲ بلکہ انہوں نے وہی کہی جو اگلے ۱۳۳ کہتے تھے

قَالُوا إِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا إِنَّنَا لَبَعُوثُونَ ﴿٥٤﴾ لَقَدْ

بولے کیا جب ہم مر جائیں اور مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں کیا پھر نکالے جائیں گے بے شک

۱۲۵ یعنی اپنے کفر و عناد اور سرکشی کی طرف لوٹ جائیں گے اور یہ تمہیں (خوشامد) وچاپلوسی جاتی رہے گی اور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور مومنین کی

عداوت اور تکبر جو ان کا پہلا طریقہ تھا وہی اختیار کریں گے۔ شان نزول: جب قریش سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعا سے سات برس کے قحط میں مبتلا

ہوئے اور حالت بہت ابتر ہو گئی تو ابوسفیان ان کی طرف سے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ کیا آپ اپنے خیال میں

”رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ“ بنا کر نہیں بھیجے گئے؟ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: بیشک۔ ابوسفیان نے کہا کہ بڑوں کو تو آپ نے بدر میں نہ تیغ (قتل) کر دیا

اولاد جو رہی وہ آپ کی بددعا سے اس حالت کو پہنچی کہ مصیبت قحط میں مبتلا ہوئی فاتوں سے تنگ آگئی لوگ بھوک کی بے تابی سے ہڈیاں چاب گئے، مردار تک کھا

گئے، میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں اور قرابت کی۔ آپ اللہ سے دعا کیجئے کہ ہم سے اس قحط کو دور فرمائے۔ حضور نے دعا کی اور انہوں نے اس بلا سے رہائی پائی،

اس واقعہ کے متعلق یہ آیتیں نازل ہوئیں۔ ۱۲۵ قحط سالی کے یا قتل کے ۱۲۶ بلکہ اپنے خرد (بغاوت) و سرکشی پر ہیں۔ ۱۲۷ اس عذاب سے یا قحط سالی مراد ہے

جیسا کہ روایت مذکورہ شان نزول کا مقتضی ہے یا روز بدر کا قتل۔ یہ اس قول کی بنا پر ہے کہ واقعہ قحط واقعہ بدر سے پہلے ہو۔ اور بعض مفسرین نے کہا کہ اس سخت

عذاب سے موت مراد ہے۔ بعض نے کہا کہ قیامت۔ ۱۲۸ تا کہ سنو اور دیکھو اور سمجھو اور دینی اور دنیوی منافع حاصل کرو۔ ۱۲۹ کہ تم نے ان نعمتوں کی قدر نہ

جانی اور ان سے فائدہ نہ اٹھایا اور کانوں آنکھوں اور دلوں سے آیات الہیہ کے سننے دیکھنے سمجھنے اور معرفت الہی حاصل کرنے اور منعم حقیقی کا حق پہچان کر شکر گزار بننے

کا نفع نہ اٹھایا۔ ۱۳۰ روز قیامت۔ ۱۳۱ ان میں سے ہر ایک کا دوسرے کے بعد آنا اور تاریکی و روشنی اور زیادتی و کمی میں ہر ایک کا دوسرے سے مختلف ہونا یہ سب

اس کی قدرت کے نشان ہیں۔ ۱۳۲ کہ ان سے عبرت حاصل کرو اور ان میں خدا کی قدرت کا مشاہدہ کر کے مرنے کے بعد زندہ کئے جانے کو تسلیم کرو اور ایمان

لاؤ۔ ۱۳۳ یعنی ان سے پہلے کافر۔

وَعْدْنَا نَحْنُ وَاَبَاؤُنَا هَذَا مِنْ قَبْلُ اِنْ هَذَا اِلَّا اَسَاطِيرُ

یہ وعدہ ہم کو اور ہم سے پہلے ہمارے باپ دادا کو دیا گیا یہ تو نہیں مگر وہی اگلی

الْاَوَّلِينَ ﴿۸۳﴾ قُلْ لِمَنْ اِلَّا رُضٌ وَمَنْ فِيهَا اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿۸۴﴾

داستانیں ۱۳۲۵ تم فرماؤ کس کا مال ہے زمین اور جو کچھ اس میں ہے اگر تم جانتے ہو ۱۳۵

سَيَقُولُونَ لِلّٰهِ ط قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُونَ ﴿۸۵﴾ قُلْ مَنْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ

اب کہیں گے کہ اللہ کا ۱۳۲۵ تم فرماؤ پھر کیوں نہیں سوچتے ۱۳۵ تم فرماؤ کون ہے مالک ساتوں آسمانوں کا

وَرَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿۸۶﴾ سَيَقُولُونَ لِلّٰهِ ط قُلْ اَفَلَا تَتَّقُونَ ﴿۸۷﴾ قُلْ

اور مالک بڑے عرش کا اب کہیں گے یہ اللہ ہی کی شان ہے تم فرماؤ پھر کیوں نہیں ڈرتے ۱۳۵ تم فرماؤ

مَنْ يُّبَدِّئُ مَلَكُوتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ يُجِيْبُهُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ

کس کے ہاتھ ہے ہر چیز کا قابو ۱۳۶ اور وہ پناہ دیتا ہے اور اس کے خلاف کوئی پناہ نہیں دے سکتا اگر تمہیں

تَعْلَمُونَ ﴿۸۸﴾ سَيَقُولُونَ لِلّٰهِ ط قُلْ فَاِنِّي نَسِحْرُونَ ﴿۸۹﴾ بَلْ اَتَيْنَهُم

علم ہو ۱۳۷ اب کہیں گے یہ اللہ ہی کی شان ہے تم فرماؤ پھر کس جادو کے فریب میں پڑے ہو ۱۳۷ بلکہ ہم ان کے پاس

بِالْحَقِّ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُونَ ﴿۹۰﴾ مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ وَّمَا كَانَ مَعَهُ

حق لائے ۱۳۸ اور وہ بیشک جھوٹے ہیں ۱۳۸ اللہ نے کوئی بچہ اختیار نہ کیا ۱۳۹ اور نہ اس کے ساتھ

مِنْ اِلٰهِ اِذَا لَدَّ هَبَ كُلُّ اِلٰهِ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَّ بَعْضُهُمْ عَلٰی بَعْضٍ ط

کوئی دوسرا خدا ۱۳۹ یوں ہوتا تو ہر خدا اپنی مخلوق لے جاتا ۱۴۰ اور ضرور ایک دوسرے پر اپنی تعلیٰ (بڑائی) چاہتا ۱۴۰

۱۳۹ جن کی کچھ بھی حقیقت نہیں۔ کفار کے اس مقولہ کا رد فرمانے اور ان پر حجت قائم فرمانے کے لیے اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے

ارشاد فرمایا ۱۳۹ اس کے خالق و مالک کو تو بتاؤ۔ ۱۴۰ کیونکہ بجز اس کے کوئی جواب ہی نہیں اور مشرکین اللہ تعالیٰ کی خالقیت کے مفکر بھی ہیں، جب وہ یہ جواب

دیں۔ ۱۴۰ کہ جس نے زمین کو اور اس کی کائنات کو ابتداء پیدا کیا وہ ضرور مردوں کو زندہ کرنے پر قادر ہے۔ ۱۴۱ اس کے غیر کو پوجنے اور شرک کرنے سے اور

اس کے مردوں کو زندہ کرنے پر قادر ہونے کا انکار کرنے سے۔ ۱۴۲ اور ہر چیز پر حقیقی قدرت و اختیار کس کا ہے۔ ۱۴۳ تو جواب دو۔ ۱۴۴ یعنی کس شیطانی

دھوکے میں ہو کہ تو حید و طاعت الہی کو چھوڑ کر حق کو باطل سمجھ رہے ہو جب تم اقرار کرتے ہو کہ قدرت حقیقی اسی کی ہے اور اس کے خلاف کوئی کسی کو پناہ نہیں دے سکتا

تو دوسرے کی عبادت قطعاً باطل ہے۔ ۱۴۵ کہ اللہ کے نہ اولاد ہو سکتی ہے نہ اس کا شریک یہ دونوں باتیں محال ہیں۔ ۱۴۶ جو اس کے لیے شریک اور اولاد ٹھہراتے

ہیں۔ ۱۴۷ وہ اس سے منزہ ہے کیونکہ نوع اور جنس سے پاک ہے اور اولاد وہی ہو سکتی ہے جو ہم جنس ہو۔ ۱۴۸ جو اولویت میں شریک ہو۔ ۱۴۹ اور اس کو دوسرے

کے تحت تصرف نہ چھوڑتا۔ ۱۵۰ اور دوسرے پر اپنی برتری اور اپنا غلبہ پسند کرتا کیونکہ متقابل حکومتیں اسی کی مفروضی ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ دو خدا ہونا باطل ہے

خدا ایک ہی ہے اور ہر چیز اسی کے تحت تصرف ہے۔



سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُصِفُونَ ﴿۹۱﴾ عِلْمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَتَعَلَىٰ عَمَّا

پاکی ہے اللہ کو اُن باتوں سے جو یہ بناتے ہیں ۱۴۸ جانے والا ہر نہاں و عیاں (پوشیدہ و ظاہر) کا تو اُسے بلندی ہے اُن کے

يُشْرِكُونَ ﴿۹۲﴾ قُلْ رَبِّ إِمَّا تُرِيدُنِي مَا يُوعَدُونَ ﴿۹۳﴾ رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِي

شُرک سے تم عرض کرو کہ اے میرے رب اگر تو مجھے دکھائے ۱۴۹ جو انھیں وعدہ دیا جاتا ہے تو اے میرے رب مجھے

فِي الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿۹۴﴾ وَإِنَّا عَلَىٰ أَنْ تُرِيكَ مَا نَعِدُهُمْ لَقَدِيرُونَ ﴿۹۵﴾

ان ظالموں کے ساتھ نہ کرنا ۱۵۰ اور بے شک ہم قادر ہیں کہ تمہیں دکھادیں جو انھیں وعدہ دے رہے ہیں ۱۵۱

ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ السَّيِّئَةِ ﴿۹۶﴾ نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَصِفُونَ ﴿۹۷﴾ وَقُلْ

سب سے اچھی بھلائی سے بُرائی کو دفع کرو ۱۵۲ ہم خوب جانتے ہیں جو باتیں یہ بناتے ہیں ۱۵۳ اور تم عرض کرو

رَبِّ أَعُوذُ بِكَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيْطَانِ ﴿۹۸﴾ وَأَعُوذُ بِكَ رَبِّ أَنْ

کہ اے میرے رب تیری پناہ شیطان کے دوسوں سے ۱۵۴ اور اے میرے رب تیری پناہ کہ

يُحْضِرُونِ ﴿۹۹﴾ حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُونِ ﴿۱۰۰﴾

وہ میرے پاس آئیں یہاں تک کہ جب اُن میں کسی کو موت آئے ۱۵۵ تو کہتا ہے کہ اے میرے رب مجھے واپس پھیر دیجئے ۱۵۶

لَعَلِّي أَعْمَلُ صَالِحًا فِيمَا تَرَكْتُ كَلَّا ﴿۱۰۱﴾ إِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَائِلُهَا وَمِنْ

شاید اب میں کچھ بھلائی کماؤں اس میں جو چھوڑ آیا ہوں ۱۵۷ ہشت (ہرگز نہیں) یہ تو ایک بات ہے جو وہ اپنے منہ سے کہتا ہے ۱۵۸ اور

وَسَأَلِيهِمْ بَرَزَخُ إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ ﴿۱۰۲﴾ فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ فَلَا

اُن کے آگے ایک آڑ ہے ۱۵۹ اُس دن تک جس میں اٹھائے جائیں گے تو جب صور پھونکا جائے گا ۱۶۰ تو نہ

۱۶۱ کہ اس کے لیے شریک اور اولاد ڈھرتے ہیں۔ ۱۶۲ وہ عذاب ۱۶۳ اور ان کا قرین اور ساتھی نہ بنانا۔ یہ دعا بہ طریق تَوَاضُعٍ وَاظْهَارِ عِبَادَتِ ہے باوجودیکہ

معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ان کا قرین و ساتھی نہ کرے گا۔ اسی طرح انبیاءِ معصومین استغفار کیا کرتے ہیں باوجودیکہ انہیں اپنی مغفرت اور اکرامِ خداوندی کا علم

یقینی ہوتا ہے یہ سب بہ طریق تَوَاضُعٍ وَاظْهَارِ بِنَدْوٰی ہے۔ ۱۶۴ یہ جواب ہے ان کفار کا جو عذابِ موعود کا انکار کرتے اور اس کی ہنسی اڑاتے تھے انہیں بتایا گیا کہ اگر تم

غور کرو تو سمجھ لو گے کہ اللہ تعالیٰ اس وعدہ کے پورا کرنے پر قادر ہے پھر وچرا انکار اور سببِ استہزاء کیا اور عذاب میں جو تاخیر ہو رہی ہے اس میں اللہ کی حکمتیں ہیں

کہ ان میں سے جو ایمان لانے والے ہیں وہ ایمان لے آئیں اور جن کی نسلیں ایمان لانے والی ہیں ان سے وہ نسلیں پیدا ہوں گی۔ ۱۶۵ اس جملہ جمیلہ کے معنی

بہت وسیع ہیں اس کے یہ معنی بھی ہیں کہ توحید جو اعلیٰ بہتری ہے اس سے شرک کی برائی کو دفع فرمائیے اور یہ بھی کہ طاعت و تقویٰ کو رواج دے کر معصیت اور گناہ کی

برائی دفع کیجئے اور یہ بھی کہ اپنے مکارمِ اخلاق سے خطا کاروں پر اس طرح غفور و رحمت فرمائیے جس سے دین میں کوئی سستی نہ ہو۔ ۱۶۶ اللہ اور اس کے رسول کی

شان میں تو ہم اس کا بدلہ دیں گے۔ ۱۶۷ جن سے وہ لوگوں کو فریب دے کر معاصی اور گناہوں میں مبتلا کرتے ہیں۔ ۱۶۸ یعنی کافر وقتِ موت تک تو اپنے کفر و

سرکشی اور خدا اور رسول کی تکذیب اور مرنے کے بعد زندہ کئے جانے کے انکار پر مُصْرِب رہتا ہے اور جب موت کا وقت آتا ہے اور اس کو جہنم میں اس کا جو مقام ہے

دکھایا جاتا ہے اور جنت کا وہ مقام بھی دکھایا جاتا ہے کہ اگر وہ ایمان لاتا تو یہ مقام اسے دیا جاتا ۱۶۹ دنیا کی طرف ۱۷۰ اور اعمالِ نیک بجا لاکر اپنی تقصیرات کا

اُنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَلَا يَتَسَاءَلُونَ ﴿۱۰۱﴾ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ

ان میں رشتے رہیں گے ۱۰۱ اور نہ ایک دوسرے کی بات پوچھے ۱۰۱ تو جن کی تو لیں ۱۰۱ بھاری ہوئیں

فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْبَٰرِحُونَ ﴿۱۰۲﴾ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ الَّذِينَ

وہی مراد کو پہنچے اور جن کی تو لیں ہلکی پڑیں ۱۰۲ وہی ہیں جنہوں نے

خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ فِي جَهَنَّمَ خَالِدُونَ ﴿۱۰۳﴾ تَلْفَحُ وُجُوهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ

اپنی جانیں گھاٹے میں ڈالیں ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے اُن کے منہ پر آگ لپٹ مارے گی اور وہ

فِيهَا كَالِحُونَ ﴿۱۰۴﴾ أَلَمْ تَكُنْ أَيْتِي تَتْلُو عَلَيَّكُمْ فَنُكِّنْتُمْ بِهَا تَكْدِيبُونَ ﴿۱۰۵﴾

اس میں منہ چڑائے ہوں گے ۱۰۴ کیا تم پر میری آیتیں نہ پڑھی جاتی تھیں ۱۰۴ تو تم انہیں جھٹلاتے تھے

قَالُوا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَالِّينَ ﴿۱۰۶﴾ رَبَّنَا

کہیں گے اے رب ہمارے ہم پر ہماری بدبختی غالب آئی اور ہم گمراہ لوگ تھے اے ہمارے رب

أَخْرِجْنَا مِنْهَا فَإِن عُدْنَا فَإِنَّا ظَالِمُونَ ﴿۱۰۷﴾ قَالَ احْسَبُوا فِيهَا وَلَا

ہم کو دوزخ سے نکال دے پھر اگر ہم ویسے ہی کریں تو ہم ظالم ہیں ۱۰۷ رب فرمائے گا دُکھارے (ذلیل ہو کر) پڑے رہو اس میں اور

تُكَلِّمُونَ ﴿۱۰۸﴾ إِنَّهُ كَانَ فَرِيقٌ مِّنْ عِبَادِي يَقُولُونَ رَبَّنَا إِنَّمَا غَفِرْنَا لَنَا

مجھ سے بات نہ کرو ۱۰۸ بے شک میرے بندوں کا ایک گروہ کہتا تھا اے ہمارے رب ہم ایمان لائے تو ہمیں بخش دے

تذاریک کروں۔ اس پر اس کو فرمایا جائے گا ۱۰۸ حسرت و ندامت سے۔ یہ ہونے والی نہیں اور اس کا کچھ فائدہ نہیں۔ ۱۰۹ جو انہیں دنیا کی طرف واپس ہونے سے مانع ہے اور وہ موت ہے۔ (خانن) بعض مفسرین نے کہا کہ برزخ وقت موت سے وقت بعثت تک کی مدت کو کہتے ہیں۔ ۱۱۰ پہلی مرتبہ جس کو تجھ اُولی کہتے

ہیں جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے۔ ۱۱۱ جن پر دنیا میں فخر کیا کرتے تھے اور آپس کے نسبی تعلقات منقطع ہو جائیں گے اور قرابت کی محبتیں باقی نہ رہیں گی اور یہ حال ہوگا کہ آدمی اپنے بھائی اور ماں اور باپ اور بیٹیوں سے بھاگے گا۔ ۱۱۲ جیسے کہ دنیا میں پوچھتے تھے کیونکہ ہر

ایک اپنے ہی حال میں مبتلا ہوگا۔ پھر دوسری بار صور پھونکا جائے گا اور بعد حساب لوگ ایک دوسرے کا حال دریافت کریں گے۔ ۱۱۳ اعمال صالحہ اور نیکیوں سے ۱۱۴ نیکیاں نہ ہونے کے باعث اور وہ کفار ہیں۔ ۱۱۵ ترمذی کی حدیث میں ہے کہ آگ ان کو بھون ڈالے گی اور اوپر کا ہونٹ سکڑ کر نصف سرتک پہنچے گا اور نیچے

کاناف تک لٹک جائے گا دانت کھلے رہ جائیں گے (خدا کی پناہ) اور ان سے فرمایا جائے گا ۱۱۶ دنیا میں ۱۱۷ ترمذی کی حدیث میں ہے کہ دوزخی لوگ جہنم کے داروغہ مالک کو چالیس برس تک پکارتے رہیں گے اس کے بعد وہ کہے گا کہ تم جہنم ہی میں پڑے رہو گے۔ پھر وہ پروردگار کو پکاریں گے اور کہیں گے اے رب

ہمارے ہمیں دوزخ سے نکال اور یہ پکار ان کی دنیا سے دنیوی عمر کی مدت تک جاری رہے گی اس کے بعد انہیں یہ جواب دیا جائے گا جو اگلی آیت میں ہے۔ (خانن) اور دنیا کی عمر کتنی ہے؟ اس میں کئی قول ہیں: بعض نے کہا کہ دنیا کی عمر سات ہزار برس ہے۔ بعض نے کہا: بارہ ہزار برس۔ بعض نے کہا: تین لاکھ ساٹھ برس۔ واللہ

تعالیٰ اعلم۔ (تذکرہ قرطبی) ۱۱۸ اب ان کی امیدیں منقطع ہو جائیں گی اور یہ اہل جہنم کا آخر کلام ہوگا پھر اس کے بعد انہیں کلام کرنا نصیب نہ ہوگا روئے چیتے ڈکراتے (چلاتے) بھونکتے رہیں گے۔

وَأَرْحَمْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّحِيمِينَ ﴿۱۰۹﴾ فَاتَّخَذْتُمُوهُمْ سُخْرِيًّا حَتَّىٰ

اور ہم پر رحم کر اور تو سب سے بہتر رحم کرنے والا ہے تو تم نے انہیں ٹھٹھا بنا لیا ۱۰۹ یہاں تک

أَنْتُمْ ذِكْرِي وَكُنْتُمْ مِنْهُمْ تَضْحَكُونَ ﴿۱۱۰﴾ إِنِّي جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا

کہ انہیں بنانے کے شغل میں نکلا میری یاد بھول گئے اور تم ان سے ہنسا کرتے بے شک آج میں نے ان کے صبر کا

صَبْرًا ۚ إِنَّهُمْ هُمُ الْفَائِزُونَ ﴿۱۱۱﴾ قُلْ كَمْ لَبِئْتُمْ فِي الْأَرْضِ عَدَدَ

انہیں یہ بدلہ دیا کہ وہی کامیاب ہیں فرمایا نکلا تم زمین میں کتنا ٹھہرے نکلا برسوں کی

سِنِينَ ﴿۱۱۲﴾ قَالُوا الْبَيْتَ أَيُّومًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَسَلِ الْعَادِثِينَ ﴿۱۱۳﴾ قُلْ

گنتی سے بولے ہم ایک دن رہے یا دن کا حصہ نکلا تو گنتے والوں سے دریافت فرما نکلا فرمایا

إِنْ لَبِئْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا لَّوْ أَنْتُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿۱۱۴﴾ أَوْحَسِبْتُمْ أَنْبَاءَ

تم نہ ٹھہرے مگر تھوڑا نکلا اگر تمہیں علم ہوتا تو کیا یہ سمجھتے ہو کہ

خَلْقِكُمْ عَبَثًا وَأَنْتُمْ إِلَيْنَا لَا تَرْجِعُونَ ﴿۱۱۵﴾ فَتَعَلَى اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ج

ہم نے تمہیں بیکار بنایا اور تمہیں ہماری طرف پھرنا نہیں نکلا تو بہت بلندی والا ہے اللہ سچا بادشاہ

لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ ﴿۱۱۶﴾ وَمَنْ يَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ لَا

کوئی معبود نہیں سوا اس کے عزت والے عرش کا مالک اور جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے خدا کو پوجے

لَا بُرْهَانَ لَهُ بِهِ فَإِنَّمَا حِسَابُهُ عِنْدَ رَبِّهِ ط إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الْكَافِرُونَ ﴿۱۱۷﴾

جس کی اس کے پاس کوئی سند نہیں نکلا تو اس کا حساب اس کے رب کے یہاں ہے بے شک کافروں کو چھٹکارا نہیں

وَقُلْ رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّحِيمِينَ ﴿۱۱۸﴾ ع

اور تم عرض کرواے میرے رب بخش دے نکلا اور رحم فرما اور تو سب سے برتر رحم کرنے والا

۱۱۹ شان نزول: یہ آیتیں کفار قریش کے حق میں نازل ہوئیں جو حضرت بلال و حضرت عمار و حضرت صہیب و حضرت نجاب و غیرہ رضی اللہ عنہم فقراء اصحاب

رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تمسخر کرتے تھے۔ نکلا یعنی ان کے ساتھ تمسخر کرنے میں اتنے مشغول ہوئے کہ نکلا اللہ تعالیٰ نے کفار سے نکلا یعنی دنیا

میں اور قبر میں نکلا یہ جواب اس وجہ سے دیں گے کہ اس دن کی دہشت اور عذاب کی ہیبت سے انہیں اپنے دنیا میں رہنے کی مدت یاد نہ رہے گی اور انہیں شک ہو

جائے گا اسی لیے کہیں گے۔ نکلا یعنی ان ملائکہ سے جن کو تو نے بندوں کی عمریں اور ان کے اعمال لکھنے پر مامور کیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے نکلا بہ نسبت آخرت

کے۔ نکلا اور آخرت میں جزا کے لیے اٹھنا نہیں بلکہ تمہیں عبادت کے لیے پیدا کیا کہ تم پر عبادت لازم کریں اور آخرت میں تم ہماری طرف لوٹ کر آؤ تو تمہیں

تمہارے اعمال کی جزا دیں۔ نکلا یعنی غیر اللہ کی پرستش محض باطل ہے۔ نکلا ایمان والوں کو۔



﴿ آیتها ۲۴ ﴾ ﴿ سُورَةُ التَّوْبَةِ مَكِّيَّةٌ ۱۰۲ ﴾ ﴿ مَرُوعَاتُهَا ۹ ﴾

سورہ نور مدنیہ ہے، اس میں چونسٹھ آیتیں اور نور کوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا فل

سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَفَرَضْنٰهَا وَاَنْزَلْنَا فِيْهَا آيٰتٍ بَيِّنٰتٍ لِّعَلَّكُمْ

یہ ایک سورت ہے کہ ہم نے اُناری اور ہم نے اُس کے احکام فرض کئے وٹ اور ہم نے اس میں روشن آیتیں نازل فرمائیں کہ

تَذَكَّرُوْنَ ۱ الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوْهُمَا وَاَكْلٌ وَّاحِدٌ مِّنْهُمَا مِائَةٌ

تم دھیان کرو جو عورت بدکار ہو اور جو مرد تو ان میں ہر ایک کو سو کوڑے

جَلْدَةٍ ۡ وَلَا تَأْخُذْكُمْ بِهَا سَآرُفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ

لگاؤ وٹ اور تمہیں ان پر ترس نہ آئے اللہ کے دین میں وٹ اگر تم ایمان لاتے ہو

بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۡ وَلِيَشْهَدَ عَدَاِبِهَاطًا يُّفَعُّهُ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۲

اللہ اور پچھلے دن پر اور چاہیے کہ ان کی سزا کے وقت مسلمانوں کا ایک گروہ حاضر ہو وٹ

الزَّانِي لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً ۡ وَالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَا اِلَّا زَانٍ

بدکار مرد نکاح نہ کرے مگر بدکار عورت یا شرک والی سے اور بدکار عورت سے نکاح نہ کرے مگر بدکار مرد

و سورہ نور مدنیہ ہے، اس میں نور کوع چونسٹھ آیتیں ہیں۔ وٹ اور ان پر عمل کرنا بندوں پر لازم کیا۔ وٹ یہ خطاب کُحَام کو ہے کہ جس مرد یا عورت سے زنا

سرزد ہو اس کی ”حد“ یہ ہے کہ اس کے سو ۱۰۰ کوڑے لگاؤ یہ ”حد“ حر غیر محصن (آزاد کنوارے) کی ہے کیونکہ محصن (آزاد شادی شدہ) کا حکم یہ ہے کہ اس کو رجم کیا جائے

جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ ماہر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رجم کیا گیا اور محصن وہ آزاد مسلمان ہے جو مکلف ہو اور نکاح صحیح

کے ساتھ صحبت کر چکا ہو خواہ ایک ہی مرتبہ، ایسے شخص سے زنا ثابت ہو تو رجم کیا جائے گا اور اگر ان میں سے ایک بات بھی نہ ہو مثلاً خُرْنہ ہو یا مسلمان نہ ہو یا عاقل بالغ

نہ ہو یا اس نے کبھی اپنی بی بی کے ساتھ صحبت نہ کی ہو یا جس کے ساتھ کی ہو اس کے ساتھ نکاح فاسد ہوا ہو تو یہ سب غیر محصن میں داخل ہیں اور ان سب کا حکم کوڑے مارنا

ہے۔ مسائل: مرد کو کوڑے لگانے کے وقت کھڑا کیا جائے اور اس کے تمام کپڑے اتار دیئے جائیں سوا تہبند کے اور اس کے تمام بدن پر کوڑے لگائے جائیں سوائے سر

چہرے اور شرمگاہ کے، کوڑے اس طرح لگائے جائیں کہ اُم (درد) گوشت تک نہ پہنچے اور کوڑا متوسط درجہ کا ہو اور عورت کو کوڑے لگانے کے وقت کھڑا نہ کیا جائے نہ

اس کے کپڑے اتارے جائیں البتہ اگر پوستین (چمڑے کا جبہ) یا روئیں دار کپڑے پہنے ہوئے ہو تو اتار دیئے جائیں یہ حکم حرا در ۳ ہ کا ہے یعنی آزاد مرد اور عورت کا اور

باندی غلام کی حد اس سے نصف یعنی پچاس کوڑے ہیں جیسا کہ سورہ نساء میں مذکور ہو چکا۔ ثبوت زنا یا تو چار مردوں کی گواہیوں سے ہوتا ہے یا زنا کرنے والے کے چار

مرتبہ اقرار کر لینے سے پھر بھی امام بار سوال کرے گا اور در یافت کرے گا کہ زنا سے کیا مراد ہے؟ کہاں کیا، کس سے کیا، کب کیا، اگر ان سب کو بیان کر دیا تو زنا ثابت

ہوگا ورنہ نہیں اور گواہوں کو صراحتہ اپنا معائنہ بیان کرنا ہوگا بغیر اس کے ثبوت نہ ہوگا۔ لواطت زنا میں داخل نہیں لہذا اس فعل سے حد واجب نہیں ہوتی لیکن تعزیر واجب

ہوتی ہے اور اس تعزیر میں صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے چند قول مروی ہیں: آگ میں جلادینا، غرق کر دینا، باندی سے گرانا اور اوپر سے پتھر برسانا، فاعل و مفعول دونوں کا

ایک ہی حکم ہے۔ (تفسیر احمدی) وٹ یعنی خود کے پورا کرنے میں کمی نہ کرو اور دین میں مضبوط اور مضصلب (تختی سے کار بند) رہو۔ وٹ تاکہ عبرت حاصل ہو۔

أَوْ مُشْرِكٍ ۚ وَحُرِّمَ ذَلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ ۝۳ وَالَّذِينَ يَرْمُونَ

یا مشرک وکام وک ایمان والوں پر حرام ہے وک اور جو پارسا عورتوں کو

الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً

عیب لگائیں پھر چار گواہ معائنہ کے نہ لائیں تو انہیں اسی کوڑے لگاؤ

وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ۝۴ إِلَّا الَّذِينَ

اور ان کی کوئی گواہی کبھی نہ مانو وک اور وہی فاسق ہیں مگر جو

تَابُوا مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ وَأَصْلَحُوا ۚ فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝۵ وَالَّذِينَ

اس کے بعد توبہ کر لیں اور سنور جائیں وک تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور وہ

يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ شُهَدَاءُ إِلَّا أَنفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ

اپنی عورتوں کو عیب لگائیں وک اور ان کے پاس اپنے بیان کے سوا گواہ نہ ہوں تو ایسے کسی کی

۱۔ کیونکہ خبیثت کا میلان خبیثت ہی کی طرف ہوتا ہے نیکوں کو خبیثوں کی طرف رغبت نہیں ہوتی۔ شان نزول: مہاجرین میں بعض بالکل نادار تھے نہ ان کے پاس

کچھ مال تھا نہ ان کا کوئی عزیز قریب تھا اور بدکار مشرک عورتیں دو تھیں اور مالدار تھیں یہ دیکھ کر کسی مہاجر کو خیال آیا کہ اگر ان سے نکاح کر لیا جائے تو ان کی دولت کام

میں آئے گی۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے انہوں نے اس کی اجازت چاہی۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور انہیں اس سے روک دیا گیا۔ وک یعنی

بدکاروں سے نکاح کرنا وک ابتدائے اسلام میں زانیہ سے نکاح کرنا حرام تھا بعد میں آیت ”وَآتِكُمْوَالْأَيَامِي مِنْكُمْ“ سے منسوخ ہو گیا۔ وک اس آیت سے

چند مسائل ثابت ہوئے۔ مسئلہ ۱: جو شخص کسی پارسا مرد یا عورت کو زنا کی تہمت لگائے اور اس پر چار معائنہ کے گواہ پیش نہ کر سکے تو اس پر حد واجب ہو جاتی ہے اسی

کوڑے۔ آیت میں ”محصنات“ کا لفظ مخصوص واقعہ کے سبب سے وارد ہوا یا اس لیے کہ عورتوں کو تہمت لگانا کثیر الوقوع ہے۔ مسئلہ ۲: اور ایسے لوگ جو زنا کی

تہمت میں سزا یاب ہوں اور ان پر حد جاری ہو چکی ہو مردود الشہادۃ ہو جاتے ہیں کبھی ان کی گواہی مقبول نہیں ہوتی۔ پارسا سے مراد وہ ہیں جو مسلمان مکلف، آزاد

اور زنا سے پاک ہوں۔ مسئلہ ۳: زنا کی شہادت کا نصاب چار گواہ ہیں۔ مسئلہ ۴: حد قذف مطالبہ پر مشروط ہے جس پر تہمت لگائی گئی ہے اگر وہ مطالبہ نہ کرے تو

قاضی پر حد قائم کرنا لازم نہیں۔ مسئلہ ۵: مطالبہ کا حق اسی کو ہے جس پر تہمت لگائی گئی ہے اگر وہ زندہ ہو اور اگر مر گیا ہو تو اس کے بیٹے کو بھی ہے۔ مسئلہ ۶:

غلام اپنے مولا پر اور بیٹا باپ پر قذف یعنی اپنی ماں پر زنا کی تہمت لگانے کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ مسئلہ ۷: قذف کے الفاظ یہ ہیں کہ وہ صراحتاً کسی کو یا زانیہ کہے یا یہ

کہے کہ تو اپنے باپ سے نہیں ہے یا اس کے باپ کا نام لے کر کہے کہ تو فلاں کا بیٹا نہیں ہے یا اس کو زانیہ کا بیٹا کہہ کر پکارے اور ہو اس کی ماں پارسا تو ایسا شخص

قاذف ہو جائے گا اور اس پر تہمت کی حد آئے گی۔ مسئلہ ۸: اگر غیر محصن کو زنا کی تہمت لگائی مثلاً کسی غلام کو یا کافر کو یا ایسے شخص کو جس کا کبھی زنا کرنا ثابت ہو تو

اس پر حد قذف قائم نہ ہوگی بلکہ اس پر تعزیر واجب ہوگی اور یہ تعزیر تین سے انتالیس تک حسب تجویز حاکم شرع کوڑے لگانا ہے۔ اسی طرح اگر کسی شخص نے زنا کے

سوا اور کسی فجور کی تہمت لگائی اور پارسا مسلمان کو اے فاسق، اے کافر، اے خبیث، اے چور، اے بدکار، اے مُخَنَّث، اے بددیانت، اے لوطی، اے زندق،

اے زبوث، اے شرابی، اے سود خوار، اے بدکار عورت کے بچے، اے حرام زادے، اس قسم کے الفاظ کہے تو بھی اس پر تعزیر واجب ہوگی۔ مسئلہ ۹: امام یعنی حاکم

شرع کو اور اس شخص کو جسے تہمت لگائی گئی ہو ثبوت سے قبل معاف کرنے کا حق ہے۔ مسئلہ ۱۰: اگر تہمت لگانے والا آزاد نہ ہو بلکہ غلام ہو تو اس کو چالیس کوڑے

لگائے جائیں گے۔ مسئلہ ۱۱: تہمت لگانے کے جرم میں جس کو حد لگائی گئی ہو اس کی گواہی کسی معاملہ میں معتبر نہیں چاہے وہ توبہ کرے لیکن رمضان کا چاند دیکھنے کے

باب میں توبہ کرنے اور عادل ہونے کی صورت میں اس کا قول قبول کر لیا جائے گا کیونکہ یہ درحقیقت شہادت نہیں ہے اسی لیے اس میں لفظ شہادت اور نصاب

شہادت بھی شرط نہیں۔ وک اپنے احوال و افعال کو درست کر لیں۔ وک زنا کا۔

أَحَدِهِمْ أَرْبَعُ شَهَدَاتٍ بِاللَّهِ ۱ إِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ ۲ وَالْخَامِسَةُ

گواہی یہ ہے کہ چار بار گواہی دے اللہ کے نام سے کہ وہ سچا ہے ۱ اور پانچویں

أَنَّ لَعْنَتَ اللَّهِ عَلَيْهِ إِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِينَ ۳ وَيَدْرَأُ عَنْهَا الْعَذَابَ

یہ کہ اللہ کی لعنت ہو اس پر اگر جھوٹا ہو اور عورت سے یوں سزا مل جائے گی

أَنْ تَشْهَدَ أَرْبَعُ شَهَدَاتٍ بِاللَّهِ ۴ إِنَّهُ لَمِنَ الْكٰذِبِينَ ۵ وَالْخَامِسَةَ

کہ وہ اللہ کا نام لے کر چار بار گواہی دے کہ مرد جھوٹا ہے ۴ اور پانچویں

أَنَّ غَضَبَ اللَّهِ عَلَيْهَا إِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِينَ ۶ وَلَوْ لَا فَضْلُ اللَّهِ

یوں کہ عورت پر غضب اللہ کا اگر مرد سچا ہو ۶ اور اگر اللہ کا فضل

عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ وَأَنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ حَكِيمٌ ۱۰ إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا

اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی اور یہ کہ اللہ توبہ قبول فرماتا حکمت والا ہے تو تمہارا پردہ کھول دیتا ہے شک وہ کہ یہ بڑا

بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ ۷ لَا تَحْسَبُوهُ شَرًّا لَّكُم بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۸

بہتان لائے ہیں تمہیں میں کی ایک جماعت ہے ۷ اسے اپنے لیے بُرا نہ سمجھو بلکہ وہ تمہارے لیے بہتر ہے ۸

وَالْعَوْرَتُ لَكُمْ فَاكْرًا وَإِن كَرِهَ الْغَالِبُونَ ۹ إِلَّا الَّذِينَ يَخِرُّونَ مِمَّا كَانُوا

اگر مرد و عورت دونوں شہادت کے اہل ہوں اور عورت اس پر مطالبہ کرے تو مرد پر لعان واجب ہو جاتا ہے اگر وہ لعان سے انکار کرے تو اس کو اس وقت تک قید رکھا

جائے گا جب تک وہ لعان کرے یا اپنے جھوٹ کا منکر ہو اگر جھوٹ کا اقرار کرے تو اس کو حد قذف لگائی جائے گی جس کا بیان اوپر گزر چکا ہے اور اگر لعان کرنا چاہے

تو اس کو چار مرتبہ اللہ کی قسم کے ساتھ کہنا ہوگا کہ وہ اس عورت پر زنا کا الزام لگانے میں سچا ہے اور پانچویں مرتبہ یہ کہنا ہوگا کہ اللہ کی لعنت مجھ پر اگر میں یہ الزام

لگانے میں جھوٹا ہوں۔ اتنا کرنے کے بعد مرد پر سے حد قذف ساقط ہو جائے گی اور عورت پر لعان واجب ہوگا انکار کرے گی تو قید کی جائے گی یہاں تک کہ لعان

منظور کرے یا شوہر کے الزام لگانے کی تصدیق کرے اگر تصدیق کی تو عورت پر زنا کی حد لگائی جائے گی اور اگر لعان کرنا چاہے تو اس کو چار مرتبہ اللہ کی قسم کے

ساتھ کہنا ہوگا کہ مرد اس پر زنا کی تہمت لگانے میں جھوٹا ہے اور پانچویں مرتبہ یہ کہنا ہوگا کہ اگر مرد اس الزام لگانے میں سچا ہو تو مجھ پر خدا کا غضب ہوتا کہنے کے

بعد عورت سے زنا کی حد ساقط ہو جائے گی اور لعان کے بعد قاضی کے تفریق کرنے سے فرقت واقع ہوگی بغیر اس کے نہیں اور یہ تفریق طلاق بائنہ ہوگی اور اگر مرد

اہل شہادت میں سے نہ ہو مثلاً غلام ہو یا کافر ہو یا اس پر قذف کی حد لگ چکی ہو تو لعان نہ ہوگا اور تہمت لگانے سے مرد پر حد قذف لگائی جائے گی اور اگر مرد اہل

شہادت میں سے ہو اور عورت میں یہ اہلیت نہ ہو اس طرح کہ وہ باندی ہو یا کافر ہو یا اس پر قذف کی حد لگ چکی ہو یا بچی ہو یا مجنون ہو یا زانیہ ہو اس صورت میں نہ

مرد پر حد ہوگی اور نہ لعان۔ شان نزول: یہ آیت ایک صحابی کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا تھا کہ اگر آدمی

اپنی عورت کو زنا میں مبتلا دیکھے تو کیا کرے نہ اس وقت گواہوں کے تلاش کرنے کی فرصت ہے اور نہ بغیر گواہی کے وہ یہ بات کہہ سکتا ہے کیونکہ اسے حد قذف کا

اندیشہ ہے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور لعان کا حکم دیا گیا۔ ۵۔ بڑے بہتان سے مراد حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر تہمت لگانا

ہے ۵۔ ہجری غزوہ بنی المصطلق سے واپسی کے وقت قافلہ قریب مدینہ ایک پڑاؤ پر ٹھہرا تو ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ضرورت کے لیے

کسی گوشہ میں تشریف لے گئیں وہاں ہار آپ کا ٹوٹ گیا اس کی تلاش میں مصروف ہو گئیں ادھر قافلہ نے کوچ کیا اور آپ کا ٹھکانہ (کجاوہ) شریف اونٹ پر کس دیا اور

انہیں یہی خیال رہا کہ ام المؤمنین اس میں ہیں قافلہ چل دیا آپ آ کر قافلہ کی جگہ بیٹھ گئیں اور آپ نے خیال کیا کہ میری تلاش میں قافلہ ضرور واپس ہوگا۔ قافلہ کے



لِكُلِّ امْرِئٍ مِنْهُمْ مَا اكْتَسَبَ مِنَ الْإِثْمِ وَالَّذِي تَوَلَّى كِبْرَهُ مِنْهُمْ

ان میں ہر شخص کے لیے وہ گناہ ہے جو اس نے کمایا فلا اور اُن میں وہ جس نے سب سے بڑا حصہ لیا فلا

لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۱۱ ۱۱ لَوْلَا إِذْ سَبَعْتُمْوهَ ظَنُّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ

اس کے لیے بڑا عذاب ہے فلا کیوں نہ ہوا جب تم نے اسے سنا تھا کہ مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں نے

بِأَنْفُسِهِمْ خَيْرًا ۱۲ وَقَالُوا هَذَا أَفْكٌ مُّبِينٌ ۱۲ لَوْلَا جَاءُوهَ عَلَيْهِ

اپنوں پر نیک گمان کیا ہوتا فلا اور کہتے یہ کھلا بہتان ہے فلا اس پر چار گواہ

بِأَرْبَعَةٍ شُهَدَاءَ ۱۳ فَاذْلَمُوا بِالشُّهَدَاءِ فَأُولَئِكَ عِنْدَ اللَّهِ هُمُ

کیوں نہ لائے تو جب گواہ نہ لائے تو وہی اللہ کے نزدیک

بیچھے پڑی گری چیز اٹھانے کے لیے ایک صاحب رہا کرتے تھے اس موقع پر حضرت صفوان اس کام پر تھے جب وہ آئے اور انہوں نے آپ کو دیکھا تو بلند آواز سے

”إِنَّا لِلَّهِ وَأَنَا لِيهِ رَاجِعُونَ“ پکارا آپ نے کپڑے سے پردہ کر لیا انہوں نے اپنی اونٹنی بٹھائی آپ اس پر سوار ہو کر لشکر میں پہنچیں۔ منافقین سیاہ باطن نے اذہام

فاسدہ پھیلانے اور آپ کی شان میں بدگوئی شروع کی۔ بعض مسلمان بھی ان کے فریب میں آگئے اور ان کی زبان سے بھی کوئی کلمہ بے جا سرزد ہوا۔ ام المؤمنین

بیارہو گئیں اور ایک ماہ تک بیمار رہیں اس زمانہ میں انہیں اطلاع نہ ہوئی کہ ان کی نسبت منافقین کیا بک رہے ہیں ایک روز اُمّ مسطح سے انہیں یہ خبر معلوم ہوئی اور

اس سے آپ کا مرض اور بڑھ گیا اور اس صدمہ میں اس طرح روئیں کہ آپ کا آسونا تھمتتا تھا اور نہ ایک لمحہ کے لیے نیند آتی تھی اس حال میں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی اور حضرت ام المؤمنین کی طہارت میں یہ آیتیں اتریں اور آپ کا شرف و مرتبہ اللہ تعالیٰ نے اتنا بڑھایا کہ قرآن کریم کی بہت سی آیات

میں آپ کی طہارت و فضیلت بیان فرمائی گئی اس دوران میں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے برسرِ منبر بقیہ فرما دیا تھا: مجھے اپنے اہل کی پاکی و خوبی بالیقین

معلوم ہے تو جس شخص نے ان کے حق میں بدگوئی کی ہے اس کی طرف سے میرے پاس کون معذرت پیش کر سکتا ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ

منافقین بالیقین جھوٹے ہیں ام المؤمنین بالیقین پاک ہیں اللہ تعالیٰ نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم پاک کو مکھی کے بیٹھنے سے محفوظ رکھا کہ وہ

نجاستوں پر بیٹھتی ہے، کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ آپ کو بدعورت کی صحبت سے محفوظ نہ رکھے! حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اس طرح آپ کی طہارت بیان

کی اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کا سایہ زمین پر نہ پڑنے دیا تاکہ اس سایہ پر کسی کا قدم نہ پڑے تو جو پروردگار آپ کے سایہ کو محفوظ رکھتا ہے کس طرح ممکن ہے کہ

وہ آپ کے اہل کو محفوظ نہ فرمائے۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ایک جوں کا خون لگنے سے پروردگار عالم نے آپ کو لعین اتار دینے کا حکم دیا جو

پروردگار آپ کی نعل شریف کی اتنی سی آلودگی کو گوارا نہ فرمائے ممکن نہیں کہ وہ آپ کے اہل کی آلودگی گوارا کرے۔ اس طرح بہت سے صحابہ اور بہت سی صحابیات

نے قسمیں کھائیں، آیت نازل ہونے سے قبل ہی حضرت ام المؤمنین کی طرف سے قلوب مطمئن تھے آیت کے نزول نے ان کا عجز و شرف اور زیادہ کر دیا تو بدگوئیوں

کی بدگوئی اللہ اور اس کے رسول اور صحابہ کبار کے نزدیک باطل ہے اور بدگوئی کرنے والوں کے لیے سخت ترین مصیبت ہے۔ فلا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ تمہیں

اس پر جزا دے گا اور حضرت ام المؤمنین کی شان اور ان کی برأت ظاہر فرمائے گا۔ چنانچہ اس برأت میں اس نے اٹھارہ آیتیں نازل فرمائیں۔ فلا یعنی بقدر اس

کے عمل کے کہ کسی نے طوفان اٹھایا کسی نے بہتان اٹھانے والے کی زبانی موافقت کی کوئی ہنس دیا کسی نے خاموشی کے ساتھ سن ہی لیا جس نے جو کیا اس کا بدلہ

پائے گا۔ فلا کہ اپنے دل سے یہ طوفان گھڑا اور اس کو مشہور کرتا پھرا اور وہ عبد اللہ بن ابی بن سلول منافق ہے۔ فلا آخرت میں مروی ہے کہ ان بہتان

لگانے والوں پر حکم رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حد قائم کی گئی اور اسی آستی کوڑے لگائے گئے۔ فلا کیونکہ مسلمان کو یہی حکم ہے کہ مسلمان کے ساتھ

نیک گمان کرے اور بدگمانی ممنوع ہے۔ بعض گمراہ بے باک یہ کہہ گزرتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معاذ اللہ اس معاملہ میں بدگمانی ہو گئی تھی وہ

مُفْتَرِی کَذَّاب ہیں اور شان رسالت میں ایسا کلمہ کہتے ہیں جو مؤمنین کے حق میں بھی لائق نہیں ہے اللہ تعالیٰ مؤمنین سے فرماتا ہے کہ تم نے نیک گمان کیوں نہ کیا،

تو کیسے ممکن تھا کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بدگمانی کرتے اور حضور کی نسبت بدگمانی کا لفظ کہنا بڑی سیاہ باطنی ہے خاص کر ایسی حالت میں جبکہ بخاری

شریف کی حدیث میں ہے کہ حضور نے بقیہ فرمایا کہ میں جانتا ہوں کہ میرے اہل پاک ہیں جیسا کہ اوپر مذکور ہو چکا۔ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان پر بدگمانی

الْكَافِرُونَ ۱۳) وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ

جھوٹے ہیں اور اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر دنیا اور آخرت میں نہ ہوتی ۲۲

لَمَسَّكُمْ فِي مَا أَفَضْتُمْ فِيهِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۱۴) اذ تَلْقَوْنَهُ بِالسِّنِّتِمْ

تو جس چرچے میں تم پڑے اُس پر تمہیں بڑا عذاب پہنچتا جب تم ایسی بات اپنی زبانوں پر ایک دوسرے سے سن کر لاتے تھے

وَتَقُولُونَ بِأَفْوَاهِكُمْ مَا لَيْسَ لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ وَتَحْسِبُونَهُ هَيِّنًا وَهُوَ

اور اپنے منہ سے وہ نکالتے تھے جس کا تمہیں علم نہیں اور اسے سہل سمجھتے تھے ۲۳ اور وہ

عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمٌ ۱۵) وَلَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ قُلْتُمْ مَا يَكُونُ لَنَا أَنْ نَتَكَلَّمَ

اللہ کے نزدیک بڑی بات ہے ۲۴ اور کیوں نہ ہو جب تم نے سنا تھا کہا ہوتا کہ ہمیں نہیں پہنچتا کہ ایسی بات

بِهَذَا سُبْحٰنَكَ هَذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ ۱۶) يَعِظُكُمُ اللَّهُ أَنْ تَعُودُوا

کہیں ۲۵ الہی پاکی ہے تجھے ۲۶ یہ بڑا بہتان ہے اللہ تمہیں نصیحت فرماتا ہے کہ اب کبھی

لِيُثَلِّمَ أَبَدًا إِنَّ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۱۷) وَيَبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ الْآيَاتِ ط وَاللَّهُ

ایسا نہ کہنا اگر ایمان رکھتے ہو اور اللہ تمہارے لیے آیتیں صاف بیان فرماتا ہے اور اللہ

عَلَيْكُمْ حَكِيمٌ ۱۸) إِنَّ الَّذِينَ يُجِبُونَ أَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ

علم و حکمت والا ہے وہ لوگ جو چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں بُرا چرچا

أَمْوَالِهِمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۱۹) فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ

پھیلے ان کے لیے درد ناک عذاب ہے دنیا ۲۰ اور آخرت میں ۲۱ اور اللہ جانتا ہے ۲۲ اور تم

لَا تَعْلَمُونَ ۱۹) وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ وَأَنَّ اللَّهَ سَاءُ وَفٍ

نہیں جانتے اور اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی اور یہ کہ اللہ تم پر نہایت مہربان

کرنا ناجائز ہے اور جب کسی نیک شخص پر تہمت لگائی جائے تو بغیر ثبوت مسلمان کو اس کی موافقت اور تصدیق کرنا روا نہیں۔ ۲۱ بالکل جھوٹ ہے بے حقیقت ہے۔ ۲۲ اور تم پر فضل و کرم منظور نہ ہوتا، جس میں سے توبہ کے لیے مہلت دینا بھی ہے اور آخرت میں عفو و مغفرت فرمانا بھی۔ ۲۳ اور خیال کرتے تھے کہ اس

میں بڑا گناہ نہیں۔ ۲۴ جرمِ عظیم ہے۔ ۲۵ یہ ہمارے لیے زوا نہیں کیونکہ ایسا ہو ہی نہیں سکتا۔ ۲۶ اس سے کہ تیرے نبی کی حزم کو فوج کی آلودگی پہنچے۔ مسئلہ: یہ ممکن ہی نہیں کہ کسی نبی کی بی بی بدکار ہو سکے اگرچہ اس کا بتلائے کفر ہونا ممکن ہے کیونکہ انبیاء کفار کی طرف مبعوث ہوتے ہیں تو ضروری ہے کہ جو چیز کفار کے

نزدیک بھی قابلِ نفرت ہو اس سے وہ پاک ہوں اور ظاہر ہے کہ عورت کی بدکاری ان کے نزدیک قابلِ نفرت ہے۔ (کبیر وغیرہ) یعنی اس جہان میں، اور وہ حد قائم کرنا ہے چنانچہ ابن ابی اور حسان اور مسطح کے حد لگائی گئی۔ (مدارک) ۲۷ دوزخ۔ اگر بے توبہ مر جائیں۔ ۲۸ دلوں کے راز اور باطن کے احوال۔

رَّحِيمٌ ۲۰ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ ۖ وَمَنْ

مہر والا ہے تو تم اس کا مزہ چکھتے فس اسے ایمان والو شیطان کے قدموں پر نہ چلو اور جو

يَتَّبِعْ خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ فَإِنَّهُ يَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ ۖ وَلَوْ لَا فَضْلُ

شیطان کے قدموں پر چلے تو وہ بے حیائی اور بری ہی بات بتائے گا فس اور اگر اللہ کا

اللَّهُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ مَا زَكَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ أَبَدًا ۖ وَلَكِنَّ اللَّهَ يُزَكِّي

فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی تو تم میں کوئی بھی کبھی ستھرا نہ ہو سکتا فس ہاں اللہ ستھرا کر دیتا ہے

مَنْ يَشَاءُ ۖ وَاللَّهُ سَبِيْعٌ عَلِيمٌ ۲۱ وَلَا يَأْتِلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَ

جسے چاہے فس اور اللہ سُنٹا جانتا ہے اور قسم نہ کھائیں وہ جو تم میں فضیلت والے فس اور

السَّعَةِ أَنْ يُوتُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ

گنجانس والے ہیں فس قربت والوں اور مسکینوں اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو

اللَّهُ ۚ وَلِيَعْفُوا وَلِيَصْفَحُوا ۖ أَلَا تَجِبُونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ ۖ وَاللَّهُ

دینے کی اور چاہئے کہ معاف کریں اور درگزر کریں کیا تم اسے دوست نہیں رکھتے کہ اللہ تمہاری بخشش کرے اور اللہ

عَفُوٌّ رَّحِيمٌ ۲۲ إِنَّ الَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ الْغُفْلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ

بخشنے والا مہربان ہے فس بے شک وہ جو عیب لگاتے ہیں انجان فس پارسا ایمان والیوں کو فس

لُعْنُوا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۲۳ يَوْمَ تَشْهَدُ

ان پر لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے فس جس دن فس ان پر

فس اور عذاب الہی تمہیں مہلت نہ دیتا۔ فس اس کے وسوسوں میں نہ پڑو اور بہتان اٹھانے والوں کی باتوں پر کان نہ لگاؤ۔ فس اور اللہ تعالیٰ اس کو توبہ و حسن

عمل کی توفیق نہ دیتا اور عفو و مغفرت نہ فرماتا۔ فس توبہ قبول فرما کر۔ فس اور منزلت والے ہیں دین میں۔ فس ثروت و مال میں۔ شان نزول: یہ آیت

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوئی آپ نے قسم کھائی تھی کہ مسطح کے ساتھ سلوک نہ کریں گے اور وہ آپ کی خالد کے بیٹے تھے، نادار

تھے مہاجر تھے بدری تھے۔ آپ ہی ان کا خرچ اٹھاتے تھے مگر چونکہ ام المؤمنین پر تہمت لگانے والوں کے ساتھ انہوں نے موافقت کی تھی اس لیے آپ نے یہ قسم

کھائی، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ فس جب یہ آیت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: بیشک میری آرزو

ہے کہ اللہ میری مغفرت کرے اور میں مسطح کے ساتھ جو سلوک کرتا تھا اس کو کبھی موقوف نہ کروں گا۔ چنانچہ آپ نے اس کو جاری فرما دیا۔ مسئلہ: اس آیت سے

معلوم ہوا کہ جو شخص کسی کام پر قسم کھائے پھر معلوم ہو کہ اس کا کرنا ہی بہتر ہے تو چاہئے کہ اس کام کو کرے اور قسم کا کفارہ دے۔ حدیث صحیح میں یہی وارد ہے۔ مسئلہ:

اس آیت سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت ثابت ہوئی اس سے آپ کی علوئے شان و مرتبت ظاہر ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اولوالفضل

فرمایا اور فس عورتوں کو جو بدکاری اور فحور کو جانتی بھی نہیں اور برا خیال ان کے دل میں بھی نہیں گزرتا اور فس حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا

کہ یہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے اوصاف ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ اس سے تمام ایماندار پارسا عورتیں مراد ہیں، ان کے عیب لگانے



عَلَيْهِمُ السِّنْتُهُمْ وَأَيُّدِيَهُمْ وَأَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۲۳﴾ يَوْمَئِذٍ

گواہی دیں گی اُن کی زبانیں، ہاتھ اور اُن کے ہاتھ اور ان کے پاؤں جو کچھ کرتے تھے اس دن

يُوفِّيهِمُ اللَّهُ دِينَهُمُ الْحَقَّ وَيَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ السَّبِيحُ ﴿۲۵﴾

اللہ انھیں ان کی سچی سزا پوری دے گا اور جان لیں گے کہ اللہ ہی صریح حق ہے

الْخَيْثُوتِ لِلْخَيْثِثِينَ وَالْخَيْثُوتِ لِلْخَيْثِثِ وَالطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِينَ وَالطَّيِّبُونَ لِلطَّيِّبَاتِ

گندیاں گندوں کے لیے اور گندے گندیوں کے لیے اور ستھریاں ستھروں کے لیے اور

الطَّيِّبُونَ لِلطَّيِّبَاتِ أُولَئِكَ مُبَرَّءُونَ مِمَّا يَقُولُونَ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ

ستھرے ستھریوں کے لیے وہ پاک ہیں اُن باتوں سے جو یہ کہہ رہے ہیں اُن کے لیے بخشش

وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ﴿۲۶﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بِيُوتَا غَيْرِ بِيُوتِكُمْ

اور عزت کی روزی ہے اے ایمان والو اپنے گھروں کے سوا اور گھروں میں نہ جاؤ

حَتَّى تَسْتَأْذِنُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَىٰ أَهْلِهَا ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ

جب تک اجازت نہ لے لو اور اُن کے سارکوں پر سلام نہ کر لو یہ تمہارے لیے بہتر ہے کہ تم

والوں پر اللہ تعالیٰ لعنت فرماتا ہے۔ ۲۹۔ یہ عبد اللہ بن ابی بن سلول منافق کے حق میں ہے۔ (خازن) ۳۰۔ یعنی روز قیامت ۳۱۔ زبانوں کا گواہی دینا تو ان

کے مونہوں پر مہریں لگائے جانے سے قبل ہوگا اور اس کے بعد مونہوں پر مہریں لگادی جائیں گی جس سے زبانیں بند ہو جائیں گی اور اعضاء بولنے لگیں گے اور دنیا

میں جو عمل کئے تھے ان کی خبر دیں گے جیسے کہ آگے ارشاد ہے۔ ۳۲۔ جس کے وہ مستحق ہیں۔ ۳۳۔ یعنی موجود ظاہر ہے اسی کی قدرت سے ہر چیز کا وجود ہے۔ بعض

مفسرین نے فرمایا کہ معنی یہ ہیں کہ کفار دنیا میں اللہ تعالیٰ کے وعدوں میں شک کرتے تھے اللہ تعالیٰ آخرت میں انہیں ان کے اعمال کی جزا دے کر ان وعدوں کا

حق ہونا ظاہر فرمادے گا۔ فائدہ: قرآن کریم میں کسی گناہ پر ایسی تعظیم و تشدید اور تکرار و تاکید نہیں فرمائی گئی جیسی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اوپر

بہتان باندھنے پر فرمائی گئی اس سے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رفعت منزلت ظاہر ہوتی ہے۔ ۳۴۔ یعنی خبیث کے لیے خبیث لائق ہے خبیث عورت

خبیث مرد کے لیے اور خبیث مرد خبیث عورت کے لیے اور خبیث آدمی خبیث باتوں کے درپے ہوتے ہیں اور خبیث باتیں خبیث آدمی کا وظیرہ ہوتی ہیں۔

۳۵۔ یعنی پاک مرد اور عورتیں جن میں سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور صفوان ہیں۔ ۳۶۔ تہمت لگانے والے خبیث ۳۷۔ یعنی ستھروں اور

ستھریوں کے لیے جنت میں۔ اس آیت سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا کمال فضل و شرف ثابت ہوا کہ وہ طیبہ اور پاک پیدا کی گئیں اور قرآن کریم میں

ان کی پاکی کا بیان فرمایا گیا اور انہیں مغفرت اور رزق کریم کا وعدہ دیا گیا حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اللہ نے بہت خصائص عطا فرمائے

جو آپ کے لیے قابل فخر ہیں ان میں سے بعض یہ ہیں کہ جبریل امین سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور میں ایک حجرِ ربّی (ریشمی کپڑے) پر آپ کی تصویر

لائے اور عرض کیا کہ یہ آپ کی زوجہ ہیں اور یہ کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ کے سوا کسی کنواری سے نکاح نہ فرمایا اور یہ کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم کی وفات آپ کی گود میں اور آپ کی نوبت کے دن ہوئی اور آپ ہی کا حجرہ شریف سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا آرام گاہ اور آپ کا روضہ ظاہرہ ہوا

اور یہ کہ بعض اوقات ایسی حالت میں حضور پر وحی نازل ہوئی کہ حضرت صدیقہ آپ کے ساتھ آپ کے لحاف میں ہوتیں اور یہ کہ آپ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ

تعالیٰ عنہ خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دختر ہیں اور یہ کہ آپ پاک پیدا کی گئیں اور آپ سے مغفرت و رزق کریم کا وعدہ فرمایا گیا۔ ۳۸۔ مسئلہ:

اس آیت سے ثابت ہوا کہ غیر کے گھر میں بے اجازت داخل نہ ہو اور اجازت لینے کا طریقہ یہ بھی ہے کہ بلند آواز سے ”سبحان اللہ“ یا ”الحمد للہ“ یا ”اللہ اکبر“

تَذَكَّرُونَ ﴿۲۷﴾ فَإِنْ لَّمْ تَجِدُوا فِيهَا أَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوهَا حَتَّىٰ يُؤْذَنَ

دھیان کرو پھر اگر اُن میں کسی کو نہ پاؤ فہ جب بھی بے مالکوں کی اجازت کے ان میں نہ

لَكُمْ جَ وَإِنْ قِيلَ لَكُمْ اِرْجِعُوا فَارْجِعُوا هُوَ اَرْكِي لَكُمْ ط وَاللَّهُ بِمَا

جاؤ فہ اور اگر تم سے کہا جائے واپس جاؤ تو واپس ہو فہ یہ تمہارے لیے بہت سہرا ہے اللہ تمہارے

تَعْمَلُونَ عَلَيْهِ ﴿۲۸﴾ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوا بِيوتَا غَيْرِ

کاموں کو جانتا ہے اس میں تم پر کچھ گناہ نہیں کہ ان گھروں میں جاؤ جو خاص کسی کی سکونت

مَسْكُونَةٍ فِيهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ ط وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا تَكْتُمُونَ ﴿۲۹﴾

کے نہیں فہ اور ان کے برتنے کا تمہیں اختیار ہے اور اللہ جانتا ہے جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو تم چھپاتے ہو

قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَعْضُوا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ط ذَلِكِ اَرْكِي

مسلمان مردوں کو حکم دو اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں فہ اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں فہ یہ اُن کے لیے بہت

لَهُمْ ط اِنَّ اللّٰهَ خَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ ﴿۳۰﴾ وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَعْضُنَ مِنْ

سہرا ہے بے شک اللہ کو اُن کے کاموں کی خبر ہے اور مسلمان عورتوں کو حکم دو اپنی نگاہیں کچھ

کھے یا کھکارے جس سے مکان والوں کو معلوم ہو کہ کوئی آنا چاہتا ہے یا یہ کہے کہ کیا مجھے اندر آنے کی اجازت ہے۔ غیر کے گھر سے وہ گھر مراد ہے جس میں غیر

سکونت رکھتا ہو جو اس کا مالک ہو یا نہ ہو۔ ۲۹ مسئلہ: غیر کے گھر جانے والے کی اگر صاحب مکان سے پہلے ہی ملاقات ہو جائے تو اول سلام کرے پھر اجازت

چاہے اور اگر وہ مکان کے اندر ہو تو سلام کے ساتھ اجازت چاہے اس طرح کہ کہے: ”السلام علیکم“ کیا مجھے اندر آنے کی اجازت ہے؟ حدیث شریف میں ہے کہ

سلام کو کلام پر مقدم کرو۔ حضرت عبد اللہ کی قرأت بھی اسی پر دلالت کرتی ہے۔ ان کی قرأت یوں ہے: ”حَتَّىٰ تَسَلِّمُوا عَلَیْ اَهْلِهَا وَتَسْتَأْذِنُوْا“ اور یہ بھی کہا

گیا ہے کہ پہلے اجازت چاہے پھر سلام کرے۔ (مدارک، کشاف، احمدی) مسئلہ: اگر دروازے کے سامنے کھڑے ہونے میں بے پردگی کا اندیشہ ہو تو دائیں یا بائیں

جانب کھڑے ہو کر اجازت طلب کرے۔ مسئلہ: حدیث شریف میں ہے اگر گھر میں ماں ہو جب بھی اجازت طلب کرے۔ (موطا امام مالک) فہ یعنی مکان میں

اجازت دینے والا موجود نہ ہو۔ فہ کیونکہ ملک غیر میں تصرف کرنے کے لیے اس کی رضا ضروری ہے۔ فہ اور اجازت طلب کرنے میں اصرار و الجاح

(تکرار) نہ کرو۔ مسئلہ: کسی کا دروازہ بہت زور سے کھٹ کھٹانا اور شدید آواز سے چیخنا خاص کر علماء اور بزرگوں کے دروازوں پر ایسا کرنا ان کو زور سے پکارنا مکروہ و

خلاف ادب ہے۔ ۳۰ مثل سرائے اور مسافر خانے وغیرہ کے کہ اس میں جانے کے لیے اجازت حاصل کرنے کی حاجت نہیں۔ شان نزول: یہ آیت ان

اصحاب کے جواب میں نازل ہوئی جنہوں نے آیت استیذان یعنی اوپر والی آیت نازل ہونے کے بعد دریافت کیا تھا کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے درمیان اور شام

کی راہ میں جو مسافر خانے بنے ہوئے ہیں کیا ان میں داخل ہونے کے لیے بھی اجازت لینا ضروری ہے۔ ۳۱ اور جس چیز کا دیکھنا جائز نہیں اس پر نظر نہ ڈالیں۔

مسائل: مرد کا بدن زیر ناف سے گھٹنے کے نیچے تک عورت (چھپانے کی جگہ) ہے اس کا دیکھنا جائز نہیں اور عورتوں میں سے اپنے محارم اور غیر کی باندی کا بھی یہی حکم

ہے مگر اتنا اور ہے کہ ان کے پیٹ اور پٹھ کا دیکھنا بھی جائز نہیں اور حرہ اجنبیہ کے تمام بدن کا دیکھنا ممنوع ہے ”اِنْ لَّمْ یَأْمَنْ مِنَ الشَّهْوَةِ، وَاِنْ اَمِنَ مِنْهَا فَالْمَنْعُ

النَّظْرُ اِلٰی مَا سِوٰی الْوُجْهِ وَالْقَدَمِ، وَمَنْ یَأْمَنْ فَاِنَّ الزَّمَانَ زَمَانَ الْفَسَادِ فَلَا یَجِلُّ النَّظْرُ اِلٰی الْحُرَّةِ الْاَجْنِبِیَّةِ مُطْلَقًا مِنْ غَیْرِ ضُرُوْرَةٍ“ مگر

بحالت ضرورت قاضی و گواہ کو اور اس عورت سے نکاح کی خواہش رکھنے والے کو چہرہ دیکھنا جائز ہے اور اگر کسی عورت کے ذریعہ سے حال معلوم کر سکتا ہو تو نہ دیکھے

اور طیب کو موضع مرض کا بقدر ضرورت دیکھنا جائز ہے۔ مسئلہ: امر دلوئے کی طرف بھی شہوت سے دیکھنا حرام ہے۔ (مدارک و احمدی) ۳۲ اور زنا و حرام سے بچیں یا

یہ معنی ہیں کہ اپنی شرمگاہوں اور ان کے لواحق یعنی تمام بدن عورت کو چھپائیں اور پردہ کا اہتمام رکھیں۔

أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ

نیچی رکھیں ۵۵ اور اپنی پارسائی کی حفاظت کریں اور اپنا بناؤ نہ دکھائیں ۵۶ مگر جتنا خود ہی ظاہر

مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُرْجِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ ۖ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا

ہے اور دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈالے رہیں اور اپنا سنگار ظاہر نہ کریں مگر

لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ آبَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَائِهِنَّ أَوْ أَبْنَاؤِ

اپنے شوہروں پر یا اپنے باپ ۵۷ یا شوہروں کے باپ ۵۸ یا اپنے بیٹے ۵۹ یا شوہروں

بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي أَخَوَاتِهِنَّ أَوْ نِسَائِهِنَّ

کے بیٹے ۶۰ یا اپنے بھائی یا اپنے بھتیجے یا اپنے بھانجے ۶۱ یا اپنے دین کی عورتیں

أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ أَوِ التَّابِعِينَ غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ

یا اپنی کنیزیں جو اپنے ہاتھ کی ملک ہوں ۶۲ یا نوکر بشرطیکہ شہوت والے مرد نہ ہوں ۶۳

أَوِ الطِّفْلِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا عَلَىٰ عَوْرَاتِ النِّسَاءِ ۖ وَلَا يَضْرِبْنَ

یا وہ بچے جنہیں عورتوں کی شرم کی چیزوں کی خبر نہیں ۶۴ اور زمین پر

بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ ۖ مِنْ زِينَتِهِنَّ ۖ وَتَوْبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا

پاؤں زور سے نہ رکھیں کہ جانا جائے ان کا چھپا ہوا سنگار ۶۵ اور اللہ کی طرف توبہ کرو

۶۵ اور غیر مردوں کو نہ دیکھیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ ازواجِ مطہرات میں سے بعض اہمات المؤمنین سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں تھیں

اسی وقت ابن اُمّ مکتوم آئے حضور نے ازواج کو پردہ کا حکم فرمایا۔ انہوں نے عرض کیا کہ وہ تو نابینا ہیں۔ فرمایا: تم تو نابینا نہیں ہو۔ (ترمذی و ابوداؤد) اس حدیث سے

معلوم ہوا کہ عورتوں کو بھی ناخرم کا دیکھنا اور اس کے سامنے ہونا جائز نہیں۔ ۵۵ اظہر (زیادہ ظاہر بات) یہ ہے کہ یہ حکم نماز کا ہے نہ نظر کا کیونکہ حرہ کا تمام بدن

عورت ہے شوہر اور محرم کے سوا اور کسی کے لیے اس کے کسی حصہ کا دیکھنا بضرورت جائز نہیں اور معالجا وغیرہ کی ضرورت سے قدر ضرورت جائز ہے۔ (تفسیر احمدی)

۵۵ اور انہیں کے حکم میں دادا پردادا وغیرہ تمام اصول۔ ۵۹ کہ وہ بھی محرم ہو جاتے ہیں۔ ۶۰ اور انہیں کے حکم میں ہے ان کی اولاد۔ ۶۱ کہ وہ بھی محرم

ہو گئے۔ ۶۲ اور انہیں کے حکم میں ہیں چچا ماموں وغیرہ تمام محارم۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابوعبیدہ بن جراح کو لکھا تھا کہ کفار اہل کتاب کی عورتوں کو

مسلمان عورتوں کے ساتھ حمام میں داخل ہونے سے منع کریں۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسلمہ عورت کو کافرہ عورت کے سامنے اپنا بدن کھولنا جائز نہیں۔ مسئلہ: عورت

اپنے غلام سے بھی مثل اجنبی کے پردہ کرے۔ (مدارک وغیرہ) ۶۳ ان پر اپنا سنگار ظاہر کرنا ممنوع نہیں اور غلام ان کے حکم میں نہیں اس کو اپنی مالکہ کے مواضع

زینت کو دیکھنا جائز نہیں۔ ۶۴ مثلاً ایسے بوڑھے ہوں جنہیں اصلاً شہوت باقی نہیں رہی ہو اور ہوں صالح۔ مسئلہ: امہ حنفیہ کے نزدیک خصی اور عثین حرمت نظر

میں اجنبی کا حکم رکھتے ہیں۔ مسئلہ: اسی طرح قبیح الافعال منبت سے بھی پردہ کیا جائے جیسا کہ حدیث مسلم سے ثابت ہے۔ ۶۵ وہ ابھی نادان نابالغ ہیں۔

۶۶ یعنی عورتیں گھر کے اندر چلنے پھرنے میں بھی پاؤں اس قدر آہستہ رکھیں کہ ان کے زیور کی جھنکار نہ سنی جائے۔ مسئلہ: اسی لیے چاہئے کہ عورتیں باجے دار

جھانجھن نہ پہنیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس قوم کی دعائیں قبول فرماتا جن کی عورتیں جھانجھن پہنتی ہوں۔ اس سے سمجھنا چاہئے کہ جب زیور کی

آواز عدم قبول دعا کا سبب ہے تو خاص عورت کی آواز اور اس کی بے پردگی کسی موجب غضب الہی ہوگی، پردے کی طرف سے بے پردائی تباہی کا سبب ہے



أَيُّهُ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿۳۱﴾ وَأَنْكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنْكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ ۖ إِنَّ يَكُونُ لَكُمْ أَوْلِيَاءَ يُغْنِيهِمُ اللَّهُ

اے مسلمانو سب کے سب اس امید پر کہ تم فلاح پاؤ گے اور نکاح کر دو اپنوں میں اُن کا جو بے نکاح ہوں فلا اور

اپنے لائق بندوں اور کنیزوں کا اگر وہ فقیر ہوں تو اللہ انہیں غنی کر دے گا

مِنْ فَضْلِهِ ۗ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ﴿۳۲﴾ وَلَيْسَتَعْفِيفُ الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ

اپنے فضل کے سبب فلا اور اللہ وسعت والا علم والا ہے اور چاہیے کہ بچے رہیں فلا وہ جو نکاح کا مقدور

نکاحاً حَتَّىٰ يُغْنِيَهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ ۗ وَالَّذِينَ يَبْتِغُونَ الْكُتُبَ مِمَّا

نہیں رکھتے وہ یہاں تک کہ اللہ انہیں مقدور والا کر دے اپنے فضل سے فلا اور تمہارے ہاتھ کی ملک باندی غلاموں میں سے

مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوهُمْ إِنْ عَلِمْتُمْ فِيهِمْ خَيْرًا ۚ وَآتُوهُمْ مِمَّنْ

جو یہ چاہیں کچھ مال مانگنے کی شرط پر انہیں آزادی لکھ دو تو لکھ دو فلا اگر ان میں کچھ بھلائی جانو فلا اور اس پر ان کی مدد کرو

مَالِ اللَّهِ الَّذِي آتَاكُمْ ۗ وَلَا تَكْرَهُوا فَتْيَتَكُمْ عَلَىٰ الْبِعَاءِ إِنْ أَرَادَ

اللہ کے مال سے جو تم کو دیا فلا اور مجبور نہ کرو اپنی کنیزوں کو بدکاری پر جب کہ وہ

تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوا عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۗ وَمَنْ يُكْرِهْهُنَّ فَإِنَّ اللَّهَ مِنْ

بچنا چاہیں تاکہ تم دنیوی زندگی کا کچھ مال چاہو فلا اور جو انہیں مجبور کرے گا تو بے شک اللہ

(اللہ کی پناہ)۔ (تفسیر احمدی وغیرہ) فلا خواہ مرد یا عورت کنوارے یا غیر کنوارے۔ فلا اس غناء سے مراد یا قناعت ہے کہ وہ بہترین غنا ہے جو قناعت (قناعت

کرنے والے) کو ترؤد سے بے نیاز کر دیتا ہے یا کفایت کہ ایک کا کھانا دو کے لیے کافی ہو جائے جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے یا زوج و زوجہ کے دو

رزقوں کا جمع ہو جانا یا فراخی بہ برکت نکاح جیسا کہ امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ فلا حرام کاری سے فلا جنہیں مہر و نفقہ میسر

نہیں۔ فلا اور مہر و نفقہ ادا کرنے کے قابل ہو جائیں۔ حدیث شریف میں ہے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو نکاح کی قدرت رکھے وہ نکاح

کرے کہ نکاح پارسائی و پاک بازی کا معین (مددگار) ہے اور جسے نکاح کی قدرت نہ ہو وہ روزے رکھے کہ یہ شہوتوں کے توڑنے والے ہیں۔ فلا کہ وہ اس

قدر مال ادا کرے کہ آزاد ہو جائیں اور اس طرح کی آزادی کو کتابت کہتے ہیں اور آیت میں اس کا امر استجاب کے لیے ہے اور یہ استجاب اس شرط کے ساتھ مشروط

ہے جو اس کے بعد ہی آیت میں مذکور ہے۔ شان نزول: جو حبیب بن عبدالعزیٰ کے غلام صبح نے اپنے مولیٰ سے کتابت کی درخواست کی مولیٰ نے انکار کیا اس پر

یہ آیت نازل ہوئی تو جو حبیب نے اس کو سودینار پر مکاتب کر دیا اور ان میں سے بیس اس کو بخش دیئے باقی اس نے ادا کر دیئے۔ فلا بھلائی سے مراد امانت و

دیانت اور کمائی پر قدرت رکھنا ہے کہ وہ حلال روزی سے مال حاصل کرے کہ آزاد ہو سکے اور مولیٰ کو مال دے کر آزادی حاصل کرنے کے لیے بھیک نہ مانگتا پھرے۔

اسی لیے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے غلام کو مکاتب کرنے سے انکار فرمایا جو سوائے بھیک کے کوئی ذریعہ کسب کا نہ رکھتا تھا۔ فلا مسلمانوں

کو ارشاد ہے کہ وہ مکاتب غلاموں کو زکوٰۃ وغیرہ دے کر مدد کریں جس سے وہ بدل کتابت دے کر اپنی گردن چھڑا سکیں اور آزاد ہو سکیں۔ فلا یعنی طبع مال میں

اندھے ہو کر کنیزوں کو بدکاری پر مجبور نہ کریں۔ شان نزول: یہ آیت عبد اللہ بن ابی بن سلول منافق کے حق میں نازل ہوئی جو مال حاصل کرنے کے لیے اپنی

کنیزوں کو بدکاری پر مجبور کرتا تھا ان کنیزوں نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس کی شکایت کی اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

بَعْدَ إِكْرَاهِهِنَّ غَفُورًا رَحِيمًا ﴿۳۳﴾ وَلَقَدْ أَنْزَلْنَا إِلَيْكُمْ آيَاتٍ مُّبِينَاتٍ

بعد اس کے کہ وہ مجبوری ہی کی حالت پر ہیں بخشنے والا مہربان ہے فلک اور بے شک ہم نے انہیں تمہاری طرف روشن آیتیں دکھائی

وَمَثَلًا مِّنَ الَّذِينَ خَلَوْا مِن قَبْلِكُمْ وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِينَ ﴿۳۴﴾ اللَّهُ

اور کچھ ان لوگوں کا بیان جو تم سے پہلے ہو گزرے اور ڈر والوں کے لیے نصیحت اللہ

نُورِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ط مَثَلُ نُورِهِ كَمِشْكَاةٍ فِيهَا مِصْبَاحٌ ط

نور ہے فلک آسمانوں اور زمین کا اس کے نور کی وک مثال ایسی جیسے ایک طاق کہ اس میں چراغ ہے

الْبُصْبَاحُ فِي زُجَاجَةٍ ط الزُّجَاجَةُ كَأَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُوقَدُ مِن

وہ چراغ ایک فانوس میں ہے وہ فانوس گویا ایک ستارہ ہے موتی سا چمکتا روشن ہوتا ہے

شَجَرَةٍ مُّبْرَكَةٍ زَيْتُونَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَلَا غَرْبِيَّةٍ يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيءُ

برکت والے پیڑ زیتون سے نکلتا جو نہ پورب (مشرق) کا نہ پچیم (مغرب) کا فلک قریب ہے کہ اس کا تیل لگتا جھڑک اٹھتا

وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ط نُورٌ عَلَى نُورٍ ط يَهْدِي اللَّهُ لِنُورِهِ مَن يَشَاءُ ط

اگرچہ اُسے آگ نہ چھوئے نور پر نور ہے فلک اللہ اپنے نور کی راہ بتاتا ہے جسے چاہتا ہے

فلک اور وبال گناہ مجبور کرنے والے پر۔ فلک جنہوں نے حلال و حرام حد و دو اکام سب کو واضح کر دیا۔ فلک ”نور“ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام

ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: معنی یہ ہیں کہ اللہ آسمان و زمین کا بادی ہے تو اہل سموات وارض اس کے نور سے حق کی راہ پاتے ہیں اور

اس کی ہدایت سے گمراہی کی حیرت سے نجات حاصل کرتے ہیں۔ بعض مفسرین نے فرمایا: معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ آسمان و زمین کا منور فرمانے والا ہے اس نے

آسمانوں کو ملائکہ سے اور زمین کو انبیاء سے منور کیا۔ فلک اللہ کے نور سے یا تو قلب مؤمن کی وہ نورانیت مراد ہے جس سے وہ ہدایت پاتا اور راہ یاب ہوتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ اللہ کے اس نور کی مثال جو اس نے مؤمن کو عطا فرمایا۔ بعض مفسرین نے اس نور سے قرآن مراد لیا اور ایک

تفسیر یہ ہے کہ اس نور سے مراد سید کائنات افضل موجودات حضرت رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔ فلک یہ درخت نہایت کثیر البرکت ہے کیونکہ اس کا

روغن جس کو ”زیت“ کہتے ہیں نہایت صاف و پاکیزہ روشنی دیتا ہے سر میں بھی لگایا جاتا ہے سانس اور ناخوش (گوشت، مچھلی وغیرہ) کی جگہ روٹی سے بھی کھایا جاتا

ہے۔ دنیا کے اور کسی تیل میں یہ وصف نہیں اور درخت زیتون کے پتے نہیں گرتے۔ (خازن) فلک بلکہ وسط کا ہے کہ نہ اسے گرمی سے ضرر پہنچے نہ سردی سے اور وہ

نہایت اجود و علی ہے اور اس کے پھل نہایت اعتدال میں۔ فلک اپنی صفا و لطافت کے باعث خود فلک اس تمثیل کے معنی میں اہل علم کے کئی قول ہیں ایک یہ کہ

نور سے مراد ہدایت ہے اور معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت غایت ظہور میں ہے کہ عالم محسوسات میں اس کی تظہیر ایسے روشندان سے ہو سکتی ہے جس میں صاف

شفاف فانوس ہو اس فانوس میں ایسا چراغ ہو جو نہایت ہی بہتر اور مُصَفًّى زیتون سے روشن ہو کہ اس کی روشنی نہایت اعلیٰ اور صاف ہو اور ایک قول یہ ہے کہ یہ تمثیل

نور سید انبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کعب احبار سے فرمایا کہ اس آیت کے معنی بیان کرو، انہوں

نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مثال بیان فرمائی روشندان (طاق) تو حضور کا سید شریف ہے اور فانوس قلب مبارک اور چراغ

نبوت کہ شجر نبوت سے روشن ہے اور اس نور محمدی کی روشنی و اضاءت اس مرتبہ کمال ظہور پر ہے کہ اگر آپ اپنے نبی ہونے کا بیان بھی نہ فرمائیں جب بھی خلق پر

ظاہر ہو جائے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ روشندان تو سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سینہ مبارک ہے اور فانوس قلب اظہر اور

چراغ وہ نور جو اللہ تعالیٰ نے اس میں رکھا کہ شرفی ہے نہ غریبی نہ یہودی نہ نصرانی، ایک شجرہ مبارک سے روشن ہے وہ شجرہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں

وَيَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ ۖ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿۳۵﴾ فِي بُيُوتِ

اور اللہ مثالیں بیان فرماتا ہے لوگوں کے لیے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے ان گھروں میں

أَذِنَ اللَّهُ أَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ ۙ يُسَبِّحُ لَهُ فِيهَا بِالْغُدُوِّ

جنہیں بلند کرنے کا اللہ نے حکم دیا ہے اور ان میں اس کا نام لیا جاتا ہے اللہ کی تسبیح کرتے ہیں ان میں صبح

وَالْأَصَالِ ﴿۳۶﴾ رِجَالٌ ۙ لَا تُلْهِيمُهُمْ تِجَارَةً وَلا بَيْعًا عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ

اور شام اور وہ مرد جنہیں غافل نہیں کرتا کوئی سودا اور نہ خریدو فروخت اللہ کی یاد اور

وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ ۙ يَخَافُونَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيهِ

اور نماز برپا رکھنے اور زکوٰۃ دینے سے ڈرتے ہیں اس دن سے جس میں الٹ جائیں گے

الْقُلُوبُ وَالْأَبْصَارُ ﴿۳۷﴾ لِيَجْزِيَ اللَّهُ أَحْسَنَ مَا عَمِلُوا وَوَيَزِيدَهُمُ

دل اور آنکھیں تاکہ اللہ انہیں بدلہ دے ان کے سب سے بہتر کام کا اور اپنے فضل سے انہیں

مِّنْ فَضْلِهِ ۖ وَاللَّهُ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۳۸﴾ وَالَّذِينَ

انعام زیادہ دے اور اللہ روزی دیتا ہے جسے چاہے بے کتنی اور جو

كَفَرُوا ۖ أَعْبَاهُمُ كَسْرًا ۖ بِقِيَعَةٍ يَّحْسَبُهُ الظَّنُّ مَاءً ۖ حَتَّىٰ إِذَا

کافر ہوئے ان کے کام ایسے ہیں جیسے دھوپ میں چمکتا ریتا کسی جنگل میں کہ پیاسا اسے پانی سمجھے یہاں تک جب

نور قلب ابراہیم پر نور محمدی نور پر نور ہے اور محمد بن کعب قرظی نے کہا کہ روشندان و فانوس تو حضرت اسمعیل علیہ السلام ہیں اور چراغ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم

اور شجرہ مبارکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کہ اکثر انبیاء آپ کی نسل سے ہیں اور شرقی و غربی نہ ہونے کے یہ معنی ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نہ یہودی تھے نہ نصرانی کیونکہ یہود مغرب کی طرف نماز پڑھتے ہیں اور نصاریٰ مشرق کی طرف۔ قریب ہے کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے محان و کمالات نزول وحی سے قبل ہی خلق پر ظاہر ہو جائیں نور پر نور یہ کہ نبی ہیں نسل نبی سے نور محمدی ہے نور ابراہیمی پر۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت اقوال ہیں۔ (خازن) اور ان کی تعظیم و

تظہیر لازم کی۔ مراد ان گھروں سے مسجدیں ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: مسجدیں بیٹھ اللہ ہیں زمین میں۔ تسبیح سے مراد نمازیں ہیں صبح کی تسبیح سے فجر اور شام سے ظہر و عصر و مغرب و عشاء مراد ہیں۔ اور اس کے ذکر قلبی و لسانی اور اوقات نماز پر مسجدوں کی حاضری سے۔

اور انہیں وقت پر ادا کرنے سے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بازار میں تھے مسجد میں نماز کے لیے اقامت کہی گئی آپ نے دیکھا کہ بازار والے اٹھے اور دکانیں بند کر کے مسجد میں داخل ہو گئے۔ تو فرمایا کہ آیت ”رِجَالٌ لَّا تُلْهِيمُهُمْ“ ایسے ہی لوگوں کے حق میں ہے۔ اس کے وقت پر۔ اور دلوں کا الٹ

جانا یہ ہے کہ شدت خوف و اضطراب سے الٹ کر گئے تک چڑھ جائیں گے نہ باہر نکلیں نہ نیچے اتریں اور آنکھیں اوپر چڑھ جائیں گی یا یہ معنی ہیں کفار کے دل کفر و شک سے ایمان و یقین کی طرف پلٹ جائیں گے اور آنکھوں سے پردے اٹھ جائیں گے یہ تو اس دن کا بیان ہے آیت میں یہ ارشاد فرمایا گیا کہ وہ فرمانبردار بندے

جو ذکر و طاعت میں نہایت مستعد رہتے ہیں اور عبادت کی ادائیگی سرگرم رہتے ہیں باوجود اس حسن عمل کے اس روز سے خائف رہتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حق ادا نہ ہو سکا۔



جَاءَهُ لَمْ يَجِدْهُ شَيْئًا وَجَدَ اللَّهُ عِنْدَهُ فَوْقَهُ حِسَابَهُ ط وَاللَّهُ

اُس کے پاس آیا تو اُسے کچھ نہ پایا اور اللہ کو اپنے قریب پایا تو اُس نے اس کا حساب پورا بھر دیا اور اللہ

سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۳۹ اَوْ كُذِّبَتْ فِي بَحْرِ لُجِّي يَغْشَاهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهِ

جلد حساب کر لیتا ہے یا وہ جیسے اندھیریاں کسی گنڈے کے دریا میں ۹۲ اس کے اوپر موج موج کے اوپر اور

مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهِ سَحَابٌ ط ظَلِمْتُ بَعْضَهَا فَوْقَ بَعْضٍ ط اِذَا اَخْرَجَ

موج اس کے اوپر بادل اندھیرے ہیں ایک پر ایک ۹۳ جب اپنا ہاتھ نکالے

يَدَاهُ لَمْ يَكْدِرْهَا ط وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللَّهُ لَهُ نُورًا فَمَا لَهُ مِنْ نُّورٍ ۴۰

تو سوجھائی دیتا معلوم نہ ہو ۹۴ اور جسے اللہ نور نہ دے اُس کے لیے کہیں نور نہیں ۹۵

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهُ مِنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّيْرِ صَفَتْ ط

کیا تم نے دیکھا کہ اللہ کی تسبیح کرتے ہیں جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہیں اور پرندے ۹۶ پر پھیلائے

كُلُّ قَدْعَةٍ عَلِمَ صَلَاتَهُ وَتَسْبِيْحَهُ ط وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ۴۱ وَبِاللّٰهِ

سب نے جان رکھی ہے اپنی نماز اور اپنی تسبیح اور اللہ اُن کے کاموں کو جانتا ہے اور اللہ ہی

مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ج وَ اِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ۴۲ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ

کے لیے ہے سلطنت آسمانوں اور زمین کی اور اللہ ہی کی طرف پھر جانا کیا تو نے نہ دیکھا کہ اللہ

يُرْجِيْ سَحَابًا ثُمَّ يُرْوِفُ بَيْنَهُ ثُمَّ يَجْعَلُهُ رُكَّامًا فَتَرَى الْوَدْقَ

نرم نرم چلاتا ہے بادل کو ۹۷ پھر اُنھیں آپس میں ملاتا ہے ۹۸ پھر اُنھیں تہ پر تہ کر دیتا ہے تو تُو دیکھے کہ اس کے

۹۹ یعنی پانی سمجھ کر اس کی تلاش میں چلا جب وہاں پہنچا تو پانی کا نام و نشان نہ تھا ایسے ہی کافر اپنے خیال میں نیکیاں کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے

اس کا ثواب پائے گا جب عرصت قیامت (قیامت کے میدان) میں پہنچے گا تو ثواب نہ پائے گا بلکہ عذاب عظیم میں گرفتار ہوگا اور اس وقت اس کی

حسرت اور اس کا اندوہ غم اس پیاس سے بدرجہا زیادہ ہوگا۔ ۱۰۰ اعمال کفار کی مثال ایسی ہے ۹۲ سمندروں کی گہرائی میں ۹۳ ایک اندھیرا دریا کی

گہرائی کا اس پر ایک اور اندھیرا موجوں کے تراکم (اکٹھا ہونے کا) اس پر اور اندھیرا بادلوں کی گھری ہوئی گھٹا کا ان اندھیروں کی شدت کا یہ عالم کہ جو

اس میں ہو وہ ۱۰۱ باوجودیکہ اپنا ہاتھ نہایت ہی قریب اور اپنے جسم کا جزو ہے جب وہ بھی نظر نہ آئے تو اور دوسری چیز کیا نظر آئے گی ایسا ہی حال ہے کافر

کا کہ وہ اعتقاد باطل اور قول ناحق اور عمل قبیح کی تاریکیوں میں گرفتار ہے۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ دریا کے گنڈے اور اس کی گہرائی سے کافر کے دل کو اور موجوں سے سہل و سہل و شک و حیرت کو جو کافر کے دل پر چھائے ہوئے ہیں اور بادلوں سے مہر کو جو ان کے دلوں پر ہے تشبیہ دی گئی۔ ۱۰۲ راہ یاب وہی ہوتا ہے جس کو وہ راہ دے۔ ۱۰۳ جو آسمان وزمین کے درمیان میں ہیں۔ ۱۰۴ جس سرزمین اور جن بلا دی طرف چاہے۔ ۱۰۵ اور ان کے متفرق ٹکڑوں کو یکجا کر دیتا ہے۔

يُخْرِجُ مِنْ خَلِيلِهِ ۚ وَيُنزِّلُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ جِبَالٍ فِيهَا مِنْ بَرَدٍ

بچ میں سے میٹھ نکلتا ہے اور اُتارتا ہے آسمان سے اس میں جو برف کے پہاڑ ہیں ان میں سے کچھ اولے ۹۹

فِيصِيبُ بِهِ مَنْ يَشَاءُ وَيَصْرِفُهُ عَنْ مَنْ يَشَاءُ ۗ يَكَادُ سَنَابِرُهُ

پھر ڈالتا ہے انھیں جس پر چاہے منگ اور پھیر دیتا ہے انھیں جس سے چاہے منگ قریب ہے کہ اس کی بجلی

يَذْهَبُ بِالْأَبْصَارِ ۗ يُقَلِّبُ اللَّهُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۗ إِنَّ فِي ذَلِكَ

کی چمک آنکھ لے جائے منگ اللہ بدلی کرتا ہے رات اور دن کی منگ بے شک اس میں

لَعِبْرَةً لِّأُولِي الْأَبْصَارِ ۚ وَاللَّهُ خَلَقَ كُلَّ دَابَّةٍ مِنْ مَّاءٍ ۚ فَبَيْنَهُمْ

سمجھنے کا مقام ہے نگاہ والوں کو اور اللہ نے زمین پر ہر چلنے والا پانی سے بنایا منگ تو ان میں

مَنْ يَشِي عَلَى بَطْنِهِ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَشِي عَلَى رِجْلَيْنِ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ

کوئی اپنے پیٹ پر چلتا ہے منگ اور ان میں کوئی دو پاؤں پر چلتا ہے منگ اور ان میں کوئی

يَشِي عَلَى أَرْبَعٍ ۗ يَخْلُقُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ

چار پاؤں پر چلتا ہے منگ اللہ بناتا ہے جو چاہے بے شک اللہ سب کچھ

قَدِيرٌ ۗ لَقَدْ أَنْزَلْنَا آيَاتٍ مُّبِينَاتٍ ۗ وَاللَّهُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَىٰ

کر سکتا ہے بے شک ہم نے اُتاریں صاف بیان کرنے والی آیتیں منگ اور اللہ ہدایت دیتا ہے جسے چاہے

صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۚ وَيَقُولُونَ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالرَّسُولِ وَأَطَعْنَا ۚ

سیدھی راہ دکھائے منگ اور کہتے ہیں ہم ایمان لائے اللہ اور رسول پر اور حکم مانا پھر

۹۹ اس کے معنی یا تو یہ ہیں کہ جس طرح زمین میں پتھر کے پہاڑ ہیں ایسے ہی آسمان میں برف کے پہاڑ اللہ تعالیٰ نے پیدا کئے ہیں اور یہ اس کی قدرت سے کچھ

بعید نہیں ان پہاڑوں سے اولے برساتا ہے یا یہ معنی ہیں کہ آسمان سے اولوں کے پہاڑ کے پہاڑ برساتا ہے یعنی بکثرت اولے برساتا ہے۔ (مدارک وغیرہ)

منگ اور جس کے جان و مال کو چاہتا ہے ان سے ہلاک و تباہ کرتا ہے۔ منگ اس کے جان و مال کو محفوظ رکھتا ہے۔ منگ اور روشنی کی تیزی سے آنکھوں کو بیکار

کردے۔ منگ کہ رات کے بعد دن لاتا ہے اور دن کے بعد رات۔ منگ یعنی تمام اجناس حیوان کو پانی کی جنس سے پیدا کیا اور پانی ان سب کی اصل ہے

اور یہ سب باوجود متحد الاصل ہونے کے باہم کس قدر مختلف الحال ہیں یہ خالق عالم کے علم و حکمت اور اس کے کمال قدرت کی دلیل روشن ہے۔ ۹۵ جیسے کہ

سانپ اور چھلی اور بہت سے کیڑے۔ ۹۶ جیسے کہ آدمی اور پرند۔ منگ مثل بہائم اور درندوں کے۔ منگ یعنی قرآن کریم جس میں ہدایت و احکام اور

حلال و حرام کا واضح بیان ہے۔ منگ اور سیدھی راہ جس پر چلنے سے رضائے الہی و نعمت آخرت میسر ہو دین اسلام ہے آیات کا ذکر فرمانے کے بعد یہ بتایا

جاتا ہے کہ انسان تین فرقوں میں منقسم ہو گئے ایک وہ جنہوں نے ظاہر میں تصدیق حق کی اور باطن میں تکذیب کرتے رہے۔ وہ منافق ہیں دوسرے وہ جنہوں

نے ظاہر میں بھی تصدیق کی اور باطن میں بھی مخلصین ہیں تیسرے وہ جنہوں نے ظاہر میں بھی تکذیب کی اور باطن میں بھی وہ کفار ہیں ان کا ذکر

بالترتیب فرمایا جاتا ہے۔

يَتَوَلَّى فَرِيقٌ مِّنْهُمْ مِّنْ بَعْدِ ذَلِكَ ۖ وَمَا أُولَٰئِكَ بِالْمُؤْمِنِينَ ﴿۳۷﴾ وَإِذَا

کچھ اُن میں کے اس کے بعد پھر جاتے ہیں فلا اور وہ مسلمان نہیں ملا اور جب

دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرَضُونَ ﴿۳۸﴾

بلائے جائیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف کہ رسول اُن میں فیصلہ فرمائے تو جہی ان کا ایک فریق منہ پھیر جاتا ہے

وَإِنْ يَكُنْ لَهُمُ الْحَقُّ يَأْتُوا إِلَيْهِ مُذْعِنِينَ ﴿۳۹﴾ أَفِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ

اور اگر ان کی ڈگری ہو (ان کے حق میں فیصلہ ہو) تو اس کی طرف آئیں مانتے ہوئے ملا کیا اُن کے دلوں میں بیماری ہے ملا

أَمْ أُرَاتَبُؤًا أَمْ يَخَافُونَ أَنْ يَحِيفَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَرَسُولَهُ ۗ بَلْ

یا شک رکھتے ہیں ملا یا یہ ڈرتے ہیں کہ اللہ و رسول اُن پر ظلم کریں گے ملا بلکہ

أُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ﴿۴۰﴾ إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ

وہ خود ہی ظالم ہیں مسلمانوں کی بات تو یہی ہے ملا جب اللہ اور رسول کی طرف

وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَنْ يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا ۗ وَأُولَٰئِكَ هُمُ

بلائے جائیں کہ رسول اُن میں فیصلہ فرمائے تو عرض کریں ہم نے سنا اور حکم مانا اور یہی لوگ

الْمُفْلِحُونَ ﴿۴۱﴾ وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَخْشِ اللَّهَ وَيَتَّقْهِ فَأُولَٰئِكَ

مراد کو پہنچے اور جو حکم مانے اللہ اور اس کے رسول کا اور اللہ سے ڈرے اور پرہیزگاری کرے تو یہی

هُمُ الْفَائِزُونَ ﴿۴۲﴾ وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لَئِنْ أَمَرْتَهُمْ

لوگ کامیاب ہیں اور انھوں نے ملا اللہ کی قسم کھائی اپنے حلف میں حد کی کوشش سے کہ اگر تم انھیں حکم دو گے

فَلَا يُؤَدُّوا إِلَيْكَ قَوْلًا كَذِبًا ۚ وَمَنْ يُؤَدِّكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا وَالَّذِينَ تُبَدِّلُونَ ۗ

ملا اور اپنے قول کی پابندی نہیں کرتے۔ ملا منافق ہیں کیونکہ ان کے دل ان کی زبانوں کے موافق نہیں۔ ملا کفار و منافقین بارہا تجربہ کر چکے تھے اور انہیں

کامل یقین تھا کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فیصلہ سراسر حق و عدل ہوتا ہے اس لیے ان میں جو سچا ہوتا وہ تو خواہش کرتا تھا کہ حضور اس کا فیصلہ فرمائیں اور جو

ناحق پر ہوتا وہ جانتا تھا کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سچی عدالت سے وہ اپنی ناجائز مراد نہیں پاسکتا اس لیے وہ حضور کے فیصلہ سے ڈرتا اور گھبراتا تھا۔

شان نزول: دشر نامی ایک منافق تھا ایک زمین کے معاملہ میں اس کا ایک یہودی سے جھگڑا تھا، یہودی جانتا تھا کہ اس معاملہ میں وہ سچا ہے اور اس کو یقین تھا کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حق و عدل کا فیصلہ فرماتے ہیں اس لیے اس نے خواہش کی کہ یہ مقدمہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فیصلہ (حل) کرایا جائے لیکن

منافق بھی جانتا تھا کہ وہ باطل پر ہے اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عدل و انصاف میں کسی کی رورعایت نہیں فرماتے اس لیے وہ حضور کے فیصلہ پر توراہی نہ ہوا اور کعب بن اشرف یہودی سے فیصلہ کرانے پر مصر ہوا اور حضور کی نسبت کہنے لگا کہ وہ ہم پر ظلم کریں گے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ملا کفر یا نفاق کی۔ ملا سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت میں۔ ملا ایسا تو ہے نہیں کیونکہ یہ وہ خوب جانتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فیصلہ حق سے متجاہز ہو ہی نہیں سکتا اور کوئی بددیانت آپ کی عدالت سے پر ایاحت مارنے میں کامیاب نہیں ہو سکتا اسی وجہ سے وہ آپ کے فیصلہ سے اعراض کرتے ہیں۔ ملا اور ان کو یہ طریق ادب لازم ہے کہ ملا یعنی منافقین نے۔ (مدارک)



لِيَخْرُجَنَّ ۖ قُلْ لَا تُقْسِمُوا بِطَاعَةِ مَعْرُوفَةٍ ۖ إِنَّ اللَّهَ خَيْرٌ بِمَا

تو وہ ضرور جہاد کو نکلیں گے تم فرما دو قسمیں نہ کھاؤ ۱۱۸ موافق شرع حکم برداری چاہئے اللہ جانتا ہے جو

تَعْمَلُونَ ﴿۵۲﴾ قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ ۚ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا

تم کرتے ہو ۱۱۹ تم فرماؤ حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا ۱۲۰ پھر اگر تم منہ پھیرو ۱۲۱ تو رسول کے ذمہ وہی ہے

عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَا حُمِّلْتُمْ ۖ وَإِنْ تُطِيعُوا تَهْتَدُوا ۗ وَمَا

جو اُس پر لازم کیا گیا ۱۲۲ اور تم پر وہ ہے جس کا بوجھ تم پر رکھا گیا ۱۲۳ اور اگر رسول کی فرمانبرداری کرو گے راہ پاؤ گے اور

عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ﴿۵۳﴾ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَ

رسول کے ذمہ نہیں مگر صاف پہنچا دینا ۱۲۴ اللہ نے وعدہ دیا اُن کو جو تم میں سے ایمان لائے اور

عَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لِيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ ۗ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ

اچھے کام کئے ۱۲۵ کہ ضرور انہیں زمین میں خلافت دے گا ۱۲۶ جیسی اُن سے پہلوں

قَبْلِهِمْ ۗ وَلَيُنَظَّرَنَّ لَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْأَمْوَالَ الَّتِي كَفَرْتُمْ بِهَا ۚ وَالَّذِينَ آمَنُوا

کو دی ۱۲۷ اور ضرور اُن کے لیے جہاد دے گا اُن کا وہ دین جو اُن کے لیے پسند فرمایا ہے ۱۲۸ اور ضرور اُن کے اگلے خوف کو

خَوْفِهِمْ آمِنًا ۚ يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا ۗ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ

امن سے بدل دے گا ۱۲۹ میری عبادت کریں میرا شریک کسی کو نہ ٹھہرائیں اور جو اس کے بعد ناشکری کرے

فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ﴿۵۵﴾ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَأَطِيعُوا

تو وہی لوگ بے حکم ہیں اور نماز برپا رکھو اور زکوٰۃ دو اور رسول کی

۱۱۸ کہ جھوٹی قسم گناہ ہے۔ ۱۱۹ زبانی اطاعت اور عملی مخالفت اس سے کچھ چھپا نہیں۔ ۱۲۰ سچے دل اور سچی نیت سے۔ ۱۲۱ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی

فرمانبرداری سے، تو اس میں ان کا کچھ ضرر نہیں۔ ۱۲۲ یعنی دین کی تبلیغ اور احکام الہی کا پہنچانا دینا اس کو رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اچھی طرح ادا کر دیا اور وہ

اپنے فرض سے مجاہدہ برآ ہو چکے۔ ۱۲۳ یعنی رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت و فرمانبرداری۔ ۱۲۴ چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بہت

واضح طور پر پہنچا دیا۔ ۱۲۵ شان نزول: سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وحی نازل ہونے سے دس سال تک مکہ مکرمہ میں مع اصحاب کے قیام فرمایا اور کفار کی

ایذاؤں پر جو شب و روز ہوتی رہتی تھیں صبر کیا پھر حکم الہی مدینہ طیبہ کو ہجرت فرمائی اور انصار کے منازل (گھروں) کو اپنی سکونت سے سرفراز کیا مگر قریش اس پر بھی

باز نہ آئے روزمرہ ان کی طرف سے جنگ کے اعلان ہوتے اور طرح طرح کی دھمکیاں دی جاتیں، اصحاب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر وقت خطرے میں

رہتے اور ہتھیار ساتھ رکھتے ایک روز ایک صحابی نے فرمایا: کبھی ایسا بھی زمانہ آئے گا کہ ہمیں امن میسر ہو اور ہتھیاروں کے بارے سے ہم سبکدوش ہوں، اس پر یہ آیت

نازل ہوئی ۱۲۱ اور بجائے کفار کے تمہاری فرمانروائی ہوگی۔ حدیث شریف میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس جس چیز پر شب و روز

گزرے ہیں ان سب پر دین اسلام داخل ہوگا۔ ۱۲۲ حضرت داؤد و سلیمان وغیرہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اور جیسی کہ جبارہ مصر و شام کو ہلاک کر کے بنی

اسرائیل کو خلافت دی اور ان ممالک پر ان کو مسلط کیا۔ ۱۲۳ یعنی دین اسلام کو تمام ادیان پر غالب فرمائے گا۔ ۱۲۴ چنانچہ یہ وعدہ پورا ہوا اور سر زمین عرب سے

الرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿۵۶﴾ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مُعْجِزِينَ

فرمانبرداری کرو اس اُمید پر کہ تم پر رحم ہو ہرگز کافروں کو خیال نہ کرنا کہ وہ کہیں ہمارے قابو سے نکل جائیں

فِي الْأَرْضِ وَمَاؤُهُمُ النَّارُ ۖ وَلَيْسَ الْمَصِيرُ ﴿۵۷﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ

زمین میں اور ان کا ٹھکانا آگ ہے اور ضرور کیا ہی بُرا انجام اے ایمان

أَمْؤَالِيستأذِنُكُمُ الَّذِينَ مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ وَالَّذِينَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ

والو چاہیے کہ تم سے اذن لیں تمہارے ہاتھ کے مال غلام و نساء اور وہ جو تم میں ابھی جوانی کو نہ پہنچے ﴿۵۸﴾

مِنْكُمْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ۖ مِنْ قَبْلِ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَحِينَ تَضَعُونَ ثِيَابَكُمْ

تین وقت ۱۳۲ نماز صبح سے پہلے ۱۳۳ اور جب تم اپنے کپڑے اتار رکھتے ہو

مِّنَ الظُّهْرِ وَرَمْتُمْ ثِيَابَكُمْ ۖ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ لَّيْسَ

دوپہر کو ۱۳۴ اور نماز عشاء کے بعد ۱۳۵ یہ تین وقت تمہاری شرم کے ہیں ۱۳۶ ان

عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌ بَعْدَهُنَّ ۖ طَوَّفُوكُمْ عَلَيْكُمْ أَعْيُنُكُمْ

تین کے بعد کچھ گناہ نہیں تم پر نہ ان پر ﴿۵۹﴾ آمدورفت رکھتے ہیں تمہارے یہاں ایک دوسرے

کفار مٹادینے گئے مسلمانوں کا تسلط ہوا مشرق و مغرب کے ممالک اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے فتح فرمائے اکاسرہ کے ممالک و خزان ان کے قبضہ میں آئے دنیا پر

ان کا رعب چھا گیا۔ فائدہ: اس آیت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے بعد ہونے والے خلفاء راشدین کی خلافت کی دلیل ہے کیونکہ ان

کے زمانہ میں فتوحات عظیم ہوئیں اور کسریٰ وغیرہ مملوک کے خزانے (بادشاہوں کے خزانے) مسلمانوں کے قبضہ میں آئے اور امن و تمکین اور دین کو غلبہ حاصل

ہوا۔ ترمذی و ابوداؤد کی حدیث میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: خلافت میرے بعد تین سال ہے پھر ملک ہوگا۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت دو برس تین ماہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت دس سال چھ ماہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کی خلافت بارہ سال اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت چار سال نو ماہ اور حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت چھ ماہ ہوئی۔ (غازن)

﴿۵۹﴾ اور باندیاں: شان نزول: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک انصاری غلام مُدْرَج بن عمرو

کو دوپہر کے وقت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بلائے کے لیے بھیجا وہ غلام ویسے ہی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان میں چلا گیا جب کہ حضرت عمر

رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے تکلف اپنے دولت سرائے میں تشریف رکھتے تھے غلام کے اچانک چلے آنے سے آپ کے دل میں خیال ہوا کہ کاش غلاموں کو اجازت لے

کر مکانوں میں داخل ہونے کا حکم ہوتا اس پر یہ آئیہ کریمہ نازل ہوئی۔ ﴿۶۰﴾ بلکہ ابھی قریب بلوغ ہیں۔ سن بلوغ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

نزدیک لڑکے کے لیے اٹھارہ سال اور لڑکی کے لیے سترہ سال اور عامہ علماء کے نزدیک لڑکے اور لڑکی دونوں کے لیے پندرہ سال ہے۔ (تفسیر احمدی) ﴿۶۱﴾ یعنی ان

تینوں وقتوں میں اجازت حاصل کریں جن کا بیان اسی آیت میں فرمایا جاتا ہے۔ ﴿۶۲﴾ کہ وہ وقت ہے خواب گاہوں سے اٹھنے اور شب خوابی کا لباس اتار کر

بیداری کے کپڑے پہننے کا۔ ﴿۶۳﴾ قبولہ کرنے کے لیے اور تہ بند باندھ لیتے ہو۔ ﴿۶۴﴾ کہ وہ وقت ہے بیداری کا لباس اتارنے اور خواب کا لباس پہننے کا۔

﴿۶۵﴾ کہ ان اوقات میں خلوت و تنہائی ہوتی ہے بدن چھپانے کا بہت اہتمام نہیں ہوتا ممکن ہے کہ بدن کا کوئی حصہ کھل جائے جس کے ظاہر ہونے سے شرم آتی ہے

لہذا ان اوقات میں غلام اور بچے بھی بے اجازت داخل نہ ہوں اور ان کے علاوہ جوان لوگ تمام اوقات میں اجازت حاصل کریں کسی وقت بھی بے اجازت داخل

نہ ہوں۔ (غازن وغیرہ) ﴿۶۶﴾ مسئلہ: یعنی ان تین وقتوں کے سوا باقی اوقات میں غلام اور بچے بے اجازت داخل ہو سکتے ہیں کیونکہ وہ۔

بَعْضٌ ط كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ الْآيَاتِ ط وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿۵۸﴾ وَإِذَا

کے پاس ۱۳۵۸ اللہ یونہی بیان کرتا ہے تمہارے لیے آیتیں اور اللہ علم و حکمت والا ہے اور جب

بَدَخَ إِلَّا طِفْلاً مِنْكُمْ الْحَلْمَ فَلْيَسْتَأْذِنُوا كَمَا اسْتَأْذَنَ الَّذِينَ مِنْ

تم میں لڑکے ۱۳۹۹ جوانی کو پہنچ جائیں تو وہ بھی اذن مانگیں ۱۳۵۸ جیسے ان کے اگلوں ۱۳۱۸ نے اذن

قَبْلِهِمْ ط كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ ط وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿۵۹﴾ وَ

مانگا اللہ یونہی بیان فرماتا ہے تم سے اپنی آیتیں اور اللہ علم و حکمت والا ہے اور

الْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ الَّتِي لَا يَرْجُونَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ

بوڑھی خانہ نشین عورتیں ۱۳۲۰ جنہیں نکاح کی آرزو نہیں ان پر کچھ گناہ نہیں

أَنْ يَضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجَاتٍ بِزِينَةٍ ط وَأَنْ يَسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ

کہ اپنے بالائی کپڑے اتار رکھیں جب کہ سنگار نہ چکائیں ۱۳۳۳ اور اس سے بچنا ۱۳۲۵ ان کے لیے اور

لَهُنَّ ط وَاللَّهُ سَبِيْعٌ عَلِيمٌ ﴿۶۰﴾ لَيْسَ عَلَى الْاَعْمَى حَرْجٌ وَلَا عَلَى

بہتر ہے اور اللہ سُنتا جانتا ہے نہ اندھے پر تنگی ۱۳۵۵ اور نہ

الْاَعْرَجِ حَرْجٌ وَلَا عَلَى الْمَرِيضِ حَرْجٌ وَلَا عَلَى اَنْفُسِكُمْ اَنْ تَاْكُلُوْا

لنگڑے پر مضائقہ اور نہ بیمار پر روک اور نہ تم میں کسی پر کہ کھاؤ اپنی

مِنْ بِيُوْتِكُمْ اَوْ بِيُوْتِ اٰبَائِكُمْ اَوْ بِيُوْتِ اُمَّهَاتِكُمْ اَوْ بِيُوْتِ اِخْوَانِكُمْ

اولاد کے گھر ۱۳۶۸ یا اپنے باپ کے گھر یا اپنی ماں کے گھر یا اپنے بھائیوں کے یہاں

۱۳۷۸ کام و خدمت کے لیے تو ان پر ہر وقت استیذان (اجازت لینے) کا لازم ہونا سبب حرج ہوگا اور شرع میں خرچ مدفوع (دور کیا گیا) ہے۔ (مدارک)

۱۳۶۹ یعنی آزاد۔ ۱۳۷۰ تمام اوقات میں ۱۳۱۸ ان سے بڑے مردوں۔ ۱۳۲۲ جن کا سن زیادہ ہو چکا اور اولاد ہونے کی عمر نہ رہی اور پیرانہ سالی (بڑھاپے) کے

باعث ۱۳۳۳ اور بال سینہ پنڈلی وغیرہ نہ کھولیں۔ ۱۳۴۴ بالائی کپڑوں کو پہننے رہنا۔ ۱۳۵۵ شان نزول: سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ صحابہ

کرام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کو جاتے تو اپنے مکانوں کی چابیاں ناپینا اور پیاروں اور پاجوں کو دے جاتے جو ان اعداء کے باعث جہاد میں نہ

جاسکتے اور انہیں اجازت دیتے کہ ان کے مکانوں سے کھانے کی چیزیں لے کر کھائیں مگر وہ لوگ اس کو گوارا نہ کرتے بایں خیال کہ شاید یہ ان کو دل سے پسند نہ ہو

اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور انہیں اس کی اجازت دی گئی اور ایک قول یہ ہے کہ اندھے پانچ اور بیمار لوگ تندرستوں کے ساتھ کھانے سے بچتے کہ کہیں کسی کو نفرت

نہ ہو اس آیت میں انہیں اجازت دی گئی اور ایک قول یہ ہے کہ جب اندھے ناپینا پانچ کسی مسلمان کے پاس جاتے اور اس کے پاس ان کے کھلانے کے لیے کچھ نہ

ہوتا تو وہ انہیں کسی رشتہ دار کے یہاں کھلانے کے لیے لے جاتا یہ بات ان لوگوں کو گوارا نہ ہوتی اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور انہیں بتایا گیا کہ اس میں کوئی حرج

نہیں ہے۔ ۱۳۶۸ کہ اولاد کا گھر اپنا ہی گھر ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے۔ اسی طرح

شوہر کے لیے بیوی کا اور بیوی کے لیے شوہر کا گھر بھی اپنا ہی گھر ہے۔



أُوبِيُوتِ أَخَوَاتِكُمْ أَوْ بِيُوتِ أَعْمَامِكُمْ أَوْ بِيُوتِ عَمَّتِكُمْ أَوْ بِيُوتِ

یا اپنی بہنوں کے گھر یا اپنے چچاؤں کے یہاں یا اپنی پھوپھیوں کے گھر یا اپنے ماموؤں

أَخَوَالِكُمْ أَوْ بِيُوتِ خَلَاتِكُمْ أَوْ مَا مَلَكَتُمْ مَفَاتِحَهُ أَوْ صَدِيقِكُمْ ط

کے یہاں یا اپنی خالائوں کے گھر یا جہاں کی کھجیاں تمہارے قبضہ میں ہیں ۱۲۷ یا اپنے دوست کے یہاں ۱۲۸

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَأْكُلُوا جَمِيعًا وَأَشْتَاتًا ط فَإِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوتًا

تم پر کوئی الزام نہیں کہ مل کر کھاؤ یا الگ الگ ۱۲۹ پھر جب کسی گھر میں جاؤ

فَسَلِّبُوا عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللَّهِ مُبْرَكَةً ط طَيِّبَةً ط كَذَلِكَ

تو اپنوں کو سلام کرو ۱۳۰ ملتے وقت کی اچھی دعا اللہ کے پاس سے مبارک پاکیزہ اللہ یونہی

يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ع ۶۱ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ

بیان فرماتا ہے تم سے آیتیں کہ تمہیں سمجھ ہو ایمان والے تو وہی ہیں جو اللہ

أَمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِذَا كَانُوا مَعَهُ عَلَىٰ أَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوا حَتَّىٰ

اور اس کے رسول پر یقین لائے اور جب رسول کے پاس کسی ایسے کام میں حاضر ہوئے ہوں جس کے لیے جمع کئے گئے ہوں ۱۳۱ تو نہ جائیں جب تک

يَسْتَأْذِنُوهُ ط إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَأْذِنُونَكَ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ

اُن سے اجازت نہ لے لیں وہ جو تم سے اجازت مانگتے ہیں وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول

وَرَسُولِهِ ج فَإِذَا اسْتَأْذَنُوكَ لِبَعْضِ شَأْنِهِمْ فَأَذَنْ لِمَنْ شِئْتَ

پر ایمان لاتے ہیں ۱۳۲ پھر جب وہ تم سے اجازت مانگیں اپنے کسی کام کے لیے تو ان میں جسے تم چاہو اجازت

۱۳۳ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ اس سے مراد آدمی کا وکیل اور اس کا کارپرداز ہے۔ ۱۳۴ معنی یہ ہیں کہ ان سب لوگوں کے گھر کھانا جائز

ہے خواہ وہ موجود ہوں یا نہ ہوں جبکہ معلوم ہو کہ وہ اس سے راضی ہیں سلف (پہلے کے لوگوں) کا تو یہ حال تھا کہ آدمی اپنے دوست کے گھر اس کی غیبت (غیر

موجودگی) میں پہنچتا تو اس کی باندی سے اس کا کینہہ (رقم رکھنے کا تھیلا) طلب کرتا اور چاہتا اس میں سے لے لیتا جب وہ دوست گھر آتا اور باندی اس کو خبر دیتی تو

اس خوشی میں وہ باندی کو آزاد کر دیتا۔ مگر اس زمانہ میں یہ فیاضی کہاں لہذا بے اجازت کھانا نہ چاہئے۔ (مدارک و جلالین) ۱۳۵ اشان نزول: قبیلہ بنی لیث بن عمرو

کے لوگ تنہا بغیر مہمان کے کھانا نہ کھاتے تھے کبھی کبھی مہمان نہ ملتا تو صبح سے شام تک کھانا لیے بیٹھے رہتے ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔ ۱۳۶ مسئلہ: جب

آدمی اپنے گھر میں داخل ہو تو اپنے اہل کو سلام کرے اور ان لوگوں کو جو مکان میں ہوں بشرطیکہ ان کے دین میں خلل نہ ہو۔ (خازن) مسئلہ: اگر خالی مکان میں

داخل ہو جہاں کوئی نہیں ہے تو کہے: "السَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَىٰ عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ، السَّلَامُ عَلَىٰ أَهْلِ

الْبَيْتِ وَرَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى وَبَرَكَاتُهُ"۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ مکان سے یہاں مسجدیں مراد ہیں۔ نخی نے کہا کہ جب مسجد میں

کوئی نہ ہو تو کہے: "السَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" (شفا عشریف) ملا علی قاری نے شرح شفا میں لکھا کہ خالی مکان میں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم پر سلام عرض کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اہل اسلام کے گھر وہیں روح اقدس جلوہ فرما ہوتی ہے۔ ۱۳۷ جیسے کہ جہاد اور تدبیر جنگ اور جمعہ و عید اور مشورہ

مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللَّهُ ۱۷ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۲۲ لَا تَجْعَلُوا

دے دو اور اُن کے لیے اللہ سے معافی مانگو ۱۷ بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے رسول کے

دُعَاءِ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ۱۸ قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الَّذِينَ

پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرا لو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے ۱۸ بے شک اللہ جانتا ہے جو

يَتَسَلَّلُونَ مِنْكُمْ لِوَاذًا ۱۹ فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ

تم میں چپکے نکل جاتے ہیں کسی چیز کی آڑ لے کر ۱۹ تو ڈریں وہ جو رسول کے حکم کے خلاف کرتے ہیں کہ

تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۲۰ أَلَا إِنَّ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَوَاتِ

نہیں کوئی فتنہ پہنچے ۲۰ یا اُن پر درد ناک عذاب پڑے ۲۰ سن لو بے شک اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں

وَ الْأَرْضِ ۲۱ قَدْ يَعْلَمُ مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ ۲۲ وَيَوْمَ يُرْجَعُونَ إِلَيْهِ

اور زمین میں ہے بے شک وہ جانتا ہے جس حال پر تم ہو ۲۲ اور اس دن کو جس میں اس کی طرف پھیرے جائیں گے ۲۲

فَيَنْبِئُهُمْ بِمَا عَمِلُوا ۲۳ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۲۴

تو وہ انہیں بتا دے گا جو کچھ انہوں نے کیا اور اللہ سب کچھ جانتا ہے ۲۳

﴿ ایتھا ۱۷ ﴾ ﴿ سُوْرَةُ الْفُرْقَانِ مَكِّيَّةٌ ۲۲ ﴾ ﴿ رُكُوْعَاتُهَا ۶ ﴾

سورہ فرقان مکیہ ہے، اس میں ستر آیتیں اور چھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا دل

اور ہر اجتماع جو اللہ کے لیے ہو۔ ۱۷ ان کا اجازت چاہنا نشان فرمانبرداری اور دلیل صحت ایمان ہے۔ ۱۸ اس سے معلوم ہوا کہ افضل یہی ہے کہ حاضر ہیں اور اجازت طلب نہ کریں۔ مسئلہ: اماموں اور دینی پیشواؤں کی مجلس سے بھی بے اجازت نہ جانا چاہئے۔ (مدارک) ۱۹ کیونکہ جس کو رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پکاریں اس پر اجابت و تعمیل واجب ہو جاتی ہے اور ادب سے حاضر ہونا لازم ہوتا ہے اور قریب حاضر ہونے کے لیے اجازت طلب کرے اور اجازت سے ہی واپس ہو اور ایک معنی مفسرین نے یہ بھی بیان فرماتے ہیں کہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ندا کرے تو ادب و تکریم اور توقیر و تعظیم کے ساتھ، آپ کے مُعَظَّمِ الْقَاب سے، نرم آواز کے ساتھ، مُتَوَاضِعَانِہ و مُتَسَرِّحَانِہ لہجہ میں ”یَا نَبِیَّ اللّٰہِ، یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ“ کہہ کر۔ ۲۰ شان نزول: منافقین پر روز جمعہ مسجد میں ٹھہر کر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خطبے کا سننا گراں ہوتا تھا تو وہ چپکے چپکے آہستہ آہستہ صحابہ کی آڑ لے کر سرکتے سرکتے مسجد سے نکل جاتے تھے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ۲۱ دنیا میں تکلیف یا قتل یا زلزلے یا اور ہولناک حوادث یا ظالم بادشاہ کا مسلط ہونا یا دل کا سخت ہو کر معرفت الہی سے محروم رہنا۔ ۲۲ آخرت میں۔ ۲۳ ایمان پر یا نفاق پر۔ ۲۴ جزا کے لیے اور وہ دن روز قیامت ہے۔ ۲۵ اس سے کچھ چھپائیں۔ ۲۶ سورہ فرقان مکیہ ہے اس میں چھ رکوع اور ستر آیتیں اور آٹھ سو بانوے کلمے اور تین ہزار سات سو تین حرف ہیں۔

تَبْرَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَى عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا ۱

بڑی برکت والا ہے وہ کہ جس نے اُتارا قرآن اپنے بندہ پر فط جو سارے جہان کو ڈر سنانے والا ہو فط

الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَوَلَمْ يَكُنْ

وہ جس کے لیے ہے آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اور اُس نے نہ اختیار فرمایا بچہ فط اور اس کی

لَهُ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدْ رَاهُ تَقْدِيرًا ۲

سلطنت میں کوئی ساجھی (شریک) نہیں فط اُس نے ہر چیز پیدا کر کے ٹھیک اندازہ پر رکھی

وَاتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ آلِهَةً لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ وَلَا

اور لوگوں نے اس کے سوا اور خدا ٹھہرا لیے فط کہ وہ کچھ نہیں بناتے اور خود پیدا کئے گئے ہیں اور

يَمْلِكُونَ لِأَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا وَلَا يَمْلِكُونَ مَوْتًا وَلَا حَيَاةً

خود اپنی جانوں کے برے بھلے کے مالک نہیں اور نہ مرنے کا اختیار نہ جینے کا

وَلَا نُشُورًا ۳ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنَّ هَذَا إِلَّا إِفْكٌ افْتَرَاهُ

نہ اُٹھنے کا اور کافر بولے فط یہ تو نہیں مگر ایک بہتان جو انھوں نے بنا لیا ہے فط

وَاعَانَهُ عَلَيْهِ قَوْمٌ آخَرُونَ فَقَدْ جَاءُوا ظُلْمًا وَزُورًا ۴ وَقَالُوا

اور اس پر اور لوگوں نے فط انھیں مدد دی ہے بے شک وہ فط ظلم اور جھوٹ پر آئے اور بولے فط

أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُسَلَّ عَلَيْهِ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ۵ قُلْ

انگلوں کی کہانیاں ہیں جو انھوں نے فط لکھ لی ہیں تو وہ ان پر صبح و شام پڑھی جاتی ہیں تم فرماؤ

فط یعنی سیدنا نبیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر۔ فط اس میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عموم رسالت کا بیان ہے کہ آپ تمام خلق کی

طرف رسول بنا کر بھیجے گئے جن ہوں یا بشر یا فرشتے یا دیگر مخلوقات سب آپ کے امتی ہیں کیونکہ ”عالم“ ماسوی اللہ کو کہتے ہیں اس میں یہ سب داخل ہیں ملائکہ کو

اس سے خارج کرنا جیسا کہ جلالین میں شیخ مَحَلِّی سے اور کبیر میں امام رازی سے اور شُعْب الایمان میں بیہقی سے صادر ہوا ہے دلیل ہے اور دعویٰ اجماع

غیر ثابت چنانچہ امام سبکی و بازری و ابن خرم و سیوطی نے اس کا تعاقب کیا اور خود امام رازی کو تسلیم ہے کہ عالم ماسوی اللہ کہتے ہیں پس وہ تمام خلق کو شامل ہے ملائکہ

کو اس سے خارج کرنے پر کوئی دلیل نہیں علاوہ برس مسلم شریف کی حدیث میں ہے: ”أُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً“ یعنی میں تمام خلق کی طرف رسول بنا کر بھیجا

گیا۔ علامہ علی قاری نے مرقات میں اس کی شرح میں فرمایا: یعنی تمام موجودات کی طرف جن ہوں یا انسان یا فرشتے یا حیوانات یا جمادات۔ اس مسئلہ کی کامل تفتیح

و تحقیق شرح و بسط کے ساتھ امام قسطلانی کی مواہب لدنیہ میں ہے۔ فط اس میں یہود و نصاریٰ کا رَدّ ہے جو حضرت عزیر و مسیح علیہما الصلوٰۃ والسلام کو خدا کا بیٹا

کہتے ہیں۔ معاذ اللہ فط اس میں بت پرستوں کا رَدّ ہے جو بتوں کو خدا کا شریک ٹھہراتے ہیں۔ فط یعنی بت پرستوں نے بتوں کو خدا ٹھہرایا جو ایسے عاجز و بے

قدرت ہیں فط یعنی نصر بن حارث اور اس کے ساتھی قرآن کریم کی نسبت کہ فط یعنی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے۔ فط اور لوگوں سے نصر بن

حارث کی مراد یہودی تھے اور عدا اس و یبار وغیرہ اہل کتاب۔ فط نصر بن حارث وغیرہ شریکین جو یہ یہودہ بات کہنے والے تھے۔ فط وہی مشرکین قرآن کریم



أَنْزَلَهُ الَّذِي يَعْلَمُ السِّرَّ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ إِنَّهُ كَانَ غَفُورًا

اُسے تو اُس نے اُتارا ہے جو آسمانوں اور زمین کی ہر چھپی بات جانتا ہے ۱۳ بے شک وہ بخشنے والا

رَّحِيمًا ۖ وَقَالُوا مَالِ هَذَا الرَّسُولِ يَأْكُلُ الطَّعَامَ وَيَسْئَلُ فِي

مہربان ہے ۱۴ اور بولے ۱۵ اس رسول کو کیا ہوا کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں

الْأَسْوَاقِ ۖ لَوْلَا أَنْزَلَ إِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُونُ مَعَهُ نَذِيرًا ۚ أَوْ يُلْقَى

چلتا ہے ۱۶ کیوں نہ اُتارا گیا ان کے ساتھ کوئی فرشتہ کہ اُن کے ساتھ ڈر سنا دے یا غیب سے

إِلَيْهِ كَنْزٌ أَوْ تَكُونُ لَهُ جَنَّةٌ يَأْكُلُ مِنْهَا ۗ وَقَالَ الظَّالِمُونَ إِنْ

انہیں کوئی خزانہ مل جاتا یا ان کا کوئی باغ ہوتا جس میں سے کھاتے ۱۷ اور ظالم بولے ۱۸ تم

تَتَّبِعُونَ إِلَّا رَجُلًا مَّسْحُورًا ۚ أَنْظِرْ كَيْفَ ضَرَبُوا لَكَ الْأَمْثَالَ

تو پیروی نہیں کرتے مگر ایک ایسے مرد کی جس پر جادو ہوا ۱۹ اے محبوب دیکھو کیسی کہادتیں تمہارے لیے بنا رہے ہیں

فَصَلُّوا فَلَا يَسْتَطِيعُونَ سَبِيلًا ۚ تَبْرَكَ الَّذِي لِنُفْسٍ أَنْ يَنْزِلَ

تو گمراہ ہوئے کہ اب کوئی راہ نہیں پاتے بڑی برکت والا ہے وہ کہ اگر چاہے تو تمہارے لیے

خَيْرًا مِّنْ ذَلِكَ جَنَّتِ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۗ وَيَجْعَلُ لَكَ

بہت بہتر اس سے کہ دے ۲۰ جنتیں جن کے نیچے نہریں بہیں اور کردے تمہارے لیے اونچے اونچے

قُصُورًا ۚ بَلْ كَذَّبُوا بِالسَّاعَةِ ۚ وَأَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ

محل بلکہ یہ تو قیامت کو جھٹلاتے ہیں اور جو قیامت کو جھٹلائے ہم نے اُس کے لیے تیار کر رکھی ہے بھڑکتی ہوئی

سَعِيرًا ۚ إِذَا رَأَوْهُم مِّنْ مَّكَانٍ بَعِيدٍ سَبِعُوا لَهَا تَغِيظًا وَزَفِيرًا ۚ

آگ جب وہ انہیں دُور جگہ سے دیکھے گی ۲۱ تو سنیں گے اس کا جوش مارنا اور چنگھاڑنا

کی نسبت کہ یہ رستم و اسفندیار وغیرہ کے قصوں کی طرح ۲۲ یعنی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے۔ ۲۳ یعنی قرآن کریم علوم نبوی پر مشتمل ہے۔ یہ دلیل

صریح ہے اس کی کہ وہ حضرت علام الغیوب کی طرف سے ہے۔ ۲۴ اسی لیے کفار کو مہلت دیتا ہے اور عذاب میں جلدی نہیں فرماتا۔ ۲۵ کفار قریش ۲۶ اس سے ان کی مراد یہ تھی کہ آپ نبی ہوتے تو نہ کھاتے نہ بازاروں میں چلتے اور یہ بھی نہ ہوتا تو۔ ۲۷ اور ان کی تصدیق کرتا اور ان کی نبوت کی شہادت دیتا۔

۲۸ مالداروں کی طرح۔ ۲۹ مسلمانوں سے ۳۰ اور معاذ اللہ اس کی عقل بجا نہ رہی۔ ایسی طرح طرح کی بیہودہ باتیں انہوں نے کہیں۔ ۳۱ یعنی جلد آپ کو اس خزانے اور باغ سے بہتر عطا فرماوے جو یہ کافر کہتے ہیں۔ ۳۲ ایک برس کی راہ سے یا سو برس کی راہ سے، دونوں قول ہیں اور آگ کا دیکھنا کچھ بعید نہیں اللہ تعالیٰ چاہے تو اس کو حیات و عقل اور رویت عطا فرمائے اور بعض مفسرین نے کہا کہ مراد ملائکہ جہنم کا دیکھنا ہے۔

وَإِذَا الْقَوْمُ مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مَقْرَنِينَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُورًا ۱۳ ط

اور جب اس کی کسی تنگ جگہ میں ڈالے جائیں گے ۲۳ زنجیروں میں جکڑے ہوئے ۲۴

لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُورًا وَاحِدًا وَادْعُوا ثُبُورًا كَثِيرًا ۱۴ قُلْ أَذِلَّكَ

تو وہاں موت مانگیں گے ۲۵ فرمایا جائے گا آج ایک موت نہ مانگو اور بہت سی موتیں مانگو ۲۶ تم فرماؤ کیا یہ ۲۷

خَيْرٌ أَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِي وَعَدَ الْمُتَّقُونَ ط كَانَتْ لَهُمْ جَزَاءً

بھلا یا وہ بیٹھگی کے باغ جس کا وعدہ ڈر والوں کو ہے وہ ان کا صلہ

وَمَصِيرًا ۱۵ لَهُمْ فِيهَا مَا يَشَاءُونَ خُلْدٍ يَنْ ط كَانَ عَلَىٰ رَبِّكَ وَعْدًا

اور انجام ہے ان کے لیے وہاں من مانی مرادیں ہیں جن میں ہمیشہ رہیں گے تمہارے رب کے ذمہ وعدہ ہے

مَسْئُولًا ۱۶ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَيَقُولُ

مانگا ہوا ۲۸ اور جس دن اکٹھا کرے گا انھیں ۲۹ اور جن کو اللہ کے سوا پوجتے ہیں ۳۰ پھر ان معبودوں سے فرمائے گا

ءَأَنْتُمْ أَصَلَلْتُمْ عِبَادِي هَؤُلَاءِ أَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِيلَ ط قَالُوا

کیا تم نے گمراہ کر دیئے یہ میرے بندے یا یہ خود ہی راہ بھولے ۳۱ وہ عرض کریں گے

سُبْحٰنَكَ مَا كَانَ يُنْبَغِي لَنَا أَنْ نَتَّخِذَ مِنْ دُونِكَ مِنْ أَوْلِيَاءَ وَ

پاکی ہے تجھ کو ۳۲ ہمیں سزاوار (حق) نہ تھا کہ تیرے سوا کسی اور کو مولیٰ بنائیں ۳۳

لَكِنْ مَتَّبَعْتَهُمْ وَإِبَاءَهُمْ حَتَّىٰ نَسُوا الذِّكْرَ وَكَانُوا قَوْمًا بُورًا ۱۸

لیکن تو نے انھیں اور ان کے باپ داداؤں کو برتنے دیا ۳۴ یہاں تک کہ وہ تیری یاد بھول گئے اور یہ لوگ تھے ہی ہلاک ہونے والے ۳۵

۳۶ جو نہایت کرب و بے چینی پیدا کرنے والی ہو۔ ۳۷ اس طرح کہ ان کے ہاتھ گردنوں سے ملا کر باندھ دیئے گئے ہوں یا اس طرح کہ ہر ہر کافر اپنے اپنے

شیطان کے ساتھ زنجیروں میں جکڑا ہوا ہو۔ ۳۸ اور ”وَالْبُورِ اِهْ وَابْنُورِ اِه“ کا شور مچائیں گے بایں معنی کہ ہائے اے موت آجا۔ حدیث شریف میں ہے کہ پہلے

جس شخص کو آتش لباس پہنایا جائے گا وہ اٹیس ہے اور اس کی ڈزبیت اس کے پیچھے ہوگی اور یہ سب موت موت پکارتے ہوں گے ان سے ۳۹ کیونکہ تم طرح

طرح کے عذابوں میں مبتلا کئے جاؤ گے۔ ۴۰ عذاب اور آہواں جہنم جس کا ذکر کیا گیا۔ ۴۱ یعنی مانگنے کے لائق یا وہ جو مومنین نے دنیا میں یہ عرض کر کے

ماکا: ”رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً“ یا یہ عرض کر کے ”رَبَّنَا وَآتِنَا مَا وَعَدْتَنَا عَلَىٰ رُسُلِكَ“ ۴۲ یعنی ان کے

باطل معبودوں کو خواہ ذوی العقول ہوں یا غیر ذوی العقول۔ کبھی نے کہا کہ ان معبودوں سے بت مراد ہیں انہیں اللہ تعالیٰ گویائی دے گا۔ ۴۳ اللہ تعالیٰ حقیقت

حال کا جاننے والا ہے اس سے کچھ بھی مخفی نہیں یہ سوال مشرکین کو ذلیل کرنے کے لیے ہے کہ ان کے معبود انہیں جھٹلائیں تو ان کی حسرت و ذلت اور زیادہ ہو۔

۴۴ اس سے کہ کوئی تیرا شریک ہو۔ ۴۵ تو ہم دوسرے کو کیا تیرے غیر کے معبود بنانے کا حکم دے سکتے تھے ہم تیرے بندے ہیں۔ ۴۶ اور انہیں اموال و اولاد

و طول عمر و صحت و سلامت عنایت کی۔ ۴۷ شقی بعد ازیں کفار سے فرمایا جائے گا۔

فَقَدْ كَذَّبُوكُمْ بِمَا تَقُولُونَ لَمَا تَسْتَطِيعُونَ صَرْفًا وَلَا نَصْرًا ۚ وَمَنْ

تو اب معبودوں نے تمہاری بات جھٹلا دی تو اب تم نہ عذاب پھیر سکو نہ اپنی مدد کر سکو اور تم میں

يُظَلِّمُ مِنْكُمْ نَذِقُهُ عَذَابًا كَبِيرًا ﴿۱۹﴾ وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ

جو ظالم ہے ہم اُسے بڑا عذاب چکھائیں گے اور ہم نے تم سے پہلے جتنے

الرُّسُلَيْنِ إِلَّا أَنَّهُمْ لِيَأْكُلُوا الطَّعَامَ وَيَشْرَبُوا فِي الْأَسْوَاقِ ۖ وَ

رسول بھیجے سب ایسے ہی تھے کھانا کھاتے اور بازاروں میں چلتے چلتے اور

جَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً ۖ أَتَصْبِرُونَ ۚ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيرًا ﴿۲۰﴾

ہم نے تم میں ایک کو دوسرے کی جانچ کیا ہے ۲۰ اور اے لوگو! کیا تم صبر کرو گے ۲۱ اور اے محبوب تمہارا رب دیکھتا ہے ۲۲

۲۱ یہ کفار کے اس طعن کا جواب ہے جو انہوں نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کیا تھا کہ وہ بازاروں میں چلتے ہیں کھانا کھاتے ہیں، یہاں بتایا گیا کہ یہ

امور منافی نبوت نہیں بلکہ یہ تمام انبیاء کی عادتِ مُسْتَحْرَہ تھی لہذا یہ طعن محض جہل و عناد ہے۔ ۲۲ شانِ نزول: شرفاء جب اسلام لانے کا قصد کرتے تھے تو غرباء کو

دیکھ کر یہ خیال کرتے کہ یہ ہم سے پہلے اسلام لائے ان کو ہم پر ایک فضیلت رہے گی بایں خیال وہ اسلام سے باز رہتے اور شرفاء کے لیے غرباء آزمائش بن جاتے

اور ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت ابو جہل و ولید بن عُقبہ اور عاص بن وائل سہمی اور نضر بن حارث کے حق میں نازل ہوئی ان لوگوں نے حضرت ابو ذر و ابن مسعود و عمار

ابن یاسر و بلال و صہیب و عامر بن فہیرہ کو دیکھا کہ پہلے سے اسلام لائے ہیں تو غرور سے کہا کہ ہم بھی اسلام لے آئیں تو انہیں جیسے ہو جائیں گے تو ہم میں اور ان

میں فرق کیا رہ جائے گا اور ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت فقراء مسلمین کی آزمائش میں نازل ہوئی جن کا کفار قریش استہزاء کرتے تھے اور کہتے تھے کہ سید عالم محمد مصطفیٰ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اتباع کرنے والے یہ لوگ ہیں جو ہمارے غلام اور ارذل (ذلیل و حقیر) ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی اور ان مؤمنین سے فرمایا۔

(غازن) ۲۳ اس فقر و شدت پر اور کفار کی اس بدگوئی پر۔ ۲۴ اس کو جو صبر کرے اور اس کو جو بے صبری کرے۔



وَقَالَ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا لَوْلَا أُنزِلَ عَلَيْنَا الْمَلِكَةُ أَوْ نَرَىٰ

اور بولے وہ لوگ جو ہمارے ملنے کی امید نہیں رکھتے ہم پر فرشتے کیوں نہ اُتارے وک یا ہم اپنے رب کو

رَبَّنَا لَقَدْ اسْتَكْبَرُوا فِي أَنفُسِهِمْ وَعَتَوْعْتُوا كَبِيرًا ٢١) يَوْمَ يَرَوْنَ

دیکھتے وک بے شک اپنے جی میں بہت ہی اونچی کھینچی اور بڑی سرکشی پر آئے وک جس دن فرشتوں کو دیکھیں

الْمَلِكَةَ لَا بُشْرَىٰ يَوْمَئِذٍ لِلْجُرْمِئِينَ وَيَقُولُونَ حَجْرًا مَّحْجُورًا ٢٢)

گے وک وہ دن مجرموں کی کوئی خوشی کا نہ ہوگا وک اور کہیں گے الہی ہم میں ان میں کوئی آڑ کر دے رکی ہوئی وک

وَقَدِمْنَا إِلَىٰ مَا عَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَاهُ هَبَاءً مَّنْثُورًا ٢٣) أَصْحَابُ

اور جو کچھ انھوں نے کام کئے تھے وک ہم نے قصد فرما کر انھیں باریک باریک غبار کے بھرے ہوئے ذرے کر دیا کہ روزن کی دھوپ میں نظر آتے ہیں وک

الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُّسْتَقَرًّا وَأَحْسَنُ مَقِيلًا ٢٤) وَيَوْمَ تَشْقُقُ السَّمَاوَاتُ

جنت والوں کا اُس دن اچھا ٹھکانا وک اور حساب کے دوپہر کے بعد اچھی آرام کی جگہ اور جس دن پھٹ جائے گا آسمان

بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلِكَةُ تَنْزِيلًا ٢٥) الْمَلِكُ يَوْمَئِذٍ الْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ ط

بادلوں سے اور فرشتے اُتارے جائیں گے پوری طرح وک اس دن سچی بادشاہی رحمن کی ہے

وَكَانَ يَوْمًا عَلَى الْكَافِرِينَ عَسِيرًا ٢٦) وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلَى يَدَيْهِ

اور وہ دن کافروں پر سخت ہے وک اور جس دن ظالم اپنے ہاتھ چبا چبا لے گا وک

وَنُزِّلَ الْكُفْرُ فِي حَشْرٍ وَبُعْثَ فِيهِ لِقَاءُ رَسُوْلٍ بِنَاكِرٍ ٢٧) وَيَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلَائِكَةَ يُنَادُوا بِرَبِّهِمْ

وہ خود ہمیں خبر دے دیتا کہ سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں۔ وک اور ان کا تکبر انتہا کو پہنچ گیا اور سرکشی حد سے گزر گئی کہ معجزات کا

مشاہدہ کرنے کے بعد ملائکہ کے اپنے اوپر اترنے اور اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کا سوال کیا۔ وک یعنی موت کے دن یا قیامت کے دن وک روز قیامت فرشتے مومنین کو

بشارت سنائیں گے اور کفار سے کہیں گے تمہارے لیے کوئی خوشخبری نہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ فرشتے کہیں گے کہ مومن کے سوا کسی

کے لیے جنت میں داخل ہونا حلال نہیں اس لیے وہ دن کفار کے واسطے نہایت حسرت و اندوہ اور رنج و غم کا دن ہوگا۔ وک اس کلمے سے وہ ملائکہ سے پناہ چاہیں

گے وک حالت کفر میں مثل صلہ رحمی و مہمانداری و یتیم نوازی وغیرہ کے وک نہ ہاتھ سے چھوئے جائیں نہ ان کا سایہ ہو مراد یہ ہے کہ وہ اعمال باطل کر دیئے گئے

ان کا کچھ شرمہ اور کوئی فائدہ نہیں کیونکہ اعمال کی مقبولیت کے لیے ایمان شرط ہے اور وہ انہیں میسر نہ تھا اس کے بعد اہل جنت کی فضیلت ارشاد ہوتی ہے۔ وک اور

ان کی فرار گاہ ان مغرور متکبر مشرکوں سے بلند و بالا بہتر و اعلیٰ وک حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: آسمان دُنیا پھٹے گا اور وہاں کے رہنے والے

(فرشتے) اتریں گے اور وہ تمام اہل زمین سے زیادہ ہیں جن و انس سب سے۔ پھر دوسرا آسمان پھٹے گا وہاں کے رہنے والے اتریں گے وہ آسمان دُنیا کے رہنے

والوں سے اور جن و انس سب سے زیادہ ہیں۔ اسی طرح آسمان پھٹتے جائیں گے اور ہر آسمان والوں کی تعداد اپنے ماتحتوں سے زیادہ ہے یہاں تک کہ ساتواں

آسمان پھٹے گا پھر کربوبی اتریں گے پھر حاملین عرش اور یہ روز قیامت ہوگا۔ وک اور اللہ کے فضل سے مسلمانوں پر سہل۔ حدیث شریف میں ہے کہ قیامت کا دن

مسلمانوں پر آسان کیا جائے گا یہاں تک کہ وہ ان کے لیے ایک فرض نماز سے لگا ہوگا جو دُنیا میں پڑھی تھی۔ وک حسرت و ندامت سے۔ یہ حال اگرچہ کفار کے

لیے عام ہے مگر عقبہ بن ابی معیط سے اس کا خاص تعلق ہے۔ شان نزول: عقبہ بن ابی معیط ابی بن خلف کا گہرا دوست تھا، حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

يَقُولُ لِيَأْتِنِي أَخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ سَبِيلًا ﴿٢٧﴾ يُوَيْلِي لِيَأْتِنِي لَمْ

کہ ہائے کسی طرح سے میں نے رسول کے ساتھ راہ لی ہوتی ہے ۲۷ وائے خرابی میری ہائے کسی طرح میں نے

أَتَّخِذُ فُلَانًا خَلِيلًا ﴿٢٨﴾ لَقَدْ أَضَلَّنِي عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ إِذْ جَاءَنِي ۖ وَ

فلانے کو دوست نہ بنایا ہوتا بے شک اس نے مجھے بہکا دیا میرے پاس آئی ہوئی نصیحت سے ۲۸ اور

كَانَ الشَّيْطَانُ لِلْإِنْسَانِ خَذُولًا ﴿٢٩﴾ وَقَالَ الرَّسُولُ يَا رَبِّ إِنَّ قَوْمِي

شیطان آدمی کو بے مدد چھوڑ دیتا ہے ۲۹ اور رسول نے عرض کی کہ اے میرے رب میری قوم نے

أَتَّخَذُوا هَذَا الْقُرْآنَ مَهْجُورًا ﴿٣٠﴾ وَكَذَلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ

اس قرآن کو چھوڑنے کے قابل ٹھہرا لیا ۳۰ اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے لیے دشمن بنا دیئے تھے

الْمُجْرِمِينَ ۖ وَكَفَىٰ بِرَبِّكَ هَادِيًا وَنَصِيرًا ﴿٣١﴾ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا

مجرم لوگ ۳۱ اور تمہارا رب کافی ہے ہدایت کرنے اور مدد دینے کو اور کافر بولے

لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً ۖ كَذَلِكَ لِنُثَبِّتَ بِهِ

قرآن اُن پر ایک ساتھ کیوں نہ اتار دیا ۳۲ ہم نے یونہی بتدریج اُسے اتارا ہے کہ اس سے تمہارا دل

فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنَاهُ تَرْتِيلًا ﴿٣٢﴾ وَلَا يَأْتُونَكَ بِمَثَلٍ إِلَّا جِئْنَاكَ بِالْحَقِّ وَ

مضبوط کریں ۳۲ اور ہم نے اُسے ٹھہر ٹھہر کر پڑھا دیا اور وہ کوئی کہاوت تمہارے پاس نہ لائیں گے وگرنہ ہم حق اور

کے فرمانے سے اس نے ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ“ کی شہادت دی اور اس کے بعد ابی بن خلف کے زور ڈالنے سے پھر مرتد ہو گیا اور سید عالم صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کو مقتول ہونے کی خبر دی۔ چنانچہ بدر میں مارا گیا یہ آیت اس کے حق میں نازل ہوئی کہ روز قیامت اس کو انتہا درجہ کی حسرت و ندامت ہوگی

اس حسرت میں وہ اپنے ہاتھ چاب چاب لے گا۔ ۳۳ جنت و نجات کی اور ان کا اتباع کیا ہوتا اور ان کی ہدایت قبول کی ہوتی ہے یعنی قرآن و ایمان سے ۳۴

اور بلا وعذاب نازل ہونے کے وقت اس سے علیحدگی کرتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ابوداؤد ترمذی میں ایک حدیث مروی ہے کہ سید عالم صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے۔ تو دیکھنا چاہئے کس کو دوست بنانا ہے اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے

کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم نشینی نہ کرو مگر ایماندار کے ساتھ اور کھانا نہ کھلاؤ مگر پرہیزگار کو۔ مسئلہ: بے دین اور بد مذہب کی دوستی اور اس کے

ساتھ صحبت و اختلاط اور اُلفت و احترام ممنوع ہے۔ ۳۵ کسی نے اس کو سخت کہا، کسی نے شعر اور وہ لوگ ایمان لانے سے محروم رہے، اس پر اللہ تعالیٰ نے حضور کو تسلی

دی اور آپ سے مدد کا وعدہ فرمایا جیسا کہ آگے ارشاد ہوتا ہے۔ ۳۶ یعنی انبیاء کے ساتھ بد نصیبوں کا یہی معمول رہا ہے۔ ۳۷ جیسے کہ توریت و انجیل و زبور میں

سے ہر ایک کتاب ایک ساتھ آئی تھی۔ کفار کا یہ اعتراض بالکل فضول اور مہمل ہے کیونکہ قرآن کریم کا معجزہ وہم و حنج بہ ہونا ہر حال میں یکساں ہے، چاہے یکبارگی نازل

ہو یا بتدریج بلکہ بتدریج نازل فرمانے میں اس کے اعجاز کا اور بھی کامل اظہار ہے کہ جب ایک آیت نازل ہوئی اور تحدی کی گئی اور خلق کا اس کے مثل بنانے سے عاجز ہونا

ظاہر ہوا پھر دوسری اتری اسی طرح اس کا اعجاز ظاہر ہوا اس طرح برابر آیت آیت ہو کر قرآن پاک نازل ہوتا رہا اور ہر آدمی اس کی بے مثالی اور خلق کی عاجزی کی ظاہر ہوتی

رہی۔ غرض کفار کا اعتراض محض لغو بے معنی ہے، آیت میں اللہ تعالیٰ بتدریج نازل فرمانے کی حکمت ظاہر فرماتا ہے۔ ۳۸ اور پیام کا سلسلہ جاری رہنے سے آپ کے

قلب مبارک کو تسکین ہوتی رہے اور کفار کو ہر ہر موقع پر جواب ملتے رہیں۔ علاوہ بریں یہ بھی فائدہ ہے کہ اس کا حفظ آسان ہو۔ ۳۹ بزرگان جبریل تھوڑا

أَحْسَنَ تَفْسِيرًا ۝٣٣ أَلَّذِينَ يُحْشَرُونَ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ إِلَىٰ جَهَنَّمَ لَا

اس سے بہتر بیان لے آئیں گے وہ جو جہنم کی طرف ہانکے جائیں گے اپنے منہ کے بل

أُولَٰئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَأَضَلُّ سَبِيلًا ۝٣٤ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَىٰ الْكِتَابَ وَ

ان کا ٹھکانا سب سے برا اور وہ سب سے گمراہ اور بے شک ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا فرمائی اور

جَعَلْنَا مَعَهُ أَخَاهُ هَارُونَ وَزِيرًا ۝٣٥ فَقُلْنَا أَذْهَبَا إِلَى الْقَوْمِ الَّذِينَ

اس کے بھائی ہارون کو وزیر کیا تو ہم نے فرمایا تم دونوں جاؤ اس قوم کی طرف جس نے

كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَذَمَّرْنَاهُمْ تَدْمِيرًا ۝٣٦ وَقَوْمَ نُوحٍ لَّمَّا كَذَّبُوا

ہماری آیتیں جھٹلائیں پھر ہم نے انھیں تباہ کر کے ہلاک کر دیا اور نوح کی قوم کو تباہ جب انھوں نے رسولوں کو

الرُّسُلَ أَغْرَقْنَاهُمْ وَجَعَلْنَاهُمْ لِلنَّاسِ آيَةً ۝٣٧ وَأَعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ عَذَابًا

جھٹلایا ہم نے ان کو ڈبو دیا اور انھیں لوگوں کے لیے نشانی کر دیا اور ہم نے ظالموں کے لیے دردناک عذاب تیار

أَلِيمًا ۝٣٨ وَعَادًا وَثَمُودًا وَأَصْحَابَ الرَّسِّ وَقُرُونًا بَيْنَ ذَلِكَ كَثِيرًا ۝٣٩

کر رکھا ہے اور عاد اور ثمود اور کونوئیں والوں کو تباہ اور ان کے بیچ میں بہت سی سکتیں اور

وَكُلًّا ضَرَبْنَاهُ الْأَمْثَالَ ۝٤٠ وَكُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيرًا ۝٤١ وَلَقَدْ آتَيْنَا عَلِيَّ

اور ہم نے سب سے مثالیں بیان فرمائیں منے اور سب کو تباہ کر کے مٹا دیا اور ضرور یہ وکے ہو آئے ہیں اس

تھوڑا بیس یا تیس برس کی مدت میں، یا یہ معنی ہیں کہ ہم نے آیت کے بعد آیت بتدریج نازل فرمائی اور بعض نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں قرأت میں ترتیل کرنے

یعنی ٹھہر ٹھہر کر یہ طمینان پڑھنے اور قرآن شریف کو اچھی طرح ادا کرنے کا حکم فرمایا جیسا کہ دوسری آیت میں ارشاد ہوا "وَرَتَّلِ الْقُرْآنَ طَوِيلًا"۔ یعنی مشرکین

آپ کے دین کے خلاف یا آپ کی نبوت میں قدح (عیب جوئی) کرنے والا کوئی سوال پیش نہ کر سکیں گے۔ ۴۲ حدیث شریف میں ہے کہ آدمی روز قیامت تین

طریقے پراٹھائے جائیں گے: ایک گروہ سوار یوں پر، ایک گروہ پیادہ پا اور ایک جماعت منہ کے بل گھسٹی۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! وہ

منہ کے بل کیسے چلیں گے؟ فرمایا: جس نے پاؤں پر چلایا ہے وہی منہ کے بل چلائے گا۔ ۴۳ یعنی قوم فرعون کی طرف۔ چنانچہ وہ دونوں حضرات ان کی طرف گئے

اور انہیں خدا کا خوف دلایا اور اپنی رسالت کی تبلیغ کی لیکن ان بدبختوں نے ان حضرات کو جھٹلایا۔ ۴۴ بھی ہلاک کر دیا۔ ۴۵ یعنی حضرت نوح اور حضرت ادریس کو

اور حضرت شیث کو یا یہ بات ہے کہ ایک رسول کی تکذیب تمام رسولوں کی تکذیب ہے تو جب انہوں نے حضرت نوح کو جھٹلایا تو سب رسولوں کو جھٹلایا۔ ۴۶ کہ بعد

والوں کے لیے عبرت ہوں۔ ۴۷ اور عاد حضرت ہود علیہ السلام کی قوم اور ثمود حضرت صالح علیہ السلام کی قوم ان دونوں قوموں کو بھی ہلاک کیا۔ ۴۸ یہ حضرت

شعیب علیہ السلام کی قوم تھی جو بت پرستی کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف حضرت شعیب علیہ السلام کو بھیجا۔ آپ نے انہیں اسلام کی دعوت دی انہوں نے

سرکشی کی، حضرت شعیب علیہ السلام کی تکذیب کی اور آپ کو ایذا دی۔ ان لوگوں کے مکان کونوئیں کے گرد تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ہلاک کیا اور یہ تمام قوم مع اپنے

مکانوں کے اس کونوئیں کے ساتھ زمین میں دھنس گئی۔ اس کے علاوہ اور اقوال بھی ہیں۔ ۴۹ یعنی قوم عاد و ثمود اور کونوئیں والوں کے درمیان میں بہت سی آیتیں

ہیں جن کو انبیاء کی تکذیب کرنے کے سبب سے اللہ تعالیٰ نے ہلاک کیا۔ منے اور چچتیں قائم کیں اور ان میں سے کسی کو بغیر انذار ہلاک نہ کیا۔ ۵۰ یعنی کفار و مکذبین

تجارتوں میں شام کے سفر کرتے ہوئے بار بار۔



الْقُرْيَةِ الَّتِي أُمِطَتْ مَطَرُ السَّوَاءِ ط أَلَمْ يَكُونُوا يَرَوْنَهَا بَلْ كَانُوا

بستی پر جس پر برا برساؤ برسا تھا اے دیکھتے نہ تھے بلکہ انہیں جی

لَا يَرْجُونَ نُشُورًا ۴۰ وَإِذَا سَأَلَكَ وَانْ يَتَّخِذُونَكَ إِلَّا هُزُؤًا ط أَهَذَا

اٹھنے کی امید تھی ہی نہیں تھی اور جب تمہیں دیکھتے ہیں تو تمہیں نہیں ٹھہراتے مگر ٹھٹھا (مناق) کے کیا یہ ہیں

الَّذِي بَعَثَ اللَّهُ رَسُولًا ۴۱ إِنْ كَادَ لِيُضِلَّنَا عَنْ الْهَيْتِنَا لَوْلَا أَنْ صَبَرْنَا

جن کو اللہ نے رسول بنا کر بھیجا قریب تھا کہ یہ ہمیں ہمارے خداؤں سے بہکا دیں اگر ہم ان پر صبر نہ

عَلَيْهَا ط وَسَوْفَ يَعْلَمُونَ حِينْ يَرُونَ الْعَذَابَ مَنْ أَضَلَّ سَبِيلًا ۴۲

کرتے تھے اور اب جانا چاہتے ہیں جس دن عذاب دیکھیں گے کہ کون گمراہ تھا

أَرْءَيْتَ مَنْ اتَّخَذَ إِلَهَهُ هَوَاهُ ط أَفَأَنْتَ تَكُونُ عَلَيْهِ وَكَيْلًا ۴۳ أَمْ

کیا تم نے اُسے دیکھا جس نے اپنے جی کی خواہش کو اپنا خدا بنا لیا اے تو کیا تم اس کی تمہانی کا ذمہ لو گے یا

تَحْسَبُ أَنَّ أَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُونَ أَوْ يَعْقِلُونَ ط إِنْ هُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَامِ

یہ سمجھتے ہو کہ ان میں بہت کچھ سنتے یا سمجھتے ہیں وہ تو نہیں مگر جیسے چوپائے

بَلْ هُمْ أَضَلُّ سَبِيلًا ۴۴ أَلَمْ تَرَ إِلَى رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ ج وَلَوْ شَاءَ

بلکہ اُن سے بھی بدتر گمراہ تھے اے محبوب کیا تم نے اپنے رب کو نہ دیکھا کہ کیسا پھیلا یا سایہ اور اگر چاہتا

تھا اس بستی سے مراد سدوم ہے جو قوم لوط کی پانچ بستیوں میں سب سے بڑی بستی تھی، ان بستیوں میں ایک سب سے چھوٹی بستی کے لوگ تو اس خبیث بدکاری کے

عامل نہ تھے جس میں باقی چار بستیوں کے لوگ مبتلا تھے۔ اسی لیے انہوں نے نجات پائی اور وہ چار بستیاں اپنی بدعملی کے باعث آسمان سے پتھر برسا کر ہلاک کر دی گئیں۔

۴۱ کے عبرت پکڑتے اور ایمان لاتے۔ ۴۲ کے یعنی مرنے کے بعد زندہ کئے جانے کے قائل نہ تھے کہ انہیں آخرت کے ثواب و عذاب کی پرواہ ہوتی۔ ۴۳ اور کہتے ہیں۔

۴۴ اس سے معلوم ہوا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت اور آپ کے اظہارِ معجزات نے کفار پر اتنا اثر کیا تھا اور دین حق کو اس قدر واضح کر دیا تھا کہ خود کفار کو اقرار

ہے کہ اگر وہ اپنی ہٹ پر جتنے نہ رہتے تو قریب تھا کہ بت پرستی چھوڑ دیں اور دین اسلام اختیار کریں یعنی دین اسلام کی حقانیت ان پر خوب واضح ہو چکی تھی اور شکوک و

شبهات مٹا ڈالے گئے تھے لیکن وہ اپنی ہٹ اور ضد کی وجہ سے محروم رہے۔ ۴۵ کے یہ اس کا جواب ہے کہ کفار نے یہ کہا تھا کہ قریب ہے کہ یہ ہمیں

ہمارے خداؤں سے بہکا دیں یہاں بتایا گیا کہ جبکہ ہوئے تم خود ہو اور آخرت میں یہ تم کو خود معلوم ہو جائے گا اور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف بہکانے

کی نسبت محض بے جا ہے۔ ۴۶ اور اپنی خواہش نفس کو پوجنے لگا، اسی کا مطیع ہو گیا، وہ ہدایت کس طرح قبول کرے گا۔ مروی ہے کہ زمانہ جاہلیت کے لوگ ایک پتھر

کو پوجتے تھے اور جب کہیں انہیں کوئی دوسرا پتھر اس سے اچھا نظر آتا تو پہلے کو پھینک دیتے اور دوسرے کو پوجنے لگتے۔ ۴۷ کے خواہش پرستی سے روک دو ۴۸ یعنی

وہ اپنے شہادتِ عناد سے نہ آپ کی بات سنتے ہیں نہ دلائل و براہین کو سمجھتے ہیں بہرے اور ناتجربے بنے ہوئے ہیں۔ ۴۹ کیونکہ چوپائے بھی اپنے رب کی تسبیح کرتے ہیں اور

جو انہیں کھانے کو دے اس کے مطیع رہتے ہیں اور احسان کرنے والے کو پہچانتے ہیں اور تکلیف دینے والے سے گھبراتے ہیں، نافع کی طلب کرتے ہیں مضر سے بچتے ہیں

چراگاہوں کی راہیں جانتے ہیں یہ کفار ان سے بھی بدتر ہیں کہ نہ رب کی اطاعت کرتے ہیں نہ اس کے احسان کو پہچانتے ہیں نہ شیطان جیسے دشمن کی ضرر رسانی کو سمجھتے ہیں

نہ ثواب جنسی عظیم المُنْفَعَتِمْ چیز کے طالب ہیں نہ عذاب جیسے سخت مضر مہلکہ سے بچتے ہیں۔ ۴۵ کے اس کی صنعت و قدرت کیسی عجیب ہے۔ ۴۶ ص ۴۷ ص ۴۸ ص ۴۹

لَجَعَلَهُ سَاكِنًا ۚ ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَيْهِ دَلِيلًا ﴿۳۵﴾ ثُمَّ قَبَضْنَاهُ إِلَيْنَا

تو اُسے ٹھہرایا ہوا کر دیتا ۳۵ پھر ہم نے سورج کو اس پر دلیل کیا پھر ہم نے آہستہ آہستہ اُسے اپنی

قَبْضًا يَسِيرًا ﴿۳۶﴾ وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ الَّيْلَ لِبَاسًا وَالنُّومَ سُبَاتًا ۚ وَ

طرف سمیٹا ۳۶ اور وہی ہے جس نے رات کو تمہارے لیے پردہ کیا اور نیند کو آرام اور

جَعَلَ النَّهَارَ نُشُورًا ﴿۳۷﴾ وَهُوَ الَّذِي أَرْسَلَ الرِّيحَ بُشْرًا ابْنَيْنِ يَدَيَّ

دن بنایا اٹھنے کے لیے ۳۷ اور وہی ہے جس نے ہوائیں بھیجیں اپنی رحمت کے آگے

رَاحَتِهِ ۚ وَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً طَهُورًا ﴿۳۸﴾ لِنُحْيِيَ بِهِ بَلْدَةً مَّيْتًا ۚ وَ

مژدہ سنانی ہوئی ۳۸ اور ہم نے آسمان سے پانی اتارا پاک کرنے والا تاکہ ہم اس سے زندہ کریں کسی مُردہ شہر کو ۳۹ اور

نُسْقِيهِ مَاءً خَلْقًا أَنْعَمًا وَأَنْبِيَاءَ كَثِيرًا ﴿۳۹﴾ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيهِم مِّنْ

اُسے پلانیں اپنے بنائے ہوئے بہت سے چوپائے اور آدمیوں کو اور بے شک ہم نے اُن میں پانی کے پھیرے

لِيَذْكُرُوا ۚ فَأَبَى أَكْثَرُ النَّاسِ إِلَّا كُفُورًا ﴿۴۰﴾ وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِي كُلِّ

رکھے ۴۰ کہ وہ بیان کریں ۴۱ تو بہت لوگوں نے نہ مانا مگر ناشکری کرنا اور ہم چاہتے تو ہر بستی میں

قَرْيَةٍ نَّذِيرًا ﴿۴۱﴾ فَلَا تَطِعِ الْكٰفِرِينَ وَجَاهِدْهُمْ بِهِ جِهَادًا كَبِيرًا ﴿۴۲﴾

ایک ڈر سنانے والا بھیجتے ۴۲ تو کافروں کا کہا نہ مان اور اس قرآن سے اُن پر جہاد کر بڑا جہاد

وَهُوَ الَّذِي مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هَذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَهَذَا مِلْحٌ أُجَاجٌ ۚ وَ

اور وہی ہے جس نے ملے ہوئے رواں کئے دو سمندر یہ میٹھا ہے نہایت شیریں اور یہ کھاری ہے نہایت تلخ اور

جَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَحِجْرًا مَّحْجُورًا ﴿۴۳﴾ وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ

ان کے بیچ میں پردہ رکھا اور روکی ہوئی آڑ ۴۳ اور وہی ہے جس نے پانی سے ۴۴ بنایا

کے طلوع کے بعد سے آفتاب کے طلوع تک کہ اس وقت تمام زمین میں سایہ ہی سایہ ہوتا ہے نہ دھوپ ہے نہ اندھیرا ہے۔ ۴۵ کہ آفتاب کے طلوع سے بھی زائل

نہ ہوتا۔ ۴۶ کہ طلوع کے بعد آفتاب جتنا اونچا ہوتا گیا سایہ مٹتا گیا۔ ۴۷ کہ اس میں روزی تلاش کرو اور کاموں میں مشغول ہو۔ حضرت لقمان نے اپنے فرزند

سے فرمایا: جیسے سوتے ہو پھر اٹھتے ہو ایسے ہی مرو گے اور موت کے بعد پھر اٹھو گے۔ ۴۸ یہاں رحمت سے مراد بارش ہے ۴۹ جہاں کی زمین خشکی سے بے جان

ہوگئی ۵۰ کہ کبھی کسی شہر میں بارش ہو کبھی کسی میں کبھی کہیں زیادہ ہو کبھی کہیں۔ مختلف طور پر حسب اقتضائے حکمت۔ ایک حدیث میں ہے کہ آسمان سے روز و شب

کی تمام ساعتوں میں بارش ہوتی رہتی ہے اللہ تعالیٰ اسے جس خطہ کی جانب چاہتا ہے پھیرتا ہے اور جس زمین کو چاہتا ہے سیراب کرتا ہے۔ ۵۱ اور اللہ تعالیٰ کی

قدرت و نعمت میں غور کریں ۵۲ اور آپ پر سے انذار (ڈرانے) کا بارگم کر دیتے لیکن ہم نے تمام بستیوں کے انذار کا بار آپ ہی پر رکھا تاکہ آپ تمام جہان کے

رسول ہو کر کل رسولوں کی فضیلتوں کے جامع ہوں اور نبوت آپ پر ختم ہو کہ آپ کے بعد پھر کوئی نبی نہ ہو ۵۳ کہ نہ میٹھا کھاری ہو، نہ کھاری میٹھا، نہ کوئی کسی کے

بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَصِهْرًا ٥٤ وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيرًا ٥٥ وَيَعْبُدُونَ مِنْ

آدی پھر اس کے رشتے اور سسرال مقرر کی ۵۴ اور تمہارا رب قدرت والا ہے ۵۵ اور اللہ کے سوا ایسوں

دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُهُمْ وَلَا يَضُرُّهُمْ ٥٦ وَكَانَ الْكَافِرُ عَلَىٰ رَبِّهِ ظَهِيرًا ٥٧

کو پوجتے ہیں ۵۶ جو ان کا بھلا برا کچھ نہ کریں اور کافر اپنے رب کے مقابل شیطان کو مدد دیتا ہے ۵۷

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا مُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ٥٨ قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ

اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر خوشی اور فتنے ڈر سنانا تم فرماؤ میں اس فتنے پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا

إِلَّا مَنْ شَاءَ أَنْ يَتَّخِذَ إِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيلًا ٥٩ وَتَوَكَّلْ عَلَىٰ الْحَيِّ الَّذِي

مگر جو چاہے کہ اپنے رب کی طرف راہ لے ۵۹ اور بھروسہ کرو اس زندہ پر جو

لَا يَمُوتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهِ ٦٠ وَكَفَىٰ بِهِ بَذُنُوبٍ عِبَادَةٍ خَيْرًا ٦١

کبھی نہ مرے گا اور اسے سراہتے ہوئے اس کی پاکی بولو ۶۰ اور وہی کافی ہے اپنے بندوں کے گناہوں پر خبردار ۶۱

الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ

جس نے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے چھ دن میں بنائے ۶۱ پھر

اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ الرَّحْمَنُ فَسَلِّ بِهٖ خَيْرًا ٦٢ وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ

عرش پر استواء فرمایا جیسا اس کی شان کے لائق ہے ۶۲ وہ بڑی مہر (رحمت) والا تو کسی جاننے والے سے اس کی تعریف پوچھو ۶۲ اور جب ان سے کہا جائے ۶۲

اسْجُدُوا لِلرَّحْمَنِ قَالُوا وَمَا الرَّحْمَنُ أَنَسْجُدُ لِمَا تَأْمُرُنَا وَزَادَهُمْ

رحمن کو سجدہ کرو کہتے ہیں رحمن کیا ہے کیا ہم سجدہ کر لیں جسے تم کہو ۶۳ اور اس حکم نے انہیں اور بدکنا

ذائقہ کو بدل سکے جیسے کہ درجہ درجہ شور میں میلوں تک چلا جاتا ہے اور اس کے ذائقے میں کوئی تغیر نہیں آتا، عجب شان الہی ہے۔ ۶۳ یعنی نطفہ سے ۶۳ کہ

نسل چلے ۶۳ کہ اس نے ایک نطفہ سے دو قسم کے انسان پیدا کئے مذکر اور مؤنث پھر بھی کافروں کا یہ حال ہے کہ اس پر ایمان نہیں لاتے۔ ۶۳ یعنی بتوں کو

۶۳ کیونکہ بت پرستی کرنا شیطان کو مدد دینا ہے ۶۳ ایمان و طاعت پر جنت کی فتنے کفر و محصیت پر عذاب جہنم کا فتنہ تبلیغ و ارشاد۔ ۶۳ اور اس کا قرب

اور اس کی رضا حاصل کرے، مراد یہ ہے کہ ایمانداروں کا ایمان لانا اور ان کا طاعت الہی میں مشغول ہونا ہی میرا اجر ہے کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ مجھے اس پر جزا عطا فرمائے

گا اس لیے کہ صلحاء امت کے ایمان اور ان کی نیکیوں کے ثواب انہیں بھی ملتے ہیں اور ان کے انبیاء کو جن کی ہدایت سے وہ اس رتبہ پر پہنچے۔ ۶۳ اسی پر بھروسہ کرنا

چاہئے کیونکہ مرنے والے پر بھروسہ کرنا عاقل کی شان نہیں۔ ۶۳ اس کی تسبیح و تمجید کرو اس کی طاعت اور شکر بجالاؤ۔ ۶۳ نہ اس سے کسی کا گناہ چھپے نہ کوئی اس کی

گرفت سے اپنے کو بچا سکے۔ ۶۳ یعنی اتنی مقدار میں کیونکہ لیل و نہار اور آفتاب تو تھے ہی نہیں اور اتنی مقدار میں پیدا کرنا اپنی مخلوق کو آہستگی اور اطمینان کی تعلیم کے

لیے ہے ورنہ وہ ایک لمحہ میں سب کچھ پیدا کر دینے پر قادر ہے۔ ۶۳ سلف کا مذہب یہ ہے کہ استواء اور اس کے امثال جو وارد ہوئے ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں اور اس

کی کیفیت کے درپے نہیں ہوتے اس کو اللہ جانے۔ بعض مفسرین استواء کو بلندی اور برتری کے معنی میں لیتے ہیں اور بعض استیلاء (غلبہ) کے معنی میں لیکن قول اول

بسی اسلم و اتقوی ہے۔ ۶۳ اس میں انسان کو خطاب ہے کہ حضرت رحمن کی صفات مرد عارف سے دریافت کرے۔ ۶۳ یعنی جب سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم



نُفُورًا ٦٠ تَبْرَكَ الَّذِي جَعَلَ فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا وَجَعَلَ فِيهَا سِرَاجًا

بڑھایا اللہ بڑی برکت والا ہے وہ جس نے آسمان میں بُرج بنائے اللہ اور ان میں چراغ رکھا اللہ اور

قَمَرًا مُنِيرًا ٦١ وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنۢ أَرَادَ

چمکتا چاند اور وہی ہے جس نے رات اور دن کی بدلی رکھی اللہ اس کے لیے

أَنْ يَذَّكَّرَ أَوْ أَرَادَ شُكُورًا ٦٢ وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِينَ يَسْتُونَ عَلَىٰ

جو دھیان کرنا چاہے یا شکر کا ارادہ کرے اور رحمن کے وہ بندے کہ زمین پر

الْأَرْضِ هُونَآ وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا ٦٣ وَالَّذِينَ

آہستہ چلتے ہیں اللہ اور جب جاہل ان سے بات کرتے ہیں اللہ تو کہتے ہیں بس سلام اللہ اور وہ جو

يَبْتَئُونَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَقِيَامًا ٦٤ وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا اصْرِفْ

رات کاٹتے ہیں اپنے رب کے لیے سجدے اور قیام میں اللہ اور وہ جو عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب ہم سے

عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ٦٥ إِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ٦٥ إِنَّهَا سَاءَتْ مُسْتَقَرًّا

پھیر دے جہنم کا عذاب بے شک اس کا عذاب گلے کا غل (پھندا) ہے وہ بے شک وہ بہت ہی بری ٹھہرنے کی

مشرکین سے فرمائیں کہ اللہ اس سے ان کا مقصد یہ ہے کہ رحمن کو جانتے نہیں اور یہ باطل ہے جو انہوں نے براہ عباد کہا کیونکہ لغت عرب جاننے والا خوب جانتا

ہے کہ رحمن کے معنی نہایت رحم والا ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ ہی کی صفت ہے۔ اللہ یعنی سجدہ کا حکم ان کے لیے اور زیادہ ایمان سے دوری کا باعث ہوا۔ اللہ حضرت

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ بروج سے کواکب سب سے سیارہ کے منازل مراد ہیں، جن کی تعداد بارہ ہے: حمل، ثور، جوزا، سرطان، اسد، سنبلہ، میزان،

عقرب، قوس، جدی، دلو، حوت۔ اللہ چراغ سے یہاں آفتاب مراد ہے۔ اللہ کہ ان میں ایک کے بعد دوسرا آتا ہے اور اس کا قائم مقام ہوتا ہے کہ جس کا عمل

رات یا دن میں سے کسی ایک میں قضاء ہو جائے تو دوسرے میں ادا کرے ایسا ہی فرمایا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اور رات اور دن کا ایک دوسرے کے بعد

آنا اور قائم مقام ہونا اللہ تعالیٰ کی قدرت و حکمت کی دلیل ہے۔ اللہ اطمینان و وقار کے ساتھ متواضعانہ شان سے نہ کہ متکبرانہ طریقہ پر جوتے کھکھکتاتے پاؤں زور سے

مارتے اترتے کہ یہ متکبرین کی شان ہے اور شرع نے اس کو منع فرمایا۔ اللہ اور کوئی ناگوار کلمہ یا بیہودہ یا خلاف ادب و تہذیب بات کہتے ہیں۔ اللہ یہ سلام

متارکت ہے یعنی جاہلوں کے ساتھ مجادلہ کرنے سے اعراض کرتے ہیں یا یہ معنی ہیں کہ ایسی بات کہتے ہیں جو درست ہو اور اس میں ایذا اور گناہ سے سالم رہیں۔ حسن

بصری نے فرمایا کہ یہ تو ان بندوں کے دن کا حال ہے اور ان کی رات کا بیان آگے آتا ہے۔ مراد یہ ہے کہ ان کی مجلسی زندگی اور خلق کے ساتھ معاملہ ایسا پاکیزہ ہے اور

ان کی خلوت کی زندگی اور حق کے ساتھ رابطہ یہ ہے جو آگے بیان فرمایا جاتا ہے۔ اللہ یعنی نماز اور عبادت میں شب بیداری کرتے ہیں اور رات اپنے رب کی

عبادت میں گزارتے ہیں اور اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے کرم سے تھوڑی عبادت والوں کو بھی شب بیداری کا ثواب عطا فرماتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ

عنہما نے فرمایا کہ جس کسی نے بعد عشاء دو رکعت یا زیادہ نفل پڑھے وہ شب بیداری کرنے والوں میں داخل ہے۔ مسلم شریف میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سے مروی ہے جس نے عشاء کی نماز باجماعت ادا کی اس نے نصف شب کے قیام کا ثواب پایا اور جس نے فجر بھی باجماعت ادا کی وہ تمام شب کے عبادت کرنے

والے کی مثل ہے۔ اللہ یعنی لازم جدانہ ہونے والا اس آیت میں ان بندوں کی شب بیداری اور عبادت کا ذکر فرمانے کے بعد ان کی اس دعا کا بیان کیا اس سے یہ

اظہار مقصود ہے کہ وہ باوجود کثرت عبادت کے اللہ تعالیٰ کا خوف رکھتے ہیں اور اس کے حضور تضرع کرتے ہیں۔

وَمَقَامًا ٦٢ وَالَّذِينَ إِذَا أَنْفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا وَكَانَ بَيْنَ

جگہ ہے اور وہ کہ جب خرچ کرتے ہیں نہ حد سے بڑھیں اور نہ تنگی کریں ۱۲۱ اور ان دونوں کے بیچ

ذَلِكَ قَوْمًا ٦٤ وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ

اعتدال پر رہیں ۱۲۱ اور وہ جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پوجتے ۱۲۲ اور اس جان کو

النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزُنُونَ ج وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ

جس کی اللہ نے حرمت رکھی ۱۲۳ ناسخ نہیں مارتے اور بدکاری نہیں کرتے ۱۲۴ اور جو یہ کام کرے

يَلْقَ أَثَامًا ٦٨ يُضْعَفُ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيَخْلُدُ فِيهِ

وہ سزا پائے گا بڑھایا جائے گا اُس پر عذاب قیامت کے دن ۱۲۵ اور ہمیشہ اس میں ذلت سے

مُهَانًا ٦٩ إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ

رہے گا مگر جو توبہ کرے ۱۲۶ اور ایمان لائے ۱۲۷ اور اچھا کام کرے ۱۲۸ تو ایسوں کی برائیوں کو

اللَّهُ سَيَأْتِيهِمْ حَسَنَاتٌ ط وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ٧٠ وَمَنْ تَابَ وَ

اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا ۱۲۹ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور جو توبہ کرے اور

عَمِلَ صَالِحًا فَإِنَّهُ يَتُوبُ إِلَى اللَّهِ مَتَابًا ٧١ وَالَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ

اچھا کام کرے تو وہ اللہ کی طرف رجوع لایا جیسی چاہیے تھی اور جو جھوٹی گواہی نہیں

۱۲۰ اسراف معصیت میں خرچ کرنے کو کہتے ہیں۔ ایک بزرگ نے کہا کہ اسراف میں بھلائی نہیں۔ دوسرے بزرگ نے کہا: نیکی میں اسراف ہی نہیں اور تنگی کرنا یہ

ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مقرر کئے ہوئے حقوق کے ادا کرنے میں کمی کرے، یہی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا۔ حدیث شریف میں ہے: سید عالم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کسی حق کو منح کیا اس نے اقرار کیا یعنی تنگی کی اور جس نے ناسخ میں خرچ کیا اس نے اسراف کیا۔ یہاں ان بندوں کے

خرچ کرنے کا حال ذکر فرمایا جاتا ہے کہ وہ اسراف و اقرار کے دونوں مذموم طریقوں سے بچتے ہیں۔ ۱۲۱ عبد الملک بن مروان نے حضرت عمر بن عبد العزیز رضی

اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنی بیٹی بیاہتے وقت خرچ کا حال دریافت کیا تو حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نیکی کو بدیوں کے درمیان ہے۔ اس سے

مراد یہ تھی کہ خرچ میں اعتدال نیکی ہے اور وہ اسراف و اقرار کے درمیان ہے جو دونوں بدیاں ہیں اس سے عبد الملک نے پوچھا لیا کہ وہ اس آیت کے مضمون کی طرف

اشارہ کرتے ہیں۔ مفسرین کا قول ہے کہ اس آیت میں جن حضرات کا ذکر ہے وہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب کبار ہیں جو نہ لذت و تمعم کے لیے

کھاتے نہ خوبصورتی اور زینت کے لیے پہنتے بھوک روکنا ستر چھپانا سردی گرمی کی تکلیف سے بچنا اتنا ان کا مقصد تھا۔ ۱۲۲ شرک سے بری اور بیزار ہیں۔ ۱۲۳

اور اس کا خون مباح نہ کیا جیسے کہ مومن و معاہد اس کو ۱۲۴ صالحین سے ان کبار کی نفی فرمانے میں کفار پر تحریر ہے جو ان بدیوں میں گرفتار تھے۔ ۱۲۵ یعنی وہ

شرک کے عذاب میں بھی گرفتار ہوگا اور ان معاصی کا عذاب اس عذاب پر اور زیادہ کیا جائے گا۔ ۱۲۶ شرک و کبار سے ۱۲۷ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر

۱۲۸ یعنی بعد توبہ نیکی اختیار کرے ۱۲۹ یعنی بدی کرنے کے بعد نیکی کی توفیق دے کر یا یہ معنی کہ بدیوں کو توبہ سے مٹا دے گا اور ان کی جگہ ایمان و طاعت وغیرہ

نیکیاں مثبت فرمائے گا۔ (مدارک) مسلم کی حدیث میں ہے کہ روز قیامت ایک شخص حاضر کیا جائے گا ملائکہ بحکم الہی اس کے صغیرہ گناہ ایک ایک کر کے اس کو یاد دلاتے

جائیں گے وہ اقرار کرتا جائے گا اور اپنے بڑے گناہوں کے پیش ہونے سے ڈرتا ہوگا۔ اس کے بعد کہا جائے گا کہ ہر ایک بدی کے عوض تجھ کو نیکی دی گئی۔ یہ بیان

الرُّؤُوسَ ۱۹ وَإِذَا مَرُّوا بِاللَّغُومِ ۲۰ وَإِذَا ذُكِّرُوا بِآيَاتِ

دیتے وقت اور جب بیہودہ پر گزرتے ہیں اپنی عزت سنبھالے گزر جاتے ہیں ۱۹ اور وہ کہ جب کہ انھیں ان کے رب کی آیتیں یاد دلائی

رَأَيْهِمْ لَمْ يَخِرُّوا عَلَيْهَا صَبَّاءُ عُيَيَانًا ۲۱ وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا

جائیں تو ان پر ۱۹ بہرے اندھے ہو کر نہیں گرتے ۲۱ اور وہ جو عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب

هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ

ہمیں دے ہماری بیبیوں اور ہماری اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک ۲۱ اور ہمیں پرہیزگاروں کا

إِمَامًا ۲۲ أُولَٰئِكَ يُجْزَوْنَ الْعُرْفَةَ بِصَابِرٍ ۲۳ وَأَيُّكُونَ فِيهَا تَحِيَّةً

پیشوا بنا ۲۲ ان کو جنت کا سب سے اونچا بالا خانہ انعام ملے گا بدلہ ان کے صبر کا اور وہاں مجرے (دعا و آداب) اور سلام کے ساتھ ان کی پیشوائی

وَسَلَامًا ۲۴ خُلِدِينَ فِيهَا حَسَنَتْ مُسْتَقَرًّا وَمُقَامًا ۲۵ قُلْ مَا يَعْبُؤْكُمْ

ہوگی ۲۴ ہمیشہ اس میں رہیں گے کیا ہی اچھی ٹھہرنے اور بسنے کی جگہ تم فرماؤ ۲۵ تمہاری کچھ قدر نہیں

رَبِّي لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُونُ لِزَامًا ۲۶

میرے رب کے یہاں اگر تم اُسے نہ پوجو تو تم نے تو جھٹلایا ۲۶ تو اب ہوگا وہ عذاب کہ لپٹ رہے گا ۲۶

﴿آیتھا ۲۲﴾ ﴿سُورَةُ الشُّعَرَاءِ مَكِّيَّةٌ ۲۴﴾ ﴿مَرْكُوعَاتُهَا ۱۱﴾

سورہ شعراء مکیہ ہے، اس میں دو سو ستائیس آیتیں اور گیارہ رکوع ہیں

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

فرماتے ہوئے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی بندہ نوازی اور اس کی شان کرم پر خوشی ہوئی اور چہرہ اقدس پر سرور سے تبسم کے آثار نمایاں ہوئے۔ ۱۱ اور جھوٹوں کی مجلس سے علیحدہ رہتے ہیں اور ان کے ساتھ مخالفت نہیں کرتے۔ ۱۲ اور اپنے آپ کو لوہو باطل سے ملوث نہیں ہونے دیتے، ایسی مجالس سے اعراض کرتے ہیں۔ ۱۳ بہ طریق تغافل (غفلت کرتے ہوئے) ۱۴ کہ نہ سوچیں نہ سمجھیں بلکہ گوش ہوش سنتے ہیں اور چشم بصیرت دیکھتے ہیں اور اس نصیحت سے پند پذیر ہوتے (نصیحت قبول کرتے) ہیں، نفع اٹھاتے ہیں اور ان آیتوں پر فرمانبردارانہ گرتے ہیں۔ ۱۵ یعنی فرحت و سرور مراد یہ ہے کہ ہمیں پیغمبر اور اولاد، نیک صالح متقی عطا فرما کہ ان کے حسن عمل اور ان کی اطاعت خدا اور رسول دیکھ کر ہماری آنکھیں ٹھنڈی اور دل خوش ہوں۔ ۱۶ یعنی ہمیں ایسا پرہیزگار اور ایسا عابد و خدا پرست بنا کہ ہم پرہیزگاروں کی پیشوائی کے قابل ہوں اور وہ دینی امور میں ہماری اقتدار کریں۔ مسئلہ: بعض مفسرین نے فرمایا کہ اس میں دلیل ہے کہ آدمی کو دینی پیشوائی اور سرداری کی رغبت و طلب چاہئے۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے صالحین بندوں کے اوصاف ذکر فرمائے اس کے بعد ان کی جزاء ذکر فرمائی جاتی ہے۔ ۱۷ ملائکہ تجت و تسلیم کے ساتھ ان کی تکریم کریں گے، یا اللہ عزوجل ان کی طرف سلام بھیجے گا۔ ۱۸ اے سید انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! اہل مکہ سے کہ ۱۹ میرے رسول اور میری کتاب کو ۲۰ یعنی عذاب دائم و ہلاک لازم۔ ۲۱ سورہ شعراء مکیہ ہے سوائے آخر کی چار آیتوں کے جو "وَالشُّعْرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ" سے شروع ہوتی ہیں۔ اس سورت میں گیارہ رکوع اور دو سو ستائیس ۲۲ آیتیں اور ایک ہزار دو سو ساتی ۲۳ کلمے اور پانچ ہزار پانچ سو چالیس ۲۴ حرف ہیں۔



طَسَمَ ۱ تِلْكَ آيَةُ الْكِتَابِ الْمُبِينِ ۲ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَفْسَكَ أَلَّا يَكُونُوا

یہ آیتیں ہیں روشن کتاب کی و کھیں تم اپنی جان پر کھیل جاؤ گے اُن کے غم میں کہ وہ ایمان نہیں

مُؤْمِنِينَ ۳ اِنْ نَّشَأْنُ رِزْلِ عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَاءِ آيَةً فَظَلَّتْ اَعْنَاقُهُمْ لَهَا

لائے و اگر ہم چاہیں تو آسمان سے ان پر کوئی نشانی اُتاریں کہ اُن کے اونچے اونچے اُس کے حضور جھکے رہ

خُضِعِينَ ۴ وَمَا يَأْتِيهِمْ مِّنْ ذِكْرِ مِّنَ الرَّحْمٰنِ مُحَدَّثٍ اِلَّا كَانُوا

جائیں و اور نہیں آتی اُن کے پاس رحمن کی طرف سے کوئی نئی نصیحت مگر اس سے منہ

عَنْهُ مُعْرِضِينَ ۵ فَقَدْ كَذَّبُوا فَسَيَأْتِيهِمْ اَنْبَاُ مَا كَانُوا بِهٖ

پھیر لیتے ہیں و تو بے شک انھوں نے جھٹلایا تو اب ان پر آیا چاہتی ہیں خبریں ان کے

يَسْتَهْزِءُونَ ۶ اَوْلَمْ يَرَوْا اِلَى الْاَرْضِ كَمَا اَنْبَتْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ

ٹھٹھے (مذاق) کی و کیا انھوں نے زمین کو نہ دیکھا ہم نے اس میں کتنے کتنے عزت والے جوڑے

كَرِيْمٍ ۷ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَايَةً ط وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۸ وَاِنَّ

اُگائے و بے شک اس میں ضرور نشانی ہے و اور اُن کے اکثر ایمان لانے والے نہیں اور بے شک

رَبِّكَ لَهٗوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۹ وَاذْنٰدٰى رَبُّكَ مُوسٰى اَنْ اَنْتَ الْقَوْمَ

تمہارا رب ضرور وہی عزت والا مہربان ہے و اور یاد کرو جب تمہارے رب نے موسیٰ کو ندا فرمائی کہ ظالم لوگوں کے

الظَّالِمِيْنَ ۱۰ قَوْمٍ فِرْعَوْنَ ط اَلَا يَتَّقُوْنَ ۱۱ قَالَ رَبِّ اِنِّيْٓ اَخَافُ

پاس جا جو فرعون کی قوم ہے و کیا وہ نہ ڈریں گے و عرض کی اے میرے رب میں ڈرتا ہوں کہ

و یعنی قرآن پاک کی، جس کا اعجاز ظاہر ہے اور جو حق کو باطل سے ممتاز کرنے والا ہے۔ اس کے بعد سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے براہِ رحمت و کرم خطاب

ہوتا ہے۔ و جب اہل مکہ ایمان نہ لائے اور انہوں نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تکذیب کی تو حضور پران کی محرومی بہت شاق ہوئی اس پر اللہ تعالیٰ نے

یہ آیت کریمہ نازل فرمائی کہ آپ اس قدر غم نہ کریں۔ و اور کوئی معصیت و نافرمانی کے ساتھ گردن نہ اٹھاسکے۔ و یعنی دم بدم ان کا کفر بڑھتا جاتا ہے کہ جو

موعظت و تذکیر (وعظ و نصیحت) اور جو وحی نازل ہوتی ہے وہ اس کا انکار کرتے چلے جاتے ہیں۔ و یہ وعید ہے اور اس میں انداز ہے کہ روزِ بدر یا روزِ قیامت

جب انہیں عذاب پہنچے گا تب انہیں خبر ہوگی کہ قرآن اور رسول کی تکذیب کا یہ انجام ہے۔ و یعنی قسم قسم کے بہترین اور نافع نباتات پیدا کئے اور شععی نے کہا کہ

آدی زمین کی پیداوار ہیں جو جنتی ہے وہ عزت والا اور کریم اور جو جہنمی ہے وہ بد بخت لئیم ہے۔ و اللہ تعالیٰ کے کمالِ قدرت پر و کافروں سے انتقام لیتا

اور مؤمنین پر رحمت فرماتا ہے۔ و جنہوں نے کفر و معاصی سے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور بنی اسرائیل کو غلام بنا کر اور انہیں طرح طرح کی ایذائیں پہنچا کر ان پر ظلم

کیا اس قوم کا نام قبط ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا کہ انہیں ان کی بدکرداری پر زجر فرمائیں۔ و اللہ سے اور اپنی جانوں کو

اللہ تعالیٰ پر ایمان لا کر اور اس کی فرمانبرداری کر کے اس کے عذاب سے نہ بچائیں گے۔ اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہِ الہی میں۔

أَنْ يُكْذِبُونَ ۱۲ وَيَضِيقُ صُدْرِي وَلَا يَنْطَلِقُ لِسَانِي فَأَرْسِلْ إِلَىٰ

وہ مجھے جھٹلائیں گے اور میرا سینہ تنگی کرتا ہے ولا اور میری زبان نہیں چلتی ولا تو تُو ہارون کو بھی

هُرُونَ ۱۳ وَلَهُمْ عَلَىٰ ذَنْبٍ فَأَخَافُ أَنْ يَقْتُلُونِ ۱۴ قَالَ كَلَّا جَ فَاذْهَبَا

رسول کر ولا اور ان کا مجھ پر ایک الزام ہے ولا تو میں ڈرتا ہوں کہیں مجھے ولا قتل کر دیں فرمایا یوں نہیں ولا تم دونوں میری آیتیں

بِآيَاتِنَا إِنَّا مَعَكُمْ مُسْتَمِعُونَ ۱۵ فَأْتِيَا فِرْعَوْنَ فَقُولَا إِنَّا رَسُولُ

لے کر جاؤ ہم تمہارے ساتھ سنتے ہیں ولا تو فرعون کے پاس جاؤ پھر اس سے کہو ہم دونوں اس کے رسول ہیں

رَبِّ الْعَالَمِينَ ۱۶ أَنْ أَرْسِلْ مَعَنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ ۱۷ قَالَ أَلَمْ نُرَبِّكَ

جو رب ہے سارے جہاں کا کہ تو ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو چھوڑ دے ولا بولا کیا ہم نے تمہیں

فِينَا وَلِيدًا وَلَبِثْتَ فِينَا مِنْ عُمُرِكَ سِنِينَ ۱۸ وَفَعَلْتَ فَعَلَتَكَ

اپنے یہاں بچپن میں نہ پالا اور تم نے ہمارے یہاں اپنی عمر کے کئی برس گزارے ولا اور تم نے کیا اپنا وہ کام

الَّتِي فَعَلْتَ وَأَنْتَ مِنَ الْكَافِرِينَ ۱۹ قَالَ فَعَلْتَهَا إِذَا وَأَنَا مِنَ

جو تم نے کیا ولا اور تم ہاشمک تھے ولا موسیٰ نے فرمایا میں نے وہ کام کیا جب کہ مجھے راہ کی

الضَّالِّينَ ۲۰ فَمَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُمْ فَوَهَبَ لِي رَبِّي حُكْمًا وَ

خبر نہ تھی ولا تو میں تمہارے یہاں سے نکل گیا جب کہ تم سے ڈرا ولا تو میرے رب نے مجھے حکم عطا فرمایا ولا اور

ولا ان کے جھٹلانے سے ولا یعنی گفتگو کرنے میں کسی قدر تکلف ہوتا ہے اس عقدہ (گرہ) کی وجہ سے جو زبان میں باہم صغریٰ منہ میں آگ کا انگارہ رکھ لینے

سے ہو گیا ہے۔ ولا تاکہ وہ تبلیغ رسالت میں میری مدد کریں۔ جس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کو شام میں نبوت عطا کی گئی اس وقت حضرت ہارون علیہ السلام

مصر میں تھے۔ ولا کہ میں نے قبلی کو مارا تھا۔ ولا اس کے بدلے میں ولا تمہیں قتل نہیں کر سکتے اور اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی

درخواست منظور فرما کر حضرت ہارون علیہ السلام کو بھی نبی کر دیا اور دونوں کو حکم دیا۔ ولا جو تم کہو اور جو تمہیں جواب دیا جائے۔ ولا تاکہ ہم انہیں سرزمین شام

میں لے جائیں فرعون نے چار سو برس تک بنی اسرائیل کو غلام بنائے رکھا تھا اور اس وقت بنی اسرائیل کی تعداد چھ لاکھ تیس ہزار ۶۳۰۰۰۰ تھی اللہ تعالیٰ کا یہ حکم پا کر

حضرت موسیٰ علیہ السلام مصر کی طرف روانہ ہوئے آپ پشیمین (اُون) کا جبہ پہنے ہوئے تھے، دست مبارک میں عصا تھا عصا کے سرے میں زنبیل لٹکی تھی جس میں سفر کا

توشہ تھا اس شان سے آپ مصر میں پہنچ کر اپنے مکان میں داخل ہوئے۔ حضرت ہارون علیہ السلام وہیں تھے آپ نے انہیں خبر دی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے رسول بنا کر

فرعون کی طرف بھیجا ہے اور آپ کو بھی رسول بنایا ہے کہ فرعون کو خدا کی طرف دعوت دو۔ یہ سن کر آپ کی والدہ صاحبہ گھبرائیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگیں

کہ فرعون تمہیں قتل کرنے کے لیے تمہاری تلاش میں ہے جب تم اس کے پاس جاؤ گے تو تمہیں قتل کرے گا لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام ان کے یہ فرمانے سے نہ رکنے

اور حضرت ہارون کو ساتھ لے کر شہ کے وقت فرعون کے دروازے پر پہنچے، دروازہ کھٹکھٹایا پوچھا: آپ کون ہیں؟ حضرت نے فرمایا: میں ہوں موسیٰ رب العالمین کا

رسول۔ فرعون کو خبر دی گئی اور صبح کے وقت آپ بلائے گئے آپ نے پہنچ کر اللہ تعالیٰ کی رسالت ادا کی اور فرعون کے پاس جو حکم پہنچانے پر آپ مامور کئے گئے تھے وہ

پہنچایا فرعون نے آپ کو پہچانا۔ ولا مفسرین نے کہا: تیس برس اس زمانہ میں حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرعون کے لباس پہنتے تھے اور اس کی سوار یوں میں سوار

ہوتے تھے اور اس کے فرزند مشہور تھے۔ ولا قبلی کو قتل کیا ۲۲ کہ تم نے ہماری نعمت کی سپاس گزاری نہ کی اور ہمارے ایک آدمی کو قتل کر دیا۔ ولا میں نہ جانتا تھا

جَعَلَنِي مِنَ الْمُرْسَلِينَ ٢١) وَتِلْكَ نِعْمَةٌ تَنْبُهَا عَلَيَّ أَنْ عَبَّدتَّ بَنِي

مجھے پیغمبروں سے کیا اور یہ کوئی نعمت ہے جس کا تو مجھ پر احسان جتاتا ہے کہ تو نے غلام بنا کر رکھے بنی

إِسْرَائِيلَ ٢٢) قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا رَبُّ الْعَالَمِينَ ٢٣) قَالَ رَبُّ السَّمَوَاتِ

اسرائیل ٢٢) فرعون بولا اور سارے جہان کا رب کیا ہے ٢٣) موسیٰ نے فرمایا رب آسمانوں

وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ٢٤) قَالَ لِمَنْ حَوْلَهُ أَلَا

اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اگر تمہیں یقین ہو ٢٤) اپنے آس پاس والوں سے بولا کیا تم

تَسْتَعْبُونَ ٢٥) قَالَ رَبُّكُمْ وَرَبُّ آبَائِكُمُ الْأَوَّلِينَ ٢٦) قَالَ إِنَّ

غور سے سنتے نہیں ٢٥) موسیٰ نے فرمایا رب تمہارا اور تمہارے اگلے باپ داداؤں کا ٢٦) بولا

رَسُولَكُمُ الَّذِي أُرْسِلَ إِلَيْكُمْ لَذُنُوبِكُمْ ٢٧) قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَ

تمہارے یہ رسول جو تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں ضرور عقل نہیں رکھتے ٢٧) موسیٰ نے فرمایا رب پورب (مشرق) اور

الْمَغْرِبِ وَمَا بَيْنَهُمَا ٢٨) قَالَ لِمَنْ اتَّخَذتَّ إِلَهًا

پچھم (مغرب) کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے ٢٨) اگر تمہیں عقل ہو ٢٨) بولا اگر تم نے میرے سوا کسی اور کو خدا

کہ گھونہ مارنے سے وہ شخص مر جائے گا میرا مارنا تادیب کے لیے تھا نہ قتل کے لیے ٢٩) تم مجھے قتل کرو گے اور شہر مدین کو چلا گیا۔ ٢٥) مدین سے واپسی کے

وقت۔ ”حکم“ سے یہاں بابت مراد ہے یا علم۔ ٢٦) یعنی اس میں تیرا کیا احسان ہے کہ تم نے میری تربیت کی اور بچپن میں مجھے رکھا، کھلایا، پہنایا کیونکہ میرے تجھ

تک بچنے کا سبب تو یہی ہوا کہ تو نے بنی اسرائیل کو غلام بنایا ان کی اولادوں کو قتل کیا یہ تیرا ظلم عظیم اس کا باعث ہوا کہ میرے والدین مجھے پرورش نہ کر سکے اور میرے

دریا میں ڈالنے پر مجبور ہوئے تو ایسا نہ کرتا تو میں اپنے والدین کے پاس رہتا اس لیے یہ بات کیا اس قابل ہے کہ اس کا احسان جتایا جائے؟ فرعون، موسیٰ علیہ السلام

کی اس تقریر سے لاجواب ہوا اور اس نے اسلوب کلام بدلا اور یہ گفتگو چھوڑ کر دوسری بات شروع کی۔ ٢٧) جس کے تم اپنے آپ کو رسول بتاتے ہو۔ ٢٨) یعنی اگر

تم ایشیا، کوڈیل سے جانے کی صلاحیت رکھتے ہو تو ان چیزوں کی پیدائش اس کے وجود کی کافی دلیل ہے۔ یقیناً اس علم کو کہتے ہیں جو استدلال سے حاصل ہوا اسی لیے

اللہ تعالیٰ کی شان میں موقر نہیں کہا جاتا۔ ٢٩) اس وقت اس کے گرد اس کی قوم کے اشراف میں سے پانچ شخص زبوروں سے آراستہ زریں کرسیوں پر بیٹھے تھے

ان سے فرعون کا یہ کہنا کیا تم غور سے نہیں سنتے بایں معنی تھا کہ وہ آسمان اور زمین کو قدیم سمجھتے تھے اور ان کے حدوث کے منکر تھے مطلب یہ تھا کہ جب یہ چیزیں قدیم

ہیں تو ان کے لیے رب کی کیا حاجت؟ اب حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان چیزوں سے استدلال پیش کرنا چاہا جن کا حدوث اور جن کی فنا مشاہدہ

میں آچکی ہے۔ ٣٠) یعنی اگر تم دوسری چیزوں سے استدلال نہیں کر سکتے تو خود تمہارے نفوس سے استدلال پیش کیا جاتا ہے اپنے آپ کو جانتے ہو، پیدا ہوئے ہو،

اپنے باپ دادا کو جانتے ہو کہ وہ فنا ہو گئے تو اپنی پیدائش سے اور ان کی فنا سے پیدا کرنے اور فنا کر دینے والے کے وجود کا ثبوت ملتا ہے۔ ٣١) فرعون نے یہ اس

لیے کہا کہ وہ اپنے سوا کسی معبود کے وجود کا قائل نہ تھا اور جو اس کے معبود ہونے کا اعتقاد نہ رکھے اس کو خارج از عقل کہتا تھا اور حقیقتاً اس طرح کی گفتگو عجز کے وقت

آدی کی زبان پر آتی ہے لیکن حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرض ہدایت وارشاد کو دعائی وَجْهِ الْكَمَالِ ادا کیا اور اس کی تمام لایعنی (فضول) گفتگو کے باوجود

پھر مزید بیان کی طرف متوجہ ہوئے۔ ٣٢) کیونکہ پورب سے آفتاب کا طلوع کرنا اور پچھم میں غروب ہو جانا اور سال کی فصلوں میں ایک حساب معین پر چلنا اور

ہواؤں اور بارشوں وغیرہ کے نظام یہ سب اس کے وجود و قدرت پر دلالت کرتے ہیں۔ ٣٣) اب فرعون متحیر ہو گیا اور آثار قدرت الہی کے انکار کی راہ باقی نہ رہی

اور کوئی جواب اس سے نہ آیا۔



غَيْرِي لَأَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُونِينَ ﴿٢٩﴾ قَالَ أَوْلَوْ جُنَّتْ بِشْيءٍ

ٹھہرایا تو میں ضرور تمہیں قید کر دوں گا ﴿٢٩﴾ فرمایا کیا اگرچہ میں تیرے پاس کوئی روشن چیز

مُبِينٌ ﴿٣٠﴾ قَالَ فَاتِّبِ بِهٖ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿٣١﴾ فَالْتَقَى عَصَاهُ فَاِذَا

لاؤں ﴿٣٠﴾ کہا تو لاؤ اگر سچے ہو تو موسیٰ نے اپنا عصا ڈال دیا جیسی

هِيَ تُعْبَانُ مُبِينٌ ﴿٣٢﴾ وَنَزَعَ يَدَهُ فَاِذَا هِيَ بِيضَاءٌ لِلنّٰظِرِيْنَ ﴿٣٣﴾ قَالَ

وہ صریح اڑدیا ہو گیا ﴿٣٢﴾ اور اپنا ہاتھ نکالا ﴿٣٣﴾ تو جیسی وہ دیکھنے والوں کی نگاہ میں جگمگانے لگا ﴿٣٣﴾ بولا

لِلْمَلَا حَوْلَهُ اِنَّ هٰذَا السّٰحِرُ عَلِيْمٌ ﴿٣٤﴾ يُّرِيْدُ اَنْ يُخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ

اپنے گرد کے سرداروں سے کہ بے شک یہ دانا جادوگر ہیں چاہتے ہیں کہ تمہیں تمہارے ملک سے نکال دیں اپنے

بِسِحْرِهٖ ﴿٣٥﴾ فَمَا ذَا تَأْمُرُوْنَ ﴿٣٥﴾ قَالُوْا اَرْجِهْ وَاخَاهُ وَاَبْعَثْ فِي الْمَدَايِنِ

جادو کے زور سے تب تمہارا کیا مشورہ ہے ﴿٣٥﴾ وہ بولے انھیں اور ان کے بھائی کو ٹھہرائے رہو اور شہروں میں

حٰسِرِيْنَ ﴿٣٦﴾ يٰٓاَتُوْكَ بِكُلِّ سَحٰرٍ عَلِيْمٌ ﴿٣٦﴾ فَجَبَعُ السّٰحِرَةُ لِبَيْقَاتِ

جمع کرنے والے بھیجو کہ وہ تیرے پاس لے آئیں ہر بڑے جادوگر دانا کو ﴿٣٦﴾ تو جمع کئے گئے جادوگر ایک مقرر

يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿٣٨﴾ وَقِيْلَ لِلنّٰسِ هَلْ اَنْتُمْ مُّجْتَبِعُوْنَ ﴿٣٩﴾ لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ

دن کے وعدہ پر ﴿٣٨﴾ اور لوگوں سے کہا گیا کیا تم جمع ہو گئے ﴿٣٩﴾ شاید ہم ان

السّٰحِرَةَ اِنْ كَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿٤٠﴾ فَلَمَّا جَاءَ السّٰحِرَةُ قَالُوْا الْفِرْعَوْنَ

جادوگروں ہی کی پیروی کریں اگر یہ غالب آئیں ﴿٤٠﴾ پھر جب جادوگر آئے فرعون سے بولے

﴿٤٠﴾ فرعون کی قیادت سے بدتر تھی اس کا جیل خانہ تنگ و تاریک عمیق گڑھا تھا اس میں اکیلا ڈال دیتا تھا نہ وہاں کوئی آواز سنائی آتی تھی نہ کچھ نظر آتا تھا۔ ﴿٤٠﴾ جو

میری رسالت کی برہان ہو۔ مراد اس سے معجزہ ہے اس پر فرعون نے ﴿٤٠﴾ عصا اڑدیا نہ کراہا نہ اس کی طرف بظہر ایک میل کے اڑا پھر اتر کر فرعون کی طرف متوجہ ہوا

اور کہنے لگا: اے موسیٰ مجھے جو چاہے حکم دیجئے۔ فرعون نے ٹھہرا کر کہا: اس کی قسم جس نے تمہیں رسول بنایا اس کو پکڑو۔ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو دست

مبارک میں لیا تو مثل سابق عصا ہو گیا۔ فرعون کہنے لگا: اس کے سوا اور بھی کوئی معجزہ ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں اور اس کو بیضا دکھایا۔ ﴿٤٠﴾ گریبان میں ڈال

کر ﴿٤٠﴾ اس سے آفتاب کی سی شعاع ظاہر ہوئی۔ ﴿٤٠﴾ کیونکہ اس زمانہ میں جادو کا بہت رواج تھا اس لیے فرعون نے خیال کیا کہ یہ بات چل جائے گی اور اس کی

قوم کے لوگ اس دھوکے میں آکر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے متنفر ہو جائیں گے اور ان کی بات قبول نہ کریں گے۔ ﴿٤٠﴾ جو علم سحر میں بقول ان کے حضرت موسیٰ

علیہ السلام سے بڑھ کر ہو اور وہ لوگ اپنے جادو سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات کا مقابلہ کریں تاکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے حجت باقی نہ رہے اور

فرعونوں کو یہ کہنے کا موقع مل جائے کہ یہ کام جادو سے ہو جاتے ہیں لہذا نبوت کی دلیل نہیں۔ ﴿٤٠﴾ وہ دن فرعونوں کی عید کا تھا اور اس مقابلہ کے لیے وقت چاشت

مقرر کیا گیا تھا۔ ﴿٤٠﴾ تاکہ دیکھو کہ دونوں فریق کیا کرتے ہیں اور ان میں کون غالب آتا ہے۔ ﴿٤٠﴾ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر، اس سے مقصود ان کا جادوگروں

اِنَّ لَنَا لَآجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغَالِبِينَ ﴿۳۱﴾ قَالَ نَعَمْ وَاِنَّكُمْ اِذَا لَبِيتُمْ

کیا ہمیں کچھ مزدوری ملے گی اگر ہم غالب آئے بولا ہاں اور اس وقت تم میرے مقرب

الْمُقَرَّبِينَ ﴿۳۲﴾ قَالَ لَهُمْ مُوسَى الْقَوْمَا مَا اَنْتُمْ مُلْقُونَ ﴿۳۳﴾ فَالْقَوْمَا

ہو جاؤ گے ﴿۳۲﴾ موسیٰ نے اُن سے فرمایا ڈالو جو تمہیں ڈالنا ہے ﴿۳۳﴾ تو انھوں نے

حَبَالَهُمْ وَعَصِيَّتَهُمْ وَقَالُوا بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ اِنَّا لَنَحْنُ الْغَالِبُونَ ﴿۳۴﴾ فَالْقَوْمَا

اپنی رسیاں اور لٹھیاں ڈالیں اور بولے فرعون کی عزت کی قسم بے شک ہماری ہی جیت ہے ﴿۳۴﴾ تو

مُوسَى عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَأْفِكُونَ ﴿۳۵﴾ فَالْقَوْمَا السَّحْرَا

موسیٰ نے اپنا عصا ڈالا جیسی وہ ان کی بناؤں کو تگنے لگا ﴿۳۵﴾ اب سجدہ میں

سُجِدِينَ ﴿۳۶﴾ قَالُوا الْمَنَابِرُ الْعَالَمِينَ ﴿۳۷﴾ رَبِّ مُوسَى وَهَارُونَ ﴿۳۸﴾

گرے جادوگر بولے ہم ایمان لائے اس پر جو سارے جہان کا رب ہے جو موسیٰ اور ہارون کا رب ہے

قَالَ اَمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اُذِنَ لَكُمْ ج اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمْ الَّذِي عَلَّمَكُمْ

فرعون بولا کیا تم اس پر ایمان لائے قبل اس کے کہ میں تمہیں اجازت دوں بے شک وہ تمہارا بڑا ہے جس نے تمہیں جادو

السَّحْرَ ج فَلَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ط لَا اَقْطَعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خَلْفِ

سکھایا ﴿۳۸﴾ تو اب جانا چاہتے ہو ﴿۳۹﴾ مجھے قسم ہے بے شک میں تمہارے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹوں گا

وَلَا وَاَصْلِبَتْكُمْ اَجْعِيْنَ ج قَالُوا الْاَضْيُرُ اِنَّا اِلَى رَبِّنَا مُنْقَلِبُونَ ج ﴿۵۰﴾

اور تم سب کو سولی دوں گا ﴿۵۰﴾ وہ بولے کچھ نقصان نہیں وک ہم اپنے رب کی طرف پلٹنے والے ہیں ﴿۵۱﴾

﴿۵۱﴾ تمہیں درباری بنایا جائے گا تمہیں خاص اعزاز دیئے جائیں گے۔ سب سے پہلے داخل ہونے کی اجازت دی جائے گی سب سے بعد تک دربار میں رہو

گے اس کے بعد جادو گروں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا کہ کیا حضرت پہلے اپنا عصا ڈالیں گے یا ہمیں اجازت ہے کہ ہم اپنا سامان سحر

ڈالیں۔ ﴿۵۲﴾ تاکہ تم اس کا انجام دیکھ لو۔ ﴿۵۳﴾ انہیں اپنے غلبہ کا اطمینان تھا کیونکہ سحر کے اعمال میں جو انتہا کے عمل تھے یہ اُن کو کام میں لائے تھے اور

یقین کامل رکھتے تھے کہ اب کوئی سحر اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ ﴿۵۴﴾ جو انہوں نے جادو کے ذریعہ سے بنائیں تھیں یعنی ان کی رسیاں اور لٹھیاں جو جادو

سے اتر رہے بن کر دوڑتے نظر آ رہے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا اتر دیا بن کر ان سب کو نگل گیا پھر اس کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے

دست مبارک میں لیا تو وہ مثل سابق عصا تھا۔ جب جادو گروں نے یہ دیکھا تو انہیں یقین ہو گیا کہ یہ جادو نہیں ہے۔ ﴿۵۵﴾ یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام

تمہارے استاد ہیں اسی لیے وہ تم سے بڑھ گئے۔ ﴿۵۶﴾ کہ تمہارے ساتھ کیا کیا جائے۔ ﴿۵۷﴾ اس سے مقصود یہ تھا کہ عام خلق ڈر جائے اور جادو گروں کو

دیکھ کر لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان نہ لے آئیں۔ ﴿۵۸﴾ خواہ دنیا میں کچھ بھی پیش آئے کیونکہ ﴿۵۹﴾ ایمان کے ساتھ اور ہمیں اللہ تعالیٰ سے

رحمت کی امید ہے۔

إِنَّا نَطْمَعُ أَنْ يَغْفِرَ لَنَا رَبُّنَا خَطِيئَاتِنَا أَنْ كُنَّا أَوَّلَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۵۱﴾ وَ

ہمیں طمع ہے کہ ہمارا رب ہماری خطائیں بخش دے اس پر کہ ہم سب سے پہلے ایمان لائے ﴿۵۱﴾ اور

أَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ أَنْ أَسْرِ بِعِبَادِي إِنَّكَ مُتَّبَعُونَ ﴿۵۲﴾ فَأَرْسَلْنَا

ہم نے موسیٰ کو وحی بھیجی کہ راتوں رات میرے بندوں کو ﴿۵۲﴾ لے نکل بے شک تمہارا پیچھا ہونا ہے ﴿۵۲﴾ اب فرعون نے

فِرْعَوْنُ فِي الْمَدَائِنِ حَاشِرِينَ ﴿۵۳﴾ إِنَّ هَؤُلَاءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيلُونَ ﴿۵۳﴾ وَ

شہروں میں جمع کرنے والے بھیجے ﴿۵۳﴾ ان ہؤلاء لشرذمة قلیلون ﴿۵۳﴾ اور

إِنَّهُمْ لَنَا لَغَائِظُونَ ﴿۵۴﴾ وَإِنَّا لَجَبِيحٌ حَذِرُونَ ﴿۵۶﴾ فَأَخْرَجْنَاهُمْ مِنْ

بے شک وہ ہم سب کا دل جلاتے ہیں ﴿۵۴﴾ اور بے شک ہم سب چوکنے ہیں ﴿۵۶﴾ تو ہم نے انہیں ﴿۵۶﴾ باہر نکالا

جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ﴿۵۷﴾ وَكُنُوزٍ وَمَقَامٍ كَرِيمٍ ﴿۵۸﴾ كَذَلِكَ ط وَأَوْرَثْنَاهَا

باغوں اور چشموں اور خزانوں اور عمدہ مکانوں سے ہم نے ایسا ہی کیا اور ان کا وارث کر دیا

بَنِي إِسْرَائِيلَ ﴿۵۹﴾ فَاتَّبَعُوهُمْ مُشْرِقِينَ ﴿۶۰﴾ فَلَمَّا تَرَاءَ الْجَعْنُ قَالَ

بنی اسرائیل کو ﴿۵۹﴾ تو فرعونیوں نے ان کا تعاقب کیا دن نکلے پھر جب آمنی سامنا ہوا دونوں گروہوں کا ﴿۶۰﴾ موسیٰ

أَصْحَابُ مُوسَىٰ إِنَّا لَمُدْرِكُونَ ﴿۶۱﴾ قَالَ كَلَّا ج إِنَّ مَعِيَ رَبِّي سَيَهْدِينِ ﴿۶۲﴾

والوں نے کہا ہم کو انہوں نے آلیا ﴿۶۱﴾ موسیٰ نے فرمایا یوں نہیں ﴿۶۱﴾ بے شک میرا رب میرے ساتھ ہے وہ مجھے اب راہ دیتا ہے

فَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ أَنْ اضْرِبْ بِعَصَاكَ الْبَحْرَ ط فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ

تو ہم نے موسیٰ کو وحی فرمائی کہ دریا پر اپنا عصا مار ﴿۶۲﴾ تو جھبی دریا پھٹ گیا ﴿۶۲﴾ تو ہر حصہ ہو گیا

كَالطُّودِ الْعَظِيمِ ج وَأَرْزُقْنَاهُمُ الْآخِرِينَ ﴿۶۳﴾ وَأَنْجَيْنَا مُوسَىٰ وَمَنْ

جیسے بڑا پہاڑ ﴿۶۳﴾ اور وہاں قریب لائے ہم دوسروں کو ﴿۶۳﴾ اور ہم نے بچا لیا موسیٰ اور اس

﴿۶۳﴾ رعیت فرعون میں سے یا اس مجمع کے حاضرین میں سے۔ اس واقعہ کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کئی سال وہاں اقامت فرمائی اور ان لوگوں کو حق کی

دعوت دیتے رہے لیکن ان کی سرکشی بڑھتی گئی۔ ﴿۶۳﴾ یعنی بنی اسرائیل کو مصر سے ﴿۶۳﴾ فرعون اور اس کے لشکر پیچھا کریں گے اور تمہارے پیچھے پیچھے دریا میں داخل

ہوں گے تم تمہیں نجات دیں گے اور انہیں غرق کریں گے۔ ﴿۶۳﴾ لشکروں کو جمع کرنے کے لیے جب لشکر جمع ہو گئے تو ان کی کثرت کے مقابل بنی اسرائیل کی تعداد

تھوڑی معلوم ہونے لگی۔ چنانچہ فرعون نے بنی اسرائیل کی نسبت کہا: ﴿۶۳﴾ ہماری مخالفت کر کے اور بے ہماری اجازت کے ہماری سرزمین سے نکل کر ﴿۶۳﴾ مستعد

ہیں ہتھیار بند ہیں۔ ﴿۶۳﴾ یعنی فرعونیوں کو ﴿۶۳﴾ فرعون اور اس کی قوم کے غرق کے بعد۔ ﴿۶۳﴾ اور ان میں سے ہر ایک نے دوسرے کو دیکھا۔ ﴿۶۳﴾ اب وہ ہم پر

قابو پالیں گے نہ ہم ان کے مقابلہ کی طاقت رکھتے ہیں نہ بھاگنے کی جگہ ہے کیونکہ آگے دریا ہے۔ ﴿۶۳﴾ وعدہ الہی پر کمال بھروسہ ہے۔ ﴿۶۳﴾ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ

السلام نے دریا پر عصا مارا ﴿۶۳﴾ اور اس کے بارہ حصے نمودار ہوئے ﴿۶۳﴾ اور ان کے درمیان خشک راہیں۔ ﴿۶۳﴾ یعنی فرعون اور فرعونیوں کو تاکہ وہ بنی اسرائیل کے



مَعَهُ أَجْعِبِينَ ﴿٦٥﴾ ثُمَّ أَغْرَقْنَا الْآخَرِينَ ﴿٦٦﴾ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً ط وَمَا

کے سب ساتھ والوں کو ۶۵ پھر دوسروں کو ڈبو دیا ۶۶ بے شک اس میں ضرور نشانی ہے فلکے اور اُن

كَانَ أَكْثَرَهُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿٦٧﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿٦٨﴾

میں اکثر مسلمان نہ تھے فلکے اور بے شک تمہارا رب وہی عزت والا فلکے مہربان ہے فلکے

وَآتِلْ عَلَيْهِمْ نَبَأَ إِبْرَاهِيمَ ﴿٦٩﴾ إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا تَعْبُدُونَ ﴿٧٠﴾

اور اُن پر پڑھو خبر ابراہیم کی فلکے جب اس نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے فرمایا تم کیا پوجتے ہو ۶۹

قَالُوا نَعْبُدُ أَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عُكْفِئِينَ ﴿٧١﴾ قَالَ هَلْ يَسْمَعُونَكُمُ إِذْ

بولے ہم بٹوں کو پوجتے ہیں پھر ان کے سامنے آسن مارے (پوجا کے لئے جم کر بیٹھے) رہتے ہیں فرمایا کیا وہ تمہاری سنتے ہیں جب

تَدْعُونَ ﴿٧٢﴾ أَوْ يَنْفَعُونَكُمُ أَوْ يَضُرُّونَ ﴿٧٣﴾ قَالُوا بَلْ وَجَدْنَا آبَاءَنَا

تم پکارو یا تمہارا کچھ بھلا برا کرتے ہیں فلکے بولے بلکہ ہم نے اپنے باپ دادا کو

كَذَلِكَ يَفْعَلُونَ ﴿٧٤﴾ قَالَ أَفَرَأَيْتُمْ مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ ﴿٧٥﴾ أَنْتُمْ وَ

ایسا ہی کرتے پایا فرمایا تو کیا دیکھتے ہو جنہیں پوج رہے ہو تم اور

آبَاءُكُمْ إِلَّا قَدَمُونَ ﴿٧٦﴾ فَإِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّيَ إِلَّا رَبَّ الْعَالَمِينَ ﴿٧٧﴾ الَّذِي

تمہارے اگلے باپ دادا فلکے بے شک وہ سب میرے دشمن ہیں فلکے مگر پروردگار عالم فلکے وہ جس

خَلَقَنِي فَهُوَ يَهْدِينِ ﴿٧٨﴾ وَالَّذِي هُوَ يُطْعِمُنِي وَيَسْقِينِ ﴿٧٩﴾ وَإِذَا

نے مجھے پیدا کیا فلکے تو وہ مجھے راہ دے گا فلکے اور وہ جو مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے فلکے اور جب

راستوں میں چل پڑے جوان کے لیے دریا میں بھرت الہی پیدا ہوئے تھے۔ ۶۵ دریا سے سلامت نکال کر ۶۶ یعنی فرعون اور اس کی قوم کو اس طرح کہ جب

بنی اسرائیل کل کے کل دریا سے باہر ہو گئے اور تمام فرعونی دریا کے اندر آگئے تو دریا بجگم الہی مل گیا اور مثل سابق ہو گیا اور فرعون مع اپنی قوم کے ڈوب

گیا۔ فلکے اللہ تعالیٰ کی قدرت پر اور حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معجزہ ہے۔ فلکے یعنی اہل مصر میں صرف آسیہ فرعون کی بی بی اور جڑقیل جن کو مومن آل

فرعون کہتے ہیں وہ اپنا ایمان چھپائے رہتے تھے اور فرعون کے بچپازاد تھے اور مریم جس نے حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر کا نشان بتایا تھا جبکہ حضرت موسیٰ

علیہ السلام نے ان کے تابوت کو دریا سے نکالا فلکے کہ اُس نے کافروں کو غرق کر کے ان سے انتقام لیا۔ فلکے مومنین پر جنہیں غرق سے نجات دی فلکے یعنی

مشرکین پر ۶۵ حضرت ابراہیم علیہ السلام جانتے تھے کہ وہ لوگ بت پرست ہیں باوجود اس کے آپ کا سوال فرمایا اس لیے تھا تا کہ انہیں دکھادیں کہ جن چیزوں کو

وہ لوگ پوجتے ہیں وہ کسی طرح اس کے مستحق نہیں۔ فلکے جب یہ کچھ نہیں تو انہیں تم نے معبود کس طرح قرار دیا فلکے کہ نہ یہ علم رکھتے ہیں نہ قدرت نہ کچھ سنتے ہیں

نہ کوئی نفع یا ضرر پہنچا سکتے ہیں۔ فلکے میں ان کا پوجا جانا گوارا نہیں کر سکتا۔ ۶۹ میرا رب ہے میرا کارساز ہے میں اس کی عبادت کرتا ہوں وہ مستحق عبادت ہے اس

کے اوصاف یہ ہیں ۶۸ نیست سے ہست (عدم سے وجود عطا) فرمایا اور اپنی طاعت کے لیے بنایا فلکے آداب خلقت کی جیسی کہ سابق میں ہدایت فرما چکا ہے

مصالح دنیا و دین کی ۶۹ اور میرا روزی دینے والا ہے۔

مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينُ ﴿۸۰﴾ وَالَّذِي يُبَيِّتُنِي ثُمَّ يُحْيِينِي ﴿۸۱﴾ وَالَّذِي

میں بیمار ہوں تو وہی مجھے شفا دیتا ہے ﴿۸۰﴾ اور وہ مجھے وفات دے گا پھر مجھے زندہ کرے گا ﴿۸۱﴾ اور وہ جس

أَطْعَمَ أَنْ يَتَغَفَّرَ لِي خَطِيئَتِي يَوْمَ الدِّينِ ﴿۸۲﴾ رَبِّ هَبْ لِي حُكْمًا وَ

کی مجھے آس لگی ہے کہ میری خطائیں قیامت کے دن بخشے گا ﴿۸۲﴾ اے میرے رب مجھے حکم عطا کر ﴿۸۳﴾ اور

الْحَقِّقِي بِالصَّالِحِينَ ﴿۸۳﴾ وَاجْعَلْ لِي لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْآخِرِينَ ﴿۸۴﴾

مجھے اُن سے ملادے جو تیرے قرب خاص کے سزاوار ہیں ﴿۸۳﴾ اور میری سچی ناموری رکھ پچھلوں میں ﴿۸۴﴾

وَاجْعَلْنِي مِنْ وراثَةِ جَنَّةِ النَّعِيمِ ﴿۸۵﴾ وَاعْفُرْ لِأَبِي إِنَّهُ كَانَ مِنَ

اور مجھے ان میں کر جو چین کے باغوں کے وارث ہیں ﴿۸۵﴾ اور میرے باپ کو بخش دے وہ بے شک وہ

الصَّالِحِينَ ﴿۸۶﴾ وَلَا تُخْزِنِي يَوْمَ يُبْعَثُونَ ﴿۸۷﴾ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَلَا

گمراہ ہے اور مجھے رسوا نہ کرنا جس دن سب اٹھائے جائیں گے ﴿۸۷﴾ جس دن نہ مال کام آئے گا نہ

بَنُونَ ﴿۸۸﴾ إِلَّا مَنْ آتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ ﴿۸۹﴾ وَأَزْلَفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِينَ ﴿۹۰﴾

بیٹے مگر وہ جو اللہ کے حضور حاضر ہوا سلامت دل لے کر ﴿۸۹﴾ اور قریب لائی جائے گی جنت پر تیزکاروں کے لیے ﴿۹۰﴾

وَبُرِّزَتِ الْجَحِيمُ لِلْغَوِينَ ﴿۹۱﴾ وَقِيلَ لَهُمْ أَيُّمَا كُنتُمْ تَعْبُدُونَ ﴿۹۲﴾ مِنْ

اور ظاہر کی جائے گی دوزخ گمراہوں کے لیے اور اُن سے کہا جائے گا ﴿۹۱﴾ کہاں ہیں وہ جن کو تم پوجتے تھے اللہ

دُونَ اللَّهِ هَلْ يَبْصُرُونَكُمْ أَوْ يَنْصَرُونَ ﴿۹۳﴾ فَكَبِبُوا فِيهَا هُمْ وَالْعَاوَنَ ﴿۹۴﴾

کے سوا کیا وہ تمہاری مدد کریں گے ﴿۹۳﴾ یا بدلہ لیں گے تو اوندھا دیئے گئے جہنم میں وہ اور سب گمراہ ﴿۹۴﴾

﴿۹۳﴾ میرے امراض دور کرتا ہے۔ ابن عطاء نے کہا: معنی یہ ہیں کہ جب میں غلطی کی دید سے بیمار ہوتا ہوں تو مشاہدہ حق سے مجھے شفا عطا فرماتا ہے۔ ﴿۹۴﴾ موت اور

حیات اس کے قبضہ قدرت میں ہے۔ ﴿۹۵﴾ انبیاء معصوم ہیں گناہ ان سے صادر نہیں ہوتے ان کا استغفار اپنے رب کے حضور تواضع ہے اور امت کے لیے طلب

مغفرت کی تعلیم ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ان صفاتِ الہیہ کو بیان کرنا اپنی قوم پر اقامتِ حجت ہے کہ معبود وہی ہو سکتا ہے جس کی یہ صفات ہوں۔

﴿۹۶﴾ ”حکم“ سے یا علم مراد ہے یا حکمت یا نبوت۔ ﴿۹۷﴾ یعنی انبیاء علیہم السلام اور آپ کی یہ دعا مستجاب ہوئی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ

الصَّالِحِينَ“ ﴿۹۸﴾ یعنی ان امتوں میں جو میرے بعد آئیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ عطا فرمایا کہ تمام اہل ادیان ان سے محبت رکھتے ہیں اور ان کی شاکرتے

ہیں۔ ﴿۹۹﴾ جنہیں تو جنت عطا فرمائے گا ﴿۱۰۰﴾ تو یہ ایمان عطا فرما کر اور یہ دعا آپ نے اس لیے فرمائی کہ وقتِ مفارقت آپ کے والد نے آپ سے ایمان لانے کا

وعدہ کیا تھا جب ظاہر ہو گیا کہ وہ خدا کا دشمن ہے اس کا وعدہ چھوٹا تھا تو آپ اس سے بیزار ہو گئے جیسا کہ سورہ براءت میں ہے: ”وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ

إِلَّا عَنْ مَوْعِدَةٍ وَعَدَّهَا أَيَّاهُ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ أَنَّهُ عَدُوٌّ لِلَّهِ تَبَرَّأ مِنْهُ“۔ ﴿۱۰۱﴾ یعنی روز قیامت ﴿۱۰۲﴾ جو شرک کفر و نفاق سے پاک ہو اس کو اس کا مال بھی نفع دے گا جو راہ

خدا میں خرچ کیا ہو اور اولاد بھی جو صالح ہو جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ جب آدمی مرتا ہے اس کے عمل منقطع ہو جاتے ہیں سوائے ان کے، ایک صدقہ جاریہ۔ دوسرا وہ مال

جس سے وہ لوگ نفع اٹھائیں۔ تیسری نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرے۔ ﴿۱۰۳﴾ کہ اس کو بیکھیں گے ﴿۱۰۴﴾ بطریق زبرد و توحیح کے ان کے شرک و کفر پر ﴿۱۰۵﴾ عذاب الہی

وَجُودِ ابْلِيسَ أَجْمَعُونَ ﴿٩٥﴾ قَالُوا وَهُمْ فِيهَا يَخْتَصِمُونَ ﴿٩٦﴾ تَاللَّهِ

اور ابلیس کے لشکر سارے ۹۵ کہیں گے اور وہ اس میں باہم جھگڑتے ہوں گے خدا کی قسم

إِنْ كُنَّا لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿٩٧﴾ إِذْ نَسَوَيْكُمْ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٩٨﴾ وَمَا أَصَلْنَا

بے شک ہم کھلی گمراہی میں تھے جب کہ تمہیں رب العالمین کے برابر ٹھہراتے تھے اور ہمیں نہ بہکایا

إِلَّا الْمَجْرُمُونَ ﴿٩٩﴾ فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِينَ ﴿١٠٠﴾ وَلَا صَدِيقٍ حَمِيمٍ ﴿١٠١﴾ فَلَوْ

مگر مجرموں نے ۹۹ تو اب ہمارا کوئی سفارشی نہیں ۱۰۰ اور نہ کوئی غم خوار دوست ۱۰۱ تو

أَنْ لَنَا كَرَّةٌ فَنَكُونُ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٠٢﴾ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً ط وَمَا كَانَ

کسی طرح ہمیں پھر جانا ہوتا ۱۰۲ کہ ہم مسلمان ہوتے بے شک اس میں ضرور نشانی ہے اور ان میں

أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿١٠٣﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿١٠٤﴾ كَذَّبَتْ

بہت ایمان والے نہ تھے اور بے شک تمہارا رب وہی عزت والا مہربان ہے نوح کی

قَوْمَ نُوحٍ نُّوحٍ الْمُرْسَلِينَ ﴿١٠٥﴾ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ نُوحٌ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿١٠٦﴾

قوم نے پیغمبروں کو جھٹلایا ۱۰۵ جب کہ ان سے ان کے ہم قوم نوح نے کہا کیا تم ڈرتے نہیں ۱۰۶

إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿١٠٧﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا ج وَمَا أَسْأَلُكُمْ

بے شک میں تمہارے لیے اللہ کا بھیجا ہوا امین ہوں ۱۰۷ تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو ۱۰۸ اور میں اس پر

عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ج إِنْ أَجْرِي إِلَّا عَلَى رَبِّ الْعَالَمِينَ ج فَاتَّقُوا اللَّهَ وَ

تم سے کچھ اجر نہیں مانگتا میرا اجر تو اسی پر ہے جو سارے جہان کا رب ہے تو اللہ سے ڈرو اور

سے بچا کر ۹۶ یعنی بت اور ان کے پجاری سب اوندھے کر کے جہنم میں ڈال دیئے جائیں گے۔ ۹۷ یعنی اس کے اتباع کرنے والے جن ہوں یا انسان۔ بعض

مفسرین نے کہا کہ ابلیس کے لشکروں سے اس کی ذریت مراد ہے۔ ۹۸ جنہوں نے بت پرستی کی دعوت دی یا وہ پہلے لوگ جن کا ہم نے اتباع کیا یا ابلیس اور اس کی

ذریت نے ۹۹ جیسے کہ مؤمنین کے لیے انبیاء اور اولیاء اور ملائکہ اور مؤمنین شفاعت کرنے والے ہیں۔ ۱۰۰ جو کام آئے یہ بات کفار اس وقت کہیں گے جب

دیکھیں گے کہ انبیاء اور اولیاء اور ملائکہ اور صالحین ایمانداروں کی شفاعت کر رہے ہیں اور ان کی دوستیاں کام آ رہی ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ جنتی کہے گا:

میرے فلاں دوست کا کیا حال ہے اور وہ دوست گناہوں کی وجہ سے جہنم میں ہوگا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اس کے دوست کو نکالو اور جنت میں داخل کرو تو جو لوگ جہنم

میں باقی رہ جائیں گے وہ یہ کہیں گے کہ ہمارا کوئی سفارشی نہیں ہے اور نہ کوئی غم خوار دوست۔ حسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ایماندار دوست بڑھاؤ کیونکہ وہ روز

قیامت شفاعت کریں گے۔ ۱۰۱ دنیا میں ۱۰۲ یعنی نوح علیہ السلام کی تکذیب تمام پیغمبروں کی تکذیب ہے کیونکہ دین تمام رسولوں کا ایک ہے اور ہر ایک نبی

لوگوں کو تمام انبیاء پر ایمان لانے کی دعوت دیتے ہیں۔ ۱۰۳ اللہ تعالیٰ سے کفر و معاصی ترک کرو۔ ۱۰۴ اس کی وحی و رسالت کی تبلیغ پر اور آپ کی امانت آپ کی

قوم کو مسلم تھی جیسے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امانت پر عرب کو اتفاق تھا۔ ۱۰۵ جو میں توحید و ایمان و طاعت الہی کے متعلق دیتا ہوں۔



أَطِيعُونَ ۱۱۰ قَالُوا أَنْتُمْ مِنْ لَدُنَّا وَإَتَّبَعْنَا ۱۱۱ قَالُوا وَمَا

میرا حکم مانو بولے کیا ہم تم پر ایمان لے آئیں اور تمہارے ساتھ کینے ہوئے ہیں فلا فرمایا مجھے

عَلَيْكُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۱۱۲ إِنْ حَسَابُهُمْ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّي لَوْ تَشْعُرُونَ ۱۱۳

کیا خبر اُن کے کام کیا ہیں فلا اُن کا حساب تو میرے رب ہی پر ہے فلا اگر تمہیں حس (شعور) ہو فلا

وَمَا أَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِينَ ۱۱۴ إِنْ أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ مُّبِينٌ ۱۱۵ قَالُوا لَئِنْ

اور میں مسلمانوں کو دُور کرنے والا نہیں فلا میں تو نہیں مگر صاف ڈر سنانے والا فلا بولے اے نوح

لَمْ تَنْتَهَ يَنْوُحْ لَتَكُونَنَّ مِنَ الْبُرْجُومِينَ ۱۱۶ قَالَ رَبِّ إِنَّ قَوْمِي

اگر تم باز نہ آئے فلا تو ضرور سنگسار کئے جاؤ گے فلا عرض کی اے میرے رب میری قوم

كَذَّبُونِ ۱۱۷ فَافْتَحْ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ فَتْحًا وَنَجِّنِي وَمَنْ مَعِيَ مِنَ

نے مجھے جھٹلایا فلا تو مجھ میں اور اُن میں پورا فیصلہ کر دے اور مجھے اور میرے ساتھ والے مسلمانوں کو

الْمُؤْمِنِينَ ۱۱۸ فَأَنْجِبْنَاهُ وَمَنْ مَعَهُ فِي الْفُلْكِ الْشُّحُونَ ۱۱۹ ثُمَّ أَغْرَقْنَا

نجات دے فلا تو ہم نے بچا لیا اُسے اور اس کے ساتھ والوں کو بھری ہوئی کشتی میں فلا پھر اس کے بعد فلا

بَعْدَ الْبُقَيْنِ ۱۲۰ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۱۲۱ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِينَ ۱۲۲

ہم نے باقیوں کو ڈبو دیا بے شک اس میں ضرور نشانی ہے اور اُن میں اکثر مسلمان نہ تھے

وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۱۲۳ كَذَّبَتْ عَادٌ الْمُرْسَلِينَ ۱۲۴ إِذْ

اور بے شک تمہارا رب ہی عزت والا مہربان ہے عَاد نے رسولوں کو جھٹلایا فلا جب کہ

فلا یہ بات انہوں نے غرور سے کہی، غرباء کے پاس بیٹھنا انہیں گوارا نہ تھا اس میں وہ اپنی کسرشان (بے عزتی) سمجھتے تھے اس لیے ایمان جیسی نعمت سے محروم

رہے۔ کینے سے مراد اُن کی غرباء اور پیشہ ور لوگ تھے اور ان کو ذلیل اور کمین کہنا یہ کفار کا متکبرانہ فعل تھا ورنہ درحقیقت صنعت اور پیشہ جیست دین سے آدمی کو ذلیل

نہیں کرتا۔ غنا اصل میں دینی غنا ہے اور نسب تقویٰ کا نسب۔ مسئلہ: مومن کو ذلیل کہنا جائز نہیں خواہ وہ کتنا ہی محتاج و نادار ہو یا وہ کسی نسب کا ہو۔ (مدارک) فلا وہ کیا پیشے

کرتے ہیں مجھے اس سے کیا مطلب میں انہیں اللہ کی طرف دعوت دیتا ہوں۔ فلا وہی انہیں جزا دے گا۔ فلا تو نہ تم انہیں عیب لگاؤ نہ پیشوں کے باعث ان سے عار

کرو۔ پھر قوم نے کہا کہ آپ کمینوں کو اپنی مجلس سے نکال دیجئے تاکہ ہم آپ کے پاس آئیں اور آپ کی بات مانیں اس کے جواب میں فرمایا۔ فلا یہ میری شان نہیں کہ

میں تمہاری ایسی خواہشوں کو پورا کروں اور تمہارے ایمان کے لالچ میں مسلمانوں کو اپنے پاس سے نکال دوں۔ فلا برہان حج کے ساتھ جس سے حق و باطل میں امتیاز ہو

جائے تو جو ایمان لائے وہی میرا مقرب ہے اور جو ایمان نہ لائے وہی دور۔ فلا دعوت و انذار سے۔ فلا حضرت نوح علیہ السلام نے بارگاہ الہی میں فلا تیری

وحی و رسالت میں، مراد آپ کی یہ تھی کہ میں جو اُن کے حق میں بددعا کرتا ہوں اس کا سبب یہ نہیں کہ انہوں نے مجھے سنگسار کرنے کی دھمکی دی نہ یہ کہ انہوں نے میرے

تبعین کو ذلیل کہا بلکہ میری دعا کا سبب یہ ہے کہ انہوں نے تیرے کلام کو جھٹلایا اور تیری رسالت کو قبول کرنے سے انکار کیا فلا ان لوگوں کی شامت اعمال

سے فلا جو آدمیوں، پرندوں اور حیوانوں سے بھری ہوئی تھی۔ فلا یعنی حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کو نجات دینے کے بعد فلا عَاد ایک قبیلہ ہے

قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ هُودٌ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿۱۳۵﴾ إِنْ لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿۱۳۶﴾

اُن سے اُن کے ہم قوم ہود نے فرمایا کیا تم ڈرتے نہیں بے شک میں تمہارے لیے اللہ کا امانت دار رسول ہوں

فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا ﴿۱۳۶﴾ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ

تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو اور میں تم سے اس پر کچھ اجرت نہیں مانگتا میرا اجر تو

إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿۱۳۷﴾ أَتَبْتُونَ بِكُلِّ رَبيعٍ آيَةً تَعْبَثُونَ ﴿۱۳۸﴾ وَتَتَّخِذُونَ

اسی پر ہے جو سارے جہان کا رب کیا ہر بلندی پر ایک نشان بناتے ہو راہ گیروں سے ہنسنے کو ﴿۱۳۷﴾ اور مضبوط محل

مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْذُونَ ﴿۱۳۹﴾ وَإِذَا بَطِشْتُمْ بَطِشْتُمْ جَبَّارِينَ ﴿۱۴۰﴾ فَاتَّقُوا

چلتے ہو اس امید پر کہ تم ہمیشہ رہو گے ﴿۱۳۹﴾ اور جب کسی پر گرفت کرتے ہو تو بڑی بیدردی سے گرفت کرتے ہو ﴿۱۴۰﴾ تو اللہ سے

اللَّهُ وَأَطِيعُوا ﴿۱۴۱﴾ وَاتَّقُوا الَّذِينَ آمَدَّكُمْ بِمَا تَعْلَمُونَ ﴿۱۴۲﴾ أَمْ دَكَّمْ

ڈرو اور میرا حکم مانو اور اس سے ڈرو جس نے تمہاری مدد کی ان چیزوں سے کہ تمہیں معلوم ہیں ﴿۱۴۲﴾ تمہاری مدد کی

بِأَنْعَامٍ وَبَنِينَ ﴿۱۴۳﴾ وَجَنَّتِ وَعْيُونَ ﴿۱۴۴﴾ إِنْ أَحَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ

چوپایوں اور بیٹوں اور باغوں اور چشموں سے بے شک مجھے تم پر ڈر ہے

يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿۱۴۵﴾ قَالُوا سَوَاءٌ عَلَيْنَا أَوَعَضْتَ أَمْ لَمْ تَكُنْ مِنَ الْوَاعِظِينَ ﴿۱۴۶﴾

ایک بڑے دن کے عذاب کا ﴿۱۴۵﴾ بولے ہمیں برابر ہے چاہے تم نصیحت کرو یا ناحوں میں نہ ہو ﴿۱۴۶﴾

إِنْ هَذَا إِلَّا خُلُقُ الْأَوَّلِينَ ﴿۱۴۷﴾ وَمَا نَحْنُ بِبَعْدَ بَيْنٍ ﴿۱۴۸﴾ فَكذبوا

یہ تو نہیں مگر وہی اگلوں کی ریت (رسم و رواج) ﴿۱۴۷﴾ اور ہمیں عذاب ہونا نہیں ﴿۱۴۸﴾ تو انھوں نے اسے جھٹلایا ﴿۱۴۸﴾

فَأَهْلَكْنَاهُمْ إِنْ فِي ذَلِكَ لآيَةٌ ﴿۱۴۹﴾ وَمَا كَانَ أَكْثَرَهُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿۱۵۰﴾ وَ

تو ہم نے انھیں ہلاک کیا ﴿۱۴۹﴾ بے شک اس میں ضرور نشانی ہے اور ان میں بہت مسلمان نہ تھے اور

اور دراصل یہ ایک شخص کا نام ہے جس کی اولاد سے یہ قبیلہ ہے۔ ﴿۱۴۹﴾ اور میری تکذیب نہ کرو۔ ﴿۱۵۰﴾ کہ اس پر چڑھ کر گزرنے والوں سے تمسخر کرو اور یہ اس قوم کا

معمول تھا انہوں نے سر راہ بلند بنائیں بنالی تھیں وہاں بیٹھ کر راہ چلنے والوں کو پریشان کرتے اور کھیل کرتے۔ ﴿۱۵۰﴾ اور کبھی نہ مرو گے ﴿۱۵۱﴾ تلوار سے قتل کر کے

ڈرے مار کر نہایت بے رحمی سے ﴿۱۵۱﴾ یعنی وہ نعمتیں جنہیں تم جانتے ہو، آگے ان کا بیان فرمایا جاتا ہے۔ ﴿۱۵۲﴾ اگر تم میری نافرمانی کرو اس کا جواب ان کی طرف

سے یہ ہوا کہ ﴿۱۵۲﴾ ہم کسی طرح تمہاری بات نہ مانیں گے اور تمہاری دعوت قبول نہ کریں گے۔ ﴿۱۵۳﴾ یعنی جن چیزوں کا آپ نے خوف دلایا یہ پہلوں کا دستور ہے وہ

بھی ایسی ہی باتیں کہا کرتے تھے اس سے ان کی مراد یہ تھی کہ ہم ان باتوں کا اعتبار نہیں کرتے انہیں جھوٹ جانتے ہیں یا آیت کے معنی یہ ہیں کہ یہ موت و حیات اور

عمارتیں بنانا پہلوں کا طریقہ ہے۔ ﴿۱۵۴﴾ دنیا میں نہ مرنے کے بعد اٹھنا نہ آخرت میں حساب ﴿۱۵۵﴾ یعنی ہود علیہ السلام کو ﴿۱۵۵﴾ ہوا کے عذاب سے۔

۱۱۷ ع  
**إِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۱۴۰** كَذَّبَتْ ثَمُودُ بِطُغْيَانِهِ وَاتَّخَذَ آلِهَتًا لِلَّذِينَ هُمْ أَقْرَبُ ۱۴۱

بے شک تمہارا رب ہی عزت والا مہربان ہے ثمود نے رسولوں کو جھٹلایا جب کہ

**قَالَ لَهُمْ آخُوهُمْ صَاحِبُ الْمَعِينِ ۱۴۲** إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۱۴۳

اُن سے ان کے ہم قوم صالح نے فرمایا کیا ڈرتے نہیں بے شک میں تمہارے لیے اللہ کا امانت دار رسول ہوں

**فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا ۱۴۴** وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۱۴۵

تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو اور میں تم سے کچھ اس پر اجرت نہیں مانگتا میرا اجر تو

**إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۱۴۶** أَتُتْرَكُونَ فِي مَا هُمْ بِأَمِينٍ ۱۴۷

اسی پر ہے جو سارے جہان کا رب ہے کیا تم یہاں کی نعمتوں میں چین سے چھوڑ دیئے جاؤ گے

**جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ۱۴۸** وَزُرُوعٍ وَنَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِيمٌ ۱۴۹

باغوں اور چشموں اور کھیتوں اور کھجوروں میں جن کا شگونہ نرم نازک اور پہاڑوں

**الْجِبَالِ بِيُوتًا فَرَهِينَ ۱۵۰** فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا ۱۵۱

میں سے گھر تراشتے ہو استادی سے ڈرو اور میرا حکم مانو اور حد سے بڑھنے والوں کے کہنے پر

**الْمُسْرِفِينَ ۱۵۲** الَّذِينَ يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ ۱۵۳

نہ چلو اور وہ جو زمین میں فساد پھیلاتے ہیں اور بناؤ نہیں کرتے

**إِنبَاءًا أَنْتَ مِنَ الْمَسْحَرِينَ ۱۵۴** مَا أَنْتَ إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُنَا ۱۵۵

تم پر تو جادو ہوا ہے تم تو ہمیں جیسے آدمی ہو تو کوئی نشانی لاؤ

**كُنْتُمْ مِنَ الصَّادِقِينَ ۱۵۶** قَالَ هَذِهِ نَاقَةٌ لَهَا شِرْبٌ وَلَكُمْ شِرْبُ يَوْمٍ

سچے ہو ۱۵۶ فرمایا یہ ناقہ ہے ایک دن اُس کے پینے کی باری اور ایک

۱۵۷ یعنی دنیا کی ۱۵۸ کہ یہ نعمتیں کبھی زائل نہ ہوں اور کبھی عذاب نہ آئے کبھی موت نہ آئے، آگے ان کی نعمتوں کا بیان ہے۔ ۱۵۹ حضرت ابن عباس رضی اللہ

تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ فہرہ بمعنی فخر و غرور ہے۔ معنی یہ ہوئے کہ اپنی صنعت پر غرور کرتے اتراتے۔ ۱۶۰ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ

”مسرفین“ سے مراد شریکین ہیں۔ بعض مفسرین نے کہا کہ ”مسرفین“ سے مراد وہ شخص ہیں جنہوں نے ناقہ کو قتل کیا تھا۔ ۱۶۱ کفر و ظلم اور معاصی کے ساتھ

۱۶۲ ایمان لا کر اور عدل قائم کر کے اور اللہ کے مطیع ہو کر معنی یہ ہیں کہ ان کا فساد ٹھوس ہے جس میں کسی طرح نیکی کا شائبہ بھی نہیں اور بعض مفسرین ایسے بھی ہوتے

ہیں کہ کچھ بھی کرتے ہیں کچھ نیکی بھی ان میں ہوتی ہے مگر یہ ایسے نہیں۔ ۱۶۳ یعنی بار بار بکثرت جادو ہوا ہے جس کی وجہ سے عقل بجائیں رہی (معاذ اللہ)

۱۶۴ اپنی سچائی کی ۱۶۵ رسالت کے دعویٰ میں۔ ۱۶۶ اس میں اس سے مزاحمت نہ کرو، یہ ایک اونٹنی تھی جو ان کے معجزہ طلب کرنے پر ان کے حسب خواہش

بدعائے حضرت صالح علیہ السلام پتھر سے نکلتی تھی اس کا سینہ ساٹھ گز کا تھا جب اس کے پینے کا دن ہوتا تو وہاں کا تمام پانی پی جاتی اور جب لوگوں کے پینے کا دن



مَعْلُومٍ ۱۵۵) وَلَا تَسْوَأْسُوْا فَيَأْخُذْكُمْ عَذَابٌ يَوْمٍ عَظِيمٍ ۱۵۶)

تمہاری باری اور اسے برائی کے ساتھ نہ چھوؤ ۱۵۵) کہ تمہیں بڑے دن کا عذاب آئے گا ۱۵۶)

فَعَقَرُوْهَا فَاصْبِرُوْا اِنَّمَا مِثْلُ مَا كُنْتُمْ تَفْعَلُوْنَ ۱۵۷) فَاصْبِرُوْا اِنَّمَا مِثْلُ مَا كُنْتُمْ تَفْعَلُوْنَ ۱۵۷) فَاصْبِرُوْا اِنَّمَا مِثْلُ مَا كُنْتُمْ تَفْعَلُوْنَ ۱۵۷)

اس پر انھوں نے اس کی کوچیں کاٹ دیں ۱۵۷) پھر صبح کو پچھتاتے رہ گئے ۱۵۷) تو انھیں عذاب نے آیا ۱۵۷) بے شک اس میں ضرور نشانی ہے

وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۱۵۸) وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۱۵۹)

اور ان میں بہت مسلمان نہ تھے اور بے شک تمہارا رب ہی عزت والا مہربان ہے

كَذَّبَتْ قَوْمٌ لُّوْطٍ الْمُرْسَلِيْنَ ۱۶۰) اِذْ قَالَ لَهُمْ لُوْطٌ اَلَا

لوط کی قوم نے رسولوں کو جھٹلایا جب کہ ان سے ان کے ہم قوم لوط نے فرمایا کیا

تَتَّقُوْنَ ۱۶۱) اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ۱۶۲) فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيعُوْنَ ۱۶۳) وَ

تم ڈرتے نہیں بے شک میں تمہارے لیے اللہ کا امانت دار رسول ہوں تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو اور

مَا اَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۱۶۴) اِن اَجْرِيْ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۱۶۵)

میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا میرا اجر تو اسی پر ہے جو سارے جہان کا رب ہے

اَتَاْتُوْنَ الدُّكْرَانَ مِنَ الْعٰلَمِيْنَ ۱۶۶) وَتَدْرُوْنَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ

کیا مخلوق میں مردوں سے بدفعلی کرتے ہو ۱۶۶) اور چھوڑتے ہو وہ جو تمہارے لیے تمہارے رب نے

مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ ۱۶۷) بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ عٰدُوْنَ ۱۶۸) قَالُوْا لَیْن لَّمْ تَنْتَهِ یَلُوْطُ

جو ردئیں (بیویاں) بنائیں بلکہ تم لوگ حد سے بڑھنے والے ہو ۱۶۷) بولے اے لوط اگر تم باز نہ آئے ۱۶۸)

لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰرِجِيْنَ ۱۶۹) قَالَ اِنِّیْ لَعَبْدٌ مِّنْ اِلٰهِ ۱۷۰) رَبِّ

تو ضرور نکال دیئے جاؤ گے ۱۶۹) فرمایا میں تمہارے کام سے بیزار ہوں ۱۷۰) اے میرے رب

ہوتا تو اس دن نہ پتی۔ (مدارک) ۱۷۱) نہ اس کو مارو نہ اس کی کوچیں کاٹو۔ ۱۷۲) نزول عذاب کی وجہ سے اس دن کو بڑا فرمایا گیا تاکہ معلوم ہو کہ وہ عذاب اس قدر

عظیم اور سخت تھا کہ جس دن میں وہ واقع ہوا اس کو اس کی وجہ سے بڑا فرمایا گیا۔ ۱۷۳) کوچیں کاٹنے والے شخص کا نام قدر تھا اور وہ لوگ اس کے اس فعل سے راضی

تھے اس لیے کوچیں کاٹنے کی نسبت ان سب کی طرف کی گئی۔ ۱۷۴) کوچیں کاٹنے پر نزول عذاب کے خوف سے نہ کہ محصیت پر تائبانہ نام ہوئے ہوں یا یہ بات کہ

آثار عذاب دیکھ کر نام ہوئے ایسے وقت کی ندامت نافع نہیں۔ ۱۷۵) جس کی انہیں خبر دی گئی تھی تو ہلاک ہو گئے۔ ۱۷۶) اس کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ کیا مخلوق

میں ایسے فعل اور ذلیل فعل کے لیے تمہیں رہ گئے ہو جہاں کے اور لوگ بھی تو ہیں انہیں دیکھ کر تمہیں شرمانا چاہئے اور یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ بکثرت عورتیں ہوتے

ہوئے اس فعل قبیح کا مرتکب ہونا انتہا درجہ کی خباثت ہے۔ ۱۷۷) کہ حلال طیب کو چھوڑ کر حرام غضبیت میں مبتلا ہوتے ہو۔ ۱۷۸) نصیحت کرنے اور اس فعل کو برا کہنے

سے ۱۷۹) شہر سے اور تمہیں یہاں نہ رہنے دیا جائے گا۔ ۱۸۰) اور مجھے اس سے نہایت دشمنی ہے پھر آپ نے بارگاہ الہی میں دعا کی۔

نَجِّنِي وَأَهْلِي مِمَّا يَعْمَلُونَ ﴿١٦٩﴾ فَنَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ أَجْمَعِينَ ﴿١٧٠﴾ إِلَّا عَجُوزًا

مجھے اور میرے گھر والوں کو ان کے کام سے بچاؤ ۱۶۹۔ تو ہم نے اُسے اور اُس کے سب گھر والوں کو نجات بخشی ۱۷۰۔ مگر ایک بڑھیا

فِي الْغَدِيرِ ﴿١٧١﴾ ثُمَّ دَمَرْنَا الْأَخْرِينَ ﴿١٧٢﴾ وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَطَرًا فَسَاءَ

کہ پیچھے رہ گئی ۱۷۱۔ پھر ہم نے دوسروں کو ہلاک کر دیا اور ہم نے اُن پر ایک برساً برسایا ۱۷۲۔ تو کیا ہی بُرا

مَطَرُ الْمُنْذَرِينَ ﴿١٧٣﴾ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً ط وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ

برساً تھا ڈرائے گیوں کا بے شک اس میں ضرور نشانی ہے اور ان میں بہت مسلمان

مُؤْمِنِينَ ﴿١٧٤﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿١٧٥﴾ كَذَّبَ أَصْحَابُ

نہ تھے اور بے شک تمہارا رب ہی عزت والا مہربان ہے بن (جنگل)

لِنَيْكَةِ الْمُرْسَلِينَ ﴿١٧٦﴾ إِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿١٧٧﴾ إني لَكُمْ

والوں نے رسولوں کو جھٹلایا ۱۷۶۔ جب اُن سے شعیب نے فرمایا کیا ڈرتے نہیں بے شک میں تمہارے لیے

رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿١٧٨﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا ﴿١٧٩﴾ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ

اللہ کا امانت دار رسول ہوں تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو اور میں اس پر کچھ تم سے اُجرت

أَجْرٍ ﴿١٨٠﴾ إِنْ أَجْرِي إِلَّا عَلَى رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٨١﴾ أَوْفُوا الْكَيْلَ وَلَا تَكُونُوا

نہیں ماگتا میرا اجر تو اسی پر ہے جو سارے جہان کا رب ہے ۱۸۰۔ ناپ پورا کرو اور گھٹانے

مِنَ الْمُخْسِرِينَ ﴿١٨٢﴾ وَزِنُوا بِالْقِسْطِ الْمُسْتَقِيمِ ﴿١٨٣﴾ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ

والوں میں نہ ہو ۱۸۱۔ اور سیدھی ترازو سے تولو اور لوگوں کی چیزیں کم کر کے

أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ﴿١٨٤﴾ وَاتَّقُوا الَّذِي خَلَقَكُمْ

نہ دو اور زمین میں فساد پھیلاتے نہ پھرو ۱۸۳۔ اور اُس سے ڈرو جس نے تم کو پیدا کیا

۱۸۴۔ اس کی شامت اعمال سے محفوظ رکھ۔ ۱۸۵۔ یعنی آپ کی بیٹیوں کو اور ان تمام لوگوں کو جو آپ پر ایمان لائے۔ ۱۸۶۔ جو آپ کی بیٹی تھی اور وہ اپنی قوم کے نفل

پر راضی تھی اور جو مصیبت پر راضی ہو وہ عاصی کے حکم میں ہوتا ہے اسی لیے وہ بڑھیا گرفتار عذاب ہوئی اور اس نے نجات نہ پائی۔ ۱۸۷۔ پتھروں کا یا گندھک اور

آگ کا ۱۸۸۔ یہ بن (جنگل) مدین کے قریب تھا اس میں بہت سے درخت اور جھاڑیاں تھیں اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیب علیہ السلام کو ان کی طرف مبعوث فرمایا تھا

جیسا کہ اہل مدین کی طرف مبعوث کیا تھا اور یہ لوگ حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کے نہ تھے۔ ۱۸۹۔ ان تمام انبیاء علیہم السلام کی دعوت کا یہی عنوان رہا کیونکہ

وہ سب حضرات اللہ تعالیٰ کے خوف اور اس کی اطاعت اور اخلاص فی العبادۃ کا حکم دیتے اور تبلیغ رسالت پر کوئی اُجرت نہیں لیتے تھے۔ لہذا سب نے یہی فرمایا۔ ۱۹۰۔

لوگوں کے حقوق کم نہ کرو ناپ اور تول میں ۱۹۰۔ اور ہزنی اور لوٹ مار کر کے اور کھیتیاں تباہ کر کے یہی ان لوگوں کی عادتیں تھیں۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے انہیں

ان سے منع فرمایا۔

وَالْجِبَّةَ الْاُولَيْنِ ۝١٨٧۱ قَالَ اِنَّمَا اَنْتَ مِنَ الْمُسْحَرِيْنَ ۝١٨٥۱ وَمَا اَنْتَ

اور اگلی مخلوق کو بولے تم پر جادو ہوا ہے تم تو نہیں

اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَاۗو اِنْ نُّظُنُّكَ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝١٨٦۱ فَاَسْقُطْ عَلَيْنَا كِسْفًا

مگر ہم جیسے آدمی ۱۵۵ اور بے شک ہم تمہیں جھوٹا سمجھتے ہیں تو ہم پر آسمان کا کوئی ٹکڑا

مِّنَ السَّمَآءِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝١٨٧۱ قَالَ رَبِّيْٓ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝١٨٨۱

گرا دو اگر تم سچے ہو ۱۵۶ فرمایا میرا رب خوب جانتا ہے جو تمہارے کو تک (کرتوت) ہیں ۱۵۷

فَكَذَّبُوهُۗ فَاَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ ۝١٨٩۱ اِنَّهٗ كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝١٨٩۱

تو انھوں نے اُسے جھٹلایا تو انھیں شامیانے والے دن کے عذاب نے آلیا بے شک وہ بڑے دن کا عذاب تھا ۱۵۸

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۝١٩٠۱ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝١٩٠۱ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهٗوَ

بے شک اس میں ضرور نشانی ہے اور اُن میں بہت مسلمان نہ تھے اور بے شک تمہارا رب ہی

الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝١٩١۱ وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝١٩٢۱ نَزَلَ بِهٖ الرُّوْحُ

عزت والا مہربان ہے اور بے شک یہ قرآن رب العالمین کا اتارا ہوا ہے اُسے روح الامین لے

الْاَمِيْنَ ۝١٩٣۱ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ السُّدْرِ اِيْنِ ۝١٩٣۱ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ

کر اُتارا ۱۵۹ تمہارے دل پر ۱۶۰ کہ تم ڈر سناؤ روشن عربی

مُّبِيْنٍ ۝١٩٥۱ وَاِنَّهٗ لَفِيْ زُبْرِ الْاُولٰٓئِيْنَ ۝١٩٦۱ اَوْلَمْ يَكُنْ لَهُمْ اٰيَةٌ اَنْ

زبان میں اور بے شک اس کا چرچا اگلی کتابوں میں ہے ۱۶۱ اور کیا یہ اُن کے لیے نشانی نہ تھی ۱۶۲ کہ اس

۱۵۸ نبوت کا انکار کرنے والے انبیاء کی نسبت بالعموم یہی کہا کرتے تھے۔ جیسا کہ آج کل کے بعض فاسد العقیدہ کہتے ہیں۔ ۱۵۹ نبوت کے دعوے میں۔ ۱۶۰ اور

جس عذاب کے تم مستحق ہو وہ جو عذاب چاہے گا تم پر نازل فرمائے گا۔ ۱۶۱ جو کہ اس طرح ہوا کہ انہیں شدید گرمی پہنچی، ہوا بند ہوئی اور سات روز گرمی کے

عذاب میں گرفتار رہے، تہ خانوں میں جاتے وہاں اور زیادہ گرمی پاتے اس کے بعد ایک ابر آیا سب اس کے نیچے آگے جمع ہو گئے اس سے آگ برسی اور سب جل

گئے۔ (اس واقعہ کا بیان سورہ اعراف اور سورہ ہود میں گزر چکا ہے)۔ ۱۶۲ روح الامین سے حضرت جبریل مراد ہیں جو وحی کے امین ہیں۔ ۱۶۳ تا کہ آپ

اسے محفوظ رکھیں اور سمجھیں اور نہ بھولیں دل کی تخصیص اس لیے ہے کہ درحقیقت وہی مخاطب ہے اور تمیز و عقل و اختیار کا مقام بھی وہی ہے تمام اعضاء اس کے مشر و

مطیع ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ دل کے درست ہونے سے تمام بدن درست ہو جاتا ہے اور اس کے خراب ہونے سے سب جسم خراب اور فرح و سرور و رنج و

غم کا مقام دل ہی ہے جب دل کو خوشی ہوتی ہے تمام اعضاء پر اس کا اثر پڑتا ہے تو وہ مش نہیں کے ہے وہی موضوع ہے عقل کا تو امیر مطلق ہوا اور تکلیف جو عقل و فہم

کے ساتھ شرط ہے اسی کی طرف راجع ہوئی۔ ۱۶۴ ”اِنَّهٗ“ کی ضمیر کا مرجع اگر قرآن ہو تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ اس کا ذکر تمام کتب سماویہ میں ہے اور اگر

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ضمیر راجع ہو تو معنی یہ ہوں گے کہ اگلی کتابوں میں آپ کی نعت و صفت مذکور ہے۔ ۱۶۵ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کے صدق نبوت و رسالت پر۔





تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّيَاطِينُ ﴿۲۱۰﴾ وَمَا يَنْبَغِي لَهُمْ وَمَا يَسْتَظِيلُونَ ﴿۲۱۱﴾ إِنَّهُمْ عَنِ

قرآن کو لے کر شیطان نہ اُترے ﴿۲۱۰﴾ اور وہ اس قابل نہیں ﴿۲۱۱﴾ اور نہ وہ ایسا کر سکتے ہیں ﴿۲۱۱﴾ وہ تو

السَّعِيرِ لَمَعْرُؤُونَ ﴿۲۱۲﴾ فَلَا تَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ فَتَكُونَ مِنَ

سننے کی جگہ سے دُور کر دیئے گئے ہیں ﴿۲۱۲﴾ تو اللہ کے سوا دوسرا خدا نہ پوج کہ تجھ پر

الْمُعَذِّبِينَ ﴿۲۱۳﴾ وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ ﴿۲۱۴﴾ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ

عذاب ہوگا اور اے محبوب اپنے قریب تر رشتہ داروں کو ڈراؤ ﴿۲۱۳﴾ اور اپنی رحمت کا بازو بچھاؤ ﴿۲۱۴﴾

لَسِنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۲۱۵﴾ فَإِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ إِنِّي بَرِيءٌ مِّمَّا

اپنے پیرو (تابع) مسلمانوں کے لیے ﴿۲۱۵﴾ تو اگر وہ تمہارا حکم نہ مانیں تو فرمادو میں تمہارے کاموں سے

تَعْمَلُونَ ﴿۲۱۶﴾ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ ﴿۲۱۷﴾ الَّذِي يَرُكُّ حَيْنَ

بے علاقہ (لا تعلق) ہوں اور اس پر بھروسہ کرو جو عزت والا مہر والا ہے ﴿۲۱۷﴾ جو تمہیں دیکھتا ہے جب

تَقُومُ ﴿۲۱۸﴾ وَتَقْلُبُكَ فِي السُّجُودِ ﴿۲۱۹﴾ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿۲۲۰﴾ هَلْ

تم کھڑے ہوتے ہو ﴿۲۱۸﴾ اور نمازیوں میں تمہارے دورے کو ﴿۲۱۹﴾ بے شک وہی سُنُّتا جانتا ہے ﴿۲۲۰﴾ کیا

أَنْبِئُكُمْ عَلَىٰ مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيَاطِينُ ﴿۲۲۱﴾ تَنَزَّلُ عَلَىٰ كُلِّ أَقَابٍ آثِيمٍ ﴿۲۲۲﴾

میں تمہیں بتا دوں کہ کس پر اُترتے ہیں شیطان اُترتے ہیں ہر بڑے بہتان والے گناہگار پر ﴿۲۲۱﴾

جنت قائم کر دیتے ہیں ڈر سنانے والوں کو بھیج دیتے ہیں اس کے بعد بھی جو لوگ راہ پر نہیں آتے اور حق کو قبول نہیں کرتے ان پر عذاب کرتے ہیں۔ ﴿۲۲۲﴾ اس میں

کفار کا رُذْہ ہے جو کہتے تھے کہ جس طرح شیاطین کا بنوں کے پاس آسانی خبریں لاتے ہیں اسی طرح معاذ اللہ حضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس

قرآن لاتے ہیں۔ اس آیت میں ان کے اس خیال کو باطل کر دیا کہ یہ غلط ہے۔ ﴿۲۲۱﴾ کہ قرآن لائیں ﴿۲۲۲﴾ کیونکہ یہ ان کے مقدر (بر) سے باہر ہے۔ ﴿۲۲۲﴾

یعنی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی طرف جو وحی ہوتی ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے محفوظ کر دیا جب تک کہ فرشتہ اس کو بارگاہ رسالت میں پہنچائے اس سے پہلے

شیاطین اس کو نہیں سن سکتے اس کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے فرماتا ہے: ﴿۲۲۱﴾ حضور کے قریب کے رشتہ دار بنی ہاشم اور بنی مطلب ہیں حضور سید عالم صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں اعلان کے ساتھ انذار فرمایا اور خدا کا خوف دلایا جیسا کہ احادیث صحیحہ میں وارد ہے۔ ﴿۲۲۲﴾ یعنی لطف و کرم فرماؤ۔ ﴿۲۲۲﴾ جو صدق و اخلاص

سے آپ پر ایمان لائیں خواہ وہ آپ سے قرابت رکھتے ہوں یا نہ رکھتے ہوں۔ ﴿۲۲۱﴾ یعنی اللہ تعالیٰ تم اپنے تمام کام اس کو تفویض کرو (یعنی اللہ تعالیٰ کو سونپ دو)۔

﴿۲۲۲﴾ نماز کے لیے یادعا کے لیے یا ہر اس مقام پر جہاں تم ہو۔ ﴿۲۲۲﴾ جب تم اپنے تہجد پڑھنے والے اصحاب کے احوال ملاحظہ فرمانے کے لیے شب کو دورہ کرتے ہو۔

بعض مفسرین نے کہا: معنی یہ ہیں کہ جب تم امام ہو کر نماز پڑھاتے ہو اور قیام رکوع و سجود و قعود میں گزرتے ہو۔ بعض مفسرین نے کہا: معنی یہ ہیں کہ وہ آپ کی گردش

چشم کو دیکھتا ہے نماز میں اور کیونکہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پس و پیش (آگے، پیچھے) یکساں ملاحظہ فرماتے تھے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

حدیث میں ہے بخدا مجھ پر تمہارا خشوع و رکوع مخفی نہیں میں تمہیں اپنے پس پشت دیکھتا ہوں۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ اس آیت میں ساجدین سے مؤمنین مراد ہیں

اور معنی یہ ہیں کہ زمانہ حضرت آدم و حوا علیہما السلام سے لے کر حضرت عبد اللہ و آمنہ خاتون تک مؤمنین کی اصلاہ و احرام میں آپ کے دورے کو ملاحظہ فرماتا ہے۔

اس سے ثابت ہوا کہ آپ کے تمام اصول آباء و اجداد حضرت آدم علیہ السلام تک سب کے سب مؤمن ہیں۔ (مدارک و جمل وغیرہ) ﴿۲۲۱﴾ تمہارے قول و عمل اور تمہاری نیت

يَلْقُونَ السَّعَىٰ وَآكْثَرَهُمْ كَذِبُونَ ﴿۳۲۳﴾ وَالشُّعْرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ ﴿۳۲۴﴾

شیطان اپنی سنی ہوئی ۱۸۹ اُن پر ڈالتے ہیں اور اُن میں اکثر جھوٹے ہیں ۱۸۸ اور شاعروں کی بیروی گمراہ کرتے ہیں ۱۸۷

أَلَمْ تَرَ أَنَّهُمْ فِي كُلِّ وَادٍ يَهِيمُونَ ﴿۳۲۵﴾ وَأَنَّهُمْ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ ﴿۳۲۶﴾

کیا تم نے نہ دیکھا کہ وہ ہر نالے میں سرگرداں پھرتے ہیں ۱۸۹ اور وہ کہتے ہیں جو نہیں کرتے ۱۹۰

إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَذَكَرُوا اللَّهَ كَثِيرًا وَانْتَصَرُوا مِنِّي

مگر وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے ۱۹۱ اور بکثرت اللہ کی یاد کی ۱۹۲ اور بدلہ لیا ۱۹۳ بعد

بَعْدَ مَا ظَلَمُوا ۗ وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ ﴿۳۲۷﴾

اس کے کہ اُن پر ظلم ہوا ۱۹۴ اور اب جانا چاہتے ہیں ظالم ۱۹۵ کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے ۱۹۶

﴿آیتھا ۹۳﴾ ﴿سُورَةُ النَّملِ مَكِّيَّةٌ ۲۸﴾ ﴿رُكُوعَاتُهَا ۷﴾

سورہ نمل مکہ ہے، اس میں ترانے آیتیں اور سات رکوع ہیں

کو اس کے بعد اللہ تعالیٰ ان مشرکوں کے جواب میں جو کہتے تھے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر شیطان اترتے ہیں، یہ ارشاد فرماتا ہے۔ ۱۸۵ مثل مسیلمہ وغیرہ کاہنوں کے۔ ۱۸۶ جو انہوں نے ملائکہ سے سنی ہوئی ہے۔ ۱۸۷ کیونکہ وہ فرشتوں سے سنی ہوئی باتوں میں اپنی طرف سے بہت جھوٹ ملا دیتے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ ایک بات سنتے ہیں تو سو جھوٹ اس کے ساتھ ملاتے ہیں اور یہ بھی اس وقت تک تھا جب تک کہ وہ آسمان پر پہنچنے سے روکے نہ گئے تھے۔ ۱۸۸ ان کے اشعار میں کہ ان کو پڑھتے ہیں رواج دیتے ہیں باوجودیکہ وہ اشعار کذب و باطل ہوتے ہیں۔ شان نزول: یہ آیت شعراء کفار کے حق میں نازل ہوئی جو سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جہوں میں شعر کہتے تھے اور کہتے تھے کہ جیسا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہتے ہیں ایسا ہم بھی کہہ لیتے ہیں اور ان کی قوم کے گمراہ لوگ ان سے ان اشعار کو نقل کرتے تھے، ان لوگوں کی آیت میں مذمت فرمائی گئی۔ ۱۸۹ اور ہر طرح کی جھوٹی باتیں بناتے ہیں اور ہر لغو و باطل میں سخن آرائی کرتے ہیں جھوٹی مدح کرتے ہیں جھوٹی جھوکرتے ہیں۔ ۱۹۰ بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ اگر کسی کا جسم پیپ سے بھر جائے تو یہ اس کے لیے اس سے بہتر ہے کہ شعر سے پڑ ہو۔ مسلمان شعراء جو اس طریقہ سے اجتناب کرتے ہیں اس حکم سے مستثنیٰ کئے گئے۔ ۱۹۱ اس میں شعراء اسلام کا استثناء فرمایا گیا وہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعت لکھتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی حمد لکھتے ہیں، اسلام کی مدح لکھتے ہیں، پند و نصائح لکھتے ہیں، اس پر اجر و ثواب پاتے ہیں۔ بخاری شریف میں ہے کہ مسجد نبوی میں حضرت حسان کے لیے منبر بچھایا جاتا تھا وہ اس پر کھڑے ہو کر رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مفاخر پڑھتے (فضائل بیان فرماتے) تھے اور کفار کی بدگوئیوں کا جواب دیتے تھے اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے حق میں دعا فرماتے تھے۔ بخاری کی حدیث میں ہے: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: بعض شعر حکمت ہوتے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مجلس مبارک میں اکثر شعر پڑھے جاتے تھے جیسا کہ ترمذی میں جابر بن سمرہ سے مروی ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ شعر کلام ہے بعض اچھا ہوتا ہے بعض برا اچھے کو لو برے کو چھوڑ دو۔ شغنی نے کہا کہ حضرت ابو بکر صدیق شعر کہتے تھے۔ حضرت علی ان سب سے زیادہ شعر فرمانے والے تھے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ ۱۹۲ اور شعراء ان کے لیے ذکر الہی سے غفلت کا سبب نہ ہو سکا بلکہ ان لوگوں نے جب شعر کہا بھی تو اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور اس کی توحید اور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعت اور اصحاب کرام و صلحاء امت کی مدح اور حکمت و موعظت اور زہد و ادب میں۔ ۱۹۳ کفار سے ان کی جھوکا ۱۹۴ کفار کی طرف سے کہ انہوں نے مسلمانوں کی اور ان کے پیشواؤں کی جھوکی ان حضرات نے اس کو دفع کیا اور اس کے جواب دیئے یہ مذموم نہیں ہیں بلکہ مستحق اجر و ثواب ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ مومن اپنی تلوار سے بھی جہاد کرتا ہے اور اپنی زبان سے بھی، یہ ان حضرات کا جہاد ہے۔ ۱۹۵ یعنی مشرکین جنہوں نے سید الطاہرین افضل الخلق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جھوکی۔ ۱۹۶ موت کے بعد۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا جنہم کی طرف اور وہ برائی ٹھکانا ہے۔



## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

طَسَّ ۱ تِلْكَ آيَاتُ الْقُرْآنِ وَكِتَابٍ مُّبِينٍ ۱ هُدًى وَبُشْرَى

یہ آیتیں ہیں قرآن اور روشن کتاب کی ہے ہدایت اور خوشخبری

لِلْمُؤْمِنِينَ ۲ الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ

ایمان والوں کو وہ جو نماز برپا رکھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور وہ

بِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقْتُونَ ۳ إِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ زَيْنًا

آخرت پر یقین رکھتے ہیں وہ جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے ہم نے ان کے

لَهُمْ أَعْمَالُهُمْ فَهُمْ يَعْمَهُونَ ۴ أُولَئِكَ الَّذِينَ لَهُمْ سُوءُ الْعَذَابِ وَ

کوتک (برے اعمال) ان کی نگاہ میں بھلے کر دکھائے ہیں وہ تو وہ بھگ رہے ہیں یہ وہ ہیں جن کے لیے برا عذاب ہے اور

هُمْ فِي الْآخِرَةِ هُمْ الْآخُسْرُونَ ۵ وَإِنَّكَ لَتَلْقَى الْقُرْآنَ مِنْ لَدُنِّ

یہی آخرت میں سب سے بڑھ کر نقصان میں ہے اور بے شک تم قرآن سکھائے جاتے ہو حکمت

حَكِيمٍ عَلِيمٍ ۶ إِذْ قَالَ مُوسَى لِأَهْلِهِ إِنِّي آنَسْتُ نَارًا ۷ سَاتِيكُمْ

والے علم والے کی طرف سے وہ جب کہ موسیٰ نے اپنی گھر والی سے کہا کہ مجھے ایک آگ نظر پڑی ہے عنقریب میں تمہارے پاس

مِنْهَا بِخَبْرٍ أَوْ آتِيكُمْ بِشِهَابٍ قَبَسٍ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُونَ ۸ فَلَمَّا جَاءَهَا

اس کی کوئی خبر لاتا ہوں یا اس میں سے کوئی چمکتی چنگاری لاؤں گا کہ تم تاپوٹ پھر جب آگ کے پاس آیا

نُودِي أَنْ بُورِكَ مَنْ فِي النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا ۹ وَسُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ

ندا کی گئی کہ برکت دیا گیا وہ جو اس آگ کی جلوہ گاہ میں ہے یعنی موسیٰ اور جو اس کے آس پاس ہیں یعنی فرشتے اور پاکی ہے اللہ کو

۱۰ سورہ نمل مکیہ ہے اس میں سات ۷ رکوع اور ترانوے ۹۳ آیتیں اور ایک ہزار تین سو ستتر ۱۳۱۷ کلمے اور چار ہزار سات سو ننانوے ۷۹۹۷ حرف

ہیں۔ وہ جو حق و باطل میں امتیاز کرتی ہے اور جس میں علوم و حکم و دیعت رکھے گئے ہیں۔ وہ اور اس پر مداومت کرتے ہیں اور اس کے شرائط و آداب و جملہ

حقوق کی حفاظت کرتے ہیں وہ خوش دلی سے وہ کہ وہ اپنی برائیوں کو شہوات کے سبب سے بھلائی جانتے ہیں۔ وہ دنیا میں قتل اور گرفتاری کے کہ ان کا

انجام دائمی عذاب ہے۔ اس کے بعد سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہوتا ہے۔ وہ اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ایک واقعہ بیان فرمایا جاتا ہے جو

دقائق علم و لطائف حکمت پر مشتمل ہے۔ وہ مدین سے مصر کو سفر کرتے ہوئے تاریک رات میں جبکہ برف باری سے نہایت سردی ہو رہی تھی اور راستہ گم ہو گیا تھا اور

بی بی صاحبہ کو دروڑہ شروع ہو گیا تھا۔ وہ اور سردی کی تکلیف سے امن پاؤ۔ وہ یہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحیت ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے برکت

کے ساتھ۔

الْعَلْبِينَ ۸) يُوسَىٰ إِنَّهُ أَنَا اللَّهُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۹) وَأَلْقِ عَصَاكَ ط

جورب ہے سارے جہاں کا اے موسیٰ بات یہ ہے کہ میں ہی ہوں اللہ عزت والا حکمت والا اور اپنا عصا ڈال دے گا

فَلَمَّا رَأَاهَا تَهْتَزُّ كَأَنَّهَا جَانٌّ وَلَّىٰ مُدَبِّرًا أَوْ لَمْ يَعْقِبْ ط يُوسَىٰ

پھر موسیٰ نے اُسے دیکھا لہراتا ہوا گویا سانپ ہے پیٹھ پھیر کر چلا اور مڑ کر نہ دیکھا ہم نے فرمایا اے موسیٰ

لَا تَخَفْ ۚ إِنِّي لَا يَخَافُ لَدَيَّ الْمُرْسَلُونَ ۱۰) إِلَّا مَنْ ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ

ڈر نہیں بے شک میرے حضور رسولوں کو خوف نہیں ہوتا ۱۰) ہاں جو کوئی زیادتی کرے گا پھر برائی کے

حَسَبًا بَعْدَ سُوءٍ فَإِنِّي غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۱۱) وَأَدْخُلْ يَدَكَ فِي جَيْبِكَ

بعد بھلائی سے بدلے تو بے شک میں بخشنے والا مہربان ہوں ۱۱) اور اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ڈال

تَخْرُجُ بَيْضًا مِّنْ غَيْرِ سُوءٍ ۚ فِي تِسْعِ آيَاتٍ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَقَوْمِهِ ط

نکلے گا سفید چمکتا بے عیب ۱۲) نو نشانیوں میں ۱۳) فرعون اور اس کی قوم کی طرف

إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَاسِقِينَ ۱۲) فَلَمَّا جَاءَهُمْ آيَاتُنَا مُبْصِرَةً قَالُوا هَذَا

بے شک وہ بے حکم لوگ ہیں پھر جب ہماری نشانیاں آنکھیں کھولتی اُن کے پاس آئیں ۱۳) بولے یہ تو

سِحْرٌ مُّبِينٌ ۱۳) وَجَحْدُوا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَا أَنفُسُهُمْ ظُلْمًا وَعُلُوًّا ط

صریح جادو ہے اور اُن کے منکر ہوئے اور اُن کے دلوں میں ان کا یقین تھا ۱۴) ظلم اور تکبر سے

فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ ۱۴) وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ عِلْمًا ج

تو دیکھو کیسا انجام ہوا فسادیوں کا ۱۵) اور بے شک ہم نے داود اور سلیمان کو بڑا علم عطا فرمایا ۱۶)

وَقَالَا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي فَضَّلَنَا عَلَىٰ كَثِيرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِينَ ۱۵) وَ

اور دونوں نے کہا سب خوبیاں اللہ کو جس نے ہمیں اپنے بہت سے ایمان والے بندوں پر فضیلت بخشی ۱۶) اور

۱۷) چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حکم الہی عصا ڈال دیا اور وہ سانپ ہو گیا۔ ۱۸) نہ سانپ کا نہ کسی اور چیز کا یعنی جب میں انہیں امن دوں تو پھر کیا اندیشہ۔

۱۹) اس کو ڈر ہوگا اور وہ بھی جب توبہ کرے۔ ۲۰) توبہ قبول فرماتا ہوں اور بخش دیتا ہوں۔ اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دوسری نشانی دکھائی

گئی اور فرمایا ۲۱) یہ نشانی ہے ان کے جن کے ساتھ رسول بنا کر بھیجے گئے ہو۔ ۲۲) یعنی انہیں مجھے دکھائے گئے۔ ۲۳) اور وہ جانتے تھے کہ بیشک یہ

نشانیوں اللہ کی طرف سے ہیں لیکن باوجود اس کے اپنی زبانوں سے انکار کرتے رہے۔ ۲۴) کہ غرق کر کے ہلاک کئے گئے ۲۵) یعنی علم قضا و سیاست اور حضرت

داود کو پہاڑوں اور پرندوں کی تسبیح کا علم دیا اور حضرت سلیمان کو چوپایوں اور پرندوں کی بولی کا۔ (خازن) ۲۶) نبوت و ملک عطا فرما کر اور جن و انس اور شیاطین کو

مسخ کر کے۔

وَرِثَ سُلَيْمٌ دَاوُدَ وَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ عَلِمْنَا مَطِيقَ الطَّيْرِ وَأُوتِينَا

سليمان داود کا جانشین ہوا ۲۳ اور کہا اے لوگو ہمیں پرندوں کی بولی سکھائی گئی اور ہر چیز میں

مِنْ كُلِّ شَيْءٍ ط إِنَّ هَذَا هُوَ الْفَضْلُ الْمُبِينُ ۱۶ وَحُشِرَ سُلَيْمٌ

سے ہم کو عطا ہوا ۲۴ بے شک یہی ظاہر فضل ہے ۲۵ اور جمع کئے گئے سلیمان کے لیے

جُودُهُ مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوزَعُونَ ۱۷ حَتَّىٰ إِذَا آتَوَا

اس کے لشکر جنوں اور آدمیوں اور پرندوں سے تو وہ روکے جاتے تھے ۲۶ یہاں تک کہ جب چیونٹیوں

عَلَىٰ وَادِ النَّبْلِ قَالَتْ نَمْلَةٌ يَا أَيُّهَا النَّبْلُ ادْخُلُوا مَسْكِنَكُمْ لَا

کے نالے پر آئے ۲۷ ایک چیونٹی بولی ۲۸ اے چیونٹیو اپنے گھروں میں چلی جاؤ تمہیں

يُحِطُّ بِكُمْ سُلَيْمٌ وَجُودُهُ لَمْ يَشْعُرُونَ ۱۸ فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ

پہل نہ ڈالیں سلیمان اور اُن کے لشکر بے خبری میں ۲۹ تو اس کی بات سے مسکرا کر

قَوْلِهَا وَقَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَ

ہدایت اور عرض کی اے میرے رب مجھے توہین دے کہ میں شکر کروں تیرے احسان کا جو تو نے ۳۰ مجھ پر اور

عَلَىٰ وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَأَدْخِلْنِي بِرَحْمَتِكَ فِي عِبَادِكَ

میرے ماں باپ پر کئے اور یہ کہ میں وہ بھلا کام کروں جو تجھے پسند آئے اور مجھے اپنی رحمت سے اپنے ان بندوں میں شامل کر جو تیرے قرب خاص کے

۳۱ نبوت و علم و ملک میں ۳۲ یعنی بکثرت نعمتیں دنیا و آخرت کی ہم کو عطا فرمائی گئیں۔ ۳۵ مروی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے

مشارق و مغارب ارض کا ملک عطا فرمایا، چالیس سال آپ اس کے مالک رہے پھر تمام دنیا کی مملکت عطا فرمائی جن، انسان، شیطان، پرند، چوپائے، درندے سب

پر آپ کی حکومت تھی اور ہر ایک شے کی زبان آپ کو عطا فرمائی اور عجیب و غریب صنعتیں آپ کے زمانہ میں بروئے کار آئیں۔ ۳۶ آگے بڑھنے سے تاکہ سب مجتمع

ہو جائیں پھر چلائے جاتے تھے۔ ۳۷ یعنی طائف یا شام میں اس وادی پر گزرے جہاں چیونٹیاں بکثرت تھیں۔ ۳۸ جو چیونٹیوں کی ملکہ تھی وہ لنگڑی تھی۔ لطفہ:

جب حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فد میں داخل ہوئے اور وہاں کی خلق آپ کی گرویدہ ہوئی تو آپ نے لوگوں سے کہا: جو چاہو دریافت کرو۔ حضرت امام ابوحنیفہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت نوجوان تھے، آپ نے دریافت فرمایا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی چیونٹی مادہ تھی یا نر؟ حضرت قتادہ ساکت ہو گئے تو امام صاحب نے

فرمایا کہ وہ مادہ تھی آپ سے دریافت کیا گیا کہ یہ آپ کو کس طرح معلوم ہوا؟ آپ نے فرمایا: قرآن کریم میں ارشاد ہوا: "قَالَتْ نَمْلَةٌ"۔ اگر نر ہوتی تو قرآن شریف

میں "قَالَ نَمْلَةٌ" وارد ہوتا۔ (مسبحان اللہ اس سے حضرت امام کی شان علم معلوم ہوتی ہے) غرض جب اس چیونٹیوں کی ملکہ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے لشکر

کو دیکھا تو کہنے لگی: ۳۹ یہ اس نے اس لیے کہا کہ وہ جانتی تھی کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نبی ہیں، صاحب عدل ہیں، جبر اور زیادتی آپ کی شان نہیں ہے۔ اس

لیے اگر آپ کے لشکر سے چیونٹیاں کچل جائیں گی تو بے خبری ہی میں کچل جائیں گی کہ وہ گزرتے ہوں اور اس طرف التفات نہ کریں۔ چیونٹی کی یہ بات حضرت

سلیمان علیہ السلام نے تین میل سے سن لی اور ہوا ہر شخص کا کلام آپ کے سمع مبارک تک پہنچاتی تھی۔ جب آپ چیونٹیوں کی وادی پر پہنچے تو آپ نے اپنے لشکروں کو

ٹھہرنے کا حکم دیا یہاں تک کہ چیونٹیاں اپنے گھروں میں داخل ہو گئیں سیر حضرت سلیمان علیہ السلام کی اگرچہ ہوا پر تھی مگر بعینہ نہیں ہے کہ یہ مقام آپ کا جائے نزول

ہو۔ ۳۰ انبیاء کا ہنسنا تبسم ہی ہوتا ہے جیسا کہ احادیث میں وارد ہوا ہے وہ حضرات تہنہ مار کر نہیں ہنستے۔ ۳۱ نبوت و ملک و علم عطا فرما کر۔



الصَّالِحِينَ ۱۹) وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَا لِيَ لَا أَرَى الْهُدُودَ ۖ أَمْ كَانِ

سزاوار ہیں ۱۹) اور پرندوں کا جائزہ لیا تو بولا مجھے کیا ہوا کہ میں ہدہد کو نہیں دیکھتا یا وہ

مِنَ الْعَائِلِينَ ۲۰) لَا عَذِيبَةَ عَذَابًا شَدِيدًا أَوْ لَا أَذِيبَهُ أَوْ لِيَأْتِيَنِي

واقعی حاضر نہیں ضرور میں اُسے سخت عذاب کروں گا ۲۰) یا ذبح کردوں گا یا کوئی روشن سند

بِسُلْطَنٍ مُّبِينٍ ۲۱) فَبَكَتْ غَيْرَ بَعِيدٍ فَقَالَ أَحَطَّتْ بِسَالِمٍ تَحْطُّ بِهِ وَ

میرے پاس لائے ۲۱) تو ہدہد کچھ زیادہ دیر نہ ٹھہرا اور آکر ۲۵) عرض کی کہ میں وہ بات دیکھ آیا ہوں جو حضور نے نہ دیکھی اور

جِئْتُكَ مِنْ سَبَإٍ بِنَبَإٍ يَقِينٍ ۲۲) إِنِّي وَجَدْتُ امْرَأَةً تَمْلِكُهُمْ وَأُوتِيَتْ

میں شہر سبأ سے حضور کے پاس ایک یقینی خبر لایا ہوں میں نے ایک عورت دیکھی ۲۲) کہ ان پر بادشاہی کر رہی ہے اور اُسے

مِنْ كُلِّ شَيْءٍ ۖ وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيمٌ ۲۳) وَجَدْتُهُا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُونَ

ہر چیز میں سے ملا ہے ۲۳) اور اس کا بڑا تخت ہے ۲۴) میں نے اُسے اور اُس کی قوم کو پایا کہ اللہ کو چھو کر

لِلشَّمْسِ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَرَبِّكَ إِنَّهُمْ لَشَيْطَانٌ أَعْمَاهُمْ فَصَدَّاهُمْ عَنِ

سورج کو سجدہ کرتے ہیں ۲۴) اور شیطان نے ان کے اعمال ان کی نگاہ میں سنوار کر ان کو سیدھی راہ سے

السَّبِيلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُونَ ۲۴) إِلَّا يَسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي يُخْرِجُ الْخَبْءَ

روک دیا ۲۴) تو وہ راہ نہیں پاتے کیوں نہیں سجدہ کرتے اللہ کو جو نکالتا ہے

فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُونَ وَمَا تُعْلِنُونَ ۲۵) اللَّهُ لَا إِلَهَ

آسمانوں اور زمین کی چھپی چیزیں ۲۵) اور جانتا ہے جو کچھ تم چھپاتے ہو اور ظاہر کرتے ہو ۲۶) اللہ ہے کہ اس کے سوا کوئی

إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ۲۶) قَالَ سَنَنْظُرُ أَصَدَقْتَ أَمْ كُنْتَ مِنَ

سچا معبود نہیں وہ بڑے عرش کا مالک ہے سلیمان نے فرمایا اب ہم دیکھیں گے کہ تو نے سچ کہا یا تو

۲۲) حضرات انبیاء و اولیاء ۲۳) اس کے پراکھاڑ کر یا اس کو اس کے پیاروں سے جدا کر کے یا اس کو اس کے اقران کا خادم بنا کر یا اس کو غیر جانوروں کے ساتھ قید

کر کے اور ہدہد کو حسب مصلحت عذاب کرنا آپ کے لیے حلال تھا اور جب پرند آپ کے لیے مسخر (تابع) کئے گئے تھے تو تادیب و سیاست مقتضائے تسخیر

ہے۔ ۲۴) جس سے اس کی معذوری ظاہر ہو۔ ۲۵) نہایت عجز و انکسار اور ادب و تواضع کے ساتھ معافی چاہ کر ۲۶) جس کا نام بلقیس ہے ۲۷) جو بادشاہوں کے

لیے شایان ہوتا ہے ۲۸) جس کا طول اتنی گز، عرض چالیس گز، سونے چاندی کا جواہرات کے ساتھ مُرَصَّع (جڑا ہوا) ۲۹) کیونکہ وہ لوگ آفتاب پرست مجوسی

تھے۔ ۳۰) سیدھی راہ سے مراد طریق حق و دین اسلام ہے۔ ۳۱) آسمان کی چھپی چیزوں سے مینہ اور زمین کی چھپی چیزوں سے نباتات مراد ہیں۔ ۳۲) اس میں

آفتاب پرستوں بلکہ تمام باطل پرستوں کا رد ہے جو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو بھی پوجیں مقصود یہ ہے کہ عبادت کا مستحق صرف وہی ہے جو کائنات ارضی و سماوی پر قدرت

رکھتا ہو اور جمیع معلومات کا عالم ہو جو ایسا نہیں وہ کسی طرح مستحق عبادت نہیں۔

الْكَذِبِينَ ﴿۲۷﴾ اِذْهَبْ بِكِتَابِي هَذَا فَاَلْقِهٖ اِلَيْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانظُرْ

جھوٹوں میں ہے ﴿۲۷﴾ میرا یہ فرمان لے جا کر اُن پر ڈال پھر اُن سے الگ ہٹ کر دیکھ

مَاذَا يَرْجِعُونَ ﴿۲۸﴾ قَالَتْ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ اِئْتِنِي اِلَى كِتَابِ كَرِيمٍ ﴿۲۹﴾

کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں ﴿۲۸﴾ وہ عورت بولی اے سردارو بے شک میری طرف ایک عزت والا خط ڈالا گیا ﴿۲۹﴾

اِنَّهُ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ﴿۳۰﴾ اَلَا تَعْلَمُوْا عَلٰی

بے شک وہ سلیمان کی طرف سے ہے اور بے شک وہ اللہ کے نام سے ہے جو نہایت مہربان رحم والا یہ کہ مجھ پر بلندی نہ چاہو ﴿۳۰﴾

وَاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ﴿۳۱﴾ قَالَتْ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ اِفْتُونِيْ فِیْ اَمْرِیْ مَا كُنْتُ

اور گردن رکھتے میرے حضور حاضر ہو ﴿۳۱﴾ بولی اے سردارو میرے اس معاملہ میں مجھے رائے دو میں کسی معاملہ میں

قَاطِعَةً اَمْرًا حَتّٰی تَشْهَدُوْنَ ﴿۳۲﴾ قَالُوْا نَحْنُ اَوْلُوْا قُوَّةٍ وَّاَوْلُوْا اَبَاسٍ

کوئی قطعی فیصلہ نہیں کرتی جب تک تم میرے پاس حاضر نہ ہو وہ بولے ہم زور والے اور بڑی سخت لڑائی

شَدِيْدٍ وَّاَوْلُوْا اِلَيْكَ فَاَنْظِرْنِيْ مَاذَا تَاْمُرِيْنَ ﴿۳۳﴾ قَالَتْ اِنَّ الْمُلُوْكَ

والے ہیں ﴿۳۳﴾ اور اختیار تیرا ہے تو نظر کر کہ کیا حکم دیتی ہے ﴿۳۳﴾ بولی بے شک جب بادشاہ

اِذَا دَخَلُوْا قَرْبِيَةً اَفْسَدُوْهَا وَجَعَلُوْا اَعْرَٰضَ اَهْلِهَا اَذْلَةً وَّكَذٰلِكَ

کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں اسے تباہ کر دیتے ہیں اور اس کے عزت والوں کو فٹک ذلیل اور ایسا ہی

يَفْعَلُوْنَ ﴿۳۴﴾ وَاِنِّيْ مُرْسِلَةٌ اِلَيْهِمْ بِهَدِيَّةٍ فَنْظُرُوْا بِمَ اِيْرَجِعُ

کرتے ہیں ﴿۳۴﴾ اور میں ان کی طرف ایک تحفہ بھیجنے والی ہوں پھر دیکھوں گی کہ اپنی کیا جواب

﴿۳۴﴾ پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک مکتوب لکھا جس کا مضمون یہ تھا کہ از جانب بندۂ خدا سلیمان بن داؤد بسوئے بلقیس ملکہ شہر سبأ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ

السَّرْحِیْمِ اس پر سلام جو ہدایت قبول کرے اس کے بعد مدعا یہ کہ تم مجھ پر بلندی نہ چاہو اور میرے حضور مطیع ہو کر حاضر ہو۔ اس پر آپ نے اپنی مہر لگائی اور ہد ہد سے

فرمایا ﴿۳۴﴾ چنانچہ ہد ہد وہ مکتوب گرامی لے کر بلقیس کے پاس پہنچا اس وقت بلقیس کے گرد اس کے اعیان و وزراء کا مجمع تھا۔ ہد ہد نے وہ مکتوب بلقیس کی گود میں

ڈال دیا اور وہ اس کو دیکھ کر خوف سے لرز گئی اور پھر اس پر مہر دیکھ کر ﴿۳۴﴾ اس نے اس خط کو عزت والا یا اس لیے کہا کہ اس پر مہر لگی ہوئی تھی اس سے اس نے جانا کہ

کتاب کا بھیجنے والا جلیل المنزلت بادشاہ ہے یا اس مکتوب کی ابتداء اللہ تعالیٰ کے نام پاک سے تھی پھر اس نے بتایا کہ وہ مکتوب کس کی طرف سے آیا ہے۔ چنانچہ

کہا: ﴿۳۴﴾ یعنی میری تعمیل ارشاد کرو اور تکبر نہ کرو جیسا کہ بعض بادشاہ کیا کرتے ہیں۔ ﴿۳۴﴾ فرمانبردارانہ شان سے مکتوب کا یہ مضمون سنا کر بلقیس اپنے اعیان دولت

کی طرف متوجہ ہوئی۔ ﴿۳۴﴾ اس سے ان کی مراد یہ تھی کہ اگر تیری رائے جنگ کی ہو تو ہم لوگ اس کے لیے تیار ہیں بہادر اور شجاع ہیں، صاحب قوت و توانائی ہیں،

کثیر فوجیں رکھتے ہیں، جنگ آزما ہیں۔ ﴿۳۴﴾ اے ملکہ! ہم تیری اطاعت کریں گے تیرے حکم کے منتظر ہیں۔ اس جواب میں انہوں نے یہ اشارہ کیا کہ ان کی رائے

جنگ کی ہے یا ان کا مدعا یہ ہو کہ ہم جنگی لوگ ہیں رائے اور مشورہ ہمارا کام نہیں تو خود صاحب عقل و تدبیر ہے ہم بہر حال تیرا اتباع کریں گے جب بلقیس نے دیکھا

کہ یہ لوگ جنگ کی طرف مائل ہیں تو اس نے انہیں ان کی رائے کی خطا پر آگاہ کیا اور جنگ کے نتائج سامنے کئے۔ ﴿۳۴﴾ اپنے زور و قوت سے ﴿۳۴﴾ قتل اور قید اور

الرُّسُلُونَ ﴿۳۵﴾ فَلَمَّا جَاءَ سُلَيْمَانَ قَالَ أَتِدُونَنِي بِبَالٍ فَمَا آتَيْنِي اللَّهُ

لے کر پلٹے ۵۳ پھر جب وہ ۵۴ سلیمان کے پاس آیا سلیمان نے فرمایا کیا مال سے میری مدد کرتے ہو تو جو مجھے اللہ نے دیا ۵۵

خَيْرٌ مِّمَّا آتَيْتُكُمْ بَلْ أَنْتُمْ بِهَدْيِكُمْ تَفْرَحُونَ ﴿۳۶﴾ اِرْجِعْ إِلَيْهِمْ

وہ بہتر ہے اُس سے جو تمہیں دیا ۵۶ بلکہ تم ہی اپنے تحفہ پر خوش ہوتے ہو ۵۷ پلٹ جا ان کی طرف

فَلَمَّا تَبَّهُمُ بِجُنُودٍ لَّا قِبَلَ لَهُمْ بِهَا وَلَخُرْجَهُمُ مِنْهَا أَذَلَّةٌ وَهُمْ

تو ضرور ہم ان پر وہ لشکر لائیں گے جن کی انھیں طاقت نہ ہوگی اور ضرور ہم اُن کو اس شہر سے ذلیل کر کے نکال دیں گے یوں کہ وہ

صُعْرُونَ ﴿۳۷﴾ قَالَ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ الْأَيْكُمُ يَا تَبِيئِي بَعْرَشَهَا قَبْلَ أَنْ

پست ہوں گے ۵۸ سلیمان نے فرمایا اے درباریو تم میں کون ہے کہ وہ اُس کا تخت میرے پاس لے آئے قبل اس کے کہ

يَأْتُوَنِي مُسْلِمِينَ ﴿۳۸﴾ قَالَ عَفْرَيْتُ مِنَ الْجِنَّ أَنَا آتَيْتُكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ

وہ میرے حضور مطیع ہو کر حاضر ہوں ۵۹ ایک بڑا خبیث جن بولا کہ وہ تخت حضور میں حاضر کر دوں گا قبل اس کے کہ

تَقُومَ مِنْ مَّقَامِكَ وَإِنِّي عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ أَمِينٌ ﴿۳۹﴾ قَالَ الَّذِي عِنْدَهُ

حضور اجلاس برخاست کریں ۶۰ اور میں بے شک اس پر قوت والا امانت دار ہوں ۶۱ اس نے عرض کی جس کے پاس

اہانت کے ساتھ ۶۲ یہی بادشاہوں کا طریقہ ہے بادشاہوں کی عادت کا جو اس کو ظلم تھا اس کی بنا پر اس نے یہ کہا اور مراد اس کی یہ تھی کہ جنگ مناسب نہیں ہے اس

میں ملک اور اہل ملک کی تباہی و بربادی کا خطرہ ہے اس کے بعد اس نے اپنی رائے کا اظہار کیا اور کہا ۶۳ اس سے معلوم ہو جائے گا کہ وہ بادشاہ ہیں یا نبی کیونکہ

بادشاہ عزت و احترام کے ساتھ ہدیہ قبول کرتے ہیں اگر وہ بادشاہ ہیں تو ہدیہ قبول کر لیں گے اور اگر نبی ہیں تو ہدیہ قبول نہ کریں گے اور اس کے کہ ہم ان کے دین کا

اتباع کریں وہ اور کسی بات سے راضی نہ ہوں گے تو اس نے پانچ سو غلام اور پانچ سو باندیاں بہترین لباس اور زینوں کے ساتھ آراستہ کر کے زرنگار زینوں پر سوار

کر کے بھیجے اور پانچ سو ایشیوں سونے کی اور جواہر سے مرصع تاج اور مشک و عطر وغیرہ مع ایک خط کے اپنے قاصد کے ساتھ روانہ کئے ہدیہ پر دیکھ کر چل دیا اور اس نے

حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس سب خبر پہنچائی، آپ نے حکم دیا کہ سونے چاندی کی ایشیوں بنا کر نوفرنگ کے میدان میں بچھادی جائیں اور اس کے گرد سونے

چاندی سے احاطہ کی بلند دیوار بنا دی جائے اور بروجر کے خوبصورت جانور اور چخات کے بچے میدان کے دائیں بائیں حاضر کئے جائیں۔ ۶۴ یعنی بلقیس کا پیامی

مع اپنی جماعت کے ہدیے لے کر ۶۵ یعنی دین اور نبوت اور حکمت اور ملک و مال و اسباب دینا ۶۶ یعنی تم اہل مفاخرت (مغرور) ہو زخارف دنیا (دنیا کی

زینوں) پر فخر کرتے ہو اور ایک دوسرے کے ہدیے پر خوش ہوتے ہو مجھے نہ دنیا سے خوشی ہوتی ہے نہ اس کی حاجت اللہ تعالیٰ نے مجھے اتنا کثیر عطا فرمایا کہ اور لو کونہ

دیا باوجود اس کے دین اور نبوت سے مجھ کو مشرف کیا۔ اس کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے وفد کے امیر منذر بن عمرو سے فرمایا کہ یہ ہدیے لے کر ۶۷ یعنی

اگر وہ میرے پاس مسلمان ہو کر حاضر نہ ہونے تو یہ انجام ہوگا۔ جب قاصد ہدیے لے کر بلقیس کے پاس واپس گئے اور تمام واقعات سنائے تو اس نے کہا بیشک وہ نبی

ہیں اور ہمیں ان سے مقابلہ کی طاقت نہیں اور اس نے اپنا تخت اپنے سات محلوں میں سے سب سے پچھلے محل میں محفوظ کر کے تمام دروازے مقفل کر دیئے اور ان پر

پہرہ دار مقرر کر دیئے اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہونے کا انتظام کیا تا کہ دیکھے کہ آپ اس کو کیا حکم فرماتے ہیں اور وہ ایک لشکر گراں لے کر

آپ کی طرف روانہ ہوئی جس میں بارہ ہزار نواب تھے اور ہر نواب کے ساتھ ہزاروں لشکر کی جب اتنے قریب پہنچ گئی کہ حضرت سے صرف ایک فرسنگ کا فاصلہ رہ

گیا۔ ۶۸ اس سے آپ کا مدعا یہ تھا کہ اس کا تخت حاضر کر کے اس کو اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اپنی نبوت پر دلالت کرنے والا معجزہ دکھادیں۔ بعضوں نے کہا ہے کہ

آپ نے چاہا کہ اس کے آنے سے قبل اس کی وضع بدل دیں اور اس سے اس کی عقل کا امتحان فرمائیں کہ پہچان سکتی ہے یا نہیں۔ ۶۹ اور آپ کا اجلاس صبح سے

دو پہر تک ہوتا تھا۔ ۷۰ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: میں اس سے جلد جا رہا ہوں۔



عِلْمٌ مِّنَ الْكِتَابِ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ يَرْتَدَّ إِلَيْكَ طَرْفُكَ ۗ فَلَمَّا

کتاب کا علم تھا ۱۹ کہ میں اُسے حضور میں حاضر کر دوں گا ایک پل مارنے سے پہلے ۲۰ پھر جب

رَأَاهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهُ قَالَ هَذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّي ۗ لِيَبْلُوَنِي ۗ أَشْكُرُ

سلیمان نے اس تخت کو اپنے پاس رکھا دیکھا کہا یہ میرے رب کے فضل سے ہے تاکہ مجھے آزمائے کہ میں شکر کرتا ہوں

أَمْ أَكْفُرُ ۗ وَمَنْ شَكَرَ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ ۗ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ رَبِّي غَنِيٌّ

یا ناشکری اور جو شکر کرے تو وہ اپنے بھلے کو شکر کرتا ہے ۲۱ اور جو ناشکری کرے تو میرا رب بے پرواہ ہے

كَرِيمٌ ۗ ﴿۲۰﴾ قَالَ نَكُرُّو وَالْهَاعِرُ شَهَانٌ نُّظُرُ أَتَهْتَدِي ۗ أَمْ تَكُونُ مِنَ

سب خوبیوں والا سلیمان نے حکم دیا عورت کا تخت اس کے سامنے وضع بدل کر بیگانہ کر دو کہ ہم دیکھیں کہ وہ راہ پاتی ہے یا اُن میں

الَّذِينَ لَا يَهْتَدُونَ ۗ ﴿۲۱﴾ فَلَمَّا جَاءَتْ قِيلَ أَهَكَذَا عِرْسُكَ ۗ قَالَتْ

ہوتی ہے جو ناواقف رہے پھر جب وہ آئی اس سے کہا گیا کیا تیرا تخت ایسا ہی ہے بولی

كَانَتْهُ هُوَ ۗ وَأُوتِينَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَكُنَّا مُسْلِمِينَ ۗ ﴿۲۲﴾ وَصَدَّهَا مَا

گویا یہ وہی ہے ۲۲ اور ہم کو اس واقعہ سے پہلے خبر مل چکی ۲۳ اور ہم فرمانبردار ہوئے ۲۴ اور اُسے روکا ۲۵ اُس

كَانَتْ تَعْبُدُ مِنْ دُونِ اللَّهِ ۗ إِنَّهَا كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ كَافِرِينَ ۗ ﴿۲۳﴾ قِيلَ

چیز نے جسے وہ اللہ کے سوا پوجتی تھی بے شک وہ کافر لوگوں میں سے تھی اُس سے کہا

لَهَا دَخُلِي الصَّرْحَ ۗ فَلَمَّا رَأَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً ۗ وَكَشَفَتْ عَنْ سَاقِهَا ط

گیا صحن میں آ ۲۶ پھر جب اُس نے اسے دیکھا اسے گہرا پانی سمجھی اور اپنی ساقیں (پنڈلیاں) کھولیں ۲۷

قَالَ إِنَّهُ صَرْحٌ مُّسَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيرَ ۗ قَالَتْ رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ۗ وَ

سلیمان نے فرمایا یہ تو ایک چکنا صحن ہے شیٹوں جڑا ۲۸ عورت نے عرض کی اے میرے رب میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ۲۹ اور

۲۲ یعنی آپ کے وزیر آصف بن برخیا جو اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم جانتے تھے۔ ۲۳ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: لاؤ حاضر کرو۔ آصف نے عرض کیا:

آپ نبی ابن نبی ہیں اور جو رتبہ بارگاہ الہی میں آپ کو حاصل ہے یہاں کس کو میسر ہے آپ دعا کریں تو وہ آپ کے پاس ہی ہوگا۔ آپ نے فرمایا: تم سچ کہتے ہو اور

دعا کی اسی وقت تخت زمین کے نیچے نیچے چل کر حضرت سلیمان علیہ السلام کی کرسی کے قریب نمودار ہوا۔ ۲۴ کہ اس شکر کا نفع خود اس شکر گزار کی طرف عائد ہوتا ہے۔

۲۵ اس جواب سے اس کا کمال عقل معلوم ہوا اب اس سے کہا گیا کہ یہ تیرا ہی تخت ہے دروازہ بند کرنے نقل لگانے پہرہ دار مقرر کرنے سے کیا فائدہ ہوا اس پر اس

نے کہا ۲۶ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور آپ کی صحت نبوت کی ہد ہد کے واقعہ سے اور امیر و فد سے ۲۷ ہم نے آپ کی اطاعت اور آپ کی فرمانبرداری اختیار کی ۲۸

اللہ کی عبادت و توحید سے یا اسلام کی طرف تقدم سے۔ ۲۹ وہ صحن شفاف آگینے کا تھا اس کے نیچے آب جاری تھا اس میں مچھلیاں تھیں اور اس کے وسط میں حضرت

سلیمان علیہ السلام کا تخت تھا جس پر آپ جلوہ افروز تھے۔ ۳۰ تاکہ پانی میں چل کر حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو۔ ۳۱ یہ پانی نہیں ہے یہ

أَسَلْتُ مَعَ سُلَيْمَانَ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ وَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلَى ثَمُودَ

اب سلیمان کے ساتھ اللہ کے حضور گردن رکھتی ہوں جو رب سارے جہان کا مالک اور بے شک ہم نے ثمود کی طرف

أَخَاهُمْ صَالِحًا أَنْ عِبُدُوا اللَّهَ فَإِذَا هُمْ فَرِيقَانِ يَخْتَصِمُونَ ۝ قَالَ

ان کے ہم قوم صالح کو بھیجا کہ اللہ کو پوجو مالک تو جہی وہ دو گروہ ہو گئے وہکے جھگڑا کرتے مالک صالح نے فرمایا

يَقَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُونَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ ۚ لَوْلَا تَسْتَغْفِرُونَ اللَّهَ

اے میری قوم کیوں برائی کی جلدی کرتے ہو مالک بھلائی سے پہلے مالک اللہ سے بخشش کیوں نہیں مانگتے مالک

لَعَلَّكُمْ تَرْحَمُونَ ۝ قَالُوا الظِّيرُ نَابِكُ وَبِمَنْ مَعَكَ ط قَالَ طَيْرُكُمْ

شاید تم پر رحم ہو مالک بولے ہم نے برا شگون لیا تم سے اور تمہارے ساتھیوں سے مالک فرمایا تمہاری بدشگونی

عِنْدَ اللَّهِ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُونَ ۝ وَكَانَ فِي الْمَدِينَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ

اللہ کے پاس ہے مالک بلکہ تم لوگ فتنے میں پڑے ہو مالک اور شہر میں نو شخص تھے مالک

يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ ۝ قَالُوا اتَّقَاسُوا بِاللَّهِ

کہ زمین میں فساد کرتے اور سنوار نہ چاہتے آپس میں اللہ کی قسمیں کھا کر بولے ہم ضرور

لِنُبَيِّتَنَّهُ وَأَهْلَهُ ثُمَّ لَنَقُولَنَّ لِوَلِيِّهِ مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ أَهْلِهِ وَإِنَّا

رات کو چھاپا ماریں گے صالح اور اس کے گھر والوں پر مالک پھر اس کے وارث سے مالک کہیں گے اس گھر والوں کے قتل کے وقت ہم حاضر نہ تھے اور بے شک ہم

سن کر باقیس نے اپنی ساتھیوں (پنڈلیاں) چھپالیں اور اس سے اس کو بہت تعجب ہوا اور اس نے یقین کیا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا ملک و حکومت اللہ کی طرف

سے ہے اور ان عجائبات سے اس نے اللہ تعالیٰ کی توحید اور آپ کی نبوت پر استدلال کیا اب حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کو اسلام کی دعوت دی۔ مالک کہ

تیرے غیر کو پوجا آفتاب کی پرستش کی مالک چنانچہ اس نے اخلاص کے ساتھ توحید و اسلام کو قبول کیا اور خالص اللہ تعالیٰ کی عبادت اختیار کی۔ مالک اور کسی کو اس کا

شریک نہ کرو مالک ایک مومن اور ایک کافر مالک ہر فریق اپنے ہی کو حق پر کہتا اور دونوں باہم جھگڑتے۔ کافر گروہ نے کہا: اے صالح! جس عذاب کا تم وعدہ دیتے ہو

اس کو لاؤ اگر رسولوں میں سے ہو۔ مالک یعنی بلا و عذاب کی مالک بھلائی ہے مراد عافیت و رحمت ہے۔ مالک عذاب نازل ہونے سے پہلے کفر سے توبہ کر کے ایمان

لا کر مالک اور دنیا میں عذاب نہ کیا جائے۔ مالک حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام جب معوث ہوئے اور قوم نے تکذیب کی اس کے باعث بارش رک گئی، قحط

ہو گیا، لوگ بھوکے مرنے لگے اس کو انہوں نے حضرت صالح علیہ السلام کی تشریف آوری کی طرف نسبت کیا اور آپ کی آمد کو بدشگونی سمجھا۔ مالک حضرت ابن

عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ بدشگونی جو تمہارے پاس آئی یہ تمہارے کفر کے سبب اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئی۔ مالک آزمائش میں ڈالے گئے یا اپنے

دین کے باعث عذاب میں مبتلا ہو۔ مالک یعنی ثمود کے شہر میں جس کا نام حجر ہے ان کے شریف زادوں میں سے ٹھنڈے تھے جن کا سردار قدار بن سالف تھا یہی لوگ

ہیں جنہوں نے ناقہ (اڈنٹی) کی کوچیوں کاٹنے میں سعی کی تھی۔ مالک یعنی رات کے وقت ان کو اور ان کی اولاد کو اور ان کے متبعین کو جو ان پر ایمان لائے ہیں قتل

کر دیں گے۔ مالک جس کو ان کے خون کا بدلہ طلب کرنے کا حق ہوگا۔

لَصِدْقُونَ ﴿۳۹﴾ وَمَكْرُؤًا مَكْرًا وَمَكْرًا مَكْرًا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿۴۰﴾ فَانظُرْ

سچے ہیں اور انہوں نے اپنا سا مکر کیا اور ہم نے اپنی خفیہ تدبیر فرمائی ہے اور وہ غافل رہے تو دیکھو

كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ ۗ لَأَنَّا دَمَّرْنَاهُمْ وَقَوْمَهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿۴۱﴾ فَتِلْكَ

کیسا انجام ہوا ان کے مکر کا ہم نے ہلاک کر دیا انہیں ۴۱ اور ان کی ساری قوم کو ۴۱ تو یہ ہیں

بُيُوتُهُمْ خَاوِيَةٌ بِمَا ظَلَمُوا ۗ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ﴿۴۲﴾ وَ

ان کے گھر ڈھن پڑے بدلہ ان کے ظلم کا بے شک اس میں نشانی ہے جاننے والوں کے لیے اور

أُنَجِّبْنَا الزَّيِّنَ أَمْنًا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ﴿۴۳﴾ وَلَوْ طَآءِدُ قَوْمِهِ

ہم نے ان کو بچا لیا جو ایمان لائے وہ اور ڈرتے تھے اور لوط کو جب اس نے اپنی قوم سے کہا

أَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ وَأَنْتُمْ تُبْصِرُونَ ﴿۴۴﴾ أَيْبِكُمْ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ شَهْوَةً

کیا بے حیائی پر آتے ہو اور تم سوچھ رہے ہو کیا تم مردوں کے پاس مستی سے جاتے ہو

مِّنْ دُونِ النِّسَاءِ ۗ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُونَ ﴿۴۵﴾ فَمَا كَانَ جَوَابَ

عورتیں چھوڑ کر ۴۵ بلکہ تم جاہل لوگ ہو ۴۵ تو اُس کی قوم کا کچھ جواب

قَوْمِهِ إِلَّا أَنْ قَالُوا أَخْرِجُوا آلَ لُوطٍ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ إِنَّهُمْ أَنَاسٌ

نہ تھا مگر یہ کہ بولے لوط کے گھرانے کو اپنی بہتی سے نکال دو یہ لوگ تو

يَبْتَطِرُونَ ﴿۴۶﴾ فَأَنْجَيْنَاهُ وَأَهْلَهُ ۗ إِلَّا امْرَأَتَهُ ۗ قَدَّامْنَاهُمْنَ الْغَيْرِينَ ﴿۴۷﴾

ستھرا پین چاہتے ہیں ۴۶ تو ہم نے اُسے اور اس کے گھر والوں کو نجات دی مگر اس کی عورت کو ہم نے ٹھہرا دیا تھا کہ وہ رہ جانے والوں میں ہے ۴۷

۴۷ یعنی ان کے مکر کی جزا یہ دی کہ ان کے عذاب میں جلدی فرمائی۔ ۴۸ یعنی ان نو شخصوں کو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ اللہ

تعالیٰ نے اس شب حضرت صالح علیہ السلام کے مکان کی حفاظت کے لیے فرشتے بھیجے تو وہ شخص ہتھیار باندھ کر تلواریں کھینچ کر حضرت صالح علیہ السلام

کے دروازے پر آئے فرشتوں نے ان کو پتھر مارا وہ پتھر لگتے تھے اور مارنے والے نظر نہ آتے تھے اس طرح ان کو ہلاک کیا۔ ۴۹ ہولناک آواز

سے۔ ۵۰ حضرت صالح علیہ السلام پر ۵۰ ان کی نافرمانی سے ان لوگوں کی تعداد چار ہزار تھی۔ ۵۱ اس بے حیائی سے مراد ان کی بدکاری ہے۔ ۵۲

یعنی اس فعل کی قباحت جانتے ہو یا یہ معنی ہیں کہ ایک دوسرے کے سامنے بے پردہ بلا اعلان بد فعلی کا ارتکاب کرتے ہو یا یہ کہ تم اپنے سے پہلے نافرمانی کرنے

والوں کی تباہی اور ان کے عذاب کے آثار دیکھتے ہو پھر بھی اس بد اعمالی میں مبتلا ہو۔ ۵۳ باوجودیکہ مردوں کے لیے عورتیں بنائی گئی ہیں، مردوں کے لیے

مرد اور عورتوں کے لیے عورتیں نہیں بنائی گئیں لہذا یہ فعل حکمت الہی کی مخالفت ہے۔ ۵۴ جو ایسا فعل کرتے ہو ۵۴ اور اس گندے کام کو منع کرتے ہیں۔

۵۵ عذاب میں۔



وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَطَرًا ۚ فَسَاءَ مَطَرُ الْمُنْذِرِينَ ۝۵۸ قُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ

اور ہم نے ان پر ایک برسوا برسایا ۹۵ تو کیا ہی برا برسوا تھا ڈرائے ہوؤں کا تم کہو سب خوبیاں اللہ کو ۹۹

وَسَلَّمَ عَلَىٰ عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَىٰ ۖ اللَّهُ خَيْرٌ مَّا يُشْرِكُونَ ۝۵۹

اور سلام اس کے چنے ہوئے بندوں پر ۱۰۱ کیا اللہ بہتر نہ یا ان کے ساختہ (من گھڑت) شریک ۱۰۲

۹۸۰ پتھروں کا۔ ۹۹ یہ خطاب ہے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کہ کچھلی امتوں کے ہلاک پر اللہ تعالیٰ کی حمد بجالائیں۔ ۱۰۱ یعنی انبیاء و مرسلین پر۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ چنے ہوئے بندوں سے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب مراد ہیں۔ ۱۰۲ خدا پرستوں کے

لیے جو خاص اس کی عبادت کریں اور اس پر ایمان لائیں اور وہ انہیں عذاب و ہلاک سے بچائے۔ ۱۰۲ یعنی بت جو اپنے پرستاروں کے کچھ کام نہ آسکیں تو جب ان

میں کوئی بھلائی نہیں وہ کوئی نفع نہیں پہنچا سکتے تو ان کو پوجنا اور معبود ماننا نہایت بے جا ہے۔ اس کے بعد چند انواع ذکر فرمائے جاتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت

اور اس کے کمال قدرت پر دلالت کرتے ہیں۔

اَمِّنْ خَلْقَ السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً

یا وہ جس نے آسمان اور زمین بنائے و ملا اور تمہارے لیے آسمان سے پانی اتارا

فَاَنْبَتْنَا بِهِ حَدَائِقَ دَاتٍ بِهَجَةٍ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تَشْتَوْا

تو ہم نے اُس سے باغ اُگائے رونق والے تمہاری طاقت نہ تھی کہ اُن کے بیڑ

شَجَرَهَا ؕ اِنَّ مَعَ اللّٰهِ مَعَالِمًا ۙ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَعْدِلُونَ ﴿۶۰﴾ اَمِّنْ جَعَلَ

اُگاتے و ملا کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا ہے و ملا بلکہ وہ لوگ راہ سے کتراتے ہیں و ملا یا وہ جس نے

الْاَرْضَ قَرَارًا وَّجَعَلَ خِلَالَهَا اَنْهَارًا وَّجَعَلَ لَهَا رَواسِيَ وَّجَعَلَ

زمین بسنے کو بنائی اور اس کے بیچ میں نہریں نکالیں اور اُس کے لیے لنگر بنائے و ملا اور دونوں

بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ۙ اِنَّ مَعَ اللّٰهِ مَعَالِمًا ۙ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۶۱﴾

سمندروں میں آڑ رکھی و ملا کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا ہے بلکہ اُن میں اکثر جاہل ہیں و ملا

اَمِّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيُكْشِفُ السُّوءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ

یا وہ جو لاچار کی سُنٹا ہے و ملا جب اُسے پکارے اور دُور کر دیتا ہے بُرائی اور تمہیں زمین کے

الْاَرْضِ ؕ اِنَّ مَعَ اللّٰهِ مَعَالِمًا ۙ قَلِيلًا مَا تَذَكَّرُونَ ﴿۶۲﴾ اَمِّنْ يَهْدِيكُمْ

وارث کرتا ہے و ملا کیا اللہ کے ساتھ اور خدا ہے بہت ہی کم دھیان کرتے ہو یا وہ جو تمہیں راہ

فِي ظُلُمَاتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ يُرْسِلِ الرِّيحَ بِشْرًا اَبَدِنَ يَدَايَ رَاحَتِهِ ۙ

دکھاتا ہے و ملا خشکی اور تری کی اندھیروں میں و ملا اور وہ کہ ہوائیں بھیجتا ہے اپنی رحمت کے آگے خوشخبری سناتی و ملا

اِنَّ مَعَ اللّٰهِ مَعَالِمًا ۙ تَعَلٰى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿۶۳﴾ اَمِّنْ يَبْدُو الْخَلْقَ ثُمَّ

کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا ہے برتر ہے اللہ اُن کے شرک سے یا وہ جو خلق کی ابتدا فرماتا ہے پھر اُسے

و ملا عظیم ترین اشیاء جو مشاہدے میں آتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی قدرت عظیم پر دلالت کرتی ہیں ان کا ذکر فرمایا معنی یہ ہیں کہ کیا بت بہتر ہیں یا وہ جس نے

آسمان اور زمین جیسی عظیم اور عجیب مخلوق بنائی۔ و ملا یہ تمہاری قدرت میں نہ تھا۔ و ملا کیا یہ دلائل قدرت دیکھ کر ایسا کہا جاسکتا ہے ہرگز نہیں وہ واحد ہے

اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ و ملا جو اس کے لیے شریک ٹھہراتے ہیں۔ و ملا روزی پہاڑ جو اسے جہنم سے روکتے ہیں۔ و ملا کہ کھاری بیٹھے ملنے نہ

پائیں۔ و ملا جو اپنے رب کی توحید اور اس کے قدرت و اختیار کو نہیں جانتے اور اس پر ایمان نہیں لاتے۔ و ملا اور حاجت روائی فرماتا ہے۔ و ملا کہ تم

اس میں سکونت کرو اور قرآن بعد قرآن اس میں متصرف رہو۔ و ملا تمہارے منازل و مقاصد کی و ملا ستاروں سے اور علامتوں سے۔ و ملا رحمت سے مراد

یہاں بارش ہے۔

يُعِيدُهُ وَمَنْ يَرُدُّكُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ط عَالِهَ مَعَ اللَّهِ ط قُلْ

دوبارہ بنائے گا ۱۱۵ اور وہ جو تمہیں آسمانوں اور زمین سے روزی دیتا ہے فلا کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا ہے تم فرماؤ

هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿۶۳﴾ قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ

کہ اپنی دلیل لاؤ اگر تم سچے ہو فلا تم فرماؤ خود غیب نہیں جانتے جو کوئی آسمانوں اور

الْاَرْضِ الْغَيْبِ اِلَّا اللَّهُ ط وَمَا يَشْعُرُونَ اَيَّانَ يَبْعَثُونَ ﴿۶۵﴾ بَلِ

زمین میں ہیں مگر اللہ ۱۱۵ اور انھیں خبر نہیں کہ کب اٹھائے جائیں گے کیا

اَدْرَاكَ عَلَيْهِمْ فِي الْاٰخِرَةِ قَفِ بَلِ هُمْ فِي شَكٍّ مِّنْهَا قَفِ بَلِ هُمْ مِّنْهَا

اُن کے علم کا سلسلہ آخرت کے جاننے تک پہنچ گیا فلا کوئی نہیں وہ اس کی طرف سے شک میں ہیں فلا بلکہ وہ اس سے

عَمُونَ ﴿۶۶﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ اِذَا كُنَّا تُرَابًا وَّ اَبَآءُنَا اَيِّنَا

اندھے ہیں اور کافر بولے کیا جب ہم اور ہمارے باپ دادا مٹی ہو جائیں گے کیا ہم پھر

لَمُخْرَجُوْنَ ﴿۶۷﴾ لَقَدْ وُعِدْنَا هٰذَا نَحْنُ وَاٰبَاؤُنَا مِنْ قَبْلُ اِنْ هٰذَا

نکالے جائیں گے فلا بے شک اس کا وعدہ دیا گیا ہم کو اور ہم سے پہلے ہمارے باپ داداؤں کو یہ تو

اِلَّا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۶۸﴾ قُلْ سِيرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانظُرُوْا كَيْفَ

نہیں مگر اگلوں کی کہانیاں ۱۲۲ تم فرماؤ زمین میں چل کر دیکھو کیا

كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۶۹﴾ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُنْ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا

ہوا انجام مجرموں کا ۱۲۳ اور تم ان پر غم نہ کھاؤ ۱۲۴ اور ان کے مکر سے دل تنگ

۱۱۵ اس کی موت کے بعد اگر چہ موت کے بعد زندہ کئے جانے کے کفار مقرر و معترف نہ تھے لیکن جب کہ اس پر براہین قائم ہیں تو ان کا اقرار نہ کرنا کچھ قابل لحاظ نہیں

بلکہ جب وہ ابتدائی پیدائش کے قائل ہیں تو انہیں اعادے کا قائل ہونا پڑے گا کیونکہ ابتداء اعادے پر دلالت تو یہ کرتی ہے، تو اب ان کے لیے کوئی جائے عذر و انکار

باقی نہیں رہی۔ فلا آسمان سے بارش اور زمین سے نباتات۔ فلا اپنے اس دعویٰ میں کہ اللہ کے سوا اور بھی معبود ہیں تو بتاؤ جو جو صفات و کمالات اوپر ذکر کئے

گئے وہ کس میں ہیں اور جب اللہ کے سوا ایسا کوئی نہیں تو پھر کسی دوسرے کو کس طرح معبود ٹھہراتے ہو یہاں ”هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ“ فرما کر ان کے عجز و بطلان کا

اظہار منظور ہے۔ ۱۱۵ وہی جاننے والا ہے غیب کا اس کو اختیار ہے جسے چاہے بتائے چنانچہ اپنے پیارے انبیاء کو بتاتا ہے جیسا کہ سورہ آل عمران میں ہے۔ ”وَمَا كُنَّا

اللَّهُ لِيُظَلِّعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهِ مَنْ يَّشَاءُ“ یعنی اللہ کی شان نہیں کہ تمہیں غیب کا علم دے ہاں اللہ جن لیتا ہے اپنے رسولوں میں

سے جسے چاہے اور بکثرت آیات میں اپنے پیارے رسولوں کو یہی علوم عطا فرمانے کا ذکر فرمایا گیا اور خود اسی پارے میں اس سے اگلے رکوع میں وارد ہے۔ ”وَمَا مِنْ

عَآئِيَةٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ“ یعنی جتنے غیب ہیں آسمان و زمین کے سب ایک بتانے والی کتاب میں ہیں۔ شان نزول: یہ آیت مشرکین کے

حق میں نازل ہوئی جنہوں نے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے قیامت کے آنے کا وقت دریافت کیا تھا۔ ۱۱۹ اور انہیں قیامت قائم ہونے کا علم دلیقین

حاصل ہو گیا جو وہ اس کا وقت دریافت کرتے ہیں۔ ۱۲۰ انہیں ابھی تک قیامت کے آنے کا یقین نہیں ہے ۱۲۱ اپنی قبروں سے زندہ۔ ۱۲۲ یعنی (معاذ اللہ) جھوٹی باتیں۔



يُكْرُونَ ﴿٤٠﴾ وَيَقُولُونَ مَتَى هَذَا الْوَعْدُ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿٤١﴾ قُلْ

نہ ہو ۱۲۵ اور کہتے ہیں کب آئے گا یہ وعدہ ۱۲۶ اگر تم سچے ہو تم فرماؤ

عَسَى أَنْ يَكُونَ رَدْفَ لَكُمْ بَعْضُ الَّذِي تَسْتَعْجِلُونَ ﴿٤٢﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ

قریب ہے کہ تمہارے پیچھے آگلی ہو بعض وہ چیز جس کی تم جلدی چاہتے ہو ۱۲۷ اور بے شک تیرا رب

لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُونَ ﴿٤٣﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ

فضل والا ہے آدمیوں پر ۱۲۸ لیکن اکثر آدمی حق نہیں مانتے ۱۲۹ اور بے شک تمہارا رب

لَيَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُورُهُمْ وَمَا يُعْلِنُونَ ﴿٤٤﴾ وَمَا مِنْ غَائِبَةٍ فِي السَّمَاءِ

جانتا ہے جو اُن کے سینوں میں چھپی ہے اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں ۱۳۰ اور جتنے غیب ہیں آسمان

وَالْأَرْضِ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ ﴿٤٥﴾ إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ يَقُصُّ عَلَىٰ بَنِي

اور زمین کے سب ایک بتانے والی کتاب میں ہیں ۱۳۱ بے شک یہ قرآن ذکر فرماتا ہے بنی

إِسْرَائِيلَ أَكْثَرَ الَّذِي هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿٤٦﴾ وَإِنَّهُ لَهْدَىٰ وَ

اسرائیل سے اکثر وہ باتیں جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں ۱۳۲ اور بے شک وہ ہدایت اور

رَحْمَةً لِّلْمُؤْمِنِينَ ﴿٤٧﴾ إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي بَيْنَهُم بِحُكْمِهِ ۗ وَهُوَ الْعَزِيزُ

رحمت ہے مسلمانوں کے لیے بے شک تمہارا رب اُن کے آپس میں فیصلہ فرماتا ہے اپنے حکم سے اور وہی ہے عزت والا

الْعَلِيمُ ﴿٤٨﴾ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۗ إِنَّكَ عَلَىٰ الْحَقِّ الْمُبِينِ ﴿٤٩﴾ إِنَّكَ لَا

علم والا تو تم اللہ پر بھروسہ کرو بے شک تم روشن حق پر ہو بے شک تمہارے

تُسْمِعُ الْبُوتَىٰ وَلَا تَسْمِعُ الصَّمَّ الدُّعَاءَ إِذَا وَلُوا مَدْبِرِينَ ﴿٥٠﴾ وَمَا

سنائے نہیں سنتے مُردے ۱۳۳ اور نہ تمہارے سنائے بہرے پکار سیں جب پھریں پیٹھ دے کر ۱۳۴ اور

۱۳۵ کہ وہ انکار کے سبب عذاب سے ہلاک کئے گئے۔ ۱۳۶ ان کے اعراض و تکذیب کرنے اور اسلام سے محروم رہنے کے سبب۔ ۱۳۷ کیونکہ اللہ آپ کا حافظ و ناصر ہے۔ ۱۳۸ یعنی یہ وعدہ عذاب کب پورا ہوگا۔ ۱۳۹ یعنی عذاب الہی۔ چنانچہ وہ عذاب روزِ بدران پر آہی گیا اور باقی کو وہ بعد موت پائیں گے۔ ۱۳۹ اسی لیے عذاب میں تاخیر فرماتا ہے۔ ۱۴۰ اور شکرگزاری نہیں کرتے اور اپنی جہالت سے عذاب کی جلدی کرتے ہیں۔ ۱۴۱ یعنی رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ عداوت رکھنا اور آپ کی مخالفت میں مکاریاں کرنا سب کچھ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے وہ اس کی سزا دے گا۔ ۱۴۲ یعنی لوح محفوظ میں ثبت ہیں اور جنہیں ان کا دیکھنا بفضل الہی میسر ہے ان کے لئے ظاہر ہیں۔ ۱۴۳ دینی امور میں اہل کتاب نے آپس میں اختلاف کیا ان کے بہت فرقے ہو گئے اور آپس میں لعن طعن کرنے لگے تو قرآن کریم نے اس کا بیان فرمایا ایسا بیان کیا کہ اگر وہ انصاف کریں اور اس کو قبول کریں اور اسلام لائیں تو ان میں یہ باہمی اختلاف باقی نہ رہے۔ ۱۴۴ مُردوں سے مراد یہاں کفار ہیں جن کے دل مُردہ ہیں۔ چنانچہ اسی آیت میں ان کے مقابل اہل ایمان کا ذکر فرمایا۔ ”إِنْ تَسْمِعُ الْأَمَّنُ يُؤْمِنُ بِالْبَيِّنَاتِ“ جو لوگ

اَنْتَ بِهٰدِي الْعُيُي عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ط اِنْ تَسْمِعِ اِلَّا مَنْ يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا

انڈھوں کو ۱۳۵ ان کی گمراہی سے تم ہدایت کرنے والے نہیں تمہارے سنائے تو وہی سنتے ہیں جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں ۱۳۳

فَهُمْ مُّسْلِمُونَ ﴿۸۱﴾ وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَابَّةً مِّنَ

اور وہ مسلمان ہیں اور جب بات اُن پر آپڑے گی ۱۳۳ ہم زمین سے ان کے لیے ایک چوپایہ نکالیں گے ۱۳۸

الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ لِاَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوقِنُوْنَ ﴿۸۲﴾ وَيَوْمَ

جو لوگوں سے کلام کرے گا ۱۳۹ اس لیے کہ لوگ ہماری آیتوں پر ایمان نہ لاتے تھے ۱۳۴ اور جس دن

نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ فَوْجًا مِّنْ يُّكٰذِبُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ يُوزَعُونَ ﴿۸۳﴾

اٹھائیں گے ہم ہر گروہ میں سے ایک فوج جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتی ہے ۱۳۴ تو اُن کے اگلے روکے جائیں گے کہ پچھلے ان سے آئیں

حَتّٰى اِذَا جَاءَهُمْ وَقَالَ اَكْذٰبْتُمْ بِاٰيٰتِيْ وَلَمْ تُحِطُوْا بِهَا عَلِمًا اَمَّا ذَا

یہاں تک کہ جب سب حاضر ہوئیں گے ۱۳۵ فرمائے گا کیا تم نے میری آیتیں جھٹلائیں حالانکہ تمہارا علم اُن تک نہ پہنچتا تھا ۱۳۴ یا کیا

كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَوَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ بِمَا ظَلَمُوْا فَهُمْ لَا يُطِقُوْنَ ﴿۸۵﴾

کام کرتے تھے ۱۳۴ اور بات پڑ چکی ان پر ۱۳۵ اُن کے ظلم کے سبب تو وہ اب کچھ نہیں بولتے ۱۳۴

اَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا الْيَلَّ لِیَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ط اِنَّ فِي

کیا انھوں نے نہ دیکھا کہ ہم نے رات بنائی کہ اس میں آرام کریں اور دن کو بنایا سوچھانے (کھانے) والا بے شک

اس آیت سے مُردوں کے نہ سننے پر استدلال کرتے ہیں ان کا استدلال غلط ہے چونکہ یہاں مُردہ کفار کو فرمایا گیا اور ان سے بھی مطلقاً ہر کلام کے سننے کی نفی مراد نہیں

ہے بلکہ ہند و موعظت اور کلام ہدایت کے بُنّیع قبول سننے کی نفی ہے (یعنی سن کر قبول نہیں کرتے) اور مراد یہ ہے کہ کافر مُردہ دل میں کہ نصیحت سے متنع نہیں ہوتے

اس آیت کے معنی یہ بتانا کہ مُردے نہیں سنتے بالکل غلط ہے صحیح احادیث سے مُردوں کا سننا ثابت ہے۔ ۱۳۲ معنی یہ ہیں کہ کفار غایت اعراض و روگردانی سے

مُردے اور بہرے کے مثل ہو گئے ہیں کہ انہیں پکارنا اور حق کی دعوت دینا کسی طرح نافع نہیں ہوتا۔ ۱۳۵ جن کی بصیرت جاتی رہی اور دل اندھے ہو گئے۔

۱۳۶ جن کے پاس سمجھنے والے دل ہیں اور جو علم الہی میں سعادت ایمان سے بہرہ اندوز ہونے والے ہیں۔ (بیضادی و کبیر و ابواسعد و مدارک)۔ ۱۳۷ یعنی ان پر غضب

الہی ہوگا اور عذاب واجب ہو جائے گا اور حجت پوری ہو چکے گی اس طرح کہ لوگ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ترک کر دیں گے اور ان کی درستی کی کوئی امید باقی نہ

رہے گی یعنی قیامت قریب ہو جائے گی اور اس کی علامتیں ظاہر ہونے لگیں گی اور اس وقت تو بے نفع نہ دے گی۔ ۱۳۸ اس چوپایہ کو دابۃ الارض کہتے ہیں یہ عجیب شکل کا

جانور ہوگا جو کوہ صفا سے آمد ہو کر تمام شہروں میں بہت جلد پھرے گا فصاحت کے ساتھ کلام کرے گا ہر شخص کی پیشانی پر ایک نشان لگائے گا ایمانداروں کی پیشانی پر

عصائے موسیٰ علیہ السلام سے نورانی خط کھینچے گا کافر کی پیشانی پر حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگشتری سے سیاہ مہر لگائے گا۔ ۱۳۹ بزبان فصیح اور کہے گا ”هٰذَا

مُؤْمِنٌ وَهٰذَا كٰفِرٌ“ یہ مؤمن ہے اور یہ کافر ہے۔ ۱۴۰ یعنی قرآن پاک پر ایمان نہ لاتے تھے جس میں لعنت و حساب و عذاب و خروج دابۃ الارض کا بیان ہے اس

کے بعد کی آیت میں قیامت کا بیان فرمایا جاتا ہے۔ ۱۴۱ جو کہ ہم نے اپنے انبیاء پر نازل فرمائیں فوج سے مراد جماعت کثیرہ ہے۔ ۱۴۲ روز قیامت موقف

حساب میں۔ ۱۴۳ اور تم نے ان کی معرفت حاصل نہ کی تھی بغیر سوچے سمجھے ہی ان آیتوں کا انکار کر دیا۔ ۱۴۴ جب تم نے اُن آیتوں کو بھی نہیں سوچا تم بیکار تو نہیں

بیدار کئے گئے تھے۔ ۱۴۵ عذاب ثابت ہو چکا ۱۴۶ کہ ان کے لیے کوئی حجت اور کوئی گفتگو باقی نہیں ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ عذاب ان پر اس طرح چھا جائے گا

ذٰلِكَ لَا اٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ﴿۸۶﴾ وَیَوْمَ یُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ فَفَزِعَ مَنْ

اس میں ضرور نشانیاں ہیں اُن لوگوں کے لیے کہ ایمان رکھتے ہیں ۱۴۷ اور جس دن پھونکا جائے گا صور ۱۴۸ تو گھبرائے جائیں گے

فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَاءَ اللّٰهُ ط وَكُلُّ اٰتُوْهُ

جتنے آسمانوں میں ہیں اور جتنے زمین میں ہیں ۱۴۹ مگر جسے خدا چاہے ۱۵۰ اور سب اس کے حضور حاضر ہوں گے

دٰخِرِیْنَ ﴿۸۷﴾ وَتَرٰی الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدًا وَّهِيَ تَرْمِیْ مَرَّ السَّحَابِ ط

عاجزی کرتے ۱۵۱ اور تو دیکھے گا پہاڑوں کو خیال کرے گا کہ وہ جمتے ہوئے ہیں اور وہ چلتے ہوں گے بادل کی چال ۱۵۲

صُنِعَ اللّٰهِ الَّذِیْ اٰتَقَنَ كُلَّ شَیْءٍ ط اِنَّهٗ خَبِیْرٌ بِمَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۸۸﴾ مَنْ

یہ کام ہے اللہ کا جس نے حکمت سے بنائی ہر چیز بے شک اُسے خبر ہے تمہارے کاموں کی جو

جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَیْرٌ مِّنْهَا ج وَهُمْ مِّنْ فِزَعٍ یَّوْمَئِذٍ اٰمِنُوْنَ ﴿۸۹﴾ وَ

نیکی لائے ۱۵۳ اس کے لیے اس سے بہتر صلہ ہے ۱۵۴ اور ان کو اس دن کی گھبراہٹ سے امان ہے ۱۵۵ اور

مَنْ جَاءَ بِالسَّیِّئَةِ فَكَبَّتْ وَّجُوْهُهُمْ فِی النَّٰرِ ط هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا

جو بدی لائے ۱۵۶ تو اُن کے منہ اوندھائے گئے آگ میں ۱۵۷ تمہیں کیا بدلہ ملے گا مگر اسی کا

كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۰﴾ اِنَّا اَمْرٌ اَنْ اَعْبَدَ رَبَّ هٰذِهِ الْبَلَدَةِ الَّذِیْ

جو کرتے تھے ۱۵۸ مجھے تو یہی حکم ہوا ہے کہ پوجوں اس شہر کے رب کو ۱۵۹ جس نے اسے

کہ وہ بول نہ سکیں گے۔ ۱۶۰ اور آیت میں بعث بعد الموت پر دلیل ہے اس لیے کہ جودن کی روشنی کو شب کی تاریکی سے اور شب کی تاریکی کو دن کی روشنی سے

بدلنے پر قادر ہے وہ مُردے کو زندہ کرنے پر بھی قادر ہے۔ نیز انقلاب لیل ونہار سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس میں ان کی دنیوی زندگی کا انتظام ہے تو یہ بعثت نہیں کیا

گیا بلکہ اس زندگی کے اعمال پر عذاب و ثواب کا ترتیب مقتضائے حکمت ہے اور جب دنیا دار العمل ہے تو ضروری ہے کہ ایک دار آخرت بھی ہو وہاں کی زندگی میں

یہاں کے اعمال کی جزا ملے۔ ۱۶۱ اور اس کے پھونکنے والے حضرت اسرافیل علیہ السلام ہوں گے۔ ۱۶۲ ایسا گھبرانا جو سب موت ہوگا۔ ۱۶۳ اور جس کے قلب

کو اللہ تعالیٰ سکون عطا فرمائے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ یہ شہداء ہیں جو اپنی تلواریں گلوں میں حمال کے عرش کے گرد حاضر ہوں

گے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا وہ شہداء ہیں اس لیے کہ وہ اپنے رب کے نزدیک زندہ ہیں فزع (ایسا خوف جو موت کا سبب ہو) ان کو نہ

پہنچے گا۔ ایک قول یہ ہے کہ فزع کے بعد حضرت جبریل و میکائیل و اسرافیل و عزرائیل ہی باقی رہیں گے۔ ۱۶۴ یعنی روز قیامت سب لوگ بعد موت زندہ کئے جائیں

گے اور موقف میں اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزی کرتے حاضر ہوں گے۔ صیغہ ماضی سے تعبیر فرمانا تحقیق و وقوع کے لیے ہے۔ ۱۶۵ معنی یہ ہیں کہ فزع کے وقت پہاڑ

دیکھنے میں تو اپنی جگہ ثابت و قائم معلوم ہوں گے اور حقیقت میں وہ مثل بادلوں کے نہایت تیز چلتے ہوں گے جیسے کہ بادل وغیرہ بڑے جسم چلتے ہیں متحرک معلوم نہیں

ہوتے یہاں تک کہ وہ پہاڑ زمین پر گر کر اس کے برابر ہو جائیں گے۔ پھر ریزہ ریزہ ہو کر بکھر جائیں گے۔ ۱۶۶ نیکی سے مراد کلمہ توحید کی شہادت ہے۔ بعض

مفسرین نے فرمایا کہ اخلاص عمل اور بعض نے کہا کہ ہر طاعت جو اللہ کے لیے کی ہو۔ ۱۶۷ جنت اور ثواب ۱۶۸ جو خوف عذاب سے ہوگی پہلی گھبراہٹ جس کا

اور پکی آیت میں ذکر ہوا ہے وہ اس کے علاوہ ہے۔ ۱۶۹ یعنی شرک ۱۷۰ یعنی وہ اوندھے منہ آگ میں ڈالے جائیں گے اور جہنم کے خازن ان سے کہیں گے

۱۷۱ یعنی شرک اور معاصی اور اللہ تعالیٰ اپنے رسول سے فرمائے گا کہ آپ فرمادیجئے کہ ۱۷۲ یعنی مکہ مکرمہ کے اور اپنی عبادت اس رب کے ساتھ خاص کروں مکہ



حَرَمَهَا وَلَهُ كُلُّ شَيْءٍ ۚ وَأَمَرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿۹۱﴾ وَأَنْ

حرمت والا کیا ہے فلا اور سب کچھ اسی کا ہے اور مجھے حکم ہوا ہے کہ فرمانبرداروں میں ہوں اور یہ کہ

أَتْلُوا الْقُرْآنَ ۚ فَمَنْ اهْتَدَىٰ فَإِنَّمَا يَهْتَدِي لِنَفْسِهِ ۚ وَمَنْ ضَلَّ

قرآن کی تلاوت کروں فلا تو جس نے راہ پائی اس نے اپنے بھلے کو راہ پائی فلا اور جو بیکے فلا

فَقُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۚ أَخْبَأْتُ لَكُمْ إِلَهًا لَّا تُبْصَرُونَ ﴿۹۲﴾ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ سِيرِكُمْ أَيْتِهِ

تو فرمادو کہ میں تو نبی ڈر سنانے والا ہوں فلا اور فرماؤ کہ سب خوبیاں اللہ کے لیے ہیں عنقریب وہ تمہیں اپنی نشانیاں دکھائے گا

فَتَعَرَّفُونَهَا ۗ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿۹۳﴾

تو انھیں پہچان لو گے فلا اور اے محبوب تمہارا رب غافل نہیں اے لوگو تمہارے اعمال سے

﴿ آیاتھا ۸۸ ﴾ ﴿ سُورَةُ الْقَصَصِ مَكِّيَّةٌ ۳۹ ﴾ ﴿ رُكُوعَاتُهَا ۹ ﴾

سورہ قصص مکہ ہے، اس میں اٹھاسی آیتیں اور نو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

طَسْمًا ۙ تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْمُبِينِ ﴿۲﴾ نَتْلُو عَلَيْكَ مِنْ نَّبَأِ مُوسَىٰ

یہ آیتیں ہیں روشن کتاب کی فلا ہم تم پر پڑھیں موسیٰ

وَفِرْعَوْنَ بِالْحَقِّ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿۳﴾ إِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْأَرْضِ وَ

اور فرعون کی سچی خبر ان لوگوں کے لیے جو ایمان رکھتے ہیں بے شک فرعون نے زمین میں غلبہ پایا تھا فلا اور

جَعَلَ أَهْلَهَا شِيَعًا يَسْتَضَعِفُ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ يُذَبِّحُونَ أَبْنَاءَهُمْ وَ

اس (زمین) کے لوگوں کو اپنا تابع بنا لیا ان میں ایک گروہ کو ذبح کر دیتا دیکھتا ان کے بیٹوں کو ذبح کرتا اور

مَكْرَمًا ۚ ذَكَرَ اس لِيَعْلَمَ نَبَأَ الَّذِي كَفَرَ بِاللَّهِ مَا جَاءَهُ مِنْ نَبَأِ عِبَادِهِ السَّاجِدِينَ ۚ وَذَكَرَ اس لِيَعْلَمَ نَبَأَ الَّذِي كَفَرَ بِاللَّهِ مَا جَاءَهُ مِنْ نَبَأِ عِبَادِهِ السَّاجِدِينَ ۚ وَذَكَرَ اس لِيَعْلَمَ نَبَأَ الَّذِي كَفَرَ بِاللَّهِ مَا جَاءَهُ مِنْ نَبَأِ عِبَادِهِ السَّاجِدِينَ ۚ

جائے نہ وہاں کی گھاس کاٹی جائے۔ فلا مخلوق خدا کو ایمان کی دعوت دینے کے لیے۔ فلا اس کا نفع و ثواب وہ پائے گا فلا اور رسول خدا کی اطاعت نہ کرے

اور ایمان نہ لائے فلا میرے ذمہ پہنچا دینا تھا وہ میں نے انجام دیا (ہذہ آية نَسَخْتَهَا آية الْقِتَالِ) فلا ان نشانوں سے مراد حق قمر وغیرہ معجزات ہیں اور وہ حقو بتیں

جو دنیا میں آئیں جیسے کہ بدر میں کفار قتل ہونا قید ہونا ملائکہ کا نہیں مارنا۔ فلا سورہ قصص مکہ ہے سوائے چار آیتوں کے جو ”الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ أُخْتَبِرُوا وَرَضُوا“ سے شروع

ہو کر ”لَا تَبْتَغِي الْجَاهِلِينَ“ پر ختم ہوتی ہیں اور اس سورت میں ایک آیت ”إِنَّ الَّذِي فَرَضَ“ ایسی ہے جو مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے درمیان نازل ہوئی اس سورت

میں نو رکوع اٹھاسی آیتیں اور چار سو اکتالیس کلمے اور پانچ ہزار آٹھ سو ۵۸۰۰ حرف ہیں۔ فلا جو حق کو باطل سے ممتاز کرتی ہے۔ فلا یعنی سرزمین

مصر میں اس کا تسلط تھا اور وہ ظلم و تکبر میں انتہا کو پہنچ گیا تھا حتیٰ کہ اس نے اپنی عبادیت اور بندہ ہونا بھی بھلا دیا تھا۔ فلا یعنی بنی اسرائیل کو۔

يَسْتَحْيِ نِسَاءَهُمْ ۖ إِنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِينَ ۝۴ وَنُرِيدُ أَنْ نَمُنَّ عَلَى

ان کی عورتوں کو زندہ رکھتا ہوں بے شک وہ فسادی تھا اور ہم چاہتے تھے کہ ان کمزوروں

الَّذِينَ اسْتَضَعُّوا فِي الْأَرْضِ وَنَجَعَلَهُمْ آيَةً ۖ وَنَجَعَلَهُمُ

پر احسان فرمائیں اور ان کو پیشوا بنائیں اور ان کے ملک و مال کا انھیں

الْوَارِثِينَ ۝۵ وَنَسَكْنَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ وَنُرِي فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَ

کو وارث بنائیں گے اور انھیں زمین میں قبضہ دیں اور فرعون اور ہامان اور ان کے لشکروں

جُودَهُمَا مِنْهُمْ مَا كَانُوا يَحْذَرُونَ ۝۶ وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ أُمِّ مُوسَىٰ أَنْ

کو وہی دکھا دیں جس کا انھیں ان کی طرف سے خطرہ ہے وہ اور ہم نے موسیٰ کی ماں کو الہام فرمایا کہ

أَرْضِعِيهِ ۖ فَإِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَأَلْقِيهِ فِي الْيَمِّ وَلَا تَخَافِي وَلَا تَحْزَنِي ۖ

اُسے دودھ پلاؤ پھر جب تجھے اس سے اندیشہ ہوگا تو اُسے دریا میں ڈال دے اور نہ ڈرنا اور نہ غم کرنا

إِنَّا سَأَدُّوهُ إِلَيْكَ وَجَاعِلُوهُ مِنَ الْمُرْسَلِينَ ۝۷ فَاتَّقَطَ أَلْ

بے شک ہم اسے تیری طرف پھیر لائیں گے اور اسے رسول بنائیں گے وہ تو اُسے اٹھالیا فرعون کے

فِرْعَوْنَ لِيَكُونَ لَهُمْ عَدُوًّا وَحَزَنًا ۖ إِنَّ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَجُودَهُمَا

گھروالوں نے وہ ان کا دشمن اور ان پر غم ہوگا بے شک فرعون اور ہامان وہ ان کے لشکر

۷۱۔ یعنی لڑکیوں کو خدمت گاری کے لیے زندہ چھوڑ دیتا اور بیٹوں کو ذبح کرنے کا سبب یہ تھا کہ کانہوں نے اس سے کہہ دیا تھا کہ بنی اسرائیل میں ایک بچہ پیدا ہوگا

جو تیرے ملک کے زوال کا باعث ہوگا اس لیے وہ ایسا کرتا تھا اور یہ اس کی نہایت حماقت تھی کیونکہ وہ اگر اپنے خیال میں کانہوں کو سچا سمجھتا تھا تو یہ بات ہونی ہی

تھی لڑکوں کے قتل کر دینے سے کیا نتیجہ تھا اور اگر سچا نہیں جانتا تھا تو ایسی لغو بات کا کیا لحاظ تھا اور قتل کرنا کیا معنی رکھتا تھا۔ ۷۱۔ کہ وہ لوگوں کو نیکی کی راہ

بتائیں اور لوگ نیکی میں ان کی اقتدا کریں گے یعنی فرعون اور اس کی قوم کے املاک و اموال ان ضعیف بنی اسرائیل کو دے دیں مصر اور شام کی

۷۲۔ کہ بنی اسرائیل کے ایک فرزند کے ہاتھ سے ان کے ملک کا زوال اور ان کا ہلاک ہو۔ ۷۲۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا نام یوحنا ہے آپ لاوی

بن یعقوب کی نسل سے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو خواب کے یا فرشتے کے ذریعہ یا ان کے دل میں ڈال کر الہام فرمایا کہ چنانچہ، وہ چند روز آپ کو دودھ پلاتی

رہیں اس عرصے میں نہ آپ روتے تھے نہ ان کی گود میں کوئی حرکت کرتے تھے نہ آپ کی ہمشیرہ کے سوا اور کسی کو آپ کی ولادت کی اطلاع تھی۔ ۷۳۔ کہ ہمسایہ

واقف ہو گئے ہیں وہ غمازی اور چغل خوری کریں گے اور فرعون اس فرزند ارجمند کے قتل کے درپے ہو جائے گا۔ ۷۳۔ یعنی نیل مصر میں بے خوف و خطر ڈال

دے اور اس کے غرق و ہلاک کا اندیشہ نہ کر۔ ۷۴۔ اس کی جدائی کا وہاں تو انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تین ماہ دودھ پلایا یا جب آپ کو فرعون کی

طرف سے اندیشہ ہوا تو ایک صندوق میں رکھ کر (جو خاص طور پر اس مقصد کے لیے بنایا گیا تھا) شب کے وقت دریائے نیل میں بہا دیا۔ ۷۴۔ اس شب کی صبح کو

اور اس صندوق کو فرعون کے سامنے رکھا اور وہ کھولا گیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام برآمد ہوئے جو اپنے انگوٹھے سے دودھ چوستے تھے۔ ۷۵۔ آخر کار وہاں جو

اس کا وزیر تھا۔

كَانُوا خٰطِیِّیْنَ ۸ وَقَالَتْ اِمْرَاَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتْ عَیْنِی لِیْ وَ لَكَ ط لَا

خطا کار تھے ۱۹ اور فرعون کی بی بی نے کہا ہے یہ بچہ میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اسے

تَقْتُلُوْهُ ۱۰ عَسٰی اَنْ یَّنْفَعَنَا اَوْ یَنْتَظِرَہٗ وَ لَدَّا وَ هُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ۹ وَ

قتل نہ کرو شاید یہ ہمیں نفع دے یا ہم سے بیٹا بنالیں ۲۱ اور وہ بے خبر تھے ۲۲ اور

اَصْبَحَ فُوَاْدُ اِمِّ مُوسٰی فِرْعَا ۱۱ اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِیْ بِہٖ لَوْلَا اَنْ سَرَبَطْنَا

صبح کو موسیٰ کی ماں کا دل بے صبر ہو گیا ۲۳ ضرور قریب تھا کہ وہ اس کا حال کھول دیتی ۲۴ اگر ہم نہ ڈھارس

عَلٰی قَلْبِہَا لَتَكُوْنَ مِنَ الْمُوْمِنِیْنَ ۱۰ وَقَالَتْ لِاُخْتِہٖ قُصِیْہٖ فَبَصَرَتْ

بندھاتے اس کے دل پر کہ اُسے ہمارے وعدہ پر یقین رہے ۲۵ اور (اس کی ماں نے) اس کی بہن سے کہا ۲۶ اُس کے پیچھے چلی جا تو وہ اسے

بِہٖ عَنْ جُنْبٍ وَ هُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ۱۱ وَ حَرَّمْنَا عَلَیْہِ الْبِرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ

دور سے دیکھتی رہی اور ان کو خبر نہ تھی ۲۷ اور ہم نے پہلے ہی سب دائیاں اس پر حرام کر دی تھیں ۲۸

فَقَالَتْ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰی اٰہْلِ بَیْتٍ یَّكْفُلُوْنَہٗ لَكُمْ وَ هُمْ لَہٗ نٰصِحُوْنَ ۱۲

تو بولی کیا میں تمہیں بتا دوں ایسے گھر والے کہ تمہارے اس بچہ کو پال دیں اور وہ اس کے خیر خواہ ہیں ۲۹

فَرَدَدْنٰہٗ اِلٰی اُمِّہٖ کٰی تَقْرَ عَیْنِہَا وَ لَا تَحْزَنَ وَ لَتَعْلَمَنَّ اَنَّ وَعْدَ اللّٰہِ

تو ہم نے اُسے اس کی ماں کی طرف پھیرا کہ ماں کی آنکھ ٹھنڈی ہو اور غم نہ کھائے اور جان لے کہ اللہ کا وعدہ

۱۹ یعنی نافرمانی، تو اللہ تعالیٰ نے نہیں یہ سزا دی کہ ان کے ہلاک کرنے والے دشمن کی انہیں سے پرورش کرائی۔ ۲۰ جب کہ فرعون نے اپنی قوم کے لوگوں کے

ورغلانے سے موسیٰ علیہ السلام کے قتل کا ارادہ کیا۔ ۲۱ کیونکہ یہ اسی قابل ہے فرعون کی بی بی آسیہ بہت نیک بی بی تھیں انبیاء کی نسل سے تھیں غریبوں اور مسکینوں پر رحم

و کرم کرتی تھیں انہوں نے فرعون سے کہا کہ یہ بچہ سال بھر سے زیادہ عمر کا معلوم ہوتا ہے اور تو نے اس سال کے اندر پیدا ہونے والے بچوں کے قتل کا حکم دیا ہے علاوہ

بریں معلوم نہیں یہ بچہ دریا میں کس سرزمین سے آیا تجھے جس بچہ کا اندیشہ ہے وہ اسی ملک کے بنی اسرائیل سے بتایا گیا ہے آسیہ کی یہ بات ان لوگوں نے مان لی

۲۲ اس سے جو انجام ہونے والا تھا۔ ۲۳ جب انہوں نے سنا کہ ان کے فرزند فرعون کے ہاتھ میں پہنچ گئے۔ ۲۴ اور جوشِ محبتِ مادری میں ”وَ الْاِنْسَانُ وَ الْاِنْسَانُ“

(ہائے بیٹے ہائے بیٹے) پکارا اٹھیں۔ ۲۵ جو وعدہ ہم کر چکے ہیں کہ تیرے اس فرزند کو تیری طرف پھیر لائیں گے۔ ۲۶ جن کا نام مریم تھا کہ حال معلوم کرنے کے

لیے ۲۷ کہ یہ اس بچی کی بہن ہے اور اس کی نگرانی کرتی ہے۔ ۲۸ چنانچہ جس قدر دائیاں حاضر کی گئیں ان میں سے کسی کی چھاتی آپ نے منہ میں نہ لی اس سے

ان لوگوں کو بہت فکر ہوئی کہ کہیں کوئی ایسی دائی میسر آئے جس کا دودھ آپ پی لیں دائیوں کے ساتھ آپ کی ہمشیرہ بھی یہ حال دیکھنے چلی گئی تھیں اب انہوں نے موقع

پایا ۲۹ چنانچہ وہ ان کی خواہش پر اپنی والدہ کو بلا لائیں حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون کی گود میں تھے اور دودھ کے لیے روتے تھے فرعون آپ کو شفقت کے ساتھ

بہلاتا تھا جب آپ کی والدہ آئیں اور آپ نے ان کی خوشبو پائی تو آپ کو قرآ آیا اور آپ نے ان کا دودھ منہ میں لیا فرعون نے کہا تو اس بچے کی کون ہے کہ اس نے

تیرے سوا کسی کے دودھ کو منہ بھی نہ لگایا انہوں نے کہا میں ایک عورت ہوں پاک صاف رہتی ہوں، میرا دودھ خوشگوار ہے جسم خوشبودار ہے اس لیے جن بچوں کے

مزان میں نفاست ہوتی ہے۔ وہ اور عورتوں کا دودھ نہیں لیتے ہیں میرا دودھ پی لیتے ہیں فرعون نے بچہ انہیں دیا اور دودھ پلانے پر انہیں مقرر کر کے فرزند کو اپنے گھر

لے جانے کی اجازت دی چنانچہ آپ اپنے مکان پر لے آئیں اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ پورا ہوا اس وقت انہیں اطمینان کامل ہو گیا کہ یہ فرزند ارجمند ضرور نبی ہوں گے۔



حَقٌّ وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۱۳﴾ وَلَمَّا بَدَغْ أَسَدُهُ وَاسْتَوَى

سچا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے تھے اور جب اپنی جوانی کو پہنچا اور پورے زور پر آیا

اتَّبِعَهُ حُكْمًا وَعِلْمًا ۖ وَكَذَلِكَ نَجْرِي الْمَحْسِنِينَ ﴿۱۴﴾ وَدَخَلَ

ہم نے اسے حکم اور علم عطا فرمایا اور ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو اور اس شہر میں

الْبَدِيَّةَ عَلَى حِينٍ غَفْلَةٍ مِّنْ أَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيهَا رَجُلَيْنِ

داخل ہوا وقت شہر والے دوپہر کے خواب میں بے خبر تھے تو اس میں دو مرد

يَقْتُلَانِ هَذَا مِنْ شَيْعَتِهِ وَهَذَا مِنْ عَدُوِّهِ ۖ فَاسْتَعَاثَهُ الَّذِي

لڑتے پائے ایک موسیٰ کے گروہ سے تھا ۲۵ اور دوسرا اُس کے دشمنوں سے تھا ۲۶ تو وہ جو اُس کے گروہ سے تھا ۲۷ اُس نے موسیٰ سے مدد

مِنْ شَيْعَتِهِ عَلَى الَّذِي مِنْ عَدُوِّهِ ۖ فَوَكَّرَهُ مُوسَىٰ فَقَضَىٰ عَلَيْهِ ۖ قَالَ

مانگی اس پر جو اس کے دشمنوں سے تھا تو موسیٰ نے اس کے گھونسا مارا ۲۸ تو اس کا کام تمام کر دیا ۲۹ کہا

هَذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ ۗ إِنَّهُ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِينٌ ﴿۱۵﴾ قَالَ رَبِّ إِنِّي

یہ کام شیطان کی طرف سے ہوا ہے بے شک وہ دشمن ہے کھلا گمراہ کرنے والا عرض کی اے میرے رب میں نے

ظَلَمْتُ نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي فَعَفَّرَ لِي ۗ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ﴿۱۶﴾ قَالَ

اپنی جان پر زیادتی کی ہے تو مجھے بخش دے تو رب نے اُسے بخش دیا بے شک وہی بخشنے والا مہربان ہے عرض کی

اللَّهُ تَعَالَىٰ اِسْمُكَ ذَكَرْتُكَ فَمَا تَأْتِيكَ مِنْ عِبَادِكَ مِنْ غَيْرِكَ ۗ وَرَبِّكَ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُحَانٍ مُّبِينٍ ۗ

انہیں ایک اشرافی روز دینا ہاں دودھ چھوٹنے کے بعد آپ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کے پاس لے آئیں اور آپ وہاں پرورش پاتے رہے۔ ۱۳ عمر شریف

تیس سال سے زیادہ ہوگئی۔ ۱۴ یعنی مصراع دین و دنیا کا علم۔ ۱۵ وہ شہر یا تو ”منف“ تھا جو حد و مصر میں ہے اصل اس کی ماں ہے زبان قبطی میں اس لفظ کے معنی

ہیں تین یہ پہلا شہر ہے جو طوفان حضرت نوح علیہ السلام کے بعد آباد ہوا اس سرزمین میں مصر بن حام نے اقامت کی یہ اقامت کرنے والے کل تین تھے اس لیے

اس کا نام ماں ہوا پھر اس کی عربی منصف ہوئی یا وہ شہر ”حائبین“ تھا جو مصر سے دو فرسنگ کے فاصلہ پر تھا ایک قول یہ بھی ہے کہ وہ شہر ”عین شمس“ تھا۔ (جمل و خازن)

۱۶ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پوشیدہ طور پر داخل ہونے کا سبب یہ تھا کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام جوان ہوئے تو آپ نے حق کا بیان اور فرعون اور

فرعونوں کی گمراہی کا رد شروع کیا بنی اسرائیل کے لوگ آپ کی بات سنتے اور آپ کا اتباع کرتے آپ فرعونوں کے دین کی مخالفت فرماتے شدہ شدہ (رفتہ رفتہ) اس

کا چرچا ہوا اور فرعون جتو میں ہوئے اس لیے آپ جس ہستی میں داخل ہوتے ایسے وقت داخل ہوتے جب وہاں کے لوگ غفلت میں ہوں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ

عنه سے مروی ہے کہ وہ دن عید کا تھا لوگ اپنے لہو و لعب میں مشغول تھے۔ (مدارک و خازن)۔ ۱۷ بنی اسرائیل میں سے ۱۸ یعنی قبطی قوم فرعون سے یہ اسرائیلی پر

جبر کر رہا تھا تا کہ اس پر کلونیوں کا انبار لاد کر فرعون کے مطبخ میں لے جائے ۱۹ یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ۲۰ پہلے آپ نے قبطی سے کہا کہ اسرائیلی پر ظلم نہ

کر اس کو چھوڑ دے لیکن وہ باز نہ آیا اور بدزبانی کرنے لگا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کو اس ظلم سے روکنے کے لیے گھونسا مارا ۲۱ یعنی وہ مر گیا اور آپ نے

اس کو ریت میں دفن کر دیا آپ کا ارادہ قتل کرنے کا نہ تھا۔ ۲۲ یعنی اس قبطی کا اسرائیلی پر ظلم کرنا جو اس کی بلاکت کا باعث ہوا۔ (خازن) ۲۳ یہ کلام حضرت موسیٰ

علیہ السلام کا بطریق تواضع ہے کیونکہ آپ سے کوئی معصیت سرزد نہیں ہوئی اور انبیاء معصوم ہیں ان سے گناہ نہیں ہوتے قبطی کا مارنا آپ کا دفع ظلم اور امداد مظلوم تھی

رَبِّ بِمَا أَنْعَمْتَ عَلَيَّ فَلَنْ أَكُونَ ظَهِيرًا لِلْمُجْرِمِينَ ﴿۱۷﴾ فَأَصْبَحَ فِي

اے میرے رب جیسا تو نے مجھ پر احسان کیا تو اب اللہ ہرگز میں مجرموں کا مددگار نہ ہوں گا تو صبح کی

الْمَدِينَةِ خَائِفًا يَتَرَقَّبُ فَإِذَا الَّذِي اسْتَنْصَرَهُ بِالْأَمْسِ يَسْتَصْرِحُهُ ۗ ط

اس شہر میں ڈرتے ہوئے اس انتظار میں کہ کیا ہوتا ہے اللہ جیسی دیکھا کہ وہ جس نے کل ان سے مدد چاہی تھی فریاد کر رہا ہے اللہ

قَالَ لَهُ مُوسَى إِنَّكَ لَعَوِيٌّ مُّبِينٌ ﴿۱۸﴾ فَلَمَّا أَنْ أَرَادَ أَنْ يَبْطِشَ

موسیٰ نے اس سے فرمایا بے شک تو کھلا گمراہ ہے اللہ تو جب موسیٰ نے چاہا کہ اس پر گرفت کرے

بِالَّذِي هُوَ عَدُوٌّ لَّهُمَا ۗ قَالَ يٰمُوسَىٰ أَتُرِيدُ أَنْ تَمْلِكُنِي كَمَا قَتَلْتَ

جو ان دونوں کا دشمن ہے اللہ وہ بولا اے موسیٰ کیا تم مجھے ویسا ہی قتل کرنا چاہتے ہو جیسا تم نے کل

نَفْسًا بِالْأَمْسِ ۗ إِنَّ تُرِيدُ ۗ ط إِلَّا أَنْ تَكُونَ جَبَّارًا فِي الْأَرْضِ وَمَا

ایک شخص کو قتل کر دیا تم تو یہی چاہتے ہو کہ زمین میں سخت گیر بنو اور

تُرِيدُ أَنْ تَكُونَ مِنَ الْمَصْلِحِينَ ﴿۱۹﴾ وَجَاءَ رَجُلٌ مِّنْ أَقْصَا الْمَدِينَةِ

اصلاح کرنا نہیں چاہتے اللہ اور شہر کے پرلے کنارے سے ایک شخص اللہ

يَسْعَىٰ ۗ قَالَ يٰمُوسَىٰ إِنَّ الْمَلَائِكَةَ لِيُقْتُلُونَكَ فَاخْرُجْ ۗ ط إِنِّي

دوڑتا آیا کہا اے موسیٰ! بے شک اللہ دربار والے آپ کے قتل کا مشورہ کر رہے ہیں تو نکل جائیے اللہ میں

یہ کسی ملت میں بھی گناہ نہیں پھر بھی اپنی طرف تقصیر کی نسبت کرنا اور استغفار چاہنا یہ مقررین (اللہ والوں) کا دستور ہی ہے۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ اس میں تاخیر

اولیٰ تھی اس لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ترک اولیٰ کو زیادتی فرمایا اور اس پر حق تعالیٰ سے مغفرت طلب کی۔ اللہ یہ کرم بھی کر کہ مجھے فرعون کی صحبت اور اس

کے یہاں رہنے سے بھی بچا کہ اس زمرہ میں شمار کیا جانا یہ بھی ایک طرح کا مددگار ہونا ہے۔ اللہ کہ خدا جانے اس قہقہے کے مارے جانے کا کیا نتیجہ نکلے اور

اس کی قوم کے لوگ کیا کریں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ فرعون کی قوم کے لوگوں نے فرعون کو اطلاع دی کہ کسی بنی اسرائیل

نے ہمارے ایک آدمی کو مار ڈالا ہے اس پر فرعون نے کہا کہ قاتل اور گواہوں کو تلاش کرو فرعونی گشت کرتے پھرتے تھے اور انہیں کوئی ثبوت نہیں ملتا تھا دوسرے

روز جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پھر ایسا اتفاق پیش آیا کہ وہی بنی اسرائیل جس نے ایک روز پہلے ان سے مدد چاہی تھی آج پھر ایک فرعون سے لڑ رہا ہے اور

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر ان سے فریاد کرنے لگا تب حضرت اللہ مراد یہ تھی کہ روز لوگوں سے لڑتا ہے اپنے آپ کو بھی مصیبت پریشانی میں ڈالتا ہے

اور اپنے مددگاروں کو بھی کیوں ایسے موقعوں سے نہیں بچتا اور کیوں احتیاط نہیں کرتا۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو رحم آیا اور آپ نے چاہا کہ اس کو فرعون کی

چہرہ ظلم سے رہائی دلائیں۔ اللہ یعنی فرعون پر تو اسرائیلی غلطی سے یہ سمجھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام مجھ سے خفا ہیں مجھے پکڑنا چاہتے ہیں یہ سمجھ کر۔

اللہ فرعون نے یہ بات سنی اور جا کر فرعون کو اطلاع دی کہ کل کے فرعونی مقتول کے قاتل حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے

قتل کا حکم دیا اور لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ڈھونڈنے نکلے۔ اللہ جس کو مومن آل فرعون کہتے ہیں یہ خبر سن کر قریب کی راہ سے اللہ فرعون کے۔

اللہ شہر سے۔

لَكَ مِنَ النَّصِيحِينَ ﴿۲۰﴾ فَخَرَجَ مِنْهَا خَائِفًا يَتَرَقَّبُ ۚ قَالَ رَبِّ

آپ کا خیر خواہ ہوں وہ تو اس شہر سے نکلا ڈرتا ہوا اس انتظار میں کہ اب کیا ہوتا ہے عرض کی اے میرے رب

نَجِّنِي مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿۲۱﴾ وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَاءَ مَدْيَنَ قَالَ

مجھے ستم گاروں سے بچالے اور جب مدین کی طرف متوجہ ہوا کہ

عَسَى رَبِّيَّ أَنْ يَهْدِيَنِي سَوَاءَ السَّبِيلِ ﴿۲۲﴾ وَلَمَّا وَرَدَ مَاءَ مَدْيَنَ

قریب ہے کہ میرا رب مجھے سیدھی راہ بتائے اور جب مدین کے پانی پر آیا

وَجَدَ عَلَيْهِ أُمَّةٌ مِّنَ النَّاسِ يَسْقُونَ ۚ وَوَجَدَ مِنْ دُونِهِمُ امْرَأَتَيْنِ

وہاں لوگوں کے ایک گروہ کو دیکھا کہ اپنے جانوروں کو پانی پلا رہے ہیں اور ان سے اس طرف دو عورتیں دیکھیں

تَدْوِدُنِ ۚ قَالَ مَا خَطْبُكُمَا ۖ قَالَتَا لَا نَسْقِي حَتَّىٰ يُصَدِرَ الرِّعَاءُ ۚ وَ

کہ اپنے جانوروں کو روک رہی ہیں موسیٰ نے فرمایا تم دونوں کا کیا حال ہے وہ بولیں ہم پانی نہیں پلاتے جب تک سب چرواہے پلا کر پھیر نہ لے جائیں اور

أَبُونَا شَيْخٌ كَبِيرٌ ﴿۲۳﴾ فَسَقَى لَهُمَا ثُمَّ تَوَلَّىٰ إِلَى الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ إِنِّي

ہمارے باپ بہت بوڑھے ہیں تو موسیٰ نے ان دونوں کے جانوروں کو پانی پلا دیا پھر سایہ کی طرف پھر اولا عرض کی اے میرے رب میں

لَبِأَ أَنْزِلْتَ إِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَكَبِيرٌ ﴿۲۴﴾ فَجَاءَتْهُ إِحْدَاهُمَا تَشْتِي عَلَىٰ

اس کھانے کا جو تو میرے لیے اتارے محتاج ہوں تو ان دونوں میں سے ایک اس کے پاس آئی شرم

وہاں یہ بات خیر خواہی اور مصلحت اندیشی سے کہتا ہوں۔ یعنی قوم فرعون سے۔ مدین وہ مقام ہے جہاں حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف

رکھتے تھے اس کو مدین ابن ابراہیم کہتے ہیں مصر سے یہاں تک آٹھ روز کی مسافت ہے یہ شہر فرعون کے حدود و قلمرو (سلطنت کی حدود) سے باہر تھا حضرت موسیٰ

علیہ السلام نے اس کا رستہ بھی نہ دیکھا تھا نہ کوئی سواری ساتھ تھی نہ توشہ نہ کوئی ہمراہی راہ میں درختوں کے پتوں اور زمین کے سبزے کے سوا خوراک کی اور کوئی چیز نہ

ملتی تھی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ بھیجا جو آپ کو مدین تک لے گیا۔ یعنی نوکریں پر جس سے وہاں کے لوگ پانی لیتے اور اپنے جانوروں کو سیراب

کرتے تھے یہ کنواں شہر کے کنارے تھا۔ یعنی مردوں سے علیحدہ ہوں اور کنواں خالی ہو کیونکہ کنوئیں کو قوی اور زور آور لوگوں

نے گھیر رکھا تھا ان کے نجوم میں عورتوں سے ممکن نہ تھا کہ اپنے جانوروں کو پانی پلا سکیں۔ یعنی اپنے جانوروں کو پانی کیوں نہیں پلاتیں۔ کیونکہ نہ ہم

مردوں کے انبوه (نجوم) میں جاسکتے ہیں نہ پانی کھینچ سکتے ہیں جب یہ لوگ اپنے جانوروں کو پانی پلا کر واپس ہو جاتے ہیں تو حوض میں جو پانی بچ رہتا ہے وہ ہم اپنے

جانوروں کو پلا لیتے ہیں۔ ضعیف ہیں خود یہ کام نہیں کر سکتے اس لیے جانوروں کو پانی پلانے کی ضرورت ہمیں پیش آئی جب موسیٰ علیہ السلام نے ان کی باتیں

سنیں تو آپ کو رقت آئی اور رحم آیا اور وہیں دوسرا کنواں جو اس کے قریب تھا اور ایک بہت بھاری پتھر اس پر ڈھکا ہوا تھا جس کو بہت سے آدمی مل کر ہٹا سکتے تھے آپ

نے تمہا اس کو ہٹا دیا۔ وہ چھوٹا اور گرمی کی شدت تھی اور آپ نے کئی روز سے کھانا نہیں کھایا تھا بھوک کا غلبہ تھا اس لیے آرام حاصل کرنے کی غرض سے ایک

درخت کے سایہ میں بیٹھ گئے اور بارگاہ الہی میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کھانا ملاحظہ فرمائے پورا ہفت روزہ رچکا تھا اس درمیان میں ایک لقمہ تک نہ کھایا تھا شکم

مبارک پشت اقدس سے مل گیا تھا اس حالت میں اپنے رب سے غذا طلب کی اور باوجودیکہ بارگاہ الہی میں نہایت قرب و منزلت رکھتے ہیں اس عجز و انکساری کے

ساتھ روٹی کا ایک ٹکڑا طلب کیا اور جب وہ دونوں صاحبزادیاں اس روز بہت جلد اپنے مکان واپس ہو گئیں تو ان کے والد ماجد نے فرمایا کہ آج اس قدر جلد واپس



اَسْتَحْيَاءٍ ۚ قَالَتْ اِنَّ اَبِي يَدْعُوكَ لِيَجْزِيَكَ اَجْرًا مَّا سَقَيْتَ لَنَا ۗ

سے چلتی ہوئی ۱۳ بولی میرا باپ تمہیں بلاتا ہے کہ تمہیں مزدوری دے اس کی جو تم نے ہمارے جانوروں کو پانی پلایا ہے ۱۴

فَلَمَّا جَاءَهُ وَقَصَّ عَلَيْهِ الْقِصَصَ لَقِيَ النَّاسَ لَعْنَةً ۖ فَجَاءَ شِعْبَ لَاقِيٍّ ۚ قَالَ لَا تَخَفْ ۗ وَقَفَّٰةً ۙ نَجَّوْتِ مِنْ

جب موسیٰ اس کے پاس آیا اور اسے باتیں کہہ سنائیں ۱۵ اس نے کہا ڈریئے نہیں آپ بچ گئے

الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝ ۲۵ قَالَتْ اِحْدَاهُمَا يَا بَتِ اِسْتَا جِرُهُ ۗ اِنَّ خَيْرَ

ظالموں سے ۱۶ ان میں کی ایک بولی ۱۷ اے میرے باپ ان کو نوکر رکھ لو ۱۸ بے شک بہتر

مَنْ اِسْتَا جَرْتِ الْقَوِيُّ الْاَمِينُ ۝ ۲۶ قَالَ اِنِّي اُرِيْدُ اَنْ اُنْكِحَكَ

نوکر وہ جو طاقتور امانت دار ہو ۱۹ کہا میں چاہتا ہوں کہ اپنی ان دونوں بیٹیوں میں

اِحْدَى ابْنَتَيْ هَاتَيْنِ عَلٰى اَنْ تَاْجُرِنِيْ ثَمَنِيْ حِجَجٍ ۚ فَاِنْ اَتَيْتِ

سے ایک تمہیں بیاہ دوں وگے اس مہر پر کہ تم آٹھ برس میری ملازمت کرو وگے پھر اگر پورے دس

عَشْرًا فَبِنِ عِنْدِكَ ۚ وَمَا اُرِيْدُ اَنْ اَسْئَلَ عَلَيْكَ ۗ سَتَجِدُنِيْ اِنْ

برس کرلو تو تمہاری طرف سے ہے وگے اور میں تمہیں مشقت میں ڈالنا نہیں چاہتا وگے قریب ہے ان

آجانے کا کیا سبب ہو عرض کیا کہ ہم نے ایک نیک مرد پایا اس نے ہم پر رحم کیا اور ہمارے جانوروں کو سیراب کر دیا اس پر ان کے والد صاحب نے ایک صاحبزادی

سے فرمایا کہ جاؤ اور اس مرد صاحب کو میرے پاس بلا لاؤ ۱۹ چہرہ آستین سے ڈھکے جسم چھپانے پر بڑی صاحبزادی تھیں ان کا نام صفوراء ہے اور ایک قول یہ ہے کہ وہ

چھوٹی صاحبزادی تھیں۔ ۲۰ حضرت موسیٰ علیہ السلام اجرت لینے پر راضی نہ ہوئے لیکن حضرت شعیب علیہ السلام کی زیارت اور ان کی ملاقات کے قصد سے

چلے اور ان صاحبزادی صاحبہ سے فرمایا کہ آپ میرے پیچھے رہ کر سوتہ بتاتی جائیے یہ آپ نے پردہ کے اہتمام کے لیے فرمایا اور اس طرح تشریف لائے جب

حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس پہنچے تو کھانا حاضر تھا حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا بیٹھے کھانا کھائیے حضرت موسیٰ علیہ السلام

نے منظور نہ کیا اور اَعْوَدُ بِاللّٰهِ فرمایا۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا کیا سبب کھانے میں کیوں عذر ہے کیا آپ کو بھوک نہیں ہے؟ فرمایا کہ مجھے یہ اندیشہ ہے

کہ یہ کھانا میرے اس عمل کا عوض نہ ہو جائے جو میں نے آپ کے جانوروں کو پانی پلایا کر انجام دیا ہے کیونکہ ہم وہ لوگ ہیں کہ عمل خیر پر عرض لینا قبول نہیں کرتے۔

حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا: اے جوان! ایسا نہیں ہے یہ کھانا آپ کے عمل کے عوض میں نہیں بلکہ میری اور میرے آباء و اجداد کی عادت ہے کہ ہم مہمان

خوانی کیا کرتے ہیں اور کھانا کھلاتے ہیں تو آپ بیٹھے اور آپ نے کھانا تناول فرمایا۔ ۲۱ اور تمام واقعات و احوال جو فرعون کے ساتھ گزرے تھے اپنی ولادت

شریف سے لے کر قبطی کے قتل اور فرعون بنوں کے آپ کے درپے جان ہونے تک کے سب حضرت شعیب علیہ السلام سے بیان کر دیئے ۲۲ یعنی فرعون اور فرعون بنوں

سے کیونکہ یہاں مدین میں فرعون کی حکومت و سلطنت نہیں۔ مسائل: اس سے ثابت ہوا کہ ایک شخص کی خبر پر عمل کرنا جائز ہے۔ خواہ وہ غلام ہو یا عورت ہو اور یہ بھی

ثابت ہوا کہ اجنبیہ کے ساتھ ورع و احتیاط کے ساتھ چلنا جائز ہے۔ (مدارک)۔ ۲۳ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بلانے کے واسطے بھیجی گئی تھی بڑی یا چھوٹی۔

۲۴ یہ ہماری بکریاں چرا یا کریں اور یہ کام ہمیں نہ کرنا پڑے۔ ۲۵ حضرت شعیب علیہ السلام نے صاحبزادی سے دریافت کیا کہ تمہیں ان کی قوت و امانت کا کیا

علم انہوں نے عرض کیا کہ قوت تو اس سے ظاہر ہے کہ انہوں نے تمہا کو نہیں پر سے وہ پتھر اٹھا لیا جس کو دس سے کم آدمی نہیں اٹھا سکتے اور امانت اس سے ظاہر ہے کہ

انہوں نے ہمیں دیکھ کر سر جھکا لیا اور نظر نہ اٹھائی اور ہم سے کہا کہ تم پیچھے چلو ایسا نہ ہو کہ ہوا سے تمہارا کپڑا اڑے اور بدن کا کوئی حصہ نمودار ہو یہ سن کر حضرت شعیب

علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے وگے یہ وعدہ نکاح کا تھا الفاظ عقد نہ تھے کیونکہ مسئلہ: عقد کے لیے صیغہ ماضی ضروری ہے۔ مسئلہ: اور ایسے ہی منکوحہ کی

تعیین بھی ضروری ہے۔ وگے مسئلہ: آزاد مرد کا آزاد عورت سے نکاح کسی دوسرے آزاد شخص کی خدمت کرنے یا بکریاں چرانے کو مہر قرار دے کر جائز ہے۔

شَاءَ اللهُ مِنَ الصَّالِحِينَ ﴿٢٤﴾ قَالَ ذَلِكَ بَيْنِي وَبَيْنَكَ أَيَّهَا

شَاءَ اللهُ تَعَالَى تم مجھے نیکیوں میں پاؤگے وہی نے کہا یہ میرے اور آپ کے درمیان اقرار ہو چکا میں

الْأَجَلَيْنِ قَضَيْتُ فَلَا عُدْوَانَ عَلَيَّ وَاللَّهُ عَلَى مَا نَقُولُ وَكِيلٌ ﴿٢٨﴾

ان دونوں میں جو میعاد پوری کر دوں وہی تو مجھ پر کوئی مطالبہ نہیں اور ہمارے اس کہے پر اللہ کا ذمہ ہے وہی

فَلَمَّا قَضَى مُوسَى الْأَجَلَ وَسَارَ بِأَهْلِهِ آنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّورِ

پھر جب موسیٰ نے اپنی میعاد پوری کر دی وہی اور اپنی بی بی کو لے کر چلا وہی طور کی طرف سے ایک آگ

نَارًا قَالَ لِأَهْلِهِ امْكُثُوا إِنِّي آنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّي آتِيكُمْ مِنْهَا بِخَبَرٍ

دیکھی وہی اپنی گھر والی سے کہا تم ٹھہرو مجھے طور کی طرف سے ایک آگ نظر پڑی ہے شاید میں وہاں سے کچھ خبر لاؤں وہی

أَوْ جَدْوَةٍ مِّنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُونَ ﴿٢٩﴾ فَلَمَّا أَتَاهَا نُودِيَ مِنْ

یا تمہارے لیے کوئی آگ کی چنگاری لاؤں کہ تم تا پو پھر جب آگ کے پاس حاضر ہوا ندا کی گئی

شَاطِئِ الْوَادِ الْأَيْسَرِ فِي الْبُقْعَةِ الْمُبْرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ أَنْ يُّوَسَّيَ

میدان کے دہنے کنارے سے وہی برکت والے مقام میں پیڑ سے وہی کہ اے موسیٰ

إِنِّي أَنَا اللهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ ﴿٣٠﴾ وَأَنْ أَلْقِ عَصَاكَ فَلَمَّا رَآهَا تُهْتَزُّ

بے شک میں ہی ہوں اللہ رب سارے جہان کا وہی اور یہ کہ ڈال دے اپنا عصا وہی پھر جب موسیٰ نے اُسے دیکھا ہراتا ہوا

مسئلہ: اور اگر آزاد مرد نے کسی مدت تک عورت کی خدمت کرنے کو یا قرآن کی تعلیم کو مہر قرار دے کر نکاح کیا تو نکاح جائز ہے اور یہ چیزیں مہر نہ ہو سکیں گی بلکہ اس

صورت میں مہر مثل لازم ہوگا۔ (ہدایہ و احمدی)۔ وہی یعنی یہ تمہاری مہربانی ہوگی اور تم پر واجب نہ ہوگا وہی کہ تم پر پورے دس سال لازم کر دوں۔ وہی تو میری

طرف سے حسن معاملت اور وفائے عہد ہی ہوگی اور ان شاء اللہ تعالیٰ آپ نے اللہ تعالیٰ کی توفیق و مدد پر بھروسہ کرنے کے لیے فرمایا۔ وہی خواہ دس سال کی یا

آٹھ سال کی وہی پھر جب آپ کا عقد ہو چکا تو حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی صاحبزادی کو حکم دیا کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ایک عصا دیں جس سے وہ

بکریوں کی نگہبانی کریں اور درندوں کو دفع کریں حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس انبیاء علیہم السلام کے کئی عصا تھے صاحبزادی صاحبہ کا ہاتھ حضرت آدم

علیہ السلام کے عصا پر پڑا جو آپ جنت سے لائے تھے اور انبیاء اس کے وارث ہوتے چلے آئے تھے اور وہ حضرت شعیب علیہ السلام کو پہنچا تھا حضرت شعیب علیہ

السلام نے یہ عصا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیا۔ وہی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ نے بڑی میعاد یعنی دس سال پورے کئے

پھر حضرت شعیب علیہ السلام سے مصر کی طرف واپس جانے کی اجازت چاہی آپ نے اجازت دی۔ وہی ان کے والد کی اجازت سے مصر کی طرف۔ وہی

جبکہ آپ جنگل میں تھے اندھیری رات تھی سردی شدت کی پڑ رہی تھی راستہ گم ہو گیا تھا اس وقت آپ نے آگ دیکھ کر۔ وہی راہ کی کس طرف ہے۔ وہی جو

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دست راست کی طرف تھا۔ وہی وہ درخت عناب کا تھا یا عوج کا (عوج ایک خاردار درخت ہے جو جنگلوں میں ہوتا ہے)۔ وہی

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سرسبز درخت میں آگ دیکھی تو جان لیا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی قدرت نہیں اور بیشک اس کلام کا اللہ تعالیٰ ہی متکلم ہے یہ

بھی منقول ہے کہ یہ کلام حضرت موسیٰ علیہ السلام نے صرف گوش مبارک ہی سے نہیں بلکہ اپنے جسم اقدس کے ہر جزو سے سنا۔ وہی چنانچہ آپ نے عصا ڈال

دیا وہ سانپ بن گیا۔

كَانَهَا جَانٌّ وَلِيٌّ مُدْبِرًا ۖ وَلَمْ يُعَقِّبْ ۗ ط يُؤَسِّى أَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ ۗ إِنَّكَ

گویا سانپ ہے پیٹھ پھیر کر چلا اور مُدْبِرٌ نہ دیکھا ۵۵۵ اے موسیٰ سامنے آ اور ڈر نہیں بے شک تجھے

مِنَ الْأَمْنِيِّنَ ۖ ۳۱ ۚ أَسْأَلُكَ يَدَكَ فِي جَيْبِكَ تَخْرُجُ بَيْضَاءَ مِنْ غَيْرِ

امان ہے ۵۵۶ اپنا ہاتھ ۵۵۷ گریبان میں ڈال نکلے گا سفید چمکتا ہے

سَوْءٍ ۗ وَأَضْمَمُ إِلَيْكَ جَنَاحَكَ مِنَ الرَّهْبِ ۚ فَذَنِّبُكَ بُرْهَانٍ مِّن رَّبِّكَ

عیب ۵۵۸ اور اپنا ہاتھ اپنے سینے پر رکھ لے خوف دُور کرنے کو ۵۵۹ تو یہ دو جھتیں ہیں تیرے رب کی طرف

إِلَى فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ ۗ ط إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَاسِقِينَ ۖ ۳۲ ۗ قَالَ رَبِّ إِنِّي

فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف بے شک وہ بے حکم (نافرمان) لوگ ہیں عرض کی اے میرے رب میں

قَتَلْتُ مِنْهُمْ نَفْسًا فَأَخَافُ أَنْ يُقْتَلُونِ ۖ ۳۳ ۗ وَأَخِي هَارُونُ هُوَ أَفْصَحُ

نے اُن میں ایک جان مار ڈالی ہے ۵۶۰ تو ڈرتا ہوں کہ مجھے قتل کر دیں اور میرا بھائی ہارون اس کی زبان

مِنِّي لِسَانًا فَأَرْسَلَهُ مَعِيَ رِدْءًا يُصَدِّقُنِي ۗ إِنِّي أَخَافُ أَنْ يُكَذِّبُونِ ۖ ۳۴ ۗ

مجھ سے زیادہ صاف ہے تو اسے میری مدد کے لیے رسول بنا کہ میری تصدیق کرے مجھے ڈر ہے کہ وہ ۵۶۱ مجھے جھٹلائیں گے

قَالَ سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِأَخِيكَ وَنَجْعَلُ لَكُمَا سُلْطٰنًا فَلَا يَصِلُونَ

فرمایا قریب ہے کہ ہم تیرے بازو کو تیرے بھائی سے قوت دیں گے اور تم دونوں کو غلبہ عطا فرمائیں گے تو وہ تم دونوں کا کچھ نقصان

إِلَيْكُمَا ۖ بِإِيتِنَا ۗ أَنْتُمَا وَمَنِ اتَّبَعَكُمَا الْغٰلِبُونَ ۖ ۳۵ ۗ فَلَمَّا جَاءَهُمُ

نہ کر سکیں گے ہماری نشانہوں کے سبب تم دونوں اور جو تمہاری پیروی کریں گے غالب آؤ گے ۵۶۲ پھر جب موسیٰ ان کے

مُوسَىٰ بِإِيتِنَا بَيِّنَاتٍ قَالُوا مَا هَذَا إِلَّا سِحْرٌ مُّفْتَرٍ وَمَا سِعِينَا

پاس ہماری روشن نشانیاں لایا بولے یہ تو نہیں مگر بناوٹ کا جادو ۵۶۳ اور ہم نے اپنے اگلے

۵۶۴ تب ندا کی گئی ۵۶۵ کوئی خطرہ نہیں ۵۶۶ اپنی قمیص کے ۵۶۷ شعاع آفتاب کی طرح تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا دست مبارک گریبان میں ڈال کر

نکالا تو اس میں ایسی تیز چمک تھی جس سے نگاہیں جھپکیں۔ ۵۶۸ تاکہ ہاتھ اپنی اصلی حالت پر آئے اور خوف رفع ہو جائے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما

نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو سینہ پر ہاتھ رکھنے کا حکم دیا تاکہ جو خوف سانپ دیکھنے کے وقت پیدا ہو گیا تھا رفع ہو جائے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد جو خوف زدہ اپنا ہاتھ سینہ پر رکھے گا اس کا خوف دفع ہو جائے گا۔ ۵۶۹ یعنی عصا اور بیضا تمہاری رسالت کی برہانیں ہیں ۵۷۰ یعنی قہلی میرے ہاتھ سے مارا گیا ہے ۵۷۱ یعنی فرعون اور اس کی قوم ۵۷۲ فرعون اور اس کی قوم پر۔ ۵۷۳ ان بد نصیبوں نے معجزات کا انکار کر دیا اور ان کو جادو بتا دیا مطلب یہ تھا کہ جس طرح تمام انواع سحر باطل ہوتے ہیں اسی طرح معاذ اللہ یہ بھی ہے۔



بِهَذَا فِي آبَائِنَا الْأَوْلِيَيْنِ ﴿۳۶﴾ وَقَالَ مُوسَىٰ رَبِّي أَعْلَمُ بِمَنْ جَاءَ

باپ داداؤں میں ایسا نہ سناؤ اور موسیٰ نے فرمایا میرا رب خوب جانتا ہے جو اس کے

بِالْهُدَىٰ مِنْ عِنْدِهِ وَمَنْ تَكُونُ لَهُ عَاقِبَةُ الدَّارِ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ

پاس سے ہدایت لایا اور جس کے لیے آخرت کا گھر ہوگا بے شک ظالم مراد

الظَّالِمُونَ ﴿۳۷﴾ وَقَالَ فِرْعَوْنُ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِنْ إِلَهِ

کو نہیں پہنچتا اور فرعون بولا اے درباریو! میں تمہارے لیے اپنے سوا

غَيْرِي ۚ فَأَوْقِدْ لِي يَا مَلِكُ نَارًا مِنَ الطِّينِ فَاجْعَلْ لِي صِرْحًا لَعَلِّي أُنظِرُ

کوئی خدا نہیں جانتا تو اے ہامان میرے لیے گارا پکا کر اور ایک محل بنا کہ شاید میں موسیٰ

إِلَىٰ إِلَهِ مُوسَىٰ ۚ وَإِنِّي لَأَظُنُّهُ مِنَ الْكٰذِبِينَ ﴿۳۸﴾ وَاسْتَكْبَرَ هُوَ وَ

کے خدا کو جھانک آؤں اور بے شک میرے گمان میں تو وہ جھوٹا ہے اور اس نے اور اُس کے

جُودُهُ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَظَنُّوا أَنَّهُم إِلَيْنَا لَا يُرْجَعُونَ ﴿۳۹﴾

لشکریوں نے زمین میں بے جا بڑائی چاہی اور سمجھے کہ انہیں ہماری طرف پھرنا نہیں

فَأَخَذْنَاهُ وَجُودَهُ فَنَبَذْنَاهُمْ فِي الْيَمِّ ۚ فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

تو ہم نے اُسے اور اس کے لشکر کو پکڑ کر دریا میں پھینک دیا تو دیکھو کیسا انجام ہوا

الظَّالِمِينَ ﴿۴۰﴾ وَجَعَلْنَاهُمْ آيَةً يُدْعُونَ إِلَى النَّارِ ۚ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا

ستم گاروں کا اور انہیں ہم نے آیتوں کا پیشوا بنایا کہ آگ کی طرف بلا تے ہیں اور قیامت کے دن

يُنصَرُونَ ﴿۴۱﴾ وَاتَّبَعْنَاهُمْ فِي هَذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْعُنُقِ ۚ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ

اُن کی مدد نہ ہوگی اور اس دنیا میں ہم نے ان کے پیچھے لعنت لگائی اور قیامت کے دن ان

۹۵ یعنی آپ سے پہلے ایسا کبھی نہیں کیا گیا یہ متنی ہیں کہ جو دعوت آپ ہمیں دیتے ہیں وہ ایسی نئی ہے کہ ہمارے آباء و اجداد میں بھی ایسی نہیں سنی گئی تھی ۹۶ یعنی

جو حق پر ہے اور جس کو اللہ تعالیٰ نے نبوت کے ساتھ سرفراز فرمایا۔ ۹۷ اور وہ وہاں کی نعمتوں اور رحمتوں کے ساتھ نواز جائے گا۔ ۹۸ یعنی کافروں کو آخرت کی

فلاح میسر نہیں۔ ۹۹ اینٹ تیار کر۔ کہتے ہیں کہ یہی دنیا میں سب سے پہلے اینٹ بنانے والا ہے یہ صنعت اس سے پہلے نہ تھی۔ ۱۰۰ نہایت بلند اور چنانچہ

ہامان نے ہزار ہا کارگر اور مزدور جمع کئے انہیں بنوائیں اور عمارتی سامان جمع کر کے اتنی بلند عمارت بنوائی کہ دنیا میں اس کے برابر کوئی عمارت بلند نہ تھی، فرعون نے یہ

گمان کیا کہ (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ کے لیے بھی مکان ہے اور وہ جسم ہے کہ اس تک پہنچنا اس کے لیے ممکن ہوگا۔ ۱۰۱ یعنی موسیٰ علیہ السلام ۱۰۲ اپنے اس دعویٰ میں

کہ اس کا ایک معبود ہے جس نے اس کو اپنا رسول بنا کر ہماری طرف بھیجا۔ ۱۰۳ اور حق کو نہ مانا اور باطل پر رہے ۱۰۴ اور سب خرق ہو گئے۔ ۱۰۵ دنیا میں ۱۰۶ یعنی

کفر و معاصی کی دعوت دیتے ہیں جس سے عذاب جہنم کے مستحق ہوں اور جو ان کی اطاعت کرے وہ بھی جہنمی ہو جائے۔ ۱۰۷ یعنی رسوائی اور رحمت سے دوری۔

مِّنَ الْبُقُوحِينَ ٣٢) وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ مِنْ بَعْدِ مَا أَهْلَكْنَا

کا برا ہے اور بے شک ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا فرمائی وہاں بعد اس کے کہ اگلی سنگتیں (قومیں) نکلا

الْقُرُونَ الْأُولَىٰ بِصَافِرٍ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ٣٣)

ہلاک فرمادیں جس میں لوگوں کے دل کی آنکھیں کھولنے والی باتیں اور ہدایت اور رحمت تاکہ وہ نصیحت مانیں

وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْعَرَبِيِّ إِذْ قَضَيْنَا إِلَىٰ مُوسَى الْأَمْرَ وَمَا كُنْتَ

اور تم نکلا طور کی جانب مغرب میں نہ تھے نکلا جب کہ ہم نے موسیٰ کو رسالت کا حکم بھیجا نکلا اور اُس وقت تم

مِنَ الشَّاهِدِينَ ٣٤) وَلَكِنَّا أَنْشَأْنَا قُرُونًا فَتَطَاوَلَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ وَ

حاضر نہ تھے مگر ہوا یہ کہ ہم نے سنگتیں پیدا کیں نکلا کہ ان پر زمانہ دراز گزرا نکلا اور

مَا كُنْتَ تَأْوِيًا فِي أَهْلِ مَدْيَنَ تَتَلَوُا عَلَيْهِمْ آيَاتِنَا وَلَكِنَّا كُنَّا

نہ تم اہل مدین میں مقیم تھے ان پر ہماری آیتیں پڑھتے ہوئے ہاں ہم

مُرْسِلِينَ ٣٥) وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّورِ إِذْ نَادَيْنَا وَلَكِن رَّحِمَةً

رسول بنانے والے ہوئے نکلا اور نہ تم طور کے کنارے تھے جب ہم نے ندا فرمائی نکلا ہاں تمہارے رب کی

مِّن رَّبِّكَ لِتُنذِرَ قَوْمًا مَّا أَتَتْهُمْ مِّن نَّذِيرٍ مِّن قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ

مہر ہے (کہ تمہیں غیب کے علم دیے) نکلا کہ تم ایسی قوم کو ڈرناؤ جس کے پاس تم سے پہلے کوئی ڈرنا نہ آیا نکلا یہ امید کرتے ہوئے کہ

يَتَذَكَّرُونَ ٣٦) وَلَوْلَا أَن تُصِيبَهُم مُّصِيبَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيَهُمْ

ان کو نصیحت ہو اور اگر نہ ہوتا کہ کبھی پہنچتی انہیں کوئی مصیبت نکلا اس کے سبب جو ان کے ہاتھوں نے آگے بھیجا نکلا

فَيَقُولُوا رَبَّنَا لَوْلَا أَرْسَلْتَ إِلَيْنَا رَسُولًا فَنَتَّبِعَ آيَاتِكَ وَنَكُونَ

تو کہتے اے ہمارے رب تو نے کیوں نہ بھیجا ہماری طرف کوئی رسول کہ ہم تیری آیتوں کی پیروی کرتے اور

وَأَن يَعْنِي تَوْرِيثَ - وَالْمَثَلُ قَوْمُ نُوْحٍ وَعَادُ وَثَمُودُ وَغَيْرِهِمْ كَمَا أَنَّ أَيْ سَيِّدَ انْبِيَاءِ مُحَمَّدٍ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَأَنَّ وَهُوَ حَضْرَتُ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ كَمَا مِثْقَاتُ

تھا۔ نکلا اور ان سے کلام فرمایا اور انہیں مقرب کیا۔ نکلا یعنی بہت سی امتیں بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نکلا تو وہ اللہ کا عہد بھول گئے اور انہوں نے اس کی فرمانبرداری ترک کی اور اس کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم سے سید عالم حبیب خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حق میں اور آپ پر ایمان لانے کے متعلق عہد لیا تھا جب دراز زمانہ گزرا اور امتوں کے بعد امتیں گزرتی چلی گئیں تو وہ لوگ ان عہدوں کو بھول گئے اور اس کی

وفا ترک کر دی۔ نکلا تو ہم نے آپ کو علم دیا اور پہلوں کے حالات پر مطلع کیا۔ نکلا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو توریث عطا فرمانے کے وقت۔ نکلا جن سے تم ان کے احوال بیان فرماتے ہو آپ کا ان امور کی خبر دینا آپ کی نبوت کی ظاہر دلیل ہے۔ نکلا اس قوم سے مراد اہل مکہ ہیں جو زمانہ نضریت (دو پیغمبروں کے درمیان کے زمانے) میں تھے جو حضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان پانچ سو پچاس برس کی مدت کا ہے۔ نکلا عذاب و سزا نکلا یعنی جو کفر و

مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۲۷﴾ فَلَمَّا جَاءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا لَوْلَا أُوتِيَ

ایمان لاتے ۱۲۴ پھر جب ان کے پاس حق آیا ۱۲۳ ہماری طرف سے بولے ۱۲۲ انھیں کیوں نہ دیا گیا

مِثْلَ مَا أُوتِيَ مُوسَىٰ ۖ أَوْلَمْ يَكْفُرُوا بِآيَاتِي مُوسَىٰ مِنْ قَبْلُ قَالُوا

جو موسیٰ کو دیا گیا ۱۲۵ کیا اس کے منکر نہ ہوئے تھے جو پہلے موسیٰ کو دیا گیا ۱۲۶ بولے

سِحْرَانِ تَظْهَرَا ۚ وَقَالُوا إِنَّا بِكُلِّ كَفْرٍ وَّان ﴿۲۸﴾ قُلْ فَاتُوا بِكِتَابِ مِّنْ

دو جادو ہیں ایک دوسرے کی پشتی (امداد) پر اور بولے ہم ان دونوں کے منکر ہیں ۱۲۷ تم فرماؤ تو اللہ کے پاس سے کوئی

عِنْدَ اللَّهِ هُوَ أَهْدَىٰ مِنْهُمَا أَتَّبِعُهُ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿۲۹﴾ فَإِنْ لَّمْ

کتاب لے آؤ جو ان دونوں کتابوں سے زیادہ ہدایت کی ہو ۱۲۸ میں اس کی پیروی کروں گا اگر تم سچے ہو ۱۲۹ پھر اگر

يَسْتَجِيبُوا لَكَ فَاعْلَمْ أَنَّمَا يَتَّبِعُونَ أَهْوَاءَهُمْ ۖ وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ اتَّبَعَ

وہ یہ تمہارا فرمانا قبول نہ کریں تو جان لو کہ ۱۳۰ بس وہ اپنی خواہشوں ہی کے پیچھے ہیں اور اس سے بڑھ کر گمراہ کون جو اپنی خواہش کی

هُوَ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللَّهِ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ﴿۳۰﴾

پیروی کرے اللہ کی ہدایت سے جدا بے شک اللہ ہدایت نہیں فرماتا ظالم لوگوں کو

وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ﴿۳۱﴾ الَّذِينَ اتَّبَعْتَهُمْ

اور بے شک ہم نے ان کے لیے بات مسلسل اتاری ۱۳۱ کہ وہ دھیان کریں جن کو ہم نے اس سے پہلے ۱۳۲

عصیان انہوں نے کیا ۱۳۳ معنی آیت کے یہ ہیں کہ رسولوں کا بھیجنا ہی الزامِ حجت کے لیے ہے کہ انہیں یہ عذر کرنے کی گنجائش نہ ملے کہ ہمارے پاس رسول نہیں

بھیجے گئے اس لیے گمراہ ہو گئے اگر رسول آتے تو ہم ضرور مطیع ہوتے اور ایمان لاتے۔ ۱۳۴ یعنی سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ ۱۳۵ مکہ کے کفار

۱۳۵ یعنی انہیں قرآن کریم یک بارگی کیوں نہیں دیا گیا جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پوری توریت ایک ہی بار میں عطا کی گئی تھی یا یہ معنی ہیں کہ سید عالم صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عصا اور ید بیضا جیسے معجزات کیوں نہ دیئے گئے اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: ۱۳۶ یہود نے قریش کو پیغام بھیجا کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سے معجزات طلب کریں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور فرمایا گیا کہ جن یہود نے یہ سوال کیا ہے کیا وہ حضرت موسیٰ علیہ

السلام کے اور جو انہیں اللہ کی طرف سے دیا گیا ہے اس کے منکر نہ ہوئے۔ ۱۳۷ یعنی توریت کے بھی اور قرآن کے بھی ان دونوں کو انہوں نے جادو کہا اور ایک

قرأت میں ”مساحران“ ہے اس تقدیر پر معنی یہ ہوں گے کہ دونوں جادوگر ہیں یعنی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت موسیٰ علیہ السلام۔ شان نزول:

مشرکین مکہ نے یہود مدینہ کے سرداروں کے پاس قاصد بھیج کر دریافت کیا کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت کتب سابقہ میں کوئی خبر ہے؟ انہوں نے

جواب دیا کہ ہاں حضور کی نعت و صفت ان کی کتاب توریت میں موجود ہے جب یہ خبر قریش کو پہنچی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام و سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی

نسبت کہنے لگے کہ وہ دونوں جادوگر ہیں ان میں ایک دوسرے کا معین و مددگار ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ۱۳۸ یعنی توریت و قرآن سے۔ ۱۳۹ اپنے اس

قول میں کہ یہ دونوں جادو یا جادوگر ہیں اس میں تنبیہ ہے کہ وہ اس کے مثل کتاب لانے سے عاجز محض ہیں چنانچہ آگے ارشاد فرمایا جاتا ہے۔ ۱۴۰ اور ایسی کتاب نہ

لائیں ۱۴۱ ان کے پاس کوئی حجت نہیں ہے۔ ۱۴۲ یعنی قرآن کریم ان کے پاس بیابے (متواتر) اور مسلسل آیا وعد اور وعید اور قصص اور عبرتیں اور عظیمتیں تاکہ

سمجھیں اور ایمان لائیں۔ ۱۴۳ یعنی قرآن شریف سے یا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے۔ شان نزول: یہ آیت مؤمنین اہل کتاب حضرت عبد اللہ بن سلام



الْكِتَابِ مِنْ قَبْلِهِ هُمْ بِهِ يُؤْمِنُونَ ﴿۵۱﴾ وَإِذَا يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ قَالُوا آمَنَّا بِهِ

کتاب دی وہ اس پر ایمان لاتے ہیں اور جب ان پر یہ آیتیں پڑھی جاتی ہیں کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے

إِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّنَا إِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهِ مُسْلِمِينَ ﴿۵۲﴾ أُولَٰئِكَ يُوتُونَ

بے شک یہی حق ہے ہمارے رب کے پاس سے ہم اس سے پہلے ہی گردن رکھ چکے تھے ﴿۵۲﴾ ان کو ان کا اجر

أَجْرَهُمْ مَرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوا وَآوَيْدٍ سَاءٍ وَنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةِ وَمِمَّا

دوبلا دیا جائے گا ﴿۵۲﴾ بدلہ اُن کے صبر کا ﴿۵۲﴾ اور وہ بھلائی سے برائی کو ٹالتے ہیں ﴿۵۲﴾ اور ہمارے دیئے

سَارِقَتِهِمْ يُنْفِقُونَ ﴿۵۳﴾ وَإِذَا سَبِعُوا اللَّغْوَ أَعْرَضُوا عَنْهُ وَقَالُوا النَّآ

سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں ﴿۵۳﴾ اور جب بیہودہ بات سنتے ہیں اُس سے تغافل کرتے ہیں ﴿۵۳﴾ اور کہتے ہیں ہمارے لیے

أَعْبَالِنَا وَلَكُمْ أَعْبَالِكُمْ سَلَّمَ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِي الْجَاهِلِينَ ﴿۵۴﴾ إِنَّكَ

ہمارے عمل اور تمہارے لیے تمہارے عمل بس تم پر سلام ﴿۵۴﴾ ہم جاہلوں کے غرضی (چاہنے والے) نہیں ﴿۵۴﴾ بے شک

لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ ۚ وَهُوَ أَعْلَمُ

یہ نہیں کہ تم جسے اپنی طرف سے چاہو ہدایت کر دو ہاں اللہ ہدایت فرماتا ہے جسے چاہے اور وہ خوب جانتا ہے

بِالْمُهْتَدِينَ ﴿۵۵﴾ وَقَالُوا إِن تَتَّبِعِ الْهُدَىٰ مَعَكَ نَتَّخِطُ مِنْ

ہدایت والوں کو ﴿۵۵﴾ اور کہتے ہیں اگر ہم تمہارے ساتھ ہدایت کی پیروی کریں تو لوگ ہمارے ملک سے ہمیں اُچک

اور ان کے اصحاب کے حق میں نازل ہوئی اور ایک قول یہ ہے کہ یہ ان اہل انجیل کے حق میں نازل ہوئی جو حشہ سے آکر سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان

لائے یہ چالیس حضرات تھے حضرت جعفر بن ابی طالب کے ساتھ آئے جب انہوں نے مسلمانوں کی حاجت اور تنگی معاش دیکھی تو بارگاہ رسالت میں عرض کیا کہ

ہمارے پاس مال ہیں حضور اجازت دیں تو ہم واپس جا کر اپنے مال لے آئیں اور ان سے مسلمانوں کی خدمت کریں حضور نے اجازت دی اور وہ جا کر اپنے مال

لے آئے اور ان سے مسلمانوں کی خدمت کی ان کے حق میں یہ آیات ”مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ“ نازل ہوئیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا

کہ یہ آیتیں اسی اہل کتاب کے حق میں نازل ہوئیں جن میں چالیس انجیران کے اور تیس حشہ کے اور آٹھ شام کے تھے۔ ﴿۵۵﴾ یعنی نزول قرآن سے قبل ہی ہم

حبیب خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان رکھتے تھے کہ وہ نبی برحق ہیں کیونکہ توریت و انجیل میں ان کا ذکر ہے۔ ﴿۵۵﴾ کیونکہ وہ پہلی کتاب پر بھی ایمان

لائے اور قرآن پاک پر بھی۔ ﴿۵۵﴾ کہ انہوں نے اپنے دین پر بھی صبر کیا اور مشرکین کی ایذا پر بھی۔ بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے: سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم نے فرمایا کہ تین قسم کے لوگ ایسے ہیں جنہیں دوا جریس کے ایک اہل کتاب کا وہ شخص جو اپنے نبی پر ایمان لایا اور سید انبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی۔

دوسرا وہ غلام جس نے اللہ کا حق بھی ادا کیا اور مولا کا بھی۔ تیسرا وہ جس کے پاس باندی تھی جس سے قربت کرتا تھا پھر اس کو اچھی طرح ادب سکھایا اچھی تعلیم دی اور

آزاد کر کے اس سے نکاح کر لیا اس کے لیے بھی دوا جریس ہے۔ ﴿۵۵﴾ طاعت سے معصیت کو اور حلم سے ایذا کو، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ

توحید کی شہادت یعنی ”أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ سے شرک کو۔ ﴿۵۵﴾ طاعت میں، یعنی صدقہ کرتے ہیں۔ ﴿۵۵﴾ مشرکین مکہ کرمہ کے ایمان داروں کو ان کا دین

ترک کرنے اور اسلام قبول کرنے پر گالیاں دیتے اور برا کہتے یہ حضرات ان کی بے ہودہ باتیں سن کر اعراض فرماتے ﴿۵۵﴾ یعنی ہم تمہاری بے ہودہ باتوں اور گالیوں کے

جواب میں گالیاں نہ دیں گے۔ ﴿۵۵﴾ ان کے ساتھ میل جول نشست و برخاست نہیں چاہتے ہمیں جاہلانہ حرکات گوارا نہیں۔ (نُسخ ذلک بِالْقِتَالِ)۔ ﴿۵۵﴾ جن کے

اَرْضِنَا ۱۴۳ اَوْ لَمْ نُسْكِنْ لَهُمْ حَرَمًا اِمْنًا يُجِبِي اِلَيْهِ شَرَاتُ كُلِّ شَيْءٍ

لے جائیں گے ۱۴۳ کیا ہم نے انھیں جگہ نہ دی امان والی حرم میں ۱۴۳ جس کی طرف ہر چیز کے پھل

سَرْدَقًا مِّنْ لَّدُنَّا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ

لائے جاتے ہیں ہمارے پاس کی روزی لیکن ان میں اکثر کو علم نہیں ۱۴۳ اور کتنے شہر ہم نے ہلاک

قَرِيَةً بَطَرَتْ مَعِيْشَتَهَا ۱۴۴ قِتْلِكَ مَسْكِنُهُمْ لَمْ تُسْكِنْ مِّنْ بَعْدِهِمْ اِلَّا

کر دینے جو اپنے عیش پر اتر گئے تھے ۱۴۴ تو یہ ہیں ان کے مکان ۱۴۴ کہ ان کے بعد ان میں سکونت نہ ہوئی مگر

قَلِيْلًا ۱۴۵ وَكُنَّا نَحْنُ الْوَارِثِيْنَ ﴿۵۸﴾ وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى حَتّٰى

کم ۱۴۵ اور ہمیں وارث ہیں ۱۴۵ اور تمہارا رب شہروں کو ہلاک نہیں کرتا جب تک

يَبْعَثْ فِيْ اُمَّهَارِ سُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰیٰتِنَا ۱۴۶ وَمَا كُنَّا مُهْلِكِي الْقُرٰى

ان کے اصل مرجع میں رسول نہ بھیجے ۱۴۶ جو ان پر ہماری آیتیں پڑھے ۱۴۶ اور ہم شہروں کو ہلاک نہیں کرتے

اِلَّا وَاَهْلَهَا ظٰلِمُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَمَا اَوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

مگر جب کہ ان کے ساکن ستم گار ہوں ۱۴۶ اور جو کچھ چیز تمہیں دی گئی ہے وہ دنیوی زندگی کا برتاوا

لیے اس نے ہدایت مقدر فرمائی جو دلائل سے پند پذیر ہونے اور حق بات ماننے والے ہیں۔ شان نزول: مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ یہ آیت ابوطالب کے حق میں نازل ہوئی، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے ان کی موت کے وقت فرمایا: اے بچھا! کہہ ”لا اِلهَ اِلَّا اللهُ“ میں تمہارے لیے روز قیامت شاہد ہوں گا انہوں نے کہا کہ اگر مجھے قریش کے عار دینے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں ضرور ایمان لا کر تمہاری آنکھ ٹھنڈی کرتا اس کے بعد انہوں نے یہ شعر پڑھے ”وَلَقَدْ عَلِمْتُ بِأَنَّ دِينَ مُحَمَّدٍ مِّنْ خَيْرِ اَدْيَانِ الْبَرِيَّةِ دِينًا لَّوْ لَا الْمَلَامَةُ اَوْ حِذَازُ مُسَبِّةٍ لَّوْ جَدَّتْنِي سَمْحًا بِذَاكَ مُبِينًا“ یعنی میں یقین سے جانتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دین تمام جہانوں کے دینوں سے بہتر ہے اگر ملامت و بدگوئی کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں نہایت صفائی کے ساتھ اس دین کو قبول کرتا اس کے بعد ابوطالب کا انتقال ہو گیا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ ۱۴۳ یعنی سرزمین عرب سے ایک دم نکال دیں گے۔ شان نزول: یہ آیت حارث بن عثمان بن نوفل بن عبد مناف کے حق میں نازل ہوئی اس نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ یہ تو ہم یقین سے جانتے ہیں کہ جو آپ فرماتے ہیں وہ حق ہے لیکن اگر ہم آپ کے دین کا اتباع کریں تو ہمیں ڈر ہے کہ عرب کے لوگ ہمیں شہر بدر کر دیں گے اور ہمارے وطن میں نہ رہنے دیں گے۔ اس آیت میں اس کا جواب دیا گیا۔ ۱۴۴ جہاں کے رہنے والے قتل و غارت سے امن میں ہیں اور جہاں جانوروں اور سبزیوں تک کو امن ہے۔ ۱۴۵ اور وہ اپنی جہالت سے نہیں جانتے کہ یہ روزی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اگر یہ سمجھ ہوتی تو جانتے کہ خوف و امن بھی اسی کی طرف سے ہے اور ایمان لانے میں شہر بدر کئے جانے کا خوف نہ کرتے۔ ۱۴۶ اور انہوں نے طغیان اختیار کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی روزی کھاتے اور پوجتے بتوں کو، اہل مکہ کو ایسی قوم کے خراب انجام سے خوف دلایا جاتا ہے جن کا حال ان کی طرح تھا کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں پاتے اور شکر نہ کرتے ان نعمتوں پر اترتے وہ ہلاک کر دیئے گئے۔ ۱۴۷ جن کے آثار باقی ہیں اور عرب کے لوگ اپنے سفروں میں انہیں دیکھتے ہیں۔ ۱۴۸ کہ کوئی مسافر یار ہرو (راہ چلتا) ان میں تھوڑی دیر کے لیے ٹھہر جاتا ہے پھر خالی پڑے رہتے ہیں۔ ۱۴۹ ان مکانوں کے یعنی وہاں کے رہنے والے ایسے ہلاک ہوئے کہ ان کے بعد ان کو کوئی جانشین باقی نہ رہا اب اللہ کے سوا ان مکانوں کو کوئی وارث نہیں خلق کی فنا کے بعد وہی سب کا وارث ہے۔ ۱۵۰ یعنی مرکزی مقام میں۔ بعض مفسرین نے کہا کہ ام القری سے مراد مکہ مکرمہ ہے اور رسول سے مراد خاتم انبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ ۱۵۱ اور انہیں تبلیغ کرے اور خبر دے کہ اگر وہ ایمان نہ لائیں گے تو ان پر عذاب کیا جائے گا تاکہ ان پر حجت لازم ہو اور ان کے لیے عذر کی گنجائش باقی نہ رہے۔ ۱۵۲ رسول کی تکذیب کرتے ہوں اپنے





فَعَسَىٰ أَنْ يَكُونَ مِنَ الْبٰفِلِحِينَ ﴿٦٤﴾ وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَ

قریب ہے کہ وہ راہ یاب ہو اور تمہارا رب پیدا کرتا ہے جو چاہے اور

يَخْتَارُ ۱۸۱ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ ۱۸۲ سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَتَعٰلٰی عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿٦٨﴾

پسند فرماتا ہے ان کا ملکا کچھ اختیار نہیں پاکی اور برتری ہے اللہ کو اُن کے شرک سے

وَ رَّبُّكَ يَعْلَمُ مَا تَكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَمَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٦٩﴾ وَهُوَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ

اور تمہارا رب جانتا ہے جو اُن کے سینوں میں چھپا ہے اور جو ظاہر کرتے ہیں اور وہی ہے اللہ کہ

اِلّٰهُوَ ۱۸۳ لَهُ الْحُدُودُ فِي الْاٰوَّلٰى وَالْاٰخِرَةِ ۱۸۴ وَلَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ

کوئی خدا نہیں اُس کے سوا اسی کی تعریف ہے دنیا اور آخرت میں اور اسی کا حکم ہے اور اسی کی طرف

تُرْجَعُوْنَ ﴿٧٠﴾ قُلْ اَرَاۤءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الَّلَّيْلَ سَرْمَدًا اِلٰى

پھر جاؤ گے تم فرماؤ بھلا دیکھو تو اگر اللہ ہمیشہ تم پر

يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِ اللّٰهِ يٰۤاَتِيْكُم بِضِيَآءٍ ۱۸۵ اَفَلَا تَسْعَوْنَ ﴿٧١﴾ قُلْ

قیامت تک رات رکھے اور تو اللہ کے سوا کون خدا ہے جو تمہیں روشنی لادے اور تو کیا تم سنبھلے نہیں اور تم فرماؤ

اَرَاۤءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ

بھلا دیکھو تو اگر اللہ قیامت تک ہمیشہ دن رکھے اور

مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِ اللّٰهِ يٰۤاَتِيْكُم بِبَلِيْلٍ تَسْكُوْنَ فِيْهِ ۱۸۶ اَفَلَا تَبْصُرُوْنَ ﴿٧٢﴾ وَ

تو اللہ کے سوا کون خدا ہے جو تمہیں رات لادے جس میں آرام کرو اور تو کیا تمہیں سوجھتا نہیں اور

یا کوئی کسی سے اس لیے نہ پوچھے گا کہ جواب سے عاجز ہونے میں سب کے سب برابر ہیں تابع ہوں یا ممتنع کافر ہوں یا کافر گمراہے۔ اور اپنے

رب پر اور اس تمام پر جو رب کی طرف سے آیا اور شان نزول: یہ آیت مشرکین کے جواب میں نازل ہوئی جنہوں نے کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نبوت کے لیے کیوں برگزیدہ کیا۔ یہ قرآن مکہ و طائف کے کسی بڑے شخص پر کیوں نہ اتارا اس کلام کا قائل ولید بن مغیرہ تھا اور بڑے آدمی

سے وہ اپنے آپ کو اور عروہ بن مسعود ثقفی کو مراد لیتا تھا اس کے جواب میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور فرمایا گیا کہ رسولوں کا بھیجنا ان لوگوں کے اختیار سے نہیں ہے

اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے اپنی حکمت وہی جانتا ہے نہیں اس کی مرضی میں دخل کی کیا مجال۔ اور یعنی مشرکین کا اور یعنی کفر اور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کی عداوت جس کو یہ لوگ چھپاتے ہیں اور اپنی زبانوں سے خلاف واقع جیسے کہ نبوت میں طعن کرنا اور قرآن پاک کی تکذیب۔ اور اس کے اولیاء دنیا میں

بھی اس کی حمد کرتے ہیں اور آخرت میں بھی اس کی حمد سے لذت اٹھاتے ہیں۔ اور اس کی قضاء ہر چیز میں نافذ و جاری ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما

نے فرمایا کہ اپنے فرمانبرداروں کے لیے مغفرت کا اور نافرمانوں کے لیے شفاعت کا حکم فرماتا ہے۔ اور اے حبیب! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اہل مکہ سے

اور دردن نکالے ہی نہیں اور جس میں تم اپنی معاش کے کام کر سکو۔ اور گوش ہوش سے کہ شرک سے باز آؤ۔ اور رات ہونے ہی نہ دے۔ اور دردن

میں جو کام اور محنت کی تھی اس کی تکلیف دور کرو۔ اور کہ تم کتنی بڑی غلطی میں ہو جو اس کے ساتھ اور کو شرک کرتے ہو۔

مِنْ رَأْحَتِهِ جَعَلَ لَكُمْ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوا فِيهِ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ

اس نے اپنی مہر (رحمت) سے تمہارے لیے رات اور دن بنائے کہ رات میں آرام کرو اور دن میں اس کا فضل

فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿۴۲﴾ وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ أَيْنَ شُرَكَائِيَ

ڈھونڈو ۱۸۵ اور اس لیے کہ تم حق مانو ۱۸۶ اور جس دن انھیں ندا کرے گا تو فرمائے گا کہاں ہیں میرے

الَّذِينَ كُنْتُمْ تَزْعُمُونَ ﴿۴۳﴾ وَنَزَعْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا فَقُلْنَا هَاتُوا

وہ شریک جو تم کہتے تھے اور ہر گروہ میں سے ہم ایک گواہ نکال کر ۱۸۷ فرمائیں گے اپنی

بُرْهَانَكُمْ فَعَلِمُوا أَنَّ الْحَقَّ لِلَّهِ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿۴۴﴾ إِنَّ

دلیل لاؤ ۱۸۸ تو جان لیں گے کہ حق اللہ کا ہے اور ان سے کھوئی جائیں گی جو بناوٹیں کرتے تھے ۱۸۹ بے شک

قَارُونَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوسَى فَبَغَى عَلَيْهِمْ ۖ وَآتَيْنَاهُ مِنَ الْكُنُوزِ مَا

قارون موسیٰ کی قوم سے تھا ۱۹۰ پھر اس نے ان پر زیادتی کی اور ہم نے اس کو اتنے خزانے دیئے

إِنَّ مَفَاتِحَهُ لَتَنُوزُ بِالْعِصْبَةِ أُولِيَ الْقُوَّةِ إِذْ قَالَ لَهُ قَوْمُهُ لَا تَفْرَحْ

جن کی کنجیاں ایک زور آور جماعت پر بھاری تھیں جب اُس سے اس کی قوم ۱۹۱ نے کہا اتر نہیں ۱۹۲

إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِينَ ﴿۴۶﴾ وَابْتَغِ فِيمَا آتَاكَ اللَّهُ الدَّارَ الْآخِرَةَ

بے شک اللہ اترانے والوں کو دوست نہیں رکھتا اور جو مال تجھے اللہ نے دیا ہے اس سے آخرت کا گھر طلب کر ۱۹۳

وَلَا تَسْ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَأَحْسِنْ كَمَا أَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ وَلَا

اور دنیا میں اپنا حصہ نہ بھول ۱۹۴ اور احسان کر ۱۹۵ جیسا اللہ نے تجھ پر احسان کیا اور ۱۹۶

۱۸۵ کسب معاش کرو ۱۸۶ اور اس کی نعمتوں کا شکر بجالاؤ۔ ۱۸۷ یہاں گواہ سے رسول مراد ہیں جو اپنی اپنی امتوں پر شہادت دیں گے کہ انہوں نے انہیں رب

کے پیام پہنچائے اور نصیحتیں کیں۔ ۱۸۸ یعنی شرک اور رسولوں کی مخالفت جو تمہارا شیوہ تھا اس پر کیا دلیل ہے پیش کرو۔ ۱۸۹ الہیت و معبودیت خاص ۱۹۰ دنیا میں

کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہراتے تھے۔ ۱۹۱ قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چچا ”بصہر“ کا بیٹا تھا نہایت خوبصورت نکیل آدمی تھا اسی لیے اس کو منور

کہتے تھے اور بنی اسرائیل میں توریت کا سب سے بہتر قاری تھا، ناداری کے زمانہ میں نہایت متواضع و بااخلاق تھا دولت ہاتھ آتے ہی اس کا حال متغیر ہوا اور سامری

کی طرح منافق ہو گیا۔ کہا گیا ہے کہ فرعون نے اس کو بنی اسرائیل پر حاکم بنا دیا تھا۔ ۱۹۲ یعنی مومنین بنی اسرائیل ۱۹۳ کثرت مال پر ۱۹۴ اللہ کی نعمتوں کا شکر

کر کے اور مال کو خدا کی راہ میں خرچ کر کے۔ ۱۹۵ یعنی دنیا میں آخرت کے لیے عمل کر کہ عذاب سے نجات پائے اس لیے کہ دنیا میں انسان کا حقیقی حصہ یہ ہے کہ

آخرت کے لیے عمل کرے صدقہ دے کر صلہ رحمی کر کے اور اعمال خیر کے ساتھ اور اس کی تفسیر میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ اپنی صحت و قوت و جوانی و دولت کو نہ بھول اس

سے کہ ان کے ساتھ آخرت طلب کرے۔ حدیث میں ہے کہ پانچ چیزوں کو پانچ سے پہلے غنیمت سمجھو۔ جوانی کو بڑھاپے سے پہلے، تندرستی کو بیماری سے پہلے،

ثروت کو ناداری سے پہلے، فراغت کو مشغل سے پہلے، زندگی کو موت سے پہلے۔ ۱۹۶ اللہ کے بندوں کے ساتھ۔ ۱۹۷ معاصی اور گناہوں کا ارتکاب کر کے اور ظلم و

بغاوت کر کے۔

تَبَّغِ الْفَسَادَ فِي الْأَرْضِ ط إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ ﴿۷۷﴾ قَالَ إِنَّمَا

زمین میں فساد نہ چاہے شک اللہ فسادیوں کو دوست نہیں رکھتا بولا یہ ۱۹۸

أَوْ تَبَّغَتْ عَلَى عِلْمٍ عِنْدِي ط أَوْلَمْ يَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ قَدْ أَهْلَكَ مِنْ قَبْلِهِ

تو مجھے ایک علم سے ملا ہے جو میرے پاس ہے ۱۹۹ اور کیا اسے یہ نہیں معلوم کہ اللہ نے اس سے پہلے وہ

مِنَ الْقُرُونِ مَنْ هُوَ أَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَآكْثَرُ جَعًا ط وَلَا يُسْأَلُ عَنْ

سنگتیں (تو میں) ہلاک فرمادیں جن کی قوتیں اس سے سخت تھیں اور جمع اس سے زیادہ ۲۰۰ اور مجرموں سے

ذُنُوبِهِمُ الْجَرْمُونَ ﴿۷۸﴾ فَخَرَجَ عَلَى قَوْمِهِ فِي زِينَتِهِ ط قَالَ الَّذِينَ

اُن کے گناہوں کی پوچھ نہیں ۲۰۱ تو اپنی قوم پر نکلا اپنی آرائش میں ۲۰۲ بولے وہ جو

يُرِيدُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا لَيَلْبِتُنَّ لِأَمْثَلِ مَا أُوْتِيَ قَارُونَ لَإِنَّهُ لَكَاؤُ

دنیا کی زندگی چاہتے ہیں کسی طرح ہم کو بھی ایسا ملتا جیسا قارون کو ملا بے شک اس کا

حَظٌّ عَظِيمٌ ﴿۷۹﴾ وَقَالَ الَّذِينَ أُوْتُوا الْعِلْمَ وَيَلِكُمْ ثَوَابُ اللَّهِ خَيْرٌ لِّسَن

بڑا نصیب ہے اور بولے وہ جنھیں علم دیا گیا ۲۰۳ خرابی ہو تمہاری اللہ کا ثواب بہتر ہے اس کے لیے جو

أَمَّنْ وَعَمِلَ صَالِحًا وَلَا يُلْقِيهَا إِلَّا الصَّابِرُونَ ﴿۸۰﴾ فَخَسَفْنَا بِهِ وَبَدَارِهِ

ایمان لائے اور اچھے کام کرے ۲۰۴ اور یہ انھیں کو ملتا ہے جو صبر والے ہیں ۲۰۵ تو ہم نے اُسے ۲۰۶ اور اُس کے گھر کو

الْأَرْضِ قَفَّ فَمَا كَانَ لَهُ مِنْ فِئَةٍ يَنْصُرُونَهُ مِنْ دُونِ اللَّهِ ق وَمَا كَانَ

زمین میں دھنسا دیا تو اس کے پاس کوئی جماعت نہ تھی کہ اللہ سے بچانے میں اس کی مدد کرتی ۲۰۷ اور نہ وہ

۱۹۸ یعنی قارون نے کہا کہ یہ مال ۱۹۹ اس علم سے مراد یا علم تو ریت ہے یا علم کیا جو اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے حاصل کیا تھا اور اس کے ذریعہ سے

رانگ کو چاندی اور تانبے کو سونا بنا لیتا تھا یا علم تجارت یا علم زراعت یا اور پیشوں کا علم۔ سہل نے فرمایا: جس نے خود بینی کی، فلاح نہ پائی۔ ۲۰۰ یعنی قوت و مال میں

اس سے زیادہ تھے اور بڑی جماعتیں رکھتے تھے انہیں اللہ تعالیٰ نے ہلاک کر دیا۔ پھر یہ کیوں قوت و مال کی کثرت پر غرور کرتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ ایسے لوگوں کا

انجام ہلاک ہے۔ ۲۰۱ ان سے دریافت کرنے کی حاجت نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ ان کا حال جاننے والا ہے لہذا استعمال کے لیے سوال نہ ہوگا تو بیخ و زبر (ڈانٹ

ڈپٹ) کے لیے ہوگا۔ ۲۰۲ بہت سے سوار جلو میں (ہمراہ) لیے ہوئے زیوروں سے آراستہ، حریری (ریشمی) لباس پہنے آراستہ گھوڑوں پر سوار۔ ۲۰۳ یعنی بنی

اسرائیل کے علماء۔ ۲۰۴ اس دولت سے جو دنیا میں قارون کو ملی۔ ۲۰۵ یعنی عمل صالح صابریں ہی کا حصہ ہیں اور اس کا ثواب وہی پاتے ہیں۔ ۲۰۶ یعنی قارون کو

۲۰۷ قارون اور اس کے گھر کے دھنسانے کا واقعہ علمائے سیر و اخبار نے یہ ذکر کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بنی اسرائیل کو دریا کے پار لے جانے

کے بعد مذبح کی ریاست حضرت ہارون علیہ السلام کو تفویض کی بنی اسرائیل اپنی قربانیاں حضرت ہارون علیہ السلام کے پاس لاتے اور وہ مذبح میں رکھتے آگ

آسمان سے اتر کر ان کو کھا لیتی قارون کو حضرت ہارون کے اس منصب پر شک ہوا اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ رسالت تو آپ کی ہوئی اور قربانی کی

سرداری حضرت ہارون کی میں کچھ بھی نہ رہا باوجودیکہ میں تو ریت کا بہترین قاری ہوں میں اس پر صبر نہیں کر سکتا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ منصب



مِنَ الْمُتَصَرِّينَ ﴿۸۱﴾ وَأَصْبَحَ الَّذِينَ تَسَبَّوْا مَكَانَهُ بِالْأَمْسِ يَقُولُونَ

بدلہ لے سکا ۲۰۸ اور کل جس نے اس کے مرتبہ کی آرزو کی تھی صبح ۲۰۹ کہنے لگے

وَيَكَانَنَّ اللَّهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَيَقْدِرُ لَوْ لَآ أَنُ

عجب بات ہے اللہ رزق وسیع کرتا ہے اپنے بندوں میں جس کے لیے چاہے اور تنگی فرماتا ہے ۲۱۰ اَر

مِّنَ اللَّهِ عَلَيْنَا الْخَسَفَ بِنَا وَيَكَاذِبُونَ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُونَ ﴿۸۲﴾ تِلْكَ الدَّارُ

اللہ ہم پر احسان نہ فرماتا تو ہمیں بھی دھنسا دیتا اے عجب کافروں کا بھلا نہیں یہ آخرت

حضرت ہارون کو میں نے نہیں دیا اللہ نے دیا ہے قارون نے کہا خدا کی قسم میں آپ کی تصدیق نہ کروں گا جب تک آپ اس کا ثبوت مجھے دکھانہ دیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے رؤساء بنی اسرائیل کو جمع کر کے فرمایا: اپنی لاشیں لے آؤ۔ انہیں سب کو اپنے قبہ میں جمع کیا رات بھر بنی اسرائیل ان لاشیوں کا پہرہ دیتے رہے صبح کو حضرت ہارون علیہ السلام کا عصا سرسبز و شاداب ہو گیا اس میں پتے نکل آئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے قارون تو نے یہ دیکھا قارون نے کہا یہ آپ کے جادو سے کچھ عجیب نہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کی مدارات کرتے تھے اور وہ آپ کو ہر وقت ایذا دیتا تھا اور اس کی سرکشی اور تکبر اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ عداوت دم بدم ترقی پر تھی اس نے ایک مکان بنایا جس کا دروازہ سونے کا تھا اور اس کی دیواروں پر سونے کے تختے نصب کئے بنی اسرائیل صبح و شام اس کے پاس آتے کھانے کھاتے باتیں بناتے اسے ہنساتے جب زکوٰۃ کا حکم نازل ہوا تو قارون موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو اس نے آپ سے طے کیا کہ درہم و دینار و مویشی وغیرہ میں سے ہزاروں حصہ زکوٰۃ دے گا لیکن گھر جا کر حساب کیا تو اس کے مال میں سے اتنا بھی بہت کثیر ہوتا تھا اس کے نفس نے اتنی بھی ہمت نہ کی اور اس نے بنی اسرائیل کو جمع کر کے کہا کہ تم نے موسیٰ علیہ السلام کی ہر بات میں اطاعت کی اب وہ تمہارے مال لینا چاہتے ہیں کیا کہتے ہو انہوں نے کہا آپ ہمارے بڑے ہیں جو آپ چاہیں حکم دیجئے کہنے لگا کہ فلا نی بد چلن عورت کے پاس جاؤ اور اس سے ایک معاوضہ مقرر کرو کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تہمت لگائے ایسا ہوا تو بنی اسرائیل حضرت موسیٰ علیہ السلام کو چھوڑ دیں گے۔ چنانچہ قارون نے اس عورت کو ہزار اشرفی اور ہزار روپیہ اور بہت سے مواعید کر کے یہ تہمت لگانے پر طے کیا اور دوسرے روز بنی اسرائیل کو جمع کر کے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ بنی اسرائیل آپ کا انتظار کر رہے ہیں کہ آپ انہیں وعظ و نصیحت فرمائیں حضرت تشریف لائے اور بنی اسرائیل میں کھڑے ہو کر آپ نے فرمایا کہ اے بنی اسرائیل جو چوری کرے گا اس کے ہاتھ کاٹے جائیں گے جو بہتان لگائے گا اس کے اسی کوڑے لگائے جائیں گے اور جو زنا کرے گا اس کے اگر بی بی نہیں ہے تو سو کوڑے مارے جائیں گے اور اگر بی بی ہے تو اس کو سنگسار کیا جائے گا یہاں تک کہ مرجائے۔ قارون کہنے لگا کہ یہ حکم سب کے لئے ہے خواہ آپ ہی ہوں؟ فرمایا: خواہ میں ہی کیوں نہ ہوں۔ کہنے لگا کہ بنی اسرائیل کا خیال ہے کہ آپ نے فلاں بدکار عورت کے ساتھ بدکاری کی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: اسے بلاؤ وہ آئی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اس کی قسم جس نے بنی اسرائیل کے لیے دیا پھاڑا اور اس میں رستے بنائے اور توریت نازل کی سچ کہہ دے وہ عورت ڈر گئی اور اللہ کے رسول پر بہتان لگا کر انہیں ایذا دینے کی جرأت اسے نہ ہوئی اور اس نے اپنے دل میں کہا کہ اس سے تو یہ کرنا بہتر ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا کہ جو کچھ قارون کہلا نا چاہتا ہے اللہ عزوجل کی قسم یہ جھوٹ ہے اور اس نے آپ پر تہمت لگانے کے عوض میں میرے لیے بہت مال کثیر مقرر کیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے رب کے حضور روتے ہوئے سجدہ میں گرے اور یہ عرض کرنے لگے یا رب اگر میں تیرا رسول ہوں تو میری وجہ سے قارون پر غضب فرما اللہ تعالیٰ نے آپ کو وحی فرمائی کہ میں نے زمین کو آپ کی فرمانبرداری کرنے کا حکم دیا ہے آپ اس کو جو چاہیں حکم دیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے فرمایا: اے بنی اسرائیل اللہ تعالیٰ نے مجھے قارون کی طرف بھیجا ہے جیسا فرعون کی طرف بھیجا تھا جو قارون کا ساتھی ہوا اس کے ساتھ اس کی جگہ ٹھہرا رہے جو میرا ساتھی ہو جاوے گا سب لوگ قارون سے جدا ہو گئے سوائے دو شخصوں کے کوئی اس کے ساتھ نہ رہا پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے زمین کو حکم دیا کہ انہیں پکڑ لے تو وہ گھٹنوں تک دھنس گئے پھر آپ نے یہی فرمایا تو کمر تک دھنس گئے آپ یہی فرماتے رہے حتیٰ کہ وہ لوگ گردنوں تک دھنس گئے اب وہ بہت منت، لجاجت کرتے تھے اور قارون آپ کو اللہ کی قسمیں اور رشتہ و قرابت کے واسطے دیتا تھا مگر آپ نے التفات نہ فرمایا یہاں تک کہ وہ بالکل دھنس گئے اور زمین برابر ہو گئی۔ قنادہ نے کہا کہ وہ قیامت تک دھنستے ہی چلے جائیں گے۔ بنی اسرائیل نے کہا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قارون کے مکان اور اس کے خزانوں و اموال کی وجہ سے اس کے لیے بددعا کی یہ سن کر آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو اس کا مکان اور اس کے خزانے و اموال سب زمین میں دھنس گئے۔ ۲۰۸ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے۔ ۲۰۹ بنی اسرائیل پر نادم ہو کر ۲۱۰ جس کے لیے چاہے۔

الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فُسَادًا ۗ

کا گھر ۲۱۴ ہم ان کے لیے کرتے ہیں جو زمین میں تکبر نہیں چاہتے اور نہ فساد اور

الْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ ﴿٨٣﴾ مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ خَيْرٌ مِنْهَا ۖ وَمَنْ جَاءَ

عاقبت پر پیڑگاروں ہی کی ہے ۲۱۴ جو نیکی لائے اس کے لیے اس سے بہتر ہے ۲۱۴ اور جو

بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى الَّذِينَ عَمِلُوا السَّيِّئَاتِ إِلَّا مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٨٤﴾

بدی لائے تو بد کام والوں کو بدلہ نہ ملے گا مگر جتنا کیا تھا

إِنَّ الَّذِي فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لَرَأْدُكَ إِلَى مَعَادٍ ۗ قُلْ رَبِّي أَعْلَمُ

بے شک جس نے تم پر قرآن فرض کیا ۲۱۵ وہ تمہیں پھیر لے جائے گا جہاں پھرنا چاہتے ہو ۲۱۵ تم فرماؤ میرا رب خوب جانتا ہے

مَنْ جَاءَ بِالْهُدَىٰ وَمَنْ هُوَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿٨٥﴾ وَمَا كُنْتَ تَرْجُو أَنْ

اُسے جو ہدایت لایا اور جو کھلی گمراہی میں ہے ۲۱۶ اور تم امید نہ رکھتے تھے کہ

يُنْفَىٰ إِلَيْكَ الْكِتَابُ إِلَّا رَحْمَةً ۖ مِنْ رَبِّكَ ۗ فَلَا تَكُونَنَّ ظَهِيرًا

کتاب تم پر بھیجی جائے گی ۲۱۶ ہاں تمہارے رب نے رحمت فرمائی تو تم ہرگز کافروں کی

لِلْكَافِرِينَ ﴿٨٦﴾ وَلَا يَصُدُّكَ عَنْ آيَاتِ اللَّهِ بَعْدَ إِذْ أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْوَادِعَ

پشتی (مدد) نہ کرنا ۲۱۷ اور ہرگز وہ تمہیں اللہ کی آیتوں سے نہ روکیں بعد اس کے کہ وہ تمہاری طرف اتاری گئیں ۲۱۷ اور اپنے رب

إِلَىٰ رَبِّكَ وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿٨٧﴾ وَلَا تَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ ۗ لَا

کی طرف بلاؤ ۲۱۸ اور ہرگز شرک والوں میں نہ ہونا ۲۱۸ اور اللہ کے ساتھ دوسرے خدا کو نہ پوج اس کے

۲۱۸ یعنی جنت ۲۱۸ محمود۔ ۲۱۸ دس گنا ثواب۔ ۲۱۸ یعنی اس کی تلاوت و تبلیغ اور اس کے احکام پر عمل لازم کیا ۲۱۵ یعنی مکہ مکرمہ میں مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ

آپ کو فتح مکہ کے دن مکہ مکرمہ میں بڑے شان و شکوہ اور عزت و وقار اور غلبہ و اقتدار کے ساتھ داخل کرے گا وہاں کے رہنے والے سب آپ کے زیر فرمان ہوں

گے، شرک اور اس کے حامی ذلیل و رسوا ہوں گے۔ شان نزول: یہ آیت کریمہ جحفہ میں نازل ہوئی جب رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ کی طرف

ہجرت کرتے ہوئے وہاں پہنچے اور آپ کو اپنی اور اپنے آباء کی جائے ولادت مکہ مکرمہ کا شوق ہوا تو جبریل امین آئے اور انہوں نے عرض کیا کہ کیا حضور کو اپنے شہر مکہ

مکرمہ کا شوق ہے، فرمایا: ہاں انہوں نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور یہ آیت کریمہ پڑھی معاد کی تفسیر موت و قیامت و جنت سے بھی کی گئی ہے۔ ۲۱۶ یعنی

میرا رب جانتا ہے کہ میں ہدایت لایا اور میرے لیے اس کا اجر و ثواب ہے اور مشرکین گمراہی میں ہیں اور سخت عذاب کے مستحق۔ شان نزول: یہ آیت کفار مکہ کے

جواب میں نازل ہوئی جنہوں نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت کہا تھا ”اِنَّكَ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ“ یعنی آپ ضرور کھلی گمراہی میں ہیں۔ (معاذ اللہ)۔

۲۱۸ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ یہ خطاب ظاہر میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہے اور مراد اس سے مؤمنین ہیں۔ ۲۱۸ ان کے

مُحِبِّينَ و مددگار نہ ہونا۔ ۲۱۹ یعنی کفار کی گمراہی گنہگاروں کی طرف التفات نہ کرنا اور انہیں ٹھکرا دینا۔ ۲۲۰ خَلَقَ كُو اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کی عبادت کی دعوت دو۔

۲۲۱ ان کی اعانت و موافقت نہ کرنا۔

إِلَهَ إِلَّا هُوَ ۚ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ ۗ لَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿۸۸﴾

سوا کوئی خدا نہیں ہر چیز فانی ہے سوا اُس کی ذات کے اسی کا حکم ہے اور اسی کی طرف پھر جاؤ گے ۲۲۲

﴿ آیاتھا ۶۹ ﴾ ﴿ ۲۹ سُورَةُ الْعَنْكَبُوتِ مَكِّيَّةٌ ۱۸۵ ﴾ ﴿ رکوعاتها ۷ ﴾

سورہ عنکبوت مکہ ہے، اس میں انہتر آیتیں اور سات رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

الْم ۱ أَحْسَبَ النَّاسُ أَنْ يَّتْرَكُوا أَنْ يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ ﴿۲﴾

کیا لوگ اس گھنڈ میں ہیں کہ اتنی بات پر چھوڑ دینے جائیں گے کہ کہیں ہم ایمان لائے اور اُن کی آزمائش نہ ہوگی ۱

وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ صَدَقُوا وَ

اور بے شک ہم نے اُن سے اگلوں کو جانچا ہے تو ضرور اللہ سچوں کو دیکھے گا اور

لَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِينَ ﴿۳﴾ أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ أَنْ

ضرور جھوٹوں کو دیکھے گا ۲ یا یہ سمجھے ہوئے ہیں وہ جو برے کام کرتے ہیں کہ

يَسْبِقُونَا ۗ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ﴿۴﴾ مَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ اللَّهِ فَإِنَّ أَجَلَ

ہم سے کہیں نکل جائیں گے ۳ کیا ہی برا حکم لگاتے ہیں جسے اللہ سے ملنے کی امید ہو کہ تو بے شک اللہ کی

۲۲۲ آخرت میں اور وہی اعمال کی جزا دے گا۔ سورہ عنکبوت مکہ ہے اس میں سات رکوع انہتر آیتیں نو سو اسی کلمے چار ہزار ایک سو پینٹھ حرف ہیں۔

۱ شدائد، تکالیف اور انواع، مصائب اور ذوق طاعات و ترک شہوات و بذل جان و مال سے ان کی حقیقت ایمان خوب ظاہر ہو جائے اور مومن مخلص اور منافق

میں امتیاز ظاہر ہو جائے۔ شان نزول: یہ آیت ان حضرات کے حق میں نازل ہوئی جو مکہ مکرمہ میں تھے اور انہوں نے اسلام کا اقرار کیا تو اصحاب رسول صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم نے انہیں لکھا کہ محض اقرار کافی نہیں جب تک کہ ہجرت نہ کرو۔ ان صاحبوں نے ہجرت کی اور بقصد مدینہ روانہ ہوئے مشرکین ان کے درپے ہوئے اور

ان سے قتال کیا۔ بعض حضرات ان میں سے شہید ہو گئے بعض بچ آئے ان کے حق میں یہ دو آیتیں نازل ہوئیں اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا

کہ مراد ان لوگوں سے سلمہ بن ہشام اور عیاش بن ابی ربیعہ اور ولید بن ولید اور عمار بن یاسر وغیرہ ہیں جو مکہ مکرمہ میں ایمان لائے اور ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت

حضرت عمار کے حق میں نازل ہوئی جو خدا پرستی کی وجہ سے ستائے جاتے تھے اور کفار انہیں سخت ایذا میں پہنچاتے تھے اور ایک قول یہ ہے کہ یہ آیتیں حضرت عمر رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام حضرت مہجع بن عبد اللہ کے حق میں نازل ہوئی جو بدر میں سب سے پہلے شہید ہونے والے ہیں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

ان کی نسبت فرمایا کہ مہجع سید الشہداء ہیں اور اس امت میں باب جنت کی طرف پہلے وہ پکارے جائیں گے ان کے والدین اور ان کی بی بی کو ان کا بہت

صدمہ ہوا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی پھر ان کی تسلی فرمائی۔ ۳ طرح طرح کی آزمائشوں میں ڈالا، بعض ان میں سے وہ ہیں جو آری سے چیر ڈالے

گئے۔ بعض لوہے کی کنگھیوں سے پرزے پرزے کئے گئے اور مقام صدق و وفا میں ثابت و قائم رہے۔ ۴ ہر ایک کا حال ظاہر فرما دے گا۔ ۵ شرک و معاصی

میں مبتلا ہیں ۶ اور ہم ان سے انتقام نہ لیں گے۔ ۷ بے حساب و حساب سے ڈرے یا ثواب کی امید رکھے۔



اللَّهِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ السَّيِّعُ الْعَلِيمُ ۝ وَمَنْ جَاهَدَ فَإِنَّمَا يُجَاهِدُ

میں عداوت کرنے والی ہے وہی سُنَّتا جانتا ہے ۝ اور جو اللہ کی راہ میں کوشش کرے وہ تو اپنے ہی

لِنَفْسِهِ ۝ إِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ ۝ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا

بھلے کو کوشش کرتا ہے وہ بے شک اللہ بے پرواہ ہے سارے جہان سے ۝ اور جو ایمان لائے اور اچھے

الصَّالِحَاتِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَحْسَنَ الَّذِي كَانُوا

کام کئے ہم ضرور ان کی برائیاں اُتار دیں گے ۝ اور ضرور انہیں اس کام پر بدلہ دیں گے جو ان کے سب

يَعْمَلُونَ ۝ وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا وَإِنْ جَاهَدَاكَ

کاموں میں اچھا تھا ۝ اور ہم نے آدمی کو تاکید کی اپنے ماں باپ کے ساتھ بھلائی کی ۝ اور اگر وہ تجھ سے کوشش کریں

لِتُشْرِكَ بِإِلَهِكَ بِمَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ۝ إِلَىٰ مَرْجِعِكُمْ فَأُنَبِّئُكُم

کہ تو میرا شریک ٹھہرائے جس کا تجھے علم نہیں تو ان کا کہا نہ مان ۝ میری ہی طرف تمہارا پھرنا ہے تو میں بتا دوں گا تمہیں

بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ

جو تم کرتے تھے وہ ۝ اور جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے ضرور ہم انہیں نیکوں

فِي الصَّالِحِينَ ۝ وَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ فَإِذَا أُوذِيَ فِي

میں شامل کریں گے ۝ اور بعض آدمی کہتے ہیں ہم اللہ پر ایمان لائے پھر جب اللہ کی راہ میں انہیں کوئی تکلیف دی

۝ اس نے تو اب وعذاب کا جو وعدہ فرمایا ہے ضرور پورا ہونے والا ہے چاہئے کہ اس کے لیے تیار رہے اور عمل صالح میں جلدی کرے۔ ۝ بندوں کے اقوال

۝۱۲۔ افسوس! خواہ اعداء دین سے محاربہ (جنگ) کر کے یا نفس و شیطان کی مخالفت کر کے اور طاعت الہی پر صابر و قائم رہ کر وہ اس کا نفع و ثواب پائے گا۔

۝۱۳۔ افسوس! جن و ملائکہ اور ان کے اعمال و عبادات سے اس کا امر و نہی فرمانا بندوں پر رحمت و کرم کے لیے ہے۔ ۝۱۴۔ نیکوں کے سبب۔ ۝۱۵۔ یعنی عمل نیک پر۔

۝۱۶۔ احسان اور نیک سلوک کی۔ شان نزول: یہ آیت اور سورہ لقمان اور سورہ احقاف کی آیتیں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں و بقول ابن اسحق

سعد بن مالک زہری کے حق میں نازل ہوئیں ان کی ماں حمند بنت ابی سفیان بن امیہ بن عبد شمس تھی حضرت سعد سابقین اولین میں سے تھے اور اپنے والدین کے

ساتھ اچھا سلوک کرتے تھے جب آپ اسلام لائے تو آپ کی والدہ نے کہا کہ تو نے یہ کیا کیا کام کیا خدا کی قسم اگر تو اس سے باز نہ آیا تو نہ میں کھاؤں نہ بیوں یہاں

تک کہ مر جاؤں اور تیری ہمیشہ کے لیے بدنامی ہو اور تجھے ماں کا قاتل کہا جائے پھر اس بڑھیا نے فاقہ کیا اور ایک شبانہ روز نہ کھایا نہ پیا نہ سایہ میں بیٹھی اس سے

ضعیف ہو گئی پھر ایک رات دن اور اسی طرح رہی تب حضرت سعد اس کے پاس آئے اور آپ نے اس سے فرمایا کہ اے ماں! اگر تیری سو ۱۰۰ جاں ہوں اور ایک

ایک کر کے سب ہی نکل جائیں تو بھی میں اپنا دین چھوڑنے والا نہیں تو چاہے کھا چاہے مت کھا جب وہ حضرت سعد کی طرف سے مایوس ہو گئی کہ یہ اپنا دین چھوڑنے

والے نہیں تو کھانے پینے لگی اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور حکم دیا کہ والدین کے ساتھ نیک سلوک کیا جائے اور اگر وہ کفر و شرک کا حکم دیں تو نہ مانا

جائے۔ ۝۱۷۔ کیونکہ جس چیز کا علم نہ ہو اس کو کسی کے کہے سے مان لینا تقلید ہے معنی یہ ہونے کہ واقع میں میرا کوئی شریک نہیں تو علم و تحقیق سے تو کوئی بھی کسی کو میرا

شریک مان ہی نہیں سکتا محال ہے رہا تقلیداً بغیر علم کے میرے لیے شریک مان لینا یہ نہایت بیوقوفی ہے اس میں والدین کی ہرگز اطاعت نہ کر۔ مسئلہ: ایسی اطاعت کسی

مخلوق کی جائز نہیں جس میں خدا کی نافرمانی ہو۔ ۝۱۸۔ تمہارے کردار کی جزا دے کر ۝۱۸۔ کہ ان کے ساتھ حشر فرمائیں گے اور صالحین سے مراد انبیاء و اولیاء ہیں۔

اللّٰهُ جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ اللّٰهِ ۖ وَلَئِنْ جَاءَ نَصْرٌ مِّنْ رَبِّكَ

جاتی ہے وہ تو لوگوں کے فتنہ کو اللہ کے عذاب کے برابر سمجھتے ہیں ۱۸ اور اگر تمہارے رب کے پاس سے مدد آئے ۱۹

لَيَقُولَنَّ اِنَّا كُنَّا مَعَكُمْ ۖ اَوَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِمَا فِي صُدُورِ

تو ضرور کہیں گے ہم تو تمہارے ہی ساتھ تھے ۲۰ کیا اللہ خوب نہیں جانتا جو کچھ جہاں بھر کے

الْعٰلَمِيْنَ ۙ وَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ السُّفٰٓتِيْنَ ۝۱۱

دلوں میں ہے ۲۱ اور ضرور اللہ ظاہر کر دے گا ایمان والوں کو ۲۲ اور ضرور ظاہر کر دے گا منافقوں کو ۲۳

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اتَّبِعُوْا سَبِيْلَنَا وَلْنَحْمِلْ خَطِيْئَكُمْ

اور کافر مسلمانوں سے بولے ہماری راہ پر چلو اور ہم تمہارے گناہ اٹھالیں گے ۲۴

وَمَا هُمْ بِحٰمِلِيْنَ مِنْ خَطِيْئِهِمْ مِنْ شَيْءٍ ۗ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝۱۲ وَ

حالانکہ وہ اُن کے گناہوں میں سے کچھ نہ اٹھائیں گے بے شک وہ جھوٹے ہیں اور

لَيَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَاثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ ۚ وَلَيَسْئَلُنَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَمَّا

بیشک ضرور اپنے ۲۵ بوجھ اٹھائیں گے اور اپنے بوجھوں کے ساتھ اور بوجھ ۲۶ اور ضرور قیامت کے دن پوچھے جائیں گے جو

كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝۱۳ وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَلَبِثَ فِيْهِمْ

کچھ بہتان اٹھاتے تھے ۲۷ اور بے شک ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا تو وہ ان میں

اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا حَسْبِيْنَ عَامًا ۙ فَاَخَذَهُمُ الطُّوفٰٓنُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ۝۱۴

پچاس سال کم ہزار برس رہا ۲۸ تو انھیں طوفان نے آیا اور وہ ظالم تھے ۲۹

۱۹ یعنی دین کے سبب سے کوئی تکلیف پہنچتی ہے جیسے کہ کفار کا ایذا پہنچانا ۲۰ اور جیسا اللہ کے عذاب سے ڈرنا چاہئے تھا ایسا علق کی ایذا سے ڈرتے ہیں حتیٰ کہ

ایمان ترک کر دیتے ہیں اور کفر اختیار کر لیتے ہیں یہ حال منافقین کا ہے۔ ۲۱ مثلاً مسلمانوں کی فتح ہو یا انہیں دولت ملے۔ ۲۲ ایمان و اسلام میں اور تمہاری

طرح دین پر ثابت تھے تو ہمیں اس میں شریک کرو۔ ۲۳ کفر یا ایمان۔ ۲۴ جو صدق و اخلاص کے ساتھ ایمان لائے اور بلا مصیبت میں اپنے ایمان و اسلام پر

ثابت و قائم رہے۔ ۲۵ اور دونوں فریقوں کو جزا دے گا۔ ۲۶ کفار مکہ نے مؤمنین قریش سے کہا تھا کہ تم ہمارا اور ہمارے باپ دادا کا دین اختیار کرو تمہیں اللہ

کی طرف سے جو مصیبت پہنچے گی اس کے ہم لفیل ہیں اور تمہارے گناہ ہماری گردن پر یعنی اگر ہمارے طریقہ پر رہنے سے اللہ تعالیٰ نے تم کو پکڑا اور عذاب کیا تو

تمہارا عذاب ہم اپنے اوپر لے لیں گے اللہ تعالیٰ نے ان کی تکذیب فرمائی۔ ۲۷ کفر و معاصی کے ۲۸ ان کے گناہوں کے جنہیں انہوں نے گمراہ کیا اور راہ

حق سے روکا۔ حدیث شریف میں ہے: جس نے اسلام میں کوئی برا طریقہ نکالا اس پر اس طریقہ نکالنے کا گناہ بھی ہے اور قیامت تک جو لوگ اس پر عمل کریں ان

کے گناہ بھی بغیر اس کے کہ ان پر سے ان کے بارگناہ میں کچھ بھی کمی ہو۔ (مسلم شریف) ۲۹ اللہ تعالیٰ ان کے اعمال و افتراء (بہتان) سب کا جاننے والا ہے لیکن

یہ سوال تو بیخ کے لیے ہے۔ ۳۰ اس تمام مدت میں قوم کو توحید و ایمان کی دعوت جاری رکھی اور ان کی ایذاؤں پر صبر کیا اس پر بھی وہ قوم باز نہ آئی اور تکذیب کرتی

رہی۔ ۳۱ طوفان میں غرق ہو گئے اس میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ملی دی گئی ہے کہ آپ سے پہلے انبیاء کے ساتھ ان کی قوموں نے بہت سختیاں کی

فَانجِيْنُهُ وَاَصْحَابَ السَّفِيْنَةِ وَجَعَلْنَهَا اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝۱۵ وَاِبْرٰهِيْمَ

تو ہم نے اُسے ۲۱ اور کشتی والوں کو ۲۲ بچالیا اور اس کشتی کو سارے جہاں کے لیے نشانی کیا ۲۳ اور ابراہیم کو ۲۴

اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ اَعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ ۝۱۶ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ

جب اس نے اپنی قوم سے فرمایا کہ اللہ کو پوجو اور اس سے ڈرو اس میں تمہارا بھلا ہے اگر تم

تَعْلَمُوْنَ ۝۱۷ اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا وَتَخْلُقُوْنَ اِفْكَاطًا

جاننے تم تو اللہ کے سوا بچوں کو پوجتے ہو اور نرا جھوٹ گڑھتے ہو ۲۵

اِنَّ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوا

بے شک وہ جنہیں تم اللہ کے سوا پوجتے ہو تمہاری روزی کے کچھ مالک نہیں تو اللہ

عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوْهُ وَاَشْكُرُوْا لَهٗ ۝۱۸ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝۱۹ وَاِنْ

کے پاس رزق ڈھونڈو ۲۶ اور اس کی بندگی کرو اور اس کا احسان مانو تمہیں اسی کی طرف پھرتا ہے ۲۷ اور اگر

تَكٰذِبًا وَاَفْقَدُ كَذٰبًا اُمَّمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ۝۲۰ وَمَا عَلٰی الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ

تم جھٹلاؤ ۲۸ تو تم سے پہلے کتنے ہی گروہ جھٹلا چکے ہیں ۲۹ اور رسول کے ذمہ نہیں مگر صاف

السُّبُوْنِ ۝۲۱ اَوْلَمْ يَرَوْا كَيْفَ يُبْدِئُ اللّٰهُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ۝۲۲ اِنَّ

پہونچا دینا اور کیا انہوں نے نہ دیکھا اللہ کیونکر خلق کی ابتدا فرماتا ہے ۳۰ پھر اُسے دوبارہ بنائے گا ۳۱ بے شک

ذٰلِكَ عَلٰی اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۝۲۳ قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانظُرُوْا كَيْفَ بَدَا

یہ اللہ کو آسان ہے ۳۲ تم فرماؤ زمین میں سفر کر کے دیکھو ۳۳ اللہ کیونکر پہلے

الْخَلْقَ ثُمَّ اللّٰهُ يُنْشِئُ النَّسْآةَ الْاٰخِرَةَ ۝۲۴ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ

بناتا ہے ۳۴ پھر اللہ دوسری اٹھاتا ہے ۳۵ بے شک اللہ سب کچھ

ہیں حضرت نوح علیہ السلام پچاس کم ہزار (۹۵۰) برس دعوت فرماتے رہے اور اس طویل مدت میں ان کی قوم کے بہت قلیل لوگ ایمان لائے تو آپ کچھ غم نہ کریں

کیونکہ بفضلہ تعالیٰ آپ کی قلیل مدت کی دعوت سے خلق کثیر مشرف بہ ایمان ہو چکی ہے۔ ۳۲ یعنی حضرت نوح علیہ السلام کو ۳۳ جو آپ کے ساتھ تھے ان کی

تعداد اٹھتر تھی نصف مرد نصف عورتیں ان میں حضرت نوح علیہ السلام کے فرزند سام و حام و یافث اور ان کی بی بیوں بھی شامل ہیں ۳۴ کہا گیا ہے کہ وہ کشتی ”جودی“

پہاڑ پر مدت دراز تک باقی رہی۔ ۳۵ یاد کرو! ۳۶ کہ بتوں کو خدا کا شریک کہتے ہو۔ ۳۷ وہی رازق ہے۔ ۳۸ آخرت میں۔ ۳۹ اور مجھے نہ مانو تو اس سے میرا

کوئی ضرر نہیں میں نے راہ دکھادی معجزات پیش کر دیے میرا فرض ادا ہو گیا اس پر بھی اگر تم نہ مانو ۳۰ اپنے انبیاء کو جیسے کہ قوم نوح و عاد و ثمود وغیرہ ان کے جھٹلانے کا انجام

یہی ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ہلاک کیا۔ ۳۱ کہ پہلے انہیں نطفہ بناتا ہے پھر خون بستہ کی صورت دیتا ہے۔ پھر گوشت پارہ بناتا ہے اس طرح تدریجاً ان کی خلقت کو

مکمل کرتا ہے۔ ۳۲ آخرت میں بعثت کے وقت۔ ۳۳ یعنی پہلی بار پیدا کرنا اور مرنے کے بعد پھر دوبارہ بنانا۔ ۳۴ گزشتہ قوموں کے دیار و آثار کو کہ ۳۵ مخلوق کو



قَدِيرٌ ٢٠ يُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ وَيَرْحَمُ مَنْ يَشَاءُ ۚ وَإِلَيْهِ تُقْلَبُونَ ٢١

کر سکتا ہے عذاب دیتا ہے جسے چاہے ۲۰ اور رحم فرماتا ہے جس پر چاہے ۲۱ اور تمہیں اسی کی طرف پھرنا ہے

وَمَا أَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ ۚ وَمَا لَكُمْ مِنْ دُونِ

اور نہ تم زمین میں ۲۲ اور نہ آسمان میں ۲۳ اور تمہارے لیے اللہ کے سوا

اللَّهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ٢٢ وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ اللَّهِ وَلِقَائِهِ

نہ کوئی کام بنانے والا اور نہ مددگار اور وہ جنہوں نے میری آیتوں اور میرے ملنے کو نہ مانا ۲۲

أُولَٰئِكَ يَسُؤُوا مِنْ رَحْمَتِي وَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ٢٣ فَمَا كَانَ

وہ ہیں جنہیں میری رحمت کی آس نہیں اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے ۲۳ تو اس کی

جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَنْ قَالُوا اقْتُلُوهُ أَوْ حَرِّقُوهُ فَأَنْجَاهُ اللَّهُ مِنَ النَّارِ ٢٤

تو اس کو کچھ جواب بن نہ آیا مگر یہ بولے انہیں قتل کر دو یا جلا دو ۲۴ تو اللہ نے اُسے آگ سے بچا لیا ۲۴

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ٢٥ وَقَالَ إِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِنْ دُونِ

بے شک اس میں ضرور نشانیاں ہیں ایمان والوں کے لیے ۲۵ اور ابراہیم نے ۲۶ فرمایا تم نے تو اللہ کے سوا

اللَّهِ أَوْثَانًا مَوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ثُمَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُ

یہ بت بنا لیے ہیں جن سے تمہاری دوستی یہی دنیا کی زندگی تک ہے ۲۷ پھر قیامت کے دن تم میں

بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ وَيَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا ۚ وَمَا لَكُمْ النَّارَ وَمَا لَكُمْ

ایک دوسرے کے ساتھ کفر کرے گا اور ایک دوسرے پر لعنت ڈالے گا ۲۸ اور تم سب کا ٹھکانا جہنم ہے ۲۹ اور تمہارا

پھر اسے موت دیتا ہے ۳۰ یعنی جب یہ یقین سے جان لیا کہ پہلی مرتبہ اللہ ہی نے پیدا کیا تو معلوم ہو گیا کہ اس خالق کا مخلوق کو موت دینے کے بعد دوبارہ پیدا کرنا

کچھ بھی معجز (مشکل) نہیں۔ ۳۱ اپنے عدل سے ۳۲ اپنے فضل سے ۳۳ اپنے رب کے فضل سے بچنے اور بھاگنے کی کہیں مجال نہیں یا یہ معنی ہیں کہ نہ

زمین والے اس کے حکم و قضا سے کہیں بھاگ سکتے ہیں نہ آسمان والے۔ ۳۴ یعنی قرآن شریف اور بعثت پر ایمان نہ لائے۔ ۳۵ اس پند و موعظت کے بعد پھر

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واقعہ کا ذکر فرمایا جاتا ہے کہ جب آپ نے اپنی قوم کو ایمان کی دعوت دی اور دلائل قائم کئے اور نصیحتیں فرمائیں۔ ۳۶ یہ انہوں نے

آپس میں ایک دوسرے سے کہا یا سرداروں نے اپنے تبعین سے بہر حال کچھ کہنے والے تھے کچھ اس پر راضی ہونے والے تھے سب متفق، اس لیے وہ سب قائلین

کے حکم میں ہیں۔ ۳۷ یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب کہ ان کی قوم نے آگ میں ڈالا۔ ۳۸ اس آگ کو ٹھنڈا کر کے اور حضرت ابراہیم کے لیے سلامتی بنا

کر۔ ۳۹ عجیب عجیب نشانیاں آگ کا اس کثرت کے باوجود اثر نہ کرنا اور سرد ہو جانا اور اس کی جگہ نشین پیدا ہو جانا اور یہ سب پل بھر سے بھی کم میں ہونا۔ ۴۰ اپنی

قوم سے ۴۱ پھر منقطع ہو جائے گی اور آخرت میں کچھ کام نہ آئے گی۔ ۴۲ بت اپنے بچاروں سے بیزار ہوں گے اور سردار اپنے ماننے والوں سے اور ماننے

والے سرداروں پر لعنت کریں گے۔ ۴۳ بتوں کا بھی اور بچاروں کا بھی ان میں سے سرداروں کا بھی اور ان کے فرمانبرداروں کا بھی۔

مَنْ نُصِرِينَ ﴿۲۵﴾ فَأَمِّنْ لَهُ لُوطٌ وَقَالَ إِنِّي مُهَاجِرٌ إِلَىٰ رَبِّي إِنَّهُ

کوئی مددگار نہیں ملا تو لوط اس پر ایمان لایا ۲۵ اور ابراہیم نے کہا میں اپنے رب کی طرف ہجرت کرتا ہوں ۲۵ بے شک

هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿۲۶﴾ وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَجَعَلْنَا فِي

وہی عزت و حکمت والا ہے اور ہم نے اُسے اسحاق اور یعقوب عطا فرمائے اور ہم نے اس کی

ذُرِّيَّتِهِ النَّبُوَّةَ وَالْكِتَابَ وَآتَيْنَاهُ أَجْرَهُ فِي الدُّنْيَا وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ

اولاد میں نبوت ملا اور کتاب رکھی ۲۶ اور ہم نے دنیا میں اس کا ثواب اُسے عطا فرمایا ۲۶ اور بے شک آخرت میں وہ

لِمَنِ الصُّلِحِينَ ﴿۲۷﴾ وَلُوطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ إِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ

ہمارے قرب خاص کے سزاواروں میں ہے ۲۷ اور لوط کو نجات دی جب اُس نے اپنی قوم سے فرمایا تم بے شک بے حیائی کا کام کرتے ہو

مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ أَحَدٍ مِنَ الْعَالَمِينَ ﴿۲۸﴾ أَيُّكُمْ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ وَ

کہ تم سے پہلے دنیا بھر میں کسی نے نہ کیا وہ کیا تم مردوں سے بدفعلی کرتے ہو اور

تَقَطَّعُونَ السَّبِيلَ ۗ وَتَأْتُونَ فِي نَادِيكُمُ الْمُنْكَرَ ۗ فَمَا كَانَ جَوَابَ

راہ مارتے ہو وہ اور اپنی مجلس میں بری بات کرتے ہو وہ تو اس کی قوم کا کچھ

قَوْمِهِ إِلَّا أَنْ قَالُوا اتَّبِعْنَا بَعْدَ اللَّهِ إِنَّ كُنْتُمْ مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿۲۹﴾

جواب نہ ہوا مگر یہ کہ بولے ہم پر اللہ کا عذاب لاؤ اگر تم سچے ہو وہ

۲۹ جو تمہیں عذاب سے بچائے اور جب حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات آگ سے سلامت نکلے اور اس نے آپ کو کوئی ضرر نہ پہنچایا ۲۹ یعنی حضرت لوط

علیہ السلام نے یہ معجزہ دیکھ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی رسالت کی تصدیق کی آپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سب سے پہلے تصدیق کرنے والے ہیں

ایمان سے تصدیق رسالت ہی مراد ہے کیونکہ اصل توحید کا اعتقاد تو ان کو ہمیشہ سے حاصل ہے اس لیے کہ انبیاء ہمیشہ ہی مومن ہوتے ہیں اور کفران سے کسی حال

میں متصور نہیں۔ ۲۵ اپنی قوم کو چھوڑ کر ۲۵ جہاں اس کا حکم ہو۔ چنانچہ، آپ نے سوادِ عراق سے سرزمین شام کی طرف ہجرت فرمائی اس ہجرت میں آپ کے

ساتھ آپ کی بی بی سارہ اور حضرت لوط علیہ السلام تھے۔ ۲۵ بعد حضرت اسمعیل علیہ السلام کے۔ ۲۶ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد چھٹے انبیاء ہوئے

سب آپ کی نسل سے ہوئے۔ ۲۶ کتاب سے تورات، انجیل، زبور، قرآن شریف مراد ہیں۔ ۲۸ کہ پاک ذریت عطا فرمائی پیغمبری ان کی نسل میں رکھی،

کتابیں ان پیغمبروں کو عطا کیں جو ان کی اولاد میں ہیں اور ان کو خلق میں محبوب و مقبول کیا کہ تمام اہل ملل و ادیان ان سے محبت رکھتے ہیں اور ان کی طرف نسبتِ فخر

جانتے ہیں اور ان کے لیے اختتامِ دنیا تک درود مقرر کر دیا یہ تو وہ ہے جو دنیا میں عطا فرمایا ۲۹ جن کے لیے بڑے بلند درجے ہیں۔ ۲۹ اس بے حیائی کی تفسیر اس

سے آگے آیت میں بیان ہوتی ہے۔ ۲۷ راہ گروں کو قتل کر کے ان کے مال لوٹ کر اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ لوگ مسافروں کے ساتھ بدفعلی کرتے تھے حتیٰ کہ لوگوں

نے اس طرف گزرنا موقوف کر دیا تھا۔ ۲۷ جو عقلاً و عرفاً فہم و ممنوع ہے جیسے گالی دینا، تشکینا، تالی اور سیٹی بجانا ایک دوسرے کے کنکریاں مارنا، رستہ چلنے والوں پر

کنکری وغیرہ پھینکنا، شراب پینا، تمسخر اور گندی باتیں کرنا ایک دوسرے پر تھوکن وغیرہ ذلیل افعال و حرکات جن کی قوم لوط عادی تھی حضرت لوط علیہ السلام نے اس پر

انہیں ملامت کی ۲۷ اس بات میں کہ یہ افعال فہم و ممنوع ہیں اور ایسا کرنے والے پر عذاب نازل ہوگا۔ یہ انہوں نے براہِ استہزاء (بطور مذاق) کہا جب حضرت لوط علیہ السلام

کو اس قوم کے راہِ راست پر آنے کی کچھ امید نہ رہی تو آپ نے بارگاہِ الہی میں۔

قَالَ رَبِّ انصُرْنِي عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِينَ ۚ ﴿۳۰﴾ وَلَمَّا جَاءَتْ رُسُلُنَا

عرض کی اے میرے رب میری مدد کر وٹے ان فسادی لوگوں پر وٹے اور جب ہمارے فرشتے

اِبْرَاهِيمَ بِالْبُشْرَىٰ قَالُوا اِنَّا مُهْلِكُوْا اَهْلَ هَذِهِ الْقَرْيَةِ ۚ اِنَّ اَهْلَهَا

ابراہیم کے پاس مژدہ لے کر آئے وٹے بولے ہم ضرور اس شہر والوں کو ہلاک کریں گے وٹے بے شک اس کے لئے والے

كَانُوا ظَالِمِيْنَ ۚ ﴿۳۱﴾ قَالَ اِنَّ فِيْهَا لُوطًا قَالُوْا نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَنْ فِيْهَا ۚ وَوَقَفْنَا

ستم گار ہیں کہا وٹے اس میں تو لوط ہے وٹے فرشتے بولے ہمیں خوب معلوم ہے جو کچھ اس میں ہے

لَنُنَجِّيْهِ وَاَهْلَهُ اِلَّا اِمْرَاَتَهُ ۚ كَانَتْ مِنَ الْغٰثِرِيْنَ ۚ ﴿۳۲﴾ وَلَمَّا اَنَّ

ضرور ہم اُسے وٹے اور اس کے گھر والوں کو نجات دیں گے مگر اس کی عورت کو وہ رہ جانے والوں میں ہے وٹے اور جب ہمارے

جَاءَتْ رُسُلُنَا لُوطًا سِئِيْءًا بِهَمِّمْ وَضَاقَ بِهَمِّمْ ذُرْعًا وَقَالُوْا لَا تَخَفْ

فرشتے لوط کے پاس وٹے آئے ان کا اُن اُسے ناگوار ہوا اور اُن کے سبب دل تنگ ہوا وٹے اور انہوں نے کہا نہ ڈریئے وٹے

وَلَا تَحْزَنْ ۚ اِنَّا مُنْجُوْكَ وَاَهْلَكَ اِلَّا اِمْرَاَتَكَ ۚ كَانَتْ مِنَ الْغٰثِرِيْنَ ۚ ﴿۳۳﴾

اور نہ غم کیجئے وٹے بے شک ہم آپ کو اور آپ کے گھر والوں کو نجات دیں گے مگر آپ کی عورت وہ رہ جانے والوں میں ہے

اِنَّا مُنْزِلُوْنَ عَلٰى اَهْلِ هَذِهِ الْقَرْيَةِ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا

بے شک ہم اس شہر والوں پر آسمان سے عذاب اتارنے والے ہیں بلکہ ان کی

يَفْسُقُوْنَ ۚ ﴿۳۴﴾ وَلَقَدْ نَزَّلْنَا مُبَارَاةً مِّنْ سَمٰوٰتِنَا لِقَوْمِ اٰدَمَ وَآٰلِهٖٓ اِيْمٰنًا ۚ وَنَزَّلْنَا

نا فرمانیوں کا اور بے شک ہم نے اس سے روشن نشانی باقی رکھی عقل والوں کے لیے وٹے مدین

مَدِيْنَ اٰخَاهُمْ شُعَيْبًا ۚ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوْا اللّٰهَ وَاَرْجُوْا الْيَوْمَ

کی طرف اُن کے ہم قوم شعیب کو بھیجا تو اس نے فرمایا اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو اور پچھلے دن کی

وَاللّٰهُ نَزَّلَ عَذَابَ الْبَاقِرَاتِ الْمَاجِيْۤاتِ ۚ وَنَزَّلْنَا سَمٰوٰتِنَا نِجٰتًا لِّقَوْمٍ اٰمِنِيْنَ ۚ ﴿۳۵﴾

وٹے نزل عذاب کے بارے میں میری بات پوری کر کے وٹے اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی۔ وٹے ان کے بیٹے اور پوتے حضرت اٰحق و

حضرت یعقوب علیہما السلام کا۔ وٹے اس شہر کا نام سدوم تھا۔ وٹے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے وٹے اور لوط علیہ السلام تو اللہ کے نبی اور اس

کے برگزیدہ بندے ہیں۔ وٹے یعنی لوط علیہ السلام کو وٹے عذاب میں۔ وٹے خوبصورت مہمانوں کی شکل میں وٹے قوم کے افعال و حرکات اور ان کی

نالائق کا خیال کر کے اس وقت فرشتوں نے ظاہر کیا کہ وہ اللہ کے بھیجے ہوئے ہیں۔ وٹے قوم سے وٹے ہمارا کہ قوم کے لوگ ہمارے ساتھ کوئی بے ادبی

یا گستاخی کریں ہم فرشتے ہیں ہم لوگوں کو ہلاک کریں گے اور وٹے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ وہ روشن نشانی قوم لوط کے ویران

مکان ہیں۔



الْأَخْرَ وَلَا تَعْتُوا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ﴿۳۶﴾ فَكَذَّبُوهُ فَأَخَذَتْهُمُ

امید رکھو ۳۶ اور زمین میں فساد پھیلاتے نہ پھرو تو انھوں نے اُسے جھٹلایا تو انھیں زلزلے

الرَّجْفَةَ فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جُثَيِّينَ ﴿۳۷﴾ وَعَادًا وَثَمُودًا وَقَدْ تَبَيَّنَ

نے آیا تو صبح اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل پڑے رہ گئے ۳۷ اور عاد اور ثمود کو ہلاک فرمایا اور تمہیں ۳۸

لَكُمْ مِّنْ مَّسْكِنِهِمْ ۚ وَزَيْنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ

ان کی بستیاں معلوم ہو چکی ہیں ۳۸ اور شیطان نے اُن کے کوٹکے (کرتوت) ۳۹ ان کی نگاہ میں بھلے کر دکھائے اور انھیں راہ

السَّبِيلِ وَكَانُوا مُسْتَبْصِرِينَ ﴿۳۸﴾ وَقَارُونَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامَانَ ۚ

سے روکا اور انھیں سوچتا تھا ۳۸ اور قارون اور فرعون اور ہامان کو ۳۹ اور

لَقَدْ جَاءَهُمْ مُّوسَىٰ بِالْبَيِّنَاتِ فَاسْتَكْبَرُوا فِي الْأَرْضِ وَمَا كَانُوا

بے شک ان کے پاس موسیٰ روشن نشانیاں لے کر آیا تو انھوں نے زمین میں تکبر کیا اور وہ ہم سے

سَابِقِينَ ﴿۳۹﴾ فَكَلَّا أَخَذْنَا بِذُنُوبِهِمْ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا

نکل جانے والے نہ تھے ۳۹ تو ان میں ہر ایک کو ہم نے اُس کے گناہ پر پکڑا تو ان میں کسی پر ہم نے پتھراؤ بھیجا ۴۰

وَمِنْهُمْ مَّنْ أَخَذَتْهُ الصَّبِيحَةُ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْأَرْضَ ۚ وَ

اور اُن میں کسی کو چنگھاڑ نے آ لیا ۴۰ اور ان میں کسی کو زمین میں دھنسا دیا ۴۱ اور

مِنْهُمْ مَّنْ أَعْرَقْنَا ۚ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُظْلِمَهُمْ وَلَكِنْ كَانُوا أَنفُسَهُمْ

ان میں کسی کو ڈبو دیا ۴۱ اور اللہ کی شان نہ تھی کہ اُن پر ظلم کرے ۴۲ ہاں وہ خود ہی منہ اپنی جانوں پر

يُظْلِمُونَ ﴿۴۰﴾ مَثَلُ الَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ أَوْلِيَاءَ كَمَثَلِ

ظلم کرتے تھے ان کی مثال جنھوں نے اللہ کے سوا اور مالک بنا لئے ہیں ۴۱

۴۱ یعنی روز قیامت کی ایسے افعال بجالا کر جو ثوابِ آخرت کا باعث ہوں۔ ۴۲ مردے بے جان۔ ۴۳ اے اہل مکہ! وہ حجراور یمن میں جب تم اپنے

سرفروں میں وہاں گزرے ہو۔ ۴۴ کفر و معاصی ۴۵ صاحب عقل تھے حق و باطل میں تمیز کر سکتے تھے لیکن انہوں نے عقل و انصاف سے کام نہ لیا۔ ۴۶ اللہ

تعالیٰ نے ہلاک فرمایا۔ ۴۷ کہ ہمارے عذاب سے بچ سکتے۔ ۴۸ اور وہ قوم لوط تھی جن کو چھوٹے چھوٹے سنگریزوں سے ہلاک کیا گیا جو تیز ہوا سے ان پر لگتے

تھے۔ ۴۹ یعنی قوم ثمود کہ ہولناک آواز کے عذاب سے ہلاک کی گئی۔ ۵۰ یعنی قارون اور اس کے ساتھیوں کو ۵۱ جیسے قوم نوح کو اور فرعون کو اور اس کی قوم کو۔

۵۲ وہ کسی کو بغیر گناہ کے عذاب میں گرفتار نہیں کرتا۔ ۵۳ نافرمانیاں کر کے اور کفر و طغیان (سرکشی) اختیار کر کے ۵۴ یعنی بتوں کو معبود ٹھہرایا ہے ان کے ساتھ

امیدیں وابستہ کر رکھی ہیں اور واقع میں ان کے عجز و بے اختیاری کی مثال یہ ہے جو آگے ذکر فرمائی جاتی ہے۔

العنكبوت<sup>ط</sup> اِتَّخَذَتْ بَيْتًا ۱۰۱ وَ اِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوتِ لَبَيْتُ

مکڑی کی طرح ہے اس نے جالے کا گھر بنایا ۱۰۱ اور بے شک سب گھروں میں کمزور گھر مکڑی

العنكبوت<sup>م</sup> لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ۱۰۲ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ

کا گھر ۱۰۲ کیا اچھا ہوتا اگر جانتے ۱۰۲ اللہ جانتا ہے جس چیز کی اُس کے سوا پوجا

مِنْ شَيْءٍ ۱۰۳ وَ هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۱۰۴ وَ تِلْكَ اِلَّا مَثَالُ نَصْرٍ بِهَا لِلنَّاسِ ۱۰۵

کرتے ہیں ۱۰۳ اور وہی عزت و حکمت والا ہے ۱۰۴ اور یہ مثالیں ہم لوگوں کے لیے بیان فرماتے ہیں

وَ مَا يَعْقِلُهَا اِلَّا الْعَالِمُونَ ۱۰۶ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۱۰۷

اور انھیں سمجھنے مگر علم والے ۱۰۶ اللہ نے آسمان اور زمین حق بنائے

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَايَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۱۰۸

بے شک اس میں نشانی ہے ۱۰۸ مسلمانوں کے لیے

۱۰۱ اپنے رہنے کے لیے نہ اس سے گرمی دور نہ سردی نہ گرد و غبار و بارش کسی چیز سے حفاظت ایسے ہی بت ہیں کہ اپنے بچاؤ میں نفع پہنچا سکیں نہ آخرت میں کوئی ضرر پہنچا سکیں۔ ۱۰۲ ایسے ہی سب دینوں میں کمزور اور کمزور دین پرستوں کا دین ہے۔ فائدہ: حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے آپ نے فرمایا: اپنے گھروں سے مکڑیوں کے جالے دور کرو یہ ناداری کا باعث ہوتے ہیں۔ ۱۰۳ کہ ان کا دین اس قدر نکما ہے۔ ۱۰۴ کہ وہ کچھ حقیقت نہیں رکھتی۔ ۱۰۵ تو عاقل کو کب شایان ہے کہ عزت و حکمت والے قادر مختار کی عبادت چھوڑ کر بے اختیار پتھروں کی پوجا کرے۔ ۱۰۶ یعنی ان کے حسن و خوبی اور ان کے نفع اور فائدے اور ان کی حکمت کو علم والے سمجھتے ہیں جیسا کہ اس مثال نے مشرک اور موحد کا حال خوب اچھی طرح ظاہر کر دیا اور فرق واضح فرما دیا قریش کے کفار نے طنز کے طور پر کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ کبھی اور مکڑی کی مثالیں بیان فرماتا ہے اور اس پر انہوں نے ہنسی بنائی تھی اس آیت میں ان کا رد کر دیا گیا کہ وہ جاہل ہیں تمثیل کی حکمت کو نہیں جانتے مثال سے مقصود تفہیم ہوتی ہے اور جیسی چیز ہو اس کی شان ظاہر کرنے کے لیے ویسی ہی مثال مقتضائے حکمت ہے تو باطل اور کمزور دین کے ضعف و بطلان کے اظہار کے لیے یہ مثال نہایت ہی نافع ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے عقل و علم عطا فرمایا وہ سمجھتے ہیں۔ ۱۰۸ اس کی قدرت و حکمت اور اس کی توحید و یکتائی پر دلالت کرنے والی۔

## اَنْلَ مَا اَوْحِيَ اَيْكَ مِنَ الْكِتَابِ وَاَقِمِ الصَّلَاةَ ۚ اِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهٰی

اے محبوب پڑھو جو کتاب تمہاری طرف وحی کی گئی فلا اور نماز قائم فرماؤ بے شک نماز منع کرتی ہے

## عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْبُكَرِ ۚ وَلَذِكْرُ اللَّهِ اَكْبَرُ ۗ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا

بے حیائی اور بُری بات سے فلا اور بے شک اللہ کا ذکر سب سے بڑا فلا اور اللہ جانتا ہے جو

## تَصْنَعُونَ ﴿۳۵﴾ وَلَا تُجَادِلُوْا اَهْلَ الْكِتَابِ اِلَّا بِالَّتِي هِيَ اَحْسَنُ ۗ اِلَّا

تم کرتے ہو اور اے مسلمانو! کتابوں سے نہ جھگڑو مگر بہتر طریقہ پر فلا مگر

## الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ وَقَوْلُوْا اٰمَنَّا بِالَّذِيْ اُنزِلَ اِلَيْنَا وَاُنزِلَ

وہ جنہوں نے اُن میں سے ظلم کیا فلا اور کہو فلا ہم ایمان لائے اس پر جو ہماری طرف اُترا اور جو تمہاری

## اِلَيْكُمْ وَالْهُنَا وَالْهٰكُمُ وَاٰحَدٌ وَاٰحَدٌ وَاٰحَدٌ وَاٰحَدٌ ﴿۳۶﴾ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنَا

طرف اُترا اور ہمارا تمہارا ایک معبود ہے اور ہم اس کے حضور گردن رکھے ہیں فلا اور اے محبوب یونہی تمہاری

فلا یعنی قرآن شریف کہ اس کی تلاوت عبادت بھی ہے اور اس میں لوگوں کے لیے پند و نصیحت بھی اور احکام و آداب و مکالمہ اخلاق کی تعلیم بھی۔ فلا یعنی

ممنوعات شرعیہ سے لہذا جو شخص نماز کا پابند ہوتا ہے اور اس کو اچھی طرح ادا کرتا ہے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایک نہ ایک دن وہ ان برائیوں کو ترک کر دیتا ہے جن میں مبتلا

تھا۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ ہے ایک انصاری جوان سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھا کرتا تھا اور بہت سے کبیرہ گناہوں کا ارتکاب

کرتا تھا، حضور سے اس کی شکایت کی گئی فرمایا: اس کی نماز کسی روز اس کو ان باتوں سے روک دے گی چنانچہ بہت ہی قریب زمانہ میں اس نے توبہ کی اور اس کا حال

بہتر ہو گیا۔ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جس کی نماز اس کو بے حیائی اور ممنوعات سے نہ روکے وہ نماز ہی نہیں۔ فلا کہ وہ افضل طاعات ہے۔ ترمذی

کی حدیث میں ہے: سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں نہ بتاؤں وہ عمل جو تمہارے اعمال میں بہتر اور رب کے نزدیک پاکیزہ تر تہاتہا بلند

رتبہ اور تمہارے لیے سونے چاندی دینے سے بہتر اور جہاد میں لڑنے اور مارے جانے سے بہتر ہے، صحابہ نے عرض کیا: بیشک یا رسول اللہ! وہ اللہ تعالیٰ کا

ذکر ہے۔ ترمذی ہی کی دوسری حدیث میں ہے کہ صحابہ نے حضور سے دریافت کیا تھا کہ روز قیامت اللہ تعالیٰ کے نزدیک کن بندوں کا درجہ افضل ہے؟ فرمایا: بکثرت

ذکر کرنے والوں کا۔ صحابہ نے عرض کیا: اور خدا کی راہ میں جہاد کرنے والا؟ فرمایا: اگر وہ اپنی تلوار سے کفار و مشرکین کو یہاں تک مارے کہ تلوار ٹوٹ جائے اور وہ

خون میں رنگ جائے جب بھی ذکرین ہی کا درجہ اس سے بلند ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس آیت کی تفسیر یہ فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اپنے

بندوں کو یاد کرنا بہت بڑا ہے اور ایک قول اس کی تفسیر میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر بڑا ہے بے حیائی اور بری باتوں سے روکنے اور منع کرنے میں۔ فلا اللہ تعالیٰ

کی طرف اس کی آیات سے دعوت دے کر اور جتوں پر آگاہ کر کے۔ فلا زیادتی میں حد سے گزر گئے عناد اختیار کیا نصیحت نہ مانی نرمی سے نفع نہ اٹھایا ان کے ساتھ

غلطت (شدت) اور سختی اختیار کر اور ایک قول یہ ہے کہ معنی یہ ہیں کہ جن لوگوں نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایذا دی یا جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے لیے

بیٹا اور شریک بتایا ان کے ساتھ سختی کرو یا یہ معنی ہیں کہ ذمی جزیہ ادا کرنے والوں کے ساتھ احسن طریقہ پر مجادلہ کرو مگر جنہوں نے ظلم کیا اور ذمہ سے نکل گئے اور جزیہ کو

منع کیا ان سے مجادلہ تلوار کے ساتھ ہے۔ مسئلہ: اس آیت سے کفار کے ساتھ دینی امور میں مناظرہ کرنے کا جواز ثابت ہوتا ہے اور ایسے ہی ظلم کلام سیکھنے کا جواز بھی۔

فلا اہل کتاب سے جب وہ تم سے اپنی کتابوں کا کوئی مضمون بیان کریں۔ فلا حدیث شریف میں ہے: جب اہل کتاب تم سے کوئی مضمون بیان کریں تو تم نہ ان

کی تصدیق کرو نہ تکذیب کرو یہ کہہ دو کہ ہم اللہ تعالیٰ پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے تو اگر وہ مضمون انہوں نے غلط بیان کیا ہے تو اس کی تصدیق

کے گناہ سے تم بچے رہو گے اور اگر مضمون صحیح تھا تو تم اس کی تکذیب سے محفوظ رہو گے۔



إِلَيْكَ الْكِتَابُ ط فَالَّذِينَ آتَيْنَهُمُ الْكِتَابَ يُؤْمِنُونَ بِهِ ج وَمِنْ هَؤُلَاءِ

طرف کتاب اُتاری ۱۱۸؎ تو وہ جنھیں ہم نے کتاب عطا فرمائی ۱۱۸؎ اس پر ایمان لاتے ہیں اور کچھ ان میں سے ہیں ۱۱۸؎

مَنْ يُؤْمِنُ بِهِ ط وَمَا يَجْحَدُ بِآيَاتِنَا إِلَّا الْكَافِرُونَ ﴿۳۷﴾ وَمَا كُنْتَ تَتْلُوا

جو اس پر ایمان لاتے ہیں اور ہماری آیتوں سے منکر نہیں ہوتے مگر کافر ۱۱۹؎ اور اس ۱۲۰؎ سے پہلے

مِنْ قَبْلِهِ مِنْ كِتَابٍ وَلَا تَخْطُهُ بِإِصْبِغِكَ إِذْ أَلَّا رُتَابَ الْمُبْطِلُونَ ﴿۳۸﴾

تم کوئی کتاب نہ پڑھتے تھے اور نہ اپنے ہاتھ سے کچھ لکھتے تھے یوں ہوتا ۱۲۱؎ تو باطل والے ضرور شک لاتے ۱۲۲؎

بَلْ هُوَ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ فِي صُدُورِ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ ط وَمَا يَجْحَدُ

بلکہ وہ روشن آیتیں ہیں ان کے سینوں میں جن کو علم دیا گیا ۱۲۳؎ اور ہماری آیتوں کا

بِآيَاتِنَا إِلَّا الظَّالِمُونَ ﴿۳۹﴾ وَقَالُوا لَوْلَا أَنْزَلَ عَلَيْهِ آيَاتٌ مِّنْ رَبِّهِ ط قُلْ

انکار نہیں کرتے مگر ظالم ۱۲۴؎ اور بولے ۱۲۵؎ کیوں نہ اُتریں کچھ نشانیاں اُن پر ان کے رب کی طرف سے ۱۲۶؎ تم فرماؤ

إِنَّمَا الْآيَاتُ عِنْدَ اللَّهِ ط وَإِنَّمَا أَنَا نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿۴۰﴾ أَوَلَمْ يَكْفِهِمْ أَنَّا

نشانیاں تو اللہ ہی کے پاس ہیں ۱۲۷؎ اور میں تو یہی صاف ڈرسانے والا ہوں ۱۲۸؎ اور کیا یہ انھیں بس نہیں

أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ ط إِنَّ فِي ذَلِكَ لَرَحْمَةً وَذِكْرَىٰ

کہ ہم نے تم پر کتاب اُتاری جو ان پر پڑھی جاتی ہے ۱۲۹؎ بے شک اس میں رحمت اور نصیحت ہے

۱۱۸؎ قرآن پاک جیسے ان کی طرف تو ریت وغیرہ اتاری تھیں۔ ۱۱۹؎ یعنی جنہیں تو ریت دی جیسے کہ حضرت عبد اللہ بن سلام اور ان کے اصحاب۔ فائدہ: یہ سورت

مکیہ ہے اور حضرت عبد اللہ بن سلام اور ان کے اصحاب مدینہ میں ایمان لائے اللہ تعالیٰ نے اس سے پہلے ان کی خبر دی یہ نبی خروں میں سے ہے۔ (جمل) ۱۱۸؎

۱۱۸؎ یعنی اہل مکہ میں سے ۱۱۹؎ جو کفر میں نہایت سخت ہیں۔ ”حمود“ اس انکار کو کہتے ہیں جو معرفت کے بعد ہو یعنی جان بوجھ کر کرنا اور واقعہ بھی یہی تھا کہ یہود خوب

بیچانتے تھے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے سچے نبی ہیں اور قرآن حق ہے یہ سب کچھ جانتے ہوئے انہوں نے عناداً انکار کیا۔ ۱۲۰؎ قرآن کے نازل ہونے ۱۲۱؎ یعنی آپ لکھتے پڑھتے ہوتے ۱۲۲؎ یعنی اہل کتاب کہنے کے ہماری کتابوں میں نبی آخر الزماں کی صفت یہ مذکور ہے کہ وہ اُتی ہوں گے نہ لکھیں

گے، نہ پڑھیں گے مگر انہیں اس شک کا موقع ہی نہ ملا۔ ۱۲۳؎ ضمیر ہو کارم جمع قرآن ہے اس صورت میں معنی یہ ہیں کہ قرآن کریم روشن آیتیں ہیں جو علماء اور حفاظ کے سینوں میں محفوظ ہیں۔ روشن آیت ہونے کے یہ معنی کہ وہ ظاہر الامجاز ہیں اور یہ دونوں باتیں قرآن پاک کے ساتھ خاص ہیں اور کوئی ایسی کتاب نہیں جو معجزہ ہو

اور نہ ایسی کہ ہر زمانے میں سینوں میں محفوظ رہی ہو اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ہو کی ضمیر کارم جمع سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو قرار دے کر آیت کے یہ معنی بیان فرمائے کہ سید عالم مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صاحب ہیں ان آیات بینات کے جو ان لوگوں کے سینوں میں محفوظ ہیں جنہیں اہل کتاب میں سے علم دیا گیا کیونکہ وہ اپنی کتابوں میں آپ کی نعت و صفت پاتے ہیں۔ (خازن) ۱۲۴؎ یعنی یہود عنود کہ بعد ظہور معجزات کے جان پہچان کر عناداً منکر ہوتے ہیں۔ ۱۲۵؎ کفار کہ ۱۲۶؎ مثل نانوۃ حضرت صالح و عصائے حضرت موسیٰ اور ماندۃ حضرت عیسیٰ کے علیہم الصلوٰۃ والسلام ۱۲۷؎ حسب حکمت جو چاہتا ہے نازل فرماتا ہے ۱۲۸؎ ان فرمائی کرنے والوں کو عذاب کا اور اسی کا مکلف ہوں اس کے بعد اللہ تعالیٰ کفار کہہ کے اس قول کا جواب ارشاد فرماتا ہے۔ ۱۲۹؎ معنی یہ ہیں کہ قرآن کریم معجزہ ہے انبیاء متفقین کے معجزات سے تم واکمل اور تمام انسانوں سے طالب حق کو بے نیاز کرنے والا کیونکہ جب تک زمانہ ہے قرآن کریم باقی و ثابت رہے گا اور دوسرے

لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿۵۱﴾ قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ شَهِيدًا ۚ يَعْلَمُ مَا

ایمان والوں کے لیے تم فرماؤ اللہ بس (کافی) ہے میرے اور تمہارے درمیان گواہ ۱۳۱ جانتا ہے جو

فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْبٰطِلِ وَكَفَرُوْا بِاللّٰهِ لَا

کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور وہ جو باطل پر یقین لائے اور اللہ کے منکر ہوئے

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعٰذَابِ ط وَلَوْ لَا اَجَلٌ

وہی گھاٹے میں ہیں اور تم سے عذاب کی جلدی کرتے ہیں ۱۳۲ اور اگر ایک ٹھہرائی

مَسَّيْ لَجَآءَهُمُ الْعٰذَابُ ط وَلِيَا تِيْبَهُمْ بَعْتَةٌ وَّ هُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۵۳﴾

مدت نہ ہوتی ۱۳۳ تو ضرور ان پر عذاب آجاتا ۱۳۴ اور ضرور ان پر اچانک آئے گا جب وہ بے خبر ہوں گے

يَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعٰذَابِ ط وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَهِيَطَةٌ بِالْكَافِرِيْنَ ﴿۵۴﴾ يَوْمَ

تم سے عذاب کی جلدی مچاتے ہیں اور بے شک جہنم گھیرے ہوئے ہے کافروں کو ۱۳۵ جس دن

يَعْشَهُمُ الْعٰذَابُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ وَيَقُوْلُ ذُوْقُوْا مَا

انھیں ڈھانپے گا عذاب ان کے اوپر اور ان کے پاؤں کے نیچے سے اور فرمائے گا چکھو

كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۵۵﴾ يُعٰدِيْ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنَّ اَرْضِيْ وَاَسْعَةً فَاِيَّايَ

اپنے کئے کا مزہ ۱۳۵ اے میرے بندو جو ایمان لائے بے شک میری زمین وسیع ہے تو

فَاعْبُدُوْنَ ﴿۵۶﴾ كُلُّ نَفْسٍ ذٰٓئِقَةُ الْمَوْتِ قَف ثُمَّ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَ

میری ہی بندگی کرو ۱۳۶ ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے ۱۳۷ پھر ہماری ہی طرف پھرو گے ۱۳۸ اور

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئُهُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِيْ

بے شک جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے ضرور ہم انھیں جنت کے بالا خانوں پر جگہ دیں گے جن کے

مُعْجَزٰتٍ كِي طرْحِ خَمِّ نَهْ هُوْكَ ۱۳۹ میرے صدق رسالت اور تمہاری تکذیب کا معجزات سے میری تائید فرما کر۔ ۱۴۰ یہ آیت نضر بن حارث کے حق میں نازل ہوئی

جس نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ ہمارے اوپر آسمان سے پتھروں کی بارش کرائیے۔ ۱۴۱ جو اللہ تعالیٰ نے معین کی ہے اور اس مدت تک

عذاب کا موخر فرمانا متفقہ ہے ۱۴۲ اور تاخیر نہ ہوتی ۱۴۳ اس سے ان میں کا کوئی بھی نہ بچے گا۔ ۱۴۴ یعنی اپنے اعمال کی جزا۔ ۱۴۵ جس زمین میں

بسہولت عبادت کر سکو معنی یہ ہیں کہ جب مؤمن کو کسی سرزمین میں اپنے دین پر قائم رہنا اور عبادت کرنا دشوار ہو تو چاہئے کہ وہ ایسی سرزمین کی طرف ہجرت کرے

جہاں آسانی سے عبادت کر سکے اور دین کی پابندی میں دشواریاں درپیش نہ ہوں۔ شان نزول: یہ آیت ضعیف مسلمان کہہ کے حق میں نازل ہوئی جنہیں وہاں رہ کر

اسلام کے اٹلہار میں خطرے اور تکلیفیں تھیں اور نہایت ضیق (تنگی) میں تھے انہیں حکم دیا گیا کہ میری بندگی تو ضرور ہے یہاں رہ کر نہ کر سکو تو مدینہ شریف کو ہجرت کر

جاؤ وہ وسیع ہے وہاں امن ہے۔ ۱۴۶ اور اس دار فانی کو چھوڑنا ہی ہے۔ ۱۴۷ ثواب و عذاب اور جزائے اعمال کے لیے تو لازم ہے کہ ہمارے دین پر قائم رہو اور

مَنْ تَحْتَهَا اِلَّا نَهْرٌ خَلِيْلٌ فِيْهَا ۙ نِعْمَ اَجْرُ الْعٰلِيْنَ ﴿۵۸﴾ الَّذِيْنَ

نیچے نہریں بہتی ہوں گی ہمیشہ اُن میں رہیں گے کیا ہی اچھا اجر کام والوں کا ۱۳۹ وہ جنہوں نے

صَبْرًا وَاَوْعٰی رَابِّهٖمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَكَآيِنٌ مِّنْ دَاۤءِبَةٍ لَا تَحْمِلُ رِزْقَهَا ۗ

صبر کیا ۱۴۰ اور اپنے رب ہی پر بھروسہ رکھتے ہیں ۱۴۱ اور زمین پر کتنے ہی چلنے والے ہیں کہ اپنی روزی ساتھ نہیں رکھتے ۱۴۲

اَللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَاِيَّاكُمْ ۗ وَهُوَ السَّيِّعُ الْعَلِيْمُ ﴿۶۰﴾ وَلٰٓئِن سَاَلْتَهُمْ مِّنْ

اللہ روزی دیتا ہے انہیں اور تمہیں ۱۴۳ اور وہی سُنتا جانتا ہے ۱۴۴ اور اگر تم اُن سے پوچھو ۱۴۵ کس نے

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لِيَقُوْلَ سُبْحٰنَ اللّٰهِ

بنائے آسمان اور زمین اور کام میں لگائے سورج اور چاند تو ضرور کہیں گے اللہ نے

فَاَنۢىۡ يُّوْفٰوْنَ ﴿۶۱﴾ اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنۢ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ

تو کہاں اوندھے جاتے ہیں ۱۴۶ اللہ کشادہ کرتا ہے رزق اپنے بندوں میں جس کے لیے چاہے اور تنگی فرماتا ہے جس

لَهٗ ۙ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۶۲﴾ وَلٰٓئِن سَاَلْتَهُمْ مِّنۡ نَّزَّلِ مِنَ السَّمَآءِ

کے لیے چاہے بے شک اللہ سب کچھ جانتا ہے اور جو تم اُن سے پوچھو کس نے اتارا آسمان سے

مَآءً فَاٰحْيٰۤاِبِهٖ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ مَوْتِهَا لِيَقُوْلَ سُبْحٰنَ اللّٰهِ ۗ قُلِ الْحَمْدُ

پانی تو اس کے سبب زمین زندہ کردی مرے پیچھے ضرور کہیں گے اللہ نے ۱۴۷ تم فرماؤ سب خوبیاں

لِلّٰهِ ۗ بَلۡ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۶۳﴾ وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا لَهْوٌ وَّ

اللہ کو بلکہ اُن میں اکثر بے عقل ہیں ۱۴۸ اور یہ دنیا کی زندگی تو نہیں مگر کھیل

اپنے دین کی حفاظت کے لیے ہجرت کرو۔ ۱۳۹ جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت بجالائے۔ ۱۴۰ سختیوں پر اور کسی شدت میں اپنے دین کو نہ چھوڑا مشرکین کی ایذا

سہی ہجرت اختیار کر کے دین کی خاطر وطن کو چھوڑنا گوارا کیا۔ ۱۴۱ تمام امور میں۔ ۱۴۲ شان نزول: مکہ مکرمہ میں مؤمنین کو مشرکین شب و روز طرح طرح

کی ایذائیں دیتے رہتے تھے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کرنے کو فرمایا تو ان میں سے بعض نے کہا کہ ہم مدینہ شریف کو

کیسے چلے جائیں نہ وہاں ہمارا گھر نہ مال کون ہمیں کھلانے کا کون پلانے کا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اور فرمایا گیا کہ بہت سے جاندار ایسے ہیں جو اپنی

روزی ساتھ نہیں رکھتے اس کی انہیں قوت نہیں اور نہ وہ اگلے دن کے لیے کوئی ذخیرہ جمع کرتے ہیں جیسے کہ بہائم (چوپائے) ہیں طیور (پرندے) ہیں۔

۱۴۳ تو جہاں ہو گے وہی روزی دے گا تو یہ کیا پوچھنا کہ ہمیں کون کھلانے کا کون پلانے کا ساری خلق کا اللہ رزاق ہے، ضعیف اور قوی، مقیم اور مسافر سب کو

وہی روزی دیتا ہے۔ ۱۴۴ تمہارے اقوال اور تمہارے دل کی باتوں کو حدیث شریف میں ہے: سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم اللہ تعالیٰ پر

توکل کرو جیسا چاہتے تو وہ تمہیں ایسی روزی دے جیسی پرندوں کو دیتا ہے کہ صبح بھوکے خالی پیٹ اٹھتے ہیں شام کو سیر (پیٹ بھرے) واپس ہوتے ہیں۔ (ترمذی)

۱۴۵ یعنی کفار مکہ سے ۱۴۶ اور باوجود اس اقرار کے کہ اللہ تعالیٰ کی توحید سے منحرف ہوتے ہیں۔ ۱۴۷ اس کے مقرر ہیں۔ ۱۴۸ کہ باوجود اس اقرار

کے توحید کے منکر ہیں۔



لَعِبٌ ۖ وَإِنَّ الدَّارَ الْآخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ ۗ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ﴿۶۳﴾ فَاذَا

کود ۱۴۹ اور بے شک آخرت کا گھر ضرور وہی سچی زندگی ہے ۱۵۰ کیا اچھا تھا اگر جانتے ۱۵۱ پھر جب

رَاكِبُوا فِي الْفُلْكِ دَعَا اللّٰهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ۗ فَلَمَّا جَاهَمُوا إِلَى

کشتی میں سوار ہوتے ہیں ۱۵۲ اللہ کو پکارتے ہیں ایک اسی پر عقیدہ لاکر ۱۵۳ پھر جب وہ انہیں کشتی کی طرف

الْبَرِّ إِذَا هُمْ يُشْرِكُونَ ﴿۶۵﴾ لِيَكْفُرُوا بِآبَائِهِمْ ۚ وَلِيَسْتَعِزَّوْا ۚ فَسَوْفَ

بچاتا ہے ۱۵۴ جبھی شرک کرنے لگتے ہیں ۱۵۵ کہ ناشکری کریں ہماری دی ہوئی نعمت کی ۱۵۶ اور برتیں ۱۵۷ تو اب

يَعْلَمُونَ ﴿۶۶﴾ أَوْلَمْ يَرَوْا أَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا مِّنَّا وَيَتَخَفَتِ النَّاسُ مِنْ

جانا چاہتے ہیں ۱۵۸ اور کیا انہوں نے ۱۵۹ یہ نہ دیکھا کہ ہم نے ۱۶۰ حرمت والی زمین پناہ بنائی ۱۶۱ اور ان کے آس پاس والے لوگ اچک لئے

حَوْلِهِمْ ۚ أَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُونَ وَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَكْفُرُونَ ﴿۶۷﴾ وَمَنْ أَظْلَمُ

جاتے ہیں ۱۶۲ تو کیا باطل پر یقین لاتے ہیں ۱۶۳ اور اللہ کی دی ہوئی نعمت سے ۱۶۴ ناشکری کرتے ہیں اور اس سے بڑھ کر ظالم کون

مِمَّنْ افْتَرَىٰ عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُ ۗ أَلَيْسَ فِي

جو اللہ پر جھوٹ باندھے ۱۶۵ یا حق کو جھٹلائے ۱۶۶ جب وہ اس کے پاس آئے کیا جہنم میں

جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكَافِرِينَ ﴿۶۸﴾ وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ

کافروں کا ٹھکانا نہیں ۱۶۷ اور جنہوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ضرور ہم انہیں اپنے راستے

سُبُلَنَا ۗ وَإِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ ﴿۶۹﴾

دکھادیں گے ۱۶۸ اور بے شک اللہ نیکوں کے ساتھ ہے ۱۶۹

۱۴۹ کہ جیسے بچے گھڑی بھر کھیلنے میں کھیل میں دل لگاتے ہیں پھر اس سب کو چھوڑ کر چل دیتے ہیں یہی حال دنیا کا ہے نہایت سریع الزوال (جلدی مٹنے والی) ہے

اور موت یہاں سے ایسا ہی جدا کر دیتی ہے جیسے کھیل والے بچے منتشر ہو جاتے ہیں۔ ۱۵۰ کہ وہ زندگی پاندار ہے دائمی ہے اس میں موت نہیں زندگی کھلانے کے

لائق وہی ہے۔ ۱۵۱ دنیا اور آخرت کی حقیقت تو دنیائے فانی کو آخرت کی جاودانی زندگی پر ترجیح نہ دیتے۔ ۱۵۲ اور ڈوبنے کا اندیشہ ہوتا ہے تو باوجود اپنے شرک و

عناد کے بتوں کو نہیں پکارتے بلکہ ۱۵۳ کہ اس مصیبت سے نجات وہی دے گا۔ ۱۵۴ اور ڈوبنے کا اندیشہ اور پریشانی جاتی رہتی ہے اطمینان حاصل ہوتا ہے

۱۵۵ ازمانہ جاہلیت کے لوگ بحری سفر کرتے وقت بتوں کو ساتھ لے جاتے تھے جب ہوا مخالف چلتی اور کشتی خطرہ میں آتی تو بتوں کو دریا میں پھینک دیتے اور یارب

یارب پکارنے لگتے اور امن پانے کے بعد پھر اسی شرک کی طرف لوٹ جاتے ۱۵۶ یعنی اس مصیبت سے نجات کی۔ ۱۵۷ اور اس سے فائدہ اٹھائیں بخلاف

مؤمنین مخلصین کے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے اخلاص کے ساتھ شکر گزار رہتے ہیں اور جب ایسی صورت پیش آتی ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے رہائی دیتا ہے تو اس

کی طاعت میں اور زیادہ سرگرم ہو جاتے ہیں مگر کافروں کا حال اس کے بالکل برخلاف ہے۔ ۱۵۸ نتیجہ اپنے کردار کا۔ ۱۵۹ یعنی اہل مکہ نے ۱۶۰ ان کے شہر مکہ

مکہ کی ۱۶۱ ان کے لیے جو اس میں ہوں ۱۶۲ قتل کئے جاتے ہیں، گرفتار کئے جاتے ہیں۔ ۱۶۳ یعنی بتوں پر ۱۶۴ یعنی سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم سے اور اسلام سے کفر کر کے ۱۶۵ اس کے لیے شریک ٹھہرائے۔ ۱۶۶ سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت اور قرآن کو نہ مانے۔ ۱۶۷ بیشک تمام



الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۵ وَعَدَا لِلَّهِ ط لَا يُخْلِفُ اللَّهُ وَعْدَهُ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ

عزت والا مہربان اللہ کا وعدہ اللہ اپنا وعدہ خلاف نہیں کرتا لیکن بہت

النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۶ يَعْلَمُونَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۷ وَهُمْ

لوگ نہیں جانتے و جانتے ہیں آپکوں کے سامنے کی دنیوی زندگی و اور وہ

عَنِ الْآخِرَةِ هُمْ غٰفِلُونَ ۸ أَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوا فِي أَنفُسِهِمْ ۹ مَا خَلَقَ

آخرت سے پورے بے خبر ہیں کیا انھوں نے اپنے جی میں نہ سوچا کہ اللہ نے

اللَّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ وَأَجَلٍ مُّسَدَّدٍ ۱۰

پیدا نہ کئے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے مگر حق و ایک مقرر میعاد سے و اور

إِنَّ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَائِ رَبِّهِمْ لَكٰفِرُونَ ۱۱ أَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي

بے شک بہت سے لوگ اپنے رب سے ملنے کا انکار رکھتے ہیں و اور کیا انھوں نے زمین میں

الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۱۲ كَانُوا أَشَدَّ

سفر نہ کیا کہ دیکھتے کہ اُن سے اگلوں کا انجام کیسا ہوا و وہ ان سے

مِنْهُمْ قُوَّةً ۱۳ وَأَشَارُوا إِلَى الْأَرْضِ وَعَمْرُوها أَكْثَرُ مِمَّا عَمْرُوها وَ

زیادہ زور آور تھے اور زمین جوتی اور آباد کی ان و کی آبادی سے زیادہ اور

جَاءَهُمْ رَسُولٌ بِالْبَيِّنَاتِ ۱۴ فَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوا

ان کے رسول ان کے پاس روشن نشانیاں لائے و تو اللہ کی شان نہ تھی کہ اُن پر ظلم کرتا و ہاں وہ

أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ۱۵ ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ آسَأُوا وَالسُّوْءَآئِي

خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے و پھر جنھوں نے حد بھر کی برائی کی ان کا انجام یہ ہوا

و جو اس نے فرمایا تھا کہ رومی چند برس میں پھر غالب ہوں گے۔ و یعنی بے علم ہیں۔ و تجارت زراعت تعمیر وغیرہ دنیوی دھندے۔ اس میں

اشارہ ہے کہ دنیا کی بھی حقیقت نہیں جانتے اس کا بھی ظاہر ہی جانتے ہیں۔ و یعنی آسمان زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اللہ تعالیٰ نے ان کو بعثت

اور باطل نہیں بنایا ان کی پیدائش میں بے شمار حکمتیں ہیں۔ و یعنی ہمیشہ کے لیے نہیں بنایا بلکہ ایک مدت معین کر دی ہے جب وہ مدت پوری ہو جاوے گی

تو یہ فنا ہو جائیں گے اور وہ مدت قیامت قائم ہونے کا وقت ہے۔ و یعنی بعثت بعد الموت پر ایمان نہیں لاتے۔ و کہ رسولوں کی تکذیب کے باعث

ہلاک کئے گئے ان کے اجڑے ہوئے دیار اور ان کی بربادی کے آثار دیکھنے والوں کے لیے موجب عبرت ہیں۔ و اہل مکہ و ان پر ایمان نہ

لائے۔ پس اللہ تعالیٰ نے انہیں ہلاک کیا۔ و ان کے حقوق کم کر کے اور انہیں بغیر جرم کے ہلاک کر کے۔ و رسولوں کی تکذیب کر کے اپنے آپ کو

مستحق عذاب بنا کر۔



اَنْ كَذَّبُوا بِآيَاتِ اللّٰهِ وَكَانُوا بِهَا يَسْتَهْزِءُونَ ۱۰ ۱۰ اللّٰهُ يَبْدُو الْخَلْقِ

کہ اللہ کی آیتیں جھٹلانے لگے اور اُن کے ساتھ تمسخر کرتے اللہ پہلے بناتا ہے

ثُمَّ يُعِيدُهُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۱۱ ۱۱ وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يُبْلِسُ

پھر دوبارہ بنائے گا اور پھر اس کی طرف پھرو گے اور جس دن قیامت قائم ہوگی مجرموں کی

الْمُجْرِمُونَ ۱۲ ۱۲ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ مِّنْ شُرَكَائِهِمْ شُفَعَاءٌ وَكَانُوا بِشُرَكَائِهِمْ

آس ٹوٹ جائے گی اور اُن کے شریکوں کے سفارشی نہ ہوں گے اور وہ اپنے شریکوں سے

كٰفِرِيْنَ ۱۳ ۱۳ وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا ۱۴ ۱۴ فَاَمَّا

مگر ہوجائیں گے اور جس دن قیامت قائم ہوگی اس دن الگ ہوجائیں گے تو وہ

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَهُمْ فِيْ رَوْضَةٍ يُحْبَرُوْنَ ۱۵ ۱۵ وَاَمَّا

جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے باغ کی کیاری میں اُن کی خاطر داری ہوگی اور وہ

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِآيٰتِنَا وَلِقَاءِ الْاٰخِرَةِ فَاُولٰٓئِكَ فِي الْعَذَابِ

جو کافر ہوئے اور ہماری آیتیں اور آخرت کا ملنا جھٹلایا وہ عذاب میں لادھرے (ڈالے)

مُحْضَرُوْنَ ۱۶ ۱۶ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تَسُوْنُ وَحِيْنَ تَصْبِحُوْنَ ۱۷ ۱۷ وَلَهُ

جائیں گے تو اللہ کی پاکی بولو جب شام کرو اور جب صبح ہو اور اسی کی

الْحَدِّ فِي السَّبُوْتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ ۱۸ ۱۸ يُخْرِجُ

تعریف ہے آسمانوں اور زمین میں دن اور کچھ دن رہے اور جب تمہیں دوپہر ہو وہ زندہ کو

۱۰ یعنی بعد موت زندہ کر کے۔ ۱۱ تو اعمال کی جزا دے گا۔ ۱۲ اور کسی نفع اور بھلائی کی امید باقی نہ رہے گی۔ بعض مفسرین نے یہ معنی بیان کئے ہیں کہ ان کا

کلام منقطع ہو جائے گا وہ سادہ رہ جائیں گے کیونکہ ان کے پاس پیش کرنے کے قابل کوئی حجت نہ ہوگی۔ بعض مفسرین نے یہ معنی بیان کئے ہیں کہ وہ سوا ہوں گے

۱۲ یعنی بت جنہیں وہ پوجتے تھے ۱۳ مومن اور کافر پھر کبھی جمع نہ ہوں گے۔ ۱۴ یعنی جنت میں ان کا اکرام کیا جائے گا جس سے وہ خوش ہوں گے یہ

خاطر داری جتنی نعمتوں کے ساتھ ہوگی۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ اس سے مراد سماع ہے کہ انہیں نعمات طرب انگیز سنائے جائیں گے جو اللہ تبارک و تعالیٰ کی تسبیح پر

مشتمل ہوں گے۔ ۱۵ بعث و حشر کے منکر ہوئے۔ ۱۶ نہ اس عذاب میں تخفیف ہو نہ اس سے کبھی نکلیں۔ ۱۷ پاکی بولنے سے یا تو اللہ تعالیٰ کی تسبیح و شامراد

ہے اور اس کی احادیث میں بہت فضیلتیں وارد ہیں یا اس سے نماز مراد ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے دریافت کیا گیا کہ کیا جگہ نہ نمازوں کا بیان

قرآن پاک میں ہے؟ فرمایا: ہاں اور یہ آیتیں تلاوت فرمائیں اور فرمایا کہ ان میں پانچوں نمازیں اور ان کے اوقات مذکور ہیں۔ ۱۸ اس میں مغرب و عشاء کی

نمازیں آئیں۔ ۱۹ یہ نماز فجر ہوئی۔ ۲۰ یعنی آسمان اور زمین والوں پر اس کی حمد لازم ہے۔ ۲۱ یعنی تسبیح کرو کچھ دن رہے یہ نماز عصر ہوئی۔ ۲۲ یہ نماز ظہر

ہوئی۔ حکمت: نماز کے لیے یہ جگہ نہ اوقات مقرر فرمائے گئے اس لیے کہ افضل اعمال وہ ہے جو مدام ہو اور انسان یہ قدرت نہیں رکھتا کہ اپنے تمام اوقات نماز میں

صرف کرے کیونکہ اس کے ساتھ کھانے پینے وغیرہ کے حوائج و ضروریات ہیں تو اللہ تعالیٰ نے بندہ پر عبادت میں تخفیف فرمائی اور دن کے اول و اوسط و آخر میں اور

الْحَيِّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ

نکالتا ہے مُردے سے ۲۲ اور مُردے کو نکالتا ہے زندہ سے ۲۳ اور زمین کو چلاتا (سرسبز و شاداب کرتا) ہے اس کے

مَوْتِهَا ۲۴ وَكَذَلِكَ تُخْرَجُونَ ۱۹ ۱۰ وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَكُمْ مِنْ تُرَابٍ

مرے پیچھے ۲۴ اور یوں ہی تم نکالے جاؤ گے ۲۴ اور اس کی نشانیوں سے ہے یہ کہ تمہیں پیدا کیا مٹی سے ۲۴

ثُمَّ إِذَا أَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُونَ ۲۰ وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ

پھر جیسی تم انسان ہو دنیا میں پھیلے ہوئے اور اس کی نشانیوں سے ہے کہ تمہارے لیے تمہاری ہی جنس سے

أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً ۲۱ إِنَّ فِي ذَلِكَ

جوڑے بنائے کہ اُن سے آرام پاؤ اور تمہارے آپس میں محبت اور رحمت رکھی ۲۱ بے شک اس میں

لَايَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ۲۱ وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ

نشانیوں ہیں دھیان کرنے والوں کے لیے اور اس کی نشانیوں سے ہے آسمانوں اور زمین کی پیدائش

وَاجْتِلَافِ أَلْسِنَتِكُمْ وَالْوَأَانِكُمْ ۲۲ إِنَّ فِي ذَلِكَ لآيَاتٍ لِلْعَالَمِينَ ۲۲ وَ

اور تمہاری زبانوں اور رنگتوں کا اختلاف ۲۲ بے شک اس میں نشانیوں ہیں جاننے والوں کے لیے اور

مِنْ آيَاتِهِ مَمَامِكُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَابْتِغَاؤُكُمْ مِنْ فَضْلِهِ ۲۳ إِنَّ فِي

اس کی نشانیوں میں سے ہے رات اور دن میں تمہارا سوناٹے اور اس کا فضل تلاش کرنا ۲۳ بے شک اس

ذَلِكَ لآيَاتٍ لِقَوْمٍ يُسْمَعُونَ ۲۳ وَمِنْ آيَاتِهِ يُرِيكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَ

میں نشانیوں ہیں سُننے والوں کے لیے ۲۳ اور اس کی نشانیوں سے ہے کہ تمہیں بجلی دکھاتا ہے ڈرانی ۲۳ اور

طَمَعًا وَيُنزِلُ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَيُحْيِي بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۲۴ إِنَّ

امید دلاتی ۲۴ اور آسمان سے پانی اُتارتا ہے تو اُس سے زمین کو زندہ کرتا ہے اس کے مرے پیچھے بے شک

رات کے اول و آخر میں نمازیں مقرر کیں تاکہ ان اوقات میں مشغول نماز رہنا دائمی عبادت کے حکم میں ہو۔ (مدارک و مخازن) ۲۳ جیسے کہ پرند کو انڈے سے اور

انسان کو نطفہ سے اور مومن کو کافر سے۔ ۲۴ جیسے کہ انڈے کو پرند سے نطفہ کو انسان سے کافر کو مومن سے ۲۵ یعنی خشک ہو جانے کے بعد مینہ برسا کر سبزہ اُگا کر۔

۲۶ قبروں سے بعث و حساب کے لیے۔ ۲۷ تمہارا جَدِّ اَعْلٰی اور تمہاری اصل حضرت آدم علیہ السلام کو اس سے پیدا کر کے۔ ۲۸ کہ بغیر کسی پہلی معرفت اور

بغیر کسی قرابت کے ایک کو دوسرے کے ساتھ محبت و ہمدردی ہے۔ ۲۹ زبانوں کا اختلاف تو یہ ہے کہ کوئی عربی بولتا ہے کوئی عجمی کوئی اور کچھ اور رنگتوں کا اختلاف

یہ ہے کہ کوئی گورا ہے کوئی کالا کوئی گندمی اور یہ اختلاف نہایت عجیب ہے کیونکہ سب ایک اصل سے ہیں اور سب حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ ۳۰ جس سے

تکان دور ہوتی ہے اور راحت حاصل ہوتی ہے۔ ۳۱ فضل تلاش کرنے سے کسب معاش مراد ہے۔ ۳۲ جو گوشِ ہوش سے سیں۔ ۳۳ کرنے اور نقصان

پہنچانے سے ۳۴ بارش کی۔

فِي ذَلِكَ آيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ﴿۲۳﴾ وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ تَقُومَ السَّمَاءُ وَ

اس میں نشانیاں ہیں عقل والوں کے لیے ۲۳ اور اس کی نشانیوں سے ہے کہ اس کے حکم سے آسمان

الْأَرْضُ بِأَمْرِهِ ۖ ثُمَّ إِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً مِّنَ الْأَرْضِ إِذَا أَنْتُمْ

اور زمین قائم ہیں ۲۴ پھر جب تمہیں زمین سے ایک ندا فرمائے گا ۲۵ جہی تم

تَخْرُجُونَ ﴿۲۵﴾ وَلَهُ مَن فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ كُلُّ لَّهُ قانتُونَ ﴿۲۶﴾ وَ

نکل پڑو گے ۲۵ اور اسی کے ہیں جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہیں سب اس کے زیر حکم ہیں اور

هُوَ الَّذِي يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِ ۚ وَلَهُ الْمَثَلُ

وہی ہے کہ اول بناتا ہے پھر اُسے دوبارہ بنائے گا ۲۶ اور یہ تمہاری سمجھ میں اس پر زیادہ آسان ہونا چاہئے ۲۷ اور اسی کے لیے ہے

الْأَعْلَىٰ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿۲۷﴾ ضَرَبَ

سب سے برتر شان آسمانوں اور زمین میں ۲۸ اور وہی عزت و حکمت والا ہے تمہارے لیے ۲۹ ایک

لَكُمْ مَثَلًا مِّنْ أَنْفُسِكُمْ ۖ هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَاءَ

کہاوت بیان فرماتا ہے خود تمہارے اپنے حال سے ۳۰ کیا تمہارے لیے تمہارے ہاتھ کے مال غلاموں میں سے کچھ شریک ہیں ۳۱

فِي مَا رَزَقْتُمْ فَأَنْتُمْ فِيهِ سَوَاءٌ تَخَافُونَهُمْ كَخِيفَتِكُمْ أَنْفُسَكُمْ

اس میں جو ہم نے تمہیں روزی دی ۳۲ تو تم سب اس میں برابر ہو ۳۳ تم اُن سے ڈرو ۳۴ جیسے آپس میں ایک دوسرے سے ڈرتے ہو ۳۵

كَذَلِكَ نَفِصِلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ﴿۲۸﴾ بَلِ اتَّبَعَ الَّذِينَ ظَلَمُوا

ہم ایسی مفصل نشانیاں بیان فرماتے ہیں عقل والوں کے لیے بلکہ ظالم ۳۶ اپنی خواہشوں

۳۵ جو سوچیں اور قدرت الہی پر غور کریں۔ ۳۶ حضرت ابن عباس اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے فرمایا کہ وہ دونوں بغیر کسی سہارے کے

قائم ہیں۔ ۳۷ یعنی تمہیں قبروں سے بلائے گا اس طرح کہ حضرت اسرافیل علیہ السلام قبر والوں کے اٹھانے کے لیے صور پھونکیں گے تو اولین و آخرین میں

سے کوئی ایسا نہ ہوگا جو نہ اٹھے۔ چنانچہ اس کے بعد ہی ارشاد فرماتا ہے: ۳۸ یعنی قبروں سے زندہ ہو کر۔ ۳۹ ہلاک ہونے کے بعد۔ ۴۰ کیونکہ انسانوں

کا تجربہ اور ان کی رائے یہی بتاتی ہے کہ شے کا اعادہ (دوبارہ بنانا) اس کی ابتداء سے سہل (آسان) ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے لیے کچھ بھی دشوار نہیں۔

۴۱ کہ اس جیسا کوئی نہیں وہ معبود برحق ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ ۴۲ اے مشرک! ۴۳ وہ مثل (کہاوت) یہ ہے ۴۴ یعنی کیا تمہارے غلام

تمہارے ساجھی ہیں۔ ۴۵ مال و متاع وغیرہ ۴۶ یعنی آقا اور غلام کو اس مال و متاع میں یکساں استحقاق ہو ایسا کہ ۴۷ اپنے مال و متاع میں بغیر ان

غلاموں کی اجازت کے تصرف کرنے سے ۴۸ مدعا یہ ہے کہ تم کسی طرح اپنے مملوکوں کو اپنا شریک بنانا گوارا نہیں کر سکتے تو کتنا ظلم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مملوکوں کو

اس کا شریک قرار دو۔ اے مشرکین تم اللہ تعالیٰ کے سوا جنہیں اپنا معبود قرار دیتے ہو وہ اس کے بندے اور مملوک ہیں۔ ۴۹ جنہوں نے شرک کر کے اپنی جانوں

پر ظلم عظیم کیا ہے۔



أَهْوَاءَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ فَمَنْ يَهْدِي مَنْ أَضَلَّ اللَّهُ ۖ وَمَا لَهُمْ مِنْ

کے پیچھے ہو لیے بے جانے والا تو اُسے کون ہدایت کرے جسے خدا نے گمراہ کیا ۱۱ اور اُن کا کوئی

نَصْرِينَ ۲۹ ۚ فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا ۗ فِطْرَتَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ

مددگار نہیں ۱۲ تو اپنا منہ سیدھا کرو اللہ کی اطاعت کے لیے ایک اکیلا اسی کے ہو کر ۱۳ اللہ کی ڈالی ہوئی بنا جس پر

النَّاسَ عَلَيْهَا ۖ لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ ۗ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ ۚ وَلٰكِن

لوگوں کو پیدا کیا ۱۴ اللہ کی بنائی چیز نہ بدلنا ۱۵ یہی سیدھا دین ہے مگر

أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۚ ۳۰ ۚ مُنِيبِينَ إِلَيْهِ وَاتَّقُوهُ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ

بہت لوگ نہیں جانتے ۱۶ اس کی طرف رجوع لاتے ہوئے ۱۷ اور اس سے ڈرو اور نماز قائم رکھو

وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۚ ۳۱ ۚ مِنَ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا

اور مشرکوں سے نہ ہو ان میں سے جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ۱۸ اور ہو گئے

شَيْعًا ۗ كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ ۚ ۳۲ ۚ وَإِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ

گروہ گروہ ہر گروہ جو اس کے پاس ہے اس پر خوش ہے ۱۹ اور جب لوگوں کو تکلیف پہنچتی ہے ۲۰

دَعَا رَبَّهُمْ مُنِيبِينَ إِلَيْهِ ثُمَّ إِذَا آذَقَهُمْ مِنْهُ رَحْمَةً إِذَا فَرِحُوا

تو اپنے رب کو پکارتے ہیں اس کی طرف رجوع لاتے ہوئے پھر جب وہ انہیں اپنے پاس سے رحمت کا مزہ دیتا ہے ۲۱ جہی ان میں سے

مِنْهُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُونَ ۚ ۳۳ ۚ لِيَكْفُرُوا بِآبَائِهِمْ وَطَفَّتْهُمُ

ایک گروہ اپنے رب کا شریک ٹھہرانے لگتا ہے کہ ہمارے دینے کی ناشکری کریں تو برت لوں گے اب قریب

تَعْلُونَ ۚ ۳۴ ۚ أَمْ أَنْزَلْنَا عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا فَهُوَ يَتَكَبَّرُ بِمَا كَانُوا بِهِ

جاننا چاہتے ہو ۲۲ یا ہم نے ان پر کوئی سند اتاری ۲۳ کہ وہ انہیں ہمارے شریک

۲۴ جہالت سے ۲۵ یعنی کوئی اس کا ہدایت کرنے والا نہیں۔ ۲۶ جو انہیں عذاب الہی سے بچا سکے ۲۷ یعنی خلوص کے ساتھ دین الہی پر باستقامت و

استقلال قائم رہو۔ ۲۸ ”فطرت“ سے مراد دین اسلام ہے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے خلق کو ایمان پر پیدا کیا جیسا کہ بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ ہر بچہ

فطرت پر پیدا کیا جاتا ہے یعنی اسی عہد پر جو ”اَلدِّينُ اَلْحَنِيفُ اَلَّذِي هُوَ اَلدِّينُ اَلْحَنِيفُ“ فرمایا گیا ہے۔ بخاری شریف کی حدیث میں ہے: پھر اس کے ماں باپ اس کو یہودی یا نصرانی یا

مجوسی بنا لیتے ہیں۔ اس آیت میں حکم دیا گیا کہ دین الہی پر قائم رہو جس پر اللہ تعالیٰ نے خلق کو پیدا کیا ہے۔ ۲۹ یعنی دین الہی پر قائم رہنا۔ ۳۰ اس کی حقیقت کو تو

اس دین پر قائم رہو۔ ۳۱ یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف توبہ اور طاعت کے ساتھ۔ ۳۲ معبود کے باب میں اختلاف کر کے ۳۳ اور اپنے باطل کو حق گمان کرتا ہے۔

۳۴ نکلے مرض کی یا قحط کی یا اس کے سوا اور کوئی ۳۵ اس تکلیف سے خلاصی عنایت کرتا ہے اور راحت عطا فرماتا ہے ۳۶ دنیوی نعمتوں کو چند روز۔ ۳۷ کہ آخرت

میں تمہارا کیا حال ہوتا ہے اور اس دنیا طلبی کا کیا نتیجہ نکلنے والا ہے۔ ۳۸ کوئی حجت یا کوئی کتاب۔

يُشْرِكُونَ ﴿۳۵﴾ وَإِذَا آذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً فَرِحُوا بِهَا ط وَإِنْ تُصِيبَهُمْ

بتا رہی ہے ۵۷ اور جب ہم لوگوں کو رحمت کا مزہ دیتے ہیں ۵۸ اس پر خوش ہو جاتے ہیں ۵۹ اور اگر انہیں کوئی

سَيِّئَةٌ بِهَا قَدَمَتْ أَيْدِيهِمْ إِذَا هُمْ يَقْتَضُونَ ﴿۳۶﴾ أَوْلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ

برائی پہنچنے ۶۰ بدلہ اس کا جو اُن کے ہاتھوں نے بھیجا ۶۱ جبھی وہ نا اُمید ہو جاتے ہیں ۶۲ اور کیا انہوں نے نہ دیکھا کہ اللہ

يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ ط إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ

رزق وسیع فرماتا ہے جس کے لیے چاہے اور تنگی فرماتا ہے جس کے لیے چاہے بے شک اس میں نشانیاں ہیں

يُؤْمِنُونَ ﴿۳۷﴾ فَاتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ ط ذَلِكَ

ایمان والوں کے لیے تو رشتہ دار کو اس کا حق دو ۳۷ اور مسکین اور مسافر کو ۳۸ یہ

خَيْرٌ لِّلَّذِينَ يُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ ط وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿۳۸﴾ وَمَا

بہتر ہے اُن کے لیے جو اللہ کی رضا چاہتے ہیں ۳۸ اور انہیں کا کام بنا اور

اتَّيْتُمْ مِّنْ رَبِّ بِالْيُرْبُوٰفِي أَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرِبُوا عِنْدَ اللَّهِ ط وَمَا

تم جو چیز زیادہ لینے کو دو کہ دینے والے کے مال بڑھیں تو وہ اللہ کے یہاں نہ بڑھے گی ۳۹ اور جو

اتَّيْتُمْ مِّنْ زَكَاةٍ تُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الضَّعِيفُونَ ﴿۳۹﴾ اللَّهُ

تم خیرات دو اللہ کی رضا چاہتے ہوئے ۴۰ تو انہیں کے دونے ہیں ۴۱ اللہ ہے

الَّذِي خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُعِيْبِكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ هَلْ مِنْ

جس نے تمہیں پیدا کیا پھر تمہیں روزی دی پھر تمہیں مارے گا پھر تمہیں جلانے (زندہ کرے) گا ۴۲ کیا

شُرَكَائِكُمْ مَّنْ يَّفْعَلُ مِنْ ذَلِكُمْ مِّنْ شَيْءٍ ط سُبْحٰنَهُ وَتَعٰلٰى عَمَّا

تمہارے شریکوں میں ۴۳ بھی کوئی ایسا ہے جو اُن کاموں میں سے کچھ کرے ۴۴ پاکی اور برتری ہے اُسے

۵۷ اور شرک کرنے کا حکم دیتی ہے ایسا نہیں ہے نہ کوئی جنت ہے نہ کوئی سزا ۵۸ یعنی تندرستی اور وسعت رزق کا ۵۹ اور اترتے ہیں ۶۰ کھٹ یا خوف یا اور

کوئی بلا ۶۱ یعنی ان کی معصیوں اور ان کے گناہوں کا ۶۲ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اور یہ بات مومن کی شان کے خلاف ہے کیونکہ مومن کا حال یہ ہے کہ جب

اسے نعمت ملتی ہے تو شکر گزاری کرتا ہے اور جب سختی ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کا امیدوار رہتا ہے ۶۳ اس کے ساتھ سلوک اور احسان کرو ۶۴ ان کے حق دو

صدقہ دے کر اور ہمان نوازی کر کے ۶۵ مسئلہ: اس آیت سے محارم کے نفقہ کا وجوب ثابت ہوتا ہے ۶۶ (مدارک) ۶۷ اور اللہ تعالیٰ سے ثواب کے طالب ہیں ۶۸ لوگوں کا دستور تھا کہ وہ دوست احباب اور آشناؤں کو یا اور کسی شخص کو اس نیت سے ہدیہ دیتے تھے کہ وہ انہیں اس سے زیادہ دے گا یہ جائز تو ہے لیکن اس پر ثواب نہ ملے گا

اس میں برکت نہ ہوگی کیونکہ یہ عمل خالصاً للہ تعالیٰ نہیں ہوا ۶۹ نہ اس سے بدلہ لینا مقصود ہو نہ نام و نمود ۷۰ ان کا اجر و ثواب زیادہ ہوگا ایک نیکی کا دس گنا زیادہ دیا جائے گا ۷۱ پیدا کرنا، روزی دینا، مارنا، جلانا یہ سب کام اللہ ہی کے ہیں ۷۲ یعنی بتوں میں جنہیں تم اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہراتے ہو ان میں ۷۳ اس کے

يُشْرِكُونَ ۴۰ ﴿۴۰﴾ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ

اُن کے شرک سے چکی خرابی خشکی اور تری میں وہ اُن برائیوں سے جو لوگوں کے ہاتھوں نے کمائیں

لِيُنذِرَكُمْ بَعْضَ الَّذِي عَمِلْتُمْ لَعَلَّكُمْ يَرْجِعُونَ ﴿۴۱﴾ قُلْ سِيرُوا فِي

تاکہ انھیں ان کے بعض کوکٹوں (برے کاموں) کا مزہ چکھائے کہیں وہ باز آئیں وگرنہ تم فرماؤ زمین

الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلُ ۚ كَانُوا أَكْثَرُ هُمْ

میں چل کر دیکھو کیسا انجام ہوا ان لوگوں کا ان میں بہت

مُشْرِكِينَ ﴿۴۲﴾ فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ الْقَدِيمِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ يَوْمٌ لَا

مشرک تھے وہ تو اپنا منہ سیدھا کر عبادت کے لیے وہ قبل اس کے کہ وہ دن آئے جسے اللہ

مَرَدَّلَهُ مِنَ اللَّهِ يَوْمَئِذٍ يَصَّدَّاعُونَ ﴿۴۳﴾ مَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهُ ۚ وَمَنْ

کی طرف سے لٹنا نہیں اس دن الگ پھٹ جائیں گے جو کفر کرے اس کے کفر کا وبال اُسی پر اور جو

عَمِلَ صَالِحًا فَلَا نَفْسِهِمْ يُهَدُونَ ﴿۴۴﴾ لِيَجْزِيَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا

اچھا کام کریں وہ اپنے ہی لیے تیار کر رہے ہیں تاکہ صلہ دے انھیں جو ایمان لائے اور اچھے

الصَّالِحَاتِ مِنْ فَضْلِهِ ۗ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ ﴿۴۵﴾ وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ

کام کئے اپنے فضل سے بے شک وہ کافروں کو دوست نہیں رکھتا اور اس کی نشانیوں سے ہے کہ

يُرْسِلَ الرِّيَّاحَ مُبَشِّرَاتٍ وَلِيُنذِرَكُمْ مِنْ سَخَطِهِ وَلِتَجْرِيَ الْفُلُكُ

ہوائیں بھیجتا ہے مژدہ سناٹی اور اس لیے کہ تمہیں اپنی رحمت کا ذائقہ دے اور اس لیے کہ کشتی اس

بِأَمْرِهِ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ وَلِعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿۴۶﴾ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا

کے حکم سے چلے اور اس لیے کہ اس کا فضل تلاش کرونت اور اس لیے کہ تم حق مانو اور بے شک ہم نے تم

جواب سے مشرکین عاجز ہوئے اور انہیں دم مارنے کی مجال نہ ہوئی تو فرماتا ہے۔ وہ شرک و معاصی کے سبب سے قحط اور ماساک باراں (بارش کا رُک جانا) اور

قلت پیداوار اور کھیتیوں کی خرابی اور تجارتوں کے نقصان اور آدمیوں اور جانوروں میں موت اور کثرت آتش زدگی اور غرق اور ہر شے میں بے برکتی وگرنہ کفر و

معاصی سے اور تائب ہوں۔ اپنے شرک کے باعث ہلاک کئے گئے ان کے منازل اور مساکن ویران پڑے ہیں انہیں دیکھ کر عبرت حاصل کرو۔ یعنی

دین اسلام پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہو۔ یعنی روز قیامت۔ یعنی حساب کے بعد متفرق ہو جائیں گے جنتی جنت کی طرف جائیں گے اور دوزخی دوزخ

کی طرف۔ کہ منازل جنت میں راحت و آرام پائیں اور ثواب عطا فرمائے اللہ تعالیٰ بارش اور کثرت پیداوار کا دریا میں ان ہواؤں سے

نتا یعنی دریائی تجارتوں سے کسب معاش کرو وگرنہ ان نعمتوں کا اور اللہ کی توحید قبول کرو۔



مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا إِلَىٰ قَوْمِهِمْ فَجَاءَهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَاَنْتَقَمْنَا مِنْ

سے پہلے کتنے رسول اُن کی قوم کی طرف بھیجے تو وہ اُن کے پاس کھلی نشانیاں لائے اور پھر ہم نے

الَّذِينَ اٰجْرُمُوْا ۖ وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۳۷﴾ اَللّٰهُ الَّذِي

مجرموں سے بدلہ لیا اور ہمارے ذمہ کرم پر ہے مسلمانوں کی مدد فرمانا اور اللہ ہے کہ

يُرْسِلُ الرِّيْحَ فَتَثِيْرُ سَحَابًا فَيُبْسِطُهُ فِي السَّمَاٰءِ كَيْفَ يَشَاءُ وَا

بھیجتا ہے ہوائیں کہ ابھارتی ہیں بادل پھر اُسے پھیلا دیتا ہے آسمان میں جیسا چاہے اور

يَجْعَلُهُ كَسْفًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلَالِهِ ۚ فَاِذَا اَصَابَ بِهِ مَنْ

اسے پارہ پارہ کرتا ہے اور تو دیکھے کہ اس کے بیچ میں سے مینہ نکل رہا ہے پھر جب اُسے پہنچتا ہے اور

يَشَاءُ مِنْ عِبَادَةٍ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ اَنْ

اپنے بندوں میں جس کی طرف چاہے جیسی وہ خوشیاں مناتے ہیں اگرچہ اس کے اُتارنے

يُنزَّلَ عَلَيْهِمْ مِنْ قَبْلِهِ لِبَلِيْسِيْنَ ﴿۳۹﴾ فَاَنْظُرْ اِلَى الْاِثْرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَيْفَ

سے پہلے اُس توڑے ہوئے تھے تو اللہ کی رحمت کے اثر دیکھو اور کیونکر

يُحْيِي الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۗ اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْيِ الْمَوْتِي ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ

زمین کو جلاتا (سرسبز کرتا) ہے اس کے مرے پیچھے اور بے شک وہ مردوں کو زندہ کرے گا اور وہ سب کچھ

قَدِيْرٌ ﴿۵۰﴾ وَلَئِنْ اَرْسَلْنَا رِيْحًا فَرَاوًا مُّصَفَّرًا اَظْلَمُوْا مِنْ جُ بَعْدِهَا

کر سکتا ہے اور اگر ہم کوئی ہوا بھیجیں اور جس سے وہ کھیتی کو زرد دیکھیں اور تو ضرور اس کے بعد

يَكْفُرُوْنَ ﴿۵۱﴾ فَاِنَّكَ لَا تَسْمِعُ الْمَوْتِي وَلَا تَسْمِعُ الدُّعَاۗءَ اِذَا وَاوَلُوْا

ناشکری کرنے لگیں اور اس لیے کہ تم مردوں کو نہیں سناؤ اور نہ بہروں کو پکارنا سناؤ جب وہ پیٹھے

اور جوان رسولوں کے صدق رسالت پر دلیل واضح تھیں تو اس قوم میں سے بعض ایمان لائے اور بعض نے کفر کیا۔ اور کہ دنیا میں انہیں عذاب کر کے ہلاک کر

دیا۔ اور انہیں انہیں نجات دینا اور کافروں کو ہلاک کرنا اس میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آخرت کی کامیابی اور اعداء پر فتح و نصرت کی بشارت دی گئی ہے۔

ترمذی کی حدیث میں ہے: جو مسلمان اپنے بھائی کی آبرو بچائے گا اللہ تعالیٰ اسے روز قیامت جہنم کی آگ سے بچائے گا یہ فرما کر سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

یہ آیت تلاوت فرمائی ”كَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ“، اور قلیل یا کثیر یعنی تو اللہ تعالیٰ ابرو بچاؤ دیتا ہے جس سے آسمان گھرا معلوم ہوتا ہے اور کبھی

متفرق کلائے علیحدہ علیحدہ۔ اور یعنی مینہ کو اور یعنی بارش کے اثر جو اس پر مرتب ہوتے ہیں کہ بارش زمین کو سیراب کرتی ہے اس سے سبزہ نکلتا ہے سبزے سے پھل

پیدا ہوتے ہیں پھلوں میں غذائیت ہوتی ہے اور اس سے جانداروں کے اجسام کے قوام کو مدد پہنچتی ہے اور یہ دیکھو کہ اللہ تعالیٰ یہ سبزے اور پھل پیدا کر کے اور خشک

میدان کو سبزہ زار بنا دیتا ہے جس کی یہ قدرت ہے۔ اور ایسی جو کھیتی اور سبزے کے لیے مضر ہو اور بعد اس کے کہ وہ سرسبز و شاداب تھی۔ اور یعنی کھیتی زرد

مُدْبِرِينَ ﴿۵۲﴾ وَمَا أَنْتَ بِهَادِ الْعِيِّ عَنْ ضَلَاتِهِمْ ۖ إِنَّ تَسْمِعُ إِلَّا مَنْ

دے کر پھریں ۵۲ اور نہ تم انہوں کو ۵۱ اُن کی گمراہی سے راہ پر لاؤ تم تو اسی کو سنا تے ہو جو

يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا فَهُمْ مُسْلِمُونَ ﴿۵۳﴾ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ ضَعْفٍ ثُمَّ

ہماری آیتوں پر ایمان لائے تو وہ گردن رکھے ہوئے ہیں اللہ ہے جس نے تمہیں ابتدا میں کمزور بنایا ۵۳ پھر

جَعَلَ مِنْكُمْ بَعْضٌ ضَعْفٌ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْكُمْ بَعْضٌ قُوَّةً ضَعْفًا وَشِبْهًا ۖ

تمہیں ناتوانی سے طاقت بخشی ۵۴ پھر قوت کے بعد ۵۵ کمزوری اور بڑھاپا دیا

يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ۚ وَهُوَ الْعَلِيمُ الْقَدِيرُ ﴿۵۴﴾ وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ

بناتا ہے جو چاہے ۵۴ اور وہی علم و قدرت والا ہے اور جس دن قیمت قائم ہوگی

يُقَسِّمُ الْمَجْرُمُونَ ۗ مَا لَبِثُوا غَيْرَ سَاعَةٍ ۖ كَذَلِكَ كَانُوا يُؤْفَكُونَ ﴿۵۵﴾

مجرم قسم کھائیں گے کہ نہ رہے تھے مگر ایک گھڑی ۵۴ وہ ایسے ہی اوندھے جاتے تھے ۵۵

وَقَالَ الَّذِينَ أُولُوا الْعِلْمِ وَالْإِيمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِي كِتَابِ اللَّهِ إِلَىٰ

اور بولے وہ جن کو علم اور ایمان ملا ۵۶ بے شک تم رہے اللہ کے لکھے ہوئے میں ۵۶

ہونے کے بعد ناشکری کرنے لگیں اور پہلی نعمت سے بھی کمر جائیں معنی یہ ہیں کہ ان لوگوں کی حالت یہ ہے کہ جب انہیں رحمت پہنچتی ہے رزق ملتا ہے خوش ہو جاتے

ہیں اور جب کوئی سختی آتی ہے کھینچتی خراب ہوتی ہے تو پہلی نعمتوں سے بھی کمر جاتے ہیں چاہئے تو یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے اور جب نعمت پہنچتی شکر بجالاتے اور

جب بلا آتی صبر کرتے اور دعاء و استغفار میں مشغول ہوتے اس کے بعد اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے حبیب اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تسلی فرماتا ہے کہ

آپ ان لوگوں کی محرومی اور ان کے ایمان نہ لانے پر رنجیدہ نہ ہوں ۵۷ یعنی جن کے دل مرچکے اور ان سے کسی طرح قبول حق کی توقع نہیں رہی۔ ۵۷ یعنی حق

کے سننے سے بہرے ہوں اور بہرے بھی ایسے کہ پیٹھ دے کر پھر گئے ان سے کسی طرح سمجھنے کی امید نہیں۔ ۵۸ یہاں انہوں سے بھی دل کے اندھے مراد ہیں

اس آیت سے بعض لوگوں نے مُردوں کے نہ سننے پر استدلال کیا ہے مگر یہ استدلال صحیح نہیں کیونکہ یہاں مُردوں سے مراد کفار ہیں جو دنیوی زندگی تو رکھتے ہیں

مگر پند و موعظت سے منتفع نہیں ہوتے اس لیے انہیں اموات سے تشبیہ دی گئی جو دارالعمل سے گزر گئے اور وہ پند و نصیحت سے منتفع نہیں ہو سکتے لہذا آیت سے

مُردوں کے نہ سننے پر استدلال نادرست نہیں اور بکثرت احادیث سے مُردوں کا سننا اور اپنی قبروں پر زیارت کے لیے آنے والوں کو پہچانا ثابت ہے۔ ۵۹ اس میں

انسان کے احوال کی طرف اشارہ ہے کہ پہلے وہ ماں کے پیٹ میں جنین تھا پھر بچہ ہو کر پیدا ہوا شیر خوار رہا یہ احوال نہایت ضعف کے ہیں۔ ۶۰ یعنی بچپن کے

ضعف کے بعد جوانی کی قوت عطا فرمائی ۶۱ یعنی جوانی کی قوت کے بعد ۶۲ ضعف اور قوت اور جوانی اور بڑھاپا یہ سب اللہ کے پیدا کئے سے ہیں ۶۳

یعنی آخرت کو دیکھ کر اس کو دنیا یا قبر میں رہنے کی مدت بہت تھوڑی معلوم ہوگی اس لیے وہ اس مدت کو ایک گھڑی سے تعبیر کریں گے۔ ۶۴ یعنی ایسے ہی دنیا میں

غلط اور باطل باتوں پر جتے اور حق سے پھرتے تھے اور بعثت کا انکار کرتے تھے جیسے کہ اب قبر یا دنیا میں ٹھہرنے کی مدت کو قسم کھا کر ایک گھڑی بتا رہے ہیں ان کی

اس قسم سے اللہ تعالیٰ انہیں تمام اہل محشر کے سامنے رسوا کرے گا اور سب دیکھیں گے کہ ایسے مجمع عام میں قسم کھا کر ایسا صریح جھوٹ بول رہے ہیں۔ ۶۵ یعنی

انبیاء اور ملائکہ اور مومنین ان کا رد کریں گے اور فرمائیں گے کہ تم جھوٹ کہتے ہو ۶۶ یعنی جو اللہ تعالیٰ نے اپنے سابق علم میں لوح محفوظ میں لکھا اسی کے مطابق

تم قبروں میں رہے۔

يَوْمِ الْبَعْثِ فَهَذَا يَوْمُ الْبَعْثِ وَلَكِنَّكُمْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿۵۶﴾

اُٹھنے کے دن تک تو یہ ہے وہ دن اُٹھنے کا ۱۲۴۵ لیکن تم نہ جانتے تھے ۱۲۴۵

فِيَوْمِذٍ لَا يَنْفَعُ الَّذِينَ ظَلَمُوا مَعذِرَاتُهُمْ وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُونَ ﴿۵۷﴾

تو اُس دن ظالموں کو نفع نہ دے گی اُن کی معذرت اور نہ ان سے کوئی راضی کرنا مانگے ۱۲۴۶

وَلَقَدْ صَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِي هَذَا الْقُرْآنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ط وَلَئِنْ جِئْتَهُمْ

اور بے شک ہم نے لوگوں کے لیے اس قرآن میں ہر قسم کی مثال بیان فرمائی ۱۲۴۷ اور اگر تم ان کے پاس کوئی

بَايَةٍ لَّيَقُولَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا مُبْطِلُونَ ﴿۵۸﴾ كَذَلِكَ

نشانی لاؤ تو ضرور کافر کہیں گے تم تو نہیں مگر باطل پر یوں ہی

يَطْبَعُ اللَّهُ عَلَى قُلُوبِ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۵۹﴾ فَاصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ

مُبر کر دیتا ہے اللہ جاہلوں کے دلوں پر ۱۲۴۸ تو صبر کرو ۱۲۴۹ بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے ۱۲۵۰

وَلَا يَسْتَخَفُّكَ الَّذِينَ لَا يُوقِنُونَ ﴿۶۰﴾

اور تمہیں سبک نہ کر دیں وہ جو یقین نہیں رکھتے ۱۲۵۱

﴿۳۲ آیاتھا﴾ ﴿۳۱ سُورَةُ لَقْمِن مَكِّيَّةٌ ۵۷﴾ ﴿۲۴ رکوعاھا ۴﴾

سورة لقمن مکہ ہے، اس میں چونتیس آیتیں اور چار رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا فل

الْم ﴿۱﴾ تِلْكَ آيَةُ الْكِتَابِ الْحَكِيمِ ﴿۲﴾ هُدًى وَرَحْمَةً لِلْحَسَنِينَ ﴿۳﴾

یہ حکمت والی کتاب کی آیتیں ہیں ہدایت اور رحمت ہیں نیکیوں کے لیے

۱۲۴۴ جس کے تم دنیا میں منکر تھے ۱۲۴۵ دنیا میں کہ وہ حق ہے ضرور واقع ہوگا اب تم نے جانا کہ وہ دن آگیا اور اس کا آنا حق تھا تو اس وقت کا جاننا تمہیں نفع نہ دے گا

جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ۱۲۴۶ یعنی نہ ان سے یہ کہا جائے کہ توبہ کر کے اپنے رب کو راضی کرو جیسا کہ دنیا میں ان سے توبہ طلب کی جاتی تھی۔ ۱۲۴۷ تاکہ انہیں تسمیہ ہو

اور انہیں اپنے کمال کو پہنچے لیکن انہوں نے اپنی سیاہ باطنی اور سخت دلی کے باعث کچھ بھی فائدہ نہ اٹھایا بلکہ جب کوئی آیت قرآن آئی اس کو جھٹلایا اور اس کا انکار کیا۔

۱۲۴۸ جنہیں جانتا ہے کہ وہ گمراہی اختیار کریں گے اور حق والوں کو باطل پر بتائیں گے۔ ۱۲۴۹ ان کی ایذا و عداوت پر ۱۲۵۰ آپ کی مدد فرماتا ہے کہ ان کو اور دین اسلام کو تمام

دنیوں پر غالب کرنے کا۔ ۱۲۵۱ یعنی یہ لوگ جنہیں آخرت کا یقین نہیں ہے اور بعثت و حساب کے منکر ہیں ان کی شدتیں اور ان کے انکار اور ان کی نالائق حرکات آپ

کے لیے طیش اور قلق (رنجش) کا باعث نہ ہوں اور ایسا نہ ہو کہ آپ ان کے حق میں عذاب کی دعا کرنے میں جلدی فرمائیں۔ ۱۲۵۲ سورہ لقمن مکہ ہے سوائے دو آیتوں

کے جو ”وَلَوْ أَنَّ مَا فِي الْأَرْضِ“ سے شروع ہوتی ہیں۔ اس سورت میں چار رکوع، چونتیس آیتیں، پانچ سواڑ تالیس کلمے، دو ہزار ایک سو دس حرف ہیں۔



الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ

وہ جو نماز قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیں اور آخرت پر

يُوقِنُونَ ۳۱ أُولَٰئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۵

یقین لائیں وہی اپنے رب کی ہدایت پر ہیں اور انھیں کام بنا

وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَن سَبِيلِ اللَّهِ

اور کچھ لوگ کھیل کی بات خریدتے ہیں وٹ کہ اللہ کی راہ سے بہکادیں

بِغَيْرِ عِلْمٍ ۳۲ وَيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ۳۳ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ۶ وَإِذَا

بے سمجھتے اور اُسے ہنسی بنا لیں اُن کے لیے ذلت کا عذاب ہے اور جب

تُتْلَىٰ عَلَيْهِ الْإِنشَاءُ لِيُسْتَكْبَرًا كَانُوا لَمْ يَسْمَعُهَا كَانُوا فِي أذُنَيْهِ وَقَرَّاج

اس پر ہماری آیتیں پڑھی جائیں تو تکبر کرتا ہوا پھرے وہ جیسے انھیں سنا ہی نہیں جیسے اس کے کانوں میں ٹینٹ (روٹی) ہے وہ

فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ۷ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ

تو اُسے دردناک عذاب کا مژدہ دو بے شک جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اُن کے لیے

جَنَّاتٍ النَّعِيمِ ۸ خَالِدِينَ فِيهَا وَعَدَّ اللَّهُ حَقًّا ۹ وَهُوَ الْعَزِيزُ

جہنم کے باغ ہیں ہمیشہ اُن میں رہیں گے اللہ کا وعدہ ہے سچا اور وہی عزت و

الْحَكِيمِ ۱۰ خَلَقَ السَّمَوَاتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَآلَتِي فِي الْأَرْضِ

حکمت والا ہے اُس نے آسمان بنائے بے ایسے ستونوں کے جو تمہیں نظر آئیں وہ اور زمین میں ڈالے

رَوَّاسِي أَنْ تَبِيدَ بِكُمْ وَبَثَّ فِيهَا مِن كُلِّ دَابَّةٍ ۱۱ وَأَنْزَلْنَا مِن

لنگر وکے کہ تمہیں لے کر نہ کانپے اور اس میں ہر قسم کے جانور پھیلانے اور ہم نے آسمان

۱۱ لہو یعنی کھیل ہر اس باطل کو کہتے ہیں جو آدمی کو نیکی سے اور کام کی باتوں سے غفلت میں ڈالے کہانیاں، افسانے اسی میں داخل ہیں۔ شان نزول: یہ آیت نظر

بن حارث بن کلدہ کے حق میں نازل ہوئی جو تجارت کے سلسلہ میں دوسرے ملکوں میں سفر کیا کرتا تھا اس نے عجیبوں کی کتابیں خریدیں جن میں قصے کہانیاں تھیں وہ

قریش اور سنانا اور کہتا کہ سید کا نجات (محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تمہیں عادی و ثمود کے واقعات سناتے ہیں اور میں رستم و اسفندیار اور شاہان فارس کی کہانیاں

سناتا ہوں کچھ لوگ ان کہانیوں میں مشغول ہو گئے اور قرآن پاک سننے سے رہ گئے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ۱۱ یعنی براہ جہالت لوگوں کو اسلام میں داخل

ہونے اور قرآن کریم سننے سے روکیں اور آیات الہیہ کے ساتھ تمسخر کریں۔ ۱۱ اور ان کی طرف التفات نہ کرے وہ اور وہ بہرا ہے ۱۱ یعنی کوئی ستون نہیں

ہے، تمہاری نظر خود اس کی شاہد ہے۔ ۱۱ بلند پہاڑوں کے۔

السَّبَاءِ مَاءً فَأَنْبَتْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيمٍ ﴿۱۰﴾ هَذَا خَلَقَ اللَّهُ

سے پانی اُتارنا۔ تو زمین میں ہر نفیس جوڑا اُگایا۔ یہ تو اللہ کا بنایا ہوا ہے۔

فَأَرْوَيْنِي مَاذَا خَلَقَ الَّذِينَ مِنْ دُونِهِ ۖ بَلِ الظَّالِمُونَ فِي ضَلٰلٍ

مجھے وہ دکھاؤ۔ جو اس کے سوا اوروں نے بنایا۔ بلکہ ظالم کھلی گمراہی

مُبِينٍ ﴿۱۱﴾ وَلَقَدْ آتَيْنَا لُقْمَانَ الْحِكْمَةَ أَنْ اشْكُرْ لِلَّهِ ۖ وَمَنْ يَشْكُرْ

میں ہیں اور بے شک ہم نے لقمان کو حکمت عطا فرمائی۔ کہ اللہ کا شکر کرو۔ اور جو شکر کرے

فَانْبِشْكُرْ لِنَفْسِهِ ۖ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ حَبِيدٌ ﴿۱۲﴾ وَإِذْ قَالَ

وہ اپنے بھلے کو شکر کرتا ہے۔ اور جو ناشکری کرے تو بے شک اللہ بے پروا ہے۔ سب خوبیوں سراہا اور یاد کرو جب

لُقْمَانُ لَابْنِهِ وَهُوَ يَعِظُهُ يَبْنَى لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ ۖ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ

لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا اور وہ نصیحت کرتا تھا۔ اے میرے بیٹے اللہ کا کسی کو شریک نہ کرنا۔ بے شک شرک بڑا

عَظِيمٌ ﴿۱۳﴾ وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَسَنَةً ۖ وَأُمَّهُ وَهَنًا عَلٰی وَهِنٍ

ظلم ہے۔ اور ہم نے آدمی کو اس کے ماں باپ کے بارے میں تاکید فرمائی۔ اُس کی ماں نے اُسے پیٹ میں رکھا کمزوری پر کمزوری جھپکتی ہوئی۔

وَافْضَلُهُ فِي عَامَيْنِ أَنْ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ ۖ إِلَى الْبَصِيرِ ﴿۱۴﴾ وَإِنْ

اور اس کا دودھ چھوٹا دو برس میں ہے یہ کہ حق ماں میرا اور اپنے ماں باپ کا۔ آخر مجھی تک آنا ہے اور اگر

۱۵۔ اپنے فضل سے بارش کی ۱۶۔ عمدہ اقسام کے نباتات پیدا کئے۔ ۱۷۔ جو تم دیکھ رہے ہو۔ ۱۸۔ اے مشرک! یعنی بتوں نے جنہیں تم مستحق عبادت قرار

دیتے ہو۔ ۱۹۔ محمد بن اسحاق نے کہا کہ لقمان کا نسب یہ ہے لقمان بن باعور بن ناخور بن تارخ۔ وہب کا قول ہے کہ حضرت لقمان، حضرت ایوب علیہ السلام کے

بھانجے تھے۔ مقاتل نے کہا کہ حضرت ایوب علیہ السلام کی خالہ کے فرزند تھے۔ وادق نے کہا کہ بنی اسرائیل میں قاضی تھے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ ہزار سال

زندہ رہے اور حضرت داؤد علیہ السلام کا زمانہ پایا اور ان سے علم اخذ کیا اور ان کے زمانہ میں فتویٰ دینا ترک کر دیا اگرچہ پہلے سے فتویٰ دیتے تھے آپ کی نبوت میں

اختلاف ہے اکثر علماء اسی طرف ہیں کہ آپ حکیم تھے نبی نہ تھے۔ حکمت عقل و فہم کو کہتے ہیں اور کہا گیا ہے کہ حکمت وہ علم ہے جس کے مطابق عمل کیا جائے۔ بعض نے

کہا کہ ”حکمت“ معرفت اور اصابت فی الامور کو کہتے ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ حکمت ایسی شے ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو جس کے دل میں رکھتا ہے اس کے دل کو

روشن کر دیتی ہے۔ ۱۶۔ اس نعمت پر کہ اللہ تعالیٰ نے حکمت عطا کی۔ ۱۷۔ کیونکہ شکر سے نعمت زیادہ ہوتی ہے اور ثواب ملتا ہے۔ ۱۸۔ حضرت لقمان علی نبینا

وعلیہ السلام کے ان صاحبزادے کا نام انعم یا اشکم تھا اور انسان کا اعلیٰ مرتبہ یہ ہے کہ وہ خود کامل ہو اور دوسرے کی تکمیل کرے تو حضرت لقمان علی نبینا وعلیہ السلام

کا کامل ہونا تو ”اَتَيْنَا لُقْمَانَ الْحِكْمَةَ“ میں بیان فرمایا اور دوسرے کی تکمیل کرنا ”وَهُوَ يَعِظُهُ“ سے ظاہر فرمایا اور نصیحت بیٹے کو کی۔ اس سے معلوم ہوا کہ نصیحت

میں گھر والوں اور قریب تر لوگوں کو مقدم کرنا چاہئے اور نصیحت کی ابتدا منع شرک سے فرمائی۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ نہایت اہم ہے۔ ۱۷۔ کیونکہ اس میں غیر مستحق

عبادت کو مستحق عبادت کے برابر قرار دینا ہے اور عبادت کو اس کے محل کے خلاف رکھنا یہ دونوں باتیں ظلم عظیم ہیں۔ ۱۸۔ کہ ان کا فرمانبردار رہے اور ان کے ساتھ

نیک سلوک کرے (جیسا کہ اسی آیت میں آگے ارشاد ہے) ۱۹۔ یعنی اس کا ضعف دم بدم ترقی پر ہوتا ہے جتنا حمل بڑھتا جاتا ہے بار زیادہ ہوتا ہے اور ضعف ترقی

کرتا ہے عورت کو حاملہ ہونے کے بعد ضعف اور تعب اور مشقتیں پہنچتی رہتی ہیں حمل خود ضعیف کرنے والا ہے دروزہ ضعف پر ضعف ہے اور وضع (بچہ جنا) اس پر اور

جَاهِدَكَ عَلَىٰ أَنْ تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ ۖ فَلَا تُطِعْهُمَا وَ

وہ دونوں تجھ سے کوشش کریں کہ میرا شریک ٹھہرائے ایسی چیز کو جس کا تجھے علم نہیں ہے تو ان کا کہنا نہ مان اور

صَاحِبَيْهَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا ۚ وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ ثُمَّ إِلَيَّ

دنیا میں اچھی طرح اُن کا ساتھ دے اور اس کی راہ چل جو میری طرف رجوع لایا پھر میری ہی

مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۱۵﴾ يُبَيِّنُ إِنَّهَا إِنْ تَكُ مِثْقَالَ

طرف تمہیں پھر آنا ہے تو میں بتا دوں گا جو تم کرتے تھے اور اے میرے بیٹے برائی اگر رائی

حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِي صَخْرَةٍ أَوْ فِي السَّمَوَاتِ أَوْ فِي الْأَرْضِ

کے دانہ برابر ہو پھر وہ پتھر کی چٹان میں یا آسمانوں میں یا زمین میں کہیں ہو

يَأْتِ بِهَا اللَّهُ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَطِيفٌ خَبِيرٌ ﴿۱۶﴾ يُبَيِّنُ أَقِيمِ الصَّلَاةَ وَامْرُؤُ

اللہ اُسے لے آئے گا اور بے شک اللہ ہر بار کی کا جاننے والا خبردار ہے اے میرے بیٹے نماز برپا رکھ اور اچھی

بِالْمَعْرُوفِ ۚ وَإِنَّهُ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأَصْدِرُ عَلَىٰ مَا أَصَابَكَ ۗ إِنَّ ذَلِكُمْ

بات کا حکم دے اور بُری بات سے منع کر اور جو افتاد (مصیبت) تجھ پر پڑے اور اس پر صبر کر بے شک یہ

عَزْمٌ الْأُمُورِ ﴿۱۷﴾ وَلَا تَصْعَقْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَتَسَشَّ فِي الْأَرْضِ

ہمت کے کام ہیں اور کسی سے بات کرنے میں اپنا رخسار کج نہ کر اور زمین میں اترتا

مزید شدت ہے دودھ پلانا ان سب پر مزید برآں ہے۔ ۱۵۔ یہ وہ تاکید ہے جس کا ذکر اوپر فرمایا تھا۔ سفیان بن عیینہ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ جس نے

چنگا نہ نمازیں ادا کیں وہ اللہ تعالیٰ کا شکر بجالایا اور جس نے چنگا نہ نمازوں کے بعد والدین کے لیے دعائیں کیں اس نے والدین کی شکر گزاری کی۔ ۱۶۔ یعنی علم

سے تو کسی کو میرا شریک ٹھہرا ہی نہیں سکتے کیونکہ میرا شریک محال ہے ہو ہی نہیں سکتا اب جو کوئی بھی کہے گا تو بے علمی ہی سے کسی چیز کے شریک ٹھہرانے کو کہے گا ایسا اگر

ماں باپ بھی کہیں ۱۷۔ سختی نے کہا کہ والدین کی طاعت واجب ہے لیکن اگر وہ شرک کا حکم کریں تو ان کی اطاعت نہ کر کیونکہ خالق کی نافرمانی کرنے میں کسی مخلوق

کی طاعت رو نہیں۔ ۱۸۔ حسن اخلاق اور حسن سلوک اور احسان و تحمل کے ساتھ۔ ۱۹۔ یعنی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کی راہ اسی کو

مذہب سنت و جماعت کہتے ہیں۔ ۲۰۔ تمہارے اعمال کی جزا دے کر ”وَصَيَّنَا الْإِنْسَانَ“ سے یہاں تک جو مضمون ہے یہ حضرت لقمان علی نبینا وعلیہ السلام کا

نہیں ہے بلکہ انہوں نے اپنے صاحبزادے کو اللہ تعالیٰ کے شکر نعمت کا حکم دیا تھا اور شرک کی ممانعت کی تھی تو اللہ تعالیٰ نے والدین کی طاعت اور اس کا نکل ارشاد فرما

دیا اس کے بعد پھر حضرت لقمان علی نبینا وعلیہ السلام کا مقولہ ذکر کیا جاتا ہے کہ انہوں نے اپنے فرزند سے فرمایا: ۲۱۔ کیسی ہی پوشیدہ جگہ ہو اللہ تعالیٰ سے نہیں

چھپ سکتی ۲۲۔ روز قیامت اور اس کا حساب فرمائے گا ۲۳۔ یعنی ہر صغیر و کبیر اس کے احاطہ علمی میں ہے۔ ۲۴۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرنے سے

۲۵۔ ان کا کرنا لازم ہے اس آیت سے معلوم ہوا کہ نماز اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور صبر برائید (تکلیف پر صبر کرنا) یہ ایسی طاعتیں ہیں جن کا تمام امتوں

میں حکم تھا۔ ۲۶۔ براہِ تکبر ۲۷۔ یعنی جب آدمی بات کریں تو انہیں حقیر جان کر ان کی طرف سے رخ پھیرنا جیسا کہ متکبرین کا طریقہ ہے اختیار نہ کرنا، غنی و فقیر سب

کے ساتھ تواضع پیش آنا۔





اللَّهُ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ ۖ وَإِلَى اللَّهِ عَاقِبَةُ

جھکا دے وگا اور ہو نیکوکار تو بے شک اُس نے مضبوط گرہ تھامی اور اللہ ہی کی طرف ہے سب

الْأُمُورِ ۚ ۲۲) وَمَنْ كَفَرَ فَلَا يَحْرُجُكَ كُفْرُهُ ۖ إِلَّا الْيَنَامُ رَجَعَهُمْ فَنَسِئَهُمْ

کاموں کی انتہا اور جو کفر کرے تو تم ۲۲ اس کے کفر سے غم نہ کھاؤ انھیں ہماری ہی طرف پھرنا ہے ہم انھیں بتادیں گے

بِأَعْمَلُوا ۖ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۚ ۲۳) نَسِئَهُمْ قَلِيلًا ۖ ثُمَّ

جو کرتے تھے ۲۳ بے شک اللہ دلوں کی بات جانتا ہے ہم انھیں کچھ برتنے دیں گے ۲۴ پھر

نَضَطْرُهُمْ إِلَىٰ عَذَابٍ غَلِيظٍ ۚ ۲۴) وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْ

انھیں بے بس کر کے سخت عذاب کی طرف لے جائیں گے ۲۴ اور اگر تم ان سے پوچھو کس نے بنائے آسمان اور

الْأَرْضِ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ ۖ قُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ ۖ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۚ ۲۵)

زمین تو ضرور کہیں گے اللہ نے تم فرماؤ سب خوبیاں اللہ کو ۲۵ بلکہ ان میں اکثر جانتے نہیں

بِاللَّهِ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ۚ ۲۶) وَلَوْ أَنَّ

اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے ۲۶ بے شک اللہ ہی بے نیاز ہے سب خوبیوں سراہا اور اگر

مَا فِي الْأَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ أَوْ قَلَمٍ ۖ وَالْبَحْرُ يَدُّهُ مِنْ بَعْدِهِ سَبْعَةُ

زمین میں جتنے پیڑ ہیں سب قلمیں ہو جائیں اور سمندر اس کی سیاہی ہو اس کے پیچھے سات

أَبْحُرٍ مَا نَفَعَتْ كَلِمَتُ اللَّهِ ۖ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۚ ۲۷) مَا خَلَقَكُمْ وَلَا

سمندر اور ۲۷ تو اللہ کی باتیں ختم نہ ہوں گی ۲۷ بے شک اللہ عزت و حکمت والا ہے تم سب کا پیدا کرنا اور

۲۸ دین خالص اس کے لیے قبول کرے اس کی عبادت میں مشغول ہو اپنے کام اس پر تفویض کرے اسی پر پھر سہ رکھے ۲۸ اے سید انبیاء! صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلّم ۲۳ یعنی ہم انہیں ان کے اعمال کی سزا دیں گے۔ ۲۴ یعنی تھوڑی مہلت دیں گے کہ وہ دنیا کے مزے اٹھائیں ۲۵ آخرت میں اور وہ دوزخ کا عذاب

ہے جس سے وہ رہائی نہ پائیں گے۔ ۲۶ یہ ان کے اقرار پر انہیں الزام دینا ہے کہ جس نے آسمان و زمین پیدا کئے وہ اللہ واحد لا شریک لہ ہے تو واجب

ہوا کہ اس کی حمد کی جائے۔ اس کا شکر ادا کیا جائے اور اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کی جائے۔ ۲۷ سب اس کے مملوک، مخلوق اور بندے ہیں تو اس کے سوا کوئی

مستحق عبادت نہیں۔ ۲۸ اور ساری خلق اللہ تعالیٰ کے کلمات کو لکھے اور وہ تمام قلم اور ان تمام سمندروں کی سیاہی ختم ہو جائے۔ ۲۹ کیونکہ معلومات الہیہ غیر

متناہی ہیں۔ شان نزول: جب سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ طیبہ تشریف لائے تو یہود کے علماء و احبار نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا

کہ ہم نے سنا ہے کہ آپ فرماتے ہیں ”وَمَا أَوْفَيْتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا“ یعنی تمہیں تھوڑا علم دیا گیا تو اس سے آپ کی مراد ہم لوگ ہیں یا صرف اپنی قوم؟ فرمایا:

سب مراد ہیں۔ انہوں نے کہا: کیا آپ کی کتاب میں یہ نہیں ہے کہ ہمیں تورات دی گئی ہے، اس میں ہر شے کا علم ہے۔ حضور نے فرمایا کہ ہر شے کا علم بھی علم الہی

کے حضور قلیل ہے اور تمہیں تو اللہ تعالیٰ نے اتنا علم دیا ہے کہ اس پر عمل کرو تو نفع پاؤ۔ انہوں نے کہا: آپ کیسے یہ خیال فرماتے ہیں آپ کا قول تو یہ ہے کہ جسے حکمت

دی گئی اسے خیر کثیر دی گئی تو علم قلیل اور خیر کثیر کیسے جمع ہو، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی، اس تقدیر پر یہ آیت مدنی ہوگی۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ یہود نے قریش سے





يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ وَأَخْشَوْا يَوْمًا لَا يَجْزِي وَالِدُ عَنْ وَلَدِهِ ۚ

اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو اور اس دن کا خوف کرو جس میں کوئی باپ اپنے بچے کے کام نہ آئے گا

وَلَا مَوْلُوهُمْ جَانِرِينَ ۚ وَاللَّهُ شَهِيدٌ ۚ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ فَلَا

اور نہ کوئی کامی بچہ اپنے باپ کو کچھ نفع دے گا بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے اور تو ہرگز

تَعْرَبُ بِكُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا ۚ وَلَا يَغْنَبُ كُمْ بِاللَّهِ الْغُرُومُ ۚ إِنَّ اللَّهَ

تمہیں دھوکا نہ دے دنیا کی زندگی اور ہرگز تمہیں اللہ کے علم پر دھوکا نہ دے وہ بڑا فریبی ہے بے شک اللہ

عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ ۚ وَ

کے پاس ہے قیامت کا علم اور اتارتا ہے مینہ اور جانتا ہے جو کچھ ماؤں کے پیٹ میں ہے اور

مَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ۚ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ

کوئی جان نہیں جانتی کہ کل کیا کمائے گی اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کس زمین میں

تَمُوتُ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ۚ

مرے گی بے شک اللہ جاننے والا بتانے والا ہے

عہد وفا نہ کیا ان کی نسبت اگلے جملہ میں ارشاد ہوتا ہے۔ یعنی اے اہل کد! روز قیامت ہر انسان نفسی کہتا ہوگا اور باپ بیٹے کے اور بیٹا باپ کے کام نہ آسکے گا نہ کافروں کی مسلمان اولاد نہیں فائدہ پہنچا سکے گی نہ مسلمان ماں باپ کافر اولاد کو۔ ایسا دن ضرور آنا اور بعثت و حساب و جزا کا وعدہ ضرور پورا ہونا ہے۔ جس کی تمام نعمتیں اور لذتیں فانی کہ ان کے شیفتہ ہو کر نعمت ایمان سے محروم رہ جاؤ۔ یعنی شیطان دور دورا زکی امیدوں میں ڈال کر معصیتوں میں مبتلا نہ کر دے۔ یہ آیت حارث بن عمرو کے حق میں نازل ہوئی جس نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر قیامت کا وقت دریافت کیا تھا اور یہ کہا تھا کہ میں نے بھیتی ہوئی ہے خبر دیجئے مینہ کب آئے گا اور میری عورت حاملہ ہے مجھے بتائیے کہ اس کے پیٹ میں کیا ہے لڑکا یا لڑکی؟ یہ تو مجھے معلوم ہے کہ کل میں نے کیا کیا یہ مجھے بتائیے کہ آئندہ کل کو کیا کروں گا؟ یہ بھی جانتا ہوں کہ میں کہاں پیدا ہوا مجھے یہ بتائیے کہ کہاں مروں گا؟ اس کے جواب میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ جس کو چاہے اپنے اولیاء اور اپنے محبوبوں میں سے انہیں خبردار کرے اس آیت میں جن پانچ چیزوں کے علم کی خصوصیت اللہ تبارک و تعالیٰ کے ساتھ بیان فرمائی گئی انہیں کی نسبت سورہ جن میں ارشاد ہوا ”عَلِيمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ“ غرض یہ کہ بغیر اللہ تعالیٰ کے بتائے ان چیزوں کا علم کسی کو نہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے محبوبوں میں سے جسے چاہے بتائے اور اپنے پسندیدہ رسولوں کو بتانے کی خبر خود اس نے سورہ جن میں دی ہے۔ خلاصہ یہ کہ علم غیب اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اور انبیاء و اولیاء کو غیب کا علم اللہ تعالیٰ کی تعلیم سے بطریق مجزہ و کرامت عطا ہوتا ہے یہ اس اختصاص کے منافی نہیں اور کثیر آیتیں اور حدیثیں اس پر دلالت کرتی ہیں بارش کا وقت اور حمل میں کیا ہے اور کل کو کیا کرے اور کہاں مرے گا۔ ان امور کی خبریں بکثرت اولیاء و انبیاء نے دی ہیں اور قرآن و حدیث سے ثابت ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو فرشتوں نے حضرت اسحاق علیہ السلام کے پیدا ہونے کی اور حضرت زکریا علیہ السلام کو حضرت یحییٰ علیہ السلام کے پیدا ہونے کی اور حضرت مریم کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیدا ہونے کی خبریں دیں تو ان فرشتوں کو بھی پہلے سے معلوم تھا کہ ان حملوں میں کیا ہے اور ان حضرات کو بھی جنہیں فرشتوں نے اطلاع دی تھیں اور ان سب کا جاننا قرآن کریم سے ثابت ہے تو آیت کے معنی قطعاً یہی ہیں کہ بغیر اللہ تعالیٰ کے بتائے کوئی نہیں جانتا اس کے یہ معنی لینا کہ اللہ تعالیٰ کے بتانے سے بھی کوئی نہیں جانتا محض باطل اور صدہا آیات و احادیث کے خلاف ہے۔ (خازن، بیضاوی، احمدی، روح البیان وغیرہ)

## ﴿اٰیٰتِهَا ۳۰﴾ ﴿سُوْرَةُ السَّجْدَةِ مَكِّيَّةٌ ۴۵﴾ ﴿مَرْكُوْعَاتِهَا ۳﴾

سورہ سجدہ مکہ ہے، اس میں تیس آیتیں اور تین رکوع ہیں

### بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

الْمَّ ۱ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۲ اَمْ

کتاب کا اتارنا ہے بے شک پروردگار عالم کی طرف سے ہے کیا

يَقُوْلُوْنَ اِفْتَرٰهُ ۳ بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ لِتُنذِرَ قَوْمًا مَّا اَتَتْهُمْ

کہتے ہیں وہ ان کی بنائی ہوئی ہے وہ بلکہ وہی حق ہے تمہارے رب کی طرف سے کہ تم ڈراؤ ایسے لوگوں کو جن کے پاس

مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ۴ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

تم سے پہلے کوئی ڈرسانے والا نہ آیا ہے اس امید پر کہ وہ راہ پائیں اللہ ہے جس نے آسمان

وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۵ مَا

اور زمین اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے چھ دن میں بنائے پھر عرش پر استواء فرمایا اس سے

لَكُمْ مِّنْ دُوْنِهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّ لَا شَفِيْعٍ ۶ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ۷ يٰۤاَيُّهَا

چھوٹ کر (اتعلق ہو کر) تمہارا کوئی حمایتی نہ سفارشی ہے تو کیا تم دھیان نہیں کرتے کام کی تدبیر

الَّذِيْ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ ۸ اَلَمْ نَجْعَلِ لَكَ اٰيٰتٍ ۹ اَلَمْ نَجْعَلِ لَكَ

فرماتا ہے آسمان سے زمین تک وہ پھر اسی کی طرف رجوع کرے گا وہ اس دن کہ جس کی مقدار

اَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ۱۰ ذٰلِكَ عِلْمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزِ

ہزار برس ہے تمہاری گنتی میں وہ یہ ہے ہر نہاں اور عیاں کا جاننے والا عزت و

۱۔ سورہ سجدہ مکہ ہے سو تین آیتوں کے جو "اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا" سے شروع ہوتی ہیں۔ اس سورت میں تیس آیتیں اور تین سو اسی کلمے اور ایک ہزار پانچ سواٹھارہ

حرف ہیں۔ ۲۔ یعنی قرآن کریم کا معجزہ کر کے اس طرح کہ اس کے مثل ایک سورت یا چھوٹی سی عبارت بنانے سے تمام فصحاء و بلغاء عاجز رہ گئے۔ ۳۔ مشرکین

کہ یہ کتاب مقدس ہے یعنی سید انبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وہ ایسے لوگوں سے مراد زمانہ فترت کے لوگ ہیں وہ زمانہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ

السلام کے بعد سے سید انبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت تک تھا کہ اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی رسول نہیں آیا۔ ۴۔ جیسا استواء کہ اس

کی شان کے لائق ہے۔ ۵۔ یعنی اے گروہ کفار جب تم اللہ تعالیٰ کی راہ رضا اختیار نہ کرو اور ایمان نہ لاؤ تو نہ تمہیں کوئی مددگار ملے گا جو تمہاری مدد کر سکے نہ کوئی

شفیع جو تمہاری شفاعت کرے۔ ۶۔ یعنی دنیا کے قیامت تک ہونے والے کاموں کی اپنے حکم و امر اور اپنے قضا و قدر سے۔ ۷۔ امر و تدبیر فنائے دنیا کے بعد۔

۸۔ یعنی ایام دنیا کے حساب سے اور وہ دن روز قیامت ہے روز قیامت کی درازی بعض کافروں کے لیے ہزار برس کے برابر ہوگی اور بعض کے لیے پچاس ہزار

الرَّحِيمِ ۶) الَّذِي أَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهُ وَبَدَأَ خَلْقَ الْإِنْسَانِ مِنْ

رحمت والا وہ جس نے جو چیز بنائی خوب بنائی وہ اور پیدائش انسان کی ابتدا

طِينٍ ۷) ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهُ مِنْ سُلَالَةٍ مِّنْ مَّاءٍ مَّهِينٍ ۸) ثُمَّ سَوَّاهُ وَ

مٹی سے فرمائی وہ پھر اُس کی نسل رکھی ایک بے قدر پانی کے خلاصہ سے وہ پھر اسے ٹھیک کیا اور

نَفَخَ فِيهِ مِنْ رُّوحِهِ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ ۹

اس میں اپنی طرف کی روح پھونکی وہ اور تمہیں کان اور آنکھیں اور دل عطا فرمائے وہ

قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ ۱۰) وَقَالُوا إِذَا ضَلَلْنَا فِي الْأَرْضِ أَإِنَّا لَفِي

کیا ہی تھوڑا حق مانتے ہو اور بولے وہ کیا جب ہم مٹی میں مل جائیں گے وہ کیا پھر

خَلْقٍ جَدِيدٍ ۱۱) بَلْ هُمْ بِلِقَاءِ رَبِّهِمْ كُفْرُونَ ۱۲) قُلْ يَتَوَفَّكُم مَّلَكُ

نئے بنیں گے بلکہ وہ اپنے رب کے حضور حاضری سے منکر ہیں وہ تم فرماؤ تمہیں وفات دیتا ہے موت کا

الْمَوْتِ الَّذِي يُوَكَّلُ بِكُمْ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُمْ تُرْجَعُونَ ۱۳) وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ

فرشتہ جو تم پر مقرر ہے وہ پھر اپنے رب کی طرف واپس جاؤ گے وہ اور کہیں تم دیکھو جب

الْمُجْرِمُونَ نَاكِسُوا رُءُوسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۱۴) رَبَّنَا أَبْصَرْنَا وَسَبَعْنَا

مجرم وہ اپنے رب کے پاس سر نیچے ڈالے ہوں گے وہ اے ہمارے رب اب ہم نے دیکھا اور سنا اور

فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا إِنَّا مُوقِنُونَ ۱۵) وَلَوْ شِئْنَا لَآتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ

ہمیں پھر بھیج کہ نیک کام کریں ہم کو یقین آگیا وہ اور اگر ہم چاہتے ہر جان کو اُس کی ہدایت

برس کے برابر جیسے کہ سورہ معارج میں ہے نَعْرُجُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ إِلَيْهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ اور مومن پر یہ دن ایک نماز فرض کے

وقت سے بھی ہکا ہوگا جو دنیا میں پڑھتا تھا جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہوا۔ وہ خالق مدبر جَلَّ جَلَّالٌ ۱۶) حسب التفضال حکمت بنائی ہر جاندار کو وہ صورت

دی جو اس کے لیے بہتر ہے اور اس کو ایسے اعضاء عطا فرمائے جو اس کے معاش کے لیے مناسب ہیں۔ ۱۷) حضرت آدم علیہ السلام کو اس سے بنا کر۔ ۱۸) یعنی

نطفہ سے ۱۹) اور اس کو بے حس بے جان ہونے کے بعد حساس اور جاندار کیا ۲۰) تاکہ تم سنو اور دیکھو اور سمجھو۔ ۲۱) منکرین بعثت ۲۲) اور مٹی ہو جائیں گے

اور ہمارے اجزاء مٹی سے ممتاز نہ رہیں گے ۲۳) یعنی موت کے بعد اٹھنے اور زندہ کئے جانے کا انکار کر کے وہ اس انتہا تک پہنچے ہیں کہ عاقبت (آخرت) کے تمام

امور کے منکر ہیں حتیٰ کہ رب کے حضور حاضر ہونے کے بھی۔ ۲۴) اس فرشتہ کا نام عزرائیل علیہ السلام ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے روحمیں قبض کرنے پر مقرر

ہیں اپنے کام میں کچھ غفلت نہیں کرتے جس کا وقت آجاتا ہے بے درنگ اس کی روح قبض کر لیتے ہیں۔ مروی ہے کہ ملک الموت کے لیے دنیا مثل کف دست

(تھیلی کی مانند) کردی گئی ہے تو وہ مشارق و مغارب کی مخلوق کی روحمیں بے مشقت اٹھا لیتے ہیں اور رحمت و عذاب کے بہت فرشتے ان کے ماتحت ہیں۔ ۲۵) اور

حساب و جزا کے لیے زندہ کر کے اٹھائے جاؤ گے۔ ۲۶) یعنی کفار و مشرکین ۲۷) اپنے افعال و کردار سے شرمندہ و نادم ہو کر اور عرض کرتے ہوں گے ۲۸) مرنے

کے بعد اٹھنے کو اور تیرے وعدہ و وعید کے صدق کو جن کے ہم دنیا میں منکر تھے۔ ۲۹) تجھ سے تیرے رسولوں کی سچائی کو تو اب دنیا میں ۳۰) اور اب ہم



هُدَاهَا وَلَكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّي لَأَمْلِكَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ

عطا فرماتے ہیں مگر میری بات قرار پاچگی کہ ضرور جہنم کو بھردوں گا ان جنوں اور آدمیوں

أَجْعِلِينَ ﴿۱۳﴾ فَذُوقُوا بِأَنسِيَّتُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَذَا إِنَّا نَسِينَكُمْ وَ

سب سے ۲۸ اب چکھو بدلہ اس کا کہ تم اپنے اس دن کی حاضری بھولے تھے ۲۹ ہم نے تمہیں چھوڑ دیا ہے

ذُوقُوا عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۱۴﴾ إِنَّمَا يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا

اب ہمیشہ کا عذاب چکھو اپنے کئے کا بدلہ ہماری آیتوں پر وہی ایمان لاتے ہیں

الَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بِهَا خَرُّوا سُجَّدًا وَسَبَّحُوا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا

کہ جب وہ انہیں یاد دلائی جاتی ہیں سجدہ میں گر جاتے ہیں ۱۳ اور اپنے رب کی تعریف کرتے ہوئے اس کی پاکی بولتے ہیں اور

يَسْتَكْبِرُونَ ﴿۱۵﴾ تَتَجَافَى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ

تکبر نہیں کرتے ان کی کروٹیں جدا ہوتی ہیں خواب گاہوں سے ۱۴ اور اپنے رب کو پکارتے ہیں

خَوْفًا وَطَمَعًا وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ﴿۱۶﴾ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ

ڈرتے اور امید کرتے ۱۵ اور ہمارے دیئے ہوئے میں سے کچھ خیرات کرتے ہیں تو کسی جی کو نہیں معلوم جو آنکھ کی ٹھنڈک

لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۱۷﴾ أَفَسِنْ كَانَ مُؤْمِنًا

ان کے لیے چھپا رکھی ہے ۱۶ صلہ ان کے کاموں کا ۱۷ تو کیا جو ایمان والا ہے

كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا ۗ لَّا يَسْتَوُونَ ﴿۱۸﴾ أَمْ أَلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

وہ اس جیسا ہو جائے گا جو بے حکم ہے ۱۸ یہ برابر نہیں جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے

ایمان لے آئے لیکن اس وقت کا ایمان لانا انہیں کچھ کام نہ دے گا۔ ۱۷ اور اس پر ایسا لطف کرتے کہ اگر وہ اس کو اختیار کرتا تو راہ باب ہوتا لیکن ہم نے ایسا نہ کیا

کیونکہ ہم کافروں کو جانتے تھے کہ وہ کفر ہی اختیار کریں گے۔ ۱۸ جنہوں نے کفر اختیار کیا اور جب وہ جہنم میں داخل ہوں گے تو جہنم کے خازن ان سے کہیں گے

۱۹ اور دنیا میں ایمان نہ لائے تھے۔ ۲۰ عذاب میں اب تمہاری طرف التفات نہ ہوگا۔ ۲۱ تواضع اور خشوع سے اور نعمت اسلام پر شکرگزاری کے لیے۔

۲۲ یعنی خواب استراحت کے بستروں سے اٹھتے ہیں اور اپنے راحت و آرام کو چھوڑتے ہیں ۲۳ یعنی اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں اور اس کی رحمت کی امید

کرتے ہیں یہ تہجد ادا کرنے والوں کی حالت کا بیان ہے۔ شان نزول: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ آیت ہم انصاریوں کے حق میں نازل ہوئی

کہ ہم مغرب پڑھ کر اپنی قیام گاہوں کو واپس نہ آتے تھے جب تک کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ نماز عشاء نہ پڑھ لیتے۔ ۲۴ جس سے وہ

راحتیں پائیں گے اور ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی ۲۵ یعنی انی طاعتوں کا جو انہوں نے دنیا میں ادا کیے ۲۶ یعنی کافر ہے۔ شان نزول: حضرت علی مرتضیٰ کرم

اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے ولید بن عقبہ بن ابی معیط کسی بات میں جھگڑ رہا تھا۔ دوران گفتگو کہنے لگا خاموش ہو جاؤ تم لڑکے ہو میں بوڑھا ہوں میں بہت زبان دراز

ہوں میری نوک سنان تم سے زیادہ تیز ہے میں تم سے زیادہ بہادر ہوں میں بڑا تجھے دار ہوں حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے فرمایا: چپ تو فاسق ہے

مرا دیہی کہ جن باتوں پر تو ناز کرتا ہے انسان کے لیے ان میں سے کوئی قابل مدح نہیں انسان کا فضل و شرف ایمان و تقویٰ میں ہے جسے یہ دولت نصیب نہیں وہ انتہا

فَلَهُمْ جَنَّاتُ الْمَأْوَىٰ نُزُلًا بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۱۹﴾ وَأَمْالَ الَّذِينَ فَسَقُوا

ان کے لیے بسنے کے باغ ہیں ان کے کاموں کے صلہ میں مہمان داری سے رہے وہ جو بے حکم ہیں

فَمَا لَهُمْ النَّارُ كُلَّمَا أَرَادُوا أَنْ يَخْرُجُوا مِنْهَا أُعِيدُوا فِيهَا وَقِيلَ

ان کا ٹھکانا آگ ہے جب کبھی اس میں سے نکلنا چاہیں گے پھر اُسی میں پھیر دیئے جائیں گے اور ان سے فرمایا

لَهُمْ ذُوقُوا عَذَابَ النَّارِ الَّتِي كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُونَ ﴿۲۰﴾ وَلَنْذِيْقَهُمْ

جانے گا چکھو اس آگ کا عذاب جسے تم جھٹلاتے تھے اور ضرور ہم انہیں چکھائیں گے

مِّنَ الْعَذَابِ الْأَدْنَىٰ دُونَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿۲۱﴾ وَ

کچھ نزدیک کا عذاب اس بڑے عذاب سے پہلے جسے دیکھنے والا امید کرے کہ ابھی باز آئیں گے اور

مَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِآيَاتِ رَبِّهِ ثُمَّ أَعْرَضَ عَنْهَا إِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِينَ

اس سے بڑھ کر ظالم کون جسے اس کے رب کی آیتوں سے نصیحت کی گئی پھر اس نے ان سے منہ پھیر لیا اور بے شک ہم مجرموں سے

مُتَّقُونَ ﴿۲۲﴾ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ فَلَا تَكُنْ فِي مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَائِهِ

بدلہ لینے والے ہیں اور بے شک ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا فرمائی تو تم اس کے ملنے میں شک نہ کرو

وَجَعَلْنَاهُ هُدًى لِّبَنِي إِسْرَائِيلَ ﴿۲۳﴾ وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ آيَةً يَّهْدُونَ

اور ہم نے اُسے بنی اسرائیل کے لیے ہدایت کیا اور ہم نے ان میں سے آیت کچھ امام بنائے کہ ہمارے حکم

بِأَمْرِنَا لَمَّاصِبُونَ ﴿۲۴﴾ وَكَانُوا بِالْبَيْتِ يُوقِنُونَ ﴿۲۵﴾ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ

سے بتاتے ہیں جب کہ انہوں نے صبر کیا اور وہ ہماری آیتوں پر یقین لاتے تھے بے شک تمہارا رب

کارزیل ہے کافر مومن کے برابر نہیں ہو سکتا اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی تصدیق میں یہ آیت نازل فرمائی۔

۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ نافرمان کافر ہیں ۲۶۔ دنیا ہی میں قتل اور گرفتاری اور قحط و امراض وغیرہ

میں مبتلا کر کے۔ چنانچہ ایسا ہی پیش آیا کہ حضور کی ہجرت سے قبل قریش امراض و مصائب میں گرفتار ہوئے اور بعد ہجرت بدر میں مقتول ہوئے گرفتار ہوئے

اور سات برس قحط کی ایسی سخت مصیبت میں مبتلا رہے کہ ہڈیاں اور مردار اور کتے تک کھا گئے۔ یعنی عذاب آخرت سے ۲۷۔ اور آیات میں غور نہ کیا اور ان

کے وضوح و ارشاد سے فائدہ نہ اٹھایا اور ایمان سے بہرہ اندوز نہ ہوا۔ ۲۸۔ یعنی تورات ۲۹۔ یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کتاب کے ملنے میں یا یہ معنی ہیں کہ

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ملنے اور ان سے ملاقات ہونے میں شک نہ کرو۔ چنانچہ شب معراج حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے

ملاقات ہوئی جیسا کہ احادیث میں وارد ہے۔ ۳۰۔ یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یا تورات کو ۳۱۔ یعنی بنی اسرائیل میں سے ۳۲۔ لوگوں کو خدا کی طاعت اور

اس کی فرمانبرداری اور اللہ تعالیٰ کے دین اور اس کی شریعت کا اتباع تورات کے احکام کی تعمیل اور یہ امام انبیاء بنی اسرائیل تھے یا انبیاء کے تبعین۔ ۳۳۔ اپنے دین

پر اور دشمنوں کی طرف سے پہنچنے والی مصیبتوں پر۔ فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ صبر کا ثمرہ امامت اور پیشوائی ہے۔

يُفْصَلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿۲۵﴾ أَوْلَمَ

ان میں فیصلہ کر دے گا ۲۵ قیامت کے دن جس بات میں اختلاف کرتے تھے ۲۹ اور کیا

يَهْدِيهِمْ كَمْ أَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِنَ الْقُرُونِ يَسْتُونَ فِي مَسْكِئِهِمْ ط

انہیں ۲۵ اس پر ہدایت نہ ہوئی کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی سنگتیں ۱۵ ہلاک کر دیں کہ آج یہ ان کے گھروں میں چل پھر رہے ہیں ۲۵

إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ ط أَفَلَا يَسْمَعُونَ ﴿۲۶﴾ أَوْلَمَ يَرَوْنَ أَنَّ نَسُوقَ الْمَاءِ

بے شک اس میں ضرور نشانیاں ہیں تو کیا سنتے نہیں ۲۶ اور کیا نہیں دیکھتے کہ ہم پانی بھیجتے ہیں

إِلَى الْأَرْضِ الْجُرُزِ فَخُرْجُ بِهِ زُرْعَاتًا كُلُّ مِنْهُ أَنْعَامُهُمْ وَأَنْفُسُهُمْ ط

شکستہ زمین کی طرف ۲۶ پھر اُس سے کھیتی نکالتے ہیں کہ اس میں سے ان کے چوپائے اور وہ خود کھاتے ہیں ۲۵

أَفَلَا يَبْصُرُونَ ﴿۲۷﴾ وَيَقُولُونَ مَتَى هَذَا الْفَتْحُ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿۲۸﴾

تو کیا نہیں سوچتا نہیں ۲۷ اور کہتے ہیں یہ فیصلہ کب ہوگا اگر تم سچے ہو ۲۸

قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ لَا يَنْفَعُ الَّذِينَ كَفَرُوا إِيْمَانُهُمْ وَلَا هُمْ يُنظَرُونَ ﴿۲۹﴾

تم فرماؤ فیصلہ کے دن ۲۹ کافروں کو ان کا ایمان لانا نفع نہ دے گا اور نہ انہیں مہلت ملے ۲۹

فَاعْرِضْ عَنْهُمْ وَأَنْتَظِرُ إِنَّهُمْ مُنْتَظَرُونَ ﴿۳۰﴾

تو ان سے منہ پھیر لو اور انتظار کرو ۳۰ بے شک انہیں بھی انتظار کرنا ہے ۳۰

۲۸ یعنی انبیاء میں اور ان کی امتوں میں یا مومنین و مشرکین میں ۲۹ امور دین میں سے اور حق و باطل والوں کو جدا جدا ممتاز کر دے گا۔ ۲۵ یعنی اہل مکہ کو

۱۵ کتنی امتیں مثل عاد، ثمود و قوم لوط کے ۲۵ یعنی اہل مکہ جب بسلسلہ تجارت شام کے سفر کرتے ہیں تو ان لوگوں کے منازل و بلاد میں گزرتے ہیں اور ان کی

ہلاکت کے آثار دیکھتے ہیں۔ ۲۳ جو عبرت حاصل کریں اور پند پذیر ہوں۔ ۲۴ جس میں سبزہ کا نام و نشان نہیں ۲۵ چوپائے بھوسہ اور وہ خود غلہ ۱۵ کہ وہ یہ

دیکھ کر اللہ تعالیٰ کے کمال قدرت پر استدلال کریں اور سمجھیں کہ جو قادر برحق خشک زمین سے کھیتی نکالنے پر قادر ہے مُردوں کا زندہ کرنا اس کی قدرت سے کیا بعید۔

۲۵ مسلمان کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اور مشرکین کے درمیان فیصلہ فرمائے گا اور فرمانبردار اور فرمان کوان کے حسب عمل جزا دے گا اس سے ان کی

مراد یہ تھی کہ ہم پر رحمت و کرم کرے گا اور کفار و مشرکین کو عذاب میں مبتلا کرے گا اس پر کافر بطور تمسخر و استہزاء کہتے تھے کہ یہ فیصلہ کب ہوگا اس کا وقت کب آئے گا

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب سے ارشاد فرماتا ہے: ۲۸ جب عذاب الہی نازل ہوگا ۲۹ تو یہ معذرت کی۔ فیصلہ کے دن سے یا روز قیامت مراد ہے یا روز فتح مکہ یا

روز بدر، بر تقدیر اول اگر روز قیامت مراد ہو تو ایمان کا نافع نہ ہونا ظاہر ہے کیونکہ ایمان وہی مقبول ہے جو دنیا میں ہو اور دنیا سے نکلنے کے بعد نہ ایمان مقبول ہوگا نہ

ایمان لانے کے لیے دنیا میں واپس آنا میسر آئے گا اور اگر فیصلہ کے دن سے روز بدر یا روز فتح مکہ مراد ہو تو معنی یہ ہیں کہ جبکہ عذاب آجائے اور وہ لوگ قتل ہونے

لیکن تو حالت قتل میں ان کا ایمان لانا قبول نہ کیا جائے گا اور نہ عذاب مؤخر کر کے انہیں مہلت دی جائے۔ چنانچہ جب مکہ مکرم فتح ہوا تو قوم بنی کنانہ بھاگی حضرت

خالد بن ولید نے جب انہیں گھیرا اور انہوں نے دیکھا کہ اب قتل سر پر آ گیا کوئی امید جاں بری کی نہیں تو انہوں نے اسلام کا اظہار کیا حضرت خالد نے قبول نہ فرمایا

اور انہیں قتل کر دیا۔ (بہل وغیرہ) ۳۰ ان پر عذاب نازل ہونے کا۔ ۱۵ بخاری و مسلم شریف کی حدیث شریف میں ہے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

روز جمعہ نماز فجر میں یہ سورت یعنی سورہ بقرہ اور سورہ دہر پڑھتے تھے۔ ترمذی کی حدیث میں ہے کہ جب تک حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ سورت اور سورہ



## ﴿ آیاتھا ۳ ﴾ ﴿ ۳۳ سُورَةُ الْاِنْجِلَابِ مَدَنِيَّةٌ ۹۰ ﴾ ﴿ مَرَكُوْعَاتُهَا ۹ ﴾

سورۃ احزاب مدنیہ ہے، اس میں تہتر آیتیں اور نو رکوع ہیں

### بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ ۗ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ

اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) اللہ کا یوں ہی خوف رکھنا اور کافروں اور منافقوں کی نہ سُننا و سُننے سے بے شک اللہ

عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۙ وَاتَّبِعْ مَا يُوْحٰى اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۗ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ

علم و حکمت والا ہے اور اس کی پیروی رکھنا جو تمہارے رب کی طرف سے تمہیں وحی ہوتی ہے اے لوگو اللہ

بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَيْرًا ۙ وَتَوَكَّلْ عَلٰى اللّٰهِ ۗ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِیْلًا ۙ مَا

تمہارے کام دیکھ رہا ہے اور اے محبوب تم اللہ پر بھروسہ رکھو اور اللہ بس (کافی) ہے کام بنانے والا

جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبِيْنَ فِيْ جَوْفِهِ ۚ وَمَا جَعَلَ اَرْوٰجَكُمْ اِلٰى

اللہ نے کسی آدمی کے اندر دو دل نہ رکھے اور تمہاری ان عورتوں کو جنہیں تم ماں کے برابر

”تَبْرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ“ پڑھ نہ لیتے خواب (نیند) نہ فرماتے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ سورۃ سجدہ عذاب قبر سے محفوظ رکھتی

ہے۔ (خان و مدارک) سورۃ احزاب مدنیہ ہے۔ اس میں نو رکوع تہتر آیتیں اور ایک ہزار دو سو اسی کلمے اور پانچ ہزار سات سو نوے حرف ہیں۔ سورۃ یعنی ہماری

طرف سے خبریں دینے والے ہمارے اسرار کے امین ہمارا خطاب ہمارے پیارے بندوں کو پہنچانے والے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ کے ساتھ خطاب فرمایا جس کے یہ معنی ہیں جو ذکر کئے گئے۔ نام پاک کے ساتھ یا محمد! ذکر فرما کر خطاب نہ کیا جیسا کہ دوسرے انبیاء علیہم السلام کو

خطاب فرمایا ہے اس سے مقصود آپ کی تکریم اور آپ کا احترام اور آپ کی فضیلت کا ظاہر کرنا ہے۔ (مدارک) سورۃ شان نزول: ابوسفیان بن حرب اور عمرہ بن ابی

جہل اور ابوالاعور سلمیٰ جنگ احد کے بعد مدینہ طیبہ میں آئے اور منافقین کے سردار عبداللہ بن ابی بن سلول کے یہاں مقیم ہوئے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

سے گفتگو کے لیے امان حاصل کر کے انہوں نے یہ کہا کہ آپ لات، عزئی، منات وغیرہ بتوں کو جنہیں مشرکین اپنا معبود سمجھتے ہیں کچھ نہ فرمائیے اور یہ فرمادیتے کہ ان

کی شفاعت ان کے پیاروں کے لیے ہے اور ہم لوگ آپ کو اور آپ کے رب کو کچھ نہ کہیں گے۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان کی یہ گفتگو بہت ناگوار ہوئی

اور مسلمانوں نے ان کے قتل کا ارادہ کیا، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قتل کی اجازت نہ دی اور فرمایا کہ میں انہیں امان دے چکا ہوں اس لیے قتل نہ کرو مدینہ

شریف سے نکال دو۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نکال دیا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اس میں خطاب تو سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے

ساتھ ہے اور مقصود ہے آپ کی امت سے فرمانا کہ جب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امان دی تو تم اس کے پابند رہو اور نقض عہد (عہد توڑنے) کا ارادہ نہ کرو

اور کفار و منافقین کی خلاف شرع بات نہ مانو۔ سورۃ ایک میں اللہ کا خوف ہو دوسرے میں کسی اور کا، جب ایک ہی دل ہے تو اللہ ہی سے ڈرے۔ شان نزول:

ابو عمر جہد فہری کی یادداشت اچھی تھی جو سنتا تھا یاد کر لیتا تھا قریش نے کہا کہ اس کے دو دل ہیں جیسی تو اس کا حافظہ اتنا قوی ہے وہ خود بھی کہتا تھا کہ اس کے دو دل ہیں

اور ہر ایک میں حضرت سید عالم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے زیادہ دانش ہے۔ جب بدر میں مشرک بھاگے تو ابو عمر اس شان سے بھاگا کہ ایک جوتی ہاتھ میں،

ایک پاؤں میں۔ ابوسفیان سے ملاقات ہوئی تو ابوسفیان نے پوچھا: کیا حال ہے؟ کہا: لوگ بھاگ گئے تو ابوسفیان نے پوچھا: ایک جوتی ہاتھ میں ایک پاؤں میں

کیوں ہے؟ کہا: اس کی مجھے خبر نہیں میں تو یہی سمجھ رہا ہوں کہ دونوں جوتیاں پاؤں میں ہیں۔ اس وقت قریش کو معلوم ہوا کہ دو دل ہوتے تو جوتی جو ہاتھ میں لیے

تُظْهِرُونَ مِنْهُنَّ أُمَّهَاتِكُمْ وَمَا جَعَلَ أَدْعِيَاءَكُمْ أَبْنَاءَكُمْ ذَلِكُمْ

کہہ دو تمہاری ماں نہ بنایاؤ اور نہ تمہارے لے پالکوں کو تمہارا بیٹا بنایاؤ یہ

قَوْلِكُمْ بِأَفْوَاهِكُمْ وَاللَّهُ يَقُولُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيلَ ۝۳

تمہارے اپنے منہ کا کہنا ہے ک اور اللہ حق فرماتا ہے اور وہی راہ دکھاتا ہے ۵

أَدْعُوهُمْ لِأَبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللَّهِ فَإِنْ لَّمْ تَعْلَمُوا آبَاءَهُمْ

اُنھیں ان کے باپ ہی کا کہہ کر پکارو یہ اللہ کے نزدیک زیادہ ٹھیک ہے پھر اگر تمہیں ان کے باپ معلوم نہ ہوں

فَإِخْوَانِكُمْ فِي الدِّينِ وَمَوَالِيكُمْ وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيمَا أَخْطَأْتُمْ

تو دین میں تمہارے بھائی ہیں اور بشریت میں تمہارے چچا زاد والے اور تم پر اس میں کچھ گناہ نہیں جو نادانستہ تم سے صادر

بِهِ ۝۴ وَلَكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوبُكُمْ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ۝۵

ہوا ۵ ہاں وہ گناہ ہے جو دل کے قصد سے کرو ۶ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے

النَّبِيِّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ وَأُولَٰؤُا

یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے ۷ اور اس کی بیبیاں ان کی مائیں ہیں ۸ اور رشتہ

ہوئے تھا بھول نہ جاتا اور ایک قول یہ بھی ہے کہ منافقین سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے دو دل بتاتے اور کہتے تھے کہ ان کا ایک دل ہمارے ساتھ ہے اور

ایک اپنے اصحاب کے ساتھ نیز زمانہ جاہلیت میں جب کوئی اپنی عورت سے ظہار کرتا تھا تو لوگ اس ظہار کو طلاق کہتے اور اس عورت کو اس کی ماں قرار دیتے تھے اور

جب کوئی شخص کسی کو بیٹا کہہ دیتا تو اس کو حقیقی بیٹا قرار دے کر شریک میراث ٹھہراتے اور اس کی زوجہ کو بیٹا کہنے والے کے لیے صلی بیٹی کی بی بی کی طرح حرام جانتے

ان سب کے رد میں یہ آیت نازل ہوئی۔ ۹ یعنی ظہار سے عورت ماں کے مثل حرام نہیں ہو جاتی۔ ظہار: منکوحہ کو ایسی عورت سے تشبیہ دینا جو ہمیشہ کے لیے حرام ہو

اور یہ تشبیہ ایسے عضو میں ہو جس کو دیکھنا اور چھونا جائز نہیں ہے۔ مثلاً کسی نے اپنی بی بی سے یہ کہا کہ تو مجھ پر میری ماں کی بیٹی یا بیٹی کے مثل ہے تو وہ مظاہر ہو گیا۔

مسئلہ: ظہار سے نکاح باطل نہیں ہوتا لیکن کفارہ ادا کرنا لازم ہو جاتا ہے اور کفارہ ادا کرنے سے پہلے عورت سے علیحدہ رہنا اور اس سے تنہا نہ کرنا لازم ہے۔ مسئلہ:

ظہار کا کفارہ ایک غلام کا آزاد کرنا اور یہ میسر نہ ہو تو متواتر دو مہینے کے روزے اور یہ بھی نہ ہو سکے تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے۔ مسئلہ: کفارہ ادا کرنے کے بعد

عورت سے قربت اور تمتع حلال ہو جاتا ہے۔ (ہدایہ) ۱۰ خواہ انہیں لوگ تمہارا بیٹا کہتے ہوں۔ ۱۱ یعنی بی بی کو ماں کے مثل کہنا اور لے پالک کو بیٹا کہنا بے

حقیقت بات ہے نہ بی بی ماں ہو سکتی ہے نہ دوسرے کا ”فرزند“ اپنا بیٹا۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب حضرت زینب بنت جحش سے نکاح کیا تو یہ دو

منافقین نے زبان طعن کھولی اور کہا کہ (حضرت) محمد (مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے اپنے بیٹے زید کی بی بی سے شادی کر لی کیونکہ پہلے حضرت زینب زید

کے نکاح میں تھیں اور حضرت زید ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے زرخیز تھے۔ انہوں نے حضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت

میں انہیں ہبہ کر دیا، حضور نے انہیں آزاد کر دیا تب بھی وہ اپنے باپ کے پاس نہ گئے حضور ہی کی خدمت میں رہے حضور ان پر شفقت و کرم فرماتے تھے اس لیے لوگ

انہیں حضور کا فرزند کہنے لگے اس سے وہ حقیر حضور کے بیٹے نہ ہو گئے اور یہ دو منافقین کا طعنہ محض غلط اور بیجا ہوا اللہ تعالیٰ نے یہاں ان طاعنین (طعنہ دینے

والوں) کی تکذیب فرمائی اور انہیں جھوٹا قرار دیا۔ ۱۲ حق کی۔ لہذا لے پالکوں کو ان کے پالنے والوں کا بیٹا نہ ٹھہراؤ بلکہ ۱۳ جن سے وہ پیدا ہوئے۔ ۱۴ اور

اس وجہ سے تم انہیں ان کے باپوں کی طرف نسبت نہ کر سکو ۱۵ تو تم انہیں بھائی کہو اور جس کے لے پالک ہیں اس کا بیٹا نہ کہو۔ ۱۶ ممانعت سے پہلے یا یہ معنی ہیں

کہ اگر تم نے لے پالکوں کو خطا بے ارادہ ان کے پرورش کرنے والوں کا بیٹا کہہ دیا کسی غیر کی اولاد کو محض زبان کی سبقت سے بیٹا کہا تو ان صورتوں میں گناہ نہیں۔

۱۷ ممانعت کے بعد۔ ۱۸ دینا و دین کے تمام امور میں اور نبی کا حکم ان پر نافذ اور نبی کی طاعت واجب اور نبی کے حکم کے مقابل نفس کی خواہش واجب التبرک یا

الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ إِلَّا أَنْ تَفْعَلُوا إِلَىٰ أَوْلِيَٰكُمْ مَّعْرُوفًا ۖ كَانَ ذَٰلِكَ فِي

والے اللہ کی کتاب میں ایک دوسرے سے زیادہ قریب ہیں فلک بہ نسبت اور مسلمانوں اور

المُهَاجِرِينَ إِلَّا أَنْ تَفْعَلُوا إِلَىٰ أَوْلِيَٰكُمْ مَّعْرُوفًا ۖ كَانَ ذَٰلِكَ فِي

مہاجروں کے فلک مگر یہ کہ تم اپنے دوستوں پر کوئی احسان کرو فلک یہ کتاب

الْكِتَابِ مَسْطُورًا ۖ وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ

میں لکھا ہے فلک اور اے محبوب یاد کرو جب ہم نے نبیوں سے عہد لیا فلک اور تم سے فلک اور

مِنْ نُوحٍ وَإِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ وَعِيسَىٰ ابْنِ مَرْيَمَ ۚ وَأَخَذْنَا مِنْهُمُ

نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ بن مریم سے اور ہم نے ان سے

مِيثَاقًا غَلِيظًا ۚ لِيَسْأَلَ الصَّادِقِينَ عَنْ صِدْقِهِمْ ۚ وَأَعَدَّ لِلْكَافِرِينَ

گاڑھا عہد لیا تاکہ سچوں سے صِدق اور ان کے سچ کا سوال کرے صِدق اور اس نے کافروں کے لیے دردناک

عَذَابًا أَلِيمًا ۚ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذْ ذُكِّرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ

عذاب تیار کر رکھا ہے اے ایمان والو! اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو فلک جب

جَاءَكُمْ جُنُودٌ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا وَجُنُودًا لَّمْ تَرَوْهَا ۗ وَكَانَ

تم پر کچھ لشکر آئے فلک تو ہم نے ان پر آندھی اور وہ لشکر بھیجے جو تمہیں نظر نہ آئے فلک اور

یہ معنی ہیں کہ نبی مؤمنین پر ان کی جانوں سے زیادہ رافت و رحمت اور لطف و کرم فرماتے ہیں اور نافع تر ہیں۔ بخاری و مسلم کی حدیث ہے: سید عالم صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا: ہر مومن کے لیے دنیا و آخرت میں میں سب سے زیادہ اولی ہوں اگرچہ ہوتو یہ آیت پڑھو "الْحَسْبِيَ اللَّهُ" حضرت ابن مسعود رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کی قراءت میں "مِنْ أَنْفُسِهِمْ" کے بعد "وَهُوَ أَتَىٰ لَهُمْ" بھی ہے۔ مجاہد نے کہا کہ تمام انبیاء اپنی امت کے باپ ہوتے ہیں اور اسی رشتہ سے مسلمان

آپس میں بھائی کہلاتے ہیں کہ وہ اپنے نبی کی دینی اولاد ہیں۔ فلک تعظیم حرمت میں اور نکاح کے ہمیشہ کے لیے حرام ہونے میں اور اس کے علاوہ دوسرے احکام

میں مثل وراثت اور پردہ وغیرہ کے ان کا وہی حکم ہے جو انہی عورتوں کا اور ان کی بیٹیوں کو مؤمنین کی بہنیں اور ان کے بھائیوں اور بہنوں کو مؤمنین کے ماموں خالہ نہ کہا

جائے گا۔ فلک توارث میں فلک مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ "أَوْلَىٰ الْأَرْحَامِ" ایک دوسرے کے وارث ہوتے ہیں، کوئی اجنبی دینی برادری کے ذریعہ سے

وارث نہیں ہوتا فلک اس طرح کہ جس کے لیے چاہو کچھ وصیت کرو تو وصیت ثلث مال کے قدر میں توارث پر مقدم کی جائے گی۔ خلاصہ یہ ہے کہ اول مال ذوی

الفروض کو دیا جائے گا پھر عصباء کو پھر نسبی ذوی الفروض پر رد کیا جائے گا پھر ذوی الارحام کو دیا جاوے گا پھر مولی الموالات کو (تفسیر احمدی) فلک یعنی لوح محفوظ

میں۔ فلک رسالت کی تبلیغ اور دین حق کی دعوت دینے کا فلک خصوصیت کے ساتھ۔ مسئلہ: سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر دوسرے انبیاء پر مقدم کرنا ان

سب پر آپ کی افضلیت کے اظہار کے لیے ہے۔ فلک یعنی انبیاء سے یا ان کی تصدیق کرنے والوں سے فلک یعنی جو انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا اور انہیں تبلیغ

کی وہ دریافت فرمائے یا مؤمنین سے ان کی تصدیق کا سوال کرے یا یہ معنی ہیں کہ انبیاء کو جو ان کی امتوں نے جواب دیئے وہ دریافت فرمائے اور اس سوال سے

مقصود کفار کی تذلیل و تمکیت ہے۔ فلک جو اس نے جنگ احزاب کے دن فرمایا جس کو غزوہ خندق کہتے ہیں جو جنگ احد سے ایک سال بعد تھا جب کہ مسلمانوں

کا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ طیبہ میں محاصرہ کر لیا گیا تھا۔ فلک قریش اور غطفان اور یہود قریظہ و نضیر کے فلک یعنی ملائکہ کے لشکر۔



اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا ۙ اِذْ جَاءَ وَكُم مِّن فَوْقِكُمْ وَمِنْ أَسْفَلَ

اللہ تمہارے کام دیکھتا ہے ۱۷ جب کافر تم پر آئے تمہارے اوپر سے اور تمہارے نیچے

مِنْكُمْ وَادَّاعَبَ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّونَ بِاللَّهِ

سے ۱۸ اور جب کہ ٹھٹھک کر رہ گئیں نگاہیں ۱۹ اور دل گلوں کے پاس آگئے ۲۰ اور تم اللہ پر طرح طرح کے

الظُّنُونًا ۙ هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُونَ وَزُلْزِلُوا زِلْزَالًا شَدِيدًا ۙ وَ

گمان کرنے لگے ۲۱ وہ جگہ تھی کہ مسلمانوں کی جانچ ہوئی ۲۲ اور خوب سختی سے جھنجھوڑے گئے اور

غزوة اتراب کا مختصر بیان: یہ غزوہ شوال ۵ یا ۴ سنہ ہجری میں پیش آیا جب یہود بنی نضیر کو جلا وطن کیا گیا تو ان کے اکابر مکہ مکرمہ میں قریش کے پاس پہنچے اور انہیں سید

عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ کی ترغیب دلائی اور وعدہ کیا کہ ہم تمہارا ساتھ دیں گے یہاں تک کہ مسلمان نیست و نابود ہو جائیں، ابوسفیان نے اس

تحریک کی بہت قدر کی اور کہا کہ ہمیں دنیا میں وہ سب سے پیارا ہے جو محمد (مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی عداوت میں ہمارا ساتھ دے پھر قریش نے ان

یہودیوں سے کہا کہ تم پہلی کتاب والے ہو بتاؤ تو ہم تم پر ہیں یا محمد (مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) یہود نے کہا تمہیں حق پر ہو اس پر قریش خوش ہوئے اسی پر

آیت ”الَّذِينَ آمَنُوا نَسَبْنَا مِنَ الْكُفْبِ يُؤْمِنُونَ بِالطَّاعُونَ وَالطَّاعُونَ“ نازل ہوئی پھر یہودی قبائل غطفان، قیس و غیلان وغیرہ میں گئے وہاں

بھی یہی تحریک کی وہ سب ان کے موافق ہو گئے اس طرح انہوں نے جا بجا دورے کئے اور عرب کے قبیلہ قبیلہ کو مسلمانوں کے خلاف تیار کر لیا جب سب لوگ تیار

ہو گئے تو قبیلہ خزاعہ کے چند لوگوں نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کفار کی ان زبردست تیاریوں کی اطلاع دی یہ اطلاع پاتے ہی حضور نے بمشورہ حضرت

سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خندق کھدوانی شروع کر دی اس خندق میں مسلمانوں کے ساتھ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود بھی کام کیا مسلمان خندق

تیار کر کے فارغ ہوئے ہی تھے کہ مشرکین بارہ ہزار کا لشکر گراں لے کر ان پر ٹوٹ پڑے اور مدینہ طیبہ کا محاصرہ کر لیا خندق مسلمانوں کے اور ان کے درمیان حائل تھی

اس کو دیکھ کر تمہیر ہوئے اور کہنے لگے کہ یہ ایسی تدبیر ہے جس سے عرب لوگ اب تک واقف نہ تھے اب انہوں نے مسلمانوں پر تیرا اندازی شروع کی اور اس محاصرہ کو

پندرہ روز یا چوبیس روز گزرے مسلمانوں پر خوف غالب ہوا اور وہ بہت گھبرائے اور پریشان ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے مدد فرمائی اور ان پر تیز ہوا بھیجی نہایت سرد اور اندھیری

رات میں اس ہوائے ان کے خیمے گرا دیئے، طنائیں توڑ دیں، کھوٹے اکھاڑ دیئے، ہانڈیاں الٹ دیں، آدمی زمین پر گرنے لگے اور اللہ تعالیٰ نے فرشتے بھیج دیئے

جنہوں نے کفار کو زلزلہ دیا ان کے دلوں میں دہشت ڈال دی مگر اس جنگ میں ملائکہ نے قتال نہیں کیا، پھر رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حدیفہ بن یمان کو

خبر لینے کے لیے بھیجا وقت نہایت سرد تھا یہ تھکھار لگا کر روانہ ہوئے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے روانہ ہوتے وقت ان کے چہرے اور بدن پر دست

مبارک پھیرا جس سے ان پر سردی اثر نہ کر سکی اور یہ دشمن کے لشکر میں پہنچ گئے وہاں تیز ہوا چل رہی تھی اور سنگریزے اڑا کر لوگوں کے لگ رہے تھے، آنکھوں میں

گرد پڑ رہی تھی، جب پریشانی کا عالم تھا، لشکر کفار کے سردار ابوسفیان ہوا کا یہ عالم دیکھ کر اٹھے اور انہوں نے قریش کو پکار کر کہا کہ جاسوسوں سے ہوشیار رہنا ہر شخص

اپنے برابر والے کو دیکھ لے یہ اعلان ہونے کے بعد ہر ایک شخص نے اپنے برابر والے کو ٹٹولنا شروع کیا، حضرت حدیفہ نے دانائی سے اپنے واسطے شخص کا ہاتھ پکڑ کر

پوچھا تو کون ہے اس نے کہا میں فلاں بن فلاں ہوں۔ اس کے بعد ابوسفیان نے کہا: اے گروہ قریش تم ٹھہرنے کے مقام پر نہیں ہو گھوڑے اور اونٹ ہلاک ہو چکے

بنی قریظہ اپنے عہد سے پھر گئے اور ہمیں ان کی طرف سے اندیشہ ناک خبریں پہنچی ہیں ہوانے جو حال کیا ہے وہ تم دیکھ ہی رہے ہو بس اب یہاں سے کوچ کر دو میں

کوچ کرتا ہوں ابوسفیان یہ کہہ کر اپنی اونٹنی پر سوار ہو گئے اور لشکر میں الرجیل یعنی کوچ کوچ کا شور مچ گیا ہوا ہر چیز کو اٹھنے والی تھی مگر یہ ہوا اس لشکر سے باہر نہ تھی

اب یہ لشکر بھاگ نکلا اور سامان کا بار کر کے لے جانا اس کو شاق (مشکل) ہو گیا اس لیے کثیر سامان چھوڑ گیا۔ (جمل) ۱۷ یعنی تمہارا خندق کھودنا اور نبی کریم صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم کی فرما تبرداری میں ثابت قدم رہنا۔ ۱۸ یعنی وادی کی بالائی جانب مشرق سے قبیلہ اسد و غطفان کے لوگ مالک بن عوف نصری و عبید بن حصن

فزاری کی سرکردگی میں ایک ہزار کی جمعیت لے کر اور ان کے ساتھ طلیحہ بن خویلد اسدی بنی اسد کی جمعیت لے کر اور جہی بن اخطب یہود بنی قریظہ کی جمعیت

لے کر اور وادی کی زیریں جانب مغرب سے قریش اور کنانہ بسرکردگی ابوسفیان بن حرب۔ ۱۹ اور شدت رعب و ہیبت سے حیرت میں آگئیں ۲۰ خوف و

اضطراب انتہا کو پہنچ گیا ۲۱ منافق تو یہ گمان کرنے لگے کہ مسلمانوں کا نام و نشان باقی نہ رہے گا کفار کی اتنی بڑی جمعیت سب کو فنا کر ڈالے گی اور مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ

کی طرف سے مدد آنے اور اپنے فتناب ہونے کی امید تھی۔ ۲۲ اور ان کا صبر و اخلاص محکم (کسوٹی) امتحان پر لایا گیا۔

اِذْ يَقُولُ الْمُنْفِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللَّهُ وَ

جب کہنے لگے منافق اور جن کے دلوں میں روگ تھا ۳۳ ہمیں اللہ و رسول

رَسُولُهُ إِلَّا عُرُورًا ۱۳ ۱۳ وَ اِذْ قَالَتْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ يَا هَلْ يَأْتِرُ بَ لَا

نے وعدہ نہ دیا تھا مگر فریب کا ۳۳ اور جب اُن میں سے ایک گروہ نے کہا ۳۵ اے مدینہ والو! کیا یہاں تمہارے

مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوا ۱۴ وَيَسْتَأْذِنُ فَرِيقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُولُونَ إِنَّ

ٹھہرنے کی جگہ نہیں ہے تم گھروں کو واپس چلو اور ان میں سے ایک گروہ ۳۵ نبی سے اذن مانگتا تھا یہ کہہ کر کہ

بِئُوتُنَا عَوْرَاتٍ ۱۵ وَمَا هِيَ بِعَوْرَاتٍ اِنْ يُرِيدُونَ اِلَّا فِرَارًا ۱۳ ۱۳ وَلَوْ

ہمارے گھر بے حفاظت ہیں اور وہ بے حفاظت نہ تھے وہ تو نہ چاہتے تھے مگر بھاگنا اور اگر

دُخِلَتْ عَلَيْهِمْ مِّنْ اَقْطَارِهَا ثُمَّ سَبَّوْا الْفِتْنَةَ لَا تَوْهَا وَمَا تَكْسَبُوا

ان پر فوجیں مدینہ کے اطراف سے آئیں پھر اُن سے کفر چاہتیں تو ضرور اُن کا مانگا دے بیٹھے ۳۶ اور اس میں دیر نہ

بِهَا اِلَّا يَسِيرًا ۱۴ ۱۴ وَلَقَدْ كَانُوا عَاهَدُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ لَا يُولُونَ

کرتے مگر تھوڑی اور بے شک اس سے پہلے وہ اللہ سے عہد کر چکے تھے کہ پیچھے نہ

اِلَّا دُبَارًا ۱۵ وَكَانَ عَهْدُ اللّٰهِ مَسْئُولًا ۱۵ ۱۵ قُلْ لَنْ يَنْفَعَكُمْ الْفِرَارُ اِنْ

پھیریں گے اور اللہ کا عہد پوچھا جائے گا ۱۵ تم فرماؤ ہرگز تمہیں بھاگنا نفع نہ دے گا اگر

فَرَرْتُمْ مِّنَ الْمَوْتِ اَوْ الْقَتْلِ وَاِذَا لَمْ تَسْعَوْنَ اِلَّا قَلِيلًا ۱۶ ۱۶ قُلْ مَنْ

موت یا قتل سے بھاگو ۱۶ اور جب بھی دینا نہ برتنے دیئے جاؤ گے مگر تھوڑی ۱۶ تم فرماؤ وہ

ذَ الَّذِي يَعْصِيكُمْ مِّنَ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَ بِكُمْ سُوْءًا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً ۱۷ ۱۷

کون ہے جو اللہ کا حکم تم پر سے ٹال دے اگر وہ تمہارا بُرا چاہے ۱۷ یا تم پر مہر (رحم) فرمانا چاہے ۱۷

۳۳ یعنی ضعف اعتقاد ۳۳ یہ بات معتب بن قیس نے کفار کے لشکر دیکھ کر کہی تھی کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو ہمیں فارس و روم کی فتح کا وعدہ دیتے ہیں

اور حال یہ ہے کہ ہم میں سے کسی کی یہ مجال بھی نہیں کہ اپنے ڈیرے سے باہر نکل سکے تو یہ وعدہ نرا دھوکا ہے۔ ۳۵ یعنی منافقین کے ایک گروہ نے ۳۶ یہ مقولہ

منافقین کا ہے انہوں نے مدینہ طیبہ کو بیٹھ کہا۔ مسئلہ: مسلمانوں کو بیٹھ نہ کہنا چاہئے۔ حدیث شریف میں مدینہ طیبہ کو بیٹھ کہنے کی ممانعت آئی ہے۔ حضور سید

عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ناگوار تھا کہ مدینہ پاک کو بیٹھ کہا جائے کیونکہ بیٹھ کے معنی اچھے نہیں ہیں۔ ۳۷ یعنی رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لشکر میں

۳۸ یعنی بنی حارثہ بنی سلمہ۔ ۳۹ یعنی اسلام سے منحرف ہو جاتے ہیں یعنی آخرت میں اللہ تعالیٰ اس کو در یافت فرمائے گا کہ کیوں وفا نہیں کیا گیا۔ ۴۰ کیونکہ

جو مقدر ہے وہ ضرور ہو کر رہے گا۔ ۴۱ یعنی اگر وقت نہیں آیا ہے تو بھی بھاگ کر تھوڑے ہی دن جتنی عمر باقی ہے اتنے ہی دنیا کو بر تو گے اور یہ ایک قلیل مدت ہے۔

وَلَا يَجِدُونَ لَهُمْ مِّنْ دُونِ اللَّهِ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ﴿۱۷﴾ قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ

اور وہ اللہ کے سوا کوئی حامی نہ پائیں گے نہ مددگار بے شک اللہ جانتا ہے

الْمُعَوِّقِينَ مِنْكُمْ وَالْقَائِلِينَ لِإِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ إِلَيْنَا وَلَا يَأْتُونَ

تمہارے ان کو جو اوروں کو جہاد سے روکتے ہیں اور اپنے بھائیوں سے کہتے ہیں ہماری طرف چلے آؤ ۱۷ اور لڑائی میں

الْبَأْسَ إِلَّا قَلِيلًا ﴿۱۸﴾ أَشْحَاةٌ عَلَيْكُمْ ۖ فَاذْجَأءَ الْخَوْفُ رَأْيَهُمْ

نہیں آتے مگر تھوڑے ۱۸ تمہاری مدد میں لگی (کو تباہی) کرتے ہیں پھر جب ڈر کا وقت آئے تم انہیں

يَنْظُرُونَ إِلَيْكَ تَدُورُ أَعْيُنُهُمْ كَالَّذِي يُغْشَىٰ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۖ فَاذًا

دیکھو گے تمہاری طرف یوں نظر کرتے ہیں کہ ان کی آنکھیں گھوم رہی ہیں جیسے کسی پر موت چھائی ہو پھر جب

ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوكُمْ بِالسِّنَةِ حِدَادٍ أَشْحَاةٌ عَلَى الْخَيْرِ ۖ أُولَٰئِكَ

ڈر کا وقت نکل جائے تمہیں طعنے دینے لگیں تیز زبانوں سے مال غنیمت کے لالچ میں ۱۸ یہ لوگ

لَمْ يُؤْمِنُوا فَا حَبَطَ اللَّهُ أَعْمَالَهُمْ ۖ وَكَانَ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا ﴿۱۹﴾

ایمان لائے ہی نہیں ۱۹ تو اللہ نے ان کے عمل اکارت کر دیئے ۱۹ اور یہ اللہ کو آسان ہے

يَحْسَبُونَ الْأَحْزَابَ لَمْ يَذْهَبُوا ۖ وَإِن يَأْتِ الْأَحْزَابُ يَوَدُّوْا

وہ سمجھ رہے ہیں کہ کافروں کے لشکر ابھی نہ گئے ۱۹ اور اگر لشکر دوبارہ آئیں تو ان کی ۱۹ خواہش ہوگی

لَوْ أَنَّهُمْ بَادُوا فِي الْأَعْرَابِ يَسْأَلُونَ عَنْ أَنْبَائِكُمْ وَلَوْ كَانُوا فِيكُمْ

کہ کسی طرح گاؤں میں نکل کر ۱۹ تمہاری خبریں پوچھتے ۱۹ اور اگر وہ تم میں رہتے

۱۹ اور سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو چھوڑ دو ان کے ساتھ جہاد میں نہ رہو اس میں جان کا خطرہ ہے۔ شان نزول: یہ آیت منافقین کے حق میں

نازل ہوئی ان کے پاس یہود نے پیام بھیجا تھا کہ تم کیوں اپنی جانیں ابوسفیان کے ہاتھوں سے ہلاک کرنا چاہتے ہو اس کے لشکری اس مرتبہ اگر تمہیں پاگئے تو تم میں

سے کسی کو باقی نہ چھوڑیں گے ہمیں تمہارا اندیشہ ہے تم ہمارے بھائی اور ہمسائے ہو ہمارے پاس آ جاؤ، یہ خبر پا کر عبد اللہ بن ابی بن سلول منافق اور اس کے ساتھی

مومنین کو ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں سے ڈرا کر رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ساتھ دینے سے روکنے لگے اور اس میں انہوں نے بہت کوشش کی لیکن

جس قدر انہوں نے کوشش کی مومنین کا ثبات استقلال اور بڑھتا گیا۔ ۱۹ ریا کاری اور دکھاوٹ کے لیے۔ ۱۹ اور امن و غنیمت حاصل ہو ۱۹ اور یہ کہیں ہمیں

زیادہ حصر دہماری ہی وجہ سے تم غالب ہوئے ہو۔ ۱۹ حقیقت میں۔ اگرچہ انہوں نے زبانوں سے ایمان کا اظہار کیا ۱۹ یعنی چونکہ حقیقت میں وہ مومن نہ تھے

اس لیے ان کے تمام ظاہری عمل جہاد وغیرہ سب باطل کر دیئے۔ ۱۹ یعنی منافقین اپنی بزدلی و نامردی سے ابھی تک یہ سمجھ رہے ہیں کہ کفار قریش و غطفان و یہود

وغیرہ ابھی تک میدان چھوڑ کر بھاگے نہیں ہیں اگرچہ حقیقت حال یہ ہے کہ وہ بھاگ چکے۔ ۱۹ یعنی منافقین کی اپنی نامردی کے باعث یہی آرزو اور ۱۹ مدینہ

طیبہ کے آنے جانے والوں سے ۱۹ کہ مسلمانوں کا کیا انجام ہوا کفار کے مقابلہ میں ان کی کیا حالت رہی۔



مَا قَاتَلُوا إِلَّا قَلِيلًا ۚ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ۗ

جب بھی نہ لڑتے مگر تھوڑے ۵۵ بے شک تمہیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے ۵۵

لَمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا ۖ وَلَمَّا رَأَىٰ

اس کے لیے کہ اللہ اور پچھلے دن کی امید رکھتا ہو اور اللہ کو بہت یاد کرے ۵۶ اور جب مسلمانوں

الْمُؤْمِنُونَ الْأَحْزَابَ ۖ قَالُوا هَذَا مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَصَدَقَ

نے کافروں کے لشکر دیکھے بولے یہ ہے وہ جو ہمیں وعدہ دیا تھا اللہ اور اس کے رسول نے ۵۷ اور سچ فرمایا

اللَّهُ وَرَسُولُهُ ۗ وَمَا زَادَهُمْ إِلَّا إِيمَانًا وَتَسْلِيمًا ۖ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ

اللہ اور اس کے رسول نے ۵۹ اور اس سے انہیں نہ بڑھا مگر ایمان اور اللہ کی رضا پر راضی ہونا مسلمانوں میں کچھ

رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ ۖ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضَىٰ نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ

وہ مرد ہیں جنہوں نے سچا کر دیا جو عہد اللہ سے کیا تھا ۶۰ تو ان میں کوئی اپنی منت پوری کر چکا ۶۱ اور کوئی

مَنْ يَنْتَظِرُ ۗ وَمَا بَدَّلُوا بَدِيلًا ۖ لِيَجْزِيَ اللَّهُ الصَّادِقِينَ بِصِدْقِهِمْ

راہ دیکھ رہا ہے ۶۲ اور وہ ذرا نہ بدلے ۶۳ تاکہ اللہ سچوں کو ان کے سچ کا صلہ دے

وَيُعَذِّبَ الْمُنَافِقِينَ ۚ إِنِ شَاءَ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا

اور منافقوں کو عذاب کرے اگر چاہے یا انہیں توبہ دے بے شک اللہ بخشنے والا

۵۵ ریا کاری اور عذر رکھنے کے لیے تاکہ یہ کہنے کا موقع مل جائے کہ ہم بھی تو تمہارے ساتھ جنگ میں شریک تھے۔ ۵۶ ان کی اچھی طرح اتباع کرو اور دین الہی

کی مدد کرو اور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ساتھ نہ چھوڑو اور مصائب پر صبر کرو اور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنتوں پر چلو یہ بہتر ہے۔

۵۷ ہر موقع پر اس کا ذکر کرے، خوشی میں بھی رنج میں بھی، تنگی میں بھی فراخی میں بھی۔ ۵۸ کہ تمہیں شدت و بلا پہنچے گی اور تم آزمائش میں ڈالے جاؤ گے اور

پہلوں کی طرح تم پر سختیاں آئیں گی اور لشکر جمع ہو ہو کر تم پر ٹوٹیں گے اور انجام کار تم غالب ہو گے اور تمہاری مدد فرمائی جائے گی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ”اَمْ

حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَأْتِكُمْ مَثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ“ الایۃ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ سید عالم صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ بچھلی نو یا دس راتوں میں لشکر تمہاری طرف آنے والے ہیں جب انہوں نے دیکھا کہ اس میعاد پر لشکر آگئے تو کہا یہ ہے

وہ جو ہمیں اللہ اور اس کے رسول نے وعدہ دیا تھا۔ ۵۹ یعنی جو اس کے وعدے ہیں سب سچے ہیں سب یقیناً واقع ہوں گے ہماری مدد بھی ہوگی ہمیں غلبہ بھی دیا جائے گا

اور مکہ مکرمہ اور روم و فارس بھی فتح ہوں گے۔ ۶۰ حضرت عثمان غنی اور حضرت طلحہ اور حضرت سعید بن زید اور حضرت حمزہ اور حضرت مصعب وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ

عنہم نے نذر کی تھی کہ وہ جب رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کا موقع پائیں گے تو ثابت رہیں گے یہاں تک کہ شہید ہو جائیں ان کی نسبت اس

آیت میں ارشاد ہوا کہ انہوں نے اپنا وعدہ سچا کر دیا۔ ۶۱ جہاد پر ثابت رہا یہاں تک کہ شہید ہو گیا جیسے کہ حضرت حمزہ و مصعب رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ ۶۲ اور شہادت کا

انتظار کر رہا ہے جیسے کہ حضرت عثمان اور حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ ۶۳ اپنے عہد پر ویسے ہی ثابت قدم رہے شہید ہو جانے والے بھی اور شہادت کا انتظار

کرنے والے بھی ان منافقین اور مریض القلوب لوگوں پر تعریض ہے جو اپنے عہد پر قائم نہ رہے۔

سَّحِيبًا ۲۳) وَرَدَّ اللَّهُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِعِظِهِمْ لَمْ يَأْتُوا خَيْرًا ۖ وَكَفَى

مہربان ہے اور اللہ نے کافروں کو ۲۳) ان کے دلوں کی جلن کے ساتھ پلٹایا کہ کچھ بھلا نہ پایا ۲۴) اور اللہ نے

اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ الْقِتَالَ ۖ وَكَانَ اللَّهُ قَوِيًّا عَزِيزًا ۲۵) وَأَنْزَلَ الَّذِينَ

مسلمانوں کو لڑائی کی کفایت دی ۲۵) اور اللہ زبردست عزت والا ہے اور جن اہل کتاب

ظَاهَرُوهُمْ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مِنْ صَيَاصِيهِمْ وَقَذَفَ فِي قُلُوبِهِمُ

نے ان کی مدد کی تھی ۲۶) انھیں ان کے قلعوں سے اتارا ۲۷) اور ان کے دلوں میں

الرُّعْبَ فَرِيقًا تَقْتُلُونَ وَتَأْسِرُونَ فَرِيقًا ۲۶) وَأَوْرَثَكُمْ أَرْضَهُمْ وَ

رعب ڈالا ان میں ایک گروہ کو قتل کرتے ہوئے ۲۶) اور ایک گروہ کو قید کر کے اور ہم نے تمہارے ہاتھ لگائے ان کی زمین اور

دِيَارَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ وَأَرْضَاتِهِمْ تَطَّوُّهَا ۖ وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ

ان کے مکان اور ان کے مال کے اور وہ زمین جس پر تم نے ابھی قدم نہیں رکھا ہے ۲۷) اور اللہ ہر چیز پر

قَدِيرًا ۲۷) يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ إِن كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيَاةَ

قادر ہے اے نبیؐ بتانے والے (نبی) اپنی بیویوں سے فرمادے اگر تم دنیا کی زندگی اور

۲۸) یعنی قریش و غطفان وغیرہ کے لشکروں کو جن کا اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ ۲۹) تاکام و نامراد واپس ہوئے۔ ۳۰) کہ دشمن فرشتوں کی تکبیروں اور ہوا کی تختیوں

سے بھاگ نکلے۔ ۳۱) یعنی بنی قریظہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل قریش و غطفان وغیرہ احزاب کی مدد کی تھی ۳۲) اس میں غزوہ بنی قریظہ کا بیان

ہے یہ آخر ذی قعدہ ۳ھ یا ۴ھ میں ہوا جب غزوہ خندق میں شب کو مخالفین کے لشکر بھاگ گئے جس کا اوپر کی آیات میں ذکر ہو چکا ہے اس شب کی صبح کو رسول

کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام مدینہ طیبہ میں تشریف لائے اور تھکھارے اور تار دیئے اس روز ظہر کے وقت جب سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سر

مبارک دھویا جا رہا تھا جبریل امین حاضر ہوئے اور انہوں نے عرض کیا کہ حضور نے تھکھارے رکھ دیئے فرشتوں نے چالیس روز سے تھکھارے نہیں رکھے ہیں اللہ تعالیٰ

آپ کو بنی قریظہ کی طرف جانے کا حکم فرماتا ہے حضور نے حکم فرمایا کہ ندا کر دی جائے کہ جو فرما نبردار ہو وہ عصر کی نماز نہ پڑھے مگر بنی قریظہ میں جا کر حضور یہ فرما کر

روانہ ہو گئے اور مسلمان چلنے شروع ہوئے اور یکے بعد دیگرے حضور کی خدمت میں پہنچتے رہے یہاں تک کہ بعض حضرات نماز عشاء کے بعد پہنچے لیکن انہوں نے اس

وقت تک عصر کی نماز نہیں پڑھی تھی کیونکہ حضور نے بنی قریظہ میں پہنچ کر عصر کی نماز پڑھنے کا حکم دیا تھا اس لیے اس روز انہوں نے عصر بعد عشاء پڑھی اور اس پر نہ اللہ

تعالیٰ نے ان کی گرفت فرمائی نہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے۔ لشکر اسلام نے پچیس روز تک بنی قریظہ کا محاصرہ رکھا اس سے وہ تنگ آ گئے اور اللہ تعالیٰ

نے ان کے دلوں میں رعب ڈالا رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ تم میرے حکم پر قلعوں سے اترو گے؟ انہوں نے انکار کیا تو فرمایا کیا قبیلہ

اوس کے سردار سعد بن معاذ کے حکم پر اترو گے؟ اس پر وہ راضی ہوئے اور سعد بن معاذ کو ان کے بارے میں حکم دینے پر مامور فرمایا حضرت سعد نے حکم دیا کہ مرد قتل کر

دیئے جائیں۔ عورتیں اور بچے قید کئے جائیں، پھر بازار مدینہ میں خندق کھودی گئی اور وہاں لاکر ان سب کی گردنیں ماری گئیں ان لوگوں میں قبیلہ بنی نضیر کا سردار نجی

بن اخطب اور بنی قریظہ کا سردار کعب بن اسد بھی تھا اور یہ لوگ چھ سو یا سات سو جوان تھے جو گردنیں کاٹ کر خندق میں ڈال دیئے گئے۔ (مدارک و جمل) ۳۱) یعنی

مقاتلین کو۔ وئے عورتوں اور بچوں کو۔ وئے نقد اور سامان اور مویشی سب مسلمانوں کے قبضہ میں آئیں۔ وئے اس زمین سے مراد خیبر ہے جو بنی قریظہ کے بعد

مسلمانوں کے قبضہ میں آیا وہ ہر زمین مراد ہے جو قیامت تک فتح ہو کر مسلمانوں کے قبضہ میں آنے والی ہے۔

الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا فَتَعَالَيْنِ أُمَتِّعَنَّكَ وَأَسْرَحَنَّكَ سَرًا حَاجِبِيًّا ۝۲۸ وَإِنْ

اس کی آرائش چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں مال دوں دیکھو اور اچھی طرح چھوڑ دوں دیکھو اور اگر

كُنْتُمْ تُرَدُّنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ وَالْاٰمَآةَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ

تم اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کا گھر چاہتی ہو تو بے شک اللہ نے تمہاری نیکی والیوں

مِنْكُمْ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝۲۹ يُنِسِّئُ النَّبِيَّ مَنِ يَّاتِ مِنْكُمْ بِفَاحِشَةٍ

کے لیے بڑا اجر تیار کر رکھا ہے اے نبی کی بیوی جو تم میں صریح حیا کے خلاف کوئی

مُبِيْنَةٌ يُّضَعْفُ لَهَا الْعَذَابُ ضَعْفَيْنِ ۝۳۰ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلٰى اللّٰهِ يَسِيْرًا ۝۳۰

جرات کرے دیکھو اس پر اوروں سے دونا (دگنا) عذاب ہوگا دیکھو اور یہ اللہ کو آسان ہے

۳۰ یعنی اگر تمہیں مالی کثیر اور اسبابِ عیش درکار ہے۔ شانِ نزول: سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات نے آپ سے دنیاوی سامان طلب کئے اور لطفہ میں زیادتی کی درخواست کی یہاں تو کمال زد تھا سامانِ دنیا اور اس کا جمع کرنا گوارا ہی نہ تھا اس لیے یہ خاطرِ اقدس پر گراں ہوا اور یہ آیت نازل ہوئی اور ازواجِ مطہرات کو تحییر دی گئی اس وقت حضور کی نو بیبیاں تھیں۔ پانچ قریشیہ: (۱) حضرت عائشہ بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، (۲) حفصہ بنت فاروق، (۳) ام حبیبہ بنت ابی سفیان، (۴) ام سلمیٰ بنت ابی امیہ، (۵) سودہ بنت زمعہ اور چار غیر قریشیہ: (۱) زینب بنت جحش اسدیہ، (۲) میمونہ بنت حارث ہلالیہ، (۳) صفیہ بنت یحییٰ بن اخطب خیبریہ، (۴) جویریہ بنت حارث مصطلقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سب سے پہلے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو یہ آیت سنا کر اختیار دیا اور فرمایا کہ جلدی نہ کرو اپنے والدین سے مشورہ کر کے جو رائے ہو اس پر عمل کرو۔ انہوں نے عرض کیا: حضور کے معاملہ میں مشورہ کیسا میں اللہ کو اور اس کے رسول کو اور دارِ آخرت کو چاہتی ہوں اور باقی ازواج نے بھی یہی جواب دیا۔ مسئلہ: جس عورت کو اختیار دیا جائے وہ اگر اپنے زوج کو اختیار کرے تو طلاق واقع نہیں ہوتی اور اگر اپنے نفس کو اختیار کرے تو ہمارے نزدیک طلاق بائن واقع ہوتی ہے۔ دیکھو جس عورت کے ساتھ بعد نکاح دخول یا خلوت صحیح ہوئی ہو اس کو طلاق دی جائے تو کچھ سامان دینا مستحب ہے اور وہ سامان تین کپڑوں کا جوڑا ہوتا ہے یہاں مال سے وہی مراد ہے۔ مسئلہ: جس عورت کا مہر مقرر نہ کیا گیا ہو اس کو قبل دخول طلاق دی تو یہ جوڑا دینا واجب ہے۔ دیکھو بغیر کسی ضرر کے۔ دیکھو جیسے کہ شوہر کی اطاعت میں کوتاہی کرنا اور اس کے ساتھ کج خلقی سے پیش آنا کیونکہ بدکاری سے تو اللہ تعالیٰ انبیاء کی بیبیوں کو پاک رکھتا ہے۔ دیکھو کیونکہ جس شخص کی فضیلت زیادہ ہوتی ہے اس سے اگر قصور واقع ہو تو وہ قصور بھی دوسروں کے قصور سے زیادہ سخت قرار دیا جاتا ہے۔ مسئلہ: اسی لیے عالم کا گناہ جاہل کے گناہ سے زیادہ قبیح ہوتا ہے اور اسی لیے آزادوں کی سزا شریعت میں غلاموں سے زیادہ مقرر ہے اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیبیاں تمام جہان کی عورتوں سے زیادہ فضیلت رکھتی ہیں اس لیے ان کی ادنیٰ بات سخت گرفت کے قابل ہے۔ فائدہ: لفظ فاحشہ جب معرفہ ہو کر وارد ہو تو اس سے زنا اور لواط مراد ہوتی ہے اور اگر نکرہ غیر موصوفہ ہو کر لایا جائے تو اس سے تمام گناہ مراد ہوتے ہیں اور جب موصوفہ ہو کر وارد ہو تو اس سے شوہر کی نافرمانی اور فسادِ معشرت مراد ہوتا ہے، اس آیت میں نکرہ موصوفہ ہے اسی لیے اس سے شوہر کی اطاعت میں کوتاہی اور کج خلقی مراد ہے جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منقول ہے۔ (جمل وغیرہ)



وَمَنْ يَقْنُتْ مِنْكُمْ لِلَّهِ وَرَسُولِهِ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُوتَهَا أَجْرَهَا

اور ۵۷۷ کے جو تم میں فرماں بردار رہے اللہ اور رسول کی اور اچھا کام کرے ہم اسے اوروں سے دونا (دگنا)

مَرَّتَيْنِ ۱۰ وَأَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيمًا ۳۱ يُنِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتِنَّ كَأَحَدٍ

ثواب دیں گے ۱۰ اور ہم نے اس کے لیے عزت کی روزی تیار کر رکھی ہے ۳۱ اے نبی کی بیویو تم اور عورتوں

مِنَ النِّسَاءِ إِنْ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي

کی طرح نہیں ہو ۱۰ اگر اللہ سے ڈرو تو بات میں ایسی نرمی نہ کرو کہ دل کا روگی کچھ

قَلْبِهِ مَرَضٌ وَقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوفًا ۳۲ وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ

لا لُجَّ ۱۰ ہاں اچھی بات کہو ۳۲ اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور بے پردہ نہ رہو

تَبَرَّجِ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ وَأَقِمْنَ الصَّلَاةَ وَآتِينَ الزَّكَاةَ وَأَطِعْنَ

جیسے اگلی جاہلیت کی بے پردگی ۱۰ اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور اللہ اور

اللَّهُ وَرَسُولَهُ ۱۰ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ

اس کے رسول کا حکم مانو اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو کہ تم سے ہر ناپاکی دور

الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ۳۳ وَاذْكُرْنَ مَا يُشَلِي فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ

فرما دے اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کر دے ۳۳ اور یاد کرو جو تمہارے گھروں میں پڑھی جاتی ہیں

۵۷۷ اے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیویو! ۱۰ یعنی اگر اوروں کو ایک نیکی پردس گنا ثواب دیں گے تو تمہیں بیس گنا کیونکہ تمام جہان کی عورتوں میں تمہیں شرف و

فضیلت ہے اور تمہارے عمل میں بھی دو جہتیں ہیں ایک ادائے اطاعت دوسرے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضا جوئی اور قناعت و حسن معاشرت کے

ساتھ حضور کو خوشنود کرنا۔ ۱۰ جنت میں۔ ۱۰ تمہارا مرتبہ سب سے زیادہ ہے اور تمہارا اجر سب سے بڑھ کر، جہان کی عورتوں میں کوئی تمہاری ہمسر

نہیں۔ ۱۰ اس میں تعلیم آداب ہے کہ اگر بضرورت غیر مرد سے پس پردہ گفتگو کرنی پڑے تو قصد کرو کہ لہجہ میں نزاکت نہ آنے پائے اور بات میں لوچ نہ ہو

بات نہایت سادگی سے کی جائے عفت مآب (پاکدامن) خواتین کے لیے یہی شایاں ہے۔ ۱۰ دین و اسلام کی اور نیکی کی تعلیم اور پند و نصیحت کی اگر ضرورت

پیش آئے مگر بے لوچ لہجہ سے۔ ۱۰ اگلی جاہلیت سے مراد قبل اسلام کا زمانہ ہے اس زمانہ میں عورتیں اتراتی نکلتی تھیں، اپنی زینت و محاسن کا اظہار کرتی تھیں کہ

غیر مرد و بچوں لباس ایسے پہنتی تھیں جن سے جسم کے اعضاء اچھی طرح نہ ڈھکیں اور پچھلی جاہلیت سے اخیر زمانہ مراد ہے جس میں لوگوں کے افعال پہلوں کی مثل

ہو جائیں گے۔ ۱۰ یعنی گناہوں کی نجاست سے تم آلودہ نہ ہو۔ اس آیت سے اہل بیت کی فضیلت ثابت ہوتی ہے اور اہل بیت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ

وسلم کے ازواج مطہرات اور حضرت خاتون جنت فاطمہ زہراء اور علی مرتضیٰ اور حسین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سب داخل ہیں۔ آیات و احادیث کو جمع کرنے

سے یہی نتیجہ نکلتا ہے اور یہی حضرت امام ابو منصور ماتریدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے ان آیات میں اہل بیت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نصیحت

فرمانی گئی ہے تاکہ وہ گناہوں سے بچیں اور تقویٰ و پرہیزگاری کے پابند رہیں گناہوں کو ناپاکی سے اور پرہیزگاری کو پاکی سے استعارہ فرمایا گیا کیونکہ گناہوں کا

مرتکب ان سے ایسا ہی ملوث ہوتا ہے جیسا جسم نجاستوں سے، اس طرز کلام سے مقصود یہ ہے کہ ارباب عقول کو گناہوں سے نفرت دلانی جائے اور تقویٰ و

پرہیزگاری کی ترغیب دی جائے۔

آیت اللہ وَالْحِکْمَةِ ۴ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا ۳۳ اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَ

اللہ کی آیتیں اور حکمت ۴۱ بے شک اللہ ہر باریکی جانتا خبردار ہے بے شک مسلمان مرد اور

الْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقَنِيْتِيْنَ وَالْقَنِيْتِ وَالصّٰدِقِيْنَ

مسلمان عورتیں ۴۱ اور ایمان والے اور ایمان والیاں اور فرماں بردار اور فرماں برداریں اور سچے

وَالصّٰدِقَاتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرَاتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعَاتِ وَ

اور سچیاں ۴۱ اور صبر والے اور صبر والیاں اور عاجزی کرنے والے اور عاجزی کرنے والیاں اور

الْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصّٰبِئِيْنَ وَالصّٰبِئَاتِ وَالْحٰفِظِيْنَ

خیرات کرنے والے اور خیرات کرنے والیاں اور روزے والے اور روزے والیاں اور اپنی پارسائی نگاہ

فُرُوْجِهِمْ وَالْحٰفِظَاتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَالذّٰكِرَاتِ اَعَدَّ اللّٰهُ

رکھنے والے اور نگاہ رکھنے والیاں اور اللہ کو بہت یاد کرنے والے اور یاد کرنے والیاں ان سب کے لیے اللہ

لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ۳۵ وَمَا كَانَ لِيُوْثِقَ مِنْ وَّلَا مَوْمِنَةٍ اِذَا قَضٰى

نے بخشش اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے اور کسی مسلمان مرد نہ مسلمان عورت کو پھینچتا ہے کہ جب اللہ و

اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيْرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ۴ وَمَنْ

رسول کچھ حکم فرما دیں تو انھیں اپنے معاملہ کا کچھ اختیار رہے ۴ اور جو

۴۱ یعنی سنت۔ ۴۱ شان نزول: اسماء بنت عمیس جب اپنے شوہر جعفر بن ابی طالب کے ساتھ حبشہ سے واپس آئیں تو ازواج نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

سے مل کر انہوں نے دریافت کیا کہ کیا عورتوں کے باب میں بھی کوئی آیت نازل ہوئی ہے انہوں نے فرمایا نہیں تو اسماء نے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

سے عرض کیا کہ حضور عورتیں بڑے ٹوٹے میں ہیں فرمایا کیوں عرض کیا کہ ان کا ذکر خیر کے ساتھ ہوتا ہی نہیں جیسا کہ مردوں کا ہوتا ہے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی

اور ان کے دس مراتب مردوں کے ساتھ ذکر کئے گئے اور ان کے ساتھ ان کی مدح فرمائی گئی اور مراتب میں سے پہلا مرتبہ ”اسلام“ ہے جو خدا اور رسول کی

فرمانبرداری ہے۔ دوسرا ”ایمان“ کہ وہ اعتقاد صحیح اور ظاہر و باطن کا موافق ہونا ہے۔ تیسرا مرتبہ ”قنوت“ یعنی طاعت ہے۔ ۴۱ اس میں چوتھے مرتبہ کا بیان ہے

کہ وہ ”صدق نیت وصدق اقوال وافعال“ ہے۔ اس کے بعد پانچویں مرتبہ صبر کا بیان ہے کہ طاعتوں کی پابندی کرنا اور ممنوعات سے احتراز رکھنا خواہ نفس پر کتنا ہی

شاق اور گراں ہو، رضائے الہی کے لیے اختیار کیا جائے۔ اس کے بعد چھٹے مرتبہ ”خشوع“ کا بیان ہے جو طاعتوں اور عبادتوں میں قلوب و جوارح کے ساتھ

متواضع ہونا ہے۔ اس کے بعد ساتویں مرتبہ ”صدقہ“ کا بیان ہے جو اللہ تعالیٰ کے عطا کئے ہوئے مال میں سے کسی راہ میں بطریق فرض و نفل دینا ہے۔ پھر آٹھویں

مرتبہ ”صوم“ کا بیان ہے یہ بھی فرض و نفل دونوں کو شامل ہے۔ منقول ہے کہ جس نے ہر ہفتہ ایک درہم صدقہ کیا وہ مصدقین میں اور جس نے ہر مہینہ ایام بیض (چاند

کی ۱۳، ۱۴، ۱۵) کے تین روزے رکھے وہ صائمین میں شمار کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد نویں مرتبہ ”عفت“ کا بیان ہے اور وہ یہ ہے کہ اپنی پارسائی کو محفوظ رکھے اور جو

حلال نہیں ہے اس سے بچے۔ سب سے آخر میں دسویں مرتبہ ”کثرت ذکر“ کا بیان ہے، ذکر میں تسبیح، تہلیل، تکبیر، قراءت قرآن، علم دین کا پڑھنا پڑھانا، نماز،

وعظ، بصیحت، میلا دشریف، نعت شریف پڑھنا سب داخل ہیں۔ کہا گیا ہے کہ بندہ ذکرین میں تب شمار ہوتا ہے جب کہ وہ کھڑے، بیٹھے، لیٹے، ہر حال میں اللہ کا ذکر

کرے۔ ۴۱ شان نزول: یہ آیت زینب بنت جحش اسدیہ اور ان کے بھائی عبد اللہ بن جحش اور ان کی والدہ امیمہ بنت عبدالمطلب کے حق میں نازل ہوئی

يَعُصِ اللّٰهَ وَرَاسُوْلَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُّبِيْنًا ﴿۳۶﴾ وَاذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْ

حکم نہ مانے اللہ اور اس کے رسول کا وہ بے شک صریح گمراہی بہکا اور اے محبوب یاد کرو جب تم فرماتے تھے اس سے

اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ اَمْ سِدْكُ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ

جسے اللہ نے نعمت دی وہ اور تم نے اُسے نعمت دی وہ کہ اپنی بی بی اپنے پاس رہنے دے ۹۴ اور اللہ سے ڈرو ۹۳

وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ

اور تم اپنے دل میں رکھتے تھے وہ جسے اللہ کو ظاہر کرنا منظور تھا ۹۴ اور تمہیں لوگوں کے طعنے کا اندیشہ تھا ۹۵ اور اللہ زیادہ سزاوار ہے کہ

تَخْشَهُ ۗ فَلَمَّا قَضَى زَيْدٌ مِنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنَاكَ بِهَا لِيَكُوْنَ عَلٰی

اس کا خوف رکھو ۹۴ پھر جب زید کی غرض اس سے نکل گئی ۹۴ تو ہم نے وہ تمہارے نکاح میں دے دی ۹۵ کہ مسلمانوں پر کچھ

الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِيْ اَزْوَاجِ اَدْعِيَابِهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ۗ

حرج نہ رہے ان کے لے پالکوں (منہ بولے بیٹوں) کی بیٹیوں میں جب ان سے ان کا کام ختم ہو جائے ۹۶ اور

اُميرِ حَضْرُوْسَيِّدِ عَالِمِ صَلٰى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِي يَهْوِيْ بِهِيَ تَحِيْلًا وَاَقْعَبَ يَهْتَدِيْ تَحَا كَزَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ حَتّٰى كُرِيَ رَسُوْلُ كَرِيْمِ صَلٰى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعْلًا اَزَادَ كِيَا تَحَا اَوْرَدَهُ حَضْرُوْسَ بِي كِي

خدمت میں رہتے تھے حضور نے زینب کے لیے ان کا پیام دیا اس کو زینب نے اور ان کے بھائی نے منظور نہیں کیا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور حضرت

زینب اور ان کے بھائی اس حکم کو نہ کرنا رضی ہو گئے اور حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت زید کا نکاح ان کے ساتھ کر دیا اور حضور نے ان کا مہر دس

دینار ساٹھ درہم ایک جوڑا کپڑا پچاس مد (ایک پیمانہ ہے) کھانا تیس صاع کھجور دیں۔ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ آدمی کو رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی

طاعت ہر امر میں واجب ہے اور نبی علیہ السلام کے مقابلہ میں کوئی اپنے نفس کا بھی خود مختار نہیں۔ مسئلہ: اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ امر و وجوب کے لیے ہوتا ہے۔

فائدہ: بعض تفسیر میں حضرت زید کو غلام کہا گیا ہے مگر یہ خالی از سنجہ نہیں کیونکہ وہ (آزاد) تھے گرفتاری سے بالخصوص قبل بعثت شرعاً کوئی شخص مرقوق یعنی مملوک

نہیں ہو جاتا اور وہ زمانہ فترت کا تھا اور اہل فترت کو حربی نہیں کہا جاتا۔ (کذا فی الجمل) ۹۴ اسلام کی جو بڑی جلیل نعمت ہے۔ ۹۴ آزاد فرما کر، مراد اس سے

حضرت زید بن حارثہ ہیں کہ حضور نے انہیں آزاد کیا اور ان کی پرورش فرمائی۔ ۹۴ شان نزول: جب حضرت زید کا نکاح حضرت زینب سے ہو چکا تو حضور سید عالم

صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آئی کہ زینب آپ کی ازواج طاہرات میں داخل ہوں گی اللہ تعالیٰ کو یہی منظور ہے اس کی صورت یہ ہوئی کہ

حضرت زید اور زینب کے درمیان موافقت نہ ہوئی اور حضرت زید نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حضرت زینب کی سخت گفتاری تیز زبانی عدم اطاعت اور

اپنے آپ کو بڑا سمجھنے کی شکایت کی ایسا بار بار اتفاق ہوا حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت زید کو مجھاد دیتے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ ۹۳ زینب پر

کبر و ایدائے شوہر کے الزام لگانے میں۔ ۹۴ یعنی آپ یہ ظاہر نہیں فرماتے تھے کہ زینب سے تمہارا نباہ نہیں ہو سکے گا اور طلاق ضرور واقع ہوگی اور اللہ تعالیٰ انہیں

ازواج مطہرات میں داخل کرے گا اور اللہ تعالیٰ کو اس کا ظاہر کرنا منظور تھا۔ ۹۵ یعنی جب حضرت زید نے زینب کو طلاق دے دی تو آپ کو لوگوں کے طعن کا اندیشہ

ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم تو ہے حضرت زینب کے ساتھ نکاح کرنے کا اور ایسا کرنے سے لوگ طعنہ دیں گے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسی عورت کے

ساتھ نکاح کر لیا جو ان کے منہ بولے بیٹے کے نکاح میں رہی تھی۔ مقصود یہ ہے کہ امر مباح میں بے جا طعن کرنے والوں کا کچھ اندیشہ نہ کرنا چاہئے۔ ۹۶ اور سید

عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب سے زیادہ اللہ کا خوف رکھنے والے اور سب سے زیادہ تقویٰ والے ہیں، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ ۹۷ اور حضرت زید

نے حضرت زینب کو طلاق دے دی اور عدت گزر گئی۔ ۹۸ حضرت زینب کی عدت گزرنے کے بعد ان کے پاس حضرت زید رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا

پیام لے کر گئے اور انہوں نے سر جھکا کر کمال شرم و ادب سے انہیں یہ پیام پہنچایا انہوں نے کہا کہ اس معاملے میں، میں اپنی رائے کو کچھ بھی دخل نہیں دیتی جو میرے

رب کو منظور ہو اس پر راضی ہوں یہ کہہ کر وہ بارگاہ الہی میں متوجہ ہوئیں اور انہوں نے نماز شروع کر دی اور یہ آیت نازل ہوئی حضرت زینب کو اس نکاح سے بہت

خوشی اور فرخ ہوا سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس شادی کا ولیمہ بہت وسعت کے ساتھ کیا۔ ۹۹ یعنی تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ لے پالک کی بی بی سے نکاح



كَانَ أَمْرًا لِلَّهِ مَفْعُولًا ۳۷ مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيمَا فَرَضَ

اللہ کا حکم ہو کر رہنا نبی پر کوئی حرج نہیں اس بات میں جو اللہ نے اس کے لیے

اللَّهُ لَهُ ۳۸ سُنَّةَ اللَّهِ فِي الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۖ وَكَانَ أَمْرًا لِلَّهِ قَدَرًا

مقرر فرمائی سنت اللہ کا دستور چلا آرہا ہے ان میں جو پہلے گزر چکے ہیں اور اللہ کا کام مقرر

مَقْدُورًا ۳۹ الَّذِينَ يُبَلِّغُونَ رِسَالَاتِ اللَّهِ وَيَخْشَوْنَهُ وَلَا يَخْشَوْنَ

تقدیر ہے وہ جو اللہ کے پیام پہنچاتے اور اس سے ڈرتے اور اللہ کے سوا

أَحَدًا إِلَّا اللَّهَ ۖ وَكَفَى بِاللَّهِ حَسِيبًا ۳۹ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ

کسی کا خوف نہ کرتے اور اللہ بس (کافی) ہے حساب لینے والا محمد تمہارے مردوں میں کسی کے

مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولُ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ۖ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ

باپ نہیں ہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے ہیں اور اللہ سب

شَيْءٍ عَلِيمًا ۴۰ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا ۴۱ وَ

کچھ جانتا ہے اے ایمان والو اللہ کو بہت یاد کرو اور

سَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ۴۲ هُوَ الَّذِي يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتُهُ

صبح و شام اس کی پاکی بولو اور وہی ہے کہ درود بھیجتا ہے تم پر وہ اور اس کے فرشتے ہیں

جائز ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے جو ان کے لیے مباح کیا اور باپ نکاح میں جو وسعت انہیں عطا فرمائی اس پر اقدام کرنے میں کچھ حرج نہیں۔ یعنی انبیاء علیہم السلام کو باپ نکاح میں وسعتیں دی گئیں کہ دوسروں سے زیادہ عورتیں ان کے لیے حلال فرمائیں جیسا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کی سو بیبیاں اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی تین سو بیبیاں تھیں یہ ان کے خاص احکام ہیں ان کے سوا دوسروں کو روایا نہیں نہ کوئی اس پر معرض ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں جس کے لیے جو حکم فرمائے اس پر کسی کو اعتراض کی کیا مجال، اس میں یہود کا رد ہے جنہوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر چار سے زیادہ نکاح کرنے پر طعن کیا تھا اس میں انہیں بتایا گیا کہ یہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے خاص ہے جیسا کہ پہلے انبیاء کے لیے تعداد ازواج میں خاص احکام تھے۔ اور اسی سے ڈرنا چاہئے۔ اور تو حضرت زید کے بھی آپ حقیقت میں باپ نہیں کہ ان کی منکوحہ آپ کے لیے حلال نہ ہوتی قاسم و طیب و طاہر و ابراہیم حضور کے فرزند تھے مگر وہ اس عمر کو نہ پہنچے کہ انہیں مرد کہا جائے انہوں نے بچپن میں وفات پائی۔ اور سب رسول ناصح شفیق اور واجب التوقیر و لازم الطاعة ہونے کے لحاظ سے اپنی امت کے باپ کہلاتے ہیں بلکہ ان کے حقوق حقیقی باپ کے حقوق سے بہت زیادہ ہیں لیکن اس سے امت حقیقی اولاد نہیں ہو جاتی اور حقیقی اولاد کے تمام احکام وراثت وغیرہ اس کے لیے ثابت نہیں ہوتے۔ اور یعنی آخر الانبیاء کہ نبوت آپ پر ختم ہو گئی آپ کی نبوت کے بعد کسی کو نبوت نہیں مل سکتی حتیٰ کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوئے تو اگرچہ نبوت پہلے پاچھے ہیں مگر نزول کے بعد شریعت محمدیہ پر عمل ہوں گے اور اسی شریعت پر حکم کریں گے اور آپ ہی کے قبلہ یعنی کعبہ معظمہ کی طرف نماز پڑھیں گے حضور کا آخر الانبیاء ہونا قطعی ہے نص قرآنی بھی اس میں وارد ہے اور صحاح کی بکثرت احادیث جو حد تو اترا تک پہنچتی ہیں ان سب سے ثابت ہے کہ حضور سب سے پچھلے نبی ہیں آپ کے بعد کوئی نبی ہونے والا نہیں جو حضور کی نبوت کے بعد کسی اور کو نبوت ملنا ممکن جانے وہ ختم نبوت کا منکر اور کافر خارج از اسلام ہے۔ اور کیونکہ صبح اور شام کے اوقات ملائکہ روز و شب کے جمع ہونے کے وقت ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اطراف لیل و نهار کا ذکر کرنے سے ذکر کی مداومت

لِيُخْرِجَكُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ط وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِينَ رَحيماً ۳۳

کہ تمہیں اندھیروں سے اُجالے کی طرف نکالے گا اور وہ مسلمانوں پر مہربان ہے

تَجِيئُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهُ سَلَامٌ ۚ وَاعَدَّ لَهُمْ أَجْرًا كَرِيمًا ۳۴ يَا أَيُّهَا

ان کے لیے ملتے وقت کی دعا سلام ہے فنا اور ان کے لیے عزت کا ثواب تیار کر رکھا ہے اے غیب کی خبریں

النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۳۵ وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ

بتانے والے (نبی) بیٹھک ہم نے تمہیں بھیجا حاضرناظر و نازل اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناؤ اور اللہ کی طرف

بِأذْنِهِ وَسِرًّا كَرِيمًا ۳۶ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ بِأَنَّ لَهُمْ مِنَ اللَّهِ فَضْلًا

اس کے حکم سے بلا تار اور چمکادینے والا آفتاب اور ایمان والوں کو خوشخبری دو کہ اُن کے لیے اللہ کا بڑا

كَبِيرًا ۳۷ وَلَا تَطِعِ الْكُفْرِينَ وَالْمُنَافِقِينَ وَدَعَا ذُرِّيَّتَهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى

فضل ہے اور کافروں اور منافقوں کی خوشی نہ کرو اور ان کی ایذا پر درگزر فرماؤ اور اللہ پر

اللَّهُ ط وَكَفَى بِاللَّهِ وَكِيلًا ۳۸ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنَاتِ

بھروسہ کرو اور اللہ بس (کافی) ہے کار ساز اے ایمان والو جب تم مسلمان عورتوں سے نکاح کرو

کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے۔ **کے شان نزول:** حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب آیت ”إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ“ نازل ہوئی تو

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم جب آپ کو اللہ تعالیٰ کوئی فضل و شرف عطا فرماتا ہے تو ہم نیاز مندوں

کو بھی آپ کے طفیل میں نوازتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ **۳۵** یعنی کفر و محصیت اور ناخدا شناسی کی اندھیروں سے حق و ہدایت اور معرفت و خدا

شناسی کی روشنی کی طرف ہدایت فرمائے۔ **۳۶** ملتے وقت سے مراد یا موت کا وقت ہے یا قبروں سے نکلنے کا یا جنت میں داخل ہونے کا۔ مروی ہے کہ حضرت ملک

الموت علیہ السلام کسی مومن کی روح اس کو سلام کئے بغیر قبض نہیں فرماتے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب ملک الموت مومن کی روح

قبض کرنے آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ تیرا رب تجھے سلام فرماتا ہے اور یہ بھی وارد ہوا ہے کہ مومنین جب قبروں سے نکلیں گے تو ملائکہ سلامتی کی بشارت کے طور پر انہیں

سلام کریں گے۔ (محل و خازن) **۳۷** شاہد کا ترجمہ حاضر و ناظر بہت بہترین ترجمہ ہے مفردات راغب میں ہے: ”الشُّهُودُ وَالشَّهَادَةُ“ الْحُضُورُ مَعَ الْمَشَاهِدَةِ

أَمَّا بِالْبَصْرِ أَوْ بِالْبَصِيرَةِ یعنی شہود اور شہادت کے معنی ہیں حاضر ہونا مع ناظر ہونے کے بصر کے ساتھ ہو یا بصیرت کے ساتھ اور گواہ کو بھی اسی لیے شاہد کہتے ہیں کہ

وہ مشاہدہ کے ساتھ جو علم رکھتا ہے اس کو بیان کرتا ہے، سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام عالم کی طرف مبعوث ہیں آپ کی رسالت عامہ ہے جیسا کہ سورہ فرقان

کی پہلی آیت میں بیان ہوا تو حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قیامت تک ہونے والی ساری خلق کے شاہد ہیں اور ان کے اعمال و افعال و احوال، تصدیق،

تکذیب، ہدایت، ضلال سب کا مشاہدہ فرماتے ہیں۔ (ابو اسعد دوہمل) **۳۸** یعنی ایمانداروں کو جنت کی خوشخبری اور کافروں کو عذاب جہنم کا ڈر سنا تا۔ **۳۹** یعنی خلق

کو طاعت الہی کی دعوت دیتا۔ **۳۹** سراج کا ترجمہ آفتاب قرآن کریم کے بالکل مطابق ہے کہ اس میں آفتاب کو سراج فرمایا گیا ہے۔ جیسا کہ سورہ نوح میں

”وَجَعَلَ الشَّمْسُ سِرَاجًا“ اور آخر پارہ کی پہلی سورت میں ہے ”وَجَعَلْنَا سِرَاجًا وَهَاجًا“ اور درحقیقت ہزاروں آفتابوں سے زیادہ روشنی آپ کے نور نبوت

نے پہنچائی اور کفر و شرک کے ظلمات شدیدہ کو اپنے نور حقیقت افروز سے دور کر دیا اور خلق کے لیے معرفت و توحید الہی تک پہنچنے کی راہیں روشن اور واضح کر دیں اور

ضلالت کی وادی تاریک میں راہ گم کرنے والوں کو اپنے انوار ہدایت سے راہ یاب فرمایا اور اپنے نور نبوت سے ضلالت و بصائر اور قلوب و ارواح کو منور کیا حقیقت میں

آپ کا وجود مبارک ایسا آفتاب عالم تاب ہے جس نے ہزار ہا آفتاب بنا دیے اسی لیے اس کی صفت میں ”منیر“ ارشاد فرمایا گیا۔ **۴۰** جب تک کہ اس بارے میں

اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی حکم دیا جائے۔

ثُمَّ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمْسُوهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ

پھر انھیں بے ہاتھ لگائے چھوڑ دو تو تمہارے لیے کچھ عدت نہیں

تَعْتَدُوْنَهَا فَمَبِيعُوهُنَّ وَسِرْحُوهُنَّ سَرَاحًا جَبِيلًا ﴿۳۹﴾ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ

جسے گنو ۱۱۵ تو انھیں کچھ فائدہ دو فلا اور اچھی طرح سے چھوڑ دو فلا اے نبیؐ بتانے والے (نبی)

إِنَّا أَحْلَلْنَا لَكَ أَزْوَاجَكَ الَّتِي أَتَيْتَ أَجُورَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ

ہم نے تمہارے لیے حلال فرمائیں تمہاری وہ بیبیاں جن کو تم مہر دو ۱۱۵ اور تمہارے ہاتھ کا مال کتیزیں

مِمَّا آفَاءَ اللَّهِ عَلَيْكَ وَبَنَاتِ عَمَّتِكَ وَبَنَاتِ خَالِكَ وَ

جو اللہ نے تمہیں غنیمت میں دیں ۱۱۶ اور تمہارے چچا کی بیٹیاں اور بھتیجیوں کی بیٹیاں اور ماموں کی بیٹیاں اور

بَنَاتِ خَلَّتِكَ الَّتِي هَاجَرْنَ مَعَكَ وَأُمَّرَأَةً مُؤْمِنَةً إِنْ وَهَبَتْ

خالاؤں کی بیٹیاں جنھوں نے تمہارے ساتھ ہجرت کی ۱۱۷ اور ایمان والی عورت اگر وہ اپنی جان

نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ إِنْ أَرَادَ النَّبِيُّ أَنْ يَسْتَنْكِحَهَا خَالِصَةً لَكَ مِنْ دُونِ

نبی کی نذر کرے اگر نبی اسے نکاح میں لانا چاہے ۱۱۸ یہ خاص تمہارے لیے ہے امت

الْمُؤْمِنِينَ قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِي أَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ

کے لیے نہیں ۱۱۹ ہمیں معلوم ہے جو ہم نے مسلمانوں پر مقرر کیا ہے ان کی بیبیوں اور ان کے ہاتھ کے

۱۱۵ مسئلہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ اگر عورت کو قبل قربت طلاق دی تو اس پر عدت واجب نہیں۔ مسئلہ: خلوت صحیحہ قربت کے حکم میں ہے تو اگر خلوت صحیحہ کے بعد

طلاق واقع ہو تو عدت واجب ہوگی اگرچہ مباشرت (ہم بستری) نہ ہوئی ہو۔ مسئلہ: یہ حکم مؤمنہ اور کتابیہ دونوں کو عام ہے لیکن آیت میں مؤمنات کا ذکر فرمایا اس

طرف مشیر (اشارہ کرتا) ہے کہ نکاح کرنا مؤمنہ سے اولیٰ ہے۔ ۱۱۶ مسئلہ: یعنی اگر ان کا مہر مقرر ہو چکا تھا تو قبل خلوت طلاق دینے سے شوہر پر نصف مہر واجب

ہوگا اور اگر مہر مقرر نہیں ہوا تھا تو ایک جوڑا دینا واجب ہے جس میں تین کپڑے ہوتے ہیں۔ ۱۱۷ اچھی طرح سے چھوڑنا یہ ہے کہ ان کے حقوق ادا کر دیئے جائیں

اور ان کو کوئی ضرر نہ دیا جائے اور انہیں روکا نہ جائے کیونکہ ان پر عدت نہیں ہے۔ ۱۱۸ مہر کی تعجیل اور عقد میں تعین افضل ہے شرط حلت نہیں کیونکہ مہر کو مجمل طریقہ پر

دینا یا اس کو مقرر کرنا اولیٰ اور بہتر ہے واجب نہیں۔ (تفسیر احمدی) ۱۱۹ مثل حضرت صفیہ و حضرت جویریہ کے جن کو سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آزاد فرمایا اور

ان سے نکاح کیا۔ مسئلہ: غنیمت میں ملنے کا ذکر بھی فضیلت کے لیے ہے کیونکہ ملکات بملک یقین خواہ خرید سے ملک میں آئی ہوں یا بہہ سے یا وراثت سے یا

وصیت سے وہ سب حلال ہیں۔ ۱۲۰ ساتھ ہجرت کرنے کی قید بھی افضل کا بیان ہے کیونکہ بغیر ساتھ ہجرت کرنے کے بھی ان میں سے ہر ایک حلال ہے اور یہ بھی

ہوسکتا ہے کہ خاص حضور کے حق میں ان عورتوں کی حلت اس قید کے ساتھ مقید ہو جیسا کہ ام ہانی بنت ابی طالب کی روایت اس طرف مشیر ہے۔ ۱۲۱ معنی یہ ہیں کہ

ہم نے آپ کے لیے اس مؤمنہ عورت کو حلال کیا جو بغیر مہر اور بغیر شرط نکاح اپنی جان آپ کو بہہ کرے بشرطیکہ آپ اسے نکاح میں لانے کا ارادہ فرمائیں۔ حضرت

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ اس میں آئندہ کے حکم کا بیان ہے کیونکہ وقت نزول آیت حضور کی ازواج میں سے کوئی بھی ایسی نہ تھیں جو بہہ کے ذریعہ

سے مشرف بزوحیت ہوئی ہوں اور جن مؤمنہ بیبیوں نے اپنی جانیں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نذر کر دیں وہ میمونہ بنت حارث اور خولہ بنت حکیم اور

ام شریک اور زینب بنت خزیمہ ہیں۔ (تفسیر احمدی) ۱۲۲ یعنی نکاح بے مہر خاص آپ کے لیے جائز ہے امت کے لیے نہیں امت پر بہر حال مہر واجب ہے خواہ وہ مہر



أَيَانَهُمْ لِكَيْلَا يَكُونَ عَلَيْكَ حَرَجٌ ۖ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ۝

مال کنیزوں میں ۱۲۴ یہ خصوصیت تمہاری ۱۲۵ اس لیے کہ تم پر کوئی تکلیف نہ ہو اور اللہ بخشنے والا مہربان

تُرْجَىٰ مَنْ تَشَاءُ مِنْهُمْ وَتَعُوَىٰ إِلَيْكَ مَنْ تَشَاءُ ۖ وَمَنْ ابْتَغَيْتَ

پیچھے ہٹاؤ ان میں سے جسے چاہو اور اپنے پاس جگہ دو جسے چاہو ۱۲۵ اور جسے تم نے کنارے کر دیا تھا

مَنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ ۖ ذَلِكَ أَدْنَىٰ أَنْ تَقْرَأَ عَيْنُهُنَّ وَلَا

اسے تمہارا جی چاہے تو اس میں بھی تم پر کچھ گناہ نہیں ۱۲۶ یہ امر اس سے نزدیک تر ہے کہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور

يَحْزَنَ وَيَرْضَيْنَ بِمَا آتَيْتَهُنَّ كُلُّهُنَّ ۖ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا فِي قُلُوبِكُمْ ۖ وَ

غم نہ کریں اور تم انہیں جو کچھ عطا فرماؤ اس پر وہ سب کی سب راضی رہیں ۱۲۷ اور اللہ جانتا ہے جو تم سب کے دلوں میں ہے اور

كَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَلِيمًا ۝ لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَاءُ مِنْ بَعْدُ وَلَا أَنْ تَبَدَّلَ

اللہ علم و حلم والا ہے ان کے بعد ۱۲۸ اور عورتیں تمہیں حلال نہیں ۱۲۹ اور نہ یہ کہ ان کے عوض

بِهِنَّ مِنْ أَزْوَاجٍ وَلَوْ أَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ إِلَّا مَا مَلَكَتْ يَدُكَ ۖ وَ

اور بیبیاں بدلو ۱۳۰ اگرچہ تمہیں ان کا حسن بھائے مگر کنیز تمہارے ہاتھ کا مال ۱۳۱ اور

معتین نہ کریں یا قصد امہر کی نفی کریں۔ مسئلہ: نکاح بلفظ بہہ جائز ہے۔ ۱۲۳ یعنی بیبیوں کے حق میں جو کچھ مقرر فرمایا ہے مہر اور گواہ اور باری کا واجب ہونا اور چارہ

عورتوں تک کو نکاح میں لانا۔ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ شرعاً مہر کی مقدار اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقرر ہے اور وہ دس درہم ہیں جس سے کم کرنا ممنوع ہے جیسا کہ حدیث

شریف میں ہے۔ ۱۲۴ جو اوپر ذکر ہوئی کہ عورتیں آپ کے لیے محض بہہ سے بغیر مہر کے حلال کی گئیں۔ ۱۲۵ یعنی آپ کو اختیار دیا گیا ہے کہ جس بی بی کو چاہیں پاس

رکھیں اور بیبیوں میں باری مقرر کریں یا نہ کریں لیکن باوجود اس اختیار کے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام ازواج مطہرات کے ساتھ عدل فرماتے اور ان کی

باریاں برابر رکھتے بجز حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے جنہوں نے اپنی باری کا دن حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دے دیا تھا اور بارگاہ رسالت

میں عرض کیا تھا کہ میرے لیے یہی کافی ہے کہ میرا حشر آپ کی ازواج میں ہو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ یہ آیت ان عورتوں کے حق میں

نازل ہوئی جنہوں نے اپنی جائیں حضور کو نذر رکیں اور حضور کو اختیار دیا گیا کہ ان میں سے جس کو چاہیں قبول کریں اس کے ساتھ تزویج فرمائیں اور جس کو چاہیں انکار

فرمادیں۔ ۱۲۶ یعنی ازواج میں سے آپ نے جس کو معزول یا ساقط القسمہ کر دیا ہو (باری ترک کر دی ہو) آپ جب چاہیں اس کی طرف التفات فرمائیں اور اس

کو نوازیں، اس کا آپ کو اختیار دیا گیا ہے۔ ۱۲۷ کیونکہ جب وہ یہ جانیں گی کہ یہ تقویٰ اور یہ اختیار آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوا ہے تو ان کے قلوب مطمئن

ہو جائیں گے۔ ۱۲۸ یعنی ان بیبیوں کے بعد جو آپ کے نکاح میں ہیں جنہیں آپ نے اختیار دیا تو انہوں نے اللہ تعالیٰ اور رسول کو اختیار کیا۔ ۱۲۹ کیونکہ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ازواج کا نصاب نو ہے جیسے کہ امت کے لیے چار۔ ۱۳۰ یعنی انہیں طلاق دے کر ان کی جگہ دوسری عورتوں سے نکاح

کر لیا بھی نہ کرو یہ احترام ان ازواج کا اس لیے ہے کہ جب حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں اختیار دیا تھا تو انہوں نے اللہ و رسول کو اختیار کیا

اور آسائش دنیا کو ٹھکرا دیا چنانچہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں پر اتقافرایا اور اخیر تک یہی بیبیاں حضور کی خدمت میں رہیں۔ حضرت عائشہ و ام سلمہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آخر میں حضور کے لیے حلال کر دیا گیا تھا کہ جتنی عورتوں سے چاہیں نکاح فرمائیں اس تقدیر پر آیت منسوخ ہے اور اس کا نسخ

آیہ ”إِنَّا آخَلْنَاكَ أَزْوَاجًا“ آلا یہ ہے۔ ۱۳۱ کہ وہ تمہارے لیے حلال ہے اور اس کے بعد حضرت ماریہ قبطیہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی

ملک میں آئیں اور ان سے حضور کے فرزند حضرت ابراہیم پیدا ہوئے جنہوں نے چھوٹی عمر میں وفات پائی۔

كَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ رَّقِيبًا ﴿۵۲﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا

اللہ ہر چیز پر نگہبان ہے اے ایمان والو نبی کے گھروں میں ۱۳۲

بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَىٰ طَعَامٍ غَيْرٍ نَظِيرِينَ إِنَّهُ لَا

نہ حاضر ہو جب تک اذن نہ پاؤ ۱۳۲ مثلاً کھانے کے لیے بلائے جاؤ نہ یوں کہ خود اس کے پکنے کی راہ نکلو ۱۳۲

لَكِنْ إِذَا دُعِيتُمْ فَأَدْخُلُوا فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوا وَلَا مُسْتَأْنِسِينَ

ہاں جب بلائے جاؤ تو حاضر ہو اور جب کھا چکو تو متفرق ہو جاؤ نہ یہ کہ بیٹھے باتوں میں

لِحَدِيثٍ ۖ إِنَّ ذَلِكُمْ كَانَ يُؤْذَى النَّبِيَّ فَيَسْتَجِئُ مِنْكُمْ ۖ وَاللَّهُ لَا

دل بہلاؤ ۱۳۵ بے شک اس میں نبی کو ایذا ہوتی تھی تو وہ تمہارا لحاظ فرماتے تھے ۱۳۲ اور اللہ

يَسْتَجِئُ مِنَ الْحَقِّ ۖ وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ

حق فرمانے میں نہیں شر ماتا اور جب تم ان سے ۱۳۲ برتنے کی کوئی چیز مانگو تو پردے کے

حِجَابٍ ۖ ذَلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ ۖ وَمَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُؤْذُوا

باہر سے مانگو اس میں زیادہ سترائی ہے تمہارے دلوں اور ان کے دلوں کی ۱۳۵ اور تمہیں نہیں پہنچتا کہ

۱۳۲ مسئلہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ گھر مرد کا ہوتا ہے اور اسی لیے اس سے اجازت حاصل کرنا مناسب ہے۔ شوہر کے گھر کو عورت کا گھر بھی کہا جاتا ہے اس لحاظ

سے کہ وہ اس میں سکونت کا حق رکھتی ہے اسی وجہ سے ”وَأَذْكُرَنَّ مَا بُنِيَتْ فِي بُيُوتِكُنَّ“ میں گھروں کی نسبت عورتوں کی طرف کی گئی ہے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم کے مکانات جن میں حضور کی ازواج مطہرات کی سکونت تھی اور حضور کے پردہ فرمانے کے بعد بھی وہ اپنی حیات تک انہیں میں رہیں وہ حضور کی ملک تھے اور

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ازواج طاہرات کو بہ نہ فرمائے تھے بلکہ سکونت کی اجازت دی تھی اسی لیے ازواج مطہرات کی وفات کے بعد ان کے وارثوں کو نہ

ملے بلکہ مسجد شریف میں داخل کر دیئے گئے جو وقف ہے اور جس کا نفع تمام مسلمانوں کے لیے عام ہے۔ ۱۳۲ اس سے معلوم ہوا کہ عورتوں پر پردہ لازم ہے اور غیر

مردوں کو کسی گھر میں بے اجازت داخل ہونا جائز نہیں آیت اگرچہ خاص ازواج رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حق میں وارد ہے لیکن حکم اس کا تمام مسلمان

عورتوں کے لیے عام ہے۔ شان نزول: جب سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت زینب سے نکاح کیا اور ولیمہ کی عام دعوت فرمائی تو جماعتوں کی جماعتیں

آتی تھیں اور کھانے سے فارغ ہو کر چلی جاتی تھیں آخر میں تین صاحب ایسے تھے جو کھانے سے فارغ ہو کر بیٹھے رہ گئے اور انہوں نے گفتگو کا طویل سلسلہ شروع کر

دیا اور بہت دیر تک ٹھہرے رہے مکان تنگ تھا اس سے گھر والوں کو تکلیف ہوئی اور حرج ہوا کہ وہ ان کی وجہ سے اپنا کام کاج کچھ نہ کر سکے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم اٹھے اور ازواج مطہرات کے حجروں میں تشریف لے گئے اور دورہ فرما کر تشریف لائے اس وقت تک یہ لوگ اپنی باتوں میں لگے ہوئے تھے حضور پھر

واپس ہو گئے یہ دیکھ کر وہ لوگ روانہ ہوئے تب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دولت سرائے میں داخل ہوئے اور دروازہ پر پردہ ڈال دیا اس پر یہ آیت کریمہ

نازل ہوئی اس سے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کمال حیا اور شان کرم و حسن اخلاق معلوم ہوتی ہے کہ باوجود ضرورت کے اصحاب سے یہ نہ فرمایا کہ اب آپ

چلے جائیے بلکہ جو طریقہ اختیار فرمایا وہ حسن ادب کا اعلیٰ ترین معلم ہے۔ ۱۳۲ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ بغیر دعوت کسی کے یہاں کھانے نہ جائے۔ ۱۳۵ کہ یہ

اہل خانہ کی تکلیف اور ان کے حرج کا باعث ہے۔ ۱۳۲ اور ان سے چلے جانے کے لیے نہیں فرماتے تھے۔ ۱۳۲ یعنی ازواج مطہرات سے ۱۳۸ کہ وساوس اور

خطرات سے امن رہتا ہے۔

رَسُولَ اللَّهِ وَلَا أَنْ تَتَكَبَّرَ أَرْوَاجَهُ مِنْ بَعْدِهِ أَبَدًا ۱۳۱ ط إِنَّ ذِكْرَكُمْ

رسول اللہ کو ایذا دو ۱۳۱ اور نہ یہ کہ ان کے بعد کبھی ان کی بیبیوں سے نکاح کرو ۱۳۱ بے شک یہ

كَانَ عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمًا ۱۳۲ ۱۳۳ ط إِنَّ تَبْدُؤَ شَيْءٍ أَوْ تَخْفُؤُهُ فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ

اللہ کے نزدیک بڑی سخت بات ہے ۱۳۱ اگر تم کوئی بات ظاہر کرو یا چھپاؤ تو بے شک اللہ سب

بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ۱۳۴ ۱۳۵ ط لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِي آبَائِهِنَّ وَلَا أَبْنَائِهِنَّ وَ

کچھ جانتا ہے اُن پر مضائقہ نہیں ۱۳۴ اُن کے باپ اور بیٹوں اور

لَا إِخْوَانِهِنَّ وَلَا أَبْنَاءَ إِخْوَانِهِنَّ وَلَا أَبْنَاءَ أَخَوَاتِهِنَّ وَلَا نِسَائِهِنَّ

بھائیوں اور بھتیجیوں اور بھانجوں ۱۳۴ اور اپنے دین کی عورتوں ۱۳۵

وَلَا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ ۱۳۶ ط وَاتَّقِينَ اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ

اور اپنی کنیزوں میں ۱۳۵ اور اللہ سے ڈرتی رہو بے شک ہر چیز اللہ کے

شَهِيدًا ۱۳۷ ۱۳۸ ط إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ

سامنے ہے بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر اے ایمان والو

أَمُّوَا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۱۳۹ ۱۴۰ ط إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَ

ان پر درود اور خوب سلام بھیجو ۱۳۹ بے شک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور

۱۳۹ اور کوئی کام ایسا نہ کرو جو خاطر اقدس پر گراں ہو۔ ۱۴۰ کیونکہ جس عورت سے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عقد فرمایا وہ حضور کے سوا ہر شخص پر ہمیشہ

کے لیے حرام ہوگی اسی طرح وہ کنیزیں جو باریاب خدمت ہوئیں اور قربت سے سرفراز فرمائی گئیں وہ بھی اسی طرح سب کے لیے حرام ہیں۔ ۱۴۱ اس میں اعلام

ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بہت بڑی عظمت عطا فرمائی اور آپ کی حرمت ہر حال میں واجب کی۔ ۱۴۲ یعنی ان بیبیوں پر کچھ گناہ

نہیں اس میں کہ وہ ان لوگوں سے پردہ نہ کریں جن کا آیت میں آگے ذکر فرمایا جاتا ہے۔ شان نزول: جب پردہ کا حکم نازل ہوا تو عورتوں کے باپ بیٹوں اور قریب

کے رشتہ داروں نے رسول کریم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی خدمت میں عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا ہم اپنی ماؤں بیٹیوں کے ساتھ پردہ

کے باہر سے گفتگو کریں اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ ۱۴۳ یعنی ان اقارب کے سامنے آنے اور ان سے کلام کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ ۱۴۴ یعنی مسلمان

بیبیوں کے سامنے آنا جائز ہے اور کافر عورتوں سے پردہ کرنا اور اپنے جسم چھپانا لازم ہے سوائے جسم کے ان حصوں کے جو گھر کے کام کاج کے لیے کھولنے ضروری

ہوتے ہیں۔ (جمل) ۱۴۵ یہاں پچھا اور ماموں کا صراحتاً ذکر نہیں کیا گیا کیونکہ وہ والدین کے حکم میں ہیں۔ ۱۴۶ سپد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود و سلام

بھیجنا واجب ہے ہر ایک مجلس میں آپ کا ذکر کرنے والے پر بھی اور سننے والے پر بھی ایک مرتبہ اور اس سے زیادہ مستحب ہے یہی قول معتمد ہے اور اس پر جمہور ہیں

اور نماز کے قعدہ اخیرہ میں بعد تشہد درود شریف پڑھنا سنت ہے اور آپ کے تابع کے آپ کے آل و اصحاب و دوسرے مؤمنین پر بھی درود بھیجا جاسکتا ہے یعنی درود

شریف میں آپ کے نام اقدس کے بعد ان کو شامل کیا جاسکتا ہے اور مستقل طور پر حضور کے سوا ان میں سے کسی پر درود بھیجنا مکروہ ہے۔ مسئلہ: درود شریف میں آل و

اصحاب کا ذکر متواتر ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آل کے ذکر کے بغیر مقبول نہیں درود شریف اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تکریم ہے

علماء نے ”اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ“ کے معنی یہ بیان کئے ہیں کہ یارب محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عظمت عطا فرما، دنیا میں ان کا دین بلند اور ان کی



رَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُهِينًا ﴿۵۷﴾ وَ

اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں ﴿۵۷﴾ اور اللہ نے ان کے لیے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے ﴿۵۷﴾ اور

الَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بَغَيْرِ مَا كَتَبْنَا فَقَدِ

جو ایمان والے مردوں اور عورتوں کو بے کیے ستاتے ہیں انہوں

احْتَلَوْا بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُّبِينًا ﴿۵۸﴾ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِمَ زَوَّجْتُكَ

نے بہتان اور کھلا گناہ اپنے سر لیا ﴿۵۸﴾ اے نبی اپنی بیبیوں اور صاحبزادیوں

بَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِئِهِنَّ ط ذَلِكَ

اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرما دو کہ اپنی چادروں کا ایک حصہ اپنے منہ پر ڈالے رہیں ﴿۵۸﴾ یہ اس سے

أَدْنَىٰ أَنْ يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ط وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ﴿۵۹﴾ لَئِنْ

نزدیک تر ہے کہ ان کی پہچان ہو ﴿۵۸﴾ تو ستائی نہ جائیں ﴿۵۸﴾ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے اگر

لَّمْ يَنْتَهِ السُّفَهَاءُ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ وَالْمُرْجِفُونَ فِي

باز نہ آئے منافق ﴿۵۹﴾ اور جن کے دلوں میں روگ ہے ﴿۵۹﴾ اور مدینہ میں جھوٹ

الْبَدِيَّةِ لَتُغْرِيبَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُونَكَ فِيهَا إِلَّا قَلِيلًا ﴿۶۰﴾

اڑانے والے ﴿۵۹﴾ تو ضرور ہم تمہیں ان پرشہ (حوصلہ) دیں گے ﴿۵۹﴾ پھر وہ مدینہ میں تمہارے پاس نہ رہیں گے مگر تھوڑے دن ﴿۶۰﴾

دعوت غالب فرما کر اور ان کی شریعت کو بقا عنایت کر کے اور آخرت میں ان کی شفاعت قبول فرما کر اور ان کا ثواب زیادہ کر کے اور اولین و آخرین پر ان کی فضیلت

کا اظہار فرما کر اور انبیاء مرسلین و ملائکہ اور تمام خلق پر ان کی شان بلند کر کے۔ مسئلہ: درود شریف کی بہت برکتیں اور فضیلتیں ہیں حدیث شریف میں ہے: سید عالم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب درود بھیجے والا مجھ پر درود بھیجتا ہے تو فرشتے اس کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں۔ مسلم کی حدیث شریف میں ہے: جو

مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس بار بھیجتا ہے۔ ترمذی کی حدیث شریف میں ہے: بخیل وہ ہے جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ درود نہ بھیجے۔

﴿۶۰﴾ وہ ایذا دینے والے کفار ہیں جو شان الہی میں ایسی باتیں کہتے ہیں جن سے وہ منزہ اور پاک ہے اور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تکذیب کرتے ہیں

ان پر درازین میں لعنت۔ ﴿۵۸﴾ آخرت میں۔ ﴿۵۹﴾ شان نزول: یہ آیت ان منافقین کے حق میں نازل ہوئی جو حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایذا دیتے تھے

اور ان کے حق میں بدگوئی کرتے تھے۔ حضرت فضیل نے فرمایا کہ کتنے اور سوراہے ناسخ ایذا دینا حلال نہیں تو مؤمنین و مؤمنات کو ایذا دینا کس قدر بدترین جرم

ہے۔ ﴿۵۹﴾ اور سر اور چہرے کو چھپائیں جب کسی حاجت کے لیے ان کو نکلنا ہو۔ ﴿۶۰﴾ کہ یہ جرہ (آزاد) ہیں۔ ﴿۵۹﴾ اور منافقین ان کے درپے نہ ہوں منافقین کی

عادت تھی کہ وہ باندیوں کو چھیڑا کرتے تھے اس لیے جرہ عورتوں کو حکم دیا کہ وہ چادر سے جسم ڈھانک کر سر اور منہ چھپا کر باندیوں سے اپنی وضع متنازک کر دیں۔ ﴿۶۰﴾

اپنے نفاق سے ﴿۶۰﴾ اور جو بڑے خیال رکھتے ہیں یعنی فاجر بدکار ہیں وہ اگر اپنی بدکاری سے باز نہ آئے ﴿۶۰﴾ جو اسلامی لشکروں کے متعلق جھوٹی خبریں اڑایا کرتے

تھے اور یہ مشہور کیا کرتے تھے کہ مسلمانوں کو ہزیمت ہوگی وہ قتل کر ڈالے گئے دشمن چڑھا چلا آ رہا ہے اور اس سے ان کا مقصد مسلمانوں کی دل شکنی اور ان کو پریشانی

میں ڈالنا ہوتا تھا۔ ان لوگوں کے متعلق ارشاد فرمایا جاتا ہے کہ اگر وہ ان حرکات سے باز نہ آئے ﴿۶۰﴾ اور تمہیں ان پر مسلط کریں گے۔ ﴿۶۰﴾ پھر مدینہ طیبہ ان سے

خالی کر لیا جائے گا اور وہاں سے نکال دیئے جائیں گے۔

مَلْعُونِينَ ۶۱ أَيَبَاثُ قُفُورًا أَخَذُوا وَقَتَلُوا تَقْتِيلًا ۶۱ سُنَّةَ اللَّهِ فِي

پھنکارے ہوئے جہاں کہیں لیں پکڑے جائیں اور گن گن کر قتل کئے جائیں اللہ کا دستور چلا آتا ہے ان

الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۶۲ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَبْدِيلًا ۶۲ يَسْأَلُكَ

لوگوں میں جو پہلے گزر گئے ۱۵۸ اور تم اللہ کا دستور ہرگز بدلتا نہ پاؤ گے لوگ تم سے

النَّاسِ عَنِ السَّاعَةِ ۶۳ قُلْ إِنَّمَا عِدَّتُهَا عِنْدَ اللَّهِ ۶۳ وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ

قیامت کو پوچھتے ہیں ۱۵۹ تم فرماؤ اس کا علم تو اللہ ہی کے پاس ہے اور تم کیا جانو

السَّاعَةِ تَكُونُ قَرِيبًا ۶۳ إِنَّ اللَّهَ لَعَنَ الْكٰفِرِينَ وَأَعَدَّ لَهُمْ سَعِيرًا ۶۴

شاید قیامت پاس ہی ہو ۱۶۰ بے شک اللہ نے کافروں پر لعنت فرمائی اور ان کے لیے بھڑکی آگ تیار کر رکھی ہے

خٰلِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۶۴ لَا يَجِدُونَ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ۶۵ يَوْمَ تُقَلَّبُ

اس میں ہمیشہ رہیں گے اس میں نہ کوئی حمایتی پائیں گے نہ مددگار ۱۶۱ جس دن ان کے منہ الٹ اُلٹ

وَجُوهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُولُونَ يَا لَيْتَنَا أَطَعْنَا اللَّهَ وَأَطَعْنَا الرَّسُولَ ۶۶ وَ

کر آگ میں تلے جائیں گے کہتے ہوں گے ہائے کسی طرح ہم نے اللہ کا حکم مانا ہوتا اور رسول کا حکم مانا ہوتا ۱۶۲ اور

قَالُوا رَبَّنَا إِنَّا أَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكِبْرَاءَنَا فَأَضَلُّونَا السَّبِيلًا ۶۷ رَبَّنَا

کہیں گے اے ہمارے رب ہم اپنے سرداروں اور اپنے بڑوں کے کہنے پر چلے ۱۶۳ تو انھوں نے ہمیں راہ سے بھکا دیا اے ہمارے رب

أَتَيْتَهُمْ ضَعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَظِيمِ لَعْنًا كَبِيرًا ۶۸ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ

انھیں آگ کا دونوں (دگنا) عذاب دے ۱۶۴ اور ان پر بڑی لعنت کر اے ایمان

أَمْؤَالًا تَكُونُوا كَالَّذِينَ آذَوْا مُوسَى فَبَرَّ أَلَا اللَّهُ مَبَا قَالُوا ۶۹ وَكَانَ

والو ۱۶۵ اُن جیسے نہ ہونا جنھوں نے موسیٰ کو ستایا ۱۶۶ تو اللہ نے اُسے بری فرمادیا اس بات سے جو انھوں نے کہی ۱۶۷ اور موسیٰ

۱۵۸ یعنی پہلی امتوں کے منافقین جو ایسی حرکات کرتے تھے ان کے لیے بھی سنت الہیہ یہی رہی کہ جہاں پائے جائیں مار ڈالے جائیں۔ ۱۵۹ کہ کسب قائم ہوگی۔

شان نزول: مشرکین تو سنسخر واستہزاء کے طور پر رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے قیامت کا وقت دریافت کیا کرتے تھے گویا کہ ان کو بہت جلدی ہے اور یہود اس کو امتحاناً پوچھتے تھے کیونکہ توریت میں اس کا علم مخفی رکھا گیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حکم فرمایا۔ ۱۶۰ اس میں جلد کرنے والوں کو

تہدید اور امتحاناً سوال کرنے والوں کا اسکاٹ (چپ کرانا) اور ان کی دہن دوزی (منہ بند کرنا) ہے۔ ۱۶۱ جو انہیں عذاب سے بچا سکے۔ ۱۶۲ دنیا میں تو ہم آج اس عذاب میں گرفتار نہ ہوتے۔ ۱۶۳ یعنی قوم کے سرداروں اور بڑی عمر کے لوگوں اور اپنی جماعت کے عاملوں کے انہوں نے ہمیں کفر کی تلقین کی۔ ۱۶۴ کیونکہ وہ خود بھی گمراہ ہوئے اور انہوں نے دوسروں کو بھی گمراہ کیا۔ ۱۶۵ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ادب واحترام بجلاؤ اور کوئی کام ایسا نہ کرنا جو ان کے رنج و ملال کا باعث ہو اور ۱۶۶ یعنی ان بنی اسرائیل کی طرح نہ ہونا جو ننگے نہاتے تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر طعن کرتے تھے کہ حضرت ہمارے ساتھ کیوں نہیں نہاتے انہیں

عِنْدَ اللَّهِ وَجِيهًا ۶۹ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا

اللہ کے یہاں آبرو والا ہے ۱۶۸ اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سیدھی بات

سَدِيدًا ۷۰ يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَمَنْ يُطِيعِ

کبو ۱۶۹ تمہارے اعمال تمہارے لیے سنوار دے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور جو اللہ اور

اللَّهُ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا ۷۱ إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى

اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے اس نے بڑی کامیابی پائی بے شک ہم نے امانت پیش فرمائی اور

السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَنْ يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا

آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر تو انہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کیا اور اس سے ڈر گئے اور

وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ ۗ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا ۷۲ لِيُعَذِّبَ اللَّهُ الْمُنَافِقِينَ

اور آدمی نے اٹھالی بے شک وہ اپنی جان کو مشقت میں ڈالنے والا بڑا نادان ہے تاکہ اللہ عذاب دے منافق مردوں

وَالْمُنَافِقَاتِ وَالْمُشْرِكِينَ وَالْمُشْرِكَاتِ وَيَتُوبَ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ

اور منافق عورتوں اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو ۱۶۹ اور اللہ توبہ قبول فرمائے مسلمان مردوں

برص وغیرہ کی کوئی بیماری ہے۔ ۱۶۸ اس طرح کہ جب ایک روز حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے غسل کے لیے ایک تنہائی کی جگہ میں پتھر پر کپڑے اتار کر رکھے اور غسل شروع کیا تو پتھر آپ کے کپڑے لے کر بھاگا آپ کپڑے لینے کے لیے اس کی طرف بڑھے تو بنی اسرائیل نے دیکھ لیا کہ جسم مبارک پر کوئی داغ اور کوئی عیب نہیں ہے۔ ۱۶۹ صاحب جاہ اور صاحب منزلت اور مستجاب الدعوات۔ ۱۶۹ یعنی سچی اور درست حق و انصاف کی اور اپنی زبان اور کلام کی حفاظت رکھو۔ یہ

بھلائیوں کی اصل ہے ایسا کرو گے تو اللہ تعالیٰ تم پر کرم فرمائے گا اور ۱۷۰ تمہیں نیکیوں کی توفیق دے گا اور تمہاری طاعتیں قبول فرمائے گا۔ ۱۷۱ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ امانت سے مراد طاعت و فراغ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر پیش کیا انہیں کو آسمانوں، زمینوں، پہاڑوں پر پیش کیا تھا کہ اگر وہ انہیں ادا کریں گے تو ثواب دیئے جائیں گے نہ ادا کریں گے تو عذاب کئے جائیں گے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ امانت نمازیں ادا کرنا، زکوٰۃ دینا، رمضان کے روزے رکھنا، خانہ کعبہ کا حج، سچ بولنا، ناپ اور تول میں اور لوگوں کی ودیعتوں میں عدل کرنا ہے۔ بعضوں نے کہا کہ امانت سے مراد وہ تمام چیزیں ہیں جن کا حکم دیا گیا اور جن کی ممانعت کی گئی۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص نے فرمایا کہ تمام اعضاء، کان ہاتھ پاؤں وغیرہ سب امانت ہیں اس کا

ایمان ہی کیا جو امانت دار نہ ہو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ امانت سے مراد لوگوں کی ودیعتیں اور عہدوں کا پورا کرنا ہے تو ہر مومن پر فرض ہے کہ نہ کسی مومن کی خیانت کرے نہ کافر معاہدہ کی نقیلت میں نہ کثیر میں اللہ تعالیٰ نے یہ امانت اعیان سموات وارض و جبال پر (آسمان و زمین اور پہاڑوں پر امانت)

پیش فرمائی پھر ان سے فرمایا: کیا تم ان امانتوں کو مع اس کی ذمہ داری کے اٹھاؤ گے؟ انہوں نے عرض کیا: ذمہ داری کیا ہے؟ فرمایا: یہ کہ اگر تم انہیں اچھی طرح ادا کرو تو تمہیں جزا دی جائے گی اور اگر نافرمانی کرو تو تمہیں عذاب کیا جائے گا۔ انہوں نے عرض کیا: نہیں، اے رب! ہم تیرے حکم کے مطیع ہیں، نہ ثواب چاہیں نہ عذاب اور ان کا یہ عرض کرنا براہ خوف و خشیت تھا اور امانت بطور تحجیر پیش کی گئی تھی یعنی انہیں اختیار دیا گیا تھا کہ اپنے میں قوت و ہمت پائیں تو اٹھائیں ورنہ معذرت کر دیں، اس کا اٹھانا لازم نہیں کیا گیا تھا اور اگر لازم کیا جاتا تو وہ انکار نہ کرتے۔ ۱۷۱ اگر ادا نہ کر سکے تو عذاب کئے جائیں گے تو اللہ عزوجل نے وہ امانت آدم علیہ السلام کے سامنے پیش کی اور فرمایا کہ میں نے آسمانوں اور زمینوں اور پہاڑوں پر پیش کی تھی وہ نہ اٹھا سکے، کیا تو مع اس کی ذمہ داری کے اٹھا سکے گا؟ حضرت آدم علیہ السلام نے اقرار کیا۔ ۱۷۲ کہا گیا ہے کہ معنی یہ ہیں کہ ہم نے امانت پیش کی تاکہ منافقین کا نفاق اور مشرکین کا شرک ظاہر ہو اور اللہ تعالیٰ انہیں عذاب فرمائے اور مومنین



## وَالْمُؤْمِنَاتُ ۷ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ۸

اور مسلمان عورتوں کی اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے

﴿ایاتھا ۵۲﴾ ﴿۳۳ سُوْرَةُ سَبَا مَكِّيَّةٌ ۵۸﴾ ﴿مَرْكُوعَاتُهَا ۶﴾

سورہ سبأ مکہ ہے، اس میں چون آیتیں اور چھ رکوع ہیں

### بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي لَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي

سب خوبیاں اللہ کو کہ اسی کا مال ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور آخرت میں اسی کی

الْآخِرَةِ ۗ وَهُوَ الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ ۝۱ يَعْلَمُ مَا يَدْجُ فِي الْأَرْضِ وَمَا

تعریف ہے اور وہی ہے حکمت والا خبردار جانتا ہے جو کچھ زمین میں جاتا ہے اور جو

يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيهَا ۗ وَهُوَ الرَّحِيمُ

زمین سے نکلتا ہے اور جو آسمان سے اترتا ہے اور جو اس میں پڑھتا ہے اور وہی ہے مہربان

الْغَفُورُ ۝۲ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَأْتِينَا السَّاعَةُ ۗ قُلْ بَلَىٰ وَرَأَيْتُمُ

بخشنے والا اور کافر بولے ہم پر قیامت نہ آئے گی تم فرماؤ کیوں نہیں میرے رب کی نعمت

لَتَأْتِيَنَّكُمْ ۗ لَعَلَّ الْغَيْبِ لَا يَعْرُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمَوَاتِ

بے شک ضرور تم پر آئے گی غیب جاننے والا اس سے غائب نہیں ذرہ بھر کوئی چیز آسمانوں میں

جو امانت کے ادا کرنے والے ہیں ان کے ایمان کا اظہار ہو اور اللہ تبارک و تعالیٰ ان کی توبہ قبول فرمائے اور ان پر رحمت و مغفرت کرے اگرچہ ان سے بعض طاعات

میں کچھ تقصیر بھی ہوئی ہو۔ (خازن) وہ سورہ سبأ کی ہے سوائے آیت ”وَيَسِّرِ الْيُسْرَىٰ أُولَٰئِكَ الْيَوْمَ أُولُوا الْعِلْمِ“ اس میں چھ رکوع، چون آیتیں اور آٹھ سو تینتیس

کلمے، ایک ہزار پانچ سو بارہ حرف ہیں۔ وہ یعنی ہر چیز کا مالک خالق اور حاکم اللہ تعالیٰ ہے اور ہر نعمت اسی کی طرف سے ہے تو وہی حمد و ثنا کا مستحق اور

سزاوار ہے وہ یعنی جیسا دنیا میں حمد کا مستحق اللہ تعالیٰ ہے ویسا ہی آخرت میں بھی حمد کا مستحق وہی ہے کیونکہ دونوں جہان اسی کی نعمتوں سے بھرے

ہوئے ہیں دنیا میں تو بندوں پر اس کی حمد و ثنا واجب ہے کیونکہ یہ دار التکلیف ہے اور آخرت میں اہل جنت نعمتوں کے سرور اور راحتوں کی خوشی میں

اس کی حمد کریں گے۔ وہ یعنی زمین کے اندر داخل ہوتا ہے جیسے کہ بارش کا پانی اور مُردے اور دینے وہ جیسے کہ سبزہ اور درخت اور چشمے اور کانیں

اور بوقتِ حشر مُردے وہ جیسے کہ بارش، برف، اولے اور طرح طرح کی برکتیں اور فرشتے وہ جیسے کہ فرشتے اور دعائیں اور بندوں کے عمل

وہ یعنی انہوں نے قیامت کے آنے کا انکار کیا۔ وہ یعنی میرا بے غیب کا جاننے والا ہے اس سے کوئی چیز مخفی نہیں تو قیامت کا آنا اور اس کے قائم

ہونے کا وقت بھی اس کے علم میں ہے۔

وَلَا فِي الْأَرْضِ وَلَا أَصْغَرُ مِنْ ذَلِكَ وَلَا أَكْبَرُ إِلَّا فِي كِتَابِ

اور نہ زمین میں اور نہ اس سے چھوٹی نہ بڑی مگر ایک صاف بتانے والی

مُبِينٌ ۳ لِيَجْزِيَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَئِكَ لَهُمْ

کتاب میں ہے وٹ تاکہ صلہ دے انھیں جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے یہ ہیں جن کے لیے

مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ۴ وَالَّذِينَ سَعَوْا لِإِيْتِنَا مُعْجِزِينَ أُولَئِكَ

بخشش ہے اور عزت کی روزی وٹ اور جنھوں نے ہماری آیتوں میں ہرانے کی کوشش کی وٹ ان

لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ رَّجْزِ الْيَمِّ ۵ وَيَرَى الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ الَّذِينَ

کے لیے سخت عذاب دردناک میں سے عذاب ہے اور جنھیں علم ملا وٹ وہ جانتے ہیں کہ جو

أُنزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ هُوَ الْحَقُّ وَيَهْدِي إِلَى صِرَاطٍ الْعَزِيزِ

کچھ تمہاری طرف تمہارے رب کے پاس سے اتر وٹ وہی حق ہے اور عزت والے سب خوبیوں سرائے کی

الْحَيِّدِ ۶ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَهَلْ نَدُّكُمْ عَلَى رَجُلٍ يُبَغِّسُكُمْ إِذَا

راہ بتاتا ہے اور کافر بولے وٹ کیا ہم تمہیں ایسا مرد بتادیں وٹ جو تمہیں خبر دے کہ جب

مُرِّقْتُمْ كُلَّ مَرْقٍ ۷ إِنَّكُمْ لَفِي خَلْقٍ جَدِيدٍ ۸ أَفْتَرَى عَلَى اللَّهِ

تم پرزے ہو کر بالکل ریزہ ریزہ ہو جاؤ تو پھر تمہیں نیا بننا ہے کیا اللہ پر اُس نے جھوٹ

كُذِّبًا أَمْ بِهِ حِجَّةٌ ۹ بَلِ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ فِي الْعَذَابِ

باندھا یا اُسے سودا (جنون) ہے وٹ بلکہ وہ جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے وٹ عذاب

وَالضَّلَالِ الْبَعِيدِ ۱۰ أَفَلَمْ يَرَوْا إِلَى مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ مِّنْ

اور دور کی گراہی میں ہیں تو کیا انھوں نے نہ دیکھا جو ان کے آگے اور پیچھے ہے

السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ط إِنَّ نَاشِئَانَ خِمْفٍ بِهِمُ الْأَرْضُ أَوْ نُسْقِطُ عَلَيْهِمُ

آسمان اور زمین وٹ ہم چاہیں تو انھیں وٹ زمین میں دھنسا دیں یا اُن پر آسمان

وٹ یعنی لوح محفوظ میں وٹ جنت میں وٹ اور ان میں طعن کر کے اور ان کو شعر و سخن وغیرہ بتا کر لوگوں کو ان سے روکنا چاہا (اس کا مزید بیان اسی سورت کے

آخر رکوع پانچ میں آئے گا) وٹ یعنی اصحاب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا مؤمنین اہل کتاب مثل عبد اللہ بن سلام اور ان کے ساتھیوں کے وٹ یعنی

قرآن مجید وٹ یعنی کافروں نے آپس میں متعجب ہو کر کہا: وٹ یعنی سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ وٹ جو وہ ایسی عجیب و غریب باتیں کہتے ہیں

اللہ تعالیٰ نے کفار کے اس مقولہ کا رد فرمایا کہ یہ دونوں باتیں نہیں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان دونوں سے مُبرّا ہیں۔ وٹ یعنی کافر بعث و حساب کا

كَسَفًا مِّنَ السَّمَاءِ ۖ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيبٍ ۙ وَلَقَدْ

کا ٹکڑا گرا دیں بے شک اس وقت میں نشانی ہے ہر رجوع لانے والے بندے کے لیے ۲۲ اور بے شک

اتَّبَادَا وَدَمِنًا فَضْلًا ۖ يُجِبَالٌ أَوْبَىٰ مَعَهُ وَالطَّيْرُ ۚ وَالنَّالَةُ الْحَدِيدَ ۙ

ہم نے داود کو اپنا بڑا فضل دیا ۲۳ اے پہاڑو اس کے ساتھ اللہ کی طرف رجوع کرو اور اے پرندو ۲۴ اور ہم نے اس کے لیے لوہا نرم کیا ۲۵

أَنْ أَعْمَلَ سِبْغًا وَقَدَّرُ فِي السَّرْدِ وَأَعْمَلُوا صَالِحًا ۖ إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ

کہ وسیع زرہیں بنا اور بنانے میں اندازے کا لحاظ رکھو ۲۶ اور تم سب نیکی کرو بے شک میں تمہارے کام

بَصِيرٌ ۙ ۙ وَلِسُلَيْمَانَ الرِّيحَ غَدُوًّا هَاشِمًا ۚ وَسَوَاحِشَ أَمْرًا وَأَسَلْنَا

دیکھ رہا ہوں اور سلیمان کے بس میں ہوا کردی اس کی صبح کی منزل ایک مہینہ کی راہ اور شام کی منزل ایک مہینہ کی راہ ۲۷ اور ہم نے اس

لَهُ عَيْنَ الْقَطْرِ ۖ وَمِنَ الْجِنِّ مَن يَعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِإِذْنِ رَبِّهِ ۖ وَ

کے لیے پھیلے ہوئے تانبے کا چشمہ بہایا ۲۸ اور جنوں میں سے وہ جو اس کے آگے کام کرتے اس کے رب کے حکم سے ۲۹ اور

انکار کرنے والے۔ ۱۹ یعنی کیا وہ اندھے ہیں کہ انہوں نے آسمان وزمین کی طرف نظر ہی نہیں ڈالی اور اپنے آگے پیچھے دیکھا ہی نہیں جو انہیں معلوم ہوتا کہ وہ ہر

طرف سے احاطہ میں ہیں اور زمین و آسمان کے اقطار سے باہر نہیں جاسکتے اور ملک خدا سے نہیں نکل سکتے اور انہیں بھاگنے کی کوئی جگہ نہیں انہوں نے آیات اور رسول

کی تکذیب و انکار کے دہشت انگیز جرم کا ارتکاب کرتے ہوئے خوف نہ لکھا یا اور اپنی اس حالت کا خیال کر کے نہ ڈرے۔ ۲۰ ان کی تکذیب و انکار کی سزائیں

قارون کی طرح۔ ۲۱ نظر و فکر ۲۲ جو دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ بعث پر اور اس کے منکر کے عذاب پر اور ہر شے پر قادر ہے۔ ۲۳ یعنی نبوت اور کتاب اور

کہا گیا ہے ملک اور ایک قول یہ ہے کہ حسن صوت وغیرہ تمام چیزیں جو آپ کو خصوصیت کے ساتھ عطا فرمائی گئیں اور اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں اور پرندوں کو حکم دیا۔

۲۴ جب وہ تسبیح کریں ان کے ساتھ تسبیح کرو۔ چنانچہ جب حضرت داود علیہ السلام تسبیح کرتے تو پہاڑوں سے بھی تسبیح سنی جاتی اور پرند جھک آتے یہ آپ کا معجزہ

تھا۔ ۲۵ کہ آپ کے دست مبارک میں آکر مثل موم یا گوندھے ہوئے آٹے کے نرم ہو جاتا اور آپ اس سے جو چاہتے بغیر آگ کے اور بغیر ٹھونکنے کے پیٹے بنا لیتے

اس کا سبب یہ بیان کیا گیا ہے کہ جب آپ بنی اسرائیل کے بادشاہ ہوئے تو آپ کا طریقہ یہ تھا کہ آپ لوگوں کے حالات کی جستجو کے لیے اس طرح نکتے کے لوگ

آپ کو نہ پہچانیں اور جب کوئی ملتا اور آپ کو نہ پہچانتا تو اس سے آپ دریافت کرتے کہ داود کیسا شخص ہے سب لوگ تعریف کرتے اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ بصورت

انسان بھیجا حضرت داود علیہ السلام نے اس سے بھی حسب عادت یہی سوال کیا تو فرشتہ نے کہا کہ داود ہیں تو بہت ہی اچھے آدمی کا ش ان میں ایک خصلت نہ ہوتی۔

اس پر آپ متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ بندہ خدا کون سی خصلت؟ اس نے کہا کہ وہ اپنا اور اپنے اہل و عیال کا خرچ بیت المال سے لیتے ہیں یہ سن کر آپ کے خیال میں آیا

کہ اگر آپ بیت المال سے وظیفہ نہ لیتے تو زیادہ بہتر ہوتا اس لیے آپ نے بارگاہ الہی میں دعا کی کہ ان کے لیے کوئی ایسا سبب کر دے جس سے آپ اپنے اہل و

عیال کا گزارہ کریں اور بیت المال سے آپ کو بے نیازی ہو جائے آپ کی یہ دعا مستجاب ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے لوہے کو نرم کیا اور آپ کو صنعت زرہ

سازی کا علم دیا سب سے پہلے زرہ بنانے والے آپ ہی ہیں آپ روزانہ ایک زرہ بناتے تھے وہ چار ہزار کو بکتی تھی اس میں سے اپنے اور اپنے اہل و عیال پر بھی خرچ

فرماتے اور فقراء و مساکین پر بھی صدقہ کرتے اس کا بیان آیت میں ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے داود علیہ السلام کے لیے لوہا نرم کر کے ان سے فرمایا ۲۶ کہ

اس کے حلقے یکساں اور متوسط ہوں نہ بہت تنگ نہ فراخ۔ ۲۷ چنانچہ آپ صبح کو دمشق سے روانہ ہوتے تو دو پہر کو قیلولہ اُصطحو میں فرماتے جو ملک فارس میں

ہے اور دمشق سے ایک مہینہ کی راہ پر ہے اور شام کو اُصطخر سے روانہ ہوتے تو شب کو کابل میں آرام فرماتے یہ بھی تیز سوار کے لیے ایک مہینہ کا راستہ ہے۔ ۲۸

جو تین روز سرزمین یمن میں پانی کی طرح جاری رہا اور ایک قول یہ ہے کہ ہر مہینہ میں تین روز جاری رہتا تھا اور ایک قول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ

السلام کے لیے تانبے کو پگھلا دیا جیسا کہ حضرت داود علیہ السلام کے لیے لوہے کو نرم کیا تھا۔ ۲۹ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے



مَنْ يَزِغُ مِنْهُمْ عَنْ أَمْرِنَا نَذِقُهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيرِ ﴿۱۲﴾ يَعْمَلُونَ

جو ان میں ہمارے حکم سے پھرے فتہ ہم اُسے بھڑکتی آگ کا عذاب چکھائیں گے اس کے لیے بناتے

لَهُ مَا يَشَاءُ مِنْ مَّحَارِبٍ وَتَثَائِلٍ وَجَفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقَدُورٍ

جو وہ چاہتا اونچے اونچے محل ۲۱ اور تصویریں ۲۲ اور بڑے حوضوں کے برابر لگن ۲۳ اور لنگر دار

سُرْسِيَّتٍ ۲۴ اِعْمَلُوا الْاَلْ دَاوُدْ شُكْرًا ۲۵ وَقَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّاكِرِينَ ﴿۱۳﴾

دیکھیں ۲۴ اے داود والو شکر کرو ۲۵ اور میرے بندوں میں کم ہیں شکر والے

فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهِمْ عَلَىٰ مَوْتِهِ إِلَّا دَابَّةٌ اِلَّا رِضٍ

پھر جب ہم نے اس پر موت کا حکم بھیجا ۲۶ جنوں کو اس کی موت نہ بتائی مگر زمین کی دیمک نے

تَأْكُلُ مِنْسَاتِهِ ۲۷ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنَّ اَنْ لُّوْكَ اَوْ اِيْعَلُوْنَ الْغَيْبِ

کہ اس کا عصا کھاتی تھی پھر جب سلیمان زمین پر آیا جنوں کی حقیقت کھل گئی ۲۸ اگر غیب جانتے ہوتے ۲۹

مَا لِبَشَرٍ اِلَّا فِي الْعَذَابِ الْمُهِينِ ﴿۱۴﴾ لَقَدْ كَانَ لِسَبَإٍ فِي مَسْكِهُمْ اٰيَةٌ ۳۰

تو اس خواری کے عذاب میں نہ ہوتے ۳۱ بے شک سبائے کے لیے ان کی آبادی میں ۳۲ نشانی تھی ۳۳

حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے جنات کو مطیع کیا۔ ۳۴ اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی فرمانبرداری نہ کرے۔ ۳۵ اور عالی شان عمارتیں اور مسجدیں اور

انہیں میں سے بیت المقدس بھی ہے ۳۶ درندوں اور پرندوں وغیرہ کی تانبے اور بلور اور پتھر وغیرہ سے اور اس شریعت میں تصویر بنانا حرام نہ تھا۔ ۳۷ اتنے بڑے

کہ ایک لگن میں ہزار آدمی کھاتے۔ ۳۸ جو اپنے پایوں پر قائم تھیں اور بہت بڑی تھیں حتیٰ کہ اپنی جگہ سے ہٹائی نہیں جاسکتی تھیں سیڑھیاں لگا کر ان پر چڑھتے تھے یہ

یہیں میں تھیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے فرمایا کہ ۳۹ اللہ تعالیٰ کا ان نعمتوں پر جو اس نے تمہیں عطا فرمائیں اس کی اطاعت بجالا کر۔ ۴۰ حضرت سلیمان

علیہ السلام نے بارگاہِ الہی میں دعا کی تھی کہ ان کی وفات کا حال جنات پر ظاہر نہ ہوتا کہ انسانوں کو معلوم ہو جائے کہ جن غیب نہیں جانتے پھر آپ محراب میں داخل

ہوئے اور حسبِ عادت نماز کے لیے اپنے عصا پر تکیہ لگا کر کھڑے ہو گئے جنات حسبِ دستور اپنی خدمتوں میں مشغول رہے اور یہ سمجھتے رہے کہ حضرت زندہ ہیں اور

حضرت سلیمان علیہ السلام کا عرصہ دراز تک اسی حالت پر رہا ان کے لیے کچھ حیرت کا باعث نہیں ہوا کیونکہ وہ بارہا دیکھتے تھے کہ آپ ایک ماہ دو ماہ اور اس سے

زیادہ عرصہ تک عبادت میں مشغول رہتے ہیں اور آپ کی نماز بہت دراز ہوتی ہے حتیٰ کہ آپ کی وفات کے پورے ایک سال بعد تک جنات آپ کی وفات پر مطلع نہ

ہوئے اور اپنی خدمتوں میں مشغول رہے یہاں تک کہ حکمِ الہی دیکھنے آپ کا عصا کھالیا اور آپ کا جسم مبارک جولاٹھی کے سہارے سے قائم تھا زمین پر آیا اس

وقت جنات کو آپ کی وفات کا علم ہوا۔ ۴۱ کہ وہ غیب نہیں جانتے ۴۲ تو حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات سے مطلع ہوتے ۴۳ اور ایک سال تک عمارت

کے کاموں میں تکلیف شائقہ اٹھاتے نہ رہتے۔ مروی ہے کہ حضرت داود علیہ السلام نے بیت المقدس کی بنا (بنیاد) اس مقام پر رکھی تھی جہاں حضرت موسیٰ علیہ

السلام کا خیمہ نصب کیا گیا تھا اس عمارت کے پورا ہونے سے قبل حضرت داود علیہ السلام کی وفات کا وقت آ گیا تو آپ نے اپنے فرزندار جمدن حضرت سلیمان علیہ

السلام کو اس کی تکمیل کی وصیت فرمائی۔ چنانچہ آپ نے شیاطین کو اس کی تکمیل کا حکم دیا جب آپ کی وفات کا وقت قریب پہنچا تو آپ نے دعا کی کہ آپ کی وفات

شیاطین پر ظاہر نہ ہوتا کہ وہ عمارت کی تکمیل تک مصروف عمل رہیں اور انہیں جو علم غیب کا دعویٰ ہے وہ باطل ہو جائے حضرت سلیمان علیہ السلام کی عمر شریف تریس

سال کی ہوئی تیرہ سال کی عمر شریف میں آپ سربر آرائے سلطنت ہوئے چالیس سال حکمرانی فرمائی۔ ۴۴ سباعرب کا ایک قبیلہ ہے جو اپنے جد کے نام سے مشہور

ہے اور وہ جدسبا بن یثجب بن یعر بن قحطان ہے۔ ۴۵ جو حدود یمن میں واقع تھی ۴۶ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت و قدرت پر دلالت کرنے والی اور وہ نشانی کیا تھی

جَنَّتٍ عَنْ يَمِينٍ وَشِمَالٍ ۝ كَلُوا مِنْ رِزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوا لَهُ ۝ ط

دو باغ دہنے اور بائیں ۳۳ اپنے رب کا رزق کھاؤ ۳۴ اور اس کا شکر ادا کرو ۳۵

بَلَدًا طَيِّبَةً وَرَبُّ غَفُورٌ ۝ ۱۵ ۝ فَأَعْرَضُوا فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلًا

پاکیزہ شہر ۳۶ بخشنے والا رب ۳۷ تو انھوں نے منہ پھیرا ۳۸ تو ہم نے ان پر زور کا اہلا (سیلاب)

الْعَرِمِ وَبَدَّلْنَاهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتِ الْأَكْلِ خَطِطٍ وَأُشْلِ وَشَيْءٍ

بیجا ۳۹ اور ان کے باغوں کے عوض دو باغ انہیں بدل دیے جن میں کھانا میوہ ۴۰ اور جھاڑی (جھاڑی) اور کچھ

مِنْ سِدْرٍ قَلِيلٍ ۝ ۱۶ ۝ ذَلِكَ جَزَيْنَهُمْ بِمَا كَفَرُوا ۝ وَهَلْ نُجِزِي إِلَّا

تھوڑی سی بیریاں ۴۱ ہم نے انہیں یہ بدلہ دیا ان کی ناشکری ۴۲ کی سزا اور ہم کسے سزا دیتے ہیں

الْكُفُورًا ۝ ۱۷ ۝ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِي بَرَكْنَا فِيهَا قُرًى

اُسی کو جو ناشکرا ہے اور ہم نے کئے تھے ان میں ۴۳ اور ان شہروں میں جن میں ہم نے برکت رکھی ۴۴ سرراہ

ظَاهِرَةً وَقَدَّرْنَا فِيهَا السَّيْرَ ۝ ط سِيرُوا فِيهَا لِيَالِي وَأَيَّامًا آمِنِينَ ۝ ۱۸

کتنے شہر ۴۵ اور انہیں منزل کے اندازے پر رکھا ۴۶ ان میں چلو راتوں اور دنوں امن وامان سے ۴۷

اس کا آگے بیان ہوتا ہے۔ ۳۳ یعنی ان کی وادی کے داہنے اور بائیں دو رتک چلے گئے اور ان سے کہا گیا تھا ۳۴ باغ ایسے کثیر اشتر (بہت پھل دار) تھے کہ جب کوئی شخص سر پر ٹوک رہے اسے گزرتا تو بغیر ہاتھ لگائے قسم قسم کے میووں سے اس کا ٹوک رہ بھر جاتا۔ ۳۵ یعنی اس نعمت پر اس کی طاعت بجالاؤ۔ ۳۶ لطیف آب و ہوا صاف ستھری سرزمین نہ اس میں مچھر نہ مکھی نہ کھنٹل نہ سانپ نہ بچھو، ہوا کی پاکیزگی کا یہ عالم کہ اگر کہیں اور کا کوئی شخص اس شہر میں گزر جائے اور اس کے کپڑوں میں جو مین ہوں تو سب مر جائیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ شہر سبا صنعا سے تین فرسنگ کے فاصلہ پر تھا۔ ۳۷ یعنی اگر تم رب کی روزی پر شکر کرو اور اطاعت بجالاؤ تو وہ بخشش فرمانے والا ہے۔ ۳۸ اس کی شکر گزاری سے اور انبیاء علیہم السلام کی تکذیب کی۔ وہب کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف تیرہ نبی بھیجے جنہوں نے ان کو حق کی دعوتیں دیں اور اللہ تعالیٰ کی نعمتیں یاد دلائیں اور اس کے عذاب سے ڈرایا مگر وہ ایمان نہ لائے اور انہوں نے انبیاء کو جھٹلایا اور کہا کہ ہم نہیں جانتے کہ ہم پر خدا کی کوئی بھی نعمت ہو تم اپنے رب سے کہہ دو کہ اس سے ہو سکتے تو وہ ان نعمتوں کو روک لے۔ ۳۹ عظیم سیلاب جس سے ان کے باغ اموال سب ڈوب گئے اور ان کے مکانات ریت میں ڈن ہو گئے اور اس طرح تباہ ہوئے کہ ان کی تباہی عرب کے لیے مثل بن گئی۔ ۴۰ نہایت بدمزہ ۴۱ جیسی دیرانوں میں جم آتی ہیں اس طرح کی جھاڑیوں اور وحشت ناک جنگل کو جوان کے خوشنما باغوں کی جگہ پیدا ہو گیا تھا بطریق مشاکلت باغ فرمایا۔ ۴۲ اور ان کے کفر ۳۵ یعنی شہر سبا میں ۴۳ کہ وہاں کے رہنے والوں کو وسیع نعمتیں اور پانی اور درخت اور چشمے عنایت کئے مراد ان سے شام کے شہر ہیں۔ ۴۴ قریب قریب سب سے شام تک سفر کرنے والوں کو اس راہ میں توشہ اور پانی ساتھ لے جانے کی ضرورت نہ ہوتی۔ ۴۵ کہ چلنے والا ایک مقام سے صبح چلے تو دوپہر کو ایک آبادی میں پہنچ جائے جہاں ضروریات کے تمام سامان ہوں اور جب دوپہر کو چلے تو شام کو ایک شہر میں پہنچ جائے یمن سے شام تک کا تمام سفر اسی آسائش کے ساتھ طے ہو سکے اور ہم نے ان سے کہا کہ ۴۶ نہ راتوں میں کوئی کھکانہ دنوں میں کوئی تکلیف نہ دشمن کا اندیشہ نہ بھوک پیاس کا غم مالداروں میں حسد پیدا ہوا کہ ہمارے اور غریبوں کے درمیان کوئی فرق ہی نہیں رہا قریب قریب کی منزلیں ہیں لوگ خراماں خراماں ہو خوری کرتے چلے جاتے ہیں تھوڑی دیر کے بعد دوسری آبادی آ جاتی ہے وہاں آرام کرتے ہیں نہ سفر میں تکان (تھکن) ہے نہ کوفت اگر منزلیں دور ہوتیں سفر کی مدت دراز ہوتی راہ میں پانی نہ ملتا جنگلوں اور بیابانوں میں گزر ہوتا تو ہم توشہ ساتھ لیتے پانی کے انتظام کرتے سواریاں اور خدام ساتھ رکھتے سفر کا لطف آتا اور امیر و غریب کا فرق ظاہر ہوتا یہ خیال کر کے انہوں نے کہا۔

فَقَالُوا رَبَّنَا بَعْدَ بَيْنِ أَسْفَارِنَا وَظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ فَجَعَلْنَاهُمْ أَحَادِيثَ

تو بولے اے ہمارے رب ہمیں سفر میں دُوری ڈال ۵۵ اور انہوں نے خود اپنا ہی نقصان کیا تو ہم نے انہیں کہانیاں کر دیا ۵۶

وَمَرَقْتُهُمْ كُلَّ مَسْرِقٍ ط إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ ۱۹ وَ

اور انہیں پوری پریشانی سے پرانگندہ کر دیا ۱۹ بے شک اس میں ضرور نشانیاں ہیں ہر بڑے صبر والے ہر بڑے شکر والے کے لیے ۱۹ اور

لَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ إِبْلِيسُ ظَنَّهُ فَاتَّبَعُوهُ إِلَّا فَرِيقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ ۲۰

بے شک ابلیس نے انہیں اپنا گمان سچ کر دکھایا ۲۰ تو وہ اس کے پیچھے ہو لیے مگر ایک گروہ کہ مسلمان تھا ۲۰

وَمَا كَانَ لَهُ عَلَيْهِمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ إِلَّا لِنَعْلَمَ مَن يُّؤْمِنُ بِالْآخِرَةِ مَسْنُ

اور شیطان کا ان پر ۲۰ کچھ قابو نہ تھا مگر اس لیے کہ ہم دکھادیں کہ کون آخرت پر ایمان لاتا ہے اور کون

هُوَ مِنْهَا فِي شَكٍّ ط وَرَبُّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ حَفِيظٌ ۲۱ قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ

اس سے شک میں ہے اور تمہارا رب ہر چیز پر نگہبان ہے تم فرماؤ ۲۱ پکارو انہیں جنہیں

رَعَبْتُمْ مِّنْ دُونِ اللَّهِ ج لَا يَبْلُغُونَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي

اللہ کے سوا ۲۱ سمجھے بیٹھے ہو ۲۱ اور وہ ذرہ بھر کے مالک نہیں آسمانوں میں اور نہ

الْأَرْضِ وَمَالُهُمْ فِيهٰمَا مِثْرًا وَلَا يُرَىٰ لَهُمْ فِيهَا مِثْقَالَ حَبِّ خَمِيرٍ ۲۲ وَلَا

زمین میں اور نہ ان کا ان دونوں میں کچھ حصہ اور نہ اللہ کا ان میں سے کوئی مددگار اور

تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِندَهُ إِلَّا لِمَن أَذِنَ لَهُ ط حَتَّىٰ إِذَا فُزِعَ عَن قُلُوبِهِمْ

اس کے پاس شفاعت کام نہیں دیتی مگر جس کے لیے وہ اذن فرمائے یہاں تک کہ جب اذن دے کر ان کے دلوں کی گھبراہٹ ڈور فرمادی جاتی ہے

قَالُوا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ ط قَالُوا الْحَقُّ ج وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ ۲۳ قُلْ مَن

ایک دوسرے سے ۲۳ کہتے ہیں تمہارے رب نے کیا ہی بات فرمائی وہ کہتے ہیں جو فرمایا حق فرمایا ۲۳ اور وہی ہے بلند بڑائی والا تم فرماؤ کون

۵۸ یعنی ہمارے اور شام کے درمیان جنگل اور بیابان کر دے کہ بغیر توشہ اور سواری کے سفر نہ ہو سکے۔ ۵۹ بعد والوں کے لیے کہ ان کے احوال سے عبرت

حاصل کریں۔ ۶۰ قبیلہ قبیلہ منتشر ہو گیا وہ بستیاں غرق ہو گئیں اور لوگ بے خانماں (بے سر و سامان) ہو کر جدا جدا ہلا دیں پچھتے غمناک شام میں اور ازل زمان میں اور

خزاعہ تہامہ میں اور آل خزیمہ عراق میں اور اوس و خزرج کا جد عمر بن عامر مدینہ میں۔ ۶۱ اور صبر و شکر مومن کی صفت ہے کہ جب وہ بلا میں مبتلا ہوتا ہے صبر کرتا ہے اور جب نعمت پاتا ہے شکر بجالاتا ہے۔ ۶۲ یعنی ابلیس جو گمان رکھتا تھا کہ بنی آدم کو وہ شہوت و حرص اور غضب کے ذریعہ گمراہ کر دے گا، یہ گمان اس نے اہل سہا پر بلکہ تمام

کافروں پر سچا کر دکھایا کہ وہ اس کے تابع ہو گئے اور اس کی اطاعت کرنے لگے۔ حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ شیطان نے نہ کسی پر تلوار کھینچی نہ کسی پر کوڑے مارے جھوٹے وعدوں اور باطل امیدوں سے اہل باطل کو گمراہ کر دیا۔ ۶۳ انہوں نے اس کا اتباع نہ کیا۔ ۶۴ جن کے حق میں اس کا گمان پورا ہوا۔ ۶۵ اے محمد مصطفیٰ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ مکرمہ کے کافروں سے ۶۶ اپنا معبود ۶۷ کہ وہ تمہاری مصیبتیں دور کریں لیکن ایسا نہیں ہو سکتا کیونکہ کسی نفع و ضرر میں ۶۸ بطریق استبشار۔



يُرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۗ قُلِ اللَّهُ وَإِنَّا أَوْ إِيَّاكُمْ لَعَلَىٰ

جو تمہیں روزی دیتا ہے آسمانوں اور زمین سے فلا تم خود ہی فرماؤ اللہ فلا اور بے شک ہم یا تم فلا یا تو ضرور

هُدًى أَوْ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿۲۳﴾ قُلْ لَا تَسْأَلُونَ عَمَّا أَجْرُ مَا وَلَا نَسْأَلُ

ہدایت پر ہیں یا کھلی گمراہی میں فلا تم فرماؤ ہم نے تمہارے گمان میں اگر کوئی جرم کیا تو اس کی تم سے پوچھ نہیں نہ تمہارے کو تکوں

عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿۲۵﴾ قُلْ يَجْمَعُ بَيْنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ يَفْتَحُ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ ۗ وَهُوَ

(کرتوتوں) کا ہم سے سوال فلا تم فرماؤ ہمارا رب ہم سب کو جمع کرے گا فلا پھر ہم میں سچا فیصلہ فرما دے گا فلا اور وہی ہے

الْفَتْاحُ الْعَلِيمُ ﴿۲۶﴾ قُلْ أَرُونِي الَّذِينَ أَلْحَقْتُمْ بِهِ شُرَكَاءَ كَلَّا ۗ بَلْ

بڑا نیاؤ چکانے والا (درست فیصلہ کرنے والا) سب کچھ جانتا تم فرماؤ مجھے دکھاؤ تو وہ شریک جو تم نے اس سے ملائے ہیں فلا ہشت (ہرگز ایسا نہیں) بلکہ

هُوَ اللَّهُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿۲۷﴾ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا

وہی ہے اللہ عزت والا حکمت والا اور اے محبوب ہم نے تم کو نہ بھیجا مگر ایسی رسالت سے جو تمام آدمیوں کو گھیرنے والی ہے فلا خوشخبری دیتا فلا

وَنَذِيرًا ۗ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۲۸﴾ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَذَا الْوَعْدُ

اور ڈرنا تا فلا لیکن بہت لوگ نہیں جانتے فلا اور کہتے ہیں یہ وعدہ کب آئے گا فلا

۱۹ یعنی شفاعت کرنے والوں کو ایمانداروں کی شفاعت کا اذن دیا۔ فلا یعنی آسمان سے مینہ برسا کر اور زمین سے سبزہ اُگا کر۔ فلا کیونکہ اس سوال کا بجز

اس کے اور کوئی جواب ہی نہیں۔ فلا یعنی دونوں فریقوں میں سے ہر ایک کے لیے ان دونوں حالوں میں سے ایک حال ضروری ہے۔ فلا اور یہ ظاہر ہے کہ جو

شخص صرف اللہ تعالیٰ کو روزی دینے والا، پانی برسانے والا، سبزہ اگانے والا جانتے ہوئے بھی بتوں کو پوجے جو کسی ایک ذرہ بھر چیز کے مالک نہیں (جیسا کہ اوپر

آیات میں بیان ہو چکا) وہ یقیناً کھلی گمراہی میں ہے۔ فلا بلکہ ہر شخص سے اس کے عمل کا سوال ہوگا اور ہر ایک اپنے عمل کی جزا پائے گا۔ فلا روز قیامت

فلا تو اہل حق کو جنت میں اور اہل باطل کو دوزخ میں داخل کرے گا۔ فلا یعنی جن بتوں کو تم نے عبادت میں شریک کیا ہے مجھے دکھاؤ تو کس قابل ہیں کیا وہ

کچھ پیدا کرتے ہیں روزی دیتے ہیں اور جب یہ کچھ نہیں تو ان کو خدا کا شریک بنانا اور ان کی عبادت کرنا کیسی عظیم خطا ہے اس سے باز آؤ۔ فلا اس آیت سے

معلوم ہوا کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت عامہ ہے تمام انسان اس کے احاطہ میں ہیں گورے ہوں یا کالے، عربی ہوں یا عجمی، پہلے ہوں یا

پچھلے، سب کے لیے آپ رسول ہیں اور وہ سب آپ کے امتی۔ بخاری و مسلم کی حدیث ہے: سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: مجھے پانچ چیزیں ایسی عطا

فرمائی گئیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہ دی گئیں: (۱) ایک ماہ کی مسافت کے رعب سے میری مدد کی گئی، (۲) تمام زمین میرے لیے مسجد اور پاک کی گئی کہ جہاں

میرے امتی کو نماز کا وقت ہو نماز پڑھے اور (۳) میرے لیے نیتیمتیں حلال کی گئیں جو مجھ سے پہلے کسی کے لیے حلال نہ تھیں اور (۴) مجھے مرتبہ شفاعت عطا کیا گیا

اور (۵) انبیاء خاص اپنی قوم کی طرف مبعوث ہوتے تھے اور میں تمام انسانوں کی طرف مبعوث فرمایا گیا۔ حدیث میں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے

فضائل مخصوصہ کا بیان ہے جن میں سے ایک آپ کی رسالت عامہ ہے جو تمام جن و انس کو شامل ہے۔ خلاصہ یہ کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام خلق

کے رسول ہیں اور یہ مرتبہ خاص آپ کا ہے جو قرآن کریم کی آیات اور احادیث کثیرہ سے ثابت ہے۔ سورہ فرقان کی ابتداء میں بھی اس کا بیان گزر چکا ہے

(نازن) فلا ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ کے فضل کی فلا کافروں کو اس کے عدل کا۔ فلا اور اپنے جہل کی وجہ سے آپ کی مخالفت کرتے ہیں فلا یعنی

قیامت کا وعدہ۔

إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿۲۹﴾ قُلْ لَكُمْ مِيعَادٌ يَوْمٍ لَا تَسْتَأْخِرُونَ عَنْهُ

اگر تم سچے ہو تم فرماؤ تمہارے لیے ایک ایسے دن کا وعدہ جس سے تم نہ ایک گھڑی پیچھے

سَاعَةً وَلَا تَسْتَقْدِمُونَ ﴿۳۰﴾ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَالنَّوْمُ مِنْ بَهْذَا

ہٹ سکو نہ آگے بڑھ سکو ﴿۳۰﴾ اور کافر بولے ہم ہرگز نہ ایمان لائیں گے اس

الْقُرْآنِ وَلَا بِالَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ ط وَلَوْ تَرَى إِذِ الظَّالِمُونَ مَوْقُوفُونَ

قرآن پر نہ ان کتابوں پر جو اس سے آگے تھیں ﴿۳۱﴾ اور کسی طرح تو دیکھے جب ظالم اپنے رب کے پاس

عِنْدَ رَبِّهِمْ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ الْقَوْلَ يَقُولُ الَّذِينَ

کھڑے کئے جائیں گے ان میں ایک دوسرے پر بات ڈالے گا وہ جو دبے تھے ﴿۳۲﴾

اسْتُضْعَفُوا الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا وَالْوَالَا أَنْتُمْ لَكِنَّا مُؤْمِنِينَ ﴿۳۱﴾ قَالَ

اُن سے کہیں گے جو اونچے کھینچتے تھے ﴿۳۱﴾ اگر تم نہ ہوتے ﴿۳۲﴾ تو ہم ضرور ایمان لے آتے وہ جو اونچے

الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا وَالَّذِينَ اسْتُضْعَفُوا أَنْ حُنْ صَدَدْنَاكُمْ عَنِ الْهُدَى

کھینچتے تھے ان سے کہیں گے جو دبے ہوئے تھے کیا ہم نے تمہیں روک دیا ہدایت سے

بَعْدَ إِذْ جَاءَكُمْ بَلْ كُنْتُمْ مُجْرِمِينَ ﴿۳۲﴾ وَقَالَ الَّذِينَ اسْتُضْعَفُوا

بعد اس کے کہ تمہارے پاس آئی بلکہ تم خود مجرم تھے اور کہیں گے وہ جو دبے ہوئے تھے

لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا بَلْ مَكْرُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ إِذْ تَأْمُرُونَنَا أَنْ نَكْفُرَ

اُن سے جو اونچے کھینچتے تھے بلکہ رات دن کا داؤں (فریب) تھا ﴿۳۳﴾ جب کہ تم ہمیں حکم دیتے تھے کہ اللہ کا

بِاللَّهِ وَنَجْعَلْ لَهُ أَنْدَادًا ط وَأَسْرُ وَالنَّدَامَةَ لَبَّاسًا أَوِ الْعَذَابِ ط وَ

انکار کریں اور اس کے برابر والے ٹھہرائیں اور دل ہی دل میں پچھتانے لگے ﴿۳۴﴾ جب عذاب دیکھا ﴿۳۴﴾ اور

جَعَلْنَا الْأَغْلَالَ فِي أَعْنَاقِ الَّذِينَ كَفَرُوا ط هَلْ يُجْرُونَ إِلَّا مَا

ہم نے طوق ڈالے ان کی گردنوں میں جو منکر تھے ﴿۳۵﴾ وہ کیا بدلہ پائیں گے مگر وہی

﴿۳۵﴾ یعنی اگر تم مہلت چاہو تو تاخیر ممکن نہیں اور اگر جلدی چاہو تو تقدم ممکن نہیں بہر تقدیر اس وعدہ کا اپنے وقت پر پورا ہونا۔ ﴿۳۶﴾ توریت اور انجیل وغیرہ۔ ﴿۳۵﴾

یعنی تابع اور پیرو تھے ﴿۳۶﴾ یعنی اپنے سرداروں سے ﴿۳۷﴾ اور ہمیں ایمان لانے سے نہ روکتے ﴿۳۸﴾ یعنی تم شب و روز ہمارے لیے مکر کرتے تھے اور ہمیں ہر وقت

شُرک پر ابھارتے تھے ﴿۳۹﴾ دونوں فریق تابع بھی اور متبوع بھی، پیرو بھی اور ان کے بہکانے والے بھی، ایمان نہ لانے پر ﴿۴۰﴾ جہنم کا۔ ﴿۴۰﴾ خواہ بہکانے والے

كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۳۳﴾ وَمَا أَرْسَلْنَا فِي قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيرٍ إِلَّا قَالَ

جو کچھ کرتے تھے ۳۳ اور ہم نے جب کبھی کسی شہر میں کوئی ڈر شانے والا بھیجا وہاں کے آسودوں

مُتْرَفُوهَا إِنَّا بِمَا أُرْسِلْتُمْ بِهِ كَفِرُونَ ﴿۳۴﴾ وَقَالُوا نَحْنُ أَكْثَرُ أَمْوَالًا

(امیروں) نے یہی کہا کہ تم جو لے کر بھیجے گئے ہم اس کے منکر ہیں ۳۴ اور بولے ہم مال اور

وَأَوْلَادًا ۗ وَمَا نَحْنُ بِبُعَدَاءِ بَيْنَ ۖ ﴿۳۵﴾ قُلْ إِن رَّأَيْتُمُ الرِّزْقَ لَمَسَّنْ

اولاد میں بڑھ کر ہیں اور ہم پر عذاب ہونا نہیں ۳۵ تم فرماؤ بے شک میرا رب رزق وسیع کرتا ہے جس کے

بِشَاءٍ وَيَقْدِرُ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۳۶﴾ وَمَا أَمْوَالُكُمْ وَ

لیے چاہے اور تنگی فرماتا ہے ۳۶ لیکن بہت لوگ نہیں جانتے اور تمہارے مال اور

لَا أَوْلَادُكُمْ بِالتِّي تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا زُلْفَىٰ إِلَّا مَنِ اٰمَنَ وَعَمِلَ

تمہاری اولاد اس قابل نہیں کہ تمہیں ہمارے قُرب تک پہنچائیں مگر وہ جو ایمان لائے اور نیکی

صَالِحًا ۖ فَأُولَٰئِكَ لَهُمْ جَزَاءُ الضَّعِيفِ بِمَا عَمِلُوا ۗ وَهُمْ فِي الْعُرْفِ

کی ۳۷ ان کے لیے دونا دون (کئی گنا) صلہ ۳۷ ان کے عمل کا بدلہ اور وہ بالاخانوں میں

ہوں یا ان کے کہنے میں آنے والے، تمام کفار کی یہی سزا ہے۔ ۳۸ دنیا میں کفر اور معصیت۔ ۳۹ اس میں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تسکین خاطر فرمائی

گئی کہ آپ ان کفار کی تکذیب و انکار سے رجیدہ نہ ہوں کفار کا انبیاء علیہم السلام کے ساتھ یہی دستور رہا ہے اور مالدار لوگ اسی طرح اپنے مال اور اولاد کے غرور

میں انبیاء کی تکذیب کرتے رہے ہیں۔ شان نزول: دو شخص شریک تجارت تھے ان میں سے ایک ملک شام کو گیا اور ایک مکہ مکرمہ میں رہا جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور اس نے ملک شام میں حضور کی خبر سنی تو اپنے شریک کو خط لکھا اور اس سے حضور کا مفصل حال دریافت کیا اس شریک نے جواب میں لکھا

کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی نبوت کا اعلان تو کیا ہے لیکن سوائے چھوٹے درجے کے حقیر و غریب لوگوں کے اور کسی نے ان کا اتباع نہیں کیا جب یہ

خط اس کے پاس پہنچا تو وہ اپنے تجارتی کام چھوڑ کر مکہ مکرمہ آیا اور آتے ہی اپنے شریک سے کہا کہ مجھے سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا پتہ بتاؤ اور معلوم کر کے

حضور کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا آپ دنیا کو کیا دعوت دیتے ہیں اور ہم سے کیا چاہتے ہیں؟ فرمایا: بت پرستی چھوڑ کر ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا اور آپ

نے احکام اسلام بتائے یہ باتیں اس کے دل میں اتر کر گئیں اور وہ شخص چھپلی کتا بوں کا عالم تھا کہنے لگا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ بیشک اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

حضور نے فرمایا: تم نے یہ کیسے جانا اس نے کہا کہ جب کبھی کوئی نبی بھیجا گیا پہلے چھوٹے درجے کے غریب لوگ ہی اس کے تابع ہوئے یہ سنت الہیہ ہمیشہ ہی جاری

رہی اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ۳۹ یعنی جب دنیا میں ہم خوشحال ہیں تو ہمارے اعمال و افعال اللہ تعالیٰ کو پسند ہوں گے اور ایسا ہوا تو آخرت میں عذاب نہیں

ہوگا اللہ تعالیٰ نے ان کے اس خیالِ باطل کا ابطال فرما دیا کہ ثوابِ آخرت کو معیشت و دنیا پر قیاس کرنا غلط ہے۔ ۴۰ بطریق ابتلاء و امتحان تو دنیا میں روزی کی

کشانشِ رضاء الہی کی دلیل نہیں اور ایسے ہی اس کی تنگی اللہ تعالیٰ کی ناراضی کی دلیل نہیں کبھی گنہگار پر وسعت کرتا ہے کبھی فرمانبردار پر تنگی یہ اس کی حکمت ہے ثواب

آخرت کو اس پر قیاس کرنا غلط و بے جا ہے۔ ۴۱ یعنی مال کسی کے لیے سببِ قرب نہیں سوائے مومن صالح کے جو اس کو راہِ خدا میں خرچ کرے اور اولاد کسی کے

لیے سببِ قرب نہیں سوائے اس مومن کے جو انہیں نیک علم سکھائے دین کی تعلیم دے اور صالح ذمتی بنائے۔ ۴۲ ایک نیکی کے بدلے دس سے لے کر سات سو گنا

تک اور اس سے بھی زیادہ جتنا خدا چاہے۔



۳۷) وَالَّذِينَ يَسْعَوْنَ فِي آيَاتِنَا مُعْجِزِينَ أُولَٰئِكَ فِي الْعَذَابِ

امن وامان سے ہیں ۹۵ اور وہ جو ہماری آیتوں میں ہرانے کی کوشش کرتے ہیں ۹۹ وہ عذاب میں

۳۸) قُلْ إِنَّ رَبِّي يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَ

لا دھرے جائیں گے ۱۰۱ تم فرماؤ بے شک میرا رب رزق وسیع فرماتا ہے اپنے بندوں میں جس کے لیے چاہے اور

يَقْدِرُ لَهُ ۖ وَمَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهُ ۖ وَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ۳۹

تنگی فرماتا ہے جس کے لیے چاہے ۱۰۱ اور جو چیز تم اللہ کی راہ میں خرچ کر دوہ اس کے بدلے اور دے گا ۱۰۱ اور وہ سب سے بہتر رزق دینے والا ۱۰۱

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَبِعًا ثُمَّ يَقُولُ لِلْمَلَائِكَةِ أَهْلُوا لِي أَيَّاكُمْ كَانُوا

اور جس دن ان سب کو اٹھائے گا ۱۰۱ پھر فرشتوں سے فرمائے گا کیا یہ تمہیں

يَعْبُدُونَ ۴۰) قَالُوا سُبْحٰنَكَ أَنْتَ وَلِيْنَا مِنْ دُونِهِمْ ۚ بَلْ كَانُوا

پوجتے تھے ۱۰۱ وہ عرض کریں گے پاکی ہے تجھ کو تو ہمارا دوست ہے نہ وہ ۱۰۱ بلکہ وہ

يَعْبُدُونَ الْجِنَّ ۚ أَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُؤْمِنُونَ ۴۱) فَالْيَوْمَ لَا يَبْلُغُ

جہنوں کو پوجتے تھے ۱۰۱ ان میں اکثر انھیں پر یقین لائے تھے ۱۰۱ تو آج تم میں ایک دوسرے

بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ نَفْعًا وَلَا ضَرًّا ۖ وَنَقُولُ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا ذُوقُوا

کے بھلے بڑے کا کچھ اختیار نہ رکھے گا ۱۰۱ اور ہم فرمائیں گے ظالموں سے اس آگ

عَذَابِ النَّارِ الَّتِي كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُونَ ۴۲) وَإِذَا تَلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتِنَا

کا عذاب چکھو جسے جھٹلاتے تھے ۱۰۱ اور جب ان پر ہماری روشن آیتیں ۱۰۱

۹۸ یعنی جنت کے منازل بالا میں۔ ۹۹ یعنی قرآن کریم پر زبان طعن کھولتے ہیں اور بیگانہ کرتے ہیں کہ اپنی ان باطل کاریوں سے وہ لوگوں کو ایمان لانے سے

روک دیں گے اور ان کا یہ مکر اسلام کے حق میں چل جائے گا اور وہ ہمارے عذاب سے بچ رہیں گے کیونکہ ان کا اعتقاد یہ ہے کہ مرنے کے بعد اٹھنا ہی نہیں ہے تو

عذاب ثواب کیسا۔ ۱۰۱ اور ان کی مکاریاں انہیں کچھ کام نہ آئیں گی۔ ۱۰۱ اپنے حسبِ حکمت۔ ۱۰۱ دنیا میں یا آخرت میں۔ بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: خرچ کرو تم پر خرچ کیا جائے گا۔ دوسری حدیث میں ہے: صدقہ سے مال کم نہیں ہوتا معاف کرنے سے عزت بڑھتی ہے، تواضع سے مرتبے بلند

ہوتے ہیں۔ ۱۰۱ کیونکہ اس کے سوا جو کوئی کسی کو دیتا ہے خواہ بادشاہ لشکر کو یا آقا غلام کو یا صاحبِ خانہ اپنے عمال کو وہ اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی اور اس کی عطا فرمائی

ہوئی روزی میں سے دیتا ہے رزق اور اس سے منتفع ہونے کے اسباب کا خالق سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں وہی رزاق حقیقی ہے۔ ۱۰۱ یعنی ان مشرکین کو ۱۰۱ دنیا

میں ۱۰۱ یعنی ہماری ان سے کوئی دوستی نہیں تو ہم کس طرح ان کے پوجنے سے راضی ہو سکتے تھے ہم اس سے بری ہیں۔ ۱۰۱ یعنی شیاطین کو کہ ان کی اطاعت کے

لیے غیر خدا کو پوجتے تھے۔ ۱۰۸ یعنی شیاطین پر۔ ۱۰۹ اور وہ جھوٹے معبود اپنے پجاریوں کو کچھ نفع نقصان نہ پہنچا سکیں گے۔ ۱۰۱ دنیا میں۔ ۱۰۱ یعنی آیات

قرآن زبانِ سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

بَيِّنَاتٍ قَالُوا مَا هَذَا إِلَّا رَجُلٌ يُرِيدُ أَنْ يَصُدَّكُمْ عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ

پڑھی جائیں تو کہتے ہیں ۱۱۲ یہ تو نہیں مگر ایک مرد کہ تمہیں روکنا چاہتے ہیں تمہارے باپ دادا

أَبَاؤَكُمْ قَالُوا مَا هَذَا إِلَّا إِفْكٌ مُّفْتَرًى ۖ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا

کے معبودوں سے ۱۱۳ اور کہتے ہیں ۱۱۴ یہ تو نہیں مگر بہتان جوڑا ہوا اور کافروں نے حق کو

لِلْحَقِّ لَسَاءَ جَاءَهُمْ ۚ إِنَّ هَذَا إِلَّا سِحْرٌ مُّبِينٌ ﴿۲۳﴾ وَمَا آتَيْنَهُمْ مِنْ

کہا ۱۱۵ جب ان کے پاس آیا یہ تو نہیں مگر کھلا جادو اور ہم نے انہیں کچھ کتابیں

كُتُبٍ يَدْرُسُونَهَا وَمَا أَرْسَلْنَا إِلَيْهِمْ قَبْلَكَ مِنْ نَذِيرٍ ۖ وَكَذَّبَ

نہ دیں جنہیں پڑھتے ہوں نہ تم سے پہلے ان کے پاس کوئی ڈر سنانے والا آیا ۱۱۶ اور ان سے

الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ وَمَا بَلَغُوا مَعَشَارَ مَا آتَيْنَهُمْ فَكَذَّبُوا رُسُلِي

انگلوں نے ۱۱۷ جھٹلایا اور یہ اس کے دسویں کو بھی نہ پہنچے جو ہم نے انہیں دیا تھا ۱۱۸ پھر انہوں نے میرے رسولوں کو جھٹلایا

فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ ﴿۲۴﴾ قُلْ إِنَّمَا أَعْطُكُمْ بِوَاحِدَةٍ ۚ أَنْ تَقُومُوا لِلَّهِ

تو کیسا ہوا میرا انکار کرنا ۱۱۹ تم فرماؤ ۱۲۰ میں تمہیں ایک ہی نصیحت کرتا ہوں ۱۲۱ کہ اللہ کے لیے کھڑے رہو ۱۲۲

مَشْنِي وَفَرَادَىٰ ثُمَّ تَتَفَكَّرُوا ۚ مَا بِصَاحِبِكُمْ مِنْ جِنَّةٍ ۚ إِن هُوَ إِلَّا

دو دو ۱۲۳ اور اکیلے اکیلے ۱۲۴ پھر سوچو ۱۲۵ کہ تمہارے ان صاحب میں جنون کی کوئی بات نہیں وہ تو نہیں مگر تمہیں

۱۲۶ حضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت ۱۲۷ یعنی بتوں سے۔ ۱۲۸ قرآن شریف کی نسبت ۱۲۹ یعنی قرآن شریف کو ۱۳۰ یعنی آپ سے پہلے

مشرکین عرب کے پاس نہ کوئی کتاب آئی نہ رسول جس کی طرف اپنے دین کی نسبت کر سکیں تو یہ جس خیال پر ہیں ان کے پاس اس کی کوئی سند نہیں وہ ان کے نفس کا

فریب ہے۔ ۱۳۱ یعنی پہلی امتوں نے مثل قریش کے رسولوں کی تکذیب کی اور ان کو ۱۳۲ یعنی جو قوت و کثرت مال و اولاد و طول عمر پہلوں کو دی گئی تھی مشرکین

قریش کے پاس تو اس کا دواں حصہ بھی نہیں ان کے پہلے تو ان سے طاقت و قوت، مال و دولت میں دس گنا سے زیادہ تھے۔ ۱۳۳ یعنی ان کو ناپسند رکھنا اور عذاب

دینا اور ہلاک فرمانا یعنی پہلے مکذبین نے جب میرے رسولوں کو جھٹلایا تو میں نے اپنے عذاب سے انہیں ہلاک کیا اور ان کی طاقت و قوت اور مال و دولت کوئی چیز بھی

کام نہ آئی، ان لوگوں کی کیا حقیقت ہے انہیں ڈرنا چاہئے۔ ۱۳۴ اگر تم نے اس پر عمل کیا تو تم پر حق واضح ہو جائے گا اور تم و مساوس و شبہات اور گمراہی کی مصیبت سے

نجات پاؤ گے وہ نصیحت یہ ہے ۱۳۵ محض طلب حق کی نیت سے اپنے آپ کو طرفداری اور تعصب سے خالی کر کے ۱۳۶ تاکہ باہم مشورہ کر سکو اور ہر ایک دوسرے

سے اپنی فکر کا نتیجہ بیان کر سکے اور دونوں انصاف کے ساتھ غور کر سکیں ۱۳۷ تاکہ مجمع اور اثر دہام سے طبیعت متوحش نہ ہو اور تعصب اور طرفداری و مقابلہ و لحاظ وغیرہ

سے طبیعتیں پاک رہیں اور اپنے دل میں انصاف کرنے کا موقع ملے۔ ۱۳۸ اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت غور کرو کہ کیا جیسا کہ کفار آپ کی طرف

جنون کی نسبت کرتے ہیں اس میں سچائی کا کچھ شائبہ بھی ہے تمہارے اپنے تجربہ میں، قریش میں یا نوع انسان میں کوئی شخص بھی اس مرتبہ کا عاقل نظر آیا ہے؟ کیا ایسا

ذہین ایسا صائب الرائے دیکھا ہے ایسا سچا ایسا پاک نفس کوئی اور بھی پایا ہے جب تمہارا نفس حکم (فیصلہ) کر دے اور تمہارا ضمیر مان لے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم ان اوصاف میں یکتا ہیں تو تم یقین جانو۔

نَذِيرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ ﴿۳۶﴾ قُلْ مَا سَأَلْتُكُمْ مِنْ أَجْرٍ

ڈر سنانے والے ۱۲۵ ایک سخت عذاب کے آگے ۱۲۴ تم فرماؤ میں نے تم سے اس پر کچھ اجر مانگا ہو

فَهُوَ لَكُمْ ۖ إِنَّ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى اللَّهِ ۚ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ﴿۳۷﴾ قُلْ

تو وہ تمہیں کو ۱۲۴ میرا اجر تو اللہ ہی پر ہے اور وہ ہر چیز پر گواہ ہے تم فرماؤ

إِنَّ رَبِّي يَقْضِي بِالْحَقِّ ۚ عَلَّامُ الْغُيُوبِ ﴿۳۸﴾ قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَمَا

بے شک میرا رب حق کا القا فرماتا ہے ۱۲۸ بہت جاننے والا سب غیبوں کا تم فرماؤ حق آیا ۱۲۹ اور

يُبْدِي الْبَاطِلَ وَمَا يَعْبُدُ ﴿۳۹﴾ قُلْ إِنْ ضَلَلْتُ فَإِنَّمَا أَضِلُّ عَلَىٰ نَفْسِي ۚ

باطل نہ پہل کرے اور نہ پھر (لوٹ) کر آئے ۱۳۰ تم فرماؤ اگر میں بہکا تو اپنے ہی بُرے کو بہکا ۱۳۱

وَإِنِ اهْتَدَيْتُ فَبِإِذْنِ رَبِّي ۖ إِنَّهُ سَمِيعٌ قَرِيبٌ ﴿۴۰﴾ وَلَوْ تَرَىٰ

اور اگر میں نے راہ پائی تو اس کے سبب جو میرا رب میری طرف وحی فرماتا ہے ۱۳۲ بیشک وہ سننے والا نزدیک ہے ۱۳۳ اور کسی طرح تو دیکھے ۱۳۴

إِذْ فَرَعُوا أَفْلاقَ فُوتٍ وَأَخَذُوا مِنْ مَّكَانٍ قَرِيبٍ ﴿۴۱﴾ وَقَالُوا الْمَنَابِتُ ۚ

جب وہ گھبراہٹ میں ڈالے جائیں گے پھر فرج کر نکل سکیں گے ۱۳۵ اور ایک قریب جگہ سے پکڑ لیے جائیں گے ۱۳۶ اور کہیں گے ہم اس پر ایمان لائے ۱۳۷ اور

أَنِّي لَهُمُ التَّنَافُوسُ مِنْ مَّكَانٍ بَعِيدٍ ﴿۴۲﴾ وَقَدْ كَفَرُوا بِهِ مِنْ قَبْلُ ۚ

اب وہ اسے کیونکر پائیں اتنی دور جگہ سے ۱۳۸ کہ پہلے ۱۳۹ تو اس سے کفر کر چکے تھے اور

۱۲۵ اللہ تعالیٰ کے نبی ۱۲۶ اور وہ عذابِ آخرت ہے۔ ۱۲۷ یعنی میں نصیحت و ہدایت اور تبلیغ و رسالت پر تم سے کوئی اجر نہیں طلب کرتا ۱۲۸ اپنے انبیاء کی طرف۔ ۱۲۹ یعنی قرآن و اسلام ۱۳۰ یعنی شرک و کفر مٹ گیا نہ اس کی ابتداء ہی نہ اس کا اعادہ مراد یہ ہے کہ وہ ہلاک ہو گیا۔ ۱۳۱ کفار مکہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم سے کہتے تھے کہ آپ گمراہ ہو گئے۔ (مَعَاذَ اللَّهِ تَعَالَى) اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ آپ ان سے فرمادیں کہ اگر یہ فرض کیا جائے کہ میں بہکا تو اس کا وبال میرے نفس پر ہے۔ ۱۳۲ حکمت و بیان کی کیونکہ راہ یاب ہونا اس کی توفیق و ہدایت پر ہے۔ انبیاء سب معصوم ہوتے ہیں گناہ ان سے نہیں ہو سکتا اور

حضور تو سید الانبیاء ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خلق کو نیکیوں کی راہیں آپ کے اتباع سے ملتی ہیں باوجود جلال و منزلت اور رفعت مرتبت کے آپ کو حکم دیا گیا کہ ضلالت کی نسبت علیٰ سبیل الفرض اپنے نفس کی طرف فرمائیں تاکہ خلق کو معلوم ہو کہ ضلالت کا منشاء انسان کا نفس ہے جب اس کو اس پر چھوڑ دیا جاتا ہے اس سے ضلالت پیدا ہوتی ہے اور ہدایت حضرت حق عز و علی کی رحمت و مہربت سے حاصل ہوتی ہے نفس اس کا منشاء نہیں۔ ۱۳۳ ہر راہ یاب اور گمراہ کو جانتا ہے اور ان کے عمل و کردار سے

باخبر ہے کوئی کتنا ہی چھپا کسی کا حال اس سے چھپ نہیں سکتا، عرب کے ایک مایہ ناز شاعر اسلام لائے تو کفار نے ان سے کہا کہ کیا تم اپنے دین سے پھر گئے اور اتنے بڑے شاعر اور زبان کے ماہر ہو کر محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لائے انہوں نے کہا ہاں وہ مجھ پر غالب آگئے قرآن کریم کی تین آیتیں میں نے سنیں اور چاہا کہ ان کے قافیہ پر تین شعر کہوں ہر چند کوشش کی محنت اٹھائی اپنی تمام قوت صرف کر دی مگر یہ ممکن نہ ہو سکا تب مجھے یقین ہو گیا کہ یہ بشر کا کلام نہیں وہ آیتیں ”قُلْ

إِنَّ رَبِّي يَقْضِي بِالْحَقِّ“ سے ”سَمِيعٌ قَرِيبٌ“ تک ہیں۔ (روح البیان) ۱۳۴ کفار کو مرنے یا قبر سے اٹھنے کے وقت یا بدر کے دن ۱۳۵ اور کوئی جگہ بھاگے اور پناہ لینے کی نہ پا سکیں گے۔ ۱۳۶ جہاں بھی ہوں گے کیونکہ کہیں بھی ہوں اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے دور نہیں ہو سکتے اس وقت حق کی معرفت کے لیے مضطر ہوں گے۔ ۱۳۷ یعنی سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر۔ ۱۳۸ یعنی اب مکلف ہونے کے محل سے دور ہو کر توبہ و ایمان کیسے پا سکیں گے ۱۳۹ یعنی عذاب دیکھنے سے

۱۳۵ اللہ تعالیٰ کے نبی ۱۳۶ اور وہ عذابِ آخرت ہے۔ ۱۳۷ یعنی میں نصیحت و ہدایت اور تبلیغ و رسالت پر تم سے کوئی اجر نہیں طلب کرتا ۱۳۸ اپنے انبیاء کی طرف۔ ۱۳۹ یعنی قرآن و اسلام ۱۴۰ یعنی شرک و کفر مٹ گیا نہ اس کی ابتداء ہی نہ اس کا اعادہ مراد یہ ہے کہ وہ ہلاک ہو گیا۔ ۱۴۱ کفار مکہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہتے تھے کہ آپ گمراہ ہو گئے۔ (مَعَاذَ اللَّهِ تَعَالَى) اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ آپ ان سے فرمادیں کہ اگر یہ فرض کیا جائے کہ میں بہکا تو اس کا وبال میرے نفس پر ہے۔ ۱۴۲ حکمت و بیان کی کیونکہ راہ یاب ہونا اس کی توفیق و ہدایت پر ہے۔ انبیاء سب معصوم ہوتے ہیں گناہ ان سے نہیں ہو سکتا اور حضور تو سید الانبیاء ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خلق کو نیکیوں کی راہیں آپ کے اتباع سے ملتی ہیں باوجود جلال و منزلت اور رفعت مرتبت کے آپ کو حکم دیا گیا کہ ضلالت کی نسبت علیٰ سبیل الفرض اپنے نفس کی طرف فرمائیں تاکہ خلق کو معلوم ہو کہ ضلالت کا منشاء انسان کا نفس ہے جب اس کو اس پر چھوڑ دیا جاتا ہے اس سے ضلالت پیدا ہوتی ہے اور ہدایت حضرت حق عز و علی کی رحمت و مہربت سے حاصل ہوتی ہے نفس اس کا منشاء نہیں۔ ۱۴۳ ہر راہ یاب اور گمراہ کو جانتا ہے اور ان کے عمل و کردار سے باخبر ہے کوئی کتنا ہی چھپا کسی کا حال اس سے چھپ نہیں سکتا، عرب کے ایک مایہ ناز شاعر اسلام لائے تو کفار نے ان سے کہا کہ کیا تم اپنے دین سے پھر گئے اور اتنے بڑے شاعر اور زبان کے ماہر ہو کر محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لائے انہوں نے کہا ہاں وہ مجھ پر غالب آگئے قرآن کریم کی تین آیتیں میں نے سنیں اور چاہا کہ ان کے قافیہ پر تین شعر کہوں ہر چند کوشش کی محنت اٹھائی اپنی تمام قوت صرف کر دی مگر یہ ممکن نہ ہو سکا تب مجھے یقین ہو گیا کہ یہ بشر کا کلام نہیں وہ آیتیں ”قُلْ



يَقْنُتُونَ بِالْغَيْبِ مِنْ مَّكَانٍ بَعِيدٍ ﴿۵۲﴾ وَحِيلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا

بے دیکھے پھینک مارتے ہیں <sup>۱۳۱</sup> دُور مکان سے <sup>۱۳۲</sup> اور روک کر دی گئی ان میں اور اس میں

يَسْتَهْتُونَ كَمَا فَعَلَ بِأَشْيَاعِهِمْ مِنْ قَبْلُ ۖ إِنَّهُمْ كَانُوا فِي شَكٍّ مُرِيبٍ ﴿۵۳﴾

جسے چاہتے ہیں <sup>۱۳۳</sup> جیسے ان کے پہلے گروہوں سے کیا گیا تھا <sup>۱۳۴</sup> بے شک وہ دھوکا ڈالنے والے شک میں تھے <sup>۱۳۵</sup>

﴿ ایتھا ۲۵ ﴾ ﴿ ۳۵ سُورَةُ فَاطِرٍ مَكِّيَّةٌ ۲۳ ﴾ ﴿ ركوعاتها ۵ ﴾

سورۃ فاطر مکیہ ہے، اس میں پینتالیس آیتیں اور پانچ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

الْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا اُولٰٓئِ

سب خوبیاں اللہ کو جو آسمانوں اور زمین کا بنانے والا فرشتوں کو رسول کرنے والا ہے جن کے

اَجْحٰةٍ مُّشْتٰی وَثَلٰثٌ وَّرُبَاعٌ ۚ يٰزِيْدُ فِی الْخَلْقِ مَا يَشَآءُ ۗ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی

دو دو تین تین چار چار پر ہیں بڑھاتا ہے آفرینش (پیدائش) میں جو چاہے ہے بے شک اللہ

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱﴾ مَا يَفْتَحُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكٍ لَهَا

ہر چیز پر قادر ہے اللہ جو رحمت لوگوں کے لیے کھولے ہے اس کا کوئی روکنے والا نہیں

وَمَا يُمْسِكُ ۗ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْۢ بَعْدِهَا ۗ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲﴾ يٰۤاَيُّهَا

اور جو کچھ روک لے تو اس کی روک کے بعد اس کا کوئی چھوڑنے والا نہیں اور وہی عزت و حکمت والا ہے اے

النَّاسِ اذْ كُرُوۤا نَعَمْتَ اللّٰهُ عَلَیْكُمْ ۗ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرِ اللّٰهِ يَرْزُقُكُمْ

لوگو! اپنے اوپر اللہ کا احسان یاد کرو وہ کیا اللہ کے سوا اور بھی کوئی خالق کہ آسمان اور

پہلے <sup>۱۳۶</sup> یعنی بے جانے کہہ گزرتے ہیں جیسا کہ انہوں نے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں کہا تھا کہ وہ شاعر ہیں، ساحر ہیں، کاہن ہیں حالانکہ

انہوں نے کبھی حضور سے شعر و سحر و کہانت کا صدور نہ دیکھا تھا۔ <sup>۱۳۷</sup> یعنی صدق و واقعیت سے دور کہ ان کے ان مطاعن (طعنوں) کو صدق سے قرب و نزدیکی بھی

نہیں۔ <sup>۱۳۸</sup> یعنی توبہ و ایمان میں۔ <sup>۱۳۹</sup> کہ ان کی توبہ و ایمان وقت یا قبول نہ فرمائی گئی۔ <sup>۱۴۰</sup> ایمانیات کے متعلق۔ <sup>۱۴۱</sup> سورۃ فاطر مکیہ ہے اس میں پانچ

رکوع، پینتالیس آیتیں، نو سو ستر کلمے، تین ہزار ایک سو تیس حروف ہیں۔ <sup>۱۴۲</sup> اپنے انبیاء کی طرف۔ <sup>۱۴۳</sup> فرشتوں میں اور ان کے سوا اور مخلوق میں۔ <sup>۱۴۴</sup> مثل

بارش و رزق و صحت وغیرہ کے۔ <sup>۱۴۵</sup> کہ اس نے تمہارے لیے زمین کو فرش بنایا آسمان کو بغیر کسی ستون کے قائم کیا اپنی راہ بتانے اور حق کی دعوت دینے کے لیے

رسولوں کو بھیجا رزق کے دروازے کھولے۔

مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ۖ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ۚ فَإِنِّي تُوفِّكُونَ ﴿۳﴾ وَإِنْ

زمین سے ولا تمہیں روزی دے اس کے سوا کوئی معبود نہیں تو تم کہاں اوندھے جاتے ہوکے اور اگر

يُكذِّبُوكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ رُسُلٌ مِّن قَبْلِكَ ۖ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ

یہ تمہیں جھٹلائیں ولا تو بے شک تم سے پہلے کتنے ہی رسول جھٹلائے گئے ولا اور سب کام اللہ ہی کی طرف

الْأُمُورِ ﴿۴﴾ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيَاةُ

پھرتے ہیں ولا اے لوگو! بے شک اللہ کا وعدہ سچ ہے ولا تو ہرگز تمہیں دھوکا نہ دے دنیا

الدُّنْيَا ۖ وَلَا يَغُرَّنَّكُم بِاللَّهِ الْغُرُورُ ﴿۵﴾ إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ

کی زندگی ولا اور ہرگز تمہیں اللہ کے حلم پر فریب نہ دے وہ بڑا فریبی ولا بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے

فَاتَّخِذُوا لَهُ عَدُوًّا ۗ إِنَّمَا يَدْعُوا حِزْبَهُ لِيَكُونُوا مِنْ أَصْحَابِ السَّعِيرِ ﴿۶﴾

تو تم بھی اُسے دشمن سمجھو ولا وہ تو اپنے گروہ کو دھلا اسی لیے بلاتا ہے کہ دوزخیوں میں ہوں ولا

الَّذِينَ كَفَرُوا لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ۗ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا

کافروں کے لیے ولا سخت عذاب ہے اور جو ایمان لائے اور اچھے

الصَّالِحَاتِ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ ۗ وَأَجْرٌ كَبِيرٌ ﴿۷﴾ أَفَسِنُ زُيِّنَ لَهُ سَوْءَ عَمَلِهِ

کام کئے ولا ان کے لیے بخشش اور بڑا ثواب ہے تو کیا وہ جس کی نگاہ میں اس کا بُرا کام آراستہ کیا گیا

فَرَأَاهُ حَسَنًا ۗ فَإِنَّ اللَّهَ يُضِلُّ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي مَنْ يَشَاءُ ۗ فَلَا

کہ اس نے اُسے بھلا سمجھا ہدایت والے کی طرح ہو جائے گا ولا اس لیے اللہ گمراہ کرتا ہے جسے چاہے اور راہ دیتا ہے جسے چاہے تو

۱۱۔ مینہ برسا کر اور طرح طرح کے نباتات پیدا کر کے۔ ولا اور یہ جانتے ہوئے کہ وہی خالق و رازق ہے ایمان و توحید سے کیوں پھرتے ہو اس کے بعد نبی کریم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تسلی کے لیے فرمایا جاتا ہے ولا اے مصطفیٰ! اصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور تمہاری نبوت و رسالت کو نہ مانیں اور توحید و بعثت و حساب اور

عذاب کا انکار کریں۔ ولا انہوں نے صبر کیا آپ بھی صبر فرمائیے کفار کا انبیاء کے ساتھ قدیم سے یہ دستور چلا آتا ہے۔ ولا وہ جھٹلانے والوں کو سزا دے گا اور

رسولوں کی مدد فرمائے گا۔ ولا قیامت ضرور آتی ہے مرنے کے بعد ضرور اٹھنا ہے اعمال کا حساب یقیناً ہوگا ہر ایک کو اس کے کئے کی جزاء بے شک ملے گی۔

۱۲۔ کہ اس کی لذتوں میں مشغول ہو کر آخرت کو بھول جاؤ۔ ولا یعنی شیطان تمہارے دلوں میں یہ وسوسہ ڈال کر کہ گناہوں سے مزہ اٹھا لو اللہ تعالیٰ حلم فرمانے

والا ہے وہ درگزر کرے گا اللہ تعالیٰ بیشک حلم والا ہے لیکن شیطان کی فریب کاری یہ ہے کہ وہ بندوں کو اس طرح توبہ و عمل صالح سے روکتا ہے اور گناہ و معصیت پر

جری کرتا ہے اس کے فریب سے ہوشیار رہو۔ ولا اور اس کی اطاعت نہ کرو اور اللہ تعالیٰ کی طاعت میں مشغول رہو۔ ولا یعنی اپنے تابعین کو کفر کی طرف۔ ولا

اب شیطان کے تابعین اور اس کے مخالفین کا حال تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا جاتا ہے ولا جو شیطان کے گروہ میں سے ہیں ولا اور شیطان کے فریب میں نہ آئے

اور اس کی راہ پر نہ چلے۔ ولا ہرگز نہیں۔ برے کام کو اچھا سمجھنے والا راہ یاب کی طرح کیا ہو سکتا ہے! وہ اس بدکار سے بدرجہا بدتر ہے جو اپنے خراب عمل کو برا جانتا

تَذْهَبُ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسْرَاتٍ ۖ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِمَا يَصْنَعُونَ ﴿۸﴾ وَ

تمہاری جان ان پر حسرتوں میں نہ جائے ۱۸ اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں اور

اللَّهُ الَّذِي أُرْسِلَ الرِّيحَ فَتُثِيرُ سَحَابًا فَسُقْنَاهُ إِلَى بَدْيِ مِثِّ

اللہ ہے جس نے بھیجیں ہوائیں کہ بادل اُٹھارتی ہیں پھر ہم اُسے کسی مُردہ شہر کی طرف رواں کرتے ہیں ۱۹

فَأَحْيَيْنَاهُ إِلَّا رُضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ كَذَلِكَ النُّشُورُ ﴿۹﴾ مَنْ كَانَ يُرِيدُ

تو اُس کے سبب ہم زمین کو زندہ فرماتے ہیں اس کے مرے پیچھے ۲۰ یونہی حشر میں اٹھتا ہے ۲۱ جسے عزت کی

الْعِزَّةَ فَلِلَّهِ الْعِزَّةُ جَمِيعًا ۖ إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ

چاہ ہو تو عزت تو سب اللہ کے ہاتھ ہے ۲۲ اُسی کی طرف چڑھتا ہے پاکیزہ کلام ۲۳ اور جو نیک کام ہے

يَرْفَعُهُ ۚ وَالَّذِينَ يَبْكُرُونَ السَّيِّئَاتِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ۖ وَمَكْرُ

وہ اُسے بلند کرتا ہے ۲۴ اور وہ جو بُرے داؤں (فریب) کرتے ہیں اُن کے لیے سخت عذاب ہے ۲۵ اور اُنھیں

أُولَئِكَ هُوَ يَوْمُ ۙ وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُطْفَةٍ ثُمَّ جَعَلَكُمْ

کا مکر برباد ہوگا ۲۶ اور اللہ نے تمہیں بنایا مٹی سے پھر پانی کی بوند سے پھر تمہیں کیا

ہو اور حق کو حق اور باطل کو باطل سمجھتا ہو۔ شان نزول: یہ آیت ابو جہل وغیرہ مشرکین مکہ کے حق میں نازل ہوئی جو اپنے شرک و کفر جیسے قبیح افعال کو شیطان کے بہکانے

اور بھلا سمجھانے سے اچھا سمجھتے تھے اور ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت اصحاب بدعت و ہوا کے حق میں نازل ہوئی جن میں روافض و خوارج وغیرہ داخل ہیں جو اپنی

بد مذہبوں کو اچھا جانتے ہیں اور انہیں کے زمرہ میں داخل ہیں تمام بد مذہب، خواہ وہابی ہوں یا غیر مقلد یا مرزائی یا چکرائی اور کبیرہ گناہ والے جو اپنے گناہوں کو برا

جانتے ہیں اور حلال نہیں سمجھتے اس میں داخل نہیں۔ ۲۷ کہ افسوس وہ ایمان نہ لائے اور حق کو قبول کرنے سے محروم رہے مراد یہ ہے کہ آپ ان کے کفر و بلا کا کٹم

نہ فرمائیں۔ ۲۸ جس میں سبزہ اور کھیتی نہیں اور خشک سالی سے وہاں کی زمین بے جان ہوگئی ہے۔ ۲۹ اور اس کو سرسبز و شاداب کر دیتے ہیں اس سے ہماری

قدرت ظاہر ہے۔ ۳۰ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ایک صحابی نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ مُردے کے کس طرح زندہ فرمائے گا؟ خلق میں اس کی کوئی نشانی ہو

تو ارشاد فرمائیے۔ فرمایا کہ کیا تیرا کسی ایسے جنگل میں گزر ہوا ہے جو خشک سالی سے بے جان ہو گیا ہو اور وہاں سبزہ کا نام و نشان نہ رہا ہو پھر کبھی اسی جنگل میں گزر ہوا ہو

اور اس کو ہرا بھرا لہلہا تا پایا ہو۔ ان صحابی نے عرض کیا: بیشک ایسا دیکھا ہے۔ حضور نے فرمایا: ایسے ہی اللہ مردوں کو زندہ کرے گا اور خلق میں یہ اس کی نشانی ہے۔

۳۱ دنیا و آخرت میں وہی عزت کا مالک ہے جسے چاہے عزت دے تو جو عزت کا طلبگار ہو وہ اللہ تعالیٰ سے عزت طلب کرے کیونکہ ہر چیز اس کے مالک ہی سے

طلب کی جاتی ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ رب تبارک و تعالیٰ ہر روز فرماتا ہے جسے عزت دارین کی خواہش ہو چاہئے کہ وہ حضرت عزیز جلّٰت عَزَّتْہُ (یعنی اللہ

تعالیٰ) کی اطاعت کرے اور ذریعہ طلب عزت کا ایمان اور اعمالِ صالحہ ہیں۔ ۳۲ یعنی اس کے کل قبول و رضا تک پہنچتا ہے اور پاکیزہ کلام سے مراد کلمہ توحید و تسبیح

و تحمید و تکبیر وغیرہ ہیں جیسا کہ حاکم و بیہقی نے روایت کیا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کلمہ طیب کی تفسیر ”ذکر“ سے فرمائی اور بعض مفسرین نے قرآن

اور دعا بھی مراد ہی ہے۔ ۳۳ نیک کام سے مراد وہ عمل و عبادت ہے جو اخلاص سے ہو اور معنی یہ ہیں کہ کلمہ طیبہ عمل کو بلند کرتا ہے کیونکہ عمل بے توحید و ایمان مقبول

نہیں یا یہ معنی ہیں کہ عمل صالح کو اللہ تعالیٰ رفعت قبول عطا فرماتا ہے یا یہ معنی ہیں کہ عمل نیک کرنے والے کا مرتبہ بلند کرتے ہیں تو جو عزت چاہے اس کو لازم ہے

کہ نیک عمل کرے۔ ۳۴ مراد ان مکر کرنے والوں سے وہ قریش ہیں جنہوں نے ”دار الندوہ“ میں جمع ہو کر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت قید کرنے اور

قتل کرنے اور جلا وطن کرنے کے مشورے کئے تھے جس کا تفصیلی بیان سورہ انفال میں ہو چکا ہے۔ ۳۵ اور وہ اپنے داؤں و فریب میں کامیاب نہ ہوں گے۔ چنانچہ



أَرْوَاجًا ط وَمَاتِحِبُّلٌ مِّنْ أُنْثَىٰ وَلَا تَضَعُ إِلَّا بِعِلْبِهِ ط وَمَا يَعْمَرُ مِّنْ

جوڑے جوڑے اور کسی مادہ کو پیٹ نہیں رہتا اور نہ وہ جنتی ہے مگر اس کے علم سے اور جس بڑی عمر والے کو

مَعْمَرٍ وَلَا يَنْقُصُ مِّنْ عُبْرَةٍ إِلَّا فِي كِتَابٍ ط إِنَّ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ

عمر دی جائے یا جس کسی کی عمر کم رکھی جائے یہ سب ایک کتاب میں ہے اور بے شک یہ اللہ کو

يَسِيرٌ ۱۱ وَمَا يَسْتَوِي الْبَحْرَانِ ۱۲ هَذَا عَذَابٌ فُرَاتٌ سَائِغٌ شَرَابُهُ وَ

آسان ہے اور دونوں سمندر ایک سے نہیں اور یہ میٹھا ہے خوب میٹھا پانی خوش گوار اور

هَذَا مِلْحٌ أُجَاجٌ ط وَمِنْ كُلِّ تَاكُلُونَ لِحِطَاتٍ يَأْوِسُ خِرْجُونَ

یہ کھاری ہے تیخ اور ہر ایک میں سے تم کھاتے ہو تازہ گوشت اور نکالتے ہو

حَلِيَّةٌ تَلْبَسُونَهَا وَتَرَى الْفُلْكَ فِيهِ مَوَآخِرٌ لِّتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ وَ

پینے کا ایک گہنا اور توکشتیوں کو اس میں دیکھے کہ پانی چیرتی ہیں تاکہ تم اس کا فضل تلاش کرو اور

لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۱۳ يُؤَلِّجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُؤَلِّجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ لَا

کسی طرح حق مانو رات لاتا ہے دن کے حصہ میں اور دن لاتا ہے رات کے حصہ میں اور

وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۱۴ كُلٌّ يَجْرِي لِأَجَلٍ مُّسَمًّى ط ذَلِكُمْ اللَّهُ رَبُّكُمْ

اور اُس نے کام میں لگائے سورج اور چاند ہر ایک ایک مقرر میعاد تک چلتا ہے یہ ہے اللہ تمہارا رب

لَهُ الْمُلْكُ ط وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ مَا يَمْلِكُونَ مِنْ قِطْبِيرٍ ۱۵

اُسی کی بادشاہی ہے اور اس کے سوا جنہیں تم پوجتے ہو دانتہ خرما کے چھلکے تک کے مالک نہیں

إِنْ تَدْعُوهُمْ لَا يَسْمَعُوا دَعَاءَكُمْ وَكَوَسِعُوا مَا اسْتَجَابُوا لَكُمْ ط

تم انہیں پکارو تو وہ تمہاری پکار نہ سُنیں اور بالفرض سن بھی لیں تو تمہاری حاجت روانہ کر سکیں اور

ایسا ہی ہوا حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے شر سے محفوظ رہے اور انہوں نے اپنی مکاریوں کی سزائیں پائیں کہ بدر میں قید بھی ہوئے قتل بھی کئے گئے

اور مکہ مکرمہ سے نکالے بھی گئے۔ یعنی تمہاری اصل حضرت آدم علیہ السلام کو فنا ان کی نسل کو فنا مرد و عورت۔ یعنی لوح محفوظ میں۔ حضرت قتادہ

سے مروی ہے کہ معمر وہ ہے جس کی عمر ساٹھ سال کو پہنچے اور کم عمر والا وہ جو اس سے قبل مر جائے۔ یعنی عمل واجل کا مکتوب فرمانا۔ بلکہ دونوں میں فرق

ہے۔ یعنی پھلی ۳۶ گوہر و مرجان۔ ۳۷ دریا میں چلتے ہوئے اور ایک ہی ہوا میں آتی بھی ہیں جاتی بھی ہیں ۳۸ تجارتوں میں نفع حاصل کر کے۔ ۳۹

اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی شکرگزاری کرو۔ ۴۰ تو دن بڑھ جاتا ہے اور رات بڑھ جاتی ہے یہاں تک کہ بڑھنے والے دن یا رات کی مقدار پندرہ گھنٹہ تک

پہنچتی ہے اور گھٹنے والا نو گھنٹے کا رہ جاتا ہے۔ یعنی روز قیامت تک کہ جب قیامت آجائے گی تو ان کا چلنا موقوف ہو جائے گا اور یہ نظام باقی نہ رہے گا۔ ۴۱

یعنی بت ۴۲ کیونکہ جماد بے جان ہیں۔ ۴۳ کیونکہ اصلاً قدرت و اختیار نہیں رکھتے۔

وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُونَ بِشِرْكِكُمْ ۗ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيرٍ ۝۱۳ يَا أَيُّهَا

اور قیامت کے دن وہ تمہارے شرک سے منکر ہوں گے ۱۳ اور تجھے کوئی نہ بتائے گا اس بتانے والے کی طرح ۱۳ اے

النَّاسِ أَنْتُمْ الْفُقَرَاءُ إِلَى اللَّهِ وَاللَّهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ۝۱۵ إِنْ يَشَاءُ

لوگو! تم سب اللہ کے محتاج ۱۵ اور اللہ ہی بے نیاز ہے سب خوبیوں سرابا وہ چاہے

يُدْهِبْكُمْ وَيَأْتِ بِخَلْقٍ جَدِيدٍ ۝۱۶ وَمَا ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ بِعَزِيزٍ ۝۱۷ وَلَا

تو تمہیں لے جائے ۱۶ اور نئی مخلوق لے آئے ۱۷ اور یہ اللہ پر کچھ دشوار نہیں اور کوئی

تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ۗ وَإِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ إِلَىٰ جِلْهَا لَا يَحْصُلُ

بوجھ اٹھانے والی جان دوسری کا بوجھ نہ اٹھائے گی ۱۷ اور اگر کوئی بوجھ والی اپنا بوجھ بٹانے کو کسی کو بلائے تو اس کے بوجھ

مِنْهُ شَيْءٌ ۚ وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ ۗ إِنَّمَا تُنذِرُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ

میں سے کوئی کچھ نہ اٹھائے گا اگرچہ قریب رشتہ دار ہو ۱۸ اے محبوب تمہارا ڈر سنانا تو انہیں کو کام دیتا ہے جو بے دیکھے اپنے

بِالْغَيْبِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ ۗ وَمَنْ تَزَكَّىٰ فَإِنَّمَا يَتَزَكَّىٰ لِنَفْسِهِ ۗ وَإِلَىٰ

رب سے ڈرتے اور نماز قائم رکھتے ہیں اور جو ستھرا ہوا ۱۹ تو اپنے ہی بھلے کو ستھرا ہوا ۱۹ اور اللہ ہی

اللَّهُ الْمَبْصِيرُ ۝۱۸ وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ ۝۱۹ وَلَا الظُّلُمَاتُ وَلَا

کی طرف پھرنا ہے اور برابر نہیں اندھا اور آنکھیاں ۱۹ اور نہ اندھیریاں ۱۹ اور

النُّورُ ۝۲۰ وَلَا الظُّلُّ وَلَا الْحَرُورُ ۗ وَمَا يَسْتَوِي الْأَحْيَاءُ وَلَا

أجالا ۲۰ اور نہ سایہ ۲۰ اور نہ تیز دھوپ ۲۰ اور برابر نہیں زندے اور

۱۳ اور بیزاری کا اظہار کریں گے اور کہیں گے تم ہمیں نہ پوجتے تھے۔ ۱۴ یعنی دارین کے احوال اور بت پرستی کے مال کی جیسی خبر اللہ تعالیٰ دیتا ہے اور کوئی نہیں

دے سکتا۔ ۱۵ یعنی اس کے فضل و احسان کے حاجت مند ہوا اور تمام خلق اس کی محتاج ہے۔ حضرت ذوالنون نے فرمایا کہ خلق ہر دم اور ہر لحظہ اللہ تعالیٰ کی محتاج ہے اور

کیوں نہ ہوگی ان کی ہستی اور ان کی بقا سب اس کے کرم سے ہے۔ ۱۶ یعنی تمہیں معدوم کر دے کیونکہ وہ بے نیاز اور غنی بالذات ہے۔ ۱۷ بجائے تمہارے جو

مطیع اور فرمانبردار ہو ۱۸ معنی یہ ہیں کہ روز قیامت ہر ایک جان پر اسی کے گناہوں کا بار ہوگا جو اس نے کئے ہیں اور کوئی جان کسی دوسرے کے عوض نہ پکڑی جائے

گی البتہ جو گمراہ کرنے والے ہیں ان کے گمراہ کرنے سے جو لوگ گمراہ ہوئے ان کی تمام گمراہیوں کا بار ان گمراہوں پر بھی ہوگا اور ان گمراہ کرنے والوں پر بھی جیسا

کہ کلام کریم میں ارشاد ہوا "وَلَيْسَ حَمْلُنْ أَنْفَالَهُمْ وَأَنْفَالًا مَعَ أَنْفَالِهِمْ" اور درحقیقت یہ ان کی اپنی کمائی ہے دوسرے کی نہیں۔ ۱۹ باپ یا ماں، بیٹا یا بھائی کوئی

کسی کا بوجھ نہ اٹھائے گا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ ماں باپ بیٹے کو لٹیں گے اور کہیں گے اے ہمارے بیٹے ہمارے کچھ گناہ اٹھالے۔ وہ

کہے گا: میرے امکان میں نہیں میرا اپنا بار کیا کم ہے۔ ۲۰ یعنی بدیوں سے بچا اور نیک عمل کئے ۲۰ اس نیکی کا نفع وہی پائے گا۔ ۲۱ یعنی جاہل اور عالم یا کافر

اور مومن ۲۰ یعنی کفر ۲۰ یعنی ایمان ۲۰ یعنی حق یا جنت ۲۰ یعنی باطل یا دوزخ۔





إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ غَفُورٌ ﴿۲۸﴾ إِنَّ

اللہ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں ملک بے شک اللہ عزت والا بخشنے والا بے شک

الَّذِينَ يَتْلُونَ كِتَابَ اللَّهِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَنفَقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا

وہ جو اللہ کی کتاب پڑھتے ہیں اور نماز قائم رکھتے اور ہمارے دینے سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں پوشیدہ

وَعَلَانِيَةً يَّرْجُونَ تِجَارَةً لَّن تَبُورًا ﴿۲۹﴾ لِيُوفِّيَهُمْ أُجُورَهُمْ وَ

اور ظاہر وہ ایسی تجارت کے امیدوار ہیں ملک جس میں ہرگز ٹوٹا (نقصان) نہیں تاکہ ان کے ثواب انھیں بھر پور دے اور

يَزِيدَهُمْ مِنْ فَضْلِهِ ۗ إِنَّهُ غَفُورٌ شَكُورٌ ﴿۳۰﴾ وَالَّذِينَ آوَيْنَا إِلَيْكَ

اپنے فضل سے اور زیادہ عطا کرے بے شک وہ بخشنے والا قدر فرمانے والا ہے اور وہ کتاب جو ہم نے تمہاری

مِنَ الْكِتَابِ هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ بِعِبَادِهِ لَخَبِيرٌ

طرف وحی بھیجی ملک وہی حق ہے اپنے سے اگلی کتابوں کی تصدیق فرماتی ہوئی بے شک اللہ اپنے بندوں سے خبردار

بَصِيرٌ ﴿۳۱﴾ ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ

دیکھنے والا ہے ملک پھر ہم نے کتاب کا وارث کیا اپنے چنے ہوئے بندوں کو ملک تو ان میں کوئی

ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ ۗ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۗ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ إِذِنَ

اپنی جان پر ظلم کرتا ہے اور ان میں کوئی میانہ چال پر ہے اور ان میں کوئی وہ ہے جو اللہ کے حکم سے بھلائیوں میں سبقت

اللَّهُ ۗ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيرُ ﴿۳۲﴾ جَنَّتٍ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا يُحَلَّوْنَ

لے گیا ملک یہی بڑا فضل ہے بسنے کے باغوں میں داخل ہوں گے وہ ملک ان میں

وَلَا يَدْخُلُوهَا الْعَالَمُ ۗ وَلَهُمْ فِيهَا مَنَازِلُ مُتَقَدِّمِينَ ۗ وَالَّذِينَ آمَنُوا بَعْدَ ذَلِكَ مِنْهُمْ

نہیں اور اس کی صفات جانتے اور اس کی عظمت کو پہچانتے ہیں، جتنا علم زیادہ اتنا خوف زیادہ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ مراد یہ ہے کہ

مخلوق میں اللہ تعالیٰ کا خوف اس کو ہے جو اللہ تعالیٰ کے جبروت اور اس کی عزت و شان سے باخبر ہے۔ بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے: سید عالم صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم نے فرمایا: قسم اللہ عزوجل کی کہ میں اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ جاننے والا ہوں اور سب سے زیادہ اس کا خوف رکھنے والا ہوں۔ ملک یعنی ثواب کے

۵۱ یعنی قرآن مجید ملک اور ان کے ظاہر و باطن کا جاننے والا۔ ۵۲ یعنی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت کو یہ کتاب عطا فرمائی جنہیں تمام امتوں پر

فضیلت دی اور سید رسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی غلامی و نیاز مندی کی کرامت و شرافت سے شرف فرمایا اس امت کے لوگ مختلف مدارج و مراتب رکھتے ہیں۔

۵۳ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ سبقت لے جانے والا مومن مخلص ہے اور ”مقتصد“ یعنی میانہ روی کرنے والا وہ جس کے عمل ریاستے ہوں

اور ظالم سے مراد یہاں وہ ہے جو تعالیٰ کی نافرمانی کا منکر تو نہ ہو لیکن شکر بجا نہ لائے۔ حدیث شریف میں ہے: سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارا ”سابق“ تو سابق

ہی ہے اور ”مقتصد“ ناجی اور ”ظالم“ مغفور۔ ایک اور حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: نیکیوں میں سبقت لے جانے والا جنت میں بے

حساب داخل ہوگا اور مقتصد سے حساب میں آسانی کی جائے گی اور ظالم مقام حساب میں روکا جائے گا اس کو پریشانی پیش آئے گی پھر جنت میں داخل ہوگا۔ ام المؤمنین

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ سابق عہد رسالت کے وہ مخلصین ہیں جن کے لیے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جنت کی بشارت دی

فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَلُؤْلُؤًا ۚ وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا حَرِيرٌ ﴿۳۳﴾ وَقَالُوا

سونے کے نگن اور موتی پہنائے جائیں گے اور وہاں ان کی پوشاک ریشمی ہے اور کہیں گے

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَذْهَبَ عَنَّا الْحَزْنَ ۗ إِنَّ رَبَّنَا لَغَفُورٌ شَكُورٌ ﴿۳۴﴾

سب خوبیاں اللہ کو جس نے ہمارا غم دور کیا ۳۴ بے شک ہمارا رب بخشنے والا قدر فرمانے والا ہے ۳۵

الَّذِي أَحَلَّنَا دَارَ الْمَقَامَةِ مِنْ فَضْلِهِ ۗ لَا يَسُنُّ فِيهَا نَصَبٌ وَلَا يَسُنُّ

وہ جس نے ہمیں آرام کی جگہ اُتارا اپنے فضل سے ہمیں اس میں نہ کوئی تکلیف پہنچے نہ ہمیں اس میں کوئی

فِيهَا عُقُوبٌ ﴿۳۵﴾ وَالَّذِينَ كَفَرُوا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ ۗ لَا يُقْضَىٰ عَلَيْهِمْ

تکان لاحق ہو اور جنہوں نے کفر کیا ان کے لیے جہنم کی آگ ہے نہ ان کی تقضا آئے

فَيَمُوتُوا وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِنْ عَذَابِهَا ۗ كَذَلِكَ نَجْزِي كُلَّ كَفُورٍ ﴿۳۶﴾

کہ مر جائیں ۳۵ اور نہ ان پر اس کا ۳۶ عذاب کچھ ہلکا کیا جائے ہم ایسی ہی سزا دیتے ہیں ہر بڑے ناشکرے کو

وَهُمْ يَصْطَرِحُونَ فِيهَا ۗ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِي كُنَّا

اور وہ اس میں چلاتے ہوں گے ۳۷ اے ہمارے رب ہمیں نکال ۳۸ کہ ہم اچھا کام کریں اس کے خلاف جو پہلے

نَعْمَلُ ۗ أَوَلَمْ نَعْبُدْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيهِ مِنْ تَذَكُّرٍ ۚ وَجَاءَكُمْ النَّذِيرُ ۗ

کرتے تھے ۳۹ اور کیا ہم نے تمہیں وہ عمر نہ دی تھی جس میں سمجھ لیتا جسے سمجھنا ہوتا اور ڈر سنانے والا ہوتا تمہارے پاس تشریف لایا تھا ۴۰

فَذُوقُوا فَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ نَصِيرٍ ﴿۳۷﴾ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ غَيْبِ السَّمَوَاتِ وَالْ

تو اب چکھو ۳۷ کہ ظالموں کا کوئی مددگار نہیں بے شک اللہ جاننے والا ہے آسمانوں اور زمین کی

الْأَرْضِ ۗ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿۳۸﴾ هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ خَلِيفَ

ہر چھپی بات کا بے شک وہ دلوں کی بات جانتا ہے وہی ہے جس نے تمہیں زمین میں اگلوں کا

اور مقصد وہ اصحاب ہیں جو آپ کے طریقہ پر عامل رہے اور ظالم لنفسہ ہم تم جیسے لوگ ہیں یہ کمال انکسارت تھا حضرت ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا کہ اپنے آپ

کو اس تیسرے طبقہ میں شمار فرمایا جو اس جلالت منزلت و رفعت درجات کے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائی تھی اور بھی اس کی تفسیر میں بہت اقوال ہیں جو تفاسیر

میں مفصلاً مذکور ہیں۔ ۳۷ تینوں گروہ ۳۷ اس غم سے مراد یا دوزخ کا غم ہے یا موت کا یا گناہوں کا یا طاعتوں کے غیر مقبول ہونے کا یا احوال قیامت کا، غرض

انہیں کوئی غم نہ ہوگا اور وہ اس پر اللہ کی حمد کریں گے۔ ۳۸ کہ گناہوں کو بخشتا ہے اور طاعتیں قبول فرماتا ہے۔ ۳۹ اور مر کر عذاب سے چھوٹ سکیں ۳۸ یعنی جہنم

کا ۳۸ یعنی جہنم میں چینیختے اور فریاد کرتے ہوں گے کہ ۳۸ یعنی دوزخ سے نکال اور دنیا میں بھیج ۳۹ یعنی ہم بجائے کفر کے ایمان لائیں اور بجائے معصیت و

نافرمانی کے تیری اطاعت اور فرمانبرداری کریں اس پر انہیں جواب دیا جائے گا ۴۰ یعنی رسول اکرم سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۴۰ تم نے اس رسول

محترم کی دعوت قبول نہ کی اور ان کی اطاعت و فرمانبرداری بجانہ لائے۔ ۳۷ عذاب کا مزہ۔

فِي الْأَرْضِ ط فَمَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهُ ط وَلَا يَزِيدُ الْكَافِرِينَ كُفْرَهُمْ

جانشین کیا ۹۳ تو جو کفر کرے ۹۳ اس کا کفر اسی پر پڑے ۹۵ اور کافروں کو ان کا کفر ان کے

عِنْدَ رَبِّهِمْ إِلَّا مَقْتًا ج وَلَا يَزِيدُ الْكَافِرِينَ كُفْرَهُمْ إِلَّا خَسَارًا ۳۹

رب کے یہاں نہیں بڑھائے گا مگر بیزاری ۹۶ اور کافروں کو ان کا کفر نہ بڑھائے گا مگر نقصان ۹۷

قُلْ أَرَأَيْتُمْ شُرَكَاءَ كُمُ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ ط أَرُونِي مَاذَا

تم فرماؤ بھلا بتاؤ تو اپنے وہ شریک ۹۸ جنہیں اللہ کے سوا پوجتے ہو مجھے دکھاؤ

خَلَقُوا مِنْ الْأَرْضِ أَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمَوَاتِ ج أَمْ آتَيْنَهُمْ كِتَابًا فَمِنْ

انہوں نے زمین میں سے کونسا حصہ بنایا یا آسمانوں میں کچھ ان کا سا جھا ہے ۹۹ یا ہم نے انہیں کوئی کتاب دی ہے

عَلَى بَيِّنَاتٍ مِنْهُ ج بَلْ إِنْ يَعِدُ الظَّالِمُونَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا إِلَّا غُرُورًا ۴۰

کہ وہ اس کی روشن دلیلوں پر ہیں ۱۰۰ بلکہ ظالم آپس میں ایک دوسرے کو وعدہ نہیں دیتے مگر فریب کا ۱۰۱

إِنَّ اللَّهَ يَسِكُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ أَنْ تَزُولَا ج وَلَئِنْ زَالَتَا إِنْ

بے شک اللہ روکے ہوئے ہے آسمانوں اور زمین کو کہ جنبش نہ کرے ۱۰۲ اور اگر وہ ہٹ جائیں تو

أَمْ سَكَّهَمَا مِنْ أَحَدٍ مِنْ بَعْدِهِ ط إِنَّهُ كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا ۴۱

انہیں کون روکے اللہ کے سوا بے شک وہ حلم والا بخشنے والا ہے اور انہوں نے

بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْبَانِهِمْ لَئِنْ جَاءَهُمْ نَذِيرٌ لَيَكُونُنَّ أَهْدَى مِنْ

اللہ کی قسم کھاتی اپنی قسموں میں حد کی کوشش سے کہ اگر ان کے پاس کوئی ڈر سنانے والا آیا تو وہ ضرور کسی نہ کسی

أَحَدَى الْأَمَمِ ج فَلَمَّا جَاءَهُمْ نَذِيرٌ مَّا زَادَهُمْ إِلَّا نُفُورًا ۴۲

گروہ سے زیادہ راہ پر ہوں گے ۱۰۳ پھر جب ان کے پاس ڈر سنانے والا تشریف لایا ۱۰۴ تو اُس نے انہیں نہ بڑھا یا مگر نفرت کرنا ۱۰۵

۹۳ اور ان کے املاک و مقبوضات کا مالک و متصرف بنایا اور ان کے منافع تمہارے لیے مباح کئے تاکہ تم ایمان و طاعت اختیار کر کے شکر گزاری کرو۔ ۹۴ اور ان

نعمتوں پر شکر الہی نہ بجالائے ۹۵ یعنی اپنے کفر کا وبال اسی کو برداشت کرنا پڑے گا ۹۶ یعنی غضب الہی ۹۷ آخرت میں۔ ۹۸ یعنی بت ۹۹ کہ آسمانوں

کے بنانے میں انہیں کچھ دخل ہو کس سبب سے انہیں مستحق عبادت قرار دیتے ہو۔ ۱۰۰ ان میں سے کوئی بھی بات نہیں۔ ۱۰۱ کہ ان میں جو بھکانے والے ہیں وہ

اپنے متعین کو دھوکا دیتے ہیں اور بتوں کی طرف سے انہیں باطل امیدیں دلاتے ہیں۔ ۱۰۲ ورنہ آسمان وزمین کے درمیان شرک جیسی معصیت ہو تو آسمان وزمین

کیسے قائم رہیں۔ ۱۰۳ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے قریش نے یہود و نصاریٰ کے اپنے رسولوں کو نہ ماننے اور ان کو جھٹلانے کی نسبت کہا تھا کہ

اللہ تعالیٰ ان پر لعنت کرے اور ان کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول آئے اور انہوں نے انہیں جھٹلایا اور نہ مانا خدا کی قسم اگر ہمارے پاس کوئی رسول آئے تو

ہم ان سے زیادہ راہ پر ہوں گے اور اس رسول کو ماننے میں ان کے بہتر گروہ پر سبقت لے جائیں گے۔ ۱۰۴ یعنی سید المرسلین خاتم النبیین حبیب خدا محمد مصطفیٰ صلی



اَسْتِكْبَارًا فِي الْأَرْضِ وَمَكْرَ السَّيِّئِ ۖ وَلَا يَحِيقُ الْمَكْرُ السَّيِّئِ إِلَّا

اپنی جان کو زمین میں اونچا کھینچنا اور بڑا داؤں ملنا اور بڑا داؤں (فریب) اپنے چلنے والے ہی

بِأَهْلِهِ ۖ فَهَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا سُنَّتَ الْأَوَّلِينَ ۗ فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ

پر پڑتا ہے فلا تو کاہے کے انتظار میں ہیں مگر اسی کے جو اگلوں کا دستور ہوا فلا تو تم ہرگز اللہ کے دستور کو

اللَّهِ تَبْدِيلًا ۗ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللَّهِ تَحْوِيلًا ۖ ﴿۳۳﴾ أَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي

بدلتا نہ پاؤگے اور ہرگز اللہ کے قانون کو ملتا نہ پاؤگے اور کیا انھوں نے زمین میں

الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَكَانُوا أَشَدَّ

سفر نہ کیا کہ دیکھتے اُن سے اگلوں کا کیسا انجام ہوا فلا اور وہ اُن سے

مِنْهُمْ قُوَّةً ۖ وَمَا كَانَ لِلَّهِ لِيُعْجِزَهُ مِنْ شَيْءٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي

زور میں سخت تھے فلا اور اللہ وہ نہیں جس کے قابو سے نکل سکے کوئی شے آسمانوں اور

الْأَرْضِ ۖ إِنَّهُ كَانَ عَلِيمًا قَدِيرًا ۖ ﴿۳۴﴾ وَلَوْ يَوَّاخِدُ اللَّهُ النَّاسَ بِمَا

زمین میں بے شک وہ علم و قدرت والا ہے اور اگر اللہ لوگوں کو اُن کے کئے

كَسَبُوا مَا تَرَكَ عَلَى ظَهْرِهِمَا مِنْ ذَاتِ بَتَّةٍ وَلَكِنْ يُؤَخِّرُهُمْ إِلَىٰ أَجَلٍ

پر پکڑتا فلا تو زمین کی پیٹھ پر کوئی چلنے والا نہ چھوڑتا لیکن ایک مقرر ميعاد فلا تک انھیں ڈھیل

مُسَيَّعًا ۚ فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِعِبَادِهِ بَصِيرًا ۖ ﴿۳۵﴾

دیتا ہے پھر جب ان کا وعدہ آئے گا تو بے شک اللہ کے سب بندے اس کی نگاہ میں ہیں فلا

﴿۳۶﴾ اٰیٰتھا ۸۳ ﴿۳۷﴾ سُوْرَةُ یٰسّٰ مَكِّيَّةٌ ۴۱ ﴿۳۸﴾ رُكُوْعَاتُهَا ۵ ﴿۳۹﴾

سورہ یٰسّٰ مکیہ ہے، اس میں تراسی آیتیں اور پانچ رکوع ہیں

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رونق افروزی و جلوہ آرائی ہوئی۔ ۱۰۵: حق و ہدایت سے اور فلا برے داؤں سے مراد یا تو شرک و کفر ہے یا رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ مکر و فریب کرنا۔ ۱۰۶: یعنی مکار پر۔ چنانچہ فریب کاری کرنے والے بدر میں مارے گئے۔ ۱۰۸: کہ انہوں نے تکذیب کی اور ان پر عذاب نازل ہوئے۔ ۱۰۹: یعنی کیا انہوں نے شام اور عراق اور یمن کے سفروں میں انبیاء علیہم السلام کی تکذیب کرنے والوں کی ہلاکت و بربادی اور ان کے عذاب اور تباہی کے نشانات نہیں دیکھے کہ ان سے عبرت حاصل کرتے۔ فلا یعنی وہ تباہ شدہ قومیں ان اہل مکہ سے زور و قوت میں زیادہ تھیں باوجود اس کے اتنا بھی تو نہ ہوسکا کہ وہ عذاب سے بھاگ کر کہیں پناہ لے سکیں۔ فلا یعنی ان کے معاصی پر فلا یعنی روز قیامت فلا انہیں ان کے اعمال کی جزا دے گا، جو عذاب کے مستحق ہیں انہیں عذاب فرمائے گا اور جو لائق کرم ہیں ان پر رحم و کرم کرے گا۔

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

یٰس ۱ وَالْقُرْآنِ الْحَكِیْمِ ۲ إِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۳ عَلَى صِرَاطٍ

حکمت والے قرآن کی قسم بے شک تم نے سیدھی راہ پر

مُسْتَقِیْمٍ ۴ تَنْزِیْلِ الْعَزِیْزِ الرَّحِیْمِ ۵ لِتُنذِرَ قَوْمًا مَّا أُنذِرَ

بیچھے گئے ہوئے عزت والے مہربان کا اتارا ہوا تاکہ تم اس قوم کو ڈر سناؤ

أَبَاؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُونَ ۶ لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰی أَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا

جس کے باپ دادا نہ ڈرائے گئے وہ بے خبر ہیں بے شک ان میں اکثر پر بات ثابت ہو چکی ہے وہ

یُؤْمِنُونَ ۷ إِنَّا جَعَلْنَا فِیْ أَعْنَاقِهِمْ أَغْلَالًا فَهٰی اِلٰی الْاَذْقَانِ فَهُمْ

ایمان نہ لائیں گے وہ ان کی گردنوں میں طوق کر دیئے ہیں کہ وہ ٹھوڑیوں تک ہیں تو یہ اب اوپر کو

مُقْحَوْنَ ۸ وَجَعَلْنَا مِنْ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ سَدًّا وَّ مِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا

منہ اٹھائے رہ گئے وہ اور ہم نے ان کے آگے دیوار بنا دی اور ان کے پیچھے ایک دیوار

وہ سورہ ”یٰس“ مکیہ ہے اس میں پانچ رکوع، تراسی آیتیں، سات سو انتیس کلمے، تین ہزار حروف ہیں۔ ترمذی کی حدیث شریف میں ہے کہ ہر چیز کے لیے قلب

ہے اور قرآن کا قلب ”یٰس“ ہے اور جس نے ”یٰس“ پڑھی اللہ تعالیٰ اس کے لیے دس ہزار قرآن پڑھنے کا ثواب لکھتا ہے۔ یہ حدیث غریب ہے اور اس کی اسناد

میں ایک راوی مجہول ہے۔ ابوداؤد کی حدیث میں ہے: سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے اموات پر ”یٰس“ پڑھو۔ اسی لیے قریب موت حالت

نزع میں مرنے والوں کے پاس ”یٰس“ پڑھی جاتی ہے۔ اے سید انبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو منزل مقصود کو پہنچانے والی ہے یہ راہ

توحید و ہدایت کی راہ ہے۔ تمام انبیاء علیہم السلام اسی راہ پر رہے ہیں۔ اس آیت میں کفار کا رد ہے جو حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہتے تھے ”لَسْتَ

مُرْسَلًا“ تم رسول نہیں ہو اس کے بعد قرآن کریم کی نسبت ارشاد فرمایا ”یعنی ان کے پاس کوئی نبی نہ پہنچے اور قوم قریش کا یہی حال ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم سے پہلے ان میں کوئی رسول نہیں آیا وہ یعنی حکم الہی و قضائے آرزوی ان کے عذاب پر جاری ہو چکی ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ”لَا مَلْفَئْنَ جَهَنَّمَ مِنَ

الْجَنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ“ ان کے حق میں ثابت ہو چکا ہے اور عذاب کا ان کے لیے مقرر ہو جانا اس سبب سے ہے کہ وہ کفر و انکار پر اپنے اختیار سے مصر رہنے

والے ہیں۔ وہ اس کے بعد ان کے کفر میں پختہ ہونے کی ایک تمثیل ارشاد فرمائی۔ وہ یہ تمثیل ہے ان کے کفر میں ایسے راسخ ہونے کی کہ آیات و نذر، چند و

ہدایت کسی سے وہ متنفذ نہیں ہو سکتے جیسے کہ وہ شخص جن کی گردنوں میں غل کی قسم کا طوق پڑا ہو جو ٹھوڑی تک پہنچتا ہے اور اس کی وجہ سے وہ سر نہیں بھکا سکتے یہی حال

ان کا ہے کہ کسی طرح ان کو حق کی طرف التفات نہیں ہوتا اور اس کے حضور سر نہیں جھکاتے اور بعض مفسرین نے فرمایا ہے کہ یہ ان کی حقیت حال ہے جنہم میں انہیں

اسی طرح کا عذاب کیا جائے گا جیسا کہ دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ”اِذَا لَا غَلَالُ فِیْ اَعْنَاقِهِمْ“ شان نزول: یہ آیت ابوجہل اور اس کے دو مخرومی

دوستوں کے حق میں نازل ہوئی ابوجہل نے قسم کھائی کہ اگر وہ سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھے گا تو پتھر سے سر پھیل ڈالے گا جب اس نے

حضور کو نماز پڑھتے دیکھا تو وہ اسی ارادہ فاسدہ سے ایک بھاری پتھر لے کر آیا جب اس پتھر کو اٹھایا تو اس کے ہاتھ گردن میں چپکے گئے اور پتھر ہاتھ کو لپٹ گیا یہ حال

دیکھ کر اپنے دوستوں کی طرف واپس ہوا اور ان سے واقعہ بیان کیا تو اس کے دوست ولید بن مغیرہ نے کہا کہ یہ کام میں کروں گا اور میں ان کا سر پھیل کر ہی آؤں

گا۔ چنانچہ وہ پتھر لے کر آیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابھی نماز ہی پڑھ رہے تھے جب یہ قریب پہنچا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی بینائی سلب کر لی حضور کی آواز سنتا تھا

فَاعْشَيْنَهُمْ فَهُمْ لَا يَبْصُرُونَ ۹ وَسَوَاءٌ عَلَيْهِمْ ءَأَنْذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ

اور انہیں اوپر سے ڈھانک دیا تو انہیں کچھ نہیں سوچتا اور انہیں ایک سا ہے تم انہیں ڈراؤ یا نہ

تُنذِرُهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ۱۰ إِنَّمَا تُنذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِيَ

ڈراؤ وہ ایمان لانے کے نہیں تم تو اسی کو ڈر سنا تے ہو کہ جو نصیحت پر چلے اور رحمن سے

الرَّحْمَنَ بِالْغَيْبِ ۱۱ فَبَشِّرْهُ بِسَعْفَرَةٍ وَوَأَجْرٍ كَرِيمٍ ۱۱ إِنَّا نَحْنُ نُحْيِي

بے دیکھے ڈرے تو اُسے بخشش اور عزت کے ثواب کی بشارت دو کہ بے شک ہم مردوں کو جلا لیں (زندہ کریں)

الْمَوْتَى وَنُكَتِبُ مَا قَدَّمُوا وَإِنَّا لَهُمْ وَكُلِّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ

گے اور ہم لکھ رہے ہیں جو انہوں نے آگے بھیجا اور جو نشانیاں پیچھے چھوڑ گئے اور ہر چیز ہم نے گن رکھی ہے ایک بتانے

آکھوں سے نہیں دیکھ سکتا تھا یہ بھی پریشان ہو کر اپنے یاروں کی طرف لوٹا وہ بھی نظر نہ آئے انہوں نے ہی اسے پکارا اور اس سے کہا: تو نے کیا کیا؟ کہنے لگا کہ میں

نے ان کی آواز تو سنی مگر وہ مجھے نظر ہی نہیں آئے۔ اب ابو جہل کے تیسرے دوست نے دعویٰ کیا کہ وہ اس کام کو انجام دے گا اور بڑے دعوے کے ساتھ وہ حضور صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف چلا تھا کہ اٹلے پاؤں ایسا بدحواس ہو کر بھاگا کہ اوندھے منہ گر گیا۔ اس کے دوستوں نے حال پوچھا تو کہنے لگا کہ میرا حال بہت سخت

ہے میں نے ایک بہت بڑا سانڈ دیکھا جو میرے اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے درمیان حائل ہو گیا لات وعزیٰ کی قسم اگر میں ذرا بھی آگے بڑھتا تو وہ مجھے

کھا ہی جاتا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (غازن و ہمل) ۱۰۔ یہ بھی تمثیل ہے کہ جیسے کسی شخص کے لیے دونوں طرف دیواریں ہوں اور ہر طرف سے راستہ بند کر دیا گیا

ہو وہ کسی طرح منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکتا یہی حال ان کفار کا ہے کہ ان پر ہر طرف سے ایمان کی راہ بند ہے سامنے ان کے غرور دنیا (دنیا کے دھوکے) کی دیوار

ہے اور ان کے پیچھے تکذیب آخرت کی اور وہ جہالت کے قید خانہ میں محبوس ہیں آیات و دلائل میں نظر کرنا انہیں میسر نہیں۔ ۱۱ یعنی آپ کے ڈر سنانے اور خوف

دلانے سے وہی نفع اٹھاتا ہے ۱۰ یعنی جنت کی۔ ۱۱ یعنی دنیا کی زندگانی میں جو نیکی یا بدی کی تا کہ اس پر جزا دی جائے۔ ۱۲ یعنی اور ہم ان کی وہ نشانیاں وہ

طریقے بھی لکھتے ہیں جو وہ اپنے بعد چھوڑ گئے خواہ وہ طریقے نیک ہوں یا بد۔ جو نیک طریقے امتی نکالتے ہیں ان کو بدعتِ حسنہ کہتے ہیں اور اس طریقے کے نکالنے

والوں اور عمل کرنے والوں دونوں کو ثواب ملتا ہے اور جو برے طریقے نکالتے ہیں ان کو بدعتِ سیئہ کہتے ہیں اس طریقے کے نکالنے والے اور عمل کرنے والے

دونوں گناہگار ہوتے ہیں۔ مسلم شریف کی حدیث میں ہے: سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے اسلام میں نیک (اچھا) طریقہ نکالا اس کو

طریقہ نکالنے کا بھی ثواب ملے گا اور اس پر عمل کرنے والوں کا بھی ثواب بغیر اس کے کہ عمل کرنے والوں کے ثواب میں کچھ کمی کی جائے اور جس نے اسلام میں برا

طریقہ نکالا تو اس پر وہ طریقہ نکالنے کا بھی گناہ اور اس طریقہ پر عمل کرنے والوں کے بھی گناہ بغیر اس کے کہ ان عمل کرنے والوں کے گناہوں میں کچھ کمی کی جائے۔

اس سے معلوم ہوا کہ صد ہا امور خیر مثل فاتحہ، گیارہویں و تیسرے و چالیسواں و عرس و توشہ و ختم و محافل ذکر میلاد و شہادت جن کو بد مذہب لوگ بدعت کہہ کر منع کرتے ہیں

اور لوگوں کو ان نیکیوں سے روکتے ہیں یہ سب درست اور باعثِ اجر و ثواب ہیں اور ان کو بدعتِ سیئہ بتانا غلط و باطل ہے یہ طاعات اور اعمالِ صالحہ جو ذکر و تلاوت

اور صدقہ و خیرات پر مشتمل ہیں بدعتِ سیئہ نہیں، بدعتِ سیئہ وہ برے طریقے ہیں جن سے دین کو نقصان پہنچتا ہے اور جو سنت کے مخالف ہیں جیسا کہ حدیث شریف

میں آیا کہ جو قوم بدعت نکالتی ہے اس سے ایک سنت اٹھ جاتی ہے تو بدعتِ سیئہ وہی ہے جس سے سنت اٹھتی ہو جیسے کہ فرض، خروج، وہابیت یہ سب انتہا درجہ کی

خراب سیئہ بدعتیں ہیں فرض و خروج جو اصحاب و اہل بیت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عداوت پر مبنی ہیں ان سے اصحاب و اہل بیت کے ساتھ محبت و نیاز

مندری رکھنے کی سنت اٹھ جاتی ہے جس کے شریعت میں تاکید کی حکم میں وہابیت کی اصل مقبولان حق حضرات انبیاء و اولیاء کی جناب میں بے ادبی و گستاخی اور تمام

مسلمانوں کو مشترک قرار دینا ہے اس سے بزرگان دین کی حرمت و عزت اور ادب و تکریم اور مسلمانوں کے ساتھ اخوت و محبت کی سنتیں اٹھ جاتی ہیں جن کی بہت

شدید تاکیدیں ہیں اور جو دین میں بہت ضروری چیزیں ہیں اور اس آیت کی تفسیر میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ آثار سے مراد وہ قدم ہیں جو نمازی مسجد کی طرف چلنے میں

رکھتا ہے اور اس معنی پر آیت کا شان نزول یہ بیان کیا گیا ہے کہ بنی سلمہ مدینہ طیبہ کے کنارے پر رہتے تھے انہوں نے چاہا کہ مسجد شریف کے قریب آئیں اس پر یہ



مَّبِينٌ ۱۲) وَأَضْرِبْ لَهُمْ مَثَلًا أَصْحَابَ الْقَرْيَةِ إِذْ جَاءَهَا الْمُرْسَلُونَ ۱۳)

والی کتاب میں ۱۲ سے مثال بیان کرو اس شہر والوں کی ۱۳ جب اُن کے پاس فرستادے آئے ۱۴

إِذْ أَرْسَلْنَا إِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوا إِنَّا

جب ہم نے اُن کی طرف دو بھیجے ۱۵ پھر انہوں نے ان کو چھٹایا تو ہم نے تیسرے سے زور دیا ۱۶ اب ان سب نے کہا ۱۷

إِلَيْكُمْ مُّرْسَلُونَ ۱۳) قَالُوا مَا أَنْتُمْ إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُنَا وَمَا أَنْزَلَ

بے شک ہم تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں بولے تم تو نہیں مگر ہم جیسے آدمی اور رحمن

الرَّحْمَنِ مِنْ شَيْءٍ ۱۴) إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا سَكْدِبُونَ ۱۵) قَالُوا رَبُّنَا يَعْلَمُ إِنَّا

نے کچھ نہیں اتارا تم نرے جھوٹے ہو وہ بولے ہمارا رب جانتا ہے کہ بے شک ضرور

آیت نازل ہوئی اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے قدم لکھے جاتے ہیں تم مکان تبدیل نہ کرو یعنی جتنی دور سے آؤ گے اتنے ہی قدم زیادہ

پڑیں گے اور اجر و ثواب زیادہ ہوگا۔ ۱۳ یعنی لوح محفوظ میں۔ ۱۴ اس شہر سے مراد اناطلیہ ہے یہ ایک بڑا شہر ہے اس میں چشمے ہیں کئی پہاڑ ہیں ایک سنگین شہر

پناہ ہے بارہ میل کے دور میں بستتا ہے۔ ۱۵ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے واقعہ کا مختصر بیان یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے دو حواریوں صادق و

صديق کو اناطلیہ بھیجا تاکہ وہاں کے لوگوں کو جو بت پرست تھے دین حق کی دعوت دیں، جب یہ دونوں شہر کے قریب پہنچے تو انہوں نے ایک بوڑھے شخص کو دیکھا کہ

بکریاں چرا رہا ہے اس کا نام حبیب تھا اس نے ان کا حال دریافت کیا ان دونوں نے کہا کہ ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بھیجے ہوئے ہیں تمہیں دین حق کی

دعوت دینے آئے ہیں کہ بت پرستی چھوڑ کر خدا پرستی اختیار کرو حبیب نے ان کی دعوت کو قبول کیا ان دونوں نے کہا کہ نشانی یہ ہے کہ ہم بیماروں کو اچھا کرتے ہیں اندھوں کو

بینا کرتے ہیں برص والے کا مرض دور کر دیتے ہیں۔ حبیب بیمار کا ایک بیٹا دو سال سے بیمار تھا انہوں نے اس پر ہاتھ پھیرا وہ تندرست ہو گیا حبیب ایمان لائے اور

اس واقعہ کی خبر مشہور ہو گئی تا آنکہ ایک خلیق کثیر نے ان کے ہاتھوں اپنے امراض سے شفا پائی، یہ خبر پہنچنے پر بادشاہ نے انہیں بلا کر کہا: کیا ہمارے معبودوں کے سوا اور

کوئی معبود بھی ہے؟ ان دونوں نے کہا: ہاں وہی جس نے تجھے اور تیرے معبودوں کو پیدا کیا پھر لوگ ان کے درپے ہوئے اور انہیں مارا اور یہ دونوں قید کر لیے گئے۔

پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے شمعون کو بھیجا وہ اجنبی بن کر شہر میں داخل ہوئے اور بادشاہ کے مُصَاحِبِینِ وَمُقَرَّبِینَ سے رسم و راہ پیدا کر کے بادشاہ تک پہنچے اور اس پر

اپنا اثر پیدا کر لیا جب دیکھا کہ بادشاہ ان سے خوب مانوس ہو گیا ہے تو ایک روز بادشاہ سے ذکر کیا کہ دو آدمی جو قید کئے گئے ہیں کیا ان کی بات سنی گئی تھی وہ کیا کہتے

تھے بادشاہ نے کہا کہ نہیں جب انہوں نے نئے دین کا نام لیا فوراً ہی مجھے غصہ آ گیا شمعون نے کہا کہ اگر بادشاہ کی رائے ہو تو انہیں بلایا جائے دیکھیں ان کے پاس کیا

ہے۔ چنانچہ وہ دونوں بلائے گئے شمعون نے ان سے دریافت کیا تمہیں کس نے بھیجا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس اللہ نے جس نے ہر چیز کو پیدا کیا اور ہر جاندار کو روزی

دی اور جس کا کوئی شریک نہیں۔ شمعون نے کہا کہ اس کی مختصر صفت بیان کرو انہوں نے کہا وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے جو چاہتا ہے حکم دیتا ہے۔ شمعون نے کہا: تمہاری نشانی

کیا ہے؟ انہوں نے کہا: جو بادشاہ چاہے تو بادشاہ نے ایک اندھے لڑکے کو بلایا، انہوں نے دعا کی وہ فوراً بینا ہو گیا۔ شمعون نے بادشاہ سے کہا کہ اب مناسب یہ ہے کہ تو

اپنے معبودوں سے کہہ کہ وہ بھی ایسا ہی کر کے دکھائیں تاکہ تیری اور ان کی عزت ظاہر ہو۔ بادشاہ نے شمعون سے کہا کہ تم سے کچھ چھپانے کی بات نہیں ہے، ہمارا معبود

نہ دیکھے نہ سنے نہ کچھ بگاڑ سکے نہ بنا سکے پھر بادشاہ نے ان دونوں حواریوں سے کہا کہ اگر تمہارے معبود کو مر دے کے زندہ کر دینے کی قدرت ہو تو ہم اس پر ایمان لے

آئیں۔ انہوں نے کہا کہ ہمارا معبود ہر شے پر قادر ہے۔ بادشاہ نے ایک دہقان (دیہاتی) کے لڑکے کو منگایا جس کو مرے ہوئے سات دن ہو گئے تھے اور جسم خراب ہو چکا

تھا، بدبو پھیل رہی تھی، ان کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے اس کو زندہ کیا اور وہ اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ میں مشرک مارتھا، مجھ کو جنم کی سات وا دیوں میں داخل کیا گیا، میں تمہیں

آگاہ کرتا ہوں کہ جس دین پر تم ہو بہت نقصان دہ ہے، ایمان لاؤ اور کہنے لگا کہ آسمان کے دروازے کھلے اور ایک حسین جوان مجھے نظر آیا جو ان تینوں شخصوں کی سفارش کرتا

ہے۔ بادشاہ نے کہا: کون تین؟ اس نے کہا: ایک شمعون اور دو یہ۔ بادشاہ کو توجہ ہوا، جب شمعون نے دیکھا کہ اس کی بات بادشاہ میں اثر کر گئی تو اس نے بادشاہ کو نصیحت

کی، وہ ایمان لایا اور اس کی قوم کے کچھ لوگ ایمان لائے اور کچھ ایمان نہ لائے اور عذاب الہی سے ہلاک کئے گئے۔ ۱۴ یعنی دو حواری۔ وہب نے کہا کہ ان کے

نام یوحنا اور بولس تھے اور کعب کا قول ہے کہ صادق و صدوق۔ ۱۵ یعنی شمعون سے تقویت اور تائید پہنچائی۔ ۱۶ یعنی تینوں فرستادوں (قاصدوں) نے۔

إِلَيْكُمْ لِمُرْسَلُونَ ﴿۱۲﴾ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَدْعُ الْمُبِينُ ﴿۱۳﴾ قَالُوا إِنَّا

ہم تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں اور ہمارے ذمہ نہیں مگر صاف پہنچا دینا اور بولے ہم

تَطِيرْنَا بِكُمْ لَيْنًا لَّمْ تَنْتَهُوا لَنَرْجِصَنَّكُمْ وَلَيَسََّنَّكُمْ مِّنَّا عَذَابٌ

تمہیں منوں سمجھتے ہیں اور بے شک تم اگر باز نہ آئے اور نہ تضرور ہم تمہیں سنگسار کریں گے بے شک ہمارے ہاتھوں تم پر دکھ کی

أَلِيمٌ ﴿۱۸﴾ قَالُوا اطَّيَّرْنَا مَعَكُمْ ط إِنَّا نَذَكَّرُكُمْ ط بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ

مار پڑے گی انھوں نے فرمایا تمہاری نحوست تو تمہارے ساتھ ہے اور کیا اس پر بدکتے ہو کہ تم سمجھائے گئے اور بلکہ تم حد سے

مُسْرِفُونَ ﴿۱۹﴾ وَجَاءَ مِنْ أَقْصَا الْبَدْيَةِ رَجُلٌ يُسْعَىٰ ن قَالَ لِقَوْمِهِ

بڑھنے والے لوگ ہو اور شہر کے پرلے کنارے سے ایک مرد دوڑتا آیا اور بولا اے میری قوم

اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِينَ ﴿۲۰﴾ اتَّبِعُوا مَن لَّا يَسْأَلُكُمْ أَجْرًا وَهُمْ مُّهْتَدُونَ ﴿۲۱﴾

بھیجے ہوؤں کی پیروی کرو ایسوں کی پیروی کرو جو تم سے کچھ نیک (اجر) نہیں مانگتے اور وہ راہ پر ہیں اور

﴿۱۹﴾ اولہ واضح کے ساتھ اور وہ اندھوں اور بیماروں کو اچھا کرنا اور مردوں کو زندہ کرنا ہے۔ ﴿۲۰﴾ جب سے تم آئے ہو بارش ہی نہیں ہوئی۔ ﴿۲۱﴾ اپنے دین کی تبلیغ

سے ﴿۲۲﴾ یعنی تمہارا کفر اور تمہیں اسلام کی دعوت دی گئی ﴿۲۳﴾ ضلال و طغیان میں اور یہی بڑی نحوست ہے۔ ﴿۲۴﴾ یعنی حبیب نجار جو پہاڑ کے غار میں

مصرف عبادت الہی تھا جب اس نے سنا کہ قوم نے ان فرستادوں (قاصدوں) کی تکذیب کی۔ ﴿۲۵﴾ حبیب نجار کی یہ گفتگو سن کر قوم نے کہا کہ کیا تو ان کے دین پر

ہے اور تو ان کے معبود پر ایمان لے آیا؟ اس کے جواب میں حبیب نجار نے کہا۔

## وَمَا لِي لَا أَعْبُدُ الَّذِي فَطَرَنِي وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿۳۳﴾ ءَأَتَّخِذُ مِنْ

اور مجھے کیا ہے کہ اس کی بندگی نہ کروں جس نے مجھے پیدا کیا اور اسی کی طرف تمہیں پلٹنا ہے ۳۳ کیا اللہ کے سوا

دُونَهُ إِلَهَةٌ إِنْ يُرِدُنَ الرَّحْمَنُ بِضُرٍّ لَا تُغْنِي عَنْهُمْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا وَ

اور خدا ٹھہراؤں ۳۴ کہ اگر رحمن میرا کچھ برا چاہے تو ان کی سفارش میرے کچھ کام نہ آئے اور

لَا يُنْقِذُونَ ﴿۳۳﴾ إِنْ إِذًا لَنْفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿۲۳﴾ إِنْ أَمِنْتُ بِرَبِّكُمْ

نہ وہ مجھے بچا سکیں ۳۵ جب تو میں کھلی گمراہی میں ہوں ۲۳ مقرر (یقیناً) میں تمہارے رب پر ایمان لایا

فَاسْمِعُونَ ﴿۲۵﴾ قَبِيلٌ ادْخُلِ الْجَنَّةَ ط قَالَ يَلِيَّتَ قَوْمِي يَعْلَمُونَ ﴿۲۶﴾ بِمَا

تو میری سنو ۲۵ اس سے فرمایا گیا کہ جنت میں داخل ہو ۲۶ کہا کسی طرح میری قوم جانتی جیسی

غَفَرَلِي رَبِّي وَجَعَلَنِي مِنَ الْمُكْرَمِينَ ﴿۲۷﴾ وَمَا أَنْزَلْنَا عَلَى قَوْمِهِ مِنْ

میرے رب نے میری مغفرت کی اور مجھے عزت والوں میں کیا ۲۷ اور ہم نے اس کے بعد اس کی قوم پر

بَعْدِهِ مِنْ جُنْدٍ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا كُنَّا مُنْزِلِينَ ﴿۲۸﴾ إِنْ كَانَتْ إِلَّا صَيْحَةً

آسمان سے کوئی لشکر نہ اتارا ۲۸ اور نہ ہمیں وہاں کوئی لشکر اتارنا تھا وہ تو بس ایک

وَإِحْدَاةٍ فَإِذَا هُمْ خِدْلُونَ ﴿۲۹﴾ يُحَسِرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَأْتِيهِمْ مِنْ

ہی چیخ تھی جیسی وہ بچھ کر رہ گئے ۲۹ اور کہا گیا کہ ہائے افسوس ان بندوں پر ۳۰ جب ان کے پاس کوئی

رَسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ﴿۳۰﴾ أَلَمْ يَرَوْا كَمَا أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِنْ

رسول آتا ہے تو اس سے ٹھٹھا ہی کرتے ہیں کیا انھوں نے نہ دیکھا ۳۱ ہم نے ان سے پہلے کتنی سنگتیں

۳۲ یعنی ابتدائے ہستی سے جس کی ہم پر نعمتیں ہیں اور آخر کار بھی اسی کی طرف رجوع کرنا ہے اس مالکِ حقیقی کی عبادت نہ کرنا کیا معنی! اور اس کی نسبت اعتراض

کیسا! ہر شخص اپنے وجود پر نظر کر کے اس کے حق نعمت و احسان کو پہچان سکتا ہے۔ ۳۳ یعنی کیا بتوں کو معبود بناؤں ۳۴ جب حبیبِ نجات نے اپنی قوم سے ایسا

نصیحت آمیز کلام کیا تو وہ لوگ ان پر یکبارگی ٹوٹ پڑے اور ان پر پتھراؤ شروع کیا اور پاؤں سے پچلا یہاں تک کہ قتل کر ڈالا، قبران کی انظار کیے میں ہے۔ جب قوم

نے ان پر حملہ شروع کیا تو انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرستادوں سے بہت جلدی کر کے یہ کہا: ۳۵ یعنی میرے ایمان کے شاہد رہو! جب وہ قتل

ہو چکے تو بطریق اکرام ۳۶ جب وہ جنت میں داخل ہوئے اور وہاں کی نعمتیں دیکھیں ۳۷ حبیبِ نجات نے یہ تمنا کی کہ ان کی قوم کو معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ نے

حبیب کی مغفرت کی اور اکرام فرمایا تاکہ قوم کو مرسلین کے دین کی طرف رغبت ہو۔ جب حبیب قتل کر دیئے گئے تو اللہ رب العزت کا اس قوم پر غضب ہوا اور ان کی

عقوبت و سزا میں تاخیر نہ فرمائی گئی، حضرت جبریل کو حکم ہوا اور ان کی ایک ہی ہولناک آواز سے سب کے سب مر گئے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا جاتا ہے: ۳۸ اس قوم کی

ہلاکت کے لیے ۳۹ فنا ہو گئے جیسے آگ بجھ جاتی ہے۔ ۴۰ ان پر اور ان کی مثل اور سب پر جو رسولوں کی تکذیب کر کے ہلاک ہوئے ۴۱ یعنی اہل مکہ نے جو

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تکذیب کرتے ہیں کہ۔



الْقُرُونِ اٰتٰهُمْ اِلَيْهِمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ۝۳۱ وَ اِنْ كُنَّ لَمَّا جَبِيعٌ لَّدَيْنَا

ہلاک فرمائیں کہ وہ اب ان کی طرف پلٹنے والے نہیں وکے اور جتنے بھی ہیں سب کے سب ہمارے حضور حاضر

مُحْضَرُوْنَ ۝۳۲ وَاٰیةٌ لَّهُمْ اِلَّا اَرْضُ الْمِبْتَةِ ۝۳۱ اَحْيَيْنَاهَا وَاَخْرَجْنَا مِنْهَا

لائے جائیں گے وکے اور ان کے لیے ایک نشانی مردہ زمین ہے وکے ہم نے اسے زندہ کیا وکے اور پھر اس سے اناج

حَبَّافِيْنَهُ يَأْكُلُوْنَ ۝۳۳ وَجَعَلْنَا فِيْهَا جَنَّتٍ مِّنْ مَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ وَّفَجَّرْنَا

نکالا تو اس میں سے کھاتے ہیں اور ہم نے اس میں وکے باغ بنائے کھجوروں اور انگوروں کے اور ہم نے

فِيْهَا مِّنَ الْعِيُوْنَ ۝۳۴ لِيَاْكُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖٓ لَا وَمَا عَمِلْتُمْ اَيِّدِيْهِمْ ۝۳۵ اَفَلَا

اس میں کچھ چشمے بہائے کہ اس کے پھلوں میں سے کھائیں اور یہ ان کے ہاتھ کے بنائے نہیں

يَشْكُرُوْنَ ۝۳۵ سُبْحٰنَ الَّذِيْ خَلَقَ الْاَرْضَ وَاَجْمَلَهَا مَّا تَنْبِتُ الْاَرْضُ

تو کیا حق نہ مانیں گے وکے پاکی ہے اسے جس نے سب جوڑے بنائے وکے ان چیزوں سے جنہیں زمین اگاتی ہے وکے

وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ وَّمِمَّا لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۳۶ وَاٰیةٌ لَّهُمُ الْبَلُّ ۝۳۷ نَسَلَخْنَا مِنْهُ

اور خود ان سے وکے اور ان چیزوں سے جن کی انہیں خبر نہیں وکے اور ان کے لیے ایک نشانی وکے رات ہے ہم اس پر سے دن

النَّهَارَ فَاِذَا هُمْ مُّظْلَمُوْنَ ۝۳۸ وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِيُسْتَقَرَّ لَهَا ۝۳۹ ذٰلِكَ

کھینچ لیتے ہیں وکے جبھی وہ اندھیرے میں ہیں اور سورج چلتا ہے اپنے ایک ٹھہراؤ کے لیے وکے یہ

تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۝۴۰ وَالْقَمَرَ قَدَّرْنَاهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ الْاَعْرَاجُوْنَ

علم ہے زبردست علم والے کا وکے اور چاند کے لیے ہم نے منزلیں مقرر کیں وکے یہاں تک کہ پھر ہو گیا جیسے کھجور کی پرانی

وکے یعنی دنیا کی طرف لوٹنے والے۔ نہیں کیا یہ لوگ ان کے حال سے عبرت حاصل نہیں کرتے۔ وکے یعنی تمام اہمیتیں روز قیامت ہمارے حضور حساب کے لیے

موقوف میں حاضر کی جائیں گی۔ وکے جو اس پر دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ مردہ کو زندہ فرمائے گا۔ وکے پانی برس کر وکے یعنی زمین میں وکے اور اللہ تعالیٰ کی

نعمتوں کا شکر بجا نہ لائیں گے۔ وکے یعنی اصناف و اقسام۔ وکے غلے پھل وغیرہ وکے اولاد و کور و اناث (مذکر اور مؤنث اولاد) وکے بحر و بر کی عجیب و غریب

مخلوقات میں سے جس کی انسانوں کو خبر بھی نہیں ہے۔ وکے ہماری قدرت عظیمہ پر دلالت کرنے والی۔ وکے تو بالکل تاریک رہ جاتی ہے جس طرح کالے بھونگے

(انتہائی کالے) جھنڈی کا سفید لباس اتار لیا جائے تو پھر وہ سیاہ ہی سیاہ رہ جاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ آسمان و زمین کے درمیان کی فضا اصل میں تاریک ہے

آفتاب کی روشنی اس کے لیے ایک سفید لباس کی طرح ہے، جب آفتاب غروب ہو جاتا ہے تو یہ لباس اتر جاتا ہے اور فضا اپنی اصل حالت میں تاریک رہ جاتی

ہے۔ وکے یعنی جہاں تک اس کی سیر کی نہایت (حد) مقرر فرمائی گئی ہے اور وہ روز قیامت ہے اس وقت تک وہ چلتا ہی رہے گا یا یہ معنی ہیں کہ وہ اپنی منزلوں میں

چلتا ہے اور جب سب سے دُور والے مغرب میں پہنچتا ہے تو پھر لوٹ پڑتا ہے کیونکہ یہی اس کا مُستَقَرُّ ہے۔ وکے اور یہ نشانی ہے جو اس کی قدرت کا ملکہ اور حکمت بالغہ

پر دلالت کرتی ہے۔ وکے چاند کی اٹھائیس منزلیں ہیں ہر شب ایک منزل میں ہوتا ہے اور پوری منزل طے کر لیتا ہے نہ کم چلے نہ زیادہ طلوع کی تاریخ سے

اٹھائیسویں تاریخ تک تمام منزلیں طے کر لیتا ہے اور اگر مہینہ میں کا ہو تو دو شب اور اٹھائیس ہو تو ایک شب چھپتا ہے اور جب اپنے آخر منزل میں پہنچتا ہے تو باریک

الْقَدِيمِ ۳۹ لَا الشَّمْسُ يَنْبَغِي لَهَا أَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا اللَّيْلُ سَابِقُ

ذال (شہنی) ۵۲۰ سورج کو نہیں پہنچتا کہ چاند کو پکڑ لے ۵۲۰ اور نہ رات دن پر

النَّهَارِ ۴۰ وَكُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ ۴۰ وَآيَةٌ لَهُمْ أَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فِي

سہقت لے جائے ۵۲۰ اور ہر ایک ایک گھیرے میں پیر رہا ہے اور ان کے لیے ایک نشانی یہ ہے کہ انہیں ان کے بزرگوں کی پیٹھ میں ہم

الْفَلَكَ السَّحُونَ ۴۱ وَخَلَقْنَا لَهُمْ مِنْ مِثْلِهِ مَا يَرْكَبُونَ ۴۲ وَإِنْ نَشَأْ

نے بھری کشتی میں سوار کیا ۵۲۰ اور ان کے لیے ویسی ہی کشتیاں بنا دیں جن پر سوار ہوتے ہیں اور ہم چاہیں تو

نَعْرِفَهُمْ فَلَا صِرِيخَ لَهُمْ وَلَا هُمْ يُنْقَدُونَ ۴۳ إِلَّا رَحْمَةً مِنَّا وَمَتَاعًا

انہیں ڈوب دیں ۵۲۰ تو نہ کوئی ان کی فریاد کو پہنچنے والا ہو اور نہ وہ بچائے جائیں مگر ہماری طرف کی رحمت اور ایک وقت

إِلَىٰ حِينٍ ۴۴ وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّقُوا مَا بَيْنَ أَيْدِيكُمْ وَمَا خَلْفَكُمْ لَعَلَّكُمْ

تک برتنے دینا ۵۲۰ اور جب ان سے فرمایا جاتا ہے ڈرو تم اس سے جو تمہارے سامنے ہے ۵۲۰ اور جو تمہارے پیچھے آنے والا ہے ۵۲۰ اس امید پر

تُرْحَمُونَ ۴۵ وَمَا تَأْتِيهِمْ مِنْ آيَةٍ مِنْ آيَاتِ رَبِّهِمْ إِلَّا كَانُوا عَنْهَا

کہ تم پر مہر ہو تو منہ پھیر لیتے ہیں اور جب کبھی ان کے رب کی نشانیوں سے کوئی نشانی ان کے پاس آتی ہے تو منہ

مُعْرِضِينَ ۴۶ وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّقُوا مَا رَزَقَكُمْ اللَّهُ قَالَ الَّذِينَ

ہی پھیر لیتے ہیں ۵۲۰ اور جب ان سے فرمایا جائے اللہ کے دیئے میں سے کچھ اس کی راہ میں خرچ کرو تو کافر

كَفَرُوا وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْطَعِمُ مَنْ لَوْ يَشَاءُ اللَّهُ أَطْعَمَهُ ۗ إِنَّ أَنْتُمْ

مسلمانوں کے لیے کہتے ہیں کہ کیا ہم اسے کھلائیں جسے اللہ چاہتا تو کھلا دیتا ۵۲۰ تم تو نہیں

اور کمان کی طرح خمیدہ اور زرد ہو جاتا ہے۔ ۵۲۰ جو سوکھ کر پتلی اور خمیدہ اور زرد ہو گئی ہو۔ ۵۳۰ یعنی شب میں جو اس کے ظہور شوکت کا وقت ہے اس کے ساتھ جمع

ہو کر اس کے نور کو مغلوب کرے کیونکہ سورج اور چاند میں سے ہر ایک کے ظہور شوکت کے لیے ایک وقت مقرر ہے سورج کے لیے دن اور چاند کے لیے رات۔

۵۲۰ کہ دن کا وقت پورا ہونے سے پہلے آجائے۔ ایسا بھی نہیں بلکہ رات اور دن دونوں معین حساب کے ساتھ آتے جاتے ہیں کوئی ان میں سے اپنے وقت سے

قبل نہیں آتا اور نیرین یعنی آفتاب و مہتاب میں سے کوئی دوسرے کے حد و شوکت میں داخل نہیں ہوتا نہ آفتاب رات میں چمکے نہ مہتاب دن میں۔ ۵۵۰ جو سامان

اسباب وغیرہ سے بھری ہوئی تھی۔ مراد اس سے کشتی نوح ہے جس میں ان کے پہلے اجداد سوار کئے گئے تھے اور یہ ان کی ذرّہ بنیں ان کی پشت میں

تھیں۔ ۵۶۰ باوجود کشتیوں کے ۵۷۰ جو ان کی زندگانی کے لیے مقرر فرمایا ہے۔ ۵۸۰ یعنی عذاب دنیا ۵۹۰ یعنی عذاب آخرت ۶۰۰ یعنی ان کا دستور اور طریقہ

کارہی یہ ہے کہ وہ ہر آیت و موعظت سے اعراض و رُذّ گردانی کیا کرتے ہیں۔ ۶۱۰ شان نزول: یہ آیت کفار قریش کے حق میں نازل ہوئی جن سے مسلمانوں نے

کہا تھا کہ تم اپنے مالوں کا وہ حصہ مسکینوں پر خرچ کرو جو تم نے بزعم خود اللہ تعالیٰ کے لیے نکالا ہے۔ اس پر انہوں نے کہا کہ کیا ہم ان کو کھلائیں جنہیں اللہ تعالیٰ کھلانا

چاہتا تو کھلا دیتا، مطلب یہ تھا کہ خدا ہی کو مسکینوں کا محتاج رکھنا منظور ہے تو انہیں کھانے کو دینا اس کی مشیت کے خلاف ہوگا۔ یہ بات انہوں نے بخیل اور تجوی سے

بطور تمسخر کے کہی تھی اور نہایت باطل تھی کیونکہ دنیا ”دار الامتحان“ (امتحان کی جگہ) ہے۔ فقیری اور امیری دونوں آزمائشیں ہیں: فقیر کی آزمائش صبر سے اور غنی کی

إِلَّا فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿۳۷﴾ وَيَقُولُونَ مَتَى هَذَا الْوَعْدُ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿۳۸﴾

مگر کھلی گمراہی میں اور کہتے ہیں کب آئے گا یہ وعدہ ۳۷ اگر تم سچے ہو ۳۸

مَا يَنْظُرُونَ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً تَأْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّصُونَ ﴿۳۹﴾ فَلَا

راہ نہیں دیکھتے مگر ایک چیخ کی ۳۹ کہ انھیں آ لے گی جب وہ دنیا کے جھگڑے میں پھنسے ہوں گے ۴۰ تو نہ

يَسْتَطِيعُونَ تَوْصِيَةً وَلَا إِلَىٰ أَهْلِهِمْ يَرْجِعُونَ ﴿۴۰﴾ وَنُفِخَ فِي الصُّورِ

وصیت کر سکیں گے اور نہ اپنے گھر پلٹ کر جائیں ۴۰ اور پھونکا جائے گا صور ۴۱

فَإِذَا هُمْ مِنَ الْأَجْدَاثِ إِلَىٰ رَبِّهِمْ يَنْسِلُونَ ﴿۴۱﴾ قَالُوا يَا وَيْلَنَا مَنْ

جہی وہ قبروں سے ۴۱ اپنے رب کی طرف دوڑتے چلیں گے کہیں گے ہائے ہماری خرابی کس نے

بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا ۚ هَذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمَنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُونَ ﴿۴۲﴾

ہمیں سوتے سے جگا دیا ۴۲ یہ ہے وہ جس کا رحمن نے وعدہ دیا تھا اور رسولوں نے حق فرمایا ہے

إِنْ كَانَتْ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً فَإِذَا هُمْ جَمِيعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُونَ ﴿۴۳﴾

وہ تو نہ ہوگی مگر ایک چنگھاڑ ۴۳ جہی وہ سب کے سب ہمارے حضور حاضر ہو جائیں گے ۴۴

فَالْيَوْمَ لَا تُظَلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَلَا تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۴۴﴾

تو آج کسی جان پر کچھ ظلم نہ ہوگا اور تمہیں بدلہ نہ ملے گا مگر اپنے کئے کا

”انصاف فی سبیل اللہ“ (راہ خدا میں خرچ کرنے) سے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ مکہ مکرمہ میں زندیق لوگ تھے جب ان سے کہا

جاتا تھا کہ مسکینوں کو صدقہ دو تو کہتے تھے ہرگز نہیں یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ محتاج کرے ہم کھلائیں۔ ۴۴ بعثت و قیامت کا ۴۳ اپنے دعوے میں۔ ان کا یہ

خطاب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب سے تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کے حق میں فرماتا ہے: ۴۴ یعنی صور کے پہلے نوحی کی جو حضرت اسرافیل علیہ

السلام پھونکیں گے۔ ۴۵ خرید و فروخت میں اور کھانے پینے میں اور بازاروں اور مجلسوں میں، دنیا کے کاموں میں کہ اچانک قیامت قائم ہو جائے گی۔ حدیث شریف

میں ہے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خریدار اور بائع کے درمیان کپڑا پھیلا ہوگا نہ سودا تمام ہونے پائے گا نہ کپڑا لپٹ سکے گا کہ قیامت قائم ہو جائے گی

یعنی لوگ اپنے اپنے کاموں میں مشغول ہوں گے اور وہ کام ویسے ہی ناتمام رہ جائیں گے نہ انہیں خود پورا کر سکیں گے نہ کسی دوسرے سے پورا کرنے کو کہہ سکیں گے

اور جو گھر سے باہر گئے ہیں وہ واپس نہ آسکیں گے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے: ۴۶ وہیں مرجائیں گے اور قیامت فرصت و مہلت نہ دے گی۔ ۴۷ دوسری مرتبہ۔ یہ نوحی

ثانیہ ہے جو مروجوں کے اٹھانے کے لیے ہوگا اور ان دونوں نوحوں کے درمیان چالیس سال کا فاصلہ ہوگا۔ ۴۸ زندہ ہو کر۔ ۴۹ یہ مقولہ کفار کا ہوگا۔ حضرت ابن

عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ وہ یہ بات اس لیے کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ دونوں نوحوں کے درمیان ان سے عذاب اٹھا دے گا اور اتنا زمانہ سو تے رہیں گے اور

نوحی ثانیہ کے بعد جب اٹھائے جائیں گے اور احوال قیامت دیکھیں گے تو اس طرح چیخ اٹھیں گے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ جب کفار جہنم اور اس کے عذاب دیکھیں گے تو

اس کے مقابلہ میں عذاب قبر انہیں سہل معلوم ہوگا اس لیے وہ ویل (ہائے ہماری خرابی) و انفس پکار اٹھیں گے اور اس وقت کہیں گے: فک اور اس وقت کا اقرار

انہیں کچھ نافع نہ ہوگا۔ ۴۷ یعنی ”نفخۃ اخیرہ“ ایک ہولناک آواز ہوگی۔ ۴۸ حساب کے لیے۔ پھر ان سے کہا جائے گا۔





لَوْ نَشَاءُ لَمَسَخْنَهُمْ عَلَىٰ مَكَاتِبِهِمْ فَمَا اسْتَطَاعُوا مُضِيًّا وَلَا يَرْجِعُونَ ﴿٦٤﴾

اگر ہم چاہتے تو ان کے گھر بیٹھے ان کی صورتیں بدل دیتے ۶۴ کہ نہ آگے بڑھ سکتے نہ پیچھے لوٹتے ۶۵

وَمَنْ نُعَمِّرْهُ لَا نُفِئْهُ فِي الْخَلْقِ ۖ أَفَلَا يَعْقِلُونَ ﴿٦٨﴾ وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَ

اور جسے ہم بڑی عمر کا کریں اسے پیدائش میں الٹا پھیریں ۶۸ تو کیا وہ سمجھتے نہیں ۶۷ اور ہم نے ان کو شعر کہنا نہ سکھایا ۶۸ اور

مَا يَتَّبِعِي لَهُ ۖ إِنُّهُ إِلَّا ذِكْرٌ وَقُرْآنٌ مُّبِينٌ ﴿٦٩﴾ لِيُنذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا

نہ وہ ان کی شان کے لائق ہے وہ تو نہیں مگر نصیحت اور روشن قرآن ۶۹ کہ اسے ڈرائے جو زندہ ہو ۶۹

وَيَحِقُّ الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿٧٠﴾ اَوْلَمْ يَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَاهُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ

اور کافروں پر بات ثابت ہو جائے ۷۰ اور کیا انھوں نے نہ دیکھا کہ ہم نے اپنے ہاتھ کے

اَيِّدِيْنَا اَنْعَمَّا فِئَهُمْ لَهَا مَلِكُوْنَ ﴿٧١﴾ وَذَلَّلْنَاهَا لَهُمْ فِئْهَارًا كُوبَهُمْ وَ

بنائے ہوئے چوپائے ان کے لیے پیدا کئے تو یہ ان کے مالک ہیں اور انھیں ان کے لیے نرم کر دیا ۷۱ تو کسی پر سوار ہوتے ہیں اور

اس طرح کا اندھا کر دیتے۔ ۷۲ لیکن ہم نے ایسا نہ کیا اور اپنے فضل و کرم سے ”نعمت بصر“ ان کے پاس باقی رکھی تو اب ان پر حق یہ ہے کہ وہ شکرگزار کریں کفر

نہ کریں۔ ۷۳ اور انہیں بندر یا سورا بنا دیتے۔ ۷۴ اور ان کے جرم اس کے مستحق تھے لیکن ہم نے اپنی رحمت و حکمت کے حسب اقتضا عذاب میں جلدی نہ کی اور

ان کے لیے مہلت رکھی۔ ۷۵ کہ وہ بچپن کے سے ضعف و ناتوانی کی طرف واپس ہونے لگے اور دم بدم اس کی طاقتیں تو تیں اور جسم اور عقل گھٹنے لگے۔ ۷۶ کہ جو

احوال کے بدلے پر ایسا قادر ہو کہ بچپن کے ضعف و ناتوانی اور صغر جسم و نادانی کے بعد شباب کی قوتیں و توانائی اور جسم قوی و دانائی عطا فرماتا ہے اور پھر کمر سن اور آخر عمر

میں اسی قوی بیکل جوان کو بلا اور حقیر کر دیتا ہے اب نہ وہ جسم باقی ہے نہ قوتیں، نشست بر خاست میں مجبور یاں درپیش ہیں، عقل کام نہیں کرتی، بات یاد نہیں رہتی، عزیز و

اقارب کو پہچان نہیں سکتا، جس پروردگار نے یہ تغیر کیا وہ قادر ہے کہ انھیں دینے کے بعد انہیں مٹا دے اور اچھی صورتیں عطا کرنے کے بعد ان کو مٹھ کر دے اور موت

دینے کے بعد پھر زندہ کر دے۔ ۷۸ معنی یہ ہیں کہ ہم نے آپ کو شعر گوئی کا ملکہ نہ دیا یا یہ کہ قرآن تعلیم شعر نہیں ہے اور شعر سے کلام کا ذب مراد ہے خواہ موزوں ہو

یا غیر موزوں۔ اس آیت میں اشارہ ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے علوم اولین و آخرین تعلیم فرمائے گئے جن سے کشف حقائق

ہوتا ہے اور آپ کی معلومات و واقعی نفس الامری ہیں کذب شعری نہیں جو حقیقت میں جہل ہے وہ آپ کی شان کے لائق نہیں اور آپ کا دامن تقدس اس سے پاک

ہے۔ اس میں شعر بمعنی کلام موزوں کے جاننے اور اس کے صحیح و سقیم، جید و ردی کو پہچاننے کی نفی نہیں۔ علم نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں طعن کرنے والوں کے

لیے یہ آیت کسی طرح سند نہیں ہو سکتی اللہ تعالیٰ نے حضور کو علوم کائنات عطا فرمائے۔ اس کے انکار میں اس آیت کو پیش کرنا محض غلط ہے۔ شان نزول: کفار قریش نے کہا

تھا کہ محمد (مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) شاعر ہیں اور جو وہ فرماتے ہیں یعنی قرآن پاک وہ شعر ہے۔ اس سے ان کی مراد یہ تھی کہ (معاذ اللہ) یہ کلام کا ذب ہے

جیسا کہ قرآن کریم میں ان کا مقولہ نقل فرمایا گیا ہے ”بَلِ افْتَرَاهُ بَلٌّ هُوَ شَاعِرٌ“۔ اسی کا اس آیت میں رد فرمایا گیا کہ ہم نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو

ایسی باطل گوئی کا ملکہ ہی نہیں دیا اور یہ کتاب اشعار یعنی اکاذیب پر مشتمل نہیں۔ کفار قریش زبان سے ایسے بد ذوق اور ظلم عروسی سے ایسے ناواقف نہ تھے کہ نثر کو نظم

کہہ دیتے اور کلام پاک کو شعر عروسی بتا بیٹھتے اور کلام کا محض وزن عروسی پر ہونا ایسا بھی نہ تھا کہ اس پر اعتراض کیا جاسکے۔ اس سے ثابت ہو گیا کہ ان بے دینوں کی مراد

شعر سے کلام کا ذب تھی۔ (مدارک و جمل و روح البیان) اور حضرت شیخ اکبر قدس سرہ نے اس آیت کے معنی میں فرمایا ہے کہ معنی یہ ہیں کہ ہم نے اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم سے معنی اور اجمال کے ساتھ خطاب نہیں فرمایا جس میں مراد کے مخفی رہنے کا احتمال ہو بلکہ صاف صریح کلام فرمایا ہے جس سے تمام حجاب اٹھ جائیں اور علوم

روشن ہو جائیں چونکہ شعر لغز و توریہ اور رمز و اجمال کا محل ہوتا ہے اس لیے شعر کی نفی فرما کر اس معنی کو بیان فرمایا۔ ۷۹ صاف صریح حق و ہدایت۔ کہاں وہ پاک آسمانی

کتاب تمام علوم کی جامع اور کہاں شعر جیسا کلام کا ذب ۷۰ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ (گھٹیا کو اعلیٰ سے کیا نسبت؟) (اکبریت الاحمر الخ لکبر)

۷۱ دل زندہ رکھتا ہو کلام و خطاب کو سمجھے اور یہ شان مومن کی ہے۔ ۷۲ یعنی حجت عذاب قائم ہو جائے۔ ۷۳ یعنی سحر و زبر حکم کر دیا۔

مِنْهَا يَأْكُلُونَ ﴿٤٢﴾ وَلَهُمْ فِيهَا مَنَافِعُ وَمَشَارِبٌ ۖ أَفَلَا يَشْكُرُونَ ﴿٤٣﴾ وَ

کسی کو کھاتے ہیں اور ان کے لیے ان میں کئی طرح کے نفع ۹۳ اور پینے کی چیزیں ہیں ۹۴ تو کیا شکر نہ کریں گے ۹۵ اور

اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ إِلَهَةً لَّعَلَّهُمْ يُبْصِرُونَ ﴿٤٣﴾ لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَهُمْ

انہوں نے اللہ کے سوا اور خدا ٹھہرا لیے ۹۶ کہ شاید ان کی مدد ہو سکے وہ ان کی مدد نہیں کر سکتے ۹۸

وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ مُّحْضَرُونَ ﴿٤٤﴾ فَلَا يَحْرُوكَ قَوْلُهُمْ ۚ إِنَّا نَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ

اور وہ ان کے لشکر سب گرفتار حاضر آئیں گے ۹۹ تو تم ان کی بات کا غم نہ کرو ۱۰۰ بے شک ہم جانتے ہیں جو وہ چھپاتے ہیں

وَمَا يُعْلِنُونَ ﴿٤٦﴾ أَوَلَمْ يَرِ الْإِنْسَانُ أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِنْ نُطْفَةٍ فَإِذَا هُوَ خَصِيمٌ

اور ظاہر کرتے ہیں ۱۰۱ اور کیا آدمی نے نہ دیکھا کہ ہم نے اسے پانی کی بوند سے بنایا جبھی وہ صریح

مُبِينٌ ﴿٤٤﴾ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَنَسِيَ خَلْقَهُ ۖ قَالَ مَنْ يُحْيِي الْعِظَامَ وَ

جھگڑا وہ ۱۰۲ اور ہمارے لیے کہاوت کہتا ہے ۱۰۳ اور اپنی پیدائش بھول گیا ۱۰۴ بولا ایسا کون ہے کہ ہڈیوں کو زندہ کرے

هِيَ رَمِيمٌ ﴿٤٨﴾ قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي أَنشأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ ۖ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ

جب وہ بالکل گل گئیں تم فرماؤ انہیں وہ زندہ کرے گا جس نے پہلی بار انہیں بنایا اور اسے ہر پیدائش

عَلِيمٌ ﴿٤٩﴾ الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ مِنَ الشَّجَرِ الْأَخْضَرِ نَارًا فَإِذَا أَنْتُمْ مِنْهُ

کا علم ہے ۱۰۵ جس نے تمہارے لیے ہرے بیڑ میں سے آگ پیدا کی جبھی تم اس سے

۹۳ اور فائدے ہیں کہ ان کی کھالوں بالوں اور اون وغیرہ کام میں لاتے ہیں۔ ۹۴ دودھ اور دودھ سے بننے والی چیزیں وہی مٹھا وغیرہ۔ ۹۵ اللہ تعالیٰ کی ان

نعتوں کا۔ ۹۶ یعنی بتوں کو پوجنے لگے ۹۷ اور مصیبت کے وقت کام آئیں اور عذاب سے بچائیں اور ایسا ممکن نہیں۔ ۹۸ کیونکہ جماد بے جان بے قدرت بے شعور ہیں۔ ۹۹ یعنی کافروں کے ساتھ ان کے بت بھی گرفتار کر کے حاضر کئے جائیں گے اور سب جہنم میں داخل ہوں گے بت بھی اور ان کے پجاری

بھی۔ ۱۰۰ یہ خطاب ہے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تسلی فرماتا ہے کہ کفار کی تکذیب و انکار سے اور ان کی ایذاؤں اور جفا کاریوں سے آپ عملگین نہ ہوں۔ ۱۰۱ ہم انہیں ان کے کردار کی جزا دیں گے۔ ۱۰۲ شان نزول: یہ آیت عاص بن وائل یا ابو جہل اور بقول

مشہور ابی بن خلف جُمحی کے حق میں نازل ہوئی جو انکار بعث میں یعنی مرنے کے بعد اٹھنے کے انکار میں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بحث و تکرار کرنے آیا تھا، اس کے ہاتھ میں ایک گلی ہوئی ہڈی تھی اس کو توڑتا جاتا تھا اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہتا جاتا تھا کہ کیا آپ کا خیال ہے کہ اس ہڈی کو گل جانے اور

ریزہ ریزہ ہو جانے کے بعد بھی اللہ تعالیٰ زندہ کرے گا؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ہاں اور تجھے بھی مرنے کے بعد اٹھانے گا اور جہنم میں داخل فرمائے گا۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور اس کے جہل کا اظہار فرمایا گیا کہ گلی ہوئی ہڈی کا نکھرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی قدرت سے زندگی قبول کرنا اپنی نادانی سے ناممکن

سمجھتا ہے کتنا احمق ہے اپنے آپ کو نہیں دیکھتا کہ ابتداء میں ایک گندہ نطفہ تھا گلی ہوئی ہڈی سے بھی حقیر تر اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ نے اس میں جان ڈالی انسان بنایا تو ایسا مغرور و متکبر انسان ہوا کہ اس کی قدرت ہی کا منکر ہو کر جھگڑنے آ گیا اتنا نہیں دیکھتا کہ جو قادر برحق پانی کی بوند کو قوی اور توانا انسان بنا دیتا ہے اس کی قدرت سے گلی ہوئی ہڈی کو دوبارہ زندگی بخش دینا کیا بعید ہے اور اس کو ناممکن سمجھنا کتنی کھلی ہوئی جہالت ہے۔ ۱۰۳ یعنی گلی ہوئی ہڈی کو ہاتھ سے مل کر مٹل بناتا ہے کہ یہ تو ایسی بکھر گئی کیسے زندہ ہوگی۔ ۱۰۴ کہ قطرہ منی سے پیدا کیا گیا ہے۔ ۱۰۵ پہلی کا بھی اور موت کے بعد والی کا بھی۔



تُوْقِدُوْنَ ۸۰ ۞ اَوَلَيْسَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقَدِيْرٍ عَلٰٓى

سگاتے ہو ولا اور کیا وہ جس نے آسمان اور زمین بنائے ان جیسے

اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ ۚ بَلٰى ۚ وَهُوَ الْخَلْقُ الْعَلِيْمُ ۝۸۱ ۞ اِنَّمَا اَمْرُهُ اِذَا

اور نہیں بنا سکتا ولا کیوں نہیں ولا اور وہی ہے بڑا پیدا کرنے والا سب کچھ جانتا اس کا کام تو یہی ہے کہ جب

اَرَادَ شَيْءًا اَنْ يَقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝۸۲ ۞ فَسُبْحٰنَ الَّذِيْ بِيَدِهٖ

کسی چیز کو چاہے ولا تو اس سے فرمائے ہو جا وہ فوراً ہو جاتی ہے ولا تو پاکی ہے اسے جس کے ہاتھ

مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّ اِلَيْهٖ تُرْجَعُوْنَ ۝۸۳ ۞

ہر چیز کا قبضہ ہے اور اسی کی طرف پھیرے جاؤ گے ولا

﴿ ایتھا ۱۸۲ ﴾ ﴿ ۳۷ سُورَةُ الصَّفٰتِ مَكِّيَّةٌ ۵۶ ﴾ ﴿ رُكُوْعَاتُهَا ۵ ﴾

سورہ صفت مکہ ہے، اس میں ایک سو بیاسی آیتیں اور پانچ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ولا

وَالصَّفٰتِ صَفًّا ۝۱ ۞ فَالزُّجُرٰتِ زُجْرًا ۝۲ ۞ فَالتَّلِيٰتِ ذِكْرًا ۝۳ ۞ اِنَّ اِلٰهَكُمْ

نہم ان کی کہ باقاعدہ صف باندھیں ولا پھر ان کی کہ جھڑک کر چلائیں ولا پھر ان جماعتوں کی کہ قرآن پڑھیں بے شک تمہارا معبود

لَوْ اَحَدٌ ۝۴ ۞ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشْرِقِ ۝۵ ۞

ضرور ایک ہے مالک آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اور مالک مشرقوں کا ولا

ولا عرب کے دودرخت ہوتے ہیں جو وہاں کے جنگلوں میں کثرت سے پائے جاتے ہیں ایک کا نام مرخ ہے دوسرے کا عفار۔ ان کی خاصیت یہ ہے کہ جب ان کی سبز شاخیں کاٹ کر ایک دوسرے پر گر گڑی جائیں تو ان سے آگ نکلتی ہے باوجودیکہ وہ آبی تر ہوتی ہیں کہ ان سے پانی ٹپکتا ہوتا ہے، اس میں قدرت کی کیسی عجیب و غریب نشانی ہے کہ آگ اور پانی دونوں ایک دوسرے کی ضد ہر ایک ایک جگہ، ایک لکڑی میں موجود نہ پانی آگ کو بجھائے نہ آگ لکڑی کو جلانے جس قادر مطلق کی یہ حکمت ہے وہ اگر ایک بدن پر موت کے بعد زندگی وارد کرے تو اس کی قدرت سے کیا عجیب اور اس کو ناممکن کہنا آثار قدرت دیکھ کر جاہلانہ و معاندانہ انکار کرنا ہے۔ ولا یا انہیں کو بعد موت زندہ نہیں کر سکتا۔ ولا پیشک وہ اس پر قادر ہے۔ ولا کہ پیدا کرے ولا یعنی مخلوقات کا وجود اس کے حکم کے تابع ہے۔

ولا آخرت میں۔ ولا سورہ الصفت مکہ ہے اس میں پانچ رکوع ایک سو بیاسی آیتیں اور آٹھ سو ساٹھ کلمے اور تین ہزار آٹھ سو پچیس حرف ہیں۔ ولا اس آیت میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے قسم یاد فرمائی چند گروہوں کی یا تو مراد اس سے ملائکہ کے گروہ ہیں جو نمازیوں کی طرح صف بستہ ہو کر اس کے حکم کے منتظر رہتے ہیں یا علماء دین کے گروہ جو تہجد اور تمام نمازوں میں صفیں باندھ کر مصروف عبادت رہتے ہیں یا غازیوں کے گروہ جو راہ خدا میں صفیں باندھ کر دشمنان حق کے مقابل ہوتے ہیں۔ (مدارک) ولا پہلی تقدیر پر جھڑک کر چلانے والوں سے مراد ملائکہ ہیں جو ابر پر مقرر ہیں اور اس کو حکم دے کر چلاتے ہیں اور دوسری تقدیر پر وہ علماء جو وعظ و بند سے لوگوں کو جھڑک کر دین کی راہ چلاتے ہیں، تیسری صورت میں وہ غازی جو گھوڑوں کو ڈھپٹ کر جہاد میں چلاتے ہیں۔ ولا یعنی آسمان اور زمین اور ان کی

إِنَّا زَيْنَا السَّمَاءِ الدُّنْيَا بِزَيْنَةِ الْكَوَاكِبِ ۖ وَحِفْظًا مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ

بے شک ہم نے نیچے کے آسمان و کائناتوں کو تاروں کے سنگار سے آراستہ کیا اور نگاہ رکھنے کو ہر شیطان

مَّا يَرِدُ ۙ لَا يَسْعَوْنَ إِلَى الْمَلَاِ الْعُلَىٰ وَيُقَدِّفُونَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ۙ

سرکش سے نہ عالم بالا کی طرف کان نہیں لگا سکتے و نہ ان پر ہر طرف سے مار پھینک ہوتی ہے و

دُحُورًا وَلَهُمْ عَذَابٌ وَاصِبٌ ۙ إِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَأَتْبَعَهُ شَهَابٌ

انہیں بھگانے کو اور ان کے لیے وہ ہمیشہ کا عذاب مگر جو ایک آدھ بار اچک لے چلا و نہ تو روشن انگارا

ثَاقِبٌ ۙ فَاسْتَفْتِهِمْ أَهْمُ أَشَدُّ خَلْقًا أَمْ مَنْ خَلَقْنَا ۙ إِنَّا خَلَقْنَاهُمْ مِنْ

اس کے پیچھے لگا و نہ تو ان سے پوچھو و نہ کیا ان کی پیدائش زیادہ مضبوط ہے یا ہماری اور مخلوق آسمانوں اور فرشتوں وغیرہ کی و نہ بیشک ہم نے ان کو

طِينٍ لَّازِبٍ ۙ بَلْ عَجِبْتَ وَيَسْخَرُونَ ۙ وَإِذَا ذُكِّرُوا لَا يَذْكُرُونَ ۙ

چپکتی مٹی سے بنایا و نہ بلکہ تمہیں اچنبا آیا و نہ اور وہ ہنسی کرتے ہیں و نہ اور سمجھائے نہیں سمجھتے

وَإِذَا رَأَوْا آيَةً يَسْتَسْخَرُونَ ۙ وَقَالُوا إِن هَذَا إِلَّا سِحْرٌ مُّبِينٌ ۙ

اور جب کوئی نشانی دیکھتے ہیں و نہ ٹھٹھا کرتے ہیں اور کہتے ہیں یہ تو نہیں مگر کھلا جادو

عَرَاذًا مِّثْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا ۙ إِنَّا لَسَبْعُ ثُؤُنٍ ۙ أَوْ آبَاؤُنَا

کیا جب ہم مر کر مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے کیا ہم ضرور اٹھائے جائیں گے اور کیا ہمارے اگلے

الْوَالُونَ ۙ قُلْ نَعَمْ وَأَنْتُمْ دُخْرُونَ ۙ فَإِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَاحِدَةٌ

باپ دادا بھی و نہ تم فرماؤ ہاں یوں کہ ذلیل ہو کے تو وہ و نہ تو ایک ہی جھڑک ہے و نہ

درمیانی کائنات اور تمام خدو دو جہات سب کا مالک وہی ہے تو کوئی دوسرا کس طرح مستحق عبادت ہو سکتا ہے لہذا وہ شریک سے منزہ ہے۔ و نہ جو زمین کے بہ نسبت

اور آسمانوں سے قریب تر ہے۔ و نہ یعنی ہم نے آسمان کو ہر ایک نافرمان شیطان سے محفوظ رکھا کہ جب شیطان آسمان پر جانے کا ارادہ کریں تو فرشتے شہاب مار کر

ان کو دفع کر دیں۔ لہذا شیطان آسمان پر نہیں جا سکتے اور آسمان کے فرشتوں کی گفتگو نہیں سن سکتے۔ و نہ انگاروں کی۔ جب وہ اس نیت سے آسمان کی طرف

جائیں۔ و نہ آخرت میں و نہ یعنی اگر کوئی شیطان ملائکہ کا کوئی کلمہ کہی لے بھاگا و نہ کہ اسے جلائے اور ایذا پہنچائے۔ و نہ یعنی کفار مکہ سے و نہ تو جس

قادر برحق کو آسمان وزمین جیسی عظیم مخلوق کا پیدا کر دینا کچھ بھی مشکل اور دشوار نہیں تو انسانوں کا پیدا کرنا اس پر کیا مشکل ہو سکتا ہے۔ و نہ یہ ان کے ضعف کی ایک اور

شہادت ہے کہ ان کی پیدائش کا اصل مادہ مٹی ہے جو کوئی شدت و قوت نہیں رکھتی اور اس میں ان پر ایک اور بُرہان قائم فرمائی گئی ہے کہ چپکتی مٹی ان کا مادہ پیدائش ہے تو

اب پھر جسم کے گل جانے اور غایت یہ ہے کہ مٹی ہو جانے کے بعد اس مٹی سے پھر دوبارہ پیدائش کو وہ کیوں ناممکن جانتے ہیں! مادہ موجود اور صانع موجود پھر دوبارہ

پیدائش کیسے محال ہو سکتی ہے! و نہ ان کے تکذیب کرنے سے کہ ایسی واضح الدلائل آیات و بینات کے باوجود وہ کس طرح تکذیب کرتے ہیں۔ و نہ آپ سے اور

آپ کے تعجب سے یا مرنے کے بعد اٹھنے سے۔ و نہ مثل شق القمر وغیرہ کے و نہ جو ہم سے زمانہ میں مُقَدِّم ہیں۔ کفار کے نزدیک ان کے باپ دادا کا زندہ کیا جانا خود

ان کے زندہ کئے جانے سے زیادہ بعید تھا اس لیے انہوں نے یہ کہا۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرماتا ہے: و نہ یعنی بعثت و نہ ایک ہی ہونا ک

فَإِذَا هُمْ يَنْظُرُونَ ﴿١٩﴾ وَقَالُوا يَا وَيْلَنَا هَذَا يَوْمُ الدِّينِ ﴿٢٠﴾ هَذَا يَوْمٌ

جہی وہ دیکھنے لگیں گے اور کہیں گے ہائے ہماری خرابی ان سے کہا جائے گا یہ انصاف کا دن ہے ﴿۱۹﴾ یہ ہے وہ

الفصل الذي كنتم به تكذبون ﴿٢١﴾ أحشروا الذين ظلموا وأزواجهم

فصلہ کا دن جسے تم جھٹلاتے تھے ﴿۲۱﴾ ظالموں اور ان کے جوڑوں کو ﴿۲۱﴾

وَمَا كَانُوا يَعْبُدُونَ ﴿٢٢﴾ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَاهْدُوهُمْ إِلَى صِرَاطِ الْجَحِيمِ ﴿٢٣﴾

اور جو کچھ وہ پوجتے تھے اللہ کے سوا ان سب کو ہانکو راہ دوزخ کی طرف

وَقِفُوهُمْ إِنَّهُمْ مَسْئُورُونَ ﴿٢٤﴾ مَا لَكُمْ لَا تَنْصَرُونَ ﴿٢٥﴾ بَلْ هُمْ الْيَوْمَ

اور انہیں ٹھہراؤ ﴿۲۴﴾ ان سے پوچھنا ہے ﴿۲۴﴾ تمہیں کیا ہوا ایک دوسرے کی مدد کیوں نہیں کرتے ﴿۲۵﴾ بلکہ وہ آج

مُسْتَسْلِمُونَ ﴿٢٦﴾ وَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ ﴿٢٧﴾ قَالُوا إِنَّا كُنُّمُ

گردن ڈالے ہیں ﴿۲۶﴾ اور ان میں ایک نے دوسرے کی طرف منہ کیا آپس میں پوچھتے ہوئے بولے ﴿۲۷﴾ تم

كُنْتُمْ تَأْتُونَنَا عَنِ الْيَمِينِ ﴿٢٨﴾ قَالُوا بَلْ لَمْ تَكُونُوا مُؤْمِنِينَ ﴿٢٩﴾ وَمَا

ہمارے ذہنی طرف سے بہکانے آتے تھے ﴿۲۸﴾ جواب دیں گے تم خود ہی ایمان نہ رکھتے تھے ﴿۲۹﴾ اور

كَانَ لَنَا عَلَيْكُمْ مِنْ سُلْطٰنٍ ج بَلْ كُنْتُمْ قَوْمًا طٰغِينَ ﴿٣٠﴾ فَحَقَّ عَلَيْنَا

ہمارا تم پر کچھ قابو نہ تھا ﴿۳۰﴾ بلکہ تم سرکش لوگ تھے تو ثابت ہوگئی ہم پر

قَوْلُ رَبِّنَا ﴿٣١﴾ إِنَّ الَّذِیْنَ یَقُولُونَ ﴿٣٢﴾ فَأَعْوَبُنَا إِنَّا كُنَّا غٰوِبِينَ ﴿٣٣﴾ فَإِنَّهُمْ

ہمارے رب کی بات ﴿۳۱﴾ ہمیں ضرور چکھنا ہے ﴿۳۲﴾ تو ہم نے تمہیں گمراہ کیا کہ ہم خود گمراہ تھے تو

آواز ہے مجھ ثانیہ کی ﴿۳۱﴾ زندہ ہو کر اپنے افعال اور پیش آنے والے احوال ﴿۳۲﴾ یعنی فرشتے کہیں گے کہ یہ انصاف کا دن ہے یہ حساب و جزا کا دن ہے ﴿۳۳﴾ دنیا میں

اور فرشتوں کو حکم دیا جائے گا: ﴿۳۳﴾ ظالموں سے مراد کافر ہیں اور ان کے جوڑوں سے مراد ان کے شیطان جو دنیا میں ان کے چلیس و فرین رہتے تھے، ہر ایک کافر

اپنے شیطان کے ساتھ ایک ہی زنجیر میں جکڑ دیا جائے گا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ جوڑوں سے مراد اَشْبَاحُ وَ اَمْثَالُ ہیں یعنی ہر کافر اپنے

ہی قسم کے کفار کے ساتھ ہانکا جائے گا بت پرست بت پرستوں کے ساتھ اور آتش پرست آتش پرستوں کے ساتھ، علیٰ ہذا القیاس۔ ﴿۳۴﴾ صراط کے پاس

﴿۳۴﴾ حدیث شریف میں ہے کہ روز قیامت بندہ جگہ سے ہل نہ سکے گا جب تک چار باتیں اس سے نہ پوچھ لی جائیں ایک اس کی عمر کہ کس کام میں گزری۔ دوسرے

اس کا علم کہ اس پر کیا عمل کیا۔ تیسرے اس کا مال کہ کہاں سے کمایا کہاں خرچ کیا۔ چوتھے اس کا جسم کہ اس کو کس کام میں لایا۔ ﴿۳۵﴾ یہ ان سے جہنم کے خازن بطریق

تویخ کہیں گے کہ دنیا میں تو ایک دوسرے کی امداد پر بہت غرہ رکھتے تھے آج دیکھو کیسے عاجز ہو تم میں سے کوئی کسی کی مدد نہیں کر سکتا۔ ﴿۳۶﴾ عاجز و ذلیل ہو

کر۔ ﴿۳۷﴾ اپنے سرداروں سے جو دنیا میں بہکاتے تھے۔ ﴿۳۸﴾ یعنی بزدل و قوت نہیں گمراہی پر آمادہ کرتے تھے۔ اس پر کفار کے سردار کہیں گے اور ﴿۳۹﴾ پہلے ہی سے

کافر تھے اور ایمان سے با اختیار خود اعراض کر چکے تھے۔ ﴿۴۰﴾ کہ ہم تمہیں اپنی اتباع پر مجبور کرتے۔ ﴿۴۱﴾ جو اس نے فرمائی کہ میں ضرور جہنم کو جنوں اور انسانوں

سے بھروں گا۔ لہذا ﴿۴۲﴾ اس کا عذاب۔ گمراہوں کو بھی اور گمراہ کرنے والوں کو بھی۔



يَوْمِيذٍ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُونَ ﴿۳۳﴾ اِنَّا كَذَلِكَ نَفْعَلُ بِالْجُرْمِ مِثْلًا

اس دن ۳۳ وہ سب کے سب عذاب میں شریک ہیں ۳۳ مجرموں کے ساتھ ہم ایسا ہی کرتے ہیں

اِنَّهُمْ كَانُوْۤا اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَيَقُوْلُوْنَ

بے شک جب ان سے کہا جاتا تھا کہ اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہیں تو اونچے کھینچتے (تکبر کرتے) تھے ۳۵ اور کہتے تھے

اِنَّا لَتٰرْكُوْۤا الْاِهْتِنَاۤءِ شَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ ﴿۳۶﴾ بَلْ جَاءَ بِالْحَقِّ وَصَدَقَ

کیا ہم اپنے خداؤں کو چھوڑ دیں ایک دیوانہ شاعر کے کہنے سے ۳۶ بلکہ وہ تو حق لائے ہیں اور انھوں نے رسولوں کی

الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۳۷﴾ اِنَّكُمْ لَذٰۤاۤئِقُوْا الْعَذَابِ الْاَلِيْمِ ﴿۳۸﴾ وَمَا تَجْزَوْنَ اِلَّا مَا

تصدیق فرمائی ۳۷ بے شک تمہیں ضرور دکھ کی مار چکھنی ہے ۳۸ تو تمہیں بدلہ نہ ملے گا مگر

كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۳۹﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلِصِيْنَ ﴿۴۰﴾ اُوْلٰٓئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ

اپنے کئے کا ۳۹ مگر جو اللہ کے چنے ہوئے بندے ہیں ۴۰ ان کے لیے وہ روزی ہے

مَعْلُوْمٌ ﴿۴۱﴾ فَوَاكِهٌ وَّهُمْ مُّكْرَمُوْنَ ﴿۴۲﴾ فِيْ جَنَّتِ النَّعِيْمِ ﴿۴۳﴾ عَلٰۤى سُرُرٍ

جو ہمارے علم میں ہے ۴۱ میوے ۴۲ اور ان کی عزت ہوگی چین کے باغوں میں تختوں پر

مُتَّقِبِيْنَ ﴿۴۴﴾ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِكَاۤسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ ﴿۴۵﴾ بِيْضَآءٍ لَّدُنَّ

ہوں گے آمنے سامنے ۴۴ ان پر دورہ ہوگا نگاہ کے سامنے بہتی شراب کے جام کا ۴۵ سفید رنگ ۴۵ پینے والوں

لِلشَّرِيْبِيْنَ ﴿۴۶﴾ لَا فِيْهَا غَوْلٌ وَلَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَعِنْدَهُمْ

کے لیے لذت ۴۶ نہ اس میں خمار ہے ۴۷ اور نہ اس سے ان کا سر پھرے ۴۷ اور ان کے پاس جو

قِصَٰتِ الطَّرْفِ عِيْنَ ﴿۴۸﴾ كَاۤتِبٰٓتٌ يَّبۡسُ كُتُوْبٌ ﴿۴۹﴾ فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰۤى

شہروں کے سوا دوسری طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھیں گی ۴۸ بڑی آنکھوں والیاں گویا وہ انڈے ہیں پوشیدہ رکھے ہوئے ۴۹ تو ان میں ۴۸ ایک نے دوسرے کی

۴۵ یعنی روز قیامت ۴۶ گمراہ بھی اور ان کے گمراہ کرنے والے سردار بھی کیونکہ یہ سب دنیا میں گمراہی میں شریک تھے۔ ۴۷ اور تو حید قبول نہ کرتے تھے شرک

سے باز نہ آتے تھے۔ ۴۸ یعنی سید عالم حبیب خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمانے سے۔ ۴۹ دین و توحید و نفی شرک میں۔ ۴۸ اس شرک اور

مکذیب کا جو دنیا میں کرائے ہو۔ ۴۸ ایمان اور اخلاص والے ۴۹ اور نفیس و لذیذ نعمتیں، خوش ذائقہ، خوشبودار، خوش منظر۔ ۴۸ ایک دوسرے سے مانوس اور

مسرور۔ ۴۹ جس کی پاکیزہ نہریں نگاہوں کے سامنے جاری ہوں گی۔ ۴۵ دودھ سے بھی زیادہ سفید ۴۷ بخلاف دنیا کی شراب کے جو بدبودار اور بد ذائقہ ہوتی

ہے اور پینے والا اس کو پیتے وقت منہ بگاڑ بگاڑ لیتا ہے۔ ۴۷ جس سے عقل میں خلل آئے۔ ۴۸ بخلاف دنیا کی شراب کے جس میں بہت سے فسادات اور عیب

ہیں اس سے پیٹ میں بھی درد ہوتا ہے سر میں بھی، پیشاب میں بھی تکلیف ہو جاتی ہے، طبیعت ماش کرتی ہے، تے آتی ہے، سر چکراتا ہے، عقل ٹھکانے نہیں رہتی۔

۴۹ وہ اس کے نزدیک اس کا شوہر ہی صاحبِ حُسن اور پیارا ہے۔ ۴۷ گردوغبار سے پاک صاف دکش رنگ۔ ۴۸ یعنی اہل جنت میں سے۔

بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ ۝۵۰ قَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ إِنِّي كَانَ لِي قَرِينٌ ۝۵۱ يَقُولُ

طرف منہ کیا پوچھتے ہوئے ۵۰ ان میں سے کہنے والا بولا میرا ایک ہم نشین تھا ۵۱ مجھ سے کہا کرتا

إِنَّكَ لَمِنَ الْمَصْدِقِينَ ۝۵۲ ءِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا إنا

کیا تم اسے سچ مانتے ہو ۵۲ کیا جب ہم مر کر مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے تو کیا ہمیں

لَمَدِينُونَ ۝۵۳ قَالَ هَلْ أَنْتُمْ مُطَّلِعُونَ ۝۵۴ فَاطَّلَعَ فَرَآهُ فِي سَوَاءٍ

جزا سزا دی جائے گی ۵۳ کہا کیا تم جھانک کر دیکھو گے ۵۴ پھر جھانکا تو اسے سچ بھرتی

الْجَحِيمِ ۝۵۵ قَالَ تَاللَّهِ إِنْ كُنْتُ لَأُرِيدِينَ ۝۵۶ وَلَوْلَا نِعْمَةُ رَبِّي

آگ میں دیکھا ۵۵ کہا خدا کی قسم قریب تھا کہ تو مجھے ہلاک کر دے ۵۶ اور میرا رب فضل نہ کرے ۵۶

لَكُنْتُ مِنَ الْمُحْضَرِينَ ۝۵۷ أَفَمَنْ حُنِيبٍ ۝۵۸ إِلَّا مَوْتَتَنَا الْأُولَىٰ

تو ضرور میں بھی پکڑ کر حاضر کیا جاتا ۵۷ تو کیا ہمیں مرنا نہیں مگر ہماری پہلی موت ۵۸

وَمَا نَحْنُ بِبَعْدَ بَيْنٍ ۝۵۹ إِنَّ هَذَا هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝۶۰ لِيَسْئَلِ هَذَا

اور ہم پر عذاب نہ ہوگا ۵۹ بے شک یہی بڑی کامیابی ہے ایسی ہی بات کے لیے

فَلْيَعْمَلِ الْعِبَادُونَ ۝۶۱ أَذَلِكْ خَيْرٌ نَزَّلًا أَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّومِ ۝۶۲ إِنَّا

کامیوں کو کام کرنا چاہیے تو یہ مہمانی بھلی ۶۱ یا تھوہڑ کا بیڑ ۶۲ بے شک ہم نے

جَعَلْنَا فِتْنَةً لِلظَّالِمِينَ ۝۶۳ إِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِي أَصْلِ الْجَحِيمِ ۝۶۴

اسے ظالموں کی جانچ کیا ہے ۶۳ بے شک وہ ایک بیڑ ہے کہ جہنم کی جڑ میں نکلتا ہے ۶۴

۵۲ کہ دنیا میں کیا حالات و واقعات پیش آئے۔ ۵۳ و دنیا میں۔ جو مرنے کے بعد اٹھنے کا منکر تھا اور اس کی نسبت طنز کے طریقہ پر ۵۴ یعنی مرنے کے بعد اٹھنے

کو ۵۵ اور ہم سے حساب لیا جائے گا۔ یہ بیان کر کے اس جنتی نے اپنے جنتی دوستوں سے ۵۶ کہ میرے اس ہم نشین کا جہنم میں کیا حال ہے ۵۷ کہ عذاب

کے اندر گرفتار ہے تو اس جنتی نے اس سے ۵۸ راہ راست سے بہکا کر ۵۹ اور اپنے رحمت و کرم سے مجھے تیرے انگواسے محفوظ نہ رکھتا اور اسلام پر قائم رہنے کی

توفیق نہ دیتا۔ ۶۰ تیرے ساتھ جہنم میں۔ اور جب موت ذبح کر دی جائے گی تو اہل جنت فرشتوں سے کہیں گے: ۶۱ وہی جو دنیا میں ہو چکا ۶۲ فرشتے کہیں

گے: نہیں۔ اور اہل جنت کا یہ دریافت کرنا اللہ تعالیٰ کی رحمت کے ساتھ تلذذ اور دائمی حیات کی نعمت اور عذاب سے مامون ہونے کے احسان پر اس کی نعمت کا ذکر

کرنے کے لیے ہے اور اس ذکر سے انہیں سرور حاصل ہوگا۔ ۶۳ یعنی جنتی نعمتیں اور لذتیں اور وہاں کے نفیس اور لطیف مآكل و مشارب اور دائمی عیش اور بے

نہایت راحت و سرور ۶۴ نہایت تلذذ انتہا کا بد بودار حد درجہ کا دمزدہ سخت ناگوار جس سے دوزخیوں کی میزبانی کی جائے گی اور ان کو اس کے کھانے پر مجبور کیا جائے

گا۔ ۶۵ کہ دنیا میں کافراں کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آگ درختوں کو جلا ڈالتی ہے تو آگ میں درخت کیسے ہوگا۔ ۶۶ اور اس کی شاخیں جہنم کے درکات

میں پہنچتی ہیں۔

طَلَعَهَا كَأَنَّهُ رُءُوسُ الشَّيْطَانِ ۝ فَإِنَّهُمْ لَا كُفُونَ مِنْهَا فَمَا لِيُونَ

اس کا شگونہ جیسے دیووں کے سر فلا پھر بے شک وہ اس میں سے کھائیں گے ۶۵ پھر اس سے

مِنْهَا الْبُطُونَ ۝ ثُمَّ إِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا لَشَوْبًا مِّنْ حَيْمٍ ۝ ثُمَّ إِنَّ مَرَجَهُمْ

پیٹ بھریں گے پھر بے شک ان کے لیے اس پر کھولنے پانی کی ملوٹی (ملاوٹ) ہے ۶۶ پھر ان کی بازگشت (واپسی)

لَا إِلَى الْجَحِيمِ ۝ إِنَّهُمْ أَلْفَوْا آبَاءَهُمْ ضَالِّينَ ۝ فَهُمْ عَلَىٰ آثَرِهِمْ

ضرور بھڑکتی آگ کی طرف ہے وک بے شک انھوں نے اپنے باپ دادا گمراہ پائے تو وہ انھیں کے نشان قدم پر

يُهْرَعُونَ ۝ وَلَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ أَكْثَرُ الْأَوَّلِينَ ۝ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا

دوڑے جاتے ہیں وک اور بے شک ان سے پہلے بہت سے اگلے گمراہ ہوئے وک اور بے شک ہم نے

فِيهِمْ مُّنذِرِينَ ۝ فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنذِرِينَ ۝ إِلَّا عِبَادَ

ان میں ڈر سنانے والے بھیجے وک تو دیکھو ڈرائے گیوں کا کیسا انجام ہوا وک مگر اللہ

اللَّهُ الْمُخْلِصِينَ ۝ وَلَقَدْ نَادَيْنَا نُوْحًا فَلَنِعْمَ الْبُحِيْبُونَ ۝ وَنَجَّيْنَاهُ

کے چنے ہوئے بندے وک اور بیشک ہمیں نوح نے پکارا وک تو ہم کیا ہی اچھے قبول فرمانے والے وک اور ہم نے اسے

وَأَهْلَهُ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيمِ ۝ وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهُ هُمُ الْبَاقِينَ ۝ وَتَرَكْنَا

اور اس کے گھر والوں کو بڑی تکلیف سے نجات دی اور ہم نے اسی کی اولاد باقی رکھی وک اور ہم نے

عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ ۝ سَلِّمْ عَلَىٰ نُوحٍ فِي الْعَالَمِينَ ۝ إِنَّا كَذَلِكَ

پچھلوں میں اس کی تعریف باقی رکھی وک نوح پر سلام ہو جہان والوں میں وک بے شک ہم ایسا ہی

۶۷ یعنی نہایت بدبیت اور تنبیح المنظر۔ ۶۸ شدت کی بھوک سے مجبور ہو کر ۶۹ یعنی جنہی تھوہڑ سے ان کے پیٹ بھریں گے وہ جلتا ہوگا پیٹوں کو جلانے گا اس کی

سوزش سے پیاس کا غلبہ ہوگا اور مدت تک تو پیاس کی تکلیف میں رکھے جائیں گے پھر جب سینے کو دیا جائے گا تو گرم کھولتا پانی اس کی گرمی اور سوزش اس تھوہڑ کی گرمی

اور جلن سے مل کر اور تکلیف و بے چینی بڑھائے گی۔ وک کیونکہ زقوم کھلانے اور گرم پانی پلانے کے لیے ان کو اپنے درکات سے دوسرے درکات میں لے جایا

جائے گا اس کے بعد پھر اپنے درکات کی طرف لوٹائے جائیں گے۔ اس کے بعد ان کے مستحق عذاب ہونے کی علت ارشاد فرمائی جاتی ہے وک اور گمراہی میں ان کا

اتباع کرتے ہیں اور حق کے دلائل واضح سے آنکھیں بند کر لیتے ہیں۔ وک اسی وجہ سے کہ انہوں نے اپنے باپ دادا کی غلط راہ نہ چھوڑی اور حجت و دلیل سے

فائدہ نہ اٹھایا۔ وک یعنی انبیاء علیہم السلام جنہوں نے ان کو گمراہی اور بد عملی کے برے انجام کا خوف دلایا۔ وک کہ وہ عذاب سے ہلاک کئے گئے۔ وک ایماندار

جنہوں نے اپنے اخلاص کے سبب نجات پائی۔ وک اور ہم سے اپنی قوم کے عذاب و ہلاک کی درخواست کی۔ وک کہ ہم نے ان کی دعا قبول کی اور ان کے دشمنوں

کے مقابلہ میں مدد کی اور ان سے پورا انتقام لیا کہ انہیں غرق کر کے ہلاک کر دیا۔ وک تو اب دنیا میں جتنے انسان ہیں سب حضرت نوح علیہ السلام کی نسل سے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کشتی سے اترنے کے بعد ان کے ہمراہیوں میں جس قدر مرد و عورت تھے

سبھی مر گئے سوائے آپ کی اولاد اور ان کی عورتوں کے انہیں سے دنیا کی نسلیں چلیں عرب اور فارس اور روم آپ کے فرزند سام کی اولاد سے ہیں اور سوڈان کے لوگ



نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ۸۰ ۱۰ إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ ۸۱ ۱۱ ثُمَّ أَغْرَقْنَا

صلہ دیتے ہیں نیکوں کو بے شک وہ ہمارے اعلیٰ درجہ کے کامل الایمان بندوں میں ہے پھر ہم نے دوسروں کو

الْآخَرِينَ ۸۲ ۱۲ وَإِنَّ مِنْ شَيْعَتِهِ لِابْرَاهِيمَ ۸۳ ۱۳ إِذْ جَاءَ رَبَّهُ بِقَلْبٍ

ڈبوا دیا ۱۲ اور بے شک اسی کے گروہ سے ابراہیم ہے ۱۳ جب کہ اپنے رب کے پاس حاضر ہوا غیر سے

سَلِيمٍ ۸۴ ۱۴ إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَاذَا تَعْبُدُونَ ۸۵ ۱۵ أَيْفَا الْهَاتَةِ دُونَ

سلامت دل لے کر ۱۴ جب اس نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے فرمایا ۱۵ تم کیا پوجتے ہو کیا بہتان سے اللہ کے سوا

اللَّهُ تَرِيدُونَ ۸۶ ۱۶ فَمَا ظَنُّكُمْ بِرَبِّ الْعَالَمِينَ ۸۷ ۱۷ فَظَرَ نَظْرَةً فِي

اور خدا چاہتے ہو تو تمہارا کیا گمان ہے رب العالمین پر ۱۷ پھر اس نے ایک نگاہ ستاروں

النُّجُومِ ۸۸ ۱۸ فَقَالَ إِنِّي سَقِيمٌ ۸۹ ۱۹ فَتَوَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِينَ ۹۰ ۲۰ فَرَاغَ إِلَى

کو دیکھا ۱۸ پھر کہا میں بیمار ہونے والا ہوں ۱۹ تو وہ اس پر پیٹھ دے کر پھر گئے ۲۰ پھر ان کے خداؤں کی طرف

الِهَتِهِمْ فَقَالَ أَلَا تَأْكُلُونَ ۹۱ ۲۱ مَا لَكُمْ لَا تَنْطِقُونَ ۹۲ ۲۲ فَرَاغَ عَلَيْهِمْ

چھپ کر چلا تو کہا کیا تم نہیں کھاتے ۲۱ تمہیں کیا ہوا کہ نہیں بولتے ۲۲ تو لوگوں کی نظر بچا کر انھیں

آپ کے بیٹے حام کی نسل سے اور ترک اور یا جوج ماجوج وغیرہ آپ کے صاحبزادے یافث کی اولاد سے۔ ۹۱ یعنی ان کے بعد والے انبیاء علیہم السلام اور ان

کی امتوں میں حضرت نوح علیہ السلام کا ذکر جمیل باقی رکھا۔ ۹۲ یعنی ملائکہ اور جن وانس سب ان پر قیامت تک سلام بھیجا کریں۔ ۹۳ یعنی حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے کافروں کو۔ ۹۴ یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام کے دین و ملت اور انہی کے طریق و سنت پر ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے درمیان دو ہزار چھ سو چالیس برس کا زمانی فرق ہے اور دونوں حضرات کے درمیان جو عہد گزارا اس میں صرف دو نبی ہوئے:

حضرت ہود و حضرت صالح علیہما السلام۔ ۹۵ یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے قلب کو اللہ تعالیٰ کے لیے خالص کیا اور ہر چیز سے فارغ کر لیا۔ ۹۶

بہ طریق تو بخ ۹۷ کہ جب تم اس کے سوا دوسرے کو پوجو گے تو کیا وہ تمہیں بے عذاب چھوڑ دے گا باوجودیکہ تم جانتے ہو کہ وہی معمم حقیقی مستحق عبادت ہے۔ قوم نے کہا کہ کل کو ہماری عید ہے، جنگل میں میلہ لگے گا، ہم نفیس کھانے پکا کر بتوں کے پاس رکھ جائیں گے اور میلہ سے واپس ہو کر تبرک کے طور پر ان کو کھائیں گے،

آپ بھی ہمارے ساتھ چلیں اور مجمع اور میلہ کی رونق دیکھیں، وہاں سے واپس ہو کر بتوں کی زینت اور سجاوٹ اور ان کا بناؤ سنگار دیکھیں، یہ تماشا دیکھنے کے بعد ہم سمجھتے ہیں کہ آپ بت پرستی پر ہمیں ملامت نہ کریں گے۔ ۹۸ جیسے کہ ستارہ شناس نجوم کے ماہر ستاروں کے مواقع اتصالات و انصرافات کو دیکھا کرتے ہیں۔

۹۹ قوم نجوم کی بہت معتقد تھی وہ سمجھی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیمار ہونے کا حال معلوم کر لیا اب یہ کسی متعدی مرض میں مبتلا ہونے والے ہیں، متعدی مرض سے وہ لوگ بہت ڈرتے تھے۔ مسئلہ: علم نجوم حق ہے اور سیکھنے میں مشغول ہونا منسوخ ہو چکا۔ مسئلہ: شرعاً کوئی مرض متعدی نہیں ہوتا یعنی ایک شخص

کا مرض بعینہ دوسرے میں نہیں پہنچ جاتا مادوں کے فساد اور ہوا وغیرہ کی سنتوں کے اثر سے ایک وقت میں بہت سے لوگوں کو ایک طرح کے مرض ہو سکتے ہیں لیکن حدوث مرض کا ہر ایک میں جدا گانہ ہے کسی کا مرض کسی دوسرے میں نہیں پہنچتا۔ ۱۰۰ اپنی عید کی طرف اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو چھوڑ گئے، آپ بت خانہ میں آئے۔ ۱۰۱ یعنی اس کھانے کو جو تمہارے سامنے رکھا ہے بتوں نے اس کا کچھ جواب نہ دیا اور وہ جواب ہی کیا دیتے تو آپ نے فرمایا: ۱۰۲ اس پر بھی بتوں کی

طرف سے کچھ جواب نہ ہوا وہ بے جان پتھر تھے جواب کیا دیتے۔



الْمُحْسِنِينَ ﴿۱۰۵﴾ إِنَّ هَذَا هُوَ الْبَلَاءُ الْمُبِينُ ﴿۱۰۶﴾ وَقَدَيْنَهُ بِذَبْحِ

نیوں کو بے شک یہ روشن جانچ تھی اور ہم نے ایک بڑا ذبیحہ اس کے صدقہ میں دے کر

عَظِيمٍ ﴿۱۰۷﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ ﴿۱۰۸﴾ سَلَّمَ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ ﴿۱۰۹﴾ كَذَلِكَ

اسے بچا لیا۔ اور ہم نے پچھلوں میں اس کی تعریف باقی رکھی سلام ہو ابراہیم پر۔ ہم ایسا ہی

نَجَزَى الْمُحْسِنِينَ ﴿۱۱۰﴾ إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ ﴿۱۱۱﴾ وَبَشَّرْنَاهُ

صلہ دیتے ہیں نیوں کو بے شک وہ ہمارے اعلیٰ درجہ کے کامل الایمان بندوں میں ہیں اور ہم نے اسے خوشخبری دی

بِإِسْحَاقَ نَبِيًّا مِّنَ الصَّالِحِينَ ﴿۱۱۲﴾ وَبَرَكَاتًا عَلَيْهِ وَعَلَىٰ إِسْحَاقَ ط وَمِنْ

اسحق کی کہ غیب کی خبریں بتانے والا ہمارے قرب خاص کے سزاواروں میں تھا اور ہم نے برکت اتاری اس پر اور اسحق پر۔ اور ان کی

ذُرِّيَّتِهِمَا مُحْسِنًا وَظَالِمًا لِّنَفْسِهِ مُبِينًا ﴿۱۱۳﴾ وَلَقَدْ مَنَّا عَلَىٰ مُوسَىٰ وَ

اولاد میں کوئی اچھا کام کرنے والا تھا اور کوئی اپنی جان پر صریح ظلم کرنے والا تھا اور بے شک ہم نے موسیٰ اور ہارون

هُرُونَ ﴿۱۱۴﴾ وَنَجَّيْنَاهُمَا وَقَوْمَهُمَا مِنَ الْكُرْبِ الْعَظِيمِ ﴿۱۱۵﴾ وَنَصَرْنَاهُمَا

پر احسان فرمایا۔ اور انہیں اور ان کی قوم و قوم کو بڑی سختی سے نجات بخشی۔ اور ان کی ہم نے مدد فرمائی۔ اور

فَكَانُوا هُمُ الْغَالِبِينَ ﴿۱۱۶﴾ وَآتَيْنَاهُمَا الْكِتَابَ الْمُسْتَبِينَ ﴿۱۱۷﴾ وَهَدَيْنَاهُمَا

تو وہی غالب ہوئے۔ اور ہم نے ان دونوں کو روشن کتاب عطا فرمائی۔ اور ان کو

الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ﴿۱۱۸﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِمَا فِي الْآخِرِينَ ﴿۱۱۹﴾ سَلَّمَ عَلَىٰ

سیدھی راہ دکھائی اور پچھلوں میں ان کی تعریف باقی رکھی سلام ہو

مُوسَىٰ وَهُرُونَ ﴿۱۲۰﴾ إِنَّا كَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ﴿۱۲۱﴾ إِنَّهُمَا مِنْ

موسیٰ اور ہارون پر بے شک ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیوں کو بے شک وہ دونوں

مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۱۲۲﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِمَا فِي الْآخِرِينَ ﴿۱۲۳﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِمَا فِي الْآخِرِينَ ﴿۱۲۴﴾

مؤمنوں میں اور ہم نے ان دونوں کو بے شک وہ دونوں

مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۱۲۵﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِمَا فِي الْآخِرِينَ ﴿۱۲۶﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِمَا فِي الْآخِرِينَ ﴿۱۲۷﴾

مؤمنوں میں اور ہم نے ان دونوں کو بے شک وہ دونوں

مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۱۲۸﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِمَا فِي الْآخِرِينَ ﴿۱۲۹﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِمَا فِي الْآخِرِينَ ﴿۱۳۰﴾

مؤمنوں میں اور ہم نے ان دونوں کو بے شک وہ دونوں



عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ ﴿۱۳۲﴾ وَإِنَّ إِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ﴿۱۳۳﴾ اِذْ قَالَ

ہمارے اعلیٰ درجہ کے کامل الایمان بندوں میں ہیں اور بے شک الیاس پیغمبروں سے ہے ﴿۱۳۳﴾ جب اس نے

لِقَوْمِهِ اَلَا تَتَّقُونَ ﴿۱۳۴﴾ اَتَدْعُونَ بَعْلًا وَتَذَرُونَ اَحْسَنَ الْخَالِقِينَ ﴿۱۳۵﴾

اپنی قوم سے فرمایا کیا تم ڈرتے نہیں ﴿۱۳۴﴾ کیا بعل کو پوجتے ہو فلا اور چھوڑتے ہو سب سے اچھا پیدا کرنے والے

اللَّهِ رَبِّكُمْ وَرَبَّ اٰبَائِكُمُ الْاَوْلِيْنَ ﴿۱۳۶﴾ فَكَذَّبُوهُ فَاِنَّهُمْ لَمُحْضِرُونَ ﴿۱۳۷﴾

اللہ کو جو رب ہے تمہارا اور تمہارے اگلے باپ دادا کا ﴿۱۳۶﴾ پھر انہوں نے اسے جھٹلایا تو وہ ضرور پکڑے آئیں گے ﴿۱۳۷﴾

اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلِصِينَ ﴿۱۳۸﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِينَ ﴿۱۳۹﴾ سَلَّمَ عَلٰی

مگر اللہ کے چنے ہوئے بندے ﴿۱۳۸﴾ اور ہم نے پچھلوں میں اس کی ثنا باقی رکھی سلام ہو

اِلَّا يَاسِيْنَ ﴿۱۴۰﴾ اِنَّا كَذَلِكْ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ﴿۱۴۱﴾ اِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا

الیاس پر بے شک ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو بے شک وہ ہمارے اعلیٰ درجہ کے کامل

الْمُؤْمِنِينَ ﴿۱۴۲﴾ وَاِنَّ لُوْطَ الْاَبْنِ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۴۳﴾ اِذْ نَجَّيْنَاهُ وَاَهْلَهُ

الایمان بندوں میں ہے اور بے شک لوط پیغمبروں میں ہے جب کہ ہم نے اسے اور اس کے سب گھروالوں

اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۴۴﴾ اِلَّا عَجُوْزًا فِي الْغَيْرِيْنَ ﴿۱۴۵﴾ ثُمَّ دَمَرْنَا الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۴۶﴾ وَ

کو نجات بخشی مگر ایک بڑھیا کہ رہ جانے والوں میں ہوئی ﴿۱۴۴﴾ پھر دوسروں کو ہم نے ہلاک فرما دیا ﴿۱۴۶﴾ اور

اِنَّكُمْ لَتَمْرُوْنَ عَلَيْهِمْ مُّصْبِحِيْنَ ﴿۱۴۷﴾ وَبِالْبَلِيْلِ ط اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۴۸﴾ وَ

بے شک تم ان پر گزرتے ہو صبح کو اور رات میں ﴿۱۴۷﴾ تو کیا تمہیں عقل نہیں ﴿۱۴۸﴾ اور

اِنَّ يُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۴۹﴾ اِذْ اَبَقَ اِلَى الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿۱۵۰﴾

بے شک یونس پیغمبروں سے ہے جب کہ بھری کشتی کی طرف نکل گیا ﴿۱۵۰﴾

حدود و احکام وغیرہ کی جامع۔ اس کتاب سے مراد توریث شریف ہے۔ ﴿۱۴۲﴾ جو بعلبک اور اس کے نواح کے لوگوں کی طرف مبعوث ہوئے۔ ﴿۱۴۳﴾ یعنی کیا تمہیں

اللہ تعالیٰ کا خوف نہیں۔ ﴿۱۴۴﴾ ”بعل“ ان کے بت کا نام تھا جو سونے کا تھا، اس کی لمبائی بیس گرتھی، چار منہ تھے، اس کی بہت تعظیم کرتے تھے، جس مقام میں وہ تھا

اس جگہ کا نام ”بک“ تھا اسی سے بعلبک مرکب ہوا، یہ بلا دشام میں ہے۔ ﴿۱۴۵﴾ اس کی عبادت ترک کرتے ہو۔ ﴿۱۴۶﴾ جہنم میں ﴿۱۴۷﴾ یعنی اس قوم میں سے اللہ تعالیٰ

کے برگزیدہ بندے جو حضرت الیاس علیہ السلام پر ایمان لائے انہوں نے عذاب سے نجات پائی۔ ﴿۱۴۸﴾ عذاب کے اندر۔ ﴿۱۴۹﴾ یعنی حضرت لوط علیہ السلام کی

قوم کے کفار کو۔ ﴿۱۵۰﴾ اہل مکہ! ﴿۱۴۳﴾ اپنے سفروں میں روز و شب تم ان کے آثار و منازل پر گزرتے ہو۔ ﴿۱۴۴﴾ کہ ان سے عبرت حاصل کرو۔ ﴿۱۴۵﴾

حضرت ابن عباس اور وہب کا قول ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام نے اپنی قوم سے عذاب کا وعدہ کیا تھا اس میں تاخیر ہوئی تو آپ ان سے چھپ کر نکل گئے اور

آپ نے دریائی سفر کا قصد کیا کشتی پر سوار ہوئے دریا کے درمیان میں کشتی ٹھہر گئی اور اس کے ٹھہرنے کا کوئی سبب ظاہر موجود نہ تھا ملاحوں نے کہا اس کشتی میں اپنے

فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِينَ ﴿۱۳۱﴾ فَالتَّقَبُّهُ الْحُوتُ وَهُوَ مَلِيمٌ ﴿۱۳۲﴾ فَلَوْ

تو قرعہ ڈالا تو دھکیلے ہوؤں میں ہوا پھر اسے مچھلی نے نگل لیا اور وہ اپنے آپ کو ملامت کرتا تھا ۱۳۱ تو اگر

لَا أَنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِينَ ﴿۱۳۳﴾ لَلْبَيْتِ فِي بَطْنِهِ إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُونَ ﴿۱۳۴﴾

وہ تسبیح کرنے والا نہ ہوتا ۱۳۳ ضرور اس کے پیٹ میں رہتا جس دن تک لوگ اٹھائے جائیں گے ۱۳۴

فَنَبَذْنَاهُ بِالْعَرَاءِ وَهُوَ سَقِيمٌ ﴿۱۳۵﴾ وَأَنْبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِّنْ يَقْطِينٍ ﴿۱۳۶﴾

پھر ہم نے اسے ۱۳۵ میدان ڈال پر دیا اور وہ بیمار تھا ۱۳۵ اور ہم نے اس پر ۱۳۶ کدو کا پیڑ اگایا ۱۳۶

وَأَرْسَلْنَاهُ إِلَىٰ مِائَةِ أَلْفٍ أَوْ يَزِيدُونَ ﴿۱۳۷﴾ فَاْمُوا فَسْتَعْنَهُمْ إِلَىٰ

اور ہم نے اسے ۱۳۷ لاکھ آدمیوں کی طرف بھیجا بلکہ زیادہ تو وہ ایمان لے آئے ۱۳۷ تو ہم نے انہیں ایک وقت

حِينَ ط ﴿۱۳۸﴾ فَاسْتَفْتِهِمُ الرِّبِّكَ الْبَنَاتُ وَ لَهُمُ الْبَنُونَ ﴿۱۳۹﴾ أَمْ خَلَقْنَا

تک برستے دیا ۱۳۸ تو ان سے پوچھو کیا تمہارے رب کے لیے بیٹیاں ہیں ۱۳۸ اور ان کے بیٹے ۱۳۹ یا ہم نے ملائکہ

الْمَلَائِكَةَ إِنَّا نَاثِقُونَ ﴿۱۴۰﴾ أَلَا إِنَّهُمْ مِّنْ أَفْئِدَتِنَا لَمَا خَلَقْنَا

کو عورتیں پیدا کیا اور وہ حاضر تھے ۱۴۰ سنتے ہو بے شک وہ اپنے بہتان سے کہتے ہیں

وَلَدَ اللَّهُ ط ﴿۱۴۱﴾ وَإِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ﴿۱۴۲﴾ أَصْطَفَىٰ الْبَنَاتِ عَلَىٰ الْبَنِينَ ط ﴿۱۴۳﴾ مَا

کہ اللہ کی اولاد ہے اور بے شک ضرور وہ جھوٹے ہیں کیا اس نے بیٹیاں پسند کیں بیٹے چھوڑ کر تمہیں

مولا سے بھاگا ہوا کوئی غلام ہے قرعہ ڈالنے سے ظاہر ہو جائے گا، قرعہ ڈالا گیا تو آپ ہی کے نام نکلا، تو آپ نے فرمایا: میں ہی وہ غلام ہوں اور آپ پانی میں ڈال

دینے گئے کیونکہ دستور یہی تھا کہ جب تک بھاگا ہوا غلام دریا میں غرق نہ کر دیا جائے اس وقت تک نشتی چلتی نہ تھی۔ ۱۴۱ کہ کیوں نکلنے میں جلدی کی اور قوم سے

جدا ہونے میں امر الہی کا انتظار نہ کیا ۱۴۲ یعنی ذکر الہی کی کثرت کرنے والا اور مچھلی کے پیٹ میں ”لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ“

پڑھنے والا ۱۴۳ یعنی روز قیامت تک۔ ۱۴۴ مچھلی کے پیٹ سے نکال کر اسی روز یا تین روز یا سات روز یا چالیس روز کے بعد ۱۴۵ یعنی مچھلی کے پیٹ میں

رہنے کے باعث آپ ایسے ضعیف نحیف اور نازک ہو گئے تھے جیسا بچہ پیدائش کے وقت ہوتا ہے جسم کی کھال نرم ہوگئی اور بدن پر کوئی بال باقی نہ رہا تھا ۱۴۶ سایہ

کرنے اور مکھیوں سے محفوظ رکھنے کے لیے ۱۴۷ کدو کی تیل ہوتی ہے جو زمین پر پھیلتی ہے مگر یہ آپ کا مجزہ تھا کہ یہ کدو کا درخت قد والے درختوں کی طرح شاخ

رکھتا تھا اور اس کے بڑے بڑے پتوں کے سایہ میں آپ آرام کرتے تھے اور حکم الہی روزانہ ایک بکری آتی اور اپنا تھن حضرت کے دہن مبارک میں دے کر آپ

کو صبح وشام دودھ پلا جاتی یہاں تک کہ جسم مبارک کی جلد شریف یعنی کھال مضبوط ہوئی اور اپنے موقع سے بال سمے اور جسم میں توانائی آئی۔ ۱۴۸ پہلے کی طرح

سرزمین موصل میں قوم نینوی کے ۱۴۹ آثار عذاب دیکھ کر (اس کا بیان سورہ یونس کے دسویں رکوع میں گزر چکا ہے اور اس واقعہ کا بیان سورہ انبیاء کے چھٹے رکوع

میں بھی آچکا ہے) ۱۴۵ یعنی ان کی آخر عمر تک انہیں آسائش کے ساتھ رکھا۔ اس واقعہ کے بیان فرمانے کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلمہ سے فرماتا ہے کہ آپ کفار کہہ سے انکار بعثت کی وجہ دریافت کیجئے۔ چنانچہ ارشاد فرماتا ہے: ۱۴۶ جیسا کہ چھبیدہ اور بنی سلمہ وغیرہ کفار کا اعتقاد ہے کہ فرشتے

خدا کی بیٹیاں ہیں ۱۴۷ یعنی اپنے لیے تو بیٹیاں گوارا نہیں کرتے بڑی جاننے ہیں اور پھر ایسی چیز کو خدا کی طرف نسبت کرتے ہیں۔ ۱۴۸ دیکھ رہے تھے، کیوں

ایسی بیہودہ بات کہتے ہیں۔

لَكُمْ ۚ كَيْفَ تَحْكُمُونَ ﴿۱۵۳﴾ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ﴿۱۵۴﴾ أَمْ لَكُمْ سُلْطٰنٌ

کیا ہے کیا حکم لگاتے ہو ۱۵۳ تو کیا دھیان نہیں کرتے ۱۵۴ یا تمہارے لیے کوئی

مَبِيْنٌ ﴿۱۵۶﴾ فَاتُوا بِكِتٰبِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۵۷﴾ وَجَعَلُوْا بَيْنَهُ وَبَيْنَ

کھلی سند ہے تو اپنی کتاب لاؤ ۱۵۶ اگر سچے ہو اور اس میں اور جوں میں

الْجَنَّةِ نَسَبًا ۙ وَلَقَدْ عَلِمْتِ الْاِحْتٰبُ اِنَّهُمْ لَبٰحِضُوْنَ ﴿۱۵۸﴾ سُبْحٰنَ اللّٰهِ

رشتہ ٹھہرایا ۱۵۷ اور بے شک جوں کو معلوم ہے کہ وہ ۱۵۸ ضرور حاضر لائے جائیں گے ۱۵۸ پاکی ہے اللہ کو

عَبٰا يَصِفُوْنَ ﴿۱۵۹﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلِصِيْنَ ﴿۱۶۰﴾ فَاِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۶۱﴾

ان باتوں سے کہ یہ بتاتے ہیں مگر اللہ کے چُنے ہوئے بندے ۱۶۰ تو تم اور جو کچھ تم اللہ کے سوا پوجتے ہو ۱۶۱

مَا اَنْتُمْ عَلَيْهِ بِفِتْنِيْنَ ﴿۱۶۲﴾ اِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ الْجَحِيْمِ ﴿۱۶۳﴾ وَمَا مَنَّا

تم اس کے خلاف کسی کو بہکانے والے نہیں ۱۶۲ مگر اسے جو بھڑکتی آگ میں جانے والا ہے ۱۶۳ اور فرشتے کہتے ہیں

اِلَّا لَهُ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ ﴿۱۶۴﴾ وَاِنَّا لَنَحْنُ الصّٰفُّوْنَ ﴿۱۶۵﴾ وَاِنَّا لَنَحْنُ

ہم میں ہر ایک کا ایک مقام معلوم ہے ۱۶۴ اور بے شک ہم پر پھیلانے حکم کے منتظر ہیں اور بے شک ہم

الْمُسَبِّحُوْنَ ﴿۱۶۶﴾ وَاِنْ كَانُوْا لَيَقُوْلُوْنَ ﴿۱۶۷﴾ لَوْ اَنَّ عِنْدَنَا ذِكْرًا مِّنْ

اس کی تسبیح کرنے والے ہیں اور بے شک وہ کہتے تھے ۱۶۷ اگر ہمارے پاس انگوں کی کوئی

الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۶۸﴾ لَكُنَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلِصِيْنَ ﴿۱۶۹﴾ فَكَفَرُوْا بِهٖ فَسَوْفَ

نصیحت ہوتی ۱۶۸ تو ضرور ہم اللہ کے چُنے ہوئے بندے ۱۶۹ تو اس کے منکر ہوئے تو عنقریب

يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۷۰﴾ وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْرُّسُلِيْنَ ﴿۱۷۱﴾ اِنَّهُمْ لَكٰفِرُوْنَ

جان لیں گے ۱۷۰ اور بے شک ہمارا کلام گزر چکا ہے ہمارے بھیجے ہوئے بندوں کے لیے کہ بے شک انھیں

۱۷۱ فاسد و باطل ۱۷۱ اور اتنا نہیں سمجھتے کہ اللہ تعالیٰ اولاد سے پاک اور مزہ ہے۔ ۱۷۱ جس میں یہ سند ہو ۱۷۱ جیسا کہ بعض مشرکین نے کہا تھا کہ اللہ نے جوں

میں شادی کی اس سے فرشتے پیدا ہوئے (معاذ اللہ) کیسے عظیم کفر کے مرتکب ہوئے۔ ۱۷۲ یعنی اس بیہودہ بات کے کہنے والے ۱۷۲ جہنم میں عذاب کے لیے۔

۱۷۳ ایماندار۔ اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتے ہیں ان تمام باتوں سے جو یہ کفار ناپاک کہتے ہیں۔ ۱۷۴ یعنی تمہارے بت سب کے سب وہ اور ۱۷۴ گمراہ نہیں کر سکتے

۱۷۵ جس کی قسمت ہی میں یہ ہے کہ وہ اپنے کردار بد سے مستحق جہنم ہو۔ ۱۷۶ جس میں اپنے رب کی عبادت کرتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے

فرمایا کہ آسمانوں میں بالشت بھر بھی جگہ ایسی نہیں ہے جس میں کوئی فرشتہ نماز نہ پڑھتا ہو یا تسبیح نہ کرتا ہو۔ ۱۷۷ یعنی مکہ مکرمہ کے کفار و مشرکین سید عالم صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے کہا کرتے تھے کہ ۱۷۸ کوئی کتاب ملتی ۱۷۸ اس کی اطاعت کرتے اور اخلاص کے ساتھ عبادت بجالاتے۔ پھر جب تمام

کتابوں سے افضل و اشرف و مجز کتاب انہیں ملی یعنی قرآن مجید نازل ہوا ۱۷۹ اپنے کفر کا انجام۔



الْمُصَوِّرُونَ ﴿۱۴۲﴾ وَإِنَّ جُنَدَنَا لَهُمُ الْغَالِبُونَ ﴿۱۴۳﴾ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتَّىٰ

کی مدد ہوگی اور بے شک ہمارا ہی لشکر غالب آئے گا تو ایک وقت تک تم ان سے

حِينَ ﴿۱۴۲﴾ وَأَبْصُرْهُمْ فَسَوْفَ يُبْصِرُونَ ﴿۱۴۳﴾ أَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُونَ ﴿۱۴۴﴾

منہ پھیر لو اور انہیں دیکھتے رہو کہ عنقریب وہ دیکھیں گے تو کیا ہمارے عذاب کی جلدی کرتے ہیں

فَإِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمْ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِينَ ﴿۱۴۴﴾ وَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتَّىٰ

پھر جب اترے گا ان کے آنگن میں تو ڈرائے گیوں کی کیا ہی بُری صبح ہوگی اور ایک وقت تک ان سے

حِينَ ﴿۱۴۸﴾ وَأَبْصُرْ فَسَوْفَ يُبْصِرُونَ ﴿۱۴۹﴾ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا

منہ پھیر لو اور انتظار کرو کہ وہ عنقریب دیکھیں گے پاکی ہے تمہارے رب کو عزت والے رب کو

يَصِفُونَ ﴿۱۸۰﴾ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ ﴿۱۸۱﴾ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿۱۸۲﴾

ان کی باتوں سے اور سلام ہے پیغمبروں پر اور سب خوبیاں اللہ کو جو سارے جہاں کا رب ہے

﴿۱۸۲﴾ ﴿۱۸۱﴾ ﴿۱۸۰﴾ ﴿۱۷۹﴾ ﴿۱۷۸﴾ ﴿۱۷۷﴾ ﴿۱۷۶﴾ ﴿۱۷۵﴾ ﴿۱۷۴﴾ ﴿۱۷۳﴾ ﴿۱۷۲﴾ ﴿۱۷۱﴾ ﴿۱۷۰﴾ ﴿۱۶۹﴾ ﴿۱۶۸﴾ ﴿۱۶۷﴾ ﴿۱۶۶﴾ ﴿۱۶۵﴾ ﴿۱۶۴﴾ ﴿۱۶۳﴾ ﴿۱۶۲﴾ ﴿۱۶۱﴾ ﴿۱۶۰﴾ ﴿۱۵۹﴾ ﴿۱۵۸﴾ ﴿۱۵۷﴾ ﴿۱۵۶﴾ ﴿۱۵۵﴾ ﴿۱۵۴﴾ ﴿۱۵۳﴾ ﴿۱۵۲﴾ ﴿۱۵۱﴾ ﴿۱۵۰﴾ ﴿۱۴۹﴾ ﴿۱۴۸﴾ ﴿۱۴۷﴾ ﴿۱۴۶﴾ ﴿۱۴۵﴾ ﴿۱۴۴﴾ ﴿۱۴۳﴾ ﴿۱۴۲﴾ ﴿۱۴۱﴾ ﴿۱۴۰﴾ ﴿۱۳۹﴾ ﴿۱۳۸﴾ ﴿۱۳۷﴾ ﴿۱۳۶﴾ ﴿۱۳۵﴾ ﴿۱۳۴﴾ ﴿۱۳۳﴾ ﴿۱۳۲﴾ ﴿۱۳۱﴾ ﴿۱۳۰﴾ ﴿۱۲۹﴾ ﴿۱۲۸﴾ ﴿۱۲۷﴾ ﴿۱۲۶﴾ ﴿۱۲۵﴾ ﴿۱۲۴﴾ ﴿۱۲۳﴾ ﴿۱۲۲﴾ ﴿۱۲۱﴾ ﴿۱۲۰﴾ ﴿۱۱۹﴾ ﴿۱۱۸﴾ ﴿۱۱۷﴾ ﴿۱۱۶﴾ ﴿۱۱۵﴾ ﴿۱۱۴﴾ ﴿۱۱۳﴾ ﴿۱۱۲﴾ ﴿۱۱۱﴾ ﴿۱۱۰﴾ ﴿۱۰۹﴾ ﴿۱۰۸﴾ ﴿۱۰۷﴾ ﴿۱۰۶﴾ ﴿۱۰۵﴾ ﴿۱۰۴﴾ ﴿۱۰۳﴾ ﴿۱۰۲﴾ ﴿۱۰۱﴾ ﴿۱۰۰﴾ ﴿۹۹﴾ ﴿۹۸﴾ ﴿۹۷﴾ ﴿۹۶﴾ ﴿۹۵﴾ ﴿۹۴﴾ ﴿۹۳﴾ ﴿۹۲﴾ ﴿۹۱﴾ ﴿۹۰﴾ ﴿۸۹﴾ ﴿۸۸﴾ ﴿۸۷﴾ ﴿۸۶﴾ ﴿۸۵﴾ ﴿۸۴﴾ ﴿۸۳﴾ ﴿۸۲﴾ ﴿۸۱﴾ ﴿۸۰﴾ ﴿۷۹﴾ ﴿۷۸﴾ ﴿۷۷﴾ ﴿۷۶﴾ ﴿۷۵﴾ ﴿۷۴﴾ ﴿۷۳﴾ ﴿۷۲﴾ ﴿۷۱﴾ ﴿۷۰﴾ ﴿۶۹﴾ ﴿۶۸﴾ ﴿۶۷﴾ ﴿۶۶﴾ ﴿۶۵﴾ ﴿۶۴﴾ ﴿۶۳﴾ ﴿۶۲﴾ ﴿۶۱﴾ ﴿۶۰﴾ ﴿۵۹﴾ ﴿۵۸﴾ ﴿۵۷﴾ ﴿۵۶﴾ ﴿۵۵﴾ ﴿۵۴﴾ ﴿۵۳﴾ ﴿۵۲﴾ ﴿۵۱﴾ ﴿۵۰﴾ ﴿۴۹﴾ ﴿۴۸﴾ ﴿۴۷﴾ ﴿۴۶﴾ ﴿۴۵﴾ ﴿۴۴﴾ ﴿۴۳﴾ ﴿۴۲﴾ ﴿۴۱﴾ ﴿۴۰﴾ ﴿۳۹﴾ ﴿۳۸﴾ ﴿۳۷﴾ ﴿۳۶﴾ ﴿۳۵﴾ ﴿۳۴﴾ ﴿۳۳﴾ ﴿۳۲﴾ ﴿۳۱﴾ ﴿۳۰﴾ ﴿۲۹﴾ ﴿۲۸﴾ ﴿۲۷﴾ ﴿۲۶﴾ ﴿۲۵﴾ ﴿۲۴﴾ ﴿۲۳﴾ ﴿۲۲﴾ ﴿۲۱﴾ ﴿۲۰﴾ ﴿۱۹﴾ ﴿۱۸﴾ ﴿۱۷﴾ ﴿۱۶﴾ ﴿۱۵﴾ ﴿۱۴﴾ ﴿۱۳﴾ ﴿۱۲﴾ ﴿۱۱﴾ ﴿۱۰﴾ ﴿۹﴾ ﴿۸﴾ ﴿۷﴾ ﴿۶﴾ ﴿۵﴾ ﴿۴﴾ ﴿۳﴾ ﴿۲﴾ ﴿۱﴾ ﴿۰﴾

سورہ ص مکیہ ہے، اس میں اٹھاسی آیتیں اور پانچ رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحم والا ہے

ص وَالْقُرْآنِ ذِي الذِّكْرِ ۱۰۱ بَلِ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي عِزَّةٍ وَشِقَاقٍ ۱۰۲

اس نامور قرآن کی قسم بلکہ کافر تکبر اور خلاف میں ہیں

كَمْ أَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِنْ قَرْنٍ فَنَادَُوا وَآوَلَاتِ حِينٍ مَنَاصٍ ۱۰۳ وَ

ہم نے ان سے پہلے کتنی سنگتیں کھپائیں تو اب وہ پکاریں اور چھوٹے کا وقت نہ تھا

۱۵۲ یعنی اہل ایمان۔ ۱۵۳ جب تک کہ تمہیں ان کے ساتھ قتال کرنے کا حکم دیا جائے۔ ۱۵۴ طرح طرح کے عذاب دنیا و آخرت میں جب یہ آیت نازل ہوئی

تو کفار نے براہِ تسخر و استہزاء کہا کہ یہ عذاب کب نازل ہوگا؟ اس کے جواب میں اگلی آیت نازل ہوئی۔ ۱۵۵ جو کافراں کی شان میں کہتے ہیں اور اس کے لیے

شریک اور اولاد ٹھہراتے ہیں۔ ۱۵۶ جنہوں نے اللہ عزوجل کی طرف سے توحید اور احکام شرع پہنچائے۔ انسانی مراتب میں سب سے اعلیٰ مرتبہ یہ ہے کہ خود کامل

ہو اور دوسروں کی تمجیل کرے۔ یہ شان انبیاء کی ہے علیہم الصلوٰۃ والسلام تو ہر ایک پر ان حضرات کی اتباع اور ان کی اقتداء لازم ہے۔ ۱۵۷ ”سورہ ص“ اس کا

نام ”سورہ داؤد“ بھی ہے، یہ سورت مکی ہے، اس میں پانچ رکوع اٹھاسی آیتیں اور سات سو تیس کلمے اور تین ہزار ستر سٹھ حرف ہیں۔ ۱۵۸ جو شرف والا ہے کہ یہ کلام

مجرب ہے۔ ۱۵۹ اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عداوت رکھتے ہیں اس لیے حق کا اعتراف نہیں کرتے۔ ۱۶۰ یعنی آپ کی قوم سے پہلے کتنی امتیں ہلاک کر

دیں اسی استکبار اور انبیاء کی مخالفت کے باعث ۱۶۱ یعنی نزول عذاب کے وقت انہوں نے فریاد کی۔ ۱۶۲ کہ خلاص پاسکتے، اس وقت کی فریاد بیکارتھی، کفار مکہ

عَجَبُوا أَنْ جَاءَهُمْ مُنذِرٌ مِنْهُمْ وَقَالَ الْكٰفِرُونَ هٰذَا سِحْرٌ

انہیں اس کا اچھا (تعجب) ہوا کہ ان کے پاس انہیں میں کا ایک ڈرسانے والا تشریف لایا کہ اور کافر بولے یہ جادوگر ہے

كَذٰبٌ ۙ ﴿۳﴾ اَجْعَلِ الْاِلٰهَةَ الْهٰٓؤَاۤاِحِدًا ۙ اِنَّ هٰذَا شَيْءٌ عَجَابٌ ﴿۵﴾

بڑا جھوٹا کیا اس نے بہت خداؤں کا ایک خدا کر دیا وہ بے شک یہ عجیب بات ہے

وَاطَّلَقَ الْبَلَاءُ مِنْهُمْ اَنْ اَمْشُوا وَاَصْبِرُوا عَلٰٓى الْهَيْتِكُمْ ۙ اِنَّ هٰذَا

اور ان میں کے سردار چلے وہ کہ اس کے پاس سے چل دو اور اپنے خداؤں پر صابر رہو بے شک اس میں

لَشَيْءٌ يَّرَادُ ﴿۶﴾ مَا سَبِعْنَا بِهٰذَا فِي الْبِلَّةِ الْاٰخِرَةِ ۙ اِنَّ هٰذَا اِلَّا

اس کا کوئی مطلب ہے یہ تو ہم نے سب سے پہلے دین نصرانیت میں بھی نہ سنی وہ یہ تو نئی نئی

اِخْتِلَاقٌ ۙ ﴿۷﴾ اَنْزِلْ عَلَيْهِ الذِّكْرُ مِنْ بَيْنِنَا ۙ بَلْ هُمْ فِي شَكٍّ مِّنْ

گڑھت ہے کیا ان پر قرآن اتارا گیا ہم سب میں سے وہ بلکہ وہ شک میں ہیں میری

ذِكْرٍ ۙ بَلْ لَسَّآيِدُ وُقُوْا عَذَابٍ ﴿۸﴾ اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَاۤئِنٌ رَّحِمَةً

کتاب سے وہ بلکہ ابھی میری مار نہیں چکھی ہے وہ کیا وہ تمہارے رب کی رحمت کے خزانچی

رَبِّكَ الْعَزِيْزِ الْوَهَّابِ ﴿۹﴾ اَمْ لَهُمْ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا

ہیں وہ عزت والا بہت عطا فرمانے والا وہ کیا ان کے لیے ہے سلطنت آسمانوں اور زمین کی اور جو

نے ان کے حال سے عبرت حاصل نہ کی۔ وکے یعنی سید عالم محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۵۔ شان نزول: جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام لائے تو

مسلمانوں کو خوشی ہوئی اور کافروں کو نہایت رنج ہوا ولید بن مغیرہ نے قریش کے عمائد اور سربراہ اور وہ (بڑے بڑے اثر و رسوخ والے) پچیس آدمیوں کو جمع کیا اور انہیں ابو

طالب کے پاس لایا اور ان سے کہا کہ تم ہمارے سردار ہو اور بزرگ ہو ہم تمہارے پاس اس لیے آئے ہیں کہ تم ہمارے اور اپنے بھتیجے کے درمیان فیصلہ کرو ان کی

جماعت کے چھوٹے درجے کے لوگوں نے جوشور برپا کر رکھی ہے وہ تم جاننے ہو۔ ابوطالب نے حضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بلا کر عرض کیا کہ یہ آپ

کی قوم کے لوگ ہیں اور آپ سے صلح چاہتے ہیں آپ ان کی طرف سے یک لخت انحراف نہ کیجئے۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ مجھ سے کیا چاہتے ہیں؟

انہوں نے کہا کہ ہم اتنا چاہتے ہیں کہ آپ ہمیں اور ہمارے معبودوں کے ذکر کو چھوڑ دیجئے ہم آپ کے اور آپ کے معبود کی بدگوئی کے درپے نہ ہوں گے۔ حضور علیہ

الصلوة والسلام نے فرمایا: کیا تم ایک کلمہ قبول کر سکتے ہو؟ جس سے عرب و عجم کے مالک و فرمانروا ہو جاؤ۔ ابوبہل نے کہا کہ ایک کیا ہم دس کلمے قبول کر سکتے ہیں۔ سید

عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہو ”لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ“ اس پر وہ لوگ اٹھ گئے اور کہنے لگے کہ کیا انہوں نے بہت سے خداؤں کا ایک خدا کر دیا اتنی بہت ہی مخلوق کے

لیے ایک خدا کیسے کافی ہو سکتا ہے۔ ۹۔ ابوطالب کی مجلس سے آپس میں یہ کہتے: وہ نصرانی بھی تین خداؤں کے قائل تھے یہ تو ایک ہی خدا بتاتے ہیں۔ وہ اہل مکہ

کو سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے منصب نبوت پر حسد آیا اور انہوں نے یہ کہا کہ ہم میں صاحب شرف و عزت آدمی موجود تھے ان میں سے کسی پر قرآن نہ اترا خاص

حضرت سید انبیاء محمد مصطفےٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر اترا۔ ۱۰۔ کہ اس کے لانے والے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تکذیب کرتے ہیں۔

۱۱۔ اگر میرے عذاب چکھ لیتے تو یہ شک و تکذیب و حسد کچھ بھی باقی نہ رہتا اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصدیق کرتے لیکن اس وقت کی تصدیق مفید نہ ہوتی۔ ۱۲۔ اور کیا

نبوت کی کنجیاں ان کے ہاتھ میں ہیں جسے چاہیں دیں اپنے آپ کو کیا سمجھتے ہیں، اللہ تعالیٰ اور اس کی مالکیت کو نہیں جانتے۔ ۱۵۔ حسب اقتضائے حکمت جسے جو

بَيْنَهُمَا ۱۰ فَلَيَرَّتْ قَوَانِي الْأَسْبَابِ ۱۰ جَدُّ مَا هُنَالِكَ مَهْرُومٌ مِّنَ

کچھ ان کے درمیان ہے تو رسیاں لٹکا کر چڑھ نہ جائیں ۱۰ یہ ایک ذلیل لشکر ہے انھیں لشکروں میں سے جو

الْأَحْرَابِ ۱۱ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمَ نُوحٍ وَعَادٌ وَفِرْعَوْنُ ذُو الْأَوْتَادِ ۱۱

وہیں بھگا دیا جائے گا ۱۱ ان سے پہلے جھٹلا چکے ہیں نوح کی قوم اور عاد اور فرعون ۱۱

وَشُودُ وَقَوْمِ لُوطٍ وَأَصْحَابُ لَيْكَةِ ط أُولَئِكَ الْأَحْرَابُ ۱۳ إِنَّ كُلَّ إِلَّا

اور شمود اور لوط کی قوم اور بنی لوط ۱۳ یہ ہیں وہ گروہ ۱۳ ان میں کوئی ایسا نہیں

كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ عِقَابٌ ۱۴ وَمَا يَنْظُرُهُمْ إِلَّا صَيْحَةٌ وَاحِدَةٌ

جس نے رسولوں کو نہ جھٹلایا ہو تو میرا عذاب لازم ہوا ۱۴ اور یہ راہ نہیں دیکھتے مگر ایک چیخ کی ۱۴

مَا لَهُم مِّنْ فَوَاقٍ ۱۵ وَقَالُوا رَبَّنَا عَجِّلْ لَنَا قِطْنَا قَبْلَ يَوْمِ

جسے کوئی پھیر نہیں سکتا اور بولے اے ہمارے رب ہمارا حصہ ہمیں جلد دے دے حساب کے دن

الْحِسَابِ ۱۶ اِصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَادْخُرْ عَبْدًا دَاوُدَ ذَا الْأَيْدِ ج إِنَّهُ

سے پہلے ۱۶ تم ان کی باتوں پر صبر کرو اور ہمارے بندے داود نعمتوں والے کو یاد کرو ۱۶ بیشک وہ بڑا رجوع

أَوَّابٌ ۱۷ إِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهُ يُسَبِّحْنَ بِالْعِشِيِّ وَالْإِشْرَاقِ ۱۸

کرنے والا ہے ۱۷ بیشک ہم نے اس کے ساتھ پہاڑ مسخر فرمادئے کہ تسبیح کرتے ۱۸ شام کو اور سورج چمکتے ۱۸

چاہے عطا فرمائے اس نے اپنے حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نبوت عطا فرمائی تو کسی کو اس میں دخل دینے اور چوں و چرا کیا مجال۔ ۱۷ اور ایسا

اختیار ہو تو جسے چاہیں وحی کے ساتھ خاص کریں اور عالم کی تدبیر اپنے ہاتھ میں لیں اور جب یہ کچھ نہیں ہے تو امور ربانیہ و تدابیر الہیہ میں دخل کیوں دیتے ہیں انہیں

اس کا کیا حق ہے۔ کفار کو یہ جواب دینے کے بعد اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے نبی کریم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نصرت و مدد کا وعدہ فرمایا ہے۔ ۱۷

یعنی ان قریش کی جماعت انہیں لشکروں میں سے ایک ہے جو آپ سے پہلے انبیاء علیہم السلام کے مقابل گروہ باندھ باندھ کر آیا کرتے تھے اور زیادتیاں کیا کرتے

تھے اس سبب سے ہلاک کر دیئے گئے، اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خبر دی کہ یہی حال ان کا ہے انہیں بھی ہزیمت ہوگی۔ چنانچہ بدر میں

ایسا واقع ہوا اس کے بعد اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تسکین خاطر کے لیے پچھلے انبیاء علیہم السلام اور ان کی قوموں کا ذکر

فرمایا۔ ۱۷ جو کسی پر غصہ کرتا تھا تو اسے لٹا کر اس کے چاروں ہاتھ پاؤں کھینچ کر چاروں طرف کھونٹوں میں بندھوا دیتا تھا پھر اس کو پٹواتا تھا اور اس پر طرح طرح

کی سختیاں کرتا تھا۔ ۱۹ جو شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم سے تھے۔ ۱۸ جو انبیاء کے مقابل جتھے باندھ کر آئے، مشرکین مکہ انہیں گروہوں میں سے ہیں۔

۱۷ یعنی ان گزری ہوئی امتوں نے جب انبیاء علیہم السلام کی تکذیب کی تو ان پر عذاب لازم ہو گیا تو ان ضعیفوں کا کیا حال ہوگا جب ان پر عذاب اترے گا۔

۱۷ یعنی قیامت کے فجر، اولیٰ کی جوانی کے عذاب کی میعاد ہے ۱۷ یہ نصر بن حارث نے بطور مسخر کہا تھا، اس پر اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم سے فرمایا کہ ۱۷ جن کو عبادت کی بہت قوت دی گئی تھی۔ آپ کا طریقہ تھا کہ ایک دن روزہ رکھتے ایک دن افطار فرماتے اور رات کے پہلے نصف حصہ

میں عبادت کرتے اس کے بعد شب کی ایک تہائی آرام فرماتے پھر باقی چھٹا حصہ عبادت میں گزارتے۔ ۱۷ اپنے رب کی طرف ۱۷ حضرت داود علیہ السلام

کی تسبیح کے ساتھ۔ ۱۷ اس آیت کی تفسیر میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داود علیہ السلام کے لیے پہاڑوں کو ایسا مسخر کیا تھا کہ جہاں آپ چاہتے



وَالطَّيْرَ مَحْشُورَةً ۖ كُلُّ لَهَّ أَوَّابٌ ۝۱۹ ۚ وَشَدَدْنَا مُلْكَهُ وَآتَيْنَاهُ

اور پرندے جمع کئے ہوئے ۱۹ سب اس کے فرمانبردار تھے ۱۹ اور ہم نے اس کی سلطنت کو مضبوط کیا ۱۹ اور اسے

الْحِكْمَةَ وَفَصَّلَ الْخِطَابِ ۝۲۰ ۚ وَهَلْ أَنتَ بِأَبْنَاءِ الْخَصْمِ ۚ إِذْ تَسَوَّرُوا

حکمت ۲۰ اور قول فیصل دیا ۲۰ اور کیا تمہیں ۲۰ اس دعوے والوں کی بھی خبر آتی جب وہ دیوار کو دگر

الْبُحْرَابِ ۝۲۱ ۚ إِذْ دَخَلُوا عَلَىٰ دَاوُدَ فَفَزِعَ مِنْهُمْ قَالُوا لَا تَخَفْ

داؤد کی مسجد میں آئے ۲۱ جب وہ داؤد پر داخل ہوئے تو وہ ان سے گھبرا گیا انھوں نے عرض کی ڈریے نہیں

خَصِّنَ بَعْضًا عَلَىٰ بَعْضٍ فَأَحْكُم بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا تُشْطِطْ وَاهْدِنَا

ہم دو فریق ہیں کہ ایک نے دوسرے پر زیادتی کی ہے ۲۱ تو ہم میں سچا فیصلہ فرما دیجئے اور خلاف حق نہ کیجئے ۲۱ اور ہمیں

إِلَىٰ سَوَاءِ الصِّرَاطِ ۝۲۲ ۚ إِنَّ هَذَا آخِرُ ۚ لَهٗ تَسَعٌ ۚ وَتَسْعُونَ نِعْمَةً ۚ وَبِئْسَ

سیدھی راہ بتائیے ۲۲ بے شک یہ میرا بھائی ہے ۲۲ اس کے پاس ننانوے دُنیاں ہیں اور میرے

نِعْمَةً ۚ وَاحِدَةً ۚ قَالُوا كَفَلْنَا بِهَا وَعَرَّيْنَا فِي الْخِطَابِ ۝۲۳ ۚ قَالَ لَقَدْ

پاس ایک دُنیا اب یہ کہتا ہے وہ بھی مجھے حوالے کر دے اور بات میں مجھ پر زور ڈالتا ہے ۲۳ داؤد نے فرمایا بے شک

انہیں اپنے ساتھ لے جاتے۔ (مدارک) ۲۳ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ جب حضرت داؤد علیہ السلام تسبیح کرتے تو پہاڑ بھی آپ

کے ساتھ تسبیح کرتے اور پرندے آپ کے پاس جمع ہو کر تسبیح کرتے۔ ۲۴ پہاڑ بھی اور پرند بھی۔ ۲۴ فوج و لشکر کی کثرت عطا فرما کر۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ

تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ روئے زمین کے بادشاہوں میں حضرت داؤد علیہ السلام کی سلطنت بڑی مضبوط اور قوی سلطنت تھی چھتیس ہزار مرد آپ کے مہراب کے پہرے

پر مقرر تھے۔ ۲۱ یعنی نبوت۔ بعض مفسرین نے حکمت کی تفسیر عدل کی ہے، بعض نے کتاب اللہ کا علم، بعض نے فقہ، بعض نے سنت۔ (جمل) ۲۲ قول فیصل

سے علم قضا مراد ہے جو حق و باطل میں فرق و تمیز کر دے۔ ۲۳ اے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۲۳ یہ آنے والے بقول مشہور ملائکہ تھے جو حضرت داؤد علیہ

السلام کی آزمائش کے لئے آئے تھے۔ ۲۴ ان کا یہ قول ایک مسئلہ کی فرضی شکل پیش کر کے جواب حاصل کرنا تھا اور کسی مسئلہ کے متعلق حکم معلوم کرنے کے لیے فرضی صورتیں

مقرر کر لی جاتی ہیں اور معین اشخاص کی طرف ان کی نسبت کر دی جاتی ہے تاکہ مسئلہ کا بیان بہت واضح طریقہ پر ہو اور ابہام باقی نہ رہے۔ یہاں جو صورت مسئلہ ان

فرشتوں نے پیش کی اس سے مقصود حضرت داؤد علیہ السلام کو توجہ دلانا تھی اس امر کی طرف جو انہیں پیش آیا تھا اور وہ یہ تھا کہ آپ کی ننانوے بیبیاں تھیں اس کے بعد

آپ نے ایک اور عورت کو پیام دے دیا جس کو ایک مسلمان پہلے سے پیام دے چکا تھا لیکن آپ کا پیام پہنچنے کے بعد عورت کے اعزہ و اقارب دوسرے کی طرف

ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعَجِكَ إِلَىٰ نِعَاجِهِ ۖ وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ الْخُلَطَاءِ لَيَبْغِي

یہ تجھ پر زیادتی کرتا ہے کہ تیری دُنبی اپنی دُنبیوں میں ملانے کو مانگتا ہے اور بے شک اکثر ساجھے والے ایک

بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَقَلِيلٌ مَّا

دوسرے پر زیادتی کرتے ہیں مگر جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور وہ بہت تھوڑے

هُم ۖ وَظَنَّ دَاوُدُ أَن مَّبَاقَتَهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهُ وَخَرَّ رَاكِعًا وَأَنَابَ ۖ ﴿۲۴﴾

ہیں ۲۴ اب داؤد سمجھا کہ ہم نے یہ اس کی جانچ کی تھی وہ تو اپنے رب سے معافی مانگی اور سجدے میں گر پڑا منہ اور رجوع لایا

فَغَفَرْنَا لَهُ ذَلِكَ ۖ وَإِنَّ لَهُ عِنْدَنَا لِرُفْعِي وَحُسْنِ مَّآبٍ ﴿۲۵﴾ يٰدَاوُدُ إِنَّا

تو ہم نے اسے یہ معاف فرما دیا اور بے شک اس کے لیے ہماری بارگاہ میں ضرورت قرب اور اچھا ٹھکانا ہے اے داؤد بے شک ہم نے

جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَاحْكُم بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ

تجھے زمین میں نائب کیا منہ تو لوگوں میں سچا حکم کر اور خواہش کے

الْهَوَىٰ فَيُضِلَّكَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ ۖ إِنَّ الَّذِينَ يَصِلُونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ

پچھنے نہ جانا کہ تجھے اللہ کی راہ سے بہکا دے گی بے شک وہ جو اللہ کی راہ سے نکلتے ہیں

لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ بِمَا نَسُوا يَوْمَ الْحِسَابِ ۖ ﴿۲۶﴾ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ

ان کے لیے سخت عذاب ہے اس پر کہ وہ حساب کے دن کو بھول بیٹھے ۲۶ اور ہم نے آسمان اور

وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا ۖ ذَلِكَ ظَنُّ الَّذِينَ كَفَرُوا جَ فَوَيْلٌ

زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے بیکار نہ بنائے یہ کافروں کا گمان ہے ۲۷ تو کافروں

لِلَّذِينَ كَفَرُوا مِنَ النَّارِ ۖ أَمْ نَجْعَلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا

کی خرابی ہے آگ سے کیا ہم انہیں جو ایمان لائے اور اچھے

۲۸ حضرت داؤد علیہ السلام کی یہ گفتگو سن کر فرشتوں میں سے ایک نے دوسرے کی طرف دیکھا اور تمسک کر کے وہ آسمان کی طرف روانہ ہو گئے۔ ۲۹ اور نبی ایک

کناہ تھا جس سے مراد عورت تھی، کیونکہ نانوے عورتیں آپ کے پاس ہوتے ہوئے ایک اور عورت کی آپ نے خواہش کی تھی، اس لیے نبی کے پیرا یہ میں یہ سوال

کیا گیا۔ جب آپ نے یہ سمجھا منہ مسئلہ: اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ نماز میں رکوع کرنا سجدہ تلاوت کے قائم مقام ہو جاتا ہے جبکہ نیت کی جائے۔

۳۰ خلق کی تدبیر پر آپ کو مامور کیا اور آپ کا حکم ان میں نافذ فرمایا۔ ۳۱ اور اس وجہ سے ایمان سے محروم رہے اگر انہیں روز حساب کا یقین ہوتا تو دنیا ہی میں

ایمان لے آتے۔ ۳۲ اگرچہ وہ صراحتاً یہ نہ کہیں کہ آسمان وزمین اور تمام دنیا بیکار پیدا کی گئی لیکن جب کہ بعث و جزا کے منکر ہیں تو نتیجہ یہی ہے کہ عالم کی ایجاد کو

بعثت اور بے فائدہ مانیں۔

الصَّلِحَاتِ كَالْمُفْسِدِينَ فِي الْأَرْضِ ۚ أَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِينَ كَالْفُجَّارِ ۙ ﴿۲۸﴾

کام کئے ان جیسا کر دیں جو زمین میں فساد پھیلاتے ہیں یا ہم پرہیزگاروں کو شریر بے حکموں کے برابر ٹھہرا دیں ۲۸

كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ مُبَارَكٌ لِيَدَّبَّرُوا آيَاتِهِ وَلِيَتَذَكَّرَ أُولُو الْأَلْبَابِ ۙ ﴿۲۹﴾

یہ ایک کتاب ہے کہ ہم نے تمہاری طرف اتاری ۲۹ برکت والی تاکہ اس کی آیتوں کو سوچیں اور عقل مند نصیحت مانیں

وَوَهَبْنَا لِذَاوُدَ سُلَيْمَانَ ۖ نِعْمَ الْعَبْدُ ۚ إِنَّهُ أَوَّابٌ ۙ ﴿۳۰﴾ اِذْ عَرَضَ عَلَيْهِ

اور ہم نے داؤد کو ۳۰ سلیمان عطا فرمایا کیا اچھا بندہ بیشک وہ بہت رجوع لانے والا ۳۰ جبکہ اس پر پیش کئے گئے

بِالْعَشِيِّ الصُّفِيَّتِ الْحَيَّادِ ۙ ﴿۳۱﴾ فَقَالَ إِنِّي أَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ

تیسرے پہر کو ۳۱ کہ روکنے تو تین پاؤں پر کھڑے ہوں چوتھے سُم کا کنارہ زمین پر لگائے ہوئے اور چلائے تو ہوا ہو جائیں ۳۱ تو سلیمان نے کہا مجھے ان

رَبِّي حَتَّى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ ۙ ﴿۳۲﴾ رُدُّوْهَا عَلَيَّ ۖ فَطَفِقَ مَسْحًا بِالسُّوقِ

گھوڑوں کی محبت پسند آئی ہے اپنے رب کی یاد کے لیے ۳۲ پھر انہیں چلانے کا حکم دیا یہاں تک کہ نگاہ سے پردے میں چھپ گئے ۳۲ پھر حکم دیا کہ انہیں میرے

وَالْأَعْنَاقِ ۙ ﴿۳۳﴾ وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمَانَ ۖ وَالْقَبِيْنَا عَلَى كُرْسِيِّهِ جَسَدًا ثُمَّ

پاس واپس لاؤ تو ان کی پنڈلیوں اور گردنوں پر ہاتھ پھیرنے لگا ۳۳ اور سلیمان کو جانچا ۳۳ اور اسکے تخت پر ایک بے جان بدن ڈال دیا ۳۳ پھر

۳۳ یہ بات بالکل حکمت کے خلاف ہے اور جو شخص جزا کا قائل نہیں وہ ضرور مفسد و مصلح اور فاجر و متقی کو برابر قرار دے گا اور ان میں فرق نہ کرے گا کفار اس

جہل میں گرفتار ہیں۔ شان نزول: کفار قریش نے مسلمانوں سے کہا تھا کہ آخرت میں جو نعمتیں تمہیں ملیں گی وہی ہمیں بھی ملیں گی اس پر یہ آیت کریمہ نازل

ہوئی اور ارشاد فرمایا گیا کہ نیک و بد مومن و کافر کو برابر کر دینا مقصداً حکمت نہیں کفار کا خیال باطل ہے۔ ۳۳ یعنی قرآن شریف ۳۳ فرزندِ آرمند

۳۳ اللہ تعالیٰ کی طرف اور تمام اوقات تسبیح و ذکر میں مشغول رہنے والا۔ ۳۳ بعد نظر ایسے گھوڑے ۳۳ یہ ہزار گھوڑے تھے جو جہاد کے لیے حضرت سلیمان

علیہ السلام کے ملاحظہ میں بعد نظر پیش کئے گئے۔ ۳۳ یعنی میں ان سے رضائے الہی اور تقویت و تائید دین کے لیے محبت کرتا ہوں میری محبت ان کے ساتھ

دُنیوی غرض سے نہیں ہے۔ (تفسیر کبیر) ۳۳ یعنی نظر سے غائب ہو گئے ۳۳ اور اس ہاتھ پھیرنے کے چند باعث تھے: ایک تو گھوڑوں کی عزت و شرف کا

اظہار کہ وہ دشمن کے مقابلے میں بہتر متعین ہیں۔ دوسرے امور سلطنت کی خود نگرانی فرمانا کہ تمام جہاں مستحضر ہیں۔ سوم یہ کہ آپ گھوڑوں کے احوال اور ان

کے امراض و عیوب کے اعلیٰ ماہر تھے ان پر ہاتھ پھیر کر ان کی حالت کا امتحان فرماتے تھے۔ بعض مفسرین نے ان آیات کی تفسیر میں بہت سے وافی (فضول)

اقوال لکھ دیئے ہیں جن کی صحت پر کوئی دلیل نہیں اور وہ محض حکایات ہیں جو دلائل تو یہ کے سامنے کسی طرح قابل قبول نہیں اور یہ تفسیر جو ذکر کی گئی یہ عبارت

قرآن سے بالکل مطابق ہے۔ واللہ اعلم۔ (تفسیر کبیر) ۳۳ بخاری و مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے سید عالم صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا کہ میں آج رات میں اپنی نوے بیبیوں پر دورہ کروں گا ہر ایک حاملہ ہوگی اور ہر

ایک سے راہِ خدا میں جہاد کرنے والی پیدا ہوگا مگر یہ فرماتے وقت زبان مبارک سے ان شاء اللہ نہ فرمایا (غالباً حضرت کسی ایسے شخص میں تھے کہ اس کا

خیال نہ رہا) تو کوئی بھی عورت حاملہ نہ ہوئی سوائے ایک کے اور اس کے بھی ناقص الخلق تھے۔ پچھ پیدا ہوا۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر

حضرت سلیمان علیہ السلام نے ان شاء اللہ فرمایا ہوتا تو ان سب عورتوں کے لڑکے ہی پیدا ہوتے اور وہ راہِ خدا میں جہاد کرتے۔ (بخاری پارہ تیرہ کتاب

الانبیاء) ۳۳ یعنی غیر تمام الخلق پچھ۔



اَنَابَ ۳۳) قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَهَبْ لِي مُلْكًا لَا يَبْتَغِي لِأَحَدٍ مِّنِّي

رُجوع لایا ۵۵ عرض کی اے میرے رب مجھے بخش دے اور مجھے ایسی سلطنت عطا کر کہ میرے بعد کسی کو

بَعْدِي ۳۴) إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ ۳۵) فَسَخَرْنَا لَهُ الرِّيحَ تَجْرِي بِأَمْرِهِ

لاقن نہ ہو ۵۶ بیشک تو ہی ہے بڑی دین والا تو ہم نے ہوا اس کے بس میں کردی کہ اس کے حکم سے نرم نرم

رُحَاءً حَيْثُ أَصَابَ ۳۶) وَالشَّيْطَانُ كُلُّ بَنَاءٍ وَغَوَّاصٍ ۳۷) وَآخِرِينَ

چلتی ۵۷ جہاں وہ چاہتا اور دیو بس میں کردیے ہر معمار ۵۸ اور غوطہ خور ۵۹ اور دوسرے

مُقَرَّبِينَ فِي الْأَصْفَادِ ۳۸) هَذَا عَطَاؤُنَا فَامْنُنْ أَوْ أَمْسِكْ بِغَيْرِ

اور بیڑیوں میں جکڑے ہوئے ۶۰ یہ ہماری عطا ہے اب تو چاہے تو احسان کر ولا یا روک رکھ ولا تجھ پر کچھ

حِسَابٍ ۳۹) وَإِنَّ لَهُ عِنْدَنَا لَزُلْفَىٰ وَحُسْنَ مَّآبٍ ۴۰) وَادْكُرْ عَبْدَنَا

حساب نہیں اور بے شک اس کے لیے ہماری بارگاہ میں ضرورت قرب اور اچھا ٹھکانا ہے اور یاد کرو ہمارے بندہ

أَيُّوبَ ۴۱) إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الشَّيْطَانُ بِنُصْبٍ وَعَذَابٍ ۴۲)

ایوب کو جب اس نے اپنے رب کو پکارا کہ مجھے شیطان نے تکلیف اور ایذا لگادی ۶۱

أُرْغُصَ بِرِجْلِكَ ۴۳) هَذَا مُغْتَسَلٌ بَارِدٌ وَشَرَابٌ ۴۴) وَوَهَبْنَا لَهُ أَهْلَهُ

ہم نے فرمایا زمین پر اپنا پاؤں مار ۶۲ یہ ہے ٹھنڈا چشمہ نہانے اور پینے کو ۶۳ اور ہم نے اسے اس کے گھر والے

وَمِثْلَهُم مَّعَهُمْ رَاحَةً مِّنَّا وَذِكْرَىٰ لِأُولِي الْأَلْبَابِ ۴۵) وَخُذْ بِيَدِكَ

اور ان کے برابر اور عطا فرمادیے اپنی رحمت کرنے ۶۴ اور عقل مندوں کی نصیحت کو اور فرمایا کہ اپنے ہاتھ میں

ضَعْفًا فَاصْرَبْ بِهِ وَلَا تَحْنُطْ ۴۶) إِنَّا وَجَدْنَاهُ صَابِرًا ۴۷) نِعْمَ الْعَبْدُ إِنَّهُ

ایک جھاڑو لے کر اس سے مار دے ۶۵ اور قسم نہ توڑ بے شک ہم نے اسے صابر پایا کیا اچھا بندہ ۶۶ بے شک وہ بہت

۵۵) اللہ تعالیٰ کی طرف استغفار کر کے ان شاء اللہ کہنے کی بھول پر اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے بارگاہ الہی میں ۶۷) اس سے یہ مقصود تھا کہ ایسا ملک آپ

کے لیے مجزہ ہو۔ ۶۸) فرماں بردارانہ طریقہ پر ۵۹) جو آپ کے حکم سے حسب مرضی عجیب و غریب عمارتیں تعمیر کرتا ۶۰) جو آپ کے لیے سمندر سے موتی نکالتا۔

دنیا میں سب سے پہلے سمندر سے موتی نکلوانے والے آپ ہی ہیں۔ ۶۱) سرکش شیطان بھی آپ کے سخر کردیے گئے جن کو آپ تاویب اور فساد سے روکنے کے لیے

بیڑیوں اور زنجیروں میں جکڑوا کر قید کرتے تھے۔ ۶۲) جس پر چاہے ۶۳) جس کسی سے چاہے یعنی آپ کو دینے اور نہ دینے کا اختیار دیا گیا جیسی مرضی ہو کریں۔

۶۴) جسم اور مال میں اس سے آپ کا مرض اور اس کے شدا اند مراد ہیں۔ (اس واقعہ کا مفصل بیان سورہ انبیاء کے رکوع چھ میں گزر چکا ہے) ۶۵) چنانچہ آپ نے

زمین میں پاؤں مارا اور اس سے آب شیریں کا ایک چشمہ ظاہر ہوا اور آپ سے کہا گیا: ۶۶) چنانچہ آپ نے اس سے پیا اور غسل کیا اور تمام ظاہری و باطنی مرض اور تکلیفیں

دفع ہو گئیں۔ ۶۷) چنانچہ مروی ہے کہ جو اولاد آپ کی مرچلی تھی اللہ تعالیٰ نے اس کو زندہ کیا اور اپنے فضل و رحمت سے اتنے ہی اور عطا فرمائے۔ ۶۸) اپنی بی بی کو

اَوَابٌ ۳۴) وَاذْكُرْ عَبْدَنَا اِبْرَاهِيْمَ وَاسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ اُولِي الْاَيْدِي

رجوع لانے والا ہے اور یاد کرو ہمارے بندوں ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب قدرت اور

وَالْاَبْصَارِ ۳۵) اِنَّا اَخْلَصْنٰهُمْ بِخَاصَّةٍ ذِكْرِي الدَّارِ ۳۶) وَاِنَّهُمْ عِنْدَنَا

علم والوں کو یاد ہے کہ ہم نے انہیں ایک کھری بات سے امتیاز بخشا کہ وہ اس گھر کی یاد ہے مکے اور بے شک وہ ہمارے نزدیک

لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنِ الْاَخْيَارِ ۳۷) وَاذْكُرْ اِسْعٰقَ وَالْيَسَعَ وَذَا الْكُفْلِ ط

چنے ہوئے پسندیدہ ہیں اور یاد کرو اسماعیل اور یسع اور ذوالکفل کو مکے

وَكَوْلًا مِّنَ الْاَخْيَارِ ۳۸) هٰذَا ذِكْرٌ ط وَاِنَّ لِّلْمُتَّقِيْنَ لِحَسَنٍ مَّآبٍ ۳۹) لَّا

اور سب اچھے ہیں یہ نصیحت ہے اور بے شک مکے پر ہیزاروں کا ٹھکانا بھلا

جَنَّتِ عَدْنٍ مُّفْتِحَةً لَّهُمُ الْاَبْوَابُ ۵۰) مُتَّكِيْنَ فِيْهَا يَدْعُوْنَ فِيْهَا

بسنے کے باغ ان کے لیے سب دروازے کھلے ہوئے ان میں تکیہ لگائے مکے ان میں بہت سے

بِفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ وَّوَسْرَابٍ ۵۱) وَعِنْدَهُمْ قَصِرٰتُ الطَّرْفِ اَتْرَابٌ ۵۲)

میوے اور شراب مانگتے ہیں اور ان کے پاس وہ بیہاں ہیں کہ اپنے شوہر کے سوا اور کی طرف آنکھ نہیں اٹھاتیں ایک عمر کی مکے

هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِيَوْمِ الْحِسَابِ ۵۳) اِنَّ هٰذَا لَرِزْقًا مَّا لَهٗ مِنْ

یہ ہے وہ جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے حساب کے دن بے شک یہ ہمارا رزق ہے کہ کبھی ختم

تَفَادٍ ۵۴) هٰذَا ط وَاِنَّ لِّلْمُتَّقِيْنَ لَشَرَّ مَا بٍ ۵۵) جَهَنَّمَ يَصْلُوْنَهَا فَبِئْسَ

نہ ہوگا مکے ان کو تو یہ ہے مکے اور بے شک سرکشوں کا برا ٹھکانا جہنم کہ اس میں جائیں گے تو کیا ہی

الْبِهَادُ ۵۶) هٰذَا فَلْيَدُوْا قُوَّةَ حَبِيْمٍ وَّعَسَآقٍ ۵۷) وَاٰخِرُ مِنْ شَكْلِهٖ

برا بچھونا مکے ان کو یہ ہے تو اسے چکھیں کھولتا پانی اور پیپ مکے اور اسی شکل کے

جس کو سوز میں مارنے کی قسم کھائی تھی دیر سے حاضر ہونے کے باعث ۶۸- یعنی ایوب علیہ السلام ۶۹- جنہیں اللہ تعالیٰ نے حکمتِ علمیہ و عملیہ عطا فرمائیں اور

اپنی معرفت اور طاعات پر قوت عطا فرمائی۔ مکے یعنی دارِ آخرت کی کہ وہ لوگوں کو اسی کی یاد دلاتے ہیں اور کثرت سے اس کا ذکر کرتے ہیں محبتِ دنیا نے ان کے

قلوب میں جگہ نہیں پائی۔ مکے یعنی ان کے فضائل اور ان کے صبر کوتاہی کی پاک خصلتوں سے لوگ نیکیوں کا ذوق و شوق حاصل کریں اور ذوقِ لکھل کی نبوت میں

اختلاف ہے۔ مکے آخرت میں مکے مَرَّعِ تَحْتُوْنَ پر مکے یعنی سب سن میں برابر ایسے ہی حسن و جوانی میں، آپس میں محبت رکھنے والی نہ ایک کو دوسرے سے

بغض نہ رکھ نہ حسد۔ مکے ہمیشہ باقی رہے گا وہاں جو چیز لی جائے گی اور خرچ کی جائے گی وہ اپنی جگہ ویسی ہی ہو جائے گی دنیا کی چیزوں کی طرح فنا اور نیست و

نابود نہ ہوگی۔ مکے یعنی ایمان والوں کو مکے بھڑکنے والی آگ کہ وہی فرش ہوگی۔ مکے جو جہنمیوں کے جسموں اور ان کے سر سے ہوئے زخموں اور نجاست کے

مقاموں سے بنے گی جلتی بدبودار۔

اَزْوَاجٍ ۵۸ ﴿ هَذَا فَوْجٌ مُّقْتَحِمٌ مَّعَكُمْ لَا مَرْحَبًا بِهِمْ إِنَّهُمْ صَالُوا

اور جوڑے ۵۸ ان سے کہا جائے گا یہ ایک اور فوج تمہارے ساتھ دھنسی پڑتی ہے جو تمہاری تھی ۵۸ وہ کہیں گے ان کو کھلی جگہ نہ ملو آگ میں تو ان کو

النَّارِ ۵۹ ﴿ قَالُوا بَلْ أَنْتُمْ قَدَّمْتُمْ عَلَيْكُمْ لَنْبَأً

جانا ہی ہے وہاں بھی تنگ جگہ میں رہیں تابع بولے بلکہ تمہیں کھلی جگہ نہ ملو یہ مصیبت تم ہمارے آگے لائے ۵۹

فَبِئْسَ الْقَرَارُ ۶۰ ﴿ قَالُوا رَبَّنَا مَنْ قَدَّمَ لَنَا هَذَا فَرِيدًا عَذَابًا

تو کیا ہی برا ٹھکانا ۶۰ وہ بولے اے ہمارے رب جو یہ مصیبت ہمارے آگے لایا اسے آگ میں دونا

فِي النَّارِ ۶۱ ﴿ وَقَالُوا مَا لَنَا لَا نَرَى رِجَالًا كُنَّا نَعُدُّهُمْ مِنَ الْأَشْرَارِ ۶۲ ﴿

عذاب بڑھا اور ۶۱ بولے ہمیں کیا ہوا ہم ان مردوں کو نہیں دیکھتے جنہیں برا سمجھتے تھے ۶۲

أَتَّخَذْنَاهُمْ سِخْرِيًّا أَمْ زَاغَتْ عَنْهُمْ الْأَبْصَارُ ۶۳ ﴿ إِنَّ ذَلِكَ لَحَقٌّ

کیا ہم نے انہیں بنالیا ۶۳ یا آنکھیں ان کی طرف سے پھر گئیں ۶۳ بے شک یہ ضرور حق ہے

تَخَاصُمُ أَهْلِ النَّارِ ۶۴ ﴿ قُلْ إِنَّمَا أَنَا مُنذِرٌ وَمَنْ إِلَهٌ إِلَّا اللَّهُ

دوڑخیوں کا باہم جھگڑا ۶۴ تم فرماؤ ۶۴ میں ڈرسانے والا ہی ہوں ۶۴ اور معبود کوئی نہیں مگر ایک

الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۶۵ ﴿ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعَزِيزُ

اللہ سب پر غالب مالک آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ اُن کے درمیان ہے صاحب عزت

الْغَفَّارُ ۶۶ ﴿ قُلْ هُوَ نَبِيُّ عَظِيمٍ ۶۷ ﴿ أَنْتُمْ عَنْهُ مُعْرِضُونَ ۶۸ ﴿ مَا كَانَ لِي

بڑا بخشنے والا تم فرماؤ وہ ۶۷ بڑی خبر ہے تم اس سے غفلت میں ہو ۶۸ مجھے

مِنْ عِلْمٍ بِالْمَلَأِ الْأَعْلَى إِذْ يَخْتَصِمُونَ ۶۹ ﴿ إِنَّ يُوحَىٰ إِلَىٰ آلِهَةٍ إِلَّا أَنبَاءَ أَنَا

عالم بالا کی کیا خبر تھی جب وہ جھگڑتے تھے ۶۹ مجھے تو یہی وحی ہوتی ہے کہ میں نہیں مگر

۶۹ قسم قسم کے عذاب ۶۹ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ جب کافروں کے سردار جہنم میں داخل ہوں گے اور ان کے پیچھے پیچھے ان کی

ابتاع کرنے والے تو جہنم کے خازن ان سرداروں سے کہیں گے یہ تمہارے متبعین کی فوج ہے جو تمہاری طرح تمہارے ساتھ جہنم میں دھنسی پڑتی ہے۔ ۶۸ کہ تم نے

پہلے کفر اختیار کیا اور میں اس راہ پر چلایا۔ ۶۷ یعنی جہنم نہایت ہی برا ٹھکانہ ہے۔ ۶۸ کفار کے عمائد اور سردار (بڑے بڑے اثر و رسوخ والے) ۶۸ یعنی غریب

مسلمانوں کو اور انہیں وہ اپنے دین کا مخالف ہونے کے باعث شریر کہتے تھے اور غریب ہونے کی وجہ سے حقیر سمجھتے تھے، جب کفار جہنم میں انہیں نہ دیکھیں گے تو کہیں

گے وہ ہمیں کیوں نظر نہیں آتے۔ ۶۹ اور درحقیقت وہ ایسے نہ تھے دوزخ میں آئے ہی نہیں ہمارا ان کے ساتھ استہزاء کرنا اور ان کی ہنسی بنانا باطل تھا۔ ۶۸ اس لیے

وہ ہمیں نظر نہ آئے یا یہ معنی ہیں کہ ان کی طرف سے آنکھیں پھر گئیں اور دنیا میں ہم ان کے مرتبے اور بزرگی کو نہ دیکھ سکے۔ ۶۸ اے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم!

مکہ کے کفار سے ۶۸ تمہیں عذاب الہی کا خوف دلاتا ہوں۔ ۶۹ یعنی قرآن یا قیامت یا میرا رسول مُنذِر ہونا یا اللہ تعالیٰ کا واحد لا شریک لہ ہونا۔ ۶۹ کہ مجھ



نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿۴۰﴾ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِیْنٍ ﴿۴۱﴾

روشن ڈر سنانے والا ۴۰ جب تمہارے رب نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں مٹی سے انسان بناؤں گا ۴۱

فَاِذَا سَوَّيْتُهُۥ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدٰیۙنَ ﴿۴۲﴾

پھر جب میں اسے ٹھیک بنا لوں اور اس میں اپنی طرف کی روح پھونکوں ۴۲ تو تم اس کے لیے سجدے میں گرنا

فَسَجَدَ الْبَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اٰجْمَعُوْنَ ﴿۴۳﴾ اِلَّا اِبْلِیْسَ ط اِسْتَكْبَرَ وَكَانَ

تو سب فرشتوں نے سجدہ کیا ایک ایک نے کہ کوئی باقی نہ رہا مگر ابلیس نے ۴۳ اس نے غرور کیا اور وہ تھا

مِنَ الْكٰفِرِیْنَ ﴿۴۴﴾ قَالَ یٰۤاِبْلِیْسُ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِیۤا خَلَقْتُ

ہی کافروں میں ۴۴ فرمایا اے ابلیس تجھے کس چیز نے روکا کہ تو اس کے لیے سجدہ کرے جسے میں نے اپنے

بِیَدَیْ سَا اِسْتَكْبَرْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْعٰلِیْنَ ﴿۴۵﴾ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ط

ہاتھوں سے بنایا کیا تجھے غرور آگیا یا تو تھا ہی مغروروں میں ۴۵ بولا میں اس سے بہتر ہوں ۴۶

پر ایمان نہیں لاتے اور قرآن پاک اور میرے دین کو نہیں مانتے۔ ۴۱ یعنی فرشتے حضرت آدم علیہ السلام کے باب میں۔ یہ حضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحت نبوت کی ایک دلیل ہے۔ مدعا یہ ہے کہ عالم بالا میں فرشتوں کا حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے باب میں سوال و جواب کرنا مجھے کیا معلوم ہوتا اگر میں نبی نہ ہوتا اس کی خبر دینا میری نبوت اور میرے پاس وحی آنے کی دلیل ہے۔ ۴۲ داری اور ترمذی کی حدیثوں میں ہے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اپنے بہترین حال میں اپنے رب عزوجل کے دیدار سے مشرف ہوا (حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میرے خیال میں یہ واقعہ خواب کا ہے) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ حضرت رب العزت عز و علا و تبارک و تعالیٰ نے فرمایا: اے محمد! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) عالم بالا کے ملائکہ کس بحث میں ہیں؟ میں نے عرض کیا: یارب تو ہی دانا ہے۔ حضور نے فرمایا: پھر رب العزت نے اپنا دست رحمت و کرم میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا اور میں نے اس کے فیض کا اثر اپنے قلب مبارک میں پایا تو آسمان وزمین کی تمام چیزیں میرے علم میں آگئیں پھر اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا: یا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کیا تم جانتے ہو کہ عالم بالا کے ملائکہ کس امر میں بحث کر رہے ہیں میں نے عرض کیا: ہاں! اے رب میں جانتا ہوں وہ کفارات میں بحث کر رہے ہیں اور کفارات یہ ہیں نمازوں کے بعد مسجد میں ٹھہرنا اور پیادہ پا اجتماعوں کے لیے جانا اور جس وقت سردی وغیرہ کے باعث پانی کا استعمال ناگوار ہو اس وقت اچھی طرح وضو کرنا جس نے یہ کیا اس کی زندگی بھی بہتر اور موت بھی بہتر اور گناہوں سے ایسا پاک صاف نکلے گا جیسا اپنی ولادت کے دن تھا اور فرمایا: اے محمد! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نماز کے بعد یہ دعا کیا کرو "اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسٰكِيْنِ وَاِذَا اَرَدْتُ بِعِبَادِكَ فِتْنَةً فَاَقْبِضْنِیْ اِلَيْكَ غَیْرَ مَفْتُوْنٍ"۔ بعض روایتوں میں یہ ہے کہ حضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھ پر ہر چیز روشن ہوگئی اور میں نے پہچان لی اور ایک روایت میں ہے کہ جو کچھ مشرق و مغرب میں ہے سب میں نے جان لیا۔ امام علامہ علاؤ الدین علی بن محمد ابن ابراہیم بغدادی معروف بخازن اپنی تفسیر میں اس کے معنی یہ بیان فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سینہ مبارک کھول دیا اور قلب شریف کو منور کر دیا اور جو کوئی نہ جانے اس سب کی معرفت آپ کو عطا کر دی تا آنکہ آپ نے نعمت و معرفت کی سردی اپنے قلب مبارک میں پائی اور جب قلب شریف منور ہو گیا اور سینہ پاک کھل گیا تو جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے باعلام الہی جان لیا۔ ۴۳ یعنی (حضرت) آدم کو پیدا کروں گا۔ ۴۴ یعنی اس کی پیدائش تمام کردوں۔ ۴۵ اور اس کو زندگی عطا کردوں۔ ۴۶ سجدہ نہ کیا۔ ۴۷ یعنی علم الہی میں ۴۸ یعنی اس قوم میں سے جن کا شیوہ ہی تمہارے ہے۔ ۴۹ اس سے اس کی مراد یہ تھی کہ اگر آدم آگ سے پیدا کئے جاتے اور میرے برابر بھی ہوتے جب بھی میں انہیں سجدہ نہ کرتا چڑ جائیکہ ان سے بہتر ہو کر انہیں سجدہ کروں۔



تَنْزِيلُ الْكِتَابِ مِنَ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ ۱ اِنَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ

کتاب و اتارنا ہے اللہ عزت و حکمت والے کی طرف سے بے شک ہم نے تمہاری طرف سے یہ کتاب

الْكِتَابَ بِالْحَقِّ فَأَعْبُدِ اللَّهَ مُخْلِصًا لَهُ الدِّينَ ۲ أَلَا لِلَّهِ الدِّينُ

حق کے ساتھ اتاری تو اللہ کو پوجو نہ اس کے بندے ہو کر ہاں خالص اللہ ہی کی

الْخَالِصُ ۳ وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا

بندگی ہے وک اور وہ جنہوں نے اس کے سوا اور والی بنا لیے وہ کہتے ہیں ہم تو انہیں وک صرف اتنی

لِيُقَرَّبُونَآ إِلَى اللَّهِ زُلْفَى ۴ إِنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِي مَا هُمْ فِيهِ

بات کے لیے پوجتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ کے پاس نزدیک کر دیں اللہ ان میں فیصلہ کر دے گا اس بات کا جس میں

يَخْتَلِفُونَ ۵ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ كَاذِبٌ كَفَّارٌ ۶ لَوْ أَرَادَ اللَّهُ

اختلاف کر رہے ہیں وک بے شک اللہ راہ نہیں دیتا اسے جو جھوٹا بڑا ناشکرا ہو وک اللہ اپنے لیے

أَنْ يَتَّخِذَ وَلَدًا ۷ لَئِنْ سَأَلْتَهُ مَا يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ سُبْحٰنَهُ ۸ هُوَ اللَّهُ

بچ بناتا تو اپنی مخلوق میں سے جسے چاہتا چن لیتا وک پاکی ہے اسے وک وہی ہے

الْوَّاحِدُ الْقَهَّارُ ۹ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ ۱۰ يَكُوْمُ اللَّيْلُ

ایک اللہ وک سب پر غالب اس نے آسمان اور زمین حق بنائے رات کو دن

عَلَى النَّهَارِ وَيَكُوْمُ النَّهَارُ عَلَى اللَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۱۱ كُلٌّ

پر لپیٹتا ہے اور دن کو رات پر لپیٹتا ہے وک اور اس نے چاند اور سورج کو کام میں لگایا ہر ایک ایک

تَعَالَى عَنْهُمَا ۱۲ فَرَمَا يَكْمُوتُ كَيْفَ يَكْمُوتُ قَوْلٌ يَدْعُو إِلَى قِيَامَتِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۱۳ وَلَمْ يَكُنْ لَكُمْ

اور آیت ”اللَّهُ نَزَّلَ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ“ کے۔ اس سورت میں آٹھ رکوع اور پچھتر آیتیں اور ایک ہزار ایک سو بہتر کلمے اور چار ہزار نو سو آٹھ حرف ہیں۔

وک کتاب سے مراد قرآن شریف ہے۔ وک اے سید عالم محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وک اس کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں۔ وک معبود ٹھہرا لیے۔

مراد ان لوگوں سے بت پرست ہیں۔ وک یعنی بتوں کو وک ایمان داروں کو جنت میں اور کافروں کو دوزخ میں داخل فرما کر وک جھوٹا اس بات میں کہ بتوں کو

اللہ تعالیٰ سے نزدیک کرنے والا بتائے اور خدا کے لیے اولاد ٹھہرائے اور ناشکرا ایسا کہ بتوں کو پوجے۔ وک یعنی اگر بالفرض اللہ تعالیٰ کے لیے اولاد ممکن ہوتی وہ

جسے چاہتا اولاد بنانا نہ کہ یہ تجویز کفار پر چھوڑتا کہ وہ جسے چاہیں خدا کی اولاد قرار دیں (معاد اللہ) وک اولاد سے اور ہر اس چیز سے جو اس کی شان اقدس کے لائق

نہیں۔ وک نہ اس کا کوئی شریک نہ اس کی کوئی اولاد وک یعنی کبھی رات کی تاریکی سے دن کے ایک حصہ کو چھپاتا ہے اور کبھی دن کی روشنی سے رات کے حصہ کو۔

مراد یہ ہے کہ کبھی دن کا وقت گھٹا کر رات کو بڑھاتا ہے کبھی رات گھٹا کر دن کو زیادہ کرتا ہے اور رات اور دن میں سے گھٹنے والا گھٹتے گھٹتے دس گھنٹہ کا رہ جاتا ہے اور

بڑھنے والا بڑھتے بڑھتے چودہ گھنٹے کا ہو جاتا ہے۔



يَجْرِي لِأَجَلٍ مُّسَيَّ ۖ ط الْاَهُوَ الْعَزِيزُ الْغَفَّارُ ۝ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ

ٹھہرائی ميعاد کے لیے چلتا ہے ۱۳۰ سنتا ہے وہی صاحب عزت بخشنے والا ہے اس نے تمہیں ایک

وَاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَانزَلَ لَكُمْ مِّنَ الْاَنْعَامِ ثَمِينَةً

جان سے بنایا ۱۳۱ پھر اسی سے اس کا جوڑا پیدا کیا ۱۳۲ اور تمہارے لیے چوپایوں سے ۱۳۳ آٹھ جوڑے

اَزْوَاجٍ يَخْلُقُكُمْ فِي بُطُونِ اُمَّهَاتِكُمْ خَلْقًا مِّنْ بَعْدِ خَلْقٍ فِى ظُلُمٍ

اتارے ۱۳۴ تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹ میں بناتا ہے ایک طرح کے بعد اور طرح ۱۳۵ تین اندھیریوں

ثَلَاثٍ ۖ ط ذٰلِكُمْ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۖ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَاَنىُّ تُصْرَفُونَ ۝ ۶

میں ۱۳۶ یہ ہے اللہ تمہارا رب اسی کی بادشاہی ہے اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں پھر کہاں پھیرے جاتے ہوتے

اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنْكُمْ ۖ وَلَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ ۚ وَاِنْ

اگر تم ناشکری کرو تو بے شک اللہ بے نیاز ہے تم سے ۱۳۷ اور اپنے بندوں کی ناشکری اسے پسند نہیں اور اگر

تَشْكُرُوْا يَرْضَهُ لَكُمْ ۖ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ اُخْرٰى ۖ ثُمَّ اِلَىٰ رَبِّكُمْ

شکر کرو تو اسے تمہارے لیے پسند فرماتا ہے ۱۳۸ اور کوئی بوجھ اٹھانے والی جان دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گی ۱۳۹ پھر تمہیں اپنے رب ہی

مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۖ ط اِنَّهٗ عَلِيْمٌ بِذٰتِ

کی طرف پھرنا ہے ۱۴۰ تو وہ تمہیں بتا دے گا جو تم کرتے تھے ۱۴۱ بے شک وہ دلوں کی

الصُّدُوْرِ ۝ ۷ وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهُ مُنِيبًا اِلَيْهِ ۖ ثُمَّ اِذَا

بات جانتا ہے اور جب آدمی کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے ۱۴۲ اپنے رب کو پکارتا ہے اسی طرف جھکا ہوا ۱۴۳ پھر جب

خَوَّلَهُ نِعْمَةً مِّنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُوْا اِلَيْهِ مِنْ قَبْلُ وَجَعَلَ لِلّٰهِ

اللہ نے اسے اپنے پاس سے کوئی نعمت دی تو بھول جاتا ہے جس لیے پہلے پکارتا تھا ۱۴۴ اور اللہ کے لیے برابر والے

۱۴۵ یعنی قیامت تک وہ اپنے مقرر نظام پر چلتے رہیں گے۔ ۱۴۶ یعنی حضرت آدم علیہ السلام سے ۱۴۷ یعنی حضرت حوا کو ۱۴۸ یعنی اونٹ، گائے، بکری،

بھیڑ سے ۱۴۹ یعنی پیدا کئے۔ جوڑوں سے مراد نر اور مادہ ہیں۔ ۱۵۰ یعنی نطفہ پھر علقہ (خون بستہ) پھر مضغہ (گوشت پارہ) ۱۵۱ ایک اندھیری پیٹ کی،

دوسری رحم کی، تیسری بچہ دان کی۔ ۱۵۲ اور طریق حق سے دور ہوتے ہو کہ اس کی عبادت چھوڑ کر غیر کی عبادت کرتے ہو۔ ۱۵۳ یعنی تمہاری طاعت و عبادت

سے اور تم ہی اس کے محتاج ہو، ایمان لانے میں تمہارا ہی نفع اور کافر ہو جانے میں تمہارا ہی ضرر ہے۔ ۱۵۴ کہ وہ تمہاری کامیابی کا سبب ہے اس پر تمہیں ثواب

دے گا اور جنت عطا فرمائے گا۔ ۱۵۵ یعنی کوئی شخص دوسرے کے گناہ میں ماخوذ نہ ہوگا۔ ۱۵۶ آخرت میں ۱۵۷ دنیا میں اور اس کی تمہیں جزا دے

گا۔ ۱۵۸ یہاں آدمی سے مطلقاً کافر یا خاص ابو جہل یا عتبہ بن ربیعہ مراد ہے۔ ۱۵۹ اسی سے فریاد کرتا ہے۔ ۱۶۰ یعنی اس شدت و تکلیف کو فراموش کر دیتا

ہے جس کے لیے اللہ سے فریاد کی تھی۔

أَنْدَادًا يَبِضُّلُّ عَنْ سَبِيلِهِ ۖ قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِيلًا ۗ إِنَّكَ مِنْ

ٹھہرانے لگتا ہے ۱۷ تاکہ اس کی راہ سے بہکادے تم فرماؤ ۱۸ تمھوڑے دن اپنے کفر کے ساتھ برت لے ۱۹ بے شک تو

أَصْحَابِ النَّارِ ۗ ۱۸ أَمَنْ هُوَ قَائِمٌ أَنْاءَ اللَّيْلِ سَاجِدًا وَقَائِمًا يَحْذَرُ

دوزخیوں میں ہے کیا وہ جسے فرمانبرداری میں رات کی گھڑیاں گزریں تجود میں اور قیام میں ۲۰ آخرت

الْآخِرَةِ وَيَرْجُوا رَحْمَةَ رَبِّهِ ۖ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَ

سے ڈرتا اور اپنے رب کی رحمت کی آس لگائے ۲۱ کیا وہ نافرمانوں جیسا ہو جائے گا تم فرماؤ کیا برابر ہیں جاننے والے اور

الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۗ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ ۗ ۱۹ قُلْ لِيَعْبَادِ

انجان نصیحت تو وہی مانتے ہیں جو عقل والے ہیں تم فرماؤ اے میرے بندو

الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا رَبَّكُمْ ۖ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا فِي هَذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ۗ ۲۰

جو ایمان لائے اپنے رب سے ڈرو جنھوں نے بھلائی کی ۲۲ ان کے لیے اس دنیا میں بھلائی ہے ۲۵

وَأَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةٌ ۗ إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۗ ۲۱

اور اللہ کی زمین وسیع ہے ۲۳ صابروں ہی کو ان کا ثواب بھرپور دیا جائے گا بے گنتی ۲۴

۲۹ یعنی حاجت برآری کے بعد پھر بت پرستی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ ۱۷ اے مصطفیٰ! اصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کافر سے ۱۸ اور دنیا کی زندگی کے دن پورے

کر لے۔ ۲۰ شان نزول: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ یہ آیت حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شان میں نازل ہوئی اور

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ یہ آیت حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوئی اور ایک قول یہ ہے کہ حضرت ابن مسعود اور

حضرت عمار اور حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے حق میں نازل ہوئی۔ فائدہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ رات کے نوافل و عبادت دن کے نوافل سے افضل

ہیں اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ رات کا عمل پوشیدہ ہوتا ہے اس لیے وہ ریا سے بہت دور ہوتا ہے۔ دوسرے یہ کہ دنیا کے کاروبار بند ہوتے ہیں اس لیے قلب بہ نسبت

دن کے بہت فارغ ہوتا ہے اور توجہ الی اللہ اور خشوع دن سے زیادہ رات میں مہیئر آتا ہے۔ تیسرے رات چونکہ راحت و خواب کا وقت ہوتا ہے اس لیے اس

میں بیدار رہنا نفس کو بہت مشقت و تعب میں ڈالتا ہے تو ثواب بھی اس کا زیادہ ہوگا۔ ۲۱ اس سے ثابت ہوا کہ مومن کے لیے لازم ہے کہ وہ بین الخوف والرجاء

(خوف اور امید کے درمیان) ہو، اپنے عمل کی تقصیر پر نظر کر کے عذاب سے ڈرتا رہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کا امیدوار رہے، دنیا میں بالکل بے خوف ہو نا یا اللہ تعالیٰ

کی رحمت سے مطلقاً مایوس ہونا، یہ دونوں قرآن کریم میں کفار کی حالتیں بتائی گئی ہیں ”قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ”فَلَا يَأْمَنُ مَكْرًا لِلَّهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْخَاسِرُونَ“ وَقَالَ تَعَالَى:

”لَا يَأْمَنُ مِنْ رَوْحِ اللَّهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُونَ“ ۲۲ طاعت بجالانے اور اچھے عمل کئے۔ ۲۳ یعنی صحت و عافیت ۲۴ اس میں ہجرت کی ترغیب ہے کہ جس

شہر میں معاصی کی کثرت ہو اور وہاں رہنے سے آدمی کو اپنی دینداری پر قائم رہنا دشوار ہو جائے چاہئے کہ اس جگہ کوچھوڑ دے اور وہاں سے ہجرت کر جائے۔ شان

نزول: یہ آیت مہاجرین جنحہ کے حق میں نازل ہوئی اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضرت جعفر بن ابی طالب اور ان کے ہمراہیوں کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے

مصیبتوں اور بلاؤں پر صبر کیا اور ہجرت کی اور اپنے دین پر قائم رہے اس کو چھوڑنا گوارا نہ کیا۔ ۱۷ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہر نیکی کرنے

والے کی نیکیوں کا وزن کیا جائے گا سوائے صبر کرنے والوں کے کہ انہیں بے اندازہ اور بے حساب دیا جائے گا اور یہ بھی مروی ہے کہ ”اصحاب مصیبت و بلا“ حاضر

کئے جائیں گے نہ ان کے لیے میزان قائم کی جائے نہ ان کے لیے دفتر کھولے جائیں ان پر اجر و ثواب کی بے حساب بارش ہوگی یہاں تک کہ دنیا میں عافیت کی

زندگی بسر کرنے والے انہیں دیکھ کر آرزو کریں گے کہ کاش وہ اہل مصیبت میں سے ہوتے اور ان کے جسم قینچیوں سے کاٹے گئے ہوتے کہ آج یہ صبر کا اجر پاتے۔

قُلْ إِنِّي أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ اللَّهَ مُخْلِصًا لَهُ الدِّينَ ۝۱۱ وَأُمِرْتُ لِأَنْ

تم فرماؤ ۲۸ مجھے حکم ہے کہ اللہ کو پوجوں نہ اس کا بندہ ہو کر اور مجھے حکم ہے

أَكُونَ أَوَّلَ الْمُسْلِمِينَ ۝۱۲ قُلْ إِنِّي أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ رَبِّي عَذَابَ

کہ میں سب سے پہلے گردن رکھوں ۲۹ تم فرماؤ بالفرض اگر مجھ سے نافرمانی ہو جائے تو مجھے بھی اپنے رب سے ایک

يَوْمٍ عَظِيمٍ ۝۱۳ قُلِ اللَّهُ أَعْبُدْ مُخْلِصًا لَهُ دِينِي ۝۱۴ فَأَعْبُدُوا مَا

بڑے دن کے عذاب کا ڈر ہے ۳۰ تم فرماؤ میں اللہ ہی کو پوجتا ہوں نہ اس کا بندہ ہو کر تو تم اس کے

شِئْتُمْ مِنْ دُونِهِ ۝۱۵ قُلْ إِنَّ الْخَاسِرِينَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ وَ

سوا جسے چاہو پوجو ۳۱ تم فرماؤ پوری ہار انھیں جو اپنی جان اور اپنے

أَهْلِيهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۝۱۶ أَلَا ذَلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِينُ ۝۱۷ لَهُمْ مِّنْ

گھروالے قیامت کے دن ہار بیٹھے ۳۲ ہاں ہاں یہی کھلی ہار ہے ان کے

فَوْقِهِمْ ظُلٌّ مِّنَ النَّارِ وَمِنْ تَحْتِهِمْ ظُلٌّ ۝۱۸ ذَلِكَ يُخَوِّفُ اللَّهُ بِهِ

اوپر آگ کے پہاڑ ہیں اور ان کے نیچے پہاڑ ۳۳ اس سے اللہ ڈراتا ہے اپنے

عِبَادَةَ ۝۱۹ لِيُعْبَدُوا فَاتَّقُوا ۝۲۰ وَالَّذِينَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوتَ أَنْ يَعْبُدُوهَا

بندوں کو ۳۴ اے میرے بندو تم مجھ سے ڈرو ۳۵ اور وہ جو بتوں کی پوجا سے بچے

وَأَنَابُوا إِلَى اللَّهِ لَهُمُ الْبُشْرَىٰ ۝۲۱ فَبَشِّرْ عِبَادِ ۝۲۲ الَّذِينَ يَسْتَعِينُونَ

اور اللہ کی طرف رجوع ہوئے انھیں کے لیے خوشخبری ہے تو خوشی سناؤ میرے ان بندوں کو جو کان لگا کر

الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ ۝۲۳ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَاهُمُ اللَّهُ وَأُولَٰئِكَ هُمْ

بات سنیں پھر اس کے بہتر پر چلیں ۳۶ یہ ہیں جن کو اللہ نے ہدایت فرمائی اور یہ ہیں جن کو

۳۸ اے سیدانبیاء! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۳۹ اور اہل طاعت و اخلاص میں مقدم و سابق ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے اخلاص کا حکم دیا جو عملِ قلب ہے، پھر

اطاعت یعنی اعمالِ جوارح کا۔ چونکہ احکامِ شرعیہ رسول سے حاصل ہوتے ہیں، وہی ان کے پہنچانے والے ہیں تو وہ ان کے شروع کرنے میں سب سے مقدم اور

اول ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو یہ حکم دے کر تمہیں کی کہ دوسروں پر اس کی پابندی نہایت ضروری ہے اور دوسروں کی ترغیب کے لیے نبی علیہ السلام کو یہ حکم

دیا گیا ہے: کفارِ قریش نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ آپ اپنی قوم کے سرداروں اور اپنے رشتہ داروں کو نہیں دیکھتے جو لات و

عزیٰ کی پرستش کرتے ہیں ان کے رد میں یہ آیت نازل ہوئی۔ ۴۰ یہ طریق تہدید و توبیخ فرمایا۔ ۴۱ یعنی گمراہی اختیار کر کے ہمیشہ کے لیے مستحقِ جہنم ہو گئے اور

جنت کی ان نعمتوں سے محروم ہو گئے جو ایمان لانے پر انہیں ملتیں۔ ۴۲ یعنی ہر طرف سے آگ انہیں گھیرے ہوئے ہے۔ ۴۳ کہ ایمان لائیں اور ممنوعات سے



أُولُو الْأَلْبَابِ ۱۸ أَفَنُ حَقِّ عَلَيْهِ كَلِمَةُ الْعَذَابِ أَفَأَنْتَ تُنْقِذُ

عقل ہے ۱۷ تو کیا وہ جس پر عذاب کی بات ثابت ہو چکی نجات والوں کے برابر ہو جائے گا تو کیا تم ہدایت دے کر

مَنْ فِي النَّارِ ۱۹ لَكِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ غُرَفٌ مِّنْ فَوْقِهَا

آگ کے مستحق کو بچالو گے ۱۸ لیکن جو اپنے رب سے ڈرے ۱۹ ان کے لیے بالا خانے ہیں ان پر

غُرَفٌ مَّبْنِيَّةٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَعَدَّ اللَّهُ لَا يُخْلِفُ اللَّهُ

بالا خانے بنے ۱۷ ان کے نیچے نہریں ہیں اللہ کا وعدہ اللہ وعدہ خلاف

الْبُعَادَ ۲۰ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَسَلَكَهُ يَنَابِيعٌ فِي

نہیں کرتا کیا تو نے نہ دیکھا کہ اللہ نے آسمان سے پانی اتارا پھر اس سے زمین میں

الْأَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهَا زُرْعًا مُّخْتَلِفًا أَلْوَانُهُ ثُمَّ يَهَيِّجُ فَتْرَهُ

چشمے بنائے پھر اس سے کھیتی نکالتا ہے کئی رنگت کی ۱۷ پھر سوکھ جاتی ہے تو تو دیکھے کہ وہ ۱۸

مُصَفَّرًا ثُمَّ يَجْعَلُهُ حُطَامًا ۱۹ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَذِكْرًا لِّأُولِي الْأَلْبَابِ ۲۱

پیلی پڑگئی پھر اسے ریزہ ریزہ کر دیتا ہے بے شک اس میں دھیان کی بات ہے عقل مندوں کو ۱۷

أَفَنُ شَرَحَ اللَّهُ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ فَهُوَ عَلَى نُورٍ مِّنْ رَبِّهِ ۲۰ فَوَيْلٌ

تو کیا وہ جس کا سینہ اللہ نے اسلام کے لیے کھول دیا ۲۰ تو وہ اپنے رب کی طرف سے نور پر ہے ۲۱ اس جیسا ہو جائے گا

لِّلنَّفْسِیَّةِ قُلُوبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللَّهِ ۲۱ أُولَٰئِكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۲۲ اللَّهُ نَزَّلَ

جو سنگ دل ہے تو خرابی ہے ان کی جن کے دل یا دُخدا کی طرف سے سخت ہو گئے ہیں ۲۱ وہ کھلی گمراہی میں ہیں اللہ نے اُتاری

۱۷ شان نزول: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایمان لائے تو آپ کے پاس حضرت عثمان اور

عبدالرحمن ابن عوف اور طلحہ زبیر وسعد بن ابی وقاص وسعد بن زید آئے اور ان سے حال دریافت کیا انہوں نے اپنے ایمان کی خبر دی یہ حضرات بھی سن کر ایمان لے

آئے ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی ”فَبَشِّرْ عِبَادِی..... الْآیة“ ۱۷ جو آزی بد بخت اور علم الہی میں جہمی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے

فرمایا کہ مراد اس سے ابولہب اور اس کے لڑکے ہیں۔ ۱۸ اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کی ۱۹ یعنی جنت کے منازل رفیعہ جن کے اوپر اور ارفع منازل

ہیں۔ ۱۷ زرد، سبز، سرخ، سفید قسم قسم کی گیہوں جو اور طرح طرح کے نلے۔ ۱۸ سرسبز و شاداب ہونے کے بعد ۱۷ جو اس سے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت و قدرت

پر دلیل قائم کرتے ہیں۔ ۱۸ اور اس کو قبول حق کی توفیق عطا فرمائی۔ ۱۹ یعنی یقین و ہدایت پر۔ حدیث: رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب یہ آیت

تلاوت فرمائی تو صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سینہ کا کھلنا کس طرح ہوتا ہے؟ فرمایا کہ جب نور قلب میں داخل ہوتا ہے تو وہ کھلتا ہے

اور اس میں وسعت ہوتی ہے۔ صحابہ نے عرض کیا: اس کی کیا علامت ہے؟ فرمایا: دار الخلود (ہمیشہ رہنے والے گھر جنت) کی طرف متوجہ ہونا اور دار الغرور (فنا ہونے

والے گھر یعنی دنیا سے) دور رہنا اور موت کے لیے اس کے آنے سے قبل آمادہ ہونا۔ ۱۷ نفس جب خمیت ہوتا ہے تو قبول حق سے اس کو بہت دوری ہو جاتی ہے اور

ذکر اللہ کے سننے سے اس کی تخی اور کدورت بڑھتی ہے جیسے کہ آفتاب کی گرمی سے موم نرم ہوتا ہے اور نمک سخت ہوتا ہے ایسے ہی ذکر اللہ سے مومنین کے قلوب نرم

أَحْسَنَ الْحَدِيثِ كِتَابًا مَّتَشَابِهًا مَثَانِي ۖ تَشْعُرُ مِنْهُ جُلُودُ الَّذِينَ

سب سے اچھی کتاب ۵۵۵ کہ اول سے آخر تک ایک سی ہے ۵۵۵ دوہرے بیان والی ۵۵۵ اس سے بال کھڑے ہوتے ہیں ان کے بدن پر جو

يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ۖ ثُمَّ تَلِينُ جُلُودُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ

اپنے رب سے ڈرتے ہیں پھر ان کی کھالیں اور دل نرم پڑتے ہیں یاد خدا کی طرف رغبت میں ۵۵۵ یہ

هُدًى لِّلَّذِينَ هُمْ عَنْ آلِهَتِهِمْ تَبَتَّ ۚ وَمَنْ يُضِلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ ۖ ۲۳

اللہ کی ہدایت ہے راہ دکھائے اسے جسے چاہے اور جسے اللہ گمراہ کرے اسے کوئی راہ دکھانے والا نہیں

أَفَسَنْ يَتَّبِعِي بِوَجْهِهِ سُوءَ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ وَقِيلَ لِلظَّالِمِينَ

تو کیا وہ جو قیامت کے دن بُرے عذاب کی ڈھال نہ پائے گا اپنے چہرے کے سوا ۵۵۵ نجات والے کی طرح ہو جائے گا ۵۵۵

ذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَكْسِبُونَ ۚ ۲۴

اور ظالموں سے فرمایا جائے گا اپنا کمایا چکھو ۵۵۵ ان سے انگوں نے جھٹلایا ۵۵۵ تو انہیں

الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُونَ ۚ ۲۵

عذاب آیا جہاں سے انہیں خبر نہ تھی ۵۵۵ اور اللہ نے انہیں دنیا کی زندگی میں رسوائی کا مزہ

الدُّنْيَا ۖ وَلِعَذَابِ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ ۚ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ۚ ۲۶

چکھایا ۵۵۵ اور بے شک آخرت کا عذاب سب سے بڑا کیا اچھا تھا اگر وہ جانتے ۵۵۵ اور بے شک ہم نے

لِلنَّاسِ فِي هَٰذَا الْقُرْآنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ۚ ۲۷

لوگوں کے لیے اس قرآن میں ہر قسم کی کہات بیان فرمائی کہ کسی طرح انہیں دھیان ہو ۵۵۵ عربی زبان

ہوتے ہیں اور کافروں کے دلوں کی سختی اور بڑھتی ہے۔ فائدہ: اس آیت سے ان لوگوں کو عبرت پکڑنا چاہئے جنہوں نے ذکر اللہ کو روکنا اپنا شعار بنا لیا ہے، وہ صوفیوں

کے ذکر کو بھی منع کرتے ہیں، نمازوں کے بعد ذکر اللہ کرنے والوں کو بھی روکتے اور منع کرتے ہیں، ایصالِ ثواب کے لیے قرآن کریم اور کلمہ پڑھنے والوں کو بھی بدعتی

بتاتے ہیں اور ان ذکر کی محفلوں سے نہایت گھبراتے اور بھاگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہدایت دے۔ ۵۵۵ قرآن شریف، جو عبارت میں ایسا فصیح و بلیغ کہ کوئی کلام اس

سے کچھ نسبت ہی نہیں رکھ سکتا مضمون نہایت دل پذیر باوجودیکہ نہ نظم ہے نہ شعر نزالے ہی اسلوب پر ہے اور معنی میں ایسا بلند مرتبہ کہ تمام علوم کا جامع اور معرفت الہی

جیسی عظیم الشان نعمت کا رہنما۔ ۵۵۵ حسن و خوبی میں ۵۵۵ کہ اس میں وعدہ کے ساتھ وعید اور امر کے ساتھ نہی اور اخبار کے ساتھ احکام ہیں۔ ۵۵۵ حضرت قتادہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ اولیاء اللہ کی صفت ہے کہ ذکر الہی سے ان کے بال کھڑے ہوتے جسم لرزتے ہیں اور دل چین پاتے ہیں۔ ۵۵۵ وہ کافر ہے

جس کے ہاتھ گردن کے ساتھ ملا کر باندھ دیئے جائیں گے اور اس کی گردن میں گندھک کا ایک جلتا ہوا پہاڑ پڑا ہوگا جو اس کے چہرے کو بھونے ڈالتا ہوگا اس حال

سے اوندھا کر کے آتش جہنم میں گرایا جائے گا۔ ۵۵۵ یعنی اس مومن کی طرح جو عذاب سے مامون و محفوظ ہو۔ ۵۵۵ یعنی دنیا میں جو کفر و سرکشی اختیار کی تھی اب اس کا

وبال وعذاب برداشت کرو۔ ۵۵۵ یعنی کفار مکہ سے پہلے کافروں نے رسولوں کو جھٹلایا۔ ۵۵۵ عذاب آنے کا خطرہ بھی نہ تھا غفلت میں پڑے ہوئے تھے۔

۵۵۵ کسی قوم کی صورتیں منگ کیوں کسی کوزمین میں دھنسا یا۔ ۵۵۵ اور ایمان لے آتے تکذیب نہ کرتے۔ ۵۵۵ اور وہ نصیحت قبول کریں۔

عَرِبِيًّا غَيْرَ ذِي عَوْجٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ﴿۲۸﴾ صَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا سَرَجُلًا

کا قرآن ۶۹۔ جس میں اصلاً کچی نہیں نکلے کہ کہیں وہ ڈریں نکلے اللہ ایک مثال بیان فرماتا ہے نکلے ایک غلام

فِيهِ شُرَكَاءُ مُتَشَكِّسُونَ وَرَجُلًا سَلْبًا لِرَجُلٍ ط هَلْ يَسْتَوِينَ

میں کئی بدخو آقا شریک اور ایک نرے ایک موٹی کا کیا ان دونوں کا حال

مَثَلًا ط الْحَدِّ لِلَّهِ ط بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۲۹﴾ إِنَّكَ مِيتٌ وَإِنَّهُمْ

ایک ساہے نکلے سب خوبیاں اللہ کو نکلے بلکہ ان کے اکثر نہیں جانتے ۵۷ بے شک تمہیں انتقال فرمانا ہے اور ان کو

مَيِّتُونَ ﴿۳۰﴾ ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُونَ ﴿۳۱﴾ ع

بھی مرنا ہے نکلے پھر تم قیامت کے دن اپنے رب کے پاس جھگڑو گے نکلے

۶۹۔ ایسا فصیح جس نے فصحاء و بلغاء کو عاجز کر دیا نکلے یعنی تناقض و اختلاف سے پاک۔ نکلے اور کفر و تکذیب سے باز آئیں۔ نکلے مشرک اور مؤجد کی

۳۰۔ یعنی ایک جماعت کا غلام نہایت پریشان ہوتا ہے کہ ہر ایک آقا سے اپنی طرف کھینچتا ہے اور اپنے اپنے کام بتاتا ہے وہ حیران ہے کہ کس کا حکم بجالائے اور کس

طرح تمام آقاؤں کو راضی کرے اور خود اس غلام کو جب کوئی حاجت و ضرورت پیش ہو تو کس آقا سے کہے بخلاف اس غلام کے جس کا ایک ہی آقا ہو وہ اس کی

خدمت کر کے اسے راضی کر سکتا ہے اور جب کوئی حاجت پیش آئے تو اسی سے عرض کر سکتا ہے اس کو کوئی پریشانی پیش نہیں آتی یہ حال مؤمن کا ہے جو ایک مالک کا بندہ

ہے اسی کی عبادت کرتا ہے اور مشرک جماعت کے غلام کی طرح ہے کہ اس نے بہت سے معبود قرار دے دیئے ہیں۔ نکلے جو اکیلا ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

۵۷۔ کہ اس کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں۔ نکلے اس میں کفار کا رد ہے جو سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات کا انتظار کیا کرتے تھے انہیں فرمایا گیا کہ خود

مرنے والے ہو کر دوسرے کی موت کا انتظار کرنا حماقت ہے، کفار تو زندگی میں بھی مرے ہوئے ہیں اور انبیاء کی موت ایک آن کے لیے ہوتی ہے پھر انہیں حیات عطا

فرمائی جاتی ہے۔ اس پر بہت سی شرعی برہانیں قائم ہیں۔ نکلے انبیاء امت پر حجت قائم کریں گے کہ انہوں نے رسالت کی تبلیغ کی اور دین کی دعوت دینے میں جہد

کلیغ صرف فرمائی اور کافر بے فائدہ معذرتیں پیش کریں گے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ مراد اختصاص عام ہے کہ لوگ دنیوی حقوق میں مخاصمہ کریں گے اور ہر ایک اپنا حق

طلب کرے گا۔



فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللَّهِ وَكَذَبَ بِالصِّدْقِ إِذْ جَاءَهُ ۗ ط

تو اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے اور حق کو جھٹلائے وہ جب اُس کے پاس آئے

الَّذِينَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكَافِرِينَ ۝۳۲ وَالَّذِينَ جَاءُوا بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ

کیا جہنم میں کافروں کا ٹھکانا نہیں اور وہ جو یہ سچ لے کر تشریف لائے وہ اور وہ جنہوں نے ان کی تصدیق

بِهِ أُولَئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ ۝۳۳ لَهُمْ مَا يَشَاءُونَ وَعِنْدَ رَبِّهِمْ ذَلِكُمْ جَزَاءُ

کی وہ بھی ڈر والے ہیں ان کے لیے ہے جو وہ چاہیں اپنے رب کے پاس نیکوں کا بھی

الْمُحْسِنِينَ ۝۳۴ لِيُكَفِّرَ اللَّهُ عَنْهُمْ أَسْوَأَ الَّذِي عَمِلُوا وَيَجْزِيَهُمْ

صلہ ہے تاکہ اللہ ان سے اُتار دے برے سے برا کام جو انہوں نے کیا اور انہیں اُن کے ثواب کا

أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ الَّذِي كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝۳۵ أَلَيْسَ اللَّهُ بِكَافٍ عَبْدَهُ ۗ ط

صلہ دے اچھے سے اچھے کام پر وہ کرتے تھے کیا اللہ اپنے بندوں کو کافی نہیں ہے

وَيُخَوِّفُونَكَ بِالَّذِينَ مِنْ دُونِهِ ۗ ط وَمَنْ يُضِلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ

اور تمہیں ڈراتے ہیں اس کے سوا اوروں سے وہ اور جسے اللہ گمراہ کرے اس کی کوئی ہدایت کرنے

هَادٍ ۝۳۶ وَمَنْ يَهْدِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ مُّضِلٍّ ۗ ط أَلَيْسَ اللَّهُ بِعَزِيزٍ ذِي

والا نہیں اور جسے اللہ ہدایت دے اُسے کوئی بہکانے والا نہیں کیا اللہ عزت والا بدلہ لینے

الْإِنْتِقَامِ ۝۳۷ وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ

والا نہیں؟ ۳۷ اور اگر تم اُن سے پوچھو آسمان اور زمین کس نے بنائے؟ تو ضرور کہیں گے

اللَّهُ ۗ ط قُلْ أَفَرَأَيْتُمْ مَا تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ أَرَادَنِيَ اللَّهُ بِضُرٍّ

اللہ نے وہ تم فرماؤ بھلا بتاؤ تو وہ جنہیں تم اللہ کے سوا پوجتے ہو وہ اگر اللہ مجھے کوئی تکلیف پہنچانا چاہے وہ

۳۸ اور اس کے لیے شریک اور اولاد قرار دے۔ یعنی قرآن شریف کو یا رسول علیہ السلام کی رسالت کو۔ یعنی رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو

توحید الہی لائے۔ یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا تمام مؤمنین ۳۸ یعنی ان کی بدیوں پر گرفت نہ کرے اور نیکوں کی بہترین جزا عطا فرمائے۔

۳۹ یعنی سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے اور ایک قراءت میں ”عبادۃ“ بھی آیا ہے اس صورت میں انبیاء علیہم السلام مراد ہیں جن کے

ساتھ ان کی قوموں نے ایذا رسانی کے ارادے کئے اللہ تعالیٰ نے انہیں دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھا اور ان کی کفایت فرمائی۔ یعنی بتوں سے۔ واقعہ یہ تھا کہ

کفار عرب نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ڈرانا چاہا اور آپ سے کہا کہ آپ ہمارے معبودوں یعنی بتوں کی برائی بیان کرنے سے باز آئیے ورنہ وہ آپ کو نقصان

پہنچائیں گے۔ ہلاک کر دیں گے یا عقل کو فاسد کر دیں گے۔ ۳۹ بے شک وہ اپنے دشمنوں سے انتقام لیتا ہے۔ یعنی یہ مشرکین خدائے قادر، علیم، حکیم کی ہستی

کے تو متبر (ماننے والے) ہیں اور یہ بات تمام خلق کے نزدیک مسلم ہے اور خلق کی فطرت اس کی شاہد ہے اور جو شخص آسمان و زمین کے عجائب میں نظر کرے

هَلْ هُنَّ كَشِفَتْ ضُرِّهَۥٓ أَوْ أَرَادَنِي بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُسِكَتُ

تو کیا وہ اس کی بھیجی تکلیف ٹال دیں گے یا وہ مجھ پر مہر (رحم) فرمانا چاہے تو کیا وہ اس کی مہر (رحم) کو روک

رَحْمَتِهِ ۚ قُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ ۚ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُونَ ﴿۳۸﴾ قُلْ يَقَوْمِ

رہیں گے ۳۸ تم فرماؤ اللہ مجھے بس ہے وہ بھروسے والے اس پر بھروسہ کریں تم فرماؤ اے میری قوم

اعْمَلُوا عَلَىٰ مَكَانَتِكُمْ إِنِّي عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ﴿۳۹﴾ مَنْ يَأْتِيهِ

اپنی جگہ کام کئے جاؤ وہ میں اپنا کام کرتا ہوں ۳۹ تو آگے جان جاؤ گے کس پر آتا ہے

عَذَابٌ يُخْزِيهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيمٌ ﴿۴۰﴾ إِنَّا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ

وہ عذاب کہ اُسے زسوا کرے گا ۴۰ اور کس پر اُترتا ہے عذاب کہ رہ پڑے گا ۴۰ بے شک ہم نے تم پر یہ

الْكِتَابَ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ ۚ فَمَنِ اهْتَدَىٰ فَلِنَفْسِهِ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَإِنَّمَا

کتاب لوگوں کی ہدایت کو حق کے ساتھ اُتاری ۴۱ تو جس نے راہ پائی تو اپنے بھلے کو ۴۱ اور جو بہکا وہ

يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَمَا أَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيلٍ ﴿۴۱﴾ اللَّهُ يَتَوَفَّى الْأَنْفُسَ

اپنے ہی برے کو بہکاؤ ۴۱ اور تم کچھ ان کے ذمہ دار نہیں ۴۱ اللہ جانوں کو وفات دیتا ہے

حِينَ مَوْتِهَا وَالَّتِي لَمْ تَمُتْ فِي مَنَامِهَا ۚ فَيُمْسِكُ الَّتِي قَضَىٰ عَلَيْهَا

ان کی موت کے وقت اور جو نہ مریں انہیں ان کے سوتے میں پھر جس پر موت کا حکم فرما دیا اُسے روک

الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْأُخْرَىٰ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَيَّءٍ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ

رکھتا ہے ۴۲ اور دوسری مٹا ایک ميعاد مقرر تک چھوڑ دیتا ہے ۴۲ بے شک اس میں ضرور نشانیاں ہیں

اس کو یقینی طور پر معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ موجودات ایک قادر حکیم کی بنائی ہوئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم دیتا ہے کہ آپ ان مشرکین پر حجت قائم

کیجئے چنانچہ فرماتا ہے: ۴۲ یعنی بتوں کو۔ یہ بھی تو دیکھو کہ وہ کچھ بھی قدرت رکھتے ہیں اور کسی کام بھی آسکتے ہیں۔ ۴۳ کسی طرح کی مرض کی یا قحط کی یا ناداری کی

یا اور کوئی ۴۴۔ جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مشرکین سے یہ سوال فرمایا تو وہ لا جواب ہوئے اور ساکت رہ گئے اب حجت تمام ہو گئی اور ان کے سکوتی

اقرار سے ثابت ہو گیا کہ بت محض بے قدرت ہیں نہ کوئی نفع پہنچا سکتے ہیں نہ کچھ ضرر، ان کی عبادت کرنا نہایت ہی جہالت ہے۔ اس لیے اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ارشاد فرمایا ۴۵ میرا اسی پر بھروسہ ہے اور جس کا اللہ تعالیٰ پر بھروسہ ہو وہ کسی سے بھی نہیں ڈرتا تم جو مجھے بت جیسی بے قدرت

و بے اختیار چیزوں سے ڈراتے ہو یہ تمہاری نہایت ہی بے وقوفی و جہالت ہے۔ ۴۶ اور جو جو مکرو حیلتہ سے ہو سکیں، میری عداوت میں سب ہی کر گزرو۔

۴۷ جس پر مامور ہوں یعنی دین کا قائم کرنا اور اللہ تعالیٰ میرا متین و ناصر ہے اور اسی پر میرا بھروسہ ہے۔ ۴۸ چنانچہ روزِ بدروہ رسوائی کے عذاب میں مبتلا ہوئے۔

۴۹ یعنی دائم ہوگا اور وہ عذابِ جہنم ہے۔ ۵۰ تاکہ اس سے ہدایت حاصل کریں۔ ۵۱ کہ اس راہِ یابی کا نفع وہی پائے گا۔ ۵۲ اس کی گمراہی کا ضرر اور وبال

اسی پر پڑے گا۔ ۵۳ تم سے ان کی تقصیر کا مواخذہ نہ ہوگا۔ ۵۴ یعنی اس جان کو اس کے جسم کی طرف واپس نہیں کرتا۔ ۵۵ جس کی موت مُغْتَرَبِیْنِ فرمائی اس کو

۵۶ یعنی اس کی موت کے وقت تک۔

لَقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ﴿۳۲﴾ أَمْ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ شُفَعَاءَ ۗ قُلْ أَوْلُوا

سوچنے والوں کے لیے فلا کیا انھوں نے اللہ کے مقابل کچھ سفارشی بنا رکھے ہیں فلا تم فرماؤ کیا اگرچہ

كَانُوا إِلَّا يَمْلِكُونَ شَيْئًا وَلَا يَعْقِلُونَ ﴿۳۳﴾ قُلْ لِلَّهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيعًا ۗ

وہ کسی چیز کے مالک نہ ہوں فلا اور نہ عقل رکھیں تم فرماؤ شفاعت تو سب اللہ کے ہاتھ میں ہے فلا

لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۗ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿۳۴﴾ وَإِذَا ذُكِرَ

اُسى کے لیے ہے آسمانوں اور زمین کی بادشاہی پھر تمہیں اُسى کی طرف پلٹنا ہے فلا اور جب ایک

اللَّهُ وَحْدَهُ اشْمَأَزَّتْ قُلُوبُ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ ۗ وَإِذَا

اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے دل سٹ جاتے ہیں اُن کے جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے فلا اور جب

ذُكِرَ الَّذِينَ مِنْ دُونِهِ إِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُونَ ﴿۳۵﴾ قُلْ اللَّهُمَّ فَاطِرَ

اُس کے سوا اُوروں کا ذکر ہوتا ہے فلا جیسی وہ خوشیاں مناتے ہیں تم عرض کرو اے اللہ آسمانوں

السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ عَلِيمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ أَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ

اور زمین کے پیدا کرنے والے نہاں (پوشیدہ) اور عیاں (ظاہر) کے جاننے والے تو اپنے بندوں میں فیصلہ

عِبَادِكَ فِي مَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿۳۶﴾ وَلَوْ أَنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا مَا فِي

فرمائے گا جس میں وہ اختلاف رکھتے تھے فلا اور اگر ظالموں کے لیے ہوتا جو کچھ

الْأَرْضِ جَمِيعًا وَمِثْلَهُ مَعَهُ لَافْتَدَوْا بِهِ مِنْ سُوءِ الْعَذَابِ يَوْمَ

زمین میں ہے سب اور اس کے ساتھ اُس جیسا فلا تو یہ سب چھڑائی میں دیتے روز قیامت کے بڑے

الْقِيَامَةِ ۗ وَبَدَّ اللَّهُ مِّنَ اللَّهِ مَا لَمْ يَكُونُوا يَحْتَسِبُونَ ﴿۳۷﴾ وَبَدَّ اللَّهُ

عذاب سے فلا اور انھیں اللہ کی طرف سے وہ بات ظاہر ہوئی جو ان کے خیال میں نہ تھی فلا اور ان پر اپنی

فلا جو سوچیں اور سمجھیں کہ جو اس پر قادر ہے وہ ضرور مردوں کو زندہ کرنے پر قادر ہے۔ فلا یعنی بت جن کی نسبت وہ کہتے تھے کہ یہ اللہ کے پاس ہمارے شفیع ہیں۔

فلا نہ شفاعت کے نہ اور کسی چیز کے۔ فلا جو اس کا مازون (اجازت دیا گیا) ہو وہی شفاعت کر سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے شفاعت

کا اذن دیتا ہے بتوں کو اس نے شفیع نہیں بنایا اور عبادت تو خدا کے سوا کسی کی بھی جائز نہیں شفیع ہو یا نہ ہو۔ فلا آخرت میں۔ فلا اور وہ بہت تنگ دل اور

پریشان ہوتے ہیں اور ناگواری کا اثر ان کے چہروں پر ظاہر ہو جاتا ہے۔ فلا یعنی بتوں کا و فلا یعنی امر دین میں۔ ابن مسیب سے منقول ہے کہ یہ آیت پڑھ کر جو

دعا مانگی جائے قبول ہوتی ہے۔ فلا یعنی اگر بالفرض کا فر تمام دنیا کے اموال و ذخائر کے مالک ہوتے اور اتنا ہی اور بھی ان کے ملک میں ہوتا فلا کہ کسی طرح

یہ اموال دے کر انہیں اس عذابِ عظیم سے رہائی مل جائے۔ فلا یعنی ایسے ایسے عذاب شدید جن کا انہیں خیال بھی نہ تھا اور اس آیت کی تفسیر میں یہ بھی کہا گیا ہے

کہ وہ گمان کرتے ہوں گے کہ ان کے پاس نیکیاں ہیں اور جب نامہ اعمال کھلیں گے تو بدیاں ظاہر ہوں گی۔



سَيِّئَاتٍ مَّا كَسَبُوا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ﴿۳۸﴾ فَادَامَسْ

کمانی ہوئی برائیاں کھل گئیں ﷻ اور ان پر آ پڑا وہ جس کی ہنسی بناتے تھے ﷻ پھر جب آدمی

الْإِنْسَانَ ضُرُّدَعَانًا ثُمَّ إِذَا خَوَّلَهُ نِعْمَةً مِّنَّا لَا قَالَ إِنَّمَا أُوتِيْتُهُ

کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو ہمیں بلاتا ہے پھر جب اُسے ہم اپنے پاس سے کوئی نعمت عطا فرمائیں کہتا ہے یہ تو مجھے ایک علم کی

عَلَىٰ عِلْمٍ ط بَلْ هِيَ فِتْنَةٌ وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۳۹﴾ قَدْ قَالَهَا

بدولت ملی ہے ﷻ بلکہ وہ تو آزمائش ہے ﷻ مگر ان میں بہتوں کو علم نہیں ﷻ ان سے اگلے

الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ مَّا آغَىٰ عَنْهُمْ مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿۴۰﴾ فَاصَابَهُمْ

بھی ایسے ہی کہہ چکے ﷻ تو اُن کا کمایا ان کے کچھ کام نہ آیا تو ان پر پڑ گئیں

سَيِّئَاتٍ مَّا كَسَبُوا ط وَالَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْ هَؤُلَاءِ سَيُصِيبُهُمْ سَيِّئَاتٌ

ان کی کمائیوں کی برائیاں ﷻ اور وہ جو ان میں ظالم ہیں عنقریب ان پر پڑیں گی ان کی

مَّا كَسَبُوا ط وَمَا هُمْ بِمُعْجِزِينَ ﴿۴۱﴾ أَوَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَبْسُطُ

کمائیوں کی برائیاں اور وہ قابو سے نہیں نکل سکتے ﷻ کیا انھیں معلوم نہیں کہ اللہ روزی کشادہ

الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ ط إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿۴۲﴾ ع

کرتا ہے جس کے لیے چاہے اور تنگ فرماتا ہے بے شک اس میں ضرور نشانیاں ہیں ایمان والوں کے لیے

قُلْ لِيُعْبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَّحْمَةِ

تم فرماؤ اے میرے وہ بندو جنھوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ﷻ اللہ کی رحمت سے ناامید

اللَّهِ ط إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا ط إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ﴿۴۳﴾ و

نہ ہو بے شک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے ﷻ بے شک وہی بخشنے والا مہربان ہے اور

ﷻ جو انہوں نے دنیا میں کی تھیں، اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کرنا اور اس کے دوستوں پر ظلم کرنا وغیرہ۔ ﷻ یعنی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خرد دینے پر وہ جس

عذاب کی ہنسی بنایا کرتے تھے وہ نازل ہو گیا اور اس میں گھر گئے۔ ﷻ یعنی میں معاش کا جو علم رکھتا ہوں اس کے ذریعہ سے میں نے یہ بدولت کمانی جیسا کہ قارون

نے کہا تھا۔ ﷻ یعنی یہ نعمت اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائش و امتحان ہے کہ بندہ اس پر شکر کرتا ہے یا ناشکری۔ ﷻ کہ یہ نعمت و عطا استدرار (مہلت) و امتحان

ہے۔ ﷻ یعنی یہ بات قارون نے بھی کہی تھی کہ یہ دولت مجھے اپنے علم کی بدولت ملی اور اس کی قوم اس کی اس بیہودہ گوئی پر راضی رہی تھی تو وہ بھی قاتلوں میں شمار

ہوئی۔ ﷻ یعنی جو بدیاں انہوں نے کی تھیں ان کی سزائیں۔ ﷻ چنانچہ وہ سات برس قحط کی مصیبت میں مبتلا رکھے گئے۔ ﷻ گناہوں اور معصیوں میں مبتلا

ہو کر۔ ﷻ اس کے جو کفر سے باز آئے۔ شان نزول: مشرکین میں سے چند آدمی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے حضور

سے عرض کیا کہ آپ کا دین تو بیشک حق اور سچا ہے لیکن ہم نے بڑے بڑے گناہ کئے ہیں بہت سی معصیوں میں مبتلا رہے ہیں کیا کسی طرح ہمارے وہ گناہ معاف

اَنِيبُوا اِلَىٰ رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاتِيَكُمْ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا

اپنے رب کی طرف رجوع لاؤ ۱۲۲ اور اس کے حضور گردن رکھو ۱۲۳ قبل اس کے کہ تم پر عذاب آئے پھر تمہاری

تُضْرَوْنَ ﴿۵۳﴾ وَاَتَّبِعُوا اَحْسَنَ مَا اُنزِلَ اِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ مِنْ قَبْلِ

مدد نہ ہو اور اس کی پیروی کرو جو اچھی سے اچھی تمہارے رب سے تمہاری طرف اُتاری گئی ۱۲۴ قبل اس کے

اَنْ يَّاتِيَكُمْ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ﴿۵۴﴾ اَنْ تَقُوْلَ نَفْسُ

کہ عذاب تم پر اچانک آجائے اور تمہیں خبر نہ ہو ۱۲۵ کہ کہیں کوئی جان یہ نہ کہے

لِيَحْسُرُنِي عَلٰی مَا فَرَّطْتُ فِيْ جَنْبِ اللّٰهِ وَاِنْ كُنْتُ لَمِنَ السَّخِرِيْنَ ﴿۵۵﴾

کہ ہائے افسوس ان تقصیروں پر جو میں نے اللہ کے بارے میں کیں ۱۲۶ اور بے شک میں ہنسی بنایا کرتا تھا ۱۲۷

اَوْ تَقُوْلَ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ هَدٰىنِيْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُسْتَقِيْمِيْنَ ﴿۵۶﴾ اَوْ تَقُوْلَ حِيْنَ

یا کہے اگر اللہ مجھے راہ دکھاتا تو میں ڈر والوں میں ہوتا یا کہے جب

تَرٰى الْعَذَابَ لَوْ اَنَّ لِيْ كَرَّةً فَاَكُوْنُ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۷﴾ بَلٰى قَدْ

عذاب دیکھے کسی طرح مجھے واپسی ملے ۱۲۸ کہ میں نیکیاں کروں ۱۲۹ ہاں کیوں نہیں بے شک

جَاءَتْكَ اٰتِيْنَا فَاكَذَّبْتَ بِهَا وَاَسْتَكْبَرْتَ وَاَنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۵۸﴾ وَاَنْتَ

تیرے پاس میری آیتیں آئیں تو ٹوٹے انہیں جھٹلایا اور تکبر کیا اور تو کافر تھا ۱۳۰ اور

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَرٰى الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا عَلٰى اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ ﴿۵۹﴾ ط

قیامت کے دن تم دیکھو گے انہیں جنہوں نے اللہ پر جھوٹ باندھا ۱۳۱ کہ ان کے منہ کالے ہیں

اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوٰى لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿۶۰﴾ وَيُنَجِّي اللّٰهُ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا

کیا مغرور کا ٹھکانا جہنم میں نہیں ۱۳۲ اور اللہ بچائے گا پرہیزگاروں کو

ہوسکتے ہیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ۱۳۳ تا نب ہو کر۔ ۱۳۴ اور اخلاص کے ساتھ طاعت بجالاؤ۔ ۱۳۵ وہ اللہ کی کتاب قرآن مجید ہے۔ ۱۳۶ تم غفلت میں

پڑے رہو۔ اس لیے چاہئے کہ پہلے سے ہوشیار رہو۔ ۱۳۷ کہ اس کی اطاعت بجانہ لایا اور اس کے حق کو نہ پہچانا اور اس کی رضا جوئی کی فکر نہ کی۔ ۱۳۸ اللہ تعالیٰ کے

دین کی اور اس کی کتاب کی۔ ۱۳۹ اور دوبارہ دنیا میں جانے کا موقع دیا جائے۔ ۱۴۰ ان باطل عذروں کا جواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ ہے جو اگلی آیت میں

ارشاد ہوتا ہے۔ ۱۴۱ یعنی تیرے پاس قرآن پاک پہنچا اور حق و باطل کی راہیں واضح کر دی گئیں اور تجھے حق و ہدایت اختیار کرنے کی قدرت دی گئی باوجود اس کے

تو نے حق کو چھوڑا اور اس کو قبول کرنے سے تکبر کیا مگر اسی اختیار کی جو حکم دیا گیا اس کی ضد و مخالفت کی تو اب تیرا یہ کہنا غلط ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے راہ دکھاتا تو میں ڈر

والوں میں ہوتا اور تیرے تمام عذر جھوٹے ہیں۔ ۱۴۲ اور شان الہی میں ایسی بات کہی جو اس کے لائق نہیں اس کے لیے شریک تجویز کے اولاد بتانی اس کی صفات کا

انکار کیا، اس کا نتیجہ یہ ہے ۱۴۳ جو براہ تکبر ایمان نہ لائے۔

بِغَاظِ تِهْمٍ لَا يَسُؤُهُمُ السُّوءُ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿٦١﴾ اللَّهُ خَالِقُ كُلِّ

اُن کی نجات کی جگہ ۱۳۴ نہ انہیں عذاب چھوئے اور نہ انہیں غم ہو اللہ ہر چیز کا پیدا کرنے

شَيْءٍ ۚ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ وَكِيْلٌ ﴿٦٢﴾ لَهُ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَ

والا ہے اور وہ ہر چیز کا مختار ہے اسی کے لیے ہیں آسمانوں اور

الْاَرْضِ ۗ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِآيٰتِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿٦٣﴾ قُلْ

زمین کی کتبیاں ۱۳۵ اور جنہوں نے اللہ کی آیتوں کا انکار کیا وہی نقصان میں ہیں تم فرماؤ ۱۳۴

اَفَغَيَّرَ اللّٰهُ تَاْمُرُوْتِيْۙ اَعْبُدُ اِيَّهَا الْجٰهِلُوْنَ ﴿٦٤﴾ وَلَقَدْ اَوْحٰى اِلَيْكَ وَ

تو کیا اللہ کے سوا دوسرے کے پوجنے کو مجھ سے کہتے ہو اے جاہلوں ۱۳۴ اور بے شک وحی کی گئی تمہاری طرف اور

اِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لِيْنِ اَشْرٰكْتَ لِيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلِتَكُوْنَنَّ

تم سے اگلوں کی طرف کہ اے سننے والے اگر تو نے اللہ کا شریک کیا تو ضرورتاً اسب کیا دھرا کارت جائے گا اور ضرورتاً

مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿٦٥﴾ بَلِ اللّٰهُ فَاْعَبُدْ وَكُنْ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿٦٦﴾ وَمَا قَدَرُوْا

ہار میں رہے گا بلکہ اللہ ہی کی بندگی کر اور شکر والوں سے ہو ۱۳۵ اور انہوں نے اللہ کی قدر

اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖۙ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ

نہ کی جیسا کہ اس کا حق تھا ۱۳۶ اور وہ قیامت کے دن سب زمینوں کو سمیٹ دے گا اور اس کی قدرت سے

مَطْوِيٰتٍۙ بِيَمِيْنِهٖۙ سُبْحٰنَهُ وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿٦٧﴾ وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ

سب آسمان لپیٹ دیئے جائیں گے ۱۳۷ اور اُن کے شرک سے پاک اور برتر ہے اور صور پھونکا جائے گا

۱۳۸ انہیں جنت عطا فرمائے گا۔ ۱۳۹ یعنی خزاہن رحمت و رزق و بارش وغیرہ کی کتبیاں اسی کے پاس ہیں وہی ان کا مالک ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضرت عثمان غنی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس آیت کی تفسیر دریافت کی تو فرمایا کہ مقالید سماوات و ارض (آسمان و زمین کی کتبیاں) یہ ہیں "لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر و سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ وَاسْتَغْفِرُ اللّٰهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَهُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظّٰهِرُ وَالْبَاطِنُ بِيَدِهٖ الْخَيْرُ يُحْيِ

وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ" مراد یہ ہے کہ ان کلمات میں اللہ تعالیٰ کی توحید و تجید ہے یہ آسمان و زمین کی بھلائیوں کی کتبیاں ہیں جس مومن نے یہ کلمے

پڑھے دوزخ کی بہتری پائے گا۔ ۱۳۹ اے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کفار قریش سے جو آپ کو اپنے دین یعنی بت پرستی کی طرف بلا تے ہیں۔ ۱۳۸

جاہل اس واسطے فرمایا کہ انہیں اتنا بھی معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی مستحق عبادت نہیں باوجودیکہ اس پر قطعی دلیل قائم ہیں۔ ۱۳۸ جو نعمتیں اللہ تعالیٰ نے

تجھ کو عطا فرمائیں اس کی طاعت بجالا کر ان کی شکر گزاری کر۔ ۱۳۹ جہی تو شرک میں مبتلا ہوئے اگر عظمت الہی سے واقف ہوتے اور اس کا مرتبہ پہچانتے تو ایسا کیوں

کرتے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلال کا بیان ہے۔ ۱۴۰ حدیث بخاری و مسلم میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روز قیامت اللہ تعالیٰ آسمانوں کو لپیٹ کر اپنے دست قدرت میں لے گا، پھر فرمائے گا: میں ہوں بادشاہ، کہاں ہیں جبار، کہاں ہیں

منتکبر ملک و حکومت کے دعوے دار پھر زمینوں کو لپیٹ کر اپنے دوسرے دست مبارک میں لے گا اور یہی فرمائے گا: میں ہوں بادشاہ کہاں ہیں زمین کے بادشاہ۔



فَصَعَقَ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ

تو بے ہوش ہو جائیں گے اور جتنے آسمانوں میں ہیں اور جتنے زمین میں مگر جسے اللہ چاہے ۱۳۳ پھر

نُفَخَ فِيهِ أُخْرَىٰ فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنْظُرُونَ ﴿٦٨﴾ وَأَشْرَقَتِ الْأَرْضُ

وہ دوبارہ پھونکا جائے گا ۱۳۴ جبھی وہ دیکھتے ہوئے کھڑے ہو جائیں گے ۱۳۵ اور زمین جگمگا اٹھے گی ۱۳۵

بِنُورٍ رَّسَبًا وَوُضِعَ الْكِتَابُ وَجِئْنَا بِالنَّبِيِّينَ وَالشُّهَدَاءِ وَقُضِيَ

اپنے رب کے نور سے ۱۳۶ اور کھی جائے گی کتاب ۱۳۷ اور لائے جائیں گے انبیاء اور یہ نبی اور اُس کی امت کہ اُن پر گواہ ہوں گے ۱۳۸ اور لوگوں میں

بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿٦٩﴾ وَوَفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَ

سچا فیصلہ فرما دیا جائے گا اور اُن پر ظلم نہ ہوگا اور ہر جان کو اس کا کیا بھرپور دیا جائے گا اور

هُوَ أَعْلَمُ بِمَا يَفْعَلُونَ ﴿٧٠﴾ وَسِيقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ جَهَنَّمَ زُمَرًا ۗ

اسے خوب معلوم ہے جو وہ کرتے تھے ۱۳۹ اور کافر جہنم کی طرف ہانکے جائیں گے ۱۴۰ گروہ گروہ ۱۴۰

حَتَّىٰ إِذَا جَاءَهُمْ وَهَبُوا نَسُوا حَتَّىٰ إِذَا بُوِئِبَآ وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا أَلَمْ يَأْتِكُمْ

یہاں تک کہ جب وہاں پہنچیں گے اس کے دروازے کھولے جائیں گے ۱۴۱ اور اس کے داروغہ ان سے کہیں گے کیا تمہارے پاس

۱۴۱ یہ پہلے نوحہ کیا بیان ہے اس نوحہ سے جو بے ہوش طاری ہوگی اس کا یہ اثر ہوگا کہ ملائکہ اور زمین والوں میں سے اس وقت جو لوگ زندہ ہوں گے جن پر موت نہ آئی

ہوگی وہ اس سے مر جائیں گے اور جن پر موت وارد ہو چکی پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں حیات عنایت کی وہ اپنی قبروں میں زندہ ہیں جیسے کہ انبیاء و شہداء ان پر اس نوحہ سے

بیہوشی کی سی کیفیت طاری ہوگی اور جو لوگ قبروں میں مرے پڑے ہیں انہیں اس نوحہ کا شعور بھی نہ ہوگا۔ (جمل وغیرہ) ۱۴۲ اس استثناء میں کون کون داخل ہے اس میں

مفسرین کے بہت اقوال ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ نوحہ صُغْرُ سے تمام آسمان اور زمین والے مر جائیں گے سوائے جبریل و میکائیل و

اسرافیل و ملک الموت کے پھر اللہ تعالیٰ دونوں نوحوں کے درمیان جو چالیس برس کی مدت ہے اس میں ان فرشتوں کو بھی موت دے گا۔ دوسرا قول یہ ہے کہ مستثنیٰ شہداء

ہیں جن کے لیے قرآن مجید میں ”بَلِّ آخِيَاءَ“ آیا ہے۔ حدیث شریف میں بھی ہے کہ وہ شہداء ہیں جو تلواریں حائل کئے گردِ عرش حاضر ہوں گے۔ تیسرا قول حضرت

جاہر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مستثنیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں چونکہ آپ طور پر بیہوش ہو چکے ہیں اس لیے اس نوحہ سے آپ بیہوش نہ ہوں گے بلکہ آپ

مُتَّقِيْنَ (بیدار) و ہوشیار رہیں گے۔ چوتھا قول یہ ہے کہ مستثنیٰ جنت کی حوریں اور عرش و کرسی کے رہنے والے ہیں۔ صُغْرُ کا قول ہے کہ مستثنیٰ رضوان اور حوریں اور وہ

فرشتے جو جہنم پر مامور ہیں وہ اور جہنم کے سانپ بچھو ہیں۔ (تفسیر کبیر و جمل) ۱۴۳ یہ نوحہ ثانیہ ہے جس سے مردے زندہ کئے جائیں گے۔ ۱۴۴ اپنی قبروں سے اور

دیکھتے ہوئے کھڑے ہونے سے یا تو یہ مراد ہے کہ وہ حیرت میں آکر مہبوت کی طرح ہر طرف نگاہیں اٹھا اٹھا کر دیکھیں گے یا یہ معنی ہیں کہ وہ یہ دیکھتے ہوں گے کہ

اب انہیں کیا معاملہ پیش آئے گا اور مومنین کی قبروں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت سے سواریاں حاضر کی جائیں گی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے: ”يَوْمَ نَخْشِرُ

الْمُتَّقِينَ إِلَى الرَّحْمَنِ وَفْدًا“ ۱۴۵ بہت تیز روشنی سے یہاں تک کہ سرنخی کی جھلک نمودار ہوگی یہ زمین دنیا کی زمین نہ ہوگی بلکہ نئی ہی زمین ہوگی جو اللہ تعالیٰ روز

قیامت کی محفل کے لیے پیدا فرمائے گا۔ ۱۴۶ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ یہ چاند سورج کا نور نہ ہوگا بلکہ یہ اور ہی نور ہوگا جس کو اللہ تعالیٰ

پیدا فرمائے گا اس سے زمین روشن ہو جائے گی۔ (جمل) ۱۴۷ یعنی اعمال کی کتاب، حساب کے لیے اس سے مراد یا تو لوح محفوظ ہے جس میں دنیا کے جمیع احوال

قیامت تک شرح و بسط کے ساتھ ثبت ہیں یا ہر شخص کا اعمال نامہ جو اس کے ہاتھ میں ہوگا۔ ۱۴۸ جو رسولوں کی تبلیغ کی گواہی دیں گے۔ ۱۴۹ اس سے کچھ نئی نہیں نہ

اس کو شاہد و کا تب کی حاجت یہ سب حجت تمام کرنے کے لیے ہوں گے۔ (جمل) ۱۵۰ سختی کے ساتھ قیدیوں کی طرح۔ ۱۵۱ ہر جماعت اور امت علیحدہ

علیحدہ۔ ۱۵۲ یعنی جہنم کے ساتوں دروازے کھولے جائیں گے جو پہلے سے بند تھے۔

رُسُلٌ مِّنكُمْ يَتْلُونَ عَلَيْكُمْ آيَاتِ رَبِّكُمْ وَيُنذِرُونَكُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ

تمہیں میں سے وہ رسول نہ آئے تھے جو تم پر تمہارے رب کی آیتیں پڑھتے تھے اور تمہیں اس دن کے ملنے سے ڈراتے

هَذَا ۚ قَالُوا بَلَىٰ وَلَكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكَافِرِينَ ﴿۴۱﴾ قِيلَ

تھے کہیں گے کیوں نہیں ۱۵۲ مگر عذاب کا قول کافروں پر ٹھیک ۱۵۱ فرمایا جائے گا

ادْخُلُوا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا فَبِئْسَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِينَ ﴿۴۲﴾

داخل ہو جہنم کے دروازوں میں اس میں ہمیشہ رہنے تو کیا ہی برا ٹھکانا متکبروں کا

وَسِيقَ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ۖ حَتَّىٰ إِذَا جَاءَهُمْ وَهَا

اور جو اپنے رب سے ڈرتے تھے اُن کی سواریاں ۱۵۳ گروہ گروہ جنت کی طرف چلائی جائیں گی یہاں تک کہ جب وہاں پہنچیں گے اور

فَتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلِّمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا

اس کے دروازے کھلے ہوں گے ۱۵۴ اور اس کے داروغہ اُن سے کہیں گے سلام تم پر تم خوب رہے تو جنت میں جاؤ

خَالِدِينَ ﴿۴۳﴾ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي صَدَقْنَا وَعَدَّهُ وَأَوْرَثَنَا

ہمیشہ رہنے اور وہ کہیں گے سب خوبیاں اللہ کو جس نے اپنا وعدہ ہم سے سچا کیا اور ہمیں اس زمین کا

الْأَرْضَ نَتَبَوَّأُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَاءُ ۖ فَنِعْمَ أَجْرُ الْعَالِمِينَ ﴿۴۴﴾ وَ

وارث کیا کہ ہم جنت میں رہیں جہاں چاہیں تو کیا ہی اچھا ثواب کامیوں کا ۱۵۵ اور

تَرَى الْمَلَائِكَةَ حَافِّينَ مِن حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۖ

تم فرشتوں کو دیکھو گے عرش کے آس پاس حلقہ کئے اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بولتے

وَقُضِيَ بَيْنَهُم بِالْحَقِّ وَقِيلَ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿۴۵﴾

اور لوگوں میں سچا فیصلہ فرما دیا جائے گا ۱۵۶ اور کہا جائے گا کہ سب خوبیاں اللہ کو جو سارے جہان کا رب ۱۵۷

۱۵۲ بینک انبیاء شریف بھی لائے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کے احکام بھی سنائے اور اس دن سے بھی ڈرایا۔ ۱۵۳ کہ ہم پر ہماری بد نصیبی غالب ہوئی اور ہم نے گمراہی

اختیار کی اور حسب ارشاد الہی جہنم میں بھرے گئے۔ ۱۵۴ عزت و احترام اور لطف و کرم کے ساتھ ۱۵۵ ان کی عزت و احترام کے لیے اور جنت کے دروازے آٹھ

ہیں۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ دروازہ جنت کے قریب ایک درخت ہے اس کے نیچے سے دو چشمے نکلے ہیں مومن وہاں پہنچ کر ایک چشمہ

میں غسل کرے گا اس سے اس کا جسم پاک و صاف ہو جائے گا اور دوسرے چشمہ کا پانی پئے گا اس سے اس کا باطن پاکیزہ ہو جائے گا، پھر فرشتے دروازہ جنت پر

استقبال کریں گے۔ ۱۵۶ یعنی اللہ اور رسول کی اطاعت کرنے والوں کا۔ ۱۵۷ کہ مومنوں کو جنت میں اور کافروں کو دوزخ میں داخل کیا جائے گا۔ ۱۵۸ اہل جنت

جنت میں داخل ہو کر ادائے شکر کے لیے جمرا الہی عرض کریں گے۔

﴿ آیاتہا ۸۵ ﴾ ﴿ سورۃ المؤمن مکیہہ ۲۰ ﴾ ﴿ رکوعاتها ۹ ﴾

سورۃ مؤمن مکیہ ہے، اس میں پچاسی آیتیں اور نو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

حَمِّ ۱ تَنْزِيلُ الْكِتَابِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ۲ غَافِرِ الذُّبْحِ وَ

یہ کتاب اتارنا ہے اللہ کی طرف سے جو عزت والا علم والا گناہ بخشنے والا اور

قَابِلِ التَّوْبِ شَدِيدِ الْعِقَابِ ۳ ذِي الطَّوْلِ ۴ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ۵ إِلَيْهِ

توبہ قبول کرنے والا سخت عذاب کرنے والا بڑے انعام والا اس کے سوا کوئی معبود نہیں اسی کی طرف

الْبَصِيرُ ۶ مَا يُجَادِلُ فِي آيَاتِ اللّٰهِ إِلَّا الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَا يَغْرُرُكَ

پھرنا ہے وہ اللہ کی آیتوں میں جھگڑا نہیں کرتے مگر کافر وہ تو اے سننے والے تجھے دھوکا نہ دے

تَقَلُّبُهُمْ فِي الْبِلَادِ ۷ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمَ نُوحٍ ۸ وَالْأَحْزَابُ مِنْ

ان کا شہروں میں اُبلے گئے پھرنا ان سے پہلے نوح کی قوم اور ان کے بعد کے گروہوں

بَعْدَهُمْ ۹ وَهَمَّتْ كُلُّ أُمَّةٍ بِرَسُولِهِمْ لِيَأْخُذُوهُ وَجَدَلُوا بِالْبَاطِلِ

نے جھٹلایا اور ہر امت نے یہ قصد کیا کہ اپنے رسول کو پکڑ لیں وہ اور باطل کے ساتھ جھگڑے

لِيُدْحِضُوا بِهِ الْحَقَّ فَأَخَذْتَهُمْ ۱۰ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ۱۱ وَكَذَلِكَ

کہ اس سے حق کو ٹال دیں وہ تو میں نے انھیں پکڑا پھر کیسا ہوا میرا عذاب وہ اور یونہی

۱۱ ”سورۃ مؤمن“ اس کا نام سورۃ غافر بھی ہے، یہ سورت مکیہ ہے، سوائے دو آیتوں کے جو ”الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِ اللّٰهِ“ سے شروع ہوتی ہیں۔

اس سورت میں نو رکوع اور پچاسی آیتیں اور ایک ہزار ایک سونانوے کلمے اور چار ہزار نو سو ساٹھ حروف ہیں۔ ۱۱ ایمانداروں کی۔ ۱۲ کافروں

پر۔ ۱۳ عارفوں (اہل معرفت) پر۔ ۱۴ بندوں کو آخرت میں۔ ۱۵ یعنی قرآن پاک میں جھگڑا کرنا کافر کے سوا مؤمن کا کام نہیں۔ ابوداؤد کی حدیث

میں ہے: سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن میں جھگڑا کرنا کفر ہے۔ جھگڑے اور جدال سے مراد آیات الہیہ میں طعن کرنا اور تکذیب و انکار

کے ساتھ پیش آنا ہے اور حل مشکلات و کشف معضلات کے لیے علمی و اصولی بحثیں جدال نہیں بلکہ اعظم طاعات میں سے ہیں۔ کفار کا جھگڑا کرنا آیات میں یہ

تھا کہ وہ کبھی قرآن پاک کو سخر کہتے کبھی شعر کبھی کہانت کبھی داستان۔ ۱۶ یعنی کافروں کا سحت و سلامتی کے ساتھ ملک تجارتیں کرتے پھرنا اور نفع پانا

تمہارے لیے باعث تضرہ نہ ہو کہ یہ کفر جیسا عظیم جرم کرنے کے بعد بھی عذاب سے امن میں رہے کیونکہ ان کا انجام کار خوری اور عذاب ہے پہلی امتوں میں

بھی ایسے حالات گزر چکے ہیں۔ ۱۷ عاد و ثمود و قوم لوط وغیرہ۔ ۱۸ اور انہیں قتل اور ہلاک کر دیں۔ ۱۹ جس کو انبیاء لائے ہیں۔ ۲۰ کیا ان میں کا کوئی

اس سے بچ سکا۔



حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا إِنَّهُمْ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ

تمہارے رب کی بات کافروں پر ثابت ہو چکی ہے کہ وہ دوزخی ہیں

الَّذِينَ يَحْمِلُونَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ

وہ جو عرش اٹھاتے ہیں اور جو اس کے گرد ہیں اور اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بولتے ہیں اور

يُؤْمِنُونَ بِهِ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ

اس پر ایمان لاتے ہیں اور مسلمانوں کی مغفرت مانگتے ہیں اے رب ہمارے تیرے رحمت و علم میں

رَحْمَةً وَعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِينَ تَابُوا وَاتَّبَعُوا سَبِيلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ

ہر چیز کی سمانی ہے اور تو انہیں بخش دے جنہوں نے توبہ کی اور تیری راہ پر چلے اور انہیں دوزخ کے عذاب سے

الْجَحِيمِ ۚ رَبَّنَا وَادْخُلْهُمْ جَنَّاتٍ عَدْنٍ الَّتِي وَعَدْتَهُمْ وَمَنْ صَلَحَ

بچالے اے ہمارے رب اور انہیں بسنے کے باغوں میں داخل کر جن کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے اور ان کو جو نیک ہوں

مِنْ آبَائِهِمْ وَآزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۗ

ان کے باپ دادا اور بیویوں اور اولاد میں اور بے شک تو ہی عزت و حکمت والا ہے

وَقِهِمُ السَّيِّئَاتِ ۗ وَمَنْ تَقِ السَّيِّئَاتِ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهُ ۗ وَذَلِكَ

اور انہیں گناہوں کی شامت سے بچالے اور جسے تو اُس دن گناہوں کی شامت سے بچائے تو بے شک تو نے اس پر رحم فرمایا اور یہی

هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۚ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يُنَادُونَ لِمَقْتُ اللَّهِ أَكْبَرُ

بڑی کامیابی ہے بے شک جنہوں نے کفر کیا ان کو ندا کی جائے گی کہ ضرورتاً سے اللہ کی بیزاری اس سے بہت زیادہ ہے

مِنْ مَقْتِكُمْ أَنْفُسَكُمْ إِذْ تُدْعَوْنَ إِلَى الْإِيمَانِ فَتَكْفُرُونَ ۚ قَالُوا رَبَّنَا

جیسے تم آج اپنی جان سے بیزار ہو جب کہ تم ایمان کی طرف بلائے جاتے تو تم کفر کرتے کہیں گے اے ہمارے رب

۱۲ یعنی ملائکہ حاملین عرش جو اصحاب قرب اور ملائکہ میں اشرف و افضل ہیں۔ ۱۳ یعنی جو ملائکہ کہ عرش کا طواف کرنے والے ہیں انہیں کروبی کہتے ہیں اور یہ

ملائکہ میں صاحب سیادت (عظمت و شرف والے) ہیں۔ ۱۴ اور ”سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ“ کہتے۔ ۱۵ اور اس کی وحدانیت کی تصدیق کرتے۔ شہر بن

کوحب نے کہا کہ حاملین عرش آٹھ ہیں ان میں سے چار کی تسبیح یہ ہے: ”سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَكَ الْحَمْدُ عَلَيَّ حَلْمِكَ بَعْدَ عِلْمِكَ“ اور چار

کی یہ: ”سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَكَ الْحَمْدُ عَلَيَّ عَفْوِكَ بَعْدَ قُدْرَتِكَ“۔ ۱۶ اور بارگاہ الہی میں اس طرح عرض کرتے ہیں: ۱۷ یعنی تیری

رحمت اور تیرا علم ہر چیز کو وسیع ہے۔ فائدہ: دعا سے پہلے عرض ثنا سے معلوم ہوا کہ آداب دعا میں سے یہ ہے کہ پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی جائے پھر مراد عرض کی جائے۔

۱۸ یعنی دین اسلام پر۔ ۱۹ انہیں بھی داخل کر۔ ۲۰ روز قیامت، جبکہ وہ جہنم میں داخل ہوں گے اور ان کی بدیاں ان پر پیش کی جائیں گی اور وہ عذاب

دیکھیں گے تو فرشتے ان سے کہیں گے: ۲۱ دنیا میں۔

أَمَّنَّا اثْنَتَيْنِ وَأَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوبِنَا فَهَلْ إِلَىٰ

تو نے ہمیں دوبار مُردہ کیا اور دو بار زندہ کیا ۲۲ اب ہم اپنے گناہوں پر مُقر ہوئے تو آگ سے

خُرُوجٍ مِّنْ سَبِيلٍ ۝۱۱ ذَلِكُمْ بِأَنَّهُ إِذَا دُعِيَ اللَّهُ وَحْدَهُ كَفَرْتُمْ وَ

نکلنے کی بھی کوئی راہ ہے ۲۳ یہ اس پر ہوا کہ جب ایک اللہ پکارا جاتا تو تم کفر کرتے ۲۴ اور

إِنْ يُشْرِكْ بِهِ تُؤْمِنُوا ۖ فَالْحُكْمُ لِلَّهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيرِ ۝۱۲ هُوَ الَّذِي يُرِيكُم

اس کا شریک ٹھہرایا جاتا تو تم مان لیتے ۲۵ تو حکم اللہ کے لیے ہے جو سب سے بلند بڑا وہی ہے کہ تمہیں اپنی نشانیاں

آيَاتِهِ وَيُنزِلُ لَكُمْ مِّنَ السَّمَاءِ رِزْقًا وَمَا يَتَذَكَّرُ إِلَّا مَن يُنِيبُ ۝۱۳

دکھاتا ہے ۲۶ اور تمہارے لیے آسمان سے روزی اُتارتا ہے ۲۷ اور نصیحت نہیں مانتا ۲۸ مگر جو رجوع لائے ۲۹

فَادْعُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ۚ لَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ۝۱۴ رَفِيعٌ

تو اللہ کی بندگی کرو نہ اس کے بندے ہو کر ۳۰ پڑے برا مانیں کافر بلند درجے

الذَّارِعَاتِ ذُو الْعَرْشِ ۚ يَلْقَى الدُّرُوحَ مِنْ أَمْرِهَا عَلَىٰ مَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ

دینے والا ۳۱ عرش کا مالک ایمان کی جان (یعنی) وحی ڈالتا ہے اپنے حکم سے اپنے بندوں میں جس پر چاہے ۳۲

لِيُنذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ ۝۱۵ يَوْمَ هُمْ بَارِزُونَ ۚ لَا يَخْفَىٰ عَلَى اللَّهِ مِنْهُمْ

کہ وہ ملنے کے دن سے ڈرائے ۳۳ جس دن وہ بالکل ظاہر ہوجائیں گے ۳۴ اللہ پر ان کا کچھ حال چھپا

شَيْءٌ ۚ لِّمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ۖ لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ۝۱۶ الْيَوْمَ تُجْزَىٰ

نہ ہوگا ۳۵ آج کس کی بادشاہی ہے ۳۶ ایک اللہ سب پر غالب کی ۳۷ آج ہر جان

۳۸ کیونکہ پہلے نطفہ ہے جان تھی اس موت کے بعد انہیں جان دے کر زندہ کیا پھر عمر پوری ہونے پر موت دی پھر بعثت کے لیے زندہ کیا۔ ۳۹ اس کا جواب یہ

ہوگا کہ تمہارے دوزخ سے نکلنے کی کوئی سبیل نہیں اور تم جس حال میں ہو جس عذاب میں مبتلا ہو اور اس سے رہائی کی کوئی راہ نہیں پاسکتے۔ ۴۰ یعنی اس عذاب اور

اس کے ذوا م و مخلُود (ہمیشہ رہنے) کا سبب تمہارا یہ فعل ہے کہ جب توحید الہی کا اعلان ہوتا اور ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کہا جاتا تو تم اس کا انکار کرتے اور کفر اختیار کرتے۔

۴۱ اور اس شرک کی تصدیق کرتے۔ ۴۲ یعنی اپنی مصنوعات کے عجائب جو اس کے کمال قدرت پر دلالت کرتے ہیں مثل ہوا اور بادل اور بجلی وغیرہ کے۔ ۴۳

بینہ برسا کر۔ ۴۴ اور ان نشانوں سے پند پذیر (نصیحت قبول کرنے والا) نہیں ہوتا۔ ۴۵ تمام امور میں اللہ تعالیٰ کی طرف اور شرک سے تائب ہو۔ ۴۶ شرک

سے کنارہ کش ہو کر۔ ۴۷ انبیاء و اولیاء و علماء کو جنت میں۔ ۴۸ یعنی اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے مصیبت عطا فرماتا ہے اور جس کو نبی بناتا ہے اس کا

کام ہوتا ہے۔ ۴۹ یعنی خلق خدا کو روز قیامت کا خوف دلائے جس دن اہل آسمان اور اہل زمین اور اولین و آخرین ملیں گے اور روئیں جسموں سے اور ہر عمل

کرنے والا اپنے عمل سے ملے گا۔ ۵۰ قبروں سے نکل کر اور کوئی عمارت یا پہاڑ اور چھپنے کی جگہ اور آڑ نہ پائیں گے۔ ۵۱ نہ اعمال نہ اقوال نہ دوسرے احوال اور

اللہ تعالیٰ سے تو کوئی چیز کبھی نہیں چھپ سکتی لیکن یہ دن ایسا ہوگا کہ ان لوگوں کے لیے کوئی پردہ اور آڑ کی چیز نہ ہوگی جس کے ذریعہ سے وہ اپنے خیال میں بھی اپنے

حال کو چھپا سکیں اور خلق کی فنا کے بعد اللہ تعالیٰ فرمائے گا ۵۲ اب کوئی نہ ہوگا کہ جواب دے خود ہی جواب میں فرمائے گا کہ اللہ واحد قہار کی اور ایک قول یہ ہے

كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ ۖ لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ ۗ إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ﴿۱۷﴾

اپنے کئے کا بدلہ پائے گی ۱۷ آج کسی پر زیادتی نہیں ہے شک اللہ جلد حساب لینے والا ہے

وَأَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْأَزْفَةِ إِذِ الْقُلُوبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كَظَلِيمٍ ۗ مَا

اور انہیں ڈراؤ اس نزدیک آنے والی آفت کے دن سے ۱۸ جب دل گلوں کے پاس آجائیں گے غم میں بھرے اور

لِلظَّالِمِينَ مِنْ حَبِيمٍ ۖ وَلَا شَفِيعَ يُطَاعُ ﴿۱۸﴾ يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا

ظالموں کا نہ کوئی دوست نہ کوئی سفارشی جس کا کہا مانا جائے ۱۸ اللہ جانتا ہے چوری چھپے کی نگاہ ۱۸ اور جو کچھ

تُخْفِي الصُّدُورُ ۗ ﴿۱۹﴾ وَاللَّهُ يَقْضِي بِالْحَقِّ ۗ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ

سینوں میں چھپا ہے ۱۹ اور اللہ سچا فیصلہ فرماتا ہے اور اس کے سوا جن

دُونِهِ لَا يَقْضُونَ بِشَيْءٍ ۗ إِنَّ اللَّهَ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ﴿۲۰﴾ أَوَلَمْ يَسِيرُوا

کو ۲۰ پوجتے ہیں وہ کچھ فیصلہ نہیں کرتے ۲۰ بے شک اللہ ہی سُننا دیکھتا ہے ۲۰ تو کیا انہوں نے

فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ كَانُوا مِنْ قَبْلِهِمْ ۗ

زمین میں سفر نہ کیا کہ دیکھتے کیا انجام ہوا اُن سے اگلوں کا ۲۱

كَانُوا هُمْ أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً ۚ وَآثَارًا فِي الْأَرْضِ فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ

اُن کی قوت اور زمین میں جو نشانیاں چھوڑ گئے ۲۱ اُن سے زائد تو اللہ نے انہیں

بِذُنُوبِهِمْ ۗ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ وَاقٍ ﴿۲۱﴾ ذَلِكِ بِأَنَّهُمْ كَانَتْ

ان کے گناہوں پر پکڑا اور اللہ سے اُن کا کوئی بچانے والا نہ ہوا ۲۱ یہ اس لیے کہ ان

کے روز قیامت جب تمام اولین و آخرین حاضر ہوں گے تو ایک ندا کرنے والا ندا کرے گا، آج کس کی بادشاہی ہے؟ تمام خلق جواب دے گی: "اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ"

اللہ واحد قہار کی، جیسا کہ آگے ارشاد ہوتا ہے: ۲۱ مؤمن تو یہ جواب بہت لذت کے ساتھ عرض کریں گے کیونکہ وہ دنیا میں یہی اعتقاد رکھتے تھے یہی کہتے تھے اور

اسی کی بدولت انہیں مرتبے ملے اور کفار ذلت و ندامت کے ساتھ اس کا اقرار کریں گے اور دنیا میں اپنے منکر رہنے پر شرمندہ ہوں گے۔ ۲۱ نیک اپنی نیکی کا اور بد

اپنی بدی کا۔ ۲۱ اس سے روز قیامت مراد ہے۔ ۲۱ شدت خوف سے نہ باہر ہی نکل سکیں نہ اندر ہی اپنی جگہ واپس جا سکیں۔ ۲۱ یعنی کافر شفاعت سے محروم

ہوں گے۔ ۲۱ یعنی نگاہوں کی خیانت اور چوری نامحرم کو دیکھنا اور ممنوعات پر نظر ڈالنا۔ ۲۱ یعنی دلوں کے راز۔ سب چیزیں اللہ تعالیٰ کے علم میں ہیں۔ ۲۱ یعنی

جن بتوں کو یہ مشرکین ۲۱ کیونکہ نہ وہ علم رکھتے ہیں نہ قدرت تو ان کی عبادت کرنا اور انہیں خدا کا شریک ٹھہرانا بہت ہی کھلا باطل ہے۔ ۲۱ اپنی مخلوق کے اقوال و

افعال اور جملہ احوال کو۔ ۲۱ جنہوں نے رسولوں کی تکذیب کی تھی۔ ۲۱ قلعے اور محل اور نہریں اور حوض اور بڑی بڑی عمارتیں۔ ۲۱ کہ عذاب الہی سے بچا

سکتا، عاقل کا کام ہے کہ دوسرے کے حال سے عبرت حاصل کرے۔ اس عہد (زمانہ) کے کافر یہ حالات دیکھ کر کیوں عبرت حاصل نہیں کرتے، کیوں نہیں سوچتے

کہ پچھلی قومیں ان سے زیادہ قوی تو ان اور صاحب ثروت و اقتدار ہونے کے باوجود اس عبرت ناک طریقہ پر تباہ کر دی گئیں، یہ کیوں ہوا۔



تَأْتِيهِمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ فَكَفَرُوا فَاخَذَهُمُ اللَّهُ ط إِنَّهُ قَوْمٌ شَرِيدُونَ

کے پاس ان کے رسول روشن نشانیاں لے کر آئے وہ کفر کرتے تو اللہ نے انہیں پکڑا بے شک اللہ زبردست سخت عذاب

الْعِقَابِ ۲۲) وَ لَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا وَ سُلْطٰنٍ مُّبِينٍ ۲۳) اِلٰى

والا ہے اور بے شک ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیوں اور روشن سند کے ساتھ بھیجا

فِرْعَوْنَ وَ هَامَانَ وَ قَارُونَ فَ قَالُوا سِحْرٌ كَذٰبٌ ۲۴) فَلَمَّا جَاءَهُمْ

فرعون اور ہامان اور قارون کی طرف تو وہ بولے جادوگر ہے بڑا جھوٹا دکھ پھر جب وہ ان پر

بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا اقْتُلُوا اَبْنَاءَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهُ وَ اسْتَحْيُوا

ہمارے پاس سے حق لیا دکھ بولے جو اس پر ایمان لائے ان کے بیٹے قتل کرو اور عورتیں

نِسَاءَهُمْ ط وَ مَا كَيْدُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ۲۵) وَ قَالَ فِرْعَوْنُ ذُرُوْتِيْ

زندہ رکھو ۲۳ اور کافروں کا داؤ نہیں مگر بھگتا پھر تا ۲۴ اور فرعون بولا ۲۵ مجھے چھوڑو

اَقْتُلْ مُوسٰى وَ لِيَدْعُ رَبَّهُ ط اِنِّىْٓ اَخَافُ اَنْ يُبَدِّلَ دِيْنَكُمْ اَوْ اَنْ

میں موسیٰ کو قتل کروں ۲۵ اور وہ اپنے رب کو پکارے ۲۵ میں ڈرتا ہوں کہیں وہ تمہارا دین بدل دے ۲۵ یا

يُظْهِرَ فِى الْاَرْضِ الْفَسَادَ ۲۶) وَ قَالَ مُوسٰى اِنِّىْٓ اَعُوْذُ بِرَبِّىْ وَ رَبِّكُمْ

زمین میں فساد چکائے ۲۶ اور موسیٰ نے فرمایا کہ میں تمہارے اور اپنے رب کی پناہ لیتا ہوں

۲۵) وَ مَا كَيْدُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ۲۵) وَ قَالَ فِرْعَوْنُ ذُرُوْتِيْ

۲۵) وَ مَا كَيْدُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ۲۵) وَ قَالَ فِرْعَوْنُ ذُرُوْتِيْ

۲۵) وَ مَا كَيْدُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ۲۵) وَ قَالَ فِرْعَوْنُ ذُرُوْتِيْ

۲۵) وَ مَا كَيْدُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ۲۵) وَ قَالَ فِرْعَوْنُ ذُرُوْتِيْ

۲۵) وَ مَا كَيْدُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ۲۵) وَ قَالَ فِرْعَوْنُ ذُرُوْتِيْ

۲۵) وَ مَا كَيْدُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ۲۵) وَ قَالَ فِرْعَوْنُ ذُرُوْتِيْ

۲۵) وَ مَا كَيْدُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ۲۵) وَ قَالَ فِرْعَوْنُ ذُرُوْتِيْ

۲۵) وَ مَا كَيْدُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ۲۵) وَ قَالَ فِرْعَوْنُ ذُرُوْتِيْ

۲۵) وَ مَا كَيْدُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ۲۵) وَ قَالَ فِرْعَوْنُ ذُرُوْتِيْ

۲۵) وَ مَا كَيْدُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ۲۵) وَ قَالَ فِرْعَوْنُ ذُرُوْتِيْ

۲۵) وَ مَا كَيْدُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ۲۵) وَ قَالَ فِرْعَوْنُ ذُرُوْتِيْ

۲۵) وَ مَا كَيْدُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ۲۵) وَ قَالَ فِرْعَوْنُ ذُرُوْتِيْ

۲۵) وَ مَا كَيْدُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ۲۵) وَ قَالَ فِرْعَوْنُ ذُرُوْتِيْ

۲۵) وَ مَا كَيْدُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ۲۵) وَ قَالَ فِرْعَوْنُ ذُرُوْتِيْ

۲۵) وَ مَا كَيْدُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ۲۵) وَ قَالَ فِرْعَوْنُ ذُرُوْتِيْ

۲۵) وَ مَا كَيْدُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ۲۵) وَ قَالَ فِرْعَوْنُ ذُرُوْتِيْ

۲۵) وَ مَا كَيْدُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ۲۵) وَ قَالَ فِرْعَوْنُ ذُرُوْتِيْ

۲۵) وَ مَا كَيْدُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ۲۵) وَ قَالَ فِرْعَوْنُ ذُرُوْتِيْ

۲۵) وَ مَا كَيْدُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ۲۵) وَ قَالَ فِرْعَوْنُ ذُرُوْتِيْ

مَنْ كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لَا يُؤْمِنُ بِيَوْمِ الْحِسَابِ ۚ ﴿۲۷﴾ وَقَالَ رَجُلٌ مُؤْمِنٌ

ہر متکبر سے کہ حساب کے دن پر یقین نہیں لاتا ۲۷ اور بولا فرعون والوں

مَنْ أَلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ إِيمَانَهُ أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللَّهُ

میں سے ایک مرد مسلمان کہ اپنے ایمان کو چھپاتا تھا کیا ایک مرد کو اس پر مارے ڈالتے ہو کہ وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے

وَقَدْ جَاءَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ رَبِّكُمْ ۗ وَإِنَّ يَكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهُ ۗ

اور بے شک وہ روشن نشانیاں تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے لائے ۲۸ اور اگر بالفرض وہ غلط کہتے ہیں تو ان کی غلط گوئی کا وبال ان پر

وَإِنَّ يَكُ صَادِقًا يُصِيبُكُمْ بَعْضُ الَّذِي يَعِدُكُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي

اور اگر وہ سچے ہیں تو تمہیں پہنچ جائے گا کچھ وہ جس کا تمہیں وعدہ دیتے ہیں ۲۹ بے شک اللہ راہ نہیں دیتا

مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ ۚ ﴿۲۸﴾ يَقُومُ لَكُمْ الْمَلِكُ الْيَوْمَ ظَهْرَيْنِ فِي

اسے جو حد سے بڑھنے والا بڑا جھوٹا ہے ۲۸ اے میری قوم آج بادشاہی تمہاری ہے اس زمین میں غلبہ

الْأَرْضِ ۗ فَمَنْ يَنْصُرُنَا مِنْ بَأْسِ اللَّهِ إِنْ جَاءَنَا ۗ قَالَ فِرْعَوْنُ مَا

رکھتے ہو ۲۹ تو اللہ کے عذاب سے ہمیں کون بچائے گا اگر ہم پر آئے فرعون بولا میں

أُرِيكُمْ إِلَّا مَا أَرَىٰ وَمَا أَهْدِيكُمْ إِلَّا سَبِيلَ الرَّشَادِ ۚ ﴿۲۹﴾ وَقَالَ

تو تمہیں وہی سوجھاتا ہوں جو میری سوجھ ہے ۳۰ اور میں تمہیں وہی بتاتا ہوں جو بھلائی کی راہ ہے اور وہ

الَّذِي آمَنَ يَقُومُ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ مِثْلَ يَوْمِ الْأَحْزَابِ ۚ ﴿۳۰﴾ مِثْلَ

ایمان والا بولا اے میری قوم مجھے تم پر ۳۱ اگلے گروہوں کے دن کا سا خوف ہے ۳۰ جیسا

۳۱ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کی تختیوں کے جواب میں اپنی طرف سے کوئی کلمہ تعلیٰ کا نہ فرمایا بلکہ اللہ تعالیٰ سے پناہ چاہی اور اس پر بھروسہ کیا۔ یہی خدا

شناسوں کا طریقہ ہے اور اسی لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر ایک بلا سے محفوظ رکھا ان مبارک جملوں میں کیسی نفیس ہدایتیں ہیں یہ فرمانا کہ میں تمہارے اور اپنے رب کی

پناہ لیتا ہوں اور اس میں ہدایت ہے رب ایک ہی ہے یہ بھی ہدایت ہے کہ جو اس کی پناہ میں آئے اس پر بھروسہ کرے اور وہ اس کی مدد فرمائے کوئی اس کو ضرر نہیں پہنچا

سکتا یہ بھی ہدایت ہے کہ اسی پر بھروسہ کرنا شانِ بندگی ہے اور ”تمہارے رب“ فرمانے میں یہ بھی ہدایت ہے کہ اگر تم اس پر بھروسہ کرو تو تمہیں بھی سعادت نصیب

ہو۔ ۳۰ جن سے ان کا صدق ظاہر ہو گیا یعنی نبوت ثابت ہو گئی۔ ۳۱ مطلب یہ ہے کہ دو حال سے خالی نہیں یا یہ سچے ہوں گے یا جھوٹے اگر جھوٹے ہوں تو

ایسے معاملہ میں جھوٹ بول کر اس کے وبال سے بچ ہی نہیں سکتے ہلاک ہو جائیں گے اور اگر سچے ہیں تو جس عذاب کا تمہیں وعدہ دیتے ہیں اس میں سے بالفعل کچھ

تمہیں پہنچ ہی جائے گا کچھ پہنچنا اس لیے کہا کہ آپ کا وعدہ عذاب دنیا و آخرت دونوں کو عام تھا۔ اس میں سے بالفعل عذاب دنیا ہی پیش آنا تھا۔ ۳۲ کہ خدا پر

جھوٹ باندھے۔ ۳۵ یعنی مصر میں۔ تو ایسا کام نہ کرو کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب آئے اگر اللہ تعالیٰ کا عذاب آیا ۳۶ یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قتل کر دینا۔ ۳۷

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تکذیب کرنے اور ان کے درپے ہونے سے ۳۸ جنہوں نے رسولوں کی تکذیب کی۔

ذَابَ قَوْمِ نُوحٍ وَعَادٍ وَشُعُوبٍ وَقَوْمٍ لَّمْ يَنتَسِبِ إِلَىٰ ذِي الْقُرْبَىٰ مَعَهُمْ ۚ وَمَا لِلّٰهِ بِرِيدٍ

دستور گزرا نوح کی قوم اور عاد اور شموود اور ان کے بعد اوروں کا اور اللہ بندوں پر

ظُلْمًا لِلْعِبَادِ ۚ ۳۱ وَيَقَوْمٍ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ يَوْمَ التَّنَادِ ۚ ۳۲ يَوْمَ

ظلم نہیں چاہتا ہے اور اے میری قوم میں تم پر اس دن سے ڈرتا ہوں جس دن پکار چمے گی مکے جس دن

تَوَلُّونَ مُدْبِرِيْنَ ۚ مَا لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ وَمَنْ يُضِلِلِ اللّٰهُ

پیٹھ دے کر بھاگو گے مکے اللہ سے مکے تمہیں کوئی بچانے والا نہیں اور جسے اللہ گمراہ کرے

فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ ۚ ۳۳ وَلَقَدْ جَاءَكُمْ يُوسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنَاتِ فَمَا

اس کا کوئی راہ دکھانے والا نہیں اور بے شک اس سے پہلے تمہارے پاس یوسف روشن نشانیاں لے کر آئے تو

زِلْتُمْ فِي شَكٍّ مِّمَّا جَاءَكُمْ بِهِ ۚ حَتَّىٰ اِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ يَبْعَثَ اللّٰهُ

تم ان کے لئے ہوئے سے شک ہی میں رہے یہاں تک کہ جب انھوں نے انتقال فرمایا تم بولے ہرگز اب اللہ

مِّنْ بَعْدِهِ رَاسُوْلًا ۚ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابٌ ۚ ۳۴

کوئی رسول نہ بھیجے گا اللہ یونہی گمراہ کرتا ہے اسے جو حد سے بڑھنے والا شک لانے والا ہے مکے

الَّذِيْنَ يَجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰهُمْ ۚ كَبْرَ مَقْتًا عِنْدَ

وہ جو اللہ کی آیتوں میں جھگڑا کرتے ہیں مکے بے کسی سند کے کہ انھیں ملی ہو کس قدر سخت بیزاری کی بات ہے اللہ کے

اللّٰهِ وَعِنْدَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبٍ مُّتَكَبِّرٍ

نزدیک اور ایمان والوں کے نزدیک اللہ یوں ہی مہر کر دیتا ہے متکبر سرکش کے سارے

۶۹ کہ انبیاء علیہم السلام کی تکذیب کرتے رہے اور ہر ایک کو عذاب الہی نے ہلاک کیا۔ مکے بغیر گناہ کے ان پر عذاب نہیں فرماتا اور بغیر اقامت حجت

کے ان کو ہلاک نہیں کرتا۔ مکے وہ قیامت کا دن ہوگا قیامت کے دن کو ”يَوْمَ التَّنَادِ“ یعنی پکار کا دن اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس روز طرح طرح کی پکاریں

مجھی ہوں گی ہر شخص اپنے سرگروہ کے ساتھ اور ہر جماعت اپنے امام کے ساتھ بلائی جائے گی جنتی دوزخیوں کو اور دوزخی جنتیوں کو پکاریں گے سعادت و شقاوت

کی ندائیں کی جائیں گی کہ فلاں سعید ہو اب کبھی شقی نہ ہوگا اور فلاں شقی ہو گیا اب کبھی سعید نہ ہوگا اور جس وقت موت ذبح کی جائے گی اس وقت ندا کی جائے

گی کہ اے اہل جنت! اب دوام (یہاں ہمیشہ رہنا) ہے موت نہیں اور اے اہل دوزخ! اب دوام ہے موت نہیں۔ مکے موقف حساب (میدان محشر) سے

دوزخ کی طرف۔ مکے یعنی اس کے عذاب سے مکے یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے قبل۔ مکے یہ بے دلیل بات تم نے یعنی تمہارے پہلوں نے خود

گھڑی تاکہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بعد آنے والے انبیاء کی تکذیب کرو اور انہیں جھٹلاؤ تو تم کفر پر قائم رہے حضرت یوسف علیہ السلام کی نبوت میں

شک کرتے رہے اور بعد والوں کی نبوت کے انکار کے لیے تم نے یہ منصوبہ بنا لیا کہ اب اللہ تعالیٰ کوئی رسول ہی نہ بھیجے گا۔ مکے ان چیزوں میں جن پر روشن

دلیلیں شاہد ہیں۔ مکے انہیں جھٹلا کر۔



جَبَّارٍ ۚ ۳۵ وَقَالَ فِرْعَوْنُ يَا مَعْزِبُ ابْنِ لِي صِرَاحًا لَعَلِّي أَبْلُغُ

دل پرے اور فرعون بولا اے ہامان میرے لیے اونچا محل بنا شاید میں پہنچ جاؤں

الْأَسْبَابِ ۚ ۳۶ أَسْبَابَ السَّمَوَاتِ فَأَطَّحَ إِلَىٰ آلِهِمُوسَىٰ وَإِنِّي لَأَظُنُّهُ

راستوں تک کا ہے کے راستے آسمانوں کے تو موسیٰ کے خدا کو جھانک کر دیکھوں اور بے شک میرے گمان میں تو وہ

كَاذِبًا ۚ ۳۷ وَكَذَلِكَ زُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ سُوءُ عَمَلِهِ وَصَدَّ عَنِ السَّبِيلِ ۚ وَمَا

جھوٹا ہے وہ اور یونہی فرعون کی نگاہ میں اس کا برا کام دلا بھلا کر دکھایا گیا اور وہ راستے سے روکا گیا اور

كَيْدُ فِرْعَوْنَ إِلَّا فِي تَبَابٍ ۚ ۳۸ وَقَالَ الَّذِي آمَنَ يَوْمَ الْقَوْمِ اتَّبِعُونِ

فرعون کا دَاؤُوس ہلاک ہونے ہی کو تھا اور وہ ایمان والا بولا اے میری قوم میرے پیچھے چلو

أَهْدِكُمْ سَبِيلَ الرَّشَادِ ۚ ۳۹ يَقَوْمِ إِنَّمَا هِيَ الدُّنْيَا مَتَاعٌ وَ

میں تمہیں بھلائی کی راہ بتاؤں اے میری قوم یہ دنیا کا جینا تو کچھ برتنا ہی ہے اور

إِنَّ الْأَخْرَجَ هِيَ دَائِرُ الْقَرَارِ ۚ ۴۰ مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزَىٰ إِلَّا

بے شک وہ پچھلا ہمیشہ رہنے کا گھر ہے جو برا کام کرے تو اسے بدلہ نہ ملے گا مگر

مِثْلَهَا ۚ ۴۱ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ

اتنا ہی اور جو اچھا کام کرے مرد خواہ عورت اور ہو مسلمان اور وہ

يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُونَ فِيهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ ۚ ۴۲ وَ يَقَوْمِ مَالِي

جنت میں داخل کئے جائیں گے وہاں بے گنتی رزق پائیں گے اور اے میری قوم مجھے کیا ہوا

أَدْعُوكُمْ إِلَى النَّجْوَىٰ وَتَدْعُونَنِي إِلَى النَّارِ ۚ ۴۳ تَدْعُونَنِي لِأَكْفُرَ

میں تمہیں بلاتا ہوں نجات کی طرف اور تم مجھے بلاتے ہو دوزخ کی طرف مجھے اس طرف بلاتے ہو کہ اللہ کا

۴۴ کہ اس میں ہدایت قبول کرنے کا کوئی عمل باقی نہیں رہتا۔ ۴۵ براہِ جہل و فریب اپنے وزیر سے۔ ۴۶ یعنی موسیٰ میرے سوا اور خدا بتانے میں اور یہ بات

فرعون نے اپنی قوم کو فریب دینے کے لیے کہی کیونکہ وہ جانتا تھا کہ معبودِ برحق صرف اللہ تعالیٰ ہے اور فرعون اپنے آپ کو فریب کاری کے لیے معبود ٹھہراتا ہے (اس

واقعہ کا بیان سورہ قصص میں گزر چکا) ۴۷ یعنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا اور اس کے رسول کو جھٹلانا۔ ۴۸ یعنی شیطانوں نے وسوسے ڈال کر اس کی برائیاں

اس کی نظر میں بھلی کر دکھائیں۔ ۴۹ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آیات کو باطل کرنے کے لیے اس نے اختیار کیا۔ ۵۰ یعنی تھوڑی مدت کے لیے ناپائیدار نفع

ہے جس کو بقائیں۔ ۵۱ مراد یہ ہے کہ دنیا فانی ہے اور آخرت باقی و جاودانی اور جاودانی ہی بہتر اس کے بعد نیک اور بد اعمال اور ان کے انجام بتائے۔

۵۲ کیونکہ اعمال کی مقبولیت ایمان پر موقوف ہے۔ ۵۳ یہ اللہ تعالیٰ کا فضلِ عظیم ہے۔ ۵۴ جنت کی طرف ایمان و طاعت کی تلقین کر کے۔ ۵۵ کفر و شرک

کی دعوت دے کر۔

بِاللَّهِ وَأُشْرِكُ بِهِ مَا لَيْسَ لِي بِهِ عِلْمٌ ۚ وَأَنَا أَدْعُوكُمْ إِلَى الْعَزِيزِ

انکار کروں اور ایسے کو اس کا شریک کروں جو میرے علم میں نہیں اور میں تمہیں اس عزت والے بہت بخشنے والے کی طرف

الْغَفَّارِ ﴿۳۲﴾ لَا جَرَمَ أَنتُمْ أَتَدْعُونَنِي إِلَيْهِ لَيْسَ لَهُ دَعْوَةٌ فِي الدُّنْيَا وَ

بلاتا ہوں آپ ہی ثابت ہوا کہ جس کی طرف مجھے بلاتے ہوئے اسے بلانا کہیں کام کا نہیں دنیا میں

لَا فِي الْآخِرَةِ وَأَنْ مَرَدَّنَا إِلَى اللَّهِ وَأَنَّ السُّرْفِينَ هُمْ أَصْحَابُ

نہ آخرت میں واپس اور یہ ہمارا پھرنا اللہ کی طرف ہے اور یہ کہ حد سے گزرنے والے واپس ہی

النَّارِ ﴿۳۳﴾ فَسَتَذَكَّرُونَ مَا أَقُولُ لَكُمْ ۖ وَأَفْوِضُ أَمْرِي إِلَى اللَّهِ ۖ إِنَّ

دورنی ہیں تو جلد وہ وقت آتا ہے کہ جو میں تم سے کہہ رہا ہوں اُسے یاد کرو گے اور میں اپنے کام اللہ کو سونپتا ہوں بے شک

اللَّهُ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ ﴿۳۴﴾ فَوَقَّهٖ اللَّهُ سَيِّئَاتٍ مَّا مَكْرُوهًا وَحَاقَ بِآلِ

اللہ بندوں کو دیکھتا ہے اور تو اللہ نے اُسے بچا لیا ان کے مکر کی برائیوں سے اور فرعون

فِرْعَوْنَ سُوٓءُ الْعَذَابِ ﴿۳۵﴾ النَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا وَ

والوں کو برے عذاب نے آگھیرا اور آگ جس پر صبح و شام پیش کئے جاتے ہیں اور

يَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ ۚ أَدْخِلُوا آلَ فِرْعَوْنَ أَشَدَّ الْعَذَابِ ﴿۳۶﴾ وَإِذْ

جس دن قیامت قائم ہوگی حکم ہوگا فرعون والوں کو سخت تر عذاب میں داخل کرو اور جب

يَتَحَاوُونَ فِي النَّارِ فَيَقُولُ الضُّعْفَاءُ لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا كُنَّا

وہ آگ میں باہم جھگڑیں گے تو کمزور اُن سے کہیں گے جو بڑے بنتے تھے ہم

۹۱ یعنی بت کی طرف واپس کیونکہ وہ جہاد بے جاں ہے۔ ۹۲ وہی ہمیں جزا دے گا۔ ۹۳ یعنی کافر۔ ۹۴ یعنی نزول عذاب کے وقت تم میری نصیحتیں یاد کرو

گے اور اس وقت کا یاد کرنا کچھ کام نہ دے گا یہ نکران لوگوں نے اس مومن کو دھکے مارا کہ اگر تو ہمارے دین کی مخالفت کرے گا تو ہم تیرے ساتھ برے پیش آئیں گے

اس کے جواب میں اُس نے کہا ۹۵ اور ان کے اعمال و احوال کو جانتا ہے پھر وہ مومن ان سے نکل کر پہاڑ کی طرف چلا گیا اور وہاں نماز میں مشغول ہو گیا فرعون نے

ہزار آدمی اس کی جستجو میں بھیجے اللہ تعالیٰ نے درندے اس کی حفاظت پر مامور کر دیئے جو فرعون کی اس کی طرف آیا درندوں نے اسے ہلاک کیا اور جو واپس گیا اور اس

نے فرعون سے حال بیان کیا فرعون نے اس کو سولی دے دی تاکہ یہ حال مشہور نہ ہو۔ ۹۶ اور اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہو کر نجات پائی اگرچہ وہ

فرعون کی قوم کا تھا۔ ۹۷ دنیا میں تو یہ عذاب کہ وہ فرعون کے ساتھ غرق ہو گئے اور آخرت میں دوزخ۔ ۹۸ اس میں جلائے جاتے ہیں۔ حضرت ابن مسعود رضی

اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: فرعون کی روحیں سیاہ پرندوں کے قالب میں ہر روز دوسری صبح و شام آگ پر پیش کی جاتی ہیں اور ان سے کہا جاتا ہے کہ یہ آگ تمہارا مقام

ہے۔ اور قیامت تک ان کے ساتھ یہی معمول رہے گا۔ مسئلہ: اس آیت سے عذاب قبر کے ثبوت پر استدلال کیا جاتا ہے۔ بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ ہر

مرنے والے پر اس کا مقام صبح و شام پیش کیا جاتا ہے جنتی پر جنت کا اور دوزخی پر دوزخ کا اور اس سے کہا جاتا ہے کہ یہ تیرا ٹھکانا ہے تاکہ روز قیامت اللہ تعالیٰ تجھ کو

اس کی طرف اٹھائے۔ ۹۹ ذکر فرمائیے اے سید انبیاء! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی قوم سے جہنم کے اندر کفار کے آپس میں جھگڑنے کا حال کہ۔

لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ أَنْتُمْ مُّغْنُونَ عَنَّا نَصِيبًا مِّنَ النَّارِ ﴿۴۷﴾ قَالَ الَّذِينَ

تمہارے تابع تھے تو کیا تم ہم سے آگ کا کوئی حصہ گھٹا لو گے وہ تکبر

اسْتَكْبَرُوا إِنَّا كُلٌّ فِيهَا ۗ إِنَّ اللَّهَ قَدْ حَكَمَ بَيْنَ الْعِبَادِ ﴿۴۸﴾ وَقَالَ

والے بولے ہاں ہم سب آگ میں ہیں ہاں بے شک اللہ بندوں میں فیصلہ فرما چکا ہے اور جو

الَّذِينَ فِي النَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ ادْعُوا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا مِّنَ

آگ میں ہیں اس کے داروغوں سے بولے اپنے رب سے دعا کرو ہم پر عذاب کا ایک دن ہلکا

الْعَذَابِ ﴿۴۹﴾ قَالُوا أَوَلَمْ تَكُ تَأْتِيكُم مَّرْسَلَةٌ بِالْبَيِّنَاتِ ط قَالُوا بَلَىٰ

کردے ہاں انھوں نے کہا کیا تمہارے پاس تمہارے رسول نشانیاں نہ لاتے تھے ہاں بولے کیوں نہیں ہاں

قَالُوا فَادْعُوا جِ وَ مَا دَعُوا الْكٰفِرِينَ إِلَّا فِي ضَلٰلٍ ﴿۵۰﴾ إِنَّا لَنَنصُرُ

بولے تو تمہیں دعا کرو ہاں اور کافروں کی دعا نہیں مگر بھٹکتے پھرنے کو بے شک ضرور ہم

رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُومُ اَلْاَشْهَادُ ﴿۵۱﴾

اپنے رسولوں کی مدد کریں گے اور ایمان والوں کی ہاں دنیا کی زندگی میں اور جس دن گواہ کھڑے ہوں گے ہاں

يَوْمَ لَا يَنْفَعُ الظَّالِمِينَ مَعذِرَتُهُمْ وَلَهُمُ الْعٰنَةُ و لَهُمْ سُوءُ الدَّارِ ﴿۵۲﴾

جس دن ظالموں کو اُن کے بہانے کچھ کام نہ دیں گے ہاں اور اُن کے لیے لعنت ہے اور اُن کے لیے برا گھر ہاں

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوسٰى الْهُدٰى وَاَوْرَثْنَا بَنِي اِسْرٰءِئِلَ الْكِتٰبَ ﴿۵۳﴾ هٰدٰى

اور بے شک ہم نے موسیٰ کو رہنمائی عطا فرمائی ہاں اور بنی اسرائیل کو کتاب کا وارث کیا ہاں عقل مندوں

وَّاذْكُرٰى لِاُولٰى الْاَلْبَابِ ﴿۵۴﴾ فَاَصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاسْتَغْفِرْ

کی ہدایت اور نصیحت کو تو اے محبوب تم صبر کرو ہاں بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے ہاں اور اپنوں کے گناہوں کی

منہ دنیا میں اور تمہاری بدولت ہی کافر بنے ہاں یعنی کافروں کے سردار جواب دیں گے ہاں ہر ایک اپنی مصیبت میں گرفتار، ہم میں سے کوئی کسی کے کام نہیں

آسکتا۔ ہاں ایمانداروں کو اس نے جنت میں داخل کر دیا اور کافروں کو جہنم میں جو ہونا تھا ہو چکا۔ ہاں یعنی دنیا کے ایک دن کی مقدار تک ہمارے عذاب میں

تخفیف رہے۔ ہاں کیا انہوں نے ظاہر معجزات پیش نہ کئے تھے یعنی اب تمہارے لیے جانے عذرا باقی نہ رہی۔ ہاں یعنی کافر۔ انبیاء کے تشریف لانے اور اپنے

کفر کرنے کا اقرار کریں گے۔ ہاں ہم کافر کے حق میں دعا نہ کریں گے اور تمہارا دعا کرنا بھی بیکار ہے۔ ہاں ان کو غالبہ عطا فرما کر اور حجت قویہ دے کر اور ان کے

دشمنوں سے انتقام لے کر۔ ہاں وہ قیامت کا دن ہے کہ ملائکہ رسولوں کی تبلیغ اور کفار کی تکذیب کی شہادت دیں گے۔ ہاں اور کافروں کا کوئی عذر قبول نہ کیا جائے

گا۔ ہاں یعنی جہنم۔ ہاں یعنی توریث و معجزات۔ ہاں یعنی توریث کا یا ان کے انبیاء پر نازل شدہ تمام کتابوں کا۔ ہاں اپنی قوم کی ایذا پر۔ ہاں وہ آپ کی مدد

فرمائے گا آپ کے دین کو غالب کرے گا آپ کے دشمنوں کو ہلاک کرے گا۔ کبھی نے کہا کہ آیت صبر آیت قتال سے منسوخ ہو گئی۔



لَذُنُوبِكُمْ وَ سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَالْإِبْكَارِ ﴿۵۵﴾ إِنَّ الَّذِينَ

معانی چاہو! اور اپنے رب کی تعریف کرتے ہوئے صبح اور شام اس کی پاکی بولو! وہ جو

يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِ اللَّهِ بِغَيْرِ سُلْطَانٍ أَتَاهُمْ ۗ إِنَّ فِي صُدُورِهِمْ إِلَّا

اللہ کی آیتوں میں جھگڑا کرتے ہیں بے کسی سند کے جو انھیں ملی ہو! ان کے دلوں میں نہیں مگر ایک

كِبْرٌ مَّا هُمْ بِبَالِغِيهِ ۚ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ ۗ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ﴿۵۶﴾

بڑائی کی ہوس! جسے نہ پہنچیں گے! تو تم اللہ کی پناہ مانگو! بے شک وہی سنتا دیکھتا ہے

لَخَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ أَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ

بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش آدمیوں کی پیدائش سے بہت بڑی! لیکن بہت لوگ

لَا يَعْلَمُونَ ﴿۵۷﴾ وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ ۗ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا

نہیں جانتے! اور اندھا اور اکھیرا برابر نہیں! اور نہ وہ جو ایمان لائے اور اچھے

الصَّالِحَاتِ وَلَا السَّيِّئَاتِ ۗ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ ﴿۵۸﴾ إِنَّ السَّاعَةَ لَأْتِيَةٌ

کام کئے اور بدکار! کتنا کم دھیان کرتے ہو بے شک قیامت ضرور آنے والی ہے

لَّا رَيْبَ فِيهَا وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿۵۹﴾ وَقَالَ رَبُّكُمْ ادْعُونِي

اس میں کچھ شک نہیں لیکن بہت لوگ ایمان نہیں لاتے! اور تمہارے رب نے فرمایا مجھ سے دعا کرو

أَسْتَجِبْ لَكُمْ ۗ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ

میں قبول کروں گا! بے شک وہ جو میری عبادت سے اونچے کھنچتے (تکبر کرتے) ہیں عنقریب جہنم

﴿۱﴾ یعنی اپنی امت کے (مدارک) ﴿۱﴾ یعنی اللہ تعالیٰ کی عبادت پر مدامت رکھو۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: اس سے پانچوں نمازیں

مراد ہیں۔ ﴿۱﴾ ان جھگڑا کرنے والوں سے کفار قریش مراد ہیں۔ ﴿۱﴾ اور ان کا یہی تکبر ان کے تکذیب و انکار اور کفر کے اختیار کرنے کا باعث ہوا کہ انہوں نے

یہ گوارا نہ کیا کہ کوئی ان سے اونچا ہو اس لیے سیدانیاصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عداوت کی، بائیں خیال فاسد کہ اگر آپ کو نبی مان لیں گے تو اپنی بڑائی جاتی رہے

گی اور امتی اور چھوٹا بنا پڑے گا اور ہوس رکھتے ہیں بڑے بننے کی۔ ﴿۱﴾ اور بڑائی میسر نہ آئے گی بلکہ حضور کی مخالفت و انکار ان کے حق میں ذلت اور رسوائی کا سبب

ہوگا۔ ﴿۱﴾ حاسدوں کے مکر و کید سے۔ ﴿۱﴾ یہ آیت منکرین بعث کے رد میں نازل ہوئی ان پر حجت قائم کی گئی کہ جب تم آسمان وزمین کی پیدائش پر باوجود ان

کی اس عظمت اور بڑائی کے اللہ تعالیٰ کو قادر مانتے ہو تو پھر انسان کو دوبارہ پیدا کر دینا اس کی قدرت سے کیوں بعید سمجھتے ہو۔ ﴿۱﴾ بہت لوگوں سے مراد یہاں کفار

ہیں اور ان کے انکار بعث کا سبب ان کی بے علمی ہے کہ وہ آسمان وزمین کی پیدائش پر قادر ہونے سے بعث پر استدلال نہیں کرتے تو وہ مثل اندھے کے ہیں اور جو

مخلوقات کے وجود سے خالق کی قدرت پر استدلال کرتے ہیں وہ مثل بینا کے ہیں۔ ﴿۱﴾ یعنی جاہل و عالم یکساں نہیں۔ ﴿۱﴾ یعنی مومن صالح اور بدکار یہ دونوں

بھی برابر نہیں۔ ﴿۱﴾ مرنے کے بعد زندہ کئے جانے پر یقین نہیں کرتے۔ ﴿۱﴾ اللہ تعالیٰ بندوں کی دعائیں اپنی رحمت سے قبول فرماتا ہے اور ان کے قبول کے لیے

چند شرطیں ہیں: ایک اخلاص دعائیں۔ دوسرے یہ کہ قلب غیر کی طرف مشغول نہ ہو۔ تیسرے یہ کہ وہ دعائیں امر ممنوع پر مشتمل نہ ہو۔ چوتھے یہ کہ اللہ تعالیٰ کی

رحمت پر یقین رکھتا ہو۔ پانچویں یہ کہ شکایت نہ کرے کہ میں نے دعا مانگی قبول نہ ہوئی۔ جب ان شرطوں سے دعا کی جاتی ہے قبول ہوتی ہے۔ حدیث شریف میں

جَهَنَّمَ دُخْرِينَ ۶۰ ۷۰ اللَّهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ اللَّيْلَ لِتَسْكُنُوا فِيهِ وَالنَّهَارَ

میں جائیں گے ذلیل ہو کر اللہ ہے جس نے تمہارے لیے رات بنائی کہ اُس میں آرام پاؤ اور دن بنایا

مُبْصِرًا ۷۱ إِنَّ اللَّهَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا

آنکھیں کھولتے ۱۲۸ بے شک اللہ لوگوں پر فضل والا ہے لیکن بہت آدمی شکر

يَشْكُرُونَ ۶۱ ذَلِكُمْ اللَّهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۷۲ لَّا إِلَهَ إِلَّا هُوَ فَاتَىٰ

نہیں کرتے وہ ہے اللہ تمہارا رب ہر چیز کا بنانے والا اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں تو کہاں

تُؤْفَكُونَ ۷۲ كَذَلِكَ يُؤْفَكُ الَّذِينَ كَانُوا بِآيَاتِ اللَّهِ يَجْحَدُونَ ۶۲

اندھے جاتے ہو ۱۲۹ یونہی اوندھے ہوتے ہیں ۱۳۰ وہ جو اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں ۱۳۱

اللَّهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ الْأَرْضَ قَرَارًا وَالسَّمَاءَ بِنَاءً وَصَوَّرَكُمْ

اللہ ہے جس نے تمہارے لیے زمین ٹھہراؤ بنائی ۱۳۲ اور آسمان چھت ۱۳۳ اور تمہاری تصویر کی

فَأَحْسَنَ صُورَكُمْ ۷۳ وَرَزَقَكُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ ۷۴ ذَلِكُمْ اللَّهُ رَبُّكُمْ

تو تمہاری صورتیں اچھی بنائیں ۱۳۴ اور تمہیں ستھری چیزیں ۱۳۵ روزی دیں یہ ہے اللہ تمہارا رب

فَتَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ ۶۳ هُوَ الْحَيُّ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ فَادْعُوهُ

تو بڑی برکت والا ہے اللہ رب سارے جہان کا وہی زندہ ہے ۱۳۶ اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں تو اُسے پوجو

مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ۷۵ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۶۴ قُلْ إِنِّي نُهِيتُ

زرے اسی کے بندے ہو کر سب خوبیاں اللہ کو جو سارے جہان کا رب تم فرماؤ میں منع کیا گیا ہوں

أَنْ أَعْبُدَ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَبَّا جَاءَنِي الْبَيْتُ مِنْ

کہ انہیں پوجوں جنہیں تم اللہ کے سوا پوجتے ہو ۱۳۷ جب کہ میرے پاس روشن دلیلیں ۱۳۸ میرے رب کی طرف

ہے کہ دعا کرنے والے کی دعا قبول ہوتی ہے یا تو اس کی مراد دنیا ہی میں اس کو جلد دے دی جاتی ہے یا آخرت میں اس کے لیے ذخیرہ ہوتی ہے یا اس سے اس کے

گناہوں کا کفارہ کر دیا جاتا ہے۔ آیت کی تفسیر میں ایک قول یہ بھی ہے کہ دعا سے مراد عبادت ہے اور قرآن کریم میں دعا بمعنی عبادت بہت جگہ وارد ہے۔ حدیث

شریف میں ہے ”الِدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ“ (ابوداؤد و ترمذی) اس تقدیر پر آیت کے معنی یہ ہوں گے کہ تم میری عبادت کرو میں تمہیں ثواب دوں گا۔ ۱۳۹ کہ اس میں

اپنے کام باطمینان انجام دو۔ ۱۴۰ کہ اس کو چھوڑ کر بتوں کی عبادت کرتے ہو اور اس پر ایمان نہیں لاتے باوجودیکہ دلائل قائم ہیں۔ ۱۴۱ اور حق سے پھرتے ہیں۔

باوجود دلائل قائم ہونے کے۔ ۱۴۲ اور اُن میں حق جو یا نہ (حق کے متلاشی ہو کر) نظر متاثر نہیں کرتے۔ ۱۴۳ کہ وہ تمہاری قرار گاہ ہو زندگی میں بھی اور بعد موت

بھی۔ ۱۴۴ کہ اس کو مثل قبہ کے بلند فرمایا۔ ۱۴۵ کہ تمہیں راست قامت پاکیزہ رومناسب الاعضاء کیا بہانم کی طرح نہ بنایا کہ اوندھے چلتے۔ ۱۴۶ نفس مآکل

و مشارب (کھانے پینے کی اشیاء)۔ ۱۴۷ کہ اس کی فنامحال ہے۔ ۱۴۸ شان نزول: کفار ناکار نے براہ جہالت و گمراہی اپنے دین باطل کی طرف حضور پر نور

رَّبِّي وَأَمَرْتُ أَنْ أُسَلِّمَ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٦٦﴾ هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ

سے آئیں اور مجھے حکم ہوا ہے کہ رب العالمین کے حضور گردن رکھوں وہی ہے جس نے تمہیں ۱۳۹ مٹی

تَرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِيَبْلُغُوا

سے بنایا پھر ۱۴۰ پانی کی بوند سے ۱۴۱ پھر خون کی چٹک سے پھر تمہیں نکالتا ہے بچہ پھر تمہیں باقی رکھتا ہے کہ اپنی جوانی

أَشْدَّكُمْ ثُمَّ لِيَتَّكُونُوا شِيُوخًا وَ مِنْكُمْ مَنْ يُتَوَفَّى مِنْ قَبْلُ وَلِيَبْلُغُوا

کو پہنچو ۱۴۲ پھر اس لیے کہ بوڑھے ہو اور تم میں کوئی پہلے ہی اٹھا لیا جاتا ہے ۱۴۳ اور اس لیے کہ تم ایک مقرر وعدہ

أَجَلًا مُّسَمًّى وَ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿٦٧﴾ هُوَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ فَإِذَا

تک پہنچو ۱۴۴ اور اس لیے کہ سمجھو ۱۴۵ وہی ہے کہ جلاتا (زندہ کرتا) ہے اور مارتا ہے پھر جب

قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ﴿٦٨﴾ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ

کوئی حکم فرماتا ہے تو اس سے یہی کہتا ہے کہ ہو جا جیسی وہ ہو جاتا ہے ۱۴۶ کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جو

يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِ اللَّهِ أَنَّىٰ يَصْرَفُونَ ﴿٦٩﴾ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِالْكِتَابِ وَ

اللہ کی آیتوں میں جھگڑتے ہیں ۱۴۷ کہاں پھیرے جاتے ہیں ۱۴۸ وہ جنہوں نے جھٹلائی کتاب ۱۴۹ اور

بِمَا أُرْسِلْنَا بِهِ رُسُلَنَا فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ﴿٧٠﴾ إِذِ الْأَغْلُلُ فِي أَعْنَاقِهِمْ

جو ہم نے اپنے رسولوں کے ساتھ بھیجا ۱۵۰ وہ عنقریب جان جائیں گے ۱۵۱ جب ان کی گردنوں میں طوق ہوں گے

وَالسَّلْسِلُ يُسْحَبُونَ ﴿٧١﴾ فِي الْحَبِيمِ ﴿٧٢﴾ ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُونَ ﴿٧٣﴾ ثُمَّ

اور زنجیریں ۱۵۲ گھسیٹے جائیں گے کھولتے پانی میں پھر آگ میں دہکائے جائیں گے ۱۵۳ پھر

قِيلَ لَهُمْ آيِنَ مَا كُنْتُمْ تُشْرِكُونَ ﴿٧٤﴾ مِنْ دُونِ اللَّهِ ط قَالَُوا ضَلُّوا عَنَّا

ان سے فرمایا جائے گا کہاں گئے وہ جو تم شریک بتاتے تھے ۱۵۴ اللہ کے مقابل کہیں گے وہ تو ہم سے گم گئے ۱۵۵

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دعوت دی تھی اور آپ سے بت پرستی کی درخواست کی تھی اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ ۱۳۸ عقل و وحی کی، تو حید پر دلالت

کرنے والی۔ ۱۳۹ یعنی تمہارے اصل اور تمہارے جد اعلیٰ حضرت آدم علیہ السلام کو ۱۴۰ بعد حضرت آدم علیہ السلام کے ان کی نسل کو۔ ۱۴۱ یعنی قطرہ مٹی سے

۱۴۲ اور تمہاری قوت کامل ہو۔ ۱۴۳ یعنی بڑھاپے یا جوانی کو پہنچنے سے قبل ہی، یہ اس لیے کیا کہ تم زندگانی کرو۔ ۱۴۴ زندگانی کے وقت محدود تک۔ ۱۴۵ دلائل

توحید کو اور ایمان لاؤ۔ ۱۴۶ یعنی اشیاء کا وجود اس کے ارادہ کا تابع ہے کہ اس نے ارادہ فرمایا اور شے موجود ہوئی نہ کوئی کلفت (تکلیف) ہے نہ کوئی مشقت ہے نہ

کسی سامان کی حاجت۔ یہ اس کے کمال قدرت کا بیان ہے۔ ۱۴۷ یعنی قرآن پاک میں۔ ۱۴۸ ایمان اور دین حق سے۔ ۱۴۹ یعنی کفار جنہوں نے قرآن

شریف کی تکذیب کی۔ ۱۵۰ اس کی بھی تکذیب کی اور اس کے رسولوں کے ساتھ جو چیز بھیجی اس سے مراد یا تو وہ کتابیں ہیں جو پہلے رسول لائے یا وہ عقائد تھے جو

تمام انبیاء نے پہنچائے مثل توحید الہی اور بعث بعد موت کے۔ ۱۵۱ اپنی تکذیب کا انجام۔ ۱۵۲ اور ان زنجیروں سے ۱۵۳ اور وہ آگ باہر سے بھی انہیں گھیرے



بَلْ لَّمْ تَكُنْ نَدْعُوا مِنْ قَبْلُ شَيْئًا ۖ كَذَلِكَ يَضِلُّ اللَّهُ الْكَافِرِينَ ﴿۴۳﴾

بلکہ ہم پہلے کچھ پوجتے ہی نہ تھے ۱۵۱ اللہ یونہی گمراہ کرتا ہے کافروں کو  
ذَلِكَ مِمَّا كُنْتُمْ تَفْرَحُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ  
یہ ۱۵۱ اس کا بدلہ ہے جو تم زمین میں باطل پر خوش ہوتے تھے ۱۵۱ اور اس کا بدلہ ہے جو تم

تَمْرَحُونَ ﴿۴۵﴾ اُدْخُلُوا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ خَلِدِينَ فِيهَا فَبِئْسَ مَثْوًى

اُتْرَاتِ تَحْتِ جَاہِ جہنم کے دروازوں میں اس میں ہمیشہ رہنے تو کیا ہی برا ٹھکانا

الْمُتَكَبِّرِينَ ﴿۴۶﴾ فَاصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ ۖ فَأَمَّا نُرَيْبِكَ بَعْضَ الَّذِي

مغروروں کا ۱۵۹ تو تم صبر کرو بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے تو اگر ہم تمہیں دکھا دیں ۱۶۱ کچھ وہ چیز جس کا

نَعِدُهُمْ أَوْ تَتَوَفَّيَنَّكَ فَإِنِّي نَارُ جَعُونَ ﴿۴۷﴾ وَ لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا

انہیں وعدہ دیا جاتا ہے ۱۶۲ یا تمہیں پہلے ہی وفات دیں بہر حال انہیں ہماری ہی طرف پھرنا ۱۶۳ اور بے شک ہم نے

مِّن قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَّن قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَّن لَّمْ نَقْصُصْ

تم سے پہلے کتنے ہی رسول بھیجے کہ جن میں کسی کا احوال تم سے بیان فرمایا ۱۶۴ اور کسی کا احوال نہ بیان

عَلَيْكَ ۖ وَمَا كَانَ لِرَسُولٍ أَنْ يَأْتِيَ بِآيَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ۖ فَإِذَا جَاءَ

فرمایا ۱۶۵ اور کسی رسول کو نہیں پہنچتا کہ کوئی نشانی لے آئے بے حکم خدا کے پھر جب اللہ

أَمْرًا لِلَّهِ قُضِيَ بِالْحَقِّ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُونَ ﴿۴۸﴾ اللَّهُ الَّذِي

کا حکم آئے گا ۱۶۶ سچا فیصلہ فرما دیا جائے گا ۱۶۷ اور باطل والوں کا وہاں خسارہ اللہ ہے جس نے

ہوگی اور ان کے اندر بھی بھری ہوگی۔ (اللہ تعالیٰ کی پناہ) ۱۶۸ یعنی وہ بت کیا ہوئے جن کی تم عبادت کرتے تھے۔ ۱۶۹ کہیں نظر ہی نہیں آتے۔ ۱۷۰ بتوں کی

پرستش کا انکار کر جائیں گے۔ پھر بت حاضر کئے جائیں گے اور کفار سے فرمایا جائے گا کہ تم اور تمہارے یہ معبود سب جہنم کا ایندھن ہو۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ

جہنیوں کا یہ کہنا کہ ہم پہلے کچھ پوجتے ہی نہ تھے اس کے یہ معنی ہیں کہ اب ہمیں ظاہر ہو گیا کہ جنہیں ہم پوجتے تھے وہ کچھ نہ تھے کہ کوئی نفع یا نقصان پہنچا سکتے۔ ۱۷۱

یعنی یہ عذاب جس میں تم مبتلا ہو۔ ۱۷۲ یعنی شرک و بت پرستی و انکار بعثت پر۔ ۱۷۳ جنہوں نے تکبر کیا اور حق کو قبول نہ کیا۔ ۱۷۴ کفار پر عذاب فرمانے کا ۱۷۵

تمہاری وفات سے پہلے ۱۷۶ انواع عذاب سے، مثل بدر میں مارے جانے کے جیسا کہ یہ واقع ہوا۔ ۱۷۷ اور عذاب شدید میں گرفتار ہونا۔ ۱۷۸ اس قرآن میں

صراحت کے ساتھ۔ ۱۷۹ قرآن شریف میں تفصیلاً و صراحة (مراۃ) اور ان تمام انبیاء علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ نے نشانی اور معجزات عطا فرمائے اور ان کی قوموں

نے ان سے عجاذلہ (جھگڑا) کیا اور انہیں جھٹلایا یا اس پر ان حضرات نے صبر کیا۔ اس تذکرہ سے مقصود نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تسلی ہے کہ جس طرح کے

واقعات قوم کی طرف سے آپ کو پیش آ رہے ہیں اور جیسی ایذائیں پہنچ رہی ہیں پہلے انبیاء کے ساتھ بھی یہی حالات گزر چکے ہیں انہوں نے صبر کیا آپ بھی صبر

فرمائیں۔ ۱۷۶ کفار پر عذاب نازل کرنے کی بابت ۱۷۷ رسولوں کے اور ان کی تکذیب کرنے والوں کے درمیان۔

جَعَلَ لَكُمْ الْأَنْعَامَ لِتَرْكَبُوا مِنْهَا وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ ﴿۷۹﴾ وَلَكُمْ فِيهَا

تمہارے لیے چوپائے بنائے کہ کسی پر سوار ہو اور کسی کا گوشت کھاؤ اور تمہارے لیے ان میں کتنے ہی

مَنَافِعُ وَلِتَبْلُغُوا عَلَيْهَا حَاجَةً فِي صُدُورِكُمْ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ

فائدے ہیں ﴿۸۰﴾ اور اس لیے کہ تم ان کی پیٹھ پر اپنے دل کی مرادوں کو پہنچو ﴿۸۱﴾ اور ان پر فلاں اور کشتیوں پر فلاں

تُحْمَلُونَ ﴿۸۰﴾ وَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ ۗ فَآيَ آيَاتِ اللَّهِ تُنْكِرُونَ ﴿۸۱﴾ أَفَلَمْ يَسِيرُوا

سوار ہوتے ہو اور وہ تمہیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے ﴿۸۲﴾ تو اللہ کی کونسی نشانی کا انکار کرو گے ﴿۸۳﴾ تو کیا انھوں نے

فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۗ كَانُوا

زمین میں سفر نہ کیا کہ دیکھتے ان سے اگلوں کا کیا انجام ہوا وہ

أَكْثَرُ مِنْهُمْ وَأَشَدَّ قُوَّةً وَأَثَارًا فِي الْأَرْضِ فَمَا أَعْنَى عَنْهُمْ مَّا

ان سے بہت تھے فلاں اور ان کی قوت فلاں اور زمین میں نشانیاں ان سے زیادہ فلاں تو ان کے کیا کام آیا جو

كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿۸۲﴾ فَلَمَّا جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ فَرِحُوا بِإِعْنَادِهِمْ

انھوں نے کمایا فلاں تو جب ان کے پاس ان کے رسول روشن دلیلیں لائے تو وہ اسی پر خوش رہے جو ان کے پاس

مِّنَ الْعِلْمِ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ﴿۸۳﴾ فَلَمَّآ رَأَوْا بَأْسَنَا

دنیا کا علم تھا فلاں اور انھیں پر الٹ پڑا جس کی ہنسی بناتے تھے فلاں پھر جب انھوں نے ہمارا عذاب دیکھا

قَالُوا أَمَّا بِاللَّهِ وَحُدَاهُ وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهِ مُشْرِكِينَ ﴿۸۴﴾ فَلَمْ يَكُ

بولے ہم ایک اللہ پر ایمان لائے اور جو اس کے شریک کرتے تھے ان سے منکر ہوئے فلاں تو ان کے

يَنْفَعُهُمْ إِيَّانَهُمْ لَبَّآرًا أَوْ بَاسًا ۗ سُنَّتَ اللَّهِ الَّتِي قَدْ خَلَتْ فِي

ایمان نے انھیں کام نہ دیا جب انھوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا اللہ کا دستور جو اس کے بندوں

﴿۸۵﴾ کہ ان کے دودھ اور اداں وغیرہ کام میں لاتے ہو اور ان کی نسل سے نفع اٹھاتے ہو۔ یعنی اپنے سفروں میں اپنے وزنی سامان ان کی بیٹیوں پر لاد کر ایک

مقام سے دوسرے مقام پر لے جاتے ہو۔ فلاں خشکی کے سفروں میں۔ فلاں دریائی سفروں میں۔ فلاں جو اس کی قدرت و وحدانیت پر دلالت کرتی ہیں۔ فلاں

یعنی وہ نشانیاں ایسی ظاہر و باہر ہیں کہ ان کے انکار کی کوئی صورت ہی نہیں۔ فلاں تعداد ان کی کثیر تھی۔ فلاں اور جسمانی طاقت بھی ان سے زیادہ تھی۔ فلاں یعنی

ان کے محل اور عمارتیں وغیرہ۔ فلاں معنی یہ ہیں کہ اگر یہ لوگ زمین میں سفر کرتے تو انہیں معلوم ہو جاتا کہ منکرین متہر دین (سرکشی کرنے والوں) کا کیا انجام ہوا اور وہ

کس طرح ہلاک و برباد ہوئے اور ان کی تعداد ان کے زور اور ان کے مال کچھ بھی ان کے کام نہ آسکے۔ فلاں اور انہوں نے علم انبیاء کی طرف التفات نہ کیا اس کی

تحصیل اور اس سے انفعاع کی طرف متوجہ نہ ہوئے بلکہ اس کو حقیر جانا اور اس کی ہنسی بنائی اور اپنے دنیوی علم کو جو حقیقت میں جہل ہے پسند کرتے رہے۔ فلاں یعنی

اللہ تعالیٰ کا عذاب۔ یعنی جن بتوں کو اس کے سوا پوجتے تھے ان سے بیزار ہوئے۔

## عِبَادِهِ ۚ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكَافِرُونَ ۝۸۵

میں گزر چکا ۱۸۱ اور وہاں کافر گھائلے میں رہے ۱۸۵

ایاتھا ۵۴ ﴿۵۴﴾ سُورَةُ حَمِّ السَّجْدَةِ مَكِّيَّةٌ ۶۱ ﴿۶۱﴾ رُكُوعَاتُهَا ۶ ﴿۶﴾

سورہ حم سجدہ مکہ ہے، اس میں چون آیتیں اور چھ رکوع ہیں

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

حَمَّ ۱ تَنْزِيلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۲ كِتَابٌ فُصِّلَتْ اٰیٰتُهُ قُرْاٰنًا

یہ اتارا ہے بڑے رحم والے مہربان کا ایک کتاب ہے جس کی آیتیں مفصل فرمائی گئیں عربی

عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ۳ بَشِيرًا وَنَذِيرًا ۴ فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ فَهُمْ

قرآن عقل والوں کے لیے خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا تو ان میں اکثر نے منہ پھیرا تو وہ

لَا يَسْمَعُونَ ۵ وَقَالُوا اَقْلُوْا بِنَا فِيْ اَكْبَرَةِ مَسٰئِدٍ عٰوْنَا اِلَيْهِ وَفِيْ اٰذَانِنَا

سننے ہی نہیں وہ اور بولے ہم ہمارے دل غلاف میں ہیں اُس بات سے جس کی طرف تم نہیں بلاتے ہو فک اور ہمارے کانوں میں

وَقُرْءًا ۶ وَمِنْ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ فَاَعْمَدْنَا عَمَلُوْنَ ۷ قُلْ اِنَّبَا

نُبُط (روٹی) ہے وہ اور ہمارے اور تمہارے درمیان روک ہے وہ تو تم اپنا کام کرو ہم اپنا کام کرتے ہیں وہ تم فرماؤ وہ آدمی

اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحٰى اِلَى اَنْبَا الْهٰكُمِ اِلٰهُ ۸ وَاَحَدًا فَاسْتَقْبِلُوْا اِلَيْهِ

ہونے میں تو میں تمہیں جیسا ہوں وہ مجھے وحی ہوتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے تو اس کے حضور سیدھے رہو وہ

۱۸۱ یہی ہے کہ نزول عذاب کے وقت ایمان لانا نافع نہیں ہوتا اس وقت ایمان قبول نہیں کیا جاتا اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ رسولوں کے جھٹلانے والوں پر

عذاب نازل کرتا ہے۔ ۱۸۲ یعنی ان کا گھانا اور ٹوٹا اچھی طرح ظاہر ہو گیا۔ وہ اس سورت کا نام ”سورہ فُصِّلَتْ“ بھی ہے اور ”سورہ سجدہ و سورہ مصابیح“ بھی ہے

یہ سورت مکہ ہے، اس میں چھ رکوع چوں آیتیں اور سات سو چھیانوے کلمے اور تین ہزار تین سو پچاس حرف ہیں۔ وہ احکام و امثال و مواعظ و وعد و وعید وغیرہ کے

بیان میں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے دوستوں کو ثواب کی۔ وہ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کو عذاب کا۔ وہ توجہ سے قبول کا سننا۔ ۱۸۳ مشرکین۔ حضرت نبی کریم صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے وہ ہم اس کو سمجھ ہی نہیں سکتے یعنی توحید و ایمان کو۔ وہ ہم بہرے ہیں آپ کی بات ہمارے سننے میں نہیں آتی، اس سے ان کی مراد یہ تھی

کہ آپ ہم سے ایمان و توحید کے قبول کرنے کی توقع نہ رکھے ہم کسی طرح ماننے والے نہیں اور نہ ماننے میں ہم بمنزلہ اس شخص کے ہیں جو نہ سمجھتا ہو نہ سنتا ہو۔ ۱۸۴

یعنی دینی مخالفت۔ تو ہم آپ کی بات ماننے والے نہیں۔ وہ یعنی تم اپنے دین پر ہو ہم اپنے دین پر قائم ہیں یا یہ معنی ہیں کہ تم سے ہمارا کام بگاڑنے کی جو کوشش ہو

سکے وہ کہ ہم بھی تمہارے خلاف جو ہو سکے گا کریں گے۔ وہ اے اکرم الخلق سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم براہِ واضح ان لوگوں کے ارشادات و ہدایات کے

لیے کہ وہ ظاہر میں کہ میں دیکھا بھی جاتا ہوں میری بات بھی سنی جاتی ہے اور میرے تمہارے درمیان میں بظاہر کوئی جنسی مغایرت (تبدیلی) بھی نہیں ہے تو

تمہارا یہ کہنا کیسے صحیح ہو سکتا ہے کہ میری بات نہ تمہارے دل تک پہنچے نہ تمہارے سننے میں آئے اور میرے تمہارے درمیان کوئی روک ہو، بجائے میرے کوئی غیر جنس



وَاسْتَغْفِرُوا ۗ وَوَيْلٌ لِلْمُشْرِكِينَ ۖ الَّذِينَ لَا يُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَ

اور اس سے معافی مانگو ۷ اور خرابی ہے شرک والوں کو وہ جو زکوٰۃ نہیں دیتے ۷ اور

هُم بِالْآخِرَةِ هُمْ كَفَرُونَ ۚ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

وہ آخرت کے منکر ہیں ۷ بے شک جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے

لَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ ۚ قُلْ أَبِئْسَ كُمْ لَتَكْفُرُونَ بِالَّذِي خَلَقَ الْأَرْضَ

ان کے لیے بے انتہا ثواب ہے ۷ تم فرماؤ کیا تم لوگ اس کا انکار رکھتے ہو جس نے دو دن

فِي يَوْمَيْنِ وَتَجْعَلُونَ لَهُ أُنْدَادًا ۗ ذَٰلِكَ رَبُّ الْعَالَمِينَ ۚ وَجَعَلَ

میں زمین بنائی ۷ اور اس کے ہمسر ٹھہراتے ہو ۷ وہ ہے سارے جہان کا رب ۷ اور اس میں ۷

فِيهَا رَوَاسِي مِنْ فَوْقِهَا وَبَرَكَ فِيهَا وَقَدَّرَ فِيهَا أَقْوَاتَهَا فِي أَرْبَعَةِ

اس کے اوپر سے لنگر (بھاری بوجھ) ڈالے ۷ اور اس میں برکت رکھی ۷ اور اس میں اس کے بسنے والوں کی روزیاں مقرر کیں یہ سب ملا کر چار

أَيَّامٍ سَوَاءٍ لِّلسَّاعِلِينَ ۚ ثُمَّ اسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَاءِ وَهِيَ دُخَانٌ فَقَالَ

دن میں ۷ ٹھیک جواب پوچھنے والوں کو پھر آسمان کی طرف قصد فرمایا اور وہ دھواں تھا ۷ تو اس

”جن یا فرشتے“ آتا تو تم کہہ سکتے تھے کہ نہ وہ ہمارے دیکھنے میں آئیں نہ ان کی بات سننے میں آئے نہ ہم ان کے کلام کو سمجھ سکیں ہمارے ان کے درمیان تو جنسی

مخالفت ہی بڑی روک ہے، لیکن یہاں تو ایسا نہیں کیونکہ میں بشری صورت میں جلوہ نما ہوا تو تمہیں مجھ سے مانوس ہونا چاہئے اور میرے کلام کے سمجھنے اور اس سے

فائدہ اٹھانے کی بہت کوشش کرنا چاہئے کیونکہ میرا مرتبہ بہت بلند ہے اور میرا کلام بہت عالی ہے اس لیے کہ میں وہی کہتا ہوں جو مجھے وحی ہوتی ہے۔ فائدہ:

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا لحاظ ظاہر ”أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ“ فرمانا حکمت ہدایت و ارشاد (رشد و ہدایت کی حکمت) کے لیے بطریق تواضع ہے اور جو کلمات

تواضع کے لیے کہے جائیں وہ تواضع کرنے والے کے علو منصب کی دلیل ہوتے ہیں، چھوٹوں کا ان کلمات کو اس کی شان میں کہنا یا اس سے برابری ڈھونڈنا ترک

ادب اور گستاخی ہوتا ہے، تو کسی امتی کو روا (جائز) نہیں کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مماثل ہونے کا دعویٰ کرے۔ یہ بھی ملحوظ رہنا چاہئے کہ آپ کی بشریت

بھی سب سے اعلیٰ ہے ہماری بشریت کو اس سے کچھ بھی نسبت نہیں۔ ۷ اس پر ایمان لاؤ اس کی اطاعت اختیار کرو اس کی راہ سے نہ پھرو۔ ۷ اپنے فساد عقیدہ و

عمل کی۔ ۷ منع زکوٰۃ سے خوف دلانے کے لیے فرمایا گیا تا کہ معلوم ہو کہ زکوٰۃ کو منع کرنا ایسا ہے کہ قرآن کریم میں مشرکین کے اوصاف میں ذکر کیا گیا اور

اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان کو مال بہت پیرا ہوتا ہے تو مال کا راہ خدا میں خرچ کر ڈالنا اس کے عبات و استقلال اور صدق و اخلاص نیت کی قوی دلیل ہے اور حضرت

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ زکوٰۃ سے مراد ہے توحید کا معتقد ہونا اور ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کہنا اس تقدیر پر معنی یہ ہوں گے کہ جو توحید کا اقرار کر کے اپنے

نفسوں کو شرک سے باز نہیں رکھتے اور فتناہ نے اس کے معنی یہ لیے ہیں کہ جو لوگ زکوٰۃ کو واجب نہیں جانتے۔ اس کے علاوہ اور بھی اقوال ہیں۔ ۷ کہ مرنے کے

بعد اٹھنے اور جزا کے ملنے کے قائل نہیں۔ ۷ جو منقطع نہ ہوگا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ آیت بیاروں اپا بچوں اور بوڑھوں کے حق میں نازل ہوئی جو عمل و طاعت کے

قابل نہ رہیں انہیں وہی اجر ملے گا جو تندرستی میں عمل کرتے تھے۔ بخاری شریف کی حدیث ہے کہ جب بندہ کوئی عمل کرتا ہے اور کسی مرض یا سفر کے باعث وہ عامل

اس عمل سے مجبور ہو جاتا ہے تو تندرستی اور اقامت کی حالت میں جو کرتا تھا ویسا ہی اس کے لیے لکھا جاتا ہے۔ ۷ اس کی ایسی قدرت کاملہ ہے اور چہتا تو ایک لمحہ

سے بھی کم میں بنا دیتا۔ ۷ یعنی شریک۔ ۷ اور وہی عبادت کا مستحق ہے اس کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں سب اس کے مملوک و مخلوق ہیں۔ اس کے بعد پھر

اس کی قدرت کا بیان فرمایا جاتا ہے۔ ۷ یعنی زمین میں۔ ۷ پہاڑوں کے۔ ۷ دریا اور نہریں اور درخت و پھل اور قسم قسم کے حیوانات وغیرہ پیدا کر

کے۔ ۷ یعنی دو دن زمین کی پیدائش اور دو دن میں یہ سب۔ ۷ یعنی بخار بلند ہونے والا۔

لَهَا وَيَلْأَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا أَوْ كَرْهًا ۖ قَالَتَا أَتَيْنَا طَائِعِينَ ۝

سے اور زمین سے فرمایا کہ دونوں حاضر ہو خوشی سے چاہے ناخوشی سے دونوں نے عرض کی کہ ہم رغبت کے ساتھ حاضر ہوئے

فَقَضَيْنَ سَبْعَ سَبَّوَاتٍ فِي يَوْمَيْنِ وَأَوْحَىٰ فِي كُلِّ سَبَاءٍ أَمْرَهَا ۖ

تو انھیں پورے سات آسمان کر دیا دو دن میں ۷ اور ہر آسمان میں اسی کے کام کے احکام بھیجے ۷

وَزَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِبَصَائِحَ ۖ وَحِطَّا ۖ ذٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ

اور ہم نے نیچے کے آسمان کو ۷ چراغوں سے آراستہ کیا ۷ اور نگہبانی کے لیے ۷ یہ اس عزت والے علم والے کا ٹھہرایا

الْعَلِيمِ ۝ فَإِنْ أَعْرَضُوا فَقُلْ أَنْذَرْتُكُمْ صَاعِقَةً مِثْلَ صَاعِقَةِ عَادٍ

ہوا ہے پھر اگر وہ منہ پھیریں ۷ تو تم فرماؤ کہ میں تمہیں ڈراتا ہوں ایک کڑک سے جیسی کڑک عاد

وَأَشْرُودَ ۝ إِذْ جَاءَهُمْ الرُّسُلُ مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ

اور شود پڑی تھی ۷ جب رسول اُن کے آگے پیچھے پھرتے تھے ۷

أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ ۖ قَالُوا لَوْ شَاءَ رَبُّنَا لَأَنْزَلَ مَلَائِكَةً فَإِنَّا بِمَا

کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ پوجو بولے ۷ ہمارا رب چاہتا تو فرشتے اتارتا ۷ تو جو کچھ

أُرْسِلْتُمْ بِهِ كُفْرًا ۖ فَامَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوا فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ

تم لے کر بھیجے گئے ہم اُسے نہیں مانتے ۷ تو وہ جو عاد تھے انہوں نے زمین میں ناحق تکبر کیا ۷

۷۶ یہ کل چھ دن ہوئے ان میں سب سے پچھلا جمعہ ہے۔ ۷۷ وہاں کے رہنے والوں کو طاعات و عبادات و امر و نہی کے۔ ۷۸ جو زمین سے قریب ہے۔ ۷۹

یعنی روشن ستاروں سے۔ ۷۰ شیاطین مُسْتَرْقِقَةٌ (چوری چھپے آسمانوں کی خبریں سننے والے شیاطین) سے۔ ۷۱ یعنی اگر یہ مشرکین اس بیان کے بعد بھی ایمان

لانے سے اعراض کریں۔ ۷۲ یعنی عذاب مُہلک سے، جیسا ان پر آیا تھا۔ ۷۳ یعنی قوم عاد و ثمود کے رسول ہر طرف سے آتے تھے اور ان کی ہدایت کی ہر تدبیر

عمل میں لاتے تھے اور انہیں ہر طرح نصیحت کرتے تھے۔ ۷۴ ان کی قوم کے کافران کے جواب میں کہ ۷۵ بجائے تمہارے، تم تو ہماری مثل آدمی ہو۔ ۷۶ یہ

خطاب ان کا حضرت ہود اور حضرت صالح اور تمام انبیاء سے تھا جنہوں نے ایمان کی دعوت دی۔ امام بغوی نے بآئینہ علمی حضرت جابر سے روایت کی کہ جماعت

قریش نے جن میں ابو جہل وغیرہ سر دار بھی تھے یہ تجویز کیا کہ کوئی ایسا شخص جو شعر، بحر، کہانت میں ماہر ہو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کلام کرنے کے لیے

بھیجا جائے چنانچہ عتبہ بن ربیعہ کا انتخاب ہوا عتبہ نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے آکر کہا کہ آپ بہتر ہیں یا ہاشم، آپ بہتر ہیں یا عبدالمطلب، آپ بہتر ہیں

یا عبد اللہ، آپ کیوں ہمارے معبودوں کو برا کہتے ہیں، کیوں ہمارے باپ دادا کو گمراہ بتاتے ہیں، حکومت کا شوق ہو تو ہم آپ کو بادشاہ مان لیں آپ کے پھڑکے

اڑائیں (جھنڈے لہرائیں)، عورتوں کا شوق ہو تو قریش کی جن لڑکیوں میں سے آپ پسند کریں ہم دس آپ کے عقد میں دیں، مال کی خواہش ہو تو اتنا جمع کر دیں جو

آپ کی نسلوں سے بھی نفع رہے۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ تمام گفتگو خاموش سنتے رہے، جب عتبہ اپنی تقریر کر کے خاموش ہوا تو حضور نور علیہ الصلوٰۃ

والسلام نے یہی سورت ”حَمَّ السَّجْدَةِ“ پڑھی، جب آپ آیت ”فَإِنْ أَعْرَضُوا فَقُلْ أَنْذَرْتُكُمْ صَاعِقَةً مِثْلَ صَاعِقَةِ عَادٍ وَنُومُودَ“ (پھر اگر وہ منہ پھیریں تو

تم فرماؤ کہ میں تمہیں ڈراتا ہوں ایک کڑک سے جیسی کڑک عاد اور ثمود پر آئی تھی) پر پہنچے تو عتبہ نے جلدی سے اپنا ہاتھ حضور کے دہن مبارک پر رکھ دیا اور آپ کو رشتہ و

قربت کے واسطے سے تم دلائی اور ڈر کر اپنے گھر بھاگ گیا۔ جب قریش اس کے مکان پر پہنچے تو اس نے تمام واقعہ بیان کر کے کہا کہ خدا کی قسم! محمد (صلی اللہ علیہ

وَقَالُوا مَنْ أَشَدُّ مَنَاوَةً<sup>ط</sup> أَوْلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ الَّذِي خَلَقَهُمْ هُوَ أَشَدُّ

اور بولے ہم سے زیادہ کس کا زور اور کیا انھوں نے نہ جانا کہ اللہ جس نے انھیں بنایا ان سے

مِنْهُمْ قُوَّةٌ<sup>ط</sup> وَكَانُوا بِآيَاتِنَا يَجْحَدُونَ ﴿۱۵﴾ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا

زیادہ قوی ہے اور ہماری آیتوں کا انکار کرتے تھے تو ہم نے ان پر ایک آندھی بھیجی سخت

صَرَصًا فِي أَيَّامٍ نَحْسَاتٍ لِنَدِّ يَوْمَهُمْ الْعَذَابِ الْخَزْيِ فِي الْحَيَاةِ

گرج کی ۲۵ ان کی شامت کے دنوں میں کہ ہم انھیں رسوائی کا عذاب چکھائیں دنیا کی

الدُّنْيَا<sup>ط</sup> وَلِعَذَابِ الْآخِرَةِ أَخْزَىٰ وَهُمْ لَا يُصْرُونَ ﴿۱۶﴾ وَأَمَّا سُودُ

زندگی میں اور بے شک آخرت کے عذاب میں سب سے بڑی رسوائی ہے اور ان کی مدد نہ ہوگی اور رہے نمود

فَهَدَّيْنَهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمَىٰ عَلَى الْهُدَىٰ فَأَخَذَتْهُمُ صِعْقَةُ الْعَذَابِ

انھیں ہم نے راہ دکھائی ۲۶ تو انھوں نے سوچنے پر اندھے ہونے کو پسند کیا ۲۷ تو انھیں ذلت کے عذاب کی کڑک

الْهُونِ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿۱۷﴾ وَنَجَّيْنَا الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ﴿۱۸﴾

نے آلیا ۲۸ سزا ان کے کئے کی ۲۹ اور ہم نے ۳۰ انھیں بچا لیا جو ایمان لائے ۳۱ اور ڈرتے تھے ۳۲

وَيَوْمَ يُحْشَرُ أَعْدَاءُ اللَّهِ إِلَى النَّارِ فَهُمْ يُوزَعُونَ ﴿۱۹﴾ حَتَّىٰ إِذَا مَا

اور جس دن اللہ کے دشمن ۳۳ آگ کی طرف ہانکے جائیں گے تو ان کے اگلوں کو روکیں گے یہاں تک کہ

جَاءَ وَهَا شَهَدَ عَلَيْهِمْ سَعْعُهُمْ وَأَبْصَارُهُمْ وَجُلُودُهُمْ بِمَا كَانُوا

بچھلے آئیں ۳۴ یہاں تک کہ جب وہاں پہنچیں گے ان کے کان اور ان کی آنکھیں اور ان کے چڑے سب ان پر ان کے کئے کی

يَعْمَلُونَ ﴿۲۰﴾ وَقَالُوا الْجُودُ دِهِمْ لِمَ شَهِدْتُمْ عَلَيْنَا<sup>ط</sup> قَالُوا أَنْطَقَنَا اللَّهُ

گواہی دیں گے ۳۵ اور وہ اپنی کھالوں سے کہیں گے تم نے ہم پر کیوں گواہی دی وہ کہیں گی ہمیں اللہ نے بلوایا

وسلم) جو کہتے ہیں نہ وہ شعر ہے نہ سحر ہے نہ کہانت، میں ان چیزوں کو خوب جانتا ہوں۔ میں نے ان کا کلام سنا جب انہوں نے آیت ”فَلْيَنْ أَعْرَضُوا“ پڑھی تو میں

نے ان کے ذہن مبارک پر ہاتھ رکھ دیا اور انہیں قسم دی کہ بس کریں۔ اور تم جانتے ہی ہو وہ جو کچھ فرماتے ہیں وہی ہو جاتا ہے، ان کی بات کبھی جھوٹی نہیں ہوتی، مجھے

اندیشہ ہو گیا کہ کہیں تم پر عذاب نازل نہ ہونے لگے۔ ۳۶ قوم عاد کے لوگ بڑے قوی اور شر ذور تھے جب حضرت ہود علیہ السلام نے انہیں عذاب الہی سے ڈرایا

تو انہوں نے کہا کہ ہم اپنی طاقت سے عذاب کو ہٹا سکتے ہیں۔ ۳۷ نہایت ٹھنڈی بغیر بارش کے۔ ۳۸ اور نیکی اور بدی کے طریقے ان پر ظاہر فرمائے۔ ۳۹ اور

ایمان کے مقابلہ میں کفر اختیار کیا۔ ۴۰ اور ہوناک آواز کے عذاب سے ہلاک کئے گئے۔ ۴۱ یعنی ان کے شرک و تکذیب پیغمبر اور معاصی کی۔ ۴۲

صاعقہ (کڑک) کے اس ذلت والے عذاب سے ۴۳ حضرت صالح علیہ السلام پر۔ ۴۴ شرک اور اعمال خبیثہ سے۔ ۴۵ یعنی کفار اگلے اور پچھلے۔ ۴۶ پھر

سب کو دوزخ میں ہانک دیا جائے گا۔ ۴۷ اعضاء حکم الہی بول انھیں گے اور جو جو عمل کئے تھے بتادیں گے۔



الَّذِي أَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَهُوَ خَلَقَكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿۲۱﴾

جس نے ہر چیز کو گویائی بخشی اور اس نے تمہیں پہلی بار بنایا اور اسی کی طرف تمہیں پھرنا ہے

وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَرُونَ أَنْ يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا أَبْصَارُكُمْ وَلَا

اور تم وہ اس سے کہاں چھپ کر جاتے کہ تم پر گواہی دیں تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں اور

جُلُودُكُمْ وَلَكِنْ ظَنَنْتُمْ أَنَّ اللَّهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيرًا مِمَّا تَعْمَلُونَ ﴿۲۲﴾ وَ

تمہاری کھالیں نہ لیکن تم تو یہ سمجھے بیٹھے تھے کہ اللہ تمہارے بہت سے کام نہیں جانتا وہ اور

ذَلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِي ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ أَرَأَيْتُمْ كَيْفَ صَبَّحْتُم مِّنَ الْخَسِرِينَ ﴿۲۳﴾

یہ ہے تمہارا وہ گمان جو تم نے اپنے رب کے ساتھ کیا اور اس نے تمہیں ہلاک کر دیا وہ تو اب رہ گئے ہارے ہوؤں میں

فَإِنْ يَصْبِرُوا فَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ وَإِنْ يَسْتَعْتَبُوا فَمَا هُمْ مِّنَ

پھر اگر وہ صبر کریں وہ تو آگ ان کا ٹھکانا ہے وہ اور اگر وہ منانا چاہیں تو کوئی ان کا

الْمُعْتَبِينَ ﴿۲۴﴾ وَقِيضْنَا لَهُمْ قُرْنَاءَ فَزَيَّنُوا لَهُمْ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا

منانا نہ مانے وہ اور ہم نے ان پر کچھ ساتھی تعینات کئے وہ انہوں نے انہیں بھلا کر دکھایا جو ان کے آگے ہے وہ اور جو

خَلَقَهُمْ وَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِي أُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِنَ الْجِنِّ

ان کے پیچھے وہ اور ان پر بات پوری ہوئی وہ ان گروہوں کے ساتھ جو ان سے پہلے گزر چکے جن

وَالْإِنْسِ جِ إِنَّهُمْ كَانُوا خَسِرِينَ ﴿۲۵﴾ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَسْمَعُوا

اور آدمیوں کے بے شک وہ زیاں کار (نقصان میں) تھے اور کافر بولے وہ یہ قرآن

لِهَذَا الْقُرْآنِ وَالْغَوْا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَعْلَبُونَ ﴿۲۶﴾ فَلَنْذِيْقَنَّ الَّذِينَ

نہ سنو اور اس میں بیہودہ نکل (شور) کرو وہ شاید یونہی تم غالب آؤ وہ تو بے شک ضرور ہم

گناہ کرتے وقت۔ وہ تمہیں تو اس کا گمان بھی نہ تھا بلکہ تم تو بعثت و جزا کے سرے ہی سے قائل نہ تھے۔ وہ جو تم چھپا کر کرتے ہو۔ حضرت ابن عباس

رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ کفار یہ کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ظاہر کی باتیں جانتا ہے اور جو ہمارے دلوں میں ہے اس کو نہیں جانتا۔ (معاذ اللہ) وہ حضرت ابن

عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: معنی یہ ہیں کہ تمہیں جہنم میں ڈال دیا۔ وہ عذاب پر وہ یہ صبر بھی کارآمد نہیں۔ وہ یعنی حق تعالیٰ ان سے راضی نہ ہو

چاہے کتنا ہی منت کریں کسی طرح عذاب سے رہائی نہیں۔ وہ شیاطین میں سے۔ وہ یعنی دنیا کی زیب و زینت اور خواہشات نفس کا اتباع۔ وہ یعنی امر

آخرت۔ یہ وہ سوز ڈال کر کہ نہ مرنے کے بعد اٹھنا ہے نہ حساب نہ عذاب چین ہی چین ہے۔ وہ عذاب کی۔ وہ یعنی مشرکین قریش۔ وہ اور شور مچاؤ۔ کفار

ایک دوسرے سے کہتے تھے کہ جب محمد مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) قرآن شریف پڑھیں تو زور زور سے شور کرو خوب چلاؤ اونچی اونچی آوازیں نکال کر چینو بے

معنی کلمات سے شور کرو تالیاں اور بیٹیاں بجاؤ تاکہ کوئی قرآن نہ سننے پائے اور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پریشان ہوں۔ وہ اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ

كَفَرُوا وَعَذَابًا شَدِيدًا ۗ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَسْوَأَ الَّذِي كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۲۷﴾

کافروں کو سخت عذاب چکھائیں گے اور بے شک ہم اُن کے برے سے برے کام کا انھیں بدلہ دیں گے ﴿۲۷﴾

ذٰلِكَ جَزَاءُ اَعْدَاءِ اللّٰهِ النَّارِ ۚ لَهُمْ فِيهَا دَارُ الْخُلْدِ ۗ جَزَاءُ مِمَّا

یہ ہے اللہ کے دشمنوں کا بدلہ آگ اس میں انھیں ہمیشہ رہنا ہے سزا اس

كَانُوا بِآيَاتِنَا يَجْحَدُونَ ﴿۲۸﴾ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا رَبَّنَا اٰرِنَا الَّذِيْنَ

کی کہ ہماری آیتوں کا انکار کرتے تھے اور کافر بولے ﴿۲۸﴾ اے ہمارے رب ہمیں دکھا وہ

اَضَلَّنَا مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ نَجْعَلُهُمَّا تَحْتَ اَقْدَامِنَا لِيَكُوْنَا مِنَ

دونوں جن اور آدمی جنھوں نے ہمیں گمراہ کیا ﴿۲۸﴾ کہ ہم انھیں اپنے پاؤں تلے ڈالیں ﴿۲۸﴾ کہ وہ ہر نیچے سے

الْاَسْفَلِيْنَ ﴿۲۹﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ

نیچے رہیں ﴿۲۹﴾ بے شک وہ جنھوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر قائم رہے ﴿۲۹﴾ اُن پر

عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَا لَا تَحْزَنُوْا وَا اَبْشُرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِي

فرشتے اُترتے ہیں ﴿۲۹﴾ کہ نہ ڈرو ﴿۲۹﴾ اور نہ غم کرو ﴿۲۹﴾ اور خوش ہو اس جنت پر جس کا

كُنْتُمْ تُوعَدُوْنَ ﴿۳۰﴾ نَحْنُ اَوْلٰٓئِكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَا فِي الْاٰخِرَةِ ۗ

تمہیں وعدہ دیا جاتا تھا ﴿۲۹﴾ ہم تمہارے دوست ہیں دنیا کی زندگی میں ﴿۲۹﴾ اور آخرت میں ﴿۲۹﴾

وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهٰٓى اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدْعُوْنَ ﴿۳۱﴾ نَزَّلًا مِّنْ

اور تمہارے لیے ہے اس میں ﴿۲۹﴾ جو تمہارا جی چاہے اور تمہارے لیے اس میں جو مانگو مہمانی بخشنے

عليه وسلم قراءت موقوف کر دیں۔ ﴿۳۱﴾ یعنی کفر کا بدلہ سخت عذاب۔ ﴿۳۲﴾ جہنم میں۔ ﴿۳۵﴾ یعنی ہمیں وہ دونوں شیطان دکھائی بھی اور اُنسی بھی۔ شیطان دو قسم

کے ہوتے ہیں ایک جنوں میں سے ایک انسانوں میں سے جیسا کہ قرآن پاک میں ہے: "شَيْطٰنِ الْاِنْسٰنِ وَالْجِنِّ" (آدمیوں اور جنوں میں سے شیطان)

جہنم میں کفار ان دونوں کے دیکھنے کی خواہش کریں گے۔ ﴿۳۶﴾ آگ میں ﴿۳۷﴾ ذرک اسئل (دوزخ کے سب سے نچلے طبقے) میں ہم سے زیادہ سخت عذاب

میں۔ ﴿۳۸﴾ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا گیا استقامت کیا ہے؟ فرمایا: یہ کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے۔ حضرت عمر رضی

اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: استقامت یہ ہے کہ امر و نہی پر قائم رہے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: استقامت یہ ہے کہ عمل میں اخلاص کرے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: استقامت یہ ہے کہ کفر ارض ادا کرے اور استقامت کے معنی میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے امر کو بجالائے اور

معاصی سے بچے۔ ﴿۳۹﴾ موت کے وقت یا وہ قبروں سے اٹھیں گے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ مومن کو تین بار بشارت دی جاتی ہے ایک وقت موت۔ دوسرے

قبر میں۔ تیسرے قبروں سے اٹھنے کے وقت۔ وکے موت سے اور آخرت میں پیش آنے والے حالات سے۔ وکے اہل و اولاد کے چھوٹے کا یا گناہوں کا۔

وکے اور فرشتے کہیں گے: وکے تمہاری حفاظت کرتے تھے۔ وکے تمہارے ساتھ رہیں گے اور جب تک تم جنت میں داخل ہو تم سے جدا نہ ہوں

گے۔ ﴿۴۰﴾ یعنی جنت میں وہ کرامت اور نعمت ولدت۔

عَفْوٍ رَّحِيمٍ ۳۲ وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِمَّنْ دَعَا إِلَى اللَّهِ وَعَبَدَ صَالِحًا

والے مہربان کی طرف سے اور اس سے زیادہ کس کی بات اچھی جو اللہ کی طرف بلائے ملے اور نیکی کرے ملے

وَقَالَ إِنِّي مِنَ الْمُسْلِمِينَ ۳۳ وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ط

اور کہے میں مسلمان ہوں ملے اور نیکی اور بدی برابر نہ ہو جائیں گی اے سنتے والے

ادْفَعْ بِالتِّي هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ

برائی کو بھلائی سے ٹال دے جبھی وہ کہ تجھ میں اور اس میں دشمنی تھی ایسا ہو جائے گا جیسا کہ

وَلِيُّ حَبِيمٍ ۳۴ وَمَا يُكْفَرُهَا إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا ج وَمَا يُكْفَرُهَا إِلَّا ذُو حِطِّ ط

گہرا دوست ملے اور یہ دولت ملے نہیں ملتی مگر صابروں کو اور اسے نہیں پاتا مگر بڑے

عَظِيمٍ ۳۵ وَإِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ ط إِنَّهُ هُوَ

نصیب والا اور اگر تجھے شیطان کا کوئی کونچا (وار) پہنچے ملے تو اللہ کی پناہ مانگ ملے بے شک وہی

السَّيِّعُ الْعَلِيمُ ۳۶ وَمِنْ آيَاتِهِ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ط

سنتا جانتا ہے اور اس کی نشانیوں میں سے ہیں رات اور دن اور سورج اور چاند ملے

لَا تَسْجُدُوا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَهُنَّ إِنُّ

سجدہ نہ کرو سورج کو اور نہ چاند کو ملے اور اللہ کو سجدہ کرو جس نے انہیں پیدا کیا ملے اگر

ملے اس کی توحید و عبادت کی طرف۔ کہا گیا ہے کہ اس دعوت دینے والے سے مراد حضور سیدنا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ مومن مراد

ہے جس نے نبی علیہ السلام کی دعوت کو قبول کیا اور دوسروں کو نیکی کی دعوت دی۔ ملے شان نزول: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: میرے

نزدیک یہ آیت مؤذنون کے حق میں نازل ہوئی اور ایک قول یہ بھی ہے کہ جو کوئی کسی طریقہ پر بھی اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دے وہ اس میں داخل ہے دعوت الہی

اللہ کے کئی مرتبے ہیں اول دعوت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام مجزات اور حجاج و براہین و سیف کے ساتھ، یہ مرتبہ انبیاء ہی کے ساتھ خاص ہے۔ دوم دعوت علماء

فقط حجاج و براہین کے ساتھ اور علماء کئی طرح کے ہیں: ایک عالم باللہ۔ دوسرے عالم بصفات اللہ۔ تیسرے عالم بأحكام اللہ۔ چوتھے عالم بآداب اللہ۔

پنجم عالم بکلام اللہ۔ چھٹے عالم بآثار اللہ۔ ہفتم عالم بآثار اللہ۔ ہفتم عالم بآثار اللہ۔ ہفتم عالم بآثار اللہ۔ ہفتم عالم بآثار اللہ۔ ہفتم عالم بآثار اللہ۔

ہفتم عالم بآثار اللہ۔ ہفتم عالم بآثار اللہ۔ ہفتم عالم بآثار اللہ۔ ہفتم عالم بآثار اللہ۔ ہفتم عالم بآثار اللہ۔ ہفتم عالم بآثار اللہ۔

ہفتم عالم بآثار اللہ۔ ہفتم عالم بآثار اللہ۔ ہفتم عالم بآثار اللہ۔ ہفتم عالم بآثار اللہ۔ ہفتم عالم بآثار اللہ۔ ہفتم عالم بآثار اللہ۔

ہفتم عالم بآثار اللہ۔ ہفتم عالم بآثار اللہ۔ ہفتم عالم بآثار اللہ۔ ہفتم عالم بآثار اللہ۔ ہفتم عالم بآثار اللہ۔ ہفتم عالم بآثار اللہ۔

ہفتم عالم بآثار اللہ۔ ہفتم عالم بآثار اللہ۔ ہفتم عالم بآثار اللہ۔ ہفتم عالم بآثار اللہ۔ ہفتم عالم بآثار اللہ۔ ہفتم عالم بآثار اللہ۔

ہفتم عالم بآثار اللہ۔ ہفتم عالم بآثار اللہ۔ ہفتم عالم بآثار اللہ۔ ہفتم عالم بآثار اللہ۔ ہفتم عالم بآثار اللہ۔ ہفتم عالم بآثار اللہ۔

ہفتم عالم بآثار اللہ۔ ہفتم عالم بآثار اللہ۔ ہفتم عالم بآثار اللہ۔ ہفتم عالم بآثار اللہ۔ ہفتم عالم بآثار اللہ۔ ہفتم عالم بآثار اللہ۔

ہفتم عالم بآثار اللہ۔ ہفتم عالم بآثار اللہ۔ ہفتم عالم بآثار اللہ۔ ہفتم عالم بآثار اللہ۔ ہفتم عالم بآثار اللہ۔ ہفتم عالم بآثار اللہ۔

ہفتم عالم بآثار اللہ۔ ہفتم عالم بآثار اللہ۔ ہفتم عالم بآثار اللہ۔ ہفتم عالم بآثار اللہ۔ ہفتم عالم بآثار اللہ۔ ہفتم عالم بآثار اللہ۔



كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ ﴿۲۷﴾ فَإِنِ اسْتَكْبَرُوا فَالَّذِينَ عِنْدَ رَبِّكَ يُسَبِّحُونَ

تم اس کے بندے ہو تو اگر یہ تکبر کریں ۲۷ تو وہ جو تمہارے رب کے پاس ہیں ۲۷ رات دن

لَهُ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا يَسْئُونَ ﴿۲۸﴾ السَّجْدَةُ وَمِنْ أَيْتِهِ أَنَّكَ تَرَى الْأَرْضَ

اس کی پاکی بولتے ہیں اور اکتاتے نہیں اور اس کی نشانیوں سے ہے کہ تو زمین کو دیکھے

خَاشِعَةً فَإِذَا أَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ ۗ إِنَّ الَّذِي آمَنَّا

بے قدر پڑی ۲۸ پھر ہم نے جب اس پر پانی اتارا تو تروتازہ ہوئی اور بڑھ چلی بے شک جس نے اُسے جلایا ضرور

لَمُحِي السُّوْتَى ۗ إِنَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿۲۹﴾ إِنَّ الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي

مردے جلائے (زندہ کرے) گا بے شک وہ سب کچھ کر سکتا ہے بے شک وہ جو ہماری آیتوں میں ٹیڑھے

آيَتِنَا لَا يَخْفُونَ عَلَيْنَا ۗ أَفَسَوْفَ يُلْقَىٰ فِي النَّارِ خَيْرٌ أَمْ مَن يَأْتِي آمِنًا

چلتے ہیں ۲۹ ہم سے چھپے نہیں ۳۰ تو کیا جو آگ میں ڈالا جائے گا ۳۰ وہ بھلا یا جو قیامت میں امان سے

يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۗ اِعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ ۗ إِنَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿۳۱﴾ إِنَّ

آئے گا ۳۱ جو جی میں آئے کرو بے شک وہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے بے شک

الَّذِينَ كَفَرُوا بِالذِّكْرِ لَمَّا جَاءَهُمْ وَإِنَّ لَهُمْ لَكِتَابًا عَزِيزًا ﴿۳۲﴾ لَا يَأْتِيهِ

جو ذکر سے منکر ہوئے ۳۲ جب وہ ان کے پاس آیا ان کی خرابی کا کچھ حال نہ پوچھ اور بیشک وہ عزت والی کتاب ہے ۳۲ باطل کو اس کی طرف

الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ ۗ تَنْزِيلٌ مِّنْ حَكِيمٍ حَبِيدٍ ﴿۳۳﴾

راہ نہیں نہ اس کے آگے سے نہ اس کے پیچھے سے ۳۳ اتارا ہوا ہے حکمت والے سب خوبیوں سراہے کا

مَا يُقَالُ لَكَ إِلَّا مَا قَد قِيلَ لِرُسُلٍ مِنْ قَبْلِكَ ۗ إِنَّ رَبَّكَ لَذُو

تم سے نہ فرمایا جائے گا ۳۴ مگر وہی جو تم سے اگلے رسولوں کو فرمایا گیا کہ بے شک تمہارا رب بخشش

مَغْفِرَةٌ ۗ وَذُوقُوا الْعِقَابَ ۗ أَلَيْسَ ﴿۳۴﴾ وَلَوْ جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا أَعْجَبِيًّا لَقَالُوا لَوْلَا

والا ۳۴ اور دردناک عذاب والا ہے ۳۴ اور اگر ہم اُسے عجیب زبان کا قرآن کرتے ۳۴ تو ضرور کہتے کہ اس کی

۳۴ صرف اللہ کو سجدہ کرنے سے ۳۴ ملائکہ وہ ۳۴ سوچی کہ اس میں سبزہ کا نام و نشان نہیں۔ ۳۴ بارش نازل کی۔ ۳۴ اور تاویل آیات میں صحت و استقامت

سے عدول و انحراف کرتے ہیں۔ ۳۴ ہم انہیں اس کی سزا دیں گے۔ ۳۴ یعنی کافر ملحد۔ ۳۴ مؤمن صادق العقیدہ، بیشک وہی بہتر ہے۔ ۳۴ یعنی قرآن

کریم سے اور انہوں نے اس میں طعن کئے۔ ۳۴ بے عدیل و بے نظیر جس کی ایک سورت کا مثل بنانے سے تمام مخلوق عاجز ہے۔ ۳۴ یعنی کسی طرح اور کسی جہت سے

فَصَلَّتْ آيَتَهُ ۖ وَأَعْجَبِي ۖ وَعَرَبِي ۖ قُلْ هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ الْكِتَابَ الَّذِي فِيهِ آيَاتٌ وَمُزْمَنَاتٌ وَمُتَشَابِهَاتٌ ۚ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ كَفَرَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَمَاتَ مِنَ الْغَافِلِينَ ۚ

آیتیں کیوں نہ کھولی گئیں؟ کیا کتاب عجمی اور نبی عربی؟ تم فرماؤ وہ اللہ والوں کے لیے ہدایت اور

شفاء ۖ وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ فِي آذَانِهِمْ وَقْرٌ وَهُوَ عَلَيْهِمْ عَسَىٰ ۚ

شفاء ہے؟ اور وہ جو ایمان نہیں لاتے ان کے کانوں میں ٹیٹ (روٹی) ہے؟ اور وہ ان پر اندھا پن ہے؟

أُولَٰئِكَ يَنَادُونَ مِنْ مَّكَانٍ بَعِيدٍ ۚ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ

گویا وہ دُور جگہ سے پکارے جاتے ہیں؟ اور بے شک ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا فرمائی؟

فَاخْتَلَفَ فِيهِ ۚ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَبِّكَ لَقَضَىٰ بِبَيْنِهِمْ ۚ وَإِنَّهُمْ

تو اس میں اختلاف کیا گیا؟ اور اگر ایک بات تمہارے رب کی طرف سے گزر نہ چکی ہوتی؟ تو جیسا ان کا فیصلہ ہو جاتا؟ اور بے شک وہ؟

لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيبٍ ۚ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهِ ۚ وَمَنْ أَسَاءَ

ضرور اس کی طرف سے ایک دھوکہ ڈالنے والے شک میں ہیں جو نیکی کرے وہ اپنے بھلے کو اور جو برائی کرے

فَعَلَيْهَا ۚ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ ۚ

تو اپنے برے کو اور تمہارا رب بندوں پر ظلم نہیں کرتا

بھی باطل اس تک راہ نہیں پاسکتا وہ تغیر و تبدل و کمی و زیادتی سے محفوظ ہے، شیطان اس میں تصرف کی قدرت نہیں رکھتا۔ ۹۸۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ۹۹۔ اپنے انبیاء

علیہم السلام کے لیے اور ان پر ایمان لانے والوں کے لیے۔ ۱۰۰۔ انبیاء علیہم السلام کے دشمنوں اور تکذیب کرنے والوں کے لیے۔ ۱۰۱۔ جیسا کہ یہ کفار بطریق

اعتراض کہتے ہیں کہ یہ قرآن عجمی زبان میں کیوں نہ اترا۔ ۱۰۲۔ اور زبان عربی میں بیان نہ کی گئیں کہ ہم سمجھ سکتے۔ ۱۰۳۔ یعنی کتاب نبی کی زبان کے خلاف کیوں

اتری۔ حاصل یہ ہے کہ قرآن پاک عجمی زبان میں ہوتا تو یہ کافر اعتراض کرتے عربی میں آیا تو معترض ہوئے بات یہ ہے کہ خوشرے بد زابہ سائنہ بسنیار (بد

نیت کیلئے بہانے بہت)۔ ایسے اعتراض طالب حق کی شان کے لائق نہیں۔ ۱۰۴۔ قرآن شریف ۱۰۵۔ کہ حق کی راہ بتاتا ہے مگر ای سے بچاتا ہے جہل و شک و غیرہ

قلبی امراض سے شفا دیتا ہے اور جسمانی امراض کے لیے بھی اس کا پڑھ کر دم کرنا دفع مرض کے لیے مؤثر ہے۔ ۱۰۶۔ کہ وہ قرآن پاک کے سننے کی نعمت سے محروم

ہیں۔ ۱۰۷۔ کہ شکوک و شبہات کی ظلمتوں میں گرفتار ہیں۔ ۱۰۸۔ یعنی وہ اپنے عدم قبول سے اس حالت کو پہنچ گئے ہیں جیسا کہ کسی کو دوسرے پکارا جائے تو وہ پکارنے

والے کی بات نہ سنے نہ سمجھے۔ ۱۰۹۔ یعنی توریث مقدس ۱۱۰۔ بعضوں نے اس کو مانا اور بعضوں نے نہ مانا۔ بعضوں نے اس کی تصدیق کی اور بعضوں نے تکذیب۔

۱۱۱۔ یعنی حساب و جزا کو روز قیامت تک مؤخر نہ فرمایا ہوتا ۱۱۲۔ اور دنیا ہی میں انہیں اس کی سزا دے دی جاتی۔ ۱۱۳۔ یعنی کتاب الہی کی تکذیب کرنے والے۔

إِلَيْهِ يُرْجَىٰ عِلْمُ السَّاعَةِ ١٤ وَمَا تَخْرُجُ مِنْ شَرَاتٍ مِّنْ أَكْبَامِهَا وَمَا

قیامت کے علم کا اسی پر حوالہ ہے ۱۴ اور کوئی پھل اپنے غلاف سے نہیں نکلتا اور نہ

تَحْمِلُ مِنْ أُنْثَىٰ وَلَا تَضَعُ إِلَّا بِعِلْمِهِ ١٥ وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ آيُنُ شُرَكَائِي ١٦

کسی مادہ کو پیٹ رہے اور نہ جنے مگر اس کے علم سے ۱۵ اور جس دن انھیں ندا فرمائے گا ۱۶ کہاں ہیں میرے شریک ۱۶

قَالُوا اذْنَبْنَاكَ ١٧ مِمَّا مَنَّا مِنْ شَيْدٍ ١٨ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَدْعُونَ ١٩

کہیں گے ہم تجھ سے کہہ چکے کہ ہم میں کوئی گواہ نہیں ۱۸ اور گم گیا اُن سے جسے پہلے

مِنْ قَبْلُ وَظَنُّوا مَالَهُمْ مِّنْ مَّحِيصٍ ٢٠ لَا يَسْمَعُ الْإِنْسَانُ مِنْ دُعَاءِ

پوجتے تھے ۱۹ اور سمجھ لے کہ انھیں کہیں ۲۰ بھاگنے کی جگہ نہیں آدمی بھلائی مانگنے سے نہیں

الْخَيْرِ ٢١ وَإِنْ مَسَّهُ الشَّرُّ فَيَوْسُقُ قَنُوطًا ٢٢ وَلَئِنْ أَدْرَقَهُ رَحْمَةٌ مِّنَّا

اُكْتَمَتَا ٢٣ اور کوئی بُرائی پہنچے ۲۲ تو ناامید آس ٹوٹا ۲۳ اور اگر ہم اُسے کچھ اپنی رحمت کا مزہ دیں ۲۴

مِنْ بَعْدِ ضَرَاءٍ مَسَّتْهُ لِيَقُولَنَّ هَذَا لِي ٢٥ وَمَا أَظُنُّ السَّاعَةَ قَائِمَةً ٢٦

اس تکلیف کے بعد جو اُسے پہنچی تھی تو کہے گا یہ تو میری ہے ۲۵ اور میرے گمان میں قیامت قائم نہ ہوگی

وَلَئِنْ رُجِعْتُ إِلَىٰ رَبِّي إِنَّ لِي عِنْدَهُ لَلْحُسْنَىٰ ٢٧ فَلَنْبَسَنَّ الَّذِينَ

اور اگر ۲۶ میں رب کی طرف لوٹا یا بھی گیا تو ضرور میرے لیے اس کے پاس بھی خوبی ہی ہے ۲۷ تو ضرور ہم بتادیں گے

۲۸ تو جس سے وقت قیامت دریافت کیا جائے اس کو لازم ہے کہ کہے اللہ تعالیٰ جانے والا ہے۔ ۲۹ یعنی اللہ تعالیٰ پھل کے غلاف سے برآمد ہونے سے قبل

اس کے احوال کو جانتا ہے اور مادہ کے حمل کو اور اس کی ساعتوں کو اور وضع (پیدائش) کے وقت کو اور اس کے ناقص و غیر ناقص اور اچھے اور برے اور نر مادہ ہونے کو

سب کو جانتا ہے اس کا علم بھی اسی کی طرف حوالہ کرنا چاہئے۔ اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ اولیائے کرام اصحاب کشف بسا اوقات ان امور کی خبریں دیتے ہیں اور وہ

صحیح واقع ہوتی ہیں بلکہ کبھی مُسْتَجِم (ستاروں کا علم جاننے والے) اور کاہن بھی خبریں دیتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ نجومیوں اور کاہنوں کی خبریں تو محض اُتکل کی

باتیں ہیں جو اکثر و بیشتر غلط ہو جایا کرتی ہیں وہ علم ہی نہیں ہے بے حقیقت باتیں ہیں اور اولیاء کی خبریں بے شک صحیح ہوتی ہیں اور وہ علم سے فرماتے ہیں اور یہ علم ان کا

ذاتی نہیں اللہ تعالیٰ کا عطا فرمایا ہوا ہے تو حقیقت میں یہ اسی کا علم ہوا غیر کا نہیں۔ (خازن) ۳۰ یعنی اللہ تعالیٰ مشرکین سے فرمائے گا کہ ۳۱ جو تم نے دنیا میں گھڑ

رکھے تھے جنہیں تم پوجا کرتے تھے اس کے جواب میں مشرکین ۳۲ جو آج یہ باطل گواہی دے کہ تیرا کوئی شریک ہے یعنی ہم سب مومن موحد ہیں۔ یہ مشرکین

عذاب دیکھ کر کہیں گے اور اپنے بتوں سے بُری ہونے کا اظہار کریں گے۔ ۳۳ دنیا میں یعنی بت۔ ۳۴ عذاب الہی سے بچنے اور ۳۵ ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے مال

اور تو نگری و تندرستی مانگتا رہتا ہے۔ ۳۶ یعنی کوئی سختی و بلا و معاش کی تنگی۔ ۳۷ اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت سے مایوس ہو جاتا ہے۔ یہ اور اس کے بعد جو ذکر فرمایا جاتا

ہے وہ کافر کا حال ہے اور مومن اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہیں ہوتے ”لَا يَأْسُ مِنْ رَوْحِ اللَّهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْكَافِرُونَ“ (اللہ کی رحمت سے مایوس نہیں ہوتے

مگر کافر لوگ) ۳۸ صحت و سلامت و مال و دولت عطا فرما کر۔ ۳۹ خالص میرا حق ہے میں اپنے عمل سے اس کا مستحق ہوں۔ ۴۰ بالفرض جیسا کہ مسلمان کہتے

ہیں: ۴۱ یعنی وہاں بھی میرے لیے دنیا کی طرح عیش و راحت و عزت و کرامت ہے۔



كَفَرُوا وَابْتَاعُوا غَيْرًا وَلَنْدَيِقَبَهُمْ مِّنْ عَذَابِ غَلِيظٍ ﴿٥٠﴾ وَإِذَا أَنْعَمْنَا عَلَىٰ

کافروں کو جو انھوں نے کیا ۱۲۸ اور ضرور انھیں گاڑھا عذاب چکھائیں گے ۱۲۹ اور جب ہم آدمی پر احسان

الْإِنْسَانِ أَعْرَضَ وَنَأْبِجَانِبِهِ ﴿٥١﴾ وَإِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ فَذُودَعَاءٍ عَرِيضٍ ﴿٥١﴾

کرتے ہیں تو منہ پھیر لیتا ہے ۱۳۰ اور اپنی طرف دُور ہٹ جاتا ہے ۱۳۱ اور جب اُسے تکلیف پہنچتی ہے ۱۳۲ تو چوڑی دعا والا ہے ۱۳۳

قُلْ أَسْرَأَيْتُمْ إِنْ كَانِ مِنِّي عُنْدَ اللَّهِ ثُمَّ كَفَرْتُمْ بِهِ مِنْ أَضَلُّ مِمَّنْ هُوَ

تم فرماؤ ۱۳۴ بھلا بتاؤ اگر یہ قرآن اللہ کے پاس سے ہے ۱۳۵ پھر تم اس کے منکر ہوئے تو اس سے بڑھ کر گمراہ کون جو

فِي شِقَاقِ بَعِيدٍ ﴿٥٢﴾ سَرَّيْهِمْ أَيْتِنَا فِي الْأَفَاقِ وَفِي أَنْفُسِهِمْ حَتَّىٰ

دور کی ضد میں ہے ۱۳۶ ابھی ہم انھیں دکھائیں گے اپنی آیتیں دنیا بھر میں ۱۳۷ اور خود ان کے آپے میں ۱۳۸ یہاں تک کہ

يَتَّبِعِنَّ لَهُمُ اللَّهُ الْحَقُّ ط أَوْلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ أَنَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ﴿٥٣﴾

ان پر کھل جائے کہ بے شک وہ حق ہے ۱۳۹ کیا تمہارے رب کا ہر چیز پر گواہ ہونا کافی نہیں

أَلَا إِنَّهُمْ فِي مَرِيَّةٍ مِّنْ لِّقَاءِ رَبِّهِمْ ط أَلَا إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطٌ ﴿٥٤﴾

سنو انھیں ضرور اپنے رب سے ملنے میں شک ہے ۱۴۰ سنو وہ ہر چیز کو محیط ہے ۱۴۱

﴿٥٣﴾ ﴿٥٢﴾ ﴿٥١﴾ ﴿٥٠﴾ ﴿٤٩﴾ ﴿٤٨﴾ ﴿٤٧﴾ ﴿٤٦﴾ ﴿٤٥﴾ ﴿٤٤﴾ ﴿٤٣﴾ ﴿٤٢﴾ ﴿٤١﴾ ﴿٤٠﴾ ﴿٣٩﴾ ﴿٣٨﴾ ﴿٣٧﴾ ﴿٣٦﴾ ﴿٣٥﴾ ﴿٣٤﴾ ﴿٣٣﴾ ﴿٣٢﴾ ﴿٣١﴾ ﴿٣٠﴾ ﴿٢٩﴾ ﴿٢٨﴾ ﴿٢٧﴾ ﴿٢٦﴾ ﴿٢٥﴾ ﴿٢٤﴾ ﴿٢٣﴾ ﴿٢٢﴾ ﴿٢١﴾ ﴿٢٠﴾ ﴿١٩﴾ ﴿١٨﴾ ﴿١٧﴾ ﴿١٦﴾ ﴿١٥﴾ ﴿١٤﴾ ﴿١٣﴾ ﴿١٢﴾ ﴿١١﴾ ﴿١٠﴾ ﴿٩﴾ ﴿٨﴾ ﴿٧﴾ ﴿٦﴾ ﴿٥﴾ ﴿٤﴾ ﴿٣﴾ ﴿٢﴾ ﴿١﴾ ﴿٠﴾

سورہ شوریٰ مکہ ہے، اس میں تریں آیتیں اور پانچ رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

۱۲۸ یعنی ان کے اعمال قبیحہ اور ان کے اعمال کے نتائج اور جس عذاب کے وہ مستحق ہیں اس سے انہیں آگاہ کر دیں گے۔ ۱۲۹ یعنی نہایت سخت۔ ۱۳۰ اور اس احسان کا شکر بجا نہیں لاتا اور اس نعمت پر اترتا ہے اور نعمت دینے والے پروردگار کو بھول جاتا ہے۔ ۱۳۱ یاد الہی سے تکبر کرتا ہے۔ ۱۳۲ کسی قسم کی پریشانی بیماری یا ناداری وغیرہ پیش آتی ہے ۱۳۳ خوب دعائیں کرتا ہے روتا ہے گڑگڑاتا ہے اور لگا تار دعائیں مانگے جاتا ہے۔ ۱۳۴ اے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ مکرمہ کے کفار سے ۱۳۵ جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اور براہین قطعیہ ثابت کرتی ہیں۔ ۱۳۶ حق کی مخالفت کرتا ہے۔ ۱۳۷ آسمان وزمین کے اقطار میں، سورج، چاند، ستارے، نباتات، حیوان یہ سب اس کی قدرت و حکمت پر دلالت کرنے والے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ ان آیات سے مراد گزری ہوئی امتوں کی اجڑی ہوئی بستیاں ہیں جن سے انبیاء کی تکذیب کرنے والوں کا حال معلوم ہوتا ہے۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ ان نشانیوں سے مشرق و مغرب کی وہ تو حات مراد ہیں جو اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کے نیاز مندوں کو عنقریب عطا فرمانے والا ہے۔ ۱۳۸ ان کی ہمتوں میں لاکھوں لٹاؤں صُنعت اور بے شمار عجائب حکمت ہیں یا یہ معنی ہیں کہ بدر میں کفار کو مغلوب و مقہور کر کے خود ان کے اپنے احوال میں اپنی نشانوں کا مشاہدہ کرا دیا، یا یہ معنی ہیں کہ مکہ مکرمہ فتح فرما کر ان میں اپنی نشانیاں ظاہر کر دیں گے۔ ۱۳۹ یعنی اسلام و قرآن کی سچائی اور حقانیت ان پر ظاہر ہو جائے۔ ۱۴۰ کیونکہ وہ بعض وقت قائل نہیں ہیں۔ ۱۴۱ کوئی چیز اس کے احاطہ علمی سے باہر نہیں اور اس کے معلومات غیر متناہی ہیں۔ ۱۴۲ سورہ شوریٰ

حَمَّ ١ عَسَقٍ ٢ كَذَلِكَ يُوحَىٰ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكَ ٣

یونہی وحی فرماتا ہے تمہاری طرف و اور تم سے انگوں کی طرف و

اللَّهُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ٣ لَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ٤ وَهُوَ

اللہ عزت و حکمت والا اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور وہی

الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ ٣ تَكَادُ السَّمَوَاتُ يَتَّقَطُرْنَ مِنْ فَوْقِهِنَّ وَالْمَلَائِكَةُ

بلندی و عظمت والا ہے قریب ہوتا ہے کہ آسمان اپنے اوپر سے شق ہو جائیں و اور فرشتے

يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِمَنْ فِي الْأَرْضِ ٥ إِلَّا إِنْ

اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بولتے اور زمین والوں کے لیے معافی مانگتے ہیں و سن لو بے شک

اللَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ٥ وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ

اللہ ہی بخشنے والا مہربان ہے اور جنہوں نے اللہ کے سوا اور والی بنا رکھے ہیں و

اللَّهُ حَفِيظٌ عَلَيْهِمْ ٦ وَمَا أَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيلٍ ٧ وَكَذَلِكَ أَوْحَيْنَا

وہ اللہ کی نگاہ میں ہیں و اور تم ان کے ذمہ دار نہیں و اور یونہی ہم نے

إِلَيْكَ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لِتُنذِرَ أُمَّ الْقُرَىٰ وَمَنْ حَوْلَهَا وَتُنذِرَ يَوْمَ

تمہاری طرف عربی قرآن وحی بھیجا کہ تم ڈراؤ سب شہروں کی اصل مکہ والوں کو اور جتنے اس کے گرد ہیں و اور تم ڈراؤ اکٹھے

الْجُمُعِ لَا رَيْبَ فِيهِ ٨ فَرِيقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيقٌ فِي السَّعِيرِ ٩ وَلَوْ

ہونے کے دن سے جس میں کچھ شک نہیں و ایک گروہ جنت میں ہے اور ایک گروہ دوزخ میں اور

شَاءَ اللَّهُ لَجَعَلْنَاهُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَكِنْ يَدْخُلُ مَنْ يَشَاءُ فِي رَحْمَتِهِ ١٠

اللہ چاہتا تو ان سب کو ایک دین پر کر دیتا لیکن اللہ اپنی رحمت میں لیتا ہے جسے چاہے و

جمہور کے نزدیک مکہ ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ایک قول میں اس کی چار آیتیں مدینہ طیبہ میں نازل ہوئیں جن میں کی پہلی ”قُلْ لَّا أَسْأَلُكُمْ

عَلَيْهِ أَجْرًا“ ہے۔ اس سورت میں پانچ رکوع تیرپن آیتیں آٹھ سو ساٹھ کلمے اور تین ہزار پانچ سو اٹھاسی حرف ہیں۔ و غیبی خبریں۔ (خازن) و انبیاء علیہم

السلام میں سے وحی فرما چکا۔ و اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اس کے علو شان سے۔ و یعنی ایمانداروں کے لیے۔ کیونکہ کافراں لائق نہیں ہیں کہ ملائکہ ان کے

لیے استغفار کر کریں یہ ہو سکتا ہے کہ کافروں کے لیے یہ دعا کریں کہ انہیں ایمان دے کر ان کی مغفرت فرما۔ و یعنی بت جن کو وہ پوجتے اور معبود سمجھتے ہیں۔

و ان کے اعمال، افعال اس کے سامنے ہیں وہ انہیں بدلہ دے گا۔ و تم سے ان کے افعال کا مواخذہ نہ ہوگا۔ و یعنی تمام عالم کے لوگ ان سب کو۔

و یعنی روز قیامت سے ڈراؤ جس میں اللہ تعالیٰ اولین و آخرین اور اہل آسمان و زمین سب کو جمع فرمائے گا اور اس جمع کے بعد پھر سب متفرق ہوں گے۔ و اس کو

اسلام کی توفیق دیتا ہے۔





لَا تَتَفَرَّقُوا فِيهِ ط كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِينَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ ط اللَّهُ

اس میں پھوٹ نہ ڈالو ۲۱ مشرکوں پر بہت ہی گراں ہے وہ ۲۲ جس کی طرف تم انھیں بلاتے ہو اور اللہ

يَجْتَبِي إِلَيْهِ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي إِلَيْهِ مَنْ يُنِيبُ ۱۳ وَمَا تَفَرَّقُوا

اپنے قریب کے لیے چن لیتا ہے جسے چاہے ۲۳ اور اپنی طرف راہ دیتا ہے اُسے جو رجوع لائے ۲۴ اور انھوں نے پھوٹ نہ ڈالی

إِلَّا مَنْ بَعْدَ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ ط وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ

مگر بعد اس کے کہ انھیں علم آچکا تھا ۲۵ آپس کے حسد سے ۲۶ اور اگر تمہارے رب کی ایک بات

رَبِّكَ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى لَّقُضِيَ بَيْنَهُمْ ط وَإِنَّ الَّذِينَ أُورِثُوا الْكُتُبَ

گزر نہ چکی ہوتی ۲۷ ایک مقرر میعاد تک ۲۸ تو کب کا ان میں فیصلہ کر دیا ہوتا ۲۹ اور بے شک وہ جو ان کے بعد کتاب کے وارث ہوئے ۳۰

مِنْ بَعْدِهِمْ لَغَيُّ شَكٍّ مِنْهُ مَرِيْبٌ ۱۴ فَلِذَلِكَ فَادْعُ ۚ وَاسْتَقِمْ كَمَا

وہ اس سے ایک دھوکا ڈالنے والے شک میں ہیں ۳۱ تو اسی لیے بلاؤ ۳۲ اور ثابت قدم رہو ۳۳ جیسا

أُمِرْتَ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ ۚ وَقُلْ أَمِنْتُ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنْ

تمہیں حکم ہوا ہے اور ان کی خواہشوں پر نہ چلو اور کہو کہ میں ایمان لایا اس پر جو کوئی کتاب اللہ

كِتَابٌ وَأُمِرْتُ لِأَعْدِلَ بَيْنَكُمُ ط اللَّهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ط لَنَّا أَعْبَالُنَا

نے اُتاری ۳۴ اور مجھے حکم ہے کہ میں تم میں انصاف کروں ۳۵ اللہ ہمارا تمہارا سب کا رب ہے ۳۶ ہمارے لیے ہمارا عمل

وَلَكُمْ أَعْبَالُكُمْ ط لَا حِجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ ط اللَّهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا ۚ وَإِلَيْهِ

اور تمہارے لیے تمہارا کیا ۳۷ کوئی حجت نہیں ہم میں اور تم میں ۳۸ اللہ ہم سب کو جمع کرے گا ۳۹ اور اسی کی

انبیاء کی امتوں کے لیے یکساں لازم ہیں۔ ۴۰ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ جماعت رحمت اور فرقت عذاب ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ

اصول دین میں تمام مسلمان خواہ وہ کسی عہد یا کسی امت کے ہوں یکساں ہیں ان میں کوئی اختلاف نہیں البتہ احکام میں امتیں باعتبار اپنے احوال و خصوصیات کے

جدا گانہ ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "لِكُلِّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شُرْعَةً وَمِنْهَا جَا" (ہم نے تم سب کے لئے ایک ایک شریعت اور راستہ رکھا) ۴۱ یعنی بتوں کو

چھوڑنا اور توحید اختیار کرنا۔ ۴۲ اپنے بندوں میں سے اسی کو توفیق دیتا ہے۔ ۴۳ اور اس کی اطاعت قبول کرے۔ ۴۴ یعنی اہل کتاب نے اپنے انبیاء علیہم السلام

کے بعد جو دین میں اختلاف ڈالا کسی نے توحید اختیار کی کوئی کافر ہو گیا وہ اس سے پہلے جان چکے تھے کہ اس طرح اختلاف کرنا اور فرقہ فرقہ ہو جانا گمراہی ہے لیکن

باوجود اس کے انہوں نے یہ سب کچھ کیا ۴۵ اور ریاست و تاق کی حکومت کے شوق میں۔ ۴۶ عذاب کے مؤخر فرمانے کی ۴۷ یعنی روز قیامت تک۔ ۴۸ کافروں پر

دنیا میں عذاب نازل فرما کر۔ ۴۹ یعنی یہود و نصاریٰ ۵۰ یعنی اپنی کتاب پر مضبوط ایمان نہیں رکھتے یا یہی معنی ہیں کہ وہ قرآن کی طرف سے یا سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے شک میں پڑے ہیں۔ ۵۱ یعنی ان کفار کے اس اختلاف و پرگندگی کی وجہ سے انہیں توحید اور ملتِ محمدیہ پر متفق ہونے کی دعوت دو۔

۵۲ دین پر اور دین کی دعوت دینے پر۔ ۵۳ یعنی اللہ تعالیٰ کی تمام کتابوں پر، کیونکہ مفسرین بعض پر ایمان لاتے تھے اور بعض سے کفر کرتے تھے۔ ۵۴ تمام چیزوں

میں اور جمع احوال میں اور ہر فیصلہ میں۔ ۵۵ اور ہم سب اس کے بندے۔ ۵۶ ہر ایک اپنے عمل کی جزا پائے گا۔ ۵۷ کیونکہ حق ظاہر ہو چکا

النَّصِيرِ ۱۵ وَالَّذِينَ يُحَاجُّونَ فِي اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مَا اسْتَجِيبَ لَهُ

طرف پھرنا ہے اور وہ جو اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہیں بعد اس کے کہ مسلمان اس کی دعوت قبول کر چکے ۱۵

حُجَّتِهِمْ دَاخِضَةً عِنْدَ رَبِّهِمْ وَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ۱۶

ان کی دلیل محض بے ثبات ہے ان کے رب کے پاس اور ان پر غضب ہے ۱۶ اور ان کے لیے سخت عذاب ہے ۱۶

اللَّهُ الَّذِي أَنْزَلَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ وَالْبَيِّنَاتِ وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ

اللہ ہے جس نے حق کے ساتھ کتاب اتاری ۱۷ اور انصاف کی ترازو ۱۷ اور تم کیا جانو شاید

السَّاعَةِ قَرِيبٌ ۱۷ يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِهَا وَالَّذِينَ

قیمت قریب ہی ہونے اس کی جلدی پھا رہے ہیں وہ جو اس پر ایمان نہیں رکھتے ۱۷ اور جنہیں

أَمَنُوا مُشْفِقُونَ مِنْهَا وَيَعْلَمُونَ أَنَّهَا الْحَقُّ ۱۸ أَلَا إِنَّ الَّذِينَ

اس پر ایمان ہے وہ اس سے ڈر رہے ہیں اور جانتے ہیں کہ بے شک وہ حق ہے سنتے ہو بے شک جو

يَسَارُونَ فِي السَّاعَةِ لَفِي ضَلَالٍ بَعِيدٍ ۱۸ اللَّهُ لَطِيفٌ بِعِبَادِهِ يَرْزُقُ

قیمت میں شک کرتے ہیں ضرور دور کی گمراہی میں ہیں اللہ اپنے بندوں پر لطف فرماتا ہے ۱۸ جسے چاہے

مَنْ يَشَاءُ ۱۹ وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيزُ ۲۰ مَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الْآخِرَةِ

روزی دیتا ہے ۱۹ اور وہی قوت و عزت والا ہے جو آخرت کی کھیتی چاہے ۲۰

زَادَهُ فِي حَرْثِهِ ۲۱ وَمَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا وَمَا لَهُ

ہم اس کے لیے اس کی کھیتی بڑھائیں ۲۱ اور جو دنیا کی کھیتی چاہے ہم اسے اس میں سے کچھ دیں گے ۲۱ اور آخرت

”وَهَذِهِ آيَةٌ مِّنْ سُورَةِ بَايَةِ الْقِتَالِ“ (اور یہ آیت قتال کی آیت سے منسوخ ہے) ۲۲ روز قیامت۔ ۲۲ مراد ان جھگڑنے والوں سے یہود ہیں وہ چاہتے

تھے کہ مسلمانوں کو پھر کفر کی طرف لوٹائیں اس لیے جھگڑا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہمارا دین پرانا ہماری کتاب پرانی ہمارے نبی پہلے، ہم تم سے بہتر ہیں۔

۲۳۔ بسبب ان کے کفر کے۔ ۲۴۔ آخرت میں۔ ۲۵۔ یعنی قرآن پاک جو تم تم کے دلائل و احکام پر مشتمل ہے۔ ۲۶۔ یعنی اس نے اپنی کتب منقولہ (نازل

کردہ کتابوں) میں عدل کا حکم دیا۔ بعض مفسرین نے کہا ہے کہ مراد میزان سے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے۔ ۲۷۔ شان نزول: نبی

کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قیامت کا ذکر فرمایا تو مشرکین نے بطریق تکذیب کہا کہ قیامت کب ہوگی؟ اس کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی۔ ۲۸۔ اور

یہ گمان کرتے ہیں کہ قیامت آنے والی ہی نہیں اسی لیے بطریق تمسخر جلدی چاہتے ہیں۔ ۲۹۔ بے شمار احسان کرتا ہے نیکیوں پر بھی اور بدوں پر بھی حتیٰ کہ بندے

گناہوں میں مشغول رہتے ہیں اور وہ انہیں بھوک سے ہلاک نہیں کرتا۔ ۳۰۔ اور فریغی عیش عطا فرماتا ہے مومن کو بھی اور کافر کو بھی حسب اقتضاء حکمت۔ حدیث

شریف میں ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بعض مومن بندے ایسے ہیں کہ تو نگری ان کے قوت ایمان کا باعث ہے اگر میں انہیں فقیر محتاج کر دوں تو ان کے عقیدے

فاسد ہو جائیں اور بعض بندے ایسے ہیں کہ تنگی اور محتاجی ان کے قوت ایمان کا باعث ہے اگر میں انہیں غنی مالدار کر دوں تو ان کے عقیدے خراب ہو جائیں۔

۳۱۔ یعنی جس کو اپنے اعمال سے نفع آخرت مقصود ہو۔ ۳۲۔ اس کو نیکیوں کی توفیق دے کر اور اس کے لیے خیرات و طاعات کی راہیں سہل کر کے اور اس

فِي الْآخِرَةِ مِنْ نَصِيبٍ ٢٠ أَمْ لَهُمْ شُرَكَوُا شَرَعُوا لَهُمْ مِنَ الدِّينِ

میں اُس کا کچھ حصہ نہیں ۵۸ یا ان کے لیے کچھ شریک ہیں ۵۹ جنہوں نے ان کے لیے نیکوئی کا دین نکال دیا ہے ۵۸

مَا لَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللَّهُ ٢١ وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَفُضِيَ بَيْنَهُمْ ٢٢ وَإِنَّ

کہ اللہ نے اس کی اجازت نہ دی ۶۱ اور اگر ایک فیصلہ کا وعدہ نہ ہوتا ۶۲ تو ہمیں ان میں فیصلہ کر دیا جاتا ۶۱ اور بے شک

الظَّالِمِينَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ٢٣ تَرَى الظَّالِمِينَ مُشْفِقِينَ مِمَّا كَسَبُوا

ظالموں کے لیے دردناک عذاب ہے ۶۳ تم ظالموں کو دیکھو گے کہ اپنی کمائیوں سے سبھے ہوئے ہوں گے ۶۳

وَهُوَ وَاقَعٌ بِهِمْ ٢٤ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فِي رَوْضٍ

اور وہ ان پر پڑ کر رہیں گی ۶۴ اور جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے وہ جنت کی

الْجَنَّةِ لَهُمْ مَا يَشَاءُونَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ٢٥ ذَلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيرُ ٢٦

پھولوں میں ہیں ان کے لیے ان کے رب کے پاس ہیں جو چاہیں یہی بڑا فضل ہے ۶۵

ذَلِكَ الَّذِي يُبَشِّرُ اللَّهُ عِبَادَهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ٢٧

یہ ہے وہ جس کی خوش خبری دیتا ہے اللہ اپنے بندوں کو جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے

قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْبَوَدَةَ فِي الْقُرْبَىٰ ٢٨ وَمَنْ يَقْتَرِفْ

تم فرماؤ میں اس ۶۸ سے کچھ اجرت نہیں مانگتا ۶۸ مگر قرابت کی محبت کے لیے اور جو نیک

کی نیکیوں کا ثواب بڑھا کر۔ ۶۸ یعنی جس کا عمل محض دنیا حاصل کرنے کے لیے ہو اور وہ آخرت پر ایمان نہ رکھتا ہو۔ (مدارک) ۶۸ یعنی دنیا میں جتنا اس کے لیے

مقدر کیا ہے۔ ۶۸ کیونکہ اس نے آخرت کے لیے عمل کیا ہی نہیں۔ ۶۹ معنی یہ ہیں کہ کیا کفار تک اس دین کو قبول کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے مقرر

فرمایا یا ان کے کچھ ایسے شریک ہیں شیاطین وغیرہ۔ ۷۰ کفری دینوں میں سے ۷۱ جو شرک و انکار بعثت پر مشتمل ہے۔ ۷۲ یعنی وہ دین الہی کے خلاف ہے۔

۷۳ اور جزاء کے لیے روز قیامت معین نہ فرمادیا گیا ہوتا ۷۴ اور دنیا ہی میں تکذیب کرنے والوں کو گرفتار عذاب کر دیا جاتا۔ ۷۵ آخرت میں اور ظالموں سے

مرا د یہاں کافر ہیں۔ ۷۶ یعنی کفر و اعمال خبیثہ سے جو انہوں نے دنیا میں کمائے تھے۔ اس اندیشہ سے کہ اب ان کی سزا ملنے والی ہے۔ ۷۷ ضرور ان سے کسی

طرح نیک نہیں سکتے ڈریں یا نہ ڈریں۔ ۷۸ تبلیغ رسالت اور ارشاد و ہدایت ۷۹ اور تمام انبیاء کا یہی طریقہ ہے۔ شان نزول: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ

عنہما سے مروی ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں رونق افروز ہوئے اور انصار نے دیکھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذمہ مصارف

بہت ہیں اور مال کچھ بھی نہیں ہے تو انہوں نے آپس میں مشورہ کیا اور حضور کے حقوق و احسانات یاد کر کے حضور کی خدمت میں پیش کرنے کے لیے بہت سامان جمع

کیا اور اس کو لے کر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضور کی بدولت ہمیں ہدایت ہوئی ہم نے گمراہی سے نجات پائی ہم دیکھتے ہیں کہ حضور کے

مصارف بہت زیادہ ہیں اس لیے ہم یہ مال خدّام آستانہ کی خدمت میں نذر کے لیے لائے ہیں قبول فرما کر ہماری عزت افزائی کی جائے اس پر یہ آیت کریمہ نازل

ہوئی اور حضور نے وہ اموال واپس فرمادیئے۔ ۷۸ تم پر لازم ہے کیونکہ مسلمانوں کے درمیان مودّت و محبت واجب ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "الْمُؤْمِنُونَ

وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ" اور حدیث شریف میں ہے کہ مسلمان مثل ایک عمارت کے ہیں جس کا ہر ایک حصہ دوسرے حصہ کو قوت اور مدد پہنچاتا ہے۔

جب مسلمانوں میں باہم ایک دوسرے کے ساتھ محبت واجب ہوئی تو سید عالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ کس قدر محبت فرض ہوگی۔ معنی یہ ہیں کہ میں



حَسَنَةً نَّزَّلَهُ فِيهَا حَسَنًا ۖ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ شَكُورٌ ﴿٢٣﴾ أَمْ يَقُولُونَ

کام کرے وکے ہم اس کے لیے اس میں اور خوبی بڑھائیں بے شک اللہ بخشنے والا قدر فرمانے والا ہے یا وکے یہ کہتے ہیں کہ

اِفْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا ۖ فَإِن يَشَاءِ اللَّهُ يَخْتِمْ عَلَىٰ قَلْبِكَ ۗ وَيَسْحَ اللَّهُ

انھوں نے اللہ پر جھوٹ باندھ لیا وکے اور اللہ چاہے تو تمہارے دل پر اپنی رحمت و حفاظت کی مہر فرمادے وکے اور مٹاتا ہے

الْبَاطِلَ ۗ وَيُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمَةٍ ۗ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿٢٤﴾ وَهُوَ

باطل کو وکے اور حق کو ثابت فرماتا ہے اپنی باتوں سے وکے بے شک وہ دلوں کی باتیں جانتا ہے اور وہی ہے

الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَعْفُو عَنِ السَّيِّئَاتِ وَيَعْلَمُ مَا

جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا اور گناہوں سے درگزر فرماتا ہے وکے اور جانتا ہے جو کچھ

تَفْعَلُونَ ﴿٢٥﴾ وَيَسْتَجِيبُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَيَزِيدُهُمْ

تم کرتے ہو اور دعا قبول فرماتا ہے اُن کی جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور انہیں اپنے فضل سے

مِّنْ فَضْلِهِ ۗ وَالْكَافِرُونَ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ﴿٢٦﴾ وَلَوْ بَسَطَ اللَّهُ

اور انعام دیتا ہے وکے اور کافروں کے لیے سخت عذاب ہے اور اگر اللہ اپنے

الرِّزْقَ لِعِبَادِهِ لَبَعَثَ فِي الْأَرْضِ وَلَٰكِن يُنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا يَشَاءُ ۗ

سب بندوں کا رزق وسیع کر دیتا تو ضرور زمین میں فساد پھیلاتے وکے لیکن وہ اندازہ سے اُتارتا ہے جتنا چاہے

إِنَّهُ بِعِبَادِهِ خَبِيرٌ بَصِيرٌ ﴿٢٧﴾ وَهُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْ بَعْدِ مَا

بے شک وہ اپنے بندوں سے خبردار ہے وکے انہیں دیکھتا ہے اور وہی ہے کہ مینہ اُتارتا ہے اُن کے نا اُمید

ہدایت و ارشاد پر کچھ اجرت نہیں چاہتا لیکن قرابت کے حقوق تو تم پر واجب ہیں ان کا لحاظ کرو اور میرے قرابت والے تمہارے بھی قرابتی ہیں انہیں ایذا نہ دو۔

حضرت سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ قرابت والوں سے مراد حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آل پاک ہے۔ (بخاری) مسئلہ: اہل قرابت سے کون کون مراد

ہیں اس میں کئی قول ہیں ایک تو یہ کہ مراد اس سے حضرت علی و حضرت فاطمہ و حسنین کریمین ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ ایک قول یہ ہے کہ آل علی و آل عقیل و آل جعفر و

آل عباس مراد ہیں اور ایک قول یہ ہے کہ حضور کے وہ اقارب مراد ہیں جن پر صدقہ حرام ہے اور وہ مخلصین بنی ہاشم و بنی مطلب ہیں حضور کی ازواج مطہرات حضور کے

اہل بیت میں داخل ہیں۔ مسئلہ: حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور حضور کے اقارب کی محبت دین کے فرائض میں سے ہے۔ (جمل و خازن وغیرہ) وکے یہاں

نیک کام سے مراد یا رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آل پاک کی محبت ہے یا تمام اُمور خیر۔ وکے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت کفار مکہ وکے نبوت

کا دعویٰ کر کے یا قرآن کو کتاب الہی بتا کر۔ وکے کہ آپ کو ان کی بدگوئیوں سے ایذا نہ ہو۔ وکے جو کفار کہتے ہیں۔ وکے جو اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

پر نازل فرمائیں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا کہ ان کے باطل کو مٹایا اور کلمہ اسلام کو غالب کیا۔ وکے مسئلہ: توبہ ہر ایک گناہ سے واجب ہے اور توبہ کی حقیقت یہ ہے کہ آدمی بدی

و مصیبت سے باز آئے اور جو گناہ اس سے صادر ہوا اس پر نادم ہو اور ہمیشہ گناہ سے بچنے کے ارادہ کرے اور اگر گناہ میں کسی بندے کی حق تلفی بھی تھی تو اس

سے بطریق شرعی عہدہ برآ ہو۔ وکے یعنی جتنا دعا مانگنے والے نے طلب کیا تھا اس سے زیادہ عطا فرماتا ہے۔ وکے تکبر و غرور میں مبتلا ہو کر۔ وکے جس کے لیے

قَتُّوْا وَيَنْشُرْ رَحْمَتَهُ ط وَهُوَ الْوَلِيُّ الْحَمِيدُ ٢٨ وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ

ہونے پر اور اپنی رحمت پھیلاتا ہے ۱۵ اور وہی کام بنانے والا ہے سب خوبیوں سراہا اور اُس کی نشانیوں سے

السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَثَّ فِيهِمَا مِنْ دَابَّةٍ ط وَهُوَ عَلَىٰ جَمْعِهِمْ إِذَا

ہے آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور جو چلنے والے ان میں پھیلائے اور وہ ان کے اکٹھا کرنے پر ۱۶ جب

يَشَاءُ قَدِيرٌ ع وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَ

چاہے قادر ہے اور تمہیں جو مصیبت پہنچی وہ اس کے سبب سے ہے جو تمہارے ہاتھوں نے کمایا ۱۷ اور

يَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ ط وَمَا أَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ وَمَا لَكُمْ مِنْ

بہت کچھ تو معاف فرما دیتا ہے اور تم زمین میں قابو سے نہیں نکل سکتے ۱۸ اور نہ

دُونِ اللَّهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ٣١ وَمِنْ آيَاتِهِ الْجَوَارِ فِي الْبَحْرِ

اللہ کے مقابل تمہارا کوئی دوست نہ مددگار ۱۹ اور اُس کی نشانیوں سے ہیں ۱۹ دریا میں چلنے والیاں

كَالآءِ عَالِمٍ ط إِنَّ يَشَاءُ يَسْكِنَ الرِّيحَ فَيَظْلَنَ رَاوَاكِدَ عَلَى ظَهْرِهِ ط

جیسے پہاڑیاں وہ چاہے تو ہوا تھا دے ۲۰ کہ اس کی پیٹھ پر ۲۱ ٹھہری رہ جائیں ۲۲

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ ٣٢ أَوْ يُوقِنُ أَنَّ مَا كَسَبُوا وَ

بے شک اس میں ضرور نشانیاں ہیں ہر بڑے صابر شاکر کو ۲۳ یا انہیں تباہ کر دے ۲۴ لوگوں کے گناہوں کے سبب ۲۵ اور

يَعْفُ عَنْ كَثِيرٍ ٣٣ وَيَعْلَمَ الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِنَا مَا لَهُمْ مِنْ

بہت کچھ معاف فرما دے ۲۶ اور جان جائیں وہ جو ہماری آیتوں میں جھگڑتے ہیں کہ انہیں ۲۷ کہیں بھاگنے کی

جنتاً مُنْقِضَةً حُكْمَتِ هِيَ اس کو اتنا عطا فرماتا ہے۔ ۲۸ اور بے نفع دیتا ہے اور کھٹا کو دفع فرماتا ہے۔ ۲۹ حشر کے لیے۔ ۳۰ یہ خطاب مومنین مُسْكَفِينَ سے

ہے جن سے گناہ سرزد ہوتے ہیں مراد یہ ہے کہ دنیا میں جو تکلیفیں اور مصیبتیں مومنین کو پہنچتی ہیں اکثر ان کا سبب ان کے گناہ ہوتے ہیں ان تکلیفوں کو اللہ تعالیٰ ان

کے گناہوں کا کفارہ کر دیتا ہے اور کبھی مومن کی تکلیف اس کے رفع و رجحان کے لیے ہوتی ہے جیسا کہ بخاری و مسلم کی حدیث میں وارد ہے۔ انبیاء علیہم السلام جو

گناہوں سے پاک ہیں اور چھوٹے بچے جو مُکَلَّف نہیں ہیں اس آیت کے مخاطب نہیں۔ فائدہ: بعض گمراہ فرقتے جو تفسیر کے قائل ہیں اس آیت سے استدلال

کرتے ہیں کہ چھوٹے بچوں کو جو تکلیف پہنچتی ہے اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ ان کے گناہوں کا نتیجہ ہو اور ابھی تک ان سے کوئی گناہ ہوا نہیں تو لازم آیا کہ اس

زندگی سے پہلے کوئی اور زندگی ہو جس میں گناہ ہوئے ہوں۔ یہ بات باطل ہے کیونکہ بچے اس کلام کے مخاطب ہی نہیں جیسا کہ بالعموم تمام خطاب عاقلین بالغین کو

ہوتے ہیں پس تنازع والوں کا استدلال باطل ہوا۔ ۳۱ جو مصیبتیں تمہارے لیے مقدر ہو چکی ہیں ان سے کہیں بھاگ نہیں سکتے بچ نہیں سکتے۔ ۳۲ کہ اس کی مرضی

کے خلاف تمہیں مصیبت و تکلیف سے بچا سکے۔ ۳۳ بڑی بڑی کشتیاں ۳۴ جو کشتیوں کو چلاتی ہے۔ ۳۵ یعنی دریا کے اوپر ۳۶ چلنے نہ پائیں۔ ۳۷ صابر

شاکر سے مومن مخلص مراد ہے جو سختی و تکلیف میں صبر کرتا ہے اور راحت و عیش میں شکر۔ ۳۸ یعنی کشتیوں کو غرق کر دے۔ ۳۹ جو اس میں سوار ہیں۔ ۴۰ گناہوں

میں سے کہ ان پر عذاب نہ کرے۔ ۴۱ ہمارے عذاب سے۔

مَّحِيصٍ ٣٥ ﴿ فَمَا أُوتِيتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَّاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَمَا عِنْدَ

جگہ نہیں تمہیں جو کچھ ملا ہے ٣٥ وہ جیتی دنیا میں برتنے کا ہے ٣٦ اور وہ جو اللہ کے

اللَّهُ خَيْرٌ وَأَبْقَى لِلَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ٣٦ ﴿ وَالَّذِينَ

پاس ہے ٣٦ بہتر ہے اور زیادہ باقی رہنے والا ان کے لیے جو ایمان لائے اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں ٣٧ اور وہ جو

يَجْتَنِبُونَ كَبِيرَ الْإِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَإِذَا مَا غَضِبُوا هُمْ يَغْفِرُونَ ٣٧ ﴿

بڑے بڑے گناہوں اور بے حیائیوں سے بچتے ہیں اور جب غصہ آئے معاف کردیتے ہیں

وَالَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمْ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ ۖ وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ

اور وہ جنہوں نے اپنے رب کا حکم مانا ٣٨ اور نماز قائم رکھی ٣٨ اور ان کا کام ان کے آپس کے مشورے

بَيْنَهُمْ ۖ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ ٣٨ ﴿ وَالَّذِينَ إِذَا أَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ

سے ہے ٣٨ اور ہمارے دیئے سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں اور وہ کہ جب انہیں بغاوت پہنچے

يَنْتَصِرُونَ ٣٩ ﴿ وَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۖ فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ

بدلہ لیتے ہیں ٣٩ اور بُرائی کا بدلہ اسی کی برابر بُرائی ہے ٣٩ تو جس نے معاف کیا اور کام سنوارا تو اس کا اجر

عَلَى اللَّهِ ۗ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ ٤٠ ﴿ وَلَمَنْ اتَّصَرَ بِعَدُوِّهِ فَأُولَٰئِكَ

اللہ پر ہے بے شک وہ دوست نہیں رکھتا ظالموں کو ٤٠ اور بے شک جس نے اپنی مظلومی پر بدلہ لیا ان پر

مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيلٍ ٤١ ﴿ إِنَّمَا السَّبِيلُ عَلَى الَّذِينَ يَظْلِمُونَ النَّاسَ

کچھ مواخذہ کی راہ نہیں مواخذہ تو انہیں پر ہے جو ٤١ لوگوں پر ظلم کرتے ہیں

٤١ و دنیوی مال و اسباب۔ ٤٢ صرف چند روز اس کو بقا نہیں۔ ٤٣ یعنی ثواب وہ ٤٤ شان نزول: یہ آیت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں

نازل ہوئی جب آپ نے اپنا کل مال صدقہ کر دیا اور اس پر عرب کے لوگوں نے آپ کو ملامت کی۔ ٤٥ شان نزول: یہ آیت انصار کے حق میں نازل ہوئی جنہوں

نے اپنے رب کی دعوت قبول کر کے ایمان و طاعت کو اختیار کیا۔ ٤٦ اس پر مدعا و امت کی۔ ٤٧ وہ جلدی اور خود رائی نہیں کرتے۔ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ

عنه نے فرمایا: جو قوم مشورہ کرتی ہے وہ صحیح راہ پر پہنچتی ہے۔ ٤٨ یعنی جب ان پر کوئی ظلم کرے تو انصاف سے بدلہ لیتے ہیں اور بدلے میں حد سے تجاوز نہیں کرتے۔

ابن زید کا قول ہے کہ مومن دو طرح کے ہیں ایک وہ جو ظلم کو معاف کرتے ہیں پہلی آیت میں ان کا ذکر فرمایا گیا، دوسرے وہ جو ظالم سے بدلہ لیتے ہیں ان کا اس آیت

میں ذکر ہے۔ عطا نے کہا کہ یہ وہ مومنین ہیں جنہیں کفار نے مکہ مکرمہ سے نکالا اور ان پر ظلم کیا پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں اس سر زمین میں تسلط دیا اور انہوں نے ظالموں

سے بدلہ لیا۔ ٤٩ معنی یہ ہیں کہ بدلہ قدر جنائیت ہونا چاہئے اس میں زیادتی نہ ہو اور بدلے کو برائی کہنا مجاز ہے کہ صورتہً مشابہ ہونے کے سبب سے کہا جاتا ہے اور

جس کو وہ بدلہ دیا جائے اسے بُرا معلوم ہوتا ہے اور بُرائی کے ساتھ تعبیر کرنے میں یہ بھی اشارہ ہے کہ اگرچہ بدلہ لینا جائز ہے لیکن ”عفو“ اس سے بہتر ہے۔

٥٠ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ ظالموں سے وہ مراد ہیں جو ظلم کی ابتداء کریں۔ ٥١ ابتداء۔



وَيَبْغُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ط أُولَئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٣٢﴾ وَ

اور زمین میں ناحق سرکشی پھیلاتے ہیں فلا اُن کے لیے دردناک عذاب ہے اور

لَكِنَّ صَبْرًا وَغَفْرًا إِنَّ ذَلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ ع وَمَنْ يُضِلِلِ اللَّهُ

بے شک جس نے صبر کیا فلا اور بخش دیا تو یہ ضرور ہمت کے کام ہیں اور جسے اللہ گمراہ کرے

فَمَالَهُ مِنْ وَّلِيٍّ مِّنْ بَعْدِهِ ط وَتَرَى الظَّالِمِينَ لَبَّاسًا أُو الْعَذَابِ

اُس کا کوئی رفیق نہیں اللہ کے مقابل فلا اور تم ظالموں کو دیکھو گے کہ جب عذاب دیکھیں گے فلا

يَقُولُونَ هَلْ أَلِى مَرَدٍّ مِّنْ سَبِيلٍ ج وَتَرَاهُمْ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا

کہیں گے کیا واپس جانے کا کوئی راستہ ہے فلا اور تم انہیں دیکھو گے کہ آگ پر پیش کئے جاتے ہیں

خَشَعَيْنَ مِنَ الذُّلِّ يَنْظُرُونَ مِنْ طَرْفٍ خَفِيٍّ ط وَقَالَ الَّذِينَ آمَنُوا

ذلت سے دبے لپے چھپی نگاہوں دیکھتے ہیں فلا اور ایمان والے کہیں گے

إِنَّ الْخٰسِرِينَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ وَأَهْلِيَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ط أَلَا

بے شک ہار میں وہ ہیں جو اپنی جائیں اور اپنے گھر والے ہار بیٹھے قیامت کے دن فلا سنتے ہو

إِنَّ الظَّالِمِينَ فِي عَذَابٍ مُّقِيمٍ ﴿٣٥﴾ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ أَوْلِيَاءٍ يٰنصُرُونَهُمْ

بے شک ظالم فلا ہمیشہ کے عذاب میں ہیں اور اُن کے کوئی دوست نہ ہوئے کہ اللہ کے مقابل

مِّنْ دُونِ اللَّهِ ط وَمَنْ يُضِلِلِ اللَّهُ فَمَالَهُ مِنْ سَبِيلٍ ط اِسْتَجِيبُوا

اُن کی مدد کرتے فلا اور جسے اللہ گمراہ کرے اس کے لیے کہیں راستہ نہیں فلا اپنے رب کا

لِرَبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّآتِي يَوْمًا لَا مَرَدَّ لَهُ مِنَ اللَّهِ ط مَا لَكُمْ مِّنْ مَّجٰبَا

حکم مانو فلا اس دن کے آنے سے پہلے جو اللہ کی طرف سے ٹلنے والا نہیں فلا اس دن تمہیں کوئی

فلا تکبر اور معاصی کا ارتکاب کر کے۔ فلا ظلم وایذا پر اور بدلہ نہ لیا۔ فلا کہ اُسے عذاب سے بچا سکے۔ فلا روز قیامت فلا یعنی دنیا میں، تاکہ وہاں

جا کر ایمان لے آئیں۔ فلا یعنی ذلت و خوف کے باعث آگ کو زود دیدہ (ترجمی) نگاہوں سے دیکھیں گے جیسے کوئی گردن زدنی (جس کے سر کو قلم کرنے کا حکم ہو

وہ) اپنے قتل کے وقت تنگ زن (تلوار چلانے والے) کی تلوار کو زود دیدہ (ترجمی) نگاہ سے دیکھتا ہے۔ فلا جانوں کا ہارنا تو یہ ہے کہ وہ کفر اختیار کر کے جہنم کے

داعی عذاب میں گرفتار ہوئے اور گھر والوں کا ہارنا یہ ہے کہ ایمان لانے کی صورت میں جنت کی جو جویریں ان کے لیے نامزد تھیں ان سے محروم ہو گئے۔ فلا یعنی

کافر۔ فلا اور اس کے عذاب سے بچا سکتے۔ فلا خیر کا نہ وہ دنیا میں حق تک پہنچ سکے نہ آخرت میں جنت تک۔ فلا اور سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کی فرماں برداری کر کے توحید و عبادت الہی اختیار کرو۔ فلا اس سے مراد یا موت کا دن ہے یا قیامت کا۔

يَوْمَئِذٍ وَمَا لَكُمْ مِّنْ نَّكِيرٍ ﴿٢٧﴾ فَإِنْ أَعْرَضُوا فَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ

پناہ نہ ہوگی اور نہ تمہیں انکار کرتے بنے ۱۱۵ تو اگر وہ منہ پھیریں ۱۱۶ تو ہم نے تمہیں ان پر نگہبان بنا کر

حَفِظْنَا ۱۱۷ اِنْ عَلَيْكَ إِلَّا الْبَدْعُ ۱۱۸ وَإِنَّا إِذَا أَذَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً

نہیں بھیجا ۱۲۰ تم پر تو نہیں مگر پہنچا دینا ۱۲۱ اور جب ہم آدمی کو اپنی طرف سے کسی رحمت کا مزہ دیتے ہیں ۱۲۲

فَرِحَ بِهَا ۱۲۳ وَإِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ ۱۲۴ بِمَا قَدَّمَتْ ۱۲۵ أَيْدِيَهُمْ ۱۲۶ فَإِنَّ الْإِنْسَانَ

اس پر خوش ہو جاتا ہے اور اگر انہیں کوئی برائی پہنچے ۱۲۳ بلکہ اس کا جو اُن کے ہاتھوں نے آگے بھیجا ۱۲۴ تو انسان بڑا

كَفُورٌ ﴿٢٨﴾ لِلَّهِ مَلِكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۱۲۷ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ۱۲۸ يَهْبُ

ناشکرا ہے ۱۲۵ اللہ ہی کے لیے ہے آسمانوں اور زمین کی سلطنت ۱۲۶ پیدا کرتا ہے جو چاہے جسے چاہے

لِمَنْ يَشَاءُ ۱۲۹ إِنَّا ۱۳۰ وَيَهْبُ ۱۳۱ لِمَنْ يَشَاءُ ۱۳۲ الذُّكُورَ ۱۳۳ أَوْ يُزَوِّجَهُمْ

بیٹیاں عطا فرمائے ۱۲۷ اور جسے چاہے بیٹے دے ۱۲۸ یا دونوں ملا دے

ذُكْرًا ۱۳۴ وَإِنَّا ۱۳۵ وَيَجْعَلُ ۱۳۶ مِنْ يَشَاءُ عَقِيْبًا ۱۳۷ إِنَّهُ عَلِيمٌ قَدِيْرٌ ﴿٢٩﴾ وَمَا

بیٹے اور بیٹیاں اور جسے چاہے بانجھ کر دے ۱۳۶ بے شک وہ علم و قدرت والا ہے اور کسی

كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللَّهُ ۱۳۸ إِلَّا وَحِيًّا ۱۳۹ أَوْ مِنْ وَّرَائِي ۱۴۰ حِجَابٍ ۱۴۱ أَوْ يُرْسِلَ

آدمی کو نہیں پہنچتا کہ اللہ اس سے کلام فرمائے مگر وحی کے طور پر ۱۳۸ یا یوں کہ وہ بشر پردہ عظمت کے ادھر ہو ۱۳۹ یا کوئی

۱۱۵ اپنے گناہوں کا یعنی اس دن کوئی رہائی کی صورت نہیں نہ عذاب سے بچ سکتے ہو نہ اپنے اعمال قبیحہ کا انکار کر سکتے ہو جو تمہارے اعمال ناموں میں درج ہیں۔

۱۱۶ ایمان لانے اور اطاعت کرنے سے ۱۲۰ کہ تم پر ان کے اعمال کی حفاظت لازم ہو۔ ۱۲۱ اور وہ تم نے ادا کر دیا۔ (وَكَانَ هَذَا قَبْلَ الْأَمْرِ بِالْجِهَادِ)

۱۲۲ خواہ وہ دولت و ثروت ہو یا صحت و عافیت یا امن و سلامت یا جاہ و مرتبت ۱۲۳ یا اور کوئی مصیبت و بلا مثل کُفْر و بیماری و تنگدستی وغیرہ کے رونما ہو۔ ۱۲۴ یعنی ان

کی نافرمانیوں اور مصیبتوں کے سبب سے۔ ۱۲۵ نعمتوں کو بھول جاتا ہے۔ ۱۲۶ جیسا چاہتا ہے تصرف فرماتا ہے، کوئی دخل دینے اور اعتراض کرنے کی مجال نہیں

رکھتا۔ ۱۲۷ بیٹا نہ دے۔ ۱۲۸ دختر نہ دے۔ ۱۲۹ کہ اس کی اولاد ہی نہ ہو وہ مالک ہے اپنی نعمت کو جس طرح چاہے تقسیم کرے جسے جو چاہے دے انبیاء علیہم السلام

میں بھی یہ سب صورتیں پائی جاتی ہیں حضرت لوط و حضرت شعیب علیہما السلام کی صرف بیٹیاں تھیں کوئی بیٹا نہ تھا اور حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صرف

فرزند تھے کوئی دختر ہوئی ہی نہیں اور سید انبیاء حبیب خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے چار فرزند عطا فرمائے اور چار صابریاں اور حضرت یحییٰ

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کوئی اولاد ہی نہیں۔ ۱۳۰ یعنی بے واسطہ اس کے دل میں ”الْقَاتَا“ فرما کر اور ”الْبَاهَامُ“ کر کے بیداری میں یا خواب میں اس میں وحی کا

وصول بے واسطہ سمع کے ہے اور آیت میں ”أَلَّا وَحِيًّا“ سے یہی مراد ہے اس میں یہ قید نہیں کہ اس حال میں سماع مُتَّكِمٌ کو دیکھتا ہو یا نہ دیکھتا ہو۔ مجاہد سے منقول ہے

کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کے سینہ مبارک میں زیور کی وحی فرمائی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ذبح فرزند کی خواب میں وحی فرمائی اور سید عالم صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے معراج میں اسی طرح کی وحی فرمائی جس کا ”فَاَوْحَىٰ إِلَىٰ عَبْدِهِ مَا أَوْحَىٰ“ میں بیان ہے۔ یہ سب اسی قسم میں داخل ہیں۔ انبیاء علیہم

الصلوٰۃ والسلام کے خواب حق ہوتے ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ انبیاء کے خواب وحی ہیں۔ (تفسیر ابی السعود کبیر و مدارک و زرقانی علی المواہب وغیرہ) ۱۳۱ یعنی

رسول پس پردہ اس کا کلام سنے، اس طریق وحی میں بھی کوئی واسطہ نہیں مگر سماع کو اس حال میں مُتَّكِمٌ کا دیدار نہیں ہوتا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اسی طرح کے

رَسُوْلًا فَيُوْحِيْ بِاٰذِنِهٖ مَا يَشَاءُ ۝ اِنَّهٗ عَلٰى حَكِيْمٍ ۝ ٥١ ۝ وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَا

فرشتہ بھیجے کہ وہ اس کے حکم سے وحی کرے جو وہ چاہے ۱۳۲۵ بے شک وہ بلندی و حکمت والا ہے اور یونہی ہم نے تمہیں وحی

اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا ۝ مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ ۝

بھیجی ۱۳۲۵ ایک جانفزا چیز ۱۳۲۵ اپنے حکم سے اس سے پہلے نہ تم کتاب جانتے تھے نہ احکام شرع کی تفصیل

لٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُورًا نُّهٰدِيْ بِهٖ مَنْ نَّشَاءُ ۝ مِنْ عِبَادِنَا ۝ وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْ

ہاں ہم نے اُسے نور کیا جس سے ہم راہ دکھاتے ہیں اپنے بندوں سے جسے چاہتے ہیں اور بے شک تم ضرور

اِلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ ٥٢ ۝ صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي

سیدھی راہ بتاتے ہو ۱۳۲۵ اللہ کی راہ ۱۳۲۵ کہ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ

الْاَرْضِ ۝ اَلَا اِلَى اللّٰهِ تَصِيْرُ الْاُمُوْرِ ۝ ٥٣ ۝

زمین میں سُننے ہو سب کام اللہ ہی کی طرف پھرتے ہیں

﴿ ایتھا ٨٩ ﴾ ﴿ سُورَةُ الْخُرُوفِ مَكِّيَّةٌ ٢٣ ﴾ ﴿ رُكُوْعَاتُهَا ٤ ﴾

سورہ زخرف مکیہ ہے، اس میں نواسی آیتیں اور سات رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

حَمِّ ۝ ١ ۝ وَ الْكِتٰبِ الْبَيِّنِ ۝ ٢ ۝ اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ

روشن کتاب کی قسم ۱ ہم نے اُسے عربی قرآن اُتارا کہ

تَعْقِلُوْنَ ۝ ٣ ۝ وَاِنَّهٗ فِيْ اُمِّ الْكِتٰبِ لَدَيْنَا عَلٰى حَكِيْمٍ ۝ ٣ ۝ اَفْقَضِرْبُ

تم سمجھو ۳ اور بے شک وہ اصل کتاب میں ۳ ہمارے پاس ضرور بلندی و حکمت والا ہے تو کیا ہم تم

کلام سے مشرف فرمائے گئے۔ شان نزول: یہود نے حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ اگر آپ نبی ہیں تو اللہ تعالیٰ سے کلام کرتے وقت اس

کو کیوں نہیں دیکھتے جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام دیکھتے تھے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نہیں دیکھتے

تھے اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ مسئلہ: اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے کہ اس کے لیے کوئی ایسا پردہ ہو جیسا جسمانیات کے لیے ہوتا ہے اس پردہ سے مراد

سامع کا دنیا میں دیدار سے محجوب ہونا ہے۔ ۱۳۲۵ اس طریق وحی میں رسول کی طرف فرشتہ کی وساطت ہے۔ ۱۳۲۵ اے سید عالم خاتم المرسلین! صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم ۱۳۲۵ یعنی قرآن پاک جو دلوں میں زندگی پیدا کرتا ہے۔ ۱۳۲۵ یعنی قرآن شریف کو ۱۳۲۵ یعنی دین اسلام۔ ۱۳۲۵ جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے

لیے مقرر فرمائی۔ ۱ سورہ زخرف مکیہ ہے اس سورت میں سات رکوع نواسی آیتیں اور تین ہزار چار سو حرف ہیں ۱ یعنی قرآن پاک کی جس میں ہدایت و

ضالمت کی راہیں جدا جدا اور واضح کر دیں اور امت کے تمام شرعی ضروریات کو بیان فرما دیا۔ ۱ اس کے معانی و احکام کو۔ ۱ اصل کتاب سے مراد لوح محفوظ



عَنْكُمْ الذِّكْرَ صَفْحًا أَنْ كُنْتُمْ قَوْمًا مُسْرِفِينَ ٥ وَكَمْ أَرْسَلْنَا مِنْ

سے ذکر کا پہلو پھیر دیں اس پر کہ تم لوگ حد سے بڑھنے والے ہوٹ اور ہم نے کتنے ہی

نَبِيِّ فِي الْأَوَّلِينَ ٦ وَمَا يَأْتِيهِمْ مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ٧

غیب بتانے والے (نبی) اگلوں میں بھیجے اور ان کے پاس جو غیب بتانے والا (نبی) آیا اس کی ہنسی ہی بنایا کئے و

فَاهْلَكْنَا أَشَدَّ مِنْهُمْ بَطْشًا وَ مَضَى مَثَلُ الْأَوَّلِينَ ٨ وَلَيْنَ سَأَلْتَهُمْ

تو ہم نے وہ ہلاک کر دیئے جو ان سے بھی پکڑ میں سخت تھے و اگلوں کا حال گزر چکا ہے اور اگر تم ان سے پوچھو و

مَنْ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ لِيَقُولَنَّ خَلَقْنَاهُنَّ الْعَزِيزُ الْعَلِيمُ ٩

کہ آسمان اور زمین کس نے بنائے تو ضرور کہیں گے انھیں بنایا اس عزت والے علم والے نے و

الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ الْأَرْضَ مَهْدًا وَ جَعَلَ لَكُمْ فِيهَا سُبُلًا لَعَلَّكُمْ

جس نے تمہارے لیے زمین کو بچھونا کیا اور تمہارے لیے اس میں راستے کئے کہ

تَهْتَدُونَ ١٠ وَالَّذِي نَزَّلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً بِقَدَرٍ فَأَنْشَرْنَا بِهِ

تم راہ پاؤٹ اور وہ جس نے آسمان سے پانی اتارا ایک اندازے سے وک تو ہم نے اس سے ایک

بَلَدًا مَيِّتًا كَذَلِكَ تُخْرَجُونَ ١١ وَالَّذِي خَلَقَ الْأَزْوَاجَ كُلَّهَا وَ

مردہ شہر زندہ فرمادیا یونہی تم نکالے جاؤ گے وک اور جس نے سب جوڑے بنائے وک اور

جَعَلَ لَكُمْ مِنَ الْفُلْكِ وَالْأَنْعَامِ مَا تَرْكَبُونَ ١٢ لَيْسَتْ أَعْلَى ظُهُورِهِ

تمہارے لیے کشتیوں اور چوپایوں سے سواریاں بنائیں کہ تم ان کی پیٹھوں پر ٹھیک بیٹھو وک

ہے قرآن کریم اس میں عَجَبت ہے۔ وک یعنی تمہارے کفر میں حد سے بڑھنے کی وجہ سے کیا ہم تمہیں مہمل چھوڑ دیں اور تمہاری طرف سے وحی قرآن کا رخ پھیر

دیں اور تمہیں امر و نہی کچھ نہ کریں۔ معنی یہ ہیں کہ ہم ایسا نہ کریں گے، حضرت قتادہ نے فرمایا کہ خدا کی قسم! اگر یہ قرآن پاک اٹھالیا جاتا اس وقت جبکہ اس امت کے

پہلے لوگوں نے اس سے اعراض کیا تھا تو وہ سب ہلاک ہو جاتے لیکن اس نے اپنی رحمت و کرم سے اس قرآن کا نزول جاری رکھا۔ وک جیسا آپ کی قوم کے لوگ

کرتے ہیں کفار کا قدیم سے یہ معمول چلا آیا ہے۔ وک اور ہر طرح کا زور و قوت رکھتے تھے، آپ کی امت کے لوگ جو پہلے کفار کی چال چلتے ہیں انہیں ڈرنا چاہئے

کہ کہیں ان کا بھی وہی انجام نہ ہو جو ان کا ہوا کہ ذلت و رسوائی کی عَقُوبَتوں سے ہلاک کئے گئے۔ وک یعنی مشرکین سے۔ وک یعنی اقرار کریں گے کہ آسمان و

زمین کو اللہ تعالیٰ نے بنایا اور یہ بھی اقرار کریں گے کہ وہ عزت و علم والا ہے باوجود اس اقرار کے بعث کا انکار کیسی انتہاء ترجہ کی جہالت ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ

اپنے اظہار قدرت کے لیے اپنی مصنوعات کا ذکر فرماتا ہے اور اپنے اوصاف و شان کا اظہار کرتا ہے۔ وک سفروں میں اپنے منازل و مقاصد کی طرف۔ وک تمہاری

حاجتوں کی قدر نہ اتنا کم کہ اس سے تمہاری حاجتیں پوری نہ ہوں نہ اتنا زیادہ کہ قوم نوح کی طرح تمہیں ہلاک کر دے۔ وک اپنی قوموں سے زندہ کر کے۔ وک یعنی

تمام اصناف و انواع۔ کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ”فرد“ (اکیلا) ہے، ضد (شریک ہونے) اور بند (مثل ہونے) اور زوجیت (جوڑا ہونے) سے متزوج و پاک ہے اس کے

سوا خلق میں جو ہے زوج (جوڑا) ہے۔ وک خَشْيَتی اور تری کے سفر میں۔

ثُمَّ تَذَكَّرُوا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ إِذَا اسْتَوَيْتُمْ عَلَيْهِ وَتَقُولُوا سُبْحَانَ

پھر اپنے رب کی نعمت یاد کرو جب اس پر ٹھیک بیٹھ لو اور یوں کہو پاکی ہے

الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ ﴿١٣﴾ وَإِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا

اُسے جس نے اس سواری کو ہمارے بس میں کر دیا اور یہ ہمارے بوتے (قابو) کی نہ تھی اور بے شک ہمیں اپنے رب کی طرف

لِنُتْقِلُونَ ﴿١٤﴾ وَجَعَلُوا لَهُ مِنْ عِبَادِهِ جُزْءًا ۗ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَكَفُورًا

پلٹتا ہے ۱۴ اور اس کے لیے اس کے بندوں میں سے ٹکڑا ٹھہرایا ۱۵ بے شک آدمی ۱۶ کھلا

مُبِينٌ ﴿١٥﴾ أَمْ آتَّخَذَ مِمَّا يَخْلُقُ بِنْتٍ وَأَصْفَكُمْ بِالْبَنِينَ ﴿١٦﴾ وَإِذَا

ناشکر ہے ۱۵ کیا اس نے اپنے لیے اپنی مخلوق میں سے بیٹیاں لیں اور تمہیں بیٹوں کے ساتھ خاص کیا ۱۶ اور جب

بُشِّرَ أَحَدُهُمْ بِمَا ضَرَبَ لِلرَّحْمَنِ مَثَلًا ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ

اُن میں کسی کو خوشخبری دی جائے اُس چیز کی ۱۷ جس کا وصف رحمن کے لیے بتا چکا ہے ۱۸ تو دن بھر اس کا منہ کالا رہے اور

كَظِيمٌ ﴿١٧﴾ أَوْ مَنْ يُّنْشِئُ فِي الْحُلِيِّةِ وَهُوَ فِي الْخِصَامِ غَيْرُ مُبِينٍ ﴿١٨﴾ وَ

غم کھایا کرے ۱۷ اور کیا ۱۸ وہ جو گھنے (زیور) میں پروان پڑھے ۱۹ اور بخت میں صاف بات نہ کرے ۲۰ اور

جَعَلُوا الْمَلَائِكَةَ الَّذِينَ هُمْ عِبْدُ الرَّحْمَنِ إِنَانًا ۗ أَشْهَدُوا وَخَلَقَهُمْ

انہوں نے فرشتوں کو کہ بندے ہیں عورتیں ٹھہرایا ۲۱ کیا ان کے بتانے وقت یہ حاضر تھے ۲۲

۱۵ آخر کار۔ مسلم شریف کی حدیث میں ہے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب سفر میں تشریف لے جاتے تو اپنی ناقہ پر سوار ہوتے وقت پہلے ”الْحَمْدُ لِلَّهِ“

پڑھتے پھر ”سُبْحَانَ اللَّهِ“ اور ”اللَّهُ أَكْبَرُ“ یہ سب تین بار پھر یہ آیت پڑھتے ”سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ وَإِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا لَمُنْقِلُونَ“

اور اس کے بعد اور دعائیں پڑھتے اور جب حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کشتی میں سوار ہوتے تو فرماتے: ”بِسْمِ اللَّهِ مَجْرَهَا وَمُرْسَهَاهَا إِنَّ رَبِّي لَغَفُورٌ

رَحِيمٌ“ ۱۶ یعنی کفار نے اس اقرار کے باوجود کہ اللہ تعالیٰ آسمان وزمین کا خالق ہے یہ تم کیا کہ ملائکہ کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں بتایا اور اولاد صاحب اولاد کا جز ہوتی

ہے ظالموں نے اللہ تبارک و تعالیٰ کے لیے جز قرار دیا کیسا عظیم جرم ہے۔ ۱۷ جو ایسی باتوں کا قائل ہے۔ ۱۸ اس کا کفر ظاہر ہے۔ ۱۹ ادنیٰ اپنے لیے اور اعلیٰ

تمہارے لیے کیسے جاہل ہو کیا بکتے ہو۔ ۲۰ یعنی بیٹی کی کہ تیرے گھر میں بیٹی پیدا ہوئی ہے۔ ۲۱ کہ معاذ اللہ وہ بیٹی والا ہے۔ ۲۲ اور بیٹی کا ہونا اس قدر

ناگوار سمجھے باوجود اس کے خدائے پاک کے لیے بیٹیاں بتائے (تعالیٰ اللہ عن ذلک) (اللہ کو برتری ہے اس سے) ۲۳ کافر حضرت رحمن کے لیے اولاد کی

قسموں میں سے تجویز کرتے ہیں۔ ۲۴ یعنی زیوروں کی زیب و زینت میں ناز و نزاکت کے ساتھ پرورش پائے۔ فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ زیور سے

تزیین (زیب و زینت کرنا) ذلیل نقصان ہے تو مردوں کو اس سے اجتناب چاہئے، پرہیزگاری سے اپنی زینت کریں۔ اب آگے آیت میں لڑکی کی ایک اور کمزوری کا

اظہار فرمایا جاتا ہے۔ ۲۵ یعنی اپنے ضعف حال اور قلت عقل کی وجہ سے۔ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ عورت جب گفتگو کرتی ہے اور اپنی تائید

میں کوئی دلیل پیش کرنا چاہتی ہے تو اکثر ایسا ہوتا ہے کہ وہ اپنے خلاف دلیل پیش کر دیتی ہے۔ ۲۶ حاصل یہ ہے کہ فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں بتانے میں بے دینوں

نے تین کفر کئے ایک تو اللہ تعالیٰ کی طرف اولاد کی نسبت دوسرے اس ذلیل چیز کا اس کی طرف منسوب کرنا جس کو وہ خود بہت ہی حقیر سمجھتے ہیں اور اپنے لیے گوارا نہیں

کرتے تیسرے ملائکہ کی توجہ انہیں بیٹیاں بتانا۔ (مدارک) اب اس کا رد فرمایا جاتا ہے۔ ۲۷ فرشتوں کا مذکر یا مؤنث ہونا ایسی چیز تو ہے نہیں جس پر کوئی عقلی

سَتَكْتُبُ شَهَادَتَهُمْ وَيَسْأَلُونَ ١٩ وَقَالُوا لَوْ شَاءَ الرَّحْمَنُ مَا عَبَدْنَاهُمْ

اب لکھ لی جائے گی ان کی گواہی ۱۹ اور ان سے جواب طلب ہوگا ۱۹ اور بولے اگر رحمن چاہتا ہم انہیں نہ پوجتے

مَا لَهُمْ بِذَلِكَ مِنْ عِلْمٍ إِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ ٢٠ أَمْ اتَيْنَهُمُ كِتَابًا

انہیں اس کی حقیقت کچھ معلوم نہیں ۲۰ یونہی اٹکیں دوڑاتے ہیں ۲۰ یا اس سے قبل ہم نے انہیں

مِّن قَبْلِهِ فَهُمْ بِهِ مُسْتَسْكُونَ ٢١ بَلْ قَالُوا إِنَّا وَجَدْنَا آبَاءَنَا عَلَىٰ

کوئی کتاب دی ہے جسے وہ تھامے ہوئے ہیں ۲۱ بلکہ بولے ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک دین

أُمَّةٍ وَإِنَّا عَلَىٰ آثَرِهِمْ مُّهْتَدُونَ ٢٢ وَكَذَلِكَ مَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ

پر پایا اور ہم ان کی لکیر پر چل رہے ہیں ۲۲ اور ایسے ہی ہم نے تم سے پہلے جب کسی شہر میں

فِي قَرْيَةٍ مِّن نَّذِيرٍ إِلَّا قَالَ مُتْرَفُوهَا إِنَّا وَجَدْنَا آبَاءَنَا عَلَىٰ أُمَّةٍ

کوئی ڈر سنانے والا بھیجا وہاں کے آسودوں (مالداروں) نے یہی کہا کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک دین پر پایا

وَإِنَّا عَلَىٰ آثَرِهِمْ مُّقْتَدُونَ ٢٣ قُلْ أَوَلَوْ جِئْتُمْ بِأَهْدَىٰ مِمَّا وَجَدْتُمْ

اور ہم ان کی لکیر کے پیچھے ہیں ۲۳ نبی نے فرمایا اور کیا جب بھی کہ میں تمہارے پاس وہ ۲۳ لاؤں جو سیدھی راہ ہو اس سے ۲۳ جس

عَلَيْهِ آبَاءُكُمْ قَالُوا إِنَّا بِمَا أُرْسِلْتُمْ بِهِ كَافِرُونَ ٢٤ فَانْتَقَبْنَا مِنْهُمْ

پر تمہارے باپ دادا تھے بولے جو کچھ تم لے کر بھیجے گئے ہم اسے نہیں مانتے ۲۴ تو ہم نے ان سے بدلہ لیا ۲۴

دلیل قائم ہو سکے اور ان کے پاس خبر کوئی آئی نہیں تو جو کفار ان کو مؤنث قرار دیتے ہیں ان کا ذریعہ علم کیا ہے کیا ان کی پیدائش کے وقت موجود تھے اور انہوں نے

مشاہدہ کر لیا ہے جب یہ بھی نہیں تو محض جاہلانہ گمراہی کی بات ہے۔ ۲۵ یعنی کفار کا فرشتوں کے مؤنث ہونے پر گواہی دینا لکھ لیا جائے گا۔ ۲۶ آخرت میں اور

اس پر سزا دی جائے گی۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کفار سے دریافت فرمایا کہ تم فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کس طرح کہتے ہو تمہارا ذریعہ علم کیا ہے؟ انہوں نے

کہا: ہم نے اپنے باپ دادا سے سنا ہے اور ہم گواہی دیتے ہیں وہ سچے تھے۔ اس گواہی کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ لکھی جائے گی اور اس پر جواب طلب ہوگا۔ ۲۷ یعنی

ملائکہ کو۔ مطلب یہ تھا کہ اگر ملائکہ کی پرستش کرنے سے اللہ تعالیٰ راضی نہ ہوتا تو ہم پر عذاب نازل کرتا اور جب عذاب نہ آیا تو ہم سمجھتے ہیں کہ وہ یہی چاہتا ہے۔ یہ

انہوں نے ایسی باطل بات کہی جس سے لازم آئے کہ تمام جرم جو دنیا میں ہوتے ہیں ان سے خدا راضی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی تکذیب فرماتا ہے۔ ۲۸ وہ رضائے

الہی کے جاننے والے ہی نہیں۔ ۲۹ جھوٹ بکتے ہیں۔ ۳۰ اور اس میں غیر خدا کی پرستش کی اجازت ہے ایسا نہیں یہ باطل ہے اور اس کے سوا بھی ان کے پاس

کوئی حجت نہیں ہے۔ ۳۱ آنکھیں میچ کر بے سوچے سمجھے ان کا اتباع کرتے ہیں وہ مخلوق پرستی کیا کرتے تھے۔ مطلب یہ ہے کہ اس کی کوئی دلیل بجز اس کے نہیں

ہے کہ یہ کام وہ باپ دادا کی پیروی میں کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان سے پہلے بھی ایسا ہی کہا کرتے تھے۔ ۳۲ اس سے معلوم ہوا کہ باپ دادا کی اندھے

بن کر پیروی کرنا کفار کا قدیمی مرض ہے اور انہیں اتنی تمیز نہیں کہ کسی کی پیروی کرنے کے لیے یہ دیکھ لینا ضروری ہے کہ وہ سیدھی راہ پر ہو۔ چنانچہ ۳۳ دین حق۔

۳۴ یعنی اس دین سے ۳۵ اگرچہ تمہارا دین حق و صواب (درست) ہو مگر ہم اپنے باپ دادا کا دین چھوڑنے والے نہیں چاہے وہ کیسا ہی ہو اس پر اللہ تعالیٰ ارشاد

فرماتا ہے ۳۶ یعنی رسولوں کے نہ ماننے والوں اور انہیں جھٹلانے والوں سے۔



فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكْذِبِينَ ﴿٢٥﴾ وَادْعَالَ اِبْرَاهِيمَ لِاَبِيهِ وَ

تو دیکھو جھٹلانے والوں کا کیسا انجام ہوا اور جب ابراہیم نے اپنے باپ اور اپنی

قَوْمَهُ اِنْنِي بَرَاءٌ مِّمَّا تَعْبُدُونَ ﴿٢٦﴾ اِلَّا الَّذِي فَطَرَنِي فَاِنَّهُ

قوم سے فرمایا میں بیزار ہوں تمہارے معبودوں سے سوا اس کے جس نے مجھے پیدا کیا کہ ضرور وہ بہت جلد

سَيَهْدِيَنِي ﴿٢٧﴾ وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿٢٨﴾

مجھے راہ دے گا اور اُسے وٹ اپنی نسل میں باقی کلام رکھا تاکہ کہیں وہ باز آئیں ﴿٢٧﴾

بَلْ مَتَّعْتُ هَؤُلَاءِ وَاٰبَاءَهُمْ حَتَّىٰ جَاءَهُمُ الْحَقُّ وَرَاسُوْلٌ مُّبِيْنٌ ﴿٢٩﴾ وَ

بلکہ میں نے انہیں ﴿٢٩﴾ اور ان کے باپ دادا کو دنیا کے فائدے دیئے ﴿٢٩﴾ یہاں تک کہ اُن کے پاس حق واصل اور صاف بتانے والا رسول تشریف لایا ﴿٢٩﴾ اور

لَمَّا جَاءَهُمُ الْحَقُّ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ وَّاِنَّا بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿٣٠﴾ وَقَالُوْا لَوْلَا

جب اُن کے پاس حق آیا بولے یہ جادو ہے اور ہم اس کے منکر ہیں اور بولے کیوں نہ

نَزَّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰی رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ ﴿٣١﴾ اَهُمْ يَقْسُوْنَ

اُتارا گیا یہ قرآن ان دو شہروں ﴿٣١﴾ کے کسی بڑے آدمی پر ﴿٣١﴾ کیا تمہارے رب کی

رَاحَتٍ رَبِّكَ ﴿٣٢﴾ نَحْنُ قَسَمًا بِيَدِيْهِمْ مَّعِيْشَتُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ

رحمت وہ بانٹتے ہیں ﴿٣٢﴾ ہم نے اُن میں ان کی زینت (زندگی گزارنے) کا سامان دنیا کی زندگی میں بانٹا ﴿٣٢﴾ اور

﴿٣٢﴾ یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے اس توحیدی کلمہ کو جو فرمایا تھا کہ میں بیزار ہوں تمہارے معبودوں سے سوائے اس کے جس نے مجھ کو پیدا کیا۔ ﴿٣٢﴾ تو

آپ کی اولاد میں مؤجد (ایک خدا کو ماننے والے) اور توحید کے داعی ہمیشہ رہیں گے۔ ﴿٣٢﴾ شرک سے اور یہ دین برحق قبول کریں یہاں حضرت ابراہیم علیہ

الصلوة والسلام کا ذکر فرمانے میں تشبیہ ہے کہ اے اہل مکہ اگر تمہیں اپنے باپ دادا کا اتباع کرنا ہی ہے تو تمہارے آباء میں جو سب سے بہتر ہیں حضرت ابراہیم علیہ

السلام ان کا اتباع کرو اور شرک چھوڑ دو اور یہ بھی دیکھو کہ انہوں نے اپنے باپ اور اپنی قوم کو راہ راست پر نہیں پایا تو ان سے بیزاری کا اعلان فرما دیا۔ اس سے معلوم

ہوا کہ جو باپ دادا راہ راست پر ہوں دین حق رکھتے ہوں ان کا اتباع کیا جائے اور جو باطل پر ہوں گمراہی میں ہوں ان کے طریقہ سے بیزاری کا اعلان کیا جائے۔

﴿٣٣﴾ یعنی کفار مکہ کو ﴿٣٣﴾ دراز عمریں عطا فرمائیں اور ان کے کفر کے باعث ان پر عذاب نازل کرنے میں جلدی نہ کی۔ ﴿٣٣﴾ یعنی قرآن شریف ﴿٣٣﴾ یعنی سید

انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روشن ترین آیات و معجزات کے ساتھ رونق افروز ہوئے اور آپ نے شرعی احکام واضح طور پر بیان فرمائے اور ہمارے اس انعام کا حق

یہ تھا کہ اس رسول مكرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت کرتے لیکن انہوں نے ایسا نہ کیا۔ ﴿٣٤﴾ مکہ مکرمہ و طائف ﴿٣٤﴾ جو کثیر المال جتھے دار جیسے کہ مکہ مکرمہ

میں ولید بن مغیرہ اور طائف میں عمرو بن مسعود ثقفی اللہ تعالیٰ ان کی اس بات کا رد فرماتا ہے ﴿٣٥﴾ یعنی کیا نبوت کی کنجیاں ان کے ہاتھ میں ہیں کہ جس کو چاہیں دے

دیں کس قدر جاہلانہ بات کہتے ہیں۔ ﴿٣٥﴾ تو کسی کو غنی کیا کسی کو فقیر کسی کو قوی کسی کو ضعیف مخلوق میں کوئی ہمارے حکم کو بدلنے اور ہماری تقدیر سے باہر نکلنے کی قدرت

نہیں رکھتا تو جب دنیا جیسی قلیل چیز میں کسی کو مجال اعتراض نہیں تو نبوت جیسے منصب عالی میں کیا کسی کو دم مارنے کا موقع ہے؟ ہم جسے چاہتے ہیں غنی کرتے ہیں جسے

چاہتے ہیں محروم بناتے ہیں جسے چاہتے ہیں فقیر کرتے ہیں جسے چاہتے ہیں خادم بناتے ہیں جسے چاہتے ہیں نبی بناتے ہیں جسے چاہتے ہیں امٹی بناتے ہیں، امیر کیا

کوئی اپنی قابلیت سے ہو جاتا ہے؟ ہماری عطا ہے جسے جو چاہیں کریں۔

رَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا

اُن میں ایک دوسرے پر درجوں بلندی دی واکہ کہ ان میں ایک دوسرے کی

سُخْرِيًّا ۚ وَرَحِمْتُ رَبِّكَ خَيْرًا مِّمَّا يَجْعُونَ ﴿٣٢﴾ وَلَوْلَا أَنْ يَكُونَ

ہنسی بنائے ۵۲ اور تمہارے رب کی رحمت ۵۳ ان کی جمع جھٹھا سے بہتر ۵۴ اور اگر یہ نہ ہوتا کہ

النَّاسُ أُمَّةً وَوَاحِدَةً لَّجَعَلْنَا لِمَنْ يَكْفُرُ بِالرَّحْمَنِ لِيُؤْتِيَهُمْ سُقْفًا مِّنْ

سب لوگ ایک دین پر ہو جائیں ۵۵ تو ہم ضرور رحمن کے منکروں کے لیے چاندی

فِضَّةٍ وَمَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُونَ ﴿٣٣﴾ وَلِيُؤْتِيَهُمْ آبَاءَ وَسُررًا عَلَيْهَا

کی چھتیاں اور سیڑھیاں بناتے جن پر چڑھتے اور ان کے گھروں کے لیے چاندی کے دروازے اور چاندی کے تخت

يَتَّكُونَ ﴿٣٤﴾ وَذُرُفًا ۚ وَإِنْ كُلُّ ذَلِكَ لَسَاءَ مَا يَحْيَوْنَ الدُّنْيَا وَ

جن پر تکیہ لگاتے اور طرح طرح کی آرائش ۵۶ اور یہ جو کچھ ہے جیتی دنیا ہی کا اسباب ہے اور

الْآخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِينَ ﴿٣٥﴾ وَمَنْ يَعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمَنِ

آخرت تمہارے رب کے پاس پرہیزگاروں کے لیے ہے ۵۷ اور جسے رُؤند (اندھا بننا) آئے رحمن کے ذکر سے ۵۸

نُقِضَ لَهُ شَيْطَانًا فَهُوَ لَهُ قَرِينٌ ﴿٣٦﴾ وَإِنَّهُمْ لَيَبْصُدُونَ عَنِ السَّبِيلِ

ہم اس پر ایک شیطان تعینات کریں کہ وہ اس کا ساتھی رہے اور بے شک وہ شیاطین ان کو ۵۹ راہ سے روکتے ہیں

۵۱ قوت و دولت وغیرہ دنیوی نعمت میں۔ ۵۲ یعنی مالدار فقیر کی ہنسی کرے۔ یہ قرطبی کی تفسیر کے مطابق ہے اور دوسرے مفسرین نے ”سُخْرِيًّا“ ہنسی بنانے کے

معنی میں نہیں لیا ہے بلکہ اعمال و اشغال کے سُخْر بنانے کے معنی میں لیا ہے اس صورت میں معنی یہ ہوں گے کہ ہم نے دولت و مال میں لوگوں کو مُتَفَاوِت کیا تا کہ ایک

دوسرے سے مال کے ذریعہ خدمت لے اور دنیا کا نظام مضبوط ہو غریب کو ذریعہ معاش ہاتھ آئے اور مالدار کو کام کرنے والے ہم پہنچیں تو اس پر کون اعتراض کر سکتا

ہے کہ فلاں کو کیوں غنی کیا اور فلاں کو فقیر اور جب دنیوی امور میں کوئی شخص دم نہیں مار سکتا تو نبوت جیسے رتبہ عالی میں کسی کو کیا تاج و تہنہ اعتراض اس کی مرضی جس

کو چاہے سرفراز فرمائے۔ ۵۳ یعنی جنت ۵۴ یعنی اس مال سے بہتر ہے جس کو دنیا میں کفار جمع کر کے رکھتے ہیں۔ ۵۵ یعنی اگر اس کا لحاظ نہ ہوتا کہ کافروں کو

فرائض عیش میں دیکھ کر سب لوگ کافر ہو جائیں گے۔ ۵۶ کیونکہ دنیا اور اس کے سامان کی ہمارے نزدیک کچھ قدر نہیں وہ سَرِيْعَةُ الزَّوَالِ (جلد ختم ہونے والا)

ہے۔ ۵۷ جنہیں دنیا کی چاہت نہیں۔ ترمذی کی حدیث میں ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا چمچہ کے پر کے برابر بھی قدر رکھتی تو کافر کو اس سے ایک پیاس

پانی نہ دیتا۔ (قَالَ التِّرْمِذِيُّ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ) دوسری حدیث میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نیاز مندوں کی ایک جماعت کے ساتھ تشریف

لے جاتے تھے راستہ میں ایک مُردہ بکری دیکھی فرمایا: دیکھتے ہو اس کے مالکوں نے اسے بہت بے قدری سے پھینک دیا دنیا کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک اتنی بھی قدر

نہیں جتنی بکری والوں کے نزدیک اس مری بکری کی ہو۔ (أَخْرَجَهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ) حدیث: سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب اللہ

تعالیٰ اپنے کسی بندے پر کرم فرماتا ہے تو اسے دنیا سے ایسا چھتا ہے جیسا تم اپنے بے مال کو پانی سے بچاتے ہو۔ (التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَسَنٌ غَرِيبٌ) حدیث: دُنْيَا مَوْسَىٰ

کے لیے قید خانہ اور کافر کے لیے جنت ہے۔ ۵۸ یعنی قرآن پاک سے اندھا بن جانے کے اس کی ہدایتوں کو نہ دیکھے اور ان سے فائدہ نہ اٹھائے۔ ۵۹ یعنی اندھا

بننے والوں کو۔

وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ مُّهْتَدُونَ ﴿۳۷﴾ حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ نَقَالَ يَلَيْتَ بَيْنِي وَ

اور نہ سمجھتے یہ ہیں کہ وہ راہ پر ہیں یہاں تک کہ جب ملا کافر ہمارے پاس آئے گا اپنے شیطان سے کہے گا ہائے کسی طرح مجھ میں

بَيْنَكَ بَعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ فَبِئْسَ الْقَرِينُ ﴿۳۸﴾ وَلَنْ يَنْفَعَكُمُ الْيَوْمَ إِذْ

تجھ میں پورب پیچھے (مشرق و مغرب) کا فاصلہ ہوتا تو کیا ہی بُرا ساتھی ہے اور ہرگز تمہارا اس ملا سے بھلا نہ ہوگا آج جب

ظَلَمْتُمْ أَنفُسَكُمْ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُونَ ﴿۳۹﴾ أَفَأَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ أَوْ تَهْدِي

کہ ۳۹ تم نے ظلم کیا کہ تم سب عذاب میں شریک ہو تو کیا تم بہروں کو سناؤ گے ۴۰ یا اندھوں کو راہ

الْعُمَىٰ وَمَنْ كَانَتْ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿۴۰﴾ فَمَا نَذَرْنَا بِكَ فَإِنَّا مَنِمُّهُمْ

دکھاؤ گے ۴۱ اور انھیں جو کھلی گمراہی میں ہیں ۴۲ تو اگر ہم تمہیں لے جائیں ملا تو ان سے ہم

مُنْتَقِبُونَ ﴿۴۱﴾ أَوْ نُرِيكَ الَّذِي وَعَدْنَاهُمْ فَإِنَّا عَلَيْهِمْ مُّقْتَدِرُونَ ﴿۴۲﴾

ضرور بدلہ لیں گے ۴۳ یا تمہیں دکھادیں ۴۴ جس کا انھیں ہم نے وعدہ دیا ہے تو ہم اُن پر بڑی قدرت والے ہیں

فَاسْتَسِمْ بِالَّذِي أَوْحَىٰ إِلَيْكَ ۚ إِنَّكَ عَلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿۴۳﴾ وَ

تو مضبوط تھامے رہو اُسے جو تمہاری طرف وحی کی گئی ۴۴ اے شک تم سیدھی راہ پر ہو اور

إِنَّهُ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ ۚ وَسَوْفَ تُسْأَلُونَ ﴿۴۴﴾ وَسُئِلَ مَنْ أَرْسَلْنَا

بے شک وہ لک شرف ہے تمہارے لیے ۴۵ اور تمہاری قوم کے لیے ۴۶ اور عنقریب تم سے پوچھا جائے گا ۴۷ اور اُن سے پوچھو جو ہم

مِنْ قَبْلِكَ مِنْ أَرْسَلْنَا أَجَعَلْنَا مِنْ دُونِ الرَّحْمَنِ إِلَهًا يُعْبَدُونَ ۚ ع ﴿۴۵﴾

نے تم سے پہلے رسول بھیجے کیا ہم نے دُونِ الرَّحْمَنِ کے سوا کچھ اور خدا ٹھہرائے جن کو پوجا ہو ۴۶

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ فَقَالَ إِنِّي رَسُولُ

اور بے شک ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیوں کے ساتھ فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف بھیجا تو اس نے فرمایا بے شک میں اس کا رسول

۴۷ وہ اندھا بننے والے باوجود گمراہ ہونے کے ۴۸ روز قیامت ۴۹ حسرت و ندامت ۵۰ ظاہر و ثابت ہو گیا کہ دنیا میں شرک کر کے ۵۱ جو گوش قبول نہیں

رکھتے۔ ۵۲ جو چشم حق ہیں (حق دیکھنے والی آنکھ) سے محروم ہیں۔ ۵۳ جن کے نصیب میں ایمان نہیں۔ ۵۴ یعنی انہیں عذاب کرنے سے پہلے تمہیں وفات

دیں۔ ۵۵ آپ کے بعد۔ ۵۶ تمہارے حیات میں اُن پر اپنا وہ عذاب ۵۷ ہماری کتاب قرآن مجید۔ ۵۸ قرآن شریف۔ ۵۹ کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں

نبوت و حکمت عطا فرمائی۔ ۶۰ یعنی امت کے لیے کہ انہیں اس سے ہدایت فرمائی۔ ۶۱ روز قیامت کہ تم نے قرآن کا کیا حق ادا کیا اس کی کیا تعظیم کی اس نعمت کا

کیا شکر بجالائے۔ ۶۲ رسولوں سے سوال کرنے کے معنی یہ ہیں کہ ان کے اَدْبَانِ و مِلْکِ کو تلاش کرو! کہیں بھی کسی نبی کی امت میں بت پرستی زوار کھی گئی ہے! اور

اکثر مفسرین نے اس کے معنی یہ بیان کئے ہیں کہ مومنین اہل کتاب سے دریافت کرو کہ کیا کبھی کسی نبی نے غیر اللہ کی عبادت کی اجازت دی! تاکہ مشرکین پر ثابت

ہو جائے کہ مخلوق پرستی نہ کسی رسول نے بتائی نہ کسی کتاب میں آئی۔ یہ بھی ایک روایت ہے کہ شبِ معراج سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیت المقدس میں تمام



رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٣٦﴾ فَلَمَّا جَاءَهُمْ بِآيَاتِنَا إِذَا هُمْ مِنْهَا يَصْحُكُونَ ﴿٣٧﴾ وَ

ہوں جو سارے جہاں کا مالک ہے پھر جب وہ اُن کے پاس ہماری نشانیاں لایا تو ان پر ہنسنے لگے اور

مَا نَرِيهِمْ مِنْ آيَةٍ إِلَّا هِيَ أَكْبَرُ مِنْ أُخْتِهَا وَأَخَذْنَاهُمْ بِالْعَذَابِ

ہم انہیں جو نشانی دکھاتے وہ پہلے سے بڑی ہوتی ہے اور ہم نے انہیں مصیبت میں گرفتار کیا

لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿٣٨﴾ وَقَالُوا يَا أَيُّهَا السُّحْرُ ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهَدَ

کہ وہ باز آئیں اور بولے کہ اے جادوگر! ہمارے لیے اپنے رب سے دعا کر اس عہد کے سبب جو اس

عِنْدَكَ إِنَّا لَبُهْتَدُونَ ﴿٣٩﴾ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمْ الْعَذَابَ إِذَا هُمْ

کا تیرے پاس ہے اور بے شک ہم ہدایت پر آئیں گے اور پھر جب ہم نے اُن سے وہ مصیبت مٹا دی جبھی وہ

يَبْكُونَ ﴿٤٠﴾ وَنَادَى فِرْعَوْنُ فِي قَوْمِهِ قَالَ يَا قَوْمِ أَلَيْسَ لِي مُلْكُ

عہد توڑ گئے اور فرعون اپنی قوم میں پکارا کہ اے میری قوم کیا میرے لیے مصر کی

مَصْرَ وَهَذِهِ الْأَنْهَارُ تَجْرِي مِنْ تَحْتِي أَفَلَا تُبْصِرُونَ ﴿٤١﴾ أَمْ أَنَا

سلطنت نہیں اور یہ نہریں کہ میرے نیچے بہتی ہیں تو کیا تم دیکھتے نہیں یا میں

خَيْرٌ مِّنْ هَذَا الَّذِي هُوَ مَهِينٌ ﴿٤٢﴾ وَلَا يَكَادُيبِينَ ﴿٤٣﴾ فَلَوْلَا أُلْقِيَ عَلَيْهِ

بہتر ہوں اور اس سے کہ ذلیل ہے اور بات صاف کرتا معلوم نہیں ہوتا تو اس پر کیوں نہ ڈالے گئے

انبیاء کی امامت فرمائی جب حضور نماز سے فارغ ہوئے جبریل امین نے عرض کیا کہ اے سرور اکرم! اپنے سے پہلے انبیاء سے دریافت فرما لیجئے کہ کیا اللہ تعالیٰ نے اپنے  
سوا کسی اور کی عبادت کی اجازت دی؟ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس سوال کی کچھ حاجت نہیں یعنی اس میں کوئی شک ہی نہیں کہ تمام انبیاء تو حید کی  
دعوت دیتے آئے سب نے مخلوق پرستی کی ممانعت فرمائی۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی رسالت پر دلالت کرتی تھیں۔ اور ان کو چادو بتانے لگے۔

اور یعنی ہر ایک نشانی اپنی خصوصیت میں دوسری سے بڑھی چڑھی تھی مراد یہ ہے کہ ایک سے ایک اعلیٰ تھی۔ اور کفر سے ایمان کی طرف اور یہ عذاب قحط سالی اور  
طوفان و ٹڈی وغیرہ سے کئے گئے یہ سب حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی نشانیاں تھیں جو ان کی نبوت پر دلالت کرتی تھیں اور ان میں ایک سے ایک  
بلند و بالا تھی۔ اور عذاب دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہہ لیا کہ ان کے عرف اور محاورہ میں بہت تعظیم و تکریم کا تھا وہ عالم و ماہر و حافظِ کامل کو چادو گر کہا

کرتے تھے اور اس کا سبب یہ تھا کہ ان کی نظر میں جادو کی بہت عظمت تھی اور وہ اس کو صفتِ مدح سمجھتے تھے اس لیے انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بوقتِ التجاء  
اس کلمہ سے ندا کی، کہا: ﴿٤٢﴾ وہ عہد یا تو یہ ہے کہ آپ کی دعا مستجاب ہے یا نبوت یا ایمان لانے والوں اور ہدایت قبول کرنے والوں پر سے عذاب اٹھالیا۔ اور ایمان  
لائیں گے۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی اور ان پر سے عذاب اٹھالیا گیا۔ اور ایمان نہ لانے والے کفر پر مہر رہے۔ اور بہت افتخار کے ساتھ

اور یہ دریاے نیل سے نکلی ہوئی بڑی بڑی نہریں تھیں جو فرعون کے قصر (محل) کے نیچے جاری تھیں۔ اور میری عظمت و قوت اور شان و سطوت (شوکت)۔  
اللہ تعالیٰ کی عجیب شان ہے! خلیفہ رشید نے جب یہ آیت پڑھی اور حکومت مصر پر فرعون کا غرور دیکھا تو کہا کہ میں وہ مصر اپنے ادنیٰ غلام کو دے دوں گا۔ چنانچہ انہوں  
نے ”مصر“ ٹھیک کو دے دیا جو ان کا غلام تھا اور وضو کرانے کی خدمت پر مامور تھا۔ اور یعنی کیا تمہارے نزدیک ثابت ہو گیا اور تم نے سمجھ لیا کہ میں بہتر ہوں۔

اور یہ اس بے ایمان منکبر نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شان میں کہا۔ اور زبان میں گرہ ہونے کی وجہ سے جو بچپن میں آگ منہ میں رکھنے سے بڑھی تھی اور یہ

أَسْوَرَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ أَوْ جَاءَ مَعَهُ الْمَلِكَةُ مُقْتَرِنِينَ ﴿٥٣﴾ فَاسْتَخَفَّ

سونے کے لگن ۵۳ یا اس کے ساتھ فرشتے آتے کہ اس کے پاس رہتے ۵۴ پھر اس نے اپنی قوم کو

قَوْمَهُ فَأَطَاعُوهُ ۱۳ ط اُنْهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَسِيقِينَ ﴿٥٤﴾ فَلَمَّا آسَفُونَا انْتَقَمْنَا

کم عقل کر لیا ۱۳ تو وہ اس کے کہنے پر چلے ۹۲ بے شک وہ بے حکم لوگ تھے پھر جب انھوں نے وہ کیا جس پر ہمارا غضب

مِنْهُمْ فَأَعْرَضْنَا عَنْهُمْ ۱۴ فَجَعَلْنَاهُمْ سَلْفًا وَمَثَلًا لِّلْآخِرِينَ ﴿٥٥﴾

ان پر آیا ہم نے ان سے بدلہ لیا تو ہم نے ان سب کو ڈبو دیا انھیں ہم نے کر دیا اگلی داستان اور کہاوت پچھلوں کے لیے ۹۵

وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا إِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّونَ ﴿٥٦﴾ وَقَالُوا

اور جب ابن مریم کی مثال بیان کی جائے جیسی تمہاری قوم اُس سے ہنسے لگتے ہیں ۹۶ اور کہتے ہیں

ءَالِهَتُنَا خَيْرٌ أَمْ هُوَ ۱۵ مَّا ضَرَبُوا لَكَ إِلَّا جَدَلًا ۱۶ بَلْ هُمْ قَوْمٌ

کیا ہمارے معبود بہتر ہیں یا وہ ۱۵ انھوں نے تم سے یہ نہ کہی مگر ناحق جھگڑے کو ۹۷ بلکہ وہ ہیں ہی

خَصُونَ ﴿٥٧﴾ إِنَّ هُوَ إِلَّا عَبْدٌ أَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنَاهُ مَثَلًا لِّلْبَنِي

جھگڑالو لوگ ۹۸ وہ تو نہیں مگر ایک بندہ جس پر ہم نے احسان فرمایا تھا اور اسے ہم نے بنی اسرائیل کے لیے

اس ملعون نے جھوٹ کہا کیونکہ آپ کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے زبان اقدس کی وہ گرہ زائل کر دی تھی لیکن فرعون نے پہلے ہی خیال میں تھے آگے پھر اسی فرعون کا کام ذکر فرمایا

جاتا ہے۔ ۹۹ یعنی اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام سچے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کو واجب الاطاعت سردار بنایا ہے تو انہیں سونے کا لنگن کیوں نہیں پہنایا۔ یہ بات اس

نے اپنے زمانہ کے دستور کے مطابق کہی کہ اس زمانہ میں جس کسی کو سردار بنایا جاتا تھا اس کو سونے کے لنگن اور سونے کا طوق پہنایا جاتا تھا۔ ۱۰۰ اور اس کے صدق

کی گواہی دیتے۔ ۱۰۱ ان جاہلوں کی عقل خبط (خراب) کر دی انہیں بہلا پھسلا لیا۔ ۱۰۲ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تکذیب کرنے لگے۔ ۱۰۳ کہ بعد والے

ان کے حال سے نصیحت و عبرت حاصل کریں۔ ۱۰۴ شان نزول: جب سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قریش کے سامنے یہ آیت ”وَمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ

اللَّهِ حَصَبٌ جَبْهَتُمْ“ پڑھی جس کے معنی یہ ہیں کہ اے مشرکین! تم اور جو چیز اللہ کے سوا تم پوجتے ہو سب جہنم کا ایندھن ہے۔ یہ سن کر مشرکین کو بہت غصہ آیا اور

ابن زبیری کہنے لگا: یا محمد! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کیا یہ خاص ہمارے اور ہمارے معبودوں ہی کے لیے ہے یا ہر امت و گروہ کے لیے؟ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ تمہارے اور تمہارے معبودوں کے لیے بھی ہے اور سب امتوں کے لیے بھی۔ اس پر اس نے کہا کہ آپ کے نزدیک عیسیٰ بن مریم نبی ہیں

اور آپ ان کی اور ان کی والدہ کی تعریف کرتے ہیں اور آپ کو معلوم ہے کہ نصاریٰ ان دونوں کو پوجتے ہیں اور حضرت عزیر اور فرشتے بھی پوجے جاتے ہیں یعنی یہود

وغیرہ ان کو پوجتے ہیں تو اگر یہ حضرات (معاذ اللہ) جہنم میں ہوں تو ہم راضی ہیں کہ ہم اور ہمارے معبود بھی ان کے ساتھ ہوں اور یہ کہہ کر کفار خوب ہنسے اس پر یہ

آیت اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی: ”إِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِنَّا الْحُسْنَىٰ أُولَٰئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ“ اور یہ آیت نازل ہوئی: ”وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ..... الْآيَةَ“

جس کا مطلب یہ ہے کہ جب ابن زبیری نے اپنے معبودوں کے لیے حضرت عیسیٰ بن مریم کی مثال بیان کی اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سجا ڈالے کہ کیا

نصاریٰ انہیں پوجتے ہیں تو قریش اس کی اس بات پر ہنسے لگے۔ ۱۰۵ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔ مطلب یہ تھا کہ آپ کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام بہتر

ہیں تو اگر (معاذ اللہ) وہ جہنم میں ہوئے تو ہمارے معبود یعنی بت بھی ہوا کریں کچھ پرواہ نہیں اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ۱۰۶ یہ جانتے ہوئے کہ وہ جو کچھ کہہ رہے

ہیں باطل ہے اور آریہ کریمہ ”إِن كُنتُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ“ (بیٹک تم اور جو کچھ اللہ کے سوا تم پوجتے ہو) سے صرف بت مراد ہیں حضرت عیسیٰ و حضرت عزیر

إِسْرَائِيلَ ٥٩ ﴿٥٩﴾ وَلَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَلَائِكَةً فِي الْأَرْضِ

عجیب نمونہ بنایا وٹا اور اگر ہم چاہتے تو وٹا زمین میں تمہارے بدلے فرشتے

يَخْلُقُونَ ﴿٦٠﴾ وَإِنَّهُ لَعَلَّمَ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُونِ ٥٨ ط هَذَا

ساتے وٹا اور بے شک عیسیٰ قیامت کی خبر ہے وٹا تو ہرگز قیامت میں شک نہ کرنا اور میرے پیرو ہونا وٹا یہ

صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ ﴿٦١﴾ وَلَا يَصُدُّكُمْ الشَّيْطَانُ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ﴿٦٢﴾

سیدھی راہ ہے اور ہرگز شیطان تمہیں نہ روک دے وٹا بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے

وَلَمَّا جَاءَ عِيسَىٰ بِالْبَيِّنَاتِ قَالَ قَدْ جِئْتُكُمْ بِالْحِكْمَةِ وَلِأَبِينَكُمْ

اور جب عیسیٰ روشن نشانیاں وٹا لایا اس نے فرمایا میں تمہارے پاس حکمت لے کر آیا وٹا اور اس لیے تم سے بیان کردوں

بَعْضَ الَّذِي تَخْتَلِفُونَ فِيهِ ٥٩ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا ٦٣ ﴿٦٣﴾ إِنَّ اللَّهَ

بعض وہ باتیں جن میں تم اختلاف رکھتے ہو وٹا تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو بے شک اللہ

هُوَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوا ٥٨ ط هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ ﴿٦٤﴾ فَاخْتَلَفَ

میرا رب اور تمہارا رب تو اسے پوجو یہ سیدھی راہ ہے وٹا پھر وہ

الْأَحْزَابُ مِنْ بَيْنِهِمْ ٥٩ فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْيَوْمِ ﴿٦٥﴾

گروہ آپس میں مختلف ہو گئے وٹا تو ظالموں کی خرابی ہے وٹا ایک دردناک دن کے عذاب سے وٹا

هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا السَّاعَةَ أَنْ تَأْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿٦٦﴾

کاہے کے انتظار میں ہیں مگر قیامت کے کہ ان پر اچانک آجائے اور انھیں خبر نہ ہو

اور ملائکہ کوئی مراد نہیں لیے جاسکتے۔ ابن زبیر عربی تھا عربی زبان کا جاننے والا تھا یہ اس کو خوب معلوم تھا کہ ”مَتَّعِبُونَ“ میں جو ”مَسَا“ ہے اس کے معنی چیز کے

ہیں، اس سے غیر ذوی العقول مراد ہوتے ہیں لیکن باوجود اس کے اس کا زبان عرب کے اصول سے جاہل بن کر حضرت عیسیٰ اور حضرت عزیر اور ملائکہ کو اس میں

داخل کرنا کھجتی اور جہل پروری ہے۔ ٥٩ بطل کے درپے ہونے والے اب حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت ارشاد فرمایا جاتا ہے: وٹا نبوت عطا

فرما کر۔ وٹا اپنی قدرت کا کہ بغیر باپ کے پیدا کیا۔ وٹا اے اہل مکہ! ہم تمہیں ہلاک کر دیتے اور وٹا جو ہماری عبادت و اطاعت کرتے۔

وٹا یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے اترنا علامات قیامت میں سے ہے۔ وٹا یعنی میری ہدایت و شریعت کا اتباع کرنا۔ وٹا شریعت کے

اتباع یا قیامت کے یقین یا دین الہی پر قائم رہنے سے۔ وٹا یعنی عجزات و وٹا یعنی نبوت اور انجیلی احکام۔ وٹا توریت کے احکام میں سے۔ وٹا حضرت

عیسیٰ علیہ السلام کا کلام مبارک تمام ہو چکا آگے نصرانیوں کے شرکوں کا بیان فرمایا جاتا ہے۔ وٹا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ان میں سے کسی نے کہا

کہ عیسیٰ خدا تھے۔ کسی نے کہا: خدا کے بیٹے۔ کسی نے کہا: تین میں سے تیسرے۔ غرض نصرانی فرقے فرقے ہو گئے: یحییٰ، یسوع، یسوع، یسوع، یسوع، یسوع۔

وٹا جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کفر کی باتیں کہیں۔ وٹا یعنی روز قیامت کے۔



أَلَا خَلَاءٌ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ إِلَّا الْمُتَّقِينَ ﴿٦٤﴾ لِيُعْبَادِيَ لَا

گہرے دوست اس دن ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے مگر پرہیزگار ﴿٦٤﴾ ان سے فرمایا جائے گا

خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَلَا أَنْتُمْ تَحْزَنُونَ ﴿٦٥﴾ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْإِيتِنَاوِ

اے میرے بندو آج نہ تم پر خوف نہ تم کو غم ہو وہ جو ہماری آیتوں پر ایمان لائے اور

كَانُوا مُسْلِمِينَ ﴿٦٩﴾ أَدْخُلُوا الْجَنَّةَ أَنْتُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُونَ ﴿٤٠﴾

مسلمان تھے داخل ہو جنت میں تم اور تمہاری بیویاں تمہاری خاطر میں ہوتیں ﴿٤٠﴾

يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ مِّنْ ذَهَبٍ وَأَكْوَابٍ وَفِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ

ان پر دورہ ہوگا سونے کے پیالوں اور جاموں کا اور اس میں جو

الْأَنْفُسُ وَتَكْدُّ الْأَعْيُنُ وَأَنْتُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٤١﴾ وَتِلْكَ الْجَنَّةُ

جی چاہے اور جس سے آنکھ کو لذت پہنچے ﴿٤١﴾ اور تم اس میں ہمیشہ رہو گے اور یہ ہے وہ جنت

الَّتِي أَوْرَشْتُمْوهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٤٢﴾ لَكُمْ فِيهَا فَاكِهَةٌ كَثِيرَةٌ

جس کے تم وارث کئے گئے اپنے اعمال سے تمہارے لیے اس میں بہت میوے ہیں

مِنْهَا تَأْكُلُونَ ﴿٤٣﴾ إِنَّ الْمُجْرِمِينَ فِي عَذَابٍ جَهَنَّمَ خَالِدُونَ ﴿٤٤﴾

کہ ان میں سے کھاؤ ﴿٤٣﴾ بے شک مجرم ﴿٤٤﴾ جہنم کے عذاب میں ہمیشہ رہنے والے ہیں

لَا يُفْتَرُ عَنْهُمْ وَهُمْ فِيهِ مُبْسُونَ ﴿٤٥﴾ وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ وَلَكِنْ كَانُوا هُمْ

وہ کبھی ان پر سے بلکانہ پڑے گا اور وہ اس میں بے آس رہیں گے ﴿٤٥﴾ اور ہم نے ان پر کچھ ظلم نہ کیا ہاں وہ خود ہی

﴿٤٥﴾ یعنی دینی دوستی اور وہ محبت جو اللہ تعالیٰ کے لیے ہے باقی رہے گی۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں مروی ہے آپ نے فرمایا: دو

دوست مومن اور دو دوست کافر مومن دوستوں میں ایک مرجاتا ہے تو بارگاہِ الہی میں عرض کرتا ہے: یارب! فلاں مجھے تیری اور تیرے رسول کی فرمانبرداری کا اور نیکی

کرنے کا حکم کرتا تھا اور مجھے برائی سے روکتا تھا اور خبر دیتا تھا کہ مجھے تیرے حضور حاضر ہونا ہے، یارب! اس کو میرے بعد گمراہ نہ کر اور اس کو ہدایت دے جیسی میری

ہدایت فرمائی اور اس کا اکرام کر جیسا میرا اکرام فرمایا۔ جب اس کا مومن دوست مرجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ دونوں کو جمع کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ تم میں ہر ایک دوسرے کی

تعریف کرے تو ہر ایک کہتا ہے کہ یہ اچھا بھائی ہے، اچھا دوست ہے، اچھا رفیق ہے اور دو کافر دوستوں میں سے جب ایک مرجاتا ہے تو دعا کرتا ہے: یارب! فلاں

مجھے تیری اور تیرے رسول کی فرمانبرداری سے منع کرتا تھا اور بدی کا حکم دیتا تھا، نیکی سے روکتا تھا اور خبر دیتا تھا کہ مجھے تیرے حضور حاضر ہونا نہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

کہ تم میں سے ہر ایک دوسرے کی تعریف کرے، تو ان میں سے ایک دوسرے کو کہتا ہے: بُرا بھائی، بُرا دوست، بُرا رفیق۔ ﴿٤٥﴾ یعنی جنت میں تمہارا اکرام ہوگا نعمتیں

دی جائیں گی ایسے خوش کئے جاؤ گے کہ تمہارے چہروں پر خوشی کے آثار نمودار ہوں گے۔ ﴿٤٤﴾ انواع و اقسام کی نعمتیں۔ ﴿٤٤﴾ جنتی درخت شردار سدا بہار ہیں ان

کی زیب و زینت میں فرق نہیں آتا۔ حدیث شریف میں ہے کہ اگر کوئی ان سے ایک پھل لے گا تو درخت میں اس کی جگہ دو پھل نمودار ہو جائیں گے۔ ﴿٤٤﴾ یعنی

کافر۔ ﴿٤٥﴾ رحمت کی امید بھی نہ ہوگی۔

الظَّالِمِينَ ﴿٤٦﴾ وَنَادُوا إِلَيْكَ لِيَقْضَ عَلَيْنَا رَبُّكَ ط قَالَ إِنَّكُمْ

ظالم تھے ۱۲۱ اور وہ پکاریں گے ۱۲۱ اے مالک تیرا رب ہمیں تمام کرچکے ۱۲۱ وہ فرمائے گا ۱۲۱ تمہیں

مَكشُونٌ ﴿٤٧﴾ لَقَدْ جِئْنَاكُمْ بِالْحَقِّ وَلَكِنَّ أَكْثَرَكُمْ لِدَلْحِقِ كُرْهُونَ ﴿٤٨﴾

تو ظہرنا ہے ۱۲۲ بے شک ہم تمہارے پاس حق لائے ۱۲۲ مگر تم میں اکثر کو حق ناگوار ہے

أَمْ أَبْرُمُوا أَمْ أَمَّا فَإِنَّمَا بُرْمُونَ ﴿٤٩﴾ أَمْ يَحْسَبُونَ أَنَّا لَا نَسْمَعُ

کیا انھوں نے ۱۲۳ اپنے خیال میں کوئی کام پکا کر لیا ہے ۱۲۳ تو ہم اپنا کام پکا کرنے والے ہیں ۱۲۳ کیا اس گھنڈ میں ہیں کہ ہم ان کی آہستہ بات

سِرَّهُمْ وَنَجْوَاهُمْ ط بَلَىٰ وَرُسُلْنَا لَدَيْهِمْ يَكْتُبُونَ ﴿٥٠﴾ قُلْ إِن كَانَ

اور ان کی مشورت نہیں سنتے ہاں کیوں نہیں ۱۲۴ اور ہمارے فرشتے ان کے پاس لکھ رہے ہیں تم فرماؤ بفرض مجال

لِلرَّحْمَنِ وَلَدٌ ط فَإِنَّا أَوَّلُ الْعَبِيدِينَ ﴿٥١﴾ سُبْحَانَ رَبِّ السَّمَوَاتِ وَ

رحمن کے کوئی بچہ ہوتا تو سب سے پہلے میں پوجتا ۱۲۵ پاکی ہے آسمانوں اور زمین

الْأَرْضِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُونَ ﴿٥٢﴾ فَذَرُهُمْ يَخُوضُوا وَيَلْعَبُوا

کے رب کو عرش کے رب کو ان باتوں سے جو یہ بناتے ہیں ۱۲۶ تو تم انھیں چھوڑو کہ بہودہ باتیں کریں اور کھیلیں ۱۲۶

حَتَّىٰ يُلَاقُوا يَوْمَهُمُ الَّذِي يَوعَدُونَ ﴿٥٣﴾ وَهُوَ الَّذِي فِي السَّمَاءِ إِلَهُ وَّ

یہاں تک کہ اپنے اُس دن کو پائیں جس کا اُن سے وعدہ ہے ۱۲۷ اور وہی آسمان والوں کا خدا اور

فِي الْأَرْضِ إِلَهُ ط وَهُوَ الْحَكِيمُ الْعَلِيمُ ﴿٥٤﴾ وَتَبَرَّكَ الَّذِي لَهُ مُلْكُ

زمین والوں کا خدا ۱۲۸ اور وہی حکمت و علم والا ہے اور بڑی برکت والا ہے وہ کہ اسی کے لیے ہے سلطنت

۱۲۱ کہ سرکشی و نافرمانی کر کے اس حال کو پہنچے۔ ۱۲۱ جہنم کے داروغہ کو کہ ۱۲۱ یعنی موت دے دے۔ مالک سے درخواست کریں گے کہ وہ اللہ تبارک و تعالیٰ

سے ان کی موت کی دعا کرے۔ ۱۲۳ ہزار برس بعد۔ ۱۲۳ عذاب میں ہمیشہ کبھی اس سے رہائی نہ پاؤ گے نہ موت سے نہ اور کسی طرح اس کے بعد اللہ تعالیٰ اہل

مکہ سے خطاب فرماتا ہے ۱۲۵ اپنے رسولوں کی معرفت۔ ۱۲۶ یعنی کفار مکہ نے۔ ۱۲۶ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ مکر کرنے اور فریب سے ایذا

پہنچانے کا اور درحقیقت ایسا ہی تھا کہ قریش دار الندوہ میں جمع ہو کر حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایذا رسانی کے لیے حیلے سوچتے تھے۔ ۱۲۸ ان کے

اس مکر و فریب کا بدلہ جس کا انجام ان کی ہلاکت ہے۔ ۱۲۹ ہم ضرور سنتے ہیں اور پوشیدہ ظاہر ہر بات جانتے ہیں ہم سے کچھ نہیں چھپ سکتا۔ ۱۳۰ لیکن اس کے

بچنے اور اس کے لیے اولاد مجال ہے یہی قہر و کد میں مبالغہ ہے۔ شان نزول: نضر بن حارث نے کہا تھا کہ فرشتے خدا کی بیٹیاں ہیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی تو نضر

کہنے لگا: دیکھتے ہو قرآن میں میری تصدیق آگئی۔ ولید نے کہا کہ تیری تصدیق نہیں ہوئی بلکہ یہ فرمایا گیا کہ رحمن کے ولد نہیں ہے اور میں اہل مکہ میں سے پہلا مؤجد

ہوں اس سے ولد کی نفی کرنے والا۔ اس کے بعد اللہ تبارک و تعالیٰ کی تنزیہ (پاکی) کا بیان ہے۔ ۱۳۱ اور اس کے لیے اولاد قرار دیتے ہیں۔ ۱۳۲ یعنی جس لغو و

باطل میں ہیں اسی میں پڑے رہیں۔ ۱۳۳ جس میں عذاب کئے جائیں گے اور وہ روز قیامت ہے۔ ۱۳۴ یعنی وہی معبود ہے آسمان زمین میں اسی کی عبادت کی

جاتی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَعِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَإِلَيْهِ

آسمانوں اور زمین کی اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اور اسی کے پاس ہے قیامت کا علم اور تمہیں

تُرْجَعُونَ ﴿٨٥﴾ وَلَا يَلِيكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ الشَّفَاعَةَ إِلَّا

اسی کی طرف پھرنا اور جن کو یہ اللہ کے سوا پوجتے ہیں شفاعت کا اختیار نہیں رکھتے ہاں شفاعت کا اختیار انہیں ہے

مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿٨٦﴾ وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُولُنَّ

جو حق کی گواہی دیں ۱۳۵ اور علم رکھیں ۱۳۶ اور اگر تم ان سے پوچھو ۱۳۷ کہ انہیں کس نے پیدا کیا تو ضرور کہیں گے

اللَّهُ فَإِنِّي يُوقِفُونَ ﴿٨٧﴾ وَقِيلَ لَهُ يَرْبِّ إِنَّ هَؤُلَاءِ قَوْمٌ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٨٨﴾

اللہ نے ۱۳۸ تو کہاں اوندھے جاتے ہیں ۱۳۹ مجھے رسول ۱۴۰ کے اس کہنے کی قسم ۱۴۱ کہ اے میرے رب یہ لوگ ایمان نہیں لاتے

فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وَقُلْ سَلَامٌ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ﴿٨٩﴾

تو ان سے درگزر کرو ۱۴۲ اور فرماؤ بس سلام ہے ۱۴۳ کہ آگے جان جائیں گے ۱۴۴

﴿٥٩﴾ ﴿سُورَةُ الدُّخَانِ مَكِّيَّةٌ ٦٢﴾ ﴿مَرْكُوعَاتُهَا ٣﴾

سورہ دخان مکہ ہے، اس میں انسٹھ آیتیں اور تین رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

حَمِّ ﴿١﴾ وَالْكِتَابِ الْمُبِينِ ﴿٢﴾ إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ مُبَرَّكَةٍ إِنَّا كُنَّا

قسم اس روشن کتاب کی ۱ بے شک ہم نے اُسے برکت والی رات میں اتارا ۲ بے شک ہم

مُنذِرِينَ ﴿٣﴾ فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ ﴿٤﴾ أَمْرًا مِنْ عِنْدِنَا إِنَّا

ڈرسانے والے ہیں ۳ اس میں بانٹ دیا جاتا ہے ہر حکمت والا کام ۴ ہمارے پاس کے حکم سے بے شک

۱۳۵ یعنی توحید الہی کی۔ ۱۳۶ اس کا کہ اللہ ان کا رب ہے ایسے مقبول بندے ایمانداروں کی شفاعت کریں گے۔ ۱۳۷ یعنی مشرکین سے۔ ۱۳۸ اور اللہ تعالیٰ

کے خالق عالم ہونے کا اقرار کریں گے۔ ۱۳۹ اور باوجود اس اقرار کے اس کی توحید و عبادت سے پھرتے ہیں۔ ۱۴۰ سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

۱۴۱ اللہ تبارک و تعالیٰ کا حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قول مبارک کی قسم فرمانا حضور کے اکرام اور حضور کی دعا و التجا کے احترام کا اظہار ہے۔ ۱۴۲ اور

انہیں چھوڑ دو۔ ۱۴۳ یہ سلام مُنْتَازِکَت ہے، اس کے معنی یہ ہیں کہ ہم تمہیں چھوڑتے ہیں اور تم سے امن میں رہنا چاہتے ہیں (وَكُنَّا هَذَا قَبْلَ الْأَمْرِ بِالْجِهَادِ)

۱۴۴ اپنا انجام کار۔ ۱۴۵ سورہ ذُخَان کی ہے اس میں تین رکوع اور ستاون یا انسٹھ آیتیں اور تین سو چھیالیس کلمے اور ایک ہزار چار سو اکتیس حرف ہیں۔ ۱۴۶ یعنی

قرآن پاک کی جو حلال و حرام وغیرہ احکام کا بیان فرمانے والا ہے۔ ۱۴۷ اس رات سے یا شبِ قدر مراد ہے یا شبِ براءۃ اس شب میں قرآن پاک بتمام لوح

محموظ سے آسمان دنیا کی طرف اتارا گیا پھر وہاں سے حضرت جبریل میں تیس سال کے عرصہ میں تھوڑا تھوڑا لے کر نازل ہوئے اس شب کو شبِ مبارک اس لیے فرمایا گیا



كُنَّا مُرْسِلِينَ ٥ رَحْمَةً مِّن رَّبِّكَ ٦ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ٧

ہم بھیجے والے ہیں ٥ تمہارے رب کی طرف سے رحمت بے شک وہی سُننا جانتا ہے

رَبِّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ٨ إِنَّ كُنْتُمْ مُّوقِنِينَ ٩ لَا إِلَهَ

وہ جو رب ہے آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اگر تمہیں یقین ہو سکے اس کے سوا

إِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ ١٠ رَبُّكُمْ وَرَبُّ آبَائِكُمُ الْأَوَّلِينَ ١١ بَلْ هُمْ

کسی کی زندگی نہیں وہ چلائے اور مارے تمہارا رب اور تمہارے اگلے باپ دادا کا رب بلکہ وہ

فِي شَكٍّ يَلْعَبُونَ ١٢ فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُحَانٍ مُّبِينٍ ١٣

شک میں پڑے کھیل رہے ہیں ١٢ تو تم اس دن کے منتظر رہو جب آسمان ایک ظاہر دھواں لائے گا

يَغْشَى النَّاسَ ١٤ هَذَا عَذَابٌ أَلِيمٌ ١٥ رَبَّنَا كَشِفْنَا عَنَّا الْعَذَابَ إِنَّا

کہ لوگوں کو ڈھانپ لے گا ١٤ یہ ہے دردناک عذاب اس دن کہیں گے اے ہمارے رب ہم پر سے عذاب کھول دے ہم

مُؤْمِنُونَ ١٦ أَلَيْسَ لِكُلِّ ذِي كَرَمٍ لَّهُمْ رَسُولٌ مُّبِينٌ ١٧ ثُمَّ

ایمان لاتے ہیں ١٦ کہاں سے ہونگے نصیحت ماننا حالانکہ ان کے پاس صاف بیان فرمانے والا رسول تشریف لایا چکا ١٧ پھر

تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوا مُعَلَّمٌ مَّجْنُونٌ ١٨ إِنَّا كَاشِفُو الْعَذَابِ قَلِيلًا إِنَّكُمْ

اس سے روگرداں ہوئے اور بولے سکھایا ہوا دیوانہ ہے ١٨ ہم کچھ دنوں کو عذاب کھولے دیتے ہیں تم پھر

کہ اس میں قرآن پاک نازل ہوا اور ہمیشہ اس شب میں خیر و برکت نازل ہوتی ہے دعائیں قبول کی جاتی ہیں۔ ١٩ اپنے عذاب کا۔ ٢٠ وہ سال بھر کے آرزاق و

آجال (اموات) واحکام۔ ٢١ اپنے رسول خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان سے پہلے انبیاء کو۔ ٢٢ کہ وہ آسمان و زمین کا رب ہے تو

یقین کرو کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں۔ ٢٣ ان کا اقرار علم و یقین سے نہیں بلکہ ان کی بات میں نہیں اور تم سخر شامل ہے اور وہ آپ کے

ساتھ استہزاء کرتے ہیں تو رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان پر دعا کی کہ یارب! انہیں ایسی ہفت سالہ قحط کی مصیبت میں مبتلا کر جیسے سات سال کا قحط

حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں بھیجا تھا۔ یہ دعا مستجاب ہوئی اور حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ارشاد فرمایا گیا۔ ٢٤ چنانچہ قریش پر قحط

سالی آئی اور یہاں تک اس کی شدت ہوئی کہ وہ لوگ مردار کھا گئے اور بھوک سے اس حال کو پہنچ گئے کہ جب اوپر کو نظر اٹھاتے آسمان کی طرف دیکھتے تو ان کو

دھواں ہی دھواں معلوم ہوتا یعنی ضحفت سے نگاہوں میں خیرگی (دُندھلاہٹ) آگئی تھی اور قحط سے زمین خشک ہوگئی خاک اڑنے لگی غبار نے ہوا کو

مکمل کر دیا۔ اس آیت کی تفسیر میں ایک قول یہ بھی ہے کہ دھوئیں سے مراد وہ دھواں ہے جو علامات قیامت میں سے ہے اور قریب قیامت ظاہر ہوگا

مشرق و مغرب اس سے بھر جائیں گے چالیس روز و شب رہے گا مومن کی حالت تو اس سے ایسی ہو جائے گی جیسے زکام ہو جائے اور کافر مدہوش ہوں گے۔ ان

کے تھنوں اور کانوں اور بدن کے سوراخوں سے دھواں نکلے گا۔ ٢٥ اور تیرے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تصدیق کرتے ہیں۔ ٢٦ یعنی اس حالت میں

وہ کیسے نصیحت مانیں گے۔ ٢٧ اور مجزات ظاہرات اور آیات بینات پیش فرما چکا۔ ٢٨ جس کو وحی کی غشی طاری ہونے کے وقت جنات یہ کلمات تلقین کر جاتے

ہیں۔ (معاذ اللہ تعالیٰ)۔

عَابِدُونَ ﴿١٥﴾ يَوْمَ نَبِّطُشَ الْبِطْشَةَ الْكُبْرَى جِ انَّمَا تَتَقِيمُونَ ﴿١٦﴾ وَلَقَدْ

وہی کرو گے ۱۵ جس دن ہم سب سے بڑی پکڑ پکڑیں گے ۱۶ بے شک ہم بدلہ لینے والے ہیں اور بے شک

فَتَنَّا قَبْلَهُمْ قَوْمَ فِرْعَوْنَ وَجَاءَهُمْ رَسُولٌ كَرِيمٌ ﴿١٧﴾ أَنْ أَدُّوا إِلَيَّ

ہم نے ان سے پہلے فرعون کی قوم کو جانچا اور ان کے پاس ایک معزز رسول تشریف لایا ۱۷ کہ اللہ کے بندوں کو

عِبَادَ اللَّهِ ط اِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿١٨﴾ وَأَنْ لَا تَعْلُوا عَلَيَّ اللَّهُ ط اِنِّي

مجھے سپرد کردو ۱۸ بے شک میں تمہارے لیے امانت والا رسول ہوں اور اللہ کے مقابل سرکشی نہ کرو میں

اَتِيكُمْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِينٍ ﴿١٩﴾ وَ اِنِّي عُذْتُ بِرَبِّي وَرَبِّكُمْ أَنْ تَرْجُمُونِ ﴿٢٠﴾

تمہارے پاس ایک روشن سند لاتا ہوں ۱۹ اور میں پناہ لیتا ہوں اپنے رب اور تمہارے رب کی اس سے کہ تم مجھے سنگسار کرو ۲۰

وَ اِنْ لَّمْ تَوْمِنُوْا اِنِّي فَاَعْتَرِلُوْنَ ﴿٢١﴾ فَ دَعَا رَبَّهُ اَنْ هُوَ لَآءِ قَوْمٍ

اور اگر تم میرا یقین نہ لاؤ تو مجھ سے کنارے ہو جاؤ ۲۱ تو اُس نے اپنے رب سے دعا کی کہ یہ

مُجْرِمُونَ ﴿٢٢﴾ فَ اَسْرِبْ بِعِبَادِي لَيْلًا اِنَّكُمْ مُتَّبِعُونَ ﴿٢٣﴾ وَ اَتْرِكُ الْبَحْرَ

مجرم لوگ ہیں ۲۲ ہم نے حکم فرمایا کہ میرے بندوں کو راتوں رات لے نکل ضرور تمہارا پیچھا کیا جائے گا ۲۳ اور دریا کو یونہی جگہ جگہ سے

رَاهُوًا ط اِنَّهُمْ جُنْدٌ مُّغْرَقُونَ ﴿٢٤﴾ كَمْ تَرَكُوا مِنْ جَنَّتٍ وَ عَيْوٰنٍ ﴿٢٥﴾ وَ

کھلا چھوڑ دے ۲۴ بے شک وہ لشکر ڈبویا جائے گا ۲۵ کتنے چھوڑ گئے باغ اور چشمے اور

زُرُوعٍ وَ مَقَامٍ كَرِيمٍ ﴿٢٦﴾ وَ نَعْمَةً كَانُوا فِيهَا فَكٰهِنِينَ ﴿٢٧﴾ كَذٰلِكَ وَ

کھیت اور عمدہ مکانات ۲۶ اور نعمتیں جن میں فارغ اہبال تھے ۲۷ ہم نے یونہی کیا اور

۱۵۔ جس کفر میں تھے اسی کی طرف لوٹو گے چنانچہ ایسا ہی ہوا یا فرمایا جاتا ہے کہ اس دن کو یاد کرو ۱۵۔ اس دن سے مراد روزِ قیامت ہے یا روزِ بدر۔ ۱۶۔ یعنی

حضرت موسیٰ علیہ السلام۔ ۱۷۔ یعنی بنی اسرائیل کو میرے حوالے کر دو اور جو شدتیں اور سختیاں ان پر کرتے ہو اس سے رہائی دو۔ ۱۸۔ اپنے صدق نبوت و رسالت کی جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ فرمایا تو فرعونوں نے آپ کو قتل کی دھمکی دی اور کہا کہ ہم تمہیں سنگسار کر دیں گے تو آپ نے فرمایا ۱۹۔ یعنی میرا

توکل و اعتماد اس پر ہے مجھے تمہاری دھمکی کی کچھ پروا نہیں اللہ تعالیٰ میرا بچانے والا ہے۔ ۲۰۔ میری ایذا کے درپے نہ ہو، انہوں نے اس کو بھی نہ مانا۔ ۲۱۔ یعنی بنی اسرائیل۔ ۲۲۔ یعنی فرعون مع اپنے لشکروں کے تمہارے درپے ہوگا۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام روانہ ہوئے اور دریا پر پہنچ کر آپ نے عصا

مارا اس میں بارہ رستے خشک پیدا ہو گئے آپ مع بنی اسرائیل کے دریا میں سے گزر گئے پیچھے فرعون اور اس کا لشکر آ رہا تھا آپ نے چاہا کہ پھر عصا مار کر دریا کو ملا دیں تاکہ فرعون اس میں سے گزر نہ سکے تو آپ کو حکم ہوا ۲۳۔ تاکہ فرعونوں ان راستوں سے دریا میں داخل ہو جائیں۔ ۲۴۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اطمینان ہو گیا اور فرعون اور اس کے لشکر دریا میں غرق ہو گئے اور ان کا تمام مال و متاع اور سامان یہیں رہ گیا۔ ۲۵۔ آراستہ پیراستہ مزین۔ ۲۶۔ عیش

کرتے اترتے۔

أَوْ رَشَاهَا قَوْمًا آخَرِينَ ﴿٢٨﴾ فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ وَمَا

ان کا وارث دوسری قوم کو کر دیا ﴿٢٨﴾ تو ان پر آسمان اور زمین نہ روئے ﴿٢٨﴾ اور انھیں

كَانُوا مُنْظَرِينَ ﴿٢٩﴾ وَلَقَدْ نَجَّيْنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ مِنَ الْعَذَابِ الْمُهِينِ ﴿٣٠﴾

مہلت نہ دی گئی ﴿٢٩﴾ اور بے شک ہم نے بنی اسرائیل کو ذلت کے عذاب سے نجات بخشی ﴿٣٠﴾

مِنْ فِرْعَوْنَ ۗ إِنَّهُ كَانَ عَلِيًّا مِنَ الْمُسْرِفِينَ ﴿٣١﴾ وَلَقَدْ اخْتَرْنَا لَهُمْ عَلَى

فرعون سے بے شک وہ متکبر حد سے بڑھنے والوں میں سے تھا اور بے شک ہم نے انھیں ﴿٣١﴾

عَلِيمٍ عَلَى الْعَالَمِينَ ﴿٣٢﴾ وَآتَيْنَاهُمْ مِنَ الْآيَاتِ مَا فِيهَا بَلَاءٌ مُّبِينٌ ﴿٣٣﴾ إِنَّ

دانستہ چن لیا اس زمانہ والوں سے اور ہم نے انھیں وہ نشانیوں عطا فرمائیں جن میں صریح انعام تھا ﴿٣٢﴾ بے شک

هُوَ لَآءٍ لِيَقُولُونَ ﴿٣٤﴾ إِنَّ هِيَ إِلَّا مَوْتَتُنَا الْأُولَىٰ وَمَا نَحْنُ بِمُنْشَرِينَ ﴿٣٥﴾

یہ ﴿٣٣﴾ کہتے ہیں وہ تو نہیں مگر ہمارا ایک دفعہ کا مرنا ﴿٣٤﴾ اور ہم اٹھائے نہ جائیں گے ﴿٣٥﴾

فَأْتُوا بِآبَائِنَا إِن كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿٣٦﴾ أَهْمُ خَيْرًا مَّقَوْمٍ تَبِعُوا الَّذِينَ

تو ہمارے باپ دادا کو لے آؤ اگر تم سچے ہو ﴿٣٦﴾ کیا وہ بہتر ہیں ﴿٣٦﴾ یا شیخ کی قوم ﴿٣٥﴾ اور جو

مِنْ قَبْلِهِمْ أَهْلَكْنَاهُمْ إِنَّهُمْ كَانُوا مُجْرِمِينَ ﴿٣٧﴾ وَمَا خَلَقْنَا

ان سے پہلے تھے ﴿٣٧﴾ ہم نے انھیں ہلاک کر دیا ﴿٣٧﴾ بے شک وہ مجرم لوگ تھے ﴿٣٧﴾ اور ہم نے نہ بنائے

﴿٣٧﴾ یعنی بنی اسرائیل کو جو ان کے ہم مذہب تھے نہ رشتہ دار نہ دوست۔ ﴿٣٨﴾ کیونکہ وہ ایماندار نہ تھے اور ایماندار جب مرتا ہے تو اس پر آسمان وزمین چالیس روز

تک روتے ہیں جیسا کہ ترمذی کی حدیث میں ہے مجاہد سے کہا گیا کہ کیا مومن کی موت پر آسمان وزمین روتے ہیں فرمایا: زمین کیوں نہ روئے اس بندے پر جو زمین

کو اپنے رکوع وجود سے آباد رکھتا تھا اور آسمان کیوں نہ روئے اس بندے پر جس کی تسبیح و تکبیر آسمان میں پہنچتی تھی۔ حسن کا قول ہے کہ مومن کی موت پر آسمان والے

اور زمین والے روتے ہیں۔ ﴿٣٩﴾ توبہ وغیرہ کے لیے عذاب میں گرفتار کرنے کے بعد۔ ﴿٣٩﴾ یعنی غلامی اور شاقہ خدمتوں اور محنتوں سے اور اولاد کے قتل کئے

جانے سے جو انہیں پہنچتا تھا ﴿٣٩﴾ یعنی بنی اسرائیل کو۔ ﴿٣٩﴾ کہ ان کے لیے دریا میں خشک رستے بنائے، ابر کو سائبان کیا، صن و سلویٰ اتارا، اس کے علاوہ اور نعمتیں

دیں۔ ﴿٣٩﴾ کفار مکہ۔ ﴿٣٩﴾ یعنی اس زندگانی کے بعد سوائے ایک موت کے ہمارے لیے اور کوئی حال باقی نہیں اس سے ان کا مقصود بے گشت یعنی موت کے بعد زندہ

کئے جانے کا انکار کرنا تھا جس کو اگلے جملے میں واضح کر دیا۔ (کبیر) ﴿٣٩﴾ بعد موت زندہ کر کے۔ ﴿٣٩﴾ اس بات میں کہ ہم بعد مرنے کے زندہ کر کے اٹھائے جائیں

گے۔ کفار مکہ نے یہ سوال کیا تھا کہ فضیٰ بن کلاب کو زندہ کر دو اگر موت کے بعد کسی کا زندہ ہونا ممکن ہو اور یہ ان کی جاہلانہ بات تھی کیونکہ جس کام کے لیے وقت

معیّن ہو اس کا اس وقت سے قبل وجود میں نہ آنا اس کے ناممکن ہونے کی دلیل نہیں ہونا اور نہ اس کا انکار صحیح ہوتا ہے اگر کوئی شخص کسی نئے سبب سے ہوئے درخت یا پودے

کو کہے کہ اس میں سے اب پھل نکالو اور نہ ہم نہیں مانیں گے کہ اس درخت سے پھل نکل سکتا ہے تو اس کو جاہل قرار دیا جائے گا اور اس کا انکار محض حق (بیوقوفی) یا

مکابرہ ہوگا۔ ﴿٣٩﴾ یعنی کفار مکہ زور و قوت میں۔ ﴿٣٩﴾ شیخ خبیری بادشاہ یمن صاحب ایمان تھے اور ان کی قوم کافر تھی جو نہایت قوی زور آور اور کثیر التعداد تھی۔

﴿٣٩﴾ کافراستوں میں سے۔ ﴿٣٩﴾ ان کے گُفر کے باعث۔ ﴿٣٩﴾ کافر مکر بے گشت۔



السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعَبِيدَ ﴿٣٨﴾ مَا خَلَقْنَاهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ

آسمان اور زمین اور جو کچھ اُن کے درمیان ہے کھیل کے طور پر ﴿٣٨﴾ ہم نے انھیں نہ بنایا مگر حق کے ساتھ ﴿٣٨﴾

وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٣٩﴾ إِنَّ يَوْمَ الْفُصْلِ مِيقَاتُهُمْ أَجْعِبِينَ ﴿٤٠﴾

لیکن ان میں اکثر جانتے نہیں ﴿٣٩﴾ بے شک فیصلہ کا دن ﴿٤٠﴾ ان سب کی میعاد ہے

يَوْمَ لَا يُغْنِي مَوْلَى عَنْ مَوْلَى شَيْئًا وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ ﴿٤١﴾ إِلَّا مَنْ رَحِمَ

جس دن کوئی دوست کسی دوست کے کچھ کام نہ آئے گا ﴿٤١﴾ اور نہ ان کی مدد ہوگی ﴿٤١﴾ مگر جس پر اللہ

اللَّهُ إِنَّهُ هُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿٤٢﴾ إِنَّ شَجَرَةَ الرَّقُومِ ﴿٤٣﴾ طَعَامٌ

رحم کرے ﴿٤٢﴾ وہی عزت والا مہربان ہے بے شک تھوڑے کا پیڑ ﴿٤٣﴾ گنہگاروں

الْأَثِيمِ ﴿٤٤﴾ كَالْهَيْلِ يَغْلِي فِي الْبُطُونِ ﴿٤٥﴾ كَغَلَى الْحَبِيمِ ﴿٤٦﴾ خُدُوهُ

کی خوراک ہے ﴿٤٤﴾ گلے ہوئے تانبے کی طرح پیٹوں میں جوش مارے جیسا کھولتا پانی جوش مارے ﴿٤٥﴾ اسے پکڑو ﴿٤٦﴾

فَاعْتَلُوهُ إِلَىٰ سَوَاءِ الْجَحِيمِ ﴿٤٧﴾ ثُمَّ صَبُّوا فَوْقَ رَأْسِهِ مِنْ عَذَابِ

ٹھیک بھرتی آگ کی طرف بزرگھیٹے لے جاؤ پھر اس کے سر کے اوپر کھولتے پانی کا

الْحَبِيمِ ﴿٤٨﴾ ذُقْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْكَرِيمُ ﴿٤٩﴾ إِنَّ هَذَا مَا كُنْتُمْ بِهِ

عذاب ڈالو ﴿٤٨﴾ چکھو ﴿٤٩﴾ ہاں ہاں تو ہی بڑا عزت والا کرم والا ہے ﴿٤٩﴾ بے شک یہ ہے وہ ﴿٤٩﴾ جس میں تم

تَمْتَرُونَ ﴿٥٠﴾ إِنَّ الْمُسْتَقِيمِينَ فِي مَقَامِ آمِينَ ﴿٥١﴾ فِي جَنَّتٍ وَعُيُونٍ ﴿٥٢﴾

شہ کرتے تھے ﴿٥٠﴾ بے شک ڈر والے امان کی جگہ میں ہیں ﴿٥١﴾ باغوں اور چشموں میں

﴿٥٢﴾ اگر مرنے کے بعد اٹھنا اور حساب و ثواب نہ ہو تو خلق کی پیدائش محض فنا کے لیے ہوگی اور یہ عجب و لعب ہے، تو اس دلیل سے ثابت ہوا کہ اس دنیوی زندگی

کے بعد اخروی زندگی ضرور ہے جس میں حساب و جزا ہو۔ ﴿٥٢﴾ کہ طاعت پر ثواب دیں اور معصیت پر عذاب کریں۔ ﴿٥٢﴾ کہ پیدا کرنے کی حکمت یہ ہے اور حکیم

کا فضل عبت نہیں ہوتا۔ ﴿٥٥﴾ یعنی روز قیامت جس میں اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے بندوں میں فیصلہ فرمائے گا۔ ﴿٥٥﴾ اور قرابت و محبت نفع نہ دے گی۔ ﴿٥٥﴾ یعنی

کافروں کی۔ ﴿٥٨﴾ یعنی سوائے مؤمنین کے کہ وہ باذن الہی ایک دوسرے کی شفاعت کریں گے۔ ﴿٥٩﴾ تھوڑے ایک خبیث نہایت کڑوا درخت ہے جو اہل

جہنم کی خوراک ہوگا۔ حدیث شریف میں ہے کہ اگر ایک قطرہ اس تھوڑے کا دنیا میں پٹکا دیا جائے تو اہل دنیا کی زندگی خراب ہو جائے۔ ﴿٥٩﴾ ابو جہل کی اور اس کے

ساتھیوں کی جو بڑے گنہگار ہیں۔ ﴿٥٩﴾ جہنم کے فرشتوں کو حکم دیا جائے گا کہ ﴿٥٢﴾ یعنی گنہگار کو۔ ﴿٥٢﴾ اور اس وقت دوزخی سے کہا جائے گا کہ ﴿٥٢﴾ اس عذاب کو۔

﴿٥٥﴾ ملائکہ یہ کلمہ ابانت اور تذلیل کے لیے کہیں گے کیونکہ ابو جہل کہا کرتا تھا کہ ”بلقاء“ میں میں بڑا عزت والا کرم والا ہوں اُس کو عذاب کے وقت یہ طعنہ دیا جائے

گا اور کفار سے یہ بھی کہا جائے گا کہ ﴿٥٥﴾ عذاب جو تم دیکھتے ہو۔ ﴿٥٥﴾ اور اس پر ایمان نہیں لاتے تھے۔ اس کے بعد پرہیزگاروں کا ذکر فرمایا جاتا ہے۔ ﴿٥٨﴾ جہاں

کوئی خوف نہیں۔



أَيُّ لِقَوْمٍ يُوقِتُونَ ٢ ۝ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا أَنْزَلَ اللَّهُ

ان میں نشانیاں ہیں یقین والوں کے لیے اور رات اور دن کی تبدیلیوں میں صبح اور اس میں کہ اللہ

مِنَ السَّمَاءِ مِنْ رِزْقٍ فَأَحْيَاهُ إِلَّا رُضَّ بَعْدَ مَوْتِهَا وَتَصْرِيفِ

نے آسمان سے روزی کا سبب مینہ اُتانا تو اس سے زمین کو اس کے مرے پیچھے زندہ کیا اور ہواؤں کی

الرِّيحِ أَيُّ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ٥ ۝ تِلْكَ آيَاتُ اللَّهِ نَتْلُوهَا عَلَيْكَ

گروہ میں وہ نشانیاں ہیں عقل مندوں کے لیے یہ اللہ کی آیتیں ہیں کہ ہم تم پر حق کے ساتھ

بِالْحَقِّ فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَ اللَّهِ وَآيَاتِهِ يُؤْمِنُونَ ٦ ۝ وَيُلْ لِكُلِّ

پڑھتے ہیں پھر اللہ اور اس کی آیتوں کو چھوڑ کر کوئی بات پر ایمان لائیں گے خرابی ہے ہر بڑے

أَفَّاكٍ أَثِيمٍ ٧ ۝ يَسْمَعُ آيَاتِ اللَّهِ تُنَلِّي عَلَيْهِ ثُمَّ يُصِرُّ مُسْتَكْبِرًا كَانَتْ لَمْ

بہتان ہائے گنہگار کے لیے اللہ کی آیتوں کو سنتا ہے کہ اس پر پڑھی جاتی ہیں پھر ہٹ پر جتا ہے وک غرور کرتا ہے گویا

يَسْمَعُهَا فَبَشِيرَةً لِّعَذَابِ الْيَوْمِ ٨ ۝ وَإِذَا عَلِمَ مِنْ آيَاتِنَا شَيْئًا اتَّخَذَهَا

انہیں سنا ہی نہیں تو اُسے خوش خبری سناؤ دردناک عذاب کی اور جب ہماری آیتوں میں سے کسی پر اطلاع پائے اس کی

هُزُوًا ٩ ۝ أُولَئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُهِينٌ ٩ ۝ مِنْ وَرَائِهِمْ جَهَنَّمُ وَلَا يُغْنِي

ہنی بناتا ہے اُن کے لیے خواری کا عذاب اُن کے پیچھے جہنم ہے وہ اور انہیں کچھ کام

عَنْهُمْ مَا كَسَبُوا شَيْئًا وَلَا مَا اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ أَوْلِيَاءَ ١٠ ۝ وَلَهُمْ

نہ دے گا ان کا کمایا ہوا مال اور نہ وہ جو اللہ کے سوا حمایتی ٹھہرا رکھے تھے وہ اور ان کے لیے

عَذَابٌ عَظِيمٌ ١٠ ۝ هَذَا هُدًى وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ لَهُمْ

بڑا عذاب ہے یہ مال راہ دکھانا ہے اور جنہوں نے اپنے رب کی آیتوں کو نہ مانا اُن کے لیے

عَذَابٌ مِّنْ رَّجْزِ الْيَوْمِ ١١ ۝ اللَّهُ الَّذِي سَخَّرَ لَكُمْ الْبَحْرَ لِتَجْرِيَ الْفُلُكُ

دردناک عذاب میں سے سخت تر عذاب ہے اللہ ہے جس نے تمہارے بس میں دریا کر دیا کہ اس میں اس کے

١٢ کہ کبھی گھٹتے ہیں کبھی بڑھتے ہیں اور ایک جاتا ہے دوسرا آتا ہے۔ ١٣ کہ کبھی گرم چلتی ہیں کبھی سرد کبھی جنوبی کبھی شمالی کبھی شرقی کبھی غربی۔ ١٤ یعنی نضر بن

حارث کے لیے۔ شان نزول: کہا گیا ہے کہ یہ آیت نضر بن حارث کے حق میں نازل ہوئی جو حج کے فٹے کہانیاں سنا کر لوگوں کو قرآن پاک سننے سے روکتا تھا اور

آیت ہر ایسے شخص کے لیے عام ہے جو دین کو ضرر پہنچائے اور ایمان لانے اور قرآن سننے سے تکبر کرے۔ ١٥ یعنی اپنے کفر پر۔ ١٦ ایمان لانے سے۔ ١٧ یعنی

بعد موت ان کا انجام کار اور مال (ٹھکانا) دوزخ ہے۔ ١٨ مال جس پر وہ بہت نازاں ہیں۔ ١٩ یعنی بت جن کو پوجا کرتے تھے۔ ٢٠ قرآن شریف۔



فِيهِ بِأَمْرٍ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿١٢﴾ وَسَخَّرْنَاكُمْ

حکم سے کشتیاں چلیں اور اس لیے کہ اس کا فضل تلاش کروں اور اس لیے کہ حق مانو اور تمہارے لیے کام میں لگائے

مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مِنْهُ ۗ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ

جو کچھ آسمانوں میں ہیں اور جو کچھ زمین میں ہے اپنے حکم سے بے شک اس میں نشانیاں ہیں

يَتَفَكَّرُونَ ﴿١٣﴾ قُلْ لِلَّذِينَ آمَنُوا يَغْفِرُ اللَّهُ وَيَلْفِظُ لِقَوْمِهِمْ

سوچنے والوں کے لیے ایمان والوں سے فرماؤ درگزر میں ان سے جو اللہ کے دنوں کی امید نہیں

اللَّهُ لِيَجْزِيَ قَوْمًا بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿١٤﴾ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهِ ج

رکھتے ہیں تاکہ اللہ ایک قوم کو اس کی کمائی کا بدلہ دے اور جو بھلا کام کرے تو اپنے لیے

وَمَنْ أَسَاءَ فَعَلَيْهَا ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُمْ تُرْجَعُونَ ﴿١٥﴾ وَلَقَدْ آتَيْنَا بَنِي

اور بُرا کرے تو اپنے بُرے کو اپنے رب کی طرف پھیرے جاؤ گے اور بے شک ہم نے بنی

إِسْرَائِيلَ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ وَرَزَقْنَاهُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَ

اسرائیل کو کتاب اور حکومت اور نبوت عطا فرمائی اور ہم نے انہیں ستمی روزیاں دیں اور

فَضَّلْنَاهُمْ عَلَى الْعَالَمِينَ ﴿١٦﴾ وَآتَيْنَاهُمْ بَيِّنَاتٍ مِنَ الْأَمْرِ فَمَا اخْتَلَفُوا

انہیں ان کے زمانہ والوں پر فضیلت بخشی اور ہم نے انہیں اس کام کی روشنی دیں تو انہوں نے اختلاف نہ کیا اور

فَمَا اخْتَلَفُوا جَمْعًا مِمَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿١٧﴾ وَرَأَيْنَا كِبْرًا كَبِيرًا ﴿١٨﴾

اور ہم نے انہیں اس کام کی روشنی دیں تو انہوں نے اختلاف نہ کیا اور

فَمَا اخْتَلَفُوا جَمْعًا مِمَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿١٩﴾ وَرَأَيْنَا كِبْرًا كَبِيرًا ﴿٢٠﴾

اور ہم نے انہیں اس کام کی روشنی دیں تو انہوں نے اختلاف نہ کیا اور

فَمَا اخْتَلَفُوا جَمْعًا مِمَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿٢١﴾ وَرَأَيْنَا كِبْرًا كَبِيرًا ﴿٢٢﴾

اور ہم نے انہیں اس کام کی روشنی دیں تو انہوں نے اختلاف نہ کیا اور

فَمَا اخْتَلَفُوا جَمْعًا مِمَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿٢٣﴾ وَرَأَيْنَا كِبْرًا كَبِيرًا ﴿٢٤﴾

اور ہم نے انہیں اس کام کی روشنی دیں تو انہوں نے اختلاف نہ کیا اور

فَمَا اخْتَلَفُوا جَمْعًا مِمَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿٢٥﴾ وَرَأَيْنَا كِبْرًا كَبِيرًا ﴿٢٦﴾

اور ہم نے انہیں اس کام کی روشنی دیں تو انہوں نے اختلاف نہ کیا اور

فَمَا اخْتَلَفُوا جَمْعًا مِمَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿٢٧﴾ وَرَأَيْنَا كِبْرًا كَبِيرًا ﴿٢٨﴾

اور ہم نے انہیں اس کام کی روشنی دیں تو انہوں نے اختلاف نہ کیا اور

فَمَا اخْتَلَفُوا جَمْعًا مِمَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿٢٩﴾ وَرَأَيْنَا كِبْرًا كَبِيرًا ﴿٣٠﴾

إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ ١٤ ط إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي بَيْنَهُمْ

مگر بعد اس کے کہ علم اُن کے پاس آچکا ۱۴ آپس کے حسد سے ۱۴ بے شک تمہارا رب قیامت کے دن

يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَسْأَلُهُمْ فِيهِ يَخْتَفُونَ ١٥ ۱۴ ثُمَّ جَعَلْنَاكَ عَلَىٰ شَرِيعَةٍ

اُن میں فیصلہ کر دے گا جس بات میں اختلاف کرتے ہیں پھر ہم نے اس کام کے ۱۵

مِّنَ الْأَمْرِ فَاَتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ١٨ ۱۸ إِنَّهُمْ

عمدہ راستہ پر تھے کیا ۱۸ تو اسی راہ چلو اور نادانوں کی خواہشوں کا ساتھ نہ دو ۱۸ بے شک وہ

لَنْ يُغْنُوا عَنْكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا ۱۹ ط وَإِنَّ الظَّالِمِينَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ

اللہ کے مقابل تمہیں کچھ کام نہ دیں گے اور بے شک ظالم ایک دوسرے کے

بَعْضٌ ج وَاللَّهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِينَ ١٩ ۱۹ هَذَا بَصَائِرُ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ

دوست ہیں ۱۹ اور ڈر والوں کا دوست اللہ ۱۹ یہ لوگوں کی آنکھیں کھولنا ہے ۱۹ اور ایمان والوں کے لیے

لِقَوْمٍ يُؤْتُونَ ٢٠ ۲۰ أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ اجْتَرَحُوا السَّيِّئَاتِ أَنْ نَجْعَلَهُمْ

ہدایت و رحمت کیا جنہوں نے برائیوں کا ارتکاب کیا ۲۰ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم انہیں ان

كَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ٢١ ط سَاءَ

جیسا کر دیں گے جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے کہ ان کی اُن کی زندگی اور موت برابر ہو جائے ۲۱ کیا ہی

مَا يَحْكُمُونَ ٢١ ۲۱ ع وَخَلَقَ اللَّهُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ وَلِيُجْزِيَ

بُرا حکم لگاتے ہیں ۲۱ اور اللہ نے آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ بنایا ۲۱ اور اس لیے کہ

اور بیان حلال و حرام اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے کی۔ ۲۵ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت میں۔ ۲۶ اور علم زوال

اختلاف کا سبب ہوتا ہے اور یہاں ان لوگوں کے لیے اختلاف کا سبب ہوا اس کا باعث یہ ہے کہ علم ان کا مقصود نہ تھا بلکہ مقصود ان کا جاہ و ریاست کی طلب تھی اسی

لیے انہوں نے اختلاف کیا۔ ۱۴ کہ انہوں نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جلوہ افروزی کے بعد اپنے جاہ و ریاست کے اندیشہ سے آپ کے ساتھ حسد

اور دشمنی کی اور کافر ہو گئے۔ ۲۵ یعنی دین کے ۲۹ اے حبیب خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۲۱ یعنی روسائے قریش کی جو اپنے دین کی دعوت دیتے

ہیں۔ ۲۱ صرف دنیا میں اور آخرت میں ان کا کوئی دوست نہیں۔ ۳۲ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ ڈروالوں سے مراد مومنین ہیں اور آگے قرآن پاک کی

نسبت ارشاد ہوتا ہے ۳۳ کہ اس سے انہیں امور دین میں بینائی حاصل ہوتی ہے۔ ۳۲ کفر و معاصی کا۔ ۳۵ یعنی ایمانداروں اور کافروں کی موت و حیات

برابر ہو جائے ایسا ہرگز نہیں ہوگا کیونکہ ایماندار زندگی میں طاعت پر قائم رہے اور کافر بدیوں میں ڈوبے رہے تو ان دونوں کی زندگی برابر نہ ہوئی ایسے ہی موت بھی

یکساں نہیں کی موت بشارت و رحمت و کرامت پر ہوتی ہے اور کافر کی رحمت سے ماپوسی اور ندامت پر۔ شان نزول: مشرکین مکہ کی ایک جماعت نے

مسلمانوں سے کہا تھا اگر تمہاری بات حق ہو اور مرنے کے بعد اٹھنا ہو تو بھی ہم ہی افضل رہیں گے جیسا کہ دنیا میں ہم تم سے بہتر رہے۔ ان کے رد میں یہ آیت نازل

ہوئی۔ ۲۱ مخالف، سرکش مخلص فرمانبردار کے برابر کیسے ہو سکتا ہے مومنین جنات عالیات میں عزت و کرامت اور عیش و راحت پائیں گے اور کفار اسفل السافلین

كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿٢٢﴾ أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ

ہر جان اپنے کئے کا بدلہ پائے ۲۵ اور اُن پر ظلم نہ ہوگا بھلا دیکھو تو وہ جس نے اپنی خواہش

إِلَهَهُ هَوَاهُ وَأَضَلَّهُ اللَّهُ عَلَىٰ عِلْمٍ وَخَتَمَ عَلَىٰ سَمْعِهِ وَقَلْبِهِ وَجَعَلَ

کو اپنا خدا ٹھہرا لیا ۲۹ اور اللہ نے اُسے باوصف علم کے گمراہ کیا اور اس کے کان اور دل پر مہر لگادی اور اس کی

عَلَىٰ بَصَرِهِ غِشْوَةً ۖ فَمَنْ يَهْدِيهِ مِنْ بَعْدِ اللَّهِ ۗ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ﴿٢٣﴾ وَ

آنکھوں پر پردہ ڈالا ۱۵ تو اللہ کے بعد اُسے کون راہ دکھائے تو کیا تم دھیان نہیں کرتے اور

قَالُوا مَا هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ ۚ

بولے ۲۴ وہ تو نہیں مگر یہی ہماری دنیا کی زندگی ۳۳ مرتے ہیں اور جیتے ہیں ۳۴ اور ہمیں ہلاک نہیں کرتا مگر زمانہ ۳۵

وَمَا لَهُمْ بِذَلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۚ إِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ ﴿٢٤﴾ وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ

اور انھیں اس کا علم نہیں ۳۶ وہ تو نرے گمان دوڑاتے ہیں ۳۷ اور جب اُن پر ہماری روشن

آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ مَّا كَانَ حُجَّتَهُمْ إِلَّا أَنْ قَالُوا اسْتَوَىٰ آبَاؤُنَا بِنَا إِنْ كُنْتُمْ

آیتیں پڑھی جائیں ۳۸ تو بس اُن کی حجت یہی ہوتی ہے کہ کہتے ہیں ہمارے باپ دادا کو لے آؤ ۳۹ تم اگر

صٰدِقِيْنَ ﴿٢٥﴾ قُلْ اللَّهُ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يَجْعَلُكُمْ إِلَىٰ يَوْمِ

سچے ہو ۳۵ تم فرماؤ اللہ تمہیں جلاتا ہے ۳۶ پھر تم کو مارے گا ۳۷ پھر تم سب کو اکٹھا کرے گا ۳۸ قیامت

میں ذلت و اہانت کے ساتھ سخت ترین عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ ۳۹ کہ اس کی قدرت و وحدانیت کی دلیل ہو۔ ۴۰ نیک نیکی کا اور بد، بدی کا۔ اس آیت

سے معلوم ہوا کہ اس عالم کی پیدائش سے اظہار عدل و رحمت مقصود ہے اور یہ پوری طرح قیامت ہی میں ہو سکتا ہے کہ اہل حق اور اہل باطل میں امتیاز کامل ہو مومن

مخلص درجات جنت میں ہوں اور کافر نافرمان درکات جہنم (دوزخ کے طبقات) میں۔ ۴۱ اور اپنی خواہش کا تابع ہو گیا جسے نفس نے چاہا پوجنے لگا مشرکین کا یہی

حال تھا کہ وہ پتھر اور سونے اور چاندی وغیرہ کو پوجتے تھے جب کوئی چیز انہیں پہلی چیز سے اچھی معلوم ہوتی تھی تو پہلی کو توڑ دیتے پھینک دیتے دوسری کو پوجنے لگتے۔

۴۲ کہ اس گمراہ نے حق کو جان پہچان کر بے راہی اختیار کی۔ مفسرین نے اس کے یہی معنی بھی بیان کئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے انجام کار اور اس کے سخی ہونے کو

جاننے ہوئے اُسے گمراہ کیا یعنی اللہ تعالیٰ پہلے سے جانتا تھا کہ یہ اپنے اختیار سے راہ حق سے منحرف ہوگا اور گمراہی اختیار کرے گا۔ ۴۳ تو اس نے ہدایت و موعظت

(نصیحت) کو نہ سنا اور نہ سمجھا اور راہ حق کو نہ دیکھا۔ ۴۴ منکرین بعث۔ ۴۵ یعنی اس زندگی کے علاوہ اور کوئی زندگی نہیں۔ ۴۶ یعنی بعض مرتے ہیں اور بعض پیدا

ہوتے ہیں۔ ۴۷ یعنی روز و شب کا دورہ وہ اسی کو موثر اعتقاد کرتے تھے اور ملک الموت کا اور حکم الہی رو میں قبض کئے جانے کا انکار کرتے تھے اور ہر ایک حادثہ کو ذہر

اور زمانہ کی طرف منسوب کرتے تھے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ۴۸ یعنی وہ یہ بات بے علمی سے کہتے ہیں۔ ۴۹ خلاف واقع۔ مسئلہ: حوادث کو زمانہ کی طرف نسبت کرنا اور

ناگوار حوادث و نما ہونے سے زمانہ کو برا کہنا ممنوع ہے احادیث میں اس کی ممانعت آئی ہے۔ ۵۰ یعنی قرآن پاک کی آیتیں جن میں اللہ تعالیٰ کے بعث بعد الموت

پر قادر ہونے کی دلیلیں مذکور ہیں جب کفار ان کے جواب سے عاجز ہوتے ہیں۔ ۵۱ زندہ کر کے۔ ۵۲ اس بات میں کہ مُردے زندہ کر کے اٹھائے جائیں

گے۔ ۵۳ دنیا میں بعد اس کے کہ تم بے جان نطفہ تھے۔ ۵۴ تمہاری عمریں پوری ہونے کے وقت۔ ۵۵ زندہ کر کے۔ تو جو پروردگار ایسی قدرت والا ہے وہ

تمہارے باپ دادا کے زندہ کرنے پر بھی بالیقین قادر ہے وہ سب کو زندہ کرے گا۔



الْقِيَمَةَ لَا رَيْبَ فِيهِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٢٦﴾ وَ لِلَّهِ مُلْكُ

کے دن جس میں کوئی شک نہیں لیکن بہت آدمی نہیں جانتے ۵۴ اور اللہ ہی کے لیے ہے

السُّبُوتِ وَالْأَرْضِ ۖ وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يُخْسِرُ

آسمانوں اور زمین کی سلطنت اور جس دن قیامت قائم ہوگی باطل والوں کی اس

الْمُبْطِلُونَ ﴿٢٧﴾ وَ تَرَى كُلَّ أُمَّةٍ جَائِئَةٍ ۖ كُلُّ أُمَّةٍ تُدْعَى إِلَى كِتَابِهَا

دن ہار ہے ۵۵ اور تم ہر گروہ ۵۶ کو دیکھو گے زانو کے بل گرے ہوئے ہر گروہ اپنے نامہ اعمال کی طرف بلا یا جائے گا ۵۷

الْيَوْمَ تُجْزَوْنَ مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٢٨﴾ هَذَا كِتَابُنَا يُنطِقُ عَلَيْكُمْ

آج تمہیں تمہارے کئے کا بدلہ دیا جائے گا ہمارا یہ نوحۃ تم پر حق

بِالْحَقِّ ۖ إِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٢٩﴾ فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا

بولتا ہے ہم لکھتے رہے تھے ۵۸ جو تم نے کیا تو وہ جو ایمان لائے

وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَيَدْخُلُهُمْ رَأْبُهُمْ فِي رَحْمَتِهِ ۖ ذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ

اور اچھے کام کیے ان کا رب انہیں اپنی رحمت میں لے گا ۵۹ یہی کھلی

السَّبِيلُ ﴿٣٠﴾ وَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا ۖ أَفَلَمْ تَكُنْ آيَاتِي تُسَلِّي عَلَيْكُمْ

کامیابی ہے اور جو کافر ہوئے ان سے فرمایا جائے گا کیا نہ تھا کہ میری آیتیں پڑھی جاتی تھیں

فَأَسْتَكْبِرْتُمْ وَ كُنتُمْ قَوْمًا مُّجْرِمِينَ ﴿٣١﴾ وَإِذْ قِيلَ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ

تو تم تکبر کرتے تھے ۶۰ اور تم مجرم لوگ تھے اور جب کہا جاتا ہے شک اللہ کا وعدہ ۶۱ سچا ہے

وَالسَّاعَةُ لَا رَيْبَ فِيهَا قُلْتُمْ مَا نَدْرِي مَا السَّاعَةُ ۖ إِنَّ نَسْفُ إِلَّا

اور قیامت میں شک نہیں ۶۲ تم کہتے ہم نہیں جانتے قیامت کیا چیز ہے ہمیں تو یونہی کچھ گمان سا

ظَنًّا وَمَا نحنُ بَسُتِّيْقِينَ ﴿٣٢﴾ وَبَدَأَهُمُ سَيِّئَاتٍ مَا عَمِلُوا وَ حَاقَ بِهِمْ

ہوتا ہے اور ہمیں ۶۳ یقین نہیں اور ان پر کھل گئیں ۶۴ ان کے کاموں کی بُرائیاں ۶۵ اور انہیں گھیر لیا

۶۵ اس کو کہ اللہ تعالیٰ مردوں کو زندہ کرنے پر قادر ہے اور ان کا نہ جاننا دلائل کی طرف مٹکتے نہ ہونے اور غور نہ کرنے کے باعث ہے۔ ۵۵ یعنی اُس دن کافروں

کا ٹوٹے میں ہونا ظاہر ہوگا۔ ۶۱ یعنی ہر دین والے۔ ۵۶ اور فرمایا جائے گا ۵۸ یعنی ہم نے فرشتوں کو تمہارے عمل لکھنے کا حکم دیا تھا۔ ۵۹ جنت میں داخل فرمائے

گا۔ ۶۰ اور ان پر ایمان نہ لاتے تھے۔ ۶۱ مردوں کو زندہ کرنے کا۔ ۶۲ وہ ضرور آئے گی تو ۶۳ قیامت کے آنے کا ۶۴ یعنی کفار پر آخرت میں۔ ۶۵ جو انہوں

مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ﴿٣٣﴾ وَقِيلَ الْيَوْمَ نُنَسِّكُمْ كَمَا نَسِيتُمْ لِقَاءَ

اس عذاب نے جس کی ہنسی بناتے تھے اور فرمایا جائے گا آج ہم تمہیں چھوڑ دیں گے ۶۱ جیسے تم اپنے اس دن کے ملنے کو

يَوْمَكُمْ هَذَا وَمَا لَكُمْ النَّارَ وَمَا لَكُمْ مِّنْ نُصْرِينَ ﴿٣٤﴾ ذَلِكُمْ بِأَنَّكُمْ

بھولے ہوئے تھے ۶۲ اور تمہارا ٹھکانا آگ ہے اور تمہارا کوئی مددگار نہیں ۶۳ یہ اس لیے کہ تم

اتَّخَذْتُمْ آيَاتِ اللَّهِ هُزُوًا وَاَعْرَضْتُمْ كَمَا كُنْتُمْ تُكْفِرُونَ ﴿٣٥﴾ فَالْيَوْمَ لَا يُخْرَجُونَ

نے اللہ کی آیتوں کا ٹھٹھا (مذاق) بنایا اور دنیا کی زندگی نے تمہیں فریب دیا ۶۴ تو آج نہ وہ آگ سے نکالے

مِنْهَا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُونَ ﴿٣٦﴾ فَلِلَّهِ الْحُكْمُ رَبِّ السَّمَوَاتِ وَرَبِّ

جائیں اور نہ اُن سے کوئی منانا چاہے ۶۵ تو اللہ ہی کے لیے سب خوبیاں ہیں آسمانوں کا رب اور زمین

الْأَرْضِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٣٧﴾ وَلَهُ الْكِبْرِيَاءُ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ﴿٣٨﴾

کا رب اور سارے جہاں کا رب اور اسی کے لیے بڑائی ہے آسمانوں اور زمین میں

وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٣٩﴾

اور وہی عزت و حکمت والا ہے

نے دنیا میں کئے تھے اور ان کی سزائیں۔ ۶۶ عذاب دوزخ میں۔ ۶۷ کہ ایمان و طاعت چھوڑ بیٹھے۔ ۶۸ جو تمہیں اس عذاب سے بچا سکے۔ ۶۹ کہ تم اس کے مفتوں (فتنہ میں مبتلا) ہو گئے اور تم نے بعث و حساب کا انکار کر دیا۔ ۷۰ یعنی اب اُن سے یہ بھی مطلوب نہیں کہ وہ توبہ کر کے اور ایمان و طاعت اختیار کر کے اپنے رب کو راضی کریں کیونکہ اس روز کوئی عذر اور توبہ قبول نہیں۔





إِذَا حَسِرَ النَّاسُ كَانُوا لَهُمْ أَعْدَاءً وَكَانُوا بِعِبَادَتِهِمْ كُفْرِينَ ۝٦ وَ

جب لوگوں کا حشر ہوگا وہ ان کے دشمن ہوں گے اور ان سے منکر ہو جائیں گے اور

إِذَا تَلَّيَ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ قَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلْحَقِّ لَبَّا جَاءَهُمْ لَا

جب اُن پر اسی پر بھی جائیں ہماری روشن آیتیں تو کافر اپنے پاس آئے ہوئے حق کو منکر کہتے ہیں

هَذَا سِحْرٌ مُّبِينٌ ۝٧ أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ ۝٨ قُلْ إِنْ افْتَرَيْتُهُ فَلَا

یہ کھلا جادو ہے اور کیا کہتے ہیں انھوں نے اسے جی سے بنایا اور تم فرماؤ اگر میں نے اسے جی سے بنالیا ہوگا

تَمْلِكُونَ لِي مِنَ اللَّهِ شَيْئًا ۝٩ هُوَ أَعْلَمُ بِمَا تُفِيضُونَ فِيهِ ۝١٠ كَفَىٰ بِهِ

تو تم اللہ کے سامنے میرا کچھ اختیار نہیں رکھتے اور وہ خوب جانتا ہے جن باتوں میں تم مشغول ہوو گے اور وہ کافی ہے

شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ ۝١١ وَهُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ۝١٢ قُلْ مَا كُنْتُ

میرے اور تمہارے درمیان گواہ اور وہی بخشنے والا مہربان ہے تم فرماؤ میں کوئی

بِدْعًا مِنَ الرُّسُلِ وَمَا أَدْرَايَ مَا يَفْعَلُ بِي وَلَا بِكُمْ ۝١٣ إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا

انوکھا رسول نہیں اور میں نہیں جانتا میرے ساتھ کیا کیا جائے گا اور تمہارے ساتھ کیا کیا میں تو اسی کا تابع ہوں

۝١٤ یعنی بت اپنے پیچاریوں کے۔ اور کہیں گے کہ ہم نے انہیں اپنی عبادت کی دعوت نہیں دی درحقیقت یہ اپنی خواہشوں کے پرستار تھے۔ ۝١٥ یعنی اہل مکہ پر ۝١٦ یعنی قرآن شریف کو بغیر غور و فکر کے اور اچھی طرح سے منکر کہ اس کے جادو ہونے میں شبہ نہیں اور اس سے بھی بدتر بات کہتے ہیں جس کا آگے ذکر ہے۔

۝١٧ یعنی سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے۔ ۝١٨ یعنی اگر بالفرض میں دل سے بناتا اور اس کو اللہ تعالیٰ کا کلام بناتا تو وہ اللہ تعالیٰ پر افتراء ہوتا اور اللہ تبارک و تعالیٰ ایسے افتراء کرنے والے کو جلد عقوبت میں گرفتار کرتا ہے تمہیں تو یہ قدرت نہیں کہ تم اس کی عقوبت سے بچا سکو یا اس کے عذاب کو دفع کر سکو تو کس

طرح ہو سکتا ہے کہ میں تمہاری وجہ سے اللہ تعالیٰ پر افتراء کرتا۔ ۝١٩ اور جو کچھ قرآن پاک کی نسبت کہتے ہو۔ ۝٢٠ یعنی اگر تم کفر سے توبہ کر کے ایمان لاؤ تو اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت فرمائے گا اور تم پر رحمت کرے گا۔ ۝٢١ مجھ سے پہلے بھی رسول آچکے ہیں تو تم کیوں نبوت کا انکار کرتے ہو۔ ۝٢٢ اس کے معنی میں مفسرین

کے چند قول ہیں ایک تو یہ کہ قیامت میں جو میرے اور تمہارے ساتھ کیا جائے گا وہ مجھے معلوم نہیں یہ معنی ہوں تو یہ آیت منسوخ ہے مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو مشرک خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ لات و عزلیٰ کی قسم اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہمارا اور محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا یکساں حال ہے انہیں ہم پر کچھ بھی

فضیلت نہیں اگر یہ قرآن ان کا اپنا بنایا ہوا نہ ہوتا تو ان کا بھیجنے والا انہیں ضرور خبر دیتا کہ ان کے ساتھ کیا کرے گا تو اللہ تعالیٰ نے آیت ”لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ

مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ“ نازل فرمائی صحابہ نے عرض کیا: یا نبی اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! حضور کو مبارک ہو آپ کو تو معلوم ہو گیا کہ آپ کے ساتھ کیا کیا جائے گا یہ انتظار ہے کہ ہمارے ساتھ کیا کرے گا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ”لِيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ“ اور یہ

آیت نازل ہوئی ”بَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ بِأَنَّ لَهُمْ مِنَ اللَّهِ فَضْلًا كَبِيرًا“ تو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمادیا کہ حضور کے ساتھ کیا کرے گا اور مؤمنین کے ساتھ کیا۔ دوسرا قول آیت کی تفسیر میں یہ ہے کہ آخرت کا حال تو حضور کو اپنا بھی معلوم ہے، مؤمنین کا بھی، مکذبین کا بھی۔ معنی یہ ہیں کہ دنیا میں کیا کیا جائے گا؟ یہ معلوم نہیں۔ اگر یہ معنی لیے جائیں تو بھی آیت منسوخ ہے اللہ تعالیٰ نے حضور کو یہ بھی بتادیا ”لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ“ اور ”مَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ“ بہر حال

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حضور کے ساتھ اور حضور کی امت کے ساتھ پیش آنے والے امور پر مطلع فرمادیا خواہ وہ دنیا کے ہوں یا آخرت کے اور اگر روایت بمعنی ادراک بالقیاس یعنی عقل سے جاننے کے معنی میں لیا جائے تو مضمون اور بھی زیادہ صاف ہے اور آیت کا اس کے بعد والا جملہ اس کا مؤید ہے۔

مَا يُوحَىٰ إِلَىٰ وَمَا أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿۹﴾ قُلْ أَسَاءَ يُتَمَّ إِنَّ كَانَ مِنْ

جو مجھے وحی ہوتی ہے ۲۲ اور میں نہیں مگر صاف ڈر سنانے والا تم فرماؤ بھلا دیکھو تو اگر وہ قرآن

عِنْدَ اللَّهِ وَكَفَرْتُمْ بِهِ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَىٰ مِثْلِهِ

اللہ کے پاس سے ہو اور تم نے اس کا انکار کیا اور بنی اسرائیل کا ایک گواہ ۲۵ اس پر گواہی دے چکا ۲۶

فَأَمِنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ﴿۱۰﴾ وَقَالَ

تو وہ ایمان لایا اور تم نے تکبر کیا ۲۷ بے شک اللہ راہ نہیں دیتا ظالموں کو اور

الَّذِينَ كَفَرُوا وَالَّذِينَ آمَنُوا لَوْ كَانَ خَيْرًا مَّا سَبَقُونَا إِلَيْهِ ﴿۱۱﴾ وَإِذْ

کافروں نے مسلمانوں کو کہا اگر اس میں ۲۸ کچھ بھلائی ہوتی تو یہ ۲۹ ہم سے آگے اس تک نہ پہنچ جاتے ۳۰ اور جب

لَمْ يَهْتَدُوا بِهِ فَسَيَقُولُونَ هَذَا أَفْكٌ قَدِيمٌ ﴿۱۱﴾ وَمِنْ قَبْلِهِ كِتَابُ

انہیں اس کی ہدایت نہ ہوئی تو اب ۳۱ کہیں گے کہ یہ پرانا بہتان ہے اور اس سے پہلے موسیٰ کی

مُوسَىٰ إِمَامًا وَرَحْمَةً ﴿۱۲﴾ وَهَذَا كِتَابٌ مُّصَدِّقٌ لِّسَانِ عَرَبِيٍّ لِّبَنِي إِسْرَائِيلَ

کتاب ۳۲ ہے پیشوا اور مہربانی اور یہ کتاب ہے تصدیق فرماتی ۳۳ عربی زبان میں کہ ظالموں

الَّذِينَ ظَلَمُوا ﴿۱۲﴾ وَبُشْرَىٰ لِلْمُحْسِنِينَ ﴿۱۳﴾ إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ

کو ڈر سنانے اور نیکوں کو بشارت بے شک وہ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے

ثُمَّ اسْتَقَامُوا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿۱۳﴾ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ

پھر ثابت قدم رہے ۳۴ نہ ان پر خوف ۳۵ نہ ان کو غم ۳۶ وہ جنت

الْجَنَّةِ خَالِدِينَ فِيهَا ﴿۱۴﴾ جَزَاءً لِّبِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۱۴﴾ وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ

والے ہیں ہمیشہ اس میں رہیں گے ان کے اعمال کا انعام اور ہم نے آدمی کو حکم کیا

عَلَامَةً نِّيْشَا پوری نے اس آیت کے تحت فرمایا: ”میں“ کہ اس میں نفی اپنی ذات سے جاننے کی ہے ”مِنْ جِهَةِ الْوَحْيِ“ جاننے کی نفی نہیں۔ ۳۷ یعنی میں جو کچھ جانتا

ہوں اللہ تعالیٰ کی تعلیم سے جانتا ہوں۔ ۳۸ وہ حضرت عبد اللہ بن سلام ہیں جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور آپ کی صحت نبوت کی شہادت

دی۔ ۳۹ کہ وہ قرآن اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ ۴۰ اور ایمان سے محروم رہے تو اس کا نتیجہ کیا ہوتا ہے۔ ۴۱ یعنی دین محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

میں ۴۲ غریب لوگ ۴۳ شان نزول: یہ آیت مشرکین مکہ کے حق میں نازل ہوئی جو کہتے تھے کہ اگر دین محمدی حق ہوتا تو فلاں وفلاں اس کو ہم سے پہلے کیسے قبول

کر لیتے۔ ۴۴ عباد سے قرآن شریف کی نسبت ۴۵ توریت ۴۶ پہلی کتابوں کی ۴۷ اللہ تعالیٰ کی توحید اور سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی

شریعت پر دم آخر تک ۴۸ قیامت میں ۴۹ موت کے وقت۔

بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ كُرْهًا وَحَمَلُهُ وَ

کہ اپنے ماں باپ سے بھلائی کرے اس کی ماں نے اُسے پیٹ میں رکھا تکلیف سے اور جہنی اس کو تکلیف سے اور اُسے اٹھائے پھر نا اور

فَضْلُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا حَتَّىٰ إِذَا بَدَغُ أَسَدُهُ وَبَدَغُ أَرْبَعِينَ سَنَةً ۗ

اس کا دودھ چھڑانا تیس مہینے میں ہے ۲۱ یہاں تک کہ جب اپنے زور کو پہنچا ۲۸ اور چالیس برس کا ہوا ۲۹

قَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ وَالِدَيَّ

عرض کی اے میرے رب میرے دل میں ڈال کہ میں تیری نعمت کا شکر کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کی ۳۰

وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَأَصْلِحْ لِي فِي ذُرِّيَّتِي ۗ إِنِّي تُبْتُ إِلَيْكَ

اور میں وہ کام کروں جو تجھے پسند آئے ۳۱ اور میرے لیے میری اولاد میں صلاح (نیکی) رکھ ۳۲ میں تیری طرف رجوع لایا ۳۳

وَإِنِّي مِنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿۱۵﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ أَحْسَنَ مَا

اور میں مسلمان ہوں ۳۴ یہ ہیں وہ جن کی نیکیاں ہم قبول

۳۲ مسئلہ: اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ اقل مدت حمل چھ ماہ ہے کیونکہ جب دودھ چھڑانے کی مدت دو سال ہوئی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ“

تو حمل کے لیے چھ ماہ باقی رہے یہی قول ہے امام ابو یوسف و امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ کا اور حضرت امام صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک اس آیت سے رضاع کی

مدت ڈھائی سال ثابت ہوتی ہے۔ مسئلہ کی تفصیل مع دلائل کتب اصول میں مذکور ہیں۔ ۳۸ اور عقل و قوت مستحکم ہوئی اور یہ بات تیس سے چالیس سال تک کی عمر

میں حاصل ہوتی ہے۔ ۳۹ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوئی آپ کی عمر سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دو سال کم تھی جب

حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر اٹھارہ سال کی ہوئی تو آپ نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحبت اختیار کی اس وقت حضور کی عمر شریف بیس سال کی تھی

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہمراہی میں بغرض تجارت ملک شام کا سفر کیا ایک منزل پر ٹھہرے وہاں ایک پیری کا درخت تھا حضور سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کے

سایہ میں تشریف فرما ہوئے قریب ہی ایک راہب رہتا تھا حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے پاس چلے گئے راہب نے آپ سے کہا یہ کون صاحب ہیں جو اس

پیری کے سایہ میں جلوہ فرما ہیں؟ حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ابن عبد اللہ بن عبدالمطلب کے پوتے۔ راہب نے

کہا: خدا کی قسم! یہ نبی ہیں، اس پیری کے سایہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد سے آج تک ان کے سوا کوئی نہیں بیٹھا یہی نبی آخر الزمان ہیں۔ راہب کی یہ بات

حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل میں اثر گر گئی اور نبوت کا یقین آپ کے دل میں جم گیا اور آپ نے صحبت شریف کی ملازمت اختیار کی سفر و حضر میں آپ سے

جدانہ ہوتے۔ جب سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عمر شریف چالیس سال کی ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے حضور کو اپنی نبوت و رسالت کے ساتھ سرفراز فرمایا تو حضرت

صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ پر ایمان لائے اس وقت حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر اڑتیس سال کی تھی جب حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر چالیس

سال کی ہوئی تو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی: **۳۰** کہ ہم سب کو ہدایت فرمائی اور اسلام سے مشرف کیا۔ حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد کا نام ابوقحافہ

اور والدہ کا نام ام الخیر ہے۔ **۳۱** آپ کی یہ دعا بھی مستجاب ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو حسن عمل کی وہ دولت عطا فرمائی کہ تمام امت کے اعمال آپ کے ایک عمل

کے برابر نہیں ہو سکتے آپ کی نیکیوں میں سے ایک یہ ہے کہ نومومن جو ایمان کی وجہ سے سخت ایذاؤں اور تکلیفوں میں مبتلا تھے ان کو آپ نے آزاد کیا انہیں میں سے ہیں

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ نے یہ دعا کی۔ **۳۲** یہ دعا بھی مستجاب ہوئی اللہ تعالیٰ نے آپ کی اولاد میں صلاح رکھی آپ کی تمام اولاد مومن ہے اور ان میں

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مرتبہ کس قدر بلند والا ہے کہ تمام عورتوں پر اللہ تعالیٰ نے انہیں فضیلت دی ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کے والدین بھی مسلمان اور آپ کے صاحبزادے محمد اور عبد اللہ اور عبدالرحمن اور آپ کی صاحبزادیاں حضرت عائشہ اور حضرت اسماء اور آپ کے پوتے محمد بن

عبدالرحمن یہ سب مومن اور سب شرف صحابیت سے مشرف صحابہ ہیں آپ کے سوا کوئی ایسا نہیں ہے جس کو یہ فضیلت حاصل ہو کہ اس کے والدین بھی صحابی ہوں خود

بھی صحابی اولاد بھی صحابی پوتے بھی صحابی چار بیٹیں شرف صحابیت سے مشرف۔ **۳۳** ہر امر میں جس میں تیری رضا ہو۔ **۳۴** دل سے بھی اور زبان سے بھی۔



عَمِلُوا وَتَجَاوَزُ عَنْ سَيِّئَاتِهِمْ فِي أَصْحَابِ الْجَنَّةِ ۖ وَعَدَّ الصَّدَقِ

فرمائیں گے ۵۵ اور ان کی تقصیروں سے درگزر فرمائیں گے جنت والوں میں سچا وعدہ

الَّذِي كَانُوا يُوعَدُونَ ۖ ۱۲) وَالَّذِي قَالَ لِوَالِدَيْهِ إِفْكَمَا آتَعَدَنِي

جو انہیں دیا جاتا تھا ۵۴ اور وہ جس نے اپنے ماں باپ سے کہا اے اف تم سے دل پک گیا کیا مجھے یہ وعدہ دیتے ہو

أَنْ أُخْرَجَ وَقَدْ خَلَتِ الْقُرُونُ مِنْ قَبْلِي ۚ وَهِيَ اسْتَعِيشَ اللَّهُ

کہ پھر زندہ کیا جاؤں گا حالانکہ مجھ سے پہلے سنگتیں (تو میں) گزر چکیں ۵۸ اور وہ دونوں ۵۷ اللہ سے فریاد کرتے ہیں

وَيْلِكَ أَمِنْ ۖ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ ۖ فَيَقُولُ مَا هَذَا إِلَّا أَسَاطِيرُ

تیری خرابی ہو ایمان لا بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے ۵۶ تو کہتا ہے یہ تو نہیں مگر اگلوں کی

الْأَوَّلِينَ ۖ ۱۴) أُولَئِكَ الَّذِينَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِي أُمَمٍ قَدْ خَلَتْ

کہانیاں یہ وہ ہیں جن پر بات ثابت ہو چکی وہ ان گروہوں میں جو ان سے

مِنْ قَبْلِهِمْ مِنَ الْجِنَّ وَالْإِنْسِ ۖ إِنَّهُمْ كَانُوا خَسِرِينَ ۖ ۱۸) وَلِكُلِّ

پہلے گزرے جن اور آدمی بے شک وہ زیاں کار (نقصان والے) تھے اور ہر ایک کے لیے ۵۵

دَرَجَاتٍ مِّمَّا عَمِلُوا ۖ وَلِيُوقِيَهُمْ أَعْبَالَهُمْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ۖ ۱۹) وَ

اپنے اپنے عمل کے درجے ہیں ۵۵ اور تاکہ اللہ ان کے کام انہیں پورے بھردے ۵۶ اور ان پر ظلم نہ ہوگا اور

يَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِينَ كَفَرُوا عَلَى النَّارِ ۖ أَدْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِي حَيَاتِكُمْ

جس دن کافر آگ پر پیش کئے جائیں گے اُن سے فرمایا جائے گا تم اپنے ہتھ کی پاک چیزیں اپنی دنیا ہی کی زندگی میں

الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا ۖ فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ بِمَا كُنْتُمْ

فنا کر چکے اور انہیں برت چکے ۵۵ تو آج تمہیں ذلت کا عذاب بدلہ دیا جائے گا سزا

۵۵ ان پر ثواب دیں گے۔ ۵۶ دنیا میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے۔ ۵۷ مراد اس سے کوئی خاص شخص نہیں ہے بلکہ ہر کافر جو بعثت

کا منکر ہو اور والدین کا نافرمان اور اس کے والدین اس کو دین حق کی دعوت دیتے ہوں اور وہ انکار کرتا ہو۔ ۵۸ ان میں سے کوئی مرکز زندہ نہ ہو۔ ۵۹ ماں

باپ۔ ۵۶ مُردے زندہ فرمانے کا۔ ۵۷ عذاب کی ۵۸ مومن ہو یا کافر ۵۹ یعنی منازل و مراتب ہیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک روز قیامت جنت کے درجات

بلند ہوتے چلے جاتے ہیں اور جہنم کے درجات پست ہوتے چلے جاتے ہیں تو جن کے عمل اچھے ہوں وہ جنت کے اونچے درجے میں ہوں گے اور جو کفر و معصیت

میں انتہا کو پہنچ گئے ہوں وہ جہنم کے سب سے نیچے درجے میں ہوں گے۔ ۵۷ یعنی مومنوں اور کافروں کو فرمانبرداری اور نافرمانی کی پوری جزا دے۔ ۵۵ یعنی

لذت و عیش جو تمہیں پانا تھا وہ سب دنیا میں تم نے ختم کر دیا اب تمہارے لیے آخرت میں کچھ بھی باقی نہ رہا اور بعض مفسرین کا قول ہے کہ طیبات سے تو اے جسمانیہ

اور جوانی مراد ہے اور معنی یہ ہیں کہ تم نے اپنی جوانی اور اپنی قوتوں کو دنیا کے اندر کفر و معصیت میں خرچ کر دیا۔

تَسْتَكْبِرُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِأَكْثَمِ تَفْسُقُونَ ۲۰ ۚ وَادْكُرُوا

اس کی کہ تم زمین میں ناحق تکبر کرتے تھے اور سزا اس کی کہ حکم عدولی کرتے تھے ۲۰ اور یاد کرو

أَخَاعَادِ ۱۷ إِذْ أَنْذَرْنَا قَوْمَهُ بِالْأَحْقَافِ وَقَدْ خَلَّتِ النُّذُرُ مِنْ بَيْنِ

عاد کے ہم قوم ۱۷ کو جب اس نے ان کو سرزمین احقاف میں ڈرایا ۱۷ اور بے شک اس سے پہلے ڈر سنانے والے

يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ ۱۸ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ

گزر چکے اور اس کے بعد آئے کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ پوجو بے شک مجھے تم پر ایک بڑے دن کے عذاب کا

يَوْمٍ عَظِيمٍ ۲۱ ۚ قَالُوا أَجِئْنَا بِكِنَاعٍ مِنَ الْهَيْتَانِ فَأَيُّ الْبَاتِعِدْنَا

اندریش ہے بولے کیا تم اس لیے آئے کہ ہمیں ہمارے معبودوں سے پھیر دو تو ہم پر لاؤ ۲۱ جس کا ہمیں وعدہ دیتے ہو

إِنْ كُنْتُمْ مِنَ الصَّادِقِينَ ۲۲ ۚ قَالَ إِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللَّهِ وَإِنَّمَا

اگر تم سچے ہو ۲۲ اس نے فرمایا ۲۲ اس کی خبر تو اللہ ہی کے پاس ہے ۲۲ میں تو تمہیں اپنے رب کے

أُرْسِلْتُ بِهِ وَلَكِنِّي أَرَاكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُونَ ۲۳ ۚ فَلَمَّا رَأَوْهُ عَارِضًا

پیام پہنچاتا ہوں ہاں ہاں میری دانست میں تم نے جاہل لوگ ہو ۲۳ پھر جب انہوں نے عذاب کو دیکھا بادل کی طرح

مُسْتَقْبِلًا أَوْ دِيْبَتِهِمْ ۱۹ قَالُوا هَذَا عَارِضٌ مُسْطَرٌّ نَا ۱۸ بَلْ هُوَ مَا

آسمان کے کنارے میں پھیلا ہوا ان کی وادیوں کی طرف آتا ۱۹ بولے یہ بادل ہے کہ ہم پر برسے گا ۱۸ بلکہ یہ تو وہ ہے

اسْتَعْجَلْتُمْ بِهِ ۱۶ رَبِّحْ فِيهَا عَذَابٌ أَلِيمٌ ۲۳ ۚ تَدْمَرُ كُلَّ شَيْءٍ

جس کی تم جلدی مچاتے تھے ایک آندھی ہے جس میں دردناک عذاب ہر چیز کو تباہ کر ڈالتی ہے

بِأَمْرِ رَبِّهَا فَاصْبِرُوا لَا يُرَى إِلَّا مَسْكِنُهُمْ ۱۷ كَذَلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ

اپنے رب کے حکم سے ۱۷ تو صبح رہ گئے کہ نظر نہ آتے تھے مگر ان کے سونے (ویران) مکان ہم ایسی ہی سزا دیتے ہیں

۱۷ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے دنیوی لذات اختیار کرنے پر کفار کو توجیح فرمائی تو رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضور کے اصحاب نے لذات دنیویہ سے

کنارہ کشی اختیار فرمائی۔ بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات تک حضور کے اہل بیت نے کبھی بچہ کی روٹی بھی دو روز

برابر نہ کھائی۔ یہ بھی حدیث میں ہے کہ پورا پورا مہینہ گزار جاتا تھا دولت سرائے اقدس میں آگ نہ جلتی تھی چند کھجوروں اور پانی پر گزر رکھی جاتی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ

تعالیٰ عنہ سے مروی ہے آپ فرماتے تھے کہ میں چاہتا تو تم سے اچھا کھانا کھاتا اور تم سے بہتر لباس پہنتا لیکن میں اپنا عیش و راحت اپنی آخرت کے لیے باقی رکھنا

چاہتا ہوں۔ ۱۷ حضرت ہود علیہ السلام ۱۷ شرک سے اور احقاف ایک ریگستانی وادی ہے جہاں قوم عاد کے لوگ رہتے تھے۔ ۱۷ وہ عذاب ۱۷ اس بات

میں کہ عذاب آنے والا ہے۔ ۱۷ یعنی ہود علیہ السلام نے ۱۷ کہ عذاب کب آئے گا ۱۷ جو عذاب میں جلدی کرتے ہو اور عذاب کو جاننے نہیں ہو کہ کیا چیز

ہے۔ ۱۷ اور مدت دراز سے ان کی سرزمین میں بارش نہ ہوئی تھی اس کالے بادل کو دیکھ کر خوش ہوئے۔ ۱۷ حضرت ہود علیہ السلام نے فرمایا: ۱۷ چنانچہ اس

الْمُجْرِمِينَ ﴿۲۵﴾ وَلَقَدْ مَكَنَّهُمْ فِيهَا إِن مَكَنَّاكُمْ فِيهِ وَجَعَلْنَا لَهُمْ سَعًا

مجرموں کو اور بے شک ہم نے انھیں وہ مقدر دینے تھے جو تم کو نہ دیئے ملا اور ان کے لیے کان

وَأَبْصَارًا وَأَفْئِدَةً ﴿۲۶﴾ فَمَا أَغْنَىٰ عَنْهُمْ سَعُهُمْ وَلَا أَبْصَارُهُمْ وَلَا

اور آنکھ اور دل بنائے ملا تو ان کے کان اور آنکھیں اور دل کچھ

أَفْئِدَتُهُمْ مِنْ شَيْءٍ إِذْ كَانُوا يَجْحَدُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَحَاقَ بِهِمْ مَا

کام نہ آئے جب کہ وہ اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے تھے اور انھیں گھیر لیا اس عذاب نے

كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ﴿۲۷﴾ وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا مَا حَوْلَكُمْ مِنَ الْقُرَىٰ وَ

جس کی ہنسی بناتے تھے اور بیٹک ہم نے ہلاک کر دیں ملا تمہارے آس پاس کی بستیاں ملا اور

صَرَفْنَا الْآيَاتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿۲۸﴾ فَلَوْلَا نَصْرَهُمُ الَّذِينَ اتَّخَذُوا

طرح طرح کی نشانیاں لائے کہ وہ باز آئیں ملا تو کیوں نہ مدد کی ان کی ملا جن کو

مِنْ دُونِ اللَّهِ قُرْبَانًا آلِهَةٍ بَلْ ضَلُّوا عَنْهُمْ وَذَلِكَ إِفْكُهُمْ وَمَا

انہوں نے اللہ کے سوا قرب حاصل کرنے کو خدا ٹھہرا رکھا تھا ملا بلکہ وہ ان سے گم گئے ملا اور یہ ان کا

كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿۲۹﴾ وَإِذْ صَرَفْنَا إِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَبِعُونَ

بتنان و افترا ہے ملا اور جب کہ ہم نے تمہاری طرف کتنے جن پھیرے ملا کان لگا کر

الْقُرْآنَ فَلَمَّا حَضَرُوا قَالُوا أَنصِتُوا فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا إِلَىٰ قَوْمِهِمْ

قرآن سنتے پھر جب وہاں حاضر ہوئے آپس میں بولے خاموش رہو ملا پھر جب پڑھنا ہو چکا اپنی قوم کی طرف

آمدگی کے عذاب نے ان کے مردوں، عورتوں، چھوٹوں، بڑوں کو ہلاک کر دیا ان کے اموال آسمان وزمین کے درمیان اڑتے پھرتے تھے چیزیں پارہ پارہ ہو گئیں

حضرت ہود علیہ السلام نے اپنے اور اپنے اوپر ایمان لانے والوں کے گرد ایک خط کھینچ دیا تھا ہوا جب اس خط کے اندر آتی تو نہایت نرم پاکیزہ فرحت انگیز سر اور

وہی ہوا قوم پر شدید سخت مہلک اور یہ حضرت ہود علیہ السلام کا ایک معجزہ عظیم تھا۔ ملا اے اہل مکہ! وہ قوت و مال اور طول عمر میں تم سے زیادہ تھے۔ ۱۸۔ تاکہ

دین کے کام میں لائیں مگر انہوں نے سوائے دنیا کی طلب کے ان خداداد نعمتوں سے دین کا کام ہی نہیں لیا۔ ۱۹۔ اے قریش! انکے مثل شمو و عاد و قوم لوط

کے ملا کفر و طغیان سے لیکن وہ باز نہ آئے تو ہم نے انہیں ان کے کفر کے سبب ہلاک کر دیا۔ ملا اُن کفار کی اُن بتوں نے ملا اور جن کی نسبت یہ کہا کرتے

تھے کہ ان بتوں کے پوجنے سے اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ ملا اور نزول عذاب کے وقت کام نہ آئے۔ ملا کہ وہ بتوں کو معبود کہتے ہیں اور بت پرستی کو قرب

الہی کا ذریعہ ٹھہراتے ہیں۔ ملا یعنی اے سید عالم! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس وقت کو یاد کیجئے جب ہم نے آپ کی طرف جنوں کی ایک جماعت کو بھیجا اس

جماعت کی تعداد میں اختلاف ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ سات جن تھے جنہیں رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی قوم کی

طرف پیام رساں بنایا۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ نو تھے علماء محققین کا اس پر اتفاق ہے کہ جن سب کے سب مکلف ہیں اب ان جنوں کا حال ارشاد ہوتا ہے کہ

جب آپ بطن نخلہ میں مکہ مکرمہ اور طائف کے درمیان مکہ مکرمہ کو آتے ہوئے اپنے اصحاب کے ساتھ نماز فجر پڑھ رہے تھے اس وقت جن ملا تاکہ اچھی طرح



مُنذِرِينَ ۲۹ ﴿قَالُوا يَا قَوْمَنَا إِنَّا سَبِعْنَا كِتَابًا أُنزِلَ مِنْ بَعْدِ مُوسَى

ڈر سنا تے پلٹے ۵۷ بولے اے ہماری قوم ہم نے ایک کتاب سنی وہ کہ موسیٰ کے بعد اتاری گئی ۵۸

مُصَدِّقًا لِّبَابِئِنَّ يَدِيهِ يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ وَإِلَى طَرِيقِ مُسْتَقِيمٍ ۳۰ ﴿

اگلی کتابوں کی تصدیق فرماتی حق اور سیدھی راہ دکھاتی

يَقَوْمَنَا أَجِيبُوا دَاعِيَ اللَّهِ وَآمِنُوا بِهِ يَغْفِرَ لَكُمْ مِنْ ذُنُوبِكُمْ وَيُجِرْكُمْ

اے ہماری قوم اللہ کے منادی ۵۹ کی بات مانو اور اس پر ایمان لاؤ کہ وہ تمہارے کچھ گناہ بخش دے ۶۰ اور تمہیں

مِّنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ ۳۱ ﴿وَمَنْ لَا يُجِبْ دَاعِيَ اللَّهِ فَلَيْسَ بِعَجِزٍ فِي

دردناک عذاب سے بچالے اور جو اللہ کے منادی کی بات نہ مانے وہ زمین میں قابو سے نکل کر

الْأَرْضِ وَلَيْسَ لَهُ مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءُ ۳۲ ﴿أُولَئِكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۳۲ ﴿

جانے والا نہیں ۶۱ اور اللہ کے سامنے اس کا کوئی مددگار نہیں ۶۲ وہ ۵۹ کھلی گمراہی میں ہیں

أُولَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَمْ يَكُنْ

کیا انھوں نے ۶۳ نہ جانا کہ وہ اللہ جس نے آسمان اور زمین بنائے اور ان کے

بِخَلْقِهِنَّ بِقَدِيرٍ عَلَىٰ أَنْ يَحْيِيَ الْبُوتَىٰ ۳۳ ﴿بَلَىٰ إِنَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۳۳ ﴿

بنانے میں نہ تھکا قادر ہے کہ مردے جلائے (زندہ کرے) کیوں نہیں بے شک وہ سب کچھ کر سکتا ہے

وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِينَ كَفَرُوا عَلَى النَّارِ أَلَيْسَ هَذَا بِالْحَقِّ ۳۴ ﴿قَالُوا

اور جس دن کافر آگ پر پیش کئے جائیں گے ان سے فرمایا جائے گا کیا یہ حق نہیں کہیں گے

بَلَىٰ وَرَبِّنَا ۳۴ ﴿قَالَ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ۳۴ ﴿فَأَصْبِرْ

کیوں نہیں ہمارے رب کی قسم فرمایا جائے گا تو عذاب چکھو بدلہ اپنے کفر کا ۶۴ تو تم صبر کرو

حضرت کی قرأت سن لیں۔ ۵۹ یعنی رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لا کر حضور کے حکم سے اپنی قوم کی طرف ایمان کی دعوت دینے گئے اور انہیں ایمان

نہ لانے اور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مخالفت سے ڈرایا۔ ۶۰ یعنی قرآن شریف ۵۸ عطاء نے کہا چونکہ وہ جن دین یہودیت پر تھے اس لیے انہوں

نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر کیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کتاب کا نام نہ لینے کا باعث

یہ ہے کہ اس میں صرف مواعظ ہیں احکام بہت ہی کم ہیں۔ ۶۱ سید عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ۵۹ جو اسلام سے پہلے ہوئے اور جن میں حق العباد

نہیں۔ ۶۲ اللہ تعالیٰ سے کہیں بھاگ نہیں سکتا اور اس کے عذاب سے بچ نہیں سکتا۔ ۶۳ جو اسے عذاب سے بچا سکے۔ ۵۹ جو اللہ تعالیٰ کے منادی حضرت محمد

مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بات نہ مانیں ۶۴ یعنی منکرین بعثت نے ۶۴ جس کے تم دنیا میں مرتکب ہوئے تھے اس کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے حبیب اکرم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے خطاب فرماتا ہے۔

كَصَابِرًا أَوْ لَوْ الْعَزْمُ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَهُمْ طَهُرُوا كَانْتُمْ يَوْمًا

جیسا ہمت والے رسولوں نے صبر کیا ۵۸ اور اُن کے لیے جلدی نہ کرو ۵۹ گویا وہ جس دن

يَرُونَ مَا يوعَدُونَ لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ طَبَّعُ فَهَلْ

دیکھیں گے ۶۰ جو انہیں وعدہ دیا جاتا ہے ۶۱ دنیا میں نہ ٹھہرے تھے مگر دن کی ایک گھڑی بھر یہ پہنچانا ہے ۶۲ تو کون

يُهْلِكُ إِلَّا الْقَوْمَ الْفَاسِقُونَ ۳۵

ہلاک کئے جائیں گے مگر بے حکم لوگ ۳۵

﴿ آیاتھا ۳۸ ﴾ ﴿ سُورَةُ مُجَادٍ مَدَنِيَّةٌ ۹۵ ﴾ ﴿ رُكُوعَاتُهَا ۴ ﴾

سورہ محمد مدنیہ ہے، اس میں اڑتیس آیتیں اور چار رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَن سَبِيلِ اللّٰهِ أَضَلَّ أَعْمَالَهُمْ ۱

جنہوں نے کفر کیا اور اللہ کی راہ سے روکا ۱ اللہ نے اُن کے عمل برباد کئے ۱ اور

الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَآمَنُوا بِمَا نُزِّلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَهُوَ

جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور اس پر ایمان لائے جو محمد پر اتارا گیا ہے اور وہی

الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ لَآ كَفَرَ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَأَصْلَحَ بَالَهُمْ ۲ ذٰلِكَ بِأَنَّ

اُن کے رب کے پاس سے حق ہے اللہ نے ان کی بُرائیاں اُتار دیں اور اُن کی حالتیں سنواریں ۲ یہ اس لیے

الَّذِينَ كَفَرُوا وَاتَّبَعُوا الْبَاطِلَ وَأَنَّ الَّذِينَ آمَنُوا اتَّبَعُوا الْحَقَّ مِنْ

کہ کافر باطل کے پیرو ہوئے اور ایمان والوں نے حق کی پیروی کی جو ان کے رب کی طرف

۵۸ اپنی قوم کی ایذا پر۔ ۵۹ عذاب طلب کرنے میں کیونکہ عذاب ان پر ضرور نازل ہونے والا ہے۔ ۶۰ عذابِ آخرت کو ۶۱ تو اس کی درازی اور دوام کے

سامنے دنیا میں ٹھہرنے کی مدت کو بہت قلیل سمجھیں گے اور خیال کریں گے کہ ۶۲ یعنی یہ قرآن اور وہ ہدایت و بینات جو اس میں ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تبلیغ

ہے۔ ۶۳ جو ایمان و طاعت سے خارج ہیں۔ ۶۴ سورہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) مدنیہ ہے اس میں چار رکوع اور اڑتیس آیتیں اور پانچ سو اٹھاون کلمے دو

ہزار چار سو پچتر حرف ہیں۔ ۶۵ یعنی جو لوگ خود اسلام میں داخل نہ ہوئے اور دوسروں کو انہوں نے اسلام سے روکا ۶۶ جو کچھ بھی انہوں نے کئے ہوں خواہ

بھوکوں کو کھلایا ہو یا اسیروں کو چھڑایا ہو یا غریبوں کی مدد کی ہو یا مسجد حرام یعنی خانہ کعبہ کی عمارت میں کوئی خدمت کی ہو سب برباد ہوئی آخرت میں اس کا کچھ ثواب

نہیں۔ ۶۷ سخاک کا قول ہے کہ مراد یہ ہے کہ کفار نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جو کلمہ سوچے تھے اور حیلے بنائے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کے وہ تمام کام باطل

کردیے۔ ۶۸ یعنی قرآن پاک ۶۹ امور دین میں توفیق عطا فرما کر اور دنیا میں ان کے دشمنوں کے مقابل ان کی مدد فرما کر۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما

سَاءَ بِهٖمُ ۱ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ اَمْثَالَهُمْ ۲ ۛ فَاِذَا لَقِيْتُمْ الَّذِيْنَ

سے ہے فلا اللہ لوگوں سے ان کے احوال یونہی بیان فرماتا ہے فک تو جب کافروں سے تمہارا

كَفَرُوْا فَضْرَبَ الرَّقَابَ ۳ حَتّٰى اِذَا اشْخَسْتُوْهُمْ فَسُدُّوْا وَّالْوَسَّاقُ ۴

سامنا ہوٹا تو گردنیں مارنا ہے فہ یہاں تک کہ جب انھیں خوب قتل کر لوٹا تو مضبوط باندھو

فَاِمَّا مَنَّاۢبَعْدُ وَاِمَّا فِدَاۗءً ۵ حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا ۶ ۛ ذٰلِكَ ۷ وَلَوْ

پھر اس کے بعد چاہے احسان کر کے چھوڑ دو چاہے فدیہ لے لو فلا یہاں تک کہ لڑائی اپنا بوجھ رکھ دے فلا بات یہ ہے اور اللہ

يَشَاءُ اللّٰهُ لَا تَنْصَرُ مِنْهُمْ وَّلٰكِنْ لِّيَبْلُوْا اَبْعَضَكُمْ بِبَعْضٍ ۸ ۛ وَالَّذِيْنَ

چاہتا تو آپ ہی اُن سے بدلہ لیتا فلا مگر اس لیے فلا کہ تم میں ایک کو دوسرے سے جانچے فلا اور جو

قَتَلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَنْ يُّضِلَّ اَعْمَالَهُمْ ۹ ۛ سَيَهْدِيْهِمْ وَيُصْلِحُ

اللہ کی راہ میں مارے گئے اللہ ہرگز ان کے عمل ضائع نہ فرمائے گا فلا جلد انھیں راہ دے گا فلا اور اُن کا کام

بِالْهَيْمِ ۱۰ ۛ وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ ۱۱ ۛ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنْ

بنا دے گا اور انھیں جنت میں لے جائے گا انھیں اس کی پہچان کرا دی ہے فلا اے ایمان والو اگر

تَنصُرُوْا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ۱۲ ۛ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا

تم دین خدا کی مدد کرو گے اللہ تمہاری مدد کرے گا فلا اور تمہارے قدم بھادے گا فلا اور جنھوں نے کفر کیا

فَتَعْسٰۤا لَهُمْ وَاَصْلُ اَعْمَالِهِمْ ۱۳ ۛ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَرِهُوْا مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ

تو اُن پر تباہی پڑے اور اللہ ان کے اعمال برباد کرے یہ اس لیے کہ انھیں ناگوار ہوا جو اللہ نے اتارا فلا

نے فرمایا کہ ان کے ایام حیات میں ان کی حفاظت فرما کر کہ ان سے عصیان واقع نہ ہو۔ فلا یعنی قرآن شریف۔ فک یعنی فریقین کے کہ کافروں کے عمل اکارت

اور ایمانداروں کی لغزشیں بھی مغفور۔ فلا یعنی جنگ ہو ف یعنی ان کو قتل کرو فلا یعنی کفر سے قتل کر چکا اور باقی ماندوں کو قید کرنے کا موقع آجائے فلا

دونوں باتوں کا اختیار ہے۔ مسئلہ: مشرکین کے اسیروں کا حکم ہمارے نزدیک یہ ہے کہ انہیں قتل کیا جائے یا مملوک بنا لیا جائے اور احساناً چھوڑنا اور فدیہ لینا جو اس

آیت میں مذکور ہے وہ سورہ برأت کی آیت ”اَقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ“ سے منسوخ ہو گیا۔ فلا یعنی جنگ ختم ہو جائے اس طرح کہ مشرکین اطاعت قبول کریں اور اسلام

لائیں۔ فلا بغیر قتال کے انہیں زمین میں دھنسا کر یا ان پر پتھر برسایا اور کسی طرح۔ فلا تمہیں قتال کا حکم دیا فلا قتال میں تاکہ مسلمان مقتول ثواب پائیں

اور کافر عذاب۔ فلا ان کے اعمال کا ثواب پورا پورا دے گا۔ شان نزول: یہ آیت روز اُحد نازل ہوئی جبکہ مسلمان زیادہ مقتول و مجروح ہوئے۔ فلا درجات

عالیات کی طرف۔ فلا وہ منازل جنت میں نوار دنا آشنا کی طرح نہ پہنچیں گے جو کسی مقام پر جاتا ہے تو اس کو ہر چیز کے دریافت کرنے کی حاجت درپیش ہوتی

ہے بلکہ وہ واقف کار اندا اہل ہوں گے اپنے منازل اور مسکن پہنچانے ہوں گے اپنی زوجہ اور خدام کو جانتے ہوں گے ہر چیز کا موقع ان کے علم میں ہوگا گویا کہ وہ

ہمیشہ سے یہیں کے رہنے بسنے والے ہیں۔ فلا تمہارے دشمن کے مقابل۔ فلا معرکہ جنگ میں اور حجت اسلام پر اور پل صراط پر۔ فلا یعنی قرآن پاک

اس لیے کہ اس میں شہوات و لذات کے ترک اور طاعات و عبادات میں مشقتیں اٹھانے کے احکام ہیں جو نفس پر شاق ہوتے ہیں۔



فَاحْبِطْ أَعْبَالَهُمْ ۹ أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ

تو اللہ نے ان کا کیا دھرا اکارت کیا تو کیا انھوں نے زمین میں سفر نہ کیا کہ دیکھتے ان سے

عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۱۰ دَمَّرَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَلِلْكَافِرِينَ أَمْثَالُهَا ۱۰

انگوں کا ۱۰ کیا انجام ہوا اللہ نے ان پر تباہی ڈالی ۱۰ اور ان کافروں کے لیے بھی ویسی کتنی ہی ہیں ۱۰

ذَلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ مَوْلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَأَنَّ الْكُفْرِينَ لَا مَوْلَى لَهُمْ ۱۱

یہ ۱۱ اس لیے کہ مسلمانوں کا مولیٰ اللہ ہے اور کافروں کا کوئی مولیٰ نہیں

إِنَّ اللَّهَ يُدْخِلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ

بے شک اللہ داخل فرمائے گا انہیں جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے ہوں میں جن کے

تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۱۲ وَالَّذِينَ كَفَرُوا يَتَمَتَّعُونَ وَيَأْكُلُونَ كَمَا تَأْكُلُ

نیچے نہریں رواں اور کافر برتتے ہیں اور کھاتے ہیں جیسے چوپائے

الْأَنْعَامِ وَالنَّارُ مَشْوَى لَهُمْ ۱۲ وَكَأَيِّنْ مِنْ قَرْيَةٍ هِيَ أَشَدُّ قُوَّةً مِنْ

کھائیں ۱۲ اور آگ میں ان کا ٹھکانا ہے اور کتنے ہی شہر کہ اس شہر سے ۱۲ قوت میں زیادہ تھے

قَرْيَتِكَ الَّتِي أَخْرَجْتِكَ ۱۳ أَهْلَكَنَّهُمْ فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ ۱۳ أَفَسَنْ كَانَ عَلَى

جس نے تمہیں تمہارے شہر سے باہر کیا ہم نے انہیں ہلاک فرمایا تو ان کا کوئی مددگار نہیں ۱۳ تو کیا جو اپنے رب کی طرف سے

بَيِّنَةٍ مِّنْ رَبِّهِ كَمَنْ زُوِيَ لَهُ سُوءٌ عَلَيْهِ وَاتَّبَعُوا أَهْوَاءَهُمْ ۱۴

روشن دلیل پر ہونے اس ۱۴ جیسا ہوگا جس کے برے عمل اُسے بھلے دکھائے گئے اور وہ اپنی خواہشوں کے پیچھے چلے ۱۴

۱۴ یعنی کچھلی اُمتوں کا ۱۴ کہ انہیں اور ان کی اولاد اور ان کے اموال کو سب کو ہلاک کر دیا۔ ۱۴ یعنی اگر یہ کافر سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر

ایمان نہ لائیں تو ان کے لیے پہلے جیسی بہت سی تباہیاں ہیں۔ ۱۵ یعنی مسلمانوں کا منصور (مدد کیا ہوا) ہونا اور کافروں کا مقبور (غضب کیا ہوا) ہونا۔ ۱۶

دنیا میں چند روز غفلت کے ساتھ اپنے انجام و مال کو فراموش کئے ہوئے۔ ۱۷ اور انہیں تمیز نہ ہو کہ اس کھانے کے بعد وہ ذبح کئے جائیں گے یہی حال کفار کا

ہے جو غفلت کے ساتھ دنیا طلبی میں مشغول ہیں اور آنے والی مصیبتوں کا خیال بھی نہیں کرتے۔ ۱۸ یعنی مکہ مکرمہ والوں سے۔ ۱۹ جو عذاب و ہلاک سے بچا

سکے۔ شان نزول: جب سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ سے ہجرت کی اور غار کی طرف تشریف لے چلے تو مکہ مکرمہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: اللہ تعالیٰ کے شہروں میں تو اللہ تعالیٰ کو بہت پیارا ہے اور اللہ تعالیٰ کے شہروں میں تو مجھے بہت پیارا ہے اگر مشرکین مجھے نہ نکالتے تو میں تجھ سے نہ نکلتا، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ ۲۰ اور وہ مومنین ہیں کہ وہ قرآن مجز اور معجزات نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برہان قوی سے اپنے دین پر یقین کامل اور جزم صادق رکھتے ہیں۔ ۲۱ اس کافر مشرک ۲۲ اور انہوں نے کفر و بت پرستی اختیار کی ہرگز وہ مومن اور یہ کافر ایک سے نہیں ہو سکتے اور ان دونوں میں کچھ بھی نسبت نہیں۔

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِي وَعَدَ الْمُتَّقُونَ ط فِيهَا أَنْهَارٌ مِنْ مَّاءٍ غَيْرِ آسِنٍ وَ

احوال اس جنت کا جس کا وعدہ پرہیزگاروں سے ہے اس میں ایسی پانی کی نہریں ہیں جو کبھی نہ بگڑے ۲۳ اور

أَنْهَارٌ مِنْ لَبَنٍ لَمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهُ ج وَأَنْهَارٌ مِنْ خَمْرٍ لَذَّةٍ لِلشَّرِبِ بَيْنَهُ ج وَ

ایسے دودھ کی نہریں ہیں جس کا مزہ نہ بدلا ۲۴ اور ایسی شراب کی نہریں ہیں جس کے پینے میں لذت ہے ۲۵ اور

أَنْهَارٌ مِنْ عَسَلٍ مُصَفًّى ط وَلَهُمْ فِيهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ وَمَغْفِرَةٌ مِّنْ

ایسی شہد کی نہریں ہیں جو صاف کیا گیا ۲۶ اور ان کے لیے اس میں ہر قسم کے پھل ہیں اور اپنے رب کی

رَأْبِهِمْ ط كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ فِي النَّارِ وَسُقُوا مَاءً حَمِيًّا فَقَطَّعَ أَمْعَاءَ

مغفرت ۲۷ کیا ایسے چین والے ان کے برابر ہو جائیں گے جنہیں ہمیشہ آگ میں رہنا اور انہیں کھولتا پانی پلایا جائے کہ آنتوں کے ٹکڑے ٹکڑے

هُم ۱۵ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَبِعُ آ إِلَيْكَ ج حَتَّى إِذَا خَرَجُوا مِنْ عِنْدِكَ

کردے اور ان ۲۸ میں سے بعض تمہارے ارشاد سنتے ہیں ۲۹ یہاں تک کہ جب تمہارے پاس سے نکل کر جائیں ۳۰

قَالُوا الَّذِينَ أُوْتُوا الْعِلْمَ مَاذَا قَالَ أَنفَا ق فُولِكِ الَّذِينَ طَبَعَ اللَّهُ

علم والوں سے کہتے ہیں ۳۱ ابھی انہوں نے کیا فرمایا ۳۲ یہ ہیں وہ جن کے دلوں پر اللہ نے

عَلَى قُلُوبِهِمْ وَاتَّبَعُوا أ هُوَاءَهُمْ ۱۶ وَالَّذِينَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى

مہر کردی ۳۳ اور اپنی خواہشوں کے تابع ہوئے ۳۴ اور جنہوں نے راہ پائی ۳۵ اللہ نے ان کی ہدایت ۳۶ اور زیادہ فرمائی

وَأَنَّهُمْ تَتَّقُونَهُمْ ۱۷ فَهَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا السَّاعَةَ أَن تَأْتِيَهُمْ بَغْتَةً ج

اور ان کی پرہیزگاری انہیں عطا فرمائی ۳۷ تو کاہے کے انتظار میں ہیں ۳۸ مگر قیامت کے کہ ان پر اچانک آجائے

۳۹ یعنی ایسا لطیف کہ نہ سڑے نہ اس کی بو بدلے نہ اس کے ذائقہ میں فرق آئے۔ ۴۰ بخلاف دنیا کے دودھ کے کہ خراب ہو جاتے ہیں۔ ۴۱ خالص لذت

ہی لذت نہ دنیا کی شرابوں کی طرح اس کا ذائقہ خراب نہ اس میں میل کچیل نہ خراب چیزوں کی آمیزش نہ وہ سڑ کر بنی نہ اس کے پینے سے عقل زائل ہو نہ سر چکرائے

نہ شمار آئے نہ درد پیدا ہو یہ سب آفتیں دنیا ہی کی شراب میں ہیں وہاں کی شراب ان سب عیوب سے پاک نہایت لذیذ مفرح خوشگوار۔ ۴۲ پیدائش میں یعنی

صاف ہی پیدا کیا گیا دنیا کے شہد کی طرح نہیں جو کبھی کے پیٹ سے نکلتا ہے اور اس میں موم وغیرہ کی آمیزش ہوتی ہے۔ ۴۳ کہ وہ رب ان پر احسان فرماتا ہے اور

ان سے راضی ہے اور ان پر سے تمام تکلیفی احکام اٹھائے گئے جو چاہیں کھائیں جتنا چاہیں کھائیں نہ حساب نہ عقاب۔ ۴۴ کفار ۴۵ خطبہ وغیرہ میں نہایت

بے التفاتی کے ساتھ ۴۶ یہ منافق لوگ تو ۴۷ یعنی علماء صحابہ سے مثل ابن مسعود و ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مسخرگی (مذاق) کے طور پر ۴۸ یعنی سید

عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے۔ اللہ تعالیٰ ان منافقوں کے حق میں فرماتا ہے: ۴۹ یعنی جب انہوں نے حق کا اتباع ترک کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے قلوب کو

مُردہ کر دیا۔ ۵۰ اور انہوں نے نفاق اختیار کیا۔ ۵۱ یعنی وہ اہل ایمان جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کلام غور سے سنا اور اس سے نفع اٹھایا۔

۵۲ یعنی بصیرت و علم شرح صدر ۵۳ یعنی پرہیزگاری کی توفیق دی اور اس پر مدد فرمائی یا یہ معنی ہیں کہ انہیں پرہیزگاری کی جزا دی اور اس کا ثواب عطا فرمایا۔

۵۴ کفار و منافقین۔

فَقَدْ جَاءَ أَشْرَاطُهَا جَ فَإِنِّي لَهُمْ إِذَا جَاءَتْهُمْ ذِكْرُهُمْ ۱۸ ۱۸ فَاعْلَمُوا أَنَّهُ

کہ اس کی علامتیں تو آہی چلی ہیں وہ پھر جب وہ آجائے گی تو کہاں وہ اور کہاں ان کا سمجھنا تو جان لو کہ

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ۱۹ وَاللَّهُ

اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہیں اور اے محبوب اپنے خاصوں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو اور اللہ

يَعْلَمُ مُتَقَلِّبُكُمْ وَمَشَاكُمْ ۱۹ ۱۹ وَيَقُولُ الَّذِينَ آمَنُوا لَوْلَا نَزَّلَتْ

جانتا ہے دن کو تمہارا پھرنا اور رات کو تمہارا آرام لینا اور مسلمان کہتے ہیں کوئی سورت کیوں نہ

سُورَةٌ ۲۰ فَإِذَا أَنْزَلَتْ سُورَةً مِّنْ مَّحَكَّةٍ ۲۰ وَذَكَرَ فِيهَا لِقَاءَ رَأَيْتَ

اتاری گئی پھر جب کوئی پختہ سورت اتاری گئی اور اس میں جہاد کا حکم فرمایا گیا تو تم دیکھو گے

الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ يَنْظُرُونَ إِلَيْكَ نَظَرَ الْمَغْشَىٰ عَلَيْهِ مِنَ

انہیں جن کے دلوں میں بیماری ہے کہ تمہاری طرف اس کا دیکھنا دیکھتے ہیں جس پر

الْمَوْتِ ۲۱ فَأُولَٰئِكَ لَهُمْ ۲۱ طَاعَةٌ وَقَوْلٌ مَّعْرُوفٌ ۲۱ فَاذْأَعَزَمَ الْأَمْرُ

مردنی چھائی ہو تو ان کے حق میں بہتر یہ تھا کہ فرمانبرداری کرتے اور اچھی بات کہتے پھر جب حکم ناطق ہو چکا

فَلَوْ صَدَقُوا اللَّهَ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ۲۱ ۲۱ فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِن تَوَلَّيْتُمْ أَن

تو اگر اللہ سے سچے رہتے تو ان کا بھلا تھا تو کیا تمہارے یہ لچھن (انداز) نظر آتے ہیں کہ اگر تمہیں حکومت ملے تو

تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتَقَطَّعُوا أَرْحَامَكُمْ ۲۲ ۲۲ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ

زمین میں فساد پھیلاؤ اور اپنے رشتے کاٹ دو یہ ہیں وہ لوگ جن پر اللہ نے

اللَّهُ فَاصْبِرْ لَهُمْ وَأَعْيُ أَبْصَارَهُمْ ۲۳ ۲۳ أَفَلَا يَتَذَكَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَىٰ

لعنت کی اور انہیں حق سے بہرا کر دیا اور ان کی آنکھیں پھوڑ دیں تو کیا وہ قرآن کو سوچتے نہیں یا بعضے

۲۳ جن میں سے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی لعنت مبارکہ اور تمہارے ہونا ہے۔ یہ اس امت پر اللہ تعالیٰ کا اکرام ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم سے فرمایا کہ ان کے لیے مغفرت طلب فرمائیں اور آپ شفیق مقبول الشفاعة ہیں اس کے بعد مؤمنین وغیر مؤمنین سب سے عام خطاب ہے۔ اپنے اشتغال

(مشغلوں) میں اور معاش (روزی) کے کاموں میں۔ یعنی وہ تمہارے تمام احوال کا جاننے والا ہے اس سے کچھ بھی مخفی نہیں۔ ۲۳ شان نزول: مؤمنین کو

جہاد فی سبیل اللہ تعالیٰ کا بہت ہی شوق تھا وہ کہتے تھے کہ ایسی سورت کیوں نہیں اترتی جس میں جہاد کا حکم ہوتا کہ ہم جہاد کریں اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

۲۳ جس میں صاف غیر مجمل بیان ہو اور اس کا کوئی حکم منسوخ ہونے والا نہ ہو۔ یعنی منافقین کو ۲۳ پریشان ہو کر اللہ تعالیٰ اور رسول کی ۲۳ اور

جہاد فرض کر دیا گیا۔ ۲۳ ایمان و طاعت پر قائم رہ کر ۲۳ رشتوں کو ظلم کرو آپس میں لڑو ایک دوسرے کو قتل کرو ۲۳ مفسد ۲۳ کہ راہ حق نہیں دیکھتے۔ ۲۳ جو

حق کو پہچانیں۔



قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا ۲۳) إِنَّ الَّذِينَ ارْتَدُّوا عَلَىٰ أَدْبَارِهِمْ مِنِّي بَعْدَ مَا

دلوں پر اُن کے قفل لگے ہیں ۲۳ وہ جو اپنے پیچھے پلٹ گئے ۲۴ بعد اس کے کہ ہدایت

تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَىٰ ۲۴ الشَّيْطَانُ سَوَّلَ لَهُمْ ۲۵ وَأَمَلِي لَهُمْ ۲۵ ذَلِكِ بِأَنَّهُمْ

ان پر کھل چکی تھی ۲۴ شیطان نے انہیں فریب دیا ۲۵ اور انہیں دنیا میں مدتوں رہنے کی امید دلائی ۲۵ یہ اس لیے کہ

قَالُوا الَّذِينَ كَرِهُوا مَا نَزَّلَ اللَّهُ سَنُطِيعُكُمْ فِي بَعْضِ الْأَمْرِ ۲۶ وَاللَّهُ

انہوں نے ۲۶ کہا ان لوگوں سے وہ جنہیں اللہ کا اتارا ہوا ایک ناگوار ہے ایک کام میں ہم تمہاری مانیں گے ۲۶ اور اللہ

يَعْلَمُ إِسْرَارَهُمْ ۲۶ فَكَيْفَ إِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ يَضْرِبُونَ وُجُوهَهُمْ

ان کی چھپی ہوئی جانتا ہے ۲۶ تو کیسا ہوگا جب فرشتے اُن کی روح قبض کریں گے اُن کے منہ

وَأَدْبَارَهُمْ ۲۷ ذَلِكِ بِأَنَّهُمْ اتَّبَعُوا مَا آسَخَطَ اللَّهُ وَكَرِهُوا رِضْوَانَهُ

اور اُن کی پیٹھیں مارتے ہوئے ۲۷ یہ اس لیے کہ وہ ایسی بات کے تابع ہوئے جس میں اللہ کی ناراضی ہے ۲۷ اور اس کی خوشی ۲۷ انہیں گوارا نہ ہوئی

فَأَحْبَطَ أَعْمَالَهُمْ ۲۸ أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ أَنْ لَنْ

تو اس نے ان کے اعمال اِکارت کر دیئے ۲۸ کیا جن کے دلوں میں بیماری ہے ۲۸ اس گھنڈ میں ہیں کہ

يُخْرِجَ اللَّهُ أَضْغَانَهُمْ ۲۹ وَلَوْ نَشَاءُ لَأَرَيْنَاكَهُمْ فَلَعَرَفْتَهُمْ بِسَبِيحٍ

اللہ ان کے چھپے پیر (چھپی دشمنی) ظاہر نہ فرمائے گا ۲۹ اور اگر ہم چاہیں تو تمہیں ان کو دکھادیں کہ تم ان کی صورت سے پہچان لو ۲۹

وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِي لَحْنِ الْقَوْلِ ۳۰ وَاللَّهُ يَعْلَمُ أَعْمَالَكُمْ ۳۰ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ

اور ضرور تم انہیں بات کے اسلوب میں پہچان لو گے ۳۰ اور اللہ تمہارے عمل جانتا ہے ۳۰ اور ضرور ہم تمہیں جانچیں گے ۳۰

۳۱ کفر کے، کہ حق کی بات ان میں پہنچنے ہی نہیں پاتی۔ ۳۱ نفاق سے۔ ۳۱ اور طریق ہدایت واضح ہو چکا تھا۔ حضرت قتادہ نے کہا کہ یہ کفار اہل کتاب کا حال ہے جنہوں نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پہچانا اور آپ کی نعت و صفات اپنی کتاب میں دیکھی پھر باوجود جاننے پہچاننے کے کفر اختیار کیا۔ حضرت ابن عباس

رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور ضحاک و سدی کا قول ہے کہ اس سے منافق مراد ہیں جو ایمان لا کر کفر کی طرف پھر گئے۔ ۳۱ اور برائیوں کو ان کی نظر میں ایسا مزین کیا کہ انہیں اچھا سمجھیں ۳۱ کہ ابھی بہت عمر پڑی ہے خوب دنیا کے مزے اٹھا لو اور ان پر شیطان کا فریب چل گیا۔ ۳۱ یعنی اہل کتاب یا منافقین نے پوشیدہ طور پر

۳۱ یعنی مشرکین سے ۳۱ قرآن اور احکام دین ۳۱ یعنی سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عداوت اور حضور کے خلاف ان کے دشمنوں کی امداد کرنے میں اور لوگوں کو جہاد سے روکنے میں۔ ۳۱ لوہے کے گرزوں سے ۳۱ اور وہ بات رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی معیت میں جہاد کو جانے سے روکنا اور کافروں کی مدد کرنا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ وہ بات توریت کے ان مضامین کا چھپانا ہے جن میں رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم کی نعت شریف ہے۔ ۳۱ ایمان و طاعت اور مسلمانوں کی مدد اور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد میں حاضر ہونا۔ ۳۱ نفاق کی ۳۱ یعنی ان کی وہ عداوتیں جو وہ مؤمنین کے ساتھ رکھتے ہیں۔ ۳۱ حدیث: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کوئی منافق مخفی نہ رہا آپ سب کو ان کی صورتوں سے پہچانتے تھے۔ ۳۱ اور وہ اپنے ضمیر کا حال ان سے چھپانے کیسے گے

حَتَّى نَعْلَمَ الْجُهْدَيْنِ مِنْكُمْ وَالصَّبِيرِينَ ۱ وَنَبَلُّوا أَحْبَابَكُمْ ۳۱ ۝ إِنَّ

یہاں تک کہ دیکھ لیں ۳۱ تمہارے جہاد کرنے والوں اور صابروں کو اور تمہاری خبریں آزمائیں ۳۱ بے شک

الَّذِينَ كَفَرُوا وَاصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَشَاقُّوا الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ

وہ جنہوں نے کفر کیا اور اللہ کی راہ سے ۳۱ روکا اور رسول کی مخالفت کی بعد اس کے

مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَىٰ ۱ لَنْ يَصُرُوا لِلَّهِ شَيْئًا وَسَيُحِبُّوا أَعْمَالَهُمْ ۳۲ ۝

کہ ہدایت اُن پر ظاہر ہو چکی تھی وہ ہرگز اللہ کو کچھ نقصان نہ پہنچائیں گے اور بہت جلد اللہ ان کا کیا دھرا کارت کر دے گا ۳۲

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوا

اے ایمان والو اللہ کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو ۳۱ اور اپنے عمل باطل

أَعْمَالَكُمْ ۳۳ ۝ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَاصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ مَاتُوا

نہ کرو ۳۱ بے شک جنہوں نے کفر کیا اور اللہ کی راہ سے روکا پھر کافر

وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ ۳۴ ۝ فَلَا تَهِنُوا وَتَدْعُوا إِلَى السَّلْمِ ۳۵ ۝

ہی مر گئے تو اللہ ہرگز انہیں نہ بخشے گا ۳۴ تو تم سستی نہ کرو ۳۵ اور آپ صلح کی طرف نہ بلاؤ ۳۵ اور

چنانچہ اس کے بعد جو منافق لب ہلاتا تھا حضور اس کے نفاق کو اس کی بات سے اور اس کے فوائے کلام (انداز گفتگو) سے پہچان لیتے تھے۔ فائدہ: اللہ تعالیٰ نے حضور

کو بہت سے وجوہ علم عطا فرمائے ان میں سے صورت سے پہچاننا بھی ہے اور بات سے پہچاننا بھی۔ ۳۵ یعنی اپنے بندوں کے تمام اعمال۔ ہر ایک کو اس کے لائق

جزا دے گا۔ ۳۱ آزمائش میں ڈالیں گے ۳۲ یعنی ظاہر فرما دیں ۳۱ تاکہ ظاہر ہو جائے کہ طاعت و اخلاص کے دعوے میں تم میں سے کون اچھا

ہے۔ ۳۲ اس کے بندوں کو ۳۵ اور وہ صدقہ وغیرہ کسی چیز کا ثواب نہ پائیں گے کیونکہ جو کام اللہ تعالیٰ کے لیے نہ ہو اس کا ثواب ہی کیا۔ شان نزول: جنگ بدر

کے لیے جب قریش نکلے تو وہ سال قحط کا تھا لشکر کا کھانا قریش کے دو متمندوں نے نوبت بنو بت (باری باری) اپنے ذمہ لے لیا تھا مکہ مکرمہ سے نکل کر سب سے پہلا

کھانا ابو جہل کی طرف سے تھا جس کے لیے اس نے دس اونٹ ذبح کئے تھے پھر صفوان نے مقام عسفان میں نواونٹ پھر اہل نے مقام قدید میں دس یہاں سے وہ

لوگ سمندر کی طرف پھر گئے اور ستر گم ہو گیا ایک دن ٹھہرے وہاں شیبہ کی طرف سے کھانا ہوا نواونٹ ذبح ہوئے پھر مقام ابواء میں پہنچے، وہاں مہیبیس جمحی

نے نواونٹ ذبح کئے۔ حضرت عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی طرف سے بھی دعوت ہوئی اس وقت تک آپ مشرف باسلام نہ ہوئے تھے آپ کی طرف سے دس اونٹ

ذبح کئے پھر حارث کی طرف سے نو اور ابو بختری کی طرف سے بدر کے چھٹے پردس اونٹ۔ ان کھانا دینے والوں کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔ ۳۱ یعنی

ایمان و طاعت پر قائم رہو ۳۱ یا یا نفاق سے۔ شان نزول: بعض لوگوں کا خیال تھا کہ جیسے شرک کی وجہ سے تمام نیکیاں ضائع ہو جاتی ہیں اسی طرح ایمان کی

برکت سے کوئی گناہ ضرر نہیں کرتا ان کے حق میں یہ آیت نازل فرمائی گئی اور بتایا گیا کہ مومن کے لیے اطاعتِ خدا اور رسول ضروری ہے گناہوں سے بچنا لازم ہے۔

مسئلہ: اس آیت میں عمل کے باطل کرنے کی ممانعت فرمائی گئی تو آدمی جو عمل شروع کرے خواہ وہ نقل ہی ہو نماز یا روزہ یا اور کوئی لازم ہے کہ اس کو باطل نہ کرے۔

۳۵ شان نزول: یہ آیت اہل قلیب کے حق میں نازل ہوئی قلیب بدر میں ایک کنواں ہے جس میں مقتول کفار ڈالے گئے تھے ابو جہل اور اس کے ساتھی اور حکم آیت

کا ہر کافر کے لیے عام ہے جو کفر پر مہرا ہو اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت نہ فرمائے گا اس کے بعد اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خطاب فرمایا جاتا ہے اور

حکم میں تمام مسلمان شامل ہیں۔ ۳۹ یعنی دشمن کے مقابل میں کمزوری نہ دکھاؤ ۳۱ کفار کو قرطبی میں ہے کہ اس آیت کے حکم میں علماء کا اختلاف ہے۔ بعض

نے کہا کہ یہ آیت ”وَإِنْ جُنَحُوا“ کی ناخ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے صلح کی طرف مائل ہونے کو منع فرمایا جبکہ صلح کی حاجت نہ ہو اور بعض علماء نے کہا کہ

أَنْتُمْ الْأَعْلَوْنَ ۖ وَاللَّهُ مَعَكُمْ وَلَنْ يَتْرُكَكُمْ ۖ أَعْمَالِكُمْ ۖ ﴿۳۵﴾ إِنَّمَا الْحَيَاةُ

تم ہی غالب آؤ گے اور اللہ تمہارے ساتھ ہے اور وہ ہرگز تمہارے اعمال میں تمہیں نقصان نہ دے گا ۹۱ دنیا کی زندگی

الدُّنْيَا لَعِبٌ وَلَهُوَ ۖ وَإِنْ تُوْمِنُوا وَتَتَّقُوا يُؤْتِكُمْ أَجْرَكُمْ وَلَا يَسْأَلْكُمْ

تو یہی کھیل کود ہے ۹۲ اور اگر تم ایمان لاؤ اور پرہیزگاری کرو تو وہ تم کو تمہارے ثواب عطا فرمائے گا اور کچھ تم سے تمہارے مال

أَمْوَالِكُمْ ۖ ﴿۳۶﴾ إِنْ يَسْأَلْكُمْ فِي حِفْظِكُمْ تَبْخُلُوا أَوْ يُخْرِجْ أَضْعَانَكُمْ ۖ ﴿۳۷﴾

نہ مانگے گا ۹۳ اگر انھیں ۹۴ تم سے طلب کرے اور زیادہ طلب کرے تم بخل کرو گے اور وہ بخل تمہارے دلوں کے میل ظاہر کر دے گا

هَآئِنْتُمْ هُوَآءِ تَدْعُونَ لِنُفْسِكُمْ أَفِي سَبِيلِ اللَّهِ ج فَبِمَنْ مِّنْ يَّبْخُلُ ج

ہاں ہاں یہ جو تم ہو بلائے جاتے ہو کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرو ۹۵ تو تم میں کوئی بخل کرتا ہے

وَمَنْ يَّبْخُلْ فَإِنَّمَا يَبْخُلْ عَنِ نَفْسِهِ ط وَاللَّهُ الْغَنِيُّ وَأَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ ج

اور جو بخل کرے ۹۶ وہ اپنی ہی جان پر بخل کرتا ہے اور اللہ بے نیاز ہے ۹۷ اور تم سب محتاج ۹۸

وَأَنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبَدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تُمْسِكُمْ ۖ لَمْ يَكُونُوا أَمْثَالَكُمْ ۖ ﴿۳۸﴾

اور اگر تم منہ پھيرو ۹۹ تو وہ تمہارے سوا اور لوگ بدل لے گا پھر وہ تم جیسے نہ ہوں گے ۱۰۰

﴿ ایتھا ۲۹ ﴾ ﴿ سُوْرَةُ الْفَتْحِ مَدَنِيَّةٌ ۱۱ ﴾ ﴿ رُكُوْعَاتُهَا ۴ ﴾

سورہ فتح مدنیہ ہے، اس میں انتیس آیتیں اور چار رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا ۚ لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنْبِكَ

بے شک ہم نے تمہارے لیے روشن فتح فرمادی ۱ تاکہ اللہ تمہارے سب سے گناہ بخشے تمہارے انگوں کے

یہ آیت منسوخ ہے اور آیت ”وَإِنْ جَنَحُوا“ اس کی ناسخ اور ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت محکم ہے اور دونوں آیتیں دو مختلف وقتوں اور مختلف حالتوں میں نازل ہوئیں اور

ایک قول یہ ہے کہ آیت ”وَإِنْ جَنَحُوا“ کا حکم ایک معین قوم کے ساتھ خاص ہے اور یہ آیت عام ہے کہ کفار کے ساتھ معاہدہ جائز نہیں مگر عند الضرورت جبکہ مسلمان

ضعیف ہوں اور مقابلہ نہ کر سکیں۔ ۹۱ تمہیں اعمال کا پورا پورا اجر عطا فرمائے گا۔ ۹۲ نہایت جلد گزرنے والی اور اس میں مشغول ہونا کچھ نافع نہیں۔ ۹۳ ہاں

راہ خدا میں خرچ کرنے کا حکم دے گا تاکہ تمہیں اس کا ثواب ملے۔ ۹۴ یعنی اموال کو ۹۵ جہاں خرچ کرنا تم پر فرض کیا گیا ہے۔ ۹۶ صدقہ دینے اور فرض ادا کرنے

میں۔ ۹۷ تمہارے صدقات اور طاعات سے ۹۸ اس کے فضل و رحمت کے۔ ۹۹ اس کی اور اس کے رسول کی اطاعت سے ۱۰۰ بلکہ نہایت مطیع و فرمانبردار

ہوں گے۔ ۱۰۱ سورہ فتح مدنیہ ہے اس میں چار رکوع انتیس آیتیں پانچ سو اڑھٹھ کلمے دو ہزار پانچ سو اٹھ حرف ہیں۔ ۱۰۲ شان نزول: ”إِنَّا فَتَحْنَا“ حدیبیہ سے واپس

ہوتے ہوئے حضور پر نازل ہوئی حضور کو اس کے نازل ہونے سے بہت خوشی حاصل ہوئی اور صحابہ نے حضور کو مبارکبادیں دیں۔ (بخاری و مسلم و ترمذی) حدیبیہ ایک



وَمَا تَأَخَّرَ وَيَتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَيَهْدِيكَ صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا ۲ وَ

اور تمہارے پچھلوں کے وٹ اور اپنی نعمتیں تم پر تمام کر دے وٹ اور تمہیں سیدھی راہ دکھادے وٹ اور

يُضْرِكُ اللَّهُ تَهْمَارِي زَبْرَدَسْتِ مَدِّ فَرَمَائِ وَلَا وَهِيَ هِيَ جَسَّ نِي اِيْمَانِ وَالْوَلُوں كِي دَلُوں مِيں

اللہ تمہاری زبردست مدد فرمائے وٹ وہی ہے جس نے ایمان والوں کے دلوں میں

الْمُؤْمِنِينَ لِيَزِدَادُوا اِيْمَانًا مَعَ اِيْمَانِهِمْ ۳ وَ لِلّٰهِ جُنُودُ السَّمٰوٰتِ

اطمینان اتارا تاکہ انھیں یقین پر یقین بڑھے وٹ اور اللہ ہی کی ملک ہیں تمام لشکر آسمانوں

وَالْاَرْضِ ۴ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۵ لِيَدْخُلَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ

اور زمین کے وٹ اور اللہ علم و حکمت والا ہے وٹ تاکہ ایمان والے مردوں اور

کنواں ہے مکہ مکرمہ کے نزدیک مخضر واقعہ یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خواب دیکھا کہ حضور مع اپنے اصحاب کے امن کے ساتھ مکہ مکرمہ میں داخل

ہوئے، کوئی حلق کئے ہوئے (یعنی سرمنڈائے) کوئی قصر کئے ہوئے (یعنی بال کم کرائے ہوئے) اور کعبہ معظمہ میں داخل ہوئے، کعبہ کی کجی لی، طواف فرمایا، عمرہ

کیا۔ اصحاب کو اس خواب کی خبر دی، سب خوش ہوئے پھر حضور نے عمرہ کا قصد فرمایا اور ایک ہزار چار سو اصحاب کے ساتھ یکم ذی القعدہ ۶ھ ہجری کو روانہ ہو گئے

ذوالحلیفہ میں پہنچ کر وہاں مسجد میں دو رکعتیں پڑھ کر عمرہ کا احرام باندھا اور حضور کے ساتھ اکثر اصحاب نے بھی۔ بعض اصحاب نے ”جحفہ“ سے احرام باندھا راہ

میں پانی ختم ہو گیا اصحاب نے عرض کیا کہ پانی لشکر میں بالکل باقی نہیں ہے سوائے حضور کے آفتابہ کے کہ اس میں تھوڑا سا ہے حضور نے آفتابہ میں دست مبارک ڈالا

تو انگشت ہائے مبارک سے چشمے جوش مارنے لگے تمام لشکر نے پیا وضو کئے جب مقام عسفان میں پہنچے تو خبر آئی کہ کفار قریش بڑے سر و سامان کے ساتھ جنگ کے

لیے تیار ہیں جب حدیبیہ پر پہنچے تو اس کا پانی ختم ہو گیا ایک قطرہ نہر باگرمی بہت شدیدی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کونئیں میں کلی فرمائی اس کی

برکت سے کنواں پانی سے بھر گیا سب نے پیا اونٹوں کو پلایا یہاں کفار قریش کی طرف سے حال معلوم کرنے کے لیے کئی شخص بھیجے گئے سب نے جا کر یہی بیان کیا کہ

حضور عمرہ کے لیے تشریف لائے ہیں، جنگ کا ارادہ نہیں ہے لیکن انہیں یقین نہ آیا آخر کار انہوں نے عروہ بن مسعود ثقفی کو جو طائف کے بڑے سردار اور عرب کے

نہایت متمول (مالدار) شخص تھے تحقیق حال کے لیے بھیجا انہوں آ کر دیکھا کہ حضور دست مبارک دھوتے ہیں تو صحابہ تبرک کے لیے غسالہ (ہاتھوں کا دھوون)

شریف حاصل کرنے کے لیے ٹوٹے پڑتے ہیں اگر کبھی تھوکتے ہیں تو لوگ اس کے حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور جس کو وہ حاصل ہو جاتا ہے وہ اپنے چروں

اور بدن پر برکت کے لیے ملتا ہے کوئی بال جسم اقدس کا گرنے نہیں پاتا اگر احیاناً (کبھی) جدا ہوا تو صحابہ اس کو بہت ادب کے ساتھ لیتے اور جان سے زیادہ عزیز

رکھتے ہیں جب حضور کلام فرماتے ہیں تو سب ساکت ہو جاتے ہیں حضور کے ادب و تعظیم سے کوئی شخص نظر اوپر کو نہیں اٹھا سکتا۔ عروہ نے قریش سے جا کر یہ سب حال

بیان کیا اور کہا کہ میں بادشاہان فارس و روم و مصر کے درباروں میں گیا ہوں میں نے کسی بادشاہ کی یہ عظمت نہیں دیکھی جو محمد مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی ان

کے اصحاب میں ہے مجھے اندیشہ ہے کہ تم ان کے مقابل کا میاب نہ ہو سکو گے۔ قریش نے کہا: ایسی بات مت کہو ہم اس سال انہیں واپس کر دیں گے وہ اگلے سال

آئیں۔ عروہ نے کہا: مجھے اندیشہ ہے کہ تمہیں کوئی مصیبت پہنچے یہ کہہ کر وہ مع اپنے ہمراہوں کے طائف واپس چلے گئے اور اس واقعہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے انہیں

مشرف باسلام کیا یہیں حضور نے اپنے اصحاب سے بیعت لی اس کو بیعت رضوان کہتے ہیں بیعت کی خبر سے کفار خوف زدہ ہوئے اور ان کے اہل الرائے نے یہی

مناسب سمجھا کہ صلح کر لیں۔ چنانچہ صلح نامہ لکھا گیا اور سال آئندہ حضور کا تشریف لانا قرار پایا اور یہ صلح مسلمانوں کے حق میں بہت نافع ہوئی بلکہ نتائج کے اعتبار سے

فتح ثابت ہوئی اسی لیے اکثر مفسرین فتح سے صلح حدیبیہ مراد لیتے ہیں اور بعض تمام فتوحات اسلام جو آئندہ ہونے والی تھیں اور ماضی کے صیغہ سے تعبیر ان کے یقینی

ہونے کی وجہ سے ہے۔ (خازن روح البیان) وٹ اور تمہاری بدولت امت کی مغفرت فرمائے۔ (خازن روح البیان) وٹ دنیوی بھی اور خرویی بھی وٹ تبلیغ

رسالت و اقامت مراسم ریاست میں۔ (بیضاوی) وٹ دشمنوں پر کمال غلبہ عطا کرے۔ وٹ اور باوجود عقیدہ راسخہ کے اطمینان نفس حاصل ہو۔ وٹ وہ قادر ہے

جس سے چاہے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد فرمائے آسمان وزمین کے لشکروں سے یا تو آسمان اور زمین کے فرشتے مراد ہیں یا آسمانوں کے فرشتے اور

زمین کے حیوانات۔ وٹ اس نے مومنین کے دلوں کی تسکین اور وعدہ فتح و نصرت اس لیے فرمایا۔

الْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَيُكَفَّرُ عَنْهُمْ

ایمان والی عورتوں کو باغوں میں لے جائے جن کے نیچے نہریں رواں ہمیشہ اُن میں رہیں اور ان کی بُرائیاں

سَيِّئَاتِهِمْ ۖ وَكَانَ ذَلِكَ عِنْدَ اللَّهِ فَوْزًا عَظِيمًا ۝ وَيُعَذِّبُ الْمُنْفِقِينَ

اُن سے اُتار دے اور یہ اللہ کے یہاں بڑی کامیابی ہے اور عذاب دے منافق مردوں

وَالْمُنْفِقَاتِ وَالْمُشْرِكِينَ وَالْمُشْرِكَاتِ الظَّالِمِينَ بِاللَّهِ ظَنَّ السَّوْءِ ۖ

اور منافق عورتوں اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو جو اللہ پر بُرا گمان رکھتے ہیں

عَلَيْهِمْ دَائِرَةُ السَّوْءِ ۖ وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ

انہیں پر ہے بُری گردشِ وک اور اللہ نے ان پر غضب فرمایا اور انہیں لعنت کی اور ان کے لیے جہنم تیار فرمایا

وَسَاءَتْ مَصِيرًا ۖ ۝ وَاللَّهُ جُودُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ وَكَانَ اللَّهُ

اور وہ کیا ہی بُرا انجام ہے اور اللہ ہی کی ملک ہیں آسمانوں اور زمین کے سب لشکر اور اللہ

عَزِيزٌ حَكِيمًا ۝ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۝

عزت و حکمت والا ہے بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر اور خوشی اور ڈر سنانا

لِتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ ۖ وَتُسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ۝

تا کہ اے لوگو تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح و شام اللہ کی

أَصِيلًا ۝ ۹ إِنَّ الَّذِينَ يَبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ ۖ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ

پاکی بولو وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں وہ ان کے ہاتھوں پر

أَيْدِيهِمْ ۖ فَمَنْ نَكَثَ فَإِنَّمَا يَنْكُثُ عَلَىٰ نَفْسِهِ ۖ وَمَنْ أَوْفَىٰ بِمَا عَاهَدَ

اللہ کا ہاتھ ہے تو جس نے عہد توڑا اس نے اپنے بڑے عہد کو توڑا اور جس نے پورا کیا وہ عہد جو اس نے

وَأَفَىٰ ۖ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ عِلْمًا ۖ ۝ ۱۰ وَاللَّهُ يَخْتَارُ ۖ وَإِن تَأَخَّرْتُمْ فَإِنَّمَا يَأْخُذُ بِكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِينَ كَانُوا لَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّىٰ يَأْتِيَ الْبُرْجَانَ

اور اللہ ہی سے عہد لے گا اور اللہ ہی سے بیعت کرنا ہے جیسے کہ رسول کی اطاعت

اللَّهُ تَعَالَىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيًّا ۖ ۝ ۱۱ وَاللَّهُ يَخْتَارُ ۖ وَإِن تَأَخَّرْتُمْ فَإِنَّمَا يَأْخُذُ بِكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِينَ كَانُوا لَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّىٰ يَأْتِيَ الْبُرْجَانَ

اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔ وہ جن سے انہوں نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بیعت کا شرف حاصل کیا۔ وہ اس عہد توڑنے کا وبال

اسی پر پڑے گا۔

ع ۹

عَلَيْهِ اللَّهُ فَسَيُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا ۱۰ سَيَقُولُ لَكَ الْمُخَلَّفُونَ مِنَ

اللہ سے کیا تھا تو بہت جلد اللہ اُسے بڑا ثواب دے گا وگرنہ اب تم سے کہیں گے جو گنوار (دیہاتی) پیچھے رہ

الْأَعْرَابِ شَغَلْنَا أَمْوَالَنَا وَأَهْلُونَا فَاسْتَغْفِرْ لَنَا يَقُولُونَ بِالسِّنْتِهِمْ

گئے تھے وگرنہ کہ ہمیں ہمارے مال اور ہمارے گھر والوں نے جانے سے مشغول رکھا وگرنہ اب حضور ہماری مغفرت چاہیں وگرنہ اپنی زبانوں سے وہ بات کہتے ہیں

مَا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ طُ قُلْ فَمَنْ يَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا إِنْ أَرَادَ بِكُمْ

جو اُن کے دلوں میں نہیں وگرنہ تم فرماؤ تو اللہ کے سامنے کے تمہارا کچھ اختیار ہے اگر وہ تمہارا بُرا

ضَرًّا أَوْ أَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا ط بَلْ كَانِ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ۱۱ بَلْ

چاہے یا تمہاری بھلائی کا ارادہ فرمائے بلکہ اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے بلکہ

ظَنَنْتُمْ أَنْ لَنْ يَنْقَلِبَ الرَّسُولُ وَالْمُؤْمِنُونَ إِلَىٰ أَهْلِيهِمْ أَبَدًا وَزَيَّنَ

تم تو یہ سمجھے ہوئے تھے کہ رسول اور مسلمان ہرگز گھروں کو واپس نہ آئیں گے وگرنہ اور اسی کو

ذَلِكَ فِي قُلُوبِكُمْ وَظَنَنْتُمْ ظَنَّ السَّوْءِ ۱۲ وَكُنْتُمْ قَوْمًا بُورًا ۱۳ وَمَنْ لَمْ

اپنے دلوں میں بھلا سمجھے ہوئے تھے اور تم نے بُرا گمان کیا وگرنہ اور تم ہلاک ہونے والے لوگ تھے وگرنہ اور جو

يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ فَإِنَّا أَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ سَعِيرًا ۱۴ وَ لِلَّهِ مُلْكُ

ایمان نہ لائے اللہ اور اس کے رسول پر وگرنہ تو بے شک ہم نے کافروں کے لیے بھڑکنی آگ تیار کر رکھی ہے اور اللہ ہی کے لیے ہے

السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ط يَغْفِرْ لِمَنْ يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ ط وَ

آسمانوں اور زمین کی سلطنت جسے چاہے بخشنے اور جسے چاہے عذاب کرے وگرنہ اور

كَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ۱۵ سَيَقُولُ الْمُخَلَّفُونَ إِذَا انطَلَقْتُمْ إِلَىٰ

اللہ بخشنے والا مہربان ہے اب کہیں گے پیچھے بیٹھ رہنے والے وگرنہ جب تم غنیمتیں

۱۹ یعنی حدیبیہ سے تمہاری واپسی کے وقت۔ ۱۰ قبیلہ غفار و مُزَنِيَّةُ وَ جُهَنِيَّةُ وَ اشْجَعُ وَ اسْلَمُ کے جبکہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سال

حدیبیہ بہ نسبت عمرہ مکہ مکرمہ کا ارادہ فرمایا تو حوالی مدینہ کے گاؤں والے اور اہل بادیہ بنو قریش آپ کے ساتھ جانے سے رکے باوجود سید عالم صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم نے عمرہ کا احرام باندھا تھا اور قربانیاں ساتھ تھیں اور اس سے صاف ظاہر تھا کہ جنگ کا ارادہ نہیں ہے پھر بھی بہت سے اعراب پر جانا بارہوا اور وہ کام کا

حیلہ کر کے رہ گئے اور ان کا گمان یہ تھا کہ قریش بہت طاقتور ہیں مسلمان ان سے بچ کر نہ آئیں گے سب وہیں ہلاک ہو جائیں گے اب جبکہ مدد الہی سے معاملہ ان

کے خیال کے بالکل خلاف ہوا تو انہیں اپنے نہ جانے پر افسوس ہوگا اور معذرت کریں گے۔ ۱۱ کیونکہ عورتیں اور بچے اکیلے تھے اور ان کا کوئی خبرگیراں نہ تھا اس

لیے ہم قاصر رہے۔ ۱۲ اللہ تعالیٰ ان کی تکذیب فرماتا ہے۔ ۱۳ یعنی وہ اعتذار و طلب استغفار میں جھوٹے ہیں۔ ۱۴ دشمن ان سب کا وہیں خاتمہ کر دیں

گے۔ ۱۵ کفر و فساد کے غلبہ کا اور وعدہ الہی کے پورا نہ ہونے کا۔ ۱۶ عذاب الہی کے مستحق۔ ۱۷ اس آیت میں اعلان ہے کہ جو اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول



مَعَانِمٍ لِّتَأْخُذُوا هَٰذَا مَرُونَ أَن تَبِعَكُمْ يَرِيدُونَ أَن يُبَدِّلُوا كَلِمَ اللَّهِ ۖ ط

لینے چلوئے تو ہمیں بھی اپنے پیچھے آنے دوئے وہ چاہتے ہیں اللہ کا کلام بدل دیں ۲۲

قُلْ لَنْ تَتَّبِعُونَا كَذَلِكُمْ قَالَ اللَّهُ مِنْ قَبْلُ ۚ فَسَيَقُولُونَ بَلْ

تم فرماؤ ہرگز تم ہمارے ساتھ نہ آؤ اللہ نے پہلے سے یونہی فرما دیا ہے ۲۳ تو اب کہیں گے بلکہ

تَحْسُدُونََنَا ۖ بَلْ كَانُوا لَا يَفْقَهُونَ إِلَّا قَلِيلًا ۝۱۵ قُلْ لِلْمُخَلَّفِينَ مِنَ

تم ہم سے جلتے ہو ۲۴ بلکہ وہ بات نہ سمجھتے تھے ۲۵ مگر تھوڑی ۲۶ اُن پیچھے رہ گئے ہوں

الْأَعْرَابِ سَتَدْعُونَ إِلَى قَوْمٍ بَأْسٍ شَدِيدٍ تُقَاتِلُونَهُمْ أَوْ

گنواروں سے فرماؤ ۲۷ عنقریب تم ایک سخت لڑائی والی قوم کی طرف بلائے جاؤ گے ۲۸ کہ اُن سے لڑو یا

يُسَلِّمُونَ ۚ فَإِنْ تَطِيعُوا يُؤْتِكُمُ اللَّهُ أَجْرًا حَسَنًا ۚ وَإِنْ تَوَلَّوْا كَمَا

وہ مسلمان ہو جائیں پھر اگر تم فرمان مانو گے اللہ تمہیں اچھا ثواب دے گا ۲۹ اور اگر پھر جاؤ گے جیسے

تَوَلَّيْتُمْ مِنْ قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۝۱۶ لَيْسَ عَلَى الْأَعْيَىٰ حَرْجٌ

پہلے پھر گئے ۳۰ تو تمہیں دردناک عذاب دے گا ۳۱ اندھے پر سبھی نہیں ۳۲

وَلَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرْجٌ وَلَا عَلَى الْمَرِيضِ حَرْجٌ ۖ وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَ

اور نہ لنگڑے پر مضائقہ اور نہ بیمار پر مواخذہ ۳۳ اور جو اللہ اور اس کے

پر ایمان نہ لائے ان میں سے کسی ایک کا بھی منکر ہو وہ کافر ہے۔ ۳۴ یہ سب اس کی مشیت و حکمت پر ہے۔ ۳۵ جو حدیبیہ کی حاضری سے قاصر رہے اے ایمان

والو! ۳۶ خیر کی۔ اس کا واقعہ یہ تھا کہ جب مسلمان صلح حدیبیہ سے فارغ ہو کر واپس ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان سے فتح خیر کا وعدہ فرمایا اور وہاں کی غنیمتیں حدیبیہ

میں حاضر ہونے والوں کے لیے مخصوص کر دی گئیں جب مسلمانوں کے خیر کی طرف روانہ ہونے کا وقت آیا تو ان لوگوں کو لالچ آیا اور انہوں نے بطع غنیمت کہا

۳۷ یعنی ہم بھی خیر کو تمہارے ساتھ چلیں اور جنگ میں شریک ہوں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ۳۸ یعنی اللہ تعالیٰ کا وعدہ جو اہل حدیبیہ کے لیے فرمایا تھا کہ خیر کی

غنیمت خاص ان کے لیے ہے۔ ۳۹ یعنی ہمارے مدینہ آنے سے پہلے۔ ۴۰ اور یہ گوارا نہیں کرتے کہ ہم تمہارے ساتھ غنیمتیں پائیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

۴۱ دین کی ۴۲ یعنی محض دنیا کی حتیٰ کہ ان کا زبانی اقرار بھی دنیا ہی کی غرض سے تھا اور امور آخرت کو بالکل نہیں سمجھتے تھے۔ (جمل) ۴۳ جو مختلف قبائل کے لوگ

ہیں اور اُن میں بعض ایسے بھی ہیں جن کے تائب ہونے کی امید کی جاتی ہے۔ بعض ایسے بھی ہیں جو نفاق میں بہتہ اور سخت ہیں انہیں آزمائش میں ڈالنا منظور

ہے تاکہ تائب و غیر تائب میں فرق ہو جائے اس لیے حکم ہوا کہ اُن سے فرما دیجئے ۴۴ اس قوم سے بنی حنیفہ یمامہ کے رہنے والے جو مسلمہ کذاب کی قوم کے لوگ

ہیں وہ مراد ہیں جن سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنگ فرمائی اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان سے مراد اہل فارس و روم ہیں جن سے جنگ کے لیے

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعوت دی۔ ۴۵ مسئلہ: یہ آیت شیخین جلیلین حضرت ابو بکر صدیق و حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے صحت خلافت کی

دلیل ہے کہ ان حضرات کی اطاعت پر جنت کا اور ان کی مخالفت پر جہنم کا وعدہ دیا گیا۔ ۴۶ حدیبیہ کے موقع پر ۴۷ جہاد سے رہ جانے میں۔ شان نزول: جب

اوپر کی آیت نازل ہوئی تو جو لوگ اپانچ و صاحب عذر تھے انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! ہمارا کیا حال ہوگا اس پر یہ آیت کریمہ نازل

ہوئی۔ ۴۸ کہ یہ عذر ظاہر ہیں اور جہاد میں حاضر نہ ہونا ان لوگوں کے لیے جائز ہے کیونکہ نہ یہ لوگ دشمن پر حملہ کرنے کی طاقت رکھتے ہیں نہ اس کے حملہ سے بچنے

رَسُولَهُ يَدْخُلُهُ جَنَّتِ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَمَنْ يَتَوَلَّ

رسول کا حکم مانے اللہ اسے باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں رواں اور جو پھر جائے گا ۴۲

يُعَذِّبُهُ عَذَابًا أَلِيمًا ۱۷ لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ

اُسے دردناک عذاب فرمائے گا بے شک اللہ راضی ہوا ایمان والوں سے جب وہ اس پیڑ کے نیچے

تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ

تمہاری بیعت کرتے تھے ۴۳ تو اللہ نے جانا جو اُن کے دلوں میں ہے ۴۴ تو ان پر اطمینان اُتارا اور

فَتْحًا قَرِيبًا ۱۸ وَمَعَانِمَ كَثِيرَةً يَأْخُذُونَهَا وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا

نہیں جلد آنے والی فتح کا انعام دیا ۴۵ اور بہت سی غنیمتیں ۴۶ جن کو لیں اور اللہ عزت و

حَكِيمًا ۱۹ وَعَدَّكُمْ اللَّهُ مَعَانِمَ كَثِيرَةً تَأْخُذُونَهَا فَعَجَلَ لَكُمْ هَذِهِ

حکمت والا ہے اور اللہ نے تم سے وعدہ کیا ہے بہت سی غنیمتوں کا کہ تم لوگ ۴۷ تو تمہیں یہ جلد عطا فرما دی

اور بھاگنے کی، انہیں کے حکم میں داخل ہیں۔ وہ بڑھے ضعیف جنہیں نشست و برخاست کی طاقت نہیں یا جنہیں دمہ اور کھانسی ہے یا جن کی تلی بہت بڑھ گئی ہے اور

انہیں چلنا پھرنا دشوار ہے ظاہر ہے کہ یہ عذر جہاد سے روکنے والے ہیں اُن کے علاوہ اور بھی اعذار ہیں مثلاً غایتِ درجہ کی محتاجی اور سفر کے ضروری حوائج پر قدرت نہ

رکھنا یا ایسے اشتغال ضرور یہ جو سفر سے مانع ہوں جیسے کسی ایسے مریض کی خدمت جس کی خدمت اس پر لازم ہے اور اس کے سوا کوئی اس کا انجام دینے والا

نہیں۔ ۴۳ طاعت سے اعراض کرے گا اور کفر و نفاق پر رہے گا۔ ۴۴ حدیبیہ میں۔ چونکہ ان بیعت کرنے والوں کو رضائے الہی کی بشارت دی گئی اس لیے اس

بیعت کو بیعت رضوان کہتے ہیں اس بیعت کا سبب باسباب ظاہر یہ پیش آیا کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حدیبیہ سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو

اشراف قریش کے پاس مکہ مکرمہ بھیجا کہ انہیں خبر دیں کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیت اللہ کی زیارت کے لیے بقصد عمرہ تشریف لائے ہیں آپ کا ارادہ

جنگ کا نہیں ہے اور یہ بھی فرمادیا تھا کہ جو کمزور مسلمان وہاں ہیں انہیں اطمینان دلا دیں کہ مکہ مکرمہ عنقریب فتح ہوگا اور اللہ تعالیٰ اپنے دین کو غالب فرمائے گا۔ قریش

اس بات پر متفق رہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس سال تو تشریف نہ لائیں اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ اگر آپ کعبہ معظمہ کا طواف

کرنا چاہیں تو کریں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ایسا نہیں ہو سکتا کہ میں بغیر رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طواف کروں یہاں مسلمانوں

نے کہا کہ عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے خوش نصیب ہیں جو کعبہ معظمہ پہنچے اور طواف سے مشرف ہوئے۔ حضور نے فرمایا میں جانتا ہوں کہ وہ ہمارے بغیر طواف نہ

کریں گے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مکہ مکرمہ کے ضعیف مسلمانوں کو حسبِ حکم فتح کی بشارت بھی پہنچائی پھر قریش نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ

عنہ کو روک لیا یہاں یہ خبر مشہور ہوئی کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید کر دیئے گئے اس پر مسلمانوں کو بہت جوش آیا اور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

صحابہ سے کفار کے مقابل جہاد میں ثابت رہنے پر بیعت لی یہ بیعت ایک بڑے خاردار درخت کے نیچے ہوئی جس کو عرب میں ”سمرہ“ کہتے ہیں حضور نے اپنا باپاں

دست مبارک داسنے دست اقدس میں لیا اور فرمایا کہ یہ عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی بیعت ہے اور فرمایا: یا رب! عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تیرے اور تیرے

رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے کام میں ہیں اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نور نبوت سے معلوم تھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ

تعالیٰ عنہ شہید نہیں ہوئے جی تو ان کی بیعت لی مشرکین اس بیعت کا حال سن کر خائف ہوئے اور انہوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیج دیا۔ حدیث

شریف میں ہے: سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جن لوگوں نے درخت کے نیچے بیعت کی تھی اُن میں سے کوئی بھی دوزخ میں داخل نہ ہوگا۔ (مسلم

شریف) اور جس درخت کے نیچے بیعت کی گئی تھی اللہ تعالیٰ نے اس کو ناپدید (ناپید) کر دیا سال آئندہ صحابہ نے ہر چند تلاش کیا کسی کو اس کا پتہ بھی نہ چلا۔ ۴۵ صدق

واخلاص و وفا۔ ۴۶ یعنی فتح خیبر کا جو حدیبیہ سے واپس ہو کر چھ ماہ بعد حاصل ہوئی۔ ۴۷ خیبر کی اور اہل خیبر کے اموال کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

تقسیم فرمائے۔ ۴۸ اور تمہاری فتوحات ہوتی رہیں گی۔

وَكَفَّ أَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ ۚ وَلِتَكُونَ آيَةً لِّلْمُؤْمِنِينَ وَيَهْدِيَكُمْ

اور لوگوں کے ہاتھ تم سے روک دیئے ۴۴ اور اس لیے کہ ایمان والوں کے لیے نشانی ہو ۴۵ اور تمہیں

صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا ۚ ۲۰ وَأُخْرَى لَمْ تَقْدِرُوا عَلَيْهَا قَدْ أَحَاطَ اللَّهُ

سیحی راہ دکھا دے ۴۶ اور ایک اور ۴۷ جو تمہارے بل (بس) کی نہ تھی ۴۸ وہ اللہ کے قبضہ

بِهَا ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرًا ۚ ۲۱ وَلَوْ قَاتَلَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا

میں ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور اگر کافر تم سے لڑیں ۴۹

لَوْ لَوْ الْآلَاءِ بَارِئًا لَّا يَجِدُونَ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ۚ ۲۲ سُنَّةَ اللَّهِ الَّتِي

تو ضرور تمہارے مقابلہ سے پیٹھ پھیر دیں گے ۵۰ پھر نہ کوئی حمایتی پائیں گے نہ مددگار اللہ کا دستور ہے کہ

قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَبْدِيلًا ۚ ۲۳ وَهُوَ الَّذِي

پہلے سے چلا آتا ہے ۵۱ اور ہرگز تم اللہ کا دستور بدلتا نہ پاؤ گے اور وہی ہے جس نے

كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ بَعْدِ أَنْ أَظْفَرَكُمْ

اُن کے ہاتھ ۵۲ تم سے روک دیئے اور تمہارے ہاتھ ان سے روک دیئے وادی مکہ میں ۵۳ بعد اس کے کہ تمہیں ان پر قابو

عَلَيْهِمْ ۚ ۲۴ وَكَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا ۚ ۲۳ هُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا وَ

دے دیا تھا اور اللہ تمہارے کام دیکھتا ہے وہ ۵۴ وہ ہیں جنہوں نے کفر کیا اور

صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْهَدْيِ مَعْكُوفًا أَنْ يَبْلُغَ مَجَلَّهُ ۚ ۲۵

تمہیں مسجد حرام سے ۵۵ روکا اور قربانی کے جانور رُکے پڑے اپنی جگہ پہنچنے سے ۵۶ اور

۴۹ کہ وہ خائف ہو کر تمہارے اہل و عیال کو ضرر نہ پہنچا سکے۔ اس کا واقعہ یہ تھا کہ جب مسلمان جنگ خیبر کے لیے روانہ ہوئے تو اہل خیبر کے حلیف بنی اسد و

غطفان نے چاہا کہ مدینہ طیبہ پر حملہ کر کے مسلمانوں کے اہل و عیال کو لوٹ لیں اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈالا اور ان کے ہاتھ روک دیئے۔

۵۰ یہ نینیت دینا اور دشمنوں کے ہاتھ روک دینا۔ ۵۱ اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے اور کام اس پر موقوف (کے سپرد) کرنے کی جس سے بصیرت و یقین زیادہ

ہو۔ ۵۲ فتح ۵۳ مراد اس سے یا مغناہم فارس و روم (فارس و روم کی غنیمتیں) ہیں یا خیبر جس کا اللہ تعالیٰ نے پہلے سے وعدہ فرمایا تھا اور مسلمانوں کو امیر کا میا بی

تھی اللہ تعالیٰ نے انہیں فتح دی اور ایک قول یہ ہے کہ وہ فتح مکہ ہے اور ایک قول ہے کہ وہ ہر فتح ہے جو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو عطا فرمائی۔ ۵۴ یعنی اہل مکہ

یا اہل خیبر کے حلفاء اسد و غطفان۔ ۵۵ مغلوب ہوں گے اور انہیں ہزیمت ہوگی۔ ۵۶ کہ وہ مؤمنین کی مدد فرماتا ہے اور کافروں کو متہور (رسوا) کرتا ہے۔

۵۷ یعنی کفار کے ۵۸ روز فتح مکہ۔ اور ایک قول یہ ہے کہ ”بطن مکہ“ سے حدیبیہ مراد ہے اور اس کے شان نزول میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی

ہے کہ اہل مکہ میں سے اسی ہتھیار بند جوان ”جبل تحیم“ سے مسلمانوں پر حملہ کرنے کے ارادہ سے اترے، مسلمانوں نے انہیں گرفتار کر کے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر کیا۔ حضور نے معاف فرمایا اور چھوڑ دیا۔ ۵۹ کفار مکہ ۶۰ وہاں پہنچنے سے اور اس کا طواف کرنے سے ۶۱ یعنی مقام ذبح

سے جو حرم میں ہے۔



لَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُونَ وَنِسَاءٌ مُّؤْمِنَاتٌ لَّمْ تَعْلَبُوهُمْ أَنْ تَطَّوَّهُمْ

اگر یہ نہ ہوتا کچھ مسلمان مرد اور کچھ مسلمان عورتیں ۱۷۱ جن کی تمہیں خبر نہیں ۱۷۲ کہیں تم انہیں روند ڈالو ۱۷۳

فَتُصِيبُكُمْ مِنْهُمْ مَعَرَّةٌ بَغَيْرِ عِلْمٍ ۚ لِيُدْخِلَ اللَّهُ فِي رَحْمَتِهِ مَنْ

تو تمہیں ان کی طرف سے انجانی میں کوئی کمروہ (ناپسندیدہ شے) پہنچے تو ہم تمہیں ان کے قتال کی اجازت دیتے ان کا یہ بچاؤ اس لیے ہے کہ اللہ اپنی رحمت میں

يَشَاءُ ۚ لَوْ تَزَيَّلُوا لَعَذَّبْنَا الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۝۲۵

داخل کرے جسے چاہے اگر وہ جدا ہو جاتے ۱۷۴ تو ہم ضرور ان میں سے کافروں کو دردناک عذاب دیتے ۱۷۵ جب

جَعَلَ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي قُلُوبِهِمُ الْحَبِيَّةَ الْحَبِيَّةَ ۚ الْجَاهِلِيَّةَ فَانزَلَ اللَّهُ

کہ کافروں نے اپنے دلوں میں اڑ (ضد) رکھی وہی زمانہ جاہلیت کی اڑ ۱۷۶ تو اللہ نے اپنا

سَكِينَتَهُ عَلَى رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَأَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوَىٰ وَ

اطمینان اپنے رسول اور ایمان والوں پر اُتارا ۱۷۷ اور پرہیزگاری کا کلمہ ان پر لازم فرمایا ۱۷۸ اور

كَانُوا أَحْسَبَ بِهَا وَأَهْلَهَا ۖ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ۝۲۶ لَقَدْ صَدَقَ

وہ اس کے زیادہ سزاوار اور اس کے اہل تھے ۱۷۹ اور اللہ سب کچھ جانتا ہے ۱۸۰ بے شک اللہ

اللَّهُ رَسُولَهُ الرَّءِيبَ بِالْحَقِّ ۚ لَتَدْخُلَنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ

نے سچ کر دیا اپنے رسول کا سچا خواب ۱۸۱ بے شک تم ضرور مسجد حرام میں داخل ہو گے اگر اللہ چاہے

أَمِنِينَ ۚ لَا مُحَلِّقِينَ رُءُوسَكُمْ وَمُقَصِّرِينَ ۚ لَا تَخَافُونَ ۖ فَعَلِمَ مَا لَمْ

امن و امان سے اپنے سروں کے ۱۸۲ بال منڈاتے یا ۱۸۳ ترشواتے بے خوف تو اس نے جانا جو تمہیں

۱۸۴ مکہ مکرمہ میں ہیں ۱۸۵ تم انہیں پچانتے نہیں ۱۸۶ کفار سے قتال کرنے میں ۱۸۷ یعنی مسلمان کافروں سے ممتاز ہو جاتے۔ ۱۸۸ تمہارے ہاتھ سے قتل

کرا کے اور تمہاری قید میں لا کر۔ ۱۸۹ کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضور کے اصحاب کو کعبہ معظمہ سے روکا ۱۹۰ کہ انہوں نے سال آئندہ آنے پر صلح

کی اگر وہ بھی کفار قریش کی طرح ضد کرتے تو ضرور جنگ ہو جاتی۔ ۱۹۱ کلمہ تقویٰ سے مراد "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ" ہے۔ ۱۹۲ کیونکہ اللہ تعالیٰ

نے انہیں اپنے دین اور اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحبت سے مشرف فرمایا۔ ۱۹۳ کافروں کا حال بھی جانتا ہے مسلمانوں کا بھی، کوئی چیز اس سے مخفی

نہیں۔ ۱۹۴ شان نزول: رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حدیبیہ کا قصد فرمانے سے قبل مدینہ طیبہ میں خواب دیکھا تھا کہ آپ مع اصحاب کے مکہ معظمہ میں

بہ امن داخل ہوئے اور اصحاب نے سر کے بال منڈائے بعض نے ترشوائے یہ خواب آپ نے اپنے اصحاب سے بیان فرمایا تو انہیں خوشی ہوئی اور انہوں نے خیال کیا

کہ اسی سال وہ مکہ مکرمہ میں داخل ہوں گے جب مسلمان حدیبیہ سے بصرح کے واپس ہوئے اور اس سال مکہ مکرمہ میں داخل نہ ہوا تو منافقین نے تمسخر (طنز) کیا

طنع کئے اور کہا کہ وہ خواب کیا ہوا، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور اس کے خواب کے مضمون کی تصدیق فرمائی کہ ضرور ایسا ہوگا۔ چنانچہ اگلے سال ایسا

ہی ہوا اور مسلمان اگلے سال بڑے شان و شکوہ کے ساتھ مکہ مکرمہ میں فاتحانہ داخل ہوئے۔ ۱۹۵ تمام ۱۹۶ تھوڑے سے۔

تَعْلَمُوا فَجَعَلَ مِنْ دُونِ ذَلِكَ فَتْحًا قَرِيبًا ﴿۲۷﴾ هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ

معلوم نہیں ہے تو اس سے پہلے ایک نزدیک آنے والی فتح رکھی گئی تھی وہی ہے جس نے اپنے رسول کو

بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ ط وَكَفَىٰ بِاللَّهِ

ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اُسے سب دینوں پر غالب کرے اور اللہ کافی ہے

شَهِيدًا ﴿۲۸﴾ مُحَمَّدًا رَسُولَ اللَّهِ ط وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ

گواہ ہے محمد اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے منافقوں پر سخت ہیں اور

رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا نَشْرُ

اور آپس میں نرم دل ہے تو انہیں دیکھے گا رکوع کرتے سجدے میں گرتے اور اللہ کا فضل و رضا چاہتے

سَيِّئًا هُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِنْ أَثَرِ السُّجُودِ ط ذَلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَةِ وَ

ان کی علامت ان کے چہروں میں ہے سجدوں کے نشان سے ہے یہ ان کی صفت توریت میں ہے اور

مَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ ط كَرَّعٍ أَخْرَجَ شَطْرَهُ فَازْرَأْ فَاسْتَعْظَمَ

ان کی صفت انجیل میں ہے جیسے ایک کھیتی اس نے اپنا پٹھا نکالا پھر اُسے طاقت دی پھر دیز ہوئی

فَاسْتَوَىٰ عَلَى سُوْقِهِ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ط وَعَدَّ اللَّهُ

پھر اپنی ساق پر سیدھی کھڑی ہوئی کسانوں کو بھلی لگتی ہے تاکہ ان سے کافروں کے دل جلیں اللہ نے وعدہ کیا

۵۷ یعنی یہ کہ تمہارا داخل ہونا اگلے سال ہے اور تم اسی سال سمجھے تھے اور تمہارے لیے یہ تاخیر بہتر تھی کہ اس کے باعث وہاں کے ضعیف مسلمان پامال ہونے سے بچ

گئے۔ ۵۸ یعنی دخول حرم سے قبل ۵۷ فتح خیبر کہ فتح موعود (وعدہ کی گئی فتح) کے حاصل ہونے تک مسلمانوں کے دل اس سے راحت پائیں اس کے بعد جب اگلا

سال آیا تو اللہ تعالیٰ نے حضور کی خواب کا جلوہ دکھلایا اور واقعات اس کے مطابق رونما ہوئے چنانچہ ارشاد فرماتا ہے: ۵۹ خواہ وہ مشرکین کے دین ہوں یا اہل کتاب

کے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ نعمت عطا فرمائی اور اسلام کو تمام ادیان پر غالب فرمادیا۔ ۶۰ اپنے حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت پر جیسا کہ فرماتا

ہے: ۶۱ یعنی ان کے اصحاب ۶۰ جیسا کہ شیر شکار پر اور صحابہ کا تشدد کفار کے ساتھ اس حد پر تھا کہ وہ لحاظ رکھتے تھے کہ ان کا بدن کسی کافر کے بدن سے نہ چھو

جائے اور ان کے کپڑے سے کسی کافر کا کپڑا نہ لگنے پائے۔ (مدارک) ۶۲ ایک دوسرے پر محبت و مہربانی کرنے والے ایسے کہ جیسے باپ بیٹے میں ہو اور یہ محبت اس

حد تک پہنچ گئی کہ جب ایک مومن دوسرے کو دیکھے تو فرط محبت سے مصافحہ و معافتہ کرے۔ ۶۳ کثرت سے نمازیں پڑھتے نمازوں پر مداومت کرتے۔ ۶۴ اور

یہ علامت وہ نور ہے جو روز قیامت ان کے چہروں سے تاباں ہوگا اس سے پہچانے جائیں گے کہ انہوں نے دنیا میں اللہ تعالیٰ کے لیے بہت سجدے کئے ہیں اور یہ بھی

کہا گیا ہے کہ ان کے چہروں میں سجدہ کا مقام ماہ شب چہارہم (چودھویں رات کے چاند) کی طرح چمکتا دکھتا ہوگا۔ عطاء کا قول ہے کہ شب کی نمازوں سے

ان کے چہروں پر نور نمایاں ہوتا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ جو رات کو نماز کی کثرت کرتا ہے صبح کو اس کا چہرہ خوبصورت ہو جاتا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ

گردک نشان بھی سجدہ کی علامت ہے۔ ۶۵ یہ مذکور ہے کہ ۶۱ یہ مثال ابتدائے اسلام اور اس کی ترقی کی بیان فرمائی گئی کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تنہا

اٹھے پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو آپ کے مخلصین اصحاب سے تقویت دی۔ عقاد نے کہا کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب کی مثال انجیل میں یہ لکھی ہے

کہ ایک قوم کھیتی کی طرح پیدا ہوگی وہ نیکیوں کا حکم کریں گے بدیوں سے منع کریں گے کہا گیا ہے کہ کھیتی حضور ہیں اور اس کی شاخیں اصحاب اور مومنین۔

الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا ۱۹

ان سے جو ان میں ایمان اور اچھے کاموں والے ہیں ۱۹ بخشش اور بڑے ثواب کا

﴿ایاتھا ۱۸﴾ ﴿سُورَةُ الْحَجْرَاتِ مَدَنِيَّةٌ ۱۰۶﴾ ﴿مَرْكُوعَاتُهَا ۲﴾

سورۃ حجرات مدنیہ ہے، اس میں اٹھارہ آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَاتَّقُوا

اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اللہ سے

اللَّهُ ۱ إِنَّ اللَّهَ سَبِيْعٌ عَلِيْمٌ ۱ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا

ڈرو بے شک اللہ سنتا جانتا ہے اے ایمان والو اپنی آوازیں

أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ

اوپنی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے

لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ۲ إِنَّ الَّذِينَ

سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے عمل اکارت (ضائع) نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو کہ وہ بے شک وہ جو

۱۹ صحابہ سب کے سب صاحب ایمان و عمل صالح ہیں اس لیے یہ وعدہ سبھی سے ہے۔ سورۃ حجرات مدنیہ ہے اس میں دو رکوع اٹھارہ آیتیں تین سو تینتالیس

کلمے اور ایک ہزار چار سو چھتر حرف ہیں۔ ۱ یعنی تمہیں لازم ہے کہ اصلاً تم سے تقدیم واقع نہ ہونے قول میں نہ فعل میں کہ تقدیم کرنا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے

ادب و احترام کے خلاف ہے بارگاہ رسالت میں نیاز مندی و آداب لازم ہیں۔ شان نزول: چند شخصوں نے عید الضحیٰ کے دن سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے

پہلے قربانی کر لی تو ان کو حکم دیا گیا کہ دوبارہ قربانی کریں اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ بعض لوگ رمضان سے ایک روز پہلے ہی روزہ رکھنا

شروع کر دیتے تھے ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی اور حکم دیا گیا کہ روزہ رکھنے میں اپنے نبی سے تقدیم نہ کرو۔ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) یعنی جب

حضور (بارگاہ رسالت) میں کچھ عرض کرو تو آہستہ پست آواز سے عرض کرو یہی دربار رسالت کا ادب و احترام ہے۔ ۲ اس آیت میں حضور کا اجلال و اکرام و

ادب و احترام تعلیم فرمایا گیا اور حکم دیا گیا کہ ندا کرنے میں ادب کا پورا لحاظ رکھیں جیسے آپس میں ایک دوسرے کو نام لے کر پکارتے ہیں اس طرح نہ پکاریں بلکہ کلمات

ادب و تعظیم و توصیف و تکریم و القاب و عظمت کے ساتھ عرض کرو جو عرض کرنا ہو کہ ترک ادب سے نیکیوں کے برباد ہونے کا اندیشہ ہے۔ شان نزول: حضرت ابن

عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ یہ آیت ثابت بن قیس بن ثنابہ کے حق میں نازل ہوئی انہیں نقل سماعت تھا (یعنی اُنچی آواز سے سنتے تھے) اور آواز

ان کی اُوچی تھی بات کرنے میں آواز بلند ہو جایا کرتی تھی جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت ثابت اپنے گھر میں بیٹھ رہے اور کہنے لگے کہ میں اہل نارسے ہوں حضور

نے حضرت سعد سے ان کا حال دریافت فرمایا۔ انہوں نے عرض کیا کہ وہ میرے پڑوسی ہیں اور میرے علم میں انہیں کوئی بیماری تو نہیں ہوئی، پھر آ حضرت ثابت

سے اس کا ذکر کیا ثابت نے کہا: یہ آیت نازل ہوئی اور تم جانتے ہو کہ میں تم سب سے زیادہ بلند آواز ہوں تو میں جہنمی ہو گیا۔ حضرت سعد نے یہ حال خدمت اقدس

میں عرض کیا تو حضور نے فرمایا کہ وہ اہل جنت سے ہیں۔



يَعُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ أُولَئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ

اپنی آوازیں پست کرتے ہیں رسول اللہ کے پاس وہ ہیں جن کا دل اللہ نے پرہیزگاری

قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَىٰ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ ﴿۳﴾ إِنَّ الَّذِينَ ينادُونَكَ

کے لیے پرکھ لیا ہے ان کے لیے بخشش اور بڑا ثواب ہے بے شک وہ جو تمہیں حجروں کے

مِنْ وَّرَاءِ الْحُجُرَاتِ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ﴿۴﴾ وَلَوْ أَنَّهُمْ صَبَرُوا حَتَّىٰ

باہر سے پکارتے ہیں ان میں اکثر بے عقل ہیں اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ

تَخْرُجَ إِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ ۖ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿۵﴾ يَا أَيُّهَا

تم آپ ان کے پاس تشریف لاتے وک تو یہ ان کے لیے بہتر تھا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے وہ اے

الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَأٍ فَتَبَيَّنُوا أَنْ تُصِيبُوا قَوْمًا

ایمان والو اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو تحقیق کر لو وک کہ کہیں کسی قوم کو بے جانے ایذا

بِجَهَالَةٍ فَتُصِحُّوا عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ ﴿۶﴾ وَاعْلَمُوا أَنَّ فِيكُمْ

نہ دے بیٹھو پھر اپنے کئے پر پچھتاتے رہ جاؤ اور جان لو کہ تم میں

رَسُولَ اللَّهِ ۖ لَوْ يَطِيعُكُمْ فِي كَثِيرٍ مِّنَ الْأَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ حَبِيبٌ

اللہ کے رسول ہیں وک بہت معاملوں میں اگر یہ تمہاری خوشی کریں وک تو تم ضرور مشقت میں پڑو لیکن اللہ نے تمہیں

۵۔ براہِ ادب و تعظیم۔ شانِ نزول: آیہ ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ“ کے نازل ہونے کے بعد حضرت ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ

عنہما اور بعض اور صحابہ نے بہت احتیاط لازم کر لی اور خدمتِ اقدس میں بہت ہی پست آواز سے عرض معروض کرتے ان حضرات کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔

۶۔ شانِ نزول: یہ آیت وفد بنی تمیم کے حق میں نازل ہوئی کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں دو پہر کے وقت پہنچے جبکہ حضور آرام فرما رہے تھے

ان لوگوں نے حجروں کے باہر سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پکارنا شروع کیا حضور تشریف لے آئے ان لوگوں کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی اور اجلال

شانِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بیان فرمایا گیا کہ بارگاہِ اقدس میں اس طرح پکارنا مجہل و بے عقلی ہے اور ان لوگوں کو ادب کی تلقین کی گئی۔ وک اس

وقت وہ عرض کرتے جو انہیں عرض کرنا تھا یہ ادب ان پر لازم تھا اس کو بجالاتے۔ ۷۔ ان میں سے ان کے لیے جو توبہ کریں۔ ۸۔ صحیح ہے یا غلط۔ شانِ نزول:

یہ آیت ولید بن عقبہ کے حق میں نازل ہوئی کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو بنی مصطلق سے صدقات وصول کرنے بھیجا تھا اور زمانہ جاہلیت میں ان

کے اور ان کے درمیان عداوت تھی جب ولید ان کے دیار کے قریب پہنچے اور انہیں خبر ہوئی تو اس خیال سے کہ وہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بھیجے ہوئے

ہیں بہت سے لوگ تعظیماً ان کے استقبال کے واسطے آئے ولید نے گمان کیا کہ یہ پرانی عداوت سے مجھے قتل کرنے آرہے ہیں یہ خیال کر کے ولید واپس ہو گئے اور

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کر دیا کہ حضور ان لوگوں نے صدقہ کو منع کر دیا اور میرے قتل کے درپے ہو گئے حضور نے خالد بن ولید کو تحقیق حال کے لیے

بھیجا حضرت خالد نے دیکھا کہ وہ لوگ اذائیں کہتے ہیں نماز پڑھتے ہیں اور ان لوگوں نے صدقات پیش کر دیئے حضرت خالد یہ صدقات لے کر خدمتِ اقدس میں

حاضر ہوئے اور واقعہ عرض کیا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ بعض مفسرین نے کہا کہ یہ آیت عام ہے اس بیان میں نازل ہوئی ہے کہ فاسق کے قول پر اعتماد نہ کیا

جائے۔ مسئلہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ ایک شخص اگر عادل ہو تو اس کی خبر معتبر ہے۔ ۹۔ اگر تم جھوٹ بولو گے تو اللہ تعالیٰ کے خبردار کرنے سے وہ تمہارا افسناء

إِلَيْكُمْ الْإِيْمَانَ وَزَيْنَهُ فِي قُلُوبِكُمْ وَكَرَّهَ إِلَيْكُمْ الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ

ایمان پیارا کر دیا ہے اور اُسے تمہارے دلوں میں آراستہ کر دیا اور کفر اور حکم عدولی اور نافرمانی

وَالْعُصْيَانَ طُ أُولَئِكَ هُمُ الرَّشِدُونَ ﴿۷﴾ فَضَلَّ اللَّهُ مِنْ اللَّهِ وَنِعْمَةً طُ وَاللَّهُ

تمہیں ناگوار کر دی ایسے ہی لوگ راہ پر ہیں اللہ کا فضل اور احسان اور اللہ

عَلَيْكُمْ حَكِيمٌ ﴿۸﴾ وَإِنْ طَافْتُمْ فِي الْمَدِينِ اقْتَتَلُوا فَأَصْدِحُوا

علم و حکمت والا ہے اور اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑیں تو اُن میں صلح

بَيْنَهُمَا جَ فَإِنْ بَغَتْ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَى فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي حَتَّىٰ

کراؤ و لڑو پھر اگر ایک دوسرے پر زیادتی کرے و لڑے تو اس زیادتی والے سے لڑو یہاں تک کہ

تَفِيءَ إِلَىٰ أَمْرِ اللَّهِ فَإِنْ فَاءَتْ فَأَصْدِحُوا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَأَقْسِطُوا طُ

وہ اللہ کے حکم کی طرف پلٹ آئے پھر اگر پلٹ آئے تو انصاف کے ساتھ ان میں اصلاح کرو اور عدل کرو

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ﴿۹﴾ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْدِحُوا

بے شک عدل والے اللہ کو پیارے ہیں مسلمان مسلمان بھائی ہیں و لڑو تو اپنے دو بھائیوں

بَيْنَ أَخْوِيكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿۱۰﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا

میں صلح کرو و لڑو اور اللہ سے ڈرو کہ تم پر رحمت ہو و لڑو اے ایمان والو

لَا يَسْخَرُ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسَىٰ أَنْ يَكُونُوا خَيْرًا مِنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِّنْ

نہ مرد مردوں سے نہیں و لڑو عجب نہیں کہ وہ ان ہنسنے والوں سے بہتر ہوں و لڑو نہ عورتیں

حال کر کے تمہیں رسوا کر دیں گے۔ و لڑو اور تمہاری رائے کے مطابق حکم دے دیں۔ و لڑو کہ طریق حق پر قائم رہے۔ و لڑو شان نزول: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم دراز گوش پر سوار تشریف لے چارہ تھے انصار کی مجلس پر گزر رہا وہاں تھوڑا سا توقف فرمایا اس جگہ دراز گوش نے پیشاب کیا تو ابن ابی نے ناک بند کر لی

حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضور کے دراز گوش کا پیشاب تیرے مشک سے بہتر خوشبو رکھتا ہے حضور تو تشریف لے گئے ان دونوں میں

بات بڑھ گئی اور ان دونوں کی قومیں آپس میں لڑ گئیں اور ہاتھ پائی تک نوبت پہنچی تو سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واپس تشریف لائے اور ان میں صلح کرا دی اس

معاملہ میں یہ آیت نازل ہوئی۔ و لڑو ظلم کرے اور صلح سے منکر ہو جائے۔ مسئلہ: باغی گروہ کا یہی حکم ہے اس سے قتال کیا جائے یہاں تک کہ وہ جنگ سے باز آئے۔

و لڑو کہ آپس میں دینی رابطہ اور اسلامی محبت کے ساتھ مربوط (جڑے ہوئے) ہیں یہ رشتہ تمام دنیوی رشتوں سے قوی تر ہے۔ و لڑو جب کبھی ان میں

نزاع (رجس) واقع ہو۔ و لڑو کیونکہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنا اور پرہیزگاری اختیار کرنا مؤمنین کی باہمی محبت و مودت کا سبب ہے اور جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اللہ

تعالیٰ کی رحمت اس پر ہوتی ہے۔ و لڑو شان نزول: اس آیت کا نزول کئی واقعوں میں ہوا پہلا واقعہ یہ ہے کہ ثابت ابن قیس بن شماس کو نقل سماعت تھا جب وہ سید

عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس شریف میں حاضر ہوئے تو صحابہ انہیں آگے بٹھاتے اور ان کے لیے جگہ خالی کر دیتے تاکہ وہ حضور کے قریب حاضر رہ کر کلام مبارک

سن سکیں ایک روز انہیں حاضری میں دیر ہو گئی اور مجلس شریف خوب بھر گئی اس وقت ثابت آئے اور قاعدہ یہ تھا کہ جو شخص ایسے وقت آتا اور مجلس میں جگہ نہ پاتا تو جہاں

نِسَاءٍ عَسَىٰ أَنْ يَكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَلَا تَلْبِزُوا أَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَرُوا

عورتوں سے دُور نہیں کہ وہ ان بننے والیوں سے بہتر ہوں و نسا اور آپس میں طعنہ نہ کرو و نسا اور ایک دوسرے کے بُرے

بِأَلْقَابٍ ط ۚ بِسْمِ الْأَسْمِ الْفُسُوقِ بَعْدَ الْإِيْمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ

نام نہ رکھو و نسا کیا ہی بُرا نام ہے مسلمان ہو کر فاسق کہلانا و نسا اور جو توبہ نہ کریں

فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۝۱۱ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ

تو وہی ظالم ہیں اے ایمان والو بہت گمانوں سے

الظَّنِّ ۚ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ ۚ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَب بَّعْضُكُم

بِجُورٍ ۚ إِنَّ كَوْنِيْ غَمَانٍ گناہ ہو جاتا ہے و نسا اور عیب نہ ڈھونڈو و نسا اور ایک دوسرے کی

ہوتا کھڑا رہتا۔ ثابت آئے تو وہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قریب بیٹھنے کے لیے لوگوں کو ہناتے ہوئے یہ کہتے چلے کہ جگہ دو جگہ دو یہاں تک کہ وہ حضور

کے قریب پہنچ گئے اور ان کے اور حضور کے درمیان میں صرف ایک شخص رہ گیا انہوں نے اس سے بھی کہا کہ جگہ دو اس نے کہا کہ تمہیں جگہ مل گئی بیٹھ جاؤ ثابت غصہ

میں آکر اس کے پیچھے بیٹھ گئے اور جب دن خوب روشن ہوا تو ثابت نے اس کا جسم دبا کر کہا کہ کون؟ اس نے کہا کہ میں فلاں شخص ہوں۔ ثابت نے اس کی ماں کا نام

لے کر کہا: فلانی کا لڑکا۔ اس پر اس شخص نے شرم سے سر جھکا لیا اور اس زمانہ میں ایسا کلمہ عار دلانے کے لیے کہا جاتا تھا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ دوسرا واقعہ شاک

نے بیان کیا کہ یہ آیت بنی تمیم کے حق میں نازل ہوئی جو حضرت عمار و خباب و بلال و صہیب و سلمان و سالم وغیرہ غریب صحابہ کی غربت و کجی کے ساتھ تسخر

کرتے تھے، ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی اور فرمایا گیا کہ مرد مردوں سے نہ نہیں یعنی مالدار غریبوں کی ہنسی نہ بنائیں، نہ عالی نسب غریبوں کی، نہ

تندرست اپاہج کی، نہ بیٹا اس کی جس کی آنکھ میں عیب ہو۔ و نسا صدق و اخلاص میں۔ و نسا شان نزول: یہ آیت ام المؤمنین حضرت صفیہ بنت حبیب رضی اللہ تعالیٰ

عنها کے حق میں نازل ہوئی۔ انہیں معلوم ہوا تھا کہ ام المؤمنین حضرت حفصہ نے انہیں یہودی کی لڑکی کہا اس پر انہیں رنج ہوا اور روئیں اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم سے شکایت کی تو حضور نے فرمایا کہ تم نبی زادی اور نبی کی بی بی ہو تم پر وہ کیا فخر کرتی ہیں اور حضرت حفصہ سے فرمایا: اے حفصہ! خدا سے ڈرو۔ (التبر مذبذبی وَقَالَ

حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ) و نسا ایک دوسرے پر عیب نہ لگاؤ اگر ایک مومن نے دوسرے مومن پر عیب لگایا تو گویا اپنے ہی آپ کو عیب لگایا۔ و نسا جو انہیں ناگوار معلوم

ہوں۔ مسائل: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ اگر کسی آدمی نے کسی برائی سے توبہ کر لی ہو اس کو بعد توبہ اس برائی سے عار دلانا بھی اس نبی میں

داخل اور ممنوع ہے۔ بعض علماء نے فرمایا کہ کسی مسلمان کو کتا یا گدھ یا سور کہنا بھی اسی میں داخل ہے۔ بعض علماء نے فرمایا کہ اس سے وہ القاب مراد ہیں جن سے

مسلمان کی برائی نکلتی ہو اور اس کو ناگوار ہو لیکن تعریف کے القاب جو سچے ہوں ممنوع نہیں جیسا کہ حضرت ابوبکر کا لقب عتیق اور حضرت عمر کا فاروق اور حضرت عثمان کا

ذوالنورین اور حضرت علی کا ابوتراب اور حضرت خالد کا سیف اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور جو القاب بمنزلہ علم ہو گئے اور صاحب القاب کو ناگوار نہیں وہ القاب بھی

ممنوع نہیں جیسا کہ اعش، اعرج۔ و نسا تو اے مسلمانو کسی مسلمان کی ہنسی نہ بنا کر یا اس کو عیب لگا کر یا اس کا نام بگاڑ کر اپنے آپ کو فاسق نہ کہلاؤ۔ و نسا کیونکہ ہر

گمان صحیح نہیں ہوتا۔ و نسا مسئلہ: مومن صالح کے ساتھ برا گمان ممنوع ہے اسی طرح اس کا کوئی کلام سن کر فاسد معنی مراد لینا باوجودیکہ اس کے دوسرے صحیح معنی

موجود ہوں اور مسلمان کا حال ان کے موافق ہو یہ بھی گمان بد میں داخل ہے۔ سفیان ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: گمان دو طرح کا ہے ایک وہ کہ دل میں آئے

اور زبان سے بھی کہہ دیا جائے یہ اگر مسلمان پر بدی کے ساتھ ہے گناہ ہے۔ دوسرا یہ کہ دل میں آئے اور زبان سے نہ کہا جائے یہ اگرچہ گناہ نہیں مگر اس سے بھی دل

خالی کرنا ضرور ہے۔ مسئلہ: گمان کی کئی قسمیں ہیں: ایک واجب ہے وہ اللہ کے ساتھ اچھا گمان رکھنا۔ ایک مستحب وہ مومن صالح کے ساتھ نیک گمان۔ ایک ممنوع

حرام وہ اللہ عزوجل کے ساتھ برا گمان کرنا اور مومن کے ساتھ برا گمان کرنا نیک جائزہ و فاسق معنوں کے ساتھ ایسا گمان کرنا جیسے افعال اس سے ظہور میں آتے

ہوں۔ و نسا یعنی مسلمانوں کی عیب جوئی نہ کرو اور ان کے چھپے حال کی جستجو میں نہ رہو جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی ستاری سے چھپایا۔ حدیث شریف میں ہے: گمان سے

بچو گمان بڑی جھوٹی بات ہے اور مسلمانوں کی عیب جوئی نہ کرو ان کے ساتھ حرص و حسد بغض بے مروتی نہ کرو اللہ تعالیٰ کے بندو! بھائی بنے رہو جیسا تمہیں حکم دیا



بَعْضًا أَيْحِبُّ أَحَدَكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ ۝ ط

غیبت نہ کرو ۱۷ کیا تم میں کوئی پسند رکھے گا کہ اپنے مرے بھائی کا گوشت کھائے تو یہ تمہیں گوارا نہ ہوگا ۱۸

وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَحِيمٌ ۱۹ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ

اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد ۲۰

مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا ۱۰ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ

اور ایک عورت ۲۱ سے پیدا کیا ۲۲ اور تمہیں شاخیں اور قبیلے کیا کہ آپس میں پہچان رکھو ۲۳ بے شک اللہ کے یہاں تم میں

عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَىٰ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ۱۱ قَالَتِ الْأَعْرَابُ آمَنَّا

زیادہ عزت والا وہ جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے ۲۴ بیشک اللہ جاننے والا خبردار ہے گنوار بولے ہم ایمان لائے ۲۵

گیا مسلمان مسلمان کا بھائی ہے اس پر ظلم نہ کرے اس کو رسوا نہ کرے اس کی تحقیر نہ کرے (پھر اپنے سینے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا) تقویٰ یہاں ہے تقویٰ

یہاں ہے تقویٰ یہاں ہے۔ آدمی کے لیے یہ برائی بہت ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر دیکھے ہر مسلمان مسلمان پر حرام ہے اس کا خون بھی اس کی آبرو بھی اس کا مال

بھی اللہ تعالیٰ تمہارے جسموں اور صورتوں اور عملوں پر نظر نہیں فرماتا لیکن تمہارے دلوں پر نظر فرماتا ہے۔ (بخاری و مسلم) حدیث: جو بندہ دنیا میں دوسرے کی پردہ پوشی

کرتا ہے اللہ تعالیٰ روز قیامت اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔ ۱۷ حدیث شریف میں ہے کہ غیبت یہ ہے کہ مسلمان بھائی کی پیٹھ پیچھے ایسی بات کہی جائے جو اسے

ناگوار کرے اگر وہ بات سچی ہے تو غیبت ہے ورنہ بہتان۔ ۱۸ تو مسلمان بھائی کی غیبت بھی گوارا نہ ہونی چاہئے کیونکہ اس کو پیٹھ پیچھے برا کہنا اس کے مرنے کے

بعد اس کا گوشت کھانے کے مثل ہے کیونکہ جس طرح کسی کا گوشت کاٹنے سے اس کو ایذا ہوتی ہے اسی طرح اس کو بدگوئی سے قلبی تکلیف ہوتی ہے اور درحقیقت آبرو

گوشت سے زیادہ پیاری ہے۔ شان نزول: سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب حجاب کے لیے روانہ ہوتے اور سفر فرماتے تو ہردو مالداروں کے ساتھ ایک غریب

مسلمان کو کر دیتے کہ وہ غریب ان کی خدمت کرے وہ اسے کھلائیں پلائیں ہر ایک کا کام چلے اسی طرح حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ دو آدمیوں کے ساتھ گئے

گئے تھے ایک روز وہ سو گئے اور کھانا تیار نہ کر سکے تو ان دونوں نے انہیں کھانا طلب کرنے کے لیے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا حضور کے

خادم مطہح حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے ان کے پاس کچھ رہا نہ تھا انہوں نے فرمایا کہ میرے پاس کچھ نہیں۔ حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہی آکر کہہ

دیا تو ان دونوں رفیقوں نے کہا کہ حضرت اسامہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے بخل کیا جب وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے فرمایا: میں

تمہارے منہ میں گوشت کی رنگت دیکھتا ہوں انہوں نے عرض کیا ہم نے گوشت کھا یا ہی نہیں فرمایا تم نے غیبت کی اور جو مسلمان کی غیبت کرے اس نے مسلمان کا

گوشت کھا یا۔ مسئلہ: غیبت بالافتقار کبائر (کبیرہ گناہوں) میں سے ہے، غیبت کرنے والے کو توبہ لازم ہے۔ ایک حدیث میں یہ ہے کہ غیبت کا کفارہ یہ ہے کہ

جس کی غیبت کی ہے اس کے لیے دعائے مغفرت کرے۔ مسئلہ: فاسق معطن کے عیب کا بیان غیبت نہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ فاجر کے عیب بیان کرو کہ لوگ

اس سے بچیں۔ مسئلہ: حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ تین شخصوں کی حرمت نہیں: ایک صاحب ہوا (بد مذہب)۔ دوسرا فاسق معطن۔ تیسرا بادشاہ

ظالم یعنی ان کے عیوب بیان کرنا غیبت نہیں۔ ۲۹ حضرت آدم علیہ السلام حضرت حوا ۳۰ نسب کے اس انتہائی درجہ پر جا کر تم سب کے سب مل جاتے ہو

تو نسب میں تفاخر اور تفاضل کی کوئی وجہ نہیں سب برابر ہو ایک جد اعلیٰ کی اولاد۔ ۳۱ اور ”ایک“ ”دوسرے“ کا نسب جانے اور کوئی اپنے باپ دادا کے سوا دوسرے

کی طرف اپنی نسبت نہ کرے، نہ یہ کہ نسب پر فخر کرے اور دوسروں کی تحقیر کرے، اس کے بعد اس چیز کا بیان فرمایا جاتا ہے جو انسان کے لیے شرافت و فضیلت کا سبب

اور جس سے اس کو بارگاہ الہی میں عزت حاصل ہوتی ہے۔ ۳۲ اس سے معلوم ہوا کہ مدار عزت و فضیلت کا پرہیز گاری ہے نہ کہ نسب۔ شان نزول: رسول کریم صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بازار مدینہ میں ایک حبشی غلام ملاحظہ فرمایا جو یہ کہہ رہا تھا کہ جو مجھے خریدے اس سے میری یہ شرط ہے کہ مجھے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم کی اقتداء میں پانچوں نمازیں ادا کرنے سے منع نہ کرے اس غلام کو ایک شخص نے خرید لیا پھر وہ غلام بیمار ہو گیا تو سید عالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کی

عیادت کے لیے تشریف لائے پھر اس کی وفات ہو گئی اور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے دفن میں تشریف لائے اس پر لوگوں نے کچھ کہا اس پر یہ آیت

قُلْ لَمْ تُؤْمِنُوا وَلَكِنْ قُولُوا أَسَلْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْإِيْمَانُ فِي

تم فرماؤ تم ایمان تو نہ لائے ۲۵۷ ہاں یوں کہو کہ ہم مطیع ہوئے ۲۵۸ اور ابھی ایمان تمہارے دلوں میں

قُلُوْبِكُمْ ۲۵۹ وَإِنْ تَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَا يَلَيْتُكُمْ مِّنْ أَعْمَالِكُمْ شَيْءًا ۲۶۰

کہاں داخل ہوا ۲۵۹ اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو گے ۲۵۸ تو تمہارے کسی عمل کا تمہیں نقصان نہ دے گا ۲۶۰

إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۱۳۰ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَ

بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ایمان والے تو وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر

رَسُولِهِ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوا وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ

ایمان لائے پھر شک نہ کیا وہ اپنی جان اور مال سے اللہ کی راہ میں

اللَّهُ ۲۶۱ أُولَئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ ۱۳۱ قُلْ أَتَعْلَمُونَ اللَّهُ بِدِينِكُمْ وَاللَّهُ

جہاد کیا وہی سچے ہیں ۲۶۱ تم فرماؤ کیا تم اللہ کو اپنا دین بتاتے ہو اور اللہ

يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۲۶۲ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۱۳۲

جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے ۲۶۲ اور اللہ سب کچھ جانتا ہے ۲۶۲

يَسْتُونَ عَلَيْكَ أَنْ أَسْلَمُوا ۲۶۳ قُلْ لَا تَتَّبِعُوا عَلَيَّ إِسْلَامَكُمْ بَلِ اللَّهُ

اے محبوب وہ تم پر احسان جتاتے ہیں کہ مسلمان ہو گئے تم فرماؤ اپنے اسلام کا احسان مجھ پر نہ رکھو بلکہ اللہ

يَسُنُّ عَلَيْكُمْ أَنْ هَدَيْتُمْ لِلْإِيْمَانِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۱۳۳ إِنَّ اللَّهَ

تم پر احسان رکھتا ہے کہ اُس نے تمہیں اسلام کی ہدایت کی اگر تم سچے ہو ۱۳۳ بے شک اللہ

کریم نازل ہوئی۔ ۲۶۳ شان نزول: یہ آیت بنی اسد بن خزیمہ کی ایک جماعت کے حق میں نازل ہوئی جو خشک سالی کے زمانہ میں رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے اسلام کا اظہار کیا اور حقیقت میں وہ ایمان نہ رکھتے تھے ان لوگوں نے مدینہ کے رستہ میں گندگیاں کیں اور

وہاں کے بھاؤ گراں کر دیئے صبح و شام رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر اپنے اسلام لانے کا احسان جتاتے اور کہتے ہمیں کچھ دیجئے ان

کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔ ۲۶۴ صدق دل سے ۲۶۴ ظاہر میں ۲۶۴ مسئلہ: محض زبانی اقرار جس کے ساتھ قلبی تصدیق نہ ہو معتبر نہیں اس سے آدمی مومن

نہیں ہوتا اطاعت و فرمانبرداری اسلام کے لغوی معنی ہیں اور شرعی معنی میں اسلام اور ایمان ایک ہیں کوئی فرق نہیں۔ ۲۶۵ ظاہر و باطناً صدق و اخلاص کے ساتھ

نفاق کو چھوڑ کر ۲۶۹ تمہاری نیکیوں کا ثواب کم نہ کرے گا۔ ۲۷۰ اپنے دین و ایمان میں ۲۷۰ ایمان کے دعویٰ میں۔ شان نزول: جب یہ دونوں آیتیں نازل

ہوئیں تو اعراب سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے قسمیں کھائیں کہ ہم مومن مخلص ہیں اس پر اگلی آیت نازل ہوئی اور

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خطاب فرمایا گیا۔ ۲۷۱ اس سے کچھ مخفی نہیں ۲۷۱ مومن کا ایمان بھی اور منافق کا نفاق بھی تمہارے بتانے اور خبر دینے کی

حاجت نہیں۔ ۲۷۱ اپنے دعوے میں۔

يَعْلَمُ غَيْبَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿۱۸﴾

جانتا ہے آسمانوں اور زمین کے سب غیب اور اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے ﴿۱۸﴾

﴿۱۸﴾ ایاتھا ۲۵ ﴿۱۹﴾ سُورَةُ ق مَكِّيَّةٌ ۳۳ ﴿۲۰﴾ رُكُوعَاتُهَا ۳ ﴿۲۱﴾

سورہ ق مکہ ہے، اس میں پینتالیس آیتیں اور تین رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

ق ﴿۱﴾ وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ ﴿۱﴾ بَلْ عَجِبُوا أَنْ جَاءَهُمْ مُنذِرٌ مِنْهُمْ فَقَالَ

عزت والے قرآن کی قسم ﴿۱﴾ بلکہ انھیں اس کا چنبا (تعجب) ہوا کہ ان کے پاس انہی میں کا ایک ڈرنا نے والا تشریف لایا ﴿۱﴾ تو

الْكَافِرُونَ هَذَا شَيْءٌ عَجِيبٌ ﴿۲﴾ عَ إِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا ۖ ذَلِكُمْ رَجْعٌ

کافر بولے یہ تو عجیب بات ہے کیا جب ہم مرجائیں اور مٹی ہو جائیں گے پھر جنمیں گے یہ پلٹنا

بَعِيدٌ ﴿۳﴾ قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْأَرْضُ مِنْهُمْ وَعِنْدَنَا كِتَابٌ

دور ہے ﴿۳﴾ ہم جانتے ہیں جو کچھ زمین ان میں سے گھٹاتی ہے ﴿۳﴾ اور ہمارے پاس ایک یاد رکھنے والی

حَفِیْظٌ ﴿۴﴾ بَلْ كَذَّبُوا بِالْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُمْ فَهُمْ فِي أَمْرٍ مَّرِیْجٍ ﴿۵﴾ أَفَلَمْ

کتاب ہے ﴿۴﴾ بلکہ انھوں نے حق کو جھٹلایا کہ جب وہ ان کے پاس آیا تو وہ ایک مضطرب بے ثبات بات میں ہیں ﴿۵﴾ تو کیا

يَنْظُرُوا إِلَى السَّمَاءِ فَوْقَهُمْ كَيْفَ بَنَيْنَاهَا وَزَيَّنَّاهَا وَمَا لَهَا مِنْ فُرُوجٍ ﴿۶﴾

انھوں نے اپنے اوپر آسمان کو نہ دیکھا وہ ہم نے اُسے کیسا بنایا ﴿۶﴾ اور سنوارا ﴿۶﴾ اور اس میں کہیں رخنے نہیں ﴿۶﴾

﴿۵﴾ اس سے تمہارا کوئی حال چھپا نہیں نہ ظاہر نہ مخفی۔ ﴿۵﴾ ”سورہ ق“ ﴿۵﴾ مکہ ہے اس میں تین رکوع پینتالیس آیتیں تین سو ستاون کلمے اور ایک ہزار چار سو

چورانوے حرف ہیں۔ ﴿۵﴾ ہم جانتے ہیں کہ کفار مکہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لائے۔ ﴿۵﴾ جس کی عدالت و امانت اور صدق و راست بازی

کو وہ خوب جانتے ہیں اور یہ بھی ان کے دل نشین ہے کہ ایسے صفات کا شخص سچا ناصح ہوتا ہے باوجود اس کے ان کا سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت اور حضور

کے انڈا (ڈرانے) سے تعجب و انکار کرنا قابل حیرت ہے۔ ﴿۵﴾ ان کی اس بات کے رد و جواب میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿۵﴾ یعنی اُن کے جسم کے جو حصے گوشت

خون ہڈیاں وغیرہ زمین کھا جاتی ہے ان میں سے کوئی چیز ہم سے چھپی نہیں تو ہم ان کو ویسے ہی زندہ کرنے پر قادر ہیں جیسے کہ وہ پہلے تھے۔ ﴿۵﴾ جس میں ان کے

اسماء اعداد اور جو کچھ ان میں سے زمین نے کھایا سب ثابت و مکتوب و محفوظ ہے۔ ﴿۵﴾ بغیر سوچے سمجھے اور حق سے مراد یا نبوت ہے جس کے ساتھ معجزات باہرات

ہیں یا قرآن مجید۔ ﴿۵﴾ تو کبھی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شاعر، کبھی ساحر، کبھی کاہن اور اس طرح قرآن پاک کو شعر و سحر و کہانت کہتے ہیں کسی ایک بات پر قرار

نہیں۔ ﴿۵﴾ چشم بینا و نظر اعتبار سے کہ اس کی آفرینش میں ہماری قدرت کے آثار نمایاں ہیں۔ ﴿۵﴾ بغیر ستون کے بلند کیا ﴿۵﴾ کو اکب کے روشن اجرام

سے۔ ﴿۵﴾ کوئی عیب و قصور نہیں۔



وَالْأَرْضَ مَدَدْنَاهَا وَأَلْقَيْنَا فِيهَا رَوَاسِيَ وَأَنْبَتْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ

اور زمین کو ہم نے پھیلا دیا اور اس میں لنگر ڈالے (پہاڑ رکھے) اور اس میں ہر بارونق

بِهَيْجٍ ۷ تَبَصَّرَةٌ وَذِكْرَىٰ لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيبٍ ۸ وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَاءِ

جوڑا اُگایا سوچھ اور سمجھ ۷ اور رجوع والے بندے کے لیے ۸ اور ہم نے آسمان سے برکت والا

مَاءً مُّبْرَكًا فَانْبَتْنَا بِهِ جَبَّتٍ وَحَبَّ الْحَصِيدِ ۹ وَالنَّخْلَ بُسُقًا لَهَا

پانی اُتارا ۹ تو اس سے باغ اُگائے اور اناج کہ کاٹا جاتا ہے ۱۰ اور کھجور کے لمبے درخت جن کا

طَلْعٌ نَّضِيدٌ ۱۰ رِزْقًا لِلْعِبَادِ ۱۱ وَأَحْيَيْنَا بِهِ بَلْدَةً مَّيْتًا كَذَلِكَ

پکا گا بھا (پکا ہوا تازہ پھل) بندوں کی روزی کے لیے اور ہم نے اس ۱۱ سے مردہ (ویران) شہر جلا یا (سر سبز کیا) ۱۲ یونہی

الْخُرُوجِ ۱۱ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَأَصْحَابُ الرَّسِّ وَشُعُوبٌ ۱۲ وَ

قبوں سے تمہارا نکلتا ہے ۱۲ ان سے پہلے جھٹلایا ۱۳ نوح کی قوم اور رس والوں ۱۴ اور شعوب اور

عَادٌ وَفِرْعَوْنُ وَإِخْوَانُ لُوطٍ ۱۳ وَأَصْحَابُ الْأَيْكَةِ وَقَوْمٌ تُبَعِّعُ كُلِّ

عاد اور فرعون اور لوط کے ہم قوموں اور بن والوں اور تبع کی قوم نے ۱۴ ان میں ہر

كَذَّبَ الرَّسُلَ فَحَسَّ وَعَيْدٍ ۱۴ أَفَعَيْنَا بِالْخَلْقِ الْأَوَّلِ ۱۵ بَلْ هُمْ

ایک نے رسولوں کو جھٹلایا تو میرے عذاب کا وعدہ ثابت ہو گیا ۱۵ تو کیا ہم پہلی بار بنا کر تھک گئے ۱۶ بلکہ وہ

فِي لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيدٍ ۱۵ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ وَنَعَلْنَاهُ

نئے بننے سے ۱۶ شبہ میں ہیں اور بے شک ہم نے آدمی کو پیدا کیا اور ہم جانتے ہیں جو

۱۷ پانی تک۔ ۱۸ پہاڑوں کے کہ قائم رہے۔ ۱۹ کہ اس سے بینائی و بصیرت حاصل ہو ۱۶ جو اللہ تعالیٰ کے بدائع صنعت و عجائب خلقت میں نظر کر

کے اس کی طرف رجوع کرے۔ ۱۷ یعنی بارش جس سے ہر چیز کی زندگی اور بہت خیر و برکت ہے۔ ۱۸ طرح طرح کا گیہوں، جو، چنا وغیرہ۔ ۱۹ بارش کے پانی و ۱۶ جس کے نباتات خشک ہو چکے تھے پھر اس کو سبزہ زار کر دیا۔ ۱۷ تو اللہ تعالیٰ کی قدرت کے آثار دیکھ کر مرنے کے بعد پھر زندہ ہونے کا کیوں

انکار کرتے ہو۔ ۲۰ رسولوں کو ۲۱ رس ایک کنواں ہے جہاں یہ لوگ مح اپنے مویشیوں کے مقیم تھے اور بتوں کو پوجتے تھے یہ کنواں زمین میں دھنس گیا اور اس کے قریب کی زمین بھی یہ لوگ اور ان کے اموال اس کے ساتھ دھنس گئے۔ ۲۲ ان سب کے تذکرے سورہ فرقان و حجر و دخان میں گزر چکے ہیں۔

۲۳ اس میں قریش کو تہدید اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تسلی ہے کہ آپ قریش کے کفر سے تنگ دل نہ ہوں ہم ہمیشہ رسولوں کی مدد فرماتے اور ان کے دشمنوں پر عذاب کرتے رہے ہیں۔ اس کے بعد منکرین بعث کے انکار کا جواب ارشاد ہوتا ہے۔ ۲۴ جو دوبارہ پیدا کرنا ہمیں دشوار ہو اس میں منکرین بعث کے کمال جہل کا اظہار ہے کہ باوجود اس اقرار کے کہ خَلَقَ اللَّهُ تَعَالَىٰ نَبِيًّا كَذَلِكَ

۲۵ یعنی موت کے بعد پیدا کئے جانے سے۔

تَوَسُّوسٌ بِهِ نَفْسُهُ <sup>ط</sup> وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ ۝۱۶ اِذْ

وسوسہ اس کا نفس ڈالتا ہے ۱۶ اور ہم دل کی رگ سے بھی اس سے زیادہ نزدیک ہیں ۱۶ جب

يَتَلَقَى الْمُتَلَقِينَ عَنِ الْيَمِينِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيدٌ ۝۱۷ مَا يَلْفِظُ مِنْ

اس سے لیتے ہیں دو لینے والے فتہ ایک دابنے بیٹھا اور ایک بائیں ۱۷ کوئی بات وہ زبان سے

قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ ۝۱۸ وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ <sup>ط</sup>

نہیں نکالتا کہ اس کے پاس ایک محافظ تیار نہ بیٹھا ہو ۱۸ اور آئی موت کی سختی ۱۸ حق کے ساتھ ۱۸

ذَلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيدُ ۝۱۹ وَنُفِخَ فِي الصُّورِ <sup>ط</sup> ذَلِكَ يَوْمُ الْوَعِيدِ ۝۲۰

یہ ہے جس سے تو بھاگتا تھا اور صور پھونکا گیا ۱۹ یہ ہے وعدہ عذاب کا دن ۲۰

وَجَاءَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَعَهَا سَائِقٌ وَشَهِيدٌ ۝۲۱ لَقَدْ كُنْتَ فِي غَفْلَةٍ

اور ہر جان یوں حاضر ہوئی کہ اس کے ساتھ ایک ہانکنے والا ۲۱ اور ایک گواہ ۲۱ بے شک تو اس سے غفلت

مِّنْ هَذَا فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَاءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيدٌ ۝۲۲ وَقَالَ

میں تھا ۲۲ تو ہم نے تجھ پر سے پردہ اٹھایا ۲۲ تو آج تیری نگاہ تیز ہے ۲۲ اور اس کا ہم نشین

۲۲ ہم سے اس کے سرازر وضماز چھپے نہیں۔ ۲۲ یہ کمال علم کا بیان ہے کہ ہم بندے کے حال کو خود اس سے زیادہ جاننے والے ہیں، ”ورید“ وہ رگ ہے جس میں

خون جاری ہو کر بدن کے ہر ہر جز میں پہنچتا ہے یہ رگ گردن میں ہے معنی یہ ہیں کہ انسان کے اجزاء ایک دوسرے سے پردے میں ہیں مگر اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز

پردے میں نہیں۔ ۱۷ فرشتے اور وہ انسان کا ہر عمل اور اس کی ہر بات لکھنے پر مامور ہیں۔ ۱۷ داہنی طرف والا نیکیاں لکھتا ہے اور بائیں طرف والا بدیاں اس

میں اظہار ہے کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کے لکھنے سے بھی غنی ہے، وہ اخفی الخفیات (باریک پوشیدگیوں) کا جاننے والا ہے، خطرات نفس تک اس سے چھپے نہیں،

فرشتوں کی کتابت حسب اقتضائے حکمت ہے کہ روز قیامت نامہائے اعمال ہر شخص کے اس کے ہاتھ میں دے دیئے جائیں۔ ۱۷ خواہ وہ کہیں ہو سوائے وقت

قضائے حاجت اور وقت جماع کے اس وقت یہ فرشتے آدمی کے پاس سے ہٹ جاتے ہیں۔ مسئلہ ان دونوں حالتوں میں آدمی کو بات کرنا جائز نہیں تاکہ اس کے

لکھنے کے لیے فرشتوں کو اس حالت میں اس سے قریب ہونے کی تکلیف نہ ہو یہ فرشتے آدمی کی ہر بات لکھتے ہیں بیماری کا کرہا تک اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ صرف

وہی چیزیں لکھتے ہیں جن میں اجر و ثواب یا گرفت و عذاب ہو۔ امام بغوی نے ایک حدیث روایت کی ہے کہ جب آدمی ایک نیکی کرتا ہے تو وہی طرف والا فرشتہ دس

لکھتا ہے اور جب بدی کرتا ہے تو وہی طرف والا فرشتہ بائیں جانب والے فرشتے سے کہتا ہے کہ ابھی تو توفیق کر شاید یہ شخص استغفار کر لے، منکرین بعث کار فرمانے

اور اپنے قدرت و علم سے ان پر جہتیں قائم کرنے کے بعد انہیں بتایا جاتا ہے کہ وہ جس چیز کا انکار کرتے ہیں وہ عقرب ان کی موت اور قیامت کے وقت پیش آنے

والی ہے اور صیغہ ماضی سے ان کی آمد کی تعبیر فرما کر اس کے قرب کا اظہار کیا جاتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے: ۱۷ جو عقل و حواس کو خستل و مگدر کر دیتی ہے۔ ۱۷ حق

سے مراد یا حقیقت موت ہے یا امر آخرت جس کو انسان خود معاند کرتا ہے یا انجام کار سعادت و شقاوت اور سمرات کی حالت میں مرنے والے سے کہا جاتا ہے کہ

موت ۱۷ بعث کے لیے ۱۷ جس کا اللہ تعالیٰ نے کفار سے وعدہ فرمایا تھا۔ ۱۷ فرشتہ جو اسے محشر کی طرف ہانکتے۔ ۱۷ جو اس کے عملوں کی گواہی دے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ ہانکنے والا فرشتہ ہوگا اور گواہ خود اس کا اپنا نفس۔ ضحاک کا قول ہے کہ ہانکنے والا فرشتہ ہے اور گواہ اپنے اعضائے

بدن ہاتھ پاؤں وغیرہ۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے برسر منبر فرمایا کہ ہانکنے والا بھی فرشتہ ہے اور گواہ بھی فرشتہ۔ (جمل) پھر کافر سے کہا جائے گا: ۱۷ دنیا

میں فتے جو تیرے دل اور کانوں اور آنکھوں پر پڑا تھا: ۱۷ کہ تو ان چیزوں کو دیکھ رہا ہے جن کا دنیا میں انکار کرتا تھا۔

قَرِيْنُهُ هَذَا مَا لَدَى عَتِيْدٍ ۲۳ اَلْقِيَا فِيْ جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيدٍ ۲۴

فرشتہ ۲۳ بولا یہ ہے ۲۴ جو میرے پاس حاضر ہے حکم ہوگا تم دونوں جہنم میں ڈال دو ہر بڑے ناشکرے ہٹ دھرم کو

مَنْ اَعْتَدَ لِلْخَيْرِ مُعْتَدٍ مَّرِيْبٍ ۲۵ الَّذِيْ جَعَلَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَاَلْقِيْهِ

جو بھلائی سے بہت روکنے والا حد سے بڑھنے والا شک کرنے والا ۲۵ جس نے اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ٹھہرایا تم دونوں

فِي الْعَذَابِ الشَّدِيْدِ ۲۶ قَالَ قَرِيْنُهُ رَبَّنَا مَا اَطَعْتُهُ وَّلٰكِنْ كَانَتْ

اسے سخت عذاب میں ڈالو اس کے ساتھی شیطان نے کہا ۲۵ ہمارے رب میں نے اُسے سرکش نہ کیا فلاں ہاں یہ آپ ہی

صَلِّيْ بِعِيْدٍ ۲۷ قَالَ لَا تَخْتَصِمُوْا لَدَيْ وَاَقْدَمْتُ اِلَيْكُمْ

دُور کی گمراہی میں تھا ۲۷ فرمائے گا میرے پاس نہ جھگڑو ۲۸ میں تمہیں پہلے ہی عذاب کا

بِالْوَعِيْدِ ۲۸ مَا يَبْدُلُ الْقَوْلُ لَدَيْ وَاَنَا بِظُلْمٍ لِّلْعٰبِدِ ۲۹

ڈر سنا چکا تھا ۲۹ میرے یہاں بات بدلتی نہیں اور نہ میں بندوں پر ظلم کروں

يَوْمَ نَقُوْلُ لِيْجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَاَتْ وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ ۳۰ وَ

جس دن ہم جہنم سے فرمائیں گے کیا تو بھر گئی ۳۰ وہ عرض کرے گی کچھ اور زیادہ ہے ۳۱ اور

اَزْلَفْتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ غَيْرَ بَعِيْدٍ ۳۱ هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِكُلِّ

پاس لائی جائے گی جنت پرہیزگاروں کے کہ ان سے دُور نہ ہوگی ۳۱ یہ ہے وہ جس کا تم وعدہ دیئے جاتے ہو ۳۲ ہر رجوع لانے

اَوْ اَبٍ حَفِيْظٍ ۳۲ مَنْ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ الْغَيْْبَ وَاَجَاءَ بِقَلْبٍ مُّنِيْبٍ ۳۳

والے نگہداشت والے کے لیے ۳۲ جو رحمن سے بے دیکھے ڈرتا ہے اور رجوع کرتا ہوا دل لایا ۳۳

۳۲ جو اس کے اعمال لکھنے والا اور اس پر گواہی دینے والا ہے۔ (مدارک ونازن) ۳۳ اس کا نامہ اعمال (مدارک) ۳۴ دین میں ۳۵ جو دنیا میں اس پر مسلط تھا۔

۳۶ یہ شیطان کی طرف سے کافر کا جواب ہے جو جہنم میں ڈالے جاتے وقت کہے گا کہ اے ہمارے رب مجھے شیطان نے درغلا یا اس پر شیطان کہے گا کہ میں نے

اُسے گمراہ نہ کیا۔ ۳۷ میں نے اسے گمراہی کی طرف بلایا اس نے قبول کر لیا اس پر ارشاد الہی ہوگا اللہ تعالیٰ ۳۸ کہ دارالجزا اور موقف حساب میں جھگڑا کچھ نافع

نہیں ۳۹ اپنی کتابوں میں اور اپنے رسولوں کی زبانوں پر میں نے تمہارے لئے کوئی حجت باقی نہ چھوڑی ۴۰ اللہ تعالیٰ نے جہنم سے وعدہ فرمایا ہے کہ اسے جنوں

اور انسانوں سے بھرے گا اس وعدہ کی تحقیق کے لئے جہنم سے یہ سوال فرمایا جائے گا ۴۱ اس کے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ اب مجھ میں گنجائش باقی نہیں میں بھر چکی

اور یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ ابھی اور بھی گنجائش ہے ۴۲ عرش کے وہی طرف جہاں سے اہل موقف اس کو دیکھیں گے اور ان سے کہا جائے گا ۴۳ رسولوں کی معرفت دنیا میں ۴۴ رجوع لانے والے سے وہ مراد ہے جو معصیت کو چھوڑ کر طاعت اختیار کرے سعید بن مسیب نے فرمایا ”اواب“ وہ ہے جو گناہ کرے پھر توبہ کرے

پھر اس سے گناہ صادر ہو پھر توبہ کرے اور نگاہ داشت والا وہ جو اللہ کے حکم کا لحاظ رکھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: جو اپنے آپ کو گناہوں سے محفوظ رکھے اور ان سے استغفار کرے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کی امانتوں اور اس کے حقوق کی حفاظت کرے اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جو طاعات کا پابند ہو خدا اور رسول کے حکم بجالانے اور اپنے نفس کی نگہبانی کرے یعنی ایک دم بھی یاد الہی سے غافل نہ ہو پاس انفاں کرے:



ادْخُلُوهَا بِسَلَامٍ ۖ ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُلُوْدِ ﴿۳۳﴾ لَّهُمْ مَا يَشَاءُوْنَ فِيْهَا وَ

ان سے فرمایا جائے گا جنت میں جاؤ سلامتی کے ساتھ ۳۳ یہ ہیجنگی کا دن ہے ۳۳ ان کے لیے ہے اس میں جو چاہیں اور

لَدِيْنَا مَزِيْدٌ ﴿۳۵﴾ وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ اَشَدُّ مِنْهُمْ بَطْشًا

ہمارے پاس اس سے بھی زیادہ ہے ۳۵ اور ان سے پہلے ۳۵ ہم نے کتنی سنگتیں (توئیں) ہلاک فرما دیں کہ گرفت میں ان سے سخت تھیں ۳۵

فَتَقَبُّوْا فِي الْبِلَادِ ۖ هَلْ مِنْ مَّحِيْصٍ ﴿۳۶﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرًا لِّمَنْ

تو شہروں میں کاوشیں کیں ۳۶ ہے کہیں بھاگنے کی جگہ ۳۶ بے شک اس میں نصیحت ہے اس کے لیے جو

كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيدٌ ﴿۳۷﴾ وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ

دل رکھتا ہو ۳۷ یا کان لگائے ۳۷ اور متوجہ ہو اور بے شک ہم نے آسمانوں

وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ اَيَّامٍ ۖ وَ مَا مَسَّنَا مِنْ لَّغْوٍ ﴿۳۸﴾

اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے چھ دن میں بنایا اور نکان ہمارے پاس نہ آئی ۳۸

فَاَصْبِرْ عَلٰی مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَ

تو ان کی باتوں پر صبر کرو اور اپنے رب کی تعریف کرتے ہوئے اس کی پاکی بولو سورج چمکنے سے پہلے اور

قَبْلَ الْغُرُوْبِ ﴿۳۹﴾ وَمِنَ الْاَيْلِ فَسَبِّحْهُ وَاَدْبَارَ السُّجُوْدِ ﴿۴۰﴾ وَاسْتَبِعْ

ڈوبنے سے پہلے ۳۹ اور کچھ رات گئے اس کی تسبیح کرو ۴۰ اور نمازوں کے بعد ۴۰ اور کان لگا کر سنو

اگر تو پاسداری پاسِ آنفاس بسططانی رسانذت ازنی پاس

ترا یک پند برس در ہر دو عالم زجانت بر نیاید بر خذادم

(ترجمہ: ”اگر تو اپنے سانسوں کی حفاظت کرے تو لوگ تجھے اس کے سب بادشاہ بنالیں گے، دنیا و آخرت میں تیرے لیے یہ ایک ہی نصیحت کافی ہے۔ بے حکم خدا تو سانس بھی نہیں لے سکتا۔“)

۵۵ یعنی اخلاص مندطاعت پذیر صبح العقیدہ دل ۵۵ بے خوف و خطر امن و اطمینان کے ساتھ نہ تمہیں عذاب ہونہ تمہاری نعمتیں زائل ہوں۔ ۵۵ اب نہ فنا ہے نہ

موت۔ ۵۵ جو وہ طلب کریں اور وہ دیدار الہی و تجلی ربانی ہے جس سے ہر جمعہ کو دار کرامت میں نوازے جائیں گے۔ ۵۹ یعنی آپ کے زمانہ کے کفار سے

قبل۔ ۶۱ یعنی وہ امتیں ان سے قوی اور زبردست تھیں۔ ۶۱ اور جستجو میں جا بجا پھراکے۔ ۶۱ موت اور حکم الہی سے مگر کوئی ایسی جگہ نہ پائی۔ ۶۱ دل دانا۔

شبلی قدس سرہ نے فرمایا کہ قرآنی نصحاً سے فیض حاصل کرنے کے لیے قلب حاضر چاہئے جس میں طرفۃ العین (لمحہ بھر) کے لیے بھی غفلت نہ آئے۔ ۶۱ قرآن

اور نصیحت پر۔ ۶۱ شان نزول: مفسرین نے کہا کہ یہ آیت یہود کے رد میں نازل ہوئی جو یہ کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان وزمین اور ان کے درمیانی کائنات کو

چھ روز میں بنایا جن میں سے پہلا یکشنبہ (اتوار) ہے اور پچھلا جمعہ، پھر وہ معاذ اللہ تھک گیا اور سنبھ (ہفتہ) کو اس نے عرش پر لیٹ کر آرام لیا۔ اس آیت میں ان کا

رد ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے کہ تھکے، وہ قادر ہے کہ ایک آن میں سارا عالم بنا دے، ہر چیز کو حسب اقتضاء حکمت ہستی عطا فرماتا ہے۔ شان الہی میں یہود کا یہ

کلمہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بہت ناگوار ہوا اور شدت غضب سے چہرہ مبارک پر سرخی نمودار ہو گئی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی تسکین فرمائی اور خطاب ہوا۔

يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادُ مِنْ مَّكَانٍ قَرِيبٍ ۝۳۱ يَوْمَ يَسْمَعُونَ الصَّيْحَةَ

جس دن پکارنے والا پکارے گا ایک پاس جگہ سے نکے جس دن چنگھاڑ سنیں گے نکے

بِالْحَقِّ ۝۳۲ ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُرُوجِ ۝۳۱ اِنَّا نَحْنُ نُحْيِي وَنُمِيتُ وَاِلَيْنَا

حق کے ساتھ یہ دن ہے قبروں سے باہر آنے کا بے شک ہم جلائیں اور ہم ماریں اور ہماری

الْبَصِيرُ ۝۳۳ يَوْمَ تَشْقَى الْاَرْضُ عَنْهُمْ سِرَاعًا ۝۳۲ ذٰلِكَ حَشْرٌ عَلَيْنَا

طرف پھرنا ہے نکے جس دن زمین اُن سے پھٹگی تو جلدی کرتے ہوئے نکلیں گے نکے یہ حشر ہے ہم کو

بِيسِيرٍ ۝۳۴ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُولُونَ وَمَا اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ ۝۳۳

آسان ہم خوب جان رہے ہیں جو وہ کہہ رہے ہیں نکے اور کچھ تم ان پر جبر کرنے والے نہیں نکے

فَذَكِّرْ بِالْقُرْآنِ مَنْ يَخَافُ وَعَيْدِ ۝۳۵

تو قرآن سے نصیحت کرو اُسے جو میری دھمکی سے ڈرے

﴿ ایتھا ۶۰ ﴾ ﴿ ۵۱ سُورَةُ الذَّرِيَّةِ مَكِّيَّةٌ ۶۷ ﴾ ﴿ ۳۵ ﴾ ﴿ ۳۴ ﴾ ﴿ ۳۳ ﴾ ﴿ ۳۲ ﴾ ﴿ ۳۱ ﴾ ﴿ ۳۰ ﴾ ﴿ ۲۹ ﴾ ﴿ ۲۸ ﴾ ﴿ ۲۷ ﴾ ﴿ ۲۶ ﴾ ﴿ ۲۵ ﴾ ﴿ ۲۴ ﴾ ﴿ ۲۳ ﴾ ﴿ ۲۲ ﴾ ﴿ ۲۱ ﴾ ﴿ ۲۰ ﴾ ﴿ ۱۹ ﴾ ﴿ ۱۸ ﴾ ﴿ ۱۷ ﴾ ﴿ ۱۶ ﴾ ﴿ ۱۵ ﴾ ﴿ ۱۴ ﴾ ﴿ ۱۳ ﴾ ﴿ ۱۲ ﴾ ﴿ ۱۱ ﴾ ﴿ ۱۰ ﴾ ﴿ ۹ ﴾ ﴿ ۸ ﴾ ﴿ ۷ ﴾ ﴿ ۶ ﴾ ﴿ ۵ ﴾ ﴿ ۴ ﴾ ﴿ ۳ ﴾ ﴿ ۲ ﴾ ﴿ ۱ ﴾ ﴿ ۰ ﴾

سورہ ذریت مکہ ہے اس میں ساٹھ آیتیں اور تین رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

وَالذَّرِيَّةِ ذُرْوًا ۝۱ فَالْحَلِيَّتِ وَقْرًا ۝۲ فَالْجَرِيَّتِ يُسْرًا ۝۳

قسم ان کی جو بکھیر کر اُڑانے والیاں ۱ پھر بوجھ اٹھانے والیاں ۲ پھر نرم چلنے والیاں ۳

۱ یعنی فجر و ظہر و عصر کے وقت ۱ یعنی وقت مغرب و عشاء و فجر ۱۸ حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے: سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تمام نمازوں کے بعد تسبیح کرنے کا حکم فرمایا۔ (بخاری) حدیث: سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہر نماز کے بعد تینتیس مرتبہ ”سبحان اللہ“ تینتیس مرتبہ ”الحمد للہ“ تینتیس مرتبہ ”اللہ اکبر“ اور ایک مرتبہ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ“ پڑھے، اس کے گناہ بخشے جائیں گے چاہے سمندر کے جھاگول کی برابر ہوں یعنی بہت ہی کثیر ہوں۔ (مسلم شریف) ۱۹ یعنی حضرت اسرافیل علیہ السلام نکے یعنی حُزْرُو بَيْتِ الْمُقَدَّسِ سے جو آسمان کی طرف زمین کا سب سے قریب مقام ہے حضرت اسرافیل کی ندا یہ ہوگی: اے گلی ہوئی بڑیو! بکھرے ہوئے جوڑو! ریزہ ریزہ شدہ گوشو! پراگندہ بالو! اللہ تعالیٰ تمہیں فیصلہ کے لیے جمع ہونے کا حکم دیتا ہے۔ نکے سب لوگ۔ مراد اس سے فتح ثانیہ (دوسری مرتبہ سورہ پھونکا جانا) ہے۔ نکے آخرت میں۔ نکے مُردے محشر کی طرف۔ نکے یعنی کفار قریش۔ نکے کہ انہیں بزور اسلام میں داخل کرو آپ کا کام دعوت دینا اور سجدہ بنا ہے۔ (وکان هذا قبل الامر بالقتال) ۱ سورہ ذراریات مکہ ہے اس میں تین رکوع ساٹھ آیتیں تین سو ساٹھ کلمے ایک ہزار دو سو انتالیس حرف ہیں۔ ۲ یعنی وہ ہوائیں جو خاک وغیرہ کو اڑاتی ہیں۔ ۳ یعنی وہ گھٹائیں اور بدلیاں جو بارش کا پانی اٹھاتی ہیں۔ ۴ وہ کشتیاں جو پانی میں بہ سولت چلتی ہیں۔

فَالْمَقْسَبِتِ أَمْرًا ۳ اِنَّمَا تُوعَدُونَ لَصَادِقٍ ۵ وَإِنَّ الدِّينَ

پھر حکم سے بانٹنے والیاں وہ بے شک جس بات کا تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے وہ ضرور سچ ہے اور بے شک انصاف

لَوَاقِعٍ ۶ وَالسَّيِّئَاتِ ذَاتِ الْحُبِّ ۷ اِنَّكُمْ لَفِي قَوْلٍ مُّخْتَلِفٍ ۸

ضرور ہونا وہ آرائش والے آسمان کی قسم وہ تم مختلف بات میں ہوں

يُؤْفِكُ عَنْهُ مَنْ اُفِكَ ۹ قَتَلَ الْخَرُصُونَ ۱۰ الَّذِينَ هُمْ فِي غَمْرَةٍ

اس قرآن سے وہی اوندھا کیا جاتا ہے جس کی قسمت ہی میں اوندھا یا جانا ہوں مارے جائیں دل سے تراشنے والے جو نشے میں

سَاهُونَ ۱۱ يَسْأَلُونَ اَيَّانَ يَوْمِ الدِّينِ ۱۲ يَوْمَ هُمْ عَلَى النَّارِ

بھولے ہوئے ہیں وہ پوچھتے ہیں وہ انصاف کا دن کب ہوگا وہ اس دن ہوگا جس دن وہ آگ پر

يُفْتَنُونَ ۱۳ ذُو قُوَّةٍ فَتَنَتْكُمْ ط هَذَا الَّذِي كُنْتُمْ بِهِ تَسْتَعْجِلُونَ ۱۴

تپائے جائیں گے وہ اور فرمایا جائے گا چکھو اپنا تپنا یہ ہے وہ جس کی تمہیں جلدی تھی وہ

اِنَّ السُّبْحَانَ فِي جَنَّتٍ وَعُيُونٍ ۱۵ اِخْذِيْنَ مَا اَتٰهُمْ رَبُّهُمْ اِنَّهُمْ

بے شک پرہیزگار باغوں اور چشموں میں ہیں وہ اپنے رب کی عطائیں لیتے ہوئے بے شک وہ

كَانُوا قَبْلَ ذَلِكَ مُّحْسِنِينَ ۱۶ كَانُوا قَلِيْلًا مِّنَ الْبَلِّ مَا يَهْجَعُونَ ۱۷

اس سے پہلے وہ نیکوکار تھے وہ رات میں کم سویا کرتے وہ

۱۵۔ یعنی فرشتوں کی وہ جماعتیں جو حکم الہی بارش و رزق وغیرہ تقسیم کرتی ہیں اور جن کو اللہ تعالیٰ نے مدبرات الامر کیا ہے اور عالم میں تدبیر و تصرف کا اختیار عطا

فرمایا ہے۔ بعض مفسرین کا قول ہے کہ یہ تمام صفتیں ہواؤں کی ہیں کہ وہ خاک بھی اڑاتی ہیں بادلوں کو بھی اٹھائے پھرتی ہیں پھر انہیں لے کر بسہولت چلتی ہیں پھر اللہ

تعالیٰ کے بلاد (شہروں) میں اس کے حکم سے بارش کو تقسیم کرتی ہیں قسم کا مقصود اصلی اس چیز کی عظمت بیان کرنا ہے جس کے ساتھ قسم فرمائی گئی کیونکہ یہ چیزیں کمال

قدرت الہی پر دلالت کرنے والی ہیں اور باب دانش کو موقع دیا جاتا ہے کہ وہ ان میں نظر کر کے بعث و جزا پر استدلال کریں کہ جو قادر برحق ایسے امور عجیبہ پر قدرت

رکھتا ہے وہ اپنی پیدا کی ہوئی چیزوں کو فنا کرنے کے بعد دوبارہ ہستی (زندگی) عطا فرمانے پر بیشک قادر ہے۔ یعنی بعث و جزا۔ وہ اور حساب کے بعد نیکی

بدی کا بدلہ ضرور ملنا۔ وہ جس کو ستاروں سے مزین فرمایا ہے کہ اے اہل مکہ! نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں اور قرآن پاک کے بارے میں وہ

کبھی رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سار کھتے ہو کبھی شاعر کبھی کاہن کبھی مجنون (معاذ اللہ تعالیٰ) اسی طرح قرآن کریم کو کبھی سحر بتاتے ہو کبھی شعر کبھی

کہانت کبھی اگلوں کی داستانیں۔ وہ اور جو محروم ازلی ہے اس سعادت سے محروم رہتا ہے اور بہکانے والوں کے بہکانے میں آتا ہے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم کے زمانہ کہ کفار جب کسی کو دیکھتے کہ ایمان لانے کا ارادہ کرتا ہے تو اس سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت کہتے کہ ان کے پاس کیوں جاتا ہے وہ تو

شاعر ہیں سار ہیں کاذب ہیں (معاذ اللہ تعالیٰ) اور اسی طرح قرآن پاک کو کہتے ہیں کہ وہ شعر ہے سحر ہے کذب ہے (معاذ اللہ تعالیٰ) یعنی نشہ جہالت

میں آخرت کو بھولے ہوئے ہیں۔ وہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تمسخر اور تکذیب کے طور پر کہ وہ ان کے جواب میں فرمایا جاتا ہے: وہ اور انہیں

عذاب دیا جائے گا۔ وہ اور دنیا میں تمسخر سے کہا کرتے تھے کہ وہ عذاب جلدی لاؤ جس کا وعدہ دیتے ہو۔ یعنی اپنے رب کی نعمت میں ہیں باغوں کے اندر



وَبِالْأَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُونَ ﴿۱۸﴾ وَفِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّائِلِ وَ

اور کچھیلی رات استغفار کرتے ہیں اور ان کے مالوں میں حق تھا منگتا اور

الْبَحْرُومِ ﴿۱۹﴾ وَفِي الْأَرْضِ آيَاتٌ لِّلْمُوقِنِينَ ﴿۲۰﴾ وَفِي أَنْفُسِكُمْ أَفَلَا

بے نصیب کا فن اور زمین میں نشانیاں ہیں یقین والوں کو ہے اور خود تم میں ہے تو کیا

تُبْصِرُونَ ﴿۲۱﴾ وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تَعْدُونَ ﴿۲۲﴾ فَوَرَبِّ السَّمَاءِ وَ

تمہیں سوچتا نہیں اور آسمان میں تمہارا رزق ہے اور جو تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے تو آسمان اور زمین کے

الْأَرْضِ إِنَّهُ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَا أَنَّكُمْ تَنْطُقُونَ ﴿۲۳﴾ هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ

رب کی قسم بے شک یہ قرآن حق ہے ویسی ہی زبان میں جو تم بولتے ہو اے محبوب کیا تمہارے پاس

ضَيْفِ إِبْرَاهِيمَ الْكُرْمِيِّ ﴿۲۴﴾ إِذْ دَخَلُوا عَلَيْهِ فَقَالُوا سَلِّمًا قَالَ

ابراہیم کے معزز مہمانوں کی خبر آئی ہے جب وہ اس کے پاس آکر بولے سلام کہا

سَلِّمٌ قَوْمٌ مُّسْكِرُونَ ﴿۲۵﴾ فَرَاغَ إِلَىٰ أَهْلِهِ فَجَاءَ بِعَجَلٍ سَبِيْنٍ ﴿۲۶﴾

سلام ناشاسا لوگ ہیں پھر اپنے گھر گیا تو ایک فریبہ بچھڑا لے آیا ہے

فَقَرَّبَهُ إِلَيْهِمْ قَالَ أَلَا تَأْكُلُونَ ﴿۲۷﴾ فَأَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيفَةً ﴿۲۸﴾ قَالُوا

پھر اُسے ان کے پاس رکھا کہا کیا تم کھاتے نہیں تو اپنے جی میں اُن سے ڈرنے لگا ہے وہ بولے

لَا تَخَفْ وَبَشِّرُوهُ بِعِلْمٍ عَلِيمٍ ﴿۲۸﴾ فَأَقْبَلَتْ امْرَأَتُهُ فِي صَرِيحَةٍ

ڈریے نہیں اور اُسے ایک علم والے لڑکے کی بشارت دی اس پر اس کی بی بی چلائی آئی

جن میں لطیف جنتیے جاری ہیں۔ ۱۷۔ دنیا میں اور زیادہ حصہ شب کا نماز میں گزارتے۔ ۱۸۔ یعنی رات تہجد اور شب بیداری میں گزارتے ہیں اور

بہت تھوڑی دیر سوتے ہیں اور شب کا پچھلا حصہ استغفار میں گزارتے ہیں اور اتنے سو جانے کو بھی تقصیر سمجھتے ہیں منگتا تو وہ جو اپنی حاجت کے لیے لوگوں

سے سوال کرے اور محروم وہ کہ حاجتمند ہو اور حیا (شرمندگی کے باعث) سوال بھی نہ کرے۔ ۱۹۔ جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کی قدرت و حکمت پر

دلالت کرتی ہیں۔ ۲۰۔ تمہاری پیدائش میں اور تمہارے تغیرات میں اور تمہارے ظاہر و باطن میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کے ایسے بی شمار عجائب و غرائب ہیں

جن سے بندے کو اس کی شانِ خدائی معلوم ہوتی ہے۔ ۲۱۔ کہ اسی طرف سے بارش کر کے زمین کو پیداوار سے مالا مال کیا جاتا ہے۔ ۲۲۔ آخرت کے

ثواب و عذاب کا وہ سب آسمان میں مکتوب ہے۔ ۲۳۔ جو دس یا بارہ فرشتے تھے۔ ۲۴۔ یہ بات آپ نے اپنے دل میں فرمائی ہے انیس بھنا ہوا ہے کہ

کھائیں اور یہ میزبان کے آداب میں سے ہے کہ مہمان کے سامنے کھانا پیش کرے۔ جب ان فرشتوں نے نہ کھایا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ۲۵۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ آپ کے دل میں بات آئی کہ یہ فرشتے ہیں اور عذاب کے لیے بھیجے گئے ہیں۔ ۲۶۔ ہم اللہ تعالیٰ کے

بھیجے ہوئے ہیں۔ ۲۷۔ یعنی حضرت سارہ۔

فَصَكَّتْ وَجْهَهَا وَقَالَتْ عَجُوزٌ عَقِيمٌ ﴿۲۹﴾ قَالُوا كَذَلِكِ لَقَالَ رَبُّكَ ط

پھر اپنا ماتھا ٹھونکا اور بولی کیا بڑھیا بانجھ و ۳۲ انھوں نے کہا تمہارے رب نے یونہی فرما دیا ہے

إِنَّهُ هُوَ الْحَكِيمُ الْعَلِيمُ ﴿۳۰﴾

اور وہی حکیم دانا ہے

۳۲۔ جس کے کبھی بچہ نہیں ہوا اور نوے یا تین نوے سال کی عمر ہو چکی مطلب یہ تھا کہ ایسی عمر اور ایسی حالت میں بچہ ہونا نہایت تعجب کی بات ہے۔





عَنْ أَمْرٍ رَّبِّهِمْ فَأَخَذَتْهُمُ الصُّعِقَةُ وَهُمْ يَنْظُرُونَ ﴿۳۳﴾ فَمَا اسْتَطَاعُوا

اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی ۳۳ تو ان کی آنکھوں کے سامنے انھیں کڑک نے آیا ۳۳ تو وہ نہ کھڑے

مِنْ قِيَامِهِ وَمَا كَانُوا مُنْتَصِرِينَ ﴿۳۴﴾ وَقَوْمَ نُوحٍ مِّنْ قَبْلُ إِنَّهُمْ

ہوسکے ۳۴ اور نہ وہ بدلہ لے سکتے تھے اور ان سے پہلے قوم نوح کو ہلاک فرمایا بے شک

كَانُوا قَوْمًا فَاسِقِينَ ﴿۳۵﴾ وَالسَّمَاءَ بَنَيْنَاهَا بِأَيْدٍ وَإِنَّا لَنُوسِعُونَ ﴿۳۶﴾

وہ فاسق لوگ تھے اور آسمان کو ہم نے ہاتھوں سے بنایا ۳۵ اور بے شک ہم وسعت دینے والے ہیں ۳۶

وَالْأَرْضَ فَرَشْنَاهَا فَنِعْمَ الْبَهْدُونَ ﴿۳۷﴾ وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا

اور زمین کو ہم نے فرش کیا تو ہم کیا ہی اچھے بچھانے والے اور ہم نے ہر چیز کے دو

زُجَّجِينَ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿۳۸﴾ ففِرُّوا إِلَى اللَّهِ إِنِّي لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيرٌ

جوڑ بنائے ۳۷ کہ تم دھیان کرو ۳۸ تو اللہ کی طرف بھاگو ۳۸ بے شک میں اس کی طرف سے تمہارے لیے صریح

مُّبِينٌ ﴿۳۹﴾ وَلَا تَجْعَلُوا مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ إِنِّي لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿۴۰﴾

ڈرسانے والا ہوں اور اللہ کے ساتھ اور معبود نہ ٹھہراؤ بے شک میں اس کی طرف سے تمہارے لیے صریح ڈرسانے والا ہوں

كَذَلِكَ مَا آتَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا قَالُوا سَاحِرٌ أَوْ

یونہی ۳۹ جب ان سے اگلوں کے پاس کوئی رسول تشریف لایا تو یہی بولے کہ جادوگر ہے یا

مَجْنُونٌ ﴿۴۱﴾ أَتَوَاصُوا بِهِمْ بَلْ هُمْ قَوْمٌ طَٰغُونَ ﴿۴۲﴾ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ فَمَا

دیوانہ کیا آپس میں ایک دوسرے کو یہ بات کہہ مرے ہیں بلکہ وہ سرکش لوگ ہیں ۴۱ تو اے محبوب تم ان سے منہ پھیر لو تو

ہوں یا جانور یا اور اموال جس چیز کو چھو گئی اس کو ہلاک کر کے ایسا کر دیا گویا کہ وہ مدتوں کی ہلاک شدہ گئی ہوئی ہے۔ ۴۲ یعنی قوم شہود کے ہلاک میں بھی نشانیاں

ہیں۔ ۴۳ یعنی وقت موت تک دنیا میں زندگی کر لو یہی زمانہ تمہاری مہلت کا ہے۔ ۴۴ اور حضرت صالح علیہ السلام کی تکذیب کی اور ناقہ کی کونچیں کاٹیں

۴۵ اور ہولناک آواز کے عذاب سے ہلاک کر دیئے گئے۔ ۴۶ وقت نزول عذاب نہ بھاگ سکے۔ ۴۷ اپنے دست قدرت سے۔ ۴۸ اس کو اتنی کہ زمین

مع اپنی فضا کے اس کے اندر اس طرح آجائے جیسے کہ ایک میدان وسیع میں گیند پڑی ہو یا یہ معنی ہیں کہ ہم اپنی خلق پر رزق وسیع کرنے والے ہیں۔ ۴۹ مثل

آسمان اور زمین اور سورج اور چاند اور رات اور دن اور خشکی و تری اور گرمی و سردی اور جن و انس اور روشنی و تاریکی اور ایمان و کفر اور سعادت و شقاوت اور حق و

باطل اور زومادہ کے ۵۰ اور سمجھو کہ ان تمام جوڑوں کا پیدا کرنے والا فرد واحد ہے نہ اس کی نظیر ہے نہ شریک نہ ضد نہ بند وہی مستحق عبادت ہے۔ ۵۱ اس کے

ماسوا کو چھوڑ کر اس کی عبادت اختیار کرو۔ ۵۲ جیسے کہ ان کفار نے آپ کی تکذیب کی اور آپ کو ساحر و مجنون کہا ایسے ہی ۵۳ یعنی پہلے کفار نے اپنے پچھلوں کو

یہ وصیت تو نہیں کی کہ تم انبیاء کی تکذیب کرنا اور ان کی شان میں اس طرح کی باتیں بنانا لیکن چونکہ سرکشی اور طغیان کی علت دونوں میں ہے اس لیے گمراہی میں

ایک دوسرے کے موافق رہے۔

أَنْتَ بِسَلُومٍ ۵۳ ۞ وَذَكَرْنَاكَ فِي الذِّكْرِ الَّتِي تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِينَ ۵۵ ۞ وَمَا

تم پر کچھ الزام نہیں ۵۵ اور سبھاؤ کہ سبھانا مسلمانوں کو فائدہ دیتا ہے اور

خَلَقْتَ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونَ ۵۶ ۞ مَا أُرِيدُ مِنْهُمْ مِنْ رِزْقٍ

میں نے جن اور آدمی اتنے ہی اسی لئے بنائے کہ میری بندگی کریں ۵۶ میں ان سے کچھ رزق نہیں مانگتا ۵۶

وَمَا أُرِيدُ أَنْ يُطْعَمُونَ ۵۷ ۞ إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ ۵۸ ۞

اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھانا دیں ۵۷ بے شک اللہ ہی بڑا رزق دینے والا قوت والا قدرت والا ہے ۵۸

فَإِنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا ذُنُوبًا مِثْلَ ذُنُوبِ أَصْحَابِهِمْ فَلَا يَسْتَعْجِلُونَ ۵۹ ۞

تو بے شک ان ظالموں کے لیے ۵۹ عذاب کی ایک باری ہے ۵۹ جیسے ان کے ساتھ والوں کے لیے ایک باری تھی ۵۹ تو مجھ سے جلدی نہ کریں ۶۰

فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ يَوْمِهِمُ الَّذِي يُوعَدُونَ ۶۰ ۞

تو کافروں کی خرابی ہے ان کے اس دن سے جس کا وعدہ دیئے جاتے ہیں ۶۰

﴿ آیتھا ۲۹ ﴾ ﴿ سُورَةُ الطُّورِ مَكِّيَّةٌ ۲۶ ﴾ ﴿ رُكُوعَاتُهَا ۲ ﴾

سورہ طور مکہ ہے، اس میں انچاس آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

وَ الطُّورِ ۱ ۞ وَ كِتَابٍ مَسْطُورٍ ۲ ۞ فِي رَاقٍ مَشْهُورٍ ۳ ۞ وَ الْبَيْتِ

طور کی قسم ۱ اور اس نُوشْتِہ کی ۲ جو کھلے دفتر میں لکھا ہے اور بیت

۵۸ کیونکہ آپ رسالت کی تبلیغ فرما چکے اور دعوت و ارشاد میں جہدِ تبلیغ صرف کر چکے اور آپ نے اپنی سعی میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ شانِ نزول: جب یہ آیت

نازل ہوئی تو رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غمگین ہوئے اور آپ کے اصحاب کو بہت رنج ہوا کہ جب رسول علیہ السلام کو اعراض کرنے کا حکم ہو گیا تو اب وحی

کیوں آئے گی اور جب نبی نے امت کو تبلیغ بطریق اتم فرمادی اور امت سرکشی سے باز نہ آئی اور رسول کو ان سے اعراض کا حکم مل گیا تو وقت آ گیا کہ ان پر عذاب

نازل ہو اس پر وہ آیت کریمہ نازل ہوئی جو اس آیت کے بعد ہے اور اس میں تسکین دی گئی کہ سلسلہ وحی منقطع نہیں ہوا ہے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی

نصیحت سعادت مندوں کے لیے جاری رہے گی، چنانچہ ارشاد ہوا ۵۹ اور میری معرفت ہو۔ ۶۰ کہ میرے بندوں کو روزی دیں یا سب کی نہیں تو اپنی ہی روزی خود

پیدا کریں کیونکہ رزاق میں ہوں اور سب کی روزی کا میں ہی کفیل ہوں۔ ۶۱ میری خلق کے لیے۔ ۶۲ سب کو وہی دیتا وہی پالتا ہے۔ ۶۳ جنہوں نے رسول

کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تمذیب کر کے اپنی جانوں پر ظلم کیا ۶۴ حصہ ہے نصیب ہے۔ ۶۵ یعنی ام سابقہ (گذشتہ امتوں) کے کفار کے لیے جو

انبیاء کی تمذیب میں ان کے ساتھی تھے ان کا عذاب و ہلاک میں حصہ تھا ۶۵ عذاب نازل کرنے کی۔ ۶۶ اور وہ روز قیامت ہے۔ ۶۷ سورہ طور مکہ ہے اس

میں دو رکوع، انچاس آیتیں، تین سو بارہ ۳۱۲ کلمے، ایک ہزار پانچ سو ۱۵۰۰ حرف ہیں۔ ۶۸ یعنی اس پہاڑ کی قسم جس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ

السلام کو شرف کلام سے شرف فرمایا۔ ۶۹ اس نوشتہ سے مراد یا تو ریت ہے یا قرآن یا لوح محفوظ یا اعمال نوبیس فرشتوں کے دفتر۔

المَعْمُورِ ۳ وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوعِ ۵ وَالْبَحْرِ الْمَسْجُورِ ۶ إِنَّ عَذَابَ

معمور ۳ اور بلند چھت ۵ اور سلگائے ہوئے سمندر کی ۶ بے شک تیرے رب

رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ۷ مَالَهُ مِنْ دَافِعٍ ۸ يَوْمَ تَمُورُ السَّمَاءُ مَوْرًا ۹ وَ

کا عذاب ضرور ہونا ہے ۷ اسے کوئی ٹالنے والا نہیں ۸ جس دن آسمان بلنا سا بلنا بلہیں گے ۹ اور

تَسِيرُ الْجِبَالُ سَيْرًا ۱۰ فَوَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ۱۱ الَّذِينَ هُمْ

پھاڑ چلنا سا چلنا چلیں گے ۱۰ تو اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی ہے ۱۱ وہ جو

فِي خَوْضٍ يَلْعَبُونَ ۱۲ يَوْمَ يُدْعَوْنَ إِلَىٰ نَارِ جَهَنَّمَ دَعَاً ۱۳ هَذِهِ

مشغلہ میں ۱۲ کھیل رہے ہیں ۱۳ جس دن جہنم کی طرف دھکا دے کر دھکیلے جائیں گے ۱۳ یہ

النَّارُ الَّتِي كُنْتُمْ بِهَا تُكذِّبُونَ ۱۴ أَفَسِحْرُ هَذَا أَمْ أَنْتُمْ لَا

ہے وہ آگ جسے تم جھٹلاتے تھے ۱۴ تو کیا یہ جادو ہے یا تمہیں

تُبْصِرُونَ ۱۵ إصْلَوْهَا فَاصْبِرُوا أَوْ لَا تَصْبِرُوا سَوَاءٌ عَلَيْكُمْ إِنَّمَا

سوچتا نہیں ۱۵ اس میں جاؤ اب چاہے صبر کرو یا نہ کرو سب تم پر ایک سا ہے ۱۵

تُجْرُونَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۱۶ إِنَّ الْمُسْتَقِيمِينَ فِي جَنَّتِ وَعَيْمٌ ۱۷

تمہیں اسی کا بدلہ جو تم کرتے تھے ۱۶ بے شک پرہیزگار باغوں اور چین میں ہیں

فَكِهِينَ بِمَا آتَاهُمْ رَبُّهُمْ وَوَقَّهُمُ رَبُّهُمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ ۱۸ كَلُّوا وَ

اپنے رب کی دین پر شاد شادو ۱۷ اور انھیں ان کے رب نے آگ کے عذاب سے بچالیا ۱۸ کھاؤ اور

۱۷ بیت المعمور ساتویں آسمان میں عرش کے سامنے کعبہ شریف کے بالکل مقابل ہے یہ آسمان والوں کا قبلہ ہے ہر روز ستر ہزار فرشتے اس میں طواف و نماز کے لیے

حاضر ہوتے ہیں پھر کبھی انہیں اونٹنے کا موقع نہیں ملتا ہر روز نئے ستر ہزار حاضر ہوتے ہیں۔ حدیث معراج میں بصحت ثابت ہوا کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نے ساتویں آسمان میں بیت المعمور کو ملاحظہ فرمایا۔ ۱۷ اس سے مراد آسمان ہے جو زمین کے لیے بمنزلہ چھت کے ہے یا عرش جو جنت کی چھت ہے۔ (قرطبی عن ابن

عباس) ۱۷ مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ روز قیامت تمام سمندروں کو آگ کر دے گا جس سے جہنم کی آگ میں اور بھی زیادتی ہو جائے گی۔ (خازن) ۱۷ جس کا کفار کو

وعدہ دیا گیا ہے ۱۷ چکی کی طرح گھومیں گے اور اس طرح حرکت میں آئیں گے کہ ان کے اجزاء مختلف و منتشر ہو جائیں۔ ۱۷ جیسے کہ غبار ہوا میں اڑتا ہے یہ دن

قیامت کا دن ہوگا۔ ۱۷ جو رسولوں کو جھٹلاتے تھے۔ ۱۷ کفر و باطل کے۔ ۱۷ اور جہنم کے خازن کافروں کے ہاتھ گردنوں سے اور پاؤں پیشانیوں سے ملا کر

باندھیں گے اور انہیں منہ کے بل جہنم میں دھکیل دیں گے اور ان سے کہا جائے گا ۱۷ دنیا میں ۱۷ یہ ان سے اس لیے کہا جائے گا کہ وہ دنیا میں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم کی طرف سخر کی نسبت کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہماری نظر بندی کر دی ہے۔ ۱۷ نہ کہیں بھاگ سکتے ہونہ عذاب سے بچ سکتے ہو اور یہ عذاب ۱۷ دنیا

میں کفر و تکذیب ۱۷ اس کے عطا و نعمت خیر و کرامت پر۔ ۱۷ اور ان سے کہا جائے گا۔



اَشْرَبُوا هَنِيئًا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۱۹﴾ مُتَّكِنِينَ عَلَىٰ سُرُرٍ مَّصْفُوفَةٍ ۚ وَ

پیو خوشگوار سے صلہ اپنے اعمال کا ۱۹ متنوں پر تکیہ لگائے جو قطار لگا کر بچے ہیں اور

زَوْجِهِمْ بِحُورٍ عِينٍ ﴿۲۰﴾ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِإِيمَانٍ

ہم نے انھیں بیاہ دیا بڑی آنکھوں والی حوروں سے اور جو ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان کے ساتھ ان کی پیروی کی

الْحَقَابِهِمْ ذُرِّيَّتُهُمْ وَمَا أَلْتَنَهُمْ مِّنْ شَيْءٍ ط ۚ كُلُّ امْرِئٍ

ہم نے ان کی اولاد ان سے ملا دی ۲۰ اور ان کے عمل میں انھیں کچھ کمی نہ دی ۲۱ سب آدمی اپنے

بِمَا كَسَبَ رَهِينَ ﴿۲۱﴾ وَأَمَّا دَدْنَاهُمْ بِفَاكِهَةٍ وَلَحْمٍ مِّمَّا يَشْتَهُونَ ﴿۲۲﴾

کئے میں گرفتار ہیں ۲۱ اور ہم نے ان کی مدد فرمائی میوے اور گوشت سے جو چاہیں ۲۲

يَتَنَازَعُونَ فِيهَا كَأْسًا ۖ لَا لَعْنُ فِيهَا وَلَا تَأْتِيهِمْ ﴿۲۳﴾ وَ يَطُوفُ عَلَيْهِمْ

ایک دوسرے سے لیتے ہیں وہ جام جس میں نہ بے ہوگی اور نہ گنہگاری ۲۳ اور ان کے خدمتگار

غُلَامًا ۚ لَهُمْ كَانَهُمْ لَوْلَوْ مَكُونُونَ ﴿۲۴﴾ وَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ

لڑکے ان کے گرد پھریں گے ۲۴ گویا وہ موتی ہیں چھپا کر رکھے گئے ۲۵ اور ان میں ایک نے دوسرے کی طرف منہ

يَسْتَأْذِنُونَ ﴿۲۵﴾ قَالُوا إِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِي أَهْلِنَا مُشْفِقِينَ ﴿۲۶﴾ فَنَسِيَ اللَّهُ

کیا پوچھتے ہوئے ۲۵ بولے بے شک ہم اس سے پہلے اپنے گھروں میں سہمے ہوئے تھے ۲۶ تو اللہ نے ہم پر

عَلَيْنَا وَقَدْنَا عَذَابَ السُّومِ ﴿۲۷﴾ إِنَّا كُنَّا مِن قَبْلُ نَدْعُوهُ ط ۚ إِنَّهُ هُوَ

احسان کیا ۲۷ اور ہمیں لو کے عذاب سے بچا لیا ۲۸ بے شک ہم نے اپنی پہلی زندگی میں ۲۹ اس کی عبادت کی تھی بے شک وہی

۳۰ جو تم نے دنیا میں کئے کہ ایمان لائے اور خدا اور رسول کی طاعت اختیار کی۔ ۳۱ جنت میں اگرچہ باپ دادا کے درجے بلند ہوں تو بھی ان کی خوشی کے لیے

ان کی اولاد ان کے ساتھ ملا دی جائے گی اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس اولاد کو بھی وہ درجہ عطا فرمائے گا۔ ۳۲ انہیں ان کے اعمال کا پورا ثواب دیا اور

اولاد کے درجے اپنے فضل و کرم سے بلند کئے۔ ۳۳ یعنی ہر کافر اپنے کفری عمل میں دوزخ کے اندر گرفتار ہے۔ (غازن) ۳۴ یعنی اہل جنت کو ہم نے اپنے

احسان سے دم بدم مزید نعمتیں عطا فرمائیں۔ ۳۵ جیسا کہ دنیا کی شراب میں قسم قسم کے مفاسد تھے کیونکہ شراب جنت کے پینے سے نہ عقل زائل ہوتی ہے نہ

نخستین خراب ہوتی ہیں نہ پینے والا بیہودہ بکتا ہے نہ گنہگار ہوتا ہے۔ ۳۶ خدمت کے لیے اور ان کے حسن و صفا و پاکیزگی کا یہ عالم ہے ۳۷ جنہیں کوئی ہاتھ

ہی نہ لگا۔ حضرت عبد اللہ بن عمر نے فرمایا کہ کسی جنتی کے پاس خدمت میں دوڑنے والے غلام ہزار سے کم نہ ہوں گے اور ہر غلام جدا جدا خدمت پر مقرر ہوگا۔

۳۸ یعنی جنتی جنت میں ایک دوسرے سے دریافت کریں گے کہ دنیا میں کس حال میں تھے اور کیا عمل کرتے تھے اور یہ دریافت کرنا نعمت الہی کے اعتراف کے

لیے ہوگا۔ ۳۹ اللہ تعالیٰ کے خوف سے اور اس اندیشہ سے کہ نفس و شیطان خلل ایمان کا باعث نہ ہوں اور نیکیوں کے روکے جانے اور بدیوں پر گرفت کئے جانے

کا بھی اندیشہ تھا۔ ۴۰ رحمت اور مغفرت فرما کر۔ ۴۱ یعنی آتش جہنم کے عذاب سے جو جسموں میں داخل ہونے کی وجہ سے سوم یعنی لو کے نام سے موسوم کی

گئی۔ ۴۲ یعنی دنیا میں اخلاص کے ساتھ صرف۔

الْبُرِّ الرَّحِيمِ ۲۸ ۱ فذَكَرْ فَمَا أَنْتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَلَا مَجْنُونٍ ۲۹ ۲

احسان فرمانے والا مہربان ہے تو اے محبوب تم نصیحت فرماؤ ۲۸ کہ تم اپنے رب کے فضل سے نہ کاہن ہو نہ مجنون

أَمْ يَقُولُونَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِهِ رَيْبَ السَّنُونِ ۳۰ ۳ قُلْ تَرَبَّصُوا فَإِنِّي

یا کہتے ہیں ۳۰ یہ شاعر ہیں ہمیں ان پر حوادث کا زمانہ کا انتظار ہے ۳۰ تم فرماؤ انتظار کئے جاؤ ۳۰

مَعَكُمْ مِّنَ الْمُتَرَبِّصِينَ ۳۱ ۴ أَمْ تَأْمُرُهُمْ أَحْلَاهُم بِهَذَا أَمْ هُمْ قَوْمٌ

میں بھی تمہارے انتظار میں ہوں ۳۱ کیا ان کی عقلیں انہیں یہی بتاتی ہیں ۳۱ یا وہ سرکش

طَاغُونَ ۳۲ ۵ أَمْ يَقُولُونَ تَقَوَّلَهُ ۶ بَلْ لَا يُؤْمِنُونَ ۳۳ ۷ فليأتوا

لوگ ہیں ۳۲ یا کہتے ہیں انہوں نے ۳۲ یہ قرآن بنا لیا بلکہ وہ ایمان نہیں رکھتے ۳۲ تو اس جیسی

بِحَدِيثٍ مِّثْلِهِ إِنْ كَانُوا صَادِقِينَ ۳۴ ۸ أَمْ خَلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ

ایک بات تو لے آئیں ۳۴ اگر سچے ہیں کیا وہ کسی اصل سے نہ بنائے گئے ۳۴ یا

هُمُ الْخَالِقُونَ ۳۵ ۹ أَمْ خَلَقُوا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ ۱۰ بَلْ لَا يُؤْقِنُونَ ۳۶ ۱۱

وہی بنانے والے ہیں ۳۵ یا آسمان اور زمین انہوں نے پیدا کئے ۳۵ بلکہ انہیں یقین نہیں ۳۶

أَمْ عِنْدَهُمْ خَزَائِنُ رِبِّكَ أَمْ هُمُ الْمُصِيطِرُونَ ۳۷ ۱۲ أَمْ لَهُمْ سُلَّمٌ

یا ان کے پاس تمہارے رب کے خزانے ہیں ۳۷ یا وہ کڑوٹے (حاکم اعلیٰ) ہیں ۳۷ یا ان کے پاس کوئی زینہ ہے ۳۷

۳۷ کفار مکہ کو اور ان کے کاہن اور مجنوں کہنے کی وجہ سے آپ نصیحت سے باز نہ رہیں اس لیے ۳۷ یہ کفار مکہ آپ کی شان میں ۳۷ کہ جیسے ان سے پہلے شاعر

مر گئے اور ان کے جتنے ٹوٹ گئے یہی حال ان کا ہونا ہے (معاذ اللہ) اور وہ کفار یہ بھی کہتے تھے کہ ان کے والد کی موت جوانی میں ہوئی ہے ان کی بھی ایسی ہی ہوگی

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب سے فرماتا ہے ۳۷ میری موت کا ۳۷ کہ تم پر عذاب الہی آئے، چنانچہ یہ ہوا اور وہ کفار بدر میں قتل و قید کے عذاب میں گرفتار کئے گئے۔

۳۷ جو وہ حضور کی شان میں کہتے ہیں شاعر، ساحر، کاہن، مجنون ایسا کہنا بالکل خلاف عقل ہے اور طرہ یہ کہ مجنون بھی کہتے جائیں اور شاعر، ساحر، کاہن بھی اور پھر

اپنے عاقل ہونے کا دعویٰ ۳۸ کہ عناد میں اندھے ہو رہے ہیں اور کفر و طغیان میں حد سے گزر گئے۔ ۳۹ یعنی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے دل

سے ۳۹ اور دشمنی و خبث نفس سے ایسے طعن کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان پر رحمت قائم فرماتا ہے کہ اگر ان کے خیال میں قرآن جیسا کلام کوئی انسان بنا سکتا ہے ۳۹ جو

حسن و خوبی اور فصاحت و بلاغت میں اس کے مثل ہو ۳۹ یعنی کیا وہ ماں باپ سے پیدا نہ ہوئے ہمدانے عقل ہیں جن پر رحمت قائم نہ کی جائے گی ایسا نہیں یا یہ معنی

ہیں کہ کیا وہ لطف سے پیدا نہیں ہوئے اور کیا انہیں خدا نے نہیں بنایا۔ ۴۰ کہ انہوں نے اپنے آپ کو خود ہی بنا لیا ہو یہ بھی محال ہے تو لامحالہ انہیں اقرار کرنا پڑے گا

کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا پھر کیا سبب ہے کہ وہ اس کی عبادت نہیں کرتے اور بتوں کو پوجتے ہیں۔ ۴۱ یہ بھی نہیں اور اللہ تعالیٰ کے سوا آسمان و زمین پیدا کرنے کی کوئی قدرت نہیں رکھتا تو کیوں اس کی عبادت نہیں کرتے۔ ۴۲ اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کی قدرت و خالقیت کا اگر اس کا یقین ہوتا تو ضرور اس کے نبی

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لاتے۔ ۴۳ نبوت اور رزق وغیرہ کے کہ انہیں اختیار ہو جہاں چاہیں خرچ کریں اور جسے چاہیں دیں۔ ۴۴ خود مختار جو چاہیں کریں کوئی پوچھنے والا نہ ہو۔ ۴۵ آسمان کی طرف لگا ہوا۔

يَسْتَبْعُونَ فِيهِ ۚ فَلْيَاثِ مُسْتَبْعِهِمْ بِسُلْطَنِ مُبِينٍ ۝۳۸ ۚ أَمْ لَهُ الْبَنَاتُ

جس میں چڑھ کر سن لیتے ہیں وہ تو ان کا سننے والا کوئی روشن سند لائے کیا اس کو بیٹیاں

وَلَكُمْ الْبَنُونَ ۝۳۹ ۚ أَمْ تَسْأَلُهُمْ أَجْرًا فَهُمْ مِنْ مَّعْرَمٍ مَثْقَلُونَ ۝۴۰ ۚ أَمْ

اور تم کو بیٹے ہیں یا تم ان سے واکچھ اجرت مانگتے ہو تو وہ بچی (تاوان) کے بوجھ میں دے رہے ہیں یا

عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُونَ ۝۴۱ ۚ أَمْ يُرِيدُونَ كَيْدًا ۚ فَالَّذِينَ

ان کے پاس غیب ہیں جس سے وہ حکم لگاتے ہیں یا کسی داؤں (فریب) کے ارادہ میں ہیں تو

كَفَرُوا هُمْ الْمَكِيدُونَ ۝۴۲ ۚ أَمْ لَهُمْ إِلَهٌ غَيْرُ اللَّهِ ۚ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا

کافروں ہی پر داؤں (فریب) پڑتا ہے یا اللہ کے سوا ان کا کوئی اور خدا ہے اللہ کو پاکی ان کے

يُشْرِكُونَ ۝۴۳ ۚ وَإِنْ يَرَوْا كِسْفًا مِنَ السَّمَاءِ سَاقِطًا يَقُولُوا سَحَابٌ

شُرک سے اور اگر آسمان سے کوئی ٹکڑا گرتا دیکھیں تو کہیں گے تہ بہ تہ

مَّرْكُومٌ ۝۴۴ ۚ فَذَرَهُمْ حَتَّىٰ يُلَاقُوا يَوْمَهُمُ الَّذِي فِيهِ يُصْعَقُونَ ۝۴۵ ۚ

بادل ہے تو تم انہیں چھوڑ دو یہاں تک کہ وہ اپنے اس دن سے ملیں جس میں بے ہوش ہوں گے

يَوْمَ لَا يُغْنِي عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ ۝۴۶ ۚ وَإِنَّ لِلَّذِينَ

جس دن ان کا داؤں (فریب) کچھ کام نہ دے گا اور نہ ان کی مدد ہو اور بے شک

ظَلَمُوا عَذَابًا بَادُونَ ذَلِكَ وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۝۴۷ ۚ وَأَصْبِرْ لِحُكْمِ

ظالموں کے لیے اس سے پہلے ایک عذاب ہے مگر ان میں اکثر کو خبر نہیں اور اے محبوب تم اپنے رب کے

۴۷ اور انہیں معلوم ہو جاتا ہے کہ کون پہلے ہلاک ہوگا اور کس کی فتح ہوگی اگر انہیں اس کا دعویٰ ہو وہ یہ ان کی سفاہت اور بے وقوفی کا بیان ہے کہ اپنے لیے تو

بیٹے پسند کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف بیٹیوں کی نسبت کرتے ہیں جن کو برا جانتے ہیں۔ واکچھ دین کی تعلیم پر واکچھ اور تاوان کی زیر باری کے باعث اسلام

نہیں لاتے یہ بھی تو نہیں ہے پھر اسلام لانے میں انہیں کیا عذر ہے۔ واکچھ کہ مرنے کے بعد نہ انہیں گے اور اٹھے بھی تو عذاب نہ کئے جائیں گے یہ بات بھی

نہیں۔ واکچھ دارالندوہ میں جمع ہو کر اللہ تعالیٰ کے نبی ہادی برحق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ضرر و قتل کے مشورے کرتے ہیں واکچھ ان کے مکرو و کید کا وبال انہیں پر

پڑے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان کے مکرو سے محفوظ رکھا اور انہیں بدر میں ہلاک کیا۔ واکچھ جو انہیں روزی دے اور

عذاب الہی سے بچا سکے۔ واکچھ یہ جواب ہے کفار کے اس مقولہ کا جو کہتے تھے کہ ہم پر آسمان کا کوئی ٹکڑا گرا کر عذاب کیجے اللہ تعالیٰ اسی کے جواب میں فرماتا ہے کہ

ان کا کفر و عناد اس حد پر پہنچ گیا ہے کہ اگر ان پر ایسا ہی کیا جائے کہ آسمان کا کوئی ٹکڑا گرا دیا جائے اور آسمان سے اسے گرتے ہوئے دیکھیں تو بھی کفر سے باز نہ آئیں

اور براہ عناد (دشمنی کی وجہ) یہی کہیں کہ یہ تو اہر ہے اس سے ہم سیراب ہوں گے۔ واکچھ مراد اس سے تھوڑی اولیٰ کا دن ہے۔ واکچھ غرض کسی طرح عذاب آخرت سے

بچ نہ سکیں گے۔ واکچھ ان کے کفر کے سبب عذاب آخرت سے پہلے اور وہ عذاب یا تو بدر میں قتل ہونا ہے یا بھوک و قحط کی ہفت سالہ مصیبت یا عذاب قبر واکچھ کہ وہ

عذاب میں مبتلا ہونے والے ہیں۔



رَبِّكَ فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِينَ تَقُومُ ۝ (۲۸) وَمَنْ

حکم پڑھنے پر ہو ۱۵ کہ بے شک تم ہماری نگہداشت میں ہو ۱۵ اور اپنے رب کی تعریف کرتے ہوئے اس کی پاکی بولو جب تم کھڑے ہو ۱۵ اور کچھ

الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَإِدْبَارَ النُّجُومِ ۝ (۲۹)

رات میں اس کی پاکی بولو اور تاروں کے پیٹھ دیتے ۱۵

ایاتھا ۲۲ ﴿۵۳ سُوْرَةُ النَّجْمِ مَكِّيَّةٌ ۲۳﴾ ﴿رُكُوْعَاتُهَا ۳﴾

سورہ نجم مکہ ہے، اس میں باسٹھ آیتیں اور تین رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰی ۝ (۱) مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰی ۝ (۲) وَمَا يَنْطِقُ عَنِ

اس پیارے چمکتے تارے محمد کی قسم جب یہ معراج سے اترے ۱ تمہارے صاحب نہ نیکنہ نہ بے راہ چلے ۲ اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے

الْهَوٰی ۝ (۳) اِنْ هُوَ اِلَّا وَحٰی یُّوحٰی ۝ (۴) عَلَّمَهُ شَدِیْدُ الْقُوٰی ۝ (۵)

نہیں کرتے وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے ۳ انہیں وہ سکھایا ۴ سخت قوتوں والے طاقتور نے ۵

۱۵ اور جو مہلت انہیں دی گئی ہے اس پر دل تنگ نہ ہو ۱۶ تمہیں وہ کچھ ضرر نہیں پہنچا سکتے۔ ۱۷ نماز کے لیے اس سے تکبیر اولیٰ کے بعد ”سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ“ پڑھنا مراد ہے یا یہ معنی ہیں کہ جب سوکراٹھو تو اللہ تعالیٰ کی حمد و تسبیح کیا کرو یا یہ معنی ہیں کہ ہر مجلس سے اٹھتے وقت حمد و تسبیح بجالایا کرو۔ ۱۸ یعنی تاروں کے چھنے کے بعد مراد یہ ہے کہ ان اوقات میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تمجید کرو بعض مفسرین نے فرمایا کہ تسبیح سے مراد نماز ہے۔ ۱۹ سورۃ النجم مکہ ہے اس میں تین رکوع باسٹھ ۲۲ آیتیں، تین سو ساٹھ ۳۶۰ کلمے، ایک ہزار چار سو پانچ ۱۴۰۵ حرف ہیں یہ وہ پہلی سورت ہے جس کا رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا اور حرم شریف میں مشرکین کے روبرو پڑھی۔ ۲۰ نجم کی تفسیر میں مفسرین کے بہت سے قول ہیں بعض نے فرمایا کہ یہ اگر چہ ریشم کی تار ہے لیکن نجم کا اطلاق ان پر عرب کی عادت ہے بعض نے نجم سے جس نجوم مراد لی ہے بعض نے وہ نباتات جو ساق نہیں رکھتے زمین پر پھلتے ہیں بعض نے نجم سے قرآن مراد لیا ہے لیکن سب سے لذیذ تفسیر وہ ہے جو حضرت مترجم قدس سرہ نے اختیار فرمائی کہ نجم سے مراد ہے ذات گرامی ہادی برحق سید انبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی۔ (خانان) ۳ ”صاحبکم“ سے مراد سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں معنی یہ ہیں کہ حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کبھی طریق حق و ہدایت سے عدول نہ کیا ہمیشہ اپنے رب کی توحید و عبادت میں رہے آپ کے دامن عصمت پر کبھی کسی امر مکروہ کی گرد نہ آئی اور بے راہ نہ چلنے سے یہ مراد ہے کہ حضور ہمیشہ رشد و ہدایت کی اعلیٰ منزل پر متمکن رہے اعتقاد فاسد کا شائبہ بھی کبھی آپ کے حاشیہ بساط تک نہ پہنچ سکا۔ ۴ یہ جملہ اولیٰ کی دلیل ہے کہ حضور کا بہکنا اور بے راہ چلنا ممکن و متصور ہی نہیں کیونکہ آپ اپنی خواہش سے کوئی بات فرماتے ہی نہیں جو فرماتے ہیں وحی الہی ہوتی ہے اور اس میں حضور کے خلق عظیم اور آپ کی اعلیٰ منزلت کا بیان ہے نفس کا سب سے اعلیٰ مرتبہ یہ ہے کہ وہ اپنی خواہش ترک کر دے۔ (کبیر) اور اس میں یہ بھی اشارہ ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے ذات و صفات و افعال میں فنا کے اس اعلیٰ مقام پر پہنچے کہ اپنا کچھ باقی نہ رہا تجلی ربانی کا یہ استیلائے تام ہوا کہ جو کچھ فرماتے ہیں وہ وحی الہی ہوتی ہے۔ (روح البیان) ۵ یعنی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ۱۰ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمایا اور اس تعلیم سے مراد قلب مبارک تک پہنچا دینا ہے۔ ۱۱ بعض مفسرین اس طرف گئے ہیں کہ سخت قوتوں والے طاقتور سے مراد حضرت جبریل ہیں اور سکھانے سے مراد تعظیم الہی سکھانا یعنی وحی الہی کا پہنچانا ہے۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ”شَدِیْدُ الْقُوٰی ذُو مِرَّةٍ“ سے مراد اللہ تعالیٰ ہے اس نے اپنی ذات کو اس وصف کے ساتھ ذکر فرمایا معنی یہ ہیں کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے بے واسطہ تعلیم فرمائی۔ (تفسیر روح البیان)۔

دُومِرَةَ ۱۰ فَاسْتَوَى ۱۱ وَهُوَ بِالْأُفُقِ الْأَعْلَى ۱۲ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلَّى ۱۳

پھر اس جلوے نے قصد فرمایا ۱۰ اور وہ آسمان بریں کے سب سے بلند کنارہ پر تھا ۱۱ پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا ۱۲ پھر خوب اتر آیا ۱۳

فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ ۱۴ فَأَوْحَىٰ إِلَىٰ عَبْدِهِ مَا أَوْحَىٰ ۱۵ مَا

تو اس جلوے اور اس محبوب میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم ۱۴ اب وحی فرمائی اپنے بندے کو جو وحی فرمائی ۱۵

كَذَّبَ الْفَوَادُ مَا رَأَىٰ ۱۶ أَفْتَرَاوَنَّهُ عَلَىٰ مَا يُرَىٰ ۱۷ وَلَقَدْ رَاَهُ

دل نے جھوٹ نہ کہا جو دیکھا ۱۶ تو کیا تم ان سے ان کے دیکھے ہوئے پر جھگڑتے ہو ۱۷ اور انھوں نے تو وہ

عام مفسرین نے ”فَاسْتَوَىٰ“ کا فاعل بھی حضرت جبریل کو قرار دیا ہے اور یہ معنی لیے ہیں کہ حضرت جبریل امین اپنی اصلی صورت پر قائم ہوئے اور اس کا

سبب یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں ان کی اصلی صورت میں ملاحظہ فرمانے کی خواہش ظاہر فرمائی تھی تو حضرت جبریل جانب مشرق میں حضور

کے سامنے نمودار ہوئے اور ان کے وجود سے مشرق سے مغرب تک بھر گیا یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوا کسی انسان نے حضرت

جبریل کو ان کی اصلی صورت میں نہیں دیکھا۔ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت جبریل کو دیکھنا تو صحیح ہے اور حدیث سے ثابت ہے لیکن یہ

حدیث میں نہیں ہے کہ اس آیت میں حضرت جبریل کو دیکھنا مراد ہے بلکہ ظاہر تفسیر میں یہ ہے کہ مراد ”فَاسْتَوَىٰ“ سے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مکان عالی

اور منزلت رفیعہ میں استوی فرمانا ہے۔ (تفسیر کبیر) تفسیر روح البیان میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے افق اعلیٰ یعنی آسمانوں کے اوپر استوی فرمایا اور

حضرت جبریل سدرة المنتہی پر رک گئے آگے نہ بڑھ سکے انہوں نے کہا کہ اگر میں ذرا بھی آگے بڑھوں تو تجلیات جلال مجھے جلاڈالیں اور حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم آگے بڑھ گئے اور مستوائے عرش سے بھی گزر گئے اور حضرت مترجم قدس سرہ کا ترجمہ اس طرف مشیر ہے کہ استوی کی اسناد حضرت رب العزت عز و اعلیٰ

کی طرف ہے اور یہی قول حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے۔ ۱۶ یہاں بھی عام مفسرین اسی طرف گئے ہیں کہ یہ حال جبریل امین کا ہے لیکن امام رازی علیہ

الرحمہ فرماتے ہیں کہ ظاہر یہ ہے کہ یہ حال سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہے کہ آپ افق اعلیٰ یعنی فوق سماوات تھے جس طرح کہنے والا کہتا ہے کہ میں

نے چھت پر چاند دیکھا پہاڑ پر چاند دیکھا اس کے یہ معنی نہیں ہوتے کہ چاند چھت پر یا پہاڑ پر تھا بلکہ یہی معنی ہوتے ہیں کہ دیکھنے والا چھت یا پہاڑ پر تھا۔ اسی طرح

یہاں معنی ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فوق سماوات پر پہنچے تو تجلی ربانی آپ کی طرف متوجہ ہوئی۔ ۱۷ اس کے معنی میں بھی مفسرین کے کئی قول ہیں ایک قول یہ

ہے کہ حضرت جبریل کا سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے قریب ہونا مراد ہے کہ وہ اپنی صورت اصلی دکھا دینے کے بعد حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کے قرب میں حاضر ہوئے دوسرے معنی یہ ہیں کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت حق کے قرب سے شرف ہوئے تیسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے قرب کی نعمت سے نوازا اور یہی صحیح تر ہے۔ ۱۸ اس میں بھی چند قول ہیں ایک تو یہ کہ نزدیک ہونے سے حضور کا عروج و وصول

مراد ہے اور اتر آنے سے نزول و رجوع تو حاصل معنی یہ ہے کہ حق تعالیٰ کے قرب میں باریاب ہوئے پھر وصال کی نعمتوں سے فیضیاب ہو کر خلق کی طرف متوجہ

ہوئے دوسرا قول یہ ہے کہ حضرت رب العزت اپنے لطف و رحمت کے ساتھ اپنے حبیب سے قریب ہوا اور اس قرب میں زیادتی فرمائی، تیسرا قول یہ ہے کہ سید عالم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مقرب درگاہ ربوبیت ہو کر مجتہد طاعت ادا کیا۔ (روح البیان) بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ قریب ہوا جبار رب العزت..... الخ

(خازن) ۱۹ یہ اشارہ ہے تاکید قرب کی طرف کہ قرب اپنے کمال کو پہنچا اور بادب اجزاء میں جو نزدیکی منظور ہو سکتی ہے وہ اپنی غایت کو پہنچی۔ ۲۰ اکثر علماء

مفسرین کے نزدیک اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندہ خاص حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وحی فرمائی۔ (جمل) حضرت جعفر صادق رضی

اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کو وحی فرمائی جو وحی فرمائی یہ وحی بے واسطہ تھی کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب کے درمیان کوئی واسطہ نہ تھا اور یہ

خدا اور رسول کے درمیان کے اسرار ہیں جن پر ان کے سوا کسی کو اطلاع نہیں۔ بھلی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اس راز کو تمام خلق سے مخفی رکھا اور نہ بیان فرمایا کہ اپنے

حبیب کو کیا وحی فرمائی اور حُب و محبوب کے درمیان ایسے راز ہوتے ہیں جن کو ان کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ (روح البیان) علماء نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ اس شب میں جو

آپ کو وحی فرمائی گئی وہ کئی قسم کے علوم تھے ایک تو علم شرائع و احکام جن کی سب کو تبلیغ کی جاتی ہے دوسرے معارف الہیہ جو خواص کو بتائے جاتے ہیں تیسرے حقائق و

نتائج علوم ذوقیہ جو صرف انحصار الحواس کو تلقین کئے جاتے ہیں اور ایک قسم وہ اسرار جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے ساتھ خاص ہیں کوئی ان کا تحمل نہیں کر سکتا۔

(روح البیان) ۲۱ آنکھ نے یعنی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قلب مبارک نے اس کی تصدیق کی جو چشم مبارک نے دیکھا معنی یہ ہیں کہ آنکھ سے دیکھا دل

نَزْلَةً أُخْرَى ۱۳ ۱ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى ۱۴ ۲ عِنْدَ هَاجِنَةِ الْمَأْوَى ۱۵ ۳

جلوہ دوبار دیکھا ۱۳ سدرۃ المنتہی کے پاس ۱۴ اس کے پاس جنت الماویٰ ہے

إِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشَى ۱۶ ۱ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَى ۱۷ ۲ لَقَدْ رَأَى

جب سدرہ پر چھا رہا تھا جو چھا رہا تھا ۱۶ آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی ۱۷ بے شک اپنے رب

مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَى ۱۸ ۱ أَفَرَأَيْتُمُ اللَّاتَ وَالْعُزَّىٰ ۱۹ ۲ وَمَنْوَةَ الثَّالِثَةَ

کی بہت بڑی نشانیاں دیکھیں ۱۸ تو کیا تم نے دیکھا لات اور عزیٰ اور اس تیسری

الْأُخْرَى ۲۰ ۱ أَلَمْ يَذْكُرْ لَهُ الْأُنثَى ۲۱ ۲ تِلْكَ إِذْ أَسْبَسَ صَبْرِي ۲۲ ۳

منات کو ۲۰ کیا تم کو بیٹا اور اس کو بیٹی ۲۱ جب تو یہ سخت بھونڈی (بری) تقسیم ہے ۲۲

سے بچانا اور اس رویت و معرفت میں شک و تردد نہ رہا نہ پائی اب یہ بات کہ کیا دیکھا بعض مفسرین کا قول یہ ہے کہ حضرت جبریل کو دیکھا لیکن مذہب صحیح یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب تبارک و تعالیٰ کو دیکھا اور یہ دیکھنا کس طرح تھا چشم سر سے یا چشم دل سے اس میں مفسرین کے دونوں قول پائے جاتے ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رب عزوجل کو اپنے قلب مبارک سے دوبارہ دیکھا۔ (رواہ مسلم) ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ آپ نے رب عزوجل کو حقیقۃً چشم مبارک سے دیکھا یہ قول حضرت انس بن مالک اور حسن و عکرمہ کا ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو غلت اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلام اور سید عالم محمد مصطفیٰ کو اپنے دیدار سے امتیاز بخشا۔ (صلوات اللہ تعالیٰ علیہم) کعب نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے دو بار کلام فرمایا اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو دو مرتبہ دیکھا۔ (ترمذی) لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دیدار کا انکار کیا اور آیت کو حضرت جبریل کے دیدار پر محمول کیا اور فرمایا کہ جو کوئی کہے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا اس نے جھوٹ کہا اور سند میں ”لَا تُذَكِّرُكَ إِلَّا بَصَارًا“ تلاوت فرمائی۔ یہاں چند باتیں قابل لحاظ ہیں ایک یہ کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا قول نفی میں ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا اثبات میں اور مثبت ہی مقدم ہوتا ہے کیونکہ ثانی کسی چیز کی نفی اس لیے کرتا ہے کہ اس نے سنا نہیں اور مثبت اثبات اس لیے کرتا ہے کہ اس نے سنا اور جانا تو علم مثبت کے پاس ہے علاوہ بریں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ کلام حضور سے نقل نہیں کیا بلکہ آیت سے اپنے استنباط پر اعتماد فرمایا یہ حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی رائے ہے اور آیت میں ادراک یعنی احاطہ کی نفی ہے نہ رویت کی۔ مسئلہ صحیح یہی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دیدار الہی سے مشرف فرمائے گئے۔ مسلم شریف کی حدیث مرفوع سے بھی یہی ثابت ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما جو جبر الائمة (امت کے عالم) ہیں وہ بھی اسی پر ہیں مسلم کی حدیث ہے: ”رَأَيْتُ رَبِّي بِعَيْنِي وَبِقَلْبِي“ میں نے اپنے رب کو اپنی آنکھ اور اپنے دل سے دیکھا۔ حضرت حسن بصری علیہ الرحمۃ تم کھاتے تھے کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شب معراج اپنے رب کو دیکھا۔ حضرت امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ میں حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قائل ہوں حضور نے اپنے رب کو دیکھا اس کو دیکھا اس کو دیکھا امام صاحب یہ فرماتے ہی رہے یہاں تک کہ سانس ختم ہو گیا۔ ۱۵ یہ مشرکین کو خطاب ہے جو شب معراج کے واقعات کا انکار کرتے اور اس میں جھگڑتے تھے۔ ۱۶ کیونکہ تخفیف کی درخواستوں کے لیے چند بار عروج و نزول ہوا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رب عزوجل کو اپنے قلب مبارک سے دو مرتبہ دیکھا اور انہیں سے یہ بھی مروی ہے کہ حضور نے رب عزوجل کو آنکھ سے دیکھا۔ ۱۷ سدرۃ المنتہیٰ ایک درخت ہے جس کی اصل (جڑ) چھٹے آسمان میں ہے اور اس کی شاخیں ساتویں آسمان میں پھیلی ہیں اور بلندی میں وہ ساتویں آسمان سے بھی گزر گیا ملائکہ اور ارواح شہداء و اقیاء اس سے آگے نہیں بڑھ سکتیں۔ ۱۸ یعنی ملائکہ اور انوار۔ ۱۹ اس میں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کمال قوت کا اظہار ہے کہ اس مقام میں جہاں عقلیں حیرت زدہ ہیں آپ ثابت رہے اور جس نور کا دیدار مقصود تھا اس سے بہرہ اندوز ہوئے دائیں بائیں کسی طرف ملتفت نہ ہوئے نہ مقصود کی دید سے آنکھ پھیری نہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح بیہوش ہوئے بلکہ اس مقام عظیم میں ثابت رہے۔ ۲۰ یعنی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شب معراج عجائب ملک و ملکوت کا ملاحظہ فرمایا اور آپ کا علم تمام معلومات غیبیہ ملکوتیہ پر محیط ہو گیا



إِنْ هِيَ إِلَّا أَسَاءَ سَبَّيْتُمُوهَا أَنْتُمْ وَآبَاءُكُمْ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ بِهَا

وہ تو نہیں مگر کچھ نام کہ تم نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھ لیے ہیں ۲۴ اللہ نے ان کی کوئی سند

مِنْ سُلْطٰنٍ ۱۰۰ اِنْ يَتَّبِعُونَ اِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوٰى اِلَّا نَفْسٌ ۱۰۱ وَلَقَدْ

نہیں اتاری وہ تو نرے گمان اور نفس کی خواہشوں کے پیچھے ہیں ۱۰۱ حالانکہ بے شک

جَاءَهُمْ مِّنْ سَرِيْمٍ اَلْهُدٰى ۱۰۲ اَمْ لِيْلٰنَسَانَ مَا تَبٰى ۱۰۳ فَلِلّٰهِ اَلْاٰخِرَةُ

ان کے پاس ان کے رب کی طرف سے ہدایت آئی ۱۰۲ کیا آدمی کو مل جائے گا جو کچھ وہ خیال باندھے ۱۰۳ تو آخرت اور دنیا سب کا

وَالْاٰوَلٰى ۱۰۴ وَكَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِى السَّمٰوٰتِ لَا تَعْنٰى شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا اِلَّا

مالک اللہ ہی ہے ۱۰۴ اور کتنے ہی فرشتے ہیں آسمانوں میں کہ ان کی سفارش کچھ کام نہیں آتی مگر

مِنْۢ بَعْدِ اَنْ يَّاْذَنَ اللّٰهُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَرْضٰى ۱۰۵ اِنَّ اَلَّذِيْنَ لَا

جب کہ اللہ اجازت دے دے جس کے لیے چاہے اور پسند فرمائے ۱۰۵ بے شک وہ جو

يُوْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ لَيْسُوْنَ بِالسَّٰبِقَةِ اَلْاُنثٰى ۱۰۶ وَمَالَهُمْ

آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ہیں ۱۰۶ ملائکہ کا نام عورتوں کا سا رکھتے ہیں ۱۰۶ اور انھیں

بِهٖ مِنْ عِلْمٍ ۱۰۷ اِنْ يَتَّبِعُونَ اِلَّا الظَّنَّ ۱۰۸ وَاِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنٰى مِنَ الْحَقِّ

اس کی کچھ خبر نہیں وہ تو نرے گمان کے پیچھے ہیں اور بے شک گمان یقین کی جگہ کچھ کام

جیسا کہ حدیث اختصام ملائکہ میں وارد ہوا ہے اور دوسری اور احادیث میں آیا ہے۔ (روح البیان) ۱۰۸ لات وعزای اور منات بتوں کے نام ہیں جنہیں مشرکین

پوجتے تھے اس آیت میں ارشاد فرمایا کہ کیا تم نے ان بتوں کو دیکھا یعنی بنظر تحقیق و انصاف اگر اس طرح دیکھا ہو تو تمہیں معلوم ہو گیا ہوگا کہ یہ محض بے قدرت (بے

جان) ہیں اور اللہ تعالیٰ قادر برحق کو چھوڑ کر ان بے قدرت بتوں کو پوجنا اور اس کا شریک ٹھہرانا کس قدر ظلم عظیم اور خلاف عقل و دانش ہے اور مشرکین مکہ یہ کہا کرتے

تھے کہ یہ بت اور فرشتے خدا کی بیٹیاں ہیں اس پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ۱۰۷ جو تمہارے نزدیک ایسی بری چیز ہے کہ جب تم میں سے کسی کو بیٹی پیدا ہونے کی خبر

دی جاتی ہے تو اس کا چہرہ بگڑ جاتا ہے اور رنگ تاریک ہو جاتا ہے اور لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے حتیٰ کہ تم بیٹیوں کو زندہ درگور کر ڈالتے ہو پھر بھی اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں

بتاتے ہو ۱۰۸ کہ جو چیز بری سمجھتے ہو وہ خدا کے لیے تجویز کرتے ہو۔ ۱۰۹ یعنی ان بتوں کا نام اللہ اور معبود تم نے اور تمہارے باپ دادا نے بالکل بے جا اور غلط

طور پر رکھ لیا ہے نہ یہ حقیقت میں الہ ہیں نہ معبود۔ ۱۰۹ یعنی ان کا بتوں کو پوجنا عقل و علم و تعلیم الہی کے خلاف اتباع نفس و ہوا اور وہم پرستی کی بنا پر ہے۔ ۱۱۰ یعنی

کتاب الہی اور خدا کے رسول جنہوں نے صراحت کے ساتھ بار بار بتایا کہ بت معبود نہیں ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی عبادت کا مستحق نہیں۔ ۱۱۱ یعنی کافر جو

بتوں کے ساتھ جھوٹی امیدیں رکھتے ہیں کہ وہ ان کے کام آئیں گے یہ امیدیں باطل ہیں۔ ۱۱۲ جسے جو چاہے دے اسی کی عبادت کرنا اور اسی کو راضی رکھنا کام

آئے گا۔ ۱۱۳ یعنی ملائکہ باوجودیکہ بارگاہ الہی میں قرب و منزلت رکھتے ہیں بعد ازاں صرف اس کے لیے شفاعت کریں گے جس کے لیے اللہ تعالیٰ کی مرضی ہو یعنی

مومن موحد کے لیے تو بتوں سے شفاعت کی امید رکھنا نہایت باطل ہے کہ نہ انہیں بارگاہ حق میں قرب حاصل نہ کفار شفاعت کے اہل۔ ۱۱۴ یعنی کفار منکرین

بعث۔ ۱۱۵ کہ انہیں خدا کی بیٹیاں بتاتے ہیں۔

شَيْءًا ۲۸) فَأَعْرَضَ عَنْ مَنْ تَوَلَّىٰ ۱ عَنْ ذِكْرِنَا وَلَمْ يُرِدْ إِلَّا الْحَيَاةَ

نہیں دیتا ۲۸ تو تم اس سے منہ پھیر لو جو ہماری یاد سے پھرا ۲۹ اور اس نے نہ چاہی مگر دنیا کی

الدُّنْيَا ۲۹) ذَلِكْ مَبْلَغُهُمْ مِنَ الْعِلْمِ ۳۰ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ

زندگی ۲۹ یہاں تک ان کے علم کی پہنچ ہے ۳۰ بے شک تمہارا رب خوب جانتا ہے جو اس کی راہ

عَنْ سَبِيلِهِ ۳۱) وَهُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ اهْتَدَىٰ ۳۰) وَ لِلَّهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي

سے بہکا ۳۱ اور وہ خوب جانتا ہے جس نے راہ پائی ۳۰ اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ

الْأَرْضِ ۳۲) لِيَجْزِيَ الَّذِينَ أَسَاءُوا وَاِبَاعِمَلُوا وَيَجْزِيَ الَّذِينَ

زمین میں ۳۲ تاکہ بُرائی کرنے والوں کو ان کے کئے کا بدلہ دے اور نیکی کرنے والوں کو نہایت

أَحْسَنُوا بِالْحُسْنَىٰ ۳۱) الَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبِيرَ الْإِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ إِلَّا

اچھا صلہ عطا فرمائے ۳۱ وہ جو بڑے گناہوں اور بے حیائیوں سے بچتے ہیں ۳۲ مگر اتنا کہ گناہ کے پاس گئے

اللَّيْمَ ۳۳) إِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ ۳۴) هُوَ أَعْلَمُ بِكُمْ إِذْ أَنشَأَكُمْ مِّنَ

اور رک گئے ۳۳ بے شک تمہارے رب کی مغفرت وسیع ہے ۳۴ وہ تمہیں خوب جانتا ہے ۳۵ تمہیں مٹی

الْأَرْضِ وَإِذْ أَنْتُمْ أَجِنَّةٌ فِي بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ فَلَا تُزَكُّوْا أَنْفُسَكُمْ

سے پیدا کیا اور جب تم اپنی ماؤں کے پیٹ میں حمل تھے تو آپ اپنی جانوں کو ستھرا نہ بتاؤ ۳۶

هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ اتَّقَىٰ ۳۲) أَفَرَأَيْتَ الَّذِينَ تَوَلَّىٰ ۳۳) وَأَعْطَىٰ قَلِيلًا وَ

وہ خوب جانتا ہے جو پرہیزگار ہیں ۳۲ تو کیا تم نے دیکھا جو پھر گیا ۳۳ اور کچھ تھوڑا سا دیا اور

۳۴) امر واقع اور حقیقت حال علم و یقین سے معلوم ہوتی ہے نہ کہ وہم و گمان سے۔ ۳۵ یعنی قرآن پر ایمان سے۔ ۳۶ آخرت پر ایمان نہ لایا کہ اس کا طالب

ہوتا۔ ۳۷ یعنی وہ اس قدر کم عقل و کم علم ہیں کہ انہوں نے آخرت پر دنیا کو ترجیح دی ہے یا یہ مانی ہیں کہ ان کے علم کی انتہا وہم و گمان ہیں جو انہوں نے باندھ رکھے

ہیں کہ (معاذ اللہ) فرشتے خدا کی بیٹیاں ہیں ان کی شفاعت کریں گے اور اس وہم باطل پر بھروسہ کر کے انہوں نے ایمان اور قرآن کی پرواہ نہ کی۔ ۳۸ گناہ وہ

عمل ہے جس کا کرنے والا عذاب کا مستحق ہو اور بعض اہل علم نے فرمایا کہ گناہ وہ ہے جس کا کرنے والا ثواب سے محروم ہو بعض کا قول ہے ناجائز کام کرنے کو گناہ

کہتے ہیں بہر حال گناہ کی دو قسمیں ہیں صغیرہ اور کبیرہ، کبیرہ وہ جس کا عذاب سخت ہو اور بعض علماء نے فرمایا کہ صغیرہ وہ جس پر وعید نہ ہو کبیرہ وہ جس پر وعید ہو اور

فواحش وہ جن پر حد ہو۔ ۳۹ کہ اتنا تو کبائر سے بچنے کی برکت سے معاف ہو جاتا ہے۔ ۴۰ شان نزول: یہ آیت ان لوگوں کے حق میں نازل ہوئی جو نیکیاں

کرتے تھے اور اپنے عملوں کی تعریف کرتے تھے اور کہتے تھے ہماری نمازیں ہمارے روزے ہمارے حج۔ ۴۱ یعنی نفاخراً اپنی نیکیوں کی تعریف نہ کرو کیونکہ اللہ

تعالیٰ اپنے بندوں کے حالات کا خود جاننے والا ہے وہ ان کی ابتداء ہستی سے آخر ایام کے جملہ احوال جانتا ہے۔ مسئلہ: اس آیت میں ربا اور خود نمائی اور خود سرائی کی

ممانعت فرمائی گئی لیکن اگر نعمت الہی کے اعتراف اور اطاعت و عبادت پر مسرت اور اس کے ادائے شکر کے لیے نیکیوں کا ذکر کیا جائے تو جائز ہے۔ ۴۲ اور اسی کا

جاننا کافی وہی جزا دینے والا ہے دوسروں پر اظہار اور نام و نمود سے کیا فائدہ ۴۳ اسلام سے۔ شان نزول: یہ آیت ولید بن مغیرہ کے حق میں نازل ہوئی جس نے نبی

اَكْدَى ۳۲) اَعْنَدَهُ عِلْمُ الْغَيْبِ فَهُوَ يَرَى ۳۵) اَمَلَمْ يُنْبِئُ بِنَافِي

روک رکھا ۳۲) کیا اس کے پاس غیب کا علم ہے تو وہ دیکھ رہا ہے ۳۳) کیا اُسے اس کی خبر نہ آئی جو

صُحُفِ مُوسَى ۳۶) وَ اِبْرَاهِيمَ الَّذِي وَفَّى ۳۷) اَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ

صحیفوں میں ہے موسیٰ کے ۳۴) اور ابراہیم کے جو احکام پورے بجا لایا ۳۵) کہ کوئی بوجھ اٹھانے والی جان دوسری کا بوجھ نہیں

اُخْرَى ۳۸) وَ اَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَسْعَى ۳۹) وَ اَنْ سَعِيَهُ سَوْفَ

اٹھاتی ۳۸) اور یہ کہ آدمی نہ پائے گا مگر اپنی کوشش ۳۹) اور یہ کہ اس کی کوشش عنقریب دیکھی

يُرَى ۴۰) ثُمَّ يُجْزَاهُ الْجَزَاءَ الْاَوْفَى ۴۱) وَ اَنْ اِلَى رَبِّكَ الْمُنْتَهَى ۴۲)

جائے گی ۳۸) پھر اس کا بھر پور بدلہ دیا جائے گا ۳۹) اور یہ کہ بے شک تمہارے رب ہی کی طرف انتہا ہے ۴۰)

کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دین میں اتباع کیا تھا مشرکوں نے اس کو عار دلانی اور کہا کہ تو نے بزرگوں کا دین چھوڑ دیا اور تو گمراہ ہو گیا اس نے کہا میں نے عذاب الہی کے خوف سے ایسا کیا تو عار دلانے والے کافر نے اس سے کہا کہ اگر تو شرک کی طرف لوٹ آئے اور اس قدر مال مجھ کو دے تو تیرا عذاب میں اپنے ذمے لیتا ہوں اس پر ولید اسلام سے منحرف و مرتد ہو کر پھر شرک میں مبتلا ہو گیا اور جس شخص کو مال دینا ٹھہرا تھا اُس کو تھوڑا سا دیا اور باقی سے منع کر دیا۔ ۴۱) بانہ۔ شان نزول: یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ آیت عاص بن وائل سہمی کے حق میں نازل ہوئی کہ اس نے کہا تھا اللہ تعالیٰ کی قسم محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہمیں بہترین اخلاق کا حکم فرماتے ہیں اس بھی کہا گیا ہے کہ یہ آیت ابوہبل کے حق میں نازل ہوئی کہ اس نے کہا تھا اللہ تعالیٰ کی قسم محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہمیں بہترین اخلاق کا حکم فرماتے ہیں اس تقدیر پر معنی یہ ہیں کہ تھوڑا سا اقرار کیا اور حق لازم میں سے قدر قلیل ادا کیا اور باقی سے باز رہا یعنی ایمان نہ لایا۔ ۴۲) کہ دوسرا شخص اس کا بارگناہ اٹھالے گا اور اس کے عذاب کو اپنے ذمہ لے گا۔ ۴۳) یعنی آسفار توریث میں ۴۴) یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی صفت ہے کہ انہیں جو کچھ حکم دیا گیا تھا وہ انہوں نے پورے طور پر ادا کیا اس میں بیٹے کا ذبح بھی ہے اور اپنا آگ میں ڈالا جانا بھی اور اس کے علاوہ اور امور (احکامات) بھی اس کے بعد اللہ تعالیٰ اس مضمون کا ذکر فرماتا ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کتاب اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صحیفوں میں مذکور فرمایا گیا تھا۔ ۴۵) اور کوئی دوسرے کے گناہ پر نہیں پکڑا جاتا اس میں اس شخص کے قول کا ابطال ہے جو ولید بن مغیرہ کے عذاب کا ذمہ دار بنا تھا اور اس کے گناہ اپنے ذمہ لینے کو کہتا تھا، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ زمانہ حضرت ابراہیم سے پہلے لوگ آدمی کو دوسرے کے گناہ پر بھی پکڑ لیتے تھے اگر کسی نے کسی کو قتل کیا ہوتا تو بجائے اس قاتل کے اس کے بیٹے یا بھائی یا بی بی یا غلام کو قتل کر دیتے تھے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا زمانہ آیا تو آپ نے اس کی ممانعت فرمائی اور اللہ تعالیٰ کا یہ حکم پہنچایا کہ کوئی کسی کے بارگناہ میں ماخوذ نہیں۔ ۴۶) یعنی عمل۔ مراد یہ ہے کہ آدمی اپنی ہی نیکیوں سے فائدہ پاتا ہے، یہ مضمون بھی صحف ابراہیم و موسیٰ کا ہے علیہما السلام اور کہا گیا ہے کہ ان ہی امتوں کے لیے خاص تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ یہ حکم ہماری شریعت میں آیت ”الْحَقُّنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ“ سے منسوخ ہو گیا۔ حدیث شریف میں ہے کہ ایک شخص نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میری ماں کی وفات ہو گئی اگر میں اس کی طرف سے صدقہ دوں کیا نافع ہوگا فرمایا ہاں۔ مسائل: اور بکثرت احادیث سے ثابت ہے کہ میت کو صدقات و طاعات سے جو ثواب پہنچایا جاتا ہے پہنچتا ہے اور اس پر علماء امت کا اجماع ہے اور اسی لیے مسلمانوں میں معمول ہے کہ وہ اپنے اموات (مردوں) کو فاتحہ، سوم، چہلم، برسی، عرس وغیرہ میں طاعات و صدقات سے ثواب پہنچاتے رہتے ہیں یہ عمل احادیث کے بالکل مطابق ہے اس آیت کی تفسیر میں ایک قول یہ بھی ہے کہ یہاں انسان سے کافر مراد ہے اور معنی یہ ہیں کہ کافر کو کوئی بھلائی نہ ملے گی، جزا اس کے جو اس نے کی ہو کہ دنیا ہی میں وسعت رزق یا تندرستی وغیرہ سے اس کا بدلہ دے دیا جائے گا تا کہ آخرت میں اس کا کچھ حصہ باقی نہ رہے اور ایک معنی آیت کے مفسرین نے یہ بھی بیان کئے ہیں کہ آدمی بمقتضائے عدل وہی پائے گا جو اس نے کیا ہو اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے جو چاہے عطا فرمائے اور ایک قول مفسرین کا یہ بھی ہے کہ مؤمن کے لیے دوسرا مؤمن جو نیکی کرتا ہے وہ نیکی خود اسی مؤمن کی شاری جاتی ہے جس کے لیے کی گئی کیونکہ اس کا کرنے والا مثل نائب و وکیل کے اس کا قائم مقام ہوتا ہے۔ ۴۷) آخرت میں ۴۸) آخرت میں اسی کی طرف رجوع ہے وہی اعمال کی جزا دے گا۔



وَأَنَّهُ هُوَ أَصْحَابُكَ وَأَبِي ۚ وَأَنَّهُ هُوَ أَمَاتٌ وَأَحْيَا ۚ وَأَنَّهُ خَلَقَ

اور یہ کہ وہ ہی ہے جس نے ہنسایا اور رولایا ۵۳ اور یہ کہ وہی ہے جس نے مارا اور چلایا ۵۴ اور یہ کہ اسی نے

الرُّوحَيْنِ الذَّكَرَ وَالْأُنثَى ۚ مِنْ نُطْفَةٍ إِذَا تَسْنَى ۚ وَأَنَّ عَلَيْهِ

دو جوڑے بنائے نر اور مادہ ۵۵ نطفہ سے جب ڈالا جائے ۵۶ اور یہ کہ اسی کے

النِّسَاءَ الْأُخْرَى ۚ وَأَنَّهُ هُوَ أَعْنَى وَأَقْنَى ۚ وَأَنَّهُ هُوَ رَبُّ

ذمہ ہے پچھلا اٹھانا ۵۷ اور یہ کہ اسی نے غنی دی اور قناعت دی ۵۸ اور یہ کہ وہی ستارہ شِعْرَى

السُّعْرَى ۚ وَأَنَّهُ أَهْلَكَ عَادًا الْأُولَى ۚ وَشَمُودًا نَبَاً أَبْقَى ۚ وَ

کا رب ہے ۵۹ اور یہ کہ اسی نے پہلی عاد کو ہلاک فرمایا ۶۰ اور شمود کو ۶۱ تو کوئی باقی نہ چھوڑا اور

قَوْمَ نُوحٍ مِّنْ قَبْلُ ۚ إِنَّهُمْ كَانُوا هُمُ الظَّالِمِينَ ۚ وَالْمُؤْتَفِكَةَ

ان سے پہلے نوح کی قوم کو ۶۲ بے شک وہ ان سے بھی ظالم اور سرکش تھے ۶۳ اور اُس نے اُلْتُنَّ والی بہتی

أَهْوَى ۚ فَغَشَّيْنَا مَا غَشَّى ۚ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكَ تَتَمَارَى ۚ هَذَا

کو نیچے گرایا ۶۴ تو اس پر چھایا جو کچھ چھایا ۶۵ تو اے سننے والے اپنے رب کی کوئی نعمتوں میں شک کرے گا یہ ۶۶

نَذِيرٌ مِّنَ النَّذِيرِ الْأُولَى ۚ أَزِفَتِ الْأَرْفَةُ ۚ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُونِ

ایک ڈرسانے والے ہیں اگلے ڈرانے والوں کی طرح ۶۷ پاس آئی پاس آنے والی ۶۸ اللہ کے سوا اس کا کوئی

اللَّهُ كَاشِفَةٌ ۚ أَفَمِنْ هَذَا الْحَدِيثِ تَعْجَبُونَ ۚ وَتَضْحَكُونَ وَلَا

کھولنے والا نہیں ۶۹ تو کیا اس بات سے تم تعجب کرتے ہو ۷۰ اور ہنستے ہو اور

۷۱ جسے چاہا خوش کیا جسے چاہا ٹمگین کیا۔ ۷۲ یعنی دنیا میں موت دی اور آخرت میں زندگی عطا فرمائی یا یہ معنی کہ باپ دادا کو موت دی اور ان کی اولاد کو زندگی بخشی یا

یہ مراد کہ کافروں کو موت کفر سے ہلاک کیا اور ایمانداروں کو ایمانی زندگی بخشی۔ ۷۳ رحم میں ۷۴ یعنی موت کے بعد زندہ فرمانا ۷۵ جو کہ شدت گراماں میں ”جوڑا“

کے بعد طالع (طلوع) ہوتا ہے اہل جاہلیت اس کی عبادت کرتے تھے، اس آیت میں بتایا گیا کہ سب کا رب اللہ ہی ہے اس ستارے کا رب بھی اللہ ہے لہذا اسی کی

عبادت کرو۔ ۷۶ بادِ صرصر (تیز ہوا) سے۔ عادی ہیں ایک تو قوم ہودان کو پہلی عاد کہتے ہیں اور ان کے بعد والوں کو دوسری عاد کہ وہ انہیں کے عقباب (بعد کی

نسل) تھے۔ ۷۷ جو صالح علیہ السلام کی قوم تھی۔ ۷۸ غرق کر کے ہلاک کیا۔ ۷۹ کہ حضرت نوح علیہ السلام ان میں ہزار برس کے قریب تشریف فرما رہے مگر

انہوں نے دعوت قبول نہ کی اور ان کی سرکشی کم نہ ہوئی۔ ۸۰ مراد اس سے قوم لوط کی بستیاں ہیں جنہیں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حکم الہی اٹھا کر اوندھا ڈال

دیا اور زیر و زبر کر دیا۔ ۸۱ یعنی نشان کئے ہوئے پتھر برسائے۔ ۸۲ یعنی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ ۸۳ جو اپنی قوموں کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے

تھے۔ ۸۴ یعنی قیامت ۸۵ یعنی وہی اس کو ظاہر فرمائے گا یا یہ معنی ہیں کہ اس کے احوال اور شہادت کو اللہ تعالیٰ کے سوائے کوئی نہیں دفع کر سکتا اور اللہ تعالیٰ دفع نہ

فرمائے گا۔ ۸۶ یعنی قرآن مجید سے منکر ہوتے ہو۔

تَبْكُونَ ۱۰ وَأَنْتُمْ سِيدُونَ ۱۱ فَاسْجُدُوا لِلَّهِ وَاعْبُدُوا ۱۲

روتے نہیں ۱۰ اور تم کھیل میں پڑے ہو ۱۱ تو اللہ کے لیے سجدہ اور اس کی بندگی کرو ۱۲

ایاتھا ۵۵ ﴿۵۴﴾ سُورَةُ الْقَمَرِ مَكِّيَّةٌ ۳۷ ﴿۳﴾ رُكُوعَاتُهَا ۳ ﴿۴﴾

سورہ قمر کیہ ہے، اس میں پچپن آیتیں اور تین رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ ۱ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ۱۱ وَإِنْ يَرَوْا آيَةً يُعْرِضُوا ۱۲

پاس آئی قیامت اور ۱ شق ہو گیا چاند ۱۱ اور اگر دیکھیں ۱۲ کوئی نشانی تو منہ پھیرتے ۱۲ اور

يَقُولُوا سِحْرٌ مُّسْتَبَرٌّ ۲ وَكَذَّبُوا وَاتَّبَعُوا أَهْوَاءَهُمْ ۱۳ وَكُلُّ أُمَّرٍ

کہتے ہیں یہ تو جادو ہے چلا آتا ۲ اور انھوں نے جھٹلایا ۱۳ اور اپنی خواہشوں کے پیچھے ہوئے ۱۳ اور ہر کام قرار

مُسْتَقَرٌّ ۳ وَلَقَدْ جَاءَهُمْ مِنَ الْأَنْبَاءِ مَا فِيهِ مُزْدَجَرٌ ۱۴ حِكْمَةٌ

پاکا ہے ۳ اور بے شک ان کے پاس وہ خبریں آئیں ۱۴ جن میں کافی روک تھی ۱۴ انتہا کو پہنچی ہوئی

بِالْغَةِ فَبَاتَعْنِ الْتُدْرُ ۱۵ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ إِلَىٰ شَيْءٍ

حکمت پھر کیا کام دیں ڈر سنانے والے تو تم اُن سے منہ پھیر لو ۱۵ جس دن بلانے والا ۱۵ ایک سخت بے پچانی بات کی طرف

۱۶ اس کے وعدہ وعیدیں کرے گا کہ اس کے سوائے کوئی عبادت کا مستحق نہیں۔ سورہ قمر کیہ ہے سوائے آیت ”مَسِيهُنَّ مَجْمَعًا“ کے، اس میں تین ۳

رکوع، پچپن ۵۵ آیتیں اور تین سو بیالیس ۳۳۲ کلمے اور ایک ہزار چار سو تیس ۱۴۲۳ حرف ہیں۔ ۱۶ اس کے نزدیک ہونے کی نشانی ظاہر ہوئی کہ نبی کریم صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزہ سے ۱۶ دو بارہ ہو کر شق القمر جس کا اس آیت میں بیان ہے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات باہرہ میں سے ہے اہل

مکہ نے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ایک معجزہ کی درخواست کی تھی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چاند شق کر کے دکھایا چاند کے دو حصے ہو گئے

اور ایک حصہ دوسرے سے جدا ہو گیا اور فرمایا کہ گواہ رہو قریش نے کہا محمد (مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے جادو سے ہماری نظر بندی کر دی ہے اس پر انہیں کی جماعت

کے لوگوں نے کہا کہ اگر یہ نظر بندی ہے تو باہر کہیں بھی کسی کو چاند کے دو حصے نظر نہ آئے ہوں گے اب جو قافلے آنے والے ہیں ان کی جستجو رکھو اور مسافروں سے

دریافت کرو اگر دوسرے مقامات سے بھی چاند شق ہونا دیکھا گیا ہے تو بیشک معجزہ ہے چنانچہ سفر سے آنے والوں سے دریافت کیا انہوں نے بیان کیا کہ ہم نے دیکھا

کہ اس روز چاند کے دو حصے ہو گئے تھے مشرکین کو انکار کی گنجائش نہ رہی اور وہ جاہلانہ طور پر جادو ہی جادو کہتے رہے۔ صحاح کی احادیث کثیرہ میں اس معجزہ عظیمہ کا

بیان ہے اور خبر اس درجہ شہرت کو پہنچ گئی ہے کہ اس کا انکار کرنا عقل و انصاف سے دشمنی اور بے دینی ہے۔ ۱۶ اہل مکہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صدق و

نہایت پر دلالت کرنے والی ۱۶ اس کی تصدیق اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانے سے ۱۶ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اور ان معجزات کو جو اپنی

آنکھوں سے دیکھے ۱۶ ان باطل (باطل خواہشوں) کے جو شیطان نے ان کے دل نشین کی تھیں کہ اگر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات کی تصدیق

کی تو ان کی سرداری تمام عالم میں مسلم ہو جائے گی اور قریش کی کچھ بھی عزت و قدر باقی نہ رہے گی۔ ۱۶ وہ اپنے وقت پر ہونے ہی والا ہے کوئی اس کو روکنے والا

نہیں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دین غالب ہو کر رہے گا۔ ۱۶ پچھلی امتوں کی جو اپنے رسولوں کی تکذیب کرنے کے سبب ہلاک کئے گئے۔ ۱۶ کفر و تکذیب

سے اور انتہا درجہ کی نصیحت۔ ۱۶ کیونکہ وہ نصیحت و انداز سے چند پڑیر ہونے والے نہیں (وَكُنَّا هَذَا قَبْلُ الْأُمَمِ بِالْقِتَالِ ثُمَّ نُسِخَ) یعنی حضرت اسرافیل

تُكْرِمُ ۶ خُشَعًا أَبْصَارُهُمْ يَخْرُجُونَ مِنَ الْأَجْدَاثِ كَأَنَّهُمْ جَرَادٌ

بلانے گا ۶۔ نیچی آنکھیں کئے ہوئے قبروں سے نکلیں گے گویا وہ ٹیڑھی (ٹڈی) ہیں

مُنْتَشِرٌ ۷ مَهْطِعِينَ إِلَى الدَّاعِ ط يَقُولُ الْكٰفِرُونَ هَذَا يَوْمٌ عَسِرٌ ۸

پھیلی ہوئی ۷۔ لانے والے کی طرف لپکتے ہوئے ۷۔ کافر کہیں گے یہ دن سخت ہے

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ فَكَذَّبُوا عَبْدَنَا وَقَالُوا مَجْزُونٌ وَازْدُجِرَ ۹

ان سے ۹۔ پہلے نوح کی قوم نے جھٹلایا تو ہمارے بندے کو جھوٹا بتایا اور بولے وہ مجنون ہے اور اُسے جھڑکا ۹۔

فَدَعَا رَبَّهُ أَنِّي مَغْلُوبٌ فَانْتَصِرَ ۱۰ فَفَتَحْنَا أَبْوَابَ السَّمَاءِ بِمَاءٍ

تو اس نے اپنے رب سے دعا کی کہ میں مغلوب ہوں تو میرا بدلہ لے ۱۰۔ تو ہم نے آسمان کے دروازے کھول دیئے زور کے

مُنْهَرٍ ۱۱ وَفَجَّرْنَا الْأَرْضَ عُيُونًا فَالْتَقَى الْمَاءُ عَلَى أَمْرٍ قَدِيرٍ ۱۲

بہتے پانی سے ۱۱۔ اور زمین چشمے کر کے بہادی ۱۱۔ تو دونوں پانی ملا مل گئے اس مقدار پر جو مقدر تھی ۱۲۔

وَحَمَلْنَاهُ عَلَى ذَاتِ الْأَوَّاحِ وَدُسِّرَ ۱۳ تَجْرِمِي بِأَعْيُنِنَا جَزَاءً لِّمَن كَانَ

اور ہم نے نوح کو سوار کیا ۱۳۔ تنہوں اور کیلوں والی پر ۱۳۔ کہ ہماری نگاہ کے روبرو بہتی ۱۳۔ اس کے صلہ میں ۱۳۔ جس کے ساتھ

كُفِرَ ۱۴ وَلَقَدْ تَرَكْنَاهَا آيَةً فَهَلْ مِنْ مُدَّاكِرٍ ۱۵ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي

کفر کیا گیا تھا ۱۴۔ اور ہم نے اسے ۱۴۔ نشانی چھوڑا تو ہے کوئی دھیان کرنے والا ۱۴۔ تو کیا ہوا میرا عذاب

وَنُذِرًا ۱۶ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَّاكِرٍ ۱۷ كَذَّبَتْ

اور میری دھمکیاں اور بے شک ہم نے قرآن یاد کرنے کے لیے آسان فرما دیا تو ہے کوئی یاد کرنے والا ۱۷۔ عادی نے

عليه السلام صحرة، بيت المقدس (بيت المقدس کی چٹان) پر کھڑے ہو کر ۱۷۔ جس کی مثل سختی کبھی نہ دیکھی ہوگی اور وہ ہول قیامت و حساب ہے۔ ۱۷۔ ہر طرف

خوف سے حیران، نہیں جانتے کہاں جائیں۔ ۱۵۔ یعنی حضرت اسرافیل علیہ السلام کی آواز کی طرف۔ ۱۶۔ یعنی قریش سے ۱۶۔ نوح علیہ السلام ۱۷۔ اور

دھمکایا کہ اگر تم اپنے چند نصیحت اور وعظ و دعوت سے باز نہ آئے تو ہم تمہیں قتل کر دیں گے۔ سنگسار کر ڈالیں گے۔ ۱۹۔ جو چالیس روز تک نہ تھا ۱۶۔ یعنی زمین سے

اس قدر پانی نکلا کہ تمام زمین مثل چشموں کے ہو گئی۔ ۱۸۔ آسمان سے برسنے والے اور زمین سے ایلنے والے ۱۹۔ اور لوح محفوظ میں مکتوب تھی کہ طوفان اس حد

تک پہنچے گا۔ ۲۰۔ ایک کشتی میں۔ ۲۱۔ ہماری حفاظت میں۔ ۲۲۔ یعنی حضرت نوح علیہ السلام کے۔ ۲۳۔ یعنی اس واقعہ کو کہ کفار غرق کر کے ہلاک کر دیئے گئے اور

حضرت نوح علیہ السلام کو نجات دی گئی اور بعض مفسرین کے نزدیک ”قَوَّكُنْهَا“ کی ضمیر کشتی کی طرف رجوع کرتی ہے۔ قنادر سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس

کشتی کو سرزمین جزیرہ میں اور بعض کے نزدیک ”جودی“ پہاڑ پر مدتوں باقی رکھا یہاں تک کہ ہماری امت کے پہلے لوگوں نے اس کو دیکھا۔ ۲۴۔ جو چند پذیر ہوا اور

عبرت حاصل کرے۔ ۲۵۔ اس آیت میں قرآن کریم کی تعلیم و تعلم اور اس کے ساتھ اشتغال رکھنے اور اس کو حفظ کرنے کی ترغیب ہے اور یہ بھی مستفاد ہوتا ہے کہ

قرآن یاد کرنے والے کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد ہوتی ہے اور اس کا حفظ سہل و آسان فرمادینے ہی کا ثمرہ ہے کہ بچے تک اس کو یاد کر لیتے ہیں سوائے اس کے

کوئی مذہبی کتاب ایسی نہیں ہے جو یاد کی جاتی ہو اور سہولت سے یاد ہو جاتی ہو۔



عَادَ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذِرِ ۱۸ ۱۸ اِنَّا ارسلنا عليهم رايحا صرا

جھٹلایا ۱۸ تو کیسا ہوا میرا عذاب اور میرے ڈر دلانے کے فرمان ۱۸ بے شک ہم نے ان پر ایک سخت آندھی بھیجی ۱۸

فِي يَوْمٍ نَحْسٍ مُّسْتَبِرٍّ ۱۹ تَنْزِعُ النَّاسَ لَأَنَّهُمْ أُعْجَازُ نَحْلِ مُّتَقَعِرٍ ۲۰

ایسے دن میں جس کی نحوست ان پر ہمیشہ کے لیے رہی ۱۹ لوگوں کو یوں دے مارتی تھی کہ گویا وہ اکھڑی ہوئی کھجوروں کے ڈنڈ (سوکھے تنے) ہیں

فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذِرِ ۲۱ ۲۱ وَلَقَدْ بَيَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ

تو کیسا ہوا میرا عذاب اور ڈر کے فرمان اور بے شک ہم نے آسان کیا قرآن یاد کرنے کے لیے تو ہے کوئی

مُدَّاكِرٍ ۲۲ كَذَّبَتْ ثَمُودُ بِالنُّذُرِ ۲۳ فَقَالُوا أَبَشْرًا مِّمَّا وَاحِدًا

یاد کرنے والا ۲۲ ثمود نے رسولوں کو جھٹلایا ۲۳ تو بولے کیا ہم اپنے میں کے ایک آدمی کی

تَبِيْعَةٍ ۲۴ اِنَّا اِذَا لَفِيَ ضَلٰلٍ وَسُعْرٍ ۲۵ ءالْقِي الذِّكْرِ عَلَيْهِ مِنْ بَيْنِنَا

تابعدری کریں ۲۴ جب تو ہم ضرور گمراہ اور دیوانے ہیں ۲۵ کیا ہم سب میں سے اس پر ۲۵ ذکر اُتارا گیا ۲۵

بَلْ هُوَ كَذَّابٌ اَشِرٌّ ۲۵ سَيَعْلَمُونَ عَدَا مِّنَ الْكُذَّابِ الْاَشِرِّ ۲۶

بلکہ یہ سخت جھوٹا اترونا (شیخی باز) ہے ۲۵ بہت جلد کل جان جائیں گے ۲۶ کون تھا بڑا جھوٹا اترونا (شیخی باز)

اِنَّا مُرْسِلُو النَّاقَةِ فِتْنَةً لَّهُمْ فَارْتَقِبْهُمْ وَاصْطَبِرْ ۲۷ وَنَبِّئْهُمْ اَنَّ

ہم ناقہ بھیجنے والے ہیں ان کی جانچ کو ۲۷ تو اسے صالح تو راہ دیکھ ۲۷ اور صبر کرو ۲۷ اور انھیں خبر دے دے کہ

الْبَاءِ قَسِمَةً بَيْنَهُمْ ۲۸ كُلُّ شَرِبٍ مَّحْتَصِرٌ ۲۸ فَاذُوا صَاحِبَهُمْ فَتَعَاطَى

پانی ان میں حصوں سے ہے ۲۸ ہر حصہ پر وہ حاضر ہو جس کی باری ہے ۲۸ تو انہوں نے اپنے ساتھی کو ۲۸ پکارا تو اس نے ۲۸ لے کر

۲۹ اپنے نبی حضرت ہود علیہ السلام کو اس پر وہ بتلائے عذاب کئے گئے۔ ۲۹ جو نزول عذاب سے پہلے آچکے تھے۔ ۳۰ بہت تیز چلنے والی، نہایت ٹھنڈی، سخت سناٹے والی ۳۰ حتیٰ کہ ان میں کوئی نہ بچا سب ہلاک ہو گئے اور وہ دن ہمینہ کا پھیلا بڑھ تھا۔ ۳۱ اپنے نبی حضرت صالح علیہ السلام کی دعوت کا انکار کر کے

اور ان پر ایمان نہ لاکر ۳۲ یعنی ہم بہت سے ہو کر ایک آدمی کے تابع ہو جائیں ہم ایسا نہ کریں گے کیونکہ اگر ایسا کریں ۳۳ یہ انہوں نے حضرت صالح علیہ السلام کا کلام لوٹایا آپ نے ان سے فرمایا تھا کہ اگر تم نے میرا اتباع نہ کیا تو تم گمراہ و بے عقل ہو۔ ۳۴ یعنی حضرت صالح علیہ السلام پر ۳۵ وحی نازل کی گئی اور کوئی ہم

میں اس قابل ہی نہ تھا۔ ۳۶ کہ نبوت کا دعویٰ کر کے بڑا بننا چاہتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۳۷ جب عذاب میں مبتلا کئے جائیں گے۔ ۳۸ یہ اس پر فرمایا گیا کہ حضرت صالح علیہ السلام کی قوم نے آپ سے یہ کہا تھا کہ آپ پتھر سے ایک ناقہ (اونٹنی) نکال دیجئے آپ نے ان کے ایمان کی شرط کر کے یہ بات منظور کر لی تھی،

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ناقہ بھیجی کا وعدہ فرمایا اور حضرت صالح علیہ السلام سے ارشاد کیا ۳۹ کہ وہ کیا کرتے ہیں اور ان کے ساتھ کیا کیا جاتا ہے ۴۰ ان کی ایذا پر ۴۱ ایک دن ان کا ایک دن ناقہ کا ۴۲ جو دن ناقہ کا ہے اس دن ناقہ حاضر ہو اور جو دن قوم کا ہے اُس دن قوم پانی پر حاضر ہو۔ ۴۳ یعنی قدار بن سالف کو ناقہ

کے قتل کرنے کے لیے تیز تلوار۔

فَعَقَرَ ۲۹ ﴿ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذْرِي ۳۰ ﴾ إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً

اس کی کوچیس کاٹ دیں ۲۹ پھر کیسا ہوا میرا عذاب اور ڈر کے فرمان ۳۰ بے شک ہم نے ان پر ایک چٹھاڑ

وَاحِدَةً فَكَانُوا كَهَشِيمِ الْمُحْتَظِرِ ۳۱ ﴿ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ

بھیجی ۳۱ جیسی وہ ہو گئے جیسے گھیرا بنانے والے کی بیچی ہوئی گھاس سوکھی روندی ہوئی ۳۱ اور بے شک ہم نے آسان کیا قرآن یاد کرنے کے لیے تو ہے

مِنْ مُدَّاكِرٍ ۳۲ ﴿ كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ بِالنُّذْرِ ۳۳ ﴾ إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ

کوئی یاد کرنے والا لوط کی قوم نے رسولوں کو جھٹلایا بیشک ہم نے ان پر وہ چٹھاڑ

حَاصِبًا إِلَّا آلَ لُوطٍ نَّجَّيْنَاهُمْ بِسَحَرٍ ۳۴ ﴿ نِعْمَةٌ مِّنْ عِنْدِنَا كَذَلِكَ

بھیجا ۳۲ سوائے لوط کے گھر والوں کے ۳۳ ہم نے انہیں بچھلے پہر ۳۴ بچالیا اپنے پاس کی نعمت فرما کر ہم یونہی

نَجْرِي مَن شَكَرَ ۳۵ ﴿ وَلَقَدْ أَنْذَرَهُمْ بَطْشَتَنَا فَتَمَارَوْا بِالنُّذْرِ ۳۶ ﴿

صلہ دیتے ہیں اسے جو شکر کرے ۳۵ اور بے شک اس نے ۳۶ انہیں ہماری گرفت سے ۳۶ ڈرایا تو انہوں نے ڈر کے فرمانوں میں شکر کیا ۳۶

وَلَقَدْ رَاوَدُوهُ عَنْ صَيْفِهِ فَطَمَسْنَا أَعْيُنَهُمْ فَذُوقُوا عَذَابِي وَنُذْرِي ۳۷ ﴿

انہوں نے اسے اس کے مہمانوں سے پھسلانا چاہا ۳۷ تو ہم نے انکی آنکھیں میٹ دیں (بالکل مٹا دیں) ۳۷ فرمایا چکھو میرا عذاب اور ڈر کے فرمان ۳۷

وَلَقَدْ صَبَحَهمْ بُكَرَةً عَذَابٍ مُّسْتَقَرًّا ۳۸ ﴿ فَذُوقُوا عَذَابِي وَنُذْرِي ۳۹ ﴿ وَ

اور بیشک صبح تڑکے (صبح سویرے) ان پر ٹھہرنے والا عذاب آیا ۳۸ تو چکھو میرا عذاب اور ڈر کے فرمان اور

لَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَّاكِرٍ ۴۰ ﴿ وَلَقَدْ جَاءَ آلَ فِرْعَوْنَ

بیشک ہم نے آسان کیا قرآن یاد کرنے کے لیے تو ہے کوئی یاد کرنے والا اور بیشک فرعون والوں کے پاس

۴۰ اور اس کو قتل کر ڈالا ۴۰ جو نزول عذاب سے پہلے میری طرف سے آئے تھے اور اپنے موقع پر واقع ہوئے۔ ۴۰ یعنی فرشتہ کی ہولناک آواز ۴۰ یعنی جس

طرح چرواہے جنگل میں اپنی بکریوں کی حفاظت کے لیے گھاس کانٹوں کا احاطہ بنا لیتے ہیں اس میں سے کچھ گھاس بیچی رہ جاتی ہے اور وہ جانوروں کے پاؤں میں

روند کر ریزہ ریزہ ہو جاتی ہے یہ حالت ان کی ہو گئی۔ ۴۰ اس تکذیب کی سزا میں ۴۰ یعنی ان پر چھوٹے چھوٹے سنگریزے برسائے ۴۰ یعنی حضرت لوط علیہ

السلام اور ان کی دونوں صاحبزادیاں اس عذاب سے محفوظ رہیں۔ ۴۰ یعنی صبح ہونے سے پہلے ۴۰ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا اور شکر گزار وہ ہے جو اللہ پر اور اس

کے رسولوں پر ایمان لائے اور ان کی اطاعت کرے۔ ۴۰ یعنی حضرت لوط علیہ السلام نے ۴۰ ہمارے عذاب سے ۴۰ اور ان کی تصدیق نہ کی۔ ۴۰ اور

حضرت لوط علیہ السلام سے کہا کہ آپ ہمارے اور اپنے مہمانوں کے درمیان ذخیل (محل) نہ ہوں انہیں ہمارے حوالے کر دیں اور یہ انہوں نے نیت فاسد اور

خبیث ارادہ سے کہا تھا اور مہمان فرشتے تھے انہوں نے حضرت لوط علیہ السلام سے کہا کہ آپ انہیں چھوڑ دیجئے گھر میں آنے دیجئے (جو بیچی) وہ گھر میں آئے تو

حضرت جبریل علیہ السلام نے ایک دستک دی۔ ۴۰ فوراً وہ اندھے ہو گئے اور آنکھیں ایسی ناپید ہو گئیں کہ نشان بھی باقی نہ رہا، چہرے سے سپاٹ (برابر) ہو گئے

حیرت زدہ مارے مارے پھرتے تھے دروازہ ہاتھ نہ آتا تھا، حضرت لوط علیہ السلام نے انہیں دروازے سے باہر کیا۔ ۴۰ جو تمہیں حضرت لوط علیہ السلام نے

سنائے تھے۔ ۴۰ جو عذاب آخرت تک باقی رہے گا۔

النُّدْرِجِ ۴۱) كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا كَلْهَافًا خَذَنَهُمْ أَخَذَ عَزِيزٌ مُّقْتَدِرًا ۴۲)

رسول آئے ۴۱ انھوں نے ہماری سب نشانیاں جھٹلائیں ۴۲ تو ہم نے ان پر ۴۱ گرفت کی جو ایک عزت والے اور عظیم قدرت والے کی شان تھی

اَكْفَارِكُمْ خَيْرٌ مِّنْ اَوْلِيٰكُمْ اَمْ لَكُمْ بَرَاءَةٌ فِي الزُّبُرِ ۴۳) اَمْ يَقُولُونَ

کیا ۴۳ تمہارے کافر ان سے بہتر ہیں ۴۳ یا کتابوں میں تمہاری بھٹی لکھی ہوئی ہے ۴۳ یا یہ کہتے ہیں ۴۳

نَحْنُ جَبِيْعٌ مُّتَتَبِعَةٌ ۴۴) سَيَهْرَمُ الْجَمْعُ وَيُوْتُوْنَ الدُّبْرَ ۴۵) بَلِ

کہ ہم سب مل کر بدلہ لے لیں گے ۴۴ اب بھگائی جاتی ہے یہ جماعت ۴۴ اور پٹھیں پھیر دیں گے ۴۵ بلکہ

السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمْرٌ ۴۶) اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِي

ان کا وعدہ قیامت پر ہے ۴۶ اور قیامت نہایت کڑی اور سخت کڑی ۴۶ بیشک مجرم

صَلٰى وَّسُعْرٍ ۴۷) يَوْمَ يَسْجُبُوْنَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ ۴۸) ذُوْقُوْا مَسَّ

گراہ اور دیوانے ہیں ۴۷ جس دن آگ میں اپنے منوں پر گھیٹے جائیں گے اور فرمایا جائے گا کچھ دوزخ

سَقَرًا ۴۸) اِنَّا كُلُّ شَيْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ۴۹) وَاَمْرًا اِلَّا وَاِحْدَاةٌ

کی آجج بیشک ہم نے ہر چیز ایک اندازہ سے پیدا فرمائی ۴۹ اور ہمارا کام تو ایک بات کی بات ہے

كَلْبٍ بِالْبَصْرِ ۵۰) وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا اَشْيَاكُمْ فَهَلْ مِنْ مُّدَّاكِرٍ ۵۱) وَكُلُّ

جیسے پلک مارنا ۵۰ اور بیشک ہم نے تمہاری وضع کے ۵۱ ہلاک کردیے تو ہے کوئی دھیان کرنے والا ۵۱ اور انھوں

شَيْءٍ فَعَلُوْهُ فِي الزُّبُرِ ۵۲) وَكُلُّ صَغِيْرٍ وَّكَبِيْرٍ مُّسْتَطَرٌّ ۵۳) اِنَّ

نے جو کچھ کیا سب کتابوں میں ہے ۵۲ اور ہر چھوٹی بڑی چیز لکھی ہوئی ہے ۵۳ بے شک

۴۳ حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام تو فرعون ان پر ایمان نہ لائے۔ ۴۴ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دی گئیں تھیں۔ ۴۵ عذاب کے ساتھ۔ ۴۶ اے

اہل مکہ! ۴۷ یعنی ان قوموں سے زیادہ قوی و توانا ہیں یا کفر و عناد میں کچھ ان سے کم ہیں۔ ۴۸ کہ تمہارے کفر کی گرفت نہ ہوگی اور تم عذاب الہی سے امن میں رہو

گے۔ ۴۹ کفار مکہ۔ ۵۰ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے۔ ۵۱ کفار مکہ کی۔ ۵۲ اور اس طرح بھاگیں گے کہ ایک بھی قائم نہ رہے گا۔ شان نزول: روز

بدر جب ابو جہل نے کہا کہ ہم سب مل کر بدلہ لے لیں گے یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے زور بہن کر یہ آیت تلاوت فرمائی پھر

ایسا ہی ہوا کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی فتح ہوئی اور کفار کو ہزیمت (شکست) ہوئی۔ ۵۱ یعنی اس عذاب کے بعد انہیں روز قیامت کے عذاب کا

وعدہ ہے ۵۲ دینا کے عذاب سے اس کا عذاب بہت زیادہ اشد۔ ۵۳ نہ سمجھتے ہیں نہ راہ یاب ہوتے ہیں۔ (تفسیر کبیر) ۵۳ حسب اقتضائے حکمت۔ شان نزول:

یہ آیت قدریوں کے درمیں نازل ہوئی جو قدرت الہی کے منکر ہیں اور حوادث کو کواکب وغیرہ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ مسائل: احادیث میں انہیں اس امت کا

مجس فرمایا گیا اور ان کے پاس بیٹھنے اور ان کے ساتھ کلام شروع کرنے اور وہ بیمار ہو جائیں تو ان کی عیادت کرنے اور مر جائیں تو ان کے جنازے میں شریک ہونے

کی ممانعت فرمائی گئی اور انہیں دجال کا ساتھی فرمایا گیا وہ بدترین خلق ہیں۔ ۵۳ جس چیز کے پیدا کرنے کا ارادہ ہو وہ حکم کے ساتھ ہی ہو جاتی ہے۔ ۵۴ کفار قبلی

امتوں کے ۵۵ جو عبرت حاصل کریں اور پند پذیر ہوں۔ ۵۶ یعنی بندوں کے تمام افعال حافظ اعمال فرشتوں کے نوشتوں میں ہیں۔ ۵۷ لوح محفوظ میں۔



السَّائِقِينَ فِي جَنَّتٍ وَنَهْرٍ ۵۳ فِي مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيكٍ مُّقْتَدِرٍ ۵۴

پرہیزگار باغوں اور نہر میں ہیں سچ کی مجلس میں عظیم قدرت والے بادشاہ کے حضور ۵۴

ایاتھا ۸ ﴿﴾ ۵۵ سُوْرَةُ الرَّحْمٰنِ مَدِيْنَةُ ۹ ﴿﴾ ۳ رُكُوْعَاتُهَا ۳ ﴿﴾

سورہ رحمن مدنیہ ہے، اس میں اٹھتر آیتیں اور تین رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

الرَّحْمٰنُ ۱ عَلَّمَ الْقُرْآنَ ۲ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۳ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ۴

رحمن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا ۲ انسانیت کی جان محمد کو پیدا کیا ۳ ماکان و مایکون کا بیان انھیں سکھایا ۴

الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ ۵ وَالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدْنَ ۶ وَ

سورج اور چاند حساب سے ہیں ۵ اور سبزے اور پیڑ سجدہ کرتے ہیں ۶ اور

السَّمَاءُ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْبِيْزَانَ ۷ اَلَّا تَطْغَوْا فِي الْبِيْزَانِ ۸ وَ

آسمان کو اللہ نے بلند کیا ۷ اور ترازو رکھی ۸ کہ ترازو (ترازو) میں بے اعتدالی (ناانصافی) نہ کرو ۸ اور

اَقِيْمُوا الْوِزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَخْسِرُوا الْبِيْزَانَ ۹ وَالْاَرْضُ رَضًا وَوَضَعَهَا

انصاف کے ساتھ تول قائم کرو اور وزن نہ گھٹاؤ ۹ اور زمین رکھی

لِلْاِنَامِ ۱۰ فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَالنَّخْلُ ذَاتُ الْاَكْمَامِ ۱۱ وَالْحَبُّ

مخلوق کے لیے ۱۰ اس میں میوے اور غلاف والی کھجوریں ۱۱ اور بھس

۵۲ یعنی اس کی بارگاہ کے مقرب ہیں۔ سورہ رحمن مکیہ ہے اس میں تین سو رکوع اور چھتر ۶ یا اٹھتر ۷ آیتیں تین سو اکیاون ۳۵۱ کلمے ایک ہزار چھ سو چھتیس ۱۶۳۶ حرف ہیں۔ شان نزول: جب آیت ”اَسْجُدُوا لِلرَّحْمٰنِ“ نازل ہوئی کفار نے کہا رحمن کیا ہے ہم نہیں جانتے اس پر اللہ تعالیٰ نے الرحمن نازل فرمائی کہ رحمن جس کا تم انکار کرتے ہو وہی ہے جس نے قرآن نازل فرمایا اور ایک قول یہ ہے کہ اہل مکہ نے جب کہا کہ محمد (مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو کوئی بشر سکھاتا ہے تو یہ آیت نازل ہوئی اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا کہ رحمن نے قرآن اپنے حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سکھایا۔ (غازن) سورہ انسان سے اس آیت میں سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مراد ہیں اور بیان سے ”مَا كَانُ وَمَا يَكُوْنُ“ کا بیان کیونکہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اولین و آخرین کی خبریں دیتے تھے۔ (غازن) سورہ کہ تقدیر معین کے ساتھ اپنے بروج و منازل میں سیر کرتے ہیں اور اس میں خلق کے لیے منافع ہیں اوقات کے حساب، سالوں اور مہینوں کا شمار انہیں پر ہے۔ سورہ حکم الہی کے مطیع ہیں۔ سورہ اور اپنے ملائکہ کا مسکن اور اپنے احکام کا جائے صدور بنایا۔ سورہ جس سے اشیاء کا وزن کیا جائے اور ان کی مقداریں معلوم ہوں تاکہ لین دین میں عدل قائم رکھا جائے۔ سورہ تاکہ کسی کی حق تلفی نہ ہو۔ سورہ جو اس میں رہتی بستی ہے تاکہ اس میں آرام کریں اور فائدے اٹھائیں۔ سورہ جن میں بہت برکت ہے۔

ذُو الْعَصْفِ وَالرَّيْحَانُ ﴿۱۳﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكذِّبِينَ ﴿۱۴﴾ خَلَقَ

کے ساتھ اناج وکھ اور خوشبو کے پھول تو اے جن دنوں تم دونوں اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے وکھ اس نے

الْإِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ ﴿۱۳﴾ وَخَلَقَ الْجَانَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّمَّنْ

آدی کو بنایا بجتی مٹی سے جیسے ٹھیکری وکھ اور جن کو پیدا فرمایا آگ کے

نَارٍ ﴿۱۵﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكذِّبِينَ ﴿۱۶﴾ رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ

لوکے سے وکھ تو تم دونوں اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے دونوں پورب کا رب اور دونوں

الْمَغْرِبَيْنِ ﴿۱۷﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكذِّبِينَ ﴿۱۸﴾ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ

پچھم کا رب وکھ تو تم دونوں اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے اس نے دو سمندر بہائے وکھ کہ دیکھنے

يَلْتَقِينَ ﴿۱۹﴾ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَا يَبْغِيْنِ ﴿۲۰﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا

میں معلوم ہوں ملے ہوئے وکھ اور ہے ان میں روک وکھ کہ ایک دوسرے پر بڑھ نہیں سکتا وکھ تو اپنے رب کی کون سی نعمت

تُكذِّبِينَ ﴿۲۱﴾ يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ ﴿۲۲﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا

جھٹلاؤ گے ان میں سے موتی اور موتکا نکلتا ہے تو اپنے رب کی کون سی نعمت

تُكذِّبِينَ ﴿۲۳﴾ وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنشَآتُ فِي الْبَحْرِ كَالْأَعْلَامِ ﴿۲۴﴾ فَبِأَيِّ

جھٹلاؤ گے اور اسی کی ہیں وہ چلنے والیاں کہ دریا میں اٹھی ہوئی ہیں جیسے پہاڑ وکھ تو اپنے

الْآلَاءِ رَبِّكُمَا تُكذِّبِينَ ﴿۲۵﴾ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ﴿۲۶﴾ وَيَبْقَىٰ وَجْهَ رَبِّكَ

رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے زمین پر جتنے ہیں سب کو فنا ہے وکھ اور باقی ہے تمہارے رب کی ذات

وکھ مثل گیہوں، بچو وغیرہ کے وکھ اس سورہ شریفہ میں یہ آیت اکتیس ۱۳ بار آئی ہے بار بار نعمتوں کا ذکر فرما کر یہ ارشاد فرمایا گیا ہے کہ اپنے رب کی کون سی نعمت کو

جھٹلاؤ گے یہ ہدایت و ارشاد کا بہترین اسلوب ہے تاکہ سامع کے نفس کو تنبیہ ہو اور اسے اپنے جرم اور ناپسائی (ناشکری) کا حال معلوم ہو جائے کہ اس نے کس قدر

نعمتوں کو جھٹلایا ہے اور اسے شرم آئے اور وہ ادائے شکر و طاعت کی طرف مائل ہو اور یہ سمجھ لے کہ اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتیں اس پر ہیں۔ حدیث: سید عالم صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ سورت میں نے جنات کو سنائی وہ تم سے اچھا جواب دیتے تھے جب میں آیت ”فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكذِّبَانِ“ پڑھتا وہ کہتے: اے

رب ہمارے! ہم تیری کسی نعمت کو نہیں جھٹلاتے تجھے حمد (الْتَرْمِيذِيُّ وَقَالَ غَرِيْبٌ) وکھ یعنی خشک مٹی سے جو بجانے سے بچے اور کوئی چیز کھٹکنا آواز دے پھر اس مٹی کو تڑکیا کہ وہ مثل گارے کے ہوگئی پھر اس کو گلابیا کہ وہ مثل سیاہ کچھڑ کے ہوگئی۔ وکھ یعنی خالص بے دھوئیں والے شعلہ سے وکھ دونوں پورب اور دونوں پچھم سے مراد آفتاب کے طلوع ہونے کے دونوں مقام ہیں گرمی کے بھی اور جاڑے کے بھی اس طرح غروب ہونے کے بھی دونوں مقام ہیں۔ وکھ شیریں اور شور وکھ نہ ان کے درمیان ظاہر میں کوئی فاصلہ نہ حائل۔ وکھ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے وکھ ہر ایک اپنی حد پر رہتا ہے اور کسی کا ذائقہ تبدیل نہیں ہوتا۔ وکھ جن چیزوں سے وہ کشتیاں بنائی گئیں وہ بھی اللہ تعالیٰ نے پیدا کیں اور ان کو ترکیب دینے اور کشتی بنانے اور صنایع کرنے کی عقل بھی اللہ تعالیٰ نے پیدا کی اور دریاؤں میں ان کشتیوں کا چلنا اور تیرنا یہ سب اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ہے۔ وکھ ہر جاندار وغیرہ ہلاک ہونے والا ہے۔

ذُو الْجَلِيلِ وَالْإِكْرَامِ ۲۷ ﴿۲۷﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ﴿۲۸﴾ يَسْأَلُهُ مَنْ

عظمت اور بزرگی والا ۲۷ تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے اسی کے منگتا ہیں جتنے

فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ ﴿۲۹﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا

آسمانوں اور زمین میں ہیں ۲۹ اُسے ہر دن ایک کام ہے ۲۹ تو اپنے رب کی کون سی نعمت

تُكَذِّبِينَ ﴿۳۰﴾ سَنَفَرُّ لَكُمْ آيَةَ الثَّقَلَيْنِ ﴿۳۱﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا

جھٹلاؤ گے جلد سب کام نبٹا کر ہم تمہارے حساب کا قصد فرماتے ہیں اے دونوں بھاری گروہ ۳۱ تو اپنے رب کی کون سی نعمت

تُكَذِّبِينَ ﴿۳۲﴾ يُعِشِرَ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ تَنْفُذُوا مِنْ

جھٹلاؤ گے اے جن و انسان کے گروہ اگر تم سے ہو سکے کہ

أَقْطَارِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ فَانْفُذُوا ۗ لَا تَنْفُذُونَ إِلَّا بِسُلْطٰنٍ ﴿۳۳﴾

آسمانوں اور زمین کے کناروں سے نکل جاؤ تو نکل جاؤ جہاں نکل کر جاؤ گے اسی کی سلطنت ہے ۳۳

فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ﴿۳۴﴾ يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شَوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ ۗ وَ

تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے تم پر ۳۴ چھوڑی جائے گی بے دھوئیں کی آگ کی لپٹ اور

نَحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرِينَ ﴿۳۵﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ﴿۳۶﴾ فَاذًا انْشَقَّتْ

بے لپٹ کا کالا دھواں ۳۵ تو پھر بدلہ لے سکو گے ۳۶ تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے پھر جب آسمان

۳۷ کہ وہ خلق کے فنا کے بعد انہیں زندہ کرے گا اور ابدی حیات عطا فرمائے گا اور ایمانداروں پر لطف و کرم کرے گا۔ ۳۸ فرشتے ہوں یا جن یا انسان یا اور کوئی مخلوق کوئی بھی اس سے بے نیاز نہیں سب اس کے فضل کے محتاج ہیں اور زبان حال وقال سے اس کے حضور سائل۔ ۳۹ یعنی وہ ہر وقت اپنی قدرت کے آثار ظاہر فرماتا ہے کسی کو روزی دیتا ہے کسی کو مارتا ہے کسی کو جلاتا (پیدا کرتا) ہے کسی کو عزت دیتا ہے کسی کو ذلت کسی کو غنی کرتا ہے کسی کو محتاج کسی کے گناہ بخشتا ہے کسی کی تکلیف رفع کرتا ہے۔ شان نزول: کہا گیا ہے کہ یہود کے رد میں نازل ہوئی جو کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ سنیچر کے روز کوئی کام نہیں کرتا ان کے قول کا بطلان ظاہر فرمایا گیا۔ منقول ہے کہ ایک بادشاہ نے اپنے وزیر سے اس آیت کے معنی دریافت کئے اس نے ایک روز کی مہلت چاہی اور نہایت متفکر و مغموں ہو کر اپنے مکان پر آیا

اس کے ایک جشی غلام نے وزیر کو پریشان دیکھ کر کہا کہ اے میرے آقا آپ کو کیا مصیبت پیش آئی بیان کیجئے وزیر نے بیان کیا تو غلام نے کہا کہ اس کے معنی بادشاہ کو میں سمجھا دوں گا وزیر نے اس کو بادشاہ کے سامنے پیش کیا تو غلام نے کہا کہ اے بادشاہ اللہ کی شان یہ ہے کہ وہ رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں اور

مردے سے زندہ نکالتا ہے اور زندے سے مردہ اور بیمار کو تندرستی دیتا ہے اور تندرست کو بیمار کرتا ہے مصیبت زدہ کو رہائی دیتا ہے اور بے غموں کو مصیبت میں مبتلا کرتا ہے عزت والوں کو ذلیل کرتا ہے ذلیلوں کو عزت دیتا ہے مالداروں کو محتاج کرتا ہے محتاجوں کو مالدار بادشاہ نے غلام کا جواب پسند کیا اور وزیر کو حکم دیا کہ اس غلام کو خلعت و وزارت پہنائے غلام نے وزیر سے کہا اے آقا یہ بھی اللہ تعالیٰ کی ایک شان ہے۔ ۴۰ جن و انس کے ۴۱ تم اس سے کہیں بھاگ نہیں سکتے۔ ۴۲ روز قیامت جب تم قبروں سے نکلو گے۔ ۴۳ حضرت مترجم قدس سرہ نے فرمایا: لپٹ میں دھواں ہوتو اس کے سب اجزاء جلانے والے نہ ہوں گے کہ زمین کے اجزاء

شامل ہیں جن سے دھواں بنتا ہے اور دھوئیں میں لپٹ ہو تو وہ پورا سیاہ اور اندھیرا نہ ہوگا کہ لپٹ کی رنگت شامل ہے ان پر بے دھوئیں کی لپٹ بھیجی جائے گی جس کے سب اجزاء جلانے والے اور بے لپٹ کا دھواں جو سخت کالا اندھیرا اور اسی کے وجہ کریم کی پناہ۔ ۴۴ اس عذاب سے نہ بچ سکو گے اور آپس میں ایک دوسرے کی مدد



السَّمَاءُ فَكَانَتْ وَرُدَّةً كَالدِّهَانِ ۳۷ ﴿۳۷﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ﴿۳۸﴾

پھٹ جائے گا تو گلاب کے پھول سا ہو جائے گا (سرخ نری) (سرخ رنگا ہوا چڑا) تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے

فِيَوْمٍ مَّا لَا يُسْأَلُ عَنْ ذَنْبِهِ إِنْسٌ وَلَا جَانٌّ ﴿۳۹﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا

تو اس دن مٹا کنگار کے گناہ کی پوچھ نہ ہوگی کسی آدمی اور جن سے مٹا تو اپنے رب کی کون سی نعمت

تُكَذِّبِينَ ﴿۴۰﴾ يُعْرِفُ الْمُجْرِمُونَ بِسَيِّئِهِمْ فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِي وَ

جھٹلاؤ گے مجرم اپنے چہرے سے پہچانے جائیں گے مٹا تو ماتھا اور پاؤں پکڑ کر جہنم میں ڈالے

الْأَقْدَامِ ﴿۴۱﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ﴿۴۲﴾ هَذِهِ جَهَنَّمُ الَّتِي

جائیں گے مٹا تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے مٹا یہ ہے وہ جہنم جسے

يُكَذِّبُ بِهَا الْمُجْرِمُونَ ﴿۴۳﴾ يُطَوَّفُونَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَيْمِمْ إِنْ فَبِأَيِّ

مجرم جھٹلاتے ہیں پھیرے کریں گے اس میں اور اتنا کے جلتے کھولتے پانی میں مٹا تو اپنے

الْآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ﴿۴۴﴾ وَلَسْنَا خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّاتٍ ﴿۴۵﴾ فَبِأَيِّ

رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے اور جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے مٹا اس کے لیے دو جنتیں ہیں مٹا تو اپنے

الْآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ﴿۴۶﴾ ذَوَاتًا أَفْئَانٍ ﴿۴۷﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا

رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے بہت سی ڈالوں والیاں مٹا تو اپنے رب کی کون سی نعمت

تُكَذِّبِينَ ﴿۴۸﴾ فِيهَا عَيْنٌ تُجْرِينَ ﴿۴۹﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ﴿۵۰﴾

جھٹلاؤ گے ان میں دو چشمے بہتے ہیں مٹا تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے

نہ کر سکو گے بلکہ یہ پلٹ اور دھواں تمہیں محشر کی طرف لے جائیں گے پہلے سے اس کی خبر دے دینا یہ بھی اللہ تعالیٰ کا لطف و کرم ہے تاکہ اس کی نافرمانی سے باز رہ کر اپنے آپ کو اس بلا سے بچا سکو۔ مٹا کہ جگہ جگہ سے شق اور رنگت کا سرخ۔ (حضرت مترجم قدس سرہ) مٹا یعنی جبکہ قبروں سے اٹھائے جائیں گے اور آسمان پھٹے گا۔ مٹا اس روز ملائکہ مجرمین سے دریافت نہ کریں گے ان کی صورتیں ہی دیکھ کر پہچان لیں گے اور سوال دوسرے وقت ہوگا جبکہ لوگ موقف میں جمع ہوں گے۔ مٹا کہ ان کے منہ کالے اور آنکھیں نیلی ہوں گی۔ مٹا پاؤں پیچھے کے پیچھے سے لا کر پیشانیوں سے ملا دیئے جائیں گے اور گھسیٹ کر جہنم میں ڈالے جائیں گے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ بعض پیشانیوں سے گھسیٹے جائیں گے بعض پاؤں سے۔ مٹا اور ان سے کہا جائے گا مٹا کہ جب جہنم کی آگ سے جل بھن کر فریاد کریں گے تو انہیں جلتا کھولتا پانی پلایا جائے گا اور اس کے عذاب میں مبتلا کئے جائیں گے خدا کی نافرمانی کے اس انجام سے آگاہ فرما دینا اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے۔ مٹا یعنی جسے اپنے رب کے حضور روز قیامت موقف میں حساب کے لیے کھڑے ہونے کا ڈر ہو اور وہ معاصی ترک کرے اور فرانس بجالائے مٹا جنت عدن اور جنت نعیم اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ایک جنت رب سے ڈرنے کا صلہ اور ایک شہوات ترک کرنے کا صلہ۔ مٹا اور ہر ڈالی میں قسم قسم کے میوے۔ مٹا ایک آب شیریں کا اور ایک شراب پاک کا یا ایک تسنیم دوسرا سلسبیل۔

فِيهِمَا مِنْ كُلِّ فَاكِهَةٍ زَوْجٍ ۝۵۲ ﴿فِي أَيِّ الْأَعْيُنِ رَأَيْتُمَا تَكْذِبِينَ ۝۵۳﴾

ان میں ہر میوہ دو دو قسم کا تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے

مُتَّكِنِينَ عَلَى فُرُشٍ بَطَّائِنُهَا مِنْ إِسْتَبْرَقٍ ۖ وَجَنَّاتٍ جَنَّتِينَ دَانٍ ۝۵۳ ﴿ج

ایسے بچھونوں پر تکیہ لگائے جن کا استر قتاویز کا ملا اور دونوں کے میوے اتنے جھکے ہوئے کہ نیچے سے جن لوہا

فِي أَيِّ الْأَعْيُنِ رَأَيْتُمَا تَكْذِبِينَ ۝۵۵ ﴿فِيهِنَّ قِصْرٌ الْظَّرْفِ لَمْ يَطَّيَّرُنَّ ۖ

تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے ان بچھونوں پر وہ عورتیں ہیں کہ شوہر کے سوا کسی کو آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتیں ۵۳

إِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ ۝۵۶ ﴿فِي أَيِّ الْأَعْيُنِ رَأَيْتُمَا تَكْذِبِينَ ۝۵۷﴾ كَا تَهْنُ ۖ

ان سے پہلے انھیں نہ چھو کسی آدمی اور نہ جن نے تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے گویا وہ

الْيَاقُوتُ وَالْمَرْجَانُ ۝۵۸ ﴿فِي أَيِّ الْأَعْيُنِ رَأَيْتُمَا تَكْذِبِينَ ۝۵۹﴾ هَلْ جَزَاءُ

لعل اور مونگا ہیں ۵۴ تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے نیکی کا بدلہ

الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ ۝۶۰ ﴿فِي أَيِّ الْأَعْيُنِ رَأَيْتُمَا تَكْذِبِينَ ۝۶۱﴾ وَمِنْ

کیا ہے مگر نیکی ۵۵ تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے اور

دُونِهَا جَنَّاتٍ ۝۶۲ ﴿فِي أَيِّ الْأَعْيُنِ رَأَيْتُمَا تَكْذِبِينَ ۝۶۳﴾ مُدْهًا مَّثْنٍ ۝۶۴ ﴿ج

ان کے سوا دو جنتیں اور ہیں ملا تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے نہایت ہنری سے سیاہی کی جھلک دے رہی ہیں

فِي أَيِّ الْأَعْيُنِ رَأَيْتُمَا تَكْذِبِينَ ۝۶۵ ﴿فِيهِمَا عَيْنٌ نَضَّاحَتَيْنِ ۝۶۶﴾ فِي أَيِّ

تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے ان میں دو چشمے ہیں چھلکتے ہوئے تو اپنے

الْأَعْيُنِ رَأَيْتُمَا تَكْذِبِينَ ۝۶۷ ﴿فِيهِمَا فَاكِهَةٌ وَنَخْلٌ وَرُمَّانٌ ۝۶۸﴾ فِي أَيِّ

رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے ان میں میوے اور کھجوریں اور انار ہیں تو اپنے

۶۱ یعنی سنگین ریشم کا جب استر کا یہ حال ہے تو ابرا کیسا ہوگا سُبْحَانَ اللَّهِ - ۶۲ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ درخت اتنا قریب ہوگا کہ

اللہ تعالیٰ کے پیارے کھڑے بیٹھے اس کا میوہ چن لیں گے - ۶۳ جنتی پیمیاں اپنے شوہر سے کہیں گی مجھے اپنے رب کے عزت و جلال کی قسم جنت میں مجھے کوئی چیز

تجھ سے زیادہ اچھی نہیں معلوم ہوتی تو اس خدا کی حمد جس نے تجھے میرا شوہر کیا اور مجھے تیری بی بی بنایا - ۶۴ صفائی اور خوش رنگی میں حدیث شریف میں ہے کہ جنتی

حوروں کے صفائے ابدان کا یہ عالم ہے کہ ان کی پنڈلی کا مغز اس طرح نظر آتا ہے جس طرح آگینے کی صراحی میں شراب سرخ - ۶۵ یعنی جس نے دنیا میں نیکی کی

اس کی جزا آخرت میں احسان الہی ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ جو "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" کا قائل ہو اور شریعت محمدیہ پر عامل، اس کی جزا

جنت ہے - ۶۶ حدیث شریف میں ہے کہ دو جنتیں تو ایسی ہیں جن کے ظروف اور سامان چاندی کے ہیں اور دو جنتیں ایسی کہ جن کے ظروف واسباب سونے کے

اور ایک قول یہ بھی ہے کہ پہلی دو جنتیں سونے اور دوسری یا قوت و زبردگی -

الْآءِ رَبِّكُمْ أَتُكذِّبُنَ ۚ ﴿٦٩﴾ فِيهِنَّ خَيْرٌ حَسَانٌ ﴿٧٠﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا

رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے ان میں عورتیں ہیں عادت کی نیک صورت کی اچھی تو اپنے رب کی کون سی نعمت

تُكذِّبُنَ ﴿٧١﴾ حُورًا مَّقْصُورَاتٌ فِي الْخِيَامِ ﴿٧٢﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا

جھٹلاؤ گے حوریں ہیں خیموں میں پردہ نشین عورتیں تو اپنے رب کی کون سی نعمت

تُكذِّبُنَ ﴿٧٣﴾ لَمْ يَطِئْتُهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ ﴿٧٤﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا

جھٹلاؤ گے ان سے پہلے انہیں ہاتھ نہ لگایا کسی آدمی اور نہ جن نے تو اپنے رب کی کون سی نعمت

تُكذِّبُنَ ﴿٧٥﴾ مُتَّكِفِينَ عَلَى رَأْفِ خُضِرٍ وَعَبْقَرِيِّ حَسَانٍ ﴿٧٦﴾ فَبِأَيِّ

جھٹلاؤ گے متکیہ لگائے ہوئے سبز پچھونوں اور مقش خوبصورت چاندنیوں پر تو اپنے

الْآءِ رَبِّكُمْ أَتُكذِّبُنَ ﴿٧٧﴾ تَبَارَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلَلِ وَالْإِكْرَامِ ﴿٧٨﴾

رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے بڑی برکت والا ہے تمہارے رب کا نام جو عظمت اور بزرگی والا

﴿٧٦﴾ ﴿٧٧﴾ ﴿٧٨﴾ ﴿٧٩﴾ ﴿٨٠﴾ ﴿٨١﴾ ﴿٨٢﴾ ﴿٨٣﴾ ﴿٨٤﴾ ﴿٨٥﴾ ﴿٨٦﴾ ﴿٨٧﴾ ﴿٨٨﴾ ﴿٨٩﴾ ﴿٩٠﴾ ﴿٩١﴾ ﴿٩٢﴾ ﴿٩٣﴾ ﴿٩٤﴾ ﴿٩٥﴾ ﴿٩٦﴾ ﴿٩٧﴾ ﴿٩٨﴾ ﴿٩٩﴾ ﴿١٠٠﴾

سورہ واقعہ مکہ ہے، اس میں چھیانوے آیتیں اور تین رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ۙ ﴿١﴾ لَيْسَ لَوْقَعَتَهَا كَاذِبَةٌ ۙ ﴿٢﴾ خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ ۙ ﴿٣﴾

جب ہو لے گی وہ ہونے والی ہے اس وقت اس کے ہونے میں کسی کو انکار کی گنجائش نہ ہوگی کسی کو پست کرنے والی ہے کسی کو بلندی دینے والی ہے

اِذَا رُجَّتِ الْأَرْضُ رَجًا ۙ ﴿٤﴾ وَبَسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا ۙ ﴿٥﴾ فَكَانَتْ هَبَاءً

جب زمین کانپے گی تھر تھرا کرے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے پورا ہو کر تو ہو جائیں گے جیسے روزن (سورخ) کی دھوپ میں غبار کے

تکے کہ ان خیموں سے باہر نہیں نکلتیں یہ ان کی شرافت و کرامت ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ اگر جنتی عورتوں میں سے زمین کی طرف کسی کی ایک جھلک پڑ جائے تو آسمان وزمین کے درمیان کی تمام فضا روشن ہو جائے اور خوشبو سے بھر جائے اور ان کے خیمے موتی اور زبرجد کے ہوں گے۔ ﴿٥﴾ اور ان کے شوہر جنت میں

عیش کریں گے۔ سورہ واقعہ مکہ ہے سوائے آیت ”أَفِيهَذَا الْحَدِيثِ“ اور آیت ”ثَلَّةٌ مِنَ الْأَوْلِيَيْنِ“ کے اس سورت میں تین ۳ رکوع اور چھیانوے یا ستانوے یا ننانوے آیتیں اور تین سو اٹھتر ۷۸ تکے اور ایک ہزار سات سو تین ۱۷۳ حرف ہیں۔ امام بغوی نے ایک حدیث روایت کی ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص سورہ واقعہ کو ہر شب پڑھے وہ فاقہ سے ہمیشہ محفوظ رہے گا۔ (غازن) ہے یعنی جب قیامت قائم ہو جو ضرور ہونے والی ہے۔ سورہ جہنم میں گرا کر

ہوے دخول جنت کے ساتھ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ جو لوگ دنیا میں اونچے تھے قیامت انہیں پست کرے گی اور جو دنیا میں پستی میں تھے ان کے مرتبے بلند کرے گی اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اہل معصیت کو پست کرے گی اور اہل طاعت کو بلند کرے گی حتیٰ کہ اس کی تمام عمارتیں گرا جائیں گی۔



مُنْبَغَاً ۶) وَكُنْتُمْ أَزْوَاجًا ثَلَاثَةً ۷) فَأَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ ۸) مَا أَصْحَابُ الشِّمَالِ ۹) وَالسَّابِقُونَ ۱۰) أُولَئِكَ الْمُقَرَّبُونَ ۱۱) فِي جَنَّتِ النَّعِيمِ ۱۲) ثَلَاثَةٌ مِّنَ ۱۳) الْأُولَىٰ ۱۴) وَقَلِيلٌ مِّنَ الْآخِرِينَ ۱۵) عَلَىٰ سُرُرٍ مَّوْضُونَةٍ ۱۶) مَّتَّكِينَ عَلَيْهَا مُتَقَلِّبِينَ ۱۷) يَطُوفُ عَلَيْهِمْ وُجُوهٌ مُّخَلَّدُونَ ۱۸) لَا تَأْكُلُ فِيهَا كُوفٌ ۱۹) وَلَا فِيهَا مِمَّا يَحْتَرُونَ ۲۰) وَلَا حَمٍ طَيْرٍ مِّمَّا

باریک ذرے پھیلے ہوئے اور تم تین قسم کے ہو جاؤ گے تو وہی طرف والے وہاں کیسے وہی

الْمَيْمَنَةِ ۸) وَأَصْحَابُ الشِّمَالِ ۹) مَا أَصْحَابُ الشِّمَالِ ۹) وَالسَّابِقُونَ ۱۰) السَّابِقُونَ ۱۰) أُولَئِكَ الْمُقَرَّبُونَ ۱۱) فِي جَنَّتِ النَّعِيمِ ۱۲) ثَلَاثَةٌ مِّنَ ۱۳) الْأُولَىٰ ۱۴) وَقَلِيلٌ مِّنَ الْآخِرِينَ ۱۵) عَلَىٰ سُرُرٍ مَّوْضُونَةٍ ۱۶) مَّتَّكِينَ عَلَيْهَا مُتَقَلِّبِينَ ۱۷) يَطُوفُ عَلَيْهِمْ وُجُوهٌ مُّخَلَّدُونَ ۱۸) لَا تَأْكُلُ فِيهَا كُوفٌ ۱۹) وَلَا فِيهَا مِمَّا يَحْتَرُونَ ۲۰) وَلَا حَمٍ طَيْرٍ مِّمَّا

طرف والے فک اور بائیں طرف والے فک کیسے بائیں طرف والے فک اور جو سبقت لے گئے وہاں

السَّابِقُونَ ۱۰) أُولَئِكَ الْمُقَرَّبُونَ ۱۱) فِي جَنَّتِ النَّعِيمِ ۱۲) ثَلَاثَةٌ مِّنَ ۱۳) الْأُولَىٰ ۱۴) وَقَلِيلٌ مِّنَ الْآخِرِينَ ۱۵) عَلَىٰ سُرُرٍ مَّوْضُونَةٍ ۱۶) مَّتَّكِينَ عَلَيْهَا مُتَقَلِّبِينَ ۱۷) يَطُوفُ عَلَيْهِمْ وُجُوهٌ مُّخَلَّدُونَ ۱۸) لَا تَأْكُلُ فِيهَا كُوفٌ ۱۹) وَلَا فِيهَا مِمَّا يَحْتَرُونَ ۲۰) وَلَا حَمٍ طَيْرٍ مِّمَّا

وہ تو سبقت ہی لے گئے وہاں وہی مقرب بارگاہ ہیں چین کے باغوں میں اگلوں میں سے

السَّابِقُونَ ۱۰) أُولَئِكَ الْمُقَرَّبُونَ ۱۱) فِي جَنَّتِ النَّعِيمِ ۱۲) ثَلَاثَةٌ مِّنَ ۱۳) الْأُولَىٰ ۱۴) وَقَلِيلٌ مِّنَ الْآخِرِينَ ۱۵) عَلَىٰ سُرُرٍ مَّوْضُونَةٍ ۱۶) مَّتَّكِينَ عَلَيْهَا مُتَقَلِّبِينَ ۱۷) يَطُوفُ عَلَيْهِمْ وُجُوهٌ مُّخَلَّدُونَ ۱۸) لَا تَأْكُلُ فِيهَا كُوفٌ ۱۹) وَلَا فِيهَا مِمَّا يَحْتَرُونَ ۲۰) وَلَا حَمٍ طَيْرٍ مِّمَّا

ایک گروہ اور پچھلوں میں سے تھوڑے فک جزاؤ تختوں پر ہوں گے فک

السَّابِقُونَ ۱۰) أُولَئِكَ الْمُقَرَّبُونَ ۱۱) فِي جَنَّتِ النَّعِيمِ ۱۲) ثَلَاثَةٌ مِّنَ ۱۳) الْأُولَىٰ ۱۴) وَقَلِيلٌ مِّنَ الْآخِرِينَ ۱۵) عَلَىٰ سُرُرٍ مَّوْضُونَةٍ ۱۶) مَّتَّكِينَ عَلَيْهَا مُتَقَلِّبِينَ ۱۷) يَطُوفُ عَلَيْهِمْ وُجُوهٌ مُّخَلَّدُونَ ۱۸) لَا تَأْكُلُ فِيهَا كُوفٌ ۱۹) وَلَا فِيهَا مِمَّا يَحْتَرُونَ ۲۰) وَلَا حَمٍ طَيْرٍ مِّمَّا

ان پر تکیہ لگائے ہوئے آنے سامنے فک ان کے گرد لیے پھریں گے فک ہمیشہ رہنے والے لڑکے فک

السَّابِقُونَ ۱۰) أُولَئِكَ الْمُقَرَّبُونَ ۱۱) فِي جَنَّتِ النَّعِيمِ ۱۲) ثَلَاثَةٌ مِّنَ ۱۳) الْأُولَىٰ ۱۴) وَقَلِيلٌ مِّنَ الْآخِرِينَ ۱۵) عَلَىٰ سُرُرٍ مَّوْضُونَةٍ ۱۶) مَّتَّكِينَ عَلَيْهَا مُتَقَلِّبِينَ ۱۷) يَطُوفُ عَلَيْهِمْ وُجُوهٌ مُّخَلَّدُونَ ۱۸) لَا تَأْكُلُ فِيهَا كُوفٌ ۱۹) وَلَا فِيهَا مِمَّا يَحْتَرُونَ ۲۰) وَلَا حَمٍ طَيْرٍ مِّمَّا

کوزے اور آفتابے اور جام آنکھوں کے سامنے بہتی شراب کے اس سے نہ انھیں دروسر ہو

السَّابِقُونَ ۱۰) أُولَئِكَ الْمُقَرَّبُونَ ۱۱) فِي جَنَّتِ النَّعِيمِ ۱۲) ثَلَاثَةٌ مِّنَ ۱۳) الْأُولَىٰ ۱۴) وَقَلِيلٌ مِّنَ الْآخِرِينَ ۱۵) عَلَىٰ سُرُرٍ مَّوْضُونَةٍ ۱۶) مَّتَّكِينَ عَلَيْهَا مُتَقَلِّبِينَ ۱۷) يَطُوفُ عَلَيْهِمْ وُجُوهٌ مُّخَلَّدُونَ ۱۸) لَا تَأْكُلُ فِيهَا كُوفٌ ۱۹) وَلَا فِيهَا مِمَّا يَحْتَرُونَ ۲۰) وَلَا حَمٍ طَيْرٍ مِّمَّا

نہ ہوش میں فرق آئے فک اور میوے جو پسند کریں اور پرندوں کا گوشت

السَّابِقُونَ ۱۰) أُولَئِكَ الْمُقَرَّبُونَ ۱۱) فِي جَنَّتِ النَّعِيمِ ۱۲) ثَلَاثَةٌ مِّنَ ۱۳) الْأُولَىٰ ۱۴) وَقَلِيلٌ مِّنَ الْآخِرِينَ ۱۵) عَلَىٰ سُرُرٍ مَّوْضُونَةٍ ۱۶) مَّتَّكِينَ عَلَيْهَا مُتَقَلِّبِينَ ۱۷) يَطُوفُ عَلَيْهِمْ وُجُوهٌ مُّخَلَّدُونَ ۱۸) لَا تَأْكُلُ فِيهَا كُوفٌ ۱۹) وَلَا فِيهَا مِمَّا يَحْتَرُونَ ۲۰) وَلَا حَمٍ طَيْرٍ مِّمَّا

فک یعنی جن کے نامہ اعمال ان کے دہنے ہاتھوں میں دیئے جائیں گے۔ فک یہ ان کی تعظیم شان کے لیے فرمایا وہ بڑی شان رکھتے ہیں سعید ہیں جنت میں داخل ہوں گے۔ فک جن کے نامہ اعمال بائیں ہاتھوں میں دیئے جائیں گے۔ فک یہ ان کی تحقیر شان کے لیے فرمایا کہ وہ شقی ہیں جہنم میں داخل ہوں گے۔

فک نیکوں میں فک دخول جنت میں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ وہ ہجرت میں سبقت کرنے والے ہیں کہ آخرت میں جنت کی طرف سبقت کریں گے۔ ایک قول یہ ہے کہ وہ اسلام کی طرف سبقت کرنے والے ہیں اور ایک قول یہ ہے کہ وہ مہاجرین و انصار ہیں جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف نمازیں پڑھیں فک یعنی سابقین اگلوں میں سے بہت ہیں اور پچھلوں میں سے تھوڑے اور اگلوں میں سے مراد یا تو پہلی امتیں ہیں زمانہ حضرت آدم سے ہمارے

سرکار سعید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہد مبارک تک کی جیسا کہ اکثر مفسرین کا قول ہے لیکن یہ قول نہایت ضعیف ہے اگرچہ مفسرین نے اس کے وجوہ ضعف کے جواب میں بہت سی توجیہات بھی کی ہیں قول صحیح تفسیر میں یہ ہے کہ اگلوں سے امت محمدیہ ہی کے پہلے لوگ مہاجرین و انصار میں سے جو سابقین اولین ہیں وہ مراد ہیں اور پچھلوں سے ان کے بعد والے احادیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ حدیث مرفوعہ میں ہے کہ اولین و آخرین یہاں اسی امت کے پہلے اور پچھلے

ہیں اور یہ بھی مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دونوں گروہ میری ہی امت کے ہیں۔ (تفسیر کبیرہ، ج ۱، ص ۱۳۱) جن میں لعل، یا قوت، موتی وغیرہ جو اہرات جڑے ہوں گے۔ فک حسن عشرت کے ساتھ با شان و شکوہ ایک دوسرے کو دیکھ کر مسرور دل شاد ہوں گے۔ فک آداب خدمت کے ساتھ۔

فک جو نہ مر میں نہ بوڑھے ہوں نہ ان میں تغیر آئے یہ اللہ تعالیٰ نے اہل جنت کی خدمت کے لیے جنت میں پیدا فرمائے۔ فک بخلاف شراب دنیا کے کداس کے پینے سے حواس مُخْتَل ہو جاتے ہیں (بگڑ جاتے ہیں)۔

يُسْتَهْوَنَ ۲۱ ط وَحُورًا عَيْنِينَ ۲۲ لَام كَأَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُونِ ۲۳ ج جَزَاءً ۲۴

جو چاہیں ۲۱ اور بڑی آنکھ والیاں حوریں ۲۲ جیسے چھپے رکھے ہوئے موتی ۲۳ ج جَزَاءً ۲۴ صلہ

بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۲۳ لَام لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَعْوًا وَلَا تَأْتِيهَا ۲۵ لَام إِلَّا ۲۶

ان کے اعمال کا ۲۳ اس میں نہ سنیں گے کوئی بیکار بات نہ گنہگاری ۲۵ لَام إِلَّا ۲۶ ہاں

قِيَلًا سَلْبًا سَلْبًا ۲۶ لَام وَأَصْحَابُ الْيَمِينِ ۲۷ لَام مَا أَصْحَابُ الْيَمِينِ ۲۸ ط فِي ۲۹

یہ کہنا ہوگا سلام سلام ۲۶ اور دہنی طرف والے کیسے دہنی طرف والے ۲۷ لَام فِي ۲۹ لے کانٹے

سِدْرًا مَّخْضُودٍ ۲۸ لَام وَ طَلْحٍ مَّنْضُودٍ ۲۹ لَام وَ ظِلِّ مَّدُودٍ ۳۰ لَام وَمَاءٍ ۳۱

کی بیڑوں میں ۲۸ اور کیلے کے گچھوں میں ۲۹ اور ہمیشہ کے سائے میں ۳۰ اور ہمیشہ

مَسْكُوبٍ ۳۱ لَام وَ فَاكِهَةٍ كَثِيرَةٍ ۳۲ لَام لَا مَقْطُوعَةٍ وَ لَا مَمْنُوعَةٍ ۳۳ لَام وَ

جاری پانی میں ۳۱ اور بہت سے میووں میں ۳۲ جو نہ ختم ہوں ۳۳ اور نہ روکے جائیں ۳۳ اور

فُرُشٍ مَّرْفُوعَةٍ ۳۳ ط إِنَّا أَنشَأْنَهُنَّ إِنشَاءً ۳۴ لَام فَجَعَلْنَهُنَّ أَبْكَارًا ۳۵ لَام

بلند بچھونوں میں ۳۳ بے شک ہم نے ان عورتوں کو اچھی اٹھایا ۳۴ تو انھیں بنایا کنواریاں اپنے شوہر پر پیاریاں

عُرْبًا أَتْرَابًا ۳۶ لَام لِأَصْحَابِ الْيَمِينِ ۳۷ ط ثَلَاثَةٌ مِّنَ الْأَوْلِيَاءِ ۳۸ لَام وَثَلَاثَةٌ ۳۹

انھیں پیار دلاتیاں ایک عمر والیاں ۳۶ دہنی طرف والوں کے لیے اگلوں میں سے ایک گروہ اور پچھلوں

مِّنَ الْأَخْرَيْنِ ۴۰ ط وَأَصْحَابُ الشِّمَالِ ۴۱ لَام مَا أَصْحَابُ الشِّمَالِ ۴۲ ط فِي ۴۳

میں سے ایک گروہ ۴۰ اور بائیں طرف والے ۴۱ کیسے بائیں طرف والے ۴۲ جلتی

۴۳ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ اگر جنتی کو پرندوں کے گوشت کی خواہش ہوگی تو اس کے حسب مرضی پرندہ اڑتا ہوا سامنے آئے گا اور رکائی

میں آکر سامنے پیش ہوگا اس میں سے جتنا چاہے گا جنتی کھائے گا پھر وہ اڑ جائے گا۔ (خانہ) ۴۳ ان کے لیے ہوں گی ۴۳ یعنی جیسا موتی صرف میں چھپا ہوتا

ہے کہ نہ تو اسے کسی کے ہاتھ نے چھوا نہ دھوپ اور ہوا لگی اس کی صفائی اپنی نہایت پر ہے اسی طرح وہ حوریں اچھوتی ہوں گی یہ بھی مروی ہے کہ حوروں کے تبسم سے

جنت میں نور چمکے گا اور جب وہ چلیں گی تو ان کے ہاتھوں اور پاؤں کے زیوروں سے تقدیس و تمجید کی آوازیں آئیں گی اور یا قوتی ہار ان کی گردنوں کے حسن و خوبی

سے ہنسیں گے۔ ۴۱ کہ دنیا میں انہوں نے فرمانبرداری کی۔ ۴۲ یعنی جنت میں کوئی ناگوار اور باطل بات سننے میں نہ آئے گی۔ ۴۳ جنتی آپس میں ایک

دوسرے کو سلام کریں گے ملائکہ اہل جنت کو سلام کریں گے اللہ رب العزت کی طرف سے ان کی طرف سلام آئے گا، یہ حال تو سابقین مقررین کا تھا اس کے

بعد جنتیوں کے دوسرے گروہ اصحاب یمین کا ذکر فرمایا جاتا ہے۔ ۴۴ ان کی عجیب شان ہے کہ اللہ کے حضور میں معزز و مکرم ہیں۔ ۴۵ جن کے درخت جڑ سے

چوٹی تک پھلوں سے بھرے ہوں گے۔ ۴۶ جب کوئی پھل توڑا جائے فوراً اس کی جگہ دیے ہی دہاں موجود۔ ۴۷ اہل جنت پھلوں کے لینے سے۔ ۴۸ جو مرصع

اونچے اونچے تختوں پر ہوں گے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ پچھونوں سے مراد عورتیں ہیں اس تقدیر پر معنی یہ ہوں گے کہ عورتیں فضل و جمال میں بلند درجہ رکھتی ہوں گی۔

۴۹ جوان اور ان کے شوہر بھی جوان اور یہ جوانی ہمیشہ قائم رہنے والی۔ ۵۰ یہ اصحاب یمین کے دو گروہوں کا بیان ہے کہ وہ اس امت کے پہلوں پچھلوں دونوں

سُوْمٍ وَّحَبِيْمٍ ۳۲ ۱ وَظِلِّ مِّنْ يَّحْصُوْمٍ ۳۳ ۲ لَا بَارِدٍ وَّ لَا كَرِيْمٍ ۳۴ ۳

ہوا اور کھولتے پانی میں اور جلتے دھوئیں کی چھاؤں میں ۳۳ جو نہ ٹھنڈی نہ عزت کی

اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُشْرِكِيْنَ ۳۵ ۴ وَكَانُوْا يَصْرُوْنَ عَلٰى الْحَنۡثِ

بے شک وہ اس سے پہلے ۳۵ نعتوں میں تھے اور اس بڑے گناہ کی ۳۵ ہٹ (ضد)

الْعَظِيْمِ ۳۶ ۵ وَكَانُوْا يَقُوْلُوْنَ ۶ اِيۡدَامِنَّا وَكُنَّا اَبَاوُ عَظَمَاءَ اِنَّا

رکھتے تھے اور کہتے تھے کیا جب ہم مرجائیں اور ہڈیاں اور مٹی ہو جائیں تو کیا ضرور ہم

لَتَبْعُوْنَا ۳۷ ۷ اَوْ اَبَاوُنَا الْاَوْلٰٓؤُنَ ۳۸ ۸ قُلْ اِنَّ الْاَوْلِيْنَ وَا

اٹھائے جائیں گے اور کیا ہمارے اگلے باپ دادا بھی تم فرماؤ کہ بے شک سب اگلے اور

الْاٰخِرِيْنَ ۳۹ ۹ لَتَجْجُوْعُوْنَ ۱۰ اِلَى مِيۡقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ۵۰ ۱۰ ثُمَّ اِنَّكُمْ

پچھلے ضرور اکٹھے کئے جائیں گے ایک جانے ہوئے دن کی میعاد پر ۱۰ پھر بے شک تم

اِيۡهَا الضَّالُّوْنَ الْكٰذِبُوْنَ ۵۱ ۱۱ لَا كَلُوْنَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زُقُوْمٍ ۵۲ ۱۲

اے گمراہو ۱۱ جھٹلانے والو ضرور تھوڑے کے پیڑ میں سے کھاؤ گے

فَمَا لَكُمْ مِّنْهَا الْبُطُوْنَ ۵۳ ۱۳ فَشَرِبُوْنَ عَلَيْهِ مِنَ الْحَبِيْمِ ۵۴ ۱۴ فَشَرِبُوْنَ

پھر اس سے پیٹ بھرو گے پھر اس پر کھولتا پانی پیو گے پھر ایسا پیو گے

شُرَبَ الْهَيْمِ ۵۵ ۱۵ هٰذَا نَزَّلْنٰهُمۡ يَوْمَ الرَّيۡنِ ۵۶ ۱۶ نَحْنُ خَلَقْنٰكُمْ فَلَوْ

جیسے سخت پیاسے اوند پیئیں ۱۵ یہ ان کی مہمانی ہے انصاف کے دن ہم نے تمہیں پیدا کیا ۱۶ تو تم کیوں

لَا تَصَدِّقُوْنَ ۵۷ ۱۷ اَفَرَاٰيْتُمْ مَّا تَسْبُوْنَ ۵۸ ۱۸ ؕ اَنْتُمْ تَخْلُقُوْنَ اَمْ نَخُنِ

نہیں سچ مانتے ۱۷ تو بھلا دیکھو تو وہ منی جو گراتے ہو ۱۸ کیا تم اس کا آدی بناتے ہو یا ہم

گروہوں میں سے ہوں گے پہلے گروہ تو اصحاب رسول اللہ ہیں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اور پچھلے ان کے بعد والے اس سے پہلے رکوع میں سابقین مقررین کی

دو جماعتوں کا ذکر تھا اور اس آیت میں اصحابِ یمن کے دو گروہوں کا بیان ہے۔ ۱۸ جن کے نامہ اعمال بائیں ہاتھوں میں دیئے جائیں گے۔ ۱۹ ان کا حال

شقاوت میں عجیب ہے ان کے عذاب کا بیان فرمایا جاتا ہے کہ وہ اس حال میں ہوں گے۔ ۲۰ جو نہایت تاریک و سیاہ ہوگا۔ ۲۱ دنیا کے اندر ۲۲ یعنی شرک کی

۲۳ وہ روز قیامت ہے۔ ۲۴ راہ حق سے ہٹنے والو اور حق کو ۲۵ ان پر ایسی بھوک مسلط کی جائے گی کہ وہ مضطر ہو کر جہنم کا جلتا تھوڑا کھائیں گے پھر جب اس

سے پیٹ بھر لیں گے تو ان پر پیاس مسلط کی جائے گی جس سے مضطر ہو کر ایسا کھولتا پانی پیئیں گے جو آنتیں کاٹ ڈالے گا۔ ۲۶ نیست سے ہست کیا ۲۷ مرنے

کے بعد زندہ کئے جانے کو۔ ۲۸ عورتوں کے رحم میں۔



الْخَلْقُونَ ﴿۵۹﴾ نَحْنُ قَدَّرْنَا بَيْنَكُمُ الْمَوْتَ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوقِينَ ﴿۶۰﴾ لَا

بنانے والے ہیں ﴿۵۹﴾ ہم نے تم میں مرنا ٹھہرایا ﴿۶۰﴾ اور ہم اس سے ہارے نہیں

عَلَىٰ أَنْ تُبَدَّلَ أَمْثَالِكُمْ وَتُنتَشِئُمْ فِي مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿۶۱﴾ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ

کہ تم جیسے اور بدل دیں اور تمہاری صورتیں وہ کر دیں جس کی تمہیں خبر نہیں ﴿۶۱﴾ اور بیشک تم جان چکے ہو

السَّيِّئَةَ الْأُولَىٰ فَلَوْلَا تَذَكَّرُونَ ﴿۶۲﴾ أَفَرَأَيْتُمْ مَا تَحْرُثُونَ ﴿۶۳﴾ ط

پہلی اٹھان ﴿۶۲﴾ پھر کیوں نہیں سوچتے ﴿۶۳﴾ تو بھلا بتاؤ تو جو بوٹے ہو

عَأَنْتُمْ تَرْتَرِعُونَهُ أَمْ نَحْنُ الرَّبُّعُونَ ﴿۶۴﴾ لَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَاهُ حُطَامًا

کیا تم اس کی کھیتی بناتے ہو یا ہم بنانے والے ہیں ﴿۶۴﴾ ہم چاہیں تو ﴿۶۴﴾ اسے روندن (پامال) کر دیں ﴿۶۵﴾

فَقَلْتُمْ تَفَكَّهُونَ ﴿۶۵﴾ إِنَّا لَمُعْرِمُونَ ﴿۶۶﴾ بَلْ نَحْنُ مَحْرُومُونَ ﴿۶۷﴾ ط

پھر تم باتیں بناتے رہ جاؤ ﴿۶۵﴾ کہ ہم پر کچی (تاوان) پڑی واہ بلکہ ہم بے نصیب رہے

أَفَرَأَيْتُمُ الْمَاءَ الَّذِي تَشْرَبُونَ ﴿۶۸﴾ ؕ أَنْتُمْ أَنْزَلْتُمُوهُ مِنَ الْمُزْنِ أَمْ

تو بھلا بتاؤ تو وہ پانی جو پیتے ہو کیا تم نے اسے بادل سے اتارا یا

نَحْنُ الْمُنزِلُونَ ﴿۶۹﴾ لَوْ نَشَاءُ جَعَلْنَاهُ أُجَاجًا فَلَوْلَا تَشْكُرُونَ ﴿۷۰﴾ ط

ہم ہیں اتارنے والے ﴿۶۹﴾ ہم چاہیں تو اُسے کھاری کر دیں ﴿۷۰﴾ پھر کیوں نہیں شکر کرتے ﴿۷۱﴾

أَفَرَأَيْتُمُ النَّارَ الَّتِي تُورُونَ ﴿۷۱﴾ ؕ أَنْتُمْ أَنْشَأْتُمْ شَجَرَتَهَا أَمْ نَحْنُ

تو بھلا بتاؤ تو وہ آگ جو تم روشن کرتے ہو ﴿۷۱﴾ کیا تم نے اس کا پیڑ پیدا کیا ﴿۷۲﴾ یا ہم ہیں

الْمُنشِئُونَ ﴿۷۲﴾ نَحْنُ جَعَلْنَاهَا تَذَكُّرًا وَمَتَاعًا لِلْمُقِيمِينَ ﴿۷۳﴾ فَسَبِّحْ

پیدا کرنے والے ہم نے اسے ﴿۷۲﴾ جہنم کی یادگار بنایا ﴿۷۳﴾ اور جنگل میں مسافروں کا فائدہ ﴿۷۳﴾ تو اے محبوب تم پائی بولو

﴿۷۳﴾ کہ لطفہ کو صورت انسانی دیتے ہیں زندگی عطا فرماتے ہیں تو مردوں کو زندہ کرنا ہماری قدرت سے کیا بعید۔ ﴿۷۳﴾ حسب اقتضائے حکمت و مشیت اور عمریں مختلف

رہیں کوئی بچپن ہی میں مر جاتا ہے کوئی جوان ہو کر کوئی ادھیڑ عمر میں کوئی بڑھاپے تک پہنچتا ہے جو ہم مقدر کرتے ہیں وہی ہوتا ہے۔ ﴿۷۳﴾ یعنی سب کر کے بندر سور وغیرہ

کی صورت بنا دیں یہ سب ہماری قدرت میں ہے۔ ﴿۷۳﴾ کہ ہم نے تمہیں نیست سے ہست کیا۔ ﴿۷۳﴾ کہ جو نیست کو ہست کر سکتا ہے وہ بالیقین مردے کو زندہ کرنے

پر قادر ہے۔ ﴿۷۳﴾ اس میں شک نہیں کہ بالیں بنانا اور اس میں دانے پیدا کرنا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے اور کسی کا نہیں۔ ﴿۷۳﴾ جو تم بوٹے ہو ﴿۷۳﴾ خشک گھاس چورا چورا جو

کسی کام کی ندر ہے۔ ﴿۷۳﴾ مختیر اور نام و نگین واہ ہمارا مال بیکار ضائع ہو گیا ﴿۷۳﴾ اپنی قدرت کاملہ سے ﴿۷۳﴾ کہ کوئی پی نہ سکے۔ ﴿۷۳﴾ اللہ تعالیٰ کی نعمت اور

اس کے احسان و کرم کا۔ ﴿۷۳﴾ دو ترکڑیوں سے جن کو زندہ زندہ کہتے ہیں ان کے رگڑنے سے آگ نکلتی ہے۔ ﴿۷۳﴾ مَرِّخٌ وَعُفَّارٌ (دو درخت) جن سے آگ زندہ زندہ

(ترکڑیاں) لی جاتی ہے۔ ﴿۷۳﴾ یعنی آگ کو ﴿۷۳﴾ کہ دیکھنے والا اس کو دیکھ کر جہنم کی بڑی آگ کو یاد کرے اور اللہ تعالیٰ سے اور اس کے عذاب سے ڈرے۔ ﴿۷۳﴾ کہ اپنے

بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ ﴿۴۳﴾ فَلَا أُقْسِمُ بِوَقَعِ النُّجُومِ ﴿۴۵﴾ وَإِنَّهُ لَقَسَمٌ

اپنے عظمت والے رب کے نام کی شایقہ تو مجھے قسم ہے ان جگہوں کی جہاں تارے ڈوبتے ہیں فلا اور تم سمجھو

لَوْ تَعْلَمُونَ عَظِيمٌ ﴿۴۶﴾ إِنَّهُ لَقُرْآنٌ كَرِيمٌ ﴿۴۴﴾ فِي كِتَابٍ مَّكْنُونٍ ﴿۴۸﴾ لَا

تو یہ بڑی قسم ہے بے شک یہ عزت والا قرآن ہے فلا محفوظ نُوحِيهِ میں فلا اسے نہ

يَسُئِرَ إِلَّا الْبُطْهُرُونَ ﴿۴۹﴾ تَنْزِيلٌ مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ ﴿۸۰﴾ أَفَبِهَذَا

چھوئیں مگر با وضو ۷۳ اتارا ہوا ہے سارے جہان کے رب کا تو کیا

الْحَدِيثِ أَنْتُمْ مُدْهِنُونَ ﴿۸۱﴾ وَتَجْعَلُونَ رِزْقَكُمْ أَنَّكُمْ تُكَذِّبُونَ ﴿۸۲﴾

اس بات میں تم سستی کرتے ہو ۷۴ اور اپنا حصہ یہ رکھتے ہو کہ جھٹلاتے ہو ۷۵

فَلَوْلَا إِذَا بَلَغَتِ الْحُلُقُومَ ﴿۸۳﴾ وَأَنْتُمْ حِينِيذٍ تَنْظُرُونَ ﴿۸۴﴾ وَنَحْنُ

پھر کیوں نہ ہو کہ جب جان گلے تک پہنچے اور تم ۷۶ اُس وقت دیکھ رہے ہو اور ہم فلا

أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلَكِنْ لَا تُبْصِرُونَ ﴿۸۵﴾ فَلَوْلَا إِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ

اس کے زیادہ پاس ہیں تم سے مگر تمہیں نگاہ نہیں ۷۷ تو کیوں نہ ہو اگر تمہیں

مَدِينِينَ ﴿۸۶﴾ تَرْجِعُونَهَا إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿۸۷﴾ فَأَمَّا إِنْ كَانَ مِنَ

بدلہ ملنا نہیں ۷۸ کہ اُسے لوٹا لاتے اگر تم سچے ہو فلا پھر وہ مرنے والا اگر

الْمُقَرَّبِينَ ﴿۸۸﴾ فَرَوْحٌ وَرَيْحَانٌ ﴿۸۹﴾ وَأَمَّا إِنْ كَانَ مِنَ

مقربوں سے ہے فلا تو راحت ہے اور پھول فلا اور چین کے باغ فلا اگر فلا

سفروں میں اس سے نفع اٹھاتے ہیں۔ فلا کہ وہ مقام ہیں ظہور قدرت و جلال الہی کے۔ فلا جو سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نازل فرمایا گیا کیونکہ یہ کلام الہی اور وحی ربانی ہے۔ فلا جس میں تبدیلی و تحریف ممکن نہیں۔ فلا مسائل: جس کو غسل کی حاجت ہو یا جس کا وضو نہ ہو یا حاضر عورت یا نفاس والی ان میں سے کسی کو قرآن مجید کا بغیر غلاف وغیرہ کسی کپڑے کے چھونا جائز نہیں، بے وضو کو یاد پر (ربانی) قرآن شریف پڑھنا جائز ہے لیکن بے غسل اور حیض والی کو یہ بھی جائز نہیں۔ فلا اور نہیں مانتے ۷۵ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا وہ بندہ بڑے ٹوٹے (خسارے) میں ہے جس کا حصہ کتاب اللہ کی تکذیب ہو۔ فلا اے اہل میت! فلا اپنے علم و قدرت کے ساتھ ۷۵ تم بصیرت نہیں رکھتے تم نہیں جانتے۔ فلا مرنے کے بعد اٹھ کر۔ فلا کفار سے فرمایا گیا کہ اگر بخیرالتہارے مرنے کے بعد اٹھنا اور اعمال کا حساب کیا جانا اور ہزار دینے والا محمود یہ کچھ بھی نہ ہو تو پھر کیا سبب ہے کہ جب تمہارے پیاروں کی روح حلق میں پہنچتی ہے تو تم اسے لوٹا کیوں نہیں لاتے اور جب یہ تمہارے اختیار میں نہیں تو سمجھو کہ کام اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے اس پر ایمان لاؤ اس کے بعد مخلوق کے طبقات کے احوال وقت موت اور ان کے درجات کا بیان فرمایا۔ فلا سابقین میں سے جن کا ذکر اوپر ہو چکا تو اس کے لیے فلا ابو العالیہ نے کہا کہ مقررین سے جو کوئی دنیا سے مفارقت کرتا ہے اس کے پاس جنت کے پھولوں کی ڈالی لائی جاتی ہے اس کی خوشبو لیتا ہے تب روح قبض ہوتی ہے۔ فلا آخرت میں فلا مرنے والا۔

مِنْ أَصْحَابِ الْيَبِينِ ۹۰ ۱) فَسَلِّمْ لَكَ مِنْ أَصْحَابِ الْيَبِينِ ۹۱) ۲) وَأَمَّا إِنْ

وہی طرف والوں سے ہو تو اے محبوب تم پر سلام ہے وہی طرف والوں سے ۵۷ اور اگر ۵۷

كَانَ مِنَ الْمَكْذِبِينَ الصَّالِينَ ۹۲) ۳) فَزُلْ مِنْ حَيْمٍ ۹۳) ۴) وَتَصْلِيَةٌ

جھٹلانے والوں گمراہوں میں سے ہو ۵۷ تو اس کی مہمانی کھولتا پانی اور بھڑکتی آگ

جَحِيمٍ ۹۴) ۵) إِنَّ هَذَا هُوَ حَقُّ الْيَقِينِ ۹۵) ۶) فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ ۹۶) ۷)

میں دھسانا ۵۷ یہ بے شک اعلیٰ درجہ کی یقینی بات ہے تو اے محبوب تم اپنے عظمت والے رب کے نام کی پاکی بولو ۵۷

﴿آیتھا ۲۹﴾ ﴿سُورَةُ الْحَدِيدِ مَدَنِيَّةٌ ۹۴﴾ ﴿مَرْكُوعَاتُهَا ۴﴾

سورہ حدید مدنیہ ہے، اس میں آیتیں آتیں اور چار رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

سَبَّحَ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۷) وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۱) لَهُ

اللہ کی پاکی بولتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے ۷ اور وہی عزت و حکمت والا ہے اسی کے لیے ہے

مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۷) يُحْيِي وَيُمِيتُ ۷) وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ

آسمانوں اور زمین کی سلطنت جلاتا ہے ۷ اور مارتا ۷ اور وہ سب کچھ

قَدِيرٌ ۲) هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۷) وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ

کر سکتا ہے وہی اوّل ۷ وہی آخر ۷ وہی ظاہر ۷ وہی باطن ۷ اور وہی سب کچھ

۵۷ معنی یہ ہیں کہ اے سید انبیاء! صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ ان کا سلام قبول فرمائیں اور ان کے لیے تمکین نہ ہوں وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے سلامت و محفوظ رہیں گے اور آپ ان کو اسی حال میں دیکھیں گے جو آپ کو پسند ہو۔ ۷۱ مرنے والا۔ ۷۲ یعنی اصحاب شمال میں سے۔ ۷۳ جہنم کی اور مرنے والوں کے احوال اور جو مضامین اس سورت میں بیان کئے گئے۔ ۷۴ حدیث: جب یہ آیت نازل ہوئی "فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ" تو سید عالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو اپنے رکوع میں داخل کرو اور جب "سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى" نازل ہوئی تو فرمایا اسے اپنے سجدوں میں داخل کرو۔ (ابوداؤد) مسئلہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ رکوع و سجود کی تسبیحات قرآن کریم سے ماخوذ ہیں۔ ۷۵ سورہ حدید مکہ ہے یا مدنیہ اس میں چار رکوع، آیتیں ۲۹، پانچ سو چوالیس ۵۴۴ کلمے، دو ہزار چار سو چھتر ۶۷۶۲۴ حرف ہیں۔ ۷۶ جاندار ہو یا بے جان۔ ۷۷ مخلوق کو پیدا کرنے یا یہ معنی ہیں کہ مردوں کو زندہ کرتا ہے ۷۸ یعنی موت دیتا ہے زندوں کو ۷۹ قدیم ہر شے سے قبل اوّل بے ابتداء کہ وہ تھا اور کچھ نہ تھا۔ ۸۰ ہر شے کے ہلاک و فنا ہونے کے بعد رہنے والا سب فنا ہو جائیں گے اور وہ ہمیشہ رہے گا اس کے لیے انتہائیں۔ ۸۱ دلائل و براہین سے یا یہ معنی کہ غالب ہر شے پر۔ ۸۲ حواس اس کے ادراک سے عاجز یا یہ معنی کہ ہر شے کا جاننے والا۔



عَلَيْكُمْ ۳) هُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ

جانتا ہے وہی ہے جس نے آسمان اور زمین چھ دن میں پیدا کئے وں پھر

اسْتَوَى عَلَى الْعَرْشِ ط يَعْلَمُ مَا يَدْجُ فِي الْأَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَ

عرش پر استواء فرمایا جیسا اس کی شان کے لائق ہے جانتا ہے جو زمین کے اندر جاتا ہے وں اور جو اس سے باہر نکلتا ہے وں اور

مَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا يَرْجُ فِيهَا ط وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ ط وَ

جو آسمان سے اترتا ہے وں اور جو اس میں چڑھتا وں اور وہ تمہارے ساتھ ہے وں تم کہیں ہو اور

اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۴) لَهُ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ط وَإِلَى

اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے وں اسی کی ہے آسمانوں اور زمین کی سلطنت اور اللہ

اللَّهُ تَرْجِعُ الْأُمُورَ ۵) يُؤَلِّجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُؤَلِّجُ النَّهَارَ فِي

ہی کی طرف سب کاموں کی رجوع رات کو دن کے ہٹے میں لاتا ہے وں اور دن کو رات کے ہٹے

الَّيْلِ ط وَهُوَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۶) آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَ

میں لاتا ہے وں اور وہ دلوں کی جانتا ہے وں اللہ اور اُس کے رسول پر ایمان لاؤ اور

أَنْفِقُوا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُسْتَخْلَفِينَ فِيهِ ط فَالَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَ

اس کی راہ (میں) کچھ وہ خرچ کرو جس میں تمہیں اوروں کا جانشین کیا وں تو جو تم میں ایمان لائے اور

أَنْفَقُوا لَهُمْ أَجْرٌ كَبِيرٌ ۷) وَمَالَكُمْ لَا تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالرَّسُولِ

اس کی راہ میں خرچ کیا اُن کے لیے بڑا ثواب ہے اور تمہیں کیا ہے کہ اللہ پر ایمان نہ لاؤ حالانکہ یہ رسول

يَدْعُوكُمْ لِتُؤْمِنُوا بِرَبِّكُمْ وَقَدْ أَخَذَ مِيثَاقَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۸)

تمہیں بلا رہے ہیں کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ وں اور بے شک وہ وں تم سے پہلے ہی عہد لے چکا ہے وں اگر تمہیں یقین ہو

۱۰ ایام دنیا سے کہ پہلا ان کا ایک شنبہ (تواری) اور پچھلا جمعہ ہے۔ حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ وہ اگر چاہتا تو طرفۃ العین (پلک چھپکنے) میں پیدا کر دیتا

لیکن اس کی حکمت اسی کو تقضی ہوئی کہ چھ کو اصل بنائے اور ان پر مدار رکھے۔ وں خواہ وہ دانہ ہو یا قطرہ یا خزانہ ہو یا مردہ وں خواہ وہ نبات ہو یا دھات یا اور کوئی

چیز وں رحمت و عذاب اور فرشتے اور بارش وں اعمال اور دعائیں۔ وں اپنے علم و قدرت کے ساتھ عموماً اور فضل و رحمت کے ساتھ خصوصاً وں تو تمہیں

تمہارے حسب اعمال جزا دے گا۔ وں اس طرح کہ رات کو گھٹاتا ہے اور دن کی مقدار بڑھاتا ہے وں دن گھٹا کر اور رات کی مقدار بڑھا کر وں دل کے

عقیدے اور قلبی اسرار سب کو جانتا ہے۔ وں جو تم سے پہلے تھے اور تمہارا جانشین کرے گا تمہارے بعد والوں کو معنی یہ ہیں کہ جو مال تمہارے قبضہ میں ہیں سب اللہ

تعالیٰ کے ہیں اس نے تمہیں نفع اٹھانے کے لیے دے دیئے ہیں تم ہتھیارے ان کے مالک نہیں ہوئے۔ نائب و وکیل کے ہونے میں راہ خدا میں خرچ کرو اور جس طرح

نائب اور وکیل کو مالک کے حکم سے خرچ کرنے میں کوئی تا مل نہیں ہوتا تو تمہیں بھی کوئی تا مل و تردد نہ ہو۔ وں اور برہانیں اور حجیتیں پیش کرتے ہیں اور کتاب الہی

هُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ عَلَىٰ عَبْدِهِ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ لِّيُخْرِجَكُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَىٰ

وہی ہے کہ اپنے بندہ پر روشنی آیتیں اتارتا ہے کہ تمہیں ظلمت اندھیروں سے اُجالے کی طرف

النُّورِ ۱۵ وَإِنَّ اللَّهَ بِكُمْ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ ۱۶ وَمَالِكُمْ إِلَّا تَتَّقُوا فِي

لے جائے اور بے شک اللہ تم پر ضرور مہربان رحم والا اور تمہیں کیا ہے کہ اللہ کی راہ میں

سَبِيلِ اللَّهِ وَاللَّهُ مِيرَاثُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۗ لَا يَسْتَوِيٰ مِنْكُمْ

خرچ نہ کرو حالانکہ آسمانوں اور زمین سب کا وارث اللہ ہی ہے اور تم میں برابر نہیں

مَنْ أَنْفَقَ مِن قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَتْلَ أَوْلِيَّكَ أَعْظَمَ دَرَجَةً ۗ مِّنَ

وہ جنھوں نے فتح مکہ سے قبل خراج اور جہاد کیا وہ مرتبہ میں ان سے بڑے ہیں

الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدُ وَقَتَلُوا ۗ وَكَلَّا وَعَدَّ اللَّهُ الْحُسْنٰى ۗ وَاللَّهُ بِمَا

جنھوں نے بعد فتح کے خراج اور جہاد کیا اور ان سب سے اللہ جنت کا وعدہ فرما چکا اور اللہ کو

تَعْمَلُونَ خَيْرٌ ۗ مِّنْ ذَٰلِكَ الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضْعِفُهُ

تمہارے کاموں کی خبر ہے کون ہے جو اللہ کو قرض دے اچھا قرض ہے تو وہ اس کے لیے

لَهُ وَلَهُ أَجْرٌ كَرِيمٌ ۗ يَوْمَ تَرَىٰ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ يَسْعَىٰ

دونے کرے اور اس کو عزت کا ثواب ہے جس دن تم ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو دیکھو گے کہ ان کا نور

نُورُهُمْ بَدِينًا وَّيَأْيَانُهُمْ بَشْرُكُمْ ۗ أَلَيْسَ الْيَوْمَ جَنَّتِ تَجْرِيٰ مِّنْ

ان کے آگے اور ان کے دہنے دوڑتا ہے اور ان سے فرمایا جا رہا ہے کہ آج تمہاری سب سے زیادہ خوشی کی بات وہ جنتیں ہیں جن کے نیچے

سنا تے ہیں تو اب تمہیں کیا عذر ہو سکتا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے تمہیں پشت آدم علیہ السلام سے نکالا تھا کہ اللہ تعالیٰ تمہارا رب ہے اس کے سوا

کوئی معبود نہیں۔ سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کفر و شرک کی ۱۵ یعنی نور ایمان کی طرف۔ تم ہلاک ہو جاؤ گے اور مال اسی کی

ملک میں رہ جائیں گے اور تمہیں خراج کرنے کا ثواب بھی نہ ملے گا اور اگر تم خدا کی راہ میں خراج کرو تو ثواب بھی پاؤ۔ جبکہ مسلمان کم اور کفر تھے اس وقت

جنہوں نے خراج کیا اور جہاد کیا وہ مہاجرین و انصار میں سے سابقین اولین ہیں ان کے حق میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم میں سے کوئی احد

پہاڑ کے برابر سونا خراج کر دے تو بھی ان کے ایک مد کے برابر نہ ہونے نصف مد کے۔ مد ایک پیانا ہے جس سے جو ناپے جاتے ہیں۔ شان نزول: کبھی نے کہا کہ یہ

آیت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوئی کیونکہ آپ پہلے وہ شخص ہیں جو اسلام لائے اور پہلے وہ شخص ہیں جس نے راہ خدا میں مال خراج

کیا اور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حمایت کی۔ یعنی پہلے خراج کرنے والوں سے بھی اور فتح کے بعد خراج کرنے والوں سے بھی ۱۹ البتہ درجات

میں تفاوت ہے قبل فتح خراج کرنے والوں کا درجہ اعلیٰ ہے۔ یعنی خوش دلی کے ساتھ راہ خدا میں خراج کرے اس انفاق کو اس مناسبت سے قرض فرمایا گیا ہے کہ

اس پر جنت کا وعدہ فرمایا گیا ہے۔ ۳۱ پل صراط پر ۳۲ یعنی ان کے ایمان و طاعت کا نور ۳۳ اور جنت کی طرف ان کی رہنمائی کرتا ہے۔

تَحْتَهَا إِلَّا نَهْرٌ خَلِيدٌ فِيهَا ۖ ذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝۱۳ ۖ يَوْمَ يَقُولُ

نہریں نہیں تم اُن میں ہمیشہ رہو یہی بڑی کامیابی ہے جس دن منافق

الْمُنْفِقُونَ وَالْمُنْفِقَاتُ لِلَّذِينَ آمَنُوا انظُرُوا نَارًا تَنْقُتُ مِنْ نُورِكُمْ ۖ

مرد اور منافق عورتیں مسلمانوں سے کہیں گے کہ ہمیں ایک نگاہ دیکھو ہم تمہارے نور سے کچھ حصہ لیں

قِيلَ ارْجِعُوا وَرَاءَكُمْ فَالْتَمِسُوا نُورًا ۖ فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُورٍ لَهُ

کہا جائے گا اپنے پیچھے لوٹو اور وہاں نور ڈھونڈو وہ لوٹیں گے جہی ان کے درمیان ایک دیوار کھڑی کر دی جائے گی جس میں ایک

بَابٌ ۖ بَاطِنُهُ فِيهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهُ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ ۝۱۴

دروازہ ہے اس کے اندر کی طرف رحمت اور اس کے باہر کی طرف عذاب منافق اور

يَنَادُونَهُمْ أَلَمْ نَكُنْ مَعَكُمْ قَالُوا بَلَىٰ وَلَكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ أَنْفُسَكُمْ وَتَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ وَغَرَّتْكُمُ الْأَمَانِيُّ حَتَّىٰ جَاءَ أَمْرُ اللَّهِ وَغَرَّكُمْ

مسلمانوں کو پکاریں گے کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے وہ کہیں گے کیوں نہیں مگر تم نے تو اپنی جانیں فتنہ میں ڈالیں اور

بِاللَّهِ الْعُرْوُ ۝۱۴ ۖ فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ مِنْكُمْ فِدْيَةٌ وَلَا مِنَ الَّذِينَ

مسلمانوں کی برائی نکتے اور شک رکھتے اور جھوٹی طمع نے تمہیں فریب دیا اور یہاں تک کہ اللہ کا حکم آ گیا اور تمہیں اللہ کے حکم پر

بِاللَّهِ الْعُرْوُ ۝۱۴ ۖ فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ مِنْكُمْ فِدْيَةٌ وَلَا مِنَ الَّذِينَ

اس بڑے فریبی نے مغرور رکھا اور آج نہ تم سے کوئی فدیہ لیا جائے اور نہ کھلے

كُفَرُوا ۖ مَا وَلَكُمُ النَّارُ ۖ هِيَ مَوْلَاكُمْ ۖ وَبِئْسَ الْبَصِيرُ ۝۱۵ ۖ أَلَمْ يَأْنِ

کافروں سے تمہارا ٹھکانا آگ ہے وہ تمہاری رفیق ہے اور کیا ہی بُرا انجام کیا ایمان والوں کو

لِلَّذِينَ آمَنُوا أَنْ تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِكْرِ اللَّهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ ۖ لَا

ابھی وہ وقت نہ آیا کہ اُن کے دل جھک جائیں اللہ کی یاد اور اس حق کے لیے جو اترا ہے

۝۱۴ جہاں سے آئے تھے یعنی موقف کی طرف جہاں ہمیں نور دیا گیا وہاں نور طلب کرو یا یہ معنی ہیں کہ تم ہمارا نور نہیں پاسکتے نور کی طلب کے لیے پیچھے لوٹ جاؤ پھر وہ

نور کی تلاش میں واپس ہوں گے اور کچھ نہ پائیں گے تو دوبارہ مومنین کی طرف پھریں گے۔ ۝۱۵ یعنی مومنین اور منافقین کے ۝۱۶ بعض مفسرین نے کہا کہ وہی

اعراف ہے۔ ۝۱۷ اس سے جنتی جنت میں داخل ہوں گے۔ ۝۱۸ یعنی اس دیوار کے اندرونی جانب جنت اور اس دیوار کے پیچھے سے جنت دنیا میں نمازیں پڑھتے روزہ رکھتے ۝۱۹ نفاق و کفر اختیار کر کے ۝۲۰ دین اسلام میں ۝۲۱ اور تم باطل امیدوں میں رہے کہ مسلمانوں پر حوادث آئیں گے وہ تباہ ہو جائیں گے ۝۲۲ یعنی موت ۝۲۳ یعنی شیطان نے دھوکا دیا کہ اللہ تعالیٰ بڑا حلیم ہے تم پر عذاب نہ کرے گا اور نہ مرنے کے بعد اٹھانا حساب تم اس کے اس فریب میں آگئے۔ ۝۲۴ جس کو دے کر تم اپنی جان عذاب سے چھڑا سکو، بعض مفسرین نے فرمایا: معنی یہ ہیں کہ آج نہ تم سے ایمان قبول کیا جائے نہ توبہ۔ ۝۲۵ شان نزول: حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دولت سرانے اقدس سے باہر تشریف لائے تو مسلمانوں کو دیکھا کہ آپس



وَلَا يَكُونُوا كَالَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمَدُ

اور ان جیسے نہ ہوں جن کو پہلے کتاب دی گئی ۵۸ پھر ان پر مدت دراز ہوئی ۵۹

فَقَسَتْ قُلُوبَهُمْ ۶۰ ط وَكَثِيرٌ مِنْهُمْ فَسِقُونَ ﴿۱۶﴾ اِعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ

تو ان کے دل سخت ہو گئے ۶۰ اور ان میں بہت فاسق ہیں ۶۱ جان لو کہ اللہ زمین کو زندہ

الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۶۱ ط قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿۱۷﴾ اِن

کرتا ہے اس کے مرے پیچھے ۶۱ بے شک ہم نے تمہارے لیے نشانیاں بیان فرمادیں کہ تمہیں سمجھ ہو بے شک

الْبَصَّادِقِينَ وَالْبَصَّادِقَاتِ ۶۲ ط وَأَقْرَضُوا اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا يُضَعْفُ لَهُمْ

صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں اور وہ جنہوں نے اللہ کو اچھا قرض دیا ۶۲ ان کے دُونے ہیں

وَلَهُمْ أَجْرٌ كَرِيمٌ ﴿۱۸﴾ وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ أُولَئِكَ هُمُ

اور ان کے لیے عزت کا ثواب ہے ۶۳ اور وہ جو اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لائیں وہی ہیں

الصَّادِقُونَ ۶۳ ط وَالشُّهَدَاءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ لَهُمْ أَجْرُهُمْ وَنُورُهُمْ ۶۴ ط وَ

کامل سچے اور اوروں پر ۶۴ گواہ اپنے رب کے یہاں ان کے لیے ان کا ثواب ۶۵ اور ان کا نور ہے ۶۴ اور

الَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَئِكَ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ﴿۱۹﴾ اِعْلَمُوا

جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتیں جھٹلائیں وہ دوزخی ہیں جان لو

أَنَّهَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ ۶۵ ط وَلَهُمْ زِينَةٌ وَتَفَاخُرٌ بَيْنَكُمْ ۶۶ ط وَتَكَثُرٌ فِي

کہ دنیا کی زندگی تو نہیں مگر کھیل کود ۶۵ اور آرائش اور تمہارا آپس میں بڑائی مارنا اور مال اور اولاد

الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ ۶۶ ط كَشَلِ غَيْثٍ آعَجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهُ ثُمَّ يَهِيجُ

میں ایک دوسرے پر زیادتی چاہتا ۶۶ اس میٹھ کی طرح جس کا اگایا سبزہ کسانوں کو بھایا پھر سوکھاتا

میں ہنس رہے ہیں۔ فرمایا: تم ہنستے ہو ابھی تک تمہارے رب کی طرف سے امان نہیں آئی اور تمہارے ہنسنے پر یہ آیت نازل ہوئی، انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ!

صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اس ہی کا کفارہ کیا ہے فرمایا اتنا ہی رونا اور اترنے والے حق سے مراد قرآن مجید ہے۔ ۶۸ یعنی یہود و نصاریٰ کے طریقے اختیار نہ کریں۔

۶۹ یعنی وہ زمانہ جو ان کے اور ان کے انبیاء کے درمیان تھا ۶۰ اور یاد الہی کے لیے نرم نہ ہوئے دنیا کی طرف مائل ہو گئے اور مواعظ سے انہوں نے اعراض کیا

۶۱ دین سے خارج ہونے والے۔ ۶۲ مینہ برسا کر سبزہ اُگا کر بعد اس کے کہ خشک ہو گئی تھی ایسے ہی دلوں کو سخت ہو جانے کے بعد نرم کرتا ہے اور انہیں علم و حکمت

سے زندگی عطا فرماتا ہے بعض مفسرین نے فرمایا کہ یہ تمثیل ہے ذکر کے دلوں میں اثر کرنے کی جس طرح بارش سے زمین کو زندگی حاصل ہوتی ہے ایسے ہی ذکر الہی

سے دل زندہ ہوتے ہیں۔ ۶۳ یعنی خوش دلی اور نیت صالحہ کے ساتھ مستحقین کو صدقہ دیا اور راہِ خدا میں خرچ کیا ۶۴ اور وہ جنت ہے۔ ۶۵ گزری ہوئی امتوں

میں سے ۶۶ جس کا وعدہ کیا گیا ۶۷ جو حشر میں ان کے ساتھ ہوگا۔ ۶۸ جس میں وقت ضائع کرنے کے سوا کچھ حاصل نہیں۔ ۶۹ اور ان چیزوں

فَتَرَاهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُونُ حَطَامًا ۖ وَفِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيدٌ ۗ لَا تَأْتِي

کہ تو اسے زرد دیکھے پھر روندن (پامال کیا ہوا) ہو گیا ملا اور آخرت میں سخت عذاب ہے ملا اور

مَغْفِرَةٌ ۚ مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانٌ ۖ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ ۚ ۲۰

اللہ کی طرف سے بخشش اور اس کی رضا ملا اور دنیا کا جینا تو نہیں مگر دھوکے کا مال ملا

سَابِقُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَاءِ وَ

بڑھ کر چلو اپنے رب کی بخشش اور اس جنت کی طرف ملا جس کی چوڑائی جیسے آسمان اور

الْأَرْضِ ۚ أُعِدَّتْ لِلَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ ۖ ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ

زمین کا پھیلاؤ ملا تیار ہوئی ہے ان کے لیے جو اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لائے یہ اللہ کا فضل ہے

يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ ۖ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ۚ ۲۱ مَا أَصَابَ مَن

جسے چاہے دے اور اللہ بڑے فضل والا ہے نہیں پہنچتی کوئی

مُصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي أَنْفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتَابٍ مِّن قَبْلُ ۚ أَنْ

مصیبت زمین میں ملا اور نہ تمہاری جانوں میں ملا مگر وہ ایک کتاب میں ہے ملا قبل اس کے کہ

تَبْرَأَهَا ۗ إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ ۚ ۲۲ لِكَيْلَا تَأْسَوْا عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ وَلَا

ہم اُسے پیدا کریں مٹے بے شک یہ ملک اللہ کو آسان ہے اس لیے کہ غم نہ کھاؤ اس ملک پر جو ہاتھ سے جائے اور

تَفْرَحُوا بِآيَاتِكُمْ ۖ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ ۚ ۲۳ الَّذِينَ

خوش نہ ہو ملک اس پر جو تم کو دیا ملک اور اللہ کو نہیں بھاتا کوئی اترونا (متکبر) بڑائی مارنے والا وہ جو

میں مشغول رہنا اور ان سے دل لگانا دنیا ہے لیکن طاعتیں اور عبادتیں اور جو چیزیں کہ طاعت پر مہین ہوں اور وہ امور آخرت سے ہیں اب اس زندگی دنیا کی ایک

مثال ارشاد فرمائی جاتی ہے ملا اس کی سبزی جاتی رہی پیلا پڑ گیا، کسی آفت سماوی یا ارضی سے۔ ملا ریزہ ریزہ یہی حال دنیا کی زندگی کا ہے جس پر طالب دنیا

بہت خوش ہوتا ہے اور اس کے ساتھ بہت سی امیدیں رکھتا ہے وہ نہایت جلد گزر جاتی ہے۔ ملا اس کے لیے جو دنیا کا طالب ہو اور زندگی لہو و لعب میں گزارے

اور وہ آخرت کی پرواہ نہ کرے ایسا حال کافر کا ہوتا ہے۔ ملا جس نے دنیا کو آخرت پر ترجیح نہ دی۔ ملا یہ اس کے لیے ہے جو دنیا ہی کا ہو جائے اور اس پر پھر وسوسہ

کر لے اور آخرت کی فکر نہ کرے اور جو شخص دنیا میں آخرت کا طالب ہو اور اسباب دنیوی سے بھی آخرت ہی کے لیے علاقہ رکھے تو اس کے لیے دنیا کی کامیابی

آخرت کا ذریعہ ہے حضرت ذوالنون رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اے گروہ مریدین! دنیا طلب نہ کرو اور اگر طلب کرو تو اس سے محبت نہ کرو تو شہ یہاں سے لو

آرام گاہ اور ہے۔ ملا رضائے الہی کے طالب بنو، اس کی طاعت اختیار کرو اور اس کی فرمانبرداری بجالا کر جنت کی طرف بڑھو ملا یعنی جنت کا عرض ایسا ہے کہ

ساتوں آسمان اور ساتوں زمینوں کے ورق بنا کر باہم ملا دیئے جائیں تو جتنے وہ ہوں اتنا جنت کا عرض پھر طول کی کیا انتہا۔ ملا قسط کی، امساک باراں (بارش

رکنے) کی، عدم پیداوار کی، پھلوں کی کمی کی، کھیتوں کے تباہ ہونے کی، ملا امراض کی اور اولاد کے غموں کی، ملا لوح محفوظ میں۔ ملا یعنی زمین کو یا جانوں کو یا

مصیبت کو۔ ملا یعنی ان امور کا باوجود کثرت کے لوح میں مثبت فرمانا۔ ملا متاع دنیا ملا یعنی نہ اتراؤ ملا دنیا کا مال و متاع اور یہ سمجھ لو کہ جو اللہ تعالیٰ نے

يُخْلُونَ وَيَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ ط وَمَنْ يَتَوَلَّ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ الْغَنِيُّ

آپ بخل کریں گے اور آدمیوں سے بخل کو کہیں گے اور جو منہ پھیرے گے تو بے شک اللہ ہی بے نیاز ہے

الْحَدِيدُ ۲۴ لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَ

سب خوبیوں سراہا بے شک ہم نے اپنے رسولوں کو روشن دلیلوں کے ساتھ بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب گے اور

الْبِيزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ج وَأَنْزَلْنَا الْحَدِيدَ فِيهِ بَأْسٌ

عدل کی ترازو اُتاری گے کہ لوگ انصاف پر قائم ہوں گے اور ہم نے لوہا اُتارا گے اس میں سخت

شَدِيدٌ ۲۵ وَمَنْفَعٌ لِلنَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللَّهُ مَنْ يَبْصُرُ ۱۱ وَمُرْسَلَةٌ بِالْغَيْبِ ط

آج گے اور لوگوں کے فائدے گے اور اس لیے کہ اللہ دیکھے اس کو جو بے دیکھے اس کی گے اور اس کے رسولوں کی مدد کرتا ہے

إِنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ عَزِيزٌ ۲۵ ۱۱ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا وَإِبْرَاهِيمَ وَجَعَلْنَا فِي

بے شک اللہ قوت والا غالب ہے گے اور بے شک ہم نے ابراہیم اور نوح کو بھیجا اور ان کی

دُرَيْتِهِمَا النَّبُوَّةَ وَالْكِتَابَ فِيهِمْ مُهْتَدٍ ج وَكَثِيرٌ مِنْهُمْ فَسِقُونَ ۲۶

اولاد میں نبوت اور کتاب رکھی گے تو ان میں گے کوئی راہ پر آیا اور ان میں بہترے فاسق ہیں

مقدر فرمایا ہے ضرور ہونا ہے نغم کرنے سے کوئی ضائع شدہ چیز واپس مل سکتی ہے نہ فنا ہونے والی چیز اترانے کے لائق ہے تو چاہئے کہ خوشی کی جگہ شکر اور غم

کی جگہ صبر اختیار کرو غم سے مراد یہاں انسان کی وہ حالت ہے جس میں صبر اور رضا بقضائے الہی اور امید ثواب باقی نہ رہے اور خوشی سے وہ اترانا مراد ہے

جس میں مست ہو کر آدمی شکر سے غافل ہو جائے اور وہ غم ورنج جس میں بندہ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو اور اس کی رضا پر راضی ہو ایسے ہی وہ خوشی جس پر

حق تعالیٰ کا شکر گزار ہو ممنوع نہیں۔ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اے فرزند آدم! کسی چیز کے نقد ان پر کیوں غم کرتا ہے یہ اس کو

تیرے پاس واپس نہ لائے گا اور کسی موجود چیز پر کیوں اتراتا ہے موت اس کو تیرے ہاتھ میں نہ چھوڑے گی۔ گے اور راہ خدا اور امور خیر میں خرچ نہ

کریں اور حقوق مالیہ کی ادا سے قاصر رہیں۔ گے اس کی تفسیر میں مفسرین کا ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ یہود کے حال کا بیان ہے اور نخل سے مراد ان کا سید

عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ان اوصاف کو چھپانا ہے جو کتب سابقہ میں مذکور تھے۔ گے ایمان سے یا مال خرچ کرنے سے یا خدا اور رسول کی فرمانبرداری

سے گے احکام و شرائع کی بیان کرنے والی گے ترازو سے مراد عدل ہے معنی یہ ہیں کہ ہم نے عدل کا حکم دیا اور ایک قول یہ ہے کہ ترازو سے وزن کا آلہ

ہی مراد ہے۔ مروی ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام کے پاس ترازو لائے اور فرمایا کہ اپنی قوم کو حکم دیجئے کہ اس سے وزن کریں

گے اور کوئی کسی کی حق تلفی نہ کرے۔ گے بعض مفسرین نے فرمایا کہ اتارنا یہاں پیدا کرنے کے معنی میں ہے مراد یہ ہے کہ ہم نے لوہا پیدا کیا اور لوگوں

کے لیے معادن سے نکالا اور انہیں اس کی صنعت کا علم دیا اور یہ بھی مروی ہے: اللہ تعالیٰ نے چار بابرکت چیزیں آسمان سے زمین کی طرف اتاریں لوہا،

آگ، پانی، نمک۔ گے اور نہایت قوت کہ اس سے اسلحہ اور آلات جنگ بنائے جاتے ہیں گے کہ صنعتوں اور حرفتوں میں وہ بہت کام آتا ہے خلاصہ

یہ کہ ہم نے رسولوں کو بھیجا اور ان کے ساتھ ان چیزوں کو نازل فرمایا کہ لوگ حق و عدل کا معاملہ کریں۔ گے یعنی اس کے دین کی گے اس کو کسی کی مدد

درکار نہیں دین کی مدد کرنے کا جو حکم دیا گیا یہ انہی لوگوں کے نفع کے لیے ہے۔ گے یعنی توریث و انجیل و زبور اور قرآن گے یعنی ان کی ذریت میں جن

میں نبی اور کتابیں بھیجیں۔



ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلَىٰ آثَارِهِم بِرُسُلِنَا وَقَفَّيْنَا بِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَآتَيْنَاهُ

پھر ہم نے ان کے پیچھے ۵۷ اسی راہ پر اپنے اور رسول بھیجے اور ان کے پیچھے عیسیٰ بن مریم کو بھیجا اور اسے

الْإِنْجِيلَ ۗ وَجَعَلْنَا فِي قُلُوبِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ رَأْفَةً وَرَحْمَةً ۗ وَ

انجیل عطا فرمائی اور اس کے پیرووں کے دل میں نرمی اور رحمت رکھی ۵۸ اور

رَاهِبَانِيَّةً ابْتَدَعُوا مَا كَتَبْنَا عَلَيْهَا إِلَّا ابْتِغَاءَ رِضْوَانِ اللَّهِ

راہب بننا ۵۹ تو یہ بات انھوں نے دین میں اپنی طرف سے نکالی ہم نے ان پر مقرر نہ کی تھی ہاں یہ بدعت انھوں نے اللہ کی رضا چاہنے کو پیدا کی

فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا ۚ فَآتَيْنَا الَّذِينَ آمَنُوا مِنْهُمْ أَجْرَهُمْ ۚ وَ

پھر اُسے نہ نباہا جیسا اس کے نبھانے کا حق تھا ۶۰ تو ان کے ایمان والوں کو ۶۱ ہم نے ان کا ثواب عطا کیا اور

كَثِيرٌ مِّنْهُمْ فَاسِقُونَ ﴿۲۷﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَآمِنُوا

ان میں بہتیرے ۶۲ فاسق ہیں ۲۷ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کے رسول ۶۳

بِرَسُولِهِ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِن رَّحْمَتِهِ وَيَجْعَلْ لَكُمْ نُورًا تَتَّبِعُونَ بِهِ

پر ایمان لاؤ وہ اپنی رحمت کے دو حصے تمہیں عطا فرمائے گا ۶۴ اور تمہارے لیے نور کر دے گا ۶۵ جس میں چلو

وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿۲۸﴾ لَيْلًا يَعْلَمَ أَهْلُ الْكِتَابِ إِلَّا

اور تمہیں بخش دیگا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے یہ اس لیے کہ کتاب والے کافر جان جائیں کہ

۵۸ یعنی حضرت نوح و ابراہیم علیہما السلام کے بعد تا زمانہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیے بعد دیگرے۔ ۵۹ کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ محبت و

شفقت رکھتے۔ ۶۰ پہاڑوں اور غاروں اور تہامکانوں میں خلوت نشین ہونا اور صومعہ بنانا اور اہل دنیا سے مخالفت (میل جول) ترک کرنا اور عبادتوں میں اپنے

اور پرزائد مشقتیں بڑھالینا، تارک ہو جانا، نکاح نہ کرنا، نہایت موٹے کپڑے پہننا، ادنیٰ غذا نہایت کم مقدار میں کھانا ۶۱ بلکہ اس کو ضائع کر دیا اور تثلیث و الحاد میں

بتلا ہوئے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دین سے کفر کر کے اپنے بادشاہوں کے دین میں داخل ہوئے اور کچھ لوگ ان میں سے دین مسیحی پر قائم اور ثابت بھی رہے

اور جب زمانہ پاک حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پایا تو حضور پر بھی ایمان لائے۔ مسئلہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ بدعت یعنی دین کسی بات کا نکالنا اگر وہ بات

نیک ہو اور اس سے رضائے الہی مقصود ہو تو بہتر ہے اس پر ثواب ملتا ہے اور اس کو جاری رکھنا چاہئے ایسی بدعت کو بدعت حسنہ کہتے ہیں البتہ دین میں بری بات نکالنا

بدعت سیئہ کہلاتا ہے وہ ممنوع اور ناجائز ہے اور بدعت سیئہ حدیث شریف میں وہ بتائی گئی ہے جو خلاف سنت ہو اس کے نکالنے سے کوئی سنت اٹھ جائے۔ اس سے

جزا ہا مسائل کا فیصلہ ہو جاتا ہے جن میں آج کل لوگ اختلاف کرتے ہیں اور اپنی ہوائے نفسانی سے ایسے امور خیر کو بدعت بنا کر منع کرتے ہیں جن سے دین کی تقویت

و تائید ہوتی ہے اور مسلمانوں کو اخروی فوائد پہنچتے ہیں اور وہ طاعات و عبادات میں ذوق و شوق کے ساتھ مشغول رہتے ہیں ایسے امور کو بدعت بتانا قرآن مجید کی اس

آیت کے صریح خلاف ہے۔ ۶۲ جو دین پر قائم رہے تھے۔ ۶۳ جنہوں نے رہبانیت کو ترک کیا اور دین حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے منحرف ہو گئے۔ ۶۴ حضرت

موسیٰ و حضرت عیسیٰ پر علیہما السلام۔ یہ خطاب اہل کتاب کو ہے ان سے فرمایا جاتا ہے ۶۵ سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۶۶ یعنی تمہیں دونوں (دو گنا)

اجر دے گا کیونکہ تم پہلی کتاب اور پہلی نبی پر بھی ایمان لائے اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور قرآن پاک پر بھی۔ ۶۷ (پہلی) صراط پر۔

يَقْدِرُونَ عَلَى شَيْءٍ مِّنْ فَضْلِ اللَّهِ وَأَنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللَّهِ يُؤْتِيهِ

اللہ کے فضل پر ان کا کچھ قابو نہیں ۹۵ اور یہ کہ فضل اللہ کے ہاتھ ہے دیتا ہے

مَنْ يَشَاءُ ۝ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ۝ (۲۹)

جسے چاہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے

۹۵۔ وہ اس میں سے کچھ نہیں پاسکتے نہ دونا اجر نہ نور نہ مغفرت کیونکہ وہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان نہ لائے تو ان کا پہلے انبیاء پر ایمان لانا بھی مفید نہ ہوگا۔ شان نزول: جب اوپر کی آیت نازل ہوئی اور اس میں مومنین اہل کتاب کو سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اوپر ایمان لانے پر دونے اجر کا وعدہ دیا گیا تو کفار اہل کتاب نے کہا کہ اگر ہم حضور پر ایمان لائیں تو دونا اجر ملے اور اگر نہ لائیں تو ایک اجر جب بھی رہے گا اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور ان کے اس خیال کا ابطال کر دیا گیا۔

## ﴿ آیتها ۲۲ ﴾ ﴿ سُورَةُ الْمُجَادَلَةِ مَدَنِيَّةٌ ۱۰۵ ﴾ ﴿ مَرُوعَاتُهَا ۳ ﴾

سورۃ مجادلہ مدنیہ ہے، اس میں بائیس آیتیں اور تین رکوع ہیں

### بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان والا فل

قَدْ سَمِعَ اللَّهُ قَوْلَ الَّتِي تُجَادِلُكَ فِي زَوْجِهَا وَتَشْتَكِي إِلَى اللَّهِ وَاللَّهُ

بے شک اللہ نے سنی اس کی بات جو تم سے اپنے شوہر کے معاملہ میں بحث کرتی ہے فل اور اللہ سے شکایت کرتی ہے اور

اللَّهُ يُسْمِعُ تَحَاوُرَكُمَا ۖ إِنَّ اللَّهَ سَبِيْعٌ بَصِيْرٌ ۝۱ الَّذِينَ يُظْهِرُونَ

اللہ تم دونوں کی گفتگو سن رہا ہے بے شک اللہ سنتا دیکھتا ہے وہ جو تم میں اپنی بیبیوں کو

مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَائِهِمْ مَا هُنَّ أُمَّهَاتُهُمْ ۖ إِنَّ أُمَّهَاتُهُمْ إِلَّا اللَّائِي وَلَدْنَهُمْ ۖ ط

اپنی ماں کی جگہ کہہ بیٹھتی ہیں فل وہ ان کی مائیں نہیں فل ان کی مائیں تو وہی ہیں جن سے وہ پیدا ہیں فل

وَأَنَّهُمْ لَيَقُولُنَّ مُنْكَرًا مِنَ الْقَوْلِ وَزُورًا ۖ ط وَإِنَّ اللَّهَ لَعَفُوٌّ

اور وہ بے شک بُری اور نری جھوٹ بات کہتے ہیں فل اور بیشک اللہ ضرور معاف کرنے والا

فل سورۃ مجادلہ مدنیہ ہے اس میں تین رکوع، بائیس ۲۲ آیتیں، چار سو ہتر ۴۳۷ کلمے، ایک ہزار سات سو بانوے ۱۷۹۲ حرف ہیں۔ فل وہ خولہ بنت ثعلبہ

تھیں اوس بن ثابت کی بی بی۔ شان نزول: کسی بات پر اوس نے ان سے کہا کہ تو مجھ پر میری ماں کی پشت کی مثل ہے یہ کہنے کے بعد اوس کو ندامت ہوئی یہ کلمہ

زمانہ جاہلیت میں طلاق تھا اوس نے کہا میرے خیال میں تو مجھ پر حرام ہو گئی خولہ نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر تمام واقعات

عرض کئے اور عرض کیا کہ میرا مال ختم ہو چکا ماں باپ گزر گئے عمر زیادہ ہو گئی بچے چھوٹے چھوٹے ہیں ان کے باپ کے پاس چھوڑوں تو ہلاک ہو جائیں اپنے

ساتھ رکھوں تو بھوکے مرجائیں کیا صورت ہے کہ میرے اور میرے شوہر کے درمیان جدائی نہ ہو سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیرے باب

میں میرے پاس کوئی حکم نہیں یعنی ابھی تک ظہار کے متعلق کوئی حکم جدید نازل نہیں ہوا دستور قدیم یہی ہے کہ ظہار سے عورت حرام ہو جاتی ہے عورت نے عرض

کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اوس نے طلاق کا لفظ نہ کہا وہ میرے بچوں کا باپ ہے اور مجھے بہت ہی پیارا ہے اسی طرح وہ بار بار عرض کرتی رہی

اور جواب حسب خواہش نہ پایا تو آسمان کی طرف سراٹھا کر کہنے لگی یا اللہ تعالیٰ! میں تجھ سے اپنی محتاجی و بیکسی اور پریشان حالی کی شکایت کرتی ہوں اپنے نبی

پر میرے حق میں ایسا حکم نازل فرما جس سے میری مصیبت رفع ہو حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا خاموش ہو دیکھ چہرہ مبارک

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر آثار وحی ظاہر ہیں جب وحی پوری ہو گئی تو فرمایا اپنے شوہر کو بلا اوس حاضر ہوئے تو حضور نے یہ آیتیں پڑھ کر سنائیں۔

فل یعنی ظہار کرتے ہیں۔ ظہار اس کو کہتے ہیں کہ اپنی بی بی کو حرمت نسبی یا رضاعی کے کسی ایسے عضو سے تشبیہ دی جائے جس کو دیکھنا حرام ہے مثلاً بی بی سے

کہے کہ تو مجھ پر میری ماں کی پشت کی مثل ہے یا بی بی کے ایسے عضو کو جس سے وہ تعبیر کی جاتی ہو یا اس کے جزو شائع کو حرمت کے ایسے عضو سے تشبیہ دے جس کا

دیکھنا حرام ہے مثلاً یہ کہے کہ تیرا سر یا تیرا نصف بدن میری ماں کی پیٹھ یا اس کے پیٹ یا اس کی ران یا میری بہن یا پھوپھی یا دودھ پلانے والی کی پیٹھ یا پیٹ

کے مثل ہے تو ایسا کہنا ظہار کہلاتا ہے۔ فل یہ کہنے سے وہ مائیں نہیں ہو گئیں۔ فل مسئلہ: اور دودھ پلانے والیاں بسبب دودھ پلانے کے ماؤں کے حکم میں

ہیں اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات بسبب کمال حرمت مائیں بلکہ ماؤں سے اعلیٰ ہیں۔ فل جو بی بی کو ماں کہتے ہیں اس کو کسی طرح

ماں کے ساتھ تشبیہ دینا ٹھیک نہیں۔



غَفُورًا ۲) وَالَّذِينَ يُظْهِرُونَ مِنْ نِسَائِهِمْ شُمَّ يَعُودُونَ لِبِأَقَالُوا

اور بخشنے والا ہے اور وہ جو اپنی بیبیوں کو اپنی ماں کی جگہ کہیں مکے پھر وہی کرنا چاہیں جس پر اتنی بڑی بات کہہ چکے مکے

فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ أَنْ يَتَّسَا ۱۰ ط ذَلِكُمْ تَوْعَظُونَ بِهِ ۱۱ ط وَاللَّهُ بِمَا

تو ان پر لازم ہے مکے ایک بردہ (غلام) آزاد کرنا مکے قبل اس کے کہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں مکے یہ ہے جو نصیحت تمہیں کی جاتی ہے اور اللہ تمہارے

تَعْمَلُونَ خَيْرًا ۱۲ ط فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتتَابِعَيْنِ مِّنْ

کاموں سے خبردار ہے پھر جسے بردہ نہ ملے تو مکے لگاتار دو مہینے کے روزے مکے قبل

قَبْلِ أَنْ يَتَّسَا ۱۳ ط فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَاطْعَامُ سِتِّينَ مِسْكِينًا ۱۴ ط ذَلِكَ

اس کے کہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں مکے پھر جس سے روزے بھی نہ ہو سکیں مکے تو ساٹھ مسکینوں کا پیٹ بھرنا مکے یہ

لِتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ۱۵ ط وَتِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ ۱۶ ط وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ

اس لیے کہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھو مکے اور یہ اللہ کی حدیں ہیں مکے اور کافروں کے لیے دردناک

عَذَابٌ ۱۷ ط إِنَّ الَّذِينَ يُحَادُّونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ كَيْتُوكَمَا كَبِتَ

عذاب ہے بے شک وہ جو مخالفت کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کی ذلیل کئے گئے جیسے

الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَقَدْ أَنْزَلْنَا آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ ۱۸ ط وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ

ان سے اگلوں کو ذلت دی گئی مکے اور بے شک ہم نے روشن آیتیں اتاریں مکے اور کافروں کے لیے خواری کا

مکے یعنی ان سے ظہار کریں مسئلہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ باندی سے ظہار نہیں ہوتا اگر اس کو محرمات سے تشبیہ دے تو مظاہر (ظہار کرنے والا) نہ

ہوگا۔ ۱۵ یعنی اس ظہار کو توڑ دینا اور حرمت کو اٹھا دینا۔ ۱۶ کفارہ ظہار کا لہذا ان پر ضروری ہے مکے خواہ وہ مؤمن ہو یا کافر صغیر ہو یا کبیر مرد ہو یا

عورت البتہ مذکر اور اتم ولد اور ایسا مکاتب جائز نہیں جس نے بدل کتابت میں سے کچھ ادا کیا ہو۔ ۱۷ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ اس کفارہ کے دینے

سے پہلے وحی اور اس کے دوائی (اسباب) حرام ہیں۔ ۱۸ اس کفارہ مکے متصل اس طرح کہ نہ ان دو مہینوں کے درمیان رمضان آئے نہ ان پانچ

دنوں میں سے کوئی دن آئے جن کا روزہ ممنوع ہے اور نہ کسی عذر سے یا بغیر عذر کے درمیان سے کوئی روزہ چھوڑا جائے اگر ایسا ہو تو اسے روزے رکھنے

پڑیں گے۔ ۱۹ مسائل: یعنی روزوں سے جو کفارہ دیا جائے اس کا بھی جماع اور دوائی جماع سے مقدم ہونا ضروری ہے اور جب تک وہ روزے

پورے ہوں خاوند بیوی میں سے کوئی کسی کو ہاتھ نہ لگائے۔ ۱۵ یعنی اسے روزے رکھنے کی قوت ہی نہ ہو بڑھاپے یا مرض وغیرہ کے باعث یا روزے تو

رکھ سکتا ہو مگر متواتر و متصل نہ رکھ سکتا ہو ۱۶ یعنی ساٹھ مسکینوں کو کھانا دینا اور یہ اس طرح کہ ہر مسکین کو نصف صاع گے ہوں یا ایک صاع کھجور یا جو دے اور

اگر مسکینوں کو اس کی قیمت دی یا صبح و شام دونوں وقت انہیں پیٹ بھر کر کھلا دیا جائے۔ مسئلہ: اس کفارہ میں یہ شرط نہیں کہ ایک دوسرے کو ہاتھ

لگانے سے قبل ہو حتیٰ کہ اگر کھانا کھلانے کے درمیان میں شوہر اور بی بی میں قربت واقع ہوئی تو نیا کفارہ لازم نہ ہوگا۔ ۱۷ اور خدا اور رسول کی

فرمانبرداری کرو اور جاہلیت کے طریقے چھوڑو۔ ۱۸ ان کو توڑنا اور ان سے تجاوز کرنا جائز نہیں۔ ۱۹ رسولوں کی مخالفت کرنے کے سبب۔

۲۰ رسولوں کے صدق پر دلالت کرنے والی۔

مُهَيِّنٌ ۵) يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللَّهُ جَمِيعًا فَيُنَبِّئُهُم بِأَعْمَلُوا ۱۰ أَحْصَهُ

عذاب ہے جس دن اللہ ان سب کو اٹھائے گا پھر انہیں ان کے کو تک (کرتوت) بتادے گا ۱۰ اللہ نے انہیں گن

اللَّهُ وَنَسُوهُ ۱۱ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ۱۲ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ

رکھا ہے اور وہ بھول گئے ۱۱ اور ہر چیز اللہ کے سامنے ہے اے سننے والے کیا تو نے نہ دیکھا کہ اللہ جانتا ہے

مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۱۳ مَا يَكُونُ مِنْ نَجْوَىٰ ثَلَاثَةٍ إِلَّا هُوَ

جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ۱۳ جہاں کہیں تین شخصوں کی سرگوشی ہو ۱۴ تو چوتھا

رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ إِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَا آدْنَىٰ مِنْ ذَلِكَ وَلَا أَكْثَرَ

وہ موجود ہے ۱۴ اور پانچ کی ۱۵ تو چھٹا ۱۶ اور نہ اس سے کم ۱۷ اور نہ اس سے زیادہ کی

إِلَّا هُوَ مَعَهُمْ آيِنٌ مَّا كَانُوا ۱۸ ثُمَّ يُنَبِّئُهُم بِأَعْمَلُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۱۹ إِنَّ

مگر یہ کہ وہ ان کے ساتھ ہے ۱۸ جہاں کہیں ہوں پھر انہیں قیامت کے دن بتادے گا جو کچھ انہوں نے کیا بے شک

اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۲۰ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ نُهُوا عَنِ النَّجْوَىٰ ثُمَّ

اللہ سب کچھ جانتا ہے کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جنہیں بُری مشورت (مشاورت) سے منع فرمایا گیا تھا پھر

يَعُودُونَ لِمَا نُهُوا عَنْهُ وَيَتَنَجَّوْنَ بِالْآثِمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ

وہی کرتے ہیں ۲۱ جس کی ممانعت ہوئی تھی اور آپس میں گناہ اور حد سے بڑھنے ۲۲ اور رسول کی نافرمانی کے

الرَّسُولِ ۲۳ وَإِذَا جَاءُوكَ حَيَّوْكَ بِالسَّلَامِ يُحَيِّكَ بِهِ اللَّهُ ۲۴ وَيَقُولُونَ

مشورے کرتے ہیں ۲۳ اور جب تمہارے حضور حاضر ہوتے ہیں تو ان لفظوں سے تمہیں مجرا (سلام) کرتے ہیں جو لفظ اللہ نے تمہارے اعزاز میں نہ کہے ۲۴

۲۵ کسی ایک کو باقی نہ چھوڑے گا۔ ۲۶ رسوا اور شرمندہ کرنے کے لیے۔ ۲۷ اپنے اعمال جو دنیا میں کرتے تھے۔ ۲۸ اس سے کچھ پوشیدہ نہیں۔ ۲۹ اور اپنے

راز آپس میں گوش درگوش کہیں اور اپنی مشاورت پر کسی کو مطلع نہ کریں ۲۰ یعنی اللہ تعالیٰ انہیں مشاہدہ کرتا ہے ان کے رازوں کو جانتا ہے۔ ۲۱ سرگوشی ہو ۲۲ یعنی

اللہ تعالیٰ ۲۳ یعنی پانچ اور تین سے ۲۴ اپنے علم و قدرت سے ۲۵ شان نزول: یہ آیت یہود اور منافقین کے حق میں نازل ہوئی جو آپس میں سرگوشیاں کرتے اور

مسلمانوں کی طرف دیکھتے جاتے اور آنکھوں سے ان کی طرف اشارے کرتے جاتے تاکہ مسلمان سمجھیں کہ ان کے خلاف کوئی پوشیدہ بات ہے اور اس سے انہیں رنج

ہو ان کی اس حرکت سے مسلمانوں کو غم ہوتا تھا اور وہ کہتے تھے کہ شاید ان لوگوں کو ہمارے ان بھائیوں کی نسبت قتل یا زبردستی (شکست) کی کوئی خبر پہنچی جو جہاد میں گئے

ہیں اور یہ اسی کے متعلق باتیں بناتے اور اشارے کرتے ہیں جب یہ حرکات منافقین کی بہت زیادہ ہوئیں اور مسلمانوں نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور

میں اس کی شکایتیں کیں تو سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سرگوشی کرنے والوں کو منع فرما دیا لیکن وہ باز نہ آئے اور یہ حرکت کرتے ہی رہے اس پر یہ آیت کریمہ

نازل ہوئی۔ ۲۶ گناہ اور حد سے بڑھنا یہ کہ مکاری کے ساتھ سرگوشیاں کر کے مسلمانوں کو رنج و غم میں ڈالتے ہیں۔ ۲۷ اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نافرمانی

یہ کہ باوجود ممانعت کے باز نہیں آتے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان میں ایک دوسرے کو رائے دیتے تھے کہ رسول کی نافرمانی کرو۔ ۲۸ یہود نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم کے پاس آتے تو ”السَّلَامُ عَلَيْكَ“ کہتے سام موت کو کہتے ہیں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے جواب میں ”عَلَيْكُمْ“ فرمادیتے۔

فِي أَنْفُسِهِمْ لَوْلَا يُعَذِّبُنَا اللَّهُ بِمَا نَقُولُ ۖ حَسْبُكُمْ جَهَنَّمُ يَصَلُّونَهَا ج

اور اپنے دلوں میں کہتے ہیں ہمیں اللہ عذاب کیوں نہیں کرتا ہمارے اس کہنے پر ۲۵ انہیں جہنم بس (کافی) ہے اس میں دھنیں گے

فَيْسَسُ الْمَصِيرُ ۙ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلَا تَتَّجِرُوا

تو کیا ہی بُرا انجام اے ایمان والو تم جب آپس میں

بِالْأَيْمَانِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَةِ الرَّسُولِ وَتَنَاجَوُ بِالَّذِينَ يَتَّقُونَ ط

مشورت کرو تو گناہ اور حد سے بڑھنے اور رسول کی نافرمانی کی مشورت نہ کرو ۲۶ اور نیکی اور پرہیزگاری کی مشورت کرو

وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ۙ ۙ إِنَّمَا النَّجْوَى مِنَ الشَّيْطَانِ

اور اللہ سے ڈرو جس کی طرف اٹھائے جاؤ گے وہ مشورت تو شیطان ہی کی طرف سے ہے ۲۷

لِيَحْزَنَ الَّذِينَ آمَنُوا وَلَيْسَ بِضَارِّهِمْ شَيْئًا إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ط

اس لیے کہ ایمان والوں کو رنج دے اور وہ ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا بے حکم خدا اور

عَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ۙ ۙ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قِيلَ لَكُمْ

مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ چاہئے ۲۸ اے ایمان والو جب تم سے کہا جائے

تَفْسَحُوا فِي الْمَجْلِسِ فَأَفْسَحُوا يَفْسَحَ اللَّهُ لَكُمْ ج وَإِذَا قِيلَ انشُرُوا

مجلسوں میں جگہ دو تو جگہ دو اللہ تمہیں جگہ دے گا ۲۹ اور جب کہا جائے اٹھ کھڑے ہو

فَانشُرُوا يَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ ۙ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ

تو اٹھ کھڑے ہو اللہ تمہارے ایمان والوں کے اور ان کے جن کو علم دیا گیا ۳۰ درجے

دَرَجَاتٍ ط وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ۙ ۙ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا

بلند فرمائے گا اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے اے ایمان والو جب

۳۵ اس سے ان کی مراد یہ تھی کہ اگر حضرت نبی ہوتے تو ہماری اس گستاخی پر اللہ تعالیٰ ہمیں عذاب کرتا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ۳۱ اور جو طریقہ یہود اور منافقین کا

ہے اس سے پرہیز کرو ۳۲ جس میں گناہ اور حد سے بڑھنا اور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نافرمانی ہو اور شیطان اپنے دوستوں کو اس پر ابھارتا ہے۔

۳۳ کہ اللہ پر بھروسہ کرنے والا ٹوٹے (خسارے) میں نہیں رہتا۔ ۳۴ شان نزول: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بدر میں حاضر ہونے والے اصحاب کی

عزت کرتے تھے ایک روز چند بدری اصحاب ایسے وقت پہنچے جبکہ مجلس شریف بھر چکی تھی انہوں نے حضور کے سامنے کھڑے ہو کر سلام عرض کیا حضور نے جواب دیا

پھر انہوں نے حاضرین کو سلام کیا انہوں نے جواب دیا پھر وہ اس انتظار میں کھڑے رہے کہ ان کے لیے مجلس شریف میں جگہ کی جائے مگر کسی نے جگہ نہ دی یہ سید عالم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گراں گزرا تو حضور نے اپنے قریب والوں کو اٹھا کر ان کے لیے جگہ کی اٹھنے والوں کو اٹھنا شاق ہوا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

۳۵ نماز کے یا جہاد کے یا اور کسی نیک کام کے لیے اور اسی میں داخل ہے تعظیم ذکر رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے کھڑا ہونا۔ ۳۶ اللہ اور اس کے رسول



نَا جِئْتُمُ الرَّسُولَ فَقَدِمُوا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوِكُمْ صَدَقَةً ط ذَلِك خَيْرٌ

تم رسول سے کوئی بات آہستہ عرض کرنا چاہو تو اپنی عرض سے پہلے کچھ صدقہ دے لو ۲۲ یہ تمہارے لیے

لَكُمْ وَأَطْهَرُ ط فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۱۳ ءَأَسْفَقْتُمْ

بہتر اور بہت سہرا ہے پھر اگر تمہیں مقدر نہ ہو تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے کیا تم اس سے ڈرے

أَنْ تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوِكُمْ صَدَقَتٍ ط فَاذَلَمْ تَفْعَلُوا وَتَابَ

کہ تم اپنی عرض سے پہلے کچھ صدقہ دو ۲۳ پھر جب تم نے یہ نہ کیا اور اللہ نے اپنی مہر سے

اللَّهُ عَلَيْكُمْ فَأَقِمْوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ ط

تم پر رجوع فرمائی ۲۴ تو نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور اللہ اور اس کے رسول کے فرماں بردار رہو

وَاللَّهُ خَيْرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ۱۳ ءَأَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ

اور اللہ تمہارے کاموں کو جانتا ہے کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جو ایسوں کے دوست ہوئے جن پر

اللَّهُ عَلَيْهِمْ ط مَا هُمْ مِنْكُمْ وَلَا مِنْهُمْ وَيَحْلِفُونَ عَلَى الْكُذِبِ وَهُمْ

اللہ کا غضب ہے ۲۵ وہ نہ تم میں سے نہ ان میں سے ۲۶ وہ دانستہ جھوٹی قسم

يَعْلَمُونَ ۱۳ ج أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا ط إِنَّهُمْ سَاءَ مَا كَانُوا

کھاتے ہیں ۲۷ اللہ نے ان کے لیے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے بے شک وہ بہت ہی بُرے

صلى الله تعالى عليه وسلم کی اطاعت کے باعث ۲۲ کہ اس میں باریابی بارگاہ رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم اور فقراء کا نفع ہے۔ شان نزول:

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں جب اغنیاء نے عرض و معروض کا سلسلہ دراز کیا اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ فقراء کو اپنی عرض پیش کرنے کا موقع کم

ملنے لگا تو عرض پیش کرنے والوں کو عرض پیش کرنے سے پہلے صدقہ دینے کا حکم دیا گیا اور اس حکم پر حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عمل کیا ایک دینار صدقہ

کر کے دس مسائل دریافت کئے عرض کیا: یا رسول اللہ! وفا کیا ہے؟ فرمایا: توحید اور توحید کی شہادت دینا، عرض کیا: فساد کیا ہے؟ فرمایا: کفر و شرک، عرض کیا: حق کیا

ہے؟ فرمایا: اسلام و قرآن اور ولایت جب تجھے ملے، عرض کیا: حیلہ کیا ہے؟ فرمایا: ترک حیلہ، عرض کیا: بچھ پر کیا لازم ہے؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ اور اس کے

رسول کی طاعت، عرض کیا: اللہ تعالیٰ سے کیسے دعا مانگوں؟ فرمایا: صدق و یقین کے ساتھ، عرض کیا: کیا مانگوں؟ فرمایا: عاقبت، عرض کیا: اپنی نجات کے لیے کیا کروں؟

فرمایا: حلال کھا اور سچ بول، عرض کیا: سرور کیا ہے؟ فرمایا: جنت، عرض کیا: راحت کیا ہے؟ فرمایا: اللہ کا دیدار، جب حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان سوالوں

سے فارغ ہو گئے تو یہ حکم منسوخ ہو گیا اور رخصت نازل ہوئی اور سوائے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اور کسی کو اس پر عمل کرنے کا وقت نہیں ملا۔ (مدارک و

خازن) حضرت مترجم قدس سرہ نے فرمایا: یہ اس کی اصل ہے جو جزاات اولیاء پر تصدق کے لیے شیری وغیرہ لے جاتے ہیں۔ ۲۳۔ بسبب اپنی غربتی و ناداری

کے۔ ۲۴۔ اور ترک تقدیم صدقہ کا مواخذہ تم پر سے اٹھالیا اور تم کو اختیار دے دیا ۲۵۔ جن لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہے ان سے مراد یہود ہیں اور ان سے دوستی

کرنے والے منافقین۔ شان نزول: یہ آیت منافقین کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے یہود سے دوستی کی اور ان کی خیر خواہی میں لگے رہتے اور مسلمانوں کے راز

ان سے کہتے۔ ۲۶۔ یعنی نہ مسلمان نہ یہودی بلکہ منافق ہیں مذہب۔ ۲۷۔ شان نزول: یہ آیت عبد اللہ بن مہدی منافق کے حق میں نازل ہوئی جو رسول کریم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر رہتا اور یہاں کی بات یہود کے پاس پہنچاتا ایک روز حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دولت سرائے اقدس

يَعْمَلُونَ ﴿١٥﴾ اتَّخَذُوا أَيْبَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ فَلَهُمْ

کام کرتے ہیں انھوں نے اپنی قسموں کو ۱۵ ڈھال بنا لیا ہے ۱۵ تو اللہ کی راہ سے روکا وہ تو ان کے لیے

عَذَابٌ مُّهِينٌ ﴿١٦﴾ لَنْ تَغْنِي عَنْهُمْ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُمْ مِنَ اللَّهِ

خواری کا عذاب ہے ۱۶ ان کے مال اور ان کی اولاد اللہ کے سامنے انھیں کچھ کام

شَيْءًا أُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿١٧﴾ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللَّهُ

ندوں کے ۱۷ وہ دوزخی ہیں انھیں اس میں ہمیشہ رہنا جس دن اللہ ان سب کو

جَمِيعًا فَيَحْلِفُونَ لَهُ كَمَا يَحْلِفُونَ لَكُمْ وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ عَلَىٰ شَيْءٍ ط

اٹھائے گا تو اس کے حضور بھی ایسے ہی قسمیں کھائیں گے جیسی تمہارے سامنے کھا رہے ہیں ۱۷ اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ انھوں نے کچھ کیا ۱۷

أَلَّا إِنَّهُمْ هُمُ الْكَاذِبُونَ ﴿١٨﴾ اسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ فَأَنسَاهُمْ ذِكْرَ

سنتے ہو بے شک وہی جھوٹے ہیں ۱۸ ان پر شیطان غالب آ گیا تو انھیں اللہ کی یاد

اللهِ ط أُولَئِكَ حِزْبُ الشَّيْطَانِ أَلَّا إِنَّ حِزْبَ الشَّيْطَانِ هُمُ الْخٰسِرُونَ ﴿١٩﴾

بھلا دی وہ شیطان کے گروہ ہیں سُننا ہے بے شک شیطان ہی کا گروہ ہار میں ہے ۱۹

إِنَّ الَّذِينَ يُحَادُّونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَئِكَ فِي الْأَذَلِّينَ ﴿٢٠﴾ كَتَبَ

بے شک وہ جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں وہ سب سے زیادہ ذلیلوں میں ہیں اللہ

اللَّهُ لَا غُلْبَةَ لَنَا وَرُسُلِي ط إِنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ عَزِيزٌ ﴿٢١﴾ لَا تَجِدُ قَوْمًا

لکھ چکا ۲۰ کہ ضرور میں غالب آؤں گا اور میرے رسول ۲۱ بے شک اللہ قوت والا عزت والا ہے تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو

يَوْمَئِذٍ يَدْعُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ

جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں ان سے جنھوں نے اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی ۲۱ اگرچہ

میں تشریف فرما تھے حضور نے فرمایا اس وقت ایک آدمی آئے گا جس کا دل نہایت سخت اور وہ شیطان کی آنکھوں سے دیکھتا ہے تھوڑی ہی دیر بعد عبد اللہ بن مہمل آیا

اس کی آنکھیں نیلی تھیں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا تو اور تیرے ساتھی کیوں ہمیں گالیاں دیتے ہیں وہ قسم کھا گیا کہ ایسا نہیں کرتا اور

اپنے یاروں کو لے آیا انہوں نے بھی قسم کھائی کہ ہم نے آپ کو گالی نہیں دی اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ ۲۱ جو جھوٹی ہیں۔ ۲۱ کہ اپنا جان و مال محفوظ

رہے۔ ۲۱ یعنی منافقین نے اپنی اس جیلد سازی سے لوگوں کو جہاد سے روکا اور بعض مفسرین نے کہا کہ معنی یہ ہیں کہ لوگوں کو اسلام میں داخل ہونے سے روکا

۲۱ آخرت میں ۲۱ اور روز قیامت انہیں عذاب الہی سے نہ بچاسکیں گے۔ ۲۱ کہ دنیا میں مومن مخلص تھے۔ ۲۱ یعنی وہ اپنی ان جھوٹی قسموں کو کارآمد سمجھتے

ہیں۔ ۲۱ اپنی قسموں میں اور ایسے جھوٹے کہ دنیا میں بھی جھوٹ بولتے رہے اور آخرت میں بھی رسول کے سامنے بھی اور خدا کے سامنے بھی۔ ۲۱ کہ جنت کی

دائی نعمتوں سے محروم اور جہنم کے ابدی عذاب میں گرفتار۔ ۲۱ لوح محفوظ میں ۲۱ حجت کے ساتھ یا تلوار کے ساتھ۔ ۲۱ یعنی مومنین سے یہ ہو ہی نہیں سکتا اور

كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ أُولَئِكَ

وہ اُن کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں فلا یہ ہیں

كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِنْهُ وَيُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ

جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرمادیا اور اپنی طرف کی روح سے اُن کی مدد کی فلا اور انھیں باغوں میں

تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا

لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہیں اُن میں ہمیشہ رہیں اللہ ان سے راضی فلا اور وہ اللہ سے

عَنْهُ أُولَئِكَ حِزْبُ اللَّهِ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿۲۲﴾

راضی فلا یہ اللہ کی جماعت ہے سنتا ہے اللہ ہی کی جماعت کامیاب ہے

﴿آیتھا ۲۲﴾ ﴿سُورَةُ الْحِشْرِ مَكِّيَّةٌ ۱۰﴾ ﴿رُكُوعَاتُهَا ۳﴾

سورہ حشر مدنیہ ہے، اس میں چوبیس آیتیں اور تین رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا فل

سَبَّحَ لِلَّهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿۱﴾

اللہ کی پاکی بولتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں اور وہی عزت و حکمت والا ہے فل

ان کی یہ شان ہی نہیں اور ایمان اس کو گوارا ہی نہیں کرتا کہ خدا اور رسول کے دشمن سے دوستی کرے۔ مسئلہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ بددینوں اور بد مذہبوں اور خدا اور رسول کی شان میں گستاخی اور بے ادبی کرنے والوں سے مودت و اختلاط جائز نہیں۔ فلا چنانچہ حضرت ابو عبیدہ بن جراح نے جنگ احد میں اپنے باپ جراح کو قتل کیا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روز بدر اپنے بیٹے عبد الرحمن کو مبارزت کے لیے طلب کیا لیکن رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں اس جنگ کی اجازت نہ دی اور مصعب بن عمیر نے اپنے بھائی عبد اللہ بن عمیر کو قتل کیا اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ماموں عاص بن ہشام بن مغیرہ کو روز بدر قتل کیا اور حضرت علی بن ابی طالب و حمزہ و ابو عبیدہ نے ربیعہ کے بیٹوں عتبہ اور شیبہ کو اور ولید بن عتبہ کو بدر میں قتل کیا جو ان کے رشتہ دار تھے خدا اور رسول پر ایمان لانے والوں کو قرابت اور رشتہ داری کا کیا پاس۔ فلا اس روح سے یا اللہ کی مدد مراد ہے یا ایمان یا قرآن یا جبریل یا رحمت الہی یا نور۔ فلا بسبب ان کے ایمان و اخلاص و طاعت کے۔ فلا اس کے رحم و کرم سے۔ فلا سورہ حشر مدنیہ ہے اس میں تین ۳ رکوع، چوبیس ۲۴ آیتیں، چار سو پینتالیس ۴۳۵ کلمے، ایک ہزار نو سو تیرہ ۱۹۱۳ حرف ہیں۔ فلا شان نزول: یہ سورت بنی نضیر کے حق میں نازل ہوئی یہ لوگ یہودی تھے جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں رونق افروز ہوئے تو انہوں نے حضور سے اس شرط پر صلح کی کہ نہ آپ کے ساتھ ہو کر کسی سے لڑیں نہ آپ سے جنگ کریں جب جنگ بدر میں اسلام کی فتح ہوئی تو بنی نضیر نے کہا یہ وہی نبی ہیں جن کی صفت تو ریت میں ہے پھر جب احد میں مسلمانوں کو ہزیمت کی صورت پیش آئی تو یہ تنگ میں پڑے اور انہوں نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضور کے نیاز مندوں کے ساتھ عداوت کا اظہار کیا اور جو معاہدہ کیا تھا وہ توڑ دیا اور ان کا ایک سردار کعب بن اشرف یہودی چالیس یہودی سواروں کو ساتھ لے کر مکہ مکرمہ پہنچا اور کعبہ معظمہ کے پردے تھام کر قریش کے سرداروں سے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلاف معاہدہ کیا اللہ تعالیٰ کے علم دینے سے حضور اس حال پر مطلع تھے اور بنی نضیر سے ایک خیانت اور بھی واقع ہو چکی تھی کہ انہوں نے قلعہ کے اوپر سے سید عالم صلی اللہ



هُوَ الَّذِي أَخْرَجَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مِنْ دِيَارِهِمْ

وہی ہے جس نے ان کافر کتابیوں کو ان کے گھروں سے نکالا

لِأَوَّلِ الْحَشْرِ مَا ظَنَنْتُمْ أَنْ يَخْرُجُوا وَظَنُّوا أَنَّهُمْ مَانِعَتُهُمْ

ان کے پہلے حشر کے لیے وہ تمہیں گمان نہ تھا کہ وہ نکلیں گے اور وہ سمجھتے تھے کہ ان کے قلعے

حُصُونُهُمْ مِنَ اللَّهِ فَأَتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوا وَقَدَفَ فِي

انہیں اللہ سے بچالیں گے تو اللہ کا حکم ان کے پاس آیا جہاں سے ان کا گمان بھی نہ تھا اور اس نے ان

قُلُوبِهِمُ الرُّعْبَ يُخْرِبُونَ بُيُوتَهُمْ بِأَيْدِيهِمْ وَأَيْدِي الْمُؤْمِنِينَ

کے دلوں میں رعب ڈالا کہ اپنے گھر ویران کرتے ہیں اپنے ہاتھوں سے اور مسلمانوں کے ہاتھوں سے

فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِيَ الْأَبْصَارِ ۚ وَلَوْلَا أَنْ كَتَبَ اللَّهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَآءَ

تو عبرت لو اے نگاہ والو اور اگر نہ ہوتا کہ اللہ نے ان پر گھر سے اجڑنا لکھ دیا تھا

لَعَذَابُهُمْ فِي الدُّنْيَا ۖ وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ ۗ ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ

تو دنیا ہی میں ان پر عذاب فرماتا ہے اور ان کے لیے آخرت میں آگ کا عذاب ہے یہ اس لیے کہ وہ

شَآءُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۚ وَمَنْ يُشَاقِقِ اللَّهَ فَإِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۗ

اللہ سے اور اس کے رسول سے پھٹے رہے اور جو اللہ اور اس کے رسول سے پھٹا ہے تو بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے

تعالیٰ علیہ وسلم پر بارادۃ فاسد ایک پتھر گرایا تھا اللہ تعالیٰ نے حضور کو خبردار کر دیا اور بفضلہ تعالیٰ حضور محفوظ رہے غرض جب یہود نے خیانت کی اور

عہد شکنی کی اور کفار قریش سے حضور کے خلاف عہد کیا تو سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے محمد بن مسلمہ انصاری کو حکم دیا اور انہوں نے کعب بن اشرف

کو قتل کر دیا پھر حضور مع لشکر کے بنی نضیر کی طرف روانہ ہوئے اور ان کا محاصرہ کر لیا یہ محاصرہ اکیس روز رہا اس درمیان میں منافقین نے یہود سے ہمدردی و

موافقت کے بہت معاہدے کئے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان سب کو ناکام کیا یہود کے دلوں میں رعب ڈالا آخر کار انہیں حضور کے حکم سے جلا وطن ہونا پڑا اور وہ

شام و اریحہ و خیبر کی طرف چلے گئے۔ ۳۔ یعنی یہود بنی نضیر کو وکے جو مدینہ طیبہ میں تھے۔ ۴۔ یہ جلا وطنی ان کا پہلا حشر ہے اور دوسرا حشر ان کا یہ

ہے کہ امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں اپنے زمانہ خلافت میں خیبر سے شام کی طرف نکالایا آخر حشر روز قیامت کا حشر ہے کہ آگ

سب لوگوں کو سر زمین شام کی طرف لے جائے گی اور وہیں ان پر قیامت قائم ہوگی اس کے بعد اہل اسلام سے خطاب فرمایا جاتا ہے۔ ۵۔ مدینہ سے

کیونکہ وہ صاحب قوت صاحب لشکر تھے مضبوط قلعے رکھتے تھے ان کی تعداد کثیر تھی جاگیر دار صاحب مال۔ ۶۔ یعنی خطرہ بھی نہ تھا کہ مسلمان ان پر حملہ آور

ہو سکتے ہیں۔ ۷۔ ان کے سردار کعب بن اشرف کے قتل سے۔ ۸۔ اور ان کو ڈھاتے ہیں تاکہ جو کڑی وغیرہ انہیں اچھی معلوم ہو وہ جلا وطن ہوتے وقت

اپنے ساتھ لے جائیں۔ ۹۔ کہ ان کے مکانوں کے جو حصے باقی رہ جاتے تھے انہیں مسلمان گرا دیتے تھے تاکہ جنگ کے لیے میدان صاف ہو جائے۔

۱۰۔ اور انہیں قتل و قید میں مبتلا کرتا جیسا کہ یہود بنی قریظہ کے ساتھ کیا۔ ۱۱۔ ہر حال میں خواہ جلا وطن کئے جائیں یا قتل کئے جائیں۔ ۱۲۔ یعنی



الرَّسُولَ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ

عطا فرمائیں وہ لو ۲۲ اور جس سے منع فرمائیں باز رہو اور اللہ سے ڈرو ۲۳ بے شک اللہ

شَدِيدُ الْعِقَابِ ۲۴ لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ

کا عذاب سخت ہے ۲۴ ان فقیر ہجرت کرنے والوں کے لیے جو اپنے گھروں

دِيَارِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا وَيُصْرُونَ

اور مالوں سے نکالے گئے ۲۵ اللہ کا فضل ۲۶ اور اس کی رضا چاہتے اور اللہ و رسول

اللَّهُ وَرَسُولَهُ ۲۷ أُولَئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ ۲۸ وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَ

کی مدد کرتے ۲۷ وہی سچے ہیں ۲۸ اور جنھوں نے پہلے سے ۲۹ اس شہر ۳۰

الْإِيمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِي

اور ایمان میں گھر بنا لیا ۳۱ دوست رکھتے ہیں انہیں جو ان کی طرف ہجرت کر کے گئے ۳۲ اور اپنے دلوں میں

صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِّمَّا أُوتُوا وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ

کوئی حاجت نہیں پاتے ۳۳ اس چیز کی جو دیئے گئے ۳۴ اور اپنی جانوں پر ان کو ترجیح دیتے ہیں ۳۵ اگرچہ انھیں شدید

خِصَامَةً ۳۶ وَمَنْ يُوقِ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۳۷ وَ

محتاجی ہو ۳۶ اور جو اپنے نفس کے لالچ سے بچایا گیا ۳۷ تو وہی کامیاب ہیں اور

۳۲ غنیمت میں سے کیونکہ وہ تمہارے لیے حلال ہے یا یہ معنی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمہیں جو حکم دیں اس کا اتباع کرو کیونکہ نبی کریم صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت ہر امر میں واجب ہے۔ ۳۳ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مخالفت نہ کرو اور ان کے قیل ارشاد میں سستی نہ کرو۔ ۳۴ ان پر جو رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نافرمانی کریں اور مال غنیمت میں جیسا کہ اوپر ذکر کرتے ہوئے لوگوں کا حق ہے ایسا ہی ۳۵ اور ان کے گھروں اور مالوں پر کفار مکہ نے قبضہ کر لیا۔ مسئلہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ کفار استیلاء (قبضہ کرنے) سے اموال مسلمین کے مالک ہو جاتے ہیں۔ ۳۶ یعنی ثوابِ آخرت ۳۷ اپنے جان و مال سے دین کی حمایت میں ۳۸ ایمان و اخلاص میں۔ ۳۹ فائدہ نے فرمایا کہ ان مہاجرین نے گھر اور مال اور کنبے اللہ تعالیٰ اور رسول کی محبت میں چھوڑے اور اسلام کو قبول کیا اور ان تمام شدتوں اور سختیوں کو گوارا کیا جو اسلام قبول کرنے کی وجہ سے انہیں پیش آئیں ان کی حالتیں یہاں تک پہنچیں کہ بھوک کی شدت سے پیٹ پر پتھر باندھتے تھے اور جاڑوں میں کپڑا نہ ہونے کے باعث گڑھوں اور غاروں میں گزارا کرتے تھے۔ حدیث شریف میں ہے کہ فقراء مہاجرین اغنیاء سے چالیس سال قبل جنت میں جائیں گے۔ ۴۰ یعنی مہاجرین سے پہلے یا ان کی ہجرت سے پہلے بلکہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے ۴۱ مدینہ پاک ۴۲ یعنی مدینہ پاک کو وطن اور ایمان کو اپنا مستقر بنایا اور اسلام لائے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے دو سال پہلے مسجدیں بنائیں ان کا یہ حال ہے کہ ۴۳ چنانچہ اپنے گھروں میں انہیں اتارتے ہیں اپنے مالوں میں انہیں نصف کا شریک کرتے ہیں۔ ۴۴ یعنی ان کے دلوں میں کوئی خواہش و طلب نہیں پیدا ہوتی۔ ۴۵ مہاجرین، یعنی مہاجرین کو جو اموال غنیمت دیئے گئے انصار کے دل میں ان کی کوئی خواہش نہیں پیدا ہوتی رہشک تو کیا ہوتا سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برکت نے قلوب ایسے پاک کر دیئے کہ انصار مہاجرین کے ساتھ یہ سلوک کرتے ہیں۔ ۴۶ یعنی مہاجرین کو ۴۷ شان نزول: حدیث شریف میں ہے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک بھوکا شخص آیا حضور نے ازواجِ مطہرات کے حجروں پر معلوم کرایا کیا کھانے کی



الَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا

وہ جو اُن کے بعد آئے ۲۸ عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو

الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا

جو ہم سے پہلے ایمان لائے اور ہمارے دل میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ رکھ ۲۹

رَبَّنَا إِنَّكَ رَعُوفٌ رَحِيمٌ ۱۰ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ نَافَقُوا يَقُولُونَ

اے رب ہمارے بے شک تو ہی نہایت مہربان رحم والا ہے کیا تم نے منافقوں کو نہ دیکھا ۳۰ کہ اپنے بھائیوں

لِإِخْوَانِهِمْ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَئِنْ أُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ

کافر کتابیوں ۳۱ سے کہتے ہیں کہ اگر تم نکالے گئے ۳۲ تو ضرور ہم تمہارے ساتھ نکل

مَعَكُمْ وَلَا نَطِيعُ فِيكُمْ أَحَدًا أَبَدًا وَإِنْ قُوتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ وَاللَّهُ

جائیں گے اور ہرگز تمہارے بارے میں کبھی کسی کی نہ مانیں گے ۳۳ اور تم سے لڑائی ہوئی تو ہم ضرور تمہاری مدد کریں گے اور اللہ

يَشْهَدُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ۱۱ لَئِنْ أُخْرِجُوا لَا يَخْرُجُونَ مَعَهُمْ وَلَئِنْ

گواہ ہے کہ وہ جھوٹے ہیں ۳۴ اگر وہ نکالے گئے ۳۵ تو یہ اُن کے ساتھ نہ نکلیں گے اور ان سے

قُوتِلُوا لَا يَنْصُرُونَهُمْ ۱۲ وَلَئِنْ نَصَرُوا هُمُ لَيُؤْتِنَنَّ الْأَدْبَارَ ثُمَّ لَا

لڑائی ہوئی تو یہ ان کی مدد نہ کریں گے ۳۶ اور اگر ان کی مدد کی بھی تو ضرور پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے پھر ۳۷

کوئی چیز سے معلوم ہوا کسی بی بی صاحبہ کے یہاں کچھ بھی نہیں ہے تب حضور نے اصحاب سے فرمایا جو اس شخص کو مہمان بنائے اللہ تعالیٰ اس پر رحمت فرمائے حضرت

ابوطالب انصاری کھڑے ہو گئے اور حضور سے اجازت لے کر مہمان کو اپنے گھر لے گئے گھر جا کر بی بی سے دریافت کیا کچھ ہے انہوں نے کہا کچھ نہیں صرف بچوں کے

لیے تھوڑا سا کھانا رکھا ہے حضرت ابوطالب نے فرمایا بچوں کو بہلا کر سلا دو اور جب مہمان کھانے بیٹھے تو چراغ درست کرنے اٹھو اور چراغ کو بجھا دو تاکہ وہ اچھی طرح کھا

لے یہ اس لیے تجویز کی کہ مہمان یہ نہ جان سکے کہ اہل خانہ اس کے ساتھ نہیں کھا رہے ہیں کیونکہ اس کو یہ معلوم ہوگا تو وہ اصرار کرے گا اور کھانا کم ہے بھوکا رہ جائے گا

اس طرح مہمان کو کھلایا اور آپ ان صاحبوں نے بھوکے رات گزار دی جب صبح ہوئی اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور اقدس

علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ارات فلاں فلاں لوگوں میں عجیب معاملہ پیش آیا اللہ تعالیٰ ان سے بہت راضی ہے اور یہ آیت نازل ہوئی۔ ۳۷ یعنی جس کے نفس کو

لا لُح سے پاک کیا گیا ۳۸ یعنی مہاجرین و انصار کے۔ اس میں قیامت تک پیدا ہونے والے مسلمان داخل ہیں ۳۹ یعنی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم کی طرف سے۔ مسئلہ: جس کے دل میں کسی صحابی کی طرف سے بغض یا کدورت ہو اور وہ ان کے لیے دعائے رحمت و استغفار نہ کرے وہ مومنین کے اقسام

سے خارج ہے کیونکہ یہاں مومنین کی تین قسمیں فرمائی گئیں۔ مہاجرین انصار اور ان کے بعد والے جو ان کے تابع ہوں اور ان کی طرف سے دل میں کوئی کدورت

نہ رکھیں اور ان کے لیے دعائے مغفرت کریں تو جو صحابہ سے کدورت رکھے راضی ہو یا خارجی وہ مسلمانوں کی ان تینوں قسموں سے خارج ہے۔ حضرت ام المومنین

عانتہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ لوگوں کو حکم تو یہ دیا گیا کہ صحابہ کے لیے استغفار کریں اور کرتے ہیں یہ کہ گالیاں دیتے ہیں۔ ۴۰ عبد اللہ بن ابی بن

سلول مناقب اور اس کے رفیقوں کو ۴۱ یعنی یہود بنی قریظہ بنی نضیر ۴۲ مدینہ شریف سے ۴۳ یعنی تمہارے خلاف کسی کا کہنا نہ مانیں گے نہ مسلمانوں کا نہ رسول

صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ ۴۴ یعنی یہود سے منافقین کے یہ سب وعدے جھوٹے ہیں اس کے بعد اللہ تعالیٰ منافقین کے حال کی خبر دیتا ہے۔ ۴۵ یعنی یہود

۴۶ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ یہود نکالے گئے اور منافقین ان کے ساتھ نہ نکلے اور یہود سے مقاتلہ ہوا اور منافقین نے یہود کی مدد نہ کی۔ ۴۷ جب یہ مددگار بھاگ

يُنْصَرُونَ ﴿۱۲﴾ لَا أَنْتُمْ أَشَدُّ رَهَبَةً فِي صُدُورِهِمْ مِنَ اللَّهِ ۗ ذَٰلِكَ

مدد نہ پائیں گے بے شک وہ ان کے دلوں میں اللہ سے زیادہ تمہارا ڈر ہے وہ یہ اس لیے

بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَفْقَهُونَ ﴿۱۳﴾ لَا يُقَاتِلُونَكُمْ جَمِيعًا إِلَّا فِي قُرَىٰ مُحَصَّنَةٍ

کہ وہ سمجھ لوگ ہیں نہ یہ سب مل کر بھی تم سے نہ لڑیں گے مگر قلعہ بند شہروں میں

أَوْ مِنْ وَّرَاءِ جُدُرٍ ۗ بَأْسُهُمْ بَيْنَهُمْ شَدِيدٌ ۗ تَحْسِبُهُمْ جَمِيعًا

یا دُھسوں (دیواروں) کے پیچھے آپس میں ان کی آج سخت ہے وہ تم انہیں ایک جتھا (جماعت) سمجھو گے اور

كَلُوبُهُمْ شَتَّىٰ ۗ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَعْقِلُونَ ﴿۱۴﴾ كَمَثَلِ الَّذِينَ مِنْ

ان کے دل الگ الگ ہیں یہ اس لیے کہ وہ بے عقل لوگ ہیں وہ ان کی سی کہات جو ابھی قریب

قَبْلِهِمْ قَرِيبًا ذَاقُوا وَبَالَ أَمْرِهِمْ ۗ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿۱۵﴾ كَمَثَلِ

زمانہ میں ان سے پہلے تھے انہوں نے اپنے کام کا وبال چکھا وہ ان کے لیے دردناک عذاب ہے وہ شیطان

الشَّيْطَانِ إِذْ قَالَ لِلْإِنْسَانِ اكْفُرْ ۗ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ إِنِّي بَرِيءٌ مِّنكَ إِنِّي

کی کہات جب اُس نے آدمی سے کہا کفر کر پھر جب اس نے کفر کر لیا بولا میں تجھ سے الگ ہوں میں

أَخَافُ اللَّهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ ﴿۱۶﴾ فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَا أَنَّهُمَا فِي النَّارِ

اللہ سے ڈرتا ہوں جو سارے جہان کا رب ہے تو ان دونوں کا عاقبت یہ ہوا کہ وہ دونوں آگ میں ہیں

خَالِدِينَ فِيهَا ۗ وَذَٰلِكَ جَزَاءُ الظَّالِمِينَ ﴿۱۷﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا

ہمیشہ اس میں رہیں اور ظالموں کی یہی سزا ہے اے ایمان والو

اتَّقُوا اللَّهَ ۗ وَتَتَنظَّرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۗ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۗ إِنَّ اللَّهَ

اللہ سے ڈرو وہ اور ہر جان دیکھے کہ کل کے لیے کیا آگے بھیجا وہ اور اللہ سے ڈرو وہ بے شک اللہ

تکلیں گے تو منافق ۲۸ اے مسلمانوں! ۲۹ کہ تمہارے سامنے تو اظہار کفر سے ڈرتے ہیں اور یہ جانتے ہوئے بھی کہ اللہ تعالیٰ دلوں کی چھپی باتیں جانتا ہے

دل میں کفر رکھتے ہیں۔ ۳۰ اللہ تعالیٰ کی عظمت کو نہیں جانتے ورنہ جیسا اس سے ڈرنے کا حق ہے ڈرتے۔ ۳۱ یعنی جب وہ آپس میں لڑیں تو بہت ہڈت اور

قوت والے ہیں لیکن مسلمانوں کے مقابل بزدل اور نامرد ثابت ہوں گے۔ ۳۲ اس کے بعد یہودی کی ایک مثل ارشاد فرمائی۔ ۳۳ یعنی ان کا حال مشرکین کے کا سا

ہے کہ بدر میں ۳۴ یعنی رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ عداوت رکھنے اور کفر کرنے کا کہ ذلت و رسوائی کے ساتھ ہلاک کئے گئے۔ ۳۵ اور منافقین

کا یہود بنی نصیر کے ساتھ سلوک ایسا ہے جیسے ۳۶ ایسے ہی منافقین نے یہود بنی نصیر کو مسلمانوں کے خلاف ابھارا جنگ پر آمادہ کیا ان سے مدد کے وعدے کئے اور

جب ان کے کہے سے وہ اہل اسلام سے برسر جنگ ہوئے تو منافق بیٹھ رہے ان کا ساتھ نہ دیا۔ ۳۷ یعنی اس شیطان و انسان کا۔ ۳۸ اور اس کے حکم کی مخالفت

نہ کرو۔ ۳۹ یعنی روز قیامت کے لیے کیا اعمال کئے۔ ۴۰ اس کی طاعت و فرمانبرداری میں سرگرم رہو۔

خَيْرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿۱۸﴾ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَسُوا اللَّهَ فَأَنْسَاهُمْ

کو تمہارے کاموں کی خبر ہے اور ان جیسے نہ ہو جو اللہ کو بھول بیٹھے ولا تو اللہ نے انہیں بلا میں ڈالا کہ اپنی

أَنْفُسَهُمْ ۖ أُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ﴿۱۹﴾ لَا يَسْتَوِي أَصْحَابُ النَّارِ وَأَصْحَابُ

جانیں یاد نہ ہیں ۱۹ وہی فاسق ہیں دوزخ والے ۱۹ اور جنت والے ۱۹

الْجَنَّةِ ۖ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَائِزُونَ ﴿۲۰﴾ لَوْ أَنْزَلْنَا هَذَا الْقُرْآنَ عَلَىٰ

برابر نہیں جنت والے ہی مراد کو پہنچے اگر ہم یہ قرآن کسی پہاڑ پر

جَبَلٍ لَّرَأَيْتَهُ خَاشِعًا مُّصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللَّهِ ۖ وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ

اُتارتے ۲۰ تو ضرور تو اُسے دیکھتا جھکا ہوا پاش پاش ہوتا اللہ کے خوف سے ۲۰ اور یہ مثالیں

نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ﴿۲۱﴾ هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ۚ

لوگوں کے لیے ہم بیان فرماتے ہیں کہ وہ سوچیں وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں

عِلْمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ ﴿۲۲﴾ هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا

ہر نہاں و عیاں (چھپی و ظاہر) کا جاننے والا ۲۲ وہی ہے بڑا مہربان رحمت والا وہی ہے اللہ جس کے سوا

إِلَهَ إِلَّا هُوَ ۚ أَلَمْ يَكُنْ الْأَلَمُّ الْقُدُّوسَ السَّلَامَ ۚ الْمُنِيبَ الْعَزِيزَ

کوئی معبود نہیں بادشاہ ۲۳ نہایت پاک ۲۴ سلامتی دینے والا ۲۵ امان بخشنے والا ۲۶ حفاظت فرمانے والا عزت والا

الْجَبَّارَ الْمُتَكَبِّرَ ۖ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿۲۳﴾ هُوَ اللَّهُ الْخَالِقُ

عظمت والا تکبر والا ۲۷ اللہ کو پاکی ہے ان کے شرک سے وہی ہے اللہ بنانے والا

الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ ۚ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ ۖ يُسَبِّحُ لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ

پیدا کرنے والا ۲۸ ہر ایک کو صورت دینے والا ۲۹ اسی کے ہیں سب اچھے نام ۳۰ اُس کی پاکی بولتا ہے جو کچھ آسمانوں

۳۱ اس کی طاعت ترک کی ۳۲ کہ ان کے لیے فائدہ دینے والے اور کام آنے والے عمل کر لیتے ۳۳ جن کے لیے دائمی عذاب ہے۔ ۳۴ جن کے لیے عیش

مُحَلَّلَدٌ وَرَاحَةٌ سَرِدٌ (ہمیشہ کی عیش و عشرت) ہے۔ ۳۵ اور اس کو انسان کی سی تمیز عطا کرتے ۳۶ یعنی قرآن کی عظمت و شان ایسی ہے کہ پہاڑ کو اگر ادراک ہوتا تو وہ

باوجود اتنا سخت اور مضبوط ہونے کے پاش پاش ہو جاتا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کفار کے دل کتنے سخت ہیں کہ ایسے باعظمت کلام سے اثر پذیر نہیں ہوتے۔ ۳۷ موجود کا

بھی اور معدوم کا بھی دنیا کا بھی اور آخرت کا بھی۔ ۳۸ ملک و حکومت کا حقیقی مالک کہ تمام موجودات اس کے تحت ملک و حکومت ہے اور اس کی مالکیت و سلطنت

دائمی ہے جسے زوال نہیں۔ ۳۹ ہر عیب سے اور تمام برائیوں سے ۴۰ اپنی مخلوق کو، ۴۱ اپنے عذاب سے اپنے فرمانبردار بندوں کو، ۴۲ یعنی عظمت اور بڑائی

والا اپنی ذات اور تمام صفات میں اور اپنی بڑائی کا اظہار اسی کے شاہیاں اور لائق ہے کہ اس کا ہر کمال عظیم ہے اور ہر صفت عالی مخلوق میں کسی کو نہیں پہنچتا کہ تکبر یعنی

اپنی بڑائی کا اظہار کرے۔ بندے کے لیے مجزوا نکسا شاہیاں ہے۔ ۴۳ نیست سے ہست کرنے والا۔ ۴۴ جیسی چاہے۔ ۴۵ ننانوے ۹۹ جو حدیث میں وارد ہیں۔



## وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۲۳

اور زمین میں ہے اور وہی عزت و حکمت والا ہے

ایاتھا ۱۳ ﴿۲۰﴾ سُورَةُ الْمُتَّحِنَةِ مَدَنِيَّةٌ ۹۱ ﴿۲۱﴾ رُكُوعَاتُهَا ۲ ﴿۲۲﴾

سورہ ممتحنہ مدنیہ ہے، اس میں تیرہ آیتیں اور دو رکوع ہیں

## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

## يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ تُلْقُونَ

اے ایمان والو میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ تم انہیں خبریں

## إِلَيْهِمْ بِالْمُودَّةِ وَقَدْ كَفَرُوا بِسَاءَ جَاءَكُمْ مِنَ الْحَقِّ يُخْرِجُونَ

پہنچتے ہو دوستی سے حالانکہ وہ منکر ہیں اس حق کے جو تمہارے پاس آیا ہے گھر سے جدا کرتے ہیں

۱۔ سورہ ممتحنہ مدنیہ ہے اس میں دو رکوع، تیرہ آیتیں، تین سواڑتالیس ۳۸ کلمے، ایک ہزار پانچ سو ۱۵۱۰ حرف ہیں۔ ۲۔ یعنی کفار کو۔ شان نزول: بنی

ہاشم کے خاندان کی ایک باندی سارہ مدینہ طیبہ میں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوئی جبکہ حضور فتح مکہ کا سامان فرما رہے تھے، حضور نے اس

سے فرمایا: کیا تو مسلمان ہو کر آئی؟ اس نے کہا: نہیں، فرمایا: کیا ہجرت کر کے آئی؟ عرض کیا: نہیں، فرمایا: پھر کیوں آئی؟ اس نے کہا: محتاجی سے تنگ ہو کر۔ بنی

عبدالطلب نے اس کی امداد کی کپڑے بنا کر سامان دیا حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سے ملے انہوں نے اس کو دس دینار دیئے ایک چادر دی اور ایک

خط اہل مکہ کے پاس اس کی معرفت بھیجا جس کا مضمون یہ تھا کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تم پر حملہ کا ارادہ رکھتے ہیں تم سے اپنے بچاؤ کی جو تدبیر ہو سکے کرو،

سارہ یہ خط لے کر روانہ ہو گئی اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو اس کی خبر دی حضور نے اپنے چند اصحاب کو جن میں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے گھوڑوں پر

روانہ کیا اور فرمایا مقام روضہ خانہ پر تمہیں ایک مسافر عورت ملے گی اس کے پاس حاطب بن ابی بلتعہ کا خط ہے جو اہل مکہ کے نام لکھا گیا ہے وہ خط اس سے لے لو اور

اس کو چھوڑ دو اگر انکار کرے تو اس کی گردن مار دو یہ حضرات روانہ ہوئے اور عورت کو ٹھیک اسی مقام پر پایا جہاں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تھا

اس سے خط مانگا وہ انکار کر گئی اور قسم کھا گئی صحابہ نے واپسی کا قصد کیا حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تقسیم فرمایا کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خبر

خلاف ہوئی نہیں سکتی اور تلوار کھینچ کر عورت سے فرمایا یا خط نکال یا گردن رکھ جب اس نے دیکھا کہ حضرت بالکل آمادہ قتل ہیں تو اپنے جوڑے میں سے خط نکالا حضور

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر فرمایا کہ اے حاطب! اس کا کیا باعث؟ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم میں جب سے اسلام لایا کبھی میں نے کفر نہیں کیا اور جب سے حضور کی نیاز مندی میں سر آئی کبھی حضور کی خیانت نہ کی اور جب سے اہل مکہ کو چھوڑا کبھی

ان کی محبت نہ آئی۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ میں قریش میں رہتا تھا اور ان کی قوم سے نہ تھا میرے سوائے اور جو بہا جرین ہیں ان کے مکہ مکرمہ میں رشتہ دار ہیں جو ان کے

گھر بار کی نگرانی کرتے ہیں مجھے اپنے گھر والوں کا اندیشہ تھا اس لیے میں نے یہ چاہا کہ میں اہل مکہ پر کچھ احسان رکھ دوں تاکہ وہ میرے گھر والوں کو نہ ستائیں اور یہ

میں یقین سے جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اہل مکہ پر عذاب نازل فرمانے والا ہے میرا خط انہیں بچانہ سکے گا سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کا یہ عذر قبول فرمایا

اور ان کی تصدیق کی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھے اجازت دیجئے اس منافق کی گردن مار دوں، حضور

نے فرمایا: اے عمر! (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اللہ تعالیٰ خبردار ہے جب ہی اس نے اہل بدر کے حق میں فرمایا کہ جو چاہو کرو میں نے تمہیں بخش دیا، یہ سن کر حضرت عمر رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کے آنسو جاری ہو گئے اور یہ آیات نازل ہوئیں۔ ۳۔ یعنی اسلام اور قرآن ۴۔ یعنی مکہ مکرمہ سے۔

الرَّسُولَ وَإِيَّاكُمْ أَنْ تُوْمِنُوا بِاللَّهِ رَبِّكُمْ ۖ إِنَّ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا

رسول کو اور تمہیں اس پر کہ تم اپنے رب اللہ پر ایمان لائے اگر تم نکلے ہو میری راہ میں

فِي سَبِيلِي وَابْتِغَاءَ مَرْضَاتِي تُسْرُونَ إِلَيْهِمْ بِالْمُودَةِ ۗ وَأَنَا أَعْلَمُ

جہاد کرنے اور میری رضا چاہنے کو تو ان سے دوستی نہ کرو تم انہیں خفیہ پیام محبت کا بھیجتے ہو اور میں خوب جانتا ہوں

بِأَخْفَيْتُمْ وَمَا أَعْلَنْتُمْ ۖ وَمَنْ يَفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ

جو تم چھپاؤ اور جو ظاہر کرو اور تم میں جو ایسا کرے وہ بے شک سیدھی راہ

السَّبِيلِ ۝۱ إِنَّ يَتَّقُواكُمْ يَكُونُوا لَكُمْ أَعْدَاءً وَيَبْسُطُوا إِلَيْكُمْ

سے بہکا اگر تمہیں پائیں وہ تو تمہارے دشمن ہوں گے اور تمہاری طرف اپنے ہاتھ

أَيْدِيَهُمْ وَالسِّنَنَهُم بِالسُّوءِ وَوَدُّوا لَوْ تَكْفُرُونَ ۖ لَنْ تَنْفَعَكُمْ

اور اپنی زبانیں کے بُرائی کے ساتھ دراز کریں گے اور ان کی تمنا ہے کہ کسی طرح تم کافر ہو جاؤ وہ ہرگز کام نہ آئیں گے

أَرْحَامِكُمْ وَلَا أَوْلَادِكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۗ يُفْصِلُ بَيْنَكُمْ وَاللَّهُ بِمَا

تمہیں تمہارے رشتے اور نہ تمہاری اولاد و قیامت کے دن تمہیں ان سے الگ کر دے گا وہ اور اللہ

تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝۲ قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ

تمہارے کام دیکھ رہا ہے بے شک تمہارے لیے اچھی پیروی تھی فلک ابراہیم اور اس کے ساتھ

مَعَهُ ۚ إِذْ قَالُوا الْقَوْمِ لَهُمْ إِنَّا بَرَاءٌ وَأَمِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ

والوں میں وہ جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا فلک بے شک ہم بیزار ہیں تم سے اور ان سے جنہیں اللہ کے سوا

اللَّهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ أَبَدًا

پوجتے ہو ہم تمہارے منکر ہوئے وہ اور ہم میں اور تم میں دشمنی اور عداوت ظاہر ہو گئی ہمیشہ کے لیے

حَتَّىٰ تُوْمِنُوا بِاللَّهِ وَحَدَاهُ ۗ إِلَّا قَوْلَ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ لَا اسْتَغْفِرَنَّ

جب تک تم ایک اللہ پر ایمان نہ لاؤ مگر ابراہیم کا اپنے باپ سے کہنا کہ میں ضرورتیری مغفرت

وَلَا لِعَنِي ۚ إِنْ كَفَرْتُمْ بِمَوْجِعِهَا جَائِلٌ ۖ ضَرْبُ قَوْلٍ كَمَا تَقُولُونَ ۗ تُوْمِنُوا بِاللَّهِ وَحَدَاهُ ۗ إِلَّا قَوْلَ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ لَا اسْتَغْفِرَنَّ

وہ یعنی اگر کفار تم پر موجع پاجائیں وہ ضرب قَوْل کے ساتھ وہ سب و شتم اور وہ تو ایسے لوگوں کو دوست بنانا اور ان سے بھلائی کی امید رکھنا اور ان کی

عداوت سے غافل رہنا ہرگز نہ چاہئے۔ ۱۰ جن کی وجہ سے تم کفار سے دوستی و موالات کرتے ہو فلک کہ فرمانبردار جنت میں ہوں گے اور کافر نافرمان جہنم میں۔ ۱۱ حضرت حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے مومنین کو خطاب ہے اور سب کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اقتداء کرنے کا حکم ہے کہ دین کے معاملہ میں اہل قرابت کے ساتھ ان کا طریقہ اختیار کریں۔ ۱۲ ساتھ والوں سے اہل ایمان مراد ہیں۔ ۱۳ جو مشرک تھی وہ اور ہم نے تمہارے

لَكَ وَمَا أَمَلِكُ لَكَ مِنَ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ ۖ رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَإِلَيْكَ

جاہوں گا وہاں اور میں اللہ کے سامنے تیرے کسی نفع کا مالک نہیں ہوں اے ہمارے رب ہم نے تجھی پر بھروسہ کیا اور تیری ہی طرف

أَنْبَأُوا إِلَيْكَ الْمَصِيرُ ۗ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِلَّذِينَ كَفَرُوا وَ

رجوع لائے اور تیری ہی طرف پھرنا ہے ہاں اے ہمارے رب ہمیں کافروں کی آزمائش میں نہ ڈالنا اور

أَغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا ۗ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۗ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيهِمْ

ہمیں بخش دے اے ہمارے رب بے شک تو ہی عزت و حکمت والا ہے بے شک تمہارے لیے وہاں ان میں

أَسْوَأَ حَسَنَةٍ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ ۖ وَمَنْ يَتَوَلَّ

اچھی بیروی تھی وہاں اُسے جو اللہ اور پچھلے دن کا امیدوار ہوگا اور جو منہ پھیرے اور

فَانَ اللَّهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ۗ عَسَى اللَّهُ أَنْ يَجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ

تو بے شک اللہ ہی بے نیاز ہے سب خوبیوں سراہا قریب ہے کہ اللہ تم میں اور ان میں جو ان

الَّذِينَ عَادَيْتُمْ مِنْهُمْ مَوَدَّةً ۚ وَاللَّهُ قَدِيرٌ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۗ

میں سے تمہارے دشمن ہیں دوستی کر دے اور اللہ قادر ہے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے

لَا يَنْهَكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُمْ

اللہ تمہیں ان سے منع نہیں کرتا جو تم سے دین میں نہ لڑے اور تمہیں تمہارے

مِّنْ دِيَارِكُمْ أَنْ تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ

گھروں سے نہ نکالا کہ ان کے ساتھ احسان کرو اور ان سے انصاف کا برتاؤ برتو بے شک انصاف والے

دین کی مخالفت اختیار کی۔ یہ قابل اتباع نہیں ہے کیونکہ وہ ایک وعدے کی بناء پر تھا اور جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ظاہر ہو گیا کہ وہ کفر پر مستقل ہے تو

آپ نے اس سے بیزاری کی لہذا یہ کسی کے لیے جائز نہیں کہ اپنے بے ایمان رشتہ دار کے لیے دعائے مغفرت کرے۔ ۱۶ اگر تو اس کی نافرمانی کرے اور شرک پر

قائم رہے۔ ۱۷ یہ بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اور ان مومنین کی دعا ہے جو آپ کے ساتھ تھے اور ماقبل استثناء کے ساتھ متصل ہے لہذا مومنین کو اس

دعا میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اتباع کرنی چاہئے۔ ۱۸ انہیں ہم پر غلبہ نہ دے کہ وہ اپنے آپ کو حق پر گمان کرنے لگیں۔ ۱۹ اے امت حبیب خدا محمد

مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم!۔ ۲۰ یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے ساتھ والوں میں۔ ۲۱ اللہ تعالیٰ کی رحمت و ثواب اور راحت آخرت کا

طالب ہو اور عذاب الہی سے ڈرے۔ ۲۲ ایمان سے اور کفار سے دوستی کرے ۲۳ یعنی کفار مکہ میں سے ۲۴ اس طرح کہ انہیں ایمان کی توفیق دے، چنانچہ

اللہ تعالیٰ نے ایسا کیا اور بعد فتح مکہ ان میں سے کثیر التعداد لوگ ایمان لے آئے اور مومنین کے دوست اور بھائی بن گئے اور باہمی محبتیں بڑھیں۔ شان نزول: جب

اوپر کی آیات نازل ہوئیں تو مومنین نے اپنے اہل قرابت کی عداوت میں تشدد کیا ان سے بیزار ہو گئے اور اس معاملہ میں بہت سخت ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت

نازل فرما کر انہیں امید دلائی کہ ان کفار کا حال بدلنے والا ہے اور یہ آیت نازل ہوئی۔ ۲۵ دل بدلنے اور حال تبدیل کرنے پر ۲۶ یعنی ان کافروں سے۔ شان

نزول: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ یہ آیت خزاعہ کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس شرط پر صلح کی



الْمُقْسَطِينَ ۸ إِنَّمَا يَهْتَكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ قَتَلْتُمْ فِي الدِّينِ وَ

اللہ کو محبوب ہیں اللہ تمہیں انہی سے منع کرتا ہے جو تم سے دین میں لڑے یا

أَخْرَجُوكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ وَظَهَرُوا عَلَيَّ إِخْرَاجَكُمْ أَنْ تَوَلَّوْهُمْ وَمَنْ

تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا یا تمہارے نکالنے پر مدد کی کہ ان سے دوستی کرو گے اور جو

يَتَوَلَّوْهُمْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۹ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمْ

ان سے دوستی کرے تو وہی ستمگار ہیں اے ایمان والو جب تمہارے پاس

الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ فَاْمْتَحِنُوهُنَّ ۱۰ اللَّهُ أَعْلَمُ بِإِيمَانِهِنَّ ۱۱ فَإِنْ

مسلمان عورتیں کفرستان سے اپنے گھر چھوڑ کر آئیں تو ان کا امتحان کر لو ۱۰ اللہ ان کے ایمان کا حال بہتر جانتا ہے پھر اگر

عَلِمْتَهُنَّ ۱۲ مُؤْمِنَاتٍ فَلَا تَرْجِعُوهُنَّ إِلَى الْكُفَّارِ ۱۳ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَ

وہ تمہیں ایمان والیاں معلوم ہوں تو انہیں کافروں کو واپس نہ دو نہ یہ ۱۲ انہیں حلال نہ

لَا هُمْ يَحِلُّونَ لَهُنَّ ۱۴ وَأَتَوْهُنَّ مَا أَنْفَقُوا ۱۵ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ أَنْ

نہ وہ انہیں حلال نہ اور ان کے کافر شوہروں کو وہ دو جو ان کا خرچ ہوا ۱۵ اور تم پر کچھ گناہ نہیں کہ

تَحِيَّ كُنْتُمْ عَلَيْهِنَّ مِنَ الْكُفْرِ ۱۶ وَأَنْتُمْ سَوَاءٌ ۱۷ وَأَنْتُمْ سَوَاءٌ ۱۸ وَأَنْتُمْ سَوَاءٌ ۱۹ وَأَنْتُمْ سَوَاءٌ ۲۰

تھی کہ نہ آپ سے قتال کریں گے نہ آپ کے مخالف کو مدد دیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے ساتھ سلوک کرنے کی اجازت دی۔ حضرت عبد اللہ بن زبیر نے

فرمایا کہ یہ آیت ان کی والدہ اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حق میں نازل ہوئی ان (حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی والدہ مدینہ طیبہ میں ان

کے لیے تھے لے کر آئی تھیں اور تھیں مشرکہ تو حضرت اسماء نے ان کے ہدایا قبول نہ کئے اور انہیں اپنے گھر میں آنے کی اجازت نہ دی اور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ کیا حکم ہے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اجازت دی کہ انہیں گھر میں بلائیں ان کے

ہدایا قبول کریں ان کے ساتھ اچھا سلوک کریں۔ ۱۲ یعنی ایسے کافروں سے دوستی ممنوع ہے۔ ۱۳ کہ ان کی ہجرت خالص دین کے لیے ہے ایسا تو نہیں ہے کہ

انہوں نے شوہروں کی عداوت میں گھر چھوڑا ہو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ ان عورتوں کو قسم دی جائے کہ وہ نہ شوہروں کی عداوت میں نکلی

ہیں اور نہ کسی دنیوی وجہ سے انہوں نے صرف اپنے دین و ایمان کے لیے ہجرت کی ہے۔ ۱۴ مسلمان عورتیں ۱۵ یعنی کافروں کو ۱۶ یعنی نہ کافر مرد مسلمان

عورتوں کو حلال۔ مسئلہ: عورت مسلمان ہو کر کافر مرد کی زوجیت سے خالی ہوگی۔ ۱۷ یعنی جو مہر انہوں نے ان عورتوں کو دیے تھے وہ انہیں واپس کر دو یہ حکم اہل ذمہ

کے لیے ہے جن کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی لیکن حرابی عورتوں کے مہر واپس کرنا نہ واجب نہ سنت (وَ إِنْ كَانَ الْأُمُورُ بِإِيْسَاءٍ مَا أَنْفَقُوا لِلْوُجُوبِ فَهِيَ مَنسُوحٌ

وَ إِنْ كَانَ لِنُدْبٍ كَمَا هُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ فَلَا) مسئلہ: اور یہ مہر دینا اس صورت میں ہے جبکہ عورت کا کافر شوہر اس کو طلب کرے اور اگر نہ طلب کرے تو اس کو کچھ نہ

دیا جائے گا۔ مسئلہ: اسی طرح اگر کافر نے اس مہاجرہ کو مہر نہیں دیا تھا تو بھی وہ کچھ نہ پائے گا۔ شان نزول: یہ آیت صلح حدیبیہ کے بعد نازل ہوئی صلح میں یہ شرط تھی کہ

مکہ والوں میں سے جو شخص ایمان لا کر سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو اس کو اہل مکہ واپس لے سکتے ہیں اس آیت میں یہ بیان فرمایا گیا کہ

یہ شرط صرف مردوں کے لیے ہے عورتوں کی تصریح عہد نامہ میں نہیں نہ عورتیں اس قرارداد میں داخل ہو سکتی ہیں کیونکہ مسلمان عورت کافر کے لیے حلال نہیں۔ بعض

مفسرین نے فرمایا کہ یہ آیت حکم اول کی ناخ ہے یہ اس تقدیر پر ہے کہ عورتیں عہد صلح میں داخل ہوں مگر عورتوں کا اس عہد میں داخل ہونا صحیح نہیں کیونکہ حضرت علی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عہد نامہ کے یہ الفاظ مروی ہیں (لَا يَأْتِيَنَّكَ مَنَارٌ جَلٌّ وَأَنْ كَانَ عَلَىٰ دِينِكَ الْإِرَادَةُ) یعنی ہم میں سے جو مرد آپ کے پاس پہنچے

خواہ وہ آپ کے دین ہی پر ہو آپ اس کو واپس دیں گے۔

تَنْكِحُوهُنَّ إِذَا أَتَيْتُمُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ ۖ وَلَا تُمْسِكُوا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ

ان سے نکاح کر لو ۲۷ جب ان کے مہر انھیں دو ۲۸ اور کافریوں کے نکاح پر چھ نہ رہو ۲۹

وَسَأَلُوا مَا أَنْفَقْتُمْ وَلَيْسَ لَكُمْ أَنْفَقُوا ۖ ذَلِكُمْ حُكْمُ اللَّهِ يَحْكُمُ

اور مانگ لو جو تمہارا خرچ ہوا ۳۰ اور کافر مانگ لیں جو انھوں نے خرچ کیا ۳۱ یہ اللہ کا حکم ہے وہ تم میں

بَيْنَكُمْ ۖ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۱۰ ۝ وَإِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِّنْ أَرْوَاحِكُمْ إِلَى

فیصلہ فرماتا ہے اور اللہ علم و حکمت والا ہے اور اگر مسلمانوں کے ہاتھ سے ان کی کچھ عورتیں کافروں کی طرف

الْكُفَّارِ فَعَاقِبْتُمْ فَاتُوا الَّذِينَ ذَهَبَتْ أَرْوَاحُهُمْ مِّثْلَ مَا أَنْفَقُوا ۖ

نکل جائیں ۳۲ پھر تم کافروں کو سزا دو ۳۳ تو جن کی عورتیں جاتی رہیں تھیں وہ غنیمت میں سے انھیں اتنا دے دو جو ان کا خرچ ہوا تھا ۳۴

وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي أَنْتُمْ بِهِ مُؤْمِنُونَ ۱۱ ۝ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ

اور اللہ سے ڈرو جس پر تمہیں ایمان ہے اے نبی جب تمہارے حضور مسلمان

السُّومِنْتُ بِبَايِعَتِكَ عَلَىٰ أَنْ لَا يُشْرِكَنَّ بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا يَسْرِقَنَّ وَلَا

عورتیں حاضر ہوں اس پر بیعت کرنے کو کہ اللہ کا شریک کچھ نہ ٹھہرائیں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ

يَزْنِينَ وَلَا يَقْتُلَنَّ أَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَأْتِينَ بِبُهْتَانٍ يَفْتَرِينَهُ بَيْنَ

بدکاری اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی ۱۲ اور نہ وہ بہتان لائیں گی جسے اپنے ہاتھوں

۳۵ یعنی مہاجرہ عورتوں سے اگرچہ دارالحرب میں ان کے شوہر ہوں کیونکہ اسلام لانے سے وہ ان شوہروں پر حرام ہو گئیں اور ان کی زوجیت میں نہ رہیں۔ مسئلہ:

وَاحْتَجَّ بِهِ أَبُو حَنِيفَةَ عَلَىٰ أَنْ لَعْنَةُ عَلَى الْمُهَاجِرَةِ فَيَجُوزُ لَهَا التَّزْوُجُ مِنْ غَيْرِ عِدَّةٍ خِلَافًا لَّهُمَا۔ ۳۶ مہر دینے سے مراد اس کو اپنے ذمہ لازم کر لینا

ہے اگرچہ بالفعل نہ دیا جائے۔ مسئلہ: اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ ان عورتوں سے نکاح کرنے پر نیا مہر واجب ہوگا ان کے شوہروں کو جو ادا کر دیا گیا وہ اس میں مجراو

محسوب (شمار) نہ ہوگا۔ ۳۷ یعنی جو عورتیں دارالحرب میں رہ گئیں یا مرتد ہو کر دارالحرب میں چلی گئیں ان سے زوجیت کا علقہ (تعلق) نہ رکھو، چنانچہ یہ آیت نازل

ہونے کے بعد اصحاب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کافرہ عورتوں کو طلاق دے دی جو مکہ مکرمہ میں تھیں۔ مسئلہ: اگر مسلمان کی عورت (معاذ اللہ) مرتد ہو جائے تو اس کے قید نکاح سے باہر نہ ہوگی (عَلَيْهِ الْفَتْوَى زَجْرًا وَتَيْسُرًا) ۳۸ یعنی ان عورتوں کو تم نے جو مہر دیئے تھے وہ ان کافروں سے وصول کر لو

جنہوں نے ان سے نکاح کیا۔ ۳۹ اپنی عورتوں پر جو ہجرت کر کے دارالاسلام میں چلی آئیں ان کے مسلمان شوہروں سے جنہوں نے ان سے نکاح کیا۔ ۴۰

۴۱ شان نزول: اس آیت کے نازل ہونے کے بعد مسلمانوں نے تو مہاجرہ عورتوں کے مہر ان کے کافر شوہروں کو ادا کر دیئے اور کافروں نے مرتدات کے مہر مسلمانوں کو ادا کرنے سے انکار کیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ۴۲ جہاد میں اور ان سے غنیمت پاؤ۔ ۴۳ یعنی مرتد ہو کر دارالحرب میں چلی گئیں تھیں۔ ۴۴ ان عورتوں کے مہر دینے میں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ موثین مہاجرین کی عورتوں میں سے چھ عورتیں ایسی تھیں جنہوں نے دارالحرب کو اختیار کیا اور مشرکین کے ساتھ لائق ہوئیں اور مرتد ہو گئیں رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے شوہروں کو مال غنیمت سے ان کے مہر عطا فرمائے۔ فائدہ: ان آیتوں میں مہاجرہ کے امتحان اور کفار نے جو اپنی بیبیوں پر خرچ کیا ہو وہ بعد ہجرت انہیں دینا اور مسلمانوں نے جو اپنی بیبیوں پر خرچ کیا ہو وہ ان کے مرتد ہو کر کافروں سے مل جانے کے بعد ان سے مانگنا اور جن کی بیبیاں مرتد ہو کر چلی گئی ہوں انہوں نے جو ان پر خرچ کیا تھا وہ انہیں مال غنیمت میں سے دینا

أَيْدِيَهُنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيَنَّكَ فِي مَعْرُوفٍ فَبَايِعُهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ

اور پاؤں کے درمیان یعنی موضع ولادت میں اٹھائیں ۴۳ اور کسی نیک بات میں تمہاری نافرمانی نہ کریں گی ۴۴ تو ان سے بیعت لو اور اللہ سے

لَهُنَّ اللَّهُ ۱۳ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۱۳ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا

ان کی مغفرت چاہو ۴۵ بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۴۶ اے ایمان والو ان لوگوں

تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ قَدْ يَسُؤْنَ مِنَ الْأَخْرَةِ كَمَا

سے دوستی نہ کرو جن پر اللہ کا غضب ہے ۴۷ وہ آخرت سے آس توڑ بیٹھے ہیں ۴۸ جیسے

يَسِئُ الْكُفَّارُ مِنْ أَصْحَابِ الْقُبُورِ ۱۳

کافر آس توڑ بیٹھے قبر والوں سے ۴۹

یہ تمام احکام منسوخ ہو گئے آیت سیف یا آیت نقیمت یا سنت سے کیونکہ یہ احکام جمعی تک باقی رہے جب تک یہ عہد رہا اور جب وہ عہد اٹھ گیا تو احکام بھی نہ رہے۔ ۴۲ جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں دستور تھا کہ لڑکیوں کو خیال عار و باندیشہ ناداری زندہ دفن کر دیتے تھے اس سے اور ہرقل ناطق سے باز رہنا اس عہد میں شامل ہے۔ ۴۳ یعنی پر اپنا پچھلے کر شوہر کو دھوکا دیں اور اس کو اپنے پیٹ سے جتا ہوا بتائیں جیسا کہ جاہلیت کے زمانہ میں دستور تھا۔ ۴۴ نیک بات اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری ہے۔ ۴۵ مروی ہے کہ جب سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روز فتح مکہ مردوں کی بیعت لے کر فارغ ہوئے تو کوہ صفا پر عورتوں سے بیعت لینا شروع کی اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نیچے کھڑے ہوئے حضور کا کلام مبارک عورتوں کو سناتے جاتے تھے ہند بنت عتیبہ ابوسفیان کی بیوی خوفزدہ برقع پہن کر اس طرح حاضر ہوئی کہ پہچانی نہ جائے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم سے اس بات پر بیعت لیتا ہوں کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرو ہند نے سراٹھا کر کہا کہ آپ ہم سے وہ عہد لیتے ہیں جو ہم نے آپ کو مردوں سے لیتے نہیں دیکھا اور اس روز مردوں سے صرف اسلام و جہاد پر بیعت لی گئی تھی پھر حضور نے فرمایا: اور چوری نہ کریں گی تو ہند نے عرض کیا کہ ابوسفیان بخیل آدمی ہیں اور میں نے ان کا مال ضرور لیا ہے میں نہیں سمجھی مجھے حلال ہوا یا نہیں ابوسفیان حاضر تھے انہوں نے کہا جو تو نے پہلے لیا اور جو آئندہ لے سب حلال اس پر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تمہم فرمایا اور ارشاد کیا: تو ہند بنت عتیبہ ہے، عرض کیا: جی ہاں جو کچھ مجھ سے قصور ہوئے ہیں معاف فرمائیے پھر حضور نے فرمایا: اور نہ بدکاری کریں گی تو ہند نے کہا کیا کوئی آزاد عورت بدکاری کرتی ہے پھر فرمایا: نہ اپنی اولاد کو قتل کریں۔ ہند نے کہا: ہم نے چھوٹے چھوٹے پالے جب بڑے ہو گئے تم نے انہیں قتل کر دیا تم جانو اور وہ جائیں اس کا لڑکا حظلہ بن ابی سفیان بدر میں قتل کر دیا گیا تھا ہند کی یہ گفتگو سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بہت ہنسی آئی پھر حضور نے فرمایا کہ اپنے ہاتھ پاؤں کے درمیان کوئی نہ گھڑیں گی ہند نے کہا بخدا بہتان بہت بری چیز ہے اور حضور ہم کو نیک باتوں اور برتر خصلتوں کا حکم دیتے ہیں پھر حضور نے فرمایا کہ کسی نیک بات میں رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نافرمانی نہ کریں گی اس پر ہند نے کہا کہ اس مجلس میں ہم اس لیے حاضر ہی نہیں ہوئے کہ اپنے دل میں آپ کی نافرمانی کا خیال آنے دیں عورتوں نے ان تمام امور کا اقرار کیا اور چار سو ستاون عورتوں نے بیعت کی اس بیعت میں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مصافحہ نہ فرمایا اور عورتوں کو دست مبارک چھونے نہ دیا بیعت کی کیفیت میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ایک قدر پانی میں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک ڈالا پھر اسی میں عورتوں نے اپنے ہاتھ ڈالے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ بیعت کپڑے کے واسطے سے لی گئی اور بعد نہیں ہے کہ دونوں صورتیں عمل میں آئی ہوں۔ مسائل: بیعت کے وقت مقرر اض کا استعمال مشائخ کا طریقہ ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنت ہے۔ خلافت کے ساتھ ٹوٹی دینا مشائخ کا معمول ہے اور کہا گیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے منقول ہے۔ عورتوں کی بیعت میں اجنبیہ کا ہاتھ چھونا حرام ہے۔ یا بیعت زبان سے ہو یا کپڑے وغیرہ کے واسطے سے۔ ۴۶ ان لوگوں سے مراد یہود ہیں۔ ۴۷ کیونکہ انہیں کتب سابقہ سے معلوم ہو چکا تھا اور وہ یقین جانتے تھے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور یہود نے اس کی تکذیب کی ہے اس لیے انہیں اپنی مغفرت کی امید نہیں۔ ۴۸ پھر دنیا میں واپس آنے کی یا یہ معنی ہیں کہ یہود ثواب آخرت سے ایسے ناامید ہوئے جیسا کہ مرے ہوئے کافر اپنی قبروں میں اپنے حال کو جان کر ثواب آخرت سے بالکل مایوس ہیں۔



﴿ آیتها ۱۲ ﴾ ﴿ ۶۱ سُورَةُ الصِّفِّ مَدَنِيَّةٌ ۱۰۹ ﴾ ﴿ رکوعاتها ۲ ﴾

سورہ صف مدنیہ ہے، اس میں چودہ آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

سَبِّحَ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ①

اللہ کی پاکی بولتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور وہی عزت و حکمت والا ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ ۚ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ

اے ایمان والو کیوں کہتے ہو وہ جو نہیں کرتے ۲ کتنی سخت ناپسند ہے

اللَّهِ أَنْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ ۚ ③ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ

اللہ کو وہ بات کہ وہ کہو جو نہ کرو ۳ بے شک اللہ دوست رکھتا ہے انہیں جو اس کی راہ میں

فِي سَبِيلِهِ صَفًّا كَانَهُمْ بِنْيَانٌ مَّرْصُوعٌ ۚ ④ وَإِذْ قَالَ مُوسَى لِقَوْمِهِ

لڑتے ہیں پرا (صف) باندھ کر گویا وہ عمارت ہیں رانگا (سیسہ) پلائی ۴ اور یاد کرو جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا

يَقَوْمِ لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ ۚ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ ۗ فَلَمَّا

اے میری قوم مجھے کیوں ستاتے ہو ۵ حالانکہ تم جانتے ہو ۵ کہ میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں ۵ پھر جب

زَاغُوا أَزَاغَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ ۗ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ⑤ وَإِذْ

وہ ۵ ٹیڑھے ہوئے اللہ نے ان کے دل ٹیڑھے کر دیئے ۵ اور فاسق لوگوں کو اللہ راہ نہیں دیتا ۵ اور یاد کرو جب

قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ بِنِّي إِسْرَائِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ ۗ

عیسیٰ بن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں

۱۔ سورہ صف مکیہ ہے اور بقول حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما وجمہور مفسرین مدنیہ ہے اس میں دو رکوع، چودہ آیتیں، دو سو اکیس ۲۲۱ کلمے، اور نو

سو ۹۰۰ حرف ہیں۔ ۲۔ شان نزول: صحابہ کرام کی ایک جماعت گفتگو میں کر رہی تھی یہ وہ وقت تھا جب تک کہ حکم جہاد نازل نہیں ہوا تھا اس جماعت میں یہ تذکرہ

تھا کہ اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ کیا عمل پیارا ہے ہمیں معلوم ہوتا تو ہم وہی کرتے چاہے اس میں ہمارے مال اور ہماری جانیں کام آجاتیں اس پر یہ آیت نازل

ہوئی اس آیت کے شان نزول میں اور بھی کئی قول ہیں۔ مجملہ ان کے ایک یہ ہے کہ یہ آیت منافقین کے حق میں نازل ہوئی جو مسلمانوں سے مدد کا جھوٹا وعدہ کرتے

تھے۔ ۳۔ ایک سے دوسرا ملا ہوا ہر ایک اپنی اپنی جگہ جما ہوا دشمن کے مقابل سب کے سب مثل شے واحد کے۔ ۴۔ آیات کا انکار کر کے اور میرے اوپر جھوٹی

تہمتیں لگا کر وہ یقین کے ساتھ ۵ اور رسول واجب التعظیم ہوتے ہیں ان کی توقیر اور ان کا احترام لازم ہے انہیں ایذا دینا سخت حرام اور انتہا درجہ کی بد نصیبی

ہے۔ ۵۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ایذا دے کر راہ حق سے منحرف اور ۵ انہیں اتباع حق کی توفیق سے محروم کر کے۔ ۶۔ جو اس کے علم میں نافرمان ہیں۔

مَّصَدِّقًا لِّبَابِئِنَّ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ

اپنے سے پہلی کتاب تورات کی تصدیق کرتا ہوا فل اور ان رسول کی بشارت سناتا ہوا جو میرے بعد تشریف

بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدٌ فَلَمَّا جَاءَهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ قَالُوا هَذَا سِحْرٌ

لائیں گے اُن کا نام احمد ہے فل پھر جب احمد ان کے پاس روشن نشانیاں لے کر تشریف لائے بولے یہ سحر

مُبِينٌ ۶ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ الْكُذِبَ وَهُوَ يُدْعَى إِلَى

جادو ہے اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے فل حالانکہ اسے اسلام کی طرف

الْإِسْلَامِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۷ يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا

بلایا جاتا ہو فل اور ظالم لوگوں کو اللہ راہ نہیں دیتا چاہتے ہیں کہ اللہ کا نور فل

نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ۸ هُوَ

اپنے منوں سے بھادیں فل اور اللہ کو اپنا نور پورا کرنا پڑے بُرا مانیں کافر وہی ہے

الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ

جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اسے سب دینوں پر غالب

كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ ۹ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ

کرے فل پڑے بُرا مانیں مشرک اسے ایمان والوں فل کیا میں بتا دوں وہ سوداگری

اس آیت میں تشبیہ ہے کہ رسولوں کو ایذا دینا شدید ترین جرم ہے اور اس کے وبال سے دل ٹیڑھے ہو جاتے ہیں اور آدمی ہدایت سے محروم ہو جاتا ہے۔ فل اور

توریت و دیگر کتب الہیہ کا اقرار و اعتراف کرتا ہوا اور تمام پہلے انبیاء کو مانتا ہوا۔ فل حدیث: رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم سے اصحاب کرام نجاشی

بادشاہ کے پاس گئے تو نجاشی بادشاہ نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور وہی رسول ہیں جن کی حضرت

عیسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی اگر امور سلطنت کی پابندیاں نہ ہوتیں تو میں ان کی خدمت میں حاضر ہو کر کفش برداری (تعلین شریفین اٹھانے) کی خدمت بجا

لاتا۔ (ابوداؤد) حضرت عبداللہ بن سلام سے مروی ہے تو ریت میں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صفت مذکور ہے اور یہ بھی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

آپ کے پاس مدفون ہوں گے۔ ابوداؤد مدنی نے کہا کہ روضہ اقدس میں ایک قبر کی جگہ باقی ہے۔ (ترمذی) حضرت کعب احبار سے مروی ہے کہ حواریوں نے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا: یاروح اللہ! کیا ہمارے بعد اور کوئی امت بھی ہے؟ فرمایا: ہاں احمد مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت وہ لوگ حکماء،

علماء، ابرار و اتقیاء ہیں اور فقہ میں نائب انبیاء ہیں اللہ تعالیٰ سے تھوڑے رزق پر راضی اور اللہ تعالیٰ ان سے تھوڑے عمل پر راضی۔ فل اس کی طرف شریک اور

ولد کی نسبت کر کے اور اس کی آیات کو جادو بتا کر۔ فل جس میں سعادت دارین ہے۔ فل یعنی دین برحق اسلام فل قرآن پاک کو شعر و سحر و کہانت بتا کر۔

فل چنانچہ ہر ایک دین بے نایت الہی اسلام سے مغلوب ہو گیا۔ مجاہد سے منقول ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے تو روئے زمین پر سوائے

اسلام کے اور کوئی دین نہ ہوگا۔ فل شان نزول: مؤمنین نے کہا تھا کہ اگر ہم جانے کہ اللہ تعالیٰ کو کوئی ناسم بہت پسند ہے تو ہم وہی کرتے اس پر یہ آیت نازل

ہوئی اور اس آیت میں اس عمل کو تجارت سے تعبیر فرمایا گیا کیونکہ جس طرح تجارت سے نفع کی امید ہوتی ہے اسی طرح ان اعمال سے بہترین نفع رضائے الہی اور

جنت و نجات حاصل ہوتی ہے۔

تَجَارَةً تُشِجِيكُمْ مِّنْ عَذَابِ الْيَمِّ ۝۱۰ تُوْمُنُونَ بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَ

جو تمہیں دردناک عذاب سے بچالے اور ایمان رکھو اللہ اور اس کے رسول پر اور

تُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ ۖ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ

اللہ کی راہ میں اپنے مال و جان سے جہاد کرو یہ تمہارے لیے بہتر ہے اور اگر

كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝۱۱ لَا يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنَّتِ تَجْرِي مِنْ

تم جانو اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور تمہیں باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے

تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ وَمَسْكِنٌ طَيِّبَةٌ فِي جَنَّتِ عَدْنٍ ۖ ذٰلِكَ الْفَوْزُ

نہریں رواں اور پاکیزہ محلوں میں جو بسنے کے باغوں میں ہیں یہی بڑی

الْعَظِيمُ ۝۱۲ ۚ وَاٰخِرٰى تُحِبُّونها نَصْرًا مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ ۖ وَبَشْرٌ

کامیابی ہے اور ایک نعمت تمہیں اور دے گا اور جو تمہیں پیاری ہے اللہ کی مدد اور جلد آنے والی فتح اور اے محبوب

الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۱۳ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا كُونُوا اَنْصَارًا لِلّٰهِ كَمَا قَالَ

مسلمانوں کو خوشی سناؤ اور اے ایمان والو دین خدا کے مددگار ہو جیسے ۲۳

عِيْسٰى ابْنِ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيْنَ مِّنْ اَنْصَارِيْنَ اِلَى اللّٰهِ ۖ قَالَ

عیسیٰ بن مریم نے حواریوں سے کہا تھا کون ہے جو اللہ کی طرف ہو کر میری مدد کریں حواری

الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ فَاَمِنْتُ طَائِفَةٌ مِّنْ بَنِيْ اِسْرٰءِيْلَ وَ

بولے ہم دین خدا کے مددگار ہیں تو بنی اسرائیل سے ایک گروہ ایمان لایا اور

كَفَرَتْ طَائِفَةٌ ۚ فَاَيَّدْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلٰى عَدُوِّهِمْ فَاَصْبَحُوْا ظٰهَرِيْنَ ۝۱۴

ایک گروہ نے کفر کیا اور ہم نے ایمان والوں کو ان کے دشمنوں پر مدد دی تو غالب ہو گئے اور

۱۸۔ اب وہ تجارت بتائی جاتی ہے۔ ۱۹۔ جان اور مال اور ہر ایک چیز سے ۲۰۔ اور ایسا کرو تو ۲۱۔ اس کے علاوہ جلد ملنے والی ۲۲۔ اس فتح سے فتح مکہ مراد ہے

یابلا و فارس و روم کی فتح۔ ۲۳۔ دنیا میں فتح کی اور آخرت میں جنت کی۔ ۲۴۔ حواریوں نے دین الہی کی مدد کی تھی جب کہ ۲۵۔ حواری حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مخلصین کو کہتے ہیں یہ بارہ حضرات تھے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اول ایمان لائے، انہوں نے عرض کیا: ۲۶۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ۲۷۔ ان دونوں میں قتال ہوا ۲۸۔ ایمان والے۔ اس آیت کی تفسیر میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اٹھالیے گئے تو ان کی قوم تین فرقوں میں منقسم ہو گئی

ایک فرقے نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت کہا کہ وہ اللہ تھا آسمان پر چلا گیا دوسرے فرقے نے کہا وہ اللہ تعالیٰ کا بیٹا تھا اس نے اپنے پاس بلا لیا تیسرے فرقے نے کہا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول تھے اس نے اٹھالیا یہ تیسرے فرقے والے مومن تھے ان کی ان دونوں فرقوں سے جنگ رہی اور کافر گروہ ان پر غالب رہے یہاں تک کہ سید انبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ظہور فرمایا اس وقت ایماندار گروہ ان کافروں پر غالب ہوا اس تقدیر پر مطلب یہ ہے کہ



## ﴿ آیتها ۱۱ ﴾ ﴿ سُورَةُ الْجُمُعَةِ مَدَنِيَّةٌ ۱۱۰ ﴾ ﴿ مَرَكُوعَاتُهَا ۲ ﴾

سورہ جمعہ مدنیہ ہے، اس میں گیارہ آیتیں اور دو رکوع ہیں

### بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان والا فل

يَسْبَحُ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ الْعَزِيزِ

اللہ کی پاکی بولتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے فل بادشاہ کمال پاکی والا عزت والا

الْحَكِيمِ ۱ هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ

حکمت والا وہی ہے جس نے ان پڑھوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا فل کہ ان پر اس کی آیتیں پڑھتے

آيَتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ

ہیں فل اور انہیں پاک کرتے ہیں فل اور انہیں کتاب اور حکمت کا علم عطا فرماتے ہیں فل اور بے شک وہ اس سے پہلے فل

لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۲ ۚ وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ ۗ وَهُوَ الْعَزِيزُ

ضرور کھلی گمراہی میں تھے فل اور ان میں سے فل اوروں کو فل پاک کرتے اور علم عطا فرماتے ہیں جو ان لوگوں سے نہ ملے فل اور وہی عزت و

الْحَكِيمِ ۳ ۚ ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مِنْ يَشَاءُ ۗ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ

حکمت والا ہے یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ بڑے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے والوں کی ہم نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تصدیق کرنے سے مدد فرمائی۔ فل سورہ جمعہ مدنیہ ہے اس میں دو رکوع، گیارہ آیتیں، ایک سو اسی ۱۸۰ کلمے، سات سو بیس ۷۰۰ حرف ہیں۔ فل تسبیح تین طرح کی ہے ایک تسبیح خلقت کہ ہر شے کی ذات اور اس کی پیدائش حضرت خالق قدر جل جلالہ کی قدرت و حکمت اور اسکی وحدانیت اور تنزیہ پر دلالت کرتی ہے دوسری تسبیح معرفت کہ اللہ تعالیٰ اپنے لطف و کرم سے مخلوق میں اپنی معرفت پیدا کرے تیسری تسبیح ضروری وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر ایک جو ہر پر اپنی تسبیح جاری فرماتا ہے یہ تسبیح معرفت پر مرتب نہیں۔ فل جس کے نسب و شرافت کو وہ اچھی طرح جانتے پہچانتے ہیں ان کا نام پاک محمد مصطفیٰ ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضور سید انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صفت نبی اُمی ہے اس کی بہت وجوہ ہیں: ایک ان میں سے یہ ہے کہ آپ امت امیہ کی طرف مبعوث ہوئے۔ کتاب شعباء میں ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں اُمیوں میں ایک اُمی بھیجوں گا اور اس پر نبوت ختم کر دوں گا اور ایک وجہ یہ ہے کہ آپ کی بعثت ام القریٰ یعنی مکہ مکرمہ میں ہوئی اور ایک وجہ یہ بھی ہے کہ حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام لکھتے اور کتاب سے کچھ پڑھتے نہ تھے اور یہ آپ کی فضیلت تھی کہ غایت حضور علم سے اس کی حاجت نہ تھی خط ایک صنعت ذہنیہ ہے جو آلہ جسمانیہ سے صادر ہوتی ہے تو جو ذات ایسی ہو کہ قلم اعلیٰ اس کے زیر فرمان ہو اس کو اس کتابت کی کیا حاجت پھر حضور کا کتابت نہ فرمانا اور کتابت کا ماہر ہونا ایک معجزہ عظیمہ ہے کہ تہوں کو علم خط اور رسم کتابت کی تعلیم فرماتے اور اہل حرفت (اہل فن) کو حرفتوں (فنون) کی تعلیم دیتے اور ہر کمال دنیوی و اخروی میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام خلق سے اعلم کیا۔ فل یعنی قرآن پاک سناتے ہیں فل عقائد باطلہ و اخلاق رذیلہ و خباثت جاہلیت و قبائح اعمال سے فل کتاب سے مراد قرآن اور حکمت سے سنت و فقہ یا احکام شریعت اور اسرار طریقت۔ فل یعنی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے قبل فل کہ شرک و عقائد باطلہ و خباثت اعمال میں گرفتار تھے انہیں مرشد کامل کی شدید حاجت تھی۔ فل یعنی اُمیوں میں سے فل اوروں سے مراد یا تو نجوم ہیں یا وہ تمام لوگ جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک

الْعَظِيمِ ۳) مَثَلُ الَّذِينَ حَبَلُوا التَّوْرَةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوهَا كَمَثَلِ

فضل والا ہے۔ ان کی مثال جن پر توریت رکھی گئی تھی۔ پھر انھوں نے اس کی حکم برداری نہ کی۔ گدھے کی

الْحَبَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا ۴) بَسُّ مَثَلِ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِ

مثال ہے جو پیٹھ پر کتابیں اٹھائے۔ کیا ہی بری مثال ہے ان لوگوں کی جنہوں نے اللہ کی آیتیں

اللَّهُ ۵) وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۶) قُلْ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ هَادُوا

جھٹلائیں اور اللہ ظالموں کو راہ نہیں دیتا تم فرماؤ اے یہودیو!

إِنْ زَعَمْتُمْ أَنَّكُمْ أَوْلِيَاءُ لِلَّهِ مِنْ دُونِ النَّاسِ فَتَمَنَّوْا الْمَوْتَ إِنْ

اگر تمہیں یہ گمان ہے کہ تم اللہ کے دوست ہو اور لوگ نہیں۔ تو مرنے کی آرزو کرو۔ اگر

كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۷) وَلَا يَتَسَوَّنَا أَبَدًا بِمَا قَدَّمْتُمْ إِلَيْهِمْ ۸) وَاللَّهُ

تم سچے ہو۔ اور وہ کبھی اس کی آرزو نہ کریں گے ان کو تمہارے اعمال کے سبب جو ان کے ہاتھ آگے بھیج چکے ہیں۔ اور اللہ

عَلِيمٌ بِالظَّالِمِينَ ۹) قُلْ إِنْ الْمَوْتُ الْزَمِي تَفَرُّونَ مِنْهُ فَإِنَّهُ

ظالموں کو جانتا ہے۔ تم فرماؤ وہ موت جس سے تم بھاگتے ہو وہ تو ضرور

مُلْقِيكُمْ ثُمَّ تَرُدُّونَ إِلَىٰ عِلْمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ

تمہیں ملتی ہے۔ پھر اس کی طرف پھیرے جاؤ گے جو چھپا اور ظاہر سب کچھ جانتا ہے۔ پھر وہ تمہیں بتا دے گا جو کچھ

تَعْمَلُونَ ۱۰) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ

تم نے کیا تھا۔ اے ایمان والو جب نماز کی اذان ہو

الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ۱۱) ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ

جمعہ کے دن۔ تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو۔ اور خرید و فروخت چھوڑ دو۔ یہ تمہارے لیے بہتر ہے۔ اگر تم

اسلام میں داخل ہوں ان کو۔ ان کا زمانہ نہ پایا ان کے بعد آئے یا فضل و شرف میں ان کے درجہ کو نہ پہنچے کیونکہ صحابہ کے بعد کے لوگ خواہ غوث و قطب ہو جائیں مگر فضیلت صحابیت نہیں پاسکتے۔ اپنے خلق پر، اس نے ان کی ہدایت کے لیے اپنے حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ اور اس کے احکام کا اتباع ان پر لازم کیا گیا تھا وہ لوگ یہود ہیں۔ اور اس پر عمل نہ کیا اور اس میں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعت و صفت دیکھنے کے باوجود حضور پر ایمان نہ لائے۔ اور بوجہ کے سوا ان سے کچھ بھی نفع نہ پائے اور جو علوم ان میں ہیں ان سے اصلاً واقف نہ ہو یہی حال ان یہود کا ہے جو توریت اٹھائے پھرتے ہیں اس کے الفاظ رٹتے ہیں اور اس سے نفع نہیں اٹھاتے اس کے مطابق عمل نہیں کرتے اور یہی مثال ان لوگوں پر صادق آتی ہے جو قرآن کریم کے معانی کو نہ سمجھیں اور اس پر عمل نہ کریں اور اس سے اعراض کریں۔ جیسا کہ تم کہتے ہو کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں۔ اور کہ موت تمہیں اس تک پہنچائے۔ اپنے اس دعوے میں وہ یعنی اس کفر و تکذیب کے باعث جو ان سے صادر ہوئی ہے۔ کسی طرح اس سے بچ نہیں سکتے۔ اور روز جمعہ

تَعْلُونَ ۹) فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا

جانو پھر جب نماز ہو چکے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا

مِنْ فَضْلِ اللَّهِ وَادْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۱۰) وَإِذَا رَأَوْا

فضل تلاش کرو اور اللہ کو بہت یاد کرو اس امید پر کہ فلاح پاؤ اور جب انھوں نے

تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انفصوا إليها وتركوا قلوبهم قُلْ مَا عِنْدَ اللَّهِ

کوئی تجارت یا کھیل دیکھا اس کی طرف چل دیئے ۱۱) اور تمہیں خطبہ میں کھڑا چھوڑ گئے ۱۲) تم فرماؤ وہ جو اللہ کے پاس ہے ۱۳)

خَيْرٌ مِنَ اللَّهِ وَاللَّهُ خَيْرُ الرَّزِقِينَ ۱۱)

کھیل سے اور تجارت سے بہتر ہے اور اللہ کا رزق سب سے اچھا

آیاتها ۱۱ ﴿﴾ سُورَةُ الْمُنْفِقُونَ مَدَنِيَّةٌ ۱۰۴ ﴿﴾ رُكُوعَاتُهَا ۲ ﴿﴾

سورہ منافقون مدنیہ ہے، اس میں گیارہ آیتیں اور دو رکوع ہیں

اس دن کا نام عربی زبان میں عَزْرٌ وہ تھا جمعہ اس کو اس لیے کہا جاتا ہے کہ نماز کے لیے جماعتوں کا اجتماع ہوتا ہے وجہ تسمیہ میں اور بھی اقوال ہیں سب سے پہلے جس شخص نے اس دن کا نام جمعہ رکھا وہ کعب بن لوی ہیں پہلا جمعہ جو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کے ساتھ پڑھا اصحاب سیر کا بیان ہے کہ حضور علیہ السلام جب ہجرت کر کے مدینہ طیبہ تشریف لائے تو بارہویں ربیع الاول روز دوشنبہ (پیر) کو چاشت کے وقت مقام قباء میں اقامت فرمائی دوشنبہ، سہ شنبہ (منگل)، چہار شنبہ (بدھ)، پنج شنبہ (جمعرات) یہاں قیام فرمایا اور مسجد کی بنیاد رکھی روز جمعہ مدینہ طیبہ کا عزم فرمایا نبی سالم ابن عوف کے بطن وادی میں جمعہ کا وقت آیا اس جگہ کو لوگوں نے مسجد بنایا سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وہاں جمعہ پڑھایا اور خطبہ فرمایا جمعہ کا دن سید الایام ہے جو مومن اس روز مرے حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو شہید کا ثواب عطا فرماتا ہے اور فتنہ قبر سے محفوظ رکھتا ہے۔ اذان سے مراد اذان اول ہے نہ اذان ثانی جو خطبہ سے متصل ہوتی ہے اگرچہ اذان اول زمانہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں اضافہ کی گئی مگر جو سب سنی اور ترک بیع و شراء اسی سے متعلق ہے۔ (کذا فی الدر المختار) ۱۲) دوڑنے سے بھاگنا مراد نہیں ہے بلکہ مقصود یہ ہے کہ نماز کے لیے تیاری شروع کر دو اور "ذِکْرُ اللَّهِ" سے جمہور کے نزدیک خطبہ مراد ہے۔ ۱۳) مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ جمعہ کی اذان ہوتے ہی خرید و فروخت حرام ہو جاتی ہے اور دنیا کے تمام مشاغل جو ذکر الہی سے غفلت کا سبب ہوں اس میں داخل ہیں اذان ہونے کے بعد سب کو ترک کرنا لازم ہے۔ مسئلہ: اس آیت سے نماز جمعہ کی فرضیت اور بیع وغیرہ مشاغل دنیویہ کی حرمت اور سعی یعنی اہتمام نماز کا وجوب ثابت ہوا اور خطبہ بھی ثابت ہوا۔ مسئلہ: جمعہ مسلمان مرد مکلف آزاد و تندرست مقیم پر شہر میں واجب ہوتا ہے نایبنا اور لنگڑے پر واجب نہیں ہوتا سحت جمعہ کے لیے سات شرطیں ہیں (۱) شہر، جہاں فیصلہ مقدمات کا اختیار رکھنے والا کوئی حاکم موجود ہو یا فناء شہر جو شہر سے متصل ہو اور اہل شہر اس کو اپنے حواج کے کام میں لاتے ہوں۔ (۲) حاکم (۳) وقت ظہر (۴) خطبہ وقت کے اندر (۵) خطبہ کا قبل نماز ہونا اتنی جماعت میں جو جمعہ کے لیے ضروری ہے (۶) جماعت اور اس کی اقل مقدار تین مرد ہیں سوائے امام کے (۷) اذان عام کہ نمازیوں کو مقام نماز میں آنے سے روکا نہ جائے۔ ۱۴) یعنی اب تمہارے لیے جائز ہے کہ معاش کے کاموں میں مشغول ہو یا طلب علم یا عیادت مریض یا شرکت جنازہ یا زیارت علماء اور اس کے مثل کاموں میں مشغول ہو کر نیکیاں حاصل کرو۔ ۱۵) شان نزول: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں روز جمعہ خطبہ فرما رہے تھے اس حال میں تاجروں کا ایک قافلہ آیا اور حسب دستور اعلان کے لیے بل بجایا گیا زمانہ بہت تنگی اور گرانی (مہنگائی) کا تھا لوگ بائیں خیال اس کی طرف چلے گئے کہ ایسا نہ ہو کہ دیر کرنے سے اجناس ختم ہو جائیں اور ہم نہ پا سکیں اور مسجد شریف میں صرف بارہ آدمی رہ گئے، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ ۱۶) مسئلہ: اس سے ثابت ہوا کہ خطیب کو کھڑے ہو کر خطبہ پڑھنا چاہئے۔ ۱۷) یعنی نماز کا اجر و ثواب اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر رہنے کی برکت و سعادت۔



## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

إِذَا جَاءَكَ الْمُنْفِقُونَ قَالُوا لَوْ أَنشَأَ اللَّهُ لَكَ رَسُولًا لَرَسُولُ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ يَعْلَمُ

جب منافق تمہارے حضور حاضر ہوتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ حضور بے شک یقیناً اللہ کے رسول ہیں اور اللہ جانتا ہے

إِنَّكَ لَرَسُولُهُ ۗ وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّ الْمُنْفِقِينَ لَكَاذِبُونَ ۝۱ اتَّخَذُوا

کہ تم اس کے رسول ہو اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافق ضرور جھوٹے ہیں وہ انہوں نے اپنی

أَيْمَانَهُمْ جُزْءًا فَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ۗ إِنَّهُمْ سَاءَ مَا كَانُوا

قسموں کو ڈھال ٹھہرا لیا ہے تو اللہ کی راہ سے روکا ہے بے شک وہ بہت ہی بُرے کام

يَعْمَلُونَ ۝۲ ذَلِكُمْ بِأَنَّهُمْ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا فَطُبِعَ عَلَى قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا

کرتے ہیں وہ یہ اس لیے کہ وہ زبان سے ایمان لائے پھر دل سے کافر ہوئے تو ان کے دلوں پر مہر کر دی گئی تو اب

يَفْقَهُونَ ۝۳ وَإِذَا رَأَوْا آيَاتَهُمْ تَعَجَّبُوا أَجْسَامَهُمْ ۗ وَإِن يَقُولُوا تَسْمَعُ

وہ کچھ نہیں سمجھتے اور جب تو انہیں دیکھے ان کے جسم تجھے بھلے معلوم ہوں اور اگر بات کریں تو تو ان کی بات

لِقَوْلِهِمْ كَأَنَّهُمْ خُشْبٌ مِّنْ سِدْرٍ ۗ يُحْسَبُونَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ ۗ

غور سے سننے کے گویا وہ کڑیاں ہیں دیوار سے ٹکائی ہوئی وہ ہر بلند آواز اپنے ہی اوپر لے جاتے ہیں وہ

هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ ۗ قَاتَلَهُمُ اللَّهُ أَنَّى يُؤْفَكُونَ ۝۴ وَإِذَا قِيلَ

وہ دشمن ہیں وہ تو ان سے بچتے رہو وہ اللہ انہیں مارے کہاں اونٹھے جاتے ہیں وہ اور جب ان سے

۱۔ سورۃ منافقون مدنیہ ہے اس میں دو رکوع، گیارہ آیتیں، ایک سو اسی ۱۸۰ کلمے، اور نو سو چھتر ۶۶ حرف ہیں۔ ۲۔ تو اپنے ضمیر کے خلاف وہ ان کا

باطن ظاہر کے موافق نہیں جو کہتے ہیں اس کے خلاف اعتقاد رکھتے ہیں۔ ۳۔ کہ ان کے ذریعہ سے قتل و قید سے محفوظ رہیں۔ ۴۔ لوگوں کو یعنی جہاد سے یا سید

عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لانے سے طرح طرح کے وسوسے اور شبہ ڈال کر۔ ۵۔ کہ بمقابلہ ایمان کے کفر اختیار کرتے ہیں۔ ۶۔ یعنی منافقین کو

مثلاً عبد اللہ بن ابی بن سلول وغیرہ کے ۷۔ ابن ابی جسیم، صبیح، خور و خوش بیان آدمی تھا اور اس کے ساتھ والے منافقین قریب قریب ویسے ہی تھے نبی

کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مجلس شریف میں جب یہ لوگ حاضر ہوتے تو خوب باتیں بناتے جو سننے والے کو اچھی معلوم ہوتیں۔ ۸۔ جن میں بے جان تصویر

کی طرح نہ ایمان کی روح نہ انجام سوچنے والی عقل۔ ۹۔ کوئی کسی کو پکارتا ہو یا اپنی گئی چیز ڈھونڈتا ہو یا لشکر میں کسی مقصد کے لیے کوئی بات بلند آواز سے کہیں تو یہ

اپنے جنبش نفس اور سوزن سے یہی سمجھتے ہیں کہ انہیں کچھ کہا گیا اور انہیں یہ اندیشہ رہتا ہے کہ ان کے حق میں کوئی ایسا مضمون نازل ہو جس سے ان کے راز فاش ہو

جائیں۔ ۱۰۔ دل میں شدید عداوت رکھتے ہیں اور کفار کے پاس یہاں کی خبریں پہنچاتے ہیں ان کے جاسوس ہیں۔ ۱۱۔ اور ان کے ظاہر حال سے دھوکا نہ

لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُولُ اللَّهِ لَوَّأُ رُءُوسَهُمْ وَرَأَى يَتِيمَهُمْ

کہا جائے کہ آؤ فلا رسول اللہ تمہارے لیے معافی چاہیں تو اپنے سر گھماتے ہیں اور تم انہیں دیکھو

يَصُدُّونَ وَهُمْ مُسْتَكْبِرُونَ ۵ سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ أَمْ لَمْ

کہ غور کرتے ہوئے منہ پھیر لیتے ہیں فلا ان پر ایک سا ہے تم ان کی معافی چاہو یا نہ

تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ۶ لَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ ۷ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ

چاہو اللہ انہیں ہرگز نہ بخشے گا فلا بے شک اللہ فاسقوں کو

الْفٰسِقِيْنَ ۶ هُمْ الَّذِيْنَ يَقُولُوْنَ لَا تُنْفِقُوا عَلٰی مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ

راہ نہیں دیتا وہی ہیں جو کہتے ہیں ان پر خرچ نہ کرو جو رسول اللہ کے پاس ہیں

حَتّٰى يَنْفَضُوْا ۷ وَ لِلّٰهِ خَزَايِىْنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ

یہاں تک کہ پریشان ہو جائیں اور اللہ ہی کے لیے ہیں آسمانوں اور زمین کے خزانے فلا مگر منافقوں کو

لَا يَفْقَهُوْنَ ۸ يَقُولُوْنَ لَئِنْ رَاجَعْنَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ اِلَّا عَرَضُ

سمجھ نہیں کہتے ہیں ہم مدینہ پھر کر گئے فلا تو ضرور جو بڑی عزت والا ہے وہ اس میں سے نکال دے گا

مِنْهَا اِلَّا ذَلَّ ۹ وَ لِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَ لِرَسُوْلِهِ وَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَ لٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ

اُسے جو نہایت ذلت والا ہے فلا اور عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں ہی کے لیے ہے مگر منافقوں

۱۰ معافی چاہنے کے لیے فلا شان نزول: غزوہ مُؤَسِبِيع سے فارغ ہو کر جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سرچاہ (ایک کنویں کے پاس) نزول فرمایا

تو وہاں یہ واقعہ پیش آیا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے امیر نجباہ غفاری اور ابن اُبی کے حلیف سنان بن وبرجنی کے درمیان جنگ ہو گئی نجباہ نے مہاجرین کو

اور سنان نے انصار کو پکارا اس وقت ابن اُبی منافق نے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں بہت گستاخانہ اور بے ہودہ باتیں کہیں اور یہ کہا کہ مدینہ

طیبہ پہنچ کر ہم میں سے عزت والے ذیلیوں کو نکال دیں گے اور اپنی قوم سے کہنے لگا کہ اگر تم انہیں اپنا جھوٹا کھانا نہ دو تو یہ تمہاری گردنوں پر سوار نہ ہوں اب ان پر کچھ

خرچ نہ کرو تا کہ یہ مدینہ سے بھاگ جائیں اس کی یہ ناشائستہ گفتگو سنان کرید بن ارقم کو کتاب ندرہ بنی انہوں نے اس سے فرمایا کہ خدا کی قسم تو ہی ذلیل ہے اپنی قوم میں بغض

ڈالنے والا اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سر مبارک پر معراج کا تاج ہے حضرت رحمن نے انہیں عزت و قوت دی ہے ابن اُبی کہنے لگا: چپ میں تو نبی

سے کہہ رہا تھا، زید بن ارقم نے یہ خبر حضور کی خدمت میں پہنچائی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابن اُبی کے قتل کی اجازت چاہی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نے منع فرمایا اور ارشاد کیا کہ لوگ کہیں گے کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اپنے اصحاب کو قتل کرتے ہیں، حضور انور نے ابن اُبی سے دریافت فرمایا کہ تو نے یہ باتیں

کہی تھیں وہ مگر کیا اور تم کھا گیا کہ میں نے کچھ بھی نہیں کہا اس کے ساتھی جو مجلس شریف میں حاضر تھے وہ عرض کرنے لگے کہ ابن اُبی بوڑھا بڑا شخص ہے یہ جو کہتا ہے

ٹھیک ہی کہتا ہے زید بن ارقم کو شاید دھوکا ہوا ہو اور بات یاد نہ رہی ہو پھر جب اوپر کی آیتیں نازل ہوئیں اور ابن اُبی کا جھوٹا ظاہر ہو گیا تو اس سے کہا گیا کہ جاسید عالم صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے درخواست کر حضور تیرے لیے اللہ تعالیٰ سے معافی چاہیں تو گردن پھیری اور کہنے لگا کہ تم نے کہا ایمان لا تو میں ایمان لے آیا تم

نے کہا زکوٰۃ دے تو میں نے زکوٰۃ دی اب یہی باقی رہ گیا ہے کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سجدہ کروں، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ فلا اس لیے کہ

وہ نفاق میں راسخ اور پختہ ہو چکے ہیں۔ فلا وہی سب کا رازق ہے فلا اس غزوہ سے لوٹ کر فلا منافقین نے اپنے کو عزت والا کہا اور مومنین کو ذلت

لَا يَعْلَمُونَ ۸ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ

کو خبر نہیں ہے اے ایمان والو تمہارے مال نہ تمہاری اولاد کوئی چیز تمہیں اللہ کے

عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ ۹ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَأُولَئِكَ هُمُ الْخَيْرُونَ ۹ وَأَنْفِقُوا

ذکر سے غافل نہ کرے اور جو ایسا کرے وہی لوگ نقصان میں ہیں اور ہمارے دیئے میں

مِنْ مِمَّا رَزَقْنَكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُولُ رَبِّ لَوْ

سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کرو قبل اس کے کہ تم میں کسی کو موت آئے پھر کہنے لگے اے میرے رب

لَا أَخَّرْتَنِي إِلَىٰ أَجَلٍ قَرِيبٍ ۱۰ فَأَصَّدَّقْتُ وَأَكُنُ مِنَ الصَّالِحِينَ ۱۰

تو نے مجھے تھوڑی مدت تک کیوں مہلت نہ دی کہ میں صدقہ دیتا اور نیکیوں میں ہوتا

وَلَنْ يُؤَخِّرَ اللَّهُ نَفْسًا إِذَا جَاءَ أَجَلُهَا ۱۱ وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ۱۱

اور ہرگز اللہ کسی جان کو مہلت نہ دے گا جب اس کا وعدہ آجائے اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے

﴿آیتھا ۱۸﴾ ﴿سُورَةُ التَّعَابُثِ مَكِّيَّةٌ ۱۰۸﴾ ﴿مَرْكُوعَاتُهَا ۲﴾

سورہ تعابن مدنیہ ہے، اس میں اٹھارہ آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

يَسْبَحُ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۱۲ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَدِيثُ ۱۲

اللہ کی پاکی بولتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں اسی کا ملک ہے اور اسی کی تعریف ہے

وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۱۳ هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْكُمْ كَافِرًا وَمِنْكُمْ

اور وہ ہر چیز پر قادر ہے وہی ہے جس نے تمہیں پیدا کیا تو تم میں کوئی کافر اور تم میں

والا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ۱۲ اس آیت کے نازل ہونے کے چند ہی روز بعد ابن ابی منافق اپنے نفاق کی حالت پر مر گیا۔ ۱۳ بیچگانہ نمازوں سے یا قرآن شریف

سے ۱۲ کہ دنیا میں مشغول ہو کر دین کو فراموش کر دے اور مال کی محبت میں اپنے حال کی پروا نہ کرے اور اولاد کی خوشی کے لیے راحت آخرت سے غافل رہے

۱۳ کہ انہوں نے دنیائے فانی کے پیچھے دار آخرت کی باقی رہنے والی نعمتوں کی پروا نہ کی۔ ۱۴ یعنی جو صدقات واجب ہیں وہ ادا کرو۔ ۱۵ جو لوح محفوظ میں

مکتوب ہے۔ ۱۶ سورہ تعابن اکثر کے نزدیک مدنیہ ہے اور بعض مفسرین کا قول ہے کہ مکہ ہے سوائے تین ۳ آیتوں کے جو "يَسْأَلُهَا اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ" "مَنْ أَرْوَاهُمْ"

سے شروع ہوتی ہیں اس سورت میں دو رکوع، اٹھارہ آیتیں، دو سو اکتالیس ۲۳۱ کلمے، ایک ہزار ستر ۱۰۷۰ حرف ہیں۔ ۱۷ اپنے ملک میں متصرف ہے جو

چاہتا ہے جیسا چاہتا ہے کرتا ہے نہ کوئی شریک نہ ساجھی سب نعمتیں اسی کی ہیں۔



مُؤْمِنٌ ۱۰ ط وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۱۱ ۲ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ

کوئی مسلمان نہ اور اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے اس نے آسمان اور زمین حق

بِالْحَقِّ وَصَوَّرَكُمْ فَأَحْسَنَ صُوَرَكُمْ ۱۲ وَاللَّهُ بَصِيرٌ ۱۳ ۳ يَعْلَمُ مَا فِي

کے ساتھ بنائے اور تمہاری تصویر کی تو تمہاری اچھی صورت بنائی ہے اور اسی کی طرف پھرنا ہے وہ جانتا ہے جو کچھ

السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَيَعْلَمُ مَا تُسْرُونَ وَمَا تَعْلَمُونَ ۱۴ ط وَاللَّهُ عَلِيمٌ

آسمانوں اور زمین میں ہے اور جانتا ہے جو تم چھپاتے اور ظاہر کرتے ہو اور اللہ دلوں

بِذَاتِ الصُّدُورِ ۱۵ ۴ أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَبُؤُا الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَبْلُ فذَاقُوا

کی جانتا ہے کیا تمہیں ان کی خبر نہ آئی جنہوں نے تم سے پہلے کفر کیا اور اپنے

وَبَالَ أَمْرِهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۱۶ ۵ ذَلِكِ بِأَنَّكَ كَانَتْ تَأْتِيهِمْ

کام کا وبال چکھا ہے اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے وہ یہ اس لیے کہ ان کے پاس

رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ فَقَالُوا أَبَشْرًا مِثْلُ نَبِيِّنَا فكَفَرُوا وَآتَوَلَّوْا ۱۷ ۶ أَسْتَغْنَى

ان کے رسول روشن دلیلیں لاتے وہ تو بولے کیا آدمی ہمیں راہ بتائیں گے وہ تو کافر ہوئے اور پھر گئے اور اللہ نے بے نیازی کو

اللَّهُ ۱۸ ط وَاللَّهُ غَنِيٌّ حَمِيدٌ ۱۹ ۷ زَعَمَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنْ لَنْ يُبْعَثُوا ۲۰ ط

کام فرمایا اور اللہ بے نیاز ہے سب خوبیوں سرہا کافروں نے کہا کہ وہ ہرگز نہ اٹھائے جائیں گے

قُلْ بَلَىٰ وَرَبِّي لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ ۲۱ ط وَذَلِكِ عَلَى اللَّهِ

تم فرماؤ کیوں نہیں میرے رب کی تم تم ضرور اٹھائے جاؤ گے پھر تمہارے کو تک (اعمال) تمہیں بتادیں گے اور یہ اللہ کو

بَيِّنَاتٍ ۲۲ ۸ فَاْمُنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالنُّورِ الَّذِي أَنْزَلْنَا ۲۳ ط وَاللَّهُ بِمَا

آسان ہے تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول اور اس نور پر جو ہم نے اتارا اور اللہ تمہارے کاموں

تَعْمَلُونَ خَيْرٌ ۲۴ ۹ يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ الْجَمْعِ ذَلِكِ يَوْمِ التَّغَابُنِ ۲۵ ط

سے خبردار ہے جس دن تمہیں اکٹھا کرے گا سب جمع ہونے کے دن وہ دن ہے بارہالوں کی بار کھلنے کا وہ دن

۲۶ حدیث شریف میں ہے کہ انسان کی سعادت و شقاوت فرشتہ بحکم الہی اسی وقت لکھ دیتا ہے جب کہ وہ اپنی ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے۔ ۲۷ تو لازم ہے کہ تم

اپنی سیرت بھی اچھی رکھو۔ وہ آخرت میں۔ ۲۸ اے کفار کہ! وہ یعنی کیا تمہیں گزری ہوئی امتوں کے احوال معلوم نہیں جنہوں نے انبیاء کی تکذیب کی

۲۹ دنیا میں اپنے کفر کی سزا پائی وہ آخرت میں وہ مجزے دکھاتے۔ ۳۰ یعنی انہوں نے بشر کے رسول ہونے کا انکار کیا اور یہ کمال بے عقلی و نافرمانی ہے پھر

بشر کا رسول ہونا تو نہ مانا اور پھر کا خدا ہونا تسلیم کر لیا۔ ۳۱ رسولوں کا انکار کر کے ایمان سے۔ ۳۲ نور سے مراد قرآن شریف ہے کیونکہ اس کی بدولت گمراہی

وَمَنْ يُؤْمِنْ بِاللَّهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُكْفِرْ عَنْهُ سَيِّئَاتِهِ وَيُدْخِلْهُ

اور جو اللہ پر ایمان لائے اور اچھا کام کرے اللہ اس کی برائیاں اُتار دے گا اور اُسے باغوں میں

جَنَّتْ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَلِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۗ ذَٰلِكَ الْفَوْزُ

لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہیں کہ وہ ہمیشہ ان میں رہیں یہی بڑی

الْعَظِيمُ ۙ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ

کامیابی ہے اور جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتیں جھٹلائیں وہ آگ والے ہیں

خَلِدِينَ فِيهَا ۗ وَبِئْسَ النَّصِيرُ ۙ مَا أَصَابَ مِنْ مُصِيبَةٍ إِلَّا يَدُنِ

ہمیشہ اس میں رہیں اور کیا ہی بُرا انجام کوئی مصیبت نہیں پہنچتی مگر اللہ کے

اللَّهُ ۗ وَمَنْ يُؤْمِنْ بِاللَّهِ يَهْدِ اللَّهُ قَلْبَهُ ۗ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۙ وَ

حکم سے اور جو اللہ پر ایمان لائے اللہ اس کے دل کو ہدایت فرمادے گا اور اللہ سب کچھ جانتا ہے اور

أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ ۚ فَإِن تَوَلَّيْتُمْ فَإِنَّمَا عَلَىٰ رَسُولِنَا

اللہ کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو پھر اگر تم منہ پھیرو تو جان لو کہ ہمارے رسول پر صرف

الْبَدْعُ النَّبِيِّ ۙ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ۗ وَعَلَىٰ اللَّهِ فَلَيتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ۙ

صریح پہنچا دینا ہے اللہ ہے جس کے سوا کسی کی بندگی نہیں اور اللہ ہی پر ایمان والے بھروسہ کریں

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن مِّنْ أَرْوَاجِكُمْ وَأَوْ لَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ

اے ایمان والو تمہاری کچھ بیبیاں اور بچے تمہارے دشمن ہیں

فَاخْذِرُوهُمْ وَإِن تُعْفُوا وَتَصْفَحُوا وَتَغْفِرُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ

تو ان سے احتیاط رکھو اور اگر معاف کرو اور درگزر کرو اور بخش دو تو بے شک اللہ بخشنے والا

کی تاریکیاں دور ہوتی ہیں اور ہر شے کی حقیقت واضح ہوتی ہے۔ یعنی روز قیامت جس میں سب اولین و آخرین جمع ہوں گے۔ یعنی کافروں کی محرومی

ظاہر ہونے کا۔ عکس موت کی یا مرض کی یا نقصان مال کی یا اور کوئی اور جانے کہ جو کچھ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی مشیت اور اس کے ارادے سے ہوتا ہے اور وقت

مصیبت ”إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ“ پڑھے اور اللہ تعالیٰ کی عطا پر شکر اور بلا پر صبر کرے اور وہ اور زیادہ نیکوں اور طاعتوں میں مشغول ہو۔ اللہ تعالیٰ

اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی فرمانبرداری سے لے چنانچہ انہوں نے اپنا فرض ادا کر دیا اور کامل طور پر دین کی تبلیغ فرمادی۔ کہ تمہیں نیکی

سے روکتے ہیں۔ اور ان کے کہنے میں آ کر نیکی سے باز نہ رہو۔ شان نزول: چند مسلمانوں نے مکہ مکرمہ سے ہجرت کا ارادہ کیا تو ان کی بی بی اور بچوں نے

انہیں روکا اور کہا ہم تمہاری جدائی پر صبر نہ کر سکیں گے تم چلے جاؤ گے ہم تمہارے پیچھے ہلاک ہو جائیں گے، یہ بات ان پر اثر کر گئی اور وہ ٹھہر گئے کچھ عرصہ کے بعد جب

انہوں نے ہجرت کی تو انہوں نے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ وہ دین میں بڑے ماہر اور فقیہ ہو گئے ہیں یہ دیکھ کر انہوں نے اپنی بی بی

رَّحِيمٌ ۱۳) إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ وَاللَّهُ عِنْدَ آجُرْ

مہربان ہے تمہارے مال اور تمہارے بچے جانچ ہی ہیں ۱۳ اور اللہ کے پاس بڑا

عَظِيمٌ ۱۵) فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَأَسْعُوا وَاطِيعُوا وَأَنْفِقُوا

ثواب ہے ۱۵ تو اللہ سے ڈرو جہاں تک ہو سکے ۱۵ اور فرمان سنو اور حکم مانو ۱۵ اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو

خَيْرًا إِلَّا نَفْسِكُمْ ۱۶) وَمَنْ يُؤْتِكُمْ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الْبٰفِلِحُونَ ۱۶

اپنے بھلے کو اور جو اپنی جان کی لالچ سے بچایا گیا ۱۶ تو وہی فلاح پانے والے ہیں

إِنْ تَقْرَضُوا اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضْعِفْهُ لَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۱۷) وَاللَّهُ

اگر تم اللہ کو اچھا قرض دو گے ۱۷ وہ تمہارے لیے اس کے دوئے کر دے گا اور تمہیں بخش دے گا اور اللہ

شَكُورٌ حَلِيمٌ ۱۸) عِلْمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۱۸

قدر فرمانے والا علم والا ہے ہر نہاں اور عیاں کا جاننے والا عزت والا حکمت والا

﴿آیتھا ۱۲﴾ ﴿سُورَةُ الطَّلَاقِ مَدَنِيَّةٌ ۹۹﴾ ﴿مَرْكُوعَاتُهَا ۲﴾

سورۃ طلاق مدنیہ ہے، اس میں بارہ آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان والا ہے

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعَدَّتِهِنَّ وَأَحْصُوا

اے نبی ۱۷ جب تم لوگ عورتوں کو طلاق دو تو ان کی عدت کے وقت پر انھیں طلاق دو اور عدت

الْعِدَّةَ ۱۷) وَاتَّقُوا اللَّهَ رَبَّكُمْ لَا تَخْرُجُوهُنَّ مِنْ بُيُوتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ

کا شمار رکھو ۱۷ اور اپنے رب اللہ سے ڈرو عدت میں انھیں ان کے گھروں سے نہ نکالو اور نہ وہ آپ نکلیں ۱۷

بچوں کو سزا دینے کا ارادہ کیا اور یہ قصد کیا کہ ان کا خرچ بند کر دیں کیونکہ وہی لوگ انہیں ہجرت سے مانع ہوئے تھے جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ حضور کے ساتھ ہجرت کرنے

والے اصحاب علم و فقہ میں ان سے منزلوں آگے نکل گئے، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور انہیں اپنے بی بی بچوں سے درگزر کرنے اور معاف کرنے کی ترغیب

فرمائی گئی، چنانچہ آگے ارشاد فرمایا جاتا ہے: ۱۷) کہ کبھی آدمی ان کی وجہ سے گناہ اور معصیت میں مبتلا ہو جاتا ہے اور ان میں مشغول ہو کر امور آخرت کے سرانجام

سے غافل ہو جاتا ہے۔ ۱۷) تو لحاظ رکھو ایسا نہ ہو کہ اموال و اولاد میں مشغول ہو کر ثواب عظیم کھو بیٹھو۔ ۱۷) یعنی بقدر اپنی وسعت و طاقت کے طاعت و عبادت بجا

لاؤ یہ تفسیر ہے ”اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ“ کی ۱۷) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ۱۷) اور اس نے اپنے مال کو اطمینان کے ساتھ حکم شریعت

کے مطابق خرچ کیا ۱۷) یعنی خوش دلی سے نیک نیتی کے ساتھ مال حلال سے صدقہ دو گے صدقہ دینے کو براہ لطف و کرم قرض سے تعبیر فرمایا، اس میں صدقہ کی

ترغیب ہے کہ صدقہ دینے والا نقصان میں نہیں ہے بالیقین اس کی جزا پائے گا۔ ۱۷) سورۃ طلاق مدنیہ ہے اس میں دو رکوع، بارہ آیتیں اور دو سو انچاس ۲۳۹ کلمے



إِلَّا أَنْ يَأْتِيَنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبِينَةٍ ۖ وَتِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ ۖ وَمَنْ يَتَعَدَّ

مگر یہ کہ کوئی صریح بے حیائی کی بات لائیں وہ اور یہ اللہ کی حدیں ہیں اور جو اللہ کی حدوں

حُدُودِ اللَّهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ ۖ لَا تَدْرِي لَعَلَّ اللَّهَ يُحْدِثُ بَعْدَ

سے آگے بڑھا بے شک اس نے اپنی جان پر ظلم کیا تمہیں نہیں معلوم شاید اللہ اس کے بعد کوئی

ذَلِكَ أَمْرًا ۚ فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَأَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ أَوْ

نیا حکم بھیجے و تا جب وہ اپنی میعاد تک پہنچنے کو ہوں و تو انہیں بھلائی کے ساتھ روک لو یا

فَارِقُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ وَأَشْهِدُوا ذَوِي عَدْلٍ مِّنكُمْ وَأَقِيمُوا الشَّهَادَةَ

بھلائی کے ساتھ جدا کر دو و اور اپنے میں دو ثقہ کو گواہ کر لو اور اللہ کے لیے گواہی

لِلَّهِ ۖ ذَلِكُمْ يُوعَظُ بِهِ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۗ وَمَنْ

قائم کرو و اس سے نصیحت فرمائی جاتی ہے اُسے جو اللہ اور پچھلے دن پر ایمان رکھتا ہو و اور جو

اور ایک ہزار ساٹھ ۱۰۶۰ حرف ہیں۔ و اپنی امت سے فرما دیجئے۔ و شان نزول: یہ آیت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوئی انہوں نے اپنی بی بی کو عورتوں کے ایام مخصوصہ میں طلاق دی تھی۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ رجعت کریں پھر اگر طلاق دینا چاہیں تو طہر یعنی پاکی کے زمانہ میں طلاق دیں، اس آیت میں عورتوں سے مراد مدخول بہا عورتیں ہیں (جو اپنے شوہروں کے پاس گئی ہوں) صغیرہ، حاملہ اور آئندہ نہ ہوں (آئندہ وہ عورت ہے جس کے ایام بڑھاپے کی وجہ سے بند ہو گئے ہوں ان کا وقت نہ رہا ہو) مسئلہ: غیر مدخول بہا پر عدت نہیں ہے باقی تینوں قسم کی عورتیں جو ذکر کی گئی تھیں انہیں ایام نہیں ہوتے تو ان کی عدت حیض سے شمار نہ ہوگی۔ مسئلہ: غیر مدخول بہا کو حیض میں طلاق دینا جائز ہے۔ آیت میں جو حکم دیا گیا اس سے مراد ایسی مدخول بہا عورتیں ہیں جن کی عدت حیض سے شمار کی جائے انہیں طلاق دینا ہو تو ایسے طہر میں طلاق دیں جس میں ان سے جماع نہ کیا گیا ہو پھر عدت گزرنے تک ان سے تعرض نہ کریں اس کو طلاق احسن کہتے ہیں طلاق احسن غیر موطوہ عورت یعنی جس سے شوہر نے قربت نہ کی ہو اس کو ایک طلاق دینا طلاق احسن ہے خواہ یہ طلاق حیض میں ہو اور موطوہ عورت اگر صاحب حیض ہو تو اسے تین طلاقیں ایسے تین طہروں میں دینا جن میں اس سے قربت نہ کی ہو طلاق احسن ہے اور اگر موطوہ صاحب حیض نہ ہو تو اس کو تین طلاقیں تین مہینوں میں دینا طلاق احسن ہے طلاق بدی حالت حیض میں طلاق دینا ایسے طہر میں طلاق دینا جس میں قربت کی گئی ہو طلاق بدی ہے ایسے ہی ایک طہر میں تین یا دو طلاقیں یکبارگی یا دو مرتبہ میں دینا طلاق بدی ہے اگرچہ اس طہر میں وطی نہ کی گئی ہو۔ مسئلہ: طلاق بدی مکروہ ہے مگر واقع ہو جاتی ہے اور ایسی طلاق دینے والا گنہگار ہوتا ہے۔ و مسئلہ: عورت کو عدت شوہر کے گھر پوری کرنی لازم ہے نہ شوہر کو جائز کہ مطلقہ کو عدت میں گھر سے نکالے نہ ان عورتوں کو وہاں سے خود نکلنا روا ہے ان سے کوئی فسق ظاہر صادر ہو جس پر حد آتی ہے مثل زنا اور چوری کے اس کے لیے انہیں نکالنا ہی ہوگا۔ مسئلہ: اگر عورت فحش کئے اور گھر والوں کو ایذا دے تو اس کو نکالنا جائز ہے کیونکہ وہ ناشزہ (نافرمان) کے حکم میں ہے۔ مسئلہ: جو عورت طلاق رجعی یا بان کی عدت میں ہو اس کو گھر سے نکلنا بالکل جائز نہیں اور جو موت کی عدت میں ہو وہ حاجت پڑے تو دن میں نکل سکتی ہے لیکن شب گزارنا اس کو شوہر کے گھر ہی میں ضروری ہے۔ مسئلہ: جو عورت طلاق بان کی عدت میں ہو اس کے اور شوہر کے درمیان پردہ ضروری ہے اور زیادہ بہتر یہ ہے کہ کوئی اور عورت ان دونوں کے درمیان حائل ہو۔ مسئلہ: اگر شوہر فاسق ہو یا مکان بہت تنگ ہو تو شوہر کو اس مکان سے چلا جانا بہتر ہے۔ و رجعت کا وک یعنی عدت آخر (ختم) ہونے کے قریب ہو وک یعنی تمہیں اختیار ہے اگر تم ان کے ساتھ بحسن معاشرت و مراقت رہنا چاہو تو رجعت کر لو اور دل میں پھر دوبارہ طلاق دینے کا ارادہ نہ رکھو اور اگر تمہیں ان کے ساتھ خوبی سے بسر کر سکنے کی امید نہ ہو تو ہم وغیرہ ان کے حق ادا کر کے ان سے جدائی کر لو اور انہیں ضرر نہ پہنچاؤ اس طرح کہ آخر عدت میں رجعت کر لو پھر طلاق دے دو اور اس طرح انہیں ان کی عدت دراز کر کے پریشانی میں ڈالو ایسا نہ کرو اور خواہ رجعت کرو یا فرقت اختیار کرو دونوں صورتوں میں دفع تہمت اور رفع نزاع کے لیے دو مسلمانوں کو گواہ کر لینا مستحب ہے، چنانچہ ارشاد ہوتا ہے: و مقصود اس سے اس کی رضا جوئی ہو اور اقامت حق و تعمیل حکم الہی کے سوا اپنی کوئی فاسد غرض اس میں نہ ہو۔ وک مسئلہ: اس سے استدلال کیا جاتا ہے کہ کفار



وَجِدَاكُمْ وَلَا تُضَا سُرُوهُنَّ لِتُضَيِّقُوا عَلَيْهِنَّ ط وَإِنْ كُنَّ أُولَاتٍ

طاقت بھرنے اور انھیں ضرر نہ دو کہ ان پر تنگی کرو وک اور اگر وک حمل والیاں

حَمَلٍ فَإِنَّفِقُوا عَلَيْهِنَّ حَتَّى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ج فَإِنْ أَرْضَعْنَ لَكُمْ

ہوں تو انھیں نان نفقہ دو یہاں تک کہ ان کے بچہ پیدا ہو وک پھر اگر وہ تمہارے لیے بچہ کو دودھ پلائیں

فَاتَوْهُنَّ أَجُورَهُنَّ ج وَاتَّبِرُوا بَيْنَكُمْ بِمَعْرُوفٍ ج وَإِنْ تَعَاَسَرْتُمُ

تو انھیں اس کی اجرت دو وک اور آپس میں معقول طور پر مشورہ کرو وک پھر اگر باہم مضائقہ کرو (دشوار سمجھو) وک

فَسَتَرْضِعْ لَهَا أُخْرَى ٦ لِيُنْفِقَ ذُو سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهِ ط وَمَنْ قَدِرَا

تو قریب ہے کہ اُسے اور دودھ پلانے والی مل جائے گی مقدر والا وک اپنے مقدر کے قابل نفقہ دے اور جس پر

عَلَيْهِ رِزْقُهُ فَلْيُنْفِقْ مِمَّا آتَاهُ اللَّهُ ط لَا يَكْلِفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا مَا

اس کا رزق تنگ کیا گیا وہ اس میں سے نفقہ دے جو اسے اللہ نے دیا اللہ کسی جان پر بوجھ نہیں رکھتا مگر اسی قابل

أَتَاهَا ط سَيَجْعَلُ اللَّهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُسْرًا ٧ وَكَأَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ عَتَتْ

جتنا اُسے دیا ہے قریب ہے کہ اللہ دشواری کے بعد آسانی فرمادے گا وک اور کتنے ہی شہر تھے جنہوں نے اپنے رب کے

عَنْ أَمْرِ رَبِّهَا وَرُسُلِهِ فَحَاسِبُنْهَا حِسَابًا شَدِيدًا ٨ وَعَدُّ بِئِهِنَّ عَدَابًا

حکم اور اس کے رسولوں سے سرکشی کی تو ہم نے ان سے سخت حساب لیا وک اور انھیں بُری

تُكْمَرًا ٨ فَذَاقَتْ وَبَالَ أَمْرِهَا وَكَانَ عَاقِبَةُ أَمْرِهَا خُسْرًا ٩ أَعَدَّ

مادی وک تو انھوں نے اپنے کئے کا وبال چکھا اور ان کے کام کا انجام گھٹا ہوا اللہ نے

احکام پر عمل کرے اور اپنے اوپر جو حقوق واجب ہیں انہیں باحیاط ادا کرے۔ وک مسئلہ: طلاق دی ہوئی عورت کو تاعدت رہنے کے لیے اپنے حسب حیثیت مکان

دینا شوہر پر واجب ہے اور اس زمانہ میں نفقہ دینا بھی واجب ہے۔ وک جگہ میں ان کے مکان کو گھیر کر یا کسی ناموافق کو ان کے شریک مسکن کر کے یا اور کوئی ایسی

ایذا دے کر کہ وہ نکلنے پر مجبور ہوں۔ وک وہ مطلقات وک کیونکہ ان کی عدت جب ہی تمام ہوگی۔ مسئلہ: نفقہ جیسا حاملہ کو دینا واجب ہے ایسا ہی غیر حاملہ کو بھی،

خواہ اس کو طلاق رجعی دی ہو یا بائن۔ وک مسئلہ: بچہ کو دودھ پلانا ماں پر واجب نہیں باپ کے ذمہ ہے کہ اجرت دے کر دودھ پلوائے لیکن اگر بچہ ماں کے سوا کسی اور

عورت کا دودھ نہ پیے یا باپ فقیر ہو اس حالت میں ماں پر دودھ پلانا واجب ہو جاتا ہے بچے کی ماں جب تک اس کے باپ کے نکاح میں ہو یا طلاق رجعی کی عدت میں

ایسی حالت میں اس کو دودھ پلانے کی اجرت لینا جائز نہیں بعد عدت جائز ہے۔ مسئلہ: کسی عورت کو عین اجرت پر دودھ پلانے کے لیے مقرر کرنا جائز ہے۔ مسئلہ: غیر

عورت کی بہ نسبت اجرت پر دودھ پلانے کی ماں زیادہ مستحق ہے۔ مسئلہ: اگر ماں زیادہ اجرت طلب کرے تو پھر غیر زیادہ اولیٰ۔ مسئلہ: دودھ پلانی پر بچے کو نہلانا اس کے

کپڑے دھونا اس کے تیل لگانا اس کی خوراک کا انتظام رکھنا لازم ہے لیکن ان سب چیزوں کی قیمت اس کے والد پر ہے۔ مسئلہ: اگر دودھ پلانی نے بچے کو بجائے اپنے

بکری کا دودھ پلایا یا کھانے پر رکھا تو وہ اجرت کی مستحق نہیں۔ وک نہ مرد عورت کے حق میں کوتاہی کرے نہ عورت معاملہ میں سختی۔ وک مثلاً ماں غیر عورت کے برابر

اجرت پر ارضی نہ ہو اور باپ زیادہ دینا نہ چاہے وک مطلقہ عورتوں کو اور دودھ پلانے والی عورتوں کو وک یعنی تنگی معاش کے بعد۔ وک اس سے حساب آخرت مراد ہے





يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ تَبَتَّغِي مَرْضَاتِ أَزْوَاجِكَ ط

اے غیب بتانے والے (نبی) تم اپنے اوپر کیوں حرام کئے لیتے ہو وہ چیز جو اللہ نے تمہارے لیے حلال کی ہے اپنی بیبیوں کی مرضی چاہتے ہو

وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۱ قَدْ فَرَضَ اللَّهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ أَيْبَانِكُمْ وَاللَّهُ

اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے بے شک اللہ نے تمہارے لیے تمہاری قسموں کا اٹار مقرر فرما دیا ہے اور اللہ

مَوْلِكُمْ وَهُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ۲ وَإِذْ أَسَرَّ النَّبِيُّ إِلَى بَعْضِ

تمہارا مولیٰ ہے اور اللہ علم و حکمت والا ہے اور جب نبی نے اپنی ایک بی بی سے

أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا فَلَمَّا نَبَّأَتْ بِهِ وَأَظْهَرَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ عَرَفَ بَعْضَهُ

ایک راز کی بات فرمائی وہ پھر جب وہ اس کا ذکر کر بیٹھی اور اللہ نے اُسے نبی پر ظاہر کر دیا تو نبی نے اُسے کچھ بتایا

وَأَعْرَضَ عَنْ بَعْضِ فَلَمَّا نَبَّأَهَا بِهِ قَالَتْ مَنْ أَنْبَأَكَ هَذَا ط قَالَ

اور کچھ سے چشم پوشی فرمائی وہ پھر جب نبی نے اسے اس کی خبر دی بولی وہ حضور کو کس نے بتایا فرمایا

سب میں جاری و نافذ ہے یا یہ معنی ہیں کہ جبریل امین آسمان سے وحی لے کر زمین کی طرف اترتے ہیں۔ ۱۔ سورہ تحریم مدنیہ ہے اس میں دو ۲ کو، بارہ ۱۲ آیتیں، دو سو بیس تالیس ۲۳ کلمے، ایک ہزار ساٹھ ۱۰۶۰ حرف ہیں۔ ۲۔ شان نزول: سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گل میں رونق افروز ہوئے وہ حضور کی اجازت سے اپنے والد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عیادت کے لیے تشریف لے گئیں حضور نے حضرت ماریہ قبطیہ کو سرفراز خدمت کیا یہ حضرت حفصہ پر گراں گزرا حضور نے ان کی دلجوئی کے لیے فرمایا کہ میں نے ماریہ کو اپنے اوپر حرام کیا اور میں تمہیں خوشخبری دیتا ہوں کہ میرے بعد امورا مت کے مالک ابو بکر و عمر ہوں گے (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) وہ اس سے خوش ہو گئیں اور نہایت خوشی میں انہوں نے یہ تمام گفتگو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو سنائی اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور ارشاد فرمایا گیا کہ جو چیز اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے حلال کی یعنی ماریہ قبطیہ آپ انہیں اپنے لیے کیوں حرام کئے لیتے ہیں اپنی بیبیوں حفصہ و عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کی رضا جوئی کے لیے اور ایک قول اس آیت کی شان نزول میں یہ بھی ہے کہ ام المؤمنین زینب بنت جحش کے یہاں جب حضور تشریف لے جاتے تو وہ شہد پیش کرتیں اس ذریعہ سے ان کے یہاں کچھ زیادہ دیر تشریف فرما رہتے یہ بات حضرت عائشہ و حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما وغیرہما کو ناگوار گزری اور انہیں رشک ہوا انہوں نے باہم مشورہ کیا کہ جب حضور تشریف فرما ہوں تو عرض کیا جائے کہ وہ دن مبارک سے مغفیر (ایک قسم کے مشروب) کی بو آتی ہے اور مغفیر کی بو حضور کو ناپسند تھی، چنانچہ ایسا کیا گیا حضور کو ان کا منشا معلوم تھا، فرمایا: مغفیر تو میرے قریب نہیں آیا زینب کے یہاں شہد میں نے بیا ہے اس کو میں اپنے اوپر حرام کرتا ہوں مقصود یہ کہ حضرت زینب کے یہاں شہد کا شغل ہونے سے تمہاری دل شکنی ہوتی ہے تو ہم شہد ہی ترک فرمائے دیتے ہیں اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ ۳۔ یعنی کفارہ تو ماریہ کو خدمت سے سرفراز فرمائیے یا شہد پوش فرمائیے یا قسم کے اتار سے یہ مراد ہے کہ قسم کے بعد ان شاء اللہ کہا جائے تاکہ اس کے خلاف کرنے سے جحش نہ ہو (یعنی قسم نہ ٹوٹے)۔ مقاتل سے مروی ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ماریہ کی تحریم کے کفارہ میں ایک غلام آزاد کیا اور حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نے کفارہ نہیں دیا کیونکہ آپ مغفور ہیں کفارہ کا حکم تعلیم امت کے لیے ہے۔ مسئلہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ حلال کو اپنے اوپر حرام کر لینا بیکین یعنی قسم ہے۔ ۴۔ یعنی حضرت حفصہ ۵۔ ماریہ کو اپنے اوپر حرام کر لینے کی اور اس کے ساتھ یہ فرمایا کہ اس کا کسی پر اظہار نہ کرنا۔ ۶۔ یعنی حضرت حفصہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ۷۔ یعنی تحریم ماریہ اور خلافت شیخین کے متعلق جو دو باتیں فرمائی تھیں ان میں سے ایک بات کا ذکر فرمایا کہ تم نے یہ بات ظاہر کر دی اور دوسری بات کو ذکر نہ فرمایا یہ شان کریمی تھی کہ گرفت فرمانے میں بعض سے چشم پوشی فرمائی۔ ۸۔ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

نَبَأَنِي الْعَلِيمِ الْخَبِيرِ ۳) اِنْ تَتُوبَا إِلَى اللَّهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا ج

مجھے علم والے خبردار نے بتایا وہ نبی کی دونوں بیسیو! اگر اللہ کی طرف تم رجوع کرو تو فٹ ضرور تمہارے دل راہ سے کچھ ہٹ گئے ہیں واک

وَ اِنْ تَظْهَرَا عَلَيْهِ فَاِنَّ اللَّهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَ جِبْرِيلُ وَ صَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ ج

اور اگر ان پر زور بانڈھو واک تو بے شک اللہ ان کا مددگار ہے اور جبریل اور نیک ایمان والے

وَ الْمَلِكَةُ بَعْدَ فَرَشْتِهِ اِنَّ تَطَّلَقْنَّ اِنَّ يُبَدِّلَنَّ ۴) عَسَى رَبُّهُ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُبَدِّلَنَّ

اور اس کے بعد فرشتے مدد پر ہیں ان کا رب قریب ہے اگر وہ تمہیں طلاق دے دیں کہ انہیں تم سے

اَزْوَاجًا خَيْرًا اَمِّنًا مِّنْ مُّسَلِّمَاتٍ مُّؤْمِنَاتٍ قَتَلْتِ تَبَيَّنَّ عِبَادَتِ سَيِّئَاتٍ ج

بہتر بیبیاں بدل دے اطاعت والیاں ایمان والیاں ادب والیاں واک توبہ والیاں بندگی والیاں واک روزہ داریں

تَبَيَّنَّ ۵) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ

بیبیاں اور کنواریاں واک اے ایمان والو اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو

نَارًا وَاوقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَا

اس آگ سے بچاؤ واک جس کے ایندھن آدمی واک اور پتھر ہیں واک اس پر سخت کڑے فرشتے مقرر ہیں واک جو

يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ۶) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ

اللہ کا حکم نہیں ٹالتے اور جو انہیں حکم ہو وہی کرتے ہیں واک اے کافرو!

كَفَرُوا لَا تَعْتَدُوا الْيَوْمَ ۷) إِنَّمَا تُجْرُونَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۸) ع

آج بہانے نہ بناؤ واک تمہیں وہی بدلہ ملے گا جو کرتے تھے

۷۔ جس سے کچھ بھی چھپا نہیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ حضرت عائشہ و حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو خطاب فرماتا ہے: واک یہ تم پر واجب ہے۔ واک کہ تمہیں وہ

بات پسند آئی جو سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گراں ہے یعنی تحریم ماریہ۔ واک اور باہم مل کر ایسا طریقہ اختیار کرو جو سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ناگوار

ہو واک جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی فرمانبرداری اور ان کی رضا جو ہوں۔ واک یعنی کثیر العبادت واک یہ تخویف ہے ازواج مطہرات کو

کہ اگر انہوں نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آزرہ کیا اور حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں طلاق دی تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو

اللہ تعالیٰ اپنے لطف و کرم سے اور بہتر بیبیاں عطا فرمائے گا اس تخویف سے ازواج مطہرات متاثر ہوئیں اور انہوں نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شرف

خدمت کو ہر نعمت سے زیادہ سمجھا اور حضور کی دلجوئی اور رضا طلبی مقدم جانی لہذا آپ نے انہیں طلاق نہ دی۔ واک اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری اختیار

کر کے عبادتیں بجالا کر گناہوں سے باز رہ کر اور گھر والوں کو نیکی کی ہدایت اور بدی سے ممانعت کر کے اور انہیں علم و ادب سکھا کر۔ واک یعنی کافر واک یعنی بت

وغیرہ، مراد یہ ہے کہ جہنم کی آگ بہت ہی شدید الحرارة ہے اور جس طرح دنیا کی آگ لکڑی وغیرہ سے جلتی ہے جہنم کی آگ ان چیزوں سے جلتی ہے جن کا ذکر کیا

گیا۔ ۱۹۔ جو نہایت قوی اور زور آور ہیں اور ان کی طبیعتوں میں رحم نہیں۔ واک کافروں سے وقت دخول دوزخ کہا جائے گا جبکہ وہ آتش دوزخ کی شدت اور اس

کا عذاب دیکھیں گے۔ واک کیونکہ اب تمہارے لیے کوئی جائے عذر باقی نہیں رہی نہ آج کوئی عذر قبول کیا جائے۔



يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تَوْبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا ۚ عَسَىٰ رَبُّكُمْ أَن

اے ایمان والو! اللہ کی طرف ایسی توبہ کرو جو آگے کو نصیحت ہو جائے ﴿۲۲﴾ قریب ہے کہ تمہارا رب ﴿۲۳﴾

يُكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَيُدْخِلَكُم جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۚ

تمہاری برائیاں تم سے اتار دے اور تمہیں باغوں میں لے جائے جن کے نیچے نہریں بہیں

يَوْمَ لَا يُخْزِي اللَّهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ ۚ نُورُهُمْ يَسْعَىٰ بَيْنَ

جس دن اللہ رسوا نہ کرے گا نبی اور ان کے ساتھ کے ایمان والوں کو ﴿۲۴﴾ اُن کا نور دوڑتا ہوگا

أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا آتِنَا نُورًا وَاجْعَلْ لَنَا

اُن کے آگے اور اُن کے دہنے ﴿۲۵﴾ عرض کریں گے اے ہمارے رب ہمارے لیے ہمارا نور پورا کر دے ﴿۲۶﴾ اور ہمیں بخش دے

إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿۸﴾ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ

بے شک تجھے ہر چیز پر قدرت ہے اے نبیؐ جہاد کرو کافروں پر اور منافقوں پر ﴿۲۷﴾ جہاد کرو

وَاجْلُظْ عَلَيْهِمْ ۚ وَمَا أُولَٰئِكَ إِلَّا جَاهِلُونَ ۚ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿۹﴾

اور ان پر سختی فرماؤ اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور کیا ہی بُرا انجام اللہ کافروں کی

مَثَلًا لِلَّذِينَ كَفَرُوا ۚ وَالْمُرَاتُ نُوحٍ وَالْمُرَاتُ لُوطٍ ۚ كَانَتَا تَحْتَ

مثال دیتا ہے ﴿۲۹﴾ نوح کی عورت اور لوط کی عورت وہ ہمارے بندوں میں

عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحِينَ ۚ فَخَانَتْهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللَّهِ

دو سزاوار قرب (مقرب) بندوں کے نکاح میں تھیں پھر انہوں نے ان سے دغا کیا ﴿۳۰﴾ تو وہ اللہ کے سامنے انہیں کچھ کام

﴿۳۱﴾ یعنی توبہ صادقہ جس کا اثر توبہ کرنے والے کے اعمال میں ظاہر ہو اور اس کی زندگی طاعتوں اور عبادتوں سے معمور ہو جائے اور وہ گناہوں سے

مجتنب رہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اور دوسرے اصحاب نے فرمایا توبہ نصوح وہ ہے کہ توبہ کے بعد آدمی پھر گناہ کی طرف نہ لوٹے جیسا

کہ نکلا ہوا دودھ پھر تھن میں واپس نہیں ہوتا۔ ﴿۳۲﴾ توبہ قبول فرمانے کے بعد ﴿۳۳﴾ اس میں کفار پر تعریف ہے کہ وہ دن ان کی رسوائی کا ہوگا اور نبی

کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضور کے ساتھ والوں کی عزت کا۔ ﴿۳۴﴾ صراط پر اور جب مؤمن دیکھیں گے کہ منافقوں کا نور بجھ گیا ﴿۳۵﴾ یعنی

اس کو باقی رکھ کر دخول جنت تک باقی رہے۔ ﴿۳۶﴾ تلوار سے ﴿۳۷﴾ قول غلیظ اور وعظ بلغ اور حجت توی سے ﴿۳۸﴾ اس بات میں کہ انہیں ان کے کفر اور

مؤمنین کی عداوت پر عذاب کیا جائے گا اور اس کفر و عداوت کے ہوتے ہوئے ان کا نسب اور مؤمنین اور مقربین کے ساتھ ان کی قربت و رشتہ

داری انہیں کچھ نفع نہ دے گی۔ ﴿۳۹﴾ دین میں کہ کفر اختیار کیا، حضرت نوح کی عورت و اہلہ اپنی قوم سے حضرت نوح علیہ السلام کی نسبت کہتی تھی کہ

وہ مجنون ہیں اور حضرت لوط علیہ السلام کی عورت و اہلہ اپنا نفاق چھپاتی تھی اور جو مہمان آپ کے یہاں آتے تھے آگ جلا کر اپنی قوم کو ان کے آنے

شَيْءًا وَقِيلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدَّٰخِلِينَ ۝۱۰ وَصَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا لِّلَّذِينَ

نہ آئے اور فرما دیا گیا ۱۰ کہ تم دونوں عورتیں جہنم میں جاؤ جانے والوں کے ساتھ ۱۰ اور اللہ مسلمانوں کی مثال

أَمْوَا مِرَاتٍ فِرْعَوْنَ ۚ إِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِي عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ

بیان فرماتا ہے ۱۱ فرعون کی بی بی ۱۱ جب اس نے عرض کی اے میرے رب میرے لیے اپنے پاس جنت میں گھر بنا ۱۱

وَنَجِّنِي مِّنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهِ وَنَجِّنِي مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝۱۱ وَ

اور مجھے فرعون اور اس کے کام سے نجات دے ۱۱ اور مجھے ظالم لوگوں سے نجات بخش ۱۱ اور

مَرْيَمَ ابْنَتِ عِمْرَانَ الَّتِي أَحْصَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيهِ مِن رُّوحِنَا

عمران کی بیٹی مریم جس نے اپنی پارسائی کی حفاظت کی تو ہم نے اس میں اپنی طرف کی روح پھونکی

وَصَدَّقَتْ بِكَلِمَاتِ رَبِّهَا وَكُتِبَ لَهَا مِن الصَّالِحِينَ ۝۱۲

اور اس نے اپنے رب کی باتوں ۱۲ اور اس کی کتابوں ۱۲ کی تصدیق کی اور فرمانبرداروں میں ہوئی

۱۲ ان سے وقت موت یا روز قیامت (اور تعبیر صیغہ ماضی سے) بلحاظ حقیق وقوع کے ہے۔ ۱۲ یعنی اپنی قوموں کے کفار کے ساتھ کیونکہ تمہارے اور ان انبیاء کے درمیان تمہارے کفر کے باعث علاقہ باقی نہ رہا۔ ۱۳ کہ انہیں دوسرے کی معصیت ضرر نہیں دیتی۔ ۱۴ جن کا نام آسیہ بنت مزاحم ہے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جادو گروں کو مغلوب کیا تو یہ آسیہ آپ پر ایمان لے آئیں فرعون کو خبر ہوئی تو اس نے ان پر سخت عذاب کئے انہیں چومینا کیا (یعنی ان کے ہاتھ پاؤں میں کیلیں ٹھوک دیں) اور بھاری چکی سینہ پر رکھی اور دھوپ میں ڈال دیا جب فرعون نے ان کے پاس سے ہٹتے تو فرشتے ان پر سایہ کرتے۔ ۱۵ اللہ تعالیٰ نے ان کا مکان جو جنت میں ہے ان پر ظاہر فرمایا اور اس کی مسرت میں فرعون کی تختیوں کی شدت ان پر سہل ہو گئی۔ ۱۶ فرعون کے کام سے یا اس کا شرک و کفر و ظلم مراد ہے یا اس کا قرب۔ ۱۷ یعنی فرعون کے دین والوں سے، چنانچہ یہ دعوانہ کی قبول ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے ان کی روح قبض فرمائی اور ابن کیسان نے کہا کہ وہ زندہ اٹھا کر جنت میں داخل کی گئیں۔ ۱۸ رب کی باتوں سے شراخ و احکام مراد ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے مقرر فرمائے۔ ۱۹ کتابوں سے وہ کتابیں مراد ہیں جو انبیاء علیہم السلام پر نازل ہوئی تھیں۔

## ایاتھا ۳۰ ﴿۳۰﴾ سُوْرَةُ الْمَلِكِ مَكِّيَّةٌ ﴿۳۱﴾ ﴿۳۲﴾ رُكُوْعَاتُهَا ۲ ﴿۳۳﴾

سورہ ملک مکہ ہے، اس میں تین آیتیں اور دو رکوع ہیں

### بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان والا و

## تَبْرَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ الَّذِي

بڑی برکت والا ہے وہ جس کے قبضہ میں سارا ملک و اور وہ ہر چیز پر قادر ہے وہ جس

## خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيْكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۖ وَهُوَ الْعَزِيزُ

نے موت اور زندگی پیدا کی کہ تمہاری جانچ ہو تم میں کس کا کام زیادہ اچھا ہے و اور وہی عزت والا

## الْغَفُوْرُ ۝ الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوٰتٍ طِبَاقًا ۖ مَا تَرٰى فِي خَلْقِ الرَّحْمٰنِ

بخشش والا ہے جس نے سات آسمان بنائے ایک کے اوپر دوسرا تو رحمن کے بنانے میں کیا فرق

## مِنْ تَفْوٰتٍ ۖ فَاَرْجِعِ الْبَصَرَ ۗ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ ۝ ثُمَّ اَرْجِعِ

دیکھتا ہے و تو نگاہ اٹھا کر دیکھ و تجھے کوئی رخندہ (خرابی و عیب) نظر آتا ہے پھر دوبارہ

## الْبَصَرَ ۗ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبُ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَهُوَ حَسِيْرٌ ۝ وَلَقَدْ رَآنَا

نگاہ اٹھا و نظر تیری طرف ناکام پلٹ آئے گی تھکی ماندی و اور بے شک ہم نے

## السَّمٰوٰتِ الدُّنْيَا بِبَصٰرِنَا ۖ وَجَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا لِلشَّيْطٰنِ ۖ وَاعْتَدْنَا لَهُمُ

نیچے کے آسمان کو فچراغوں سے آراستہ کیا و اور انھیں شیطانوں کے لیے مار کیا و اور ان کے لیے و بھڑکتی آگ

و سورہ الملک مکہ ہے اس میں دو رکوع، تیس ۳۰ آیتیں، تین سوتیں ۳۳۰ کلمے، ایک ہزار تین سوتیرہ ۱۳۱۳ حرف ہیں۔ حدیث میں ہے کہ سورہ ملک شفاعت کرتی ہے۔ (ترمذی و ابوداؤد) ایک اور حدیث میں ہے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک جگہ خیمہ نصب کیا وہاں ایک قبر تھی اور انہیں خیال

نہ تھا کہ وہ صاحب قبر سورہ ملک پڑھتے رہے یہاں تک کہ تمام کی تو خیمہ والے صحابی نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: میں نے ایک قبر پر خیمہ لگا یا مجھے خیال نہ تھا کہ یہاں قبر ہے اور تھی وہاں قبر اور صاحب قبر سورہ ملک پڑھتے تھے یہاں تک کہ ختم کیا، سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

فرمایا کہ یہ سورت مانعہ منجیہ ہے عذاب قبر سے نجات دلاتی ہے۔ (الترمذی و قال غریب) و جو چاہے کرے جسے چاہے عزت دے جسے چاہے ذلت۔ و دنیا کی زندگی میں۔ و یعنی کون زیادہ مطیع و مخلص ہے۔ و یعنی آسمانوں کی پیدائش سے قدرت الہی ظاہر ہے کہ اس نے کیسے مستحکم، استوار، مستقیم، مستوی،

متناسب بنائے۔ و آسمان کی طرف بار دگر (دوسری مرتبہ) و اور بار بار دیکھ و کہ بار بار کی جستجو سے بھی کوئی خلل نہ پاسکے گی۔ و جو زمین کی طرف

سب سے زیادہ قریب ہے۔ و یعنی ستاروں سے و کہ جب شیاطین آسمان کی طرف ان کی گفتگو سننے اور باتیں چرانے پہنچیں تو کواکب سے شعلے اور



عَذَابِ السَّعِيرِ ⑤ وَلِلَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ ط وَبِئْسَ

کا عذاب تیار فرمایا اور جنہوں نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا ان کے لیے جہنم کا عذاب ہے اور کیا ہی

الْبَصِيرِ ⑥ إِذَا أُلْقُوا فِيهَا سَمِعُوا لَهَا شَهِيقًا وَهِيَ تَفُورٌ ⑦ تَكَادُ

برا انجام جب اس میں ڈالے جائیں گے اس کا رینگنا (چنگھاڑنا) سنیں گے کہ جوش مارتی ہے معلوم ہوتا ہے کہ

تَبِيرٌ مِنَ الْغَيْظِ ط كَلَّمَا أَلْقَى فِيهَا فَوْجٌ سَأَلَهُمْ خَزَنَتُهَا أَلَمْ يَأْتِكُمْ

شدت غضب میں پھٹ جائے گی جب کبھی کوئی گروہ اس میں ڈالا جائے گا اس کے داروغہ اس سے پوچھیں گے کیا تمہارے پاس کوئی ڈر

نَذِيرٌ ⑧ قَالُوا بَلَىٰ قَدْ جَاءَنَا نَذِيرٌ ⑨ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللَّهُ

سانے والا نہ آیا تھا کہیں گے کیوں نہیں بے شک ہمارے پاس ڈرسانے والے تشریف لائے پھر ہم نے جھٹلایا اور کہا اللہ نے کچھ

مِنْ شَيْءٍ ⑩ إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا فِي ضَلَالٍ كَبِيرٍ ⑪ وَقَالُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ

نہیں ادتارا تم تو نہیں مگر بڑی گمراہی میں اور کہیں گے اگر ہم سنتے یا

نَعْقُلُ مَا كُنَّا فِي أَصْحَابِ السَّعِيرِ ⑫ فَأَعْتَرَفُوا بِذُنُوبِهِمْ فَنَسَحُوا

سمجھتے تھے تو دوزخ والوں میں نہ ہوتے اب اپنے گناہ کا اقرار کیا اور تو پھکار

لِأَصْحَابِ السَّعِيرِ ⑬ إِنَّ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُم بِالْغَيْبِ لَهُمْ

ہو دوزخیوں کو بے شک وہ جو بے دیکھے اپنے رب سے ڈرتے ہیں

مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ كَبِيرٌ ⑭ وَأَسْرُوقُولِكُمْ آوَاجَهُرُ وَإِيَّاهُ ط إِنَّهُ عَلِيمٌ

اُنکے لیے بخشش اور بڑا ثواب ہے اور تم اپنی بات آہستہ کہو یا آواز سے وہ تو

بِذَاتِ الصُّدُورِ ⑮ أَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ ط وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ ⑯

دلوں کی جانتا ہے کیا وہ نہ جانے جس نے پیدا کیا اور وہی ہے ہر باریکی جانتا خبردار

۱۳ آخرت میں خواہ وہ انسانوں میں سے ہوں یا جنوں میں سے ۱۵ مالک اور ان کے اعوان بطریق توحیح۔ یعنی اللہ کا نبی جو تمہیں عذاب

الہی کا خوف دلاتا ہے اور انہوں نے احکام الہی پہنچائے اور خدا کے غضب اور عذاب آخرت سے ڈرایا۔ ۱۸ رسولوں کی ہدایت اور اس کو مانتے۔ مسئلہ:

اس سے معلوم ہوا کہ تکلیف کا مدار اولیٰ سمعیہ و عقلیہ دونوں پر ہے اور دونوں جتیں ملزمہ ہیں۔ ۱۹ کہ رسولوں کی تکذیب کرتے تھے اور اس وقت کا اقرار

کچھ نافع نہیں ہے اور اس پر ایمان لاتے ہیں ۱۲ ان کی نیکیوں کی جزاء۔ ۲۲ اس پر کچھ مخفی نہیں۔ شان نزول: مشرکین آپس میں کہتے تھے چپکے چپکے بات

کرو محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا خدا ان نہ پائے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور انہیں بتایا گیا کہ اس سے کوئی چیز چھپ نہیں سکتی یہ کوشش فضول ہے

۲۳ اپنی مخلوق کے احوال کو۔

هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ الْأَرْضَ ذُلُولًا فَأَمْشُوا فِي مَنَاكِبِهَا وَكُلُوا مِنْ

وہی ہے جس نے تمہارے لیے زمین رام (تالخ) کردی تو اس کے رستوں میں چلو اور اللہ کی روزی میں

سِرْدِقِهِ ۱۵ وَالْيَهُ النُّشُورُ ۱۵ ؕ أَمْنْتُمْ مِّنْ فِي السَّيِّئَاتِ أَنْ يَخْسِفَ بِكُمْ

سے کھاؤ ۲۴ اور اسی کی طرف اٹھنا ہے ۲۵ کیا تم اس سے ڈر ہو گئے جس کی سلطنت آسمان میں ہے کہ تمہیں زمین میں

الْأَرْضَ فَإِذَا هِيَ تَمُورُ ۱۶ ؕ أَمْ أَمْنْتُمْ مِّنْ فِي السَّيِّئَاتِ أَنْ يُرْسِلَ

دھندلے ۲۶ جیسی وہ کانپتی رہے ۲۷ یا تم ڈر ہو گئے اس سے جس کی سلطنت آسمان میں ہے کہ

عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ۱۷ فَسَتَعْلَمُونَ كَيْفَ نَذِيرٍ ۱۷ ؕ وَلَقَدْ كَذَّبَ الَّذِينَ

تم پر پتھراؤ بھیجے ۲۸ تو اب جانو گے ۲۹ کیا تھا میرا ڈرانا اور بیشک اُن سے اگلوں نے

مِنْ قَبْلِهِمْ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ ۱۸ ؕ أَوْلَمْ يَرَوْا إِلَى الطَّيْرِ فَوْقَهُمْ صَفْتٍ

جھلایا ۳۰ تو کیا ہوا میرا انکار ۳۱ اور کیا انھوں نے اپنے اوپر پرندے نہ دیکھے پر پھیلاتے ۳۲

وَيَقْبِضْنَ ۳۱ مَّا يَسْكُهُنَّ إِلَّا الرَّحْمَنُ ۳۱ ؕ إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ بَصِيرٌ ۱۹ ؕ

اور سمیٹتے ۳۱ انھیں کوئی نہیں روکتا ۳۲ سوا رحمن کے ۳۳ بیشک وہ سب کچھ دیکھتا ہے

أَمَّنْ هَذَا الَّذِي هُوَ جُنْدُكُمْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْ دُونِ الرَّحْمَنِ ۳۴ ؕ إِنَّ

یا وہ کون سا تمہارا لشکر ہے کہ رحمن کے مقابل تمہاری مدد کرے ۳۵

الْكَافِرُونَ إِلَّا فِي غُرُوبٍ ۳۵ ؕ أَمَّنْ هَذَا الَّذِي يَرْزُقُكُمْ إِنْ أَمْسَكَ

کافر نہیں مگر دھوکے میں ۳۶ یا کون سا ایسا ہے جو تمہیں روزی دے اگر وہ اپنی روزی

رِزْقَهُ ۳۶ بَلْ لَّجُوفِي عُتُوٍّ وَنُفُورٍ ۳۶ ؕ أَفَسِنُ يَسْئِي مُكِبًا عَلَىٰ وَجْهِهِ

روک لے ۳۷ بلکہ وہ سرکش اور نفرت میں ڈھیٹ بنے ہوئے ہیں ۳۸ تو کیا وہ جو اپنے منہ کے بل اوندھا چلے ۳۹

۳۹ ؕ جَوَّاسٌ نَّهْتَمَّارَةً لِّئَلَّا يَرَىٰ تَوْبَةً ۳۹ ؕ أَمْ يَكْمُرُ الْبَصِيرُ ۳۹ ؕ أَمْ يَكْمُرُ الْبَصِيرُ ۳۹ ؕ

۳۹ جو اس نے تمہارے لیے پیدا فرمائی۔ ۳۹ قبروں سے جزا کے لیے۔ ۳۹ جیسا قارون کو دھنسیا۔ ۳۹ تاکہ تم اس کے اسفل میں پہنچو (یعنی سب سے

نیچے پہنچو)۔ ۳۹ جیسا لوط علیہ السلام کی قوم پر بھیجا تھا ۳۹ یعنی عذاب دیکھ کر ۳۹ یعنی پہلی امتوں نے ۳۹ جب میں نے انہیں ہلاک کیا۔ ۳۹ ہوا میں

اڑتے وقت ۳۹ پر پھیلانے اور سمیٹنے کی حالت میں گرنے سے ۳۹ یعنی باوجودیکہ پرندے جو جھل، موٹے، جسم ہوتے ہیں اور شے ثقیل طبعاً پستی کی طرف مائل

ہوتی ہے وہ فضا میں نہیں رک سکتی، اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے کہ وہ ٹھہرے رہتے ہیں، ایسے ہی آسمانوں کو جب تک وہ چاہے رکے ہوئے ہیں اور وہ نہ روکے تو گر پڑیں۔

۳۹ اگر وہ تمہیں عذاب کرنا چاہے۔ ۳۹ یعنی کافر شیطان کے اس فریب میں ہیں کہ اُن پر عذاب نازل نہ ہوگا۔ ۳۹ یعنی اس کے سوا کوئی روزی دینے والا

نہیں۔ ۳۹ کہ حق سے فریب نہیں ہوتے، اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے کافر و مومن کے لیے ایک مثل بیان فرمائی ۳۹ نہ آگے دیکھے نہ پیچھے نہ دائیں نہ بائیں۔

أَهْدَىٰ أَمَّنْ يَمِشِي سَوِيًّا عَلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿۲۱﴾ قُلْ هُوَ الَّذِي

زیادہ راہ پر ہے یا وہ جو سیدھا چلے وئے سیدھی راہ پر ۲۱ تم فرماؤ ۲۱ وہی ہے جس نے

أَنْشَأَكُمْ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ ۗ قَلِيلًا مَّا

تمہیں پیدا کیا اور تمہارے لیے کان اور آنکھ اور دل بنائے ۲۲ کتنا کم

تَشْكُرُونَ ﴿۲۲﴾ قُلْ هُوَ الَّذِي ذَرَأَكُمْ فِي الْأَرْضِ وَإِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ﴿۲۳﴾

حق مانتے ہو ۲۳ تم فرماؤ وہی ہے جس نے زمین میں تمہیں پھیلایا اور اسی کی طرف اٹھائے جاؤ گے ۲۴

وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَذَا الْوَعْدِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿۲۵﴾ قُلْ إِنَّمَا الْعِلْمُ

اور کہتے ہیں ۲۵ یہ وعدہ ۲۵ کب آئے گا اگر تم سچے ہو تم فرماؤ یہ علم

عِنْدَ اللَّهِ ۗ وَإِنَّمَا أَنَا نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿۲۶﴾ فَلَمَّ آرَأَوْهُ زُلْفَةً سَيِّئًا

تو اللہ کے پاس ہے اور میں تو یہی صاف ڈر سنانے والا ۲۶ پھر جب اسے ۲۶ پاس دیکھیں گے

وَجُوهَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَقِيلَ لَهُمُ الْذِي كُنْتُمْ بِهِ تَدَّعُونَ ﴿۲۷﴾ قُلْ

کافروں کے منہ بگڑ جائیں گے ۲۷ اور ان سے فرمایا جائے گا ۲۷ یہ ہے جو تم مانگتے تھے ۲۸ تم فرماؤ ۲۸

أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَهْلَكْنِي اللَّهُ وَمَنْ مَعِيَ أَوْ رَحِمْنَا ۖ فَمَنْ يُجِيرُ الْكَافِرِينَ

بھلا دیکھو تو اگر اللہ مجھے اور میرے ساتھ والوں کو ۲۹ ہلاک کر دے یا ہم پر رحم فرمائے ۲۹ تو وہ کونسا ہے جو کافروں کو

مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿۲۸﴾ قُلْ هُوَ الرَّحْمَنُ أَمَّنَابُهُ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا

دکھ کے عذاب سے بچالے گا ۲۸ تم فرماؤ وہی رحمن ہے ۲۸ ہم اس پر ایمان لائے اور اسی پر بھروسہ کیا

۲۹ راستہ کو دیکھتا ۲۹ جو منزل مقصود تک پہنچانے والی ہے۔ مقصود اس مثل کا یہ ہے کہ کافر گمراہی کے میدان میں اس طرح حیران و سرگرداں جاتا ہے کہ نہ اس

منزل معلوم نہ راہ پہچانے اور مومن آنکھیں کھولے راہ حق دیکھتا پہچانتا چلتا ہے۔ ۲۹ اے مصطفیٰ! اصلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم مشرکین سے کہ جس خدا کی طرف میں

تمہیں دعوت دیتا ہوں وہ ۲۹ جو آلات علم ہیں لیکن تم نے اُن قُوٰی (قوتوں) سے فائدہ نہ اٹھایا جو سناوہ نہ مانا جو دیکھا اس سے عبرت حاصل نہ کی جو سمجھا اس

میں غور نہ کیا ۲۹ کہ اللہ تعالیٰ کے عطا فرمائے ہوئے قُوٰی اور آلات اور اک سے وہ کام نہیں لیتے جس کے لیے وہ عطا ہوئے، یہی سبب ہے کہ شرک و کفر میں مبتلا

ہوتے ہو۔ ۲۹ روز قیامت حساب و جزا کے لیے ۲۹ مسلمانوں سے تَمَسُّخُوْا استہزاء کے طور پر ۲۹ عذاب یا قیامت کا ۲۹ یعنی عذاب و قیامت کے

آنے کا تمہیں ڈر سنانا ہوں اتنے ہی کا مامور ہوں اسی سے میرا فرض ادا ہو جاتا ہے وقت کا بتانا میرے ذمہ نہیں۔ ۲۹ یعنی عذاب موعود کو ۲۹ چرے سیاہ

پڑ جائیں گے وحشت و غم سے صورتیں خراب ہو جائیں گی ۲۹ جہنم کے فرشتے کہیں گے ۲۹ اور انبیاء علیہم السلام سے کہتے تھے کہ وہ عذاب کہاں ہے جلدی لاؤ

اب دیکھ لو یہ ہے وہ عذاب جس کی تمہیں طلب تھی ۲۹ اے مصطفیٰ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! کفار مکہ سے جو آپ کی موت کی آرزو رکھتے ہیں ۲۹ یعنی میرے

اصحاب کو ۲۹ اور ہماری عمریں دراز کر دے۔ ۲۹ تمہیں تو اپنے کفر کے سبب ضرور عذاب میں مبتلا ہونا، ہماری موت تمہیں کیا فائدہ دے گی۔ ۲۹ جس کی

طرف ہم تمہیں دعوت دیتے ہیں۔



فَسْتَعْلَبُونَ مَنْ هُوَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿۲۹﴾ قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَصْبَحَ

تو اب جان جاؤ گے ۵۸ کون کھلی گمراہی میں ہے تم فرماؤ بھلا دیکھو تو اگر صبح کو

مَا وَكُمُ غُورًا فَنِيَا تِيكُمْ بِبَاءٍ مَّعِينٍ ﴿۳۰﴾

تمہارا پانی زمین میں دھنس جائے ۵۹ تو وہ کون ہے جو تمہیں پانی لادے نگاہ کے سامنے بہتا ۶۰

﴿ آیتھا ۵۲ ﴾ ﴿ ۶۸ سُورَةُ الْقَلَمِ مَكِّيَّةٌ ۲ ﴾ ﴿ رُكُوعَاتُهَا ۲ ﴾

سورہ قلم مکہ ہے، اس میں باون آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحم والا ہے

ن وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُونَ ﴿۱﴾ مَا أَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُونٍ ﴿۲﴾ وَإِنَّ

قلم ۱ اور ان کے لکھے کی قسم ۲ تم اپنے رب کے فضل سے مجنون نہیں ۳ اور ضرور

لَكَ لَاجِرًا غَيْرَ مَسْنُونٍ ﴿۳﴾ وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ ﴿۴﴾ فَسَتَبْصُرُ وَ

تمہارے لیے بے انتہا ثواب ہے ۴ اور بیشک تمہاری خوبو بڑی شان کی ہے ۵ تو اب کوئی دم جاتا ہے کہ تم بھی دیکھ

يُبْصِرُونَ ﴿۵﴾ بِأَيْسِكُمُ الْبُفْتُونَ ﴿۶﴾ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ

لوگے اور وہ بھی دیکھ لیں گے ۶ کہ تم میں کون مجنون تھا بے شک تمہارا رب خوب جانتا ہے جو اس کی راہ

سَبِيلِهِ ﴿۷﴾ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ﴿۸﴾ فَلَا تَطِعِ الْمُكَذِّبِينَ ﴿۹﴾ وَدُّوْا لَوْ

سے بیکے اور وہ خوب جانتا ہے جو راہ پر ہے تو جھٹلانے والوں کی بات نہ سننا وہ تو اس آرزو میں ہیں کہ

۵۸ یعنی وقت عذاب ۵۹ اور اتنی گہرائی میں پہنچ جائے کہ ڈول وغیرہ سے ہاتھ نہ آسکے ۶ کہ اس تک ہر ایک کا ہاتھ پہنچ سکے، یہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کی قدرت

میں ہے تو جو کسی چیز پر قدرت نہ رکھے انہیں کیوں عبادت میں اُس قادر برحق کا شریک کرتے ہو۔ ۷ اس سورت کا نام سورہ نون و سورہ قلم ہے یہ سورہ مکہ ہے اس میں

دو رکوع، باون ۵۲ آیتیں، تین سو ۳۰ کلمے، ایک ہزار دو سو چھپن ۱۲۵۶ حرف ہیں۔ ۸ اللہ تعالیٰ نے قلم کی قسم ذکر فرمائی، اس قلم سے مراد یا تو لکھنے والوں کے قلم

ہیں جن سے دینی دنیوی مصالح و فوائد وابستہ ہیں اور یا قلم اعلیٰ مراد ہے جو نوری قلم ہے اور اس کا طول فاصلہ زمین و آسمان کے برابر ہے۔ اس نے حکم الہی لوح محفوظ پر

قیامت تک ہونے والے تمام امور لکھ دیئے۔ ۹ یعنی اعمال۔ بنی آدم کے گنہگار فرشتوں کے لکھے کی قسم ۱۰ اس کا لطف و کرم تمہارے شامل حال ہے اس نے تم پر

انعام و احسان فرمائے نبوت اور حکمت عطا کی فصاحت تامہ، عقل کامل، پاکیزہ خصائل، پسندیدہ اخلاق عطا کئے مخلوق کے لیے جس قدر کمالات امکان میں ہیں سب

علی وجہ الکمال عطا فرمائے ہر عیب سے ذات عالی صفات کو پاک رکھا، اس میں کفار کے اس مقولہ کا رد ہے جو انہوں نے کہا تھا ”يَسَاءُهَا الَّذِي نَزَّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ

إِنَّكَ لَمَجْنُونٌ“۔ ۱۱ تبلیغ رسالت و اظہار نبوت اور خلق کو اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینے اور کفار کی ان بیہودہ باتوں اور افتراؤں اور طعنوں پر صبر کرنے کا۔

۱۲ حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خلق قرآن ہے۔ حدیث شریف میں

ہے: سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے مکرم اخلاق و محاسن افعال کی تمہیل و تسمیم کے لیے مبعوث فرمایا۔ ۱۳ یعنی اہل مکہ بھی

تُدْهِنُ فَيْدُهُنَّ ۹ وَلَا تَطْعُ كُلَّ حَلَاْفٍ مَّهِيْنٍ ۱۰ هَمَانٍ مَّشَاءِمٍ

کسی طرح تم نرمی کرو۔ تو وہ بھی نرم پڑ جائیں اور ہر ایسے کی بات نہ سننا جو بڑا قسمیں کھانے والا وف ذلیل بہت طعنے دینے والا بہت ادھر کی ادھر لگاتا

بَنِيْمٍ ۱۱ مَّاءٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اَيْمٍ ۱۲ عْتَلٍ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ ۱۳

پھرنے والا وف بھلائی سے بڑا روکنے والا وف حد سے بڑھنے والا لگن کار وف دُرُشْتُ خُوْفٍ اس سب پر طرہ یہ کہ اس کی اصل میں خطا ۱۳

اَنْ كَانَ ذَا مَالٍ وَبَنِيْنًا ۱۴ اِذَا تَشَلَّى عَلَيْهِ اَيْتَانَا قَالَ اَسَاطِيْرُ

اس پر کہ کچھ مال اور بیٹے رکھتا ہے جب اس پر ہماری آیتیں پڑھی جائیں وف کہتا ہے اگلوں کی

الْاَوْلِيْنَ ۱۵ سَنَسِيْهُ عَلَى الْخُرْطُوْمِ ۱۶ اِنَّا بَلَوْنَهُمْ كَمَا بَلَوْنَا

کہانیاں ہیں وف قریب ہے کہ ہم اس کی سُر کی سی تھوٹنی پر داغ لگا دیں گے وف بیشک ہم نے انہیں جانچا ۱۸ جیسا اس بارغ

اَصْحَابِ الْجَنَّةِ اِذَا قَسُوا اَبْصَرُ مِنْهَا مُصْبِحِيْنَ ۱۷ وَلَا يَسْتَشُوْنَ ۱۸

والوں کو جانچا تھا ۱۹ جب انہوں نے قسم کھائی کہ ضرور صبح ہوتے اس کے کھیت کاٹ لیں گے وف اور اِنْ شَاءَ اللّٰهُ نہ کہا ۱۷

جب ان پر عذاب نازل ہوگا ۱۵ دین کے معاملہ میں ان کی رعایت کر کے ۱۶ کہ جھوٹی اور باطل باتوں پر قسمیں کھانے میں دلیر ہے۔ مراد اس سے یا ولید بن

مغیرہ ہے یا اَسُوْدُ بَنِ يُوْعَثُ یا اَخْنَسُ بن شُرَيْبِ، آگے اس کی صفوں کا بیان ہوتا ہے ۱۶ تاکہ لوگوں کے درمیان فساد ڈالے ۱۷ بخیل نہ خود خرچ کرے نہ

دوسرے کو نیک کاموں میں خرچ کرنے دے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس کے معنی میں یہ فرمایا ہے کہ بھلائی سے روکنے سے مقصود اسلام سے

روکنا ہے کیونکہ ولید بن مغیرہ اپنے بیٹوں اور رشتہ داروں سے کہتا تھا کہ اگر تم میں سے کوئی اسلام میں داخل ہوا تو میں اسے اپنے مال میں سے کچھ نہ دوں

گا۔ ۱۷ فالج بزرگ ۱۸ بمزاج بد زبان ۱۹ یعنی بدگوہر، تو اس سے افعال خبیثہ کا صدور کیا عجیب۔ مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو ولید بن مغیرہ نے اپنی

ماں سے جا کر کہا کہ محمد (مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے میرے حق میں دس باتیں فرمائی ہیں نو کو تو میں جانتا ہوں کہ مجھ میں موجود ہیں لیکن دسویں بات اصل

میں خطا ہونے کی اس کا حال مجھے معلوم نہیں یا تو مجھے سچ بتادے ورنہ میں تیری گردن مار دوں گا اس پر اس کی ماں نے کہا کہ تیرا باپ نامرد تھا مجھے اندیشہ ہوا کہ وہ

مر جائے گا تو اس کا مال غیر لے جائیں گے تو میں نے ایک چرواہے کو بلا لیا، تو اس سے ہے۔ فائدہ: ولید نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں ایک

جھوٹا کلمہ کہا تھا جنوں اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے اس کے دس واقعی عیوب ظاہر فرمادیئے اس سے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی فضیلت اور شان

محبوبیت معلوم ہوتی ہے۔ ۱۵ یعنی قرآن مجید ۱۶ اور اس سے اس کی مراد یہ ہوتی ہے کہ جھوٹ ہے اور اس کا یہ کہنا اس کا نتیجہ ہے کہ ہم نے اس کو مال اور اولاد

دی۔ ۱۷ یعنی اس کا چہرہ بگاڑ دیں گے اور اس کی بد باطنی کی علامت اس کے چہرہ پر نمودار کر دیں گے تاکہ اس کے لیے سب عار ہو آخرت میں تو یہ سب کچھ ہوگا ہی

فَطَافَ عَلَيْهَا طَآئِفٌ مِّنْ رَبِّكَ وَهُمْ نَائِبُونَ ﴿۱۹﴾ فَأَصْبَحَتْ كَالصَّرِيمِ ﴿۲۰﴾

تو اس پر ۲۰ تیرے رب کی طرف سے ایک پھیری کرنے والا پھیرا کر گیا ۲۱ اور وہ سوتے تھے تو صبح رہ گیا ۲۲ جیسے پھل ٹوٹا ہوا ۲۵

فَتَنَادُوا مُصْبِحِينَ ﴿۲۱﴾ أَنْ اْعُدُوا عَلَيَّ حَرْثَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿۲۲﴾

پھر انہوں نے صبح ہوتے آپس میں ایک دوسرے کو پکارا کہ تڑکے (صبح سویرے) اپنی کھیتی کو چلو اگر تمہیں کائنی ہے

فَانطَلَقُوا وَهُمْ يَتَخَفَتُونَ ﴿۲۳﴾ أَنْ لَّا يَدْخُلَهَا الْيَوْمَ عَلَيْكُمْ

تو چلے اور آپس میں آہستہ آہستہ کہتے جاتے تھے کہ ہرگز آج کوئی مسکین تمہارے باغ میں

مُسْكِينٍ ﴿۲۴﴾ وَاعْدُوا عَلَيَّ حَرْثًا قَدِيرِينَ ﴿۲۵﴾ فَلَمَّآ رَأَوْهَا قَالُوا إِنَّا

آنے نہ پائے اور تڑکے چلے اپنے اس ارادہ پر قدرت سمجھتے ۲۶ پھر جب اسے دیکھا ۲۷ بولے بے شک ہم

لصَّالُونَ ﴿۲۶﴾ بَلْ نَحْنُ مَحْرُومُونَ ﴿۲۷﴾ قَالَ أَوْسَطُهُمْ أَلَمْ أَقُلْ لَّكُمْ

راستہ بہک گئے ۲۸ بلکہ ہم بے نصیب ہوئے ۲۹ ان میں جو سب سے غنیمت تھا بولا کیا میں تم سے نہیں کہتا تھا

لَوْلَا تَسْبِحُونَ ﴿۲۸﴾ قَالُوا سُبْحَانَ رَبِّنَا إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ ﴿۲۹﴾ فَأَقْبَدَ

کہ تسبیح کیوں نہیں کرتے ۳۰ بولے پاکی ہے ہمارے رب کو بے شک ہم ظالم تھے اب ایک

بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ يَتَلَوْمُونَ ﴿۳۰﴾ قَالُوا يَا وَيْلَنَا إِنَّا كُنَّا طٰغِيْنَ ﴿۳۱﴾

دوسرے کی طرف ملامت کرتا متوجہ ہوا ۳۱ بولے ہائے خرابی ہماری بے شک ہم سرکش تھے ۳۲

عَسَى رَبَّنَا أَنْ يُبَدِّلَنَا خَيْرًا مِنْهَا إِنَّا إِلَى رَبِّنَا رَاغِبُونَ ﴿۳۲﴾ كَذٰلِكَ

امید ہے کہ ہمیں ہمارا رب اس سے بہتر بدل دے ہم اپنے رب کی طرف رغبت لاتے ہیں ۳۳ مار

الْعَذَابِ ط وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ اَكْبَرُ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ﴿۳۳﴾ إِنَّ

ایسی ہوتی ہے ۳۴ اور بے شک آخرت کی مار سب سے بڑی کیا اچھا تھا اگر وہ جانتے ۳۵ بے شک

۳۲ یعنی باغ پر ۳۳ یعنی ایک بلا آئی حکم الہی آگ نازل ہوئی اور باغ کو تباہ کر گئی ۳۴ وہ باغ ۳۵ اور ان لوگوں کو کچھ خبر نہیں یہ صبح تڑکے اٹھے ۳۶ کہ کسی

مسکین کو نہ آنے دیں گے اور تمام میوہ اپنے قبضہ میں لائیں گے۔ ۳۷ یعنی باغ کو کہ اس میں میوہ کا نام و نشان نہیں ۳۸ یعنی کسی اور باغ پر پہنچ گئے ہمارا باغ تو

بہت میوہ دار ہے پھر جب غور کیا اور اس کے درو دیوار کو دیکھا اور پہچانا کہ اپنا ہی باغ ہے تو بولے ۳۹ اس کے منافع سے مسکینوں کو نہ دینے کی نیت کر

کے۔ ۴۰ اور اس ارادہ بد سے توبہ کیوں نہیں کرتے اور اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکر کیوں نہیں بجالاتے ۴۱ اور آخر کار ان سب نے اعتراف کیا کہ ہم سے خطا ہوئی

اور ہم حد سے متجاوز ہو گئے۔ ۴۲ کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکر نہ کیا اور باپ دادا کے نیک طریقہ کو چھوڑا ۴۳ اس کے غم و کرم کی امید رکھتے ہیں ان لوگوں

نے صدق و اخلاص سے توبہ کی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اس کے عوض اس سے بہتر باغ عطا فرمایا جس کا نام باغ حیوان تھا اور اس میں کثرت پیداوار اور لطافت آب و

ہوا کا یہ عالم تھا کہ اس کے انوروں کا ایک خوشہ ایک گدھے پر بار کیا جاتا تھا۔ ۴۴ اے کفار مکہ! ہوش میں آؤ یہ تو دنیا کی مار ہے ۴۵ عذاب آخرت کو اور اس سے



لِلْمُتَّقِينَ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنَّاتِ النَّعِيمِ ﴿۳۴﴾ أَفَجَعَلُ الْمُسْلِمِينَ

ڈر والوں کے لیے ان کے رب کے پاس ۳۴ جین کے باغ ہیں ۳۴ کیا ہم مسلمانوں کو

كَالْجُرْمِيِّنَ ﴿۳۵﴾ مَا لَكُمْ <sup>وقفہ</sup> كَيْفَ تَحْكُمُونَ ﴿۳۶﴾ أَمْ لَكُمْ كِتَابٌ فِيهِ

مجرموں سا کردیں ۳۵ تمہیں کیا ہوا ۳۶ کیسا حکم لگاتے ہو ۳۶ کیا تمہارے لیے کوئی کتاب ہے

تَدْرُسُونَ ﴿۳۷﴾ إِنْ لَكُمْ فِيهِ لَبَأْتَاخَيْرُونَ ﴿۳۸﴾ أَمْ لَكُمْ آيَاتُنَا

جس میں پڑھتے ہو ۳۷ کہ تمہارے لیے اس میں جو تم پسند کرو ۳۸ یا تمہارے لیے ہم پر کچھ قسمیں ہیں

بَالِغَةً إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۗ إِنْ لَكُمْ لَبَأْتَاخَيْرُونَ ﴿۳۹﴾ سَلِّمُوا إِلَيْهِمْ

قیمت تک پہنچتی ہوئی ۳۹ کہ تمہیں ملے گا جو کچھ دعویٰ کرتے ہو ۳۹ تم ان سے پوچھو ۳۹ ان میں

بِذَلِكَ زَعِيمٌ ﴿۴۰﴾ أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ ۗ فَلْيَأْتُوا بِشُرَكَائِهِمْ إِنْ كَانُوا

کون سا اس کا ضامن ہے ۴۰ یا ان کے پاس کچھ شریک ہیں ۴۰ تو اپنے شریکوں کو لے کر آئیں اگر

صَادِقِينَ ﴿۴۱﴾ يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَيُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ فَلَا

سچے ہیں ۴۱ جس دن ایک ساق کھولی جائے گی (جس کے معنی اللہ ہی جانتا ہے) ۴۱ اور سجدہ کو بلائے جائیں گے ۴۱ تو نہ

يَسْتَطِيعُونَ ﴿۴۲﴾ خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ تَرْهُقُهُمْ ذِلَّةٌ ۗ وَقَدْ كَانُوا

کر سکیں گے ۴۲ نیچی نگاہیں کئے ہوئے ۴۲ ان پر خواری چڑھ رہی ہوگی اور بے شک دنیا

يُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ وَهُمْ سَلِيمُونَ ﴿۴۳﴾ فَذَرْنِي وَمَنْ يُكَدِّبُ بِهَذَا

میں سجدہ کے لیے بلائے جاتے تھے ۴۳ جب تندرست تھے ۴۳ تو جو اس بات کو ۴۳ جھٹلاتا ہے اسے مجھ پر

بچنے کے لیے اللہ تعالیٰ اور رسول کی فرمانبرداری کرتے۔ ۴۳ یعنی آخرت میں ۴۳ شان نزول: مشرکین نے مسلمانوں سے کہا تھا کہ اگر مرنے کے بعد پھر ہم

اٹھائے بھی گئے تو وہاں بھی ہم تم سے اچھے رہیں گے اور ہمارا ہی درجہ بلند ہوگا جیسے کہ دنیا میں ہمیں آسائش ہے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی جو آگے آتی

ہے۔ ۴۳ اور ان مخلص فرمانبرداروں کو ان معاہدہ باغیوں پر فضیلت نہ دیں گے، ہماری نسبت ایسا گمان فاسد ۴۳ جہالت سے ۴۳ جو منقطع نہ ہوں اس مضمون

کی ۴۳ اپنے لیے اللہ تعالیٰ کے نزدیک خیر و کرامت کا۔ اب اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خطاب فرماتا ہے ۴۳ یعنی کفار سے ۴۳ کہ

آخرت میں انہیں مسلمانوں سے بہتر یا ان کے برابر ملے گا ۴۳ جو اس دعوے میں ان کی موافقت کریں اور ذمہ دار نہیں ۴۳ حقیقت میں وہ باطل پر ہیں نہ ان

کے پاس کوئی کتاب جس میں یہ مذکور ہو جو وہ کہتے ہیں نہ اللہ تعالیٰ کا کوئی عہد نہ کوئی ان کا ضامن نہ موافق۔ ۴۳ جمہور کے نزدیک کشف ساق شدت و صعوبت

امر سے عبارت ہے جو روز قیامت حساب و جزا کے لیے پیش آئے گی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ قیامت میں وہ بڑا سخت وقت ہے۔ سلف

کا یہی طریقہ ہے کہ وہ اس کے معنی میں کلام نہیں کرتے اور یہ فرماتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لاتے ہیں اور اس سے جو مراد ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف تفویض کرتے

ہیں۔ ۴۳ یعنی کفار و منافقین بطریق امتحان و توتنخ۔ ۴۳ ان کی پشتیں تانے کے تختے کی طرح سخت ہو جائیں گی۔ ۴۳ کہ ان پر ذلت و ندامت چھائی ہوئی

ہوگی۔ ۴۳ اور اذانوں اور تکبیروں میں ”حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ“ کے ساتھ انہیں نماز و سجدے کی دعوت دی جاتی تھی ۴۳ باوجود اس کے سجدہ نہ

الْحَدِيثِ ط سَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۳۴﴾ وَأُمْلِي لَهُمْ ط

چھوڑ دو ۳۴ قریب ہے کہ ہم انہیں آہستہ آہستہ لے جائیں گے ۳۴ جہاں سے انہیں خبر نہ ہوگی اور میں انہیں ڈھیل دوں گا

إِنَّ كَيْدِي مَتِينٌ ﴿۳۵﴾ أَمْ تَسْأَلُهُمْ أَجْرًا فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُونَ ﴿۳۶﴾

بے شک میری خفیہ تدبیر بہت پکی ہے ۳۵ یا تم ان سے اجرت مانگتے ہو ۳۶ کہ وہ پختی (تاوان) کے بوجھ میں دبے ہیں ۳۶

أَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُونَ ﴿۳۷﴾ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَكُنْ

یا ان کے پاس غیب ہے ۳۷ کہ وہ لکھ رہے ہیں ۳۷ تو تم اپنے رب کے حکم کا انتظار کرو ۳۷ اور اس

كَصَابِحِ الْهَوْتِ إِذْ نَادَىٰ وَهُوَ مَكْظُومٌ ﴿۳۸﴾ لَوْلَا أَنْ تَدَارَكَهُ

مچھلی والے کی طرح نہ ہونا ۳۸ جب اس حال میں پکارا کہ اس کا دل گھٹ رہا تھا ۳۸ اگر اس کے رب کی نعمت

نِعْمَةٌ مِّنْ رَبِّهِ لَنُبِذَ بِالْعَرَاءِ وَهُوَ مَذْمُومٌ ﴿۳۹﴾ فَاجْتَبِهْ رَبُّهُ

اس کی خبر کو نہ پہنچ جاتی ۳۹ تو ضرور میدان پر پھینک دیا جاتا الزام دیا ہوا ۳۹ تو اسے اس کے رب نے چن لیا

فَجَعَلَهُ مِنَ الصَّالِحِينَ ﴿۴۰﴾ وَإِنْ يَكَادُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَيُزْلِقُونَكَ

اور اپنے فُرب خاص کے سزاواروں (حق داروں) میں کر لیا اور ضرور کافر تو ایسے معلوم ہوتے ہیں کہ گویا اپنی بدنظر لگا کر

بِأَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُولُونَ إِنَّهُ لَمَجْنُونٌ ﴿۴۱﴾ وَمَا هُوَ

تھمیں گرا دیں گے جب قرآن سنتے ہیں ۴۱ اور کہتے ہیں ۴۱ یہ ضرور عقل سے دور ہیں اور وہ ۴۱ تو نہیں

کرتے تھے اسی کا نتیجہ ہے جو یہاں مجدے سے محروم رہے۔ ۴۱ یعنی قرآن مجید کو ۴۱ میں اس کو سزا دوں گا۔ ۴۱ اپنے عذاب کی طرف اس طرح کہ باوجود

مُخَصِّصِينَ اور نافرمانیوں کے انہیں صحت و رزق سب کچھ ملتا رہے گا اور دم بدم عذاب قریب ہوتا جائے گا ۴۱ میرا عذاب شدید ہے۔ ۴۱ رسالت کی تبلیغ پر

۴۱ اور تاوان کا ان پر ایسا بار گرا رہا ہے جس کی وجہ سے ایمان نہیں لاتے ۴۱ غیب سے مراد یہاں لوح محفوظ ہے ۴۱ اس سے جو کچھ کہتے ہیں۔ ۴۱ جو وہ

أُنْ كَفَرُوا میں فرماتے اور چندے ان کی ایذاؤں پر صبر کرو۔ ”قَبِيلَ إِنَّهُ مُنْسُوخٌ بِآيَةِ السِّيفِ“ ۴۱ قوم پر تعجیل غضب میں اور مچھلی والے سے مراد حضرت

یونس علیہ السلام ہیں۔ ۴۱ مچھلی کے پیٹ میں غم سے۔ ۴۱ اور اللہ تعالیٰ ان کے عذرو دعا کو قبول فرما کر ان پر انعام نہ فرماتا ۴۱ لیکن اللہ تعالیٰ نے رحمت

فرمائی ۴۱ اور بغض و عداوت کی نگاہوں سے گھور گھور کر دیکھتے ہیں۔ شان نزول: منقول ہے کہ عرب میں بعض لوگ نظر لگانے میں شہرہ آفاق تھے اور ان کی یہ حالت

تھی کہ دعویٰ کر کے نظر لگاتے تھے اور جس چیز کو انہوں نے گزند (نقصان) پہنچانے کے ارادے سے دیکھا دیکھتے ہی ہلاک ہوگئی ایسے بہت واقعات ان کے تجربہ

میں آچکے تھے کفار نے ان سے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نظر لگائیں تو ان لوگوں نے حضور کو بڑی تیز نگاہوں سے دیکھا اور کہا کہ ہم نے اب تک نہ

ایسا آدمی دیکھا نہ ایسی دلیل دیکھی اور ان کا کسی چیز کو دیکھ کر حیرت کرنا ہی ستم ہوتا تھا لیکن ان کی یہ تمام جدوجہد کبھی مثل ان کے اور مکائد (مکفرین) کے جورات

دن وہ کرتے رہتے تھے بیکارگی اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان کے شر سے محفوظ رکھا اور یہ آیت نازل ہوئی۔ حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

فرمایا جس کو نظر لگے اس پر یہ آیت پڑھ کر دم کر دی جائے۔ ۴۱ براہِ حسد و عناد اور لوگوں کو نفرت دلانے کے لیے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں جب

آپ کو قرآن کریم پڑھتے دیکھتے ہیں ۴۱ یعنی قرآن شریف یا سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

## إِلَّا ذِكْرًا لِلْعَالَمِينَ ٤

مگر نصیحت سارے جہاں کے لیے ۱۵

ایاتھا ۵۲ ﴿۵۲﴾ سُورَةُ الْحَاقَّةِ مَكِّيَّةٌ ۸ ﴿۸﴾ ﴿۵۲﴾ مَرَكُوعَاتُهَا ۲ ﴿۲﴾

سورہ حاقہ مکہ ہے، اس میں باون آیتیں اور دو رکوع ہیں

## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

الْحَاقَّةُ ۱ مَا الْحَاقَّةُ ۲ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْحَاقَّةُ ۳ كَذَّبَتْ

وہ حق ہونے والی ۱ کیسی وہ حق ہونے والی ۲ اور تم نے کیا جانا کیسی وہ حق ہونے والی ۳ شمود اور عاد نے

شَمُودٌ وَعَادٌ بِالْقَارِعَةِ ۴ فَأَمَّا شَمُودٌ فَأُهْلِكُوا بِالطَّاعِنَةِ ۵ وَأَمَّا عَادٌ

اس سخت صدمہ دینے والی کو جھلایا ۴ تو شمود تو ہلاک کئے گئے حد سے گزری ہوئی چنگھاڑ سے ۵ اور رہے عاد

فَأُهْلِكُوا بِرِيحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ۶ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَثَنِيَةً

وہ ہلاک کئے گئے نہایت سخت گرجتی آندھی سے ۶ وہ ان پر قوت سے لگادی سات راتیں اور آٹھ

أَيَّامٍ حُسُومًا ۷ فَتَرَى الْقَوْمَ فِيهَا صَرْعَى ۸ كَانْتَهُمْ أَعْجَازُ نَخْلٍ

دن ۷ لگاتار تو ان لوگوں کو ان میں ۸ دیکھو چھڑے (مرے) ہوئے ۸ گویا وہ کھجور کے ڈنڈ (سوکھے تھے)

خَاوِيَةٍ ۹ فَهَلْ تَرَى لَهُمْ مِنْ بَاقِيَةٍ ۱۰ وَجَاءَ فِرْعَوْنُ وَمَنْ قَبْلَهُ

ہیں گرے ہوئے ۹ تو تم ان میں کسی کو بچا ہوا دیکھتے ہو ۱۰ اور فرعون اور اس سے اگلے دن

وَالْمُؤْتَفِكَةَ ۱۱ فَعَصَا أَسْوَدَ ۱۲ فَخَذَهُمْ أَخْذَةً

اور اُلٹنے والی بستیاں ۱۱ خطالائے ۱۲ تو انہوں نے اپنے رب کے رسولوں کا حکم نہ مانا ۱۳ تو اس نے انہیں بڑھی چڑھی

۱۴ جوں کے لیے بھی اور انسانوں کے لیے بھی یا ذکر بمعنی فضل و شرف کے ہے اس تقدیر پر معنی یہ ہیں کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام جہانوں کے لیے

شرف ہیں ان کی طرف جنون کی نسبت کرنا کو بر باطنی ہے۔ (مدارک) ۱۵ سورہ حاقہ مکہ ہے اس میں دو رکوع، باون ۵۲ آیتیں، دو سو چھپن ۲۵۶ کلمے، ایک ہزار

چار سو تیس ۱۴۲۳ حرف ہیں۔ ۱۶ یعنی قیامت جو حق و ثابت ہے اور اس کا وقوع یقینی و قطعی ہے جس میں کوئی شک نہیں۔ ۱۷ یعنی وہ نہایت عجب و عظیم الشان

ہے۔ ۱۸ جس کے احوال و احوال اور شدائد تک فکر انسانی کا طائر پر واز نہیں کر سکتا۔ ۱۹ یعنی سخت ہولناک آواز سے ۲۰ چہار شنبہ سے چہار شنبہ (بدھ سے

بدھ) تک، آخر ماہ شوال میں نہایت تیز سردی کے موسم میں ۲۱ یعنی ان دنوں میں ۲۲ کہ موت نے انہیں ایسا ڈھا دیا ۲۳ کہا گیا ہے کہ آٹھویں روز جب صبح

کو وہ سب لوگ ہلاک ہو گئے تو ہواؤں نے انہیں اڑا کر سمندر میں پھینک دیا اور ایک بھی باقی نہ رہا۔ ۲۴ اس سے بھی پہلی اُمتوں کے کفار ۲۵ نافرمانیوں کی

شامت سے مش تو م لوط کی بستیوں کے یہ سب ۲۶ افعال قبیحہ و معاصی و شرک کے مرتکب ہوئے ۲۷ جو ان کی طرف بھیجے گئے تھے۔



رَأْيِيَّةٌ ۱۰ ۱۰ اِنَّا لَبَاطِعَا لِبَاءِ حَمَلِكُمْ فِي الْجَارِيَةِ ۱۱ لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ

گرفت سے پڑا بے شک جب پانی نے سر اٹھایا تھا وہ ہم نے تمہیں وہ کشتی میں سوار کیا وہ کہ اسے وہ تمہارے لیے

تَذَكْرَةٌ ۱۲ وَتَعِيهَا أُذُنٌ ۱۲ وَاعِيَةٌ ۱۲ فَاذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ نَفْحَةٌ

یادگار کریں اور اسے محفوظ رکھے وہ کان کہ سن کر محفوظ رکھتا ہو پھر جب صور پھونک دیا جائے

وَاحِدَةٌ ۱۳ ۱۳ وَحُصِلَتِ الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً ۱۳ وَاحِدَةٌ ۱۳

ایک دم اور زمین اور پہاڑ اٹھا کر دفعۃً چورا کر دیئے جائیں

فِيَوْمٍ مِّنْ ذَٰلِكَ ۱۴ وَانْشَقَّتِ السَّمَاءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ

وہ دن ہے کہ ہو پڑے گی وہ ہونے والی ہے اور آسمان پھٹ جائے گا تو اس دن اس کا پتلا

وَأَهِيَّةٌ ۱۵ ۱۵ وَالْمَلَكُ عَلَىٰ أَرْجَائِهَا ۱۵ وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ

حال ہوگا اور فرشتے اس کے کناروں پر کھڑے ہوں گے اور اس دن تمہارے رب کا عرش اپنے اوپر

يَوْمَئِذٍ ثَلَاثِينَ ۱۶ ۱۶ يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُونَ لَا تَخْفَىٰ مِنْكُمْ خَافِيَةٌ ۱۸ ۱۸ فَاَمَّا

آٹھ فرشتے اٹھائیں گے اس دن تم سب پیش ہوں گے کہ تم میں کوئی چھپنے والی جان چھپ نہ سکے گی تو وہ

مَنْ أُوْتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَيَقُولُ هَاؤُمُ اقْرَءُوا كِتَابِيهِ ۱۹ ۱۹ اِنِّي ظَنَنْتُ

جو اپنا نامہ اعمال دہنے ہاتھ میں دیا جائے گا کہ لو میرے نامہ اعمال پڑھو مجھے یقین تھا

اِنِّي مُلِقٍ حِسَابِيهِ ۲۰ ۲۰ فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۲۱ ۲۱ فِي جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ۲۲ ۲۲

کہ میں اپنے حساب کو پہنچوں گا تو وہ من مانتے عین میں ہے بلند باغ میں

قُطُوفُهَا دَانِيَةٌ ۲۳ ۲۳ كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيئًا بِمَا أَسْلَفْتُمْ فِي الْأَيَّامِ

جس کے خوشے جھکے ہوئے کھاؤ اور پیو رچتا ہوا صلہ اس کا جو تم نے گزرے دنوں میں

۱۲ اور وہ درختوں، عمارتوں، پہاڑوں اور ہر چیز سے بلند ہو گیا تھا، یہ بیان طوفان نوح کا ہے۔ علیہ السلام ۱۵۔ جب کہ تم اپنے آباء کے اصحاب (پڑھو) میں تھے

حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد اور حضرت نوح علیہ السلام کو اور ان کے ساتھ والوں کو جو ان پر ایمان لائے تھے نجات دی اور باقیوں کو فرق کیا وہ یعنی مومنین کو

نجات دینے اور کافروں کے ہلاک فرمانے کو ۱۸ کہ سب عبرت و نصیحت ہو ۱۹ کام کی باتوں کو تاکہ ان سے نفع اٹھائے۔ ۲۰ یعنی قیامت قائم ہو جائے گی ۲۱ یعنی وہ نہایت کمزور ہوگا باوجود اس کے کہ پہلے بہت مضبوط و مستحکم تھا۔ ۲۲ یعنی جن فرشتوں کو مسکن آسمان ہے وہ اس کے چھٹنے پر اس کے کناروں پر کھڑے ہوں گے

پھر نکلم الہی اتر کر زمین کا احاطہ کریں گے۔ ۲۳ حدیث شریف میں ہے کہ حاملین عرش آج کل چار ہیں روز قیامت ان کی تائید کے لیے چار کا اور اضافہ کیا جائے گا

آٹھ ہو جائیں گے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ اس سے ملائکہ کی آٹھ صفیں مراد ہیں جن کی تعداد اللہ تعالیٰ ہی جانے۔ ۲۴ اللہ تعالیٰ کے حضور

حساب کے لیے ۲۵ یہ سمجھ لے گا کہ وہ نجات پانے والوں میں ہے اور نہایت فرح و سرور کے ساتھ اپنی جماعت اور اپنے اہل و اقارب سے ۲۶ یعنی مجھے دنیا

الْخَالِيَةِ ۲۳) وَأَمَّا مَنْ أُوْتِيَ كِتَابَهُ بِشِبَالِهِ ۱ فَيَقُولُ يَلِيَّتَنِي لَمْ أُوتَ

آگے بھیجا ۲۵ اور وہ جو اپنے نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا ۲۵ کہے گا ہائے کسی طرح مجھے اپنا اُوْتِيَ (نامہ اعمال)

كِتَابِيهِ ۲۵) وَلَمْ أَدْرِمَا حِسَابِيهِ ۲۶) يَلِيَّتَهَا كَانَتْ الْقَاضِيَةَ ۲۷) مَا

نہ دیا جاتا اور میں نہ جانتا کہ میرا حساب کیا ہے ہائے کسی طرح موت ہی قصہ چکا جاتی تھی میرے

أَغْنَى عَنِّي مَالِيهِ ۲۸) هَلَكَ عَنِّي سُلْطَانِيهِ ۲۹) خُدُوهُ فَعُلُوهُ ۳۰) ثُمَّ

کچھ کام نہ آیا میرا مال ۲۸ میرا سب زور جاتا رہا ۲۹ اسے پکڑو پھر اسے طوق ڈالو ۳۰ پھر

الْجَحِيمِ صَلْوُهُ ۳۱) ثُمَّ فِي سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُونَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوهُ ۳۲)

اسے بھرتی آگ میں دھنساؤ پھر ایسی زنجیر میں جس کا ناپ ستر ہاتھ ہے ۳۲ اسے پرو دو ۳۲

إِنَّهُ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ الْعَظِيمِ ۳۳) وَلَا يَحْضُ عَلَىٰ طَعَامِ الْمُسْكِينِ ۳۴)

بے شک وہ عظمت والے اللہ پر ایمان نہ لاتا تھا ۳۳ اور مسکین کو کھانا دینے کی رغبت نہ دیتا ۳۴

فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ هَهُنَا حَبِيمٌ ۳۵) وَلَا طَعَامٌ إِلَّا مِنْ غُسْلَيْنِ ۳۶)

تو آج یہاں ۳۵ اس کا کوئی دوست نہیں ۳۵ اور نہ کچھ کھانے کو مگر دو زنجیوں کا پیپ

لَا يَأْكُلُهُ إِلَّا الْخَاطِئُونَ ۳۷) فَلَا أُقْسِمُ بِبَاتِنُورٍ ۳۸) وَمَا لَا

اسے نہ کھائیں گے مگر خطاکار ۳۷ تو مجھے قسم ان چیزوں کی جنہیں تم دیکھتے ہو اور جنہیں تم

تُبْصِرُونَ ۳۹) إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ ۴۰) وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ ۴۱)

نہیں دیکھتے ۴۱ بے شک یہ قرآن ایک کرم والے رسول سے باتیں ہیں ۴۰ اور وہ کسی شاعر کی بات نہیں ۴۱

میں یقین تھا کہ آخرت میں مجھ سے حساب لیا جائے گا۔ ۳۷ کہ کھڑے بیٹھے لیئے ہر حال میں آسانی لے سکیں اور ان لوگوں سے کہا جائے گا ۳۷ یعنی جو اعمال صالحہ

کہ دنیا میں تم نے آخرت کے لیے کئے۔ ۳۹ جب اپنے نامہ اعمال کو دیکھے گا اور اس میں اپنے بد اعمال مکتوب پائے گا تو شرمندہ در سوا ہو کر ۳۸ اور حساب کے لیے نہ اٹھایا جاتا اور یہ ذلت و رسوائی پیش نہ آتی ۳۸ جو میں نے دنیا میں جمع کیا تھا وہ ذرا بھی میرا عذاب نال نہ سکا ۳۸ اور میں ذلیل و محتاج رہ گیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ اس سے اس کی مراد یہ ہوگی کہ دنیا میں جو چیزیں میں کیا کرتا تھا وہ سب باطل ہو گئیں اب اللہ تعالیٰ جہنم کے خازنوں کو حکم دے گا ۳۸ اس طرح کہ اس کے ہاتھ اس کی گردن سے ملا کر طوق میں باندھ دو ۳۹ فرشتوں کے ہاتھ سے ۳۵ یعنی وہ زنجیر اس میں اس طرح داخل کر دو جیسے کسی چیز میں ڈورا

پرویا جاتا ہے۔ ۳۸ اس کی عظمت و وحدانیت کا معتقد نہ تھا۔ ۳۷ نہ اپنے نفس کو نہ اپنے اہل کو نہ دوسروں کو۔ اس میں اشارہ ہے کہ وہ بعثت کا قائل نہ تھا کیونکہ

مسکین کا کھانا دینے والا مسکین سے تو کسی بدلہ کی امید رکھتا ہی نہیں محض رضائے الہی و ثواب آخرت کی امید پر مسکین کو دیتا ہے اور جو بعثت و آخرت پر ایمان ہی نہ رکھتا

ہو اسے مسکین کو کھلانے کی کیا غرض۔ ۳۸ یعنی آخرت میں ۳۹ جو اسے کچھ نفع پہنچائے یا شفاعت کرے ۳۸ کفار بد اطوار۔ ۳۸ یعنی تمام مخلوقات کی قسم جو تمہارے دیکھنے میں آئے اس کی بھی جو نہ آئے اس کی بھی۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ ”مَسَابِقُ تَبْصُرُونَ“ سے دنیا اور ”مَسَابِقُ تَبْصُرُونَ“ سے آخرت مراد ہے، اس کی تفسیر میں مفسرین کے اور بھی کئی قول ہیں۔ ۳۷ محمد مصطفیٰ حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۳۷ جو ان کے رب عز و علا نے فرمائیں۔ ۳۷ جیسا کہ کفار کہتے ہیں۔

قَلِيلًا مَّا تَرْمُونَ ۱۴۱ وَلَا يَقُولُ كَاهِنٌ ۱۴۲ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ ۱۴۳ ط

کتنا کم یقین رکھتے ہو ۱۴۱ اور نہ کسی کاہن کی بات ملے کتنا کم دھیان کرتے ہو ۱۴۲

تَنْزِيلٌ مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ ۱۴۳ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضُ الْأَقَاوِيلِ ۱۴۴ ل

اس نے اتارا ہے جو سارے جہان کا رب ہے اور اگر وہ ہم پر ایک بات بھی بنا کر کہتے ۱۴۳

لَا خِذْنَا مِنْهُ بِالْبَيِّنَاتِ ۱۴۵ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ ۱۴۶ فَمَا مِنْكُمْ ۱۴۷

ضرور ہم ان سے بھوت بدلہ لیتے پھر ہم ان کی رگ دل کاٹ دیتے ۱۴۵ پھر تم میں کوئی

مِّنْ أَحَدٍ عَنهُ حُجْرِينَ ۱۴۸ وَإِنَّهُ لَتَذَكَّرًا لِلَّذِينَ ۱۴۹ وَإِنَّا ۱۵۰

ان کا بچانے والا نہ ہوتا اور بے شک یہ قرآن ڈر والوں کو نصیحت ہے اور ضرور ہم

لَنَعْلَمَنَّ أَنَّ مِنْكُمْ مُّكَذِّبِينَ ۱۴۹ وَإِنَّهُ لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكٰفِرِينَ ۱۵۰ وَ

جانتے ہیں کہ تم میں کچھ جھٹلانے والے ہیں اور بے شک وہ کافروں پر حسرت ہے ۱۴۹ اور

إِنَّهُ لِحَقِّ الْيَقِينِ ۱۵۱ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ ۱۵۲ ع

بے شک وہ یقینی حق ہے ۱۵۱ تو اے محبوب تم اپنے عظمت والے رب کی پاکی بولو ۱۵۲

﴿ ایتھا ۴۴ ﴾ ﴿ سُورَةُ الْمُعَارِجِ مَكِّيَّةٌ ۹ ﴾ ﴿ رُكُوعَاتُهَا ۲ ﴾

سورہ معارج مکہ ہے، اس میں چوالیس آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

سَأَلَ سَائِلٌ بِعَذَابٍ وَاقِعٍ ۱ لِّلْكَافِرِينَ لَيْسَ لَهُ دَافِعٌ ۲ مِّنَ اللّٰهِ ۱

ایک مانگنے والا وہ عذاب مانگتا ہے جو کافروں پر ہونے والا ہے اس کا کوئی ٹالنے والا نہیں ۱ وہ ہوگا اللہ کی

۱۵۳ بالکل بے ایمان ہوتا بھی نہیں سمجھتے کہ نہ یہ شعر ہے نہ اس میں شعریت کی کوئی بات پائی جاتی ہے ۱۵۴ جیسا کہ تم میں سے بعض کافر اس کتاب الہی کی نسبت

کہتے ہیں۔ ۱۵۵ نہ اس کتاب کی ہدایات کو دیکھتے ہو نہ اس کی تعلیموں پر غور کرتے ہو کہ اس میں کیسی روحانی تعلیم ہے نہ اس کی فصاحت و بلاغت اور اعجاز بے مثالی

پر غور کرتے ہو جو یہ سمجھو کہ یہ کلام ۱۵۶ جو ہم نے نہ فرمائی ہوتی تو ۱۵۷ جس کے کاٹنے ہی موت واقع ہو جاتی ہے۔ ۱۵۸ کہ وہ روز قیامت جب قرآن پر ایمان

لانے والوں کا ثواب اور اس کے انکار کرنے والوں اور جھٹلانے والوں کا عذاب دیکھیں گے تو اپنے ایمان نہ لانے پر افسوس کریں گے اور حسرت و ندامت میں

گرفتار ہوں گے۔ ۱۵۹ کہ اس میں کوئی شک و شبہ نہیں۔ ۱۶۰ اور اس کا شکر کرو کہ اس نے تمہاری طرف اپنے اس کلام جلیل کی وحی فرمائی۔ ۱۶۱ سورہ معارج

مکہ ہے اس میں دو رکوع، چوالیس آیتیں، دو سو چوبیس ۲۲۴ کلمے، نو سو اسیس ۹۲۹ حرف ہیں۔ ۱۶۲ شان نزول: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

جب اہل مکہ کو عذاب الہی کا خوف دلا یا تو وہ آپس میں کہنے لگے کہ اس عذاب کے مستحق کون لوگ ہیں اور یہ کن پر آئے گا سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم



ذِي الْمَعَارِجِ ۳ تَعْرُجُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ إِلَيْهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ

طرف سے جو بلندیوں کا مالک ہے ۳ ملائکہ اور جبریل ؑ اس کی بارگاہ کی طرف عروج کرتے ہیں وہ وہ عذاب اس دن ہوگا

خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ ۴ فَاصْبِرْ صَبْرًا جَبِيلًا ۵ إِنَّهُمْ يَرَوْنَهُ

جس کی مقدار پچاس ہزار برس ہے ۴ تو تم اچھی طرح صبر کرو وہ اسے ایک دور

بَعِيدًا ۶ وَنَرَاهُ قَرِيبًا ۷ يَوْمَ تَكُونُ السَّمَاءُ كَالْهَيْلِ ۸ وَتَكُونُ

سمجھ رہے ہیں ۶ اور ہم اسے نزدیک دیکھ رہے ہیں ۷ جس دن آسمان ہوگا جیسی گلی چاندی اور

الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ ۹ وَلَا يَسْأَلُ حَبِيمٌ حَبِيًّا ۱۰ يَبْصُرُونَهُمْ ط يَوْمَ

پہاڑیوں جیسے ہلکے ہو جائیں گے جیسے اُون ۹ اور کوئی دوست کسی دوست کی بات نہ پوچھے گا ۱۰ ہوں گے انہیں دیکھتے ہوئے ۱۰ مجرم ۱۱

الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِي مِنْ عَذَابٍ يَوْمِئِذٍ بِبَنِيهِ ۱۱ وَصَاحِبَتِهِ وَ

آرزو کرے گا کاش اس دن کے عذاب سے چھٹنے کے بدلے میں دے دے اپنے بیٹے اور اپنی جوڑو اور

أَخِيهِ ۱۲ وَفَصِيلَتِهِ الَّتِي تُؤَيِّدُ ۱۳ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا لَا شَئ

اپنا بھائی ۱۲ اور اپنا کنبہ جس میں اس کی جگہ ہے اور جتنے زمین میں ہیں سب پھر یہ بدلہ

يُنْجِيهِ ۱۴ كَلَّا ط إِنَّهَا لَظِي ۱۵ نَزَاعَةٌ لِّلشَّوْمِي ۱۶ تَدْعُوا مَنْ أَدْبَرَ وَ

دینا سے بچالے ہرگز نہیں ۱۴ وہ تو بھڑکتی آگ ہے کھال اتار لینے والی بلارہی ہے ۱۶ اس کو جس نے پیٹھ دی اور

تَوَلَّى ۱۷ وَجَمَعَ فَأَوْعَى ۱۸ إِنَّ الْإِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوعًا ۱۹ إِذَا مَسَّهُ

منہ پھیرا ۱۷ اور جوڑ کر سبنت رکھا (محمفوظ کر رکھا) ۱۸ بے شک آدمی بنایا گیا ہے بڑا بے صبرا حریص جب اسے برائی

سے پوچھو تو انہوں نے حضور سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا، اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں اور حضور سے سوال کرنے والا نظر بن

حارث تھا اس نے دعا کی تھی کہ یارب! اگر یہ قرآن حق ہو اور تیرا کلام ہو تو ہمارے اوپر آسمان سے پتھر برسایا در دناک عذاب بھیج، ان آیتوں میں ارشاد فرمایا

گیا کہ کافر طلب کریں یا نہ کریں عذاب جو ان کے لیے مقدر ہے ضرور آنا ہے اسے کوئی ٹال نہیں سکتا ۱۷ یعنی آسمانوں کا۔ ۱۸ جو فرشتوں میں مخصوص فضل و

شرف رکھتے ہیں ۱۷ یعنی اس مقام قرب کی طرف جو آسمان میں اس کے اوامر کا جائے نزول ہے۔ ۱۹ وہ روز قیامت ہے جس کے شدائد کافروں کی

نسبت تو اتنے دراز ہوں گے اور مومن کے لیے ایک فرض نماز سے بھی سبک تر (کم تر) ہوگا۔ ۱۷ یعنی عذاب کو ۱۸ اور یہ خیال کرتے ہیں کہ واقعہ ہونے

والا ہی نہیں ۱۷ کہ ضرور ہونے والا ہے۔ ۱۸ اور ہوا میں اڑتے پھریں گے۔ ۱۹ ہر ایک کو اپنی ہی بڑی ہوگی ۱۸ کہ ایک دوسرے کو پچپانیں گے لیکن

اپنے حال میں ایسے مبتلا ہوں گے کہ نہ ان سے حال پوچھیں گے نہ بات کر سکیں گے۔ ۱۹ یعنی کافر ۱۸ یہ کچھ اس کے کام نہ آئے گا اور کسی طرح وہ عذاب

سے بچ نہ سکے گا ۱۸ نام لے لے کر کہ اے کافر میرے پاس آ اے منافق! میرے پاس آ۔ ۱۸ حق کے قبول کرنے اور ایمان لانے سے۔ ۱۹ مال کو اور

اس کے حقوق واجبہ ادا نہ کئے۔

الشُّرَّ جَزُوعًا ۲۰ وَإِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوعًا ۲۱ إِلَّا الْمُصَلِّينَ ۲۲

پہنچے ۱۸ تو سخت گھبرانے والا اور جب بھلائی پہنچے ۱۹ تو روک رکھنے والا نماز

الَّذِينَ هُمْ عَلَى صَلَاتِهِمْ دَائِبُونَ ۲۳ وَالَّذِينَ فِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ

جو اپنی نماز کے پابند ہیں ۲۳ اور وہ جن کے مال میں ایک معلوم

مَعْلُومٌ ۲۴ لِلسَّائِلِ وَالْبَحْرُومِ ۲۵ وَالَّذِينَ يُصَدِّقُونَ بِيَوْمِ

حق ہے ۲۴ اس کے لیے جو مانگے اور جو مانگ بھی نہ سکے تو محروم رہے ۲۵ اور وہ جو انصاف کا دن سچ

الَّذِينَ ۲۶ وَالَّذِينَ هُمْ مِنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُسْتَفْقُونَ ۲۷ إِنَّ عَذَابَ

جاننے ہیں ۲۶ اور وہ جو اپنے رب کے عذاب سے ڈر رہے ہیں بے شک ان کے

رَبِّهِمْ غَيْرُ مَأْمُونٍ ۲۸ وَالَّذِينَ هُمْ لِغُرُوحِهِمْ حِفْظُونَ ۲۹ إِلَّا عَلَى

رب کا عذاب نڈر ہونے کی چیز نہیں ۲۸ اور وہ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں مگر اپنی

أَرْوَاحِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ ۳۰ فَمَنْ ابْتغى

بیبیوں یا اپنے ہاتھ کے مال کنبیوں سے کہ ان پر کچھ ملامت نہیں تو جو ان دو ۳۰

وَرَأَىٰ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْعُدُونَ ۳۱ وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمْتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ

کے سوا اور چاہے وہی حد سے بڑھنے والے ہیں ۳۱ اور وہ جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کی

رَاعُونَ ۳۲ وَالَّذِينَ هُمْ بِشَهَادَتِهِمْ قَائِمُونَ ۳۳ وَالَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ

حفاظت کرتے ہیں ۳۲ اور وہ جو اپنی گواہیوں پر قائم ہیں ۳۳ اور وہ جو

۱۸ تنگدستی و بیماری وغیرہ کی ۱۹ دولت مندی و مال یعنی انسان کی حالت یہ ہے کہ اسے کوئی ناگوار حالت پیش آتی ہے تو اس پر صبر نہیں کرتا اور جب مال ملتا

ہے تو اس کو خرچ نہیں کرتا۔ ۲۱ کہ فرائض بچکانہ کو ان کے اوقات میں پابندی سے ادا کرتے ہیں یعنی مومن ہیں ۲۲ مراد اس سے زکوٰۃ ہے جس کی مقدار معلوم

ہے یا وہ صدقہ جو آدمی اپنے نفس پر مُعَيَّن کرے تو اسے مُعَيَّن اوقات میں ادا کیا کرے۔ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ صدقاتِ مستحبہ کے لیے اپنی طرف سے وقت

مُعَيَّن کرنا شرع میں جائز اور قابلِ مدح ہے۔ ۲۳ یعنی دونوں قسم کے محتاجوں کو دے انہیں بھی جو حاجت کے وقت سوال کرتے ہیں اور انہیں بھی جو شرم سے سوال

نہیں کرتے اور ان کی محتاجی ظاہر نہیں ہوتی۔ ۲۴ اور مرنے کے بعد اٹھنے اور حشر و نشر و جزا و قیامت سب پر ایمان رکھتے ہیں۔ ۲۵ چاہے آدمی کتنا ہی نیک پارسا

کثیر الطاعنہ و العبادۃ ہو مگر اسے عذابِ الہی سے بے خوف ہونا نہ چاہئے۔ ۲۶ یعنی زوجات و مملوکات ۲۷ کہ حلال سے حرام کی طرف تجاوز کرتے

ہیں۔ مسئلہ: اس آیت سے مُتَّعِد، لواطت، جانوروں کے ساتھ قضاءِ شہوت اور ہاتھ سے استیفاء کی حرمت ثابت ہوتی ہے۔ ۲۸ شرعی امانتوں کی بھی اور بندوں کی

امانتوں کی بھی اور خلق کے ساتھ جو عہد ہیں ان کی بھی اور حق کے جو عہد ہیں ان کی بھی نذریں اور قسمیں بھی اس میں داخل ہیں۔ ۲۹ صدق و انصاف کے ساتھ نہ

اس میں رشتہ داری کا پاس کرتے ہیں نہ زبردست کو کمزور پر ترجیح دیتے ہیں نہ کسی صاحبِ حق کا تلفِ حق گوارا کرتے ہیں۔

صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ ﴿۳۲﴾ أُولَئِكَ فِي جَنَّاتٍ مُّكْرَمُونَ ﴿۳۵﴾ فَمَالِ الَّذِينَ

اپنی نماز کی محافظت کرتے ہیں ۳۲ یہ ہیں جن کا باغوں میں اعزاز ہوگا ۳۵ تو ان کافروں

كُفَرُوا وَقَبِلْتَكَ مُهْطِعِينَ ﴿۳۶﴾ عَنِ الْيَبِينِ وَعَنِ الشِّمَالِ عِزِينَ ﴿۳۷﴾

کو کیا ہوا تمہاری طرف تیز نگاہ سے دیکھتے ہیں ۳۶ دہنے اور بائیں گروہ کے گروہ

أَيُّطَعُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ أَنْ يُدْخَلَ جَنَّةً نَّعِيمٍ ﴿۳۸﴾ كَلَّا ط إِنَّا خَلَقْنَاهُمْ

کیا ان میں ہر شخص یہ طمع کرتا ہے کہ ۳۸ جین کے باغ میں داخل کیا جائے ہرگز نہیں بے شک ہم نے انہیں اس چیز

مِمَّا يَعْذِبُونَ ﴿۳۹﴾ فَلَا أَقْسَمُ بِرَبِّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ إِنَّا لَقَدِيرُونَ ﴿۴۰﴾

سے بنایا جسے جانتے ہیں ۳۹ تو مجھے قسم ہے اس کی جو سب پوربوں سب بچھموں کا مالک ہے ۴۰ کہ ضرور ہم قادر ہیں

عَلَىٰ أَنْ تُبَدَّلَ خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا وَمَا نَحْنُ بِسَبُوقِينَ ﴿۴۱﴾ فَذَرْنَاهُمْ يَخُوضُوا

کہ ان سے اچھے بدل دیں ۴۱ اور ہم سے کوئی نکل کر نہیں جاسکتا ۴۲ تو انہیں چھوڑ دو ان کی بیہودگیوں میں پڑے

وَيَلْعَبُوا حَتَّىٰ يُلْقُوا يَوْمَهُمُ الَّذِي يُوْعَدُونَ ﴿۴۲﴾ يَوْمَ يَخْرُجُونَ

اور کھیلتے ہوئے یہاں تک کہ اپنے اس ۴۲ دن سے ملیں جس کا انہیں وعدہ دیا جاتا ہے جس دن قبروں سے

مِنَ الْأَجْدَاثِ سِرَاعًا كَانَتْهُمْ إِلَىٰ نُصَبٍ يُّؤْفَضُونَ ﴿۴۳﴾ خَاشِعَةً

نکلیں گے جھپٹتے ہوئے ۴۳ گویا وہ نشانوں کی طرف لپک رہے ہیں ۴۴ آنکھیں

أَبْصَارُهُمْ تَرَاهُمْ ذَلَّةً ط ذَلِكِ الْيَوْمِ الَّذِي كَانُوا يُوعَدُونَ ﴿۴۴﴾

نیچی کئے ہوئے ان پر ذلت سوار یہ ہے ان کا وہ دن ۴۴ جس کا ان سے وعدہ تھا ۴۴

وَنَلَمَّا كَاذِبًا كَرِهَ اللَّهُ لَهَا اس میں یہ نظر ہے کہ نماز بہت اہم ہے یا یہ کہ ایک جگہ فرانس مراد ہیں دوسری جگہ نوافل اور حفاظت سے مراد یہ ہے کہ اس کے ارکان

اور واجبات اور سنتوں اور مستحبات کو کامل طور پر ادا کرتے ہیں۔ ۴۵ بہشت کے۔ ۴۶ شان نزول: یہ آیت کفار کی اس جماعت کے حق میں نازل ہوئی جو رسول

کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گرد حلقے باندھ کر گروہ کے گروہ جمع ہوتے تھے اور آپ کا کلام مبارک سنتے اور اس کو جھٹلاتے اور استہزاء کرتے اور کہتے کہ اگر یہ

لوگ جنت میں داخل ہوں گے جیسا کہ محمد (مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں تو ہم ضرور ان سے پہلے اس میں داخل ہوں گے ان کے حق میں یہ آیت

نازل ہوئی اور فرمایا گیا کہ ان کافروں کا کیا حال ہے کہ آپ کے پاس بیٹھتے بھی ہیں اور گردنیں اٹھا اٹھا کر دیکھتے بھی ہیں پھر بھی جو آپ سے سنتے ہیں اس سے نفع

نہیں اٹھاتے۔ ۴۳ ایمان والوں کی طرح ۴۴ یعنی نطفہ سے جیسے سب آدمیوں کو پیدا کیا تو اس سب سے کوئی جنت میں داخل نہ ہوگا جنت میں داخل ہونا ایمان پر

موقوف ہے۔ ۴۵ یعنی آفتاب کے ہر جائے طلوع اور ہر جائے غروب کا باہر ہر ستارہ کے مشرق و مغرب کا، مقصد اپنی ربوبیت کی قسم یاد فرمانا ہے۔ ۴۶ اس طرح

کہ انہیں ہلاک کر دیں اور بجائے ان کے اپنی فرمانبرداری مخلوق پیدا کریں ۴۷ اور ہماری قدرت کے احاطہ سے باہر نہیں ہو سکتا ۴۸ عذاب کے ۴۹ محشر کی طرف

۴۹ جیسے جھنڈے والے اپنے جھنڈے کی طرف دوڑتے ہیں ۴۹ یعنی روز قیامت ۴۹ دنیا میں اور وہ اس کو جھٹلاتے تھے۔



## ﴿اياتها ۲۸﴾ ﴿سُورَةُ نُوحٍ مَكِّيَّةٌ ۱﴾ ﴿مَكْرُوَعَاتُهَا ۲﴾

سورۃ نوح مکہ ہے، اس میں اٹھائیس آیتیں اور دو رکوع ہیں

### بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

اِنَّا اَرْسَلْنَا نُوحًا اِلٰی قَوْمِهٖ اَنْ اَنْذِرْ قَوْمَكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاتِيَهُمْ

بے شک ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا کہ ان کو ڈرا اس سے پہلے کہ ان پر

عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۱ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّي لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۲ اِنْ اَعْبُدُوْا اللّٰهَ

دردناک عذاب آئے گا اس نے فرمایا اے میری قوم میں تمہارے لیے صریح ڈرسانے والا ہوں کہ اللہ کی بندگی کرو

وَاتَّقُوْهُ وَاَطِيعُوْنَ ۳ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُؤَخِّرْكُمْ اِلٰى اَجَلٍ

اور اس سے ڈرو اور میرا حکم مانو وہ تمہارے کچھ گناہ بخش دے گا اور ایک مقرر میعاد تک تمہیں

مُسِيٍّ ۴ اِنْ اَجَلَ اللّٰهِ اِذَا جَاءَ لَا يُؤَخَّرُ ۵ لَوْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۶ قَالَ

مہلت دے گا بے شک اللہ کا وعدہ جب آتا ہے ہٹایا نہیں جاتا کسی طرح تم جانتے ہو کہ اللہ کی طرف

رَبِّ اِنِّي دَعَوْتُ قَوْمِي لَيْلًا وَنَهَارًا ۷ فَلَمْ يَزِدْهُمْ دُعَاۤىٓ اِلَّا

اے میرے رب میں نے اپنی قوم کو رات دن بلایا تو میرے بلانے سے انہیں بھاگنا

فَرَارًا ۸ وَاِنِّي كَلَّمْتُمُوهُم لِّيُغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوْا اَصَابِعَهُمْ فِىْ اِذَانِهِمْ

ہی بڑھا وہ اور میں نے جتنی بار انہیں بلایا وہ کہ تو ان کو بخشنے انہوں نے اپنے کانوں میں انگلیاں دے لیں

وَاَسْتَعْشَوْا ثِيَابَهُمْ وَاَصْرُوْا وَاَسْتَكْبَرُوْا وَاَسْتَكْبَارًا ۹ ثُمَّ اِنِّي دَعَوْتُهُمْ

اور اپنے کپڑے اوڑھ لیے اور ہٹ (ضد) کی اور بڑا غرور کیا پھر میں نے انہیں

۱ سورۃ نوح مکہ ہے اس میں دو رکوع، اٹھائیس آیتیں، دوسو چوبیس ۲۲۴ کلمے، نوسونانوے ۹۹۹ حرف ہیں۔ ۲ دنیا و آخرت کا وہ اور اس کا کسی کو

شریک نہ بناؤ وہ نافرمانیوں سے بچ کر تا کہ وہ غضب نہ فرمائے وہ جو تم سے وقت ایمان تک صادر ہوئے ہوں گے یا جو بندوں کے حقوق سے متعلق نہ ہوں

گے وہ یعنی وقت موت تک کہ اس دوران میں تم پر عذاب نہ فرمائے گا۔ ۵ اس کو اور ایمان لے آتے۔ ۶ حضرت نوح علیہ السلام نے وہ

ایمان و طاعت کی طرف والے اور جتنی انہیں ایمان لانے کی ترغیب دی گئی اتنی ہی ان کی سرکشی بڑھتی گئی ۷ تجھ پر ایمان لانے کی طرف ۸ تاکہ میری دعوت کو

نہ سنیں ۹ اور منہ چھپا لیتے تاکہ مجھے نہ دیکھیں کیونکہ انہیں دہن الہی کی طرف نصیحت کرنے والے کو دیکھنا بھی گوارا نہ تھا۔ ۱۰ اپنے کفر پر ۱۱ اور میری دعوت

کو قبول کرنا اپنی شان کے خلاف جانا۔

جَهَارًا ۸ ثُمَّ إِنِّي أَعْلَنْتُ لَهُمْ وَأَسْرَرْتُ لَهُمْ إِسْرَارًا ۹ فَقُلْتُ

علانیہ بلايا وکلا پھر میں نے ان سے باعلان بھی کہا وکلا اور آہستہ خفیہ بھی کہا وکلا تو میں نے کہا

اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ۱۰ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا ۱۱ يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ

اپنے رب سے معافی مانگو وکلا بے شک وہ بڑا معاف فرمانے والا ہے وکلا تم پر شرائے کا مینہ

مَدْرَارًا ۱۱ وَيُسدِّدْكُمْ بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ وَيَجْعَلْ لَكُمْ جَنَّتٍ وَ

(موسلا دھار بارش) بھیجے گا اور مال اور بیٹوں سے تمہاری مدد کرے گا وکلا اور تمہارے لیے باغ بنا دے گا اور

يَجْعَلْ لَكُمْ أَنْهَارًا ۱۲ مَا لَكُمْ لَا تَرْجُونَ لِلَّهِ وَقَارًا ۱۳ وَقَدْ خَلَقَكُمْ

تمہارے لیے نہریں بنائے گا وکلا تمہیں کیا ہوا اللہ سے عزت حاصل کرنے کی امید نہیں کرتے وکلا حالانکہ اس نے تمہیں طرح

أَطْوَارًا ۱۴ أَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللَّهُ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ طِبَاقًا ۱۵ وَجَعَلَ

طرح بنایا وکلا کیا تم نہیں دیکھتے اللہ نے کیونکر سات آسمان بنائے ایک پر ایک اور ان میں

الْقَمَرَ فِيهِنَّ نُورًا وَجَعَلَ الشَّمْسُ سِرَاجًا ۱۶ وَاللَّهُ أَنْبَتَكُمْ مِّنَ

چاند کو روشنی کیا وکلا اور سورج کو چراغ وکلا اور اللہ نے تمہیں سبزے کی طرح

الْأَرْضِ نَبَاتًا ۱۷ ثُمَّ يُعِيدُكُمْ فِيهَا وَيُخْرِجْكُمْ إِخْرَاجًا ۱۸ وَاللَّهُ

زمین سے اگایا وکلا پھر تمہیں اسی میں لے جائے گا وکلا اور دوبارہ نکالے گا وکلا اور اللہ

وکلا گیا بلند مخلوقوں میں وکلا اور دعوت بالا اعلان کی تکرار بھی کی وکلا ایک ایک سے اور کوئی دقیقہ دعوت کا اٹھانہ رکھا۔ قوم زمانہ دراز تک حضرت نوح علیہ السلام کی تکذیب ہی کرتی رہی تو اللہ تعالیٰ نے ان سے بارش روک دی اور ان کی عورتوں کو بانجھ کر دیا چالیس سال تک ان کے مال ہلاک ہو گئے جانور مر گئے جب یہ حال ہوا تو حضرت نوح علیہ السلام نے انہیں استغفار کا حکم دیا۔ وکلا کفر و شرک سے اور ایمان لا کر مغفرت طلب کر و تاکہ اللہ تعالیٰ تم پر اپنی رحمتوں کے دروازے کھولے کیونکہ طاعات میں مشغول ہونا خیر و برکت اور وسعت رزق کا سبب ہوتا ہے۔ وکلا توبہ کرنے والوں کو اگر تم ایمان لائے اور تم نے توبہ کی تو وہ وکلا مال و اولاد بکثرت عطا فرمائے گا وکلا حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص آپ کے پاس آیا اور اس نے قلت کی شکایت کی آپ نے استغفار کا حکم دیا۔ دوسرا آیا اس نے تنگدستی کی شکایت کی اسے بھی یہی حکم فرمایا۔ پھر تیسرا آیا اس نے قلت کی شکایت کی اس سے بھی یہی فرمایا۔ پھر چوتھا آیا اس نے اپنی زمین کی قلت پیداوار کی شکایت کی اس سے بھی یہی فرمایا، ریح بن صبیح جو حاضر تھے انہوں نے عرض کیا: چند لوگ آئے قسم قسم کی حاجتیں انہوں نے پیش کیں آپ نے سب کو ایک ہی جواب دیا کہ استغفار کرو تو آپ نے یہ آیت پڑھی (ان حوائج کے لیے یہ قرآنی عمل ہے)۔ وکلا اس طرح کہ اس پر ایمان لاؤ وکلا کبھی نطفہ، کبھی علقہ، کبھی مضغہ یہاں تک کہ تمہاری خلقت کامل کی اس کی آفرینش میں نظر کرنا اس کی خالقیت و قدرت اور اس کی وحدانیت پر ایمان لانے کو واجب کرتا ہے۔ وکلا حضرت ابن عباس و ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے کہ آفتاب و ماہتاب کے چہرے تو آسمانوں کی طرف ہیں اور ہر ایک کی پشت زمین کی طرف تو آسمانوں کی لطافت کے باعث ان کی روشنی تمام آسمانوں میں پہنچتی ہے اگرچہ چاند آسمان دنیا میں ہے۔ وکلا کہ دنیا کو روشن کرتا ہے اور اس کی روشنی چاند کے نور سے قوی تر ہے اور آفتاب جو تھے آسمان میں ہے۔ وکلا تمہارے باپ حضرت آدم کو اس سے پیدا کر کے وکلا موت کے بعد وکلا اس سے روز قیامت۔

جَعَلَ لَكُمْ الْأَرْضَ بِسَاطًا ۱۹ لَتَسْلُكُوا مِنْهَا سُبُلًا فِجَاجًا ۲۰ قَالَ

نے تمہارے لیے زمین کو بچھونا بنایا کہ اس کے وسیع راستوں میں چلو نوح نے

نُوحٍ رَبِّ إِنَّهُمْ عَصَوْنِي وَاتَّبَعُوا مَنْ لَمْ يَزِدْهُ مَالَهُ وَوَلَدَهُ إِلَّا

عرض کی اے میرے رب انہوں نے میری نافرمانی کی ۲۱ اور ۲۲ ایسے کے پیچھے ہو لیے جسے اس کے مال اور اولاد نے نقصان ہی

خَسَارًا ۲۱ وَمَكْرُؤًا مَكْرًا كَبِيرًا ۲۲ وَقَالُوا لَا تَذَرُنَّ آلِهَتَكُمْ وَلَا

بڑھایا ۲۱ اور ۲۲ بہت بڑا داؤں کھیلے ۲۵ اور بولے ۲۲ ہرگز نہ چھوڑنا اپنے خداؤں کو ۲۱ اور ہرگز نہ

تَذَرُنَّ وُدًّا وَلَا سُوعًا ۲۳ وَلَا يَعْثُونَ وَيَعْبِقُونَ ۲۴ وَنَسَرًا ۲۳ وَقَدْ أَضَلُّوا

چھوڑنا ۲۳ وڈ اور نہ سُوع اور یُعُوث اور يُعُوق اور نَسْر کو ۲۴ اور بے شک انہوں نے بہتوں

كثِيرًا ۲۳ وَلَا تَزِدِ الظَّالِمِينَ إِلَّا ضَلَالًا ۲۴ مِمَّا خَطَبْتَهُمْ أُغْرِقُوا

کو بہکایا ۲۳ اور تو ظالموں کو ۲۴ زیادہ نہ کرنا مگر گمراہی ۲۴ اپنی کیسی خطاؤں پر ڈبوائے گئے ۲۴

فَادْخُلُوا نَارًا ۲۵ فَلَمْ يَجِدُوا لَهُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَنْصَارًا ۲۵ وَقَالَ

پھر آگ میں داخل کئے گئے ۲۵ تو انہوں نے اللہ کے مقابل اپنا کوئی مددگار نہ پایا ۲۵ اور نوح نے

نُوحٍ رَبِّ لَا تَذَرُ عَلَيَّ الْأَرْضَ مِنَ الْكٰفِرِينَ دَيًّا ۲۶ إِنَّكَ إِن

عرض کی اے میرے رب زمین پر کافروں میں سے کوئی بسنے والا نہ چھوڑے بے شک اگر

تَذَرُهُمْ يُضِلُّوا عِبَادَكَ وَلَا يَكْفُرُونَ إِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ۲۷ رَبِّ

تو انہیں رہنے دے گا ۲۷ تو تیرے بندوں کو گمراہ کر دیں گے اور ان کے اولاد ہوگی تو وہ بھی نہ ہوگی مگر بدکار بڑی ناشکر ۲۷ اے میرے رب

۲۸ اور میں نے جو ایمان واستغفار کا جو حکم دیا تھا اس کو انہوں نے نہ مانا ۲۸ ان کے عوام، غرباء اور چھوٹے لوگ، سرکش رؤسا اور اصحاب اموال و اولاد کے تابع

ہوئے ۲۸ اور وہ غرور مال میں مست ہو کر کفر و طغیان میں بڑھتا رہا ۲۸ وہ رؤساء ۲۸ کہ انہوں نے حضرت نوح علیہ السلام کی تکذیب کی اور انہیں اور ان

کے تابعین کو ایذا نہیں پہنچائیں ۲۸ رؤساء کفار اپنے عوام سے ۲۸ یعنی ان کی عبادت ترک نہ کرنا ۲۸ یہ ان کے بتوں کے نام ہیں جنہیں وہ پوجتے تھے بت تو

ان کے بہت تھے مگر یہ پانچ ان کے نزدیک بڑی عظمت والے تھے وڈ تو مرد کی صورت پر تھا اور سُوع عورت کی صورت پر اور یُعُوث شیر کی شکل اور یُعُوق گھوڑے کی

اور عُمر کر گس (گدھ) کی یہ بت قوم نوح سے منتقل ہو کر عرب میں پہنچے اور مشرکین کے قبائل سے ایک ایک نے ایک ایک کو اپنے لیے خاص کر لیا۔ ۲۹ یعنی یہ

بت بہت سے لوگوں کے لیے گمراہی کا سبب ہوئے یا یہ معنی ہیں کہ رؤساء قوم نے بتوں کی عبادت کا حکم کر کے بہت سے لوگوں کو گمراہ کر دیا۔ ۳۰ بتوں کو پوجتے

ہیں ۳۰ یہ حضرت نوح علیہ السلام کی دعا ہے جب انہیں وحی سے معلوم ہوا کہ جو لوگ ایمان لائے ان کے سوا اور لوگ ایمان لانے والے نہیں تب آپ

نے یہ دعا کی۔ ۳۱ طوفان میں ۳۱ بعد غرق ہونے کے ۳۱ جو انہیں عذاب الہی سے بچا سکتا۔ ۳۵ اور ہلاک نہ فرمانے کا ۳۱ یہ حضرت نوح علیہ السلام کو





الْجِنِّ فَزَادُوهُمْ رَهَقًا ۶) وَ أَنْتَهُمْ ظَنُّوا كَمَا ظَنَنْتُمْ أَنْ لَنْ يَبْعَثَ اللَّهُ

لیتے تھے وہ تو اس سے اور بھی ان کا تکبر بڑھا اور یہ کہ انہوں نے وہ گمان کیا جیسا تمہیں گمان ہے وہ کہ اللہ ہرگز کوئی رسول

أَحَدًا ۷) وَأَنْتَ الْمَسَاءُ السَّيِّئُ فَوَجَدْنَاهَا مِلَّتْ حَرَسًا شَدِيدًا

نہ بھیجے گا اور یہ کہ ہم نے آسمان کو چھوا وہ تو اسے پایا کہ وہ سخت پہرے اور آگ کی چنگاریوں سے

وَشُهَبًا ۸) وَأَنْتَا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ۷) فَمَنْ يَسْتَمِعِ الْأَنْ

بھر دیا گیا ہے وہ اور یہ کہ ہم وہ پہلے آسمان میں سننے کے لیے کچھ موقعوں پر بیٹھا کرتے تھے پھر اب وہ جو کوئی سنے

يَجِدْ لَهُ شَهَابًا رَصَدًا ۹) وَأَنْتَا لَنْ تَدْرِي أَسْرُ أُرِيدَ بِنُ فِي

وہ اپنی تاک میں آگ کا لوکا (لپٹ) پائے وہ اور یہ کہ ہمیں نہیں معلوم کہ وہ زمین والوں سے کوئی برائی کا

الْأَرْضِ أَمْ أَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا ۱۰) وَأَنْتَا مِمَّا الصَّالِحُونَ وَمِمَّا

ارادہ فرمایا گیا ہے یا ان کے رب نے کوئی بھلائی چاہی ہے اور یہ کہ ہم میں وہ کچھ نیک ہیں وہ اور کچھ

دُونَ ذَلِكَ كُنَّا طَرِيقًا قَدَدًا ۱۱) وَأَنْتَا ظَنَّا أَنْ لَنْ نُعْجِزَ اللَّهَ فِي

دوسری طرح کے ہیں ہم کئی راہیں چھٹے ہوئے ہیں وہ اور یہ کہ ہم کو یقین ہوا کہ ہرگز زمین میں اللہ کے قابو

الْأَرْضِ وَلَنْ نُعْجِزَهُ هَرَبًا ۱۲) وَأَنْتَا سَبِعْنَا الْهُدَى أُمَّتَابِهِ ۷) فَمَنْ

سے نکل سکیں گے اور نہ بھاگ کر اس کے قبضہ سے باہر ہوں اور یہ کہ ہم نے جب ہدایت سنی وہ اس پر ایمان لائے تو جو

يُؤْمِنُ بِرَبِّهِ فَلَا يَخَافُ بَخْسًا وَلَا رَهَقًا ۱۳) وَأَنْتَا مِمَّا السَّالِمُونَ وَمِمَّا

اپنے رب پر ایمان لائے اسے نہ کسی کی کا خوف نہ زیادتی کا وہ اور یہ کہ ہم میں کچھ مسلمان ہیں اور کچھ

الْقَاسِطُونَ ۷) فَمَنْ أَسْلَمَ فَأُولَئِكَ تَحَرُّوْا رَشَدًا ۱۴) وَأَمَّا الْقَاسِطُونَ

ظالم وہ تو جو اسلام لائے انہوں نے بھلائی سوچی وہ اور رہے ظالم وہ

۷) جب سفر میں کسی خوفناک مقام پر اترتے تو کہتے ہم اس جگہ کے سردار کی پناہ چاہتے ہیں یہاں کے شریروں سے وہ یعنی کفار قریش نے وہ اے

جنات! وہ یعنی اہل آسمان کا کلام سننے کے لیے آسمان دنیا پر جانا چاہا وہ فرشتوں کے وہ تاکہ جنات کو اہل آسمان کی باتیں سننے کے لیے آسمان تک

بہنچنے سے روکا جائے وہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت سے وہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد وہ جس سے اس کو مارا جائے وہ ہماری اس بندش اور روک سے وہ قرآن کریم سننے کے بعد وہ مومن، مخلص، متقی و ابرار وہ فرقی فرقی مختلف۔ وہ یعنی قرآن پاک وہ یعنی نیکیوں یا ثواب کی کمی کا وہ بدیوں کی وہ حق سے پھرے ہوئے کافر وہ اور ہدایت و راہ حق کو اپنا مقصود ٹھہرایا۔ وہ کافر راہ حق سے پھرنے والے۔

فَكَانُوا الْجَهَنَّمَ حَطَبًا ۱۵ ۱۵ وَأَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوا عَلَى الطَّرِيقَةِ لَأَسْقَيْنَهُمْ

وہ جہنم کے ایندھن ہوئے ۱۵ اور فرماؤ کہ مجھے یہ وحی ہوئی کہ اگر وہ راستہ پر سیدھے رہتے ۱۵ تو ضرور ہم انہیں

مَاءً غَدَقًا ۱۶ ۱۶ لِنَقْتِهِمْ فِيهِ ۱۶ وَمَنْ يُعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِ يَسْلُكْهُ

وافر پانی دیتے ۱۶ کہ اس پر انہیں جانچیں ۱۶ اور جو اپنے رب کی یاد سے منہ پھیرے ۱۶ وہ اسے چڑھتے

عَذَابًا صَعَدًا ۱۷ ۱۷ وَأَنَّ الْمَسْجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللَّهِ أَحَدًا ۱۸ ۱۸ وَأَنَّهُ

عذاب میں ڈالے گا ۱۷ اور یہ کہ مسجدیں ۱۷ اللہ ہی کی ہیں تو اللہ کے ساتھ کسی کی بندگی نہ کرو ۱۸ اور یہ کہ

لَسَأَلَمَ عَبْدُ اللَّهِ يَدْعُوهُ كَادُوا يَكُونُونَ عَلَيْهِ لِبَدًا ۱۹ ۱۹ قُلْ إِنَّمَا

جب اللہ کا بندہ ۱۹ اس کی بندگی کرنے کھڑا ہوا ۱۹ تو قریب تھا کہ وہ جن اس پر ٹھٹھ کے ٹھٹھ ہو جائیں ۱۹ تم فرماؤ میں تو

أَدْعُوا رَبِّي وَلَا أُشْرِكُ بِهِ أَحَدًا ۲۰ ۲۰ قُلْ إِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا

اپنے رب ہی کی بندگی کرتا ہوں اور کسی کو اس کا شریک نہیں ٹھہراتا تم فرماؤ میں تمہارے کسی بُرے بھلے کا

رَشْدًا ۲۱ ۲۱ قُلْ إِنِّي لَنْ يُجِيرَنِي مِنَ اللَّهِ أَحَدٌ ۲۱ وَلَنْ أجدَ مِنْ دُونِهِ

مالک نہیں تم فرماؤ ہرگز مجھے اللہ سے کوئی نہ بچائے گا ۲۱ اور ہرگز اس کے سوا کوئی پناہ نہ

مُلْتَحَدًا ۲۲ ۲۲ إِلَّا بَلَاغًا مِنَ اللَّهِ وَرِسَالَاتِهِ ۲۲ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ

پاؤں گا مگر اللہ کے پیام پہنچانا اور اس کی رسالتیں ۲۲ اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم نہ مانے ۲۲

فَإِنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيهَا أَبَدًا ۲۳ ۲۳ حَتَّىٰ إِذَا رَأَوْا مَا يُوعَدُونَ

تو بے شک ان کے لیے جہنم کی آگ ہے جس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں یہاں تک کہ جب دیکھیں گے ۲۳ جو وعدہ دیا جاتا ہے

۲۳ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ کافر جن آتش جہنم کے عذاب میں گرفتار کئے جائیں گے۔ ۲۳ یعنی انسان ۲۳ یعنی دین حق و طریقہ اسلام پر

۲۳ کثیر، مراد وسعت رزق ہے اور یہ واقعہ اس وقت کا ہے جبکہ سات برس تک وہ بارش سے محروم کر دیئے گئے تھے معنی یہ ہیں کہ اگر وہ لوگ ایمان

لا تے تو ہم دنیا میں ان پر رزق وسیع کرتے اور انہیں کثیر پانی اور فراخی عیش عنایت فرماتے ۲۳ کہ وہ کیسی شکرگزار ہی کرتے ہیں۔ ۲۵ قرآن سے

یا تو حید یا عبادت سے ۲۶ جس کی شدت دم بدم بڑھے گی۔ ۲۶ یعنی وہ مکان جو نماز کے لیے بنائے گئے ۲۸ جیسا کہ یہود و نصاریٰ کا طریقہ تھا

کہ وہ اپنے گرجاؤں اور عبادت خانوں میں شرک کرتے تھے۔ ۲۹ یعنی سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بطنِ نخل کے میں وقت فجر ۲۷ یعنی

نماز پڑھنے ۲۷ کیونکہ انہیں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عبادت و تلاوت اور آپ کے اصحاب کی اقتداء نہایت عجیب اور پسندیدہ معلوم ہوئی

اس سے پہلے انہوں نے کبھی ایسا منظر نہ دیکھا تھا اور ایسا بے مثل کلام نہ سنا تھا۔ ۲۲ جیسا کہ حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا تھا۔ ”فَمَنْ يَنْصُرُنِي

مِنَ اللَّهِ إِنَّ عَصِيئَتَهُ“ (تو مجھے اس سے کون بچائے گا اگر میں اس کی نافرمانی کروں) ۲۳ یہ میرا فرض ہے جس کو انجام دیتا ہوں ۲۴ اور ان پر

ایمان نہ لائے ۲۵ وہ عذاب۔





قَلِيلًا ۳) اَوْزِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا ۴) اِنَّا سُلِقِي عَلَيْكَ

کم کرو یا اس پر کچھ بڑھاؤ وٹ اور قرآن خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھو وٹ بے شک عنقریب ہم تم پر ایک

قَوْلًا ثَقِيلًا ۵) اِنَّ نَاشِئَةَ اللَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وُطْأًا وَاَقْوَمُ قِيلًا ۶) اِنَّ

بھاری بات ڈالیں گے وٹ بیشک رات کا اٹھنا وٹ وہ زیادہ دباؤ ڈالتا ہے وٹ اور بات خوب سیدھی نکلتی ہے وٹ بیشک

لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيلًا ۷) وَاذْكُرْ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ

دن میں تو تم کو بہت سے کام ہیں وٹ اور اپنے رب کا نام یاد کرو وٹ اور سب سے ٹوٹ کر

تَبَتَّلًا ۸) رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَا اِلَهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيلًا ۹)

اسی کے ہوو وٹ وہ پورب کا رب اور پچھم کا رب اس کے سوا کوئی معبود نہیں تو تم اسی کو اپنا کارساز بناؤ وٹ

وَاَصْبِرْ عَلٰی مَا يَقُولُوْنَ وَاَهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَبِيْلًا ۱۰) وَذُرْنِي وَا

اور کافروں کی باتوں پر صبر فرماؤ اور انھیں اچھی طرح چھوڑ دو وٹ اور مجھ پر چھوڑو

الْمُكَذِّبِيْنَ اُولِي النَّعْتَةِ وَمَهْلُهُمْ قَلِيْلًا ۱۱) اِنَّ لَدَيْنَا اَنْكَالًا وَّجَحِيْمًا ۱۲)

ان جھٹلانے والے مال داروں کو اور انھیں تھوڑی مہلت دو وٹ بے شک ہمارے پاس وٹ بھاری بیڑیاں ہیں اور بھڑکتی آگ

کہا کہ ابتداء زمانہ وحی میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم خوف سے اپنے کپڑوں میں لپٹ جاتے تھے ایسی حالت میں آپ کو حضرت جبریل نے ”يَسْأَلُهَا الْمُؤْمِلُ“

کہہ کر ندا کی۔ ایک قول یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چادر شریف میں لپٹے ہوئے آرام فرما رہے تھے اس حالت میں آپ کو ندا کی گئی ”يَسْأَلُهَا الْمُؤْمِلُ“

بہر حال یہ ندا بتاتی ہے کہ محبوب کی ہر ادائیگی ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ رداء نبوت و چادر رسالت کے حامل و لائق۔ وٹ نماز اور عبادت کے

ساتھ وٹ یعنی تھوڑا حصہ آرام کے لیے ہو باقی شب عبادت میں گزارے اب وہ باقی کتنی ہو اس کی تفصیل آگے ارشاد فرمائی جاتی ہے وٹ مراد یہ ہے کہ آپ کو

اختیار دیا گیا ہے کہ خواہ قیام نصف شب سے کم ہو یا نصف شب یا اس سے زیادہ ہو۔ (بیضادی) مراد اس قیام سے تہجد ہے جو ابتداء اسلام میں واجب و بقولے فرض

تھانہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب شب کو قیام فرماتے اور لوگ نہ جانتے کہ تہائی رات یا آدھی رات یا دو تہائی رات کب ہوئی تو وہ تمام شب

قیام میں رہتے اور صبح تک نمازیں پڑھتے اس اندیشہ سے کہ قیام قدر واجب سے کم نہ ہو جائے یہاں تک کہ ان حضرات کے پاؤں سوج جاتے تھے پھر یہ حکم ایک

سال کے بعد منسوخ ہو گیا اور اس کا ناسخ بھی اسی سورت میں ہے ”فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ“۔ وٹ رعایت و قوف اور ادائے مخارج کے ساتھ اور حروف کو مخارج کے

ساتھ تاہر امکان صحیح ادا کرنا نماز میں فرض ہے۔ وٹ یعنی نہایت جلیل و با عظمت، مراد اس سے قرآن مجید ہے، یہ بھی کہا گیا ہے کہ معنی یہ ہیں کہ ہم آپ پر قرآن نازل فرمائیں گے جس میں اَوَامِرٌ وَاٰمِرٌ اٰمِرٌ اٰمِرٌ اور تکالیف شاقہ ہیں جو مُكَلِّفِيْنَ پر بھاری ہوں گی۔ وٹ سونے کے بعد وٹ بہ نسبت دن کی نماز کے وٹ کیونکہ وہ وقت سکون و اطمینان کا ہے شور و شغب سے امن ہوتی ہے، اخلاص تام و کامل ہوتا ہے، ریاء و نمائش کا موقع نہیں ہوتا۔ وٹ شب کا وقت عبادت کے لیے خوب فراغت کا ہے وٹ رات و دن کے جملہ اوقات میں تسبیح، تہلیل، نماز، تلاوت قرآن شریف، درس علم وغیرہ کے ساتھ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اپنی قرأت کی ابتداء میں ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ“ پڑھو۔ وٹ یعنی عبادت میں انتظام کی صفت ہو کہ دل اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کی طرف مشغول نہ ہو سبب علاقہ قطع (تعلق ختم) ہو جائیں اسی کی طرف توجہ ہے۔ وٹ اور اپنے کام اسی کی طرف تفویض کرو وٹ ”وَهٰذَا مِنْ سُوْحٍ بِاٰيَةِ الْفِتَالِ“ (اور یہ حکم جہاد کی آیت سے منسوخ ہو چکا ہے) وٹ بدر تک یا روز قیامت تک وٹ آخرت میں۔

وَطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَعَذَابًا أَلِيمًا ﴿۱۳﴾ يَوْمَ تَرْجُفُ الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ

اور گلے میں پھنتا کھانا اور دردناک عذاب ۱۳ جس دن تھر تھرائیں گے زمین اور پہاڑ ۱۹

وَكَانَتِ الْجِبَالُ كَثِيبًا مَّهِيلاً ﴿۱۴﴾ إِنَّا أَرْسَلْنَا إِلَيْكُمْ رَسُولًا شَاهِدًا

اور پہاڑ ہو جائیں گے ریتے کا ٹیلہ بہتا ہوا ۱۴ بے شک ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجے گا تم پر

عَلَيْكُمْ كَمَا أَرْسَلْنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ رَسُولًا ﴿۱۵﴾ فَعَصَىٰ فِرْعَوْنُ

حاضر ناظر ہیں ۱۵ جیسے ہم نے فرعون کی طرف رسول بھیجے ۱۵ تو فرعون نے اس رسول کا

الرُّسُولَ فَأَخَذْنَاهُ أَخْذًا وَبِيلاً ﴿۱۶﴾ فَكَيْفَ تَتَّقُونَ إِن كَفَرْتُمْ يَوْمًا

کلم نہ مانا تو ہم نے اسے سخت گرفت سے پکڑا ۱۶ پھر کیسے بچو گے ۱۶ اگر ۲۳ کفر کرو اس دن سے ۲۵

يَجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيبًا ﴿۱۷﴾ السَّمَاءُ مُنْفَطِرٌ بِهِ ط كَانَ وَعْدُهُ مَفْعُولًا ﴿۱۸﴾

جو بچوں کو بوڑھا کر دے گا ۱۷ آسمان اس کے صدمہ سے پھٹ جائے گا اللہ کا وعدہ ہو کر رہنا

إِنَّ هَذِهِ تَذْكَرَةٌ ﴿۱۹﴾ فَمَنْ شَاءَ اتَّخَذْ إِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيلًا ﴿۱۹﴾ إِنَّ رَبَّكَ

بے شک یہ نصیحت ہے توجو چاہے اپنے رب کی طرف راہ لے لے ۱۹ بے شک تمہارا رب

يَعْلَمُ أَنَّكَ تَقُومُ أَدْنَىٰ مِنْ ثُلُثِي اللَّيْلِ وَنِصْفَهُ وَثُلُثَهُ وَطَائِفَةٌ مِّنَ

جانتا ہے کہ تم قیام کرتے ہو کبھی دو تہائی رات کے قریب کبھی آدھی رات کبھی تہائی اور ایک جماعت

الَّذِينَ مَعَكَ ط وَاللَّهُ يَقْدِرُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ ط عَلِمَ أَنْ لَّنْ نُحْصِيَ

تمہارے ساتھ والی ۱۸ اور اللہ رات اور دن کا اندازہ فرماتا ہے اسے معلوم ہے کہ اے مسلمانو تم سے رات کا شمار نہ ہو سکے گا ۱۹

فَتَابَ عَلَيْكُمْ فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ ط عَلِمَ أَنْ سَيَكُونُ

تو اس نے اپنی مہر سے تم پر رجوع فرمائی اب قرآن میں سے جتنا تم پر آسان ہوتا پڑھو ۱۹ اسے معلوم ہے کہ عنقریب کچھ تم میں

مِنْكُمْ مَّرْضَىٰ ۚ وَآخَرُونَ يَضْرِبُونَ فِي الْأَرْضِ يَبْتَغُونَ مِنْ فَضْلِ

بیمار ہوں گے اور کچھ زمین میں سفر کریں گے اللہ کا فضل تلاش

۱۸ اُن کے لیے جنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کی ۱۹ وہ قیامت کا دن ہوگا۔ ۲۰ سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۲۱ مؤمن کے ایمان

اور کافر کے کفر کو جانتے ہیں ۲۲ حضرت موسیٰ علیہ السلام ۲۳ عذاب الہی سے ۲۴ دنیا میں ۲۵ یعنی قیامت کے دن جو نہایت ہولناک ہوگا ۲۶ اپنے شدت

دہشت سے ۲۷ ایمان و طاعت اختیار کر کے ۲۸ تمہارے اصحاب کی وہ بھی قیام لیل میں آپ کا اتباع کرتے ہیں۔ ۲۹ اور ضبط اوقات نہ کر سکو گے ۳۰ یعنی شب



اللَّهُ لَا أُخْرُونَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ وَلَا

کرنے والے اور کچھ اللہ کی راہ میں لڑتے ہوں گے اور جو آسان ہو پڑھو ۲۳ اور

اقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَأَقْرِضُوا اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا وَمَا

نماز قائم رکھو ۲۴ اور زکوٰۃ دو اور اللہ کو اچھا قرض دو ۲۵ اور

تُقَدِّمُوا مَوْلَا نَفْسِكُمْ مِنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِنْدَ اللَّهِ هُوَ خَيْرٌ أَوْ اعْظَمَ أَجْرًا

اپنے لیے جو بھلائی آگے بھیجو گے اسے اللہ کے پاس بہتر اور بڑے ثواب کی پاؤ گے

وَاسْتَغْفِرُوا لِلَّهِ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۲۰

اور اللہ سے بخشش مانگو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے

﴿آیتھا ۵۶﴾ ﴿سُورَةُ الْمَدَّثِرِ مَكِّيَّةٌ ۲﴾ ﴿رُكُوعَاتُهَا ۲﴾

سورہ مدثر مکہ ہے، اس میں چھپن آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

يَا أَيُّهَا الْمَدَّثِرُ ۱ قُمْ فَأَنْذِرْ ۲ وَرَبِّكَ فَكَبِّرْ ۳ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۴

اے بالا پوش اوڑھنے والے کھڑے ہو جاؤ پھر ڈرناؤ اور اپنے رب ہی کی بڑائی بولو ۵ اور اپنے کپڑے پاک رکھو ۶

کا قیام معاف فرمایا۔ مسئلہ: اس آیت سے نماز میں مطلق قرأت کی فرضیت ثابت ہوئی۔ مسئلہ: اقل درجہ قرأت مفروض ایک بڑی آیت یا تین چھوٹی آیتیں ہیں۔

۱ یعنی تجارت یا طلب علم کے لیے ۲ ان سب پر رات کا قیام دشوار ہوگا ۳ اس سے پہلا حکم منسوخ کیا گیا اور یہ بھی بھجگا نہ نمازوں سے منسوخ ہو گیا۔

۴ یہاں نماز سے فرض نمازیں مراد ہیں۔ ۵ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ اس قرض سے مراد زکوٰۃ کے سوا راہ خدا میں خرچ کرنا ہے

صلہ رحمی اور مہمانداری میں اور یہ بھی کہا گیا کہ اس سے تمام صدقات مراد ہیں جنہیں اچھی طرح مال حلال سے خوش دلی کے ساتھ راہ خدا میں خرچ کیا جائے۔

۶ سورہ مدثر مکہ ہے اس میں دو رکوع، چھپن ۵۶ آیتیں، دو سو پچھن ۲۵۵ کلمے، ایک ہزار دس ۱۰۱۰ حرف ہیں۔ ۷ یہ خطاب حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم کو ہے۔ شان نزول: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں کوہ حرا پر تھا کہ مجھے ندا کی گئی ”يَا مُحَمَّدُ

اِنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ“ میں نے اپنے دائیں بائیں دیکھا کچھ نہ پایا اور پردہ کھا ایک شخص آسمان زمین کے درمیان بیٹھا ہے (یعنی وہی فرشتہ جس نے ندا کی تھی) یہ دیکھ کر

مجھ پر رعب ہوا اور میں خدیجہ کے پاس آیا اور میں نے کہا کہ مجھے بالا پوش اڑھاؤ انہوں نے اڑھا دیا تو جبریل آئے اور انہوں نے کہا: ”يَا أَيُّهَا الْمَدَّثِرُ“ ۷ اپنی

خواب گاہ سے ۷ قوم کو عذاب الہی کا ایمان نہ لانے پر ۸ جب یہ آیت نازل ہوئی تو سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ کبر فرمایا حضرت خدیجہ

نے بھی حضور کی تکبیر سن کر تکبیر کہی اور خوش ہوئیں اور انہیں یقین ہوا کہ وحی آئی۔ ۹ ہر طرح کی نجاست سے کیونکہ نماز کے لیے طہارت ضروری ہے اور نماز کے سوا

اور حالتوں میں بھی کپڑے پاک رکھنا بہتر ہے یا یہ معنی ہیں کہ اپنے کپڑے کو تھامنے کیونکہ بہت زیادہ دراز ہونے سے

چلنے پھرنے میں نجس ہونے کا احتمال رہتا ہے۔

وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۵ وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْتِرُ ۶ وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ۷ فَاذْأَنْقِرَ ۸

اور بتوں سے دور رہو اور زیادہ لینے کی نیت سے کسی پر احسان نہ کرو گے اور اپنے رب کے لیے صبر کئے رہو گے پھر جب صور

فِي النَّاقُورِ ۸ فَذَلِكَ يَوْمَئِذٍ يَوْمٌ عَسِيرٌ ۹ عَلَى الْكَافِرِينَ غَيْرُ

پھونکا جائے گا وہ دن گزرا سخت دن ہے کافروں پر آسان

بَسِيرٌ ۱۰ ذُرِّيَّتِي وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيدًا ۱۱ وَجَعَلْتُ لَهُ مَالًا مَمْدُودًا ۱۲

نہیں وہ مجھ پر چھوڑ جسے میں نے اکیلا پیدا کیا وہ اسے وسیع مال دیا وہ

وَبَنِينَ شُهُودًا ۱۳ وَمَهْدَتْ لَهُ تَهْيِيدًا ۱۴ ثُمَّ يَطْمَعُ أَنْ أَزِيدَ ۱۵

اور بیٹے دیئے سامنے حاضر رہتے اور میں نے اس کے لیے طرح طرح کی تیاریاں کیں پھر یہ طمع کرتا ہے کہ میں اور زیادہ دوں وہ

كَلَّا إِنَّهُ كَانَ لِإِيْتِنَاعِنِيَا ۱۶ سَأُرْهِقُهُ صَعُودًا ۱۷ إِنَّهُ فَكَّرَ وَ

ہرگز نہیں وہ تو میری آیتوں سے عناد رکھتا ہے قریب ہے کہ میں اسے آگ کے پہاڑ صعود پر چڑھاؤں بے شک وہ سوچا اور

قَدَّرَ ۱۸ فَقُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ۱۹ ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ۲۰ ثُمَّ نَظَرَ ۲۱

دل میں کچھ بات ٹھہرائی تو اس پر لعنت ہو کیسی ٹھہرائی پھر اس پر لعنت ہو کیسی ٹھہرائی پھر نظر اٹھا کر دیکھا

ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ۲۲ ثُمَّ أَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ ۲۳ فَقَالَ إِنَّ هَذَا إِلَّا سِحْرٌ

پھر تیوری چڑھائی (ماتھے پر بل ڈالے) اور منہ بگاڑا پھر پیٹھ پھیری اور تکبر کیا پھر بولا یہ تو وہی جادو ہے اگلوں

يُوسُفُ ۲۴ إِنَّ هَذَا إِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ۲۵ سَأُصْلِيهِ سَقَمًا ۲۶ وَمَا

سے سیکھا یہ نہیں مگر آدمی کا کلام وہ کوئی دم جاتا ہے کہ میں اسے دوزخ میں دھنسا تا ہوں اور

کے یعنی جیسے کہ دنیا میں ہدیے اور نیوتے (شادی وغیرہ میں رقم یا دوسرے تحائف) دینے کا دستور ہے کہ دینے والا یہ خیال کرتا ہے کہ جس کو میں نے دیا ہے وہ اس

سے زیادہ مجھے دے دے گا اس قسم کے نیوتے اور ہدیے شرعاً جائز ہیں مگر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس سے منع فرمایا گیا کیونکہ شان نبوت بہت ارفع و اعلیٰ

ہے اور اس منصب عالی کے لائق یہی ہے کہ جس کو جو دیں وہ محض کرم ہو اس سے لینے یا نفع حاصل کرنے کی نیت نہ ہو۔ اور اولاد والی ایزادوں پر جو دین

کی خاطر آپ کو برداشت کرنی پڑیں۔ و مراد اس سے بقول صحیح فقہ ثانیہ ہے۔ اس میں اشارہ ہے کہ وہ دن بفضل الہی مؤمنین پر آسان ہوگا۔ اس

کی ماں کے پیٹ میں بغیر مال و اولاد کے۔ شان نزول: یہ آیت ولید بن مغیرہ مخزومی کے حق میں نازل ہوئی وہ اپنی قوم میں وحید کے لقب سے ملقب تھا۔

و کھیتیاں اور کثیر موبیشی اور تجارتیں۔ مجاہد سے منقول ہے کہ وہ ایک لاکھ دینار نقد کی حیثیت رکھتا تھا اور طائف میں اس کا ایسا بڑا باغ تھا جو سال کے کسی وقت

پھلوں سے خالی نہ ہوتا تھا۔ جن کی تعداد دس تھی اور چونکہ مالدار تھے انہیں کسب معاش کے لیے سفر کی حاجت نہ تھی اس لیے سب باپ کے سامنے رہتے ان

میں سے تین مشرف بہ اسلام ہوئے خالد اور ہشام اور ولید ابن ولید۔ جاہ بھی دیا اور ریاست بھی عطا فرمائی، عیش بھی دیا اور طول عمر بھی۔ باوجود ناشکری

کے یہ نہ ہوگا، چنانچہ اس آیت کے نزول کے بعد ولید کے مال و اولاد وجاہ میں کمی شروع ہوئی یہاں تک کہ ہلاک ہو گیا۔ و شان نزول: جب ”حم تنزیل

أَدْرِمَكَ مَا سَقَرُ ۲۷ لَا تَبْقَى وَلَا تَذَرُ ۲۸ لَوْ أَحَ لَلْبَشْرِ ۲۹ عَلَيْهَا

تم نے کیا جانا دوزخ کیا ہے نہ چھوڑے نہ لگی رکھے ۱۸ آدمی کی کھال اتار لیتی ہے ۱۹ اس پر

تِسْعَةَ عَشَرَ ۳۰ وَمَا جَعَلْنَا أَصْحَابَ النَّارِ إِلَّا مَلَائِكَةً ۳۱ وَمَا جَعَلْنَا

انہیں داروغہ ہیں ۳۰ اور ہم نے دوزخ کے داروغہ نہ کئے مگر فرشتے اور ہم نے

عَدَّتْهُمْ إِلَّا فِتْنَةً لِلَّذِينَ كَفَرُوا ۳۲ لَيْسَتِيقِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ وَ

ان کی یہ گنتی نہ رکھی مگر کافروں کی جانچ کو ۳۲ اس لیے کہ کتاب والوں کو یقین آئے ۳۲ اور

يُرْدَادَ الَّذِينَ آمَنُوا إِيْمَانًا وَلَا يَرْتَابَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ

ایمان والوں کا ایمان بڑھے ۳۳ اور کتاب والوں اور مسلمانوں کو کوئی

وَالْمُؤْمِنُونَ ۳۴ وَلِيَقُولَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ وَالْكَافِرُونَ

شک نہ رہے اور دل کے زدگی ۳۴ اور کافر کہیں

مَا ذَا آسَأَدَا اللَّهُ بِهَذَا مَثَلًا ۳۵ كَذَلِكَ يُضِلُّ اللَّهُ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي

اس اپنے (تجربہ) کی بات میں اللہ کا کیا مطلب ہے یونہی اللہ گمراہ کرتا ہے جسے چاہے اور ہدایت فرماتا ہے

کہ خدا کی قسم میں نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ابھی ایک کلام سنا نہ وہ آدمی کا نہ جن کا نہ خدا اس میں عجیب شیرینی اور تازگی اور فو اند دل کشی ہے وہ کلام سب پر

غالب رہے گا۔ قریش کو اس کی ان باتوں سے بہت غم ہوا اور ان میں مشہور ہو گیا کہ ولید آبادی دین سے بڑگشتہ (پھر گیا) ہو گیا، ابو جہل نے ولید کو ہموار کرنے کا ذمہ

لیا اور اس کے پاس آکر بہت غمزہ صورت بنا کر بیٹھ گیا ولید نے کہا: کیا غم ہے؟ ابو جہل نے کہا: غم کیسے نہ ہو تو بوڑھا ہو گیا ہے قریش تیرے خرچ کے لیے روپیہ جمع کر

دیں گے انہیں خیال ہے کہ تو نے محمد (مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے کلام کی تعریف اس لیے کی ہے کہ تجھے ان کے دسترخوان کا بچا کھانا مل جائے، اس پر

اسے بہت طیش آیا اور کہنے لگا کہ کیا قریش کو میرے مال و دولت کا حال معلوم نہیں ہے اور کیا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اور ان کے اصحاب نے کبھی سیر ہو کر کھانا

بھی کھایا ہے ان کے دسترخوان پر کیا سچے گا پھر ابو جہل کے ساتھ اٹھا اور قوم میں آکر کہنے لگا تمہارا خیال ہے کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) مجھوں ہیں کیا تم نے ان

میں کبھی دیوانگی کی کوئی بات دیکھی سب نے کہا: ہرگز نہیں، کہنے لگا: تم انہیں کاہن سمجھتے ہو کیا تم نے انہیں کبھی کہا: تم نے دیکھا ہے، سب نے کہا: نہیں، کہا: تم انہیں

شاعر گمان کرتے ہو کیا تم نے کبھی انہیں شعر کہتے پایا، سب نے کہا: نہیں، کہنے لگا: تم انہیں کذاب کہتے ہو کیا تمہارے تجربہ میں کبھی انہوں نے جھوٹ بولا، سب

نے کہا: نہیں اور قریش میں آپ کا صدق و دیانت ایسا مشہور تھا کہ قریش آپ کو امین کہا کرتے تھے یہ سن کر قریش نے کہا پھر بات کیا ہے تو ولید سوچ کر بولا کہ

بات یہ ہے کہ وہ جادوگر ہیں تم نے دیکھا ہوگا کہ ان کی بدولت رشتہ دار رشتہ دار سے باپ بیٹے سے جدا ہو جاتے ہیں بس یہی جادوگر کا کام ہے اور جو قرآن وہ

پڑھتے ہیں وہ دل میں اثر کرتا ہے اس کا باعث یہ ہے کہ وہ جادو ہے اس آیت کریمہ میں اس کا ذکر فرمایا گیا۔ ۱۸ یعنی نہ کسی مستحق عذاب کو چھوڑے نہ کسی

کے جسم پر گوشت پوست کھال لگی رہنے دے بلکہ مستحق عذاب کو گرفتار کرے اور گرفتار کر جولائے اور جب جل جائیں پھر ویسے ہی کر دیئے جائیں۔ ۱۹ جلا کر۔

۲۰ فرشتے۔ ایک مالک اور اٹھارہ ان کے ساتھی۔ ۲۱ کہ حکمت الہی پر اعتماد نہ کر کے اس تعداد میں کلام کریں اور کہیں انہیں کیوں ہوئے۔ ۲۲ یعنی یہود کو

یہ تعداد اپنی کتابوں کے موافق دیکھ کر سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدق کا یقین حاصل ہو ۲۳ یعنی اہل کتاب میں سے جو ایمان لائے ان کا اعتقاد سید

عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ اور زیادہ ہو اور جان لیں کہ حضور جو کچھ فرماتے ہیں وہ وحی الہی ہے اس لیے کتب سابقہ سے مطابق ہوتی ہے ۲۴ جن

کے دلوں میں نفاق ہے۔



مَنْ يَشَاءُ ط وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ ط وَمَا هِيَ إِلَّا ذِكْرٌ

جسے چاہے اور تمہارے رب کے لشکروں کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا اور وہ ۲۵ تو نہیں مگر آدمی

لِلْبَشَرِ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰

کے لیے نصیحت ہاں ہاں چاند کی قسم اور رات کی جب پیٹھ پھیرے اور صبح کی جب اُجالا ڈالے ۲۶

إِنَّهَا لِأَحَدَى الْكُبْرَى ۳۵ نَذِيرٌ لِلْبَشَرِ ۳۶ لِمَنْ شَاءَ مِنْكُمْ أَنْ

بے شک دوزخ بہت بڑی چیزوں میں کی ایک ہے آدمیوں کو ڈراؤ اُسے جو تم میں چاہے کہ

يَتَقَدَّمَ أَوْ يَتَأَخَّرَ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰

آگے آئے ۲۷ یا پیچھے رہے ۲۸ ہر جان اپنی کرنی میں گروی ہے مگر وہی

الْيَبِينِ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰

طرف والے ۲۹ بانگوں میں پوچھتے ہیں مجرموں سے تمہیں کیا بات دوزخ

فِي سَقَرٍ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰

میں لے گئی وہ بولے ہم نماز نہ پڑھتے تھے اور مسکین کو کھانا نہ دیتے تھے ۴۲

وَكُنَّا نَحُوضُ مَعَ الْخَائِضِينَ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰

اور بیہودہ فکر والوں کے ساتھ بیہودہ فکریں کرتے تھے اور ہم انصاف کے دن کو ۴۵ جھٹلاتے رہے

حَتَّىٰ آتَيْنَا الْيَقِينَ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰

یہاں تک کہ ہمیں موت آئی تو انھیں سفارش کی سفارش کام نہ دے گی ۴۶ تو انھیں کیا ہوا

عَنِ التَّذْكَرَةِ مُعْرِضِينَ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰

نصیحت سے منہ پھرتے ہیں ۴۷ گویا وہ بھڑکے ہوئے گدھے ہوں کہ شیر سے

قَسْوَرَةٍ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰

بھاگے ہوں ۵۱ بلکہ ان میں کا ہر شخص چاہتا ہے کہ کھلے صحیفے اس کے ہاتھ میں دے دیئے جائیں ۵۱

۵۲ یعنی جہنم اور اس کی صفت یا آیات قرآن ۵۲ خوب روشن ہو جائے ۵۳ خیر یا جنت کی طرف ایمان لا کر ۵۴ کفر اختیار کر کے اور برائی و عذاب میں گرفتار ہو۔

۵۵ یعنی مومنین وہ گروی نہیں وہ نجات پانے والے ہیں اور انہوں نے نیکیاں کر کے اپنے آپ کو آزاد کرالیا ہے وہ اپنے رب کی رحمت سے مُنْتَفِع ہیں۔ ۵۶ دنیا

میں ۵۷ یعنی مساکین پر صدقہ نہ کرتے تھے ۵۸ جس میں اعمال کا حساب ہوگا اور جزا دی جائے گی مراد اس سے روز قیامت ہے ۵۹ یعنی انبیاء، ملائکہ، شہداء،

كَلَّا ۖ بَلْ لَا يَخَافُونَ الْآخِرَةَ ۝۵۴ كَلَّا إِنَّهُ تَذَكَّرٌ ۝۵۳ فَمَنْ شَاءَ

ہرگز نہیں بلکہ ان کو آخرت کا ڈر نہیں ہے۔ ہاں ہاں بے شک وہ ۵۴ نصیحت ہے تو جو چاہے

ذَكَرَهُ ۝۵۵ وَمَا يَذْكُرُونَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ ۖ هُوَ أَهْلُ التَّقْوَىٰ

اس سے نصیحت لے اور وہ کیا نصیحت مانیں مگر جب اللہ چاہے وہی ہے ڈرنے کے لائق

وَأَهْلُ الْبَغْفِرَةِ ۝۵۶

اور اسی کی شان ہے مغفرت فرمانا

ایاتھا ۲۰ ﴿۵۵﴾ سُورَةُ الْقِيَامَةِ مَكِّيَّةٌ ۳۱ ﴿۵۶﴾ رُكُوعَاتُهَا ۲ ﴿۵۷﴾

سورہ قیامہ مکہ ہے، اس میں چالیس آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان والا ہے

لَا أُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ ۝۱ وَلَا أُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ۝۲ أَيْحَسِبُ

روز قیامت کی قسم یاد فرماتا ہوں اور اس جان کی قسم جو اپنے اوپر بہت ملامت کرے۔ کیا آدمی

الْإِنْسَانُ أَلَّنْ نَجْمَعُ عِظَامَهُ ۝۳ بَلَىٰ قَدَرِينٌ ۚ عَلَىٰ أَنْ نُسَوِّيَ بَنَانَهُ ۝۴

یہ سمجھتا ہے کہ ہم ہرگز اس کی ہڈیاں جمع نہ فرمائیں گے کیوں نہیں ہم قادر ہیں کہ اس کے پورے ٹھیک بنا دیں

صالحین جنہیں اللہ تعالیٰ نے شافع کیا ہے وہ ایمانداروں کی شفاعت کریں گے کافروں کی شفاعت نہ کریں گے جو ایمان نہیں رکھتے انہیں شفاعت بھی میسر نہ آئے

گی۔ ۳۳ یعنی مواضع قرآن سے اعراض کرتے ہیں۔ ۳۵ یعنی مشرکین نادانی و بے وقوفی میں گدھے کی مثل ہیں جس طرح شیر کو دکھ کر وہ بھاگتا ہے اسی طرح یہ

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تلاوت قرآن سن کر بھاگتے ہیں ۳۶ کفار قریش نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ ہم ہرگز آپ کی اتباع نہ

کریں گے جب تک کہ ہم میں سے ہر ایک کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک ایک کتاب نہ آئے جس میں لکھا ہو کہ یہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے فلاں بن فلاں

کے نام ہم اس میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اتباع کا حکم دیتے ہیں۔ ۳۷ کیونکہ اگر انہیں آخرت کا خوف ہوتا تو اولہ قائم ہونے اور معجزات ظاہر

ہونے کے بعد اس قسم کی سرکشانہ جلیہ بازیاں نہ کرتے۔ ۳۸ قرآن شریف ۱۱ سورہ قیامہ مکہ ہے اس میں دو رکوع، چالیس ۴۰ آیتیں، ایک سو ننانوے ۱۹۹

کلمے، چھ سو بانوے ۶۹۲ حرف ہیں۔ ۳۹ باوجود متقی و کثیر الطاعت ہونے کے کہ تم مرنے کے بعد ضرور اٹھائے جاؤ گے۔ ۴۰ یہاں آدمی سے مراد کافر منکر بعثت

ہے۔ شان نزول: یہ آیت عدی بن ربیعہ کے حق میں نازل ہوئی جس نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ اگر میں قیامت کا دن دیکھ بھی لوں جب بھی

نہ مانوں اور آپ پر ایمان نہ لاؤں کیا اللہ تعالیٰ کھری ہوئی ہڈیاں جمع کر دے گا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی جس کے معنی یہ ہیں کہ کیا اس کافر کا یہ گمان ہے کہ ہڈیاں

بکھرنے اور گلنے اور ریزہ ریزہ ہو کر مٹی میں ملنے اور ہواؤں کے ساتھ اڑ کر دروازہ مقامات میں منتشر ہو جانے سے ایسی ہو جاتی ہیں کہ ان کا جمع کرنا کافر ہماری

قدرت سے باہر سمجھتا ہے یہ خیال فاسد اس کے دل میں کیوں آیا اور اس نے کیوں نہیں جانا کہ جو پہلی بار پیدا کرنے پر قادر ہے وہ مرنے کے بعد دوبارہ پیدا کرنے پر

ضرور قادر ہے۔ ۴۰ یعنی اس کی انگلیاں جیسی تھیں بغیر فرق کے ویسی ہی کر دیں اور ان کی ہڈیاں ان کے موقع پر پہنچا دیں جب چھوٹی چھوٹی ہڈیاں اس طرح

ترتیب دے دی جائیں تو بڑی کا کیا کہنا۔

بَلْ يَرِيدُ الْإِنْسَانُ لِيَفْجُرَ أَمَامَهُ ۝ يَسْأَلُ أَيَّانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۖ فَإِذَا

بلکہ آدمی چاہتا ہے کہ اس کی نگاہ کے سامنے بدی کرے وہ پوچھتا ہے قیامت کا دن کب ہوگا پھر جس دن

بَرِقَ الْبَصَرُ ۚ وَخَسَفَ الْقَمَرُ ۙ وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۙ يَقُولُ

آنکھ چوندھیائے گی فٹ اور چاند گبے گا فٹ اور سورج اور چاند ملا دیئے جائیں گے فٹ اس دن

الْإِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ إِلَى رَبِّهِ ۚ كَلَّا لَا تَوَدَّرَ ۙ إِلَىٰ رَبِّكَ يَوْمَئِذٍ

آدمی کہے گا کدھر بھاگ کر جاؤں فٹ ہرگز نہیں کوئی پناہ نہیں اس دن تیرے رب ہی کی طرف جا کر

الْمُسْتَقَرُّ ۙ يَنْبَوُّ الْإِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ بِمَا قَدَّمَ وَأَخَّرَ ۙ بَلِ الْإِنْسَانُ

ٹھہرنا ہے فٹ اس دن آدمی کو اس کا سب اگلا پچھلا جتا دیا جائے گا فٹ بلکہ آدمی

عَلَىٰ نَفْسِهِ بِصِيرَةٍ ۙ وَلَا أَلْقَىٰ مَعَاذِيرَهُ ۙ لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ

خود ہی اپنے حال پر پوری نگاہ رکھتا ہے اور اگر اس کے پاس جتنے بہانے ہوں سب لاڈالے جب بھی نہ سنا جائے گا تم یاد کرنے کی جلدی میں قرآن

لَتَعَجَلَٰ بِهِ ۙ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ ۙ فَإِذَا قَرَأَهُ فَاتَّبِعْ

کے ساتھ اپنی زبان کو حرکت نہ دو فٹ بیشک اس کا محفوظ کرنا فٹ اور پڑھنا فٹ ہمارے ذمہ ہے توجہ ہم اسے پڑھیں فٹ اس وقت اس

قُرْآنَهُ ۙ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ ۙ كَلَّا بَلْ تُحِبُّونَ الْعَاجِلَةَ ۙ وَ

پڑھے ہوئے کی اتباع کرو فٹ پھر بیشک اس کی باریکیوں کا تم پر ظاہر فرمانا ہمارے ذمہ ہے کوئی نہیں بلکہ اے کافر تم پاؤں تلے کی دوست رکھتے ہو فٹ اور

تَذَرُونَ الْآخِرَةَ ۙ وَجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَّاصِرَةٌ ۙ إِلَىٰ رَبِّهَا نَاطِرَةٌ ۙ

آخرت کو چھوڑے بیٹھے ہو کچھ منہ اس دن فٹ ترو تازہ ہوں گے فٹ اپنے رب کو دیکھتے فٹ

۵۔ انسان کا انکار بغث اشتباہ اور عدم دلیل کے باعث نہیں ہے بلکہ حال یہ ہے کہ وہ بحال سوال بھی اپنے فحور پر قائم رہنا چاہتا ہے کہ بطریق استہزاء پوچھتا ہے

قیامت کا دن کب ہوگا۔ (بہل) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس آیت کے معنی میں فرمایا کہ آدمی بغث و حساب کو جھٹلاتا ہے جو اس کے سامنے ہے

سعید بن جبیر نے کہا کہ آدمی گناہ کو مؤقذم کرتا ہے اور توبہ کو مؤخر یہی کہتا رہتا ہے اب توبہ کروں گا اب عمل کروں گا یہاں تک کہ موت آجانی ہے اور وہ اپنی بدیوں

میں مبتلا ہوتا ہے۔ ۶۔ اور حیرت دامن گیر ہوگی فٹ تاریک ہو جائے گا اور روشنی زائل ہو جائے گی۔ ۷۔ یہ ملا دینا یا طلوع میں ہوگا دونوں مغرب سے طلوع

کریں گے یا بے نور ہونے میں۔ ۸۔ جو اس حال و وہشت سے رہائی ملے فٹ تمام خلق اس کے حضور حاضر ہوگی حساب کیا جائے گا جزا دی جائے گی جسے چاہے

گا اپنی رحمت سے جنت میں داخل کرے گا جسے چاہے گا اپنے عدل سے جہنم میں ڈالے گا۔ ۹۔ جو اس نے کیا ہے فٹ شان نزول: سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم جبریل امین کے وحی پہنچا کر فارغ ہونے سے قبل یاد فرمانے کی سعی فرماتے تھے اور جلد جلد پڑھتے اور زبان اقدس کو حرکت دیتے اللہ تعالیٰ نے سید عالم صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم کی مشقت گوارا نہ فرمائی اور قرآن کریم کا سینہ پاک میں محفوظ کرنا اور زبان اقدس پر جاری فرمانا اپنے ذمہ کرم پر لیا اور یہ آیت کریمہ نازل فرما کر

حضور کو مطمئن فرما دیا۔ ۱۰۔ آپ کے سینہ پاک میں فٹ آپ کا فٹ یعنی آپ کے پاس وحی آچکے فٹ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد نبی کریم صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم وحی کو باطمینان سنتے اور جب وحی تمام ہو جاتی تب پڑھتے تھے۔ ۱۱۔ یعنی تمہیں دنیا کی چاہت ہے۔ ۱۲۔ یعنی روز قیامت۔ ۱۳۔ اللہ تعالیٰ کے



وَوَجُوهٌ يَوْمَئِذٍ بَاسِرَةٌ ۚ تَظُنُّ أَنْ يُفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ ۗ ۲۳ ۝ كَلَّا إِذَا

اور کچھ منہ اس دن بگڑے ہوئے ہوں گے ۲۳۔ سمجھتے ہوں گے کہ ان کے ساتھ وہ کی جائے گی جو کمر کو توڑ دے ۲۳۔ ہاں ہاں جب

بَلَغَتِ الشَّرَاقِي ۚ وَقِيلَ مَنْ رَاقٍ ۚ وَظَنَّ أَنَّهُ الْفِرَاقُ ۚ وَ

جان گلے کو پہنچ جائے گی ۲۴۔ اور لوگ کہیں گے ۲۴۔ کہ ہے کوئی جھاڑ پھونک کرے ۲۵۔ اور وہ ۲۶۔ سمجھ لے گا کہ یہ جدائی کی گھڑی ہے ۲۷۔ اور

التَّقَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ۚ إِلَىٰ رَبِّكَ يَوْمَئِذٍ الْمَسَاقُ ۚ فَلَا صَدَقَ

پنڈلی سے پنڈلی لپٹ جائے گی ۲۸۔ اس دن تیرے رب ہی کی طرف ہانکنا ہے ۲۹۔ اس نے منہ نہ تو بچ مانا ۳۰۔

وَلَا صَلَّى ۚ ۳۱ ۝ وَلَكِنْ كَذَّبَ وَتَوَلَّىٰ ۚ ثُمَّ ذَهَبَ إِلَىٰ أَهْلِهِ يَتَمَطَّىٰ ۚ

اور نہ نماز پڑھی ۳۱۔ ہاں جھٹلایا اور منہ پھیرا ۳۲۔ پھر اپنے گھر کو اکڑتا چلا ۳۳۔

أُولَىٰ لَكَ فَأُولَىٰ ۚ ثُمَّ أُولَىٰ لَكَ فَأُولَىٰ ۚ أَيَحْسَبُ الْإِنْسَانُ أَنْ يُتْرَكَ

تیری خرابی آگئی اب آگئی ۳۴۔ پھر تیری خرابی آگئی اب آگئی ۳۵۔ کیا آدمی اس گھنڈہ میں ہے کہ آزاد چھوڑ

سُدَىٰ ۚ أَلَمْ يَكُ نُطْفَةً مِّن مَّنِي سُدَىٰ ۚ ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ

دیا جائے گا ۳۶۔ کیا وہ ایک بوند نہ تھا اس منی کا کہ گرائی جائے ۳۷۔ پھر خون کی پھلک ہو تو اس نے پیدا فرمایا ۳۸۔

نعمت و کرم پر مسرور چہروں سے انوار تاباں یہ مؤمنین کا حال ہے۔ منہ انہیں دیدار الہی کی نعمت سے سرفراز فرمایا جائے گا۔ مسئلہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ آخرت میں مؤمنین کو دیدار الہی میسر آئے گا یہی اہل سنت کا عقیدہ قرآن و حدیث و اجماع کے دلائل کثیرہ اس پر قائم ہیں اور یہ دیدار بے کیف اور بے جہت ہوگا۔

۱۔ سیاہ، تاریک، غمزہ، مایوس، یہ کفار کا حال ہے۔ ۲۔ یعنی وہ عذت عذاب اور ہولناک مصائب میں گرفتار کئے جائیں گے۔ ۳۔ وقت موت ۴۔ جو اس کے قریب ہوں گے ۵۔ تاکہ اس کو شفا حاصل ہو ۶۔ یعنی مرنے والا ۷۔ کہ اہل مکہ اور دنیا سب سے جدائی ہوتی ہے۔ ۸۔ یعنی موت کی کرب سختی سے

پاؤں باہم لپٹ جائیں گے یا یہ معنی ہیں کہ دونوں پاؤں کفن میں لپیٹے جائیں گے یا یہ معنی ہیں کہ شدت پر شدت ہوگی ایک دنیا کی جدائی کی سختی اس کے ساتھ موت کی کرب یا ایک موت کی سختی اور اس کے ساتھ آخرت کی سختیاں۔ ۹۔ یعنی بندوں کا رجوع اسی کی طرف ہے وہی ان میں فیصلہ فرمائے گا۔ منہ یعنی انسان نے،

مراد اس سے ابو جہل ہے۔ ۱۰۔ رسالت اور قرآن کو ۱۱۔ ایمان لانے سے ۱۲۔ منکرانہ شان سے، اب اس سے خطاب فرمایا جاتا ہے ۱۳۔ جب یہ آیت نازل ہوئی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بطحا میں ابو جہل کے کپڑے پکڑ کر اس سے فرمایا ”أُولَىٰ لَكَ فَأُولَىٰ لَكَ فَأُولَىٰ“ یعنی تیری خرابی آگئی اب

آگئی پھر تیری خرابی آگئی اب آگئی تو ابو جہل نے کہا اے محمد! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کیا تم مجھے دھمکاتے ہو تم اور تمہارا رب میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے مکہ کے پہاڑوں کے درمیان میں سب سے زیادہ بوی، زور آور، صاحب شوکت و قوت ہوں مگر قرآنی خبر ضرور پوری ہوتی تھی اور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ضرور

پورا ہونے والا تھا چنانچہ ایسا ہی ہوا اور جنگ بدر میں ابو جہل ذلت و خواری کے ساتھ بری طرح مارا گیا، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر امت میں ایک فرعون ہوتا ہے میری امت کا فرعون ابو جہل ہے، اس آیت میں اس کی خرابی کا ذکر چار مرتبہ فرمایا گیا پہلی خرابی بے ایمانی کی حالت میں ذلت کی موت۔ دوسری خرابی

قبر کی سختیاں اور وہاں کی شدتیں۔ تیسری خرابی مرنے کے بعد اٹھنے کے وقت گرفتار مصائب ہونا۔ چوتھی خرابی عذاب جہنم۔ ۱۵۔ کہ نہ اس پر امر و نہی وغیرہ کے احکام ہوں نہ وہ مرنے کے بعد اٹھایا جائے نہ اس سے اعمال کا حساب لیا جائے نہ اسے آخرت میں جزا دی جائے ایسا نہیں ۱۶۔ رحم میں تو جو ایسے گندے پانی سے پیدا کیا گیا اس کا تکبر کرنا اور پیدائش والے کی نافرمانی کرنا نہایت بے جا ہے۔ ۱۷۔ انسان بنایا۔

فَسَوِّى ۳۸ فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَيْنَ الذَّكَرَ وَالْأُنْثَى ۳۹ ط أَلَيْسَ ذَلِكَ

پھر ٹھیک بنایا ۳۸ تو اس سے وقت دو جوڑے بنائے وقت مرد اور عورت کیا جس نے یہ

بِقَدْرِ عَلَى أَنْ يُحْيِيَ الْمَوْتَى ۴۰ ع

کچھ کیا وہ مردے نہ جلا سکے گا

ایاتھا ۳۱ ﴿۲﴾ سُورَةُ الدَّهْرِ مَدَنِيَّةٌ ۹۸ ﴿۳﴾ مَرَكُوعَاتُهَا ۲ ﴿۴﴾

سورہ دہر مدنیہ ہے، اس میں اکتیس آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ حِينٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُورًا ۱ اِنَّا

بے شک آدمی پر ف ایک وقت وہ گزرا کہ کہیں اس کا نام بھی نہ تھا ف بیشک ہم نے

خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ أَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيهِ فَجَعَلْنَاهُ سَبِيحًا بَصِيرًا ۲

آدمی کو پیدا کیا ملی ہوئی منی سے ف کہ اسے جانچیں ف تو اُسے سنتا دیکھتا کر دیا ف

اِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ اِمَّا شَاكِرًا وَاِمَّا كَفُورًا ۳ اِنَّا اَعْتَدْنَا

بے شک ہم نے اسے راہ بتائی ف یا حق مانتا ف یا ناشکری کرتا ف بے شک ہم نے کافروں

لِلْكَافِرِينَ سَلْسِلًا وَاَعْلًا وَّسَعِيرًا ۴ اِنَّ الْاَبْرَارَ يَشْرَبُونَ مِنْ

کے لیے تیار کر رکھی ہیں زنجیروں ف اور طوق ف اور بھڑکتی آگ ف بے شک نیک پیئیں گے اس جام میں سے

كَاسٍ كَانَ مَرْآجُهَا كَافُورًا ۵ عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللَّهِ يُفَجِّرُونَهَا

جس کی مٹوئی (آمیزش) کافور ہے وہ کافور کیا؟ ایک چشمہ ہے ف جس میں سے اللہ کے نہایت خاص بندے پیئیں گے اپنے مخلوق میں اسے جہاں چاہیں

۳۸ اس کے اعضاء کو کامل کیا اس میں روح ڈالی ف یعنی منی سے یا انسان سے ف وقت دو صفتیں پیدا کیں ف سورہ دہر اس کا نام سورہ انسان بھی ہے۔ مجاہد وقتادہ

اور جمہور کے نزدیک یہ سورت مدنیہ ہے، بعض نے اس کو مکہ کہا ہے۔ اس میں دو رکوع، اکتیس آیتیں، دو سو چالیس ۲۴۰ کلمے اور ایک ہزار چوہن ۱۰۵۴ احرف

ہیں۔ ف یعنی حضرت آدم علیہ السلام پر نفع روح سے پہلے چالیس سال کاف ف کیونکہ وہ ایک مٹی کا خمیر تھا نہ کہیں اس کا ذکر تھا نہ اس کو کوئی جانتا تھا نہ کسی کو اس کی

پیدائش کی حکمتیں معلوم تھیں اس آیت کی تفسیر میں یہ بھی کہا گیا ہے انسان سے جنس مراد ہے اور وقت سے اس کے حمل میں رہنے کا زمانہ۔ ف مرد و عورت کی ف

مُكَلَّف کر کے اپنے امر و نہی سے۔ ف تاکہ دلائل کا مشاہدہ اور آیات کا استنباط کر سکے۔ ف دلائل قائم کر کے رسول بھیج کر کہتا ہیں نازل فرما کر تاکہ ہو ف

یعنی مومن سعید ف کافر شقی۔ ف جنہیں باندھ کر دوزخ کی طرف گھسیٹے جائیں گے۔ ف جو گلوں میں ڈالے جائیں گے ف جس میں جلائے جائیں

گے۔ ف جنت میں۔

تَفْجِيرًا ⑦ يُؤْفُونَ بِاللَّذْرِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا ⑧

بھا کر لے جائیں گے فلا اپنی مٹیں پوری کرتے ہیں فلا اور اُس دن سے ڈرتے ہیں جس کی بُرائی فلا پھیلی ہوئی ہے فلا

وَيُطْعَمُونَ الطَّعَامَ عَلَى حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا ⑧ إِنَّمَا نَطْعِمُكُمْ

اور کھانا کھلاتے ہیں اس کی محبت پر فلا مسکین اور یتیم اور اسییر (قیدی) کو ان سے کہتے ہیں ہم تمہیں خاص

لِوَجْهِ اللَّهِ لَا نُرِيدُ مِنْكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكْرًا ⑨ إِنَّا نَخَافُ مِنْ رَبِّنَا

اللہ کے لیے کھانا دیتے ہیں تم سے کوئی بدلہ یا شکر گزاری نہیں مانگتے بے شک ہمیں اپنے رب سے ایک ایسے دن

يَوْمًا عَبُوسًا قَطْرِيرًا ⑩ فَوَقَّعَهُمُ اللَّهُ شَرَّ ذَلِكَ الْيَوْمِ وَلَقَّاهُمْ نَضْرَةً

کا ڈر ہے جو بہت ٹرس نہایت سخت ہے فلا تو انہیں اللہ نے اس دن کے شر سے بچا لیا اور انہیں تازگی

وَسُرُورًا ⑪ وَجَزَاهُمْ بِمَا صَبَرُوا جَنَّةً وَحَرِيرًا ⑫ مُتَّكِنِينَ فِيهَا

اور شادمانی دی اور ان کے صبر پر انہیں جنت اور ریشمی کپڑے صلہ میں دیئے جنت میں تختوں پر

عَلَى الْأَرَائِكِ ⑬ لَا يَرَوْنَ فِيهَا شَمْسًا وَلَا زَمْهَرِيرًا ⑭ وَدَانِيَةً

تکیہ لگائے ہوں گے نہ اس میں دھوپ دیکھیں گے نہ ٹھہرنا اور اس کے فلا

عَلَيْهِمْ ظِلُّهَا وَذُلَّتْ أَقْطُوفُهَا تَذَلُّبًا ⑮ وَيُطَافُ عَلَيْهِمْ بِانِيَةٍ

سائے ان پر جھلے ہوں گے اور اس کے گچھے جھکا کر نیچے کر دیئے گئے ہوں گے فلا اور ان پر چاندی کے برتنوں

فلا ابرار کے ثواب بیان فرمانے کے بعد ان کے اعمال کا ذکر فرمایا جاتا ہے جو اس ثواب کا سبب ہوئے۔ فلا مَقْتُ یہ ہے کہ جو چیز آدی پر واجب نہیں ہے وہ کسی

شرط سے اپنے اوپر واجب کرے مثلاً یہ کہے کہ اگر میرا مریض اچھا ہو یا میرا مسافر بخیر واپس آئے تو میں راہ خدا میں اس قدر صدقہ دوں گا یا اتنی رکعتیں نماز پڑھوں گا

اس نذر کی وفا واجب ہوتی ہے، معنی یہ ہیں کہ وہ لوگ طاعت و عبادت اور شرع کے واجبات کے عامل ہیں حتیٰ کہ جو طاعات غیر واجبہ اپنے اوپر نذر سے واجب کر

لیتے ہیں اس کو بھی ادا کرتے ہیں۔ فلا یعنی شدت اور سختی فلا قتادہ نے کہا کہ اس دن کی شدت اس قدر پھیلی ہوئی ہے کہ آسمان پھٹ جائیں گے ستارے گر

پڑیں گے چاند سورج بے نور ہو جائیں گے پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے کوئی عمارت باقی نہ رہے گی اس کے بعد یہ بتایا جاتا ہے کہ ان کے اعمال ریا و نمائش سے خالی

ہیں۔ فلا یعنی ایسی حالت میں جبکہ خود انہیں کھانے کی حاجت و خواہش ہو اور بعض مفسرین نے اس کے یہ معنی لیے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں کھلاتے ہیں۔

شان نزول: یہ آیت حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ان کی کثیرہ فضلہ کے حق میں نازل ہوئی، حسین کریمین رضی اللہ تعالیٰ

عنہما بیمار ہوئے ان حضرات نے ان کی صحت پر تین روزوں کی نذر مانی اللہ تعالیٰ نے صحت دی نذر کی وفا کا وقت آیا سب صاحبوں نے روزے رکھے حضرت علی

مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک یہودی سے تین صاع (صاع ایک پیانا ہے) جو لائے حضرت خاتون جنت نے ایک ایک صاع تینوں دن پکا یا لیکن جب افطار کا

وقت آیا اور روٹیاں سامنے رکھیں تو ایک روز مسکین ایک روز یتیم ایک روز اسیر آیا اور تینوں روز یہ سب روٹیاں ان لوگوں کو دے دی گئیں اور صرف پانی سے افطار کر

کے اگلا روزہ رکھ لیا گیا۔ فلا لہذا ہم اپنے عمل کی جزاء یا شکر گزاری تم سے نہیں چاہتے یہ عمل اس لیے ہے کہ ہم اس دن خوف سے امن میں رہیں فلا یعنی گرمی یا

سردی کی کوئی تکلیف وہاں نہ ہوگی فلا یعنی بہشتی درختوں کے فلا کہ کھڑے بیٹھے لیٹے ہر حال میں خوشے باسانی لے سکیں۔



مَنْ فِضَّةٍ وَأَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيرًا ۝۱۵ قَوَارِيرًا مِنْ فِضَّةٍ قَدَّرُوهَا

اور کوزوں کا دور ہو گا جو شیشے کے مثل ہو رہے ہوں گے کیسے شیشے چاندی کے ۲۳ سابقوں نے انہیں پورے

تَقْدِيرًا ۝۱۶ وَيُسْقَوْنَ فِيهَا كَأْسًا كَانَتْ مِرَاجِحًا زُجَبِيًّا ۝۱۷ عَيْنًا

اندازہ پر رکھا ہوگا ۲۴ اور اس میں وہ جام پلائے جائیں گے ۲۵ جس کی ملوٹی ادراک ہوگی ۲۶ وہ ادراک کیا ہے

فِيهَا تُسَيِّسُ سَلْسَبِيلًا ۝۱۸ وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُخَلَّدُونَ ۝۱۹ إِذَا

جنت میں ایک چشمہ ہے جسے سلسبیل کہتے ہیں ۲۷ اور ان کے آس پاس خدمت میں پھریں گے ہمیشہ رہنے والے لڑکے ۲۸ جب

رَأَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَمْنُونًا ۝۱۹ وَإِذَا رَأَيْتَهُمْ رَأَيْتَ نَعِيمًا

تو انہیں دیکھے تو انہیں سمجھے کہ موتی ہیں بکھیرے ہوئے ۲۹ اور جب تو ادھر نظر اٹھائے ایک چین دیکھے ۳۰ اور

مُلْكًا كَبِيرًا ۝۲۰ عَلَيْهِمْ ثِيَابٌ سُدُوسٌ خُضْرٌ وَإِسْتَبْرَقٌ ۝۲۱ وَحُلُوعًا

بڑی سلطنت ۳۱ ان کے بدن پر ہیں کرب کے سبز کپڑے ۳۲ اور قنادیز کے ۳۳ اور انہیں

أَسَاوِرًا مِنْ فِضَّةٍ وَسَقَمَهُمْ رَأْبُومًا شَرَابًا طَهُورًا ۝۲۱ إِنَّ هَذَا لَكَانَ

چاندی کے ننگن پہنائے گئے ۳۴ اور انہیں ان کے رب نے ستھری شراب پلائی ۳۵ ان سے فرمایا جائے گا

لَكُمْ جَزَاءٌ وَكَانَ سَعْيُكُمْ مَشْكُورًا ۝۲۲ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ

یہ تمہارا صلہ ہے ۳۶ اور تمہاری محنت ٹھکانے لگی ۳۷ بے شک ہم نے تم پر ۳۸

۲۳ جنتی برتن چاندی کے ہوں گے اور چاندی کے رنگ اور اس کے حسن کے ساتھ مثل آگینے کے صاف شفاف ہوں گے کہ ان میں جو چیز پی جائے گی وہ باہر سے

نظر آئے گی۔ ۲۴ یعنی پینے والوں کی رغبت کی قدر نہ اس سے کم نہ زیادہ، یہ سلیقہ جنتی خُدم کے ساتھ خاص ہے دنیا کے ساقیوں کو میسر نہیں۔ ۲۵ شراب طہور کے

۲۶ اس کی آمیزش سے شراب کی لذت اور زیادہ ہو جائے گی۔ ۲۷ مقررین تو خالص اسی کو پینیں گے اور باقی اہل جنت کی شرابوں میں اس کی آمیزش ہوگی یہ

چشمہ زیر عرش سے جنت عدن ہوتا ہوا تمام جنتوں میں گزرتا ہے۔ ۲۸ جو نہ کبھی مرے گا نہ بوڑھے ہوں گے نہ ان میں کوئی تغیر آئے گا نہ خدمت سے استکانیں

گے ان کے حسن کا یہ عالم ہوگا ۲۹ یعنی جس طرح فرش مٹھے پر گوہر آبدار غلطان ہو اس حسن و صفا کے ساتھ جنتی غلمان مشغول خدمت ہوں گے۔ ۳۰ جس کا وصف

بیان میں نہیں آسکتا ۳۱ جس کی حد نہایت نہیں نہ اس کوزوں نہ جنتی کو وہاں سے انتقال، وسعت کا یہ عالم کہ ادنیٰ مرتبہ کا جنتی جب اپنے ملک میں نظر کرے گا تو

ہزار برس کی راہ تک ایسے ہی دیکھے گا جیسے اپنے قریب کی جگہ دیکھتا ہو شوکت و شکوہ یہ ہوگا کہ ملائکہ بے اجازت نہ آئیں گے۔ ۳۲ یعنی باریک ریشم کے ۳۳ یعنی

دیز ریشم کے ۳۴ حضرت ابن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہر ایک جنتی کے ہاتھ میں تین ننگن ہوں گے ایک چاندی کا ایک سونے کا ایک موتی کا۔ ۳۵

جو نہایت پاک صاف نہ اسے کسی کا ہاتھ لگا نہ کسی نے چھوا نہ وہ پینے کے بعد شراب دنیا کی طرح جسم کے اندر سر کر بول (پیشاب) بنے بلکہ اس کی صفائی کا یہ عالم ہے

کہ جسم کے اندر تر کر پا کیزہ خوشبو بن کر جسم سے نکلتی ہے اہل جنت کو کھانے کے بعد شراب پیش کی جائے گی اس کو پینے سے ان کے پیٹ صاف ہو جائیں گے اور جو

انہوں نے کھایا ہے وہ پاکیزہ خوشبو بن کر ان کے جسموں سے نکلے گا اور ان کی خواہشیں اور رغبتیں پھر تازہ ہو جائیں گی۔ ۳۶ یعنی تمہاری اطاعت و فرمانبرداری

کا۔ ۳۷ کہ تم سے تمہارا رب راضی ہو اور اس نے تمہیں ثواب عظیم عطا فرمایا۔ ۳۸ اے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

الْقُرْآنَ تَنْزِيلًا ﴿۲۳﴾ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ آثِمًا أَوْ

قرآن بجزرتج اتارا ۲۳ تو اپنے رب کے حکم پر صابر رہوئے اور ان میں کسی گنہگار یا ناشکرے کی

كُفُورًا ﴿۲۴﴾ وَادْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ﴿۲۵﴾ وَمِنَ اللَّيْلِ فَاسْجُدْ

بات نہ سنوئے اور اپنے رب کا نام صبح و شام یاد کروئے اور کچھ رات میں اسے سجدہ کروئے

لَهُ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيلًا ﴿۲۶﴾ إِنَّ هَؤُلَاءِ يُجِبُونَ الْعَاجِلَةَ وَيَذْرُونَ

اور بڑی رات تک اس کی پاکی بولوئے بے شک یہ لوگ وہ پاول تلے کی عزیز رکھتے ہیں

وَرَاءَهُمْ يَوْمًا ثَقِيلًا ﴿۲۷﴾ نَحْنُ خَلَقْنَاهُمْ وَشَدَدْنَا أَسْرَهُمْ وَإِذَا

اور اپنے پیچھے ایک بھاری دن کو چھوڑے بیٹھے ہیں ہم نے انہیں پیدا کیا اور ان کے جوڑ بند مضبوط کئے اور ہم جب

شَدَّابَدَلْنَا أَمْثَالَهُمْ تَبْدِيلًا ﴿۲۸﴾ إِنَّ هَذِهِ تَذْكَرَةٌ ﴿۲۹﴾ فَمَنْ شَاءَ

چاہیں ان جیسے اور بدل دیں بے شک یہ نصیحت ہے تو جو چاہے

اتَّخَذَ إِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيلًا ﴿۳۰﴾ وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ إِنَّ

اپنے رب کی طرف راہ لے لے اور تم کیا چاہو مگر یہ کہ اللہ چاہے بے شک

اللَّهُ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا ﴿۳۱﴾ يُدْخِلُ مَنْ يَشَاءُ فِي رَحْمَتِهِ ط

وہ علم و حکمت والا ہے اپنی رحمت میں لیتا ہے جسے چاہے اور

الظَّالِمِينَ أَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿۳۲﴾

ظالموں کے لیے اس نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے

۲۹ آیت آیت کر کے اور اس میں اللہ تعالیٰ کی بڑی حکمتیں ہیں۔ ۲۴ رسالت کی تبلیغ فرما کر اور اس میں مشقتیں اٹھا کر اور دشمنان دین کی ایذا میں برداشت کر

کے ۲۵ شان نزول: عتبہ بن ربیعہ اور ولید بن مغیرہ یہ دونوں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے آپ اس کام سے باز آئیے یعنی دین

سے، عتبہ نے کہا کہ آپ ایسا کریں تو میں اپنی بیٹی آپ کو بیاہ دوں اور بغیر مہر کے آپ کی خدمت میں حاضر کر دوں، ولید نے کہا کہ میں آپ کو اتنا مال دے دوں کہ

آپ راضی ہو جائیں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ۲۶ نماز میں، صبح کے ذکر سے نماز فجر اور شام کے ذکر سے ظہر اور عصر مراد ہیں۔ ۲۷ یعنی مغرب و عشاء کی

نمازیں پڑھو، اس آیت میں پانچوں نمازوں کا ذکر فرمایا گیا۔ ۲۸ یعنی فرائض کے بعد نوافل پڑھتے رہو، اس میں نماز تہجد آگئی۔ بعض مفسرین نے فرمایا ہے کہ مراد

ذکر لسانی ہے مقصود یہ ہے کہ روز و شب کے تمام اوقات میں دل اور زبان سے ذکر الہی میں مشغول رہو۔ ۲۹ یعنی کفار ۳۰ یعنی محبت دنیا میں گرفتار ہیں

۳۱ یعنی روز قیامت کو جس کے شدائد کفار پر بہت بھاری ہوں گے نہ اس پر ایمان لاتے ہیں نہ اس دن کے لیے عمل کرتے ہیں۔ ۳۲ انہیں ہلاک کر دیں اور

بجائے ان کے ۳۰ جو اطاعت شعار ہوں۔ ۳۱ مخلوق کے لیے ۳۲ اس کی اطاعت بجلا کر اور اس کے رسول کی اتباع کر کے۔ ۳۲ کیونکہ جو کچھ ہوتا ہے

اسی کی مشیت سے ہوتا ہے۔ ۳۲ یعنی جنت میں داخل فرماتا ہے۔ ۳۲ ایمان عطا فرما کر۔ ۳۲ ظالموں سے مراد کافر ہیں۔

## ﴿ ایتھا ۵۰ ﴾ ﴿ سُورَةُ الْمُرْسَلَاتِ مَكِّيَّةٌ ۳۳ ﴾ ﴿ مَرُوعَاتُهَا ۲ ﴾

سورہ مرسلت مکہ ہے، اس میں پچاس آیتیں اور دو رکوع ہیں

### بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا ۱۱ فَالْعَصْفِ عَصْفًا ۲۱ وَالنَّشْرِ نَشْرًا ۳۱

تم ان کی جو بھیجی جاتی ہیں لگاتار ۱۱ پھر زور سے جھونکا دینے والیاں ۲۱ پھر ابھار کر اٹھانے والیاں ۳۱

فَالْفُرْقَاتِ ۴۱ فَاَلْمَلٰٓئِكٰتِ ذٰكِرٰتِ ۵۱ عٰدِرٰاۙ اَوْ نٰدِرٰاۙ ۶۱ اِنَّمَا

پھر حق ناقص جدا کر کے والیاں ۴۱ پھر ان کی قسم جو ذکر کا القا کرتی ہیں ۵۱ حجت تمام کرنے یا ڈرانے کو بے شک

تُوْعَدُوْنَ لَوٰاقِعٍ ۷۱ فَاِذَا النُّجُوْمُ طُوَسَتْ ۸۱ وَاِذَا السَّمَاءُ فُرْجَتْ ۹۱

جس بات کا تم وعدہ دیتے جاتے ہو وہ ضرور ہونی ہے ۷۱ پھر جب تارے مٹ کر دیئے جائیں اور جب آسمان میں رخنہ پڑیں

وَ اِذَا الْجِبَالُ سُفَّتْ ۱۰۱ وَاِذَا الرُّسُلُ اُقْتَتَتْ ۱۱۱ لَّآئِي يَوْمٍ

اور جب پہاڑ غبار کر کے اڑا دیئے جائیں اور جب رسولوں کا وقت آئے وہ کس دن کے لیے

اُجِّلَتْ ۱۲۱ لِيَوْمِ الْفُصْلِ ۱۳۱ وَمَا اَدْرٰٓرُكَ مَا يَوْمُ الْفُصْلِ ۱۴۱ وَيْلٌ

ٹھہرائے گئے تھے روز فیصلہ کے لیے اور تو کیا جانے وہ روز فیصلہ کیا ہے ۱۴۱ جھٹلانے والوں

۱۔ سورہ مُرْسَلَاتِ مکہ ہے اس میں دو رکوع، پچاس، ۵۰ آیتیں، ایک سوا سی ۱۸۰ کلمے، آٹھ سو سولہ ۸۱۶ حرف ہیں۔ شان نزول: حضرت ابن مسعود رضی اللہ

تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ وَالْمُرْسَلَاتِ حَبِ جَنِّ میں نازل ہوئی، ہم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رکاب سعادت میں تھے جب منیٰ کی غار میں پہنچے وَالْمُرْسَلَاتِ

نازل ہوئی، ہم حضور سے اس کو پڑھتے تھے اور حضور اس کی تلاوت فرماتے تھے اچانک ایک سانپ نے جنت کی ہم اس کو مارنے کے لیے لپکے وہ بھاگ گیا حضور نے

فرمایا: تم اس کی برائی سے بچائے گئے وہ تمہاری برائی سے۔ یہ غار منیٰ میں غار الْمُرْسَلَاتِ کے نام سے مشہور ہے۔ ۱۔ ان آیتوں میں جو قسمیں مذکور ہیں وہ پانچ

صفات ہیں جن کے موصوفات ظاہر میں مذکور نہیں اسی لیے مفسرین نے ان کی تفسیر میں بہت وجوہ ذکر کی ہیں بعض نے یہ پانچوں صفتیں ہواؤں کی قرار دی ہیں، بعض

نے ملائکہ کی، بعض نے آیات قرآن کی، بعض نے نفوس کاملہ کی جو اسکمال کے لیے اہدان کی طرف بھیجے جاتے ہیں پھر وہ ریاضتوں کے جھونکوں سے ماسوائے حق کو

اڑا دیتے ہیں پھر تمام اعضاء میں اس اثر کو پھیلاتے ہیں پھر حق بالذات اور باطل فی نفسہ میں فرق کرتے ہیں اور ذات الہی کے سوا ہر شے کو ہالک دیکھتے ہیں پھر ذکر

کالقاء کرتے ہیں اس طرح کہ دلوں میں اور زبانوں پر اللہ تعالیٰ کا ذکر ہی ہوتا ہے اور ایک وجہ یہ ذکر کی ہے کہ پہلی تین صفتوں سے ہوائیں مراد ہیں اور باقی دو سے

فرشتے اس تقدیر پر معنی یہ ہیں کہ قسم ان ہواؤں کی جو لگاتار بھیجی جاتی ہیں پھر زور سے جھونکے دیتی ہیں، ان سے مراد عذاب کی ہوائیں ہیں (غازن و جمل وغیرہ) ۱۔

یعنی وہ رحمت کی ہوائیں جو بادلوں کو اٹھاتی ہیں، اس کے بعد جو صفتیں مذکور ہیں وہ قول اخیر پر جماعت ملائکہ کی ہیں۔ ابن کثیر نے کہا کہ فَاَلْمَلٰٓئِكٰتِ وَمَلٰٓئِكٰتِ سے

جماعت ملائکہ مراد ہونے پر اجماع ہے۔ ۱۔ انبیاء و مرسلین کے پاس وحی لا کر وہ یعنی بَعَثَ وعذاب اور قیامت کے آنے کا ۱۔ کہ اس کے ہونے میں کچھ

بھی شک نہیں۔ ۱۔ وہ امتوں پر گواہی دینے کے لیے جمع کئے جائیں۔ ۱۔ اور اس کے ہول و شدت کا کیا عالم ہے۔



يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ۱۵ أَلَمْ نُهْلِكِ الْآوَالِينَ ۱۶ ثُمَّ نُنْبِئُهُمُ

کی اس دن خرابی وہ کیا ہم نے انگوں کو ہلاک نہ فرمایا وہ پھر پچھلوں کو ان کے

الْآخِرِينَ ۱۷ كَذَلِكَ نَفْعَلُ بِالْبُجْرِ مِثْلَ ۱۸ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ

پچھے پہنچائیں گے وہ مجرموں کے ساتھ ہم ایسا ہی کرتے ہیں اس دن جھٹلانے

لِلْمُكَذِّبِينَ ۱۹ أَلَمْ نَخْلُقْكُمْ مِنْ مَّاءٍ مَّهِينٍ ۲۰ فَجَعَلْنَاهُ فِي قَرَارٍ

والوں کی خرابی کیا ہم نے تمہیں ایک بے قدر پانی سے پیدا نہ فرمایا وہ پھر اسے ایک محفوظ

مَكِينٍ ۲۱ إِلَىٰ قَدَرٍ مَّعْلُومٍ ۲۲ فَقَدَرْنَا فَنِعْمَ الْقَدِيرُونَ ۲۳ وَيْلٌ

جگہ میں رکھا وہ ایک معلوم اندازہ تک وہ پھر ہم نے اندازہ فرمایا تو ہم کیا ہی اچھے قادر وہ اس دن

يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ۲۴ أَلَمْ نَجْعَلِ الْأَرْضَ كِفَاتًا ۲۵ أَحْيَاءَ وَ

جھٹلانے والوں کی خرابی کیا ہم نے زمین کو جمع کرنے والی نہ کیا تمہارے زندوں اور

أَمْوَاتًا ۲۶ وَجَعَلْنَا فِيهَا رِوَاْسِي شِهَابٍ وَأَسْقَيْنَكُم مَّاءً فُرَاتًا ۲۷

مردوں کی وہ اور ہم نے اس میں اونچے اونچے لنگر ڈالے وہ اور ہم نے تمہیں خوب بیٹھا پانی پلایا وہ

وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ۲۸ انْطَلِقُوا إِلَىٰ مَا كُنْتُمْ بِهِ تُكَذِّبُونَ ۲۹

اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی وہ چلو اس کی طرف وہ جسے جھٹلاتے تھے

انْطَلِقُوا إِلَىٰ ظِلٍّ ذِي ثَلَاثِ شُعَبٍ ۳۰ لَا ظَلِيلٍ وَلَا يُغْنِي مِنَ

چلو اس دھوئیں کے سائے کی طرف جس کی تین شاخیں وہ نہ سایہ دے وہ نہ لپٹ سے

اللَّهَبِ ۳۱ إِنهَاترْمِي بِشَرِّهَا الْقَصْرِ ۳۲ كَانَهُ جِلْتًا صَفْرًا ۳۳ وَيْلٌ

بچائے وہ بے شک دوزخ چنگاریاں اڑاتی ہے وہ جیسے اونچے محل گویا وہ زرد رنگ کے اونٹ ہیں اس دن

وہ جو دنیا میں توحید و نبوت اور روز آخرت اور بعث و حساب کے منکر تھے۔ وہ دنیا میں عذاب نازل کر کے جب انہوں نے رسولوں کو جھٹلایا وہ یعنی جو پہلی

امتوں کے مُکذِّبِین کی راہ اختیار کر کے سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تکذیب کرتے ہیں انہیں بھی پہلوں کی طرح ہلاک فرمائیں گے۔ وہ یعنی نطفہ

سے وہ یعنی رحم میں وہ وقت ولادت تک جس کو اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ وہ اندازہ فرمانے پر۔ (جمل) وہ کہ زندے اس کی پشت پر جمع رہتے ہیں اور مردے

اس کے بطن میں۔ وہ بلند پہاڑوں کے۔ وہ زمین میں چشمے اور منبع پیدا کر کے، یہ تمام باتیں مُردوں کو زندہ کرنے سے زیادہ عجیب ہیں۔ وہ اور روز قیامت

کافروں سے کہا جائے گا کہ جس آگ کا تم انکار کرتے تھے اس کی طرف جاؤ۔ وہ یعنی اس عذاب کی طرف وہ اس سے جہنم کا دھواں مراد ہے جو اونچا ہو کر تین

شاخیں ہو جائے گا، ایک کفار کے سروں پر ایک اُن کے دائیں اور ایک اُن کے بائیں اور حساب سے فارغ ہونے تک انہیں اسی دھوئیں میں رہنے کا حکم ہوگا جبکہ اللہ

تعالیٰ کے پیارے بندے اس کے عرش کے سایہ میں ہوں گے۔ اس کے بعد جہنم کے دھوئیں کی شان بیان فرمائی جاتی ہے کہ وہ ایسا ہے کہ وہ جس سے اس دن کی

يَوْمٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ﴿۳۳﴾ هَذَا يَوْمٌ لَا يَنْطِقُونَ ﴿۳۵﴾ وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ

جھٹلانے والوں کی خرابی یہ دن ہے کہ وہ نہ بول سکیں گے ۳۵ اور نہ انھیں اجازت ملے

فَيَعْتَدِرُونَ ﴿۳۶﴾ وَيُلْئِي يَوْمٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ﴿۳۷﴾ هَذَا يَوْمُ الْفَصْلِ ج

کہ عذر کریں ۳۶ اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی یہ ہے فیصلہ کا دن ہم نے

جَعَلْنَاكُمْ وَالْأَوْلِيَّيْنَ ﴿۳۸﴾ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ كَيْدٌ فَكِيدُوا ﴿۳۹﴾ وَيُلْئِي يَوْمٍ

تمہیں جمع کیا ۳۸ اور سب اگلوں کو ۳۹ اب اگر تمہارا کوئی داؤں ہو تو مجھ پر چل لو ۳۹ اس دن جھٹلانے

لِلْمُكَذِّبِينَ ﴿۴۰﴾ إِنَّ السُّتْقِينَ فِي ظُلْلِ وَعُيُونِ ﴿۴۱﴾ وَفَوَاكِهَ مِمَّا

والوں کی خرابی بے شک ڈر والے فس سايوں اور چشموں میں ہیں اور میووں میں سے جو کچھ

يَشْتَهُونَ ﴿۴۲﴾ كُلُّوا شَرَبُوا هَنِيئًا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۴۳﴾ إِنَّا

ان کا جی چاہے ۴۲ کھاؤ اور پیو رچتا ہوا ۴۳ اپنے اعمال کا صلہ ۴۳ بے شک

كَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ﴿۴۴﴾ وَيُلْئِي يَوْمٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ﴿۴۵﴾ كُلُّوا

نیوں کو ہم ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی ۴۵ کچھ دن کھالو

وَتَسَّعُوا قَلِيلًا إِنَّكُمْ مُجْرِمُونَ ﴿۴۶﴾ وَيُلْئِي يَوْمٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ﴿۴۷﴾ وَ

اور برت لو ۴۷ ضرور تم مجرم ہو ۴۷ اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی اور

گرمی سے کچھ امن پائیں ۴۸ آتش جہنم کی ۴۹ اتنی اتنی بڑی ۴۹ نہ کوئی ایسی جنت پیش کر سکیں گے جو انہیں کام دے۔ حضرت ابن عباس

رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ روز قیامت بہت سے موقع ہوں گے بعض میں کلام کریں گے بعض میں کچھ بول نہ سکیں گے۔ ۴۷ اور درحقیقت ان

کے پاس کوئی عذر ہی نہ ہوگا کیونکہ دنیا میں جہنمیں تمام کر دی گئیں اور آخرت کے لیے کوئی جائے عذر باقی نہیں رکھی گئی البتہ انہیں یہ خیال فاسد

آئے گا کہ کچھ حیلے بنائیں یہ حیلے پیش کرنے کی اجازت نہ ہوگی۔ جنید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اس کو عذر ہی کیا ہے جس نے نعمت

دینے والے سے روگردانی کی اس کی نعمتوں کو جھٹلایا اس کے احسانوں کی ناسپاسی (ناشکری) کی۔ ۴۸ اے سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلّم کی تکذیب کرنے والو! ۴۸ جو تم سے پہلے انبیاء کی تکذیب کرتے تھے تمہارا ان کا سب کا حساب کیا جائے گا اور تمہیں انہیں سب کو عذاب کیا

جائے گا ۴۹ اور کسی طرح اپنے آپ کو عذاب سے بچا سکو تو بچالو۔ یہ انتہا درجہ کی توبیح ہے کیونکہ یہ تو وہ یقینی جانتے ہوں گے کہ نہ آج کوئی

مگر چل سکتا ہے نہ کوئی حیلہ کام دے سکتا ہے۔ ۴۹ جو عذاب الہی کا خوف رکھتے تھے جنتی درختوں کے ۴۹ اس سے لذت اٹھاتے ہیں،

اس آیت سے ثابت ہوا کہ اہل جنت کو ان کے حسب مرضی نعمتیں ملیں گی بخلاف دنیا کے کہ یہاں آدمی کو جو میسر آتا ہے اسی پر راضی ہونا پڑتا

ہے اور اہل جنت سے کہا جائے گا ۴۹ لذیذ خالص جس میں ذرا بھی تَنَغُّص (بدمزگی) کا شائبہ نہیں ۴۹ ان طاعات کا جو تم دنیا میں بجالائے

تھے ۴۹ اس کے بعد تہدید کے طور پر کفار کو خطاب کیا جاتا ہے کہ اے دنیا میں تکذیب کرنے والو! تم دنیا میں ۴۹ اپنی موت کے وقت تک

۴۹ کافر ہو دائی عذاب کے مستحق ہو۔

إِذَا قِيلَ لَهُمْ ارْكَعُوا لَا يَرْكَعُونَ ﴿٣٨﴾ وَيُلْهُمِ اللَّهُمَّ لِلْمُكَدِّبِينَ ﴿٣٩﴾

جب ان سے کہا جائے کہ نماز پڑھو تو نہیں پڑھتے اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی

فِي آيِ حَدِيثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ ﴿٥٠﴾

پھر اس آیت کے بعد کون سی بات پر ایمان لائیں گے ۲۸

۳۷ قرآن شریف ۳۸ یعنی قرآن شریف کتب الہیہ میں سب سے آخر کتاب ہے اور بہت ظاہر معجزہ ہے اس پر ایمان نہ لائے تو پھر ایمان لانے کی کوئی صورت نہیں۔



## ﴿۲﴾ ایتھا ۲۰ ﴿۸﴾ سُورَةُ النَّبَا مَكِّيَّةٌ ۸۰ ﴿۳﴾ رُكُوعَاتُهَا ۲ ﴿۴﴾

سورہ نبا مکیہ ہے، اس میں چالیس آیتیں اور دو رکوع ہیں

### بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

## عَمَّ يَتَسَاءَلُونَ ۚ عَنِ النَّبَا الْعَظِيمِ ۚ الَّذِي هُمْ فِيهِ

یہ ۱ آپس میں کاہے کی پوچھ گچھ کر رہے ہیں ۲ بڑی خبر کی ۳ جس میں وہ

مُخْتَلِفُونَ ۚ ۳ كَلَّا سَيَعْلَمُونَ ۚ ۴ ثُمَّ كَلَّا سَيَعْلَمُونَ ۚ ۵ اَلَمْ نَجْعَلِ

کئی راہ ہیں ۴ ہاں ہاں اب جان جائیں گے پھر ہاں ہاں جان جائیں گے ۵ کیا ہم نے

الْاَرْضَ مِهْدًا ۚ ۶ وَالْجِبَالَ اَوْتَادًا ۚ ۷ وَخَلَقْنَاكُمْ اَزْوَاجًا ۚ ۸ وَجَعَلْنَا

زمین کو بچھونا نہ کیا ۶ اور پہاڑوں کو میخیں ۷ اور تمہیں جوڑے بنایا ۸ اور تمہاری

نَوْمَكُمْ سُبَاتًا ۚ ۹ وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ لِبَاسًا ۚ ۱۰ وَجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ۚ ۱۱

نیند کو آرام کیا ۹ اور رات کو پردہ پوش کیا ۱۰ اور دن کو روزگار کے لئے بنایا ۱۱

وَبَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا ۚ ۱۲ وَجَعَلْنَا سِرَاجًا وَهَاجًا ۚ ۱۳ وَاَنْزَلْنَا

اور تمہارے اوپر سات مضبوط چٹائیاں چنیں (تعمیر کیں) ۱۲ اور ان میں ایک نہایت چمکتا چراغ رکھا ۱۳ اور بھری

۱ سورۃ نبأ: اس کو سورۃ تساول اور سورۃ عَمَّ يَتَسَاءَلُونَ، بھی کہتے ہیں، یہ سورت مکیہ ہے اس میں دو رکوع چالیس یا اکتالیس آیتیں ایک سو بہتر کلمے نو سو ستر

حرف ہیں۔ ۲ کفار قریش ۳ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب اہل مکہ کو توحید کی دعوت دی اور مرنے کے بعد زندہ کئے جانے کی خبر دی اور قرآن

کریم کی تلاوت فرما کر انہیں سنایا تو ان میں باہم گفتگو میں شروع ہوئیں اور ایک دوسرے سے پوچھنے لگے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا دین لائے ہیں؟ اس

آیت میں ان کی گفتگو کا بیان ہے اور تفخیم شان کے لیے استقام کے بیرون میں بیان فرمایا یعنی وہ کیا عظیم الشان بات ہے جس میں یہ لوگ ایک دوسرے

سے پوچھ گچھ کر رہے ہیں، اس کے بعد وہ بات بیان فرمائی جاتی ہے ۴ ”بڑی خبر“ سے مراد یا قرآن ہے یا سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت اور آپ کا

دین یا مرنے کے بعد زندہ کئے جانے کا مسئلہ۔ ۵ کہ بعض تو قطعی انکار کرتے ہیں بعض شک میں ہیں اور قرآن کریم کو ان میں سے کوئی تو سخر کہتا ہے کوئی شعر کوئی

کہانت اور کوئی اور کچھ، اسی طرح سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کوئی ساحر کہتا ہے کوئی شاعر کوئی کاؤن۔ ۶ اس تکذیب و انکار کے نتیجے کو۔ اس کے بعد اللہ

تعالیٰ نے اپنے عجب قدرت میں سے چند چیزیں ذکر فرمائیں تاکہ یہ لوگ ان کی دلالت سے اللہ تعالیٰ کی توحید کو جانیں اور یہ سمجھیں کہ اللہ تعالیٰ عالم کو پیدا کرنے

اور اس کے بعد اس کو فنا کرنے اور بعد پھر حساب و جزا کے لیے پیدا کرنے پر قادر ہے۔ ۷ کہ تم اس میں رہو اور وہ تمہاری قرار گاہ ہو۔ ۸ جن سے زمین

ثابت و قائم رہے ۹ مرد و عورت ۱۰ تمہارے جسموں کے لیے تاکہ اس سے کوفت اور نکان دور ہو اور راحت حاصل ہو۔ ۱۱ جو اپنی تاریکی سے ہر چیز کو

چھپاتی ہے ۱۲ کہ تم اس میں اللہ تعالیٰ کا فضل اور اپنی روزی تلاش کرو۔ ۱۳ جن پر زمانہ گزرنے کا اثر نہیں ہوتا اور ٹھنڈگی (پراناپن) و بوسیدگی ان تک راہ

نہیں پاتی، مُراد ان چٹائیوں سے سات آسمان ہیں۔ ۱۴ یعنی آفتاب جس میں روشنی بھی ہے اور گرمی بھی۔

مِنَ الْمُعْصِرَاتِ مَاءً ثَجَّاجًا ۱۳ لِيُخْرِجَ بِهِ حَبًّا وَنَبَاتًا ۱۵ وَجَنَّتِ

بدلیوں سے زور کا پانی اتارا کہ اس سے پیدا فرمائیں اناج اور سبزہ اور گھنے

الْفَاقَا ۱۶ إِنَّ يَوْمَ الْفُصْلِ كَانَ مِيقَاتًا ۱۷ يَوْمَ يَنْفَخُ فِي الصُّورِ

باغ ۱۵ بے شک فیصلے کا دن ۱۶ ٹھہرا ہوا وقت ہے جس دن صور پھونکا جائے گا ۱۷

فَتَأْتُونَ أَفْوَجًا ۱۸ وَفُتِحَتِ السَّمَاءُ فَكَانَتْ أَبْوَابًا ۱۹ وَسُيِّرَتِ

تو تم چلے آؤ گے ۱۸ فوجوں کی فوجیں اور آسمان کھولا جائے گا کہ دروازے ہو جائے گا ۱۹ اور پہاڑ چلائے جائیں

الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا ۲۰ إِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا ۲۱ لِلطَّاغِينَ

کے کہ ہو جائیں گے جیسے چمکتا دیر سے پانی کا دھوکا دیتا بے شک جہنم تاک میں ہے سرکشوں کا

مَا بَأْسًا ۲۲ لِبِئْسَ مَا كَانَتْ مِيقَاتًا ۲۳ لَا يَذُوقُونَ فِيهَا بَرْدًا وَلَا شَرَابًا ۲۴

ٹھکانا اس میں قرون (مدتوں) رہیں گے ۲۳ اس میں کسی طرح کی ٹھنڈک کا مزہ نہ پائیں گے اور نہ کچھ پینے کو

إِلَّا حَبِيبًا وَسَخَابًا ۲۵ جَزَاءً وَفَاقًا ۲۶ إِنَّهُمْ كَانُوا لَا يَرْجُونَ

مگر کھولتا پانی اور دوزخیوں کا جلتا پیپ جیسے کو تیسرا بدلہ ۲۵ بے شک انہیں حساب کا خوف

حِسَابًا ۲۷ وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا كِذَابًا ۲۸ وَكُلُّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ كِتَابًا ۲۹

نہ تھا ۲۷ اور ہماری آیتیں حد بھر جھٹلائیں اور ہم نے ۲۸ ہر چیز لکھ کر شمار کر رکھی ہے ۲۹

فَذُوقُوا فَلَنْ نَزِيدَكُمْ إِلَّا عَذَابًا ۳۰ إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ مَفَازًا ۳۱ حَدَائِقَ

اب چکھو کہ ہم تمہیں نہ بڑھائیں گے مگر عذاب بے شک ڈر والوں کو کامیابی کی جگہ ہے ۳۱ باغ ہیں ۳۰

وَأَعْنَابًا ۳۲ وَكَوَاعِبَ أَتْرَابًا ۳۳ وَكَأْسًا دِهَاقًا ۳۴ لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا

اور انگور اور اٹھتے جو بن والیاں ایک عمر کی اور پھلکتا جام ۳۳ جس میں نہ کوئی

۳۵ تو جس نے اتنی چیزیں پیدا کر دیں وہ انسان کو مرنے کے بعد زندہ کرے تو کیا تعجب! نیز ان اشیاء کا پیدا کرنا حکیم کا فعل ہے اور حکیم کا فعل ہرگز عیب اور بیکار

نہیں ہوتا اور مرنے کے بعد اٹھنے اور سزا و جزا کے انکار کرنے سے لازم آتا ہے کہ منکر کے نزدیک تمام افعال و عیب ہوں اور عیب ہونا باطل تو بعث و جزا کا انکار بھی

باطل، اس برہان قوی سے ثابت ہو گیا کہ مرنے کے بعد اٹھنا اور حساب و جزا ضرور ہے اس میں شک نہیں۔ ۳۱ ثواب و عذاب کے لیے ۳۱ مراد اس سے نفی

آخرہ ہے۔ ۳۲ اپنی قبروں سے حساب کے لیے موقت کی طرف۔ ۳۳ اور اس میں راہیں بن جائیں گی ان سے ملائکہ اتریں گے۔ ۳۴ جن کی نہایت نہیں یعنی

ہمیشہ رہیں گے۔ ۳۵ جیسے عمل و بسی جزا یعنی جیسا کفر بدترین جرم ہے ویسا ہی سخت ترین عذاب ان کو ہوگا۔ ۳۶ کیونکہ وہ مرنے کے بعد اٹھنے کے منکر تھے۔

۳۷ لوح محفوظ میں۔ ۳۸ ان کے تمام نیک و بد اعمال ہمارے علم میں ہیں ہم ان پر جزا دیں گے اور آخرت میں وقت عذاب ان سے کہا جائے گا ۳۹ جنت میں

جہاں انہیں عذاب سے نجات ہوگی اور ہر مرد حاصل ہوگی۔ ۳۹ جن میں قسم قسم کے نفیس پھلوں والے درخت ۳۹ شراب نفیس کا۔

لَعَوَا وَلَا كِذْبًا ۳۵ ﴿جَزَاءٌ مِّنْ رَبِّكَ عَطَاءٌ حِسَابًا﴾ ۳۶ رَبِّ السَّمَوَاتِ

بیہودہ بات سنیں اور نہ جھٹلائیں ۳۵ صلہ تمہارے رب کی طرف سے ۳۶ نہایت کافی عطا وہ جو رب ہے آسمانوں کا

وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الرَّحْمَنُ لَا يَمْلِكُونَ مِنْهُ خِطَابًا ۳۷ يَوْمَ

اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے رحمن کہ اس سے بات کرنے کا اختیار نہ رکھیں گے ۳۷ دن

يَقُومُ الرُّوحُ وَالْمَلِكَةُ صَفًا ۳۸ لَا يَتَكَلَّمُونَ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَنُ وَ

جبریل کھڑا ہوگا اور سب فرشتے پرا باندھے (مفیس بنائے) کوئی نہ بول سکے گا ۳۸ مگر جسے رحمن نے اذن دیا ۳۸ اور

قَالَ صَوَابًا ۳۹ ذَلِكِ الْيَوْمِ الْحَقُّ ۴۰ فَمَنْ شَاءَ اتَّخَذَ إِلَىٰ رَبِّهِ مَا بَابًا ۴۱

اس نے ٹھیک بات کہی ۳۹ وہ سچا دن ہے اب جو چاہے اپنے رب کی طرف راہ بنا لے ۴۱

إِنَّا أَنْذَرْنَاكُمْ عَذَابًا قَرِيبًا ۴۲ يَوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدَاؤُهُ وَ

ہم تمہیں ۴۲ ایک عذاب سے ڈراتے ہیں کہ نزدیک آگیا ۴۲ جس دن آدمی دیکھے گا جو کچھ اس کے ہاتھوں نے آگے بھیجا ۴۲ اور

يَقُولُ الْكَافِرُ يَلْبِيتُنِي كُنْتُ تَرَبًّا ۴۳

کافر کہے گا ہائے میں کسی طرح خاک ہو جاتا ۴۳

﴿آیتھا ۴۲﴾ ﴿سُورَةُ التَّرْوَعِ مَكِّيَّةٌ ۸۱﴾ ﴿مَرْكُوعَاتِهَا ۲﴾

سورہ نزلت مکہ ہے، اس میں چھیالیس آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

۲۸ یعنی جنت میں نہ کوئی بیہودہ بات سننے میں آئے گی نہ وہاں کوئی کسی کو جھٹلائے گا۔ ۲۹ تمہارے اعمال کا وفا بسبب اس کے خوف کے۔ ۳۰ اس کے

زعب و جلال سے ۳۱ کلام یا شفاعت کا ۳۲ دنیا میں اور اسی کے مطابق عمل کیا۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ ٹھیک بات سے کلمہ طیبہ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ مراد ہے۔

۳۳ عمل صالح کر کے تاکہ عذاب سے محفوظ رہے۔ ۳۴ اے کافر! ۳۵ مراد اس سے عذاب آخرت ہے۔ ۳۶ یعنی ہر نیکی بدی اس کے نامہ اعمال میں

درج ہوگی جس کو وہ روز قیامت دیکھے گا۔ ۳۷ تاکہ عذاب سے محفوظ رہتا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ روز قیامت جب جانوروں اور چوپایوں کو

اٹھایا جائے گا اور انہیں ایک دوسرے سے بدلہ دلا یا جائے گا اگر سینگ والے نے بے سینگ والے کو مارا ہوگا تو اسے بدلہ دلا یا جائے گا، اس کے بعد وہ سب خاک کر

دیئے جائیں گے۔ یہ دیکھ کر کافر تمنا کرے گا کہ کاش میں بھی خاک کر دیا جاتا۔ بعض مفسرین نے اس کے یہ معنی بیان کئے ہیں کہ مؤمنین پر اللہ تعالیٰ کے انعام دیکھ کر

کافر تمنا کرے گا کہ کاش وہ دنیا میں خاک ہوتا یعنی متواضع ہوتا متکبر و سرکش نہ ہوتا۔ ایک قول مفسرین کا یہ بھی ہے کہ کافر سے مراد ابلیس ہے جس نے حضرت آدم

علیہ السلام پر طعن کیا تھا کہ وہ مٹی سے پیدا کئے گئے اور اپنے آگ سے پیدا کئے جانے پر افتخار کیا تھا جب وہ حضرت آدم اور ان کی ایماندار اولاد کے ثواب کو دیکھے گا

اور اپنے آپ کو شدت عذاب میں مبتلا پائے گا تو کہے گا کاش میں مٹی ہوتا یعنی حضرت آدم کی طرح مٹی سے پیدا کیا ہوا ہوتا۔ ۴۱ ”سورۃ النَّازِعَاتِ“ کی ہے اس

میں دو رکوع چھیالیس آیتیں ایک سو ستائیس کلمے سات سو تیرن حرف ہیں۔



وَالزُّرْعَتِ غَرَقًا ۱ وَالنُّشُطِ نَشْطًا ۲ وَالسَّبْحِ سَبْحًا ۳

تم ان کی ۱ کہ سختی سے جان کھینچیں ۲ اور نرمی سے بند کھولیں ۳ اور آسانی سے پیریں (چلیں) ۴

فَالسَّبْقِ سَبْقًا ۴ فَاَلْمَدِيرَاتِ أَمْرًا ۵ يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ ۶

پھر آگے بڑھ کر جلد پہنچیں ۴ پھر کام کی تدبیر کریں ۵ کہ کافروں پر ضرور عذاب ہوگا جس دن تھر تھرائے گی تھر تھرانے والی ۶

تَتَّبِعُهَا الرَّادِفَةُ ۷ قُلُوبٌ يَوْمَئِذٍ وَاجِفَةٌ ۸ أَبْصَارُهَا خَاشِعَةٌ ۹

اُس کے پیچھے آئے گی پیچھے آنے والی ۷ کتنے دل اس دن دھڑکتے ہوں گے ۸ آنکھ اوپر نہ اٹھائیں گے ۹

يَقُولُونَ ءَإِنَّا لَنَرُدُّوهُنَّ فِي الْحَافِرَةِ ۱۰ ءَإِذَا كُنَّا عِظَامًا نَخِرَةً ۱۱

کافروں کہتے ہیں کیا ہم پھر اگلے پاؤں پلین گے ۱۰ کیا جب گلی ہڈیاں ہو جائیں گے ۱۱

قَالُوا تِلْكَ إِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ ۱۲ فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَاحِدَةٌ ۱۳ فَاِذَا هُمْ

بولے یوں تو یہ پلٹنا نرا نقصان ہے ۱۲ تو وہ ۱۳ نہیں مگر ایک جھڑکی ۱۴ جیسی وہ کھلے میدان

بِالسَّاهِرَةِ ۱۴ هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ مُوسَى ۱۵ اِذْ نَادَاهُ رَبُّهُ بِالْوَادِ

میں آپڑے ہوں گے ۱۴ کیا تمہیں موسیٰ کی خبر آئی ۱۵ جب اسے اس کے رب نے پاک جنگل

الْمُقَدَّسِ طُوًى ۱۶ اِذْ هَبُّ اِلَى فِرْعَوْنَ اِنَّهُ طَغَى ۱۷ فَقُلْ هَلْ لَكَ

طوئی میں ۱۶ ندا فرمائی کہ فرعون کے پاس جا اس نے سر اٹھایا ۱۷ اس سے کہہ کیا تجھے رغبت

اِلَى اَنْ تَزْكٰى ۱۸ وَاَهْدِيكَ اِلَى رَبِّكَ فَتَخْشٰى ۱۹ فَاَرٰهُ الْاٰيَةَ

اس طرف ہے کہ سترہ ہو ۱۸ اور تجھے تیرے رب کی طرف ۱۹ راہ بتاؤں کہ تو ڈرے ۲۰ پھر موسیٰ نے اسے بہت بڑی نشانی

۲۱ یعنی ان فرشتوں کی ۲۲ کافروں کی ۲۳ یعنی مومنین کی جانیں نرمی کے ساتھ قبض کریں۔ ۲۴ جسم کے اندر یا آسمان وزمین کے درمیان مومنین کی رو میں

لے کر۔ حکمنازوی عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ۲۵ اپنی خدمت پر جس کے مامور ہیں۔ (روح البیان) ۲۶ یعنی امور دنیویہ کے انتظام جو ان سے متعلق ہیں

ان کے سر انجام کریں۔ یہ قسم اس پر ہے ۲۷ زمین اور پہاڑ اور ہر چیز فتح اولیٰ سے اضطراب میں آجائے گی اور تمام خلق مرجائے گی۔ ۲۸ یعنی فتحِ ثانیہ ہوگا جس

سے ہر شے باذن الہی زندہ کر دی جائے گی، ان دونوں فتحوں کے درمیان چالیس سال کا فاصلہ ہوگا۔ ۲۹ اس دن کی ہول اور دہشت سے، یہ حال کفار کا

ہوگا۔ ۳۰ جو مرنے کے بعد اٹھنے کے منکر ہیں جب ان سے کہا جاتا ہے کہ تم مرنے کے بعد اٹھائے جاؤ گے تو ۳۱ یعنی موت کے بعد پھر زندگی کی طرف واپس

کئے جائیں گے۔ ۳۲ ریزہ ریزہ بکھری ہوئی پھر بھی زندہ کئے جائیں گے ۳۳ یعنی اگر موت کے بعد زندہ کیا جانا صحیح ہے اور ہم مرنے کے بعد اٹھائے گئے تو اس

میں ہمارا بڑا نقصان ہے کیونکہ ہم دنیا میں اس کی تکذیب کرتے رہے، یہ مٹو کہ ان کا بطریق استہزاء تھا اس پر انہیں بتایا گیا کہ تم مرنے کے بعد زندہ کئے جانے کو یہ نہ

سمجھو کہ اللہ تعالیٰ کے لیے کچھ دشوار ہے کیونکہ قادر برحق پر کچھ بھی دشوار نہیں۔ ۳۴ فتحِ آخریہ۔ ۳۵ فتحِ آخریہ ہوگا

۳۶ زندہ ہو کر۔ ۳۷ یہ خطاب ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب قوم کا تکذیب کرنا آپ کو شاق اور ناگوار گزارا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی تسکین کے لیے

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر فرمایا جنہوں نے اپنی قوم سے بہت تکلیفیں پائی تھیں، مراد یہ ہے کہ انبیاء کو یہ باتیں پیش آتی رہتی ہیں، آپ اس سے غمگین نہ ہوں۔

الْكُبْرَى ٢٠ ۞ فَكَذَّبَ وَعَصَى ٢١ ۞ ثُمَّ أَدْبَرَ يَسْعَى ٢٢ ۞ فَحَشَرَ فَنَادَى ٢٣ ۞

دکھائی ۲۰ اس پر اس نے جھٹلایا ۲۱ اور نافرمانی کی پھر پیچھے دی ۲۲ اپنی کوشش میں لگا ۲۳ تو لوگوں کو جمع کیا ۲۴ پھر پکارا

فَقَالَ أَنَا رَبُّكُمُ الْأَعْلَى ٢٤ ۞ فَأَخَذَهُ اللَّهُ نَكَالَ الْأَخْرَةِ وَالْأُولَى ٢٥ ۞

پھر بولا میں تمہارا سب سے اونچا رب ہوں ۲۴ تو اللہ نے اسے دنیا و آخرت دونوں کے عذاب میں پکڑا ۲۵

إِنَّ فِي ذَلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَن يَخْشَى ٢٦ ۞ ءَأَنْتُمْ أَشَدُّ خَلْقًا أَمِ السَّمَاءُ ٢٧ ۞

بے شک اس میں سیکھ (سبق) ملتا ہے اُسے جو ڈرے ۲۶ کیا تمہاری سمجھ کے مطابق تمہارا بنانا ۲۷ مشکل یا آسان کا

بَنَاهَا ٢٨ ۞ رَفَعَ سُبُكَهَا فَسَوْسُوْهَا ٢٩ ۞ وَأَغْطَشَ لَيْلَهَا وَأَخْرَجَ ضُحَاهَا ٣٠ ۞

اللہ نے اسے بنایا اس کی چھت اونچی کی ۲۸ پھر اسے ٹھیک کیا ۲۹ اس کی رات اندھیری کی اور اس کی روشنی چمکائی ۳۰ اور

الْأَرْضَ بَعْدَ ذَلِكَ دَحَاهَا ٣١ ۞ أَخْرَجَ مِنْهَا مَاءَهَا وَمَرْعَاهَا ٣٢ ۞

اس کے بعد زمین پھیلائی ۳۱ اس میں سے ۳۲ اس کا پانی اور چارہ نکالا ۳۳ اور

الْجِبَالَ أَرْسُسَهَا ٣٣ ۞ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِأَنعَامِكُمْ ٣٤ ۞ فَإِذَا جَاءَتِ الطَّامَةُ ٣٥ ۞

پہاڑوں کو جمایا ۳۴ تمہارے اور تمہارے چوپایوں کے فائدہ کو پھر جب آئے گی وہ عام مصیبت

الْكُبْرَى ٣٦ ۞ يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْإِنسَانُ مَا سَعَى ٣٧ ۞ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيمُ لِمَن ۞

سب سے بڑی ۳۶ اس دن آدمی یاد کرے گا جو کوشش کی تھی ۳۷ اور جہنم ہر دیکھنے والے پر ظاہر کی

يَرَى ٣٨ ۞ فَأَمَّا مَنْ طَغَى ٣٩ ۞ وَآثَرَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ٤٠ ۞ فَإِنَّ الْجَحِيمَ هِيَ ۞

جائے گی ۳۸ تو وہ جس نے سرکشی کی ۳۹ اور دنیا کی زندگی کو ترجیح دی ۴۰ تو بے شک جہنم ہی اس کا

الْمَأْوَى ٤١ ۞ وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَى ٤٢ ۞

ٹھکانا ہے اور وہ جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرا ۴۱ اور نفس کو خواہش سے روکا ۴۲

۱۹ جو ملک شام میں طور کے قریب ہے۔ ۲۰ اور وہ کفر و فساد میں حد سے گزر گیا ۲۱ کفر و شرک اور معصیت و نافرمانی سے ۲۲ یعنی اس کی ذات و صفات کی

معرفت کی طرف ۲۳ اس کے عذاب سے ۲۴ پید بیضا اور عصا ۲۵ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ۲۶ یعنی ایمان سے اعراض کیا۔ ۲۷ فساد انگیزی کی ۲۸ یعنی

جادو گروں کو اور اپنے لشکروں کو ۲۹ یعنی میرے اوپر اور کوئی رب نہیں۔ ۳۰ دنیا میں غرق کیا اور آخرت میں دوزخ میں داخل فرمائے گا۔ ۳۱ اللہ عزوجل سے۔

اس کے بعد منکر بن بخت کو عتاب فرمایا جاتا ہے۔ ۳۲ تمہارے مرنے کے بعد ۳۳ بغیر ستون کے ۳۴ ایسا کہ اس میں کہیں کوئی خلل نہیں ۳۵ نور آفتاب کو

ظاہر فرما کر ۳۶ جو پیدا تو آسمان سے پہلے فرمائی گئی تھی مگر پھیلائی نہ گئی تھی۔ ۳۷ چشمے جاری فرما کر ۳۸ جسے جاندار کھاتے ہیں۔ ۳۹ روئے زمین پر تاکہ اس

کو سکون ہو ۴۰ یعنی تختہ ثانیہ ہوگا جس میں مُردے اٹھائے جائیں گے۔ ۴۱ دنیا میں نیک یا بد ۴۲ اور تمام خلق اس کو دیکھے۔ ۴۳ حد سے گزرا اور کفر اختیار

کیا۔ ۴۴ آخرت پر اور شہوات کا تابع ہوا۔ ۴۵ اور اس نے جانا کہ اسے روز قیامت اپنے رب کے حضور حساب کے لیے حاضر ہونا ہے۔ ۴۶ حرام چیزوں کی۔

فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَىٰ ۖ يُسْأَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسَاهَا ۗ

تو بے شک جنت ہی ٹھکانا ہے ۷۷ تم سے قیامت کو پوچھتے ہیں کہ وہ کب کے لیے ٹھہری ہوئی ہے

فِيمَ أَنْتَ مِنْ ذِكْرِهَا ۗ إِلَىٰ رَبِّكَ مُنْتَهَاهَا ۗ إِنَّمَا أَنْتَ مُنذِرٌ

تمہیں اس کے بیان سے کیا تعلق ۷۸ تمہارے رب ہی تک اس کی انتہا ہے تم تو فقط اُسے ڈرانے والے ہو

مَنْ يَخْشَاهَا ۗ كَانَتْهُمْ يَوْمَ يُدُونَهَا لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا عَشِيَّةً أَوْ ضُحَاهَا ۗ

جو اس سے ڈرے گویا جس دن وہ اسے دیکھیں گے وہ دنیا میں نہ رہے تھے مگر ایک شام یا اس کے دن چڑھے

ایاتھا ۲۲ ﴿۸۰﴾ سُورَةُ عَبَسَ مَكِّيَّةٌ ۲۲ ﴿۸۰﴾ رُكُوعُهَا ۱ ﴿۸۰﴾

سورہ عبس مکہ ہے، اس میں بیالیس آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

عَبَسَ وَتَوَلَّىٰ ۖ ۱ أَنْ جَاءَهُ الْأَعْمَىٰ ۖ ۲ وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّهٗ يَرَىٰ ۖ ۳

تیوری چڑھائی اور منہ پھیرا ۱ اس پر کہ اس کے پاس وہ نابینا حاضر ہوا ۲ اور تمہیں کیا معلوم شاید وہ ستھرا ہو ۳

أَوْ يَدَّكُرُ ۖ ۴ فَتَتَفَعَّلُ الْدُّكْرَىٰ ۖ ۵ أَمَّا مَنْ اسْتَعْجَىٰ ۖ ۶ فَأَنْتَ لَهُ تَصَدَّىٰ ۖ ۷

یا نصیحت لے تو اسے نصیحت فائدہ دے وہ جو بے پروا بنا ہے ۴ تم اس کے تو پیچھے پڑتے ہو ۵

وَمَا عَلَيْكَ أَلَّا يَرَ ۖ ۸ كِي ۖ ۹ وَهُوَ يَخْشَىٰ ۖ ۱۰

اور تمہارا کچھ زیبا نہیں اس میں کہ وہ ستھرا نہ ہو ۸ اور وہ جو تمہارے حضور ملکنا (ناز سے دوڑتا ہوا) آیا ۹ اور وہ ڈر رہا ہے ۱۰

۱۱ اے سید عالم! اصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ کے کافر ۱۲ اور اس کا وقت بتانے سے کیا غرض ۱۳ یعنی کافر قیامت کو جس کا انکار کرتے ہیں تو اس کے ہول و

دہشت سے اپنی زندگانی کی مدت بھول جائیں گے اور خیال کریں گے کہ وہ ”سورہ عبس“ مکہ ہے اس میں ایک رکوع بیالیس آیتیں ایک سو تیس کلمے پانچ سو

تینتیس حرف ہیں۔ ۱۴ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ۱۵ یعنی عبد اللہ بن اُمّ مکتوم۔ شان نزول: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عتبہ بن ربیعہ، ابو جہل

بن ہشام اور عباس بن عبد المطلب اور ابی بن خلف اور اُمیہ بن خلف اشرف قریش کو اسلام کی دعوت فرما رہے تھے اس درمیان میں عبد اللہ بن اُمّ مکتوم نابینا حاضر

ہوئے اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بار بار ندا کر کے عرض کیا کہ جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو سکھایا ہے مجھے تعلیم فرمائیے! ابن ام مکتوم نے یہ نہ سمجھا کہ

حضور دوسروں سے گفتگو فرما رہے ہیں، اس سے قطع کلام ہوگا۔ یہ بات حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گراں گزری اور آثارنا گواری چہرہ اقدس پر نمایاں ہوئے

اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی دولت سرائے اقدس کی طرف واپس ہوئے۔ اس پر یہ آیات نازل ہوئیں اور ”نابینا“ فرمانے میں عبد اللہ بن اُمّ مکتوم کی معذوری

کی طرف اشارہ ہے کہ قطع کلام ان سے اس وجہ سے واقع ہوا۔ اس آیت کے نزول کے بعد سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عبد اللہ بن اُمّ مکتوم کا اکرام فرماتے

تھے۔ ۱۶ گناہوں سے۔ آپ کا ارشاد بن کر وہ اللہ تعالیٰ سے اور ایمان لانے سے بسبب اپنے مال کے ۱۷ اور اس کے ایمان لانے کی طمع میں اس کے درپے

ہوتے ہو۔ ۱۸ ایمان لا کر اور ہدایت پا کر کیونکہ آپ کے ذمہ دعوت دینا اور پیام الہی پہنچا دینا ہے۔ ۱۹ یعنی ابن ام مکتوم ۲۰ اللہ عزوجل سے۔



فَأَنْتَ عَنْهُ تَكْفِي ۱۰ كَلَّا إِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ۱۱ فَمِنْ شَاءَ ذَكَرَهُ ۱۲ فِي

تو اسے چھوڑ کر اور طرف مشغول ہوتے ہو یوں نہیں وک یہ تو سمجھانا ہے وک تو جو چاہے اُسے یاد کرے وک ان

صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ ۱۳ مَرْفُوعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ ۱۴ بِأَيْدِي سَفَرَةٍ ۱۵ كِرَامٍ

صحیفوں میں کہ عزت والے ہیں وک بلندی والے وک پاکی والے وک ایسوں کے ہاتھ لکھے ہوئے جو کرم والے

بَرَرَةٍ ۱۶ قَتَلَ الْإِنْسَانَ مَا أَكْفَرَهُ ۱۷ مِنْ أَمِّي شَيْءٍ خَلَقَهُ ۱۸ مِنْ

کونئی والے وک آدمی مارا جائیو کیا ناشکر ہے وک اُسے کاہے سے بنایا پانی کی

نُطْفَةٍ ۱۹ خَلَقَهُ فَقَدَّرَاهُ ۱۹ ثُمَّ السَّبِيلَ يَسْرَهُ ۲۰ ثُمَّ أَمَاتَهُ

بوند سے اسے پیدا فرمایا پھر اسے طرح طرح کے اندازوں پر رکھا وک پھر اسے راستہ آسان کیا وک پھر اُسے موت دی

فَأَقْبَرَهُ ۲۱ ثُمَّ إِذَا شَاءَ أَنْشَرَهُ ۲۲ كَلَّا لَبَّأَيْقُضُ مَا أَمَرَهُ ۲۳ فَلْيَنْظُرِ

پھر قبر میں رکھو ایات پھر جب چاہا اسے باہر نکلا وک کونئی نہیں اس نے اب تک پورا نہ کیا جو اُسے حکم ہوا تھا وک تو آدمی

الْإِنْسَانَ إِلَى طَعَامِهِ ۲۴ إِنَّا صَبَبْنَا الْمَاءَ صَبًّا ۲۵ ثُمَّ شَقَقْنَا الْأَرْضَ

کو چاہئے اپنے کھانوں کو دیکھے وک کہ ہم نے اچھی طرح پانی ڈالا وک پھر زمین کو خوب

شَقًّا ۲۶ فَأَنْبَتْنَا فِيهَا حَبًّا ۲۷ وَعِنَبًا وَقَضْبًا ۲۸ وَزَيْتُونًا وَنَخْلًا ۲۹ وَ

چیرا تو اس میں اُگایا اناج اور انگور اور چارہ اور زیتون اور کھجور اور

حَدَآئِقٍ غُلْبًا ۳۰ وَفَاكِهَةً وَأَبًّا ۳۱ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلَا نَعْمًا لَّكُمْ ۳۲ فَاذَا

گنے باغیچے اور میوے اور دُوب (گھاس) تمہارے فائدے کو اور تمہارے چوپایوں کے پھر جب

جَاءَتِ الصَّاحَّةُ ۳۳ يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ ۳۴ وَأُمُّهُ وَأَبِيهِ ۳۵

آئے گی وہ کان پھاڑنے والی چنگھاڑ وک اس دن آدمی بھاگے گا اپنے بھائی اور ماں اور باپ

وک ایسا نہ کیجئے وک یعنی آیات قرآن مخلوق کے لیے نصیحت ہیں۔ وک اور اس سے پند پذیر ہو۔ وک اللہ تعالیٰ کے نزدیک وک رفیع القدر وک کہ انہیں

پاکوں کے سوا کونئی نہ چھوئے وک اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار اور وہ فرشتے ہیں جو اس کو لوح محفوظ سے نقل کرتے ہیں۔ وک کہ اللہ تعالیٰ کی کثیر نعمتوں اور بے

نہایت احسانوں کے باوجود کفر کرتا ہے۔ وک کبھی نطفہ کی شکل میں کبھی علقہ کی صورت میں کبھی مُضغ کی شان میں تکمیل آفرینش تک۔ وک ماں کے پیٹ سے

برآمد ہونے کا۔ وک کہ بعد موت بے عزت نہ ہو۔ وک یعنی بعد موت حساب و جزا کے لیے، پھر اس کے واسطے زندگانی مقرر کی۔ وک اس کے رب کا یعنی کافر

ایمان لا کر حکم الہی کو بجانہ لایا۔ وک جنہیں کھاتا ہے اور جو اس کی حیات کا سبب ہیں کہ ان میں اس کے رب کی قدرت ظاہر ہے کس طرح جزو بدن ہوتے ہیں اور

کس نظام عجیب سے کام میں آتے ہیں اور کس طرح رب عزوجل عطا فرماتا ہے۔ ان حکمتوں کا بیان فرمایا جاتا ہے: وک بادل سے وک یعنی قیامت کے نچھنے غائبیہ

کی ہولناک آواز جو مخلوق کو بہرا کر دے گی۔

وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ ۖ لِكُلِّ أُمْرٍ مِنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيهِ ۖ

اور جو رو (ہیوی) اور بیٹوں سے ۲۷ ان میں سے ہر ایک کو اس دن ایک نکر ہے کہ وہی اسے بس ہے ۲۷

وَجُودٌ يَوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ ۖ ضَاجِجَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ ۖ وَجُودٌ يَوْمَئِذٍ

کتنے منہ اس دن روشن ہوں گے ۲۸ بنتے خوشیاں مناتے ۲۹ اور کتنے منہوں پر اس دن

عَلَيْهَا غَبْرَةٌ ۖ لَا تَرَاهَا قَتَرَةٌ ۖ أُولَٰئِكَ هُمُ الْكٰفِرَةُ الْفَجْرَةُ ۖ

گرد پڑی ہوگی ان پر سیاہی چڑھ رہی ہے ۳۰ یہ وہی ہیں کافر بدکار

ایاتھا ۲۹ ﴿۸۱ سُورَةُ التَّكْوِيْرِ مَكِّيَّةٌ ۙ رَّكْعَتَاهَا ۱﴾

سورہ تکویر مکہ ہے، اس میں انتیس آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ۙ ۱ وَ اِذَا النُّجُومُ انْكَدَرَتْ ۙ ۲ وَ اِذَا الْجِبَالُ

جب دھوپ لپیٹی جائے ۱ اور جب تارے جھڑ پڑیں ۲ اور جب پہاڑ

سُيِّرَتْ ۙ ۳ وَ اِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ۙ ۴ وَ اِذَا الْوُحُوشُ حُشِرَتْ ۙ ۵ وَ

چلائے جائیں ۳ اور جب تھلکی (گا بھن) اونٹنیاں ۴ چھوٹی پھریں ۵ اور جب وحشی جانور جمع کئے جائیں ۶ اور

اِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ۙ ۶ وَ اِذَا النُّفُوسُ زُوِّجَتْ ۙ ۷ وَ اِذَا الْبُوعَدَاةُ

جب سمندر سلگائے جائیں ۶ اور جب جانوروں کے جوڑے بنیں ۷ اور جب زندہ دبائی ہوئی سے

۲۷ ان میں سے کسی کی طرف مختلف (متوجہ) نہ ہوگا اپنی ہی پڑی ہوگی۔ ۲۸ قیامت کا حال اور اس کے احوال بیان فرمانے کے بعد مٹھن کا ذکر فرمایا جاتا

ہے کہ وہ دو قسم ہیں سعید اور شقی جو سعید ہیں ان کا حال ارشاد ہوتا ہے: ۲۸ نور ایمان سے یا شب کی عبادتوں سے یا وضو کے آثار سے ۲۹ اللہ تعالیٰ کے نعمت و کرم

اور اس کی رضا پر۔ اس کے بعد اشقیاء کا حال بیان فرمایا جاتا ہے: ۲۷ ذلیل حال وحشت زدہ صورت۔ ۲۸ ”سورہ کوثر“ مکہ ہے اس میں ایک رکوع انتیس

آیتیں ایک سو چار کلمے پانچ سو تیس حرف ہیں۔ حدیث شریف میں ہے: سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسے پسند ہو کہ روز قیامت کو ایسا دیکھے گویا کہ

وہ نظر کے سامنے ہے تو چاہئے کہ ”سورہ إذا الشمس کورت“ اور ”سورہ إذا السماء انفطرت“ اور ”سورہ إذا السماء انشقت“ پڑھے۔ (ترمذی) ۲۷

یعنی آفتاب کا نور زائل ہو جائے ۲۷ بارش کی طرح آسمان سے زمین پر گر پڑیں اور کوئی تارہ اپنی جگہ باقی نہ رہے ۲۸ اور غبار کی طرح ہوا میں اڑتے پھریں

۲۹ جن کے حمل کو دس مہینے گزر چکے ہوں اور بیابنے کا وقت قریب آ گیا ہو ۳۰ نہ ان کا کوئی چرانے والا ہونے مگر ان، اس روز کی دہشت کا یہ عالم ہو، اور لوگ اپنے

حال میں ایسے بتلا ہوں کہ ان کی پرواہ کرنے والا کوئی نہ ہو۔ ۳۱ روز قیامت بعد بعثت کہ ایک دوسرے سے بدلہ لیں، پھر خاک کر دیئے جائیں۔ ۳۲ پھر وہ

خاک ہو جائیں ۳۳ اس طرح کہ نیک نیکیوں کے ساتھ ہوں اور بد بدوں کے ساتھ یا یہ معنی کہ جائیں اپنے جسموں سے ملادی جائیں یا یہ کہ اپنے عملوں سے ملادی

جائیں یا یہ کہ ایمانداروں کی جائیں حوروں کے اور کافروں کی جائیں شیاطین کے ساتھ ملادی جائیں۔

سِيلَتْ ۸ بِأَمِّي ذَنْبٍ قَتَلْتُمْ ۹ وَإِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ ۱۰ وَإِذَا السَّمَاءُ

پوچھا جائے وہ کس خطا پر ماری گئی وہ اور جب نامہ اعمال کھولے جائیں اور جب آسمان جگہ سے

کُشِطَتْ ۱۱ وَإِذَا الْجَحِيمُ سُعِرَتْ ۱۲ وَإِذَا الْجَنَّةُ أُزْلِفَتْ ۱۳ عَلِمَتْ

کھینچ لیا جائے وہ اور جب جہنم کو بھڑکایا جائے وہ اور جب جنت پاس لائی جائے وہ ہر جان کو معلوم

نَفْسٌ مَّا أَحْضَرْتُ ۱۴ فَلَا أُقْسِمُ بِالْخُشِيِّ ۱۵ الْجَوَارِ الْكُنُوسِ ۱۶

ہو جائے گا جو حاضر لائی وہ تو قسم ہے ان وہ کی جو اٹے پھریں سیدھے چلیں تھم رہیں وہ

وَاللَّيْلِ إِذَا عَسْعَسَ ۱۷ وَالصُّبْحِ إِذَا تَنَفَّسَ ۱۸ إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ

اور رات کی جب پیٹھ دے وہ اور صبح کی جب دم لے وہ بے شک یہ وہ عزت والے رسول وہ کا

كَرِيمٍ ۱۹ ذِي قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِينٍ ۲۰ مُطَاعٍ ثَمَّ أَمِينٍ ۲۱

پڑھنا ہے جو قوت والا ہے مالک عرش کے حضور عزت والا وہاں اس کا حکم مانا جاتا ہے وہ امانت دار ہے وہ

وَمَا صَاحِبُكُمْ بِبَجُونٍَ ۲۲ وَلَقَدْ رَآهُ بِالْأُفُقِ الْمُبِينِ ۲۳ وَمَا هُوَ

اور تمہارے صاحب بخون نہیں وہ اور بے شک انھوں نے اسے وہ روشن کنارہ پر دیکھا وہ اور یہ نبی

عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ ۲۴ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطَانٍ رَجِيمٍ ۲۵ فَأَيْنَ

غیب بتانے میں بخیل نہیں اور قرآن مردود شیطان کا پڑھا ہوا نہیں پھر کدھر

تَذْهَبُونَ ۲۶ إِنَّ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ ۲۷ لِمَنْ شَاءَ مِنْكُمْ أَنْ

جاتے ہو وہ تو نصیحت ہی ہے سارے جہاں کے لیے اس کے لیے جو تم میں

يَسْتَقِيمَ ۲۸ وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ ۲۹

سیدھا ہونا چاہے وہ اور تم کیا چاہو مگر یہ کہ چاہے اللہ سارے جہاں کا رب

وہ یعنی اس لڑکی سے جو زندہ دن کی گئی ہو جیسا کہ عرب کا دستور تھا کہ زمانہ جاہلیت میں لڑکیوں کو زندہ دن کر دیتے تھے۔ وہ یہ سوال قائل کی توحیح کے لیے ہے

تاکہ وہ لڑکی جواب دے کہ میں بے گناہ ماری گئی۔ وہ جیسے ذبح کی ہوئی بکری کے جسم سے کھال کھینچ لی جاتی ہے۔ وہ دشمنان خدا کے لیے وہ اللہ تعالیٰ کے

پیاروں کے وہ نیکی بادی۔ وہ ستاروں کے یہ پانچ ستارے ہیں جنہیں خَمْسَةُ مَتَحَيَّرَہَا کہتے ہیں: (۱) ذُخْل، (۲) مُشْتَرِي، (۳) مَرْتَج، (۴) ذُہرہ، (۵)

عَطَارِد (کنڈا) رُوِي عَنْ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ (۱۸) اور اس کی تار کی ہلکی پڑے وہ اور اس کی روشنی خوب پھیلے وہ قرآن شریف وہ

حضرت جبریل علیہ السلام یعنی آسمانوں میں فرشتے اس کی اطاعت کرتے ہیں۔ وہ وحی الہی کا وہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہ جیسا

کہ کفار مکہ کہتے ہیں وہ یعنی جبریل امین کو ان کی اصلی صورت میں وہ یعنی آفتاب کے جائے طلوع پر وہ اور کیوں قرآن سے اعراض کرتے ہو وہ یعنی

جس کو حق کا اتباع اور اس پر قیام منظور ہو۔



## ﴿آیتھا ۱۹﴾ ﴿۸۲ سُورَةُ الْإِنْفِطَارِ مَكِّيَّةٌ ۸۲﴾ ﴿رکوعھا ۱﴾

سورۃ انفطار مکیہ ہے، اس میں انیس آیتیں اور ایک رکوع ہے

### بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

اِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ ۱؎ وَاِذَا الْكُوَاكِبُ اَنْتَشَرَتْ ۲؎ وَاِذَا الْبِحَارُ

جب آسمان پھٹ پڑے اور جب تارے جھڑ پڑیں اور جب سمندر بہا

فُجِرَتْ ۳؎ وَاِذَا الْقُبُورُ بُعْثِرَتْ ۴؎ عَلِمْتَ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَا

دیئے جائیں ۲ اور جب قبریں کھدی جائیں ۳ ہر جان جان لے گی جو اس نے آگے بھیجا ہے اور

اٰخَرَتْ ۵؎ يَاۤ اَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِیْمِ ۶؎ الَّذِیْ

جو پیچھے رکھے اے آدمی تجھے کس چیز نے فریب دیا اپنے کرم والے رب سے ۶ جس نے

خَلَقَكَ فَسُوۤءَكَ فَعَدَلَكَ ۷؎ فِیۡ اٰمِیۡ صُوۤرَةٍ مَّا شَاءَ رَكَّبَكَ ۸؎ كَلَّا بَلْ

تجھے پیدا کیا ہے پھر ٹھیک بنایا ہے پھر ہموار فرمایا ہے جس صورت میں چاہا تجھے ترکیب دیا ہے کوئی نہیں ہے بلکہ

تُكذِّبُوۡنَ بِالذِّیۡنِ ۹؎ وَاِنَّ عَلَیْكُمْ لَحٰفِظِیۡنَ ۱۰؎ كَرۡمًا مَّا كَا تَبِیۡنَ ۱۱؎

تم انصاف ہونے کو جھٹلاتے ہو ۹ اور بے شک تم پر کچھ نگہبان ہیں ۱۰ کرم والا مگر تم نے انہیں

یَعْلَمُوۡنَ مَا تَفْعَلُوۡنَ ۱۲؎ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیۡ نَعِیۡمٍ ۱۳؎ وَاِنَّ الْفُجَّارَ

کہ جانتے ہیں جو کچھ تم کرو ۱۲ بے شک نیکوکاروں کو ضرور عین میں ہیں ۱۳ اور بے شک بدکاروں کو

لَفِیۡ جَحِیۡمٍ ۱۴؎ یَّصْلُوۡنَهَا یَوْمَ الدِّیۡنِ ۱۵؎ وَمَا هُمْ عَنْهَا بِغٰیِبِیۡنَ ۱۶؎

ضرور دوزخ میں ہیں انصاف کے دن اس میں جائیں گے اور اس سے کہیں چھپ نہ سکیں گے

۱؎ ”سورۃ انفطار“ مکی ہے اس میں ایک رکوع انیس آیتیں اسی کلمے تین سو ستائیس حرف ہیں۔ ۲؎ اور شیریں و شور (ٹٹھے اور کڑوے) سب مل کر ایک ہو

جائیں۔ ۳؎ اور ان کے مُردے زندہ کر کے نکالے جائیں۔ ۴؎ عمل نیک یا بد ۵؎ چھوڑی، نیکی یا بدی اور ایک قول یہ ہے کہ جو آگے بھیجا اس سے صدقات

مراد ہیں اور جو پیچھے چھوڑا اس سے میراث۔ ۶؎ کہ تو نے باوجود اس کے نعت و کرم کے اس کا حق نہ پہچانا اور اس کی نافرمانی کی ہے اور نسیبت سے ہست

کیا۔ ۷؎ سالم الاغضاء سنتا دیکھتا ہے ۸؎ اعضاء میں مناسبت رکھی ہے لمبا یا ٹھگنا، خوب رو، یا کم رو، گورا یا کالا، مرد یا عورت ۹؎ تمہیں اپنے رب کے کرم پر

مغرور نہ ہونا چاہئے ۱۰؎ اور روز جزا کے منکر ہو ۱۱؎ تمہارے اعمال و اقوال کے اور وہ فرشتے ہیں۔ ۱۲؎ تمہارے عملوں کے ۱۳؎ نیکی یا بدی، اُن سے تمہارا

کوئی عمل چھپا نہیں۔ ۱۴؎ یعنی موثین صادق الایمان۔ ۱۵؎ جنت میں ۱۶؎ کافر۔

وَمَا أَدْرَاكَ مَا يَوْمَ الدِّينِ ۝۱۴ ثُمَّ مَا أَدْرَاكَ مَا يَوْمَ الدِّينِ ۝۱۸

اور تو کیا جانے کیا انصاف کا دن پھر تو کیا جانے کیا انصاف کا دن

يَوْمَ لَا تَبْلُغُ نَفْسٌ لِنَفْسٍ شَيْئًا ۝۱۵ وَالْأَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِلَّهِ ۝۱۹

جس دن کوئی جان کسی جان کا کچھ اختیار نہ رکھے گی ۱۵ اور سارا حکم اس دن اللہ کا ہے

ایاتھا ۳۶ ﴿۱۸۳﴾ سُورَةُ الْمُطَفِّفِينَ مَكِّيَّةٌ ۸۲ ﴿۱۸﴾ رُكُوعُهَا ۱ ﴿۱۸﴾

سورہ مطففین مکہ ہے، اس میں چھتیس آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ ۝۱ الَّذِينَ إِذَا أَكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ ۝۲

کم تولے والوں کی خرابی ہے وہ کہ جب اوروں سے ماپ (ناپ کر) لیں پورا لیں

وَإِذَا كَالُوهُمْ أَوْ وَّزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ ۝۳ أَلَا يَظُنُّ أُولَئِكَ أَنَّهُمْ

اور جب انہیں ماپ یا تول کر دیں کم کر دیں کیا ان لوگوں کو گمان نہیں کہ انہیں

مَبْعُوثُونَ ۝۴ لِيَوْمٍ عَظِيمٍ ۝۵ يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ ۝۶

اٹھنا ہے ایک عظمت والے دن کے لیے ۵ جس دن سب لوگ رب العالمین کے حضور کھڑے ہوں گے

كَلَّا إِنَّ كِتَابَ الْفَجَارِ لَفِي سَجِينٍ ۝۷ وَمَا أَدْرَاكَ مَا سَجِينٌ ۝۸

بے شک کافروں کی لکھت ۷ سب سے نیچی جگہ سجین میں ہے ۷ اور تو کیا جانے سجین کیسی ہے ۷

كِتَابٌ مَّرْقُومٌ ۝۹ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ۝۱۰ الَّذِينَ يُكذِّبُونَ

وہ لکھت ایک مہر کیا نوشتہ (تحریر نامہ) ہے ۷ اس دن ۷ جھٹلانے والوں کی خرابی ہے جو انصاف کے

۱۰ یعنی کوئی کافر کسی کافر کو نفع نہ پہنچا سکے گا۔ (خازن) ۷ "سورۃ مطففین" ایک قول میں لکھا ہے اور ایک میں مدنیہ اور ایک قول یہ ہے کہ زمانہ ہجرت میں مکہ

مکہ و مدینہ طیبہ کے درمیان نازل ہوئی اس سورت میں ایک رکوع چھتیس آیتیں ایک سوا ہتھرت کلمے اور سات سو تیس حرف ہیں۔ شان نزول: رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم جب مدینہ طیبہ تشریف فرما ہوئے تو یہاں کے لوگ بیانہ میں خیانت کرتے تھے بالخصوص ایک شخص ابو جہینہ ایسا تھا کہ وہ دو پیانے رکھتا تھا لینے کا اور دینے

کا اور ان لوگوں کے حق میں یہ آیتیں نازل ہوئیں اور انہیں بیانہ میں عدل کرنے کا حکم دیا گیا۔ ۷ یعنی روز قیامت، اس روز ذرہ ذرہ کا حساب کیا جائے

گا۔ ۷ اپنی قبروں سے اٹھ کر ۷ یعنی ان کے اعمال نامے۔ ۷ سجین ساتویں زمین کے اسفل میں ایک مقام ہے جو اٹلیس اور اس کے لشکروں کا محل

ہے۔ ۷ یعنی وہ نہایت ہی ہول و ہیبت کا مقام ہے۔ ۷ جو نہ مٹ سکتا ہے نہ بدل سکتا ہے۔ ۷ جبکہ وہ نوشتہ (لکھا ہوا) نکالا جائے گا۔

بِیَوْمِ الدِّینِ ۱۱ ۝ وَمَا یُکَذِّبُ بِهِ إِلَّا کُلُّ مُعْتَدٍ أَثِیمٍ ۱۲ ۝ إِذَا تَسَلَّى

دن کو جھلاتے ہیں وہ اور اسے نہ جھٹلائے گا مگر ہر سرکش گنہگاروں جب اس پر ہماری آیتیں

عَلَيْهِ اِیْتِنَا قَالَ اَسَاطِیرُ الْاَوْلِیْنَ ۱۳ ۝ کَلَّا بَلْ سَآءَ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ

پڑھی جائیں کہے وہ اگلوں کی کہانیاں ہیں کوئی نہیں دلا بلکہ ان کے دلوں پر زنگ چڑھا دیا ہے

مَا کَانُوْا یُکْسِبُوْنَ ۱۴ ۝ کَلَّا اِنَّهُمْ عَنْ سَرِّبِهِمْ یَوْمِمْذٍ لَّحٰجِبُوْنَ ۱۵ ۝

ان کی کمائیوں نے وہاں ہاں بے شک وہ اس دن وہاں اپنے رب کے دیدار سے محروم ہیں وہاں

ثُمَّ اِنَّهُمْ لَصَالُو الْجَحِیْمِ ۱۶ ۝ ثُمَّ یُقَالُ هٰذَا الَّذِیْ کُنْتُمْ بِهٖ

پھر بے شک انہیں جہنم میں داخل ہونا پھر کہا جائے گا یہ ہے وہ وہاں جسے تم

تُکَذِّبُوْنَ ۱۷ ۝ کَلَّا اِنَّ کِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِیْ عَلَیِّیْنَ ۱۸ ۝ وَمَا اَدْرٰکَ

جھلاتے تھے وہاں ہاں بے شک نیکیوں کی لکھت ۱۸ سب سے اونچے محل علیین میں ہے وہاں اور تو کیا جانے

مَا عَلَیُّوْنَ ۱۹ ۝ کِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ۲۰ ۝ یَشْهَدُ الْبُقْرٰبُوْنَ ۲۱ ۝ اِنَّ الْاَبْرَارَ

علیین کیسی ہے وہاں وہ لکھت ایک مہر کیا نوشتہ (تحریر نامہ) ہے وہاں کہ مقرب ۲۲ جس کی زیارت کرتے ہیں بے شک نکوکار

لَفِیْ نَعِیْمٍ ۲۲ ۝ عَلٰی الْاَسْرٰ اَبِکَ یَنْظُرُوْنَ ۲۳ ۝ تَعْرِفُ فِیْ وُجُوْهِهِمْ نَضْرٰةَ

ضرور چین میں ہیں نتختوں پر دیکھتے ہیں وہاں تو ان کے چہروں میں چین کی تازگی

النَّعِیْمِ ۲۴ ۝ یُسْقَوْنَ مِنْ سَرِّ حِیْتٍ مَّجْجُوْمٍ ۲۵ ۝ حَتّٰی مَسٰکٌ ۲۶ ۝ وَفِیْ ذٰلِكَ

پچانے وہاں نھری (خالص و پاک) شراب پلائے جائیں گے جو مہر کی ہوئی رکھی ہے وہاں اس کی مہر مشک پر ہے اور اسی پر

۲۷ اور روز جزا یعنی قیامت کے منکر ہیں۔ وہ حد سے گزرنے والا۔ وہ ان کی نسبت کہ یہ وہاں اس کا کہنا غلط ہے۔ وہ ان معاصی اور گناہوں نے جو وہ کرتے

ہیں یعنی اپنے اعمال بد کی شامت سے ان کے دل زنگ خوردہ اور سیاہ ہو گئے۔ حدیث شریف میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب بندہ کوئی

گناہ کرتا ہے اس کے دل میں ایک نقطہ سیاہ پیدا ہوتا ہے جب اس گناہ سے باز آتا ہے اور توبہ و استغفار کرتا ہے تو دل صاف ہو جاتا ہے اور اگر پھر گناہ کرتا ہے تو وہ نقطہ

بڑھتا ہے یہاں تک کہ تمام قلب سیاہ ہو جاتا ہے اور یہی رین یعنی وہ زنگ ہے جس کا آیت میں ذکر ہوا۔ (ترمذی) ۲۷ یعنی روز قیامت ۲۸ جیسا کہ دنیا میں اس کی

توحید سے محروم رہے۔ مسئلہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ مؤمنین کو آخرت میں دیدار الہی کی نعمت میسر آئے گی کیونکہ محرومی دیدار سے کفار کی وعید میں ذکر کی گئی اور جو چیز

کفار کے لیے وعید و تہدید ہو وہ مسلمان کے حق میں ثابت ہونے لگتی تو لازم آیا کہ مؤمنین کے حق میں یہ محرومی ثابت نہ ہو۔ حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

فرمایا کہ جب اس نے اپنے دشمنوں کو اپنے دیدار سے محروم کیا تو دوستوں کو اپنی محبت سے نوازے گا اور اپنے دیدار سے سرفراز فرمائے گا۔ وہاں عذاب وہاں دنیا میں ۲۸

یعنی مؤمنین صادقین کے اعمال نامے ۲۹ علیین ساتویں آسمان میں زیر عرش ہے۔ ۲۶ یعنی اس کی شان عجیب عظمت والی ہے۔ وہاں علیین میں۔ اس میں ان

کے اعمال لکھے ہیں۔ ۲۲ فرشتے ۲۳ اللہ تعالیٰ کے اکرام اور اس کی نعمتوں کو جو اس نے انہیں عطا فرمائیں اور اپنے دشمنوں کو جو طرح طرح کے عذاب میں

گرفتار ہیں۔ ۲۴ کہ وہ خوشی سے چمکتے دکتے ہوں گے اور سرور و قلب کے آثار ان چہروں پر نمایاں ہوں گے۔ ۲۵ کہ ابرار ہی اس کی مہر توڑیں گے۔



فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُونَ ﴿٢٦﴾ وَمِزَاجُهُ مِنْ تَسْنِيمٍ ﴿٢٧﴾ عَيْنًا يَشْرَبُ

چاہیے کہ لپچائیں لپچانے والے ﴿۲۶﴾ اور اس کی ملوٹی (ملاوٹ) تسنیم سے ہے ﴿۲۷﴾ وہ چشمہ جس سے

بِهَا الْمُقَرَّبُونَ ﴿٢٨﴾ إِنَّ الَّذِينَ أَجْرَمُوا كَانُوا مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا

مُزَابًا بَارِغًا شَرِبْتُمْ هُنَّ ﴿٢٩﴾ بے شک مجرم لوگ ﴿۲۹﴾ ایمان والوں سے ﴿۲۸﴾

يُضْحَكُونَ ﴿٢٩﴾ وَإِذَا مَرُّوا بِهِمْ يَتَغَامَرُونَ ﴿٣٠﴾ وَإِذَا انْقَلَبُوا إِلَىٰ

ہنسا کرتے تھے اور جب وہ ﴿۲۹﴾ ان پر گزرتے تو یہ آپس میں ان پر آنکھوں سے اشارے کرتے ﴿۳۰﴾ اور جب ﴿۳۰﴾ اپنے گھر

أَهْلِهِمْ انْقَلَبُوا فَكِهِينَ ﴿٣١﴾ وَإِذَا رَأَوْهُمْ قَالُوا إِنَّ هَؤُلَاءِ

پلٹتے خوشیاں کرتے پلٹتے ﴿۳۱﴾ اور جب مسلمانوں کو دیکھتے کہتے بے شک یہ لوگ

لَصَّالُونَ ﴿٣٢﴾ وَمَا أُرْسِلُوا عَلَيْهِمْ حَفِظِينَ ﴿٣٣﴾ فَالْيَوْمَ الَّذِينَ

بچکے ہوئے ہیں ﴿۳۲﴾ اور یہ ﴿۳۲﴾ کچھ ان پر نگہبان بنا کر نہ بھیجے گئے ﴿۳۳﴾ تو آج ﴿۳۳﴾ ایمان

آمَنُوا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُونَ ﴿٣٤﴾ عَلَىٰ الْأَرَآئِكِ لَا يَنْظُرُونَ ﴿٣٥﴾ هَلْ

والے کافروں سے ہنستے ہیں ﴿۳۴﴾ تختوں پر بیٹھے دیکھتے ہیں ﴿۳۵﴾ کیوں

ثُوبَ الْكُفَّارِ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ﴿٣٦﴾

کچھ بدلہ ملا کافروں کو اپنے کئے کا ﴿۳۶﴾

﴿۲۶﴾ طاعات کی طرف سبقت کر کے اور برائیوں سے باز رہ کر۔ ﴿۲۷﴾ جو جنت کی شرابوں میں اعلیٰ ہے۔ ﴿۲۸﴾ یعنی مقربین خالص شراب تسنیم پیتے ہیں اور باقی جنتیوں کی شرابوں میں شراب تسنیم ملائی جاتی ہے۔ ﴿۲۹﴾ مثل ابو جہل اور ولید بن مغیرہ اور عاص بن وائل وغیرہ رؤساء کفار کے ﴿۳۰﴾ مثل حضرت عمار و خطاب و صہیب و بلال وغیرہ فقراء مؤمنین کے۔ ﴿۳۱﴾ مؤمنین ﴿۳۲﴾ بطریق طعن و عیب کے۔ ﴿۳۳﴾ شان نزول: منقول ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمانوں کی ایک جماعت میں تشریف لے جا رہے تھے منافقین نے انہیں دیکھ کر آنکھوں سے اشارے کئے اور مسخرگی سے ہنسے اور آپس میں ان حضرات کے حق میں یہودہ کلمات کہے تو اس سے پہلے کہ علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچیں یہ آیتیں نازل ہوئیں۔ ﴿۳۴﴾ کفار ﴿۳۵﴾ یعنی مسلمانوں کو بُرا کہہ کر آپس میں ان کی ہنسی بناتے اور خوش ہوتے ہوئے۔ ﴿۳۶﴾ کہ سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور دنیا کی لذتوں کو آخرت کی امیدوں پر چھوڑ دیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿۳۷﴾ کفار ﴿۳۸﴾ کہ ان کے احوال و اعمال پر گرفت کریں بلکہ انہیں اپنی اصلاح کا حکم دیا گیا ہے وہ اپنا حال درست کریں دوسروں کو بے وقوف بنانے اور ان کی ہنسی اڑانے سے کیا فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ ﴿۳۹﴾ یعنی روز قیامت ﴿۴۰﴾ جیسا کافر دنیا میں مسلمانوں کی غربت و محنت پر ہنستے تھے، یہاں معاملہ برعکس ہے: مؤمن دائمی عیش و راحت میں ہیں اور کافر ذلت و خواری کے دائمی عذاب میں، جہنم کا دروازہ کھولا جاتا ہے، کافر اس سے نکلنے کے لیے دروازے کی طرف دوڑتے ہیں، جب دروازہ کے قریب پہنچتے ہیں دروازہ بند ہو جاتا ہے، بار بار ایسا ہی ہوتا ہے۔ کافروں کی یہ حالت دیکھ کر مسلمان ان سے ہنسی کرتے ہیں اور مسلمانوں کا حال یہ ہے کہ وہ جنت میں جو اہرات کے ﴿۴۱﴾ کفار کی ذلت و رسوائی اور شدت عذاب کو اور اس پر ہنستے ہیں۔ ﴿۴۲﴾ یعنی ان اعمال کا جو انہوں نے دنیا میں کئے تھے۔

## ﴿ آیاتھا ۲۵ ﴾ ﴿ سُورَةُ الْإِنْشِقَاقِ مَكِّيَّةٌ ۸۳ ﴾ ﴿ رُكُوعُهَا ۱ ﴾

سورۃ انشقاق مکیہ ہے، اس میں پچیس آیتیں اور ایک رکوع ہے

### بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

اِذَا السَّمَاءُ اُنشَقَّتْ ۱؎ وَاذِنْتَ لِرَبِّهَا وَحَقَّتْ ۲؎ وَاِذَا الْاَرْضُ رُضْ

جب آسمان شق ہوگا اور اپنے رب کا حکم سنے گا اور اسے سزاوار ہی یہ ہے اور جب زمین

مُدَّتْ ۳؎ وَاَلْقَتْ مَا فِيهَا وَتَخَلَّتْ ۴؎ وَاذِنْتَ لِرَبِّهَا وَحَقَّتْ ۵؎

دراز کی جائے گی اور جو کچھ اس میں ہے وہ ڈال دے اور خالی ہو جائے اور اپنے رب کا حکم سنے گا اور اسے سزاوار ہی یہ ہے وہ

يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ إِنَّكَ كَادِحٌ إِلَىٰ رَبِّكَ كَدًّا فَمَلِّقِيهِ ۶؎ فَاَمَّا مَنْ

اے آدمی بے شک تجھے اپنے رب کی طرف تھکنی دوڑنا ہے پھر اس سے ملنا ہے تو وہ جو

أُوْتِيَ كِتَابَهُ بَيِّنَاتٍ ۷؎ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا بَیِّنًا ۸؎ وَيُنْقَلَبُ

اپنا نامہ اعمال دہنے ہاتھ میں دیا جائے گا اس سے عنقریب سہل حساب لیا جائے گا اور اپنے گھر والوں

إِلَىٰ أَهْلِهِ مَسْرُورًا ۹؎ وَأَمَّا مَنْ أُوْتِيَ كِتَابَهُ وَرَاءَ ظَهْرِهِ ۱۰؎ فَسَوْفَ

کی طرف واپس شاد شاد پلٹے گا اور وہ جس کا نامہ اعمال اس کی پیٹھ کے پیچھے دیا جائے گا وہ عنقریب

يَدْعُو أَبْوَابًا ۱۱؎ وَيَصِلُ سَعِيرًا ۱۲؎ إِنَّهُ كَانَ فِي أَهْلِهِ مَسْرُورًا ۱۳؎

موت مانگے گا اور بھڑکتی آگ میں جائے گا بے شک وہ اپنے گھر میں واپس خوش تھا

۱؎ ”سورۃ انشقاق“ جس کو ”سورۃ انشقاق“ بھی کہتے ہیں مکیہ ہے، اس میں ایک رکوع، پچیس آیتیں، ایک سو سات کلمات، چار سو تیس حرف ہیں۔ ۲؎ قیامت

قائم ہونے کے وقت ۳؎ اپنے شق ہونے کے متعلق اور اس کی اطاعت کرے۔ ۴؎ اور اس پر کوئی عمارت اور پہاڑ باقی نہ رہے۔ ۵؎ یعنی اس کے بطن میں

خزانے اور مردے سب کو باہر ۶؎ اپنے اندر کی چیزیں باہر پھینک دینے کے متعلق اور اس کی اطاعت کرے۔ ۷؎ اس وقت انسان اپنے عمل کے نتائج دیکھے گا۔

۸؎ یعنی اس کے حضور حاضری کے لیے، مراد اس سے موت ہے۔ (مدارک) ۹؎ اور اپنے عمل کی جزا پانا ہے اور وہ مؤمن ہے واپس سہل حساب یہ ہے کہ اس

پر اس کے اعمال پیش کئے جائیں وہ اپنی طاعات و معصیت کو پہچانے پھر طاعت پر ثواب دیا جائے اور معصیت سے تجاوز فرمایا جائے، یہ سہل حساب ہے نہ اس میں

شدت مناقشہ (ہر ہر کام کا حساب)، نہ یہ کہا جائے کہ ایسا کیوں کیا نہ عذر کی طلب ہونے اس پر حجت قائم کی جائے کیونکہ جس سے مطالبہ کیا گیا اسے کوئی عذر ہاتھ نہ

آئے گا اور وہ کوئی حجت نہ پائے گا رسوا ہوگا (اللہ تعالیٰ مناقشہ حساب سے پناہ دے) ۱۰؎ گھر والوں سے جتنی گھر والے مراد ہیں خواہ وہ حوروں میں سے ہوں یا

انسانوں میں سے۔ ۱۱؎ اپنی اس کامیابی پر۔ ۱۲؎ اور وہ کافر ہے جس کا داہنا ہاتھ تو اس کی گردن کے ساتھ ملا کر طوق میں باندھ دیا جائے گا اور بائیں ہاتھ پس

پشت کر دیا جائے گا اس میں اس کا نامہ اعمال دیا جائے گا، اس حال کو دیکھ کر وہ جان لے گا کہ وہ اہل ناریں سے ہے تو ۱۳؎ اور ”یسئیرا“ کہے گا، ”یسئیرا“ کے

معنی ہلاکت کے ہیں۔ ۱۴؎ دنیا کے اندر واپس اپنی خواہشوں اور شہوتوں میں اور متکبر و مغرور۔

إِنَّهُ ظَنَّ أَنْ لَنْ يَّحُورَ ۚ بَلَىٰ ۗ إِنَّ رَبَّهُ كَانَ بِهِ بَصِيرًا ۝ ۱۵ فَلَا

وہ سمجھا کہ اُسے پھرنا نہیں ۱۵ ہاں کیوں نہیں ۱۵ بے شک اس کا رب اسے دیکھ رہا ہے تو مجھے

أَقْسِمُ بِالشَّقِيقِ ۚ وَاللَّيْلِ وَمَا وَسَقَ ۚ وَالْقَمَرِ إِذَا اتَّسَقَ ۚ ۝ ۱۸

قسم ہے شام کے اُجالے کی ۱۸ اور رات کی اور چیزیں اس میں جمع ہوتی ہیں ۱۸ اور چاند کی جب پورا ہو ۱۸

لَتَرْكِبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبِقٍ ۚ ۝ ۱۹ فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ۚ وَإِذَا قُرِئَ

ضرور تم منزل بہ منزل چڑھو گے ۱۹ تو کیا ہوا ایمان نہیں لاتے ۱۹ اور جب قرآن

عَلَيْهِمُ الْقُرْآنُ لَا يَسْجُدُونَ ۚ بَلِ الَّذِينَ كَفَرُوا يَكْذِبُونَ ۚ ۝ ۲۲

پڑھا جائے سجدہ نہیں کرتے ۲۲ بلکہ کافر جھٹلا رہے ہیں ۲۲

وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِسَائِرُ عُنُونَ ۚ ۝ ۲۳ فَبَشِّرْهُم بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ۚ إِلَّا الَّذِينَ

اور اللہ خوب جانتا ہے جو اپنے جی میں رکھتے ہیں ۲۳ تو تم انہیں دردناک عذاب کی بشارت دو ۲۳ مگر جو ایمان

۱۵ اپنے رب کی طرف اور وہ مرنے کے بعد اٹھایا نہ جائے گا ۱۵ ضرور اپنے رب کی طرف رجوع کرے گا اور مرنے کے بعد اٹھایا جائے گا اور حساب کیا جائے

گا۔ ۱۸ جو سرنجی کے بعد نمودار ہوتا ہے اور جس کے غائب ہونے پر امام صاحب کے نزدیک وقت عشاء شروع ہوتا ہے یہی قول ہے کثیر صحابہ کا اور بعض علماء

”شفاق“ سے سرنجی مراد لیتے ہیں۔ ۱۹ مثل جانوروں کے جودن میں منتشر ہوتے ہیں اور شب میں اپنے آشیانوں اور ٹھکانوں کی طرف چلے آتے ہیں اور مثل

تاریکی کے اور ستاروں اور ان اعمال کے جو شب میں کئے جاتے ہیں مثل تہجد کے۔ ۲۲ اور اس کا نور کامل ہو جائے اور یہ ایام بیض یعنی تیرہویں چودھویں

پندرہویں تاریخوں میں ہوتا ہے۔ ۲۳ یہ خطاب یا تو انسانوں کو ہے اس تقدیر پر معنی یہ ہیں کہ تمہیں حال کے بعد حال پیش آئے گا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ

تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ موت کے شدائد و احوال پھر مرنے کے بعد اٹھنا پھر موقوف حساب میں پیش ہونا، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ انسان کے حالات میں تبد رتج ہے

ایک وقت دودھ پیتا بچہ ہوتا ہے پھر دودھ چھوٹتا ہے پھر لڑکپن کا زمانہ آتا ہے پھر جوان ہوتا ہے پھر جوانی ڈھلتی ہے پھر بوڑھا ہوتا ہے اور ایک قول یہ ہے کہ یہ خطاب

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہے کہ آپ شب معراج ایک آسمان پر تشریف لے گئے پھر دوسرے پر اسی طرح درجہ بدرجہ مرتبہ مرتبہ منازل قرب میں واصل

ہوئے۔ بخاری شریف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ اس آیت میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حال بیان فرمایا گیا ہے معنی یہ

ہیں کہ آپ کو مشرکین پر فتح و ظفر حاصل ہوگی اور انجام بہت بہتر ہوگا آپ کفار کی سرکشی اور ان کی تکذیب سے غمگین نہ ہوں۔ ۲۴ یعنی اب ایمان لانے میں کیا عذر

ہے باوجود دلائل ظاہر ہونے کے کیوں ایمان نہیں لاتے۔ ۲۵ مراد اس سے سجدہ تلاوت ہے۔ شان نزول: جب سورۃ ”اقرا“ میں ”وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ“ نازل

ہوا تو سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھ کر سجدہ کیا مومنین نے آپ کے ساتھ سجدہ کیا اور کفار قریش نے سجدہ نہ کیا ان کے اس فعل کی برائی میں یہ

آیت نازل ہوئی کہ کفار پر جب قرآن پڑھا جاتا ہے تو وہ سجدہ تلاوت نہیں کرتے۔ مسئلہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ سجدہ تلاوت واجب ہے سننے والے پر اور

حدیث سے ثابت ہے کہ پڑھنے والے سننے والے دونوں پر سجدہ واجب ہو جاتا ہے۔ قرآن کریم میں سجدہ کی چودہ آیتیں ہیں جن کو پڑھنے یا سننے سے سجدہ واجب ہو

جاتا ہے خواہ سننے والے نے سننے کا ارادہ کیا ہو یا نہ کیا ہو۔ مسئلہ: سجدہ تلاوت کے لیے بھی وہی شرطیں ہیں جو نماز کے لیے مثل طہارت اور قبلہ رو ہونے اور ستر

عورت وغیرہ کے۔ مسئلہ: سجدہ کے اول و آخر اللہ اکبر کہنا چاہئے۔ مسئلہ: امام نے آیت سجدہ پڑھی تو اس پر اور مقتد یوں پر اور جو شخص نماز میں نہ ہو اور سن لے اس

پر سجدہ واجب ہے۔ مسئلہ: سجدہ کی جتنی آیتیں پڑھی جائیں گی اتنے ہی سجدے واجب ہوں گے اگر ایک ہی آیت ایک مجلس میں بار بار پڑھی گئی تو ایک ہی سجدہ

واجب ہوا۔ و النصفیل فی کتب الفقہ۔ (تفسیر احمدی) ۲۶ قرآن کو اور مرنے کے بعد اٹھنے کو۔ ۲۷ کفر اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تکذیب

۱۸ ان کے کفر و عناد پر۔



## أَمِنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ ٢٥

لائے اور اچھے کام کئے ان کے لیے وہ ثواب ہے جو کبھی ختم نہ ہوگا

ایاتھا ۲۲ ﴿۱۵۵﴾ سُورَةُ الْبُرُوجِ مَكِّيَّةٌ ۲۷ ﴿۱﴾ مَرَكُوعًا ۱ ﴿۱﴾

سورہ بروج مکہ ہے، اس میں بائیس آیتیں اور ایک رکوع ہے

## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْبُرُوجِ ۱ وَالْيَوْمِ الْمَوْعُودِ ۲ وَشَاهِدٍ وَمَشْهُودٍ ۳

تم آسمان کی جس میں بروج ہیں ۱ اور اس دن کی جس کا وعدہ ہے ۲ اور اس دن کی جس میں حاضر ہوتے ہیں ۳

قَتْلِ أَصْحَابِ الْأَخْذُودِ ۴ النَّارِ ذَاتِ الْوُقُودِ ۵ اِذْهُمْ عَلَيْهَا

کھائی والوں پر لعنت ہو ۴ وہ اس بھڑکتی آگ والے جب وہ اس کے کناروں پر

۱ ”سورہ بروج“ مکہ ہے اس میں ایک رکوع، بائیس آیتیں، ایک سو نوے کلمے، چار سو بیسٹھ حرف ہیں۔ ۲ جن کی تعداد بارہ ہے اور ان میں عجائب حکمت

الہی نمودار ہیں آفتاب مہتاب اور کواکب کی سیران میں معین اندازے پر ہے جس میں اختلاف نہیں ہوتا۔ ۳ وہ روز قیامت ہے۔ ۴ مراد اس سے روز

جمعہ ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ ۵ آدمی اور فرشتے مراد اس سے روز عرفہ ہے۔ ۶ مروی ہے کہ پہلے زمانہ میں ایک بادشاہ تھا جب اس کا جادوگر

بوڑھا ہوا تو اس نے بادشاہ سے کہا کہ میرے پاس ایک لڑکا بھیج جسے میں جادو سکھا دوں بادشاہ نے ایک لڑکا مقرر کر دیا وہ جادو سیکھنے لگا۔ راہ میں ایک راہب رہتا تھا

اس کے پاس بیٹھنے لگا اور اس کا کلام اس کے دل نشین ہوتا گیا اب آتے جاتے اس نے راہب کی صحبت میں بیٹھنا مقرر کر لیا ایک روز راستہ میں ایک مہیب جانور ملا

لڑکے نے ایک پتھر ہاتھ میں لے کر یہ دعا کی کہ یارب اگر راہب تجھے پیارا ہو تو میرے پتھر سے اس جانور کو ہلاک کر دے وہ جانور اس کے پتھر سے مر گیا اس

کے بعد لڑکا مستجاب الدعوتہ ہوا اور اس کی دعا سے کوڑھی اور اندھے اچھے ہونے لگے۔ بادشاہ کا ایک مُصاحب نابینا ہو گیا تھا وہ آیا لڑکے نے دعا کی وہ اچھا ہو گیا

اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آیا اور بادشاہ کے دربار میں پہنچا۔ اس نے کہا: تجھے کس نے اچھا کیا؟ کہا: میرے رب نے۔ بادشاہ نے کہا: میرے سوا اور بھی کوئی

رب ہے! یہ کہہ کر اس نے اس پر سختیاں شروع کیں یہاں تک کہ اس نے لڑکے کا پتہ بتایا، لڑکے پر سختیاں کیں، اس نے راہب کا پتہ بتایا، راہب پر سختیاں کیں

اور اس سے کہا اپنا دین ترک کر۔ اس نے انکار کیا تو اس کے سر پر آرا رکھ کر چروا دیا، پھر مصاحب کو بھی چروا دیا، پھر لڑکے کو حکم دیا کہ پہاڑ کی چوٹی سے گرا دیا

جائے۔ سپاہی اس کو پہاڑ کی چوٹی پر لے گئے، اس نے دعا کی، پہاڑ میں زلزلہ آیا، سب گر کر ہلاک ہو گئے، لڑکا صحیح سلامت چلا آیا۔ بادشاہ نے کہا: سپاہی کیا

ہوئے؟ کہا: سب کو خدا نے ہلاک کر دیا۔ پھر بادشاہ نے لڑکے کو سمندر میں غرق کرنے کے لیے بھیجا۔ لڑکے نے دعا کی، کشتی ڈوب گئی، تمام شاہی آدمی ڈوب

گئے، لڑکا صحیح و سلامت بادشاہ کے پاس آ گیا۔ بادشاہ نے کہا: وہ آدمی کیا ہوئے؟ کہا: سب کو اللہ تعالیٰ نے ہلاک کر دیا اور تو مجھے قتل کر ہی نہیں سکتا جب تک وہ

کام نہ کرے جو میں بتاؤں! کہا: وہ کیا؟ لڑکے نے کہا ایک میدان میں سب لوگوں کو جمع کر اور مجھے کھجور کے ڈھنڈ (سوکھے تھنے) پر سولی دے پھر میرے ترش

سے ایک تیر نکال کر ”بِسْمِ اللَّهِ رَبِّ الْعَالَمِ“ کہہ کر مار، ایسا کرے گا تو مجھے قتل کر سکے گا۔ بادشاہ نے ایسا ہی کیا، تیر لڑکے کی کپٹی پر لگا، اس نے اپنا ہاتھ اس

پر رکھا اور واصل بحق ہو گیا۔ یہ دیکھ کر تمام لوگ ایمان لے آئے اس سے بادشاہ کو اور زیادہ صدمہ ہوا اور اس نے ایک خندق کھدوائی اور اس میں آگ جلوائی

اور حکم دیا جو دین سے نہ پھرے اسے اس آگ میں ڈال دو۔ لوگ ڈالے گئے یہاں تک کہ ایک عورت آئی، اس کی گود میں بچہ تھا، وہ ذرا جھکی، بچہ نے کہا: اے

ماں! صبر کر، نہ جھک، تو سچے دین پر ہے۔ وہ بچہ اور ماں بھی آگ میں ڈال دیئے گئے۔ یہ حدیث صحیح ہے، مسلم نے اس کی تخریج کی، اس سے اولیاء کی کرامتیں

ثابت ہوتی ہیں، آیت میں اس واقعہ کا ذکر ہے۔

قُعُودٌ ۶ وَهُمْ عَلَىٰ مَا يَفْعَلُونَ بِالْمُؤْمِنِينَ شُهُودٌ ۷ وَمَا نَقَمُوا

بیٹھے تھے وکے اور وہ خود گواہ ہیں جو کچھ مسلمانوں کے ساتھ کر رہے تھے وکے اور انہیں مسلمانوں کا

مِنْهُمْ إِلَّا أَنْ يُؤْمِنُوا بِاللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ ۸ الَّذِي لَهُ مُلْكُ

کیا بُرا لگا یہی نہ کہ وہ ایمان لائے اللہ عزت والے سب خوبیوں سزا ہے پر کہ اسی کے لیے

السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۹ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ۱۰ إِنَّ الَّذِينَ

آسمانوں اور زمین کی سلطنت ہے اور اللہ ہر چیز پر گواہ ہے بے شک جنہوں نے

فَتَنُوا الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوبُوا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَ

ایذا دی مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو ف پھر توبہ نہ کی وکے ان کے لیے جہنم کا عذاب ہے وکے اور

لَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيقِ ۱۰ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ

ان کے لیے آگ کا عذاب وکے بے شک جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے ان کے لیے

جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۱۱ ذَلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِيرُ ۱۱ إِنَّ بَطْشَ

باغ ہیں جن کے نیچے نہریں رواں یہی بڑی کامیابی ہے بے شک تیرے رب کی

رَبِّكَ لَشَدِيدٌ ۱۲ إِنَّهُ هُوَ يَبْدِئُ وَيَعِيدُ ۱۳ وَهُوَ الْعَفُورُ

گرفت بہت سخت ہے وکے بے شک وہ پہلے کرے اور پھر کرے وکے اور وہی ہے بخشنے والا

الْوَدُودُ ۱۴ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيدُ ۱۵ فَعَالٌ لَبِيبٌ ۱۶ هَلْ أَتَاكَ

اپنے نیک بندوں پر پیارا عرش کا مالک عزت والا ہمیشہ جو چاہے کر لینے والا کیا تمہارے پاس

حَدِيثٌ الْجُنُودِ ۱۷ فِرْعَوْنُ وَشُعُوبٌ ۱۸ بَلِ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي

لشکروں کی بات آئی وکے وہ لشکر کون فرعون اور شعوب وکے بلکہ وکے کافر جھٹلانے میں

وکی کر سیاں بچھائے اور مسلمانوں کو آگ میں ڈال رہے تھے وکے شاہی لوگ بادشاہ کے پاس آ کر ایک دوسرے کے لیے گواہی دیتے تھے کہ انہوں نے قبیل حکم

میں کوتاہی نہیں کی ایمانداروں کو آگ میں ڈال دیا۔ مروی ہے کہ جو مومن آگ میں ڈالے گئے اللہ تعالیٰ نے ان کے آگ میں پڑنے سے قبل ان کی رُو میں

قبض فرما کر انہیں نجات دی اور آگ نے خندق کے کناروں سے باہر نکل کر کنارے پر بیٹھے ہوئے کفار کو جلا دیا۔ فائدہ: اس واقعہ میں مومنین کو صبر اور اہل مکہ کی

ایذا رسانیوں پر تحمل کرنے کی ترغیب فرمائی گئی۔ وکے آگ میں جلا کر وکے اور اپنے کفر سے باز نہ آئے وکے آخرت میں بدلہ ان کے کفر کا۔ وکے دنیا میں کہ

اسی آگ نے انہیں جلا ڈالا، یہ بدلہ ہے مسلمانوں کو آگ میں ڈالنے کا۔ وکے جب وہ ظالموں کو عذاب میں پکڑے۔ وکے یعنی پہلے دنیا میں پیدا کرے پھر

قیامت میں اعمال کی جزا دینے کے لیے موت کے بعد دوبارہ زندہ کرے۔ وکے جن کو کافر انبیاء علیہم السلام کے مقابل لائے۔ وکے جو اپنے کفر کے سبب ہلاک

کئے گئے۔ وکے اے سید عالم! اصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ کی امت کے۔

سُكُذِيْبٍ ۱۹ ۱۰ وَاللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِيْطٌ ۲۰ ۱۱ بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَّجِيْدٌ ۲۱

ہیں ۱۸ اور اللہ ان کے پیچھے سے انھیں گھیرے ہوئے ہے ۱۹ بلکہ وہ کمال شرف والا قرآن ہے

فِي لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ۲۲

لوح محفوظ میں

ایاتھا ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰ ۱۰۱ ۱۰۲ ۱۰۳ ۱۰۴ ۱۰۵ ۱۰۶ ۱۰۷ ۱۰۸ ۱۰۹ ۱۱۰ ۱۱۱ ۱۱۲ ۱۱۳ ۱۱۴ ۱۱۵ ۱۱۶ ۱۱۷ ۱۱۸ ۱۱۹ ۱۲۰ ۱۲۱ ۱۲۲ ۱۲۳ ۱۲۴ ۱۲۵ ۱۲۶ ۱۲۷ ۱۲۸ ۱۲۹ ۱۳۰ ۱۳۱ ۱۳۲ ۱۳۳ ۱۳۴ ۱۳۵ ۱۳۶ ۱۳۷ ۱۳۸ ۱۳۹ ۱۴۰ ۱۴۱ ۱۴۲ ۱۴۳ ۱۴۴ ۱۴۵ ۱۴۶ ۱۴۷ ۱۴۸ ۱۴۹ ۱۵۰ ۱۵۱ ۱۵۲ ۱۵۳ ۱۵۴ ۱۵۵ ۱۵۶ ۱۵۷ ۱۵۸ ۱۵۹ ۱۶۰ ۱۶۱ ۱۶۲ ۱۶۳ ۱۶۴ ۱۶۵ ۱۶۶ ۱۶۷ ۱۶۸ ۱۶۹ ۱۷۰ ۱۷۱ ۱۷۲ ۱۷۳ ۱۷۴ ۱۷۵ ۱۷۶ ۱۷۷ ۱۷۸ ۱۷۹ ۱۸۰ ۱۸۱ ۱۸۲ ۱۸۳ ۱۸۴ ۱۸۵ ۱۸۶ ۱۸۷ ۱۸۸ ۱۸۹ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷ ۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰ ۲۰۱ ۲۰۲ ۲۰۳ ۲۰۴ ۲۰۵ ۲۰۶ ۲۰۷ ۲۰۸ ۲۰۹ ۲۱۰ ۲۱۱ ۲۱۲ ۲۱۳ ۲۱۴ ۲۱۵ ۲۱۶ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۱۹ ۲۲۰ ۲۲۱ ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰ ۲۳۱ ۲۳۲ ۲۳۳ ۲۳۴ ۲۳۵ ۲۳۶ ۲۳۷ ۲۳۸ ۲۳۹ ۲۴۰ ۲۴۱ ۲۴۲ ۲۴۳ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰

سورۃ طارق مکیر ہے اس میں سترہ آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

وَالسَّبَّأِ وَالطَّارِقِ ۱ ۱۰ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الطَّارِقُ ۲ ۱۱ النَّجْمُ الثَّاقِبُ ۳ ۱۲

آسمان کی قسم اور رات کو آنے والے کی قسم اور کچھ تم نے جانا وہ رات کو آنے والا کیا ہے خوب چمکتا تارا

اِنَّ كُلَّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ ۳ ۱۳ فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ ۴ ۱۴

کوئی جان نہیں جس پر نگہبان نہ ہو ۳ تو چاہیے کہ آدمی غور کرے کہ کس چیز سے بنایا گیا ہے ۴

مِنْ مَّاءٍ دَافِقٍ ۶ ۱۵ يَخْرُجُ مِنْ بَيْنِ الصَّلْبِ وَالتَّرَائِبِ ۷ ۱۶ اِنَّهٗ عَلَى

کرتے (اچھلتے ہوئے) پانی سے ۶ جو نکلتا ہے پیٹھ اور سینوں کے بیچ سے ۷ شک اللہ اس کے

رَاجِعِهٖ لِقَادِرٌ ۸ ۱۷ يَوْمَ تُبْلَى السَّرَائِرُ ۹ ۱۸ فَمَا لَهُ مِنْ قُوَّةٍ وَلَا

واپس کر دینے پر وہ قادر ہے جس دن چھپی باتوں کی جانچ ہوگی ۹ تو آدمی کے پاس نہ کچھ زور ہوگا نہ

۱۸ آپ کو اور قرآن پاک کو جیسا کہ پہلے کافروں کا دستور تھا ۱۷ اس سے انہیں کوئی بچانے والا نہیں۔ ۱۷ "سورۃ الطارق" مکیر ہے اس میں ایک رکوع، سترہ

آیتیں، اکٹھے کلمے، دوسوا انتالیس حرف ہیں۔ ۱۷ یعنی ستارے کی جورت کو چمکتا ہے: شان نزول: ایک شب سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں ابو

طالب کچھ ہدیہ لائے حضور اس کو تناول فرما رہے تھے اس درمیان میں ایک تارا ٹوٹا اور تمام فضا آگ سے بھر گئی ابوطالب گھبرا کر کہنے لگے یہ کیا ہے؟ سید عالم صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ ستارہ ہے جس سے شیاطین مارے جاتے ہیں اور یہ قدرت الہی کی نشانیوں میں سے ہے۔ ابوطالب کو اس سے تعجب ہوا اور یہ سورت نازل

ہوئی۔ ۱۷ اس کے رب کی طرف سے جو اس کے اعمال کی نگہبانی کرے اور اس کی نیکی بدی سب لکھ لے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ مراد

اس سے فرشتے ہیں۔ ۱۷ تاکہ وہ جانے کہ اس کا پیدا کرنے والا اس کو بعد موت جزا کے لیے زندہ کرنے پر قادر ہے پس اس کو روز جزا کے لیے عمل کرنا چاہئے۔

۱۷ یعنی مرد و عورت کے نطفوں سے جو رحم میں مل کر ایک ہو جاتے ہیں۔ ۱۷ یعنی مرد کی پشت سے اور عورت کے سینے کے مقام سے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ

تعالیٰ عنہما نے فرمایا: سینے کے اس مقام سے جہاں ہار پہنا جاتا ہے اور انہیں سے منقول ہے کہ عورت کی دونوں چھاتیوں کے درمیان سے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ منی

انسان کے تمام اعضاء سے برآمد ہوتی ہے اور اس کا زیادہ حصہ دماغ سے مرد کی پشت میں آتا ہے اور عورت کے بدن کے اگلے حصہ کی بہت سی رگوں میں جو سینے کے

مقام پر ہیں نازل ہوتا ہے اسی لیے ان دونوں مقاموں کا ذکر خصوصیت سے فرمایا گیا۔ ۱۷ یعنی موت کے بعد زندگی کی طرف لوٹا دینے پر۔ ۱۷ چھپی باتوں سے



نَاصِرٍ ۱۰ وَالسَّيِّئَاتِ الرَّجْعِ ۱۱ وَالْاَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ ۱۲ إِنَّهُ

کوئی مددگار وہ آسمان کی قسم جس سے مینہ اترتا ہے وہ اور زمین کی جو اس سے کھلتی ہے وہ بے شک قرآن

لِقَوْلٍ فَصْلٌ ۱۳ وَمَا هُوَ بِالْهَزْلِ ۱۴ إِنَّهُمْ يَكِيدُونَ كَيْدًا ۱۵ وَ

ضرور فیصلہ کی بات ہے وہ اور کوئی ہنسی کی بات نہیں وہ بے شک کافر اپنا سا داؤں چلتے ہیں وہ اور

اَكِيدُ كَيْدًا ۱۶ فَهَلْ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهَلُهُمْ رُوَيْدًا ۱۷

میں اپنی خفیہ تدبیر فرماتا ہوں وہ تو تم کافروں کو ڈھیل دوں گا انھیں کچھ تھوڑی مہلت دوں گا

ایاتھا ۱۹ ﴿۸﴾ سُورَةُ الْاَعْلَى مَكِّيَّةٌ ۸ ﴿۹﴾ رُكُوْعَهَا ۱

سورہ اعلیٰ مکہ ہے، اس میں انیس آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى ۱ الَّذِي خَلَقَ فَسْوَى ۲ وَالَّذِي قَدَّرَ

اپنے رب کے نام کی پاکی بولو جو سب سے بلند ہے وہ جس نے بنا کر ٹھیک کیا ہے اور جس نے اندازہ پر رکھ کر

فَهَدَى ۳ وَالَّذِي اَخْرَجَ الْبَرْعَى ۴ فَجَعَلَهُ غُثَاءً اُحْوَى ۵

راہ دی وہ اور جس نے چارہ نکالا پھر اسے خشک سیاہ کر دیا

سَنْقَرِيْكَ فَلَا تَنْسَى ۶ اِلَّا مَا شَاءَ اللّٰهُ ۷ اِنَّهُ يَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا

اب ہم تمہیں پڑھائیں گے کہ تم نہ بھولو گے وہ مگر جو اللہ چاہے وہ بے شک وہ جانتا ہے ہر کھلے اور

مراہ عقائد اور نیتیں اور وہ اعمال ہیں جن کو آدمی چھپاتا ہے روز قیامت اللہ تعالیٰ ان سب کو ظاہر کر دے گا۔ وہ یعنی جو آدمی منکر بے نیت ہے نہ اس کو ایسی قوت ہوگی

جس سے عذاب کو روک سکے نہ اس کا کوئی ایسا مددگار ہوگا جو اسے بچا سکے۔ وہ جو ارضی پیداوار نباتات و اشجار کے لیے مثل باپ کے ہے۔ وہ اور نباتات کے

لیے مثل ماں کے ہے اور یہ دونوں اللہ تعالیٰ کی عجیب نعمتیں ہیں اور ان میں قدرت الہی کے بے شمار آثار نمودار ہیں جن میں غور کرنے سے آدمی کو بعض بعد الموت

کے بہت سے دلائل ملتے ہیں۔ وہ کہ حق و باطل میں فرق و امتیاز کر دیتا ہے۔ وہ جو کلمی اور بیکار ہو۔ وہ اور دین الہی کے مٹانے اور نوجن کو بجانے اور سید

عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایذا پہنچانے کے لیے طرح طرح کے داؤں کرتے ہیں۔ وہ جس کی انہیں خبر نہیں ہے۔ اے سید انبیاء! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

وہ چند روز کہ وہ عنقریب ہلاک کئے جائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور بدر میں انہیں عذاب الہی نے پکڑا ”وَنُسَخِ الْاَمْهَالُ بِاَيَّةِ السَّيْفِ“ وہ ”سورۃ الاعلیٰ“

مکہ ہے اس میں ایک رکوع، انیس آیتیں، بہتر کلمے، دوسو اکانوے حرف ہیں۔ وہ یعنی اس کا ذکر عظمت و احترام کے ساتھ کرو۔ حدیث میں ہے: جب یہ آیت

نازل ہوئی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کو اپنے سجدہ میں داخل کرو یعنی سجدہ میں ”سُبْحٰنَ رَبِّيَ الْاَعْلَى“ کہو۔ (ابوداؤد) وہ یعنی ہر چیز کی

پیدائش ایسی مناسب فرمائی جو پیدا کرنے والے کے علم و حکمت پر دلالت کرتی ہے۔ وہ یعنی امور کو ازل میں مقدر کیا اور اس کی طرف راہ دی یا یہ معنی ہیں کہ

روزیاں مقدر کیں اور ان کے طریق کسب کی راہ بتائی۔ وہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بشارت ہے کہ آپ کو حفظ قرآن

يَخْفَى ٤ وَنَيْسِرَكَ لِلْيَسْرَى ٨ فَذَكَرْنَا نَفَعَتِ الذِّكْرَى ٩ ط

چھپے کو اور ہم تمہارے لیے آسانی کا سامان کر دیں گے وک تو تم نصیحت فرماؤ وک اگر نصیحت کام دے وک عنقریب

سَيَذَكَّرُهُ مَنْ يَخْشَى ١٠ وَ يَتَجَبَّبُهَا الْأَشْقَى ١١ ۱۱ الَّذِي يَصَلِي النَّارَ

نصیحت مانے گا جو ڈرتا ہے وک اور اس وک سے وہ بڑا بد بخت دور رہے گا جو سب سے بڑی آگ میں

الْكُبْرَى ١٢ ثُمَّ لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَى ١٣ ط قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَرَكَ ١٤ ١٣

جائے گا وک پھر نہ اس میں مرے وک اور نہ جنے وک بے شک مراد کو پہنچا جو ستھرا ہوا وک

وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّى ١٥ بَلْ تُؤَثِّرُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ١٦ ط

اور اپنے رب کا نام لے کر وک نماز پڑھی وک بلکہ تم جیتی دنیا کو ترجیح دیتے ہو وک اور

الْآخِرَةَ خَيْرٌ وَأَبْقَى ١٧ ط إِنَّ هَذَا لَفِي الصُّحُفِ الْأُولَى ١٨ ١٨

آخرت بہتر اور باقی رہنے والی بے شک یہ وک اگلے صحیفوں میں ہے وک

صُحُفِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى ١٩ ع

ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں

﴿ ایتھا ۲۶ ﴾ ﴿ ۸۸ سُورَةُ الْعَاشِيَةِ مَكِّيَّةٌ ۶۸ ﴾ ﴿ رُكُوعُهَا ۱ ﴾

سورۃ غاشیہ مکیہ ہے، اس میں چھیس آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا وک

کی نعت بے محنت عطا ہوئی اور یہ آپ کا معجزہ ہے کہ اتنی بڑی کتاب عظیم بغیر محنت و مشقت اور بغیر تکرار و دہرے کے آپ کو حفظ ہوگئی۔ (جمل) وک مفسرین نے فرمایا کہ یہ استثنا واقع نہ ہو اور اللہ تعالیٰ نے نہ چاہا کہ آپ کچھ بھولیں۔ (خان) وک کہ وحی تمہیں بے محنت یاد رہے گی۔ مفسرین کا ایک قول یہ ہے کہ آسانی کے سامان سے شریعت اسلام مراد ہے جو نہایت سہل و آسان ہے۔ وک اس قرآن مجید سے وک اور کچھ لوگ اس سے منتفع ہوں۔ وک اللہ تعالیٰ سے وک پسند و نصیحت وک شان نزول: بعض مفسرین نے فرمایا کہ یہ آیت ولید بن مغیرہ اور عتبہ بن ربیعہ کے حق میں نازل ہوئی۔ وک کہ مرکر ہی عذاب سے چھوٹ سکے وک ایسا جینا جس سے کچھ بھی آرام پائے۔ وک ایمان لا کر یا یہ معنی ہیں کہ اس نے نماز کے لیے طہارت کی، اس تقدیر پر آیت سے نماز کے لیے وضو اور غسل ثابت ہوتا ہے۔ (تفسیر احمدی) وک یعنی تکبیر افتتاح کہہ کر وک بیچگانہ مسئلہ: اس آیت سے تکبیر افتتاح ثابت ہوئی اور یہ بھی ثابت ہوا کہ وہ نماز کا جزو نہیں ہے کیونکہ نماز کا اس پر عطف کیا گیا ہے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ افتتاح نماز کا اللہ تعالیٰ کے ہر نام سے جائز ہے۔ اس آیت کی تفسیر میں یہ کہا گیا ہے کہ ”تَرَخَى“ سے صدقہ فطر دینا اور رب کا نام لینے سے عید گاہ کے راستہ میں تکبیریں کہنا اور نماز سے نماز عید مراد ہے۔ (تفسیر مدارک و احمدی) وک آخرت پر۔ اسی لیے وہ عمل نہیں کرتے جو وہاں کام آئیں۔ وک یعنی ستروں کا مراد کو پہنچنا اور آخرت کا بہتر ہونا وک جو قرآن کریم سے پہلے نازل ہوئے۔ وک ”سورۃ غاشیہ“ مکیہ ہے اس میں ایک رکوع، چھیس آیتیں، بانوے کلمے، تین سو اکیاسی حرف ہیں۔

هَلْ أَتَتْكَ حَدِيثُ الْعَاشِيَةِ ۱ ط وَجُوهٌ يَوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ ۲ لا عَامِلَةٌ ۳

بے شک تمہارے پاس ۱ اس مصیبت کی خبر آئی جو چھاجائے گی ۲ کتنے ہی منہ اس دن ذلیل ہوں گے ۳ کام کریں

ثَاصِبَةٌ ۳ لا تَصَلِي نَارًا حَامِيَةً ۴ تَسْقَى مِنْ عَيْنِ اٰنِيَةٍ ۵ لا لَيْسَ

مشقت جھیلیں ۳ جائیں بھڑکتی آگ میں ۴ نہایت جلتے چشمہ کا پانی پلائے جائیں ان کے لیے

لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِيْعٍ ۶ لا يُسِينُ وَلا يُغْنِي مِنْ جُوعٍ ۷ ط

کچھ کھانا نہیں مگر آگ کے کانٹے ۶ نہ فریہی لائیں اور نہ بھوک میں کام دیں ۷

وَجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ ۸ لَسَعِبَهَا رَاضِيَةٌ ۹ فِي جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ۱۰ لا

کتنے ہی منہ اس دن چین میں ہیں ۸ اپنی کوشش پر راضی ۹ بلند باغ میں کہ

تَسْعَفُ فِيهَا لَا غِيَةَ ۱۱ فِيهَا عَيْنٌ جَارِيَةٌ ۱۲ فِيهَا سُرُرٌ مَّرْفُوعَةٌ ۱۳ وَ

اس میں کوئی بیہودہ بات نہ سنیں گے اس میں رواں چشمہ ہے اس میں بلند تخت ہیں اور

اَكْوَابٌ مَّوْضُوعَةٌ ۱۴ وَنَبَارِقُ مَصْفُوفَةٌ ۱۵ وَزَرَابِيٌّ مَبْشُوثَةٌ ۱۶ ط

چنے ہوئے کوزے ۱۴ اور برابر برابر بچھے ہوئے قالین اور پھیلی ہوئی چاندنیاں ۱۶

اَفَلَا يَنْظُرُونَ اِلَى الْاِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ ۱۷ وَ اِلَى السَّمَاءِ كَيْفَ

تو کیا اونٹ کو نہیں دیکھتے کیسا بنایا گیا اور آسمان کو کیسا

رُفِعَتْ ۱۸ وَ اِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ ۱۹ وَ اِلَى الْاَرْضِ كَيْفَ

اونچا کیا گیا ۱۸ اور پہاڑوں کو کیسے قائم کئے گئے اور زمین کو کیسے

۱۷ اے سید عالم! اصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۱۸ خَلَقَ پر مراد اس سے قیامت ہے جس کے شدائد و احوال ہر چیز پر چھا جائیں گے۔ ۱۹ حضرت ابن عباس

رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو دین اسلام پر نہ تھے بت پرست تھے یا کتابی کافر مثل راہبوں اور پجاریوں کے انہوں نے محنتیں بھی

اٹھائیں مشقتیں بھی جھیلیں اور نتیجہ یہ ہوا کہ جہنم میں گئے۔ ۱۷ عذاب طرح طرح کا ہوگا اور جو لوگ عذاب دیئے جائیں گے ان کے بہت طبقے ہوں گے بعض کو

زقوم کھانے کو دیا جائے گا بعض کو غسلین (دوزخیوں کی پیپ) بعض کو آگ کے کانٹے۔ ۱۸ یعنی ان سے غذا کا نفع حاصل نہ ہوگا کیونکہ غذا کے دو ہی فائدے

ہیں: ایک یہ کہ بھوک کی تکلیف رفع کرے۔ دوسرے یہ کہ بدن کو فرہ کرے۔ یہ دونوں وصف جہنمیوں کے کھانے میں نہیں بلکہ وہ شدید عذاب ہے۔ ۱۹ عیش و

خوشی میں اور نعمت و کرامت میں ۱۷ یعنی اس عمل و طاعت پر جو دنیا میں بجالائے تھے۔ ۱۹ چشمے کے کناروں پر۔ جن کے دیکھنے سے بھی لذت حاصل ہو اور

جب پینا چاہیں تو وہ بھر لیں۔ ۱۸ اس سورت میں جنت کی نعمتوں کا ذکر کرنا کفار نے تعجب کیا اور جھٹلایا تو اللہ تعالیٰ انہیں اپنے عجیب صنعت میں نظر کرنے

کی ہدایت فرماتا ہے تاکہ وہ سمجھیں کہ جس قادر حکیم نے دنیا میں ایسی عجیب و غریب چیزیں پیدا کی ہیں اس کی قدرت سے جنتی نعمتوں کا پیدا فرمانا کسی طرح قابل

تعجب اور لائق انکار ہو سکتا ہے چنانچہ ارشاد فرماتا ہے ۱۷ بغیر ستون کے۔



سُطِحَتْ ۲۰ ۚ فَذَكَرْتُ ۲۱ ۚ إِنَّمَا أَنْتَ مُذَكِّرٌ ۲۲ ۚ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِبَصِيرٍ ۲۳ ۚ

بچائی گئی تو تم نصیحت سناؤ ۲۰ تم تو یہی نصیحت سنانے والے ہو تم کچھ ان پر کڑوڑا (نگہبان) نہیں ۲۱

إِلَّا مَنْ تَوَلَّىٰ وَكَفَرَ ۲۴ ۚ فَيُعَذِّبُهُ اللَّهُ الْعَذَابَ الْأَكْبَرَ ۲۵ ۚ إِنَّ إِلَيْنَا

ہاں جو منہ پھیرے ۲۴ اور کفر کرے ۲۵ تو اسے اللہ بڑا عذاب دے گا ۲۶ بے شک ہماری ہی طرف

إِيَابَهُمْ ۲۵ ۚ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ ۲۶ ۚ

ان کا پھرنے کا ہے ۲۵ پھر بے شک ہماری ہی طرف ان کا حساب ہے

ایاتھا ۳۰ ﴿۱۰﴾ سُورَةُ الْفَجْرِ مَكِّيَّةٌ ﴿۱۰﴾ ﴿۱﴾ رُكُوعَهَا ۱ ﴿۱﴾

سورہ فجر مکہ ہے، اس میں تین آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

وَالْفَجْرِ ۱ ۚ وَلَيَالٍ عَشْرٍ ۲ ۚ وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ ۳ ۚ وَاللَّيْلِ إِذَا يَسِرٌ ۴ ۚ

اس صبح کی قسم ۱ اور دس راتوں کی ۲ اور بھٹ اور طاق کی ۳ اور رات کی جب چل دے ۴

هَلْ فِي ذَلِكَ قَسَمٌ لِذِي حَجْرِ ۵ ۚ أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ۶ ۚ

کیوں اس میں عقل مند کے لیے قسم ہوئی ۵ کیا تم نے نہ دیکھا کہ تمہارے رب نے عاد کے ساتھ کیا

۱۲ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور اس کے دلائل قدرت بیان فرما کر ۱۳ کہ جر کو ۱۴ ”هَذِهِ الْأَيُّهُ نَسَخَتْ بِأَيَّةِ الْقِتَالِ“ یعنی یہ آیت قتال کی آیت سے منسوخ

ہے ۱۵ ایمان لانے سے ۱۶ بعد نصیحت کے ۱۷ آخرت میں کہ اسے جہنم میں داخل کرے گا ۱۸ بعد موت کے۔ ۱۹ ”سورۃ الفجر“ مکہ ہے، اس میں

ایک رکوع، آنتیس یا تیس آیتیں، ایک سو انتالیس کلمے، پانچ سو ستانوے حرف ہیں۔ ۲۰ مراد اس سے یا یکم حرم کی صبح ہے جس سے سال شروع ہوتا ہے یا یکم ذی

الحجہ کی جس سے دس راتیں ملی ہوئی ہیں یا عید الاضحیٰ کی صبح اور بعض مفسرین نے فرمایا کہ مراد اس سے ہر دن کی صبح ہے کیونکہ وہ رات کے گزرنے اور روشنی کے ظاہر

ہونے اور تمام جانداروں کے طلب رزق کے لیے منتشر ہونے کا وقت ہے اور یہ مردوں کے قبروں سے اٹھنے کے وقت کے ساتھ مشابہت و مناسبت رکھتا

ہے۔ ۲۱ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ مراد ان سے ذی الحجہ کی پہلی دس راتیں ہیں کیونکہ یہ زمانہ اعمال حج میں مشغول ہونے کا زمانہ

ہے اور حدیث شریف میں اس عشرہ کی بہت فضیلتیں وارد ہوئی ہیں اور یہ بھی مروی ہے کہ رمضان کے عشرہ اخیرہ کی راتیں مراد ہیں یا حرم کے پہلے عشرہ کی۔ ۲۲ ہر

چیز کے یا ان راتوں کے یا نمازوں کے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ بھٹ سے مراد خلق اور طاق سے مراد اللہ تعالیٰ ہے۔ ۲۳ یعنی گزرے، یہ پانچویں قسم ہے عام

رات کی، اس سے پہلے دس راتوں کی قسم ذکر فرمائی گئی۔ بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ اس سے خاص شب مزدلفہ مراد ہے جس میں بندگان خدا طاعت الہی

کے لیے جمع ہوتے ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ اس سے شب قدر مراد ہے جس میں رحمت کا نزول ہوتا ہے اور جو کثرت ثواب کے لیے مخصوص ہے۔ ۲۴ یعنی یہ

امور ارباب عقل کے نزدیک ایسی عظمت رکھتے ہیں کہ خبروں کو ان کے ساتھ مؤکد کرنا نمایاں ہے کیونکہ یہ ایسے عجائب و دلائل پر مشتمل ہیں جو اللہ تعالیٰ کی توحید

اور اس کی ربوبیت پر دلالت کرتے ہیں اور جو اب قسم یہ ہے کہ کافر ضرور عذاب کئے جائیں گے، اس جواب پر اگلی آیتیں دلالت کرتی ہیں۔ ۲۵ اے سید عالم!

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

إِسْرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ۙ الَّتِي لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ ۙ وَثَمُودَ

وہ اِزَم حد سے زیادہ طول والے فلک کہ ان جیسا شہروں میں پیدا نہ ہوا اور ثمود

الَّذِينَ جَاءُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ۙ وَفِرْعَوْنَ ذِي الْأَوْتَادِ ۙ الَّذِينَ

جنھوں نے وادی میں فلک پتھر کی چٹانیں کاٹیں فلک اور فرعون کہ پھوٹتا کرتا (سخت سزائیں دیتا) فلک جنھوں نے

طَغَوْا فِي الْبِلَادِ ۙ فَأَكْثَرُوا فِيهَا الْفَسَادَ ۙ فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ

شہروں میں سرکشی کی فلک پھر ان میں بہت فساد پھیلا یا فلک تو ان پر تمہارے رب نے

سَوْطَ عَذَابٍ ۙ إِنَّ رَبَّكَ لِبِأْسَادٍ ۙ فَأَمَّا الْإِنْسَانُ إِذَا مَا ابْتَلَاهُ

عذاب کا کوڑا بقوت مارا بے شک تمہارے رب کی نظر سے کچھ غائب نہیں لیکن آدمی تو جب اسے اس کا رب

رَبُّهُ فَأَكْرَمَهُ وَنَعَّمَهُ ۙ فَيَقُولُ رَبِّي أَكْرَمَنِ ۙ وَأَمَّا إِذَا مَا

آزمائے کہ اس کو جاہ اور نعمت دے جب تو کہتا ہے میرے رب نے مجھے عزت دی اور اگر آزمائے

ابْتَلَاهُ فَقَدَرَا عَلَيْهِ رِزْقَهُ ۙ فَيَقُولُ رَبِّي أَهَانَنِ ۙ كَلَّا بَلْ لَا

اور اس کا رزق اس پر تنگ کرے تو کہتا ہے میرے رب نے مجھے خوار کیا یوں نہیں فلک بلکہ تم یتیم

۱۔ جن کے قد بہت دراز تھے انہیں عاد اور اِزَم اور اولی کہتے ہیں مقصود اس سے اہل مکہ کو خوف دلانا ہے کہ عاد اولی جن کی عمریں بہت زیادہ اور قد بہت طویل اور

نہایت قوی اور توانا تھے انہیں اللہ تعالیٰ نے ہلاک کر دیا تو یہ کافر اپنے آپ کو کیا سمجھتے ہیں اور عذاب الہی سے کیوں بے خوف ہیں۔ فلک زور و قوت اور طول قامت

میں۔ عاد کے بیٹوں میں سے ہمدان بھی ہے جس نے دنیا پر بادشاہت کی اور تمام بادشاہ اس کے مطیع ہو گئے اور اس نے جنت کا ذکر سن کر براہ سرکشی دنیا میں جنت بنانی

چاہی اور اس ارادہ سے ایک شہر عظیم بنایا جس کے محل سونے چاندی کی اینٹوں سے تعمیر کئے گئے اور زبرجد اور یاقوت کے ستون اس کی عمارتوں میں نصب ہوئے اور

ایسے ہی فرش مکانوں اور رستوں میں بنائے گئے سنگریزوں کی جگہ آبدار موتی بچھائے گئے ہر محل کے گرد جواہرات پر نہریں جاری کی گئیں، قسم قسم کے درخت حسن

ترتیب کے ساتھ لگائے گئے، جب یہ شہر مکمل ہوا تو ہمدان بادشاہ اپنے اعیان سلطنت کے ساتھ اس کی طرف روانہ ہوا جب ایک منزل فاصلہ باقی رہا تو آسمان سے

ایک ہولناک آواز آئی جس سے اللہ تعالیٰ نے ان سب کو ہلاک کر دیا۔ حضرت امیر معاویہ کے عہد میں حضرت عبداللہ بن قلابہ صحرائے عدنان میں اپنے گئے ہوئے

اونٹ کو تلاش کرتے ہوئے اس شہر میں پہنچے اور اس کی تمام زیب و زینت دیکھی اور کوئی رہنے بسنے والا نہ پایا تھوڑے سے جواہرات وہاں سے لے کر چلے آئے۔ یہ

خبر امیر معاویہ کو معلوم ہوئی، انہوں نے انہیں بلا کر حال دریافت کیا؟ انہوں نے تمام قصہ سنایا۔ تو امیر معاویہ نے کعب احبار کو بلا کر دریافت کیا کہ کیا دنیا میں کوئی ایسا

شہر ہے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں جس کا ذکر قرآن پاک میں بھی آیا ہے، یہ شہر شداد بن عاد نے بنایا تھا، وہ سب عذاب الہی سے ہلاک ہو گئے، ان میں سے کوئی باقی نہ

رہا اور آپ کے زمانہ میں ایک مسلمان سرخ رنگ، گبو چشم، قصیر القامت (نیلی آنکھوں، چھوٹے قد والا) جس کی ابرو پر ایک تل ہوگا، اپنے اونٹ کی تلاش میں داخل

ہوگا۔ پھر عبداللہ بن قلابہ کو دیکھ کر فرمایا: بخدا وہ شخص یہی ہے۔ فلک یعنی وادی القریٰ میں فلک اور مکان بنائے۔ انہیں اللہ تعالیٰ نے اس طرح ہلاک کیا فلک

اس کو جس پر غضبناک ہوتا تھا۔ اب عاد و ثمود و فرعون ان سب کی نسبت ارشاد ہوتا ہے: فلک اور معصیت و گمراہی میں انتہا کو پہنچے اور عبادت کی حد سے گزر گئے۔

فلک کفر اور قتل اور ظلم کر کے ۱۵ یعنی عزت و ذلت دولت و فقر پر نہیں یہ اس کی حکمت ہے کبھی دشمن کو دولت دیتا ہے کبھی بندہ مخلص کو فقر میں مبتلا کرتا ہے، عزت و

ذلت طاعت و معصیت پر ہے، کفار اس حقیقت کو نہیں سمجھتے۔

تَكْرِمُونَ الْيَتِيمَ ﴿١٤﴾ وَلَا تَحْضُونَ عَلَىٰ طَعَامِ الْيَسْكِينِ ﴿١٥﴾ وَتَأْكُلُونَ

کی عزت نہیں کرتے ولا اور آپس میں ایک دوسرے کو مسکین کے کھلانے کی رغبت نہیں دیتے اور میراث

الْثَّرَاثِ أَكْلًا لِّسَاءٍ ﴿١٦﴾ وَتُحِبُّونَ الْبَالَ حُبًّا جَمًّا ﴿٢٠﴾ كَلَّا إِذَا دُكَّتِ

کا مال ہپ ہپ کھاتے ہوئے اور مال کی نہایت محبت رکھتے ہوئے ہاں ہاں جب زمین ٹکرا

الْأَرْضُ دَكَّ دَكًّا ﴿٢١﴾ وَجَاءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ﴿٢٢﴾ وَجِئْنَا

کر پاش پاش کردی جائے ولا اور تمہارے رب کا حکم آئے اور فرشتے قطار قطار اور اس دن

يَوْمَئِذٍ بِجَهَنَّمَ ﴿٢٣﴾ يَوْمَئِذٍ يَتَذَكَّرُ الْإِنْسَانُ وَأَنَّىٰ لَهُ الذِّكْرَىٰ ﴿٢٣﴾

جہنم لائی جائے ولا اس دن آدمی سوچے گا ولا اور اب اسے سوچنے کا وقت کہاں ولا

يَقُولُ يَا لَيْتَنِي قَدَّمْتُ لِحَيَاتِي ﴿٢٤﴾ فَيَوْمَئِذٍ لَا يُعَذِّبُ عَذَابَ

کہے گا ہائے کسی طرح میں نے جیتے جی نیکی آگے بھیجی ہوتی تو اس دن اس کا سا عذاب ولا

أَحَدٌ ﴿٢٥﴾ وَلَا يُوَثِّقُ وَثَاقَهُ أَحَدٌ ﴿٢٦﴾ يَا أَيُّهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ﴿٢٧﴾

کوئی نہیں کرتا اور اس کا سا باندھنا کوئی نہیں باندھتا اسے اطمینان والی جان ولا

ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَةً ﴿٢٨﴾ فَادْخُلِي فِي عِبَادِي ﴿٢٩﴾

اپنے رب کی طرف واپس ہو یوں کہ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی پھر میرے خاص بندوں میں داخل ہو

## وَادْخُلِي جَنَّتِي ﴿٣٠﴾

اور میری جنت میں آ

ولا اور باوجود دولت مند ہونے کے ان کے ساتھ اچھے سلوک نہیں کرتے اور انہیں ان کے حقوق نہیں دیتے جن کے وہ وارث ہیں۔ مقاتل نے کہا کہ

أُمِّيَّةٌ بن خلف کے پاس قد امہ بن مطلقون یتیم تھے وہ انہیں ان کا حق نہیں دیتا تھا۔ ولا اور حلال و حرام کا امتیاز نہیں کرتے اور عورتوں اور بچوں کو ورثہ

نہیں دیتے ان کے حصے خود کھا جاتے ہو، جاہلیت میں یہی دستور تھا۔ ولا اس کو خرچ کرنا ہی نہیں چاہتے۔ ولا اور اس پر پہاڑ اور عمارت کسی چیز کا

نام و نشان نہ رہے۔ ولا جہنم کی ستر ہزار باگیں ہوں گی ہر باگ پر ستر ہزار فرشتے جمع ہو کر اس کو کھنچیں گے اور وہ جوش و غضب میں ہوگی یہاں تک

کہ فرشتے اس کو عرش کے بائیں جانب لائیں گے اس روز سب ”نَفْسِي نَفْسِي“ کہتے ہوں گے سوائے حضور پر نور حبیب خدا سید انبیاء صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم کے کہ حضور ”يَا رَبِّ اُمَّتِي اُمَّتِي“ فرماتے ہوں گے، جہنم حضور سے عرض کرے گی کہ اے سید عالم محمد مصطفیٰ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

آپ کا میرا کیا واسطہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مجھ پر حرام کیا ہے۔ (بہل) ولا اور اپنی تقصیر کو سمجھے گا ولا اس وقت کا سوچنا سمجھنا کچھ بھی مفید نہیں۔ ولا

یعنی اللہ کا سا ولا جو ایمان و ایقان پر ثابت رہی اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے حضور سرطاعت خم کرتی رہی۔ یہ مومن سے وقت موت کہا جائے گا جب دنیا سے

اس کے سفر کرنے کا وقت آئے گا۔



## ﴿ آیاتھا ۲۰ ﴾ ﴿ ۹۰ سُورَةُ الْبَلَدِ مَكِّيَّةٌ ۳۵ ﴾ ﴿ رکوعھا ۱ ﴾

سورہ بلد مکہ ہے، اس میں بیس آیتیں اور ایک رکوع ہے

### بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

لَا اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۱؎ وَاَنْتَ حَلٌّ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۲؎ وَوَالِدٍ وَمَا

مجھے اس شہر کی قسم ۱؎ کہ اے محبوب تم اس شہر میں تشریف فرما ہو ۲؎ اور تمہارے باپ ابراہیم کی قسم اور اس

وَلَدٍ ۳؎ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ كَبَدٍ ۴؎ اَيَحْسَبُ اَنْ لَّنْ يَّقْدِرَ

کی اولاد کی قسم ہو ۳؎ بے شک ہم نے آدمی کو مشقت میں رہتا پیدا کیا ۴؎ کیا آدمی یہ سمجھتا ہے کہ ہرگز اس پر

عَلَيْهِ اَحَدٌ ۵؎ يَقُوْلُ اَهْلَكْتُ مَا لَّا لُبَدًا ۶؎ اَيَحْسَبُ اَنْ لَّمْ يَرِهٖ

کوئی قدرت نہیں پائے گا ۵؎ کہتا ہے میں نے ڈھیروں مال فنا کر دیا ۶؎ کیا آدمی یہ سمجھتا ہے کہ اسے کسی نے نہ

اَحَدٌ ۷؎ اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَيْنَيْنِ ۸؎ وَّلِسَانًا وَّشَفَتَيْنِ ۹؎ وَهَدَيْنٰهُ

دیکھا ۷؎ کیا ہم نے اس کی دو آنکھیں نہ بنائیں ۸؎ اور زبان و دو ہونٹ ۹؎ اور اسے دو ابھری چیزوں

النَّبَدَيْنِ ۱۰؎ فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ۱۱؎ وَمَا اَدْرٰكَ مَا الْعَقَبَةُ ۱۲؎ فَكُ

کی راہ بتائی ۱۰؎ پھر بے تاثر گھائی میں نہ کو ۱۱؎ اور تو نے کیا جانا وہ گھائی کیا ہے ۱۲؎ کسی بندے

۱؎ سورہ بلد مکہ ہے اس میں ایک رکوع، بیس آیتیں، بیس کلمے، تین سو بیس حرف ہیں۔ ۲؎ یعنی مکہ مکرمہ کی ۳؎ اس آیت سے معلوم ہوا کہ یہ عظمت مکہ مکرمہ کو

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رونق افزائی کی بدولت حاصل ہوئی۔ ۴؎ ایک قول یہ بھی ہے کہ والد سے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اولاد سے آپ

کی امت مراد ہے۔ (حسینی) ۵؎ کہ حمل میں ایک تنگ وتاریک مکان میں رہے، ولادت کے وقت تکلیف اٹھائے دودھ پینے دودھ چھوڑنے کسب معاش اور

حیات و موت کی مشقتوں کو برداشت کرے۔ ۶؎ یہ آیت ابو الاشد اُسَیْدِ بْنِ كَلْبَةَ کے حق میں نازل ہوئی، وہ نہایت قوی اور زور آور تھا اور اس کی طاقت کا

یہ عالم تھا کہ چڑھ پاؤں کے نیچے دبایا تھا دس آدمی اس کو کھینچتے اور وہ پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا مگر جتنا اس کے پاؤں کے نیچے ہوتا ہرگز نہ نکل سکتا اور ایک قول

یہ ہے کہ یہ آیت ولید بن مغیرہ کے حق میں نازل ہوئی۔ معنی یہ ہیں کہ یہ کافر اپنی قوت پر مغرور مسلمانوں کو کمزور سمجھتا ہے۔ کس گمان میں ہے! اللہ قادر برحق کی قدرت

کو نہیں جانتا! اس کے بعد اس کا مقولہ نقل فرمایا: ۷؎ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عداوت میں لوگوں کو رشتوں میں دے دے کر تا کہ حضور کو آزار پہنچائیں۔

۸؎ یعنی کیا اس کا یہ گمان ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ نے نہیں دیکھا اور اللہ تعالیٰ اس سے نہیں سوال کرے گا کہ اس نے یہ مال کہاں سے حاصل کیا کسی کام میں خرچ کیا۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ اپنی نعمتوں کا ذکر فرماتا ہے تاکہ اس کو عبرت حاصل کرنے کا موقع ملے ۹؎ جن سے دیکھتا ہے ۱۰؎ جس سے بولتا ہے اور اپنے دل کی بات

بیان میں لاتا ہے ۱۱؎ جن سے منہ کو بند کرتا ہے اور بات کرنے اور کھانے اور پینے اور چھوکنے میں ان سے کام لیتا ہے ۱۲؎ یعنی چھاتیوں کی کہ پیدا ہونے کے

بعد ان سے دودھ پیتا اور غذا حاصل کرتا رہا۔ مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ظاہر و باطن میں، ان کا شکر لازم۔ ۱۳؎ یعنی اعمال صالحہ بجالا کر ان جلیل نعمتوں کا شکر

ادانہ کیا، اس کو گھائی میں کودنے سے تعبیر فرمایا اس مناسبت سے کہ اس راہ میں چلنا نفس پر شاق ہے۔ (ابولسعود) ۱۴؎ اور اس میں کودنا کیا، یعنی اس سے اس کے

ظاہری معنی مراد نہیں بلکہ اس کی تفسیر وہ ہے جو اگلی آیتوں میں ارشاد ہوتی ہے۔

رَقَبَةٍ ۱۳ ۱۵ ۱۴ ۱۳ ۱۲ ۱۱ ۱۰ ۹ ۸ ۷ ۶ ۵ ۴ ۳ ۲ ۱

رَقَبَةٍ ۱۳ ۱۵ ۱۴ ۱۳ ۱۲ ۱۱ ۱۰ ۹ ۸ ۷ ۶ ۵ ۴ ۳ ۲ ۱

کی گردن چھڑانا ۱۳ یا بھوک کے دن کھانا دینا ۱۴ رشتہ دار یتیم کو یا

مُسْكِينًا ذَا مَثْرَبَةٍ ۱۲ ۱۱ ۱۰ ۹ ۸ ۷ ۶ ۵ ۴ ۳ ۲ ۱

مُسْكِينًا ذَا مَثْرَبَةٍ ۱۲ ۱۱ ۱۰ ۹ ۸ ۷ ۶ ۵ ۴ ۳ ۲ ۱

خاک نشین مسکین کو ۱۲ پھر ہوا اُن سے جو ایمان لائے ۱۱ اور انہوں نے آپس میں صبر کی وصیتیں کیں ۱۰

وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ ۱۴ ۱۳ ۱۲ ۱۱ ۱۰ ۹ ۸ ۷ ۶ ۵ ۴ ۳ ۲ ۱

وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ ۱۴ ۱۳ ۱۲ ۱۱ ۱۰ ۹ ۸ ۷ ۶ ۵ ۴ ۳ ۲ ۱

اور آپس میں مہربانی کی وصیتیں کیں ۱۴ یہ ذہنی طرف والے ہیں ۱۳ اور جنہوں نے ہماری آیتوں

بِآيَاتِنَا هُمْ أَصْحَابُ الشُّمَّةِ ۱۹ ۱۸ ۱۷ ۱۶ ۱۵ ۱۴ ۱۳ ۱۲ ۱۱ ۱۰ ۹ ۸ ۷ ۶ ۵ ۴ ۳ ۲ ۱

بِآيَاتِنَا هُمْ أَصْحَابُ الشُّمَّةِ ۱۹ ۱۸ ۱۷ ۱۶ ۱۵ ۱۴ ۱۳ ۱۲ ۱۱ ۱۰ ۹ ۸ ۷ ۶ ۵ ۴ ۳ ۲ ۱

سے کفر کیا وہ بائیں طرف والے ۱۹ ان پر آگ ہے کہ اس میں ڈال کر اوپر سے بند کر دی گئی ۲۰

﴿اٰیٰتِهَا ۱۵﴾ ﴿۹۱ سُورَةُ الشَّمْسِ مَكِّيَّةٌ ۲۲﴾ ﴿رُكُوْعُهَا ۱﴾

سورہ شمس مکہ ہے، اس میں پندرہ آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا ۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۷ ۸ ۹ ۱۰ ۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰ ۱۰۱ ۱۰۲ ۱۰۳ ۱۰۴ ۱۰۵ ۱۰۶ ۱۰۷ ۱۰۸ ۱۰۹ ۱۱۰ ۱۱۱ ۱۱۲ ۱۱۳ ۱۱۴ ۱۱۵ ۱۱۶ ۱۱۷ ۱۱۸ ۱۱۹ ۱۲۰ ۱۲۱ ۱۲۲ ۱۲۳ ۱۲۴ ۱۲۵ ۱۲۶ ۱۲۷ ۱۲۸ ۱۲۹ ۱۳۰ ۱۳۱ ۱۳۲ ۱۳۳ ۱۳۴ ۱۳۵ ۱۳۶ ۱۳۷ ۱۳۸ ۱۳۹ ۱۴۰ ۱۴۱ ۱۴۲ ۱۴۳ ۱۴۴ ۱۴۵ ۱۴۶ ۱۴۷ ۱۴۸ ۱۴۹ ۱۵۰ ۱۵۱ ۱۵۲ ۱۵۳ ۱۵۴ ۱۵۵ ۱۵۶ ۱۵۷ ۱۵۸ ۱۵۹ ۱۶۰ ۱۶۱ ۱۶۲ ۱۶۳ ۱۶۴ ۱۶۵ ۱۶۶ ۱۶۷ ۱۶۸ ۱۶۹ ۱۷۰ ۱۷۱ ۱۷۲ ۱۷۳ ۱۷۴ ۱۷۵ ۱۷۶ ۱۷۷ ۱۷۸ ۱۷۹ ۱۸۰ ۱۸۱ ۱۸۲ ۱۸۳ ۱۸۴ ۱۸۵ ۱۸۶ ۱۸۷ ۱۸۸ ۱۸۹ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷ ۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰ ۲۰۱ ۲۰۲ ۲۰۳ ۲۰۴ ۲۰۵ ۲۰۶ ۲۰۷ ۲۰۸ ۲۰۹ ۲۱۰ ۲۱۱ ۲۱۲ ۲۱۳ ۲۱۴ ۲۱۵ ۲۱۶ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۱۹ ۲۲۰ ۲۲۱ ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰ ۲۳۱ ۲۳۲ ۲۳۳ ۲۳۴ ۲۳۵ ۲۳۶ ۲۳۷ ۲۳۸ ۲۳۹ ۲۴۰ ۲۴۱ ۲۴۲ ۲۴۳ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰ ۱۰۰۱ ۱۰۰۲ ۱۰۰۳ ۱۰۰۴ ۱۰۰۵ ۱۰۰۶ ۱۰۰۷ ۱۰۰۸ ۱۰۰۹ ۱۰۱۰ ۱۰۱۱ ۱۰۱۲ ۱۰۱۳ ۱۰۱۴ ۱۰۱۵ ۱۰۱۶ ۱۰۱۷ ۱۰۱۸ ۱۰۱۹ ۱۰۲۰ ۱۰۲۱ ۱۰۲۲ ۱۰۲۳ ۱۰۲۴ ۱۰۲۵ ۱۰۲۶ ۱۰۲۷ ۱۰۲۸ ۱۰۲۹ ۱۰۳۰ ۱۰۳۱ ۱۰۳۲ ۱۰۳۳ ۱۰۳۴ ۱۰۳۵ ۱۰۳۶ ۱۰۳۷ ۱۰۳۸ ۱۰۳۹ ۱۰۴۰ ۱۰۴۱ ۱۰۴۲ ۱۰۴۳ ۱۰۴۴ ۱۰۴۵ ۱۰۴۶ ۱۰۴۷ ۱۰۴۸ ۱۰۴۹ ۱۰۵۰ ۱۰۵۱ ۱۰۵۲ ۱۰۵۳ ۱۰۵۴ ۱۰۵۵ ۱۰۵۶ ۱۰۵۷ ۱۰۵۸ ۱۰۵۹ ۱۰۶۰ ۱۰۶۱ ۱۰۶۲ ۱۰۶۳ ۱۰۶۴ ۱۰۶۵ ۱۰۶۶ ۱۰۶۷ ۱۰۶۸ ۱۰۶۹ ۱۰۷۰ ۱۰۷۱ ۱۰۷۲ ۱۰۷۳ ۱۰۷۴ ۱۰۷۵ ۱۰۷۶ ۱۰۷۷ ۱۰۷۸ ۱۰۷۹ ۱۰۸۰ ۱۰۸۱ ۱۰۸۲ ۱۰۸۳ ۱۰۸۴ ۱۰۸۵ ۱۰۸۶ ۱۰۸۷ ۱۰۸۸ ۱۰۸۹ ۱۰۹۰ ۱۰۹۱ ۱۰۹۲ ۱۰۹۳ ۱۰۹۴ ۱۰۹۵ ۱۰۹۶ ۱۰۹۷ ۱۰۹۸ ۱۰۹۹ ۱۱۰۰ ۱۱۰۱ ۱۱۰۲ ۱۱۰۳ ۱۱۰۴ ۱۱۰۵ ۱۱۰۶ ۱۱۰۷ ۱۱۰۸ ۱۱۰۹ ۱۱۱۰ ۱۱۱۱ ۱۱۱۲ ۱۱۱۳ ۱۱۱۴ ۱۱۱۵ ۱۱۱۶ ۱۱۱۷ ۱۱۱۸ ۱۱۱۹ ۱۱۲۰ ۱۱۲۱ ۱۱۲۲ ۱۱۲۳ ۱۱۲۴ ۱۱۲۵ ۱۱۲۶ ۱۱۲۷ ۱۱۲۸ ۱۱۲۹ ۱۱۳۰ ۱۱۳۱ ۱۱۳۲ ۱۱۳۳ ۱۱۳۴ ۱۱۳۵ ۱۱۳۶ ۱۱۳۷ ۱۱۳۸ ۱۱۳۹ ۱۱۴۰ ۱۱۴۱ ۱۱۴۲ ۱۱۴۳ ۱۱۴۴ ۱۱۴۵ ۱۱۴۶ ۱۱۴۷ ۱۱۴۸ ۱۱۴۹ ۱۱۵۰ ۱۱۵۱ ۱۱۵۲ ۱۱۵۳ ۱۱۵۴ ۱۱۵۵ ۱۱۵۶ ۱۱۵۷ ۱۱۵۸ ۱۱۵۹ ۱۱۶۰ ۱۱۶۱ ۱۱۶۲ ۱۱۶۳ ۱۱۶۴ ۱۱۶۵ ۱۱۶۶ ۱۱۶۷ ۱۱۶۸ ۱۱۶۹ ۱۱۷۰ ۱۱۷۱ ۱۱۷۲ ۱۱۷۳ ۱۱۷۴ ۱۱۷۵ ۱۱۷۶ ۱۱۷۷ ۱۱۷۸ ۱۱۷۹ ۱۱۸۰ ۱۱۸۱ ۱۱۸۲ ۱۱۸۳ ۱۱۸۴ ۱۱۸۵ ۱۱۸۶ ۱۱۸۷ ۱۱۸۸ ۱۱۸۹ ۱۱۹۰ ۱۱۹۱ ۱۱۹۲ ۱۱۹۳ ۱۱۹۴ ۱۱۹۵ ۱۱۹۶ ۱۱۹۷ ۱۱۹۸ ۱۱۹۹ ۱۲۰۰ ۱۲۰۱ ۱۲۰۲ ۱۲۰۳ ۱۲۰۴ ۱۲۰۵ ۱۲۰۶ ۱۲۰۷ ۱۲۰۸ ۱۲۰۹ ۱۲۱۰ ۱۲۱۱ ۱۲۱۲ ۱۲۱۳ ۱۲۱۴ ۱۲۱۵ ۱۲۱۶ ۱۲۱۷ ۱۲۱۸ ۱۲۱۹ ۱۲۲۰ ۱۲۲۱ ۱۲۲۲ ۱۲۲۳ ۱۲۲۴ ۱۲۲۵ ۱۲۲۶ ۱۲۲۷ ۱۲۲۸ ۱۲۲۹ ۱۲۳۰ ۱۲۳۱ ۱۲۳۲ ۱۲۳۳ ۱۲۳۴ ۱۲۳۵ ۱۲۳۶ ۱۲۳۷ ۱۲۳۸ ۱۲۳۹ ۱۲۴۰ ۱۲۴۱ ۱۲۴۲ ۱۲۴۳ ۱۲۴۴ ۱۲۴۵ ۱۲۴۶ ۱۲۴۷ ۱۲۴۸ ۱۲۴۹ ۱۲۵۰ ۱۲۵۱ ۱۲۵۲ ۱۲۵۳ ۱۲۵۴ ۱۲۵۵ ۱۲۵۶ ۱۲۵۷ ۱۲۵۸ ۱۲۵۹ ۱۲۶۰ ۱۲۶۱ ۱۲۶۲ ۱۲۶۳ ۱۲۶۴ ۱۲۶۵ ۱۲۶۶ ۱۲۶۷ ۱۲۶۸ ۱۲۶۹ ۱۲۷۰ ۱۲۷۱ ۱۲۷۲ ۱۲۷۳ ۱۲۷۴ ۱۲۷۵ ۱۲۷۶ ۱۲۷۷ ۱۲۷۸ ۱۲۷۹ ۱۲۸۰ ۱۲۸۱ ۱۲۸۲ ۱۲۸۳ ۱۲۸۴ ۱۲۸۵ ۱۲۸۶ ۱۲۸۷ ۱۲۸۸ ۱۲۸۹ ۱۲۹۰ ۱۲۹۱ ۱۲۹۲ ۱۲۹۳ ۱۲۹۴ ۱۲۹۵ ۱۲۹۶ ۱۲۹۷ ۱۲۹۸ ۱۲۹۹ ۱۳۰۰ ۱۳۰۱ ۱۳۰۲ ۱۳۰۳ ۱۳۰۴ ۱۳۰۵ ۱۳۰۶ ۱۳۰۷ ۱۳۰۸ ۱۳۰۹ ۱۳۱۰ ۱۳۱۱ ۱۳۱۲ ۱۳۱۳ ۱۳۱۴ ۱۳۱۵ ۱۳۱۶ ۱۳۱۷ ۱۳۱۸ ۱۳۱۹ ۱۳۲۰ ۱۳۲۱ ۱۳۲۲ ۱۳۲۳ ۱۳۲۴ ۱۳۲۵ ۱۳۲۶ ۱۳۲۷ ۱۳۲۸ ۱۳۲۹ ۱۳۳۰ ۱۳۳۱ ۱۳۳۲ ۱۳۳۳ ۱۳۳۴ ۱۳۳۵ ۱۳۳۶ ۱۳۳۷ ۱۳۳۸ ۱۳۳۹ ۱۳۴۰ ۱۳۴۱ ۱۳۴۲ ۱۳۴۳ ۱۳۴۴ ۱۳۴۵ ۱۳۴۶ ۱۳۴۷ ۱۳۴۸ ۱۳۴۹ ۱۳۵۰ ۱۳۵۱ ۱۳۵۲ ۱۳۵۳ ۱۳۵۴ ۱۳۵۵ ۱۳۵۶ ۱۳۵۷ ۱۳۵۸ ۱۳۵۹ ۱۳۶۰ ۱۳۶۱ ۱۳۶۲ ۱۳۶۳ ۱۳۶۴ ۱۳۶۵ ۱۳۶۶ ۱۳۶۷ ۱۳۶۸ ۱۳۶۹ ۱۳۷۰ ۱۳۷۱ ۱۳۷۲ ۱۳۷۳ ۱۳۷۴ ۱۳۷۵ ۱۳۷۶ ۱۳۷۷ ۱۳۷۸ ۱۳۷۹ ۱۳۸۰ ۱۳۸۱ ۱۳۸۲ ۱۳۸۳ ۱۳۸۴ ۱۳۸۵ ۱۳۸۶ ۱۳۸۷ ۱۳۸۸ ۱۳۸۹ ۱۳۹۰ ۱۳۹۱ ۱۳۹۲ ۱۳۹۳ ۱۳۹۴ ۱۳۹۵ ۱۳۹۶ ۱۳۹۷ ۱۳۹۸ ۱۳۹۹ ۱۴۰۰ ۱۴۰۱ ۱۴۰۲ ۱۴۰۳ ۱۴۰۴ ۱۴۰۵ ۱۴۰۶ ۱۴۰۷ ۱۴۰۸ ۱۴۰۹ ۱۴۱۰ ۱۴۱۱ ۱۴۱۲ ۱۴۱۳ ۱۴۱۴ ۱۴۱۵ ۱۴۱۶ ۱۴۱۷ ۱۴۱۸ ۱۴۱۹ ۱۴۲۰ ۱۴۲۱ ۱۴۲۲ ۱۴۲۳ ۱۴۲۴ ۱۴۲۵ ۱۴۲۶ ۱۴۲۷ ۱۴۲۸ ۱۴۲۹ ۱۴۳۰ ۱۴۳۱ ۱۴۳۲ ۱۴۳۳ ۱۴۳۴ ۱۴۳۵ ۱۴۳۶ ۱۴۳۷ ۱۴۳۸ ۱۴۳۹ ۱۴۴۰ ۱۴۴۱ ۱۴۴۲ ۱۴۴۳ ۱۴۴۴ ۱۴۴۵ ۱۴۴۶ ۱۴۴۷ ۱۴۴۸ ۱۴۴۹ ۱۴۵۰ ۱۴۵۱ ۱۴۵۲ ۱۴۵۳ ۱۴۵۴ ۱۴۵۵ ۱۴۵۶ ۱۴۵۷ ۱۴۵۸ ۱۴

وَالْبَيْلِ إِذَا يَعْشَىٰ ۱ وَالسَّاءِ وَمَا بَنَاهَا ۵ وَالْأَرْضِ وَمَا

اور رات کی قسم جب اسے چھپائے وک اور آسمان اور اس کے بنانے والے کی قسم اور زمین اور اس کے

طَحُّهَا ۶ وَنَفْسٍ وَمَا سَوَّيْنَاهَا ۷ فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا ۸

پھیلانے والے کی قسم اور جان کی اور اس کی جس نے اسے ٹھیک بنایا وک پھر اس کی بدکاری اور اس کی پرہیزگاری دل میں ڈالی وک

قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا ۹ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسَّاهَا ۱۰ كَذَّبَتْ ثَمُودُ

بے شک مراد کو پہنچا جس نے اسے وک ستر کیا وک اور نامراد ہوا جس نے اسے معصیت میں چھپایا ثمود نے اپنی

بَطْغُوهَا ۱۱ إِذِ اتَّبَعَتْ أَشْقَاهَا ۱۲ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ نَاقَةَ

سرکشی سے جھٹلایا وک جب کہ اس کا سب سے بد بخت وک اٹھ کھڑا ہوا تو ان سے اللہ کے رسول وک نے فرمایا اللہ کے

اللَّهِ وَسُقِّيَهَا ۱۳ فَكَذَّبُوهُ فَعَقَرُوهَا ۱۴ فَادْمَدَمَ عَلَيْهِمُ رَبُّهُمْ

ناقہ وک اور اس کی پینے کی باری سے بچو وک تو انھوں نے اسے جھٹلایا پھر ناقہ کی کوچیں کاٹ دیں (پاؤں کاٹ دیئے) تو ان پر ان کے رب نے ان کے

بِذُنُوبِهِمْ فَسَوَّيْنَاهَا ۱۵ وَلَا يَخَافُ عُقْبَاهَا ۱۶

گناہ کے سبب وک تباہی ڈال کر وہ ہستی برابر کر دی وک اور اس کے پیچھا کرنے کا اسے خوف نہیں وک

﴿اٰیٰتِهَا ۲۱﴾ ﴿سُوْرَةُ الْبَيْلِ مَكِّيَّةٌ ۹﴾ ﴿رُكُوْعُهَا ۱﴾

سورہ بیل مکہ ہے، اس میں اکیس آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا وک

وَالْبَيْلِ إِذَا يَعْشَىٰ ۱ وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّىٰ ۲ وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ

اور رات کی قسم جب چھپائے وک اور دن کی جب چمکے وک اور اس وک کی جس نے ز

۳ یعنی آفتاب کو اور آفاق ظلمت و تاریکی سے بھر جائیں یا یہ معنی کہ جب رات دنیا کو چھپائے۔ وک اور تو اے کثیرہ (کثیر تو تیں) عطا فرمائے۔ (جیسے) اُطْق،

سَمْع، بَصْر، فِکْر، خِیَال، عِلْم، فہم سب کچھ عطا فرمایا۔ وک خیر و شر اور طاعت و معصیت سے اسے باخبر کر دیا اور نیک و بد بتا دیا۔ وک یعنی نفس کو وک برا بیوں سے۔

وک اپنے رسول حضرت صالح علیہ السلام کو وک قدار بن سالف ان سب کی مرضی سے ناقہ کی کوچیں کاٹنے کے لیے وک حضرت صالح علیہ السلام وک کے

درپے ہونے وک یعنی جو دن اس کے پینے کا مقرر ہے اس روز پانی میں تعرض نہ کرو تا کہ تم پر عذاب نہ آئے وک یعنی حضرت صالح علیہ السلام کی تکذیب اور

ناقہ کی کوچیں کاٹنے کے سبب وک اور سب کو ہلاک کر دیا ان میں سے کوئی نہ بچا وک جیسا بادشاہوں کو ہوتا ہے کیونکہ وہ مالک الملک ہے جو چاہے کرے کسی کو مجال

دم زدن (کچھ کہنے کی طاقت) نہیں۔ بعض مفسرین نے اس کے معنی یہ بھی بیان کئے ہیں کہ حضرت صالح علیہ السلام کو ان میں سے کسی کا خوف نہیں کہ نزول عذاب

کے بعد انہیں ایذا پہنچا سکے۔ وک ”سورۃ و البیل“ مکہ ہے اس میں ایک رکوع، اکیس آیتیں، اکہتر کلمے، تین سو دس حرف ہیں۔ وک جہاں پر اپنی تاریکی سے کہ وہ



وَالْأُنثَىٰ ۚ إِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتَّىٰ ۖ فَأَمَّا مَنْ أَعْطَىٰ وَاتَّقَىٰ ۖ وَ

و مادہ بنائے وہ بے شک تمہاری کوشش مختلف ہے وہ تو وہ جس نے دیا کہ اور پرہیزگاری کی فٹ اور

صَدَّقَ بِالْحُسْنَىٰ ۖ فَسَنِيَرُهُ لِلْيُسْرَىٰ ۖ وَأَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنَىٰ ۖ

سب سے اچھی کو سچ مانا وہ تو بہت جلد ہم اُسے آسانی مہیا کر دیں گے فٹ اور وہ جس نے بخل کیا فٹ اور بے پرواہ بنا فٹ

وَكَذَّبَ بِالْحُسْنَىٰ ۖ فَسَنِيَرُهُ لِلْعُسْرَىٰ ۖ وَمَا يُغْنِي عَنْهُ مَالُهُ

اور سب سے اچھی کو جھٹلایا فٹ تو بہت جلد ہم اسے دشواری مہیا کر دیں گے فٹ اور اس کا مال اُسے کام نہ آئے گا

إِذَا تَرَدَّىٰ ۚ إِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدَىٰ ۖ وَإِنَّ لَنَا لَلْآخِرَةَ وَالْأُولَىٰ ۚ

جب ہلاکت میں پڑے گا فٹ بے شک ہدایت فرمانا فٹ ہمارے ذمہ ہے اور بے شک آخرت اور دنیا دونوں کے ہمیں مالک ہیں

فَأَنْذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظَّىٰ ۚ لَا يَصْلَاهَا إِلَّا الْأَشْقَىٰ ۖ الَّذِي كَذَّبَ

تو میں تمہیں ڈراتا ہوں اُس آگ سے جو جھڑک رہی ہے نہ جائے گا اس میں فٹ مگر بڑا بد بخت جس نے جھٹلایا فٹ

وَتَوَلَّىٰ ۖ وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَىٰ ۖ الَّذِي يُؤْتِي مَالَهُ يَتَزَكَّىٰ ۖ وَمَا

اور منہ پھیرا فٹ اور بہت جلد اس سے دُور رکھا جائے گا جو سب سے بڑا پرہیزگار جو اپنا مال دیتا ہے کہ ستھرا ہو فٹ اور کسی

وقت ہے خَلْق کے سکون کا ہر جاندار اپنے ٹھکانے پر آتا ہے اور حرکت و اضطراب سے سناکن ہوتا ہے اور مقبولان حق صدق نیاز سے مشغول مناجات ہوتے

ہیں۔ فٹ اور رات کے اندھیرے کو دور کرے کہ وہ وقت ہے سوتوں کے بیدار ہونے کا اور جانداروں کے حرکت کرنے کا اور طلبِ معاش میں مشغول ہونے

کا۔ فٹ قادرِ عظیم القدرت وہ ایک ہی پانی سے فٹ یعنی تمہارے اعمال جدا گانہ ہیں کوئی طاعت بجا لا کر جنت کے لیے عمل کرتا ہے کوئی نافرمانی کر کے جہنم

کے لیے۔ فٹ اپنا مال راہِ خدا میں اور اللہ تعالیٰ کے حق کو ادا کیا۔ فٹ ممنوعات و محرمات سے بچا فٹ یعنی ملتِ اسلام کو فٹ جنت کے لیے اور اسے ایسی

خصلت کی توفیق دیں گے جو اس کے لیے سب آسانی و راحت ہو اور وہ ایسے عمل کرے جن سے اس کا رب راضی ہو۔ فٹ اور مال نیک کاموں میں خرچ نہ کیا

اور اللہ تعالیٰ کے حق کو ادا نہ کئے۔ فٹ ثواب اور نعمتِ آخرت سے فٹ یعنی ملتِ اسلام کو۔ فٹ یعنی ایسی خصلت جو اس کے لیے دشواری و شدت کا سبب ہو

اور اسے جہنم میں پہنچائے۔ شانِ نزول: یہ آیتیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور امیہ بن خلف کے حق میں نازل ہوئیں جن میں سے ایک حضرت

صدق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ”اتَّقَىٰ“ ہیں اور دوسرا امیہ ”اشَّقَىٰ“ امیہ ابن خلف حضرت بلال کو جو اس کی ملک میں تھے دین سے منحرف کرنے کے لیے طرح طرح

کی تکلیفیں دیتا تھا اور انتہائی ظلم اور سختیاں کرتا تھا ایک روز حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ امیہ نے حضرت بلال کو گرم زمین پر ڈال کر پتے

ہوئے پتھر اُن کے سینہ پر رکھے ہیں اور اس حال میں کلمہ اَیْمَان ان کی زبان پر جاری ہے آپ نے امیہ سے فرمایا: اے بد نصیب ایک خدا پرست پر یہ سختیاں اس

نے کہا آپ کو اس کی تکلیف ناگوار ہو تو خرید لیجئے آپ نے گراں قیمت پر اُن کو خرید کر آزاد کر دیا اس پر یہ سورت نازل ہوئی اس میں بیان فرمایا گیا کہ تمہاری

کوششیں مختلف ہیں یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کوشش اور امیہ کی اور حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رضائے الہی کے طالب ہیں امیہ حق کی

دشمنی میں اندھا۔ فٹ مرکزِ گور (قبر) میں جائے گا یا قعرِ جہنم (جہنم کی گہرائیوں) میں پہنچے گا۔ فٹ یعنی حق اور باطل کی راہوں کو واضح کر دینا اور حق پر دلائل قائم

کرنا اور احکام بیان فرمانا فٹ بطریقِ اُزوم و دَوام فٹ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فٹ ایمان سے۔ فٹ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یعنی اس کا خرچ کرنا

ریاء و نمائش سے پاک ہے۔

لَا حَدَّ عِنْدَهُ مِنْ نِعْمَةٍ تُجْزَىٰ ۱۹ إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْأَعْلَىٰ ۲۰ ج

کا اس پر کچھ احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے ۱۹ صرف اپنے رب کی رضا چاہتا جو سب سے بلند ہے

وَلَسَوْفَ يَرْضَىٰ ۲۱ ع

اور بے شک قریب ہے کہ وہ راضی ہوگا ۲۱

ایاتھا ۱۱ ﴿۹۳﴾ سُورَةُ الضُّحَىٰ مَكِّيَّةٌ ۱۱ ﴿۱﴾ رُكُوعُهَا ۱ ﴿۱﴾

سورہ ضحیٰ مکہ ہے، اس میں گیارہ آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

وَالضُّحَىٰ ۱ وَاللَّيْلُ إِذَا سَجَىٰ ۲ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَىٰ ۳ ط

چاشت کی قسم ۱ اور رات کی جب پردہ ڈالے ۲ کہ تمہیں تمہارے رب نے نہ چھوڑا اور نہ مکروہ جانا اور

لَلْآخِرَةِ خَيْرٌ لِّكَ مِنَ الْأُولَىٰ ۳ وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ ۵ ط

بے شک پچھلی تمہارے لیے پہلی سے بہتر ہے ۳ اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں وہ اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے ۵

۱۲۱ شان نزول: جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت بلال کو بہت گراں قیمت پر خرید کر آزاد کیا تو کفار کو حیرت ہوئی اور انہوں نے کہا کہ حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایسا کیوں کیا شاید بلال کا ان پر کوئی احسان ہوگا جو انہوں نے اتنی گراں قیمت دے کر خریدا اور آزاد کیا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور ظاہر فرما دیا گیا کہ حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ فعل محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہے کسی کے احسان کا بدلہ نہیں اور نہ ان پر حضرت بلال وغیرہ کا کوئی احسان ہے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بہت سے لوگوں کو ان کے اسلام کے سبب خرید کر آزاد کیا۔ ۲۲ اس نعمت و کرم سے جو اللہ تعالیٰ ان کو جنت میں عطا فرمائے گا۔ ۱ ”سورۃ الضحیٰ“ مکہ ہے اس میں ایک رکوع، گیارہ آیتیں، چالیس کلمے، ایک سو بہتر حرف ہیں۔ شان نزول: ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ چند روز وحی نہ آئی تو کفار نے بطریق طعن کہا کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان کے رب نے چھوڑ دیا اور مکروہ جانا اس پر ”والضحیٰ“ نازل ہوئی۔ ۱۔ جس وقت کہ آفتاب بلند ہو کیونکہ یہ وقت وہی ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنے کلام سے مشرف کیا اور اسی وقت جادو گر سجدے میں گرے۔ مسئلہ: چاشت کی نماز سنت ہے اور اس کا وقت آفتاب کے بلند ہونے سے قبل زوال تک ہے، امام صاحب کے نزدیک چاشت کی نماز دو رکعتیں ہیں یا چار ایک سلام کے ساتھ۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ ضحیٰ سے دن مراد ہے۔ ۳ اور اس کی تاریکی عام ہو جائے۔ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ چاشت سے مراد وہ چاشت ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ چاشت اشارہ ہے نور جمال مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف اور شب کناہ ہے آپ کے گیسوئے غمیرین سے۔ (روح البیان) ۴ یعنی آخرت دنیا سے بہتر، کیونکہ وہاں آپ کے لیے مقام محمود و جود و خیر موعود اور تمام انبیاء و رسل پر تقدم اور آپ کی امت کا تمام امتوں پر گواہ ہونا اور آپ کی شفاعت سے مومنین کے مرتبے اور درجے بلند ہونا اور بے انتہا عزتیں اور کرامتیں ہیں جو بیان میں نہیں آتیں اور مفسرین نے اس کے یہ معنی بھی بیان فرمائے ہیں کہ آنے والے احوال آپ کے لیے گزشتہ سے بہتر و برتر ہیں گویا کہ حق تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ روز بروز آپ کے درجے بلند کرے گا اور عزت پر عزت اور منصب پر منصب زیادہ فرمائے گا اور ساعت بساعت آپ کے مراتب ترقیوں میں رہیں گے۔ ۵ دنیا و آخرت میں ۱۱ اللہ تعالیٰ کا اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یہ وعدہ کر پیر ان نعمتوں کو بھی شامل ہے جو آپ کو دنیا میں عطا فرمائیں کمال نفس اور علوم اولین و آخرین اور ظہور اُمر اور اعلیٰ دین اور وہ شواہد جو عہد مبارک میں ہوئیں اور عہد صحابہ میں ہوئیں اور

اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاْوَىٰ ۖ وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدَىٰ ۗ وَوَجَدَكَ

کیا اس نے تمہیں یتیم نہ پایا پھر جگہ دی وک اور تمہیں اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی وک اور تمہیں

عَائِلًا فَاَعْنَىٰ ۙ فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تُقَهِّرْ ۙ وَاَمَّا السَّائِلَ فَلَا

حاجت مند پایا پھر غنی کر دیا وک تو یتیم پر دباؤ نہ ڈالو وک اور مگتا کو نہ

تَنْهَرُ ۙ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۗ

جھڑکو وک اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو وک

تاقیامت مسلمانوں کو ہوتی رہیں گی اور دعوت کا عام ہونا اور اسلام کا مشارق و مغارب میں پھیل جانا اور آپ کی امت کا بہترین اُمم ہونا اور آپ کے وہ کرامات و کمالات جن کا اللہ ہی عالم ہے اور آخرت کی عزت و تکریم کو بھی شامل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو شفاعتِ عامہ و خاصہ اور مقامِ محمود و غیرہ جلیل نعمتیں عطا فرمائیں۔ مسلم شریف کی حدیث میں ہے: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دونوں دست مبارک اٹھا کر امت کے حق میں رو کر دعا فرمائی اور عرض کیا ”اَللّٰهُمَّ اُمَّتِيْ“ اللہ تعالیٰ نے جبریل کو حکم دیا کہ محمد (مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی خدمت میں جا کر دریافت کرورونے کا کیا سبب ہے، باوجودیکہ اللہ تعالیٰ دانا ہے، جبریل نے حسب حکم حاضر ہو کر دریافت کیا: سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں تمام حال بتایا اور غمِ امت کا اظہار فرمایا۔ جبریل امین نے بارگاہِ الہی میں عرض کیا کہ تیرے حبیب یہ فرماتے ہیں، باوجودیکہ وہ خوب جاننے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جبریل کو حکم دیا جاؤ اور میرے حبیب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے کہو کہ ہم آپ کو آپ کی امت کے بارے میں عنقریب راضی کریں گے اور آپ کو گراں خاطر نہ ہونے دیں گے، حدیث شریف میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تک میرا ایک اُمّی بھی دوزخ میں رہے میں راضی نہ ہوں گا۔ آیت کریمہ صاف دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ وہی کرے گا جس میں رسول راضی ہوں اور احادیث شفاعت سے ثابت ہے کہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضایا میں ہے کہ سب گنہگار ان اُمّت بخش دیئے جائیں، تو آیت و احادیث سے قطعی طور پر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ حضور کی شفاعت مقبول اور حبِ مرضی مبارک گنہگار ان اُمّت بخشے جائیں گے، سب حان اللہ کیا رجبہ علیا ہے کہ جس پروردگار کو راضی کرنے کے لئے تمام مقررین تکلیفیں برداشت کرتے اور محنتیں اٹھاتے ہیں، وہ اس حبیبِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو راضی کرنے کے لئے عطا عام کرتا ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان نعمتوں کا ذکر فرمایا جو آپ کے ابتدائے حال سے آپ پر فرمائیں۔ وک سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابھی والدہ ماجدہ کے بطن میں تھے، حمل دو ماہ کا تھا کہ آپ کے والد صاحب نے مدینہ شریفہ میں وفات پائی اور نہ کچھ مال چھوڑا، نہ کوئی جگہ چھوڑی، آپ کی خدمت کے متکفل آپ کے دادا عبدالمطلب ہوئے، جب آپ کی عمر شریف چار یا چھ سال کی ہوئی تو والدہ صاحبہ نے بھی وفات پائی، جب عمر شریف آٹھ سال کی ہوئی تو آپ کے دادا عبدالمطلب نے بھی وفات پائی، انہوں نے اپنی وفات سے پہلے اپنے فرزند ابوطالب کو جو آپ کے حقیقی چچا تھے آپ کی خدمت و نگرانی کی وصیت کی۔ ابوطالب آپ کی خدمت میں سرگرم رہے، یہاں تک کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے نبوت سے سرفراز فرمایا۔ اس آیت کی تفسیر میں مفسرین نے ایک معنی یہ بیان کئے ہیں کہ یتیم بمعنی یتا و بظہیر کے ہے جیسے کہ کہا جاتا ہے: ”وَرَّ يَتِيْمًا“ اس تقدیر پر آیت کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عزت و شرف میں یتا و بظہیر نظر پایا اور آپ کو مقامِ قرب میں جگہ دی اور اپنی حفاظت میں آپ کے دشمنوں کے اندر آپ کی پرورش فرمائی اور آپ کو نبوت و واصطفا (چُننے) اور رسالت کے ساتھ مشرف کیا۔ (خازن و جمل در روح البیان) اور غیب کے اسرار آپ پر کھول دیئے اور علوم ماکان و مایکون عطا کئے، اپنی ذات و صفات کی معرفت میں سب سے بلند مرتبہ عنایت کیا۔ مفسرین نے ایک معنی اس آیت کے یہ بھی بیان کئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسا وارفتہ پایا کہ آپ اپنے نفس اور اپنے مراتب کی خبر بھی نہیں رکھتے تھے تو آپ کو آپ کے ذات و صفات اور مراتب و درجات کی معرفت عطا فرمائی۔ مسئلہ: انبیاء علیہ السلام سب معصوم ہوتے ہیں نبوت سے قبل بھی، نبوت سے بعد بھی اور اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کے صفات کے ہمیشہ سے عارف ہوتے ہیں۔ وک دولت قناعت عطا فرما کر۔ بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ تو نگری کثرت مال سے حاصل نہیں ہوتی، حقیقی تو نگری نفس کا بے نیاز ہونا۔ وک جیسا کہ اہل جاہلیت کا طریقہ تھا کہ یتیموں کو دباؤ دیا اور ان پر زیادتی کرتے تھے۔ حدیث شریف میں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مسلمانوں کے گھروں میں وہ بہت اچھا گھر ہے جس میں یتیم کے ساتھ اچھا سلوک کیا جاتا ہو اور وہ بہت برا گھر ہے جس میں یتیم کے ساتھ برا سلوک کیا جاتا ہے۔“ وک یا کچھ دے دو یا حسن اخلاق اور نرمی کے ساتھ عذر کر دو۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ سائل سے طالب علم مراد ہے اس کا اکرام کرنا چاہئے اور جو اس کی حاجت ہو اس کا پورا کرنا اور اس کے ساتھ شُرُش رُوئی و بد خُلقی نہ کرنا چاہئے۔ وک نعمتوں سے مراد وہ نعمتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے



## ﴿ آیاتھا ۸ ﴾ ﴿ سُورَةُ الْمُنَشَّرِ مَكِّيَّةٌ ۱۲ ﴾ ﴿ رُكُوعُهَا ۱ ﴾

سورۃ الم نشرح مکہ ہے، اس میں آٹھ آیتیں اور ایک رکوع ہے

### بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

الْمُنَشَّرُ لَكَ صَدْرًا ۱ وَوَضَعْنَا عَنكَ وِزْرًا ۲ الَّذِي أَنْقَضَ

کیا ہم نے تمہارے لئے سینہ کشادہ نہ کیا ۱ اور تم پر سے تمہارا وہ بوجھ اتار لیا جس نے تمہاری پیٹھ

ظہرک ۳ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۴ فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۵ إِنَّ مَعَ

توڑی تھی ۳ اور ہم نے تمہارے لیے تمہارا ذکر بلند کر دیا ۴ تو بے شک دشواری کے ساتھ آسانی ہے بے شک دشواری

الْعُسْرِ يُسْرًا ۶ فَإِذَا فَرَغْتَ فَانصَبْ ۷ وَإِلَىٰ رَبِّكَ فَارْغَبْ ۸

کے ساتھ اور آسانی ہے ۶ تو جب تم نماز سے فارغ ہو تو دعائیں نہ سمجھ کر روک ۷ اور اپنے رب ہی کی طرف رغبت کرو ۸

## ﴿ آیاتھا ۸ ﴾ ﴿ سُورَةُ التِّينِ مَكِّيَّةٌ ۲۸ ﴾ ﴿ رُكُوعُهَا ۱ ﴾

سورۃ تین مکہ ہے، اس میں آٹھ آیتیں اور ایک رکوع ہے

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا فرمائیں اور وہ بھی جن کا حضور سے وعدہ فرمایا۔ نعمتوں کے ذکر کا اس لئے حکم فرمایا کہ نعمت کا بیان کرنا شکر گزاری ہے۔

۱۔ ”سورۃ الم نشرح“ مکہ ہے، اس میں ایک رکوع، آٹھ آیتیں اور ستائیس کلمے، ایک سو تین حرف ہیں۔ ۲۔ یعنی ہم نے آپ کے سینہ کو کشادہ اور وسیع کیا

ہدایت و معرفت اور موعظت و نبوت اور علم و حکمت کے لئے یہاں تک کہ عالم غیب و شہادت اس کی وسعت میں سما گئے اور علائق جسمانیہ، انوار و وحانیہ کے لئے مانع

نہ ہو سکے اور علوم لدنیہ و حکم الہیہ و معارف ربانیہ و حقائق رحمانیہ سینہ پاک میں جلوہ نما ہوئے۔ اور ظاہری شرح صدر بھی بار بار ہوا، ابتدائے عمر شریف میں اور

ابتدائے نزول وحی کے وقت اور شپ معراج جیسا کہ احادیث میں آیا ہے، اس کی شکل یہ تھی کہ جبریل امین نے سینہ پاک کو چاک کر کے قلب مبارک نکالا اور زریں

طشت میں آپ زمرم سے غسل دیا اور نور و حکمت سے بھر کر اس کو اس کی جگہ رکھ دیا۔ ۳۔ اس بوجھ سے مراد یا وہ غم ہے جو آپ کو کفار کے ایمان نہ لانے سے رہتا تھا

یا امت کے گناہوں کا غم جس میں قلب مبارک مشغول رہتا تھا، مراد یہ ہے کہ ہم نے آپ کو مقبول الشفاعت کر کے وہ بار غم دور کر دیا۔ ۴۔ حدیث شریف میں ہے:

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت جبریل سے اس آیت کو دریافت فرمایا تو انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آپ کے ذکر کی بلندی یہ ہے کہ جب میرا

ذکر کیا جائے میرے ساتھ آپ کا بھی ذکر کیا جائے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مراد اس سے یہ ہے کہ اذان میں، تکبیر میں، تشہد میں،

منبروں پر، خطبوں میں۔ تو اگر کوئی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے ہر بات میں اس کی تصدیق کرے اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت کی گواہی نہ دے تو

یہ سب بے کار، وہ کافر ہی رہے گا۔ قتادہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کا ذکر دنیا و آخرت میں بلند کیا، ہر خطیب، ہر تشہد پڑھنے والا، اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ کے

ساتھ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ پکارتا ہے۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ آپ کے ذکر کی بلندی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء سے آپ پر ایمان لانے کا عہد

لیا۔ ۵۔ یعنی جو عہد توحیح کے آپ کفار کے مقابلے میں برداشت فرما رہے ہیں اس کے ساتھ ہی آسانی ہے کہ ہم آپ کو ان پر غلبہ عطا فرمائیں گے۔ ۶۔

یعنی آخرت کی وے کہ دعا بعد نماز مقبول ہوتی ہے، اس دعا سے مراد آخر نماز کی وہ دعا ہے جو نماز کے اندر ہو یا وہ دعا جو سلام کے بعد ہو، اس میں اختلاف ہے۔

۷۔ اسی کے فضل کے طالب رہو اور اسی پر توکل کرو۔

## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

وَالْتَّيْنِ وَالزَّيْتُونَ ۱ وَطُورِ سَيْنِينَ ۲ وَهَذَا الْبَلَدِ الْأَمِينِ ۳

انجیر کی قسم اور زیتون ۱ اور طور سینا ۲ اور اس امان والے شہر کی قسم

لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ ۴ ثُمَّ رَدَدْنَاهُ أَسْفَلَ

بے شک ہم نے آدمی کو اچھی صورت پر بنایا پھر اسے ہر نیچی سے نیچی سی حالت

سُفْلِينَ ۵ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَلَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ

کی طرف پھیر دیا مگر جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے کہ انہیں

مَسُونٍ ۶ فَمَا يَكْذِبُكَ بَعْدُ بِالرِّدِّينِ ۷ أَلَيْسَ اللَّهُ بِأَحْكَمِ

بے حد ثواب ہے وہ تو اب تک کیا چیز تجھے انصاف کے جھٹلانے پر باعث ہے ۷ کیا اللہ سب حاکموں سے بڑھ کر

## الْحَكِيمِ ۸

حاکم نہیں

﴿اياتها ۱۹﴾ ﴿سُورَةُ الْعَلَقِ مَكِّيَّةٌ ۱﴾ ﴿رُكُوعُهَا ۱﴾

سورہ علق مکہ ہے، اس میں انیس آیتیں اور ایک رکوع ہے

## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

وَل”سورہ والتین“ مکہ ہے اس میں ایک رکوع، آٹھ آیتیں، چونتیس کلمے، ایک سو پانچ حرف ہیں۔ ۱۔ انجیر نہایت عمدہ میوہ ہے جس میں فضل نہیں، سریع الہضم، کثیر النفع، ملیّن، مُحلّل، دافع ریگ، مُفتّح سُدّة جگر، بدن کافر بہ کرنے والا، باغم کو چھانٹنے والا۔ زیتون ایک مبارک درخت ہے اس کا تیل روشنی کے کام میں بھی لایا جاتا ہے اور بجائے سالن کے بھی کھایا جاتا ہے، یہ وصف دنیا کے کسی تیل میں نہیں اس کا درخت خشک پہاڑوں میں پیدا ہوتا ہے جن میں دہنیت (چکناہٹ) کا نام و نشان نہیں، بغیر خدمت کے پرورش پاتا ہے، ہزاروں برس رہتا ہے، ان چیزوں میں قدرت الہی کے آثار ظاہر ہیں۔ ۲۔ یہ وہ پہاڑ ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلام سے شرف فرمایا اور ”سینا“ اس جگہ کا نام ہے جہاں یہ پہاڑ واقع ہے یا بمعنی خوش منظر کے ہے جہاں کثرت سے پھل دار درخت ہوں۔ ۳۔ یعنی مکہ مکرمہ کی ۴۔ یعنی بڑھاپے کی طرف جبکہ بدن ضعیف، اعضاء ناکارہ، عقل ناقص، پشت خم، بال سفید ہو جاتے ہیں، جلد میں جھریاں پڑ جاتی ہیں، اپنے ضروریات انجام دینے میں مجبور ہو جاتا ہے یا یہ معنی ہیں کہ جب اس نے اچھی شکل و صورت کی شکرگزاری نہ کی اور نافرمانی پر جبار ہا اور ایمان نہ لایا تو جہنم کے اسفل ترین درکات (سب سے نیچے والے طبقوں) کو ہم نے اس کا ٹھکانا کر دیا۔ ۵۔ اگرچہ ضعیف پیری کے باعث وہ جوانی کی طرح کثیر طاعتیں بجا نہ لاسکیں اور ان کے عمل کم ہو جائیں لیکن کرم الہی سے انہیں وہی اجر ملے گا جو شباب اور قوت کے زمانہ میں عمل کرنے سے ملتا تھا اور اتنے ہی عمل ان کے لکھے جائیں گے۔ ۶۔ اس بیان قاطع و برہان ساطع کے بعد اے کافر! ۷۔ اور تو اللہ تعالیٰ کی یہ قدرتیں دیکھنے کے باوجود کیوں باعث و حساب و جزا کا انکار کرتا ہے۔ ۸۔ ”سورہ اقرآ“

اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ۝۱ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝۲ اِقْرَأْ

پڑھو اپنے رب کے نام سے ۱۔ جس نے پیدا کیا ۱۔ آدمی کو خون کی پھٹک سے بنایا ۲۔ پڑھو

وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ ۝۳ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝۴ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ

اور تمہارا رب ہی سب سے بڑا کریم ۳۔ جس نے قلم سے لکھنا سکھایا ۴۔ آدمی کو سکھایا جو نہ

يَعْلَمُ ۝۵ كَلَّا إِنَّ الْإِنْسَانَ لِرَبِّهِ لَكَنَّا ۝۶ أَنْ سَاءَ مَا يَحْكُمُ ۝۷

جانتا تھا ۵۔ کلا! ایسا انسان سرکشی کرتا ہے ۶۔ اس پر کہ اپنے آپ کو غنی سمجھ لیا ۷۔ بے شک تمہارے

رَبِّكَ الرَّجُوعِي ۝۸ أَرَأَيْتَ الَّذِي يَنْهَى ۝۹ عَبْدًا إِذَا صَلَّى ۝۱۰

رب ہی کی طرف پھرنا ہے ۸۔ بھلا دیکھو تو جو منع کرتا ہے بندہ کو جب وہ نماز پڑھے ۹۔

أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ عَلَى الْهُدَىٰ ۝۱۱ أَوْ أَمَرَ بِالْتَّقْوَىٰ ۝۱۲ أَرَأَيْتَ إِنْ

بھلا دیکھو تو اگر وہ ہدایت پر ہوتا یا پرہیزگاری بتاتا تو کیا خوب تھا بھلا دیکھو تو اگر

كَذَّبَ وَتَوَلَّىٰ ۝۱۳ أَلَمْ يَعْلَم بِأَنَّ اللَّهَ يَرَىٰ ۝۱۴ كَلَّا لَئِنْ لَمْ يَنْتَهِ

جھٹلایا ۱۳۔ اور منہ پھیرا ۱۴۔ تو کیا حال ہوگا کیا نہ جانا ۱۵۔ کہ اللہ دیکھ رہا ہے ۱۶۔ ہاں ہاں اگر باز نہ آیا ۱۷۔

اس کو ”سورہ علق“ بھی کہتے ہیں۔ یہ سورت مکہ ہے اس میں ایک رکوع، انیس آیتیں، بانوے کلمے، دو سو اسی حرف ہیں۔ اکثر مفسرین کے نزدیک یہ سورت سب

سے پہلے نازل ہوئی اور اس کی پہلی پانچ آیتیں ”مَا لَمْ يَعْلَمْ“ تک غار حرا میں نازل ہوئیں۔ فرشتے نے آکر حضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض

کیا: ”اِقْرَأْ“ یعنی پڑھے! فرمایا: ہم پڑھے نہیں۔ اس نے سینہ سے لگا کر بہت زور سے دبا دیا، پھر چھوڑ کر ”اِقْرَأْ“ کہا، پھر آپ نے وہی جواب دیا، تین مرتبہ ایسا ہی

ہوا پھر اس کے ساتھ ساتھ آپ نے ”مَا لَمْ يَعْلَمْ“ تک پڑھا۔ ۱۔ یعنی قرأت کی ابتداء ادا باللہ تعالیٰ کے نام سے ہو۔ اس تقدیر پر آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ

قرأت کی ابتداء ”بِسْمِ اللّٰهِ“ کے ساتھ مُسْتَحَب ہے۔ ۲۔ تمام خلق کو ۳۔ دوبارہ پڑھنے کا حکم تاکید کے لیے ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ دوبارہ قرأت کے حکم سے

مراد یہ ہے کہ تبلیغ اور امت کے تعلیم کے لیے پڑھے۔ ۴۔ اس سے کتابت کی فضیلت ثابت ہوئی اور درحقیقت کتابت میں بڑے منافع ہیں، کتابت ہی سے علوم

ضبط میں آتے ہیں، گزرے ہوئے لوگوں کی خبریں اور ان کے احوال اور ان کے کلام محفوظ رہتے ہیں۔ کتابت نہ ہوتی تو دین و دنیا کے کام قائم نہ رہ سکتے۔ ۵۔ آدمی

سے مراد یہاں حضرت آدم ہیں اور جو انہیں سکھایا اس سے مراد ”علم اسماء“ اور ایک قول یہ ہے کہ انسان سے مراد یہاں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں کہ

آپ کو اللہ تعالیٰ نے جمیع اشیاء کے علوم عطا فرمائے۔ (معالم و غار) ۶۔ یعنی غفلت کا سبب دنیا کی محبت اور مال پر تکبر ہے۔ یہ آیتیں ابو جہل کے حق میں نازل

ہوئیں، اس کو کچھ مال ہاتھ آ گیا تھا تو اس نے لباس اور سواری اور کھانے پینے میں تکلفات شروع کئے اور اس کا غرور اور تکبر بہت بڑھ گیا۔ ۷۔ یعنی انسان کو یہ

بات پیش نظر رکھنی چاہئے اور سمجھنا چاہئے کہ اسے اللہ کی طرف رجوع کرنا ہے تو سرکشی و طغیان اور غرور و تکبر کا انجام عذاب ہوگا۔ ۸۔ شان نزول: یہ آیت بھی

ابو جہل کے حق میں نازل ہوئی اس نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نماز پڑھنے سے منع کیا تھا اور لوگوں سے کہا تھا کہ اگر میں انہیں ایسا کرتا دیکھوں گا تو

(معاذ اللہ) گردن پاؤں سے کچل ڈالوں گا اور چہرہ خاک میں ملا دوں گا، پھر وہ اسی ارادہ فاسدہ سے حضور کے نماز پڑھتے میں آیا اور حضور کے قریب پہنچ کر اٹلے

پاؤں پیچھے بھاگا ہاتھ آگے بڑھائے ہوئے جیسے کوئی کسی مصیبت کو روکنے کے لیے ہاتھ آگے بڑھاتا ہے، چہرہ کارنگ اڑ گیا، اعضاء کا پینے لگے۔ لوگوں نے کہا: کیا

حال ہے؟ کہنے لگا: میرے اور محمد (مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے درمیان ایک خندق ہے جس میں آگ بھری ہوئی ہے اور دہشت ناک پرند باز و پھیلائے

ہوئے ہیں۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر وہ میرے قریب آتا تو فرشتے اس کا عضو عضو جدا کر ڈالتے۔ ۹۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو

۱۰۔ ایمان لانے سے ۱۱۔ ابو جہل نے ۱۲۔ اس کے فعل کو، پس جزا دے گا ۱۳۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایذا اور آپ کی تکذیب سے۔



لَنْسَفَعًا بِالنَّاصِيَةِ ۱۵ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ ۱۶ فَلْيَدْعُ نَادِيَهُ ۱۷

تو ہم ضرور پیشانی کے بال پکڑ کر کھینچیں گے ۱۵ کیسی پیشانی جھوٹی خطا کار اب پکارے اپنی مجلس کو ۱۶

سَدْعُ الزَّبَانِيَةِ ۱۸ كَلَّا ۱۹ لَا تَطْعُهُ وَاَسْجُدْ وَاَقْتَرِبْ ۱۹

ابھی ہم سپاہیوں کو بلا تے ہیں ۱۸ ہاں ہاں اس کی نہ سنو اور سجدہ کرو ۱۹ اور ہم سے قریب ہو جاؤ

ایاتھا ۵ ﴿۹۷﴾ سُورَةُ الْقَدْرِ مَكِّيَّةٌ ۲۵ ﴿۱۹﴾ مَرْكُوعًا ۱

سورہ قدر مکہ ہے، اس میں پانچ آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۱ وَاَمَّا اَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۲

بے شک ہم نے اسے شب قدر میں اتارا ۱ اور تم نے کیا جانا کیا شب قدر

لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۳ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۴ تَنْزِيلُ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ فِيْهَا

شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ۳ اس میں فرشتے اور جبریل اترتے ہیں ۴

۱۵ اور اس کو جہنم میں ڈالیں گے۔ ۱۶ شان نزول: جب ابو بھیل نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نماز سے منع کیا تو حضور نے اس کو سختی سے جھڑک دیا اس پر اس نے کہا کہ آپ مجھے جھڑکتے ہیں خدا کی قسم میں آپ کے مقابل نوجوان سواروں اور پیادوں سے اس جنگل کو بھر دوں گا آپ جانتے ہیں کہ مکہ مکرمہ میں مجھ سے زیادہ بڑے جتھے اور مجلس والا کوئی نہیں ہے۔ ۱۷ یعنی عذاب کے فرشتوں کو۔ حدیث شریف میں ہے کہ اگر وہ اپنی مجلس کو بلاتا تو فرشتے اس کو بالا اعلان گرفتار کرتے۔ ۱۸ یعنی نماز پڑھتے رہو۔ ۱۹ ”سورۃ القدر“ مدنیہ و یثقلہ لیکہ ہے، اس میں ایک رکوع، پانچ آیتیں، تیس کلمے، ایک سو بارہ حرف ہیں۔ ۲ یعنی قرآن مجید کو لوح محفوظ سے آسمان دنیا کی طرف یکبارگی شب قدر شرف و برکت والی رات ہے۔ اس کو شب قدر اس لیے کہتے ہیں کہ اس شب میں سال بھر کے احکام نافذ کئے جاتے ہیں اور ملائکہ کو سال بھر کے وظائف و خدمات پر مامور کیا جاتا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس رات کی شرافت و قدر کے باعث اس کو شب قدر کہتے ہیں اور یہ بھی منقول ہے کہ چونکہ اس شب میں اعمال صالحہ مقبول ہوتے ہیں اور بارگاہ الہی میں ان کی قدر کی جاتی ہے اس لیے اس کو شب قدر کہتے ہیں۔ احادیث میں اس شب کی بہت فضیلتیں وارد ہوئی ہیں: بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ جس نے اس رات میں ایمان و اخلاص کے ساتھ شب بیداری کر کے عبادت کی اللہ تعالیٰ اس کے سال بھر کے گناہ بخش دیتا ہے۔ آدمی کو چاہئے کہ اس شب میں کثرت سے استغفار کرے اور رات عبادت میں گزارے۔ سال بھر میں شب قدر ایک مرتبہ آتی ہے اور روایات کثیرہ سے ثابت ہے کہ وہ رمضان المبارک کے عشرہ اخیرہ میں ہوتی ہے اور اکثر اس کی بھی طاق راتوں میں سے کسی رات میں۔ بعض علماء کے نزدیک رمضان المبارک کی ستائیسویں رات شب قدر ہوتی ہے، یہی حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ اس رات کے فضائل عظیمہ اگلی آیتوں میں ارشاد فرمائے جاتے ہیں: ۱۷ جو شب قدر سے خالی ہوں، اس ایک رات میں نیک عمل کرنا ہزار راتوں کے عمل سے بہتر ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ائمہ گزشتہ کے ایک شخص کا ذکر فرمایا جو تمام رات عبادت کرتا تھا اور تمام دن جہاد میں مصروف رہتا تھا، اس طرح اس نے ہزار مہینے گزارے تھے مسلمانوں کو اس سے تعجب ہوا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو شب قدر عطا فرمائی اور یہ آیت نازل کی کہ شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ (اخرج ابن جریر عن طریق مجاہد) یہ اللہ تعالیٰ کا اپنے حبیب پر کرم ہے کہ آپ کے امتی شب قدر کی ایک رات عبادت کریں تو ان کا ثواب پچھلی امت کے ہزار ماہ عبادت کرنے والوں سے زیادہ ہو۔ ۱۸ زمین کی طرف، اور جو بندہ کھڑا بیٹھا یا دلہی میں مشغول ہوتا ہے اس کو سلام کرتے ہیں اور اس کے حق میں دعا و استغفار کرتے ہیں۔



نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا ۖ أُولَٰئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ۖ إِنَّ الَّذِينَ

آگ میں ہیں ہمیشہ اس میں رہیں گے وہی تمام مخلوق میں بدتر ہیں بے شک جو

آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ۖ أُولَٰئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ۖ جَزَاءُ لَهُمْ

ایمان لائے اور اچھے کام کئے وہی تمام مخلوق میں بہتر ہیں ان کا صلہ

عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنَّاتٌ عَدْنٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا

ان کے رب کے پاس بسنے کے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہیں ان میں ہمیشہ ہمیشہ

أَبَدًا ۖ رَاضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَاضُوا عَنْهُ ۖ ذَلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهُ ۗ

رہیں اللہ ان سے راضی ہے اور وہ اس سے راضی ہے یہ اس کے لیے ہے جو اپنے رب سے ڈرے وہا

﴿آیتھا ۸﴾ ﴿۹۹ سُورَةُ الزَّلْزَلَةِ مَدَنِيَّةٌ ۙ ۹۳﴾ ﴿رُكُوعُهَا ۱﴾

سورہ زلزال مدنیہ ہے، اس میں آٹھ آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا ۖ وَأَخْرَجَتِ الْأَرْضُ أَثْقَالَهَا ۖ وَ

جب زمین تھر تھرا دی جائے وہ جیسا اس کا تھر تھرانا تھہرا ہے وہ اور زمین اپنے بوجھ باہر پھینک دے وہ اور

قَالَ الْإِنْسَانُ مَا لَهَا ۖ يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا ۖ بِأَنَّ رَبَّكَ

آدی کہے اسے کیا ہوا وہ اس دن وہ اپنی خبریں بتائے گی وہ اس لیے کہ تمہارے رب

أَوْحَىٰ لَهَا ۖ يَوْمَئِذٍ يُصْدِرُ النَّاسُ أَشْتَاتًا ۖ لِيُرَوْا أَعْمَالَهُمْ ۖ

نے اسے حکم بھیجا وہ اس دن لوگ اپنے رب کی طرف پھریں گے وہ کئی راہ ہو کر وہ تاکہ اپنا کیا وہ دکھائے جائیں

چھوڑ کر خالص اسلام کے منہج ہو کر۔ وہ اور ان کے اطاعت و اخلاص سے وہ اس کے کرم و عطا سے وہ اور اس کی نافرمانی سے بچے۔ وہ ”سورہ اذا

زلزلت“ جس کو ”سورہ زلزلہ“ بھی کہتے ہیں، مکہ و یثرب کے مدنیہ ہے۔ اس میں ایک رکوع، آٹھ آیتیں، پینتیس کلمے اور ایک سو اٹھتالیس حرف ہیں۔ وہ قیامت

قائم ہونے کے نزدیک باروز قیامت وہ اور زمین پر کوئی درخت کوئی عمارت کوئی پہاڑ باقی نہ رہے ہر چیز ٹوٹ پھوٹ جائے۔ وہ یعنی خزانے اور مردے جو

اس میں ہیں وہ سب نکل کر باہر آئیں۔ وہ کہ ایسی مضطرب ہوئی اور اتنا شدید زلزلہ آیا کہ جو کچھ اس کے اندر تھا سب باہر پھینک دیا۔ وہ اور جو نیکی بدی اس

پر کی گئی سب بیان کرے گی۔ حدیث شریف میں ہے کہ ہر مرد و عورت نے جو کچھ اس پر کیا اس کی گواہی دے گی کہے گی فلاں روز یہ کیا فلاں روز یہ۔ (ترمذی)

وہ کہ اپنی خبریں بیان کرے اور جو عمل اس پر کئے گئے ہیں ان کی خبریں دے وہ موقع حساب سے وہ کوئی وہی طرف سے ہو کر جنت کی طرف جائے گا

کوئی بائیں جانب سے دوزخ کی طرف۔ وہ یعنی اپنے اعمال کی جزا۔



فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ۝ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ

تو جو ایک ذرہ بھر بھلائی کرے اسے دیکھے گا اور جو ایک ذرہ بھر برائی کرے

شَرًّا يَرَهُ ۝

اسے دیکھے گا

آیتھا ۱۱ ﴿۱۰۰﴾ سُورَةُ الْعَلَدِيَّتِ مَكِّيَّةٌ ۱۲ ﴿۱﴾ رُكُوعُهَا ۱

سورہ علدیت مکہ ہے، اس میں گیارہ آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

وَالْعُدَيْتِ صُبْحًا ۝۱ فَالْمُورِيَّتِ قَدْحًا ۝۲ فَالْمُعِيَّتِ صُبْحًا ۝۳

تم ان کی جو دوڑتے ہیں سینے سے آواز نکلتی ہوئی ۱ پھر پتھروں سے آگ نکالتے ہیں سم مار کر ۲ پھر صبح ہوتے تاراج کرتے ہیں ۳

فَأَثَرُنَ بِهِ نَقْعًا ۝۴ فَوَسَطْنَ بِهِ جَبْعًا ۝۵ إِنَّ الْإِنْسَانَ لِرَبِّهِ

پھر اس وقت غبار اڑاتے ہیں پھر دشمن کے بیچ لشکر میں جاتے ہیں بے شک آدمی اپنے رب کا

لَكَنُودٌ ۝۶ وَإِنَّهُ عَلَىٰ ذَلِكَ لَشَهِيدٌ ۝۷ وَإِنَّهُ لِحُبِّ الْخَيْرِ

بڑا ناشکر ہے ۶ اور بے شک وہ اس پرولا خود گواہ ہے اور بے شک وہ مال کی چاہت میں ضرور

لَشَدِيدٌ ۝۸ أَفَلَا يَعْلَمُ إِذَا بُعْثِرَ مَا فِي الْقُبُورِ ۝۹ وَحُصِّلَ مَا فِي

کزہ ہے ۸ تو کیا نہیں جانتا جب اٹھائے جائیں گے جو قبروں میں ہیں اور کھول دی جائے گی ۹ جو

۱۱ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ ہر مومن کا فر کو روز قیامت اس کے نیک و بد اعمال دکھائے جائیں گے مومن کو اس کی نیکیاں اور بدیاں

دکھا کر اللہ تعالیٰ بدیاں بخش دے گا اور نیکیوں پر ثواب عطا فرمائے گا اور کافر کی نیکیاں رد کر دی جائیں گی کیونکہ کفر کے سبب اکارت ہو چکیں اور بدیوں پر اس کو عذاب

کیا جائے گا۔ محمد بن کعب قرظی نے فرمایا کہ کافر نے ذرہ بھر نیکی کی ہوگی تو وہ اس کی جزا دنیا ہی میں دیکھ لے گا یہاں تک کہ جب دنیا سے نکلے گا تو اس کے پاس کوئی

نیکی نہ ہوگی اور مومن اپنی بدیوں کی سزا دنیا میں پائے گا تو آخرت میں اس کے ساتھ کوئی بدی نہ ہوگی۔ اس آیت میں ترغیب ہے کہ نیکی تھوڑی سی بھی کارآمد ہے اور

ترہیب (ڈرانا) ہے کہ گناہ چھوٹا سا بھی وبال ہے۔ بعض مفسرین نے یہ فرمایا ہے کہ پہلی آیت مومنین کے حق میں ہے اور پچھلی کفار کے۔ ۱۱ ”سورۃ وَالْعَلَدِيَّتِ“

بقول حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ ہے اور بقول ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما مدینہ۔ اس میں ایک رکوع، گیارہ آیتیں، چالیس کلمے اور ایک سو تریسٹھ

حرف ہیں۔ ۱۱ مراد ان سے غازیوں کے گھوڑے ہیں جو جہاد میں دوڑتے ہیں تو ان کے سینوں سے آوازیں نکلتی ہیں۔ ۱۲ جب پتھر پلی زمین پر چلتے

ہیں۔ ۱۳ دشمن کو وہ کہ اس کی نعمتوں سے مکر جاتا ہے۔ ۱۴ اپنے عمل سے وہ نہایت قوی و توانا ہے اور عبادت کے لیے کمزور۔ ۱۵ مردے وہ

حقیقت یا وہ نیکی و بدی۔

الْصُّدُورِ ۱۰ إِنَّ رَبَّهُمْ بِهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّخَبِيرٌ ۱۱

سینوں میں ہے بے شک ان کے رب کو اس دن فلاں کی سب خبر ہے فلاں

ایاتھا ۱۱ ﴿۱۰﴾ سُورَةُ الْقَارِعَةِ مَكِّيَّةٌ ۳۰ ﴿۱۱﴾ رُكُوعُهَا ۱

سورۃ قارعہ مکہ ہے، اس میں گیارہ آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

الْقَارِعَةُ ۱ مَا الْقَارِعَةُ ۲ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْقَارِعَةُ ۳

دل دہلانے والی کیا وہ دہلانے والی اور تو نے کیا جانا کیا ہے دہلانے والی

يَوْمَ يَكُونُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوثِ ۴ وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ

جس دن آدمی ہوں گے جیسے پھیلے پتنگے اور پہاڑ ہوں گے جیسے دھکی (دھنی ہوئی)

الْمُنْفُوشِ ۵ فَأَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ ۶ فَهُوَ فِي عِيشَةٍ

اون اور تو جس کی تولیں بھاری ہوئیں وہ تو من مانتے عیش میں

رَّاضِيَةٍ ۷ وَأَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ ۸ فَأُمَّهُ هَاوِيَةٌ ۹ وَمَا

ہیں فلاں اور جس کی تولیں ہلکی پڑیں وہ نچا دکھانے والی گود میں ہے فلاں اور تو

أَدْرَاكَ مَا هِيَ ۱۰ نَارٌ حَامِيَةٌ ۱۱

نے کیا جانا کیا نچا دکھانے والی ایک آگ شعلے مارتی ہے

فلاں یعنی روز قیامت جو فیصلہ کا دن ہے۔ فلاں جیسی کہ ہمیشہ ہے تو انہیں اعمال نیک و بد کا بدلہ دے گا۔ فلاں ”سورۃ القارعہ“ مکیہ ہے۔ اس میں ایک رکوع، آٹھ آیتیں، چھتیس کلمے، ایک سو باؤن حرف ہیں۔ فلاں مراد اس سے قیامت ہے جس کی ہول و ہیبت سے دل دہلیں گے اور ”قارعہ“ قیامت کے ناموں سے ایک نام ہے۔ فلاں یعنی جس طرح پتنگے شعلہ پر گرنے کے وقت منتشر ہوتے ہیں اور ان کے لیے کوئی ایک جہت معین نہیں ہوتی ہر ایک دوسرے کے خلاف جہت سے جاتا ہے، یہی حال روز قیامت خلق کے انتشار کا ہوگا۔ فلاں جس کے اجزاء مستقر ہو کر اڑتے ہیں، یہی حال قیامت کے ہول و دہشت سے پہاڑوں کا ہوگا۔ فلاں اور وزن دار عمل یعنی نیکیاں زیادہ ہوئیں۔ فلاں یعنی جنت میں۔ مؤمن کی نیکیاں اچھی صورت میں لا کر میزان میں رکھی جائیں گی تو اگر وہ غالب ہوئیں تو اس کے لیے جنت ہے اور کافر کی برائیاں بدترین صورت میں لا کر میزان میں رکھی جائیں گی اور تول ہلکی پڑے گی کیونکہ کفار کے اعمال باطل ہیں، ان کا کچھ وزن نہیں، تو انہیں جہنم میں داخل کیا جائے گا۔ فلاں بسبب اس کے کہ وہ باطل کا اتباع کرتا تھا فلاں یعنی اس کا مسکن آتش دوزخ ہے۔ فلاں جس میں انتہا کی سوزش و تیزی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے پناہ میں رکھے۔

## ایاتھا ۸ ﴿۲﴾ سُورَةُ التَّكَاثُرِ مَكِّيَّةٌ ۱۲ ﴿۱﴾ رُكُوعُهَا ۱

سورہ تکاثر مکہ ہے، اس میں آٹھ آیتیں اور ایک رکوع ہے

### بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ۱ حَتّٰی زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۲ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۳ ثُمَّ

تمہیں غافل رکھا مال کی زیادہ طلبی نے یہاں تک کہ تم نے قبروں کا منہ دیکھا ہاں ہاں جلد جان جاؤ گے ۵ پھر

كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۳ كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْبَیْقِیْنَ ۵ لَتَرَوُنَّ الْجَحِیْمَ ۶

ہاں ہاں جلد جان جاؤ گے ۵ ہاں ہاں اگر یقین کا جاننا جانتے تو مال کی محبت نہ رکھتے ۷ بے شک ضرور جہنم کو دیکھو گے ۷

ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَیْنَ الْبَیْقِیْنَ ۷ ثُمَّ لَتَسْأَلُنَّ یَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِیْمِ ۸

پھر بے شک ضرور اسے یقینی دیکھنا دیکھو گے پھر بے شک ضرور اس دن تم سے نعمتوں سے پرش ہوگی ۸

## ایاتھا ۳ ﴿۳﴾ سُورَةُ الْعَصْرِ مَكِّيَّةٌ ۱۳ ﴿۱﴾ رُكُوعُهَا ۱

سورہ عصر مکہ ہے، اس میں تین آیتیں اور ایک رکوع ہے

### بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

وَ الْعَصْرِ ۱ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۲ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

اس زمانہ محبوب کی قسم ۱ بے شک آدمی ضرور نقصان میں ہے ۲ مگر جو ایمان لائے اور اچھے کام

۱ "سورہ تکاثر" مکہ ہے۔ اس میں ایک رکوع، آٹھ آیتیں، اٹھائیس کلمے، ایک سو بیس حرف ہیں۔ واللہ تعالیٰ کی طاعات سے ۳ اس سے معلوم ہوا کہ

کثرت مال کی حرص اور اس پر مفاخرت مذموم ہے اور اس میں مبتلا ہو کر آدمی سعادتِ آخرویہ سے محروم رہ جاتا ہے۔ ۴ یعنی موت کے وقت تک حرص تمہارے

دامنِ غیرِ خاطر رہی۔ حدیث شریف میں ہے: سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "مُرُدَّے کے ساتھ تین ہوتے ہیں دلوٹ آتے ہیں ایک اس کے ساتھ

رہ جاتا ہے۔ ایک مال ایک اس کے اہل و اقارب ایک اس کا عمل، عمل ساتھ رہ جاتا ہے باقی دونوں واپس ہو جاتے ہیں۔ (بخاری) ۵ نزع کے وقت اپنے اس

حال کے نتیجے بد کو ۶ قبروں میں۔ ۷ اور حرص مال میں مبتلا ہو کر آخرت سے غافل نہ ہوتے۔ ۸ مرنے کے بعد ۹ جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں عطا فرمائی

تھیں، صحت و فراغ و آسنا و عیش و مال وغیرہ جن سے دنیا میں لذتیں اٹھاتے تھے۔ پوچھا جائے گا: یہ چیزیں کس کام میں خرچ کیں، ان کا کیا شکر ادا کیا؟ اور ترک

شکر پر عذاب کیا جائے گا۔ ۱ "سورہ العصر" جمہور کے نزدیک مکہ ہے۔ اس میں ایک رکوع، تین آیتیں، چودہ کلمے، اڑسٹھ حرف ہیں۔ ۲ "عصر" زمانہ کو

کہتے ہیں اور زمانہ چونکہ عجائبات پر مشتمل ہے، اس میں احوال کا تغیر و تبدل ناظر کے لیے عبرت کا سبب ہوتا ہے اور یہ چیزیں خالق حکیم کی قدرت و حکمت اور اس کی

وحدانیت پر دلالت کرتی ہیں۔ اس لیے ہو سکتا ہے کہ زمانہ کی قسم مراد ہو اور "عصر" اس وقت کو بھی کہتے ہیں جو غروب سے قبل ہوتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ خاسر کے حق میں

اس وقت کی قسم یا فرمائی جائے جیسا کہ راجح کے حق میں "ضحیٰ" یعنی "وقتِ چاشت کی قسم" ذکر فرمائی گئی اور ایک قول یہ بھی ہے کہ عصر سے نماز عصر مراد ہو سکتی



## الصَّلِحَتِ وَتَوَاصُوا بِالْحَقِّ ۝ وَتَوَاصُوا بِالصَّبْرِ ۝

کئے اور ایک دوسرے کو حق کی تاکید کی و اور ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کی و

ایاتھا ۹ ﴿۳۲﴾ السُّورَةُ الْمُمَزَّةُ مَكِّيَّةٌ ۳۲ ﴿۳۱﴾ مَرْكُوعًا ۱ ﴿۳۰﴾

سورہ ہمزہ مکہ ہے، اس میں نو آیتیں اور ایک رکوع ہے

## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ ۝۱ الَّذِي جَمَعَ مَالًا وَعَدَّدَهُ ۝۲ يَحْسَبُ

خرابی ہے اس کے لیے جو لوگوں کے منہ پر عیب کرے پیٹھ پیچھے بدی کرے و جس نے مال جوڑا اور گن گن کر رکھا کیا یہ سمجھتا ہے

أَنَّ مَالَهُ أَخْلَدَهُ ۝۳ كَلَّا لَيُنْبَذَنَّ فِي الْحُطَّةِ ۝۴ وَمَا أَدْرَاكَ مَا

کہ اس کا مال اسے دنیا میں ہمیشہ رکھے گا و ہرگز نہیں ضرور وہ روندنے والی میں پھینکا جائے گا و اور تو نے کیا جانا کیا

الْحُطَّةَ ۝۵ نَارُ اللَّهِ الْبُوقِدَةِ ۝۶ الَّتِي تَطَّلِعُ عَلَى الْآفِدَةِ ۝۷ إِنَّهَا

روندنے والی اللہ کی آگ کہ بھڑک رہی ہے و وہ جو دلوں پر پڑھ جائے گی و بے شک وہ

عَلَيْهِمْ مُّوَصَدَةٌ ۝۸ فِي عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ۝۹

ان پر بند کر دی جائے گی و بے بے ستونوں میں و

ہے جو دن کی عبادتوں میں سب سے سچھلی عبادت ہے اور سب سے لذیذ و راجح تفسیر وہی ہے جو حضرت مخرج قدامت نے اختیار فرمائی کہ زمانہ سے ”مخصوص زمانہ“ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مراد ہے جو بڑی خیر و برکت کا زمانہ اور تمام زمانوں میں سب سے زیادہ فضیلت و شرف والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور کے زمانہ مبارک کی قسم یاد فرمائی جیسا کہ ”لَا أَقْسِمُ بِهَذَا الْبَلَدِ“ میں حضور کے مسکن و مکان کی قسم یاد فرمائی ہے اور جیسا کہ ”لَعَمْرُكَ“ میں آپ کی عمر شریف کی قسم یاد فرمائی اور اس میں شان محبوبیت کا اظہار ہے۔ و اس کی عمر جو اس کا راس المال ہے اور اصل پونجی ہے وہ ہر دم گھٹ رہی ہے۔ و یعنی ایمان و عمل صالح کی۔ و ان تکلیفوں اور مشقتوں پر جو دین کی راہ میں پیش آئیں یہ لوگ بفضل الہی ٹوٹے میں نہیں ہیں کیونکہ ان کی جتنی عمر گزری نیکی اور طاعت میں گزری تو وہ نفع پانے والے ہیں۔ و ”سورہ ہمزہ“ مکہ ہے۔ اس میں ایک رکوع، نو آیتیں ہیں، ایک سو تیس حرف ہیں۔ و یہ آیتیں ان کفار کے حق میں نازل ہوئیں جو سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب پر زبان طعن کھولتے تھے اور ان حضرات کی غیبت کرتے تھے مثل اخنس بن شریق و امیہ بن خلف اور ولید بن مغیرہ و غیرہم کے اور حکم ہر غیبت کرنے والے کے لیے عام ہے۔ و مرنے نہ دے گا جو وہ مال کی محبت میں مست ہے اور عمل صالح کی طرف التفات نہیں کرتا۔ و یعنی جہنم کے اس درک (طبقے) میں جہاں آگ ہڈیاں پسلیاں توڑ ڈالے گی۔ و اور کبھی سر نہیں ہوتی۔ حدیث شریف میں ہے: جہنم کی آگ ہزار برس دھوئی گئی یہاں تک کہ سرخ ہوگی پھر ہزار برس دھوئی گئی تا آنکہ سفید ہوگی پھر ہزار برس دھوئی گئی حتیٰ کہ سیاہ ہوگی تو وہ سیاہ ہے اندھیری۔ (ترمذی) و یعنی ظاہر جسم کو بھی جلائے گی اور جسم کے اندر بھی پچھے گی اور دلوں کو بھی جلائے گی۔ دل ایسی چیز ہیں جن کو ذرا سی بھی گرمی کی تاب نہیں تو جب آتش جہنم کا ان پر استیلا (غلبہ) ہوگا اور موت آئے گی نہیں تو کیا حال ہوگا! ”دلوں کو جلا نا“ اس لیے ہے کہ وہ مقام ہیں کفر اور عقائد باطلہ و بیانات فاسدہ کے۔ و یعنی آگ میں ڈال کر دروازے بند کر دیئے جائیں گے۔ و یعنی دروازوں کی بندش آتشیں لوہے کے ستونوں سے مضبوط کر دی جائے گی کہ کبھی دروازہ نہ کھلے۔ بعض مفسرین

## ﴿ اياتھا ۵ ﴾ ﴿ ۵۰ سُوْرَةُ الْفَيْلِ مَكِّيَّةٌ ۱۹ ﴾ ﴿ ركوعھا ۱ ﴾

سورہ فیل مکہ ہے اس میں پانچ آیتیں اور ایک رکوع ہے

### بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفَيْلِ ۱ اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِي

اے محبوب کیا تم نے نہ دیکھا تمہارے رب نے ان ہاتھی والوں کا کیا حال کیا ۱ کیا ان کا داؤں تباہی

تَضْلِيْلٍ ۲ وَاَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ ۳ تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ

میں نہ ڈالا ۲ اور ان پر پرندوں کی ٹکڑیاں (نوجیں) بھیجیں ۳ کہ انہیں کنکر کے پتھروں سے

مِّنْ سَجِيْلٍ ۴ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّا كُوْلٍ ۵

مارتے ۴ تو انہیں کر ڈالا جیسے کھائی کھیتی کی پتی (جوسہ) ۵

## ﴿ اياتھا ۴ ﴾ ﴿ ۱۰۶ سُوْرَةُ قُرَيْشٍ مَكِّيَّةٌ ۲۹ ﴾ ﴿ ركوعھا ۱ ﴾

سورہ قریش مکہ ہے، اس میں چار آیتیں اور ایک رکوع ہے

یہ معنی بیان کئے ہیں کہ دروازے بند کر کے آتشیں ستونوں سے ان کے ہاتھ پاؤں باندھ دیئے جائیں گے۔ ۱ ”سورہ الفیل“ مکہ ہے۔ اس میں ایک رکوع، پانچ آیتیں، بیس کلمے، چھیانوے حرف ہیں۔ ۲ ہاتھی والوں سے مراد ابرہہ اور اس کا لشکر ہے۔ ابرہہ یمن اور حنیضہ کا بادشاہ تھا، اس نے صنعاء میں ایک کنیئہ (یہود و نصاریٰ کا عبادت خانہ) بنایا تھا اور چاہتا تھا کہ حج کرنے والے بجائے مکہ مکرمہ کے یہیں آئیں اور اسی کنیئہ کا طواف کریں، عرب کے لوگوں کو یہ بات بہت شاق تھی، قبیلہ بنی کنانہ کے ایک شخص نے موقع پا کر اس کنیئہ میں قضائے حاجت کی اور اس کو نجاست سے آلودہ کر دیا، اس پر ابرہہ کو بہت طیش آیا اور اس نے کعبہ کو ڈھانے کی قسم کھائی اور اس ارادے سے اپنا لشکر لے کر جس میں بہت سے ہاتھی تھے اور ان کا ”پیش رو“ ایک بڑا عظیم الجثہ کوہ پیکر ہاتھی تھا جس کا نام محمود تھا۔ ابرہہ نے مکہ مکرمہ کے قریب پہنچ کر اہل مکہ کے جانور قید کر لیے ان میں دو سوانٹ عبدالمطلب کے بھی تھے، عبدالمطلب ابرہہ کے پاس آئے تھے، بہت جسم و باشکوہ ابرہہ نے ان کی تعظیم کی اور اپنے پاس بٹھایا اور مطلب دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا: میرا مطلب یہ ہے کہ میرے اونٹ واپس کئے جائیں۔ ابرہہ نے کہا: مجھے بہت تعجب ہوتا ہے کہ میں خانہ کعبہ کو ڈھانے کے لیے آیا ہوں اور وہ تمہارا تمہارے باپ دادا کا معظم و محترم مقام ہے! تم اس کے لیے تو کچھ نہیں کہتے اپنے اونٹوں کے لیے کہتے ہو؟ آپ نے فرمایا: میں اونٹوں ہی کا مالک ہوں انہی کے لیے کہتا ہوں اور کعبہ کا جو مالک ہے وہ خود اس کی حفاظت فرمائے گا۔ ابرہہ نے آپ کے اونٹ واپس کر دیئے عبدالمطلب نے قریش کو حال سنایا اور انہیں مشورہ دیا کہ وہ پہاڑوں کی گھاٹیوں اور چوٹیوں میں پناہ گزین ہوں۔ چنانچہ قریش نے ایسا ہی کیا اور عبدالمطلب نے دروازہ کعبہ پر پہنچ کر بارگاہ الہی میں کعبہ کی حفاظت کی دعا کی اور دعا سے فارغ ہو کر آپ اپنی قوم کی طرف چلے گئے۔ ابرہہ نے صبح تڑکے اپنے لشکروں کو تیاری کا حکم دیا اور ہاتھیوں کو تیار کیا لیکن محمود ہاتھی نہ اٹھا اور کعبہ کی طرف نہ چلا، جس طرف چلاتے تھے چلتا تھا، جب کعبہ کی طرف اس کا رخ کرتے تھے بیٹھ جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے چھوٹے چھوٹے پرندوں پر بھیجے جو چھوٹے چھوٹے سگریزے (پتھر) گراتے تھے جن سے وہ ہلاک ہو جاتے تھے۔ ۳ جو سمندر کی جانب سے فوج آئیں ہر ایک کے پاس تین کنکریاں تھیں، دو دونوں پاؤں میں ایک منقار (چونچ) میں۔ ۴ جس پر وہ پرند سگریزہ چھوڑتے وہ سگریزہ اس کے خود (جنگلی ٹوپی) کو توڑ کر سر سے نکل کر جسم کو چیز کر ہاتھی میں گزر کر زمیں میں پہنچتا ہر سگریزہ پر اس شخص کا نام لکھا تھا جو اس سگریزہ سے ہلاک کیا گیا۔ ۵ جس سال یہ واقعہ ہوا اسی سال اس واقعہ کے پچاس روز بعد سید عالم حبیب خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی۔

## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ۝۱ ۝۲ فَلْيَعْبُدُوا رَبَّ

اس لیے کہ قریش کو میل دلایا ان کے جاڑے اور گرمی دونوں کے کوچ میں میل دلایا (رغبت دلائی) ۱ ۲ تو انہیں چاہیے اس گھر

هَذَا الْبَيْتِ ۝۳ ۝۴ الَّذِينَ أَطْعَمَهُمْ مِنْ جُوعٍ ۝۵ وَأَمَّنَّهُمْ مِنْ خَوْفٍ ۝۶

کے رب کی بندگی کریں جس نے انہیں بھوک میں ۵ کھانا دیا اور انہیں ایک بڑے خوف سے امان بخشا ۶

﴿سُورَةُ الْمَاعُونِ مَكِّيَّةٌ ۝۱﴾ ﴿مَرْكُوعًا ۝۱﴾

سورہ ماعون مکہ ہے، اس میں سات آیتیں اور ایک رکوع ہے

## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

أَرَأَيْتَ الَّذِي يَكْذِبُ بِالرِّدِّينِ ۝۱ ۝۲ فَذَلِكَ الَّذِي يَدْعُ الْبَيْتِ ۝۳

بھلا دیکھو تو جو دین کو جھٹلاتا ہے ۱ پھر وہ وہ ہے جو بتیم کو دھکے دیتا ہے ۲

وَلَا يَحْضُ عَلَى طَعَامِ الْبُكِينِ ۝۳ ۝۴ فَوَيْلٌ لِلْمُصَلِّينَ ۝۵ ۝۶ الَّذِينَ هُمْ عَنْ

اور مسکین کو کھانا دینے کی رغبت نہیں دیتا ۳ تو ان نمازیوں کی خرابی ہے جو اپنی نماز سے

﴿سورة القريش﴾ بقول صحیح مکہ ہے اس میں ایک رکوع، چار آیتیں، سترہ کلمے، تہتر حرف ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی نعمتیں بے شمار ہیں ان میں سے ایک نعمت

ظاہر ہے یہ کہ اس نے قریش کو ہر سال میں دوسروں کی طرف رغبت دلائی ان کی محبت ان میں ڈالی، جاڑے کے موسم میں یمن کا سفر اور گرمی کے موسم میں شام

کا کہ قریش تجارت کیلئے ان موسموں میں یہ سفر کرتے تھے اور ہر جگہ کے لوگ انہیں اہل حرم کہتے تھے اور ان کی عزت و حرمت کرتے تھے۔ یہ امن کے ساتھ

تجارتیں کرتے اور فائدے اٹھاتے اور مکہ مکرمہ میں اقامت کرنے کیلئے سرمایہ بہم پہنچاتے، جہاں نہ کھتی ہے نہ اور اسباب معاش، اللہ تعالیٰ کی یہ نعمت ظاہر ہے

اور اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ ۳ یعنی کعبہ شریفہ کے ۴ جس میں ان سفروں سے پہلے اپنے وطن میں کھتی نہ ہونے کے باعث بتلا تھے، ان سفروں

کے ذریعہ سے ۵ بسبب حرم شریف کے اور بسبب اہل مکہ ہونے کے کہ کوئی ان سے تعرض نہیں کرتا باوجودیکہ اطراف وحوالی (آس پاس کے علاقوں)

میں قتل و غارت ہوتے رہتے ہیں قافلے لٹتے ہیں مسافر مارے جاتے ہیں یا یہ معنی ہیں کہ انہیں جڈام سے امن دی کہ ان کے شہر میں کبھی جڈام نہ ہوگا

یہ مراد کہ سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برکت سے انہیں خوف عظیم سے امان عطا فرمائی۔ ۶ ﴿سورة الماعون﴾ مکہ ہے اور یہ بھی کہا گیا

ہے کہ نصف مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی عاص بن وائل کے بارے میں اور نصف مدینہ طیبہ میں عبد اللہ بن ابی بن مسلول منافق کے حق میں۔ اس میں ایک

رکوع، سات آیتیں، پچیس کلمے، ایک سو پچیس حرف ہیں۔ ۷ یعنی حساب و جزاء کا انکار کرتا ہے باوجود دلائل واضح ہونے کے۔ شان نزول: یہ آیتیں

عاص بن وائل سہمی یا ولید بن مغیرہ کے حق میں نازل ہوئیں۔ ۸ اور اس پر شدت و سختی کرتا ہے اور اس کا حق نہیں دیتا۔ ۹ یعنی نہ خود دیتا ہے نہ

دوسرے سے دلاتا ہے انتہا درجہ کا بخیل ہے۔



صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ۵ الَّذِينَ هُمْ يُرَاءُونَ ۶ وَيَسْعُونَ الْبَاعُونَ ۷

بھولے بیٹھے ہیں ۵ وہ جو دکھاوا کرتے ہیں ۶ اور برتنے کی چیزوں مانگے نہیں دیتے ۷

ایاتھا ۳ ﴿۱۰۸﴾ سُورَةُ الْكُوْثِرِ مَكِّيَّةٌ ﴿۱۵﴾ ﴿۱﴾ رُكُوْعَهَا ۱

سورہ کوثر مکہ ہے، اس میں تین آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

اِنَّا اَعْطَيْنَكَ الْكُوْثَرَ ۱ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَاَنْحَرُ ۲ اِنَّ شَانِئَكَ

اے محبوب بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں ۱ تو تم اپنے رب کے لیے نماز پڑھو ۲ اور قربانی کرو ۳ بے شک جو تمہارا دشمن ہے

هُوَ اَلَا بَتْرُ ۳

وہی ہر خیر سے محروم ہے ۳

ایاتھا ۲ ﴿۱۰۹﴾ سُورَةُ الْكٰفِرُوْنَ مَكِّيَّةٌ ﴿۱۸﴾ ﴿۱﴾ رُكُوْعَهَا ۱

سورہ کافرون مکہ ہے، اس میں چھ آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

۵ مراد اس سے منافقین ہیں جو تنہائی میں نماز نہیں پڑھتے کیونکہ اس کے معتقد نہیں اور لوگوں کے سامنے نمازی بنتے ہیں اور اپنے آپ کو نمازی ظاہر کرتے ہیں اور دکھانے کے لیے اٹھ بیٹھ لیتے ہیں اور حقیقت میں نماز سے غافل ہیں۔ ۶ عبادتوں میں۔ آگے ان کے بخل کا بیان فرمایا جاتا ہے ۷ مثل سوئی و ہانڈی و پیالے کے ۸ مسئلہ: علماء نے فرمایا کہ مستحب ہے کہ آدمی اپنے گھر میں ایسی چیزیں اپنی حاجت سے زیادہ رکھے جن کی ہمسایوں کو حاجت ہوتی ہے اور انہیں عاریہ دیا کرے۔ ۹ ”سورہ کوثر“ جمہور کے نزدیک مدنیہ ہے اس میں ایک رکوع، تین آیتیں، دس کلمے، بیالیس حرف ہیں۔ ۱۰ اور فضائل کثیرہ عنایت کر کے تمام خلق پر افضل کیا۔ حسن ظاہر بھی دیا حسن باطن بھی، نسب عالی بھی، نبوت بھی، کتاب بھی، حکمت بھی، علم بھی، شفاعت بھی، حوض کوثر بھی، مقام محمود بھی، کثرت امت بھی، اعدائے دین پر غلبہ بھی، کثرت فتوح بھی اور بیشمار نعمتیں اور فضیلتیں جن کی نہایت نہیں۔ ۱۱ جس نے تمہیں عزت و شرافت دی ۱۲ اس کے لیے اس کے نام پر بخلاف بت پرستوں کے جو بتوں کے نام پر ذبح کرتے ہیں۔ اس آیت کی تفسیر میں ایک قول یہ بھی ہے کہ نماز سے نماز عید مراد ہے۔ ۱۳ نہ آپ۔ کیونکہ آپ کا سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا آپ کی اولاد میں بھی کثرت ہوگی اور آپ کے تبعین سے دنیا بھر جائے گی آپ کا ذکر منبروں پر بلند ہوگا قیامت تک پیدا ہونے والے عالم اور واعظ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ آپ کا ذکر کرتے رہیں گے بے نام و نشان اور ہر بھلائی سے محروم تو آپ کے دشمن ہیں۔ شان نزول: جب سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرزند حضرت قاسم کا وصال ہوا تو کفار نے آپ کو ”اَبْتَرُ“ یعنی منقطع النسل کہا اور یہ کہا کہ اب ان کی نسل نہیں رہی ان کے بعد اب ان کا ذکر بھی نہ رہے گا یہ سب چرچا ختم ہو جائے گا، اس پر سورہ کریمہ نازل ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے ان کفار کی تکذیب کی اور ان کا بالغ رد فرمایا۔ ۱۴ ”سورہ الکافرون“ مکہ ہے، اس میں ایک رکوع، چھ آیتیں، چھبیس کلمے، چورانوے حرف ہیں۔ شان نزول: قریش کی ایک جماعت نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ ہمارے دین کا اتباع کیجئے ہم آپ کے دین کی اتباع کریں گے ایک سال آپ ہمارے معبودوں کی عبادت کریں ایک سال ہم آپ کے معبود کی عبادت کریں گے

قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ ۱ لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ ۲ وَلَا أَنْتُمْ

تم فرماؤ اے کافروں نہ میں پوجتا ہوں جو تم پوجتے ہو اور نہ تم

عِبْدُونَ مَا أَعْبُدُ ۳ وَلَا أَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُمْ ۴ وَلَا أَنْتُمْ

پوجتے ہو جو میں پوجتا ہوں اور نہ میں پوجوں گا جو تم نے پوجا اور نہ تم

عِبْدُونَ مَا أَعْبُدُ ۵ لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ ۶

پوجو گے جو میں پوجتا ہوں تمہیں تمہارا دین اور مجھے میرا دین

ابا تھا ۳ ﴿۱۱۰﴾ سُورَةُ النَّصْرِ مَدَنِيَّةٌ ﴿۱۱۲﴾ رُكُوعَهَا ۱

سورہ نصر مدنیہ ہے، اس میں تین آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ ۱ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ

جب اللہ کی مدد اور فتح آئے اور لوگوں کو تم دیکھو کہ اللہ کے دین میں فوج فوج

اللَّهُ أَفْوَاجًا ۲ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ۳ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا ۴

داخل ہوتے ہیں تو اپنے رب کی ثناء کرتے ہوئے اس کی پاکی بولو اور اس سے بخشش چاہو اور بے شک وہ بہت توبہ قبول کرنے والا ہے

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی پناہ کہ میں اس کے ساتھ غیر کوشٹیک کروں کہنے لگے تو آپ ہمارے کسی معبود کو ہاتھ ہی لگا دیجئے ہم آپ کی تصدیق

کریں گے اور آپ کے معبود کی عبادت کریں گے، اس پر یہ سورہ شریفہ نازل ہوئی اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد حرام میں تشریف لے گئے وہاں قریش

کی وہ جماعت موجود تھی حضور نے یہ سورت انہیں پڑھ کر سنائی تو وہ مایوس ہو گئے اور حضور کے اور حضور کے اصحاب کے درپے ایذا ہوئے۔ اس خطبہ یہاں

مخصوص کافر ہیں جو علم الہی میں ایمان سے محروم ہیں۔ اس یعنی تمہارے لیے تمہارا کفر اور میرے لیے میری توحید اور میرا اخلاص اور مقصود اس سے تہدید ہے۔

”وَهَذِهِ آيَةُ مَنْسُوحَةٍ بِأَيَّةِ الْقِتَالِ“ (یعنی اور یہ آیت قتال کی آیت سے منسوخ ہے) اور ”سورہ نصر“ مدنیہ ہے اس میں ایک رکوع، تین آیتیں، سترہ کلمے، ستر

حرف ہیں۔ اس نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے دشمنوں کے مقابلہ میں۔ اس سے یا عام فتوحات اسلام مراد ہیں یا خاص فتح مکہ۔ اس جیسا کہ بعد فتح

مکہ ہوا کہ لوگ اقطار ارض سے شوق غلامی میں چلے آتے تھے اور شرف اسلام سے مشرف ہوتے تھے۔ امت کے لیے اس سورت کے نازل ہونے کے

بعد سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ”سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ اسْتَغْفِرُ اللَّهُ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ“ کی بہت کثرت فرمائی۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے

مروی ہے کہ یہ سورت حجۃ الوداع میں بمقام منیٰ نازل ہوئی، اس کے بعد آیت ”الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ“ نازل ہوئی، اس کے نازل ہونے کے بعد اسی روز

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دنیا میں تشریف رکھی پھر آیت ”الْكَافِلَةَ“ نازل ہوئی، اس کے بعد حضور پچاس روز تشریف فرما رہے پھر آیت ”وَاقْتُلُوا يُوْمًا

تُرْجَعُونَ فِيهِ إِلَى اللَّهِ“ نازل ہوئی، اس کے بعد حضور اکیس روز یا سات روز تشریف فرما رہے۔ اس سورت کے نازل ہونے کے بعد صحابہ نے سمجھ لیا تھا کہ دین

کامل اور تمام ہو گیا تو اب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دنیا میں زیادہ تشریف نہ رکھیں گے چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سورت سن کر اسی خیال سے روئے،

اس سورت کے نازل ہونے کے بعد سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خطبہ میں فرمایا کہ ایک بندہ کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا، چاہے دنیا میں رہے، چاہے اس کی

## ایاتھا ۵ ﴿۱﴾ ۱۱۱ سُورَةُ اللَّهَبِ مَكِّيَّةٌ ﴿۲﴾ ﴿۳﴾ رُكُوعُهَا ۱ ﴿۴﴾

سورۃ لہب مکیہ ہے، اس میں پانچ آیتیں اور ایک رکوع ہے

### بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ ﴿۱﴾ مَا أَغْنَىٰ عَنْهُ مَالُهُ وَمَا كَسَبَ ﴿۲﴾

تباہ ہو جائیں ابولہب کے دونوں ہاتھ اور وہ تباہ ہو ہی گیا۔ اسے کچھ کام نہ آیا اس کا مال اور نہ جو کمایا۔

سَيَصِلَىٰ نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ﴿۳﴾ وَامْرَأَتُهُ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ﴿۴﴾ فِي

اب دھنتا ہے لپٹ مارتی آگ میں وہ اور اس کی جوڑو لکڑیوں کا گٹھاسر پر اٹھائے اس

جِدِّهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ﴿۵﴾

کے گلے میں کھجور کی چھال کا رساٹ

## ایاتھا ۴ ﴿۱﴾ ۱۱۲ سُورَةُ الْإِخْلَاصِ مَكِّيَّةٌ ﴿۲﴾ ﴿۳﴾ رُكُوعُهَا ۱ ﴿۴﴾

سورۃ اخلاص مکیہ ہے، اس میں چار آیتیں اور ایک رکوع ہے

### بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

لقائے قبول فرمائے۔ اس بندہ نے لقاے الہی اختیار کی۔ یہ سن کر حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: آپ پر ہماری جانیں، ہمارے مال، ہمارے آباء، ہماری اولادیں سب قربان۔ ۱۔ ”سورۃ اہلب“ مکیہ ہے اس میں ایک رکوع، پانچ آیتیں، بیس کلمے، سنتر حرف ہیں۔ شان نزول: جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کوہ صفا پر عرب کے لوگوں کو دعوت دی ہر طرف سے لوگ آئے اور حضور نے ان سے اپنے صدق و امانت کی شہادتیں لینے کے بعد فرمایا: ”إِنِّي لَكُمْ نَذِيرٌ مُّبِينٌ يَدْعِي عَذَابٍ شَدِيدٍ“ اس پر ابولہب نے حضور سے کہا تھا کہ تم تباہ ہو جاؤ، کیا تم نے ہمیں اس لیے جمع کیا تھا۔ اس پر یہ سورت شریف نازل ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے جواب دیا: ۱۔ ابولہب کا نام عبدالعزیٰ ہے۔ یہ عیدالمطلب کا بیٹا اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چچا تھا، بہت گورا خوبصورت آدمی تھا، اسی لیے اس کی کنیت ابولہب ہے اور اسی کنیت سے وہ مشہور تھا۔ دونوں ہاتھوں سے مراد اس کی ذات ہے۔ ۲۔ یعنی اس کی اولاد۔ مروی ہے کہ ابولہب نے جب پہلی آیت سنی تو کہنے لگا کہ جو کچھ میرے بھتیجے کہتے ہیں اگر سچ ہے تو میں اپنی جان کے لیے اپنے مال و اولاد کو فدیہ کر دوں گا اس آیت میں اس کا رد فرمایا گیا کہ یہ خیال غلط ہے اس وقت کوئی چیز کام آنے والی نہیں۔ ۳۔ اُمّ جمیل بنت خرب بن اُمیہ ابوسفیان کی بہن جو رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نہایت عناد و عداوت رکھتی تھی اور باوجودیکہ بہت دولت مند اور بڑے گھرانے کی تھی لیکن سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عداوت میں انتہا کو پہنچی تھی کہ خود اپنے سر پر کانٹوں کا گھٹلا کر رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے راستے میں ڈالتی تاکہ حضور کو اور حضور کے اصحاب کو ایذا و تکلیف ہو اور حضور کی ایزد رسانی اس کو اتنی بیماری تھی کہ وہ اس کام میں کسی دوسرے سے مدد لینا بھی گوارا نہ کرتی تھی۔ ۴۔ جس سے کانٹوں کا گھٹلا بنا دھنتی تھی ایک روز یہ بوجھ اٹھا کر لا رہی تھی کہ تھک کر آرام لینے کے لیے ایک پتھر پر بیٹھ گئی ایک فرشتے نے حکم الہی اس کے پیچھے سے اس کے گٹھے کو کھینچا وہ گرا اور رسی سے گلے میں پھانسی لگ گئی اور وہ مر گئی۔ ۱۔ ”سورۃ اخلاص“ مکیہ و بقولے مدنیہ ہے اس میں ایک رکوع، چار پانچ آیتیں، پندرہ کلمے، سینتالیس حرف ہیں۔ احادیث میں اس سورت کی بہت فضیلتیں



قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ۱ اللَّهُ الصَّمَدُ ۲ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ۳ وَلَمْ

تم فرماؤ وہ اللہ ہے وہ ایک ہے وہ اللہ بے نیاز ہے نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا ہے اور نہ

يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ ۴

اس کے جوڑ کا کوئی نہ

آیاتھا ۵ ﴿۱۳﴾ سُورَةُ الْفَلَقِ مَكِّيَّةٌ ۲۰ ﴿۶﴾ مَرَكُوعًا ۱

سورہ فلق مکہ ہے، اس میں پانچ آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۱ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۲ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا

تم فرماؤ میں اس کی پناہ لیتا ہوں صبح کا پیدا کرنے والا ہے وہ اس کی سب مخلوق کے شر سے ہے اور اندھیری ڈالنے والے کے شر سے جب

وارد ہوئی ہیں اس کو تہائی قرآن کے برابر فرمایا گیا یعنی تین مرتبہ اس کو پڑھا جائے تو پورے قرآن کی تلاوت کا ثواب ملے، ایک شخص نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم سے عرض کیا کہ مجھے اس سورت سے بہت محبت ہے فرمایا اس کی محبت تجھے جنت میں داخل کرے گی۔ (ترمذی) شان نزول: کفار عرب نے سید عالم صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم سے اللہ رب العزت عز و علا تبارک و تعالیٰ کے متعلق طرح طرح کے سوال کئے کوئی کہتا تھا کہ اللہ کا نسب کیا ہے کوئی کہتا تھا کہ وہ سونے کا ہے یا

چاندی کا ہے یا لوہے کا ہے یا لکڑی کا ہے کس چیز کا ہے؟ کسی نے کہا وہ کیا کھاتا ہے، کیا پیتا ہے، ربوبیت اس نے کس سے ورثہ میں پائی اور اس کا کون وارث ہوگا؟

ان کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی اور اپنے ذات و صفات کا بیان فرما کر معرفت کی راہ واضح کی اور جاہلانہ خیالات و ادہام کی تاریکیوں کو جن میں

وہ لوگ گرفتار تھے اپنی ذات و صفات کے انوار کے بیان سے مضمحل کر دیا۔ وہ ربوبیت والوہیت میں صفات عظمت و کمال کے ساتھ موصوف ہے، مثل و نظیر و شبیہ

سے پاک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ وہ ہر چیز سے نہ نکھائے نہ پئے، ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہے۔ وہ کیونکہ کوئی اس کا مجالس نہیں۔ وہ کیونکہ وہ قدیم

ہے اور پیدا ہونا حادث کی شان ہے۔ یعنی کوئی اس کا ہوتا عدیل نہیں۔ اس سورت کی چند آیتوں میں علم الہیات کے نفیس و اعلیٰ مطالب بیان فرمادیئے گئے جن

کی تفصیلات سے کتب خانے کے کتب خانے لبریز ہو جائیں۔ وہ ”سورہ فلق“ مدنیہ ہے اور ایک قول یہ ہے کہ مکہ ہے۔ ”وَالْأَوَّلُ الْآخِرُ“ (یعنی مدنیہ والا قول

زیادہ صحیح ہے) اس سورت میں ایک رکوع، پانچ آیتیں، تیس کلمے، چوتتر حرف ہیں۔ شان نزول: یہ سورت اور سورۃ الناس جو اس کے بعد ہے یہ اس وقت نازل

ہوئیں جب کہ لید بن اعصم یہودی اور اس کی بیٹیوں نے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جادو کیا اور حضور کے جسم مبارک اور اعضاء ظاہرہ پر اس کا اثر ہوا،

قلب و عقل و اعتقاد پر کچھ اثر نہ ہوا۔ چند روز کے بعد جبریل (علیہ السلام) آئے اور انہوں نے عرض کیا کہ ایک یہودی نے آپ پر جادو کیا ہے اور جادو کا جو کچھ سامان

ہے وہ فلاں کنویں میں ایک پتھر کے نیچے داب دیا ہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا، انہوں نے کنویں کا پانی

نکلانے کے بعد پتھر اٹھایا اس کے نیچے سے جھجور کے گائے کی تھیلی برآمد ہوئی، اس میں حضور کے موئے شریف جو کنگھی سے برآمد ہوئے تھے اور حضور کی کنگھی کے چند

دندانے اور ایک ڈورا یا کمان کا چلہ جس میں گیارہ گریں تھیں اور ایک موم کا پتلہ جس میں گیارہ سوئیاں چبھی تھیں یہ سب سامان پتھر کے نیچے سے نکلا اور حضور کی

خدمت میں حاضر کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ دونوں سورتیں نازل فرمائیں ان دونوں سورتوں میں گیارہ آیتیں ہیں پانچ سورہ فلق میں، ہر ایک آیت کے پڑھنے کے

ساتھ ہی ایک گرہ کھتی جاتی تھی یہاں تک کہ سب گرہیں کھل گئیں اور حضور بالکل تندرست ہو گئے۔ مسئلہ: تعویذ اور عمل جس میں کوئی کلمہ کفر یا شرک کا نہ ہو جائز ہے

خاص کر وہ عمل جو آیات قرآنیہ سے کئے جائیں یا احادیث میں وارد ہوئے ہوں، حدیث شریف میں ہے کہ اسماء بنت عمیس نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم جعفر کے بچوں کو جلد جلد نظر ہوتی ہے کیا مجھے اجازت ہے کہ ان کے لیے عمل کروں؟ حضور نے اجازت دی۔ (ترمذی) وہ تعویذ میں اللہ تعالیٰ کا اس

وَقَبَّ ۲) وَمِنْ شَرِّ النَّفَّاثَاتِ فِي الْعُقَدِ ۳) وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ ۴) ۵

وہ ڈوبے ۱ اور ان عورتوں کے شر سے جو گرہوں میں پھونکتی ہیں ۲ اور حسد والے کے شر سے جب وہ مجھ سے جلے ۳

ایاتھا ۶ ﴿۱۱۴﴾ سُورَةُ النَّاسِ مَكِّيَّةٌ ۲۱ ﴿۱﴾ مَرَكُوعًا ۱ ﴿۱﴾

سورہ ناس مکہ ہے، اس میں چھ آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۱) مَلِكِ النَّاسِ ۲) إِلَهِ النَّاسِ ۳) مِنْ شَرِّ

تم کہو میں اس کی پناہ میں آیا جو سب لوگوں کا رب ۱ سب لوگوں کا بادشاہ ۲ سب لوگوں کا خدا ہے اس کے شر سے جو دل

الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ۴) الَّذِي يُوَسْوِسُ فِي صُدُورِ النَّاسِ ۵)

میں برے خطرے ڈالے ۴ اور دہک رہے ۵ وہ جو لوگوں کے دلوں میں دوسے ڈالتے ہیں

مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۶)

جن اور آدمی کے

دعائے ختم القرآن

اللَّهُمَّ اِنْسٍ وَحَشِيَّتِي فِي قَبْرِى اللَّهُمَّ اَرْحَمْنِي بِالْقُرْآنِ الْعَظِيمِ وَاجْعَلْهُ لِي اِمَامًا وَنُورًا وَهُدًى وَرَحْمَةً ط اللَّهُمَّ ذَكِّرْنِي مِنْهُ مَا نَسِيتُ وَعَلِّمْنِي مِنْهُ مَا جَهِلْتُ وَارْزُقْنِي تِلَاوَتَهُ اِنَّاءَ اللَّيْلِ وَاطْرَافَ النَّهَارِ وَاجْعَلْهُ حُجَّةً يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ

(الجامع الصغير للسيوطي، الحديث: ۵۷۱، ص ۴۱، دار الكتب العلمية بيروت وتفسير روح البيان، سورة الاسراء، تحت الآية: ۱۰، ج ۵، ص ۱۳۶، كوئٹہ)

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلِّمْ بَعْدَ مَا فِي جَمِيعِ الْقُرْآنِ حَرْفًا حَرْفًا وَبَعْدَ كُلِّ حَرْفٍ أَلْفًا أَلْفًا

(تفسير روح البيان، سورة الاحزاب، تحت الآية: ۵۶، ج ۷، ص ۲۳۵، كوئٹہ)

وصف کے ساتھ ذکر اس لیے ہے اللہ تعالیٰ صبح پیدا کر کے شب کی تاریکی دور فرماتا ہے تو وہ قادر ہے کہ پناہ چاہنے والے کو جن حالات سے خوف ہے ان کو دور فرمائے نیز جس طرح شب تاریک میں آدمی طلوع صبح کا انتظار کرتا ہے ایسا ہی خائف امن و راحت کا منتظر رہتا ہے علاوہ بریں صبح اہل اضطراب و اضطراب کی دعاؤں کا اور ان کے قبول ہونے کا وقت ہے تو مراد یہ ہوئی کہ جس وقت ارباب کرم و غم کو کشائش دی جاتی ہے اور دعائیں قبول کی جاتی ہیں، میں اس وقت کے پیدا کرنے والے کی پناہ چاہتا ہوں۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ ”فلق“ جہنم میں ایک وادی ہے۔ ۳ جاندار ہو یا بے جان، مکلف ہو یا غیر مکلف۔ بعض مفسرین نے فرمایا ہے کہ مخلوق سے مراد خاص اہلیس ہے جس سے بد مخلوق میں کوئی نہیں اور جادو کے عمل اس کی اور اس کے اعوان و لشکر کی مدد سے پورے ہوتے ہیں۔ ۴ حضرت اُم المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چاند کی طرف نظر کر کے ان سے فرمایا: اے عائشہ! اللہ کی پناہ لو اس کے شر سے، یہ اندھیری ڈالنے والا ہے جب ڈوبے۔ (ترمذی) یعنی آخر ماہ میں جب چاند چھپ جائے تو جادو کے وہ عمل جو بیمار کرنے کے لیے ہیں اسی وقت میں کئے جاتے ہیں۔ ۵ یعنی جادو گر عورتیں جو ڈوروں میں گرہ لگا لگا کر ان میں جادو کے منتر پڑھ پڑھ کر پھونکتی ہیں جیسے کہ لہبیدی لڑکیاں۔ مسئلہ: گنڈے بنانا اور ان پر گرہ لگانا، آیات

## رموزِ اوقافِ قرآن مجید

ہر ایک زبان کے اہل زبان جب گفتگو کرتے ہیں تو کہیں ٹھہر جاتے ہیں کہیں نہیں ٹھہرتے، کہیں کم ٹھہرتے ہیں کہیں زیادہ، اس ٹھہرنے اور نہ ٹھہرنے کو بات کے صحیح بیان کرنے اور اس کا صحیح مطلب سمجھنے میں بہت دخل ہے۔ قرآن مجید کی عبارت بھی گفتگو کے انداز میں واقع ہوئی ہے۔ اسی لیے اہل علم نے اس کے ٹھہرنے نہ ٹھہرنے کی علامات مقرر کر دی ہیں جن کو ”رموزِ اوقافِ قرآن مجید“ کہتے ہیں۔ ضروری ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کرنے والے ان رموز کو ملحوظ رکھیں، اور وہ یہ ہیں:

○ جہاں بات پوری ہو جاتی ہے، وہاں چھوٹا سادہ انداز بنا دیتے ہیں۔ یہ حقیقت میں گول ”ت“ ہے۔ جو بصورت ”ة“ لکھی جاتی ہے اور یہ وقفِ تام کی علامت ہے یعنی اس پر ٹھہرنا چاہئے، اب ”ة“ تو نہیں لکھی جاتی البتہ چھوٹا سادہ انداز بنا دیا جاتا ہے، اسی کو آیت کہتے ہیں۔

مر کچھ کا کچھ ہو جائے۔ اس کی مثال اردو میں یوں سمجھنی چاہیے کہ مثلاً کسی کو یہ کہنا ہو کہ ”اٹھو، مت بیٹھو“ جس میں اٹھنے کا امر اور بیٹھنے کی نہیں ہے تو ”اٹھو“ پر ٹھہرنا لازم ہے، اگر نہ ٹھہرا جائے تو ”اٹھو مت بیٹھو“ ہو جائے گا۔ جس میں اٹھنے کی نہیں اور بیٹھنے کے امر کا احتمال ہے اور یہ قائل کے مطلب کے خلاف ہو جائے گا۔

ط یہ وقفِ مطلق کی علامت ہے اس پر ٹھہرنا چاہیے مگر یہ علامت وہاں ہوتی ہے جہاں مطلب تمام نہیں ہوتا اور بات کہنے والا ابھی کچھ اور کہنا چاہتا ہے۔

ج یہ وقفِ جائز کی علامت ہے یہاں ٹھہرنا بہتر اور نہ ٹھہرنا جائز ہے۔

ز یہ وقفِ مجوز کی علامت ہے یہاں نہ ٹھہرنا بہتر ہے۔

ص یہ وقفِ مرخص کی علامت ہے۔ یہاں ملا کر پڑھنا چاہئے، لیکن اگر کوئی تھک کر ٹھہر جائے تو رخصت ہے۔ معلوم رہے کہ ”ص“ پر ملا کر پڑھنا ”ز“ کی نسبت زیادہ ترجیح رکھتا ہے۔



صلے	یہ ”الْوَصْلُ أَوْلَىٰ“ کا اختصار ہے، یعنی یہاں ملا کر پڑھنا بہتر ہے۔
ق	یہ ”قَبِلَ عَلَيْهِ الْوَقْفُ“ کا خلاصہ ہے یہاں ٹھہرنا نہیں چاہیے۔
صل	یہ ”قَدْ يُوصَلُ“ کی علامت ہے یعنی یہاں کبھی ٹھہرا بھی جاتا ہے اور کبھی نہیں بھی ٹھہرا جاتا، لیکن ٹھہرنا بہتر ہے۔
قف	یہ لفظ ”قف“ ہے جس کے معنی ہیں ”ٹھہر جاؤ“ اور یہ علامت وہاں استعمال کی جاتی ہے جہاں پڑھنے والے کے ملا کر پڑھنے کا احتمال ہو۔
س یا سکتہ	یہ دونوں سکتہ کی علامات ہیں یہاں اس طرح ٹھہرنا چاہئے کہ آواز ٹوٹ جائے مگر سانس نہ ٹوٹنے پائے۔
وقفہ	یہ بھی سکتہ کی علامت ہے البتہ یہاں ماقبل دونوں علامات ”س یا سکتہ“ کی نسبت زیادہ ٹھہرنا چاہیے اور سانس بھی نہ ٹوٹے۔ سکتہ اور وقفہ میں یہی فرق ہے کہ سکتہ میں کم اور وقفہ میں زیادہ ٹھہرا جاتا ہے۔
لا	”لا“ کے معنی ”نہیں“ ہیں، یہ علامت کہیں آیت کے اوپر استعمال کی جاتی ہے اور کہیں عبارت کے اندر۔ عبارت کے اندر ہو تو ہرگز نہیں ٹھہرنا چاہئے البتہ آیت کے اوپر ہو تو اس پر ٹھہرنے یا نہ ٹھہرنے میں اختلاف ہے لیکن ٹھہرا جائے یا نہ ٹھہرا جائے اس سے مطلب میں خلل واقع نہیں ہوتا۔
لک	یہ ”كَذَلِكَ“ کی علامت ہے یعنی اس سے پہلے جو علامت وقف ہے یہاں بھی وہی سمجھی جائے۔
∴	اگر کوئی عبارت ان تین تین نقطوں کے درمیان ہو تو پڑھنے والے کو اختیار ہے کہ پہلے تین نقطوں پر وقف کر کے دوسرے تین نقطوں پر وقف نہ کرے یا پہلے تین نقطوں پر وقف نہ کر کے دوسرے تین نقطوں پر وقف کرے۔ اس قسم کی عبارت کو معانقہ یا مراقبہ کہتے ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## قرآن مجید کی سورتوں کی فہرست

نمبر	سورت کا نام	صفحہ	نمبر	سورت کا نام	صفحہ	نمبر	سورت کا نام	صفحہ	نمبر	سورت کا نام	صفحہ
1	سُورَةُ الْفَاتِحَةِ	۲	30	سُورَةُ الرُّومِ	۷۴۸	59	سُورَةُ الْحَشْرِ	۱۰۰۷	88	سُورَةُ الْغَاشِيَةِ	۱۰۹۹
2	سُورَةُ الْبَقَرَةِ	۴	31	سُورَةُ لُقْمَانَ	۷۵۸	60	سُورَةُ الْمُنْتَحِنَةِ	۱۰۱۴	89	سُورَةُ الْفَجْرِ	۱۱۰۱
3	سُورَةُ آلِ عِمْرَانَ	۱۰۲	32	سُورَةُ السَّجْدَةِ	۷۶۶	61	سُورَةُ الصَّفِّ	۱۰۲۰	90	سُورَةُ الْبَلَدِ	۱۱۰۴
4	سُورَةُ النَّسَاءِ	۱۵۱	33	سُورَةُ الْأَحْزَابِ	۷۷۱	62	سُورَةُ الْجُمُعَةِ	۱۰۲۳	91	سُورَةُ الشَّمْسِ	۱۱۰۵
5	سُورَةُ الْمَائِدَةِ	۲۰۵	34	سُورَةُ سَبَأٍ	۷۹۲	63	سُورَةُ الْمُتَفِقُونَ	۱۰۲۵	92	سُورَةُ الْبَيْلِ	۱۱۰۶
6	سُورَةُ الْأَنْعَامِ	۲۴۵	35	سُورَةُ فَاطِرٍ	۸۰۴	64	سُورَةُ التَّغَابُنِ	۱۰۲۸	93	سُورَةُ الضُّحَىٰ	۱۱۰۸
7	سُورَةُ الْأَعْرَافِ	۲۸۵	36	سُورَةُ يَسِّ	۸۱۳	65	سُورَةُ الطَّلَاقِ	۱۰۳۱	94	سُورَةُ الْكَمِ نَشْرَحٍ	۱۱۱۰
8	سُورَةُ الْأَنْفَالِ	۳۳۳	37	سُورَةُ الصَّفَاتِ	۸۲۵	66	سُورَةُ التَّحْرِيمِ	۱۰۳۵	95	سُورَةُ التِّينِ	۱۱۱۰
9	سُورَةُ التَّوْبَةِ	۳۵۳	38	سُورَةُ صِّ	۸۳۷	67	سُورَةُ الْمَلِكِ	۱۰۴۰	96	سُورَةُ الْعَلَقِ	۱۱۱۱
10	سُورَةُ يُوسُفَ	۳۹۰	39	سُورَةُ الزُّمَرِ	۸۴۷	68	سُورَةُ الْقَلَمِ	۱۰۴۴	97	سُورَةُ الْقَدْرِ	۱۱۱۳
11	سُورَةُ هُودَ	۴۱۵	40	سُورَةُ الْمُؤْمِنِ	۸۶۳	69	سُورَةُ الْحَاقَّةِ	۱۰۴۹	98	سُورَةُ الْبَيْنَةِ	۱۱۱۴
12	سُورَةُ يُوسُفَ	۴۳۹	41	سُورَةُ حَمِّ السَّجْدَةِ	۸۷۸	70	سُورَةُ الْمَعَارِجِ	۱۰۵۲	99	سُورَةُ الزَّلْزَالِ	۱۱۱۵
13	سُورَةُ الرَّعْدِ	۴۶۶	42	سُورَةُ الشُّورَىٰ	۸۸۸	71	سُورَةُ نُوحٍ	۱۰۵۶	100	سُورَةُ الْعَدِيَّتِ	۱۱۱۶
14	سُورَةُ إِبْرَاهِيمَ	۴۷۸	43	سُورَةُ الزُّخْرَفِ	۸۹۹	72	سُورَةُ الْجِنِّ	۱۰۵۹	101	سُورَةُ الْقَارِعَةِ	۱۱۱۷
15	سُورَةُ الْحَجَرِ	۴۸۹	44	سُورَةُ الدُّخَانِ	۹۱۱	73	سُورَةُ الْمَزِيلِ	۱۰۶۲	102	سُورَةُ التَّكْوِيْنِ	۱۱۱۸
16	سُورَةُ النَّحْلِ	۴۹۹	45	سُورَةُ الْجَاثِيَةِ	۹۱۶	74	سُورَةُ الْمَدَائِرِ	۱۰۶۵	103	سُورَةُ الْعَصْرِ	۱۱۱۸
17	سُورَةُ بَنِي إِسْرَائِيلَ	۵۲۵	46	سُورَةُ الْأَحْقَافِ	۹۲۳	75	سُورَةُ الْقِيَامَةِ	۱۰۶۹	104	سُورَةُ الْهَمَزَةِ	۱۱۱۹
18	سُورَةُ الْكَهْفِ	۵۴۷	47	سُورَةُ مُحَمَّدٍ	۹۳۱	76	سُورَةُ الدَّهْرِ	۱۰۷۲	105	سُورَةُ الْفَيْلِ	۱۱۲۰
19	سُورَةُ مَرْيَمَ	۵۶۹	48	سُورَةُ الْفَتْحِ	۹۳۸	77	سُورَةُ الْمُرْسَلَاتِ	۱۰۷۶	106	سُورَةُ قَرِيْشٍ	۱۱۲۰
20	سُورَةُ طهَ	۵۸۳	49	سُورَةُ الْحَجَرَاتِ	۹۴۷	78	سُورَةُ النَّبَأِ	۱۰۸۰	107	سُورَةُ الْمَاعُونِ	۱۱۲۱
21	سُورَةُ الْأَنْبِيَاءِ	۶۰۱	50	سُورَةُ قِيَامَتِ	۹۵۳	79	سُورَةُ النَّازِعَاتِ	۱۰۸۲	108	سُورَةُ الْكُوْنِ	۱۱۲۲
22	سُورَةُ الْحَجِّ	۶۱۷	51	سُورَةُ الذُّرِّيَاتِ	۹۵۸	80	سُورَةُ عَبَسَ	۱۰۸۵	109	سُورَةُ الْكَافِرُوْنَ	۱۱۲۲
23	سُورَةُ الْمُؤْمِنُوْنَ	۶۳۴	52	سُورَةُ الطُّورِ	۹۶۴	81	سُورَةُ التَّكْوِيْنِ	۱۰۸۷	110	سُورَةُ النَّصْرِ	۱۱۲۳
24	سُورَةُ النَّوْرِ	۶۴۸	53	سُورَةُ النَّجْمِ	۹۶۹	82	سُورَةُ الْإِنْفِطَارِ	۱۰۸۹	111	سُورَةُ اللَّهَبِ	۱۱۲۴
25	سُورَةُ الْفُرْقَانِ	۶۶۷	54	سُورَةُ الْقَمَرِ	۹۷۶	83	سُورَةُ الْمُطَفِّفِيْنَ	۱۰۹۰	112	سُورَةُ الْإِحْلَاصِ	۱۱۲۴
26	سُورَةُ الشُّعْرَاءِ	۶۸۰	55	سُورَةُ الرَّحْمَنِ	۹۸۱	84	سُورَةُ الْإِنْشِقَاقِ	۱۰۹۳	113	سُورَةُ الْفَلَقِ	۱۱۲۵
27	سُورَةُ النَّملِ	۶۹۸	56	سُورَةُ الْوَاقِعَةِ	۹۸۶	85	سُورَةُ الْبُرُوجِ	۱۰۹۵	114	سُورَةُ النَّاسِ	۱۱۲۶
28	سُورَةُ الْقَصَصِ	۷۱۴	57	سُورَةُ الْحَدِيْدِ	۹۹۲	86	سُورَةُ الطَّارِقِ	۱۰۹۷		دعائے تم القرآن (اول)	۱۱۲۶
29	سُورَةُ الْعَنْكَبُوْتِ	۷۳۴	58	سُورَةُ الْمَجَادَلَةِ	۱۰۰۱	87	سُورَةُ الْأَعْلَىٰ	۱۰۹۸		دعائے تم القرآن (ثانی)	۱۱۲۷

## مطالب القرآن

از: مجلس المدینة العلمیة

آیت	پارہ	سورہ	الآیہ	آیت	پارہ	سورہ	الآیہ	آیت	پارہ	سورہ	الآیہ
<b>اللہ عزوجل ایک ہے</b>											
وَاللَّهُمَّ إِلَهًا وَاحِدًا	۲	البقرة	۱۶۳	هُوَ الَّذِي جَعَلَ الشَّمْسَ	۱۱	يونس	۵	وَلَكِنَّ اللَّهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيدُ	۳	البقرة	۲۵۳
اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ	۳	البقرة	۲۵۵	اللَّهُ الَّذِي رَفَعَ السَّمَوَاتِ	۱۳	الرعد	۲	قُلِ اللَّهُمَّ مَلِكُ الْمَلِكِ	۳	ال عمران	۲۶
شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا	۳	ال عمران	۱۸	وَهُوَ الَّذِي مَدَّ الْأَرْضَ	۱۳	الرعد	۳	وَاللَّهُ يُحْيِي وَيُمِيتُ	۲	ال عمران	۱۵۶
إِنَّمَا اللَّهُ إِلَهًا وَاحِدًا	۶	النساء	۱۷۱	وَفِي الْأَرْضِ قِطْعٌ	۱۳	الرعد	۴	مَا مِنْ دَابَّةٍ إِلَّا هُوَ آخِذٌ	۱۲	هود	۵۶
مَا لَكُمْ مِنْ إِلَهٍ غَيْرُهُ	۸	الاعراف	۶۵	وَأَرْسَلْنَا الرِّيحَ لَوَاقِحَ	۱۴	الحجر	۲۲	إِذَا قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ	۱۶	مريم	۳۵
وَأَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ	۱۲	هود	۱۴	إِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْخَلْقُ	۱۴	الحجر	۸۶	لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ	۱۷	الانبیاء	۲۳
وَهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ	۱۳	الرعد	۱۶	قَالَ رَبُّنَا الَّذِي أَعْطَىٰ	۱۶	طه	۵۰	مَا خَلَقَكُمْ وَلَا نَعْنُكُمْ	۲۱	لقمن	۲۸
إِنَّمَا هُوَ إِلَهًا وَاحِدًا	۱۴	النحل	۵۱	وَاللَّهُ خَلَقَ كُلَّ دَابَّةٍ	۱۸	النور	۴۵	وَأَنَّهُ هُوَ أَضْحَكٌ وَابْكِي	۲۷	النجم	۴۳
وَمَا مِنْ إِلَهٍ إِلَّا اللَّهُ	۲۳	ص	۶۵	هُوَ اللَّهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ	۲۸	الحشر	۲۴	وَأَنَّهُ هُوَ أَعْنَىٰ وَأَقْنَىٰ	۲۷	النجم	۴۸
وَهُوَ الَّذِي فِي السَّمَاءِ إِلَهًا	۲۵	الزخرف	۸۴	خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ	۲۸	التغابن	۳	<b>رحمت و مغفرت الہی</b>			
أَمْ لَهُمْ إِلَهٌ غَيْرُ اللَّهِ	۲۷	الطور	۴۳	إِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ	۳۰	العلق	۱	الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ	۱	الفاتحة	۲
<b>اللہ عزوجل شکر سے پاک ہے</b>											
وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ	۵	النساء	۴۸	<b>ہر چیز کا مالک وہی ہے</b>				مَلِكُ يَوْمِ الدِّينِ	۱	الفاتحة	۳
وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ	۵	النساء	۱۱۶	أَنَّ اللَّهَ لَهُ مُلْكُ السَّمَوَاتِ	۱	البقرة	۱۰۷	إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ	۲	البقرة	۱۷۳
وَلَمْ يَكُنْ لَهُ شَرِيكٌ	۱۸	الفرقان	۲	وَلِلَّهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ	۱	البقرة	۱۱۵	وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ	۳	ال عمران	۳۱
إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ	۲۱	لقمن	۱۳	قُلِ اللَّهُمَّ مَلِكُ الْمَلِكِ	۳	ال عمران	۲۶	كَتَبَ عَلَيَّ نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ	۷	الانعام	۱۲
سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ	۲۸	الحشر	۲۳	وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمَوَاتِ	۴	ال عمران	۱۰۹	فَقُلْ رَبُّكُمْ ذُو رَحْمَةٍ وَاسِعَةٍ	۸	الانعام	۱۴۷
<b>وہی ہر چیز کا خالق ہے</b>											
بَدِيعُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ	۱	البقرة	۱۱۷	إِنَّ اللَّهَ لَهُ مُلْكُ السَّمَوَاتِ	۱۱	التوبة	۱۱۶	مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ	۸	الانعام	۱۶۰
إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ	۲	البقرة	۱۶۴	وَأَنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا عِنْدَنَا	۱۴	الحجر	۲۱	إِنَّ رَبِّي رَحِيمٌ وَدُودٌ	۱۲	هود	۹۰
الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَ	۷	الانعام	۱	إِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْأَرْضَ	۱۶	مريم	۴۰	وَإِنَّ رَبَّكَ لَذُو مَغْفِرَةٍ	۱۳	الرعد	۶
إِنَّ اللَّهَ فَالِقُ الْحَبِّ	۷	الانعام	۹۵	الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ السَّلَامِ	۲۸	الحشر	۲۳	نَبِيٌّ عِبَادِي أَنِّي أَنَا الْغَفُورُ	۱۴	الحجر	۴۹
لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ خَالِقُ كُلِّ	۷	الانعام	۱۰۲	لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ	۲۸	التغابن	۱	وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ	۱۸	النور	۲۱
إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ	۸	الاعراف	۵۴	تَبَرَّكَ الَّذِي بِيَدِهِ	۲۹	الملك	۱	الرَّحْمَنُ	۲۷	الرحمن	۱
هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ	۹	الاعراف	۱۸۹	<b>قدرت الہی</b>				هُوَ أَهْلُ التَّقْوَىٰ	۲۹	المدثر	۵۶
<b>ہدایت کس کو ملتی ہے؟</b>											
وَمَنْ يَتَّخِمْ بِاللَّهِ فَقَدْ هَدَىٰ	۳	ال عمران	۱۰۱	أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ	۱	البقرة	۱۰۶	وَهُوَ الْغَفُورُ الْوَدُودُ	۳۰	البروج	۱۴
<b>پیش کش: مجلس المدینة العلمیة (دعوت اسلامی)</b>											



آیت	پارہ	سورہ	الآیہ	آیت	پارہ	سورہ	الآیہ	آیت	پارہ	سورہ	الآیہ
يَهْدِي بِهِ اللَّهُ مَنِ اتَّبَعَ	۶	المائدة	۱۶	وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ	۱۲	هود	۶	يَأْتِيهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْدِرُ مَوَا	۲۶	الحجرات	۱-۵
فَمَنْ يُرِدِ اللَّهُ أَنْ يَهْدِيَهُ	۸	الانعام	۱۲۵	وَكَايِنٍ مِنْ دَابَّةٍ لَّا تَحْمِلُ	۲۱	العنكبوت	۶۰	يَأْتِيهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا	۲۸	المجادلة	۱۲
وَيَهْدِي إِلَيْهِ مَنْ آتَابَ	۱۳	الرعد	۲۷	يُنزِلْ لَكُمْ مِنَ السَّمَاءِ رِزْقًا	۲۴	المؤمن	۱۳	<b>آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین ہیں</b>			
وَأَنَّ اللَّهَ لَهُاد الَّذِينَ آمَنُوا	۱۷	الحج	۵۴	إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ	۲۷	الذّٰریت	۵۸	أَلْيَوْمَ أَحْمَلْتُمْ لَكُمْ دِينَكُمْ	۶	المائدة	۳
<b>اللہ عزوجل کس کو ہدایت نہیں دیتا؟</b>											
وَمَا يُضِلُّ بِهِ إِلَّا الْفٰسِقِينَ	۱	البقرة	۲۶	وَاللَّهُ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ	۲	البقرة	۲۱۲	إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا	۹	الاعراف	۱۵۸
لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِينَ	۳	البقرة	۲۶۴	اللَّهُ يَسْطُرُ الرِّزْقَ	۱۳	الرعد	۲۶	وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً	۱۷	الانبیاء	۱۰۷
لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِينَ	۳	ال عمران	۸۶	وَلَوْ بَسَطَ اللَّهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهِ	۲۵	الشورى	۲۷	لِيَكُونَ لِلْعٰلَمِينَ نَذِيرًا	۱۸	الفرقان	۱
فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَنْ يُضِلُّ	۱۴	النحل	۳۷	<b>ذکر الہی</b>				وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً	۲۲	سبا	۲۸
<b>علم الہی</b>											
وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ	۱	البقرة	۲۹	فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ	۲	البقرة	۱۵۲	رَسُولُ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ	۲۲	الاحزاب	۴۰
إِنِّي أَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ	۱	البقرة	۳۳	وَأَذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَعَلَّكُمْ	۱۰	الانفال	۴۵	لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ	۲۶	الفتح	۲۸
إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذٰتِ الصُّدُورِ	۱۰	الانفال	۴۳	أَلَا يَذْكُرُ اللَّهُ تَطْمِئِنُّ الْقُلُوبُ	۱۳	الرعد	۲۸	لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ	۲۸	الصف	۹
وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَبِّكَ	۱۱	يونس	۶۱	<b>میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم</b>				آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام مخلوق سے افضل ہیں			
وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا	۱۲	هود	۶	لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ	۴	ال عمران	۱۶۴	تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا	۳	البقرة	۲۵۳
وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا	۱۲	هود	۱۲۳	وَأَذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ	۶	المائدة	۷	ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ	۳	ال عمران	۸۱
وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِينَ	۱۴	الحجر	۲۴	لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ	۱۱	التوبة	۱۲۸	أُولَئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ	۷	الانعام	۹۰
فَإِنَّهُ يَعْلَمُ السِّرَّ وَأَخْفَى	۱۶	طه	۷	قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ	۱۱	يونس	۵۸	تَبَرَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ	۱۸	الفرقان	۱
يُبَيِّنُ لَهَا إِنْ تَكَ مِثْقَالَ	۲۱	لقمن	۱۶	وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي	۲۸	الصف	۶	مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ	۲۲	الاحزاب	۴۰
يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْأَرْضِ	۲۷	الحديد	۴	هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ	۲۸	الصف	۹	وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً	۲۲	سبا	۲۸
<b>اللہ عزوجل دعا قبول فرمانے والا ہے</b>											
أَجِيبْ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا	۲	البقرة	۱۸۶	لَا تَقُولُوا رَاعِنَا وَقُولُوا	۱	البقرة	۱۰۴	قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ	۳	ال عمران	۳۱
أَمِّنْ يُجِيبِ الْمُضْطَرَّ إِذَا	۲۰	النمل	۶۲	فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى	۵	النساء	۶۵	قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ	۱۰	التوبة	۲۴
فَإِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ ضُرٌّ	۲۴	الزمر	۴۹	وَأَنْتُمْ بِرُسُلِي وَعَزَّرْتُمُوهُمْ	۶	المائدة	۱۲	<b>اطاعت و اتباع رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم</b>			
<b>دعائے کی ترغیب</b>											
وَسَلُّوا اللَّهَ مِنْ فَضْلِهِ	۵	النساء	۳۲	وَعَزَّزُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبِعُوا	۹	الاعراف	۱۵۷	قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ	۳	ال عمران	۳۱
قَالَ رَبُّكُمْ ادْعُونِي	۲۴	المؤمن	۶۰	اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ	۹	الانفال	۲۴	قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ	۳	ال عمران	۳۲
<b>اللہ عزوجل ہی رزاقِ حقیقی ہے</b>											
وَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمْ اللَّهُ	۷	المائدة	۸۸	لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ	۱۸	النور	۶۳	وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ	۴	النساء	۱۳
<b>اللہ عزوجل ہی رزاقِ حقیقی ہے</b>											
وَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمْ اللَّهُ	۷	المائدة	۸۸	وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا لِمُؤْمِنَةٍ	۲۲	الاحزاب	۳۶	أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ	۵	النساء	۵۹
<b>اللہ عزوجل ہی رزاقِ حقیقی ہے</b>											
وَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمْ اللَّهُ	۷	المائدة	۸۸	وَتَعَزَّزُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ	۲۶	الفتح	۹	وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَسُولٍ	۵	النساء	۶۴









حضرت الیاس علیہ السلام		حضرت عیسیٰ علیہ السلام		حضرت یسع علیہ السلام	
۸۵	الانعام ۷	۸۵	الناس فی المہد ۳	۸۵	الانعام ۷
۱۲۳	الصفۃ ۲۳	۳۸	العمرن ۳	۱۲۳	الصفۃ ۲۳
۱۳۰	الصفۃ ۲۳	۳۹	العمرن ۳	۱۳۰	الصفۃ ۲۳
۱۳۲	الصفۃ ۲۳	۱۲۳	النساء ۶	۱۳۲	الصفۃ ۲۳
حضرت یسع علیہ السلام		حضرت خضر علیہ السلام		حضرت یسع علیہ السلام	
۸۶	الانعام ۷	حضرت خضر علیہ السلام		۸۶	الانعام ۷
۸۷	الانعام ۷	۶۵	الکہف ۱۵	۸۷	الانعام ۷
۹۰	الانعام ۷	۶۶	الکہف ۱۵	۹۰	الانعام ۷
آیت		آیت		آیت	
پارہ	سورہ	پارہ	سورہ	پارہ	سورہ
۲۳	ص	بعض انبیاء علیہم السلام کی قوموں کا بیان		۲۳	ص
حضرت ذوالکفل علیہ السلام		قوم عاد (ہو علیہ السلام کی قوم)		حضرت ذوالکفل علیہ السلام	
۸۵	الانبیاء ۱۷	۶۶	الاعراف ۸	۸۵	الانبیاء ۱۷
۲۳	ص	۶۷	الاعراف ۸	۲۳	ص
حضرت زکریا علیہ السلام		حضرت زکریا علیہ السلام		حضرت زکریا علیہ السلام	
۳۷	العمرن ۳	۷۱	الاعراف ۸	۳۷	العمرن ۳
۳۸	العمرن ۳	۱۳۰	الشعراء ۱۹	۳۸	العمرن ۳
۳۹	العمرن ۳	۱۳۶	الشعراء ۱۹	۳۹	العمرن ۳
۴۱	العمرن ۳	۱۵	خم ۲۳	۴۱	العمرن ۳
۸۵	الانعام ۷	۶	السجدۃ ۳۰	۸۵	الانعام ۷
۱۶	مریم ۲	قوم نوح علیہ السلام		۱۶	مریم ۲
۱۶	مریم ۲	۵۹	الاعراف ۸	۱۶	مریم ۲
۱۶	مریم ۲	۶۴	الاعراف ۸	۱۶	مریم ۲
۱۱	مریم ۱۱	۷۱	یونس ۱۱	۱۱	مریم ۱۱
حضرت یحییٰ علیہ السلام		قوم نوح علیہ السلام		حضرت یحییٰ علیہ السلام	
۸۵	الانعام ۷	۲۸	ہود ۱۲	۸۵	الانعام ۷
۷	مریم ۷	۳۲	ہود ۱۲	۷	مریم ۷
۱۲	مریم ۱۲	۴۰	ہود ۱۲	۱۲	مریم ۱۲
۱۳	مریم ۱۳	۲۳	المؤمنون ۱۸	۱۳	مریم ۱۳
۹۰		قوم امموود (صالح علیہ السلام کی قوم)		۹۰	
۸۴		۸	الاعراف	۸۴	
۷۸		۸	الاعراف	۷۸	
۶۱		۱۲	ہود	۶۱	
۶۴		۱۲	ہود	۶۴	
۸۰		۱۴	الحجر	۸۰	
۸۲		۱۴	الحجر	۸۲	
۱۴۹		۱۹	الشعراء	۱۴۹	
۱۵۲		۱۹	الشعراء	۱۵۲	
۱۵۵		۱۹	الشعراء	۱۵۵	
۱۵۸		۱۹	الشعراء	۱۵۸	
۳۵		۱۹	النمل	۳۵	
الآیہ		آیت		الآیہ	
پارہ		سورہ		پارہ	
۵۱		۱۹	النمل	۵۱	
۲۶		۲۷	القمر	۲۶	
۵		۲۹	الحاقۃ	۵	
۹		۳۰	الفجر	۹	
۱۴		۳۰	الشمس	۱۴	
قوم لوط علیہ السلام		قوم لوط علیہ السلام		قوم لوط علیہ السلام	

آیت	پارہ	سورہ	آیہ	آیت	پارہ	سورہ	آیہ
<b>تذکرہ صالحین و مقربین</b>							
حضرت لقمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ							
لَقَدْ آتَيْنَا لُقْمَانَ الْحِكْمَةَ	۲۱	لقمن	۱۲	وَأَذَى قَالَ لَقْمَنْ لِأَبْنِهِ	۲۱	لقمن	۱۳
حضرت ذوالقرنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ							
يَسْأَلُونَكَ عَنِ ذِي الْقُرْنَيْنِ							
قَالُوا يَا ذَا الْقُرْنَيْنِ	۱۶	الكهف	۸۳	وَسَجَّجْنَاهَا بِالْأَنْفَى	۱۶	الكهف	۹۴
حضرت حوا رضی اللہ تعالیٰ عنہا							
وَقُلْنَا يَا آدَمُ اسْكُنْ	۱	البقرة	۳۵	وَعَدَّ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ	۱۸	النور	۵۵
فَارَ لَهُمَا الشَّيْطَانُ عَنْهَا	۱	البقرة	۳۶	سَنُدْعُونَ إِلَى قَوْمٍ	۲۶	الفتح	۱۶
اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ	۸	الاعراف	۱۹	حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ			
فَدَلَّهِمَا بِغُرُورٍ	۸	الاعراف	۲۲	أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ	۲	البقرة	۱۸۴
يَبَادِمُ إِنَّ هَذَا عَدُوٌّ لَكَ	۱۶	طه	۱۱۷	وَمَنْ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ	۱۰	الانفال	۶۴
فَأَكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا	۱۶	طه	۱۲۱	حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا			
حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا							
إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَى آدَمَ	۳	ال عمران	۳۳	رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ	۳۰	البينة	۸
فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُولٍ حَسَنٍ	۳	ال عمران	۳۷	حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ			
يَمْرُومٍ أَقْبَتِي لِرَبِّكَ	۳	ال عمران	۴۳	مَثَلُ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ	۳	البقرة	۲۶۱
وَأَذْكُرُ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ	۱۶	مریم	۱۶	أَمَّنْ هُوَ قَانِثَ آتَاءِ اللَّيْلِ	۲۳	الزمر	۹
وَالَّتِي أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا	۱۷	الانبياء	۹۱	إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ	۲۶	الفتح	۱۰
حضرت طالوت رضی اللہ تعالیٰ عنہ							
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا							
قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوتَ مَلِكًا	۲	البقرة	۲۴۷	حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ			
فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوتُ بِالْجُنُودِ	۲	البقرة	۲۴۹	إِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُولَ	۲۸	المجادلة	۱۲
حضرت آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا							
وَضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا لِلَّذِينَ	۲۸	التحریم	۱۱	وَيُطْعَمُونَ الطَّعَامَ	۲۹	الدھر	۸
فضائل خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم							
حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ							
الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ	۳	البقرة	۲۷۲	فضائل صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم			
وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ	۸	الاعراف	۴۳	فضائل اولیاء کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم			



غیر اللہ سے مدد مانگنا جائز ہے			
۲۴۸	البقرة	۲	فِيهِ سَكِينَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ
۳۷	ال عمران	۳	وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا
۳۳	الانفال	۹	إِن أَوْلِيَآؤَهُ إِلَّا الْمُتَّقُونَ
۶۲	يونس	۱۱	إِلَّا إِنَّ أَوْلِيَآءَ اللَّهِ
۵	ابراهيم	۱۳	وَذَكَرَهُمْ بِآيَمِ اللَّهِ
۱۸	الكهف	۱۵	وَتَحْسَبُهُمْ آيَاطًا
اولیاء اللہ رحمہم اللہ کی کرامات کا ثبوت			
۳۷	ال عمران	۳	كَلَّمَآ دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا
۷۱	الكهف	۱۵	فَانطَلَقَا وَرَفَعَهَا حَتَّىٰ إِذَا رَكِبَا
	سورہ	پارہ	آیت
۷۲	الكهف	۱۵	فَانطَلَقَا وَرَفَعَهَا حَتَّىٰ إِذَا لَقِيَا
۲۵	مريم	۱۶	هُزِّيَ إِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ
۳۰	النمل	۱۹	أَنَا أَنِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ يَرْتَدَّ
بزرگوں کے تبرکات سے مصیبتیں ٹل جاتی ہیں			
۲۴۸	البقرة	۲	فِيهِ سَكِينَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ
۲۶	مريم	۱۶	فَكُلِّي وَاشْرَبِي وَفَرِي عَيْنًا
۹۶	طه	۱۶	فَقَبَضْتُ قَبْضَةً
انبیاء علیہم السلام و اولیاء رحمہم اللہ کے قرب میں دعا قبول ہوتی ہے			
۳۸	ال عمران	۳	هٰذَا لِكِ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ
۶۲	النساء	۵	وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا
۵۶	الاعراف	۸	إِنَّ رَحْمَتَ اللَّهِ قَرِيبٌ
انبیاء علیہم السلام و اولیاء رحمہم اللہ دور سے سنتے، دیکھتے اور مدد بھی کرتے ہیں			
۷۵	الانعام	۷	وَكَذٰلِكَ نُرِي اِبْرٰهِيْمَ
۲۷	الاعراف	۸	اِنَّهٗ يَرٰكُمْ هُوَ وَوَقِيْلُهُ
۸۱	الكهف	۱۶	فَارَدْنَا اَنْ يُّبَدِلَهُمَا رَبُّهُمَا
۱۹	مريم	۱۶	لَا هَبَ لِكَ عُلْمًا زَكِيًّا
۳۰	النمل	۱۹	اَنَا اَنِيكَ بِهِ قَبْلَ اَنْ يُّرْتَدَّ
تعلیم و تعلم کی فضیلت			
۱۵۳	البقرة	۲	اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ
۶۲	النساء	۵	وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا
۲	المائدة	۶	تَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ
۶۲	الانفال	۱۰	يَأْتِيهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللَّهُ
۷	محمد	۲۶	إِن تَضَرُّوا اللَّهَ يَضُرْكُم
۲۸	التحریم	۲۸	فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيلُ
فضائل شہداء کرام			
۱۵۳	البقرة	۲	وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ
۱۵۷	ال عمران	۳	فَقُتِلْتُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ
	سورہ	پارہ	آیت
۱۶۹	ال عمران	۳	بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ
۶۹	النساء	۵	فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ
فضائل علم و علماء			
۷	ال عمران	۳	وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ
۱۸	ال عمران	۳	أُولُوا الْعِلْمِ قَائِمًا بِالْقِسْطِ
۱۶۲	النساء	۶	لَكِنَّ الرَّسُخُونَ فِي الْعِلْمِ
۱۲۲	التوبة	۱۱	مِنْهُمْ طَائِفَةٌ لَّيْسَتْ لَهُمْ
۱۱	يونس	۱۱	يُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ
۱۳	يوسف	۱۳	وَإِنَّهُ لَدُوٌّ عَلِيمٌ لِّمَا عَلَّمْنَاهُ
۱۳	يوسف	۱۳	وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ
۱۲	النحل	۱۲	قَالَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ
۱۵	بنی اسراء	۱۵	يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ اِنَاسٍ
۱۵	یل	۱۵	مَا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا قَلِيلٌ
۱۷	الكهف	۱۷	وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ
۱۹	الحج	۱۹	عِنْدَهُ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتَابِ
۲۰	النمل	۲۰	وَمَا يَعْقِلُهَا اِلَّا الْعُلَمَاءُ
۲۳	العنكبوت	۲۳	هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ
	الزمر		
۷	الانعام	۷	نَرَفَعُ دَرَجَاتٍ مِّن نَّسَاءٍ
۲۰	القصص	۲۰	قَالَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ
۲۷	الرحمن	۲۷	خَلَقَ الْاِنْسَانَ ه عَلَّمَهُ
۲۸	المجادلة	۲۸	الْبَيَانَ
			يُرْفَعُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا
طالب حق کے لیے مناظرہ جائز ہے			
۱۲۵	النحل	۱۲	وَجَادِلْهُمْ بَالَّتِي هِيَ
ابتداء میں دین کی تعلیم دی جائے			
۱۳۲	طه	۱۶	وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ
۱۳	لقمن	۲۱	قَالَ لَقْمَنُ لِابْنِهِ وَهُوَ يُعْطِيهِ
اللہ عزوجل کے محبوب بندے			
۳۷	البقرة	۱	هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ
	سورہ	پارہ	آیت
۲	البقرة	۲	إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ
۲	البقرة	۲	إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ
۲	ال عمران	۲	وَاللَّهُ يُحِبُّ الصَّابِرِينَ
۶	المائدة	۶	إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ
۶	المائدة	۶	يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ
۱۰	التوبة	۱۰	إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ
۱۱	التوبة	۱۱	وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَهَّرِينَ
۱۶	مريم	۱۶	سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمَنُ وُدًّا
۲۸	الصف	۲۸	يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ
اللہ عزوجل کے ناپسندیدہ بندے			

۱۹۰	البقرة	۲	إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ	۱۱	يونس	۲۱	جن کے عاجز ہونے کا بیان
۲۰۵	البقرة	۲	وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْفَاسِقَ	۳۰	الانفطار	۱۱	وَأَنَا ظَنَنَّا أَنْ لَنْ نُعْجِزَ
۲۷۶	البقرة	۳	وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ	فرشتے روح قبض کرتے ہیں			ابلیس جنات میں سے ہے
۳۲	ال عمران	۳	فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِينَ	۵	النساء	۹۷	كَانَ مِنَ الْجِنِّ
۵۷	ال عمران	۳	وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ	۲۱	السجدة	۱۱	شیطان کی پیروی نہ کرو
۳۶	النساء	۵	إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ	فرشتے تعمیل حکم میں کوتاہی نہیں کرتے			لا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطٰنِ
۱۰۷	النساء	۵	إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ	۷	الانعام	۶۱	يَأْتِيهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا
۱۴۸	النساء	۶	لَا يُحِبُّ اللَّهُ الْجَهْرَ بِالسُّوٓءِ	فرشتے تسبیح کرتے ہیں			شیطان تمہارا اکلاد دشمن ہے
۳۱	الاعراف	۸	إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ	۲۳	الصُّفٰتِ	۱۶۶	إِنَّ الشَّيْطٰنَ لِلْإِنْسَانِ عَدُوٌّ
۵۸	الانفال	۱۰	إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْخٰنِثِينَ	۲۲	الزمر	۷۵	إِنَّهُ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِينٌ
۲۳	النحل	۱۳	إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِينَ	۲۵	الشورى	۵	إِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ
۲۷	بنی اسراء	۱۵	إِنَّ الْمُبَدِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ	فرشتوں کا پیشوا بن کرنا			شیطان سے دوستی کا انجام
۷۶	یل	۲۰	إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْفٰرِجِينَ	۱۷	الانبیاء	۱۰۳	وَمَنْ يَتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ
۳۰	القصص	۲۵	إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ	فرشتوں کا درود بھیجنا			وَعَبْدَ الطَّٰغُوتِ
				۲۲	الاحزاب	۴۳	إِنَّا جَعَلْنَا الشَّيْطٰنَ أَوْلِيَاءَ
				۲۲	الاحزاب	۵۶	مَنْ يَتَّبِعْ خُطُوَاتِ الشَّيْطٰنِ
				فرشتوں کا بیان			شیطان کے دھوکے سے بچو
۸	الحجر	۱۳	مَا نَزَّلُ الْمَلَائِكَةَ	فرشتوں کا دعائے مغفرت کرنا			يَبِيٓئِ اٰدَمَ لَا يَفْتِنٰكُمْ
۲۵	الفرقان	۱۹	وَنُزِّلُ الْمَلَائِكَةَ تَنْزِيْلًا	۷	المؤمن	۷	وَاجْتَنِبُوا الطَّٰغُوتَ
۲۶	النجم	۲۷	وَكَمْ مِنْ مَلِكٍ	جن کا بیان			أَلَا إِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ
۱۷	الحاقة	۲۹	وَالْمَلِكِ عَلٰى	جن آگ سے بنے ہیں			شیطان سے اللہ عزوجل کی پناہ مانگو
			أَرْجَائِهَا	۸	الاعراف	۱۲	إِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ
			آیت	۳۰	النبا	۲۷	فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ
			پارہ	۳۸	سورة	۲۷	وَمَا مِنْآ اِلَّا لَهُ مَقَامٌ
			سورة	۲۳	الصُّفٰتِ	۱۶۳	وَمَا مِنْآ اِلَّا لَهُ مَقَامٌ
			فرشتوں کے مقام مقرر ہیں	۲۷	الرحمن	۱۵	وَخَلَقَ الْجَانَّ مِنْ مَّارِجٍ
			فرشتے بھی مدد کرتے ہیں	جنات بھی مکلف ہیں			وَقُلْ رَبِّ اَعُوذُ بِكَ
			هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيلُ	۲۹	الجن	۱۴	وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ
			اعمال لکھنے پر مامور فرشتے	جنات کے مختلف مذاہب			کافروں کے حمایتی شیطان ہیں
				۲۹	الجن	۱۱	وَأَنَا مِنَ الصَّٰلِحِينَ

آیت	پارہ	سورہ	آیہ	آیت	پارہ	سورہ	آیہ	آیت	پارہ	سورہ	آیہ
وَنُوكِلْ عَلَىٰ الْحَيِّ الَّذِي	۱۹	الفرقان	۵۸	تَقُومُ السَّاعَةُ	۲۱	الروم	۱۲	ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ	۲۸	الصف	۱۲
اللَّهُ يُخَيِّبُكُمْ ثُمَّ يُمَيِّنُكُمْ	۲۵	الحاثية	۲۶	السَّاعَةُ قَرِيبٌ	۲۵	الشورى	۱۷	ذَلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِيرُ	۳۰	البروج	۱۱
إِنَّ الْمَوْتَ الَّذِي تَفِرُّونَ	۲۸	الجمعة	۸	اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ	۲۷	القمر	۱	<b>جنت کے لیے کمر بستہ ہو جاؤ</b>			
<b>ہر جاندار کو مرنا ہے</b>						<b>قیامت کا علم اللہ عزوجل کے پاس ہے</b>					
كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ	۳	ال عمران	۱۸۵	قُلْ إِنَّمَا عَلَّمَهَا	۹	الاعراف	۱۸۷	<b>جنت کی وسعت</b>			
قُلْ يَتَوَفَّكُم مَّلَكُ الْمَوْتِ	۲۱	السجدة	۱۱	إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمٌ	۲۱	لقمن	۳۳	<b>عَرْضُهَا السَّمَوَاتُ</b>			
وَالَّذِي يُمَيِّنُ	۱۹	الشعراء	۸۱	إِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ	۲۵	خم السجدة	۳۷	<b>جنت کی صفات</b>			
<b>موت کے لیے وقت مقرر ہے</b>						<b>یا جوج و ما جوج</b>					
وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ أَنْ تَمُوتَ	۳	ال عمران	۱۳۵	إِنَّ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ	۱۶	الكهف	۹۳	<b>مثَلُ الْجَنَّةِ النَّبِيِّ وَعِدَّةٌ</b>			
أَيْنَ مَا تَكُونُوا يَدْرِكَكُمُ	۵	النساء	۷۸	فَمَا اسطَاعُوا أَنْ يَظْهَرُوهُ	۱۶	الكهف	۹۷	<b>لنُبِئْتَهُمْ مِنَ الْجَنَّةِ عُرُفًا</b>			
حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَحَدَكُمُ	۷	الانعام	۶۱	<b>یا جوج و ما جوج کا محسوس ہونا</b>				<b>مثَلُ الْجَنَّةِ النَّبِيِّ وَعِدَّةٌ</b>			
قُلْ لَنْ يَنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ	۲۱	الاحزاب	۱۶	فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ رَبِّي	۱۶	الكهف	۹۸	<b>جنت کے وارث</b>			
نَحْنُ قَدَرْنَا بَيْنَكُمْ الْمَوْتَ	۲۷	الواقعة	۶۰	حَتَّىٰ إِذَا فُتِحَتْ يَأْجُوجُ	۱۷	الانبياء	۹۶	<b>وَنُودُوا أَنْ تَلَکُمُ الْجَنَّةُ</b>			
قُلْ إِنَّ الْمَوْتَ الَّذِي	۲۸	الجمعة	۸	<b>دَابَّةُ الْأَرْضِ</b>				<b>وَتَلَکَ الْجَنَّةُ النَّبِيِّ</b>			
<b>موت کے لیے سختیاں</b>						<b>فرشتوں کی طرف سے جنتیوں کو سلام</b>					
وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ	۲۶	ق	۱۹	أَخْرَجْنَا لَهُمْ دَابَّةً	۲۰	النمل	۸۲	<b>سَلَّمَ عَلَيْكُمْ</b>			
<b>مومن و کافر کی موت یکساں نہیں</b>						<b>میزانِ عمل</b>					
أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ اجْتَرَحُوا	۲۵	الحاثية	۲۱	نَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقَسَطَ	۱۷	الانبياء	۳۷	<b>دَارِوَعُهُ جَنَّتِ كِی طرف سے جنتیوں کو سلام</b>			
<b>مرنے کے بعد زندہ ہونا</b>						<b>پلِ صراط</b>					
يُحْيِي اللَّهُ الْمَوْتَىٰ	۱	البقرة	۷۳	إِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا	۱۶	مریم	۷۱	<b>جہنم کا بیان</b>			
وَلَكِنْ قُلْتَ إِنَّكُمْ	۱۲	هود	۷۳	وَقِفُّهُمْ	۲۳	الصُّفَّت	۲۳	<b>دوزخ بہت برا ٹھکانہ ہے</b>			
وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ	۱۳	النحل	۳۸	<b>جنت کا بیان</b>				<b>وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ</b>			
فَسَيَقُولُونَ مَنْ يُعِيدُنَا	۱۵	بنی اسرائیل	۵۱	بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ	۱۱	التوبة	۱۱۱	<b>وَبِئْسَ الْمِهَادُ</b>			
ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ	۱۸	المؤمنون	۱۶	وَأُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ	۱۹	الشعراء	۹۰	<b>وَبِئْسَ الْقَرَارُ</b>			
فَانظُرُوا كَيْفَ بَدَأَ الْخَلْقَ	۲۰	العنکبوت	۲۰	<b>جنت میں داخلہ بڑی کامیابی ہے</b>				<b>دوزخ بھڑکتی آگ ہے</b>			
<b>معاذِ حشر</b>						<b>فَمَنْ رُزِحَ عَنِ النَّارِ</b>					
وَأَنَّ السَّاعَةَ لَأْتِيَةٌ	۱۳	الحجر	۸۵	وَذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ	۳	النساء	۱۳	<b>فَانذَرْتُمْ نَارًا تَلَطَّىٰ</b>			
أَنْ وَعَدَ اللَّهُ حَقًّا	۱۵	الكهف	۲۱	مَنْ يُصْرَفْ عَنْهُ يَوْمَئِذٍ	۷	الانعام	۱۶	<b>کھولتے ہوئے پانی کا عذاب</b>			
<b>ذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ</b>						<b>فِي الْحَمِيمِ ۗ ثُمَّ فِي النَّارِ</b>					



آیت	پارہ	سورہ	آیہ	آیت	پارہ	سورہ	آیہ	آیت	پارہ	سورہ	آیہ		
نماز جماعت کیساتھ پڑھنے کا حکم			نماز کا بیان					جہنیوں کا لباس					
۴۳	البقرہ	۱	وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ	نماز کی فرضیت					۵۰	ابراہیم	۱۳	سَرَابِلُهُمْ مِّنْ قَطْرَانٍ	
۱۰۲	النساء	۵	فَاقْصُتْ لَهُمْ الصَّلَاةَ	۱۰۳	النساء	۵	إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَىٰ	۱۹	الحج	۱۷	قُطِعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّنْ نَّارٍ		
نماز بے حیائی اور بڑی باتوں سے روکتی ہے			نماز قائم کرنے کا حکم					دوزخ بہت بڑی آفت ہے					
۳۵	العنکبوت	۲۱	إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَىٰ	۱۱۴	ہود	۱۲	وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَىٰ النَّهَارِ	۳۵	المدثر	۲۹	إِنَّهَا لِأَحَدَىٰ الْكَبِيرِ		
نماز مسافر کا بیان			نماز ترک کرنا باعث ہلاکت ہے					اللہ کے نافرمانوں اور کافروں کا ٹھکانہ جہنم ہے					
۱۰۱	النساء	۵	أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ	۷۸	بنی اسرائیل	۱۵	أَقِمِ الصَّلَاةَ لِذُلُوكِ	۱۶۲	ال عمران	۴	وَمَا وَهَّجْتُمْ		
نماز جمعہ			نمازوں کی محافظت کرنا					وَمَا وَهَّجْتُمْ					
۹	الجمعة	۲۸	إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ	۱۳۰	طلہ	۱۶	وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ	۱۹۷	ال عمران	۴	ثُمَّ مَا وَهَّجْتُمْ		
نماز خوف			نماز ترک کرنا باعث ہلاکت ہے					إِنَّ اللَّهَ جَامِعُ الْمُنَافِقِينَ					
۳۳۹	البقرہ	۲	فَإِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا	۳	الماعون	۳۰	وَأذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً	۱۴۰	النساء	۵	إِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيطَةٌ		
۱۰۲	النساء	۵	إِذَا كُنْتَ فِيهِمْ فَأَقَمْتَ	نمازوں کی محافظت کرنا					ذَلِكَ جَزَاءُ الَّذِينَ جَاهَنُوا				
نماز عیدین			نمازوں کی محافظت کرنا					إِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيطَةٌ					
۱۸۵	البقرہ	۲	وَلْيُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا	۲۳۸	البقرہ	۲	حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ	۶۸	الصفّٰت	۲۳	إِنَّ مَرْجِعَهُمْ إِلَىٰ الْجَحِيمِ		
۲	الکوثر	۳۰	فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ	۹۲	الانعام	۷	وَهُمْ عَلَى صَلَاتِهِمْ	۲۶	المدثر	۲۹	سَاضِلِيهِ سَقَرٌ		
نماز جنازہ			نمازوں کی محافظت کرنا					مَا سَلَكَكُمْ فِي سَقَرٍ					
۸۳	التوبة	۱۰	لَا تَصَلَّ عَلَىٰ أَحَدٍ مِّنْهُمْ	۹	المؤمنون	۱۸	عَلَى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ	۴۲	المدثر	۲۹	مَا سَلَكَكُمْ فِي سَقَرٍ		
نفل نمازوں کا بیان			نماز کے لئے ستر عورت					لِلطَّاعِينَ مَا بَا					
۷۹	بنی اسرائیل	۱۵	وَمِنَ اللَّيْلِ فَسَبِّحْهُ بِحَمْدِ اللَّهِ	۲۳	المعارج	۲۹	هُم عَلَى صَلَاتِهِمْ دَائِمُونَ	۲۲	النبا	۳۰	إِنَّهُمْ لَصَالُوا الْجَحِيمِ		
۱۶	السجدة	۲۱	تَتَجَافَىٰ جُنُوبَهُمْ	نماز میں قبلہ کی طرف منہ کرنا					طہارت کا بیان				
۲۹	الطور	۲۷	وَأَذْبَارِ النَّجُومِ	۳۱	الاعراف	۸	خُذُوا زِينَتَكُمْ عِندَ كُلِّ	وضو					
روزے کا بیان			نماز میں قبلہ کی طرف منہ کرنا					إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ					
روزے کی فرضیت			نماز میں قرأت کا حکم					عسل					
۱۸۳	البقرہ	۲	كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ	۱۱۵	البقرہ	۱	فَإِنَّمَا تُوَلُّوْا وُجُوهَ اللَّهِ	۶	المائدة	۶	إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ		
۱۸۵	البقرہ	۲	فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ	۱۴۴	البقرہ	۲	قَوْلٍ وَجْهَكَ شَطْرَ	نماز میں قرأت کا حکم					
مسافر اور مریض پر روزہ فرض نہیں			نماز میں قرأت کا حکم					لا تَقْرَبُوا هُنَّ حَتَّىٰ يَطْهَرْنَ					
۱۸۵	البقرہ	۲	مَنْ كَانَ مَرِيضًا	۱۱۰	بنی اسرائیل	۱۵	لَا تَجْهَرُ بِصَلَاتِكَ	۲۳	النساء	۵	وَلَا جُنْبًا إِلَّا غَابِرًا سَبِيلًا		
مسافر و مریض کا روزہ رکھنا افضل ہے			خاموش رہ کر قرآن سننا					وَأَنْ كُنْتُمْ جُنْبًا فَاطْهَرُوا					
۱۸۲	البقرہ	۲	أَنْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَّكُمْ	۲۰	المزمل	۲۹	فَاقْرَأْ وَابْتَاسِرَ	استنجاء					
مسافر و مریض کا روزہ رکھنا افضل ہے			خاموش رہ کر قرآن سننا					جَاءَ أَحَدٌ مِّنْكُمْ مِنَ الْغَائِطِ					
۱۸۲	البقرہ	۲	أَنْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَّكُمْ	۲۰	الاعراف	۹	وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا	۱۰۸	التوبة	۱۱	رِجَالٌ يُجِبُونَ أَنْ يَتَّهَرُوا		
مسافر و مریض کا روزہ رکھنا افضل ہے			امامت کا ذکر					تیمم					
۱۸۲	البقرہ	۲	أَنْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَّكُمْ	۱۰۲	النساء	۵	إِذَا كُنْتَ فِيهِمْ فَأَقَمْتَ	۶	المائدة	۶	فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا		

آیت	پارہ	سورہ	آیہ	آیت	پارہ	سورہ	آیہ	آیت	پارہ	سورہ	آیہ			
روزے کا وقت صبح صادق سے غروب آفتاب تک ہے			قرآن میں اختلاف نہیں			قرآن اگلی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے								
وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ			۵	النساء	۸۲	مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ			۳	ال عمران	۳			
حَتَّىٰ يَبَيِّنَ لَكُمْ			قرآن نور و رہبان ہے			أَنْزَلْنَاهُ مَبْرُكًا مُّصَدِّقًا			۷	ال انعام	۹۲			
رَمَضَانَ كِي رَاتُونَ مِيں بِيوِي سِي			وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكُمْ نُورًا مُّبِينًا			۶	النساء	۱۷۴	وَلَكِنْ تَصَدِّقُ الَّذِي			۱۱	يونس	۳۷
مَجَامِعَت جَانَزِي			وَلَكِنْ جَعَلْنَاهُ نُورًا			۲۵	الشورى	۵۲	أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ			۲۲	فاطر	۳۱
أَحَلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ			قرآن مبارک کتاب ہے			وَهَذَا كِتَابٌ مُّصَدِّقٌ			۲۶	الاحقاف	۱۲	قرآن برگزیدہ ہے		
رُوزِي رِي كِي طَاقَتِي نِي هُونِي كِي صُورَتِي			هَذَا كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ مُبْرَكًا			۸	الانعام	۱۵۵	وَالْقُرْآنُ الْمَجِيدُ			۲۶	ق	۱
مِيں كُفَارِي وَاجِبِي			هَذَا ذِكْرٌ مُّبْرَكٌ أَنْزَلْنَاهُ			۱۷	الانبیاء	۵۰	بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَّجِيدٌ			۳۰	البروج	۲۱
وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ			أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ مُبْرَكًا			۲۳	ص	۲۹	قرآن کریم ہے			قرآن ایک مفصل کتاب ہے		
قَسَمِي كِي كُفَارِي مِيں رُوزِي			إِلَيْكُمْ الْكِتَابُ مُفَصَّلًا			۸	الانعام	۱۱۴	إِنَّهُ لَقُرْآنٌ كَرِيمٌ			۲۷	الواقعة	۷۷
فَكُفَّارَتِي أَطْعَامُ عَشْرَةِ			لَقَدْ جِئْتَهُمْ بِكِتَابٍ فَضَّلْنَاهُ			۸	الاعراف	۵۲	قرآن حکمت والا ہے			قرآن روشن کتاب ہے		
فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامٌ			وَتَفْصِيلٌ لِّكُلِّ شَيْءٍ			۱۳	يوسف	۱۱۱	وَالْقُرْآنِ الْحَكِيمِ			۲۲	يس	۲
حَجِي كِي كُفَارِي مِيں رُوزِي			قرآن باعث شفاء ہے			قرآن روشن کتاب ہے			قرآن روشن کتاب ہے			قرآن روشن کتاب ہے		
فَقَدِيئَتِي مِّنْ صِيَامٍ			وَشِفَاءٌ لِّمَا فِي الصُّدُورِ			۱۱	يونس	۵۷	وَكِتَابٍ مُّبِينٍ			۱۹	النمل	۱
أَوْ عَدَلٌ ذَلِكِ صِيَامًا			مَا هُوَ شِفَاءٌ			۱۵	بنی اسرائیل	۸۲	وَالْكِتَابِ الْمُبِينِ			۲۵	الدخان	۲
شَبِ قَدَرِ			قرآن پاک میں ہر چیز کا بیان ہے			بے وضو قرآن کو نہ چھوئے			قرآن جانفزا ہے			قرآن جانفزا ہے		
إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ مُبْرَكَةٍ			تَبَيَّنَا لِكُلِّ شَيْءٍ			۱۳	النحل	۸۹	لَا يَمَسُّهَ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ			۲۷	الواقعة	۷۹
إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ			قرآن تمام جہان کے لئے نصیحت ہے			قرآن تمام جہان کے لئے نصیحت ہے			قرآن جانفزا ہے			قرآن جانفزا ہے		
وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ			وَمَا هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ			۲۹	القلم	۵۲	رُوحًا مِّنْ أَمْرِنَا			۲۵	الشورى	۵۲
لِلطَّائِفِينَ وَالْقَائِمِينَ			إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ			۳۰	التكوير	۲۷	قرآن کا مثل ممکن نہیں			قرآن کا مثل ممکن نہیں		
قرآن اللہ عزوجل کا اتارا ہوا ہے			قرآن ایک عزت والا حقیقہ ہے			قرآن ایک عزت والا حقیقہ ہے			قرآن میں تشابہات بھی ہیں			قرآن میں تشابہات بھی ہیں		
فِي صُحُفٍ مُّكْرَمَةٍ			فِي صُحُفٍ مُّكْرَمَةٍ			۳۰	عبس	۱۳	وَأُخْرُ مُتَشَابِهَاتٍ			۳	ال عمران	۷
تَنْزِيلٌ مِّنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ			قرآن نصیحت ہے			قرآن نصیحت ہے			قرآن مجید ہدایت ہے			قرآن مجید ہدایت ہے		
هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ			إِنَّ هَذِهِ تَذْكِرَةٌ			۲۹	المزمل	۱۹	اللَّهُ نَزَّلَ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ			۲۳	الزمر	۲۳
هَذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى			كَلَّا إِنَّهُ تَذْكِرَةٌ			۲۹	المدثر	۵۳	قرآن عربی زبان میں ہے			قرآن عربی زبان میں ہے		
وَهُدًى لِّلنَّاسِ وَهُدًى			إِنَّ هَذِهِ تَذْكِرَةٌ			۲۹	الدھر	۲۹	قرآن آسان کتاب ہے			قرآن آسان کتاب ہے		
ذَلِكِ الْكِتَابِ لَا رَيْبَ			وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ			۲۷	القمر	۱۷	وَهَذَا لِسَانَ عَرَبِيٍّ مُّبِينٍ			۱۳	النحل	۱۰۳





آیت	پارہ	سورہ	آیہ	آیت	پارہ	سورہ	آیہ	آیت	پارہ	سورہ	آیہ
وَأَتُوا الزُّكُوتَ	۱	البقرة	۸۳	أَنْ يُؤْتُوا أُولَى الْقُرْبَىٰ	۱۸	النور	۲۲	جہاد میں کل مذموم ہے			
وَأَتُوا الزُّكُوتَ	۱	البقرة	۱۱۰	<b>جہاد کا بیان</b>				فَأَنَّمَا يَنبَغُ عَنْ نَفْسِهِ	۲۶	محمد	۳۸
وَأَتُوا الزُّكُوتَ وَأَطِيعُوا	۱۸	النور	۵۶	مَنْ أَوْفَىٰ بِعَهْدِهِ مِنَ اللَّهِ	۱۱	التوبة	۱۱۱	جہاد میں موت حقیقی زندگی ہے			
<b>زکوٰۃ مال کو پاک کرتی ہے</b>				كُتِبَ لَهُمْ بِهِ عَمَلٌ صَالِحٌ	۱۱	التوبة	۱۲۰	بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَكِنْ	۲	البقرة	۱۵۳
خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً	۱۱	التوبة	۱۰۳	إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الَّذِينَ	۲۸	الصف	۴	بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ	۴	ال عمران	۱۶۹
<b>زکوٰۃ ادا کرنے والے کو اللہ عزوجل وگنا</b>				<b>راہ جہاد میں ہر عمل پر ثواب ہے</b>				<b>مجاہدین کے لیے ثواب عظیم ہے</b>			
<b>ثواب دیتا ہے</b>				ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ لَا يُصِيبُهُمْ	۱۱	التوبة	۱۲۰	الَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِلَّهِ	۴	ال عمران	۱۷۲
مَثَلُ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ	۳	البقرة	۲۶۱	<b>جہاد میں خرچ کرنے پر عظیم اجر ہے</b>				وَاللَّهُ عِنْدَهُ حُسْنُ الثَّوَابِ	۴	ال عمران	۱۹۵
وَمَا آتَيْتُمْ مِنْ زَكَاةٍ	۲۱	الروم	۳۹	وَأَحْسِنُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ	۲	البقرة	۱۹۵	فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا	۵	النساء	۷۴
وَمَا آتَيْتُمْ مِنْ شَيْءٍ	۲۲	سبا	۳۹	يُؤْتِ الْيَتِيمَ	۱۰	الانفال	۶۰	وَفَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ	۵	النساء	۹۵
<b>زکوٰۃ اللہ عزوجل کی رضا کے لئے دیں</b>				كُتِبَ لَهُمْ لِيَجْزِيَهُمُ اللَّهُ	۱۱	التوبة	۱۲۱	<b>میدان جنگ سے بھاگنا حرام ہے</b>			
تَرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ	۲۱	الروم	۳۹	<b>جہاد فرض کفایہ ہے</b>				فَلَا تُؤْتُوهُمْ الْأَذْيَارَ	۹	الانفال	۱۵
<b>زکوٰۃ میں عمدہ چیز دیں</b>				كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ	۲	البقرة	۲۱۶	إِذَا لَقَيْتُمْ فِرَّةً فَاقْبَرُوا	۱۰	الانفال	۴۵
وَلَا تَيْمَمُوا النُّحَيْبَ مِنْهُ	۳	البقرة	۲۶۷	لَا يَسْتَوِي الْقُعُودُونَ	۵	النساء	۹۵	<b>مجاہدین کیلئے بہت سی غنیمتوں کا وعدہ</b>			
<b>زکوٰۃ دے کر احسان نہ جلا میں</b>				<b>ضرورت کے وقت جہاد فرض عین ہے</b>				فَعِنْدَ اللَّهِ مَغَانِمٌ كَثِيرَةٌ	۵	النساء	۹۴
لَا تَبْطُلُوا صَدَقَاتِكُمْ	۳	البقرة	۲۶۴	انْفِرُوا خِفَافًا وَثِقَالًا	۱۰	التوبة	۴۱	فَكُلُوا مِمَّا غَنِمْتُمْ	۱۰	الانفال	۶۹
<b>زکوٰۃ پاک مال سے دی جائے</b>				<b>کن لوگوں پر جہاد فرض نہیں</b>				أَوْزَتَكُمْ أَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ	۲۱	الاحزاب	۲۷
أَنْفِقُوا مِنْ طَيِّبَاتِ	۳	البقرة	۲۶۷	لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَاءِ	۱۰	التوبة	۹۱	إِذَا أَنْطَلَقْتُمْ إِلَىٰ مَغَانِمَ	۲۶	الفتح	۱۵
<b>زکوٰۃ نہ دینے والے پر عذاب ہے</b>				لَيْسَ عَلَى الْأَعْمَىٰ	۲۶	الفتح	۱۷	أَتَابَهُمْ فَفُتِحَا قَرَبِيًّا	۲۶	الفتح	۱۸
<b>لا يَحْسِبَنَّ الَّذِينَ يَبْخُلُونَ</b>				<b>کن سے جہاد کیا جائے</b>				<b>جہاد کی محبت تجارت سے بہتر ہے</b>			
وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ	۱۰	التوبة	۳۴	وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ	۲	البقرة	۱۹۰	وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا	۱۰	التوبة	۲۴
<b>باغ اور کھیت پر زکوٰۃ</b>				فَإِنْ أَنْتَهُوا فَلَا غُدُورَٰنَ	۲	البقرة	۱۹۳	<b>جہاد میں کثرت سے ذکر الہی کریں</b>			
وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُمْ مِنْ	۳	البقرة	۲۶۷	<b>جہاد کے لیے بھرپور تیاری رکھو</b>				يَأْتِيهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقَيْتُمْ	۱۰	الانفال	۴۵
وَأَتُوا حَقَّهُ يَوْمَ حَصَادِهِ	۸	الانعام	۱۴۱	أَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ	۱۰	الانفال	۶۰	<b>جہاد میں سستی نہ کی جائے</b>			
<b>مالی تجارت پر زکوٰۃ</b>				<b>جنگ فتنہ کو ختم کرنے کیلئے ہے</b>				وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا	۴	ال عمران	۱۳۹
مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ	۳	البقرة	۲۶۷	فَاتِلُوهُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِئَةً	۲	البقرة	۱۹۳	وَكَايِنٍ مِنْ نَبِيِّ قَاتَلْ مَعَهُ	۴	ال عمران	۱۴۶
<b>مصارف زکوٰۃ</b>				<b>وعدہ خلافی کرنا حرام ہے</b>				<b>جنگ میں صف بندی کا حکم</b>			
إِنَّمَا الصَّدَقَتُ لِلْفُقَرَاءِ	۱۰	التوبة	۶۰	فَمَنْ نَكَتْ فَإِنَّمَا يَنْكُتُ	۲۶	الفتح	۱۰	فَلْيُقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ	۵	النساء	۷۴

آیت		پارہ	سورہ	آیہ	زنا کی تہمت لگانے والا عذاب کا حق دار ہے		لہو و لعب کی مذمت	
الَّذِينَ يَقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ		۲۸	الصف	۴	۱۸	النور	۲۳	وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْتَرِي
بَاغِي كَا حَكْم					آیت	پارہ	سورہ	آیہ
أَنْ يُقْتَلُوا أَوْ يُمْلَكُوا		۶	المائدة	۳۳	لواطت کی حرمت		شراب اور جوئے کی مذمت	
إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا		۶	المائدة	۳۴	۸	الاعراف	۸۰	إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ
جنگ میں قیدیوں کا حکم					سود کی حرمت		شراب اور جوئے کے ذریعے شیطان اللہ عزوجل کے ذکر سے روکتا ہے	
فَإِذَا لَقِيتُمْ الَّذِينَ كَفَرُوا		۲۶	محمد	۴	زنا کا بیان			
زنا کا بیان					۳	البقرة	۲۷۵	إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُوقِعَ
۸		الاعراف	۳۳	سود سے مال میں برکت نہیں		نشر کی حالت میں نماز کی ممانعت		
وَلَا تَقْرَبُوا الزَّوْجِيَّ إِنَّهُ		۱۵	بنی اسراء	۳۲	۳	البقرة	۲۷۶	لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ
سود اور سود بھی حرام ہے					ناپ تول میں کمی کی ممانعت			
زنا کی شرعی سزا					۳	ال عمران	۱۳۰	وَأَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ
۱۸		النور	۲	سود میں اخروی فائدہ نہیں		امانت میں خیانت سے ممانعت		
۱۵		بنی اسراء	۳۲	وَمَا آتَيْتُمْ مِنْ زَبَا يُرَبُّوا		۲۱		الرَّوم
باپ کی منکوحہ سے نکاح حرام ہے					سود کھانے والوں سے اللہ عزوجل کی جنگ ہے		۳۹	
وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ		۳	النساء	۲۲	سود کے نقصانات		۳	
زانیہ لونڈی کی سزا					۳	البقرة	۲۷۹	فَإِذْ نُوْحِيَ مِنَ اللَّهِ
۵		النساء	۲۵	زنا سے بچنے کا حکم		۳		البقرة
۱۵		بنی اسراء	۳۲	وَلَا تَقْرَبُوا الزَّوْجِيَّ		۶		النساء
زنا کی تہمت لگانے کی سزا					۲		البقرة	۱۸۸
وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ		۱۸	النور	۴	رشتہ خوری یہودیوں کی عادت ہے		۶	
زنا کی تہمت لگانے والے کی گواہی ہمیشہ کے لیے مردود ہے					۶		المائدة	۴۲
وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا		۱۸	النور	۴	گواہی چھپانے کی ممانعت		۶	
بیوی پر تہمت لگانے کا حکم					۱		البقرة	۱۳۰
وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ		۱۸	النور	۶	۳		البقرة	۲۸۳
زنا کی تہمت لگانے والوں پر لعنت					۲۶		الحجرات	۱۱
إِنَّ الَّذِينَ يَرْمُونَ		۱۸	النور	۲۳	۲۶		الحجرات	۱۱
وَلَا تَنَابَرُوا بِالْأَلْقَابِ		۱۸	النور	۲۳	۲۶		الحجرات	۱۱
وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّن كَتَمَ		۱	البقرة	۱۳۰	۳		البقرة	۲۸۳
وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ		۱۸	النور	۶	۳		البقرة	۲۸۳
زنا کی تہمت لگانے والوں پر لعنت					۲۶		الحجرات	۱۱
وَلَا تَسْبُوا الَّذِينَ يَدْعُونَ		۷	الانعام	۱۰۸	۲۶		الحجرات	۱۱

۳۲	المائدة	۶	مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ	۱۳	لقمن	۲۱	إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ	تجسس کی ممانعت	۱۲	الحجرت	۲۶	وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَبَ بَیْنَهُمُ الْبَخِيلُ
زمین میں فساد پھیلانے کی سزا قتل ہے				ظالم کو قیامت کے دن افسوس ہوگا								
۳۳	المائدة	۶	أَنْ يُقْتَلُوا أَوْ يَصَلُّوا	۲۷	الفرقان	۱۹	وَيَوْمَ يَعِضُ الظَّالِمُ	آیت	پارہ	سورہ	الآیہ	
آیت				آیت				حدس کی ممانعت				
قاتل کو سولی دینا جائز ہے				حدود الہی سے تجاوز کرنے والا ظالم ہے				۳۲ النساء ۵ وَلَا تَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللَّهُ مِنْ شَيْءٍ حَاسِدًا إِذَا حَسَدْتُمْ				
۳۳	المائدة	۶	إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ	۲۲۹	البقرة	۲	وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ	۵	الفرقان	۳۰	۵	
جان کا بدلہ جان ہے				ظلم کی شکایت جائز ہے				اہل کتاب کا مسلمانوں سے حد کرنا				
۲۵	المائدة	۶	أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ	۱۲۸	النساء	۶	لَا يُحِبُّ اللَّهُ الجَهْرَ	۱۰۹	البقرة	۱		
قتل خطا کی سزا				۲۲ ص ۲۳				تکبر کی ممانعت				
۹۲	النساء	۵	وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَأً	ظالمین کا ٹھکانہ				۳۷	بنی اسراء	۱۵		
قتل عمد کی سزا جہنم ہے				۱۵۱	ال عمران	۳	وَيَسَّسَ مَثْوَى الظَّالِمِينَ	۱۸	یل	۲۱		
۹۳	النساء	۵	وَمَنْ يُقْتَلْ مُؤْمِنًا مَتَعِمِدًا	۱۷	الحشر	۲۸	فَكَانَ عَاقِبَتُهُمَا	لقمن				
ذمی کے قتل کی سزا				ظالم کامیاب نہیں				تکبر کرنے والے اللہ عزوجل کو ناپسند ہیں				
۹۲	النساء	۵	وَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ	۲۳	یوسف	۱۲	إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ	۳۶	النساء	۵		
منجیات				کافروں سے دوستی رکھنے والا ظالم ہے				لا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا				
ذکر اللہ				یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا				تکبر کرنے والے جہنمی ہیں				
				۱۰ التوبة ۲۳				وَاسْتَكْبَرُوا عَنْهَا أُولَئِكَ				
				بدلہ لینا جائز معاف کرنا افضل ہے				تکبر والوں کیلئے دردناک عذاب				
				۲۵ الشوری ۴۰				وَاسْتَكْبَرُوا فَيُعَذِّبُهُمُ				
				ظالموں کے لیے عذاب				ریا کاری کی ممانعت				
				۱۵ الکہف ۲۹				وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ				
				۲۵ الشوری ۲۱				دکھاوے کے صدقے کی ممانعت				
				غضب کی ممانعت				يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَبْطُلُوا				
				۵ النساء ۲۹				وَالَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ				
				قتل کا بیان				ریا مناقوں کی صفت ہے				
				قتل کی ممانعت				إِنَّ الْمُسْفِكِينَ يُخَدِّعُونَ				
				۵ النساء ۹۳				الَّذِينَ هُمْ بِرَاءٍ وَنَ				
				۱۹ الفرقان ۶۸				ظلم کا بیان				
				ایک انسان کا قتل ساری انسانیت کے قتل کے مترادف ہے				شرک سب سے بڑا ظلم ہے				



آیت	پارہ	سورہ	آیہ	آیت	پارہ	سورہ	آیہ
فَاسْتَغْفِرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفِرَ لَهُمْ رَبُّهُمْ وَيَقُومُوا اسْتَغْفِرُوا لَهُمْ رَبُّهُمْ	۵	النساء	۶۴	وَاسْتَغْفِرُوا لَهُمْ رَبُّهُمْ وَيَقُومُوا اسْتَغْفِرُوا لَهُمْ رَبُّهُمْ	۱۱	هود	۳
وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ	۹	الانفال	۳۳	وَيَقُومُوا اسْتَغْفِرُوا لَهُمْ رَبُّهُمْ	۱۲	هود	۵۲
وَإِنِ اسْتَغْفِرُوا رَبُّكُمْ	۱۱	هود	۳	بِالْأَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُونَ	۲۶	الذريت	۱۸
وَيَقُومُوا اسْتَغْفِرُوا لَهُمْ رَبُّهُمْ	۱۲	هود	۵۲	فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبُّكُمْ	۲۹	نوح	۱۰
بِالْأَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُونَ	۲۶	الذريت	۱۸	<b>توبہ کا بیان</b>			
فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبُّكُمْ	۲۹	نوح	۱۰	إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ	۲	البقرة	۲۲۲
إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ	۲	البقرة	۲۲۲	إِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللَّهِ لِلَّذِينَ	۳	النساء	۱۷
إِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللَّهِ لِلَّذِينَ	۳	النساء	۱۷	فَمَنْ تَابَ مِنْ بَعْدِ ظُلْمِهِ	۶	المائدة	۳۹
فَمَنْ تَابَ مِنْ بَعْدِ ظُلْمِهِ	۶	المائدة	۳۹	ثُمَّ تَابُوا مِنْ بَعْدِهَا وَآمَنُوا	۹	الاعراف	۱۵۳
ثُمَّ تَابُوا مِنْ بَعْدِهَا وَآمَنُوا	۹	الاعراف	۱۵۳	ثُمَّ تَوْبُوا إِلَيْهِ يُمْتَعِكُمْ	۱۱	هود	۳
ثُمَّ تَوْبُوا إِلَيْهِ يُمْتَعِكُمْ	۱۱	هود	۳	إِنِّي لَعَفَا لِمَنْ تَابَ	۱۶	طه	۸۲
إِنِّي لَعَفَا لِمَنْ تَابَ	۱۶	طه	۸۲	إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ	۱۹	الفرقان	۷۰
إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ	۱۹	الفرقان	۷۰	وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ	۲۵	الشورى	۲۵
وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ	۲۵	الشورى	۲۵	تَوْبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَصُوحًا	۲۸	التحریم	۸
تَوْبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَصُوحًا	۲۸	التحریم	۸	إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ	۱۶	مريم	۶۰
إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ	۱۶	مريم	۶۰	فَاغْفِرْ لِلَّذِينَ تَابُوا	۲۳	المؤمن	۷
فَاغْفِرْ لِلَّذِينَ تَابُوا	۲۳	المؤمن	۷	وَمَنْ لَمْ يَتُبْ	۲۶	الحجرات	۱۱
وَمَنْ لَمْ يَتُبْ	۲۶	الحجرات	۱۱	<b>خوف خدا</b>			
إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ	۹	الانفال	۲	هُم مِّنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ	۱۸	المؤمنون	۵۷
هُم مِّنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ	۱۸	المؤمنون	۵۷	يَخَافُونَ رَبَّهُمْ مِنْ فَوْقِهِمْ	۱۳	النحل	۵۰
يَخَافُونَ رَبَّهُمْ مِنْ فَوْقِهِمْ	۱۳	النحل	۵۰	يَخَافُونَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيهِ	۱۸	النور	۳۷
يَخَافُونَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيهِ	۱۸	النور	۳۷	يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا	۲۱	السجدة	۱۶
يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا	۲۱	السجدة	۱۶	وَيَخْشَى اللَّهَ وَيَتَّقِيهِ	۱۸	النور	۵۲
وَيَخْشَى اللَّهَ وَيَتَّقِيهِ	۱۸	النور	۵۲	مَنْ خَشِيَ الرَّحْمَنَ الْغَيْبِ	۲۶	ق	۳۳
مَنْ خَشِيَ الرَّحْمَنَ الْغَيْبِ	۲۶	ق	۳۳	إِنَّا كُنَّا قَبْلَ فِي أَهْلِنَا مُشْفِقِينَ	۲۷	الطور	۲۶
إِنَّا كُنَّا قَبْلَ فِي أَهْلِنَا مُشْفِقِينَ	۲۷	الطور	۲۶	إِنَّا نَخَافُ مِنْ رَبِّنَا يَوْمًا	۲۹	الدهر	۱۰
إِنَّا نَخَافُ مِنْ رَبِّنَا يَوْمًا	۲۹	الدهر	۱۰	<b>مسلان مرد و عورت کے اوصاف</b>			
إِنَّا نَخَافُ مِنْ رَبِّنَا يَوْمًا	۲۹	الدهر	۱۰	إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ	۲۲	الاحزاب	۳۵
إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ	۲۲	الاحزاب	۳۵	<b>گناہوں سے اجتناب</b>			
يَأْتِيهَا النَّاسُ أَنْتُمْ الْفُقَرَاءُ	۲۲	فاطر	۱۵	<b>اچھی صحبت</b>			
وَاللَّهُ الْغَنِيُّ وَأَنْتُمْ الْفُقَرَاءُ	۲۶	محمد	۳۸	<b>تقویٰ و پرہیزگاری</b>			
وَاللَّهُ الْغَنِيُّ وَأَنْتُمْ الْفُقَرَاءُ	۲۶	محمد	۳۸	<b>توکل کا بیان</b>			
وَاللَّهُ الْغَنِيُّ وَأَنْتُمْ الْفُقَرَاءُ	۲۶	محمد	۳۸	فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ	۳	ال عمران	۱۵۹
فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ	۳	ال عمران	۱۵۹	فَاعْرِضْ عَنْهُمْ وَتَوَكَّلْ	۵	النساء	۸۱
فَاعْرِضْ عَنْهُمْ وَتَوَكَّلْ	۵	النساء	۸۱	وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ	۱۰	الانفال	۲۹
وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ	۱۰	الانفال	۲۹	إِنِّي تَوَكَّلْتُ عَلَى اللَّهِ	۱۲	هود	۵۶
إِنِّي تَوَكَّلْتُ عَلَى اللَّهِ	۱۲	هود	۵۶	وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِي	۱۹	الفرقان	۵۸
وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِي	۱۹	الفرقان	۵۸	وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيزِ	۱۹	الشعراء	۲۱۷
وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيزِ	۱۹	الشعراء	۲۱۷	فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ	۲۰	النمل	۷۹
فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ	۲۰	النمل	۷۹	<b>تفکر کا بیان</b>			
كَذَلِكَ يبينُ اللَّهُ لَكُمْ	۲	البقرة	۲۱۹	إِن فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ	۳	ال عمران	۱۹۰
إِن فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ	۳	ال عمران	۱۹۰	وَمَا أَوْتَيْتُمْ مِنْ شَيْءٍ	۳	ال عمران	۱۹۱
وَمَا أَوْتَيْتُمْ مِنْ شَيْءٍ	۳	ال عمران	۱۹۱	الَّذِينَ يُرِيدُونَ الْحَيَاةَ	۷	الانعام	۵۰
الَّذِينَ يُرِيدُونَ الْحَيَاةَ	۷	الانعام	۵۰	تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ	۲۱	الروم	۸
تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ	۲۱	الروم	۸	فَلَا تَعْرَنَّهُمْ الْحَيَاةَ	۲۲	سبا	۲۶
فَلَا تَعْرَنَّهُمْ الْحَيَاةَ	۲۲	سبا	۲۶	<b>نفر کا بیان</b>			
يَأْتِيهَا النَّاسُ أَنْتُمْ الْفُقَرَاءُ	۲۲	فاطر	۱۵	<b>مفسدات کے اوصاف</b>			
وَاللَّهُ الْغَنِيُّ وَأَنْتُمْ الْفُقَرَاءُ	۲۶	محمد	۳۸	<b>گناہوں سے اجتناب</b>			
وَاللَّهُ الْغَنِيُّ وَأَنْتُمْ الْفُقَرَاءُ	۲۶	محمد	۳۸	<b>اچھی صحبت</b>			
وَاللَّهُ الْغَنِيُّ وَأَنْتُمْ الْفُقَرَاءُ	۲۶	محمد	۳۸	<b>اچھی صحبت</b>			

۳۳	خم السجدة	۲۳	إِذْفَعِ بِالْيَتِيِّ هِيَ أَحْسَنُ	۲۱۵	البقرة	۲	فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ	۲۸	الكهف	۱۵	وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ
				۲۶۵	البقرة	۳	وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ	۱۱۹	التوبة	۱۱	كُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ
<b>مسلمان کی عیب پوشی</b>				۹۲	ال عمران	۳	فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ	<b>بری صحبت</b>			
۱۲	النور	۱۸	لَوْ لَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ	۱۰۰	النساء	۵	فَقَدْ وَقَعَ أَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ	۱۳۰	النساء	۵	فَلَا تَقْعُدُوا مَعَهُمْ
۱۲	الحجرات	۲۶	لَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَبِ	۵۲	الانعام	۷	وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ	آیت	پارہ	سورہ	الآیہ
<b>گفتگو کے آداب</b>				۱۸	ق	۲۶	مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ	۶۸	الانعام	۷	فَلَا تَقْعُدُوا بَعْدَ الذِّكْرِ
۸۳	البقرة	۱	وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا	<b>خشوع و خضوع کا بیان</b>				۲۲	المجادلة	۲۸	لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ
۲۶۳	البقرة	۳	قَوْلٌ مَعْرُوفٌ وَمَغْفِرَةٌ	۲	المؤمنون	۱۸	هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خاشِعُونَ	<b>اللہ عزوجل کے لئے دوستی کرنا</b>			
۶۳	الفرقان	۱۹	إِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ	۶۳	الفرقان	۱۹	عِبَادَ الرَّحْمَنِ الَّذِينَ يَمْشُونَ	۵۱	المائدة	۶	لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى
۱۸	لقمن	۲۱	وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ	<b>نیکیوں کا اجر</b>				۶۷	الزخرف	۲۵	أَلَا خَلَاءٌ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ
<b>سچ کا بیان</b>				۱۳	ال عمران	۳	وَاللَّهُ عِنْدَهُ حُسْنُ الْمَالِ	۲۸	المتحنة	۱	لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي
۱۱۹	المائدة	۷	يَنْفَعُ الصَّادِقِينَ صِدْقُهُمْ	الآیہ	سورہ	پارہ	آیت	<b>دوستی کا نسخہ</b>			
				۱۱۵	ال عمران	۴	وَمَا يَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ	۳۳	خم السجدة	۲۳	إِذْفَعِ بِالْيَتِيِّ هِيَ أَحْسَنُ
				۱۱۵	هود	۱۲	لَا يَضِيْعُ أَجْرُ الْمُحْسِنِينَ	<b>اللہ عزوجل کے لئے دشمنی کرنا</b>			
				۲۳	الرعد	۱۳	سَلِّمَ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ	۲۳	التوبة	۱۰	لَا تَتَّخِذُوا آبَاءَكُمْ
				۹۶	النحل	۱۴	صَبَرُوا أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ	۲۲	المجادلة	۲۸	لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ
				۳۶	الكهف	۱۵	خَيْرٍ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا	۲۸	الممتحنة	۱	لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي
				۶۴	العنكبوت	۲۱	إِنَّ الدَّارَ الْآخِرَةَ لَهِيَ	<b>صلح کا بیان</b>			
				۲۰	المزمل	۲۹	تَجْدُوهُ عِنْدَ اللَّهِ هُوَ خَيْرٌ	۱۱۴	النساء	۵	لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِنْ
				۷	الزلزال	۳۰	فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ	۱۲۸	النساء	۵	وَأَنَّ امْرَأَةً خَافَتْ مِنْ بَعْضِهَا
<b>اخلاص کا بیان</b>				<b>نیکی و پرہیزگاری پر اعانت</b>				۹	الحجرات	۲۶	وَأَنَّ طَائِفَتَيْنِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ
۱۳۶	النساء	۵	اخْلَصُوا دِينَهُمْ لِلَّهِ	۲	المائدة	۶	تَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ	۲۶	الحجرات	۲۶	إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ
۳	الزمر	۲۳	أَلَا لِلَّهِ الدِّينُ الْخَالِصُ	<b>وسعتِ رزق</b>				۱۰	الحجرات	۲۶	
۵	البينة	۳۰	إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ	۳۹	سبا	۲۲	إِنَّ رَبِّي يَبْسُطُ الرِّزْقَ	<b>نیت کا بیان</b>			
<b>صبر کا بیان</b>				<b>کسبِ حلال</b>							
۲۵	البقرة	۱	وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ	۱۰	الجمعة	۲۸	فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ				
۱۵۳	البقرة	۲	يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا	<b>أخوت</b>							
<b>صبر ہمت والے کاموں میں سے ہے</b>				<b>اصِلِحُوا ذَاتَ بَيْنِكُمْ</b>							
۳۳	الشورى	۲۵	وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ إِنَّ ذَلِكَ	۱	الانفال	۹	إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ				
<b>صبر کا بدلہ جنت ہے</b>				<b>برائی کو بھلائی سے ٹال</b>							
۱۲	الدھر	۲۹	جَزَاهُمْ بِمَا صَبَرُوا جَنَّةً								

صبر کرنے پر دگنا اجر ملتا ہے		غصہ پینے و علم کرنے کا بیان		یغصوا من ابصارہم	
۵۴	القصص ۲۰	۴	۱۳۴	۱۸	النور ۳۰
صبر کرنے والے کامیاب ہیں		وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ صَبْرًا وَابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ		وَفَايَ عَهْدِ	
انہم ہم الفائزون		اِذَا مَا غَضِبُوا هُمْ يَغْفِرُونَ		يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا	
اللہ عزوجل صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے		إِنْ تَعَفُّوا وَتَصْفَحُوا إِذْفَعْ بِالتِّيِّ هِيَ أَحْسَنُ		الَّذِينَ يُوفُونَ بَعْدَ اللَّهِ	
إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ		مَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِنْ صَدَقَةٍ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحْ فَأَجْرُهُ		مَسْكِينٍ سَهْلُ سَلُوكِ	
اللہ عزوجل صبر کرنے والوں کی مدد فرماتا ہے		سَوَالِ كِي مَدْمَتِ		يَتِيمِ كَامَالِ ظَلْمًا كِهَانِي كِي مَمَانَعَتِ	
فَصَبِرُوا عَلَى مَا كُذِّبُوا		لَا يَسْأَلُونَ النَّاسَ إِحْقَافًا وَالِى رَبِّكَ فَارْغَبْ		وَاتُوا الَّتِي مَمَانَعَتِ أَمْوَالَهُمْ	
صبر اللہ عزوجل کی رضا کے لیے ہو		وَالَّذِينَ صَبَرُوا ابْتِغَاءَ سَبِيْلٍ كِي مَدْمَتِ		إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ كِي مَمَانَعَتِ	
وَالَّذِينَ صَبَرُوا ابْتِغَاءَ سَبِيْلٍ كِي مَدْمَتِ		سَوَالِ كِي مَدْمَتِ		يَتِيمِ كَامَالِ ظَلْمًا كِهَانِي كِي مَمَانَعَتِ	
صبر کرنے والوں کے لئے بخشش		سَوَالِ كِي مَدْمَتِ		يَتِيمِ كَامَالِ ظَلْمًا كِهَانِي كِي مَمَانَعَتِ	
إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ		سَوَالِ كِي مَدْمَتِ		يَتِيمِ كَامَالِ ظَلْمًا كِهَانِي كِي مَمَانَعَتِ	
آیت		سَوَالِ كِي مَدْمَتِ		يَتِيمِ كَامَالِ ظَلْمًا كِهَانِي كِي مَمَانَعَتِ	
صبر کا بدلہ سلامتی ہے		سَوَالِ كِي مَدْمَتِ		يَتِيمِ كَامَالِ ظَلْمًا كِهَانِي كِي مَمَانَعَتِ	
سَلَّمَ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ		سَوَالِ كِي مَدْمَتِ		يَتِيمِ كَامَالِ ظَلْمًا كِهَانِي كِي مَمَانَعَتِ	
شکر کا بیان		سَوَالِ كِي مَدْمَتِ		يَتِيمِ كَامَالِ ظَلْمًا كِهَانِي كِي مَمَانَعَتِ	
وَأَشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُوا		سَوَالِ كِي مَدْمَتِ		يَتِيمِ كَامَالِ ظَلْمًا كِهَانِي كِي مَمَانَعَتِ	
وَأَشْكُرُوا لِلَّهِ إِنْ كُنْتُمْ لِيَنِ شَكَرْتُمْ لَا زِيْدَنَّكُمْ		سَوَالِ كِي مَدْمَتِ		يَتِيمِ كَامَالِ ظَلْمًا كِهَانِي كِي مَمَانَعَتِ	
وَأَشْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ قَلِيلًا مَا تَشْكُرُونَ		سَوَالِ كِي مَدْمَتِ		يَتِيمِ كَامَالِ ظَلْمًا كِهَانِي كِي مَمَانَعَتِ	
وَأَشْكُرُوا لَهُ أَوْ رَغِي أَنْ أَشْكُرَ		سَوَالِ كِي مَدْمَتِ		يَتِيمِ كَامَالِ ظَلْمًا كِهَانِي كِي مَمَانَعَتِ	
صلح کا بیان		سَوَالِ كِي مَدْمَتِ		يَتِيمِ كَامَالِ ظَلْمًا كِهَانِي كِي مَمَانَعَتِ	
إِصْلَاحِ بَيْنَ النَّاسِ		سَوَالِ كِي مَدْمَتِ		يَتِيمِ كَامَالِ ظَلْمًا كِهَانِي كِي مَمَانَعَتِ	
أَصْلِحُوا ذَاتَ بَيْنِكُمْ		سَوَالِ كِي مَدْمَتِ		يَتِيمِ كَامَالِ ظَلْمًا كِهَانِي كِي مَمَانَعَتِ	
فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ		سَوَالِ كِي مَدْمَتِ		يَتِيمِ كَامَالِ ظَلْمًا كِهَانِي كِي مَمَانَعَتِ	
عاجزی کا ثواب		سَوَالِ كِي مَدْمَتِ		يَتِيمِ كَامَالِ ظَلْمًا كِهَانِي كِي مَمَانَعَتِ	
رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ		سَوَالِ كِي مَدْمَتِ		يَتِيمِ كَامَالِ ظَلْمًا كِهَانِي كِي مَمَانَعَتِ	
رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ		سَوَالِ كِي مَدْمَتِ		يَتِيمِ كَامَالِ ظَلْمًا كِهَانِي كِي مَمَانَعَتِ	
اولاد کے حقوق		سَوَالِ كِي مَدْمَتِ		يَتِيمِ كَامَالِ ظَلْمًا كِهَانِي كِي مَمَانَعَتِ	
نگاہوں کی حفاظت		سَوَالِ كِي مَدْمَتِ		يَتِيمِ كَامَالِ ظَلْمًا كِهَانِي كِي مَمَانَعَتِ	



۲۳۷	البقرة	۲	وَقَدْ فَرَضْنَا لَهَا فَرِيضَةً	بیوی کا حصہ	۳۱	بنی اسراء	۱۵	وَلَا تَقْتُلُوا اَوْلَادَكُمْ خَشِيَةَ	
۴	النساء	۴	وَاتُوا النِّسَاءَ صَدَقَاتِهِنَّ	۱۲	النساء	۴	وَلَهُنَّ الرُّبْعُ مِمَّا تَرَكَتُمْ	۶	فَوْا اَنْفُسِكُمْ وَاَهْلِيكُمْ
۲۰	النساء	۴	وَاتَيْتُمْ اِحْدَاهُنَّ قِنْطَارًا	۱۲	النساء	۴	فَاِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ		
۵	المائدة	۶	اِذَا اَتَيْتُمُوهُنَّ اُجُورَهُنَّ						
۵۰	الاحزاب	۲۲	قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ						
اگر انصاف نہ کر سکے تو صرف ایک عورت سے نکاح کرے									
۳	النساء	۴	فَاِنْ حَفِظْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا						
عورت پر کسی کا جبر جائز نہیں									
۱۹	النساء	۴	لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرْتُوْا النِّسَاءَ						
نکاح کا بیان									
۳	النساء	۴	فَانكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ						
۲۴	النساء	۵	اِحْلَ لَكُمْ مَا وَّرَا ذٰلِكُمْ						
۳۲	النور	۱۸	وَاَنْكِحُوا الْاَيَامِي مِنْكُمْ						
عورت اگر نافرمانی کرے تو اس کو نصیحت کی جائے									
۳۳	النساء	۵	فِعْظُوْهُنَّ						
اگر بازنہ آئے تو ان کے ساتھ سونا ترک کر دو									
۳۳	النساء	۵	وَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَصَاجِعِ						
محرمات کا بیان									
۲۲۱	البقرة	۲	وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ						
۲۲	النساء	۴	وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ						
رضاعت کا بیان									
۳۳	النساء	۵	وَاَضْرِبُوْهُنَّ						
اگر بیوی پسند نہ بھی ہو تو نیکی کے ساتھ رکھو									
۱۹	النساء	۴	وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ						
حق صحبت									
۳۶	النساء	۵	وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَالْجَارِ						
وراثت کے مسائل									
نکاح سنت انبیاء علیہم السلام ہے									
۲۶	النساء	۵	سُنَّ اَلَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ						
۳۸	الرعد	۱۳	وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّوَدَّيَّةً						
ماں باپ کا حصہ									
۳۲	النساء	۵	لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا كَسَبُوْا						
خاوند کا حصہ									
۳۸	الاحزاب	۲۲	سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا						
۳۹	الاحزاب	۲۲	يُيْلَعُوْنَ رَسَلَتِ اللّٰهُ						
دلی کا بیان									
۲۳۲	البقرة	۲	فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَنْكِحْنَ						
اخیانی بھائی کا حصہ									
۳۲	النور	۱۸	وَاَنْكِحُوا الْاَيَامِي مِنْكُمْ						
مہر کا بیان									
۲۳۱	البقرة	۲	وَاِذَا طَلَقْتُمْ النِّسَاءَ فَبَلَّغْنَ						
۲۳۲	البقرة	۲	وَاِذَا طَلَقْتُمْ النِّسَاءَ فَبَلَّغْنَ						
۱۱	النساء	۴	وَلَهُنَّ الرُّبْعُ مِمَّا تَرَكَتُمْ						
۱۹	النساء	۴	تَسَاءَ لُوْنٌ بِهٖ وَاَلْاَرْحَامُ						
۴۵	الانفال	۱۰	اَوْ لُوْا الْاَرْحَامُ بَعْضُهُمْ						
۲۱	الرعد	۱۳	يَصِلُوْنَ مَا اَمَرَ اللّٰهُ						
قطع رحم کی ممانعت									
۲۷	البقرة	۱	وَيَقْطَعُوْنَ مَا اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖ						
۲۲	محمد	۲۶	وَتَقْطَعُوْا اَرْحَامَكُمْ						
پڑوسیوں کے حقوق									
۳۶	النساء	۵	وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَالْجَارِ						
آیت									
سورہ									
پارہ									
آیت									
حق صحبت									
۳۶	النساء	۵	وَالصَّاحِبِ بِالْجَنبِ						
وراثت کے مسائل									
ماں باپ کا حصہ									
۱۱	النساء	۴	وَلَا يُوْرِيْهِ لِكُلِّ وَاَحِدٍ						
خاوند کا حصہ									
۱۲	النساء	۴	وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ						
۱۲	النساء	۴	فَلَكُمْ الرُّبْعُ مِمَّا تَرَكَتُمْ						
اخیانی بھائی کا حصہ									
۱۲	النساء	۴	وَإِنْ كَانَ رَجُلٌ يُوْرَثُ						
۱۲	النساء	۴	فَإِنْ كَانُوْا اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ						

آیت	پارہ	سورہ	الآیہ	آیت	پارہ	سورہ	الآیہ	آیت	پارہ	سورہ	الآیہ
ظہار کا کفارہ			بوڑھی عورتوں کا پردے میں رہنا بہتر ہے			غضب کا بیان					
فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَابِعَيْنِ	۲۸	المجادلة	۴	وَأَنْ يَسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ	۱۸	النور	۶۰	وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمُ	۲	البقرة	۱۸۸
لعان کا بیان			عورتوں کو گھروں میں رہنے کا حکم ہے			ذبح کا بیان					
وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ	۱۸	النور	۴	وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ	۲۲	الاحزاب	۳۳	وَمَا أَهْلٌ لِعَیْرِ اللَّهِ بِهِ	۶	المائدة	۳
فَشَهَادَةُ أَحَدِهِمْ أَرْبَعُ	۱۸	النور	۶	کن لوگوں سے پردہ کا حکم نہیں			فَكُلُوا مِمَّا ذَكَرَ اسْمُ اللَّهِ	۸	الانعام	۱۱۸	
أَنْ تَشْهَدَ أَرْبَعَ شَهَدَاتٍ	۱۸	النور	۸	وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ	۱۸	النور	۳۱	وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يَذْكَرْ	۸	الانعام	۱۲۱
عدت کا بیان			گھر میں آنے جانے کے آداب			وہ جانور جو حرام ہیں					
إِذَا طَلَقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِقُوهُنَّ	۲۸	الطلاق	۱	لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ	۱۸	النور	۲۷	إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ	۲	البقرة	۱۷۳
طلاق والی کی عدت			غیر خدا کی طرف نسبت کرنے سے جانور حرام نہیں ہوتے			جان بچانے کی خاطر حرام چیزیں کھا سکتے ہیں					
وَالْمُطَلَّاتُ يَتَرَبَّصْنَ	۲	البقرة	۲۲۸	لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ	۱۸	النور	۲۹	حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ	۶	المائدة	۳
فَعِدَّتُهُنَّ ثَلَاثَةُ أَشْهُرٍ	۲۸	الطلاق	۳	لِيَسْتَأْذِنَكُمْ الَّذِينَ مَلَكَتْ	۱۸	النور	۵۸	غیر خدا کی طرف نسبت کرنے سے جانور حرام نہیں ہوتے			
بیوہ عورتوں کی عدت			مخلوط تعلیم منع ہے			ما جعل الله من بحيرة					
وَالَّذِينَ يَتوفون منكم	۲	البقرة	۲۳۲	وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ	۱۸	النور	۳۱	مَا جَعَلَ اللَّهُ مِنْ بَحِيرَةٍ	۷	المائدة	۱۰۳
خلوت سے پہلے طلاق دینے پر عدت نہیں			امانت کا بیان			نصفہ کا بیان					
إِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنَاتِ	۲۲	الاحزاب	۴۹	وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ	۲۲	الاحزاب	۳۳	فَلْيَوِّدِ الَّذِي أَوْثَمَنَ أَمَانَتَهُ	۳	البقرة	۲۸۳
سوگ کا بیان			نصفہ کا بیان			نصفہ کا بیان					
وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيهَا	۲	البقرة	۲۳۵	وَأِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا	۲۲	الاحزاب	۵۳	وَلَا تَجْعَلُوا اللَّهُ عُرْضَةً	۲	البقرة	۲۲۴
زینت کا بیان			زینت کا بیان			زینت کا بیان					
وَالَّذِينَ يَتوفون منكم	۲	البقرة	۲۳۳	قُلْ لَا زَوْجَ لَكَ وَبِتَيْتِكَ	۲۲	الاحزاب	۵۹	لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللَّهُ	۲	البقرة	۲۲۵
زینت کا بیان			زینت کا بیان			زینت کا بیان					
زَيْنٌ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ	۳	ال عمران	۱۴	فَلْيَأْتِلْ أَوْلُوا الْفَضْلِ	۱۸	النور	۲۲	وَأَوْفُوا بِعَهْدِ اللَّهِ	۱۲	النحل	۹۱
خُدُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ	۸	الاعراف	۳۱	وَلَا تَتَّخِذُوا أَيْمَانَكُمْ	۱۲	النحل	۱۰۶	وَلَا تَتَّخِذُوا أَيْمَانَهُمْ جُنَّةً	۲۸	المجادلة	۱۶
پردہ کا بیان			حجر (تصرفات سے روکنے) کا بیان			جھوٹی قسم کی مذمت					
يَغْضُوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ	۱۸	النور	۳۰	مَنْ كَفَرَ بِاللَّهِ مِنْ بَعْدِ	۱۸	النور	۳۳	يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ	۳	ال عمران	۷۷
قُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ	۱۸	النور	۳۱	وَلَا تُكْرَهُوا فَتَيَاتِكُمْ	۱۸	النور	۵۹	يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ	۳	ال عمران	۷۷
يُذْنِبْنَ عَلَيْهِنَّ	۲۲	الاحزاب	۵۹	لَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمُ	۲	النساء	۵	يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ	۳	ال عمران	۷۷

آیت	پارہ	سورہ	آیہ	آیت	پارہ	سورہ	آیہ	آیت	پارہ	سورہ	آیہ
نیکی نہ کرنے پر قسم کھانے کی ممانعت			لین دین کے معاملات میں لکھنے کی ترغیب			وَأْمُرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهُوا			الحج ۱۷ ۳۱		
وَلَا تَجْعَلُوا اللَّهَ عُرْضَةً			وَأَمَّا إِذَا مَا اتَّخَذْتُمُ			وَأَمَّا إِذَا مَا اتَّخَذْتُمُ			النساء ۵ ۱۰۰		
وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ			وَأَمَّا إِذَا مَا اتَّخَذْتُمُ			وَأَمَّا إِذَا مَا اتَّخَذْتُمُ			التوبة ۱۱ ۱۲۲		
قسم پوری کرنے کا حکم			قضا کا بیان			وَأَمَّا إِذَا مَا اتَّخَذْتُمُ			النساء ۵ ۱۰۰		
وَأَوْفُوا بِعَهْدِ اللَّهِ			وَأَمَّا إِذَا مَا اتَّخَذْتُمُ			وَأَمَّا إِذَا مَا اتَّخَذْتُمُ			التوبة ۱۱ ۱۲۲		
قسم کا کفارہ			گواہی کا بیان			وَأَمَّا إِذَا مَا اتَّخَذْتُمُ			التوبة ۱۱ ۱۲۲		
فَكَفَّارَتُهُ إِطْعَامُ عَشْرَةِ			وَأَمَّا إِذَا مَا اتَّخَذْتُمُ			وَأَمَّا إِذَا مَا اتَّخَذْتُمُ			التوبة ۱۱ ۱۲۲		
قَدْ فَرَضَ اللَّهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ			وَأَمَّا إِذَا مَا اتَّخَذْتُمُ			وَأَمَّا إِذَا مَا اتَّخَذْتُمُ			التوبة ۱۱ ۱۲۲		
میت کا بیان			وکالت کا بیان			وَأَمَّا إِذَا مَا اتَّخَذْتُمُ			التوبة ۱۱ ۱۲۲		
وَمَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ نَفَقَةٍ			وَأَمَّا إِذَا مَا اتَّخَذْتُمُ			وَأَمَّا إِذَا مَا اتَّخَذْتُمُ			التوبة ۱۱ ۱۲۲		
صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ			وَأَمَّا إِذَا مَا اتَّخَذْتُمُ			وَأَمَّا إِذَا مَا اتَّخَذْتُمُ			التوبة ۱۱ ۱۲۲		
روزی کمانے کا بیان			کفالت کا بیان			وَأَمَّا إِذَا مَا اتَّخَذْتُمُ			التوبة ۱۱ ۱۲۲		
وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ			وَأَمَّا إِذَا مَا اتَّخَذْتُمُ			وَأَمَّا إِذَا مَا اتَّخَذْتُمُ			التوبة ۱۱ ۱۲۲		
وَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ			وَأَمَّا إِذَا مَا اتَّخَذْتُمُ			وَأَمَّا إِذَا مَا اتَّخَذْتُمُ			التوبة ۱۱ ۱۲۲		
لَا تُلْهِهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ			وَأَمَّا إِذَا مَا اتَّخَذْتُمُ			وَأَمَّا إِذَا مَا اتَّخَذْتُمُ			التوبة ۱۱ ۱۲۲		
یا کیزہ کمائی سے زکوٰۃ ادا کرو			خودکشی کی ممانعت			وَأَمَّا إِذَا مَا اتَّخَذْتُمُ			التوبة ۱۱ ۱۲۲		
وَلَا تَيْمَمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ			وَأَمَّا إِذَا مَا اتَّخَذْتُمُ			وَأَمَّا إِذَا مَا اتَّخَذْتُمُ			التوبة ۱۱ ۱۲۲		
تجارت کیلئے زمینی و سمندری سفر کرنا جائز ہے			دم کرنے کا بیان			وَأَمَّا إِذَا مَا اتَّخَذْتُمُ			التوبة ۱۱ ۱۲۲		
مَسَحَ الْبَحْرَ لَنَا كُلًّا مِنْهُ			وَأَمَّا إِذَا مَا اتَّخَذْتُمُ			وَأَمَّا إِذَا مَا اتَّخَذْتُمُ			التوبة ۱۱ ۱۲۲		
يُزْجِي لَكُمْ الْفَلَكَ			وَأَمَّا إِذَا مَا اتَّخَذْتُمُ			وَأَمَّا إِذَا مَا اتَّخَذْتُمُ			التوبة ۱۱ ۱۲۲		
وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ			وَأَمَّا إِذَا مَا اتَّخَذْتُمُ			وَأَمَّا إِذَا مَا اتَّخَذْتُمُ			التوبة ۱۱ ۱۲۲		
تجارت اللہ عزوجل کا فضل ہے			نیکی کی دعوت			وَأَمَّا إِذَا مَا اتَّخَذْتُمُ			التوبة ۱۱ ۱۲۲		
لِتَبْتَغُوا فَضْلًا مِنْ رَبِّكُمْ			وَأَمَّا إِذَا مَا اتَّخَذْتُمُ			وَأَمَّا إِذَا مَا اتَّخَذْتُمُ			التوبة ۱۱ ۱۲۲		
وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ			وَأَمَّا إِذَا مَا اتَّخَذْتُمُ			وَأَمَّا إِذَا مَا اتَّخَذْتُمُ			التوبة ۱۱ ۱۲۲		
مرد و عورت دونوں تجارت کر سکتے ہیں			چوری کی سزا			وَأَمَّا إِذَا مَا اتَّخَذْتُمُ			التوبة ۱۱ ۱۲۲		
لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ			وَأَمَّا إِذَا مَا اتَّخَذْتُمُ			وَأَمَّا إِذَا مَا اتَّخَذْتُمُ			التوبة ۱۱ ۱۲۲		
وَالنِّسَاءِ			وَأَمَّا إِذَا مَا اتَّخَذْتُمُ			وَأَمَّا إِذَا مَا اتَّخَذْتُمُ			التوبة ۱۱ ۱۲۲		



اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

## ”کنز الایمان“ اور ”دعوتِ اسلامی“

قرآن مجید و فرقان حمید کے تراجم کا سلسلہ فارسی زبان سے شروع ہوا جو تادم تحریر اردو، انگلش، فرانسیسی، بنگلہ، سندھی، گجراتی، پشتو، پنجابی سمیت 100 سے زائد زبانوں تک پھیل چکا ہے۔ کئی زبانیں تو ایسی ہیں کہ ان میں ایک سے زائد تراجم موجود ہیں، صرف اردو زبان میں اب تک متعدد تراجم منظر عام پر آچکے ہیں، اور ان تراجم میں جو فضل و کمال چودھویں صدی ہجری کے مجددین و ملت، اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، پروانہ شمع رسالت مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن کے ترجمہ قرآن ”کنز الایمان“ کو حاصل ہے وہ کسی اور کو حاصل نہیں۔ ترجمہ کرنا اتنا آسان نہیں جتنا سمجھا جاتا ہے کیونکہ ترجمہ اصل کتاب کا گویا وجودِ ثانی ہوتا ہے، پھر ”کتاب اللہ“ کا ترجمہ کرنا تو اور بھی مشکل ہے۔ ”ترجمہ قرآن“ کو معتبر قرار دینے کے لئے عموماً ان امور کو پیش نظر رکھا جاتا ہے: (۱) مترجم کی وجاہتِ علمی (۲) اندازِ بیان کی شستگی (۳) حق ترجمانی کی ادائیگی (۴) شریعت کی پاسداری، الحمد للہ عزوجل کنز الایمان میں یہ سب خوبیاں بدرجہ اتم موجود ہیں۔ صاحب کنز الایمان اعلیٰ حضرت مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن عقائد، کلام، تفسیر، حدیث، اصول حدیث، فقہ، اصول فقہ، تصوف، سلوک، ادب، لغت، تاریخ، مناظرہ، تفسیر، توفیقیت، ہیئت جیسے کم و بیش 55 علوم پر عبور رکھنے والے ماہر عالم و مفتی اور فقیہ تھے کہ درجنوں علوم و فنون پر آپ کی سینکڑوں تصانیف موجود ہیں، آپ کی تصانیف مبارکہ میں آپ کی علمی وجاہت، فقیہی مہارت اور تحقیقی بصیرت کے جلوے دکھائی دیتے ہیں، بالخصوص 30 ضخیم جلدوں، تقریباً بائیس ہزار (22000) صفحات، چھ ہزار آٹھ سو سینتالیس (6847) سوالات کے جوابات اور دو سو چھ (206) رسائل پر مشتمل آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فتاویٰ کا مجموعہ ”فتاویٰ رضویہ“ تو بحرِ فقہ میں غوطہ لگانے والوں کے لئے آسپین کا کام دیتا ہے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کنز الایمان میں قرآن پاک کے مطالب و معانی کو اردو زبان میں منتقل کرنے کے لئے ان الفاظ و محاورات کا خصوصیت کے ساتھ استعمال کیا جو آپ کے دور میں رائج تھے۔ ترجمے کا مقصد مرادِ متکلم (یعنی کلام کرنے والے کی مراد) کو واضح کرنا ہے نہ کہ محض ایک زبان کے جملے کو دوسری زبان میں بدل دینا، کنز الایمان اس حسن معنوی سے بخوبی آراستہ ہے۔ اپنے تو ایک طرف رہے غیروں نے بھی نختِ مخالفت کے باوجود اعتراف کیا ہے کہ اول تا آخر کنز الایمان میں ایک بھی لفظ خلاف شریعت نہیں بلکہ اس بات کا خاص خیال رکھا گیا ہے کہ جب آیت میں اللہ رب العزت کا ذکر پاک آیا تو ترجمہ کرتے وقت اُس کی عظمت و کبریائی پیش نظر رہی، اور جب انبیاء کرام علیہم السلام کا تذکرہ ہوا تو مقام رسالت کے شایانِ شان الفاظ لکھے گئے۔

## ترجمہ کنز الایمان کب اور کیسے لکھا گیا؟

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کے مطبوعہ 52 صفحات پر مشتمل رسالے ”تذکرہ صدر الشریعہ“ صفحہ 17 پر شیخ طریقت امیر اہلسنت بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطاء قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ کچھ یوں لکھتے ہیں: صحیح اور اغلاط سے مبرا، احادیثِ نبویہ و اقوالِ ائمہ کے مطابق ایک ترجمہ قرآن کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزیز کے مرید و خلیفہ صدر الشریعہ بدرالطریقہ حضرت مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے غالباً 1330ھ میں ترجمہ قرآن پاک کے لئے اعلیٰ حضرت کی بارگاہِ عظمت میں درخواست پیش کی تو ارشاد فرمایا: ”یہ تو بہت ضروری ہے مگر چھپنے کی کیا صورت ہوگی؟ اس کی طباعت کا کون اہتمام کرے گا؟ باوضو کا پیوں کو لکھنا، باوضو کا پیوں اور حروفون کی تصحیح کرنا اور تصحیح بھی ایسی ہو کہ اعرابِ نقطے یا علامتوں کی بھی غلطی نہ رہ جائے پھر یہ سب چیزیں ہو جانے کے بعد سب سے بڑی مشکل تو یہ ہے کہ پرلین مین ہمہ وقت باوضو رہے، بغیر وضو نہ پتھر کو چھوئے اور نہ کالے، پتھر کاٹنے میں بھی احتیاط کی جائے اور چھپنے میں جو جوڑیاں نکلی ہیں ان کو بھی بہت احتیاط سے رکھا جائے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عرض کی: ”إن شاء اللہ عزوجل جو باتیں ضروری ہیں ان کو پوری کرنے کی کوشش کی جائے گی، بالفرض مان لیا جائے کہ ہم سے ایسا نہ ہو سکا تو جب ایک چیز موجود ہے تو ہو سکتا ہے آئندہ کوئی شخص اس کے طبع کرنے کا انتظام کرے اور مخلوق خدا کو فائدہ پہنچانے میں کوشش کرے اور اگر اس وقت یہ کام نہ ہو سکا تو آئندہ اس کے نہ ہونے کا ہم کو بڑا افسوس ہوگا۔“ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس معروض کے بعد ترجمے کا کام شروع کر دیا گیا۔ ترجمے کا طریقہ یہ تھا کہ اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزیز زبانی طور پر آیات کریمہ کا ترجمہ بولتے جاتے اور صدر الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس کو لکھتے رہتے لیکن یہ ترجمہ اس طرح پر نہیں تھا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پہلے کتبِ تفسیر و لغت کو ملاحظہ فرماتے بعد آیت کے معنی کو سوچتے پھر ترجمہ بیان کرتے بلکہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قرآن مجید کا فی البدیہہ برجستہ (بغیر سوچے) ترجمہ زبانی طور پر اس طرح بولتے جاتے جیسے کوئی پختہ یادداشت کا حافظ اپنی قوتِ حافظہ پر بغیر زور ڈالے قرآن شریفِ روانی سے پڑھتا جاتا ہے۔ پھر جب حضرت صدر الشریعہ اور دیگر علمائے حاضرین رحمہم اللہ تعالیٰ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ترجمے کا کتبِ تفسیر سے تقابل کرتے تو یہ دیکھ کر حیران رہ جاتے کہ اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزیز کا یہ برجستہ فی البدیہہ ترجمہ تفسیرِ معتبرہ کے بالکل مطابق ہے۔ الغرض اسی قلیل وقت میں یہ ترجمہ کا کام ہوتا رہا۔ بحمدِ اللہ تعالیٰ صدر الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مساعیٰ جمیلہ سے خاطر خواہ کامیابی ہوئی اور ایک سال سے بھی کم مدت میں ”ترجمہ کنز الایمان“ مکمل ہو گیا، یوں مسلمانوں کی کثیر تعداد

مُجَدِّدِ عَظْم، امامِ اہلسنّت علیہ رحمۃ ربِّ العزّة کے لکھے ہوئے قرآنِ پاک کے صحیح ترجمے ”کنز الایمان“ سے مُستفید ہو کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (یعنی صدر الشریعہ) کی آج بھی ممنون ہے۔

## آج کی دنیا

آج ذرائعِ ابلاغ اتنے تیز رفتار ہو چکے ہیں کہ ساری دنیا گویا ایک گھرانے کی مثل ہو گئی ہے، اس کے کسی بھی گوشے میں کوئی واقعہ ہو، پوری دنیا کے لوگ اُسی وقت اُس سے آگاہ ہو جاتے ہیں جیسے کہ ایک گھر کے دو کمروں کا معاملہ ہو۔ صبح کے وقت پیدا ہونے والا فتنہ شام تک پل کر ایسا جوان ہو چکا ہوتا ہے کہ اُس سے مقابلہ دُشوار ہو جاتا ہے۔ ایسے ناگفتہ بہ حالات میں جبکہ اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اسلام دشمن عناصر مسلمانوں کو علم دین سکھانے کے نام پر ایمان کی دولت کو لوٹنے اور کردار کی عظمت کو داغدار کرنے کی مذموم کوششوں میں مصروف ہیں، نیز قرآنِ فہمی کے نام پر مسلمانوں کو قرآنی تعلیمات سے دور سے دُور کرتے چلے جا رہے ہیں لہذا باطل کو مٹانے کے لئے اور حق کا اُجالا پھیلانے کیلئے جدوجہد کرنے کی آج اشد ضرورت ہے۔ اس لئے جس سے جو بن پڑے احقاقِ حق کے لئے کوششیں کرے۔ اُردو بولنے والے مسلمانوں کو قرآنِ پاک سمجھ کر پڑھنے کے لئے ”کنز الایمان“ پڑھنے کی ترغیب دی جائے۔ آج کی دُنیا دلائل کی دُنیا ہے اس لئے کنز الایمان کے امتیازی اوصاف کا چرچا کیا جائے تاکہ لوگوں کے دل و دماغ میں اس کی اہمیت راسخ ہو جائے۔ اس کی اہمیت کو عام کرنے کے ساتھ ساتھ کنز الایمان کے نسخوں کو بھی عام کیا جائے، جن زبانوں میں کنز الایمان کا ترجمہ ہو چکا ہے اُن کی بھی تشہیر ہونی چاہئے۔

## کنز الایمان کو عام کرنے کے ذرائع

اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت، ولی نعمت، عظیم البرکت، عظیم المرتبت، پروانہ شمع رسالت، مُجَدِّدِ دین و مِلّت، حامی سُنّت، حاجی بدعت، عالم شریعت، پیر طریقت، امامِ عشق و محبت، باعثِ خیر و برکت، حضرتِ علامہ مولانا الحاج الحافظ القاری شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن کے ترجمہ قرآن کنز الایمان کو لوگوں تک پہنچانے اور اُن میں مقبول عام بنانے کے لئے یہ ذرائع استعمال کئے جاسکتے ہیں: (1) بیانات (2) تحریرات (3) انفرادی کوشش (4) مساجد و مزارات میں رکھ کر (5) ویب سائٹس (6) تحفے (7) جہیز (8) اسکولز و کالجز اور جامعات (یونیورسٹیز) میں عام کرنا (9) فتاویٰ (10) جیل خانہ جات میں عام کرنا (11) ٹی وی چینل (12) ماہنامے (13) جرائد (14) کتابوں کی دُکانیں۔



## 1 ﴿بیانات﴾:

مُبلِّغین یا واعظین جب بھی بیان کریں تو دورانِ بیان پڑھی جانے والی آیات کا ترجمہ ”کنز الایمان“ سے پیش کریں اور یہ وضاحت بھی کر دیں کہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن کنز الایمان میں اس آیت کا ترجمہ کچھ یوں کرتے ہیں یا کم از کم ترجمہ بولنے سے پہلے اتنا ضرور کہہ دے: ”ترجمہ کنز الایمان“۔ اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ سننے والوں کو اس کا تعارف ہو جائے گا۔ اگر دورانِ بیان مختصر الفاظ میں کنز الایمان ہدیہ لے کر پڑھنے کی ترغیب دلا دی جائے تو ان شاء اللہ عَزَّوَجَلَّ کچھ نہ کچھ اسلامی بھائی اسے حاصل کر ہی لیں گے اور یوں کنز الایمان کو عام کرنے میں مدد ملے گی۔ الحمد للہ عَزَّوَجَلَّ شیخ طریقت، امیر اہلسنت، بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی مدظلہ العالی کا برسہا برس سے معمول ہے کہ اپنے بیانات میں آیاتِ قرآنیہ کا ترجمہ عموماً کنز الایمان ہی سے پیش کرتے ہیں اور سرکارِ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر خیر کچھ اس انداز میں کرتے ہیں کہ سننے والے کے دل کی گہرائیوں میں اتر جائے اور ترجمے اور مؤثرِ رحم (یعنی ترجمہ کرنے والے) کی اہمیت و عظمت اس پر روشن ہو جائے، ان کے ترجمہ بیان کرنے کا انداز بارہا یہ سنا گیا ہے مثلاً اللہ تبارک و تعالیٰ پارہ ۲۵، سورہ الثوری، آیت نمبر ۳۰ میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُوا عَنْ كَثِيرٍ﴾ میرے آقا اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، ولی نعمت، عظیم البرکت، عظیم المرتبت، پروانہ شمع رسالت، مجدد دین و ملت، حامی سنت، حاجی بدعت، عالم شریعت، پیر طریقت، امام عشق و محبت، باعث خیر و برکت، حضرت علامہ مولانا الحاج الحافظ القاری شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن اپنے شہرہ آفاق ترجمہ ”قرآن“ ”کنز الایمان“ میں اس کا ترجمہ کچھ یوں کرتے ہیں: ”اور تمہیں جو مصیبت پہنچی وہ اس کے سبب سے ہے جو تمہارے ہاتھوں نے کمایا اور بہت کچھ تو معاف فرما دیتا ہے۔“ علاوہ ازیں آپ دامت برکاتہم العالیہ کے بیانات میں کنز الایمان ہدیہ حاصل کرنے کی ترغیب کچھ یوں سنی گئی ہے ”آپ ترجمہ قرآن لیں اور ضرور لیں مگر جب بھی لیں صرف و صرف کنز الایمان لیں کہ یہ ایک عاشقِ رسول اور ولی کامل کا ترجمہ ہے۔“ الحمد للہ عَزَّوَجَلَّ دعوتِ اسلامی کے مبلغین بھی آپ دامت برکاتہم العالیہ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اسی طرح کنز الایمان کا ڈنکا بجانے میں سرگرم عمل ہیں۔

## 2 ﴿تحریرات﴾:

کتاب، رسالہ، مقالہ، کسی کتاب کا ترجمہ یا کوئی سا مضمون لکھتے وقت تحریر کی جانے والی آیات کا ترجمہ کنز الایمان سے لکھنے کا التزام کر لیا جائے تو اس قلمی کاوش کو پڑھنے والا ہر شخص کنز الایمان سے متعارف ہو جائے گا لیکن یہ بات پیش نظر

رہے کہ ترجمے کی ابتداء میں یا اس آیت کا حوالہ دیتے وقت ترجمہ کنز الایمان لکھ دیا جائے تاکہ پڑھنے والا آسانی سے سمجھ جائے کہ اس آیت کا ترجمہ کنز الایمان سے لیا گیا ہے۔ امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ کی کنز الایمان سے محبت صد کروڑ مرحبا! تحریر میں بھی آپ کا معمول ہے کہ آیات قرآنیہ کا ترجمہ التزمًا کنز الایمان ہی سے پیش کرتے ہیں اور اسے واضح بھی کر دیتے ہیں۔ اسی طرح سنی علماء پر مشتمل دعوتِ اسلامی کے علمی، تحقیقی اور شاعری مدنی کاموں پر مامور مجلس ”المدينة العلمية“ کی تمام کتب میں بھی آیات کا ترجمہ کنز الایمان سے مع تصریح نام پیش کیا جاتا ہے۔<sup>(1)</sup>

### 3 ﴿انفرادی کوشش﴾:

اپنے ساتھ تعلق رکھنے والے اسلامی بھائیوں کو قرآن پاک کا ترجمہ ”کنز الایمان“ پڑھنے کی ترغیب دی جائے اس طرح ”کنز الایمان“ کا تعارف انتہائی مؤثر انداز میں ہوگا۔

### 4 ﴿مساجد و مزارات میں رکھنا﴾:

مکہ صورت میں مساجد و مزارات کے اندر کنز الایمان ہونا چاہئے اس طرح نمازی اور زائر اسلامی بھائی بھی کنز الایمان پڑھنے کی سعادت پاتے رہیں گے۔ الحمد للہ عَزَّوَجَلَّ دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول میں ہر ذیلی حلقے<sup>(2)</sup> میں ”المدينة لائبریری“ کے قیام کا ہدف ہے، اس لائبریری کی جُوڑہ کُتب و رسائل میں کنز الایمان سر فہرست ہے، کئی علاقوں میں ان کا قیام بھی عمل میں آچکا ہے۔

### 5 ﴿ویب سائٹس﴾:

جدید ٹیکنالوجی کے اس دور میں انٹرنیٹ نے دنیا کو رابطے کی لٹری میں پرو دیا ہے۔ اس کے ذریعے ہم اپنا پیغام انتہائی کم وقت میں دنیا کے کونے کونے تک پہنچا سکتے ہیں۔ کنز الایمان کی تشہیر کے لئے انٹرنیٹ کا استعمال بھی بہت مفید ہے، الحمد للہ عَزَّوَجَلَّ سرکارِ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیض سے اس معاملے میں بھی دعوتِ اسلامی نے اچھی پیش رفت کی ہے، دنیا بھر میں ”فیض رضا“ اور ”فیضانِ کنز الایمان“ کی دھو میں مچانے کے مقدس جذبے کے پیش نظر دعوتِ اسلامی نے اپنی ویب

1..... الحمد للہ عَزَّوَجَلَّ اس مجلس کے تحت 8 شعبہ جات ہیں جن کی طرف سے تادم تحریر 192 سے زائد کتب طباعت کے مراحل سے گزر کر منظر عام پر آچکی

ہیں جن میں ”جد المتنازل رد المحتار“ اور ”بہار شریعت“ (تخریج شدہ) سر فہرست ہیں اور 19 کتب عنقریب منظر عام پر آجائیں گی۔ ان شاء اللہ عَزَّوَجَلَّ

2..... ذیلی حلقہ دعوتِ اسلامی کی اصطلاح ہے، عموماً ہر مسجد ایک حلقہ ہوتا ہے جسے ذیلی حلقہ کہتے ہیں، جہاں مسجد نہ ہو وہاں کوئی مکان یا دکان کرائے پر لے کر یا مالک کی اجازت سے مدنی کام کی ترکیب بنائی جاتی ہے، صرف پاکستان میں 50 ہزار ذیلی حلقے بنانے کی کوشش ہے، ہر ذیلی حلقے میں روزانہ نماز فجر کے بعد مدنی حلقہ قائم کر کے اجتماعی طور پر تین آیات کی تلاوت مع ترجمہ کنز الایمان و تفسیر خزائن العرفان کا ہدف ہے۔

سائٹ [www.dawateislami.net](http://www.dawateislami.net) پر کنز الایمان شریف اور خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل علامہ سید نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی کا تفسیری حاشیہ ”خزائن العرفان“ یونی کوڈ (1) میں پیش کیا ہے، اس کے علاوہ دعوتِ اسلامی کی ”مجلس آئی ٹی“ نے کنز الایمان مع خزائن العرفان کی ایک سافٹ ویئر CD بھی مکتبہ المدینہ سے جاری کی ہے۔

### 6 ﴿تحفہ﴾:

جب بھی کسی اسلامی بھائی کو تحفہ دینے کی ترکیب ہو تو اُس میں دیگر تحائف کے علاوہ کنز الایمان بھی تحفہ میں پیش کیا جائے اس طرح آپ کے نامہ اعمال میں نیکیوں کا خزانہ مُندرج ہونے کے ساتھ ساتھ کنز الایمان کا تعارف بھی ہو جائے گا۔

### 7 ﴿جہیز﴾:

ہمارے ہاں عموماً جہیز میں قرآن پاک بھی دیا جاتا ہے، اگر ترجمے والا قرآن کریم کنز الایمان دیا جائے تو اس کی برکتیں سسرال والوں کو بھی ملیں گی۔ الحمد للہ عَزَّوَجَلَّ اسلامی بہنوں میں مدنی کام کے سلسلے میں دعوتِ اسلامی کے دنیا بھر میں مدنی حلقے، ہفتہ وارا اجتماعات اور مُتعدّد جامعۃ المدینہ للبنات اور مدرسۃ المدینہ للبنات قائم ہیں۔ اس کام کے لئے ”اسلامی بہنوں کی مجلس مشاورت“ بھی قائم ہے۔ اگست 2009ء کی کارکردگی کے مطابق پاکستان میں تقریباً 2511 اجتماعات ہوتے ہیں اور شُرکاء کی تعداد تقریباً 162367 ہے جن میں وقتاً فوقتاً ترجمہ قرآن کنز الایمان کا مُطالعہ کرنے اور جہیز میں دینے کی ترغیب دلائی جاتی ہے۔

### 8 ﴿اسکولز و کالجز اور جامعات میں عام کرنا﴾:

بااثر شخصیات کو چاہئے کہ اسکولز و کالجز اور جامعات (یونیورسٹیز) کی لائبریریوں میں کنز الایمان رکھوانے کی ترکیب کریں۔ اسکولز و کالجز اور جامعات (یونیورسٹیز) میں تدریس کے فرائض سرانجام دینے والے اساتذہ و پروفیسر حضرات اگر دورانِ تدریس کنز الایمان کے محاسن بیان کر کے اسے پڑھنے کی ترغیب دلائیں تو جہاں طلبہ قرآن پاک کی صحیح ترجمانی پائیں گے وہیں یہ سلسلہ کنز الایمان کی تشہیر میں بھی بہت معاون ہوگا۔ اسکولز و کالجز میں دعوتِ اسلامی کا مدنی کام کرنے والی مجلس ”شعبہ تعلیم“ ہے جو کہ کالجز اور یونیورسٹیز کے طلبہ اور اساتذہ کو دعوتِ اسلامی کے مدنی کاموں سے متعارف کراتی ہے جس میں مدرسۃ المدینہ بالغان کا انعقاد بھی ہے جس کے ذریعے قرآن پاک صحیح قرأت کے ساتھ سکھایا جاتا ہے نیز موقع کی مناسبت سے کالج و یونیورسٹیز کے پرنسپل، پروفیسر، لیکچرار، دفتری عملہ اور طلبہ کو کنز الایمان کا تعارف

1..... کمپیوٹر کی اصطلاح میں یونی کوڈ ٹیکسٹ Unicode Text اس لکھائی کو کہتے ہیں جسے عموماً کسی بھی لکھائی والے سوٹ ویئر میں Copy/Past کیا جاسکے۔



بھی کروایا جاتا اور تحفہ بھی پیش کیا جاتا ہے اس کے علاوہ پاکستان بھر میں درسِ نظامی کے لئے 112 سے زائد قائم جامعات المدینہ میں دیگر درجات کے ہزاروں طلبہ و طالبات کو بالعموم اور درجہِ ثانویہ والوں کو بالخصوص ترجمہ کنز الایمان پڑھنے کی ترغیب دی جاتی ہے۔

### ﴿9﴾ فتاویٰ:

مسلمانوں کی کثیر تعداد دینی مسائل میں شرعی رہنمائی کے لیے دارالافتاء سے رجوع کرتی ہے، اگر ہمارے مفتیانِ کرام ان فتاویٰ میں قرآنی آیات کو پیش کرتے ہوئے انہیں ترجمہ کنز الایمان سے مزین کر دیں تو اس سے بھی کنز الایمان کے عام ہونے کو ترویج ملے گی۔ الحمد للہ عزوجل دعوتِ اسلامی کے تحت پاکستان کے کئی شہروں میں دارالافتاء بنام ”دارالافتاء اہلسنت“ قائم ہیں جن میں جاری ہونے والے فتاویٰ میں عموماً قرآنی آیات کے تحت ترجمہ کنز الایمان لکھا جاتا ہے، اس کے علاوہ تخصص فی الفقہ (مفتی کورس) کرنے والے علما کے نصابی مطالعے میں ترجمہ کنز الایمان مع تفسیر خزائن العرفان کو بھی شامل کیا گیا ہے۔

### ﴿10﴾ جیل خانوں میں عام کرنا:

معاشرے میں پائے جانے والے مختلف طبقات میں ایک طبقہ جیلوں میں بند قیدیوں کا بھی ہے اور یہ بات کسی سے مخفی نہیں کہ جیلوں میں ایسے لوگوں کی کثرت ہوتی ہے جو عموماً قرآن و سنت کی تعلیم سے بے بہرہ ہوتے ہیں، اسی وجہ سے نفس و شیطان کے بہکاوے میں آکر قتل و غارت، فائرنگ، دہشت گردی، توڑ پھوڑ، چوری، ڈکیتی، زنا کاری، منشیات فروشی، جو اور نہ جانے کیسے کیسے جرائم میں مبتلا ہو کر بالآخر جیلوں میں بند ہوتے ہیں، ان کی تعلیم و تربیت کی طرف توجہ دینے کی سخت ضرورت ہے، الحمد للہ عزوجل دعوتِ اسلامی کی ”مجلس برائے جیل خانہ جات“ کی کوشش ہے کہ ان قیدیوں میں اچھے اخلاقیات و نظریات فروغ پائیں۔ اس سلسلے میں بہت کم مدت میں اس مجلس نے تادم تحریر پاکستان بھر کی 53 جیلوں میں مدنی حلقے قائم کئے ہیں، یہ مجلس مختلف جیلوں میں بیروں اور مساجد کا قیام بھی عمل میں لارہی ہے۔ ان مساجد اور بیروں میں مدرسۃ المدینہ بالغان اور مختلف کورسز مثلاً قاعدہ کورس، شریعت کورس، مدرس کورس وغیرہ ہیں جن میں تجوید کے ساتھ قرآن پاک پڑھانے کے ساتھ ساتھ کنز الایمان کے حلقے لگائے جاتے ہیں جبکہ تادم تحریر 25 جیلوں کے اندر ”المدینہ لابیری“ کا قیام عمل میں لایا جا چکا ہے جن میں ترجمہ قرآن کنز الایمان بھی رکھا گیا ہے۔

## ❖ 11 ❖ ٹی وی چینل کے ذریعے:

الحمد لله عَزَّوَجَلَّ دعوتِ اسلامی کے مدنی چینل پر دیگر سلسلوں (پروگرامز) کے ساتھ ساتھ ”فیضانِ کنز الایمان“ کے نام سے ایک سلسلہ بھی پیش کیا جا رہا ہے۔

## ❖ 12, 13 ❖ ماہنامے و جرائد:

مختلف سنی جامعات و اداروں کی طرف سے ماہنامے و جرائد شائع کئے جاتے ہیں، مدیر حضرات کو چاہئے کہ حسب موقع کنز الایمان پر مضامین لکھوا کر شائع کیا کریں اس طرح قارئین کبھی تو کنز الایمان کی تاریخی حیثیت سے واقف ہوں گے تو کبھی خصوصیات سے، کبھی اس کے بہترین اسلوب کی معرفت ملے گی تو کبھی اس کے فکری اثرات سے قلب و دماغ معطر کریں گے۔

## ❖ 14 ❖ کتابوں کی دکانیں:

الحمد لله عَزَّوَجَلَّ اس وقت دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کے صرف پاکستان میں 300 سے زائد مکاتب و بستے ہیں جن کے ذریعے کنز الایمان کے لاکھوں نسخے فروخت ہو چکے ہیں جبکہ بیرون ملک میں مکتبۃ المدینہ کی تعداد اور کنز الایمان کی فروخت اس کے علاوہ ہے۔ دعوتِ اسلامی کے ملک اور بیرون ملک بے شمار ہفتہ وار اور لاتعداد تربیتی اجتماعات ہوتے ہیں جن میں کنز الایمان ہدیہ فروخت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، دعوتِ اسلامی کے مختلف اجتماعات میں کنز الایمان کے نسخے کافی تعداد میں ہدیہ فروخت ہوتے ہیں، آج کل کُتبِ میلوں کا بھی رواج ہے، ایسے مقامات پر مکتبۃ المدینہ کا بستہ لگا کر کنز الایمان اور علماء اہلسنت کی کتب ہدیہ فروخت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

## دعوتِ اسلامی کی مزید کاوشیں

الحمد لله عَزَّوَجَلَّ ”کنز الایمان“ کو عام کرنے کے سلسلے میں ”دعوتِ اسلامی“ نے مذکورہ بالا ذرائع کے علاوہ اور بھی کئی اقدامات کیے ہیں۔ اسی مقدس سلسلے کی ایک سنہری کڑی روزانہ کم از کم تین آیات کی تلاوت مع ترجمہ کنز الایمان و تفسیر خزائن العرفان پڑھنے والا ”مدنی انعام“ بھی ہے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ عاشقِ اعلیٰ حضرت قبلہ امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ نے لوگوں کو نیکیوں کا خوگر بنانے اور گناہوں سے ان کا پیچھا چھڑانے کے لیے ”مدنی انعامات“ کے نام سے سوالات جو اب ایک نظام الحیاة ترتیب دیا ہے جو کثیر مسلمانوں میں رائج ہے۔ ان میں سے بعض سوالات کا تعلق روزانہ کے معمولات سے، بعض کا ہفتے سے، بعض کا ماہانہ سے اور بعض کا سالانہ سے ہے۔ اسلامی بھائیوں کے لئے 72، اسلامی بہنوں

کے لئے 63، طلبہ علم دین کے لئے 92، دینی طالبات کے لئے 83 اور مدنی متوں اور مدنی مثنیوں کے لئے 40 جبکہ خصوصی اسلامی بھائیوں (یعنی گونگے بہروں) کے لئے 27 مدنی انعامات ہیں۔ ان میں مطالعہ کے لئے سرکارِ اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزیز کی تصنیفِ لطیف ”تمہید الایمان“، علمائے حریمِ طیبین کے فتاویٰ کا مجموعہ ”حسام الحرمین“، خلیفہ اعلیٰ حضرت صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ”بہار شریعت“ کے مخصوص ابواب اور امام غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی کی ”منہاج العابدین“ کے منتخب ابواب شامل ہیں۔ کسی مستند سنی عالم دین کی اسلامی کتاب کے بارہ (۱۲) منٹ مطالعے کے علاوہ کنز الایمان سے کم از کم تین آیات (مع ترجمہ و تفسیر) کی تلاوت کا تعلق روزانہ کے مدنی انعامات سے ہے۔

”مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے“ کے مدنی مقصد کے حصول کے لئے مدنی قافلے 3 دن، 12 دن، 30 دن اور 12 ماہ کے لئے ایک قریہ سے دوسرے قریہ، ایک شہر سے دوسرے شہر اور ایک ملک سے دوسرے ملک سفر کرتے رہتے ہیں ان کے جدول میں روزانہ نماز فجر کے بعد اجتماعی طور پر تین آیات کی تلاوت مع ترجمہ کنز الایمان و تفسیر خزائن العرفان ہوتی ہے۔

مجلس المدینة العلمیہ (دعوتِ اسلامی)

## کنز الایمان کے صد سالہ جشن کے موقع پر امیرِ اہلسنت

### کا ایک اہم مکتوب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ طسگِ مدینہ محمد الیاس عطار قادری رضوی عفی عنہ کی جانب سے دعوتِ اسلامی (ہند) کی 12 کاپیوں کے اراکین نیز تمام اسلامی بھائیوں اور اسلامی بہنوں کی خدمتوں میں مدینۃ المرشد بریلی شریف کی فضاؤں میں گھومتا ہوا، مزارِ اعلیٰ حضرت کو چومتا ہوا، جھومتا ہوا، خوشگوار روپہ بہارِ سلام،

السّلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہ الحمد للّٰہ ربّ العلمین علی کُلِّ حال

احمد رضا کا تازہ گلستاں ہے آج بھی

خورشیدِ علم ان کا درخششاں ہے آج بھی

جملہ اسلامی بھائیوں اور اسلامی بہنوں کو 25 مرتبہ ”یومِ رضا“ مبارک ہو۔

الحمد للّٰہ عزّوجلّ! مسال صد سالہ جشنِ کنز الایمان کی دھوم دھام ہے۔ یقیناً میرے آقا اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنت، ولیّ



نعمت، عظیم البرکت، عظیم المرتبت، پروانہ شمع رسالت، مجدد دین و ملت، حامی سنت، ماحی بدعت، عالم شریعت، پیر طریقت، امام عشق و محبت، باعث خیر و برکت، حضرت علامہ مولانا الحاج الحافظ القاری شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن کا ”ترجمہ قرآن کنز الایمان“ اردو کے تمام تراجم پر فائق ہے۔ یہ ترجمہ تحت اللفظ ہونے کے ساتھ ساتھ مختلف مستند تفاسیر کا مجموعہ بھی ہے، جہاں کنز الایمان کے ہر لفظ سے ربُّ الارباب عزَّوَجَلَّ کے احترام و آداب کے سونے پھوٹے ہیں، وہاں شاہ خیر الانام صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی تعظیم و اکرام کے چشمے بھی ابل رہے ہیں، معارف قرآنی اور الفت ربانی و شہنشاہِ زمانی سے اپنے قلوب کو نورانی بنانے کیلئے کنز الایمان شریف کا مطالعہ بے حد مفید ہے۔ تبلیغ قرآن و سنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کی طرف سے باعمل بنانے کیلئے اسلامی بھائیوں کو 72، اسلامی بہنوں کو 63 نیز طلبہ کو دیئے ہوئے 92 ”مدنی انعامات“ میں سے مدنی انعام نمبر 20 کے مطابق ہر دعوتِ اسلامی والے اور والی کو کنز الایمان شریف سے روزانہ کم از کم تین آیات کا ترجمہ اور خزان العرفان یا نور العرفان سے اس کی تفسیر پڑھنی ہوتی ہے۔ الحمد للہ عزوجل دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول میں کئی ایسے اسلامی بھائی اور اسلامی بہن ملیں گے جو کہ کنز الایمان شریف مع تفسیر کے مکمل مطالعے سے مشرف ہوں گے۔ جنہوں نے ابھی تک مکمل مطالعہ نہیں کیا ان سب کی خدمتوں میں مدنی التجاء ہے کہ صد سالہ جشن کنز الایمان کے مبارک موقع پر حصولِ ثواب کی نیت سے مطالعے کی تکمیل کا مصمم عزم فرمائیں۔ دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلسِ شوریٰ کے نگران سلمۃ الرحمن کو بھی میں نے درخواست کی ہے کہ نخبہ حضرات سے ترکیب بنا کر ہدیہٴ معینہ سے آدھی قیمت پر اس صد سالہ جشن کنز الایمان کے مبارک موقع پر گھر گھر کنز الایمان شریف کو داخل کرنے کی مہم چلائیں۔ الحمد للہ عزوجل وہ اس امر میں ساعی ہو چکے ہیں۔ ہمیں یہ مدنی کام ساری دنیا میں عام کرنا ہے، کہ ہمارا مدنی مقصد بھی ہے: ”مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے“ (ان شاء اللہ عزوجل)۔ الحمد للہ عزوجل تادم تحریر دعوتِ اسلامی کا مدنی پیغام دنیا کے کم و بیش 66 ممالک میں پہنچ چکا ہے۔ ہر ہر ملک میں ممکنہ حد تک کنز الایمان شریف مسلمانوں کے گھروں میں داخل کرنا ہے۔ اسی ضمن میں ہند کے اسلامی بھائیوں کی خدمتوں میں بھی مدنی التجاء ہے کہ آپ بھی اٹھئے، ہمت کیجئے اور صد سالہ جشن کنز الایمان کے اس مدنی موقع پر اچھی اچھی نیتوں کے ساتھ کنز الایمان شریف کو گھر گھر عام کرنے پر کمر بستہ ہو جائیے۔ کنز الایمان شریف معینہ ہدیہ سے آدھے دام میں فروخت کر کے مالی کمی خیر اسلامی بھائیوں سے اسی مد میں چندہ لیکر پوری کیجئے۔ میری خواہش ہے کہ عرسِ رضوی کے بارگاہِ کت موقع پر مدینۃ المرشد

بریلی شریف میں دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی جانب سے بہت بڑا بستہ لگایا جائے اور اُس پر کنز الایمان شریف آدھے ہدیے بلکہ صرف ”ڈبل 25“ (یعنی 50) روپے میں فراہم کیا جائے۔ رعایتی ہدیے پر فروخت کئے جانے والے کنز الایمان شریف کے ہر نسخے پر برائے کرم! اس جملے کی مہربنوا کر کم از کم تین جگہ لکوادیتجئے، (چٹ چھاپ کر بھی لگائی جاسکتی ہے): ”صد سالہ جشن کنز الایمان کے موقع پر دیا جانے والا کنز الایمان شریف کا نسخہ رعایت پر خرید کر زیادہ دام پر فروخت مت کیجئے۔“ یہ ذہن میں رہے کہ اگرچہ کنز الایمان شریف کا گھر میں تشریف فرما ہونا باعثِ برکت ہے مگر اس کو پڑھنا سعادت بالائے سعادت، ایمان کی طراوت، سنیت پر استقامت، اعمالِ حسنہ پر مداومت، سوالاتِ قبر میں استقامت اور نجاتِ آخرت اور دخولِ جنت کا ذریعہ ہے۔ لہذا پڑھنے کی بھی برابر ترغیب جاری رکھئے۔ الحمد للہ عزوجل دعوتِ اسلامی کاسنیوں کا اکلوتا اور مقبولِ عام مدنی چینل بھی بالخصوص ”ماہِ رضا“ میں فیضانِ رضا کے عنوان سے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاکیزہ حالات، آپ کے سیرت کے روح پرور واقعات اور ایمان افروز ارشادات کے مدنی پھول لئے بیک وقت روزانہ دنیا کے ہزاروں گھروں میں T.V اور انٹرنیٹ کے ذریعے داخل ہو کر لاکھوں مسلمانوں کے قلوب و اذہان کو مہکار رہا ہے اور یوں دنیا میں ہر طرف مسلکِ اعلیٰ حضرت کی دھومیں مچا رہا ہے۔

والسلام مع الکرام



طالبِ غم  
مدینہ  
و  
بقیع  
و  
مغفرت

۱۷ صفر المظفر ۱۴۳۰ھ

غیبتِ حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے

ہم تو غیبت کریں نہ سنیں

ایک چپ سو سکھ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

## تلاوت کے خوشبودار مدنی پھول

از: شیخ طریقت امیر اہلسنت بانی دعوت اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ

شیطان اس رسالے سے بھت روکے گا مگر آپ پڑھ لیجئے  
ان شاء اللہ عَزَّوَجَلَّ معلومات کا بیش بہا خزانہ ہاتھ آئیگا۔

### دُرود شریف کی فضیلت

دو جہاں کے سلطان، سرورِ ایشان، محبوبِ رَحْمَنِ عَزَّوَجَلَّ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا فرمانِ مغفرتِ نشان ہے، مجھ پر دُرودِ پاک پڑھنا پل صراطِ پر نور ہے جو روزِ جمعہ مجھ پر اُسی بار دُرودِ پاک پڑھے اُس کے اسی سال کے گناہِ مُعَاف ہو جائیں گے۔  
(الجامعُ الصَّغِيرُ لِلسُّوْطِيّ ص ۳۲۰ حدیث ۵۱۹۱ دار الکتب العلمیة بیروت)

یہی ہے آرزوِ تعلیمِ قرآن عام ہو جائے  
ہر اک پرچم سے اونچا پرچمِ اسلام ہو جائے  
صَلُّوْا عَلٰى الْحَبِيْبِ ! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلٰى مُحَمَّدٍ

### واہ کیا بات ہے عاشقِ قرآن کی

حضرت سیدنا نبی کریم ﷺ روزانہ ایک بار ختمِ قرآن پاک فرماتے تھے۔ آپ رحمة اللہ تعالیٰ علیہ ہمیشہ دن کو روزہ رکھتے اور ساری رات قیام (عبادت) فرماتے، جس مسجد سے گزرتے اس میں دو رکعت (تحیۃ المسجد) ضرور پڑھتے۔ تحدیثِ نعمت کے طور پر فرماتے ہیں: میں نے جامع مسجد کے ہر ستون کے پاس قرآن پاک کا ختم اور بارگاہِ الہی عَزَّوَجَلَّ میں گر یہ کیا ہے۔ نماز اور تلاوتِ قرآن کے ساتھ آپ رحمة اللہ تعالیٰ علیہ کو ٹھوس محبت تھی، آپ رحمة اللہ تعالیٰ علیہ پر ایسا کرم ہوا کہ رشک آتا ہے چنانچہ وفات کے بعد دورانِ تدفین اچانک ایک اینٹ سرک کر اندر چلی گئی، لوگ اینٹ اٹھانے کیلئے جب جھکے تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ آپ رحمة اللہ تعالیٰ علیہ قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے ہیں! آپ رحمة اللہ تعالیٰ علیہ کے گھر والوں سے جب معلوم کیا گیا تو شہزادی صاحبہ نے بتایا: والدِ محترم علیہ رَحْمَةُ اللهِ الْاَكْرَمِ روزانہ دُعا کیا کرتے تھے: ”يَا اللهُ! اگر تو کسی کو وفات کے بعد قبر میں نماز پڑھنے کی سعادت عطا فرمائے تو مجھے بھی مُشْرِف فرمانا۔“ منقول ہے: جب بھی لوگ آپ رحمة اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار پر انوار کے قریب سے گزرتے تو قبرِ انور سے تلاوتِ قرآن کی آواز آرہی ہوتی۔ (جلیۃ الاولیاء ج ۲ ص ۳۶۲، ۳۶۶ مُلتَقَطًا دار الکتب العلمیة) اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ كَسٰى اَنْ



رَحْمَتِ هُوَ اور ان کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ اَمِينِ بِجَاهِ النَّبِيِّ الْاَمِينِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

وَهَنَ مَيْلًا نَهَيْتُمْ هُوَ تَا بَدَنَ مَيْلًا نَهَيْتُمْ هُوَ تَا

خَدَا كَعِ اَوْلِيَا كَا تَوَكَّفَنَ مَيْلًا نَهَيْتُمْ هُوَ تَا

صَلُّوا عَلَيَّ الْحَبِيبِ! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٌ

## ایک حرف پر دس نیکیاں

قرآن مجید، قرآن مجید اللہ ربُّ الانام عَزَّوَجَلَّ کا مبارک کلام ہے، اس کا پڑھنا، پڑھانا اور سننا سنا سب ثواب کا کام ہے۔ قرآن پاک کا ایک حرف پڑھنے پر 10 نیکیوں کا ثواب ملتا ہے، چنانچہ خاتَمُ الْمُرْسَلِينَ، شَفِيعُ الْمُنْذَرِينَ، رَحْمَةُ لِّلْعَالَمِينَ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا فرمانِ دلنشین ہے: ”جو شخص کتاب اللہ کا ایک حرف پڑھے گا، اُس کو ایک نیکی ملے گی جو دس کے برابر ہوگی۔ میں یہ نہیں کہتا اللہ ایک حرف ہے، بلکہ اَلْفِ اَحَدٌ، لام ایک حرف اور ميم ایک حرف ہے۔“ (سُنَنِ التِّرْمِذِيِّ ج ۴ ص ۴۱۷ حدیث ۲۹۱۹)

تلاوت کی توفیق دیدے الہی

گناہوں کی ہو دور دل سے سیاہی

صَلُّوا عَلَيَّ الْحَبِيبِ! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٌ

## بہترین شخص

نَبِيِّ مَكْرَمٍ، نُورِ مُجَسَّمٍ، رَسُولِ اَكْرَمٍ، شَهَنشَاهِ بَنِي اَدَمَ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا فرمانِ معظَّم ہے: خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ يَعْنِي تَمَّ فِيهِ بَهْتَرِيْنَ شَخْصٍ وَهُوَ هُوَ جَسَّ نَعْلَمُ اَوْرِدُوْا سَوْرُوْا كُوْا سَكْهَ اَيَا۔ (صَحِيْحُ الْبُخَارِيِّ ج ۳ ص ۴۱۰ حدیث ۵۰۲۷) حضرت سیدنا ابو عبد الرحمن سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں قرآن پاک پڑھایا کرتے اور فرماتے: اِسِيْ حَدِيْثٍ مَبَارَكٍ نَعْلَمُ مَجْهِيْ يَهَا بَطْهَارِكْهَ اَيَا۔ (فَيْضُ الْقَدِيْرِ ج ۳ ص ۶۱۸ تَحْتِ الْحَدِيْثِ ۳۹۸۳)

اللہ مجھے حافظِ قرآن بنا دے

قرآن کے احکام پہ بھی مجھ کو چلا دے

صَلُّوا عَلَيَّ الْحَبِيبِ! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٌ

## قرآن شفاعت کر کے جنت میں لے جائے گا

حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم، رحمت عالم، نورِ مجسم، شاہِ بنی آدم،

رسولِ مُحتَشَمِ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فرمانِ معظَّم ہے: جس شخص نے قرآنِ پاک سیکھا اور سکھایا اور جو کچھ قرآنِ پاک میں ہے اس پر عمل کیا، قرآن شریف اس کی شفاعت کریگا اور جنت میں لے جائے گا۔

(تاریخ دمشق لابن عساکر ج ۲۱ ص ۳، الْمُعْجَمُ الْكَبِيرُ لِلطَّبْرَانِيِّ ج ۱۰ ص ۱۹۸ حدیث ۱۰۴۵۰)

الہی خوب دیدے شوقِ قرآن کی تلاوت کا  
شرف دے گندِ خضرا کے سائے میں شہادت کا  
صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْبِ! صَلَّی اللہ تعالیٰ علی محمد

### آیت یا سنت سکھانے کی فضیلت

حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جس شخص نے قرآن مجید کی ایک آیت یا دین کی کوئی سنت سکھائی قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایسا ثواب تیار فرمائے گا کہ اس سے بہتر ثواب کسی کے لیے بھی نہیں ہوگا۔

(جَمْعُ الْجَوَامِعِ لِلسُّوْطِيِّ ج ۷ ص ۲۸۱ حدیث ۲۲۳۵۳)

تلاوت کروں ہر گھڑی یا الہی  
بکوں نہ کبھی بھی میں واہی تباہی  
صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْبِ! صَلَّی اللہ تعالیٰ علی محمد

### ایک آیت سکھانے والے کیلئے قیامت تک ثواب!

ذوالثورین، جامع القرآن حضرت سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدارِ مدینہ منورہ، سلطانِ مکہ مکرمہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے قرآنِ مُبین کی ایک آیت سکھائی اس کے لیے سیکھنے والے سے دُگنا ثواب ہے۔ ایک اور حدیثِ پاک میں حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ خاتمُ المرسلین، شفیعُ المُدْنِیِّین، رَحْمَةٌ لِّلْعَالَمِیْنَ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں: جس نے قرآنِ عظیم کی ایک آیت سکھائی جب تک اس آیت کی تلاوت ہوتی رہے گی اس کے لیے ثواب جاری رہے گا۔

(جَمْعُ الْجَوَامِعِ ج ۷ ص ۲۸۲ حدیث ۲۲۳۵۵-۲۲۳۵۶)

تلاوت کا جذبہ عطا کر الہی  
مُعَاف فرما میری خطا ہر الہی  
صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْبِ! صَلَّی اللہ تعالیٰ علی محمد

## اللہ تعالیٰ قیامت تک اجر بڑھاتا رہیگا

ایک حدیث شریف میں ہے: جس شخص نے کتاب اللہ کی ایک آیت یا علم کا ایک باب سکھایا اللہ عزوجل تا قیامت

اس کا اجر بڑھاتا رہیگا۔ (تاریخ دمشق لابن عساکر ج ۵۹ ص ۲۹۰)

عطا ہوشوق مولیٰ مدرسے میں آنے جانے کا

خدایا ذوق دے قرآن پڑھنے کا پڑھانے کا

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

ماں کے پیٹ میں 15 پارے حفظ کر لئے

”ملفوظات اعلیٰ حضرت“ سے ایک مفید عرض اور ایمان افروز ارشاد ملاحظہ فرمائیے:

عرض: حضور! ”تقریب بسم اللہ“ کی کوئی عمر شرعاً مقرر ہے؟

ارشاد: شرعاً کچھ مقرر نہیں، ہاں مشائخ کرام (رَحْمَتُهُمُ اللّٰهُ السَّلَام) کے یہاں چار برس چار مہینے چار دن مقرر ہیں۔

حضرت خواجہ قطب الحق والدین مختیار کا کی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر جس دن چار برس چار مہینے چار دن کی ہوئی (تو)

”تقریب بسم اللہ“ مقرر ہوئی، لوگ بلائے گئے۔ حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تشریف فرما ہوئے۔

بسم اللہ پڑھانا چاہی مگر الہام ہوا کہ ٹھہرو! حمید الدین ناگوری آتا ہے وہ پڑھائے گا۔ ادھر ناگور میں قاضی حمید الدین

صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو الہام ہوا کہ جلد جا میرے ایک بندے کو ”بسم اللہ“ پڑھا۔ قاضی صاحب فوراً تشریف لائے اور آپ

سے فرمایا: صاحبزادے پڑھے! بسم اللہ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ آپ نے پڑھا: اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بسم اللہ

الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ اور شروع سے لے کر پندرہ پارے حفظ سنادیئے۔ حضرت قاضی صاحب اور خواجہ صاحب نے فرمایا:

”صاحبزادے آگے پڑھے! فرمایا: میں نے اپنی ماں کے شکم (پیٹ) میں اتنے ہی سُنئے تھے اور اسی قَدْر اُن (یعنی امی

جان) کو یاد تھے، وہ مجھے بھی یاد ہو گئے! (ملفوظات اعلیٰ حضرت ص ۴۸۱ مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی) (اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ حٰی

اُن پر رَحْمَتِ هُو اور ان کے صَدَقے ہمارى مَغْفِرَتِ هُو۔ اَمِیْن بِجَاهِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

خدا اپنی الفت میں صادق بنا دے

مجھے مصطفےٰ کا تو عاشق بنا دے

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

افسوس! اسلامی معلومات کی کمی کی وجہ سے آج مسلمانوں کی بہت بڑی تعداد قرآن پاک پڑھنے پڑھانے، سُننے سنانے



اور چھو نے اٹھانے وغیرہ کے شرعی احکام سے نابلد ہے۔ اشاعتِ علم کا ثواب پانے اور مسلمانوں کو گناہوں سے بچانے کی نیت سے قرآن پاک کے بارے میں رنگ برنگے مدنی پھولوں کا گلدستہ پیش کرتا ہوں۔

## ”قرآن تمام ہی کُتُب سے افضل ہے“ کے اکیس حُرُوف

### کی نسبت سے تلاوت کے 21 مدنی پھول

﴿۱﴾ امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ روزانہ صبح قرآن مجید کو پڑھتے تھے اور فرماتے: ”یہ میرے رب عزوجل کا عہد اور اس کی کتاب ہے۔“ (دُرُْمُخْتَار ج ۹ ص ۶۳۴ دار المعرفۃ بیروت) ﴿۲﴾ تلاوت کے آغاز میں اَعُوذُ پڑھنا مُسْتَحَب ہے اور ابتداء سورۃ براءت (سورۃ توبہ) سے اگر تلاوت شروع کی تو اَعُوذُ بِاللّٰهِ (اور) بِسْمِ اللّٰهِ (دونوں) کہہ لیجئے اور جو اس کے پہلے سے تلاوت شروع کی اور سورۃ توبہ (دورانِ تلاوت) آگئی تو تَنْسِیْمِہ (یعنی بِسْمِ اللّٰهِ شَرِیْف) پڑھنے کی حاجت نہیں۔ اور اس کی ابتدا میں نیا تَعَوُّذُ (تَعَوُّذ) جو آج کل کے حافظوں نے نکالا ہے، بے اَصْل ہے اور یہ جو مشہور ہے کہ سورۃ توبہ ابتداء بھی پڑھے جب بھی بِسْمِ اللّٰهِ نہ پڑھے یہ مَحْضُ غَلَطُ ہے (ایضاً ص ۵۵۱) ﴿۳﴾ باؤ وُ، قبلہ رُو، اچھے کپڑے پہن کر تلاوت کرنا مُسْتَحَب ہے (ایضاً ص ۵۵۰) ﴿۴﴾ قرآن مجید دیکھ کر پڑھنا، زبانی پڑھنے سے افضل ہے کہ یہ پڑھنا بھی ہے اور دیکھنا اور ہاتھ سے اس کا چھونا بھی اور یہ سب کام عبادت ہیں۔ (غُنْبِیَةُ الْمُتَمَلِّی ص ۴۹۵) ﴿۵﴾ قرآن مجید کو نہایت اچھی آواز سے پڑھنا چاہیے، اگر آواز اچھی نہ ہو تو اچھی آواز بنانے کی کوشش کرے، مگر لَحْن کے ساتھ پڑھنا کہ حُرُوف میں کمی بیشی ہو جائے جیسے گانے والے کیا کرتے ہیں یہ ناجائز ہے، بلکہ پڑھنے میں قواعدِ تجوید کی رعایت کیجئے (دُرُْمُخْتَار، رَدَّ الْمُحْتَار ج ۹، ص ۶۹۴) ﴿۶﴾ قرآن مجید بلند آواز سے پڑھنا افضل ہے جب کہ کسی نمازی یا مریض یا سوتے کو ایذا نہ پہنچے۔ (غُنْبِیَةُ الْمُتَمَلِّی ص ۴۹۷) ﴿۷﴾ جب قرآن پاک کی سورتیں یا آیتیں پڑھی جاتی ہیں اُس وقت بعض لوگ چپ تو رہتے ہیں مگر ادھر ادھر دیکھنے اور دیگر حرکات و اشارات وغیرہ سے باز نہیں آتے، ایسوں کی خدمت میں عرض ہے کہ چپ رہنے کے ساتھ ساتھ غور سے سننا بھی لازمی ہے جیسا کہ فتاویٰ رضویہ جلد 23 صفحہ 352 پر میرے آقا علی حضرت، امام اہلسنت، مولینا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں: قرآن مجید پڑھا جائے اسے کان لگا کر غور سے سننا اور خاموش رہنا فرض ہے۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی (اللّٰهُ تَعَالٰی نے ارشاد فرمایا: ) وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۹﴾ (پ ۹ الاعراف ۲۰۴) (ترجمہ کنز الایمان: اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور خاموش رہو کہ تم پر رحم ہو)

﴿۹﴾ جب بلند آواز سے قرآن پڑھا جائے تو تمام حاضرین پر سننا فرض ہے، جب کہ وہ مجمعِ سننے کے لئے حاضر ہو ورنہ ایک کا سننا کافی ہے، اگرچہ اور (لوگ) اپنے کام میں ہوں۔ (فتاویٰ رضویہ، مُخَرَّج ج ۲۳ ص ۵۳ مُلَخَّصاً) ﴿۱۰﴾ مجمع میں سب لوگ بلند آواز سے پڑھیں یہ حرام ہے، اکثر تیجوں میں سب بلند آواز سے پڑھتے ہیں یہ حرام ہے، اگر چند شخص پڑھنے والے ہوں تو حکم ہے کہ آہستہ پڑھیں۔ (بہار شریعت ج ۱ حصہ ۳ ص ۵۲) ﴿۱۱﴾ مسجد میں دوسرے لوگ ہوں، نماز یا اپنے ورد و وظائف پڑھ رہے ہوں اُس وقت فقط اتنی آواز سے تلاوت کیجئے کہ صرف آپ خود سن سکیں برابر والے کو آواز نہ پہنچے ﴿۱۲﴾ بازاروں میں اور جہاں لوگ کام میں مشغول ہوں بلند آواز سے پڑھنا ناجائز ہے، لوگ اگر نہ سنیں گے تو گناہ پڑھنے والے پر ہے اگر کام میں مشغول ہونے سے پہلے اس نے پڑھنا شروع کر دیا ہو اور اگر وہ جگہ کام کرنے کے لیے مقرر نہ ہو تو اگر پہلے پڑھنا اس نے شروع کیا اور لوگ نہیں سنتے تو لوگوں پر گناہ اور اگر کام شروع کرنے کے بعد اس نے پڑھنا شروع کیا، تو اس (یعنی پڑھنے والے) پر گناہ (غُنْبِيَةُ الْمُتَمَلِّي ص ۴۹) ﴿۱۳﴾ جہاں کوئی شخص علم دین پڑھا رہا ہے یا طالب علم علم دین کی تکرار کرتے یا مطالعہ دیکھتے ہوں، وہاں بھی بلند آواز سے پڑھنا منع ہے۔ (ایضاً) ﴿۱۴﴾ لیٹ کر قرآن پڑھنے میں حرج نہیں جبکہ پاؤں سمٹے ہوں اور منہ گھلا ہو، یوہیں چلنے اور کام کرنے کی حالت میں بھی تلاوت جائز ہے، جبکہ دل نہ بٹے، ورنہ مکروہ ہے۔ (ایضاً ص ۴۹۶) ﴿۱۵﴾ غسل خانے اور نجاست کی جگہوں میں قرآن مجید پڑھنا، ناجائز ہے (ایضاً) ﴿۱۶﴾ قرآن مجید سننا، تلاوت کرنے اور نقل پڑھنے سے افضل ہے (ایضاً ص ۴۹۷) ﴿۱۷﴾ جو شخص غلط پڑھتا ہو تو سننے والے پر واجب ہے کہ بتادے، بشرطیکہ بتانے کی وجہ سے کینہ و حسد پیدا نہ ہو۔ (ایضاً ص ۴۹۸) ﴿۱۸﴾ اسی طرح اگر کسی کا موصوف شریف (قرآن پاک) اپنے پاس عاریت (یعنی وقتی طور پر لیا ہوا) ہے، اگر اس میں کتابت کی غلطی دیکھے، (تو جس کا ہے اُسے) بتادینا واجب ہے۔ (بہار شریعت ج ۱ حصہ ۳ ص ۵۳) ﴿۱۹﴾ گرمیوں میں صبح کو قرآن مجید ختم کرنا بہتر ہے اور سردیوں میں اول شب کو کہ حدیث میں ہے: ”جس نے شروع دن میں قرآن ختم کیا، شام تک فرشتے اس کے لیے استغفار کرتے ہیں اور جس نے ابتدائے شب میں ختم کیا، صبح تک استغفار کرتے ہیں۔“ گرمیوں میں چونکہ دن بڑا ہوتا ہے تو صبح کے وقت ختم کرنے میں استغفار ملائکہ زیادہ ہوگی اور جاڑوں (یعنی سردیوں) کی راتیں بڑی ہوتی ہیں تو شروع رات میں ختم کرنے سے استغفار زیادہ ہوگی۔ (غُنْبِيَةُ الْمُتَمَلِّي ص ۴۹۶) ﴿۲۰﴾ جب قرآن پاک ختم ہو تو تین بار سورہ اخلاص پڑھنا بہتر ہے۔ اگرچہ تراویح میں ہو، البتہ اگر فرض نماز میں ختم کرے تو ایک بار سے زیادہ نہ پڑھے۔ (غُنْبِيَةُ الْمُتَمَلِّي ص ۴۹۶) ﴿۲۱﴾ ختم قرآن کا طریقہ یہ ہے کہ سورہ ناس پڑھنے کے بعد سورہ فاتحہ اور سورہ بقرہ سے وَأُولَئِكَ هُمْ

الْمُفْلِحُونَ ﴿۱۰﴾ تک پڑھئے اور اس کے بعد دعا مانگئے کہ یہ سنت ہے چنانچہ حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں: ”عقی کریم، رءوف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جب ”قُلْ اَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ ﴿۱﴾“ پڑھتے تو سورہ فاتحہ شروع فرماتے پھر سورہ بقرہ سے ”وَاُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿۱۰﴾“ تک پڑھتے پھر ختم قرآن کی دعا پڑھ کر کھڑے ہوتے۔ (الاتقان فی علوم القرآن، ج ۱، ص ۱۵۸)

اجابت کا سہرا عنایت کا جوڑا  
دلہن بن کے نکلی دُعائے محمد

صَلُّوا عَلَي الْحَبِيبِ! صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَي مُحَمَّدٍ

## مَدَنی مَنے نے راز فاش کر دیا!

حضرت سیدنا ابوعبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: حضرت سیدنا ابوالحسن محمد بن اسلم طوسی علیہ رحمۃ اللہ القوی اپنی نیکیاں چھپانے کا بے حد خیال فرماتے یہاں تک کہ ایک بار فرمانے لگے: اگر میرا بس چلے تو میں کراما کا تبین (اعمال لکھنے والے دونوں بزرگ فرشتوں) سے بھی چھپ کر عبادت کروں! راوی کہتے ہیں: میں بیس برس سے زیادہ عرصہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی صحبت میں رہا مگر جمعۃ المبارک کے علاوہ کبھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دور کعت نفل بھی پڑھتے نہیں دیکھ سکا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پانی کا کوزہ لیکر اپنے کمرہ خاص میں تشریف لے جاتے اور اندر سے دروازہ بند کر لیتے تھے۔ میں کبھی بھی نہ جان سکا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کمرے میں کیا کرتے ہیں، یہاں تک کہ ایک دن آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مَدَنی مُتَازِرُ زور سے رونے لگا۔ اس کی امی جان چُپ کروانے کی کوشش کر رہی تھیں، میں نے کہا: مَدَنی مُتَازِرُ اس قَدَر کیوں رورہا ہے؟ بی بی صاحبہ نے فرمایا: اس کے ابو (حضرت سیدنا ابوالحسن طوسی علیہ رحمۃ اللہ القوی) اس کمرے میں داخل ہو کر تلاوت قرآن کرتے ہیں اور روتے ہیں تو یہ بھی ان کی آوازیں کر رہے ہیں! شیخ ابوعبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: حضرت سیدنا ابوالحسن طوسی علیہ رحمۃ اللہ القوی (ریا کاریوں کی تباہ کاریوں سے بچنے کی خاطر) نیکیاں چھپانے کی اس قَدَر سعی فرماتے تھے کہ اپنے اُس کمرہ خاص سے عبادت کرنے کے بعد باہر نکلنے سے پہلے اپنا منہ دھو کر آنکھوں میں سرمہ لگا لیتے تاکہ چہرہ اور آنکھیں دیکھ کر کسی کو اندازہ نہ ہونے پائے کہ بیروئے تھے! (حلیۃ الاولیاء ج ۹ ص ۲۵۳) اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ حَسْبُ

اُن پر رَحْمَتِ هُو اور ان کے صَدَقے ہماری مَغْفِرَتِ هُو۔ اَمین بِجَاهِ النَّبِیِّ الْاَمِینِ صَلَّى اللّٰہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مرا ہر عمل بس ترے واسطے ہو  
کرِ اِخْلَاصِ ایسا عطا یا الہی



صَلُّوا عَلَيَّ الْحَبِيبِ! صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٌ

سُبْحَانَ اللَّهِ! ایک طرف نیکیاں چھپانے والے وہ مخلص صالح انسان اور آہ! دوسری طرف اپنی نیکیوں کا بڑھا چڑھا کر ڈھنڈورا پیٹنے والے ہم جیسے اخلاص سے عاری نادان! کہ اول تو نیکی ہو نہیں پاتی ہے کبھی ہو بھی گئی تو ریا کاری لاگو پڑ جاتی ہے۔ ہائے! ہائے!

نفسِ بدکار نے دل پر یہ قیامت توڑی

عمل نیک کیا بھی تو چھپانے نہ دیا

صَلُّوا عَلَيَّ الْحَبِيبِ! صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٌ

قرآن کریم کے حُرُوف کی دُرُوسْتِ مَخَارِج سے ادائیگی اور غلط پڑھنے سے بچنا فرضِ عین ہے

میرے آقا اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں: ”بلاشبہ اتنی تجوید جس سے تَصْحِیح (تصیح۔ جی۔ ح۔ ح) حُرُوف ہو (یعنی قواعد تجوید کے مطابق حُرُوف کو دُرُوسْتِ مَخَارِج سے ادا کر سکے)، اور غلط خوانی (یعنی غلط پڑھنے) سے بچے فرضِ عین ہے۔“ (فتاویٰ رضویہ منوذجہ ج ۶ ص ۳۲۳)

### قرآن پڑھنے والے مدنی مَنوں کی فضیلت

اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ زمین والوں پر عذاب کرنے کا ارادہ فرماتا ہے لیکن جب بچوں کو قرآن پاک پڑھتے سنتا ہے تو عذاب کو روک لیتا ہے۔ (سُنَنِ دَارِمِيِّ ج ۲ ص ۵۳۰ حدیث ۳۳۲۵ دار الکتب العربی بیروت)

ہو کرم اللہ! حافظِ مدنی مَنوں کے طفیل

جگمگاتے گنبدِ خضرا کی کرنوں کے طفیل

صَلُّوا عَلَيَّ الْحَبِيبِ! صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٌ

الْحَمْدُ لِلَّهِ عَزَّوَجَلَّ تبلیغ قرآن و سنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک، ”دعوتِ اسلامی“ کے تحت دنیا کے مختلف ممالک میں بے شمار مدارس بنام مَدْرَسَةُ الْمَدِينَةِ قائم ہیں۔ جن میں تادمِ تحریر صرف پاکستان میں پچاس ہزار مدنی مَنے اور مدنی مَنیاں حفظ و ناظرہ کی مفت تعلیم حاصل کر رہے ہیں، نیز لاتعداد مساجد و مقامات پر مَدْرَسَةُ الْمَدِينَةِ (بالغان) کا بھی اہتمام ہوتا ہے، جن میں دن کے اندر کام کاج میں مصروف رہنے والوں کو عموماً نمازِ عشا کے بعد تقریباً 40 منٹ کیلئے دُرُوسْتِ قُرْآنِ مجید پڑھنا سکھایا جاتا، مختلف دعائیں یاد کروائی جاتیں اور سنتیں بھی سکھائی جاتی ہیں۔ الْحَمْدُ لِلَّهِ عَزَّوَجَلَّ اسلامی بہنوں کیلئے بھی مدارِس المدینہ (بالغات) قائم ہیں۔

## ”خوب قرآن پاک پڑھو“ کے چودہ حُرُوف کی

### نسبت سے سجدہ تلاوت کے 14 مدنی پھول

﴿۱﴾ آیتِ سجدہ پڑھنے یا سننے سے سجدہ واجب ہو جاتا ہے۔ (الہدایہ، ج ۱ ص ۷۸ مداراحیاء التراث العربی بیروت)

﴿۲﴾ فارسی یا کسی اور زبان میں (بھی اگر) آیت کا ترجمہ پڑھا تو پڑھنے والے اور سننے والے پر سجدہ واجب ہو گیا، سننے والے نے یہ سمجھا ہو یا نہیں کہ آیتِ سجدہ کا ترجمہ ہے، البتہ یہ ضرور ہے کہ اسے نہ معلوم ہو تو بتا دیا گیا ہو کہ یہ آیتِ سجدہ کا ترجمہ تھا اور آیت پڑھی گئی ہو تو اس کی ضرورت نہیں کہ سننے والے کو آیتِ سجدہ ہونا بتایا گیا ہو۔ (فتاویٰ عالمگیری ج ۱ ص ۱۳۳ کوئٹہ) ﴿۳﴾ پڑھنے میں یہ شرط ہے کہ اتنی آواز میں ہو کہ اگر کوئی عذر نہ ہو تو خود سن سکے۔ (بہارِ شریعت ج ۱ ص ۲۸۸) ﴿۴﴾ سننے والے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ بالْقصد (یعنی ارادۃً) سنی ہو، بلا قصد (یعنی بلا ارادہ) سننے سے بھی سجدہ واجب ہو جاتا ہے۔ (الہدایہ ج ۱ ص ۷۸) ﴿۵﴾ اگر اتنی آواز سے آیت پڑھی کہ سن سکتا تھا مگر شور و غل یا بہرہ ہونے کی وجہ سے نہ سنی تو سجدہ واجب ہو گیا اور اگر محض ہونٹ ہلے آواز پیدا نہ ہوئی تو واجب نہ ہوا۔ (فتاویٰ عالمگیری ج ۱ ص ۱۳۲) ﴿۶﴾ سجدہ واجب ہونے کے لئے پوری آیت پڑھنا ضروری نہیں بلکہ وہ لفظ جس میں سجدے کا مادہ پایا جاتا ہے اور اس کے ساتھ قبل یا بعد کا کوئی لفظ ملا کر پڑھنا کافی ہے۔ (ردُّالمُحتار ج ۲ ص ۱۹۴) ﴿۷﴾ سجدہ تلاوت کا طریقہ: سجدے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ کھڑا ہو کر اللہ اکبر کہتا ہوا سجدے میں جائے اور کم سے کم تین بار سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى کہے، پھر اللہ اکبر کہتا ہوا کھڑا ہو جائے، پہلے پیچھے دونوں بار اللہ اکبر کہنا سنت ہے اور کھڑے ہو کر سجدے میں جانا اور سجدے کے بعد کھڑا ہونا یہ دونوں قیامِ مُسْتَحَب۔ (ردُّمُختار ج ۲ ص ۱۹۹) ﴿۸﴾ سجدہ تلاوت کے لئے اللہ اکبر کہتے وقت نہ ہاتھ اٹھانا ہے نہ اس میں تشہد (یعنی التَّحِيَّات) ہے نہ سلام۔ (تَنْوِيْرُ الْأَبْصَارِ ج ۲ ص ۷۰۰) ﴿۹﴾ اس کی نیت میں یہ شرط نہیں کہ قُلاں آیت کا سجدہ ہے بلکہ مُطْلَقاً سجدہ تلاوت کی نیت کافی ہے۔ (ردُّمُختار، ردُّالمُحتار ج ۲ ص ۱۹۹) ﴿۱۰﴾ آیتِ سجدہ بیرون نماز (یعنی نماز کے باہر) پڑھی تو فوراً سجدہ کر لینا واجب نہیں ہاں بہتر ہے کہ فوراً کر لے اور وضو ہو تو تاخیر مکروہ تزیہی۔ (ردُّمُختار ج ۲ ص ۷۰۳) ﴿۱۱﴾ اُس وقت اگر کسی وجہ سے سجدہ نہ کر سکے تو تلاوت کرنے والے اور سامع (یعنی سننے والے) کو یہ کہہ لینا مُسْتَحَب ہے: سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ ﴿۱﴾ (ترجمہ کنز الایمان: ہم نے سنا اور مانا، تیری معافی ہوا ہے رب ہمارے اور تیری ہی طرف پھرنا ہے۔ (پ ۱۳ البقرة: ۲۸۵) (ردُّالمُحتار ج ۲ ص ۷۰۳) ﴿۱۲﴾ ایک مجلس میں سجدے کی ایک آیت کو بار بار پڑھایا سنا تو ایک ہی سجدہ واجب ہو گا، اگرچہ چند شخصوں سے سنا ہو یونہی اگر آیت

پڑھی اور وہی آیت دوسرے سے سنی جب بھی ایک ہی سجدہ واجب ہوگا۔ (ذُرْمُخْتَار، رُدُّ الْمُخْتَار ج ۲ ص ۷۱۲) ﴿۱۳﴾ پوری سورت پڑھنا اور آیت سجدہ چھوڑ دینا مکروہ تحریمی ہے اور صرف آیت سجدہ کے پڑھنے میں کراہت نہیں، مگر بہتر یہ ہے کہ دو ایک آیت پہلے یا بعد کی ملا لے۔ (ذُرْمُخْتَار ج ۲، ص ۷۱۷)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ! صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ

### حاجت پوری ہونے کیلئے

﴿۱۴﴾ (احناف یعنی حنفیوں کے نزدیک قرآن پاک میں سجدے کی ۱۴ آیتیں ہیں) جس مقصد کے لیے ایک مجلس میں سجدہ کی سب (یعنی ۱۴) آیتیں پڑھ کر سجدے کرے اللہ عزوجل اس کا مقصد پورا فرمادے گا۔ خواہ ایک ایک آیت پڑھ کر اس کا سجدہ کرتا جائے یا سب کو پڑھ کر آخر میں ۱۴ سجدے کر لے۔ (بہارِ شریعت ج ۲ حصہ ۲ ص ۷۳۸)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ! صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ

### 14 آیات سجدہ

(۱) ﴿إِنَّ الَّذِينَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِهِ وَيَسَبِّحُونَهُ وَكَانُوا يَسْجُدُونَ﴾ (پ ۹ اغراف ۲۰۶)

(۲) ﴿وَلِلَّهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ طَوْعًا وَكَرْهًا وَظُلْمًا لَهُمُ بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ﴾ (پ ۱۳ رعد ۱۵)

(۳) ﴿وَلِلَّهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مِنْ دَابَّةٍ وَالْمَلَائِكَةِ وَهُمْ لَا يُسْتَكْبِرُونَ ۚ يَخَافُونَ رَبَّهُمْ مِنْ فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ﴾ (پ ۱۳ نحل ۴۹)

(۴) ﴿قُلْ أُمُّوَابَةَ أَوْلَاتُؤُمْنُوهُنَّ إِنَّ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهِ إِذَا يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ يَخِرُّونَ لِلْأَذْقَانِ

سُجَّدًا ۚ وَيَقُولُونَ سُبْحَانَ رَبِّنَا إِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُولًا ۚ وَيَخِرُّونَ لِلْأَذْقَانِ يَبْكُونَ وَيَزِيدُهُمْ خُشُوعًا ۚ﴾

(پ ۱۵ بنی اسرائیل ۱۰۷-۱۰۹)

(۵) ﴿أُولَٰئِكَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ مِنْ ذُرِّيَّةِ آدَمَ ۖ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ ۖ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِ إِبْرَاهِيمَ وَ

إِسْرَائِيلَ ۚ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا إِذِ اتَّخَذُوا عَلَيْهِمْ أَيُّتَ الرَّحْمَنِ خَرًا وَسَلَّجًا ۚ وَبِكَيْفَ ۙ﴾ (پ ۱۶ مریم ۵۸)

(۶) ﴿أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يَسْجُدُ لَهُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُومُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَ

الدَّوَابُّ وَكَثِيرٌ مِّنَ النَّاسِ ۚ وَكَثِيرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ ۚ وَمَنْ يُهِنِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ مُّكْرِمٍ ۚ إِنَّ اللَّهَ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ

﴿۱۸﴾ (پ ۱۷ حج ۱۸)



(۷) ﴿وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اسْجُدُوا لِلرَّحْمَنِ قَالُوا وَمَا الرَّحْمَنُ أَنَسْجُدُ لِمَا تَأْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُورًا ۝۱۰﴾ (پ ۱۹ فرقان ۶۰)

(۸) ﴿أَلَا يَسْجُدُ لِلَّهِ الَّذِي يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّلْوَاتِ وَالْأَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُونَ وَمَا تُعْلِنُونَ ۝۱۵﴾ (پ ۱۹ نمل ۲۵-۲۶)

(۹) ﴿إِنَّمَا يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا الَّذِينَ إِذَا ذُكِرُوا بِهَا خَرُّوا سُجَّدًا وَسَبَّحُوا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ۝۱۵﴾ (پ ۲۱ سجده ۱۵)

(۱۰) ﴿قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْتِكَ إِلَىٰ نَعَايِهِ ۖ وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ الْخُلَطَاءِ لِيَبْغِيَ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَقَلِيلٌ مَّا هُمْ ۖ وَظَنَّ دَاوُدُ أَنَّمَا فَتَنَّاهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهُ وَخَرَّ رَاكِعًا وَأَنَابَ ۝۳۳﴾ (پ ۲۳ ص ۲۴-۲۵)

(۱۱) ﴿وَمِنْ آيَاتِهِ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۖ لَا تَسْجُدُوا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَهُنَّ إِن كُنتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ ۝۳۸﴾ (پ ۲۴ سجده ۳۷-۳۸)

(۱۲) ﴿فَاسْجُدْ لِلَّهِ وَاعْبُدْ ۝۲۱﴾ (پ ۲۷ نجم ۶۲)

(۱۳) ﴿وَإِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنُ لَا يَسْجُدُونَ ۝۲۱﴾ (پ ۳۰ انشقاق ۲۰-۲۱)

(۱۴) ﴿كَلَّا ۖ لَا تَطَّعُهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ۝۱۹﴾ (پ ۳۰ غلق ۱۹)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ! صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ

”فرمانِ حمید“ کے نو حروف کی نسبت سے قرآن

پاک کو چھونے کے 9 مدنی پھول

﴿۱﴾ اگر وضو نہ ہو تو قرآنِ عظیم چھونے کے لئے وضو کرنا فرض ہے۔ (نور الابصار ص ۱۸) ﴿۲﴾ بے چھوئے زبانی دیکھ

کر (بے وضو) پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ﴿۳﴾ قرآنِ مجید چھونے کے لئے یا سجدہ تلاوت یا سجدہ شکر کے لئے

تیمم جائز نہیں جب کہ پانی پر قدرت ہو۔ (بہار شریعت ج ۱ حصہ ۲ ص ۳۵۲) ﴿۴﴾ جس پر غسل فرض ہو اس کو قرآنِ مجید

چھونا اگرچہ اس کا سادہ حاشیہ یا جلد یا چو لی چھوئے یا بے چھوئے دیکھ کر یا زبانی پڑھنا یا کسی آیت کا لکھنا یا آیت کا تعویذ لکھنا

یا ایسا تعویذ چھونا یا ایسی انگوٹھی چھونا یا پہننا جیسے مقطعات کی انگوٹھی حرام ہے۔ (بہار شریعت ج ۱ حصہ ۲ ص ۳۲۶) ﴿۵﴾ اگر قرآن

عظیم جزدان میں ہو تو جزدان پر ہاتھ لگانے میں حرج نہیں یونہی رومال وغیرہ کسی ایسے کپڑے سے پکڑنا جو نہ اپنا تابع ہو نہ قرآن

مجید کا تو جائز ہے، گرتے کی آستین، دوپٹے کے اُنچل سے یہاں تک کہ چادر کا ایک کونا اس کے مونڈھے (یعنی کندھے) پر ہے دوسرے کونے سے چھونا حرام ہے کہ یہ سب اس کے تابع ہیں جیسے چوٹی قرآن مجید کے تابع تھی۔ (ذمّٰن، ردّ المَحْرَج ج ۱ ص ۳۲۸)

﴿۶﴾ قرآن کا ترجمہ فارسی یا اردو یا کسی اور زبان میں ہو اس کے چھونے اور پڑھنے میں قرآن مجید ہی کا سا حکم ہے۔ (بہارِ شریعت حصہ ۲ ص ۳۲۷) ﴿۷﴾ کتاب یا اخبار میں آیت لکھی ہو تو اُس آیت پر نیز اُس آیت والے حصہ کاغذ کے عین پیچھے بے وضو اور بے غسلے کو ہاتھ لگانا جائز نہیں ﴿۸﴾ جس کاغذ پر صرف آیت لکھی ہو اور کچھ بھی نہ لکھا ہو اُس کو آگے پیچھے یا کونے وغیرہ کسی بھی جگہ پر بے وضو اور بے غسلے ہاتھ نہیں لگا سکتا۔

کلام پاک کے مولا مجھے آداب سکھلا دے  
مجھے کعبہ دکھا دے گنبدِ خضرا بھی دکھلا دے

### کتابیں چھاپنے والوں کی خدمتوں میں مدنی التجاء

﴿۹﴾ دینی کتابیں اور ماہنامے وغیرہ چھاپنے والوں کی خدمتوں میں درد بھری مدنی التجاء ہے کہ سرورِ ق (TITLE) کے چاروں صفحوں میں سے کسی بھی صفحے پر آیات مبارکہ یا ان کے ترجمے نہ چھاپا کریں کہ کتاب یا رسالہ لیتے اُٹھاتے ہوئے بے شمار مسلمان بے خیالی میں بے وضو چھونے میں مُبتلا ہو سکتے ہیں۔ اس ضمن میں میرے آقا اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مولینا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رَحْمَةُ الرَّحْمٰنِ فتاویٰ رضویہ جلد ۲۳ صَفْحَہ ۳۹۳ پر فرماتے ہیں: آیۃ کریمہ کو اخبار کی طَبْلِق (یعنی اخبار یا رسالے کے بندل، پلندے یا گڈی کے گرد لپٹے ہوئے کاغذ) یا کارڈ یا لفافوں پر چھپوانا بے ادبی کو مُسْتَلْزِم (یعنی لازم کرتا) اور حرام کی طرف مُسْتَجِر (یعنی لے جانے والا) ہے اُس پر چھٹی رسالوں (یعنی ڈاکیومنٹس) وغیرہم بے وضو بلکہ جُب (یعنی بے غسل) بلکہ کُفَّار کے ہاتھ لگیں گے جو ہمیشہ جُب (یعنی بے غسلے) رہتے ہیں اور یہ حرام ہے۔ قال تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا) لَا يَسْتَسْأَلُ إِلَّا الظَّهْرُونَ ﴿۱۰﴾ (ترجمہ کنز الایمان: اسے نہ چھوئیں مگر با وضو) مہرین لگانے کے لئے زمین پر رکھے جائیں گے پھاڑ کر ردی میں پھینکے جائیں گے ان بے خدمتوں پر آیت کا پیش کرنا اس (یعنی چھاپنے یا لکھنے والے) کا فعل ہوا۔

کردم از عقل سوا لے کہ بگہ ایمان چیست عقل در گوش ولم گفت کہ ایمان ادب است

(میں نے عقل سے یہ سوال کیا تو یہ بتا دے کہ ایمان کیا ہے، عقل نے میرے دل کے کانوں میں کہا کہ ایمان ادب کا نام ہے)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ ! صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ

اگر کسی کتاب کے سرورق (TITLE) پر آیت قرآنی چھپی ہوئی دیکھیں تو درخواست ہے اچھی اچھی نیتیں کر کے کتاب

چھاپنے والے کو مندرجہ بالا تحریر دکھائیے یا اس کی فوٹو کاپی بذریعہ ڈاک ارسال فرمائیے اور ساتھ میں یہ بھی لکھئے کہ آپ کی فلاں کتاب کے سرورق پر آیت کریمہ دیکھی تو تحریری طور پر حاضر ہو کر عرض گزار ہوں کہ برائے کرم! سرورق پر آیات مبارکہ اور ان کے ترجمے نہ چھاپئے تاکہ مسلمان بے خیالی میں بے وضو چھونے سے محفوظ رہیں۔ جزاک اللہ خیراً۔ اگر پبلیشر بزرگان دین رَحْمَهُمُ اللّٰهُ الْمَبِیْنُ کا عاشق ہو اتوان شاء اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ آپ کو دعاؤں سے نوازتے ہوئے آئندہ احتیاط کی نیت کا اظہار کریگا۔

محفوظ خدا رکھنا سدا بے ادبوں سے

اور مجھ سے بھی سرزد نہ کبھی بے ادبی ہو

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب ! صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

## ”قرآن“ کے چار حروف کی نسبت سے ترجمہ قرآن کے

### 4 مدنی پھول

﴿۱﴾ بغیر تفسیر صرف ترجمہ قرآن نہ پڑھا جائے میرے آقا علی حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مبارک فتوے کے ایک جُز (یعنی حصے) کا خلاصہ ہے: بغیر علم کثیر کے صرف ترجمہ قرآن پڑھ کر سمجھ لینا ممکن نہیں، بلکہ اس میں نفع کے مقابلے میں نقصان زیادہ ہے۔ ترجمہ پڑھنا ہے تو کسی عالم ماہر کامل سنی دیندار سے پڑھے۔ (فتاویٰ رضویہ، مَحْرَج ج ۲۳ ص ۳۸۲ مُلَخَّصًا)

﴿۲﴾ قرآن پاک کو سمجھنے کے لئے میرے آقا علی حضرت، ولی نعمت، امام اہلسنت، عظیم البرکت، عظیم المرتبت، پروانہ شمع رسالت، مُجِدِّ دین وملت، حامی سنت، ماحی بدعت، عالم شریعت، پسر طریقت، امام عشق و محبت، باعث خیر و برکت، حضرت علامہ مولانا الحاج الحافظ القاری شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن کا شہرہ آفاق ترجمہ قرآن ”کنز الایمان“ مع تفسیر ”خزائن العرفان“ (از حضرت علامہ مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی) حاصل کیجئے ﴿۳﴾ روزانہ قرآن پاک کی کم از کم 3 آیات (مع ترجمہ و تفسیر) کی تلاوت کے مدنی انعام پر عمل کیجئے، ان شاء اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی برکتیں آپ خود ہی دیکھ لیں گے ﴿۴﴾ دعوت اسلامی کے تنظیمی انداز کے مطابق ہر مسجد کو ایک ذیلی حلقہ قرار دیا گیا ہے۔ تمام ذیلی حلقوں میں روزانہ نماز فجر کے بعد اجتماعی طور پر تین آیات کی تلاوت مع ترجمہ کنز الایمان و تفسیر خزائن العرفان کے مدنی حلقے کا ہدف ہے۔ اگر میسر ہو تو اسلامی بھائی اس میں شرکت کی سعادت پائیں۔

”کنز الایمان“ اے خدا میں کاش! روزانہ پڑھوں

پڑھ کے تفسیر اس کی پھر اُس پر عمل کرتا رہوں

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب ! صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد



## ”رب“ کے دو حروف کی نسبت سے مقدّس اوراق کو دفن کرنے یا ٹھنڈے کرنے کے 2 مدنی پھول

﴿۱﴾ اگر مُصْحَف (یعنی قرآن) شریف پُرانا ہو گیا، اس قابل نہ رہا کہ اس میں تلاوت کی جائے اور یہ اندیشہ ہے کہ اس کے اوراق مُنتَشِر ہو کر ضائع ہوں گے تو کسی پاک کپڑے میں لپیٹ کر احتیاط کی جگہ دفن کیا جائے اور دفن کرنے میں اس کیلئے لُحْد بنائی جائے (یعنی گڑھا کھود کر چاہے قبلہ کی دیوار کو اتنا کھودیں کہ سارے مُقَدَّس اوراق سما جائیں) تاکہ اس پر مٹی نہ پڑے یا (گڑھے میں رکھ کر) اُس پر تختہ لگا کر چھت بنا کر مٹی ڈالیں کہ اس پر مٹی نہ پڑے، مُصْحَف شریف پُرانا ہو جائے تو اُس کو جلا یا نہ جائے۔ (بہارِ شریعت حصہ ۱۶ ص ۱۳۸ مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی) ﴿۲﴾ مُقَدَّس اوراق کم گہرے سَمندر، دریا یا نہر میں نہ ڈالے جائیں کہ عموماً بہ کر کنارے پر آجاتے اور سخت بے ادبیاں ہوتی ہیں۔ ٹھنڈا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ کسی تھیلی یا خالی بوری میں بھر کر اُس میں وَزنی پتھر ڈال دیا جائے نیز تھیلی یا بوری پر چند جگہ اس طرح چیرے لگائے جائیں کہ اُس میں فوراً پانی بھر جائے اور وہ تہ میں چلی جائے ورنہ پانی اُندر نہ جانے کی صورت میں بعض اوقات میلوں تک تیرتی ہوئی کنارے پہنچ جاتی ہے اور کبھی گنوار یا گُفّار خالی بوری حاصل کرنے کے لالچ میں مُقَدَّس اوراق گنارے ہی پر ڈھیر کر دیتے ہیں اور پھر اتنی سخت بے ادبیاں ہوتی ہیں کہ سُن کر عُشّاق کا کلیجہ کانپ اُٹھے! مُقَدَّس اوراق کی بوری گہرے پانی تک پہنچانے کیلئے مسلمان کشتی والے سے بھی تعاون حاصل کیا جاسکتا ہے مگر بوری میں چیرے ہر حال میں ڈالنے ہوں گے۔

میں ادب قرآن کا ہر حال میں کرتا رہوں

ہر گھڑی اے میرے مولیٰ تجھ سے میں ڈرتا رہوں

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّد

## ”کلامُ اللہ“ کے آٹھ حروف کی نسبت سے مُتَفَرِّق 8 مدنی پھول

﴿۱﴾ قرآن مجید کو مجرّدان و غِلاف میں رکھنا ادب ہے۔ صحابہ و تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے زمانے سے اس پر مسلمانوں کا عمل ہے۔ (بہارِ شریعت حصہ ۱۶ ص ۱۳۹) ﴿۲﴾ قرآن مجید کے آداب میں یہ بھی ہے کہ اس کی طرف پیٹھ نہ کی جائے، نہ پاؤں پھیلائے جائیں، نہ پاؤں کو اس سے اونچا کریں، نہ یہ کہ خود اونچی جگہ پر ہو اور قرآن مجید نیچے ہو۔ (ایضاً) ﴿۳﴾ لُغْت و نَحْو و صَرَف (تینوں علوم) کا ایک (ہی) مرتبہ ہے، ان میں ہر ایک (علم) کی کتاب کو دوسرے کی کتاب پر رکھ سکتے ہیں اور ان سے اوپر علم کلام کی کتابیں رکھی جائیں ان کے اوپر فُتْح اور احادیث و مَوَاعِظ و دَعَوَات

ماثورہ (یعنی قرآن واحادیث سے منقول دعائیں) فقہ سے اوپر اور تفسیر کو ان کے اوپر اور قرآن مجید کو سب کے اوپر رکھے۔ قرآن مجید جس صدوق میں ہو اس پر کپڑا وغیرہ نہ رکھا جائے۔ (فتاویٰ عالمگیری ج ۵ ص ۳۲۳-۳۲۴) ﴿۴﴾ کسی نے محض خیر و برکت کے لیے اپنے مکان میں قرآن مجید رکھ چھوڑا ہے اور تلاوت نہیں کرتا تو گناہ نہیں بلکہ اس کی یہ نیت باعثِ ثواب ہے۔ (فتاویٰ قاضی خان ج ۲ ص ۳۷۸) ﴿۵﴾ بے خیالی میں قرآن کریم اگر ہاتھ سے چھوٹ کر یا طاق وغیرہ پر سے زمین پر تشریف لے آیا (یعنی گڑبڑا) تو نہ گناہ ہے نہ کوئی کفارہ ﴿۶﴾ گستاخی کی نیت سے کسی نے معاذ اللہ عزوجل قرآن پاک زمین پر دے مارا یا بے نیت توہین اس پر پاؤں رکھ دیا تو کافر ہو گیا ﴿۷﴾ اگر قرآن مجید ہاتھ میں اٹھا کر یا اس پر ہاتھ رکھ کر حلف یا قسم کا لفظ بول کر کوئی بات کی تو یہ بہت ”سخت قسم“ ہوئی اور اگر حلف یا قسم کا لفظ نہ بولا تو صرف قرآن کریم ہاتھ میں اٹھا کر یا اس پر ہاتھ رکھ کر بات کرنا نہ قسم ہے نہ اس کا کوئی کفارہ۔ (فتاویٰ رضویہ مُخَرَّجہ ج ۱۳ ص ۵۷۳-۵۷۵ مُلَخَّصًا) ﴿۸﴾ اگر مسجد میں بہت سارے قرآن پاک جمع ہو گئے اور سب استعمال میں نہیں آ رہے، رکھے رکھے بوسیدہ ہو رہے ہیں تب بھی انہیں حدیث دے کر (یعنی بیچ کر) ان کی قیمت مسجد میں صرف نہیں کر سکتے۔ البتہ ایسی صورت میں وہ قرآن پاک دیگر مساجد و مدارس میں رکھنے کیلئے تقسیم کئے جاسکتے ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ مُخَرَّجہ ج ۱۶ ص ۱۶۳ مُلَخَّصًا)

ہر روز میں قرآن پڑھوں کاش خدایا

اللہ! تلاوت میں مرے دل کو لگا دے

صَلُّوا عَلَي الْحَبِيبِ! صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَي مُحَمَّد

”مدینہ“ کے پانچ حُرُوف کی نسبت سے ایصالِ ثواب کے

5 مدنی پھول

﴿۱﴾ سرکارِ نامدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ارشادِ مشکبار ہے: مردہ کا حال قبر میں ڈوبتے ہوئے انسان کی مانند ہے کہ وہ شدت سے انتظار کرتا ہے کہ باپ یا ماں یا بھائی یا کسی دوست کی دعا اس کو پہنچے اور جب کسی کی دعا سے پہنچتی ہے تو اس کے نزدیک وہ دنیا و مافیہا (یعنی دنیا اور اس میں جو کچھ ہے) سے بہتر ہوتی ہے۔ اللہ عزوجل قبر والوں کو ان کے زندہ مُتَعَلِّقِينَ کی طرف سے ہدیہ کیا ہوا ثواب پہاڑوں کی مانند عطا فرماتا ہے، زندوں کا ہدیہ (یعنی تحفہ) مُر دوں کیلئے ”دعائے مغفرت کرنا ہے“۔ (شُعَبُ الْإِيمَان ج ۶ ص ۲۰۳ حدیث ۷۹۰۵) ﴿۲﴾ طَبَسْرَانِي میں ہے: ”جب کوئی شخص میت کو ایصالِ ثواب کرتا ہے تو جبریل علیہ السلام اسے تُورانی طباق میں رکھ کر قبر کے کنارے کھڑے ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں: ”اے قبر

والے! یہ ہدیہ (تخت) تیرے گھر والوں نے بھیجا ہے قبول کر۔“ یہ سن کر وہ خوش ہوتا ہے اور اس کے پڑوسی اپنی محرومی پر غمگین ہوتے ہیں۔  
(المُعْجَمُ الْأَوْسَطُ لِلطَّبْرَانِيِّ ج ۵ ص ۳۷۷ حدیث ۶۵۰۴ دار الفکر بیروت)

قبر میں آہ! گھپ اندھیرا ہے  
فضل سے کر دے چاندنا یارب!

﴿۳﴾ تلاوت قرآن کے ساتھ ساتھ فرض، واجب، سنت، نفل، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، بیان، درس، مدنی قافلے میں سفر، مدنی انعامات، نیکی کی دعوت، دینی کتاب کا مطالعہ، مدنی کاموں کیلئے انفرادی کوشش وغیرہ ہر نیک کام کا ایصالِ ثواب کر سکتے ہیں۔

### ایصالِ ثواب کا طریقہ

﴿۴﴾ ”ایصالِ ثواب“ کوئی مشکل کام نہیں صرف اتنا کہدینا بدل میں نیت کر لینا بھی کافی ہے کہ **مَثَلًا يَا اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ!** میں نے جو قرآن پاک پڑھا (یا فلاں فلاں عمل کیا) اس کا ثواب میری والدہ مرحومہ کو پہنچا۔“ ان شاء اللہ عَزَّوَجَلَّ ثواب پہنچ جائے گا۔

### فاتحہ کا طریقہ

﴿۵﴾ آج کل مسلمانوں میں خصوصاً کھانے پر جو فاتحہ کا طریقہ رائج ہے وہ بھی بہت اچھا ہے، اس دوران تلاوت وغیرہ کا بھی ایصالِ ثواب کیا جاسکتا ہے۔ جن کھانوں کا ایصالِ ثواب کرنا ہے وہ سارے یا سب میں سے تھوڑا تھوڑا کھانا نیز ایک گلاس میں پانی بھر کر سب کچھ سامنے رکھ لیجئے۔ اب ”**أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ**“ پڑھ کر ایک بار

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ ۝ لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ ۝ وَلَا أَنْتُمْ عِبُدُونَ مَا أَعْبُدُ ۝ وَلَا أَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُمْ ۝

وَلَا أَنْتُمْ عِبُدُونَ مَا أَعْبُدُ ۝ لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ ۝

تین بار

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ ۝ اللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ ۝ لَمْ يُولَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ ۝

ایک بار

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ



قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ ۝ وَمِنْ شَرِّ النَّفَّاثَاتِ فِي الْعُقَدِ ۝ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ ۝

ایک بار

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝ مَلِكِ النَّاسِ ۝ إِلَهِ النَّاسِ ۝ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ۝ الَّذِي يُوَسْوِسُ فِي صُدُورِ النَّاسِ ۝ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝

ایک بار

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝ مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ ۝ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ۝ اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۝ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ۝

ایک بار

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
الْم ۝ ذَلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ ۝ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ ۝ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ ۝ وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۝ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ ۝ أُولَٰئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ ۝ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝

پڑھنے کے بعد یہ پانچ آیات پڑھیے:

﴿۱﴾ وَاللَّهُمَّ اللَّهُ وَاحِدٌ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ ﴿۳۷﴾ (پ البقرة: ۱۶۳)

﴿۲﴾ إِنَّ رَحْمَتَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ ﴿۵۱﴾ (پ الاعراف: ۵۶)

﴿۳﴾ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ ﴿۲۱﴾ (پ الانبياء: ۱۰۷)

﴿۴﴾ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ۗ وَكَانَ اللَّهُ

بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ﴿۲۲﴾ (پ الاحزاب: ۴۰)

﴿۵﴾ إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ ۗ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ﴿۵۷﴾

(پ ۲۲ الاحزاب: ۵۶)

اب دُرُود شریف پڑھئے:

اس کے بعد پڑھئے:

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ ﴿۱۷۹﴾ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ ﴿۱۸۰﴾ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿۱۸۱﴾

اب ہاتھ اٹھا کر فاتحہ پڑھانے والا بلند آواز سے ”الفاتحہ“ کہے۔ سب لوگ آہستہ سے سورہ فاتحہ پڑھیں۔ اب فاتحہ پڑھانے والا اس طرح اعلان کرے: ”آپ نے جو کچھ پڑھا ہے اُس کا ثواب مجھے دیدیتے“۔ تمام حاضرین کہہ دیں: ”آپ کو دیا۔“ اب فاتحہ پڑھانے والا ایصالِ ثواب کر دے۔

### ایصالِ ثواب کیلئے دعا کا طریقہ

یا اللہ عَزَّوَجَلَّ جو کچھ پڑھا گیا (اگر کھانا وغیرہ ہے تو اس طرح سے بھی کہئے) اور جو کچھ کھانا وغیرہ پیش کیا گیا ہے بلکہ آج تک جو کچھ ٹوٹا پھوٹا عمل ہو سکا ہے اس کا ثواب ہمارے ناقص عمل کے لائق نہیں بلکہ اپنے کرم کے شایانِ شان مرحمت فرما۔ اور اس ہماری جانب سے اپنے پیارے محبوب، دانائے غُیُوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں نذر پہنچا۔ سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے تَوَسُّط سے تمام انبیائے کرام عَلَیْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ تمام صحابہ کرام عَلَیْهِمُ الرِّضْوَانُ تمام اولیائے عظام رَحِمَهُمُ اللَّهُ السَّلَام کی جناب میں نذر پہنچا۔ سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے تَوَسُّط سے سَیِّدِنا آدَم صَفِيُّ اللَّهِ عَلِي نَبِيْنَا وَعَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام سے لیکر اب تک جتنے انسان و جنات مسلمان ہوئے یا قیامت تک ہوں گے سب کو پہنچا۔ اس دوران جن جن بزرگوں کو حُصُوصاً ایصالِ ثواب کرنا ہے ان کا نام بھی لیتے جائیے۔ اپنے ماں باپ اور دیگر رشتے داروں اور اپنے پیرو مرشد کو بھی ایصالِ ثواب کیجئے۔ (نوٹ: ہڈگان میں سے جن جن کا نام لیتے ہیں ان کو خوشی حاصل ہوتی ہے) اب حسب معمول دعا ختم کر دیتے۔ (اگر تھوڑا تھوڑا کھانا اور پانی نکالا تھا تو وہ کھانوں اور پانی میں واپس ڈال دیتے)

ثواب اعمال کا میرے تو پہنچا ساری اُمت کو

مجھے بھی بخش یا رب بخش اُن کی پیاری اُمت کو

صَلُّوا عَلَيَّ الْحَبِيبِ ! صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّد

## قرآن پاک تجوید کے ساتھ پڑھنے کی اہمیت

قرآن پاک کو تجوید یعنی حروف کو ان کے مخارج اور صفات کے ساتھ پڑھنا فرض ہے۔ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت، مجدد دین و ملت، پروانہ شمع رسالت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْهِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰن ”فتاویٰ رضویہ“ میں ارشاد فرماتے ہیں: ”اتنی تجوید (سیکنا) کہ ہر حرف دوسرے حرف سے صحیح ممتاز ہو فرض عین ہے اور بغیر اس کے نماز قطعاً باطل ہے۔“ (فتاویٰ رضویہ، ج ۳، ص ۲۵۳، رضا فاؤنڈیشن) صدر الشریعہ، بدر الطریقہ، مولانا مفتی محمد امجد علی عظیمی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْعَظِیْمِ ”بہار شریعت“ میں فرماتے ہیں: ”ایسا پڑھے کہ سمجھ میں آسکے یعنی کم سے کم ”مذ“ کا جو درجہ قاریوں نے رکھا ہے اس کو ادا کرے ورنہ حرام ہے اس لیے کہ ترتیل سے قرآن پڑھنے کا حکم ہے، آج کل کے اکثر حفاظ اس طرح پڑھتے ہیں کہ ”مذ“ کا ادا ہونا تو بڑی بات ہے ”یَعْلَمُونَ نَعْلَمُونَ“ کے سوا کسی لفظ کا پتہ بھی نہیں چلتا نہ تصحیح حروف ہوتی، بلکہ جلدی میں لفظ کے لفظ کھا جاتے ہیں اور اس پر تقاضا ہوتا ہے کہ فلاں اس قدر جلد پڑھتا ہے حالانکہ اس طرح قرآن مجید پڑھنا حرام و سخت حرام ہے۔ (بہار شریعت، حصہ سوم، ج ۱، ص ۵۴، مکتبہ المدینہ) مزید صفحہ ۵۷۰ پر فرماتے ہیں: ”جس سے حروف صحیح ادا نہیں ہوتے (اس کے لیے تھوڑی دیر مشق کر لینا کافی نہیں بلکہ) اس پر واجب ہے کہ تصحیح حروف میں رات دن پوری کوشش کرے اور اگر صحیح خواں (درست پڑھنے والے) کی اقتدا کر سکتا ہو تو جہاں تک ممکن ہو اس کی اقتدا کرے یا وہ آیتیں پڑھے جس کے حروف صحیح ادا کر سکتا ہو اور یہ دونوں صورتیں ناممکن ہوں تو زمانہ کوشش میں اس کی اپنی نماز ہو جائے گی، آج کل عام لوگ اس میں مبتلا ہیں کہ غلط پڑھتے ہیں اور کوشش نہیں کرتے ان کی نمازیں باطل ہیں۔“

**تجوید کا بنیادی اصول** یہ ہے کہ ہر حرف کی ادائیگی دوسرے حرف سے ممتاز ہو بالخصوص ایسے حروف جن کی آوازیں آپس میں ملتی جلتی ہیں۔ صدر الشریعہ، بدر الطریقہ مولانا امجد علی عظیمی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْعَظِیْمِ فرماتے ہیں: ”ط، ت، س، ث، ذ، ظ، ام، ع، ح، ض، طو، ان حروف میں صحیح طور پر امتیاز رکھیں ورنہ معنی فاسد ہونے کی صورت میں نماز نہ ہوگی اور بعض تو ”ش، س، ز، ج، ق، ک“ میں بھی فرق نہیں کرتے۔“ (بہار شریعت، حصہ سوم، ج ۱، ص ۵۷۰، مکتبہ المدینہ) ایسے (ملتی جلتی آوازوں والے) حروف کی ادائیگی میں امتیاز نہ ہونے کی صورت میں، معنی میں تبدیلی سے متعلق قرآن پاک سے چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

## ”ط“ اور ”ت“ کی مثال (طین اور تین)

حَاقَلْتَنِي مِنْ نَّاسٍ وَّ حَاقَلْتَنِي مِنْ طِينٍ ① (پ ۸، الاعراف: ۱۲) ترجمہ کنز الایمان: تو نے مجھے آگ سے بنایا اور اسے مٹی سے بنایا

وَالطِّينِ وَالرَّيْنُونِ ② (پ ۳۰، التین: ۱) ترجمہ کنز الایمان: انجیر کی قسم اور زیتون

طین کے معنی: مٹی اور تین کے معنی: انجیر۔ اگر پہلی آیت میں طین کی جگہ تین پڑھا جائے تو معنی ہوں گے: تو نے مجھے آگ سے بنایا اور اسے انجیر سے بنایا۔ اسی طرح تمام مثالوں میں ایسے الفاظ کے ساتھ ان کے معنی بھی لکھ دیئے گئے ہیں تاکہ اندازہ ہو جائے کہ ایک حرف کی آواز کے بجائے دوسرے حرف کی آواز نکلے تو کس قدر معنوی فساد لازم آتا ہے۔

## ”ث“ اور ”س“ کی مثال (ثبات اور سبات)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَحَدُكُمْ فَإِنَّفِرُوا أَثْبَاتًا وَأَافِرُوا ③ (پ ۵، النساء: ۱) ترجمہ کنز الایمان: اے ایمان والو ہوشیاری سے کام لو پھر دشمن کی طرف تھوڑے تھوڑے ہو کر نکلو یا اکٹھے چلو

وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ اللَّيْلَ لِبَاسًا وَالنَّوْمَ سُبَاتًا وَجَعَلَ النَّهَارَ نُشُورًا ④ (پ ۱۹، الفرقان: ۴) ترجمہ کنز الایمان: اور وہی ہے جس نے رات کو تمہارے لئے پردہ کیا اور نیند کو آرام اور دن بنایا اٹھنے کے لیے

ثبات کے معنی: تھوڑے تھوڑے اور سبات کے معنی: آرام۔

## ”ص“ اور ”س“ کی مثال (صدید اور سدید)



ترجمہ کنز الایمان: جنم اس کے پیچھے لگی اور اسے پیپ کا پانی پلایا جائے گا

قِنْ وَرَأَيْهِ جَهَنَّمَ وَيُسْقَى مِنْ مَّاءٍ صَدِيدٍ ﴿١٣﴾  
(پ ۱۳، ابرہیم: ۱۶)

ترجمہ کنز الایمان: تو چاہیے کہ اللہ سے ڈریں اور سیدھی بات کریں

فَلْيَتَّقُوا اللَّهَ وَيُقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ﴿١٤﴾  
(پ ۱۴، النساء: ۹)  
صَدِيدٌ کے معنی: پیپ اور سَدِيدٌ کے معنی: سیدھا

”ح“ اور ”ہ“ کی مثال (مَحْجُورٌ اور مَهْجُورٌ)

ترجمہ کنز الایمان: اور ان کے بیچ میں پردہ رکھا اور روکی ہوئی آڑ

وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَحِجْرًا مَّحْجُورًا ﴿١٥﴾  
(پ ۱۵، الفرقان: ۵۳)

ترجمہ کنز الایمان: اور رسول نے عرض کی کہ اے میرے رب میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑنے کے قابل ٹھہرا لیا

وَقَالَ الرَّسُولُ يَا رَبِّ إِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا هَذَا الْقُرْآنَ مَهْجُورًا ﴿١٦﴾  
(پ ۱۶، الفرقان: ۳۰)

مَحْجُورٌ کے معنی: رکھا ہوا اور مَهْجُورٌ کے معنی: چھوڑا ہوا

”د“ اور ”ض“ کی مثال (ذَلٌّ اور ضَلٌّ)

ترجمہ کنز الایمان: پھر جب ہم نے اس پر موت کا حکم بھیجا جنوں کو اس کی موت نہ بتائی مگر زمین کی دیمک نے

فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهِمْ عَلَى مَوْتِهِ إِلَّا دَابَّةٌ الْأَرْضِ  
(پ ۲۲، سبأ: ۱۴)

ترجمہ کنز الایمان: تمہارے صاحب نہ بھکے نہ بے راہ چلے

مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَى ﴿٢٤﴾  
(پ ۲۴، النجم: ۲)  
ذَلٌّ کے معنی: بتایا اور ضَلٌّ کے معنی: بہکا

”ذ“ اور ”ز“ کی مثال (ذُرْعٌ اور زُرْعٌ)

ترجمہ کنز الایمان: پھر ایسی زنجیر میں جس کا ناپ ستر ہاتھ ہے اسے پروو

ثُمَّ فِي سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُونَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوا فِيهَا ﴿٣٢﴾  
(پ ۳۲، الحاقة: ۳۲)

ترجمہ کنز الایمان: پھر اس سے کھیتی نکالتا ہے کئی رنگت کی

ثُمَّ يُخْرِجُ بِهَا زُرْعًا مَخْتَلِفًا أَلْوَانُهُ  
(پ ۲۳، الزمر: ۲۱)  
ذُرْعٌ کے معنی: ناپ اور زُرْعٌ کے معنی: کھیتی

”ذ“ اور ”ظ“ کی مثال (ذَلَّلٌ اور ظَلَّلٌ)

ترجمہ کنز الایمان: اور انہیں ان کے لیے نرم کر دیا تو کسی پر سوار ہوتے اور کسی کو کھاتے ہیں

وَذَلَّلْنَاهُمْ فِيمَا هَرَسُوا كُوَيْبُهُمْ وَمِنْهَا يَأْكُلُونَ ﴿٤٢﴾  
(پ ۴۲، یس: ۴۲)

ترجمہ کنز الایمان: اور ہم نے ابر کو تمہارا سائبان کیا اور تم پر من اور سلوئی اتارا

وَوَضَعْنَا عَنَابَكُمْ أَعْنَابًا وَأَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّانَ وَالسَّلْوٰى ط  
(پ ۱، البقرة: ۵۷)

ذَلَّلٌ کے معنی: نرم کیا اور ظَلَّلٌ کے معنی: سائبان کیا

”ق“ اور ”ک“ کی مثال (قَلْبٌ اور كَلْبٌ)

ترجمہ کنز الایمان: مگر وہ جو اللہ کے حضور حاضر ہوا سلامت دل لے کر

إِلَّا مَنْ آتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ ﴿٨٩﴾  
(پ ۸۹، الشعراء: ۸۹)

ترجمہ کنز الایمان: تو اس کا حال کتے کی طرح ہے تو اس پر حملہ

فَسَأَلُهُ كَلْبًا كَلْبًا ۚ إِنَّ تَحْوِيلَ عَلَيْهِ يَلْهَثُ أَوْ تَشْرُكُهُ يَلْهَثُ ط  
(پ ۹، الاعراف: ۱۷۶)

کرے تو زبان نکالے اور چھوڑ دے تو زبان نکالے

قَلْبٌ كَمَا مَعْنَى: دل اور كَلْبٌ كَمَا مَعْنَى: کتا

”ء“ اور ”ع“ کی مثال (الَيْمُّمُ اور عَلِيْمُ)

وَإِنَّ الظَّالِمِينَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٢٥﴾ (پ ۲۵، الشوری: ۲۱) ترجمہ کنز الایمان: اور بیشک ظالموں کے لیے دردناک عذاب ہے

وَاللَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿٢٦﴾ (پ ۶، المائدة: ۷۲) ترجمہ کنز الایمان: اور اللہ ہی سنتا جانتا ہے

الَيْمُّمُ كَمَا مَعْنَى: دردناک اور عَلِيْمُ كَمَا مَعْنَى: جاننے والا

شیخ طریقت، امیر اہل سنت، بانی دعوت اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُهُمُ الْعَالِيَةِ اپنی مایہ ناز تصنیف ”نماز کے احکام“ میں فرماتے ہیں: واقعی وہ مسلمان بڑا بد نصیب ہے جو رُست قرآن شریف پڑھنا نہیں سیکھتا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ تَبْلِغِ قُرْآنِ وِسْمَتِ کِی عالمگیر غیر سیاسی تحریک ”دعوت اسلامی“ کے بے شمار مداریں، نام ”مَدْرَسَةُ الْمَدِيْنَةِ“ قائم ہیں ان میں مَدَنی مَنُوں اور مَدَنی مَنُوں کو قرآن پاک حفظ و ناظرہ کی مفت تعلیم دی جاتی ہے نیز بالغان کو عموماً بعد نماز عشاء، حُرُوفِ کِی صَحیح ادا یِگی کیساتھ ساتھ سَنُوں کِی تَرْبِیَّتِ دِی جاتی ہے۔ کاش! تَعْلِیْمِ قُرْآنِ کِی گھر گھر دھوم پڑ جائے۔ کاش! ہر وہ اسلامی بھائی جو صحیح قرآن شریف پڑھنا جانتا ہے وہ دوسرے اسلامی بھائی کو سکھانا شروع کر دے۔ اسلامی بہنیں بھی یہی کریں یعنی جو رُست پڑھنا جانتی ہیں وہ دوسری اسلامی بہنوں کو پڑھائیں اور نہ جاننے والیاں ان سے سیکھیں اِنِّ شَاءَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ پھر تو ہر طرف تَعْلِیْمِ قُرْآنِ کِی بہار آ جائے گی اور سیکھے سکھانے والوں کیلئے اِنِّ شَاءَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ ثَوَابِ کَانَ بَارِکٌ جَائے گا۔

یہی ہے آرزو تَعْلِیْمِ قُرْآنِ عَامِ ہو جائے

تلاوت شوق سے کرنا ہمارا کام ہو جائے (نماز کے احکام ص ۲۱۱، مکتبۃ المدینہ)

### ضروری ہدایات

قرآن پاک کی تلاوت کرتے وقت جہاں بعض جگہوں پر حروف کی تبدیلی سے معنی میں تبدیلی واقع ہو جاتی ہے یونہی زبر، زیر اور پیش کی تبدیلی بھی معنی بدل جانے کا باعث ہوتی ہے، جس میں بعض اوقات نوبت کفر تک بھی پہنچ جاتی ہے۔ ذیل میں چند مثالیں ذکر کی جا رہی ہیں انہیں پڑھ کر آپ کو اندازہ ہوگا کہ ذرا سی غلطی سے معنی کس حد تک بدل جاتا ہے۔

نمبر شمار	مقام	صحیح	صحیح ترجمہ	غلط	غلط ترجمہ
1	پارہ 1، سورة الفاتحة، آیت 6	أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ	جن پر تو نے احسان کیا	أَنْعَمْتُ عَلَيْهِمْ	جن پر میں نے احسان کیا
2	پارہ 1، سورة البقرة، آیت 124	وَإِذْ ابْتَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ	اور جب ابراہیم کو اس کے رب نے کچھ باتوں سے آزمایا	وَإِذْ ابْتَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ رَبَّهُ	اور جب ابراہیم نے اپنے رب کو کچھ باتوں سے آزمایا
3	پارہ 2، سورة البقرة، آیت 251	قَتَلَ دَاوُدَ جَالُوتَ	قتل کیا داود نے جالوت کو	قَتَلَ دَاوُدَ جَالُوتَ	قتل کیا جالوت نے داود کو
4	پارہ 16، سورة طه، آیت 121	وَعَصَىٰ آدَمُ رَبَّهُ	اور آدم سے اپنے رب کے حکم میں غرض واقع ہوئی	وَعَصَىٰ آدَمَ رَبَّهُ	اور آدم کے رب سے آدم کے حکم میں غرض واقع ہوئی

مجلس المدینة العلمیة (دعوت اسلامی)

## عرض ناشر

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ تَبْلِيغِ قُرْآنِ وَسَنَّتِ كِي عَالَمِ كِي غَيْرِ سِيَّاسِي تَحْرِيكِ ”دَعْوَتِ اِسْلَامِي“ كِي اِسْتَعْنِي اِدَارِي ”مَكْتَبَةُ الْمَدِينَةِ“ كَا اَعْزَازِ اَجْرَ سِي تَقْرِيْبًا 25 سَالِ قَبْلِ ۱۴۰۶ هـ بِمُطَابِقِ 1986ء ميں شَيْخِ طَرِيْقَتِ اَمِيْرِ اِهْلِسُنْتِ بَانِي دَعْوَتِ اِسْلَامِي حَضْرَتِ عَلَامَةِ مَوْلَانَا اَبُو بَلَالِ مُحَمَّدِ اَلْيَاسِ عَطَارِ قَادِرِي رَضْوِي ضِيَانِي دَامَتِ بَرَكَاتُھِمُ الْعَالِيَةِ نِي بِيَانَاتِ كِي آڈِيو كِي سِيٹِيں جَارِي كَرْنِي سِي فَرْمَايَا۔ اَعْدِ ميں ”مَكْتَبَةُ الْمَدِينَةِ“ كِي مَزِيْدِ شَعْبِي بِي تَقَامُّ هُوِي اور سُنْتُوں بھَرِي بِيَانَاتِ وَ مَدَنِي نَدَا كِرَاتِ كِي لَآكھُوں كِي سِيٹِيں، سِي ڈِيْزِ اَوْرُوِي سِي ڈِيْزِ دُنْيَا بھَرِي ميں پِيئِنِي كِي سَاتھِ سَاتھِ فَنَقِ وَ حَدِيْثِ، تَصَوْفِ وَ حِكَايَاتِ پَرِ مُشْتَمَلِ اَمِيْرِ اِهْلِسُنْتِ دَامَتِ بَرَكَاتُھِمُ الْعَالِيَةِ اَوْرِ دِيْگَرِ عَلَمَانِي كِرَامِ دَامَتِ فَيَوْضُھِمُ كِي سِيكِنُكُرُوں كِتَابِيں بِشْمُولِ رَسَائِلِ زِيُوْرَطِجِ سِي اَرَا سَتِهْ هُو كِر لَآكھُوں كِي تَعْدَادِ ميں عَوَامِ كِي هَاتھُوں ميں پِيئِنِي كِر سُنْتُوں كِي پھُولِ كھَلَا رَهِي هِيں۔ اَبِ ”مَكْتَبَةُ الْمَدِينَةِ“ قُرْآنِ مَجِيْدِ كِي طَبَاعَتِ كِي اَعْدِ ”كَنْزِ الْاِيْمَانِ مَعَ خَزَائِنِ الْعِرْفَانِ“ كِي سَعَادَتِ بِي حَاصِلِ كِر رَهَا سِي يَقِيْنًا قُرْآنِ پَاكِ چھاپِنِي كَا كَامِ بِي اَحْتِيَاظِ طَلَبِ اَوْرِ مُشْكَلِ هِي مَكْرَمِيْرِ اِهْلِسُنْتِ دَامَتِ بَرَكَاتُھِمُ الْعَالِيَةِ كِي خَوَاشِ پَرِ مَجْلِسِ ”مَكْتَبَةُ الْمَدِينَةِ“ نِي اِسِ اِهْمِ ذِمْمِ دَارِي كُو قَبُولِ كِيَا۔

## قرآن پاک چھاپنے کے مدنی پھول

جَبِ صَدْرُ الشَّرِيْعِ بَدْرُ الطَّرِيْقَةِ مَوْلَانَا مُفْتِي مُحَمَّدِ مَجْدِي عَلِيٍّ عَظِيْمِي عَلِيْھِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْغَنِي نِي تَرْجَمَةِ قُرْآنِ پَاكِ كِي لِيْ اَعْلِي حَضْرَتِ مَجْدِدِ دِيْنِ وَ مِلْتِ مَوْلَانَا شَاھِ اِمَامِ اَحْمَدِ رَضَا خَانِ عَلِيْھِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰنِ كِي بَارِگَہِ عَظْمَتِ ميں دَرِخَوَاسْتِ پِيشِ كِي تُو اَبِ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰي عَلِيْھِ نِي قُرْآنِ پَاكِ چھاپِنِي كِي حَوَالِي سِي مَدَنِي پھُولِ عَطَا كِرْتِي هُوِي اَرشَادِ فَرْمَايَا: ”يِهْ تُو بِي اَحْتِيَاظِ ضروري هِي مَكْرَ چھپِنِي كِي كِيَا صَوْرَتِ هُو كِي؟ اِسِ كِي طَبَاعَتِ كَا كُونِ اِهْتِمَامِ كِرِي كَا؟ ﴿۱﴾ باؤ ضُو كَا پِيُوں كُو لَكھْنَا، ﴿۲﴾ باؤ ضُو كَا پِيُوں اَوْرِ حَرُوْنُوں كِي تَفْصِيحِ كِرْنَا اَوْرِ ﴿۳﴾ تَفْصِيحِ بِي اِيْسِي هُو كِي اَعْرَابِ نَقَطِي يَا اَعْلَامَتُوں كِي بِي غَلَطِي نِدْرِهْ جَاِي پھر يِهْ سَبِ چِيْزِيں هُو جَانِي كِي اَعْدِ سَبِ سِي بُرُوِي مُشْكَلِ تُو يِهْ هِي كِي ﴿۴﴾ پَرِ لِيْسِ مِيْنِ هَمْدِ وَ قَوْتِ بَا وَ ضَوْرِ هِي، ﴿۵﴾ بَغِيْرِ وَضُوْنِ پَتھرِ كُو چھُوِي اَوْرِ نِهْ كَاٹِي، ﴿۶﴾ پَتھرِ كَاٹِنِي ميں بِي اَحْتِيَاظِ كِي جَاِي اَوْرِ ﴿۸﴾ چھپِنِي ميں جُو جُوڑِيَاں نَلْگِي هِيں اَنكُو بِي اَحْتِيَاظِ سِي رَكھَا جَاِي۔ (تَذَكْرَةُ صَدْرِ الشَّرِيْعِ ص ۷ مطبوعہ مکتبہ المدینہ)

بِيٹھِي بِيٹھِي اِسْلَامِي بھَايُو اَوْرِ بھَنُو.....! اَكْرَ چَرْنِي زَمَانِهْ چھپَايِي كِي لِيْنِي جَدِيْدَتَرِيْنِ مَشِيْنِيں آچِكِي هِيں، پھر بِي هَم نِي اَعْلِي حَضْرَتِ عَلِيْھِ رَحْمَةُ رَبِّ الْعَزْتِ كِي عَطَا كِرْدِهْ اِنِ مَدَنِي پھُولُوں پَرِ عَمَلِ كِرْنِي كِي حَتِي الْمَقْدُوْرِ كُو شَشِ كِي هِي۔

## مدنی التجاء:

هَمَارِي هَرِ مَمْكَنِهْ كُو شَشِ رَهِي هِي كِي ”كَنْزِ الْاِيْمَانِ مَعَ خَزَائِنِ الْعِرْفَانِ“ كِي اِسِ نَسْخِي ميں كِتَابَتِ وَ غَيْرِهْ ميں كِي قَسْمِ كِي كُوِي غَلَطِي نِدْرِهْ جَاِي پھر بِي بَتَقَاضَاِي بَشْرِيْتِ خَطَا هُو نَا خَارِجِ اَزِ مَمْكَانِ نِيْھِيں، لِهَذَا اَكْرَ كُوِي اِسْلَامِي بھَايِي اِسِ ميں كِي بِي قَسْمِ كِي كِيْسِي هِي غَلَطِي پَاِي تُو پِيْلِي فُرْصَتِ ميں ”مَكْتَبَةُ الْمَدِينَةِ“ پَرِ رَابَطِهْ كِر كِي تَحْرِيْرِ اِمْطَعِ فَرْمَا دِي۔

مجلس مکتبہ المدینہ (دعوت اسلامی)





### مکتبۃ المدینہ کی شاخیں

- کراچی: شہید سید کھارادر۔ فون: 021-32203311
- لاہور: داتا دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ۔ فون: 042-37311679
- سردار آباد (فیصل آباد): امین پور بازار۔ فون: 041-2632625
- کشمیر: چوک شہیداں میرپور۔ فون: 058274-37212
- حیدرآباد: فیضان مدینہ آقصدی ٹاؤن۔ فون: 022-2620122
- ملتان: نزد پتیل والی سہرا اندرون بوائز گیت۔ فون: 061-4511192
- اوکاڑہ: کالج روڈ ہائٹل نوشہہ سہرزد تحصیل کولس ہال فون: 044-2550767
- راولپنڈی: فضل داؤد پلازہ کھلی چوک، اقبال روڈ۔ فون: 051-5553765
- پشاور: فیضان مدینہ گلبرگ نمبر 19 انور سٹریٹ، صدر۔
- خان پور: ڈرائی چوک شہر کنارہ۔ فون: 068-5571686
- نواب شاہ: چکرا بازار، نزد MCB۔ فون: 0244-4362145
- سکسر: فیضان مدینہ بیراج روڈ۔ فون: 071-5619195
- گوجرانوالہ: فیضان مدینہ شیخوپورہ سوسائٹی، گوجرانوالہ۔ فون: 055-4225653
- گھڑا طیب (سرگودھا) نیپا مارکیٹ، ہائٹل جامع مسجد سیدہ عائشہ۔ فون: 048-6007128

فیضانِ مدینہ، محلہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، باب المدینہ (کراچی)

فون: 021-34921389-93 Ext: 1284

Web: [www.dawateislami.net](http://www.dawateislami.net) / Email: [ilmia@dawateislami.net](mailto:ilmia@dawateislami.net)



مکتبۃ المدینہ  
(دعوتِ اسلامی)